

کتابت و کتب خانہ کی کتابت سے کا تہ :۔ امامیہ کتب خانہ :۔ مغل حویلی حلقہ نمبر ۱۱ :۔ اندرون مغل حویلی حلقہ نمبر ۱۱ :۔ لاہور

ہَذَا الْقُرْآنُ يَبْقَى فِي الْأَمْتِينَ رَسُولَاتِهِمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ
اُردو ترجمہ
حیاتِ القبر

جلد دوم
مؤلفہ علامہ مجلسی علیہ الرحمۃ
ترجمہ مولوی یزدبشارت حسین در سبب کامل مزار پوری
کتابت و کتب خانہ کی کتابت سے کا تہ :۔ امامیہ کتب خانہ :۔ مغل حویلی حلقہ نمبر ۱۱ :۔ اندرون مغل حویلی حلقہ نمبر ۱۱ :۔ لاہور

مَعَالِیْ نَبِیِّ بَعَثَ فِیْهَا رُسُلًا مِنْهُمْ یَتْلُوا عَلَیْهِمْ آیَاتِهِ وَیُزَكِّیْهِمْ

اردو ترجمہ

حیات القلوب جلد دوم

مؤلفہ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ

مترجمہ مولوی سید شہادت حسین صاحب کمال مرزا پوری

جس میں

پیغمبر آخر الزماں کے تمام وکمال حالات؛ خلقت اور ولادت؛ معجزات
الہی و مملوئی لغزوات و سلاطین معراج؛ مباہلہ؛ علمائے عجمان کا آپس
میں مناظرہ؛ بادشاہان وقت کو دعوت اسلام؛ نیز دیگر واقعات تا
وفات آنحضرت و فضائل و مناقب اہلبیت علیہم السلام نہایت
تفصیل سے درج ہیں

ناشر

امامیہ کتب خانہ

منزل حویلی - اندرون موچیدروازہ - حلقہ ۷۲، لاہور

قرآن مجید مترجم مولانا حکیم حافظ فرمان علی صاحب قبلہ

ہم نے افادہ مومنین کے لئے نہایت کثیر صرف کیے اس قرآن مجید کو شایان شان طباعت کے ساتھ شائع کیا ہے جو کہ عربی
 نایاب تھا۔ قرآن مجید کی اشاعت محدود تھو تو اس کی کئی ہے اس لئے خود قندیل علم حضرت جلد ہی ہم سے طلب فرما
 اتنی جلی قلم کا قرآن مجید جسک پاکستان میں شائع نہیں ہوا۔ یہ پہلی بار جلی قلم کا شائع ہوا ہے۔ سائز ۷ x ۱۰ کاغذ
 کتابت عمدہ طباعت اعلیٰ ٹائپنگ نہایت ہی خوبصورت سات رنگ میں جلد مضبوط خوبصورت ڈائیز اور ہدیہ
 قسم اول سفید کاغذ جلد و لائٹی

البلاغ المبین حصہ اول

مصنف آغا محمد سلطان مرزا ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ ڈسٹرکٹ سیشن جج رٹائرڈ ڈبیل حق کے لئے یہ اطلاع باعث مسرت
 ہوگی کہ کتاب البلاغ المبین حصہ اول انڈیشن چہارم بہ مؤلف مدد حق کی نظر ثانی اور مفید اضافہ جات کے طبع ہو
 گئی ہے۔ کئی جگہ سے تقریباً ۱۵ سرفروشی گئی ہے چنانچہ باب ششم کا بہت بڑا حشر از میر نو لکھا گیا ہے۔ چونکہ اس طویل
 حصہ میں تمام قوم اس کتاب سے بہت اچھی طرح واقف ہو گئی ہے لہذا مزید تفصیل بے فائدہ ہے۔ کتاب کے حجم
 اور کاغذ کی گرائی کو دیکھتے ہوئے اس کی بہت کم جلدیں طبع ہوئی ہیں لہذا اگر فوٹا ہی آرڈر دیا نہ کیا گیا تو پھر
 انتظار کی مدت بہت طویل ہو جائے گی۔ کھالی چھپائی کاغذ عمدہ۔ قیمت سفید کاغذ والی جلد

امیر مختار

مصنفہ و مترجمہ سید بشارت حسین صاحبہ کامل مرزا پوری۔ اس میں ناقص شہدائے کربلا کے سلسلہ میں
 حضرت مختار کے پر جوش ایمانی کارنامے اور ان کے متعلق متضاد خبروں پر تبصروں حضرت ابراہیم بن مالک اشتر
 اعترافات و الزامات کی بدلائل عقلیہ و نقلیہ با حسن و جود تردید۔ جلدت نہایت سادہ و دلکش کہ بچوں کو بھی
 سمجھنے میں کوئی دشواری و وقت نہیں ہو سکتی۔ کتابت و طباعت عمدہ۔ قیمت جلد
 ملنے کا پتہ

امامیہ کتب خانہ مغل جوہی۔ پوچھید و ازہ حلقہ ۲ لاہور

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَالسَّلَامُ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَى وَمِنْ تَبَعِ الْهَدْيِ

پیش لفظ!

خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے اس بے بضاعت کو اس کتب حیات القلوب جلد دوم مؤلفہ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کے اردو ترجمہ کی توفیق عطا فرمائی اور اس دینی خدمت کی تکمیل کا شرف بخشنا جو جلد اول کتاب ہذا کے ترجمہ سے فارغ ہونے کے بعد تھوڑا تھوڑا کر کے ۶ جمادی الثانی ۱۳۸۲ھ مطابق ۲۲ ستمبر ۱۹۶۶ء بروز جمعہ کو مکمل ہو گیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اس جلیل القدر اور کثیر الفوائد کتاب میں جناب سرور کائنات خیر آدم و بنی آدم باعیت خلقت عالم پیغمبر آخر الزمان حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات مقدسہ کے تمام و کمال حالات درج ہیں۔ ابتداء خلقت نور اور آپ کی ولادت باسعادت سے وفات حسرت آیات تک کے واقعات نہایت شرح و بسط کے ساتھ جمع کئے گئے ہیں۔ یعنی آپ کے اور آپ کے اطہار علیہم السلام کے نور کی خلقت؛ آپ کا نسب؛ آپ کے آب و اجداد میں جناب ہاشم سے جناب ابوطالب تک کے حالات اور ان حضرات کی زندگی کے اہم واقعات؛ آنحضرت کے متعلق پیشین گوئیاں؛ آپ کی ولادت؛ رضاعت؛ جناب ابوطالب کی آپ سے محبت اور جان سپارنا نہایت؛ آنحضرت کے اخلاقی حسنہ اور فضائل حمیدہ؛ حضرت کے معجزات بالتفصیل یعنی جمادات و نباتات و حیوانات و اجرام و سماوی وغیرہ وغیرہ بے متعلق معجزات؛ غزوات؛ معراج اور مباہلہ کے مکمل حالات؛ اصحاب اور ائمتہ کے فضائل؛ آپ کی تبلیغ؛ اسلام کی تحریک؛ آپ کے خاص خاص اصحاب یعنی جناب سلمان و ابوذر و مقداد و عمار و غیر ہم رضوان اللہ علیہم کے حالات؛ ان حضرات کی دینداری اور حمایت اطہار علیہم السلام؛ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کی روئیداد نہایت شرح و تفصیل کے ساتھ مسطور و مرقوم ہیں۔

یہ کتاب صحیح اسلامی تکمیل و قبیلین کا دفتر ہے جو نہ صرف عام مومنین کی دینی معلومات کی فراہمی ہے بلکہ ان کی تہذیب و اخلاق؛ عادات و اطوار اور اعمال و کردار کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کی ذمہ دار ہے بشرطیکہ خلوص سے عمل کیا جائے۔ یہ کتاب عام و اخص کے لئے خصوصاً صرف مسعود و ان فاکرین کے لئے ایک انمول تحفہ اور معلومات کا بیش بہا خزانہ ہے۔

مجھے اپنی بے بضاعتی اور علمی سرطانیہ کی کمی کا اعتراف ہے۔ میں نے احادیث کا صرف نقلی ترجمہ کر دینے پر اکتفا نہیں کیا ہے بلکہ اپنی اردو زبان میں محاورات کے مطابق مفہوم ادا کرنے کی

کوشش کی ہے۔ ساتھ ہی ساتھ قرآنی آیتوں کا حوالہ بارہ سو دو نمبر آیات کے ساتھ دے دیا ہے جو اصل کتاب میں نہیں ہے۔ تاکہ اگر ناظرین چاہیں تو آسانی سے قرآن مجید میں تلاش کر سکیں۔ برادریان ایمانی سے التماس ہے کہ اگر ترجمہ میں کہیں کوئی خامی یا غلطی ہوگئی ہو تو مؤاخذہ کے بجائے اصلاح کر کے عند اللہ ماحول ہوں۔ نیز کسی ناواقف کو اگر احادیث کے مفہوم و مطالب میں کچھ شک و شبہ یا دوسوہ پیدا ہوا تو اہل علم حضرات سے سمجھنے کی کوشش کرے تاکہ گمراہی کا باعث نہ ہو۔

آخر میں دعا ہے کہ پروردگار عالم میری اس ناچیز دینی خدمت کو شرف قبولیت بخشے اور اس میرے لئے نالود آخرت قرار دے۔ مومنین سے بھی التجا ہے کہ احقر کو دعائے خیر سے محروم نہ رکھیں۔ والسلام۔

احقر العباد

سید بشیر حسین کاکل مرزا پوری ماہر سید
محمد حسین صاحب مرحوم و مظلوم متوطن علی پورہ
سلوات بارہہ، ضلع مظفرنگر ثم مرزا پورہ یو۔ پی۔

۲۸ جمادی الثانی ۱۳۸۶ھ مطابق ۲۴ اکتوبر ۱۹۶۶ء
بروز جمعہ
سلوات کالونی ڈرگ روڈ کراچی ۲۵

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

فہرست مضامین حیات القلوب جلد دوم

صفحہ	مضامین	باب نمبر
۴۱	باب اول۔ حضرت سرور انبیاء کا نسب مبارک اور ان حضرت کے آباء و اجداد کے حالات	۱
۴۱	فصل اول۔ آنحضرت کے نسب کا تذکرہ	
۴۲	دوسری فصل۔ آنحضرت کے نور مبارک کی خلقت کا ذکر	
۴۳	پیدائش نور پنجتن	
۴۴	انوار مقدسہ پنجتن سے خلقت کائنات	
۴۴	محمد و علی کے اسمائے گرامی خدا کے ناموں سے مشتق ہیں	
۴۵	امور خلق کا محمد و آل محمد کے سپرد ہونا	
۴۵	انوار اہلبیت سے شیعان اہلبیت کی خلقت	
۴۶	اہلبیت کی باقی ماندہ طینت سے شیعان آل محمد کی خلقت اور قائم آل محمد کی پیشگوئی	
۴۷	روز اول ہی سے ولایت محمد و آل محمد کی آدم و اولاد آدم سے تاکید	
۴۸	نور سرور کائنات سے تمام پیغمبروں کی خلقت	
۵۳	نور محمدی کا ظاہر دہاک صلبوں سے منتقل ہوتے ہوئے صلب ہاشم میں پہنچنا	
۵۴	جناب ہاشم کی سخاوت اور خصائل پسندیدہ	
۵۵	ہاشمیان دوم و حبش کا اپنی لڑکیوں کی تزویج کی خواہش کرنا	
۵۹	سلی کا عقد جناب ہاشم سے	
۶۱	جناب ہاشم کی وفات اہد آپ کا وصیت نامہ	
۶۲	مدینہ اور مکہ میں جناب ہاشم کا ماتم	
۶۲	جناب شبیر اکبر یعنی عبدالمطلب کی ولادت اہد آپ کی حیرت انگیز فراست وغیرہ	
۶۵	تیسری فصل۔ حضرت رسالت آپ کے آباء کے نظام اہد اجداد کرام کے حالات	
۶۶	آنحضرت کے والدین اہد آباء و اجداد سب کا مسلمان ہونا	
۶۶	جناب عبدالمطلب کے فضائل اور آنحضرت سے والہانہ محبت	
۶۷	جناب رسول خدا اہد امیر المومنین کے والدین پر آتش دوزخ کا حرام ہونا	
۶۸	اپنی وفات کے وقت جناب عبدالمطلب کا آنحضرت کو ابو طالب کے سپرد کرنا	
۶۸	حضرت عبدالمطلب و ابو طالب آمنہ و فاطمہ بنت اسد کی نیابت میں دو رکعت نماز حاجت برکری کا	

صفحہ	مضمون	پریمبر
۶۸	چوتھی فصل - اصحاب خیل کا تذکرہ	
۶۹	اُمرہ کے وہاں میں سفید باجی کا حضرت عبدالمطلب کو سلام کرنا اور آپ کی عظمت کی گواہی دینا	
۷۰	ابابیل کا ابرہہ کی فوج پر حملہ اور اُس کی بربادی	
۷۳	اُمرہ کے وہاں میں حضرت عبدالمطلب کا آنا اور حضرت کے رعب و جلال سے اُس کا مرعوب ہونا	
۷۵	پانچویں فصل - حضرت عبدالمطلب کا چاہ و زمزم کھودنا	
۷۸	جناب عبدالمطلب کی نذر ہونے پر بانی فرزند احمد قرعہ جناب عبد اللہ کے نام نکلنا پھر {	
۸۰	قریش کا جناب عبدالمطلب سے جھگڑنا کہ چاہ و زمزم میں ہمارا بھی حق ہے وغیرہ	
۸۲	پیغمبر آفراترکان کے قہر کی علامت	
۸۳	جناب عبدالمطلب کا اپنے سب لڑکوں کو آراستہ کر کے قربانی کے لئے قرعہ ڈالنا {	
۸۴	اور قرعہ جناب عبد اللہ کے نام نکلنا	
۸۴	جناب عبد اللہ کا آمنہ بنت وہب سے نکاح	
۸۴	یہودیوں کا جناب عبد اللہ کے قتل کے لئے شام سے مکہ آنا	
۹۱	جناب عبد اللہ کے لئے جنگل میں چشمہ بہشت کا ظاہر ہونا اور آپ کا اُس میں سے پانی پینا	
۹۲	جناب عبدالمطلب کا بادشاہ بن سیف بن ذی یمن کے پاس جانا اور اُس کے گھوڑا {	
۹۵	اور ناقہ وغیرہ اُن حضرت کے لئے ہدیہ بھیجنا	
۹۵	حقاب گھوڑا، اشہب بچر اور ناقہ خضبا کے صفات	
۹۵	جناب عبدالمطلب کا حضرت سوروہ کائنات کی حفاظت و اطاعت کے لئے وصیت {	
۹۶	کرنا اور رحلت فرمانا	
۹۶	چھٹی فصل - آنحضرت کی بعثت سے پہلے تمام عرب اور اہل مکہ کے حالات	
۹۶	شہر مکہ اور کعبہ کے خصوصیات	
۹۶	کعبہ پر حملہ کرنے والے پر عذاب الہی	
۹۶	ماں کا مرتبہ - ایک شخص کا ایام جاہلیت میں اپنی جوان لڑکی کو کنوئیں میں ڈالنا اور {	
۹۸	آنحضرت سے اُس کا کفارہ معلوم کرنا	
۹۸	دوسرا باب - اُن بشادوں کا بیان جو انبیاء و اوصیاء وغیرہ نے آنحضرت کی بعثت اور {	۲
۹۸	ولادت کے بارے میں دی ہیں اور بعض مومنوں کے حالات جو زمانہ فطرت میں تھے	
۹۸	آنحضرت کے بارے میں پیشینگوئیاں	
	ایک یہودی کا آنحضرت سے چند سوالات کرنا اور جواب ایک کاغذ سے مطابق کرنا اور {	

- ۹۸ { مشرف باسلام ہونا اور بیان کرنا کہ یہ جواب میں نے توریت سے نقل کیے ہیں
- ۹۹ قبیلہ اوس و خزرج کا مدینہ میں یمن سے آکر آباد ہونا
- ۱۰۰ { شیعہ کا ہزار سال پہلے آنحضرت پر ایمان لانا اور حضرت کے نام ایک خط لکھ کر اپنے وزیر کو دینا
- ۱۰۲ کعب الاحجد کا حال
- ۱۰۲ جناب غنی کو وحی کہ بنی اسرائیل کو تاکید کروں کہ پیغمبر آخر الزمان پر ایمان لائیں
- ۱۰۳ شام کے ایک راہب کی آنحضرت کے مشعل پیشینگوئی
- ۱۰۳ { توریت میں آنحضرت کے اوصاف کا پڑھا جانا۔ ایک بیمار راہب کا ایمان لانا اور اُس کا انتقال۔
- ۱۰۴ جبریل مہم کا ایک دیر میں ایک راہب کے پاس حضرت کی شبیہ دیکھنا
- ۱۰۴ { خدا کا کلام حمیری سے ایک راہب کی ملاقات اور اُس کا آنحضرت کی رحلت کی خبر دینا
- ۱۰۵ کعب بن غالب کی پیشینگوئی
- ۱۰۵ ہر قتل بادشاہ کا ایمان لانا اور قوم کے خوف سے اپنے ایمان کو پوشیدہ کرنا
- ۱۰۶ گزشتہ کتابوں میں آنحضرت کے اوصاف
- ۱۰۶ آنحضرت کے بارے میں انبیائے سابقین کی پیشینگوئیاں
- ۱۰۸ زمانہ سابق کے راہبوں اور علماء کی آنحضرت کے بارے میں پیشینگوئیاں
- ۱۱۰ { امیر المومنین سے جنگ صفین کی دلیلی برائیک دیر سے ایک راہب کا آکر بیعت کرنا اور آپ کے اور دیگر ائمہ کے اوصاف گزشتہ کتابوں سے بیان کرنا
- ۱۱۲ { تیسرا باب حضرت سید البشر کی ولادت باسعادت کی تاریخ اور آپ کے عجیب { معجزات جو اُس وقت ظاہر ہوئے
- ۱۱۳ جناب عبدالمطلب کا خواب اور ایک کاہن کی تعبیر جس میں آنحضرت کی رسالت کی پیشین گوئی ہے
- ۱۱۴ ایمان لانے سے قبل جناب عباس کا خواب اور اُس کی تعبیر میں آنحضرت کی رسالت کی پیشینگوئی
- ۱۱۵ جناب آمنہ کا آنحضرت کے نور کے مشعل بیان
- ۱۱۵ { آنحضرت کی ولادت کے وقت دنیا کے ہر مقام کے جنوں کا سرنگوں ہونا اور دیوانے { سادہ کا خشک ہو جانا وغیرہ
- ۱۱۶ شب ولادت علمائے ہمد کا خواب۔ ساحر کے سحر کا باطل ہونا وغیرہ
- ۱۱۶ آنحضرت کی ولادت سے ابلیس ملعون کا اضطراب
- ۱۱۶ کعب الاحبار سے مملو یہ کا آنحضرت کے اوصاف پڑھنا اُس کا غرائب حالات بیان

صفحہ	مضمون	پہلی
۱۱۸	کرنا اور ملو یہ کا بیج قباب کھا کر کعب کو اپنے پاس سے نکال دینا	
۱۱۸	تیس سال پہلے جناب ابوطالب کا قافلہ بنت اسد کو امیر المومنین کی ولادت کی خوشخبری دینا	
۱۱۹	اسم احمد کے معنی	
۱۱۹	ایک عالم کتاب کی آنحضرتؐ کو دیکھ کر پیشینگوئی	
۱۲۰	آنحضرتؐ کی ولادت کے بعد آپ کے پاس رضوان جنت کا حاضر ہو کر خوشخبری دینا	
۱۲۱	جناب عبدالمطلب کا حیرتناک خواب	
۱۲۲	شب ولادت آنحضرتؐ سے ابلیس کو آسمان پر جانے کی ممانعت	
۱۲۲	شب ولادت ابوان کسری کے چودہ کنگرول کا گرنے کا کسری کے ممالک عرب میں بادلوں کو بھیج کر حقیقت معلوم کرنا	
۱۲۳	عجیب الخلقیت سطح عالم کی پیشینگوئی	
۱۲۴	وقت بشت آنحضرتؐ کسری کا خسر ٹوٹ کر دیارے و جلع میں فرق ہونا	
۱۲۶	حضرتؐ کے ایام حمل میں نو مہینے تک ہر مہینے عجائب کا دنیا والوں پر اظہار	
۱۲۷	وقت ولادت عجیب و غریب واقعات کا ظہور فرشتوں کا آنا اور تمام عالم کا منور ہونا	
۱۲۹	جیب مہرب کا آنحضرتؐ کے بارے میں پیشین گوئی کرنا	
۱۲۹	سواہین قارب عالم کا آنحضرتؐ پر ایمان لانا	
۱۳۰	عجیب الخلقیت سطح کاہن کا قریب ولادت آنحضرتؐ عجیب علامات آسمانی مشاہدہ کرنا	
۱۳۰	سطح کا دوسرے مقامات کے کاموں کو خطاب کر بلانا	
۱۳۱	سطح کا مکہ میں آکر حضرت ابوطالب سے آنحضرتؐ کے اوصاف بیان کرنا	
۱۳۱	سطح کا مجمع عالم میں قریش کی محدثوں کو طلب کرنا اور آمنہ اور قافلہ بنت اسد سے آنحضرتؐ اور امیر المومنین کے فضائل بیان کرنا جسکو سنکر اوہل جہل کا سطح پر حملہ کرنا اور بنی ہاشم کا سطح کی مدد کرنا اور باہمی جنگ	
۱۳۲	آسمان سے ایک سوار کا اختیار لئے آنا اور کافروں کو فاشنا اور ان سب کا یہ پیش ہو جانا	
۱۳۵	نہار یمن کا ہنہ کا دار و مکہ ہونا	
۱۳۵	نہار کا سطح کے اقوال کی تائید کرنا	
۱۳۶	یمن میں حضرت عبداللہ سے نہار کا شادی کرنے کی خواہش کرنا اور آپ کا انکار کرنا	
۱۳۶	نہار کو سطح کا نصیحت کرنا اور جناب آمنہ کو تکلیف پہنچانے سے باز رہنے کی تاکید کرنا	

صفحہ	مضمون	پا نیچر
۱۳۶	زندقہ کی جنب آمنہ کو ہلک کرنے کی کوشش	
۱۳۷	چوتھا باب۔ آنحضرتؐ کے ایام رضاعت اور نشوونما سے لے کر ہجرت کے زمانہ تک کے حالات و معجزات	۴
۱۳۸	جناب ابوطالب کے پستان سے دودھ جاری ہونا اور حضرتؐ کا نوش فرمانا	
۱۳۹	جناب حلیمہؓ کا آنحضرتؐ کو دودھ پلانے کے لئے حاصل کرنا اور حضرتؐ کی برکت سے	
۱۴۰	آپ پر نعمتوں کی فراوانی	
۱۴۱	آنحضرتؐ کے بچپن کے حالات و معجزات	
۱۴۲	نقہ حرام و مشتبہ سے یہودیوں کا آنحضرتؐ کا امتحان کرنا اور باوجود کوشش کے	
۱۴۳	درگھلا سکنا۔	
۱۴۴	جناب آمنہ کا انتقال۔ حضرتؐ کا غمگین ہونا جبکہ آپ چار ماہ کے تھے	
۱۴۵	ایک بھیرے کا حلیمہ کی دو گوسفندیں بچھنے جانا۔ دوسرے روز آنحضرتؐ کا اُن	
۱۴۶	گوسفندوں کو اُس سے واپس لینا	
۱۴۷	دوسری روایت۔ جناب حلیمہ کا مکہ آنا اور آنحضرتؐ کی داگی پر سامور ہونا اور آپ کے	
۱۴۸	غرائب حالات	
۱۴۹	مکہ سے حلیمہ کی واپسی راستہ میں ملا بھول کا حضرتؐ پر حملہ کرنا اور آسمان سے	
۱۵۰	آگ نازل ہو کر ان سب کو جلا ڈالنا	
۱۵۱	حلیمہ کے گوسفندوں پر شیر کا حملہ اور حضرتؐ کا اُس کو ڈانٹنا اور اُس کا بھاگ جانا	
۱۵۲	جناب حلیمہ کا خواب میں آنحضرتؐ کو دو ٹھکڑوں کا لٹا کر دل چاک کرنا وغیرہ دیکھنا اور	
۱۵۳	دل کو دہی واقعہ پیش آنا	
۱۵۴	جناب حلیمہ کا آنحضرتؐ کو لے کر مکہ کی طرف چلنا راستہ میں حضرتؐ کا گم ہونا اور	
۱۵۵	جناب عبدالمطلب کو آگاہ کرنا وغیرہ	
۱۵۶	ایک طبیب راہب کی حضرتؐ کے بارے میں پیشین گوئی	
۱۵۷	جناب حلیمہ کی زبانی آنحضرتؐ کے عجیب و غریب حالات و معجزات	
۱۵۸	حلیمہ کے گھر میں آپ کے معجزات	
۱۵۹	حضرتؐ کی آنکھوں کا آشوب کرنا اور علاج کے لئے ایک راہب طبیب کے پاس جناب	
۱۶۰	عبدالمطلب کے حکم سے ابوطالب کا لے جانا اور راہب کا حضرتؐ کی رسالت کی	
۱۶۱	پیشین گوئی کرنا اور ایمان لانا	
۱۶۲	بجیل راہب کی پیشین گوئی	

صفحہ	مضمون	پایہ
۱۶۴	نسطوراً ماہب کی پیشین گوئی	
۱۶۴	برہایت دیگر بجیل ماہب کی پیشین گوئی	
۱۶۵	آنحضرتؐ کو شام میں دیکھ کر راہبوں کے ایک سب سے بڑے سردار کا آپ کی رسالت کی پیشین گوئی کرنا	
۱۶۶	شام میں دوسرے ماہب کی پیشین گوئی	
۱۶۷	آنحضرتؐ کا حجر اسود اس کے مقام پر نصب کرنا	
۱۶۸	آنحضرتؐ کی عمر کے ہر سال کے اہم واقعات اور جناب سیدہ کی ولادت کا تذکرہ	
۱۶۹	پانچواں باب۔ حضرت خدیجہؓ کے فضائل اور آنحضرتؐ سے آپ کا عقد	۵
۱۷۰	جناب خدیجہؓ کو حیرتلے کا اپنی اور خدا کی جانب سے تحفہ سلام پیش کرنا	
۱۷۱	آنحضرتؐ کا خدیجہؓ کا مال سے کرپھری تجارت شام کی جانب سفر اودھ میں معجزات	
۱۷۲	یسرو غلام خدیجہؓ کا سفر میں آنحضرتؐ کے عجیب و غریب حالات و معجزات سے خدیجہؓ کو آگاہ کرنا	
۱۷۳	جناب ابوطالب کا آنحضرتؐ کے لئے جناب خدیجہؓ کی خواستگاری کرنا اعلان کے عقد پڑھنا	
۱۷۴	برہایت دیگر اہل تجارت کے کہ حضرتؐ کا شام جانا اور راستہ میں ہوجہل دفیو کا	
۱۷۵	حضرتؐ کو اذیت پہنچانے کی کوشش دفیو	
۱۷۶	جناب خدیجہؓ سے آنحضرتؐ کا عقد اور قبل و بعد کے حالات	
۱۷۷	عقد کے پانچ سال بعد جناب فاطمہؓ کی ولادت	
۱۷۸	چھٹا باب۔ آنحضرتؐ کے اسمائے گرامی، انگشتی کے نقوش اور آپ کے اسلئے دفیو کا تذکرہ	۶
۱۷۹	فصل اول۔ حضرتؐ کے اسمائے گرامی کا تذکرہ	
۱۸۰	آنحضرتؐ کی اہمت کے لئے آسانیاں	
۱۸۱	آپ کے اسمائے مبارکہ کی توجیہ	
۱۸۲	پیغمبر خدا ﷺ مرتضیٰ اس اہمت کے قذباب ہیں	
۱۸۳	آنحضرتؐ کے ہارک نام قرآن میں	
۱۸۴	اسمائے آنحضرتؐ کے معانی و مطالب	
۱۸۵	ظہ و لیل کے معانی	
۱۸۶	فصل دوم۔ آنحضرتؐ ہر زبان میں لکھا پڑھنا جانتے تھے	

صفحہ	مضمون	باب نمبر
۲۰۱	فصل سوم۔ آنحضرت کی انگشتی، کپڑے، اسلحے، سواری اور تمام اسباب و سامان کا تذکرہ	
۲۰۲	آنحضرت کی انگشتی، کلاہ، لباس، دیگر سامان اور سواروں کے نام اور تین بہترین نصیحتیں	
۲۰۲	میں خود شو کا حال اور بعد وفات اُس کا حضرت کے ظم میں جان دینا	
۲۰۳	فصل چہارم۔ آنحضرت کی طرف منسوب فضائل اور غائل کے معافی و مطالب	
۲۰۵	ساتواں باب۔ آپ کی صوحت و سیرت کثیر الفضائل اور حسین اقدس کے بعض اوصاف و معجزات کا بیان	۷
۲۰۷	آنحضرت کے فضائل پسندیدہ	
۲۰۸	حضرت کا علیہ مبارک	
۲۰۹	طوبیٰ کی تعریف	
۲۰۹	انبیاء کا سونا اور بیدار رہنا برابر ہے	
۲۰۹	ہر رب کی تعریف	
۲۱۰	آنحضرت کے جسم کے معجزات	
۲۱۲	آٹھواں باب۔ آنحضرت کے اخلاق حمیدہ اور اطوار پسندیدہ اور آپ کی سیرت اور عادات کا تذکرہ	۸
۲۱۳	ایک یہودی قرض خواہ کا آنحضرت سے سختی سے قرض وصول کرنے کی کوشش حضرت کا عمل اور اُس کا مسلمان ہونا	
۲۱۴	آنحضرت کا راتوں کو خدا کی بارگاہ میں استغفار اور تضرع و زاری فرمانا	
۲۱۵	آنحضرت کے اہلبیت اور نیک مومنین کا شکر یہ دنیا والے نہیں ادا کرتے	
۲۱۵	بارہ لڑکیوں کا نکاح جلدی کرنا چاہیے	
۲۱۷	آنحضرت کا زہد	
۲۱۸	آنحضرت کے عام اخلاق و عادات	
۲۱۹	ایک کنیز کا حضرت کی چادر پکڑ کر کھینچنا	
۲۱۹	تیسرا لود گوشت سے ایک یہودیہ کا حضرت کی رسالت کا امتحان کرنا	
۲۲۰	قدر نعمت کی تاکید	
۲۲۰	خود بینی کی تاکید، غرور و اسراف کی مذمت	
۲۲۰	گرم کھانے میں برکت نہیں جس میں شیطان شریک ہوتا ہے	

صفحہ	مضمون	باب نمبر
۲۲۱	حضرت کو ہر ایک کی دلدادہی مطلوب رہتی	
۲۲۱	آتنا نہ دو کہ خود تہی دست ہو جاؤ	
۲۲۲	ماورِ رمضان میں آنحضرتؐ کا اہتمام عبادت	
۲۲۳	والدین کے مطیع کی عزت افزائی	
۲۲۳	آنحضرتؐ کے نزدیک دنیا کی بے قدری	
۲۲۴	خدا کے نزدیک دنیا کی بے قدری	
۲۲۴	حضرت اسرافیلؑ کا آنحضرتؐ کی خدمت میں آنا اور اُن پر نزول وحی کی کیفیت	
۲۲۵	بخل کی مذمت اور آنحضرتؐ کی شجاعت اور خوشی اور غصہ کا چہرہ اقدس پر اثر	
۲۳۰	اپنے اصحاب کے ساتھ حضرتؐ کے برتاؤ اور وعدہ کی پابندی	
۲۳۲	آنحضرتؐ کی ذات میں تین مخصوص صفیں	
۲۳۲	آنحضرتؐ کا مزاج	
۲۳۳	اصحاب کا آپس میں مزاج	
۲۳۴	نواں باب۔ آنحضرتؐ کے فضائل و مناقب اور خصوصیات کا تذکرہ	۹
۲۳۵	خدا کی جانب سے آنحضرتؐ کے لیے پانچ آسانیاں	
۲۳۶	آنحضرتؐ اور حضرت علیؑ کے فضائل۔	
۲۳۷	چالیس یہودیوں کا آنحضرتؐ سے مناظرہ	
۲۴۰	ایک عالم یہود کا آنحضرتؐ کی فضیلتوں کے بارے میں سوالات اور جناب امیرؑ کے جوابات	
۲۴۱	آنحضرتؐ کے فضائل بزبان امیر المومنین	
۲۴۶	آئیت حبیبؑ خدا پر دوسری امتوں سے زیادہ آسانیاں	
۲۴۷	پیغمبرانِ اولوالعزم	
۲۴۸	فضائل محمدؐ و آلِ محمدؐ علیہم السلام	
۲۴۹	پنچترن پاک تمام فرشتوں سے افضل ہیں اور جبریلؑ اُن کے خادم ہیں	
۲۵۱	آنحضرتؐ کے خصوصیات	
۲۵۳	دسواں باب۔ آنحضرتؐ کی اطاعت اور محبت کا واجب ہونا اور آپؐ کی مخالفت کی ممانعت کا بیان	۱۰
۲۵۴	گیارہواں باب۔ جناب سرورِ کائنات کی تعظیم و توقیر کا واجب ہونا	۱۱
۲۵۴	آئیت پر آنحضرتؐ کا ادب و لحاظ	
۲۵۶	آنحضرتؐ پر دوسروں کی بیعت کا طریقہ	

صفحہ	مضمون	پہلی نمبر
۲۵۹	آنحضرت پر درود بھیجنے کا شرف	
۲۵۹	آنحضرت اور جناب امیر کے وضو وغیرہ کا پانی صحابہ برکت کے خیال سے اپنے چہروں پر مل لیتے تھے	
۲۶۱	بارہ سوال باب - آنحضرت کا گناہ 'سہو' اور سیان سے معصوم و محفوظ ہونا	۱
۲۶۱	پیغمبر کی ذات میں پانچ روحیں	
۲۶۲	تیسرے سوال باب - آنحضرت کا کمال علم اہل آسمان و کتبہ علوم انبیاء کا حضرت کو حاصل ہونا	۱۳
۲۶۲	آمت کے اعمال کا حضرت کے سامنے پیش ہونا اور ناشائستہ اعمال کا حضرت کے صدر سے باعث ہونا	
۲۶۳	جناب رسول خدا اور ائمہ اطہار کی مخلوق پر حکومت اور ان کا علم	
۲۶۴	ائمہ علیہم السلام پر علوم تانہ کا نزول	
۲۶۴	جناب رسول خدا کے علم میں امیر المؤمنین شریک ہیں	
۲۶۴	الوارث موعی کا تذکرہ	
۲۶۴	خدا کی جانب سے امیر المؤمنین کو علم جفر کی تعلیم	
۲۶۴	جناب ابوطالب وصی انبیاء تھے	
۲۶۸	آنحضرت اور ائمہ طاہرین آمت کے اعمال دیکھتے ہیں	
۲۷۰	چودہ سوال باب - قرآن مجید کے اعجاز کا تذکرہ	۱۴
۲۷۰	قرآن کا مثل ممکن نہیں	
۲۸۲	بندر سوال باب تمام پیغمبروں کے معجزات کے مثل آنحضرت سے معجزات کے	۱۵
۲۸۳	انکبار کا بیان	
۲۸۳	طوفان نوح کا معجزہ	
۲۸۴	جناب ابراہیم کا مثل آگ کے معجزہ	
۲۸۵	جناب فاطمہ روز قیامت اپنے عبتوں کو دوزخ سے نجات دلائیں گی	
۲۸۶	روز قیامت جناب حمزہ اپنے دوستوں کو بہشت میں لے جائیں گے	
۲۸۸	بہشت میں آؤنٹ کے برابر علیہ اور موسیٰ کی ان کے کباب وغیرہ سے ضیافت	
۲۸۸	آنحضرت کے معجزات جناب امیر کی زبانی	
۲۹۰	حدیث کسار	
۲۹۲	چند یہودیوں کا آنحضرت سے صائے مرنے کے مثل معجزہ طلب کرنا	
۲۹۳	ید بشار کے مثل معجزہ	

صفحہ	مضمون	باب نمبر
۲۹۳	طوفان کے مثل معجزہ	
۲۹۴	ٹنڈی کے مثل معجزہ	
۲۹۴	قبطیوں پر جوڑوں کے مثل معجزہ	
۲۹۵	یہودیوں پر منڈکوں کے مثل معجزہ	
۲۹۵	قبطیوں پر خون کے مثل معجزہ	
۲۹۶	باب ماں کے حقوق سے انکار اور ان کے احسان کو فراموش کرنے کا وبال	
۳۰۳	آنحضرت کا مذاق اڑانے والے پانچ اشخاص پر دُنیا میں نازل عذاب	
۳۰۴	ابو جہل ملعون کو آنحضرت کا ابو جہل خطاب دینا	
۳۰۹	ایک یہودی کے فرض کے سبب ایک شہید کا بہشت میں داخل نہ ہو سکتا	
۳۱۲	آٹھ یہودیوں کا حضرت سے معجزہ طلب کرنا اور انہی کی چیزوں کا حضرت کی رسالت پر گواہی دینا	
۳۱۴	آنحضرت کے فرق اقدس پر ابر کا سایہ فگن رہنا	
۳۲۰	ایک طبیب کا آنحضرت کو بخون کھڑکے علاج کی خواہش کرنا اور معجزہ دیکھ کر ایمان لانا	
۳۲۱	ایک زہری یہودیہ کا حضرت کو زہر آلود گوشت کھلانا پھر ایمان لانا	
۳۲۳	دو بھیر یوں کا ایک چرواہے کو ایمان کی ترغیب دے کر آنحضرت کی خدمت میں بھیجا اور خود اُس کے بھیر یوں کی حفاظت کرنا	
۳۲۶	آنحضرت کی معذرت میں سستوں کا گریہ۔ شعیبانی علی وآلہ محمد کے فضائل اور ان کے اشتیاق میں جنت کی نعمتوں کا اضطراب	
۳۲۷	عبد اللہ بن ابی منافق کا حضرت کو مع اصحاب دعوت میں طلب کرنا اور خش پوش کنوئیں پر بٹھا کر زہر آلود کھانا کھلانا	
۳۲۹	بہشت میں دوستان محمد وآل محمد کے درجات اور دُنیا میں ان کے مصائب کا تذکرہ	
۳۳۰	سولہواں باب۔ ان معجزات کا بیان جو احرام صحابہ اور بلند آثار سے متعلق ہیں	۱۶
۳۳۱	حضرت کے حکم سے چاند کا ذلکھٹے ہونا	
۳۳۲	آفتاب کا غروب ہو کر مغرب سے نکلنا	
۳۳۳	حضرت کی بددعا سے سات سال تھل پھر آب کی دعا سے بارش ہونا	
۳۳۶	ستر حواں باب۔ جمادات و نباتات سے متعلق آنحضرت کے معجزات	۱۷
۳۳۶	آنحضرت کے لئے درخت کا جھکنا اور اُس سے حضرت کا رطب تناول فرماتا	
۳۳۷	حضرت کے لئے دو درختوں کا باہم ملنا پھر حضرت کے حکم سے واپس جانا	

صفحہ	مضمون	پہلی
۳۳۷	درخت کا گریہ جس سے حضرت سہارا کر کے خطبہ فرماتے تھے	
۳۳۸	مشرکین قریش کی خواہش پر حضرت کا ایک درخت کو بلانا اور پھر واپس بھیجنا	
۳۳۹	پہاڑ کا حضرت کی نبوت پر گواہی دینا	
۳۴۰	متفرق معجزات	
۳۴۱	ایک کافر کا حضرت سے کشتی لڑنا اللہ تعالیٰ مرتبہ زیر ہونا	
۳۴۲	اہل یمن کے لئے معجزہ	
۳۴۳	خرمے کی شاخ سے مدد شنی ظاہر ہونا	
۳۴۴	حضرت کا ارشاد کہ اگر خیر خدا کے لئے بھلا جائز ہوتا تو میں عورتوں کو حکم دیتا کہ اپنے شوہروں کو بھلا کریں	
۳۴۵	جناب رسول خدا اور حضرت علیؑ کے ہاتھوں میں سنگریزوں کا تسبیح خدا پر ہونا اور اس کے ہاتھوں میں پہنچ کر ساکت ہو جانا	
۳۴۶	خوش اخلاق انسان کی قبر کھودنے میں دقت نہیں ہوتی	
۳۴۷	فدک کا آنحضرت کو حاصل ہونا اور آپ کا اپنی زہر جناب عدی بن حاتم کے ہر میں جناب طاہرہ کو جہہ فرمانا اور تحریر لکھ کر سند کے طور پر دینا	
۳۴۸	باجاڑ آنحضرت لکڑی کا تلوار بن جانا	
۳۴۹	دروہ کی برکت۔ منافقین کا ایک مومن کا مذاق اڑانا اور اس کو پھل کے پیٹ سے گھیر کر آبدار ملنا اور منافقین کا پھل و پشیمان ہونا	
۳۵۰	اٹھارہ سوال باب۔ ان معجزات کا بیان جو شیر خوار بچوں اور حیوانات میں ظاہر ہوئے	
۳۵۱	ایک شیر خوار بچہ کا حضرت کی رسالت کا اقرار کرنا	
۳۵۲	آلہ فدیہ کو ایک بچہ سے کھدایت کرنا اور ان کا حضرت کی خدمت میں لے کر مسلمان ہونا	
۳۵۳	ایک دواہی سے سانپ کو حضرت کا لکنا اور اس میں خمر کے خشک و خوں کو بار آور کرنا	
۳۵۴	غابو ٹور میں جانے کے بعد معجزہ لکڑی کا دھن غار ٹور پر چلا لٹنا	
۳۵۵	ایک طائر سبز قبا کا حضرت کو سانپ سے بچانا	
۳۵۶	ایک مومن کی موافقت میں اس کے اونٹ کا گواہی دینا	
۳۵۷	ایک ہرنی کا حضرت سے فریاد کرنا اور حضرت کا اس کو رہا کرنا وغیرہ	
۳۵۸	ایک اونٹ کا حضرت سے اپنے مالک کی شکایت کرنا حضرت کا اس کو خرید کر آزاد فرمانا اور اہل مدینہ کا اس کا احترام کرنا	

ایک اونٹ کی شکایت پر اُس کے مالک سے حضرت کا اُس کی سفارش فرمانا

۳۵۸

بھڑیلوں کا حضرت سے روزی طلب کرنا

۳۵۹

گو سفندوں کا حضرت کو سجدہ کرنا

۳۵۹

ایک اعرابی پر اونٹ چمکانے کا الزام اور اُسی اونٹ کا اُس کی صفائی پیش کرنا

۳۵۹

یعفور خجرا کا حال جس نے آنحضرتؐ کے غم میں اپنے کو ہلاک کر دیا

۳۶۰

سعد بن مساذ کا اسلام لانا اور سوسمار کا حضرتؐ کی رسالت پر گواہی دینا

۳۶۰

ایک سرکش اونٹ سے اُس کے مالک کی اطاعت کی تاکید

۳۶۱

ایک اونٹ کا اپنے مالک سے انحراف؛ حضرتؐ کے ساتھ ہولینا اور حضرتؐ کا اُس

۳۶۱

کو خرید فرمانا

۳۶۱

سعد بن مساذ کے ٹوٹا کا حضرتؐ کی برکت سے تیز رفتار ہو جانا

آنحضرتؐ کے قاصد کو راستہ میں شیر ملنا اور حضرتؐ کے رعایت کے سبب

۳۶۲

قاصد کی اطاعت کرنا

۳۶۳

آنحضرتؐ کی ہر دعا سے تنہا پیرا بولہب پر شیر کا مسلط ہونا

۳۶۴

جناب ابوہریرہؓ کے بھڑیلوں کی حفاظت

۳۶۴

ناقہ غضبا کا حضرتؐ کے غم میں ہلاک ہونا

دس ہودیوں کا حضرتؐ سے بحث کے لئے آنا اسی اثنا میں ایک اعرابی کا سوسمار

۳۶۵

لئے ہونے آنا اور حضرتؐ سے معجزہ طلب کرنا؛ سوسمار کا گواہی دینا؛ اعرابی اور

یہودیوں کا ایمان لانا؛ نبیان رسولؐ سے علی کی مدح

انمیسواں باب۔ آنحضرتؐ کی دعاؤں کی قبولیت کا بیان جو آپؐ نے مردوں کو زندہ

۳۶۶

کرنے؛ اُن سے مکالمہ ہونے اور بیماروں کے شفا یاب ہونے کے لئے کی تھیں اور آپؐ کے

جسم اقدس کی کرامتیں

پہلا معجزہ:- حضرتؐ کے لعاب دہن سے جناب امیرؓ کی آنکھوں کا شفا یاب ہونا

۳۶۶

دوسرا اور تیسرا معجزہ:- حضرتؐ کی دعا سے بارشیں ہونا

۳۶۷

چوتھا معجزہ:- حضرتؐ کی دعا سے نابینا کا بینا ہونا

پانچواں معجزہ:- ایک انصار کا اپنی بکری کے بچہ کا گوشت حاضر کرنا پھر اس کا زندہ ہونا

۳۶۷

چھٹا معجزہ:- سکندر جناب امیرؓ سے اُن کی قبر میں مکالمہ ہونا اور اُن کا جواب دینا

۳۶۸

ساتواں معجزہ:- بہرن کا زندہ ہونا

۳۶۸

آٹھواں معجزہ:- گنجنے کے سر پر حضرتؐ کا ہاتھ پھیرنا اور اُس کا شفا یاب ہونا

۳۶۸ { لوہاں مجرہ۔ حضرت کے لباب دہن سے ایک شخص خود کے ریش کے گرسے ہوئے انصاف کا صحیح ہوتا۔

۳۶۸ { دو سو اسی مجرہ۔ نہانہ جاہلیت میں ایک شخص کا اپنی لڑکی کو جیل میں چھوڑنا، حضرت کا اس کے مسلمان ہونے کے بعد اس لڑکی کو زندہ کرنا

۳۶۹ گیارہ سو اسی مجرہ۔ حضرت کے ہاتھ پیرنے سے ایک شخص کے ہاتھ لکھیں بھی رہنا

۳۶۹ بارہ سو اسی مجرہ۔ ایک انصافی بیوہ کے جوان فرزند کا زندہ رہنا

۳۶۹ تیرہ سو اسی مجرہ۔ مصروع کا شفا یاب ہونا و غیرہ

۳۶۹ پندرہ سو اسی مجرہ۔ حق میں حضرت کی دعا

۳۶۹ سولہ سو اسی مجرہ۔ حضرت کی دعا سے جناب امیر کا شفا پانا

۳۷۰ ستر سو اسی مجرہ۔ عمرو بن مسعود کا گناہ جو آپ پر خرچ جاتا

۳۷۰ { اٹھارہ سو اسی تا سینکھواں۔ مختلف مجربات

۳۷۳ { نو تیسواں مجرہ۔ ایک انصاف کا حضرت کی دعوت کے لئے گوسفند ذبح کرنا، اس کے ٹکڑے

کا اسی طرح اپنے چھوٹے بھائی کو ذبح کرنا، پھر ماں کے خوف سے کٹھے سے گر کر فوت

۳۷۳ ہو جانا، آنحضرت کا ان دونوں کو زندہ کرنا

۳۷۵ { دس تیسواں تا اچاسواں مجرہ۔ متفرق مجربات

۳۷۵ پچاسواں مجرہ۔ صدقہ کے سبب موت کا کمال جانا

۳۷۶ ایکادواں اور پندرہواں مجرہ۔ متفرق

۳۷۶ { تیرہواں اور سیکھواں مجرہ۔ آپ کی آنکھوں سے چشمہ کا جاری ہونا

۳۷۶ چودہواں مجرہ۔ ایک ناکارہ بکری کا سیرول دودھ دینا

۳۷۶ پچھنواں مجرہ۔ آپ کے لباب دہن سے گھاری کنویں کا شیروں ہو جانا

۳۷۹ { چونتیسواں مجرہ۔ اور چھیاسٹھواں مجرہ تا اڑسٹھواں مجرہ توشے کھانے اور

۳۸۰ توشے سے خرمے میں بے انتہا برکت

۳۸۱ { اہترہواں تا ترایسیدواں مجرہ۔ متفرق

۳۸۱ چوداسیہواں مجرہ۔ خشک درخت کا حضرت کے وضو کے پانی سے بار آور ہونا، حضرت

۳۸۵ کی وفات پر اس کا مڑھ جانا، امیر المومنین کی وفات پر اس کے بھلوں میں کمی ہونا، پھر

امام حسین کی شہادت پر اس سے خون ٹپکنا اور اس کا بالکل خشک ہو جانا

صفحہ	مضامین	باب نمبر
۳۸۵	پچاسواں مجوزہ۔ درختِ نسا میں فوٹا پھل پیدا ہونا، حقوقِ ہمسایہ کی تاکید	
۳۸۶	پچاسواں باب۔ وہ مجوزات جو دشمنوں کے شر سے حفاظت میں ظاہر ہوئے۔	۲۰
۳۸۶	ایک تائیدِ انیس مجوزات	
۳۸۶	حکم بن العاص ملعون کا دیوانہ ہو جانا	
۳۸۶	ابو جہلؓ پر دنیوی عذاب	
۳۸۷	آنحضرتؐ کا مذاق اڑانے والوں پر دنیوی عذاب	
۳۸۹	آنحضرتؐ کے دشمنوں کا مصائبِ دنیا میں مبتلا ہونا	
۳۹۰	خدا کا دشمنوں کی نگاہوں سے حضرتؐ کو پوشیدہ رکھنا	۲۱
۳۹۱	آپؐ کے دشمنوں کا دنیا ہی میں معذب ہونا	۲۲
۳۹۱	آنحضرتؐ پر جہاد کر کے کنوئیں میں پوشیدہ کرنا وغیرہ	
۳۹۷	اکیسواں باب۔ حضرتؐ کے وہ مجوزات جو شیاطین اور جنوں سے متعلق تھے	۲۱
۳۹۸	نصیبین کے جنوں کا ایمان لانا	
۳۹۹	دادی جہنم میں جنوں کا حضرتؐ سے تلاوتِ قرآن سُنا لیا اسلام لانا	
۳۹۹	ایک جتنی محبت کا ایمان لانا	
۴۰۰	ابلیس کی اولاد میں اداہم کا حضرتؐ پر ایمان لانا	
۴۰۱	دادی جہنم کے جنات سے بحکمِ رسولؐ خدا جنابِ امیرؓ کا جنگ کرنا ایمان میں سے اکثر	
۴۰۱	کا ایمان لانا	
۴۰۲	ایک جن کی دوسرے جنوں کے ظلم کی شکایت پر آنحضرتؐ کا حضرت علیؓ کو مود فرمانا۔	
۴۰۲	جنابِ امیرؓ کا یریز میں جا کر جنوں سے جنگ کر کے ان کو تلاح کرنا	
۴۰۳	علیؓ کے دشمنوں میں شیطان کا لطفہ شریک ہوتا ہے	
۴۰۳	ہشیم بن لہاع بن ابلیس کا ایمان لانا	
۴۰۴	متفرق مجوزات	
۴۰۴	بائیسواں باب۔ امویہ غیب سے حضرتؐ کا غیر دینا	۲۲
۴۰۷	حضرت عباسؓ کا چھپا ہوا مال بتانا	
۴۰۷	ایک گروہ کے سوالوں کے جوابات بغیر سوالات سے ہوئے	
۴۰۸	ابو سفیان کی منافقت کا اظہار	
۴۰۸	مختلف مجوزات	
۴۱۲	ایک سوال کرنے والا پر خداوندِ عالم سوال کے شر و دھارے کھول دیتا ہے	

صفحہ	مضمون	پریم
۴۱۴	زیاراتِ قبلتِ عالمیات و قبولِ جنت کا سبب ہیں	
۴۱۴	جناب امیرِ صدیقی اکبر مومنوں کے بادشاہ اور پیشوا ہیں	
۴۱۶	جنگِ بزرگ میں شہید ہونے والوں کی پیشین گوئی	
۴۱۶	۲۳ تنبیہاں باب - آنحضرتؐ کا مبعوث ہونا: ظالموں کے ظلم سہتا اٹھنا اور حق کی کیفیت	
۴۲۱	جبریلؑ کا بصورتِ وحیہ کلبی بوقتِ نازل ہوجی آنحضرتؐ کا سر اپنی گود میں لینا پھر جناب امیرؑ کو دینا اللہ آپ کی مدد	
۴۲۲	آنحضرتؐ ہر زمین کو مثل اپنے ہاتھوں کے دیکھنے کے وغیرہ	
۴۲۲	سیقتیوں میں سالِ حضرتؐ پر آثارِ نبوت	
۴۲۲	اتحادِ جبریلؑ و میکائیلؑ	
۴۲۳	آغازِ جنت	
۴۲۴	جناب امیرؑ کی پرورشِ آنحضرتؐ نے اپنے وقت کے لیے لی	
۴۲۴	سب سے پہلے ایمان لانے اور حضرتؐ کے ساتھ نماز پڑھنے والے	
۴۲۴	اور قدرینِ نازل اور عباسِ راہب کی حضرتؐ کی رسالت کے بارے میں پیشین گوئی	
۴۲۵	نوروز کے دن حضرتؐ کا مبعوث ہونا	
۴۲۵	وہابی فدا العشرہ	
۴۲۶	قریش کا حضرت ابوطالب سے حضرتؐ کی شکایت کرنا اور آپ کے لئے مالِ محبت اور	
۴۲۶	بادشاہی کی پیش کش کرنا	
۴۲۶	۲۴ جناب ابوطالب کا آنحضرتؐ کی حمایت میں کفارِ قریش کے جسموں پر خون وغیرہ جناب حمزہؑ سے ملوانا	
۴۲۶	جناب حمزہؑ کا ابو جہل سے حضرتؐ کا انتقام لینا	
۴۲۶	کفارِ قریش کے مظالم	
۴۲۷	حضرتؐ کا اپنی قوم کے لئے ہدایت کی دعا کرنا	
۴۲۷	۲۵ چوبیسواں باب - آنحضرتؐ کی سراج کا بیان	
۴۲۷	سراجِ جسمانی حالتِ بیداری میں ہوئی	
۴۲۷	سراجِ قلم سے مراد بیت المعمور	
۴۲۷	حضرتؐ نے سراج میں جبریلؑ کو ان کی اصلی صورت میں دیکھا	
۴۲۷	چار چیزوں کا منکر مومن نہیں	

صفحہ	مضمون	پہلی نمبر
۴۳۷	حضرت کے لئے براق کا دیا جانا	
۴۳۸	بیت المقدس میں پیغمبر کی اقداس انبیاء کا نماز پڑھنا	
۴۳۸	آسمانی اقل کے فرشتے اسٹیل سے حضرت کی طاقات	
۴۳۹	مالک موکل دوزخ کا آنحضرت کو جہنم کی جھلک دکھانا	
۴۳۹	حضرت آدم سے طاقات	
۴۳۹	ملک الموت سے طاقات	
۴۴۰	حرام کھانے والوں کا انجام	
۴۴۰	مختلف قسم کے فرشتوں سے طاقات	
۴۴۰	گنہگاروں پر عذاب کا منظر	
۴۴۰	شہروں سے خیانت کرنے والی عورتوں کا حال	
۴۴۱	آسمان ددم پر حضرت عیسیٰ و جناب یحییٰ سے طاقات	
۴۴۱	تیسرے آسمان پر جناب یوسف سے طاقات	
۴۴۱	چوتھے آسمان پر حضرت ابراہیم سے طاقات	
۴۴۱	پانچویں آسمان پر حضرت ہارون اور حضرت دانیال سے طاقات	
۴۴۲	چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ سے طاقات	
۴۴۲	ساتویں آسمان پر جناب ابراہیم سے طاقات	
۴۴۲	ساتویں آسمان پر ایک فرشتہ بصورت مرغ	
۴۴۳	بہشت میں زید بن حارثہ کی لڑکی: طوبی اور کوثر وغیرہ	
۴۴۵	آنحضرت پر پچاس نازل کا واجب ہونا اور جناب موسیٰ کے مشورہ سے کم کرانا	
۴۴۵	آشت محمد کے لئے آسمانیاں پانچ نازل کا ثواب پچاس نازل کے برابر	
۴۴۶	نمازیں خود آنحضرت کے کم نہ کرنے کی وجہ	
۴۴۶	حضرت کو معراج میں آسمانوں پر لے جانے کی وجہ	
۴۴۷	براق کا علیہ اہل اس کے اوصاف	
۴۴۷	حضرت کے لئے فد کی عمل	
۴۴۸	ہر آسمان کے فرشتوں کا آنحضرت کی رسالت اور جناب امیر کی ولایت کی گواہی دینا	
۴۴۹	وضو: افان اعدا قامت کی علت	
۴۵۰	نماز کے ارکان اور ان کی علت: ذکر رکوع و سجود وغیرہ	
۴۵۱	انبیاء کے سابقین کے بعثت کی علت	

صفحہ	مضمون	پہنچ
۴۵۱	عرش پر شیبہ علیہ السلام	
۴۵۲	شب صراج آنحضرتؐ سے ہر آسمان کے فرشتوں کا حضرت علیؑ کو دیانت کرنا	
۴۵۲	ساتوں آسمانوں کے دو عالم اور عرش پر گزشتہ شہادت کا ثبوت علیؑ کو اللہ تعالیٰ پر ہے	
۴۵۳	عرش پر علیؑ کی صحت کا ایک فرشتہ	
۴۵۳	آنحضرتؐ پر خدا کے انعامات	
۴۵۵	ساتوں آسمانوں پر علیؑ بن ابی طالبؑ کے لئے ایک ملک تھر	
۴۵۶	شب صراج آنحضرتؐ کو علیؑ کی امامت کا حکم	
۴۵۶	شیبہ بن علیؑ اور ائمہ اطہار کو اذیت دینے والے سے خدا بیزار ہے	
۴۵۸	شہرِ قم کی دہر تسمیہ	
۴۵۸	شب صراج آنحضرتؐ سے بیت المقدس میں جناب ابی ابراہیمؑ کی ملاقات	
۴۵۹	بہشت میں آنحضرتؐ کی راضیہ و مرضیہ سے ملاقات جسکو خدا نے علیؑ کے لئے پیدا کیا ہے	
۴۵۹	گنہگاروں پر جناب کا منظر	
۴۶۰	آنحضرتؐ کی جناب آدمؑ و جناب ابراہیمؑ سے ملاقات	
۴۶۲	جناب امیرؑ کی وصایت و امامت کی آنحضرتؐ کو تاکید	
۴۶۳	تسبیحات اربعہ کی تفصیل	
۴۶۴	آنحضرتؐ کو اپنے بعد علیؑ اہل ان کے امام فرزندوں کی وصایت و امامت کی تاکید اور امام آخر الزمان کی صرح	
۴۶۵	جناب رسول خدا اللہ اللہ علیہ السلام کا تمام فرشتوں اور تمام خلایق سے افضل ہونا اور ائمہ اطہار کا پیشوائے خلق ہونا اور امام آخر الزمان کے سیدنا مانہ کا تذکرہ	
۴۶۶	جناب فاطمہؑ زہراؑ سلام اللہ علیہا کی صرح	
۴۶۷	آنحضرتؐ کا مختلف عہدوں کو طرح طرح کے جناب میں مشاہدہ فرمانا	
۴۶۸	عہدوں کے مختلف گناہوں کا بیان فرمانا اور ان کے سبب سے عذابوں اور تکلیفوں کا اُن پر واقع ہونا	
۴۶۸	لڑکیوں کے سبب ان کے باپ پر خدا کا رحم و کرم	
۴۶۸	سندۃ المنتقی کی عظمت و بلندی	
۴۶۹	دنیا کے تمام مہمہ دار عہد ختوں پر فرشتوں کا موکل ہونا	
۴۶۹	پنج گناہ ناموں میں بعض بلند اور بعض آہستہ آہستہ آہستہ کی توجیہ	
۴۷۰	قبل نماز سات بکیروں کا سفت ہونا و ذکر رکوع و سجود	

صفحہ	مضمون	ردیف
۴۷۱	جناب امیر کو خلیفہ اور وصی قرار دینے کا حکم	
۴۷۲	جناب خدیجہؓ کو خدا اور جبریلؑ کا سلام	
۴۷۲	آسمان پر علیؑ کی شبیہ جس کی فرشتے زیارت کرتے ہیں	
۴۷۲	شب معراج آنحضرتؐ سے علیؑ کے لہجہ میں خدا کا حکم ہونا	
۴۷۳	تسبیحات اربعہ کی فضیلت	
۴۷۳	اگر اہل دنیا محبت علیؑ پر جمع ہو جائے تو خدا جہنم کو پہلا نہ کرتا	
۴۷۳	شب معراج ہر جگہ رسولؐ خدا نے جناب امیرؓ کو دیکھا	
۴۷۴	خدا نے حضرت علیؑ کو آنحضرتؐ کا وزیر و خلیفہ بنایا	
۴۷۴	معراج کے لیے آنحضرتؐ کی حجۃ المصلیٰ سے دعا کی اور بیت المقدس میں امامت فرماتا	
۴۷۵	خدا کے نزدیک توحید و رسالت کی گواہی غیر امامت و ولایت علیؑ کے افراد کے مقبول نہیں	
۴۷۷	آنحضرتؐ کو حکم کہ انبیاء سے سوال کریں کہ کس نام کی شہادت دیتے ہیں اعدائے ان کا جواب	
۴۷۸	محبت امیر المؤمنین و ائمہ طاہرین کے ساتھ جہاد میں قبول ہوتی رہے۔	
۴۷۹	جناب امیرؓ اور ائمہ اطہار کی محبت کی تاکید	
۴۸۰	دوستان علیؑ کا مرتبہ اور روز محشر ان کی ضیافت	
۴۸۱	مقام قدس میں آنحضرتؐ کو تاکید کہ اپنے ہدایت پر علیؑ کو امیر مقرر کریں	
۴۸۱	طوبیٰ کی تعریف اور نعمت بہشت کا تذکرہ	
۴۸۲	آنحضرتؐ سے جناب ابوطالب کی محبت	
۴۸۲	آنحضرتؐ کا شب معراج حرم قدس تک پہنچنا اور خدا کا آپ سے خطاب فرماتا اور آپ کو	
۴۸۳	شیخ روئے جزا قرار دینا	
۴۸۳	۲۵ چکیسوال باب ۱۰ ہجرت حبشہ کا بیان	
۴۸۴	کتاب قریش کا نجاشی کے پاس جا کر ہاجرین کی فاپسی کی التجا کرنا۔ عمرو بن عاص اور	
۴۸۵	عمارہ میں دشمنی واقع ہونا	
۴۸۵	عمرو عاص کا عمارہ کو فریب دے کر نجاشی کی ایک کنیز سے اُلجھا دینا جو اس کی جان جانے	
۴۸۶	کا سبب ہوا	
۴۸۶	ام حبیبہ و خیر ابو سفیان کا آنحضرتؐ کے ساتھ عقد! نجاشی کا مارہ قطیفہ کو آنحضرتؐ کیلئے	
۴۸۶	ہیرہ کرنا اور تیس عاملوں کو حضرتؐ کے حالات دریافت کرنے کے لیے بھیجا۔ ان کا	
۴۸۷	مسلمان ہونا پھر نجاشی کا اسلام لانا	
۴۸۷	جنگ بدر کی فتح کی خبر سنکر نجاشی کا شکر ادا کرنا	

۴۸۸	نجاشی کے نام آنحضرتؐ کا خط اور نجاشی کی طرف سے جواب
۴۸۹	غاز جعفر طیار کی تعلیم: حبشہ سے جناب جعفر طیار کی واپسی
۴۹۰	چھبیسواں باب۔ آنحضرتؐ کا شعب ابی طالب میں حضور ہونا
۴۹۰	کفار قریش کا آنحضرتؐ سے ترک تعلقات پر عہد و پیمان
۴۹۱	شعب میں جناب ابو طالب کا آنحضرتؐ کی اپنی جان سے زیادہ حفاظت کرنا
۴۹۲	شعب میں باعجاز آنحضرتؐ طرح طرح کی نعمتیں جیتا ہوتا۔ دفعہ کی فضیلت
۴۹۲	کفار کے عہد نامہ کو دیکھ کا کھا جانا: کفار قریش کا نادم ہونا
۴۹۳	جناب ابو طالب اور جناب خدیجہ کی وفات
۴۹۴	جناب خدیجہ کی وفات پر حضرتؐ کا سوچ و مطلق
۴۹۴	آنحضرتؐ کا طائف میں جاناموں کے لوگوں کا ایذا پہنچانا حضرتؐ پر شبلیہ کرنا
۴۹۵	عتبہ اور شیبہ کے غلام کا اسلام قبول کرنا
۴۹۵	مختیوں سے نجات کی دعا
۴۹۵	آنحضرتؐ کا طلحہ بن عدی کی امان میں طواف کعبہ بجالانا
۴۹۶	مدینہ میں اسلام کی ابتدا
۴۹۶	بیعت عقبہ اولیٰ
۵۰۱	ستائیسواں باب۔ مدینہ کی جانب آنحضرتؐ کی ہجرت اہل اس کے سبب
۵۰۲	دارالندوہ میں قریش کا جھج ہو کر آنحضرتؐ کے قتل پر مشورہ
۵۰۴	شب ہجرت آنحضرتؐ کا اپنے بستر پر علیؑ کو سنانا
۵۰۴	جناب امیرؑ کا بے نظیر اشارہ
۵۰۵	خدا کا آپ کے بارے میں فرشتوں سے مہلات: جبریلؑ و میکائیلؑ کا حضرتؐ علیؑ کی حفاظت پر مامور ہونا
۵۰۶	جناب امیرؑ پر صبح شب ہجرت کفار کا حملہ کرنا اور حضرتؐ کا خالہ کی تلوار چھین کر ان پر حملہ کرنا اور کفار کا فرار
۵۰۶	جناب امیرؑ کی آنحضرتؐ سے محبت
۵۰۸	جناب امیرؑ کی بے مثال شجاعت
۵۱۱	جناب رسولؐ خدا کا حضرتؐ علیؑ کو اپنے اہل و عیال پر اپنا خلیفہ مقرر فرما کر مدینہ ہجرت فرمانا اور علیؑ کو لوگوں کی امانتیں دینے پر مامور کرنا
۵۱۱	سرازمہ کا حضرتؐ کی تلاش میں آنا اور حضرتؐ کی اطاعت کر کے واپس جانا

صفحہ	مضامین	پہلی
۵۱۲	حضرت کے اعجاز سے آم مسجد کی وفود کا کارہ بکری کا دودھ دینا وغیرہ (مخبرات)	
۵۱۴	جناب امیر کی مدح میں باتیں	
۵۱۴	مسلمانوں پر کفار مکہ کے مظالم: جناب عمارؓ کے والدین کی شہادت: عمارؓ کا تفسیر اور تفسیر کا حکم	۲۸
۵۱۵	اٹھائیسواں باب۔ آنحضرتؐ کا مدینہ طیبہ میں ہجرت کر کے آنا: مسجدیں اور مکانات تعمیر کرنا: ہجرت کے سالی اول کے تمام حالات	
۵۱۵	مدینہ میں حضرت کا دودھ و مسود	
۵۱۶	مسجد قبا کی تعمیر: آنحضرتؐ کی مدینہ میں تشریف آوری: ابو ایوبؓ انصاری کے مکان میں قیام	
۵۲۰	مدینہ کے یہودیوں کے تین قبیلوں کا حضرت سے صلح کرنا	
۵۲۱	مدینہ میں حضرت کی مسجد کی تعمیر	
۵۲۲	مسجد کی جانب سے سولے آنحضرتؐ اور علیؓ کے مدعا دلوں کے ہر ایک کا مدعا دارہ	
۵۲۲	بند کر دینے کا حکم	
۵۲۲	نماز جمعہ کی ابتدا	
۵۲۳	ہجرت کے سالی اول کے حالات: مواخاۃ: علیؓ رسولؐ کے بھائی: افان کی ابتداء	۲۹
۵۲۳	اٹھائیسواں باب۔ غزوات کے تمام حالات اور ہمد بکری تک کے غزوات کا ذکر	
۵۲۴	غزوات کی فہرست	
۵۲۴	جنگ میں شہداء کی اسلام	
۵۲۵	جہاد میں اسلام کو بدلتی	
۵۲۶	جہاد اکبر کی تعریف	
۵۲۷	دارالحرب میں مشرکین کے ساتھ رہنے والے مسلمانوں سے حضرت کی بیزار	
۵۲۷	آنحضرتؐ کا سب سے پہلا جہاد اور سب سے پہلا علم	
۵۲۷	جناب امیرؓ کے لئے لقب ابو تراب	
۵۲۹	تحويل قبلہ	
۵۳۰	بغداد کا واجب ہونا	
۵۳۰	تیسواں باب۔ جنگ بدر کے حالات	۳۰
۵۳۱	حاکمہ دختر عبدالمطلب کا خواب	
۵۳۲	قافلہ قریش کا جنگ کے لئے روانہ ہونا	

صفحہ	مضمون	باب نمبر
۵۳۳	جنگ کے لئے آنحضرتؐ کو خدا کا حکم	
۵۳۴	قتیبہ بن ربیعہ کا وفد قریش کو جنگ سے باز رکھنے کی کوشش اور ابو جہل کا اصرار	
۵۳۵	جانب جبریلؑ کا ہزار فرشتوں کے ساتھ کفار سے جنگ کرنا	
۵۳۶	ابو جہل کی سرکشی کے بارے میں حضرتؐ کا ارشاد	
۵۳۷	الولہب کا جہر تنگ انجام اور دنیا ہی میں اُس پر نزول عذاب	
۵۳۸	جنگ بدر میں تمام فرشتوں کا طیٰ کی صفت میں تشکل ہو کر کفار سے جنگ کرنا	
۵۳۹	جانب عباس حقیل اور نوفل کی گرفتاری	
۵۴۰	مسلمانوں کا قیدیوں سے فیہ لینا اس شرط پر کہ آئندہ سال قتل ہو کر شہید ہوں گے	
۵۴۱	ابن الحدیٰ کا اپنے استاد سے شک کے بارے میں سوال اور اُن کا جواب	
۵۴۲	آنحضرتؐ کا بھڑکا ہوا ایک قدم بڑھا کر اپنے ہمراہ لوگوں کو چلو بندہ پر لے جانا اور شریکین کے قتل کی جگہ دکھانا	
۵۴۳	مالِ غنیمت کے بارے میں صحابہ کی چہ میگوئیاں اور اُن کی خواہش کے خلاف نزولِ آیت	
۵۴۴	دور ہوتا آنحضرتؐ کے لئے جبریلؑ کا علم لانا اور اُس کا ہمدردی کا علم نہ مانے تک پہنچنا	
۵۴۵	باجواز آنحضرتؐ کو دی کا نکوار بن جانا	
۵۴۶	شہداء کی بددی قتل اور اُن کے نام	
۵۴۷	۱۳۱ اکتیسواں باب - وہ فرشتہ اعدا قاتل جو جنگ بدر کے بعد سے خود اُحد تک واقع ہوئے	
۵۴۸	خود بنی خلفان! آنحضرتؐ کا لشکر سے جدا ہو کر تنہا ایک صفت کے نیچے آلام فرماتے ہوئے	
۵۴۹	فرج مخالف کے سرو کا برہنہ تلوار لے کر حضرتؐ کے قتل کو آنا اور مسلمان ہونا	
۵۵۰	خود قرہ	
۵۵۱	سریہ عمیر بن ہدی	
۵۵۲	کعب بن اشرف کا قتل قبیلہ اوس کے ایک شخص محمد بن مسلمہ کا کارنامہ	
۵۵۳	ابو بکر عرف مسلم بن ابی الحقیق کا قتل بنی خزاعہ کا کارنامہ	
۵۵۴	۱۳۲ بتیسواں باب - جنگ اُحد کے حالات	
۵۵۵	جنگ اُحد سے مسلمانوں کے ایک گروہ کی تسلی	
۵۵۶	ایک دھڑے پر پچاس مسلمانوں کو تیغیت کر کے حضرتؐ کا تاکید فرماتا کہ ہم کو شکست ہو یا فتح تم یہاں سے نہ ہٹنا	
۵۵۷	امیر المؤمنین کا مشرکین کے بہت سے بہادری کو قتل کرنا اور اُن کا میدان سے فراز	

صفحہ	مضمون	پا نیو
۵۶۳	مذہب پر تین سات مسلمانوں کا ٹوٹ میں مشغول ہونا پھر حضرت کو چھوڑ کر فرار کر جانا	
۵۶۳	حضرت علیؑ کا خطاب قصم	
۵۶۳	حضرت علیؑ کی شجاعت عمرو بن خطاب کی زبانی	
۵۶۴	نسب بہت مازینہ کی شجاعت	
۵۶۵	جبریلؑ اصلاً حضرتؑ کی زبانی حضرت علیؑ کی مدح	
۵۶۵	غیب سے نازلہ لا تخرأ الا علی لا سیف الا ذو القدر	
۵۶۵	جناب حمزہؑ کی شہادت اور ہندہ زوجہ ابوسفیانؑ کا آن حضرتؑ کا کلیجہ چبانا	
۵۶۶	عمرو بن ثابتؓ کی شہادت	
۵۶۷	حظہ بن ابوعامر غسیل الملتکہ کا حال	
۵۷۱	ابو جابرؓ کی آنحضرتؑ کی حمایت میں جانفشانی	
۵۷۱	جبریلؑ کا گروہ و ملائکہ کے ساتھ جنگ احد میں آنحضرتؑ کی مدد کرنا	
۵۷۲	جناب امیرؑ کی شجاعت	
۵۷۶	سعد بن ریح کی جان نشادی	
۵۷۷	جناب حمزہؑ کی فاشش پر جناب رسول خداؐ کا گریہ	
۵۷۷	احمد سے واپسی اور ہاجرین و انصار کی محدثوں کا شہید ابن احمد پر گریہ	
۵۷۸	آنحضرتؑ کا حمزہؑ پر رونے کی آرزو کرنا	
۵۷۹	آنحضرتؑ کے زعموں کی تعداد اور زمانہ مبارک ٹوٹنے کا تذکرہ	
۵۸۰	آنحضرتؑ کی شہادت کی خبر سنکر جناب فاطمہؑ کا اضطراب اور کہو احمد پر دعا کی	
۵۸۰	جنگ میں آنحضرتؑ کا بے نظیر استقلال	
۵۸۱	جنگ احد میں آنحضرتؑ کے مجربات	
۵۸۲	مذہب شریعی جناب امیرؑ کا دین احمدؑ کے خدا کا تذکرہ کر کے اہل شریعی پر حجت تمام کرنا	
۵۸۵	جنگ احد میں امیر المؤمنینؑ کی شجاعت	
۵۸۵	صحابہ کے فرد پر آنحضرتؑ کا فیض و غضب اور ابو جابرؓ کو بھی چلے جانے کا حکم	
۵۸۶	احمد سے واپسی اور جناب امیرؑ کی مدح	
۵۸۷	جنگ احد سے بھاگنے والوں کے نام اور تحقیق	
۵۸۹	قرنی یہودی کا جنگ احد میں آنحضرتؑ کی مدد کر کے شہید ہونا	
۵۸۹	عمرو بن الجحومؓ کا شوق شہادت وغیرہ	
۵۹۰	جابرؓ کے والد عبداللہؑ کی شہادت	

صفحہ	مضمون	نمبر
۵۹۰	مباہدہ بن ابی سفیان کا شہداء اُحد کی قبریں کھودنا کہ نہر نکھانا	
۵۹۱	چوتھوں کا باب - غزوہ حمرہ الاسد کا بیان	۳۱
۵۹۳	مباہدہ بن مغیرہ کے ہاتھ میں جس نے حضرت حمزہؓ کے اعضا قطع کیے تھے عثمان کا آنحضرتؐ سے جان بخشی کی سزا شش کرنا	
۵۹۴	جنگ کدار کے لئے جناب امیرؓ کا شوق و حوصلہ	
۵۹۵	چوتھوں کا باب - ان واقعات کا بیان جو جنگ اُحد و احزاب کے درمیان واقع ہوئے	۳۲
۵۹۵	فصل اول - غزوہ ذبیح	
۵۹۶	فصل دوسری - غزوہ مسونہ	
۵۹۷	فصل تیسری - غزوہ بنی نظیر	
۶۰۳	فصل چوتھی - غزوہ ذات الرقاع اور غزوہ عساف	
۶۰۴	فصل پانچویں - بدر صغریٰ	
۶۰۹	چوتھوں کا باب - جنگ خندق کا بیان	۳۳
۶۱۰	یہود بن خیبر کا آنحضرتؐ سے جنگ کے لئے قبائل عرب کو آمادہ کرنا	
۶۱۱	جناب سلمان فارسی کی رملے سے مدینہ کے گرد خندق کھودی جانا	
۶۱۲	حمز بن اخطب کا بنی قریظہ کے سوار کو آنحضرتؐ کے ساتھ عہد توڑنے پر آمادہ کرنا	
۶۱۵	یہودیوں کا تعصب کہ حمزہؓ بنی النضیل سے ہیں	
۶۱۶	سعید بن مسعود انجی کا کارنامہ	
۶۱۹	عمرو بن عبدود کا لشکر اسلام سے مبارز طلب کرنا کہ کسی کا اس کے مقابلہ پر جان کی حیات نہ کرنا	
۶۱۹	جناب امیرؓ کا عمرو بن عبدود کو قتل کرنا	
۶۲۲	جناب رسولؐ خدا کا شیر کو مین کی طرح فرمانا کہ عمرو بن عبدود کی بہن اس کی دھڑ پڑھ کر ماری کی وح کرنا	
۶۲۳	عمرو بن عبدود کے خون کا ایک قطرہ ذوالفقار پر محمدؐ کے ہاتھ میں پانی نہالنا غزوہ احزاب کا اسکی دہریاں کرنا	
۶۲۷	قریش کے لشکر پر آسمان سے پتھروں کی بارش	
۶۲۹	چوتھوں کا باب - غزوہ بنی قریظہ وغیرہ	
۶۳۱	سعد بن معاذ کا یہودیوں کے حق میں فیصلہ اور ان کی وفات	
۶۳۲	بنی قریظہ کا قتل عام پھر کعب بن اسید اور حمزہؓ بن اخطب کا قتل	
۶۳۳	بالغ و نابالغ کی شناخت	
۶۳۳	سعد بن معاذ کے جنازہ کا احترام اُحد ان کا پیش خدا عز و	
۶۳۴	نور سے بد ظنی کے سبب سعد بن معاذ پر فساد قیام کرنا	

صفحہ	مضمون	باب نمبر
۶۳۵	سینٹی سوال باب - غزوات اور فتوحات جو غزوہ احزاب حدیبیہ کے درمیان واقع ہوئے	۳۷
۶۳۵	فصل اول غزوہ ترسیع جس کو غزوہ بنی المصطلق بھی کہتے ہیں	
۶۳۶	جو یہود دختر حارث سے حضرت کا نکاح	
۶۳۷	ایک خونخوار اوی میں جناب امیر علیہ السلام کا جنوں کے لشکر سے جنگ امدان کا مسلمان ہونا	
۶۳۸	جدا اللہ بن ابی منافق کی بے ہودہ گوئی اور سورۃ منافقین کا نزول	
۶۳۹	کافر باپ کے ساتھ نیک بتناؤ کا حکم	
۶۳۹	جدا اللہ بن ابی منافق کا داخل جہنم ہونا	
۶۴۰	دوسری فصل - حضرت عائشہ کے پاس سے لوگوں کا کلمات خوش کہنا	
۶۴۰	حضرت عائشہ پر اتہام کا واقعہ اور ان کی براءت	
۶۴۱	تیسری فصل - بعد کے تمام حالات	
۶۴۱	۳۸ سینٹی سوال باب - غزوہ حندقیہ اہل بیت رضوان	
۶۴۵	کنارے سے گفتگو کرنے صلیح : شرائط صلیح	
۶۴۵	صلحہ کا صلیح کے خلاف ہونا اور حضرت علی کی آنحضرت سے تکرار و اعتراضات	
۶۴۷	آنحضرت کی حضرت علی سے پیشین گوئی کہ ایک دن ایسا ہی معاملہ تمہارے ساتھ بھی ہوگا	
۶۵۱	بیت رضوان	
۶۵۳	برادیت و غیر تحریر صلح نامہ اہل میل کا اعتراض	
۶۵۳	صلح کے فائدہ	
۶۵۷	زبان رسول پر علی کی مدح	
۶۵۸	۳۹ سینٹی سوال باب - غزوہ خیبر کا بیان اور حضرت جعفر طیار کی حبشہ سے واپسی	
۶۵۹	حدیث روایت (علی کا عجب و محبوب خدا و رسول ہونا)	
۶۵۹	بد شکست لشکر اسلام حضرت رسالت اکبر کا اہل خیبر کے مقابلہ پر اہل المؤمنین کو جنگ کیلئے بھیجنا	
۶۶۰	ہیر المؤمنین کے ہاتھ سے مر حب کا قتل	
۶۶۱	حضرت علی کی تین فضیلتوں پر سعد بن وقاص کا رشک کرنا	
۶۶۱	حضرت علی کے حق میں پیغمبر کی دعا	
۶۶۲	اصحاب ثورنی کے رد برو حضرت علی کا اپنی فضیلتیں بیان کرنا اور ان کا اقرار کرنا	
۶۶۲	جناب امیر کا ایک یہودی کے حباب میں خیبر میں اپنے کارناموں کا تذکرہ فرماتا	
۶۶۵	جبریل کے پہلے پر غزوت اسدا للہی کی گرائی	
۶۶۵	خیبر و فک کی فتح اللہ فک کا خاص رسول کی ملکیت ہونا	

صفحہ	مضمون	اہم
۶۶۶	آنحضرت کا فدک جناب فاطمہ کو ہبہ کرنا	
۶۶۶	فتح فدک اور اس کو جناب فاطمہ کو دینے کے بارے میں نزولی آیت	
۶۶۷	ام ایمن کا فدک کے بارے میں ابو بکر و عمر کے سامنے بحثی فاطمہ زہرا کو اسی دینا	
۶۶۸	یہودیوں پر پانی بند کرنا حضرت کو گوارا نہ ہونا آپ کے اچھا سے قطعہ کی زمین کا کھنسنہ	
۶۶۸	اور مسلمانوں کا ان یہودیوں پر فتح پانا	
۶۶۸	آنحضرت کا باعجاز پانی پر مع شکر اسہم گردنا	
۶۶۸	ایک بن یہودیہ کا کوسفد کے گوشت میں نہر مار کر حضرت کو دید کرنا اور اس سے براہین معروہ کی شہادت	
۶۶۹	سند فتح خیمہ جناب جعفر طیار کا لوہا پس کا اور آنحضرت کا نہایت مسرور ہو کر ان کو نذر جعفر طیار تسلیم فرمانا	
۶۶۹	آنحضرت کا مع اصحاب کے حضرت علی کے گھر دعوت کے لئے جانا اور خدا کی طرف سے طعام کا آنا	
۶۷۱	چالیسواں باب غزوہ موٹہ اور آنحضرت کا بادشاہوں کو دعوت اسلام دینا اور غزوہ موٹہ جنگ کے حالات	۴۰
۶۷۲	مقرض بادشاہ کا آنحضرت کو حدیث ملنے اور دلائل وغیرہ بھیجنا	
۶۷۳	پرقل بادشاہ روم کے دربار میں ابو نعیم کی زبان سے آنحضرت کی مدح	
۶۷۴	قیصر کے دربار میں ایک ایرانی عالم کا آنحضرت کی نبوت کی گواہی دینا اور عیسائیوں کا اس کو شہید کرنا	
۶۷۵	کسری کا آنحضرت کے خط کو چاک کر کے حضرت کی شان میں گستاخی کرنا اس کے بیٹے کا اس پر مسلط ہو کر اس کو ہلاک کرنا اور اس کے تحت حاکم بادشاہ کا مع قوم کے مسلمان ہونا	
۶۷۶	کسری پر عذاب الہی	
۶۷۷	نجاشی کا حضرت کی دعوت پر مسلمان ہونا	
۶۷۷	ذوالکلاع حمیری کا مسلمان ہو کر مع لشکر کے حضرت کی مدد کے لئے معاد ہونا اور ستر میں	
۶۷۷	حضرت کی وفات کی خبر سن کر واپس جانا	
۶۷۷	بحرین کا فتح ہونا	
۶۷۸	حضرت علی کی ادائیگی زمانہ کے لئے آفتاب کا مغرب سے پلٹنا	
۶۷۹	اکتالیسواں باب غزوہ موتہ کا بیان	۴۱
۶۸۰	حضرت جعفر طیار کی شہادت	
۶۸۰	اس اہمیت کے فضائل	
۶۸۰	تیم حضرت جعفر طیار پر آنحضرت کی شفقت اور حضرت جعفر کی فضیلت کا اظہار	
۶۸۱	حاضری کا کھانا بھیجنے کی ابتدا	
۶۸۲	آنحضرت کی تیم لڑائی اور حضرت جعفر کے غم میں رونے والیوں کی رحمت افزائی	

صفحہ	مضمون	پہرہ
۶۸۳	حضرت جعفر کے فضائل	
۶۸۴	جناب عباس علیہ السلام حسینؑ مظلوم کے فضائل	
۶۸۵	بیالیسواں باب - غزوہ ذات السلاسل	۶۲
۶۸۶	آنحضرتؐ کا حکم خدا حضرت ابوبکرؓ کو جنگ کے لیے بھیجنا ان کا کام واپس آنا پھر حضرت عمرؓ کو بھیجنا: {	
۶۸۷	آن کا بھی بے لڑے واپس آنا	
۶۸۸	جناب امیرؓ کا جنگ فلولی میں پہنچنا اور فوجیہت واپس آنا اور آپ کی مدد میں آنے کا نزول	
۶۸۹	آنحضرتؐ کا شیخین کو پھر عربین عامس کو ان کی خواہش کے مطابق جنگ کے لیے بھیجنا سب کا	
۶۹۰	نا کام واپس آنا پھر جناب امیرؓ کا مامور ہونا اور فتح کے واپس آنا	
۶۹۱	نہان رسولؐ خدا پر حضرت علیؓ کی مدد	
۶۹۲	جناب امیرؓ کا حادثہ میں مکیدہ اور اس کے ساتھیوں کو قتل کرنا	
۶۹۳	جناب امیرؓ کی مدد	
۶۹۴	تیسرا بیسواں باب - فتح مکہ	۶۳
۶۹۵	حاطب بن بلتعصہ کی غلطی اور اس کی تلافی اور پھر خدا کی طرف سے معافی	
۶۹۶	ابوسفیانؓ کو آنحضرتؐ کے بستر پر بیٹھنے سے اس کی بیٹی ام المومنین ام حبیبہؓ کی مخالفت	
۶۹۷	ابوسفیانؓ کا آنحضرتؐ سے ایمان طلب کرنا اور پھر اور جناب سیدنا و حسین علیہم السلام سے سفارش کی التجا {	
۶۹۸	آخر میں حضرت علیؓ کا مشورہ	
۶۹۹	حضرت عباسؓ کی سفارش سے ابوسفیانؓ کی خطائیں معاف ہونا	
۷۰۰	ابوسفیانؓ کا خوف جان مجاہدی سے ایمان لانا	
۷۰۱	ابوسفیانؓ کا لشکر اسلام کا جلوس دیکھنا اور حیرت ظاہر کرنا	
۷۰۲	ام ابی حفصہؓ کی شہرہ کا چند اشخاص کو لمان دینا اور آنحضرتؐ کا لمان کی لمان کو باقی رکھنا	
۷۰۳	کعبہ کی گنجی کا معاملہ	
۷۰۴	کعبہ میں آنحضرتؐ کی بت شکنی	
۷۰۵	فرزند ابی ہاشم و جہد المطلب پر آنحضرتؐ کا حجت تمام کرنا	
۷۰۶	عندوں سے آنحضرتؐ کا چند شرطوں کے ساتھ بیعت لینا	
۷۰۷	حضرتؐ کا کعبہ کی گنجی ساتی کلید بردار کو واپس دینا	
۷۰۸	آنحضرتؐ کا ایک نوجوان عتاب بن اسید کو اہل مکہ پر امیر مقرر فرمانا	
۷۰۹	آنحضرتؐ کے حکم سے مضمون جو عتاب بن اسید کی اہمیت کے بارے میں تحریر فرمایا	
۷۱۰	چوالیسواں باب - غزوہ حنین اور اس کے قبل و بعد غزوہ تبوک تک کے حالات	۶۴

صفحہ	مضمون	پریمبر
۷۰۵	خالد بن ولید کا قبیلہ بنی فزیم کے مسلمانوں کو دیرینہ جلالت کے سبب قتل کرنا پھر آنحضرتؐ کا جناب امیر کے فدویہ ان کو ان کے نقصانات سے کراہی کرنا اور حضرت علیؑ کی مدح	
۷۰۵	قتل و غزوئی کا توڑا جانا	
۷۰۶	غزوہ خنین کا سبب	
۷۰۷	سولہ حضرت علیؑ کے مسلمانوں کا میدان جنگ میں رسول اللہؐ کو چھڑ کر بھاگنا اور خود رسول اللہؐ اور حضرت عباسؑ کا ان کو پکارتا	
۷۰۸	جنگ خنین میں فرشتوں کا کفار کو قتل کرنا	
۷۰۹	مسلمانوں کے لشکر کی کثرت پر نظر لگنا جس کے نتیجہ میں مسلمانوں کا فرار ہونا	
۷۰۹	میدان قتال میں امیر المومنین کی شجاعت	
۷۱۱	حضرت عمرؓ کے کہنے سے انصار کا وہ قیدی کا قتل کرنا اور آنحضرتؐ کا غضبناک ہونا	
۷۱۲	آنحضرتؐ کا امیر المومنین سے راز کی باتیں کرنا اور حضرت عمرؓ کا اعتراض	
۷۱۳	آنحضرتؐ کا جناب امیرؑ کو اپنی جان قرار دینا	
۷۱۴	علیؑ خدا کا تیر ہیں	
۷۱۴	عیدینہ بن حصین کا مکروہ فریب اور حضرت کا اُس کے فریب کو ظاہر فرمانا	
۷۱۵	حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ کا خلیفہ علیؑ سے اعتراف	
۷۱۵	عرفہ شادی حضرت علیؑ کا اپنی خلافت کی دلیل بیان کر کے اہل شیعہ پر محبت تمام کرنا	
۷۱۶	انصار کا تقسیم غنیمت سے کبیدہ ہونا اور آنحضرتؐ پر اپنے احساسات کا جھٹاٹنا اور حضرت کا حلیہ اُن کی ندامت	
۷۱۸	خروج خلافت کی پیشین گوئی اور ان کی علامتیں	
۷۱۹	والدین کی خدمت سے رسول اللہؐ کی نگاہوں میں عزت	
۷۲۰	پہنتا کیسواں باب۔ غزوہ تبوک کا حقبہ اور مسجد قبلہ کے جلالت	۲۵
۷۲۱	جنگ تبوک کی دعا کی کہ وقت خطبہ جناب رسولؐ خدا جس میں بہترین صحیحین ہیں	
۷۲۲	حدیث منزلت۔ جناب رسولؐ خدا سے حضرت علیؑ کو دی نسبت ہے جو ہمدان کو موسیٰ سے تھی	
۷۲۵	جنگ تبوک سے پیچھے نہ جانے والے مومنین کا توبہ کرنے کے لئے پہلا دل پر جانا اور توبہ کرنا	
۷۲۷	مسلمانوں کا حضرت علیؑ کے قتل کی تدبیر کرنا اور آپؐ کا اُن کے شر سے محفوظ رہنا	
۷۲۹	مسلمانوں کا مکروہ فریب	
۷۲۹	زیباں رسولؐ پر علیؑ کی مدح	
۷۳۰	عمر و آل محمدؐ علیہم السلام کی اُختیلت فرشتوں پر	

صفحہ	مضمون	باب نمبر
۷۳۱	منافقوں کا آنحضرت کو حق میں ہلاک کرنے کا ارادہ: آنحضرت کا خلیفہ کو ان کو دیکھنے اور پہچاننے پر مامور فرمانا	
۷۳۲	آنحضرت کا اپنے ہلاک کرنے والے منافقوں کا نام لے کر پکڑنا اور عذیفہ کا سب کو پہچانتا ہرقل کا آنحضرت کے اوصاف کی تحقیق کرنا اور وہ پردہ مسلمان ہوتا	
۷۳۴	آنحضرت کا ہمزہ: ہر امیوں کے لئے آسمان سے غذا طلب کرتا اور سب کا اپنی خواہش کی غذا کا مزہ حاصل کرتا	
۷۳۸	آنحضرت کا اپنے بعد کے حقہ کا ذکر فرمانا	
۷۴۱	جنگ تبوک سے آنحضرت کی صبح و سالم نھیاب آنے کی پیشین گوئی	
۷۴۲	ایکسکی گرفتاری اور رہائی	
۷۴۴	آنحضرت کی بخیریت مدینہ واپسی	
۷۴۵	مسجد خیمہ کا انہدام	
۷۴۶	ابو طلحہ راہب کا حال	
۷۴۷	چھالیسواں باب - نزول سورۃ برأت	۴۶
۷۴۸	سچ اکبر کی تمثیل	
۷۴۹	جناب رسول خدا کا حضرت ابوبکرؓ کو سجدہ برأت کی تبلیغ پر مامور فرمانا: پھر حکیم خدا رسول کر کے جناب امیرؓ کو مقرر فرمانا	
۷۵۱	جناب امیرؓ کے لئے آنحضرتؐ کی بے چینی	
۷۵۲	مکہ میں عمروں جہود کے بھائیوں کا جناب امیرؓ کو دھمکانا اور حضرتؐ کا ان کو لٹکانا	
۷۵۳	سینتالیسواں باب - ذکر مباہلہ نصاریٰ حجرات کا آنحضرتؐ سے مناظرہ کے بعد مباہلہ پر آمادہ ہونا	۴۷
۷۵۴	نصاریہ نے حیران کا مباہلہ سے گریز	
۷۵۵	منکدر کا بیان نصاریہ نے حیران کا آپس میں آنحضرتؐ کی نبوت پر بحث کرنا اوصاف کی نبوت انجیل سے ثابت کرنا	
۷۵۶	انجیل میں آنحضرتؐ کے اوصاف و فضائل	
۷۵۷	پیش خدا حضرت علیؓ و فاطمہؓ و حسنؓ کا مرتبہ	
۷۵۸	آنحضرتؐ کا خط نصاریہ نے حیران کے نام	
۷۵۹	علمائے نصاریہ کا اجتماع اور آپس میں مشورہ	
۷۶۰	حادثہ بنائال کا علمائے سے بحث کر کے انجیل سے آنحضرتؐ کی نبوت ثابت کرنا	

صفحہ	مضمون	باب نمبر
۷۶۳	سیدہ عاتقہ کا اپنا اقتدار خطرہ میں لگنا اور حقیقت سے انحراف	
۷۶۹	سیدہ عاتقہ دونوں کا حادثہ کی دلیلوں سے مضطرب و پریشان ہونا	
۷۷۰	جکش کا تیسرا روز	
۷۷۱	حادثہ کا سیدہ عاتقہ کو اپنی حق انگیز دلیلوں سے مغلوب کرنا	
۷۷۱	چھ تھے روز کتاب جامعہ سے حادثہ کا اپنے دلائل ثابت کرنے پر فیصلہ موقوف ہونا	
۷۷۲	کتاب جامعہ کا مضمون	
۷۷۵	کتاب جامعہ میں حضرت آدمؑ کے ذکر میں آنحضرتؐ اور آپ کے اہلبیتؑ کے فضائل	
۷۷۶	حضرت شیثؑ کے صحیفہ میں آنحضرتؐ اور آپ کے اہلبیتؑ کے فضائل	
۷۷۷	حضرت ابراہیمؑ کے حالات میں آنحضرتؐ اور آپ کے اہلبیتؑ کے فضائل	
۷۷۸	کتاب جامعہ میں توریت سے فضائل	
۷۷۹	کتاب جامعہ میں انجیل کا مضمون اور حضرت اور آپ کے اہلبیتؑ کے فضائل	
۷۸۱	سیدہ عاتقہ کا آنحضرتؐ سے مناظرہ۔ پھر مباہلہ کے لئے تیار ہونا	
۷۸۲	آنحضرتؐ کا جناب فاطمہؑ علیؑ اور حسنینؑ علیہم السلام کو لے کر میلان مباہلہ میں آنا	
۷۸۳	فضائلہ نجران کا مباہلہ سے خوفزدہ ہونا وغیرہ	
۷۸۵	اثر تالیسوال باب۔ حجۃ الوداع تک کے تمام واقعات	۴۸
۷۸۵	فصل اول۔ غزوہٴ عرندین صدی کرب	
۷۸۹	فصل دوم۔ جناب امیرؑ کا یمن بھیجا جانا	
۷۸۹	جناب امیرؑ کا ایک کنیز مالِ طہیت میں لے لینا۔ خالد بن ولید کا بریدہ اسلی کی معرفت آنحضرتؐ کے پاس شکایت کرنا	
۷۸۹	آنحضرتؐ کا غضبناک ہونا اور علیؑ کی مدح فرماتا	
۷۹۰	عروین شاس کا آنحضرتؐ سے جناب امیرؑ کی شکایت کرنا اور حضرتؐ کا فرمانا تو نے مجھے ایذا دی	
۷۹۱	جناب امیرؑ کے حق میں صحیح فیصلہ کرنے کی آنحضرتؐ کی دعا	
۷۹۱	جناب امیرؑ کے ایک فیصلہ کی آنحضرتؐ سے شکایت اور حضرتؐ کا اُن کے فیصلہ کو درست و صحیح قرار دینا	
۷۹۱	کون سے گھوڑے مساوت مند ہوتے ہیں	
۷۹۱	فصل سوم۔ عرب کے گرد ہوں اور رئیسوں کا حضرتؐ کی خدمت میں آنا	
۷۹۳	عامر اور ابید کا قتل اور دونوں کی ہلاکت	
۷۹۵	انچاسوال باب۔ حجۃ الوداع اور جو کچھ اس سفر میں واقع ہوا اور تمام حجوں اور عروں کا	۴۹

صفحہ	مضامین	پریم
۷۹۶	آنحضرتؐ کا مناسک حج ادا کرنا	
۷۹۹	حج کے بعد آنحضرتؐ کا خطبہ اور آپؐ کا ایام جاہلیت کے تمام امور کو باطل قرار دینا	
۸۰۲	جناب امیرؓ کا اپنے لشکر سے پہلے مکہ پہنچ کر آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہونا	
۸۰۴	حج تمتع سے جناب امیرؓ کا انکار اور آنحضرتؐ کی پیشین گوئی کہ تم بھی حج تمتع پر ایمان نہ لاؤ گے	
۸۰۴	جناب عمرؓ کا متعلقہ حج اور متوالہ النساء کو اپنی خلافت کے زمانہ میں حرام قرار دینا	
۸۰۴	مقام فدیر میں آنحضرتؐ پر خلافت علیؓ کے بارے میں تاکید دی حکم نامہ لکھنا	
۸۰۵	آنحضرتؐ کا جناب امیرؓ کو اپنا خلیفہ مقرر فرمانا	
۸۰۵	ایک غیر ملکی نے منصب کر کے آنحضرتؐ کا تمام مسلمانوں اور اہل بیت المؤمنین اور تمام مسلمانوں کو	
۸۰۵	حکم دینا کہ علیؓ کو امیر المؤمنین کہہ کر سلام کریں اور مبارکباد دیں	
۸۰۵	جناب عمرؓ کا حضرت علیؓ کو مبارکباد دینا حسن بن ثابتؓ کا اس واقعہ کے ذکر میں قصیدہ کہہ	
۸۰۶	کر سنانا اور آنحضرتؐ کا ان کو دعا دینا	
۸۰۸	فدیر میں آنحضرتؐ کا خطبہ	
۸۱۷	ایام آخر کے اوصاف و مدح	
۸۲۰	مقام فدیر میں تین روز تک صحابہ علیؓ سے بیعت کرتے رہے	
۸۲۱	آنحضرتؐ کا حکم خدا سے علیؓ کو طہارت میں علوم تعلیم فرمانا اور جناب عائشہؓ کا اصرار کہ آنحضرتؐ	
۸۲۱	سناں راز کو دریافت کرنا اور باوجود تاکید کا افشا کر دینا	
۸۲۲	حضرت کے راز سے ابو بکرؓ جو عمرؓ کا مطلق ہو کر اس کے خلاف کرنے کا عہد کرنا اور آنحضرتؐ کو ہلاک	
۸۲۲	کرنے کی کوشش کرنا	
۸۲۳	عقبہ پر سے آنحضرتؐ کے ناقہ کو پھڑکا کر حضرت کو ہلاک کرنے کی کوشش	
۸۲۴	آنحضرتؐ کا خدیفہ کو منافقین کے ناموں سے آگاہ کرنا اور ان کو اچھڑانا	
۸۲۴	سالم غلام خدیفہ علیؓ کی دشمنی ظاہر کر کے منافقین کے مشورہ پر آنحضرتؐ کی مخالفت	
۸۲۴	کے لیے شریک ہونا	
۸۲۵	منافقین کا اتفاق کر کے حکم خدا کے خلاف عہد و پیمان کر کے عہد نامہ لکھنا	
۸۲۷	عہد نامہ لکھنے میں دفن کیا جانا اور خلیفہ دومؓ کے زمانہ تک دفن رہنا	
۸۲۸	ابو بکرؓ کے مشورہ سے عائشہؓ کا خدمت رسولؐ خدا میں حاضر ہونا آنحضرتؐ کا ان سے افشائے راز	
۸۲۸	کی شکایت کرنا پھر تمام بیسیوں کو ہلا کر جناب امیرؓ کی اطاعت کی ہدایت کرنا	
۸۲۸	آنحضرتؐ کا اپنی بیسیوں کے بارے میں علیؓ کو طلاق دینے کا اختیار دینا	
۸۲۹	آنحضرتؐ کا اسامہ کے لشکر کو نہایت عجلت کے ساتھ روانہ کرنا	

صفحہ	مضمون	پریم
۸۳۰	ابوبکر و عمرؓ اور ابو عبیدہؓ کا لشکر اسامہؓ سے الگ ہو کر مدینہ واپس ہونا	
۸۳۰	آنحضرتؐ کا ارشاد کہ رات شہر عظیم مدینہ میں داخل ہوا	
۸۳۰	آنحضرتؐ کا لشکر اسامہؓ کے ساتھ نہ جانے والوں پر لعنت کرنا	
۸۳۰	جناب عائشہؓ کا ابوبکرؓ کو نماز پڑھانے کے لئے کہلانا؛ بعض اصحابؓ کی اقتلا سے انکار	
۸۳۱	آنحضرتؐ کا باوجود ناتوانی کے مسجد میں جا کر ابوبکرؓ کو ہٹانا اور خود نماز پڑھانا	
۸۳۲	حدیث متفقین اور اس سے متسلک رہنے کی تاکید بعد نماز آنحضرتؐ کا خطبہ	
۸۳۳	ہجرت کے دسویں سال کے واقعات	
۸۳۳	گیارہویں سال کے واقعات	
۸۳۴	پچاسواں باب آنحضرتؐ کے نامہ ملاقات اور آپ کے اصحاب کے بعض حالات کا تذکرہ	
۸۳۴	لغویہ مناظرے جو حضرتؐ اور مشرکین اور اہل کتاب اہل ایمان کے درمیان واقع ہوئے	
۸۳۴	برائے قریش کی آنحضرتؐ سے خواہش کہ غریبوں اور فقیروں کو اپنے پاس سے ہٹادیں اور خدا کا حکم نازل ہونا کہ ہرگز ایسا نہ کرنا	
۸۳۵	حضرت سلمانؓ کی مدح	
۸۳۶	صحابہ کا آنحضرتؐ کو نماز میں چھوڑ کر خرید و مال کے لئے چلا جانا اور خدا کا عتاب	
۸۳۶	ایک اعرابی کا ایمان لانا اور اس کا انتقال ہونا حضرتؐ کا اس کی مدح کرنا	
۸۳۶	جہانہ دختر ابی جحش کا قصہ؛ بلالؓ کا اس کو اسیر کرنا؛ اس کا بلالؓ کو قتل کرنا؛ آنحضرتؐ کی دعا سے بلالؓ کا زندہ ہونا وغیرہ	
۸۳۷	آنحضرتؐ کا زید بن حارثہؓ کے ساتھ ایک لشکر کفار کی طرف بھیجا ہوا؛ یر تک خیر طے سے تردد ہونا	
۸۳۷	لشکر کا مظہر و منصور واپس آنا اور حیرت انگیز واقعات	
۸۳۷	اعمال اول ماہ شعبان کی فضیلت	
۸۳۷	قرض سے سبکدوش ہونے کی فضیلت	
۸۳۷	والدین کی خوشنودی کو اپنی خوشی پر مقدم کرنے کی فضیلت	
۸۳۸	جناب امیرؓ اور حسنینؓ سے محبت کا اجر و ثواب	
۸۳۸	بیماری میں اجر و ثواب	
۸۳۸	سخی کا پسندیدہ غذا ہونا	
۸۳۸	ایک فرشتہ کا ایک شخص کا امتحان لینا	
۸۳۹	آنحضرتؐ کا ایک شخص کو قصہ نہ کہنے کی نصیحت فرمنا اور اس کا اس پر عمل کرنا	
۸۳۹	ولید کی مذمت میں نزول آیت	

صفحہ	مضمون	بدینہ
۸۴۶	کھوٹا مال دھوکے سے بیچنے کی مذمت	
۸۴۶	آفت زبانی جس کی دوازی سب سے زیادہ نقصان پہنچانے والی ہے	
۸۴۶	آنحضرتؐ کی محبت میں ایک صحابی کی بے قراری اور اُن کی مدح میں نزولِ آیت	
۸۴۶	مؤلفۃ القلوب	
۸۴۷	ایک منافق کی مذمت	
۸۴۷	جناب عثمانؓ کے حق میں نزولِ آیت	
۸۴۸	عروین غاص اور حبیب بن مہیط کی مذمت	
۸۴۸	ایک صحابی سے ایک مذمت کے عوض آنحضرتؐ کا جنت میں بارغ دینے کا وعدہ اور اُس کا قبول نہ کرنا	
۸۵۰	اور بارغ کا آنحضرتؐ اور سانپ کے درمیان لیٹنا حضرتؐ کا ان کو فضیلت امیر المؤمنین سے آگاہ کرنا	
۸۵۱	اور بارغ کی اہلبیتؑ سے محبت	
۸۵۱	اہلبیتؑ رسولؐ کی محبتِ نجات کا باعث ہے۔ حضرت علیؑ کا اپنے دوستوں کے لئے پُلِ صراط سے گزرنے کے لئے پروانہ دینا	
۸۵۱	ایک صحابی کو آنحضرتؐ کی دعا سے فارغ البالی حاصل ہونا اور نکلنے دینے میں کل بمقام کی مذمت	
۸۵۳	آنحضرتؐ کے ایک پر خلوص محب اور صحابی کا حال	
۸۵۶	سید ایک صحابی کی حسرت پھر فارغ البالی پر نماز میں تاخیر پھر ان کا اپنی پہلی حالت پر پلٹنا	
۸۵۶	سیاحتِ اربعہ کے فضائل	
۸۵۷	ہمسایہ کی تکلیف و آزار سے بچنے کا طریقہ	
۸۵۷	رودہ کی جانب متوجہ ہونے کا ثواب	
۸۵۸	اپنی عورتوں سے علیحدہ رہنے والے شوہروں پر آنحضرتؐ کا عتاب	
۸۵۸	حضرتؐ کی دعا	
۸۵۸	جنت و دوزخ کے وعدوں پر ایک شخص کا یقین اور اُس کی حالت	
۸۵۹	آنحضرتؐ کی حجرت سے پہلے مدینہ میں ایک انصاری کا حال اور اُن کا پر خلوص ایمان	
۸۵۹	سوال سے پرہیز کرنے والے کو خدا بے نیاز کر دیتا ہے	
۸۶۰	سوال سے پرہیز کی تاکید	
۸۶۰	ریشی لباس سے کراہت	
۸۶۰	نخل کی مذمت	
۸۶۰	ایک شخص کی مرغی کا دیوار پر باندھ دینا اور اگر ایک کیل پر رک جانا اور حضرتؐ کا استعجاب	
۸۶۰	ایک الد کا غرور ایک غریب کی بے نیازی	

- ۸۶۱ ہر ترین بندہ وہ جس کی ہر گمانی سے لوگ پرہیز کریں
- ۸۶۱ مال فروخت کرنے میں گاہکوں کو فریب نہ دو
- ۸۶۱ بغیر اجازت مکان میں داخل ہونے پر سختی کا جائز ہونا
- ۸۶۲ ایک شخص پر آنحضرتؐ کا قابو پا کر چمڑ دینا پھر اس کا مسلمان ہونا
- ۸۶۲ ہر صدقہ کی بھی خدا کی رحمت ہے
- ۸۶۲ منافقین سے آنحضرتؐ کی ہیزاری
- ۸۶۳ مسجد میں طویل دینے کا ثواب
- ۸۶۳ آنحضرتؐ کے فصد کا خون پی جانا
- ۸۶۴ آنحضرتؐ سے ایک شخص کی محبت کی نیادتی اور حضرتؐ کا اس کے لیے دھماکے خیر فرماتا
- ۸۶۴ صاحبان عقل کون لوگ ہیں
- ۸۶۴ حدت کی فطرت
- ۸۶۵ ایک حدت کا اپنے شوہر کی اطاعت میں اپنے باپ کے جنازے میں شرکت نہ کرنا اور {
خدا کا اس سبب سے اس کے باپ کو بخش دینا
- ۸۶۵ عورتوں کی زیادہ تعداد جہنم میں
- ۸۶۵ اگر شوہر سے بدسلوکی نہ کرتی تو نماز پڑھنے والی کوئی حدت جہنم میں نہ جاتی
- ۸۶۶ نمازی تاجر افضل ہے صرف نماز پڑھنے والے سے
- ۸۶۶ جناب رسولؐ خدا کا لوگوں کو ان کے باپ کے نام اور جہنم میں ان کے مقلات سے آگاہ کرنا
- ۸۶۶ حضرت علیؑ کا اپنا نسب دریافت کرنا اور حضرتؐ کا اپنے نسب سے ان کو متصل فرما کر ان کی مدح کرنا
- ۸۶۶ آنحضرتؐ کا اپنے بعد ائمہ طاہرین کا نسب بیان فرماتا اور ان کی اطاعت کی اہمیت کو {
تاکید کرنا
- ۸۶۸ اکیا وکواں باب۔ آنحضرتؐ کی اولاد و اجداد کا تذکرہ
- ۸۶۹ آنحضرتؐ کے بیٹے اور بیٹیوں کا تذکرہ
- ۸۷۰ مغیرہ منفق کے حق میں جناب عثمانؓ کی آنحضرتؐ سے سفارش و حقوت کا اس سے کراہت {
فرمانا آخر مغیرہ کی جان بخشی اور کسی طرح کی اس کی لعنا دہ کرنے والے پر لعنت فرماتا۔ عثمانؓ
- ۸۷۲ کا اس کو زائد راہ دے کر رخصت کرنا
- ۸۷۲ خصل۔ حضرت ابراہیمؑ اور ان کی والدہ کے بعض حالات
- ۸۷۲ امام حسینؑ پر آنحضرتؐ کا اپنے فرزند ابراہیمؑ کو فدا کرنا
- ۸۷۸ حضرت ابراہیمؑ پر آنحضرتؐ کا گریہ و صلیب کا اعتراض اور آپ کا جواب

باب نمبر	مضمون	صفحہ
	جناب ابراہیم کے تم میں عز و دل ہونے پر عائشہؓ کا مادیہ قطبیہ کو جروج قطبی سے متہم کرنا اور آنحضرتؐ کا خلیہ امیر کو جروج کے قتل پر مامور فرمانا اور جروج کے خواجہ سرا ہونے کا انکشاف	۸۷۸
۵۲	با و نواں باب۔ آنحضرتؐ کی بیویں کی تعداد اور ان کے مختصر حالات	۸۷۹
	اسماء بنت نعمان سے عائشہؓ و حفصہؓ کا فریب اور اس کا آنحضرتؐ سے پناہ مانگنا	۸۸۷
	ایک انصاری عمت کا آنحضرتؐ کو اپنا لہس بچنے کا اظہار کرنا اور حفصہؓ کا اس کو ملامت کرنا	۸۸۴
	علیؑ کی نشانی ہدایت کا حکم اور خدا کی شمشیریں	۸۸۶
	جناب عائشہؓ کا جناب صفیہؓ کو زبان سے آزار پہنچانا اور نزول آیت	۸۸۷
۵۳	تر نواں باب۔ جناب زینبؓ سے تزویج کا تذکرہ اور زید بن عارضہ کے بعض حالات	۸۹۱
۵۴	چونواں باب۔ جناب ام سلمہؓ رضی اللہ عنہا کے حالات	۸۹۳
	جناب امیرؓ کو آنحضرتؐ کا حکم کہ میرے بعد مظالم پر صبر کرنا اور آپؐ کی مدح	۸۹۴
	تاقیامت علیؑ قرآن کے ساتھ اور قرآن علیؑ کے ساتھ	۸۹۴
	آل حمزہ کا حق مسلمانوں پر قیامت تک واجب ہے	۸۹۵
	جناب رسولؐ خدا کا حضرت علیؑ سے وصیت نامہ لکھوا کر ام سلمہؓ کے سپرد فرماتا اور تاکید کہ میرے بعد کچھ نشانیاں بنا کر جو شخص تم سے یہ نامہ طلب کرے اس کو دے دینا	۸۹۵
۵۵	پچھنواں باب۔ حضرت عائشہؓ و حفصہؓ کے حالات	۸۹۷
	آنحضرتؐ کے آزار پر عائشہؓ اور حفصہؓ کا اتفاق	۸۹۷
	آنحضرتؐ کا حفصہؓ سے طرز بیان کرنا اور ان کا انکار کرنا اور مذمت میں نزول آیت	۸۹۸
	آنحضرتؐ کا وہ ساز جو آپؐ نے حفصہؓ سے بیان فرمایا تھا	۸۹۹
	ابو ہریرہؓ: انس بن مالک اور عائشہؓ نے آنحضرتؐ کی طرف بہت غلط حدیثیں منسوب کی ہیں	۹۰۱
	حق علیؑ کے ساتھ ہے اور ہمیشہ ان کے ساتھ پھر تار ہے	۹۰۲
	علیؑ سے حسد پر عائشہؓ کو آنحضرتؐ کی ملامت	۹۰۲
	عورتوں کو پردہ کی تاکید	۹۰۲
۵۶	چھپنواں باب۔ آنحضرتؐ کے اکثر عز و دل خادموں، ملازموں اور غلاموں کے حالات	۹۰۳
	جناب رسولؐ خدا کا حضرت ابوطالب سے محبت کرنا اور ان کی خدمتوں کا احترام	۹۰۳
	آنحضرتؐ کے خطوط اور وحی لکھنے والوں کے نام	۹۰۴
	ملاویہ کو آنحضرتؐ کا کاتب ہونے کا شرف بھی حاصل نہ ہوا	۹۰۴
	حضرتؐ کی حفاظت کرنے والوں کے نام	۹۰۴

صفحہ	مضمون	باب نمبر
۹۰۷	آنحضرتؐ کے عاقلوں کے نام	
۹۰۷	آنحضرتؐ کے قاصدوں کے نام	
۹۰۷	آنحضرتؐ کے مداح شعراء کے نام	
۹۰۷	زید بن عثمٰی بن مظعون کا حضرتؐ سے اپنے شوہر کی بے اتفاقی کی شکایت کرنا	
۹۰۸	حضرتؐ کی حقیقی بیوی زید بن کا نکاح مقدادؓ سے	
۹۰۸	خاندانی حیثیت کے سبب ابوہبہؓ کا حضرتؐ کی حمایت میں قریش سے جنگ کے لیے نکلنا	
۹۰۹	طہیج والدین لڑکی کی رسول خداؐ کے نزدیک عزت	
۹۰۹	آنحضرتؐ کے دو موفلان	
۹۰۹	آنحضرتؐ کے ساتھ سب سے پہلے نماز پڑھنے والے مومنین	
۹۱۰	جناب امیر حمزہؓ کا جعفرؓ اور حسینؓ علیہم السلام کے فضائل	
۹۱۰	مومنین سے خدا کی مراد حمزہؓ جعفرؓ و علیؓ علیہم السلام	
۹۱۰	جناب حمزہؓ کی مدح	
۹۱۱	بہشت سے پہلے ایک دوست کی حاجت برآسی	
۹۱۳	ستاد نواں باب - جاہلین و انصار و صحابہ و تابعین کی فضیلت و احوال کے بعض محل حالات	۵۷
۹۱۳	آنحضرتؐ کے مومن صحابہ بارہ ہزار تھے	
۹۱۳	مومن صحابہ کے احترام کی تاکید	
۹۱۴	آنحضرتؐ کے زمانہ کے ایک گروہ کی مدح	
۹۱۴	صاحب ایمان کے لیے طوبیٰ خواہ حضرتؐ کی زیارت سے مشرف نہ ہوا ہو	
۹۱۴	آنحضرتؐ کے بعد کے مسلمان بہتر ہیں	
۹۱۵	ایمان کے درجے اور فضیلت کا معیار	
۹۱۷	اٹھاد نواں باب - بس اکابر صحابہ کے فضائل	۵۸
۹۱۸	حضرت عمارؓ کی مدح	
۹۱۸	آنحضرتؐ کو چار اشخاص سے محبت کا خدا کا حکم	
۹۱۸	آیہ موقت کے نزول پر حضرتؐ کا اصحاب سے اپنی تبلیغ رسالت کا اجر طلب کرنا	
۹۱۹	حضرت عمارؓ و مقدادؓ وغیرہ کی مدح	
۹۱۹	جناب عمارؓ کا اپنے حق پر نہ ہونے پر یقین اور بہشت کا پانچ اشخاص کے لیے مشتاق ہونا	
۹۱۹	ساتی ایمان پانچ اشخاص ہیں	

۹۱۹	قد اصحاب جنہوں نے پیغمبر کے بعد دین میں کوئی تغیر نہیں کیا
۹۲۰	سات اشخاص کے لئے زمین پیدا کی گئی
۹۲۰	عمار کا آخری وقت تک حق پر ہونا
۹۲۲	حضرت ابوذرؓ، سلمانؓ، عمارؓ اور خود امیر المومنین کے فضائل
۹۲۲	امیر المومنین کے شیعہ کون لوگ ہیں
۹۲۲	جناب امیرؓ کا رضائے الہی میں اپنے کو فنا کرنے کا اظہار
۹۲۳	آنحضرتؐ کا ارشاد کہ بہشت چار شخصوں کی مشتاق ہے
۹۲۴	جناب عمارؓ کے ذمہ ایک بھدی کا قرض اور ان کے لئے پتھر کا سنا ہوا جناب رسولؐ قدام
۹۲۴	کی نہائی عمارؓ کی مدح
۹۲۵	چند بھدیوں کا جناب عمارؓ سے مناظرہ اور ان کا دعوئے کہ اگر رسولؐ اللہ حکم دیں تو میں
۹۲۶	آسمان کو زمین پر گرادوں
۹۲۶	بول کہ جناب ابو بکرؓ کا خرید کر آزاد کرنا اور ان کا جناب امیرؓ کی تعظیم و تکریم زیادہ کرنا
۹۲۸	صہیبؓ کا ایمان افروزہ اعتقاد
۹۲۸	جناب بنی الاوثؓ کا حال
۹۲۹	جناب عمارؓ کے والدین کی مدح
۹۲۹	حضرت عمارؓ کی فضیلت
۹۲۹	علم دین سیکھنے کی فضیلت اور ثواب
۹۲۹	سلمانؓ و ابوذرؓ کا مثل موالیانِ اہلبیتؑ میں ممکن نہیں
۹۳۰	ایمان کے دس بے اور ان کی مقدار، ابوذرؓ اور سلمانؓ میں تقسیم
۹۳۰	سلمانؓ و ابوذرؓ و مقدادؓ وغیرہ حواریین محمدؐ و علیؓ ہیں
۹۳۰	حضرت عمارؓ کا شوق شہادت
۹۳۰	حضرت عمارؓ کی مدح
۹۳۰	حضرت علیؓ و سلمانؓ و ابوذرؓ و مقدادؓ و عمارؓ کی مدح میں نزولِ آیت
۹۳۱	علیؓ و فاطمہؓ و حسنؓ و حسینؓ علیہم السلام کی مدح اور ان کے وسیلے سے دعاؤں کا مقبول ہونا
۹۳۱	سات اشخاص جو بعد رسالتؐ گمراہ نہیں ہوئے
۹۳۳	جو غامے لڑا وہ اس کی تاثیر
۹۳۳	۵۹ استخوانی باب جناب سلمانؓ فارسی کے اخلاق و فضائل پسندیدہ : {
۹۳۳	فضائل اور تمام حالات

صفحہ	مضمون	پہلی نمبر
۹۳۴	سلمانؓ پر ان کے والدین کے مظالم	
۹۳۴	جناب سلمانؓ کا تین راہبوں کے پاس پیام اللہ آخری راہب کی ہدایت سے مکہ معظمہ آنحضرتؐ کی تلاش میں آنا	
۹۳۶	جناب سلمانؓ کو آنحضرتؐ کا چار سو درخت خرباکے عوض خرید کر آزاد کرنا	
۹۳۸	خلیفہؓ دوم کے زمانہ میں جناب سلمانؓ کا حکم ملنا ہونا خلیفہؓ کا عتاب آمیز خط اور اس کا جواب	
۹۴۰	جناب سلمانؓ کے ابتدائی حالات	
۹۴۲	جناب سلمانؓ کی خلیفہؓ اول کو نصیحت	
۹۴۲	جناب سلمانؓ کا علم	
۹۴۵	جناب سلمانؓ کی کرامت	
۹۴۶	قرض دینے کا ثواب	
۹۴۷	جناب سلمانؓ کا یہودیوں سے آنحضرتؐ اور اہلبیتؑ کے فضائل بیان کرنا اور ان کا سلمانؓ کو تازیانہ سے مارنا	
۹۴۹	جناب سلمانؓ خدا کا حضرت سلمانؓ کی نگاہوں کے سامنے جو کر یہودیوں کے لیے بددعا کا حکم فرمانا	
۹۵۱	جناب سلمانؓ کا زہر	
۹۵۲	جناب سلمانؓ سے فرشتہ کا باتیں کرنا	
۹۵۳	جناب سلمانؓ کا دعوے کہ تمام سال ہفتہ دیکھتا ہوں تمام ملت جہالت میں بسر کرتا ہوں اور ہر روز ایک قرآنی شتم کرتا ہوں۔ حضرت عمرؓ کا اعتراض اور ان کا جواب	
۹۵۴	جناب سلمانؓ کا حضرت امیرؓ کی دعوت کرنا	
۹۵۴	حضرت سلمانؓ جناب عثمانؓ سے بہتر ہیں	
۹۵۴	عجبت علیؑ کے سبب بہشت میں جناب سلمانؓ کا بلند درجہ	
۹۵۴	سلمانؓ و ابوہریرہؓ کے درمیان مخالفت	
۹۵۵	حضرت سلمانؓ کی صحت	
۹۵۷	جناب سلمانؓ کی وفات کے وقت ان سے مرودہ کا سلام ہونا	
۹۵۸	ملک الموت کا آنا اور مرنے والے سے گفتگو	
۹۵۸	گرمائے تابستان کا مرنے کے وقت تمام زندگی کے نیک و بد اعمال دکھانا	
۹۵۹	حیثیت کو غسل دینے والوں سے اس کی نوح کی قبائش	

صفحہ	مضمون	پریم
۹۵۹	قرہ میں پہنچنے کے بعد کی سرگزشت	
۹۶۱	خدا کے نزدیک محبوب ترین تین اعمال ہیں	
۹۶۲	جناب سلمانؓ کی وفات	
۹۶۴	سائل سوال باب جناب ابوذرؓ کی حالات اور آپ کے فضائل و مناقب	۹۰
۹۶۶	دعا کے حضرت ابوذرؓ کی جو آسمان میں مشہد ہے	
۹۶۷	جناب ابوذرؓ کا نماز پڑھنا اور شیر کا آپ کی گوسفندوں کی نگہبانی کرنا	
۹۶۸	حضرت ابوذرؓ کا زہر	
۹۷۰	جناب ابوذرؓ سب سے زیادہ سچے ہیں	
۹۷۱	آنحضرتؐ کی جناب ابوذرؓ کے بارے میں ہمیشگی	
۹۷۲	جناب ابوذرؓ کی آنحضرتؐ سے محبت اور ان کا حضرتؐ کی محبت میں پیاسا رہنا	
۹۷۳	جناب ابوذرؓ کا بنی امیہ کی مذمت میں عثمانؓ کے دو بڑے حدیث بیان کرنا	
۹۷۴	جناب ابوذرؓ کا عثمانؓ کو ایک لاکھ دس سو روپے پر سرزلیش کرنا	
۹۷۵	عثمانؓ کا ابوذرؓ کو ریفہ بھیجنا	
۹۷۷	جناب امیرؓ وغیرہم کا جناب ابوذرؓ کو ان کے مصائب پر تسکین و تشفی آمیز کلمات اور اشارے	
۹۸۱	فرمانا وغیرہ عثمانؓ کے قرآن پاک کرنے پر جناب امیرؓ کا رنج اور ابوذرؓ سے اظہار اور ان کا	
۹۸۲	جناب امیرؓ کی شہادت کی خبر دینا	
۹۸۳	جناب ابوذرؓ اور معاویہؓ کی گفتگو ابوذرؓ کا معاویہؓ پر آنحضرتؐ کا لعنت کرنا بیان کرنا وغیرہ	
۹۸۵	جناب ابوذرؓ کا علانیہ اعلانِ رسولؐ کرنا اور بنی امیہ کی مذمت کرنا	
۹۸۶	جناب ابوذرؓ کی وفات اور ان کی چھینروں تکلیفیں	
۹۸۷	جناب ابوذرؓ کی کفن کے بارے میں وصیت	
۹۸۸	جناب ابوذرؓ کا خط عذریہ کے نام جس میں نیک امور پر عمل کرنے کی نصیحت	
۹۸۹	عذریہ کی طرف سے خط کا جواب	
۹۹۱	جناب ابوذرؓ کی وصیت اور انتقال اور اہل عراق کی ایک جماعت کا ان کی چھینروں تکلیفیں کرنا	
۹۹۱	سائل سوال باب - مقداد بن اسودؓ کی فضائل و حالات	۹۱
۹۹۱	باکرہ لڑکیاں و رخت کے پھل کے مانند ہیں ان کو جلد تروتاج کرنا چاہیے	
۹۹۲	مقداد کو عثمانؓ کا امر نیک سے باز آنے کا حکم	
۹۹۲	مقداد اور عبدالرحمن بن عوفؓ کی گفتگو	

صفحہ	مضمون	پریم
۹۹۳	باسم سوال باب۔ آنحضرتؐ کی اُمت کے فضائل اور ان کے بعض حالات	۶۲
۹۹۴	اُمت رسولؐ میں گمراہ فرقوں کی صفیں اور مذمت	
۹۹۵	عام اُمت کے کردار کی پیشینگویی	
۹۹۵	اسم سوال باب۔ آنحضرتؐ کی وصیتیں اور وہ تمام حالات و واقعات جو آپؐ کی وفات کے قریب واقع ہوئے۔	۶۳
۹۹۶	اُمت کو قرآن و اہلبیتؑ سے تمسک پھرنے کی ہدایت و تاکید	
۹۹۶	علیؑ تاویل قرآن پر لوگوں سے جنگ کر کے	
۹۹۶	صحابہ کو لشکرِ اسامہ کے ساتھ جانے کی تاکید	
۹۹۷	وقت وقات آنحضرتؐ کا خطبہ اور اُمت کو عمل نیک کی تاکید	
۹۹۷	آنحضرتؐ کے آخری وقت عائشہؓ و حفصہؓ کا اپنے اپنے والد کو نماز پڑھانے کی تمنا	
۹۹۷	اور آنحضرتؐ کا ان دونوں پر غضبناک ہو کر خود نماز پڑھانے کے لئے مسجد میں تشریف لے جانا	
۹۹۷	لشکرِ اسامہ کے ساتھ نہ جانے والوں پر آنحضرتؐ کا تین بار لعنت کرنا	
۹۹۹	قریب رعبت آنحضرتؐ جبریلؑ کا مخاطب خدا ایک عہد نامہ لانا اور آنحضرتؐ کا اس کو جناب امیرؑ کے سپرد فرماتا	
۱۰۰۰	آنحضرتؐ کی جانب سے جناب امیرؑ پر مصائب کی تفصیل اور صبر کی تاکید	
۱۰۰۱	منہوہر آنحضرتؐ کا آخری خطبہ اور لوگوں کو عمل نیک کی تاکید اور ظلم و جور سے ممانعت	
۱۰۰۲	جناب عباسؑ سے آنحضرتؐ کا ارشاد کہ تم میرے خلیفہ ہو جاؤ اور ان کا عقد کہ میں بٹھا ہوا گیا ہوں	
۱۰۰۲	جناب امیرؑ سے آنحضرتؐ کا وصیت فرمانا اور اپنے تبرکات عطا فرمانا اور تمام چیزیں ان کے سپرد کرنا	
۱۰۰۳	تمام حاضرین سے آنحضرتؐ کی جناب امیرؑ کی اطاعت کی تاکید	
۱۰۰۴	آخری وقت آنحضرتؐ کا فرمانا کہ میرے حبیب کو بلاؤ اور جناب عائشہؓ و حفصہؓ کا اپنے اپنے والد کو ملانا حضرتؐ کا ان کی طرف سے منہ پھیر لینا آخر جناب امیرؑ کا آنا اُن سے آنحضرتؐ کا مانگی باتیں کرنا	
۱۰۰۴	آنحضرتؐ کا اپنے آخری وقت امیرؑ المؤمنین کو علوم کی تعلیم دینا	
۱۰۰۵	آنحضرتؐ کی انصار سے رعایت کرنے کی وصیت	
۱۰۰۶	اُمت کو قرآن و اہلبیتؑ کے ساتھ تمسک کی تاکید	
۱۰۰۸	آنحضرتؐ کا جناب امیرؑ اور ان کے شیعوں کے دستکار ہونے کی خوشخبری دینا	

۱۰۰۸	آنحضرت کا جناب فاطمہؑ و الطہیتؑ کو تمام مومنین کے سپرد فرمانا
۱۰۰۹	جناب سیدہؑ سے آخر وقت آنحضرتؐ کا بطور سازگہ فرمانا جس سے معصومہؑ کا خوش و مسرور ہونا
۱۰۰۹	۶۴۔ جو مسئلہ سوال باب۔ آنحضرتؐ کی وفات اور آپ کی تجہیز و تکفین وغیرہ
۱۰۱۰	تحقیق تاریخ وفات آنحضرتؐ و جناب عبداللہؑ و جناب عبدالمطلبؑ جناب خدیجہؑ و حضرت ابوطالبؑ علیہم السلام
۱۰۱۰	آنحضرتؐ کی نبائی ابو سفیان کی مذمت
۱۰۱۱	کافر جنت میں آنحضرتؐ کے ساتھ علیؑ و فاطمہؑ کی شرکت
۱۰۱۱	آخری وقت آنحضرتؐ کا سر آغوش جناب امیرؑ میں
۱۰۱۱	جنگ جمل کی پیشین گوئی
۱۰۱۲	بہر منسل و کفن آنحضرتؐ سے جناب امیرؑ کا سوتا کرنا اور حضرتؐ کا انکو قیامت تک کے وفات سے آگاہ کرنا
۱۰۱۲	صحابہ کے سامنے حضرتؐ کا آخری خطبہ اور ارشاد کہ اگر مجھ سے کسی پر ظلم ہو گیا ہو تو وہ اسی دنیا میں قصاص لے لے اور اسود بن قیس کا اپنا قصاص طلب کرنا
۱۰۱۵	آنحضرتؐ کی وفات کے وقت الطہیتؑ رسالت کا اضطراب
۱۰۱۶	آنحضرتؐ کی وفات پر جناب امیرؑ کی حالت ناراضد آپ کا صبر و شکر
۱۰۱۸	ملک الموت کا جناب فاطمہؑ سے گھر میں آنے کی اجازت طلب کرنا
۱۰۱۸	آخری وقت ملک الموت سے آنحضرتؐ کی گفتگو
۱۰۲۱	حسل دینے کے بعد جناب امیرؑ کا آنحضرتؐ کی لاش سے اپنا عدد و غم بیان کرنا
۱۰۲۱	جناب رسولؐ خدا اور ائمہ اطہارؑ کی تجہیز و تکفین میں فرشتوں کا تامل ہو کر مدد کرنا
۱۰۲۲	آنحضرتؐ پر صحابہ کا نماز پڑھنا
۱۰۲۳	آخری وقت آنحضرتؐ کا جناب سیدہؑ کو دلاسا دینا
۱۰۲۵	بعد وفات آنحضرتؐ الطہیتؑ کی ستیم حالت پر خدا کی جانب سے تسلی و تسفی
۱۰۲۶	آنحضرتؐ کو آخری وقت زہر دیا جانا جس سے آپ کی شہادت خارج ہوئی
۱۰۲۶	خلفائے ثلاثہؑ کی جناب رسولؐ خدا کے جنازہ سے غیر حاضری
۱۰۲۷	حسل میں میت کا حجاز
۱۰۲۸	مصحف فاطمہؑ اور اس کی حقیقت
۱۰۲۹	۶۵۔ مسئلہ سوال باب سیدہؑ حالات جبراً آنحضرتؐ کے دفن کے بعد طرح مقدس کے نزدیک ظاہر ہونے
۱۰۲۹	ملاوید کا آنحضرتؐ کا منبر توڑ کر اور منبر بنوانا جس سے آفتاب کو گھٹ لگ گیا اور لزلہ آیا
۱۰۳۰	جناب امیرؑ کا ابو بکرؓ کو آنحضرتؐ کو بعد نماز دکھانا اور حضرتؐ کا ان کو علیؑ کی اطاعت کا حکم دینا
۱۰۳۰	لوگوں کا جناب امیرؑ کو ابو بکرؓ کی بیعت پر مجبور کرنا اور ان حضرتؐ کا جناب رسولؐ خدا سے فریاد کرنا
۱۰۳۱	آنحضرتؐ کے سامنے امت کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَالصَّلَاةُ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَى مُحَمَّدٌ وَآلِهِ خَيْرُ النَّاسِ مَا بَعَدَ احقر
جہاد اللہ محمد باقر ابن محمد تقی علی اللہ عن جرائمہا کی تالیف سے تاریخ ولادت و وفات و مجربات و غزوات اور
تمام احوال شریفہ حضرت خاتم النبیین و اشرف المرسلین و سید المنجبین محمد ابن عبد اللہ علیہ السلام
و سلم حبیب الدعالمین اور آپ کے آبائے طاہرین اور اصحاب متدینین کے حالات میں حیات القلوب کی یہ
دوسری کتاب ہے اور اس کے چند ابواب ہیں۔

باب اول

حضرت سرور انبیاء کا نسب مبارک اور آنحضرت کے آبائے اجداد کے حالات

پہلی فصل آنحضرت کے نسب کا تذکرہ

آنحضرت کا مشہور شجرہ نسب یہ ہے۔ محمد مصطفیٰ علیہ السلام بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف کے وہ بیٹے کے وہ نواسی کے وہ مرنے کے وہ لوی کے وہ غالب کے وہ فہرہ مالک کے وہ خضیر کے
وہ کنانہ کے وہ خزیمہ کے وہ بدر کے وہ الیاس کے وہ مضر کے وہ نزار کے وہ معد کے وہ عدنان کے وہ اور
کے وہ اور کے وہ الیس کے وہ الہمیع کے وہ سلطان کے وہ البنت کے وہ حمل کے وہ قیدار کے وہ اسمعیل
کے وہ ابراہیم خلیل کے وہ تاریخ کے وہ ناثر کے وہ شروخ کے وہ ارغو کے وہ فالخ کے وہ عابر کے وہ شالخ کے
وہ ارفخشذ کے وہ سام کے وہ نوح کے وہ کاک کے وہ متوشلخ کے وہ جنوح کے وہ الیافز کے وہ ہلیل کے
وہ ینان کے وہ انوش کے وہ شیش کے وہ اور وہ حضرت آدم علیہ السلام کے فرزند ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کی
روایت کے مطابق عدنان او کے بیٹے وہ زید کے وہ الشری کے وہ اعراف الشری کے بیٹے تھے۔ ام سلمہ زوی
ہیں کہ زید ہی مسیح ہیں اور اعراف الشری اسماعیل ہیں۔ اور ابن ابویہ کی روایت کے مطابق
عدنان او کے وہ اور کے وہ زید کے وہ یعدو کے وہ امیس کے وہ بنت کے وہ قیدار بن اسمعیل کے بیٹے
ہیں۔ اور ابن عباس کی روایت کے مطابق یہ ہے کہ عدنان بن ادر بن الیس بن الیس بن یحش
بن مخز بن سابور بن الیس بن بنت بن قیدار بن اسمعیل بن ابراہیم بن تارخ بن شروخ بن ارغو بن عابر
بن ارفخشذ بن متوشلخ بن سام بن نوح بن کاک بن متوشلخ بن جنوح بن الیافز بن زید بن نزار۔ اور ایک روایت کے مطابق

نامہ اور ایک دوسری روایت کے مطابق ابوبکر قینان بن ابی بن الوشس بن شیبہ بن آدمؑ میں زیادہ مشہور ہے کہ حضرت عبدالطلب کا نام شیبہ الحمد تھا اور ہاشم کا نام عمرو اور عبد مناف مغیرہ تھے اور قصے کا نام رید تھا۔ ان کو جمع بھی کہتے تھے۔ اور قریش کا نام نصر تھا۔ ان میں سے ہر ایک کسی سبب سے ان ناموں سے موسوم ہوئے۔ اور کہتے ہیں کہ ارفو کا نام ہود تھا۔ اور بعض کا قول ہے کہ ان حضرت کا نام قابر تھا اور خویہ حضرت اورس ہیں۔ اور آنحضرتؐ کی والدہ ماجدہ آمنہ بنت وہب تھیں جو عبد مناف کے بیٹے تھے۔ وہ زہرہ کے فرزند اور وہ کلاب کے بیٹے تھے۔

دوسری فصل | آنحضرت کے نور مبارک کی خلقت کا ذکر

ابن بابویر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند سے امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت امیر المؤمنینؑ نے فرمایا کہ خداوند تعالیٰ نے جناب رسالتؐ کا نور آسمانوں اور زمین عرش و کرسی اور قلم اور ہشت دوزخ کی خلقت اور تمام پیغمبروں کی پیدائش سے چار لاکھ چوبیس ہزار سال پہلے پیدا کیا۔ پھر اسی نور سے بائیس حجابات یعنی حجاب قدرت۔ حجاب عظمت۔ حجاب منت۔ حجاب رحمت۔ حجاب مساوت۔ حجاب کرامت۔ حجاب منزلت۔ حجاب ہدایت۔ حجاب نبوت۔ حجاب رفعت۔ حجاب ہیبت اور حجاب شفاعت خلق فرمائے اور اس نور مقدس کو حجاب قدرت میں ہارہ ہزار سال رکھا۔ وہ اس میں سبحان ربی الا لعلے کہتا تھا۔ اور حجاب عظمت میں گیارہ ہزار سال رکھا۔ وہ اس میں سبحان عالم الہیہ کہتا تھا۔ اور حجاب منت میں دس ہزار سال رکھا جس میں وہ سبحان من عفو قائم لا یغفوا کہتا تھا۔ اور نو ہزار سال حجاب رحمت میں جگہ دی وہ اس میں سبحان ربی الا لعلے کہتا تھا۔ اور آٹھ ہزار سال حجاب مساوت میں رکھا جہاں وہ سبحان من عفو قائم لا یغفوا کہتا تھا۔ پھر حجاب کرامت میں سات ہزار سال رکھا وہاں وہ سبحان من عفو عظیم لا یغفر کہتا تھا۔ پھر حجاب منزلت میں آٹھ ہزار سال رکھا وہاں وہ سبحان العظیم الیکبر کہتا تھا۔ پھر حجاب ہدایت میں پانچ ہزار سال رکھا جس میں وہ سبحان ذی النور شمس العظیم کا وظیفہ پڑھتا تھا۔ پھر چار ہزار سال حجاب نبوت میں رکھا اس میں وہ سبحان ربی الا لعلے کہتا تھا۔ پھر اس کو تین ہزار سال حجاب رفعت میں مقیم کیا۔ وہ اس میں سبحان ذی الملکوت العظیم پڑھتا تھا۔ پھر دو ہزار سال حجاب ہیبت میں رکھا جس میں وہ سبحان اللہ و بحمدہ کہتا تھا۔ پھر ہزار سال حجاب شفاعت میں رکھا جس میں وہ سبحان ربی الا لعلے کہتا تھا۔ اس کے بعد آنحضرتؐ کا نام مبارک نور پر ثبت فرمایا۔ اور چار ہزار سال تک وہ نور پر چمکتا رہا۔ پھر آنحضرتؐ کا نام اطہر عرش پر ظاہر کیا اور سابق عرش پر ثبت فرمایا۔ وہاں وہ سات ہزار سال تک نور افشانی کرتا رہا۔ اسی طرح وہ نور رفعت و جلال کے ساتھ گھومتا رہا یہاں تک کہ حق تعالیٰ نے اس کو نیش آدمؑ میں جگہ دی۔ پھر وہ منتقل ہوتا ہوا صلب نورؑ میں پہنچا۔ اسی طرح وہ ایک کے بعد دوسرے ظاہر صلیبوں میں منتقل ہوتا رہا یہاں تک کہ خدا نے اس کو صلب عبد اللہ بن عبد المطلب میں ظاہر فرمایا۔ اور اس کو چھ کرامتوں سے گرامی فرمایا اس کو پیرا بن خوشنودی پہنایا اور ولیمہ ہیبت سے آراستہ کیا۔ تاج ہدایت اس کے سر پر رکھا اس کی رفعت کی پستی پہنچایا اور اس کے بدن کو جامعہ رفعت

پہنایا اور رحمت کا کر بند اس کی کر میں ہا نہ جان اور نسلین خوف و بیم اس کے پاؤں میں ڈالی۔ اور حصائے منزلت ہاتھ میں دیا۔ پھر وحی کی کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، لوگوں کے پاس جاؤ اور کہو کہ لا اِلهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کا اقرار کریں۔ اُس پیرا بن خوش خدای کی اصل نچہ جو بہروں سے خفی۔ یاقوت کی۔ اس کی آستینیں مردارید کی اس کے دامن بلور زرد کے۔ اور مثل کے ٹکڑے زبرجد کے۔ اُس کا گریبان مرجان سرخ کا اور گریبان کے چاک نور پروردگارِ عالم سے بنے ہوئے تھے۔ خدا نے آدم کی توبہ اُسی پیرا بن کے سبب سے قبول کی۔ اسی کی برکت سے یوسف کو یحیٰی سے ملایا۔ یونس کو اسی کی کرامت کے سبب مچلی کے شکم سے نجات دی۔ اسی پیرا بن کی برکت سے ہر غیر نے تکلیف و مصیبت سے نجات پائی اور وہ پیرا بن کوئی اور پیرا بن نہ تھا بلکہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیرا بن تھا۔

بسنہ منبر منقول ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے لوگوں نے پوچھا کہ قبل اس کے کہ حق تعالیٰ آسمان و زمین اور روشنی و تاریکی کو پیدا کرے آپ حضرات کہاں تھے۔ حضرت نے فرمایا عرش کے گہریم نور کے چند اجسام تھے اور خدا کی حمد کیا کرتے تھے تاہم ہزار سال قبل اس کے کہ خدا نے آسمان و زمین و روشنی و تاریکی خلق فرمائے جب خدا نے آدم کو پیدا کیا ہم کو اُن کے صلب میں جگہ دی اور ہمیشہ پاک و صلب سے پاکیزہ رحم میں منتقل کرتا رہا یہاں تک کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔

حق تعالیٰ سے بعد اللہ بن عباس سے منقول ہے کہ حضرت سرور کائنات نے فرمایا کہ خدا نے آدم کی خلقت سے بارہ ہزار سال پہلے مجھ کو اور علی کو زیر عرش ایک نور سے پیدا کیا۔ جب آدم کو خلق فرمایا اس نور کو اُن کے صلب میں قرار دیا۔ پھر وہ نور ایک صلب سے دوسرے صلب میں منتقل ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ ہم دونوں صلب بعد اللہ و ابو طالب میں علیحدہ علیحدہ ہوئے۔

بسنہ ہائے دیگر معاذ بن جبل سے منقول ہے کہ حضرت رسالت پناہ نے فرمایا کہ بے شبہ خدا نے مجھ کو اور علی کو اور فاطمہ و حسن و حسین کو دنیا کی خلقت سے سات ہزار سال پہلے خلق فرمایا۔ مجھ نے پوچھا یا رسول اللہ پھر آپ کہاں تھے؟ فرمایا کہ ہم زیر عرش تھے اور خدا کی تسبیح و تحمید و تہلیل و تمجید کرتے تھے۔ پوچھا اُس وقت آپ حضرات کس کے مثل و مانند تھے؟ فرمایا ہم نور کے چند اجسام تھے۔ جب خدا نے ہمارا کہ ہماری صورت خلق فرمائے ہم کو نور کا ایک بستون بنا کر صلب آدم میں جگہ دی۔ پھر اس کو باپ و داد کے صلبوں سے ماؤں کے رحم میں منتقل کرتا رہا اور ہم کو نہایت شرف و تہ سے ہمیشہ پاک رکھا جو زمانہ گزریں ہوتا تھا اور ہر زمانہ میں چند گروہ ہم پر ایمان لانے کے سبب سادت مند تھے رہے اور چند گروہ جو ہم پر ایمان نہیں لائے شی و بد بخت ہوتے رہے۔ جب ہم کو صلب بعد المطلب میں لایا اس نور کے دو حصے کئے۔ نصف بعد اللہ کے صلب میں اور دوسرا نصف صلب ابو طالب میں قرار دیا۔ پھر میرا نور رحم آمنہ میں منتقل ہوا اور نصف دیگر فاطمہ بنت اسد کے رحم میں آیا۔ آمنہ سے نبی پیدا ہوا اور فاطمہ سے علی۔ پھر وہ تمام نور میری طرف واپس آیا اور میری بیٹی فاطمہ پیدا ہوئی۔ پھر وہ تمام نور محمد و علی کی جانب منتقل ہوا اور حسن و حسین نور کے دونوں حصوں سے پیدا ہوئے۔ اس طرح میرا نور شیخین کے

فرزندوں میں اماموں کی جانب تاقیامت پھرتا رہے گا۔

چند سندوں سے حضرت رسول خدا سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے مجھ کو اور علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کو آدمؑ کی خلقت سے پہلے پیدا کیا جبکہ نہ آسمان تھا نہ زمین: اور تھا نہ ظلمت نہ آفتاب و ماہتاب تھے نہ بہشت و دوزخ ہی کا وجود تھا۔ حضرت عباسؑ نے پوچھا یا رسول اللہ آپ کی پیدائش کی ابتدا کیونکر ہوئی فرمایا چچا جان جب خدا نے چاہا کہ ہم کو خلق فرمائے اُس نے ایک کلام بجا دیا اُس سے ایک نور پیدا کیا۔ پھر دوسرا کلام خلق کیا اُس سے ایک روح پیدا کی۔ اور اُس نور کو اس روح کے ساتھ مخلوط کیا اور اُس سے علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کو پیدا کیا۔ ہم خدا کی تسبیح کرتے تھے اُس وقت جبکہ کوئی تسبیح کرنے والا نہ سرائے تھا اور اُس کی تقدیس کرتے تھے جبکہ ہمارے سوا کوئی اور تقدیس کرنے والا نہ تھا۔ پھر جب خدا نے چاہا کہ تمام خلق کو پیدا کرے میرے نور کو شگافتہ کیا: اور اُس سے عرش کو خلق فرمایا۔ عرش میرے نور سے ہے اور میرا نور خدا کے نور سے ہے اور میرا نور عرش سے اخصل ہے۔ اس کے بعد میرے بھائی علیؑ کے نور کو شگافتہ کیا: اس سے فرشتوں کو پیدا کیا۔ فرشتے علیؑ کے نور سے ہیں اور نور علیؑ نور خدا سے ہے اور علیؑ فرشتوں سے اخصل ہیں۔ پھر میری بیٹی فاطمہؑ کا نور شگافتہ کیا اس سے آسمانوں کو اور زمین کو خلق فرمایا۔ تو آسمان و زمین فاطمہؑ کے نور سے پیدا کئے گئے ہیں۔ اور فاطمہؑ کا نور خدا کے نور سے ہے اور فاطمہؑ آسمان و زمین سے اخصل ہیں۔ اس کے بعد میرے فرزند حسنؑ کے نور کو شگافتہ کیا۔ اس سے آفتاب و ماہتاب کو خلق فرمایا۔ آفتاب و ماہتاب میرے فرزند حسنؑ کے نور سے عالم وجود میں آئے ہیں اور حسنؑ کا نور خدا کے نور سے خلق ہوا ہے اور آفتاب و ماہتاب سے اخصل ہے۔ پھر خدا نے میرے فرزند حسینؑ کا نور شگافتہ کیا اس سے بہشت اور جہنم کو خلق فرمایا۔ بہشت اور جہنم میرے فرزند حسینؑ کے نور سے پیدا کی گئی ہیں اور میرے فرزند حسینؑ کا نور خدا کے نور سے ہے اور میرا نور بہشت اور جہنم سے بہتر ہے۔

بسنده متبر بنوڑ سے منقول ہے کہ جناب رسالت آپ نے فرمایا کہ میں اور علیؑ ایک نور سے پیدا کئے گئے ہیں۔ اور عرش کی داہنی جانب ہم خدا کی تسبیح و تقدیس کرتے تھے، دویزار سال قبل اس کے کہ حق تعالیٰ آدمؑ کو پیدا کرے۔ جب خدا نے آدمؑ کو خلق فرمایا، اس نور کو اُن کی پشت میں رکھا۔ جب اُن کو بہشت میں ساکن کیا، ہم ان کی پشت میں تھے۔ جب نوحؑ کشتی میں سوار ہوئے ہم اُن کی پشت میں تھے۔ جب ابراہیمؑ آگ میں ڈالے گئے ہم ان کی پشت میں تھے۔ خداوند عالم ہمیشہ ہم کو باکیزہ صلبوں سے ظاہر و چھو میں متقل کرتا رہا۔ یہ تنگ کہ ہم صلب عبد المطلب میں تہیے۔ وہاں خدا نے اُس نور کے وہ جھٹکے کیئے۔ مجھ کو صلب عبد اللہ میں جگہ دی اور علیؑ کو صلب ابو طالب میں رکھا۔ مجھ کو بغیری اور برکت عطا فرمائی اور علیؑ کو فصاحت و شجاعت بخشی۔ اور ہم دونوں کے لئے اپنے اسمائے مقدس میں سے دو نام مشق کیئے۔ محمدؐ وند صاحب عرش محمود ہے اور میں محمدؐ ہوں۔ اور خداوند ہند گوارا اٹھے ہے اور میرا بھائی علیؑ ہے۔ محمدؐ کو رسالت و بغیری کے لئے مقرر فرمایا، اور علیؑ کو وصایت و امامت اور لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ حکم کرنے کو مقرر کیا۔

اور خدا کے بانی سے حضرت کا نائن

نور علیؑ کے ساتھ اور خدا کے نور سے شفق ہیں

مسند معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ محمد علی صلوات اللہ علیہا خدا کے نزدیک خلایق کی آفرینش سے پہلے دو نور تھے۔ فرشتوں نے اُن دونوں نوروں کو دیکھا۔ ایک کو اصل پایا جس سے ایک شعاع ظاہر ہو رہی تھی جو اس کی فرع تھی۔ انہوں نے پوچھا خداوندیہ نور کیا ہے؟ حق تعالیٰ نے اُن کو وحی فرمائی کہ یہ میرے انوار میں سے ایک نور ہے جس کی اصل پیغمبری ہے اور فرع امامت۔ پیغمبری محمدؐ کے لئے ہے جو میرا بندہ اور رسولؐ ہے اور امامت علیؑ کے لئے ہے جو خلق پر میری جہت اور خلیفہ ہے۔ اگر میں ان کو پیدا نہ کرتا تو کوئی چیز پیدا نہ کرتا۔

دوسری معتبر حدیث میں ابی حضرت سے منقول ہے کہ خدا نے حضرت رسالتؐ سے خطاب فرمایا کہ اے محمدؐ میں نے تم کو اور علیؑ کو ایک نور سے خلق کیا تھا یعنی بے جسم کی ایک روح بنایا تھا۔ قبل اس کے کہ آسمان و زمین اور عرش و دریا کو خلق کروں۔ اور تم ہمیشہ میری تجلید تہلیل کیا کرتے تھے اور مجھ کو عظمت و یکتائی کے ساتھ یاد کرتے تھے۔ پھر میں نے تم دونوں کی روح کو جمع کر کے ایک کر دیا۔ تو وہ روح مجھ کو پاکی و عظمت اور بزرگی و جلالت کے ساتھ یاد کرتی تھی۔ پھر اُس روح کے دو جھٹے کئے۔ پھر ہر جھٹے میں سے دو دو جھٹے کئے تو محمدؐ و علیؑ و حسنؑ و حسینؑ خلق ہوئے۔ اس کے بعد جناب فاطمہؑ کو ایک تنہا نور سے بے جسم کی روح پیدا کیا اور وہ نور ہم اہلبیتؑ میں جاری و ساری ہوا۔

حدیث معتبر میں حضرت امام محمد تقی صلوات اللہ علیہ سے منقول ہے کہ ہمیشہ حق تعالیٰ اپنی یگانگی میں یکتا تھا۔ اُس کے سوا کوئی نہ تھا۔ پھر اُس نے محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ کو خلق کیا پھر ہزار و ہزار فرشتوں کے بعد تمام حیروں کو پیدا کیا۔ اور اُن ذوات مقدسہ کو ان کی خلقت پر گواہ بنایا اور ان کی اطاعت تمام مخلوقات پر واجب قرار دی اور اُن خلق اُن کے سرور فرمایا۔ لہذا وہ مشیت الہی کے سوا کوئی کام پسند نہیں کرتے اور کوئی اللہ نہیں کرتے۔

مسند معتبر امام حسن صلوات اللہ علیہ سے منقول ہے کہ حضرت سرور کائنات نے فرمایا کہ بہشت فردوس میں ایک چشمہ ہے شہد سے زیادہ شیریں، مسک سے زیادہ نرم، برف سے زیادہ ٹھنڈا اور خشک سے زیادہ خوشبودار۔ اُس میں ایک قسم کی مٹی ہے جس سے خدا نے ہم کو اور ہمارے شیعوں کو پیدا کیا ہے۔ جو اُس طینت سے نہیں خلق ہوا وہ ہم سے ہے نہ ہمارا شیعہ ہے۔ اور دوسری حدیث میں فرمایا کہ میں نے اپنے جد بزرگوار حضرت رسولؐ صلعم سے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ میں خدا کے نور سے پیدا ہوا ہوں اور میرے اہلبیتؑ میرے نور سے خلق ہوئے ہیں اور عجلان اہلبیتؑ اُن کے نور سے پیدا ہوئے۔ ان کے علاوہ تمام لوگ آتش جہنم سے ہیں۔

مسند معتبر ابو سعید خدری سے منقول ہے کہ ایک شخص نے حضرت رسولؐ سے تفسیر قول حق تعالیٰ دریافت کی جو خدا نے شیطان سے خطاب فرمایا ہے جبکہ اُس نے آدمؑ کو سجدہ کرنے سے انکار کیا، اُسٹکبرت ام کنت من العالیین (وہ آیت ۱۷ سورۃ ص) یعنی کیا تو نے غرور کیا

شیطان کا سجدہ آدم سے انکار

اہلبیت کی اقراردہ طینت سے شیطان کی حرکت کی خلقت اور قائم آل محمد کے متعلق پیشگوئی

حضرت علیؑ کی تصدیق نبوت کے احوال

یا بلند مرتبہ لوگوں میں سے ہو گیا۔ پوچھا کہ وہ بلند مرتبہ لوگ کون ہیں جو فرشتوں سے بھی بلند تر ہیں۔ حضرت سرور کائناتؑ نے فرمایا کہ میں علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ سر اہرودہ عرش میں تھے اور خدا کی تسبیح کرتے تھے۔ ملائکہ ہماری تسبیح سن کر تسبیح کرتے تھے۔ دو ہزار سال قبل اس کے کہ خدا آدمؑ کو خلق فرمائے۔ جب خدا نے آدمؑ کو خلق فرمایا تو فرشتوں کو ان کے سجدہ کا حکم دیا۔ لیکن ہم کو سجدہ کا حکم نہ تھا۔ تمام فرشتوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے انکار کیا۔ اس وقت خدا نے اس سے فرمایا کہ تو نے سجدہ کرنے سے تمکیر کیا یا بلند مرتبہ لوگوں میں سے تو بھی ہو گیا۔ یعنی اُن پانچ بزرگواروں میں سے جن کے نام سر اہرودہ عرش میں تحریر ہیں۔

حدیث معتبرہ میں امام محمدؑ باقر و امام جعفر صادق علیہم السلام سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اُس طینت سے خلق فرمایا جو ایک گوبر تھا عرش کے نیچے۔ اُسی کی بانی طینت سے امیر المومنینؑ کو خلق فرمایا۔ اور امیر المومنینؑ کی باقی طینت سے ہم اہل بیت کو پیدا کیا اور ہماری بانی طینت سے ہمارے شیعوں کے دل خلق کئے۔ اسی سبب سے اُن کا دل ہماری طرف مائل اور ہمارے مشتاق ہوتے ہیں اور ہمارے قلوب اُن پر مہربان ہیں جیسے باپ اپنے فرزند پر مہربان ہوتا ہے ہم ان کے لیے سب سے بہتر ہیں اور وہ ہمارے لیے۔ اور رسول خدا ہمارے لیے تمام لوگوں سے بہتر ہیں اور ہم آنحضرتؐ کے نزدیک ہر ایک سے بہتر ہیں۔

بسنہ معتبرہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے محمد و علیؑ اور ان کی ذریت سے گیارہ اماموں کو اپنے نور عظمت سے پیدا کیا تو وہ نور خدا کے پر تو میں اس کی تسبیح و تقدیس کیا کرتے تھے اور عبادت کرتے تھے جسے قبل اس کے کہ وہ خلق میں کسی کو پیدا کرے۔ اور حضرت صادقؑ سے حدیث معتبرہ میں منقول ہے کہ خداوند عالم نے تمام مخلوق پیدا کرنے سے چودہ ہزار سال پہلے چودہ نور پیدا کئے وہ ہماری روحیں تھیں۔ لوگوں نے پوچھا یا بن رسول اللہ وہ چودہ نفوس کون کون ہیں ا فرمایا کہ محمدؑ و علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ اور حسینؑ کی اولاد میں سے نو فرزند ہیں جن کا آخر قائم ہے۔ جو لوگوں کی نظروں سے غائب ہوگا۔ پھر ظاہر ہوگا اور وہاں کو قتل کرے گا اور زمین کو ہر جور و ظلم سے پاک کرے گا۔

حدیث معتبرہ میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ خدا نے حضرت سرور کائناتؑ کی روح مقدس کو دنیا پیدا کرنے سے دو ہزار سال پہلے تمام ارواح انبیاء پر مبعوث فرمایا۔ حضرتؑ نے ان کو توحید

اے مؤمنان فرماتے ہیں کہ اُن فوہات مقدسہ کے انوار کی خلقت کے بارے میں حدیثیں بہت ہیں جن کے ذکر کی گنجائش اس کتاب میں نہیں ہے اُن میں سے بعض حدیثیں کتاب امامت میں انشاء اللہ مذکور ہونگی۔ اور تمام مخلوق کی خلقت سے پہلے نور کی خلقت کی ابتدا کے بارے میں جو اختلاف ہے چونکہ معانی خلق متعدد اور ہر ایک کے لیے مختلف ہیں ممکن ہے ہر ایک ان میں سے کسی ایک پر عمل ہو جیسا کہ کتاب بحار میں بیان ہوا ہے۔ ۳

یگانہ پرستی اور اس کے احکام کی اطاعت و فرمانبرداری کی دعوت دی اور پیغمبروں کی پیروی کرنے والوں کے لئے بہشت کا وعدہ کیا اور جہنم کی وحیدان لوگوں کے واسطے فرمائی جو ان کی مخالفت کریں۔

حدیث متبر میں امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں خدا کا بندہ اور رسول خدا کا بھائی ہوں اور خدا کی بہت تصدیق کرنے والا ہوں۔ بے شک میں رسول خدا پر ایمان لایا اور آپ کی تصدیق کی اس وقت جبکہ ابھی آدمؑ کی روح کو ان کے جسم سے تعلق نہ ہوا تھا۔ اور اس اُمت میں مکی جس شخص سے پہلے حضرتؑ کی تصدیق کی نہیں ہوں۔ لہذا اول و آخر سب میں بہت کرنے والے ہم ہی ہیں۔

بمسند ہائے معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ لوگوں نے جناب رسول خدا سے پوچھا کہ کس سبب سے آپ کو تمام پیغمبروں پر بہت حاصل ہوئی اور آپ سب سے افضل قرار پائے گا کہ آپ سب کے بعد مبعوث ہوئے۔ فرمایا میں پہلا شخص ہوں جس نے اپنے پروردگار کا اقرار کیا جس وقت خداوند عالم نے پیغمبروں سے عہد و اقرار کیا اور اپنی ذات پر ان کو گواہ بنایا یہ فرما کر کہ اَکْثَرُ نَبِیِّکُمْ (بیشک، سورتہ الاعراف آیت ۱۰۷) کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں؟ اور سب نے کہا کیوں نہیں؟ تو ان میں سب سے پہلا شخص میں ہوں جس نے بلیٰ (یعنی کیوں نہیں تو یہی ہے) کہا تھا۔ اس سبب سے خدا کا اقرار کرنے والوں پر مجھے بہت حاصل ہوئی۔ اور دوسری معتبر حدیث میں اُپنی حضرت سے منقول ہے کہ جب حق سبحانہ و تعالیٰ نے روحوں کو پیدا کیا اور ان کو اپنے نزدیک پھیلایا تو ان سے خطاب فرمایا کہ تمہارا پروردگار کون ہے تو سب سے پہلے رسول خدا اور امیر المومنینؑ اور آئمہ اطہار نے جو ان کے فرزندوں میں سے ہیں کہا تو یہی ہمارا پروردگار ہے۔ تو خدا نے اپنا علم اور دین ان میں سمویا۔ پھر ملائکہ سے فرمایا کہ یہ لوگ میرے علم اور دین کے حامل اور میری مخلوقات میں میرے امین ہیں۔ میرے علوم ان سے حاصل کرنا چاہیے۔ پھر آدمؑ کی اولاد سے خطاب فرمایا کہ خدا کی ربوبیت اور اس گروہ کی فرمانبرداری ولایت اور محبت کا اقرار کرو۔ انہوں نے جواب دیا بیشک اے مہربانے اقرار کیا۔ تو خدا نے فرشتوں سے کہا کہ تم سب گواہ رہنا۔ ملائکہ نے عرض کی ہم سب گواہ ہوئے تاکہ کل یہ نہ کہیں کہ ہم اس سے غافل تھے۔ حضرت صادقؑ نے فرمایا واللہ ہماری ولایت کی پیغمبروں کو روز الست پیشانی میں تاکید کی گئی ہے۔

شیخ ابوالحسن بکری نے کتاب الوار میں جس کو تاریخ ولادت سیند اہل بیت میں تالیف کیا ہے اپنی سند سے عبداللہ بن عباس اور صحابہ کے ایک گروہ سے روایت کی ہے کہ جب خدا نے چاہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خلق فرمائے فرشتوں سے کہا میں چاہتا ہوں کہ ایک مخلوق پیدا کروں اور اس کو تمام خلق پر فضیلت دوں اور تمام لگے اور پھلے لوگوں سے بہتر اور خلیفہ روز جزا قرار دوں۔ اگر وہ نہ ہوتا تو بہشت و دوزخ کو پیدا نہ کرتا۔ لہذا اس کے مرتبہ کو پہچانو اور اس کو میرے اکرام کے لئے گرامی رکھو اور اس کو میری عظمت کے لئے عظیم مجھو۔ فرشتوں نے عرض کی میرے سجود اور آقا ہم بندوں کو مالک پر اعتراض کا کوئی حق نہیں۔ ہم نے سنا اور اطاعت کی پھر خداوند عالم

حضرتؑ کی تصدیق کی

سنا اور اس سے ولایت جزا کی علامت کی علامت آدمؑ سے تاکید

نے جبریلؑ اور حاطن عرش کو حکم دیا کہ حضرت کی جائے فرسج اقدس سے نورانی تربت لائیں۔ جبریلؑ اُس تربت کو آسمان پر لے گئے اور چشمہ سلبیل میں غوطہ دیا۔ یہاں تک کہ وہ سفید موتی کے مانند صاف ہو گئی۔ پھر ہر روز اس کو بہشت کی نہروں میں سے ایک نہر میں غوطہ دیتے تھے اور مسلسل یہ عمل پیش کرتے تھے۔ فرشتے جب اُس کے نور تجلے کو دیکھتے تھے تجتہ و سلام و تعظیم و اکرام کے ساتھ استقبال کرتے تھے۔ اور ملائکہ کے جس گروہ کے پاس اُس کو لے جاتے تھے وہ اُس کے فضل و شرف کا اعتراف کرتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ اگر اُسے مہر و نور اُس کے بعد کا ہم کو حکم دے گا تو ہم اس کو جہد بھی کریں گے۔

حضرت امیر المؤمنین سے روایت ہے کہ جبکہ سوائے ذات اقدس باری تعالیٰ کے کچھ نہ تھا سب پہلے خدا نے جس چیز کو پیدا کیا وہ اس کے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور تھا۔ خدا نے اس کو چار لاکھ چوبیس ہزار سال پہلے پیدا کیا قبل اس کے کہ پانی عرش اُترے، آسمان وزمین لوح و قلم بہشت و دوزخ فرشتوں اور آدم و حوا کو خلق فرمائے۔ جب ہمارے پیغمبر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور پیدا کیا وہ اپنے پروردگار کے نزدیک استواء تھا اور اس کی حمد ثنا کرتا رہا۔ حق تعالیٰ اس کی جانب نظر رحمت فرماتا اور کہتا کہ تُو ہی خلقت عالم سے میرا مقصود و مہر ہے۔ تُو ہی خیر و سعادت کا راہ و ... کر لے والا ہے۔ اور تُو ہی مہرِ مخلوق میں میرا برگزیدہ ہے۔ اپنے عزت و جلال کی قسم کھاتا ہوں کہ اگر تُو مہرِ مشیت میں نہ ہوتا تو افلاک کو پیدا نہ پیدا کرتا۔ جو تجھ کو دوست رکھے گا میں اس کو دوست رکھوں گا اور جو تجھ کو دشمن رکھے گا میں اُس کو دشمن رکھوں گا۔ یہ سن کر حضرت کا نور ورخشاں ہوا اور اس کی شمع بلند ہوئی۔ تو خدا نے اس نور سے بارہ حجابات خلق فرمائے۔ حجاب قدرت حجاب خلقت حجاب موت حجاب ہیبت حجاب جبروت حجاب رحمت حجاب نبوت حجاب کبریا حجاب منزلت حجاب رفعت حجاب سلوت اور حجاب شفاعت۔ پھر نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حجاب قدرت میں داخل فرمایا وہ بارہ ہزار سال اُس میں سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْمَلِکِ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُولَدْ اور گیارہ ہزار سال تک سُبْحَانَ عِلْمِ الْبَرِّ وَالْعَلَمِ کہتا رہا۔ اسی طرح حجاب عزت میں دس ہزار سال سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْمَلِکِ حجاب ہیبت میں نو ہزار سال سُبْحَانَ مَنْ یُؤْتِی لَیْسَ شَرٌّ حجاب جبروت میں آٹھ ہزار سال تک سُبْحَانَ الْکَرِیْمِ الْکَرِیْمِ حجاب رحمت میں سات ہزار سال تک سُبْحَانَ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ حجاب نبوت میں چھ ہزار سال تک سُبْحَانَ رَبِّ الْعِزِّ وَالْعِزِّ حجاب کبریا میں پانچ ہزار سال تک سُبْحَانَ الْعَظِیْمِ الْکَرِیْمِ حجاب منزلت میں چار ہزار سال تک سُبْحَانَ الْکَرِیْمِ الْکَرِیْمِ حجاب رفعت میں تین ہزار سال تک سُبْحَانَ ذِی الْمَلِکِ وَالْمَلِکُوتِ حجاب سلوت میں دو ہزار سال تک سُبْحَانَ مَنْ یَزِیْلُ الْأَشْیَاءَ وَیَرْزُقُہِمْ اور حجاب شفاعت میں سُبْحَانَ اللّٰہِ وَنَعْمَ الْعَظِیْمِ کہتا رہا۔ امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا کہ پھر خدا نے نور کے بیس دریا خلق فرمائے ہر دریا میں چند علوم تھے جن کا حکم خدا کے سوا کسی کو نہیں۔ پھر خدا نے نور حضرت رسالت کو ان دریاؤں میں بھی دریا کے عزت و صبر

نور کا کائنات سے تمام اسباب کی تخلیق۔

دریائے شوع و دریائے توافع و دریائے رضا و دریائے وفا و دریائے حلم و دریائے پرہیزگاری و دریائے خشیت و دریائے انابت و دریائے عمل و دریائے مزید و دریائے ہدایت و دریائے صیانت و دریائے جہا میں یہاں تک کہ ان بیٹوں دریافوں میں غوطہ دیا۔ جب وہ آخری دریا سے باہر آیا تو اس سے خدا نے خطاب فرمایا کہ اے میرے حبیب! اسے تمام پیغمبروں سے بہتر اور میری خلقت اقل اور میرے آخری رسول! میں نے تجھ کو قطع روز جزا قرار دیا۔ یہ سنکر وہ نور درخشاں جہ سے گر پڑا۔ جب جہ سے سر اٹھایا تو ایک لاکھ پالیس ہزار قطرے اُس نور سے ٹپکے۔ خدا نے ہر قطرے سے ایک ایک پیغمبر کی خلقت فرمائی جن کے نور حضرت سرور کائنات کے نور کے گرد طواف کرتے تھے اور کہتے تھے سبحان من ہو عالم لا یجھل سبحان من ہو حلیم لا یجھل سبحان من ہو سخی لا یفتن۔ پھر خدا نے ان سب کو ندا دی کہ آیا مجھ کو پہچانتے ہو؟ یہ سنکر نور آنحضرتؐ نے سب سے پہلے کہا: انت الله الذی لا اله الا انت وحدک لا شریک لک رب الارباب و ملائک الملوک (تو خدا ہے وہ کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو واحد ہے تیرا کوئی شریک نہیں تو رب الارباب ہے اور بادشاہوں کا بادشاہ ہے) تو خدا نے فرمایا کہ تو میرا پروردگار میرا دوست اور میری مخلوق میں سب سے بہتر ہے! اور تیری امت تمام امتوں سے افضل ہے۔ پھر آنحضرتؐ کے نور سے خدا نے ایک جوہر پیدا کیا اور اس کو دو حصوں میں تقسیم فرمایا۔ ایک حصہ پر نظر حبیب نگاہ ڈالی تو وہ آب شیریں ہو گیا۔ پھر دوسرے حصہ کو نگاہ شفت سے دیکھا اور اُس سے عرض کو خلق فرمایا: اور پانی پر رکھا۔ پھر نور عرض سے کُرسی کو اور نور کُرسی سے لوح کو اور نور لوح سے قلم کو پیدا کیا اور قلم کو وحی فرمائی کہ میری توحید لکھ تو وہ کلام الہی سنکر ہزار سال تک مد ہوش رہا۔ جب ہوش میں آیا تو عرض کی پالنے والے کیا لکھوں۔ فرمایا لکھ لا اله الا الله محمدٌ رسول الله۔ جب قلم نے نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سنا تو جہ میں گر پڑا۔ اور کہا سبحان الواحد القہار سبحان العظیم الا عظیم۔ پھر سر اٹھا کر شہادین تحریر کیا اور عرض کی خداوند محمدؐ کون ہیں جن کے نام کو اپنے نام سے اور جن کی یاد کو اپنی یاد سے تو نے متصل فرمایا ہے؟ خدا نے وحی فرمائی کہ اے قلم! اگر وہ نہ جوتا تو نہ تجھ کو خلق کرتا نہ دنیا پیدا کرتا۔ وہی ہے (جہات کی) خوشخبری دینے والا اور (عذاب سے) ڈانٹنے والا۔ وہی نور نختے والا چراغ وہی شفاعت کرنے والا اور وہی میرا دوست ہے۔ یہ سنکر قلم آنحضرتؐ کے نام کی حرکت سے (جہ میں آکر) بولا السَّلَامُ عَلَیْکَ يَا رَسُولَ الله! آنحضرتؐ نے جواب میں فرمایا وَ عَلَیْکَ السَّلَامُ جنتی وَ رَحِمَہُ الله وَ تَرکَ کائنات۔ اسی روز سے سلام کرنا سنت اور جواب سلام دینا واجب قرار پایا۔ پھر خداوند علم نے قلم کو حکم دیا کہ لکھ میرے قضا و قدر کو جن کو قیامت تک پیدا کرتا رہوں گا۔ اس کے بعد خدا نے کچھ فرشتوں کو پیدا کیا تاکہ وہ روز قیامت تک محمدؐ و آل محمدؐ پر صلوات بھیجیں اور اُن کے شیعوں کے لیے استغفار کیا کریں۔ پھر خدا نے نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہشت کو پیدا کیا اور اُس کو چار صفتیں عظیم، جلالت، سخاوت اور امانت سے

ترینت دی اور بہشت کو اپنے دوستوں اور طالب علموں کے لیے مقرر فرمایا۔ پھر آسمانوں کو اُس معجزے سے جو پانی سے اٹھا تھا پیدا کیا اور اُس کے کتب و جہاگ سے زمینوں کو خلق فرمایا۔ اس وقت زمین متحرک تھیں تو پہاڑوں کو پیدا کیا تاکہ زمینوں کو تسرار ہو۔ اور ایک فرشتے کو خلق فرمایا جس نے زمین کو اٹھائے رکھا۔ پھر ایک سنگ عظیم پیدا کیا جس پر اُس فرشتے کا پیر ٹھہرے۔ اور ایک بہت بڑی کھلی پیدا کی اور اُس پر اُس کی پشت پر رکھا۔ اور ایک بہت بڑی کھلی خلق فرمائی جس کی پشت پر گائے کھڑی ہوئی۔ وہ کھلی پانی سے پانی ہوا پڑا اور ہوا تاریکی میں ہے۔ اور تاریکی کے نیچے جو کچھ ہے اس کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ پھر عرش کو نور فضل و نور عدل سے منور فرمایا۔ فضل سے عقل و علم و علم و سخاوت کو پیدا کیا۔ اور عقل سے خوف و بیم و علم سے رضا و خوشنودی، علم سے مروت، سخاوت سے محبت کو پیدا کیا۔ اور ان تمام صفوں کو طینت محمد و آل محمد میں جمیر دیا۔ اس کے بعد امت محمدیہ میں سے مومنین کی رُوحوں کو خلق فرمایا۔ پھر آفتاب و مہتاب، ستارے، رات اور دن، روشنی اور تاریکی اور تمام فرشتوں کو محمد کے نور سے پیدا کیا۔ اور حضرت کے نور مقدس کو بہتر ہزار سال تک ساکن رکھا پھر اس نور کو شتر ہزار سال تک بہشت میں ساکن کیا۔ پھر ستر ہزار سال تک سدۃ المنشیٰ میں ساکن کیا۔ پھر ایک آسمان سے دوسرے آسمان پر منتقل کرتا رہا یہاں تک کہ آسمان اول پر لایا اور وہ وہاں قائم رکھا جب تک کہ حضرت آدم کے پیدا کرنے کا ارادہ کیا۔ پھر جبریلؑ کو حکم دیا کہ زمین پر جا کر ایک مٹی خاک لائیں جس سے آدم کا جسم تیار ہو۔ اس وقت ابلیس لعین سبقت کر کے زمین پر پہنچا اور زمین سے بولا کہ خدا جانتا ہے کہ تیری مٹی سے ایک مخلوق پیدا کرے۔ اور اس کو آگ سے معذب فرمائے۔ اگر فرشتے تجھ سے مٹی لینے آئیں تو کہنا کہ میں خدا کی پناہ چاہتی ہوں کہ مجھ سے کچھ لے گا وہ جس کو آگ میں ڈالا جائے۔ فرض جبریلؑ نازل ہوئے تو زمین نے پناہ مانگی۔ وہ واپس چلے گئے اور عرض کی ہائے والے زمین نے تیری پناہ چاہی لہذا میں نے اُس پر رحم کیا۔ اسی طرح میکائیلؑ و اسرافیلؑ آئے اور واپس گئے۔ اس کے بعد خدا نے عزرائیلؑ کو بھیجا کہ زمین نے اُن سے بھی بدستور پناہ طلب کی۔ عزرائیلؑ نے کہا میں بھی خدا کی پناہ چاہتا ہوں اس سے کہ اس کا حکم نہ مانوں۔ پھر اُنہیچے اور تمام رُوحے زمین سے سفید و سیاہ و سرخ اور نرم و سخت مٹی کی۔ اسی سبب سے فرزندان آدم کے اخلاق اور رنگ مختلف ہوئے۔ خدا نے عزرائیلؑ پر وحی کی کہ تم نے کیوں نہ رحم کیا جس طرح اور فرشتوں نے رحم کیا تھا؟ عرض کی ہائے والے تیری حکمت اس پر رحم سے بہتر تھی۔ پھر وحی فرمائی کہ میں چاہتا ہوں کہ اس خاک سے ایک مخلوق پیدا کروں جس میں انبیاء اور نیک بندے اور اشقیاء اور بدکار ہوں گے۔ اور تم کو ان تمام کی رُوحوں کے قبض پر میں نے مقرر کیا۔ پھر جبریلؑ کو حکم دیا کہ وہ طینت سفید و نورانی جو پیغمبر آخر الزمان صلعم کی ہے اور تمام مخلوقات کی اصل ہے لائیں۔ جبریلؑ تمام ملائکہ کو رو بہاں و ملائکہ صافان و مسبحان کے ساتھ مقام خراج مقدس آنحضرتؐ کے پاس آئے اور اس کو آپ تسنیم و آپ تعظیم و آپ تکریم و آپ تکریم و

آپ رحمت و آب خوشنودی و آب غفور سے غمیر کیا۔ تو خدا نے آنحضرتؐ کے سینہ کو شفقت سے ہاتھوں کو سخاوت سے اول کو صبر و یقین سے شرمگاہ کو عفت سے پیروں کو شرف سے اور آپ کے نفسوں کو خوشبو سے پیدا کیا۔ پھر اُس طینت کو آدمؑ کی طینت کے ساتھ مخلوط کیا۔ جب آدمؑ کا قالب تیار ہو گیا تو فرشتوں کو وحی کی کہ میں مٹی سے ایک بشر پیدا کروں گا جب اُس میں روح پھونک دوں تو تم سب اُس کے سامنے سجدہ کرنا۔ فرشتوں نے جسم آدمؑ کو بہشت میں لے جا کر رکھا۔ اور حکم خالق کے منتظر رہے کہ حکم ملے گا تو سجدہ کریں گے۔ اس کے بعد روح آدمؑ کو حکم دیا کہ ان کے بدن میں داخل ہو۔ روح نے جسم کو تنگ دیکھ کر داخل ہونے سے کراہت کی تو خدا نے حکم فرمایا کہ کراہت کے ساتھ داخل ہو اور کراہت کے ساتھ ہی جسم سے نکلنا۔ فرض روح داخل ہوئی اور آنکھوں تک پہنچی۔ آدمؑ اپنے جسم کو دیکھ رہے تھے اور فرشتوں کی تسبیح سننے لگے۔ جب وہ اُن کے دماغ تک پہنچی تو اُن کو چھینک آئی۔ خدا نے اُن کو گویا فرمایا تو انہوں نے الحمد للہ کہا۔ اور وہ پہلا کلمہ تھا جو آدمؑ کی زبان سے ادا ہوا۔ خدا نے ہدیہ وحی فرمایا رحمت اللہ علی آدمؑ میں نے تم کو رحمت کے لیے پیدا کیا ہے اور اپنی رحمت کو تمہارے اور تمہاری اولاد کے لیے مقرر کیا ہے جبکہ وہ بھی تمہاری طرح کہیں۔ اسی سبب سے چھینکنے والے کے لیے دعا کرنا سنت قرار پایا۔ اور شیطان پر کوئی امر چھینکنے والے کے واسطے دعا کرے سے زیادہ گراں نہیں۔ پھر آدمؑ نے اوپر کی جانب دیکھا کہ عرش پر لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ لکھا ہوا ہے اور اسمائے اہلبیتؑ بھی لکھے ہوئے پائے پھر روح اُن کی پنڈلیوں تک پہنچی۔ اور قبل اس کے کہ بخوں تک پہنچے انہوں نے چاہا کہ کھڑے ہو جائیں لیکن نہ ہو سکے۔ اسی سبب سے خدا نے فرمایا ہے خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ رُبَّ سَوَّءٍ انْبِیَآءٍ یُّرْسِلُ یعنی انسان جلدی کرنے والا پیدا کیا گیا ہے۔

حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ روح تو سال تک آدمؑ کے سر میں رہی۔ سو سال تک آدمؑ کے سینہ میں۔ سو سال تک پشت میں۔ سو سال تک رانوں میں۔ سو سال تک پنڈلیوں میں اور سو سال تک بخوں میں ٹھہری۔ پھر جب آدمؑ درست ہو کر کھڑے ہو گئے تو خدا نے ان کے سجدہ کا فرشتوں کو حکم دیا۔ وہ سجدہ بعد نظر کا وقت تھا۔ فرشتے پھر تک سجدہ میں مشغول رہے۔ پھر آدمؑ نے اپنی پشت کی جانب سے ایک آواز خدا کی تسبیح و تقدیس کی سنی جو طائرین کی آواز کے مانند تھی تو بوجھ پالنے والے یہ کہی آواز ہے فرمایا کہ اے آدمؑ یہ اللہ عزوجل کا عہد علیہ وآلہ وسلم کی تسبیح کی آواز ہے جو بہترین اولین و آخرین ہیں۔ سعادت اُس کے لیے جو اُس کی اطاعت و پیروی کرے اور بدبختی اُس کی ہے جو ان کی مخالفت کرے۔ لہذا اے آدمؑ یہ میرا عہد نو اور اس کو عقیقہ عورتوں کی پاک و طاہر رحموں اور پاک مردوں کے پاکیزہ صلیبوں کے سوا کسی اور جگہ مت سپرد کرنا۔ آدمؑ نے عرض کی پالنے والے اس مولود کے سبب سے میری عزت میرا شرف و وقار تو نے بڑھا دیا۔ پھر خدا نے آدمؑ کی طینت کے ایک حصہ سے حوا کو پیدا کیا اور آدمؑ پر نیند غالب

کر دی۔ جب آپ بیدار ہوئے تو حوا کو اپنے سر جانے دیکھا۔ پوچھا تم کون ہو؟ کہائیں حوا ہوں۔
خدا نے مجھ کو تمہارے واسطے پیدا کیا ہے۔ وہ بولے کتنی پاکیزہ صورت ہے تمہاری۔ پھر خدا نے آدمؑ
کو وحی کی کہ یہ میری کنیز ہے اور تم میرے بندہ ہو۔ تم کو میں نے اس مکان کے لئے پیدا کیا
ہے جس کا نام بہشت ہے۔ لہذا تم کو ہر حیثیت سے پاک رکھتے رہو اور میری حمد ثنا کرتے رہو۔
اے آدمؑ مجھ سے حوا کی خواستگاری کرو اور اس کا ہوا کرو۔ عرض کی پالنے والے اس کا ہر کیسے
فرمایا اس کا ہر یہ ہے کہ اس مرتبہ محمدؑ و اہل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوٰۃ بھیجو۔ آدمؑ نے کہا ہر دو کا
اس نعمت کے عوض جب تک زندہ رہوں گی تیرا شکر اور تیری حمد ثنا کرتا رہوں گا۔ عرض خدا نے
آدمؑ سے حوا کو نزدیک کیا۔ قاضی خود خالق تھا عقد کرنے والے جبریلؑ تھے اور گواہ ملائکہ مقربین تھے
پھر فرشتے آدمؑ کی پشت کی جانب کھڑے ہوئے۔ آدمؑ نے پوچھا مہربان فرشتے میرے پیچھے کیوں
کھڑے ہیں؟ خدا نے فرمایا اس لئے کہ نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھیں جو تمہارے صلب
میں ہے۔ عرض کی پالنے والے اس نور کو میرے صلب سے میرے سامنے قرار دے تاکہ فرشتے
میرے سامنے کھڑے ہوں۔ عرض فرشتے ان کے سامنے صف بستہ کھڑے ہوئے۔ پھر آدمؑ نے
خدا سے انتہائی کہ اس نور کو ایسی جگہ قرار دے کہ وہ بھی دیکھ سکیں۔ تو خدا نے اس نور کو ان کی شہاد
کی انگلی میں قائم فرمایا اور علیؑ کے نور کو درمیانی انگلی میں اور فاطمہؑ کے نور کو اس کے بعد کی انگلی میں
اس کے بعد نور حسنؑ کو سب سے چھوٹی انگلی میں اور نور حسینؑ کو ٹخنوں میں قرار دیا۔ بہر حال یہ
اور آفتاب کے مانند حضرت آدمؑ کی انگلیوں سے چمکتے رہے اور آسمانوں زمین عرش و کرسی
اور سراپردہ ہائے عظمت و جلال سب کے سب ان سے روشن و منور ہو گئے۔ جب حضرت آدمؑ
حضرت حواؑ سے معارفت کرنا چاہتے ان کو وضو کرنے کا حکم دیتے اور خود بھی پاک و طہر اور
خوشبو سے معطر ہوتے۔ اور کہتے تھے کہ خدا اس نور کو تمہیں روزی کرے گا اور یہ خدا کی امانت
و یثاق ہے۔ عرض وہ نور آدمؑ کی انگلیوں میں رہا یہاں تک کہ حضرت حواؑ آفتاب شیش سے عاملہ ہوئیں
تو وہ نور حضرت حواؑ کی پیشانی میں جلوہ گر ہوا اور فرشتے حواؑ کو آکر مبارکباد دیا کرتے تھے۔ جب حضرت
شیش پیدا ہوئے آنحضرتؐ کا نور ان کی پیشانی میں جلوہ گر ہوا تو جبریلؑ نے ان کے اور حواؑ کے
درمیان ایک پردہ لٹکادیا اور ان کی آنکھوں سے پوشیدہ کر دیا۔ جب وہ بالغ ہوئے آدمؑ نے ان
کو طلب فرما کر کہا اے فرزند نزدیک ہے کہ میں تم سے جدا ہوں لہذا میرے پاس آؤ تاکہ میں تم سے
عہد و پیمان لوں جس طرح خدا نے مجھ سے لیا تھا۔ پھر آدمؑ نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا۔ خدا نے
ان کا مطلب سمجھا۔ اور فرشتوں کو حکم دیا کہ تسبیح و تقدیس سے رک جائیں۔ اور اپنے پروں کو سیٹ
لیں۔ ساکنان بہشت اپنے بالا خانوں سے متوجہ ہوئے۔ بہشت کے تمام دریا ساکن ہو گئے نہریں
جاری ہو گئیں اور تہیوں کی آوازیں اٹھیں۔ عرض سب کے سب حضرت آدمؑ کی آواز سننے کی جانب
متوجہ ہوئے۔ اور خدا نے ان کو وحی فرمائی کہ اے آدمؑ کہو جو کہنا چاہتے ہو تو آدمؑ نے کہا اے خدا

اسے ہر نفس اور روشنی بخشنے والے آفتاب و ماہتاب کے خالق کو نے جس طرح چاہا مجھے پیدا کیا اور مجھے اُس نور مقدس کو سپرد فرمایا جس سے میں نے برکتیں اور کرامتیں مشاہدہ کیں پھر وہ نور میرے فرزند شیث کی جانب منتقل ہوا۔ اب میں چاہتا ہوں کہ اس سے عہد و پیمان لوں جس طرح تو نے مجھ سے لیا تھا اور اس پر تجھ کو گواہ کرتا ہوں۔ خدا کی جانب سے آواز آئی کہ ہاں اے آدم اپنے فرزند شیث سے عہد لو اور جبریل و میکائیل اور تمام فرشتوں کو گواہ قرار دو۔ پھر خدا نے جبریل کو حکم دیا تو وہ ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ زمین پر آئے ہر ایک عالم طبیعی ہاتھوں میں لئے ہوئے تھے۔ اور جبریل کے ہاتھوں میں پارچہ حریر اور ایک قلم تھا جس کو خدا نے اپنی قدرت سے پیدا کیا تھا۔ پھر جبریل نے آدم علیہ السلام کی طرف رُخ کیا اور کہا خدا آیت کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ اپنے فرزند کے لئے خلافت و نبوت اللہ حمد کی ایک تحریر لکھئے اور اس پر جبریل و میکائیل اور تمام فرشتوں کی گواہی لیجئے۔ فرض تحریر لکھی گئی اور جبریل نے اُس پر قلم لگائی اور حضرت شیث کے سپرد کیا۔ اور ان کو دو ستر لہاس پہنائے جن کا نور آفتاب سے زیادہ روشن اور آسمان کے رنگ سے زیادہ خوشگوار تھا۔ دونوں لہاس نہ کاٹے گئے تھے نہ بیٹے گئے تھے۔ بلکہ خدا نے فرمایا کہ ہو جا اور وہ تیار ہو گئے۔ فرض نور محمدی ہر وقت جبریل شیث میں چمکتا رہا۔ انہوں نے ایک حوریہ محلولہ بیضا کو تزویج کیا جبریل نے اُس حوریہ کا شیث کے ساتھ عقد کیا۔ جب انہوں نے اُس کے ساتھ مقاربت کی وہ انوش سے حاملہ ہوئی۔ اس وقت ایک منادی نے ندا کی کہ اے بیضا تجھ کو گوارا اور مبارک ہو کہ خدا نے بہترین اولین و آخرین اور سید الانبیاء کا نور تیرے سپرد فرمایا۔ جب انوش پیدا ہوئے اور بالغ ہوئے شیث نے عہد و پیمان ان کے سپرد کیا اور نور محمدی اُن کے فرزند قینان کی جانب منتقل ہوا۔ اُن سے مہلائیل کی طرف اُن کے بازو کی جانب اُن سے اخوخ کی طرف منتقل ہوا جن کو اوریسٹ بھی کہتے ہیں اور اوریسٹ سے متوشلخ کے پاس پہنچا۔ اور یسٹ نے ان سے عہد و اقرار لیا۔ ان سے ملک کی جانب اور اُن سے حضرت لوح کی طرف منتقل ہوا۔ لوح سے سام، سام سے اُن کے فرزند ارفخشذ اور اُن سے اُن کے بیٹے عابر اور اُن سے قانع اُن سے ارفغان سے شارغ اُن سے تاخذ اور اُن سے تارخ کی جانب پھر اُن سے حضرت ابراہیم کی جانب منتقل ہوا۔ ان سے حضرت اسمعیل پھر اُن سے قیدار اور اُن سے ہمیش اُن سے بنت اُن سے صہب ان سے اودا اُن سے عدنان اُن سے معد ان سے نزار ان سے مغیرہ ان سے الیاس ان سے مدرکہ ان سے خزیمہ ان سے کنانہ اور ان سے قصہ ان سے لوی ان سے غالب ان سے فہر ان سے عہد مناف اور اُن سے جناب باشم کی جانب منتقل ہوا جن کو عمر والک کہتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اُن سے ساطع تھا اس حد تک کہ جب وہ مسجد الحرام میں داخل ہوتے تھے کہہ اُن کے نور سے روشن ہو جاتا تھا۔ اور ہمیشہ آپ کے چہرہ اقدس سے روشنی آسمان کی جانب بلند ہوتی تھی۔ جب آپ کی والدہ ماجدہ

عالمکہ پیدا ہوئیں۔ ان کے دونوں طرف دو گیسو تھے جس طرح حضرت اسماعیلؑ کے تھے۔ جن سے نور آسمان کی طرف بلند ہوتا تھا۔ اہل مکہ ان کا یہ حال دیکھ کر تعجب کرتے تھے۔ ہر طرف سے عرب کے قبیلے مکہ میں آنے لگے۔ کاہن سب اٹھ کھڑے ہوئے۔ جنوں کی زبانوں پر حضرت کی تعظیم جاری ہو گئی۔ حضرت ہاشمؑ جس پتھر اور سنگریزے کی طرف سے گزرتے تھے وہ بقدرتِ الہی گھر ہو کر ندا دیتے کہ اے ہاشمؑ آپ کو خوشخبری ہو کہ آپ کی اولاد میں بہت جلد ایک فرزند ہوگا جو خدا کے نزدیک بہت بلند مرتبہ اور مخلوق کے نزدیک نہایت عزت والا ہوگا یعنی محمدؐ صلی علیہ وآلہ وسلم جو خاتم المرسلین ہیں۔ حضرت ہاشمؑ اگر تاریکی میں گذرتے تھے آپ کے نور سے ہر طرف روشنی ہو جاتی تھی۔ جب عہدِ منافع کی وفات کا وقت آیا انہوں نے جناب ہاشمؑ سے عہد و پیمان لیا کہ حضرت رسالتؐ کا نور سوائے زنِ مسلمہ و صالحہ و مجیدہ کے رحم کے کہیں نہ سپرد کرے۔ ہاشمؑ نے اقرار کیا۔ اُنس وقت کے بادشاہ آرزو اور تمنا کرتے تھے کہ اپنی لڑکی حضرت ہاشمؑ کے نکاح میں دیں، اور کثیر مال اُن کے لئے بھیجتے تھے کہ شاید وہ اُن سے رشتہ کرنے پر راضی ہو جائیں۔ ہاشمؑ ہر روز کعبہ کے پاس آتے تھے۔ سات مرتبہ طواف کرتے تھے اور کعبہ کے پردہ سے لیٹ جایا کرتے تھے۔ جو شخص اُن کے پاس آتا، اُن کی عزت کرتا۔ و برہمنہ لوگوں کو کھڑے پہناتے، بھوکوں کو کھانا کھلاتے، اور پریشان حال لوگوں کی حاجتیں لاتے، قرض داروں کے قرض ادا کرتے، جس شخص پر کوئی دیت ہوئی وہ خود ادا کرتے تھے۔ اُن کا دروازہ کسی آنے والے کے لئے بند نہ ہوتا۔ اگر کسی ولیمہ کرتے یا لوگوں کو کھانا کھلاتے تو اس قدر کافی انتظام کرتے کہ لوگ اپنے جانوروں اور طاہروں کے لئے لے جاتے۔ اس طرح آپ کے لطف و کرم کا شہر و تمام عالم میں ہو گیا اور اہل مکہ کی بادشاہی آپ کے لئے مسلم ہو گئی کعبہ کی کنجیاں، حاجیوں کو کھانا کھانا، چاد زمزم، کعبہ کی تولیت، حاجیوں کی جہانماری اور تمام امور مکہ آپ سے متعلق ہو گئے۔ نزار کا غلم، اسماعیلؑ کی کمان، ابراہیمؑ کا پیراہن، شیت کی علیہ و روح کی انگشتری آپ کو میراث میں ملی۔ وہ حاجیوں کو گرامی رکھتے تھے، اور ان کی حاجتیں پوری کرتے تھے۔ جب ذی الحجہ کا چاند طلوع ہوتا تھا لوگوں کو جمع کر کے خطبہ پڑھتے اور فرماتے کہ لوگو تم کو خدا کی جانب سے امان ہے تم اس کے گھر کے ہمسایہ ہو۔ اس موسم میں خانہ خدا کی زیارت کے لئے لوگ آتے ہیں۔ وہ خدا کے جہان ہوتے ہیں اور جہان دوسروں کی بہ نسبت عزت کا زیادہ مستحق ہوتا ہے۔ خدا نے تم کو اس کرامت و بزرگی سے مخصوص فرمایا ہے۔ غریب و دور دو مقامات سے ہر وہ اور عتیق جگہوں سے حاجی آتے ہوں گے جن کے بال بکھرے ہوں گے اُن کے جسم غبار سے بھرے ہوں گے۔ تو اُن کی جہانی کروان کی ہر طرح امداد کے لئے تیار رہو تاکہ خدا تم کو دوست رکھے۔ حضرت ہاشمؑ کی ان نصیحتوں کے سبب اکابر قریش ان کاموں کے لئے بڑی بڑی رقمیں حاضر کرتے۔ حضرت پچھڑے کے حوصلے نصب کرتے جن کو حاجیوں کے پینے کے لئے

پہ نوزم سے بھر دیا کرتے تھے۔ ساتویں ذی الحجہ سے اُن کی ضیافت شروع کرتے اور ان کے لئے کھانا مٹی و عرفات میں پہنچایا کرتے تھے۔

ایک سال مکہ میں قحط پڑا۔ لوگوں کے پاس حاجیوں پر صرف کر لے کے لئے کچھ نہ تھا۔ ہاشم کے پاس چند اُذت تھے جن کو آپ نے شام بیچ کر فروخت کر دیا اور اس کی تمام قیمت حاجیوں کی ضیافت میں صرف کر دی اور ایک وقت کا کھانا اپنے واسطے درکھا۔ اس سبب سے آپ کے کرم کا شہرہ اطراف عالم میں ہو گیا اور آپ کی سخاوت کا چرچا ہر طرف پھیل گیا۔ حسبِ آپ کی جو اُمروں و سخاوت کا حال سخاشی بادشاہ حبش اور قیصر ہادشاہ روم نے سنا آپ کی مت میں نامہ تہنیت لکھا اور آپ کے پاس ہدیے روانہ کئے اور استدعا کی کہ ان کی لڑکیوں سے عقد کر لیں۔ شاہ نور محمدی ان کی جانب منتقل ہو جائے۔ اس لئے کہ کابھوں، راہبوں اور ان کے عالموں نے ان کو خبر دی تھی کہ یہ نور جو حضرت ہاشم کی جبین مبارک میں ہے نور تمام کائنات میں ہے۔ لیکن حضرت ہاشم نے قبول نہیں فرمایا اور اپنی قوم کی ایک نجیب عورت سے عقد کر لیا جس سے لڑکے اور لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ لڑکوں کے نام اسد، مضر، عمرو اور صفی تھے اور لڑکیوں کے نام حصصہ، رقیہ، خلاوہ اور ششائے۔ لیکن آنحضرتؐ کا نور اقدس آپ کی جبین انور میں بدستور چمکتا رہا اس لئے بہت ریخیدہ تھے۔ ایک رات خانہ کعبہ کا طواف کر رہے تھے اسی حال میں خدا سے بضرع و زاری دعا کی کہ ان کو جلد ایک فرزند عطا فرمائے جو نور حضرت رسالتؐ کا حامل ہو۔ اسی حال میں ان کو نیند آگئی۔ انہوں نے خواب میں ایک ہاتھ کی آواز سنی کہ سلیٰ و خضر عمرو جو طاہرہ و مطہرہ اور گناہوں سے پاک و مبرا ہے خواستگاری کر داور ہر گز اس کو دو۔ عورتوں میں اس کے مثل نہیں ہے۔ اس سے جو فرزند متہرا ہو گا وہ نور سید الانبیاء کا حامل ہو گا۔ چنانچہ ہاشم بیدار ہوئے اور اپنے چچا کے لڑکوں اور اپنے بھائی مطلب کو جمع کیا اور اپنا خواب اُن سب کو بیان کیا۔ اُن کے بھائی مطلب نے کہا اے بھائی وہ عورت جس کا نام آپ کے بتایا وہ قبیلہ بنی نجار کی ہے اپنی قوم میں عفت، نجابت اور کمالِ حسن و جمال میں مشہور و معروف ہے۔ اس کے قبیلہ والے بھی اہل کرم، مہمان نواز اور صاحبانِ عفت ہیں؛ لیکن آپ اُن سے نسب و شرافت میں افضل ہیں۔ اور تمام شاہ آپ سے رشتہ کی تمنا رکھتے ہیں۔ لیکن اگر آپ کا ارادہ یہی ہے کہ اہالت دیجئے تاکہ ہم چل کر آپ کے لئے اس کی خواستگاری کریں۔ ہاشم نے کہا کہ حاجت جس کی ہوتی ہے اسی کی کوشش سے ہوتی ہو کرتی ہے۔ میرا خود ارادہ ہے کہ شام کی طرف تجارت کے لئے جاؤں اور راستہ میں اس کی خواستگاری کروں۔ پھر آپ نے سامانِ سفر تیار کیا اور اپنے بھائی مطلب اور اپنے چچا کے لڑکوں کو کہ مدینہ طیبہ کی جانب متوجہ ہوئے کیونکہ قبیلہ بنی نجار وہیں رہتا تھا۔ جب آپ مدینہ میں داخل ہوئے تو ر محمدی نے جو آپ کی جبین اقدس سے لامع تھا تمام مدینہ کو منور کر دیا، اعداس کے عکس نے مدینہ کے تمام گھروں کو روشن کر دیا۔ یہ دیکھ کر تمام اہل مدینہ خود آپ کی طرف بڑھے اور پوچھا آپ

ہاشم کی عفت و نجابت اور کمالِ حسن و جمال میں مشہور و معروف ہے۔ اس کے قبیلہ والے بھی اہل کرم، مہمان نواز اور صاحبانِ عفت ہیں؛ لیکن آپ اُن سے نسب و شرافت میں افضل ہیں۔ اور تمام شاہ آپ سے رشتہ کی تمنا رکھتے ہیں۔ لیکن اگر آپ کا ارادہ یہی ہے کہ اہالت دیجئے تاکہ ہم چل کر آپ کے لئے اس کی خواستگاری کریں۔ ہاشم نے کہا کہ حاجت جس کی ہوتی ہے اسی کی کوشش سے ہوتی ہو کرتی ہے۔ میرا خود ارادہ ہے کہ شام کی طرف تجارت کے لئے جاؤں اور راستہ میں اس کی خواستگاری کروں۔ پھر آپ نے سامانِ سفر تیار کیا اور اپنے بھائی مطلب اور اپنے چچا کے لڑکوں کو کہ مدینہ طیبہ کی جانب متوجہ ہوئے کیونکہ قبیلہ بنی نجار وہیں رہتا تھا۔ جب آپ مدینہ میں داخل ہوئے تو ر محمدی نے جو آپ کی جبین اقدس سے لامع تھا تمام مدینہ کو منور کر دیا، اعداس کے عکس نے مدینہ کے تمام گھروں کو روشن کر دیا۔ یہ دیکھ کر تمام اہل مدینہ خود آپ کی طرف بڑھے اور پوچھا آپ

ہاشم کی عفت و نجابت اور کمالِ حسن و جمال میں مشہور و معروف ہے۔ اس کے قبیلہ والے بھی اہل کرم، مہمان نواز اور صاحبانِ عفت ہیں؛ لیکن آپ اُن سے نسب و شرافت میں افضل ہیں۔ اور تمام شاہ آپ سے رشتہ کی تمنا رکھتے ہیں۔ لیکن اگر آپ کا ارادہ یہی ہے کہ اہالت دیجئے تاکہ ہم چل کر آپ کے لئے اس کی خواستگاری کریں۔ ہاشم نے کہا کہ حاجت جس کی ہوتی ہے اسی کی کوشش سے ہوتی ہو کرتی ہے۔ میرا خود ارادہ ہے کہ شام کی طرف تجارت کے لئے جاؤں اور راستہ میں اس کی خواستگاری کروں۔ پھر آپ نے سامانِ سفر تیار کیا اور اپنے بھائی مطلب اور اپنے چچا کے لڑکوں کو کہ مدینہ طیبہ کی جانب متوجہ ہوئے کیونکہ قبیلہ بنی نجار وہیں رہتا تھا۔ جب آپ مدینہ میں داخل ہوئے تو ر محمدی نے جو آپ کی جبین اقدس سے لامع تھا تمام مدینہ کو منور کر دیا، اعداس کے عکس نے مدینہ کے تمام گھروں کو روشن کر دیا۔ یہ دیکھ کر تمام اہل مدینہ خود آپ کی طرف بڑھے اور پوچھا آپ

کون ہیں کہ حسن و جمالی میں آپ سے بہتر ہم نے کسی کو نہیں دیکھا تھا! خاص کر اس صاحب نور کو جس کی شاعروں نے تمام دنیا کو منور کر رکھا ہے۔ مطلب لے فرمایا کہ ہم خانہ خدا کے رہنے والے اور ساکنان حرم محبوب ہیں۔ ہم فرزندان لوی بن غالب ہیں اور یہ ہمارا بھائی ہاشم بن عبد مناف ہے۔ ہم اس کے لئے خواستگاری کے واسطے تمہارے پاس آئے ہیں۔ تم لوگ جانتے ہو کہ میرے اس بھائی سے رشتہ کی خواہش اطراف و جانب کے تمام بادشاہوں نے کی۔ لیکن اس نے انکار کر دیا۔ اور خود رغبت کی ہے کہ میں کو تم سے طلب کرے۔ سنی کے والد بزرگوار بھی اس جمع میں موجود تھے۔ انہوں نے جواب دینے میں سبقت کی اور کہا آپ لوگ صاحبان شرافت و عزت، فرد شرف، سخاوت و وفات اور صاحبان جود و کرم ہیں۔ اور وہ غیضہ جس کی آپ خواستگاری کرنا چاہتے ہیں میری دختر ہے۔ وہ خود اپنے نفس کی مالک و مختار ہے۔ کل وہ قبیلہ کے شرفا کی عورتوں کے ساتھ بنی قینقار میں گئی ہے۔ اگر آپ لوگ یہاں قیام فرمائیں تو آپ کی عنایت و نوازش ہوگی۔ اگر اسی طرف چنا چاہیں تو آپ کو اختیار ہے۔ اب فرمائیے کہ آپ میں سے کون صاحب اس کی خواستگاری کرنا چاہتے ہیں۔ ان لوگوں نے کہا کہ اس کے خواستگار یہ ہیں جن کے چہرے نور ساطع ہے اور شجاع ظاہر ہے۔ یہ چراغ بیت النبۃ الحرام ہیں اور تاریکیوں کے دشمن کر کے والے مصباح۔ اور صاحب جود و کرم۔ یہ ہاشم بن عبد مناف ہیں۔ پھر سنی نے کہا بہت بہتر بہت مناسب۔ ان کی توجہ سے ہم کو بلند مرتبہ حاصل ہوا اور ہمارا امر اوج رفعت پر پہنچ گیا۔ ہم کو ان کی طرف اس سے زیادہ رغبت ہے جس قدر ان کو ہماری طرف ہے۔ لیکن وہ اپنی آپ مالک ہے ہم آپ کے ساتھ اس کے پاس چلیں گے۔ لیکن اسے بہترین نذر اور اسے قبیلہ نزار ابھی تو آپ قیام کیجئے۔ غرض ان لوگوں کو نہایت عزت و احترام کے ساتھ ٹھہرایا اور طرح طرح کی ضیافتوں اور مہماں نوازیوں سے ممتاز کیا۔ اُدٹ ذبح کئے اور ان کے لئے متعدد طوان تیار کئے اور تمام اہل مدینہ قبیلہ اوس و خزرج کے لوگ حضرت ہاشم کے نور و جمالی کے مشاہدہ کیلئے آئے۔ علمائے یہود کی نظر جب اُس نور پر پڑی تو ان کی نگاہوں میں دنیا تاریک ہو گئی! کیونکہ تو بیت میں انہوں نے پڑھا تھا کہ یہ نور منیر آشراف الزمان کی علامت ہے۔ تو وہ اس کو دیکھ کر طول و گریاں ہونے ان کے حوام نے اُن سے دریافت کیا کہ تمہارے رونے کا کیا سبب ہے۔ وہ بولے کہ اس شخص کی علامت ہے جو بہت جلد ظاہر ہوگا اور اپنے مخالفین کا خون بہائے گا۔ فرشتے لڑائیوں میں اس کی مدد کریں گے۔ تمہاری کتابوں میں اس کا نام ماحی ہے اور یہ اُسی کا نور ظاہر ہو رہا ہے۔ تمام یہودی یہ سن کر گریاں ہونے لگے اور سب کے سینوں میں ہاشم کی طرف سے کینہ بھر گیا۔ اُسی روز سے آخرت کے نور کو گل کرنے کا ارادہ کر لیا۔ دوسرے روز صبح ہوتے ہی ہاشم نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ فاطمہ باس پہنیں اپنے سروں پر خود رکھیں، زرہ سینوں پر باندھیں اور فلم نزار بلند کریں۔ اس کے بعد ان لوگوں نے حضرت ہاشم کو اپنے گھر سے میں لیا جس طرح ستاروں کے درمیان چاند ہوتا ہے۔ غلام آگے تھے اور ان کے متابعت کرنے والے ان کے پیچھے روانہ ہوئے۔ اس شان سے

بنی قلیثان کی طرف چلے۔ سطلے کے پدر بزرگوار اپنی قوم کے بڑے بڑے لوگوں اور یہودیوں کی ایک جماعت کے ساتھ ان کی خدمت میں ہمراہ ہوئے۔ جب اس بازار کے قریب پہنچے وہاں شہر اور دیہات کے لوگ دور و نزدیک سے آئے ہوئے تھے وہ سب اپنے اپنے کام چھوڑ کر حضرت ہاشمؑ کے نور جمال کے دیکھنے میں عموماً ہو گئے۔ لوگ ہر طرف سے اُن کی جانب دوڑتے۔ سطلے بھی اُنہی کے درمیان کھڑی ہوئی حضرت ہاشمؑ کے جمال مبارک کو دیکھ رہی تھیں۔ اسی اثناء میں ان کا پان کے پاس آئے اور کہا کہ میں تم کو اس امر کی خوشخبری دیتا ہوں جو تمہارے لیے مسرت و شادمانی اور فخر و عزت کا باعث ہے۔ انہوں نے پوچھا کیا؟ ان کے والد نے کہا اے سطلے یہ آفتاب اور برج عروت اور مایہ برج کرامت و رفعت جس کو تم دیکھتی ہو تمہاری خواستگاری کے لیے آیا ہے۔ اور اطراف عالم میں کرم و سخاوت اور محنت و کفایت میں مشہور ہے۔ جناب سطلے نے یہ سن کر انتہائی جفا کے سبب سحر جگایا۔ ان کے باپ نے ان کے کلام سے ان کی رضا و خوشنودی کو سمجھ لیا۔ اور حضرت جناب ہاشمؑ نے سرخ ریشمی خیمہ ایک طرف نصب کرایا اور اس کے گرد قنائیں لگائیں۔ اور اس میں جلوہ افروز ہوئے۔ بازار والے ہر طرف سے اُن کے پاس حالات دریافت کرنے کے لیے جمع ہوئے اور حقیقت معلوم ہونے کے بعد اُن کے سبوتوں کی بجٹی میں حسد کی آگ مشتعل ہوئی کیونکہ سطلے حسن و جمال و عفت و آداب اور حسن اخلاق میں دیکھائے نہ تھے۔ اسی وقت شیطان ملعون ایک مرد پیر کی صورت میں سطلے کے پاس آیا اور بولا میں ہاشمؑ کے ہمراہیوں میں سے ہوں اور تمہاری نصیحت و خیر خواہی کے واسطے آیا ہوں۔ یہ شخص اگرچہ حسن و جمال میں بہت زیادہ ہے لیکن عورتوں سے بہت کم رغبت رکھتا ہے۔ اور جس عورت سے بہت زیادہ محبت کرتا ہے اس کو دو مہینے سے زیادہ اپنے ساتھ نہیں رکھتا۔ بہت سی عورتوں سے نکاح کیا اور طلاق دے دیا۔ اس میں بہادری اور شجاعت تو نام کو نہیں نہایت بزدل اور ڈرنے والا آدمی ہے۔ سطلے نے کہا اگر یہ صحیح ہے جو تم کہتے ہو تو اگر خیمہ کے قلوں کو میرے واسطے سونے اور چاندی سے بھر دیا جائے تب بھی میں اس کی جانب رخ نہ کروں گی۔ یہ سن کر ابلیس ملعون کو ڈھارس ہوئی۔ پھر ہاشمؑ کے ساتھیوں میں سے ایک دوسرے شخص کی صورت میں سطلے کے پاس آیا اور اسی طرح کی بیہودہ جھوٹی باتیں کہیں۔ پھر تیسری مرتبہ ایک دوسرے شخص کی صورت میں آکر ایسا ہی بیان کیا۔ جب سطلے کے والد آئے تو سطلے کو رنجیدہ اور طول دیکھا۔ پوچھا کیوں غمگین ہو یہ وقت تو ہفت روزہ شادمانی کا ہے کہ تم کو اہدی عزت و کرامت میسر ہوئی ہے۔ سطلے نے کہا باہا جان آپ مجھ کو ایسے شخص سے تڑوچ کرنا چاہتے ہیں جو عورتوں کی جانب رغبت نہیں رکھتا بہت طلاق دیا کرتا ہے اور جہنم میں بزدلی ظاہر کرتا ہے۔ یہ سن کر وہ بہت ہنسے اور بولے اے سطلے یہ شخص ہرگز ان صفات سے متصف نہیں جو تم بیان کرتی ہو۔ اس کے جوہ و کرم کی تو لوگ مثال دیا کرتے ہیں اس کو مہمانوں کی ضیافت کی زیادتی کے سبب ہاشمؑ کہتے ہیں۔ اس نے ہرگز کسی عورت کو

طلاق نہیں دی ہے۔ وہ شجاعت و بہادری میں تو مشہور زمانہ ہے۔ خوش مزاجی اور شیریں کلامی میں اس کا کوئی نظیر نہیں۔ جس نے تم سے اس کی مذمت کی ہے وہ یقیناً شیطان ہے۔ غرض دوسرے روز سطلے نے جو ہاشم کو دیکھا اُس نور کی محبت میں جو ان کے جین مبارک میں درخشاں تھا، بے تاب ہو گئیں۔ اور ان کے پاس ایک بیتا مبرک کے ذریعہ کہلا بھیجا کہ کل آپ میری خواستگاری کیجئے۔ اور جس قدر فہر آپ سے میرے اعزا طلب کریں آپ انکار نہ کیجئے گا۔ میں اپنے مال سے اس میں آپ کی مدد کروں گی۔

دوسرے روز جناب ہاشم اپنے اصحاب کے ہمراہ پندرہ سطلے کے خیمہ میں آئے۔ ہاشم اور مطلب اور ان کے چچا زاد بھائی سب صدر خیمہ میں بیٹھے۔ تمام اہل مجلس حیرت سے ہاشم کے حسن و جمال کو دیکھنے میں محو تھے کہ مطلب نے گفتگو شروع کی۔ اور کہا اے صاحبان عزت و کرامت و فضل و نعمت، ہم اہل بیت اللہ الحرام اور صاحبان مشاعر عظام ہیں۔ لوگوں کے گرد و گردہ ہماری طرف آیا کرتے ہیں۔ آپ لوگ خود بھی ہماری قدر و منزلت جانتے ہیں۔ اور آپ لوگوں پر نور درخشندہ محمدی ظاہر ہے جس کو خدا نے ہم سے مخصوص فرمایا ہے۔ ہم فرزند ابی لوی بن غالب ہیں اور وہ نور آدم سے منتقل ہوتا ہوا ہمارے باپ عبد مناف تک پہنچا اور ان سے میرے بھائی ہاشم کی جانب منتقل ہوا ہے۔ اور اب خداوند عالم نے اُس نعمت کو تمہاری طرف بھیجا ہے۔ اب ہم اُس فرزند گرامی کے لئے تمہارے پاس خواستگاری کے واسطے آئے ہیں۔ اس کلام کے جواب میں عمرو پندرہ سطلے نے کہا آپ لوگوں کے لئے تحت و اکرام و اجابت و اعظام ہے۔ ہم نے آپ کا خطبہ قبول کیا اور آپ کی دعوت منظور کی۔ لیکن ہم اپنی قدیم رسم یعنی زیادتی جہر و عمل کرنے کے لئے مجبور ہیں اس امر عظیم کے لئے جس کے آپ ہاشمند ہیں۔ اگر ہم میں پہلے سے یہ رواج نہ ہوتا تو نہیں اس کا اظہار نہ کرتا۔ جناب مطلب نے فرمایا ہم سو اونٹ جن کی آنکھیں سیاہ اور بال سرخ ہیں فہر میں دیتے ہیں۔ اسی مجمع میں ابلیس بھی تھا پندرہ سطلے کے پاس آیا اور رو کر کہنے لگا کہ فہر اور زیادہ ہونا چاہیے۔ تو سطلے کے باپ نے کہا اے بزدل گوارو آپ کے نزدیک ہماری لڑکی کی اتنی ہی قدر و منزلت ہے۔ مطلب نے کہا ہزار اشغال سونا اور اضافہ کرتا ہوں۔ شیطان نے پھر زیادتی جہر کے لئے پندرہ سطلے کو اشارہ کیا۔ انہوں نے کہا اے جوان ہمارے مقابلہ میں یہ بھی کم ہے۔ مطلب نے فرمایا اچھا ایک خردار عنبر و س جامہ سفید مصری اور دس جامہ عراقی اور اضافہ کرتا ہوں۔ شیطان نے پھر اشارہ کیا۔ پندرہ سطلے نے کہا آپ نے احسان فرمایا اور اب نزدیک ہو چکے ہیں کہہ اور کرامت فرمائیے۔ مطلب نے کہا پانچ کیوں خدمت کے لیے بھی حاضر کرتا ہوں۔ شیطان نے پھر جہر کی زیادتی کے لئے کہا۔ سطلے کے والد نے کہا آپ جو کچھ دیں گے وہ سب آپ ہی کے پاس واپس جائے گا۔ مطلب نے کہا دس اوقیہ مشک اور پانچ قدر کا فہر بھی اضافہ کیا! اب راضی ہوئے و شیطان نے پھر

دوسرے ڈالنا چاہتا تو سلتے کے پد نے ڈانٹ کر کہا اسے ہڈ سے دور ہو تو نے مجھے اس مجلس میں شرمندہ کیا۔ مطلب نے بھی اس کو طاعت کی اور خیمہ سے نکال دیا۔ اُسی کے ساتھ یہودی بھی مفوم و محزون باہر چلے گئے۔ اس کے بعد سلتے کے باپ سے یہودیوں کے سردار نے کہا کہ وہ رابیس (مرد پیر شام و عراق کے عقلمندوں میں سے ہے کیوں اس کے مشورہ پر تم نے عمل نہ کیا اور ہم راضی نہیں ہیں کہ اپنی لڑکی کو ایسے مفلس کو دیں جس کے مانند ہمارے ملک میں نہ ہوگا۔ یہ سنتے ہی چار سو یہودیوں نے جو وہاں موجود تھے تنواریں کھینچ کر کھڑے ہو گئے۔ اور حرم کے سرداروں نے بھی رہنم ہاشم کی ہر اسی میں، جو چالیس اشخاص تھے تنواریں نکال لیں۔ مطلب نے یہودیوں کے سردار پر حملہ کیا اور ہاشم نے رابیس لیں پر وہ بھاگا۔ لیکن ہاشم نے پکڑ لیا اور اٹھا کر بلند کیا، پھر زمین پر بٹکا۔ اور حضرت رسالت کا ثور اس پر چمکا تو اس نے ایک نعرہ مارا، اور تیز ہو کر مانند ہاشم کے ہاتھ سے نکل گیا۔ پھر مطلب کو دیکھا، انہوں نے یہودیوں کے سردار کو دُنگڑے کر دیا تھا۔ پھر ہاشم اور ان کے ساتھیوں نے بہت سے یہودیوں کو قتل کیا۔ مدینہ میں یہ خبر پہنچی تو عورتیں اور مرد سب اس طرف دوڑے۔ جب ستر یہودی قتل ہو چکے تو باقی ماندہ بھاگ کھڑے ہوئے۔ اور حضرت سردار کائنات کے بارے میں ان کی عداوت اور زیادہ مضبوط ہو گئی۔ ہاشم نے کہا میرے خواب کی تعبیر ظاہر ہو گئی۔ پد سلتے نے کہا بس اب ان کو جانے دیجیئے، اور شادی کو رنج و اندوہ سے تبدیل نہ کیجئے۔ یہ سنکر ہاشم اپنے خیمہ میں واپس گئے اور ولیب کا انتظام کیا اور تمام حاضرین کو کھانا کھلایا۔ سلتے کے والد سلتے کے پاس آئے اور کہا دیکھا تم نے ہاشم کی شجاعت۔ اگر میں اُن سے التماس نہ کرتا یہودیوں میں سے کوئی زندہ نہ رہتا۔ سلتے نے عرض کی بابا جان جس امر میں میری بھلائی دیکھئے اُس کو عمل میں لائیے، اور کینوں کی طاعت کی پرواہ نہ کیجئے۔ عرض سلتے کے والد مساوت ملک کے پاس آئے اور کہا اے بزرگوار، ہاں حرم خدا رنج و کدورت دل سے دُور کیجئے، میری لڑکی آپ کی خدمت میں ہدیہ ہے۔ مجھے اور کوئی خواہش و آرزو نہ رہا۔ مال کی، نہیں ہے۔ مطلب نے کہا ہم نے جو کہہ دیا اُس پر اور زیادہ کر کے دیں گے۔ اور ہاشم سے کہا کیوں بھائی جو کچھ میں نے دھر کے بارے میں، کہہ دیا ہے آپ اُس پر راضی ہیں؟ کہا ہاں۔ پھر ایک دوسرے سے مصافحہ کیا اور سلتے کے والد نے ہاشم و مطلب پر اور ان کے تمام ہمراہیوں پر مالی کثیر اور غنبر و مشک و کافور نثار کیا۔ پھر سب لوگ وہاں سے مع سامان و اسباب مدینہ میں آئے۔ وہاں اُس بہترین عبد مناف کا اس کو ہر صدف کرامت کے ساتھ رفاقت ہوا۔ کچھ دنوں کے بعد سلتے کو جب ہاشم کے اخلاق پسندیدہ سے پوری واقفیت ہو گئی تو جو کچھ ہر میں ہاشم سے حاصل ہوا تھا، ان کو کچھ اضافہ کے ساتھ واپس کر دیا۔ اُسی شب نطفہ پاک عبدالمطلب کا گوہر شام و صدف ظاہر سلتے میں قرار پایا، اور ثور محمدی سلتے کی پیشانی میں جلوہ گر ہوا۔ تمام مدینہ والے سلتے کو اس کرامت عظمیٰ پر مبارکباد دیتے تھے۔ اس نور روشن و موند سے سلتے کا شہن و جمال زیادہ سے زیادہ ہو گیا

مدینہ کی عورتیں اُن کے حسن کو دیکھنے آئیں اور اُن کے نور و ضیا کو دیکھ کر حیران رہ جاتیں۔ وہ جس سنگ بڑے اور تھرکی طرف سے گزرتیں سب اُن پر سلام کرتے اور مبارکباد دیتے۔ اور اکثر بیشرۃ اپنی داہنی جانب سے اَلْاَسْکَاثُ عَلَیْکَ یَا خَیْرَ الْبَشَرِ کی آواز سنتیں۔ اور یہ تعجب خیز باتیں ہاشم سے بیان کرتیں لیکن اپنی قوم سے پوشیدہ رکھتیں۔

ایک رات جناب سطلے نے ایک منادی کی آواز سنی جو اُن سے کہہ رہا تھا کہ تم کو خوشخبری ہو کہ خدا نے تم کو ایسا فرزند دوزی کیا ہے جو تمام شہروں اور دیہاتوں کے لوگوں سے بہتر ہے۔ اس کے بعد سطلے نے ہاشم کو اپنی قربت کا موقع نہ دیا۔ ہاشم اس کے بعد چند روز تک مدینہ میں اور مقیم رہے پھر اُن سے رخصت ہوئے اور کہا ہے سطلے میں نے وہ امانت تمہارے سپرد کی ہے جس کو حقتائے نے آدم کو سپرد فرمایا تھا اور آدم نے شیث کو سپرد کیا۔ اس بطرح اکابر دین ایک دوسرے کو سپرد کرتے چلے آئے یہاں تک کہ یہ نور ہند گم ہو گیا جس سے ہمارا شرف زیادہ ہو گیا اور حکیم خدا اب میں نے اس نور کو تمہارے سپرد کر دیا ہے اور تم سے عہد و پیمان لینا چاہتا ہوں کہ اس کی حفاظت و نگرانی کرنا۔ اگر میری غیر موجودگی میں اس کا ظہور ہو تو اس کو اپنی آنکھ سے زیادہ پیارا و اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھنا۔ اور جہاں تک ممکن ہو لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ رکھنا کیونکہ اس سے حسد کرنے والے اور دشمن بہت ہیں؛ خاص کر یہودی جن کی عداوت پہلے ہی سے ظاہر ہے۔ اور اگر اس سفر سے میں واپس نہ آؤں اور میری وفات کی خبر تم کو پہنچے، تو اس کی حفاظت اور ناز و بھاری میں یہ طرح کی کمی نہ کرنا۔ جب وہ سن شباب کو پہنچے اس کو حرم خدا میں واپس بھیج دینا۔ اور اس کے چچاؤں سے دور نہ رکھنا کیونکہ حرم خدا ہماری عزت و نصرت کی جگہ ہے۔ سطلے نے کہا میں نے آپ کی تمام باتیں دلی و جان سے منظور کیں، لیکن آپ کی جدائی سے دل پر سخت صدمہ و طل ہے۔ خدا سے دعا کرتی ہوں کہ وہ جلد آپ کو میرے پاس واپس لائے۔ اس کے بعد ہاشم نے اپنے بھائیوں اور تمام عزیزوں کو جمع کیا اور فرمایا اے میرے بھائیو اور عزیزو! موت وہ راستہ ہے جس سے کسی شخص کو ہمارے نہیں۔ اب میں تم سے جدا ہوتا ہوں اور نہیں خبر کہ پھر تمہارے پاس واپس آؤں گا یا نہیں۔ لہذا وصیت کرتا ہوں کہ تم میں میں متفرق نہ رہنا اور ہرگز ایک دوسرے سے جدا نہ ہونا کہ تمہاری ذلت و فحاری کا سبب ہو۔ کیونکہ ہادشاہوں اور ان کے علاوہ اور لوگوں کو اور دشمنوں کو تمہاری عزت و منزلت کے بارے میں حسد و طمع ہے۔ میں اپنے بھائی مطلب کو تم پر اپنا خلیفہ بناتا ہوں کیونکہ وہ دنیا میں سب سے زیادہ مجھے عزیز و پیارا ہے۔ اگر میری وصیت کو مانو تو اس کو اپنا پیشوا سمجھو۔ اور کعبہ کی کھیاں چادہ زمر ہمارے دادا نزار کا غلم اور جو کچھ مغیروں کے تبرکات ہم تک پہنچے ہیں یہ سب اس کو سپرد کر دو تو مظلوم و سعادتمند رہو گے۔ دو میری وصیت یہ ہے کہ جو فرزند سطلے کے شکم میں ہے اس کی شان و عزت بہت بلند ہے، اس کا بہت خیال رکھنا۔ فرض کسی معاملہ میں میرے قول کی مخالفت نہ کرنا۔

یہاں تک کہ ان کے پاس سے ہوا اور ان کے لئے ازمنہ کی مخالفت کی تاکید فرماتا

وہاں سے رخصت ہو کر وہ قافلہ مکہ پہنچا وہاں بھی ہاشم کی خبر وفات سن کر کہرام برپا ہوا۔ عورتوں نے ہال کھول دیئے اگر بیان چاک کر دیئے اور دیوار سے آواز گریہ بلند ہوئی۔ جب ان کا وصیت نامہ کھول کر پڑھا گیا لوگوں کے رنج و غم میں اور اضافہ ہوا۔ غرض اہل مکہ نے ہاشم کی وصیت کے مطابق جناب مطلب کو اپنا رئیس اور پیشوا بنالیا اور غلم اکرم نزار اور ستایہ زمرم در فائدہ حاجیان حرم اور کمان سنبیل اور طہیلین شہید اور میراہن ابراہیم اور انگشتری نوح اور تمام تبرکات انبیاء علیہم السلام جو کچھ ان کے پاس تھا سب جناب مطلب کے سپرد کر دیا۔

سطلے کے وضع حمل کا زمانہ آیا۔ جو تکلیفیں عورتوں کو اس وقت ہوا کرتی ہیں سطلے پر ان کا مطلق اثر نہ ہوا تھا۔ اس وقت ایک آواز ہاتف کی آئی کہ اے بنی نحرار کی عورتوں کی زینت اپنے فرزند کو پردہ میں رکھو اور لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ کر دو کہ ان کی آنکھیں اس کے دیدار سے سدا تمند ہوں۔ جب سطلے نے یہ آواز سنی دروازے بند کر دیئے اور پردے لٹکا دیئے اور اپنے حال کی کسی کو اطلاع نہ ہونے دی۔ ناگاہ دیکھا کہ ایک نور کا پردہ زمین سے آسمان تک اس پر ڈالا دیا گیا تاکہ شیطان اس کے نزدیک نہ آئے ہائیں۔ اس وقت شبیہ اللہ پیدا ہوئے اور نور محمدی ان کی پیشانی میں جلوہ گر ہوا۔ وہ پیدا ہوتے ہی مسکرائے۔ سطلے نے ان کو گود میں لیا تو ان کے سر میں سفید ہال دیکھے اس لئے ان کا نام شبیہ اللہ رکھا۔ سطلے نے ان کو ایک مہینہ تک پوشیدہ رکھا۔ کسی کو ان کی ولادت کی خبر نہ ہونے پائی۔ ایک مہینہ کے بعد عزیروں اور قابیلہ عورتوں کو معلوم ہوا تو مہربا کو آئیں اور مولود کے تعجب خیز حالات سن کر سب کو حیرت ہوئی۔ وہ دو مہینے کے ہوئے تو چلنے لگے۔ یہودیوں نے جب ان کو دیکھا ان کی طرف سے کینہ اور طلال سے بیتاب ہو گئے۔ اس لئے کہ وہ جلتے تھے کہ وہ نور جو ان سے ظاہر ہے نور پیمبر آخر الزمان ہے جو ان یہودیوں کو قتل کر دیں گے اور ان کے دینوں کو باطل کر دیں گے۔ سات سال کی عمر میں وہ نہایت قوی و دلیر جوان معلوم ہونے لگے۔ بڑے ہی بڑا بوجھ اٹھا لیتے۔ لڑکوں کو ہاتھوں پر بلند کر کے زمین پر پٹنگ دیتے تھے۔

ایک مرتبہ قبیلہ بنی عارث کا ایک شخص کسی ضرورت سے مکہ سے مدینہ آیا اس نے شبیہ اللہ کو دیکھا کہ مثل چاند کے نور ان کے چہرہ سے چمک رہا ہے وہ لڑکوں کے ساتھ کھیل رہے ہیں۔ فاکر ہو گیا اور ان کے ظاہری باطنی حسن و جمال کے دیکھنے میں محو ہو گیا۔ پھر بولا کہ کس قدر سعادتمند ہیں وہ لوگ جن کے شہر میں تم رہتے ہو۔ وہ کھیل رہے تھے اور کہتے جاتے تھے میں زمرم و صفا کا فرزند ہوں۔ میں ہاشم کا دلہند ہوں اور میرے شرف کے لئے یہی کافی ہے۔ یہ سن کر وہ مرد قریب آیا اور کہنے لگا اے جوان تیرا کیا نام ہے؟ فرمایا میں ہاشم بن عبد مناف کا فرزند شبیب ہوں جیسے چھاؤں نے مجھ پر ظلم کر رکھا ہے کہ میں اپنی ماں اور خالوؤں کے ساتھ اس غربت میں پڑا ہوں۔ اے عم محرم آپ کہاں سے آرہے ہیں؟ اس مرد نے کہا مکہ سے۔ فرمایا جب خیریت سے مکہ پہنچے اور فرزند ان عبد مناف سے ملاقات ہو تو میرا سلام ان کو پہنچا دیجئے۔ اور کہئے گا کہ میں ایک یتیم کا پتہ میر

میں ہاشم کا نام

شبیہ اللہ کی ولادت

جہان الثوب جلد دوم

ہوں جس کا باپ مر گیا اور اس کے چچاؤں نے اس پر ظلم کر رکھا ہے۔ اسے فرزند ابن عبد مناف بہت جلد ہاشم کی وصیت کو بھول گئے اور ان کی نسل کو ضائع کر دیا۔ جو ہوا مکہ کی طرف سے آتی ہے اس سے قہاری خوشبو سونگھتا ہوں۔ اور قہاری ملاقات کی آرزو میں راتیں ٹھپ کر کاٹتا ہوں۔ یہ پیغام سنکر وہ مرد رونے لگا۔ اور جلد جلد مکہ کو چلا۔ جب اولاد عبد مناف کی مجلس میں پہنچا تھیت و سلام کے بعد پوچھے بزرگان قوم اور فرزند ابن عبد مناف اپنے وقار کو بھول گئے اور اپنے حراج ہدایت کو دو سروں کے گھر روشن کر رکھا ہے۔ پھر شیبہ کے بینات پہنچائے۔ وہ لوگ کہنے لگے کہ ہم کو معلوم نہ تھا کہ وہ اس شور تک پہنچ چکا ہے۔ اس مرد نے کہا خدا کی قسم فصحا کی زبانیں اس کے مقابلہ میں گنگ ہیں اور عقدا اس کے سامنے عاجز ہیں۔ وہ حسن و جمال کی بلندی کا آفتاب ہے اور بل فضل و کمال کی آنکھوں کا نور ہے۔ یہ سنکر مطلب نے اُسی جگہ سواری طلب کی اور سوار ہو کر تنہا مدینہ کی جانب روانہ ہوئے اور نہایت محنت و سرعت کے ساتھ مدینہ میں پہنچے۔ دیکھا شیبہ الحمد لہ لڑکوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ ان کو اس نور محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درپہ سے پہچان لیا۔ دیکھا کہ وہ ایک بہت بڑا پتھر اٹھائے ہوئے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ میں ہوں ہاشم کا فرزند جو بزرگی و شرافت میں مشہور ہیں۔ مطلب نے یہ سنتے ہی تاقہ کو مٹایا اور پکار کر کہا اے میرے بھائی کی یادگار میرے پاس آؤ۔ شیبہ ان کے پاس دوڑتے ہوئے آئے اور پوچھے کہ آپ کون ہیں کہ میرا دل آپ کی طرف کھینچا جا رہا ہے۔ شاید میرے چچاؤں میں سے آپ بھی ہیں۔ فرمایا میں قہار چچا مطلب ہوں پھر ان کو گود میں لیا، پیار کیا اور روئے۔ اور پوچھ لگا کہ پارہ جگر کیا کچھا ہوتا ہے کہ میں تجھ کو تیرے آباء و اجداد کے وطن میں لے چلوں جو تیرے عزیز و غریب کا مقام ہے۔ شیبہ نے کہا ہاں ضرور چلنا چاہتا ہوں۔ یہ سنکر مطلب سوار ہوئے اور اپنے ہمراہ شیبہ کو بھی سوار کر لیا اور مکہ کی جانب روانہ ہوئے۔ شیبہ نے کہل چچا جان جلدی نکل چلیئے ایسا نہ ہو کہ مہری ماں کے احوا و اقربا آگاہ ہو جائیں ان کے ساتھ اس و خنجر کے بہاد بھی موافق ہو کر چھ کو روکنے کی کوشش کریں۔ مطلب نے کہا جان عم یہ روانہ کر خدا ان کے شر سے محفوظ رکھے گا۔

جب یہودیوں کو خبر ہوئی کہ شیبہ اپنے چچا کے ساتھ تنہا مکہ روانہ ہو گئے ہیں تو ان کے قتل کا ارادہ کیا۔ یہودیوں کے سرداروں میں سے ایک شخص وجیہ نامی کا لڑکا لاطیہ ایک یوز لڑکوں کے ساتھ کھیلنے کے لئے نکلا تو شیبہ نے اس کے سر پر اونٹ کی ایک ہڈی سے ایسا مارا کہ اس کا سر پھٹ گیا۔ اور کہا اے یہودی کے بچے تیری موت قریب آگئی ہے۔ بہت جلد قہار سے گھر برباد ہو جائیں گے۔ اس کے باپ نے جب یہ سنا تو بہت غضبناک ہوا۔ اور یہ عداوت بھی پرانی عداوتوں کے ساتھ ان کے دل میں جا گزیں ہو گئی۔ جب ان یہودیوں نے سنا کہ وہ مکہ جا رہا ہے تو یہودیوں کو آواز دی کہ وہ لڑکا تنہا اپنے چچا کے ساتھ گیا ہے، چلو

شیبہ الحمد لہ نام سنکر فرمایا کہ شیبہ کا تنہا سفر ہو کر میرا خیال آگاہ رہے ہر ادا شیبہ کو مکہ لے کر آیا

اس کو ہلاک کر دیں اور اس کے شر سے محفوظ و مطمئن ہو جائیں۔ یہ سنکر ستر بہودی مسلح ہو کر ان کے تعاقب میں چلے۔ رات کا وقت تھا مطلب کے کانوں میں ان کے گھوڑوں کی آواز آئی تو کہنے لگے کہ اسے فرزند جن سے خوف تھا وہ آ رہے۔ شبیہ نے کہا راستہ بدل دیجئے۔ فرمایا اسے نور چشم تیری پیشانی کا نور ان گراہوں کو دکھا دے گا جس طرف بھی ہم جائیں گے۔ شبیہ نے کہا میرے چہرہ کو چھپا دیجئے شاید نور چھپ جائے۔ مطلب نے کپڑے کی تین تہیں کر کے ان کے چہرہ پر لٹکا دیا۔ لیکن اس نور کی قیسا باری میں کمی نہ ہوئی۔ مطلب نے کہا اے میرے بھائی کی جان تیرے خورشید جمال کا یہ نور خدا کا نور ہے۔ پوشیدہ نہیں ہو سکتا اور نہ کوئی اس کو بچا سکتا ہے۔ خدا کے نزدیک تیری منزلت عظیم ہے۔ اور جس خدا نے تجھ کو یہ نور عطا فرمایا ہے وہی تجھ کو ہر خطرہ سے محفوظ رکھے گا۔ جب حضرت مطلب کے پاس پہنچے شبیہ نے کہا تجھ کو نیچے اتار دیجئے تاکہ خدا کی قدرت کا تماشا آپ کو دکھاؤں۔ حضرت نے ان کو اتار دیا۔ وہ جودے میں پیشانی رکھ کے جھکی ہوئے کہ اسے نور و ظلمت کے خالق اور ساتوں آسمانوں کو گردش میں لانے والے اور ہر گروہ کو روزی دینے والے میں تجھ سے بھتی شیخ روز ہزا سوال کرتا ہوں جس کو تو نے میرے پیروں فرمایا ہے ہمارے دشمنوں سے ہم کو محفوظ رکھ۔ ابھی دعا تمام نہ ہوئی تھی کہ یہودیوں کا گروہ ان کے نزدیک آگیا اور ان کو گھیر لیا۔ لیکن بقدرت خدا شبیہ اور ان کے چچا کا رعب اور خوف ان پر غالب ہو گیا۔ تو چاہلو سی اور مگر کے ساتھ بولے کہ اسے نیک کردار بزرگ گو ہم آپ کو کوئی تکلیف پہنچانے نہیں آئے ہیں بس یہ چاہتے ہیں کہ شبیہ کو ان کی ماں کے پاس پہنچا دیں کیونکہ وہ ہمارے شہر کی روشنی ہمارے لیے برکت اور نعمت ہے۔ شبیہ نے کہا ہم تمہارے مکر و فریب سے بھڑکی واقف ہیں۔ اب چونکہ خدا کی قدرت تم پر غالب آ چکی ہے تو ایسی باتیں کر لے لگے ہو۔ یہ سنکر یہودی ناکام و نامراد ذلیل ہو کر واپس ہوئے۔ تھوڑی دُور گئے تھے کہ لاطیہ سپہ و امیر نے کہا شاید تم لوگوں کو نہیں معلوم کہ یہ لوگ جادوگر ہیں انہوں نے ہم پر جادو کر دیا ہے۔ آؤ پیدل چلیں اور ان کو ختم کر دیں۔ پھر وہ تلواریں کھینچ کر ان کی طرف بڑھے مطلب نے دیکھا تو فرمایا اب تمہارا مطلب ظاہر ہوا۔ اور جہاد تمہارے ساتھ واجب ہو گیا۔ یہ کہہ کر آپ نے کمان لی اور چند تیروں سے کئی جوانوں کو واصل جہنم کیا۔ پھر سب نے اکبار کی جملہ کر دیا۔ مطلب نے بھی خدا کا نام لے کر ان سے مقابلہ کیا۔ شبیہ ہار گاؤ الہی میں گرے و زاری کے ساتھ دعا کر رہے تھے کہ ناگاہ دُور سے ایک غبار پیدا ہوا اور گھوڑوں کے ہتھنہ لے کی آواز اور اسلوں کی جھنکار کان میں آئی۔ جب وہ لوگ نزدیک پہنچے مطلب نے دیکھا کہ سلتے اپنے والد اور بہاداران لوس و خرمق کے چار ہزار افراد کے ساتھ شبیہ کو لینے آئی ہیں۔ جب سلتے نے دیکھا کہ یہودی جناب مطلب سے مشغول جنگ میں لگا کر کے کہا کہ واٹے ہو تم پر۔ یہ کیا ذلت ہے۔ یہ نیتے ہی لاطیہ بھاگا سلتے نے کہا اے دشمن خدا کہاں جاتا ہے اور تلوار کی ایک ضرب سے

یہودیوں کا مطلب پوشیدہ ہو گیا اور جناب سلتے کا مدد کو نکل کر ان کے سپر کھل کر آیا۔

اس کو دو ٹکڑے کر دیا اور اوس و خراج کے بہادروں نے یہودیوں پر حملہ کیا اور ایک یہودی کو باقی نہ چھوڑا۔ پھر مطلب کی جانب رخ کیا۔ مطلب نے بھی تمکار کھینچ لی۔ سینگے کو اپنے فرزند شیبہ کے پاس سے میں خوف ہوا اور اپنے قبیلہ کو لڑائی سے روک دیا۔ اور مطلب سے پوچھا کہ آپ کون ہیں جو شیر کے بچے کو اس کی ماں سے جدا کرنا چاہتے ہیں۔ مطلب نے فرمایا میں وہ ہوں کہ چاہتا ہوں کہ اس کی عزت و منزلت پر اس کے شرف و عظمت کو اور اضافہ کروں اور تم لوگوں سے اس کے زیادہ جہر بان ہوں۔ مجھے امید ہے کہ خداوند عالم اس کو صاحبِ حرم اور میثوائے اُمم قرار دے۔ میں اس کا چچا مطلب ہوں۔ یہ سنکر سینگے نے کہا مر جیا مر جیا! آپ خوب آئے۔ لیکن مجھ سے اس فرزند کے لے جانے کے لئے کیوں نہ فرمایا۔ میں نے تو اس کے باپ سے شرط کی تھی کہ اگر فرزند پیدا ہوگا تو مجھ سے جدا نہ کریں گے۔ پھر شیبہ سے کہا اے فرزند مجھے اختیار ہے اگر تو چاہے تو اپنے چچا کیسے جا اور چاہے تو میرے ساتھ مل۔ شیبہ نے یہ سنکر سر جھکا لیا اور اُن کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ عرض کی اے مادرِ جہر بان آپ کی مخالفت سے ڈرتا ہوں لیکن خانہِ خدا کی عبادت ضرور چاہتا ہوں۔ اگر آپ اجازت دیں تو جاؤں اور نہ واپس چلوں۔ جناب سینگے نے سنکر رونے لگیں اور فرمایا اے فرزند تیری خواہش مجھے منظور ہے۔ مجھ پر تیری مفارقت کا صدمہ برداشت کرے گی۔ لیکن مجھ کو بھولی نہ جانا اور اپنی خیریت سے آگاہ کرتے رہنا۔ پھر گود میں لے کر پیار کیا اور رخصت کیا۔ پھر مطلب سے کہا اے فرزند عبد مناف جو امانت تمہارے بھائی نے مجھے سپرد کی تھی وہ میں نے تم کو سونپ دی۔ اب اس کی حفاظت کرنا تمہارے ذمہ ہے۔ جب دو سبنِ بونگ کو پہنچے ایسی عورت سے اس کا عقد کرنا جو اس کے لئے عزت و شرافت و نجابت میں اس کے مناسب ہو۔ مطلب نے کہا اے کریم بزرگوار آپ نے مجھ پر احسان کیا۔ جب تک زندہ رہا آپ کا حق نہ بھولوں گا۔ پھر شیبہ کو لے کر مکہ کی جانب روانہ ہوئے۔ جب شیبہ کا آفتاب جمالِ مکہ کے دروازوں پر طالع ہوا اور آپ کے نور کی چھوٹ وہاں کے پہاڑوں پر پڑی، مکہ روشن ہو گیا جس کو دیکھ کر اہل مکہ کو حیرت ہوئی اور وہ اپنے مکروں سے نکل کر دوڑے۔ مطلب کو دیکھا کہ ایک لڑکے کو لئے آ رہے ہیں۔ پوچھا یہ کون ہے؟ آپ نے مصلحتاً فرمایا یہ میرا غلام ہے اسی سبب سے شیبہ کا نام عبدالمطلب ہو گیا۔ حضرت مطلب ان کو گھر لے آئے اور مدتوں اُن کی قدر و منزلت کو پوشیدہ رکھا۔ لوگ نہیں جانتے تھے کہ وہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دادا ہوں گے۔ پھر قریش کے درمیان ان کی بڑی عزت ہو گئی اور ان کے ذریعہ ہر معاملہ میں ان کو برکت حاصل ہوتی تھی۔ ہر مصیبت و بلا میں ان کے سبب سے پناہ ملتی تھی۔ ہر قحط و سختی میں وہ نورِ جنابِ رسولِ خدا سے متوسل ہوتے تھے اور خداوندِ عالم وہ سختیاں اُن سے دفع فرماتا تھا۔ اور اس نور سے معجزات ظاہر ہوتے رہتے تھے۔

تیسری فصل

حضرت رسالتِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آہلئے عظام و اجدادِ کرام کے حالات :-
علمائے امامیہ کا اس پر اجماع ہے کہ آنحضرتؐ کے آباؤ اجدادِ داوی نانی و قیومِ آدمؑ

سے لے کر آنحضرتؐ کے والدین تک سب مسلمان تھے اور آنحضرتؐ کا نور کسی مشرک کے صلب اور کسی ظالم کے رحم میں قرار نہیں پایا۔ آنحضرتؐ کے اور آپ کے باپ دادا اور ماؤں کے نسب میں کسی قسم کا شائبہ نہیں ہے۔ اور خاصہ و عامہ کے طریقہ سے متواتر حدیثیں اس پر دلالت کرتی ہیں بلکہ احادیث متواتر سے ظاہر ہے کہ آنحضرتؐ کے آباء و اجداد سب کے سب انبیاء و اوصیاء اور حاطانِ دینِ خدا رہے ہیں اور فرزندِ انِ اسمعیلؑ جو آنحضرتؐ کے اجداد تھے وہ سب حضرت ابراہیمؑ کے اوصیاء تھے۔ ہمیشہ مکرر بادشاہی، خانہ کبہ کی پر وہ پوشی اور اس کی تعمیر وغیرہ کی خدمت انہی لوگوں سے متعلق رہی ہے۔ برگِ مرجعِ انام رہے ہیں۔ قومِ ابراہیمؑ انہی میں سے تھی۔ شریعتِ موسیٰؑ و عیسیٰؑ علیہما السلام ان شریعتِ ابراہیمؑ فرزندِ انِ اسمعیلؑ کے لئے منسوخ نہیں ہوئی تھی۔ وہ لوگ شریعت کے محافظ تھے اور ایک دوسرے کو وصیت کرتے اور آثارِ انبیاءِ سپرد کرتے رہے ہیں۔ اس طرح یہ سلسلہ عبدالمطلبؑ تک پہنچا۔ جناب عبدالمطلب نے ابوطالب کو اپنا وصی قرار دیا۔ اور ابوطالب نے بہت سی کتابیں آثارِ انبیاء اور ان کے تبرکات آنحضرتؐ کی بعثت کے بعد ان کو سپرد فرمایا۔

حضرت عبدالمطلب کی فضیلت میں بہت سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں۔ چنانچہ حضرت جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ قیامت کے روز وہ ایک امت کے مانند تنہا عشاء ہوں گے۔ کیونکہ وہ اپنی قوم میں تنہا موجود تھے۔ ان سے پیغمبروں کی علامت اور بادشاہوں کی ہیبت ظاہر ہوگی۔ اور وہ معتبر و صحیح حدیث میں فرمایا کہ عبدالمطلب پہلے شخص ہیں جو بعد کے قائل ہوئے۔ وہ قیامت میں بادشاہوں کے حسن اور پیغمبروں کی علامت سے عشاء ہوں گے۔ پھر فرمایا کہ عبدالمطلب نے ایک روز جناب رسولِ خداؐ کو اپنے آؤتھوں کے پیچھے بٹھا دیا۔ ان کو واپس آنے میں دیر ہوئی تو بٹھا ہو گئے اور ان کی تلاش میں آدمی بھیجے اور کہہ دیں کہ پیڑِ خدا کی بارگاہ میں گریہ و زاری شروع کی کہ اے پائے والے اپنے ماتے والوں کو جن کے متعلق تو نے وعدہ کیا ہے کہ ان تمام ادیان پر غالب کرے گا کیا ہلاک کر دے گا۔ اگر ایسا کرے گا تو پھر دوسرا امر اس کے بارے میں تیری مشیت میں واقع ہوا ہے۔ حضرت واپس آئے تو دیکھتے ہی حضرتؐ کو گود میں لے کر لیا۔ اور فرمایا اے فرزندِ آئندہ تجھ کو کسی کام کے لئے کبھی نہ بھیجوں گا۔ ڈرتا ہوں کہ دشمن تجھ کو کہیں ہوک نہ کر دیں۔

انہی حضرت سے دوسری معتبر حدیث میں منقول ہے کہ حضرت سرورِ عالم نے حضرت سے فرمایا کہ حضرت عبدالمطلب نے جاہلیت کے زمانہ میں پانچ سکتیں مقرر کیں جن کو خدا نے اسلام میں جاری و قائم رکھا۔ اول یہ کہ سوتیلی ماؤں کو بڑوں پر حرام قرار دیا جس کے بارے میں خدا نے قرآن میں فرمایا ہے کہ وَلَا تُكْفُرُوا بِمَا كُنتُمْ آتٰی اٰبَاؤَکُمْ مِنَ الْبَنٰتِ ذٰلِکُمْ سَؤَٓةُ النَّسَابِ (۱) اور دوسری سکت یہ تھیں کہ جو جن سے تمہارے آباء و اجداد نے نکاح کیا ہے وہ سب سے یہ کہ انہوں نے خزانہ پایا تو اس میں سے پانچواں حصہ بلا خواہی دے دیا جس کے متعلق خدا فرماتا ہے وَلَا تَمْلُوْا

فَنَمَّ مِّنْ شَيْءٍ فَإِنَّ رَبَّهُ خَمْسَةَ دَرَجَاتٍ (سورۃ انفال آیت ۱۷) ریاد رکھو کہ جب تمہیں مال غنیمت حاصل تو اس میں سے پانچواں حصہ خدا کے لیے صرف کرو تیسرے یہ کہ جب چاہہاؤ تو اس کو بیوں کا ستایہ قرار دیا۔ تو خدا نے فرمایا اَجْعَلْنٰکُمْ بِمَقَائِلِ الْحَاجِّمْ (سورۃ توبہ، ۱۰)۔
 رم یہ کہ آدمی کے مار ڈالنے کا خونبہا تو اونٹ مقرر کیا۔ پانچویں یہ کہ قریش میں طواف کی کوئی تعداد نہ تھی آپؐ نے سات مرتبہ طواف کرنا مقرر فرمایا۔ پھر فرمایا کہ عبدالمطلب نے نہ کسی رجا کیلئے
 تلوں کی پرستش کی، نہ اُن ہانوروں کو کھایا جو بتوں کے لیے کاٹے گئے تھے۔ اور فرمایا کہ تھے
 میں اپنے پدھر ابراہیمؑ کے دین پر قائم ہوں۔

دوسری حدیث معتبرہ میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ جبریلؑ جناب رسولؐ کو
 نازل ہوئے اور کہا خلاقِ عالم آپؐ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ میں نے اُس پر آتشِ عذرا
 حرام کر دیا جس کی صلب سے تم پیدا ہوئے اور جس کے شکم میں تم رہے یعنی عبد اللہ و آمنہ پر
 حرام کیا ہے اُس پر جس نے تمہاری کفالت و محافظت کی ہے۔ یعنی ابوطالب پر۔

حدیث معتبرہ میں حضرت امیر المؤمنینؑ سے منقول ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ واللہ نہ میرے باپ
 تلوں کی پرستش کی، نہ میرے والد عبدالمطلب نے نہ میرے جد بزرگ جناب ہاشم نے۔ نہ
 مد مناف نے۔ بلکہ وہ لوگ کعبہ کی جانب رخ کر کے نماز پڑھتے تھے، اور دین ابراہیمؑ پر قائم تھے
 اور آنحضرتؐ کے دین سے متمسک رہے۔

دوسری روایت میں ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ کسی کے واسطے کعبہ معظمہ کے سامنے
 سند نہیں بچھائی گئی سوائے عبدالمطلب کے۔ اُن کی مسند پر اُن کے احترام و اکرام کے سبب سے
 کوئی شخص نہیں بیٹھتا تھا۔ لیکن جب سرورِ عالم تشریف لاتے تھے اور اُن کی مسند پر بیٹھنا چاہتے
 اور اُن کے چچا وغیرہ اُن کو روکنا چاہتے تو عبدالمطلب فرماتے کہ چھوڑو میرے فرزند کو کہ اس کی شان
 رگ ہے۔ وہ عنقریب تمہارا ستیذ و سردار ہوگا۔ میں اس کی پیشانی سے بڑکی و مسواری کا نور مشاہد
 ہوں۔ وہ تمام خلق کا پیشوا ہوگا۔ پھر ان کو گود میں لیتے اور اُن کی کشت پر ہاتھ پھیرتے اور بار بار
 رکھتے۔ اور فرماتے کہ میں نے کسی اس کے رخسار سے نرم و پاکیزہ تر اور اس کے جسم سے بہتر
 نہیں دیکھا۔ چونکہ عبد اللہ و ابوطالب حقیقی بھائی تھے اس لیے ابوطالب سے فرمایا کرتے کہ اس کو
 عزت و شان بہت بلند ہے لہذا اس کی حفاظت کرنا، کیونکہ وہ بے ماں باپ کا تنہا اور اکیلا ہے
 اس پر مثل ماں کے مہربان رہنا تاکہ کوئی تکلیف اور صدمہ اس کو نہ پہنچے۔ پھر اس کو اپنے
 اندر گھیر کر کے سات مرتبہ کعبہ کا طواف کرتے تھے۔ جب آنحضرتؐ چھ سال کے ہوئے آپؐ کی
 اور گرامی آمنہؓ نے ابوا میں جو مکہ و مدینہ کے درمیان ایک منزل ہے انتقال فرمایا جبکہ آنحضرتؐ کو
 ان کے خاندان کے پاس محمد بنی عدی سے ملے گئے۔ جب آنحضرتؐ باپ ماں دونوں کی طرف
 یتیم ہو گئے تو حضرت عبدالمطلب کی شفقت و مہربانی آنحضرتؐ پر زیادہ بڑھ گئی۔ جب ان کی

کا ارادہ کیا اور مکہ معظمہ کے نواح میں پہنچا تو اہل مکہ کے مال ٹوٹ لیے۔ جن میں حضرت عبدالملک کے اونٹ بھی تھے۔ حضرت عبدالملک باؤشاہ کے پاس گئے اور اجازت لے کر اس کے دربار میں پہنچے۔ اس وقت ابرہہ ایک ریشمی شیمہ میں تخت پر بیٹھا تھا۔ حضرت نے ابرہہ کو سلام کیا اس نے سلام کا جواب دیا۔ اور حضرت عبدالملک کے نور و تجلے اور حسن و جمال اور ہیبت و وقار کو دیکھ کر حیران ہو گیا۔ پوچھا کہ آپ کے آباؤ اجداد میں بھی یہ نور تھا؟ فرمایا ہاں۔ ابرہہ نے کہا کہ آپ لوگ اس فخر و شرف کے سبب پھر تو تمام خلق پر فائق ہیں اور آپ کو اپنی قوم کا سربراہ و بزرگ ہونا ہی چاہیے۔ پھر آنحضرتؐ کو اپنے تخت پر بٹھایا۔ بادشاہ کا ایک سفید باغی بہت بڑا تھا جس کے دونوں دانت مختلف جوہرات سے مرصع کیے گئے تھے۔ بادشاہ اس باغی کے سبب دوسرے بادشاہوں پر فخر کیا کرتا تھا۔ اس نے اس باغی کو دربار میں لے کر آئے۔ اور حضرت عبدالملک کے قریب پہنچا تو حضرتؐ کے لیے جگہ کیا حالانکہ اس نے اپنے بادشاہ کو کبھی سجدہ نہیں کیا تھا۔ پھر بقدرت الہی اور نور حضرتؐ سماعت پنا کے اعجاز سے فصیح عربی زبان میں حضرت عبدالملک کو سلام کیا اور کہا اے نور بہترین خلق اور اے صاحب خاندان کعبہ و زمزم اور جد بہترین جنمیں! آپ پر سلام ہو اور اس نور پر جو آپ کے صلب میں ہے۔ اے عبدالملک عزت و شرف آپ کے لیے ہے آپ ہرگز ذلیل و مغلوب نہیں ہو سکتے۔ ابرہہ نے جو یہ عجیب کیفیت دیکھی تو ڈرا۔ اور سمجھا کہ یہ جادو ہے اور باغی کو واپس کر دیا۔ پھر حضرت عبدالملک سے پوچھا آپ کس غرض سے تشریف لائے ہیں۔ میں نے آپ کی سخاوت و شرف کا شہرہ سنا ہے اور اب آپ کے جمال و جلال اور عظمت و ہیبت کا مشاہدہ کرنا آپ کی جو حاجت ہو میں اس کے رعا کرنے کو تیار ہوں لہذا آپ کی جو خواہش ہو بیان فرمائیے اس نے سمجھا تھا کہ خاندان کعبہ کے خراب و برباد کرنے سے منع کریں گے۔ حضرت عبدالملک نے فرمایا تیرے سپاہی میرے اونٹ ہٹا لے ہیں وہ مجھے واپس دلا دے۔ ابرہہ کو یہ سن کر غصہ آگیا وہ بولا کہ آپ کی قدر و منزلت میری نگاہوں سے گر گئی۔ میں تو آپ کے خاندان شرف و منزلت کو برباد کرنے آیا ہوں۔ اور آپ کی قوم کو فنا کرنا چاہتا ہوں جو اس گھر کے سبب سے تمام عالم پر فخر کرتے ہیں اور ہر ایک سے ممتاز ہو رہے ہیں۔ اور وہ گھر وہ ہے جس کے حج کے لیے اطراف عالم سے لوگ آتے ہیں۔ آپ اس کے ہاں سے کچھ نہیں کہتے اور اپنے اونٹ مجھ سے واپس مانگتے ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا میں اس گھر کا مالک نہیں ہوں میں اپنے اونٹوں کا مالک ہوں میں اپنے مال کے ہاں سے کچھ نہ کہنے آیا ہوں۔ اس گھر کا مالک ہر ایک سے زیادہ قوت والا اور بلند ہے۔ وہ خود اپنے مکان کی حفاظت و حمایت کرنے کا دوسروں سے زیادہ حق دار ہے۔ یہ سن کر ابرہہ نے حضرت عبدالملک کے اونٹ ان کو واپس دے دیئے وہ ان کو لے کر مکہ واپس آئے پھر ابرہہ لشکر جزائر اور بلند ہاتھیوں کے ساتھ حرم خدا کی بربادی کی جانب متوجہ ہوا۔ جب کعبہ

قریب پہنچا تاہی اس میں داخل ہونے سے رک گیا اور زمین پر لیٹ گیا۔ جب اس کو چھوڑ دیتے تھے تو وہ واپس ہو جاتا۔ اور اس پر ہیر و سختی کرتے تو زمین پر لیٹ جاتا تھا۔ حضرت عبدالمطلب نے غلاموں سے فرمایا کہ میرے فرزند کو بلاؤ۔ وہ عباس کو لے آئے۔ فرمایا اس کو نہیں میرے فرزند کو لاؤ۔ وہ ایک ایک لڑکے کو بلاتے رہے اور عبدالمطلب فرماتے رہے کہ اس کو نہیں میرے فرزند کو بلاؤ یہاں تک کہ حضرت عبداللہ جناب رسول خدا کے والد کو حاضر کیا۔ عبدالمطلب نے اُن سے فرمایا کہ ابوقعبیس پہاڑ پر چڑھ کر دیکھو کہ چاند کی طرف دیکھو۔ اس طرف سے جو کچھ آتا ہوا دکھائی دے گا اسے آکر بتاؤ۔ حضرت عبداللہ کو ابوقعبیس پر گئے۔ دیکھا کہ ابابیل پرندے سے سیل دریا اور شب تار کے مانند چلے آ رہے ہیں۔ پھر وہ ابوقعبیس پر بیٹھے۔ پھر وہاں سے اُڑے اور ساتھ ساتھ غنہ کعبہ کا طواف کیا، اور سات مرتبہ صفا و مروہ کے درمیان سستی کی۔ یہ دیکھ کر حضرت عبداللہ نے فرمایا کہ حضرت عبدالمطلب کے پاس آئے اور جو کچھ دیکھا تھا بیان کیا۔ حضرت نے فرمایا اسے فرزند دیکھو کہ وہ پرندے اس کے بعد کیا کرتے ہیں۔ پھر عبداللہ نے دیکھ کر بیان کیا کہ اب وہ حبشہ کے لشکر کی جانب روانہ ہوئے اس وقت حضرت عبدالمطلب نے اہل مکہ سے فرمایا کہ اُن کے لشکر کی طرف جاؤ اور اپنے حصہ کا مال غنیمت لے آؤ۔ جب اہل مکہ وہاں پہنچے دیکھا کہ وہ سب مٹری ہوئی مٹری کے مانند مردہ پڑے ہیں۔ ان طائروں میں سے ہر ایک اپنی چونچ اور دونوں پنجوں میں ایک ایک پتھر لیے ہوئے ہیں اور ہر پتھر سے ایک ایک سپاہی کو مار ڈالتے ہیں۔ جب اُن سب کو ہلاک کر چکے تو وہ پرندے واپس چلے گئے اس سے پہلے کسی نے ایسے طائر نہیں دیکھے تھے اور نہ بعد میں دیکھے۔ جب وہ سب ہلاک ہو چکے عبدالمطلب غنہ کعبہ میں آئے اور اس کے پردہ کو پکڑ کر چند اشعار پڑھے جن کے مضامین اس نعمت عظمیٰ کے شکر و حمد پر مشتمل تھے اور واپس آئے۔ پھر چند اشعار پڑھے جو قریش کے غنہ کعبہ چھوڑ دینے کی علامت اور اپنی تنہائی کے اظہار اور اس بلا پر صبر کرنے اور خدا پر توکل پھر و کرنے پر مشتمل تھے۔

بسنہ صحیح انہی حضرت سے منقول ہے کہ جب لشکر بادشاہ حبشہ جو غنہ کعبہ کو تباہ کرنے آیا تھا حضرت عبدالمطلب کے اونٹوں کو لے گیا تو آپ اس کے پاس گئے اور اجازت طلب کی بادشاہ نے پوچھا کس کام کے لیے آئے ہیں، معلوم ہوا کہ اپنے اونٹوں کی واپسی کے لیے کہنے آئے ہیں۔ بادشاہ نے کہا یہ مرد اپنی قوم کا بزرگ و سردار ہے اور میں اُن کی عبادت گاہ کو برباد کرنے کے لیے آیا ہوں۔ لیکن اس کے بارے میں کچھ سندش نہیں کرتے، صرف اپنے اونٹوں کی سفارش کے لیے آئے ہیں۔ اگر وہ مجھ سے سفارش کرے کہ غنہ کعبہ کو تباہ نہ کروں تو میں یہ بھی منظور کر لیتا۔ پھر حکم دیا کہ ان کے اونٹ واپس دے دیئے جائیں۔ عبدالمطلب نے وہی جواب دیا جو ذکر ہو چکا۔ پھر عبدالمطلب واپسی کے وقت اُن کے بڑے ہاتھی کے پاس سے گزرے جس کا نام عمود تھا۔ فرمایا اے عمود! اس نے جواب میں سر ہلایا پھر آپ اس سے فرمایا کہ تو جانتا ہے کہ تم کو کس شخص سے لائے ہیں اس نے اوپر سر کو اٹھا کر حرکت دی کہ تمہیں عمرمایا

تجہ کو اس لئے دئے گئے ہیں کہ تو اپنے پروردگار کے گھر کو ضائع و برباد کرے۔ کیا تو ایسا کرے گا؟ احمق نے اپنے سر سے اشارہ کیا کہ نہیں۔ وہاں سے عبدالمطلب اپنے گھر واپس آئے۔ دوسرے روز وہ شکر جمع کو روانہ ہوا تاکہ حرم میں داخل ہو۔ وہ احمق مانع ہوا۔ اس وقت عبدالمطلب نے اپنے کسی غلام سے کہا کہ پہاڑ کے اوپر جا کر دیکھے! جو نظر آئے اگر بیان کرے۔ وہ دیکھ کر آیا اور بیان کیا کہ دنیا کی طرف سے ایک سحابی آ رہی ہے جب وہ سحابی نزدیک آئی تو اس نے دیکھا کہ بے شمار ہندسے ہیں، ہر ایک کی چونچ میں ایک کنکری ہے انگلیوں کے سر سے کے برابر جو ایک دوسرے پر رکھنے سے ملتے ہیں یا اس سے بھی چھوٹی۔ عبدالمطلب نے فرمایا: بخدا یہ نہیں لشکر والوں کو ہلک کرنے کا اسلحہ رکھتے ہیں۔ وہ ہندسے اُن کے سروں پر پہنچے اور کنکریاں گرنا شروع کیں۔ وہ کنکری جس کے سر پر گئی اس کو توڑتی ہوئی، جسم کو چاک کرتی ہوئی پیر کے تلوے سے نکل جاتی اور اس کو مار جاتی۔ اُن میں سے سوائے ایک شخص کے کوئی نہ بچا جو بھاگ کر اپنی قوم کے پاس پہنچا اور حالات بیان کئے۔ جب وہ بیان کر رہا تھا کھانکھی میں سے ایک چڑیا اس کے سر پر منڈلا رہی ہے۔ اس نے کہا وہ طائر ایسے ہی تھے۔ اسی وقت اس نے اس کے سر پر کنکری پھینکی اور وہ بھی ہلاک ہو گیا۔

دوسری متبر حدیث میں اُنہی حضرت سے منقول ہے کہ جب حضرت عبدالمطلب مجلس باہرہ میں داخل ہوئے تو باہرہ تخت سے اُن کی تعظیم کے لئے غم ہو کر اُن کی طرف بڑھا۔ اور دوسری متبر حدیث میں فرمایا کہ وہ چڑیاں چگاڈر کے ماتد تھیں اور دوسری روایت کے مطابق اُن کے سروں پر تلوے کے سموں کی طرح تھے اور اُن کی چونچیں چڑیوں کی چونچ کی طرح تھیں۔ انہیں کی تعداد میں بھی اختلاف ہے۔ بعضوں نے کہا کہ وہ صرف ایک ہا تھی تھا جس کو محمود کہتے تھے بعض آٹھ ہا تھی بیان کرتے ہیں اور بعض پانچ۔

ابہرہ کے اسلحہ تھا ہی کبہ کے پاس سے بھی اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اُس نے کبہ کے مقابلہ پر یمن میں ایک عبادت خانہ تیار کیا تھا اور لوگوں کو تاکہ کرتا تھا کہ اُس گرجا کی اور اُس کے گرد طواف کیا کریں ایک مرتبہ قریش کا ایک شخص رات اُس عبادت خانہ میں ٹھہر گیا اور پاخانہ کر کے اس کے در و دیوار پر مل دیا اور بھاگ گیا۔ اس سبب سے وہ ملعون غضبناک ہوا اور قسم کھائی کہ کبہ کو خراب و برباد کر دے گا اور صاحب کتاب انوار نے روایت کی ہے کہ اہل مکہ میں سے کچھ لوگ حماست کی غرض سے حبشہ گئے تھے اور نصائے کے ایک گرجے میں ٹھہرے۔ وہاں کھانا پکانے کے لئے ان لوگوں نے آگ روشن کی اور یونہی سو جلتا ہوا چھوڑ کر واپس چلے گئے۔ پہلی اور اس آگ نے عبادت خانہ کی ہر چیز جلا کر ماکھ کر دی۔ جب نصارے اُس عبادت خانہ میں آئے اور اس کو جلا ہوا دیکھا تو پوچھا کہ یہ حرکت کس نے کی ہے۔ لوگوں نے بیان کیا کہ تاجران مکہ کا ایک گروہ آیا تھا انہوں نے جویا ہے۔ یہ خبر بادشاہ حبشہ کو پہنچائی گئی، وہ بہت غضبناک ہوا اور اپنے وزیر ابہرہ بن الصہاح کو چار ہزار آدمیوں اور ایک لاکھ جنگی جوانوں کے ساتھ بھیجا اور کہا جا کر کبہ کو برباد و ضائع کر دو اور اس کے پھر دیانے جہزہ میں پھینک دو۔ ان کے مردوں کو قتل

کرو، ان کے فرزندوں اور مالوں کو لوٹ لو، ان میں سے کسی کو زندہ نہ چھوڑو۔ ابھر ہر اس اسودہ سے مکہ کی جانب روانہ ہوا اور اسود بن مقصود کو ہلال لشکر قرار دے کر جس ہزار سپاہیوں کے ساتھ پہلے روانہ کیا۔ اور تاکید کر دی کہ ان کے راہگیروں میں سے مردوں اور عورتوں کی کو قتل نہ کرنا جب تک میں نہ آ جاؤں۔ کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ ان پر وہ غضاب کروں کہ دنیا میں کسی پر ایسا غضاب نہ کیا گیا ہوگا۔ جب وہ لوگ مکہ میں پہنچے اور مکہ والوں نے سنا تو اپنے عزیزوں اور اولاد اور مال سب اکٹھا کر کے بھاگ جانے کا ارادہ کیا۔

عبدالمطلب نے ان کو نصیحت کی کہ یہ تمہارے لیے تنگ کی بات ہے کہ کعبہ کا منہ جو حافان لوگوں کے کہا ہم کو ان سے مقابلہ کی تاب نہیں۔ اگر وہ لوگ ہم پر غالب ہوں گے تو ہر ایک کو مار ڈالیں گے۔

عبدالمطلب نے کہا پروردگار کہہ اپنے مکان پر ان کو غالب نہ ہونے دے گا۔ اگر تم بھی پاس گھر کی جانب پناہ اختیار کرو گے، وہ تم پر بھی غالب نہ ہونے پائیں گے۔ لیکن ان کی نصیحت ان لوگوں نے قبول نہ کی اور کعبہ سے دُور چلے گئے۔ بعض پہاڑوں پر بعض دروں میں پناہ گزیں ہوئے، بعض دیا میں کشتی پر جا بیٹھے۔ عبدالمطلب نے کہا مجھے تو خدا سے شرم آتی ہے کہ اس کے گھر سے جدا ہوں میں تو اپنی جگہ سے حرکت نہ کروں گا یہاں تک کہ خدا میرے اور ان کے درمیان فیصلہ کرے۔ الغرض اسود وہاں جا کر ٹھہرا، اس کے پیچھے ابھر ہر قبیلہ نے عظیم اور لشکر گراں کے ساتھ جا پہنچا اور مکہ کی جانب رخ کیا اور اہل مکہ کے تمام چار پائیوں کو لوٹ لیا۔ اس کے آدمی عبدالمطلب کے بھی انخی سرخ چشم اونٹ بھاگے گئے۔

جب اس کی خبر عبدالمطلب کو معلوم ہوئی فرمایا الحمد للہ وہ مال خدا تھا اس کے اہل خانہ اور اس کے حاجیوں کی نیت کے لیے میں نے دنیا کیا تھا اگر پاس بھیج دے گا تو اس کا شکر کروں گا، نہیں بھیجے گا تب بھی شکر کروں گا۔ پھر عبدالمطلب نے اپنے کپڑے پہنے اور دی بن غالب کی چادر و دش پر رکھی۔ ابراہیم خلیل کا مکر بند کر میں ہا نہ تھا اور مکہ ان حضرت تھلیل کا نہ سے لٹکانی اور اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر ابھر ہر کے پاس چلے۔ ان کے اعزاء و مراد ان کے پاس آکر کہنے لگے کہ ہم آپ کو اس ظالم کے پاس نہ جانے دیں گے جو حرمت خانہ خدا و حرم خدا نہیں جانتا۔ عبدالمطلب نے فرمایا میں خدا کی قدرت اور اس کے لطف و کرم کو جس قدر جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔ مجھے جانے دو ان شاء اللہ بہت جلد تمہارے پاس واپس آتا ہوں۔ غرض حضرت امانہ ہوئے جب لشکر کے سپاہیوں نے حضرت کو دیکھا، آپ کے حسن و تجلے سے جب ہونے اور آپ کی ہیبت سے لڑنے لگے۔ اور حضرت کے پاس آکر کہنے لگے کہ آپ اس جہاد کے پاس نہ جائیے۔ اس نے قسم کھائی ہے کہ اہل مکہ میں سے کسی کو زندہ نہ چھوڑے گا۔ ہم کو آپ پر رحم آتا ہے کہ اس حسن و جمال کے باوجود اس کی تلوار سے قتل ہو جائیں گے۔ حضرت نے فرمایا تم مجھے اس کے پاس بے چارہ اور نصیحت نہ چھوڑو۔ لوگوں نے ابھر ہر کو آپ کے آنے کی اطلاع دی اور آپ کی شجاعت و جرات کا تذکرہ کیا۔ اس نے حرموں کو حکم دیا سب تلواریں کھینچ کر کھڑے ہو گئے۔ اس نے سب سے ٹہرے اٹھی کو دوبارہ میں طلب کر لیا اور اپنے سپر پر تلج رکھا۔ پھر حضرت عبدالمطلب کو بلایا۔ اس اٹھی کو مذہب موم کہتے تھے۔ اس کے سپر پر نوہ کی دو شاخیں بنا رکھی تھیں کہ اگر ان سے

بہاؤں پر مارتا تو توڑ کر ٹینک دیتا تھا اس کی سونڈ پر دو تلواریں باندھی گئی تھیں اور اس کو جب
 کسی تعلیم دی گئی تھی۔ اس نے حکم سے دیا تھا کہ جب عبدالمطلب مجلس میں آئیں تو اس باغی سے
 ان پر حملہ کر دینا۔ غرض عبدالمطلب اس کے دیوار میں داخل ہوئے تو تمام حاضرین پر عظیم دہشت طاری
 ہوئی۔ جب باغی کو ان پر حملہ کے لئے لگا رہا تو وہ حضرت عبدالمطلب کے قریب اگر مرز میں پر گھٹنے لگا
 اور ان کے لئے ذلیل و مطیع ہو گیا۔ اب رہہ کو یہ حال دیکھ کر بہت حیرت ہوئی اور دہشت سے کانپنے لگا اور
 حضرت کی بہت زیادہ تعظیم و تکریم کی اور اپنے پہلو میں جگہ دی۔ اور پوچھا آپ کا کیا نام ہے آپ سے کیا
 حسین اور پاکیزہ صورت کوئی میری نظر سے نہیں گزرا۔ آپ کی جو حاجت ہو پوری کروں گا اگر آپ کہیں
 تو واپس چلا جاؤں۔ عبدالمطلب نے فرمایا مجھے ان باتوں سے غرض نہیں تیرے سچا ہی میرے چند
 اونٹ بنکا لئے ہیں جن کو میں خدا کے گھر کے حاجیوں کی ضیافت کے لئے مہینا کیا تھا۔ حکم سے کہہ دیجئے
 واپس دے دیں۔ اب رہہ نے کہا اونٹ دے دیتے ہاں۔ پھر پوچھا اور کوئی حاجت ہے فرمایا نہیں۔
 اس نے پوچھا انگوں اپنے شہر والوں کی سفارشیں آپ نے نہ کی۔ میں نے قسم کھائی ہے کہ کبھی کو خواب
 کروں گا اور تہارے مردوں کو قتل کروں گا۔ لیکن آپ کی منزلت جو نگہ میں نے بہت بلند پائی اگر آپ
 ان لوگوں کی شفاعت کرتے تو میں قبول کرتا۔ عبدالمطلب نے فرمایا مجھے اس سے واسطہ نہیں کہہ سکے
 اس گھر کا ایک مالک ہے جس کو میری سندش کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر وہ چاہے گا تو اپنے گھر سے
 دفع ضرر کر سکتا ہے۔ اب رہہ نے کہا ابھی تمہارے بچے شکر و فیل کے ساتھ آتا ہوں اور کہہ دو اس کے
 گرد و نواح سب کو تہاد و برہاد کٹوں گا۔ اور وہاں کے رہنے والوں کو قتل کر ڈالوں گا۔ عبدالمطلب نے
 فرمایا اگر تجھ سے ممکن ہو کر۔ پھر مکہ کی جانب واپس آگئے۔ جب بنو ہاشم پہنچے اس نے
 آپ کے لئے مسجد کیا۔ اب رہہ کے وزیروں اور صحابوں نے اب رہہ کو طاعت کی کہ کیوں عبدالمطلب
 کو زندہ چھوڑ دیا۔ اس نے کہا مجھ کو طاعت منت کرو۔ کیونکہ جب میری نگاہ ان کے چہرہ پر پڑی انتہائی
 ہیبت میرے دل پر طاری ہوئی۔ کیا تم لوگوں نے نہیں دیکھا کہ باغی نے ان کو مسجد کیا۔ اب اس کے
 ہارے میں کہو جس کا میں نے ارادہ کیا ہے کیا مصلحت سمجھتے ہو۔ ان لوگوں نے کہا بادشاہ نے جو کچھ حکم
 دیا ہے اس پر ضرور عمل کرنا چاہیے۔ غرض لشکر مکہ کی بربادی کا ارادہ کر کے روانہ ہوا۔ جب حضرت
 عبدالمطلب مکہ پہنچے اپنی قوم سے کہا ابو قیس پر جا کر دیکھیں۔ اور خود کعبہ سے لیٹ کر نور محمد
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے سے خدا کی بارگاہ میں تضرع و زاری کے ساتھ عرض کی کہ خداوند ارحم
 التیرا گھر ہے اور ہم سب تیرے عیال اور تیرے حرم کے رہنے والے ہیں۔ ہر ایک اپنے گھر اور گھرانے
 کی حمایت کرتا ہے۔ اور اسی طرح کے کلمات عرض کرتے تھے۔ ناگاہ ایک ہات کی آواز سنئی کہ تمہاری
 دعا تو رحمتی کی برکت سے جو تمہاری جبین میں ہے قبول ہوئی۔ یہ سنکر حضرت نے اپنی قوم سے کہا کہ
 تم کو خوشخبری ہو کہ میں نے اپنی پیشانی کے نور کو دیکھا کہ وہ بلند ہوا اور اس کی برکت سے تم نے نجات
 پائی۔ اسی اثنا میں لوگوں نے لشکر مخالف سے خیاب بلند ہوتے ہوئے دیکھا۔ جب خیاب پر طرف ہوا

اب رہہ نے کہا کہ میں نے اپنے گھر والوں کی طرف اشارہ کیا کہ ان کو قتل کر دو

ہاتھیوں کو دیکھا کہ سر سے پیر تک لوہے میں دھتھے ہوئے ہیں اور پہاڑوں کی طرح اپنے لشکر کے ساتھ کھڑے ہیں۔ اور ہر چند فیلبان اُن پر جبر و سختی کرتے ہیں لیکن وہ اپنے قدم کعبہ کی طرف نہیں بڑھاتے۔ جب اُن کا رخ پھیر دیتے ہیں تو بہت تیزی کے ساتھ بھاگتے ہیں۔ اس وقت اسود نے کہا کہ ان ہاتھیوں پر اُن لوگوں نے جادو کر دیا ہے اور اُس پر ہر کوئی اطلاع دی کہ ایسا واقعہ رونما ہوا ہے۔ اُس پر ہر شخص نے اس کو اس خوف اور زیادہ بڑھ گید اسود کے پاس پہنچا دیا کہ ہم نے مکرر تجربہ کیا اب تجربہ کے غم عمل کرنا عقلداری نہیں۔ ان لوگوں کے پاس کئی قاصد پیغام صلح دے کر بھیجے۔ اور ہاتھیوں کا تذکرہ نہ کرنا ورنہ اُن کی جرأت و ہمت اور بڑھ جانے کی۔ اور کہلاؤ کہ ہمارے جتنے آدمی ضائع ہوئے ہیں اتنے ہی اپنی قوم کے افراد ہمارے حوالے کرو اور ہمارے عبادت خانہ کو جس قدر نقصان پہنچاؤ اُس کا تادین ادا کرو تو ہم واپس چلے جائیں۔ اُس پر ہر قاصد نے اسود کے پاس کریم پیغام دیا۔ نہایت دلیر و شجاع آدمی تھا۔ اس کا نام حناطہ تھا۔ اپنی شجاعت پر بہت مغرور تھا۔ تنہا لشکروں کا مقابلہ کرتا تھا۔ اس کی شکل و صورت نہایت جمیل تھی۔ اسود نے کہا تو ہی اس قوم کے پاس جا کر یہ پیغام دے شائد تیرے سبب سے ہمارے اور اُن کے درمیان صلح ہو جائے۔ حناطہ نے کہا جاتا ہوں اگر انہوں نے صلح منظور کی تو اُن سب کا سسکاٹ کر تیرے پاس لاتا ہوں۔ جب وہ مکر میں پہنچا اور اس کی نظر حضرت عبدالطلب کے چہرہ پر پڑی، عظیم وحشت اُس پر غالب ہوئی اور وہ کانپنے لگا۔ جناب عبدالطلب نے پوچھا تو کس غرض سے آیا ہے اُس نے کہا میرے مولا اُس پر آپ کا فضل شرف ثابت ہو گیا ہے۔ اب اُس نے آپ کا حرم آپ کو بخشا اور چاہتا ہے کہ جس قدر ہمارے آدمی ضائع ہوئے ہیں آپ ان کا خون بہا دے دیجئے یا اتنی ہی تعداد میں اپنی قوم کے آدمی دیجئے اور ہمارے عبادت خانہ کا سامان جو کچھ ضائع ہوا ہے اس کی قیمت ادا کر دیجئے۔ پس ہم اپنے لشکر کو لے کر واپس چلے جائیں گے۔ عبدالطلب نے فرمایا کہ ہم کسی کسی بے گناہ سے کسی جرم کے عوض میں نہیں مواخذہ کرتے۔ عدالت و امانت ہماری عادت ہے۔ ظلم کرنے سے ہمیشہ ہم لوگ پرہیز کرتے ہیں اور حکم خدا کے خلاف کبھی نہیں کرتے۔ اور کعبہ کے بارے میں جو کچھ تو نے کہا تو میں کہہ چکا ہوں کہ وہ اپنا پروردگار رکھتا ہے جو اس پر قادر ہے کہ اُس سے دین فر کرے۔ خدا کی قسم مجھے نہ اُس کی پروا ہے نہ اُس کے لشکر و حشم و خدم کی کوئی حقیقت سمجھتا ہوں۔ حناطہ نے جب ایسی باتیں سنیں غضبناک ہوا۔ اور چاہا کہ عبدالطلب کو ہلاک کرے۔ حضرت نے اُس کا گریبان پکڑ کر اٹھا لیا اور بلند کر کے زمین پر پٹکا۔ اور فرمایا کہ اگر تو اپنی نہ ہوتا تو ابھی تجھ کو ختم کر دیتا۔ غرض حناطہ اسود کے پاس واپس آیا کہ ان لوگوں سے گفتگو کرنا بیکار ہے۔ مگر خالی ہے اس پر حملہ کرنا چاہیے۔ غرض وہ لوگ حرم کے نزدیک پہنچے انہوں نے دیکھا کہ آسمان پر کچھ طینت بادل کی طرح اُن کے سروں پر چھائے ہوئے ہیں چنگاؤں کے مانند ہیں۔ ہر ایک تین ٹکڑیاں (دو دونوں نبھوں میں اور ایک اپنی چونچ میں) لئے ہوئے ہیں جو سر سے کچھ بٹھے اور چپے سے چھوئے ہیں۔ لشکر نے جب طائروں کو دیکھا تو ڈر سے اور بولے کہ

کیسے طیور ہیں کہ جن کے ایسے ہم نے کبھی نہیں دیکھے۔ اسونے کہا خوف کی کوئی بات نہیں ہے، یہ چڑیاں سال میں ایک مرتبہ نکلتی ہیں۔ اور اپنی کمان سے ایک تیر ہوا میں اُنکی جانب پھینکا۔ بس وہ چڑیاں فوراً غل چانے لگیں اور ایک منادی نے ندا دی کہ اسے فراتہر دار پر بند و اپنے پروردگار کی اطاعت کرو جس پر مامور ہوئے ہو۔ کیونکہ ان کا فروں پر خدا کا قہر و غضب شدید ہو چکا ہے۔ پھر تو ان چڑیوں نے لنگریاں مارنا شروع کیں۔ اور سب سے پہلی لنگری حناطہ کے سر پر پڑی جو اُس کی مشر مگاہ سے نکل گئی اور زمین میں بیہوش ہو گئی۔ حناطہ خاک پر گر کر جہنم واصل ہو گیا! اور وہ لشکر و اپنے اور بائیں جانب منتشر ہوئے لگا۔ پرندے اُن کے پیچھے دوڑتے اور اُن کے سروں پر لنگریاں مارنے بہانہ تک کہ تمام لشکر کو ہلک کر دیا۔ اسود بھی واصل جہنم ہوا۔ اُپر ہر بھاگ کر چلا تھا راستہ میں اُس کا داہنا ہاتھ ٹوٹ کر گر پڑا پھر بائیں ہاتھ گر پڑا پھر دونوں ہیر ٹوٹ کر گرے۔ اور جب اُس نے یہ قصہ اپنی منزل پر پہنچ کر سُن کیا تو اُس کا سر بھی علیحدہ ہو گیا۔ حضرت فوت کا ایک شخص بھی اُس لشکر میں تھا اُس نے اپنے بھائی کو شریک ہونے کے لیے کہا تھا لیکن اُس نے انکار کیا اور کہا کہ میں ہرگز خانہ خدا کی پرہیزی کے لیے نہیں جاسکتا۔ اُس شخص نے جب لشکر کی یہ حالت دیکھی اپنے بھائی کے پاس بھاگ کر حضرت فوت پہنچا اور تمام حالات اُس سے بیان کیے۔ پھر آسمان کی طرف سر اٹھایا تو دیکھا کہ اُن پرندوں میں سے ایک اُس کے سر پر منڈا رہا ہے۔ اور اس نے ایک لنگری اُس کے سر پر ماری جس سے وہ ہلک ہو گیا۔ حضرت عبد المطلب اس مدت میں تضرع و زاری کے ساتھ مشغول مناجات تھے اور نور حضرت رسالت پناہ کے توسل سے دعا کرتے رہے کہ اے معبود اس نور کی برکت سے جو تُو نے مجھے عطا فرمایا ہے مجھے اس اندر و تکلیف سے نجات دے اور اپنے دشمنوں پر فتح عنایت فرما۔ جب حضرت نے ہاتھوں کو بھاگتے ہوئے اور دشمنوں کو مُردہ دیکھا، کھرا اپنی بھالائے اور اُنکے اولیٰ غنیمت پر قبضہ کیا اور تصرف میں لائے +

پانچویں فصل | چاہ زمزم کا کھودنا جناب عبد اللہ کی قربانی اور حضرت عبد المطلب کے اور آپ کے فرزندوں کے تمام حالات۔

شیخ کلینی رحمہ اللہ و طبرستان نے روایت کی ہے کہ کہہ میں سونے کے دوہری اور ہاتھ تلواریں تھیں۔ جب قبیلہ جرہم پر قبیلہ خزاعہ والے غالب ہوئے اور انہوں نے چاہ کہ حرم خدا اپنے قبضہ میں کر لیں، تو جرہم کے لوگوں نے وہ تلواریں اور سونے کے دونوں ہرن چاہ زمزم میں ڈال دیئے اور اُس کنوئیں کو پتھروں اور مٹی سے پاٹ دیا اس طرح کہ اس کا نشان ٹکٹ باقی نہ رکھا تاکہ وہ لوگ نکال نہ سکیں۔ جب تھی حضرت عبد المطلب کے دادا قبیلہ خزاعہ پر غالب ہوئے اور مکہ کو اُن کے قبضہ میں نکال لیا تو چاہ زمزم اُن پر مشتبہ رہا اور اس کا پتہ ان کو نہ چل سکا۔ یہاں تک کہ حضرت عبد المطلب کا زمانہ آیا اور وہ ریاست مکہ معظمہ کے مالک ہوئے۔ ان کے لیے کہہ کے سامنے مسند بچائی جاتی تھی جو کسی دوسرے کے لیے کبھی نہیں بچائی گئی۔ وہ ایک رات کہہ کے نزدیک سو رہے تھے، خواب میں

ایک شخص کو دیکھا جو ان سے کہہ رہا تھا کہ یہ کو کھودو۔ یہ سنا ہوئے تو رو کو نہ بھڑکے۔ دوسری رات اسی مقام پر سوئے پھر اسی شخص کو خواب میں دیکھا اس نے کہا طیبہ کو کھودو۔ تیسری رات اس نے کہا کہ مضمونہ کو کھودو۔ آخر چوتھی رات اس نے خواب میں بتایا کہ زمزم کو کھودو جس کا پانی کبھی ختم نہ ہوگا۔ ماحیوں کو جس قدر چاہو پاف۔ وہاں کھودو جہاں سفید کوتا چھوٹیوں کے سوراخ کے پاس بیٹھا ہے۔ چاہو زمزم کے برابر ایک سوراخ تھا جس سے چھوٹی نکلتی تھیں اسی ایک سفید کوتا روزانہ وہاں آکر بیٹھتا اور چھوٹیوں کو کھاتا کرتا۔ جب عبدالملک نے یہ خواب دیکھا تو اپنے خوابوں کی تعبیر سمجھنے اور زمزم کی جگہ ان کو معلوم ہو گئی۔ قریش سے بیان کیا کہ میں نے چاہہ زمزم کو کھودنے کے بارے میں چار شب خواب دیکھے ہیں۔ ہمارے عزت و شرف کا سرمایہ ہے آؤ اس کو کھودیں۔ ان لوگوں نے منظور نہ کیا تو خود اس کے کھودنے میں مشغول ہوئے۔ اس وقت آپ کے ایک ہی فرزند حادث تھے وہی ان کا ہاتھ بٹاتے رہے۔ جب اس کے کھودنے میں دشواری ہوئی کہہ کے دعا پڑھا کہ دعا کی اور نذر کی کہ خدا ان کو دشمن کرے عطا فرمائے تو ان میں سے ایک لڑکے کو اس کی راہ میں قربان کریں گے جس سے زیادہ محبت ہوگی۔ پھر اس کتوں کے کھودنے میں مشغول ہوئے یہاں تک کہ حضرت اسمعیل کی بنیاد اس میں ظاہر ہوئی تو بچے کو پانی تک پہنچ چکے ہیں اور اللہ اکبر کی صدا بلند ہوئی آپ کی صدائے تحمید سن کر قریش نے بھی تحمید کی۔ اور بولے کہ اس سرمایہ خرد و کرامت میں ہمارا بھی حصہ ہے آپ کے واسطے سب مخصوص نہیں ہو سکتا۔ حضرت عبدالملک نے فرمایا کہ تم نے اس کے کھودنے میں تو میری مدد کی۔ لہذا میرے اور میرے فرزندوں کے لئے قیامت تک مخصوص ہے۔

بہند متبر حضرت موسیٰ بن جعفر صلوات اللہ علیہما سے منقول ہے کہ جب عبدالملک چاہہ زمزم کھود چکے اور اس کی تہہ میں پہنچے کنوئیں کی ایک جانب سے سخت بدبو ظاہر ہوئی جس سے ان کو خوف ہوا۔ اور ان کے فرزند حادث اس کے سبب سے باہر نکل آئے۔ حضرت تنہا اسی میں ثابت قدمی کے ساتھ موجود رہے۔ پھر اور کھودا یہاں تک کہ ایک چشمہ ظاہر ہوا اور اس سے نکلنے لگا۔ پھر ایک ہاتھ اور کھودا تو ان پر غنودگی طاری ہوئی۔ اور وہ سو گئے۔ خواب میں دیکھتے ہیں کہ ایک شخص نہایت خوبصورت پاکیزہ لباس پہنے ہوئے بلند بالا خوشبو سے معطر ان سے کہہ رہا ہے کہ اور کھودو تم کو مال قیمت حاصل ہوگا۔ اس کو جمع کر کے مت رکھنا کہ بعد میں تمہارے وارثوں کے کام آئے۔ بلکہ خود صرف کرتا۔ سونا و طیرہ تو تمہارا حصہ ہے لیکن تلواریں تمہارے علاوہ اور لوگوں کے لئے ہیں۔ تمہاری قدر و منزلت تمام عرب سے بلند ہے کیونکہ بنی مرہب ادا اس امت کا ولی اور اتق بن مرہب کا دمی بھی تمہاری نسل سے پیدا ہونے والے ہیں۔ اور اس باط و نجباء و حکما اور صاحب عقل و حکمت بھی تمہاری ہی نسل سے ہوں گے۔ تلواریں ان کے حصہ کی ہیں۔ اس بنی مرہب کی نبوت ایک قرن تمہارے بعد ظاہر ہوگی۔ خدا اسی کے نور سے زمین کو روشن کرے گا اور شیاطین کو اقطار زمین سے باہر نکال دے گا اور ان کو قہر کے بعد ذلیل کرے گا اور قوی کرنے کے بعد ہلک کرے گا۔ تمہیں کو ذلیل و خوار کرے گا اور

بتوں کی پرستش کرنے والوں کو وہ جہاں بھی ہوں گے۔۔۔ قتل کرے گا۔ ان کے بعد پھر تہاری اولاد سے اس پیغمبر کے بعد اُس کا بھائی اور وزیر ہائی رہے گا۔ اس کی عمر اس سے کم ہوگی۔ وہ بتوں کو توڑے گا اور تمام امور میں اُس کا مطیع و فرمانبردار رہے گا۔ وہ پیغمبر کوئی امر اُس سے پوشیدہ نہ رکھے گا۔ جو امر اہم بھی واقع ہوگا اُس میں وہ اس سے مشورہ کرے گا۔ یہ خواب دیکھ کر جب حضرت عبدالملک پیدا ہوئے تو اپنے پہلو کے پاس چھ تلواریں دیکھیں۔ ان کو لے کر باہر نکلتا چلا تو خیال آیا کہ ابھی کنوئیں کی کھدائی پوری نہیں ہوئی ہے۔ یہ سوچ کر پھر اُس کے کھودنے میں مشغول ہوئے۔ اور ایک بالشت کھودا ہوگا کہ طلائی ہرنوں کی سینک اور سر ظاہر ہوا۔ جب اس کو باہر نکالا تو اس پر نقش کیا ہوا تھا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ عَلَيَّ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَلَانِ خَلِيفَةُ اللَّهِ۔ قرآن سے مراد یہ ہے کہ صاحب الامر علیہ السلام خلیفہ خدا ہیں۔ حضرت عبدالملک اُس کو لے کر کنوئیں سے باہر نکلتا چاہتے تھے کہ شیطان سانپ کی شکل میں ظاہر ہوا اور آپ سے پہلے کنوئیں سے نکلنے لگا۔ حضرت عبدالملک نے اُس کو تلوار سے مارا کہ اس کی دم کٹ گئی اور وہ غائب ہو گیا۔ اب حضرت قائم قبل اشد فرزند اُس کو قتل کریں گے۔ عبدالملک نے چاہا کہ اس خواب کے خلاف تلواروں کو خانہ کعبہ کے دروازہ پر نصب کریں۔ پھر جب رات کو سوئے تو اُسی شخص کو خواب میں دیکھا جو کہہ رہا تھا کہ اے شعیبۃ الحمد! اپنے پروردگار کا شکر کر دو کہ بہت جلد تم کو نقصان زمین کا بدل قرار دے گا۔ اور تم کو تمام دنیا میں نیک نام اور تمام قریش کو تمہارا مطیع قرار دے گا جن میں سے بعض خوف سے اور بعض لالچ سے تمہاری اطاعت کریں گے۔ تلواروں کو اپنے مقام پر رکھو۔ حضرت جب خواب سے بیدار ہوئے تو سمجھے کہ اگر جو شخص خواب میں مجھ کو ہدایت کرتا ہے خدا کی جانب سے ہے تو یہ حکم خدا کا ہے۔ اور اگر وہ شیطان ہے تو وہی ہوگا جس کی دم میں نے کٹ ڈالی ہے۔ رات کو پھر جب سوئے تو خواب میں دیکھا کہ بہت سے مرد اور اطفال اُن کے پاس ملے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم آپ کے فرزندوں کے پیرو ہیں اور چھٹے آسمان پر رہتے ہیں۔ وہ تلواریں آپ کی تہیں ہیں آپ قبیلہ بنی قریظہ کی کسی عورت سے شادی کیجئے اس کے بعد تمام قبائل عرب کی لڑکیوں سے نکاح کیجئے۔ آپ کے پاس اگر مال نہیں ہے تو خُشب تو بلند ہے۔ آپ کو کوئی قبیہ اپنی لڑکیاں دیتے ہیں غدر دکر سے گا۔ اور یہ تیرو تلواریں اُن فرزندوں کو دیجئے گا جو بنی قریظہ کی لڑکی سے پیدا ہوں گے۔ اس سے زیادہ آپ سے بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ ہاں اُن تلواروں میں سے ایک غائب ہو کر فلاں پہاڑ میں پوشیدہ ہو جائے گی۔ اُس کا ظاہر ہونا علامت ظہور قائم آل محمد صلیوات اللہ علیہ سے ہوگا۔ حضرت یہ خواب دیکھ کر بیدار ہوئے تو تلواریں اپنے گردن میں جمائل کر کے مکہ کے نواح میں روانہ ہوئے۔ اسی اشارہ میں ایک تلوار جو سب سے بہتر اور تازک تر تھی غائب ہو گئی جو اُسی مقام پر ظہور قائم آل محمد کے لئے ظاہر ہوگی۔ پھر حضرت عبدالملک نے عرو کے لئے احرام باندھا اور مکہ میں داخل ہوئے اور ان تلواروں اور ہرنوں کو لینے ہوئے اکیس ہار طواف کیا۔ اس نے طواف میں کہتے جاتے تھے کہ پائنے والے اپنے وعدہ کو بچ کر دکھا میرے قول کو صحیح ثابت کر! میرا ذکر عالم میں پھیلا دے! میرے بازو کو قوی کر۔۔۔۔۔

عرض ان تلواروں کو فزومیر کے لڑکوں کو عطا فرمایا اور وہ بارہ تلواریں حضرت رسالتؐ کو دیکھ کر اہاموں میں سے ہر ایک کو ایک ایک تلوار حضرت سلام حسن مسکری تک پہنچیں اور بارہویں امام کی ششستر زمین میں پوشیدہ ہو گئی جس کو زمین حضرت کی خدمت میں پیش کرے گی۔

حدیث موثق میں منقول ہے کہ ابن فضال نے حضرت امام رضاؑ سے حضرت رسالتؐ کے اس قول کے بارے میں کہ میں دو ذبیح کا فرزند ہوں دریافت کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ وہ دو ذبیح اسماعیل بن ابراہیم اور عبداللہ بن عبدالمطلب علیہم السلام ہیں۔ حضرت اسماعیلؑ وہ فرزند عظیم تھے جسکی بشارت خدا نے ابراہیم علیہ السلام کو دی۔ اور جب وہ اسماعیلؑ کے ہمراہ حج میں مشغول تھے اسماعیلؑ سے فرمایا کہ میں خواب میں دیکھا ہے کہ تم کو ذبح کر رہا ہوں۔ لہذا غور و فکر کر دو کہ اس میں تمہاری کیا رائے ہے۔ انہوں نے عرض کی بابا جان آپ وہ ہر عمل میں فیجے جس پر مامور ہوئے ہیں۔ انشاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔ یہ نہیں کہا کہ جو خواب میں آپ نے دیکھا ہے اس پر عمل کیجئے۔ جب حضرت ابراہیمؑ نے ان کو ذبح کرنا چاہا خدا نے ان کا فدیہ ایک سیاہ و سفید ابلق، گو سفند سے کیا جو تاریکی میں راستہ چلتا، گھاس چرتا اور پانی پیتا تھا۔ اندھیرے میں دیکھتا، پیشاب کرتا اور منگنی کرتا تھا۔ اور اس سے چالیس سال پہلے پشت میں چرتا رہا تھا۔ وہ ماں کے شکم سے پیدا نہیں ہوا تھا۔ خدا نے فرمایا ہو جا بس ہو گیا تاکہ اسماعیلؑ کا فدیہ ہو۔ لہذا ہر وہ گو سفند جو مٹی میں ذبح کیا جاتا ہے قیامت تک وہ حضرت اسماعیلؑ کا فدیہ ہے دوسرے ذبیح کا فدیہ یوں ہے کہ حضرت عبدالطلبؑ نے کہہ کے دروازہ سے ایک مرتبہ پشت کر یہ دعا مانگی کہ خداوند تعالیٰ دست فرزند عطا فرمائے تو تیری کد اگر یہ نعمت ان کو حاصل ہو جائے گی تو ان میں سے ایک لڑکے کو راہ خدا میں قربان کریں گے۔ خدا نے ان کو دست لڑکے عطا فرمائے تو حضرت نے فرمایا کہ خدا نے میری التجا پوری کر دی مجھے بھی چاہیے کہ اپنی نذر پوری کر دوں۔ اس لئے اپنے فرزندوں کو جمع کیا اور خانہ کہہ میں جا کر تین مرتبہ قرعہ ڈالا۔ ہر مرتبہ جناب عبداللہ پدر جناب رسول خداؐ کے نام قرعہ نکلا جو ان کے نزدیک سب سے زیادہ عزیز اور پیار سے تھے۔ پھر تو ان کو لڑکا ذبیح کا ارادہ کیا۔ یہ کھمبہ اکابر قریش کو پہنچی، سب آپ کے پاس جمع ہوئے اور عبدالطلبؑ کو ان کے اس ارادہ سے روکنے کی کوشش کی۔ حضرت عبدالطلبؑ کی حوز میں بھی روٹی، میٹھی، پہنچ گئیں۔ اور جناب عبدالطلبؑ کی بیٹی فاطمہؑ نے کہا بابا اپنے اور خدا کے درمیان اپنے فرزند کے ذبیح کے ہاسے میں فدیہ قائم کیجئے فرمایا وہ کس طرح؟ فاطمہؑ نے کہا یہ آپ کے اڈٹ جو حرم میں چرتے ہیں ان کے اور اپنے فرزند کے درمیان قرعہ ڈالیئے اور ہر مرتبہ زیادہ کہتے جائیے یہاں تک کہ خدا راضی ہو۔ حضرت عبدالطلبؑ نے دس اونٹوں اور جناب عبداللہ کے درمیان قرعہ ڈالا قرعہ عبداللہ کے نام نکلا۔ پھر دس اونٹوں کا اضافہ کر کے قرعہ ڈالا اور جناب عبداللہ کے نام نکلا۔ یہاں تک کہ تیرہ اونٹوں تک اضافہ کیا تو قرعہ اونٹوں کے نام نکلا۔ یہ دیکھ کر تمام قریش نے تکبیر کی صدا بلند کی۔ اس طرح کہ مکہ کی پہاڑیاں لرز گئیں۔ حضرت عبدالطلبؑ نے کہا جب تک تین مرتبہ اونٹوں کے نام قرعہ نہیں آئے گا ہرگز عبداللہ سے دست بردار نہ ہوں گا۔ پھر وہ

مرتبہ قرعہ ڈالا تو اُونٹوں ہی کے نام نکلا۔ پھر تو زیر اور ابو طالب اور ان کی بہنوں نے عبد اللہ کو حضرت عبدالطلب کے آٹھ کے نیچے سے کھینچ لیا۔ ان کے ثورانی جسم کی کمال زمین پر کھینچنے سے چھل گئی تھی۔ ان میں سے ہر ایک دو مرتبے سے عبد اللہ کو چھین کر سینہ سے لگاتا اور پیار کرتا اور ان کی سلامتی پر سجدہ شکر بجا لاتا اور عبد اللہ کے چہرے کی خاک و غبار پاک کرتا تھا۔ پھر حضرت عبد المطلب نے خورہ میں جو صفادہ مروہ کے درمیان واقع ہے حجر کیا اور ہر ایک کو ان کا گوشت دیا کسی کو نیسے سے روکا نہیں۔ یہ بھی حضرت عبد المطلب کی سنتوں میں سے ایک سنت تھی جس کو خدا نے اسلام میں جاری کیا کہ ہر مسلمان کا خورہ ستاؤنٹ ہوگا۔

دوسری حدیث موثق میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا کہ عباسؓ کے علاوہ حضرت عبد المطلب کے دس فرزند تھے۔ ابن ابی ریحہ نے ان کے نام یہ بیان کیے ہیں :- عبد اللہ، ابو طالب، زبیر، حمزہ، عارث، عیذاق، مقوم، جمل، اور عبد العزیٰ جس کو ابو لہب کہتے تھے، اور خضر اور جاسس۔ عارث سب سے بڑے تھے۔ بعض لوگوں نے بیان کیا ہے کہ مقوم اور جمل ایک ہی تھے حضرت عبد المطلب کے دس نام تھے۔ بادشاہین وقت ان کو انہی ناموں سے پہچانتے تھے قاتر، شیبہ، الجہر، شیبہ، بطل، سلق، الحج، سلق، بنیث، عیث، الوریٰ فی الامام السید، ابو شادہ العشرہ عبد المطلب، عاکر زمر۔

حدیث معتبر میں منقول ہے کہ سب سے پہلے جس کے لیے قرعہ ڈالا گیا وہ حضرت مریم دختر محمدؐ تھیں پھر حضرت یونسؑ کے لیے۔ اور جب عبد المطلب کے نو فرزند پیدا ہوئے تو انہوں نے نذر کی کہ اگر ایک لڑکا اور ہوگا تو خدا کے نام پر اس کی قربانی کروں گا۔ جب حضرت عبد اللہ پیدا ہوئے تو ان کو ذبح نہ کر سکے کیونکہ جناب رسول خداؐ ان کی صلب میں تھے تو دس اُونٹ لائے اور قرعہ ڈالا۔ عبد اللہ کے نام نکلا۔ پھر دس اُونٹوں کا اضافہ کیا۔ اسی طرح دس دس اُونٹ ہر مرتبہ بڑھاتے گئے یہاں تک کہ ستر اُونٹوں کی تعداد ہو گئی تو قرعہ اُونٹوں کے نام نکلا۔ عبد المطلب نے فرمایا کہ یہ انصاف نہیں ہے کہ اتنی مرتبہ تو عبد اللہ کے نام قرعہ نکلا ایک مرتبہ اُونٹوں کے نام نکلا اور میں اس پر عمل کر لوں۔ پھر دو مرتبہ اور قرعہ ڈالا۔ جب تین مرتبہ مسلسل اُونٹوں ہی کے نام قرعہ آیا تو فرمایا کہ اب میں نے سمجھا کہ میرا خدا راضی ہوگا اور اُونٹوں کو نذر کیا جائے۔

ابن ابی الحدید اور صاحب کتاب انوار غیروہ نے روایت کی ہے کہ جب حضرت عبد المطلب نے چاہا کہ زمرہ کو تلاش کر لیا، تو قریش کے سینہ میں ہلکی آگ روشن ہو گئی۔ کہنے لگے اسے عبد المطلب یہ کنوئل ہمارے جدا سلیس کا ہے اس لیے ہمارا بھی حق ہے۔ لہذا اس میں ہم کو بھی شریک کرو۔ عبد المطلب نے فرمایا یہ

اے منافق فرماتے ہیں کہ عبد المطلب کے طریقہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ فرزند کی قربانی کی تندر کرنا ممکن ہے شریعت ابراہیمؑ میں مُنتہا ہوگا۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ اگر حضرت عبد المطلب کے لیے مخصوص رہا ہو اور ان حضرت پر الہام ہوا ہو۔

کرامت خدا نے میرے لئے مخصوص فرمائی ہے اس میں تمہارا کچھ حصہ نہیں ہے۔ بہت بحث و تکرار کے بعد ایک زین کا ہنر سے فیصلہ کرانے پر ماضی ہوئے جو بنی سعد کے قبیلہ سے تھی اور شام میں رہتی تھی۔ حضرت عبدالطلب بنی جند مناف کے ایک گروہ کو لے کر قریش کے ساتھ شام کی جانب روانہ ہوئے، اثنائے راہ میں ایک مقام پر جہاں پانی نہ پید تھا، حضرت عبدالطلب کے ساتھیوں کا پانی ختم ہو گیا اور قریش کے تمام لوگوں نے ان کو پانی دینے سے انکار کر دیا۔ جب پیاس کا شدت سے غلبہ ہوا تو عبدالطلب نے فرمایا کہ آؤ ہم سب اپنے اپنے واسطے قبریں تیار کر لیں تاکہ ہم میں سے جو مرتا جائے اس کو دفن کر سکیں۔ آخر میں ہم میں سے ایک اس جنگل میں دفن ہوئے نہ جانے گا وہ بہتر ہے اس سے کہ ہم سب کے سب بے دفن پڑے رہیں۔ سب نے قبریں کھود کر تیار کر لیں اور موت کا انتظار کرنے لگے۔ عبدالطلب نے فرمایا کہ مرے کے وقت تک اس طرح بیٹھا اور پانی کی جستجو و کوشش نہ کرنا اور عاجز ہو جانا خدا کی رحمت سے ناامید ہونا ہے، اٹھو تلاش کریں شاید خدا پانی عطا فرمائے۔ لہذا ان لوگوں نے سامان بار کیا اور قریش بھی ساتھ چلے۔ عبدالطلب سوار ہوئے تو ان کے ناقہ کے پیروں کے نیچے ایک صاف و شفاف چشمہ جاری ہوا۔ عبدالطلب نے کہا اللہ اکبر! آپ کے ہمراہیوں نے بھی تحیر کی اور پانی لے لے کر پیا، اور اپنی اپنی مشکیں بھی بھر لیں۔ پھر قریش کے قبیلوں کو بلا کر کہا آؤ اور دیکھو خدا نے ہم کو پانی عطا فرمایا۔ جس قدر چاہو تم بھی پیو۔ جب قریش نے عبدالطلب کی یہ عظیم کرامت مشاہدہ کی کہنے لگے خدا نے ہمارے اور آپ کے درمیان فیصلہ کر دیا۔ اب زین کا ہنر سے فیصلہ کرانے کی ضرورت نہیں ہے، ہم آئندہ آپ سے چاہہاں ہر کام میں کچھ ستانہ نہ کریں گے جس خدا نے آپ کو اس جنگل میں پانی عطا فرمایا اسی نے آپ کو ہنرمند بھی بخشا ہے۔ وہاں سے واپس ہوئے اور ہنرمند آنحضرت کے لئے مخصوص کر دیا۔

انوار ہدایت کے مؤلف نے ذکر کیا ہے کہ جب حضرت عبدالطلب چاہہاں ہنرمند کی تہہ میں پہنچے سونے کے ذہن بہت سی تلواریں اور چند زرہیں آپ نے پائیں تو پھر قریش نے ان میں اپنے کو بھی حصہ قرار دیا۔ عبدالطلب نے قرعہ پر فیصلہ مقرر کیا اور دو زریہ تیر کعبہ کے نام سے دو تیر سیاہ اپنے نام سے اور دو سفید تیر قریش کے نام سے لے کر ان چھ تیروں کو ایک شخص کو دیا اور کعبہ میں اس کو داخل کیا اور قرعہ ڈالا۔ تو دو تیر کعبہ کے نام کے ہرن کے لئے نکلے، دو سیاہ تیر عبدالطلب کے نام تلواروں اور زرہوں کے لئے برآمد ہوئے اور دو تیر قریش کے نام کے کسی شے کے واسطے نہیں نکلے تو عبدالطلب ان تلواروں اور زرہوں کو اپنے تصرف میں لے گئے اور دونوں بڑے ہرن کو کعبہ کے دروازہ پر زینت کے لئے آویزاں کر دیا۔ اور یہاں تک کہ دستاویز حاجیاں عبدالطلب کے لئے مسلم ہو گئی۔ پھر آپ کے ساتھ کسی نے ان مصالحت میں مدی بن نوفل کے سوا نزاع نہیں کی۔ وہ حضرت عبدالطلب سے پہلے رئیس مکہ تھا۔ اس لئے اس نے آپ پر حسد کیا۔ ایک روز مقابلہ ہوا کہ کہنے لگا کہ تم اپنی قوم کے لڑکوں میں سے ایک لڑکے تم سے کہتا ہے کہ تم نے کبھی مدینہ سے تم تنہا آئے۔ تو کس باپ میں تم کو ہم پر فوقیت ہے۔ حضرت کو غصہ آیا اور فرمایا کہ تو فرزندوں کی لگی سے مجھ کو طعنہ دیتا ہے پھر

عبدالطلب نے یہ حکایت سن کر ہنس کر کہا کہ میں نے یہ سب کچھ فراموش کر دیا ہے

عبدالطلب نے یہ حکایت سن کر ہنس کر کہا کہ میں نے یہ سب کچھ فراموش کر دیا ہے

خدا سے عہد کیا کہ اگر دس فرزند عطا فرمائے گا یا زیادہ تو ان میں سے ایک کو خدا کے اکرام و اہلال کیلئے
 نحر کر دوں گا۔ خداوند اچھ کو کثرت سے عیال عطا فرما اور میرے دشمنوں کو مجھ پر خوش نہ ہونے دے۔
 بیشک تو ہی بے نیاز اور بیکتا ہے۔ اس کے بعد عورتوں سے نکاح کرنا شروع کیا اور چھ عورتوں سے
 شادی کی۔ اور ان سے دس لڑکے پیدا ہوئے۔ ان میں سے ہر ایک عدت حسن و جمال سے آراستہ
 اور اپنی قوم میں باعزت تھی۔ ایک منہ دختر عارث کلابیہ تھیں، دوسری سمرانی بنت عنیدق و طلیقیہ
 تیسری اجڑہ خزاعیہ، چوتھی سعد دختر جیب کلابیہ، پانچویں ہالہ بنت وہب اور چھٹی فاطمہ دختر عمرو و عمرو
 تھیں۔ فاطمہ سے ابوطالب اور حضرت رسالتؐ کے والد عبداللہ پیدا ہوئے تھے۔ بس کا قول ہے کہ زبیر
 بھی فاطمہ کے بطن سے تھے؛ باقی دوسری اولاد بھی اور دوسری عورتوں سے تھیں۔ حضرت عبدالطلب حبشہ
 کی خدمت میں بے حد کوشش و اہتمام فرماتے تھے۔ ایک رات کعبہ کے نزدیک سوئے ہوئے تھے
 کہ ایک خواب دیکھا۔ صبح کو بیدار ہوئے تو بہت پریشان تھے۔ اُسٹھے اور اپنی چادرنہ میں پر گھسٹتے
 ہوئے کانپتے ہوئے کانٹوں کے ایک گروہ کے پاس پہنچے۔ انہوں نے پوچھا ہے ابوالمحاث تم کو
 کیا ہوا؟ آپ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک سفید نعلی زنجیر میری پشت سے نکلی جس
 سے آنکھیں خیر و جور ہی تھیں۔ اس زنجیر کے چار گوشے تھے ایک گوشہ مشرق میں تھا اور ایک مغرب
 میں پہنچا ہوا تھا۔ اور ایک سر زمین پر تھا اور ایک سر آسمان پر۔ پھر میں نے دو شخصوں کو دیکھا جو نہایت
 خوش و دھمکے اور ان سے جلالت ظاہر تھی۔ وہ اس زنجیر کے نیچے کھڑے ہیں۔ میں نے ایک صاحب سے
 پوچھا آپ کون ہیں انہوں نے کہا میں نوحؑ و یغبر ہوں۔ دوسرے صاحب نے فرمایا میں ابراہیم خلیلؑ
 ہوں ہم اس لئے آئے ہیں کہ اس شجر طیبہ کے سایہ میں رہیں۔ خوشا حال اس کا جو اس کے سایہ
 میں ہو اور افسوس ہے اس کے حال پر جو اس سے دور رہے۔ کانٹوں کے کہا کہ اے ابوالمحاث
 یہ تمہارے لئے خوشخبری ہے۔ اور ایک ایسی چیز ہے کہ جو تمہیں حاصل ہوگی جس میں کسی اور کا حصہ
 نہیں ہے۔ اگر تمہارا خواب صحیح ہے تو تمہاری صلب سے ایک شخص پیدا ہوگا جو اہل مشرق و مغرب
 خدا کے دین کی طرف بلائے گا۔ اور ایک گروہ کے لئے رحمت اور ایک کے لئے عذاب ہوگا۔ یہ سنکر
 عبدالطلب نہایت خوش ہوئے اور فرمایا میرے نورِ پیشانی کا کون لینے والا ہے۔

ایک روز حضرت عبدالطلب شکار کے لئے تنہا گئے اور پیاس کی شدت ہوئی۔ اُسی محل میں
 ان کی نظر ایک صاف و شیریں چشمہ پر پڑی جو ایک پاکیزہ پتھر کے درمیان رکا ہوا ہے۔ حضرت نے اس میں
 پانی پیا جو برف سے زیادہ ٹھنڈا اور شہد سے زیادہ شیریں تھا۔ سمجھے کہ وہ پانی بہشت کا ہے جو ان کے
 لئے نازل ہوا ہے۔ وہاں سے واپس ہوئے تو اپنی زوجہ فاطمہ و عمرو و عمرو سے معذرت کی جو تمام عورتوں
 میں سے سب سے زیادہ نجیب سب سے زیادہ صالح اور نیک تھیں تو جناب عبداللہ پر جب رسول خدا
 کا نطقہ قرا پایا؛ اور وہ نور جو عبدالطلب کی پیشانی میں جلوہ گر تھا فاطمہ کی جانب منتقل ہوا۔ اور جب حضرت
 عبداللہ پیدا ہوئے وہ نور و روشن ان کی جبین اقدس سے ساطع ہوا اس حد تک کہ تمام آسمانوں کے

کو شے روشنی ہو گئے۔ حضرت عبدالطلب اُس نور کے اُس زہن حقیقہ کی جانب متقل ہوئے۔ بہت خوش ہوئے۔ اور کاہن اور اہل کتاب سبھی حرکت میں آئے۔ اور محزون و غموم ہوئے۔ یہودیوں کے علما کے پاس ایک جتہ تھا جس کو وہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کا جتہ کہتے کہ وہ حضرت اپنی شہادت کے وقت پہنچے ہوئے تھے اور آنحضرت کے خون سے آلودہ تھا۔ یہودیوں نے اپنی کتابوں میں پڑھا تھا کہ جب اُس جہو سے خون کا ایک قطرہ نیچے گا تو اُس پیغمبر کے ظاہر ہونے کا وقت قریب ہوگا جو راہِ خدا میں تلوار کھینچ کر جہاد کرے گا۔ اُن لوگوں نے اُس جتہ کے پاس آکر دیکھا تو اس سے خون ٹپک رہا ہے تو سمجھ گئے کہ پیغمبرِ آخر الزمان کے ظاہر ہونے کا وقت قریب آگیا اس سبب سے بہت رنجیدہ ہوئے اور ایک جماعت کو مکہ روانہ کیا کہ حضرت سرورِ کائناتؐ کو پیدا ہونے کا حال معلوم کریں۔

اس وقت جناب عبداللہ پیدا ہو چکے تھے اور ایک روز میں اس قدر بڑھتے اور بڑے ہوتے کہ دوسرے لڑکے جس قدر دواہ میں بڑھے ہوتے ہیں۔ اُن کو دیکھنے لوگ جوق جوق آیا کرتے، اور اُن کے حسن و جمال اور نوکِ دیکھ کر تعجب کیا کرتے۔ حضرت عبداللہ کے ساتھ یہودیوں کا وہی بڑا ہوتا تھا جو براہِ راست یوسفؑ کا یوسفؑ کے ساتھ تھا۔ جب حضرت عبدالطلب کے گیارہ فرزند ہو گئے تو اپنی نذر کا ان کو خیال آیا اور تمام فرزندوں کو اپنے پاس جمع کیا اور اُن کے لئے کھانے کا انتظام کیا۔ جب وہ لوگ کھانے سے فارغ ہو چکے تو فرمایا کہ اے میرے بچے اور جگر کے ٹکڑے و ٹکڑے معلوم ہے کہ تم سب میرے نزدیک عزیز اور میری آنکھوں کا نور ہو۔ تم میرے کسی کے پیروں میں کھٹے کا چھینٹنا مجھے گوارا نہیں۔ لیکن خدا کا حق بھر رہا ہے حق سے زیادہ ہے۔ میں نے اپنے محبوب سے نذر کی تھی کہ اگر مجھے دشمن یا زیادہ لڑکے ملے گا تو ایک لڑکے کو اسکی راہ میں قربان کروں گا۔ اب خدا نے مجھ کو تمہارے ایسے فرزند کرامت فرمائے ہیں۔ لہذا میری نذر کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے۔ یہ سب شکریہ سب خاموش ہو گئے اور ایک دوسرے کو دیکھنے لگا۔ آخر جناب عبداللہ نے کہا جو سب سے چھوٹے تھے کہ باہا جان آپ ہمارے حاکم بھی ہیں، ہم آپ کے لڑکے ہیں۔ جو کچھ آپ کا حکم ہوگا ہم اس کی اطاعت کریں گے۔ اور ہمارے حق سے آپ کے اور ملکا کا حق واجب تر ہے اور اس کا معاملہ ہمارے معاملہ سے زیادہ بلند و برتر ہے۔ ہم خدا کے حکم کے مطیع اور اس پر صبر کرنے والے ہیں اور آپ کے فرمانبردار ہیں اور اس کے امر پر راضی ہیں اور خدا سے آپ کی مخالفت پر پناہ چاہتے ہیں۔ اس وقت حضرت جد اللہ کا سین گیارہ سال کا تھا۔ حضرت عبدالطلب نے اس فرزندِ رشید کے یہ کلام سنے تو بہت روتے اور اُن کا شکریہ ادا کر کے دوسرے لڑکوں کی طرف رخ کیا۔ اور فرمایا اے فرزندِ دم کیا کہتے ہو۔ انہوں نے بھی کہا کہ ہم نے سنا اور اطاعت کیلئے حاضر ہیں۔ ہم سب کو قربان کرنا چاہیں تو ہم راضی ہیں۔ حضرت عبدالطلب نے سب کو دعائیں دیں اور فرمایا کہ اپنی ماؤں کے پاس جاؤ اور اس سے اُن کو آگاہ کر دو جو میں نے تم سے کہا ہے۔ اور کہو کہ تمہارے ہاتھ منہ دھو دیں۔ آنکھوں میں عطر ملے گا دیں۔ اور پاکیزہ لباس پہنا کر تم کو وصال کریں۔

ترجمہ حیات القلوب جلد دوم

اس طرح کہ تم پھر واپس نہ آؤ گے۔ جب اُن رُکوں نے اپنی ماؤں کو یہ غم انگیز خبر سنائی، رونے چلنے کی آوازیں اُن کے گھروں سے بلند ہوئیں اور صبح تک گریہ و زاری میں بسر کی۔ صبح کو حضرت عبدالطلب نے روانے آدم و دوش پر رکھی، نعلین شیش پاؤں میں پہنی، نوح کی انگلی میں ڈالی اور نیز خنجر ہاتھ میں لے کر نکلے۔ اور ایک ایک لڑکے کو انکی ماؤں کے گھروں سے بلایا۔ سب لڑکے طرح طرح کی زینتوں سے آراستہ ہو کر باپ کی خدمت میں حاضر ہوئے موائے عبد اللہ کے چمکی ماں کا دل گواہی دے رہا تھا کہ وہی گوہرِ کتنا بارگاہِ حق تعالیٰ کے قابل ہے اور قمرِ ماسی کے نام نکلے گا۔ اس نے اس کو خدا نہیں کرتی تھیں۔ حضرت عبدالطلب خانہ خاں عبداللہ میں آئے اور عبداللہ کا ہاتھ پکڑ کر نگو، ہر لڑکے۔ خاتمہ اُن سے لبت نکلیں! اور عبداللہ اپنے باپ کے دامن سے جھٹ گئے عبدالطلب کو اپنی طرف کھینچتے تھے اور انکی ماں انکو روک رہی تھیں اور فریاد و زاری کرتی تھیں۔ عبداللہ بھی رہے تھے کہ مادرِ گرامی مجھ سے ہاتھ اٹھا لیجئے اور پدرِ بزرگوار کے ساتھ مجھے جانے دیجئے۔ وہ میرے ساتھ جو چاہیں کریں۔ آخر خاتمہ اپنی جان سے بیزار ہو گئیں، گریبان پھاڑ ڈالا۔ کہتی تھیں اے ابوالحارث یہ کام آپ کا ایسا ہے کہ کسی نے دنیا میں ایسا نہ کیا ہوگا۔ کیونکر گوارا ہوگا کہ اپنے ہاتھ سے آپ اپنے فرزند کو ذبح کریں۔ اور اگر یوں ہی کرنا ہے تو عبداللہ کو چھوڑ دیجئے کہ وہ سب سے چھوٹا ہے اس کے بچپن پر رحم کیجئے اور اسس نور کا احترام کیجئے جو اس کی پیشانی میں جلوہ گر ہے۔ جب دیکھا کہ عبدالطلب پر ان باتوں کا مطلق اثر نہیں ہوتا ہے تو اپنے سینہ تلکین سے عبداللہ کو لٹا کر کہا کہ خدا کرے کہ تیری پیشانی کا نور گل ہو۔ میں کیا کروں کچھ بن نہیں پڑتا۔ کیا تدبیر کروں۔ کانشس میری، سنکھیں اس سے پہلے ہی کور ہو گئی ہوتیں اور میں خاک میں پوشیدہ ہو چکی ہوتی۔ عجب ہو کہ تم کو اپنی گود سے خدا کرئی ہوں! اور تمہاری فاپسی کی امید نہیں ہے۔ یہ سنکر جناب عبدالطلب بیتاب ہو گئے اور آنکھوں سے آنسوؤں کا دریا جاری ہوا، نہ چہرہ کا رنگ متغیر ہو گیا، پاؤں چلنے سے رُک گئے۔ پھر عبداللہ نے کہا اے مادرِ جہرمان! مجھے بابا جان کے ساتھ جانے دیجئے۔ اگر مجھے خداوندِ عالم نے اپنی بارگاہ کے لیے قربانی میں قبول فرمایا تو میری قسمت کا کیا کہنا۔ ہزار جان سے اس پر فدا ہوں گا۔ اور اگر ہم میں سے کسی اور کو اختیار فرمائے گا تو نہایت اندوہ و حرماں کے ساتھ آپ کے پاس آ جاؤں گا۔ غرض جناب عبدالطلب سب کو لے کر کعبہ میں آئے اور تمام زنان و مردان قریشِ مہر میں جمع ہو کر گریہ و زاری کرنے لگے۔ یہود یوں اور کافروں کو نہایت خوشی ہوئی کہ شاید وہ نورِ نبوت گل ہو جائے۔ اور نہ سمجھے کہ نورِ خدا ہے تو اُن کو کوئی خاموش نہیں کر سکتا۔ عبدالطلب برہنہ خنجر ہاتھ میں لے ہوئے جس کی بارگاہ سے موت بھی بھاگتی تھی! اپنی اولاد کے ناموں پر نذر ڈالنے لگے۔ اور فرما رہے تھے کہ اے خداے کعبہ حرم اور پروردگارِ ملائکہ و خالقِ امام اپنے نور کے صدقہ میں ہم سے ہر تیر کی ولکمت کو دو کر۔ حق کے ساتھ جس پر ظلم ہو رہا ہو چکا ہے۔ لیکن جسے تُو چاہے گا اس سے کوئی مانع نہیں ہو سکتا۔ کمزوروں کے لیے سوائے تیرے کوئی پناہ نہیں۔ تو صاحبِ قوت و قدرت ہے اور فقیروں کی حاجتیں پوری نہیں

ہوکتیں مگر تجھے نیانکی ذات سے۔ خداوند اٹھ جانتا ہے کہ میں نے تجھ سے کیا عہد و پیمان کیا ہے۔ اب اپنے نام فرزندوں کو تیری بارگاہ میں لایا ہوں۔ ان میں سے جس کو تو چاہے اختیار فرمائے۔ اگر تو مصلحت رکھے، بزرگوں کو سکون و قرار عطا فرما۔ کیونکہ بلاؤں پر ان کا صبر زیادہ ہے اور چھوٹے زیادہ تر قلیل رہتے ہیں۔ اسے خداوند کعبہ و رکن و مقام و پروردگار زمین و دریا و کوہ اور اسے درباران رحمت بھیجئے والے، لوگوں سے بلاؤں شدت کو دور کر۔ پھر ہر ایک کا نام ایک ایک تیر پر لکھ کر کعبہ میں رکھوا دیا اور اپنے فرزند کو بھی کعبہ میں بھیج دیا۔ لوگوں کی ماؤں نے گریہ و زاری شروع کی اور حاضرین کی آنکھوں سے آنسوؤں کا دریا جاری ہوا۔ عبدالمطلب غضبِ بشری کے سبب گر جائے تھے اور ایسی قوت کے سبب سے اٹھ کھڑے ہوتے تھے۔ اور کہتے تھے: ہمارے والدے اپنا حکم جلد ظاہر فرما۔ لوگ اپنے سر اٹھا اٹھا کر دیکھ رہے تھے اور رو رہے تھے اور انتظار کر رہے تھے کہ دیکھیں قرعہ کس کے نام نکلے گا۔ ناگاہ دیکھا کہ صاحبِ قرعہ باہر آیا اور عبد اللہ کو جنگی ہادر گردن میں لپیٹی ہوئی تھی کعبہ کے اندر سے نکلتے ہوئے آیا۔ ان کا رنگ مثلِ آفتاب لہو ہوا تھا اور چراغِ صبح کے مانند وہائق قربانی و بارگاہِ رب العزت کا نپ ہا تھا۔ عبدالمطلب سے کہا کہ اس فرزند ارجمند کے نام قرعہ باہر آیا ہے۔ اگر آپ چاہیں انکو قربان کریں، چاہیں چھوڑ دیں۔ عبدالمطلب یہ سنتے ہی بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ اور لگے سب بھائی نوہ و زاری کرتے ہوئے کعبہ سے باہر آئے۔ ابوطالب سب سے زیادہ خرابا کر رہے تھے اور اپنے بھائی کی منور پیشانی کا بوسہ لے رہے تھے اور کہہ رہے تھے: کاش میں اس وقت تک زندہ رہتا اور تمہارے فرزند ارجمند کو دیکھتا جو اس ثور کا وارث ہے۔ جس کو خدا نے تمام غنوق پر فضیلت بخشی ہے جس کے ذریعہ سے زمین کو کفر و بت پرستی کی کثافت سے پاک کرے گا جو کافروں کی کہانت کو زائل کرے گا۔ جب عبدالمطلب کو ہوش آیا آپ نے مردوں اور عورتوں کی نالہ و فریاد کی آوازیں سنیں۔ غلطہ مادر عبد اللہ کو دیکھا کہ اپنے سر پر خاک ڈال رہی تھیں اور اپنا سینہ پیٹ رہی تھیں۔ یہ حال دیکھ کر اور شوہر نالہ و فریاد سن کر بھی اُنکے کامل ارادہ میں مطلق خلل واقع نہ ہوا۔ عبد اللہ کا بازو پکڑ کر چاہ کہ فوج کیلئے لائیں، اکابر قریش اور اولادِ عبد مناف اُن سے پٹ گئی۔ حضرت عبدالمطلب نے اُسے پکار کر کہا کہ ہمارے ہوتے ہوئے تم پر میرے فرزند پر تم لوگ مجھ سے زیادہ جہاں نہیں ہو۔ میں جب تک اپنے پروردگار کا حکم اس پر جاری نہ کروں گا اُس سے دست بردار نہیں ہو سکتا۔ ابوطالب عبد اللہ سے لپٹے ہوئے کہہ رہے تھے کہ ابابیلان اس کے عوض میں مجھے قربان کر دیجئے، لیکن اس کو چھوڑ دیجئے۔ عبدالمطلب نے فرمایا کہ میں اپنے پروردگار کے حکم کی مخالفت نہیں کر سکتا۔ قرعہ جس کے نام نکلا ہے اسکو قربان کروں گا۔ اس وقت قریش کے بزرگوں نے کہا کہ دوبارہ قرعہ ڈالئے شاید کچھ اور ظاہر ہو۔ جب لوگوں کے بہت اصرار کیا تو دوبارہ قرعہ ڈالا گیا، پھر عبد اللہ ہی کے نام نکلا۔ عبدالمطلب نے فرمایا اب تو حکم کی تعمیل لازم ہو گئی اور سفارش کا سوال ختم ہو چکا اور عبد اللہ کو قربان گاہ پہلے لے۔ اکابر عرب اُن کے پیچھے صف باندھ کر کھڑے ہو گئے۔ عبدالمطلب نے

عبداللہ کے ہاتھ پیروں کو باندھ کر لٹایا: ماورد عبداللہ نے جب دیکھا کہ حالت اس حد تک پہنچ گئی تو روٹی
 بیٹی اپنے عزیزوں کے پاس بیٹھیں۔ وہ لوگ یہ خبر سنا کر عبداللہ کے پاس دوڑتے ہوئے آئے
 جبکہ عبداللہ کے گلے کے قریب خنجر پہنچ چکا تھا۔ اس وقت آسمانوں کے فرشتوں نے شور مچا دیا
 اپنے پیروں کو پھیلادیا۔ جبریل واسرافیل نے نالہ و فغاں کے ساتھ بارگاہِ رب العزت میں استغاثہ
 کیا۔ اس وقت ان کو وحی ہوئی کہ اے میرے فرشتوں میں ہر معاملہ کا جاننے والا اور سمجھنے والا ہوں
 میں نے اپنے بندہ کا امتحان لیا ہے تاکہ اُس کے صبر کو تمام عالم پر ظاہر کروں۔ اسی اثنا میں قافلہ کے
 عزیزوں میں سے دس اشخاص مروپا برہنہ تلواریں کھینچے ہوئے عبداللہ کے ہاتھوں سے
 لپٹ گئے۔ اور بولے ہرگز اپنی بہن کے فرزند کو ذبح نہ ہونے دیں گے۔ اُن آپ ہم سب کو قتل کر دیں
 اس کے بعد اختیار ہے۔ اس وقت عبداللہ نے سر آسمان کی جانب بلند کیا اور کہا پروردگار! تو
 دیکھ رہا ہے کہ یہ لوگ مجھے تیرا حکم جاری کرنے نہیں دیتے اور مجھے اپنی نذر پوری کرنے سے مانع ہو
 رہے ہیں۔ لہذا میرے اور ان کے درمیان فیصلہ کر تو بہترین حکم کرنے والا ہے۔ اسی وقت اکابر
 قوم میں سے ایک شخص عکرمہ بن عامر نے حاضر ہو کر ایک تدبیر بتائی کہ آؤ انہوں اور عبداللہ کے درمیان
 قرعہ ڈالو۔ غرض یہ طے کر کے واپس ہوئے۔ دوسرے روز عبداللہ نے فرمایا کہ تمام آؤنٹ حاضر
 کیے جائیں اور عبداللہ کو فخر و لباس پہنایا۔ خوشبو سے مسح کیا اور ہر طرح آراستہ و پیراستہ کر کے
 کعبہ کے نزدیک لائے اور دعا کی پروردگار! تیرا حکم نافذ ہے اور تیرا ہی فرمان جاری ہے۔ پھر قرعہ ڈالا
 قرعہ عبداللہ کے نام نکلا۔ پھر دس آؤنٹ کا اضافہ کیا۔ اور التجا کی پالنے والے اگر گناہوں کے سبب سے
 میری دعا تیری بارگاہ سے واپس ہو رہی ہے تو تو گناہوں کا معاف کرنے والا ہے اور تکلیفوں کا
 دور کرنے والا ہے اپنے احسان سے فضل و کرم فرما۔ پھر قرعہ ڈالا قرعہ عبداللہ کے نام نکلا۔ پھر دس
 آؤنٹوں کا اضافہ کیا اور قرعہ ڈالا اور کہا کہ تو پوشیدہ اور پوشیدہ تر مانوں کا جاننے والا ہے اور تمام
 دنیا کے حالات سے باخبر ہے ہم سے یہ بلا دور کر دے جس طرح جناب ابراہیم سے دیکھی گئی پھر بھی
 قرعہ عبداللہ کے نام نکلا۔ پھر دس آؤنٹوں کا اضافہ کیا اور کہا اے کعبہ اور تمام بندوں کے پروردگار! یہ
 میرا فرزند مجھے تمام اولاد سے عزیز ہے۔ اور عبداللہ کی ماں فریاد کر رہی تھیں۔ پھر قرعہ عبداللہ کے
 نام نکلا۔ پھر دوبارہ قرعہ ڈالا اور کہا اے میرے محبوب بخشش و رکاوٹ تیری ہی طرف سے ہے اور
 تیرا ہی حکم تمام مخلوق میں نافذ ہے۔ تیری بارگاہ میں نادانی کے سبب مجھ سے خطا ہو گئی ہے تیری
 رحمت کا اُمیدوار مہمل مجھے نا اُمید نہ کر۔ پھر قرعہ عبداللہ کے نام نکلا۔ جب آؤنٹوں کی تعداد نو سو
 تک پہنچ گئی اور ہر مرتبہ قرعہ عبداللہ کے نام نکلا تو عبداللہ نے اُس کو ہر صلاحیت کو ذبح
 کرنے کے واسطے اپنی طرف مٹھنا اور ہر طرف سے مردوں اور عورتوں کے رونے چلانے کی آوازیں
 بلند ہوئیں۔ اُس وقت عبداللہ نے کہا پندہ و گوارہ خدا سے شرم کیجئے۔ اُس کے حکم کو رو نہ کیجئے
 احباب میرے ذبح کرنے سے ذرا بھی توقف و تاخیر مت فرمائیے اور جلد مجھ کو قربان کر دیجئے تاکہ

میں قصائے الہی پر صبر کروں۔ میرے ہاتھ پیر مضبوط باندھ دیجئے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں تڑپوں اور میرے چہرے کو چھپا دیجئے تاکہ آپ پر رحم غالب نہ ہو۔ اور فرمانِ خدا کی تعمیل ہو سکے۔ اور اپنے کپڑوں کو سمیٹ لیجئے تاکہ میرے خون سے آلودہ نہ ہوں کہ جب آپ کی نظر ان پر پڑے تو رنج و اندوہ آپ کا زیادہ ہو۔ اسے ہر جہان میرے بعد میری والدہ سے غافل نہ ہو جائیے گا اور انکی دلجوئی و تسلی میں کوتاہی نہ فرمائیے گا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ وہ میرے بعد زیادہ نہ جیئیں گی۔ اور میری وصیت آپ سے بھی ہے کہ حکمِ الہی پر راضی رہیے گا۔ اور زیادہ رنج و غل نہ کھینے گا۔ عبد اللہ کی ان باتوں سے عبد المطلب کے دل میں غم کی آگ بھڑک اُٹھی۔ غرض جناب عبد اللہ کو ٹایا اور ان کے روئے نورانی کو زمین سے ملا دیا۔ اور چھری ان کے گلوے مبارک تک پہنچائی تو پھر دوسری مرتبہ اکابر قریش نے ان کے قدم مبارک کو بوسہ دیا اور کہا ایک ہار پھر قرعہ ڈالیں۔ اور یہاں قرار کیا کہ اگر اس مرتبہ قرعہ عبد اللہ کے نام نکلے گا، تو پھر سفارش نہ کریں گے۔ غرض پھر سو اُونٹ اور عبد اللہ کے نام قرعہ ڈالا گیا۔ اس مرتبہ قرعہ اُونٹوں کے نام نکلا تو تمام لوگ خوشی و شادمانی سے چلانے لگے اور عبد المطلب کے پاس دوڑتے ہوئے آئے اور عبد اللہ کو انکے ہاتھ سے چھین لیا۔ اور مبارکباد دی۔ فاطمہ نے دوڑ کر عبد اللہ کو گود میں لے لیا اور درگفتہ کا شکر کرنے لگیں۔ اُس وقت عبد المطلب نے فرمایا کہ یہ انصاف نہیں ہے کہ تو مرتبہ قرعہ عبد اللہ کے نام نکلے اور ایک مرتبہ اُونٹوں کے نام آئے تو میں عبد اللہ کو چھوڑ دوں۔ اس لیے دو مرتبہ اور قرعہ ڈالا تو ہر مرتبہ اُونٹوں ہی کے نام نکلا۔ اور ایک ہاتھ نے کعبہ کے دروازے سے ندا دی کہ خدا نے تمہاری قربانی قبول فرمائی اور غریب اس کی نسل سے سینہ ابرار و نبیؐ مینما پیدا ہوگا۔ قریش نے کہا اے عبد المطلب آپ کو یہ عطا و بخشش خالقِ مبارک ہو کہ ہاتھانِ فیسی آپ کو آپ کے فرزند کی خوشخبری سے رہے ہیں۔ پھر جناب فاطمہ اپنے فرزند کو گھر لے گئیں۔ قابلِ عرب اطرافِ عالم سے اُس سینہ اومیا نے زبان کی تہنیت کو مکہ آئے۔ اسی سبب سے ہر مرد کی دیتِ ثواب و ثمر قرار پائی۔

جب یہودیوں اور کافروں کو ناامیدی ہوئی اور عبد اللہ کو صحیح و سلامت دیکھ لیا تو انحضرتؐ کے دفع کرنے کی تدبیروں میں مشغول ہوئے۔ ان میں ایک تدبیر یہ تھی کہ ان میں ایک رئیس نے جس کو زبان کہتے تھے دھت کی اور کھانے میں زہر ملا دیا۔ اور چند عورتوں کو دے کر عبد المطلب کے گھر فاطمہ کے لیے ہدیہ کے طور پر بھیجا۔ فاطمہ نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم آپ کے رشتہ دار اور عہدِ مناف سے ہیں۔ عبد اللہ کی سوسمتی سے ہم لوگوں کو بہت مسرت ہوئی اور یہ کھانا ہم نے اُسی خوشی میں تیار کیا ہے اور آپ لوگوں کا حصہ لائے ہیں۔ وہ طعامِ جناب عبد المطلب کے سامنے لایا گیا آپ نے پوچھا کہاں سے آیا ہے فاطمہ نے کہا آپ کے عزیزوں نے ہمارے فرزند کی سوسمتی کی خوشی میں بیکار کیا ہے اور ہمارا حصہ دے گئے ہیں۔ حضرت عبد المطلب نے کھانا چاہا تو حضرت رسالتؐ کے نورِ قدس کے اچانک سے وہ گویا ہوا کہ مجھے نہ کھاؤ مجھ میں زہر ملا دیا گیا ہے۔ اس وقت ان لوگوں نے سمجھا کہ یہ دشمنوں

جناب عبد اللہ کو قربان کرنے سے آپ کو صدمہ ہوا تھا کہ وہ بڑا دردناک تھا اور ان کے دوہارے اور شادمانی سے بھر پور نکلتا۔

یہودیوں کا یہ تدبیر یہ تھی کہ ان کو ناامیدی ہوئی اور عبد اللہ کو صحیح و سلامت دیکھ لیا تو انحضرتؐ کے دفع کرنے کی تدبیروں میں مشغول ہوئے۔ ان میں ایک تدبیر یہ تھی کہ ان میں ایک رئیس نے جس کو زبان کہتے تھے دھت کی اور کھانے میں زہر ملا دیا۔ اور چند عورتوں کو دے کر عبد المطلب کے گھر فاطمہ کے لیے ہدیہ کے طور پر بھیجا۔ فاطمہ نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم آپ کے رشتہ دار اور عہدِ مناف سے ہیں۔ عبد اللہ کی سوسمتی سے ہم لوگوں کو بہت مسرت ہوئی اور یہ کھانا ہم نے اُسی خوشی میں تیار کیا ہے اور آپ لوگوں کا حصہ لائے ہیں۔ وہ طعامِ جناب عبد المطلب کے سامنے لایا گیا آپ نے پوچھا کہاں سے آیا ہے فاطمہ نے کہا آپ کے عزیزوں نے ہمارے فرزند کی سوسمتی کی خوشی میں بیکار کیا ہے اور ہمارا حصہ دے گئے ہیں۔ حضرت عبد المطلب نے کھانا چاہا تو حضرت رسالتؐ کے نورِ قدس کے اچانک سے وہ گویا ہوا کہ مجھے نہ کھاؤ مجھ میں زہر ملا دیا گیا ہے۔ اس وقت ان لوگوں نے سمجھا کہ یہ دشمنوں

کا فریب تھا اور کھانے کو زمین میں دفن کر دیا۔ حضرت عبداللہ جب بالغ ہوئے تو ربوبت انکی پیشانی میں جلوہ گر ہوا ہر طرف کے بڑے بڑے شرفاء و امرا نے آرزو کی کہ اپنی اپنی لڑکیوں کا آپ سے عقد کر دیں اور آپ کے نور سے فیضیاب ہوں کیونکہ وہ حسن و جمال میں یکتائے روزگار تھے۔ دن میں جس طرف سے گزر جاتے تھے لوگ آپ کے جسم اقدس سے مشک و عنبر کی خوشبو سونگھتے تھے اور رات کے وقت نیکلتے تو آپ کے چہرے کے نور سے وہ دربار روشن ہو جاتے تھے۔ اہل مکہ ان کو مصلح حرم (مکہ کا چراغ) کہتے تھے۔ مختصر یہ کہ گوہرِ نور رسالت ہونا صدقِ آئمہ بنت و حب کی قسمت میں تھا اور جناب عبداللہ کا نکاح ان سے ہوا۔

اس ترویجِ مبارک کا سبب یہ ہوا کہ جب علمائے اہل کتاب نے اس فرزندِ حق تعالیٰ کے ظہور کے آثارِ مشاہدہ کئے سب کے سب شام میں جمع ہوئے اور بغیرِ آخر الزمان کے ظہور کے باقی میں گفتگو کی اور اپنے ایک عالم کے پاس اردن میں گئے جو سب سے زیادہ بزرگ و متبحر تھا۔ اس نے ان لوگوں سے پوچھا کہ تمہارے آنے کا کیا سبب ہے اور تم لوگ اس قدر پریشان و مضطرب کیوں ہو؟ انہوں نے کہا ہم نے اپنی کتابوں کو دیکھا اور اس میں اس بغیرِ عیسیٰ کے اوصاف پڑھے جس کی فرشتے مدد کریں گے اور ہم اور ہمارے اس کے ہاتھوں زائل و ہر باہوگا۔ آپ سے اس کے بارے میں مشورہ کرنے آئے ہیں ممکن ہے اس کے دفع کرنے کی کوئی تدبیر ہوگی۔ اس عالم نے کہا جو شخص اس امر کو مٹانا چاہے جس کو قائم کرنے کا اہلِ خدا نے کیا ہو تو وہ شخص جاہل و مغرور ہے جو کچھ تم لوگوں نے دیکھا اور پڑھا ہے وہ واقع ہو کے رہے گا۔ اس کا دفع کرنا ممکن نہیں۔ اس کے عزیزوں میں سے اس کا ایک وزیر ہوگا جو ہر امر میں اس کا معین و مددگار ہوگا۔ ان لوگوں نے اس عالم کی گفتگو سنی تو حیران رہ گئے۔ ان میں سے ایک عالم ہو یا نامی اٹھا جو بڑا کافر و سرکش و شجاع تھا۔ اور بولایہ شخص بڑھا ہو گیا ہے اور میری کے سبب اس کی عقل زائل ہو گئی ہے۔ اس کی باتیں مت سنو۔ میں کہتا ہوں کہ جس درخت کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا جاتا ہے پھر بھی وہ سرسبز نہیں ہوا کرتا۔ مناسب ہے کہ اس شخص کو ہاک کر دو جس سے وہ بغیرِ ہیدامو نہ والا ہے اور اس کی طرف سے خوف ہو جاوے اس کی تدبیر یہ ہے کہ کچھ مال خریدو اور تجارت کے بہانے سے مکہ جاؤ وہاں تمہارا مقصود حاصل ہو جائے گا اور میں بھی تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ اپنی تلواروں کو زہر میں بچھا لو اور سفر کا انتظام کرو۔ ان ملعونوں نے اس کافر بد بخت کی رائے پسند کی اور مکہ منظم کے مناسب مال خرید کئے اور روانہ ہوئے جب مکہ کے قریب پہنچے ایک ہفت کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا کہ اے بدترین انسانو! بہترین شہر میں جا رہے ہو اور بہترین خلق خدا کو نقصان پہنچانے کا ارادہ رکھتے ہو۔ جو شخص خدا کے جہاد کی تدبیر پر غالب ہونا چاہتا ہے اس کی بازگشت آتشیں جہنم کی طرف ہوتی ہے اور وہ دنیا و عقبے میں فائن و نقصان اٹھانے والا ہوتا ہے۔ یہ وحشت خیز آواز اور ایسی باتیں سن کر وہ ڈرے۔ اور چاہتے تھے کہ واپس چلے جائیں پھر ایوانے شیطان و وسوسوں کے ساتھ ان کو اس سفر پر قائم رکھا۔ راستہ میں جو لوگ ملتے تھے وہ

علا میں جناب عبداللہ کا حال پوچھتے وہ عبداللہ کے حسن و جمال اور کمال کی تعریف کرتے جس سے ان کا حسد اور بڑھ جاتا۔ فرض وہ سب مکہ میں داخل ہوئے اور تاجروں کو اپنے مال دکھائے اور قیمت بہت زیادہ طلب کی تاکہ وہ نہ خریدیں اور مکہ میں قیام کا قصد بہانا ان کے لئے موجود ہے اور موقع کے منتظر تھے۔ ایک رات جناب عبداللہ نے خواب میں دیکھا اور اپنے پدر عبدالطلب سے بیان کیا کہ چند ہندو بہتہ تلواریں ہاتھوں میں لئے انکو حرکت دے رہے ہیں اور مجھ پر حملہ کر رہے ہیں یہاں تک کہ میں ہوا میں بلند ہو گیا۔ اور آسمان کی جانب سے ایک آگ نازل ہوئی جس نے ان تمام ہندوؤں کو جلا کر خاک کر دیا۔ عبدالطلب نے فرمایا اسے فرزند خداوند عالم تھو کہ تمام بلاؤں سے محفوظ رکھے گا۔ تھو سے حسد کرنے والے بہت ہیں اس نوبت کے سبب جو تیری پیشانی میں ہے۔ لیکن اگر تمام اہل زمین اتفاق کر لیں تب بھی تھو کو ضرر نہیں پہنچا سکتے۔ کیونکہ نور امانتِ پیغمبرِ آخر الزمان پور خدا اس سے محفوظ ہے۔

اکثر جناب عبدالطلب و عبداللہ شکار کو جایا کرتے تھے لیکن کفار عبدالطلب کے خوف سے عبداللہ سے کچھ تعرض نہ کر سکتے تھے۔ ایک روز جناب عبداللہ تنہا شکار کے لئے گئے۔ یہو با اپنے ہمراہیوں کے پاس آکر یہ اب کیا انتظار کر رہے ہو۔ عبداللہ اکیلے شکار کو گئے ہیں موقعِ غیبت ہے۔ یہ سنتے ہی ان میں سے اکثر بہتہ تلواریں اپنے کپڑوں میں چھپا کر عبداللہ کے قتل کے ارادہ سے چلے اور اس وقت پہنچے جب عبداللہ پہاڑ کے دروں میں داخل ہو کر ایک شکار کو ذبح کر رہے تھے۔ یہودیوں نے ہر طرف سے آپ کو گھیر لیا اور تمام راستے بند کر دیئے۔ عبداللہ نے جو دیکھا کہ وہ قتل کا ارادہ رکھتے ہیں اپنا سر آسمان کی جانب بلند کیا اور ظاہر و باطن جانتے والے خدا کی بارگاہ میں تضرع و ناری کی۔ پھر انکی طرف متوجہ ہو کر بولے کہ کس سبب سے مجھے ہلاک کرنا چاہتے ہو۔ خدا کی قسم میں نے تم میں سے کسی کو کوئی تکلیف نہیں دی ہے نہ کسی کا مال چھینا ہے نہ تم میں سے کسی کو قتل کیا ہے لیکن ان ملعونوں نے کوئی جواب نہیں دیا بلکہ کبارگی حملہ کر دیا۔ عبداللہ نے خدا کا نام لے کر جارحانہ انداز میں انکی طرف پھینکے ہر تیر سے ایک ایک لہجہ کو واصلِ جہنم کیا۔ تو ان کافروں نے حیلہ و بہانہ شروع کیا۔ کہنے لگے آپ ہم کو بول قتل کر رہے ہیں ہم کو آپ سے کوئی غرض نہیں۔ ہمارا ایک غلام بھاگ گیا ہے ہم اس کی تلاش میں آئے اور آپ کو غلطی سے کوئی غلام سمجھ لیا۔ عبداللہ ان کے اس فریب آمیز عذر پر ہنسنے اور اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر کمان اٹھالی اور چاہا کہ ان کے درمیان سے نکل جائیں ان لوگوں نے پھر حملہ کیا۔ بعض پھر مارنے لگے اور بعض تلواروں سے وار کرنے لگے۔ عبداللہ بھی شیر کی طرح اُتھر بیٹھے اور بہتوں کو مار کر زمین پر گرا دیا۔ لیکن انکی شدت و خفگی جب زیادہ ہوئی تو گھوڑے سے گود پڑے اور لپٹت پہاڑ کے سہارے سے لگائی توانی ظالموں نے پھر مارنا شروع کیا۔ خوف سے نزدیک نہ آتے تھے۔ اسی حال میں جبکہ ان اشیانہ عبداللہ کو گھیر رکھا تھا وہب بٹنا عبدالمناف اس وقت میں پہنچ گئے۔ ان یہودیوں کی کثرت دیکھ کر ڈر سے اٹھوڑے ہوئے مکہ میں

جناب عبداللہ شکار کو جایا کرتے تھے لیکن کفار عبدالطلب کے خوف سے عبداللہ سے کچھ تعرض نہ کر سکتے تھے۔ ایک روز جناب عبداللہ تنہا شکار کے لئے گئے۔ یہو با اپنے ہمراہیوں کے پاس آکر یہ اب کیا انتظار کر رہے ہو۔ عبداللہ اکیلے شکار کو گئے ہیں موقعِ غیبت ہے۔ یہ سنتے ہی ان میں سے اکثر بہتہ تلواریں اپنے کپڑوں میں چھپا کر عبداللہ کے قتل کے ارادہ سے چلے اور اس وقت پہنچے جب عبداللہ پہاڑ کے دروں میں داخل ہو کر ایک شکار کو ذبح کر رہے تھے۔ یہودیوں نے ہر طرف سے آپ کو گھیر لیا اور تمام راستے بند کر دیئے۔ عبداللہ نے جو دیکھا کہ وہ قتل کا ارادہ رکھتے ہیں اپنا سر آسمان کی جانب بلند کیا اور ظاہر و باطن جانتے والے خدا کی بارگاہ میں تضرع و ناری کی۔ پھر انکی طرف متوجہ ہو کر بولے کہ کس سبب سے مجھے ہلاک کرنا چاہتے ہو۔ خدا کی قسم میں نے تم میں سے کسی کو کوئی تکلیف نہیں دی ہے نہ کسی کا مال چھینا ہے نہ تم میں سے کسی کو قتل کیا ہے لیکن ان ملعونوں نے کوئی جواب نہیں دیا بلکہ کبارگی حملہ کر دیا۔ عبداللہ نے خدا کا نام لے کر جارحانہ انداز میں انکی طرف پھینکے ہر تیر سے ایک ایک لہجہ کو واصلِ جہنم کیا۔ تو ان کافروں نے حیلہ و بہانہ شروع کیا۔ کہنے لگے آپ ہم کو بول قتل کر رہے ہیں ہم کو آپ سے کوئی غرض نہیں۔ ہمارا ایک غلام بھاگ گیا ہے ہم اس کی تلاش میں آئے اور آپ کو غلطی سے کوئی غلام سمجھ لیا۔ عبداللہ ان کے اس فریب آمیز عذر پر ہنسنے اور اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر کمان اٹھالی اور چاہا کہ ان کے درمیان سے نکل جائیں ان لوگوں نے پھر حملہ کیا۔ بعض پھر مارنے لگے اور بعض تلواروں سے وار کرنے لگے۔ عبداللہ بھی شیر کی طرح اُتھر بیٹھے اور بہتوں کو مار کر زمین پر گرا دیا۔ لیکن انکی شدت و خفگی جب زیادہ ہوئی تو گھوڑے سے گود پڑے اور لپٹت پہاڑ کے سہارے سے لگائی توانی ظالموں نے پھر مارنا شروع کیا۔ خوف سے نزدیک نہ آتے تھے۔ اسی حال میں جبکہ ان اشیانہ عبداللہ کو گھیر رکھا تھا وہب بٹنا عبدالمناف اس وقت میں پہنچ گئے۔ ان یہودیوں کی کثرت دیکھ کر ڈر سے اٹھوڑے ہوئے مکہ میں

آئے اور بنی ہاشم کو آواز دی کہ عبداللہؑ کی خبر لو دشمنوں نے فلاں درے میں انکو گھیر رکھا ہے۔ یہ سُنتے ہی تمام بنی ہاشم ہاتھوں میں تلواریں لیے رہنہ گھوڑوں پر سوار ہو کر تیزی کے ساتھ اس وقت میں پہنچے عبداللہؑ نے دیکھا کہ عبدالطلبؑ ابوطالبؑ حمزہؑ اور عبدالمطلبؑ بنو ہاشم درہ میں داخل ہوئے تو عبدالطلبؑ نے فرمایا اے فرزند ۛ مٹی اس خراب کی تعبیر جو تم نے دیکھا تھا یہ یہودیوں نے ان کو گھود پکڑ کر سہ لیا کہ اب ہماری جانیں نہیں بچ سکتیں اور بھاگنے لگے۔ بعض تنگ دہ میں جا کر چھپے جنہر ہتھ دیت ابھی پہاڑ سے پتھر گرا اور وہ جہنم داخل ہوئے۔ ان میں سے اکثر گرفتار ہوئے۔ ان لوگوں نے چاہا کہ ان سب کو قتل کر دیں تو وہ کہنے لگے کہ ہم کو اپنی قبلت دیجئے کہ اپنے حسابات بدل مکہ سے صاف کر لیں پھر آپ کو اختیار ہے جو چاہیں کریں۔ تو ان لوگوں کی مشکلیں باندھ کر مکہ کی جانب روانہ ہوئے۔ مکہ والے اُنہر پتھر برساتے اور لعنت کرتے تھے۔ پھر عبدالطلبؑ نے چند لوگوں کو ہائے شکر ۛ وہبؑ کے پاس بھیجا۔

وہبؑ جب بنی نزدہرہ کے پاس پہنچے تو بیان کیا کہ آج عبداللہؑ عبدالطلبؑ سے چند ایسے امور میں نے دیکھے کہ عرب کے تمام پہاڑوں سے کبھی نہ دیکھے تھے۔ خدا نے اس کو حسن و جمال اور نور و ضیاء سے مخصوص فرمایا ہے جس کے ساتھ دنیا میں نہ دیکھا نہ سنا۔ جب یہودیوں نے ان کو چاروں طرف سے گھیر لیا تو میں نے دیکھا کہ فرشتے اس کی مدد کے لیے آسمان سے اتر رہے ہیں۔ پھر یہو لے عبدالطلبؑ کے پاس جا کر استدعا کرو شائد ہماری لڑکی آمنہؑ کو انکے عقد میں قبول کر لیں اور ہم کو اس شرف سے سرفراز فرمائیں۔ بڑھ نہ کہا اے وہبؑ تمام رؤسائے مکہ اور اطراف و جانب کے بادشاہوں نے انکی طرف رجعت کی کہ اپنی لڑکی ان کو دیں لیکن انہوں نے قبول نہ کیا، ہماری لڑکی کی جانب کب رجعت کریں گے۔ وہبؑ نے کہا آج میں نے اُنہر اپنا ایک حق قائم کیا ہے کہ عبداللہؑ کے معاملہ سے ان کو گناہ کیا۔ شاید اس سبب سے میری دختر کے لیے ماضی ہو جائیں۔

بڑھ عبدالطلبؑ کے گھر آئیں۔ آپ نے فرمایا خوب آئیں آج تمہارے شوہر نے ہم پر ایک احسان کیا ہے۔ تمہاری جو حاجت ہو بیان کرو ہم پوری کریں گے۔ بڑھ نے کہا اے عبدالطلبؑ انہوں نے مجھ کو آپ کے پاس بھیجا ہے، چاہتے ہیں کہ نور عبداللہؑ انکی بیٹی آمنہؑ کی طرف منتقل ہو۔ اس کے علاوہ ہماری کوئی خواہش نہیں۔ آمنہؑ آپ کے لیے مدیہ قرار دیتی ہوں۔ عبدالطلبؑ نے عبداللہؑ کو دیکھا اور فرمایا اے فرزند اگرچہ بادشاہوں کی بیٹیوں کو تم نے قبول نہیں کیا، لیکن یہ لڑکی تمہارے خاندان کی ہے عقل و طاقت و عفت و دیانت و صلاح و کمال اور حسن و جمال میں مکہ میں کوئی لڑکی اس کی مثال نہیں ہے۔ عبداللہؑ نے سکر خاموش ہو گئے بعد کراہت کا اظہار نہ کیا۔ تو عبدالطلبؑ نے بڑھ سے فرمایا تمہاری خواہش ہم کو منظور ہے اور ہم نے تمہاری دختر کو عبداللہؑ کے لیے قبول کیا۔ پھر رات کے وقت عبدالطلبؑ جناب عبداللہؑ کو وہبؑ کے گھر لے گئے اور اس سلسلہ میں گفتگو شروع کی۔ دفعہ وہ یہودی جو وہبؑ کے گھر میں قید تھے اس موقع کو قیمت سمجھے اور درسیاں اور زنجیریں توڑ کر اپنے اپنے گھروں کی جانب بھاگ کھڑے ہوئے۔ چونکہ ہتھیار اُنکے پاس نہ تھے اس لیے بنی ہاشم کو پتھروں سے مارنا شروع کیا لیکن

اس سلسلہ میں عبداللہؑ نے فرمایا کہ میں نے اپنے شوہر کو اپنے گھر سے نکال دیا ہے

باہم از نور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ پھر خود اہلی کے سینہ و سر پہ واپس پٹنے لگے
 اندر ان شہر ان بیٹہ شجاعت کے تمام سے تلواریں کھینچیں اور نور سیدہ اقام سے تو نسل کر کے ان کھڑوں
 پر حملہ کیا۔ اور ان سب کو جہنم میں پہنچا دیا۔ اس قضیہ کا ہمیر کے بعد عبدالطلب نے وہب سے فرمایا کہ کل
 صبح انشاء اللہ ہم اندھم قوم کی موجودگی میں اس تقریب نکاح کو مہرا تمام دینگے۔

دوسرے روز صبح کو عبدالطلب نے اپنی اولاد اور اعزا کو ساتھ لیا۔ وہب نے بھی اپنے عزیزوں
 کو جمع کیا۔ جب دونوں طرف کے لوگ جمع ہو گئے عبدالطلب نے نہایت فصاحت و بلاغت کے ساتھ
 ظہیر پڑھا اور فرمایا میں خدا کی حمد کرتا ہوں شکر کرنے والوں کی سی حمد ایسی حمد جس کا وہ نمر اور ہے
 ان نکتوں پر جو اس نے ہمیں بخشی ہیں اور ہم کو اپنے حرم کا ہمسایہ قرار دیا ہے۔ اور اپنے حرم میں جگہ دی
 ہے۔ اور اپنے بندوں کے دلوں میں ہماری محبت ڈال دی ہے اور ہم کو تمام اُمتوں پر فضیلت دتی ہے
 اور ہماری تمام بلاؤں اور آفتوں سے حفاظت کی ہے۔ اور میں حمد کرتا ہوں اس خدا کی جس نے ہمارے
 لیے نکاح کو حلال اور زنا کو حرام قرار دیا ہے۔ واضح ہو کہ ہمارا لڑکا عبداللہ تمہاری بیٹی آمنہ کی اتنے فہر
 پر خواستگاری کرتا ہے کیا تم کو منظور ہے؟ وہب نے کہا ہاں ہم راضی ہیں اور ہم نے قبول کیا۔
 عبدالطلب نے قوم سے فرمایا آپ لوگ گواہ ہیں۔ اس کے بعد عبدالطلب نے چار روز تک تمام مکہ والوں
 اور قرب و جوار کے لوگوں کی دعوت و لیے کی۔ عرض عبداللہ و آمنہ کی مزاجت کو ایک وقت گزری اور طلوع
 آفتاب کا وقت قریب آیا تو حقوق عالم نے جبریل کو حکم دیا انہوں نے جنت الماویٰ میں ندی کی کہ پیغمبر بشیر و
 نذیر و مہراج منیر کے ظہور کے اسباب تقدیر تمام ہوئے۔ وہ پیغمبر جو نیکیوں کا حکم کو سے گا اور برائیوں
 سے روکے گا اور لوگوں کو حق کی دعوت دے گا اور میرے بند و نیر میری رحمت اور صاحب امانت و
 صیانت ہوگا۔ اس کا نور ہدایت اطراف عالم میں ظاہر ہوگا۔ جو شخص اس کو دوست رکھے گا اس کو
 شرف و عطا کی خوشخبری ہے۔ اور جو اس کو دشمن رکھے گا اس کے لیے بدترین عذاب ہوگا۔ وہ
 وہی ہے جس کی پاکیزہ طینت کو آدم کی خلقت سے پہلے میں نے تمہارے سامنے پیش کی تھی۔ اس
 کا نام آسمان میں اُحَدُّدُ اُندَرِ زمین میں مُحَدَّدُ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور بہشت میں ابوالقاسم
 ہے شکر فرشتوں کے تسبیح و تہلیل و تحمید کی آواز میں بلند کیں۔ بہشت کے دروازوں کو کھول دیا اور
 جہنم کے دروازوں کو بند کر دیا۔ خور میں نے بہشت کے بالا خانوں سے سر نکالا بہشت کے طاغروں نے
 طرح طرح کے لہموں میں بہشت کے درختوں پر خالق زمین و زمان کی تسبیحیں کرنا شروع کیں۔ پھر جبریل
 بزرگ فرشتوں کے ساتھ زمین پر آئے اہل اطراف عالم میں جیب کر دیا کہ انتقاد لطفہ کی خوشخبری پہنچانی
 اور دریاؤں پہاڑوں اور بادل کے خازنوں اور تمام مخلوقات زمین کو مژدہ سرور دیا یہاں تک کہ زمین
 ہلتم کے ساکنین تک کو یہ خوشخبری پہنچائی۔ ان میں سے جس نے اس پر گزیدہ خدا کی محبت اختیار کی
 خدا کی رحمت سے سرفراز ہوا۔ اور جس نے عداوت کو دل میں جگہ دی وہ الطاف الہی سے محروم ہو گیا۔
 درشتیا طین کو ہاتھ نہ چھ گیا اور آسمانوں کی خبریں سننے سے روک دیا۔ ان کو شہاب کے تیروں سے مار کر

آسمان کے ہر دروازہ سے بھگا دیا۔ دوسرے روز فجر کو جو عرفہ کا دن تھا عبداللہ اپنے باپ بھائیوں کے ساتھ بیابانِ عرفات میں گشت میں مصروف تھے۔ وہ لوگ بہت پیا سے تھے۔ اس بیابان میں پانی نہ تھا۔ ناگاہ نہایت صاف پانی کی نہر دکھائی دی جس کو دیکھ کر وہ بہت متعجب ہوئے۔ دفعتاً ایک منادی کی آواز سنی کہ اے عبداللہ اس پانی کو پیو۔ اس وقت عبداللہ نے سمجھا کہ وہ آسمانی شہر اس پر گزیدہ معبود کے انعقاد نقطہ کے لئے زمین پر ظاہر ہوئی ہے۔ وہ اسی وقت اپنے خیمہ میں مجلسِ تمام واپس آئے اور آمنہ سے فرمایا کہ اٹھو۔ غسل کرو پاکیزہ کپڑے پہنو اور خوشبو لگاؤ۔ غریب اس نور ربانی کا حقزن ہونا چاہتی ہو۔ فرضِ وہ اس وقت سید المرسلین سے عائد ہوئی اور وہ نور عبداللہ کی صلب سے آمنہ کے رحمِ مطہرہ میں منتقل ہوا۔ آمنہ کہتی ہیں کہ جب عبداللہ مجھ سے مقاربت کر رہے تھے ایک نور ان سے ساطع ہوا جس نے آسمانوں اور زمینوں کو روشنی کر دیا تھا۔ پھر وہی شعلہ جبین آمنہ سے آئینہ میں عکس آفتاب کے مانند نمایاں ہوئی۔

ایں شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ ایک عورت فاطمہ زہراؑ کی بیٹی تھی جس نے انبیاء و علمائے گزشتہ کی بہت سی کتابیں پڑھی تھیں۔ ایک روز حضرت عبداللہؑ اس کی طرف سے گورے۔ اس عورت نے بچہ چھا آپ ہی ہیں جن کا قد یہ تنو اؤٹ آپ کے والد صاحب نے دیا ہے؟ فرمایا ہاں۔ اس نے کہا کیا اچھا ہو کہ آپ مجھ سے عقد کر لیں اور صرف ایک مرتبہ مجھ سے قربت فرمائیں۔ میں تنو اؤٹ اس کے عوض آپ کو دوں گی حضرت عبداللہؑ نے توجہ نہ کی۔ جب لفظ طہیثہ گھرٹ رسالت پناہ صلعم رحم آمنہ میں منتقل ہو گیا پھر حضرت عبداللہؑ ایک روز اسی عورت کی طرف سے گورے لیکن اس کی دوبہلی خواہش نہ پائی۔ اس کا سبب یہ بتایا گیا۔ اس نے کہا جس امر کے واسطے میں آپ کو چاہتی تھی وہ تقدیر الہی کے سبب دوسرے کے نصیب میں تھا۔ وہ اس نورِ خداوندی سے بہرہ ور ہوئی۔

روایت ہے کہ جب عبداللہؑ کا عقد آمنہ سے ہو گیا دو سو عورتیں ان کی حسرت میں ملوک ہو گئیں اور جب وقت آیا کہ وہ نور عبداللہؑ کی جانب سے منتقل ہو اس قدر روشنی و درخشاں ہوئی کہ کسی کی طاقت نہ تھی کہ رات کے وقت ان کے رونے تاباں نہ نظر کر سکے وہ جس پتھر یا درخت کی جانب سے گزرتے تھے وہ سب آپ کی طرف سجدا میں گر پڑتے تھے اور حضرت کو سلام کرتے تھے۔ کہتے ہیں کہ جب حضرت عبداللہؑ نے سوئے بہشت رحلت فرمائی جناب رسالت صلم کی عمر مبارک دو ماہ کی تھی۔ ایک روایت میں ہے کہ آنحضرتؐ سات چہینے کے تھے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حضورؐ ابھی پیدا نہ ہوئے تھے۔ اور جناب حضرت آمنہؑ کی وفات ہوئی حضرت کا سنی مبارک چار سال کا تھا۔ ایک روایت ہے کہ حضرت چھ سال کے تھے اور ایک روایت کے مطابق دو سال چار چہینے کے تھے۔ ان کا انتقال ابوا میں ہوا جو کہ مدینہ کے درمیان ایک منزل ہے۔ اور جب حضرت عبداللہؑ نے وفات پائی آپ کی عمر آٹھ سال دو چہینے و شش ہفتہ کی تھی۔

روایت خاصہ و عامہ میں وارد ہوا ہے کہ ایک رات جناب سرورِ عالم اپنے پدر بزرگوار جناب

عبدالطلبؑ کی قبر پر آئے۔ دو رکعت نماز پڑھی اور آپ کو ندا کی۔ قبر شگافہ ہوئی، دیکھا کہ عبداللہ قبر میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ حضرت کو دیکھ کر ہوئے اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنْتَ نَبِیُّ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ۔ حضرت نے پوچھا آپ کا ولی کون ہے؟ انہوں نے پوچھا اسے فرزند تمہارا ولی کون ہے؟ پیغمبر نے فرمایا یہ علیؑ آپ کے ولی ہیں۔ تو عبداللہ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ علیؑ میرا ولی ہے۔ پھر حضرت نے فرمایا اسے پدم اپنے باغ میں واپس جائیے جہاں آپ تھے۔ پھر حضرت وہاں سے اپنی مادر گرامی کی قبر پر آئے اور اسی طرح عمل کیا۔ قبر شگافہ ہوئی۔ آپ نے دیکھا کہ جناب آمنہؑ اپنی قبر میں بیٹھی ہیں اور کہتی ہیں اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنْتَ نَبِیُّ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ۔ فرمایا آپ کا ولی کون ہے؟ انہوں نے پوچھا اسے فرزند تمہارا ولی کون ہے؟ فرمایا یہ علیؑ ابن ابی طالب آپ کے ولی ہیں۔ جناب آمنہؑ نے بھی کہا میں گواہی دیتی ہوں کہ علیؑ میرے ولی ہیں۔ حضرت نے فرمایا اپنے باغ کی طرف واپس جائیے جس میں آپ تھیں۔

شافان بن جبرئیلؑ نے دین باہر و شیعہ طبری رضی اللہ عنہم وغیرہم نے روایت کی ہے جن میں بہت معمولی اختلاف ہے اور زیادہ موافقت۔ شافان کی روایت سے ہے کہ حضرت عبدالطلبؑ کے زمانہ میں یمن میں ایک بادشاہ تھا جس کو سیف بن ذی یزن کہتے تھے وہ مکہ منورہ پر قابض ہو گیا تھا اور اپنے لڑکے کو وہاں کا حاکم مقرر کر رکھا تھا۔ جناب عبدالطلبؑ نے اور روضائے نبیؐ کو ساتھ لیا اور یمن کی جانب متوجہ ہوئے تاکہ اس سے ملاقات کریں اور اس کو اہل مکہ پر غلط و غریبی کی ترمیم دیں۔ جب یمن میں پہنچے معلوم ہوا کہ بادشاہ قصر درعی میں قیام پذیر ہے۔ یہ اس کی عادت ہے کہ جب بہار کا زمانہ ہوتا ہے وہ قصر حمدان میں رہتا ہے اور چالیس روز سے زیادہ میٹھن و عشرت میں مشغول رہتا ہے۔ اس اثنا میں کسی کو وہاں داخل ہونے کی اجازت نہیں ہوتی۔ وہ باغ جو قصر حمدان میں واقع تھا اس کا ایک دروازہ صحر کی جانب بھی تھا۔ اور ہر دروازہ پر دو بال تھینات تھے۔ ایک روز جناب عبدالطلبؑ اسی دروازہ پر پہنچے جو صحر کی جانب تھا۔ آپ نے وہاں سے اندر جانے کی اجازت مانگی۔ درباری نے کہا بادشاہ ان ایام میں اپنے مصاحبین اور عورتوں کے ساتھ غلط میں رہتا ہے اور کسی اور کو وہاں جانے کی اجازت نہیں ہے۔ اگر وہ آپ کو دیکھے گا تو آپ کے ساتھ مجھے بھی قتل کر دے گا۔ عبدالطلبؑ نے استغنیوں کی ایک قبیل اس کو دے کر فرمایا تم مجھے جانے سے مت مدد کرو۔ اور میرے قتل کا معاملہ میرے اوپر چھوڑ دو اور تمہارے متعلق میں بادشاہ سے خد کر لوں گا کہ تم کو کوئی گزند نہ پہنچے گا۔ وہ بان کی نگاہیں نہ سرخ پڑیں تو اپنے سپاہیوں

لے موافقت فرماتے ہیں کہ ان رعایتوں سے ظاہر ہوا کہ آنحضرتؐ کے والدین خدا کی وحدانیت اور آنحضرتؐ کی رسالت پر ایمان رکھتے تھے۔ ان کا قبر میں ہونا اس لئے تھا کہ ان کا ایمان علی بن ابی طالبؑ کی ولایت کے اقرار سے کامل تر ہو جائے۔

جناب عبدالطلبؑ کی قبر پر آئے۔ دو رکعت نماز پڑھی اور آپ کو ندا کی۔ قبر شگافہ ہوئی، دیکھا کہ عبداللہ قبر میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ حضرت کو دیکھ کر ہوئے اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنْتَ نَبِیُّ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ۔ حضرت نے پوچھا آپ کا ولی کون ہے؟ انہوں نے پوچھا اسے فرزند تمہارا ولی کون ہے؟ پیغمبر نے فرمایا یہ علیؑ آپ کے ولی ہیں۔ تو عبداللہ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ علیؑ میرا ولی ہے۔ پھر حضرت نے فرمایا اسے پدم اپنے باغ میں واپس جائیے جہاں آپ تھے۔ پھر حضرت وہاں سے اپنی مادر گرامی کی قبر پر آئے اور اسی طرح عمل کیا۔ قبر شگافہ ہوئی۔ آپ نے دیکھا کہ جناب آمنہؑ اپنی قبر میں بیٹھی ہیں اور کہتی ہیں اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنْتَ نَبِیُّ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ۔ فرمایا آپ کا ولی کون ہے؟ انہوں نے پوچھا اسے فرزند تمہارا ولی کون ہے؟ فرمایا یہ علیؑ ابن ابی طالب آپ کے ولی ہیں۔ جناب آمنہؑ نے بھی کہا میں گواہی دیتی ہوں کہ علیؑ میرے ولی ہیں۔ حضرت نے فرمایا اپنے باغ کی طرف واپس جائیے جس میں آپ تھیں۔

اور پریشان حالی کو بھول گیا اور حضرت کو جانے سے منع نہ کر سکا۔ جب عبدالمطلب اس بوستان میں داخل ہوئے۔ دیکھا کہ قصرِ عمدان باغ کے وسط میں واقع ہے۔ اور طرح طرح کے پھول اُس قصر کے چاروں طرف لگے ہوئے ہیں اور ایک صاف نہر اُس قصر کے گرد بہہ رہی ہے اور سیفِ شمشیرِ بیک کے مانند اُس قصر کے ایوان میں تکبہ لگانے پھولوں کی کیاریوں کی جانب دیکھ رہا ہے۔ جب اُس نے عبدالمطلب کو دیکھا غضب میں آکر اپنے غلاموں سے بولا کہ کون مرد ہے جو بغیر میری اجازت کے اس باغ میں آیا ہے جلد میرے پاس اس کو حاضر کرو۔ غلام تیزی کے ساتھ گئے اور اُن حضرت کو بادشاہ کے پاس لائے۔ حضرت عبدالمطلب قصر میں داخل ہوئے تو دیکھا وہ قصر عمدان چاندی اور طرح طرح کے جواہرات سے آراستہ ہے اور ہر طرف نہایت حسین و جمیل کینزیں صاف ہاند سے کھڑی ہیں۔ بادشاہ کے نزدیک ایک ستونِ حقیقی منبر کا نصب ہے اس پر ایک جامِ یاقوت کا ہے جس میں شراب کی مشک بھری ہوئی ہے۔ اس کے بائیں جانب طلسمے منبر کا ایک پیالہ رکھا ہوا ہے۔ بادشاہ اپنی تلوارِ نیام سے کھینچے ہوئے اپنے لائو پر رکھے ہوئے تھا اُس نے عبدالمطلب سے پوچھا تم کون ہو؟ فرمایا میں عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف ہوں اور جنابِ آدمؑ تک اپنے نسب کو بیان فرمایا۔ بادشاہ نے کہا اے عبدالمطلب تم ہماری بہن کے فرزند ہو؟ فرمایا ہاں۔ اس لیے کہ سیفِ آلِ قحطان سے تھا اور آلِ قحطان بھائی کی اولاد اور آلِ اسدِ جیل بہن کی اولاد تھی۔ پھر تو سیف نے عبدالمطلب کی بہت تعظیم و تکریم کی اور کہا خوش ہو اور جہ کو عزت بخشی اور حضرت سے مصافحہ کیا۔ اور اپنے پہلو میں بٹھایا اور پوچھا کہ کس کام سے آپ آئے ہیں؟ حضرت نے فرمایا ہم جو ارخانہ خدا کے رہنے والے اور اس کی خدمت کرنے والے ہیں۔ آپ کے پاس آپ کو دس سمنو نہرِ فرخ و نظر حاصل ہونے کی مبارکباد دینے آئے ہیں اور ہاشم کو دُعائیں دیں۔ بادشاہ حضرت کے کلام سے بہت خوش ہوا اور آپ کو تمام ہمارا بیویوں کے ساتھ دارالاضیافت میں ٹھہرایا اور اپنا مہمان کیا اور آپ کی عزت و تعظیم میں بہت مبالغہ کیا۔ ہر روز درہم ضیافت میں خرچ کے لیے مقرر کیا۔ ایک رات عبدالمطلب کو غلوت میں طلب کیا اپنے خوش کو علیحدہ کر دیا تاکہ کوئی ان کی بات نہ سنے مطلع نہ ہو سکے۔ اور کہا اے عبدالمطلب میں چاہتا ہوں کہ اپنے رازدلوں میں سے ایک رازِ تم سے کہوں جس کو اب تک کسی سے نہیں بیان کیا ہے کیونکہ تم کو اس کا اہل سمجھتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ اس کو پوشیدہ رکھنا جیتک کہ اس کے ظاہر ہونے کا وقت نہ آئے۔ پھر سیف نے کہا تمہارے شہر میں ایک قتل ہے خوبصورت جس کے اعضا موزوں مناسب ہیں۔ وہ حسن و جمال اور قد و قامت میں یگانہ نہدگار ہے۔ اس کے دونوں شانوں کے درمیان ایک علامت ہے۔ وہ زمینِ تہام میں مبعوث ہوگا خدا اس کے سر پر تاج و تہنری لگے گا۔ ایسا اس کے سر پر ساہ فلک ہوگا وہی قیامت کے روز شمعِ اُم ہوگا۔ اس کے دونوں شانوں کے درمیان ہنغیری کی دو جھری ہیں جن میں دو سطروں میں لکھا ہوا ہے ایک پڑاؤ اللہ اللہ دوسری سطری

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، خدا نے اس کے ماں باپ دونوں کو اپنے حوالہ رحمت میں بلا لیا۔ اس کے دادا اور چچا اس کی تربیت کر رہے ہیں۔ بنی اسرائیل کی کتابوں میں اُس کے اوصاف شب چاروہ سے زیادہ روشن و ظاہر ہیں۔ خداوند عالم ہم اہل یمن سے ایک گروہ کو اس کا گھر و مددگار قرار دے گا۔ اس کے دوستوں کو غالب اور دشمنوں کو ذلیل و خوار کرے۔ وہ بتوں کو توڑے گا، آتشکدوں کو خاموش کرے گا۔ اس کی باتیں حکمت سے بھری ہونگی، اس کے افعال عدل و انصاف سے مملو ہونگے۔ وہ نیکی کا علم کرے گا اور خود بھی نیکی پر عامل ہوگا۔ بُرائیوں سے روکے گا اور ان کو مارے گا۔ اگر نہیں مارے گا۔ زمانہ بعثت تک زندہ رہا تو بیشک اپنے لشکر کو لے کر مدینہ میں جاؤں گا جو اس کا پایہ تخت ہوگا تاکہ اس کی مدد کروں۔ اگر مجھے خوف نہ ہو تاکہ دشمن اس کو ضائع کر دیں گے تو بیشک اس کا محل شائع کرتا اور اسے وقتِ عرب کے گروہوں کو اس کی طرف دعوت دیتا۔ اور مجھے گمان ہے کہ آپ اس کے دادا ہیں۔ عبدالمطلب نے فرمایا آپ کا گمان صحیح ہے۔ اُس نے کہا آپ خوب آئے، اور اپنے قدم سے ہم کو عزت بخشی اور سر دراز فرمایا۔ میں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ میں اسے پیغمبر پر ایمان لایا ہوں اور جو کچھ وہ اپنے پروردگار کی جانب سے لایا ہے حق ہے پھر تین مرتبہ نہایت درد سے آہ کی اور کہا: کاش میں اس کے زمانہ میں ہوتا اور اس کی نصرت میں اپنی جان اس پر فدا کرتا۔ اے عبدالمطلب اُس کی حفاظت میں کو ششستر کیجئے کیونکہ اُس کے دشمن بہت ہیں خاص کر یہودی جنکی عداوت سب سے بڑھ کر ہے۔ اور اپنی قوم سے بھی خیر خواہ رہئے کیونکہ وہ اس سے حسد کریں گے اور بہت آزار پہنچائیں گے۔ عبدالمطلب نے سیف کی داڑھی میں بہت سے سفید بال دیکھے۔ پھر اس نے حضرت کو رخصت کیا اور کہا کل صبح اپنے ہمراہیوں کے دربارِ عام میں تشریف لائے گا تاکہ اکرام خاص سے مخصوص کروں۔

دوسرے روز حضرت عبدالمطلب نے ہاکیز و کپڑے پہنے خوشبو لگائی اور اس کے دربارِ تشریف لے گئے۔ بادشاہ نے نہایت تعظیم و تکریم کی اور اپنے پاس بٹھایا۔ عبدالمطلب نے کہا اے بادشاہ کل میں نے آپ کی داڑھی میں سفید بال دیکھے تھے لیکن آج نظر نہیں آتے۔ بادشاہ نے کہا میں خضاب کرتا ہوں۔ کہتے ہیں کہ وہ پہلا شخص تھا جس نے خضاب کیا۔ پھر سفید نے ان تمام لوگوں کو سس م میں بھیجا اور ان کیلئے خضاب بھیجا تو ان لوگوں نے اپنی اپنی داڑھیوں میں خضاب لگا لے۔ پھر ہر ایک کے واسطے ایک ایک تیلی اشد فوہی، ایک ایک غلام، ایک ایک کنیز اور ایک ایک خستہ عطا کیے۔ اور جب قدران سب کو دیئے گئے تھے تب عبدالمطلب کے لئے بھیجے۔ اور دوسری روایت کے مطابق ایک کو دس غلام، دس کنیزیں اور دو بُدنیسی، سو اونٹ اور دس رطل چاندی مشک وغیرہ بھیجے۔ پھر ہر ایک کو ایک ایک اور عبدالمطلب کو ان سب کے دس حصہ کے برابر عطا کیے۔ اس کے بعد اپنے عتاب گھوڑا اور اٹھ سب خیر اور نافع خضاب طلب کیا اور عبدالمطلب کے سپرد کر کے کہا جب آپ کا سپرد بٹھا ہو تو اس کو دے دیجئے گا۔ یہ چیزیں آپ کے پاس امانت ہیں۔ میں اس گھوڑے پر سوار ہوں

عبدالمطلبؑ کی بیعت: یہ ذی قرین کا سوا چارواں دن تھا کہ حضرت نے اپنے ہر ایک پر

جب کبھی کسی دشمن کے تعاقب میں یا شکار کے لیے گیا تو ضرور فتح پائی اور اگر کسی دشمن کے سامنے سے واپس ہوا تو کوئی مجھے پکڑ نہ سکا۔ اور اس شہر پر سوار ہو کر پہاڑوں اور بیابانوں کا سفر کیا ہے اور اس کی سواری سے کبھی دل نہیں چاہا کہ مجھے آنروں میں بدیوں کو اس کے سپرد کر دجئے گا اور میرا بہت بہت سلام کہئے گا۔ عبدالمطلب نے کہا جان دول سے میں نے قبول کیا۔ پھر عبدالمطلب سیف سے رخصت ہو کر مکہ کی طرف واپس ہوئے۔ فرماتے تھے کہ میں ان ہریوں اور سامانوں سے اتنا خوش نہیں ہوا کیونکہ یہ سب فانی ہیں۔ لیکن اس امر سے خوش ہوں جس کا شرف میرے اور میرے فرزند کے لیے قی و دائم ہے اور بہت جلد تم کو اس کا حال معلوم ہو جائے گا۔ جب جناب عبدالمطلب کے واپس آنے کی اطلاع اہل مکہ کو ہوئی وہاں کے بڑے بڑے لوگ استقبال کے لیے بھیت تمام آپ کے پاس پہنچے اور حضرت سردار کائنات صلعم بھی اپنے جگر بزرگوار کے استقبال کے لیے نہایت سکینہ و وقار کے ساتھ تھوڑی دُور آئے اور اٹھارے ماہ میں ایک پتھر پر بیٹھ گئے۔ جب عبدالمطلب کے اصحاب اور افراد ان کے پاس آئے عبدالمطلب نے پوچھا میرا سردار و آقا محمد کہاں ہے انہوں نے کہا ہاں سستہ میں ایک جگہ آپ کے انتظار میں ٹھہرے ہیں۔ جب عبدالمطلب ان کے نزدیک پہنچے سواری سے اتر بیٹھے اور آنحضرتؐ کو گود میں لیا اور دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور فرمایا اسے نور چشم پر گھوٹا تاکہ اور پھر سیف بن یزید نے تمہارے واسطے یہ میریجا ہے اور تم کو سلام کہا ہے۔ آنحضرتؐ نے اس کیلئے دعائیں کیں اور گھوٹے پر سوار ہوئے وہ خوشی و مسرت سے اچھلنے کودنے لگا۔ بیان کرتے ہیں کہ اس گھوٹے کا نسب یہ تھا۔ عقاب اس کا باپ نیزب اس کا قابل اس کا بطل اس کا زاد والاکب اس کا کھنجا اس کا بلخج اس کا موج اس کا باپ میمون تھا۔ اور میمون ریح سے اور ریح بحکم خدا بغیراں باپ کے پیدا ہوا تھا۔

جب آنحضرتؐ کی عمر شریف آٹھ سال آٹھ ماہ اور آٹھ روز کی ہوئی عبدالمطلب ایک سخت مرض میں مبتلا ہوئے۔ ان کی خواہش کے مطابق ایک حجت پر ان کو لٹا کر کعبہ معظمہ کے ہمدوں کے سامنے لائے گئے نو فرزندائے چارہ و نطفہ آکر بیٹھے اور رو رہے تھے۔ جناب رسول خدا بھی اگر عبدالمطلب کے من تحت مر بیٹھ گئے۔ ابوہب علیہ السلام نے چاہا کہ ان کو مٹا دے، عبدالمطلب نے اس کو ڈانٹا کہ اے عبد العزیٰ تو اس پر گزیدہ خدا کی عداوت دل سے دُور نہ کرے گا۔ اس کے بعد حضرت ابوطالب کی جانب رخ کر کے سرورِ عالم صلعم کے ہارے میں بہت وصیتیں کیں اور اپنی تمام اولاد کو آنحضرتؐ کی تعظیم و تکریم کے ہارے میں بہت تاکیدیں کیں۔ اور فرمایا کہ عنقریب اس کی عظمت و جلالت تم پر واضح ہو جائے گی۔ پھر بہوش ہو گئے۔ جب ہوش میں آئے اکابر قریش کو مخاطب فرما کر کہا کیا تم لوگوں پر میرا کوئی حق ہے؟ سب لوگوں نے کہا کیوں نہیں آپ کا ہم تمام چھوٹے بڑے پر حق ہے خدا آپ کو جزائے خیر دے اور سکرات موت آپ پر آسان کرے آپ ہمارے کیا اچھے امیر و سرکار اور ہمد گئے عبدالمطلب نے کہا کہ میں تم کو اپنے فرزند محمدؐ کے حق میں وصیت کرتا ہوں کہ اس کی عزت کرنا اور اپنا

جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں

سردار بھٹا اور اس کے حق کی رعایت اور اس کی تعظیم میں کمی نہ کرتا۔ سب لوگوں نے کہا ہم نے سنا اور جان و دل سے قبول کیا۔ پھر ان کئی کا عالم حضرت پرطاری ہوا حضرت سیدہ کائنات کو گود میں لیا اور فرمایا اے فرزند سیدہ ہرے پاس سے الگ مت ہو۔ جیتنگ تم میرے پاس ہو گئے خدا رحمت کرے۔ یہ کہہ رہے تھے کہ آپ کی روح اندس جوار رحمت پروردگار کی طرف پرواز کر گئی۔

مسند ہائے معبر امام جعفر صادق و امام رضا علیہما السلام سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو یتیم اس لئے کر دیا تھا اور کم سنی میں آپ کے باپ ماں کو دنیا سے اٹھایا تھا تاکہ خدا کی اطاعت کے سوا کسی کی اطاعت انہیں لازم نہ ہو اور کسی کا کوئی حق سوائے خدا کے نہ تھا حضرت پروردگار نے

چھٹی فصل

آنحضرت کی بشت سے پہلے تمام عرب اور اہل مکہ کے حالات :-
حدیث مؤثق بلکہ صحیح میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ کعبہ کی توحید ہمیشہ حضرت اسمعیل کی اولاد میں رہی۔ وہ لوگ ہمیشہ امیر حج اور ان کے دین کے معاملات کی حفاظت کرتے رہے۔ اور بزرگی بزرگوں سے میراث میں انکو ملتی رہی یہاں تک کہ عدنان بن اود کا زمانہ آیا۔ پھر تو انکے قلوب سخت ہو گئے اور ان میں فساد پیدا ہوا اور وہ دین خدا میں بدعتیں کرنے لگے۔ بعضوں کو حرم سے نکال دیا۔ ان میں سے اکثر برائے تحصیل مناسک اور اکثر جنگ و جدال سے بچنے کے لئے مشرق ہو گئے۔ ان میں سے زیادہ تر قوت غیظہ ابراہیم پر باقی رہے جیسے ماں بہن اور بیٹیوں کا حرام ہونا جیسا کہ خدا نے قرآن میں حرام قرار دیا ہے۔ لیکن سوتیلی ماؤں کو اور بہن کی بیٹیوں اور دھڑا ہنوں کے ساتھ ایک وقت میں نکاح حلال سمجھتے تھے اور سچ و تبلیغ اور غسل جنابت کا اعتقاد رکھتے تھے، لیکن حج و تبلیغ میں بدعتیں پیدا کر رکھی تھیں اور بت پرستی اور شرک بھی کرتے گئے تھے اسی حال میں حضرت موسیٰ اسمعیل و عدنان کے زمانہ کے درمیان مبعوث ہوئے۔

ہدایت ہے کہ جب عدنان کو خوف ہوا کہ حرم ہٹانا ہو کر مشتبہ ہو جائے گا تو انہوں نے اس کے لئے میل و نشانات قائم کیے۔ جب قبیلہ جرہم مکہ پر غالب ہوئے اور کعبہ کی توحید ان کے قبضہ میں آئی تو وہ اپنے ہمد میراث میں دوسروں کو دیتے چلے گئے یہاں تک کہ ان میں خود فساد و ظلم شروع ہوا۔ انہوں نے کعبہ کی حرمت ضائع کر دی اور کعبہ کے اموال پر تصرف ہو گئے اور جو مکہ میں آجاتا تھا اس پر ظلم کرتے اور بہت زیادہ فساد و سرکشی کرنے لگے۔ اس زمانہ میں ایسا ہوتا تھا کہ جو شخص مکہ میں فساد و سرکشی کرتا اور کعبہ کی ہتک حرمت کرتا وہ بہت جلد ہلاک ہو جاتا تھا۔ اسی سبب سے اس کو مکہ کہتے ہیں کہ ظالموں کی گردنیں توڑ دیتا تھا۔ اور اس کو بسا سہ بھی اسی لئے کہتے ہیں کہ جو شخص اس میں ظلم و ستم کرتا ہے اس کو ہلاک کر دیتا ہے۔ اور ائمہ رحم بھی کہتے ہیں کہ جو اس کی حرمت و خدمت کرتا ہے خدا کی رحمت اس کے لئے لازم ہو جاتی ہے۔ غرض جب جرہم کے لوگوں نے طینان و سرکشی کی تو خدا نے انکو مرض نکسیر اور طاعون میں مبتلا کیا جس سے بہت سے ہلاک ہو گئے۔ پھر قبیلہ خزاعہ جمع ہوئے تاکہ جرہم کے باقی ماندہ لوگوں کو حرم سے نکال دیں۔ خزاعہ کا

رہیں دوسرا عمرو بن لہیع بن حارثہ تھا اور جریم کا سردار عمرو بن الحارث بن جریم تھا ان میں باہم جنگ ہوئی اور خزاعہ جریم پر غالب آئے۔ مخوڑے سے جریم کے لوگ جو نک رہے تھے جہینہ کے مقام پر چلے گئے اور آباد ہو گئے۔ وہاں سیلاب آیا اور سب کے سب فنا ہو گئے۔ ان کے بعد خزاعہ والیا بن مکہ ہوئے یہاں تک کہ قحطی بن کلاب حضرت رسول اللہ کے جدِ بزرگ کا زمانہ آیا۔ انہوں نے خزاعہ کو مکہ سے نکال باہر کیا اور خود مکہ کے متولی ہوئے۔ انکی اولاد میں تولیت کعبہ و غیر خدا کے زمانہ تک باقی رہی۔

بسم اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ اہل حب ہمیشہ کعبہ کو دین ابراہیمی کی حاکمیت کرتے رہے اور صلہ رحمی میں لاتے رہے۔ یہاں لوگوں کی خاطر و ممانات کیا کرتے اور کعبہ کا حج کرتے تھے۔ انکا قول تھا کہ ماں-قیم سے پرہیز کرو کیونکہ وہ رسی کے مانند ہے جو انسان کو باندھ دیتی ہے۔ وہ بہت سی حرام چیزوں سے عذاب کے خوف سے پرہیز کرتے تھے کیونکہ وہ جب کبھی کوئی فعل حرام عمل میں لاتے بہت جلد کسی نہ کسی بلا میں مبتلا ہو جاتے تھے۔ حرم کے درختوں کی چھال اپنے اونٹوں کی گردنوں میں لٹکا دیتے اور چھوڑ دیتے تھے۔ پھر ان اونٹوں کو کوئی شخص چڑھا لینے والے یعنی جہات نہیں کرتا تھا اور نہ کسی دوسرے درخت کی چھال انکی گردنوں میں لٹکا سکتا تھا۔ اگر کوئی ایسا کرتا بہت جلد اس کو سزا مل جاتا کرتی تھی۔ لیکن آج ان کو جہالت دے دی گئی ہے اور خداوندِ عالم جلد ان کی گرفت نہیں کرتا اور عذاب میں مبتلا نہیں فرماتا بلکہ آخرت پر اٹھا رکھتا ہے۔ ایک مرتبہ اہل شام نے کعبہ پر چڑھائی کی تھی کہ وہ ابو قیس پر کعبہ کو برباد کرنے کے لیے تھقیق نصب کی تو خدا نے ان پر چڑیوں کے پروں کے مانند ایک ابر بھیا جس میں سے بجلی گری جس نے ستر آدمیوں کو جلا کر خاک کر دیا جو تھقیق کے گرد موجود تھے۔

دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ ایک شخص حضرت رسالت مآب کی خدمت میں حاضر ہوا اور بیان کیا کہ میرے یہاں ایک لڑکی پیدا ہوئی میں نے اس کی پرورش کی جب وہ بالغ ہوئی میں نے اس کو اچھے اچھے کپڑے اور زیور پہنے اور ایک کنوئیں پر لے گیا اور اس میں ڈال دیا۔ اس کا آخری کلمہ جو میں نے سنا "ہائے باہا جان" تھا۔ اب فرمائیے اس کا کیا کفارہ ہے۔ حضرت نے فرمایا تیری ماں ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ پوچھا کوئی خالہ ہے؟ وہ بولا ہاں خالہ ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ اپنی خالہ کے ساتھ نیکی کر کہ وہ بھول جائے۔ شائد اس کا کفارہ ہو جائے۔ راوی نے حضرت صادق سے پوچھا کہ کس زمانہ میں یہ فصل شنیع ہوتا تھا؟ فرمایا بعثت سرور کائنات سے پہلے زمانہ جاہلیت میں لوگ اپنی لڑکیوں کو مار ڈالتے تھے تاکہ دشمن کسی ان کو قید کر کے لے جائیں اور ان سے اولاد حاصل کریں جو ہمارے واسطے ننگ و عار کا سبب ہے۔

یہاں تک کہ کعبہ کی حاکمیت

کعبہ کی حاکمیت اور اس کی حاکمیت

یہاں تک کہ کعبہ کی حاکمیت اور اس کی حاکمیت

دوسرا باب

آن بشارتوں کا بیان جو انبیاء و اوصیاء علیہم السلام وغیرہ نے آنحضرتؐ کی بعثت اور ولادت کے بارے میں دی ہیں اور بعض مومنوں کے حالات جو زمانہ فطرت میں تھے۔

احادیث متبرہ آیات کریمہ کے مطابق وارد ہوئی ہیں کہ خداوند عالم نے پیغمبران گذشتہ سے عہد و پیمان لیا کہ اپنی امتوں کو حضرت پیغمبرؐ آخر الزمان کی بعثت اور ان کے اوصیاء سے آگاہ کر دیں اور انکو حکم دیں کہ انکی پیروی اور اطاعت کے حق ہو گئے کی تصدیق کریں۔ اور منقول ہے کہ عبداللہ بن سلام کہا کرتا تھا کہ واللہ ہم پیغمبر خدا محمدؐ کو اس سے زیادہ پہچانتے ہیں جتنا کہ اپنے لڑکوں کو پہچانتے ہیں۔ کیونکہ ہم نے اپنی کتابوں میں اُن کی تعریف پڑھی ہے اور اس میں ہم کو مطلق شک نہیں؛ لیکن اپنے لڑکوں کے بارے میں ممکن ہے کہ اُن کے متعلق شک ہو۔ اور سید ابن طاووس نے حسان بن ثابت سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ مجھے یاد ہے جبکہ میں سات سال کا تھا یہودیوں کے ایک عالم کو میں نے سنا جو ایک ٹیلہ پر کھڑا شور مچا رہا تھا اور یہودیوں کو پکار رہا تھا۔ جب وہ سب جمع ہوئے تو کہنے لگا کہ آج رات ایک ستارہ طالع ہوا ہے جو پیغمبرؐ آخر الزمان حضرت احمدؐ یعنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور پر دلالت کرتا ہے۔

حدیث طبرانی میں جناب امام حسن علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہودیوں کا ایک گروہ پیغمبر خدا کی خدمت میں آیا اور اُن میں جو سب سے زیادہ جاننے والا تھا اس نے چند سوالات کیئے حضرت نے سب کے جوابات دیئے اور وہ مسلمان ہوا اور ایک سفید کاغذ لکھا جس میں وہ تمام جوابات وہی لکھے ہوئے تھے جو آنحضرتؐ نے اس سے بیان فرمائے تھے۔ پھر اُس نے کہا یا رسول اللہ اسی خدا کی قسم جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں نے ان سوالات و جوابات کو اُن الحاج میں سے نقل کیا ہے جو حضرتؐ کو سُن کر بر نازل ہوئی تھیں۔ اور تورات میں آپؐ کے اوصاف اس قدر لکھے ہوئے دیکھے کہ مجھے توریت ہی کے کتاب خدا جو ملے میں شک نہ ہوئے لگا تھا۔ اور چالیس سال ہوئے کہ آپؐ کا نام میں نے توریت سے سنا یا تھا پھر دیکھا تو لکھا ہوا تھا۔ اور میں نے توریت میں پڑھا ہے کہ ان مسائل کے جوابات آپؐ کے ہوا کوئی نہ دے سکے گا۔ اور توریت میں لکھا ہوا ہے کہ جس وقت آپؐ ان کے جوابات دے رہے ہو گئے آپؐ کی دائیں جانب جبریلؑ بائیں طرف میکائیلؑ اور آپؐ کے سامنے آپؐ کے وہی کھڑے

ہوں گے۔ حضرت نے فرمایا تو نے کچا کہا میرے داہنے وہاں جبریلؑ و میکائیلؑ اور میرے دسی علی بن ابی طالبؑ میرے سامنے موجود ہیں۔ اور اس سے پہلے مذکور ہو چکا کہ آپ کی ولادت سے پہلے جماعتوں میں سے ایک جماعت جو آپ پر ایمان لائی تھی وہ بخت کی تھی۔

حدیث حسن میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ تیج اوس و خزرج و قبیلوں کو میں سے ساتھ لایا تھا اور ان کو مدینہ میں آباد کیا تھا اور ان سے کہا تھا کہ انتظار کرو مغرب الہم بغیر ظاہر ہوگا جس کے اوصاف میں نے سنئے ہیں۔ وہ مکہ میں بموٹ ہوگا اور مدینہ میں ہجرت کر کے آئے گا۔ اگر میں اس کے زمانہ تک زندہ رہا تو اس پر ایمان لاؤں گا اور اس کے ساتھ دشمنوں سے لڑوں گا۔ اور حدیث موثق میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ یہودیوں نے اپنی کتابوں میں پڑھا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت غیر واقعہ کے درمیان ہوگی۔ لہذا ان کی تلاش میں نکلے اور ایک پہاڑ پر پہنچے جس کو حداد کہتے تھے اور حداد اور احد ایک ہی ہے وہ اس کے چاروں طرف متفرق ہو گئے کچھ فدک میں آباد ہوئے کچھ خیبر میں جا بسے اور بعض نیما میں مقیم ہو گئے۔ اور جو لوگ نیما میں رہتے تھے ایک مدت کے بعد اپنے دوستوں سے ملنے کے مشتاق ہوئے اور قبیلہ قیس کے ایک اموی سے چند اونٹ کرایہ پر لینے۔ اموی نے کہا میں آپ لوگوں کو جو واحد کے درمیان سے لے جلتا ہوں۔ انہوں نے کہا جب اس مقام پر پہنچنا ہم کو بھی آگاہ کرنا۔ غرض جب مدینہ کے درمیان پہنچا تو بتایا کہ یہ کوہ غیر ہے اور وہ کوہ احد ہے۔ یہ شکر وہ لوگ اونٹوں سے اترے اور بولے کہ ہم منزل مقصود پر پہنچ گئے۔ اب تمہارے اونٹوں کی ہم کو ضرورت نہیں ہے۔ جہاں چاہو چلے جاؤ اور اپنے دوستوں کو لکھا جو فدک اور خیبر میں تھے کہ ہم جس جگہ کی تلاش میں تھے وہاں پہنچ گئے تم لوگ بھی چلے آؤ۔ انہوں نے جواب میں لکھا کہ ہم ہر دست اس مقام پر آباد ہو گئے ہیں اور اپنے مکانات بنوائے اور سامان اکٹھا کر چکے ہیں۔ ہمارا یہاں سے فصل ہونا و شوار ہے۔ ہم تم سے دور نہیں ہیں۔ جب وہ پیغمبر مقرر ظاہر ہوگا جلد سے جلد ہم اس کی خدمت میں پہنچ جائیں گے۔ غرض وہ لوگ مدینہ میں قیام پذیر ہوئے مکانات بنائے اور مال و اسباب و مویشی وغیرہ حاصل کئے۔ جب تیج کو معلوم ہوا کہ وہ بہت مالدار ہو گئے ہیں تو ان کی طرف رواد ہوا تا کہ ان سے جنگ کر کے ان کے تمام مال و اسباب چھین لے۔ وہ لوگ ایک قلعہ میں پناہ گزیں ہو گئے۔ تیج لشکر جمائے کر آیا اور ان کا محاصرہ کر لیا۔ یہودی کہہ دے کہ ہم پر رحم کیا کرتے تھے۔ رات کے وقت تیج کے لشکر والے خرا اور جو ان اہل قلعہ کے لئے بھیج دیا کرتے تھے۔ تیج کو معلوم ہوا تو اس نے بھی ان پر رحم کیا اور امان دی تو وہ لوگ قلعہ سے باہر نکلے۔ تیج نے ان سے کہا تم کو تمہارے شہر بہت پسند آئے ہیں۔ چاہتا ہوں کہ تمہارے ساتھ رہوں۔ انہوں نے کہا، آپ کے واسطے یہ شہر مناسب نہیں ہے کیونکہ یہ محل ہجرت پیغمبر آخرا زمان ہے۔ اور جب تک وہ ظاہر نہ ہوگا کوئی بادشاہ اس جگہ پر قبضہ نہیں کر سکتا۔ اس نے کہا میں اپنے عزیزوں میں سے کچھ لوگوں کو یہاں چھوڑنا چاہتا ہوں کہ جب وہ پیغمبر ظاہر ہو اس کی مدد کریں۔ غرض ان لوگوں کے ساتھ اس نے دو قبیلوں اوس و خزرج کو وہاں آباد کیا۔ رفتہ رفتہ ان کی تعداد بہت زیادہ ہو گئی۔ آخر وہ لوگ پہاڑ پر

ترجمہ حیات القلوب جلد دوم

غالب ہوئے اور انکے سامان واسباب اور مال و دولت چھین لئے۔ یہودیوں نے اُسے کہا کہ جب محمد مصطفیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہونگے ہم بھی تم کو اپنے گھروں سے جبراً تم قابض ہو گئے ہونگے ہونا کمال باہر کریں گے۔ لیکن جب آنحضرتؐ مبعوث ہوئے تو انصار تو ایمان لائے مگر یہودی کافر ہو گئے اسی مطلب کی طرف خلافہ مائل اس آیت میں اشارہ فرمایا ہے۔ **وَمَا كُنَّا مِنْ قَبْلُ بِمُغْفِرِينَ** عَلَيَّ الَّذِينَ كَفَرُوا فَكَفَلْتُمْ أَجَادَ مُحَمَّدًا غَيْرُنِي كَفَرُوا ذَاهِبْ فَكُنْ لَهُ اللَّهُ عَلَيَّ الْكَافِرِينَ۔ (آیت ۴۴۔ سورہ بقرہ پ) پہلے کافر و مہر لٹے یا اب ہونے کی دُعا میں مانگتے تھے۔ پھر جب اُن کے پاس وہ چیز جس کو پہچانتے تھے آگئی تو انکار کرنے لگے لہذا کافروں پر خدا کی لعنت ہے۔

دوسری حدیث مؤثقہ میں ہے کہ اسی آیت کی تفسیر میں اُنہی حضرت سے لوگوں نے پوچھا۔ آپؐ نے فرمایا کہ وہ محمد اور پیغمبر علیہما السلام کے درمیان ایک گروہ تھا جو بہت ہستوں کو دھکی دیا کرتا تھا کہ عنقریب ایک پیغمبر آئے گا وہ ہے جو تمہارے بتوں کو توڑے گا اور تمہارے ساتھ ایسا اور ایسا برتاؤ کرے گا۔ لیکن جب آنحضرتؐ مبعوث ہوئے تو خود وہی لوگ کافر ہو گئے۔

قلب راوندی علیہ الرحمۃ نے روایت کی ہے کہ جب مدینہ میں آئے تین سو پچاس یہودیوں کو قتل کیا اور چاہا کہ مدینہ کو خراب و برباد کریں۔ ایک بوڑھے یہودی نے کہا جس کی عمر دو سو پچاس سال کی تھی کہ اسے بادشاہ تیرے ایسے انساں کو زیب دیں و قتل ہے کہ لوگوں کو محض خضہ میں قتل کر دالے۔ اور اس شہر کو خراب و برباد کر تیرے بس کی بات نہیں۔ تیغ نے کہا کیوں؟ اس نے کہا اس لئے کہ فرزند ابی اسلم سے ایک پیغمبرؐ میں ظاہر ہو گا اور اس شہر کی طرف ہجرت کرے گا۔ یہ شکر تیغ ان کے قتل سے باز آئے اور مکہ کی جانب گئے وہاں پہنچ کر کہہ پر غلغلا چڑھایا اور وہاں کے لوگوں کو کھانا کھلایا۔ اور چند اشیر نظم کئے۔ جسکا مضمون یہ ہے۔ ”میں شہادت دیتا ہوں کہ احمد اس خدا کے رسول ہیں جو تمام خلائق کا پیدا کرنا والا ہے۔ اگر میری عمر نے وفا کی اور میں زندہ رہا تو بیشک اس کا وزیر اور اُس کا پسر ہم ہوں گا۔ کہتے ہیں کہ تیغ کو تہ قتل کے تھے۔ بعض کا قول ہے وہ میانی قتل کے تھے۔ اور ابی شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ تیغ نے پہلے ارادہ کیا کہ کہہ کہ خراب کرے تو ایک بلو میں گرفتار ہو گیا جس کے علاج سے اظہار عاجز رہے تو اس کے ایک وزیر نے اس کو تنبیہ کی کہ اس بلا و مرض کا سبب تیرا وہ ارادہ ہے جو تو نے کہہ کی بربادی کا کیا ہے تو اس نے اس ارادہ کو ترک کر دیا اور شفا پائی۔ پھر کہہ کو فلاح پہنایا اور اس کی تعظیم و تکریم کرنے لگا۔ پھر مدینہ آیا اور آنحضرتؐ پہلے ایمان لایا اور اپنے اصحاب میں سے چار سو اشخاص کو وہاں آباد کیا کہ وہ حضرت کے ظہور کا انتظار کریں۔ اور آنحضرتؐ کی نصرت کریں جبکہ وہ ظاہر ہوں اور ایک خط آنحضرتؐ کے لئے لکھ کر اپنے وزیر کو دیا جس میں اپنے ایمان لانے کا ذکر کیا کہ وہ بھی آنحضرتؐ کی اُمت میں ہے اور امتحان کی ہو کہ حضورؐ اس کی بھی شفاعت فرمائیں۔ اس خط کا عنوان یوں تحریر کیا تھا کہ یہ نامہ ہے تیغ کی طرف سے۔ پیغمبر آخر الزمان محمد بن محمد مصطفیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب۔ اس کے انتقال کے ہزار سال بعد آنحضرتؐ پیدا ہوئے۔ اور حبیب مبعوث ہوئے اور مدینہ کے بہت لوگ ایمان لائے اس کا وہ خطا پر لیٹے کے ہاتھ آنحضرتؐ

تین ہزار سال پہلے آنحضرتؐ پر ایمان لائے اور حضرتؐ کے ہم ایک خط لکھ کر اپنے اہل و عیال کو دیا۔

کی خدمت میں بھیجا۔ جس وقت آنحضرتؐ قبیلہ بنی سلیم کے پاس گئے تھے وہ خط لے کر ابو لیلیٰ حاضر ہوئے۔ حضرت نے اس کو دیکھتے ہی فرمایا تم ہی ابو لیثے ہو اور تم کا خط لانے ہوا ابو لیلیٰ کو سخت حیرت ہوئی۔ حضرت نے فرمایا خط لے دو اور دے کر حضرت امیر المومنینؑ کو دیا کہ پڑھیں۔ انہوں نے پڑھ کر سنایا۔ حضرت نے تین مرتبہ فرمایا مرحبا اسے ہر اور شائستہ۔ پھر ابو لیلیٰ کو مدینہ واپس بھیج دیا۔

آنحضرتؐ پر پہلے سے ایمان لانے والوں میں قیس بن ساعدہ ابادی بھی تھے جتنا نچر پسند صحیح حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ جب حضرت رسالت پانے کے کچھ کو فتح کیا ایک روز کعبہ معظمہ کے نزدیک بیٹھے تھے کہ ایک گروہ آنحضرتؐ کی خدمت میں آیا۔ حضرت نے پوچھا تم لوگ کس قوم سے ہو؟ عرض کی بکریں وائل سے۔ پوچھا تم کو کچھ قیس بن ساعدہ ابادی کا حال بھی معلوم ہے؟ عرض کی اہل یا وائل اور یافت فرمایا کہ وہ کہاں ہے؟ عرض کی ان کا انتقال ہو گیا۔ فرمایا ہر طرح کی تعریف سزاوار ہے موت و زندگی کے پروردگار کے لینے جو ہر نفس کو موت کا مزہ چکھانے والا ہے۔ گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ قیس یا زار عکاظ میں ایک سرخ اونٹ پر سوار لوگوں کو خطبہ سناتا ہے میں کہ لوگو جمع ہو اور جب جمع ہو تو خاموش ہو جاؤ۔ جب خاموش ہو جاؤ تو خود سے سنو۔ اور سنو تو یاد رکھو۔ اور یاد رکھو تو عمل کرو۔ اور عمل کرو تو لوگوں کو بھی بتا دو یہ شبہ جو پیدا ہوا وہ مرے گا اور جو مر گیا پھر اس دنیا میں واپس نہ گئے گا۔ یقیناً آسمان پر نعمتیں ہیں اور زمین پر عبرتیں۔ خدا نے تمہارے واسطے آسمان کی بلند جہت اور زمین کا فرش تیار کیا ہے۔ ستاروں کو متحرک کیا اور رات و دن کو ایک دوسرے کے بعد جاری کیا۔ اطرار زمین میں وسیلہ پیدا کیئے جنکی گہرائی معلوم نہیں۔ کچھ کہتا ہوں کہ یہ سب عجب تماشیاں ہیں ان کے نیچے عجیب امور آخرت ہیں۔ جو لوگ دنیا سے جاتے ہیں کیوں واپس نہیں آتے۔ کیا وہاں رہنے پر راضی ہو جاتے ہیں یا سو رہتے ہیں اور نیند ہی میں قائم رکھے گئے ہیں۔ بقسم کہتا ہوں کہ خدا کا ایک دین ہے جو تمہارے دین سے بہتر ہے۔ حضرت رسالتؐ نے فرمایا کہ خدا تمہیں ہر رحمت نازل کی ہے کہ وہ قیامت میں تمہارا مبعوث ہوں گے کیونکہ وہ اپنے قبیلہ میں اکیلے صاحب ایمان تھے۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ تم میں سے ایکو اس کے اشعار یاد ہوں تو سنناؤ۔ ان میں سے ایک شخص نے اُنکے چند اشعار سنائے جو قیامت اور حشر پر ایمان سے متعلق تھے۔ اور اس قدر بلند اور عکس سے بھرے ہوئے تھے کہ اس کے قبیلہ کا جب کوئی آدمی آتا تھا تو حضرت اس سے اس کے اشعار سنانے کی فمائش کیا کرتے تھے اور نہایت غور سے سنتے تھے۔ روایت میں ہے کہ وہ ساٹھ سال زندہ رہے۔ اور وہ اپنی قوم میں پہلے شخص تھے جو روز قیامت پر ایمان رکھتے تھے اور جناب سرور عالم کو حسب و نسب کے ساتھ پہچانتے تھے اور ان کے ظاہر و مبعوث ہونے کی خوشخبری دیا کرتے تھے۔ اور ان کے خطبوں میں بھی آنحضرتؐ کی بشارت ہوتی تھی۔

کتب فائزہ و فائزہ میں تحریر ہے کہ زید بن عمرو بن نفیل دین یہود و نصاریٰ کو خوب جانچ کر رکھ چکے

کئے کوئی دین ان کو پسند نہ آیا تو مکہ سے ملت خبیہ کی تلاش میں نکلے اور موصل وغیرہ عرب کے جزیروں کی جانب ہوتے ہوئے شام کو پہنچے۔ جس جگہ کسی عالم اور ماہب کے ہونے کی اطلاع ملتی اس کے پاس جاتے یہاں تک کہ بقاء میں ایک ماہب کی خبر ملی کہ نصرا بیت کا مکمل علم اس کو حاصل اور سب سے بڑا عالم ہے۔ وہ اس کے پاس گئے اور دین خبیہ کے بارے میں دریافت کیا۔ اس نے کہا اس وقت تو بظاہر کوئی ایسا نہیں ہے جس کو اس دین کا صحیح علم ہو کیونکہ وہ دین بہت بُرا نا ہے۔ لیکن غریب اسی شہر میں ایک مسیحی مبعوث ہوگا جہاں سے تم آ رہے ہو وہ دین خبیہ پر ہوگا۔ لہذا بہت جلد اپنے شہر کو واپس جاؤ کیونکہ اُنکے مبعوث ہونے کا وقت آگیا ہے اور ممکن ہے کہ وہ ظاہر ہو چکا ہو۔ یہ سنکر وہ جلد واپس روانہ ہوئے راستہ میں مار ڈالے گئے۔ در قد بن نوح نے جو انہی کے طریقہ پر تھے جب اُن کے مارے جانے کی خبر سنی بہت روئے۔ اور اُنکا مشہد کہا۔ دوسری روایت میں منقول ہے کہ لوگوں نے جناب رسول خدا سے دریافت کیا کہ آپ کیا ان کے لئے استخار کرتے ہیں؟ فرمایا ہاں۔ تم بھی ان کی مغفرت کی دعا میں کرو۔ وہ قیامت میں تنہا مبعوث ہوں گے کیونکہ مجھ پر ایمان لا چکے تھے اور دین حق کی تلاش میں شہید ہوئے ہیں۔

دوسری روایت میں ابن عباس سے منقول ہے کہ جب حضرت مرد کا نجات نے کعب الاحبار کو گرفتار کر کے بھویا تا کہ اُس کی گردن ماری جائے اُس سے فرمایا کہ اے کعب کیا تجھ کو ابن حویش کی وصیت سے کچھ فائدہ پہنچا جو سام سے آیا تھا اور کہتا تھا کہ میں نے شراب کو ترک کر دیا، عیش و عشرت کو خیر باد کہہ دیا اور فقر اختیار کر لیا ہے۔ اور خراکھا نا شروع کر دیا ہے اس پیغمبر کے انتظار میں جس کے مبعوث ہونے کا وقت آگیا ہے۔ وہ مکہ سے ہجرت کر کے اسی بند میں آئے گا۔ وہ بہت خندہ رُو اور کافروں کا مارنے والا ہوگا۔ خشک روتی اور خرا اس کی غذا ہوگی۔ ہر منہ ٹوپر سوار ہوگا۔ اس کی آنکھوں میں سُرخی ہوگی۔ اس کے دونوں شانوں کے درمیان ٹہر پیغمبر ہوگی۔ اپنی تلوار کا تار سے پر رکھے گا اور کسی دشمن کی پٹا نہ کرے گا اس کی حکومت ہر اس مقام تک ہوگی جہاں تک گھوڑوں کے پیرو پہنچ سکیں گے۔ کعب نے کہا اے عذرا ایسا ہی ہے۔ اگر یہودی یہ نہ کہتے کہ موت کے خوف سے ایمان لے آیا تو میں آپ پر ضرور ایمان لاتا لیکن یہودیوں کے دین پر اب تک زندہ رہا ہوں اور اسی پر مرنے ہوں۔ تو آنحضرت نے علم دیا اور اُس کی گردن اُٹا دی گئی۔

دوسری متبر حدیث میں منقول ہے کہ خدا نے حضرت یسے کو وحی فرمائی کہ بنی اسرائیل کو آگاہ کریں کہ وہ مجھ پر اور میرے اُتی پیغمبر پر ایمان لائیں جس کی نسل اس کی دختر بابرکت سے چلے گی جنہاں ماں مریم کے ساتھ بہشت میں ہوگی۔ طوبی اس کے لئے ہے جو اس پر ایمان لائے۔ جناب یسے نے دریافت کیا سجد طوبی کیا ہے؟ فرمایا وہ بہشت میں ایک درخت ہے جس کے نیچے تھہریں ہیں جو شخص اس سے ایک گھونٹ پانی پیتا ہے کبھی پیاسا نہیں ہوتا۔ یسے نے عرض کی پائے والے اس میں سے ایک گھونٹ مجھے بھی عطا فرما۔ خدا نے فرما کہ اے یسے اس کا پانی تمام پیغمبروں پر حرام ہے جب تک

یسے کو ان کی نسل پہنچے عذرا ایسا نہ ہے

کعب الاحبار کا حال

عذرا ایسا نہ ہے کہ بنی اسرائیل کو آگاہ کریں کہ وہ مجھ پر اور میرے اُتی پیغمبر پر ایمان لائیں جس کی نسل اس کی دختر بابرکت سے چلے گی جنہاں ماں مریم کے ساتھ بہشت میں ہوگی۔ طوبی اس کے لئے ہے جو اس پر ایمان لائے۔ جناب یسے نے دریافت کیا سجد طوبی کیا ہے؟ فرمایا وہ بہشت میں ایک درخت ہے جس کے نیچے تھہریں ہیں جو شخص اس سے ایک گھونٹ پانی پیتا ہے کبھی پیاسا نہیں ہوتا۔ یسے نے عرض کی پائے والے اس میں سے ایک گھونٹ مجھے بھی عطا فرما۔ خدا نے فرما کہ اے یسے اس کا پانی تمام پیغمبروں پر حرام ہے جب تک

کہ وہ پیغمبر نہ بنی۔ اور دوسری امتوں پر حرام ہے قبل اس کے کہ اس پیغمبر کی امت نہ بنی۔

قلب راوندی نے نقل کیا ہے کہ مکہ کے رہنے والا ایک شخص آنحضرت کی بعثت سے پہلے تاجروں کے ایک قافلہ کے ساتھ شام کو گیا۔ وہ کہتا ہے کہ جب ہم ہاں رہے تو ایک رات ہم اپنے عبادت خانہ سے آواز دی کہ اہل لوگوں سے پوچھو کہ ان میں کوئی اہل مکہ میں سے بھی ہے۔ کہا گیا ہاں ہے اس نے پوچھا آیا محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب مبعوث ہوئے کیونکہ یہی وہ مہینہ ہے جس میں اسکو ظاہر ہونا چاہیے۔ وہ آخری پیغمبر ہے اور حرم خدا سے ظاہر ہوگا اور اس مقام کی جانب ہجرت کوسے گا جس میں خترے کے بہت سے درخت ہونگے۔ اس میں پہاڑیاں اور شوز منیں ہوں گی۔ راوی کہتا ہے کہ جب ہم مکہ میں واپس آئے تو دریافت کیا کہ کوئی نئی اور عجیب بات تو نہیں ہوئی ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں محمد بن عبد اللہ امین ظاہر ہوا ہے اور نبوت کا دھوئے کرتا ہے۔

ابو سلام سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت میرور عالم بعثت سے قبل اہل مدینہ میں جا رہے تھے کہ دو شخصوں نے حضرت کو دیکھا جو مسافر معلوم ہوتے تھے اور کہا السلام علیک حضرت کے سلام کا جواب دیا۔ پھر ان میں سے ایک نے کہا لا اذہ الا اللہ۔ اب تک میں نے کب کو نہیں دیکھا تھا جس نے جواب سلام صحیح طور سے دیا ہو سوائے آپ کے۔ پھر ایک شخص نے پوچھا کہ اس شہر میں کوئی شخص ہے جس کا نام احمد ہو؟ حضرت فرمایا کہ سوائے میرے مکہ میں کوئی نہیں ہے جس کا نام احمد و محمد ہو۔ اس نے پوچھا کیا آپ مکہ کے رہنے والے ہیں فرمایا ہاں وہیں پیدا ہوا ہوں اور وہیں رہتا ہوں۔ یہ سنکر اس شخص نے اپنا آؤٹہ اٹھایا اور حضرت کے پاس آکر آپ کے دونوں شانوں کو کھولا اور فرہ نہوت دیکھی تو بولے میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ خدا کے رسول ہیں اور جہاد کے ساتھ مبعوث ہوئے۔ کیا ممکن ہے کہ آپ مجھے کہے تو شہ غایت فرمائیں۔ آنحضرت نے شکر گھر سے کہے خودے اور چند روٹیاں لائے اس نے لے لیا اور اپنے ساتھی کے پاس آیا اور کہا خدا کا شکر ہے کہ اُس نے مجھے موت نہ آنے دی جب تک کہ ایک پیغمبر سے مجھے توشہ نہ مل گیا۔ آنحضرت نے پھر پوچھا کہ آیا کوئی اور حاجت ہے؟ اس نے کہا نہیں چاہتا ہوں کہ آپ دعا فرمائیں کہ خداوند عالم میرے اور آپ کے درمیان ملاقات کو باقی رکھے۔ حضرت نے دعا کی اور وہ اپنے شہر واپس چلا گیا۔

عبد اللہ بن مسعود نے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ رسول خدا یہودیوں کے ایک عبادت خانہ میں اپنے اصحاب کے ساتھ گئے۔ چند یہودیوں کو تورات کا وہ حصہ پڑھتے ہوئے دیکھا جس میں آنحضرت کے اوصاف کا تذکرہ تھا۔ انہوں نے حضرت کو دیکھا تو بڑھ سنا نہ کر دیا۔ اسی عبادت خانہ کے ایک گوشہ میں ایک مرد بیمار لیٹا ہوا تھا۔ حضرت نے پوچھا تم نے پڑھنا کیوں ترک کر دیا؟ اُس مرد بیمار نے کہا چونکہ آپ کے اوصاف کا ذکر آگیا تھا اس لیے چھوڑ دیا۔ پھر وہ بیمار اُٹھ کر آیا اور اُن کے ہاتھ سے تورات لے لیا اور آنحضرت کے اوصاف آخر تک پڑھ کر سنائے۔ اور کہا یہ آپ کے اوصاف ہیں؛ اور میں خدا کی وحدانیت کی گواہی دیتا ہوں اور یہ کہ آپ اس کے رسول ہیں یہ کہہ کر اُٹھا اس کا انتقال ہو گیا۔ حضرت نے فرمایا کہ اس کو

مسلمانوں کے طریقہ سے غسل دیا جائے۔ اصحاب نے اس کو غسل دیا اور وہ نہ ٹھہری اور دفن کیا۔ روایت ہے کہ جب عہد المطلب میں لشکرِ نبویؐ نے گئے زبوروں کے عاملوں میں سے ایک شخص سے ملاقات ہوئی۔ اس نے کہا آپ اجازت دیتے ہیں کہ آپ کے بعض حصہ جسم کو میں دیکھوں آپ نے فرمایا شرمگاہ کے سوا جس عضو کو چاہو دیکھو۔ اس نے آپ کے ناک کے ایک سوراخ کو پہلے دیکھا پھر دوسرے سوراخ کو دیکھا۔ پھر کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کے ہاتھ میں بادشاہی اور دوسرے میں پٹیمیری ہے۔ اور جہاں تک ہم کو علم ہے چاہیے کہ نبیؐ نہرو کے درمیان ظاہر ہوں گا۔ کیا ان میں سے کسی عورت کی آپ غلامگاری کی ہے فرمایا نہیں۔ اس نے کہا ان میں سے کسی عورت سے نکاح کیجئے۔ حضرت عہد المطلب نے پھر مالہ دختر وہب بن عبد مناف بن نہرو سے نکاح کیا۔

روایت ہے کہ جبیر بن مطعم کہتے ہیں کہ میں سب سے زیادہ حضرت سرورؓ کا ثنات کو آزار پہنچایا کرتا تھا جب مجھے یہ گمان ہوا کہ لوگ آپ کو مدقائیں گے تو میں مکہ سے باہر چلا گیا اور ایک دیر میں ٹھہرا ہوا میں تین روز تک ان لوگوں نے میری ضیافت کی۔ جب انہوں نے دیکھا کہ میں واپس ہی نہیں ہونا چاہتا تو کہنے لگے کہ شاید تم کو کچھ خطرہ ہے۔ انہوں نے کہا میں حضرت ابراہیمؑ کے شہر کا رہنے والا ہوں میرے شوهر نے میری خبری کا دعوے کیا ہے۔ ہماری قوم نے اس کو بہت اذیتیں پہنچائیں اور اس کے مار ڈالنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ میں وہاں سے اس لیے چلا آیا ہوں کہ اس کے قتل ہونے کے وقت موجود نہ ہوں۔ ان لوگوں نے ایک شبیر نکالی اور دکھا کر کہا کہ وہ اس شکل و صورت کا ہے، جبیر نے کہا کہ میں نے اس سے زیادہ آنحضرتؐ سے مشابہ کوئی صورت نہیں دیکھی ہے۔ ان لوگوں نے کہا کہ اگر ایسا ہے تو کوئی اس کو قتل نہیں کر سکتا۔ وہ طبرجہ اور خدا اس کو انہر غالب کرے گا۔ جبیر کہتے ہیں کہ میں جب مکہ واپس آیا تو سنا کہ آنحضرتؐ مدینہ کی جانب ہجرت کر گئے۔ غرض میں نے ان لوگوں سے پوچھا کہ یہ تصویر کہاں سے تم کو حاصل ہوئی؟ انہوں نے کہا حضرت آدمؑ نے خدا سے سوال کیا تھا کہ پیغمبروں کی صورت ان کو دکھا دے۔ خدا نے تمام پیغمبروں کی شبیریں ان کے لیے بھیجیں۔ وہ مغرب میں حضرت آدمؑ کے خزانہ میں محفوظ تھیں۔ وہ فرشتے ان کو نکالا اور حضرت وانیال کو دے دیا تھا۔

جبیر بن عبد اللہ بکلی سے منقول ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت رسالتؐ نے ایک خط مجھ کو دے کر ذوالکلاع ۵ھ کی ہجرت کی۔ جب میں نے اس کو وہ خط دیا اس نے تنظیم کی اور پڑھا۔ پھر سفر کا سامان درست کر کے لشکرِ عظیم کے ساتھ آنحضرتؐ کی خدمت میں روانہ ہوا۔ ہم سب اٹلے راہ میں ایک ماہب کے در کے پاس پہنچے اور داخل دیر ہوئے۔ راہب نے ذوالکلاع سے پوچھا کہاں جلتے ہو؟ اس نے کہا اس پیغمبر کے پاس جو قریش میں مبعوث ہوا ہے۔ اور یہ شخص آنحضرتؐ کا پیغمبر ہے جو میرے پاس آیا ہے۔ راہب نے کہا یہ وقت تو وہ ہے کہ ان کا انتقال ہو گیا ہو۔ میں نے کہا تم کو ان کی وفات کی خبر کیونکر معلوم ہوئی؟ اس نے کہا تمہارے آنے سے پہلے میں وانیال کی کتاب پڑھ رہا تھا اور حضرت محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف ادا کی فکر کی تھی اور موت کے تذکرہ تک پہنچا تھا اس میں یہی وقت آیا

جبیر بن مطعم کا بیان ہے کہ اس عورت کا شبیر دیکھا۔

ذوالکلاع ۵ھ کی ہجرت کی۔ جب میں نے اس کو وہ خط دیا اس نے تنظیم کی اور پڑھا۔ پھر سفر کا سامان درست کر کے لشکرِ عظیم کے ساتھ آنحضرتؐ کی خدمت میں روانہ ہوا۔ ہم سب اٹلے راہ میں ایک ماہب کے در کے پاس پہنچے اور داخل دیر ہوئے۔ راہب نے ذوالکلاع سے پوچھا کہاں جلتے ہو؟ اس نے کہا اس پیغمبر کے پاس جو قریش میں مبعوث ہوا ہے۔ اور یہ شخص آنحضرتؐ کا پیغمبر ہے جو میرے پاس آیا ہے۔ راہب نے کہا یہ وقت تو وہ ہے کہ ان کا انتقال ہو گیا ہو۔ میں نے کہا تم کو ان کی وفات کی خبر کیونکر معلوم ہوئی؟ اس نے کہا تمہارے آنے سے پہلے میں وانیال کی کتاب پڑھ رہا تھا اور حضرت محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف ادا کی فکر کی تھی اور موت کے تذکرہ تک پہنچا تھا اس میں یہی وقت آیا

کے انتقال کا درج ہے۔ یہ سنکر ڈوا نکلا واپس چلا گیا اور میں مدینہ واپس آیا تو معلوم ہوا کہ اسی روز آنحضرت نے عالم قدس کی جانب رحلت فرمائی۔

ابن شہر آشوب وغیرہ نے روایت کی ہے کہ کعب بن لوی بن غالب ہر جمعہ کو اپنی قوم کو جمع کرتے۔ قریش روز جمعہ کو عرب کہتے تھے۔ کعب نے اس کا نام جمعہ رکھا۔ غرض وہ قوم کو جمع کر کے خطبہ پڑھتے اور کہتے تھے کہ دوستو! سنو اور یاد رکھو۔ سمجھو اور جانو کہ دن و رات تم ہم سے گزرتے رہتے ہیں ہذا زمین تمہارے آرام کرنے کا گہوارہ ہے اور آسمان تمہارے سر پر ایک مضبوط چھت ہے۔ روئے زمین پر پہاڑ میخ ہیں اور ستارے تمہارے لیے لامتی ہیں۔ آنے والے گزرتے ہوؤں کے مانند جو جاتیں گئے۔ لہذا اپنے قرابتداروں سے نیکی کرو اپنے دلمادوں کا احترام کرو اور اپنے لڑکوں کی نیک تربیت کرو۔ کبھی تم نے دیکھا ہے کہ مروجہ دنیا میں واپس آیا کوئی میت قبر سے زندہ ہو کر نکلا آئی؟ بلکہ مکانات و عمارتوں کے لیے رکھتے جو۔ ایسا نہیں ہے جیسا کہ تم گمان کرتے ہو کہ آخرت میں زندہ ہو گئے۔ تم کو حرم محترم کی ازینت و تعظیم کرنا مبارک و گوارا جو۔ بیت ہمد تمہارے حرم کرم سے ایک پیغمبر کریم مبعوث ہوگا جس کا نام محمد علیہ السلام ہوگا۔ وہ سچی نیکیاں اور عمدہ و بہتر طریقے تم سے بیان کرے گا۔ خدا کی قسم اگر میں اس روز تک زندہ ہوتا تو مصیبتیں برداشت کر کے اس کی خدمت میں پہنچوں گا اور اس کے معاملہ میں شرکت کروں گا۔ بیان کرتے ہیں کہ کعب نے آنحضرت کے اوصاف حضرت ابراہیم میں پڑھے تھے۔

سید ابن طاووس نے کتاب ذرۃ الکلیل سے روایت کی ہے کہ ابن الناطور جو نصابیے کا بہت بڑا عالم تھا شام اور شہر ایلیا میں رہا کرتا تھا۔ اس نے کہا کہ ہر قل بادشاہ روم جو علم نجوم سے بہت اچھی طرح واقف تھا جب شہر ایلیا میں پہنچا ایک روز بہت محزون و غمگین تھا۔ اس کے مخصوص عاملوں میں سے کسی نے پوچھا تمہارے مزاج میں اس قدر تبدیلی کیوں ہے۔ اس نے کہا آج رات ستاروں کے مقامات پر میں نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ ایک بادشاہ پیدا ہوا ہے جو فتنہ شدہ ہے۔ علمائے کہا کہ فتنہ کرنے والا گروہ تو یہودیوں کا ہے۔ بادشاہ مدائن کو لکھ کر بھیجو کہ سب کو قتل کر دے۔ یہی گفتگو ہو رہی تھی کہ بادشاہ فیصل کا قاصد آیا جس نے آنحضرت کی بشت کی خبر اس کو گھسی مٹی۔ اور آنحضرت کا ہاتھ بھی ایک خط لے کر آیا تھا۔ ہر قل نے کہا کہ اس سے دریافت کر دو کہ وہ رسول جو حضرت کی طرف سے آیا ہے فتنہ شدہ ہے یا نہیں۔ لوگوں نے کہا ہاں فتنہ شدہ ہے۔ ہر قل نے پوچھا اس پیغمبر کی پوری قوم فتنہ کتنی ہے؟ کہا ہاں۔ تب ہر قل نے کہا کہ وہ بادشاہ جس کے بارے میں میں نے نجوم میں دیکھا ہے وہی ہے۔ پھر اس نے روم کے حاکم کو خط لکھا جو علم نجوم میں اسی کے مانند تھا، اور خود شہر محض کی جانب روانہ ہوا۔ وہاں حاکم روم کا جواب اس کو ملا جس میں تحریر تھا کہ تم نے علم نجوم سے جو معلوم کیا ہے وہ صحیح ہے۔ وہ جو ظاہر ہوا ہے بادشاہ بھی ہے پیغمبر بھی ہے۔ ہر قل یہ معلوم کر کے قلعہ محض میں داخل ہوا اور اس کے دروازوں کو بند کر دیا۔ پھر اکابر و علمائے روم کو قلعہ کے باہر طلب کیا اور قلعہ کی مندرجہ بالا پر سے ان سے گفتگو کی اور کہا کہ اسے اہل روم اگر رشد و فلاح و نجات چاہتے ہو تو اس پیغمبر پر

ایمان لاؤ جو عرب میں مبعوث ہوا ہے۔ ان لوگوں نے جب یہ سنا تو وحشیوں کی طرح قلعہ کی جانب دوڑے تاکہ اس کو ہلاک کر دیں۔ لیکن قلعہ کے سب دروازے بند تھے اس لئے واپس چلے گئے۔ ہر قل جب ان کے ایمان لانے سے ناامید ہو گیا تو دوبارہ ان کو طلب کیا اور کہا میں تو تمہارے دین کے بارے میں تمہارا امتحان کرنا چاہتا تھا اب مجھے معلوم ہو گیا کہ تم لوگ اپنے دین میں پختے ہو اور پٹ نہیں سکتے یہ شکر ان لوگوں نے اس کو بجا کیا اور اس سے راضی ہوئے۔

قطب راوندی علیہ الرحمۃ وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ توریت کے سقراقل میں ہے کہ جناب ابراہیمؑ ہر ایک فرشتہ نازل ہوا اور کہا کہ اس پر بارہ سالی میں تمہارے ایک فرزند ہوگا جس کا نام اسحقؑ ہے ابراہیمؑ بولے کاش اس وقت تک اسطویل زندہ رہتا تو مجھ کو تیرے گھر کی خدمت کرتا۔ خدا نے فرمایا کہ تمہاری یہ آرزو برآئے گی اور میں نے تمہاری دعا اسطویل کے بارے میں قبول کی۔ اس کو برکت عطا کروں گا اس کو بڑا اور بزرگ کروں گا اور اس سے بارہ بلند نفوس پیدا ہوں گے اور ان سے بہت سی امتیں بنائیں گی۔ توریت میں دوسرے مقام پر مذکور ہے کہ خداوند عالم نے دن کے کلام اور حجت کو طور سینا کی جانب سے ظاہر فرمایا اور نچنے فرامی ساعیر سے اور ظاہر ہوا کہ وہ قارماں سے سینا ایک پہاڑ ہے جس پر خدا نے حضرت موسیٰؑ سے کلام کیا تھا اور ساعیر شام میں ایک پہاڑ ہے جہاں حضرت موسیٰؑ پیدا ہوئے تھے اور کتب حقوق میں مذکور ہے کہ یمن کی سرزمین سے ایک بزرگ تقدیس کرنے والا کو قارماں پہاڑ کے گائے گا جس سے آسمان کو زینت حاصل ہوگی جو زمین کو نور سے بھر دے گا اور موت اُس کے سامنے چلی پھرتی ہوگی۔ اور کتب حزقیل میں لکھا ہے کہ خدا نے بنی اسرائیل سے خطاب فرمایا کہ میں نے فرزند ابن قیداس کی فرشتوں کے ذریعہ مدد کی ہے اور تمہارے دین کو ان سے پامال کرادوں گا۔ وہ تم کو اپنے دین میں لے لیں گے اور تمہاری حجت و غضب کے سبب تمہاری جانیں قنا کر دیں گے اور جو کچھ تمہاری نسبت میری مرضی ہوگی وہ عمل میں لائیں گے کیونکہ ان کے پاس محمدؐ کو ظاہر کروں گا تاکہ فرزند ابن قیدار اس کی اطاعت کریں۔ وہ ان کے دشمنوں کو قتل کرے گا اور خداوند عالم جنگ بدر و خندق و حنین میں فرشتوں کے ذریعہ اس کی مدد کرے گا۔ اور سفرہ نجم میں لکھا ہے کہ اسے موسیٰؑ بنی اسرائیل کے لئے ان کے بھائیوں میں سے تمہاری طرح ایک پیغمبر مبعوث کروں گا اور اپنا کلام اس کے دین میں قرار دوں گا انکے بھائی اسطویل کی اولاد میں سے ہیں۔ حیوقی اور دانیال کی کتابوں میں مذکور ہے کہ حق تعالیٰ اپنا دین اور اپنی کتاب یمن سے اور اپنی تقدیس کو قارماں سے ظاہر کرے گا تو وہ خدا کی عطا اور احمد کی تعریف سے بچے ہو جائے گا۔ اور سلطوت و صولت کے ساتھ زمین کا مالک ہوگا۔ اس کا نور زمین کو روشنی کر دے گا اور اس کا شکر دیا و صحرا میں بھیلے ہوگا۔ اور کتب شتیاء میں حضرت کی تعریف میں منقول ہے کہ وہ میرا بندہ، میل پسند و برگزیدہ ہے اس پر اپنی روح نازل کروں گا۔ اس کے ذریعہ سے میرا عدلی قوسوں میں ظاہر ہوگا۔ وہ اندھ کو بینا اور بہروں کو بینے والا بنادے گا۔ لہذا وہ لب و لہجہ

تو غم نہ کرے گا۔ اور وہ خدا کا نور ہے جو کبھی زائل نہ ہوگا۔ یہاں تک کہ میری زمین میں میری حجت قائم کرے
 اسی کے ذریعہ سے لوگوں کے مذرو حیلے منقطع ہوں گے۔ اور دوستری جگہ فرمایا ہے کہ اس کی پادشاہی
 کی علامت اس کے شانے پر ہوگی۔ اور دوستری جگہ کتاب شعیان میں سے تحریر ہے کہ مجھ سے کہا گیا کہ اٹھ
 اور دیکھ کیا نظر آتا ہے۔ میں نے کہا دو سو اور نو دیکھ رہا ہوں جو آسمان ہے۔ ایک دہانہ گوش پر ہوا
 ہے دو سراؤں پر۔ اور ایک دوسرے سے کہتا ہے کہ باہل اسے تھیں سمیت گر پڑا۔ اور عاؤد کی
 زہور میں مبطور ہے کہ خداوند اسنت جاری کرنے والے کو مبعوث فرما جو لوگوں کو ہتاد سے کہہ دیتے
 بشر میں خدا نہیں ہیں۔ اور بہت سے مقامات پر آنحضرت کی ملائیں مذکور ہیں۔ اور انجیل میں
 لکھا ہے کہ مسیح نے اپنے حواریوں سے کہا کہ میں جاتا ہوں اور بہت جلد تمہارے پاس فاطیط
 روح حق کے ساتھ آنے والا ہے جو اپنی طرف سے کہہ نہیں کہے گا بلکہ جو کہے گا وہ دہی ہوگی۔ وہ
 میری اور تمہاری گواہی دے گا۔ ہم سب اس کے پاس حاضر ہوں گے وہ ہر امر کی خبر تم کو دے گا۔
 اور حکایت یوحنا میں حضرت مسیح سے منقول ہے کہ فاطیط نہیں آئے گا جب تک میں نہ جاؤں گا۔ وہ
 جب آئے گا تو لوگوں کو گناہوں پر سرزنش کرے گا۔ وہ اپنی طرف سے کہہ دیکھے گا۔ جو کہے گا وہ خدا
 سے سنکر کہے گا۔ اور بہت جلد تمہارے لئے دین حق لانے کا اور تم کو حوادث اور غیب کی باتوں سے
 آگاہ کرے گا۔ دوسری حکایت میں بیان کیا ہے کہ فار قلیط وہ روح حق ہے جس کو خدا میرے نام
 کے ساتھ بھیجے گا۔ وہ ہر چیز تم کو سکھائے گا۔ اور میں خدا سے سوال کرتا ہوں کہ تمہارے پاس دوسرے
 فار قلیط کو بھیجے جو تمہارے ساتھ ابد تک رہے اور تمہیں ہر چیز کی تعلیم دے۔ دوسری حکایت
 میں لکھا ہے کہ تمہارے درمیان سے بشر جاتا ہے اس کے بعد فار قلیط آئے گا اور تمہارے واسطے
 رانوں کو ظاہر کرے گا۔ وہ تمہارے لئے ہر چیز کی تفسیر کرے گا۔ وہ میری رسالت کی تصدیق کریگا
 جس طرح میں اس کی رسالت کی گواہی دیتا ہوں۔ میں تمہارے واسطے مثالیں لایا ہوں وہ ان کی
 تاویل لانے کا۔ دوستری جگہ مذکور ہے کہ جب حضرت یحییٰ کو ظالموں نے قید کیا تا کہ شہید کریں۔
 انہوں نے اپنے شاگردوں کو جناب عیسیٰ کے پاس بھیجا۔ اور کہلایا کہ میں تمہارا انتظار کرتا ہوں کہ
 تم میرے پاس آؤ گے یا کسی اور کا انتظار کروں۔ آپ نے جواب میں کہلایا کہ حق وہ ہیں کے ساتھ کہتا ہوں
 کہ عورتوں میں سے کسی نے یحییٰ سے بہتر کسی کو نہیں جتنا ہے۔ بیشک تو ریت اور پتھروں کی کتاب
 میں درج ہے کہ بعض کے بعد بعض آئے یہاں تک کہ یحییٰ آئے۔ اور اب میں کہتا ہوں اگر جا ہو قبول کرو
 یقیناً میرے بعد آیتا آئے گا۔ تو سننے والے کان جس کے ہیں وہ سننے کے بعد الیا کی جگہ پر ہوگا۔ اور یہ
 تاویل کی ہے کہ الیا سے مراد علی ہیں۔ اور بعضوں نے کہا کہ اس واسطے علی کو کہا کہ امور دین حضرت
 سرور عالم کی حیات میں اوسان کی وفات کے بعد ان پر قرار پائیں گے۔ اور حضرت آدم پر خداوند عالم
 نے جو کچھ دہی فرمائی ان میں سے ایک امر یہ ہے کہ میں خدائے بگمہ یعنی مکہ ہوں۔ وہاں کے رہنے والے
 میرے مساہر ہیں اور اس کی زیارت کرنے والے میرے ہمارے ہیں۔ میں اس مقام کو اہل آسمان سے

آباد کروں گا۔ اور اہل زمین جوق جوق اس کی طرف تکبیر و تلبیس کی آوازیں بلند کرتے ہوئے آئیں گے۔ تو جو شخص صرف میری خوشنودی کے لئے اس کی زیارت کرے گا اس نے گویا میری زیارت کی اور میرے گھر آیا پھر پھر لازم ہے کہ میں اپنی کرامت سے اس کو مخصوص کروں اور اس گھر کو تمہارے فرزندوں میں سے ایک شخص ابراہیمؑ کے ذکر و شرف و زندگی اور پیغمبری کا سبب قرار دوں گا۔ اور اس کے لئے اس گھر کے چھ مٹاؤں گا۔ اور اس کے ہاتھوں سے اس کی عمارت تیار کرادوں گا اور اس کے لئے اُس کا پانی (مزم) اور اس کے لئے حلالِ حرام جاری کروں گا۔ اور اس کے ذریعہ سے مشر حرم لوگوں کو پہنچاؤں گا۔ اور اُس کے گلی کو چوں کو آباد کروں گا یہاں تک کہ تمہارے فرزندوں میں سے وہ پیغمبر آئے جس کا نام محمدؐ ہے اور وہ آخری پیغمبر ہے۔ اور اس کو اس کے گھر کے ساکنوں اور والیوں میں قرار دوں گا۔ آنحضرتؐ کے بھرات میں سے ہے کہ خداوند علم نے آنحضرتؐ کا نام یعنی محمدؐ محفوظ رکھا تھا: کوئی دوسرا حضورؐ سے پہلے اس نام سے موسوم نہیں ہوا۔ اور جو دیکھ لوگوں نے مدتوں ہر زمانہ میں اس صاحب اسم کے بارے میں بشارتیں سنی تھیں۔ چنانچہ سراقہ بن جشم سے منقول ہے کہ میں تین اشخاص کے ساتھ شام کی جانب گیا وہاں ایک چشمہ کے کنارہ ہم نے قیام کیا جس کے چاروں طرف چند درخت تھے، سی کے نزدیک ایک نصرانی کا دیر تھا۔ نصرانی نے اپنے دیر سے دیکھا اور پوچھا تم لوگ کون ہو۔ ہم نے کہا کہ ہم قبیلہ مضر سے ہیں۔ اس نے پوچھا کس مضر سے؟ ہم نے کہا حنف کے مضر سے اس نے کہا بہت جلد تم میں ایک پیغمبر مبعوث ہوگا جس کا نام محمدؐ ہے اللہ علیہ السلام ہوگا۔ جب ہم لوگ اپنے گھروں کو واپس آئے ہم میں سے ہر ایک کے یہاں لڑکا پیدا ہوا اور سب نے محمدؐ نام رکھا۔ دوسری روایت میں منقول ہے کہ کفار قریش نے انصون الحرم اور علقہ بن ابی معیط کو مدینہ بھیجا تاکہ آنحضرتؐ کی نبوت معلوم کریں۔ انہوں نے مدینہ پہنچ کر علیؑ یہود سے دریافت کیا انہوں نے حضرتؐ کے اوصاف دریافت کیئے انہوں نے بیان کیئے۔ پھر پوچھا کہ اس کی متابعت تمہاری قوم کے کن لوگوں نے کی؟ وہ بولے غیروں اور کزدوروں نے کی ہے تو ان میں سے ایک عالم نے چلا کر کہا کہ وہ پیغمبر ہے جس کی تعریف ہم نے تو ریت میں پڑھی ہے۔ اس کی قوم کے لوگ اس کی دشمنی میں سب سے زیادہ ہوں گے۔

ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ طلحہ بصرہ کے بازار میں ایک راہب کے پاس بیٹھے۔ راہب نے اُن سے پوچھا کہ آیا احمدؑ مبعوث ہوئے ہیں؟ اسی مہینہ میں ان کو ظاہر ہونا چاہیئے۔ اور تم کلانِ حیر کی نے عبد الرحمن بن عوف سے کہا کیا تم چاہتے ہو کہ تم کو ایک خوشخبری دوں جو تمہاری تجارت سے بہتر ہے؟ یقیناً حق تعالیٰ نے گزشتہ ماہ ایک پیغمبر کو مبعوث فرمایا ہے اس نے اس پر ایک کتاب نازل کی جو وہ نبیوں کی پرستش سے منع کرتا ہے اور اسلام کی دعوت دیتا ہے۔ جلد واپس جاؤ۔ پھر ایک خط حضرتؐ کی خدمت میں لکھا جس میں چنداشارہ تحریر تھی جس کا مضمون یہ ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں اس خدا کی جو مٹائے گا پروردگار ہے اور آپؐ بطحا میں مبعوث ہوئے ہیں لہذا اپنے خدا سے میری شفاعت کیجئے گا۔ عبد الرحمن جب آنحضرتؐ کی خدمت میں پہنچے تو آپؐ نے پوچھا کیا تم میرے لئے کسی کی امانت دے

وہ نے جو عبدالرحمنؓ نے عرض کی ہاں لایا ہوں۔ پھر وہ خط اودھام حضرتؐ کو پہنچایا۔ اودھام اوس بن حارث ابن ثعلبہ نے آنحضرتؐ کی بعثت سے تین سو سال پہلے آپ کے مبعوث ہونے کی خبر دی اور بشارتیں عیال کو وصیت کی کہ آنحضرتؐ کی متابعت کریں۔ اودھام نے اس کے حق میں فرمایا کہ خدا رحمت فرمائے اس پر کہ وہ دین خفیہ پر مرے، اودھام جاہلیت میں انہوں نے میری نصرت کی مرغیب دی تھی۔ سلیم ابن قیس ہلالی نے اپنی کتاب میں روایت کی ہے کہ حضرت امیر المومنین صلوات اللہ علیہ کیساتھ جب ہم صفین سے واپس آرہے تھے تو ایک نصرانی کے دیر کے پاس حضرتؐ نے قیام فرمایا۔ اس دیر سے ایک خوشرو اور نیک سیرت بوڑھا مرد آنکلا۔ اس کے ہاتھ میں ایک خط تھا، وہ حضرتؐ کی خدمت میں آیا اور سلام کیا، حضرتؐ نے جواب سلام دے کر فرمایا میرے بھائی شمعون بن عمون تمہارا کیا حال ہے خدا تم پر رحمت کرے۔ اس نے کہا اے مومنین کے امیر اور مسلمانوں کے سردار اور رسولؐ خدا کے وحی میں بخیریت ہوں۔ بیشک میں حضرت عیسیٰؑ کے سب سے بہتر حواری جناب شمعون بن یوحنا کی نسل سے ہوں جو ان کے بارہ حواریوں میں سب سے زیادہ محبوب تھے جناب یحییٰؑ نے انکو کتابیں اور اپنا علم و حکمت سپرد فرمایا تھا اور ہمیشہ انہی کی اولاد اور اہلبیت میں وہ علم جاری رہا، اور وہ سب حضرت یحییٰؑ کے دین سے متمسک رہے ہیں۔ نہ کافر ہوئے اور نہ دین میں کوئی تغیر و تبدل کیا اور وہ کتابیں میرے پاس ہیں جنکو جناب یحییٰؑ بیان کرتے رہے اور میرے جد شمعون لکھتے رہے۔ ان کتابوں میں عیسیٰؑ کے بعد کے بادشاہوں کے حالات لکھے ہوئے ہیں یہاں تک کہ تحریر ہے کہ فرزند ابن اسحاقؑ پسر ابراہیمؑ میں سے ایک مرد سرزمین عرب سے ظاہر ہوگا جسکو تمہارا کہتے ہونگے۔ وہ مکہ کا ایک شہر ہوگا اور اس مرد بزرگ کا نام احمدؑ ہوگا جس کی آنکھیں کشادہ، اور ہوسستہ ہونگے وہ صاحب نادر و حماد و صفا و تاج ہوگا۔ اس کے بارہ نام ہوں گے۔ اس کے بعد اس نے آنحضرتؐ کی ولادت و بعثت کا تذکرہ کیا اور ان لوگوں کا ذکر کیا جو حضرتؐ کی مسدود کرینگے اور جو لوگ حضرتؐ سے جنگ کریں گے۔ اور ان کی مدت حیات اور جو کچھ ان کے بعد انکی امت میں حضرت یحییٰؑ کے آسمان سے نازل ہونے تک واقع ہوگا بیان کیا۔ اور ان کتابوں میں اولاد ابن اسحاقؑ کے ان تیرہ نفوس کے نام تحریر ہیں جو ان کے بعد خدا کے نزدیک بہترین خلق اور محبوبین خلق ہوں گے۔ غلام عالم ان کے دوستوں کو دوست اور دشمنوں کو دشمن رکھے گا۔ جو انکی اطاعت کرے گا ہدایت پائے گا جو مخالفت کرے گا گمراہ ہوگا۔ ان کی اطاعت خدا کی اطاعت ہوگی اور ان کی مخالفت خدا کی مخالفت ہوگی۔ اور ان انھاس قدسیدہ کے نام و نسب اور صفات لکھے ہوئے ہیں اور یہ کہ ان میں سے کون کتنی مدت تک زندہ رہے گا کون ظاہر ہوگا اور کون قیامت میں رہے گا یہاں تک کہ اس پر حضرت یحییٰؑ نازل ہوں گے اور ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ وہ یحییٰؑ سے نماز پڑھانے کو کہے گا۔ جناب یحییٰؑ جواب دیں گے کہ آپ لوگ امام ہیں کسی کے لئے سزاوارد نہیں ہے کہ آپ پر سبقت کرے۔ پھر وہ آگے ہوگا اور یحییٰؑ لوگوں کے ساتھ اس کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ ان میں پہلا شخص

سب سے بہتر اور بلند تر ہوگا۔ اس کا اجر ان سب کے اجر کے برابر ہوگا۔ اور جو لوگ اس کی اطاعت کریں گے اور ہدایت حاصل کریں گے ان کا ثواب بھی عظیم ہوگا۔ اس کا نام احمد ہوگا۔ وہ خدا کا پیغمبر ہوگا۔ اس کے دوسرے نام محمدؐ، دیاسین و فتاح و ختام و عاشق و عاقب و حاجی و قائد بھی ہوں گے۔ وہ خدا کا رسولؐ، حبیب اور امین ہوگا۔ خدا اس سے اپنی رحمت کے ساتھ کلام کرے گا۔ جہاں خدا کا ذکر ہوگا، اس کا بھی ذکر ہوگا۔ وہ خلق میں سب سے بلند مرتبہ اور خدا کے نزدیک سب سے محبوب ہوگا۔ اور خدا نے کسی ملک، مقرب یا ولی کو اس کو خلق نہیں کیا، جو اس سے بہتر اور خدا کے نزدیک محبوب تر ہو اور خدا اس کو قیامت کے روز اپنے عرش پر بٹھائے گا اور اس کی شفاعت قبول کرے گا جس کے بارے میں وہ شفاعت کرے گا۔ اس کے نام کے ساتھ قلم لوح پر دعاں ہوا۔ اور اس کے بعد اس کے وصی کی فضیلت ہے جو اس کا علیہ دار ہوگا قیامت میں اور اس کا وصی، وزیر اور خلیفہ ہوگا اس کی اُمت میں اور وہ اس کے بعد خدا کے نزدیک محبوب ترین خلق ہوگا اس کا نام علی بن ابی طالب ہے۔ پیغمبر کے بعد وہ ہر مومن کا حاکم و سرپرست ہے۔ اس کے بعد محمدؐ کی اولاد میں سے گیارہ امام ہوں گے اور اس کے دو فرزند ہارون کے دو فرزندوں شبر و شبر کے ہمنام ہوں گے۔ اور اس کے چھوٹے فرزند کی نسل سے نو امام ہوں گے۔ ان کا آخری فرزند وہ ہوگا جس کے پیچھے عیسائے نماز پڑھیں گے اور ان کتابوں میں ان سب کے نام درج ہیں جو بادشاہ ہوں گے اور جو پویشیدہ رہیں گے۔ ان میں سے جو سب سے پہلے ظاہر ہوگا وہ تمام شہروں کو عدل و انصاف سے بھر دے گا وہ مشرق و مغرب کا مالک ہوگا پہنچے گا کہ وہ تمام دین پر غالب آئے گا۔ پھر جب تمہارے پیغمبرؐ مسوٹ ہوئے میرے والد زندہ تھے انہوں نے ان کی تصدیق کی انہیں ایمان آئے۔ اس وقت وہ بہت بوڑھے ہو چکے تھے اور بٹنے کی طاقت نہ تھی۔ جب انکی وفات کا زمانہ آیا مجھ کو وصیت کی کہ پیغمبر کے وصی اور خلیفہ جن کا نام اور وصف ان کتابوں میں درج ہے تین خلفائے فاضل کے بعد ہوں گے ان خلفائے نام و صفات اور القاب ان کتابوں میں تحریر ہیں جو ان نے حق کو نصب کریں گے وہ اس مقام پر آئیں گے تو اسے فرزند تو ان کی خدمت میں حاضر ہوتا اور انہیں ایمان لانا اور ان سے بیعت کرنا اور ان کے دشمنوں سے جہاد کرنا کیونکہ ان کا جہاد پیغمبر کا جہاد ہے۔ ان کا دوست پیغمبر کا دوست ہے اور ان کا دشمن پیغمبر کا دشمن ہے۔ اور ان کتابوں میں ان خلفائے فضول کے نام ہیں جو قریش سے ہوں گے اور آنحضرتؐ کے اہلبیت سے دشمنی کریں گے۔ ناحق و عویدار ہوں گے۔ ان کو اپنے حق سے محروم کریں گے اور ان سے تبرا کریں گے۔ ان کو ڈمائیں گے ان میں سے ہر ایک کے نام و صفات اور ہر ایک کی بادشاہی کی مدت اور جو سکا وہ آپ کی اولاد سے کریں گے سب خیر ہے۔ اسے امیر المؤمنین لہنا ہاتھ نکالئے تاکہ میں آپ سے بیعت کروں۔ میں خدا کی وحدانیت اور پیغمبرؐ کی رسالت کی گواہی دیتا ہوں اور یہ کہ آپ اللہ کے خلیفہ اور وصی ہیں اور خدا کی مخلوق پر نگاہ اور زمین پر اس کی حجت ہیں۔ اور گواہی دیتا ہوں کہ اسلام خدا کا دین ہے اور میری اسلام کے سوا ہر ایک دین سے بیزار ہوں کیونکہ وہ دین وہ ہے جسے خدا نے

ایرلو منہن عوجا کے مصنفین کا نام یہ ایک ایسے لوگ ہیں کہ ان کی ہر کتاب کا نام ایک نیا ہیرو ہے۔

اپنے لیے پسند کیا ہے اور اپنے دوستوں کے واسطے اختیار کیا ہے۔ وہی عیسیٰ بن مریم کا اور تمام پیغمبروں کا دین ہے۔ میرے آباؤ اجداد سب اسی دین پر تھے۔ اور میں نے آپ کی ولایت اور آپ کے دوستوں کی محبت اختیار کی اور آپ کے دشمنوں سے بیزار ہوں اور آپ کے فرزندوں کی امامت کا اقرار کرتا ہوں اور ان کے دشمنوں اور مخالفوں سے بیزاری اختیار کرتا ہوں اور ان سے جو ان کے حق کا دھوئے کیوں اور ان پر ظلم کریں۔ وہ ان کے لوگوں میں سے ہوں یا بعد والوں میں سے۔ پھر اس نے آنحضرتؐ کا ہاتھ پکڑ کر آپ سے بیعت کی۔ حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ اپنا خط لکھے جس کو جو اپنے ایک صاحب کو اس راہب کے ساتھ جانے کو فرمایا اور کہا کہ ایک مترجم کو ساتھ لے جاؤ جو اس خط کا عربی میں ترجمہ کرے اور لکھ لے جب وہ مترجم اس خط کو حضرتؑ کی خدمت میں لایا حضرتؑ نے امام حسنؑ سے فرمایا کہ وہ کتاب لاؤ جس کو میں نے تم کو پہلے دیا تھا۔ امام حسنؑ وہ کتاب لے کر امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ پڑھو اس کو میں نے لکھا ہے: پیغمبر خداؐ بولتے جاتے تھے۔ اور اُس شخص سے فرمایا کہ اُس خط کو دیکھئے جس کا ترجمہ کیا گیا ہے۔ مقابلہ کیا گیا تو ایک حرف کا فرق نہ تھا۔ گویا کہ ایک شخص نے بولا اور دوسرے شخصوں نے لکھا ہے۔ امیر المومنینؑ پھر حمد شائے الہی بجالائے اور فرمایا کہ میں اُس خدا کا شکر کرتا ہوں جو اگر چاہتا اور مصلحت سمجھتا تو اس بات پر قادر تھا کہ اس امت میں اختلاف نہ ہونے دیتا۔ اور میں شکر کرتا ہوں اُس خدا کا جس نے میل و کرگوشہ کتابوں میں ترک نہیں کیا اور میرے نام کو اپنے اور اپنے دوستوں کے نزدیک بلند کیا ہے۔ یہ دیکھ کر حضرتؑ کے شیعہ جو موجود تھے بہت مسرور ہوئے اور یہ اہل ان کی شکر گزاری اور ایمان کی لیادتی کا سبب ہوا

لے مؤلف فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ کی ولادت و بعثت کی بشارتیں حد حساب سے زیادہ ہیں ان میں سے بہت ساری سندوں میں ہیں اور دوسری تمام جلدوں میں مذکور ہو چکی ہیں ان شاء اللہ تعالیٰ

تیسرا باب

حضرت سید البشر کی ولادت باسعادت کی تاریخ اور آپ کے عجیب معجزات جو اس وقت ظاہر ہوئے

جانتا چاہئے کہ علمائے امامیہ کا اس پر اجماع ہو چکا ہے کہ آپ کی ولادت باسعادت سترھویں ماہ ربیع الاول کو ہوئی اور دوسرے لوگ بامناہیں ربیع الاول جانتے ہیں اور انہی میں سے بعض آٹھ یا دس ربیع الاول کے قائل ہیں اور ان میں سے شافعیوں اور مالکیوں میں رکھتے ہیں۔ اور محمد بن یعقوب کلینی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ حضرت کی ولادت جب ہوئی تو ماہ ربیع الاول کی بارہ راتیں گزری تھیں جس کا دن اور رات آٹھ سال کا وقت تھا جس سال خانہ کعبہ کو برباد کرنے کا قصد کیا گیا تھا اور وہ سنکرمندوں کے ذریعہ ہلاک ہوئے تھے۔ اور دوسری روایت میں طلوع فجر کا وقت تھا بخت سے چالیس سال پہلے۔ حضرت کی والدہ امام تشریف میں درمیانی حجرہ کے مقام پر عبداللہ بن عبدالطلب کے گھر حاطہ ہوئیں اور حضرت کی ولادت مکہ معظمہ میں شعب ابی طالب میں محمد بن یوسف کے مکان میں دہنی جانب کے حجرہ میں واقع ہوئی اور ہارون رشید کی ماں خیران نے اس حجرہ کو مکان سے باہر نکال کر مسجد بنادیا جس میں لوگ نماز پڑھتے ہیں۔ گویا کلینی نے ولادت حضرت کے عین میں تفسیر کیا اور غیروں کے درمیان شہرت کے موافق بیان فرمایا ہے۔ صاحب کتاب حد قویہ نے کہا ہے کہ حضور کی ولادت سترھویں ماہ ربیع الاول روز جمعہ طلوع صبح کے وقت اصحاب قبل کے ہلاک ہونے کے بعد پانچواں سال بعد یا تیس سال بعد واقع ہوئی۔ بعض کہتے ہیں کہ اسی روز اولیٰ ماہ شہریہ ہے کہ اسی سال واقع ہوئی۔ اور عامہ کہتے ہیں کہ روزہ شعبہ کو حضرت پیدا ہوئے اور نو شیرواں کی بادشاہی کے سات سال باقی تھے۔ بعض کا قول ہے کہ ہرمز بن نو شیرواں کی بادشاہی کے ستاد میں آنحضرت کی ولادت ہوئی۔ طبری کا قول ہے کہ نو شیرواں کی حکومت کے بیالیس سال گزرے تھے۔ اس قول کی مؤید روایت ہے جو آنحضرت نے فرمایا کہ میں بادشاہ عادل کے زمانہ میں پیدا ہوا۔ بیان کرتے ہیں کہ شباط ربیع کی بیس اور بعض کا قول ہے کہ پہلی یا بیس یا اٹھائیس تاریخ شباط ربیع کی تھی اصابل فارس کے چینیے دسے کی سترھویں تاریخ تھی اور منزل قمر سے ستارہ مغرب طالع تھا، اور ابو مسر کا بیان

ہے کہ آنحضرتؐ کی ولادت کا طالع جدی بیسویں درجہ میں تھا اور زحل و مشتری بُرج عقرب میں تھے مریخ اپنے خانہ میں بُرج حمل میں تھا اور شمس بُرج ثور میں تھا اور نہ ہر شرف میں ہر برج حوت میں تھا اور عطارد بھی حوت میں تھا۔ چاند بھی پہلے میزان میں اور راسخ جوزا میں تھا اور زنب قوس میں۔ اور حضرتؐ اپنے مکان میں پیدا ہوئے بعد میں وہ مکان عقیل بن ابی طالب کو دے دیا۔ عقیل نے اس کو محمد بن یوسف حلاج کے بھائی کے ہاتھ فروخت کر دیا اُس نے اس کو اپنے مکان میں شامل کر لیا۔ ۲۰ روئے کا زمانہ آیا تو اس کی ماں خیراں نے راسخ کو محمد بن یوسف کے مکان سے الگ کر کے مسجد بنا دیا اور ایک اُسی حال پر باقی ہے اور لوگ اس کی زیارت کو جاتے ہیں اور امین بابوینے بیان کیا ہے کہ آنحضرتؐ کی والدہ اٹھارہویں ماہ جمادی الآخر شب جمعہ کو عالمہ ہوئیں۔ پھر بسند مستبر حضرت ابو طالب سے روایت کی ہے کہ عبدالطلب نے فرمایا کہ میں ایک رات حجر اسماعیل میں سویا ہوا تھا ناگاہ میں نے ایک عجیب خواب دیکھا۔ صبح کو بیدار ہوا تو مجھے راہ میں ایک کاہن نے دیکھا کہ میں کانپ رہا تھا اور میرے سر کے بال میرے کاندھے پر پڑے ہوئے مل رہے تھے۔ اس نے مجھ میں تیز مشاہدہ کیا تو پوچھا کہ بزرگ عرب کو کیا امر درپیش ہوا کہ اس کا رنگ ایسا متغیر ہو گیا ہے۔ کیا کوئی حادثہ واقع ہوا ہے؟ میں نے کہا آج میں حجر اسماعیل میں سویا ہوا تھا خواب دیکھا کہ ایک درخت میرے پشت سے روئیدہ ہوا اور اس قدر بڑھا کہ آسمان تک بلند ہو گیا اور اس کی شاخیں مشرق و مغرب میں جا پہنچیں۔ اور اس درخت سے ایک ٹور نکلا جو آفتاب نور سے ستر گنا زیادہ تھا اور عرب و عجم اس درخت کو سجدہ کر رہے تھے۔ اس کا نور اور اس کی بلندی ہر آن بڑھتی جاتی تھی۔ قریش کی ایک جماعت جاہلی تھی کہ اس درخت کو اکھاڑ دیں، جب اس کے پاس جانا چاہتے تھے ایک جوان نہایت پاکیزہ صورت عمدہ لباس پہنتے ہوئے ان کو پکارتا اور ان کی پشت توڑ دیتا، اور ان کی آنکھیں لکال دیتا تھا۔ میں نے پتا لیا کہ بلند کر کے چاہا کہ اس کی ایک شاخ توڑ لیں تو اس جوان نے مجھ کو آواز دی کہ اس میں آپ کا حصہ نہیں ہے۔ میں نے کہا درخت تو میرا ہے اور میرا ہی حصہ اس میں نہیں۔ اس نے کہا اس میں ان لوگوں کا حصہ ہے جو اس درخت سے پلٹے ہوئے ہیں۔ یہ خواب دیکھ کر میں خوفزدہ بیدار ہوا۔ جب اس کاہن نے یہ خواب سنا اس کا رنگ تبدیل ہو گیا۔ بولا کہ اگر آپ سچ کہتے ہیں تو آپ کی صلب سے ایک لڑکا پیدا ہوگا جو مشرق و مغرب کا مالک ہوگا اور پیغمبر ہوگا۔ تو عبدالطلب نے ابو طالب سے کہا کہ وہ جوان جو اس کی مدد کر رہا تھا کوشش کرو کہ تم ہو۔ لہذا ابو طالب ہمیشہ آنحضرتؐ کی نبوت کے بعد اس خواب کا تذکرہ کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ واللہ وہ درخت ابو طالب کا سم این گئے لے

ایں شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ جب مامون پر حکیم ابنو خور کا کل علم نجوم میں کمال ظاہر ہوا تو ایک روز اس سے کہا کہ تو باوجود اس علم و دانائی کے ہمارے پیغمبر پر ایمان کیوں نہیں لاتا

لے مؤلف فرماتے ہیں کہ اُس جوان سے مراد امیر المؤمنینؑ ہوں گے ۔

بہت سے کہا میں اس پر کوئی کر ایمان لا سکتا ہوں حالانکہ اُن کا دروغ جو ہر ثابت ہو چکا ہے کیونکہ وہ اپنے طالع میں پیدا ہوئے ہیں جس میں کوئی دینہ نہیں ہو سکتا۔ حکیموں میں سے ایک شخص موجود تھا اُس نے کہا میں اُس کے طالع سے واقف ہوں کہ وہ راستگو ہیں کیونکہ ٹھکانے اتفاق کیا ہے کہ اُن کا طالع مشتری۔ عطارد۔ زہرہ اور مریخ ہے اور جو اس طالع میں پیدا ہوتا ہے اُس کو اسی وقت مریخ جانا چاہیے اگر زندہ نہ جمی جائے تو ساتویں روز مر جائے گا لیکن وہ پیغمبر اسی ساعت میں پیدا ہوئے اور تریستھ سال زندہ رہے اور یہ بھی اُس کے بھروسوں میں سے ہے کہ وہ مسلمان ہو گیا اور مامون نے اُس کا نام بنو زکوانہ یعنی ہاشمہ اللہ رکھا۔ غرض نظر مشتری علم و حکمت و زیرکی و ریاست وغیرہ کی علامت ہے اور نظر عطارد لطافت و ظرافت و ملاحیت و فصاحت و صلوٰۃ کی علامت ہے اور زہرہ کی تاثیر صباحت و خوش مزاجی و بشارت و حسن و طیب و جمال وغیرہ کی علامت ہے اور مریخ شہادت و قہر و غلبہ و قتال کی نشانی ہے لہذا آنحضرتؐ میں خدا نے تمام کمیلتوں کو جمع کر دیا تھا۔ اور بعض مہجوں نے بیان کیا ہے کہ پیغمبروں کا طالع سنبلہ و میزان ہے اور آنحضرتؐ کا طالع میزان تھا۔ اور کہتے ہیں کہ حضرت کا طالع سماک راجح تھا۔

بہت معتبر ابن بابویہ نے عبد اللہ بن عباس سے روایت کی ہے کہ میرے والد عبد اللہ نے بیان کیا ہے کہ جب میرے بھائی عبد اللہ پیدا ہوئے اُن کے چہرہ پر آفتاب کے نور کی طرح ایک نور تھا تو میرے والد بزرگوار عبد المطلبؑ نے فرمایا کہ میرے اس فرزند کی شان بلند ہوگی۔ پھر میں نے ایک شب خواب میں دیکھا کہ عبد اللہ کی ناک سے ایک سفید پرندہ نکلا اور پرواز کر کے مشرق و مغرب تک پہنچا۔ پھر واپس آکر ہام کھڑ پر بیٹھا۔ اُس وقت قریش کے تمام لوگوں نے اس کو سجدہ کیا اور حیرت سے اس کو دیکھنے لگے ناگاہ ایک روشنی ہوئی جو آسمان و زمین اور مشرق و مغرب پر چھا گئی۔ میں بیدار ہوا تو ایک کابند سے دریافت کیا جو بتی حضورؐ سے تھی اس نے کہا اے عباس اگر تمہارا خواب سچا ہے تو عبد اللہ کے صلب سے ایک لڑکا پیدا ہوگا جس کے تابع اہل مشرق و مغرب ہوں گے۔ عباس کہتے ہیں کہ اس کے بعد سے ہمیشہ میں عبد اللہ کے لئے زہرہ کی فکر میں تھا تا آنکہ آمنہ سے ان کا عقد ہوا۔ وہ زمان قریش میں سب سے زیادہ حسین و جمیل تھیں۔ جب حضرت عبد اللہ کا انتقال ہو گیا تو رسالتؐ پیدا ہوئے۔ میں نے ان کی غذا لکھوں کہ درمیان ایک نور لامع دیکھا میں نے ان کو گود میں لیا تو ان کے جسم سے بونے مشک آ رہی تھی اور میں نافہ مشک کے مانند محط ہو گیا۔ آمنہ نے مجھ سے کہا کہ جب مجھے وہ نہ شروع ہوا میں نے اپنے گھر میں بہت سی آوازیں سنیں جو آدمیوں کے آوازوں سے مشابہ نہ تھیں پھر میں نے سندس پرشت کا ایک کلمہ دیکھا جو باقوت کے چہرے میں لگا ہوا تھا جس نے زمین و آسمان کو لپک کر دیا تھا اور ایک نور آنحضرتؐ کے سر سے جلتا تھا جس نے آسمان کو روشن کر رکھا تھا اُس میں میں نے شام کے قصر دیکھے جو نور کی زیادتی کے سبب آگ کے شعلے معلوم ہو رہے تھے اور اپنے چاروں طرف اسفود کے مانند پرندے دیکھے جو میرے گرد

اپنے ہانڈوں کو کھولے، مہلے تھے اور شیر اسدیہ کو دیکھا جو گزرتا ہوا کہہ رہا تھا کہ اے آمنہ کا ہنوں اور ہنوں کو تمہارے فرزندوں سے کیا کیا دیکھتا نصیب ہوگا۔ پھر میں نے ایک بلند قامت جوان کو دیکھا جو سب سے زیادہ خوبصورت تھا اور بہترین لباس پہنے ہوئے تھا میں نے سمجھا کہ وہ بلند المطلب ہیں وہ میرے پاس آئے اور میرے فرزند کو گود میں لے کر آیا لعابِ دہن اُس کے منہ میں دیا ان کے ساتھ ایک سونے کا طشت تھا جو زردی سے مرصع تھا اور سونے کی گنگھی بھی تھی۔ انہوں نے میرے بچہ کا شکم چاک کیا اور اُس کا دل نکالا پھر اُس کو چاک کر کے ایک سیادہ نقطہ نکال کر پھینک دیا پھر حیرت منہز کی ایک تھیلی نکالی اور اس تھیلی میں سے ایک طرح کی سفید گھاس نکالی اور اس کو دل میں بھر دیا اور دل کو اپنے مقام پر رکھ کر شکم مبارک پر راتہ پھیرا اور حضرتؐ سے باتیں کیں آپ نے ان کے جوابات دیئے۔ میں نے ان باتیں نہ سمجھ سکی سوائے اس قدر کہ انہوں نے کہا خدا کے حفظ و امان و حمایت میں رہو یقیناً میں نے تمہارے دل کو ایمان و علم و یقین و شجاعت سے بھر دیا۔ تم بہترین خلق ہو خوش حال اسکا جو تمہاری متابعت کرے اور وائے ہو اس پر جو تمہاری مخالفت کرے۔ پھر دوسری تھیلی نکالی جو حریر سفید کی تھی۔ اس میں سے ایک انگوٹھی نکالی اور حضرتؐ کے دونوں شانوں کے درمیان ٹھہر کی جس کا نقش ابھرا یا اور کہا میرے پروردگار نے حکم دیا ہے کہ تمہارے سینہ میں روحِ قدس پھونک دوں۔ غرض انہوں نے روحِ آنحضرتؐ کے جسم میں پھونکی اور ایک پیرا ہن ان کو پہنایا اور کہا کہ یہ دنیا میں تمہارے لئے تمام آفتوں سے امان ہے۔ اے عباس یہ وہ امور تھے جنکو میں نے اپنی انگلیوں سے دیکھا۔ عباس کہتے ہیں کہ میں نے حضرتؐ کے شانوں کو کھولا اور ٹھہر کے نقش کو بڑھا اور ہمیشہ یہ باتیں پوشیدہ رکھتا تھا یہاں تک کہ میں بھول گیا۔ اور جب مشرف باسلام ہوا تو حضرتؐ نے خود مجھ کو یاد دلایا۔

مسندِ مقبرہ حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہے اہل بیت علیہم السلام ساتویں آسمان تک جایا کرتا تھا اور اخبارِ سادی سُنا کرتا تھا۔ جب حضرتؑ بیٹھے پیدا ہوئے اُس کو تین آسمانوں تک جہان کی ممانعت کر دی گئی۔ لیکن چونکہ آسمان تک جایا کرتا تھا جب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے اس کو تمام آسمانوں سے روک دیا گیا اور شیطانوں کو تیرہائے شہاب سے مار کر بھگایا جانے لگا تو قریش نے دیکھ کر کہا کہ دنیا ختم ہونے اور قیامت آنے کا وقت آگیا جیسا کہ ہم نے سنا ہے جو اہل کتاب ذکر کیا کرتے تھے۔ مروین امیر جو اہل جاہلیت میں سب سے زیادہ صاحبِ علم اور جاننے والا تھا بولا کہ وہ مشہور ستارے جن سے لوگوں کو گرمی و سردی کے زمانہ کا پتہ چلتا ہے اگر ان میں سے ایک ستارہ ٹوٹ کر گر پڑے تو بھٹنا چاہیے کہ تمام مخلوق کے ہلاک ہونے کا وقت آگیا اور اگر وہ ستارے اپنے مقام پر برقرار ہوں اور دوسرے ظاہریوں تو کسی عجیب و غریب امر کے ظاہر ہونے کی علامت ہے جس بوزِ صبح کو آنحضرتؐ پیدا ہوئے دنیا میں جہاں جہاں بُت تھے منہ کے بل زمین پر گر پڑے اور کسے بادشاہ و عجم کے محل کو زلزلہ ہوا اور اس کے چودہ لکھ گرجے گر پڑے۔

اور دنیا نے سادہ جس کو پوچھتے تھے خشک ہو گیا اور نہ تھا جل تھا جل تھا
 ہو گیا اور آتش کدہ فارس جو ہزار سال سے روشن تھا اور کبھی خاموش نہیں ہوا تھا بالکل بجھ گیا
 اسی رات طمانے موس نے جوڑے علم والے تھے خوب میں دیکھا کہ چند اونٹ سیسی عربی گھوڑوں کو
 کھینچتے ہوئے دنیا نے وجہ سے گزرے ادا کی کے شہروں میں داخل ہو گئے اور طاق کسرے دریا
 سے ٹوٹ کر دو حصہ ہو گیا ہے اور وجہ کا پانی اس کے محل میں جاری ہے اور اسی رات ایک نور
 حجاز کے چاروں طرف سے ظاہر ہوا اور تمام عالم میں پھیل گیا اور ہر بادشاہ کے تخت اُس کی صبح کو منور
 ہو گئے تھے اور تمام بادشاہ گونگے ہو گئے تھے اور بات نہیں کر سکتے تھے۔ اور کائناتوں کا علم زائل ہو گیا
 تھا اور ساحلوں کا سحر باطل ہو گیا اور ہر کائنات کے ہزاروں کے درمیان جدائی ہو گئی اور قریش
 تمام عرب میں بزرگ مانے گئے۔ لوگ انکو آل خدا کہنے لگے کیونکہ وہ خاندان خدا کے ہمسایہ تھے۔ آمنت
 فرمائی کہ جب آپ پیدا ہوئے اپنے ہاتھوں کو زمین پر رکھا اور سر آسمان کی جانب بلند کیا اور چاروں
 طرف نظر کی آپ کے جسم سے ایک نور ساطع ہوا جس نے تمام چیزوں کو روشنی کر دیا۔ اس کی روشنی
 میں میں نے شام کے محل دیکھے اور اسی روشنی کے درمیان میں نے ایک آواز سنی کوئی کہہ رہا تھا کہ
 بہترین خلق پیدا ہوا اس کا نام محمد رکھو۔ جب آنحضرت کو عبدالمطلب کے پاس لائے آپ نے اُن کو
 گود میں لے کر فرمایا کہ میں اُس خدا کا شکر و حمد کرتا ہوں جس نے مجھے ایسا خوشنود و فرزند عطا فرمایا
 جو گھبراہ میں تمام اطفال پر سیادت و بزرگی رکھتا ہے۔ پھر اُن کو ارکان کعبہ کے آسمان کی تعویذ پہنائی اور
 حضرت کے فضائل میں چند اشارہ نظم کیے۔ اس وقت شیطان نے اپنی اولاد کو آواز دی وہ سب اس کے
 پاس جمع ہوئے۔ اور پوچھا کس امر نے تم کو مضطرب و پریشان کیا ہے۔ اُس نے کہا تمہارے ہو
 شروع رات سے اس وقت تک زمین و آسمان میں تغیر دیکھ رہا ہوں ضرور کوئی بہت بڑا حادثہ زمین
 میں واقع ہوا ہے۔ کیونکہ جب سے آسمان پر جناب عیسیٰ گئے ہیں آج تک ایسا تغیر نہیں دیکھا تھا۔
 لہذا جاؤ اور جستجو کرو کہ کیا حادثہ رونما ہوا ہے۔ یہ سنکر وہ سب منتشر ہو گئے۔ پھر واپس آکر کہا اہمکو
 کو کوئی بات نہیں معلوم ہوئی۔ اس ملعون نے کہا کہ اس امر کا معلوم کرنا میرا کام ہے۔ پھر وہ ملعون بھا
 ہوا۔ اور تمام دنیا میں گشت کرتا ہوا کعبہ کے پاس پہنچا۔ دیکھا کہ فرشتے اس کے چاروں طرف جمع ہیں۔
 اس نے بھی کعبہ کے اندر داخل ہونا چاہا۔ فرشتوں نے لٹکارا کہ اے ملعون واپس جا۔ وہ وہاں سے بھاگا
 پھوٹا ہو کر بخشک کے ماتم بن گیا۔ اور کوہ حرا کی جانب سے داخل ہوا۔ جناب جبرائیل نے ڈانٹ کر
 کہا نکل جا۔ اُس نے کہا اے جبرائیل میں اتنا بتا دو کہ آج رات زمین پر کونسا امر واقع ہوا ہے۔ جبرائیل
 نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آج رات پیدا ہوئے ہیں۔ پوچھا کیا مجھے بھی اُن سے کچھ فائدہ ہوگا
 فرمایا نہیں۔ اس نے کہا کیا ان کی کرامت میں میرا کچھ حصہ ہے؟ فرمایا ہاں۔ اس وقت قد بولا کہ میں باطنی
 ہوں۔

دوسری حدیث میں روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

علیہ وآلہ وسلم کے حل سے عالم ہوئی تھی میں حمل کے کچھ آثار ظاہر نہ ہوئے اور وہ کیفیتیں جو قول کو عام طور سے حمل میں درہیشس ہوتی ہیں مجھ کو نہیں ہوئیں۔ میں نے ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ ایک شخص میرے پاس آکر کہتا ہے کہ آپ بہترین انسان سے عالم ہوئی ہیں۔ جب حضرت کی ولادت کا وقت آیا آپ بہت آسانی سے پیدا ہوئے کہ مجھ کو کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ حضرت نے اپنے ہاتھوں کو زمین پر رکھا اور نیچے آگئے۔ اس وقت ایک منہ کی آواز آئی کہ آپ نے بہترین بشر کو جناسس کو خدا کی پناہ میں ہر ظالم اور صاحبِ حد کے شر سے بے دریغی۔ اور دوسری روایت کے مطابق یہ کہا کہ جب حضرت پیدا ہوئے تو کہنے لگے یا لوحِ واحد من شری کل حاسدا وکل خلق ماسدا یاخذ بالمواد فی طرق الموارد من قانود و قاعد۔ عرض حضرت پیدا ہونے کے بعد ایک روز میں اس قدر بڑھتے تھے جس قدر دوسرے لڑکے ایک ہفتہ میں بھی نہیں بڑھتے۔ اور ایک ہفتہ میں اس قدر بڑھتے ہوئے تھے کہ دوسرے ایک مہینہ میں بڑھتے ہوئے ہیں۔

لیث بن سعد سے روایت ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میں ایک مرتبہ معاویہ کے پاس بیٹھا تھا کعب الاحبار بھی موجود تھا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تم نے اپنی کتابوں میں آنحضرت کی ولادت کے آثار و صفات کیسے پائے۔ کیا آنحضرت کی فضیلت تم نے دیکھی ہے؟ تو کعب نے معاویہ کی طرف رخ کیا تاکہ یہ اندازہ کرے کہ وہ اس کے بولنے پر راضی ہے یا نہیں۔ تو خدا نے معاویہ کی زبان پر جاری کر دیا اس نے کہا اے ابواسحاق جو کچھ تم نے دیکھا ہے اور جو کچھ جانتے ہو بیان کرو۔ کعب نے کہا میں نے بہتر کتابیں پڑھی ہیں جو آسمان سے نازل ہوئی ہیں اور دنیا کے صحیفے بھی پڑھے ہیں ان تمام کتابوں میں آنحضرت کی اور ان کی عزت کی ولادت کا تذکرہ ہے اور ان تمام کتابوں میں ان کا نام بہت واضح طور پر موجود ہے۔ اور کسی پیر کی ولادت کے وقت سوائے جنابِ یحییٰ اور محمد مصطفیٰ علیہ السلام علیہ وآلہ وسلم کے فرشتے نازل نہیں ہوئے اور سوائے جنابِ مریم و حضرت آمنہ کے کسی کے واسطے آسمانوں کے پردے نہیں ہٹائے گئے۔ اور پھر جنابِ یحییٰ اور محمد صلعم کے کسی کے حل کے وقت کسی عورت پر فرشتے نازل نہیں ہوئے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حل کی علامت یہ تھی کہ جس رات حضرت آمنہ عالم ہوئیں ساتوں آسمانوں پر ایک منادی نے ندا کی کہ آپ کو خوشخبری ہو کہ دُرُ شاہوار خلعہ فاکم الانبیاء آپ کے صدفِ صمت و جلالت میں قرار پایا اور تمام زمینوں میں بھی اس بزرگوارِ مہرِ فزا کی منادی کی گئی کہ کوئی چلنے والا اور پہاڑ کرنے والا ایسا نہ تھا جس کو آنحضرت کی ولادت کی اطلاع نہ ہوئی ہو۔ آنحضرت کی ولادت کی رات ستر ہزار قصر باقوت شریخ کے اور ستر ہزار قصر وارید کے بنائے گئے جنکے نام قصور ولادت رکھے گئے۔ اور تمام بہشتوں کو آراستہ کیا گیا اور ان سے کہا گیا کہ خوش ہو اور اپنے مقام پر بالیدہ ہو کہ تمہارے دوستوں کا پیغمبر پیدا ہوا یہ سنکر ہر بہشت کو ہنسی آئی اور قیامت تک وہ ہنستی رہیں گی۔ اور میں نے سنا ہے کہ دریائی مچھلیوں میں سے ایک مچھلی نام کی مچھلی ہے جو سب سے بڑی ہے جس کی ہزار دمیں ہیں جس کی پیٹھ پر سات لاکھ ایسی گائیں

ایک وقت چلتی ہیں کہ ان میں سے ہر ایک دنیا سے بڑی ہے اور ہر ایک کے ستر ہزار سال قبل از ولادت ہوئے ہیں اور اس چھٹی کو ان گانیوں کے چلنے کا پتہ بھی نہیں چلتا۔ وہ حضرتؐ کی ولادت سے خوش و مسرور ہو کر حرکت میں آئی۔ اگر خداوند اس کو ساکن نہ کرتا تو تمام دنیا پلٹ جاتی۔ اور میں نے سنا کہ اُس رفد کو لی پہاڑ ایسا نہ تھا جس نے دوسرے پہاڑ کو خوشخبری نہ دی ہو۔ اور سب لا الہ الا اللہ کی آوازوں بلند کر رہے تھے۔ اور تمام پہاڑ آنحضرتؐ کی وجہ سے ابو قیس کے احترام میں جھکے ہوئے تھے اور تمام درخت حضرتؐ کی ولادت کی خوشی میں مع اپنی شاخوں اور پھلوں کے خداوند عالم کی تعظیم و تسبیح کر رہے تھے اور آسمان وزمین کے درمیان مختلف نوروں کے ستر ستون نصب کئے گئے جس میں سے کوئی ایک دوسرے کے مشابہ نہ تھا اور حضرت آدمؑ کی روح کو حضرتؐ کی ولادت کی خوشخبری دی گئی تو حضرتؐ کا حسن فرط سترت سے ستر گنا بڑھ گیا۔ اور موت کی تلخی اس وقت ان کے حلق سے زائل ہو گئی۔ اور حوض کوثر میں خوشی سے تلاطم پیدا ہوا اور اُس نے ستر ہزار قصر و دریاوت کے آنحضرتؐ پر اشارہ کرنے کے لئے اپنی تہ میں سے نکال کر باہر ڈال دیئے اور چالیس ہفت تک شیطان زنجیروں سے باندھ کر قلعہ میں قید کر دیا گیا اور اُس کا تخت چالیس روز کے لئے پانی میں غرق کر دیا گیا اور بیت منگوں ہو گئے اور انکی زبانوں سے فریاد و داد کی آوازیں ظاہر ہوئے لکھن اور کعبہ سے آواز بلند ہوئی کہ اے آل قریش تمہاری طرف ثواب کی خوشخبری دینے والا اور عذاب سے ڈرانے والا آیا اور اُس کے ساتھ عزت ابدی اور بے انتہا فائدہ ہے اور وہی خاتم النبیین ہے۔ اور ہم نے کہا بولیں یا پاپا ہے کہ اس کی عزت اس کے بعد دنیا کے تمام لوگوں میں سب سے بہتر ہے اور جب تک انہیں سے ایک بھی موجود رہے گا دنیا دلے عذاب خدا سے امان میں رہیں گے۔ معاویہ نے پوچھا اے ابو اسحاق اس کی عزت کون لوگ ہیں۔ کعب نے کہا فرزند ان فاطمہ ہیں۔ یہ سنکر معاویہ کا چہرہ متغیر ہو گیا اور اپنے ہونٹ دانتوں سے کاٹتے لگا اور اپنی دائرہ می پر ہاتھ پھیرنے لگا۔ پھر کعب نے کہا کہ ہم نے کتابوں میں پڑھا اور دیکھا ہے اس کے اُن دونوں فرزندوں کے اوصاف میں جکو ظالمین شہید کریں گے اور وہ دونوں فاطمہ کے فرزند ہیں اُن کو بہترین خلوق خدا شہید کریں گے۔ معاویہ نے پوچھا ان کو کون لوگ قتل کریں گے؟ اس نے کہا قریش میں سے ایک شخص شہید کرے گا۔ یہ سنکر معاویہ غصہ میں بیتاب ہو کر بولا اگر خیریت چاہتے ہو تو میرے پاس سے چلے جاؤ۔ تو ہم لوگ چلے آئے۔

بہند مقبر حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ جناب فاطمہ بنت اسد اور امیر المؤمنینؑ نے حضرت ابوطالب کے پاس آکر آنحضرتؐ کی ولادت کی خوشخبری دی اور ولادت سے متعلق تعجب خیز باتیں بیان کیں۔ ابوطالب نے فرمایا تینتس سال کے بعد ایک فرزند تمہارے بطن سے بھی پیدا ہوگا جو بجز خوشخبری کے تمام کمالات میں اس کے مانند ہوگا۔

شیخ کلینی نے بہند مقبر انہی حضرت سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ کی ولادت فاطمہ بنت اسد جناب آمنہؑ کے پاس موجود تھیں تو ایک نے دوسرے سے کہا کہ جو کچھ میں دیکھتی ہوں تم بھی دیکھ رہی ہو

سیدہ سے حدیث کا حضرتؐ کے اوصاف پر بیان کا فرض ہے اب بیان کرنا اور وہاں تک کہ جناب کعبہ کے پاس سے نکلتے ہیں۔

تیسرا باب آنحضرتؐ کی تاریخ ولادت آپ کے ستر ہزار سال قبل از ولادت کا بیان

کہ بولیں کیا دیکھ رہی ہو؟ کہا یہ تو جو چمک رہا ہے اور تمام مشرق و مغرب تک پھیلا ہوا ہے۔ اسی اثنا میں حضرت ابوطالب آئے اور بولے کیا تعجب کی بات ہے تو فاطمہ بنت اسد نے اس نور کا ذکر کیا حضرت ابوطالب نے فرمایا کیا جانتی ہو کہ تم کو خوشخبری وہی وہ بولیں ضرور فرمائیے۔ ابوطالب نے کہا کہ تم سے بھی ایک لڑکا پیدا ہوگا جو اس کا دوسرا ہوگا۔

دیگر روایت ہے کہ ابوطالب نے ساتویں روز آنحضرتؐ کا حقیقہ کیا اور اپنے تمام خاندان کو مدعو کیا۔ لوگوں نے اُن سے پوچھا کہ کیسا کھانا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ احمد کے حقیقہ کا دلیر ہے۔ لوگوں نے پوچھا ان کا نام احمد کیوں رکھا؟ فرمایا اس لیے کہ اہل آسمان انکی مدح کریں گے۔

علینی اور شیخ طوسی رضی اللہ عنہما نے بسند ہائے معتبرہ امام محمد باقر و امام جعفر صادق صلوات اللہ علیہما سے روایت کی ہے کہ جس رات جناب رسول خداؐ پیدا ہوئے اسی کی صبح کو علمائے اہل کتاب میں سے ایک شخص قریش کی مجلس میں آیا جس میں اُن کے بڑے بڑے لوگ موجود تھے۔ ان میں ہشام اور ولید مغیرہ کے بیٹے اور عاص بن ہشام، ابو جریہ بن ابی عمرو بن امیہ وغیرہ بھی تھے۔ اس عالم پہونے کہا آیا آج رات تمہارے قبیلہ میں کوئی فرزند پیدا ہوا ہے؟ اُن لوگوں نے کہا نہیں۔ اس نے کہا ضرور ایک لڑکا پیدا ہونا چاہیے جس کا نام احمد ہوگا اور اُس میں ایک علامت مثل ایک گھاس کے جو سیارہ کی مثل ہوتی ہے، ہونا چاہیے۔ اہل کتاب کی خاص طور سے یہودیوں کی ہاکت اُسی کے ہاتھ سے ہوگی۔ ممکن ہے وہ لڑکا پیدا ہوا ہو اور تم لوگوں کو اطلاع نہ ہو۔ وہ لوگ متفرق ہوئے تو لوگوں سے دریافت کیا۔ معلوم ہوا کہ عبداللہ بن عبدالمطلب کے فرزند پیدا ہوا ہے۔ پھر ان لوگوں نے اس عالم پہونے کو بلایا اور کہا ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا ہے۔ اُس نے پوچھا کہ میرے بیان کرنے سے پہلے یا بعد میں پیدا ہوا؟ کہا پہلے ہی۔ اُس نے کہا مجھے اس کے پاس نے چلو میں اس کو دیکھوں گا۔ وہ لوگ جناب آمنہؓ کے پاس اس کو لے گئے اور کہا اپنے بچہ کو یاہر لاؤ کہ ہم بھی دیکھیں۔ آپ نے فرمایا خدا کی قسم میرا بچہ دوسرے بچوں کی طرح نہیں ہے بلکہ اُس نے پیدا ہوتے ہی اپنے ہاتھوں کو زمین پر رکھا اور منہ جانب آسمان بلند کیا تو ایک نور اُس سے ظاہر ہوا جس کی روشنی میں میں نے بصرہ کے قصر شام میں دیکھے اور ایک ہاتھ ہوا میں کہہ رہا تھا کہ سید امت پیدا ہوا اہذا کہوا بعینہ کا یا لوالجہد من شہد کل حصیب ریم اُس کو تمام حاسدوں کے شر سے خدا نے واحد کی پناہ میں دیتی ہوں، اور اس کا نام حمزہ رکھو۔ پس شکر اُس عالم پہونے کہا کہ اس بچہ کو مجھے دکھاؤ۔ آمنہؓ اس کے سامنے آنحضرتؐ کو لائیں۔ اُس نے آپ کی پشت اور شانوں کو کھولا اور خیر نبوت مشاہدہ کی اور بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ لوگوں نے آنحضرتؐ کو حضرت آمنہؓ کی گود میں دے دیا اور کہا خدا تم کو فرزند مبارک کرے جب اُس عالم کو ہوش آیا تو لوگوں نے پوچھا کہ تجھ کو کیا ہوا؟ اُس نے کہا بخیر بنی اسرائیل سے قیامت تک کے لیے برطرف ہو گئی۔ خدا کی قسم یہی وہ ہے جو ان لوگوں کو جگ کرے گا۔ جب اس نے دیکھا کہ قریش اس کی گفتگو سے بہت خوش ہو رہے ہیں تو بولا کہ خدا کی قسم وہ تم پر ایسی ہیبت طاری کرے گا

کہ اہل مشرق و مغرب یاد کریں گے۔
 این شہر آشوب اور صاحب کتاب انوار وغیرہ نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ کی ولادت کا وقت
 آیا محمدؐ پر ایک قسم کی دہشت طاری ہوئی۔ میں نے ایک طائر سفید کو دیکھا جس نے میرے دل پر اپنے
 پرے تو وہ خوف مجھ سے زائل ہو گیا۔ پھر میں نے کچھ عورتوں کو دیکھا جو مثل درخت کے قد اور تھیں وہ
 میرے پاس آئیں ان سے مشک و عنبر کی خوشبو آتی تھی اور وہ نہایت پاکیزہ کپڑے پہنتے تھے کہ پہنے
 ہوئے تھیں۔ وہ مجھ سے باتیں کرنے لگیں۔ انکی گفتگو انسانوں سے مشابہ نہ تھی۔ انکی باتوں میں سفید پتوں
 کے پیالے تھے جن میں بہشت کے شہرت بھرے ہوئے۔ انہوں نے کہا اے آمنہ اس کو پونکھ کر بہشت
 دے لیکن و آخرین حمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشخبری ہو۔ میں نے اس میں سے کچھ شہرت پیا
 تو جو نور میرے چہرہ پر تھا مستحل ہو گیا اور میرے تمام جسم پر چھا گیا اور ایک چہر سفید ریشم کے
 مانند میں نے دیکھی جو زمین و آسمان کو گھیرے ہوئے تھی۔ اور ایک ہاتھ کی آواز میں نے سنی جو کہہ رہا تھا
 کہ عزیز ترین مردم کو لو۔ اور چند مردوں کو میں نے دیکھا جو ہوا پر تھے اور ہاتھوں میں صراحیاں لیے ہوئے
 تھے۔ پھر میں نے مشرق و مغرب تک زمین کو دیکھا اور ریشم کے چند فلم دیکھے جو باقوت سرخ پر بند
 ہوئے کعبہ کی چھت پر نصب تھے اور زمین و آسمان کو گھیرے ہوئے تھے جب حضرتؐ پیدا ہوئے تو
 کعبہ کی جانب رخ کر کے سجدہ کیا اور آسمان کی طرف ہاتھ بلند کر کے دعا کرنے لگے۔ پھر ایک سفید ابر
 آسمان سے نیچے آیا اور حضرتؐ کو چھایا۔ پھر ایک ہاتھ کی آواز آئی کہ حضرتؐ کو مشرق و مغرب کی
 شہرہ کر او اور تمام دنیاؤں کو دکھاؤ تاکہ تمام خلایق آپ کے نام اور صورت اور علیہ سے مطلع ہو جائے۔
 پھر ابر ہر طرف ہوا تو میں نے دیکھا کہ آنحضرتؐ ایک کپڑے میں پیٹے ہوئے ہیں جو دودھ سے زیادہ
 سفید ہے جس کے نیچے سبز ریشم کا گدھا بٹھا ہوا ہے۔ اور مردانہ کی چند گتھیاں آپ کے ہاتھ
 میں ہیں اور کوئی کہہ رہا ہے کہ محمدؐ کو نصرت و سود مندی اور پیغمبری کی گتھیاں مل گئیں پھر ایک
 دوسرا ابر آسمان سے نیچے آیا اور آنحضرتؐ کو پہلے سے زیادہ میری آنکھوں سے پوشیدہ کر دیا۔
 پھر دوسری آواز کان میں آئی کہ محمدؐ کو مشرق و مغرب کی شہرہ کر او اور ان کو جن وانس اور پرندوں
 اور درندوں اور روحانیوں پر پیش کرو اور ان کو صفائے آدم، رقت کوح، خلعت ابراہیم، زبان
 اسمعیل، جمال یوسف، شہادت یعقوب و صدائے داؤد و زہد یحییٰ اور کرم علیہ صلوات اللہ علیہ
 کرو۔ جب وہ ابر زائل ہوا میں نے دیکھا کہ حضرتؐ کے ہاتھ میں ایک ریشمی کپڑا تھا جو بہت مضبوطی
 سے لپیٹا گیا تھا اور کوئی کہہ رہا تھا کہ محمدؐ نے تمام دنیا اپنے قبضہ نصرت میں لے لی۔ پھر میں نے تین آدمیوں
 کو دیکھا انکے چہرے ایسے نورانی تھے کہ معلوم ہوتا تھا کہ سورج طلوع ہوا ہے۔ ایک کے ہاتھ میں
 چاندی کی ایک صراحی تھی اور مشک کا تافہ۔ دوسرے کے ہاتھ میں زمر و سبز کا ایک طشت تھا جس
 کے چار سرے تھے۔ وہ ہر طرف مردارید سے مرصع تھے۔ کوئی کہہ رہا تھا کہ اے خدا کے ولی یہ دنیا ہی
 اس کو لے لو تو حضرتؐ نے اس کے درمیان کو اختیار فرمایا کسی نے کہا کہ آپ نے کعبہ کو اختیار فرمایا۔

تیسرے شخص کے ہاتھ میں ایک سفید ریشمی کپڑا پھیلا ہوا تھا جس کو کھول کر اس نے ایک انگوٹھی نکالی جس کی چمک سے آنکھیں خیرہ ہو رہی تھیں۔ پھر آنحضرتؐ کو سات مرتبہ اس پانی سے غسل دیا جو صلا میں تھا۔ پھر اس انگوٹھی سے آنحضرتؐ کے دونوں شانوں کے درمیان نقش کیا اور آپ کے گھٹکوں کی حضرتؐ نے اس کا جواب دیا۔ پھر ان میں سے ہر ایک نے تھوڑی تھوڑی دیر حضرتؐ کو اپنے پرے میں لیا اور وہ جس نے حضرتؐ کے ساتھ یہ امور انجام دیئے رضوانِ قازنِ جنت تھا۔ پھر وہ حضرتؐ کے ہاتھ پر چلے گئے کہ اسے دنیا و آخرت کی عزت کے شک آپ کو خود بخبری ہو۔

دوسری سند سے روایت ہے عبدالمطلب فرماتے ہیں کہ میں شیب ولادت آنحضرتؐ کعبہ کے نزدیک سو رہا تھا میں نے دیکھا کہ کعبہ اپنی بنیاد سمیت زمین سے اٹھ کر مقام اہل بیتؑ کی جانب سجدہ میں گر پڑا۔ پھر سیدھا ہو کر بولا اللہ اکبر! میرے اور محمد مصطفیٰؐ کے پروردگار نے مشرکین و کفار کی نجاست سے اب مجھے پاک کر دیا اور تمام بُت کا پتے ہوئے منہ کے بل گر پڑے۔ پھر میں نے دیکھا کہ بہت سے طائر کعبہ کے پاس جمع ہوئے اور کتبہ پہاڑ کعبہ کی طرف ٹپکے اور ایک لبر سفید آئینہ کے حجرہ کے قریب موجود ہے میں خانہ آئینہ کی طرف دوڑا اور پوچھا کہ میں خواب میں ہوں یا بیدار ہوں؟ آئینہ نے کہا آپ بیدار ہیں۔ تو میں نے دریافت کیا کہ وہ نور کیا ہوا جو تمہاری پیشانی میں جلوہ افروز تھا؟ آئینہ نے کہا وہ اس فرزند میں ہے جو محمدؐ سے پیدا ہوا ہے اس کو چند پرندے اپنے بچے ہوئے ہیں مجھے نہیں دیتے۔ اور یہ امر اس کی ولادت کے وقت سے مجھ پر سایہ فلک ہے۔ میں نے کہا میرے بچے کو لاؤ میں بھی دیکھوں۔ آئینہ نے کہا کہ تین روز تک وہ طائر بچہ کو مجھے نہ دیں گے کہ آپ دیکھیں یہ سنکر میں نے اپنی تنوار نکالی اور کہا میرے بچہ کو لاؤ ورنہ میں تم کو قتل کر دوں گا آئینہ نے کہا وہ حجرہ میں ہے آپ جانیں اور وہ۔ جب میں نے چاہا کہ حجرہ میں داخل ہوں ایک شخص باہر آیا اور بولا آپ واپس جائیے جب تک تمام فرشتے اس کی زیارت نہ کر لیں کوئی انسان اس کو نہیں دیکھ سکتا۔ یہ سنکر میں کانپ گیا اور واپس آیا۔

روایت ہے کہ حضرتؐ قنہ شدہ اور ناف بریدہ پیدا ہوئے۔ عبدالمطلب کہتے تھے کہ میرا یہ فرزند ظہیم مرتبہ والا ہے۔ امیر المومنینؑ سے روایت ہے کہ جب آنحضرتؐ پیدا ہوئے تمام بُت جو کعبہ کے گرد رکھے ہوئے تھے آئینہ کے بل گر پڑے اور شام ہوتے ہی ایک آواز آسمان سے آئی۔ جَاءَ الْحَقُّ وَزُهِقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا۔ رایت ۱۷، سورۃ نبی اسرائیل (رح) آیا اور باطل مٹ گیا بیشک باطل مٹ جائے والا ہی تھا، اس بات تمام دنیا روشن ہو گئی اور ہر شجر اور درخت بزبانِ عالی خوشی کا اظہار کر رہے تھے اور زمین و آسمان میں جو کچھ ہے تسبیحِ خدا میں محو ہو گئے اور شیطان بھاگا بھاگا پھر رہا تھا۔ کہتا تھا کہ اُمّتوں میں سب سے بہتر خالق میں سب سے اعلیٰ بنیٰ میں سب سے عزت والے اور تمام عالم میں سب سے بزرگ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں۔ شیخ طہری نے کتاب احتجاج میں امام موسیٰ کاظمؑ سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ شکم

مادر سے زمین پر تشریف لے گئے بایں ہاتھ زمین پر رکھا اور واہنا ہاتھ آسمان کی جانب بلند کیا اور اپنے
 یوں کو توجہ کے ذکر میں حرکت دی اور زبان مبارک سے ایک نور سا طبع ہوا جس کی روشنی میں اہل مکہ نے
 قصر ہانے بصرہ اور اس کے چاروں اطراف کو شام میں دیکھا اور یمن کے مخرج قصر اور اس کے نواحی اور
 اصطر فارس کے سفید قصر اور اس کے اطراف و جوانب کو دیکھا اور آنحضرتؐ کی ولادت کی رات دنیا
 روشن ہو گئی یہاں تک کہ جن دانش و شیاطین خوفزدہ ہوئے اور کہنے لگے کہ زمین پر کوئی عجیب بات
 حادث ہوئی ہے اور فرشتوں کو دیکھا کہ فوج در فوج زمین پر آتے ہیں اور آسمان پر جاتے ہیں۔
 اور تسبیح خدا کر رہے ہیں اور ستارے حرکت میں ہیں اور ہوا میں پیر رہے ہیں۔ یہ تمام آنحضرتؐ
 کی ولادت کی علامتیں تھیں سابقین طعون نے چاہا کہ آسمان پر جائے اور ان عجیب باتوں کا سبب
 معلوم کرے۔ اس کے لئے آسمان سوئم پر ایک جگہ تھی جہاں وہ اور تمام شیاطین جا کر فرشتوں
 کی باتیں سنتے تھے۔ جب وہ سب وہاں پہنچے تو شہاب کے تیروں سے مار کر ان کو بھگا دیا گیا۔

ابن ہبویہ وغیرہ نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ کی ولادت کی رات ایوان کسریٰ کو لرزہ ہوا اور
 اس کے چوہ کنگرے گر پڑے۔ دریا نے ساوہ خشک ہو گیا اور آتشکدہ فارس جس کی وہ لوگ پرستش
 کرتے تھے گل ہو گیا۔ اور فارس کے سب سے بڑے عالم نے خواب میں دیکھا کہ چند فریہ اذمت
 عربی گھوڑوں کو بچھتے ہوئے دریا نے وجہ کو عبور کر کے بلاد عجم میں منتشر ہو گئے۔ کسریٰ نے جب
 یہ عجیب کیفیت دیکھی اپنے سر پر تاج رکھ کر تخت پر بیٹھا اور اپنے امرا و ارکان دولت کو جمع کیا اور
 محل کے کنگروں کا گنا اور جو کچھ دیکھا تھا ان سے بیان کیا۔ اسی اثناء میں آتشکدہ فارس کے خاموش
 ہونے کی اطلاع آئی جس سے اس کا غم و اندوہ اور بڑھ گیا۔ پھر اس عالم نے بھی کہا اے بادشاہ میں نے
 بھی ایک عجیب خواب دیکھا ہے اور وہ خواب بیان کیا۔ بادشاہ نے پوچھا اس کی تعبیر کیا ہے؟ اس نے کہا
 کہ کوئی واقعہ مغرب میں ضرور ہوا ہوگا۔ کسریٰ نے نعمان بن منذر کو جو عرب کا بادشاہ تھا خط لکھا کہ
 عرب کے ایک عالم کو میرے پاس بھیج دو کہ اس سے ایک اہم مسئلہ دریافت کروں گا۔ یہ خط دیکھ کر
 اس نے عبدالمسیح بن عمرو غسانی کو بھیج دیا۔ اس سے وہ تمام واقعات بیان کیے گئے۔ عبدالمسیح نے کہا
 مجھے اس خواب اور اس کے رموز کا علم نہیں مگر میرا خاؤ سطح شام میں رہتا ہے۔ وہ اس کی تعبیر بتا
 سکتا ہے۔ کسریٰ نے کہا اس سے جا کر دریافت کرو اور مجھے اطلاع دو۔ عبدالمسیح جب اس کے پاس
 پہنچا وہ فوت سے ہمنگر تھا۔ اس نے سلام کیا مگر کوئی جواب نہ ملا۔ تو چند اشعار پڑھے جن میں ظاہر
 کیا کہ میں دور سے بہت تکلیف اٹھا کر ایک بزرگ کے پاس کچھ معلوم کرنے آیا ہوں اور اب ناامید
 ہو گیا۔ سطح نے جب یہ سنا اپنی آنکھیں کھولیں اور کہا عبدالمسیح ایک شتر پر سوار ہو کر منازل طے کرتا
 ہوا سطح کے پاس میں وقت آیا جبکہ وہ مخرج کے پاس منتقل ہو رہا ہے اس کو بادشاہ ساسان
 نے بھیجا ہے تاکہ قصر کے زلزلہ آتشکدہ کے گل ہو جانے سب سے بڑے عالم کے خواب اور دریا نے
 ساوہ کے خشک ہو جانے کے بارے میں معلوم کرے۔ اسے عبدالمسیح وہ وقت آگیا ہے جب کہ قرآن کی

تلاوت بہت کی جائے گی اور وہ پیغمبر مبعوث ہوگا جو ہر وقت ایک چھوٹا عہد اپنے ہاتھ میں رکھے گا اور سادہ کی نہریں بہ آب ہو جائیں گی اور سادہ سمندر خشک ہو جائے گا ملک شام و عجم ان کے بادشاہوں کے قبضہ سے نکل جائے گا اور مصر کسرتے کے کنگروں کی تعداد کے مطابق جو گر گئے ہیں ان کے بادشاہ بادشاہی کریں گے اس کے بعد نئی حکومت زائل ہو جائے گی اور جو کچھ ہوئے والا ہے ضرور ہو کر رہے گا۔ یہ کہہ کر وہ دار فانی سے رخصت ہو گیا۔ اس کے بعد عہد المسیح نہایت شریعت کے ساتھ بادشاہ کے پاس عجم میں واپس گیا اور سطح کی تمام گفتگو بیان کی۔ کسرتے نے کہا جب تک ہم میں سے چودہ افراد بادشاہی کریں گے بڑی مدت گزر جائے گی۔ فرض ان میں سے دس بادشاہوں نے چار سال میں بادشاہی کی اور چار شخصوں نے عثمان کے زمانہ تک حکومت کی اور بیخ و بنیاد سے مٹ گئے۔ سطح سیل غرم میں پیدا ہوا تھا اور ذونواس بادشاہ کے زمانہ تک زندہ رہا جس کی مدت تیسس قرن سے زیادہ ہوئی اور ہر قرن میں تیس سال ہوتے ہیں تھے

قطب راوندی نے روایت کی ہے کہ لوگوں نے ابن عباس سے سطح کے بارے میں دریافت کیا۔ آپ نے کہا کہ خدا نے اس کو صرف گوشت ہی بنایا تھا جس کو خما کی ٹہنیوں پر رکھ کر جہاں چاہتے تھے لے جاتے تھے۔ اس کے جسم میں سوائے سر اور گردن کے کہیں ہڈیاں اور پٹھے نہ تھے۔ اس کو گردن کے حصہ میں لپیٹ دیا کرتے تھے جس طرح کپڑا لپیٹا جاتا ہے۔ اس کا کوئی عضو سوائے زبان کے حرکت نہیں کر سکتا تھا۔ وہ درخت کی چھال سے ٹاٹ کے مانند ایک چیز تیار کر کے اس پر رکھ کر کتہ میں لایا گیا تھا۔ قریش کے چار اشخاص اس کے پاس آئے اور کہا کہ ہم آپ کی نیابت کو آئے ہیں ہم کو آپ کے کمال علم کی خبر پہنچی ہے۔ لہذا محمد کو ان باتوں سے آگاہ کیجئے جو ہمارے زمانہ میں اور ہم سے بعد ہونے والی ہیں۔ سطح نے کہا اے عرب والو تم میں علم و فہم نہیں ہے لیکن تمہارے پیچھے ایسا گروہ پیدا ہوگا جو ہر طرح کے علوم حاصل کرے گا۔ جن کو توڑ ڈالے گا۔ اہل عجم پر غالب ہوگا اور ان کے مل و متاع فقیہت میں حاصل کرے گا۔ ان لوگوں نے پوچھا وہ کیسی جماعت ہوگی۔ اس نے کہا کہیں کے مالک کی قسم تمہارے بعد وہ لوگ پیدا ہوں گے جو خدا کی وحدانیت کے تقاضا کی عبادت کریں گے اور شیاطین اور بتوں کی عبادت ترک کر دیں گے۔ پوچھا وہ کس کی نسل سے ہونگے اس نے کہا عہد مناف کے شریف ترین لوگوں کی نسل میں ہوں گے۔ لوگوں نے پوچھا کس شہر سے خروج کریں گے

۱۔ سنبل غرم سے اشارہ ہے کہ فَاغْرَضُوا فَاذْهَبْنَا اَعْلٰیہُمْ سَبِيلَ الْعُقُومِ الرَّسَدَ سَبَاتِیْنِ ۲۔ کی طرف۔ قوم سبا کے لیے جناب سلیمان کے حکم سے یا مکہ بلقیس کے اہتمام سے دریا پر بند باندھے گئے تھے جس سے شہر سیلاب سے محفوظ تھا۔ حضرت سلیمان کے بعد اہل شہر کی سحر کشی کے سبب غلاب آیا اور وہ بند ٹوٹ گیا اور شہر تباہ ہو گیا۔ اسی زمانہ میں سطح پیدا ہوا تھا۔ ۳۔ لے یعنی اس کی عمر نو سو برس سے زیادہ ہی ہوئی۔ ۴۔ (مترجم)

اُس نے کہا اسی خدا کی قسم جو ہمیشہ باقی ہے اسی شہر مکہ سے خروج کریں گے اور لوگوں کو رشد و ہدایت اور خدا نے واحد کی عبادت کی جانب رہنمائی کر دیں گے۔

ستیاہن طاؤس نے اپنی سند سے وہب ابن منبہ سے روایت کی ہے کہ کسری بادشاہ مجھ نے ایک دیوارِ دجلہ پر بنوائی تھی جس میں بہت روپیہ صرف کیا تھا اس میں ایک نشستگاہ بنوائی جس کا مثل کسی نے نہیں دیکھا تھا۔ وہ اس کا دربار عام تھا۔ جس میں تاج پہن کر تخت پر بیٹھتا تھا۔ اُس کی مجلس میں تین سو ساٹھ جاؤ گز کا بن اور منجم حاضر رہتے تھے۔ ان میں عرب کا ایک مجسم سائب نامی بھی تھا جس کو حاکم بن باذان نے اس کے پاس بھیجا تھا اس کے احکام میں غلطیاں ہوتی تھیں۔ جب کسری کے کوئی معاملہ درپیش ہوتا تھا انہی لوگوں سے مشورہ کرتا تھا۔ جب آنحضرت پیدا ہوئے یا مسوٹ ہوئے کسری صبح کو بیدار ہوا تو دیکھا کہ محل کا طاق درمیان سے ٹوٹ کر دجلہ میں بہہ گیا ہے اور اُس قصر میں پالی جاری ہو گیا ہے یہ دیکھ کر بولا کہ میری بادشاہی زائل ہو چکی اور بہت غمگین ہوا۔ پھر منجموں اور کائناتوں کو بلا کر اُن سے واقعہ بیان کیا۔ اور کہا غور و فکر کر کے اس حادثہ کا سبب مجھ سے بیان کرو۔ سائب بھی اُن میں موجود تھا۔ وہ سب کے سب باہر آئے، خوب غور و فکر کیا۔ سوچتے رہے مگر کچھ سمجھ میں نہ آیا۔ اپنی عقل، نجوم اور کہانت سب کچھ بیکار نظر آنے لگی۔ سحر، کہانت، اور علم نجوم سب باطل ہو گیا تھا۔ سائب اُس رات ایک ٹیلر پر بیٹھا ہوا تھا اور حیران تھا کہ ناگہاں اس نے ایک بجلی دنگی جو چھانڈ کی طرف سے چمک رہی تھی۔ وہ بڑھتے بڑھتے تمام مشرق و مغرب پر چھا گئی۔ صبح ہوئی تو اُس نے اپنے پیروں کے نیچے ایک بلخ سبز دیکھا۔ کہنے لگا جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں اس کا مقتضایہ ہے کہ حجاز کی طرف سے ایک بادشاہ ظاہر ہوگا جس کی بادشاہی مشرق تک پہنچے گی۔ زمین اس کے سبب بادشاہ کے زمانہ سے زیادہ آباد ہوگی۔ غرض وہ تمام کائناتوں اور غیروں پر چھا ہوئے۔ کہنے لگے کہ ہم کو تاب سحر و کہانت وغیرہ باطل سلوم ہوتے ہیں، ہمارے علم برطانیہ ہو گئے شاید کوئی آسمانی امر حادث ہوا ہوگا۔ ممکن ہے کوئی پیغمبر مسوٹ ہوا ہو یا عقریب ہوگا اور اس بادشاہ کی حکومت اس کے سبب داخل ہو جائے گی۔ لیکن اگر ہم بادشاہ سے بیان کر دیں تو وہ ہمیں مار ڈالے گا لہذا ہم اس سے یہ راز پوشیدہ رکھیں گے۔ دو سرے طریقوں سے ظاہر ہی ہو جائے گا۔ یہ مشورہ کر کے کسری کے پاس آئے اور کہا کہ ہم نے غور و فکر کیا مجھ میں یہ آیا کہ آپ کے قصر اور دجلہ کے دیوار کی بنیادیں غصہ ساتوں میں رکھی گئی تھیں لوگوں نے ساعت دریافت کرنے میں حساب میں غلطی کی تھی، اسی سبب سے یہ خرابی پیدا ہوئی ہے لہذا نیک گھڑی اختیار کر کے اس میں اس کی بنیاد رکھنی چاہیئے تاکہ آئندہ ایسا نہ ہو۔ غرض ایک ساعت نیک اختیار کر کے اس میں دجلہ پر دیوار تیار کی گئی اور آٹھ چھینے میں مکمل کر دی گئی جس میں بے درخشاں صرف کیا گیا۔ پھر ایک نیک ساعت معلوم کر کے بادشاہ اس کے ہالخانہ پر بیٹھا عمدہ فرش بچھایا گیا اور طرح طرح کے پھول اس کے گرد لگائے۔ جب وہ اس میں الہینک سے بیٹھا قصر کی بنیاد ڈال کر گئی اور وہ محل سمیت دریا میں ڈوب گیا۔

لوگوں نے اس کو پانی سے اس وقت نکالا جبکہ اُس میں کچھ جان باقی تھی۔ وہ صحیح و تندرست ہوا تو اس نے منجوں اور گاہنوں کو جمع کیا اور کہا میں نے تم کو اپنا مقرب بنایا ہے، پھر درخت مال و مناع دیتا ہوں، اور تم میرے ساتھ مذاق کرتے ہو اور فریب دیتے ہو۔ پھر تقریباً سواویسوں کی گردنیں اڑا دیں۔ اور لوگوں نے کہا اے بادشاہ جس طرح ہم سے پہلے لوگوں سے حساب میں غلطی ہو گئی تھی ہم سے بھی ہو گئی۔ اب پھر حساب کرتے ہیں اور اُسی کے مطابق قصر کی تعمیر کرائیں گے۔ پھر آٹھ مہینے تک بے حساب مال خرچ کر کے دوبارہ قصر تیار کیا گیا۔ لیکن بادشاہ کو اطمینان سے اس پر بیٹھنا نصیب نہ ہوا۔ ایک سواری آیا اس کے داخل ہوتے ہی قصر ٹوٹ بھوٹ کر دریا میں غرق ہو گیا اور کسرے بھی ڈوب گیا۔ وہ سواری پانی پر بیٹھا ہوا تھا۔ پھر جبکہ تھوڑی جان باقی تھی کسرے کو لوگوں نے باہر نکالا۔ آخر بادشاہ نے اُن سے کہا میں تم سب کو مار ڈالوں گا تمہاری ہڈیوں کو ہاتھیوں کے کمرے میں تلے دند ڈالوں گا اگر اس کا صحیح صحیح رہا مجھ سے نہ بیان کر دے گا۔ ان لوگوں نے کہا اے بادشاہ اب سچ سچ بیان کیجے دیتے ہیں۔ جب آپ نے اپنے اس واقعہ کا ذکر کیا تھا ہم سب نے اپنی اپنی جگہ غور و فکر کیا ہمارے علوم بمطرح ہو گئے ہیں ہم نے سمجھ لیا کہ یہ عجیب باتیں کسی آسمانی حادثہ کے سبب سے واقع ہوئی ہیں، اور چاہیے کہ ایک پیغمبر مبعوث ہوا جو یا غریب مبعوث ہو گا۔ لیکن خوف جان سے ہم یہ سب بات آپ سے بیان نہ کر سکے۔ اُس نے کہا تم پر واسطے ہو تم کو پہلے ہی کہنا چاہیے تھا تاکہ میں اُس کے کچھ تدارک کر تا۔ آخر وہ اور قصر کی تعمیر کے ارادے سے باز آیا۔

شاذان بن جبرئیل علیہ السلام نے کتاب فضائل میں روایت کی ہے کہ جب حضرت کے حمل کو ایک مہینہ گزرا پہاڑ، درخت، آسمان و زمین ایک دوسرے کو آنحضرت کی خوشخبری دیتے تھے اسی اثنا میں جناب عبدالطلب اور عبداللہ علیہما السلام مدینہ تشریف لے گئے اور وہاں پندرہ روز قیام کرنا پڑا، اسی جگہ حضرت عبداللہ کا انتقال ہو گیا۔ مکان کی چھت پھٹ گئی اور منادی نے ندا دی کہ وہ بزرگ دنیا سے رخصت ہو گیا جس کے صلب میں خاتم المرسلین تھے اور کون ہے جو نہ مرے گا۔ جب انعقاد لطفہ آنحضرت کو دو مہینے گزرے خدا نے ایک فرشتے کو حکم دیا کہ آسمانوں اور زمینوں میں ندا کرے کہ محمد و آل محمد پر صلوات بھیجو اور ان کی اُمت کے لیے استغفار کرو۔ تین مہینے گزرے تھے کہ ابو تحافہ شام سے واپس آ رہے تھے۔ جب مکہ کے قریب پہنچے اُن کے ناقہ نے سر زمین پر رک کر سجدہ کیا۔ ابو تحافہ نے ایک لکڑی اس کے سر پر ماری اُس نے پھر بھی سر نہ اٹھایا تو وہ بولے کہ تیرے ایسا ناقہ میں نے نہیں دیکھا۔ ناگاہ ایک ہاتھ نے اُن کو آواز دی کہ اے ابو تحافہ اس لیے جانور کو مت مارو کہ تمہاری اطاعت نہیں کرتا۔ کیا نہیں دیکھتے ہو کہ پہاڑ، درخت، دریا اور آسمان کے سوا ہر مخلوق اپنے پروردگار کے لیے اس شکر میں سجدہ کر رہے ہیں کہ یہ پیغمبر اُمی کے حمل کو تین ماہ گزر گئے۔ عنقریب تم ان کو دیکھو گے ثبت پرستوں کی خرابی، ہوان کی اودان کے ہمراہیوں کی تلواروں سے واصل جہنم ہوں گے۔ حمل کو چار مہینے گزرے تو ایک زاہد جو طائف کے راستہ میں رہتا تھا

اپنے ایک دوست سے ملنے کے لئے اپنے عبادت خانہ سے مکہ روانہ ہوا اس کا نام حبیب تھا۔ راستہ میں اس نے ایک بچہ کو دیکھا کہ سجدہ میں پڑا ہوا تھا۔ جب اس کو سجدہ سے لوگ اٹھاتے تھے وہ پھر سجدہ میں چلا جاتا تھا۔ حبیب نے اس کو اٹھانا چاہا تو ایک ہاتھ کی کی آواز آئی کہ اس کو رہنے دے کہ وہ خدا کا شکر ادا کر رہا ہے اس سبب سے کہ پیغمبر پسندیدہ اور برگزیدہ کے حمل کو چار ماہ گزر گئے۔ جب پانچ ماہ گزرے اور حبیب اپنے عبادت خانہ میں واپس آیا دیکھا کہ وہ حرکت میں ہے اور ساکن نہیں ہوتا اس کے اور تمام عبادت خانہ کے عہدوں میں لکھا تھا کہ اسے عبادت خانہ واد خدا اور اس کے رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لاؤ کہ اُس کے ظاہر ہونے کا نفاذ قریب آگیا۔ کیا کہنا ہے اُس کا جو اس پر ایمان لائے اور افسوس ہے اُس پر جو اُس سے انکار کرے یہ شکر حبیب نے کہا کہ میں نے قبول کیا اور ایمان لایا۔ اس کا شکر نہ ہوں گا۔ چھٹے مہینے اہل یمن و اہل مدینہ اپنے اپنے عید گاہ کو روانہ ہوئے وہ سال میں چند بار عید گاہ جایا کرتے تھے اور ایک درخت کے پاس جمع ہوتے تھے کھاتے پیتے تھے خوشیاں مناتے تھے اور اس درخت کی پرستش کرتے تھے اس مرتبہ جب اُس درخت کے پاس جمع ہوئے ایک عدا نے حبیب اُس سے پیدا ہوئی کہ اے اہل یمن و یمنامہ اور اے بیت پرست و جاثی الخ و ذرھق الباطل ایات الباطل کان ذرھقاً۔ رایت لا یت۔ سورتہ بنی اسرائیل) اے اہل باطل تمہاری ہلاکت و بربادی کا وقت آگیا۔ یہ شکر وہ خوفزدہ ہوئے اور جلد جلد اپنے گھر وں کو واپس چلے آئے۔ ساتویں مہینے سوادین قارب عبد المطلب کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا کل شب میں نے خواب و بیداری کے درمیان دیکھا کہ آسمان کے دروازے کھلے ہوئے ہیں اور فرشتے آسمان سے نیچے آ رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ زمین کو آرام دے کرو کیونکہ تمام مخلوق کی جانب حضرت محمد مصطفیٰ عبد المطلب کے فرزند اے خدا کے رسول کے آنے کا نشانہ قریب آگیا جو صاحب شمشیر و تیر ہوں گے۔ میں نے پوچھا کہ وہ کون ہے تو بتایا کہ وہ محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف ہوں گے۔ جناب عبد المطلب نے کہا اس خواب کو ہر شیدہ رکھو۔ آٹھ ماہ مدت حمل کے گزرے کہ دریائے اظم کی ایک مچھلی جس کو قطبوسا کہتے ہیں وہ سیدھی ہو کر اپنی دم پر کھڑی ہو گئی اور دریائیں طوفان پیدا ہو گیا اس وقت ایک فرشتے نے کہا کہ ساکن ہو کہ دریائیں تو نے تلاطم برپا کر دیا۔ اس مچھلی نے کہا جس روز میرے پروردگار نے مجھے خلق فرمایا تھا ہدایت کی تھی کہ جب میں محمد بن عبد اللہ کو دنیا میں پیدا کروں تو اُن کے اور اُن کی اُمت کے لئے دعا کرتا۔ اب میں نے سنا کہ بعض فرشتے دوسرے فرشتوں کو حضرت کی خوشخبری دے رہے ہیں اس سبب سے میں نے حرکت کی ہے تو فرشتوں نے کہا کہ ساکن ہو کہ دعا کر جب تو مہینے گزر گئے خدا نے ہر آسمان فرشتوں کو وحی فرمائی کہ زمین پر جاؤ۔ تو دس ہزار فرشتے نازل ہوئے۔ ہر فرشتے کے ہاتھ میں نور کی ایک قندیل تھی جن سے بنیریل کے روشنی ظاہر ہوتی تھی اور ہر قندیل پر لا الہ الا اللہ

محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لکھا ہوا تھا۔ وہ فرشتے مکہ معظمہ کے گرد جمع ہوئے اور کہتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور ہے۔ اور جبریل المطلب کو اس تمام حالات کی اطلاع ہوتی رہی لیکن پوشیدہ رکھتے تھے اور اس پورے جہیز آسمان کے ستارے حرکت میں تھے اور شہاب ہوا میں دوڑا کرتے تھے۔ جب تو پہنچے پورے ہو گئے آمنہ نے اپنی بلور گرامی برہ سے کہا کہ کسی کو میرے پاس نہ آنے دیجئے گا۔ نہیں چاہتی ہوں کہ حجرہ میں جا کر اپنے شوہر کی مصیبت میں گریہ کروں اور آنکھوں سے اپنے دل کی آگ بھجاولں۔ برہ نے کہا بیٹی ایسے شوہر پر رونا جائز ہے اور منع کرنا ظلم ہے۔ غرض جناب آمنہ حجرہ میں داخل ہوئیں اور ایک شمع جوتی اور آہ و نالہ سے درو دیوار پر دیئے۔ اسی حال میں دروازہ شروع ہوا۔ انہوں نے چاہا کہ دوڑ کر دروازہ کھول دیں بہت کوشش کی دروازہ نہیں کھلا تو واپس آکر بیٹھ گئیں اور ان پر دہشت عظیم طاری ہوئی سناگاہ دیکھا کہ چھت شکافتہ ہوئی اور چار حویریں نیچے آئیں جنکے چہرے کے نور سے حجرہ روشن ہو گیا۔ انہوں نے کہا اے آمنہ بی بی خوف نہ دیجئے آپ کو کچھ پریشانی نہ ہوگی۔ ہم تو آپ کی خدمت کے لئے آئے ہیں۔ آمنہ یہ سنکر مدہوش ہو گئیں۔ جوش آیا تو دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں اپنی نورانی پریشانی رکھے ہوئے اور انگشت شہادت اٹھائے ہوئے لا الہ الا اللہ فرما رہے ہیں۔ آنحضرت کی ولادت باسعادت شب جمعہ صبح کے قریب ستر حویں ماہ ربیع الاول کو ہوئی جبکہ حضرت آدم کی وفات کو سات ہزار نو سو سال چار چھینے سات روز گزریئے تھے اور ایک روایت کے مطابق نو ہزار نو سو سال چار چھینے اور سات روز گزریئے تھے۔ آمنہ نے حضرت کو طہر و مطہر پایا۔ آنکھوں میں سدم لگا ہوا تھا۔ آپ کے روئے مبارک سے ایک نور ظاہر ہوا جو چھت کو توڑتا ہوا نکل گیا۔ آمنہ نے اس کی روشنی میں حرم اور اطراف عالم کے ہر بلند مقام اور قصر رفیع دیکھے اور ایک برق چمکی جس کی ضیاء نے ہر اس مکان کو روشن کر دیا جس کے رہنے والے خدا کے علم میں ایمان لائے والے تھے۔ اور اطراف عالم میں جہاں جہاں بت تھے سب بتیں پر گر پڑے۔ ابلیس لعین نے ان عجیب و غریب باتوں کو عالم میں مشاہدہ کیا تو اپنی ذریت کو جمع کیا۔ اپنے سر پر خاک ڈالی اور کہا جب سے خلق ہوا ہوں اب تک ایسی مصیبت میں گرفتار نہ ہوا تھا۔ آج رات ایک بچہ پیدا ہوا ہے جس کا نام محمد بن عبد اللہ ہے۔ وہ جنوں کی پرستش دنیا سے مشوکیا اور خدا کے لگانہ کی عبادت کی اپنی دنیا کو دعوت دے گا۔ یہ سنکر اس کی ذریت نے ذلت کے ساتھ اپنے سروں پر خاک اُڑائی اور سب کے سب دیہائے چارم میں بھاگ گئے اور چالیس روز تک روتے رہے۔ پھر ان حویروں نے حضرت کو بہشت کے کپڑوں میں لپیٹا اور بہشت کو روانہ ہو گئیں اور فرشتوں کو آنحضرت کی ولادت کی خوشخبری دی۔ یہ سنکر جبریل و میکائیل علیہما السلام زمین پر کئے اور دو جوانوں کی صورت میں داخل حجرہ ہوئے جبریل کے ہاتھ میں ایک طلائی دشت تھا اور میکائیل حقیق کی صراحی لیئے ہوئے تھے۔ جبریل نے حضرت کو ہاتھ پر لیا۔ میکائیل پانی ڈالتے گئے اور آنحضرت کو غسل دیا اور جناب آمنہ سے کہا کہ ہم حضرت کو پاک کرنے کے لئے

ایک ہستور قائم رہا۔ ایک شخص کا چہرہ شدہ ہاتھ لگ گیا اس لئے وہ خیمہ آسمان پر اٹھایا گیا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ قیامت تک باقی رہتا۔ فرض جب بنی ہاشم اور رؤسائے قریش نے اس خیمہ کو دیکھا اور زعفران و مشک و عنبر کا شمار ہو تا بجلی کا چمکتا و عجیب آوازوں کا ظاہر ہونا مشاہدہ کیا اور کالوں سے سستا جیب راجپ کے پاس گئے اور کہہ توڑا ساطل ان امور کا بیان کیا تو جیب نے کہا جانتے ہو کہ میرا دین تمہارے دین سے مختلف ہے۔ میری بات مانو چاہے مت مانو لیکن جو حق ہے وہ بیان کرتا ہوں۔ یہ علامتیں اُس پتھر کی ہیں جو بہت جلد مہوٹ ہونے والا ہے۔ ہم نے تمام آسمانی کتابوں میں اُس کے اوصاف پڑھے ہیں۔ وہ بتوں کی پرستش منائے گا اور خدا کی عبادت کی لوگوں کو دعوت دے گا تمام دنیا کے بادشاہ اور جنہاں اس کے سامنے جھکیں گے۔ تن ہے اہل کفر و طغیان پر کہ اس کی تلوار و نیزہ و تیر سے برباد ہوں گے۔ جو لوگ اس پر ایمان لائیں گے نجات پائیں گے اور جو اس سے انکار کریں گے ہلاک ہوں گے۔ پھر دوسرے روز حضرت عبدالمطلب جناب پیغمبر خدا کو گود میں لے کر کعبہ میں گئے جب کعبہ میں داخل ہوئے تو آنحضرت نے بسم اللہ دعا فرمایا۔ کعبہ بقدرت خدا گویا ہوا اور کہا السلام علیٰک یا محمد ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اور ایک ہاتھ کی آواز آئی جا علیٰحق و زہق الباطل ان الباطل کان زہوقا۔ تیسرے روز عبدالمطلب نے سید کا گہوارہ خرید فرمایا جس کو طرح طرح کے جواہرات سے اور ریشمی زر نگار کپڑے سے آراستہ کیا اور موتیوں اور جواہرات کا ایک ہار بنا کر اس میں لٹکا دیا تاکہ جس طرح بچتے کھیتے ہیں حضرت بھی کھیلیں گے۔ لیکن حضرت جب خواب سے بیدار ہوتے تھے اُن موتیوں کے ذریعہ خدا کی تسبیح کیا کرتے تھے۔ چوتھے روز سوادین قاریب حضرت عبدالمطلب کے پاس آیا جبکہ وہ کعبہ کے پاس نشرین فرماتے اور اکابر قریش اور بنی ہاشم حضرت کے گرد حاکم کئے ہوئے تھے۔ اس نے کہا میں نے سنا ہے کہ عبد اللہ کے یہاں ایک لڑکا پیدا ہوا ہے جس سے عجیب عجیب باتیں ظاہر ہوتی ہیں میں بھی اس کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ وہ عرب میں اپنے علم کی زیادتی کے سبب مشہور تھا اور لوگ اس کی باتوں پر کامل یقین رکھتے تھے۔ یہ سن کر حضرت عبدالمطلب غار آمنہ میں آئے اور حضرت کو دریافت کیا۔ کہا کہ وہ اپنے گہوارہ میں آرام کر رہے ہیں۔ عبدالمطلب نے گہوارہ کا پردہ اٹھایا تو ایک بجلی سی آنکھوں میں چمک گئی جو گھر کی چھت سے باہر نکل گئی۔ یہ دیکھتے ہی عبدالمطلب اور سوادین نے اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیے۔ پھر سوادین اختیار حضرت کے تودوچ آنکھیں مل کر عبدالمطلب سے بولا کہ میں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ اس بچہ پر ایمان لاتا ہوں اور جو کچھ خدا کی جانب سے آئے گا اُن سب کا اقرار کرتا ہوں۔ اور حضرت کے چہرہ مبارک کو بوسہ دے کر باہر آیا۔ جب حضرت ایک جینے کے ہوئے تو آپ کو جو شخص دیکھتا سمجھتا کہ ایک سال کے ہیں اور آپ کے گہوارہ سے برابر تسبیح و تہجد لیس حق تعالیٰ کی آوازیں آتی رہتی تھیں۔ جب حضرت دو ماہ کے ہوئے تو آمنہ کے والد کی وفات ہوئی۔

مؤلف کتاب انوار نے روایت کی ہے کہ آنحضرت کی ولادت سے پہلے کاہن مشیاطین اور

جادوگر وغیرہ نے بہت سرکشی و کراہی پھیلا رکھی تھی اور عجیب عجیب باتیں اُن سے ظاہر ہوتی تھیں۔ شیائیں آسمانوں پر جا کر وہاں کی باتیں سننے اور کانہوں سے بیان کر دیتے تھے۔ یہاں سے دوکان بہت مشہور تھے جو اپنے زمانہ کے تمام کاموں سے بڑھے ہوئے تھے۔ ایک رزمیہ بن اذن جس کو سطح کہتے تھے وہ تمام کاموں سے زیادہ جانتے والا تھا۔ دوسرا دشن بن اذن یعنی تھا۔ سطح عجیب الخلق تھا خدا نے اس کو گوشت کا لوترا پیدا کیا جس کے جسم میں سوائے سر کے کہیں ہڈی نہ تھی۔ اس کو کپڑے کے مانند لپیٹ دیا جاتا تھا۔ جب اس کے جسم کو کھوتے ایک بورے پر ڈال دیتے تھے۔ وہ رات کو چند لمحہ سوتا تھا اور تمام شب آسمان کو دیکھتا رہتا۔ جب بلا شاہان وقت اُس کو طلب کرتے تھے اس کو پٹارے میں رکھ کر لے جاتے تھے وہ ان کو رموز و اسرار سے آگاہ کرتا تھا۔ اودان کے آئندہ حالات کی خبر دیا کرتا تھا۔ وہ پست کے بل پٹارہ ہوتا۔ اس کی آنکھ اور زبان کے سوا کوئی عضو حرکت نہ کر سکتا تھا۔ ایک رات اسی طرح پٹا ہوا آسمان کی جانب نظر کر رہا تھا ناگاہ اس نے ایک بجلی کو دیکھا جو بجلی اور اس کی روشنی تمام اطراف دنیا پر پھیل گئی پھر ستارے ٹوٹے لگے اور ان سے دھواں پھیل رہا تھا۔ وہ نیچے آئے اور آپس میں ٹکرا کر زمین میں غائب ہو جاتے۔ یہ دیکھ کر اس پر بڑی دہشت طاری ہوئی۔ دوسری رات اُس نے اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ اس کو پہاڑ کی چوٹی پر لے چلیں۔ وہاں پہنچ کر اُس نے آسمان کے کناروں پر نگاہ کرنا شروع کی۔ ناگاہ اس نے بہت چمکتا ہوا ایک نور دیکھا جس کی روشنی ہر ایک پر غالب تھی اور تمام آسمانوں اور زمینوں کو گھیرے ہوئے تھی یہ دیکھ کر اُس نے غلاموں سے کہا کہ مجھے نیچے لے چلو میری عقل حیران ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میری موت قریب آگئی ہے اور کوئی سخت حادثہ ہونے والا ہے۔ گمان ہے کہ پیغمبر ہاشمی کا خروج ہونے والا ہے۔ اس نے صبح کو اپنے عزیزوں اور قوم کو جمع کیا اور اُن سے کہا کہ عجیب علامتیں اور عظیم کیفیات مشاہدہ کر رہا ہوں۔ اور چاہتا ہوں کہ ہر شہر کے کانہوں سے اس کی حقیقت معلوم کروں۔ پھر ہر شہر میں خط لکھ کر قاصد بھیجے اور دشن کو ایک نامہ لکھا اس نے جواب میں تحریر کیا کہ جو کچھ آپ نے دیکھا میں نے بھی مشاہدہ کیا ہے۔ غنقریب اس کا اثر ظاہر ہوگا۔ ایک خط زر قاء، حکمران کو بھی لکھا تھا جو اس طرف کے کانہوں میں سب سے زیادہ جانتے والی تھی اور اپنے گرد و نواح میں سحر و کیمیا میں ہر ایک پر غالب تھی۔ اس کی بیانی بہت تیز تھی کہ تین روز کے راہ سے اسی طرح دیکھ لیتی تھی جس طرح اپنے قریب سے دیکھا کرتی تھی۔ اگر کوئی دشمن اس سے جنگ کا ارادہ کرتا تو وہ چند روز پیشتر اپنی قوم کو آگاہ کر دیا کرتی کہ فلاں دشمن تمہاری طرف آنے والا ہے اور لوگ اپنی مدافعت کر لیا کرتے تھے۔ جب سطح نے اس کو خط لکھا اور قاصد روانہ ہوا تین روز کی راہ باقی تھی کہ زرنقارے اس کو دیکھ لیا اور اپنی قوم سے کہا کہ ایک سوار آرہا ہے جس کی ہچڑی میں ایک خط نظر آتا ہے۔ تین روز کے بعد قاصد نے پہنچ کر خط دیا اس نے کہا کہ تجری خبر لیا ہے سطح نے نورامح اور روشنی وغیرہ کے بارے میں دریافت کیا ہے۔ رب کہہ کی قسم لوگوں کی موت کا زمانہ اور بچوں کے یتیم ہونے کا وقت قریب آگیا ہے۔ فرزند ابن عبد مناف میں سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اختلاف پیغمبر

جنت الملوک کے کانہوں کا ترجمہ اور آسمان مشاہدہ کرنا

سطح کو دیکھ کر غنقریب کے کانہوں کو خط لکھا کہ

ہونگے۔ پھر خواب لکھا کہ یہ پیغمبر ہاشمی کے ظہور کی علامتیں ہیں۔ میرا یہ خط پڑھ کر خواب غفلت سے بیدار ہو جانی اور تاخیر مت کرنا بلکہ فوراً مکہ کی جانب روانہ ہو جانا۔ میں بھی اسی طرف آئی ہوں شاید تم سے میری ملاقات ہو جائے اور ہم دونوں اس امر کی حقیقت معلوم کریں گے۔ اگر دفعہ پیدا ہو چکا ہے تو اس کے ہلاک کی تدبیریں کریں گے اور قلیل اس کے کہ اس کا نور پھیلے اس کو بجھا دیں گے۔ جب یہ خط سلجھ کو ملا اور وہ مضمون سے مطلع ہوا تو باواز بلند مدیا پھر اسی وقت مکہ کی جانب روانہ ہو گیا اور اپنے اصحاب سے کہتا گیا کہ میں روشن آگ کی جانب جا رہا ہوں۔ اگر اس کو بجھا سکا تو واپس آؤں گا ورنہ تم کو واپس کرنا ہوں۔ پھر وہاں سے شام چلا جاؤں گا۔ جب وہ مکہ پہنچا اور جبل شیبہ، عقبہ اور عاصم بن داحل فریش کی ایک جماعت کے ساتھ اس کے استقبال کے لیے آئے اور بولے کہ اسے سلجھ یقیناً تم کسی امر عظیم کے سبب آئے ہو اگر تمہاری کوئی حاجت ہے تو پوری کی جائے گی۔ سلجھ نے کہا خدائے تم کو برکت دے میری کوئی حاجت نہیں ہے بلکہ تم کو جو کچھ گزر چکا اور جو کچھ آئندہ ہونے والا ہے وہ سب خدا کے الہام کرنے کے مطابق بتائے آیا ہوں۔ تمہارے زمانہ کے سربراہ اور وہ لوگ جو ہمیشہ مستحق مدح و ثنا تھے یعنی فرزندان عبدمناف کہاں ہیں آیا ہوں کہ ان کو اس بشیر و نذیر کی خوشخبری دوں جس کے انوار غریب ظاہر ہونے والے ہیں۔ عبدالمطلب اور ان کی اولاد کے بہادر اور شیر کہاں ہیں۔ قریش کو اس کی یہ باتیں پسند نہ آئیں اور وہ لوگ واپس چلے گئے۔ پھر حضرت ابوطالب اور تمام اولاد عبدالمطلب اس کے پاس آئے وہ کعبہ کے نزدیک بیٹھا تھا۔ ان لوگوں نے آپس میں طے کیا کہ ہم پہلے اس سے اپنا نسب وغیرہ بیان نہ کریں تاکہ اس کے علم کا اندازہ ہو سکے اور حضرت ابوطالب نے اپنی تلوار اور نیزہ سلجھ کے غلام کو ہدیہ کر دیا اور سلجھ کے پاس آئے۔ قبل اس کے کہ غلام سلجھ سے یہ حال بیان کرے ابوطالب نے سلام کیا۔ سلجھ نے کہا آپ پر بھی سلام ہو اور نعمتیں گوارا ہوں۔ عرب کے کس گروہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ ابوطالب نے مزاحاً فرمایا کہ بنی حجاز سے اس نے کہا اے بزرگ میرے قریب آکر اپنا ہاتھ میرے چہرے پر ڈالو۔ ابوطالب نے اپنا ہاتھ اس کے منہ پر رکھا تو اس نے کہا خدا نے دانا و بینا کی قسم آپ ہی صاحب اخلاق و عہود بلند ہیں آپ ہی نے میرے غلام کو ہدیہ نیزہ و تلوار عطا کی بیشک آپ ہی قوم کے بہتر لوگوں میں سے ہیں۔ آپ اور آپ کے بھائی سے شریف ترین خلائق پیدا ہوں گے۔ یقیناً آپ اور آپ کے ہمراہی نسل ہاشمی سے ہیں جو اہل غیر میں سب سے بہتر تھے اور آپ ہی پیغمبر مختار کے چچا ہیں جنکی مدح و کتب و اخبار میں کی گئی ہے اپنے نسب کو مجھ سے نہ چھپائیے کیونکہ میں آپ کو اور آپ کے نسب کو اچھی طرح پہچانتا ہوں یہ سنکر ابوطالب کو تعجب ہوا اور فرمایا اے سلجھ تم نے سچ کہا اور صحیح خصلتیں بیان کیں۔ اب ہم کو ان باتوں سے آگاہ کیجئے جو ہم سے زمانہ میں ہم لوگوں پر واقع ہوئی۔ سلجھ نے کہا کہ ہمیشہ باقی رہنے والے اور بغیر ستون کے آسمان کو بلند کرنے والے خدا کے یکتا کی قسم جدا شدہ کے یہاں بہت جلد ایک فرزند پیدا ہوگا جو لوگوں کو رشد و صلاح و خیر و احسان کی ہدایت کرے گا اور بہت بہتوں کو ہلاک کرے گا اور

اور اس کے اُمید میں اُس کا حجاز اور بھائی مددگار ہوگا جو صاحب شکوہ و دہدہ ہوگا اور اپنی نیند آبدار سے
 کافروں کے مانع و دست کرنے لگا اور اس میں شک نہیں کہ آپ ہی اسے ابو طالبؑ اس کے والد
 ہوں گے۔ ابو طالبؑ نے کہا ہم چاہتے ہیں کہ کچھ اُس بغیر کی صفیں بیان کیجئے۔ سلجؑ نے کہا اچھا تم
 سے صحیح حالات سنئے۔ بہت جلد ایک بلند مرتبہ بغیر ظاہر ہوگا جس کی صفت میں زبان سلجؑ گنگ
 ہے۔ وہ نہ بہت کوتاہ قد ہوگا نہ بہت بلند جس کا سر گولی ہوگا۔ اس کے دونوں شالوں کے درمیان
 ایک علامت ہوگی۔ وہ سید پر عمامہ باندھے گا۔ اس کی بغیر قیامت تک باقی و قائم رہے گی
 وہ اہل تہار کا سردار ہوگا۔ تاریکی میں اس کے چہرے سے نور ساطع ہوگا۔ جب وہ مسکرائے گا
 اس کے دانتوں کے نور سے دُنیار و دُشمن ہو جائے گی۔ اس کے مانند دُنیا میں کوئی خلق و خلق
 میں پیدا نہیں ہوا۔ شیریں زبان اور خوش بیان ہوگا۔ زہد و تقویٰ، خشوع و عبادت میں اس کا
 مثل نہ ہوگا۔ تجبر و عنوت کا اس میں نام و نشان نہ ہوگا۔ جب کوئی بات کرے گا صحیح و درست کریگا
 اس سے کوئی سوال کیا جائے گا تو صحیح جواب دے گا۔ اس کی ولادت پاکیزہ ہوگی۔ نسب اس کا
 طاہر و مطہر ہوگا۔ وہ عالمین کے لئے رحمت ہوگا۔ اُس کے نور سے عالم روشن ہو جائے گا۔ مومنوں
 پر ہر بان اپنے عمرا میوں پر رحم ہوگا۔ اس کا نام توریت و انجیل میں نمایاں ہے۔ فریبوں کا
 فریاد میں اور کراہتوں سے موصوف ہوگا۔ اس کا نام آسمان میں احمد اور زمین میں محمدؐ ہے۔ ابو طا
 نے کہا اس شخص کا وصف بیان کیجئے جس کے پاس میں آپ نے بتایا کہ اس کا معین و مددگار
 ہوگا۔ اس نے کہا کہ وہ بزرگ بھی سید و سردار ہوگا۔ فیض شیر شکار نیک کرداروں کا پیشوا اور
 کفار سے انتقام لینے والا ہوگا۔ مشرکوں کو موت کا زہر آلودہ پیالہ پلانے گا۔ شیریں کا تہ پانی
 کہے گا۔ ہمیشہ لڑائیوں میں یاد خدا کرے گا۔ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وزیر ہوگا اور
 اُن کے بعد ان کی امت میں امیر و پیشوا ہوگا۔ توریت میں اس کا نام بریا اور انجیل میں ایسا اور
 قوم میں علیؑ ہوگا۔ تھوڑی دیر خاموش ہو کر غور و فکر کرنے لگا۔ پھر ابو طالبؑ کی جانب متوجہ ہو کر بولا
 اے سید و بزرگوار میرے چہرے پر دوبارہ ہاتھ رکھئے۔ ابو طالبؑ نے اپنا دست مبارک اُس کے مُنہ
 پر رکھا تو اُس نے ایک آلودہ ناک کھینچی اور کہنے لگا کہ اے ابو طالبؑ اپنے بھائی عبد اللہؑ کا ہاتھ
 پکڑو کیونکہ تمہاری سعادت ظاہر ہے تم کو خوشخبری ہو بلندی مرتبہ اور رفعت شان کی کیونکہ وہ
 دونوں کرامت کی شاخیں تمہارے درخت سے برآمد ہوئی۔ محمدؐ تمہارے بھائی سے ہوں گے
 اور علیؑ تم سے پیدا ہوں گے۔ غرض کہ ابو طالبؑ یہ تمام باتیں سنکر بہت خوش ہوئے اور اس کی
 یہ سب باتیں اہل مکہ میں مشہور ہوئیں تو ابو جہلؑ نے کہا کہ یہ پہلی بلا ہے جو بنی ہاشم کی طرف سے
 ہم لوگوں پر نازل ہوئی ہے جیسا کہ تم لوگوں نے سلجؑ کی باتیں جبد اللہؑ اور ابو طالبؑ کے فرزند
 کے بارے میں سُنیں کہ وہ دونوں ہمارے دین کا سد کریں گے۔ یہ سنکر ابو طالبؑ نے کھڑے ہو کر
 پکار کر فرمایا کہ اے گرو و قریش اپنے دلوں سے غم و خستہ کو دھو کر سلجؑ سے جو کچھ سنا ہے اس سے انکار

مذکورہ کیونکہ ہم ہی محدث ہر شرف و کرامت ہیں جو مکہ میں ظاہر ہو چکی ہیں اور جو کچھ سلج نے بیان کیا ہے اس کی علامت آشکار ہے۔ اور وہ سب امور جلد ظاہر ہوں گے اس کے خلاف نہ ہوگا۔ پھر ابوطالب سلج کو اپنے گھر لے گئے اور اس کا بہت احترام و اکرام کیا۔ ابو جہل کے سینہ میں حسد کی آگ روشن ہوئی اور شروع وقت شروع کیا۔ اس کے ساتھ بد معاشوں کی ایک جماعت بھی اس کی معین و مددگار ہو گئی۔ ابوطالب کو معلوم ہوا تو اس طرح کی جانب گئے اور اہل فساد کے مجمع کو وعدہ اور وعید کے ساتھ منتشر کر دیا اور ان سب کو کعبہ کے قریب جمع کیا۔ اس وقت جمع بن الجہاج نے کھڑے ہو کر کہا اے ابوطالب ہم کو آپ کی بلندی مرتبہ اور عہد شرف میں کوئی شک نہیں ہے۔ آپ کی جلالت و نجابت و ہدایت و غیرہ عالم پر روشن و آشکار ہے لیکن یہی دانائی پر تعجب ہے کہ ایک کاہن کی باتوں پر بھروسہ کرتے ہیں شاید آپ کو ہمیں معلوم کہ وہ شیطان کے فریب و کذب و افترا کا مصداق ہوتے ہیں۔ دوبارہ اس کو مجمع میں لائیے تاکہ ہم بھی امتحان کر لیں۔ شاید اس کی سچائی اور حقوث کی علامتیں ہم پر واضح ہو جائیں جس سے دلوں کے شکوک و اختلاف رفع ہوں۔ ابوطالب نے حکم دیا تو سلج کو لوگ مجمع میں دوبارہ لائے۔ اس نے باور بلند کہا اے گروہ قریش یہ کیا انتشار و کذب اور اختلاف ہے جو تم سے سنتا اور دیکھتا ہوں اس ہائے میں جو میں نے صاحب یمین توں کو توڑنے والے اور کاہنوں کو ذلیل کرنے والے پیغمبر کے ہاتھ میں بیان کیا ہے شاید میں اس کے ظہور سے راضی نہیں ہوں کیونکہ اس کے زمانہ ولادت کے قریب علم کا انسان باطل ہو جائے گا اور اس وقت سلج کی زندگی کی بھی خیر نہیں ہوگی وہ بھی موت کی تمنا کرے گا۔ اگر تم کو میرے بیان کی تصدیق ہی منظور ہے تو اپنی مائل اور عورتوں کو بلاؤ تاکہ میں عجیب امور تم پر ظاہر کروں۔ لوگوں نے کہا شاید تو غیب کے حالات جانتا ہے۔ اس نے کہا نہیں مگر ایک جن میرا صاحب ہے جو فرشتوں سے خبریں سُن کر مجھے آگاہ کرتا ہے۔ ان لوگوں نے مکہ کی تمام عورتوں کو مسجد میں جمع کیا سوائے آمنہ اور فاطمہ بنت اسد کے جن کو عبد اللہ اور ابوطالب نے اجازت نہ دی۔ جب وہ عورتیں آگئیں سلج نے مردوں کو الگ کر دیا اور عورتوں کو اپنے پاس بلایا اور ان کی جانب غور سے دیکھا اور خاموش ہو گیا۔ عورتوں نے پوچھا کہ بولتے کیوں نہیں۔ سلج نے پھر آسمان کو دیکھا اور کہا کہ حرمین کی حرمت کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تم میں دو عورتیں نہیں ہیں جن میں ایک اس فرزند سے حاملہ ہے جو لوگوں کی رشد و ہدایت کی جانب ہدایت کرے گا اور دوسری خاتون حاملہ ہونے والی ہے مومنوں کے بادشاہ سے جو تمام ادھیائے انبیاء کا سردار اور معلوم مرسلین کا وارث ہوگا۔ پھر وہ دلوں خواہن بھی بولی گئیں۔ سلج نے آمنہ کی طرف دیکھا اور فریاد کی رویا اور بولا اے صاحبان شرف و عزت خدا کی قسم یہی خاتون پیغمبر پر گزیدہ اور رسول پسندیدہ سے حاملہ ہے۔ پھر آمنہ کو سامنے بلایا اور کہا کیا آپ حاملہ نہیں ہیں آپ نے فرمایا بیشک ہوں۔ اس نے کہا اب مجھ کو اپنی باتوں پر زیادہ یقین ہو گیا ہے بہترین زنان عرب و عجم میں جو بہترین

فلوئی اور بتوں کے برہادر کے والے رسول سے معاملہ ہیں۔ افسوس ہے عرب کے لوگوں پر یقیناً اس کے ظہور کا زمانہ قریب آگیا ہے اس کا نور ظاہر ہے۔ گویا میں اس کے مخالفوں کو دیکھ رہا ہوں کہ قتل ہوئے خاک و خون میں آلودہ پڑے ہیں۔ خوشامدل اس کا جو اس کی پیغمبری کی تصدیق کرے، اور اس پر ایمان لے کرے کیونکہ تمام زمین پر اس کی سلطنت ہوگی۔ پھر جناب فاطمہ بنت اسد کی جانب متوجہ ہوا اور ایک نعرہ مار کر بے ہوش ہو گیا۔ جب ہوش میں آیا تو باؤ اور بلند کہنے لگا کہ واہ یہی فاطمہ بنت اسد ہیں جو اس امام کی ماں ہیں جو بتوں کو توڑے گا۔ وہ ایسا بہادر ہوگا جو شہا حوں کی پیشانیاں زمین پر رگڑ دے گا۔ اس کی عقل میں کسی طرح کی کمی نہ ہوگی۔ کوئی بہادر اس کے مقابلہ کی تاب نہ لائے گا۔ وہی شہساز بیکتا اور خدا کا شیر ہے۔ اس کا نام علی ہے۔ وہ خاتم الانبیاء کا چھترا و بھائی ہے۔ ہٹے ہٹے نہیں دیکھ رہا ہوں کہ اس سے کیسے کیسے دلیروں اور بہادروں کو خاک مذلت میں ملا دیا ہے۔ قریش نے یہ باتیں سنیں تو خاتم سے تلواریں نکال کر سطح پر دوڑے بنی ہاشم نے بھی اس کی حمایت میں تلواریں نکال لیں۔ ابو جہل نے کہا کہ مجھ کو راستہ دو کہ اس کا ہن کو قتل کر دوں۔ اور اپنے دل کی آگ اس کے خون سے بجھاؤں۔ ابو طالب نے یہ دیکھ کر اس پر حملہ کیا اور تلوار سے اس کا سر زخمی کر دیا کہ خون تجس اس کے چہرہ پر جاری ہو گیا۔ ابو جہل ملعون اس وقت چلایا کہ اے سرداران قبائل اس ذلت کو اپنے لئے پسند نہ کرو۔ سطح آمنہ اور فاطمہ کو قتل کر ڈالو تاکہ اس شہ سے جو یہ کاہن بیان کرتا ہے محفوظ رہے۔ یہ سنتے ہی تمام قریش سطح پر حملہ آور ہوئے۔ بنی ہاشم کو ان سے مقابلہ کی طاقت نہ تھی مختصر یہ کہ قتلہ برپا ہوا، عورتیں کعبہ میں پناہ لے گئیں اور شور و غل برپا ہوا۔

آمنہ علیہا السلام سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ جب میں نے تلواریں دیکھیں۔ بہت خوفزدہ ہوئی۔ ناگاہ جو بچہ میرے شکم میں تھا حرکت میں آیا اور اُس سے آواز ظاہر ہوئی! اسی کے ساتھ ہوا میں گرج کی سی آواز بھڑ ہوئی جس سے عقلیں نائل ہو گئیں اور خود تیں اور مرد و سب بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ پھر میں نے آسمان کی جانب نگاہ کی تو آسمان کے دروازے کھلے ہوئے دیکھے اور دیکھا کہ ایک سوار آگ کا ایک ہتھیار ہاتھ میں لیے ہوئے بلند آواز سے کہہ رہا ہے کہ تم کو رسول خدا کو ضرر پہنچانے کی طاقت نہیں ہے۔ میں ان کا بھائی جبرئیل ہوں اسی وقت میرا خوف اطمینان سے بدل گیا اور ہم سب اپنے اپنے گھروں کو واپس آئے۔ ابوطالب نے اپنے بھائی عبد اللہ کا ہاتھ پکڑا اور کعبہ میں جا کر بیٹھے۔ اس وقت اُن کے پاس جنہ بن الحجاج آیا اور بولا خدا کا شکر ہے کہ آپ کی عزت و فضیلت اور غلبہ دنیا والوں پر ظاہر ہو گیا۔ لیکن آپ سے التماس یہ ہے کہ سطح کو قریش سے دور ہٹا دیجئے اور فتنہ و فساد کی آگ بجھا دیجئے۔ ابوطالب نے قبول فرمایا اور سطح کے پاس آئے۔ حقیقت حال اس سے بیان کر کے معذرت چاہی۔ سطح نے کہا اے ابوطالب میں جاتا ہوں۔ لیکن جب وہ پیغمبر شہید و مدبر ظاہر ہو تو میرا بہت بہت سلام ان کو پہنچائیے اور

کہہ دیجئے گا کہ اس نے آپ کے آنے کی بشارت دی تھی مگر آپ کی قوم نے اس کو جھٹلایا اور آپ کی ہمتی سے اس کو ڈور کر دیا۔ غریب ایک عورت بھی آنے والی جو میری تمام پیشینگوئیوں کی تصدیق کرے گی اور جو کچھ میں نے بیان کیا ہے اس بارہ میں اس سے زیادہ بیان کرے گی۔ فرض سلج کو ایک شتر پر باندھ دیا اور وہ روانہ ہو گیا۔ بنی ہاشم بھی اس کو کچھ دور پہنچانے کے لئے مکہ سے باہر آئے۔ اسی اثنا میں ایک سواری نما پاں ہوئی جس پر ایک عورت سوار تھی اور بہت تیزی کے ساتھ آ رہی تھی۔ سلج نے کہا اسے مردانہ ملے آپ کے پاس زرقا سنی آگنی سہی ہاتھ، جو وہی تھیں کہ زرقا قریب آگنی اور پکار کر بولی کہ اسے گروہ قریش آپ پر میرا بہت بہت سلام ہو اور آپ سے ہر شہر آباد رہے ہیں۔ اپنا وطن ترک کر کے آپ کی جائے پناہ کی طرف آ رہی ہوں تاکہ آپ کو ان چند امور سے آگاہ کروں جو بہت جلد ظاہر ہونے والے ہیں۔ اور آپ کے شہر میں بہت ہی عجیب باتیں رونما ہونے والی ہیں۔ اور چند اشعار پڑھے جو سلج کی تصدیق کرے تھے لکھا میں اس لئے آئی ہوں کہ آپ کو خوشخبری دوں اور لوگوں کے شر سے ہر میز رکھنے کی ہدایت کروں۔ اور جس بات کی آپ کو خوشخبری دینا چاہتی ہوں وہ میرے واسطے وبال ہے۔ منہ بھی موجود تھا اس نے کہا یہ باتیں وحشت انگیز ہیں جو تجھ سے ظاہر ہو رہی ہیں۔ ہم کو اور خود اپنے کو ہلاکت و بربادی کی خبر دے رہی ہے۔ زرقا نے کہا اے ابوالولید اسی خدا کی قسم جو لوگوں کے راستہ پر تاک میں ہے کہ اسی داوی سے ایک پیغمبر مبعوث ہوگا جو لوگوں کو نیکی و صلاح کی دعوت دے گا اور فساد و خوریزی سے روکے گا۔ اس کے چہرہ سے نور ساطع ہوگا۔ اس کا نام محمد ہوگا۔ گویا میں دیکھ رہی ہوں کہ اس کی ولادت کے بعد ایک فرزند پیدا ہوگا جو اس کا معین و مددگار ہوگا اور حسب و نسب میں اس کے نزدیک ہوگا۔ وہ اپنے زمانہ کے لوگوں کو ہلاک کرے گا اور شجاعان جہاں کو زمین کا بوند بنائے گا۔ معرکوں میں دلیر اور میدانوں میں شیر ہوگا اس کے بازو قوی ہوں گے۔ وہ جبری خدا کا ولی ہوگا۔ اس کا نام امیر المؤمنین علی ہے۔ آہ آہ میں اس کو جس روز دیکھوں گی اور بخت مصیبت ہوگی بھر جیک میں یک سو ہو کر اس کے ساتھ بیٹھوں گی۔ پھر چند اشعار حسرت و افسوس کے پڑھے اور بولی افسوس ہے تالہ و فریاد کرنے سے کیا فائدہ اس امر میں جو یقیناً ہونے والا ہے۔ شمس و قمر کے خالق کی قسم جس کی طرف تمام انسانوں کی بازگشت ہوگی سلج نے جو کچھ تم سے کہہ رہے تھے وہ نصیح کی غیروں سے ہے۔ پھر عبد اللہ اور ابو طالب کی جانب محنت لگا ہوں سے دیکھا۔ عبد اللہ کو تو پہلے دیکھ چکی تھی اور پہچانتی تھی کیونکہ عبد اللہ جس سال میں تشریف لے گئے قبل اس کے کہ آمنہ سے عقد کریں اور ثور رسالت ان کی پیشانی سے ختم ہو وہ یمن میں ایک محل میں قیام فرماتے تھے اس وقت زرقا کی نگاہ جو حضرت پر پڑی تو آپ سے عقد کی تمنی ہوئی اور ایک قبیلہ اشرفیوں کی لے کر اپنے محل سے نکلی اور عبد اللہ کی جانب ڈھکی۔ آپ کو سلام کیا اور پوچھا آپ عرب کے کس قبیلہ سے ہیں کہ آپ سے زیادہ خوبصورت میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔ آپ نے فرمایا میں عبد اللہ بن مطلب ہوں جو ہاشم بن عبد مناف سردار شرفاء اور مہانوں کی ضیافت کرنے والے

کے فرزند ہیں زرقا نے کہا اے میرے سردار کیا یہ ممکن ہے کہ ایک بار آپ مجھ سے مقاببت کریں۔ یہ
 پہلی آپ کے تندرستی ہوں اس کے ساتھ ہی سو اونٹ خرموں سے لے کر دوں گی۔ جناب عہد اللہ
 نے فرمایا کہ فوراً میرے سامنے سے تیری صورت کس قدر قبیح ہے شائد تجھ کو معلوم نہیں کہ ہم اس گروہ
 میں ہیں جو گنہگار نہیں کرتے اور اپنی تلوار نیام سے نکال کر اس پر حملہ کرنا چاہا۔ زرقا بھاگی اور ذلت کے ساتھ
 واپس ہوئی۔ اس وقت عہد المطلب محل میں داخل ہوئے اور ہر منہ تلوار عہد اللہ کے ہاتھ میں دیکھ کر
 واقعہ دریافت کیا، جناب عہد اللہ نے بیان کیا۔ عہد المطلب نے فرمایا وہ عورت زرقا کی بیٹی ہے۔ چونکہ
 تمہاری پیشانی سے نور موت جلوہ گرد نکلا، اچان گئی اور چاہتی تھی وہ نور خود حاصل کرے۔ خدا کا شکر ہے
 کہ اس نے تم کو اس کے شر سے محفوظ رکھا۔ مکہ میں جب زرقا نے عہد اللہ کو دیکھا پہچان لیا اور سمجھ
 گئی کہ انہوں نے عقد کر لیا ہے اور وہ نور قتل ہو چکا ہے۔ بولی کیا آپ وہی نہیں ہیں جن کو میں نے
 یمن میں دیکھا تھا، فرمایا ہاں وہی ہوں۔ پوچھا وہ نور کیا ہوا جواب کی پیشانی میں درخشاں تھا آپ نے کہا
 میری زوجہ آمنہ کے ظہر شکم میں ہے۔ اس نے کہا بیشک ایسا ہی شخص ایسے نور کا حامل ہو سکتا
 پھر آواز بلند کہنے لگی اے صاحبانِ عزت و مراتب وقت ظہور پیغمبر آخرا الزمان جیسا کہ میں کہہ رہی ہوں
 نزدیک ہے اور امر شرفی کا کوئی علاج نہیں ہو سکتا۔ آج تو دن ختم ہو چکا اب کل میرے پاس آپ کے
 آئیے گا تاکہ میں آپ لوگوں کو حقیقت حال سے آگاہ کروں۔ یہ شکر وہ لوگ متفرق ہو گئے۔ رات ہوئی تو
 نصف شب کے بعد زرقا، سطح کے پاس آئی اور کہا کہ آثار و علامات اُس نور کے ظہور کے مشاہدہ کر رہی
 ہوں۔ وقت قریب آگیا ہے۔ اب اس بارہ میں آپ کیا مصیبت دیکھتے ہیں۔ سطح نے کہا میری عمر آخر
 ہو چکی ہے میں شام کی جانب جا رہی ہوں وہیں تا وقت وفات قیام کروں گا۔ میں جانتا ہوں کہ اُس نور
 کے نکلنے کی جو شخص بھی کوشش کرے گا وہ منکوب و مہر ہوگا۔ میں تجھ کو نصیحت کرتا ہوں کہ آمنہ کو
 دفع کرنے کے واسطے نہ جونا کیونکہ ہر دو گار آسمان وزمین اس کا محافظ ہے۔ اگر تو میری بات نہیں مانتی
 ہے تو مجھ سے دست بردار ہو جا کیونکہ میں اس معاملہ میں تیرا ساتھ نہیں دے سکتا۔

دسویں روز صبح کو زرقا بنی ہاشم کے پاس آئی، سلام کیا اور کہا کہ آپ لوگوں کے دل روشن
 ہوں گے جبکہ آپ کے درمیان وہ ظاہر ہوگا جس کے فضائل تو ریت، انجیل، زبور اور فرقان میں موجود
 ہیں۔ وائے جو اُس بد جو اس سے دشمنی کرے اور خوشحال اُس کا جو اس کی اطاعت کرے
 یہ شکر بنی ہاشم خوش ہوئے اور ابو طالب نے فرمایا اے زرقا، اگر ہم سے تیری کوئی حاجت ہو تو
 بیان کر کہ پوری کی جائے گی۔ اس نے کہا آپ سے میں مال چاہتی نہیں اور عزت افزائی کی آپ سے اپنے
 نہیں رکھتی۔ لیکن اتنا چاہتی ہوں کہ آمنہ سے ملاقات کراد بیٹھے کہ میں اُن سے ان امور کی تصدیق کروں جو
 میں نے بیان کیے ہیں۔ ابو طالب اس کو گھر لے گئے۔ جب اس کی نظر جناب آمنہ پر پڑی اس کے خیروں
 میں رنڈ شس ہوئی۔ اس کی زبان بند ہو گئی۔ ظاہر خوشی کا اظہار کیا اور اس مولود کے بارے میں پھر کچھ
 خبریں بیان کیں اور واپس چلی گئی۔ لیکن دل میں آمنہ کے ہلاک کرنے کی ترکیبیں سوچ رہی تھی۔ آخر

میں نے یہ سب سنا اور اس کی خبریں سن کر اس کی حالت خراب ہو گئی۔

زرقا کو اس وقت کا حال معلوم ہوا کہ وہ اپنے دل سے بد بختی

دشمنی کے ساتھ ساتھ اس کی کشتی کو کشتی

قبیلہ خزرج کی ایک عورت سے دوستی شروع کی جس کا نام نکلتا تھا۔ وہ جب آمد اور تمام زنان ہاشمی کی مشاطہ تھی۔ زرقار اُس کے ساتھ شب و روز رہنے لگی۔ ایک روز نکلتا رات کو بیدار ہوئی تو دیکھا کہ زرقار کے سر کے قریب ایک شخص بیٹھا ہوا اُس سے باتیں کر رہا ہے اس کی ایک ہات یہ سنی کریمہ کی کاہنہ تہامہ میں آئی ہے وہ اپنے ارادہ سے بہت جلد پشیمان ہو گئی۔ زرقار یہ سنتے ہی اُچھل پڑی اور بولی تو میرا بار و قار ہے تو اب تک میرے پاس کیوں نہ آیا۔ اُس نے کہا تیری خرابی ہو تم پر سخت مصیبت نازل ہوئی ہے۔ ہم آسمانوں پر جا کر فرشتوں کی باتیں سنا سکتے تھے۔ ان دنوں ہم کو آسمانوں سے بھگا دیا گیا۔ ہم نے آسمانوں پر ایک منادی کو ندا دیتے ہوئے سنا کہ رہا تھا کہ خدا نے ارادہ کر لیا ہے کہ بتوں کو توڑنے والے اور عبادت ظاہر کرنے والے کو پیدا کرے۔ فرشتوں کی فوج نے ہم کو تیرہ ماہ شہاب سے مار کر بھگا دیا اور اب آسمانوں کے راستے ہمارے واسطے بند ہو گئے۔ ہم اس لیے آئے ہیں کہ تجھ کو آگاہ کر دیں تاکہ تو ہر چیز کے۔ زرقار نے کہا دُور ہو میرے پاس سے۔ اس فرزند کی ہلاکت میں مجھ سے جس قدر کوشش ہو سکتی ہے ضرور کروں گی۔ یہ سُن کر اُس شخص نے چندا شمار پڑھے جن کا مطلب یہ تھا کہ میں نے جو شرط خیر خواہی تھی پوری کر دی۔ اور میں جانتا ہوں کہ تیری کوشش بے کار ہے وہ بالی دنیا و عقبے کے سوا کچھ حاصل نہیں۔ بیشک خداوند عالم اپنے پیغمبر کی مدد کرے گا اور ہر ایک کاہن و ساحر کے شر سے اُس کو محفوظ رکھے گا۔ اسی قسم کی بہت سی باتیں کر کے وہ شخص فائب ہو گیا۔ نکلتا نے یہ تمام باتیں سُن لیں۔ صبح کو زرقار کے پاس آئی اور پوچھا تم رنجیدہ و غمگین کیوں ہو اسی نے کہا میں تم سے اپنا راز پوشیدہ نہیں رکھتا چاہتی جس علم نے مجھ کو میرے وطن سے آوارہ کیا اسی عورت کے ہارے میں ہے جو اُس فرزند سے عاقل ہے جو بتوں کو توڑے گا اور ساحروں اور کاہنوں کو ذلیل کرے گا اور مکانوں کو ویران کرے گا۔ تو نہیں جانتی کہ آتش سوزاں میں جھپٹے پر صبر کرنا دشمنوں سے ذلت و خواری ٹھانے سے زیادہ آسان ہے۔ اگر آئندہ کے مار ڈالنے میں کوئی میرا مددگار ہو جائے تو یقیناً اس کی جو آرزو اور خواہش ہوگی میں پوری کروں گی اور اس کو مل مار بنا دوں گی۔ پھر ایک قبیلہ اشرفیوں کی نکال کر نکلتا کے سامنے ڈال دی۔ نکلتا نے جو اشرفیوں کو دیکھا پھل گئی۔ اور بولی بہن تو نے بڑے سخت کام اور امر عظیم کا ذکر کیا چونکہ بنی ہاشم کی عورتوں کی مشاطہ ہوں شاید تیری کچھ مدد کر سکوں۔ زرقار نے کہا کہ ایسا کر کہ جب آئندہ کی آرزو کے لیے اُس کے پاس جائے اور اس کو مشاطہ میں مشغول کر لے، اُس وقت یہ رہا آلود خنجر گھونپ دے۔ زہر اس کے بدن میں پہنچ جائے گا تو یقیناً اس کو ختم کر دے گا۔ چونکہ تھمر خون بہا لازم ہو گا میں تیری طرف سے دس خون بہا دے دوں گی، اور جتنی جھ میں طاقت ہے تیرے چھوڑانے اور بچانے میں کوشش کروں گی۔ نکلتا نے کہا مجھے منظور ہے لیکن تو اس وقت تمام بنی ہاشم کے مردوں اور اہل مکہ کو اپنی باتوں میں لگا رکھنا تاکہ میں بے خوف ہو کر تیری خواہش پوری کر سکوں۔ زرقار نے کہا ایسا ہی ہو گا۔

دوسرے روز زرقار نے تمام اہل مکہ کی دعوت کی اور کافی شراب کا انتظام کیا۔ بہت سے آدمیوں کو شکر کرایا اور لوگوں کو کھانے پینے میں مشغول کر دیا۔ اور نکلتا سے کہا اب وقت ہے فرصت کو نصیب ہو اور

اور میرا اور تیرا راز کھلا کر دے کہ عداوت کیوں کر ہو گئی

نکلتا کی شہادت

میرے کام کے پورا کرنے میں پوری کوشش سے کام لے۔ تکتا وہ زہر آلود خنجر لے کر آمنہ کے پاس پہنچی۔ آمنہ نے اس کو انعام و اکرام سے نوازش کی اور کہا آج جھ کو دیر کیوں ہوئی، تیری ایسی عادت تو نہ تھی کہ تو اتنی دیر مجھ سے ہمارے۔ تکتا نے کہا اے خاتون پریشانیوں نے گھیر رکھا ہے اگر آپ کی جہر یا نیاں مجھ پر نہ ہوتیں تو میری حالت بد سے بدتر ہو گئی ہوتی۔ آئیے میں اب آپ کو آرامتہ کروں۔ آمنہ اس کے پاس آکر بیٹھیں۔ تکتا نے آپ کے بالوں میں تسکمی کی۔ پھر وہی زہر آلود خنجر نکالا کہ ان کو ہلاک کرے، باعجاز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو ایسا معلوم ہوا کہ کسی نے اس کا دل پکڑ لیا اور ایک سو روہ اس کی آنکھوں کے سامنے پڑ گیا اور کسی نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ مارا کہ خنجر اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گر پڑا اور اس خنجر سے فاختہ راہ کی آواز بلند ہوئی۔ جناب آمنہ نے پلٹ کر دیکھ تو خنجر نظر آیا۔ چیخ اٹھیں جو زمین ان کی آواز سن کر ہر طرف سے دوڑ آئیں اور تکتا کو پکڑ لیا۔ پوچھا اسے طونہ! آمنہ کو کس خطا پر ہلاک کرنا چاہتی تھی۔ اس نے کہا میں ان کو مار ڈالنا چاہتی تھی لیکن خدا کا شکر ہے جس نے اس ہلاکوان سے رنج کر دیا۔ آمنہ تو سجدہ میں جھک گئیں، عورتوں نے اس سے اس فعل شلیح کا سبب دریافت کیا تو اس نے زرقا کا پورا قصہ بیان کیا۔ اور کہا زرقا کو پکڑ کر قتل اس کے کہ تمہارے قابو سے نکل جائے۔ یہ کہتے ہی اس کی جان نکل گئی۔ یہ بات فوراً ہی مشہور ہو گئی اور بنی ہاشم کے چھوٹے بڑے سب آئے۔ زرقا کی حرکت معلوم کر کے اس کی تلاش میں ہر طرف دوڑ پڑے۔ ابو طالب نے مکہ میں منادی کرادی کہ زرقا، مخوس کو گرفتار کرو وہ باہر نہ جانے پائے۔ اس منور کو بھی یہ خبر مل گئی۔ اور وہ مکہ سے بھاگ کر نکل گئی۔ اہل مکہ ہر طرف اس کی تلاش میں پھرتے رہے مگر کہیں سراغ نہ ملا۔ سلج کو جب یہ حال معلوم ہوا اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ وہ اس کو لے کر آئے۔ سلج اس کو اپنے ساتھ لے کر شام کی طرف چلو گیا۔ جناب آمنہ برابر بشارت آمیز آوازیں ارض و سما سے سنا کرتی تھیں اور جناب عبداللہ سے بیان کیا کرتی تھیں۔ عبداللہ ان کو تمام باتیں پوشیدہ رکھنے کی ہدایت فرمایا کرتے تھے۔ آمنہ کو حمل کی گرانی بالکل معلوم نہ ہوتی تھی۔ جب ساتواں مہینہ شروع ہوا جناب عبدالطلب نے عبداللہ کو بلایا اور فرمایا آمنہ کے یہاں ولادت کتنی قریب ہے اور ہمارے پاس اتنا سامان نہیں ہے کہ اس نو مولود کا حقیقہ و ولیمہ شایان شان ہو سکے۔ لہذا میرے جا کر تمام چیزیں خرید لاؤ۔ جناب عبداللہ حسب حکم مدینہ تشریف لے گئے اور وہیں رحمت الہی سے ملے۔ اہل مکہ کو معلوم ہوا تو تمام مکہ والے ان کے غم میں روئے۔

اس کے بعد قطب راہندی نے اور بہت سے معجزات جن میں بیشتر ذکر کئے جا چکے ہیں تحریر کیے ہیں۔ اگرچہ کتاب الوار اور کتاب شاذان دوسری حدیثوں کی تمام کتابوں کے مقابلہ میں اعتبار و وثوق میں ہم پلہ و ہم درجہ نہیں ہیں تاہم جو نگر یہ حالات و معجزات متبر حدیثوں کی تائید میں تھے اس لیے لکھے گئے۔ اور اکثر بخوف طوالت و کثرت اسقاط کر دیئے گئے۔

چوتھا باب

آنحضرت کے ایام رضاعت و نشوونما سے لیکر بعثت کے زمانہ تک کے حالات اور وہ معجزات جو آنحضرت سے ظاہر ہوئے

حدیث منبر میں حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت پیدا ہوئے تو چند روز تک آپ کی والدہ کے دودھ نہ آتا کہ حضرت نوش فرماتے۔ حضرت ابوطالب نے اُن کا منہ اپنے پستان سے لگا دیا تو حق تعالیٰ نے اُس میں دودھ پیدا کر دیا۔ جب تک کہ حلیمہ سعدیہ کا انتظام نہ ہوا اور آنحضرت اُن کے سپرد نہ کیئے گئے حضرت اسی طرح دودھ پیتے رہے۔

دوسری صحیح حدیث میں فرمایا کہ جناب امیر علی علیہ السلام نے فرمایا کہ دختر حمزہ سے آنحضرت کا عقد کرنے کا مشورہ کیا گیا تو حضرت نے فرمایا کہ شاید تم لوگوں کو نہیں معلوم کہ وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے کیونکہ آنحضرت اور جناب حمزہ نے ایک عورت کا دودھ پیا تھا۔

ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ پہلی تربیہ کنیز ابولہب کا جو آزاد کر دی گئی تھی حضرت نے دودھ پیا اس کے بعد حلیمہ سعدیہ کا۔ آنحضرت حلیمہ سعدیہ کے پاس پانچ سال تک رہے۔ حلیمہ نے پہلے حمزہ کو بھی دودھ پلایا تھا۔ جب حضرت کی عمر نو سال کی ہوئی ابوطالب کے ہمراہ شام کی جانب تشریف لے گئے۔ بعض کہتے ہیں کہ آپ اس وقت بارہ برس کے تھے۔ اور حضرت جب جناب خدیجہ کی طرف سے بخرمن تجارت شام گئے تھے تو پچیس برس کے تھے۔

ابن البلاغہ میں جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ خداوند عالم نے ایک بلند فرشتہ کو مقرر کیا جو ہر وقت آنحضرت کے ساتھ رہتا تھا اور آپ کو مکارم آداب و عاقلین اخلاق پر قائم رکھتا تھا اور میں ہمیشہ آنحضرت کے ساتھ ہوتا تھا جس طرح کوئی بچہ اپنی ماں کے پیچھے گھومتا رہتا ہے۔ حضرت ہر روز میرے واسطے اپنے اخلاق کا ایک فلم بلند فرماتے اور مجھ سے ارشاد فرماتے کہ اس کی پیروی کر اور ہر سال ایک عرصہ تک حضرت حرامہ کے پہاڑ میں قیام فرماتے میرے سوا کوئی ان کو نہیں دیکھتا تھا۔ جب

لے بہ بات مجھ میں نہیں آتی کہ ایک فرشتہ آنحضرت کو اخلاق کی تعلیم دے جبکہ آنحضرت کی تسبیح و تقدیس فرشتوں نے تسبیح و تقدیس کرنا سیکھا تھا جیسا کہ اسی کتاب کے شروع میں آنحضرت کے نور کی خلقت کے تذکرہ میں بیان ہوا ہے۔ ممکن ہے اس کا یہ مطلب ہو کہ وہ فرشتہ ہر وقت آنحضرت کی حفاظت کرتا رہتا تھا۔ (مترجم)

حضرتؐ مہوٹ ہوئے میرے اور جناب خدیجہ کے سوا ابتدا میں کوئی ایمان نہیں لایا۔ ہم نور رسالت کو دیکھتے اور بُرے نبوت کو نہ سمجھتے تھے۔

بسنہ منقول ہے کہ ایک شخص نے امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت اَلْاٰمِنِ اَرْ نَضٰی عَنْ رَسُوْلٍ فَاِنَّهٗ یَسْئَلُکَ مِنْ تٰیۤیۡتٍ یَّکُوْنُ مِنْ خَلْقِہٖ نَضٰیۙ ۱۔ آیت ۲۶۔ سورۃ الحج۔ کہتے ہیں: خدا جس رسول کو پسند فرماتا ہے اس کے آگے اور پیچھے نگہبان (فرشتے) مقرر کر دیتا ہے۔ کی تفسیر دریافت کی۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ خداوند عالم اپنے پیغمبروں کے ساتھ چند فرشتوں کو موزوں کرتا ہے۔ جو ان کی حفاظت کرتے ہیں اور ان کی طرف ان کی تبلیغ رسالت ادا کرتے رہتے ہیں۔ اور جناب رسول خدا صلعم پر ایک بلند مرتبہ فرشتہ کو موزوں فرمایا جس روز سے کہ آنحضرتؐ کا دودھ چھڑایا گیا۔ وہ فرشتہ آنحضرتؐ کو مکارم اخلاق اور نیکیوں پر قائم رکھتا تھا اور مساوی اخلاق میں برائیوں سے محفوظ رکھتا تھا اور اس وقت جبکہ آپؐ سے شہاب کو پہنچنے آپؐ کو ندا دیتا تھا السّلام علیک یا محمدؐ یا رسول اللہ۔ حالانکہ حضرتؐ ابھی مرتبہ رسالت پر فائز نہیں ہوئے تھے۔ حضرتؐ ممکن کرتے تھے کہ یہ آواز پھر اور زمین سے پیدا ہوتی ہے کیونکہ حضرتؐ کو کوئی نظر نہ آتا تھا۔

دوسری روایت میں حضرت امیر المؤمنینؑ سے منقول ہے کہ پیغمبرؐ نے فرمایا کہ میں نے اہل جاہلیت کے ساتھ ان کے کاموں میں بھٹ سے پہلے دو مرتبہ کے سوا کبھی موافقت نہیں کی۔ ایک مرتبہ رات کے وقت اٹھا تاکہ ان کے کھیل کود کو دیکھوں اور سنوں؛ لیکن خدا نے مجھ پر جند غالب کر دی تاکہ ان کے کاموں کو نہ دیکھوں نہ سنوں۔ تو میں نے سمجھا کہ یہ بات خدا کو پسند نہیں؛ پھر کبھی میں نے ان کے افعال کی جانب توجہ نہ کی۔ دوسری روایت میں دوسری بات یہ کہ جب حضرتؐ ساتویں برس میں تھے تو بیان فرماتے ہیں کہ ایک شخص کے لئے مکان تعمیر کیا جا رہا تھا جس میں میں بھی مدد کر رہا تھا۔ میں نے اپنے دامن میں مٹی بھرنا چاہا کہ اٹھاؤں اس صدمت میں میری شہد گاہ کھل جاتی کیونکہ کوئی زیر جامہ نہیں پہنے ہوئے تھا۔ تاکہ میرے اپنے ہالے میرے ایک آواز شننی کہ اپنے دامن کو گرا دو۔ میں نے ادھر ادھر دیکھا کوئی نظر نہ آیا۔ میں نے اپنے دامن کو گرا دیا اور وہاں چلا آیا۔

ابن شہر آشوب اور قطب راوندی رحمۃ اللہ علیہما نے علیہ ہمت الی ذویب سے روایت کی ہے جس کا نام محمد اللہ بن عارث تھا۔ وہ قبیلہ مضر سے تھا اور علیہ عارث بن عبد العزیٰ کی زوجہ تھیں۔ وہ کہتی ہیں کہ جس سال آنحضرتؐ کی ولادت ہوئی ہمارے شہروں میں خشک سالی اور قحط کا دور دورہ تھا۔ میں بنی سعد بن بکر کی حورنوں کی ایک جماعت کے ساتھ مکہ آئی تاکہ ہم حوریں بچوں کو دودھ پلانے کیلئے لے جائیں۔ میں ایک مادہ پھر پر سوار تھی جو بہت آہستہ چلتا تھا اور میرے ساتھ آؤشنی تھی جس کے ایک قطرہ دودھ نہ ہوتا۔ میری گود میں ایک لڑکا تھا جس کے لئے میرے آسا دودھ نہ ہوتا کہ وہ شکم پیر ہو جایا کرتا۔ رات کو بھوک کے سبب سے اس کو خیندہ آیا کرتی تھی۔ جب ہم حوریں مکہ میں پہنچیں آنحضرتؐ کو دودھ پلانے کے لئے کسی نے لینا پسند نہ کیا اس لئے کہ آپؐ شیم تھے اور ان کے سر پر ستوں سے مال دیر

کی چند اہل امتیاز تھی۔ جب مجھے کوئی دو سو باچہ دہ تو میں حضرت عبداللطیف کے پاس آئی اور اُس موزعہ تقیم کو اُن سے حاصل کیا۔ جب حضرت کو گود میں لیا اور آپ نے میری جانب نظر کی آپ کی آنکھوں سے ایک نور سا طبع ہوا۔ اس صاحبِ بین کی آنکھوں کی ٹھنڈک نے میرے دامنے دودھ کی طرف رطبت کی اور کچھ دیر دودھ دیا۔ لیکن ہائیں پستان کی طرف تو تہ نہ کی۔ اس کو میرے بچہ کے لئے چھوڑ دیا۔ حضرت کی برکت سے میرے دونوں پستان دودھ سے پُر ہو گئے جو دونوں کے لئے کافی ہو جائے۔ جب میں آنحضرتؐ کو اپنے شوہر کے پاس لائی تو اس اونٹنی کے دودھ اس قدر جاری ہوا کہ ہمارے اور ہمارے بچوں کے لئے کافی ہو جاتا تھا۔ ہر دیکھ کر میرے شوہر نے کہا ایسا مبارک فرزند مجھ کو ملے جس کی برکت سے نعمتوں کا رخ ہماری طرف ہو گیا۔ دوسرے روز صبح کو آنحضرتؐ کو میں نے اپنے چھ پر سوار کیا۔ وہ کعبہ کی طرف چلا اور وہاں پہنچ کر باعجازاً حضرت تین مرتبہ اس نے سجدہ کیا اور گویا ہوا کہ مجھے بیلہی سے شفا حاصل ہوئی اور تکلیفوں سے نجات ملی اس سبب سے کہ سینہ کا نبیاء اور خاتم المرسلین اور بہترین اولیٰین و آخرین میری پشت پر سوار ہوئے۔ اس کی کڑھوی ریح ہو گئی۔ وہ اس قدر چست و تیز ہو گیا کہ ہمارے ہمراہیوں کے تمام چوپائے اس کے مقابلہ پر نہ آ سکتے تھے۔ اور میرے ساتھ والوں کو میرے اور میرے جانوروں کے تغیر حالات پر بہت تعجب ہوتا تھا۔ غرض ہر روز نعمتیں اور برکتیں ہم پر ہوتی رہیں اور لوگوں کے اذیت اور کوسند چراگاہ سے بچنے کے واسطے آتے تھے لیکن ہمارے جانور سب دودھ سے بھرے ہوئے آتے تھے۔ اثنائے راہ میں ہم ایک غار کے پاس سے گزرے اس میں سے ایک مرد پیر باہر آیا جس کی پیشانی کا نور آسمان تک پہنچ رہا تھا۔ اس نے آنحضرتؐ کو سلام کیا اور کہا خلیفہ کبریا نے مجھے حضرتؐ کی رعایت امور کے لئے مقرر فرمایا ہے۔ اسی وقت ہر نسل کا ایک گھوڑا میرے گودا۔ ان سب نے بزبان فصیح مجھ سے کہا کہ اے حبیب تم ہمیں جانتی ہو کہ کس کو تربیت کے لئے لائی ہو وہ پاکیزہ لوگوں میں پاک ترین ہے۔ غرض میں جس پہاڑ اور صحرا کی طرف سے گزرتی تھی سب آنحضرتؐ کو سلام کرتے تھے۔ پھر تو ہماری معیشت و مال میں برکت و زیادتی اتنی ہوئی کہ ہم امیر ہو گئے۔ آنحضرتؐ کی برکت سے جانور بہت ہو گئے۔ آنحضرتؐ نے اپنے کپڑوں میں پاخانہ پیشاب بھی نہ کیا اور کبھی کبھار نہ ہٹایا کہ آپ کی شرمگاہیں ظاہر ہوتیں۔ میں عموماً آپ کے ساتھ ایک ٹوٹا ہوا کدو بھینسی جو کپڑوں سے لٹکی شرمگاہیں چھپاتا اور حفاظت کرتا رہتا۔ میں نے آنحضرتؐ کی پانچ سال دو مہینے تربیت کی۔ اسی اثنا میں ایک روز حضرتؐ نے مجھ سے فرمایا کہ میرے بھائی روزانہ کہاں جاتے ہیں میں نے بتایا کہ گو سفند چرا حضرتؐ نے فرمایا آج میں بھی اُن کے ساتھ جاؤں گا۔ غرض حضرتؐ بھی اُن کے ساتھ جنگل شریف پہنچے وہاں فرشتوں کے ایک گروہ نے حضرتؐ کو ساتھ لیا اور ایک ٹیلہ پہلے گئے۔ ان کو پہلایا پاک کیا۔ یہ دیکھ کر میرا دل کا میرے پاس دوڑا ہوا آیا کہ مجھ کو جلدی دیکھو کہ اُن کو کچھ لوگ اپنے ساتھ لے گئے ہیں۔ میں ٹوٹتی ہوئی آئی دیکھا کہ آپ کے جسم اقدس سے ایک نور آسمان تک سا طبع ہے۔ میں نے ان کو گود میں لیا اور پیار کیا۔ پوچھا کہ تم کو کیا ہوا۔ فرمایا اناں ڈرو نہیں خدا میرے ساتھ ہے۔ ان کے جسم سے مشک

وہاں سے آنحضرتؐ کو دفعہ ہائے کچھ حاصل کیا اور حضرتؐ کی برکت سے میرا دل پاک ہوا

بہتر خوشبو آ رہی تھی۔ ایک رعد ان ایک کاہن نے دیکھا تو نروانا اور کہا یہ وہ ہے جو بادشاہوں کو متہور کر دینا اور عرب کو متفرق کر دے گا۔

ابن شہر آشوب نے طبرستہ سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت تین چہینے کے ہوئے تو بیٹھنے لگے جب نو چہینے کے ہوئے تو رڑکوں کے ساتھ دوڑنے لگے۔ دس چہینے کے ہوئے تو اپنے بھائیوں کے ساتھ گوسفند چرانے جانے لگے۔ جب چاند چہینے کے ہوئے قبیہ کے جوانوں کے ساتھ تیر اندازی کیا کرتے تھے۔ جب حضرت تین چہینے کے ہوئے کشتی بڑنے لگے اور جوانوں کو پھینکا کرتے تھے: پھر ان کو ان کے حد کے پاس پہنچا دیا۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ جب حج کو چلنے کے لئے کھانا لیا جاتا تھا وہ ایک دوسرے کے ساتھ ٹوٹ مار کیا کرتے تھے۔ لیکن آنحضرت اپنا ہاتھ تک نہ بڑھاتے تھے۔ رڑکے جب سوکراٹھا کرتے تھے تو ان کی آنکھوں میں کچھ بھرے رہتے۔ لیکن آنحضرت کا منہ دھلا ہوا ہوتا اور آپ کے جسم سے خوشبو آتی رہتی تھی۔ بسند مشہر روایت ہے کہ ایک روز عبدالمطلب کعبہ کے پاس بیٹھے تھے ناگاہ کسی نے پکار کر ندا دی کہ محمد نامی بچہ طبرستہ کے پاس سے گم ہو گیا۔ عبدالمطلب یہ سنا کر بے چین ہو گئے اور آواز دی کہ اے بی بی ہاشم اور بی بی غالب سوار ہو کر تلاش کرو کہ محمد گم ہو گئے ہیں۔ اور قسم کھائی کہ جب تک وہ ملیں گے نہیں گھوڑے سے اتروں گا نہیں۔ اور ہزار اعرابی اور سو قریشیوں کو قتل کر دوں گا۔ اور کعبہ کے گرد پھر رہے تھے اور چند اشارے بڑھتے جاتے تھے۔ جبکہ مطلب یہ تھا کہ اسے پالنے والے میرے شہسوار محمد کو میرے پاس واپس بھیج دے اور اپنی نعمت دوبارہ مجھ پر انعام فرما۔ پالنے والے اگر محمد نہ ملیں گے تو تمام قریش کو براگندہ کر دوں گا۔ اسی اشارہ میں ایک آواز ہوا میں پیدا ہوئی کہ خداوند عالم محمد کو فضائل سے کرے گا۔ عبدالمطلب نے پوچھا وہ کہاں ہیں؟ آواز آئی غل غل وادی میں ایک بھول کے درخت کے نیچے عبدالمطلب وہاں پہنچے تو دیکھا کہ آنحضرت باعجاز اس درخت خار سے رطب تازہ توڑ کر کھا رہے ہیں اور وہ جوان ان کے قریب کھڑے ہیں۔ جب حضرت قریب پہنچے وہ دونوں جوان جو جبریل و میکائیل تھے الگ ہو گئے۔ آپ نے آنحضرت سے پوچھا کہ تم کون ہو۔ فرمایا میں عبد اللہ بن عبدالمطلب کا فرزند ہوں حضرت عبدالمطلب نے آپ کو اپنی گردن پر سوار کیا اور واپس چلے گئے اور کعبہ کے پاس آکر سات مرتبہ طواف کیا۔ اور بہت سی عورتیں جناب آمنہ کے پاس جمع ہو کر ان کی تسکین و نشفی میں مشغول تھیں۔ جب حضرت کو جناب آمنہ کے پاس لائے آپ خود حضرت آمنہ کے پاس چلے گئے دوسری عورتوں کی جانب ہانکل متوجہ نہ ہوئے۔ اس سطر ایک مرتبہ جناب عبدالمطلب نے اپنے اونٹوں کو ہنگالا لے کے لیے بھیجا۔ جب آنحضرت کو واپس آنے میں دیر ہوئی تو عبدالمطلب نے لوگوں کی جماعت ہر طرف تلاش کے لئے دوڑا دی اور کعبہ کے دروازہ کی زنجیروں کو پکڑ کر کہتے تھے پالنے والے کیا اپنے برگزیدہ کو ہلاک کرے گا؟ یا اس کی پیغمبری کے بارے میں جو تو نے خبر دی تھی اس میں کچھ تیر فرما دیا۔ جب آنحضرت واپس آ گئے تو حضرت عبدالمطلب نے ان کو گود میں لیا پیار کیا اور فرمایا میرے ماں باپ تجھ پر فدا ہوں آئندہ پھر

تجھ کو کسی کام کے لئے نہ بھیجوں گا۔ ڈرتا ہوں کہ دشمن تجھے ہلک نہ کر دیں۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ ابو طالب نے اُن سے بیان کیا کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے ساتھ رکھتا تھا اور ایک لمحہ کے لئے اُن کو جدا نہ کرتا تھا اور نہ کسی کا ان کے پاس سے میں باغبار کرتا تھا نہ تنگ کرتا کہ ان کو اپنے بستر پر سلاتا۔ ایک رات میں نے اُن سے کہا کہ اپنے کپڑے اتار کر میرے بستر پر آکر سو رہو۔ لیکن اُن کو دیکھا کہ کپڑے اتارنے میں کراہت ہو رہی ہے مجھ سے کہا اسے پورا پنا منہ پھیر لیجئے کسی کو منہ انہیں کہ میرے سر کو دیکھئے۔ جب وہ میرے پاس لحاف میں آگئے۔ میں نے اپنے اوردان کے درمیان ایک کپڑا دیکھ جو میں لحاف میں نہیں لے گیا تھا۔ ویسا کپڑا نرم اور خوشبودار میں نے کسی نہیں دیکھا تھا۔ معلوم ہوتا تھا کہ مشک میں غوطہ دیا ہوا ہے۔ صبح ہوئی تو وہ کپڑا غائب ہو گیا۔ بہت دفعہ ایسا ہوتا کہ رات کو میں ان کو بستر پر نہ پاتا۔ جب میں اُن کی تلاش میں اٹھتا تو وہ لحاف میں سے آواز دیتے کہ چھا جان میں یہاں ہوں دالیں آجانیے۔ اور راتوں کو دُعا میں اور عجیب باتیں سنتا تھا۔ ایک روز ایک بھیڑیے کو میں نے دیکھا کہ ان کے پاس آیا۔ ان کو سونگ پھر آنحضرت کے گرد گھوما اور ذلت کے ساتھ اپنی دم زمین پر ملنے لگا۔ اکثر دیکھتا کہ ایک نہایت حسین شخص آکر آپ کے سر پر ہاتھ پیرتا دعا دیتا اور غائب ہو جاتا۔ اکثر خواب میں دیکھتا کہ تمام دنیا ان کی محضر ہو گئی ہے۔ وہ بلند ہوتے ہوئے آسمان پر پہنچے ہیں۔ ایک دفعہ وہ غائب ہو گئے۔ میں ان کی تلاش میں بہت سرگرداں رہا۔ ناگاہ دیکھا کہ چلے آ رہے ہیں اور ایک شخص ان کے ساتھ ہے جس کے مثل میں نے کسی نہیں دیکھا تھا۔ میں نے کہا اسے فرزند کیا میں نے تم کو تاکید نہیں کی ہے کہ مجھ سے جدا نہ ہو کر دو۔ اس شخص نے کہا گھبراؤ تمہیں وہ جب تمہارے پاس سے الگ ہوتے ہیں تو میں اُن کے ساتھ رہتا ہوں اور انکی حفاظت کرتا ہوں۔ وہ ہمیشہ آب زمزم پیتے تھے۔ اکثر ابو طالب صبح کو ان کے لئے کھانا لاتے تو وہ فرماتے کہ چھا جان میں سیر ہوں۔ جب دوپہر یا شام کو ابو طالب اپنے بچوں کے لئے کھانا لاتے تو فرماتے کہ ابھی ہاتھ کھانے میں نہ ڈالو جب تک کہ آنحضرت دعا جائیں اور تناول نہ کر لیں۔ جب آنحضرت ابتدا کرتے تو سب لڑکے آپ کی برکت سے سیر ہو جاتے اور کھانا اُسی قدر موجود رہتا۔ پھر ابو طالب سے ہی منقول ہے کہ میں راتوں کو آنحضرت سے دُعا میں اور مناجات اور ایسی باتیں سناتا کرتا تھا کہ مجھے تعجب ہوتا۔ اہل عرب کی عادت نہ تھی کہ کھانے کے وقت بسم اللہ کہیں۔ لیکن بچوں میں آنحضرت کی یہ عادت تھی کہ جب تک بسم اللہ نہ کہتے کھانا نوش نہ فرماتے نہ پانی پیتے۔ اور فارغ ہو کر الحمد للہ کہتے تھے۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ ابتدا میں بسم اللہ اُحد اور فارغ ہو کر الحمد للہ کہتے فرماتے۔ اکثر ایسا ہوتا کہ جب میں آپ کے پاس جاتا آپ تنہا ہوتے اور ایک ٹور آپ کے سر سے آسمان تک کھینچا ہوتا۔ میں نے کبھی جھوٹ اور مہمل باتیں آپ سے نہیں سنیں نہ کبھی بلند آواز سے آپ ہنسنے۔ کبھی لڑکوں کے ساتھ کھیل میں شریک نہ ہونے نہ کبھی ان کے کھیل کی طرف نگاہ کی۔ تنہائی کو زیادہ پسند کرتے تھے۔ جب آپ سات برس کے تھے یہودیوں کا ایک گروہ آیا اور کہا ہم نے اپنی کتلہوں میں دیکھا ہے کہ حق تعالیٰ محمد کو حرام و شبہ سے محفوظ رکھے گا۔ ہم اس کا تجربہ کرنا چاہتے ہیں۔ پھر ایک فرہ مرغ کو پکارا جس میں لائے جہاں قریش کی ایک جماعت اور

آنحضرتؐ موجود تھے۔ اور سب کے سامنے رکھ دیا۔ قریش نے مل کر کہا: لیکن آنحضرتؐ نے اس کی طرف ہاتھ بھی نہ پڑھایا۔ لوگوں نے پوچھا آپ کیوں نہیں کھاتے فرمایا یہ حرام ہے اور خدا مجھے حرام سے محفوظ رکھتا ہے۔ لوگوں نے کہا حلال ہے اگر آپ پسند کریں ہم ایک لقمہ آپ کے منہ میں کھلا دیں۔ فرمایا اگر تم سے ممکن ہو تو کھلاؤ۔ اُن لوگوں نے ہر چند کوشش کی کہ لقمہ آنحضرتؐ کے دہن تک پہنچائیں لیکن نہ ہو سکا۔ اُن کے ہاتھ و انہیں ایسا نہیں کرہ جایا کرتے تھے اور حضرتؐ کے دہن تک نہیں پہنچ سکے۔ پھر دوسرا مرغ بریاں لایا گیا جو ہسلہ کے گھر سے غائب ہو گیا تھا۔ اس کو کچرا اس نیت سے کہ اگر وہ آئے گا تو اس کی قیمت اس کو دے دیں گے۔ جب حضرتؐ نے اس میں سے لقمہ اٹھایا وہ لقمہ گر گیا۔ تو حضرتؐ نے فرمایا ہاں شبہ سے ہے میرا خدا مجھے اس سے بھی محفوظ رکھتا ہے۔ دوسروں نے پھر کوشش کی کہ لقمہ حضرتؐ کے دہن آقس تک پہنچائیں مگر نہ پہنچ سکے۔ اس وقت یہودیوں نے اقرار کیا کہ یہی وہ صفیں ہیں جنکو ہم نے اپنی کتابوں میں پڑھا ہے۔

حضرت فاطمہ بنت اسد سے منقول ہے کہ ہم اسے گھر کے صحن میں ایک درخت تھا جو مدتوں سے خشک ہو چکا تھا۔ ایک روز آنحضرتؐ اس کے پاس تشریف لائے اور پتا ہاتھ اُس پر طافہ درخت اسی وقت سبز و شاداب ہو گیا اور اس میں رطب پیدا ہو گئے۔ وہ فرماتی ہیں کہ میں ہر روز آنحضرتؐ کے لئے رطب جمع کرتی اور محفوظ رکھتی تھی۔ جب حضرت تشریف لاتے آپ کے سامنے حاضر کر دیتی تھی۔ وہ اس کو باہر لے جا کر بنی ہاشم کے بچوں پر تقسیم فرما دیا کرتے تھے۔ ایک روز حضرت تشریف لائے تو میں نے فدا کیا کہ آج درختوں میں رطب نہیں بھلے تھے۔ فاطمہ کہتی ہیں حضرتؐ کے نور مبارک کی قسم جب آپ نے یہ سنان درختوں کے پاس تشریف لے گئے اور چند کلمات کہے۔ میں نے دیکھا کہ اُن درختوں میں ایک درخت اس قدر خم ہوا کہ حضرتؐ کا ہاتھ اُس کے اوپر کے سرے تک پہنچ گیا۔ اور آپ نے جس قدر رطب چاہے توڑ لیئے۔ پھر وہ درخت اسی طرح بلند ہو گیا۔ اس وقت میں نے درگاہ باری میں تضرع و الحاج کے ساتھ دعا کی کہ اسے پھر درگاہ آسمان و اُجھے بھی ایک فرزند عطا فرما جو اس کا بھائی اور اس کے مثل ہو۔ اسی رات امیر المومنین علیؑ کا نطفہ مستقر ہوا اور وہ آنحضرتؐ کی برکت سے کبھی بچوں کی پرستش کے قریب نہ گئے اور کبھی غیر خدا کی عبادت نہ کی۔

شاہان رحمۃ اللہ علیہ نے رعایت کی ہے کہ حضرت رسالتؐ چار مہینے کے ہونے کے آپ کی والدہ جناب آمنہؓ پر محبت الہی واصل ہوئیں اور آنحضرتؐ بغیر ماں باپ کے ہو گئے اور ماہرہ ہریان کے غم میں تین روز تک کچھ نہ کھایا اور ہر وقت رویا کرتے تھے۔ اور جناب عبدالملک بہت بے چین و بے قرار تھے۔ اور صفیہ اور عائشہ اپنی بیٹیوں کو بلو کر فرمایا کہ میرے اس فرزند کو چُپ کر ادا اور اس کے لئے وایہ کی تلاش کرو۔ عائشہ نے آنحضرتؐ کو شہد کھلاتا شروع کیا اور بنی ہاشم کی تمام دودھ والی عورتوں کو بلو کر آیا کہ حضرتؐ کسی کا دودھ قبول فرمائیں لیکن حضرتؐ نے کسی کا دودھ نہ پیا۔ پھر قریش کی عورتیں آئیں جنکی تعداد چار سو ساٹھ تک پہنچ گئی مگر آپ نے کسی کا دودھ نہ قبول فرمایا اور ہر وقت رویا کرتے تھے۔ یہ دیکھ کر عبدالملک نہایت حائلین ہوئے اور کہہ کے پاس جا کر بیٹھ گئے۔ اتفاقاً قریش کا ایک بوٹھا آدمی عقیل بن وقاص کا اس طرف گزر رہا تھا۔ حضرت عبدالملک کو حائلین و رنجیدہ دیکھ سبب دریافت کیا۔

نکاح میں نکاح کا یہ لفظ ہے کہ نکاح ہو گیا۔

درخت اور اسے شہد آنحضرتؐ کا ہوا۔

مذہب کا مسئلہ ہے کہ حضرتؐ کا لکھنا تھا کہ میں نے اپنے آپ کو

آپ نے فرمایا کہ میرا بچہ جس روز سے اس کی ماں کا انتقال ہوا ہے نہایت بیقرار رہے ہیں ہے اور کسی عورت کا دودھ نہیں پیتا ہے اس سبب سے مجھے کھانا پکانا گوارا نہیں۔ اور اس کے معاملہ میں سخت چیراں بھول کر کیا کروں۔ عقیل نے کہا اسے ابوالحارث قریش کے قبیلوں میں ایک عورت کو نیا جانتا ہوں جو حسب و نسب عقل و دانائی اور فصاحت و بلاغت و فصاحت میں اپنی نظیر نہیں رکھتی۔ اس کا نام علیہ بنت عبد اللہ ابن حارث ہے۔ عبد المطلب نے جب اس کی تعریف فصاحت کی اس کو بہت پسند کیا اور اپنے ایک غلام شمر بن لہی کو ایک تیز رفتار ناقہ پر سوار کر کے بھلی تمام قبیلہ بنی سعد بن بکر کی طرف روانہ کیا جو مکہ سے چھ فرسخ کے فاصلہ پر رہتے تھے۔ اور کہا کہ بہت جلد عبد اللہ بن الحارث کو میرے پاس بلا کر لاؤ۔ فرض وہ جلد تر اس کو لے آیا جبکہ عبد المطلب کے پاس ابوالقریش جمع تھے۔ لیکن وہ سب کو چھوڑ کر حضرت عبد المطلب کے پاس آیا۔ جہاں عبد المطلب نے دیکھا تو اس کے استقبال کے لیے کھڑے ہو گئے اور اس کو گلے لگایا اور اپنے پہلو میں بٹھایا۔ اور فرمایا کہ اے عبد اللہ میں نے تم کو اس واسطے تکلیف دی ہے کہ تم میرا فرزند زادہ چار چھینے کا ہے اس کی ماں کا انتقال ہو گیا ہے اور وہ نہایت بے چین ہے اور کسی عورت کا دودھ منہ سے نہیں لگاتا۔ سنا ہے کہ تمہاری بیٹی حالت زچگی میں ہے۔ اگر کوئی حرج نہ ہو تو تم کو دودھ پلانے کے لیے اس کو بھیج دو۔ اگر بچہ نے اس کا دودھ قبول کر لیا تو تم کو اور تمہارے قید کو تو بھگ کر دوں گا۔ عبد اللہ یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور واپس آکر اپنی بیٹی علیہ کو خوشخبری دی۔ علیہ بھی خوش ہوئیں۔ غسل کیا اور طرح طرح کی خوشبوؤں سے اپنے تنہیں معطر کیا اور لباس فاخر پہن کر اپنے والد عبد اللہ اور اپنے شوہر بکر بن سعد کو لے کر حضرت عبد المطلب کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ وہ ان کو لے کر حاکم کے پاس آئے۔ انہوں نے آنحضرتؐ کو علیہ کی گود میں دے دیا۔ علیہ نے بایاں پستان حضرت کو پٹا چاڑھا حضرت نے منہ نہ لگایا بلکہ داہنے پستان کی جانب توجہ فرمائی۔ وہ خشک ہو چکا تھا اور کبھی کسی بچہ نے اس کو منہ سے نہ لگایا تھا۔ علیہ نے تامل کیا اور اندیشہ ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ حضرت کو اس پستان سے دودھ نہ ملے تو بائیں پستان کو بھی نہ منہ لگائیں اور کوشش کی کہ بائیں پستان ہی سے حضرت کو دودھ نہیں ملے گا۔ لیکن حضرت داہنے ہی طرف میل فرماتے رہے۔ آخر علیہ نے کہا اے فرزندے! داہنے پستان سے پانی تاکہ تجھ کو معلوم ہو جائے کہ وہ خشک ہو چکا ہے اور اس میں دودھ نہیں ہے۔ جب آنحضرتؐ نے داہنے پستان کو منہ میں لے کر چنا شروع کیا حضرت کی برکت سے اس قدر دودھ جاری ہوا کہ آپ کے دہن مبارک کے دونوں طرف سے بہنے لگا۔ علیہ کو خوب ہوا اور پولیس سے فرزند تیرا معاملہ تو بہت عجیب ہے۔ میں بچہ خداوند آسمان قسم کھاتی ہوں کہ میں نے بارہ بچوں کو بائیں پستان سے دودھ پلایا ہے لیکن داہنے پستان سے دودھ کا ایک قطرہ بھی کسی کو میرے ہاتھ سے نہ آیا۔ اور اب تیری برکت سے دودھ اس سے بہہ رہا ہے۔ حضرت عبد المطلب یہ معلوم کر کے بہت خوش ہوئے اور فرمایا اے علیہ اگر تم ہمارے پاس رہنا چاہو تو میں اپنے مکان کے پہلو میں ایک مکان خالی کروں تم اس میں رہو ہر چہ تم کو ہزار درہم چاندی کے اور ایک جامہ رومی اور ہر روز دس من سفید روٹی اور پاکیزہ گوشت دوں گا۔ لیکن ان کو منظور نہ ہوا۔ تو حضرت عبد المطلب نے فرمایا کہ اے علیہ میں دو شرطوں کے ساتھ

اپنے فرزند کو تہارے سپرد کرتا ہوں۔ اذل ہے کہ اس کے تعظیم و اکرام میں مطلق کمی نہ کرنا۔ ہمیشہ اس کو اپنے پہلو میں سلانا۔ داہنا ہاتھ اس کے سر کے نیچے رکھنا اور بایاں ہاتھ اس کی گردن میں۔ اور اس سے غافل نہ ہونا۔ علیہ السلام نے کہا: بحق پروردگار آسمان کہتی ہوں کہ جب سے میں نے اس کو دیکھا ہے اس کی محبت اس قدر میرے دل میں پیدا ہو گئی ہے کہ اس کی نگہداشت میں مجھے کسی کی سفارش کی ضرورت نہیں ہے۔ علیہ السلام نے فرمایا: دوسری شرط یہ ہے کہ ہر روز جب اس کو میرے پاس لایا کرو کیونکہ مجھ کو اس کی جدائی کی طاقت نہیں ہے۔ علیہ السلام نے کہا: انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا۔ پھر عبدالمطلب نے فرمایا تو آنحضرتؐ کا سر مبارک دھویا گیا اور آپ کو لباس فاخرہ پہنایا۔ حضرت عبدالمطلب نے حضرت کو گود میں لیا اور علیہ السلام سے فرمایا کہ میرے ساتھ کعبہ کے پاس چلو تاکہ میں اسے تہارے سپرد کروں۔ غرض کعبہ کے پاس آئے اور آنحضرتؐ کو سات مرتبہ کعبہ کا طواف کرایا اور خدا کو علیہ السلام پر گواہ بنایا اور حضرت کو ان کے سپرد فرمایا اور چاندی کے چودہ درم ان کو عطا فرمائے۔ اپنے دس لباس فاخرہ اور چار کنیزیں بخشیں اور جامہ ہائے نئی کے خلعت دیئے۔ اور کعبہ کے باہر تک ان کی مشایعت کی۔ جب علیہ السلام اپنے قبیلہ میں پہنچیں اور آنحضرتؐ کے چہرے سے چادر ہٹائی آپ کے چہرہ انور سے ایک نور ساطع ہوا جس نے زمین و آسمان کو روشن کر دیا۔ اہل قبیلہ نے جو علیہ السلام کا حال مشاہدہ کیا تمام چھوٹے بڑے عورت و مرد ان کے پاس آئے اور ان کو اس سعادت عظیم پر مبارکباد دی اور حضرت کی محبت ہر ایک کے دل میں اس طرح پیدا ہوئی کہ ایک دوسرے کے ہاتھ سے حضرت کو چھینتا۔ علیہ السلام کہتی ہیں کہ میں نے کسی آنحضرتؐ کا پاخانہ پیشاب نہیں دھویا۔ نہ کسی آپ کے جسم سے ہڈی برائی۔ اگر کسی آپ نے پاخانہ کیا تو اس سے بوسے مشک و کافور آتی تھی اور زمین پوشیدہ کر لیتی کوئی اس کو دیکھنے نہ پاتا۔ جب آپ دس جینے کے ہوئے جہرات کے دی علیہ السلام آپ کے مخصوص خیمہ کے دروازہ پر اس انتظار میں کھڑی ہوئیں تاکہ آنحضرتؐ سو کر اٹھیں تو آپ کے ہاتھ منہ دھلائیں اور ٹھکی گریں اور حضرت عبدالمطلب کے پاس لائیں۔ لیکن حضرت کے انتظار میں بہت دیر ہو گئی اور جرات نہ ہوئی کہ خیمہ کے اندر جائیں۔ چار گھڑی کے بعد آنحضرتؐ خیمہ سے باہر آئے۔ علیہ السلام نے جب حضرت کو دیکھا تو آپ کے ساتھ دھلا ہوا اور ٹھکی کی ہوئی تھی۔ اور سندس دستبرق کے خلعت رنگ کے لباس پہنے ہوئے تھے۔ یہ دیکھ کر علیہ السلام کو نہایت عجب ہوا۔ انہوں نے پوچھا اے فرزند یہ لباس اور زینتیں کہاں سے حاصل ہوئیں؟ فرمایا اے مادر گرامی یہ لباس بہشت سے آیا ہے اور فرشتوں نے میری آرائش کی ہے۔ غرض علیہ السلام ان کو لے کر ان کے جد بزرگوار کے پاس لائیں اور تمام قصہ بیان کیا۔ جناب عبدالمطلب نے فرمایا اے علیہ السلام حالات کسی سے بیان نہ کرنا۔ اور علیہ السلام کو ہزار درم اور دس لباس اور ایک کنیز رو میہ عطا کیا۔ جب حضرت کی عمر پندرہ جینے کی ہوئی لوگ دیکھ کر سمجھتے تھے کہ آپ پانچ سال کے ہیں۔ اور جب علیہ السلام ان کو اپنے قبیلہ میں لے کر آئیں ان کے پاس صرف ہائیں بیٹریں تھیں۔ اور جب آنحضرتؐ کو واپس آپ کے جد کے سپرد کیا آپ کی برکت سے ایک ہزار تیس اونٹ دو گوسفندیں موجود تھیں۔ جب حضرت کی عمر دو سال کے قریب پہنچی

تو ایک رات علیہ السلام کے لڑکے عزیزوں و منوم چراگاہ سے واپس آئے اور کہا اناں آج ایک بھیڑیا دو گوسفند کھیلے گیا۔ علیہ السلام نے کہا خدا ان کے بدلے اور دے گا۔ آنحضرت نے جو سنا تو فرمایا آپ لوگ آزر وہ نہ ہوں، قل آپ کی دونوں گوسفندیں بھیڑیے سے بفضل خدا واپس لے لوں گا۔ غمرہ نے کہا جو علیہ السلام کے سب سے بڑے فرزند تھے کہ عجیب ہے تمہاری بات اے بھائی گوشتہ روز تو بھیڑیا گوسفندوں کو لے گیا اور آپ کل اس سے واپس لے لیں گے۔ حضرت نے فرمایا خدا کی قدرت سے سب کچھ سہل ہے۔ جب صبح ہوئی تو غمرہ نے آنحضرت کو اپنے کاندھے پر سوار کیا اور جنگل میں اس مقام پہنچے جہاں سے بھیڑیا لے گیا تھا اور حضرت کو بتایا۔ آنحضرت کاندھے سے اترے اور سمجھ میں گئے اور کہا میرے سردار میرے مالک اور مولا مجھ پر علیہ السلام کا جو حق ہے تو جانتا ہے۔ ایک بھیڑیے نے اس کی بھیڑوں پر زیادتی کی ہے۔ مجھے سوال کرتا ہوں کہ اس بھیڑیے کو حکم دے کہ اس کی گوسفندوں کو واپس لائے۔ اسی وقت بھیڑیا دونوں گوسفندوں کو واپس لایا۔ بخاریہ کہ جب بھیڑیا گوسفندوں کو لے کے چلا تو ایک ہاتھ نے اس کو آواز دی کہ اے بھیڑیے فذاب الہی سے خوف کر اور ان دونوں بھیڑوں کی حفاظت کر تاکہ بہترین پیغمبر اس عقد میں جہاد اللہ کو واپس دینا۔ پھر وہ بھیڑیا آنحضرت کے قدموں پر گرا اور حکیم خدا گویا تھا کہ اے پیغمبروں کے سردار و معاف فرمائیے۔ مجھے معلوم نہ تھا کہ یہ گوسفندیں آپ کی ہیں۔ اس وقت غمرہ نے کہا اے عہد کس قدر عجیب باتیں آپ کی ہیں۔ جب دو سال کے حضرت نبی کریم ﷺ ہو گئے تو ایک روز آٹھ علیہ السلام سے کہا اے مادر حیران میں بھی اپنے بھائیوں کے ساتھ جنگل جاؤں گا اور گوسفند چرانے میں ان کی مدد کروں گا اور کوہ و صحرا میں خدا کی صنایعوں کو دیکھوں گا اور عہد حاصل کروں گا اور چرواہوں کے نفع و نقصان کو سمجھوں گا۔ علیہ السلام نے کہا اے فرزند تم کو بہت شوق ہے؛ فرمایا ہاں۔ جناب علیہ السلام نے دیکھا کہ حضرت جنگل کی طرف جانے پر بہت مائل ہیں تو آنحضرت کو اچھے کپڑے پہنانے لے گئے اور پتھروں میں پہنائی، اور اچھے اور عمدہ کھانے، عموماً کینے اور اپنے لوگوں کو آنحضرت کی حفاظت و رعایت کی تاکید کر کے روانہ کیا۔ جب آنحضرت نے قدم مبارک صحرا میں رکھے پہاڑ و میدان آپ کے نور جمال سے روشن و منور ہو گئے جس پتھر اور ڈھیلے کی طرف حضرت کا گور ہوتا یا واز بلند وہ ندا دیتا السَّلَامُ عَلَیْكَ يَا مُحَمَّدُ السَّلَامُ عَلَیْكَ يَا أَحْمَدُ السَّلَامُ عَلَیْكَ يَا حَامِدُ السَّلَامُ عَلَیْكَ يَا مُحَمَّدُ السَّلَامُ عَلَیْكَ يَا صَاحِبِ الْعَوْنِ الْحَقِّ الْعَدْلِ لَدَالَةِ الْإِلَهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ - خروشا حال اس کا جو آپ پر ایمان لائے اور فذاب الہی ہاں اس کے لینے ہے جو آپ کا منک ہو یا آپ کے کسی حرف کی تردید کرے جو آپ خدا کی طرف سے بیان فرمائیں۔ آنحضرت ان کے سلام کا جواب دیتے اور آگے گور جاتے۔ علیہ السلام کے لڑکے ہر لحظہ آنحضرت سے عجائب و غرائب مشاہدہ کرتے کہ ان کی حیرت زیادہ سے زیادہ بڑھتی جاتی تھی یہاں تک کہ آفتاب بلند ہوا اور حضرت کو دھوپ سے اذیت ہوئی تو خدا نے ایک ایک فرشتے کو موکل کیا جس کا نام استجائیل تھا کہ ایک ایر سفید کو آنحضرت کے سر پر پھیلائے جس سے سایہ ہو۔ اسی وقت ایک ایر حضرت کے سر پر نمایاں ہوا اور مشک کے مانند اس میں سے پانی گرنے شروع

اور آپ کی بھر مدح و ثناء کی اور کہا کیا کہنا اس کا جو آپ پر ایمان لائے اور افسوس ہے اس پر جو آپ کا انکار کرے یا آپ کے اُن اقوال میں سے ایک حرف کی بھی تکذیب کرے جو آپ خدا کی جانب سے بیان فرمائیں۔ آنحضرتؐ نے ان کے سلاموں کا جواب دیا اور پوچھا تم لوگ کون ہو، انہوں نے کہا ہم خدا کے بندے ہیں اور آنحضرتؐ کے گرد بیٹھ گئے۔ حضرتؐ نے جبرئیلؑ سے پوچھا تمہارا نام کیا ہے کہا عبد اللہ۔ میکائیلؑ سے اُن کا نام پوچھا تو عبد اللہ اسرائیلؑ نے اپنا نام عبد الجبار اور دروایلؑ نے اپنا نام عبد الرحمن بتایا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا، ہم سب بندہ گانِ خدا ہیں۔ جبرئیلؑ کے ساتھ یاقوت سرخ کا ایک مشت تھا، میکائیلؑ کے پاس یاقوت سبز کی ایک مراحہ تھی جس میں بہشت کا پانی بھرا ہوا تھا پھر جبرئیلؑ آگے بڑھے اور اپنا منہ آنحضرتؐ کے منہ سے ملا کہ میں تم سے اسرار الہی اُن کے دہن اقدس میں پھونکتے رہے۔ پھر کہا اسے محمدؐ جو کچھ میں نے بیان کیا سب بھوارہ ہو گا۔ فرمایا ہاں انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور آنحضرتؐ کو علم و بیان اور حکمت و دیر بان سے بہرہ دیا۔ خداوند مہم نے آپ کے ثور اقدس کو ستہتر گنا زیادہ کر دیا بہانک کہ کسی میں طاقت نہ تھی کہ آنحضرتؐ کے چہرہ اقدس کی طرف بڑے طہ سے نظر کر سکے پھر جبرئیلؑ نے کہا اے محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سے خوف مت کرو۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اگر اپنے پروردگار کے علاوہ کسی اور سے ڈروں تو گویا اپنے خالق کی عظمت و جلالت کو میں نے سمجھا ہی نہیں اس وقت جبرئیلؑ نے میکائیلؑ کو دیکھا اور کہا تم زاد اس ہے کہ فضل نے ایسے بندے کو اپنا جیب بنایا اور اس کو بہترین انسان قرار دیا ہے۔ پھر آنحضرتؐ کو چیت ثنایا۔ حضرتؐ نے پوچھا اسے جبرئیلؑ کیا کرتا چاہتے ہو عرض کی آپ کے لئے کوئی امر تکلیف وہ ہمیں عمل میں لاسکتا وہی کروں گا جو بہتر ہو گا۔ پھر اپنے پروں سے آپ کے مشک مہارک کو چاک کیا اور قلب اقدس میں سے ایک سیاہ نقطہ نکالا اور دل کو بہشت کے پانی سے دھویا، میکائیلؑ پانی ڈال رہے تھے۔ متقول ہے کہ ایک روز لوگوں نے آنحضرتؐ سے پوچھا کہ جبرئیلؑ نے آپ کے دل کی کس چیز کو دھویا فرمایا شک و شبہ اور فتنوں کو پاک کیا، لیکن میرے دل میں بھی نہ تھا اور میں تو پیغمبر اس وقت تھا جبکہ آدمؑ کی رُوح اُن کے بدن میں داخل نہیں ہوئی تھی۔ پھر اسرائیلؑ نے ایک ٹہر لگائی جس پر دو سطروں میں لکھا اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لکھا ہوا تھا۔ اور آپ کے دونوں شانوں کے درمیان نقش کیا۔ دوسری روایت کے مطابق دل پر وہ ٹہر لگائی۔ جس سے دل نور سے بھر گیا اور اس نور سے دنیا روشنی ہو گئی۔ پھر دروایلؑ نے آنحضرتؐ کے سر اور کو اپنی آغوش میں لے لیا اور حضرتؐ سو گئے۔ آپ نے خواب میں دیکھا کہ آپ کے سر سے ایک درخت عظیم روئیدہ ہوا اور آسمان کی جانب بلند ہوا۔ اس کی شاخیں موی ہوئیں پھر ہر شاخ سے اور شاخیں پیدا ہوئیں اور درخت کے نیچے بہت سی گھاس و گھم کی جس کی قرین نہیں ہو سکتی۔ پھر ایک منادی نے ندا دی کہ اے محمدؐ وہ درخت آپؐ ہیں اس کی شاخیں آپ کے اہلبیتؑ ہیں اور وہ گھاس جو در درخت آگئی ہوئی ہے وہ آپ کے اور آپ کے اہلبیتؑ کے محبت و دوست ہیں اے محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کو عظیم پیغمبری اور ریاست بزرگی کی خوشخبری ہو۔ پھر دروایلؑ نے

ایک ترازو نکالی جس کے ہر پڑے وسعت میں زمین و آسمان کے درمیان کی کشادگی کے مانند تھے اور ایک پڑے میں آنحضرتؐ کو رکھا اور دوسرے میں آپ کے موصحابیوں کو رکھا، مگر آنحضرتؐ کا وزن زیادہ رہا۔ پھر آپ کے اصحاب خاص میں ہزار اشخاص کو دوسرے پڑے میں رکھا پھر بھی آنحضرتؐ کا وزن زیادہ رہا۔ پھر آپ کی آدمی امت کو اس پڑے میں رکھا، پھر بھی آنحضرتؐ ہی زیادہ رہے۔ پھر تو تمام امت تمام انبیاء اور ملائکہ اور پہاڑ و دریا، بیابان تمام درخت اور تمام مخلوقات، الہی کو دوسرے پڑے میں رکھ دیا، لیکن یہ سب کچھ آنحضرتؐ کے برابر نہ ہو سکے، حضرتؐ ہی کا وزن زیادہ رہا۔ اس وقت سمجھا کہ آنحضرتؐ بہترین مخلوقات ہیں۔ در و اہل نے کہا خوشحال آپ کے اور آپ کی امت کے۔ آپ لوگوں کی بازگشت بہتر اور نیکو تر ہے۔ دائے ہو اس پر جو آپ کا منکر ہو۔ اس کے بعد وہ فرشتے آسمان پر چلے گئے۔

جب بہت دیر ہو گئی اور آپ دائیں نہ آئے تو علیہ السلام کے لشکر کی تلاش میں پھر لے گئے مگر کہیں نہ پایا تو علیہ السلام سے اگر بیان کیا۔ وہ اپنے قبیلے کے لوگوں کے پاس روتی چلاتی اور فریاد کرتی، ہوئی پہنچیں اور اپنے کپڑوں کو بھاڑ ڈالا، سر کے بالوں کو پریشان کر دیا۔ پھر سر و پا پر ہنہ جنگل کی طرف دوڑیں لے گئے تلواروں سے خون جاری تھا اور ہر طرف چلاتی اور فریاد کرتی پھر قتی تھیں کہ اسے میرے فرزند و بلند اور میری آنکھوں کے نور اور دل کی راحت تو کہاں ہے۔ اپنی مادر غمزدہ کی طرف کیوں رخ نہیں کرتا۔ قبیلہ کی عورتوں میں بھی ان کے ساتھ دوڑ رہی تھیں۔ اپنے بالوں کو نوچیں اور اپنے منہ پر ہانچے مارتی جاتی تھیں اور ان کے قبیلہ کے پیر و جوان آزاد و غلام سب سراسیمہ آنحضرتؐ کی تلاش میں ہر طرف دوڑ رہے تھے۔ عبداللہ بن عاص بن سعد کے ساتھ آدھ لوگوں کے ساتھ سوار ہوئے اور قسم کھائی کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ ملے تو قبیلہ بنی سعد و غطفان کے ایک شخص کو بھی زندہ نہ چھوڑیں گے۔ جب علیہ السلام کو اس بیابان میں حضرتؐ کا مطلق پتہ نہ چلا روتی پیشی مکہ میں آئیں اور عبدالطلبؓ کے پاس اس وقت پہنچیں جبکہ وہ رؤسائے قریش و اکابر بنی ہاشم کے ساتھ کعبہ کے قریب بیٹھے تھے۔ عبدالطلبؓ نے جب علیہ السلام کو اس حال سے مشاہدہ فرمایا کانپ گئے اور حقیقت دریافت کی۔ جب وہ وحشت انگیز خبر سنی بے ہوش ہو گئے تھوڑی دیر کے بعد ہوش میں آئے تو فرمایا لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اور اپنے غلام کو آواز دی کہ گھوڑا، تلوار اور زینہ حاضر کرے اور کعبہ کی چھت پر چڑھ کر نعرہ مار کہ اے آبل غالب و عدنان و فہر و نزار و کنانہ و مضر و مالک جمع ہو جاؤ۔ یہ آواز سننے ہی تمام قریش و بنی ہاشم آپ کے پاس آ گئے اور پوچھا کیا بات ہے، ہم اسے سردار بیان فرمائیے۔ کہا کہ دو روز سے محمدؐ کا پتہ نہیں سوار ہو۔ یہ معلوم کر کے دس ہزار اشخاص عبدالطلبؓ کے ساتھ سلاح جنگ سے آراستہ ہو کر چلے اور۔۔۔۔۔ گریہ و نالہ کی صدائیں قریش تک بلند ہوئیں۔ سوار ہر طرف دوڑے۔ ایک گروہ کے ساتھ عبدالطلبؓ بنی سعد کے قبیلہ کی طرف متوجہ ہوئے اور قسم کھائی کہ اگر محمدؐ نہ ملے تو مکہ واپس آکر یہودیوں کے ہر مرد اور عورتوں کو اور جس پر اس نعرہ دیدہ و سیدہ دل کی عداوت کا شبہ بھی ہوگا

محمدؐ کے لوگوں کو اس وقت کی کشمکش کا خبر دینا اور علیہ السلام کی اپنے قبیلہ کے لوگوں کو خوش ہونا پھر دوبارہ عبدالطلبؓ کی اطلاع لانا اور ان کا تمام غم و غم کو بیکار کرنا اور ان کے ہاتھ پر آنحضرتؐ کی آیت لکھنے والا

قتل کر ڈالوں گا۔ ادھر ابو مسعود ثقفی، ورقہ بن نوفل اور عقیل بن ابی وقاص بن سے مکہ آرہے تھے اور اسی دلدی سے ہو کر گرے جہاں سرور کا ثبات تشریف فرما تھے۔ ان کی نظریک درخت پر پڑی۔ ورقہ نے کہا کہ میں مرتد اس دلدی سے گذرا ہوں لیکن یہاں کسی کوئی درخت میں نے نہیں دیکھا تھا عقیل نے کہا سچ کہتے ہو۔ آؤ درخت کے پاس چلیں شاید اس عجیب امر کی حقیقت معلوم ہو۔ جب درخت کے نزدیک پہنچے اس کے نیچے ایک طفل کو دیکھا جس کے نور رخ سے آفتاب کی روشنی ناند تھی۔ ان میں سے کسی نے کہا یہ جن ہوگا؟ کسی نے کہا یہ نور و روشنی جنوں کو کہاں میسر ہو سکتی یقیناً کوئی فرشتہ ہوگا جو انسان کی شکل میں ظاہر ہوا ہے۔ آخر ابو مسعود نے پوچھا صا جترادے تم کون ہو تمہارے حسن و جمال سے ہم سب کو حیرت ہے۔ آیا جنوں میں ہو یا انسانوں میں سے؟ فرمایا جن نہیں ہوں بلکہ آدم کی اولاد میں سے ہوں۔ پوچھا تمہارا نام؟ فرمایا محمد مصطفیٰ علیہ وآلہ وسلم بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف۔ ابو مسعود نے کہا تم یہاں کیسے آ گئے؟ فرمایا مجھ کو میری سے اس صحرا میں پہنچا۔ پھر ابو مسعود اپنی سواری سے اترے اور کہا نور چشم کیا تم کو تمہارے جد عبد المطلب کے پاس پہنچا دوں؟ فرمایا ہاں۔ غرض ابن مسعود نے آنحضرتؐ کو اپنی سواری پر آگے بٹھایا اور مکہ کی سمت روانہ ہوئے۔ جب ادھر سے وہ قبیلہ بنی سعد کے پاس پہنچے، ادھر سے عبد المطلب بھی اس وقت وہاں آئے تھے۔ پیغمبرؐ نے فرمایا کہ عبد المطلب بھی میری تلاش میں آئے ہیں۔ ان لوگوں نے کہا ہم تو کسی کو نہیں دیکھتے ہیں۔ فرمایا غریب دیکھ لو گے۔ جب نزدیک پہنچے اور حضرت عبد المطلب کی نظر آنحضرتؐ پر پڑی اپنے تئیں گھوڑے سے گرا دیا اور دوڑ کر آنحضرتؐ کو گود میں لے لیا۔ اور کہا اسے فرزند تم کہاں تھے؟ اے میری آنکھوں کے نور اگر تم کو نہ پاتا، تو اللہ مکہ میں کسی کا فرزند نہ چھوڑتا۔ پھر آنحضرتؐ نے بالطف ربانی جو کچھ گوارا تھا بیان فرمایا۔ جناب عبد المطلب یہ سنکر بہت مسرور ہوئے اور ابو مسعود کو پچاس سنانہ اور ورقہ اور عقیل کو ساٹھ ساٹھ ناتھے عطا فرمائے اور علیہؑ کو بلا کہ بہت نوازشیں کیں اور علیہؑ کے والد کو ہزار مثقال طلا اور دس ہزار مثقال نقرہ عطا فرمایا، اور ان کے شوہر کو کافی مال دیا اور فرزند ابن علیہؑ کو دو سو ناتھے بخشے۔ اور حضرت کی کہ آئندہ اپنے نور دیدہ کو اپنی آنکھوں سے اوجھل نہ کروں گا۔

مؤلف کتاب انوار ہدایت کہتے ہیں کہ اہل مکہ میں یہ رواج تھا کہ جب ان کے یہاں کوئی فرزند پیدا ہوتا تھا سات روز کے بعد والدی کو پیر و کر دیا کرتے تھے۔ جب آنحضرتؐ پیدا ہوئے تو محمدؐ تولد نے آئے کوئی کہ حضرت کی دایہ نہیں۔ ایک روز جناب آمنہؓ حضرتؐ کو اپنے پہلو میں لیے لیٹی ہوئی تھیں کہ ان کو کسی نے ندا کی کہ اگر اپنے فرزند کے لیے دایہ پاجتی ہو تو قبیلہ بنی سعد کی خاتون علیہؑ کو مقرر کرو وہ ابلی فوریب کی بیٹی ہیں۔ اس کے بعد جو عورت بھی آپ کی دایہ کی حیثیت سے آتی پہنچے جناب آمنہؓ اس کا نام پوچھتیں اور علیہؑ کی بجائے دو سرائام سنکر انکار کر دیتی تھیں۔ چونکہ تمام شہروں میں خط عظیم رونما تھا سوائے مکہ کے جو آنحضرتؐ کی برکت سے محفوظ و مہر تھا اس لیے علیہؑ

بنی سعد کی عورتیں اہل مکہ کے بچوں کی داسگی کے لئے مکہ آتی تھیں۔ جناب علیہ السلام بیان کرتی ہیں ہم لوگوں کی یہ حالت تھی کہ دو دو روز کھانے کو نصیب نہ ہوتا تھا اور جنگلوں میں جا کر جانوروں کے کھانے کی گھاس کھایا کرتے تھے۔ ایک رات غنودگی کی حالت میں ہم نے دیکھا کہ ایک مرد آیا اور اس نے مجھے ایک نہر میں ڈال دیا جس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں تھا۔ اور کہا کہ اس میں سے پانی پیو۔ ہم نے خوب سیر ہو کر پیا۔ پھر ہم کو ہمارے مقام پر واپس پہنچا دیا اور کہا مکہ کی طرف جاؤ۔ وہاں تمہارے واسطے روزی کشادہ طے کی اسس فرزند کی برکت سے جو وہاں پیدا ہوا ہے۔ پھر اپنا ہاتھ میرے سینہ پر مارا اور کہا خدا نے تمہارے دودھ میں زیادتی اور تمہارے حسن و جمال میں ترقی عطا فرمائی۔ جب میں بیدار ہوئی اپنے قبیلہ کی طرف گئی۔ لوگوں نے کہا اسے علیہ السلام کو تمہاری حالت پر بہت تعجب ہے ایسا حسن و جمال تم کو کہاں سے حاصل ہو گیا۔ ہم نے ان سے اپنا راز پوشیدہ رکھا۔ پھر دو روز کے بعد تمام قبیلہ والوں کو ایک ہاتف کی آواز سنائی دی کہ اسے زمانہ بنی سعد خوش ہو کہ تم پر برکتیں نازل ہوئیں اور تکلیفیں نازل ہوئیں اس مور کو کہ دودھ پلانے کے سبب جو کہ عید پیدا ہوا ہے۔ خوشحال اس کے جو اسس کو دودھ پلانے کے لئے حاصل کرے۔ یہ آواز سنکر تمام اہل قبیلہ مکہ کی سمت روانہ ہوئے۔ ہم لوگ سب سے زیادہ پریشان حال تھے ہمارے تمام مویشی ہلکے ہو چکے تھے کوئی جانور یا بربوری کے لئے بھی نہ تھا، لہذا دوسرے لوگ مجھ سے پہلے پہنچ گئے۔ اور جو عورت جناب آمنہ کے پاس گئی پہلے آئیں انہوں نے اس کا نام صیافت کیا اور صف نام جو خواب میں معلوم کیا تھا نہ سکرانکار کر دیا۔ جب علیہ رضی اللہ عنہ انہا داخل مکہ ہوئیں خدا نے ان کو ہدایت فرمائی اور سید سے جناب عبد المطلب کے پاس پہنچیں جبکہ وہ حضرت کعبہ کے نزدیک لڑی پر بیٹھے تھے۔ اور سلام کے بعد عرض کیا کہ میں قبیلہ سعد کی ایک عورت ہوں اور بچوں کو دودھ پلانے کے لئے آئی ہوں۔ اگر آپ کے کوئی فرزند ہو تو مجھے اس کی خدمت کے لئے مقرر کر لیجئے۔ عبد المطلب نے فرمایا میرے بیٹے کا لڑکا ہے جو یتیم ہے۔ اگر تم پسند کرو میں اس کو تمہیں دے دوں اور تمہارے امور میں تمہاری مدد کروں۔ علیہ السلام نے کہا میں اپنے شوہر سے مشورہ کروں اگر وہ راضی ہوئے تو آپ کے پاس آؤ گی۔ شوہر نے انکو مشورہ دیا کہ اگر یہ فرزند یتیم سے کوئی خاص نفع متصور نہیں ہوتا پھر بھی اس کو لے لو شاید خدا اس کے سبب ہم کو کافی برکت عطا فرمائے کیونکہ اس کا جذہ کرم و احسان میں مشہور ہے۔ فرض علیہ السلام یہ مشورہ کر کے پھر عبد المطلب کے پاس آئیں۔ وہ ان کو آمنہ کے پاس لے گئے۔ آمنہ نے ان کا نام پوچھا۔ کہا علیہ السلام بنت ابی زریب۔ آمنہ نے کہا۔ یہی وہ عورت ہے جس کو آنحضرت کے سپرد کرنے پر مامور ہوئی ہوں۔ اور کہا اسے علیہ السلام کو خوشخبری ہو کہ یہ وہ بچہ ہے جس کی برکت سے مکہ میں فراوانی و فادخ الہالی حاصل ہوئی ہے اور دوسرے تمام شہر والے ہمارے شہر کی طرف احتیاج رکھتے ہیں۔ پھر انکو حجرہ میں لائیں جہاں آنحضرت تھے۔ علیہ السلام نے کہا کیا وہاں میں آپ نے چراغ روشن کر رکھا ہے؟ آمنہ نے کہا نہیں خدا کی قسم جس روز سے یہ بچہ پیدا ہوا ہے اس وقت تک رات میں بھی اس کے پاس نہیں نے چراغ نہیں جلایا کیونکہ اس کے نور جمال نے

فرستادہ جناب علیہ السلام کا اور آنحضرت کی مالک کیا اور وہاں اس کے فرائض ملائے۔

چراغ سے بے نیاز کر دیا ہے۔ جب علیہؑ کی نگاہ آنحضرتؐ پر پڑی ایک آفتاب کو دیکھا کہ سفید کپڑوں میں
 ملبوس ہے اور ان کے جسم سے مشک و گلاب کی خوشبو آ رہی ہے۔ بس علیہؑ کے دل میں آنحضرتؐ کی
 محبت جاگزیں ہوئی اور اس نعمت کے حاصل ہونے کے سبب شاد و مسرور ہوئیں۔ جب آنحضرتؐ
 کو ان کی گود میں دیا اور حضرتؐ نے علیہؑ کو دیکھا بہت خوش ہوئے اور مسکرائے تو آپؐ کے
 دہن اقدس سے ایک نور ساطع ہوا جس سے تمام مکان روشن ہو گیا۔ حضرتؐ نے ان کے
 داہنے پستان سے دودھ نوش فرمایا، بائیں طرف فرزند علیہؑ کی رعایت کے سبب توجہ نہ
 کی۔ غرض علیہؑ نے حضرتؐ کو لیا اور خوش خوش روانہ ہوئیں۔ عبد المطلبؑ نے فرمایا فلا ٹھہرو
 میں تمہیں زاو سفر تو دے دوں۔ علیہؑ نے کہا یہ مبارک بچہ ہی میرے لینے کا فی ہے اور تمام دنیا
 کے خزانوں سے بہتر ہے۔ لیکن عبد المطلبؑ اور آمنہؑ نے روپیہ کپڑے اور کچھ کھانے کی چیزیں
 جنکو دیکھ کر دوسروں کو حسد ہوا۔ پھر جناب آمنہؑ نے آنحضرتؐ کو گود لیا اور پیار کیا اور آپؐ کی
 مفارقت پر اسٹکبار ہوئیں۔ پھر علیہؑ کے سہرہ کر دیا اور فرمایا اے علیہؑ میرے نور چشم کی پوری
 پوری حفاظت کرنا۔ علیہؑ کہتی ہیں کہ جب میں آنحضرتؐ کو لے کر علیؑ تو راستہ میں ہر سنگ پر پتھر اور
 درخت جس کی طرف سے میرا گندہوتا تھا سب مجھ کو مبارکباد دیتے تھے۔ جب میرے شوہر نے ان کو
 دیکھا ان کے نور پیشانی سے متعجب ہوئے اور کہا اے علیہؑ خدا نے ہم کو اس فرزند کے سبب تمام
 اہل قبیلہ پر ترجیح عطا فرمائی۔ اس میں شک نہیں کہ یہ بادشاہوں کی اولاد سے ہے۔ غرض جب ہم
 اپنے قبیلہ کی طرف واپس چلے راستہ میں چالیس عیسائی راہبوں سے ملاقات ہوئی ان میں سے
 ایک پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف بیان کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ وہ ظاہر ہو
 چکے ہیں یا غریب ظاہر ہونے والے ہیں۔ ناگاہ اہل بیت عین انسانی شکل میں ظاہر ہو کر ان کے پاس
 آیا اور بولا کہ جس کے اوصاف تم بیان کرتے ہو اس کو یہ عورت لینے جا رہی ہے جو ابھی ابھی تمہارے
 پاس سے گزری ہے۔ یہ سنتے ہی وہ لوگ میری طرف دوڑے اور اُس ٹور کا مشاہدہ کیا جو آنحضرتؐ
 کی جبین اقدس سے ظاہر ہو رہا تھا۔ شیطان جھوٹا کہ اس کو مار ڈالو قبل اس کے کہ تم پر مسلط
 ہو۔ وہ سب تلواریں کھینچے ہوئے میرے سامنے آ گئے۔ اس وقت آنحضرتؐ نے اپنا سر آسمان کی
 جانب بلند کیا۔ ناگاہ میں نے ایک حبیب آوازِ رحمت کے مانند سنی اور ایک آگ کو دیکھا جو آسمان سے
 نازل ہو کر آنحضرتؐ اور ان سب کے درمیان حائل ہو گئی اور وہ سب جل کر راکھ ہو گئے۔ پھر ایک
 آواز آئی کہ کاہن اپنی کوششوں میں ناکام اور ذلیل ہوئے۔ جب حضرتؐ کو لے کر میں قبیلہ بنی سعد
 میں آئی وہاں کے صحرا ہمز و شاداب ہو گئے۔ درخت مہووں سے بھر گئے اور خط زائل ہو گیا اور آنحضرتؐ
 کی برکت ظاہر ہوئی۔ ان میں جو بیمار ہوتا حضرتؐ کے پاس اس کو لے آتے اور وہ شفا یاب ہو جاتا۔
 حضرتؐ سے رہنمائے ان میں معجزات ظاہر ہوتے رہتے تھے۔ اور وہ لوگ کہا کرتے تھے اے علیہؑ
 تمہارے پاس بچہ کے سبب خدا نے ہم کو سواقت مند بنا دیا۔ علیہؑ کہتی ہیں کہ میں ہمیشہ آنحضرتؐ سے

دودھ پینے وقت سنا کرتی تھی کہ فرماتے تھے کہ ہر طرح کی تعریف اُسی خدا کے لیے لیا گیا ہے جس نے مجھے اُس درخت سے قرار دیا جس سے اپنے پیغمبروں کو ظاہر فرمایا ہے۔ حضرت ایک روز میں اس قدر بڑھتے تھے جتنا دوسرے بچے ایک مہینہ میں بڑھے ہوتے اور ایک مہینہ میں اتنا بڑھے ہوتے جس قدر دوسرے ایک سال میں بڑھے ہوتے۔ جب ہم اپنے لیے کھانا لاتے تو حضرت کا ہاتھ اس سے مل کر دیتے پھر اس میں ایسی برکت ہوتی کہ ہم سب سیر ہو جاتے اور وہ کھانا اتنا ہی باقی رہتا۔

جب حضرت سات برس کے ہوئے ایک روز علیہ سے فرمایا کہ مادر گرامی میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان آپ انصاف نہیں کرتی ہیں۔ محمد کو تو سایہ میں رکھتی ہیں اور وہ دن بھر دھوپ میں گوسفندیں چراتے رہتے ہیں اور میں اُن گوسفندوں کا دودھ پیا کرتا ہوں لیکن زحمت و تکلیف میں بھائیوں کا ساتھ نہیں دیتا۔ علیہ نے کہا اے فرزند تمہارے حاسدوں سے مجھے خوف ہے لہذا تم کو کوئی آزار نہ پہنچائیں پھر تمہارے جد کو کیا حجاب دیا گیا۔ حضرت نے فرمایا آپ میرے متعلق کچھ خوف نہ کیجئے کیونکہ میرا پروردگار میرا محافظ ہے۔ دوسرے روز صبح کو بہت اصرار کیا اور اپنے بھائیوں کے ساتھ صحرائی جانب روانہ ہو گئے۔ رات کو مثل بدر کے صحرائی آفتاب سے طالع ہوئے۔ علیہ استقبال کو دوڑیں اور ان کو گود میں لے کر کہا اے فرزند تمام دن تمہاری طرف سے مجھے اندیشہ تھا۔ علیہ نے کہتی ہیں کہ ایک گوسفند کو میرے فرزند عمرہ نے مار دیا تھا جس سے اس کا پیر ٹوٹ گیا تھا۔ میں نے دیکھا کہ وہ گوسفند آنحضرت کے پاس آئی اور ایسا مظلوم ہوتا تھا کہ اپنے درد کی شکایت کر رہی ہے۔ آنحضرت نے اپنا دست مبارک اُس کے پیر پر رکھا اور جتنے بھی اپنی زبان بھری بیان پر جاری کیئے بس اُس کا پاؤں درست ہو گیا اور وہ اپنے گلہ میں چلی آئی۔ تمام جانور آنحضرت کے مطیع تھے۔ جب آپ چلنے کو کہتے تو چلنے لگتے اور جب رُک جانے کو فرماتے وہ سب رُک جاتے تھے ایک روز ان کے بھائی گوسفندوں کو چراتے ہوئے ایسے جنگل میں پہنچے جس میں شیر اور دوسرے درندے بہت تھے۔ ناگاہ ایک شیر ایک گوسفند پر چھپا۔ آنحضرت آگے بڑھے اور شیر سے کچھ فرمایا اس نے سر جھکا لیا اور بھاگ گیا۔ ان کے بھائی دُشے اور آنحضرت کی طرف دوڑے اور بولے کہ ہم کو تو تمہارے لینے شیر کا خوف ہوا اور تم کو اس کی پرواہ ہی نہیں شاید اُس سے کچھ باتیں کر رہے تھے۔ فرمایا ہاں میں نے اُس سے کہہ دیا کہ اس جنگل کے قریب بھی آئندہ مت آنا۔ میں چاہتا ہوں کہ یہاں گوسفندیں چریں۔

ایک رات علیہ نے ایک مولناک خواب دیکھا اور اپنے شوہر سے کہا کہ چلو محمدؐ کو ان کے جد کے پاس پہنچا دیں ہم کو اندیشہ ہے کہ کوئی تکلیف ان کو نہ پہنچے اور اُن کے جد سے ہم کو شرمندگی ہو میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ وہ صحرائی جنگل میں ناگاہ وہ مرد قوی ظاہر ہوئے جو ریشمی لباس پہنے ہوئے تھے دونوں آنحضرت کی طرف بڑھے ایک کے ہاتھ میں خنجر تھا جس نے

علیہ سے گوسفندوں پر دیر کا حملہ اور حضرت کا اس کو ڈانٹنا اور اس کا بھاگ جانا۔

فرشتوں نے مجھے بوسہ دیا اور کہا کیا کہنا ہے آپ کے ایسے یتیم کا جس سے زیادہ کوئی خدا کے نزدیک بلند مرتبہ نہیں اور خدا نے آپ کے لئے بے انتہا بھلائیاں مہیا کر رکھی ہیں۔ جب علیؑ میرے نزدیک پہنچیں اور مجھ کو اپنی گود میں لیا اس وقت میرا ہاتھ فرشتوں کے ہاتھ میں تھا لیکن علیؑ ان کو نہیں دیکھتی تھیں۔ مؤلف کتاب انوار کہتے ہیں کہ علیؑ نے جب یہ واقعہ سنا تو ان کو وقوعِ حوادث کا خوف ہوا آنحضرتؐ کو لے کر مکہ کی جانب چلیں کہ ان کے جد کے سردار دریں راستہ میں عرب کے ایک قبیلہ کی طرف سے گزریں جن میں ایک بوڑھا کا ہن بھی تھا جس کی چٹکیں آنکھوں پر چبکی ہوئی تھیں لوگ اس کے گرد جمع تھے۔ علیؑ جب اُس کے قریب سے گزریں وہ کاہن مدہوش ہو گیا ہوش آیا تو بولا دالے جو تم پر اُس عدوت کو پکڑ دو جو اُدھت پر سوار جا رہی ہے اور اُس سے اُس لڑکے کو چھین کر مار ڈالو قبل اس کے کہ وہ تمہارے شہروں کو برباد و ویران کرے علیؑ کہتی ہیں کہ یہ شہتے ہی لوگ تلواریں کھینچے ہوئے میری طرف دوڑے۔ جب میرے پاس پہنچے ایک سخت و تیز ہوا چلی جس نے اُن سب کو زمین پر ٹپک دیا اور میں بچ کر نکل آئی اور مجھے کچھ پروا نہ ہوئی یہاں تک کہ مکہ میں پہنچ گئی اور آنحضرتؐ کو ایک جماعت کے پاس چھوڑ کر ایک کام کو چلی گئی۔ جب واپس آئی تو حضرتؐ کو نہ پایا۔ ان لوگوں سے دریافت کیا انہوں نے کہا ہم نے اس کو نہیں دیکھا۔ علیؑ نے طے کیا کہ اگر مجھے حضرتؐ نہ ملے تو خدا کی قسم اسی پہاڑ سے اپنے سنیں گرا دوں گی۔ پھر اپنا گریبان چاک کر ڈالا اور روتی، بیٹتی ہر طرف دوڑنے لگیں۔ نگاہ ایک بوڑھے شخص کو دیکھا جس کے ہاتھ میں عصا تھا۔ انہیں نے میرے اضطراب و بے قراری کا سبب پوچھا میں نے پورا حال بیان کیا۔ اُس نے کہا گھبراؤ نہیں میں تم کو اس کے پاس پہنچانے دیتا ہوں جو تم کو اُس کا پتہ بتا دے گا۔ غرض وہ مجھے ایک بُت کے پاس لے گیا جس کو اُمیل کہتے تھے۔ اور اُس سے کہا اے اُمیل محمدؐ کہاں گئے ہیں؟ جب اُس نے حضرتؐ کا نام سنا منہ کے بل گر پڑا۔ یہ دیکھ کر وہ مروڑا اور بھاگ گیا۔ آخر میں عبدالمطلبؑ کے پاس گئی اور حال بیان کیا۔ عبدالمطلبؑ نے اہل مکہ کو بلا کر ہر طرف حضرتؐ کی تلاش میں روانہ کیا اور خود مکہ کے پردوں سے لپٹ کر بارگاہِ ایزدی میں تضرع و زاری شروع کی اسی اثنا میں ایک آواز سنائی دی کہ اے عبدالمطلبؑ اپنے فرزند کے بارے میں خوف نہ کرو ان کو فلاں وادی میں کیلے کے درخت کے قریب دیکھو۔ وہ اس طرف دوڑے وہاں دیکھا کہ حضرتؐ اس درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے ہیں۔ عبدالمطلبؑ نے ان کو گود میں لیا، پیار کیا اور کہا اے فرزند تجھ کو یہاں کون لایا؟ فرمایا کہ ایک طائر سفید۔ میں بھوکا بھی تھا اور پیاسا بھی۔ میں نے اس درخت کا پھل کھایا اور اس چشمہ کا پانی پیا اور وہ طائر خیر بل ٹھہرے۔

عبدالمطلبؑ نے اس کے بعد سے حضرتؐ کو اپنے ساتھ رکھا اور حضرتؐ کی خدمت و حفاظت کرتے رہے۔ کچھ دنوں کے بعد حضرتؐ کی آنکھیں آشوب کر آئیں۔ عبدالمطلبؑ آپؐ کو ایک طبیب کے پاس لے گئے جو جھنڈ میں رہتا تھا۔ میں نے حضرتؐ کے چہرے سے چادر ہٹائی۔ صومہ حضرتؐ کی نظم

کے لئے جھکا اور پوری عمارت کو لڑھکوا دیا۔ اس طبیبِ راہب نے جو یہ حال دیکھا، حضرتؑ کی پیغمبری کی شہادت دی اور اقرار کیا اور کہا اس کی آنکھیں میرے علاج کی محتاج نہیں ہیں۔ اس کی برکت سے نابینا آنکھوں والے ہو جائیں گے۔ اسے شیخ جان لو کہ یہ بزرگِ عرب اور اولین و آخرین کا سرور اور شفیع روزِ جزا ہے۔ ملائکہ مقربین اس کی مدد کریں گے اور خدا اس کو کافروں سے جہاں و قتال کا حکم دے گا۔ وہ خدا کی مدد سے ہمیشہ مظفر و منصور ہوگا اور سب سے زیادہ دشمن خود اس کی قوم کے لوگ ہوں گے۔ اگر میں اس وقت تک زندہ رہا تو اس کی نصرت کروں گا۔

جب عہدِ المطلب کی وفات کا وقت آیا آپؑ نے حضرت ابوطالبؑ سے آنحضرتؑ کے بارے میں وصیت کی اور ان کی حفاظت و دلجوئی و اکرام کے لئے بہت تاکید فرمائی اور برحمتِ الہی واصل ہوئے۔ حضرت ابوطالبؑ اور جنابِ فاطمہ بنتِ اسد رضی اللہ عنہما اپنی اولاد پر حضرتؑ کو ترجیح دیا کرتے تھے اور جو حق خدمت تھا، بجالاتے تھے۔

بعض کتابوں میں ہمیشہ سے روایت ہے کہ وہ کہتی ہیں کہ پہلی مرتبہ جب آنحضرتؑ کو میری گود میں دیا اور میں نے چاہا کہ حضرتؑ کو دودھ پلاؤں حضرتؑ نے اپنی آنکھیں کھولیں کہ مجھے دیکھیں آپؑ کی آنکھوں سے ایک نورِ ساطع ہوا جس سے تمام گھر روشن ہو گیا۔ آپؑ کے حیرت انگیز حالات میں سے یہ بھی ہے کہ میرا بچہ حضرتؑ کا احترام کرتا تھا۔ جب تک حضرتؑ دودھ نہیں پی لیتے تھے، وہ بھی دودھ سے منہ نہیں لگاتا تھا۔ راتوں کو جب بیدار ہوتی تو آنحضرتؑ کے جسم سے نورِ ساطع دیکھتی جس سے آسمان تک روشنی ہوتی اور ایک شخص کو دیکھتی جو سبز لباس پہنے ہوئے آنحضرتؑ کے سر کے پاس بیٹھا ہوتا، اور حضرتؑ کو بیدار کرتا اور شفقت سے پیش آتا۔ جب میں اپنے شوہر سے بیان کرتی تو وہ کہتے کہ ان کے حیرت انگیز حالات پر شیدہ رکھو۔ جب سے وہ پیدا ہوئے ہیں تمام راہب اور کاہن بقرار اور متعجب ہیں اور ان کے لئے خواب و خودِ حرام ہے۔ عظیمہ کہتی ہیں کہ جب میں ان کو مکہ سے لے کر مدینہ کے پاس سے گزرتی تو وہ مجھ کو خوشخبری دیتی اور جس زمین پر سے گزرتی وہ سبز و شاداب ہو جاتی اور درخت پھلوں سے بھر جاتے۔ میں نے آپؑ کے جسم اور لباس کو کبھی نجس نہ دیکھا گویا کہ ان کو کوئی دوسرا صاف ستھرا رکھا کرتا ہے، جب کبھی میں چاہتی کہ ان کا لباس اتاروں وہ رونے لگتے اور نہیں چاہتے تھے کہ ان کی شرمگاہیں ظاہر ہوں۔ راتوں کو میں حضرتؑ کو ذکرِ خدا کرتے ہوئے سنا کرتی فرمایا کرتے تھے: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ قَدْ دَسَّ قَدْ دَسَّ

اللہ مؤلف فرماتے ہیں کہ آنحضرتؑ کے شکم کے چمک کئے جانے سے بعض علماء نے انکار کیا ہے اگرچہ احادیث معتبرہ و شیعہ میں صریحاً وارد نہیں، مگر لیکن اس کی کوئی بھی نظر سے نہیں گزری، اور بعض حدیثیں جہادِ اول میں بیان ہو چکی ہیں جو اس قصہ کی حقیقت پر دلالت کرتی ہیں۔ لہذا نہ اس پر اعتماد ہی کرتا چاہئے نہ انکار ہی مناسب ہے بلکہ احتمال کی حالت میں چھوڑ دینا چاہئے۔

وَقَدْ نَامَتِ الْعَيُّونُ وَالرَّحْلُنُ لَا تَأْخُذُكَ سِنَّةٌ وَلَا نَوْمٌ خدا کے سوا کوئی مجبور نہیں وہ پاک ہے وہ پاک ہے ساری آنکھیں سو رہی ہیں اور رخص کو نہ اونگھ آتی ہے نہ نیند انہیں حضرتؐ کے رعب و جلالت کے سبب اپنے شوہر کے پاس نہ سوتی تھی۔ وہ بھی بائیں ہاتھ سے کوئی چیز نہیں اٹھاتے تھے۔ جو چیز اٹھاتے تھے بسم اللہ کہہ کے اٹھاتے۔ جو شخص حضرتؐ کو دیکھتا آپ کی محبت سے بیتاب ہو جاتا ایک روز میری گود میں بیٹھے تھے اور ہماری گوسفندوں کا گلہ گزر رہا تھا۔ ان میں سے ایک گوسفند گلہ سے علیحدہ ہو کر حضرتؐ کے پاس آئی اور سجدہ کیا اور آپ کے سسر کو چوما پھر دوسری گوسفندوں میں جا کر بل گئی۔ ہر روز ایک نور آفتاب سے زیادہ روشن ایک مرنہ آسمان سے نیچے آتا اور حضرتؐ کو گھیر لیتا اور ایک گھڑی کے بعد روشن ہو جاتا۔ جب لڑکے کھیلنے میرے لڑکوں کا ہاتھ پکڑ کر لڑکوں کے درمیان سے نکال دیتے۔ اور فرماتے آؤ ہم کھیلنے کے واسطے پیدا نہیں ہوئے ہیں۔ جب فرشتوں نے آنحضرتؐ کے سینہ آندس کو پرانے الوار بتائی کہو جیسا کہ بیان ہوا اور ہم کو اس کی اطلاع ہوئی میرے قبیلہ والوں نے سمجھا کہ یہ کسی جن کی حرکت ہے۔ اور کہا کہ اس کو کسی کاہن کے پاس لے جاؤ جو ہمارے گرد و نواح میں رہتا ہو۔ آنحضرتؐ نے فرمایا جیسا تم لوگوں کا گمان ہے وہ بات مجھ میں نہیں ہے۔ بعد ازاں میرا نفس سلیم احد عقل صحیح ہے۔ جب لوگوں کا زیادہ اصرار ہوا میں ایک کاہن کے پاس لے گئی اور ان کا حال بیان کیا۔ کاہن نے کہا تمہاری اس سے خود اس کے حالات معلوم کرتا ہوں کیونکہ وہ تم سے زیادہ سمجدار ہے۔ جب حضرتؐ نے اپنے حالات بیان کئے کاہن نے جنت کی اور ان کو گود میں لے لیا اور آوار بلند نگار کہ اے اہل عرب اس مصیبت سے بچنے کی کوشش کرو جو تم پر آنے والی ہے اور اس لڑکے کو مجھ سمیت مار ڈالو۔ اگر اس کو چھوڑ دو گے بے شہر قہاری عقلوں کو حماقت سے نسبت دے گا تمہارے دین کو بدل دے گا اور تم کو ایسے خدا کی طرف بلائے گا جس کو تم نہیں پہچان سکتے اور ایسے دین کی دعوت دے گا جو تم نہیں جانتے۔ علیحدہ کہتی ہیں کہ جب میں نے اس کی یہ باتیں سنیں تو آنحضرتؐ کو اس کی گود سے لے لیا اور کہا تو دیوانہ ہے۔ اور حضرتؐ کو لے کر جلدی سے اپنے خیمہ میں چلی آئی۔ اس روز تمام اہل قبیلہ کے غیوموں سے بونے ٹشک آتی رہی۔ ہر روز دو طیوآ آسمان سے آتے اور آہٹ کے کپڑوں میں پوشیدہ ہو جاتے۔

کتاب مدد میں علیحدہ سے روایت ہے کہ قبیلہ بنی سعد میں ایک درخت تھا جو خشک ہو گیا جس میں کبھی پھل نہیں لگتے تھے۔ ہم لوگ اس کے سایہ میں ٹھہرے تھے آنحضرتؐ میری گود میں تھے۔ وہ درخت حضرتؐ کے اعجاز سے اسی وقت سبز و شاداب ہو گیا اور اس میں پھل لگ گئے۔ میں نے جس زمین پر آنحضرتؐ کو بٹھایا آپ کی برکت سے اس میں سبز و پید ہو گیا اور وہ آباد ہو گئی۔ بنی سعد میں ایک عورت تھی جس کو ام مسکین کہتے تھے۔ وہ نہایت پریشان حال تھی۔ وہ عورت ایک روز آنحضرتؐ کو گود میں لے کر اپنے خیمہ میں لے گئی اس کے بعد اس کی حالت درست ہو گئی۔ وہ ہر روز آتی تھی اور حضرتؐ کا سر مبارک چومتی اور شکر کا اظہار کیا کرتی۔ علیحدہ کہتی ہیں کہ جب تک حضرتؐ سوتے تو میں حضرتؐ کے

جمال مبارک کو دیکھا کرتی تھی۔ آپ کی آنکھیں کھلی رہتیں اور آپ اکثر مسکرایا کرتے۔ آپ کو ہرگز گرمی و سردی کا اثر نہ ہوتا تھا۔ جب تک حضرت ہمارے ساتھ تھے ہماری کوئی آرزو ایسی نہ تھی جو پیدا ہوئی ہو اور دوسرے روز پوری نہ ہو گئی ہو۔ ایک روز ایک بھیڑیا بکری کا ایک بچہ پکڑ لے گیا۔ میں بہت غصیدہ ہوئی۔ پھر میں نے دیکھا کہ حضرت نے اپنا منہ آسمان کی جانب بلند کیا تا کہ وہ بھیڑیا اس بچہ کو لا کر میرے پاس ڈال گیا۔ میٹ ایک ابر حضرت کے سر پر دھوپ میں سایہ کیے رہتا! اور سخت ہار کش میں ایک قطرہ پانی کا آپ پر نہ گتا۔ جب تک وہ ہم سے ساتھ تھے ہم سردی و گرمی کا اثر نہ ہوا۔ ہمیشہ ہمارے خیمہ سے آسمان تک ایک نور بلند رہتا تھا۔ جب کسی میں چاہتی کہ آپ کا سر و حوصلہ تو دیکھتی کہ کسی نے پہلے سے دھور کھا ہے۔ اور جب چاہتی کہ آپ کا لباس بدلوں تو آپ کے کپڑے تبدیل کیے ہوئے ملتے اور حضرت نئے کپڑے پہنے ہوئے ہوتے۔ جب میں چاہتی کہ دودھ آپ کے منہ میں ڈال دوں تو آپ کے منہ سے دودھ کی آواز آپ سے سنائی۔ اور جب آپ دودھ پینا شروع کرتے پہلے اسم اللہ دہت عتدہ کہتے اور فارغ ہونے کے بعد الحمد للہ دہت عتدہ فرماتے۔

حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ جب آنحضرتؐ بائیس جینے کے ہوئے آپ کی آنکھیں آشوب کر آئیں۔ عبدالطلب نے ابوطالب سے کہا کہ ایک راہب طیب کے پاس لے جائیں جو جنت میں رہتا ہے۔ حضرت ابوطالب آپ کو اس کے صومعہ تک لائے اور اس کے دروازہ پر پہنچ کر گلاز دی۔ راہب نے دیکھا کہ اس کا صومعہ نور سے محو ہو گیا اور فرشتوں کے پردوں کی آواز اس کے کانوں میں سنائی دینے لگی۔ اس نے مراپنے صومعہ سے باہر نکلا اور پوچھا آپ کون ہیں فرمایا میں ابوطالب پسر عبدالمطلب ہوں اپنے خلیفہ کو لایا ہوں کہ اس کی آنکھ کا علاج کرو راہب نے پوچھا وہ کہاں ہے فرمایا اس گوارہ میں دھوپ سے حفاظت کے لئے بٹھا رکھا ہے۔ راہب نے کہا کھلو کہ میں دیکھوں جب گوارہ سے برقع اٹھایا ایک نور چمکا راہب ڈر گیا اور کہا بروہ گراؤ اور اپنے صومعہ میں اپنا سر داخل کر لیا اور کہا میں خدا کی وحدانیت کی گواہی دیتا ہوں اور شہادت دیتا ہوں کہ واقعہ تو خیر خدا ہے۔ تو ہی وہ ہے جس کی خدا نے توحید و تامل میں موشی و میلے کی زبان فی خوشخبری ہی ہے۔ پھر وہ بارہ کلمہ شہادین پڑھ کر اپنا سر صومعہ سے باہر نکلا اور کہا تمہارے بھادر زاوہ کی شان بہت بلند ہے جیسا کہ تم نے سنا اور تم اس کی مدد کرو گے اور ان کے دشمنوں کا ضرر ان سے دفع کرو گے۔ جناب ابوطالب واپس آئے اور عبدالمطلب سے راہب کی گفتگو بیان کی۔ جناب عبدالمطلب نے فرمایا اسے فرزند غاموش رہو کہیں کوئی یہ باتیں سنیں نہ لے خدا کی قسم محمدؐ رحلے اللہ علیہ والہ وسلم، بادشاہ عرب و عجم ہو گا۔

مسند دیگر روایت ہے کہ حضرت ابوطالبؑ توں کے پاس نہیں جاتے تھے اور قریش اس واسطے میں ان سے تکرار کرتے تھے کہ ستم پر اصرار کرتے۔ تو وہ فرماتے کہ میں اپنے بھادر زاوہ (محمدؐ رحلے اللہ علیہ والہ وسلم) سے جدا نہیں ہو سکتا اور اس کی مخالفت بھی نہیں کر سکتا۔ وہ نہ توں کو

دیکھنا پسند کرتا ہے نہ اس کا نام سُنانا چاہتا ہے۔ قریش نے کہا اس کو قہاشش کرو اور حلوں کی تعظیم کی عادت ڈالو۔ ابو طالب نے کہا لا حول ولا قوۃ الا باللہ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا اس لیے کہ شام کے تمام راہبوں سے میں نے سُنا ہے کہ جنوں کی بربادی ماسی پتھر کے ہاتھ سے ہوگی۔ قریش نے پوچھا کیا تم نے بھی اس سے کوئی خاص بات مشاہدہ کی جس سے اُن کی باتوں کی تصدیق ہوتی؟ فرمایا ہاں شام کے راستہ میں ایک خشک درخت کے نیچے ہم لوگ ٹھہرے تھے وہ اُسی وقت اس کے اعجاز سے شاداب ہو گیا۔ اور اُس میں پھل لگ گئے۔ جب ہم لوگ وہاں سے روانہ ہوئے تو اس خشک درخت نے اپنے تمام پھل اُس پر نثار کر دیئے۔ اور حکم خدا گویا ہوا کہ اے شجرہ طیبہ نبوت اور درخت عظیم رست اپنے دستہائے مبارک کو مجھ پر پھرتے جاؤ تا کہ قیامت تک سرسبز و شاداب رہوں۔ یہ سنکر عقہہ نے اپنا ہاتھ اس پر پھیرا تو سبزی و شادابی میں اضافہ ہو گیا۔ پھر واپسی میں جب ہم لوگ اُس درخت کے پاس آئے تو دیکھا کہ ہر طرح کے پرنے سے جو دنیا میں ہیں اس درخت کی شاخوں پر اپنے اپنے گونے بندھے ہوئے ہیں اور ہر طائر کی تعداد کے مطابق اُس میں شاخیں بیٹھ ہو گئی ہیں۔ اور اس قدر لمبا اور قدآور ہے کہ اس کے ایسا کوئی درخت کبھی نظر سے نہیں گزرا۔ اور تمام طیور نے حضرتؐ کے سر پر اپنے پردوں سے سایہ کر لیا اور گویا ہوئے کہ ہم کو آپ کے دست مبارک کی برکت سے اس درخت پر اپنے پتہ کی جگہ میسر آئی ہے۔

بعض متبرکتوں میں مذکور ہے کہ آنحضرتؐ کے بچپن میں ایک مرتبہ مکہ میں قحط پڑا اور کئی سال تک بارش نہیں ہوئی۔ آخر رفیقہ دختر یسعی نے خواب میں دیکھا کہ ایک ہاتھ کہہ رہا ہے کہ لے کرو قریش ایک بغیر تم میں مبعوث ہوگا وہ پیدا ہو چکا ہے جس کی برکت و رحمت سے فراوانی تم کو حاصل ہے عبدالمطلبؐ کو بلاؤ وہ اپنے فرزند نذولہ کو شفیع فرامدی وہ دعا کریں تو خدا تم پر بارش کرے گا۔ قریش عبدالمطلبؐ حضرتؐ کو اپنے کاندھے پر سوار کر کے کوہ ابقیہ پر تشریف لے گئے۔ اکابر قریش آپ کے گرد جمع ہوئے۔ حضرتؐ نے بارش کی دعا کی اُسی وقت آنحضرتؐ کی برکت سے بارش شروع ہوئی یہاں تک کہ سیلاب مکہ کی پہاڑیوں سے جاری ہوا۔

ابن بابویہ رحمہ اللہ نے اپنی سند سے حضرت ابو طالبؐ سے روایت کی ہے کہ حضرتؐ آٹھ سال کے تھے کہ میں نے شام کی جانب تجارت کے لیے جانے کا ارادہ کیا اُس وقت ہوا بہت گرم تھی۔ جب میں نے سفر کا قصد کیا میرے عزیزوں نے کہا کہ محمدؐ کو کس کے پاس چھوڑ دو گے۔ میں نے کہا اپنے ساتھ لے چلوں گا کیونکہ مجھے کسی کا اعتبار نہیں جس کے پھر در کروں۔ وہ بولے کہ اس گرم موسم میں اس پر درود حرم و بلحا کو سفر میں لے چلنا مناسب نہیں ہے۔ میں نے کہا واللہ میں اس کو جہاں نہیں کر سکتا۔ میں اس کے لیے ایک محل تیار کروں گا۔ غرض میں نے حضرتؐ کو آؤٹ پر بٹھایا اور اُن کے آؤٹ کو ہر وقت اپنے سامنے رکھتا تھا تا کہ وہ میری نگاہوں سے اوجھل نہ ہوں۔ جب دُھوپ تیز ہوتی تو ایک ابر سفید برف کے مانند آتا اور حضرتؐ کو سلام کر کے آپ کے سر پر سایہ ٹھکن ہوتا۔ وہ جہاں چاہا

جانتے وہ ابراہیمؑ کے ساتھ رہتا اور اکثر عہد پھل اُس سے گرتے۔ ایک روز اثنائے راہ میں ہائی کی قلت ہو گئی۔ ہمارے قافلہ والے ایک مشابہ ہائی کی ایک اشہد فی کے عوض خرید کیا کرتے لیکن ہمارے پاس آنحضرتؐ کی برکت سے ہائی بہت کافی تھا اور کسی وقت کم نہ ہوا۔ ہم جس منزل پر ٹھہرے آپؐ کی برکت سے عوض بھر جاتے اور وہاں کی زمین سبزہ سے بھر ہو جاتی اور ہر وقت ہم پر فراوانی اور فراخی حاصل تھی راستہ میں جو اونٹ تھک کر بیٹھ جاتا حضرتؐ اپنا دست مبارک اُس پر پھیر دیتے وہ پھر چلنے لگتا۔ جب ہم شہر بصرہ کے نزدیک پہنچے ایک راہب کا صومعہ نظر آیا تاگاہ ہم نے دیکھا وہ صومعہ حضرتؐ کے استقبال کے لیے گھوڑے کی مانند تیز رواں ہوا اور ہمارے قریب پہنچ کر ٹھہر گیا۔ اُس میں ایک نصرانی راہب تھا جس کو بیکرا کہتے تھے جو کبھی شک و شبہ کرنے والوں سے آشنا نہ تھا اور نہ کسی سے گفتگو کرتا تھا۔ جو قافلہ بھی اُس کی طرف سے گزرتا وہ کسی کا حال دریافت نہ کرتا۔ جب اُس نے صومعہ کو حرکت میں دیکھا اور قافلہ بنگاہ پڑی تو حضرتؐ کو پہچانا اور کہا جو کچھ میں نے پڑھا اور سنا ہے اگر سچ ہے تو وہ آپؐ ہی ہیں آپؐ کے علاوہ کوئی اور نہیں ہو سکتا۔ پھر ہم لوگ ایک بڑے درخت کے نیچے ٹھہرے جو اس کے صومعہ کے نزدیک تھا۔ اُس درخت کی شاخیں خشک ہو چکی تھیں اُس میں پھل نہیں لگتے تھے۔ ہمیشہ قافلے اُسی درخت کے نیچے ٹھہرا کرتے تھے۔ جب آنحضرتؐ اُس درخت کے نیچے رونق افروز ہوئے وہ درخت ہلکا اٹھا اُس میں بہت سی شاخیں پیدا ہو کر آنحضرتؐ کے سر پر سایہ بن گئیں اور تین قسم کے پھل اُس میں لگ گئے دو گرمیوں کے موسم کے اور ایک جائے کی فصل کا۔ اہل قافلہ یہ حال دیکھ کر متعجب ہوئے بیکرا کو بھی حیرت ہوئی۔ اُس نے اپنے ساتھ آنا کھانا لیا جو صرف آنحضرتؐ کے لیے کافی تھا اور اپنے صومعہ سے باہر آیا اور حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر بولا کہ اس بچہ کا متکفل کون ہے۔ حضرت ابوطالبؓ کہتے ہیں میں نے کہا میں ان کی خدمت میں رہتا ہوں۔ پھر چھ آپؐ اس سے کیا رشتہ ہے؟ میں نے کہا میں اس کا چچا ہوں۔ اُس نے کہا اس کے تو بہت چچے ہیں تم اس کے کون سے چچا ہو نہیں نے کہا وہ میرے حقیقی بھائی کا لڑکا ہے۔ پھر تو وہ بول اٹھا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ لڑکا وہی ہے جس کو میں جانتا ہوں۔ اگر وہی نہ ہو اتوں میں بیکرا نہیں۔ پھر بولا کہ کیا آپ اجازت دیجئے میں کہیں یہ کھانا ان کے لیے لے جاؤں میں نے کہا ہاں لے جاؤ میں نے آنحضرتؐ سے کہا کہ کہا کہ ایک شخص آیا ہے اور تمہاری ضیافت کے لیے کھانا لایا ہے کھا لو۔ فرمایا کیا تمہارا میرے لیے کھانا لایا ہے؟ میرے ہمراہی نہ کھائیں گے؟ بیکرا نے کہا حضور! اس سے زیادہ میرے پاس نہ تھا۔ فرمایا کیا تم اجازت دیجئے ہو کہ میں سب کو اس میں شریک کر لوں؟ اس نے کہا ہاں ہاں۔ اُس وقت آنحضرتؐ منے اپنے ہمراہیوں سے فرمایا بسم اللہ کھاؤ۔ ابوطالبؓ کہتے ہیں کہ ہم ایک ٹوٹا تر آدمی تھے اور سب نے بل کر وہ کھانا کھایا اور سیر ہو گئے پھر بھی وہ اتنا ہی باقی رہا۔ بیکرا آنحضرتؐ کی خدمت میں کھڑا شکوہ چل رہا تھا اور حیرت میں غرق تھا وہ کہے جھکتا اور حضرتؐ کا سر اندر دھرم لیتا تھا۔ اور کہتا تھا بھئی پروردگار مسیح یہ وہی ہے۔ لوگ نہیں سمجھتے تھے کہ وہ کیا کہتا ہے۔ آخر قافلہ میں سے ایک

شخص نے کہا اسے راجب تیری ہائیں عجیب ہیں ہم اکثر تیرے صومعہ کی طرف سے گزرتے ہیں تو کبھی ہماری طرف متوجہ نہ ہوا بھیرنے کہا ہاں لیکن اس مرتبہ میرا حال عجیب ہے۔ میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے ہو اور وہ خدا مقرر جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ یہ لڑکا جو اس وقت کے نیچے بیٹھا ہے اگر تم اس کو پہچان لیتے جس طرح میں پہچانتا ہوں تو بے شبہ اپنی گردنوں پر سوار کر کے شہر میں پھراتے۔ خدا کی قسم اس مرتبہ جو کچھ تمہارا کرام کر رہا ہوں تو صرف اسی لڑکے کی وجہ سے۔ جب وہ میرے صومعہ کے قریب آیا تو میں نے اس کے آگے ایک نور دیکھا جو زمین سے آسمان تک ساطع تھا اور کچھ مردوں کو دیکھا جو یا قوت و زبرد کے پٹکے ہاتھوں میں لیے ہوئے حضرت کو جھل رہے تھے۔ اور ایک دوسری جہات طرح طرح کے میوے لیے ہوئے اُس پر شاد کر رہی تھی اور یہ ابرائیم کے سر پر سایہ کیے ہوئے دھنا کبھی جدا نہیں ہوتا۔ میرا عبادت خانہ اُس کے استقبال کے لیے تیز رفتار گھوڑے کی طرح دوڑا۔ یہ درخت ہندوؤں سے خشک تھا اس میں شاخیں بہت کم تھیں اس کے اچھارے شاداب ہو گیا اور حرکت میں آگیا۔ دوسری اور شاخیں نکل آئیں اور زمین طرح کے نخل اُس میں پیدا ہو گئے۔ اور یہ تمام حوض اُس زمانہ سے خشک ہو گئے تھے جب سے بنی اسرائیل کے حواریوں کے بعد ان میں اختلاف و فساد پیدا ہوا۔ ہم نے کتاب شمعون میں پڑھا ہے کہ شمعون نے اُنہر لغت کی تھی اور فرمایا تھا کہ جب تم دیکھو کہ ان حوضوں میں پانی نکل آیا ہے تو مجھ لینا کہ اُس پیغمبر کی برکت کے سبب سے ہے جو شہر تھامہ میں ظاہر ہوگا اور مدینہ کی جانب ہجرت کرے گا۔ اُس کی قوم میں اس کا نام امین اور آسمان میں احمد ہوگا۔ وہ نسل اسماعیل ابن ابراہیم سے ہوگا خدا کی قسم یہ وہی ہے۔ پھر بحیرا آنحضرت کی طرف متوجہ ہوا اور کہا میں آپ سے تین خصلتوں کے بارے میں دریافت کرتا ہوں اور لات و غزنی کی قسم دیتا ہوں کہ جواب دیجئے۔ حضرت نے لات و غزنی کا نام سننا تو غضبناک ہوئے اور فرمایا ان کے واسطے سے کچھ نہ پوچھنا۔ خدا کی قسم کسی چیز کو ان دونوں سے زیادہ دشمن نہیں رکھتا ہوں۔ یہ دونوں بہت پھر کے ہیں اور میری قوم ان کو اپنی حماقت سے پوجتی ہے۔ یہ لشکر بحیرا نے کہا یہ پہلی علامت ہے۔ پھر کہا اچھا آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ بتائیے۔ حضرت نے فرمایا ہاں اب جو پوچھنا چاہو پوچھو اس کے نمونے مجھے اس خدا کی قسم دی ہے جو میرا اور تمہارا پروردگار ہے جس کا کوئی مثل نہیں۔ بحیرا نے کہا آپ کی خواب و بیداری کا حال معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ پھر آپ کے اکثر حالات دریافت کیے آپ نے سب کے جوابات دیئے۔ اُس نے تمام جوابات دامت و امود کتابوں میں لکھے ہوئے مضمون سے مطابق پائے جو پڑھ چکا تھا۔ پھر بحیرا آنحضرت کے قدموں پر گر پڑا۔ تلواروں کو بچھڑا اور کہتا کس قدر خوشگوار ہے آپ کی خوشبو اسے کہ تمام پیغمبروں سے آپ کی پیروی بہتر ہے اور دنیا میں جو کچھ روشنی ہے آپ کے سبب سے ہے۔ مسجد اُپ کے نام سے آباد ہوئی گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ لشکر کشی کر رہے ہیں عربی گھوڑوں پر سوار ہیں اور عرب و عجم جبراً تمہارا آپ کے مطیع و فرمانبردار ہیں۔ اے گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ لات و غزنی کو آپ نے توڑ ڈالا ہے اور خانہ کعبہ کو اپنے

تھا شیعوں کی کثرت سے بازار میں داخل ہونا ممکن نہ ہو سکا۔ ہر طرف سے لوگ حضرت کے جمال و عظیم الشان کے نظارہ کے لیے دوڑ پڑے اور حضرت کے حسن و جمال اور فضل و کمال کا شہرہ تمام اطراف شام میں پہنچا۔ جس جس جگہ راجب اور عالم تھے آنحضرتؐ کے گرد آکر جمع ہوئے۔ علمائے اہل کتاب کا ایک سب سے بڑا عالم سلطو راتیں روز تک آیا اور آنحضرتؐ کے برابر بیٹھا کیا لیکن کوئی گفتگو نہیں کی۔ جب تیسرا روز ختم کے قریب پہنچا تو دینا باندہ حضرتؐ کی خدمت میں آیا اور آپ کے گرد گھومنے لگا۔ میں نے پوچھا اے راجب تو کیا چاہتا ہے اس نے کہا ان کا کیا نام ہے میں نے کہا محمد مصطفیٰ علیہ وآلہ وسلم نام ہے یہ سنتے ہی اس کا رنگ خنجر ہو گیا۔ اس نے کہا آپ ان سے اتنا سس کیجئے کہ اپنی پشت و شانے گھولیں۔ آنحضرتؐ نے اپنے شانے پر سے پیرا ہن ہٹایا تو راجب کی نگاہ فہریت پر پڑی دیکھتے ہی وہ بیتاب ہو کر گر پڑا اور اس کو پوچھنے لگا اور مجھ سے کہا کہ بہت جلد اس خورشید نبوت کو واپس لے جائیے۔ اگر آپ جانتے کہ اس سرزمین پر ان کے کس قدر دشمن ہیں تو ہرگز ان کو اپنے ہمراہ نہ لاتے۔ پھر وہ روزانہ حضرتؐ کی خدمت میں آتا اور اس میں خدمت بجا لایا کرتا۔ لذیذ کھانے حضرتؐ کے لیے لاتا۔ جب ہلکے شام سے واپس چلے تو حضرتؐ کے لیے وہ ایک پیرا ہن لایا اور عرض کی کہ حضرت اس کو پہن لیں شام اس کے سبب سے بھی کبھی مجھے یاد فرمائیں۔ جب میں نے دیکھا کہ حضرتؐ کے چہرہ سے آثارِ کرامت ظاہر ہو رہے ہیں تو میں نے پیرا ہن لے کر رکھ لیا اور کہا میں ان کو پہنا دوں گا اور تہایت عجلت کے ساتھ حضرتؐ کو لے کر بیت اللہ الحرام کی جانب واپس آ گیا۔ جب اہل مکہ کو ہمارے آنے کی خبر معلوم ہوئی ابو جہل کے ساتھ تمام چھوٹے بڑے حضرتؐ کے استقبال کو آئے۔

دوسری معتبر سند سے روایت ہے کہ جب ابوطالب نے شام کا ارادہ کیا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے ہاں ناقہ سے لیٹ گئے اور کہا اے علم محترم مجھ کو کس پر چھوڑ دے جلتے ہیں نہ میرے باپ ہیں نہ ماں ہیں۔ یہ سکر ابوطالب رونے لگے اور حضرتؐ کو اپنے ساتھ لے لیا۔ جب کبھی راستہ میں ہوا گرم ہوتی ایک اور ظاہر ہوتا جو آنحضرتؐ کے سر پر سایہ کرتا یہاں تک کہ اٹھائے راہ میں ایک راجب کے صومعہ کے پاس جس کو بحیرا کہتے تھے ہم پہنچے۔ اس نے دیکھا کہ اب ہمارے ساتھ حرکت میں ہے وہ اپنے صومعہ سے باہر آیا اور ہمارے لیے چند خادم حاضر کئے اور ہماری دعوت کی۔ ہم قافلہ کے تمام لوگ راجب کے صومعہ میں پہنچے اور آنحضرتؐ کو اپنے سامان کے پاس چھوڑ دیا۔ جب بحیرا نے دیکھا کہ اب ہمارے قیام گاہ ہی پر ٹھہرا ہوا ہے تو اس نے پوچھا کیا اہل قافلہ میں سے کوئی نہیں آتا لوگوں نے کہا سب آئے ہیں سوائے ایک لڑکے کے جس کو ہم نے مال و سامان کے پاس چھوڑ دیا ہے۔ بحیرا نے کہا مناسب نہیں ہے کہ ہماری دعوت میں شرکت سے کوئی نکلے۔ اس لڑکے کو بھی بلاؤ اور کسی کو آنحضرتؐ کے پاس بھیجا۔ جب حضرتؐ روانہ ہونے تو اب بھی ساتھ ساتھ چلا۔ بحیرا نے کہا یہ کس کا لڑکا ہے کہا گیا ابوطالب کا۔ بحیرا نے ابوطالب سے پوچھا کیا یہ آپ کا لڑکا ہے؟ آپ نے فرمایا یہ میرے بھائی کا لڑکا ہے۔ پوچھا بھائی کہاں ہے؟ فرمایا وہ جب

شکم مادر میں تھے اسی وقت ان کا انتقال ہو گیا تھا۔ بچہ نہ لیا گیا تھا۔ ان کو اپنے شہر واپس لے جائیے کیونکہ اگر یہودیوں نے پہچان لیا جس طرح میں ان کو پہچانتا ہوں یقیناً ان کو قتل کر ڈالیں گے۔ سمجھ لیجئے کہ ان کی قدر و منزلت بہت زیادہ ہے۔ وہ اس امت کے پیغمبر ہیں اور شمشیر و جہاد کے ساتھ نکل کر رہیں گے۔

دوسری سند کے ساتھ یعلیٰ نسب سے رعایت ہے کہ آنحضرتؐ جس سال بغرض حجاب شام تشریف لے گئے خالد بن اسید و طلیق بن ابی سفیان حضرت کے ساتھ قافلہ میں تھے۔ واپس آکر آنحضرتؐ کے تعجب انگیز حالات مثل آنحضرتؐ کی رفتار اور سواری اور جانوروں کی اطاعت وغیرہ سے متعلق بیان کیے۔ اور کہا کہ جب ہم شہر بصرہ کے بازار میں پہنچے راہبوں کے ایک گروہ کو دیکھا جس کے چہرے زرد تھے۔ معلوم ہوتا تھا کہ ان کے رخسار و لہر زعفرانی تل دیا گیا ہے۔ ان کے اعضا کا نپ بے ہے تھے۔ وہ ہمارے پاس آئے اور بولے کہ ہمارے بزرگ کے پاس چلے جو کلیانے اعظم میں رہتے ہیں جو یہاں سے قریب ہے۔ ہم نے کہا کہ ہمیں تم سے کیا واسطہ وہ بولے کہ اگر آپ ہمارے جہاد خانہ تک چلیں تو کیا حرج ہے ہم آپ کا احترام کرتے ہیں۔ وہ دیکھتے تھے کہ محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے ساتھ ہیں۔ غرض ہم لوگ ان کے ساتھ ایک بہت بڑے جہاد خانہ میں داخل ہوئے وہاں دیکھا کہ ایک مرد بزرگ وہ میان میں بیٹھا ہے اور اس کے شاگرد اس کے گرد جمع ہیں۔ اس کے ہاتھ میں ایک کتاب ہے وہ کبھی اس کتاب میں نظر کرتا ہے کبھی ہم لوگوں کو دیکھتا ہے۔ آخر اپنے صحابہ میں سے بولا تم نے کوئی کام نہ کیا۔ میں جس کو چاہتا ہوں تم اس کو نہیں لائے ہو پھر اس نے ہم لوگوں سے پوچھا کہ تم کو کون ہوا؟ ہم نے کہا ہم قریش میں سے ایک گروہ ہیں۔ پوچھا کس قبیلہ سے ہو ہم نے کہا ہم فرزندان عبد شمس میں سے ہیں۔ اس نے پوچھا کوئی اور بھی تمہارے ساتھ ہے؟ ہم نے جواب دیا کیوں نہیں ایک جوان بنی ہاشم میں سے ہے جس کو ہم تیم فرزندان عبد المطلب کہتے ہیں۔ یہ سننے ہی ایک نعرہ مالا اور قریب تھا کہ وہ بیہوش ہو جائے اور اپنی جگہ سے اچھل پڑا اور کہا آؤ آؤ دین نصاریت بر باد ہو گیا۔ پھر اپنے ایک صلیب پر تھوڑی دیر تک کے غور و غوض کرتا رہا اسی ماہب اور اس کے شاگرد اس کے گرد حلقہ کیے ہوئے تھے۔ پھر اس نے ہم سے کہا کیا ممکن ہے کہ اس جوان کو مجھے دکھاؤ؟ ہم نے کہا ہاں ہاں جلد تو وہ ہمارے ساتھ بازار بصرہ میں آیا۔ آنحضرتؐ بازار میں خود شہید تاہاں کے مانند کھڑے تھے اور چہرہ اقدس سے نور چمک رہا تھا اور دیکھنے والے چاروں طرف سے آپ کے جمال مبارک کے نظارہ میں محو تھے۔ اور خریدار مثل خریدار بنی یوسف روپے لئے ہوئے آپ کے جمال کے دید کے شوق میں آپ سے سودا کر رہے تھے اور آپ کا مال تجارت زیادہ قہقشیں دے دے کر خرید رہے تھے اور اپنے احوال بہت کم و درم پر حضرت کے ہاتھ فروخت کر رہے تھے۔ ہم نے کہا کہ ماہب کو کسی دوسرے شخص کو دکھائیں تاکہ اس کا امتحان ہو جائے۔ اس نے کہا بس میں نے پہچان لیا اور بتا دیا کہ آپ کے قریب دوڑنا ہوا گیا اور مبارک کو بچہ نے لگا اور کہا آپ ہی وہ مقدس ہیں اور آنحضرتؐ

کی نشانیوں سے متعلق بہت سے سوالات کئے حضرت نے سب کے جوابات دیتے پھر اُس نے کہا اگر میں آپ کے زمانہ تک موجود رہا تو آپ کی خدمت میں رہ کر ایسا جہاد کروں گا جو حتی جہاد ہے۔ پھر ہم لوگوں سے کہا کہ بہتر زندگی اور موت اسی کے ساتھ ہے جو شخص اس کی پیروی کرے گا وہ زندہ جاوید ہوگا۔ جو شخص اس کے طریقہ سے منحرف ہوگا اس طرح مرے گا کہ کبھی زندہ نہ ہوگا۔ تمام نفع اور فائدہ عظیم اسی کے ساتھ ہے یہ کہا اور اپنے کلیہ میں واپس چلا گیا۔

دوسری حدیث میں روایت ہے کہ جس سال حضرت سرور کائناتؐ خدیجہؓ کا مال لے کر قریش تہمت شام کی جانب تشریف لے گئے تھے آپ کے ہمراہ عبدمناف بن کنانہ اور نوفل بن مساویہ بھی قافلہ میں تھے۔ جب شام میں پہنچے ابوالموہب راہب نے ان کو دیکھا اور پوچھا آپ لوگ کون ہیں۔ ان لوگوں نے کہا کہ ہم کعبہ کے رہنے والے اہل قریش ہیں سے چند تاجر ہیں۔ اُس نے پوچھا کہ قریش میں سے کوئی اور بھی آپ کے ساتھ ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں فرزدان ہاشم میں سے ایک جوان ہے جس کا نام محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہے۔ ابوالموہب نے کہا میں اُسی کو ہانتا ہوں۔ انہوں نے کہا قریش میں اُس سے کم شہرت کا کوئی نہیں اُس کو یتیم قریش کہتے ہیں۔ وہ قریش کی ایک خاتون خدیجہ کا مال اجرت پر فروخت کرنے لایا ہے۔ تم کو اس سے کیا کام ہے۔ ابوالموہب نے اپنا سر ہٹایا اور کہا دہی ہے مجھے اس کو دکھاؤ۔ لوگوں نے کہا ہم نے اس کو بازار بصرہ میں چھوڑا تھا۔ یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ آنحضرتؐ آتے ہوئے دکھائی دیئے۔ جب اُس کی نگاہ آنحضرتؐ پر پڑی قبل اس کے کہ لوگ آنحضرتؐ کو بتائیں اُس نے کہا یہی ہے اور آنحضرتؐ کو تنہائی میں لے گیا اور بہت دیر تک حضرتؐ سے راز کی باتیں کیں پھر حضرتؐ کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور کوئی چیز اپنی آستین سے نکالی اور چاہا کہ حضرتؐ کو دے، آپؐ نے قبول نہ فرمایا۔ غرض وہ حضرتؐ سے علیحدہ ہو کر ان لوگوں کے پاس آیا اور کہا مجھ سے یہ نصیحت سن لو کہ اس کے دامن سے وابستہ ہو جاؤ۔ اور اس کی فرمانبرداری کرو۔ کیونکہ یہ جوان دانشور آخر الزمان ہے اور بہت جلد ظاہر ہوگا اور لوگوں کو کلمہ لا الہ الا اللہ کی دعوت دے گا۔ جب وہ پیغمبرؐ کا اعلان کرے گا تاں اس کی پیروی کرو۔ پھر پوچھا کہ کیا اس کے چچا ابو طالب کے کوئی فرزند پیدا ہوا ہے جس کا نام علیؑ ہو؟ ان لوگوں نے کہا نہیں۔ اُس نے کہا یا تو پیدا ہو چکا ہے یا مقرب پیدا ہوگا۔ سب سے پہلے جو اس پیغمبرؐ ایمان لائے گا وہی ہوگا۔ اُس کے وحی ہونے کے متعلق میں نے کتابوں میں پڑھا ہے جس طرح محمدؐ کی پیغمبری کے بارے میں پڑھا ہے۔ وہ سید عرب اور اس امت کا عالم ربانی اور آخر الزمان کا ذوالقرنین ہوگا اور شمشیر زنی کا حق جہادوں میں ادا کرے گا۔ علیؑ میں اُس کا نام علیؑ ہے۔ قیامت کے دن پیغمبرؐ آخر الزمان کے بعد اُس کا رتبہ سب سے بلند ہوگا۔ فرشتے اُس کو بطل ازہر مطلق (خارج یافتہ روشن شجاع) کہتے ہیں۔ جس طرح کدو کرے گا یقیناً فتح پائے گا۔ وہ قہار ہے پیغمبرؐ کے اصحاب میں آسمان پر آفتاب سے زیادہ مشہور ہے۔

کلمینی نے بسند صحیح حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب قریش نے جاہلیت میں کعبہ کو

منہدم کر کے ہمارے پیر سے بنائیں لیکن نہ بنا سکے۔ آخر اسی کے دل میں گورا کہ کسی نے اُن سے کہہ دیا کہ تم
میں سے ہر ایک کو چاہیے کہ اپنے پاکیزہ مال لائے ایسا مال نہ ہو جو قطع رحم یا دوسرے حرام طریقہ سے
حاصل کیا گیا ہو۔ انہوں نے ایسا ہی کیا تو وہ مشکل دور ہو گئی اور کعبہ کو بنانا شروع کیا۔ آخر حجر اسود
نصب کرنے کا وقت آیا تو آپس میں اختلاف پیدا ہوا کہ کون نصب کرے یہاں تک کہ اُن میں باہم جنگ
جدال کی نوبت پہنچ گئی۔ آخر اس بات پر فیصلہ ہوا کہ جو سب سے پہلے مسجد الحرام میں آئے اس کو
عقلم قرار دینا چاہیے تو سب سے پہلے آنحضرت داخل کعبہ ہوئے۔ ان لوگوں نے حضرت سے حال
بیان کیا۔ آنحضرت نے ایک چادر بچھائی اور خود حجر اسود کو اٹھا کر اُس پر رکھا اور رؤسائے قبیلہ سے
کہا ہر طرف سے چادر کو پکڑ کر اٹھائیں۔ اس طرح لوگ فخر کو اُس کے مقام تک لائے۔ پھر آنحضرت نے
خود اٹھا کر اُس کے مقام پر نصب کر دیا۔ خداوند عالم نے ان کو اس شرف سے مخصوص فرمایا۔

بسنہ معتبر دیگر منقول ہے کہ آنحضرت کی بعثت سے تیس سال پہلے مکہ میں سیلاب آیا اور
کعبہ کی دیواریں شکستہ اور چھوٹی ہو گئیں اور چور سونے کے ہرن چراسے گئے جسکے پیر جواہرات کے
تھے۔ تو قریش نے ارادہ کیا کہ دیواریں بالکل توڑ کر از سر نو تعمیر کریں اور کعبہ کی چوڑائی اور زیادہ کریں
لیکن یہ خوف ہوا کہ پھاوٹا اُس پر مارنے ہی کوئی بلا آپرنازل نہ ہو جائے۔ ولید بن مغیرہ نے کہا کہ
میں کھودنے کی ابتدا کرتا ہوں اگر خدا ہمارے اس ارادہ سے خوش ہے تو کوئی بلا نہ آئے گی اور
اگر وہ ہمارے اس فعل سے راضی نہیں اور کسی بلا کی علامت ظاہر ہوئی تو ہم کعبہ کو موجودہ حالت
پر چھوڑ دیں گے۔ فرض وہ کعبہ کی چھت پر گیا اور ایک پتھر کو حرکت دی حتیٰ کہ ایک سانپ نکل کر چھت پر
ہوا اور سوخ کو گھس لگ گیا۔ جب اُن لوگوں نے یہ حال مشاہدہ کیا بارگاہ رب العزت میں تضرع و
زاری شروع کی اور کہا پائے والے ہماری نیت فساد کی نہیں ہے بلکہ ہم تو کعبہ کی اصلاح چاہتے
ہیں۔ اس کے بعد سانپ غائب ہو گیا۔ انہوں نے دیواریں گرائیں اور جناب ابراہیم کی رگی ہوئی بنیاد
تک کھودتے ہوئے پہنچے۔ جب اس کو بھی کھود کر کعبہ کو وسیع کرنا چاہا تو ایک عظیم زلزلہ پیدا ہوا اور
تاریکی چھا گئی۔ بنائے ابراہیم تین گز لمبی اور چوبیس گز چڑی تھی اس کی اونچائی نو گز تھی۔ قریش نے
مشورہ کیا کہ طول و عرض اسی طور رہنے دو اونچائی زیادہ کر دو۔ حجر اسود نصب کرنے پر آپس میں
نزاع ہو گئی۔ ہر قبیلہ کہتا تھا کہ ہم نصب کرنے کے زیادہ حقدار ہیں۔ آخر معاملہ حکم پر ملے ہوا کہ جو شخص
باب نبی شیبہ سے پہلے داخل ہو وہی فیصلہ کر دے تو سب سے پہلے جو اُس دروازہ سے آیا وہ
سردار کائنات تھے۔ لوگوں نے آپ کو دیکھ کر کہا امین آگیا جو یہ فیصلہ کرے گا ہم کو منظور ہے۔ غرض
آنحضرت نے اپنی روانہ مبارک اور بروائے اپنی جہا بچھا دی اور حجر اسود اُس پر رکھ دیا اور فرمایا کہ
اس کے چاروں سروں کو قریش کے ہر قبیلہ کا ایک آدمی پکڑے۔ بنی عبدالمطلب سے عقبہ بن ربیعہ نے
اور اسود بن عبدالمطلب نے بنی اسد بن عبد العزیٰ سے۔ اور ابو عبدیفر بن النبیو نے بنی مخزوم سے
اور قیس بن عدی نے بنی سہم سے چادر کے گوشوں کو پکڑ کر اٹھایا۔ پھر آنحضرت نے حجر اسود کو خود

اٹھا کر اُس کی جگہ پر لے گیا۔ بادشاہِ روم نے ایک کشتی میں چھت کے نیچے لکڑیاں وغیرہ جو ضرورت تھی بھر کر بھیجی تھیں اس لیے کہ جہاز میں اُس کے واسطے ایک عبادت خانہ تیار کیا جائے۔ لیکن روانے اُس کشتی کو مکہ کے ساحل پر پہنچا دیا جو وہاں پہنچ کر کچھ میں پھنس گئی اور کسی طرح نہ نکلی۔ قریش کو یہ خبر معلوم ہوئی تو دریا کے کنارے آئے دیکھا کہ جو کچھ ان کو کعبہ کی چھت اور اس کی آلائش کیلئے ضرورت ہے سب کچھ اُس کشتی میں موجود ہے۔ انہوں نے وہ سب خرید لیا اور مکہ میں اٹھا لائے۔ لکڑیوں کی سیالشی کی تو وہ کعبہ کی چھت کی چوڑائی کے مطابق تھیں۔ غرض کعبہ کی تعمیر مکمل کر کے اُس پر پختہ کپڑے کے پردے ڈال دیئے۔

حضرت صادق سے روایت ہے کہ حضرت سرورِ عالم نے کعبہ کی تعمیر میں اپنے اور قریش کے درمیان قرضہ ڈالا تو کعبہ کے دروازہ سے رکنِ یمانی اور حجر کے درمیان تک حضرت کے حصہ میں آئی۔ اور دوسری روایت کے موافق حجر اسود سے رکنِ شامی تک بنی ہاشم سے مخصوص ہوئی۔

بہند صحیح حضرت امام محمد باقر سے روایت ہے کہ پیغمبرِ خدا نے قریش سے پوچھا کہ ہمیں حج کیلئے بشت سے پہلے دُش اور بدعات سے سخت حج کیجئے۔ اور چار برس کی عمر میں نماز پڑھی جبکہ جناب ابوطالب شہرِ بصرہ تشریف لے گئے تھے۔

ولائت النبیۃ میں عباس سے روایت ہے کہ آپ نے ایک روز آنحضرت سے عرض کی کہ یا رسول اللہ میرا آپ کے دین میں داخل ہونا اس سبب سے ہوا کہ میں نے آپ کو گہوارہ میں دیکھا کہ آپ چاند سے گفتگو کرتے اور اس کو اشارہ کرتے تھے اور وہ آپ کے اشارہ پر ہر طرف گھومتا تھا۔ حضرت نے فرمایا کہ میں چاند سے کلام کرتا اور وہ مجھ سے۔ تو مجھے رونے سے روکے رکھتا تھا۔ اور میں اس کے سجدہ کی آواز سنتا تھا جبکہ وہ کرسی کے نیچے سجدہ کیا کرتا تھا۔

بعض کتابوں میں مرقوم ہے کہ ولادت کے تیسرے یا چوتھے سال آنحضرت کا ثقیل صدر ہوا حضرت باقری سالِ علیہ السلام کے پاس رہے۔ چھٹے سال جناب آمنہ کا انتقال ہوا۔ اور ساتویں سال اہل مکہ کو بہت کاہنوں نے آنحضرت کی نبوت کی خبر دی اور اسی سالِ راہبِ جعفی کا واقعہ درپیش ہوا۔ اسی سال آنحضرت کی برکت اور عہدِ المطلب کی دعا سے بارش ہوئی۔ اسی سال عبدالمطلب سینہ بن ذی یزن کی تہنیت کو گئے اور اُس نے اُن کو آنحضرت کی نبوت کی خوشخبری دی۔ اور آٹھویں سال جنابِ علیؑ کی برکت الہی واصل ہوئے جبکہ اُن کی عمر بیاسی سال اور ہجرت کے ایک سو تیس سال کی تھی اور ابوطالب کو آنحضرت کی حفاظت کے بارے میں وصیت فرمائی اور وہ آنحضرت کی کفالت و حفاظت میں مشغول ہوئے۔ بیان کرتے ہیں کہ اسی سال حاتم اور نو شیرواں نے وفات پائی اور ہر مہرِ نو شیرواں بادشاہ ہوا اور سالِ نہم ابوطالب آنحضرت کو شام کے سفر میں ہوا لے گئے۔ بعض کہتے ہیں کہ آنحضرت کا ثقیل صدر دوسری سال ہوا اور بعض نے روایت کی ہے تو یہ سال آنحضرت ابوطالب کے ساتھ بصرہ گئے اور بارہویں سال شام گئے۔ اور ہجرت کا قہقہہ دوسری مرتبہ کے سفر میں پیش آیا۔ آپ کی ولادت کے سترویں

سال ہرمز معزول کیا گیا اور لشکر کے بڑے لوگوں نے اس کو اندھا کر دیا اور انیسویں سال اس کو مار ڈالا۔ اور اس کے لڑکے ہمدان کو بادشاہ بنایا۔ اور تیسویں سال کعبہ کو تعمیر کیا گیا۔ اور انیسویں سال کعبہ کی بچھڑیوں پر جس جناب خدیجہؓ سے عقد ہوا اور سب سے زیادہ صحیح قول کے مطابق پینتیسویں سال کعبہ کی از سر نو تعمیر ہوئی۔ اور کہتے ہیں کہ اسی سال جناب فاطمہ صلوٰۃ اللہ علیہا پیدا ہوئیں اور اسی سال رسول اللہ ﷺ کے دیکھنے اور فرشتوں کی آوازیں سننے سے آثار نبوت ظاہر ہوئے۔ اور چالیسویں سال آنحضرتؐ مہوٹ برسالت کبریٰ ہوئے۔ اسی سال ہمدان کو بادشاہ عجم ہوا اور اس نے بادشاہ عرب نعمان بن منذر کو قتل کیا۔ آنحضرتؐ کی تجارت سے متعلق شام کی جانب سفر کا حال آئندہ باب میں انشاء اللہ ذکر کیا جائے گا۔

پانچواں باب

حضرت خدیجہؓ کے فضائل اور آنحضرتؐ کے ساتھ آپ کے عقد کا تذکرہ

احادیث متواترہ میں عامہ و خاصہ کے طریقوں سے منقول ہے کہ مردوں میں سب سے پہلے جو ایمان لایا وہ علی بن ابی طالبؓ تھے اور عورتوں میں جناب خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا تھیں۔ دوسری متواتر خبروں میں وارد ہوا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بہترین زمان بہشت چار عورتیں ہیں۔ خدیجہ بنت خویلد فاطمہ بنت محمد صلوٰۃ اللہ علیہم، مریکہ بنت عمران اور آسیہ بنت مریم زوجه فرعون۔ امام جعفر صادقؑ سے حدیث متعبرہ میں منقول ہے کہ ایک مرتبہ جناب رسول اللہ ﷺ میں تشریف لائے تو دیکھا کہ عائشہؓ جناب فاطمہؓ کو ڈانٹ رہی ہیں اور کہتی ہیں کہ اسے خدیجہؓ کی بیٹی کو یہ سمجھتی ہے کہ تیری ماں کو ہم پر کوئی فضیلت ہے ہم پر اس کو کیا فوقیت ہو سکتی ہے۔ تو بھی ہماری طرح ایک عورت تھی۔ جناب فاطمہؓ نے آنحضرتؐ کو دیکھا تو رونے لگیں۔ حضرت عائشہؓ نے شفقت سے فرمایا پارہ بکری سے روٹنے کا کیا سبب ہے۔ عرض کی عائشہؓ نے میری مادر گرامی کا نام حارث سے لیا ہے اور مجھے منوش کی ہے۔ یہ لشکر آنحضرتؐ کو قسم آگیا اور فرمایا اے حمیرا خاموش ہو خدا اس عورت کو برکت دیتا ہے جو اپنے شوہر کو بہت دوست رکھتی ہے اور اس کے اولاد بہت ہوتی ہے۔ اور خدیجہؓ خدا اس پر رحمت نازل کرے اس کے بطن سے خدا نے مجھے طاہر و مطہر عبد اللہ و قاسم سے دو فرزند عطا فرمائے اور ان کے شکم سے رقیہؓ، فاطمہؓ، زینبؓ اور آمنہؓ کلثوم پیدا ہوئیں۔ لیکن تیرے رحم کو خدا نے بانٹ دیا

لے معلوم ہوا کہ یہ چاروں بیٹیاں جناب خدیجہؓ کے شکم سے تھیں لیکن خدیجہؓ نے انہیں ان کے شکم سے نکال دیں اور ان کے شکم سے نکال دیں۔

خدیجہؓ کی بیٹیوں میں سے ایک عائشہؓ تھیں جن کا نام حارث سے لیا گیا تھا۔ اور ان کے شکم سے دو فرزند عطا فرمائے۔ اور ان کے شکم سے رقیہؓ، فاطمہؓ، زینبؓ اور آمنہؓ کلثوم پیدا ہوئیں۔ لیکن تیرے رحم کو خدا نے بانٹ دیا۔

قرار دیا کہ کوئی بچہ تم سے پیدا نہ ہوگا۔

دوسری حدیث مؤمن میں آجی حضرت سے منقول ہے کہ جب جناب خدیجہ رضی اللہ عنہا نے رحلت فرمائی فاطمہ اپنے پدر بزرگوار کے گرد گھومتی تھیں اور پوچھتی تھیں کہ بابا جان میری ماں کہاں ہیں اُس وقت جبریلؑ نازل ہوئے اور عرض کی آپ کا پروردگار آپ کو سلام کہتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کہ فاطمہ کو میرا سلام پہنچا دو اور کہہ دو کہ تمہاری ماں ایسے مکان میں ہے جس کی چھت سونے کی ہے اس کی بنیادوں کی جگہ پر یا قوت سدرخ کے کھجے ہیں اور وہ مکان آسیدہ و مریم کے مکانوں کے درمیان ہے۔ حضرت نے یہ پیغام جناب فاطمہ سے بیان فرمایا تو معصومہؑ نے فرمایا کہ خدا تمام عیبوں سے پاک و منزہ ہے سلامتی اسی کی طرف سے ہے اور برکتیں اسی کی طرف ملتی ہیں۔

بسنہ فقیر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب محمد کو جبریلؑ معراج میں آسمانوں پر لے گئے اور میں واپس آیا تو جبریلؑ سے پوچھا کہ تمہاری کوئی حاجت ہے عرض کی یہ ہے کہ خدیجہؓ کو خدا کی جانب سے اور میری طرف سے سلام کہہ دیجئے گا۔ آنحضرتؐ نے جب ان کو جبریلؑ کا سلام پہنچا دیا تو وہ بولیں کہ خدا سلامتی کا مالک ہے سلامتی اسی کے سبب سے اور اسی کی طرف سے ہے اور جبریلؑ پر سلامتی ہو۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ جب بھی جبریلؑ نازل ہوتے اور خدیجہؓ وہاں موجود نہ ہوتیں تو ان کو سلام کہلاتے تھے۔ دوسری حدیث میں منقول ہے کہ ایک روز جناب جبریلؑ نازل ہوئے اور کہا یا حضرت خدیجہؓ آپ کے واسطے آب و طعام لے کر آ رہی ہیں ان کو خداوند عالم کی جانب سے اور میری طرف سے سلام کہہ دیجئے۔ اور ان کو خوشخبری دیجئے کہ خدا نے اُن کے لیے بہشت میں ایک مکان جماعت سے تیار کیا ہے جس میں رنج و تکلیف کا نام و نشان نہیں۔ دوسری حدیث میں منقول ہے کہ ایک مرتبہ جناب رسالتؐ اپنی بیویوں کے درمیان بیٹھے ہوئے جناب خدیجہؓ کا ذکر کر رہے تھے اور رو رہے تھے کہ عائشہؓ نے کہا کیا آپ بنی اسد کی ایک بوڑھی عورت پر گریہ کرتے ہیں، حضرت نے فرمایا خاموش اُس نے میری تصدیق اُس وقت کی جبکہ تم سب نے تکذیب کی اور وہ ایمان لائیں اُس وقت جبکہ تم سب کافر تھیں۔ اس کے شکم سے میرے لیے اولادیں ہوئیں اور تم سب ہاتھ پر جناب عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب ہم چاہتے کہ آنحضرتؐ ہم سے خوش ہوں تو خدیجہؓ کا تذکرہ انکی کے ساتھ کیا کرتے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ جناب خدیجہؓ آنحضرتؐ کی رسالت کی قابلِ نذر اور مددگار تھیں۔ جب لوگ آنحضرتؐ سے علیحدہ ہو گئے تھے تو وہ آپ کی مونس و غوار تھیں۔ جب اہل مکہ حضرتؐ کو آزار و تکلیف پہنچا رہے تھے تو وہ آنحضرتؐ کی مدد اور تسلی و تسخیر کرتی تھیں اور اپنے خشن اخلاق سے آنحضرتؐ کو دلاسا دے لیں دینی تھیں اور اپنے مال سے آپ کی مدد کرتی تھیں۔

طلب ماضی ابن شہر آشوب اور صاحب حدود رحمہ اللہ علیہم نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ کے ساتھ جناب خدیجہؓ کی نزوح کا یہ سبب تھا کہ ایک مرتبہ عید کے دن زبان قریش مسجد الحرام میں جمع ہوئیں ناگاہ ایک یہودی اُن کے سامنے سے گزرا اور کہنے لگا کہ بہت جلد تم میں ایک پیغمبر مبعوث ہوگا۔ بسند

تم ہر ایک اُس سے نکاح کر لینے کی کوشش کرو۔ یہ سنکر عورتوں نے اس کو ڈھیلے مارنا شروع کیے لیکن اس کی یہ بات خدیجہ کے دل میں جم گئی۔ اُس کے بعد ایک روز جناب ابوطالب نے پیغمبر خدا سے کہا کہ اسے فرزند نہیں چاہتا ہوں کہ تمہارے لئے زود کا انتظام کروں مگر میرے پاس مال نہیں ہے۔ خدیجہ میری رشتہ دار ہیں اور مالدار۔ اور ہر سال ایک جماعت کو اپنے غلاموں کے ساتھ تجارت کے لئے بھیجتی ہیں۔ تم کو منظور ہو تو تمہارے واسطے کچھ اُن سے سدان تجارت حاصل کروں تاکہ تم بھی تجارت کرو اور خداوند عالم تم کو نفع کرامت فرمائے۔ حضرت نے فرمایا بہت مناسب ہے۔ غرض جناب ابوطالب خدیجہ کے پاس گئے اور کہا کہ محمدؐ چاہتے ہیں کہ تمہارے مال سے تجارت کروں۔ خدیجہ نے کہا بہت خوب۔ بسرو چشم منظور ہے اور بہت خوش ہوئیں۔ اپنے غلام میسرہ سے کہا کہ جس قدر مال تیری جوبل میں ہے محمدؐ کے سپرد کر دے اور ان کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کی نافرمانی نہ کرتا۔ غرض وہ تمام مال لے کر آنحضرتؐ میسرہ کے ساتھ تجارت کے لئے شام کی جانب روانہ ہوئے۔ اور ہوا چتے خزیمہ بن حکیم بھی جو جناب خدیجہ کے رشتہ دار تھے اُس سفر میں آنحضرتؐ کے ساتھ تھے۔ اور اس ہمراہی میں آنحضرتؐ کی محبت اُن کے دل میں بہت زیادہ پیدا ہو گئی۔ اٹھلے راہ میں خدیجہ کے دو اونٹ تھک کر گر پڑے۔ میر جلیبی ہوا اور قتل کر ان کا بار دین پر گر جائے گا۔ وہ وہاں ہوا آنحضرتؐ کی خدمت میں آیا اور صورت واقعہ بیان کی۔ آنحضرتؐ اُن اونٹوں کے پاس آئے اور اپنا دست مبارک ان کے پیروں پر پھیرا وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور دوسرے اونٹوں سے زیادہ تیز چلتے گئے۔ خزیمہ نے یہ حال دیکھا تو حضرتؐ سے اس کی محبت اور اعتقاد میں اور ترقی ہو گئی اور حضرتؐ کی خدمت و اطاعت میں پہلے سے زیادہ اہتمام کرنے لگا۔ جب یہ قافلہ شام کے نزدیک پہنچا تو ایک راہب کے دیر کے قریب قیام پذیر ہوا۔ آنحضرتؐ ایک درخت کے نیچے رونق افروز ہوئے۔ قافلہ کے تمام لوگ ہر طرف متفرق ہو گئے۔ وہ درخت مدتوں سے خشک پڑا تھا لیکن اُسی دم سرسبز و شاداب ہو گیا اس میں شاخیں اور پتیاں نکل آئیں اور پھل لگ کر لٹک گئے اور درخت کے چاروں طرف سبزہ روئیدہ ہو گیا۔ راہب نے یہ حال دیکھا تو اپنے صومعہ سے تیزی کے ساتھ باہر آیا اور آنحضرتؐ کی خدمت میں دُعا۔ اُس کے ہاتھ میں ایک کتاب تھی۔ وہ کبھی کتاب میں کچھ پڑھتا اور آنحضرتؐ کے جمال مبارک کو دیکھتا اور کہتا کہ یہ وہی ہے اُس خدا کی قسم جس نے انجیل کو بھیجا ہے۔ خزیمہ نے راہب سے یہ کلمات سنے تو دُعا سے کہ ایسا نہ ہو کہ وہ آنحضرتؐ کو کوئی گزند پہنچائے اپنی تلوار نیام سے نکال لی اور پکار کر کہا اے آلِ غالب خبر لو۔ یہ سُنتے ہی تمام اہل قافلہ ہر طرف سے دوڑ پڑے۔ راہب اپنے صومعہ میں بھاگ گیا اور دُعاؤں کو بند کر لیا اور چپت پر سے پکار کر بولا کہ لوگوں کو سبب سے میری اذیت پر تم لوگ آنا ہو رہے ہو۔ اُسی خدا کی قسم جس نے آسمان کو بے ستون قائم فرمایا ہے کہ کوئی قافلہ اس مقام پر قیام پذیر نہیں ہوا جو تم سے زیادہ مجھ کو محبوب ہو اور اس کتاب میں جو میرے ہاتھ میں ہے لکھا ہے کہ یہ حمان جو اس درخت کے نیچے بیٹھا ہے خدا نے ارض و سما کا رسول ہے جو مشیر و چراو کے ساتھ

مہوش ہو گا اور بیشمار کافروں کو ہلاک کرے گا اور وہ خاتم المرسلین ہے۔ جو شخص اس کی اطاعت کرے گا نجات پائے گا اور جو نافرمانی کرے گا گمراہ ہو گا۔ پھر خدیجہ سے پوچھا کہ آیا تم اس کی قوم سے ہو؟ کہا نہیں بلکہ اس کا خادم ہوں اور درمیانِ راہ میں آنحضرتؐ سے جو مہوات اس نے دیکھے تھے راجب سے بیان کیے۔ راجب نے کہا اے شخص وہ پیغمبرِ آخر الزمان ہے ایک راز میں تم سے بیان کرتا ہوں جس کو پوشیدہ رکھنا۔ میں نے کتابوں میں پڑھا ہے کہ وہ دنیا پر غالب ہو گا اور قوموں پر مسلط ہو گا اس کا ظلم کسی جنگ سے بغیر ختم نہیں ہو گا۔ اس کے دشمن بہت ہیں اور زیادہ بہرہ دیوں میں سے اس کے دشمن ہیں لہذا ان سے اس کی حفاظت کرنا۔ پھر وہ قافلہ وہاں سے شام میں پہنچا۔ ان کو تجارت میں بہت فائدہ ہوا۔ پھر وہ لوگ واپس آئے اور مکہ کے قریب پہنچے تو میرہ کے حضرتؐ سے کہا اے صاحبِ اوصاف پسندیدہ ہم نے آپ سے اس سفر میں بہت معجزات دیکھے جس پھر اور درخت کے پاس سے ہمارا گندہ ہوا ان سب نے آپ پر سلام کیا اور کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ۔ اور اس سفر میں گھائیاں تھیں جو ہر مرتبہ مدتوں میں ملے ہو اگر تھیں۔ اس مرتبہ آپ کی برکت سے ایک رات میں ملے ہو گئیں۔ اور اس مرتبہ جس قدر نفع تجارت میں ہوا چالیس سال کی مدت میں اب تک نہ ہوا تھا۔ لہذا مناسب یہ ہے کہ آپ خود ہمارے خدیجہؓ کو اس سفر کی خوشگاماری اور سودی کی خوشخبری دیجئے تاکہ وہ خوش ہو جائیں۔ آنحضرتؐ یہ سنکر اہل قافلہ سے پہلے روانہ ہوئے اور خدیجہؓ کے مکان کی جانب رخ فرمایا۔ اس وقت وہ اپنی چند عورتوں کے ساتھ باغِ فائدہ پر بیٹھی تھیں اور راستہ پر نگاہ تھی۔ ناگاہ ان کی نظر ایک سوار پر پڑی جو دور سے آ رہا تھا اور ایک بادل کا ٹکڑا اس کے سر پر سایہ کئے ہوئے تیزی سے اس کے ساتھ آ رہا تھا اور وہ فرشتے اس کے دائیں اور بائیں ہوا۔ اس کے ساتھ چلے آ رہے تھے جنکے ہاتھوں میں برہنہ تلواریں تھیں۔ اور بادل میں سے زبرد کی ایک قندیل باغ سے سرنگی ہوئی تھی۔ اور اس ایسے کے چاروں طرف باقوت کا ایک غیمہ ہوا۔ ساتھ ساتھ تھا۔ جناب خدیجہؓ پر حال دیکھ کر حجب ہوئیں اور دل میں کہا خداوند! ایسا کر کہ یہ تیری بارگاہ کا مقرب بندہ میرے حقیر کا شانہ میں آئے۔ جب آنحضرتؐ اور قریب آئے تو پہچان کر کہ یہ محمدؐ ہیں۔ بس ننگے پیر آنحضرتؐ کی طرف دوڑیں اور جا کر آپ کے ہاتھ اقدس کو چوم لیا۔ حضرتؐ نے ان کو بخیر و عافیت اور کامیابی کے ساتھ واپسی کی خوشخبری دی۔ خدیجہؓ نے کہا حضرتؐ میرا آپ کے ہر کام کیوں نہ آیا؟ فرمایا: پچھلا رہا ہے۔ خدیجہؓ نے کہا اے سیدِ حرم دلچا واپس تشریف لے جائیے اور میرہ کے ساتھ واپس آئیے۔ اس سے مقصد یہ تھا کہ جو کچھ از حیم امروہ و غیرہ دیکھا ہے دوبارہ میں یقین کے ساتھ مشاہدہ کر لیں۔ آنحضرتؐ واپس چلے تو اب بھی ساتھ ہی سایہ فغن واپس ہوا اور پھر واپسی میں اسی طرح ساتھ ساتھ رہا۔ پھر تو خدیجہؓ رضی اللہ عنہا کو آنحضرتؐ کی حکمت و جلالت کا حقیقہ ہو گیا۔ غرض میرہ کے خدیجہؓ سے کہا اے خاتونِ اس سفر میں اس صحنِ فضل و کمال سے ایسے حیرت انگیز واقعات ظاہر ہوئے کہ ہر سوں میں یہاں نہیں ہو سکتے۔ تھوڑے سے تھوڑا کھانا حضرتؐ کے سامنے لایا جاتا اور اس پر اپنا دست مبارک

میں آنحضرتؐ کا فائدہ پہنچا کر دنیا و آخرت میں کمال حاصل کیا

میرہ کے خدیجہؓ کی خوشگاماری و سودی کی خوشخبری دیجئے تاکہ وہ خوش ہو جائیں

رکھ دیتے تو بہت سی جانتیں سیر ہو جاتیں اور کھانا کم نہ ہوتا۔ جب دُحوب تیز ہوتی تو دُور فرشتے آتے ہیں
 سایہ کیا کرتے تھے۔ جس درخت اور چھوٹے کنکری کی طرف سے آپؐ گزرتے سب آپؐ کو سلام کیا کرتے پھر
 راہبوں کے اور دوسرے حالات بیان کیے۔ یہ تمام حالات شکر خدیجہؓ نے اپنے مزید اطمینان کیلئے
 ایک طبق رطب آنحضرتؐ کے لئے منگایا اور چند اشخاص کو بلا کر آنحضرتؐ کے ساتھ کھانے میں شریک کر
 دیا۔ سب کے سب سیر ہو گئے اور رطب بدستور باقی رہا۔ دیکھ کر خدیجہؓ نے خوشی میں اس خوشخبری دینے
 کے سبب میسرہ اور اُس کے لڑکوں کو آنا دے دیا اور دس ہزار درہم عطا فرما کر کہا کہ حضرتؐ کے ساتھ جلنے
 اور آنحضرتؐ سے عرض کی کہ اپنے چچا ابوطالب سے کہیں کہ میرے چچا عمر بن اسد سے اپنے واسطے
 میری خواستگاری کریں۔ اور اپنے چچا کے پاس کہلا بھیجا کہ مجھ کو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ
 تزویج کر دیں۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ خدیجہؓ کے باپ خویلد بن اسد سے خواستگاری کی گئی لیکن زیاد
 مشہور یہ ہے خویلد اُس وقت وفات پا چکے تھے اُن کے چچا ہی سے اُن کی خواستگاری کی گئی۔ اُس وقت
 آنحضرتؐ کی عمر پچیس سال اور جناب خدیجہؓ کی عمر چالیس سال کی تھی۔ لیکن ابن عباسؓ سے منقول ہے
 کہ اُس وقت خدیجہؓ کی عمر اٹھائیس سال کی تھی اور مشہور یہ ہے کہ انتقال کے وقت جناب خدیجہؓ
 پینیسٹھ سال کی تھیں اور مجنون مکہ میں دفن کی گئیں۔ جناب رسولؐ خدا نے خود ان کو اپنے ہاتھوں سے دفن
 کیا۔ بیان کرتے ہیں کہ خدیجہؓ کی وفات شعب ابی طالب سے رہائی کے بعد ہجرت سے تین سال پہلے
 واقع ہوئی۔ اور کہتے ہیں کہ ان کی وفات ابوطالب کی وفات کے تین روز بعد ہوئی۔ اور آنحضرتؐ کی جو
 اولاد ہوئی وہ سب خدیجہؓ کے بطن سے ہوئی سوائے ابراہیمؑ کے جو ماریہ کے پیٹ سے پیدا ہوئے تھے۔
 کشف الغمہ میں روایت ہے کہ خدیجہؓ کا پہلا نکاح یحییٰ بن عائد مخزومی سے ہوا اور ایک لڑکی
 پیدا ہوئی۔ اُس کے بعد ابوہالہ ہند ابن زرارہ مخزومی سے نکاح ہوا اُس سے ہند ابن ہند پیدا ہوا اُس
 کے بعد جناب رسولؐ خدا اُن کو اپنے نکاح میں لائے اور چھ ماہ اوقیر طلاق فرمایا۔

بمسند معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب جناب سرورِ عالم نے خدیجہؓ سے
 نکاح کرنا چاہا جناب ابوطالب اپنے عزیزوں اور قریش کے چند اشخاص کو لے کر خدیجہؓ کے چچا درود
 بن نوفل کے پاس آئے اور خود کلام کی ابتدا کی اور خطبہ پڑھا جس کا مضمون یہ ہے: الحمد للہ اُس خدا
 کے لئے قربا ہے جو خانہ کعبہ کا پروردگار ہے۔ اور اُس نے ہم کو آل ابراہیمؑ اور ذریت اسمعیلؑ سے
 قرار دیا اور ہم کو امن و امان کی جگہ حرم کا ساکن اور تمام لوگوں پر سرور بنا دیا اور اپنے گھر سے ہم کو خصوصیت
 عطا فرمائی جس کی طرف اطرافِ عالم سے لوگ آتے ہیں۔ تو ایسا مقام ہے جہاں ہر طرف کے میسرے لوگ لاتے
 ہیں۔ اور خدا نے ہم کو اس شہر میں برکت عطا فرمائی ہے جس میں ہم ساکن ہیں۔ انا بعد واضح ہو کہ میرے
 بھتیجے محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قریش کے تمام لوگوں پر فضیلت و فوقیت حاصل ہے۔
 کوئی شخص اس کے برابر نہیں ہو سکتا۔ وہ سب سے بلند مرتبہ ہے۔ فقہ میں اُس کا مثل و مانند نہیں اگر
 وہ مال و دولت میں کم ہے تو مال غیرِ مذہب سے سادہ کے مانند جو بہت جلد فائل ہو جاتا ہے۔ اس کو خدیجہؓ

کی جانب رغبت ہے اور خدیجہؓ کو بھی اس سے محبت ہے اس لیے ہم آئے ہیں کہ آپ سے اس کے واسطے اس کی خواہش کے مطابق خدیجہؓ کی خواستگاری کریں۔ اور جس قدر آپ چاہیں میں اپنے مال سے دینے کو تیار ہوں۔ جس قدر بھی چاہیں لے لیں اور جس قدر چاہیں موبل قرار دیں۔ اور بت کعبہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس کی شان و منزلت بہت بلند ہے۔ اس کی عقل درائے کامل ہے۔ اس کا دین شائع اور اس کی زبان شافع ہے۔ آنا کہہ کر جناب ابوطالب خاموش ہو گئے پھر خدیجہؓ نے کمر چھانے جو حملہ لے نصاب سے سب سے زیادہ دانشمند اور عظیم الشان تھے خواب دینا چاہا مگر چونکہ ابوطالب کی باتوں کے جواب سے قاصر تھے اس لیے ان کی زبان لگنت کہنے لگی اور ان کے نفس میں اضطراب پیدا ہو گیا اور کچھ جواب دینا ممکن نہ ہو سکا۔ خدیجہؓ نے جو یہ حال دیکھا انتہائی شوق کے سبب پردہ حیا کو فوراً سا آٹھا کہ نہایت فصاحت کے ساتھ بولیں چاہا جان کر کہ اس موقع پر آپ ہی گفتگو کے لئے مجھ سے زیادہ مناسب اور مزدار ہیں لیکن آپ کو میرے نفس پر مجھ سے زیادہ اختیار نہیں ہے۔ اسے غم نہیں نے اپنے نفس کو آپ کے ساتھ ترویج کیا اور میرا جہر خود میرے مال سے ہے۔ اپنے بچا سے کہئے کہ ولیمہ زفاف کیلئے اونٹ ذبح کریں۔ آپ جس وقت چاہیں اپنی خدمت کے میرے پاس تشدین لائیں۔ اس وقت ابوطالب نے فرمایا اسے گرد و مردم گواہ رہنا کہ اس نے خود اپنے تئیں محمدؐ سے ترویج کیا اور اپنے ہر کی ضامن خود ہی ہو گئی۔ یہ شکر قریش کے ایک شخص نے کہا طرفہ اجڑا ہے کہ عورتیں مردوں کے ہر کی ضامن ہوتی ہیں۔ یہ سنتے ہی جناب ابوطالب کو غصہ آ گیا۔ اور جب بھی ان حضرت کو غصہ آتا تھا تمام قریش اُن سے ڈرتے تھے اور آپ کی ہیبت سے ہند مانتے تھے۔ ابوطالب نے فرمایا اگر دوسرے شوہر میرے بھتیجے کے مانند ہوں گے عورتیں بہت زیادہ مال اور زیادہ سے زیادہ ہر اُن سے طلب نہ کریں گی۔ اور اگر تمہاری طرح ہونگے تو فخر گراں اُن سے لیں گے۔ پھر ابوطالب نے ایک اونٹ خریدا اور آنحضرتؐ کا زفاف حضرت خدیجہؓ خیر النساءؓ کے ساتھ منعقد ہوا۔ اس موقع پر ایک شخص نے جس کا نام عبداللہ بن غنم تھا چند شعر نظم کیے جن کا مضمون یہ ہے: اے خدیجہؓ تم کو مبارک ہو کہ تمہارے بھائے سلوت نے عزت و شرف کے سرش کے کنگرہ کی جانب رہوا کر کیا اور تم بہترین اولیٰ و آخرین کی شریک زندگی بن گئیں۔ دُنیا میں محمدؐ کے مثل کوئی کہاں ممکن ہے۔ یہ وہ ہیں جن کی خبری کی بشارت مٹے و بچھے نے دی ہے۔ اور بہت جلد اُن کی بشارت کا اثر ظاہر ہونے والا ہے۔ برسوں سے کتا بھالے آسمانی کے پٹھنے اور لکھنے والوں نے اقرار کیا ہے کہ وہ رسولؐ بطحا اور اہل ارض و سما کے ہدایت کرنے والے ہیں۔

دوسری روایت میں وارد ہوا ہے کہ جب ابوطالب نے اپنا خطبہ تمام کیا قبل اس کے کہ عمر بن ابہ خدیجہؓ کے چچا جناب دیں وقت ہی لوفل نے کہا کہ میں حمد کرتا ہوں اس خدا کی جس نے ہم کو ایسا ہی بنایا جیسا کہ آپ نے اسے ابوطالب بیان فرمایا۔ اور اُس نے ہم کو ان لوگوں پر فضیلت عطا فرمائی ہے جن کا آپ نے ذکر کیا۔ لہذا ہم بزرگان و پیشایان عرب میں اور آپ کی شرافت و کرامت جیسا کہ آپ نے ذکر کیا مسلم ہے ہم آپ سے رشتہ کرنے میں غرور عزت محسوس کرتے ہیں۔ لہذا اے گرد و قریش گواہ رہنا کہ میں نے

عمر بن ابہ کی خدمت میں خدیجہؓ کی خواستگاری کا ذکر کیا اور خود آنحضرتؐ کا حضور رہنا۔

حضرت خدیجہؓ کی خدمت میں آنحضرتؐ کی خواستگاری کا ذکر کیا اور خود آنحضرتؐ کا حضور رہنا۔

خدیجہ دختر خویلد کو محمد بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ والاہ وسلم کے ساتھ چار سو اشرفی مہر پر تزویج کیا۔ ورنہ خاموش ہونے تو ابوطالب نے فرمایا چاہتا ہوں کہ ان کے چچا بھی کچھ کہیں۔ یہ سنکر عمر نے صیغہ کے کلمات کا اعادہ کیا اور قریش کے قبیلے گواہ ہوئے۔ اس کے بعد خدیجہ کی کنیزیں دف بچا کر گانے اور ناچنے لگیں۔ اسی روز جناب ابوطالب نے ایک اونٹ ذبح کیا اور ولیمہ زفاف قرار پایا۔ ابن ہالبیہ نے روایت کی ہے کہ خدیجہ کے بطن سے آنحضرتؐ سے سب سے پہلے عبداللہ پیدا ہوئے۔

حدیث معتبرہ میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب جناب رسولؐ خطبہ کے فرزند حضرت فاطمہؑ تھے اور بروایت طبرستان نے رحلت کی ایک روز آنحضرتؐ جناب خدیجہؑ کے پاس گئے اور ان کو روتے ہوئے دیکھا۔ پوچھا کیوں روتی ہو عرض کی یا رسولؐ اللہ میرے پستانوں سے دودھ جاری ہوا تو میرا بچہ یاد آگیا اس کی ٹھٹھی سے بے چین ہو کر رونے لگی۔ حضرتؐ نے فرمایا اے خدیجہ مت ر دو۔ کیا تم راضی نہیں ہو کہ جب بہشت کے دروازہ پر پہنچو تو اس کو دہاں کھڑا ہوا دیکھو گی۔ وہ تمہارا ہاتھ پکڑ کر بہشت کے بہترین مکان میں لے جا کر ساکن کرے گا۔ خدیجہؑ نے پوچھا کیا یہ ثواب ہر عورت کے لئے ہے جس کا فرزند مر جائے؟ فرمایا خدا اُس سے زیادہ کریم ہے کہ کسی بندہ سے اس کا میرہ دل لے لے اور وہ صبر کرے اور خدا کی حمد ادا کرے گا شکر بجالائے تو خدا اس پر فذاب کرے۔

صاحب کتاب انوار نے روایت کی ہے کہ ایک روز جناب خدیجہؑ اپنے بالاخانہ پر چند عورتوں اور کنیزوں کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھیں اور یہودیوں کا ایک عالم بھی ان کے پاس موجود تھا۔ ناگاہ جنابؑ کو خدا ان کے بالاخانہ کے نیچے سے گزرے۔ اُس عالم نے کہا کہ ابھی ایک جوان یہاں سے گزرا ہے کیا ممکن ہے کہ تم اس کو یہاں بلاؤ؟ جناب خدیجہؑ نے اپنی ایک کنیز کو بھیجا کہ آنحضرتؐ کو بلا لے۔ اُس عالم نے حضرتؐ سے کہا کیا ہو سکتا ہے کہ آپ اپنے شانے کو کھول کر دکھائیے۔ حضرتؐ نے اپنے شانوں سے کپڑے ہٹا دیئے۔ جب اُس کی نگاہ خیر نبوت پر پڑی بولا خدا کی قسم یہ خیر و خیر ہی ہے۔ خدیجہؑ نے کہا اگر ان کے چچا موجود ہوتے تو کس کی مجال تھی جو ان کے کسی حصہ جسم پر نگاہ ڈالے۔ اس نے کہا ان کے چچا سب یہودی عالموں سے بہت پرہیز کرتے ہیں۔ اُس عالم نے کہا کہ کس کی طاقت ہے جو ان کو کوئی گندہ پہنھا سکے۔ بچن حکیم قسم کھاتا ہوں کہ یہی پیغمبرؐ آخر الزماں ہے۔ فرض جناب رسولؐ خدا بالاخانہ سے نیچے آئے اور آنحضرتؐ کی محبت جناب خدیجہؑ کے دل میں مستحکم ہو گئی۔ وہ مکہ کی ملکہ تھیں پیشاں دولت اور مہربانی کی مالک تھیں۔ انہوں نے اس عالم سے پوچھا تم نے کیوں کہا نا کہ وہ پیغمبرؐ ہیں؟ اُس نے کہا ان کے لباس نے تو ریت میں بڑھے کہ ان کے ماں باپ ان کی طفلی ہی میں مرجائیں گے اور ان کے دادا اور چچا ان کی پرورش کر رہے تھے۔ وہ قریش کی ایک ایسی عورت سے نکاح کریں گے جو اپنی قوم میں سب سے بلند اور اپنے خاندان کی ملکہ اور صاحب تدبیر ہوگی۔ اور اپنے ہاتھ سے خدیجہؑ کی طرنا شاہ کر کے کہا میری یہ بات یاد رکھنا۔ اور چندا شمار پڑھے جو آنحضرتؐ کی عظمت اور خدیجہؑ کے عقد پر مشتمل تھے جسکو سنکر آنحضرتؐ کی محبت خدیجہؑ کے دل میں اور بڑھ گئی مگر پوشیدہ رکھتی تھیں۔ جب وہ عالم

آنحضرتؐ کے فرزند ہونے کا خبر ان کے چچا کو پہنچی تو ان کے دل میں کچھ شکوک و شبہات تھے۔

خدیجہؑ کی عفت و پاکیزگی کی وجہ سے ان کے دل میں کچھ شکوک و شبہات تھے۔

مختص ہونے لگا تو کہا اے خدیجہؓ کوشش کرو کہ محمدؐ صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے ہاتھ سے نہ جانے پائیں کیونکہ اُن کے ساتھ مزاجت و دنیا و آخرت کی سعادت ہے۔ خدیجہؓ کے ایک چچا وقتہؓ بھی جو بہت بڑے عالم اور آسمانی کتابیں پڑھے ہوئے تھے۔ انہوں نے آنحضرتؐ کے صفات کتابوں میں دیکھے تھے کہ وہ قریش کی اس عورت سے نکاح کریں گے جو قوم میں بزرگ و بلند مرتبہ ہوگی اور آنحضرتؐ پر بیشمار دولت صرف کر دے گی۔ اہل ان کے تمام اُمید میں اُن کی معین و مددگار ہوگی۔ وقتہؓ کو معلوم تھا کہ وہ فوت اپنے مال کی نیا فاقی اور بلند کرداری کے سبب خدیجہؓ ہیں۔ وہ ان سے اکثر کہا کرتے تھے تم ایسے شخص کی زوجہ بننے والی ہو جو تمام اہل آسمان وزمین سے افضل و بہتر ہوگا۔ خدیجہؓ کے ہر شہر و آبادی میں غلام و مویشی تھے یہاں تک کہ بعضوں نے کہا ہے کہ اتنی ہزار اونٹ تھے جو متفرق مقامات پر تھے اور ہر ملک و شہر میں اُن کے ملازمین و حبیبین تجارت کیا کرتے تھے جیسے مصر و شام و حبشہ وغیرہ۔ جو آپ ابو طالبؓ کا بیٹا و ضعیف ہو گئے تھے اور آنحضرتؐ کی حفاظت کے خیال سے ترک سفر کر چکے تھے۔ ایک روز آنحضرتؐ آپ کے پاس آئے تو آپ کو منعم و محزون دیکھا پوچھا آپ کے رنج و اندوہ کا کیا سبب ہے ابو طالبؓ نے کہا اے فرزند منعم ہوں زمانہ ہم پر تنگ ہو گیا ہے ضعیف و کمزور ہوں اور میری وفات نزدیک ہے۔ میری دلی تمنا تھی کہ تمہاری شادی کر دیتا جس سے مجھ کو چین و خوشی ہوتی؛ لیکن اس کا انتظام میسر نہیں ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا چچا جان آپ نے اس کی کیا تدبیر سوچی ہے؟ ابو طالبؓ نے کہا اے فرزند بڑا اور خدیجہؓ بہت غریب بہت مالدار ہیں اور اکثر اہل مکہ اُن کے مال سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ کیا تم پسند کرتے ہو کہ اُن سے کچھ مال حاصل کروں جس سے تم تجارت کرو۔ شائد خدا ہم کو نفع بخشے جس سے مراد مطلب اور آرزو پوری ہو۔ حضرتؐ نے فرمایا بہت مناسب ہے جو آپ کے نزدیک بہتر ہو کیجئے۔ پھر ابو طالبؓ اپنے بھائیوں کو لے کر خدیجہؓ کے گھر گئے۔ ان کا مکان بہت وسیع و کشادہ تھا۔ اُس کی چھت پر ریشم کا ایک خیمہ لٹکا تھا جس میں طرح طرح کے نقش و نگار بنے ہوئے تھے جس کی طنائیں ریشم کی تھیں جو نوادہ کی سڑوں سے سندھی ہوتی تھیں۔ اس سے پہلے اُن سے دو شخصوں نے نکاح کیا تھا۔ ایک عمرو کنڈی تھے اور دوسرے عقیق بن فائدہ اُن کے اس حال کے بعد حقیقہ بن ابی معیط اور صلحہ بن ابی شہابؓ نے ان کی خواستگاری کی تھی یہ دونوں چار سو غلام اور بیست و تین گھوڑے رکھتے تھے۔ ابو جہل اور ابوسنیان نے بھی نکاح کا مقصود بھیجا تھا؛ خدیجہؓ نے سب سے انکار کر دیا تھا۔ ان کا دل آنحضرتؐ کی طرف مائل تھا کیونکہ راہبوں کا ہنوں اور مالوں سے آنحضرتؐ کے بہت سے اوصاف اُن کی تھیں اور آپؐ کے بہت سے معجزے جو قریش نے دیکھے تھے اُن سے بیان کیے تھے۔ فرض انہوں نے اپنے چچا وقتہؓ سے نوال کو بلا کر کہا چچا جان میں اپنا نکاح کرنا چاہتی ہوں۔ بہت سے لوگوں نے میری خواستگاری کی؛ لیکن میرا دل کسی کو قبول نہیں کرتا ہے۔ وقتہؓ نے کہا اے خدیجہؓ چاہتی ہو کہ ایک عجیب بات اور خیر اختیار کرنا ذکر تم سے کروں۔ میرے پاس ایک کتاب ہے جس میں بہت سے ظلم اور کلمات بلند تحریر ہیں۔ میں ہانی پر ایک کلمہ پڑھتا ہوں تم اُسی ہانی سے غسل کرو اور انجیل و زبور سے ایک دعا لکھتا ہوں اس

خدیجہؓ کا گھر شہر کا بڑا گھر تھا۔

خدیجہؓ اپنے چچا بھائیوں کے ساتھ فقیہ تھے ورنہ ان کی کتابیں نہ لکھ سکتے تھے۔

اپنے سر کے نیچے رکھ کر سو رہی تھیں جو تہا را شوہر ہونے والا ہے اس کو خواب میں دیکھ لوگی۔ خدیجہؓ نے
 اسی طرح عمل کیا اور سوئیں تو خواب میں دیکھا کہ ایک شخص ان کے پاس آیا ہے جو درمیانہ قد ہے جس کی
 آنکھیں کشادہ اور دنازک سپ و چشم اور لب شریخ میں اس کا رنگ گل کے مانند نہایت طبع اورانی
 اور صبح ابراہیم پر سایا کیئے ہوئے ہے اس کے دونوں شانوں کے درمیان ایک نشان ہے۔ وہ
 ایک ٹور کے گھوڑے پر سوار ہے جس کی تمام سونے کی ہے اور زمین مختلف قیمتی جواہرات سے مرصع
 ہے۔ اس گھوڑے کی صورت آدمیوں کی صورت سے مشابہ ہے اس کے کمر پر گائے کے پیروں کے مانند ہیں
 وہ حدنگاہ تک قدم رکھتا ہے۔ وہ سوار ابوطالب کے گھر سے رآمد ہوا۔ خدیجہؓ نے اس کو دیکھا تو اس کو
 گود میں لے کر بٹھالیا یہ خواب دیکھ کر وہ بیدار ہوئیں۔ پھر تمام رات بیدار رہی۔ صبح ہوتے ہی اپنے چا کے
 گھر گئیں اور اپنا خواب بیان کیا۔ ورقہؓ نے کہا اسے خدیجہؓ اگر تہا را خواب صحیح ہے تو تم رستگار و کامیاب
 ہوگی۔ تم نے جس کو خواب میں دیکھا ہے اسی کے مراتب کرامت ہے اور روز قیامت گنہگاروں کا شیعہ
 دونوں جہان میں عرب و عجم کے لوگوں میں بزرگ و بلند ہے۔ وہ محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم ہیں جناب خدیجہؓ نے یہ باتیں سنیں تو آنحضرتؐ کی محبت کی آگ سینہ میں مشتعل ہو گئی۔ اپنے گھر
 واپس آئیں اور تنہائی میں بیٹھ کر رونا شروع کیا اور چند دروازے اشعار رقم کیے لیکن اسناد کسی سے
 بیان نہیں کیا اسی خیال میں خوشیاں ناگاہ دروازہ کھٹکٹایا گیا۔ خدیجہؓ کی امید بندھی۔ ایک گنیز دوڑی
 ہوئی آئی۔ اور بولی خدیجہؓ! بندگان عرب یعنی فرزندان عبد المطلب آئے ہیں۔ خدیجہؓ ان کے نام سننے ہی
 بیتاب ہو گئیں اور فرمایا دروازہ کھول دے اور میرے کہہ دے ان کے لئے فرش ہلے دیا و حریر
 بچائے اور ہر ایک کو ان کے مرتبہ کے موافق بٹھائے اور میوہ ہات اور کھانے حاضر کرے۔ اور خود پہلے
 آکر بیٹھ گئیں۔ وہ لوگ جب کھانے پینے سے فارغ ہوئے تو ان سے نہایت لطیف و ظریف گفتگو شروع
 کی۔ خدیجہؓ نے پس پردہ سے انکی باتوں کا جواب دیا کہ اسے بزرگواران مکہ و حرم اپنے قدم سے آگاہ
 میرے خانہ ظلمت کو نورانی فرمایا۔ آپ کی جو حاجت ہو وہ پوری کی جائے گی۔ جناب ابوطالب نے فرمایا کہ
 ایک حاجت رکھتے ہیں جس کا نفع تم کو بھی پہنچے گا اور اس کی برکتیں تم پر زیادہ ہونگی۔ ہم اپنے برادر
 محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک ضرورت کے لئے آئے ہیں۔ خدیجہؓ نے آنحضرتؐ کا نام سنا تو جیتا بانہ
 بولیں کہ وہ خود کہاں ہیں۔ میں ان کی حاجت انہی کی نہانی سمجھا چاہتی ہوں۔ انکی جو خواہش ہوگی دل و
 جان سے پوری کروں گی۔ جناب اس نے کہا میں جا کر ان کو بلا لآ ہوں۔ جناب عباسؓ نے لیکن حضرت کو
 نہ پایا۔ ان کی تلاش میں ہر طرف دوڑے یہاں تک کہ کوہ حرا پر پہنچے۔ وہاں حضرتؐ کو خوابگاہ ابراہیم علیہ السلام
 میں سوتے ہوئے پایا۔ وہ اپنی روانے مبارک پیٹھے ہوئے تھے اور ایک بہت بڑا اڑدہ آپ کے
 سر پر بٹھا تھا جس کے دہن میں بھول کی ایک پگھڑی تھی جس سے آنحضرتؐ کو بکھا جھل رہا تھا۔ جناب
 عباسؓ کہتے ہیں کہ میں نے اڑدہ کو دیکھا تو آنحضرتؐ کے لئے خوفزدہ ہوا۔ اپنی تلوار نکال کر اس پر حملہ کیا
 اس نے میری طرف رخ کیا تو میں چیخ اٹھا کہ بھتیجے میری خبر تو آنحضرتؐ نے آنکھ کھولی اور وہ اٹھ اٹھا

وہاں تک کہ وہ حضرتؐ کو دیکھا تو بے اختیار گریں اور کہنے لگیں کہ اے نبی خداوندی! میں نے تجھے پہچان لیا ہے

خدیجہؓ کا جناب رسول خداؐ کا

ہو گیا۔ مجھ سے پوچھا کہ کیوں تلوار کھینچے ہوئے ہیں۔ میں نے صورت واقعہ بیان کیا تو آپؐ نے جہنم فرمایا اور کہا وہ اژدہ نہیں بلکہ ایک فرشتہ تھا جس کو خداوند عالم میری حفاظت کے لئے بھیجا کرتا ہے میں نے اس کو اکثر دیکھا ہے اور اس سے گفتگو کی ہے۔ اس نے مجھ کو بتایا ہے کہ میں خدا کے فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہوں خدا نے مجھے آپؐ پر مومل فرمایا بلکہ شب و روز دشمنوں کے گرد فریب سے آپؐ کی حفاظت کروں۔ جناب جہاس نے کہا اسے فرزند برادر کوئی تمہارے فضل و شرف سے انکار نہیں کر سکتا، اور یہ تمام امور تمہارے لئے سید نہیں ہیں۔ اس وقت آؤ خدیجہؓ کے مکان پر چلیں۔ وہ چاہتی ہیں کہ تم کو اپنے اموال پر امین قرار دیں۔ تاکہ تم جس شہر کی طرف تجارت کے لئے جانا چاہو جاؤ۔ حضرتؐ نے فرمایا میں تو شام کی جانب جانا چاہتا ہوں۔ جہاس نے کہا تم کو اختیار ہے۔ فرض خدیجہؓ کے مکان کی طرف چلے اور آنحضرتؐ کا نور پہلے سے پہنچ کر خدیجہؓ کے مکان کو روشن و منور کر رہا تھا۔ جس کو دیکھ کر خدیجہؓ نے میرے پلا حتراف کیا کہ روزن خیمہ کیوں بند نہیں کیا کہ دھوپ آرہی ہے۔ میرے نے خیمہ کو اچھی طرح دیکھ کر کہا اسے خاتون کوئی سودا خ تو ہے نہیں، میری بھری میں نہیں آتا کہ یہ روشنی کیسی ہے۔ میرے خیمہ سے باہر آیا تو دیکھا کہ جناب رسولؐ خدا حضرت جہاس کے ساتھ چلے آئے ہیں اور ایک نور آفتاب کے نور سے بہت زیادہ روشن آپؐ کی پیشانی مبارک سے چمک رہا ہے۔ یہ دیکھ کر وہ حضرت خدیجہؓ کے پاس دوڑا اور ان کو خوشخبری دی کہ یہ نور آفتاب رسالت ہے جس نے ہمارے خیمہ کو روشن کر رکھا ہے۔ جب حضرتؐ داخل ہوئے آپؐ کے چچا سب آپؐ کے استقبال کیلئے آئے اور آپؐ کو لے جا کر بدکاٹل کی طرح ستاروں کے گرد صدارت مجلس میں بٹھایا۔ خدیجہؓ نے حضرتؐ کیلئے طعام بھیجا، حضرتؐ نے تبادل فرمایا۔ پھر خدیجہؓ پانچ ہمدہ آکر لویں لے میرے سردار میرے تاریک گھر کو اپنے نور جمال سے منور فرمایا اور میری وحشت کو اپنی موانست سے تبدیل کیا کیا آپؐ پسند کرتے ہیں کہ میرے اموال پر امین ہو کر جس شہر چاہیں تجارت کے لئے نکلنے جائیں۔ حضرتؐ نے فرمایا ہاں میں آمادہ ہوں اور شام کی جانب جانا چاہتا ہوں۔ خدیجہؓ نے کہا آپؐ کو اختیار ہے اور میرے مال پر آپؐ کو پورا پورا حق ہے جس طرح چاہیں تجارت کریں میں آپؐ کیلئے اس سفر کے عوض سواوقیہ سونا اور سواوقیہ چاندی اور دو خروار بارادہ دو اونٹ مقرر کرتی ہوں۔ آپؐ کو منظور ہے؟ ابوطالت نے کہا کہ وہ بھی راضی ہیں اور ہم بھی راضی ہیں۔ اور اسے خدیجہؓ تم کو ایک ایسے زمین کی ضرورت تھی جس کی لمانت و دیانت اور تقویٰ و طہارت پر تمام عرب کا اتفاق ہو۔ خدیجہؓ نے کہا ہاں۔ پھر آنحضرتؐ سے کہا اسے میرے سردار کیا آپؐ اونٹ پر مال بار کر سکتے ہیں فرمایا ہاں۔ خدیجہؓ نے میرے کہا ایک اونٹ لاؤ۔ میں دیکھوں کہ یہ بزرگوار کس طرح بار کرتے ہیں۔ میرے ایک نہایت مست و فرہ اونٹ لایا تاکہ آزمائش ہو۔ اس سے کسی راہی کو مقابہ کی تاب نہ تھی۔ جب وہ نزدیک لایا گیا اس کے منہ سے کھٹ ہماری تھا۔ اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں، اس سے دلفانی آواز نکل رہی تھی۔ جناب جہاس نے کہا اسے میرے کیا اس سے نرم مزاج کوئی اونٹ نہ تھا جس کے

یہ سیلاب ایک جیسے تک ختم نہ ہوگا اور کوئی اس پانی سے عبور نہیں کر سکتا۔ اور اس مقام پر زیادہ دنوں قیام کرنا مناسب نہیں ہے۔ زیادہ بہتر ہے ہم مکہ واپس چلیں۔ حضرت نے اُس کا کچھ جواب نہ دیا اور سو گئے۔ خواب میں دیکھا کہ ایک فرشتہ اُن سے کہتا ہے کہ اے محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کچھ فکر و تردد نہ کیجئے۔ صبح کو قافلہ کی روانگی کا حکم دے دیجئے اور پانی کے کنارے جا کر کھڑے ہو جائیے ایک سفید پرندہ آئے گا وہ اپنے بروں سے پانی پر ایک خط کھینچے گا۔ اسی نشان پر آپؐ بسم اللہ و باشد کہہ کر روانہ ہو جائیں اور اپنے ہمراہیوں سے بھی فرمائیں کہ یہی کلمات کہتے ہوئے چلیں۔ جو ان کلمات کو زبان پر جاری کرے گا وہ صبح و سالم عبور کر جائے گا جو نہیں کہے گا وہ ڈوب جائے گا۔ حضرت خواب سے شاید خرم بیدار ہوئے اور میسرہ سے فرمایا کہ قافلہ میں ندا کرے کہ روانگی کے لئے تیار ہو جائیں۔ میسرہ نے اپنا سامان پار کیا تو گوں نے کہا اس سیلاب سے کیونکر گذر سکتے ہیں اس پر سے تو کشتی پر بھی گزرنا مشکل ہے۔ میسرہ نے کہا میں محمدؐ کی مخالفت نہیں کر سکتا تم کو اختیار ہے غرض آنحضرتؐ واپس کے کنارے آکر کھڑے ہوئے ناگاہ ایک طائر سفید پہاڑ کی چوٹی سے اُڑتا ہوا آیا اپنے مبارک بازوؤں سے پانی کی سطح پر ایک خط کھینچا جو پورے طور پر نمایاں ہو گیا۔ حضرت نے زبان مبارک سے کہا بسم اللہ و باشد اور روانہ ہوئے۔ پانی آپؐ کی نصف بندلی تک بھی نہ تھا اور حضرتؐ نے پکار کر کہا سب بسم اللہ و باشد کہتے ہوئے چرچا چلے آئے۔ جو شخص یہ کلمہ کہے گا نجات پائے گا جو شخص نہ کہے گا وہ غرق ہو جائے گا۔ یہ سنکر سب یہ کلمہ زبان پر جاری کرتے ہوئے روانہ ہوئے اور سلامتی کے ساتھ اُس پانی سے گذر گئے سوائے دو شخصوں کے ایک بنی جمح سے اور دوسرا بنی عدی سے۔ ان میں سے ایک نے تو بسم اللہ اور صبح و سالم گزر گیا مگر دوسرے نے بسم اللہ والٹ والٹ والٹ فرمایا وہ قلعہ گیلہ ابو جہل نے کہا یہ سحر عظیم تھا۔ دوسروں نے کہا کہ نہیں یہ جادو نہیں ہے بلکہ محمدؐ اپنے پروردگار کے نزدیک گرامی تو ہیں خلق ہیں۔ لیکن ابو جہل کے دل میں حسد کی آگ زیادہ بھڑک اٹھی۔ اُٹھانے راہ میں وہ ملعون ایک کتوں پر پہنچا اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اپنی مشکیں بھرو اور چھپا لو پھر کتوں کو پاٹ دو۔ جب بنی ہاشم اس جگہ پہنچیں گے پیاس سے ہلاک ہو جائیں گے اور میرے دل کو محمدؐ کی ہلاکت سے تسکین ہو جائے گی۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ اگر محمدؐ اس سفر میں مکہ صبح و سالم پہنچیں گے تو اُن کو ہم لوگوں پر بہت فوقیت ہو جائے گی جو ہم پر داشت نہیں کر سکتے۔ غرض مشکیں پانی سے بھر لیں اور کتوں کو پاٹ دیا اور اپنے ہمراہیوں کو لے کر روانہ ہو گیا۔ اور اپنے ایک غلام کو پانی کی ایک مشک دے کر کہا کہ اس پہاڑ کے پیچھے پوشیدہ ہو جا۔ جب محمدؐ اور اُن کے اصحاب یہاں پہنچیں اور تشنگی کے سبب ہلاک ہو جائیں تو مجھ کو آکر خوشخبری دینا میں تجھ کو آزاد کروں گا اور جو کچھ تو چاہے گا تجھ کو عطا کروں گا۔ غرض آنحضرتؐ مع اپنے ہمراہیوں کے وہاں پہنچے اور کتوں کو پٹا ہوا پایا تو لوگ اپنی زندگی سے مایوس ہو کر آنحضرتؐ کے پاس دوڑے دھننے آئے اور واقعہ بیان کیا۔ حضرتؐ نے اپنے تہہ آسمان کی جانب بند کیے اور دعا کی ساتھ ہی آپؐ کے پیروں کے نیچے سے آب شیوس کا صاف و شفاف چشمہ جاری ہوا جس میں سے سب لوگوں نے پانی پیا اور جانور بھی

انہی کی کشتی پر چڑھ کر روانہ ہوئے

انہی کی کشتی پر چڑھ کر روانہ ہوئے

بھی سیراب کی اور مشکیں پانی سے بھر لیں پھر وہاں سے روانہ ہوئے۔ ابو جہل کا غلام یہ سب دیکھ رہا تھا وہ آگے بڑھ کے اُس صحن کے پاس آیا۔ اُس نے دیکھتے ہی پوچھا اسے غلام کیا خبر ہے اس نے کہا واثق جو شخص حمزہ سے دشمنی کرے گا نہلت نہیں پاسکتا۔ پھر تمام واقعہ بیان کیا۔ ابو جہل صحن بہت غضبناک ہوا اور اُس کو گالیاں دیں۔ فرض وہ قافلہ شام کی ایک قادی میں پہنچا جس کو فریبان کہتے تھے اس میں بھاڑیاں اور ہیشار و خنت تھے۔ ناگاہ ایک بہت بڑا اثر و عار و خنت خرمن کے برابر بھاڑیوں سے نکلا اور اپنا دھن کھولا جس سے نہایت ہیبت ناک آواز مل رہی تھی۔ اس کی آنکھوں سے آگ برس رہی تھی۔ ابو جہل کا اُونٹ اس کو دیکھتے ہی بھڑکا اور اس صحن کو اپنی ٹانہ سے گرا کر بھاگا۔ اس کے پہلو کی ہڈیاں ٹوٹ گئیں اور وہ لیٹ جے ہوش ہو گیا۔ ہوش آیا تو اپنے غلاموں سے کہا ایک کتا سے مل کر ٹھہر دو۔ حقہ کا قافلہ بھی آتا ہوگا۔ ممکن ہے اُن کا اُونٹ بھی اسی طرح بھاگے اور ان کو ہلاک کر دے۔ فرض وہ لوگ وہاں ٹھہر گئے توڑی دیہ میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قافلہ بھی وہاں پہنچ گیا۔ آنحضرتؐ نے اس کو دیکھ کر فرمایا اسے پسہ حشام یہاں تم لوگوں نے کیوں قیام کیا یہ جگہ تو ٹھہرنے کی نہیں ہے۔ اُس نے کہا مجھے آپ سے آگے چلتے ہوئے شرم آتی ہے کیونکہ آپ سیدہ حب ہیں۔ میں نے چاہا کہ آپ آگے چلیں ہم لوگ آپ کے پیچھے رہیں گے۔ خدا کی لعنت ہے اُس پر جو آپ سے مقدم ہونا چاہے۔ یہ سنکر جناب عباس خوش ہو گئے۔ اور چاہا کہ آگے بڑھیں حضرتؐ نے فرمایا چچا جان ٹھہریے ان کا ہجر آگے بڑھانا مکرو فریب سے خالی نہیں ہے۔ پھر حضرتؐ خود آگے آگے روانہ ہوئے۔ جب وتر سے میں داخل ہوئے تو اودھان نکلا اور آنحضرتؐ کا ناقہ بجاگتا چاہتا تھا کہ آپؐ نے فرمایا کس چیز سے ڈرتا ہے۔ حمزہؓ پر تو خاتم المرسلین سوا ہے۔ پھر اُردھ سے خطاب فرمایا کہ جس راہ سے آیا ہے اُسی راہ سے پلٹ جا اور ہمارے قافلہ میں کسی سے متعرض نہ ہونا۔ اُردھ بقدرت الہی گویا ہوا اور کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا مُحَمَّدٌ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا اَحْمَدُ حضرتؐ نے فرمایا اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ مِنْ اَتْبَعِ الْاِمْلَامُ اُردھ نے عرض کی اسے حمزہؓ میں جانوروں میں سے نہیں ہوں بلکہ جنوں کے بادشاہوں میں سے ہوں۔ میرا نام ہام بن الیم ہے۔ میں آپؐ کے برابر اہم علیل کے ہاتھ پر ایمان لایا ہوں۔ میں نے اُن سے التماس کیا تھا کہ میری شفاعت فرمائیں اُنی حضرتؐ نے بتایا کہ شفاعت میرے ایک فرزند سے مخصوص ہے جس کا نام حمزہؓ ہوگا۔ اور مجھے آگاہ کیا تھا کہ اس مقام پر آپؐ کی خدمت میں مشرف ہوں گا۔ میں مدت سے حضورؐ کا انتظار کر رہا تھا آج باریابی حاصل ہوئی۔ میری التماس یہ ہے کہ حضورؐ مجھے اپنی شفاعت سے محروم نہ رکھیں گے۔ حضرتؐ نے فرمایا ایسا ہی ہوگا اب غائب ہو جا اور ہمارے قافلہ میں کسی سے تعرض نہ کرتا۔ یہ سنتے ہی وہ اُردھ غائب ہو گیا۔ اس واقعہ سے حضرتؐ کے معتقدین شاد و مسرور ہوئے اور حسد کرنے والے اور جلتے گئے۔ حضرتؐ کے چچاؤں نے آنحضرتؐ کی مدح میں اشعار پڑھے۔ پھر وہاں سے روانہ ہو کر ایک ایسی قادی میں پہنچے جہاں اُمید تھی کہ پانی ہوگا لیکن وہاں کہیں پانی کا نشان نہ تھا۔ اہل قافلہ پیاس سے جیناب ہوئے تو آنحضرتؐ نے اپنی آستین پانی

اور ایک کھنڈر کو پکڑا اور اس کا حضرتؐ کے پانی کا قطرہ دینا۔

اور اسے اُن کی پانیوں کے ہاتھوں کو بہت اُردھ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا کہ میں نے اپنی شفاعت کی اتھار لی۔

تک چڑھائی اور بالوں کے اندر دست مبارک لے گئے اور سر آسمان کی جانب اٹھا کر دعا کی۔ تاکہ
 آپ کی انگلیوں کے درمیان سے پانی پھوٹ نکلا کہ نہریں دعاں ہو گئیں۔ آخر جناب عباسؓ نے عرض
 کی اے برادر زادے بس کرو۔ خوف ہے کہ ہمارے احوال و سامان فرق ہو جائیں۔ عرض لوگوں نے
 وہ پانی بیا۔ جانوروں کو پلایا اور مشکیں بھریں۔ پھر حضرت نے میسرہ سے فرمایا کہ اگر کچھ خرابا ہو تو لاف
 میسرہ ایک طبق خرابا لیا حضرت نے خرموں کو کھایا اور ان کے بیج زمین میں چھپاتے گئے۔ عباسؓ نے
 پوچھا یہ کس لئے کر رہے ہیں؟ فرمایا جانتا ہوں کہ یہاں ایک نخلستان ہو جائے۔ عباسؓ نے پوچھا کیا اس میں
 پھل بھی آجائیں گے؟ فرمایا ہاں اسی وقت آپ میرے پروردگار کی خدمت دیکھیں گے۔ اس کے بعد
 قافلہ چلا۔ تھوڑی دُور جانے کے بعد حضرت نے فرمایا اے چچا جان واپس جائیے اور درختوں کو دیکھیے او
 میرے لئے اُن میں سے خرم لے آئیے۔ جناب عباسؓ واپس آئے تو دیکھا کہ درخت آسمان سے پائیں
 کر رہے ہیں مطلب کے خوشے اور خرمے لٹکے ہوئے ہیں۔ انہوں نے تین اونٹوں پر خرمے بار کئے
 اور آنحضرتؐ کی خدمت میں لائے جن کو قافلہ کے تمام لوگوں نے کھایا اور شکر الہی بجا لائے اور آنحضرتؐ
 کی مدح و ثنا کرنے لگے۔ ابو جہلؓ نے کہا اے قوم ان خرموں کو مت کھانا جن کو اس مادہ کرنے تیار
 کیا ہے۔ پھر قافلہ چلتے چلتے گردن گاہ ایذا نکس پہنچا جہاں ایک درختا جس میں بہت سے راہب تھے
 ان میں ایک راہب سب سے زیادہ عقلمند تھا جس کو فلیق بن یزید بن ابی سہب کہتے تھے۔
 اس کی کنیت ابو جبرئیل تھی اس نے تمام آسمانی کتابوں میں آنحضرتؐ کے اوصاف پڑھے تھے۔ جب
 انجیل پڑھتا اور آنحضرتؐ کے صفات پر نظر پڑتی تو رونے لگتا اور کہتا کہ فرزند کو کون ہوگا جو مجھے اس
 بشیر و نذیر کی خوشخبری دے گا جو تہامہ سے تاج کرامت پہنے ہوئے مبوٹ ہوگا اس پر ابرار سایا کریگا
 اور وہ روز قیامت گہر گاروں کی شفاعت کرے گا۔ دوسرے راہب اُس سے کہتے تھے مدد کر اپنے
 تئیں بھاگ کر تے ہو شاید اس پیغمبر عیسیٰ کی بشت قریب ہے۔ اُس نے کہا خدا کی قسم ممکن ہے کہ وہ مکہ
 میں ظاہر ہوا ہو۔ اور خدا کے نزدیک اس کا دین اسلام ہے۔ تم میں سے کون یہ خوشخبری ہو کو دے گا کہ
 وہ زمین حجاز سے اس مقام پر آیا ہے اُس کے سر پر ابرار سایہ لگن ہے۔ عرض وہ بار بار حضرت کو یاد کرتا
 اور روتا تھا یہاں تک کہ اس کی بینائی کمزور ہو گئی۔ ایک روز دریا بہان صومہ راستہ کی جانب دیکھ رہے
 تھے کہ دامن صحرا سے ایک قافلہ کا نشان ظاہر ہوا قافلہ کے آگے آگے ایک آفتاب تھا جس پر ابرار سایا
 کیے ہوئے تھا اور اس کی روشنی بیشانی سے نور نبوت اس طرح چمک رہا تھا کہ آنکھیں نہ ٹھہرتی تھیں
 یہ دیکھ کر وہ راہب چلا آئے تھے کہ اسے ہدیہ قافلہ حجاز کی جانب آرہا ہے۔ راہب نے کہا اے فرزند ابن
 روحانی بہت سے قافلے اُس سرزمین سے آئے لیکن اُن میں میرا یوسفؑ تھا اور میری آنکھیں اس کی
 جمالی میں پتھر اگئیں۔ ان لوگوں نے کہا اے پدر اس قافلہ سے ایک نور آسمان تک چمک رہا ہے اُس نے
 کہا فاباؤ وقت آگیا کہ مفارقت کی تاریک رات مواصلت کی صبح صادق سے تبدیل ہو گئی۔ پھر
 اُس نے آسمان کی جانب رخ کر کے کہا اے محبوبوے میرے آقا و مولا اُسی محبوب کے صدقہ میں

جس کا اشتیاق ہر وقت میرے دل میں زیادہ ہوتا جاتا ہے میری آنکھیں مجھے پھر حلا کر دے تاکہ اس کے آفتاب جمال کو دیکھوں۔ ابھی اس کی دعا تمام نہیں ہوئی تھی کہ اس کی آنکھیں روشن ہو گئیں۔ پھر تو اس نے دوسرے راتوں سے خطاب کیا کہ دیکھا تم نے میرے محبوب کی قدر و منزلت میرے محبوب کو نزدیک کس قدر ہے۔ پھر بولا اے فرزند اگر وہ پیغمبر مبعوث اس گروہ کے درمیان ہے تو اس وقت کے لیے قیام کرے گا اور وہ درخت خشک اس کی برکت سے سرسبز ہو جائے گا اور اس میں پھل لگ جائیں گے کیونکہ بہت سے انبیاء اس درخت کے نیچے ٹھہرے ہیں اور وہ چھٹے کے زمانے سے اس وقت تک خشک پڑا ہے اور اس کنویں میں بدقوتوں سے پانی نہیں ہے مگر وہ اسی میں سے پانی پئے گا۔

تھوڑی دیر بعد وہ قافلہ بھی وہاں پہنچ گیا اور کنویں کے گرد قیام پذیر ہوا۔ اونٹوں سے سامان کھول کر رکھا۔ پھر نہ کہ جناب رسول خدا ہمیشہ اہل قافلہ سے علیحدہ تنہائی پسند فرمایا کرتے تھے اور ذکر خدا کیا کرتے تھے اس لیے اسی درخت کی جانب چلے۔ جب آپ نے اس کے نیچے قیام فرمایا وہ اسی وقت سرسبز ہو گیا اور اس میں پھل پیدا ہو گئے۔ پھر حضرت وہاں سے اٹھے اور کنویں پر آئے اس میں پانی نہ تھا آپ نے اس میں اپنا لہب دہی ڈالا بس فوراً چاروں طرف سے اس میں چشمے اُبل پڑے اور کنواں آپ شیریں سے بھر گیا۔ راہب نے یہ حالات جو دیکھے بولا کہ اسے فرزند و میرا مطلوب یہی ہے مذکورہ اور جلد بہترین کھانا تیار کر دو تاکہ میں اس کی خدمت میں حاضر ہوں کیونکہ وہ سیدہ انام ہے میرا اس سے تمام راہبوں کے لیے امان طلب کروں۔ یہ سنکر وہ کھانسی تیار ہی میں مشغول ہو گئے۔ پھر اس نے کہا جادو اور اس گروہ کے سردار سے طو اور کہو ہمارے باپ آپ لوگوں کو سلام کہتے ہیں اور آپ کیلئے طعام کا انتظام کیا ہے۔ اتنا اس ہے کہ آپ لوگ کھانے کے لیے صومہ میں تشریف لے چلیں۔ قاصد کی طاقات ابوجہل مہوں سے ہو گئی۔ اس نے راہب کو پیغام پہنچایا ابوجہل نے قافلہ کے درمیان نہا کی کہ اس راہب نے ہماری دعوت کی ہے سب کھانے کے لیے دیر میں چلو۔ لوگوں نے کہا ہم اپنے مال و اسباب کے پاس کس کو چھوڑیں؟ ابوجہل نے کہا محمد کو کیونکہ وہ سچے اور امین ہیں۔ اہل قافلہ نے آنکھ پٹائی سے التجا کی کہ ان کے اموال کے پاس بیٹھ جائیں اور ابوجہل کے آگے اور اہل قافلہ اس کے پیچھے جو صومہ میں داخل ہوئے۔ راہب نے ان کو عزت و احترام سے بٹھایا اور کھانا ان کے سامنے حاضر کیا۔ وہ کھانے میں مشغول ہوئے تو راہب نے اپنی ٹوپی سمیت اتاری اور ایک ایک کے پاس جا جا کر ان کے چہرے دیکھنا شروع کیا، لیکن کسی میں صفات باخبر آخر الزمان نظر نہ آئے تو اس نے اپنی کلاہ پھینک دی اور حج اٹھا کر دالے ناکامی مجھے اپنا مطلوب نظر نہیں آتا۔ پھر وہ تھا کہ اسے گروہ قریش تم میں سے کوئی باقی رہ گیا ہے جو یہاں نہیں آیا؟ ابوجہل نے کہا ہاں ایک طفل نوخیز جو ایک عورت کا بچہ ہے اور اس کی طرف سے تجارت کے لیے آیا ہے۔ ابھی اس کا کلام ختم نہ ہوا تھا کہ جناب حضورؐ نے اپنی جگہ سے جست کی اور پہنچ کر اس کے منہ پر ایک طمانچہ مارا جس سے وہ جھٹکے بل گر پڑا۔ اور فرمایا کہ میں نہیں کہتا کہ بشیر و نذیر اور مراجع منیر باقی ہے اور ہم نے اس کو اس کی لمانت و جلالت اور دیانت کے سبب

حضرت خدیجہ کی خدمت میں اس کی حالت احمدیہ کے ساتھ لایا گیا تھا اس کا آپ نے بھی دیکھا تھا۔

اپنے مال و مناع کے پاس چھوڑ دیا ہے کیونکہ ان صفات میں ہم میں کوئی اس سے بہتر نہیں ہے۔ پھر حمزہ نے اس سے کہا کہ یہ کتاب جو تمہارے ہاتھ میں ہے مجھے دکھاؤ کہ اس میں کیا لکھا ہے تاکہ میں مشکل حل کر دوں اور تم جس کو چاہتے ہو اُس سے ملاقات کراؤں۔ راہب نے کہا اے میرے سرور! یہ وہ نسخہ ہے جس میں پیغمبر آخر الزماں کے اوصاف لکھے ہیں۔ کہ وہ نہ قد میں لمبا ہوگا اور نہ چھوٹا بلکہ درمیانہ قد ہوگا۔ اُس کے دونوں شانوں کے درمیان ایک عظمت ہوگی اس کے سر پر امیر سایہ فکن ہوگا۔ وہ زمین تہام سے مبعوث ہوگا۔ روز قیامت گنہگاروں کی شقاوت کرے گا۔ جناب عباس نے کہا اے راہب اگر تو اس کو دیکھے تو پہچان لے گا؟ اس نے کہا ہاں۔ عباس نے کہا اچھا میرے ساتھ آؤ تاکہ اس درخت کے نیچے ان صفات واسطے بزرگ کو دکھاؤں۔ یہ سنکر راہب نہایت ہمت کے ساتھ ان کے ہمراہ روانہ ہوا اور حضرت کی طرف دوڑا۔ جب وہ قریب پہنچا تو حضرت نے اس کی تعظیم کی۔ راہب نے سلام کیا حضرت نے فرمایا علیک السلام اے راہبوں کے عالم اور اے خلیق بن یونان بن عبد الصلیب۔ راہب نے پوچھا آپ کو میرا نام کیسے معلوم ہوا اور آپ کو میرے باپ دادا کا نام کس نے بتایا؟ فرمایا اس نے بتایا جس نے مجھ کو خبر دی ہے کہ میں آخر زمانہ میں مبعوث ہوں گا۔ یہ سنتے ہی راہب آنحضرت کے قدموں پر گر پڑا اصابا پنا منبر پائے اقدس پر متے لگا اور بوسہ دینے لگا۔ کہتا تھا اے میرے سرور! امیدوار ہوں کہ میرے مستحضر کردہ ولیہ میں شرکت فرمائیے اور میری عزت افزائی کیجئے۔ حضرت نے فرمایا اس گروہ نے اپنے سامان و اسباب میرے سپرد کیے ہیں۔ راہب نے کہا کہ میں ان کے سامان کا ضامن ہوں اگر کسی کے اڈنٹ کی تکمیل کم ہو جائے گی تو اس کے عوض میں اڈنٹ دوں گا۔ فرض آنحضرت اُس کے ساتھ روانہ ہوئے۔ اُس کے صومعہ کے دو حصے تھے ایک بڑا حصہ تھا دوسرا چھوٹا۔ ان کے سامنے ایک چھوٹا سا گھبراہٹا ہوا تھا جس میں تصویریں لگی ہوئی تھیں۔ دروازہ چھوٹا بنایا گیا تھا اس لیے کہ جو اُس میں داخل ہو سٹ کر داخل ہوتا کہ ان تصویروں کی تعظیم ہو جائے۔ راہب و اساتذہ آنحضرت کو اُس دروازہ سے لے گیا تاکہ آپ کے معجزات مشاہدہ کر سکیں اور اُس کے یقین میں اضافہ ہو۔ راہب سٹ کر چمکتا ہوا دروازہ میں داخل ہو گیا تو بوقت الہی وہ دروازہ بند ہو گیا اور حضرت پورے قدر سے داخل ہوئے اور حضرت جب داخل مجلس ہوئے تو سب تعظیم کے لیے کھڑے ہو گئے اور آپ کو صدر مجلس میں جگہ دی۔ وہ راہب حضرت کے سامنے کھڑا ہوا اور دوسرے سب راہب بھی کھڑے رہے اور شام کے لطیف صومعہ حضرت کے سامنے لگے گئے۔ پھر راہب نے آسمان کی جانب سر بلند کر کے کہا خداوند! تیرے نبوت و کینا ہوتا ہوں۔ اسی وقت جبریل نازل ہوئے اور آنحضرت کے شانوں سے لباس ہنایا اور تھمر نبوت نمایاں ہو گئی جس سے ایک ایسا نور چمکا کہ تمام مکان روشن ہو گیا۔ راہب اُس نور کی دہشت سے سجدہ میں گر پڑا۔ جب سر اٹھایا تو بولا کہ آپ وہی ہیں جس کی مجھے جستجو تھی۔ فرض سب لوگ تو وہاں سے پیٹے گئے آنحضرت اُس راہب کے پاس نہ گئے۔ ابو جہل بھی دلیل و حقیر ہو کر واپس گیا۔ جب تنہائی ہو گئی تو راہب نے کہا

اے میرے سید سرور آپ کو خوشخبری ہو کہ حتمائے آپ کے واسطے سرکشاں عرب کی گردنیں خاک
پر جھکا دے گا، آپ تمام عرب کے مالک ہوں گے، قرآن آپ پر نازل ہوگا، آپ ہی لوگوں کے سرور
ہوں گے، آپ کا دین اسلام ہوگا، آپ بنوں کو توڑیں گے اور باطل دینوں کو مٹائیں گے، آتشکدوں
کو گل کریں گے، صلیبوں کو توڑیں گے، آپ کا نام آخر زمانہ تک باقی رہے گا۔ میرے سرور میں آپ سے
بھرتا ہوں کہ ہم سب کو اپنے صدقہ میں امان دیجئے اور تمام راہبوں سے اپنے زمانہ تسلط میں جزیہ لے
لیجئے گا۔ پھر میرے سے کہا کہ اپنی مالکہ کو میری جانب سے سلام کہنا اور خوشخبری دینا کہ سیدنا نام کو تم
نے پالیا ہے خداوند عالم اس بی بی کی نسل اس کی اور دو میں قرار دے گا، اور اس کا نام قیامت تک
باقی رہے گا، اور تمام اہل کیں اس سے حسد کریں گے۔ اور بتا دینا کہ کوئی شخص داخلِ بہشت نہ ہوگا
سوائے اس کے جو اس پر ایمان لائے گا اور اس کی رسالت کی تصدیق کرے گا۔ بے شبہ وہ تمام
یہودیوں میں افضل و برتر ہے۔ اور اے میرے شام کے یہودیوں سے اُن کے پاس سے جی ہو شیار درہنا
کہ وہ سب اُن کے دشمن ہیں۔ فرض آنحضرتؐ نے ماہب کو رخصت کیا اور قافلہ میں واپس آئے۔
اور شام کی جانب روانہ ہوئے۔ جب شام میں پہنچے وہاں کے لوگ قافلہ کے پاس جمع ہوئے اور سب نے
مالی تجارت اچھی قیمتوں میں خرید کیا۔ لیکن آنحضرتؐ نے اپنا مال فروخت نہ کیا۔ اُس وقت ابو جہل ملعون
نے کہا کہ خدیجہؓ نے کسی رہنماؤں ان سے زیادہ مخموس تاجر تجارت کے لئے نہیں بھیجے دو مردوں کے
تمام احوال فروخت ہو گئے اور اس کا تمام مال زمین پر پڑا ہوا ہے۔ فرض اطراف شام کے رہنے
والوں کو قافلہ کے آنے کی خبر معلوم ہوئی تو سب جوق جوق آئے لگے اور وہاں اموال خدیجہؓ کے سوا
کسی کا مال باقی نہ تھا۔ جناب رسولؐ خدا نے تمام مال ملکی قیمت پر فروخت کیا۔ یہ دیکھ کر ابو جہل بہت
مغرم ہوا۔ اور خدیجہؓ کے احوال میں سے ایک دو جو مال باقی رہ گیا تھا کہ یہودیوں کا ایک عالم حضورؐ
کے پاس آیا جس کا نام سعید بن ظہر تھا اس نے حضرتؐ کو پہچان لیا اس لئے کہ اس نے کتابوں
میں آپؐ کے اوصاف پڑھے تھے۔ اُس نے کہا یہی وہ ہے جو ہمارے دینوں کو بطل کرے گا، ہماری
عورتوں کو بیوہ بنائے گا۔ پھر حضرتؐ سے پوچھا کہ یہ مال کتنے میں فروخت کیجئے گا، فرمایا پانچ سو
درہم میں۔ اُس نے کہا میں خریدتا ہوں اس شرط سے کہ میرے ساتھ میرے گھر چلیے اور دعوت
قبول کیجئے تاکہ میرے گھر میں آپؐ کے سبب برکت ہو۔ حضرتؐ نے منظور فرمایا۔ یہودی نے خرید شدہ
سداں اٹھایا، حضرتؐ اس کے ساتھ روانہ ہوئے۔ یہودی حضرتؐ سے پہلے اپنے مکان میں داخل ہوا
اور اپنی زوجہ سے کہا کہ ایک ایسے شخص کو اپنے ساتھ لایا ہوں جو ہمارے دینوں کو مٹائے گا۔ چاہتا
ہوں کہ اُس کے قتل میں میری مدد کرو۔ عورت نے پوچھا کس طرح مدد کروں، اُس نے کہا چلی کا پاٹ
لے کر کوٹھے پر چلی جاؤ۔ جب وہ اپنے مال کی قیمت لے کر مکان سے باہر نکلے اُس کے سر پر وہ پتھر
گرا دے۔ وہ چلی کا پاٹ لے کر اوپر چلی گئی۔ جب حضرتؐ قیمت لے کر اس کے مکان سے باہر نکلے
اور اُس عورت کی نظر حضرتؐ کے جمال مبارک پر پڑی، تمام جسم کا اپنے لگاؤ۔ وہ پتھر نہ پھینک سکی اور

کمال و کبریت سے فروخت ہوا۔

حضرت باہر چلے گئے۔ پھر جب اُس نے اس پاٹ کو پھینکا تو یہودی کے دواڑکے جو نیچے موجود تھے ان کے مردوں پر وہ پھیرا اور وہ اسی وقت مر گئے۔ یہودی نے یہ حال دیکھا تو گھر سے نکل کر دوڑا اور اپنی قوم کو لپکارا کہ لوگو یہ وہ شخص ہے جو تمہارے دینوں کو باطل کرے گا۔ اس وقت میرے گھر آیا میں نے اس کو کھانا کھلایا اس نے میرے دواڑکوں کو مار ڈالا اور واپس جا رہا ہے۔ یہودیوں نے یہ سنتے ہی تلواریں کھینچ لیں، گھوڑوں پر سوار ہو کر حضرت کے پیچھے دوڑے۔ جب حضرت کے چھاؤں نے یہودیوں کو دیکھا شیروں کے مانند عربی گھوڑوں پر سوار ہو کر ان کے مقابلہ پر آگئے اور حضرت حمزہؓ شیر خدانے اُنہر حملہ کیا اور ان میں سے بہتوں کو مار ڈالا۔ پھر اُن میں سے ایک جماعت ہتھیار ہاتھوں سے پھینک کر ان کے پاس آئی اور کہا اسے گرد و غوب یہ شخص جس کی حمایت میں تم لوگ ہم کو قتل کرتے ہو جب ظاہر ہو گا تو پہلے تمہارے شہروں کو برباد کرے گا تمہارے مردوں کو قتل کرے گا، بتوں کو توڑے گا۔ اس کو چھوڑ دو تا کہ اس کو قتل کر کے ہم تم لوگوں سے اور اپنے لوگوں سے اس کے شر کو دفع کر دیں۔ جناب حمزہؓ نے یہ سنا تو دوبارہ اُن پر حملہ کیا اور فرمایا اسے کا فرد محمدؐ صلے اللہ علیہ وسلم آلم و سلم جہالت و ضلالت میں بہاؤ توڑ اور چراغ ہے۔ اگر ہمدی جانیں بھی چلی جائیں پھر بھی ہم اس کی حمایت سے باز نہ آئیں گے۔ غرض وہ سب مایوس ہو کر واپس گئے اور قریش کو اُن کے بہت اموال غنیمت میں حاصل ہوئے اور فرصت کو غنیمت سمجھتے ہوئے اپنے سامان اذیتوں پر بار کئے اور مکہ کی جانب واپس چلے۔ اثنائے راہ میں میسر و نے قریش کو جمع کیا اور کہا تم میں سے ہر ایک کتنی مرتبہ سفر کر چکا ہے بناؤ کسی سفر میں اس قدر نفع اور غنیمت تم کو حاصل ہوا ہے؟ انہوں نے کہا نہیں۔ میسر و نے کہا مجھ کو یہ تمام برکتیں محمدؐ صلے اللہ علیہ وسلم کے فیض قدم سے ہیں۔ لہذا مناسب ہے کہ تم میں ہر ایک ان کی خدمت میں کچھ ہدیہ پیش کرے کیونکہ وہ صدقہ نہیں قبول کرتے بلکہ ہر یہ لیتے ہیں یہ سنکر ہر ایک نے تھوڑا تھوڑا مال آنحضرتؐ کی خدمت میں ہدیہ کے طور پر پیش کیا یہاں تک کہ بہت سامان جمع ہو گیا حضرتؐ نے ان کو نہ روکنا نہ کوئی جواب دیا۔ تو میسر و نے تمام مال حضرتؐ کے لئے محفوظ کر لیا۔ جب وہ قافلہ مکہ کے قریب پہنچا ہر ایک قبیلہ نے اپنا اپنا ایک ایک آدمی خوشخبری دینے کے لئے مکہ میں بھیجا۔ میسر و نے حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا میرے سردار اگر آپ پہلے ہا کر خدیجہؓ کو آسنے کی خوشخبری دیں تو ان کی زیادہ خوشی کا باعث ہو گا۔ عرض حضرتؐ رہا نہ ہوئے تو زمین کی طنائیں کھینچ گئیں اور آپ جلد سے جلد مکہ کی پہاڑیوں تک پہنچ گئے۔ اس وقت حضرتؐ کی نیند غالب ہو گئی۔ خداوند عالم نے جبرئیلؑ کو وحی فرمائی کہ جنات عدن سے اُس قبہ کو لے کر زمین پر جاؤ جس کو میں نے اپنے برگزیدہ بندہ محمدؐ کے لئے آدم کی خلقت سے دو ہزار سال پہلے خلق کیا ہے اور اس کے سر پر کھولو۔ وہ قبہ یا قوت مخرج کا تھا جس میں مرد و یدر سفیدی بھالوں لگی ہوئی تھیں۔ باہر سے اس کے اندر کی چیزیں نظر آرہی تھیں۔ جس کے چار کُن اور چار دروازے تھے۔ اُس کعبے پرشت کے یا قوت و زبر عدا سونے اور مرداسید کے تھے۔ جبہ جبرئیلؑ نے وہ قبہ پرشت سے نکالا محمدؐ میں خوشیاں منانے لگیں اور اپنے غرقوں سے

جھانکتے لگیں۔ خدا کی حمد کرتی اور کہتی تھیں کہ گویا اس صاحبِ قہر کے مہوٹ ہونے کا وقت آگیا ہے۔ عرض کی
 جانب نسیم رحمت چلنے لگی۔ بہشت کے دروازوں سے خوشی کی آوازیں بلند ہوئیں۔ غرض جبریلؑ اس قہر
 کو زمین پر لائے اور آنحضرتؐ کے سر پر قائم کیا۔ فرشتوں نے اس کے گھبیوں کو پکڑا اور تسبیح و تہجد میں
 کی صدائیں بلند کیں۔ جبریلؑ تین فلم آنحضرتؐ کے سامنے لے کر چلے۔ پہاڑ مسرت میں بالبدھ ہوئے
 درخت طیور اور فرشتے سب نے آوازیں بلند کیں اور کہا لا الہ الا اللہ کھنڈاؤ رسول اللہ گواہ ہو
 اے بندہ بزرگ آپ کو اپنے پروردگار کے نزدیک آپ کس قدر صاحب مرتبہ ہیں۔ اس وقت خدیجہؓ اپنے
 مکان کے سب سے بلند بالا خانہ پر بیٹھی تھیں۔ ان کے پاس قریش کی کچھ عورتیں بھی موجود تھیں۔ ناگاہ ان کی نظر
 کمر کی پہاڑیوں پر پڑی۔ خادوہ ظلم نے پردے ان کی آنکھوں سے ہٹا دیئے۔ انہوں نے ایک چمکتا ہوا نور
 ادا ایک روشن شمع مصلے کی جانب دیکھی۔ جب خود سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ خیمہ نور آ رہا ہے۔ ایک گروہ
 ہائے نما اُس قہر کے گرد چلا آ رہا ہے جس کے آگے کچھ چمکتے ہوئے فلم ہیں ادا ایک شخص اس قہر کے اندر
 آرام کر رہا ہے اور نور اُس کے تن اقدس سے آسمان تک پھیلا ہوا ہے۔ اس عجیب و غریب حال کو دیکھ
 کر ان کو سخت حیرت ہوئی۔ ان عورتوں نے کہا اے سینہٴ عرب یہ کیا حال ہے جو ہم آپ میں مشاہدہ
 کر رہے ہیں؟ جناب خدیجہؓ نے کہا اے عزم بیوی بتاؤ کہ میں خواب میں ہوں یا بیدار ہوں۔ انہوں نے
 کہا خدا نے کہہ دیا کہ آپ کی ایسی حالت ہو۔ خدیجہؓ نے کہا مصلے کی جانب دیکھو اور بتاؤ کیا نظر آ رہا ہے۔ ان
 عورتوں نے دیکھ کر کہا ہم کو تو ایک نور دکھائی دیتا ہے جو آسمان تک بلند ہے۔ پوچھا وہ نورانی قہر
 ادا اس کے اندر جو آرام کر رہا ہے اور وہ لوگ جو قہر کے گرد ہیں تم کو نہیں دکھائی دیتے؟ انہوں نے
 کہا نہیں۔ خدیجہؓ نے کہا کہ میں قہر کے اندر ایک سوار کو دیکھ رہی ہوں جو آفتاب سے زیادہ لوہائی ہے
 میں نے بھی ایسا قہر نہیں دیکھا تھا۔ قہر ایک ناقد پر نصب ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ناقہ میرا
 ناقہ صہب ہے اور وہ سوار محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ ان عورتوں نے کہا ایسا قہر جس کی آپ تشریف
 کر رہی ہیں محمدؐ کو کہاں سے ملا؟ ایسا قہر تو بادشاہانِ عجم و روم کو بھی میسر نہیں۔ خدیجہؓ نے کہا محمدؐ کی
 شانیں ان سب سے بلند ہے۔ غرض جناب خدیجہؓ اس سیرتِ مشکلی بانسے ہوئے دیکھ رہی تھیں
 کہ جناب رسول خداؐ درگاہِ مصلے سے برآمد ہوئے۔ اور فرشتے قہر کے آسمان پر چلے گئے ادا آنحضرتؐ
 مکان خدیجہؓ کی طرف روانہ ہوئے۔ جب حضرت دروازہ پر پہنچے خدیجہؓ کو کیزوں نے آپ کے تشریف لانے
 کی خوشخبری دی۔ خدیجہؓ نے عینِ صحنِ خانہ کی طرف دوڑیں۔ دروازہ کھولا تو حضرتؐ نے فرمایا السَّلَامُ عَلَیْکُمْ
 یا اہل البیت۔ خدیجہؓ نے کہا آپ کو بھی میری آنکھوں کی روشنی سلامتی گوارا ہو۔ حضرتؐ نے
 فرمایا آپ کو خوشخبری ہو کہ آپ کا تمام مال سلامتی کے ساتھ فروخت ہو گیا۔ وہ لوہیں آپ کی سلامتی میری
 خوشخبری کے لینے کافی ہے خدا کی قسم میرے نزدیک دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے سب سے زیادہ آپ
 بلند مرتبہ ہیں۔ پھر خدا شہاد حضرت کی تشریف آوری کی خوشی میں پڑے۔ پھر پوچھا کہ میرے سوارِ قافلہ کو
 آپ نے کہاں چھوڑا؟ فرمایا جنت میں۔ پوچھا آپ کو وہاں سے روانہ ہونے کتنی دیر ہوئی؟ فرمایا ایک گھنٹی

حضرتؐ نے فرمایا کہ میں نے اپنے گھر میں ایک کھجور کا ٹھکانہ بنوایا تھا جس میں کھجوریں جمع تھیں۔ جب رسول خداؐ نے ان کو دیکھا تو فرمایا کہ یہ کھجوریں تمہاری ہی ہیں۔

زیادہ دیر نہیں ہوئی۔ خدیجہؓ نے کہا اس قدر جلد آپ یہاں پہنچ گئے! فرمایا خدا نے میرے واسطے زمین کو لپیٹ دیا اور منزل مقصود نزدیک کر دیا۔ یہ سنکر خدیجہؓ کی جرت زیادہ ہوئی اور ان کی خوشی کی بھی انتہا نہ رہی۔ اور کہا اسے میری آنکھوں کی روشنی میری التجا ہے کہ آپ واپس جائیں اور قافلہ کے ہمراہ واپس آئیں تاکہ آپ کی ہمدی مرتبہ میری اور مسرت کا باعث ہو۔ غرض یہ حق کہ دوبارہ دیکھیں کہ وہ قہر پھر اسی طرح حضرت کے سر پر سایہ نقی ہو رہا ہے یا نہیں۔ پھر حضرت کے لئے نہایت لذیذ و لطیف ناشتہ منگایا اور آپ زمزم سے پھری ہوئی ایک مشکہ ہمواد کی۔ جب حضرت روانہ ہوئے تو آپ کو دیکھتی رہیں۔ ناگاہ وہی قہر آسمان سے نیچے آیا اور فرشتے بدستور ساری آنحضرت کے گرد چلے۔ جب آنحضرت قافلہ میں پہنچے تو میرہ نے کہا میرے سردار! کیا مکر جانے کا اللہ تم کو فرمایا؟ فرمایا نہیں میں تو ہوا آیا۔ میرہ یہ سنکر ہنسنا اور کہا حضور مزاح فرماتے ہیں۔ پہاڑ کے نیچے گئے اور واپس آ گئے فرمایا نہیں۔ میں خانہ کعبہ کے پاس گیا، اس کا طواف کیا، پھر خدیجہؓ سے ملاقات کی اور واپس آیا۔ میرہ نے کہا کبھی کوئی قطعات آپ سے نہیں سنی ہے نہایت تعجب ہے کہ وہ گھڑی میں کیونکر آپ کو مکر گئے اور واپس تشریف لائے۔ حضرت نے فرمایا اگر تم کو شک ہے تو دیکھو یہ روٹی ناشتہ وغیرہ خدیجہؓ نے میرے ساتھ بھیجا ہے اور آپ زمزم سے ہے۔ یہ سنکر میرہ نے لوگوں سے کہا کیا محمد رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہاں سے روانہ ہوئے دو ساعت سے زیادہ گزرے؟ لوگوں نے کہا نہیں۔ تب اس نے کہا کہ وہ اتنی دیر میں مکر گئے اور واپس آئے اور خدیجہؓ کا ہمراہ کیا ہوا کھانا بھی لائے ہیں۔ یہ سنکر لوگوں کو تعجب ہوا۔ ابو جہل نے کہا ساتروں سے ایسے امور کا اظہار تعجب نہیں ہے۔ پھر دو مہرے روز قافلہ وہاں سے روانہ ہوا۔ اہل مکہ استقبال کے لئے آئے اور خدیجہؓ نے اپنے غلاموں اور غریزوں کو حضرت کی پیشوائی کو بھیجا تھا کہ درمیان راہ میں مجلس آراستہ کریں اور آنحضرت کی فاطمی کی خوشی میں قربانیاں کریں اور خود انتظار میں راستہ کی طرف نظر جمائے دیکھنے لگیں۔ اہل مکہ کو خدیجہؓ کے مال میں اضافہ اور نفع کی زیادتی کے سبب تعجب تھا جہاں حضرت ہمارا ہونے تھے۔ غرض آفتاب نبوت خدیجہؓ کے دروازے سے طلوع ہوا۔ حضرت نے تمام مال و سامان خدیجہؓ کے سپرد کیا۔ وہ واپس پر وہ پیشی تھیں اور حضرت کے حسن و جمال اور کثرت مال پر تعجب کر رہی تھیں جو حضرت ان کے لئے لائے تھے۔ خدیجہؓ نے کسی کو بھیج کر اپنے والد خویلد کو بلایا اور کہا اس بابہ کت فات لے اس سفر میں میرے لئے اس قدر منافع حاصل کیا ہے کہ اب تک میری تمام تجارت میں کسی نے اتنا نفع حاصل نہ کیا تھا۔ پھر میرہ سے مخاطب ہوئیں اور سفر کے حالات دریافت کئے کہ محمد رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف اور گرامتوں میں سے کیا کیا نفع دیکھے میرہ نے کہا میں کہاں طاقت ہے کہ آپ کے صفات حمیدہ اور اوصاف پسندیدہ کا کچھ حال بیان کر سکوں یا آپ کے معجزات و کلمات کا کچھ بھی ذکر کر سکوں پھر سبب اور خشک کنیز اور اثر دہے اور خشک درخت وغیرہ اور جو کچھ وہاں نے حضرت کے بارے میں کہا تھا اور جو پیام خدیجہؓ کو بھیجا تھا خدیجہؓ سے بیان کیا۔ خدیجہؓ نے فرمایا اے میرہ میں کہوں کہ تو نے محمد رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ میں

میرے اشتیاق کو زیادہ کر دیا جائیں گے مجھ کو تیری زوجہ اور فرزندوں کو آزاد کیا۔ اور دو سو درہم اور دو اونٹ
 اس کو عطا کیے اور خلعت فاخرہ پہنایا۔ پھر حضرت رسالتؐ پر نوازشیں کیں اور بہت کچھ مال و متاع
 کا وعدہ کیا۔ حضرت اُن سے رخصت ہو کر جناب ابوطالبؓ کے پاس آئے اور توانہ و حالات مفر آپ سے
 بیان کیے۔ اور کہا اے عم محترم، سب کچھ جو اس مفر میں حاصل ہوا ہے آپ کے سبب سے حاصل ہوا
 جناب ابوطالبؓ نے ان کو سینہ سے لگا لیا اور پیار کیا اور کہا اے میری آنکھوں کے نور میری تمتہ ہے کہ
 تمہارے لئے ایسی زوجہ کا انتظام ہو جائے جو تمہارے درجہ اور مرتبہ کے موافق ہو۔ دوسرے روز
 آنحضرتؐ نے غسل کیا، لباس فاخرہ زیب جسم کیے، خوشبو لگائی اور خدیجہؓ کے مکان پر تشریف لے گئے
 خدیجہؓ نے حضرتؐ کو دیکھا تو بہت خوش ہوئیں اور کہا میرے سردار آپ کی جو حاجت ہو، بیان فرمائیے آپ کی
 تمام حاجتیں پوری کر دیں گی۔ آپ نے جو زرد مال مجھ سے حاصل کیا، اس میں صرف میں خرچ کرنے کا ارادہ
 فرمایا میرے چچا کی خواہش ہے کہ وہ سب میری شادی میں صرف کریں اور میرے لئے زوجہ کی خواہش
 فرمائیں۔ یہ سنکر خدیجہؓ مسکرائیں اور کہا میرے سردار کیا میں آپ کے لئے زوجہ کا انتظام کروں جو مجھے
 بھی پسند ہو؟ فرمایا بہتر ہے۔ خدیجہؓ نے کہا میں نے آپ کے لئے ایک عورت کا انتظام کیا ہے جو آپ کی
 کی قوم سے ہے اور مال و حسن و جمال اور عفت و کمال اور خلعت و طہارت میں مکہ کی تمام عورتوں سے
 بہتر ہے۔ وہ آپ کے تمام امور میں آپ کی مددگار ہوگی۔ اور بہت ہی حقیر سے میں راضی ہو جائے گی
 اور نسب میں آپ سے قریب ہے۔ اگلے آپ اس کی خواستگاری کریں تو تمام حرب بلکہ بادشاہان میں
 آپ پر رشک کریں گے۔ لیکن اس میں دو عیب ہیں۔ اول یہ کہ اس سے پہلے اس کے دو شوہر گزر چکے
 ہیں اور دوسرا عیب یہ ہے کہ وہ آپ سے عمر میں زیادہ ہے۔ حضرت نے یہ سنا تو شرم سے آپ کی
 پیشانی مبارک عرق عرق ہو گئی اور خاموش ہو گئے۔ پھر دو سو درہم و خدیجہؓ نے انہی باتوں کا اعادہ کیا
 اور کہا آپ جواب کیوں نہیں دیتے اس وقت حضرتؐ نے کہا اے دختر عم تم بہت مالدار ہو اور میں پریشان
 حال ہوں۔ میں تو ایسی عورت چاہتا ہوں جو مجھ سے مال و غیرہ میں برابر ہو۔ خدیجہؓ نے کہا خدا کی قسم میں
 نہیں اپنے نہیں آپ کی کنیز بھنتی ہوں۔ اور میرا مال، غلام اور کنیزیں سب کچھ آپ ہی کے ہیں۔ اور جو اپنی
 آپ سے عزیز نہ رکھے وہ مال کیا عزیز رکھے گی۔ میں آپ کو اس خدا کی قسم دیتی ہوں جو دنیا والوں کی انتقام
 سے حقائق و اسرار کے ساتھ اوجھل ہے اور کعبہ و استار کعبہ کا واسطہ میرے سر پر اتار رکھئے اور انہی
 اپنے چھاؤں کو میرے والد کے پاس بھیجئے کہ میری آپ کے واسطے خواستگاری کریں۔ اور نہ کہ نہایت
 کی پھانہ کیجئے۔ میں اپنے مال سے دوں گی اور میری جانب سے نیک گمان رکھئے جس طرح میں آپ کی طرف
 سے نیک گمان رکھتی ہوں۔ عرض جناب رسولؐ خدا ہاں سے اٹھ کر جناب ابوطالبؓ کے پاس آئے اس وقت
 آپ کے سب چچا ہاں موجود تھے۔ حضرتؐ نے کہا چچا جان میں چاہتا ہوں کہ آپ لوگ خویلد کے پاس
 تشریف لے جائیں اور میرے لئے خدیجہؓ کی ان سے خواستگاری کریں۔ چونکہ وہ لوگ حقیقت حال سے
 آگاہ نہ تھے اس لئے ان کو تامل ہوا اور صفیہؓ دختر عبدالمطلبؓ کو دریافت حال کے لئے خدیجہؓ کے گھر بھیجا۔

حضرت خدیجہؓ کا ذکر یہاں کیا گیا ہے کہ ان کا حضرتؐ کی شادی نہ کرنے کو کہنا۔

جب وہ دہلی پہنچیں خدیجہؓ نے ان کا استقبال کیا اللہ نہایت قوت و احترام سے ہمیشہ آئیں۔ صغیر نے
 وہ پردہ کشکو کرنا شروع کیا۔ جناب خدیجہؓ نے قتل کر کہا کہ مجھے معلوم ہو چکا ہے کہ محمدؐ خدا کی جانب سے نائید
 آئے ہیں۔ میں ان کی زندگی و عزت دنیا و آخرت کے سبب بھتی ہوں بس کچھ اور نہیں چاہتی اور صغیر
 کو غصت کا رخ پہنایا۔ صغیر نہایت خوش و خرم اپنے بھائیوں کے پاس آئیں اور کہا بسم اللہ آپ لوگ
 مجھے خدیجہؓ کو محمدؐ کا شرف خدا کے نزدیک معلوم ہو چکا ہے اللہ ان کی محبت میں ہے میں ہیں۔ یہ سنکر
 حضرت کے سبب چھامسو ہوئے سوائے الیہ کے جو حسد کے سبب رنجیدہ و مخوم ہوا پھر عباسؓ نے
 اٹھ کر کہا اب کیا بیٹھے ہو ملو کا موہ خیر میں جلدی کرنا چاہیے۔ جناب ابو طالبؓ نے حضرت رسولؐ خدا کو لباس
 کا رخ پہنایا شمشیر ہندی حضرت کی گوس باندھی اور ایک عربی عقیقہ گھوڑے پر سوار کیا آپ کے چچا و بی
 کے ستاروں کی طرح اس ماہ تابان گونج میں یہ اللہ مدانہ ہوئے۔ جب خولید کے گھر پہنچے انہوں نے نبی ہام
 کی بے حد تعظیم کی۔ ان لوگوں نے پیغام نبیت دیا۔ خولید نے کہا خدیجہؓ اپنے معاملہ کی خود مالک ہے اس کی
 عقل میری عقل سے زیادہ ہے۔ بہت سے بادشاہوں اور عرب کے اکابر نے اس کی خواستگاری کی
 لیکن وہ راضی نہیں ہوئی۔ یہ جواب ان لوگوں کو ناگوار ہوا اور وہاں سے اٹھ کر چلے خدیجہؓ کو معلوم ہوا
 تو بہت بے چین ہوئیں اور اپنے چچا و محمدؐ کو بلا یا۔ وہ ایک ماموں اور عالم تھے اور بہت سی کنک میں
 دنیا کے ساقیوں کی پٹھے سے ہونے تھے۔ وہ آئے تو خدیجہؓ کو عز و مخوم دیکھا۔ سبب پوچھا۔ کہا اے چچا
 اس کا حال کیا ہوگا جس کا کوئی مونس و مددگار نہ ہو۔ ورنہ نے کہا شائد شوہر کرنے کا ارادہ ہے۔
 م بادشاہوں اور اکابر عرب نے تمہاری خواستگاری کی مگر تم نے قبول نہ کیا۔ خدیجہؓ نے کہا چچا جان
 نہیں چاہتی ہوں کہ مجھ سے باہر یافوں۔ ورنہ نے کہا اہل مکہ میں سے بھی بہت لوگوں نے نہایت خواہش
 کی مثل شیبہ و عقبہ اور ابو جہل کے مگر تم نے سب کو جواب دے دیا۔ خدیجہؓ نے کہا کہ یہ سب اہل فساد
 جہالت ہیں۔ کسی اور کے متعلق آپ کا گمان ہے کہ ان کے برعکس اوصاف کا مالک ہو۔ ورنہ نے کہا کہ
 میں نے سنا ہے کہ محمدؐ میں جدا شدہ نے تمہاری خواستگاری کی ہے۔ خدیجہؓ نے کہا چچا جان ان میں
 کوئی عیب بھی آپ کو نظر آیا؟ ورنہ کچھ دیر خاموش رہا۔ پھر بولے ان کا عیب ہے کہ نجابت و
 کرامت کی جڑ اور شرف و عزت کی شاخ ہیں اور خلق و خلق میں اپنا نظیر نہیں رکھتے اور فضل و کرم
 اللہ ظہور و جود میں مشہور آفاق ہیں۔ خدیجہؓ نے کہا جس طرح آپ نے ان کے اوصاف بیان کیے عیوب بھی
 بیان کیجئے ورنہ نے کہا ان کا عیب یہ ہے کہ وہ عالم کے چاند اور زمین و آسمان کے آفتاب ہیں۔
 ان کی گفتار شہد سے زیادہ شیریں ہے اور افعال و کردار حسن دنیا میں بے مثل ہے۔ خدیجہؓ نے کہا
 اے چچا ان کا کوئی عیب آپ کو معلوم ہو تو بتائیے۔ ورنہ نے کہا ان حسن میں یکتا اللہ نسب میں بلند
 میرت اور صفائی باطن میں سادہ عالم پر فضیلت رکھتے ہیں۔ خوشخوئی، خوشمزاجی اور شیریں گوئی
 میں ان کا کوئی مثل نہیں ہے۔ خدیجہؓ نے کہا میں جس قدر ان کے عیب پوچھتی ہوں آپ ان کے فضل و شرف
 بیان کرتے ہیں۔ ورنہ نے کہا میری کیا حقیقت ہے کہ ان کے اوصاف کا احصا کر سکوں لہذا میں ایک

نبیؐ کے لیے جو دنیا کا خزانہ ہے اور جہالت

فضیلت بھی بیان نہیں کر سکتا۔ خدیجہؓ نے کہا میں نے اُچی کو پسند کیا ہے اور ان کی عظمت مجھ کی ہوں۔
 اُن کے طور و طریقے کو بہتر جانتی ہوں اُن کے سوا کسی اور کا خیال نہیں کر سکتی۔ درق نے کہا اگر ایسا ہی
 تو تم کو خوشخبری ہو کہ ان کو بہت جلد خلافتِ رسالت پر پہنچانے کا اور وہ مشرق و مغرب کے بادشاہ
 ہوں گے۔ اسے خدیجہؓ کو کیا دوئی اگر آج شب تم کو اُن کے ساتھ ترویج کر دوں۔ خدیجہؓ نے کہا میرا تمام
 مال آپ کے سامنے موجود ہے جو کچھ چاہے لے لیجئے۔ درق نے کہا میں مالی دنیا نہیں چاہتا۔ بلکہ
 چاہتا ہوں کہ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے میری شفاعت کرادو۔ اسے خدیجہؓ سمجھ لو کہ ہم کو عظیم حساب و
 کتاب درپیش ہے اور اس بعد کوئی شخص نجات نہ پائے گا سوائے اس کے جس نے محمدؐ کی پیروی کی ہو
 اطاعت کی ہوگی اعدائے ان کی رسالت کی گواہی دی ہوگی۔ دے دے ہوا اس پر جو اس بہشت سے دور ہوگا
 اور جہنم میں جائے گا۔ خدیجہؓ نے کہا میں آپ کی شفاعت کی خامی ہوتی ہوں۔ غرض درق وہاں سے خرید
 کے پاس گئے اور کہا اپنے واسطے کیا کرنا چاہتے ہو انہوں نے پوچھا میں نے کیا کیا؟ درق نے کہا فرزندِ ان
 عبدالمطلب کے دلوں کو تم نے رنجیدہ کیا وہ تم پر غضبناک ہیں حمزہؓ کی تلوار سے تم دھتے نہیں ہو کہہ گئے
 تمہارے سہرا آپ سے اور تم کو ہلاک کر دے گا میں نے اُن کے ساتھ کیدِ بُرائی کی ہے۔ درق نے کہا انکی
 خواہش کو تم نے رد کر دیا اور ان کے برادرِ زادے محمدؐ کو حقیر سمجھا۔ خریدنے کے کہانیں محمدؐ کے بارے میں
 کیا کہہ سکتا ہوں۔ جبکہ تمام علمائے ان کی نیکی کی شہادت دیتے ہیں۔ لیکن وہ باتیں ماننے ہوئیں اول یہ کہ تمام
 اکابر عرب کو نبیؐ نے جواب دے دیا اگر خدیجہؓ کی نسبت محمدؐ سے کرا ہوں تو وہ سب مجھ سے خلاف ہو
 جائیں گے۔ دوسرے یہ کہ خدیجہؓ محمدؐ سے نسبت پر راضی نہ ہوگی۔ درق نے کہا کوئی ایسا نہیں ہے جو محمدؐ
 کے اوصاف نہ جانتا ہو اور آئندہ نہ دیکھتا ہو کہ اپنی بیٹی اس سے کو دے۔ اور خدیجہؓ نے چونکہ ان کے فضائل
 اور کرامتیں بہت کچھ مشاہدہ کی ہیں اس لئے ان کے ساتھ ترویج پر راضی ہے۔ پھر بہت سے وعدے
 وعید کر کے خرید کو راضی کر لیا اور ان کو لے کر حضرت ابوطالبؓ کے گھر آئے۔ وہاں تمام فرزندانِ عبدالمطلب
 موجود تھے۔ درق نے اپنے بھائی کی طرف سے بہت معذرت کی اور دونوں بھائیوں نے وعدہ کیا کہ کل
 صبح اکابرِ قریش کے مجمع میں اس مبارک نکاح کا انعقاد کریں گے۔ پھر درق اپنے بھائی کو اور تمام اولاد
 عبدالمطلب کو اپنے ہمراہ کعبہ کے پاس لائے اور مجمعِ قریش میں خرید کی جانب سے وکالت کرتے ہوئے
 خدیجہؓ کے نکاح میں شرکت کی دعوت دی کہ کل صبح کو آپ سب لوگ خدیجہؓ کے مکان پر آئیں کیونکہ
 میں اپنے بھائی کی جانب سے وکیل ہو کر خدیجہؓ کا عقد محمدؐ سے اشد علیہ وآلہ وسلم سے کروں گا اور اس پر
 تمام اکابرِ قریش کو گواہ کیا۔ وہاں سے خوش و خرم خدیجہؓ کے پاس آئے اور ان کو خوشخبری دی۔
 خدیجہؓ نے ایک غلامِ فاجرہ ان کو عطا کیا جس کی قیمت پانچ سو اشرفیاں تھیں۔ درق نے کہا مجھے اس
 مالی دنیا کی طرف رغبت نہیں۔ میں اس معاملہ میں جو کوشش کر رہا ہوں اس سے بجز حصولِ شفاعتِ محمدؐ
 کوئی غرض نہیں ہے۔ پھر کہا اپنے مکان کو آراستہ کر دو اور ولیمہ کا انتظام کر دو کیونکہ تمام اکابرِ قریش
 تمہارے یہاں آئیں گے۔ غرض خدیجہؓ نے غلاموں اور کنیزوں کو حکم دیا انہوں بہترین فرش پر سے وغیرہ

جو کہ موجود تھے نکالے اور مکان کو ہر طرح آراستہ کیا اور بہت سے ہانور دیں کو ذبح کیا اور طرح طرح کے لذیذ کھانے، حلویے وغیرہ تیار کیئے اور ہر قسم کے میوے اور پھل جہنا کیئے۔ پھر وہ حضرت ابو طالب کے مکان پر آئے اور جناب سرور کائنات کی خدمت میں اپنی کوششوں کا تذکرہ کیا۔ حضرت نے شفاعت و کرامت کی خوشخبری دی۔ ابو طالب بھی انتظامِ عقد میں مشغول ہوئے۔

رعایت ہے کہ اُس وقت عرس و کُرسی و عہد میں آئے اور فرشتوں نے سجدہ شکر میں قیام کیا حق سبحانہ و تعالیٰ جبریلؑ کو حکم دیا کہ لو اے حمد کو کہہ پر نصب کریں۔ مکہ کے پہاڑوں نے غر سے سر بلند کیئے اور تقدیر میں تسبیح الہی میں مشغول ہوئے۔ زمین شادی سے ہالیدہ ہوئی کہ شرف میں عرسِ عالم سے بڑ تر ہوا۔ دوسرے روز صبح کو اکابر عرب اور صنادید قریش مثل ساروں کے غیر بچہ کے محل میں جمع ہوئے خدیجہ نے پیشا کر سیاہاں ہین کی تھیں اور عہدِ مجلس میں ایک بڑی کُرسی آراستہ کی تھی جو تمام کُرسیوں سے ممتاز تھی۔ جب ابو جہل طعون مجلس میں داخل ہوا نہایت غرور و نخوت کے ساتھ اُسی کُرسی کی طرف چلا۔ میرہ نے پکار کر کہا کہ اپنی قدر و منزلت پہچان اور اپنے درجہ سے آگے بڑھنے کی کوشش مت کر۔ دوسری کُرسی پر بیٹھ کیونکہ وہ تیری جگہ نہیں ہے۔ ناگہاں آوازیں بلند ہوئیں اور اہل مجلس اُٹھ اُٹھ کر استقبال کے لئے دوڑے۔ لوگوں نے دیکھا کہ عباس و حمزہ اور ابو طالب خراباں خراباں آئے ہیں حمزہ اپنی تلوار کھینچے ہوئے کہہ رہے ہیں کہ اسے اہل عرب دائرِ اُلوہ سے باہر نہ ہو سکتا عرب و عجم کے استقبال کو چلو کہ تمہاری طرف جدیدِ خداوند جبار احمد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آ رہے جو تاجِ انوار مزین اور صاحبِ عروج و قار ہے۔ ناگاہ سیدِ بشر خورشیدِ انور کے مانند نمودار ہوئے۔ سیاہ عمامہ سر پر باندھے ہوئے تھے، پیشانیِ اقدس سے نورِ ساحل تھا۔ عہدِ الطلب کا پہلا ہی جسم میں الیاس کی چادر و دوس ہر عہدِ الطلب کی تعلیم پیروں میں حصہ لے ایممِ علیل ہاتھ میں لینے ہوئے حقیقِ سرخ کی ٹوٹھی رکھتے مبارک میں پہنے ہوئے آ رہے ہیں۔ ان کے گرد تماشا کیوں گا اجڑ رہے جو حضرت کے حسن و جمال کے دیکھنے میں محو ہیں۔ حضرت کے سب چچا اور رشتہ دار آپ کو درمیان میں لینے ہوئے آ رہے ہیں تمام اشرف و اکابر قریش استقبال کے لئے حاضر ہیں۔ جب مجلس میں پہنچے اُس زینتِ بخش عرس کو اُسی کُرسی بلند پر بٹھایا اور تمام بنی ہاشم ان کے گرد بیٹھے۔ جناب حمزہ نے دیکھا کہ ابو جہل طعون اپنی جگہ سے میٹھائی کے لئے نہیں اُٹھا شیر کے مانند اُس معدنِ حسد و عداوت پر چھپے اور کہا اُٹھو نہ صبح و ساءم نہ رہے گا۔ یہ دیکھ کر اُس نا بکار نے ہاتھ قبضہ شمشیر پر رکھا۔ جناب حمزہ نے بے وقت کر کے اس کا رخ پکڑ لیا اور اس طرح دبا یا کہ اُس کے ناخنوں سے خون چپکنے لگا۔ اکابر قریش نے جناب حمزہ سے التماس کیا تو آپ نے اس کو چھوڑا اور اپنی جگہ پر آکر بیٹھے۔ پھر جناب ابو طالب نے نہایت فصاحت و بلاغت کے ساتھ خطبہ پڑھا اور در قدسے خدیجہ کو آنحضرتؐ کی زوجیت میں دیا۔ چھ چھینے کے بعد اس خاتونِ عظیم المرتبت کا رُخاف حضرت کے ساتھ فاتح ہوا۔ خدیجہ نے اپنے تمام اموال، فلام اور کنیزیں آنحضرتؐ کو مجبہ کر دیا۔ جب آنحضرتؐ رسالت پر مبعوث ہوئے سب سے پہلے عورتوں میں آپ ایمان لائیں۔ جب تک زندہ رہیں

آنحضرتؐ نے کسی دوسری صحت کی طرف توجہ نہ کی۔ جناب خدیجہؓ حسن و جمال اور حسن سیرت و کردار میں مکہ کی تمام عورتوں میں اپنی مثال نہ رکھتی تھیں۔ یہاں تک کتاب انوار کا مضمون تھا جو اختصار کے ساتھ نقل کیا گیا۔

صاحب مدد رحمہ اللہ نے روایت کی ہے کہ بشت کے ہانچ سال بعد جناب فاطمہؓ ہر سال علیہا کی ولادت ہوئی۔ آپ کی ولادت کی کیفیت یوں تحریر ہے کہ ایک روز جناب رسول خداؐ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے۔ جناب امیر المومنینؑ عمار یا سر مندر بن صفوانؓ حمزہؓ، عباسؓ، ابو بکر و عمرؓ بھی موجود تھے۔ ناگاہ جبریلؑ اپنی اصل صورت میں نازل ہوئے اور اپنے ہموں کو پھیلو یا جس نے تمام مشرق مغرب کو گھیر لیا اور آنحضرتؐ کو آواز دی کہ خداوند علیؑ اسے آپ کو سلام کہتا ہے اور علم دیتا ہے کہ چالیس روز خدیجہ سے عظیمہ رہیں۔ حضرتؐ بوجوب حکم چالیس روز تک خدیجہ کے پاس نہیں گئے۔ تمام دن روزہ رکھتے اور مائوں کو عبادت کرتے۔ عمار کو خدیجہ کے پاس بھیجا اور کہلا دیا کہ میرا نہ آنا کسی گراہت کے سبب نہیں ہے بلکہ خدا کا یہی حکم ہے تاکہ اپنی تقدیر جاری کرے اپنے متعلق سوائے نیکی کے کچھ اور خیال نہ کرنا کیونکہ خداوند عالم ہر روز چند بار اپنے فرشتوں سے تمہارے متعلق مبادات کرتا ہے۔ مناسب ہے کہ ہر شب اپنے دروازوں کو بند کر لینا اور اپنے لباس شب میں آرام کیا کرنا۔ میں اپنی بھی فاطمہ بنت اسد کے یہاں رہوں گا یہاں تک کہ وعدہ الہی کی مدت ختم ہو۔ فرض جناب خدیجہؓ آنحضرتؐ کی جدائی میں ہر روز کئی بار رو دیا کرتی تھیں جب چالیس روز ختم ہو گئے جبریلؑ آنحضرتؐ پر نازل ہوئے اور کہا خداوند رحیم و کریم آپ کو سلام کہتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کہ میری طرف سے تحفہ و کرامت کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اسی وقت میکائیلؑ نازل ہوئے اور ایک طبق لائے جس پر ایک رومال سندس پشت کا ڈھکا ہوا تھا۔ اور کہا خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے کہ آج اس طبق کے کھانے سے افطار کھئے۔ جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہر شب افطار کے وقت آنحضرتؐ مجھ سے فرماتے تھے کہ دروازہ کھول دو جس کا جی چاہے اگر میرے ساتھ کھانا کھائے۔ لیکن آج حضرتؐ نے فرمایا کہ جا کر دروازہ پر بیٹھو اور کسی کو اندر مت آنے دو کیونکہ میرے سوا ہر ایک پر یہ طعام حرام ہے۔ فرض افطار کے وقت حضرتؐ نے طبق کو کھول کر اس میں پشت کے میوؤں میں سے ایک خوشہ انگور اور ایک خوشہ خما کے تھے اور پشت کے پانی کا ایک گلاس۔ حضرتؐ نے ان میوؤں کو سیر ہو کر کھایا اور وہ پانی پیا۔ جبریلؑ نے پشت کی صراحی سے پانی ڈالا اور میکائیلؑ نے حضرتؐ کا ہاتھ دھویا اور اسرافیلؑ نے پشت کے بعدل سے حضرتؐ کے ہاتھ دھوئے اور باقی ماندہ کھانا صحن پر تھوڑے کچھ سماں پر واپس لے گئے۔ پھر حضرتؐ نماز کے لئے اٹھے۔ جبریلؑ نے کہا اس وقت نماز جائز نہیں ہے ابھی خدیجہؓ کے گھر جائے اور ان سے معافیت کیجئے کیونکہ خدا جانتا ہے کہ اس وقت آپ کی تسلی و ریت طاہرہ خلق فرمائے۔ یہ سنکر آنحضرتؐ خانہ خدیجہ کی طرف چلے۔ جناب خدیجہؓ کہتی ہیں کہ مجھے تنہائی سے اس ہو گیا تھا۔ رات ہوئی تو میں دروازوں کو بند کر لیتی ہوں گے گراہتی اور نماز میں مشغول ہو جاتی۔ پھر لباس شب پہن کر چراغ کو گل کر دیتی اور سو جاتی تھی۔ اس رات کے غنودگی میں

تھی کہ دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز کان میں آئی۔ میں نے پوچھا کون ہے۔ سوائے محمد مصطفیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی کو دروازہ کھٹکھٹانا مناسب نہیں ہے۔ حضرت نے فرمایا میں محمد ہی ہوں یہ سنتے ہی میں نے فوٹ کر دروازہ کھول دیا۔ آنحضرت کی یہ علامت تھی کہ جب سونے کا ارادہ کرتے پانی منگاتے اور تجدید و ہنو فرماتے اور دو رکعت نماز بجالاتے پھر بستر پر آکر لیٹتے تھے۔ لیکن آج رات یہ سب کچھ نہ کیا۔ میرا تھک چکا ہوا بستر پر لے گئے۔ جب مفاربت سے فارغ ہوئے میں نے نور فاطمہ اپنے شکم میں پایا۔ جناب معصومہ کی ولادت اور اس وقت کے مہمیزات ان کے احوال مہجرات کے الحباب میں بیان ہونگے انشاء اللہ۔ اللہ جناب خدیجہ کی تمام اولاد کا حضرت رسالت پناہ کی اولاد و امجاد کے ذکر میں تذکرہ کیا جائے گا۔

چھٹا باب

آنحضرت کے اسمائے گرامی انگشتی کے نقوش اور آپ کے
اسلحے وغیرہ کا تذکرہ جو آنحضرت سے منسوب ہے۔

فصل اول | حضرت کے اسمائے گرامی کا تذکرہ۔

ابن ابیہ نے بسند معتبر جامع بن جہاد شافعی سے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ میں لوگوں میں جناب آدم سے سب سے زیادہ مشابہ اور جناب ابراہیم سے سب سے زیادہ صوفت و سیرت میں مجھ سے مشابہ تھے۔ خدا نے بالائے مرشس سے میرے دس نام اپنے حکمت و جلال کے رکھے اور میرے اوصاف بیان فرمائے اور ہر بنیہ کی زبانانی ان کی قوم کو میری خوشخبری پہنچائی اور توحید و انجیل میں میرا بہت تذکرہ کیا ہے۔ اپنے کلام کی مجھے تعلیم دی۔ مجھ کو آسمان پر بلند کیا اور میرا نام اپنے نام بزرگ سے اشتقاق فرمایا۔ اس کا ایک نام محمود ہے اس لئے اس نے میرا نام محمد مصطفیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم رکھا اور مجھ کو بہترین زمانہ اور بہترین اُمت میں پیدا کیا۔ توحید میں میرا نام احمد رکھا کیونکہ توحید و یگانہ پرستی خدا کے سبب میری اُمت کے اجسام آتش جہنم پر حرام قرار دیئے۔ انجیل میں میرا نام احمد ہے کیونکہ میں آسمان میں محمود ہوں اور میری اُمت حمد کرنے والی ہے۔ زبور میں مجھ کو حاجی کہا گیا ہے اس لئے خدا میرے سبب زمین پر حوروں کی پرستش مثلے گا۔ اور قرآن میں میرا نام محمد رکھا ہے کیونکہ قیامت میں تمام اُمتیں میری مدد کر دیں گی اس سبب سے کہ سوائے میرے کوئی شفاعت نہ کرے گا مگر میری اجالت سے کرے گا۔ اور قیامت میں مجھ کو حاشمہ کے نام سے پکاریں گے کیونکہ میری اُمت کا زمانہ قیامت کے زمانہ سے

مستقل ہوگا۔ پھر محمد کو حق کے نام سے یاد کیا جائے گا کیونکہ میں لوگوں کو خدا کے نزدیک حساب کے لئے مقرر کر دیا
اور خدا نے میرا نام عتب رکھا ہے کیونکہ تمام پیغمبروں کے عتب میں آیا ہوں اور میرے بعد کوئی پیغمبر نہ ہوگا۔
میں رسول رحمت و رسول توبہ اور رسول ماحم ہوں یعنی جنگ کرنے والا ہوں اور میں رسول مطلق ہوں کہ
تمام انبیاء کے عقاب میں یعنی بد میں مبعوث ہوا ہوں۔ اور میں قہم ہوں یعنی کامل تمام کمالات کا جامع۔ اور
میرے پروردگار نے مجھ پر احسان کیا ہے اور کہا ہے کہ ہر پیغمبر کو اس کی امت کی زبان میں یعنی ایک زبان کھڑی
مبعوث کیا ہے اور تم کو ہر صرخ و سیاہ و مبعوث کیا ہے اور تمہاری مدد کی ہے اس خوف کے ساتھ جو
تمہاری طرف سے تمہارے دشمنوں کے دلوں میں ڈال دیا ہے۔ کسی دوسرے پیغمبر کے پاس سے ایسا
نہیں کیا۔ اور کافروں کا مال غنیمت تمہارے لئے حلال کر دیا ہے لیکن تم سے پہلے کسی کے لئے حلال
نہیں کیا تھا بلکہ ان کو حکم دیا تھا کہ کافروں سے جو مال غنیمت میں حاصل ہو اس کو ملا دو۔ اور تم کو اور
تمہاری امت کو وحش کے خزانوں میں سے ایک خزانہ عطا کیا ہے اور وہ سورۃ فاتحۃ الكتاب کے سورتوں
میں سے اور سورۃ بقرہ کی آیتیں ہیں۔ اور تمہارے امت کے لئے تمام زمینوں کو محل پھر
قرار دیا ہے برخلاف تمہارے گزشتہ کے کہ ان کو عبادت خانوں کے سوا کہیں بچہ کا حکم نہ تھا۔ اور
زمین کی خاک کو تمہارے لئے پاک کرنے والی بنایا اور کلمہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کو تمہاری امت کو بخشا۔
اور اپنا ذکر تمہارے ذکر سے حاصل کر دیا کہ جب تمہاری امت مجھ کو وحدانیت کے ساتھ یاد کرے تو تم کو
رسالت کے ساتھ یاد کرے۔ لہذا سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم کو اور تمہاری امت کو خوشخبری ہو۔
دوسری حدیث مغربہ میں ہے کہ یہودیوں کا ایک گروہ حضرت کی خدمت میں آیا اور سوال کیا کہ
کس سبب سے آپ کو احمد، محمد، ابو القاسم اور بشیر و نذیر اور داعی کہتے ہیں؟ فرمایا کہ مجھ کو محمد
اس لئے کہتے ہیں کہ میں میں مدح کیا گیا ہوں، احمد اس وجہ سے کہ اہل آسمان نے میری شہادت کی ہے اور
ابو القاسم اس سبب سے میرا نام ہے کہ روز قیامت خدا بہشت و دوزخ میرے سبب سے تقسیم کرے گا
لہذا جو شخص گزشتہ و آئندہ لوگوں میں سے کافر ہو گیا ہے اور مجھ پر ایمان نہیں لایا ہوگا اس کو جہنم
میں ڈالے گا اور جو شخص مجھ پر ایمان لایا ہوگا اور جس نے میری رسالت کا اقرار کیا ہوگا اس کو بہشت
میں داخل کرے گا۔ مجھ کو داعی اس سبب سے کہتے ہیں کہ میں لوگوں کو اپنے پروردگار کے دین کی دعوت
دیتا ہوں۔ نذیر اس لئے کہتے ہیں کہ جو شخص میری نافرمانی کرتا ہے اس کو آتش جہنم سے ڈلاتا ہوں۔
بشیر اس لئے کہ نام ہذا کہ اپنے فرمانبرداروں کو بہشت کی بشارت دیتا ہوں۔

حدیث موثقہ میں روایت ہے کہ حسن بن فضال نے امام رضا سے پوچھا کہ کس لئے حضرت رسالت
کی کیفیت ابو القاسم ہوئی؟ فرمایا اس لئے کہ حضرت کے ایک فرزند کا نام قاسم تھا۔ حسن نے کہا کیا حضور
نے اس سے زیادہ آگاہ کرنے کے قابل نہیں سمجھتے۔ فرمایا کیوں نہیں۔ شاید تم نہیں جانتے کہ آنحضرت
نے فرمایا ہے کہ میں اور علی اس امت کے دو باپ ہیں۔ میں نے عرض کی ہاں جانتا ہوں۔ تو فرمایا کہ کیا تم کو
معلوم ہے کہ آنحضرت تمام امت کے باپ ہیں۔ میں نے کہا ہاں پھر فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ علی علیہ السلام

دوسری حدیث میں حضرت صادق سے منقول ہے کہ طہ کے معنی ہیں اسے حق کے طلب کرنے والے اور حق کی جانب ہدایت کرنے والے۔ اور یسین کے معنی ہیں اسے سننے والے اور حق کے سامنے والے اور میرے زندہ بندے۔ اور دوسری حدیث میں لکھا ہے مرقا ہے۔

بہت سی حدیثوں میں خاصہ و عامہ سے منقول ہے کہ یسین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام ہے اور آل یسین آپ کے اہلبیت ہیں جن پر خدا نے قرآن میں سلام بھیجا ہے اور فرمایا ہے سَلَامٌ عَلَیْہِمْ اٰلِیْہِمْ وَآلِہٖمْ سَلَامٌ۔ (آیت سہ ماہست پت)۔ خدا نے قرآن میں سوائے اہلبیت رسول کے اور کسی کے اہلبیت پر سلام نہیں بھیجا ہے۔ قرأت اہلبیت کے مطابق ایسا ہی ہے یعنی سَلَامٌ عَلَیْہِ اٰلِیْہِمْ سَلَامٌ۔ دوسری روایت میں وارد ہے کہ یسین نام مت رکھو کیونکہ وہ آنحضرت کا نام ہے اور حضور نے اجازت نہیں دی ہے کہ کسی دوسرے کا نام یسین رکھا جائے۔ دوسری حدیث معتبرہ میں امام موسیٰ بن جعفر علیہم السلام سے منقول ہے لَعَلَّہُ فَاَنْکَشِبَ الْمَلٰٓئِکَۃُ رَاٰیۃً لِّہٖ سَوۡۃً زَخْرَفَہَا کی تفسیر میں آپ نے فرمایا کہ خدا آنحضرت کا نام ہے اس کتاب میں جس کو خدا نے حضرت ہوڈ پر نازل کیا تھا۔ اور کتاب مبین سے مراد امیر المؤمنین ہیں۔ روایات معتبرہ میں قول حق سبحانہ و تعالیٰ وَاللَّحْمُ اِذَا اُحْوِیۡ رَاٰیۃً سَوۡۃً النِّجۡمِ پت کی تفسیر میں وارد ہوا ہے کہ خدا نے ہنبر کی جسم کھالی ہے جس وقت کہ آپ معراج میں تشریف لے گئے یا دنیا سے رحلت فرمائی۔ نجم سے مراد آنحضرت ہیں جو آسمان ہدایت کے ستارے۔ اسی طرح قول خدا عَلٰی مَا تَدۡرِیۡہُمْ یَقۡتَدِرُ عَلٰیہِمْ سَوۡۃً اَخۡلَیۡہِمْ کی تفسیر میں حدیثیں وارد ہوئی ہیں کہ علامات سے مواد آنما اظہار ہیں جو بارہ ہدایت کے نشانات ہیں اور نجم رسول خدا ہیں جن سے ان لوگوں نے ہدایت پائی ہے۔ اور وَالشَّمْسُ وَطُلُوعُہَا رَاٰیۃً سَوۡۃً اَلشَّمْسِ پت کی تفسیر میں بہت سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں کہ شمس سے مراد خورشید فلک پت رسالت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قمر سے مراد امامت یعنی امیر المؤمنین ہیں جو تالی آنحضرت ہیں یعنی آپ کے پیچھے پیچھے آنے والے ہیں۔ اور نہار دون سے مراد ائمہ اظہار ہیں جنکے ثوب ہدایت سے دنیا روشن ہے۔ اور وَالْبَیۡتِیۡنِ رَاٰیۃً سَوۡۃً تِیۡنِ پت کی تفسیر میں وارد ہوا ہے کہ تین سے مراد سید المرسلین ہیں جو شجر نبوت کے بہترین ٹکڑے ہیں اور وَالزَّیۡتُونِیۡنِ سے مراد المؤمنین مراد ہیں جو ہر تاریکی مصلحت کے ظلم و روشنی بخشنے والے ہیں اور طُورِ سِیۡنِیۡنِ حسن و حسین علیہم السلام ہیں جو کرم و قارہ ملکین ہیں۔ اور بَکۡدِیۡ الزَّیۡلِیۡنِ سے مراد مومنان مراد ہیں جو علم الہی کے شہر ہیں۔

حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ راس الجالوت سے آپ نے پوچھا کہ انجیل میں لکھا ہے کہ فاطمہ علیہا حضرت عیسیٰ کے بعد آئے گا جو تہاری سختیاں اللہ مشکلیں آسان کرے گا اور میرے حق لینے کی شہادت دے گا جس طرح میں اسس کے لئے شہادت دے رہا ہوں۔ فہر علم کے مطالب تم پر واضح کرے گا۔ راس الجالوت نے کہا ایسا ہی ہے۔

بطریق عام انسانوں کی مالک سے رعایت ہے کہ ایک دفعہ خبر نہ فرمایا اسے کہ وہ مردم جو شخص آفتاب سے مستفیض نہیں ہوتا آفتاب سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتا ہے۔ اور جو آفتاب سے مستفیض نہیں ہوتا وہ زہر وہی کو غنیمت سمجھتا ہے اور اس کی روشنی سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ اور جو زہر سے بھی محروم رہتا ہے وہ فرقہ ان سے فیض حاصل کرتا ہے۔ غرض میں شمس ہوں، علیٰ قریب فاطمہؑ کہہ رہی ہیں اور حسنؑ اور حسینؑ فرقہ ان ہیں۔

اہل کے معنی اور یہ کہ آنحضرت ہر زبان و تحریر و حرف سے واقف تھے۔

فصل دوم

واقع ہو کر اس میں اختلاف ہے کہ آنحضرتؐ کو خدا نے انہی کیوں فرمایا ہے۔ بعض کہتے ہیں اس لیے کہ آپؐ رکھ پڑھ جانتے تھے؛ بعض کا قول ہے کہ آپؐ اہمیت سے منسوب ہیں یعنی بظاہر کسی سے تعلیم نہ حاصل کرنے کی وجہ سے مثل عرب کے ان پڑھ لوگوں کی طرح تھے؛ بعضوں نے کہا ہے کہ ام رماں کی جانب منسوب تھے یعنی بظاہر جس طرح ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے تھے اسی حال پر تھے اور کسی سے لکھا پڑھنا نہیں سیکھا تھا؛ اور بعض حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ آپؐ ام القریٰ یعنی مکہ کی جانب منسوب تھے اور اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ آنحضرتؐ نے بشت سے پہلے تک کسی سے لکھا پڑھنا نہیں سیکھا تھا۔ جیسا کہ خداوند عالم نے فرمایا ہے کہ وَمَا كُنْتَ تَشْكُرُ مِنْ قَبْلِهِ مِنْ كِتَابٍ وَلَا خَطٍّ يَشِيرُ بِكَ إِذَا لَا تَرَىٰ فِي السُّبُطِ لَوْنٍ رَاسِيَةً، سورۃ عنکبوت ۱۸، یعنی تم نے پہلے نہ کوئی کتاب پڑھی تھی نہ اپنے ہاتھ سے لکھا سیکھا تھا۔ اگر ایسا ہوتا تو اہل باطل شک میں مبتلا ہوتے۔ اور اس میں بھی اختلاف ہے کہ بشت کے بعد بھی رکھ پڑھ سکتے تھے یا نہیں؛ تو حق یہ ہے کہ آپؐ لکھنے پڑھنے پر قادر تھے۔ چنانچہ وحی الہی کے فدیہ آپؐ ہر چیز کو فانتے اور بخت خدا ہر اس کام پر قادر تھے جس سے دوسرے تمام لوگ عاجز تھے لیکن مصطفیٰ خود لکھتے نہ تھے۔ اور اکثر اوقات دوسروں کو خطوط پڑھنے کا حکم فرماتے۔ اور کسی انسان سے لکھا پڑھنا نہیں سیکھا تھا۔ چنانچہ حدیث صحیح میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ خط لکھتے اور پڑھتے تھے۔ دوسری متبر حدیث میں فرمایا کہ جن چیزوں کے ساتھ خدا نے اپنے پیغمبرؐ پر احسان کیا ہے ان میں سے ایک یہ بھی تھا کہ آپؐ اُمی تھے۔ لکھتے نہ تھے مگر خطوط پڑھ لیا کرتے تھے۔ اور دوسری حدیث حسن میں اس آیت کی تفسیر میں فرمایا، هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِمْ رِسَالَهُمْ جَعَلَ آيَاتِهِمْ، جس کا ترجمہ ہے کہ وہ خدا وہ ہے جس نے ایک رسولؐ ان رسولوں میں الہی میں سے بھوث کیا حضرت نے فرمایا کہ وہ لکھا پڑھنا جانتے تھے لیکن خود نہ کوئی کتاب خدا کی جانب سے اب تک ان کے لیے نہیں آئی تھی اور نہ ان میں کوئی پیغمبرؐ ہوا تھا اس سبب سے ان کو اُمی کہا۔ پسند متبر منقول ہے کہ

اے فرقہ ان دوسرے سب سے قلب شمالی کے نزدیک ہیں جو اس کے گرد گھومتے رہتے ہیں اور شام سے صبح تک ظاہر رہتے ہیں کسی وقت غائب نہیں ہوتے۔ مترجم

امام محمد تقی سے ایک شخص نے پوچھا کہ جناب رسول خدا کا نام اُمّی کیوں ہوا۔ حضرت نے فرمایا سستی لوگ کیا کہتے ہیں اس سے کہا کہ وہ کہتے ہیں کہ اس بے حضرت کو اُمّی کہا کہ آپ آپڑے تھے۔ فرمایا غلط کہتے ہیں۔ خدا ان سے مجھے ایسا کہہ کر جو سکتا ہے حالانکہ خدا حضرت کی شان میں فرماتا ہے کہ اُس نے اُن میں ایک رسول اُمّی میں سے بھیجا جو اُن کے سامنے خدا کی آیتیں پڑھتا ہے اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ اگر وہ خود کچھ نہیں جانتا تھا تو ان کو تعلیم کیسے دیتا تھا۔ واللہ حضرت تہذیبِ زبان میں لکھتے پڑھتے تھے۔ بلکہ خدا نے ان کو اُمّی اس لئے کہا کہ وہ اہل مکہ میں سے تھے اور مکہ کا ایک نام اُمّ القریٰ بھی ہے جیسا کہ فرمایا ہے کہ **وَلَقَدْ نَزَّلْنَا نَامُ الْقُرْیٰ وَ مَنْ حَوَّلَهَا رَاٰیٓ سُوۡۃَ الْاَنَامِ** (پ)۔ اور حدیث متبرہ میں حضرت صادق سے منقول ہے کہ جب ابوسفیان احد کی جانب بغیر جنگ روانہ ہوا۔ جناب عباس نے حضرت کو خط لکھا اس میں حضرت حال تحریر کر۔ جب وہ خط حضرت کے پاس لایا گیا آپ مدینہ کے ایک باغ میں تشریف فرما تھے۔ حضرت نے وہ خط پڑھا اور اپنے اصحاب کو نہیں بتایا بلکہ مدینہ سے چلنے کا حکم دیا۔ وہاں پہنچے تو اس خط کا مضمون لوگوں سے بیان فرمایا۔ دوسری حدیث میں فرمایا حضرت لکھتے پڑھتے تھے اور دوسروں کا لکھا ہوا بھی پڑھتے تھے بلکہ بغیر لکھا ہوا پڑھ لیتے تھے اور جانتے تھے پھر لکھے ہوئے کو کیسے نہ جانتے۔ حدیث صحیح میں آنحضرت سے قول حق لے لے **وَاُذِیۡنِ اِنِّیۡ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لَا یُنۡزِلُ عَلَیَّ وَ مَنْ یَّکۡفُرۡ سُوۡۃَ الْاَنَامِ** (پ) کی تاویل میں منقول ہے حضرت نے فرمایا کہ خدا نے میری جانب قرآن کو وحی کی ہے تاکہ تم کو اور ہر اس شخص کو ہر زبان اور وقت میں قذاب خدا سے ڈراؤں جس تک میری دعوت پہنچے۔ اور دوسری حدیث متبرہ میں امام محمد باقر سے منقول ہے کہ کوئی کتاب یا وحی نازل نہ کی مگر زبان عربی میں۔ مگر انبیاء کے کانوں میں انہی کی قوم کی زبانِ لغت میں پہنچتی تھی۔ اور ہمارے پیغمبر کے گوش مبارک میں عربی ہی زبان میں پہنچتی تھی اور ہر شخص مجھ حضرت سے باتیں کرتا اپنی ہی زبان میں کرتا لیکن آنحضرت کے کانوں میں عربی نہان میں اس کی باتیں پہنچتی تھیں۔ اور تمام آیتیں جو حضرت جبریل آنحضرت کے پاس لاتے حضرت کے احترام و تعظیم کے سبب انکی طرف سے ترجمہ کیا کرتے تھے۔

آنحضرت کی انگشتی، کپڑے، اسلئے، سوری اور تمام اسباب و سامان کا ذکر۔

فصل سوم

شیخ موسیٰ نے پسند متبرہ حضرت امام زین العابدین سے رعایت کی ہے کہ ایک دفعہ جناب رسول خدا نے اپنی انگوٹھی امیر المؤمنین کو دے کر فرمایا کہ اس پر محمد بن عبد اللہ نقش کرادو۔ جناب امیر نے حکاک کو نقش کے لئے دے دی۔ اُس نے محمد بن عبد اللہ نقش کر دیا۔ دوسرے دفعہ حضرت علی نے انگوٹھی حکاک سے واپس لی تو دیکھا کہ اس پر محمد رسول اللہ کندہ تھا۔ جناب امیر نے فرمایا میں نے تجھ کو یہ کندہ کرنے کو تو نہیں کہا تھا۔ اُس نے کہا یا حضرت آپ بجا فرماتے ہیں مجھ سے کھلی ہو گئی میرے اقبول سے ایسا ہو گیا۔ امیر المؤمنین وہ انگوٹھی آنحضرت کے پاس لے گئے اور واقعہ بیان کیا۔ آپ نے اس کو اپنی انگلی میں پہن لیا اور فرمایا میں محمد بن عبد اللہ بھی ہوں اور محمد رسول اللہ بھی ہوں۔ دوسرے دفعہ

جب اس کو دیکھا تو اس کے نیچے علیاً ولی اللہؑ بھی نقش تھا۔ حضرت کو حیرت ہوئی۔ اسی وقت جب سبیل نازل ہوئے اور کہا خدا فرماتا ہے کہ اے میرے حبیبؐ جو تم نے چاہا تم نے نقش کیا اور جو تم نے چاہا ہم نے نقش کیا۔ دوسری معتبر حدیث میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ کی انگوٹھی چاندی کی تھی اس کے نکلنے پر محمدؐ رسول اللہؑ کہہ دیا تھا۔ دوسری معتبر حدیث میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ کی دو انگوٹھیاں تھیں ایک پر لا الہ الا اللہ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللہِ لکھا تھا دوسری پر صَدَقَ اللہُ تَعَالٰی تحریر تھا۔ حدیث معتبر میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔ دوسری حدیث میں فرمایا کہ آنحضرتؐ تین گلاہ رکھتے تھے ایک یسینہ دوسری بیضا جو سفید تھی تیسری مضرہ تھی جس کے دو گوشے تھے جس کو جنگ کے موقع پر پہنتے تھے اور ایک چوڑا گھسا تھا جس پر آپؐ نیکہ کر لیا کرتے تھے۔ اور عید کے دنوں اپنے ہمراہ صحرا میں لے جایا کرتے تھے اور ظہر پڑھتے وقت اس پر نیکہ کرتے تھے۔ اور ایک چھڑی تھی جس کو مشکوک کہتے تھے اور ایک خیر تھا جس کو رکن کہتے تھے ایک پیالہ تھا جس کو فیض کہتے تھے اور ایک دو سرا پیالہ تھا جس کو ری کہتے تھے۔ حضرت کے پاس دو گھوڑے تھے ایک کا نام مر کبڑ اور دوسرے کا سبک تھا۔ دو غنیمت تھے۔ ایک کو ذلزل دوسرے کو شہیا کہتے تھے۔ دو اونٹنیاں تھیں قطبا و جذعا۔ چار تلواریں تھیں ذوالفقار حقون، مجنم اور رتوم۔ ایک ٹوٹا تھا جس کو یغور کہتے تھے۔ ایک عمار تھا صاحب نام۔ ایک لہو تھی لات الفضل جس کی تین کڑیاں چاندی کی تھیں ایک سامنے اور دو پیچھے۔ حضرت کا ایک فلم تھا جس کو عتاب کہتے تھے۔ ایک بار ہمداری کے لیے اونٹ تھا دیہاج نامی۔ ایک بوا تھا جس کو معلوم کہتے تھے اور ایک خود تھا جس کو سعد کہتے تھے۔ ان تمام چیزوں کو حضرتؐ نے اپنی وفات کے وقت امیر المومنین صلوات اللہ علیہ کو عطا فرمایا اور اپنی انگوٹھی اتار کر ان کی انگشت مبارک میں پہنا دی تھی۔ امیر المومنینؑ فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ کی ایک تلوار کے قاتل میں تھے ایک صحیفہ جس میں بے شمار علوم تھے۔ ان میں یہ تین بائیں بھی تھیں کہ اسٹش کے ساتھ تعلق قائم کرو جو تم سے تعلق قطع کرے؛ حق بات کہو اگرچہ تم کو نقصان ہی پہنچے؛ اور اسٹش کے ساتھ احسان کرو جو تمہارے ساتھ بُرائی کرے۔

دوسری حدیث میں منقول ہے کہ جب رسولؐ خدا نے خیبر فتح کیا آپؐ کو ایک ٹوٹہ نیت میں حاصل ہوا۔ وہ بقدرت خدا گویا ہوا کہ میرے مورث اعلیٰ کی نسل سے تھانہ دواز گوش پیدا ہوئے جن میں سے ہر ایک پر سوائے بنیہروں کے کوئی سوار نہیں ہوا۔ اور اس نسل سے بجز میرے کوئی باقی نہیں ہے۔ اور آپؐ کے سوا کوئی بنیہر بھی باقی نہیں ہے۔ میں ہمیشہ سے انتظار میں تھا۔ اس سے پہلے ایک بوڑھی کی ملک میں تھا اور دانستہ سرکش بنا ہوا تھا اور اس کو اپنی پشت سے گرا دیا کرتا تھا۔ وہ میری پیٹھ اور پیٹ پر مارتا تھا۔ حضرتؐ نے فرمایا میں نے تیرا نام یغور رکھا۔ اور فرمایا مجھے کسی ماہ کی ضرورت ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ جب اس سے کہا جاتا کہ رسولؐ خدا تم کو بھاتے ہیں تو فوراً دوڑتا ہوا آتا تھا۔ جب جب آنحضرتؐ لے رحلت فرمائی وہ بہت بچپن ہوا۔ اور رنج و غم کی شدت کے سبب اپنے کو کنوئیں میں

آنحضرتؐ کی انگلشٹری کا وہ لباس جس کے گرد سدا کی صورتیں لکھی گئی ہیں۔

محمدؐ کا حال اور بعد ازاں حضرتؐ کے ہمراہیوں کا حال۔

مرا دیا اور مر گیا۔ وہی گتواں اس کی قبر میں گیا۔ دوسری حدیث میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت علیؑ ایک ناقہ قصواتی تھا جب حضرت اس کی سواری سے اترتے تھے اس کے گے میں قال دیتے اور وہ گھومتا پھرتا تھا۔ مسلمان اس کا احترام کرتے تھے اور اس کو کھانے کو دیا کرتے تھے۔ ایک روز اس نے سمیرہ ابی جندب کے خیمہ میں اپنا سر داخل کیا اس نے اس کو ڈنڈے سے مارا جس سے اس کا سر بھٹ گیا۔ اس پر آنحضرتؐ کے پاس آکر سمیرہ کی شکایت کی۔ دوسری حدیث میں فرمایا کہ آنحضرتؐ کے ناقہ کی ناک کا حلقہ چاندی کا تھا۔ دوسری روایت میں فرمایا کہ آنحضرتؐ کے گھر میں ایک جھٹا سدرخ کھڑا تھا۔ دوسری چند حدیثوں میں فرمایا کہ آنحضرتؐ کی ناک ٹی چاندی کی تھی اور اس کا ٹکینہ گول تھا۔

بسمند معتبر علی بن ہریرہ سے منقول ہے کہ کہتے ہیں کہ میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا آپ کے ہاتھ میں فیروزہ کی انگوٹھی تھی جس پر ان اللہ الملک نقش تھا۔ حضرت نے فرمایا یہ وہ پتھر ہے جس کو جناب جبریل آنحضرتؑ کے واسطے بہشت سے ہدیہ کے طور پر لائے تھے اور حضرت نے جناب امیرؑ کو اسے عطا فرمایا تھا۔ بسمند معتبر عبد اللہ بن سنان سے منقول ہے کہ کہتے ہیں کہ حضرت صادقؑ نے ایک انگوٹھی جناب رسول اللہؐ کی مجھ کو دکھائی جس کا علقہ چاندی کا تھا اور گینہ سیاہ جس پر وہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نقش تھا۔ وہ سری معتبر حدیث میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ کی تلوار کا قبضہ چاندی کا تھا۔ اور بسمند معتبر امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت کی وہ افتاد آسمان سے جبریلؑ لائے تھے جس کا قبضہ چاندی کا تھا۔ آنحضرتؐ کے تمام سلاخ واسلحہ اور کپڑے وغیرہ کا تذکرہ میں کتاب المظاہر المتعین اور بحار النوار میں کرچکا ہوں۔ یہاں اتنا ہی کافی ہے۔

فصل ۱۲ | **تیمم:** فضائل، احکامات و نفل کے معنی و مطالبہ کے بیان میں۔

فصل چہارم خداوند عالم نے فرمایا ہے **فَاَلْقَيْنَا** وَاللَّيْلُ بَاقًا مَجْئِ قَسَمِ ہے وقت چاشت کی اور
رات کی جبکہ اس کی تاریکی زیادہ اور قائم ہو جاتی ہے یا چیزوں کو چھپا لیتی ہے۔ **مَا وَدَّكَ رَبُّكَ**
وَمَا عَلَيَّ تَهْمَانِ پر صد گارنے تم کو نہ چھوڑ دیا ہے کہ پھر وحی نہ بھیجے گا اور نہ تم سے ناراض ہے جیسا کہ
وہی دہریہ اس کے سبب کفار کہتے ہیں **وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَى** البتہ تمہارے لئے دنیا کے
آخرت بہتر ہے **وَكَسُوفٌ يُغْطِيكَ وَرَبُّكَ فَكَرْهُنِ** اور خدا غریب تم کو اس قدر غلاف لائے گا کہ
تم باطنی ہو جاؤ گے۔ زید بن علی سے روایت ہے کہ رضائے سرور کائنات اس میں ہے کہ خدا آپ کے
اطہیت کے ہمراہ آپ کے دوستوں اور محبتوں کو بہشت میں داخل کرے گا۔ حدیث متبر میں امام جعفر
صادق سے منقول ہے کہ ایک روز جب رسول خدا حضرت فاطمہ صلوٰۃ اللہ علیہا کے گھر تشریف لے گئے
دیگی کہ آپ بکلی بھول رہی ہیں اسی ایک موٹی چادر اوڑھے ہوئے ہیں جیسا کہ اذیت کا بکلی ہوتا ہے۔ حضرت
یہ حال دیکھ کر رونے لگے اور فرمایا اسے فاطمہ دنیا کی سختیاں آخرت کی ابدی نعمتوں کے عوض بے ہاشت کرو۔
اس وقت خدا نے یہ دونوں آیتیں نازل فرمائیں۔ قد سری حدیث میں وارد ہے کہ خدا نے پیغمبر کو
شہر ملک دکھانے جو آپ کی اُمت فتح کرے گی۔ حضرت دیکھ کر خوش ہوئے تو خدا نے فرمایا کہ تمہارے

واسطے آخرت دُنیا سے بہتر ہے اور تمہارا پروردگار قیامت کے روز تم کو اس قدر عطا کرے گا کہ تم راضی ہو جائے گے۔ خدا نے آنحضرتؐ کو بہشت میں ہزار ہزار ایسے بچے دیے جنکی زمین مشک کی ہے۔ اور ہر قصر میں عورتیں اور خدمتکار اس قدر ہیں جو قصر کے شایان ہے۔ اَلَّذِي يَتَمَنَّاهُ وَيُؤْتِيهِ مَا يَشَاءُ لَا يَخْتَلِفُ ذَا وَذِي وَجَدَكَ غَائِبًا مُّشْكًا وَجَدَكَ عَائِلًا مِّنْ غَيْرِ وَجَدَكَ فَقِيرًا وَجَدَكَ ثَرِيًّا۔ واضح ہو کہ اس آیت کی تفسیر میں مفسرین کے درمیان اختلاف ہے۔ وجہ اقل یہ کہ کیا خدا نے تم کو خیم بغیر باپ ماں کے تمہیں دیا یا۔ تو تم کو عبدالمطلب اور ابو طالب کے ذریعہ پناہ دی اور تمہاری تربیت و حفاظت پر ان کو موکل کیا اور تم کو کم شدہ پایا یعنی تم اپنے دادا سے کہہ کے دروں میں کم ہو گئے تھے یا اپنی داد علیہ السلام سے کم ہو گئے تھے تو عبدالمطلب کی تمہاری طرف رہنمائی کی جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت ایک سفر میں ابو طالب کے ہمراہ تھے رات کو شیطان نے آکر حضرتؐ کے تاق کی مہار بکڑ لی اور راستہ سے الگ کر دیا۔ پھر جبریلؑ آئے اور شیطان کو بھاگ دیا اور نادہ کو قافلہ سے طعن کر دیا۔ اور اسے رسولؐ تم کو عامل یعنی مفلس و بچی دست پایا تو خدا نے خدیجہؓ کے مال سے اور کافران کی غیبتوں سے طعن کر دیا۔ حدیث منقول ہے کہ امام زین العابدین علیہ السلام سے لوگوں نے پوچھا کہ خداوند عالم نے کس سبب سے آنحضرتؐ کو خیم کر دیا افسوس کہ ماں باپ کو آپؐ کی کم بختی میں دُنیا سے اٹھایا اور فرمایا اس لیے کہ آنحضرتؐ پر کسی مخلوق کا کوئی حق نہ ہے۔ اور دوسری حدیث منقول ہے کہ حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس لیے خیم کر دیا تھا کہ سنا ہے خدا کے آنحضرتؐ پر کسی کی اطاعت واجب و لازم نہ ہو۔ وجہ دوم امام محمد باقر اور امام جعفر صادق اور امام رضا علیہم السلام سے منقول ہے کہ ”تم خیم تھے“ کا مطلب یہ ہے کہ تم اپنے زمانہ کے یکن کماوت میں ملل و تنہم کے جو خدا نے تمہاری طرف لوگوں کی رہنمائی کی اور تم کو مرض خلافت بنایا اور تم لوگوں میں گناہ تھے۔ لوگ تم کو نہیں پہچانتے تھے اور تمہاری حدود و منزلت نہیں سمجھتے تھے۔ تو اہل دنیا کو ہدایت کی تاکہ تم کو پہچانیں اور خلافت کو تمہاری طرف محتاج کیا تو ان کو تمہارے علم سے حنی کر دیا۔ وجہ سوم حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ ”تم کو تنہا پایا تو لوگوں کے لیے تم کو پناہ کا مرکز بنا دیا اور تمہاری قوم تم کو گمراہ سمجھتی تھی تو ان کو تمہاری شناخت کی ہدایت فرمائی اور پریشان اور مفلس دیکھا جائے کہ قوم تم کو بے مال و دولت کے سمجھتی تھی تو تم کو بے نیاز کر دیا تمہاری دعا کو قبولیت کا درجہ دے کر کہ اگر تم کو سوتا بنا دینے کی دعا کر دے تو مقبول ہوگی۔ اور میں جگہ قدامت پرستی تمہارے احوال سے کھانا آجائے گا۔ میں جگہ پانی نہ ہو گا تمہارے واسطے ہاتھ پیرا کر دے گا اور فرشتوں کو تمہارا ہر حال میں صحت و عافیت بنایا۔

ساتواں باب

آپ کی صورت و سیرت کثیر الفضائل اور جسم اقدس کے بعض اوصاف و معجزات کا بیان

حدیث مقبر میں جناب امام حسن اور امام حسین علیہم السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت کی آنکھوں سے آپ کی عظمت کا ہر ہوتی تھی اور سینہ اقدس سے ہیبت نمایاں تھی اور چہرہ اقدس سے نور و درخشش تھا جس طرح چودھویں رات کا چاند چمکتا ہے۔ کمرے کو پرکھ جندی تھی جس سے بہت بلند معلوم ہوتے تھے سر مبارک بڑا تھا۔ سر کے بال نہ بہت کثرت رکھتے تھے نہ باطل سیدھے کمرے کمرے۔ اکثر اوقات کان کی ٹوسے آگے نہیں بڑھتے تھے۔ جب کبھی زیادہ لمبے ہو جاتے تو ننگ میں سے مانگ نکال لیا کرتے تھے اور سر کے دونوں طرف بالوں کو خالی کیا کرتے تھے آپ کا چہرہ اقدس سفید و نورانی تھا۔ پیشانی کشادہ اور باریک کمان کی طرح کھینچے ہوئے اور باہم ہٹے ہوئے نہ تھے۔ بعض روایت میں ہے کہ طے لگنے لگے۔ ایک رگ پیشانی کے درمیان تھی جو غصہ کے وقت پھول جاتی اور اکھڑاتی تھی۔ اور آنحضرت کی ناک کشیدہ اور باریک تھی درمیان سے انھی ہوتی جس سے ایک نور چمکتا تھا۔ ریش مبارک کھنی ہوتی جس کے بال برابر اور اوپر اوجھرتے ہوئے نہ تھے۔ وہیں اقدس بال مکمل چھوٹا نہ تھا۔ دانت بہت سفید براق نازک اور کشادہ تھے۔ نہایت نرم بال سینہ سے ناف تک لگے ہوئے تھے۔ اسی کی گردن صفائی و درخشندگی اور استقامت میں چاندی کی گردی کی طرح تھی جو بنائی جاتی ہے اور صیقل کی جاتی ہے۔ آپ کے جسم کے تمام اعضاء نہایت مناسب اور قوی تھے اور سینہ اور پیٹ ایک دوسرے کے برابر تھے۔ دونوں شانوں کے درمیان کشادگی تھی اور جسم کی تمام جڑ کی ہڈیوں کے سرے مضبوط اور ٹھوس تھے یہ شجاعت و قوت کی نشانی ہے اور عرب میں قابل تعریف سمجھا جاتا ہے۔ بدن مبارک سفید و نورانی تھا۔ سینہ کے درمیان سے ناف تک بالوں کا ایک باریک سیاہ چمکاؤں خط تھا مثل چاندی کے جس پر صیقل کیا جاتا ہو۔ ان کے صفائی کی زیادتی کے سبب ایک سیاہ خط معلوم ہوتا تھا۔ آپ کے پستان سینہ اور شکم ہر طرف بالوں سے غللی تھے آپ کے ہاتھوں اور شانوں پر بال تھے۔ کھنیاں چوڑی اور اخیلیاں کشادہ تھیں۔ ہاتھ پیر مضبوط تھے۔ یہ صفتیں مردوں کے لیے پسندیدہ اور بہادری اور طاقت کی علامتیں ہیں۔ انھیں ایسی بالہ اور پٹھانیاں صاف و کشیدہ تھیں۔ پیروں کے ٹوکے برابر نہ تھے بلکہ درمیان میں خالی تھے تو زین پر نہ لگتے تھے۔ پشت پا صاف و نرم تھیں اس حد تک کہ اگر انہر پانی کا ایک قطرہ گرا تو رگڑا تھا

ماستہ چلنے میں مغزوں کی طرح پیروں کو زمین پر کھینچتے نہ تھے بلکہ اٹھا کر چلتے تھے۔ سر جھکا کر چلتے تھے جیسے کہ بلندی سے آتے ہیں۔ جباروں کے مانند گردن پیڑھی نہ کرتے۔ قدم دور دور رکھتے مگر تپاؤ و وقار کے ساتھ رکھتے۔ کسی سے گفتگو کرتے تو صاحبان دولت کے مانند گوشہ چشم سے نہ دیکھتے بلکہ پورے جسم کے ساتھ اُس کی طرف مڑ جاتے۔ بیشتر نگاہیں نیچی رکھتے اور بہ نسبت آسمان کے زمین کی طرف زیادہ دیکھتے۔ نظر کرنے میں پوری آنکھیں کھول کر نہ دیکھتے بلکہ گوشہ چشم سے دیکھتے۔ جس کو دیکھتے سلام میں سبقت فرماتے۔ ہر وقت خود فکر میں رہتے کبھی خود غور میں اور کسی شغل سے غالی نہ رہتے۔ بلا ضرورت کلام نہ کرتے۔ باتیں کہنے میں پورا دھن نہ کھولتے لیکن گفتگو واضح اور صاف ہوتی تھی۔ کلمات جامع ہوتے جن میں الفاظ کم اور معانی بہت اور حق ظاہر کرنے والے ہوتے۔ کلام میں زیادتی نہ ہوتی، اظہار مقصد میں کمی نہ ہوتی۔ نہایت نرم مزاج تھے۔ سختی و درشتی آپ کے علقی کریم میں مطلق نہ تھی۔ کسی کو خبر نہ دیکھتے۔ تھوڑی نعمت کو بہت جانتے اور کسی نعمت کی مذمت نہ کرتے لیکن دنیا سے غالی کی کھانے پینے کی چیزوں کی تعریف بھی نہ فرماتے۔ کبھی خستہ نہ کرتے لیکن ایسے حق کے بارے میں جو ضائع کیا جاتا ہو خدا کی خوشنودی کے لیے غضبناک ہوتے اس طرح کہ کوئی آپ کو بہیمانہ نہ سکتا۔ اور آپ کے غضب کے مقابلہ پر ٹھہرنے کی تاب نہ رکھتا تھا یہاں تک کہ حصول حق کے لیے انتقام لے کر حق کو جاری فرما لیتے۔ کسی جانب اشارہ کرتے تو چشم و ابرو سے نہیں بلکہ ہاتھ سے اشارہ کرتے۔ تعجب کے موقع پر ہاتھ اٹھاتے اور حرکت دیتے۔ کبھی داہنے کو بائیں ہاتھ پر مارتے۔ جب خدا کے لیے خستہ فرماتے تو بہت اظہار کرتے۔ جب خوش ہونے آنکھیں جھکا لیتے اور خوشی کا اظہار بہت نہ کرتے تھے۔ حضرت کا ہنسا تبسم تھا اور ہنسنے کی آواز شکل سے ظاہر ہوتی۔ کبھی بھی ہنسنے میں دندا نہ لے لورالی شبیہ کے قطروں کے مانند چمکنے لگتے۔ گھر کی مشغولیت میں اوقات تہی حصول میں تقسیم کر رکھتا تھا۔ ایک حصہ عبادت خالق کے لیے، ایک حصہ الزماج کے لیے اور ایک حصہ اپنی ذات کیلئے جو وقت جس کام کے لیے ہوتا اس میں کسی دوسرے کام میں مشغول نہ ہوتے۔ اور وقت کا جو حصہ اپنے واسطے مخصوص فرمایا تھا وہ دوسرے لوگوں میں صرف کیا کرتے تھے اس میں سے کچھ اپنے لیے باقی نہ رکھتے۔ پہلے مخصوص لوگوں سے ملتے اس کے بعد باقی وقت عوام میں گزارتے۔ ہر شخص کی عزت و حق میں اُس کے علم اور اُس کی خصلت کے مطابق کرتے اور اُن کی ضرورت کے موافق ان کی طرف متوجہ ہوتے اور جو کچھ اُن کے فائدہ اور نعمت کی اصلاح کے لیے ضروری ہو بتایاں فرماتے اور بار بار فرماتے کہ موجودہ لوگ جو مجھ سے سن رہے ہیں اُن لوگوں تک پہنچا دیں جو موجود نہیں ہیں۔ فرمایا کرتے تھے کہ ان کی حاجتیں مجھ سے بیان کر دو جو خود دیکھنا تک پہنچیں نہیں پہنچا سکتے۔ بہ شہرہ شخص کسی کی حاجت کسی بادشاہ تک پہنچا تا ہے جو خود نہیں پہنچا سکتا خداوند عالم مدد فرمایا اُس کو ثابت قدم رکھے گا۔ ایسی ہی مفید باتوں کے سوا حضرت کی مجلس میں کوئی دوسری بات کا تذکرہ نہیں ہوتا تھا۔ حضرت کسی کی تعریف اور گفتگو میں غلطی پر ملاحظہ نہیں فرماتے تھے۔ آپ کے صحابہ آپ کی مجلس میں علم کے طالب ہو کر آتے اور رخصت ہوتے تو علم کی علامت شیریں لیکر جاتے اور دوسروں کی ہدایت و رہنمائی کرتے تھے یہ حال آرا حضرت کے گھر جانے کے بعد

حضرت عمرؓ سے باہر نکلتے تو بے فائدہ گفتگو نہیں کرتے لوگوں کی دلجوئی فرماتے ان سے نفرت نہیں کرتے تھے ہر قوم کے بزرگ کی عزت کرتے اور اس کو اس کی قوم پر والی بنا دیتے۔ لوگوں کے شر سے پرہیز کیا کرتے لیکن ان سے غلطی اختیار نہ فرماتے اور ان کے ساتھ خوشخوئی و خوشمزاجی میں کمی نہ کرتے۔ اپنے اصحاب سے جلتے رہتے اور ان کے حالات معلوم کرتے رہتے۔ ان کی جوابی باتیں لوگوں میں مشہور ہوتیں ان کی تعریف کرتے اور زیادہ ترغیب دیتے اور ان کی برائیوں کو ان کی نگاہوں میں بڑا ثابت کہہ کر ان کو ترک کرانے کی کوشش فرماتے۔ آپؑ کے تمام کام احتیال کے ساتھ ہوتے افراط و تفریط سے کام نہ لیتے۔ لوگوں کے حالات سے غافل نہ ہوتے بلکہ خود بھی غافل نہ ہوں اور باطل کی طرف رجوع نہ ہو جائیں۔ اور حق کے اظہار میں کوتاہی نہ کرتے اور اس سے دست بردار نہیں ہوتے تھے۔ نیک لوگوں کو اپنے پاس جگہ دیتے تھے۔ آپؑ کے نزدیک لیاق صاحب فضل و شرف و تھا جس کی خیر خواہی مسئلہ نون کے حق میں زیادہ ہوتی اور سب سے زیادہ بزرگ وہ تھا جو لوگوں کے ساتھ زیادہ نیکی و احسان کیا کرتا۔ حضرت کی مجلس کے آداب یہ تھے کہ مجلس میں نہیں بیٹھتے اور وہاں سے نہیں اٹھتے مگر ذکرِ خدا کے ساتھ۔ اور مجلس میں اپنے واسطے کوئی مخصوص جگہ قرار نہ دیتے اور لوگوں کو بھی اس سے منع فرماتے۔ جب کسی جلسہ میں تشریف لے جاتے سب کے پیچھے جو جگہ خالی ہوتی وہیں بیٹھ جاتے تھے اور لوگوں کو بھی اسی کی ترغیب دیتے۔ اپنے اہل مجلس میں سے ہر ایک کے ساتھ اس طرح احترام و عزت کے ساتھ انتفاع فرماتے کہ ہر شخص یہ سمجھتا تھا کہ دنیا میں مجھ سے زیادہ حضرت کے نزدیک بلند مرتبہ کوئی نہیں۔ جس کے ساتھ بیٹھتے جب تک وہ خود نہ اٹھتا حضرت بھی نہ اٹھتے تھے۔ اگر کوئی شخص کوئی حاجت پیش کرتا تو جیسے الامکان روا کر دیتے تھے۔ ورنہ اس سے شہر میں کلامی اور وعدہ کے ساتھ راضی کر لیتے آپؑ کا خلق عظیم تمام دنیا پر چھایا ہوا تھا۔ تمام لوگ آپؑ کے نزدیک حق میں برابر تھے۔ آپؑ کی مجلسِ اقدس بردباری، حیا، سخاوت اور امانت سے مملو ہوتی اس میں شور و غل نہیں ہوتا تھا کسی کی بُرائیاں نہیں بیان کی جاتی تھیں۔ اگر کسی سے کوئی غلطی یا خطا سرزد ہوتی تو اس کا ذکر نہیں کیا جاتا تھا۔ سب کے سب آپؑ میں ایک دوسرے کے ساتھ عدلی و انصاف اور نیکی و احسان کا برتاؤ کرتے۔ اور ہر ایک دوسرے کو تقویٰ و پرہیزگاری کی وصیت کرتا اور آپؑ میں تواضع اور عاجزی کا برتاؤ کرتے۔ بڑھوں کی عزت کرتے چھوٹوں پر رحم کرتے اور صاحبِ حاجت کو اپنی ذات پر ترجیح دیتے غریبوں کی رعایت کرتے۔ آنحضرتؐ کی حالات اہل مجلس کے ساتھ یہ تھے کہ ہمیشہ کشادہ رو اور نرم خور رہتے کسی کو آپؑ کی ہمیشگی سے زحمت و تکلیف نہ ہوتی۔ آپؑ تند مزاج اور سخت کلام نہ تھے۔ کبھی غصہ بات زبان سے نہ نکالتے۔ لوگوں کے عیوب نہ بیان کرتے نہ بہت تعریف کرتے۔ اگر کوئی بات خلاف مزاج ہو جاتی تو نظر انداز فرماتے کوئی شخص آپؑ سے ناامید نہیں ہوتا تھا۔ کسی کی امید آپؑ سے منقطع نہیں ہوتی تھی۔ کسی سے لڑنے نہ تھے بہت باتیں نہ کرتے۔ جس چیز سے کوئی فائدہ نہ ہوتا اس کی طرف انتفاع نہ کرتے۔ کسی کی مذمت نہ کرتے کسی کی سرزنش نہ فرماتے۔ لوگوں کے عیوب اور غلطیوں کی جستجو نہ کرتے۔ کسی امر میں کلام نہ کرتے سوائے

اس کے جس میں ثواب کی امید ہوتی۔ جب حضرت گنگو کہتے تو اہل مجلس سر جھکا کر اس طرح خاموشی و ساکت ہو جاتے گویا کہ ان کے سروں پر طیور بیٹھے ہیں۔ حضرت کے سامنے لوگ شور و غل اور آپس میں تکرار نہ کر سکتے بلکہ ایک شخص بات کرتا تو دوسرے لوگ خاموش ہو کر خود سے ہنستے۔ اس کی باتوں کے خلاف کلام نہ کرتے۔ حضرت لوگوں کے ساتھ ان کے ہنسنے اور تعجب میں ان کی موافقت فرماتے۔ غریبوں اور دیہاتیوں کے غلام و بندگان پر تاثر و صبر کرتے یہاں تک صحابہ ان کو اپنے ساتھ حضرت کی مجلس میں لاتے اور وہ سوال کرتے اور استفادہ ہوتے۔ آنحضرت خود فرمایا کرتے تھے کہ اگر کسی حاجت مند کو دیکھو تو میرے پاس لاؤ۔ حضرت کو خوشامانہ مدح و ثنا پسند نہ تھی سوائے اس کے جس پر حضرت نے کچھ احسان فرمایا ہوتا۔ آپ کسی کی بات قطع نہ کرتے سوائے اس کے کہ وہ گنگو باطل ہوتی تو حضرت منع فرماتے یا خود وہاں سے اٹھ کر چلے جاتے۔ آنحضرت جب سکوت فرماتے تو چاروں چوں کے سبب۔ علم جو باہوں کے مقابلہ میں ہوتا جبکہ وہ نامناسب اور بیہودہ بات کرتے یا اس کے شر سے محفوظ رہنے کے لیے سکوت فرماتے یا ہر شخص کی قد و منوات کے لحاظ سے ہوتا یا غور و فکر کے سبب سے ہوتا۔ ہر شخص کی قد و منوات کا لحاظ یہ کہ تمام اہل مجلس پر کیا انکساف فرماتے اور ہر ایک کی باتیں توجہ سے ہنستے۔ اور غور و فکر و نہانے خالی اور دار بقائے ہاسے میں ہٹا کرنا۔ حضرت کی ذات علم و صبر کا مجموعہ تھی۔ کوئی بات آپ کو غضبناک نہیں کرتی تھی اور کوئی چیز آپ کو پسند نہیں کرتی تھی۔ چارہاں آپ کی احتیاط و برہنہ کی تھیں۔ نیکیوں کا کرنا تاکہ لوگ آپ کی پیروی کریں، برائیوں کا ترک تاکہ لوگ ترک کر دیں۔ جس امر میں اُمت کا فائدہ ہو اس میں زیادہ کوشش۔ ایسے امر کا عمل میں لانا جس میں اُمت کے لیے دنیا و آخرت کی بہتری ہو۔

حدیث معتبر میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا کے چہرہ انور کا رنگ سفید سُرخ مائل تھا، آنکھیں سیاہ اور کشادہ، ابرو ہار یک اور ملے ہوئے، انگلیاں متفرق اور مضبوط سُرخ مائل جس سے نور سا طبع تھا، حضرت کے گاندھوں کی ہڈیاں قوی، ناک کشیدہ اس حد تک کہ جب ہانی زور سے فرماتے تو پانی کے قریب پہنچ جاتی، کوئی حسن و سیرت میں آنحضرت کے برابر نہ تھا اور نہ ہو سکتا ہے۔ دوسری حدیث میں فرمایا کہ آنحضرت کے بچھے ہونٹ ہار یک خال تھا اور حضرت امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ جب آنحضرت کو غصہ آتا تو آپ کی پیشانی انور سے مثل موتیوں کے پسینہ ٹپکنے لگتا۔

عبداللہ بن سلیمان سے روایت ہے کہ کہنے ہیں کہ جناب بیٹے کی انجیل میں میں نے پڑھا ہے کہ خدا نے ان کو وحی کی کہ اے بیٹے اے فرزند طاہرہ بتول اہل سوریا کو بتادو کہ میں خداوند دائم ہوں جس کو زوال نہیں۔ پیغمبر اُمّی کی تصدیق کرو جو صاحب شہر و مدینہ و حمامہ و حصا ہے۔ جس کی آنکھیں کشادہ، پیشانی چوڑی، ابرو نمایاں، کشیدہ ناک کشادہ دندان ہوں گے۔ اس کی گردن صراحی انور کے مانند ہوگی جس کے پیچھے سے نور سا طبع ہوگا گویا اس پر سونا چڑھا ہوا ہے۔ ہار یک بال سینہ سے ناف تک آگے ہوں گے۔ تمام سینہ اور پیٹ بالوں سے خالی ہوگا، وہ گندمی رنگ ہوگا۔ جب کسی مجلس میں

ہوگا ہر ایک سے بلند نظر آئے گا۔ اس کے چہرے پر پسینہ کے قطرے متویں گے مانند ہوں گے جن سے مشک کی خوشبو آتی ہوگی۔ اس کا مثل نہ پہلے کسی نے دیکھا ہوگا نہ بعد اس کے دیکھا جائے گا۔ خوشبو بہت پسند کرنے والا اور بہت سی عورتوں سے نکاح کرنے والا ہوگا۔ اس کی نسل کم ہوگی اور اس کی دختر بابرکت سے بڑھے گی۔ جس کے لئے بہشت میں ایسا گھر ہوگا جس میں نہ کوئی دُکھ ہوگا نہ درد و غم۔ وہ اس لڑکی کی آخر زمانہ میں کفالت کرے گا جس طرح زکریاؑ نے تمہاری ماں کی کفالت کی ہے اس دختر سے دو فرزند پیدا ہوں گے جو شہید ہوں گے۔ اس پیغمبر کا کلام قرآن ہوگا دین اسلام ہوگا۔ طوبیٰ ہے اس کے لئے جو اس کے زمانہ میں ہو اور اس کا کلام سنئے۔ عیسیٰؑ نے کہا خداوندِ طوبیٰ کیا ہی فرمایا ایک درخت ہے بہشت جس کو میں نے اپنے دست قدرت سے بویا ہے جس کا سایہ تمام بہشتوں میں ہے۔ اس کی جڑ رفوان ہے اس کا پانی چشمہٴ نسیم کا ہے جس کا پانی سردی میں کافور لذت میں زنجبیل ہے۔ جو اس کا پانی ایک گھونٹ بھی پی لے گا کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ جناب عیسیٰؑ نے عرض کی اے پالنے والے اس میں سے غلوڑا پانی مجھے بھی عطا فرما۔ خدا نے فرمایا اے عیسیٰؑ اس کا پانی تمام اہل عالم پر حرام ہے جب تک وہ پیغمبر اور اس کی اُمت نہ رہے۔ اے عیسیٰؑ تم کو آسمان پر اٹھا لوں گا۔ پھر آخر زمانہ میں زمین پر بھیجوں گا تاکہ ان کے ساتھ نماز ادا کرو کیونکہ وہ امتِ محمدیہ ہے۔

حدیث متبر میں حضرت امیر المؤمنینؑ سے منقول ہے آپؑ نے فرمایا کہ میں نے کسی کو پیغمبرِ خدا کے مانند نہیں دیکھا جس کے دونوں شانوں کے درمیان اتنی کشادگی ہو۔

بسنہ مثنیٰ امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ پیغمبرِ خدا نے فرمایا کہ ہم گرد و انبیاء کی آنکھیں سوتی ہیں لیکن دل بیدار رہتے ہیں۔ اور میں جس طرح سانس دیکھتا ہوں اسی طرح سر کے پیچھے سے دیکھتا ہوں۔ اور دوسری چند حدیثوں میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ ایک روز جناب ابو ذرؓ آنحضرتؐ کی ملاقات کے لئے آئے معلوم ہوا کہ حضرتؐ فلاں باغ میں ہیں۔ وہاں گئے تو دیکھا کہ حضرتؐ سو رہے ہیں تو ایک ٹوکھی لکڑی لے کر توڑا تاکہ امتحان کریں کہ آنحضرتؐ سو رہے ہیں یا جاگتے ہیں۔ حضرتؐ نے ہتھکیں کھولیں اور فرمایا ابو ذرؓ میری آزمائش کرتے ہو تم کو ہمیں معلوم کیا کہ جس طرح میں تم کو بیداری میں دیکھتا ہوں اسی طرح نیند میں بھی دیکھتا ہوں۔ میری آنکھیں سوتی ہیں میرا دل نہیں سوتا۔ اور بسند ہائے صحیح بہت سی حدیثوں میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں تم کو کشتِ سر سے اسی طرح دیکھتا ہوں جس طرح سامنے سے دیکھتا ہوں۔ لہذا نماز میں اپنی صفیں درست رکھو ورنہ خداوندِ عالم تمہارے دلوں میں باہم مخالفت پیدا کر دے گا۔

دو حدیث متبر میں امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ خداوندِ عالم نے آنحضرتؐ کے واسطے بہشت سے ہر یہ بھیجا جس کے کھانے سے چالیس مردوں کی قوتِ مجامعت آنحضرتؐ میں پیدا ہو گئی۔ دو سری روایت میں وارد ہے کہ پیغمبرؐ نے درویش کی خدا سے شکایت کی تو خدا نے فرمایا کہ ہر یہ کھاؤ۔

حدیث مقبرہ میں امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ ہنبر خدا کو جو شخص شب تاریک میں دیکھتا تو آپ کے چہرہ اقدس سے ماہ تاباں کے مانند نور دکھائی دیتا۔

علمائے خاصہ و عامہ نے آنحضرت کے جسم اقدس کے بہت سے معجزات بیان کیے ہیں ان میں سے چند معجزات کا ذکر ہم کرتے ہیں:-

۱۔ اقول یہ کہ ہمیشہ آپ کی جبین اقدس سے نور صادر رہتا اور راتوں میں مثل روشنی ماہ و در و دیوار پر چمکتا۔ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات جناب عائشہ کی سوتلی گم ہو گئی تھی جب آنحضرت حجرہ میں داخل ہوئے تو آپ کے نور میں وہ سوتی ان کو مل گئی۔ اور روایت ہے کہ رات کی تاریکی میں حضرت کے ساتھ لوگ چلتے تو حضرت اپنے ہاتھ کو اٹھا دیتے۔ آپ کی انگلیوں سے نور چمکتا جس کی روشنی میں لوگ راستہ چلتے تھے۔ درقلم جسم کی خوشبو بہ آپ جس راستہ سے گزرتے تو وہ منہ کے بعد جو شخص بھی اُدھر سے جاتا آنحضرت کی خوشبو سے بھ لیتا تھا کہ حضرت اُدھر سے گزرتے ہیں۔ لوگ آنحضرت کا پسینہ جمع کرتے تھے جس کی خوشبو کے برابر کوئی خوشبو نہیں پہنچتی تھی۔ اس کو لوگ عطر میں ملا لیا کرتے تھے۔ پانی کا ڈول آپ کے پاس لایا جاتا اس میں سے آپ ایک گھونٹ پانی لے کر اسی میں کلی کر دیا کرتے تو وہ پانی مشک سے زیادہ خوشبودار ہو جاتا۔ معلوم آفتاب میں آپ کا سایا نہ ہوتا۔ چوتھے یہ کہ جس کسی کے ساتھ آپ راستہ چلتے تھے ایک انگل اس سے بلند ہوتے۔ پانچویں ہمیشہ دُحوب میں آپ کے سر پر ابر سایہ لگی رہتا۔ چھٹے یہ کہ جس طرح آپ سامنے سے دیکھتے پشت سے بھی اسی طرح دیکھتے تھے۔ ساتویں یہ کہ کسی کوئی بدبو آپ کے داغ تک نہیں پہنچتی تھی۔ آٹھویں یہ کہ جس چیز میں آپ کا عاب و ہن پڑ جاتا اس میں برکت ہوتی اور جس بیمار کے ہدم میں استسما ہوتا اس کو شفا ہوتی۔ نوٹی یہ کہ آپ ہر زبان میں گفتگو کرتے تھے۔ دسویں آپ کی ریش انور میں سات سفید بال تھے جو مثل آفتاب کے چمکتے تھے۔ گیارہویں ہند کی حالت میں بھی اسی طرح سنتے تھے جس طرح بیماری میں سنتے تھے۔ آپ فرشتوں کی باتیں سنتے تھے لیکن دوسرے لوگ نہیں سن سکتے تھے۔ اور دلوں میں جو کچھ گزرتا حضرت کو معلوم ہو جاتا تھا۔ بارگھویں فہر نبوت جو آپ کے پشت اقدس پر تھی اس سے ایسا نور چمکتا تھا جو آفتاب کے نور پر غالب ہوتا۔ تیرہویں یہ کہ پانی آپ کی انگلیوں سے جاری ہو جاتا۔ ستر گز سے آپ کے ہاتھوں میں سبج کیا کرتے تھے۔ چودھویں یہ کہ آپ غنہ ستمہ اور ناف پر ہڈ پیدا ہوئے تھے۔ ہند ہویں فضلہ جو حضرت کا ہوتا اس سے مشک کی خوشبو لگتی اہ کوئی اس کو دیکھنے نہیں جاتا تھا۔ زمین خدا کی جانب سے مامور تھی کہ وہ اس کو بھل جاتی۔ سو لہوئیں جس جانور پر آپ سوار ہوتے وہ کسی بوڑھا نہ ہوتا۔ سترہویں قوت میں کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ اٹھارہویں تمام مخلوقات آپ کا احترام کرتی تھی۔ آپ جس پھر یا درخت کے پاس سے گزرتے وہ جھک جاتا اور سلام کرتا۔ پچیسویں آپ کی گہوارہ نبیانی ماہ کرتا اور مٹتی اور دوسرے جانور آپ کے جسم اقدس پر نہیں بیٹھتے تھے۔

ایسی تیس اگر آپ زمین ترم پر راستہ چلتے تو پیروں کا نشان نہ پڑتا اور زمین سخت پر نشان بن جاتا۔ بیستویں خداوند عالم نے آپ کی ربیت لوگوں کے دلوں میں ڈال دی تھی کہ باوجود تواضع و انکساری اور

شفقت و رحمت کے کوئی آپ کے چہرہ کو نظر ہر کے نہیں دیکھ سکتا تھا۔ ہر کا فرد منافق جب آپ کو دیکھتا تو کانپ جاتا اور دو ماہ کے راستہ کی مسافت سے کافروں کے دل و زہر آپ کی ہیبت کا اثر ہو جاتا تھا۔

حدیث معتبرہ میں امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ امام زین العابدین جس وقت قرأت فرماتے تو آپ کی خوش الحانی کے سبب راہ چلنے والے، موشس ہو جاتے۔ اگر حضرت اپنی خوش الحانی لوگوں پر ظاہر کرتے تو کوئی سُننے کی تاب نہ لاسکتا۔ راوی نے عرض کی مولا حضرت سرور کائنات کس طرح لوگوں کے ساتھ نماز پڑھتے اور تلاوت قرآن فرماتے تھے اور لوگ سُننے لگتے تھے؟ فرمایا آنحضرت بس اسی قدر خوش الحانی فرماتے تھے جس قدر لوگوں میں سُننے کی تاب تھی۔

بند معتبر امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام بادشاہ ہوئے۔ جناب زلیخا آپ کی ذیورٹی پر مائیں اور اندر داخل ہونے کی اجازت طلب کی۔ جب وہ اندر پہنچیں جناب یوسف نے ان سے پوچھا کہ کیوں وہ تمام حرکتیں تم نے کی تھیں؟ انہوں نے کہا آپ کے شہنشاہی مجھے بیتاب کر دیا تھا۔ حضرت یوسف نے فرمایا اگر تم پیغمبر آخر الزمان کو دیکھتیں جو مجھ سے زیادہ خوب صورت، خوش خلق اور صفا کرنے والے ہوں گے تو کیا کر تھیں؟ انہوں نے کہا آپ کے سچ فرمایا۔ جناب یوسف نے کہا کیونکہ تم نے سمجھا کہ میں نے سچ کہا ہے؟ انہوں نے کہا اس لیے کہ جب آپ نے آنحضرت کا نام لیا، ان کی محبت میرے دل میں پیدا ہو گئی۔ اُس وقت خدا نے جناب یوسف کو وحی کی کہ زلیخا سچ کہتی ہے۔ ادب اس سبب سے اس کو دوست رکھتا ہوں کہ وہ آنحضرت کو دوست رکھتی ہے۔ تو جناب یوسف نے ان کے ساتھ عقد کیا۔

دوسری روایت میں منقول ہے کہ لوگوں نے حضرت رسالت پناہ سے پوچھا کہ آپ کی ریش ہلکے بال کیوں جلد سفید ہو گئے؟ حضرت نے فرمایا کہ مجھ کو سورۃ بقرہ، سورۃ فاطر، سورۃ مرسلات اور عم یقیناً لوہے نے پورے کر دیا جن میں قیامت اور گزشتہ امتوں کے عذاب کا تذکرہ ہے۔

احادیث معتبرہ میں امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ حضرت رسولی خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سر کے بال اس قدر نہیں بڑھاتے تھے کہ مانگ نکالتے کی ضرورت ہوتی۔ بہت لمبے ہوتے تو کان کی ٹونگ پہنچ جاتے۔ حضرت ان کو نہیں کٹاتے تھے مگر حج و عمرہ کے موقع پر۔ اور جب حدیبیہ کے عمرہ سے آنحضرت رُک و چنے گئے تو سر کے بال سال بھر تک نہیں ترشوائے۔ اور سبب یہ تھا کہ اُس زمانہ میں سر منڈانا بہت بدنما سمجھا جاتا تھا۔ اور نبی اور امام کوئی ایسا کام نہیں کرتے تھے جو ننگا ہوں میں بھیج معلوم ہو۔ جب اسلام پھیل گیا، سر منڈانے کی قباحت فوری ہو گئی پھر ہمارے آئمہ اطہار علیہم السلام سر منڈایا کرتے تھے۔

لے مؤلف فرماتے ہیں کہ ان میں ہر ایک کا بیان آئندہ ابواب میں مفصل کیا جائے گا۔

آنکھوں باب

آنحضرت کے اخلاق حمیدہ و اطوار پسندیدہ اور آپ کی سیر و عادت کا تذکرہ

حدیث حسن میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت کا لباس پرانا ہو گیا تو ایک شخص نے حاضر خدمت ہو کر ہاتھ و دم ہدیہ کیے جو اس زمانہ کے سکہ کے پانچ سو کے برابر ہوتے تھے۔ آنحضرت نے جناب امیر سے فرمایا کہ ان درہموں کو لو اور میرے لئے ایک پیرا بن خرید لاد۔ جناب امیر فرماتے ہیں کہ میں بازار گیا اور ہاتھ و دم کا ایک پیرا بن خرید لایا۔ حضرت نے دیکھا اور فرمایا کہ اس سے کم قیمت کا لباس مجھے اچھا معلوم ہوتا ہے۔ پانچ سو کی رقم دیکھتے ہو کہ دکاندار اس کو واپس لے لے گا، میں نے عرض کی کہ میں نہیں جانتا۔ فرمایا دیکھو ممکن ہے راضی ہو جائے۔ میں دکاندار کے پاس آیا اور کہا رسول اللہ کو یہ لباس پہند نہیں ہے اس سے کم قیمت کا لباس چاہئے۔ یہ سن کر اس نے قدم واپس کر دیئے میں نے وہ دم لاکر حضرت کو دے دیئے۔ پھر آنحضرت میرے ہمراہ بازار چلے راستہ میں ایک کنیز کو دیکھا کہ ہنسی رو رہی ہے۔ حضرت نے اس سے پوچھا کیوں رو رہی ہے؟ اس نے کہا یا رسول اللہ میرے مالک نے کچھ چندوں ہاتھ سے لے لئے ہیں چار دم دینے تھے جو کہیں کم ہو گئے۔ اب میری ہمت نہیں ہوتی کہ گھر واپس جاؤں۔ حضرت نے چار دم اس کو عطا فرمائے اور کہا اپنے گھر واپس جا۔ اور خود ہاتھ دے کر لے گئے۔ اور ایک کردہ چار دم میں خرید کر زیب جسم کیا اور شکر خدا بجالائے۔ جب واپسی میں ہاتھ سے نکلے تو ایک خیریاں شخص کو دیکھا جو کہہ رہا تھا کہ جو شخص مجھے لباس پہنانے خدا اس کو لباس بہشت پہنانے گا۔ حضرت نے اپنا پیرا بن اتار کر اس کو پہنا دیا۔ پھر بازار واپس گئے اور چار دم میں دوسرا پیرا بن خرید کیا اور پہنا اور خدا کی حمد بجالائے۔ واپسی پر اسی کنیز کو دیکھا کہ درمیاں ناہ چلی ہوئی ہے۔ حضرت نے اس سے پوچھا کیوں گھر نہیں واپس گئی؟ اس نے عرض کی یا رسول اللہ دیر ہو گئی ہے مجھ کو خوف ہے کہ میرا مالک مجھے سزا دے گا۔ حضرت نے فرمایا اچھا آگے چل اور اپنا گھر مجھے بتا۔ عرض کی کہ کنیز مدانہ ہوئی اور اپنے مدانہ سے پہنچ کر کھڑی ہو گئی۔ حضرت بھی ٹھہر گئے۔ اور فرمایا اسے اہل خانہ تم پر سلام ہو۔ کسی نے جواب نہ دیا پھر دوسری مرتبہ سلام کیا۔ کوئی جواب نہ ملا۔ جب تیسری مرتبہ سلام کیا تو جواب آیا علیہ السلام یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ حضرت نے پوچھا دو مرتبہ میرے سلام کا جواب کیوں نہ دیا؟ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ہم نے چاہا کہ آپ کے سلام کی برکتیں ہم پر اور نہ زیادہ ہو جائیں۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ اس کنیز کو دیر ہو گئی ہے اس سے مواخذہ نہ کرنا۔ اہل خانہ بولے یا رسول اللہ آپ کی تشریف آوری کے سبب ہم نے اس کو اتار کر دیا۔

آنحضرت کی عادت تھی کہ دم و دم ہدیہ کیے جاتے تھے۔

آنحضرتؐ نے فرمایا کبھی میں نے اپنے بارے میں نہیں دیکھے جن کی برکتیں ان سے زیادہ ہوں کہ ہر ہمت
شخصوں نے لباس پہنے اور ایک کینیز آزاد ہوئی۔

بطریق خاصہ و عامہ منقول ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ خصلتیں مرتے
دم تک نہ چھوڑوں گا۔ زمین پر غلاموں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانا، شہ پر بغیر این کے سوار ہونا، بکری کا دودھ
اپنے ہاتھوں سے پینا، اولیٰ کا موٹا کپڑا پہننا اور بچوں کو سلام کرنا۔ یہاں تک کہ میرے بعد یہ سنت قرا
پائے اور لوگ اس پر عمل کریں۔ دوسری حدیث میں بکری دھننے کی بجائے جو تہ اور طہین کو اپنے
ہاتھ سے درست کرنا وارد ہوا ہے۔ حدیث صحیح میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے لوگوں نے پوچھا کہ
آپ کے بعد بزرگوار سے روایت کی جاتی ہے کہ رسول اللہؐ نے کبھی سیر ہو کر نان گندم تناول نہ فرمایا۔
حضرتؐ نے فرمایا ایسا نہیں ہے بلکہ نان گندم تو کبھی کھائی ہی نہیں اور جو کی روٹیاں بھی کبھی سیر ہو کر
نہیں کھائیں۔

مسند معتبر حضرت موسیٰ بن جعفر سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ کے ذمہ چند دینار کسی یہودی کے
باقی تھے۔ ایک روز اس نے آکر تقاضہ کیا۔ حضرتؐ نے فرمایا میرے پاس اس وقت نہیں رہے۔ یہودی
بولو کہ جب تک آپ مجھے نہ دیں گے میں نہ جاؤں گا۔ حضرتؐ نے فرمایا اچھا میں تیرے ساتھ بیٹھتا ہوں۔
اور آنحضرتؐ اس کے ساتھ بیٹھے رہے یہاں تک کہ نماز ظہر و عصر و مغرب و عشا اور دوسرے روز صبح
کی نماز بھی وہیں ادا کی۔ آنحضرتؐ کے اصحاب نے یہودی کو بلانا اور دھوکا دینا شروع کیا تو آنحضرتؐ
نے ان سے فرمایا کہ تم لوگوں کو اس سے کیا واسطہ۔ ان لوگوں نے کہا یا رسول اللہؐ اس نے آپ کو گویا
قید کر رکھا ہے اور نہیں چھوڑتا ہے کہ آپ کہیں جائیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ خدا نے مجھے اس لیے مبعوث نہیں
کیا ہے کہ ظلم کروں اس پر حجامان میں جو فرض دین چڑھا تو یہودی بولا اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ
وَ اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَ رَسُوْلُكَ۔ یا رسول اللہؐ میں نے نصف مال راہِ خدا میں دیا اور خدا
کی قسم یہ بڑا دین ہے اس لیے کیا تھا تاکہ مسلمانوں کو دے کہ جو اوصاف پیغمبرؐ آخر الزمان کے تودیت میں
لکھے ہوئے ہیں آپ میں موجود ہیں یا نہیں۔ کیونکہ میں نے تودیت میں پڑھا ہے کہ محمدؐ بن عبد اللہؐ کا مولد
مکہ اور مقام ہجرت مدینہ ہو گا۔ سخت مزاج اور تند خور نہ ہوں گے، وہ چلا کر نہ بولیں گے، فحش و بیہودہ گو
نہ ہوں گے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا ایک ہے اور آپ اس کے پیغمبرؐ اور فرستادہ ہیں۔ یا رسول اللہؐ
یہ میرا مال حاضر ہے اس کے بارے میں خدا کے حکم کے مطابق جو مناسب سمجھئے کیجئے۔ وہ یہودی بہت بالدار تھا۔
اس کے بعد امام موسیٰ کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ کا بستر ایک چادر تھی اور تکیہ ایک
چمڑہ کا تھا جس میں خوشے کی پتیاں بکھری ہوئی تھیں۔ ایک رات آپؐ کی چادر بچھو تہہ کر کے بچھا دی گئی تاکہ
آپؐ کو کچھا آرام ملے۔ صبح ہوئی تو فرمایا کہ رات آرام زیادہ ملنے کے سبب نماز کے لیے اٹھنے میں خدا
دیر ہو گئی آئندہ چادر کو دھو تہہ کر کے نہ بچھاتا۔

مسند حسن امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ ایک رات حضرتؐ خانہ ام سلمہ میں قیام فرماتے

رات گئے ام سلمہؓ کی آنکھ کلی تو حضرتؐ کو بستر پر نہ پایا۔ اٹھیں اور تلاش کیا۔ دیکھا کہ آپؐ گھر کے ایک گوشہ میں کھڑے ہیں۔ ہاتھ بلند ہیں اور دعا فرما رہے ہیں۔ مگر رو رو کر کہہ رہے ہیں کہ خداوند! جو ابھی جنیزیں تو نے عطا فرمائی ہیں وہ مجھ سے ضائع نہ ہونے دے اور دشمنوں اور حسد کرنے والوں کو مجھ پر شاد نہ کر پالنے والے مجھے اُن بُرائیوں کی طرف نہ پھیرنا جن سے تو نے نجات دی ہے اور اُن واحد کے لئے بھی مجھے میرے حال پر مت چھوڑنا۔ یہ دیکھ کر جناب ام سلمہؓ روتی ہوئی واپس آئیں۔ جب حضرتؐ نے اُن کے رونے کی آواز سنی تو سبب پوچھا۔ ام سلمہؓ نے کہا یا رسول اللہؐ کیونکر نہ روؤں میرے ماں باپ آپؐ پر رخصا ہوں جبکہ آپؐ اس طرح کہتے اور روتے ہیں۔ حالانکہ آپؐ کا درجہ اور مرتبہ خدا کے نزدیک کس قدر بلند ہے اور آپؐ کے گزشتہ ادا شدہ گناہ خدا نے معاف کر دیئے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا کیونکر مطمئن ہو سکتا ہوں حالانکہ خدا نے حضرتؐ کو اسی چشمِ زہد کے لئے ان کو انہی کے حال پر چھوڑ دیا تھا تو اُن سے صادر ہوا جو نہ ہونا چاہئے تھا۔

بسنہ مقبرہ حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ ایک سائل جناب سرورِ عالم کے پاس آیا اور کچھ مانگا حضرتؑ نے فرمایا کوئی ہے جو مجھے قرض دے۔ یہ سنکر انصاری سے ایک شخص کھڑا ہو گیا۔ حضرتؑ نے فرمایا چار دس روپے اس کو دے دو۔ اس نے دے دیا۔ چند روز گزر گئے کہ بعد وہ انصاری حاضر خدمت ہوا اور پتا قرض دیا ہوا خواہ طلب کیا۔ حضرتؑ نے فرمایا انشاء اللہ آئے دو تو دے دوں گا۔ تھوڑے دنوں کے بعد پھر اُس نے تقاضا کیا آپؑ نے وہی جواب دیا۔ دوسری مرتبہ پھر ایسا ہی ہوا تو اُس نے کہا یا رسول اللہؐ جب آپؑ سے مانگتا ہوں تو آپؑ کہہ دیتے ہیں کہ قرضے آجائیں تو دے دوں گا۔ حضرتؑ نے اس کا نام لگا کر جواب سنکر تبسم فرمایا اور کہا کوئی ہے جو مجھے قرض دے تو پھر ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا میں دیتا ہوں۔ پوچھا کتنے قرضے تیرے پاس ہیں عرض کی آپؑ کو جس قدر ضرورت ہو حاضر کر دوں۔ فرمایا اللہ حق خدائے اس شخص کو دے دو۔ انصاری نے کہا میں نے تو آپؑ کو چار دس روپے دیئے تھے۔ فرمایا چار دس روپے اپنی طرف سے میں نے عطا کیئے۔ دوسری مرتبہ حدیث میں فرمایا کہ جب حضرت سرورِ کائناتؐ نے دنیا سے رحلت فرمائی سوائے ساری کے ایک اونٹ کے درہم و دینار غلام و کنیز کو سفند اور اونٹ کچھ نہیں چھوڑا تھا۔ اور آپؑ کی زندہ مدینہ کے ایک یہودی کے پاس بیس صدقہ جو کے عوض رہن تھی جو آپؑ نے اپنے خیال کے نفع کے واسطے قرض لینے تھے۔ پھر حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ آنحضرتؐ کے زمانہ میں فقراء مسکینوں میں سو یا کتنے تھے۔ ایک روز حضرتؑ نے اُن کے ساتھ منبر کے قریب ایک پتھر کی دیگ میں انگار فرمایا اور آپؑ کے ساتھ تیس اشخاص نے کھایا اور سیر ہو گئے اور سب اپنے اپنے اہل و عیال کے لئے بھی لے گئے اُن سب نے بھی سیر ہو کر کھایا۔

حدیث موثقہ میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ عالمِ غیبی میں جبکہ کچھ گراں جسم ہو گئے تھے مشقت کی زیادتی کے لئے ایک پیر پر کھڑے ہو کر تامل نمازی پڑھتے تھے یہاں تک کہ خدا نے فرمایا اَللّٰهُمَّ اَنْزِلْنَا عَلَیْكَ الْقُرْآنَ لِتَشْفٰی (سورۃ طہ آیت ۱۸)۔ اے طیب و طاہر خلق کے ہدایت کرنے والا

آنحضرتؐ کا رازِ خفا کی بات کہ جس شخص نے حضرتؐ کی تصویر بنائی وہ دنیا سے دور ہو گیا۔

ایک انصاری سے آنحضرتؐ کا چند روپے قرض مانگا تو فرمایا چار دس روپے دے دو۔

ہم تھے قرآن تم پر اس واسطے نازل نہیں کیا ہے کہ تم اپنے تئیں مشقت میں ڈالو اس کے بعد دونوں پہلو پر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے۔

بسنہ معتبر امام رضاؑ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ ایک فرشتہ آنحضرتؐ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ پروردگار عالم آپؐ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ اگر آپؐ چاہیں تو آپؐ کے لئے تمام مہولے مکہ کو سننے کا بنا دوں۔ یہ سنکر حضرتؐ نے سر آسمان کی جانب اٹھایا اور عرض کی پالنے والے میں تو یہ چاہتا ہوں کہ ایک روز میرے ہوں تاکہ تیرا شکر و حمد بجا آؤں اور ایک روز مجھ کو ہوں تاکہ تجھ سے طلب کروں۔ پھر امامؑ نے فرمایا کہ آنحضرتؐ نے کبھی اپنی وفات کے وقت تک تین روز مسلسل سیر ہو کر نان گندم نہیں تناول فرمایا۔ اور انگوٹھی داہنے ہاتھ میں پہنتے تھے۔ اور سیاہ و سفید گو سفند سینک دار قرمانی کیا کرتے تھے اور دوسری حدیث میں منقول ہے کہ انہی حضرتؐ سے لوگوں نے پوچھا کہ کیا آنحضرتؐ لوگوں سے تقیہ کرتے تھے؟ فرمایا اس آیت **وَاللّٰهُ يَعْصِيْكَ مِنَ النَّاسِ** تائید، **وَلَمْ يَكُنْ لَكَ سُلْطٰنٌ اَنْ تَاْمُرَ اَنْ تَنْزِلَ** جتنے کے بعد کہ خدا صاف ہی ہے کہ لوگوں کے شر سے تمہاری حفاظت کرے گا پھر کبھی تقیہ نہیں کیا اس سے پہلے کبھی کبھی تقیہ کیا کرتے تھے۔

ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ پیغمبر خدا زمین پر بیٹھتے زمین پر کھانا کھاتے گو سفندوں کو اپنے ہاتھ سے ہاندہتے۔ اور اگر کوئی غلام ناب جوگی دعوت کرتا تو اس کی دعوت اپنے گھر پر قبول فرما لیتے۔ دوسری حدیث معتبر میں حضرت موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے منقول ہے کہ جناب امیرؑ فرماتے تھے کہ کسی نے جناب رسول خداؐ کا شکر ادا نہ کیا باوجودیکہ آپؐ کا لطف و کرم و احسان فرشتی غیر فرشتی، عرب اور عجم ہر ایک ہے اور خلق پر کس کا حق نعمت آنحضرتؐ کے حق سے زیادہ ہو سکتا ہے۔ اور ہم آنحضرتؐ کے انبیتؑ بھی اسے بطرح ہیں کہ کسی کے ہمارے احسانات کا بھی حق ادا نہ کیا۔ اور نیک مومنین بھی ہر چند عام لوگوں پر احسان کرتے ہیں اور ان کے احسانات کا شکر بھی کوئی نہیں ادا کرتا۔

حدیث معتبر میں امام رضاؑ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ جبریلؑ آنحضرتؐ پر نازل ہوئے اور کہا یا رسول اللہ خدا آپؐ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ باکرہ لڑکیاں درخت میں پھل کے مانند ہیں۔ جب پھل پختہ ہو جاتا ہے تو اس کو درخت سے توڑ لینا چاہیئے ورنہ دھوپ سے وہ خراب اور بیکار ہو جاتا ہے، ہمارے اس کو حقیر کہتی ہے: اسے بطرح جب باکرہ لڑکیاں پختہ ہو جاتی ہیں تو ان کا علاج نکاح کر دینا ہے ورنہ ان کے خنہ سے مطمئن نہ ہونا چاہیئے یہ سنکر حضرتؐ نے لوگوں کو جمع کیا اور منبر پر تشریف لے گئے اور خدا کا یہ پیغام بیان فرمایا۔ لوگوں نے پوچھا کہ ان کو کس کے ساتھ نکاح کریں فرمایا ان کے ساتھ جو ان کے گھوڑوں اور مومنین آپس میں ایک دوسرے کے گھوڑوں اور منبر سے نیچے تشریف نہ لانے یہاں تک کہ اپنے چچا زبیرؓ کی بیٹی کا نکاح متقدّم سے کر دیا اور فرمایا لوگوں نے اپنے چچا کے متقدّم کے حسب نسب کی مذکورہ اسی کتاب کے استنبوہ اب میں درج ہے تفصیل وہاں دیکھئے۔ مختصر یہ ہے کہ بعض صحابہؓ نے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اسود بن جبریلؓ کے غلام تھے۔ واللہ اعلم (مترجم)

کی لڑکی کا نکاح متنازعہ سے اس لئے کر دیا تاکہ امر نکاح پست ہو جائے اور تم سمجھو کہ بیٹی دینے میں حسب نسب کی رعایت نہ کرتا چاہئے۔

حدیث مقبر میں حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ چونکہ قصائے حاجت کیلئے لوگوں کے سامنے کبھی نہیں جاتے تھے۔ ایک روز ایسے مقام پر تھے جہاں کوئی آڑ اور پردہ نہ تھا صرف خرا کے دو درخت تھے۔ اصحاب میں سے ایک شخص آپؐ کے ہمراہ تھا۔ آپؐ نے اُن دونوں درختوں کو اشارہ فرمایا جو ایک دوسرے سے قریب ہو کر آپس میں مل گئے۔ حضرت اُن کے نیچے چُپ کر حاجت سے فارغ ہوئے۔ وہ شخص درختوں کے نیچے گیا تو وہاں کچھ نہ دیکھا۔

ہاں ہی عبداللہ انصاری سے منقول ہے کہ پیغمبر خداؐ بشت سے پہلے مراظران میں گو سفند چرایا کرتے تھے اور فرماتے تھے کالی بھیریں پا لو کیونکہ وہ زیادہ اچھی ہوتی ہیں۔ لوگوں نے حضرتؐ سے پوچھا کہ بھیریں چراتا بہتر ہے؟ فرمایا کوئی پیغمبر مبعوث نہیں ہوا جس نے بھیریں نہ چرائی ہوں۔ اور عمار یا سر سے منقول ہے کہ میں آنحضرتؐ کی بشت سے پہلے گو سفند چراتا تھا اور حضرتؐ بھی چرایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ میں نے حضرتؐ سے عرض کی کہ کتنے چراگاہ زیادہ بہتر ہیں۔ اچھا ہوگا کہ ہم وہاں چرائیں حضرتؐ نے فرمایا بہتر ہے۔ جب میں دوسرے روز وہاں پہنچا تو دیکھا کہ آنحضرتؐ پہلے سے وہاں موجود ہیں لیکن اپنی گو سفندوں کو چراگاہ میں داخل ہونے سے روکے ہوئے ہیں۔ حضرتؐ نے مجھ سے فرمایا کہ میں نے تم سے وعدہ کیا تھا اس لئے مجھے اچھا معلوم نہ ہوا کہ میری گو سفندیں تمہاری گو سفندوں سے پہلے چرنا شروع کر دیں نہ

حدیث مقبر میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب خداوند عالم نے عقل کو پیدا کیا اس سے فرمایا کہ قریب آ۔ وہ آئی تو فرمایا واپس جا وہ ملی گئی پھر فرمایا کہ میں نے کوئی چیز ایسی نہیں پیدا کی جو مجھے تجھ سے زیادہ محبوب ہو۔ اس سے فوجتے جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکا کینے اور ایک حصہ تمام خلق پر تقسیم فرمایا۔

مسند مقبر حضرت امام علی بن موسیٰ الرضا صلوات اللہ علیہا سے منقول ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا کہ مجھے نماز اور جماعت کے سبب کچھ ضعف پیدا ہوا تو آسمان سے میرے واسطے طعام نازل ہوا جس سے شہامت و حرکت و جہار کے لئے چالیس مردوں کی قوت مجھ میں پیدا ہو گئی۔

حضرت امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ پیغمبر خداؐ کے ساتھ میں بھی خندق کھودنے میں مشغول تھا۔ ناگاہ جناب سیدنا ایک ٹکڑا روٹی کا آنحضرتؐ کے لئے لائیں۔ حضرتؐ نے پوچھا کیا ہے؟ عرض کی ایک

مے مؤلف فرماتے ہیں چونکہ انبیاء علیہم السلام کی بشت حوام کا نام کی ہلاکت کے لئے ہوتی ہے اس لئے خداوند عالم نے پہلے ان کو جانوروں کے چمکانے پر مامور فرمایا تاکہ حوام کے ساتھ رہتا رہتا وہ ان کی بے ادبی و بدتمیزی اُن ذہانت مقدسہ پر گراں نہ گزرے اور ان کی طرف سے افہاموں پر صبر کرنا دشوار نہ ہو۔

روٹی حسنین کے لئے میں نے پکائی تھی اس میں سے ایک ٹکڑا آپؐ کے واسطے بھی لائی ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا: تین روز گزر چکے ہیں کہ تمہارے باپ کے پیٹ میں ایک دانہ بھی نہیں پہنچا یہ پہلی غذا ہے جو میں کھا ہوں۔ احادیث مستبرہ میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جناب رسول خداؐ غلاموں کی طرح بغیر خوان کے کھانا کھا اور غلاموں کی طرح دوزانو بیٹھتے اور زمین پر بغیر بستر کے سوتے اور اپنے تئیں بندہ سمجھتے تھے۔ دوسری حدیث مستبرہ میں فرمایا اَللّٰہِکَ جَنۡہِ عَوْرَتِ اَنتَ خُضْرَتٌ کِی خدمت میں حاضر ہوئی۔ دیکھا کہ حضرتؐ زمین پر بیٹھے ہوئے کھانا تناول فرما رہے تھے۔ اُس نے تعجب سے کہا یا رسول اللہؐ آپؐ غلاموں کی طرح کھانا کھاتے ہیں، غلاموں کے مانند بیٹھتے ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا خدا کے نزدیک مجھ سے بڑھ کر کون بندہ (غلام) ہو سکتا ہے۔ اُس عورت نے کہا آپؐ اپنے کھانے میں سے ایک لقمہ مجھے عطا فرمائیے آپؐ اس کو دیتے تھے تو کہا اُس میں سے جو آپؐ کے دہن میں ہے دیکھئے۔ حضرتؐ نے وہ لقمہ اپنے منہ سے نکال کر دیدیا اُس نے کھالیا۔ حضرت صادقؑ فرماتے ہیں کہ اُس لقمہ کی برکت سے مرے دم تک اُس عورت کو کوئی بیماری، کوئی درد اور تکلیف نہیں ہوئی۔ دوسری روایت کے مطابق یہ ہے کہ وہ عورت ہندیاں اور بے شرم تھی اُس لقمہ کی برکت سے صاحبِ حیا و غیرت ہو گئی۔ بسند مستبرہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ واللہ ہماری آنکھوں نے کبھی نہیں دیکھا کہ آنحضرتؐ نے جس روز سے آپؐ مبعوث برسات ہوئے اپنی وفات کے روز تک کسی چیز پر ترکیہ کر کے کچھ کھایا ہو اور تین دن متواتر تان گندم سیر ہو کر کھائی ہو۔ امامؑ فرماتے ہوں کہ میں یہ نہیں کہتا کہ ان کو میسر نہیں ہوتی تھی بلکہ کبھی ایسا ہوتا کہ ایک شخص کو متواتر بخش دیتے تھے۔ اگر وہ چاہتے تو کھا سکتے تھے۔ جناب جبریلؑ تین مرتبہ حضرتؐ کی خدمت میں زمین کے خزانوں کی کھجیاں لائے اور کہا کہ یا رسول اللہؐ اگر آپؐ چاہیں تو تمام نیک زمین کی بادشاہی اختیار فرمائیں کہ جو کچھ روئے زمین پر ہے سب کھا لیں ہوں بغیر اس کے کہ آپؐ کے ثواب آخرت میں کچھ بھی کمی ہو۔ لیکن آنحضرتؐ نے منظور نہ فرمایا اور تواضع و انکساری اختیار فرمائی۔ اور فرمایا کہ میں بہ نسبت دنیا کے رفیق اعلیٰ کو بہتر سمجھتا ہوں۔ اور کبھی حضرتؐ نے سائل کے سوال پر نہیں فرمایا کہ صاف کرو۔ بلکہ اگر کچھ موجود ہوتا تو آپؐ عطا فرماتے تھے اور اگر نہ ہوتا تو فرماتے میرے پاس کچھ آجائے تو دوں گا۔ اور جس چیز کے خدا کی طرف سے ضامن ہوتے بیشک خدا ان کو عطا فرماتا تھا یہاں تک کہ اگر کسی کے لئے بہشت کی ضمانت لے لیتے تو خدا اس کے لئے منظور فرما لیتا۔ دوسری حدیث میں منقول ہے کہ آنحضرتؐ کی لوگ ہر وقت حفاظت کیا کرتے تھے لیکن جب آیت **وَاللّٰہُ یَعْلَمُ مَا فِی السَّابِقِ رَآئِہِ** (سو خداوند پہلے) یعنی اللہ تم کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا نازل ہوا تو حضرتؐ نے اصحاب سے فرمایا کہ اب میری حفاظت کی ضرورت نہیں ہے؛ خدا میری حفاظت فرماتا ہے۔ اور حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ وہ خبر خدا ہر روز زمین ستو ساٹھ مرتبہ جسم کی رگوں کی تعداد کے مطابق **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ** کہیں اعلیٰ کُنْ حَالِ فرمایا کرتے تھے۔ اور کسی مجلس سے تہیں اُٹھتے تھے اگرچہ تھوڑی سی دیر بیٹھتے مگر پچیس مرتبہ استغفار کرتے۔ اور ہر روز ستر بار **اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ** اور

شتر مرتباً اُذُنِی اِلَی اللہ فرمایا کرتے۔ اور حدیث موثق میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت سرور کائنات فرمایا کرتے تھے کہ تعجب ہے کہ جب قرآن پڑھتا ہوں تو گورے کیوں نہیں ہو جاتا۔ حدیث حسن میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ ایک روز حضرت عائشہؓ آنحضرتؐ کے پاس بیٹھی تھیں کہ ایک یہودی نے اگر اَلْسَامُ عَلَیْکُمْ یعنی تم پر موت ہو کہہا۔ حضرتؐ نے فرمایا عَلَیْکُمْ یعنی تم پر ہو۔ پھر دو یہودی اور آئے اور یوں ہی سلام کیا اور حضرتؐ نے وہی جواب دیا۔

عائشہؓ کو خضہ آگیا اور بولیں تم پر موت اور خدا کی لعنت اور غضب ہو اسے بندر اور سونڈ کی اولاد تو حضرتؐ نے فرمایا اسے عائشہؓ اگر گالی اور لعن باتیں مشکل جوتیں تو بیشک نہایت بُری شکل میں جوتیں اور جہراتی اور نرمی جس شے پر رکھ دی جائے اس کی زینت ہو جاتی ہے اور جس سے اُٹھائی جائے اس کو مہج و بد کمہنت بنا دیتی ہے۔ عائشہؓ نے کہا یا حضرتؐ آپ نے شاید نہیں سنا کہ ان لوگوں نے کیا کہا۔ حضرتؐ نے فرمایا ہاں سنا۔ لیکن جو کچھ انہوں نے کہا میں نے اُن پر پلٹ دیا۔ اگر کوئی مسلمان تم کو سلام کہے تو تم بھی اِس سلام علیکم کہنا کرو اور کوئی کافر سلام کہے تو جواب میں عَلَیْکُم کہہ دیا کرو۔ دوسری حدیث میں منقول ہے کہ رسول خداؐ بھی زانوں کو زمین سے اُٹھا کر دونوں تنوں کے گھرنے میں لے لیتے۔ کسی دوزان کو بیٹھتے کسی ایک پیر کو آپس میں مار کر دوسرے پیر کو اس پر رکھ لیتے۔ لیکن چار زانوں کی نہیں بیٹھتے تھے۔

بِسْمِ اللہ حضرت امام رضاؑ سے منقول ہے کہ ایک اعرابی حضرتؑ کی خدمت میں اکثر ہریے لایا کرتا تھا اور کہا کرتا تھا یا رسول اللہ صریح ہدیہ کی قیمت عنایت فرمائیے۔ حضرتؑ بہتم فرماتے۔ جب حضرتؑ کو کوئی فکر و غم ہوتا تو کہتے کاشش وہ اعرابی آتا اور مجھ کو خوش کرتا۔ حدیث صحیح میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جناب رسول خداؐ اپنے اصحاب کی جانب مساوی طور پر توجہ و التفات فرماتے اور کسی سے زیادہ نظر نہ کرتے۔ کسی اپنے پیروں کو اسی کے درمیان پھیلاتے نہ تھے جب کسی سے مصافحہ کرتے تو جب تک وہ خود اپنے ہاتھوں کو نہ کھینچتا حضرتؑ بھی اپنے ہاتھوں کو نہ کھینچتے۔ جب لوگوں کو یہ احساس ہو گیا تو جلد اپنے ہاتھوں کو نوک کھینچ لیا کرتے۔ دوسری حدیث بسند صحیح انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ پیغمبر خداؐ نے فرمایا کہ جیڑاں بھگو ہمیشہ مسواک کر بھگے کی تاکید کرتے تھے یہاں تک کہ ہاتھ کو خورق ہوا کہ میرے دانت نہ مس جائیں اور گرد نہ جائیں۔ بسند حسن انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ جب کوئی شخص نبیؐ میں سے انتقال کرتا تو اس کی قبر پانی سے تمسک جاتی تھی اور رسول خداؐ اپنی انگشت مبارک اس کی قبر پر رکھتے کہ ان کا نشان بن جاتا تھا۔ اور ایسا غیر مبنی یا شہم کے لیے نہیں کرتے تھے۔ دوسری بہت سی منبر و میوے میں وارد ہوا ہے کہ پیغمبر خداؐ واضح و اعلیٰ ساری کے سبب کسی دامن یا بائیں جانب تکبیر کرنے کوئی چیز نہیں کھاتے تھے کیونکہ بادشاہوں کے مانند نہیں بننا چاہتے تھے۔ ایک روایت میں منقول ہے کہ آنحضرتؐ کسی سفر میں مشغول نماز تھے کہ سوار آئے اور اصحاب سے آنحضرتؐ کی تعریف کرنے لگے اور کہا کہ اگر جلدی نہ ہوتی تو آنحضرتؐ کے فانی ہو جتے کا ہم اظہار کرتے۔ حضرتؑ سے ہمارا سلام کہہ دینا۔ یہ کہہ

وہ لوگ چلے گئے۔ جب آنحضرت نماز سے فارغ ہوئے تو اصحاب سے ناراضی کا اظہار کیا۔ فرمایا کہ لوگ تمہارا پاس آتے ہیں میرا حال پوچھتے ہیں مجھ کو سلام کہلاتے ہیں اور تم ان کو نہ روکتے ہو نہ ان کو کچھ ناشتہ کراتے ہو یہ میرے لیے بہت تکلیف کا باعث ہے کہ ایسے لوگ جن میں جعفر بن ابی طالب ایسے ہوں ان کے پاس آکر ایک جماعت بغیر ناشتہ کیے چلی جائے۔ احادیث معتبرہ میں حضرت صادق سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا ایک چھوٹا عصار رکھتے تھے۔ جب حضرت صحرا میں نماز پڑھتے اس کو اپنے سامنے نصب کر لیا کرتے۔ دوسری حدیث میں فرمایا کہ آنحضرت کا رمل ایک ہاتھ بلند تھا جب حضرت نماز پڑھتے اس کو اپنے سامنے رکھ لیتے جس سے آنحضرت اور گزرنے والوں کے درمیان آڑ ہو جاتی۔ دوسری حدیث موثق میں امام محمد باقر سے منقول ہے کہ ایک شب رسول خدا عائشہ کے کمر تھے اور عبادت میں بہت محو تھے۔ عائشہ نے کہا کہ آپ اپنے کو اس قدر مشقت و تکلیف میں کیوں ڈالتے ہیں آپ کے گذشتہ و آئندہ گناہ تو خدا نے بخش دیئے ہیں حضرت نے فرمایا اے عائشہ کیا میں شکر کر کے والا بندہ نہ ہوں۔ امام فرماتے ہیں کہ آنحضرت اپنے بچوں کے بل کھڑے ہو کر نماز پڑھتے تھے۔ آخر خدا نے آیت بھیجی۔ **خُذْ مَا آتٰکَ لَنَّا عَلٰکَ الْقُرْآنَ لِنُبَشِّرَکَ**۔ دوسری حدیث موثق میں جناب امام جعفر سے منقول ہے کہ رسول اللہ ایک سفر میں تاجر پر سوار جا رہے تھے ناگاہ نیچے اتروے اللہ ہاتھ سجھتے۔ بکا لائے۔ پھر سوار ہو کر روانہ ہوئے۔ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ آج تو آپ نے ایسا عمل کیا کہ اس سے پہلے کبھی نہیں کیا تھا۔ فرمایا کہ ان جبریل میرا استقبال کر رہے تھے انہوں نے پانچ خوشخبریاں دیں اور میں نے ہر ایک کے عوض ایک سجدہ شکر کیا۔ دوسری حدیث صحیحہ میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ اچھے اخلاق پسندیدہ ہوتے ہیں۔ ایک روز جناب رسالت آپ مسجد میں بیٹھے تھے ناگاہ انصار کی ایک کنیز آئی اور اس نے حضرت کی چادر کا سرا پکڑ لیا۔ حضرت نے سمجھا کہ اس کو کوئی کام ہے اٹھ کھڑے ہوئے مگر اس نے کچھ نہ کہا۔ حضرت پھر بیٹھ گئے۔ سبیل طرح میں مرتبہ ہوا تو قحطی بار جبکہ حضرت اٹھے تو اس کے ہاتھ میں چادر کا ایک تار آگیا جس کو اس نے توڑ لیا۔ صحابہ نے اس پر عتاب کیا کہ کیا سبب ہے کہ حضرت کو اس قدر زحمت دے رہی ہے۔ کہ چار مرتبہ تیری وجہ سے حضرت اٹھے۔ اس نے کہا ہمارے گھر میں ایک مریض ہے مگر والوں نے مجھ کو اس لیے بھیجا تھا کہ آنحضرت کے لباس کا ایک تار لے جاؤں تاکہ اس کو شفا ہو جائے۔ ہر مرتبہ جبکہ میں نے تار لینا چاہا حضرت اٹھ کھڑے ہوئے۔ مجھے مانگتے ہوئے شرم معلوم ہوئی۔ آخری مرتبہ میں نے یہ تار حاصل کر لیا۔ حدیث موثق میں امام محمد باقر سے منقول ہے کہ ایک یہودیہ عورت نے گوشت کا گوشت زہر ملا کر پکایا اور حضرت کے لیے لائی۔ وہ گوشت گویا ہوا کہ یا رسول اللہ مجھ کو نہ کھائیے مجھ میں زہر ملایا گیا ہے۔ حضرت نے اس حدیث کو بگایا اور پوچھا کہ ایسا کیوں کیا؟ اس نے کہا یہ مجھ کو کہ اگر آپ پیغمبر ہیں تو زہر آپ پر اثر نہ کرے گا۔ ورنہ لوگوں کو آپ سے نجات مل جائے گی۔ حضرت نے اس کو معاف کر دیا۔ روایت صحیحہ میں حضرت صادق سے منقول ہے کہ رسول اللہ ایک دفعہ عائشہ کے پاس آئے دیکھا ایک کڑا خشک

روٹی کا زعم پر پڑا ہوا ہے اور اس پر نزدیک تھا کہ ہاتھ بڑھ جائے حضرتؐ نے اس کو اٹھا کر تناول فرمایا اور کہا اے حمیرا خدا کی نعمتوں کی قدر کر دو کیونکہ جب کوئی نعمت کسی سے جاتی رہتی ہے تو پھر واپس نہیں جاتی۔ حدیث تیسری میں انہی حضرتؐ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ شب جمعہ کو مسجد قبا میں آنحضرتؐ نے افطار کا ارادہ کیا اور پوچھا کہ کوئی چیز پینے کی ہے جس سے افطار کروں اور اس بن خبلی انصاری نے ایک پیالہ دودھ حاضر کیا جس میں شہد ملا ہوا تھا۔ حضرتؐ نے ایک گھونٹ لیا اور فوراً نکال دیا اور فرمایا کہ یہ دو چیزیں ہیں جن میں سے ایک ہی برکت لائی جاسکتی ہے۔ میں بیک وقت دونوں کو استعمال کرنا پسند نہیں کرتا اور لوگوں پر حرام بھی نہیں کرتا۔ لیکن میں خوشنودی خدا کے لئے فروتنی کرتا ہوں۔ اور جو شخص یوں فروتنی کرتا ہے خدا اس کو بلند کرتا ہے۔ اور جو شخص غرور کرتا ہے خدا اس کو پست کرتا ہے۔ اور جو شخص اپنے معاش میں میانہ روی اختیار کرتا ہے خدا اس کو روزی دیتا ہے۔ اور جو شخص اسراف کرتا ہے خدا اس کو محروم کرتا ہے اور جو شخص موت کو زیادہ یاد کرتا ہے خدا بھی اس کو بہت دوست رکھتا ہے۔

حدیث صحیح میں حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ ایک روز ایک فرشتہ سرور کا سنات کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی خدا نے آپؑ کا اختیار دیا ہے کہ آپؑ بندہ اور رسول اور انگساری کہنے والا ہونا پسند کریں یا رسول اور بادشاہ ہونا پسند کریں ہر حال میں خدا کے نزدیک آپؑ کے رتبہ میں کچھ کمی نہ ہوگی۔ اور زمین کے خزانوں کی گنجائیں آنحضرتؐ کی خدمت میں پیش کیں اور کہا یہ دنیا کے خزانوں کی گنجائیں ہیں۔ خدا فرماتا ہے کہ آپؑ چاہیں تو ان کو لے لیں اور جو خزانہ چاہیں کھولیں اور صرف میں لائیں۔ حضرتؐ نے فرمایا میں بندہ رسول اور تواضع و انگساری پسند کرتا ہوں بادشاہی نہیں چاہتا دوسری روایت میں یہ ہے کہ فرمایا دنیا اس کا گھر ہے جس کے لئے آخرت میں کوئی گھر نہیں ہوتا۔ اور دنیا کے لئے وہ ذخیرہ کرتا ہے جس میں عقل نہیں ہوتی اس وقت اس ملک نے کہا قسم ہے اس خدا کی جس نے آپؑ کو سہائی کے ساتھ بھیجا ہے کہ جس وقت یہ گنجائیں بھری گئیں یہی باتیں جو آپؑ نے فرمائیں ایک فرشتہ سے میں نے سنیں جو چہ آسمان سے کہہ رہا تھا۔ حدیث مقبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ دنیا کی کوئی چیز حضرتؑ کو ایسی محبوب نہ تھی مگر وہ جو دنیا میں بھوکا پیاسا اور خوفزدہ ہوا ہو دوسری حدیث میں فرمایا کہ بہترین سالی آنحضرتؑ کے نزدیک سدا کہ اور زخون کا تھا۔ دوسری تعبیر حدیث میں فرمایا گیا ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب ام سلمہؓ کے پاس بیٹھے اپنے لئے وہ ایک روٹی کا ٹکڑا آنحضرتؑ کے پاس لائیں۔ حضرتؑ نے فرمایا شاید سالیں نہیں ہوگا۔ عرض کی سرکہ کے سوا کچھ نہیں ہے۔ فرمایا سرکہ تو بہترین سالیں ہے جس گھر میں سرکہ ہو وہ سالیں سے خالی نہیں ہوتا امامؑ فرماتے ہیں کہ حضرتؑ کے پاس گرم کھانا لایا گیا تو آپؑ نے فرمایا کہ خدا نے آگ کو ہماری غذا نہیں قرار دی ہے اس کو ٹھنڈا کھانے دو۔ کیونکہ گرم کھانے میں برکت نہیں ہوتی اور اس میں شیطان شریک ہو جاتا ہے۔ امامؑ نے فرمایا کہ حضرتؑ کبھی خروڑہ کو رطب کے ساتھ تناول فرماتے کبھی شکر کے ساتھ

سبزی میں باور و روح زیادہ پسند فرماتے تھے۔ اور جب پانی نوش فرماتے تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَلَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا مِنْ ذٰلِکَ وَ لَمْ یَسْخَرْ عَلَیْہَا اَحَدًا و لَمْ یُوْخِذْ فَا یَدُنَا نَؤْمِنُ بِمَا یُوحِیْہُ سَہِیْہُ شامی پیالے میں پانی پیتے۔ امامؑ فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ جب روزہ افطار کرتے تو ابتدا علویہ سے کرتے اور اگر علویہ نہ ہوتا تو شکریہ سے افطار کرتے یا خیر سے۔ اور یہ بھی نہ ہوتا تو گرم پانی سے افطار فرماتے تھے۔ دوسری حدیث میں فرمایا کہ رطب کی فصل میں رطب سے اور خیر سے کی فصل میں خیر سے افطار فرماتے۔ حدیث معتبرہ میں امام محمدؑ یا قریب سے منقول ہے کہ ایک روز آنحضرتؐ نے بازی لنگہ کے گھوڑا دوڑایا اور تین درخت خرما کی شرط کی تھی۔

پسند معتبرہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ کے پاس کچھ مال آیا آپ نے تقسیم فرمادیا مگر تمام اہل صفہ کو نہیں پہنچا۔ اُن میں کسی کو ملا کسی کو نہیں ملا لہذا حضرتؐ کو رنج ہوا کہ جن لوگوں کو نہیں ملا ہے اُن کا دل فکے گا۔ لہذا آپؐ اُن کے پاس آئے اور فرمایا اے اہل صفہ میں تم سے اور خدا سے غدر خواہ ہوں میرے واسطے جو مال لایا گیا تھا میں چاہتا تھا وہ تم سب تک پہنچاؤں لیکن وہ کافی نہ تھا لہذا میں نے خاص طور سے اُن لوگوں کو دے دیا جو بہت زیادہ محتاج و پریشان تھے۔

حدیث صحیح میں اُچھی حضرتؐ سے منقول ہے کہ ابتدائے زمانہ بعثت میں آنحضرتؐ نے متواتر کچھ مدت تک روزے رکھے کہ لوگوں کو گمان ہوا کہ حضرتؐ کبھی روزہ ترک نہ کریں گے۔ پھر کچھ مدت تک روزہ ترک کر دیا کہ لوگوں نے سمجھا کہ اب روزہ کبھی نہ رکھیں گے۔ پھر کچھ دنوں تک جنابِ فاؤدؓ کی طرح ایک روز روزہ رکھتے ایک روز نہیں رکھتے تھے پھر اس کو بھی ترک کیا اور ہر جہینہ کی تیر ہویں چود ہویں پندرہ ہویں تار یخوں میں روزہ رکھنے لگے۔ پھر اس کو بھی ترک کیا اور آپؐ کی سنت اس پر مقرر ہوئی کہ ہر جہینہ کے پہلے اور آخری پنجشنبہ اور درمیان جہینہ کے پہلے چار شنبہ کو روزہ رکھتے تھے اور آخر عمر تک اسی طریقہ پر عمل رہا یہاں تک کہ حجار رحمت الہی سے طعن ہو گئے اور شبان کے تمام جہینہ کا روزہ رکھتے تھے۔

دوسری معتبرہ حدیث میں فرمایا کہ جناب رسول خداؐ سے جو کچھ لوگ مانگتے حضرتؐ عطا فرماتے یہاں تک کہ ایک عورت نے اپنے لڑکے کو سکھلا کر بھیجا کہ حضرتؐ سے سوال کرے۔ اگر فرمائیں کہ کچھ نہیں ہے تو کہنا اپنا پیرا میں سے دیجئے۔ اس لڑکے نے ایسا ہی کیا۔ آنحضرتؐ نے اس کو اپنا پیرا ہی دے دیا۔ جب نماز کا وقت آیا تو ہر جہنہ جسم کے سبب آپؐ نماز کے لئے گھر سے نہ نکل سکے۔ آخر خدا نے حضرتؐ کو میانہ روی کا حکم دیا اور یہ آیت نازل فرمائی۔ وَلَا تَجْعَلْ یَدَکَ مَخْلُوفًا اِنِّیْ عَنَّفَکَ وَلَا تَبْسُطْہَا کُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَّحْسُورًا آیت ۱۷ سورۃ بنی اسرائیل۔ یعنی اپنے ہاتھوں کو اگر دن جماعت باندھ لو کہ کسی کو کچھ نہ دو۔ اور اس قدر ہاتھوں کو کھلا نہ رکھو کہ جو کچھ تمہارے پاس ہے سب دے دو اور بعد میں غم و پشیمان ہو کر بیٹھاؤ اور عریانی کے سبب سے نماز سے باز رہو۔

دوسری حدیث معتبرہ میں فرمایا کہ جب رسالتِ آج سونے کے لئے بستر پر جاتے اپنی آنکھوں میں

پھر کاسرہ طاق طاق لگایا کرتے تھے۔ اور حدیث صحیح میں منقول ہے کہ چار سلاخی دامنی آنکھ میں اور تین بائیں آنکھ میں لگاتے تھے۔

بسنہ حسن منقول ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرتؐ مدینہ کے کسی راستہ سے جا رہے تھے درمیانِ راہ میں ایک حبشی کنیز سرکین چن رہی تھی۔ لوگوں نے کہا رسول اللہ کے راستہ سے ہٹ جا۔ اُس نے کہا راستہ کشادہ ہے۔ صحابہ نے چاہا کہ اس کو منزا دیں۔ حضرت نے فرمایا چھوڑ دو وہ جبارہ یعنی مغرور ہے۔

دوسری مقبرہ روایت میں مذکور ہے کہ آنحضرتؐ صلعم گرمیوں میں پنجشنبہ کے دن سے باہر سونا شروع کرتے تھے اور ہاڑوں میں روزِ جمعہ سے اندر سونے کی ابتدا فرماتے۔ دوسری روایت میں ہے کہ سردی و گرمی ہر موسم میں شبِ جمعہ سے ابتدا کرتے۔ دوسری حدیث مقبرہ میں منقول ہے کہ آنحضرتؐ اپنے دست مبارک سے بکریاں دودھ لیا کرتے تھے۔

بسنہ ثقیل حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب ماہِ رمضان کا آخری ذہبہ شروع ہوتا ہے پھر عبادت کے لیے کمر مضبوط باندھتے اور عورتوں سے دُوری اختیار فرماتے اور راتیں عبادتِ الہی میں بسر کرتے اور سوائے عبادت کے کسی کام میں مشغول نہ ہوتے۔ دوسری حدیث حسن میں فرمایا کہ ذہبہ آخر ماہِ رمضان میں حضرتؐ کے لیے مسجد میں بالوں سے بنا بواخیمہ نصب کیا جاتا اور حضرتؐ اُس میں عبادت میں مشغول رہتے۔ بالوں کو نہ سوتے تھے اور نہ ازواج کے پاس جاتے تھے۔ جب ماہِ رمضان میں جنگِ بدر واقع ہوئی تو اُس سال حضرتؐ اعکاف نہ فرما سکے۔ دوسرے سال بیس روز دس روز موجودہ اور دس روز گزشتہ رمضان کی قضا کے عوض اعکاف فرمایا۔ اور آنحضرتؐ رات میں بھی اور دن میں بھی طواف کیا کرتے تھے۔ اور عید الفطر میں دو گوسفند کی قربانی کرتے ایک اپنی طرف سے اور ایک امت میں اُس کی طرف سے جس کے امکان میں قربانی کرنا نہ ہوتا۔ اور باغیہائے مدینہ کی چہار دیواری کھینچنے کو منع فرماتے تاکہ راستہ سے گزرتے والے بھی پھل کھا سکیں اور جب پھل گرنے کا وقت آتا تو فرماتے کہ باغوں کی دیواروں میں غریبوں اور راغبیروں کے واسطے روزِ بیکار بنا دو۔ اور آنحضرتؐ کدو کو بہت پسند فرماتے تھے۔ صحنِ خانہ میں اس کا پودا لگاتے اور اس کو لکایا کرتے تھے۔

دوسری حدیث میں منقول ہے کہ ابو سعید خدریؓ آنحضرتؐ کی بیماری میں عبادت کے یوگئے اور اپنا ہاتھ لٹاف بہرہ کھا اُس پر بخار کی حرارت محسوس ہوئی تو کہا کس قدر سخت بخار ہے حضرتؐ نے فرمایا ہم اطمینانِ ایسے ہی ہیں ہماری بلانیں سخت ہوتی ہیں اور ثواب بھی زیادہ ہوتا ہے۔ دوسری حدیث معتبر میں فرمایا کہ جب آنحضرتؐ نے دنیا سے رحلت فرمائی آپؐ کے ذمہ قرض تھا۔ دوسری حدیث معتبر میں فرمایا کہ رسول اللہؐ کی چیز تادل فرماتے تھے اور صدقہ نہیں کھاتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ اگرچہ گوسفند کے پائے بھی شے ہے کئے جائیں تو میں قبول کر لوں گا۔ دوسری

ماہِ رمضان میں آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم کا عید الفطر

صحیح حدیث میں فرمایا کہ آنحضرتؐ کے زمانہ آداب میں سے تھا کہ آپؐ آب وضو اپنے سر پہانے رکھتے اور لحاف میں سر چھپانے ہوئے مسواک کر لیتے۔ بہت کم سوتے۔ بیدار ہوتے تو آسمان کی جانب نظر کرتے اور سورۃ آل عمران کی آخری آیتیں تلاوت فرماتے پھر مسواک اور وضو کرتے اور چار رکعت نماز پڑھتے اور رکوع و سجود کو بقدر قرات طول دیتے۔ رکوع کو اس قدر طول دیتے کہ لوگ سمجھتے کہ آج ماتہ رکوع سے سہ نہ اٹھائیں گے۔ اسی طرح سجدہ میں طول دیتے۔ پھر بستر پر جاتے اور تھوڑا آرام کرتے پھر بیدار ہو کر آسمان کو دیکھتے اور مذکورہ آیتوں کو پڑھتے اور اسی طرح عمل کرتے اور نماز پڑھتے اور ناقلاً صحیح ادا کر کے مسجد میں تشریف لے جاتے اور نماز صبح پڑھتے۔

دوسری حدیث معتبرہ میں فرمایا کہ اگر تم کو خوف ہو کہ دنیا کی جانب شوق تم پر غالب ہو جائے گا، تو رسول اللہ ﷺ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کا تصور کرو کہ آنحضرتؐ کی غذا جو کی مدنی تھی، اور علواً خرماتھا اور ایندھن خرماتھا کی لکڑیاں تھیں اگر مل جاتیں۔ دوسری حدیث میں فرمایا کہ آنحضرتؐ کسی اپنی بلندی عقل کے مطابق لوگوں سے کلام نہ فرماتے۔ فرماتے تھے کہ ہم گروہ انبیاء و مہمور ہونے ہیں کہ لوگوں سے ان کی عقل کے موافق گفتگو کریں۔ دوسری حدیث صحیح میں فرمایا کہ آنحضرتؐ کی غذا بغیر سالی کے جو کی مدنی تھی۔

دوسری حدیث معتبرہ میں امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ بغیر خدا کی رضا می بہن آئیں حضرت نے ان کو دیکھا تو بہت خوش ہوئے۔ اور اپنی ردا ان کے لئے بچھا دی اس میں بٹھایا اور خوش ہو کر باتیں کیں۔ وہ چلی گئیں تو ان کے بچھائی آئے۔ جناب رسولؐ نے ان کے ساتھ اس طرح خوشی و بشاشت ظاہر نہ فرمائی۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ آپؐ نے اس کی بہن کا اس قدر اکرام فرمایا جو عورت تھی لیکن اس کا ایسا اکرام نہ کیا وہ اپنے باپ کے لئے اس سے زیادہ کیل کرنے والی ہے۔ دوسری حدیث معتبرہ میں اُن ہی حضرتؐ سے منقول ہے کہ ایک روز جناب رسولؐ خدا کا گزر قبیلہ بنی فہر کے ایک شخص کی طرف ہوا وہ اپنے غلام کو مار رہا تھا اور غلام کہہ رہا تھا میں خدا کی پناہ چاہتا ہوں لیکن وہ شخص باز نہ آیا مارتا ہی رہا۔ غلام نے جب آنحضرتؐ کو دیکھا تو بولا میں تمہاری پناہ چاہتا ہوں۔ یہ سنتے ہی اُس نے ہاتھ روک لیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جب اس نے خدا کی جانب سے پناہ مانگی تو تو نے نہ دی جب میری طرف سے پناہ چاہی تو تو نے پناہ دے دی۔ خدا زیادہ حقدار ہے کہ اگر کوئی اس کی جانب پناہ لے جائے تو اس کو امان دینی چاہیے۔ اس شخص نے کہا میں نے اس کو خدا کی خوشنودی کے لئے آزاد کر دیا۔ حضرتؐ نے فرمایا اسی خدا کے حق کی قسم جس نے مجھے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے اگر تو اس کو آزاد نہ کرتا تو یقیناً جہنم کی آگ تجھ کو ملائی۔ دوسری حدیث میں فرمایا کہ ایک روز آنحضرتؐ صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ کہیں جا رہے تھے۔ راستہ میں ایک غریبہ بھائی ایک مرد بکری کا بچہ بڑا ہوا دیکھا جس کے دونوں کان کٹے ہوئے تھے۔ آپؐ نے اصحاب سے فرمایا تم میں سے کون اس کو ایک قدم میں خریدے گا؟ انہوں نے کہا ہم تو اس کو کسی قیمت پر نہ لیں۔ اگر مفت ملے تب بھی نہ لیں۔ حضرتؐ نے فرمایا واللہ میرے نزدیک یہ دنیا اس سے بھی بہتر ہے جس قدر یہ بڑا غلام

والہدیہ کے لئے آنحضرتؐ فرمائی۔

آنحضرتؐ کے نزدیک دنیا کی جتنی قدری

تمہارے نزدیک بے قدر ہے۔ اور بسند صحیح منقول ہے کہ ایک شخص آنحضرتؐ کی خدمت میں آیا دیکھا کہ حضرتؐ ایک چٹائی پر لیٹے ہوئے ہیں اس کے نشانات حضرتؐ کے پہلو پر نقش ہو گئے ہیں اور خوشی کی باتوں سے بھرا ہوا ایک تکیہ سر کے نیچے رکھے ہوئے ہیں جس کے نشانات آپؐ کے چہرہ و اقدس پر ظاہر ہیں۔ اس شخص نے کہا کہ بادشاہین جم و دروم حریر و دیبا کے بستر و نیر سونیں اور آپؐ ایسی چٹائی پر سوتے ہیں اور ایسا تکیہ رکھتے ہیں؟ حضرتؐ نے فرمایا و اللہ میں ان سے بہتر اور اپنے خدا کے نزدیک محبوب تر ہوں۔ مجھے دنیا سے کیا کام۔ دنیا کی مثال اس درخت کی سی ہے جس کے نیچے سوار چند ساعت آرام کرتا ہے اور پھر سوار ہو کر روانہ ہو جاتا ہے اور درخت کو چھوڑ دیتا ہے۔ دوسری معتبر حدیث میں منقول ہے کہ ایک اعرابی نے حضرتؐ کے ساتھ تاقہ دوٹانے میں شرط کی کہ اگر اس کا تاقہ آگے بڑھ جائے گا تو حضرتؐ کا تاقہ لے لے گا۔ جب اُونٹ دوٹانے لگے اعرابی کا اُونٹ آگے نکل گیا۔ حضرتؐ نے صحابہ سے فرمایا کہ تم نے میرے اُونٹ کی تعریف کر کے اس کو بلند قرار دیا تھا کہ وہ آگے نکل جائے گا تو خدا نے اس کو نیت کر دیا جس طرح بٹے بٹے پہاڑوں نے کشتی نوح کے لیے اپنے اپنے سر بلند کیے اور کوہ جودی نے انکساری اختیار کی تو خدا نے کشتی نوح کو اُسی پر ٹھہرایا۔ بسند صحیح منقول ہے کہ آنحضرتؐ ہر روز بغیر کسی گناہ کے شتر مہ توبہ کرتے تھے اور ان کو باری تعالیٰ اللہ فرماتے تھے۔ دوسری حدیث معتبرہ میں فرمایا کہ ایک انصاری نے ایک صانع و طلب حضرتؐ کی خدمت میں ہدیہ کیا۔ حضرتؐ نے خادم سے فرمایا گھر میں جا کر کوئی پیالہ یا طبق ہو تو لے آؤ۔ وہ گیا اور واپس آیا۔ کہا مجھے کوئی چیز گھر میں نہیں ملی۔ حضرتؐ نے اپنے دامن سے زمین کو جھڑک کر فرمایا کہ یہیں رکھ دو۔ اور فرمایا کہ اس خدا کی قسم جس کے اختیار میں میری جان ہے اگر خدا کے نزدیک دنیا کی قدر ایک پریشہ کے برابر ہے تو وہ کسی منافق اور کافر کا سس میں سے ایک ٹھونٹ پانی نہ دیتا۔ بیچ البلاغہ میں امیر المؤمنین صلوات اللہ علیہ سے منقول ہے آپؐ نے فرمایا کہ ترک دنیا کے لیے تم کو بغیر خدا کی تاسی اور آپؐ کی ہمت کافی ہے اور دنیا کی مذمت اور بُرائی کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ حضرتؐ کے لیے اس میں سے کچھ حصہ نہ تھا اور دوسروں کے واسطے بہت کچھ تھا۔ حضرتؐ نے شیر دنیا سے لبوں کو کبھی تر نہ کیا اس سے پہلو خالی رکھتے تھے۔ اس کو اس طرح حقیر سمجھتے رہے جیسا کہ حق ہے۔ کبھی اس کی جانب رغبت نہ دیکھا اس کی لذتوں سے آپؐ کا پہلو بہ نسبت دوسروں کے زیادہ خالی تھا۔ کبھی دنیا کے طعام سے شکم سیر نہ ہوئے۔ خدا نے دنیا کو حضرتؐ کے سامنے پیش کیا آپؐ نے اس کو قبول نہ کیا اس لیے کہ آپؐ جانتے تھے کہ خدا دنیا کو دشمن رکھتا ہے لہذا حضرتؐ بھی اس کو دشمن رکھتے تھے۔ اور سمجھتے تھے کہ خدا اس کو حقیر جانتا ہے اس لیے خود بھی حقیر سمجھتے تھے۔ جو شبہ حضرتؐ زمین پر بیٹھ کر کھانا کھاتے غلاموں کی طرح دوزخ میں بیٹھتے، اپنی نعلین اور اپنے کپڑوں میں خود ہی بیونہ لگا لیتے اور برہنہ پشت و راز گوشہ پر سوار ہوتے تھے اور کسی کو ساتھ نہ لٹھالیتے۔ ایک مرتبہ کسی بی بی کے حوالہ پر پردہ بڑھایا دیکھا جس پر تصویر بنی ہوئی تھیں۔ آپؐ نے فرمایا اس کو مجھ سے پوشیدہ کرو جس وقت اس پر میری نگاہ

پڑتی ہے تو دنیا اور اس کی زمینیں مجھ کو یاد آتی ہیں۔ آنحضرت نے دنیا کی جانب سے یک سخت ٹٹخ پھر لیا تھا اور اس کی یاد دل سے نکال دی تھی اور چاہتے تھے کہ دنیا کی زینت نگاہوں سے پوشیدہ ہے اس کی زینتیں دیکھنا نہیں چاہتے تھے اس کو مکاں باقی نہیں سمجھتے تھے اور اس میں رہنے کی امید نہیں رکھتے اس لئے دنیا کو دل سے نکال دیا تھا اور دل سے منادیا تھا اور آنکھوں سے چھپا رکھ تھا۔ اور جو شخص کسیکو دشمن سمجھتا ہے اس کی طرف نظر کرنا پسند نہیں کرتا اور نہیں چاہتا کہ اس کے سامنے اس کا ذکر کیا جائے۔ بیشک حضرت کے حالات میں وہ سب کچھ ہے جو تم کو دنیا کی برائیوں اور عیبوں کی جانب دلالت کرتا ہے کیونکہ بہت دفعہ ایسا ہوتا تھا کہ آپ اپنے مخصوص اہلیت کے ساتھ جو کہ رہتے تھے اور دنیا کے سامان اور زمینیں خدا نے ان کے لئے پسند نہ کی تھیں اس قرب و منزلت کے باوجود جو خدا کے نزدیک ان کو حاصل تھیں۔ بلاشبہ وہ دنیا سے جو کہ رخصت ہوئے اور دنیا کو تعریف کے بغیر عقبت کی جانب تشریف لے گئے اور اپنے واسطے اینٹ پر اینٹ در کھی رہنے کیلئے کوئی مکان نہ بنایا۔

حدیث معتبرہ میں حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسالت مپناہ گو سفند کا شانہ اور دست کا گوشت پسند کرتے تھے اس لئے کہ کھانے کے مقام سے نزدیک اور پاخانے پیشاب کی جگہ سے دور ہوتا ہے۔ اور ران کے گوشت سے کراہت رکھتے تھے اس لئے کہ وہ پاخانے پیشاب کے مقام سے نزدیک ہوتا ہے۔ دوسری حدیث معتبرہ میں ہے کہ انہی حضرت سے لوگوں نے پوچھا کہ رسول خدا کس سبب سے دست کا گوشت تمام اعضا سے زیادہ پسند فرماتے تھے۔ حضرت نے فرمایا کہ جناب آدمؑ نے اپنی اولاد میں سے پیغمبروں کے لئے ایک گو سفند کی قربانی کی اور اس کا ہر عضو ایک ایک پیغمبر کے نام سے مخصوص کیا اور آنحضرتؐ کے نام دست مخصوص کیا اس سبب سے حضرت کو تمام اعضا میں دست زیادہ پسند تھا۔

بسنہ معتبرہ امام حسین علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ جب دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے تھے، گریہ و زاری کے ساتھ اپنی انگلیوں کو حرکت دیتے تھے اس سائل کی طرح جو کسی سے کھانا مانگتا ہے۔ حدیث معتبرہ میں جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ پیغمبر خداؐ نے فرمایا کہ میں اخلاق پسندیدہ و فضائل حمیدہ کے ساتھ مبعوث ہوا ہوں۔ حدیث معتبرہ میں امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ میرے باپ ماں میرے جد جناب رسول خداؐ ہوں کہ خدا کے نزدیک اس قرب و منزلت اور ان وعدوں کے باوجود جو خدا نے ان سے عظمت و بزرگی کے لئے تھے حضرت جبرائیلؑ اہتمام و کاوشیں ترک نہ کرتے تھے یہاں تک کہ آپؑ کی پندلیاں سوچ جاتی تھیں اور پیروں پر دم آجاتا تھا۔ لوگوں نے کہا کہ یا حضرتؐ آپ اپنے کو اس قدر کیوں مشقت میں ڈالتے ہیں باوجودیکہ خدا نے آپؑ کے گورشتہ اور آئندہ گناہ بخش دیئے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا کیا میں خدا کا شکر گزار بندہ نہ ہوں۔ حدیث معتبرہ میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ مرد و عجم اپنے تئیں مشک سے مسطر کرتے تھے

اس قدر کہ آپ کے سر اقدس سے مشک کی لپٹ نکلتی تھی اور آپ کے پاس مشکدان رہتی تھی جب آپ وضو کرتے تو مشک ہاتھوں میں لے کر اپنے بدن پر مل لیتے تھے۔ اور جب کبھی حضرت کے سر میں فرو ہوتا تو سرسوں کا تیل داغ میں ڈالتے۔ اور کبھی تسبیح کھاتے تو اس طرح فرماتے کہ لا و استغفر اللہ اور کبھی حرم نہ کھاتے۔ انہی حضرت نے دوسری حدیث متبر میں فرمایا کہ ایک روز آنحضرتؐ کو بچھونے ڈانک مارا۔ حضرت نے فرمایا خدا تجھ پر لعنت کرے تو مومن و کافر نیک و بد کسی کو آزار پہنچانے سے باز نہیں رہتا پھر نمک منگو کر اس جگہ تل دیا تو سکون ہو گیا۔ اور فرمایا کہ اگر لوگ جانیں کہ نمک میں کس قدر فائدہ ہے تو یقیناً تریاق فاروق کی پردہ اندہ کریں۔

روایت متبر میں حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ ایک روز جناب رسول خداؐ کے پاس جناب جبریلؑ بیٹھے تھے ناگاہ جبریلؑ کی نظر آسمان کی جانب اٹھی اور ان کا رنگ زعفران کی طرح متغیر ہو گیا اور جناب رسول خداؐ کی جانب ہنوا لی۔ پھر آسمان کی طرف نگاہ کی۔ دیکھا کہ ایک عظیم الجثہ فرشتہ آسمان سے اتر رہا ہے جس کی جسامت تمام مشرق و مغرب تک پھیلی ہوئی ہے یہاں تک کہ وہ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہؐ مجھے حق سبحانہ و تعالیٰ نے یہ پیغام دے کر بھیجا ہے کہ آپؐ چاہیں تو بادشاہ اور غنیمتوں یا چاہیں تو بندہ اور غنیمت رہیں۔ حضرت نے جبریلؑ کی جانب نگاہ کی دیکھا کہ ان کا خوف زائیل ہو چکا ہے۔ جبریلؑ نے کہا یا حضرتؐ بندہ اور رسول ہونا اختیار فرمائیے تو آپؐ نے فرمایا کہ میں بندہ اور رسول ہونا پسند کرتا ہوں۔ یہ سنکر وہ فرشتہ واپس ہوا۔ اپنا ایک پیر آسمان اقل پر رکھا اور ہوا آسمان دوم پر اسی طرح ہر قدم ایک ایک آسمان پر رکھتا تھا اور جس قدر بلند ہوتا چھوٹا ہوتا جاتا تھا یہاں تک کہ ایک گنیشک (چھوٹی چڑیا) کے برابر ہو گیا۔ اس وقت آنحضرتؐ نے جبریلؑ سے پوچھا کہ تمہارے خوف کا کیا سبب تھا؟ عرض کی یا رسول اللہؐ میرے خوف کا سبب نہ پوچھئے۔ آپؐ کو معلوم ہے کہ یہ کون فرشتہ تھا؟ فرمایا تمہیں۔ جبریلؑ نے کہا یہ اسرافیلؑ تھے جو حاجب پروردگار ہیں۔ جس روز سے خدا نے آسمان وزمین کو خلق کیا ہے وہ زمین پر نہیں آئے۔ اب ان کو آتے ہوئے دیکھ کر میں نے سمجھا کہ شاید قیامت رہا ہونے والی ہے اس لیے میرے چہرہ کا رنگ متغیر ہو گیا تھا۔ جب میں نے یہ دیکھا کہ وہ آپؐ کی عظمت و منزلت کے اظہار کے لیے آئے ہیں تو مجھے اطمینان ہو گیا۔ کیا آپؐ نے نہیں دیکھا کہ وہ جس قدر بلند ہو رہے تھے چھوٹے ہوتے جاتے تھے اور جس قدر عظمت و جلال خلاق عالم سے قریب اور محل مناجات سے نزدیک ہو رہے تھے اس کی جلالت کے سامنے حقیر ہو رہے تھے۔ یہ حاجب پروردگار اور خلق میں اُس کے نزدیک سب سے قریب ترین ہیں۔ لوح ان کی دونوں آنکھوں کے سامنے ہے جو یاقوت شریح کی ہے۔ جب خداوند عالم وحی بھیجتا ہے لوح ان کی پیشانی سے ٹکراتی ہے تو وہ لوح پر نگاہ کرتے ہیں۔ جو کچھ اس میں دیکھتے ہیں ہم کو افشا کرتے ہیں اور ہم اس وحی کو آسمان وزمین تک پہنچاتے ہیں۔ وہ محل صدور و وحی میں خلق میں سب سے قریب ہیں۔ اور وحی صادر ہونے کے مقام اور ظہور عظمت و جلال الہی کے درمیان توبہ کے نوشتے مجابات ہیں جن کی آنکھیں تاب نہیں لاسکتیں۔

اُن چند امور کے سوا جسکا نشانہ حکم دیا ہے کسی معاملہ میں غیروں پر ترجیح نہ دیتے۔ ہر شخص کے آداب کا خیال رکھتے۔ جو شخص غدر کرتا اس کا عذر مان لیتے۔ نزول قرآن اور موقعہ کے اوقات کے سوا اکثر تبسم فرماتے مگر بھی بلند آواز سے نہ ہنستے۔ کھانے اور لباس میں اپنے غلاموں پر فوقیت نہ رکھتے۔ کبھی آپ نے کسی کو گالی نہیں دی اور نہ کبھی اپنی ازدواج یا خادموں سے نفرت کا اظہار فرمایا نہ گالی دی۔ اور آزاد یا غلام اور کنیز جو بھی آپ کو کسی حاجت کے لئے کہیں لے جاتا چاہتا تو آپ اس کے ہمراہ چلے جاتے آپ سخت مزاج نہ تھے اور غصہ میں کبھی جھنجھتے نہ تھے اور بُرائی کا بدلہ نیکی سے دیا کرتے تھے۔ جو شخص آپ کے پاس آتا آپ خود سلوک کی ابتدا فرماتے اور مصافحہ کرتے۔ جس مجلس میں کشریف رکھتے یا بد خُدا کرتے رہتے اور عموماً آپ قبلہ رو بیٹھا کرتے تھے۔ جو شخص آپ کے پاس آتا آپ اس کی عزت و تظیم کرتے اور کبھی اپنی چادر اس کے لئے بچھا دیتے اور نگہ لگا دیتے۔ اور اس کی رضامندی و ناراضی حق بات کہنے سے آپ کو روکتی نہ تھی۔ گلگڑی کبھی رطب اور کبھی نمک کے ساتھ تناول فرماتے۔ بچلوں میں خربوزہ اور انگور زیادہ پسند کرتے۔ آپ کی اکثر خوراک پانی اور خربایا و کدو ہوا و خربا ہوتی تھی۔ گوشت اہل کدو کا پسند نہ کیا کرتے۔ حضرت خود شکار نہیں کرتے مگر شکار کا گوشت کھا لیتے تھے؛ پنیر اور کھی بھی کھا لیتے۔ گو مسند کے دست اور شانے کا گوشت، کدو کا شوربا، اور سرکہ کا سالن اور خربلے بخود اور سبزی میں کاسنی اور بادریج کو زیادہ پسند فرماتے۔

شیخ طبرسی علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ آنحضرت کی تواضع و فروتنی اس درجہ تھی کہ خیبر و بنی قریظہ و بنی النظیر کے عیالات میں آپ دماز گوشس پر سوار تھے جس کی نگاہ اور گشت کا کپڑا ایف خربا کا تھا۔ حضرت بچوں کو اور مردوں کو سلام کرتے تھے۔ ایک دن ایک شخص حضرت سے غشکو کر رہا تھا اور کانپ رہا تھا۔ حضرت نے فرمایا میں کوئی بادشاہ نہیں ہوں مجھ سے ڈرتا کیوں ہے۔ انیس سے منقول ہے کہ میں دو سال تک آنحضرت کی خدمت میں رہا لیکن حضرت نے کبھی مجھ سے یہ نہ فرمایا کہ یہ کام کیوں کیا اور کبھی کسی کام میں مجھ سے نہ نکالا۔ آنحضرت کی خوشبو سے بہتر کوئی خوشبو نہیں تھی۔ جب کسی کے ساتھ آپ بیٹھتے تو کبھی پیروں کو پھیلا کر نہ بیٹھتے۔ ایک روز ایک اعرابی آیا اور آپ کی ردا سے مبارک کو نہایت سختی کے ساتھ چھینا یہاں تک کہ آپ کی گردن میں چادر کا سلاقی رہ گیا۔ اور کہا مال خدا میں سے مجھے کچھ دیجئے۔ آنحضرت نے نہایت لطافت و مہربانی سے اُس کی جانب توجہ فرمائی اور ہنس کر فرمایا کہ اس کو کچھ دے دو۔ تو خداوند عالم نے اپنے ملائکہ نازل فرمائے اور فرمایا کہ اے نبی! نازل فرمائی یعنی اے ہمارے حبیب! تم ملحق عظیم پر فائز ہو۔ حضرت کی طبیعت میں حیا اس درجہ تھی کہ کسی چیز سے کراہت بھی رکھتے تو اظہار نہ فرماتے ہم لوگ آپ کے چہرہ اقدس کے رنگ سے کچھ لیتے تھے۔ آپ کی سخاوت اس حد تک پہنچی ہوئی تھی کہ حضرت امیر المؤمنین صلوات اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت تمام دنیا کے لوگوں سے زیادہ عطا کرنے والے تھے اور آپ کی مصاحبت ہر ایک سے بہتر تھی اور لہجہ تمام لوگوں سے زیادہ خوشگوار و ہمت و جرأت میں زیادہ، مزاج سب سے زیادہ نرم، امان دینے اور عہد و پیمان پورا کرنے میں سب سے بڑھ کر تھے۔

پہلے پہل جو شخص حضرت سے ملتا اُس کے دل میں آپ کی عظیم محبت پیدا ہو جاتی پھر جب آپ کے پاس آئے جانے لگتا تو آپ سے محبت کرنے لگتا۔ میں نے اُن کے مثل نہ کسی کو پہلے دیکھا نہ اُن کے بعد پایا۔

ابن عباس سے منقول ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ میں خدا کی جانب سے ادب سیکھا ہوا ہوں اور علی میرے سکھانے ہوئے ہیں۔ خدا نے مجھے سخاوت اور نیکی کا حکم دیا ہے اور نخل اور ظلم سے منع فرمایا اور خدا کے نزدیک کوئی صفت بخوشی اور بُرائی کہنے سے بدتر نہیں ہے۔ آنحضرت کی شجاعت اس درجہ تھی کہ حضرت اسد اللہ غالب بیان فرماتے ہیں کہ جب لڑائی میں شدت ہوتی تو ہم آنحضرت کے پاس پناہ لیتے اور دشمنوں میں کسی کی مجال نہ ہوتی کہ حضرت کے پاس آسکتا۔ بہت سی روایتوں میں ہے کہ آنحضرت کی خوشنودی اور غصہ آپ کے چہرہ انور سے ظاہر ہو جاتا تھا۔ جب آپ خوش ہوتے تو چہرہ منور ہو جاتا اس قدر کہ دیواروں کا عکس آپ کے رُومے انور کے ذریعہ سے نظر آئے لگتا۔ اور جب آپ غضبناک ہوتے تو چہرہ سُرخ ہو جاتا تھا۔ اور اُمت پر حضور کی شفقت اس درجہ تھی کہ جس کو تین روز تک نہ دیکھتے ضرور اُس کے حالات دریافت فرماتے۔ اگر معلوم ہوتا کہ سفر میں گیا ہوا ہے تو اس کے لئے دعا فرماتے ساگر و موجود ہوتا تو آپ اس کی طوالت کو جانتے اگر وہ بیمار ہوتا تو اس کی حیات کو جانتے۔

جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ آنحضرت اکیش لڑائیوں میں خوش و شریک تھے ان میں سے آئیش لڑائیوں میں حضرت کے ساتھ میں بھی تھا۔ کسی جنگ میں میرا اُونٹ تھک کر بیٹھ گیا حضرت لوگوں کے پیچھے تھے اور بڑھوں اور کمزوروں کو قافلہ تک پہنچانے اور اپنی سواری پر بٹھا لیتے تھے اور ان کے واسطے دعا کرتے۔ اسی طرح حضرت میرے پاس پہنچے اور پوچھا تم کون ہو میں نے عرض کی میں جابر ہوں میرے باپ ماں آپ پر خدا ہوں۔ پوچھا تم کو کیا ہوا؟ میں نے کہا میرا اُونٹ تھک گیا ہے۔ پوچھا کوئی چھڑی ہے میں نے عاجز کی۔ آپ نے اُونٹ کو اس سے مارا اور کھڑا کیا پھر وہ بیٹھ گیا۔ حضرت نے اپنا ہاتھ مبارک اس کے اگلے پاؤں پر رکھ کر فرمایا سوار ہو جاؤ۔ میں سوار ہو گیا۔ پھر وہ اُونٹ آنحضرت کے اُونٹ سے بھی تیز ہو گیا۔ آنحضرت نے اُس رات پانچ مرتبہ میرے لئے استغفار کی۔ پھر پوچھا تمہارا پدر عبد اللہ نے کتنی اولادیں چھوڑیں؟ میں نے عرض کی سات لڑکیاں۔ پوچھا کچھ قرض بھی اُن کے ذمہ ہے؟ عرض کی ہاں۔ فرمایا جب مدینہ پہنچو تو قرضخواہوں سے کہنا کہ تمہارا تھوڑا وصول کیوں۔ اگر وہ راضی نہ ہوں تو خرما توڑنے کے وقت مجھے اطلاع دینا۔ پھر پوچھا کہ تمہاری شادی ہوئی ہے؟ میں نے کہا ایک مطلقہ عورت سے نکاح کیا ہے۔ فرمایا کیوں نہ جہان عدت سے نکاح کیا کہ تو اُس سے کھیتا اور وہ تجھ سے خلیتی۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ اس خوف سے نہیں کیا کہ ممکن ہے کہ میری بہنوں کے ساتھ نہ بنے۔ فرمایا اچھا کیا۔ پھر فرمایا یہ اُونٹ کتنے میں خریدا ہے؟ میں نے عرض کی پانچ اوقیہ طلا میں۔ فرمایا میں نے یہ تم سے خریدا کیا۔ عرض جب ہم مدینہ واپس پہنچے تو اس اُونٹ کو حضرت کی خدمت میں پیش کیا۔ حضرت نے ہاتھ سے فرمایا ان کو پانچ اوقیہ دے دو تاکہ اپنے باپ کا قرض ادا کیوں اور میں اوقیہ اور دے دو اور اُونٹ بھی واپس دے دو۔ پھر مجھ سے پوچھا کہ اپنے باپ کے قرض خواہوں سے معاملے کیا؟ میں نے عرض کی ابھی نہیں۔

بعض نسخہ مستند آنحضرت کی شجاعت اور خوشنودی پر اس قدر

جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت ہے

پوچھا انہوں نے اتنا مال چھوڑا ہے جس سے قرض ادا ہو جائے کہا نہیں۔ فرمایا عذر دے کر و خیر سے کی فصل میں مجھے مطلع کرنا۔ غرض خیر سے کی فصل میں حضرت کو نہیں نے آگاہ کیا۔ حضرت تشریف لائے اور ہمارے لئے دعا فرمائی تو حضرت کی دعا کی برکت سے اس فصل میں اس قدر خیر پیدا ہوا کہ تمام قرض ادا کرنے کے بعد ہر سال سے زیادہ ہمارے لئے بچا رہا۔ فرمایا خیر سے چلے جاؤ مگر ان کو ناپو تو لومت۔ ہم نے ایسا ہی کیا اور وہ مدتوں ان میں سے کھاتے رہے۔ ابی جناس سے منقول ہے کہ جب آنحضرت سے کوئی سوال کیا جاتا تو حضرت اس کا جواب کر فرماتے تاکہ سننے والوں پر بات مستحب نہ رہے۔

ابی الحمیسا سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ بشت سے پہلے میں نے آنحضرت سے ایک معاملہ کیا اور ایک مقام پر ملنے کا وعدہ فرمایا۔ لیکن میں بھول گیا اور وہاں نہ پہنچا۔ تیسرے روز جب وہاں گیا تو حضرت اپنے وعدہ کے مطابق وہاں تین روز سے موجود تھے۔ اور جریر بن عبد اللہ سے منقول ہے وہ ایک روز حضرت کی خدمت میں گئے۔ مکان لوگوں سے بھرا ہوا تھا جگہ نہ تھی۔ وہ دروازہ کے باہر بیٹھ گئے حضرت نے اپنا کرتہ ان کو دے دیا کہ اس کو بچھا کر بیٹھ جائیں۔ انہوں نے اس کو لے کر جسم پر طار اور پوسر دیا۔ جناب سلمان کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا حضرت ایک تکیہ پر سہارا کیے ہوئے تھے۔ آپ نے میری طرف وہ تکیہ بڑھا کر فرمایا کہ جو مسلمان اپنے برادر مسلم سے ملنے آئے اور وہ اس کے احرام و تعظیم کے لئے تکیہ پیش کرے تو اس کو خدا بخش دیتا ہے۔

منقول ہے کہ جب آپ کے فرزند ابراہیم پر احتضار کی حالت طاری ہوئی آنحضرت کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور فرمایا کہ میری آنکھیں بڑا آب ہوتی ہیں اور دل کو صدمہ ہوتا ہے۔ لیکن زبان سے کوئی ایسی بات نہیں نکلتی جو خدا کو پسند نہ ہو۔ اے ابراہیم ہم تمہارے غم میں اندوہناک ہیں۔ منقول ہے کہ آنحضرت زید بن حارثہ کے غم میں روئے اور فرمایا یہ دوست کے لئے اظہار شوق ہے۔ اور جابر سے منقول ہے کہ جب حضرت مہاسنہ سے چلتے تو صحابہ کے آگے چلتے اور پیچھے فرشتوں کے لئے جگہ چھوڑ دیتے تھے۔ دوسری روایت میں ہے کہ جب آنحضرت سوار ہو کر چلتے تو کسی کو زیادہ نہ چلتے دیتے بلکہ اپنی سوار پر بٹھا لیتے۔ اگر وہ منظور نہ کرتا تو آپ فرماتے کہ پہلے چلے جاؤ اور فلاں مقام پر مجھ سے ملنا۔ حضرت امیر المومنین سے منقول ہے کہ جب آنحضرت کے سامنے دو جہاد میں ہوتیں تو آپ اس کو اختیار فرماتے جو زیادہ شہداء ہوتی۔ آپ کی نماز ہر ایک سے ملتی اور مکمل ہوتی اور خطبہ سب سے مختصر اور قائدہ سے بھرا ہوا ہوتا۔

جب حضرت کسی جانب روانہ ہوتے آپ کی خوشبو سے لوگ بچھ لیتے کہ فلاں طرف سے آرہے ہیں جب کسی گروہ کے ساتھ کھانا کھاتے تو سب سے پہلے ہاتھ بڑھاتے اور سب کے بعد ہاتھ روکتے اور اپنے سامنے سے تبادل فرماتے اور دھر دھر ہاتھ نہیں بڑھاتے تھے۔ اگر وہ رطب یا خرما ہوتا تو ہر طرف سے لے لے کر کھاتے۔ پانی تین ساتس میں پیتے۔ پانی کو تھوڑا تھوڑا پیتے دہن کو پانی سے بھرتے نہ تھے۔ تمام کام داہنے ہاتھ سے کرتے سوائے اس کے جو جسم کے نیچے کے حصہ سے متعلق ہوتا۔ کپڑے پہننے اور نعلین پہننے اور امانہ کے سوا ہر کام کی ابتداء اپنی جانب سے کرتے۔ جب کسی کے گھر تشریف لے جاتے

ایسا صحابہ کے لئے فرمایا کہ اگر وہ اس کو پسند نہ کرے۔

آنحضرت کی پسندیدہ عادات۔

تین مرتبہ اند جانے کی اجازت طلب فرماتے آپؐ کا کلام حق و باطل کو جدا کرنے والا اور اس مقصد نظر کرنے والا ہوتا۔ بات کرنے میں آپؐ کے نورانی دانتوں سے روشنی ظاہر ہوتی کہ دیکھنے والا سمجھتا کہ آپؐ نے دہن کھول رکھا ہے حالانکہ وہ کھلا نہ ہوتا۔ لوگوں کو آنکھیں پھاڑ کر نہ دیکھتے۔ کسی سے ایسی گفتگو نہ کرتے جو پسند خاطر نہ ہوتی۔

حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ نے ایک شخص سے ایک پتھر کے پاس وعدہ کیا کہ تمہارے آسنے تک میں یہیں رہوں گا، چنانچہ آپؐ وہاں ٹھہرے۔ دُحوپ تیز ہوئی، صحابہ نے کہا یا حضرتؐ سایہ میں چلیے۔ فرمایا میں نے اسی جگہ ٹھہرنے کا وعدہ کیا ہے اسی جگہ رہوں گا۔ اگر وہ آئے گا تو اس جگہ مر جاؤں گا اور اسی جگہ سے مشورہ ہوں گا۔

دوسری روایت میں منقول ہے کہ کبھی ایسا ہوتا کہ کوئی اپنے بچہ کو حضرتؐ کی خدمت میں لے جاتا کہ حضورؐ اس کے لیے برکت کی دعا فرمائیں یا اس کا نام رکھیں۔ حضرتؐ بچہ کے والدین و اعوان کی عزت افزائی کی خاطر بچہ کو گود میں لے لیتے۔ کبھی بچہ پیشاب بھی کر دیتا اور لوگ جھنجھٹے لگتے تو حضرتؐ فرماتے خاموش رہو اس کے پیشاب کو نہ روکو یہاں تک کہ بچہ فارغ ہوتا۔ پھر حضرتؐ اس کے لیے دعا کرتے یا اس کا نام رکھ دیتے۔ تاکہ اُس کے اعوان خوش ہو جائیں اور یہ نہ خیال کریں کہ حضرتؐ اس کے پیشاب سے کبیدہ خاطر ہوئے۔ جب وہ لوگ چلے جاتے تو اپنے کپڑوں کو پاک کر لیتے۔ اور فرماتے میرے سامنے اس طرح مت کھڑے ہوا کرو جس طرح مجی لوگ اپنے بڑوں کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں۔

حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب آنحضرتؐ کسی گروہ کے ساتھ کھانا کھاتے تو فرماتے اَفْطَرُوا عَنْدَکُمْ الْمُصَائِمُونَ وَ اَکَلْ حَلَاکُمْ کُمْ اَلَا بُرَادُ۔ تمہارے ساتھ روزہ داروں نے افطار کیا اللہ نیک کر دے اور ان کے کھانا کھایا۔ دوسری روایت میں ہے کہ آنحضرتؐ تین انگلیوں سے زیادہ سے کبھی کھانا کھاتے لیکن کسی دو انگلیوں سے کھانا نہیں تناول فرماتے تھے۔ اور حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرتؐ تمام عمر خود کی روٹیاں کھاتے رہے۔

دوسری روایت میں وارد ہوا ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرتؐ رطب داہنے ہاتھ سے کھاتے اور اس کا بیج بائیں ہاتھ میں جم کر تے جاتے تھے زمین پر نہیں پھینکتے تھے۔ اتنے میں ایک بھیر اُدھر سے گوری آپؐ اس کو اشارہ کیا وہ آپؐ کے نزدیک آئی۔ آپؐ نے بائیں ہاتھ اس کی جانب بڑھا دیا وہ اُس میں سے بیج کھانے لگی۔ پھر حضرتؐ رطب کھاتے جاتے تھے اور بیج اس کی طرف پھینکتے جاتے تھے۔ جب حضرتؐ کھانے سے فارغ ہو گئے وہ بھیر بھی چلی گئی۔ دوسری روایت میں وارد ہے کہ آنحضرتؐ بسن پناہ اور تری اور

لحہ مؤلف فرماتے ہیں کہ گندم کی روٹیاں کھانے کی مختلف حدیں وارد ہوئی ہیں۔ ممکن ہے کہ آپؐ کی غالب غذا گندم کی روٹیاں نہ رہی ہوں یا آپؐ اپنے مال سے نہ کھاتے رہے ہوں یا بشت سے پہلے یا بھرت سے پہلے یا بعد نہ کھاتے ہوں۔

بد کو دار شہد تناول نہ فرماتے۔ اور کبھی کسی کھانے کی مذمت نہ کرتے۔ اگر اچھا مصلوم ہوتا تو آپؐ کھا لیتے اور نہ چھوڑ دیتے۔ اور پیالہ کو انگلیوں سے صاف کر کے کھاتے، انگلیاں چاٹتے کھانے سے فارغ ہو کر چہرہ دھو لے اور چہرہ اندر سے پرل لیتے۔ جہاں تک ممکن ہوتا تھا کوئی چیز نہ کھاتے۔ پانی پینے میں پہلے بسم اللہ کہتے، تھوڑا پی کر تین مرتبہ الحمد للہ فرماتے اور کبھی ایک سانس میں پانی پی لیتے۔ اور کبھی لکڑی کے برتن میں کبھی چمڑے کے کبھی مٹی کے برتن میں پیتے۔ اگر یہ چیزیں نہ ہوتیں تو چلو سے پی لیتے کبھی مشک کے دانے سے پی لیتے۔ اور اپنے سروریش مبارک کو آپؐ سے دھویا کرتے۔ جسم پر تیل ملنا پسند نہ کرتے بکھرے ہوئے بال رکھنا اچھا نہ سمجھتے۔ مختلف قسم کے تیل کی مالش کرتے تھے۔ پہلے سر و ڈاڑھی سے ابتدا فرماتے۔ سر کو مقدم رکھتے۔ روغن بنفشہ کی بھی مالش کرتے۔ سر اور ڈاڑھی میں کنگھی کرتے۔ ان میں سے جو بال ٹپکتے لوگ ان کو برکت کے پئے رکھ لیتے تھے۔ فرماتے تھے کہ لوگوں کے ہاتھوں پر جو بال ہیں میرے ہیں۔ اور حج و عمرہ میں بال کٹواتے تو ان کو جبریلؑ آسمان پر لے جاتے۔ روزانہ دو مرتبہ ڈاڑھی میں مشانہ کرتے۔ ہر مرتبہ مالیش بار و ڈاڑھی کے نیچے سے اور سات بار اوپر سے کنگھی کرتے اور مشک و عنبر اور فالیر سے اپنے تئیں معطر فرماتے اور عود سے بخور کرتے۔ حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ کھانے سے زیادہ آنحضرتؐ کا شوق خوشبو میں ہوا کرتا تھا۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ تین صفتیں حضورؐ کی ذات میں ایسی تھیں جو کسی میں نہ تھیں۔ آپؐ کے جسم اقدس میں سایا نہ تھا۔ جس راستہ سے گزرتے دو تین روز تک وہ مسطر رہتا اور لوگ آپؐ کی خوشبو سے بھگ لیتے کہ ادھر سے تشریف لے گئے ہیں۔ آپؐ کسی درخت اور پتھر کے پاس سے نہیں گزرتے تھے مگر کہ وہ حضرتؐ کے لیے سمہ کرتا۔ فرماتے تھے کہ عورتوں میں خوشبو میری لذت ہے۔ نماز میری آنکھوں کی روشنی ہے۔ دامنی آنکھ میں تین اور بائیں میں دو سلائیاں سرسہ لگاتے۔ سائیں دیکھتے اور مشانہ کرتے اور اصحاب کی مجلس کے لیے اپنے کو آراستہ فرماتے۔ سفر میں تیل کی بوتل ساتھ رکھتے اور سرسہ دانی، قینبی، آئینہ، مسواک، کنگھی، سوئی، رتی، سٹوا اور مسواک اُدیر رکھتے۔ کبھی کلاہ عمامہ کے نیچے سر پہ رکھتے، کبھی عمامہ بغیر کلاہ کے باندھ لیتے، کبھی صرف کلاہ سر پہ رکھتے۔ اور سفر میں سیاہ پوشی عمامہ باندھتے۔ اور کبھی جبرہ اور ادنیٰ عمامہ پہنتے۔ جب نیا کپڑا پہنتے خدا کا شکر ادا کرتے۔ سوتے تو دامنی کر دھ سوتے داجنا اٹھ چہرے کے نیچے رکھتے اور آہ انگری پڑھتے۔ امامؐ فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ خواب سے بیدار ہوتے تو جہد شکر ادا کرتے۔ اور سونے سے پہلے تین مرتبہ مسواک کرتے رات کو نماز کے لیے اُٹھتے تو ایک مرتبہ مسواک کرتے۔ اسی طرح نماز صبح سے پہلے ایک مرتبہ کرتے اور بیلو کی لکڑی کی مسواک استعمال فرماتے۔ آنحضرتؐ مزاج بھی کرتے تھے مگر بہودہ الفاظ کبھی استعمال نہ فرماتے۔ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ آنحضرتؐ نے ایک شخص کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا اس بندہ کو کون خریدتا ہے یعنی خدا کا بندہ۔ ایک روز ایک عورت حضرتؐ سے اپنے شوہر کا حال بیان کر رہی تھی حضرتؐ نے فرمایا تیل شوہرؑ ہے جس کی آنکھ سفید ہے عورت نے کہا نہیں۔ پھر جب اُس نے اپنے شوہر سے ذکر کیا تو

آنحضرتؐ کو اپنی پیادہ پر دو بار چڑھا کر پسند فرمایا۔

آنحضرتؐ کی ذات میں تین صفتیں حضورؐ کی

آنحضرتؐ کا مزاج

اُس نے کہا حضرتؐ نے مزاج فرمایا تھا اور سچ کہا تھا ہر ایک کی آنکھ میں سیاہی سے زیادہ سفیدی ہوتی ہے۔ ایک مرتبہ انصار کی ایک عورت نے حضرتؐ سے عرض کی کہ خدا سے میرے لئے دعا فرمائیں کہ مجھے بہشت میں جگہ دے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ پورے عورتیں جنت میں نہ جائیں گی۔ یہ سنکر وہ عورت رونے لگی تو حضرتؐ ہنسنے لگے اور فرمایا کہ پورے عورتیں جنت میں نہ جائیں گی۔ دوسری روایت میں وارد ہے کہ ایک روز حضرتؐ نے ایک بوڑھی عورت سے فرمایا کہ مجھے عورتیں جنت میں نہ جائیں گی وہ باہر جا کر رونے لگی۔ جناب بلالؓ نے اُس کو دیکھا اور رونے کا سبب پوچھا اُس نے آنحضرتؐ کا ارشاد بیان کیا۔ بلالؓ اُس کو لئے ہوئے حضرتؐ کی خدمت میں آئے اور کہا یہ عورت آپؐ کا ایسا ارشاد بیان کر رہی ہے۔ فرمایا ہاں! اور کالے لوگ بھی بہشت میں نہ جائیں گے۔ یہ سنکر بلالؓ بھی رونے لگے کیونکہ وہ کالے تھے۔ اتنے میں جناب عباسؓ آئے اور انہوں نے حال دریافت کیا۔ حضرتؐ نے فرمایا ہڈے آدمی بھی جنت میں جنت نہ ہونگے اور بھی رنجیدہ ہوئے۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا خدا ان کو جوان اور بہترین صورتوں میں خلق فرما کر جنت میں داخل کرے گا۔ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت نے حضرتؐ سے شکایت کی کہ فلاں شخص نے میرا بوسہ لے لیا۔ حضرتؐ نے اس کو بلایا اور پوچھا کیوں ایسی حرکت کی؟ اُس نے کہا حضورؐ اگر میں نے برا کیا تو وہ بھی اس کے بدلے میرے ساتھ ایسا ہی کر لے۔ حضرتؐ نے مسکرا کر فرمایا آئندہ کسی ایسا نہ کرنا۔ اُس نے کہا بہت اچھا نہ کروں گا۔

صحابہ کے مزاج کے بارے میں ہے کہ سب سے زیادہ جبراً ایک سفر میں نیمان بدریؓ کے پاس آئے اور اُن سے کھانا طلب کیا۔ انہوں نے کہا میرے ساتھی موجود نہیں ہیں۔ سو بیٹھنے دیکھا کہ مسافروں کا ایک گروہ آیا ہوا ہے اُن کے پاس چپے اور کہا میرا ایک غلام بہت زبان دراز ہے میں اس کو فروخت کرنا چاہتا ہوں۔ اگر وہ کہے کہ میں غلام نہیں آزاد ہوں تو اس کی بات مت مانتا ورنہ میرا غلام ہاتھ سے نکل جائے گا۔ غرض نیمانؓ کو دس اونٹ کے عوض فروخت کر دیا۔ خریداروں نے آکر نیمانؓ کے گھر میں رسی ڈال دی اور کہنے شروع کیا۔ نیمانؓ نے پوچھا میرے متعلق یہ خاق تم سے کس نے کیا ہے۔ خریداروں نے کہا ہم تیری زبان درازی سن چکے ہیں۔ غرض اُن کو کھینچ لے گئے۔ جب اُن کے رفعا آئے تو اُن کو واپس لائے۔ یہ قصہ آنحضرتؐ سے بیان کیا تو آپؐ بہت ہنسے۔ نیمانؓ بھی بہت مزاح کیا کرتے تھے۔ ایک روز عمرہ میں نوفلؓ کو جوتا بیٹا تھے پیشاب معلوم ہوا وہ بوسے کوئی لمحے ایسی جگہ پہنچا دے کہ جہاں پیشاب کر لوں۔ نیمانؓ اُن کا ہاتھ پکڑ کر لئے اور مسجد کے ایک گوشہ میں کھڑا کر دیا اور کہا پیشاب کر لو اور خود بھاگ گئے۔ لوگوں نے دیکھا تو چلائے اور نوفلؓ کو گالیاں دیں کہ کیوں مسجد میں پیشاب کرتا ہے۔ انہوں نے پوچھا مجھے یہاں کون لایا ہے؟ لوگوں نے کہا نیمانؓ لائے تھے۔ انہوں نے کہا کہ خدا سے عہد کرتا ہوں کہ جب اس کو پاؤں گا اپنے ڈنکے سے ماروں گا۔ نیمانؓ کو بھی معلوم ہو گیا۔ ایک روز وہ عمرہ کے پاس آئے اور کہا آپؐ چاہتے ہیں کہ نیمانؓ تک آپؐ کو پہنچا دوں کہ آپؐ اس کو ڈنکے لگائیں انہوں نے کہا ہاں تو اُن کا ہاتھ پکڑ کر عثمانؓ کے پاس لائے جبکہ وہ نماز پڑھ رہے

تھے اور کہا یہ ہے نبیان۔ اور خود بھاگ گئے۔ مگر نے اپنا ڈھٹا بلند کیا اور پوری قوت سے حشمان کو مارا۔ لوگوں نے شور مچایا کہ کیوں خلیفہ کو مارتا ہے۔ انہوں نے کہا وہ کون تھا جو مجھے یہاں لایا۔ لوگوں نے کہا نبیان تھے۔ انہوں نے کہا اب کبھی نبیان سے تعلق نہ رکھوں گا۔ موت کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ کے آداب حسنہ اور اخلاق حمیدہ بیان سے باہر ہیں جنکا احصا نہیں ہو سکتا۔ چونکہ کتاب علیہ التقدیس اور میں الحیات میں اکثر بیان کر چکا ہوں اس لیے یہاں اتنے ہی پر اکتفا کرتا ہوں۔

نوالیہ باب

آنحضرتؐ کے فضائل و مناقب اور خصوصیات کا مختصر تذکرہ

صحیح اور غیر صحیح حدیثوں میں بطریق خاصہ و عامہ منقول ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ خاتم النبیین محمدؐ کو ایسی عطا کی جس کہ مجھ سے پہلے کسی کو عطا نہیں کیں۔ زمین کو میرے لیے مقام نماز و مسجد کا قرار دیا کہ جس جگہ چاہوں نماز پڑھوں۔ اور زمین کو میرے واسطے ظاہر کرنے والی بنایا کہ غسل و وضو کے بدلے جس پر تیمم کیا جاتا ہے اور وہ جوتے کے تلے اور عصا کے سرے کو پاکی کرتی ہے۔ کافروں کی نفیست میرے واسطے حلال کی۔ اور میری محبت اور خوف دشمنوں کے دلوں میں ڈال دیا ہے۔ اور اس سے میری مدد کی ہے۔ اور کلمات جامعہ مجھے عطا کیے ہیں جنکے الفاظ کم اور معانی زیادہ ہیں۔ اور شفاعت روز قیامت مجھ کو بخشی ہے۔

بکثرت سندوں کے ساتھ حضرت صادقؑ اور جابر انصاریؓ وغیرہ سے منقول ہے کہ جناب سرور کائناتؐ سے لوگوں نے پوچھا کہ جب جناب آدمؑ بہشت میں تھے اس وقت آپؐ کہاں تھے؟ فرمایا میں ان کی پشت میں تھا۔ جب وہ زمین پر آئے میں ان کی پشت میں تھا۔ پھر اپنے پدر توح کی پشت میں کشتی پر سوار تھا اور اپنے پدر ابراہیمؑ کی پشت میں آگ میں ڈالا گیا۔ اور میرے آباد اہلاد میں سے عورت و مرد کبھی کوئی زمانہ میں مبتلا نہیں ہوا۔ ہمیشہ خداوند عالم مجھ کو ظاہر صلیبوں میں سے پاکیزہ رحموں میں منتقل کرتا رہا۔ خداوند عالم نے میری پیغمبری کا اقرار تمام پیغمبروں سے لیا اور میرے نبی کا سلام کا عہد ان کی تمام امتوں سے لیا اور ان پر میرے تمام اوصاف ظاہر فرمائے اور میرا ذکر توریت و انجیل میں کیا اور مجھ کو آسمانوں کی سیر کرائی اور میرے لینے اپنے ناموں میں سے ایک نام مشتق فرمایا۔ میری امت محمدؐ کرنے والی ہے۔ خداوند عرش محمود ہے اور میں محمدؐ ہوں۔ اور بسند مستبرائے جناس سے منقول ہے کہ جناب رسالتؐ نے فرمایا کہ خداوند عالم نے تمام مخلوق کو دو حصوں میں تقسیم فرمایا یعنی اصحاب میں اور

اصحاب شمال قرار دیا اور مجھ کو بہترین اصحاب میں بنایا۔ پھر ان کو تین حصوں میں تقسیم کیا۔ اصحاب یمنہ، اصحاب مشرق اور سابقین۔ اور مجھ کو سابقین کے بہترین لوگوں میں قرار دیا لہذا میں سابقین میں سب سے بہتر ہوں۔ پھر ان تین قسموں کو قبیلوں میں تقسیم فرمایا اور مجھ کو قبیلوں کی سب سے بہتر قسم میں جگہ دی جیسا کہ فرمایا ہے کہ میں نے تم کو قبیلوں اور خاندانوں میں قرار دیا تاکہ ایک دوسرے کو پہچان لو۔ بیشک خدا کے نزدیک تم میں زیادہ صاحب عزت وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ پرہیزگار ہے اور تم میں خدا کے نزدیک سب سے زیادہ گرامی اور عزیز زبانی آدمی میں سب سے زیادہ پرہیزگار ہوں۔ لیکن ناز نہیں کرتا بلکہ خدا کی نعمتوں کو یاد کرتا اور شکر کرتا ہوں۔ پھر قبیلوں کو خاندانوں میں تقسیم کیا اور مجھ کو بہترین خاندان میں قرار دیا چنانچہ فرمایا ہے اِنَّمَا بُرِّئِدَا ذَا لِقَاءٍ لِّیْكَ ذَہَبٌ عَنْکُمُ الرِّجْسُ اَہْلُ الْبَیْتِ وَطَہْرٌ لِّکُمْ طَہْرًا۔ (آیت ۱۰۷ سجدہ احزاب) اسے اہل بیت پیغمبر خدا کا توہین یا مادہ ہے کہ تم سے براہیوں کو دور رکھے اور تم کو پاک دیا کیونکہ رکھے جو پاک و پاکیزہ رکھنے کا حق ہے۔

بہند معتبر امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک روز جناب ابوذر و حضرت سلمان انحضرت کی خدمت میں آئے معلوم ہوا کہ مسجد قبا کی جانب تشریف لے گئے ہیں۔ وہاں گئے تو دیکھا آنحضرت ایک درخت کے نیچے سجدہ میں ہیں۔ وہ دونوں صاحبان بیٹھ گئے اور انتظار کرتے رہے یہاں تک کہ ان کو گمان ہوا کہ حضرت سو گئے ہیں۔ چاہا کہ بیدار کریں کہ حضرت نے سجدہ سے سر اٹھایا اور فرمایا کہ تمہارے آنے سے میں مطلع ہو گیا تھا تمہاری آوازیں سن رہا تھا میں سو نہیں رہا تھا۔ واضح ہو کہ مجھ سے پہلے خدا نے پیغمبر بھیجے ان کی قوم کی زبان میں بھیجے اور مجھ کو ہر سفید و سیاہ پر عربی زبان میں مبعوث کیا اور میری اُمت میں مجھے پانچ چیزیں عطا کیں کہ مجھ سے پہلے کسی پیغمبر کو نہیں بخشی تھیں۔ مہری مدد کی ہے رعب و ہیبت کے ساتھ کہ لوگ میرا شہرہ سنتے ہیں اور میرے اور ان کے درمیان ایک جہینہ کا واسطہ ہوتا ہے کہ وہ خوف سے مجھ پر ایمان لاتے ہیں۔ اور قیمت میرے واسطے حلال کیا اور زمین کو مہری سجدہ گاہ اور پاک کرنے والی بنایا کہ میں جہاں کہیں ہوں اس پر تسلیم کر سکتا ہوں اور نماز پڑھ سکتا ہوں۔ اور ہر پیغمبر کی ایک سفارش ان کی اُمت کے بارے میں قبول کی ہے اور جب مجھ سے اُمت کے بارے میں کچھ مانگنے کو فرمایا تو میں نے اُمت کے مومنین کی شفاعت کے لئے قیامت کے روز تک ملتوی کیا تو میری خواہش خدا نے قبول کی اور مجھے عطا فرمایا۔ اور علوم جامع اور کلید ہائے سخن عطا فرمایا اور جو کچھ مجھے دیا ہے کسی پیغمبر کو نہیں دیا۔ لہذا ہر اس شخص کے حق میں جس نے خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا ہو اور میری رسالت پر ایمان لایا ہو اور میرے وصی علی بن ابی طالب کی خلافت کا اعتقاد رکھتا ہو، اور میرے اہل بیت کا دوست ہو میری دعا اور شفاعت کا سوال کامل ہے۔ اور دوسری حدیث میں

لَا یَا یٰھَا النَّاسُ اِنِّیْ خَلَقْتُکُمْ مِنْ ذَرِّیٍّ وَجَعَلْتُکُمْ شُعُوْبًا وَ قَبَائِلَ لِتَعَارَفُوْا۔
 (آیت ۱۰ سجدہ مجلات، تہذیب، الا)

ترجمہ حیات القلوب جلد دوم

ترجمہ حیات القلوب جلد دوم

فرمایا کہ میری رسالت کے ظہور کی ابتدا جناب ابراہیم کی دعا تھی کہ انہوں نے مجھے خدا سے طلب فرمایا اور جناب جیسے نے میری پیغمبری کی خوشخبری دی: اور میری والدہ نے میری ولادت کے وقت ایک ٹور دیکھا جس میں قصر ہائے شام مشاہد کیے۔ دوسری حدیث میں فرمایا کہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے اہل عرب کو تمام دنیا کے لوگوں میں اختیار فرمایا اور قریش کو اہل عرب میں انتخاب فرمایا اور بنی ہاشم کو قریش میں سے چنا اور فرزند ان عبد المطلب کو بنی ہاشم سے اختیار فرمایا اور محمد کو اولاد عبد المطلب سے منتخب کیا۔

بسندهاے معتبر ابن عباس سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ خداوند عالم نے مجھ کو پانچ فضیلتیں اور علیؑ کو پانچ فضیلتیں کرامت فرمائیں۔ مجھ کو جوامع العلم یعنی قرآنی حکایا اور علیؑ کو جوامع العلم مجھ کو پیغمبری دی اور علیؑ کو میرا وصی قرار دیا۔ مجھے کوثر بخشا اور علیؑ کو سلسبیل۔ مجھ کو وحی عطا کی اور ان کو الہام۔ مجھ کو آسمان پر لے گیا اور ان کے لئے آسمانوں کے دروازے کھول دیئے کہ جو کچھ میں نے آسمانوں پر دیکھا علیؑ نے وہ سب فرشتوں میں سے دیکھا۔

بسندهاے معتبر حضرت موسیٰ بن جعفر سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے ہار پیغمبروں کو شمشیر کے ساتھ بھیجا تاکہ جہاد کریں۔ ابراہیمؑ، موسیٰؑ، داؤدؑ اور محمدؐ صلوات اللہ علیہم اجمعین۔ دوسری حدیث میں پیغمبر خدا سے منقول ہے کہ قیامت کے روز میں بہشت کے دروازہ پر آؤں گا اور خانہ بہشت سے دروازہ کھولنے کو کہوں گا۔ وہ بوجھے گا آپؐ کوں ہیں میں کہوں گا میں محمدؐ و صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں وہ کہے گا کہ مجھے حکم دیا گیا تھا کہ آپؐ سے پہلے کسی کے واسطے دروازہ نہ کھولوں۔ بہت سی متواتر حدیثوں میں منقول ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں سینہٴ احد پر تھوڑے آدمی ہوں لیکن فخر نہیں کرتا اور سب سے پہلے قیامت کے روز میں حضور ہوں گا اور سب سے پہلے جو شفاعت کرے گا میں ہوں گا اور میری شفاعت قبول کی جائے گی۔ دوسری مستبر حدیث میں فرمایا کہ خدا نے اسلام میرے ہاتھ پر عطا کیا اور قرآن مجھ پر نازل فرمایا اور کعبہ میرے ہاتھ پر فتح کرایا اور مجھ کو تمام خلق پر فضیلت دی اور دنیا میں مجھ کو اولاد و قوم کا سردار بنایا اور آخرت میں مجھ کو قیامت کی زینت قرار دیا اور مجھ سے پہلے تمام پیغمبروں پر اور میری امت سے پہلے تمام امتوں پر بہشت میں داخل ہونا حرام کر دیا ہے اور خلافت میں میرے بعد قیامت تک میرے اہلبیت میں قرار دی ہے۔ لہذا جو کچھ میں بیان کرتا ہوں اگر کوئی شخص اس سے انکار کرے تو اس نے خدا سے انکار کیا۔

بسندهاے معتبر ابن عباس سے منقول ہے کہ چالیس یہودی مدینہ میں آئے اور کہا کہ پلو اس مرد فکرو کے پاس (معاذ اللہ) جو کہتا ہے کہ میں بہترین انبیاء ہوں تاکہ اس کا مدد اس پر ظاہر کریں۔ جب آنحضرتؐ کے پاس آئے تو آپؐ نے فرمایا کہ میں اپنے اور تمہارے درمیان تو ریت کو حکم قرار دیتا ہوں وہ بولے منظور ہے! اور کہا آدمؑ تم سے بہتر ہیں کیونکہ خدا نے ان کو اپنے دست قدرت سے بنایا اور اپنی روح ان میں پھونکی۔ حضرت نے فرمایا آدمؑ میرے ہمارے لیکن خدا نے جو کچھ ان کو فضیلت بخشی ہے اس سے بہتر مجھے عطا کی ہے۔ یہودیوں نے پوچھا وہ کیا؟ فرمایا کہ منادی روزانہ پانچ مرتبہ ندا

آنحضرتؐ کی ہستی نورانی

آنحضرتؐ کی عظمت عالی الشان

آنحضرتؐ کی احادیث کی بات نام فائدہ سے پہلے جنت میں ۴ تہا

نہا دیتا ہے اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللهُ وَ اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللهِ۔ آدم رسول اللہ نہیں کہتا اور روز قیامت لو اے محمد میرے ہاتھ میں ہوگا آدم کے ہاتھ میں نہ ہوگا۔ یہودیوں نے کہا یہ تو تم نے سچ کہا اسے محمدؐ تو ریت میں یوں ہی لکھا ہے۔ حضرت نے فرمایا یہ پہلی فضیلت ہے۔ یہودیوں نے کہا تم نے آپ سے بہتر ہیں کیونکہ خدا نے چار ہزار کلمات کے ساتھ ان سے گفتگو کی لیکن تم سے ایک کلمہ کے ساتھ بھی حکام نہ ہوا۔ حضرت نے فرمایا مجھے اس سے بہتر عطا فرمایا ہے کہ محمد کو جبریلؑ کے ہوں پر بٹھا کر آسمانِ معلّم تک پہنچایا پھر سدرۃ المنتہی سے جس کے نزدیک جنت الماویٰ ہے میں گزرا اور سابق عرض نکسہ پہنچا۔ وہاں مجھے آواز آئی کہ میں وہ خدا ہوں کہ سوائے میرے کوئی خدا نہیں۔ اور میں تمام محبوب و نقصانات سے پاک ہوں اور خلّاتی کو خدا سے امان دینے والا ہوں اور اظہر گواہ ہوں۔ غالب اور جبر و شدت کرنے والا اور شفیق و دھرمی ہوں۔ اور خدا کو میں نے آنکھوں سے نہیں دلی سے دیکھا ہے۔ لہذا یہ افضل ہے اس سے جو موٹی کسینے تھا۔ یہودیوں نے کہا اے محمدؐ تم نے سچ کہا۔ تو ریت میں اس طرح مرقوم ہے۔ تو حضرت نے فرمایا یہ دُفّ فضیلتیں ہوئیں۔ پھر یہودیوں نے کہا کہ نوحؑ تم سے بہتر ہیں کیونکہ خدا نے ان کو کشتی پر سوار کیا اور اُس کشتی کو تودی پر قرار دیا۔ حضرت نے فرمایا خدا نے محمد کو اس سے بہتر عطا فرمایا ہے۔ ایک نہر آسمان میں تھے بخشی ہے جو عرش کے نیچے سے جاری ہے۔ اُس نہر کے کنارے ہزاروں محل ہیں جن کی لائشیں سونے اور چاندی کی ہیں از عِزّان اُس کا لباس ہے اس کے سنگینے مردارید و یا قوت ہیں۔ اُس کی زمیں مشک سفید کی ہے۔ وہ اس نہر کو ٹرکتے ہیں جس کو خدا نے محمد کو اور میرا اُمت کو عطا فرمایا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرماتا ہے اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْکُوْثُرَ مَوْرِدًا وَ نَحْنُ اَبْرٰہِیْمَ یٰہُودِیوں نے کہا اے محمدؐ آپ نے سچ فرمایا۔ تو ریت میں اس طرح لکھا ہے اور یہ اُس سے بہتر ہے۔ حضرت نے فرمایا یہ تین فضیلتیں ہوئیں۔ پھر یہودیوں نے کہا اچھا ابراہیمؑ آپ سے بہتر ہیں اس لئے کہ خدا نے انکو اپنا خلیل قرار دیا ہے۔ حضرت نے فرمایا اگر خدا نے ان کو اپنا خلیل بنا دیا ہے تو محمد کو اپنا حبیب قرار دیا ہے اور میرا نام محمدؐ رکھا ہے۔ انہوں نے پوچھا آپ کا نام محمدؐ کیوں رکھا فرمایا کہ میرے واسطے ایک نام اپنے ناموں میں سے مشتق کیا۔ وہ محمود ہے اور میں محمدؐ ہوں۔ اور میری اُمت کے لوگ حامد ہیں۔ یہودیوں نے کہا سچ فرمایا آپ نے حضرت نے فرمایا یہ چار فضیلتیں ہوئیں۔ پھر انہوں نے کہا جناب علیؑ آپ سے بہتر ہیں کیونکہ وہ ایک روز بیت المقدس میں قصاصِ شیطانوں نے ان کو آزار پہنچانا پایا خدا نے جبریلؑ کو حکم دیا تو انہوں نے اپنے ہر دوں سے ان کو مارا اور آگ میں ڈال دیا۔ حضرت نے فرمایا خدا نے مجھے اس سے بہتر کرامت فرمایا ہے۔ جب میں ہرے مشرکوں سے جنگ کر کے واپس ہوا تو مجھ کا تھا۔ ایک زین یہودیہ سے مدینہ میں میرا استقبال کیا اُس کے سر پر ایک بٹا ہوا تھا جس میں گوشت کا بہت بٹنا ہوا گوشت تھا۔ ہاتھ میں شکر لے ہوئے تھی۔ بولی کہ خدا کا شکر ہے کہ اس نے آپ کو دشمنوں پر فتح عنایت کی۔ میں نے خدا سے منت پائی تھی کہ اگر آپ جنگ ہرے سے سلامت اور غنیمت کے ساتھ واپس آئیں گے تو اس گوشت کو ذبح کر کے آپ کے لئے بریاں کر کے لاؤں گی تاکہ آپ تناؤ دل فرمائیں۔

حضرت نے فرمایا کہ یہ سنکر میں شبہا پھر سے اُترا اور اُس مہیالہ کی طرف ہاتھ بڑھایا تاکہ اُس میں سے کھاؤں۔
 ناگاہ وہ بھٹکا ہوا گوسفند کا بچہ جو مہیالہ میں تھا بقدمت خدا زندہ ہو کر اپنے چاروں پیروں پر کھڑا ہو گیا
 اور بولا کہ اے محمدؐ مجھے نہ کھائیے کیونکہ مجھ میں زہر ملا یا گیا ہے۔ یہودیوں نے کہا سچ فرمایا یہ اس سے
 بہتر ہے۔ حضرت نے فرمایا یہ بائیس فضیلتیں ہوئیں۔ یہودیوں نے کہا ایک بات اور نہ کہی ہے اسکو
 پوچھ کر ہم چلے جائیں گے۔ اور وہ یہ کہ سلیمانؑ آپ سے بہتر ہیں کیونکہ خدا نے انس و جن و شیاطین
 اور پرندوں اور درندوں کو ان کے لئے مسخر فرمایا تھا۔ حضرت نے فرمایا خدا نے میرے لئے باق کو مسخر
 فرمایا جو دنیا اور جو کچھ اس میں ہے سب سے بہتر ہے اور بہشت کے چوپایوں میں سے ہے جس کا
 چہرہ انسان کے مانند اور ناپ گھوڑوں کی سی اور دم گائے کی دم کے مانند۔ دراز گوش سے بڑا اور
 پھر سے چھوٹا۔ اس کا زین یا قوت کا رکاب مردانہ سفید کی ہے اور ستر ہزار لگام سونے کی۔ ذرا پھر
 مردانہ اور قوت و زبرد سے مرصع۔ اُس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کَلَامُ اللہ وَحْدًا
 لَا شَرِيكَ لَهُ وَمُحَمَّدٌ رَسُولُ اللہ لکھا ہے۔ یہودیوں نے کہا آپ نے سچ فرمایا۔ توریت میں
 یونہی درج ہے اور یہ ملک سلیمانؑ سے بہتر ہے۔ اے محمدؐ ہم خدا کی وحدانیت کی گواہی دیتے ہیں
 اور یہ کہ آپ اس کے پیغمبر ہیں۔ اُس کے بعد آنحضرت نے فرمایا کہ نوحؑ نے ساڑھے نو ہزار سال اپنی قوم
 کی ہدایت کی۔ لیکن خدا فرماتا ہے کہ آپ بہت تھوڑے لوگ ایمان لائے۔ اور اس قلیل مدت اور میری
 غنیمت میں میرے تابع اس قدر لوگ ہیں کہ نوحؑ کے نہیں تھے۔ بیشک بہشت میں ایک لاکھ بیس ہزار
 صفیں ہوں گی۔ میری امت کے لئے اتنی ہزار صفیں اور باقی تمام امتوں کے واسطے چالیس ہزار صفیں
 مقرر ہیں۔ خداوند عالم نے میری کتاب کو دوسری تمام کتابوں کے حق ہونے پر گواہ بنایا اور تمام کتابوں
 کی تاریخ قرار دیا۔ اور میں مصوٹ ہوا ہوں کہ اُن تمام چیزوں کو حلال قرار دوں جو دوسرے پیغمبروں پر
 حرام تھیں اور بعض چیزوں کو حرام قرار دوں جو اُن کے زمانہ میں حلال تھیں۔ بخدا اُن کے ایک پر ہے
 سونے کی شریعت میں سنہ کے روز پچھلی کا شکار حرام تھا یہاں تک کہ خدا نے ایک جماعت کو اس کے
 خلاف کرنے پر بندوں کی صورت میں مسخ کر دیا۔ لیکن میری شریعت میں یہ شکار حلال ہے۔ چنانچہ
 خدا فرماتا ہے اَجَلٌ لَّكُمْ صِيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيْرَةِ۔ روپ سونہ مائدہ آیت
 اور میری امت کے لئے گوشت کے اوپر کا روغن اور چربی حلال ہے لیکن تم نہیں کھا سکتے۔ اور خدا نے میرے
 اور صلوات بھیجی ہے جیسا کہ ارشاد فرماتا ہے سُبْحَانَ اللہ وَمَلَا يَكُنْ لَهُ مَصْلُوٰتٌ عَلَی النَّبِیِّیْنَ اَیُّهَا
 الَّذِیْنَ اٰمَنُوا صَلُّوا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِیْمًا۔ (آیت ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱

ہے اور مومنین پر جہاں انی اور رحم کرنے والا ہے۔ خدا نے لوگوں کو حکم دیا کہ ہم سے کوئی بات کان میں نہ کہیں جب تک کہ صند نہ دے دیں۔ اور یہ بات کسی اور پیغمبر کے لئے مقرر نہیں فرمائی۔ پھر اس حکم کو واجب کرنے کے بعد اپنی رحمت سے ہر طرف کر دیا۔

حدیث متبرہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ خداوند عالم نے آنحضرتؐ کو جنب نوح و ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ صلوات اللہ وسلامہ علیہم کی شریعتیں عطا کی ہیں اور وہ خدا کی وحدانیت اور اس کی عبادت میں خلوص اور ترک شرک ہے اور وہ بنی خلیفہ ابراہیمؑ کے طریقے سکھائے۔ اور حضورؐ کی شریعت میں نہ ہمانیت یعنی ازواج و لذات اور دنیا کی سیاحت کا ترک کر دینا نہیں قرار دیا ہے اور پاکیزہ چیزیں ان کے لئے حلال کیں اور ان کی قیمت سے سخت تکلیفیں اور دشواریاں اٹھالیں جو دوسری امتوں پر لازم قرار دی تھیں۔ اور اس طرح آنحضرتؐ کی فضیلت ظاہر کی اور آپؐ کی شریعت میں نماز و روزہ و زکوٰۃ و حج اور نیکیوں کا حکم کرنا اور برائیوں سے روکنا واجب فرمایا اور حلال و حرام اور احکام میراث و حدود اور بلا و خدا میں جہاد کرنا اور دشمنوں کو دیکھا اور سودہ فاتحہ و آیات آخر سورۃ بقرہ اور سورۃ بائے مختصر یعنی سورۃ محمدؐ سے آخر قرآن تک حلال کر کے دوسرے پیغمبروں کی فضیلت بخشی اور مال غنیمت اور مشرکین کے اموال آپؐ کے لئے حلال کیے اور حبیب و رعب اللہ کر آپؐ کی جگہ اور زمین کو ان کے لئے پاک کرنے والی اور مسجد قرار دیا۔ اور ان کو تمام مخلوقات جن و انس اور سیما و سفید پر محبوب فرمایا۔ اور اہل کتاب سے جزے وصول کرنا اور مشرکین کو قید کرنا اور ان سے فدیہ لینا جائز قرار دیا۔ پھر ان کو ان امور پر مامور کیا کہ کسی پیغمبر کو مامور نہ کیا تھا۔ ان کے واسطے عشرین ہجرت بھیجی اور حکم پہنچا **بَلِّغِ رِسَالَتِي إِنْ لَمْ تُكَلِّفْ إِلَّا نَفْسَكَ دَائِمًا** سورتہ النساء پہلی آیت اور خدا میں جنگ کرو تم اپنے سوا کسی اور کے لئے مکلف نہیں ہو۔ لہذا چاہیے کہ حضورؐ جہاد کو جس گماہک متفق بھی ان کا ساتھ نہ دے اور مدد نہ کرے۔ دوسری حدیث میں فرمایا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی حضرتؐ اس طرح دشمن کے مقابلہ پر جاتے تھے کہ جو شجاع ترین مردم ہوتا وہی آنحضرتؐ کے ساتھ جنگ میں شہر سکتا تھا۔

دوسری حدیث متبرہ میں موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے منقول ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ آنحضرتؐ کی وفات کے بعد ایک روز اصحاب مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے آنحضرتؐ کے فضائل کا تذکرہ کر رہے تھے کہ شام کے یہودی عاملوں میں سے ایک عالم آیا جو تورات و انجیل و زبور و صحف ابراہیمؑ اور پیغمبروں کی کتابیں پیش کر کے فرمایا تھا اور ان کے مہربان اور دلائل سے واقف تھا۔ اس نے ہم لوگوں کو سلام کیا اور بیٹھ گیا۔ پھر کچھ دیر کے بعد بولا اے اُمّت محمدؐ تم لوگوں نے

کسی پیغمبر اور رسول کے لئے کوئی دھبہ اور کوئی فضیلت چھوڑی ہی نہیں جو اپنے رسول کے لئے نہ ثابت کی ہو اور کرتے رہتے ہو۔ مگر میں تم لوگوں سے کچھ سوالات کروں تو کیا جواب دے سکتے ہو؟ جناب امیر المؤمنینؑ نے فرمایا ہاں اسے یہودی جو چاہے دریافت کر بعون اللہ تعالیٰ میں جواب دے گا! آگاہ ہو کہ خدا نے کسی پیغمبر اور رسول کو کوئی دھبہ اور مرتبہ نہیں بخشا ہے مگر اس سے دو گنا دستہ گنا ہمارے پیغمبر کو بخشا ہے۔ خود آنحضرتؐ جب اپنی کسی فضیلت کا تذکرہ کرتے تو فرماتے تھے کہ میں فخر نہیں کرتا۔ لیکن آج میں آنحضرتؐ کے فضائل اس طرح بیان کروں گا کہ کسی اور پیغمبر کی کسر شان نہ ہوگی اور خدا نے جو کچھ حضرتؐ کو عطا فرمایا ہے اس کے شکر میں مومنین کی آنکھیں روشن ہو جائیں گی۔ اسے یہودی آگاہ ہو کہ آنحضرتؐ کی فضیلتوں اور صفوں میں ایک فضیلت یہ بھی تھی کہ خدا نے اس کے لئے بخشش اور مغفرت واجب قرار دی تھی جو آنحضرتؐ کے سامنے اپنی آواز بست رکھتا تھا۔ چنانچہ خدا نے فرمایا ہے کہ إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ فَلَا يَقْبَلُ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ إِلَّا أَجْرٌ عَظِيمٌ (آیت ۱، سورۃ الاحزاب ۳۳) یعنی جو لوگ اپنی آواز پیغمبر کے سامنے بست رکھتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جنکے دلوں کا امتحان خدا نے تقویٰ و پرہیزگاری سے لیا ہے انہیں کے واسطے مغفرت اور اجر عظیم ہے۔ اور خدا نے پیغمبرؐ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا ہے ارشاد فرماتا ہے وَمَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ (آیت ۳، سورۃ النساء) جس نے رسولؐ کی اطاعت کی تو اس نے خدا کی اطاعت کی۔ اور آنحضرتؐ کو مومنوں کے دل سے قریب اور ان کا محبوب قرار دیا ہے۔ چنانچہ خود آنحضرتؐ ارشاد فرماتے ہیں کہ میری محبت میری امت کے خون میں ملی ہوئی ہے اور وہ مجھ کو اپنے باپ ماں اور اپنی جانوں سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں اور آنحضرتؐ خود بھی لوگوں پر ان کی جانوں سے زیادہ انہیں شفیع و مہربان تھے جیسا کہ حق سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَاجًا مِّنْ الْأَنْبِيَاءِ آوَىٰ إِلَىٰ بِلْمُؤْمِنِينَ مِّنْ أَنفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ (آیت ۱، سورۃ الاحزاب ۳۳) یعنی پیغمبر مومنین پر خود ماں کی جانوں ان کی بیویوں اور ماںوں سے زیادہ حق رکھتے ہیں۔ امیر المؤمنینؑ نے فرمایا واللہ! آنحضرتؐ کی فضیلتیں دنیا و آخرت میں اس حد تک پہنچی ہیں کہ حکما بیان ممکن نہیں۔ لیکن میں تجھ کو بتا جاؤں گا انہیں جنکے برداشت کی توانافت رکھتا ہے اور جس سے تیری عقل انکار نہیں کر سکتی۔ بیشک آپؐ کے فضائل اس قدر ہیں کہ اہل جہنم ندامت و پشیمانی کے ساتھ فریاد کریں گے کہ کیوں دنیا میں ہم نے آنحضرتؐ کی دعوت تبلیغ قبول نہیں کی۔ جیسا کہ ان کے حال میں حق تعالیٰ بیان فرماتا ہے يَوْمَ تَقْلُبُ وُجُوهَهُمْ فِي النَّارِ يَقُولُونَ لَوْلَا أَلَمْنَا اللَّهَ فَاَطَعْنَا الرَّسُولَ (آیت ۱، سورۃ الاحزاب ۳۳)۔ یعنی جس روز ان کے رخ جہنم کی طرف پھیر دیئے جائیں گے تو وہ کہیں گے کہ اے خدا! ہم نے خدا کی اور رسولؐ کی اطاعت کی ہوئی! اور خدا نے قرآن مجید میں جہاد جہاں دوسرے پیغمبروں کے ساتھ آنحضرتؐ کا ذکر کیا ہے آپؐ کو مقدم رکھا ہے باوجودیکہ سب کے بعد آپؐ مبعوث ہوئے ہیں۔ جیسا کہ خدا نے

یہ قول باری تعالیٰ کے فضائل و مناقب اور خصوصیات کا تذکرہ

ارشاد فرمایا ہے وَلَا تَأْخُذْ بِلِحَافٍ مِنَ النَّبِيِّنَ مِمَّا قَامَهُمْ وَمِنْ تَوَجُّعٍ رَيْبٍ آيَةُ سَوْدَةٍ
 (احزاب)۔ خدا نے ان کو پیغمبروں اور ان کی امت کو تمام اُمتوں پر فضیلت عطا کی چنانچہ فرماتا ہے كُنْتُمْ
 خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلْعَالَمِينَ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ آيَةُ الْإِيمَانِ
 سورۃ آل عمران)۔ اسے محمد تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لیے مقرر کئے گئے جو تم نیکی کا حکم کرتے ہو
 اور برائیوں سے روکتے ہو۔ پھر یہودی نے کہا خدا نے فرشتوں کو آدم کے سجدہ کا حکم دیا۔ کیا
 محمد کے لیے بھی یہ فضیلت بخشی ہے؟ حضرت نے فرمایا خدا نے آدم کو مجبور ملائکہ اس لیے کیا کہ محمد
 اور ان کے اوصیاء کا نور ان کی پشت میں سجدہ کیا تھا۔ اور وہ سجدہ آدم کی پرستش کے لیے نہ تھا بلکہ
 حکم خدا کی اطاعت اور آدم کے اکرام کے لیے تھا مثل سلام کے جو کسی کو کیا جاتا ہے۔ اور اس اعتراف
 کے واسطے تھا کہ وہ فرشتوں سے افضل ہیں۔ اور یہ شرف آدم کو عطا کیا تو اس سے بہتر محمد کو عطا
 فرمایا کہ خود انہر صلوٰت بھیجتا ہے اور فرشتوں کو حکم دیا کہ انہر صلوٰت بھیجیں بلکہ تمام خلائق پر لازم قرار
 دیا کہ ان پر قیامت تک درود بھیجا کریں۔ چنانچہ فرماتا ہے: اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ
 عَلَیْكَ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلٰوٰتٌ عَلَیْهِ وَسَلٰمٌ لِّمَا اَنْصَلَمْنَا رَآیْتُ بِسُوْرَةِ اَحْزَابٍ
 دیکھ کر کوئی شخص آنحضرت پر آپ کی زندگی میں یا بعد وفات درود بھیجتا ہے تو خود خداوند عالم انہر
 دس بار درود بھیجتا ہے اور ہر صلوٰت کے عوض دس نیکیاں اس کو عطا فرماتا ہے۔ اور جو حضرت پر
 آپ کی وفات کے بعد صلوٰت بھیجتا ہے تو آنحضرت کو بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ کون انہر درود بھیجتا ہے
 اور آپ بھی اس کے جواب میں اس پر سلام کرتے ہیں۔ اور خدا نے ہر درود کرنے والے کی دعا کا قبول کرنا
 آنحضرت پر درود بھیجنے پر موقوف فرما دیا ہے۔ یہ فضیلت آدم کی فضیلت سے بہت بلند اور عظیم ہے
 اور حق تعالیٰ نے آنحضرت کے لیے ہر سنگ سخت اور درخت کو گویا کیا کہ آنحضرت کو سلام کرتے تھے
 اور آپ کی عظمت و بلندی پر مبارکباد دیتے تھے۔ ہم آپ کے ساتھ جب چلتے تھے تو آپ جس درخت
 اور درخت کے پاس سے گزرتے تھے تو اس سے آواز آتی تھی السَّلَامُ عَلَیْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ
 درود سب آپ کی رسالت کا اقرار کرتے تھے۔ خدا نے حضرت کے مراتب کی زیادتی کے لیے باوجودیکہ
 دوسرے پیغمبروں سے پہلے آپ کی رسالت کا اقرار لیا تھا لیکن پیغمبروں سے بھی اقرار لیا کہ آپ کی
 اطاعت کریں گے اور آپ کی فضیلت پر راضی ہوں گے اور آپ کی رسالت کی تصدیق کریں گے جیسا
 فرمایا ہے۔ وَلَا تَأْخُذْ بِلِحَافٍ مِنَ النَّبِيِّنَ مِمَّا قَامَهُمْ وَمِنْ تَوَجُّعٍ رَيْبٍ آيَةُ سَوْدَةٍ
 آیت سورۃ احزاب) اور پھر ارشاد فرمایا وَلَا تَأْخُذْ بِلِحَافٍ مِنَ النَّبِيِّنَ لِمَا اَنْصَلَمْنَا رَآیْتُ
 بِسُوْرَةِ اَحْزَابٍ وَحِكْمَتُهُ فَرَجًا كَمَا كُنْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ لَتَوْفِيَنَّ لَهُمْ وَلَئِنْ هُوَ لَشَهِيدٌ
 قَالَ اَفَرَزْتُمْ عَلٰی ذٰلِكُمْ اَصْحٰبًا قَالُوْا اَفَرَزْنَا قَالَا فَاتَّهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ
 مِنَ الشّٰهِدِيْنَ۔ ریب آیت سورۃ آل عمران) اُس وقت کو یاد کرو جبکہ خدا نے پیغمبروں سے بیان
 لیا کہ جب میں تم کو کتاب اور حکمت عطا کروں اور پھر تمہاری طرف ایک پیغمبر آئے جو ان امور کی تصدیق

آنحضرت پر درود بھیجنے پر موقوف فرمایا ہے۔ یہ فضیلت آدم کی فضیلت سے بہت بلند اور عظیم ہے

کرنے والا ہوگا جو تم کو دیتے ہیں۔ تو ضرور بالضرور اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا۔ پھر خدا نے کہا کہ آیا تم نے
 اقرار کیا اور میری شہادت کی؟ تو ان لوگوں نے کہا ہاں ہم نے اقرار کیا۔ تو خدا نے فرمایا ایک دوسرے کے گواہ رہنا
 اور میں تم سب پر گواہ ہوں۔ اور خدا نے فرمایا ہے کہ پیغمبر مومنوں پر ان کی جانوں سے زیادہ حق رکھتے ہیں۔
 اور فرمایا ہے وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ رَبِّهِ آیت کے سورۃ الشرح اور ہم نے کہا اسے ذکر کو بلند کیا۔ اور
 انھوں نے اطاعت و اطاعت نماز و عیدین اور اوقات حج اور ہر خطبہ میں یہاں تک کہ خطبہ نکاح میں بھی جہں کلمہ اخلاص و
 شہادت میں لا الہ الا اللہ کہا جاتا ہے تو ساتھ ہی محمد رسول اللہ کی شہادت بھی دی جاتی ہے۔ غرض
 یہودی نے پیغمبروں کی بہت سی فضیلتیں بیان کیں اور جناب امیر نے ان فضائل سے بہتر فضیلتیں جناب
 رسالت مآب کے لئے ثابت کیں۔ آخر یہودی نے یہ کہا کہ خدا نے جناب مونسے سے طور پر ایک سو سترہ
 کھوں کے ساتھ کلام کیا اور ہر ایک کے ساتھ ای آنا اللہ فرماتا رہا۔ کیا محمد کے لئے بھی یہ شرف حاصل
 ہوا؟ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ خدا نے آنحضرتؐ کو ساتوں آسمانوں کی سیر کرائی اور ساتوں آسمان کے اُپر و
 مقام پر آپؐ سے حکام ہوا ایک سجدۃ المفتی جو مقام محمود ہے پھر وہاں سے اور اُپر لے گیا اور ساق
 عرض تک پہنچایا اور آپؐ کے لئے سبز رُف بھیجا جس کو نورِ عظیم گھیرے ہوئے تھا۔ اس سے حجابِ قدس
 اس قدر نزدیک تھا کہ دو کمان یا اس سے بھی کم فاصلہ تھا خدا نے آپؐ سے وہاں کلام فرمایا جیسا کہ قرآن میں
 فرمایا ہے کہ جو کچھ آسمان و زمین میں ہے سب خدا ہی کا ہے۔ اور جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اُسے قاهر
 کرو یا چاہتے رہو رضا سب کچھ جانتا ہے اور تمہارے اعمال کا حساب کرتا رہتا ہے اور جس کو چاہتا
 ہے بخش دیتا ہے اور جس پر چاہتا ہے عذاب کرتا ہے۔ خدا نے اس آیت کو آدمؑ سے آنحضرتؐ کی اُمت
 تک ہر ایک پر پیش کیا۔ لیکن اس کی گرائی کے سبب سوائے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی نے قبول نہ
 کیا۔ جب خدا نے دیکھا کہ آنحضرتؐ اور آپؐ کی اُمت نے قبول کر لیا تو اس کی گرائی میں تخفیف فرمادی اور
 فرمایا کہ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ۔ یعنی رسولؐ اس پر ایمان لائے جو ان کی طرف
 ان کے پروردگار کی جانب سے نازل کیا گیا۔ فرض کہ خدا نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فضل کیا اور
 اُمتِ رسولؐ کے لئے اس کی گرائی زیادہ بھی لہذا حضرتؐ کی اور آپؐ کی اُمت کی جانب سے خود ہی جواب
 میں فرمایا وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلُّهُمْ بِاللهِ وَكَتَبَہُ وَرُسُلَہُ لَا تَعْلُوْا عَلَیْہِ اَحَدٌ
 مِنْ رُسُلِہِمْ رَبِّ اَیُّھِ سُوْرۃ قمر تمام مومنین خدا اور ملائکہ اور خدا کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر
 ایمان لائے اور کہتے ہیں کہ اس کے رسولوں کے درمیان کوئی تفریق نہیں کرتے پھر خدا نے فرمایا
 اَرُوْہِ اسِطْرَحِ اِیْمَانِ لَّئِنْ لَوْ اَنْتُمْ لَکُمْ اَمْنٌ۔ تو حضرتؐ نے فرمایا خداوند مَیْحَنًا
 وَ اَطْعَمًا عَفْرًا لَّکَ رَبَّنَا وَ اَلِیْکَ الْمَصِیْرُ۔ رب آیت۔ سورۃ بقرہ ہم نے سنا اور اطاعت
 کی اور ہم تیری مغفرت چاہتے ہیں اور تیری ہی طرف ہماری بازگشت ہے۔ تو خدا نے فرمایا ہم نے تمہارا
 یہ دُعا تمہاری اُمت سے توبہ کرنے والوں کے حق میں قبول کی اور ان کے گناہوں کی بخشش واجب قرار
 دے دی۔ اور خدا نے فرمایا اسے رسولؐ تم نے اور تمہاری اُمت نے جو نیکو وہ چیز قبول کر لی جو تمام

پیغمبروں اور ان کی امتوں پر ہمیشہ کی گئی تھی اور انہوں نے قبول نہیں کیا تھا لہذا مجھ پر لازم ہے کہ اس کی گرائی تمہاری اُمت سے دور کروں۔ اور فرمایا اَللّٰهُ تَعَالٰی اَلَا وَتَسْمِعُهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ عَلَّمَهَا مَا اَلْتَسْبِيَتْ مِمَّا آتَتْ (سورۃ بقرہ) یعنی خدا کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا جو کچھ جس نے نیک عمل کیا ہے اس کا فائدہ اُسی کے لئے ہے۔ اور جو بُرائیاں کیں اُس کا وبال بھی اُسی پر ہے۔ پھر خدا نے حضرت پر الہام فرمایا تو آپ نے عرض کی رَبَّنَا لَا تُوَخِذْ نَا اِنْ تَسِينَا اَوْ اَخْطَا نَا بِاَلْنِّ دَا لے ہماری بھول چوک اور خطاؤں کے بارے میں مواخذہ مت کرنا۔ خدا نے فرمایا تمہارے اعزاز کے لئے ہم نے یہ بھی منظور کیا مانے عہد اُمتہ نے گزشتہ میں سے اگر کوئی اس لہر کو بھول جاتا تھا جو اُس کو بتلایا گیا تو ہم اُس پر عذاب کے درد اندر نہ کھول دیتے تھے۔ لیکن تمہاری اُمت سے یہ تکلیف رنج کر دی۔ اُس وقت حضرت نے عرض کی رَبَّنَا لَا تُخِزْ عَلَيْنَا اَصْحٰبًا كُنَّا حَمَلْتَنَ عَلٰی الْاَلْبَانِ مِنْ كَبَلِنَا بِآیۃ (سورۃ بقرہ) پالنے والے ہم پر وہ بار نہ ڈال جو ہم سے پہلے کے لوگوں پر توڑنے والا تھا۔ تو خدا نے فرمایا کہ ہم نے تمہاری اُمت سے نکالیف شاقہ اٹھایا جو گزشتہ اُمتوں پر لازم قرار دیا تھا۔ اُن کے لئے ہم نے مقرر کیا تھا کہ ان کی کوئی عبادت سوائے اُن قطعاً نہیں ہے۔ مگر عبادت کے لئے ہم نے مقرر کر دیا اور کسی مقام پر قبول نہ کروں گا خواہ وہ اُن کی قیامگاہ سے کتنی ہی دور ہو۔ لیکن تمہارے لئے اور تمہاری اُمت کے واسطے تمام زمین کو پاک کرنے والی اور ظالم عباد بنایا اور یہ سخت تکلیف تھی جو تمہاری اُمت سے نہیں نہ بر طرف کر دی۔ گزشتہ اُمتوں کے لئے مقرر تھا کہ وہ اپنی اپنی قربانیاں اپنی گروہوں پر اور کریمیت المقدس تک لے جائیں۔ پھر جس کی قربانی میں قبول کرتا تھا ایک آگے نازل کرتا تھا جو اس کو ملا دیتی تھی۔ اگر قبول نہیں کرتا تھا تو وہ محروم دنیا امیدوار ہو جاتا تھا اور دنیا والوں کی نگاہوں میں ذلیل ہو جاتا تھا۔ لیکن تمہاری اُمت کی قربانی کا گوشت، لہر اور مسکن کے لئے مباح کیا۔ پھر جن کی قربانی قبول کرتا ہوں اُس کا ثواب زیادہ سے زیادہ بڑھا دیتا ہوں اور جس کی قربانی قبول نہیں کرتا پھر بھی مقبوت دنیا اُس سے بر طرف رکھتا ہوں۔ غرض کہ یہ بھی ایک تکلیف و دشوار تھی جو تمہاری اُمت سے رنج کر دی۔ گزشتہ اُمتوں پر رات میں بھی اور دن میں بھی بہت سی نمازیں واجب قرار دی تھیں۔ اور اُن کے لئے دشوار تھی۔ لیکن تمہاری اُمت سے یہ تکلیف بھی دُور کر دی۔ انہر شب و روز کی ابتداء میں نمازیں واجب کیں جو امام احمد کامول نے فراغت سے وقت ہے گزشتہ اُمتوں پر پچاس پچاس وقتوں میں واجب کی تھیں۔ لیکن تمہاری اُمت سے یہ بھی رنج کر دیا۔ اگلی اُمتوں کے لئے ایک نیکی کا ثواب ایک ہی گناہ بھی ایک ہی لکھا جاتا تھا۔ تمہاری اُمت کے ایک عمل نیک کا ثواب دس گنا اور ایک بدی کا ایک ہی گناہ لکھا جاتا ہے۔ اگلی اُمتیں کسی نیک کام کا ارادہ کرتیں تو ان کے لئے کوئی ثواب نہیں لکھا جاتا تھا جب تک وہ بجا نہ لائیں۔ لیکن بدی کی نیت اگر وہ کرتیں تو وہ لکھی جاتی تھی اگرچہ وہ بُرائی عمل میں نہ لائی جاتی۔ یہ امر بھی تمہاری اُمت سے دُور کر دیا۔ اگر وہ کسی گناہ کا اللہ کرتے ہیں تو جب تک عمل میں نہیں لاتے ان کے لئے نہیں لکھا جاتا۔ اور اگر کسی نیکی کا اللہ

کرتے ہیں تو ایک ثواب لکھ لیا جاتا ہے۔ گوشت خا متوں میں سے جو شخص کوئی گناہ کرتا اس کے درویش پر لکھ دیا جاتا تھا۔ اور ان کی توبہ میں اس طرح قبول کرتا کہ آپؐ ان کا سب سے زیادہ پسندیدہ طعام حرام کر دیتا تھا اور ایک گناہ کے سبب وہ سو سو دو سو سال تک توبہ کرتے تھے مگر ان کی توبہ میں قبول نہیں کرتا تھا جب تک آپؐ دنیا میں عذاب نازل نہ کر لیتا۔ لیکن یہ امر تمہاری اُمت سے محو کر دیا۔ اگر تمہاری اُمت سے کوئی سو سال تک گناہ کرے اور ایک چشمِ زدن کے لئے اُن گناہوں پر پشیمان ہو جائے، تو اس کے تمام گناہوں کو بخش دوں گا اور اُن کی توبہ قبول کر لوں گا۔ اُجم سابقہ میں سے کسی کے جسم پر اگر کوئی نجاست لگ جاتی تھی تو ان کو حکم تھا کہ اس حصہ کو قیمتی سے کاٹ دیں۔ لیکن تمہاری اُمت کے لئے ہانی کو اور بعض اوقات خاک کو بھی نجاستوں سے پاک کرنے والی قرار دیا۔ یہ وہ بارہائے گراں تھے جنکو تمہاری اُمت سے میں نے بر طرف کر دیا۔ آنحضرتؐ نے عرض کی خداوند! جبکہ تو نے مجھ کو اور میری اُمت کو یہ نعمتیں عطا فرمائی ہیں تو اپنا فضل و کرم اور زیادہ کر یعنی خدا نے اُن کو الہام کیا تو آپؐ نے التجا کی کہ۔

وَيَنَادُوا لَحْمَحَلَّتْ مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ اے مجھو! اتنا بوجھ ہم پر امت ڈال جس کی برداشت کی طاقت ہم کو نہیں ہے۔ خدا نے فرمایا میں نے تمہاری اُمت کے لئے ایسی آسانی کر دی اور میرا یہ حکم تمہاری تمام امت کے لئے ہے۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا قَاعُفٌ عَنَّا وَاعْقِرْنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلَانَا۔ ہماری خطاؤں سے درگزر کر اور ہم کو بخش دے اور ہم پر رحم کر تو ہی ہمارا والی و سرپرست ہے۔ خدا نے فرمایا یہ بھی تمہاری اُمت کے توبہ کرنے والوں کے لئے منظور کیا۔ تو حضرتؐ نے فرمایا۔ اِنَّا لَنُصَوِّرُكَ عَلَى الْفَقْرِ وَرُ الْكَفْرِ حِينَ۔ (پہلی آیت، سورۃ بقرہ) کافروں کے مقابلہ میں ہماری مدد کر۔ حق سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا یہ بھی قبول کیا اے محمدؐ میں نے تمہارے اعزاز و اکرام کے لئے تمہاری اُمت کو کافروں کے درمیان سیاہ گائے کے جسم پر خل سفید کے مانند قرار دیا وہ اپنے دشمنوں پر مسلط ہوں گے اور سخت و شدت کرنے والے۔ وہ اُن سے خدمت لیں گے مگر کفار تمہاری اُمت سے خدمت نہیں لے سکتے۔ اور مجھ پر لازم ہے کہ تمہارے دین کو ادیانِ عالم پر غالب کر دوں یہاں تک کہ مشرق و مغرب کے ہر گوشہ میں تمہارا دین ہوگا۔ اور کفار و مشرکین تمہارے سامنے والوں کو جزیرہ دیں گے۔ امیر المومنینؑ نے فرمایا جب آنحضرتؐ وہاں سے واپس آئے آپؐ نے دوبارہ جبریلؑ کو سورۃ المنتہی کے پاس دیکھا جس کے نزدیک بہشت ہے جو نیکیوں کی جگہ ہے اُس وقت جبکہ سورۃ کو فرشتے اور مومنین کی آواز میں گھیرے ہوئے تھیں انوارِ خلاقی عالمین سے آپؐ کی آنکھیں غیروہ ہونیں آپؐ نے ہر شے کو جیسی کہ وہ تھی مشاہدہ فرمایا بیشک حضرتؐ نے اپنے معبود کی بزرگ نشانیاں دیکھیں۔ لہذا یہ بہت بلند ہے اس سے جو طور پر سینا پر جنابِ مؤمنؑ نے دیکھا۔ اور آنحضرتؐ کے لئے خدا نے پیغمبروں کو متمثل فرمایا جنہوں نے آپؐ کی اقتدا میں نماز پڑھی اور اسی رات آپؐ کو بہشت و دوزخ بھی دکھایا۔ اور جس آسمان سے آپؐ گزرتے تھے وہاں کے فرشتے آپؐ کو سلام کرتے تھے۔ یہودی نے کہا خدا نے جنابِ مؤمنؑ کو اپنی دوستی و محبت عطا کی۔ امیر المومنینؑ نے فرمایا ہاں صحیح ہے لیکن پروردگارِ عالم نے جنابِ سرورِ کائنات کو اپنی محبت بھی عطا کی اور

اُمتِ آنحضرتؐ کے لئے اللہ عزوجل کا دیکھ کر ہر شے صحت میں آسانی ہے۔

لوگوں کو بے حساب داخل بہشت کرے گا جسکے چہرے چودھویں رات کے چاند کے مانند ہوں گے۔
 کچھ لوگوں کے چہرے ستاروں کے مانند روشن ہوں گے اسبطرح حسب مراتب۔ اور ان میں با اہمی
 دشمنی نہ ہوگی۔ ساتویں یہ کہ اگر ان میں سے ایک دوسرے کو قتل کر دے تو مقتول کے وارث اگر
 چاہیں تو صاف کر دیں اگر چاہیں خونبھالے لیں اور اگر چاہیں تو اس کے عوض قتل کر دیں۔ لیکن اے یہودی
 تیرے دین میں توریت میں لازم قرار دیا گیا ہے کہ قتل ہی کر دیں نہ خونبھالیں نہ صاف کریں۔ جیسا کہ
 خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے کہ اس امر میں بھی تمہارے پروردگار کی جانب سے تمہارے واسطے تخفیف
 اور رحمت ہے۔ آنحضرت یہ کہ سورۃ فاتحہ کو خدا نے نصف اپنے واسطے اور نصف بندہ کے واسطے قرار
 دیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ میں نے اس سورۃ کو اپنے اور بندہ کے درمیان تقسیم کر دیا ہے۔ جب بندہ
 کہتا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ تو اس نے میری حمد کی جب وہ کہتا ہے رَبِّ الْعَالَمِیْنَ تو اس نے میری معرفت
 حاصل کر لی کہ میں تمام جہانوں کا پالنے والا ہوں۔ جب وہ کہتا ہے الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ تو اس نے میری
 تعریف کی کہ میں رحم و کرم والا اور ہر مان ہوں۔ جب وہ مَآلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ کہتا ہے تو اس نے
 میری ثنا کی۔ جب اَیَّاکَ نَعْبُدُ قَیَّاکَ نَسْتَعِیْذُ کہتا ہے تو خدا فرماتا ہے میرے بندے میری
 عبادت کے بارے میں سچ کہا! اور وہ مجھ ہی سے طلب اعانت کرتا ہے۔ اس کے بعد باقی تمام سورۃ
 بندہ سے مشتق ہے۔ تو جس یہ کہ خدا نے جبریل کو پیغمبر کے پاس بھیجا کہ وہ اپنی اُمت کو زینت و روشنی و رفعت
 کرامت اور نصرت کی خوشخبری دے دیں۔ دسویں یہ کہ خدا نے ان کے صدقہ کو انہی لوگوں کے لئے مباح
 فرمادیا کہ کھائیں اور اپنے فقراء کو کھلائیں۔ اگلی اُمتوں کے صدقات کے متعلق یہ تھا کہ وہ اپنے مقام سے
 بہت دور سے جا کر دیکھ دیں تاکہ آگ ان کو جلا دے۔ گیارھویں یہ کہ خداوند عالم نے ان کے لئے شفاعت
 قرار دی حالانکہ گزشتہ اُمتوں کے لئے نہیں فرمادی تھی۔ حق سبحانہ و تعالیٰ پیغمبر کی شفاعت سے
 ان کے بڑے بڑے گناہوں کو بخش دے گا۔ بارہویں یہ کہ قیامت کے روز خدا دی جانے گی کہ حمد
 کرنے والے آگے بڑھیں تو اُمت محمد تمام اُمتوں سے پہلے آگے آئے گی۔ اور سابق کتابوں میں لکھا ہے
 کہ حضرت کی اُمت حمد کرنے والی ہے۔ وہ لوگ خدا کی حمد ہر منزل اور ہر مقام پر کرتے ہیں اور تکبیر کہتے ہیں
 یعنی اس کی کیربانی کا ہر بلندی پر اظہار کرتے ہیں۔ ان کا موزن افان میں ہر رات ندا کرتا ہے اور اس کی آواز
 شہد کی گنجی کی آواز کے مانند آسمان میں گونجتی ہے۔ تیرھویں یہ کہ خدا ان کو بھوک سے نہیں مارتا اور
 گمراہی پر جمع نہیں کرتا۔ اور انہیں دشمن کو جو اختیار میں سے ہوں یعنی کفار و مشرکین کو تسلط نہیں کرتا اور
 سب کو عذاب میں مبتلا نہیں کرتا۔ اور طاغوتوں میں مرنے والوں کو شہادت کا درجہ عطا فرماتا ہے۔ چودھویں
 یہ کہ محمد وآل محمد علیہ السلام پر صلوات بھیجنے والے کے لئے دس نیکیاں لکھتا ہے اور ان کے
 دستوں گناہ مٹاتا ہے اور اس پر اتنی ہی رحمت نازل کرتا ہے جس قدر وہ آنحضرت پر صلوات بھیجتا ہے۔
 پندرہویں یہ کہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے ان کو تین قسم پر قرار دیا ہے ایک ان میں سے اپنے انصاف پر ظلم
 کرنے والے دوسرے میانہ رو تیسرے نیکیوں میں سبقت کرنے والے۔ جو لوگ سبقت کرنے والے ہیں

اُمت محمدی پر خدا درجہ شرف و جلال کی جانب سے آسانیاں۔

ان کو بے حساب و اجل بہشت کسے گا۔ میاں درو لوگوں کا آسان حساب لے گا۔ اور اپنے نفس و غیر ظلم کرنے والوں کو اگر چاہے گا بخش دے گا۔ سو بہتوں یہ کہ خدا نے ان کی توبہ گناہوں سے پشیمانی اور طلب مغفرت اور گناہوں کے ترک کر دینے کو قرار دیا ہے۔ لیکن بنی اسرائیل کے لئے توبہ کی یہ شرط تھی کہ ایک دوسرے کو قتل کریں یعنی گناہگار کو۔ ستر حقوں یہ کہ خدا نے پیغمبر کو وحی فرمائی کہ تمہاری امت مقام رحمت میں ہے ان کے لئے دنیا میں عذاب زلزلہ اور پریشانی نہیں ہے۔ انھار حقوں یہ کہ خداوند عالم اس امت کے بیماروں اور پوڑھوں کے لئے ویسی ہی نیکیاں لکھتا ہے جیسی وہ عالم جوانی اور حالت صحت میں کر چکے ہوں گے اور فرشتوں کو وحی فرماتا ہے کہ میرے بندہ کے واسطے ان نیکیوں کے مانند نیکیاں لکھو جیسی اس نے پہلے کی ہیں۔ انیسویں یہ کہ خدا نے کلمہ توفیق کو جو توحید ہے ولایت کے ساتھ امت تحت کلمہ کے لئے لازم فرمایا ہے اور ان کے لئے شفاعت کو آخرت میں ظاہر کرنا قرار دیا ہے۔ بیستویں یہ کہ آنحضرت نے مسراج میں چند فرشتوں کو دیکھا کہ جس روز سے وہ خلق ہونے میں ہمیشہ قیام میں ہیں بعض سجدہ میں ہیں۔ توجہ دل سے فرمایا کہ عبادت یہ ہے جو یہ کر رہے ہیں۔ حیرت ملنے عرض کی یا حضرت اپنے مہجود سے سوال کیجئے تاکہ وہ آپ کی امت کو قنوت و رکوع و سجود نماز میں عطا فرمائے۔ حضرت نے سوال کیا اللہ خدا نے ان کو عطا فرمایا۔ لہذا امت محمدیہ اقتدا کرتی ہے ان فرشتوں کی جو آسمان میں ہیں۔ اور آنحضرت نے فرمایا ہے کہ تمہاری نماز و رکوع و سجود پر یہودی حسد کرتے ہیں۔

حدیث معتبر میں امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ خدا نے ایک لاکھ چالیس ہزار پیغمبر بھیجے اور انہی کے برابر ان کے وہی قرار دیئے جو سب کے سب سچے دنیا میں نادر اور امانت کے ادا کرنے والے تھے۔ لیکن کسی نبی کو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہتر اور کسی وحی کو ان کے وحی علی بن ابی طالب سے برتر نہیں قرار دیا۔ دوسری روایت مختصر میں اچھی حضرت سے منقول ہے کہ لوگوں نے پیغمبر سے پوچھا کہ کس سبب سے آپ کو تمام پیغمبر و نبی سبقت حاصل ہوئی اور آپ سب سے بہتر قرار پائے حالانکہ آپ سب کے بعد مبعوث ہوئے۔ فرمایا اس سبب سے کہ میں سب سے پہلے اپنے پروردگار پر ایمان لایا۔ اور جس وقت کہ خدا نے پیغمبروں سے عہد و پیمان لیا اور ان کو اپنا گواہ بنایا اور فرمایا کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں تو سب سے پہلے جس نے اقرار کیا وہ میں تھا۔

دوسری حدیث موثق میں فرمایا کہ پیغمبران اولوالعزم پانچ ہیں جن کی شہادتیں سابقہ عشرینوں کو مشورہ کرنے والی ہیں، نوح و ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ علیہم السلام اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی شریعت تمام شہادتوں کی ناسخ ہے اور اس شریعت کا حلال قیامت تک حلال اور حرام قیامت تک کے لئے حرام ہے۔

حدیث معتبر میں امام رضا سے مروی ہے کہ رسول خدا نے فرمایا کہ جناب موسیٰ نے خدا سے عرض کیا پائے والے مجھے تو امت محمدیہ میں شامل کر لے خدا نے وحی فرمائی کہ تم ان میں شامل نہیں ہو سکتے۔

حدیث معتبر میں مروی ہے کہ حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا علی خداوند عالم نے

تمام عالم سے مردوں میں مجھے اختیار کیا۔ میرے بعد تم کو پھر تمہاری اولاد میں سے اماموں کو اور تمام عورتوں میں سے فاطمہؑ کو اختیار فرمایا۔ بہت سی حدیثوں میں امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہم السلام سے منقول ہے کہ تمام خلق پر امیر المومنین اور آپ کے بعد اماموں کو اسی طرح فضیلت حاصل ہے، جس طرح جناب رسول خدا کو فضیلت ہے۔ اور وہ بارگاہِ خدا کے دروازہ ہیں۔ کوئی خدا تک نہیں پہنچ سکتا مگر آپ کے ذریعہ سے۔ جو شخص خدا کے راستہ میں آپ کی متابعت کرتا ہے وہی قرب و رضائے خدا حاصل کر سکتا ہے۔

بہت سی حدیثوں میں ائمہ علیہم السلام سے منقول ہے کہ ہم معصومین سب کے سب اطاعت کے واجب ہونے اور علم و فہم اور عقل و حرام کے سمجھنے میں یکساں ہیں لیکن جناب رسول خدا اور امیر المومنین کو ہم لوگوں پر فضیلت ہے۔ حدیث معتبرہ میں امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ جناب سرورِ عالم نے فرمایا کہ جب چھوڑ کر آسمان پر اے گئے خداوند عز و جبار نے مجھ پر وحی کی کہ اے محمدؐ میں نے تمام مہلے زمین سے تم کو انتخاب کیا اور برگزیدہ کیا اور اپنے ناموں میں سے ایک نام تمہارے لئے اشتقاق کیا جس جگہ میرا ذکر کیا جائے گا تمہارا بھی ذکر کیا جائے گا۔ میں محمود ہوں اور تم محمد ہو۔ پھر تمام اہل زمین سے علی کو اختیار کیا۔ اور ان کے واسطے بھی اپنے ناموں میں سے ایک نام مشتق کیا۔ میں علیؑ اٹھنے ہوں اور وہ علی ہیں۔ اے محمدؐ میں نے تم کو اور علیؑ و فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ کو اپنے نور سے چند انوار خلق کیے اور تمہاری ولایت آسمانوں اور زمینوں پر اور جو کچھ ان میں ہے سب پر پیش کی تو ان میں سے جس جس نے قبول کی وہ میرے نزدیک کامیاب ہے اور جس نے انکار کیا وہ کافر ہے۔ اے محمدؐ اگر میرا کوئی بندہ میری اتنی عبادت کرے کہ ریزہ ریزہ مثل بوسیدہ مشک کے ہو جائے اور میرے پاس آئے در آنجا ایک وہ تمہاری ولایت کا منکر ہو تو میں ہرگز اس کو نہ بخشوں گا۔ دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کسی بندہ کا ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہوتا جب تک وہ یہ اعتقاد نہ رکھے کہ حجت خلق، یونہی میں اور اطاعت و محال و غیرہ کے جاننے میں اول سے آخر امام تک ہر ایک کے لئے یکساں شرف و فضیلت ہے لیکن محمد و علی صلوات اللہ و سلامہ علیہما کے لئے ان کی خاص فضیلت ہے۔ حدیث معتبرہ میں جناب مومنی کاظم سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا میں ہوں بہترین خلقِ خدا میں ہوں جبریل و اسرافیل و عاقلین و عرش اور تمام ملائکہ مقربین اور انبیاء و مرسلین سے بہتر میں ہوں صاحب شفاعت و حوض۔ میں اور علیؑ اس اُمت کے دو باپ ہیں۔ جس نے ہم کو پہچانا اس نے خدا کو پہچانا۔ جس نے ہم سے انکار کیا اس نے خدا سے انکار کیا۔ علیؑ سے اس اُمت کے دو سبط پیدا ہوئے جو جو انان اہل جنت کے سردار ہوں گے یعنی حسنؑ اور حسینؑ علیہم السلام۔ اور فرزندانِ حسینؑ سے نیک امام ہوں گے جن کی اطاعت میری اطاعت اور جن کی نافرمانی میری نافرمانی ہے۔ ان کا نوازش کاظمؑ اور جہدؑی ہوگا۔

اسند معتبر حضرت صادق سے منقول ہے کہ خدا نے جب عرش کو خلق کیا عرش کے گرد دو فرشتے

پیدا کیے اور ان سے فرمایا کہ شہادت دو کہ میرے سوا کوئی خدا نہیں تو انہوں نے شہادت دی پھر فرمایا کہ گواہی دو کہ محمد مصطفیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے رسول ہیں انہوں نے یہ گواہی بھی دی۔ پھر فرمایا کہ شہادت دو کہ علیؑ امیر المؤمنین ہیں انہوں نے یہ شہادت بھی دی۔ دوسری حدیث میں ابو ذرؓ غفاری سے منقول ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول خدا سے سنا آپ فرماتے تھے کہ اسرائیل سے فخر کیا کہ میں جبریلؑ سے بہتر ہوں کیونکہ میں ان آٹھ فرشتوں کا سردار ہوں جو عاقلان عرش ہیں اور میں ہی صور پھونکوں گا اور میں محل صدور وحی محبوبہ سے نزدیک ترین ملائم ہوں۔ جبریلؑ نے کہا میں تم سے بہتر ہوں کیونکہ میں خدا کا امین ہوں اس کی وحی پر اور میں انبیاء و مرسلین کی طرف اس کا رسول ہوں درمیان خف و خدق والا ہوں۔ خدا نے کسی امت پر غضب نہیں کیا مگر میرے ذریعہ سے۔ فرض دونوں فرشتوں نے اپنا معاملہ بارگاہ احدیت میں پیش کیا۔ خدا نے انہیں وحی فرمائی کہ خاموش رہو میں اپنے عزت و جلال کی قسم کھاتا ہوں کہ میں نے ایک مخلوق کو تم سے بہتر خلق کیا ہے۔ انہوں نے عرض کی کیا ہم سے بھی پہلے کوئی سب سے بہتر مخلوق تو نے پیدا کیا ہے حالانکہ تو نے ہم کو اپنے نور سے خلق کیا ہے فرمایا ہاں۔ اور حکم دیا تو ان کے سامنے سے حجابات اٹھ گئے۔ اور دیکھا کہ داہنی جانب ساق و مشیں پر کواکہ اللہ اور محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ بہترین خلق ہیں لکھا ہوا ہے۔ جبریلؑ نے عرض کی کہ پالنے والے میں تجھ سے انہی کے حق کا واسطہ دے کہ سوال کرتا ہوں کہ مجھے اُن کا خادم بنا دے۔ پیغمبرؐ نے فرمایا اے ابو ذرؓ جبریلؑ ہم اہلبیت میں سے ہیں اور ہمارے خادم ہیں۔

بسنہ معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ ایک یہودی آنحضرتؐ کے پاس آکر کھڑا ہوا یہ نہایت تیز نگاہوں سے ٹھونڈنے لگا۔ حضرتؐ نے فرمایا اے یہودی تیری کیا حاجت ہے؟ اُس نے کہا تم بہتر ہو کہ موسیٰ بن عمرانؑ پیغمبر جن سے خدا نے باتیں کیں اور توریت اور عصا ان کو عطا فرمایا اور امانی کیلئے دیا کو شکافۃ کیا اور ابراہیمؑ نے ان کے سر پر سایا کیا۔ حضرتؐ نے فرمایا مگر وہ ہے کہ بندہ آپؐ اپنی مدح کر لیکن محمدؐ پر لازم ہے کہ تجھ کو آگاہ کر دوں۔ کہ جب آدمؑ سے ترک اُٹے ہوا تو ان کی توہ کے یہ الفاظ تھے خدا دنیا میں تجھ سے سخت عزت و آل محمدؐ سوال کرتا ہوں کہ میری فطری صاف فرما۔ تو خدا نے ان کو بخش دیا۔ لہذا جب کشتی میں سوار ہوئے اور اُن کو ڈوبنے کا خوف ہوا تو کہا پالنے والے میں تجھ سے سخت عزت و آل محمدؐ سوال کرتا ہوں کہ محمدؐ کو ڈوبنے سے محفوظ رکھ۔ تو خدا نے ان کو نجات دی۔ اور ابراہیمؑ علیہ السلام کو جب آگ میں ڈالا انہوں نے ہمارے حق سے سوال کیا تو خدا نے اُنہر آگ کو سرد و سلامت قرار دیا اور جب موسیٰؑ نے عصا زمین پر ڈالا اور فہ اُتر دیا میں گیا تو کہا پالنے والے میں تجھ سے سخت عزت و آل محمدؐ سوال کرتا ہوں کہ دے تو خدا نے انہیں وحی فرمائی کہ درود مت تم ہی غالب ہو۔ اے یہودی اگر موسیٰؑ اس زمانہ میں

لے خف زمین کے اندر داخل ہوتا اور قذف ٹھیکے وغیرہ اور نقاش۔ مطلب غالباً یہ ہے کہ میں زمین کو ہلکا رو پھرا لٹ دینے والا ہوں جیسا کہ بعد کے جملہ سے ظاہر ہے۔ (مترجم)

ہوئے اور محمدؐ پر اور میری پیغمبری پر ایمان نہ لاتے تو ان کا ایمان اور ان کی پیغمبری ان کو کچھ فائدہ نہ دیتی
اسے یہودی میری ذریت سے جہدی ہو گا کہ جب وہ ظاہر ہو گا تو جیسے ابن مریم آسمان سے اُس کی
مدد کے لئے آئیں گے اسی طرح اُن کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ دوسری حدیث میں اُنہی حضرت سے منقول
ہے کہ جب حضرت آدمؑ نے درخت ممنوع سے کھایا تو سراسر آسمان کی جانب بلند کر کے عرض کی پالنے والے
میں تجھ سے کچھ محمدؐ و اُن کی محمدؐ سوال کرتا ہوں کہ مجھ پر رحم فرما۔ خداوند عالم نے اُن پر وحی کی کہ محمدؐ کون
ہیں۔ عرض کی پالنے والے جب تُو نے خلق فرمایا تو میں نے وحش کی جانب دیکھا جس پر لکھا تھا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ۔ تو میں نے سمجھا کہ کسی اور کی ایسی قدر و منزلت تیرے نزدیک نہیں ہے کہ اپنے
نام کے ساتھ تُو نے اُن کے نام کو جمع کر دیا ہے۔ تو خدا نے ان کو وحی فرمائی کہ اے آدمؑ وہ تمہاری ذریت
سے ہیں اور سب سے آخری پیغمبر ہیں۔ اگر وہ نہ ہوتے تو میں تم کو خلق نہ کرتا۔ دوسری حدیث معتبرہ میں
امیر المؤمنینؑ سے منقول ہے کہ جو کلمات آدمؑ نے خدا سے سیکھے اور وہ ان کی توبہ کی قبولیت کا باعث
ہوئے یہ تھے کہ خداوند تعالیٰ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ بحق محمدؐ جو میری توبہ قبول فرما۔ خدا نے فرمایا تم کو
کیا معلوم کہ محمدؐ کون ہیں؟ عرض کی میں نے دیکھا کہ اُن کا نام تیرے سر پر درہ وحش پر لکھا ہے جبکہ
میں بہشت میں تھا۔ اور بسند معتبرہ حضرت صادقؑ سے منقول ہے آپؑ نے فرمایا کہ خدا کی اور اُس کے رسولؐ
کی تعظیم کرو اور کسی کو آنحضرتؐ پر فضیلت نہ دو کیونکہ خدا نے اُن کو ہر ایک پر فضیلت بخشی ہے۔ بسند
معتبرہ منقول ہے کہ اُنہی حضرتؑ سے لوگوں نے پوچھا کیا محمدؐ بہترین اولاد آدمؑ تھے؟ امامؑ نے فرمایا واللہ
بہترین مخلوقات الہی تھے۔ خدا نے کسی کو اُن سے بہتر خلق نہیں فرمایا۔ حدیث معتبرہ میں امیر المؤمنینؑ
صلوات اللہ وسلامہ علیہ سے منقول ہے کہ خدا نے کسی بندہ کو محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہتر خلق نہیں فرمایا۔
حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ ہم اہلبیتؑ پہلے وہ لوگ ہیں جس کا نام خدا نے بلند و مشہور کیا۔ جب
اُس نے آسمانوں اور زمینوں کو خلق فرمایا تو منادی کو حکم دیا تو اُس نے بین مرتبہ ندا کی اَشْهَدُ اَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ اور میں مرتبہ اَشْهَدُ اَنَّ عَلِيًّا وَلِيُّ اللَّهِ
حَقًّا۔ احادیث معتبرہ میں اُنہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ خداوند عالم نے حضرت رسولؐ کو عالم
ارواح میں پیغمبر و نیر مبعوث فرمایا آپؑ نے تمام پیغمبروں کو خدا کی وحدانیت کے اقرار کرنے کی دعوت دی۔
بسند معتبرہ حضرت امام رضاؑ علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ اہلبیتؑ
ہیں ہم ہر صدقہ حلال نہیں ہے۔ اور ہم کو حکم دیا گیا ہے کہ وضو کامل طور سے کریں اور دواز گوش کو
عربی گھوڑے کے ساتھ دوڑائیں اور موزہ ہر صبح نہ کریں۔ اور احادیث معتبرہ میں حضرت امام محمد باقرؑ
اور امام جعفر صادقؑ علیہم السلام سے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں منقول ہے جو خدا فرماتا ہے کہ وَتَوَكَّلْ
عَلَى الْغَنِيِّ الزُّجَّجِ الْاِثْنِ عَشَرَ جَاءَ فِي الْاَنْبِيَاءِ وَتَقَلَّبَكَ فِي الشَّاحِدِ بَيْنَ رَجُلَيْنِ اَيُّهُمَا
سورة الشراء یعنی خدا نے غالب و جہر بائی پر توکل کرو جو تم کو اُنٹھنے ہوئے اور سجدہ کرنے والوں میں
شامل ہوتے ہوئے دیکھتا ہے۔ یعنی پیغمبروں کے صلب سے۔ ایک پیغمبر کی پشت سے دوسرے پیغمبر

کی کشت میں تمہارا قاتل ہونا۔

علمائے فاضلہ و فاضلہ نے آنحضرت کے خصوصیات کے بارے میں بہت کچھ بیان کیا ہے ان میں سے بعض مشہور باتیں بیان کی جاتی ہیں۔ اقول مساوی کا آنحضرت پر واجب ہونا اور اس میں اختلاف ہے۔ دوسرے حضرت پر نماز شب اور نماز وتر کا واجب ہونا۔ اس کے بارے میں بہت سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں۔ تیسرے آنحضرت پر قربانی کا واجب ہونا۔ چوتھے جو شخص مقدس مریض کے دس کے دس کا اور کتانہ یا نچڑی صحابہ سے مشورہ کرنا واجب تھا اس میں بھی اختلاف ہے۔ چھٹے واجب تھا منکر سے انکار اور برائی کے بڑا ہونے کا اظہار کرنا جو آپ لوگوں سے مشاہدہ فرمائیں۔ ساتویں عورتوں کو اختیار دینا اس امر میں کہ وہ آنحضرت کی زوجیت میں رہیں یا الگ ہو جائیں جسکے بعض احکام کتب فقہ میں مذکور ہیں۔ آٹھویں آنحضرت اور آپ کے اہلبیت اور فدیہ زکوٰۃ واجب کا حرام ہونا اور زکوٰۃ سنت اور صدقات سنت کے آنحضرت پر حرام ہونے میں اختلاف ہے۔ نوں یہ کہ آپ آپس و پیار نہیں کھاتے تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ حضرت پران کا کھانا حرام تھا اور یہ ثابت نہیں ہے۔ دسویں نیک سے کر کے آپ کھانا تناول نہیں کرتے تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ آپ کے لئے حرام تھا مگر یہ بھی ثابت نہیں۔ اسی طرحیں بعض کہتے ہیں کہ خط لکھنا اور شعر کہنا آنحضرت پر حرام تھا اس میں بھی کلام ہے۔ بارہویں جب آپ جنگ کے لئے ہتھیار لگاتے تھے بغیر جنگ کئے یا دشمن کے مقابلہ پر بغیر کئے ان کا اٹارنا حرام تھا۔ بعض کے نزدیک مکروہ تھا۔ تیرہویں جب آپ کسی امر سنت کی ابتداء کرتے بغیر اس کے ختم کئے ہوئے اس کا ترک کر دینا حرام تھا اس میں بھی اختلاف ہے۔ چودھویں یہ کہ آپ پر چشمہ و پردہ سے کسی کے مارنے یا مار ڈالنے کا اشدہ کرنا حرام تھا۔ اس میں بھی اختلاف ہے۔ پندرہویں یہ کہ آپ کے لئے اس کے جنازہ کی نماز پڑھنا حرام تھا جس کے ذمہ فرض رہا ہو۔ یہ بھی ثابت نہیں ہے۔ سولہویں بعض کہتے ہیں کہ حضرت پر کسی کو کچھ دینا حرام تھا اس فرض سے کہ زیادہ واپس لیں گے اس میں بھی کلام ہے۔ سترہویں کہتے ہیں کہ حضرت پر ایسی عورت کا رکھنا حرام تھا جو حضرت کو نہیں پسند کرتی تھی۔ اس میں بھی اختلاف ہے۔ اٹھارہویں اکثر لوگوں کا قول ہے کہ کنیز کے ساتھ اور کنیز عورت کے ساتھ نکاح کرنا حضرت پر حرام تھا۔ انیسویں دو روزوں کے درمیان وصل یعنی افطار نہ کرنا یا سمر تک افطار سے باز رہنا یا اس کا اٹارنا حضرت کے لئے جائز تھا اور دوسروں کے لئے حرام ہے۔ خود آنحضرت فرماتے ہیں کہ میں تم لوگوں کے مانند نہیں ہوں۔ میں رات اپنے پروردگار کی بارگاہ میں بسر کرتا ہوں تو مجھے آب و طعام عطا فرماتا ہے۔ بیستویں غنیمت میں عمدہ چیزیں جو آپ کو پسند ہوں لے لینا جائز تھا۔ اکیسویں مکہ میں جنگ کے ہتھیار لگائے ہوئے داخل ہونا حضرت کو جائز تھا دوسروں پر حرام ہے۔ بائیسویں حضرت کے لئے کسی زمین کا مویشیوں کے چرسے کے لئے فرق کرنا جائز تھا دوسروں کو جائز نہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ امام کے لئے بھی جائز ہے۔ تیسریں آنحضرت کے لئے کسی کا کھانا بوقت ضرورت لے لینا جائز تھا اگر چاہے شخص کو اس طعام کی حاجت ہو۔ بعض کا قول ہے کہ امام کو بھی یہ اختیار ہے۔ چوبیسویں آنحضرت کے لئے چار سے زیادہ عورتوں

سے دائمی نکاح ایک وقت جائز تھا دوسروں پر حرام ہے۔ چھٹیوں کی عورت کا اپنے نفس کو حضرت کیلئے
 بخش دینا کافی تھا دوسروں کے لئے جائز نہیں۔ چھٹیوں کہتے ہیں کہ آنحضرت اگر کسی ایسی عورت سے
 نکاح کی رغبت کرتے جو بے شوہر کی ہوئی تو اس پر منظور کرنا واجب تھا۔ اور اگر وہ شوہر والی ہوتی
 تو اس کے شوہر پر اس عورت کو طلاق دینا واجب ہو جاتا تھا۔ مگر اس میں بھی کلام ہے۔ سنیوں
 اس امر میں اختلاف ہے کہ آیا آنحضرت پر عورتوں کے درمیان دراتوں کا تقسیم کرنا واجب تھا یا عدم وجوب
 حضرت کی خصوصیات میں داخل ہے۔ اٹھائیسویں آنحضرت کی ازواج سے دوسروں کا نکاح کرنا آپ کی
 زندگی میں یا بعد وفات حرام تھا خواہ حضرت نے اس سے مباشرت کی ہو یا نہ کی ہو۔ اسیسویں لیکن پھر
 آنحضرت کی آواز سے اپنی آواز بلند کرنا حرام تھا۔ تیسویں لیکن پھر حرام تھا کہ آنحضرت کو جھوٹے کے پیچھے سے
 گواہی دیں۔ اسیسویں لیکن پھر حرام تھا کہ آپ کا نام لے کر یا عہد کیا احمد کہہ کر بکارتیں۔ اور خدا نے بھی
 قرآن مجید میں کسی مقام پر آنحضرت کا نام لے کر مخاطب نہیں کیا ہے بلکہ یا ایہا النبی یا ایہا المرسل
 یا ایہا المرسل اور یا ایہا المرسل فرمایا ہے۔ تیسویں آنحضرت کو ان کے مرتبہ سے گران آئیں کی
 ہتک حرمت کفر ہے اور امام کے بارے میں بھی ایسا ہی ہے۔ تیسویں بعض کہتے ہیں کہ اگر آنحضرت
 کسی کو بکارتے اور وہ نماز میں مشغول ہو تا پھر بھی اس پر حضرت کو جواب دینا واجب ہو جاتا اور اس کی نماز
 باطل نہیں ہوتی تھی لیکن اس بارے میں کوئی قطع قطعی نظر سے نہیں گزری۔ چونتیسویں کہتے ہیں کہ آپ کی
 روکیوں کی اولاد آنحضرت کی اولاد تھی دوسروں کے لئے ایسا نہ تھا۔ پینتیسویں کہتے ہیں کہ آنحضرت کا نام
 اور کنیت ایک ساتھ اختیار کرنا دوسروں کے لئے جائز نہیں اور بعض نے کنیت کو بالکل منع کیا ہے لیکن
 کسی معتبر شخص سے ایسا ظاہر نہیں ہوتا ہے

لے ملاقت فرماتے ہیں کہ آنحضرت کے فضائل و شمار سے باہر ہیں۔ انشاء اللہ ابواب فضائل اہلبیت میں
 اور بہت کچھ ذکر کیا جائے گا اور بہت کچھ الہام احوال انبیاء میں ذکر کیا جا چکا ہے۔ چونکہ آپ کی شرف و
 منزلت آفتاب سے زیادہ روشن ہے لہذا یہاں اتنے ہی پر ہم نے اکتفا کیا ہے۔ اور بعض خصوصیات چونکہ
 ثابت نہ تھیں اس لئے ان کو ترک کر دیا۔ اور جو کچھ بیان کی گئیں ان میں سے بھی بعض ثابت نہیں ہیں جبکہ
 ان کے مقامات پر ہم نے اشارہ کر دیا ہے۔ لیکن چونکہ مشہور ہیں اس لئے ہم نے بھی بیان کر دیا۔ ان کی
 تحقیق کی چنداں ضرورت نہیں تھی۔ اور اس کی تفصیل کتاب بخارا و انوار میں مذکور ہے۔ ۱۲

دوسرا باب

آنحضرت کی اطاعت اور محبت کا واجب ہونا اور آپ کی مخالفت کی مذمت کا بیان

واضح ہو کہ آپ کی اطاعت و محبت اور آپ کے حاکموں کی تعمير و تہذيب کے بارے میں آیات کریمہ بہت ہیں اور ان کی تفسیر طوالت کا باعث ہے ہم صرف احادیث کے ترجمہ پر اکتفا کرتے ہیں۔

حدیث صحیح میں حضرت امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ خدائے اپنے پیغمبر کو آداب و طہیزب سکھائی جس طرح چاہتا تھا پھر فرمایا اِنَّكَ لَعَلَّیْ تَخْلُقُ عَقِیْمًا رُبَّ اَیْمَةٍ سَوَّیَةِ الْعَمَلِ (یعنی بیشک آپ بہت بلند اخلاق پر فائز ہیں) اور اُمت و ملت کے معاملات کو انہیں چھوڑ دیا اور فرمایا اِنَّكُمْ اَلَا تَسُوْلُوْنَ عَنَّا وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَاَنْتُمْ قَارِبُونَ اَیْمَةٍ سَوَّیَةِ الْعَمَلِ (یعنی رسول جو کچھ دے دیر سے لو اور میں ہاتھوں سے منع کریں ان سے باز رہو۔ اور فرمایا کہ مَنْ یُطِيعِ الْمَرْسُوْلَ فَقَدْ اطَاعَ اللّٰهَ رُبَّ اَیْمَةٍ سَوَّیَةِ الْعَمَلِ) جو شخص رسول کی اطاعت کرتا ہے تو وہ حقیقت اس سے خدا کی اطاعت کی ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ پھر پیغمبر نے امر اُمت و دین کو علی کے سپرد فرمایا اور ان کو سب پر امین قرار دیا تو تم شیعوں نے قبول کیا اور مخالفوں نے انکار کیا۔ لہذا خدا کی قسم ہم اس بات کو دوست رکھتے ہیں کہ جو کچھ ہم کہیں تم بھی کہو اور جب ہم خاموش رہیں تم بھی خاموش رہو۔ کیونکہ ہم تمہارے اور خدا کے درمیان واسطہ ہیں۔ اللہ خدا نے ہماری مخالفت میں بہتری مطلق نہیں قرار دی ہے۔ اس بارے میں حدیث صحیح اور معتبر بہت ہیں اور چونکہ سب کے مضامین مشترک ہیں لہذا ان کا بیان طوالت کا باعث ہے۔ حدیث معتبرہ میں منقول ہے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا کہ کسی بندہ کا ایمان کامل نہیں ہوتا جب تک وہ مجھ کو اپنی جان سے زیادہ عزیز و محبوب نہ رکھے اور میری عزت و حریت کو اپنی اولاد و عزیزوں سے زیادہ محبوب نہ رکھے اور میرے گھر والے اس کو اپنے گھر والوں سے اور میری ہر چیز اس کو اپنی ہر چیز سے لیا و محبوب نہ ہو۔

مسند معتبرہ حضرت امام محمد باقر سے منقول ہے کہ آنحضرت نے فرمایا جس وقت لوگ ان کے پاس جمع تھے کہ خدا کو دوست رکھو ان نعمتوں کے سبب سے جن کو اسی کے نہیں عطا فرمایا ہے اور مجھ کو خدا کی خوشنودی کے لئے دوست رکھو اور میرے قریب و دوروں کو میری خوشی کے لئے دوست رکھو۔ دوسری معتبرہ حدیث میں امیر المؤمنین سے منقول ہے کہ ایک انصاری حضرت کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ مجھے آپ کی مخالفت کی پیمائش نہیں ہے۔ جب میں اپنے گھر جاتا ہوں آپ کی یاد آتی ہے تو اپنے کام چھوڑ کر چلا آتا ہوں

اندرون پر جائز ہے کہ تم ان کے بعد ان کی بیویوں سے کبھی نکاح کرو۔ بیشک یہ خدا کے نزدیک بڑا گناہ ہے۔
 علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ ان آیات کے نزول کا سبب یہ ہے کہ جب وہ آیت نازل ہوئی کہ
 رسول کی بیویاں مومنوں کی ماؤں کے برابر ہیں اور ان پر حرام ہیں تو علمہ منافق بہت غضبناک ہوا کہ
 پیغمبر چاہتے ہیں کہ ہماری عورتوں سے تو نکاح کر لیں لیکن ہم ان کی عورتوں سے نکاح نہ کر سکیں۔ پھر
 ان کے بعد ان کی بیویوں سے نکاح کروں گا جس طرح انہوں نے ہماری عورتوں سے نکاح کیا ہے۔
 اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ دوسرے مقام پر خدا کا ارشاد ہے اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتُهٗ يَخْشَوْنَ
 عَلٰی النَّبِیِّؐ مِنْ اٰیٰتِہٖۤ الّٰتِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوۡا اَسْلِمَآءُ رِیۡطَہٗ ؕ اٰیۡتہٗ سُوۡرۃٓ اَحْزَابِ
 بیشک اللہ اور اس کے فرشتے تم پر صلوات بھیجتے ہیں تو اسے ایمان والو تم بھی انہیں درود و سلام بھیجو
 یا ان کے اہلیت کی محبت کے واسطے میں ان کی فرمانبرداری کرو جیسا کہ حق ہے۔ کتب عامہ میں متعدد
 طریق سے روایت کی گئی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ آپ پر سلام
 بھیجنے کا طریقہ تو ہم کو معلوم ہو چکا لیکن آپ پر درود کیونکر بھیجیں! حضرت نے فرمایا کہو اَللّٰہُمَّ صَلِّ
 عَلٰی مُحَمَّدٍؐ وَ عَلٰی اٰلِہٖٖ وَ اٰلِہٖٖ وَسَلَّمَؐ اِنَّہٗ اٰیۡتُہٗ اَنْتَ حَمِیۡدٌ جَمِیۡدٌ
 وَ بَارِکٌ عَلٰی مُحَمَّدٍؐ وَ عَلٰی اٰلِہٖٖ وَ اٰلِہٖٖ وَسَلَّمَؐ اِنَّہٗ اٰیۡتُہٗ اَنْتَ حَمِیۡدٌ جَمِیۡدٌ
 جَمِیۡدٌ۔ پسند منقول ہے کہ حضرت اوق نے لوگوں نے پوچھا کہ خدا کا رسول پر درود بھیجنے سے کیا
 مطلب ہے؟ فرمایا خدا ان کی مدح و ثناء بلند آسمانوں میں کرتا ہے۔ پوچھا تسلیم سے کیا مراد ہے؟ فرمایا
 آپ کی فرمانبرداری کرتا ہر اس امر میں جس میں آپ حکم دیں۔ اِنَّ الدِّیۡنَ یُؤَدُّوۡنَ اللّٰہَ وَ رِیۡوَالُہٗ
 لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ اَعَدَّ لَہُمۡ عَذَابًا مُّہِیۡنًا رِیۡطَہٗ ؕ اٰیۡتہٗ سُوۡرۃٓ اَحْزَابِ یعنی
 جو لوگ خدا اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں خدا نے انہیں دنیا و آخرت میں عنت کی ہے یعنی اپنی
 رحمت سے دور کر دیا ہے اور ان کے واسطے رسوائی کا عذاب جہنما کر رکھا ہے۔ علی بن ابراہیم نے
 روایت کی ہے کہ یہ آیت ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی ہے جنہوں نے حق علی و آلہ علیہم السلام
 کو غضب کیا اور ان کو اذیتیں پہنچائیں جیسا کہ متعدد موقوفہ رسول خدا نے فرمایا ہے کہ خا طمہ کر
 آزار دینا محمد کو آزار پہنچانا ہے۔ دوسرے مقام پر حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے یَاۤ اَیُّہَا الَّذِیۡنَ
 اٰمَنُوۡا لَا تَكُوۡنُوۡا کَالَّذِیۡنَ اٰذَقَا مُوۡسٰی فَبَرَّآۤہُ اللّٰہُ مِمَّا قَالُوۡۤا وَاُوۡکَانَ عِنۡدَ اللّٰہِ وَجْہًا
 رِیۡطَہٗ ؕ اٰیۡتہٗ سُوۡرۃٓ اَحْزَابِ اسے ایمان والو ان لوگوں کی طرح مت ہو جاؤ جنہوں نے موسیٰ کو تکلیف
 پہنچائی تو خدا نے ان کی تہمتوں سے موسیٰ کو بری کر دیا اور وہ خدا کے نزدیک مقرب اور روشناس
 دوسرے مقام پر فرمایا ہے کہ یَاۤ اَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَقْعَدُوۡا مَوٰبِقَیۡنَ یَدِی اللّٰہِ وَ
 رِیۡوَالُہٗمۡ وَ اَتَقُوۡا اللّٰہَ یَاۤ اَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا عَلَیۡہُمۡ رِیۡطَہٗ ؕ اٰیۡتہٗ سُوۡرۃٓ اَحْزَابِ اسے ایمان والو اپنے
 اقوال میں خدا اور رسول کے اقوال پر سبقت مت کیا کرو یعنی باتیں مت کرو قبل اس کے کہ رسول
 کلام کریں یا یہ کہ امر وہی میں آنحضرت سے پہلے عجلت مت کرو یا یہ کہ آنحضرت کے آگے آگے مت چلو

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کا طریقہ

بلکہ اُن کے پیچھے چلو اور خدا سے ڈرو۔ بیشک خدا سُنتے اور جانتے والا ہے۔ اور دوسری جگہ فرماتا ہے
 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِاللَّهْجَةِ الْقَوْلِ
 كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَن تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنتُمْ لَا تَشْعُرُونَ رَبِّ آيَةُ سُوْرَةِ الْبُحْرَةِ
 اے ایمان والو اپنی آوازوں کو رسول کی آوازوں پر بلند مت کرو یعنی جب باتیں کرو تو اپنی آوازوں کو
 حضرت کی آواز سے بلند مت کرو اور اُن سے تیز آواز سے گفتگو مت کرو جس طرح آپس میں ایک
 دوسرے کے ساتھ چلا کر بولتے ہو ورنہ تمہارے نیک اعمال پیغمبر کے ساتھ اس بے ادبی کے سبب خالی
 و برباد ہو جائیں گے اور تم کو خبر بھی نہ ہوگی يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ
 أُولَئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ فَلَهُمْ أَجْرٌ كَثِيرٌ وَلَهُمْ أَجْرٌ عَظِيمٌ رَبِّ
 آيَةُ سُوْرَةِ الْبُحْرَةِ بیشک جو لوگ رسول خدا کے نزدیک اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں اور ادب و تمیز
 کے ساتھ گفتگو کرتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں خدا نے جنکے دلوں کا تقوے میں امتحان کر لیا ہے انہی کے لئے
 مغفرت اور اجر عظیم ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا دُرِّكُوا مِنَ الْأَعْدَاءِ فَكُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ فَسُيِّرُوا
 فَقُلُوا رَبِّ آيَةُ سُوْرَةِ الْبُحْرَةِ اے رسول جو لوگ تم کو حجرے کے پیچھے سے آواز دیتے ہیں اُن میں سے
 نیا وہ لوگ بے عقل ہیں۔ وَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوا حَتَّى تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَلَئِنْ
 غَفَوْنَا لَرَجَعْنَا رَبِّ آيَةُ سُوْرَةِ الْبُحْرَةِ اے رسول خدا تو بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔ علی ابن ابی طالب نے روایت
 کی ہے کہ بنی قریظہ کے لوگ جب آنحضرت کے پاس آتے تھے حجرہ کے دروازہ پر کھڑے ہو کر جلاتے
 تھے کہ اے محمدؐ باہر آؤ۔ جب حضرت اُن کے پاس آتے تھے اور اُن کے ساتھ چلتے تو وہ حضرت کے
 آگے آگے چلتے۔ اور جب باتیں کرتے تو حضرت کی آواز سے تیز آوازوں میں چلا چلا کر اُن کے پیچھے
 جس طرح اپنے آپس میں باتیں کرتے تھے۔ لہذا یہ آیتیں اُن کی تادیب کے لئے نازل ہوئیں۔
 دوسرے مقام پر فرمایا ہے کہ اَلَّذِينَ آمَنُوا إِلَى اللَّهِ وَآلِهِمْ تَحَدَّثُوا إِلَى اللَّهِ كَتَمُوا صَوْتَهُمْ
 عِنْدَهُ وَيَتَذَكَّرُونَ بِاللَّذِّ وَالْحَذِّ وَالْإِنْ وَالْمَحْصِيَّتِ النَّبِيُّ رَبِّ آيَةُ سُوْرَةِ الْبُحْرَةِ
 یعنی کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنکو سرگوشیاں کرنے سے منع کیا گیا۔ تو جس کام کی ان کو ممانعت
 کی گئی تھی وہ اُس سیکو پھر کرتے ہیں اور گناہ و لیا دنی اور رسول کی نافرمانی کے بارے میں سرگوشی
 کرتے ہیں۔ منقول ہے کہ یہ آیتیں منافقوں اور یہودیوں کے پاسے میں نازل ہوئی ہیں جو آپس میں
 سرگوشی کرتے اور مسلمانوں پر طعن کرتے جو ان کی اذیت کا باعث ہوتا۔ حضرت نے ان لوگوں کو اس
 حرکت سے منع کیا مگر وہ نہ مانے تو یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ اور بعض روایات میں ہے کہ یہ منافقین
 اقول و دوم اور اُن کے ایسے لوگوں کے جن میں نازل ہوئی ہے جیسا کہ اس کے بعد انشاء اللہ مذکور
 ہوگا فَاذْجَاءُكَ حَتَّى تَكُنْ بِمَا لَمْ يَحْصِلْ بِهِ اللَّهُ وَيَقُولُونَ فِي أَنْفُسِهِمْ لَوْ
 لَا يُعَذِّبُنَا اللَّهُ بِمَا نَقُولُ لَحَسِبْنَاهُمْ جَاهِلِينَ يَصْلَوْنَ مَا أَفْلَسَ لَمْ يُصَيِّرْهُ رَبِّ آيَةُ سُوْرَةِ الْبُحْرَةِ

اور جب تمہارے پاس آتے ہیں تو جن نفلوں سے خدا نے بھی تم کو سلام نہیں کیا ان نفلوں سے سلام کرتے ہیں اور اپنے دل میں کہتے ہیں کہ اگر یہ حقیقت میں پیغمبر ہیں تو جو کچھ ہم کہتے ہیں خدا ہم کو اس کی سزا کیوں نہیں دیتا رہے رسولؐ ان کے لئے جہنم ہی کافی ہے اور وہ بُری جگہ ہے۔ منقول ہے کہ یہودی حضرت کے پاس آئے تو التَّائِمُ عَلَيْكَ یعنی تم پر موت ہو کہتے اُس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ اور دوسری روایت کے مطابق کچھ لوگ آئے اور جاہلیت کے طریقہ کے مطابق برے اَنفُسُ صَبِيحًا يَّأَيُّهَا النَّعَمُ مَسَاءً ۱۔ تو خدا نے آیت بھیجی کہ کیوں سلام نہیں کرتے جو اہل بہشت کا تحفہ ہے يَّأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْأَلْسِنَةِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِبَتِ الرَّسُولِ وَتَنَاجَوْا بِالْأَلْسِنَةِ الْخَفَايَا وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ۲ آیت سورۃ مجادلہ اسے اہل ایمان واجب کس میں راز کی باتیں کرو تو گناہ عظیم و زیادتی اور رسولؐ کی نافرمانی کے بارے میں راز مت کہو اگر راز میں کچھ کہنا ہی چاہتے ہو تو نیکی اور پرہیزگاری کی بات کرو۔ اور اُس خدا سے ڈرنے رہو جس کی طرف تمہارا حشر ہو گا اِنَّمَا الْخَوْفُ مِنَ الشَّيْطَانِ لِيَحْزَنَ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَيْسَ بِضَرِّهِمْ شَيْئًا إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ۵ آیت سورۃ مجادلہ یہ منافقوں اور کافروں کا راز میں کہنا شیطان کی طرف سے ہے تاکہ مومنین کو رنج و صدمہ پہنچائے۔ اور ان کو نقصان و ضرر نہیں پہنچایا جا سکتا مگر خدا کے حکم سے۔ تو مومنین کو خدا ہی پر بھروسہ رکھنا چاہئے يَّأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قِيلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوا فِي الْمَجَالِسِ فَافْسَحُوا يَفْسَحِ اللَّهُ لَكُمْ ۱ وَإِذَا قِيلَ اسْكُرُوا فَإِنَّمَا يَفْسَحُ اللَّهُ لِلَّذِينَ آمَنُوا ۲ مِّنْكُمْ هُوَ الَّذِينَ أَوْفُوا بِالْعَهْدِ ۱ وَأَلَّفُوا بَيْنَ الَّذِينَ عَصَى اللَّهَ يَوْمَ بَدْرٍ ۲ آیت سورۃ مجادلہ اسے ایمان والو جب تم سے کہا جائے کہ مجلس و عہد و ملاوت و نماز میں جگہ کشادہ کرو تو لوگوں کے لئے کشادہ کر دیا کرو تاکہ خدا تم کو قبر و بہشت میں کشادگی عطا فرمائے۔ اور جب تم سے کہا جا کہ اٹھ کھڑے ہو تو اٹھ کھڑے ہو اگر وہ دوسرے لوگ نہیں تاکہ خدا ان کے درجوں کو بہشت میں

..... بلند کرے جو ایمان لائے ہیں اور جنہیں علم عطا کیا گیا ہے اور خدا تمہارے اعمال سے واقف ہے۔ طبری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ صحابہ و پیغمبرؐ کی مجلس میں فخر کے ساتھ بھیل کر بیٹھتے تھے۔ کوئی آتا تو اس کو جگہ دینے میں نکل کرتے تھے تو خدا نے ان کو حکم دیا کہ آنے والوں کو جگہ دیا کریں۔ يَّأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُولَ فَقَدِمْوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاكُمْ صَدَقَةٌ ۱ ذَٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَأَطْهَرُ ۲ فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۳ ۱ اَسْتَفْتَكُمُ أَنْ تَقْدُمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاكُمْ صَدَقَةٌ ۲ فَإِذَا لَمْ تَفْعَلُوا وَتَابَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ فَأَقْبِسُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَاطْلُعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۳ وَالَّذِينَ خَيْرٌ مِّنْهُمْ يَفْعَلُونَ ۴ آیت سورۃ مجادلہ اسے ایمان والو جب تم رسولؐ خدا سے ملنا کہنا چاہو تو پہلے کچھ صدقہ دے دیا کرو یہ تمہارے واسطے بہتر ہے اور تم کو گناہوں سے پاک کرنے والی

بات ہے۔ تو اگر تم کو اس کی تقدیر نہ ہو تو خدا صاف کرنے والا اور مہربان ہے۔ مسلمانوں کی تم اس سے ڈر گئے کہ رسولؐ کے کان میں بات کہنے سے پہلے صدقہ دے دو جب تم اپنی سی بات نہ کر سکتے تو خدا نے تم کو صاف کر دیا۔ لہذا نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور خدا اور اس کے رسولؐ کی طاعت کرو اور جو کچھ تم کرتے ہو خدا اس سے واقف ہے۔ واضح ہو کہ خدا نے ان آیتوں کے ذریعہ صحابہ کا امتحان لیا اور اس میں یہ مصیبت تھی کہ آنحضرتؐ کو لوگ اس طرح تکلیف دے دیا کریں اور صدقہ دے کر زیادہ ثواب حاصل کیا کریں؛ اور یہ امر آنحضرتؐ کی تعظیم کا سبب ہو۔ شدید دشمنی مفسدوں اور محدثوں کا اس پر اتفاق ہے کہ صحابہ نے اس قید و شرط کے لگا دینے سے آنحضرتؐ سے راز کہنا چھوڑ دیا اور سوائے جناب امیرؓ کے کسی نے اس حکم پر عمل نہ کیا۔ آپؐ کے پاس ایک دینار تھا، اس کو دستش درم میں بدل کر دس بار آپؐ نے حضرتؐ سے راز کی باتیں کیں اور ہر مرتبہ ایک درم صدقہ دیا اس کے بعد یہ حکم منسوخ ہو گیا۔ غاصد و عامر نے بطریق متعددہ جناب امیرؓ کو میں سے روایت کی ہے آپؐ نے فرمایا کہ قرآن میں ایک آیت ایسی ہے جس پر میرے سوا کسی نے عمل نہیں کیا۔ اور وہ راز کہنے پر صدقہ دینے کی آیت ہے۔ انشاء اللہ ان حضرتؐ کے فضائل کے تذکرہ میں اس کا ذکر کیا جائے گا۔ حدیث مستبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب تمہارے سامنے آنحضرتؐ کا نام لیا جائے تو حضرتؐ پر بہت درود بھیجو۔ کیونکہ جو شخص ایک مرتبہ آنحضرتؐ پر درود بھیجتا ہے تو خدا اُس پر ملائکہ کی ہزار صفوں کے سامنے ہزار درود بھیجتا ہے۔ اور خدا کی خلق کی ہوتی کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو اس پر خدا اور فرشتوں کے درود بھیجنے کے سبب درود نہ بھیجتی ہو تو جو شخص ایسے ثواب اور ایسی فضیلت کی جانب رغبت نہ کر جا بل اور مغرور ہے؛ خدا و رسولؐ اور اہلبیتؑ اس سے بیزار ہیں۔ اور دوسری حدیث مستبر میں فرمایا کہ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے، تو خدا اس کو بہشت کی جانب پھیر دیتا ہے۔ دوسری حدیث مستبر میں امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ جابر انصاریؓ کہتے ہیں کہ حضرت رسولؐ خدا جبرائیلؑ کے خیمہ کے اندر تشریف فرما تھے اور ہم باہر موجود تھے کہ بلال حبشیؓ غیمہ سے باہر نکلے اُن کے ہاتھ میں آنحضرتؐ کا ہاتھ دھویا ہوا پانی تھا۔ صحابہ نے برکت کے لئے اُس پانی کو لے لیا اپنے چہرہ پر مل لیا اور جس کا ہاتھ اُس برتن تک نہیں پہنچا وہ اپنا ہاتھ دوسرے کے ہاتھ پر مل کر اپنے چہرہ پر مل لیتا تھا۔ اسی طرح جناب امیرؓ کے وضو کا اور ہاتھ دھویا پانی لوگ باعث برکت سمجھ کر چہروں پر ملتے تھے۔ بسند مستبر امام جعفر صادقؑ سے مروی ہے کہ جناب رسولؐ خدا کو جب کوئی درود تکلیف ہوتی تو آپؐ فصد کھلا تے۔ ابو طیبہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ آنحضرتؐ کی فصد کھولی حضرتؐ نے ایک اشرفی عطا فرمائی اور مجھ سے پوچھا کہ وہ خون کیا کیا؟ میں نے عرض کی میں اس کو برکت کے لئے پی گیا فرمایا آئندہ ایسا مت کرنا بس یہی تجھ کو بیماریوں پریشانیوں اور آتش جہنم سے محفوظ رکھے گا۔ اسامہ بن شمرؓ ایک سے منقول ہے وہ کہتے ہیں میں آنحضرتؐ کی خدمت میں گیا صحابہ آنحضرتؐ کے گرد اس طرح

عاموش اور ساکت بیٹھے تھے کہ گویا ان کے سروں پر طائر بیٹھے ہیں۔ اور وہ یہی مستود جیب خود بخود میں قریش کی جانب سے جناب رسول خدا کی خدمت میں آئے انہوں نے دیکھا کہ جب آنحضرت وضو کرتے ہیں یا ہاتھ دھوتے ہیں لوگ اس پانی کو حاصل کرنے میں ایک دوسرے پر سبقت کرتے ہیں اور نوبت یہاں تک پہنچتی تھی کہ ایک دوسرے کو مار ڈالیں اور ہر تہجد جبکہ آنحضرت صلی کرتے یا ناگ میں پانی ڈالتے، لوگ اپنے ہاتھوں پر اس پانی کو اچک لیتے تھے اور برکت کے لیے اپنے چہروں اور جسم پر مل لیتے تھے۔ اور حوال کٹھی کرنے سے آنحضرت کا جلد ہوتا تھا لوگ ایک دوسرے پر اس کو لینے کے لیے ٹوٹ پڑتے تھے۔ جب حضرت کوئی حکم دیتے تو لوگ اس کو بجالانے میں ایک دوسرے پر سبقت کرتے تھے۔ جب حضرت گفتگو کرتے تو لوگ اپنی آوازیں پست کر لیتے تھے۔ تیز لگا ہوں سے حضرت کی جانب نہیں دیکھتے تھے۔ اپنی گردنوں کو جھکائے رکھتے تھے۔ خود یہ حالات دیکھ کر قریش کے پاس واپس گئے اور بیان کیا کہ میں بادشاہان عجم و روم و حبشہ کے پاس گیا ہوں لیکن کسی قوم کو اپنے بادشاہ کی اس طرح تعظیم و اطاعت کرتے ہوئے نہیں دیکھا جیسی آنحضرت کے اصحاب کو حضرت کی تعظیم و اطاعت کرتے دیکھا۔ انہی کہتے ہیں کہ حجام حضرت کے بال بناتا اور اصحاب آپ کے گرد جمع ہوتے اور حضرت کے بال اس طرح اچک لیتے کہ ایک ایک بال لوگوں تک پہنچتا تھا۔ اور بادشاہوں کے قاصد جب آنحضرت کے پاس آتے اور ان کی نگاہیں حضرت پر پڑتیں تو ان کے اعضا کانپنے لگتے۔ منہ پر ہاتھیں ہیں کہ جب صحابہ حضرت کے دروازہ کو کھٹکھٹاتے تو دروازہ پر ناخن مارتے تھے پھر سے نہیں کھٹکھٹاتے تھے نہ دروازہ کو ہلاتے تھے۔ برادرین عاذب کہتے ہیں کہ اکثر ایسا ہوتا تھا کہ میں آنحضرت سے کچھ سوال کرنا چاہتا تھا لیکن آنحضرت کی جمعیت سے دو دو سال کی تاخیر ہو جاتی تھی لہ

لہ مؤلف فرماتے ہیں کہ آنحضرت اور آپ کے اہلبیت کی تعظیم و تکریم انکی حیات میں اور بعد وفات یکساں طور پر واجب لازم ہے کیونکہ تعظیم کے دلائل عام ہیں اور بہت سی حدیثوں میں وارد ہوئے ہیں کہ انکی حرمت بعد وفات بھی ان کی حیات کے مثل ہے۔ ان کی زندگی اور موت یکساں ہے۔ انکو بعد وفات بھی لوگوں کے حالات کی اطلاع ہوتی ہے۔ لہذا چاہیے کہ انکے روضوں میں اس کے ساتھ داخل ہوں اور ادواب کے ساتھ باہر آئیں ضرر کی جانب گشت نہ کریں نہ وہاں پاؤں پھیلانیں نہ آواز بلند کریں۔ اور ادواب کے ساتھ زیارت کے وقت کھڑے رہیں اور زیارت آہستہ پر عین اور جو کچھ شرفا تعظیم و تکریم کے لیے ضروری ہے عمل میں لائیں سوائے ان مخصوص ممنوعات کے جو وارد ہوئی ہیں جیسے سجدہ کرنا اور قبر پر بیٹھنا رکھنا اور ان کے تمام اقدس کی گھسنے اور پڑھنے میں تعظیم کرنا اور جب ان حضرت کے نام لیں یا سنیں تو درود بھیجیں اور انکی حدیثوں کا اور انکی ذریت طاہرہ کا احترام کریں اور ان کی حدیثوں کے راویوں کی اور انکی شریعت کے محافظوں کی انکی تعظیم کے سبب تعظیم کریں۔ مجملہ جو کچھ ان کی جانب منسوب ہے اس کی تعظیم حقیقتہً ان کی تعظیم ہے اور ان کی تعظیم خداوند عالمین کی تعظیم ہے۔ ۱۳۔

باب سہوا و نسیان

آنحضرتؐ کا گناہ سہوا اور نسیان سے معصوم و محفوظ ہونا!

واقع ہو کہ تمام پیغمبروں کی عصمت کے دلائل جلد اول میں بیان ہو چکے ہیں اور اکثر دلیلیں تفصیل کے ساتھ بخارا و انوار میں ذکر کی گئی ہیں۔ چاہتا چاہیے کہ علمائے امامیہ کا اس پر اجماع ہے کہ آنحضرتؐ وقت ولادت سے وقت وفات تک گناہان کبیرہ و صغیرہ سے عمدتاً و سہواً و خطاً معصوم تھے۔ مگر یہ ابن بابویہ اور بعض محدثین نے یہ تجویز کیا ہے کہ حتمی طور پر آنحضرتؐ سے نماز یا اس کے علاوہ کسی معاملہ میں پہنچ رسالت سے متعلق امور کے علاوہ کوئی سہوا کر دیا ہے لیکن تبلیغ رسالت میں کسی طرح جائز نہیں ہے؛ لیکن بڑے بڑے علمائے امامیہ رضوان اللہ علیہم ائس کے قائل نہیں ہیں وہ کسی طرح آنحضرتؐ سے سہوا و نسیان جائز نہیں سمجھتے۔ اور جو حدیثیں اس کے وقوع پر دلالت کرتی ہیں ان کو تفسیر پر محمول کرتے ہیں چونکہ یہ کتاب غوام کے فائدہ کے لئے لکھی جا رہی ہے جن میں سے اکثر لوگوں کو دلیلوں اور شبہات کا بھٹکا اور ان کے جواب کی جیسی کہ ضرورت ہے قابلیت نہیں ہوتی اور کبھی ایسا ہو ان کی لغزش کا باعث ہوتے ہیں لہذا عصمت کے دلائل کی پوری پوری تفہیم اور آیتوں اور حدیثوں کی تاویل جن سے عصمت کے خلاف شک و شبہ ہوتا ہے کتاب بخارا و انوار میں درج کر دیئے ہیں۔

احادیث معتبرہ میں حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے پیغمبرؐ کی ذات میں پانچ روحیں ودیعت فرمائی تھیں۔ روح حیات جس سے حرکت کرتے چلتے پھرتے تھے۔ روح قوت جس کے ذریعہ سے جہاد کرتے اور سخت و دشوار عبادتوں کو برداشت کرتے تھے۔ روح شہوت جس کے ذریعہ سے کھاتے پیتے اور حلال عورتوں کے ساتھ مقاربت کرتے تھے۔ روح ایمان جس سے لوگوں کو حکم دیتے اور ہدای داناں کرتے روح القدس جس کے ذریعہ سے پیغمبری کا ہار برداشت کرتے تھے۔ اور جب پیغمبرؐ دنیا سے رخصت ہوتا ہے تو روح القدس کا تعلق امام سے ہوتا ہے۔ روح القدس کو خواب و غفلت، سہوا و نسیان نہیں ہوتا۔ پیغمبرؐ اور امام روح القدس کے ذریعہ سے جو کچھ مشرق و مغرب سمجھا اور دیا میں ہے دیکھتا ہے۔

خاصہ و عامہ کی روایت میں مذکور ہے کہ ایک رات جناب رسولؐ خدا نے مہر س میں جوہرینہ کے نزدیک واقع ہے قیام فرمایا اور مال سے فرمایا کہ جاگئے رہیں۔ حضرت سو گئے اور بلالؓ بھی سو گئے خدا نے نبیؐ پر غالب کر دی یہاں تک کہ آفتاب نکل آیا۔ فرض جب بیدار ہوئے تو حضرت بولنے عرض کی یا رسولؐ اللہ وہ جس نے آپؐ پر غلبہ غالب کر دی اسی نے مجھے بھی شکوہ دیا۔ آخر سب نے نماز قضا پڑھی

خداوندِ عالم نے اُمت پر اپنی رحمت کے سبب آنحضرتؐ پر نیند غالب کر دی کہ اگر کسی اُمت میں سے ایک شخص بیدار نہ ہو اور آفتاب لٹل آئے اور لوگ اس کو علامت کہیں، تو وہ جواب میں کہہ سکتا ہے کہ رسول اللہؐ بھی سو گئے تھے ان کی نماز بھی قضا ہو گئی تھی۔ اس حدیث میں بھی کلام ہے اس پر اصرار نہیں اور ان کے جوابات بخارا کا نوار میں مذکور ہیں۔

تیرھواں باب

آنحضرتؐ کا کمالِ علم اور آثار و کتب و علوم انبیاء کا حضرتؐ کو حاصل ہونا

حدیث متبر میں امام معتزلیا قر علیہ السلام سے منقول ہے کہ خداوندِ عالم قرآن میں فرماتا ہے کہ آیاتِ مشابہات کی تاویل میں سوائے خدا اور راسخون فی العلم کے کوئی نہیں جانتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راسخون فی العلم میں سب سے بہتر تھے اور خدا نے ان تمام امور کی آپؐ کو تعلیم فرمائی تھی جو آپؐ پر نازل کئے گئے تھے۔ ایسا ہرگز نہ تھا کہ خدا کوئی چیز حضرتؐ پر نازل کرے اور اس کی تاویل آپؐ کو تعلیم نہ کرے۔ آپؐ کے بعد آپؐ کے تمام ادھیسا تمام علوم کے جانتے والے ہیں۔ اور دوسری حدیث متبر میں فرمایا کہ حضرت امیر المؤمنین صلوات اللہ وسلامہ علیہ کا ارشاد ہے کہ خلاقِ عالم فرماتا ہے: اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَا يَاتِ اِلَّا بِمَنْ تَوْفِيقٍ دِيْنِ اَنْتَ سُوْرَةُ الْحَجْرِ جِيْشِك قَوْمٌ لُّوْطٰكِيْ بِلَاكَتِ وَغِيْرِكَ مَذْكُوْرَةٍ فِيْ قُرْاٰنٍ مِّنْ صٰحِبٰنِ عَقْلٍ وَفِہِمُ كَيْفَ لِيْنِ اَنْتٰنِ اَوْ زَنٰنِا نِا نِا ہِی۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اس اُمت کے نیک لوگوں اور بدکاروں کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں لہذا اعمالِ ناشائستہ سے پرہیز کرتے رہو۔ دوسری حدیث مؤثق میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے۔ آپؐ نے اپنے اصحاب میں سے ایک شخص سے فرمایا کہ تم لوگ جناب رسالتؐ کو کیوں رنج و صدمہ پہنچاتے ہو اور کیوں آزر دہ کرتے رہو۔ لوگوں نے عرض کی ہم لوگ آنحضرتؐ کو کیسے آزر دہ کرتے ہیں؟ حضرتؐ نے فرمایا شاید تم کو انہیں معلوم کہ تمہارے اعمال آنحضرتؐ کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں اگر ان اعمال میں حضورؐ کوئی محصیت دیکھتے ہیں تو آزر دہ ہوتے ہیں۔ لہذا حضرتؐ کو اپنے بُرے اعمالوں سے رنجیدہ مت کیا کرو بلکہ نیک عملوں سے حضرتؐ کو مسرور و شاد کیا کرو۔ بہت سی حدیثوں میں ائمہ اطہار سے منقول ہے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے تمام پیغمبروں کے علوم کو آنحضرتؐ کے لئے جمع کر دیا تھا

اُمت کا کمال کا حضرتؐ کے علم میں ہونا اور آثار و کتب و علوم انبیاء کا حضرتؐ کو حاصل ہونا۔

اور آنحضرتؐ نے وہ تمام علوم اپنے اوصیا کو میراث میں دے دیئے۔ آنحضرتؐ کو تمام آسمانی کتابیں تورات، انجیل، زبور اور صحف آدم، و شیت، و اور لیس و ابراہیم علیہم السلام دیئے گئے اور خداوند تعالیٰ نے کوئی شجرہ اور کرامت کسی پیغمبر کو نہیں عطا کی مگر وہ سب آنحضرتؐ کو کرامت فرمائی تھیں اور جو کچھ ان سب کو نہیں دیا تھا وہ بھی آنحضرتؐ کو عطا فرمایا تھا۔ احادیث معتبرہ میں حضرت موسیٰ بن جعفر علیہم السلام سے منقول ہے آپؐ نے فرمایا کہ جناب رسول خدا وارث علوم پیغمبران تھے اور ان سب سے زیادہ عالم تھے۔ راوی نے کہا جناب جیسے مُردوں کو حکم خدا زندہ کرتے تھے فرمایا سچ ہے اور سلیمانؑ بھی طاغروں کی ہر زبان جانتے تھے لیکن جناب رسول خدا کو یہ سب حاصل تھا۔ بے شبہ جناب سلیمانؑ نے جب ہڈ کو نہیں دیکھا اس کو عاقل کیا۔ جب وہ ملا تو آپؐ کو فتنہ آیا یہ اس سبب سے تھا کہ وہ اس کو صرف پانی یعنی دریا سے متعلق امور کو جاننے والا سمجھتے تھے جو علم اس طاغر کو عطا کیا گیا تھا جتنا سلیمانؑ کو نہیں ملا تھا حالانکہ ہوا، حیوانی، پرندے اور جن و انس سب آپؐ کے فرمانبردار تھے لیکن اُن حضرات کو رہبر ہوا پانی کا علم نہیں تھا اور ہڈ نہ جانتا تھا۔ اور حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر کوئی قرآن ایسا ہے جس کے ذریعہ سے پہاڑ چلنے جا سکتے ہیں زمین کو ٹکڑے ٹکڑے کیا جا سکتا ہے یا راہیں طے کی جا سکتی ہیں یا مُردوں کو اُس کے ذریعہ سے گویا کیا جا سکتا ہے تو یہی قرآن ہے۔ اور وہ ہم کو میراث میں ملا ہے جس کے ذریعہ سے ہم پہاڑوں کو حرکت میں لا سکتے ہیں زمین کو طے کر سکتے ہیں مُردوں کو زندہ کر سکتے ہیں اور پانی کے اندر کے حالات ہوا کے نیچے جانتے ہیں کتاب خدا میں چند ایسی آیتیں ہیں جنکے ذریعہ سے ہم جو ارادہ کرتے ہیں وہ پورا ہو جاتا ہے۔ چند معتبر حدیثوں میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ خدا نے جناب عیسیٰؑ کو دو اسم اعظم دیئے تھے جنسے وہ مُردوں کو زندہ کرتے تھے اور شجرے ان سے ظاہر ہوتے تھے۔ اور موسیٰؑ کو چار اسم دیئے تھے۔ جناب ابراہیمؑ کو آٹھ، جناب نوحؑ کو ہندہ اور جناب آدم علیہ السلام کو پچیس اسم عطا کئے تھے۔ اور یہ تمام اسماء بلکہ اس سے زیادہ حضرت رسول خدا کو دیئے تھے۔ اسمائے عظام الہی بہتر ہیں۔ ایک نام مخصوص ذات الہی کے لئے ہے جو کسی کو نہیں بتایا ہے اور بہتر نام آنحضرتؐ کو تعلیم فرمائے ہیں۔ پسند معتبر امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ خدا نے شب معراج رسول خدا کو گذشتہ اور آئندہ تمام علوم عطا فرمائے تھے۔

احادیث معتبرہ میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے آپؐ نے فرمایا کہ ہر شب جمعہ ہمارے لئے شادی مسرت ہوتی ہے۔ راوی نے پوچھا وہ شادی کیلئے؟ فرمایا کہ شب جمعہ رُوح آنحضرتؑ ارواح ائمہ کے ساتھ عرش کے نزدیک حاضر ہوتی ہے اور ہماری رُوح بھی وہاں حاضر ہوتی ہے اور سب عرش کے گرد سات مرتبہ طواف کرتے ہیں اور عرش کے ہر پایہ کے نزدیک دو رکعت نماز پڑھتے ہیں اور ہماری

روحیں بدنوں کی جانب علم تازہ لے کر واپس آتی ہیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو ہمارا علم ختم ہو جاتا۔ اور دوسری حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ ہر علم تازہ جس سے ہم مستفیض ہوتے ہیں پہلے جناب رسول خدا کو دیا جاتا ہے اس کے بعد جناب امیر المومنین کو اسی طرح ترتیب وار ائمہ معصومین کو آخر تک وہ علم پہنچتا ہے معتبر اور صحیح حدیثوں میں امام محمد باقر اور امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ جبریل علیہ السلام نے رؤا انار بہشت سے لا کر آنحضرت کو دیئے۔ حضرت نے ایک خود کھایا دوسرے میں سے دو جھٹے کئے اور پھر ایک حصّہ خود تناول فرمایا اور ایک حصّہ جناب امیر کو دیا۔ اور فرمایا یا علی! ایک مسلم انار جو میں نے کھایا وہ پیٹھری کے سبب تھا جس میں تمہارا حصّہ نہ تھا۔ وہ کسرا انار علم تھا جس میں تم میرے شریک ہو۔ چند خبریں حدیثوں میں منقول ہے کہ یمن کا ایک شخص حضرت امام محمد باقر کی خدمت میں آیا آپ نے دریافت فرمایا کہ فلاں درہ کو جانتے ہو؟ عرض کی ہاں۔ فرمایا اُس میں فلاں درخت کو دیکھا ہے؟ عرض کی ہاں۔ فرمایا اُس درخت کے نیچے جو پتھر ہے اس کو دیکھا ہے؟ عرض کی جی ہاں۔ آپ سے زیادہ شہروں کے حالات سے واقف میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔ حضرت نے فرمایا وہ پتھر وہ ہے جس کے نیچے جناب مونسے کی لوحیں تھیں اور جناب رسول خدا تک پہنچیں اور اب وہ سب ہمارے پاس ہیں۔ حدیث معتبر میں حضرت صادق سے منقول ہے کہ الواح مونسے بہتر برہم کی تھیں جو بہشت سے لائی گئی تھیں۔ ان لوحوں میں علم گزشتہ اور آئندہ قیامت تک کا علم لکھا ہے۔ جب جناب مونسے کا زمانہ ختم ہوا خدا نے ان کو وحی کی کسان کو حوں کو پہاڑ کے سہرے ذکر دیں۔ جناب مونسے پہاڑ پر آئے اور وہ حکم خدا شگافتہ ہوا۔ حضرت نے الواحیں کپڑے میں لپیٹ کر کوہ کے شگاف میں رکھ دیا اور وہ شگاف برابر ہو گیا اور لوہیں اُسی پہاڑ میں رہیں۔ یہاں تک کہ خدا نے جناب رسول خدا کو مبعوث کیا۔ یمن سے ایک قافلہ آنحضرت کی خدمت میں آیا تھا جب اس پہاڑ پہنچا تو وہ پہاڑ بچٹ گیا اور لوحیں برآمد ہوئیں۔ اسی طرح کپڑے میں لپیٹی ہوئی جس طرح جناب مونسے نے رکھا تھا۔ قافلہ والوں نے اُن کو اُٹھایا۔ خدا نے اُن کے دلوں میں ڈال دیا کہ اس کو نہ کھولیں۔ وہ لوگ اُن لوحوں کو جناب رسالت کی خدمت میں لائے۔ اور جبریل نازل ہوئے اور آپ کو لوحوں کی خبر دے دی۔ جب وہ قافلہ حضرت کی خدمت میں پہنچا حضرت نے لوحوں کا حال انکو بتایا اور طلب کیا۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ آپ کو کیونکر معلوم ہوا کہ ہم کو یہ لوحیں ملی ہیں؟ فرمایا میرے محبوب نے مجھے خبر دی ہے۔ یہ مونسے کی لوحیں ہیں۔ انہوں نے کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ خدا کے رسول ہیں۔ اور الواحیں حضرت کے سہرے ذکر دیں۔ حضرت نے اُن کو دیکھا اور پڑھا۔ وہ لوحیں عبری زبان میں تھیں۔ حضرت نے امیر المومنین کو بلا کر الواحیں دیں اور فرمایا ان کو لے لو ان میں علم اولین و آخرین درج ہے یہ مونسے کی لوحیں ہیں۔ خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ لوحیں تمہارے سپرد کر دوں۔ جناب امیر نے عرض کی یا رسول اللہ میں ان کو نہیں پڑھ سکتا۔ فرمایا کہ جبریل نے کہا ہے کہ تم کو بتاؤں کہ ان لوحوں کو آج رات اپنے سر کے نیچے رکھ کر سوؤ صبح کو سب کو پڑھ لو گے حضرت امیر المومنین نے یوں ہی عمل کیا۔ دوسرے روز صبح کو بیدار ہوئے تو خدا نے انکو جو کچھ لوحوں میں تھا

ان مونسے لوحوں میں امیر المومنین شریک ہیں۔ جناب رسول خدا کے علم میں امیر المومنین شریک ہیں۔

الواح مونسے کا تذکرہ۔

خدا کی جانب سے ان مونسے لوحوں کو علم جبریل کی تسمیہ۔

تعلیم فرمادیا تھا۔ پیغمبر نے فرمایا کہ ان کو لکھ لو۔ حضرت نے ایک گوسفند کے چمڑے پر لکھ لیا۔ یہی جفر ہے جس میں علم اولین و آخرین ہے۔ امام نے فرمایا کہ وہ ہمارے پاس ہے۔ اور الواح دھماٹے موسیٰؑ بھی ہمارے پاس ہے۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہم کو میراث میں حاصل ہوا ہے۔ پسند مختبر حضرت امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ الواح مونسے سبز زمرد کی تھیں۔ جناب موسیٰؑ کو جب بنی اسرائیل کی گوسالہ پرستی کے سبب فتنہ آیا الواح زمین پر چھینک دیں تو وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گئیں۔ ان میں سے کچھ ٹکڑے آسمان پر اٹھا لینے گئے۔ جب موسیٰؑ کا فتنہ فرو ہوا تو شیخؑ نے اُن سے پوچھا کہ الواح کا علم آپؑ کو حاصل ہے؟ فرمایا ہاں۔ عرض وہ لوحیں اوصیائے مونسے اپنے بعد ایک دوسرے کو سپرد کرتے رہے یہاں تک کہ وہ اہل ایمان کے چار شخصوں کو ملیں۔ جب اُن کو آنحضرتؐ کے مبعوث ہونے کی اطلاع ہوئی انہوں نے لوگوں سے پوچھا کہ وہ کیا تعلیم دیتے ہیں۔ انہوں نے کہا وہ مشر ابھاری اور زنا سے منع کرتے ہیں اور اخلاق حسنا اور مساویوں کی حوت و احترام کرنے کا علم دیتے ہیں لہذا وہ ان الواح کے ہم سے زیادہ مستحق ہیں۔ پھر ایک وقت مقرر کیا کہ حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوں۔ اور جناب جبریلؑ نے آنحضرتؐ کو اطلاع دی کہ فلاں فلاں اشخاص آرہے ہیں الواح مونسے اُن کے پاس ہیں۔ فلاں جیسے کی فلاں رات کو آپؐ کے پاس آجائیں گے۔ حضرتؐ اُن کے آنے کا انتظار کرنے لگے آخر موجودہ شب کو وہ پہنچے اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ حضرتؐ نے اُن کے اور اُن کے آبا و اجداد کے نام بتائے اور پوچھا الواح جو جناب یوشعؑ سے ہماری میراث میں ہم کو ملی ہیں کہاں ہیں۔ جب اُن لوگوں نے یہ معجزہ دیکھا بول اُٹھے کہ ہم خدا کی وحدانیت اور آپؐ کی رسالت کی گواہی دیتے ہیں۔ واللہ جب سے یہ لوحیں ہم کو ملی ہیں کسیکو اس کی خبر نہیں ہوئی۔ حضرتؐ نے لوگوں کو دیکھا وہ عبری زبان میں تھیں۔ جناب امیرؑ فرماتے ہیں کہ حضرتؐ نے وہ لوحیں مجھے عطا کیں تھیں ان کو اپنے سسر کے بیٹے رکھ کر سویا۔ صبح کو اٹھا اور لوگوں کو دیکھا تو عربی زبان میں تبدیل ہو گئی تھیں۔ اُن میں ہر شے کا علم اور ابتدائے آفرینش سے قیامت کے دن تک کا ہر واقعہ درج تھا۔ میں نے ہر ایک کو سمجھا اور جان لیا۔

دوسری حدیث مسہر میں منقول ہے کہ جناب موسیٰؑ بن جفرؑ سے لوگوں نے پوچھا کہ آیا اُمّی جناب رسول اللہؐ پر خدا کی حجت تھی؟ فرمایا نہیں بلکہ وصیتوں اور کتابوں کے امانتدار تھے جو اُن کو سپرد کئے گئے تھے تاکہ جناب رسول اللہؐ کے حوالے کر دیں۔ تو انہوں نے حضرتؐ کو جب سپرد کر دیا تو دنیا سے رحلت فرمائی۔ اور حضرت صادقؑ سے پسند مونسے منقول ہے کہ ابی طالبؑ حضرتؐ کے آخری وصی تھے۔ انہی حضرتؐ سے پسند صحیح منقول ہے کہ جناب عیسیٰؑ کے آخری وصی وہ تھے جنکو باطل کہتے تھے اور دوسری معتبر روایت میں فرمایا کہ سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہت سے علماء سے علم حاصل کیا یہاں تک کہ اُمّی کے پاس پہنچے اور ایک مدت تک ان کے پاس رہے جب جناب رسول اللہؐ مبعوث ہوئے اُمّی نے کہا جی کی تلاش تم کو ہے وہ مکہ میں ظاہر ہوئے ہیں اُن کی خدمت میں جاؤ تو جناب سلمانؑ مدینہ میں حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دوسری حدیث معتبرہ میں منقول ہے کہ جناب ابوطالب وصیتوں اور کتابوں کے امانتدار تھے، اور خدا اور رسولؐ خدا پر ایمان لائے تھے اور پیغمبرؐ کو تمام امانتیں جب سپرد کر دیں تو اسی روز انکا انتقال ہوا اور رحمت الہی سے فاصل ہوئے۔

مسند معتبرہ حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ موسیٰؑ نے یوشعؑ کو وصیت کی اور یوشعؑ نے نہ اپنے فرزندوں کو نہ جناب موسیٰؑ کے فرزندوں کو وصیت کی بلکہ فرزند بن ہارونؑ کو وصیت کی کیونکہ وصیت اور خلافت گہری کا اختیار جناب اہدیت کو ہے۔ اور جناب موسیٰؑ اور یوشعؑ نے جناب عیسیٰؑ کے آنے کی خوشخبری دی۔ جب حضرت مسیحؑ مبعوث ہوئے انہوں نے بنی اسرائیل سے کہا کہ میرے بعد ایک پیغمبر آئیگا، جس کا نام احمدؑ ہوگا اور وہ اولادِ اسمعیلؑ سے ہوگا، وہ میری اور تمہاری تصدیق کرے گا پھر حضرت عیسیٰؑ کے بعد جو لوگ ان کے علوم و شریعت کے محافظ تھے ایک دوسرے کو علوم سپرد کرتے اور وصی قرار دیتے رہے اور لوگوں کو پیغمبرِ آخر الزمانؑ کے مبعوث ہونے کی خوشخبری دیتے رہے جیسا خداوند تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: **إِنَّمَا أَنزَلْنَا التَّوْرَةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ يَحْكُمُ بِهَا الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الذِّكْرَ الَّذِينَ اسْلَمُوا لِلَّذِينَ هَٰذَا ذِكْرُ الْقُرْآنِ تَتُونَ وَالْأَحْبَارُ بِمَا اسْتَخْفُوا مِنْ كِتَابِ اللَّهِ وَكَانُوا عَلَيْهِ شُهَدَاءَ أَذْرَبْ أَمْسِكْ سَوَءَ مَا نَدَىٰ** بے شبہ ہم نے توریت نازل کی جس میں ہدایت اور نور تھا جس کے ذریعہ سے خدا کے فرمانبردار بندے یعنی پیغمبرِ ابنِ خدا ہادیوں کو حکم دیتے تھے اور علمائے نبائی بھی کتابِ خدا سے حکم دیتے تھے جس کے وہ محافظ بنائے گئے تھے اور وہ اس کے گواہ بھی تھے۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ خدا نے ان کا نام مستحفظ اس لیے رکھا تھا کہ ان کو نام بزرگ یعنی اس کتاب کی تعلیم دی تھی جس سے ہر شے کا علم حاصل کیا جاسکتا ہے جو پیغمبروں کو دیا گیا تھا یعنی توریت، انجیل، زبور، کتابِ لوح، کتابِ صراط، کتابِ شیب اور صحتِ ابراہیم علیہم السلام۔ تو ہمیشہ یہ وصیتیں اور امانتیں ایک عالم دوسرے عالم کو سپرد کرتا رہا یہاں تک کہ جناب رسالتؐ کو سپرد کی گئیں۔ جب آنحضرتؐ مبعوث ہوئے ان مستحفظوں کی اولاد جو موجود تھی آنحضرتؐ پر ایمان لائی اور بنی اسرائیل کی خدمت سری جماعت کا فر ہو گئی۔

دوسری حدیث میں آجی حضرتؑ سے منقول ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ میری وصیتیں اور میرا تمام اوصیاء کا سردار ہے اور میرے اوصیاء پیغمبروں کے اوصیاء سے بہتر ہیں۔ آدمؑ نے خدا سے سوال کیا کہ ان کے لیے شائستہ وصی قرار دے۔ تو خدا نے ان کو وحی کی کہ پیغمبروں کو پیغمبری کے سبب گرامی رکھتا ہوں پھر اپنی مخلوق میں سے ان کا امتحان لے کر میں نے ان کے بہترین لوگوں کو اوصیاء بنایا۔ اسے آدمؑ شیتؑ کو وصیت سپرد کر جو میتہ الثدٰی ہیں۔ پھر شیتؑ نے اپنے فرزند شہبان کو وصیت کی جو حورِ یہ کہہ بیٹ سے تھے جس کو خدا نے بہشت سے بھیجا تھا اور آدمؑ نے اسکو شیتؑ سے تزدیک کیا تھا۔ اور شہبان نے خلث کو وصیت کی خلث نے محق کو محق نے عیسا کو انہوں نے اخراج کو خلث کو ادا لیں کہتے ہیں اور اور میں نے تاحور کو تاحور نے جناب نوحؑ کو وصیتیں سپرد کیں۔

نوحؑ نے سام کو سام نے عتھر کو انہوں نے برعیشا شا کو انہوں نے یافت کو یافت نے برہ کو برہ نے خنیمہ کو انہوں نے عمران کو اور عمران نے جناب ابراہیمؑ کو وصیتیں سپرد کیں۔ ابراہیمؑ نے اسمعیلؑ کو انہوں نے اسحقؑ کو اسحقؑ نے یعقوبؑ کو یعقوبؑ نے یوسفؑ کو یوسفؑ نے شریا کو شریا نے شعیبؑ کو انہوں نے جناب موسیٰؑ کو وصیتیں سپرد کیں۔ موسیٰؑ نے یوشع کو اپنا وصی بنایا۔ انہوں نے داؤدؑ کو داؤد نے سلیمانؑ کو سلیمان نے آصف بن برخیا کو انہوں نے زکریا کو اور زکریا نے جناب یحییٰؑ کو وصیتیں سپرد کیں۔ عیسیٰؑ نے شمعونؑ کو انہوں نے یحییٰؑ ابن زکریا کو یحییٰؑ نے منذر کو منذر نے سلیمہ کو سلیمہ نے برہہ کو برہہ نے وصیتیں اور کتابیں محمدؐ کو سپرد کیں اور اے علیؑ میں تم کو سپرد کرتا ہوں تم اپنے وصی کو سپرد کرو تا کہ وہ تمہارے فرزندوں میں سے تمہارے وصیا کو سپرد کرے ان میں سے ہر ایک کو دس کو سپرد کرتا ہے یہاں تک کہ یہ وصیتیں بارہویں امام کو پہنچیں جو تمہارے بعد بہترین اہل زمانہ ہیں۔ اے علیؑ بیشک میری امت کے لوگ تمہارے بارے میں کفر اور بہت اختلاف کریں گے اے علیؑ جو تمہاری خلافت کو تسلیم کرے گا وہ میرے ساتھ ہوگا اور جو تم سے علیحدہ ہوگا وہ جہنم میں جائے گا اور جہنم کا فروں کی جگہ ہے لے

حدیث متبر میں منقول ہے کہ جناب علمایا مشر نے بغیر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ میں چاہتا ہوں کہ آپؐ ہمارے درمیان بقدر عمر نوحؑ زندہ رہتے۔ حضرتؐ نے فرمایا اے عمار میری زندگی تم لوگوں کے واسطے خیر و بہتر ہے اور میری وفات بھی تمہارے واسطے بُری نہیں ہے۔ میری

لے مؤلف فرماتے ہیں کہ مختلف حدیثوں سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ وصیتیں اور کتابیں اور آثار و ہجرت انبیاء صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہم اجمعین کئی جانب سے آنحضرتؐ تک پہنچے ہیں۔ ملاحظہ جناب موسیٰؑ اس جانب سے جو حدیث میں بیان ہوئی ہے انہیں۔ اور موسیٰؑ دیکھئے اور تمام انبیاء کے آثار کچھ برہہ کی جانب سے اور کچھ ابی کے ذریعہ سے بغیر واسطہ سلمانؑ یا ان کے واسطہ سے یا رسول اللہؐ کے اختلاف کی بنا پر ہر دو طریقوں سے آنحضرتؐ کو ملے اور جناب ابراہیمؑ و اسمعیلؑ کی وصیتیں فرزند ان اسمعیلؑ اور ان کے وصیا کے واسطہ سے جو جناب عبدالمطلبؑ تک پہنچی تھیں اور ان کے بعد جناب ابوطالبؑ کو ملی تھیں ابوطالبؑ کے ذریعہ حضرتؐ کو پہنچی جیسا کہ بعض حدیثوں سے مستفاد ہوتا ہے۔ جناب ابراہیمؑ کے وصیوں کی دو شاخیں تھیں ایک فرزند اسحقؑ جن میں یحییٰ بن اسرائیل داخل ہیں دوسرے فرزند اسمعیلؑ کہ آنحضرتؐ کے اجداد گرامی بھی جن میں شامل ہیں جو درجہ ابراہیمؑ پر قائم تھے اودان کی شریعت کے محافظ تھے پھر یحییٰ بن اسرائیل جسوٹ نہیں ہوئے تھے جیسا کہ اول میں بیان ہو چکا اور آئندہ بھی انشاء اللہ ذکر آئے گا۔ نیز ابی یوسفؑ جس کو خدا نے جناب ابراہیمؑ کے لئے جیکہ آپؐ آگ میں ڈالے جا رہے تھے بچا تھا اور عصا اور سنگ موئے اور سلیمانؑ کی انگوٹھی اور طشت قربانی اور تابوت سکینہ وغیرہ جو آثار و غیر ان خدا کے آنحضرتؐ تک پہنچے اور آپؐ سے آنکھ طہرین کو ملے تھے کا ذکر اس مقام پر طوالت کا باعث ہے۔

زندگی میں جو گناہ تم کرتے ہو میں اُس کے لئے خدا سے طلب مغفرت کرتا ہوں۔ میری وفات کے بعد خدا سے ڈرتے رہنا اور مجھ پر اور میرے اہلبیت پر بہتر صلوات بھیجتے رہنا۔ یقیناً تمہارے اعمال تمہارے اور تمہارے باپ و ادا کے نام کے ساتھ میرے سامنے پیش ہوتے ہیں۔ اگر وہ نیک اعمال ہوتے ہیں تو خدا کا شکر بجا لاتا ہوں اور اگر اعمال بد ہیں تو تمہارے واسطے استغفار کرتا ہوں جیسا کہ خداوند تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: وَقُلْ اَعْمَلُوا فَاَکْثَرِی الْاَلْفِ عَمَلُکُمْ وَرَسُولُہٗ فَاَلَمْؤُا مَشُوْنَ دِیْ اَرْثِ سَعۃِ التَّوْبِ اے رسولؐ کہہ دو کہ تم لوگ جو عمل چاہو کرو تمہارا ہر عمل خدا کو دیکھتا ہے اور اُس کا رسولؐ اور مومنین دیکھتے ہیں۔ حضرتؑ نے فرمایا مومنین سے مراد آل محمدؑ ہیں صلوات اللہ علیہم۔ اور وہ سری ذات میں وارد ہے کہ حضرتؑ نے فرمایا کہ ہر روز پنجشنبہ تمہارے اعمال مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں۔ دوسری ذات میں ہر دو شنبہ و پنجشنبہ وارد ہے۔ اور وہ سری بہت سی روایتوں میں ہر روز دو شنبہ و پنجشنبہ کی صبح باہر صبح و شام یا ہر روز وارد ہے۔ انشاء اللہ کتاب امامت میں اس بارے میں بہت سی حدیثیں ذکر کی جائیں گی۔

حدیث معتبرہ میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے آپؑ نے فرمایا کہ رب کہہ کی قسم اگر میں موسیٰ و خضرؑ کے درمیان ہوتا تو بے شبہ نہیں اُن کو آگاہ کرتا کہ میں اُن سے بہتر ہوں اور اُن کو بتاتا جو وہ نہیں جانتے تھے اس لئے کہ موسیٰؑ و خضرؑ کو علم گزشتہ دیا گیا تھا، وہ علم آئندہ سے آگاہ نہ تھے۔ اور خداوند ہر عالم کے علم گزشتہ اور آئندہ قیامت کے دن تک کا علم جناب سرور کائنات کو عطا فرمایا ہے اور وہ ہم تک پہنچا ہے۔ اور وہ سری معتبر حدیث میں فرمایا کہ خدا نے پیغمبر اہل اولوالعزم کو علم میں تمام خلق پر فضیلت دی اور اُن کا علم ہم کو میراث میں عطا فرمایا ہے اور ہم کو علم میں اُنہر بھی زیادتی عطا فرمائی ہے۔ جناب رسولؐ خدا سب کچھ جانتے تھے جو وہ لوگ نہیں جانتے تھے اور ہمیں آنحضرتؐ کا علم بھی دیا گیا ہے۔ بہت سی معتبر حدیثوں میں اس آیت وَکَذٰلَکَ اَنۡزَلۡنَا بِکَ الْکِتٰبَ الَّذِیۡ فِیۡہِ مَکٰرِہُۃٌ لِّلۡسٰنِہٖ وَاٰیٰتٍ لِّلۡذٰہِقِیۡنَ (آیت ۱۰۶ سورۃ الانعام) کی تفسیر میں منقول ہے حضرتؑ نے فرمایا کہ خدا نے مجاہدات، مشاویعے، توجہات، ابراہیمؑ نے زمین کی جانب نگاہ کی اور جو کچھ زمین میں ہے مشاہدہ کیا۔ آسمان کو دیکھا اور جو کچھ اُن میں ہے سب دیکھا۔ عرش کی جانب دیکھا جو کچھ وہاں ہے۔ اور فرشتوں کو جو عبادت عرش میں سب کو دیکھا اور جناب سید الانبیاء اور ان کے اوصیاء کے لئے بھی یہی کیا۔

بہت سی معتبر حدیثوں میں امام محمد باقرؑ و امام جعفر صادقؑ علیہم السلام سے منقول ہے کہ حق سبحا و تعالیٰ نے شب معراج آنحضرتؐ کو اصحاب میں یعنی اہل جنت کے اہل اصحاب شمال یعنی اہل دوزخ کے نامہ دانے اعمال دینے۔ حضرتؑ نے اصحاب میں کے نامہ اعمال داہنے ہاتھ میں لئے۔ کھولا اور دیکھا اس میں اہل بہشت کے نام مع اُن کے آباء و اجداد اور خاندان والوں کے نام کے لکھے ہوئے تھے۔ پھر حضرتؑ نے اصحاب شمال کے نامہ اعمال کو کھولا اور دیکھا جس میں اہل جہنم کے نام مع اُن کے باپ و ادا و خاندان والوں کے نام کے لکھے ہوئے۔ حضرتؑ واپس زمین پر تشریف لائے اور صحیفہ حضرتؑ کے ہاتھ میں تھے

معتبر و تشریف لے گئے اور خطبہ پڑھا کہ ایتھا التاس۔ جو لوگ یہ کیا چیز ہے۔ صحابہ نے کہا خدا اور اس کا رسولؐ بہتر جانتے ہیں۔ حضرتؐ نے واہنا ہاتھ بلند کیا اور فرمایا اہل بیست کے نام ہیں اور ان کے باپ دادا اور ان کے قیامت تک کے خاندان والوں کے نام ہیں۔ پھر بایاں اٹھا اٹھا کر دکھایا اور فرمایا اس میں اہل جہنم کے نام ہیں اور ان کے آباد اجداد اور قیامت تک جوئے والے خاندان کے نام ہیں۔ نہ ان میں کوئی زیادہ ہو گا نہ کم ہو گا۔ خدا نے یہ فیصلہ کر دیا ہے اور مدلی و انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا ہے۔ یہ تمام اپنے اعمال کے سبب جنت و دوزخ کے مستحق ہیں۔ پھر ان ناموں کو آنحضرتؐ نے جناب امیر المؤمنینؑ کے سپرد فرمایا۔ اور دوسری بہت سی معتبر روایتوں میں فرمایا کہ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ میری قیامت تک کی امت کو ان کی طینت میں میرے لئے مشکل فرماتا جگہوں نے ان کے نام اور ان کے ماں باپ کے نام اور قبیلوں اور ان کے خلیہ اور اخلاق و اعمال کے ساتھ پہچان لیا۔ تو عمل کرنے والے فوج و ر فوج قیامت کے روز میرے سامنے آئیں گے میں نے ہر ایک کو دیکھا اور سبکی پہچان جس طرح تم اپنے جاننے والوں کو پہچانتے ہو۔ تو اسے علیؑ ان میں سے تمہارے اور تمہارے شیعوں کے لئے میں نے علیؑ سے خلافت حضرت طلب کی۔ اسے علیؑ خدا نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ تمہارے شیعوں کو جو ایمان لائیں گے اور پرہیزگار ہوں گے بخش دے گا اور ان کی بدیوں کو یکسوں سے تبدیل کر دے گا۔ دوسری روایت میں اس طرح ہے کہ خدا نے روز الست میری امت کو پیش کیا تو سب سے پہلے جو محمدؐ پر ایمان لایا اور جس نے میری تصدیق کی وہ علیؑ تھے لے

لے مؤلف فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ کے علم کے بارے میں حدیثیں بہت ہیں جو آئندہ ابواب میں لکھی جائیں گی۔ واضح ہو کہ آنحضرتؐ کے تمام علوم خدا کی جانب سے ہیں۔ آنحضرتؐ ظن نگاہ اجتہاد اور رائے سے کسی نہیں کہہ فرماتے تھے جیسا کہ خداوند عالم آنحضرتؐ کی تعریف میں فرماتا ہے: وَمَا يَنْطَلِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ رَسْمًا مَّجْمُوعًا آتِیًا ہمارا رسولؐ اپنی خواہش سے کچھ نہیں کہتا جو کہ کہتا ہے وہ وحی ہوتی ہے جو اس کی طرف بھیجی جاتی ہے۔ جانتا چاہئے کہ اقوال و افعال آنحضرتؐ سب کے سب علم خدا کے موافق تھے اسی طرح آئمہ اطہار کے تمام اقوال و افعال جو آنحضرتؐ کے ادعیا ہیں اور ان کے علوم سب آنحضرتؐ کے عطا کردہ تھے۔ وہ حضراتؑ بھی بغیر وحی و الہام بات نہیں کرتے تھے۔ اجتہاد ان کے لئے بھی جائز نہ تھا۔ وہ ظن اور گمان کے مطابق حکم نہیں کرتے تھے جیسا کہ اس کے بعد انشاء اللہ بیان کیا جائے گا۔

چودھواں باب

قرآن مجید کے اعجاز کا تذکرہ

واضح ہو کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر مبعوث ہونے سے پہلے ہی فصاحت و بلاغت کا
 تھا۔ وہ ہر ایک کو فصاحت کے ساتھ پرکھتے تھے اور شیریں کام شعرا اور فصیح البیان خطیبوں کو تمام غلوں
 سے بہتر و برتر سمجھتے تھے۔ لہذا خداوند عالم نے حضرت کو سب سے بلند و بہتر معجزہ جنس سخن کا عطا فرمایا
 یعنی حضرت قرآن لائے اور ان کو مقابلہ کے لئے کہا کہ اگر تم سچ کہتے ہو کہ میں پیغمبر نہیں ہوں اور اس قرآن
 کو خود تصنیف کیا ہے تو اس کا مثل لاؤ۔ باوجودیکہ ان میں فصیح و بلیغ اشخاص بے حد و حساب ریگ صحرا
 کے مانند تھے اور سب کے سب آنحضرت کے دعوائے پیغمبری کو باطل کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگاتے
 ہوئے تھے کیونکہ حضرت ان کے دین کو جس میں انہوں نے نشوونما پائی تھی باطل کر رہے تھے اور ان کے
 بتوں کو جنکو وہ اپنے خدا سمجھتے تھے اور جنگی جہاد کرتے تھے بدی کے ساتھ یاد کرتے تھے اور ان کے
 آباؤ اجداد کو کافر کہتے تھے اور ان کے رئیسوں کو جکے و ماخ نخوت و غرور سے سرشار تھے اور ریاست و
 حکومت کے نشہ میں مست رہتے تھے عجز و انکساری اور اطاعت و فرمانبرداری کی دعوت دیتے تھے
 اور اپنی رسالت اور اپنے اہمیت کی ولایت کی مخالفت پر آشوب جہنم سے ڈراتے تھے لیکن وہ لوگ
 باوجود ان مراتب کے قرآن کا مثل نہ لاسکے۔ اور یہ تو بالکل واضح ہے کہ اگر وہ اس پر قادر ہوتے تو ہمیں
 خدا بھی تساہل نہ کرتے۔ پھر حضرت نے ان کے لئے آسانی فرمائی کہ اچھا دس سورہ ایسی لے آؤ لیکن نہ
 لاسکے۔ پھر اور نیا وہ آسان کر دیا کہ تم سب ایک دوسرے کے مددگار ہو جاؤ اور ایک ہی سورہ قرآنی کے
 سورتوں کے مثل بناؤ لیکن قرآن کے سب سے چھوٹے سورہ کے مثل بھی نہ لاسکے۔ اگر ان میں طاقت ہوتا
 تو ضرور اس کا مثل بناتے اور اپنے کو جنگ و جدال اور قتل اور مال کی بربادی سے بچا لیتے۔ اگر
 مثل لائے ہوتے تو یقیناً آنحضرت کے دعووں کی تردید میں اس کی اشاعت کرتے اور اس میں بے شمار
 مقامات پر آنحضرت پر الزام قائم کرتے جس کی اطلاع ہم تک ضرور پہنچتی۔

جاننا چاہئے کہ علماء نے اختلاف کیا ہے اس بارے میں کہ آیا اعجاز قرآن انتہائی فصاحت و بلاغت
 کے اعتبار سے ہے جبکہ کفار و مشرکین مسارفہ کا ارادہ کرتے تھے تو خداوند عالم ان کے قلوب کو بے کار اور
 ان کے ذہنوں کو مسدود کر دیتا تھا اس لئے اس کا مثل لانا ان سے ممکن نہیں ہو سکتا تھا۔ اگرچہ دونوں
 طرح کا اعجاز ہو سکتا ہے لیکن حق یہ ہے کہ اعجاز کی کئی صورتیں ہیں۔ اول فصاحت و بلاغت کے لحاظ
 سے کہ ہر غریبی سے ناواقف بھی اگر سنتا ہے تو دوسرے کاموں سے امتیاز کر لیتا ہے اور اس کا ہر فقرہ جو

کسی فصیح کلام کے درمیان ہوتا ہے یا قوت معانی اور عمل بدخشی کے مانند چمکتا ہے اور فصاحت و متانت میں اس کی فصاحت و بلاغت کے قائل ہو چکے ہیں۔

حدیث متبر میں منقول ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے زمانہ میں بہن ابی العوا اور تین محمد بن نے جو نہایت فصیح و بلیغ تھے اتفاق کیا کہ قرآن کے مثل ایک کتاب تصنیف کریں اور ان میں سے ہر ایک ایک ایکہ جو تمنا تیار کرے۔ ان چاروں نے پوشیدہ طور سے یہ مشورہ مکہ میں کیا اور وعدہ کیا کہ دو سو سال مکہ ہی میں جمع ہو کر ان کو ترتیب دیں گے۔ دوسرے سال وہ لوگ مقام ابراہیمؑ میں جمع ہوئے۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ میں نے جب قول خدا یا اَرْضِ اَبْلَعِي مَاءً لَّكَ وَيَا سَمَاءُ اَقْبِلِي وَغِيضِ الْمَاءِ وَغِيضِ الْأَمْرِ آیت سے سہ ہوا اے زمین اپنا پانی جذب کر لے اور اے آسمان دبر سے سے نکال جا اور پانی گھٹ گیا اور معاملہ ختم کر دیا گیا۔ دیکھا تو کہا کہ قرآن کے ساتھ معارضہ نہیں ہو سکتا اور اپنی کوشش سے باز رہا۔ دوسرے شخص نے کہا میں نے جب اس آیت کو دیکھا فَلَمَّا اسْتَبَقُوا وَنَهَلُوا خَلَصُوا مِنْهَا آیت سے سہ ہوا جب براہین یوسفؑ یوسفؑ کی طرف سے مایوس ہوئے تو باہم مشورہ کے لیے الگ کھڑے ہو گئے تو قرآن کے معارضہ سے میں بھی مایوس ہو گیا۔ اسی اثنا میں حضرت صادق علیہ السلام ان کے سامنے سے گزرے اور باہماز اس آیت کی تلاوت فرمائی: قُلْ لِّمَنِ اجْتَمَعَتِ الْأَنْفُسُ فَلَانَ يَأْتُوا بِمِثْلِ هَذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا آیت سے سہ ہوا یعنی اگر جن وانس مل کر اس

لے اصل کتاب میں اور دو محمد بن کا تذکرہ نہیں ہے جس کی تفصیل یہ ہے۔

ان چاروں کے نام یہ ہیں ابو العوا، ابوشاکر ویسانی، ابن ابی مقفع اور عبد الملک بصری۔ ابو العوا نے آیت فَلَمَّا اسْتَبَقُوا مِنْهَا خَلَصُوا مِنْهَا بوقفع نے وقیل یا اَرْضِ اَبْلَعِي مَاءً لَّكَ وَيَا سَمَاءُ اَقْبِلِي وَغِيضِ الْمَاءِ وَغِيضِ الْأَمْرِ میں غور کیا جس کا ذکر ہو چکا ہے۔ عبد الملک نے کہا میں سال بھر آیت اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهِٖ لَكَنَ خَفِيٍّ میں غور کرتا رہا اور آیت لَنْ يَخْلُقُوْا ذُرِّيًّا نَّكَبًا وَلَوْ اَجْتَمَعُوْا لَهُ دِكْرًا میں غور کرتا رہا۔ ابوشاکر نے کہا میں آیت لَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا میں غور کرتا رہا۔ اگر آسمان و زمین میں خدا کے سوا کوئی خدا ہوتے تو دونوں پر باد ہو جاتے میں غور کرتا رہا اور جواب نہ لکھ سکا۔ یہ سب اقارب ماجزی کر ہی رہے تھے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام اس قصہ سے باخبر آگاہ ہو کر ان کے نزدیک سے گزرے اور آیت قُلْ لِّمَنِ اجْتَمَعَتِ الْأَنْفُسُ فَلَانَ يَأْتُوا بِمِثْلِ هَذَا الْقُرْآنِ میں غور کرتا رہا۔ مقتدا انوار القرآن حضرت مولانا سید صاحب قلم اعلیٰ احمد مقدمہ بحوالہ پوری ص ۳۵۰ (مترجم)

قرآن کا مثل لانا چاہیں تو نہیں دے سکتے اگرچہ ان میں بعض کے مددگار بعض ہو جائیں۔ جب ان لوگوں نے آنحضرتؐ کا یہ مجروح دیکھا تو ذلیل و حقیر ہو کر اٹھ گئے اور مدد سہی روایت میں واروہے کہ جو شخص کوئی فصیح کلام کہتا کعبہ کے دروازہ پر فریہ لگا دیتا۔ جب آیت **يَا اَذْفَىٰٓ اَبْلٰجِيْ مَا وَلٰكَ نَازِلٌ** ہوا تو رات کو سب کے سب اپنا کلام رسوائی کے خوف سے اُتار دے گئے۔

دوسرے اسلوب بیان کی خدمت کی جہت سے۔ کہ کوئی شخص کتنا ہی اشار اور خطبوں میں کلام فصحا کی پیروی کرے قرآن کے عجیب نظم و غریب اسلوب کے مطابق فصاحت نہیں حاصل کر سکتا چنانچہ منقول ہے کہ قریش کو جب قرآن اور اس کے اسلوب بیان پر تعجب ہوا۔ ولید بن مغیرہ کے پاس آئے جو مکہ کے عرب سے تھا اور اس کی فصاحت و بلاغت اس کے والد سے زیادہ تھی اُس سے کہا کہ چل کر محمدؐ کے کلام کو سنو اور بتاؤ کہ ہم اس کے کلام کو کس چیز سے نسبت دیں۔ وہ حضرتؐ کے پاس آیا اور کہا اے محمدؐ اپنے اشار سنناؤ۔ حضرتؐ نے فرمایا وہ شعر نہیں بلکہ کلام خدا ہے جو پیغمبروں کے لئے بھیجا ہے اور سورۃ تم سورۃ کی تلاوت فرمائی۔ جب اس آیت پر پہنچے **فَاِنَّ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صَاعِقَةً مِّثْلَ صَاعِقَةِ عَادٍ وَثَمُوْدَ رَبِّہُمْ اَیْمٰنٍ** سورۃ تم سورۃ، تو اس کا جسم کانپنے لگا اور بدن کے تمام بال کھڑے ہو گئے پھر خاموش اٹھا اور اپنے مکان چلا گیا۔ قریش کو بہت خوف ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ وہ مسلمان ہو گیا ہو۔ وہ ابو جہل کا چچا تھا۔ ابو جہل اُس کے پاس آیا اور بولا چچا جان آپ نے محمدؐ کے دین کی جانب رغبت کر کے ہمارا سر نیچا کر دیا اور ہم کو رسوا کر دیا۔ اُس نے کہا نہیں میں تو تمہارے دین پر ہوں لیکن ایسا سخت کلام میں نے محمدؐ سے سنا کہ جس سے لوگوں کے بدن لرزتے ہیں۔ ابو جہل نے کہا کیا وہ شعر ہے؟ اُس نے کہا نہیں۔ پوچھا خطبہ ہے کہا نہیں کیونکہ خطبہ تو مسلسل کلام کو کہتے ہیں اور یہ متفرق کلام ہے ایک دوسرے سے متصل نہیں۔ لیکن اُس میں وہ حسن اور شیرینی ہے جس کی تعریف نہیں ہو سکتی۔ اُس نے کہا تو وہ کہتا ہوگا۔ کہا نہیں۔ تو ابو جہل نے کہا تو پھر ہم اس کو کیا کہیں؟ اُس نے کہا دو ایک روز ٹھہر دتا کہ میں فور کر لوں۔ دوسرے روز اُس نے کہا کہ وہ کلام ہاؤ ہے کیونکہ لوگوں کے دلوں کو مسخر کر لیتا ہے۔ دوسری روایت میں منقول ہے کہ ولید آنحضرتؐ کے پاس آیا اور کہا وہ کلام سنناؤ۔ حضرتؐ نے یہ آیت پڑھی۔ **اِنَّ اَفْلٰهَ یَا مُرْبِیُّ الْعٰزِلِ وَالْاِحْسٰنِ** سورۃ النحل، اُس نے کہا دوبارہ پڑھیے حضرتؐ نے پھر پڑھی تو اُس نے کہا یہ تمہاری کلام حسن و طراوت رکھتا ہے اور اس کی شاخیں میوہ دہاویں اس کا تنہ بچل لانے والا ہے۔

تیسرے عدم اختلاف یعنی کہیں کوئی جملہ ایک دوسرے کے برعکس نہیں جیسا کہ خلاف عالم ارشاد فرماتا ہے۔ **لَوْ کَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰہِ لَوَجَدْنَا فِیْہِ اَخْتِلَافًا** کثیر اربع آیت ۱۰ سورۃ النساء، اگر یہ قرآن غیر خدا کا کلام ہوتا تو یقیناً اس میں لوگ کثیر اختلاف پاتے کیونکہ غیر خدا کے کلام میں جو اس قدر طول و طویل ہو ممکن نہیں کہ تقاضا و اختلاف نہ ہو۔ اور یہ بھی ہے کہ ہر ایک بشر انسان کا طبع علیحدہ علیحدہ کلام جب دیکھا جاتا ہے تو یقیناً فصاحت میں اختلاف ہوتا ہے۔ اگر ایک فقرہ

صحیح ہوتا ہے تو دوسرا غیر صحیح۔ اگر ایک میت بلند ہے تو دوسری کمزور۔ ایسا کلام حجازی سے آخر تک فصاحت کے ایک درجہ میں ہو صادر نہیں ہوتا سوائے اُس کے کہ جس کی فات و صفات میں ذرہ بملہ اختلاف نہ ہو۔

چوتھے معارفِ ربانی پر مشتمل ہونے کے سبب سے۔ کیونکہ اُس وقت حرب میں خاص طور سے مکہ والوں میں علمِ نائل ہو چکا تھا اور آنحضرتؐ مبعوث ہونے سے پہلے کسی ایک اہل کتاب کے کمال سے میل جول نہ رکھتے تھے اور نہ دوسرے شہروں میں بہت آنے جاتے تھے کہ علم حاصل کرتے۔ باوجود اس کے اتنے ہزار سال تک ملک نے جو معارفِ الہی کے بارے میں غور و فکر کیا تھا ہر سونہ اور ہر بیت میں اُن کا ذکر کیا گیا ہے۔ اور جو باتیں عقلِ سلیم اور فہمِ مستقیم کے خلاف ہیں ان میں نہیں ہیں اور یہ قرآن مجید کا سب سے بڑا معجزہ ہے۔ اور اہل عرب جو چاہت اور باغیظی میں مشہور آفاق تھے علم کی زیادتی اور آداب و اخلاق پسندیدہ میں تمام عالم کے لوگوں کے لئے آنحضرتؐ کی برکت سے باعثِ مشک و حسد ہو گئے اور دنیا کے علماء حصولِ کمال میں انکے محتاج تھے۔

پانچویں آدابِ کریمہ و وطن پسندی پر مشتمل ہونے کی وجہ سے۔ کیونکہ اخلاقِ حسنہ کے بارے میں علماء و حکماء نے جو سا لہا سا لہا غور و فکر کیا تھا ہر سونہ میں اُس سے زیادہ بیان ہوا ہے۔ اور ایسا قانونِ بندہ کی اصلاح اور اُن کے باطنی فسادات و نزاعات کے دفع کرنے میں مقرر کیا ہے جس کے ہر باب میں عقل کے زمانہ غور و فکر کرتے رہیں مگر کوئی اس میں کمزوری اور کمی نہیں پا سکتے۔ اور جو قاعدہ کلام مجیز نظام اور شریعتِ سیدِ انام میں مقرر کیا گیا ہے اُس سے بہتر نہیں بنا سکتے اگر کوئی شخص اپنی عقل سے فیصلہ کرے تو وہ سمجھے گا کہ اس سے بڑھ کر کوئی معجزہ نہیں ہو سکتا۔

چھٹے انبیائے سابقہ اور بعد کے زمانوں کے حالات پر مشتمل ہونے کی صحت سے جو اُس زمانہ میں اہل کتاب سے مخصوص تھے اور دوسروں کو خاص کر اہل مکہ کو اُن حالات سے واقفیت نہ تھی اس طرح سے بیان کیا ہے کہ باوجود اس کے کہ اہل کتاب میں سے بے شمار دشمن موجود تھے انیہا و غیرہ کے فتوے کے کسی جہد کے بارے میں آنحضرتؐ کی تکذیب نہ کر سکے اور ان کا صحیح اور حق ہونا اُن پر ثابت کیا جو کہ اُن میں اُن کے خلاف مشہور تھا اور اُن کی کتابوں کے احکام جو وہ لوگ چھپاتے اُن پر ثابت کئے جیسا کہ ہم دیکھو کہ معاملہ میں ظاہر ہوا اور اُن کے گوشت کے بارے میں یہودی کہتے تھے کہ یہ عیروں پر حرام رہا ہے۔ خداوندِ عالم نے ان کی تکذیب کی اور فرمایا۔ قُلْ فَأَيُّ الْفِرْيَافِ لَكُمْ فَأْتُوا بِالنَّاصِرِ إِن كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝ ۱۰ آیت ۱۰ سورۃ آل عمران ۱۰۔ اے رسولؐ کہہ دو کہ اگر تم سچے ہو تو توریت لانا اور پڑھو یعنی یحییٰ کے ساتھ جو کہ توریت میں حکم تھا یہاں کیا باوجود کہ حضرتؐ نے نہ کبھی توریت کو دیکھا تھا نہ پڑھا تھا۔ پھر فرمایا ہے۔ یَا أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيرًا مِمَّا كُنْتُمْ تُخْفُونَ مِنَ الْكِتَابِ وَ يَعْلَوْنَ عَلَى كَثِيرٍ مِمَّا هُمْ يُحْفَوْنَ ۝ ۱۰ آیت ۱۰ سورۃ آل عمران ۱۰۔ اے اہل کتاب تمہارے پاس ہمارا رسولؐ آیا ہے جو تم پر بہت کچھ

ہیں لکھے ہیں اور حکم سنگسار اور ذہن بہت سی باتوں سے مصیحتاً درگزر کرتا ہے اور ظاہر نہیں کرتا۔

ساتویں سورتوں اور آیات کریمہ کے خواص و آثار کی جہت سے۔ جن میں تمام جسمانی اور روحانی امراض کی شفا ہے اور نفسانی مضرتوں کا اور شیطانی دوسوسوں کا دفعیہ اور ظاہری و باطنی خوف اور غفلت کو ویرانی دشمنوں سے امن سب قرآنی آیات اور سورتوں میں موجود ہے۔ اور صحیح تجربوں سے معلوم ہو چکا ہے اور قرآن کی تاثیر میں دلوں کو متور کرنے اور قلوب کو شفا دینے اور بارگاہ اقدس احمدیت میں ربط پیدا کرنے اور شیطان کے شبہات سے نجات بخشنے میں اس سے کہیں زیادہ ہے جس کا کوئی دل والا نکال کر سہ یا کسی عقلمند کو اس میں تاقل ہو جو پھر ایسے دل والوں کے دلوں کو مثل کوہ حرکت میں لاتی ہیں اور انہی میں سے چشمے آنکھوں کی نہروں سے رواں کرتی ہیں اور غفلوں کے سینوں میں خدا کی محبت پیدا کرتی ہیں اور مردہ دلوں کو تودایمان سے زندہ کرتی ہیں۔

آنکھوں غیب کی خبریں بیان کرنے کی جہت سے۔ جنہر سوانے خلائے عالم و دانا کے کوئی مطلع نہیں ہو سکتا اور وہ قرآن میں عدد شمار سے زیادہ ہیں۔ اور ان کی دو قسمیں ہیں۔ اولیٰ بہت سی آیتوں میں حق سبحانہ و تعالیٰ نے کافروں اور منافقوں کی ان باتوں کو ظاہر فرمایا ہے جو وہ اپنے گھروں میں پوشیدہ طور سے آپس میں راز کی طرح کہا کرتے تھے یا اپنے دلوں میں پوشیدہ رکھتے تھے۔ اور ان کے اظہار کے بعد آنحضرت کی تکذیب انہیں کرتے تھے بلکہ تو یہ اور اظہار بندامت کرتے تھے۔ اور جب کوئی بات کہتے تو ڈرتے تھے اور کہتے تھے کہ ابھی جبریل آکر آنحضرت کو بتا دے گا کہ ہم ایسا ایسا مشورہ کر رہے تھے قرآن مجید میں ایسی آیتیں بہت ہیں جیسا کہ فرماتا ہے۔ **وَإِذَا اخْلَافْتُمْ زَالِي بَعْضُ قَالُوا أَأُخْلِفُونَا بِمَا قَاتَمْنَا اللَّهُ عَلَيْهِ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعَالَمِينَ** یعنی یہودیوں کی ایک جماعت کے بارے میں ہے کہ جب حضرت کی خدمت میں آتے تو کہتے کہ ہم ایمان لائے اور آپ کا وصف توریت میں ہم نے پڑھا ہے اور جب آپس میں مل کر تکلیف میں جیتے تو بعض لوگ بعض لوگوں سے کہتے کہ جو آنحضرت کے اوصاف بدلنے توریت میں دیا ہے کیے ہیں کبھی مسلمانوں سے ان کا تذکرہ کرتے ہو تو آنحضرت ان کی ان پوشیدہ باتوں کو ظاہر فرما دیا کرتے تھے۔ اور دوسری جگہ فرمایا ہے۔ **عَلَّمَ اللَّهُ أَنْكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَفُونَ أَنْفُسَكُمْ** رب آپ سورتہ یقوتہ، ابتداء اسلام میں خدا نے لوگوں پر ماہ رمضان کی شبوں میں مباشرت حرام کر دی تھی اور اکثر ان میں سے ایسا کرتے تھے۔ تو خدا نے بتا دیا کہ خدا جانتا ہے جو تم اپنے نفسوں کے ساتھ خیانت کرتے ہو۔ دوسرے مقام پر فرمایا ہے کہ **وَقَالَتْ طَائِفَةٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمِنُوا بِاللَّهِ نَزَّلَ عَلَيْنَا الْكِتَابَ آمِنُوا بِاللَّهِ نَزَّلَ عَلَيْنَا الْكِتَابَ آمِنُوا بِاللَّهِ نَزَّلَ عَلَيْنَا الْكِتَابَ** اور اہل کتاب میں سے ایک جماعت نے کہا کہ مسلمانوں پر جو کتاب نازل ہوئی ہے اس پر صبح کو ایمان لاؤ اور آخر وقت انکار کر دیا کہ وہ شاید مسلمان (اس طرح) اپنے دین سے پلٹ جائیں۔ مزید ہے کہ خبر کے یہودیوں میں سے گیارہ اشخاص اس پر طے کیا کہ محمد کے پاس چل کر صبح کے وقت ایمان لائیں۔ دن کے آخر ہوتے ہوتے کافر ہو جائیں اور ظاہر کریں کہ توریت میں ہم نے ان کے اوصاف جو

پڑھے ہیں ان کے موافق محمد مصطفیٰ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں پایا۔ شاید اس جیل سے مسلمان ان سے پہلے
 خدانے ان کی اس نگاری سے پیغمبر کو مطلع کر دیا۔ اور دوسری جگہ قرآن میں ان کے پوشیدہ حالات کی
 یوں خبر دی ہے۔ **وَإِذَا أَخْلَوْا غُفُورًا عَلَيْنَهُمُ إِلَّا تَابِيلٌ مِنَ الْعَيْظِ** آیت سورۃ آل عمران۔
 جب وہ غلیبہ میں بیٹھے ہیں تو غیظ و غضب سے اپنی انگلیاں دانتوں سے کاٹتے ہیں۔ پھر فرماتا ہے
وَيَقُولُونَ طَاعَةٌ فَإِذَا بَرَأُوا مِنَ اللَّهِ عَيْنًا وَابْتُدِلَتْ لَهُمُ آيَاتُهُ مِنْهُمُ يُقَالُ إِنَّهُ
وَاللَّهُ يَكْتُبُ مَا يُبْتَغُونَ رِيبَ آيَةٍ سورۃ النساء اے رسول تمہارے سامنے یہ منافقین تو کہتے
 ہیں کہ جو کچھ آپ فرمائیں ہم تابعدار ہیں اور تمہارے پاس سے جاتے ہیں تو بات کے وقت ایک گروہ
 اس کے خلاف کہتا ہے جو ہم ان سے کہتے ہو اور جو کچھ وہ کہتے ہیں خدا لکھ لیتا تھا۔ پھر طبع ہی اسیری کے
 قصہ میں منافقان یہود کی مکاریوں کا ذکر یوں کرتا ہے جنہوں نے کوئی دوسری تدبیر کی تھی اور دوسروں
 کو مطلع نہیں کیا تھا **فَيُخَفِّفُونَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يُخَفِّفُونَ مِنَ اللَّهِ وَهُوَ مَعَهُمْ إِذْ يُبْتَغُونَ**
مَّا لَا يَوْضَعِي مِنَ الْقَوْلِ رِيبَ آيَةٍ سورۃ النساء لوگوں سے شرم کرتے ہیں اور خیانت کو چھپاتے
 ہیں لیکن خدا سے شرم نہیں کرتے حالانکہ وہ ان کے ساتھ ہے اور ان کے دلوں کی پوشیدہ باتیں
 اس سے پوشیدہ نہیں ہیں اور وہ باتوں کو مشورے کرتے ہیں جسکو خدا پسند نہیں کرتا انشاء اللہ اس
 قصہ کی تفصیل و شرح بعد میں کی جائے گی۔ پھر فرماتا ہے۔ **وَإِذَا أَخْلَوْا لَكُمْ قَالُوا مَتَىٰ قَدْ خَلَوْا**
بِائْتِكُمْ وَهُوَ قَدْ خَرَجُوا بِهٖ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ رِيبَ آيَةٍ سورۃ مائدہ
 اے رسول منافقین جب تمہارے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لائے حالانکہ وہ کفر کے ساتھ آتے
 ہیں اور حالت کفر ہی میں تمہارے پاس سے جاتے ہیں۔ اور خدا اس سے خوب واقف ہے جو کچھ یہ
 چھپاتے ہیں۔ اور دوسری جگہ فرمایا ہے کہ **يُخَفِّفُونَ بِاللَّهِ نَاقًا لَّوْا وَلَقَدْ قَالُوا كَلِمَةَ الْكُفْرِ**
وَكُفْرًا أَتَيْنَا بِهِمُوهٌ وَهُمْ لَا يَأْتِي الْقَارِيبَ آیت سورۃ توبہ وہ منافقین خدا کی قسمیں
 کھاتے ہیں کہ کلمہ کفر انہوں نے نہیں کہا حالانکہ کہا ہے اور اسلام لائے کے بعد وہ کافر ہو گئے اور
 انہوں نے ایسے امر کا ارادہ کیا ہے جس میں وہ کامیاب نہیں ہو سکتے۔ یہ آیت اول و دوم اور دوسرے
 منافقوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو امیر المؤمنین کی خلافت کے بارے میں کفر کی باتیں کہیں اور
 ارادہ کیا تھا کہ جب آنحضرت مصطفیٰ میں پہنچیں تو ان کو چاک کر دیں اور زمین کے ڈبے پہاڑ سے پھینکے تاکہ
 آنحضرت کا اؤٹ بھڑک جائے لیکن خدانے ان کے اس ارادہ کی پہلے ہی آنحضرت کو خبر دے دی۔ پھر
 وہ لوگ آئے اور چھوٹی قسمیں کھائیں کہ ہم نے ایسا نہیں مشورہ کیا لیکن خدانے ان کا دروغ ظاہر کر دیا
 اور دوسرے اقوال بھی اس آیت کی تفسیر میں مذکور ہوئے ہیں۔ پھر حال خدانے ان کے دل کے کارواں
 اور پوشیدہ امور کی آنحضرت کو خبر دے دی۔ اور یہ مجروحہ ہے۔ اور دوسرے مقام پر فرمایا ہے کہ
قُلْ لَا تَعْتَذِرُوا لَنْ تُؤْمِنُوا لَكُمْ قَدْ نَبِّأْنَا اللَّهَ مِنْ أَجْلِ رِيبَ آيَةٍ سورۃ توبہ یعنی
 اے رسول کہہ دو کہ خدمت کرو ہم تمہارا عند قبول نہیں کریں گے۔ بیشک خدانے تمہارے ایمان کی

اظهار ہم کو دے دی ہے۔ پھر فرمایا ہے کہ وَلَيَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَادْنَا اِلَّا الْحُسْنٰی مَا لِلّٰهِ يَشْمَدُ
اَلْقَهْرُ كَمَا فِيْ بُوْنِ۔ سو یہ آیت سورۃ توبہ وہ حصہ کھاتے ہیں کہ ہم نے سوائے نیکی کے کوئی ارادہ
نہیں کیا لیکن خدا کو اسی دیتا ہے کہ بیشک یہ لوگ جھوٹے ہیں۔ اور دوسرے مقام پر فرماتا ہے۔ وَلَقَدْ
عَلَّمْنَا الْمُشْكِكَةَ دِيَانَ مَّكْمَرٍ وَلَقَدْ عَلَّمْنَا الْمُشْكَا وَخَرِيْنَ۔ ربک آیت سورۃ الحجرتین
ہم ان لوگوں سے بھی واقف ہیں جو تم سے پہلے تھے اور تمہارے بعد والوں کو بھی جانتے ہیں۔ منقول
ہے کہ ایک خوبصورت عورت نماز کے لیے حاضر ہوا کرتی تھی۔ بعض نیک دل صحابہؓ کے بڑھ جاتے تھے
تاکہ نماز میں اس پر نگاہ نہ پڑے اور بد معاملہ کا ایک گروہ مکرار ہوتا تھا تاکہ اس کو دیکھیں۔ خدا نے انکے
دل کا حال بیان کر دیا۔ پھر فرمایا ہے وَيَقُولُوْنَ يَاْ فَوَاحِشُ مَا لَيْسَ بِيْ قُلُوْبٍ بِهِنَّ رَبُّ آيَاتُ
سُوْرَةِ آلِ عِمْرَانَ وَهُنَّ اُنُوْسٌ سے اس امر کا اظہار کرتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں ہے۔ غرض قرآن
میں ایسی خبریں بہت ہیں۔ خبروں کی دوسری قسم وہ ہے کہ بہت سی آیتوں میں خدا نے
امور آئندہ کی خبر دی ہے جنکو واقع ہوئے سے پہلے سوائے خدا کے بغیر وحی والہام کے کوئی نہیں
جانتا تھا جس کے بعد اسی کے مطابق وہ امر واقع ہوا ہے۔ اور ایسے حالات بھی بہت ہیں اور ان کی
بھی کئی قسمیں ہیں۔ اول ابو لہب وغیرہ کے ایمان نہ لانے کے مثل خبر دینا۔ اور ان کا آنحضرتؐ کو جھوٹا
ثابت کرنے کے لیے اظہار ایمان نہ کرنا جیسا کہ سورۃ تَبٰرَكَ (آیت ۴) میں ابو لہب کے ایمان نہ لانے
کا ذکر کیا ہے۔ اور دوسری جگہ فرمایا ہے لَا تَسْأَلُوْهُمْ عَنْ اٰیَاتِنَا ذِكْرُهُمْ اَمْ لَا تَعْلَمُوْنَ اَنَّهُمْ لَا
يُؤْمِنُوْنَ (ربک آیت سورۃ نِسَاء) اے رسول! ان کو عذاب سے ڈراؤ یا نہ ڈراؤ برابر ہے وہ ایمان
نہیں لائیں گے اور ایسے مقولے قرآن میں بہت ہیں۔ دوسرے بہت سی آیتوں میں یہ خبر دینا کہ
اس قرآن پر اس کے کسی شوق کا مثل نہیں لے سکتے اور اسی کے مطابق واقع ہوا۔ جیسا کہ فرماتا ہے۔
فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا رَبُّ آيَاتُ سُوْرَةِ بَقُوْہُ اگر اس قرآن کا مثل تم نہ لائے اور ہرگز
نہیں لے سکتے۔ اگر آنحضرتؐ کو تعین نہ ہوتا تو اس طرح تاکید و تہدید کے ساتھ کینہ و کافروں سے یہ
کیسے فرماتے کہ ایمان نہ لاؤ گے۔ تیسرے یہودیوں کے لیے آخر زمانہ میں ذلت و خواری کی خبر دینا
اُس کے بعد جبکہ ان سب نے آنحضرتؐ کو اذیتیں دیں اور تکلیفیں پہنچائیں اور حضرتؐ نے ان پر لعنت کی اور
اسی کے مطابق واقع ہوا کہ اب تک ان کو سلطنت و بادشاہی میسر نہ ہوئی اور جس ملک و شہر میں ہیں
تمام خلق سے زیادہ ذلیل ہیں جیسا کہ بہت سی آیتوں میں فرمایا ہے۔ منجملہ اُن کے یہ آیتیں ہیں۔ لَنْ
يَصْرُوْكُمْ اِلَّا اَذٰی وَاِنْ يَفْعَلُوْا لَئِنْ لَّمْ يَلُوْا كُمْ لَئِنْ لَّمْ يَفْعَلُوْا لَئِنْ لَّمْ يَفْعَلُوْا لَئِنْ لَّمْ يَفْعَلُوْا لَئِنْ لَّمْ يَفْعَلُوْا
اَلَّذٰلِكَ اٰیٰتُنَا تُفْقُوْا اِلَّا بِحَبْلِ مِنَ اللّٰهِ وَحَبْلِ مِنَ النَّاسِ وَبَاٰذٍ يَغْضِبُ مِنَ اللّٰهِ
فَبَسِّ بَسٍّ عَلَیْہِمُ الْمُسْكِنَةُ (ربک آیت سورۃ آل عمران) مسلمانو تم کو یہودی سوائے تھوڑی زیادتی
اذیت دینے کے کوئی خاص ضرر نہیں پہنچا سکتے اور اگر تم سے جہال و ذلیل کریں گے تو پشت پھیر کر
بھاگ جائیں گے۔ پھر کوئی ان کی مدد نہ کرے گا وہ جہاں کہیں پائے جائیں گے ذلت و خواری کی آہر اور شعل

سوائے اس کے کہ خدا کا عہد اور موعینوں کا عہد قبول کر لیں یعنی جو یہ دیں اور قتل و غارت سے نجات پائیں اور بعض یہودی خدا سے پھر گئے تو ان پر غرور محتاجی کی مار پڑی کہ اگر علیلہ بھی جوتے ہیں تب بھی جزیہ کے خوف سے پریشانی کا اظہار کرتے ہیں یہ تمام باتیں واقع ہوئیں اس لیے کہ وہ سب بدترین دشمنانِ آنحضرت تھے۔ اور پڑوسی دشمن تھے جو مدینہ کے چاروں طرف آباد تھے اور ان کے غلبہ کا گمان بہ نسبت دوسروں کے زیادہ تھا۔ خدا نے ان سب کو برباد و ذلیل کر دیا اور وہ سب بھاگ گئے اور کوئی ضرر مسلمانوں کو نہیں پہنچا سکے اور اب تک مذلت میں گرفتار ہیں اس طرح کہ ذلت میں ان کی مثال دی جاتی ہے۔ قرآن میں اسی کے ایسی خبریں بہت مقامات پر دی گئی ہیں جیسا کہ فرمایا ہے۔ **وَالَّذِينَ آمَنُوا بَعَثْنَا فِيهِمُ الْمُذَلَّةَ وَالْبَغْضَاءَ إِلَى يَوْمِ الْفَيْصَةِ كُلَّمَا تَوَلَّوْا تَوَلَّوْا إِلَى الْكُفْرِ وَكَرِهُوا أَنْ يُدْعُوا إِلَى اللَّهِ** رپ آیت سورتہ مائدہ اور ہم نے یہود و نصاریٰ کے درمیان قیامت تک کے لیے دشمنی پیدا کر دی ہے۔ جب کہ نبی وہ محمدؐ سے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ آتش جنگ بھڑکاتے ہیں تو خدا اس کو کھجوا دیتا ہے۔ پھر فرمایا ہے کہ اسے رسولؐ تمہارے پروردگار نے تم کو اطلاع دے دی ہے کہ کسی نہ کسی کو یہودیوں پر قیامت تک مسلط رکھے گا جو ان پر بدترین بلائیں اور سخت غلاب توڑتا رہے گا۔ چونکہ دنیا کے تمام برنویز آنحضرتؐ کے دین کا غلبہ اور مشرکوں کے مغلوب ہونے کی خبر دینا۔ حالانکہ آنحضرتؐ کی ابتدائی حالت ایسی نہ تھی کہ کسی کی عقل غلبہ کا تصور بھی کر سکتی۔ بلکہ قوی دشمنوں کی زیادتی اور مددگاروں کی نمایاںی کے باوجود آنحضرتؐ کا غلبہ خوارقِ عادات سے ہے جیسا کہ فرمایا ہے۔ **قُلْ لِلَّذِينَ كَفَرُوا أَصْحَابُ الْفُتُورِ وَخُشْرُونَ إِلَى جَهَنَّمَ وَاللَّهُ أَكْبَرُ** آیت سورتہ آل عمران اسے رسولؐ کا فروں سے کہہ دو۔ یہودی ہوں یا کفار قریش کہ بہت جلد تم مومنین کی نصرت کے ساتھ مغلوب ہو گے اور جہنم میں جمع کیے جاؤ گے اور وہ کیا بُری جگہ ہے۔ اور دوسرے مقام پر فرمایا ہے۔ **قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ** آیت سورتہ آل عمران جو کہ یہودی کہتے ہیں کہ ہمارے سوا کوئی بہشت میں داخل نہ ہو گا وہم ہی سب بہشت میں جائیں گے تو حق سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا کہ اسے رسولؐ کہہ دو کہ اے یہودی اگر خدا کے نزدیک خانہ آخرت خاص تمہارے ہی واسطے ہے اور دوسروں کا اس میں کچھ حصہ نہیں ہے تو اگر تم سچے ہو تو موت کی تمنا کرو کیونکہ جو شخص انیس کے ساتھ جاتا ہے کہ وہ اہل بہشت سے ہے تو اس کو آخرت کا شائق ہونا چاہیے۔ لیکن خدا نے فرمایا کہ ہرگز موت کی آرزو نہیں کریں گے اس سبب سے کہ پہلے وہ اپنے گناہ آلود اعمالِ خدا کے یہاں نیچے چلے ہیں۔ اور خدا تو ظالموں کو ثواب جانتا ہے۔ یہ بھی غیب کی خبروں میں ہے کہ خدا نے آگاہ کر دیا کہ وہ موت کی آرزو نہیں کریں گے ادا انہوں نے دی۔ جناب رسولؐ خدا فرماتے ہیں کہ اگر وہ آرزو کرتے، تو ہر ایک یہودی اپنے مقام پر فرماتا اور دنیا میں کوئی یہودی باقی نہ رہتا۔ اور اسی کے مثل نصائے کے ساتھ معاملہ ہوا جو اس کے بعد مذکور ہو گا اور یہ سب سے بڑی دلیل آنحضرتؐ کی حقیقت اور مخالفین کے باطل

ہونے کی ہے۔ اور دوسرے مقام پر فرمایا ہے۔ قُلِ اللَّهُمَّ مَا لَكَ الْمُلْكُ تُوْفِي الْمُلْكُ مَنْ
تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكُ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعْزِزُ مَنْ تَشَاءُ وَتُذَلِّقُ مَنْ تَشَاءُ بِإِذْنِكَ الْحُكْمُ
إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (دہ آیات سورۃ النمل) اسے رسول کہو اسے مالک ملک تو جس کو چاہے
بادشاہی دے جس سے چاہے سلطنت چھین لے جس کو چاہے غلبہ دے جس کو چاہے ذلیل کرے۔
تیرے ہی اختیار میں ہر طرح کی بھلائی ہے جسکے ٹوہرے پر قادر ہے۔ روایات معتبرہ کے مطابق ملکیت
اُس وقت نازل ہوئی جبکہ فتح مکہ یا جنگ خندق میں رسول اللہ نے پیشین گوئی فرمائی تھی کہ خدا نے محمد
اور میری امت کو بادشاہی عجم و روم و یمن کے ملک دیئے ہیں اور منافقوں نے کہا محمد مصطفیٰ علیہ السلام
نے مکہ و مدینہ پر اکتفا نہیں کی بلکہ بادشاہوں کے ملکوں کی فتح کرتے ہیں۔ اُس وقت خدا نے یہ آیت نازل
فرمائی۔ اور یہ بھی ایسی خبر ہے جو پوری ہو کر رہی۔ اس کی تفصیل اس کے بعد مذکور ہوگی۔ پھر فرمایا کہ
قَسَى اللَّهُ أَنْ يَأْتِيَنَّكَ الْفَتْحُ (دہ آیات سورۃ مائدہ) شاید کہ خدا فتح لاوے۔ شاید کہ معنی کلام خدا
میں بلاشبہ کے ہیں۔ مروی ہے کہ فتح سے فتح مکہ مراد ہے۔ بعضوں نے کہا ہے کہ اُردو شریکین کے ممالک
کی فتح ہے اور یہ سب کچھ واقع ہوا۔ پھر فرمایا ہے فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ يَفْعَلْ بِكَ مَا تَشَاءُ
عَلَى الْمُؤْمِنِينَ آخِرُهُ (سورۃ لقمان) یہ آیت جناب امیر المؤمنین اور آنحضرت کے اصحاب کے بارے میں نازل
ہوئی ہے اور حضرت رسول خدا نے اس آیت کے نازل ہونے کے بعد فرمایا کہ اسے علی غفریب تم اُن لوگوں
سے جنگ کرو گے جو تمہاری بیعت کر کے توڑیں گے یعنی عاصی و ظلمہ و زبیر اور اُن لوگوں سے جو ظلم و
سُرکشی کریں گے یعنی معاویہ اور اس کے پیرو اور اُن لوگوں سے جو دین سے اس طرح نکل جائیں گے
جیسے تیرے نشان سے باہر ہو جاتا ہے یعنی خارجیان نہروان۔ اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ غفریب خدا ایسے
گروہ کو کہے گا جو خدا دوست رکھتا ہے اور وہ خدا کو دوست رکھتے ہیں اور تواضع اور انکساری کرتے ہیں
مومنین کے ساتھ اور کافر و غیر سخت و غالب ہیں اور راہِ خدا میں جہاد کرتے ہیں اور راہِ خدا میں ملامت
کرنے والوں کی ملامت سے نہیں ڈرتے۔ پھر فرمایا ہے۔ إِذْ يَعِدُّكَ اللَّهُ إِحْدَى الْأُمَمِ الْفَاتِحَاتِ
أَنْتَ أَكْبَرُ (دہ آیات سورۃ الانفال) یعنی اُس وقت کو یاد کرو جبکہ خدا نے تم سے وعدہ کیا تھا کہ یا
تو قریش کا قافلہ تم سے ملے گا یا اُن کے اموال تم کو حاصل ہوں گے یا اُن کے لشکر پر تم کو فتح حاصل
ہوگی۔ اور جنگ ہند میں اُن کو عجیب طرح سے فتح ہوئی جس کا ذکر بعد میں آئے گا انشاء اللہ پھر فرمایا ہے کہ
فَسَيُغْفِرُ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ اللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ (دہ آیات سورۃ الانفال) غفریب تم کو
دولت و تم سے ہندیا اُحد میں جنگ کرنے کے لیے خرچ کریں گے تو اُن کو حسرت و پشیمانی حاصل ہوگی
پھر وہ مغلوب و منکوب ہوں گے۔ اور ایسا ہوا۔ دوسرے مقام پر فرمایا ہے۔ يَرْيَدُونَ أَنْ يُطْفِئُوا
نُورَ اللَّهِ بِأَنفُسِهِمْ وَبِأَنفُسِ اللَّهِ أَلَا أَنْ يَتَذَكَّرَ لَوْ كَذَّبُوا لَكَ اللَّهُ لَوْ كَذَّبُوا لَكَ اللَّهُ لَوْ كَذَّبُوا لَكَ اللَّهُ
تَسْوِئَةٌ بِاللَّهِ دِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ (دہ آیات سورۃ

سورۃ توبہ میں یہودی اترسا اور تمام کفار چاہتے ہیں کہ چونکہ مادرِ کُورِ خدا کو گنجا دی یعنی آنحضرت کی پیغمبری اور اُن کے حق ہونے کی قرآنی آیتیں مٹا دیں لیکن خدا اپنے نور کو اور اپنے روشن دین کو کامل کہہ رہے ہیں۔ اگرچہ کفار ناپسند کرتے رہیں۔ وہ خدا وہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ دین کو عالم کے تمام و منیر غالب کر دے اگرچہ مشرکین کو کراہت ہو خدا کے اس وعدہ کا اثر ظاہر ہو کے رہا اور آنحضرت کا دین حق تمام عالم میں پھیلے اور اس وعدہ کی پورے طور سے تکمیل حضرت قائم مظلوم کے زمانہ میں ہوگی انشاء اللہ۔ پھر فرمایا **وَاللّٰهُ يَعْصِيْكُمْ مِنْ اَمْرٍ** دہا آیت سیدہ فاطمہؑ والے رسول خدا کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا۔ اس وعدہ کی حقیقت بھی ظاہر ہوئی اور لوگوں نے آنحضرت کے ہلاک کرنے اور ضرر پہنچانے کی ہر چند کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہو سکے۔ منقول ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے سے پہلے صحابہ کا ایک گروہ مثل سیدہ و صدیقہ و فہرہ راتوں کو آنحضرت کی ہاسبالی اور حفاظت کیا کرتے تھے جب یہ آیت نازل ہوئی حضرت نے ان کو روک دیا اور فرمایا کہ اب تمہاری ہاسبالی کی ضرورت نہیں ہے خدا میری حفاظت کا ضامن ہو گیا ہے۔ یہ بھی آنحضرت کے حق ہونے پر یقین کی دلیل ہے۔ پھر فرمایا ہے **كَذٰلِكَ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْ سَيِّئَاتِهِمْ** یعنی آیت **اُولٰٓئِكَ تَقَاَنَلُوْا مَعِيَ عَدُوِّيْ** دہا آیت سیدہ فاطمہؑ والے رسول کہہ دو کہ اسے مناخو آئندہ تم کسی سفر میں میرے ساتھ گھروں سے ہرگز نہ نکلو گے اور نہ میرے ساتھ کسی دشمن سے جنگ کرو گے یہ معاملہ بعد واپسی جنگ تبوک ہوا۔ پھر ایسا ہی ہوا جیسا کہ خاتمہ فرمایا تھا۔ پھر فرمایا **اِنَّ الَّذِيْ فَرَسَ عَلٰیكَ الْقُرْآنَ كَرَّ اَذُنًا اِلٰی مَعَادٍ** دہا آیت سورۃ القصص، یقیناً وہ جس نے تم پر قرآن واجب کیا تمہارے مقامِ بازگشت کی جانب تم کو واپس لے گا۔ یعنی مکہ معظمہ میں جیسا کہ مشہور ہے۔ اُس کے بعد بہت جلد حق تعالیٰ نے آنحضرت کے لئے مکہ کو فتح کر دیا۔ پھر فرمایا ہے۔ **اَلَّذِيْ تَخْتَلِفُ اِلَآ اَذُنِيْ اِلَآ ذِیْ ذُرِّیَّتِهِمْ مِّنْ بَنَدٍ عَلَیْہُمْ سَیَعْلَبُوْنَ** یعنی بضع بیانات **وَلَوْ اَلَامُوْا مِنْ قَبْلُ وَ مِنْ بَعْدِہٖ وَ یَوْمَیْنِ یُفَرِّقُ الْمُؤْمِنُوْنَ مِنْ بَیْنِہُمْ** اللہ۔ **یَشْعُرُوْنَ** مِنْ اِشْعَآءٍ وَ هُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ **وَعَدَ اللّٰہُ لَا یُخْلِفُ اللّٰہُ وَعَدَہٗ** وَلٰکِنْ اَکْثَرُ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ دہا آیت سورۃ روم، یعنی اہل روم جو ترسا یعنی نصاریٰ اور آتش پرست ہیں بادشاہِ علم کے لشکر سے جو گریز یعنی آتش پرست ہیں زمین پر ان کی نزدیک ترین میں مغلوب ہوئے اور اہل روم مغلوب ہونے کے بعد مغرب چند سال میں آپر غالب ہوں گے۔ ان کے غالب ہونے سے پہلے اور بعد امر و تعدیرِ خدا ہی کے لئے ہے۔ اور جب اہل روم غالب ہوں گے تو مومنینِ خدا کی نصرت پر خوش ہوں گے۔ خدا جس کی چاہتا ہے خدا کرتا ہے اور وہ غالب اور قادر ہے اُن امور پر جسکا ارادہ کرتا ہے اور مومنین پر جہاں ہے۔ وعدہ حقیقت میں خدا ہی کا بھابھا ہوتا ہے وہ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا بیشک اہل روم فارس والوہاب غالب ہوں گے لیکن لوگوں کی اکثریت وعدہ الہی کی صداقت نہیں جانتی اور نہ وہ لوگ پیغمبر کی خبروں پر یقین کرتے ہیں۔ ان رتوں کے ناقص ہونے کا سبب یہ مشہور ہے کہ جب آنحضرت مکہ میں تھے مسلمانوں اور مشرکوں میں لڑائی جھگڑا ہوتا رہتا تھا۔ اسی اثناء میں معلوم ہوا کہ سرورِ بادشاہِ محمد نے لشکر بھیجا جس نے رومیوں کے ساتھ جو عیسائی تھے

کر دکھایا کہ بیشک تم اگر خدا چاہو گے گا تو مسجد الحرام میں داخل ہو گے اس حال میں کہ ایمن ہو گے اور تمہارے سر گھٹے ہوئے ہوں گے ناخن کٹے ہوئے ہوں گے اور تم کسی سے خوفزدہ نہ ہو گے جیسا کہ اس کے بعد مذکور ہو گا۔ اور اِنَّا آَعْطٰیْکَ الْکُؤُتَ رَبِّ اَیَّکَ سورۃ کوثر جو قرآن کا سب سے چھوٹا سورۃ ہے علاوہ فصاحت و فہم کے بہت سے معجزات ظاہر پر مشتمل ہے چنانچہ متعدد طریق سے منقول ہے کہ عاص بن وائل اور اُسی کے ایسے اکثر کفار اور عرب بنی عامس نے جبکہ عبداللہ آنحضرت کے بیٹے کا انتقال ہوا تو کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابتر ہیں یعنی لا ولد کہ بعد میں نسل باقی رہی۔ حتیٰ کہ فرمایا اِنَّا آَعْطٰیْکَ الْکُؤُتَ سے رسولؐ ہم نے تم کو کوثر عطا کیا یعنی ہر چیز میں کثرت یعنی آنحضرتؐ کو علم و کمال ہر شخص سے زیادہ دیا اور آپؐ کی پیروی کرنے والوں اور امت کو تمام پیغمبروں کی امت کے برابر قرار دیا اور آپؐ کو اولاد میں کثرت عطا کی باوجودیکہ ہر زمانہ میں دشمنی اُن میں سے بہتوں کو شہید کرتے رہے پھر بھی اتنی کثرت بخشی کہ قریب ہے کہ تمام لوگوں کے برابر ہوں۔ اوجا آنحضرتؐ کی شفاعت تمام نبیوں سے زیادہ قرار دی۔ اور چشمہ کوثر حضرتؐ کو دیا تمام مخلوق قیامت میں جس کی محتاج ہوگی اور اُن کے مرتبے اور ان کی امت کے اوصیا کے درجے تمام خلق سے بلند اور زیادہ کیے۔ چنانچہ کہ ہر کمال اور بلندی جو ایک بشر کے لائق ہو سکتی ہے آنحضرتؐ کو تمام خلایق سے زیادہ عطا کیا۔ پھر فرمایا اِن شَآءَ رَبُّکَ هُوَ الْآَکِرُ یَقِیْنًا تہاں دشمن ابتر اور بے اولاد ہو گا۔ ایسا ہی ہوا کہ جو لوگ حضرتؐ کو ابتر کہتے تھے باوجود وہ اپنی کثرت اور اولاد کی زیادتی کے اور بنی امیہ باوجود اس شوکت و شان اور کثرت کے کہ بنی ہاشم کے مشائخ میں مشغول رہتے اور اُن میں سے بے شمار لوگوں کو ہر زمانہ میں قتل بھی کرتے رہے اب ان کا نام و نشان تک باقی نہیں اور آنحضرتؐ کی ذریت طاہرہ نے عالم کو منور کر رکھا ہے۔ غرض کہ یہی سورۃ کریمہ قرآن عظیم اور رسولؐ کریم کے معجزہ کے لئے کافی ہے اس کے لئے جو یقین کا طالب ہو۔ مؤلف فرماتے ہیں کہ اسے عزیز ہر چند بے کمال قاصر ہمتوں کے عدم طول کے لئے اعجاز کلام ربانی کے وجہ میں ہزار میں ایک اور بے حد و انتہا میں بہت کم وجہیں ہیں اے بیان کی ہیں۔ لیکن اگر غور سے دیکھو گے تو خدا کے فضل و کرم سے ان آٹھ وجہوں کے ذیل میں رد و حافی بہشت کے آٹھ دروازے تم پر نہیں نے کھول دیئے ہیں کہ جس دروازہ سے ایمان و یقین کے قدم کے ساتھ تم آؤ تمہارے واسطے بے انتہا فائدے اور مواد اور بے اندازہ حفاظت کی تسلیں مہیا اور موجود ہیں۔ اور کتاب میں الحیات میں بھی حکمتوں اور معرفتوں کے چشمے ان باخوں میں نہیں نے جاری کیئے ہیں واضح ہو کہ تمام پیغمبروں کے معجزہ و نہرواں کی ایک امتیازی شان یہ ہے کہ اُن کے تمام معجزات ان کی زندگی سے مخصوص تھے اور یہ معجزہ بعد قیامت تک باقی ہے۔ دوسرا امتیاز یہ کہ اُن پیغمبروں کے معجزات کے فائدے اظہار حقیقت کے سوا اور کچھ نہ تھے۔ اگر کچھ اور فائدہ تھا تو وہ عام نہ تھا۔ لیکن یہ شان نسبت ربانی قیامت تک اوتنے داعی کے لئے بچھا ہوا ہے۔ اور ہر گھڑی اس سے لاکھوں مردہ دل حیات ابدی پاتے ہیں اور ہر لحظہ ہزاروں رد و حافی اندھے اور بہرے جینا و دشوا ہوتے ہیں اور ہر زمانہ میں رسولؐ کا گروہ درد ہائے نہاں سے شہا پاتا ہے و فیرو وغیرہ۔

حدیث مقبرہ میں امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت صادق سے لوگوں نے پوچھا کہ کیا سبب ہے کہ جس قدر قرآن کو زیادہ پڑھتے ہیں وہ تازہ تر معلوم ہوتا ہے اور زیادہ پڑھنے سے مکرر نہیں معلوم ہوتا۔ فرمایا اس لئے کہ خدا نے قرآن کو کسی مخصوص زمانہ کے لئے نہیں بھیجا ہے اور نہ کسی خاص جماعت کے لئے مقرر کیا ہے بلکہ قیامت تک کی تمام مخلوق کے واسطے نازل کیا ہے۔ لہذا اس کو ایسا قراؤ دیا ہے کہ بار بار کی تہوت سے مکدر نہ ہو اور اس کی تازگی ہمیشہ برہم رہے۔ اور دوسری حدیث میں فرمایا کہ قرآن خدا کی مضبوطی ہے اور تمسک کرنے والوں کے لئے عروۃ الوثقیٰ اور طریق مستقیم ہے جو اپنے ساتھیوں کو بہشت کی جانب بھیجتی ہے اور جہنم کے قذاب سے نجات بخشتی ہے اور زمانہ کے امتداد کے سبب کہ نہ نہیں ہوتی اور زمانہ تو نپیر بار بار جاری ہونے سے بے قدر نہیں ہوتی اس لئے کہ اس کو کسی ایک زمانہ کے لئے نازل نہیں کیا بلکہ ہر زمانہ میں ہر انسان پر دلیل و حجت ہے اور باطل اس کے سامنے اور سچے سے نہیں آسکتا اور وہ حکیم و حمید کی جانب سے بھیجا گیا ہے۔

پندرہواں باب

تمام پیغمبروں کے معجزات کے مثل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے معجزات کے اظہار کا بیان

تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام میں مذکور ہے کہ لوگوں نے جناب امیر سے پوچھا کہ آیا جناب مولیٰ کے معجزہ کے مانند جناب رسول خدا کو بھی معجزہ دیا گیا ہے کہ تو ریت قبول نہ کرنے سے بنی اسرائیل کے سرور کو وہ طور شکا دیا گیا تھا۔ حضرت نے فرمایا بیشک اسی خدا کی قسم جس نے حضرت کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے کہ کوئی معجزہ آدم سے آخر پیغمبر تک خدا نے نہیں دیا جس کا مثل یا اس سے بہتر آنحضرت کو نہ عطا کیا ہو۔ بیشک اس معجزہ کا مثل جو تم نے دریافت کیا آنحضرت کو خدا نے عطا فرمایا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ جب پیغمبر خدا نے مکہ میں اظہار دین حق فرمایا تمام اہل عرب حضرت کے دشمن ہو گئے اور ہر جملہ قندیسر سے آنحضرت کو دشمن کرنے کی کوشش کرنے لگے۔ اور میں پہلا شخص ہوں جو حضرت پر ایمان لایا۔ وہ روز و شب کو مبعوث ہوئے اور میں نے اُن کے ساتھ سہ شنبہ کو نماز پڑھی اور سات سال تک میں تنہا اُن کے ساتھ نماز پڑھتا رہا یہاں تک کہ چند اشخاص اسلام میں داخل ہوئے۔ اس کے بعد خدا نے اپنے دین کو قوت دی۔ ایک روز میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ قبل اس کے کہ دوسرے ایمان لائیں اُس وقت مشرکوں کا ایک گروہ حضرت کے پاس آیا اور کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم دعوائے کرتے ہو کہ خدا کے پیغمبر ہو

مذکورہ بالا حدیث کا ترجمہ ہے کہ حضرت نے فرمایا بیشک اسی خدا کی قسم جس نے حضرت کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے کہ کوئی معجزہ آدم سے آخر پیغمبر تک خدا نے نہیں دیا جس کا مثل یا اس سے بہتر آنحضرت کو نہ عطا کیا ہو۔ بیشک اس معجزہ کا مثل جو تم نے دریافت کیا آنحضرت کو خدا نے عطا فرمایا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ جب پیغمبر خدا نے مکہ میں اظہار دین حق فرمایا تمام اہل عرب حضرت کے دشمن ہو گئے اور ہر جملہ قندیسر سے آنحضرت کو دشمن کرنے کی کوشش کرنے لگے۔ اور میں پہلا شخص ہوں جو حضرت پر ایمان لایا۔ وہ روز و شب کو مبعوث ہوئے اور میں نے اُن کے ساتھ سہ شنبہ کو نماز پڑھی اور سات سال تک میں تنہا اُن کے ساتھ نماز پڑھتا رہا یہاں تک کہ چند اشخاص اسلام میں داخل ہوئے۔ اس کے بعد خدا نے اپنے دین کو قوت دی۔ ایک روز میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ قبل اس کے کہ دوسرے ایمان لائیں اُس وقت مشرکوں کا ایک گروہ حضرت کے پاس آیا اور کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم دعوائے کرتے ہو کہ خدا کے پیغمبر ہو

اور اسی پر بس نہیں بلکہ کہتے ہو کہ تمام پیغمبروں سے افضل در تر ہو۔ اگر تم سچ کہتے ہو تو چند معجزات
گوشتہ پیغمبروں کے معجزات کے مانند ہم تم سے دیکھنا چاہتے ہیں ہم کو دکھاؤ۔ پھر ان میں چار فرقے ہو گئے
ایک فرقہ نے معجزہ لوح طلب کیا کہ انہوں نے اپنی قوم کو فرق کر دیا اور خود معصومین کے کشتی میں نجات
پائی۔ دوسرے فرقہ نے کہا ہم معجزہ مؤلے کے مانند معجزہ چاہتے ہیں جس طرح انہوں نے اپنے اصحاب کے
سر پر پہاڑ کو بلند کیا تو انہوں نے اطاعت کی۔ تیسرے فرقہ نے کہا ہم کو معجزہ ابراہیم کے مانند معجزہ دکھاؤ
کہ ان کو آگ میں ڈالا گیا اور آگ انہیں سرد اور سلامتی کا باعث ہو گئی۔ چوتھے فرقہ نے کہا ہم کو معجزہ یحییٰ کے
مانند معجزہ دکھائیے کہ وہ لوگوں کو زندہ دیتے تھے جو کچھ وہ کھاتے تھے یا اپنے گھر میں جمع کرتے تھے۔ جناب رسول
نے فرمایا تمہاری طرف غذاب خدا سے ڈٹنے والا اور معجزات دکھانے والا رسول ہوں اور معجزہ واضح وظاہر
قرآنی لایا ہوں۔ تم اور تمام عرب اور ساری قومیں اس کے مقابل اور اس کے مثل لانے سے عاجز ہیں لہذا وہ
جنت خدا اور میں تم پر خدا کا رسول ہوں۔ اس کے باوجود مجھ کو مناسب نہیں کہ ہار گاؤں واقعہ میں کسی نئی
بات کو پیش کرنے کی جرأت کروں اور اس سے سوال کروں۔ مجھ پر صرف اس کی رسالت کا ادا کر دینا لازم
ہے۔ اور محبت تمام کر دینے اور میری حقیقت ثابت ہونے کے بعد اگر میں اس سے کسی نئی بات کی خواہش کروں
اور تم ایمان نہ لاؤ تو بہت ممکن ہے کہ وہ تم پر غذاب نازل ہونے کا سبب ہو جائے۔ اسی وقت جبریلؑ نازل ہوئے
اور کہا کہ خداوند علی الاعلان آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ اے رسول! میں ان کے لئے وہ تمام آیات و معجزات
جو انہوں نے طلب کئے ہیں تو راہ دکھانے کو تیار ہوں اگرچہ وہ ان کو دیکھنے کے بعد اپنے کفر پر اٹھ رہے ہیں
گے سوائے ان کے جنکو میں ضلالت سے بچا لوں۔ لیکن جو کچھ وہ چاہتے ہیں تمام حجت کی نیادانی کے لئے
دکھانے کو تیار ہوں۔ لہذا ان لوگوں سے کہو جنہوں نے معجزہ لوح دیکھنا چاہا ہے کہ وہ ابو قیس پر جائیں
و امیں کوہ میں پہنچیں گے معجزہ لوح مشاہدہ کریں گے۔ اور جب فرق ہونے لگیں تو علیؑ اور ان کے دونوں
فرزندوں کے پیٹے سے جو پیدا ہونے والے ہیں دعا کریں نجات پائیں گے۔ ان لوگوں سے کہو جو
معجزہ ابراہیمؑ دیکھنا چاہتے ہیں کہ مکہ کے کسی جنگل میں چلے جاؤ وہاں آنسب ابراہیمؑ مشاہدہ کر گئے۔ جب
آگ تم کو گھیر لے ہو اگے درمیان تم کو ایک خاتون نظر آئے گی جنکے دونوں جانب مفتوح لٹک رہا ہوگا اگے
وسیدہ سے دعا کرو کہ آگ سے نجات پاؤ گے۔ اور جو کہ وہ مؤمن کے معجزہ کا طالب ہے ان سے کہو کہ
کعبہ کے پاس جائیں تو مؤمن کے معجزہ نظر آئے گا اور تمہارے چچا معجزہ ان کو نجات دیں گے۔ اور جو حقی
جماعت سے کہو جنکا سردار ابوجہل ہے کہ میرے پاس شہر و تاکہ جناب عیسیٰؑ کا معجزہ دکھاؤں اور جو کہ
تم نے خواہش کی ہے تم کو تاراں۔ فرض جب حضرت نے خدا کا یہ پیغام ان کو پہنچایا ابوجہل منافق نے ان
تینوں فرقوں سے کہا کہ ان مقامات کی طرف جاؤ جہاں محمدؐ مصطفیٰ علیہ السلام نے بتایا ہے تاکہ ان کا
محوٹ ثابت ہو جائے۔ یہ سنکر پہلو گردہ دامیں کوہ ابو قیس میں آیا ناگاہ ان کے پیروں کے نیچے سے پانی
کے چشمے اُبلنا شروع ہوئے اور پھر اہل کے آسمان سے پانی برسنے لگا اور ان کی آن میں پانی آن کے
دہن تک پہنچ گیا۔ وہ پہاڑ کی طرف بھاگے۔ وہ جس قدر پہاڑ پر چڑھ کر بلند ہوتے تھے اسی قدر پانی بلند

ہوتا جاتا تھا یہاں تک کہ وہ پہاڑ کی چوٹی پر پہنچ گئے اور پانی انکے دہن سے قریب ہو گیا۔ ناگاہ انہوں نے علیؑ کو دیکھا کہ پانی پر کھڑے ہیں اور دھڑکے ان کے دہنے اور بائیں موجود ہیں۔ پھر ان کو علیؑ نے آواز دی کہ میرا ہاتھ پکڑ لیا ان میں سے ایک بچے کی انگلی پکڑ لو تاکہ نجات پاؤ۔ چھوڑا ان میں سے بعض نے امیر المؤمنینؑ کا ہاتھ اور بعض نے دونوں میں سے ایک بچے کا ہاتھ پکڑا بعض نے دوسرے کا ہاتھ پکڑا تو نجات پائی۔ پانی کچھ زمین میں جذب ہو گیا اور کچھ زمین پر ٹھہر گیا اور کچھ آسمان پر چلا گیا۔ اور وہ پہاڑ سے نیچے اترے تو مطلق پانی نہ تھا۔ جناب امیر علیہ السلام ان لوگوں کو لیے ہوئے جناب رسول خداؐ کے پاس آئے۔ وہ لوگ روتے تھے اور کہتے تھے ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپؐ سرورِ انبیاء اور تمام خلایق سے بہتر ہیں ہم نے طوفانِ نوحؑ کا مثل دیکھ لیا اور ہم کو علیؑ اور ان کے دونوں فرزندوں نے جنکوئی الحال ہم نہیں دیکھتے ہیں نجات دی۔ حضرت نے فرمایا وہ آئندہ میرے بھائی علیؑ سے پیدا ہوں گے اور ان کے نام حسنؑ اور حسینؑ ہیں۔ وہ جوانانِ اہلِ بہشت کے سردار ہیں اور ان کے پدر ان سے بہتر ہیں۔ اور کچھ لوگ دنیا ایک دریا ہے جس میں بہت سی مخلوق ڈوب چکی ہے اور کشتی نجات دنیا آری محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں یعنی علیؑ اور ان کے دونوں فرزند جسکی صورتیں تم نے دیکھیں۔ اور میرے اہلبیت کے تمام فضل جو میرے اوصیا ہیں۔ تو جو اس کشتی میں سوار ہوگا نجات پائے گا اور جو اس سے دُور ہے گا ڈوب جائے گا۔ اسی طرح آخرت میں جہنم کی آگ اور اس کا کھولنا ہوا پانی مثل دریا کے ہے اور میرے اہلبیت میری اُمت کی کشتی ہیں جو اپنے محبتوں اور شیعوں کو جہنم سے گدار کر بہشت میں پہنچائیں گے۔ پھر جناب رسول خداؐ نے ابو جہل سے فرمایا تُو نے سنا جو کچھ ان لوگوں نے بیان کیا؟ اس نے کہا ہاں سب دیکھوں دُور سرگروہ کیا کہتا ہے۔ پھر دُور سرگروہ دُور تھا آیا اور کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپؐ پروردگارِ عالم کے رسولؐ اور تمام خلق سے بہتر ہیں۔ ہم ہموار صحرا میں گئے اور جو آپؐ نے بتایا تھا ہم نے دل میں سوچا۔ کیا ایک ہم کے دیکھا کہ آسمان شگافہ ہوا اور آگ کے انگارے گسے پھر زمین پھٹی اور اُس سے آگ کے شعلے بلند ہوئے اور اس قدر مڑھے کہ معلوم ہوتا تھا کہ تمام زمین کو گھیر لیں گے اور ہمارے جسموں میں حرارتِ آتش سے جوش آئے گا۔ اور ہم کو یقین ہوا کہ ہم جل کر ہلاک ہو جائیں گے ناگاہ ہوا میں ہم کو ایک بی بی نظر آئیں جسکے دونوں طرف متعنے ٹکے ہوئے تھے جو ہمارے قریب تھے کہ ہمارے ہاتھ ان کے تاروں تک پہنچ سکتے تھے۔ اُس وقت ایک منادی نے ندا کی کہ اگر نجات چاہتے ہو تو متعنے کے تاروں کو پکڑ لو۔ یہ سنئے ہی ہم اُس کے تاروں سے لپٹ گئے اور ہوا میں بلند ہو گئے۔ ہم آگ اور اس کے شعلوں کو دیکھتے تھے اس کی گرمی و حرارت محسوس کرتے تھے۔ لیکن اُس کے شرار سے ہم تک نہیں پہنچتے تھے اور نہ وہ باریک تار ہمارے وزن سے ٹوٹتے تھے۔ غرض ہم کو ان بی بی نے آگ سے نجات دی مگر ہم میں سے ہر ایک کو اپنے اپنے صحیح خانہ میں اتار دیا۔ ہم اپنے گھروں سے آپؐ کی خدمت میں آ رہے ہیں۔ ہم نے اچھی طرح سمجھ لیا کہ آپؐ کا دین اختیار کیا ہے بغیر جارہ نہیں اور آپؐ بیشک ہر اس شخص سے بہت بہتر و برتر ہیں جس سے لوگ غیبی ہوں اور خدا کے بعد اس پر بھروسہ کریں۔ اور اپنے قول میں سچے اور اپنے کردار میں حکیم ہیں۔ یہ سنکر جناب رسول خداؐ نے ابو جہل سے

وہ لوگ روتے تھے اور کہتے تھے

ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپؐ سرورِ انبیاء اور تمام خلایق سے بہتر ہیں ہم نے طوفانِ نوحؑ کا مثل دیکھ لیا اور ہم کو علیؑ اور ان کے دونوں فرزندوں نے جنکوئی الحال ہم نہیں دیکھتے ہیں نجات دی۔ حضرت نے فرمایا وہ آئندہ میرے بھائی علیؑ سے پیدا ہوں گے اور ان کے نام حسنؑ اور حسینؑ ہیں۔ وہ جوانانِ اہلِ بہشت کے سردار ہیں اور ان کے پدر ان سے بہتر ہیں۔ اور کچھ لوگ دنیا ایک دریا ہے جس میں بہت سی مخلوق ڈوب چکی ہے اور کشتی نجات دنیا آری محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں یعنی علیؑ اور ان کے دونوں فرزند جسکی صورتیں تم نے دیکھیں۔ اور میرے اہلبیت کے تمام فضل جو میرے اوصیا ہیں۔ تو جو اس کشتی میں سوار ہوگا نجات پائے گا اور جو اس سے دُور ہے گا ڈوب جائے گا۔ اسی طرح آخرت میں جہنم کی آگ اور اس کا کھولنا ہوا پانی مثل دریا کے ہے اور میرے اہلبیت میری اُمت کی کشتی ہیں جو اپنے محبتوں اور شیعوں کو جہنم سے گدار کر بہشت میں پہنچائیں گے۔ پھر جناب رسول خداؐ نے ابو جہل سے فرمایا تُو نے سنا جو کچھ ان لوگوں نے بیان کیا؟ اس نے کہا ہاں سب دیکھوں دُور سرگروہ کیا کہتا ہے۔ پھر دُور سرگروہ دُور تھا آیا اور کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپؐ پروردگارِ عالم کے رسولؐ اور تمام خلق سے بہتر ہیں۔ ہم ہموار صحرا میں گئے اور جو آپؐ نے بتایا تھا ہم نے دل میں سوچا۔ کیا ایک ہم کے دیکھا کہ آسمان شگافہ ہوا اور آگ کے انگارے گسے پھر زمین پھٹی اور اُس سے آگ کے شعلے بلند ہوئے اور اس قدر مڑھے کہ معلوم ہوتا تھا کہ تمام زمین کو گھیر لیں گے اور ہمارے جسموں میں حرارتِ آتش سے جوش آئے گا۔ اور ہم کو یقین ہوا کہ ہم جل کر ہلاک ہو جائیں گے ناگاہ ہوا میں ہم کو ایک بی بی نظر آئیں جسکے دونوں طرف متعنے ٹکے ہوئے تھے جو ہمارے قریب تھے کہ ہمارے ہاتھ ان کے تاروں تک پہنچ سکتے تھے۔ اُس وقت ایک منادی نے ندا کی کہ اگر نجات چاہتے ہو تو متعنے کے تاروں کو پکڑ لو۔ یہ سنئے ہی ہم اُس کے تاروں سے لپٹ گئے اور ہوا میں بلند ہو گئے۔ ہم آگ اور اس کے شعلوں کو دیکھتے تھے اس کی گرمی و حرارت محسوس کرتے تھے۔ لیکن اُس کے شرار سے ہم تک نہیں پہنچتے تھے اور نہ وہ باریک تار ہمارے وزن سے ٹوٹتے تھے۔ غرض ہم کو ان بی بی نے آگ سے نجات دی مگر ہم میں سے ہر ایک کو اپنے اپنے صحیح خانہ میں اتار دیا۔ ہم اپنے گھروں سے آپؐ کی خدمت میں آ رہے ہیں۔ ہم نے اچھی طرح سمجھ لیا کہ آپؐ کا دین اختیار کیا ہے بغیر جارہ نہیں اور آپؐ بیشک ہر اس شخص سے بہت بہتر و برتر ہیں جس سے لوگ غیبی ہوں اور خدا کے بعد اس پر بھروسہ کریں۔ اور اپنے قول میں سچے اور اپنے کردار میں حکیم ہیں۔ یہ سنکر جناب رسول خداؐ نے ابو جہل سے

فرمایا کہ حق تعالیٰ نے اس فرقہ دوم کو مجزا ایما ایم دکھا دیا۔ ابو جہل نے کہا اب وہیں تیسرا گروہ کیا کہتا ہے۔ انکی بات بھی سنی لیں۔ حضرت نے ان لوگوں سے فرمایا جو مجزا ابراہیمؑ دیکھ کر آئے تھے کہ اسے ہندوگان خدا حق تعالیٰ نے جس دنیا کی کے درمیان سے تم کو نجات دی وہ میری بیٹی فاطمہ رضوان اللہ علیہا بہترین زنان عالم ہے۔ جب خداوند عالم روز حشر اولین و آخرین کو مبعوث کرے گا ایک ہنادی عرش کے نیچے سے ندا دے گا کہ اے گروہ خلافت اپنی اپنی آنکھیں بند کر لو تاکہ فاطمہ بنت محمدؐ مستندہ زنان عالمیای صراط پر سے گزریں۔ تمام مخلوق اپنی اپنی آنکھیں بند کرے گی سوائے محمدؐ و علیؑ اور حسنؑ و حسینؑ اور تمام ان کے فرزندوں کے جو امام ہیں۔ کیونکہ یہ ذوات مقدسہ ان کے محرم ہیں۔ وہ مصوٹہ صراط سے گزریں گی انکی ردا کا واسن صراط پر پہنچی ہوگا۔ بہشت کا ایک سرا فاطمہ کے اٹھ میں ہوگا اور دوسرا ہاتھ صحرا نے قیامت کی جانب ہوگا۔ اس وقت ہمارا پروردگار ندا کرے گا کہ دوستان و عتبان فاطمہ ان کی چاد کے تاروں سے لپٹ جائیں تو جو شخص آنحضرتؐ کا دوست ہوگا اس کے سیشے یا کسی تار سے لپٹ جائے گا۔ یہاں ہزار گروہ سے زیادہ لوگ پیشیں گئے اور ہر گروہ میں ہزار ہزار آدمی ہوں گے اس مظہر کی چاد کی برکت سے سب جہنم سے نجات پائیں گے پھر تیسرا گروہ مدنا ہوا آیا اور کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ خدا کے رسول اور عالم ہیں سب سے بہتر ہیں اور علیؑ تمام ادھیائے پیغمبران سے بہتر ہیں اور آپ کی آل ان سب کی آل سی بہتر ہے۔ آپ کے اصحابؓ ان کے صحاب سے اور آپ کی امت ان سب کی امتوں سے بہتر ہے۔ ہم نے آپ کے معجزات اور آثار اس قدر دیکھے کہ آپ کی صداقت کے اقرار و احترام کے بغیر چارہ نہیں حضرت نے فرمایا جو کچھ تم لوگوں نے دیکھا بیان کرو۔ انہوں نے کہا کہ ہم کہہ کے زیر سایہ بیٹھے ہوئے آپ کی باتوں کا مذاق اڑا رہے تھے اور آپ کے معجزات کے دعوے کو غلط سمجھ رہے تھے ناگاہ ہم نے دیکھا کہ کعبہ اپنے مقام سے اٹھ کر بلند ہوا اور ہمارے سروں پر آگڑک گیا۔ ہم سب اپنی جگہ پر رہے ہوئے بچے اور حرکت نہ کر سکتے تھے۔ اسی اثناء میں آپ کے چچا حمزہؓ آئے اور اپنا زیور کعبہ کے نیچے گاڑ دیا اور کعبہ کو ہاد جود اس عظمت کے اپنے زیور پر روک لیا۔ اور ہم لوگوں سے کہا باہر نکلا اور دور ہو جاؤ۔ جب ہم لوگ نکل کر قدر چلے گئے تو کعبہ اپنی جگہ پہنچ گیا۔ یہ دیکھ کر ہم لوگ مسلمان ہو گئے اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت نے ابو جہل سے خطاب فرمایا کہ یہ ہیں فرقہ سوم کے لوگ اور تیرے سامنے کعبہ ہے ہیں جو کچھ دیکھ کر آئے ہیں۔ ابو جہل نے کہا کیا معلوم کیا کہتے ہیں یا تجھوت بولتے ہیں اور کیا معلوم کیا کہ صحیح تحقیق بھی کیا ہے یا کوئی خیال ان کی نگاہوں کے سامنے مشکل ہوا۔ میں نے جو کچھ چاہا ہے اگر آپ مجھ کو وہ دکھائیں تو لازم ہے کہ ایمان لائیں وگرنہ انکی تصدیق کرنا ضروری نہیں سمجھتا۔ حضرت نے فرمایا جبکہ اس جماعت کی ہاد جود اس غلوں افتقاد کے جو ان سے فحشہ کو حاصل ہے تو تصدیق نہیں کرتا تو اپنے آباؤ اجداد کے کمالات و آثار کی اور ان کے دشمنوں کی نمایاں اور عیوب کی جسکو ہمیشہ بیان کرتا رہتا ہوں اس سے تو کس منہ سے تصدیق کرتا ہے اور کیونکر صحیح سمجھتا ہے کہ شام اور عراق وغیرہ ہیں جبکہ انہوں نے ان میں سے کسی ملک کو نہیں دیکھا ہے۔ بلکہ لوگوں کے کہنے سے یقین کر لیا ہے۔ یقیناً محبت خدا ان لوگوں پر تمام ہو چکی جو وہ دیکھ چکے اور ان لوگوں پر تمام ہو گئی جنہوں کے سامنے

پھر حضرت نے فرقہ سوم کی جانب رخ کیا اور فرمایا کہ وہ حمزہؓ جنہوں نے کعبہ کو تہار سے سرو نیز روک رکھا تھا رسول خداؐ کے (میرے) چچا ہیں۔ خداوند عالم نے ان کو مراتب بلند اور درجات رفیع عطا کئے ہیں اور ان کو بہت سی فضیلتوں کے ساتھ محبت محمدؐ و علیؑ کے سبب سے یا وقتار کیا ہے۔ یقیناً حمزہؓ عظیم محمدؐ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم روز قیامت ان کے محبتوں سے جہنم کو دور کریں گے جس طرح آج کعبہ کو تہار سے سروں پر گرنے سے روک دیا۔ وہ اُس روز صراط کے پاس بے شمار لوگوں کو دیکھیں گے جنکی تعداد سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا۔ وہ سب حمزہؓ کے دوست ہوں گے۔ اور بہت گنہگار ہوں گے اس لئے ان کے اور صراط کے درمیان ایک دیوار حائل ہوگی۔ وہ جب جناب حمزہؓ کو دیکھیں گے تو کہیں گے کہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہم کس حال میں ہیں اُس وقت جناب حمزہؓ رسول خداؐ اور امیر المؤمنینؑ سے کہیں گے کہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ میرے محبت فرماؤ کر رہے ہیں۔ تب جناب رسول خداؐ اپنے ولیؑ سے کہیں گے کہ اے علیؑ اپنے چچا کی ان کے دوستوں کو جہنم کی آگ سے بچانے میں مدد کرو۔ اُس وقت امیر المؤمنینؑ جناب حمزہؓ کے نیزہ کو جس سے انہوں نے دنیا میں راہ خدا میں جہاد کیا ہے لائیں گے اور جناب حمزہؓ کو دیں گے اور کہیں گے کہ اپنے دوستوں سے جہنم کو دور کیجئے جس طرح اس نیزہ سے دشمنانِ خدا کو دوستانِ خدا سے دفع کرتے تھے۔ حضرت حمزہؓ نیزہ کو لے کر اُس سے اپنے دوستوں کو آگ کی دہکڑیوں سے عبور کرائیں گے جو ان کے اور صراط کے درمیان حائل ہوئی اور قبولِ الہی پانچ سو سال کی راہ کے فاصلہ تک دور کر دیں گے۔ اور اپنے دوستوں کو کہیں گے کہ چلو اور وہ لوگ صحیح و سالم صراط سے گزر کر بہشت میں داخل ہو جائیں گے۔ پھر حضرت رسول خداؐ نے ابو جہلؓ سے فرمایا اس فرقہ سوم نے بھی خدا کے آیات و معجزات دیکھ لئے۔ اب تو بتا کیا مجھ کو چاہتا ہے تاکہ مجھے بھی دکھا دوں۔ اُس نے کہا جناب میں نے کچھ جواب کہتے ہیں کہ وہ لوگوں کو بتا دیا کرتے تھے جو وہ اپنے گھروں میں کھایا اور جمع کیا کرتے تھے۔ لہذا مجھے بتائیے کہ آج میں نے کیا کھایا ہے اور کھانے کے بعد کیا کیا ہے۔ حضرت نے فرمایا میں بتا تو دوں گا جو کچھ تو نے کھایا اور جمع کیا ہے اور جو کچھ کھانے کے درمیان تو نے کیا ہے۔ وہ سب تیری رسوائی کا سبب ہوگا اس لئے کہ تو نے جو رسول خداؐ کے ساتھ طلبِ مجرہ میں گستاخی کی ہے اگر تو ایمان لائے گا تو کچھ ضرر نہ پہنچے گا۔ اگر ایمان نہ لائے گا تو دنیا کی فضیحتِ رسوائی اور ذلت اٹھانے کا اور آخرت میں ہمیشہ کے عذاب میں گرفتار ہوگا اور ہرگز نجات نہ پائے گا۔ اے ابو جہلؓ تو گھر میں مرغ کھانے کے لئے بیٹھا جو تیرے لئے بریاں کیا گیا تھا۔ مگر تو نے اٹھایا ہی تھا کہ تیرا بھائی ابوالختری دروازہ پر آیا اور اندر آنے کی اجازت طلب کی تو ڈرا کہ وہ بھی اس مرغ میں شریک ہو جائے گا اور اپنے بھل کے سبب سے اپنے دامن کے نیچے تو نے چھپا لیا تب اسکو بتایا ابو جہلؓ نے کہا جھوٹ ہے۔ یہ سب کچھ نہیں ہوا۔ میں نے آج مرغ نہیں کھایا اور نہ کچھ ذخیرہ کیا ہے۔ اب آپ اپنی بات پوری کیجئے کہ میں نے اور کیا کیا۔ حضرت نے فرمایا میں سوا شرفیاں تو خود تیری ہیں اور دس ہزار لوگوں کی امانت ہے۔ ایک کی شوا شرفی ہے وہ سوسے کی دسوا شرفی تیسرے کی پانچ سو چوتھے کی سات سوا دس پانچویں شخص کی ہزارا شرفیاں۔ اس طرح اور لوگوں کی ہیں۔ اور ہر ایک کا مال فیلیوں میں تھا۔ تو نے خیانت کا ارادہ کیا۔ جب تیرا بھائی واپس چلو گیا تو تو نے مرغ کا سینہ کھایا اور باقی رکھ دیا۔

اور لوگوں کا مال و مال کر دیا تاکہ واپس نہ کرے لیکن خدا کی مصلحت تیری تدبیر کے خلاف ہے۔ ابو جہل ملعون نے کہا آپ نے یہ بھی غلط کہا میں نے کچھ دفن نہیں کیا بلکہ وہ دس ہزار اسٹہ فیاں جو رے گئے حضرت نے فرمایا میں نے یہ سب کچھ اپنی طرف سے نہیں کہا ہے بلکہ جبریل علیہ السلام موجود ہیں اور خدا کی جانب سے خبر دے رہے ہیں۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ اے جبریل باقی ماندہ مَرُغ لے آؤ۔ ناگاہ وہ مَرُغ لے کر حاضر کیا گیا۔ حضرت نے فرمایا اے ابو جہل پہچانتا ہے اس کو؟ اُس نے کہا نہیں میں نے اس میں سے نہیں کھایا ہے اور نیم خوردہ مَرُغ دُنیامیں ہزاروں ہیں۔ حضرت نے فرمایا اے مَرُغ ابو جہل تجھ پر الزام لگاتا ہے کہ میں جبریل کے ہاتھ میں جھوٹ کہہ رہا ہوں اور جبریل پر الزام لگاتا ہے کہ وہ خداوند عالم کے ہاتھ میں دردِ بخشتے ہیں لہذا میری صداقت اور ابو جہل کی غلط گوئی پر گواہی دے۔ ناگاہ وہ مَرُغ حکم خدا گویا ہوا اور کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اے محمد آپ خدا کے رسول ہیں اور بہترین صیغہ خلافت ہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ ابو جہل کو دشمنی خدا ہے اور جان بوجھ کر حق کے ساتھ دشمنی کر رہا ہے۔ اس نے میرا گوشت کھایا اور باقی ذخیرہ کر دیا تھا لہذا اس پر خدا کی اور تمام لعنت کرنے والوں کی لعنت ہو۔ اور یہ منافق باوجود کفر کے بھیل بھی ہے۔ اس کا بھائی آگیا تو اس نے مجھے اپنے دامن کے پیچھے چھپا لیا اس خوف سے کہ کہیں اس کا بھائی بھی کھانے میں شریک نہ ہو جائے۔ اے رسول خدا آپ تمام مجھوں سے زیادہ سچے ہیں اور ابو جہل جو مَرُغ کو انفرادہ دار اور منافق ہے۔ حضرت نے فرمایا اے ابو جہل یہ کیا یہ مجھ سے جو تو نے دیکھا کافی نہیں ہے؟ ایمان لانا کہ خدا سے محفوظ ہو جائے۔ ابو جہل نے کہا میں سمجھتا ہوں کہ یہ چند باتیں لوگوں کو وہم میں ڈالنے کے لیے آپ نے کی ہیں ان کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ حضرت نے فرمایا کیا اس مَرُغ کے تیرے دیکھنے اور اس کی آواز سننے میں اور تمام قریش کے دیکھنے اور سننے میں کوئی فرق معلوم ہوتا ہے؟ ابو جہل نے کہا نہیں۔ حضرت نے فرمایا پھر کیا احتمال اور شک کرتا ہے کہ جو کچھ اپنے حواس سے تو نے اور اک کیا سب محض خیال ہے۔ ابو جہل نے کہا نہیں میں ان کو صرف خیال نہیں سمجھتا۔ حضرت نے فرمایا جبکہ تو اس میں اور ان میں کوئی فرق نہیں سمجھتا تو مجھ لے کہ یہ محض خیال نہیں ہے۔ پھر حضرت نے اپنا دست مبارک اُس مَرُغ پر دہاں طہ جہاں سے اُس ملعون نے کھایا تھا اُس کا وہ تمام گوشت اور اعضا ہر ستورہ مکمل ہو گئے فرمایا یہ مجھ سے تو نے دیکھا۔ اُس نے کہا یہ بھی خیال اور وہم معلوم ہوتا ہے مجھے یقین نہیں۔ پھر فرمایا کہ اے جبریل وہ مال جو اس دشمن حق نے اپنے گھر میں دفن کیا ہے لے آؤ شاید یہ ایمانی لے۔ ناگاہ وہ اُترہ فیوں کی قبیلہ حضرت کے پاس حاضر ہو گئیں وہ قبیلہ سب اتنی ہی تھیں جس قدر حضرت نے فرمایا تھا۔ پھر حضرت نے ایک قبیلہ اٹھائی اور فرمایا فلاں شخص کو بلاؤ یہ قبیلہ اُس کی ہے۔ وہ مرد بلا لیا گیا حضرت نے وہ قبیلہ اُس کو دی اور فرمایا یہ تیرا مال ہے ابو جہل نے خیانت کی تھی۔ اسی طرح ایک ایک قبیلہ اٹھاتے اور اس کے مالک کو بلا کر دیتے تھے یہاں تک کہ تمام مال سب کو واپس دیا۔ ابو جہل حیرت میں تھا اور رُسا ہوتا رہا۔ باقی تین سو اسٹہ فیاں ابو جہل کی رہ گئیں۔ تو حضرت نے فرمایا ایمان لانا کہ یہ اپنی اسٹہ فیاں لے سکے اور خدا تجھ کو اس مال میں اس قدر برکت دے گا کہ تو تمام قریش سے زیادہ مال دار ہو جائے گا۔ اور تجھ کو ان سب پر امیر بنا دے گا۔ اُس نے کہا ایمان تو نہیں لاؤں گا لیکن

مارو اور اس سے علیحدہ رہو اور ہمیز کرو۔ غرض قریش کے ادا ہاشوں کو حضرت کی ایذا دہی ادا زار رسائی پر آمادہ کر رہا تھا وہ لوگ بھی حضرت کے پیچھے پڑ گئے اور حضرت کو پتھروں سے مارنے لگے جو حضرت علی کو بھی لگ رہے تھے۔ ان مشرکین میں سے ایک شخص نے کہا اسے علی تم ہمیشہ محمد کی طرف داری ظاہر کرتے ہو اور ان کی طرف سے لڑنے پر آمادہ رہتے ہو حالانکہ انہی تم نے کوئی جنگ بھی نہیں ہے پھر اپنی دانت میں شجاعت میں اپنا نظیر بھی نہیں رکھتے ہو اس وقت کیوں ان کی مدد نہیں کرتے۔ جناب امیر نے جواب دیا کہ میں بغیر حضرت کی اجازت کے کہہ نہیں سکتا۔ اگر وہ حکم دیں تو دیکھو گے کہ کیا کرتا ہوں۔ غرض وہ اس طرح حضرت کے پیچھے چل رہے تھے یہاں تک کہ مکہ کے باہر پہنچے۔ وہاں دیکھا کہ پہاڑ کے پتھر حضرت کی جانب لٹک رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر ان خوش ہو گئے اور بولے اب یہ پتھر محمد علی صلوات اللہ علیہما کو ہلک کر دیں گے اور ہم ان کے شر سے نجات پا جائیں گے۔ غرض جب وہ پتھر ان حضرات کے نزدیک پہنچے تو قدرت خدا گویا ہوئے اور کہے۔ السلام علیک یا محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن بن ہاشم بن عبد مناف السلام علیک یا علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف السلام علیک یا رسول رب العالمین وخیر الخلق اجمعین السلام علیک یا سید الوصیین ویا خلیفۃ رسول رب العالمین۔ جب ان کافروں نے یہ عجیب غریب حالت دیکھی حیرت میں فرق ہو گئے اور ان میں دس اشخاص بولے جو کفر و عناد میں بہت زیادہ تھے کہ یہ باتیں ان پتھروں نے نہیں کہی ہیں بلکہ محمد نے ان پہاڑوں کے پیچھے کچھ لوگوں کو چھپا دیا ہے تاکہ ہم کو فریب دیں یہ آوازیں انہی لوگوں کی ہیں۔ جب ان لوگوں نے یہ باتیں کہیں تو ان پتھروں میں سے دس پتھر بلند ہو کر ان دس اشخاص کے سروں پر ٹکرانے پھر بلند ہوئے پھر ٹکرانے اس طرح ان کے سروں پر پڑتے رہے یہاں تک کہ ان کے بھیجے ان کی ناکوں سے بہہ گئے اور وہ جہنم حاصل ہوئے۔ ان کے رشتہ دار روتے ہوئے آئے اور فریاد کرنے لگے کہ ان کے مرنے سے زیادہ سچ وعدہ تو یہ ہے کہ اب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوش ہوئے کہ وہ سب ان کے اعجاز سے مرے ہیں۔ جب ان سب کا جنازہ تیار کیا گیا تو کن کے اندر سے پکار کر کہنے لگے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مطلق جہنم کے ہیں بلکہ جہنم میں ابستہ تم لوگ جھوٹے ہو۔ یہ سن کر جنازہ اٹھانے والے کا پختہ لگے اور مرنے زمین پر گر پڑے۔ آخر وہ لوگ کہنے لگے کہ ہم ان دشمنان محمد کو نہیں لٹھائیں گے کہ فدا کی جانب سے جانیں۔ یہ سن کر ابو جہل طعون نے کہا کہ ان مردوں کا بولتا اور وہ پتھر طبعاً سب خود کے جادو کے سبب سے ہیں۔ اگر چہ باخیال صحیح ہے کہ یہ امور محمد کے اعجاز کا نتیجہ ہیں تو کہو کہ محمد و عاقرین کہ خدا ان مردوں کو زندہ کر سکے ان کافروں نے آنحضرت سے یہ التجا کی۔ آپ نے امیر المومنین سے فرمایا کہ یہ ان کی باتیں تم نے سنیں۔ بتاؤ ان کے پتھر مارنے سے تم کو کے زخم لگے عرض کی چار حضرت نے فرمایا مجھ کو پتھر زخم کئے ہیں۔ وہ مرنے والے کافر بھی دس ہیں۔ پتھر کے لپٹے نہیں دھارک تارہوں چار کے لیے تم دعا کرو تاکہ خداوند عالم ان کو پھر دنیا میں واپس بھیج دے۔ جب ان حضرات نے دعائیں کہیں وہ سب زندہ ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے مسلمانو! محمد اور علی کی شان بہت عظیم اور درجے بہت بلند ہیں اس عالم میں

آنحضرت کی طرف سے معجزات کا اظہار

یہاں تک کہ پہاڑ کے پتھر حضرت کی جانب لٹک رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر ان خوش ہو گئے اور بولے اب یہ پتھر محمد علی صلوات اللہ علیہما کو ہلک کر دیں گے اور ہم ان کے شر سے نجات پا جائیں گے۔ غرض جب وہ پتھر ان حضرات کے نزدیک پہنچے تو قدرت خدا گویا ہوئے اور کہے۔ السلام علیک یا محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن بن ہاشم بن عبد مناف السلام علیک یا علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف السلام علیک یا رسول رب العالمین وخیر الخلق اجمعین السلام علیک یا سید الوصیین ویا خلیفۃ رسول رب العالمین۔ جب ان کافروں نے یہ عجیب غریب حالت دیکھی حیرت میں فرق ہو گئے اور ان میں دس اشخاص بولے جو کفر و عناد میں بہت زیادہ تھے کہ یہ باتیں ان پتھروں نے نہیں کہی ہیں بلکہ محمد نے ان پہاڑوں کے پیچھے کچھ لوگوں کو چھپا دیا ہے تاکہ ہم کو فریب دیں یہ آوازیں انہی لوگوں کی ہیں۔ جب ان لوگوں نے یہ باتیں کہیں تو ان پتھروں میں سے دس پتھر بلند ہو کر ان دس اشخاص کے سروں پر ٹکرانے پھر بلند ہوئے پھر ٹکرانے اس طرح ان کے سروں پر پڑتے رہے یہاں تک کہ ان کے بھیجے ان کی ناکوں سے بہہ گئے اور وہ جہنم حاصل ہوئے۔ ان کے رشتہ دار روتے ہوئے آئے اور فریاد کرنے لگے کہ ان کے مرنے سے زیادہ سچ وعدہ تو یہ ہے کہ اب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوش ہوئے کہ وہ سب ان کے اعجاز سے مرے ہیں۔ جب ان سب کا جنازہ تیار کیا گیا تو کن کے اندر سے پکار کر کہنے لگے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مطلق جہنم کے ہیں بلکہ جہنم میں ابستہ تم لوگ جھوٹے ہو۔ یہ سن کر جنازہ اٹھانے والے کا پختہ لگے اور مرنے زمین پر گر پڑے۔ آخر وہ لوگ کہنے لگے کہ ہم ان دشمنان محمد کو نہیں لٹھائیں گے کہ فدا کی جانب سے جانیں۔ یہ سن کر ابو جہل طعون نے کہا کہ ان مردوں کا بولتا اور وہ پتھر طبعاً سب خود کے جادو کے سبب سے ہیں۔ اگر چہ باخیال صحیح ہے کہ یہ امور محمد کے اعجاز کا نتیجہ ہیں تو کہو کہ محمد و عاقرین کہ خدا ان مردوں کو زندہ کر سکے ان کافروں نے آنحضرت سے یہ التجا کی۔ آپ نے امیر المومنین سے فرمایا کہ یہ ان کی باتیں تم نے سنیں۔ بتاؤ ان کے پتھر مارنے سے تم کو کے زخم لگے عرض کی چار حضرت نے فرمایا مجھ کو پتھر زخم کئے ہیں۔ وہ مرنے والے کافر بھی دس ہیں۔ پتھر کے لپٹے نہیں دھارک تارہوں چار کے لیے تم دعا کرو تاکہ خداوند عالم ان کو پھر دنیا میں واپس بھیج دے۔ جب ان حضرات نے دعائیں کہیں وہ سب زندہ ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے مسلمانو! محمد اور علی کی شان بہت عظیم اور درجے بہت بلند ہیں اس عالم میں

کے ساتھ شریک ہے۔ اُس وقت جبریلؑ نازل ہوئے اور کہا یا رسول اللہ آپ بعض لوگوں پر لعنت کیجئے اور کچھ لوگوں پر علیٰ نغوس کریں تو میں ان سب کو بھلا کر دوں۔ یہ سُن کر جناب رسول خداؐ نے بیٹھ کر ان لوگوں پر لعنت کی۔ اُن کے پیر اُٹھا ہو گئے اور جسم کا کوئی حصہ سوائے نہائی اور کان کے صحیح و سالم باقی نہ رہا۔ پھر وہ سب جہنم کے پاس گئے اور شفا کے لئے دعا کی اور کہا محمدؐ صلی علیہ وسلم اقصیٰ السلام، نے اس جماعت پر نغوس کی ہے اور یہ لوگ اس طرح بھلا ہو گئے ہیں تو ان کو اچھا کر دے۔ اس وقت حضرت خدا جہنم کے لئے اُن کو آواز دی کہ اے دشمنانِ خدا میں کسی امر پر قدرت نہیں رکھتا ہوں۔ میں اسی خدا کی قسم کھاتا ہوں جس نے محمدؐ کو تمام مخلوق پر مہوت فرمایا ہے اور اُن کو تمام پیغمبروں سے بہتر قرار دیا ہے کہ اگر محمدؐ میرے لئے بددعا کریں کہ میرے تمام اعضا جو ریزہ ریزہ ہو کر جوا کے ذریعہ دنیا میں منتشر ہو جائیں اور نام و نشان مٹ جائے تو بیشک خدا ایسا ہی کر دے گا۔ ان لوگوں نے نہیں سے یہ حکم سُنا تو ناامید ہو گئے اور آنحضرتؐ کی خدمت میں دوڑے ہوئے آئے اور فریاد کرنے لگے کہ اے محمدؐ ہم آپ کے سوا ہر ایک کی طرف سے مایوس ہو چکے۔ اب ہماری فریاد کو پہنچئے اور اپنے خدا سے دعا کیجئے کہ ہمارے ساتھیوں کو شفا بخشے۔ اور ہم عہد و پیمان کرتے ہیں کہ آئندہ وہ کبھی آپ کو کوئی ایذا نہ دیں گے۔ اور اُن میں اشخاص کو آنحضرتؐ کے پاس لائے جبر حضرتؐ نے نغوس کی تھی اور دس اشخاص کو امیر المؤمنینؑ کے پاس لائے جنہر اُن حضرتؐ نے لعنت کی تھی۔ اُن حضراتؑ نے فرمایا اپنی آنکھوں کو بند کر لو اور کہو خداوندِ محمدؐ صلی علیہ وسلم اقصیٰ السلام، کا صدقہ ہم کو شفا عطا فرما۔ جب ان لوگوں نے اس طرح دعا کی اسی وقت شفا یاب ہو گئے اور پہلے سے زیادہ تندرست اور بہتر ہو گئے۔ اور وہ تیس اشخاص اور اُن کے اکثر اعدا و اقربا ایمان لائے۔ حضرتؐ نے فرمایا کیا چاہتے ہو کہ تمہاری دنیا کی زیادہ ہو جائے؟ انہوں نے کہا ہاں یا رسول اللہ۔ فرمایا کیا تم کو بتا دوں جو تم نے کھانا ہے دعا کی ہے اور جمع کیا ہے پھر سب کچھ بتا بھی دیا۔ اور کشتوں سے فرمایا کہ ان کے باقی ماندہ طعام مع اسی دسترخوان کے جس پر انہوں نے کھایا ہے لے آؤ۔ اسی وقت لوگوں نے دیکھ جیسے خوان اور دسترخوان ہوا میں اُٹھتے ہوئے نیچے آ گئے۔ پھر حضرتؐ نے ہر ایک کا کھانا دوا الگ الگ بتایا۔ پھر فرمایا کہ اے طعام حکم خدا کی ہے کہ تم سے کس قدر کھایا ہے اور کس مقدار میں چھوڑ دیا ہے۔ سنتے ہی وہ کھانے حکم خدا گویا ہوئے کہ مجھ سے اتنی مقدار میں کھایا ہے اور اس مقدار میں اس کے خادم نے کھایا ہے اور اس قدر باقی ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا اے خدا کی امتو! بتاؤ میں کون ہوں؟ ان کھانوں سے آواز آئی آپ پیغمبر خدا ہیں۔ پھر آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ کی طرف اشارہ کیا اور پوچھا یہ کون ہیں؟ جواب دیا آپ کے بھائی ہیں جو آپ کے بعد اولین خلیفہ سے بہتر ہیں اور آپ کے وزیر اور خلیفہ ہیں اور بہترین خلفا ہیں۔

پھر رادی نے امام عسکری علیہ السلام سے عرض کی کیا جناب رسول خداؐ اور امیر المؤمنینؑ کے لئے جناب مولیٰ کے معجزات کے مانند بھی معجزات تھے؟ حضرتؐ نے فرمایا علیؑ علیہ السلام جناب رسول خداؐ کی جہاں کے برابر تھے۔ پیغمبر کے معجزات علیؑ کے معجزات ہیں اور علیؑ کے معجزات پیغمبر کے معجزات ہیں۔ اور ہر

پیغمبر کا معجزہ جناب رسول خدا کو خدا نے عطا فرمایا ہے بلکہ ان سے زیادہ۔ جناب موسیٰ کو عصا بھی معجزہ تھا کہ جب اُس کو حضرت موسیٰ نے زمین پر ڈال دیا تو وہ اُڑ دیا بن گیا اور ساحلوں کی رسیاں اور عصا جو سانپ بن گئے تھے کھا گیا۔ آنحضرت کے لئے اس سے بہتر معجزہ تھا۔ ایک مرتبہ یہودیوں کا ایک گروہ حضرت کے پاس آیا اور اُن لوگوں نے بہت سے سوالات کیے حضرت نے جوابات شافی ان کو دیئے اور خدا کی محبت آپ تمام کر دی۔ پھر انہوں نے کہا اگر آپ پیغمبر ہیں تو عصائے موسیٰ کے مانند معجزہ دکھائیے حضرت نے فرمایا میں جو کچھ تمہارے لئے لایا ہوں وہ عصائے موسیٰ سے بہتر ہے اور وہ معجزہ قرآن ہے جو روز قیامت تک باقی ہے اور ہر زمانہ میں بیان شافی ہے۔ اور حجت الہی مخالفوں پر تمام کرتا ہے گا اور کوئی اس کے ایک سورتہ کا مثل نہ لاسکے گا۔ عصائے موسیٰ تو صرف موسیٰ کے زمانہ تک مخصوص تھا اور ختم ہو گیا۔ باوجود معجزہ قرآن کے عصائے موسیٰ سے بہتر اور عجیب تر معجزہ دکھاتا ہوں۔ عصا موسیٰ کے ہاتھ میں رہتا تھا اور وہ زمین پر ڈال دیتے تھے تو قبلی کہتے تھے کہ انہوں نے عصا میں کوئی فریب کر رکھا ہے کہ اُڑ رہا ہو جاتا ہے۔ لیکن خداوند عالم میرے حق میں خیر بر چند لکڑیوں کو اُڑ رہا بنا دے گا جنکو میں نے چھو یا تک نہیں چھوگا اور نہ میں ان موجود ہوں گا آج جبکہ تم لوگ اپنے گھر واپس جاؤ گے اور رات کو اکٹھے ہو گے تو تمہارے صفت خانہ کی تمام لکڑیوں کو خداوند عالم سانپ بنا دے گا اور وہ سنا سے زیادہ لکڑیاں ہوں گی تم میں سے چار اشخاص کا چشمہ پھٹ جائے گا اور باقی سب بے ہوش ہو جائیں گے۔ پھر دوسرے روز جب تمہارے پاس اور یہودی بھی آئیں اور تم اُن سے یہ حال بیان کر دو گے تو وہ یقین نہ کریں گے تو پھر وہ لکڑیاں اُن کے سامنے اُڑ رہی جائیں گی۔ جنکو دیکھ کر اُن میں سے اکثر فر جائیں گے اور اکثر دیوانہ ہو جائیں گے۔ یہودیوں نے جب یہ باتیں آنحضرت سے سُنیں تو ہنسنے اور آپس میں کہنے لگے دیکھو محمد مصطفیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کیسے دعوے کرتے ہیں اور اپنی حد سے باہر ہو گئے ہیں۔ حضرت نے فرمایا اس وقت تو اس سے ہو سکتا ہے وہ معجزہ دیکھو گے تو سونگے اور حیرت سے بے ہوش ہو جاؤ گے۔ اگر اس وقت کہو گے خداوند بجا و محمد جسکو تو نے برگزیدہ کیا ہے اور حق علی جسکو تو نے پسند کیا ہے اور رب طفیل ادا کیا ہے ظاہر ہے کہ جس نے اُن کی اطاعت کی تو نے اُس کو فضیلت بخشی ہم جو کچھ دیکھتے ہیں اُس سے ہم کو محفوظ رکھو اور یہی دُعا اُن پر پڑھ دو گے جو مر گئے ہوں گے تو وہ سب زندہ ہو جائیں گے۔ عرض جب وہ یہودی اپنے گھر واپس گئے اور اپنے حُجج میں اکتفہ ہوئے تو آنحضرت کی باتوں کا مذاق اُڑانے لگے۔ حضرت کی باتوں کو بیان کرتے اور ہنستے تھے۔ مگر مگر کی پختہ بات میں آئی اور اس کی تمام لکڑیاں سانپ بن گئیں۔ اور دیواروں سے باہر سر نکال کر اُن کی طرف بڑھیں اور پہلے مگر کی چیزیں منٹے، لوٹے، پیالے، کرسی، کاندے کی سیڑھیاں اور داندے، پنجرے وغیرہ کھانا شروع کیا۔ پھر جیسا کہ حضرت نے فرمایا تھا اُڑ نما ہوا اور چار اشخاص اُن میں سے دہشت سے مر گئے اور اکثر بے ہوش ہو گئے اور بعض نے آنحضرت اور آپ کے اطہار و طہارت کا تو مثل اختیار کیا جیسا کہ حضرت نے بتایا تھا اُن کو کوئی نقصان نہ پہنچا۔ پھر انہوں نے یہی دُعا اُن کو کہیں پڑھی جو مر گئے تھے تو وہ بھی زندہ ہو گئے۔ اُس وقت اُن کو یقین ہوا کہ یہ دُعا یعنی محمد وآل محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام کے توکل سے خدا سے حاجت طلب کرنا مستجاب

پندرہواں باب تمام پیغمبر کے معجزات کے مثل آنحضرت سے معجزات کا اظہار

اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو کچھ کہتے ہیں سچ اور حق ہے، لیکن انہیں ایمان لانا ہمارے لئے دشوار ہے۔ لہذا ہم کو چاہیے کہ انہی ذوات مقدسہ کو بارگاہِ معبود میں شفیع قرار دیں تاکہ وہ ایمان لانے کی ہم کو توفیق عطا فرمائے۔ غرض انہوں نے اسی طرح دعائی تو خدا نے ایمان لانا ان کے لئے محبوب کر دیا اور اسلام کی نبوت پیدا کر دی اور ان کے دلوں سے کفر کی محنت زائل کر دی اور وہ لوگ خدا اور رسولؐ پر ایمان لائے۔ خود سر روز صبح کو اورد ہودی آئے اور جو کچھ حضرتؐ نے ارشاد فرمایا تھا مشاہدہ کیا اور حیرت میں غرق ہو گئے۔ ان میں سے بعض مر گئے اور بعض شقاوت اور کفر پر قائم رہے۔

اور یہ بیضا یعنی جناب مونس کے دست نورانی جیسا مجھو بلکہ اس سے زیادہ روشن اور بلند تر معجزہ بھی آنحضرتؐ کو حاصل تھا۔ اکثر آنحضرتؐ تاریک راتوں میں امام حسنؑ و امام حسینؑ کو خانہ جناب سیدنا اپنے پاس بلاتے تھے اور آواز دیتے تھے کہ اے ابو محمد اور اے ابو جہد اللہ میرے پاس آ جاؤ۔ وہ صاف ہوا سے جہاں بھی ہوتے تھے آنحضرتؐ کی مشتاق آواز سن کر روانہ ہوتے تھے، لہذا حضرتؐ اپنی گشت شہادت روزین در سے باہر کر دیتے تھے اور آپ کے دست نورانی سے ایک نور آفتاب دیا ہوتا ہے روشن تر پیدا ہوتا تھا اور دونوں اختر برج امامت اس کی روشنی میں حضرتؐ کے پاس پہنچ جاتے تھے جب وہ صاف ہوا سے گھر واپس جانا چاہتے تو پھر حضرتؐ اسی طرح اپنی انگشت شہادت کو دھانے سے باہر نکال دیتے تھے اور وہ اس کی روشنی میں گھر چلے جاتے تھے۔

اور طوفان جو خدا نے فرعونوں پر بھیجا اسی طرح مشرکین پر حضرتؐ کے معجزہ کی صورت میں بھیجا اور وہ اس طرح کہ آنحضرتؐ کے اصحاب میں ایک شخص ثابت بن افلح تھا جس نے کسی جنگ میں مشرکین کے ایک شخص کو قتل کیا تھا اس کی زوجہ نے منت مانی تھی کہ اس مسلمان کے کاسہ سر میں شراب پینے کی جس نے اس کے شوہر کو قتل کیا تھا۔ روزِ احد جب مسلمانوں نے فرار کیا اور ثابت ایک بلند مقام پر قتل ہو گئے اس عورت کے غلام نے اس کی اطلاع دی تو اس عورت نے اس خوشی میں غلام کو آزاد کر دیا اور اپنی کنیز اس کو بخش دی۔ جب مشرکین اُحد سے واپس چلے گئے اور آنحضرتؐ اپنے اصحاب کے دفن میں مشغول ہوئے تو وہ عورت ابوسفیانؑ کے پاس آئی اور کہا کہ کس کو میرے غلام کے ہمراہ بھیج دے تاکہ جا کر میرے شوہر کے قاتل کا سر کاٹ لائیں تاکہ میں اپنی منت پوری کر سکوں۔ ابوسفیانؑ منافق نے ان کے وقت دو ٹکڑے آدمیوں کو بھیجا تاکہ اس کا سر کاٹ لائیں۔ جب وہ اس کے پاس پہنچے تو حق تعالیٰ نے محنت بارش نازل کی جس میں وہ سب ڈوب گئے اور ان کا نشان تک باقی نہ رہا۔ اور یہ معجزہ اس سے زیادہ عظیم تھا۔

اور ندی کا معجزہ جو بنی اسرائیل پر ظاہر کیا گیا اس سے عظیم تر معجزہ خدا نے آنحضرتؐ کے دشمنوں پر ظاہر فرمایا کیونکہ ٹھوسے کی ٹڈیاں طبعی مردوں کو نہیں کھاتی تھیں صرف ان کی زراعت کو کھاتی تھیں لیکن آنحضرتؐ کی ٹڈیاں آپ کے دشمنوں کو کھا گئیں۔ اس کا قصہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرتؐ نے شام کی جانب سفر کیا۔ جب وہاں سے واپس کر آ رہے تھے تو دو سو یہودی آنحضرتؐ کی ہلاکت کے اراک سے شام سے نکلے،

آنحضرت کا مذہبی کے مثل اور دنیاوی کے لیے ظاہر و باطن

فیض ہندوؤں کے مثل مجبور و آزاد کو نسبت نہیں ملتا حال ہی میں لکھے۔

اور موقع کے انتظار میں آنحضرت کے پیچھے لگ گئے۔ آنحضرت کی عادت تھی کہ جب تھکے حاجت کو جاتے تو لوگوں سے بہت دور سناں مقام پر تشریف لے جاتے یا درختوں کی آڑ میں چھپ جاتے۔ ایک روز اسی غرض سے آنحضرت چلے اور قافلہ سے بہت دور ہو گئے۔ یہودیوں نے موقع کو غنیمت سمجھا اور آنحضرت کے پاس پہنچ گئے اور چاروں طرف سے گھیر لیا اور تلواریں آپ کے قتل کے لیے کھینچ لیں۔ خلفہ عالم نے اسی وقت آنحضرت کے پیروں کے نیچے سے بے شمار مٹیاں ظاہر کیں۔ وہ ان یہودیوں کے پیٹ لگیں اور کھانے لگیں۔ ان سب کو خود اپنی جان کی پڑ گئی۔ ادھر آنحضرت فارغ ہو کر قافلہ میں پہنچے۔ اہل قافلہ نے پوچھا آپ کے پیچھے ایک جماعت کئی تھی وہ لوگ کیا ہوئے؟ فرمایا وہ میرے ہلاک کرنے کے ارادہ سے گئے تھے خداوند عالم نے آپر مٹیوں کو مسلط کر دیا ہے وہ اسی بل میں گرفتار ہیں۔ اہل قافلہ یہ سن کر ان کے قریب گئے دیکھا کہ بیٹھ مار مٹیاں ان کو لپٹی ہوئی کھا رہی ہیں۔ ان میں سے بہت سے فر گئے ہیں اور بہت سے مرنے کے قریب ہیں۔ وہ لوگ دہاں کھڑے دیکھ رہے تھے یہاں تک کہ وہ سب فر گئے۔

اور جس طرح جو نہیں قطیوں پر مسلط کی گئیں اسی طرح آنحضرت کے دشمنوں پر بھی مسلط کی گئیں اور اُس کا قصہ کوں ہے کہ جب آنحضرت کو مدینہ میں فروغ حاصل ہوا اور آپ کے دین کا رواج ہوا۔ ایک روز آپ اپنے اصحاب کے ساتھ تشریف فرما تھے اور پیغمبران خدا کے امتحان کا مصیبتوں پر صبر کرنے وغیرہ کے مانند تذکرہ ہو رہا تھا۔ اسی ضمن میں حضرت نے فرمایا کہ رکن و مقام کے درمیان شتر پیغمبروں کی قبریں ہیں جو بھوک کے سبب سے مرے ہیں۔ منافقان یہود و قریش میں سے بعض لوگوں نے کہا کہ آؤ ہم سب متفق و متحد ہو کر اس دودھ لگو کو دھواؤ اس قتل کر دیں تاکہ پھر اس کا جھوٹ نہ سنیں۔ غرض دو تئو اشخاص نے آپس میں قسم کھائی اور موقع کا انتظار کرنے لگے یہاں تک کہ ایک روز آنحضرت تنہا مدینہ سے کہیں سفر کے لیے روانہ ہوئے۔ ان منافقوں اور مشرکوں نے بھی موقع کو غنیمت سمجھ کر حضرت کا تاقب کیا۔ ان میں سے ایک نے اپنے لباس کو دیکھا تو بہت جو نہیں نظر آئیں۔ جب اپنے گہرہاں کو کھولا تو تمام بدن میں بے شمار جڑیں دکائی دیں اور تمام جسم میں کھلی شرور ہو گئی۔ وہ یہ دیکھ کر اپنی جگہ پر بہت نادام ہوا اور وہ سردوں کو اس کی خبر کرنا مناسب نہ سمجھا اور ان سے علیحدہ ہو کر بھاگ آیا۔ اسی طرح ہر ایک کا حال ہوا اور سب کے سب بھاگ آئے۔ ہر چند علاج کرتے رہے فائدہ نہ ہوتا تھا بلکہ جڑیں ہر وقت زیادہ ہوتی رہیں یہاں تک ہر ایک کے گلے میں سوراخ ہو گیا اور آب و طعام سے محروم ہو کر دو جینے کے اندر وہاں جہنم ہو گئے۔ بعض پانچ روز میں مر گئے بعض کم میں اور بعض اس سے زیادہ دنوں میں۔ غرض دوا سے زیادہ کوئی نفع نہ رہا اور سب بھوکے پیاسے جوں کی تکلیف میں مبتلا رہ کر ختم ہو گئے۔

اور منہ کوں کو جس طرح خدا نے دشمنانہاں مٹائے پر مسلط کیا، اسی طرح آنحضرت کے اعدا پر بھی مسلط کیا۔ اور اُس کا قصہ اس طرح ہے کہ موسیٰ حج میں مکہ کے رہنے والے مشرکین و یہودی و کفار میں سے دو تئو افراد نے مشورہ کیا کہ آنحضرت کو قتل کر دیں۔ یہ ارادہ کر کے مدینہ کی جانب روانہ ہوئے اور کسی ایک منزل پر انہوں نے ایک خوش دیکھا جس میں نہایت شیریں اور صاف پانی تھا۔ سب نے اپنی مشکلیں

بھر لیں اور روانہ ہوئے۔ دوسری منزل پر پہنچے تو خدا نے اُن کی مشکوں پر عینہ کول اور چوہوں کو مسلط کر دیا۔ اسی سبب سے ان کی مشکوں میں سوراخ کر دیا اور سب پانی اُس بیابان میں بہہ گیا۔ وہ پیاس سے مرنے لگے تو مشکوں کو دیکھ کر تو بھاگے ہوئے اسی منزل کی طرف واپس چلے تاکہ اُس حوض سے پانی پئیں۔ لیکن چوہے اور عینہ کول اُن سے پہلے پہنچے ہوئے تھے اور حوض میں سوراخ کر دیا تھا جس سے سارا پانی چٹانوں پر بہہ گیا تھا اور حوض میں ایک بوند پانی نہ تھا۔ آخر وہ سب زندگی سے دیوس ہوئے اور اُسی صحرا میں پڑے سمیٹے رہے اور بیابان سے ہلاک ہو گئے۔ لیکن اُن میں سے ایک شخص متبہ ہوا اللہ سمجھا کہ اس بلا کے نازل ہونے کا سبب سرورِ انبیاءؐ کی عداوت ہی ہے۔ لہذا اس نے دل سے آنحضرتؐ کی جانب سے عینہ دور کیا اور آپؐ کی محبت پر مائل رہا حضورؐ کا اسم مبارک زبان پر جاری کیا اور زبان و شکم پر نامِ محمدؐ رسلہ اللہ علیہ وآلہ وسلم نقش کرنے لگا۔ اور دعا کی کہ اے پروردگار عالم میں نے محمدؐ کے اکابر سے توبہ کی لہذا محمدؐ کو بحیثیتِ محمدؐ و آلِ محمدؐ نجات دے تو خدا نے آنحضرتؐ کی برکت سے اس کو بچا لیا اور اس کی پیاس و رخ کر دی یہاں تک کہ ایک قافلہ اُس بیابان میں پہنچا اور اُس کو پانی پلایا۔ اس کے ہمراہیوں کے آدھ جگر بھی زندہ تھے لہذا اُس نے اُن سب کا تمام سامان اُن آدمیوں پر بار کیا اور اُس قافلہ کے ساتھ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا اور اپنے تمام ساتھیوں کا حال بیان کیا اور ایمان لایا۔ حضرتؐ نے اُس کا ایمان قبول فرمایا اور اُس گروہ کا سارا مال اسبابِ مسکین بخش دیا۔

اور خون کے خدانے قبطیوں پر مسلط فرمایا تھا اس کی مثال بھی آنحضرتؐ کے معجزات میں ہے۔ اودھ اس طرح ہے کہ ایک روز حضرتؐ نے قصہ کھولوائی اور خون ابو سعید خدریؓ کو دے دیا کہ لے جا کر کہیں پر شہید کر دیں۔ ابو سعید لے کر چلے گئے اور اُس خون کو پی لیا واپس آئے تو آنحضرتؐ نے پوچھا خون کیا کیا؟ انہوں نے کہا میں پی گیا یا رسول اللہؐ۔ فرمایا میں نے تو کہا تھا اس کو کہیں چھادو۔ عرض کی میں نے اس کو محفوظ مقام پر چھپا دیا۔ یعنی اپنے بدن میں۔ فرمایا کبھی ایسا نہ کرنا۔ اور یہ بھی سمجھ لو کہ اب جبکہ تمہارا گوشت اور خون میرے خون کے ساتھ مخلوط ہو چکا ہے خدانے تمہارے بدن پر آتش دوزخ کو حرام فرمایا یہ سن کر عالجس مشافقوں نے مذاق اڑایا کہ ابو سعید خدریؓ کو آتش دوزخ سے نجات مل گئی کیونکہ اُن کے خون میں محمدؐ رسلہ اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خون مل گیا۔ سوائے کذب و افتراء کے یہ اور کیا ہے؟ اگر ہم ہوتے تو ہرگز اُن کا خون نہ پیتے۔ آنحضرتؐ دینی الہی کے ذریعہ سے اُن کی بے ادبانه شک پر مطلع ہوئے اور فرمایا خداوند عالم ان کو خون ہی میں ہلاک کرے گا حالانکہ قوم موسیٰؑ خون میں ہلاک نہیں ہوئی تھی۔ آخر بہت جلد ان کی ناک اور دانتوں کی جڑوں سے خون جاری ہوا اور چالیس روز قحط متاقلین اس عذاب دنیا میں مبتلا رہے پھر جہنم داخل ہوئے۔

اور قحط اور بھلوں کی کمی کے منکر جن مونسے کو خدا نے جن میں مبتلا فرمایا تھا، آنحضرتؐ کے دشمن بھی ہمیں مبتلا ہوئے۔ کیونکہ آنحضرتؐ نے قبیلہ مضر پر نعرہ کی اور کہا خداوند اذیلتہ قبیلہ مضر پر سخت عذاب کر اور انکو قحط میں مبتلا کر جس طرح تیرے دوست کے زمانہ والوں کو مبتلا فرمایا تھا۔ تو خدا نے ان کو بھوک اور قحط میں گرفتار کیا۔ تجارت اُن کے واسطے دوسرے شہروں سے کھانا لاتے تھے اور وہ خرید کر کھودانہ ہوتے راستہ ہی میں

اسی طرح ہندو ہولناکیاں پیڑ کے جوتے کے مثل

قحط اور بھلوں کی کمی کے منکر جن مونسے کو خدا نے جن میں

اُس میں کپڑے بڑ جاتے تھے اور اُس میں بد بو پیدا ہو جاتی تھی۔ اس طرح ان کا مال طعام کے خریدنے میں ضائع ہوتا اور وہ اس سے فائدہ نہ اٹھا سکتے تھے۔ یہاں تک کہ قحط اور بھوک ان کی اس درجہ تک پہنچی کہ مردہ کتوں کے گوشت کھانے لگے اور اپنے مردوں کی ہڈیاں جلا کر کھاتے تھے اور مردوں کو قبروں سے نکھو کر نکالتے اور ان کے گوشت اور ہڈیاں کھاتے اکثر ایسا ہوتا کہ عورتیں اپنے بچوں کو مار ڈالتیں اور کھا جاتیں۔ آخر قریش کے رئیسوں کا ایک گروہ حضرت کی خدمت میں آیا اور سب نے ہجر و انکساری عرض کی، یا رسول اللہ اگر ہم نے خطا کی ہے تو ہماری عورتوں اور بچوں اور چوپایوں پر رحم فرمائیے۔ حضرت نے فرمایا یہ قحط تمہارے واسطے ایک عذاب ہے اور اطفال و حیوانات کے لیے رحمت ہے خدا ان کو دنیا و آخرت میں اجر و عوض دے گا۔ پھر حضرت نے ان کو صاف کیا اور دعا کی پالنے والے اس بلا کو ان سے دُور کر دے۔ پھر ان میں نعمت کی فراز داتی ہوئی جیسا کہ قصصاتی ارشاد فرماتا ہے۔ فَلْيُغْضِبْ فِي رَيْبٍ هَذَا الْبَيْتِ الَّذِي أَطْعَمَهُمْ مِنْ جَنِّ جَعَلَهُمْ مِنْ خَوْفٍ رَبِّ آيَاتُ سُوْرَةِ بَقَرَةِ تُوْنِ كُوْچَا ہِیْے كُہ اُس خانہ کعبہ کے خالق کی عبادت کریں جس نے ان کو بھوک میں کھانا دیا اور خوف سے امان بخشی۔

اور قوم قرعون کے اموال کی بربادی اور ان کا پتھر ہو جانا۔ اس مجرہ کی مثال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور علی علیہ السلام کے لینے بھی ظاہر ہوئی۔ اور اس کا قصہ یوں ہے کہ ایک مرد پیر اپنے لڑکے کے ساتھ آنحضرت کی خدمت میں آیا اور درو کر کہنے لگا کہ یہ میرا لڑکا ہے اس کی پرورش میں میں نے مال صرف کیا اپنے ہاتھ پیروں سے اس کی خدمت کی ہمیشہ اس کو اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھا اور اب جبکہ یہ جوان ہوا اس کو طاقت و قوت حاصل ہوئی اور اس نے مال و دولت جمع کیا اور میری طاقت اور میرا مال ختم ہو چکا ہے مجھے اتنا کھانے تک کو نہیں دیتا کہ میں زندہ رہ سکوں۔ حضرت نے لڑکے سے پوچھا تو کیا کہتا ہے؟ اُس نے کہا یا رسول اللہ میرے پاس میرے اور میرے اہل و عیال کے خرچ سے زیادہ نہیں ہے کہ میں اسے بھی دوں۔ پھر حضرت نے اُس کے باپ سے پوچھا کہ اب تم کیا کہتے ہو؟ اُس نے عرض کی یا رسول اللہ اس کے پاس گندم جو خرما اور مٹھے کے انبار موجود ہیں اور چاندی سونے کے سکے اشرفیاں وغیرہ قبیلوں میں بھر بھر کر رکھی ہوئی ہیں۔ یہ بہت دولت مند ہے۔ لڑکے نے کہا یا رسول اللہ یہ سب غلط ہے میرے پاس یہ کچھ نہیں ہے۔ حضرت نے فرمایا میں اس جینے کا خرچ اس کو دیتے دیتا ہوں آئندہ جینے سے تو دینا اور حضرت نے اُسامہ سے فرمایا کہ سو درم اس کو دے دو۔ جب دو سہرا جینہ شروع ہوا پھر وہ لڑکا لڑکے کو لے کر حضرت کے پاس آیا اور شکایت کی پھر لڑکے نے کہا میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ حضرت نے فرمایا تو جھوٹ بولتا ہے تیرے پاس بہت مال ہے لیکن آج رات ہونے تک تو اپنے باپ سے زیادہ پریشاں اور غمگین ہو جائے گا اور تیرے پاس کچھ نہ رہے گا۔ غرض وہ جوان واپس گھر آیا تو اُس کے ہمسائے اُس کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اپنے غلے کے ڈھیروں کو مہاسے گھروں کے پاس سے ہٹا لے جاؤ کیونکہ اس کی غفونت و بد بوی سے ہلاک ہوتے جاتے ہیں۔ وہ یہ سن کر اپنے ڈھیروں پر آیا دیکھا کہ وہ سب مٹر گل گئے ہیں

ہندو ہوں تاہم پیغمبر کے عزا کے مثل آنحضرتؐ سے مجزاً کا اہل

در تمام گندم، جو، اتریا وغیرہ خراب و فاسد ہو گئے ہیں۔ اُس کے ہمسایوں نے اُس کو تجبور کیا کہ ان کو یہاں سے جلد چھٹکواؤ۔ آخر اُس نے بہت سے مزدوروں کو بلوایا اور زیادہ سے زیادہ اجرت دینا طے کر کے وہ تمام غلے وغیرہ کے ڈھیر دینے سے دفعہ چھٹکوائے اور اُن کی مزدوری دینے کے لئے اپنے تھیلوں کو کھولا جن میں اشرفیاں وغیرہ تھیں، دیکھا کہ وہ چاندی سونے کے تمام ہتکتے تھرہو گئے ہیں۔ مزدوروں نے صحتی کی تو اُس نے اپنا لباس گھر کا تمام اثاثہ فروخت کر کے ان کی مزدوری ادا کی اور امداد کے کمانے تک کا خرچہ اُس کے پاس نہ بچا۔ اس صدمہ میں وہ بیمار ہو گیا یعنی صحت بھی کھو بیٹھا، جناب رسول خدا نے فرمایا کہ اسے وہ لوگو جو باپ یا ماں کی طرف سے طاق ہو گئے ہو عہرت حاصل کرو اور سمجھو کہ جس طرح اُسے روکے کھال کی ڈنیا میں منتیر ہو گیا۔ اس طرح پرشت میں جو اُس کے وہجات مقرر کئے گئے تھے جہنم کے طبقوں سے بدل دیئے گئے۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے یہودیوں کی اس وجہ سے مذمت کی ہے کہ ان سے بہت کے دیکھنے کے بعد بھی گنو سالہ کی پرستش کرتے رہے لہذا ہرگز ان کے مثل مت بنو۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ ہم ان کی شبیہ کیونکر ہو سکتے ہیں فرمایا اس طرح کہ خدا کی عبادت کے ساتھ کسی مخلوق کی عبادت کرو اور کسی مخلوق پر بھروسہ کرو۔ اگر ایسا کرو گے تو پھر مے کی پرستش کے مانند یہودیوں کی شبیہ ہو جاؤ گے۔

حدیث مقبر میں مٹوئے رخ جعفر علیہم السلام سے منقول ہے کہ شام کا ایک یہودی مدینہ میں آیا جو
توریت و زبور و انجیل اور پیغمبروں کی تمام کتابیں پڑھے ہوئے تھا اور ان کے معجزات کو دیکھتا تھا۔ مسجد میں جو
لوگ حضرت کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے ان میں حضرت علیؑ ابن عباسؓ اور ابو سعید خدریؓ بھی تھے۔ اُس
یہودی نے کہا اے اُمّت محمدؐ کسی پیغمبر کے لئے کوئی دھواں فضیلت ایسی نہیں ہے جو تم اپنے پیغمبر کے لئے
ثابت نہ کرتے ہو۔ کیا تم میرے سوالوں کا جواب دے سکتے ہو؟ یہ سُنکر تمام صحابہ خاموش رہے۔ لیکن حضرت علیؑ
نے فرمایا ہاں اے یہودی خدا نے ہر پیغمبر کو جو دھواں فضیلت دی ہے سب ہمارے پیغمبر میں جمع کر دیا ہے بلکہ
اُن سے زیادہ سے زیادہ ہمارے پیغمبر کو عطا کیا ہے۔ یہودی نے کہا اچھا میں سوال کرتا ہوں جواب کے لئے
تیار رہو۔ حضرت علیؑ نے فرمایا بوجھو جو پوچھنا چاہو۔ یہودی نے کہا خدا نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم علیہ السلام
کو پہنچا کر یہ کیا حمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے بھی ایسا ہوا ہے؟ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا علامہ کہ کاہن
آدمؑ کی بدسترس کے لئے نہ تھا بلکہ اُن کی فضیلت کا اقرار تھا؛ لیکن خدا نے حمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس سے
بہتر عطا کیا کہ خدا اور فرشتے ملکوتِ اعلیٰ میں اُنہر صلوات بھیجتے ہیں؛ مزید برآں مومنوں پر واجب کیا کہ اُنہر
قیامت تک صلوات بھیجیں۔ یہودی نے کہا خدا نے آدمؑ کی توبہ قبول فرمائی۔ حضرت نے فرمایا کہ حمد صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے لئے اس سے بہتر قرار دیا۔ بغیر اس کے کہ حضرت سے کوئی گناہ صادر ہو فرمادیا یہ بخیر
لَقَدْ اَتٰنَا مَا نَقْدَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَمَا كُنَّا اَخْرَجُ (آیت سورۃ نوح) تاکہ خدا تمہارے گزشتہ گناہوں سے
گناہوں کو بخش دے۔ جب آنحضرتؐ قیامت میں آئیں گے تو آپ کے ذمہ کوئی گناہ نہ ہو گا۔ یہودی نے کہا
خدا نے آدمؑ کو مکانِ بلند تک پہنچایا اور مرنے کے بعد بہشت کے محلے کھلائے۔ حضرت نے فرمایا خدا نے

اتھار علیہ السلام کو اس سے بہتر عطا کیا ہے کیونکہ ان سے خطاب فرمایا وَ رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ رَبِّ
 آیہ سورۃ الشرح یعنی ہم نے تمہارا ذکر بلند کیا۔ اور یہی آنحضرتؐ کی عظمت اور شان کی بلندی کے لئے
 کافی ہے۔ اگر اور سین کو مرنے کے بعد طعام بہشت عطا فرمایا تو محمدؐ کو جو قیم ماور و پدید کے دنیا ہی میں
 طعام جنت بھیجا۔ ایک روز جبریلؑ حضرتؐ کے لئے ایک جام بہشت لائے جس میں بہت سے تحفے تھے جب
 آنحضرتؐ کے ہاتھ میں دیا وہ تحفے سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَالْكِبْرُ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ
 إِلَّا اللَّهُ پڑھنے لگے۔ پھر اس طرح میرے اور فاطمہؑ کے اور حسنؑ و حسینؑ کے ہاتھوں میں وہ تحفے دیئے
 گئے تو حبیب و جلیل اور حمید و تکبر کرتے تھے۔ آنحضرتؐ کے صحابہ میں سے ایک شخص نے وہ جام لینا چاہا تو
 جناب جبریلؑ نے وہ جام حضرتؐ کے ہاتھ میں دے دیا اور کہا اس میں سے آپؐ اور آپؑ کے اہلبیتؑ کا نہیں کھائے
 یہ تحفے آپؐ کے اور آپؑ کے اہلبیتؑ کے واسطے خدا نے بھیجے ہیں اور طعام بہشت دنیا میں سوائے سیدؐ اور
 وصیؑ غیر کے اور کسی کے واسطے سزاوار نہیں ہے۔ غرض آنحضرتؐ نے اور ہم اہلبیتؑ نے وہ طعام کھائے
 اور اُن کی لذت اب تک میرے دہن میں موجود ہے۔ یہودی نے کہا جناب نوحؑ نے اپنی امت سے بہت
 تکلیفیں اٹھائیں اور صبر فرمایا۔ لوگوں نے ہر چہاں کی تکذیب کی لیکن انہوں نے تبلیغ رسالت کی۔
 جناب امیرؑ نے فرمایا ہاں ایسا ہی تھا۔ اور جناب سرور کائناتؑ نے بھی مکہ میں قریش کی ایذا رسانیز صبر کیا
 وہ جس قدر آپؐ کی تکذیب کرتے تھے آنحضرتؐ اتنا ہی رسالت کی تبلیغ فرماتے رہے یہاں تک کہ لوگوں نے
 ان کو پتھروں سے زخمی کیا اور ابولہبؑ نے ناقہ کی کثافت سے بھری ہوئی آنتیں حضرتؐ کے سرو جسم پر
 ڈالیں۔ اُس وقت خدا نے جبریلؑ ایک فرشتہ کو جو پہاڑوں پر سوکھ ہے حکم دیا کہ پہاڑوں کو شگفتہ کر
 اور فتح علیہ السلام کو اپنی قوم کے بارے میں جھے جو حکم دیں اُس کو بھالو۔ وہ ملک حضرتؐ کی خدمت
 میں آیا اور کہا اگر آپؐ فرمائیں تو پہاڑوں کو اکھیر کر ان کے سروں پر گرادوں تاکہ یہ سب ہلاک ہو جائیں۔ یہ شکر
 حضرتؐ نے فرمایا کہ میں رحمت کے ساتھ مبعوث ہوا ہوں۔ میرے معبود میری قوم کی ہدایت کر کیونکہ وہ چہ
 زبیر سے ناواقف ہیں۔ اسے یہودی جب نوحؑ نے اپنی قوم کو دیکھا کہ فرق ہو گئی تو اپنے لڑکے کے لئے
 رحم و کرم کا اظہار کیا اور اُس کی محبت میں خلا سے التجا کی کہ پالنے والے یہ میرے اہل سے ہے تو اسکو
 بچالے۔ خلفائے کی تسکین و تسلی کے لئے فرمایا کہ یہ تمہارے اہل سے نہیں ہے کیونکہ اس کا عمل بد ہے
 اور آنحضرتؐ نے جب دیکھا کہ اُن کی قوم حق کی دشمن ہے تو اُن سے انتقام کے لئے تلوار سے کام لیا۔ اور
 یگانگت کے سبب اُن کے دل میں رحم نہ آیا اور اُن کی جانب سختی سے نہ دیکھا اور اُن کو خدا کا دشمن بھا۔
 یہودی نے کہا نوحؑ نے اپنی قوم کے لئے بد دعا کی تو اُن کی قوم کے لئے آسمان سے بے اندازہ پانی برسایا
 جس میں وہ لوگ ڈوب گئے۔ حضرتؐ نے فرمایا ایسا ہی تھا۔ لیکن دعائے نوحؑ دعا کے غضب تھی۔ اور آنحضرتؐ
 نے اپنی قوم پر رحمت کے لئے دعا کی اور آسمان سے رحمت کے لئے بے اندازہ پانی برسا۔ اس کا قصہ
 اس طرح ہے کہ جب آنحضرتؐ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے جمعہ کے دن اہل مدینہ نے حضرتؐ کی خدمت میں
 حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہؐ بانی برسنا سو قوف ہو گیا ہے درخت خشک ہو گئے ہیں پتیاں چھڑ گئی ہیں اور

حکیت سونے کے چارہے ہیں۔ یہ سنکر حضرت نے دست مبارک آسمان کی جانب بلند کیا کہ بھل کی سفیدی
 نہ بیاں ہو گئی۔ اس وقت بادل آسمان پر سلطان نہ تھا۔ لیکن حضرت نے اسی اپنے مقام سے حرکت نہ کی تھی کہ
 بارش شروع ہو گئی اور ایسی ہوئی کہ لوگوں کو گھروں تک جانا دشوار ہو گیا۔ اور سات روز تک مسلسل
 بارش ہوتی رہی۔ پھر وہ لوگ دوسرے جمعہ کو خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ
 اب تو ہمارے مکانات گرے چارہے ہیں اور قافے کے راستے بند ہو گئے ہیں۔ حضرت نے قسم فرمایا
 اور کہا آدم کی اولاد کتنی نعمتوں سے اکتا جاتی ہے۔ پھر حضرت نے دعا کی کہ وردگار اب یہاں بارش روک دے
 اور ہمیں اسے اطراف میں باران نازل فرما۔ خداوند چراگاہوں اور کھیتوں میں اب پانی برسا۔ اسی وقت مدینہ
 میں بارش بند ہو گئی اور اس کے اطراف و جوارب میں پانی برسے لگا۔ خدا کے نزدیک آنحضرت کی یہ قرب
 منزلت تھی۔ یہودی نے کہا خدا نے ہود کے دشمنوں سے ہوا کے ذریعہ انتقام لیا۔ حضرت نے فرمایا ہاں
 لیکن آنحضرت کے لئے اس سے بہتر معجزہ تھا۔ خدا نے جنگ خندق کے دن ہوا کو بھیجا جس میں کنگرے
 اور فرشتوں کو بھیجا جنکو کفار نہیں دیکھتے تھے۔ اس طرح آنحضرت کا معجزہ جناب ہود کے معجزہ سے
 دو زیادتی کا حامل تھا۔ اول یہ کہ آٹھ ہزار فرشتے حضرت کے ہمراہ تھے دوسرے یہ کہ ہود کی ہوا قوم عاد
 کے لئے غضب تھی اور ہوا آنحضرت رحمت تھی جس کے ذریعہ سے مسلمانوں کو کافروں سے نجات ملی اور
 ان کو کچھ نقصان نہ پہنچا جیسا کہ فلق عالم ارشاد فرماتا ہے: **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا كُرِهُوا الْعِصْمَةُ**
اَعْلَوْ عَلَيْكُمْ إِذَا جَاءَتْكُمْ جُنُودٌ فَإِنَّمَا يَرْسُلْنَا عَلَيْهِم مِّنْ خَلْقٍ نَّجْوٍ لَّكُم مِّنْهُم مَّا تَرَىٰ
سُورَةُ الْأَحْزَابِ۔ یہودی نے کہا خدا نے صالح کے لئے آونٹ پر اس سے پیدا کیا تاکہ ان کی قوم کو عبرت
 ہو۔ حضرت نے فرمایا ہاں ایسا ہی تھا۔ لیکن آنحضرت کو اس سے بہتر دیا۔ ناقہ صالح حضرت صالح سے
 کھنگو نہیں کرتا تھا اور نہ ان کی منبری کی اس نے گواہی دی۔ لیکن ہم کسی فردہ میں آنحضرت کے پاس
 بیٹھے تھے ناگاہ ایک آونٹ حضرت کی خدمت میں آیا اور فریاد کی۔ خدا نے اس کو گویا کر دیا۔ اس نے کہا
 یا رسول اللہ فلاں مرد میرا مالک ہے وہ مجھ سے کام لیتا رہا اب چونکہ میں بوڑھا ہو گیا ہوں تو چاہتا ہوں
 کہ مجھے نحر کرے لہذا میں حضور کے پاس پناہ لینے آیا ہوں۔ یہ سنکر حضرت نے کسی کو اس کے مالک
 کے پاس بھیجا اور اس آونٹ کو اس سے مانگ لیا اور آزاد کر دیا۔ دوسرے روز ہم لوگ خدمت اقدس
 میں حاضر تھے ناگاہ ایک اعرابی ایک آونٹ کو کھینچتا ہوا آیا ایک دوسرا شخص بھی اس کے ساتھ اسی آونٹ
 کا دعویٰ کرتا تھا۔ وہ اپنے ساتھ گواہوں کو بھی لائے تھے جنہوں نے جھوٹی گواہی دی۔ تو وہ آونٹ بچکم خدا
 گویا ہوا کہ یا رسول اللہ فلاں شخص کا مجھ پر کوئی حق نہیں ہے۔ میرا مالک ہی اعرابی ہے۔ مجھ کو نساں
 یہودی نے اس اعرابی کے پاس سے چڑھایا تھا۔ پھر یہودی نے کہا حضرت ابراہیم کو خدا نے ان کے زمانہ
 طفلی میں آسمان دوزیم کے عمائب سے عبرت حاصل کرنے کی توفیق بخشی کہ وہ معرفت الہی میں
 کامل ہو گئے اور حق شناسی کے دلائل بیان کیے۔ حضرت نے فرمایا ایسا ہی تھا۔ لیکن جناب ابراہیم
 کو پندرہ سال کے بعد یہ معرفت ہوئی تھی۔ اور آنحضرت سات سال کے تھے کہ عیسائی تاجروں کا ایک

زندگی کو تنگ کر دیا یہاں تک کہ خدا نے ان کی شرارتوں اور مکاریوں کو اپنی ضعیف ترین خلق کے ذریعہ مائل کر دیا اور دیکھ کہ اس عہد نامہ پر مسلط کیا جو آنحضرتؐ سے ترک تعلقات و آزار رسانی کے لیے لکھا گیا تھا اور کعبہ میں محفوظ کیا گیا تھا۔ دیکھو کہ اُس کو چٹ کر بے کار کر دیا اور آنحضرتؐ کی حقیقت اُن پر ظاہر ہوئی۔ اس کے بعد ایک دوسرا یہودی آیا اور اُس نے کہا خدا نے حضرت موسیٰؑ پر توریت نازل کی جس میں احکام اور خدائی حکمتیں ہیں۔ حضرت علیؑ نے فرمایا خدا نے آنحضرتؐ کو انجیل کے عوض شدہ پتھر اور سورۃ مائدہ اور قس ۱۱ اور قس ۱۲ اور سورۃ ہلے منقل کہ جو سورۃ محمدؐ ہے آخر قرآن تک عطا فرمایا، اور توریت کے عوض حم ۱۱ بحسبہ اور نصف سورۃ منقل میں مسجات کے زبور کی جگہ عنایت فرمایا اور سورۃ بنی اسرائیل اور سورۃ برات صحبہ ابراہیمؑ و موسیٰؑ کے بدلے کی امت فرمایا: بلکہ تمام پیغمبروں کی کتابوں سے زیادہ دیا۔ اور کئی بڑی سورتیں اور سورۃ حمد جو سبع مثانی ہے اور تمام کتاب قرآن اللہ بے حساب حکمتیں حضرتؐ کو عطا فرمائیں۔ یہودی نے کہا خداوند عالم نے جناب موسیٰؑ سے طور سینا پر حکام کیا، حضرتؐ نے فرمایا خدا نے ہمارے پیغمبر سے سورۃ المنقہ پر مشکوکی۔ آنحضرتؐ کا دھرم اور مقام تمام آسمانوں میں مشہور ہے اور عرش الہی کے نزدیک آپؐ کا ذکر ہوتا ہے۔ یہودی نے کہا خداوند عالم نے جناب موسیٰؑ کو اپنی محبت عطا فرمائی تھی کہ جو شخص آپؐ کو دیکھتا تھا آپؐ کی محبت میں بیتاب ہو جاتا تھا۔ حضرتؐ نے فرمایا آنحضرتؐ کے لیے خدا نے نہایت بلند درجہ اور عظیم محبت قرار دی اسی سبب سے ہے کہ اپنی وحدانیت کی گواہی کے ساتھ آنحضرتؐ کی رسالت کی شہادت کو متحمل فرما دیا کہ جب قرآن اُلاشد کی صدا بلند ہوتی ہے ساتھ ہی شہد ان نعمت اللہ رسول اللہ کی آواز بھی بلند ہوتی ہے۔ یہودی نے کہا موسیٰؑ کے شرف کے لیے خدا نے ان کی ماں کو وحی کی۔ حضرتؐ نے فرمایا جناب رسول خدا کی مادر گرامی کے لیے بھی فرشتوں کی آواز آئی اور انہوں نے شہادت دی کہ خدا کے رسول ہیں اور آنحضرتؐ کا نام نامی خدا کی تمام کتابوں میں لکھا ہوا ہے اور یہ کہ جو فرزند آپؐ کے شکم میں ہے اولین و آخرین کا سردار ہے اس کا نام محمدؐ رکھ لیجئے۔ غرض خدا نے اپنے برگ ناموں میں سے اُن کا نام مشتق فرمایا۔ خدا محمود ہے اور وہ محمدؐ ہیں۔ یہودی نے کہا خدا نے موسیٰؑ کو فرعونؑ پر مبعوث فرمایا اور اُن کو ایک دھڑی نشانی عطا کی۔ حضرتؐ نے فرمایا خدا نے آنحضرتؐ کو بہت سے فرعونوں پر مبعوث کیا جو جہل، کھنہ، شبیہ، ابوالخضریٰ، نصر بن الحزب، امیر بن خلف اور بنو مدینہ کے ایسے اور دوسرے ہاتھی اشخاص پر مبعوث فرمایا یعنی دلید بن منیر، غزوہ، عاص بن قائل، سہمی، اسود بن عبد یثوث، نہری، اسود بن مطلب اور عاتر بنی غلاظہ جو آنحضرتؐ کا مذاق اڑاتے تھے۔ خدا نے ان کو دنیا میں اور خود ان کے نفسوں میں نشانیاں اور محجزات دکھائے یہاں تک کہ آپؐ واضح ہو گیا کہ آنحضرتؐ کا دعوے برحق ہے۔ یہودی نے کہا خدا نے فرعونؑ سے موسیٰؑ کا انتقام لیا۔ حضرتؐ نے فرمایا خدا نے آنحضرتؐ کے لیے اُن کے زمانہ کے فرعونوں سے انتقام لیا۔ وہ ہاتھی اشخاص جو آنحضرتؐ کا مذاق اڑایا کرتے تھے ان کے ہاں سے میں خدا نے فرمایا انا کفینا انا المستغنی عنہم، سورۃ الحج ۱۱، اے ہمارے حبیب ہم نے جناب اُن کے والوں کے شر سے تم کو محفوظ کر دیا۔ خدا نے اُن پانچوں اشخاص کو ایک ہی روز خاص طرح

ہلاک کیا۔ ولید ایک موضع میں گیا تھا وہاں خراہ کا ایک شخص ایک تیر کو تراش کر اُس کے ریزے اٹھائے
 چھوڑ گیا تھا جو ولید کے پاؤں میں ٹھیکے اور خون جاری ہو گیا۔ ہر چند کوشش کی مگر خون بند نہ ہوا۔ وہ
 تکلیف کی شدت سے چلایا کرتا تھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے خدا نے مجھے مار ڈالا یہاں تک کہ جہنم
 داخل ہوا۔ عاص بن وائل شہر سے باہر کسی کام کو گیا تھا راستہ میں ایک پتھر سے اُس کا پیر پھسل گیا اور
 وہ پہاڑ سے نیچے گر کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ وہ بھی یہی فریاد کیا کرتا تھا کہ محمد کے خدا نے مجھے مار ڈالا۔
 یہاں تک کہ جہنم کی آگ میں داخل ہو گیا۔ اسود بن عبد یفوث اپنے فرزند زید کے استقبال کے لیے گھر
 سے نکلا اور ایک درخت کے سائے میں ٹھہرا۔ جبریل نے آکر اُس کا سر درخت سے ٹکرا دیا وہ غلام کو
 پکارتا رہا کہ اس شخص کو پکڑ لے جو میرے سر کو درخت پر مار رہا ہے۔ غلام کہتا تھا کہ تو خود ہی اپنا سر
 مار رہے مجھے نہ کوئی اور دکھائی نہیں دیتا۔ تو وہ چلائے لگا کہ محمد کے پروردگار نے مجھے مار ڈالا اسی طرح وہ
 بھی جہنم داخل ہوا۔ اسود بن مطلب پر پیغمبر نے لعنت کی کہ خدا اس کو نابینا کر دے اور اس کے فرزند کے
 غم میں مبتلا کرے۔ ایک روز وہ گھر سے نکلا۔ جناب جبریل نے اس کی آنکھ پر ایک سبز پتی سے مارا کہ وہ اندھا
 ہو گیا۔ پھر اُس کا لڑکا فوت ہوا اُسی کے ساتھ وہ بھی جہنم میں پہنچا۔ اسی طرح اسود بن حارث بھی معذب ہوا۔
 ایک روز اُس نے بھی ہوئی پھلی کھائی اس سے اس قدر پیاس بڑھی اور تپانی پی گیا کہ اس کا پیٹ پھٹ گیا
 وہ بھی یہی کہتا رہا کہ محمد کے پروردگار نے مجھ کو مار ڈالا یہاں تک کہ جہنم داخل ہوا۔ وہ پانچویں اشقیاء میں
 وقت میں مذنب ہوئے اس لیے کہ ایک مرتبہ وہ سب جناب رسول خدا کے پاس آئے اور بولے کہ اے محمد
 ہم نے تم کو دو پیر تک کی قبلت دی۔ اگر تم اپنی بات سے باز نہ آئے تو ہم تم کو مار ڈالیں گے۔ یہ سنکر
 آنحضرت غصے میں درخیز ہو کر گھر واپس آئے اور دروازہ بند کر لیا۔ اُسی وقت جبریل تازی ہوئے اور یہ آیت
 لائے۔ **فَاَصْدَأْ بِمَا قَوْمٌ وَاَعْبَدُوهُنَّ عَنِ الْمَشْرِيقِ** رپل آیت سورۃ الحجۃ اہل مکہ پر احکام الہی
 پہنچا اور ان کو ایمان کی دعوت و دلائل مشرکوں کی پروا امت کو وہ حضرت نے فرمایا ان کے بارے میں کیا
 کروں جنہوں نے مجھے مار ڈالنے کی دھمکی دی ہے۔ جبریل نے پھر یہ آیت پڑھی **لَا اَنَا كَفَيْتُ لَكَ**
الْمُشْتَهَرِينَ رپل سورۃ الحجۃ آیت ۹ حضرت نے فرمایا وہ سب ابھی میرے پاس آئے تھے۔ جبریل نے کہا
 نہیں نے اُن سب کو دفع کر دیا۔ پھر حضرت باہر نکلے اور اپنے امر تبلیغ میں مشغول ہو گئے۔ ان کے علاوہ
 باقی قریظوں کو خدا نے روزِ بدر فرشتوں اور مومنوں کی تلوار سے ہلاک کیا اور باقی مشرکین بھاگ گئے۔
 یہودی نے کہا خدا نے مجھے کو ہما دیا۔ جب وہ اُس کو زمین پر ڈال دیتے تھے تو وہ اُردو پاں جاتا تھا
 حضرت نے فرمایا خدا نے آنحضرت کو اس سے بہتر مجروحہ صاف فرمایا۔ اور وہ اس طرح ہے کہ ایک شخص کے آدنٹ
 کی قیمت ابو جہل کے ذمہ باقی تھی اور وہ شراب میں مشغول تھا اُس شخص کو ابو جہل سے طاقات کا موقع نہ
 ملتا تھا۔ جو لوگ آنحضرت کا مذاق اڑایا کرتے تھے ان میں سے ایک شخص نے اُس سے ٹوچا کہ کس کو تلاش
 کرتے ہو۔ اُس نے کہا عمر بن ہشام کو۔ اُس سے اپنے آدنٹ کی قیمت لینا ہے۔ اُس نے کہا کیا میں تم کو
 ایسا شخص نہ بتا دوں جو لوگوں کا حق دھوا رہا ہے۔ اُس نے کہا ہاں ضرور بتاؤ۔ اُس نے آنحضرت کا ہاتھ

بتا دیا۔ وہ آنحضرتؐ کے پاس آیا اور عرض کی میں نے سنا ہے کہ آپؐ کے اور عمرو بن ہشام کے درمیان دوستی ہے۔ چاہتا ہوں کہ آپؐ اس سے میری سفارش کر دیں کہ وہ میرا حق مجھے دیدے۔ ابو جہل ہمیشہ کہا کرتا تھا کہ میری تمنا ہے کہ کبھی محمدؐ کو مجھ سے کوئی حاجت ہو پیش ہو تو میں اُن کا مذاق اڑاؤں اور اُن کی حاجت کبھی پوری نہ کروں۔ عرض آنحضرتؐ اس شخص کے ساتھ ابو جہلؓ کے دو بارہ پرانے اور فرمایا اے ابو جہلؓ اس کا دھوپیر دیدے۔ حضرتؐ نے اسی روز اس کو ابو جہلؓ کی کنیت سے خطاب فرمایا اس سے پہلے کوئی اس کو ابو جہلؓ نہیں کہتا تھا۔ عرض حضورؐ کا حکم سننے ہی ابو جہلؓ نے جلدی سے اٹھا اور اُس مرد کی رقم لاکر ادا کر دی پھر اپنے دوستوں کے پاس گیا اُن میں سے ایک شخص نے کہا محمدؐ کے خوف سے تُو نے بہت جلد اُس کا مطاہر پورا کر دیا۔ ابو جہلؓ پورا محمدؐ کو معذور رکھو۔ جب محمدؐ ہمیرے سامنے آئے تو اُن کی داہنی جانب میں نے لوگوں کو دیکھا کہ ہاتھوں میں حربے لیے ہوئے ہیں اور وہ جھک رہے ہیں! بائیں جانب دو اڑ رہے تھے جو اپنے دانت کڑکڑا رہے تھے۔ اور اُن کی آنکھوں سے آگ کے شعلے نکل رہے تھے۔ اگر میں اُس کا روپیہ نہ دیتا تو یقیناً وہ لوگ اُن حربوں سے میرا پیٹ بھاڑ ڈالتے اور وہ اڑ رہے میرے ٹکڑے کر ڈالتے۔ ان میں سے ایک اڑ رہا تو خوشی کے اڑ رہا ہے کہ برابر تھا اور وہ اڑ رہا اور وہ اڑ رہا تھا فرشتے جو ہاتھوں میں حربے لیے ہوئے تھے وہ اڑ رہے توئی کے مجروح سے زیادہ تھے جو خدا نے آنحضرتؐ کو عطا کیے۔ بیشک آنحضرتؐ اسی درجہ حق کی دعوت کے سبب کفار قریش کو بہت ایذا چھی۔ آنحضرتؐ ایک روز ان کے جمع میں کھڑے ہوئے اُن کو احقر و جاہل اور ان کے دین کو اہل قلم سے رہے تھے اُن کے بنوں کو نما کہہ رہے تھے اُن کے باپ داداؤں کو گراہی کے ساتھ نسبت دے رہے تھے۔ یہ باتیں سن کر وہ کفار بہت رنجیدہ ہوئے۔ ابو جہلؓ نے کہا خدا کی قسم اس زندگی سے ہمارے لئے موت بہتر ہے۔ اے گروہ قریش کیا تم میں کوئی ایسا نہیں ہے کہ موت کے لئے آمادہ ہو اور محمدؐ کو قتل کر دے۔ ان لوگوں نے کہا کوئی نہیں۔ ابو جہلؓ نے کہا میں اُس کو قتل کروں گا۔ اگر ادا و عبد المطلبؐ مجھے چاہے تو قتل کر دے گی یا صاف کر دے گی۔ قریش نے کہا اگر تم ایسا کرو گے تو تمام اہل مکہ پر تمہارا احسان ہو گا اور ہمیشہ تمہاری یاد قائم رہے گی۔ ابو جہلؓ نے کہا کہ کب کے گروہ بہت سجدہ کیا کرتا ہے اب جبوقت وہ کعبہ کے قریب آئے گا اور سجدہ کرے گا تو میں ایک بڑے پتھر سے اس کا سر کھل دوں گا عرض آنحضرتؐ کعبہ کے پاس جب آئے تو سات مرتبہ طواف کیا پھر نماز پڑھی اور سجدہ میں سر رکھا اور سجدہ میں طول دیا۔ اور ابو جہلؓ طعون ایک بھاری پتھر اٹھا کر حضرتؐ کے قریب آیا تو دیکھا کہ ایک نہایت مست اونٹ حضرتؐ کی طرف سے منہ کھولے ہوئے اُس کی طرف بڑھا۔ اس کو دیکھ ابو جہلؓ کانپنے لگا اور پتھر ہاتھ سے چھوٹ کر اُس کے پیروں پر گر گیا جس سے پیر زخمی ہو گئے اور خون جاری ہو گیا۔ وہاں سے وہ خوف زدہ ہو گیا اُس کے چہرے سے پسینہ ٹپک رہا تھا۔ اُس کے ساتھیوں نے کہا ہم نے کبھی تیری ایسی حالت نہیں دیکھی تھی۔ اُس نے کہا مجھے صاف کر دینے سے وہ کیفیت دیکھی جو کبھی نہیں دیکھی تھی۔ یہودی نے کہا خدا نے تمہارے کو دست نوری دیا تھا۔ حضرتؐ نے فرمایا خدا نے آنحضرتؐ کو اس سے بہتر مہر عطا فرمایا تھا۔ آپؐ جس مجلس میں تشریف فرما ہوتے تھے آپؐ کے داہنے بائیں سے ایسا نور ظاہر ہوتا تھا جس کو

ابو جہلؓ کی آنحضرتؐ کا پورا پورا احسان تھا اور وہ اس کا کبھی شک نہ کرتا تھا۔

تمام لوگ دیکھتے تھے۔ یہودی نے کہا خدا نے وہاں کو جانب موڑنے کے لئے شگفتہ کیا۔ فرمایا آنحضرت کے لئے اس سے بلند تر پہرہ جو جس وقت ہم لوگ آپ کے ساتھ جنگ جنین میں جا رہے تھے ایک حدید کے قریب پہنچے جس کی گہرائی چوڑا آدمیوں کے قدم کے برابر تھی۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ یہ کیا ہوگا دیا حاصل ہے اور دشمن کس قب میں ہیں جس طرح جانب موڑنے کے سانچوں نے کہا تھا اِنَّا لَنَكُونُ ذَکَکُمْ رِبًّا۔ آیت سورۃ الشوریٰ یہ شکر آنحضرت ناقہ سے اُترے اور ہار کا واحدیت میں مناجات کی کہ پالتے والے ہر پیغمبر و مرسل کے لئے تو نے ایک مجرہ عطا فرمایا ہے مجھے اپنی قدرت کی نشانی دکھا دے۔ یہ کہہ کر سوار ہوا اور پانی پر چلے۔ آپ کا لشکر بھی آپ کے پیچھے روانہ ہوا اور اس دریا سے سب پارا تہ گئے اس طرح کہ گھوڑوں کے ستم تک تر نہ ہوئے۔ پھر وہاں سے مظفر و منصور واپس آئے۔ یہودی نے کہا خدا نے مونس کو ایسا پتھر دیا تھا جس سے بارہ چشمے جاری ہوتے تھے۔ حضرت نے فرمایا جب آنحضرت نے مدینہ میں قیام کیا اور نزل مکہ نے آپ کا محاصرہ کیا حضرت کے اصحاب نے ششلی کی شکایت کی۔ اُن کے چہرے پیاس کی شدت سے ہلکتے قریب پہنچ چکے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک طرف منگایا اور اپنا دست مبارک اُس میں ڈالا آپ کی انگلیوں سے پانی جاری ہوا اس قدر کہ ہم سب سیراب ہو گئے اور چوپائے بھی سیراب ہوئے اور سب نے اپنی اپنی مشکیں بھر لیں پھر قہ پانی ناپید ہو گیا۔ اس مقام پر ایک کنواں تھا جو خشک ہو چکا تھا۔ حضرت نے ترکش سے ایک تیر نکالا اور ہمارے غائب کو دے کر فرمایا کہ اس کنوئیں کے درمیان میں اس کو نصب کر دو۔ جب انہوں نے ایسا کیا اُس تیر کے پیچھے سے بارہ چشمے جاری ہوئے اور سب موئے کے مانند مجرہ آنحضرت کی پیلبری کے منکر لوگوں کی حیرت اور نشانی کے واسطے روزِ مقام ظاہر ہوا کہ پانی اُن کے پاس نہ تھا۔ دُوبیا سے نئے اہل وضو کے لئے محتاج تھے۔ حضرت نے طرفِ دروطلب فرمایا اور دستِ مجرہ نما اس طرف میں رکھا اُس میں سے پانی جاری ہوا اور بلند ہوا۔ پھر آٹھ ہزار شخصانہ نے وضو کیا اور پانی پیا۔ ہانوروں کو پلایا اور جس قدر ضرورت تھی ساتھ میں لے لیا۔ یہودی نے کہا خدا نے مونس کے لئے من و سلوئے نازل کیا۔ حضرت نے فرمایا خدا نے آنحضرت اور آپ کی امت کے لئے کافروں کی غلبتِ حلال کی حضرت سے پہلے کسی کے لئے حلال نہ تھی۔ اور یہ من و سلوئے سے بہتر ہے۔ اور اس سے زیادہ خدا نے آنحضرت کو اور آپ کی امت کو کرامت فرمایا کہ صرف عملِ صلح کے علاوہ ہر ان کے لئے ثواب مقرر فرمایا اور یہ دوسری امتوں کو میسر نہ تھا۔ حضرت کی امت سے اگر کوئی شخص ایک نیک عمل کا ارادہ کرتا ہے اور نہیں پہچانتا تو اس کے واسطے ایک ثواب لکھا جاتا ہے اور اگر وہ فعلِ عمل میں لاتا ہے تو اس کے لئے دس ثواب لکھا جاتا ہے۔ یہودی نے کہا خدا نے مونس اور آپ کے لشکر کے واسطے ہر کو سا تہا بنایا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا خدا نے اُس وقت ایسا کیا جبکہ اُن کو صحرائے تیر میں سرگشتہ و پریشان کر رکھا تھا۔ لیکن آنحضرت کو اس سے بہتر عطا کیا کہ ہر اُن کے سر پر حضورؐ میں جس روز سے آپ پیدا ہوئے سائے نکل رہتا تھا یہاں تک کہ حضرت نے عالمِ قدس کی جانب رجعت فرمائی۔ یہودی نے کہا خدا نے حضرت داؤدؑ کے لئے لوہا نرم کر دیا تھا جس سے وہ زہر بنایا کرتے تھے۔ حضرت نے فرمایا خدا نے روزِ خندق سخت پتھر کو

حضرت کے لئے نرم کر دیا اور آپ کے پاس اہل حق کے بچے حضرت بیت المقدس کو جو نہایت سخت پھرے مشن غیر آدم کے نرم کر دیا اور ایسا معجزہ اکثر و بیشتر آنحضرت سے غرات میں لوگوں نے مشاہدہ کیا۔ یہودی نے کہا داؤدؑ نے اپنی لڑکھنوں کے سبب اس قدر گرے کیا کہ پہاڑوں کے ساتھ فریاد و فغان کہنے لگے۔ حضرت نے فرمایا سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوفِ خدا کے سبب جب نماز میں کھڑے ہوتے تھے تو آپ کے سینہ سے معرفتِ آثار سے شدت گریے کے سبب ایسی آواز سنائی دیتی تھی جیسے دیگ کے جوش ماسنے کی آواز ہوتی ہے جھانک کر دیکھا جو باد و ہوا اس کے کہ خدا نے آپ کو عذاب سے ایمن کر دیا تھا۔ یہ حضرت کا اپنے پروردگار کیسے خشوع تھا کہ دوسرے خشوع و خضوع و تضرع و زاری میں جہالت میں آنحضرتؐ کی پیروی کرتے ہیں اور حضرت نے دس سال تک انجمن کے بل کھڑے ہو کر نماز ادا کی کہ آپ کے پیروں پر درم آجاتا تھا اور چہرہ اہل کار تک مدد ہو جاتا تھا یہاں تک کہ خداوندِ عالم نے تسکینِ ظاہر کی کہ ہم نے قرآن اس لئے نہیں نازل کیا ہے کہ تم اپنے تنہا اس قدر تعب و مشقت میں ڈالو۔ اور حضرتؐ خوفِ خدا سے اس قدر روتے تھے کہ یہ جوش ہو جاتے تھے۔ لوگ کہتے تھے کہ یا رسول اللہ خدا نے تو آپ کے گوشہ اور آئندہ گناہ سب بخش دیئے ہیں تو حضرتؐ فرماتے تھے کیا میں خدا کا بندہ شکر گزار نہ ہوں۔ اور اگر پہاڑ حضرتؐ داؤد علیہ السلام کے لئے حرکت میں آتے اور تسبیح کرتے تو سنو! ایک روز میں آنحضرتؐ کے ساتھ کوو حرا پر تھانا گاہ پہاڑ کو حرکت ہوئی۔ حضرتؐ نے فرمایا اپنی جگہ پر قائم رہو کیونکہ میری پشت پر ایک یزید اور ایک صدیق و شہید ہے۔ تو کوہ نے اطاعت کی اور ساکن ہو گیا۔ ایک روز حضرتؐ کے ساتھ ایک پہاڑ ہم گئے جس سے قطراتِ اشک کے مانند پانی ٹپک رہا تھا۔ حضرتؐ نے اُس کوہ سے خطاب فرمایا کہ کیوں روتا ہے؟ وہ پہاڑ حکمِ خدا کو پامال کرنا کہ یا رسول اللہ ایک روز جب میںی قہر سے گزرتے لوگوں کو ڈرا رہے تھے کہ جہنم کی آگ کے آئندہ میں آدمی اور پھر ہوں گے اس وقت سے میں گریاں ہوں اس خوف سے کہ کہیں میں بھی انہی پھروں میں شامل نہ ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا خوفِ مت کر وہ سنگِ کبریت ہے۔ یہ سنگ کوہ ساکن ہو گیا اور اُس کا گریہ بند ہوا۔ یہودی نے کہا خدا نے جنابِ سلیمانؑ کو ایسی باد شاہی دی کہ اُن کے بعد کسی سکندرؑ سزاوار نہیں ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا اُس سے بہتر خدا نے آنحضرتؐ کو عطا کیا۔ اُس نے ایک روز ایک فرشتہ کو آنحضرتؐ کے پاس بھیجا جو چلے کبھی زمین پر نہ آیا تھا اُس نے کہا یا رسول اللہ اگر آپ چاہیں ہمیشہ دُنیا میں نعمات اور تمام عالم کی بادشاہی کے ساتھ زندہ رہیں۔ تمام دُنیا کے غلاموں کی کنجیاں آپ کے واسطے لایا ہوں۔ پہاڑ آپ کے لئے سولے اور چاندی کے ہو جائیں گے اور جہاں آپ چاہیں گے وہ آپ کے ساتھ چلیں گے اور آخرت میں جو بلند درجات آپ کے لئے مقرر ہیں ان میں مطلق کبھی بھی نہ ہوگی۔ حضرتؐ نے اُس وقت چہرہ نے جو آنحضرتؐ کے خلیل ہیں فرشتوں کے درمیان سے اشارہ کیا کہ یا حضرتؐ تواضع اور انکساری اختیار کیجئے حضرتؐ نے پھر اُس فرشتہ سے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ یہ غلام معمولی بندہ کی طرح رہوں۔ ایک روز اگر کھانے کو بل جائے تو کھائوں اور اُس کا شکر کروں اور دوسرے روز اگر ضلے تو نہ کھاؤں اور شکایت نہ کروں اور جلد اپنے پیغمبر بھائیوں سے جو مجھ سے پہلے گزر چکے ہیں مل جائوں۔ تو خدا نے اُن کے دعوے

میں حوض کوثر اور شفاعت کی اور یہ دنیا کی بادشاہی سے ابتداء آخر دنیا تک شتر گنا بہتر ہے۔ اور خدا نے آنحضرتؐ سے قیامت میں مقام محمود کا وعدہ فرمایا کہ اپنے عرش پر آپ کو بٹھائے گا اور اس روز حکومت آپ کے لئے مخصوص فرمائے گا۔ یہودی نے کہا خدا نے ہوا کو سلیمان علیہ السلام کے لئے مسخر فرمایا جو اُن کو ایک جبینہ کی راہ تک صبح کو لے جاتی تھی اور سیرام شام کو سیر کر آتی تھی۔ حضرتؐ نے فرمایا خدا نے آنحضرتؐ کو ایک رات کے تیسرے حصہ سے کم میں کترے مسجد اقصیٰ تک کہ ایک مہینے کی راہ ہے اور وہاں سے طوٹ سڑت تک کہ پچاس ہزار سال کی راہ ہے لے گیا اور راحت قرب میں ان کو مرتبہ قاب قوسین تک پہنچایا بلکہ قرب میں دو کمان سے بھی کم فاصلہ تھا حضرتؐ نے ساق عرش میں دل کی آنکھوں سے انوار جمالِ ذوالجلال مشاہدہ کیا۔ اور خدا نے آنحضرتؐ پر ایسی شفقت و رحمت کا اظہار فرمایا کہ دوسری متول کی سخت اور دشوار تکلیفوں کو آنحضرتؐ کی اُمت پر آسان کر دیا جیسا کہ اس سے پہلے ذکر ہو چکا۔ یہودی نے کہا خدا نے شیاطین کو جناب سلیمانؑ کا تابع کیا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ جناب سلیمانؑ کے تابع کا فرشیاطین تھے لیکن آنحضرتؐ کے تابع ایسے شیاطین اور جن تابع ہوئے جو آنحضرتؐ پر ایمان لائے چنانچہ نصیبین اور یس کے اکابر و اشراقہ جنت میں سے نور افراد آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے جو فرزندِ انِ عروینِ فامر میں سے تھے جبکہ نام یہ ہیں: شصہ، مصاہ، الہندکان، مرزبان، مارمان، نضاد، صاحب، باغیب اور معروف اُس وقت آنحضرتؐ بطن النخل میں تھے وہ لوگ ایمان لائے جیسا کہ خداوندِ عالم نے اُن کا حال قرآن میں بیان فرمایا ہے۔

وَإِذْ صَرَفْنَا إِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَشهدُونَ الْفَاقِ أَنْ دَلَّ آيَاتِ سَمَاءِ احْتَفَا اس کے بعد کہتر ہزار نور جن خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور آنحضرتؐ کی بیعت کی کہ مقررہ رکھیں گے نماز پر حاضر گئے زکوٰۃ دیں گے حج کریں گے جہاد کریں گے اور مسلمانوں کے خیر خواہ رہیں گے اور کفر و بت پرستی سے توبہ کی اور اپنی خوشی سے ایمان لائے اور سرکشی ترک کی اور آنحضرتؐ تمام حق و انس پر مہوش تھے۔ یہودی نے کہا جناب یحییٰؑ کو خدا نے اُن کے بچنے میں علم و حکمت عطا کیا اور یہ نبیر اس کے کہ کوئی گناہ ہو گریز و ناری کرتے رہے۔ حضرتؐ نے فرمایا یحییٰ علیہ السلام اُس زمانہ میں تھے جبکہ جہالت اور بت پرستی نہ تھی۔ اور آنحضرتؐ کو خدا نے آپ کے زمانہ طفلی میں علم و حکمت عطا کی جبکہ آپ اُس گروہ کے درمیان تھے جو بت پرست اور شیاطین کے لشکر تھے۔ لیکن آنحضرتؐ کے کسی بت پرستی کی جانب رجعت نہ کی اور مذاہبی حیدر گاہ میں حاضر ہوئے۔ نہ حضرتؐ سے کسی نے کسی کوئی جھوٹ سنا۔ ہمیشہ اُن کو امین اور صادق کہا کرتے تھے۔ حضرتؐ ایک ہفتہ کا یا زیادہ اور کم کا روزہ ایک دوسرے سے متصل رکھا کرتے تھے جبکہ درمیان آب و غذا کھاتے پیتے نہ تھے۔ اور فرمایا کہ تھے کہ میں تم میں سے کسی کی طرح نہیں ہوں۔ رات اپنے پروردگار کے پاس بسر کرتا ہوں وہ مجھے کھانا پلاتا ہے۔ اور حضرتؐ خوفِ خدا سے نبیر کسی گناہ کے اس قدر گریے فرماتے کہ جاننا مر جو جاتی تھی۔ یہودی نے کہا مشہور ہے کہ جناب یحییٰؑ نے گہوارہ میں کام کیا۔ حضرتؐ نے فرمایا آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب شکم مادر سے زمین پر تشریف لائے آپ نے دامن ہاتھ

ان میں پر رکھا اور بائیں ہاتھ کو آسمان کی جانب بلند کیا اور لہجے مبارک سے کلمہ شہادت ارشاد فرمایا اے
 وہی اقدس سے ایسا نور ساطع ہوا کہ اہل کفر نے قصرائے شام اور اس کے گرد و نواح کو اور یمن کے سرسبز
 محلوں اور اصطفیٰ قاریں کے سفید قصر اور اس کے اطراف کو دیکھا اور آپ کی ولادت باسعادت کی شب تمام دنیا
 روشن ہو گئی اور جن وانس و شیاہین سب خوفزدہ ہوئے اور کہنے لگے کہ کوئی امر عجیب دنیا میں ظاہر ہوا
 ہے جس سے ایسے حیرت انگیز امور ظاہر ہو رہے ہیں۔ اور اُس شب کو رانی میں فرشتے آسمان سے آ رہے
 اور جا رہے تھے لوگ ان کی تسبیح و تقدیس کی آواز سُنتے تھے اور ستارے حرکت میں تھے اور بچے آہے
 تھے اور شہاب ثاقب ہر طرف دوڑ رہے تھے جبکہ شاہد سے شیاہین مضطرب ہو رہے تھے اور چاہتے
 تھے کہ ان عجیب و غریب حالات کے دریافت کرنے کے لیے آسمانوں پر جائیں اُن کے لیے آسمان سوم
 تک پہنچنا ممکن تھا وہاں سے وہ فرشتوں کی آوازیں سُنتے تھے اُس رات جب وہ آسمان کی طرف طے کر
 اُٹی کے لیے راستہ بند تھا فرشتے ان کو تیر شہاب سے روکتے ہوئے انگاہ سے دیکھتے تھے۔ یہ تمام
 احوال آنحضرت کے لیے دلیل اور نشانیاں تھیں۔ یہودی نے کہا جناب بیٹے اندھے اور کوڑھی کو خدا کے
 حکم سے اچھا کرنے تھے۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے
 بہت سے اصحاب کو بلاؤں اور بیماریوں سے ندرست کیا۔ مثلاً اُن کے ایک واقعہ یہ ہے کہ آنحضرت
 نے اپنے ایک صحابی کا حال دریافت کیا تو گویا نے بیان کیا کہ وہ شدت بیماری سے ایک چوڑے کے مانند
 ہو گئے ہیں جس کے بال و پر گہ گہ ہوں۔ حضرت اُن کی عیادت کو تشریف لے گئے اور دریافت کیا کہ تم اپنے
 زمانہ صحت میں دُعا کرتے تھے؟ عرض کی ہاں میں یہ مناجات کرتا تھا کہ ہر وہ بلا جو میرے بیٹے آخفت میں
 آنے والی ہے میرے معبود تو اُسے میرے لیے دنیا ہی میں بھیجے۔ حضرت نے فرمایا کیوں یوں دُعا
 نہ کی۔ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ آیت آیت
 سورۃ بقرہ، یعنی ہائے دلالت تھے دنیا میں بھی نعمت و رحمت عطا فرما اور آخرت میں بھی اور جہنم کی آگ سے
 محفوظ رکھ۔ جب انہوں نے یہ دُعا پڑھی صحت پائی گریا قید سے رہائی ملی سوہ اُسی وقت اُنھے اور ہم
 ساتھ باہر آئے۔ اسی طرح ایک شخص قبیلہ جہنیہ کا خورہ میں مبتلا تھا اُس کے اعضا کٹ کٹ کر گر رہے تھے
 وہ حضرت کی خدمت میں آیا اور اپنے مرض کی شکایت کی۔ حضرت نے ایک دویا لے کر پانی طلب کیا اور پانی
 ساقب وہیں اُس میں داخل کیا اور فرمایا اس پانی کو اپنے جسم پر مل لو۔ اُس نے ایسا ہی کیا اور اس طرح ندرست
 ہو گیا گویا کچھ بیماری ہی نہ تھا۔ اور ایک مبروص اعوانی حضرت کے پاس آیا حضرت نے اپنا ساقب وہیں اُس کے
 برص پر لگا دیا وہ ابھی حضرت کے پاس سے ہٹتے نہ پایا کہ اُس نے شفا پائی۔ اور اگر تو کہتا ہے کہ جناب صلی اللہ علیہ
 و آلہ وسلم اللہ جن زدہ لوگوں کو نجات دیتے تھے تو مجھ کو مظلوم ہونا چاہیے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 ایک روز اپنے اصحاب کے ساتھ بیٹھے تھے ناگاہ ایک عورت آئی اور کہا یا رسول اللہ میرا کامرنے کے قریب
 ہے کوئی چیز نہیں کھاتا۔ جب کھانا اُس کے لیے لایا جاتا ہے تو بہت سا پانی پی جاتا ہے کھانا نہیں کھا سکتا۔
 حضرت اُس کے گھر تشریف لے گئے ہم سب حضرت کے ساتھ تھے جب اس عورت کے پاس پہنچے حضرت نے

آنحضرت نے فرمایا کہ اس عورت کو شفا دے۔

فرمایا: جَنَابِ مَا عَدَا قَالَهُ يَرْحَمُ وَلَقِيَ اللَّهَ فَأَنَا ذُو سُلُوكٍ أَهْلِيَّ مَعَهُ خَدَاكَ وَشَمْسِي دَلِيَّ قَرَارَ
 دُورٍ هُوَ فِي خَدَاكَ رَسُولٌ هُوَ قَدْ كَلَّمَ دَعَا هُمُوهُ وَأُتِيَ دَقْتُ صَبْحٍ سَمِعَتْ أَتَمَّ كُرْثًا هُوَ أَوَّلُ رَابِعَةٍ
 ہمارے لشکر میں ہے۔ اگر تو کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اندھوں کو بینا کر دیتے تھے تو سُنیں کہ
 جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس سے زیادہ قوت حاصل تھی۔ قتادہ بن ربیع ایک خوبصورت
 شخص تھا۔ جنگ اُحد میں اُس کی آنکھ میں نیزہ لگا لگا اُس کی آنکھ نکل پڑی۔ وہ اپنی آنکھ اپنے چمٹے حضرت
 کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ! اب تو میری زور کو مجھ سے نفرت ہو جائے گی۔ حضرت نے اُس کی آنکھ
 اُس کے حلقہ میں رکھ دی اور وہ بالکل صبح ہو گئی کہ دوسری آنکھ سے اُس آنکھ میں کوئی فرق نہ کر سکتا تھا اور
 وہ آنکھ دوسری آنکھ سے بھی زیادہ روشن اور منور ہو گئی۔ اور جنگ ابی الہیخیم میں عبداللہ بن عتبہ
 کو زخم لگا کہ اُس کا ہاتھ جدا ہو گیا وہ رات کو اپنا دست بریدہ لیے، ہمنے آنحضرت کی خدمت میں آیا۔ حضرت
 نے وہ ہاتھ اُس کی جگہ پر رکھ کر اپنا دست مبارک پھر دیا وہ اسی طرح بہتر و سالم ہو گیا کہ دوسرے ہاتھ میں
 اور اُس میں کوئی فرق نہ تھا۔ اور جنگ کعبہ بن الاشرف میں محمد بن مسلمہ کے ہاتھ اور آنکھ کو ایسا ہی صدمہ
 پہنچا۔ حضرت نے اپنا دست مبارک پھر دیا اس کے دونوں اعضا درست ہو گئے۔ اسی طرح عبداللہ بن
 ابیسیس کی آنکھ میں ایسا ہی زخم لگا تھا آپ نے ہاتھ پھر دیا اور وہ ابھی ہو گئی۔ یہ تمام امور آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم کی نبوت کی دلیل ہیں۔ یہودی نے کہا جناب عیسیٰؑ بگم خدائے دین کو زندہ کرتے تھے جناب میرے
 فرمایا اسکر نہ آنحضرت کے دست مبارک میں صبح کیا کرتے تھے ہاوجود اس کے کہ وہ جمادات میں تھے لیکن
 ان کی آواز سنائی دیتی تھی بغیر اس کے کہ اُن میں روح ہو۔ اور مُردے حضرت سے باتیں کرتے تھے اور فرما
 کرتے تھے اُس عذاب کے سبب جو وہ خدا کی جانب سے دیکھتے تھے۔ ایک روز آنحضرت نے ایک شہید
 کی میت پر صحابہ کے ساتھ نماز ادا کی۔ جب فاتح ہوئے تو فرمایا کہ اس شخص کو بہشت کے دروازہ پر
 روک دیا گیا ہے کیونکہ اس کے ذمہ فلاں یہودی کا قرض تھا اور اس نے ادا نہیں کیا تھا۔ بنی النجار میں سے
 کوئی یہاں موجود ہے کہ اس کا قرض ادا کر دے تاکہ یہ بہشت میں داخل ہو۔ اسے یہودی اگر تو کہتا ہے
 کہ جناب عیسیٰؑ مُردوں سے باتیں کرتے تھے تو جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے زیادہ
 عجیب معجزہ دکھایا۔ جب طائف کے قلعہ کا حضرت نے محاصرہ کیا تو اُن لوگوں نے ایک گوسفند کو بیان کر کے
 حضرت کے لیے بھیجا جس میں نہر ملا دیا تھا۔ اُس گوسفند کے شالے سے آواز آئی کہ یا رسول اللہ! مجھ کو نہ
 کھائے کیونکہ مجھ میں نہر ملا گیا ہے۔ اگر زندہ جانور بات کرے تو یہ بہت بڑا معجزہ ہے۔ لیکن اگر ذبح
 کیا ہوا اور ہریاں حیوان کلام کرے تو یہ اس سے بھی عظیم ہے۔ اکثر ایسا ہوتا کہ حضرت کسی درخت کو
 بلا تے تو وہ فرمانبرداری کرتا۔ اور دندے چوہائے اور حیوانات نے متعدد بار حضرت سے گفتگو کی۔ عہاد
 آپ کی رسالت کی گواہی دی ہے! اور انسانوں کو حضرت کی مخالفت سے منع کیا ہے۔ اور یا ثور جناب
 عیسیٰؑ کے معجزات سے زیادہ ہیں۔ یہودی نے کہا جناب عیسیٰؑ لوگوں کو بتا دیتے تھے جو کچھ وہ کھاتے
 تھے اور اپنے گھروں میں جمع کرتے تھے۔ حضرت نے فرمایا عیسیٰؑ اُن چیزوں سے آگاہ کرتے تھے جو دیوار کے

بچے بھی ہوتی تھیں۔ اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگِ موتہ کا حال ادا جو کچھ لڑائی میں ہو رہا تھا بیان فرما رہے تھے کہ اب وہ شخص شہید ہوا اور اب فلاں شاد اور آنحضرتؐ کے اور ان کے درمیان ایک جہیدہ کا راستہ تھا۔ کسی کوئی شخص آتا اور کچھ مظلوم کرنا چاہتا تو آپؐ فرماتے اپنی حاجت تو بیان کرے گا، یا نہیں خود مجھے بتا دوں۔ اگر وہ کہتا کہ یا حضرتؐ آپ ہی فرمائیے تو حضرتؐ ارشاد فرماتے کہ تو اس حاجت کیلئے آیا ہے اور تیرے دل میں یہ ہے۔ اور اہل مکہ کے پرشیدہ رازوں کو بیان کر دیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ عمر بن وہب مکہ سے مدینہ آیا اور آنحضرتؐ سے کہا میں اپنے لڑکے کی رہائی کی غرض سے آیا ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا تو جھوٹ کہتا ہے بلکہ صفوان بن امیہ سے عظیم میں تیری ملاقات ہوئی اور تم کو کشتگان بدر یاد آئے تو تم نے کہا و اللہ اس زندگی کے بعد جس میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آئے ہمارے ساتھ یہ سلوک کیا ہے موت بہتر ہے۔ کیا ان کشتوں کے بعد شکوہم چاہو بد میں دیکھتے ہیں خوش گوار زندگی ہو سکتی ہے۔ کیا تو نے یہ نہیں کہا کہ اگر میں صاحبِ خیال اور قرضدار نہ ہوتا تو قیامت تجھ کو محمدؐ سے نجات دلاتا۔ صفوان نے تجھ سے کہا کہ میں تیرا قرض ادا کر دوں گا تیری لڑکیوں کو اپنی لڑکیوں کے ساتھ رکھوں گا جو کچھ میری لڑکیوں پر گزرے گا وہ آپؐ بھی گزے گا تو نے کہا یہ راز پرشیدہ رکھو کسی پہ ظاہر نہ کرو۔ اور میں جاتا ہوں اور اس کو محمدؐ کی فعل کرتا ہوں۔ تو یہ ارادہ کر کے آیا ہے۔ اُس نے کہا یا رسول اللہؐ آپؐ نے سچ فرمایا۔ اب میں خدا کی وحدانیت کی گواہی دیتا ہوں اور اقرار کرتا ہوں کہ آپؐ پیغمبر ہیں اُس کی جانب سے بھیجے ہوئے ہیں۔ حضرتؐ ملی نے فرمایا کہ ایسی باتیں بہت واقع ہوئی ہیں جتنا شمار ممکن نہیں۔ یہودی نے کہا جناب جیسے مٹی سے طائر بنا کر اُس میں پھونک دیتے تھے اور وہ اڑ جاتا تھا۔ امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا آنحضرتؐ نے بھی ایسا کر دکھایا۔ جنگِ حنین کے روز حضرتؐ نے ایک پتھر اٹھا یا وہ تسبیح و تقدیس الہی کرنے لگا۔ پھر حضرتؐ نے اُس سے خطاب فرمایا تو وہ چھرتیٹ ٹکڑے ہو گیا اُس کے ہر حصہ سے تسبیح کی آواز آ رہی تھی۔ دوسرے موقع پر ایک درخت کو طلب فرمایا زمین کو حیرتا ہوا حضرتؐ کے پاس آیا۔ اس کی ہر شاخ سے تسبیح و تقدیس نکلتی تھی۔ صد بلند تھی۔ پھر اُس درخت کو حکم دیا کہ دو ٹکڑے ہو جاؤ ہو گیا۔ پھر فرمایا بدستور مل جاؤ اپنے حالات پر ہو گیا۔ پھر فرمایا میری رسالت کی گواہی دے اُس نے شہادت دی تو فرمایا کہ اپنی جگہ پر دایں جا۔ وہ تسبیح و تقدیس کرتا ہوا دایں جہاں تھا پہنچ گیا۔ اسی واقعہ مکہ میں قصاب خانہ کے پاس ہوا تھا۔ یہودی نے کہا جناب صلی اللہ علیہ وسلمؐ دنیا میں ہر جگہ گھومتے پھرتے اور سیاحت کرتے تھے۔ حضرتؐ نے فرمایا رسول اللہؐ نے بھی بیس سال تک جہاد کیا اور اپنے لشکر کے ساتھ سفر کرتے رہے اور بے شمار کافروں کو جہنم واصل کیا جن میں سے ہر ایک شجاعت اور شہیرازی میں مشہور عالم تھا اور حضرتؐ ہمیشہ کارزار میں مشغول رہے اور دشمنانِ دین سے جہاد کے لئے سفر کرتے رہے۔ یہودی نے کہا جناب صلی اللہ علیہ وسلمؐ زیادہ تھے۔ حضرتؐ ملی نے کہا کہ جناب رسولؐ خدا زاد ترین پیغمبران تھے۔ ان کی تیرہ بیبیاں تھیں کینروں کے علاوہ جن سے مقدار بت کرتے تھے۔ ہرگز دسترخوان آپؐ کے سامنے سے نہیں اٹھایا گیا جس میں کھانا رہا ہو۔ حضرتؐ نے کسی گہوؤں کی روٹی نہیں کھائی اور نہ جوئی روٹیاں تین روز مسلسل سیر ہو کر متبادل کیں۔ جب دُنیا سے

آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلمؐ کے معجزہ کا اظہار

رضعت ہونے تو آپ کی زہد ایک یہودی کے یہاں جودہ درہم پر مدعی تھی۔ سوئے پانندی کے سیکے کسی کے نہیں باوجود کہ شہروں کو فتح کیا اور کافروں سے طہمت حاصل کیا۔ اکثر ایک ایک دن میں تین تین چار چار دن درہم لوگوں کو تقسیم کئے یسے رات کو ایک صاع جو گھر میں تھا نہ گندم نہ ایک درہم تھا نہ ایک مینہ اس وقت یہودی نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ خدائے واحد کے سوا کوئی خدا نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے رسول ہیں۔ اور گواہی دیتا ہوں کہ خدائے کسی پیغمبر اور کسی رسول کو کوئی درہم اور مرتبہ نہیں بخشا مگر یہ کہ وہ تمام مراتب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے توجہ کر دیئے بلکہ جو کچھ ان انبیاء کو دیا تھا اُس سے زیادہ آنحضرت کو عطا فرمایا۔ یہ شکر ابن عباس نے بھی جنت میں اُمیر المؤمنین سے کہا کہ میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ آپ ماحول فی العلم میں سے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ میں ایسے بعد مرتبہ شخص کے فضائل و مناقب کیا بیان کر سکتا ہوں کہ خود خلاق عالم باوجود اپنے جلال و عظمت کے جس کے اخلاق کو بلند و عظیم فرماتا ہے اور کہتا ہے اِنَّكَ لَعَلَّيْكَ عَظِيْمٌ رَّبِّكَ اَبَدٌ سُوْدَةُ اَعْلَمُ لے جملہ جہیت بیشک تم اخلاق عظیم پر فائز ہو۔

تفسیر امام حسن مسکری علیہ السلام میں مذکور ہے کہ جب جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ کی جانب ہجرت کی اور آپ کی سہانی اور عیبری کے معجزات ظاہر ہوئے یہودیوں نے آپ کے خلاف کر دفریب کرنا شروع کیا اور آپ کے معجزات اور انوار کو باطل کرنا چاہا ان میں سب سے زیادہ پیش پیش مالک بن النضیر، کعب بن الاشرف، حنی بن اخطب، عدی بن اخطب، ابو یاسر بن اخطب، ابو لبابہ بن عبد منذر اور شعبہ تھے۔ ایک روز مالک بن النضیر نے آنحضرت سے کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، تم دعویٰ کرتے ہو کہ خدا کے رسول ہو، اگر یہ بساط جس پر میں بیٹھا ہوں تمہارا ایمان لے لے اور تمہارے رسول ہونے کی گواہی دے تو میں بھی ایمان لاؤں گا۔ ابو لبابہ نے کہا یہ تاثر یا نہ جو میرے ہاتھ میں ہے ایمان لے لے تو میں بھی ایمان لاؤں گا۔ کعب نے کہا جہنگ میلہ یہ دلاؤ کوشش جس پر میں سوار ہوں ایمان نہ لے لے میں بھی ایمان نہ لاؤں گا۔ حضرت نے فرمایا بندوں کے لئے مناسب نہیں کہ حجت ظاہر اور معجزات دیکھنے کے بعد پھر بارگاہ الہی میں ایسے نامناسب سوالات کریں۔ ان کو چاہئے کہ اطاعت و فرمانبرداری کریں اور جو کچھ عدائے دیسیں اور جتنیں ظاہر کر دی ہیں انہی کو کافی سمجھیں۔ کیا یہ تمہارے لئے کافی نہیں ہے کہ خدائے میری حقیقت اللہ نبوت کا نصرت انجیل اور صحف الہامیہ میں ذکر فرمایا ہے۔ اور یہ کہ علی بن ابی طالب میری خاتون میرا وصی و علیہ ہے اور میرے بعد بہترین خلق ہے۔ اور یہ قرآن جیسا معجزہ جو خدائے میرے لئے نازل فرمایا ہے تمہارے واسطے کافی نہیں ہے جس کا مثل اللہ سے ساری دنیا عاجز ہے۔ اب جو کچھ تم طلب کر رہے ہو اس کے بارے میں میری جرات نہیں ہے کہ خدا سے سوال کروں بلکہ میں تو ایسی کہوں گا کہ جو کچھ معجزات و دلائل و براہین خدائے مجھے عطا فرمائے ہیں وہی میرے اور تمہارے لئے کافی ہیں۔ اور اگر جو معجزات تم چاہتے ہو وہ بھی تمہارے لئے وہ پورے کر دے تو اس کا اور زیادہ کرم و احسان ہوگا اور اگر نہ پورے کرے تو سمجھو کہ اس کے اظہار میں مصیحت نہیں ہے۔ جب حضرت

اپنے کلام سے فارغ ہوئے بساط بقدرت الہی گویا ہوئی اور کہا میں گواہی دیتی ہوں کہ مسیود و یکتا کے سوا کوئی
 خدا نہیں، اُس کے کوئی شریک نہیں وہ ایجاد خلق میں یکتا ہے تمام چیزیں اپنے وجود و بقا میں اس کی
 محتاج ہیں لیکن وہ کسی شے کا محتاج نہیں۔ تغیر و زوال اس کے واسطے محال ہے۔ اُس کے لئے زمان
 فرزند جائز نہیں۔ اُس نے کسی کو اپنی حکومت میں شریک نہیں کیا۔ اور اسے محمد مصطفیٰ علیہ السلام و آلہ وسلم
 میں گواہی دیتی ہوں کہ آپ اس کے بندہ اور رسول ہیں۔ آپ کو اُس نے ہدایت اور دین حق کے ساتھ
 بھیجا ہے تاکہ آپ کے دین کو تمام دینوں پر غالب کر دے اگرچہ مشرکین ناپسند ہی کریں اور گواہی دیتی ہوں
 کہ علی ابن ابی طالب آپ کے بھائی آپ کے بعد امت میں آپ کے وصی اور خلیفہ ہیں اور آپ کے بعد
 خلق میں سب سے بہتر ہیں۔ جس نے اُن سے محبت کی اُس نے آپ سے محبت کی جس نے اُن کو دشمن رکھا
 تو آپ کو دشمن رکھا۔ جس نے اُن کی اطاعت کی تحقیقت میں آپ کی اطاعت کی اور جس نے اُن کی نافرمانی
 کی اُس نے آپ کی نافرمانی کی۔ اور جس نے آپ کی اطاعت کی تو اُس نے خدا کی اطاعت کی اور سعادت
 رحمت خدا کا مستحق ہو گیا۔ اور جس نے آپ کی نافرمانی کی تو خدا کی نافرمانی کی اور ہمیشہ کے خدا کا سزاوار
 ہو گیا۔ یہودیوں نے یہ کیفیت مشاہدہ کی تو بہت متعجب ہوئے اور بولے یہ کچھ نہیں بس کھلا ہوا جادو ہی
 جب انہوں نے یہ کہا تو بساط ہوا میں بلند ہوئی اور جو لوگ اُس پر بیٹھے تھے سب کو منہ کے بل زمین پر
 گرما دیا۔ پھر حکم خدا گویا ہوئی کہ میں تو ایک بردیا ہوں لیکن خدا نے مجھ کو اپنی توحید و جمہد کے سبب گویا کیا
 اور اس لئے کہ میں گواہی دوں کہ محمد مصطفیٰ علیہ السلام و آلہ وسلم اُس کے پیغمبر ہیں بلکہ تمام انبیاء و مرسلین سے
 بہتر ہیں۔ اور اُس کی تمام مخلوق کی جانب اُس کے رسول ہیں اور عدالت و حق کے ساتھ بندوں کے
 درمیان حکم کرتے ہیں۔ اور گویا کیا مجھے تاکہ میں گواہی دوں کہ اُن کے بھائی علی علیہ السلام اُن کے وزیر اور
 وصی ہیں کیونکہ وہ حضرت کے نور سے پیدا ہوئے اور اُن کے مسیحین و مددگار ہیں ان کے فرضوں کے ادا کرنے
 والے اور اُن کے وعدوں کے پورا کرنے والے اور اُن کے دوستوں کے مددگار اور دشمنوں کو ذلیل
 کرنے والے ہیں۔ میں اس کی اطاعت کرتی ہوں جس کو محمد نے امام بنایا ہے اور اُس سے بیزار ہوں
 اُن سے دشمنی کرتا ہے۔ لہذا کافروں کو جائز نہیں کہ مجھ پر حملیں۔ مجھ پر بیشیٹنے کا حق انہی کو ہے جو خدا
 اور رسول اُن کے وصی پر ایمان لایا ہو۔ اُس وقت حضرت نے سلمان، ابوذر، مقداد اور عمار کو حکم
 دیا کہ اس بساط پر بیٹھو کیونکہ تم لوگ ایمان لسنے ہو جیسا کہ اس بساط نے گواہی دی۔ جب وہ لوگ اُس پر
 بیٹھ گئے تو خدا نے ایوہا بہر کے تازیانہ کو گویا کیا۔ اُس نے کہا میں گواہی دیتا ہوں اُس خدا کی یکتائی کی جو
 مخلوق کا پیدا کرنے والا اور مددگار کا کشادہ کرنے والا اور تمام امور کی تدبیر کرنے والا ہے اور ہر شے
 پر قادر ہے۔ اور اسے محمد مصطفیٰ علیہ السلام و آلہ وسلم میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ خدا کے بندہ، رسول، برگزیدہ
 خلیل اور اُس کے پسندیدہ اور خلیفہ ہیں۔ اُس نے آپ کو رسالت و سفارت کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ سب کو
 لوگ آپ کے ذریعہ سے نجات پائیں اور بد بخت ہو جائیں۔ اور گواہی دیتا ہوں کہ علی کا ذکر خدا نے اپنے
 ہے کہ وہ آپ کے بعد خلافت کے سوا رہیں اور وہی آپ کے دشمنوں سے تزیل کتاب خدا پر قتال کریں گے

انہی گواہیوں کا حضرت سے معجزہ طلب کرنا خاص الہی کی طرف سے حضرت کی رسالت پر گواہی دینا۔

تاکہ وہ آپ کے دین کو قبول کریں۔ اللہ آپ کے بعد منافقوں سے تامل قرآن برجنگ کریں گے جو دین سے منحرف ہو گئے ہونگے اور جن کی نفسانی خواہشیں ان کی عقلوں پر غالب آگئی ہوں گی اور کتاب خدا کے معنی میں انہوں نے تحریف کی ہوگی۔ خدا چاہے غفلتوں کو بہشت کی جانب لے جائیں گے۔ اور دشمنان خدا کو اپنی شمشیر آبداس سے جہنم حاصل کر دیں گے۔ یہ کہہ کر تازیانہ ابولہاب کے ہاتھ سے نکل گیا اور اس کو منہ کے بل زمین پر گرا دیا۔ وہ ہر چند اٹھنے کی کوشش کرتا تھا اس کو گرا دیتا۔ ابولہاب کہنے لگا واسے محمدؐ پر مجھ پر مجھے کیا ہو گیا ہے۔ تازیانہ بولا میں تیرا تازیانہ ہوں خدا نے مجھ کو اپنی توحید کے ساتھ گویا کیا اور اپنی حق کے ساتھ گرامی کیا اور محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیغمبری کی تصدیق سے مشرف فرمایا جو اس کے تمام بندوں میں سب سے بہتر ہیں اور محمدؐ کو ان میں سے قرار دیا جنہوں نے آنحضرتؐ کے بعد بہترین خلق کی محبت و اطاعت اختیار کی ہے اس کی جس کو خدا نے اپنے پیغمبر کی دختر کا شوہر بنایا ہے۔ وہ دختر جو تمام مذاہب عالم کی سردار ہے یعنی علیؑ ابن ابی طالبؑ جبکہ خلفائے برحقوں کے فرس پر سونے کا شرف بخش اس رات جبکہ لوگوں نے آنحضرتؐ کے قتل کا ارادہ کیا تھا۔ وہ اس رسولؐ کے دشمنوں کو اپنی شمشیر سے مقتول و منکوب کرنے والا ہے اور وہ آنحضرتؐ کے ہاتھ کی امانت میں شریعت کے حلال و حرام سے سبکو آگاہ کرنے والا ہے۔ سزاوار نہیں کہ میں اچھے شخص کے ہاتھ میں رہوں جو آنحضرتؐ کے ساتھ دشمنی کرے اور آپ کی مخالفت پر آمادہ ہو۔ میں تیرے ساتھ لے آیا ابولہاب یہی عمل کرتا رہوں گا یہاں تک کہ تو ایمان لائے یا جہنم حاصل ہو جائے۔ ابولہاب نے کہا اے نبیؐ میں بھی وہی گواہی دیتا ہوں جو تونے دی اور میں نے اعتقاد کیا اور ایمان لایا جو کہ تونے بیان کیا۔ تازیانے سے آواز آئی بڑھو کہ تونے ایمان کا اظہار کیا لہذا میں تیرے ہاتھ میں رہوں گا۔ لیکن خدا بہتر جانتا ہے جو تیرے دل میں ہے اور وہ روز قیامت تیرا فیصلہ کرے گا۔ امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس کا اسلام صحیح و نیک نہ ہوا اس سے اعمال بد ہی ظاہر ہوتے رہے۔ طرح کا یہودی حضرتؐ کے پاس سے ملے گئے اور آپس میں کہتے تھے کہ محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑی قدریدہ ہے۔ جو کچھ چاہتے ہیں مانگ لیتے جو جاتا ہے لیکن وہ پیغمبر نہیں ہیں۔ جب کتب بنی اشرف اپنے دروازہ گوش پر سوار ہونے لگا دروازہ گوش بھڑکا اور اس کو سمو کے بل گرا دیا کہ اس کا سر زخمی ہو گیا۔ پھر اس نے دوبارہ سوار ہونا چاہا دروازہ گوش نے پھر اس کو زمین پر پٹنگ دیا اسی طرح سات مرتبہ کیا۔ اور ساتویں مرتبہ وہ بعد خدا گویا ہوا اے بندہ خدا تو ناشائستہ بندہ ہے۔ تونے خدا کی نشانیاں دیکھیں اعدائے انکار کرتا ہوا ایمان نہ لیا۔ میں کہ تیرا گدھا ہوں لیکن خدا نے مجھے اپنی توحید کے سبب گرامی فرمایا۔ میں گواہی دیتا ہوں اس خدا کی یکتائی کی جو تمام لوگوں کا پیدا کرنے والا اور صاحب جلال و اکرام ہے اور شہادت دیتا ہوں کہ محمدؐ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بندہ اور رسول ہیں اور اہل خدا اسلام میں سب سے بہتر ہیں۔ وہ اس لیے بھیجے گئے ہیں کہ سعادت مند ان لوگوں کو بتا دیں جنکی سعادت سے خدا آگاہ ہے اور ان کو شقی و بد بخت ثابت کر دیں جن کی شہادت خدا کے علم میں گزر چکی ہے۔ اور گواہی دیتا ہوں کہ

علی علیہ السلام خدا کے ولی اور اس کے رسول کے وحی ہیں۔ خداوند عالم اُن کے قدید سے سائنسوں کو کامیاب فرماتا ہے جبکہ وہ اُن حضرت کے مواظظ اور خصصین قبول کرنے کی توفیق حاصل کرتے ہیں اور آپ کے ارشادات پر عمل کرتے ہیں اور جو کچھ آپ حکم دیتے ہیں اُس کو بجا لاتے ہیں اور میں ہاتھوں سے منع کرتے ہیں اُن کو ترک کرتے ہیں۔ یقیناً خداوند عالم اُن کی سلطوت و حیبت کی تلواریں اور زور و اثر و نفوذ سے دشمنانِ حق کو ذلیل کرے گا اور وہ حضرت شمشیر قاطع اور برہان ساحل سے انکو قتل اور قید کر دیں گے۔ اور وہ لوگ یا تو ایمان کے درجے حاصل کریں گے یا جہنم کے طبقوں میں جلیں گے۔ لہذا سزاوار نہیں ہے کہ مجھ پر کوئی کافر سوار ہو۔ مجھ پر تو وہی سوار ہوگا جو خدا پر ایمان لایا ہوگا اور اُس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال و ارشادات کی تصدیق کرتا ہوگا اور اُن کے تمام افعال کو درست جانتا ہوگا خصوصاً اُن کا اپنے بھائی علیؑ کو اپنے بعد ہادی خلق مقرر فرمانا حق بھتا ہوگا جو اُن کے وحی اور خلیفہ اور اُن کے علوم کے وارث اور اُن کی امت پر گواہ ہیں اور اُن کے قرضوں کے ادا کرنے والے اور وعدوں کو پورا کرنے والے ہیں۔ اُن کے دوستوں کے دوست اور دشمنوں کے دشمن ہیں۔ یہ سب جناب رسول خدا نے فرمایا اسے کب ہر دواز گوشہ سے زیادہ عقیدہ ہے۔ اُس نے انکار کر دیا اس سے کہ تو اس پر سوار ہوا اور آئندہ کبھی تو اس پر سوار نہ ہو سکے گا لہذا اُس کو کسی مومن کے ساتھ فروخت کر دے۔ کب نہ کہانی طوہاس کو نہیں جانتا اس لیے کہ تبارِ جادو اس پر ہرگز کچا ہے۔ یہ سب اُس دواز گوشہ سے ہر خدا کی قدرت سے اُس مردود و ملعون کو ندادی کہ اسے دشمنِ خدا ہے اور نبی کو ترک کر۔ خدا کی قسم اگر حضرت کا خوف نہ ہوتا تو بے شبہ میں مجھ کو اپنے سونے سے روند ڈالتا اور میرے سر کو اپنے دانتوں سے غور کر دیتا۔ یہ سب وہ ذلیل ساکت اور دواز گوشہ کی باتوں سے بہت رنجیدہ ہوا اور شقاوت اُس پر غالب آئی کہ اُنی ہجرات کے دیکھنے کے بعد بھی ایمان نہ لایا۔ ہجرات میں میں نے اُس حمار کو سودم کے عوض خرید لیا۔ وہ ہمیشہ اُس پر سوار ہو کر آنحضرت کی خدمت میں آتے تھے وہ نہایت نرمی اور خوشخبری سے ماہ طے کرتا تھا۔ حضرت ثابت سے فرماتے تھے کہ تبارِ ایمان کے سبب سے ایسا رجمار ہمارا ہوا ہے اور تبارِ فرمانبردار ہے۔ فرض جب سب یہودی آنحضرت کے پاس سے چلے گئے تو یہ آیت نازل ہوئی سَوَّآذَ عَلَیْہِمْ ؕ اَشَدَّ زُکْرًا ۖ اَمْ لَمْ یَلٰہِذْہُمْ اٰیٰتُیْنَ مِّنْ رَّبِّہِمْ ؕ (آیت ۱۷) آیت ۱۷ سے رسولؐ فرمایا ہے تم اُن کو ذرا دیا نہ دیا وہ ایمان نہ لائیں گے۔ دیگر تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام میں مذکور ہے امامؑ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والدِ اکبر امام علی نقی علیہ السلام سے جناب رسالتؐ کے مشہور معجزات دریافت کئے۔ آپؐ نے فرمایا کہ پہلا معجزہ یہ تھا کہ آپؐ کے فرقہ اہل حق پر اپنے سایہ کیا جبکہ آنحضرتؐ نے جناب خدیجہؓ کی طرف سے بقرض تجارت شام کی جانب سفر کیا۔ اُس وقت گرمی کی شدت تھی اور اُن بیابانوں میں اور زیادہ شدت تھی گرم ہوا میں جل رہی تھیں۔ تو خدا نے ایک ابر بھیجا جو آنحضرتؐ کے سر پر سایہ کئے ہوئے تھا۔ جب حضرت چلنے لگے تو وہ ابر بھی چلتا تھا، حضرت رُک جاتے تھے تو وہ بھی رُک جاتا تھا۔ فرض سردی عالم جس طرف جاتے وہ ابر

حضرتؐ کے ساتھ ساتھ جاتا اور حرارت آفتاب حضرتؐ تک نہیں پہنچتی تھی۔ اور جب تیز ہوا چلتی تو ریت اور خاک قریش کے چہرہ پر پڑتی لیکن آنحضرتؐ کے پاس جب ہوا پہنچتی تو نہایت ملکی صاف اور لطیف ہو جاتی۔ قریش کہتے کہ محمدؐ محلہ اللہ علیہ وآلہ وسلم، کا قرب غیروں اور مکانوں سے بہتر ہے اور ہواؤں کی شدت کے وقت حضرتؐ کے پاس پناہ لیتے تھے۔ مگر ابر حضرتؐ کے لیے مخصوص اور اس کا سایہ کسی دوسرے کے لیے نہ تھا۔ جب کوئی گروہ قافلہ کے پاس سے گزرتا تو پوچھتا کہ اس ابر کا سبب کیا ہے کہ ایک مقام سے مخصوص ہے اور قافلہ کے ساتھ حرکت کرتا ہے لیکن ہر ایک پر سایہ نہیں ڈالتا۔ اہل قافلہ کہتے تھے کہ ابر کو دیکھو اس پر اس کے خدوم کا نام لکھا ہے۔ وہ لوگ دیکھتے تو اس پر تلا لیا اِنَّ اللّٰهَ مُحَمَّدًا رَّسُوْلًا اللّٰهُ اَيَّدَتْهُ بِعِلِّي سَيِّدًا اَلْوَحْيَيْنِ وَنَزَّلَتْهُ بِاِلٰهِي الْمَوَالِيْنِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ اَنَّهٗ الْوَحْيُ الْمُنَادِيْنَ لَا عَدَاۤئِهٖمَا لِيَّ لَکُمَا اَنْظُرَا۔ یعنی خدا نے یکتا کے سوا کوئی مہبود نہیں اور محمدؐ محلہ اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے رسولؐ ہیں۔ ہم نے محمدؐ کو وحی دی علیؑ کے ذریعہ سے جو بہترین اوصیا ہیں اور مشرف کیا ان کو ان کی آل کے ذریعہ سے جو محمدؐ کو علیؑ کے دوست اور پیرو اور ان کے دوستوں کے دوست اور ان کے دشمنوں کے دشمن ہیں۔ یہ عبارت ہر پڑھا لکھا اور بنیہ و بڑھا لکھا پڑھ لیتا اور سمجھ لیتا تھا۔

دوسرا صحفہ پہاڑوں اور چھروں کا آنحضرتؐ کو سلام کرنا اس وقت جبکہ آپؐ تجارت کے سفر شام سے واپس تشریف لائے تو جس قدر نفع آپؐ کو اس سفر میں ہوا تھا خدا کی راہ میں خرچ کر دیا۔ ہر روز کوہ تہرا پر جاتے اور پہاڑ کی چوٹی سے رحمت خدا کے آثار اس کی حکمتیں اور خلقت کے عجائب مشاہدہ فرماتے اور اپنی حقیقت میں نگاہوں سے آسمانوں، دیباؤں، پہاڑوں اور بیابانوں کو دیکھتے تھے اور ان آلاء کے ذریعہ سے وحدت و حکمت و جلالت و جلال کا درختار کے مطلق استدلال کرتے تھے اور حکمت کی باریکیوں سے عبرت حاصل کیا کرتے تھے اور خدا کی عبادت جیسا کہ منقاد ارہ ہے کیا کرتے تھے جب آپؐ کی عمر مبارک چالیس سال کی ہو گئی اور آپؐ کا حق پسند قلب انوار سبحانی اور رموز و مکتبائے ربانی کے انکاس کے قابل ہو گیا تو خدا نے آپؐ پر اسرار و حقایق کے دھانے کھول دیئے۔ حضرتؐ ہمیشہ ملکوتی اعلیٰ میں نظر فرماتے۔ خلق عالم افواج ملائکہ کو حضرتؐ کی خدمت میں بھیجتا اور وہ آنحضرتؐ کے پاس فوج فوج حاضر ہوتے اور آپؐ سے گفتگو کرتے تھے۔ انوار ربانی ساق عرش اعظم سے حضرتؐ کے فرق مبارک تک پہنچنے لگے اور خود شدید جلال کریم متعال کی کرنوں نے ظاہر و باطن ہر طرف حضرتؐ کو گھیر لیا اور جبریلؑ بحکم نور جو طافیں ملائکہ رحمان میں حضرتؐ پر نازل ہونے اور بدلے سے محمدؐ علیہ السلام پر خود حضرتؐ نے فرمایا کیا پڑھوں اَکْهٰ اَفْرَاۤءُ بِاَنِّمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ مَا خَلَقَ اَلْاَنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ مَا قَرَاۤءُ وَرَبِّکَ الَّذِیْ کَرَّمَۃً الَّذِیْ عَلَّمَکُم بِالْقَلَمِ عَلَّمَکُمُ الْاِنۡشَانَ عَلٰۤی نَسَمٰنِ مَا لَمۡ یَکُنۡ لَّکُمْ مِنْۢ بَیۡنَکُمۡ وَبَیۡنَہُمَا حَیۡرٌ مِّمَّا کُنۡتُمْ تَحۡمِلُوۡنَ یعنی اپنے پروردگار کے نام سے پڑھو جس نے تمام چیزوں کو پیدا کیا، آدمیوں کو محمدؐ غفرلہ سے خلق فرمایا۔ اور تمہارا پروردگار سب سے زیادہ کریم ہے جس نے لوگوں کو حکم سے

لکھتا سکا یا اللہ انسان کو تسلیم دی جو کچھ وہ نہیں جانتا تھا۔ پھر فضلہ انکی طرف وحی کی جو کچھ وحی کی۔ اور
 جبریل آسمان پر دعا پس گئے اور جناب رسالت پر بارش سے بچے آئے۔ اور عظمت و جلال الہی کے
 آثار اور عجیب حالات جو آپ نے مشاہدہ فرمائے آپ کے دل و دماغ پر چھائے ہوئے تھے اور مثل
 تپ و لرزہ کے ہو رہے تھے۔ اہل آپ غور فرما رہے تھے کہ اپنی قوم پر مدت سالت کی تبلیغ کیونکر کروں
 وہ لوگ باور نہ کریں گے اور مجھ کو دیوانگی اور شیطان کے ساتھیوں کے ساتھ منسوب کریں گے حالانکہ
 آپ سب سے زیادہ عقل مند اور بلند مرتبہ تھے جاتے تھے؛ اور حضرت کے نزدیک سب سے زیادہ قابل
 نفرت شیطان اور دیوانوں کے اعمال و اقوال تھے۔ اس سبب سے دل تنگ ہو رہے تھے۔ لہذا فضلہ
 چاہا کہ ان کے سینہ کو کشادہ کر دے اور آپ کے دل کو دلیر بنادے تو اس نے حکم دیا کہ ہر پتھر و پہاڑ و
 گلوخ آپ سے ہمکام ہوں۔ فرض حضرت جس چیز کی طرف سے گونے تھے وہ آپ کو پکار کر کہتی۔
 اَللّٰهُمَّ عَلَيْنَا مَحْتَضِلُ السَّلَامِ عَلَيْنَا يَا ذَا لِي اَللّٰهُمَّ عَلَيْنَا يَا سَوَّلُ اَللّٰهِ
 آپ کو خوشخبری ہو کہ حق تعالیٰ نے آپ کو فضیلت و جمال اور زینت و کمال عطا فرمایا اور آپ کو تمام خلقت
 اذلیں و آخریوں سے افضل قرار دیا۔ آپ دل تنگ نہ ہوں مگر قریش آپ کو دیوانہ و دیوتوں کے بے عقل کہیں تو
 یہ فائدہ کیجئے۔ بیشک فضل و شرف اُس کے لیے جس کو خدا فضیلت عطا فرمائے اور کریم وہ ہے جس کو
 خدا گرامی رکھے۔ لہذا قریش اور عرب کے ظالموں کی تکذیب سے دل تنگ نہ ہو جئے۔ کیونکہ عنقریب
 آپ کو خداوند عالم کرامت کے مراتب عالیہ پر پہنچائے گا اور بہت جلد آپ کے دوستوں کو شہاد
 خرم فرمائے گا۔ آپ کے وحی علی بن ابی طالب کے ذریعہ سے جو آپ کے علوم کو بندوں میں پھیلانے
 میں پہلے نہیں گئے؛ کیونکہ وہ آپ کے علوم کے دروازہ ہیں اور بہت جلد ظالمہ زہر علیہا السلام کے قدیم
 سے آپ کی آنکھیں روشنی ہوں گی جو آپ کی دختر ہیں اور اُن سے اور علی سے دو فرزند حسن و حسین
 پیدا ہوں گے جو جوانان اہل جنت کے سرحد ہوں گے اور بہت جلد آپ کا دین عالم میں منتشر ہوگا اور
 آخرت میں آپ کے دوستوں اور آپ کے بھائی کا اجر عظیم ہوگا۔ خداوند عالم لو اے خدا آپ کو عطا
 فرمائے گا اور آپ اپنے بھائی علی کو دیں گے جس کے سایہ میں ہو پیغمبر صدیق و شہید ہوگا اور علی انکو
 بہشت میں لے جائیں گے۔ پھر حضرت کے لیے آسمان سے میزان جلال ملی گئی جس کے ایک پائے
 میں آنحضرت کو اور دوسرے میں آپ کی تمام اُمت کو رکھا، لیکن حضرت سب سے زیادہ گراماں اور وزنی
 ٹھہرے۔ پھر آنحضرت کو ہمارے علی مرتضیٰ کو اُسی پائے میں بٹھایا اور تمام اُمت کے ساتھ تولد و بھی سب
 زیادہ وزنی ثابت ہوئے۔ اُس وقت آسمان سے ندا آئی کہ اے محمد یہ علی بن ابی طالب میرے برگزیدہ ہیں
 جسکے ذریعہ سے میں آپ کے دین کو مستحکم کروں گا اور وہ آپ کے بعد آپ کی تمام اُمت سے بہتر ہیں۔
 اُس وقت خدا نے آپ کے سینہ کو ادا لے رسالت اور اُمت کی ناگوار باتوں کے تحمل کے لیے کشادہ کر دیا اور
 اُن سے بحث و مباحثہ اور جنگ و قتال آسان کر دی۔ پس پیغمبر یہ ہے کہ خدا نے ان لوگوں کو آپ سے قطع
 کیا اور ان کو ہلاک کیا جو آپ کے ہلاک کرنے کا قصد رکھتے تھے۔ منجملہ اُن کے ایک واقعہ یہ ہے کہ آپ

سات برس کے تھے اور خیر و سعادت میں ان میں آپ کا کوئی مثل و نظیر نہ تھا۔ اس وقت شام کے یوں
 کا ایک گروہ کہ جس میں حار و سرد ہوا جب ان کی نظر آنحضرت پر پڑی وہ اوصاف نظر آئے جو غیر از ان کے
 کتابوں میں پڑھ سکے تھے۔ تو آپس میں بطور مذاہر ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ بھلیہ وہی محمدؐ
 ہیں جسکے بارے میں ہم نے پڑھا ہے کہ آخر زمان میں ظاہر ہوں گے اور یہودیوں اور تمام اہل دین پر
 غالب ہوں گے اور خداوند عظمیٰ ان کے ذریعہ سے یہودیوں کی قوت و سلطنت زائل کر دے گا، اور
 ان کو ذلیل و خوار کرے گا۔ فرض حسن نے عظمت کے اوصاف دیکھا تھا یہی ان کو مجبور کیا اور ان لوگوں
 نے دوسرے تمام یہودیوں سے کہا کہ یہ وہ بادشاہ ہے جس کی بادشاہی زائل نہ ہوگی۔ بہتر ہے کہ
 اس کے بارے میں تدبیر کرنا چاہیے کیونکہ خاتمہ کچھ خدا کے ہاتھ میں ہے اس کو جو بھی کر سکتا ہے۔ لہذا ان
 لوگوں نے حضرت کے بارے میں رائے کا ارادہ کیا اور قرار پایا کہ پہلے ان کا امتحان کرنا چاہیے اگر ان میں وہی
 اوصاف موجود ہیں جسکو ہم نے آسمانی کتابوں میں پڑھا ہے تو ان کو مار ڈالنا چاہیے کیونکہ علیہ اور
 صورت اکثر لوگوں کی متنی جلتی ہو کر رہتی ہے۔ ہم نے کتابوں میں پڑھا ہے کہ خدا ان کو حرام اور حشمت
 چیزوں کے کھانے سے محفوظ رکھے گا۔ لہذا ان کو دعوت دو اور کوئی حرام چیز ان کے پاس کھانے کو
 لاؤ۔ اگر اس میں سے کچھ بھی وہ کھالیں گے تو ہم جھگڑیں گے وہ نہیں ہیں جو وہ ان کے ہلاک کرنے کی
 کوشش کریں گے تاکہ وہ ہمارے دین کو زائل نہ کریں۔ فرض وہ لوگ اب طالب کے پاس آئے اور
 آپ کو اور قریش کے چند لوگوں کو ضیافت کے لیے دعوت دی اور ایک مرغ بریاں جس کی گردن توڑ
 کر مارا تھا یعنی ذبح نہ کیا تھا، ان کے پاس لائے۔ اب طالب اور تمام قریش نے اس میں سے کھایا اور حضرت
 ہر چند اس کی طرف ہاتھ بڑھاتے تھے لیکن آپ کا دست اقدس دوسری طرف چلا جاتا تھا۔ یہودیوں نے کہا
 کہ محمدؐ اس مرغ کو کیوں نہیں کھاتے۔ حضرت نے فرمایا میں کوشش کرتا ہوں کہ میل ہاتھ وہاں تک نہیں جاتا
 معلوم ہوتا ہے یہ مرغ حرام ہے اس لیے میل ہوتا ہے۔ اس کے کھانے سے مجھے روکتا ہے۔ وہ بولے نہیں
 یہ حلال ہے۔ اگر آپ کہیں تو ہم آپ کو اس میں سے ایک قصبہ کر کھائیں۔ حضرت نے فرمایا اگر تم سے ہو سکے
 تو کھلاؤ۔ انہوں نے اس میں سے ایک ٹکڑا توڑ کر حضرت کے دہن میں دینا چاہا مگر باوجود کوشش کے دہن
 تک نہ لے جاسکے، ان کا اتنے دوسری طرف چلا جاتا تھا۔ حضرت نے فرمایا اب تو تم کو یہیں ہوا کہ خدا کے
 حرام سے محفوظ رکھتا ہے۔ اگر دوسرا کھانا ہو تو کھاؤ۔ انہوں نے ایک دوسرا مرغ بریاں کیا جو ہمسایہ کے
 گھر سے فائدہ ہو گیا تھا امدان لوگوں نے اس کو بچھڑا رکھا تھا اور نیت یہ تھی کہ وہ ہمسایہ مانگے گا تو اس کی
 قیمت دے دیں گے۔ فرض وہ مرغ بھی مشتبه صورت میں تھا۔ جب وہ لایا گیا اور حضرت نے اس میں سے
 ایک قصبہ کر کھانا چاہا تو اس قدر ذہنی ہوا کہ حضرت کے ہاتھ سے گر گیا۔ حضرت نے دوسرا قصبہ کھانا چاہا
 وہ بھی اس طرح گر گیا۔ ان سب نے کہا کہ اس میں سے کیوں نہیں کھاتے؟ حضرت نے فرمایا اس کے
 کھانے سے بھی ممانعت ہو رہی ہے! میرا خیال ہے کہ یہ مشتبه ہو گا۔ یہودیوں نے کہا ایسا نہیں ہے۔ اگر
 آپ فرمائیں تو ہم آپ کے دہن میں قصبہ کھائیں۔ حضرت نے فرمایا اگر تم سے ہو سکے تو کھلاؤ۔ انہوں نے ہر چند

کوشش کی اور قسم لے کر اٹھ اٹھا چلا لیکن وہ نہ اٹھ نہ سکا اور اُن کے ہاتھ سے گر گیا۔ حضرت نے فرمایا کہ یہ طعام مشکبہ ہے اور خدا محمد کو اس کے کھانے سے بچاتا ہے۔ یہ دیکھ کر فریخس کو حیرت ہوئی اور اسے حضرت سے انکی عداوت اور بڑھ گئی۔ پھر یہودیوں نے کہا یہ لڑکا تم لوگوں کو بہت تکلیفیں پہنچانے کا اور تمہاری نعمتیں تم سے ضائع ہو جائیں گی۔ اس کے معاملات بہت بلند ہوئے۔ پھر ان میں سے شتر یہودیوں نے آنحضرتؐ کے قتل پر اتفاق کیا اور اپنے اگلے زہر میں بچھالے اور اندھیری رات میں جبکہ آنحضرتؐ کو وحرام جاتے تھے آپ کے پیچھے چلے تلواریں کھینچ لیں۔ اور وہ سب شجاعت و بہادری میں تمام یہودیوں میں مشہور تھے جب انہوں نے حضرتؐ پر حملہ کا ارادہ کیا ناگاہ پہاڑ کے دو کتا بے اُن کے اور آنحضرتؐ کے درمیان حائل ہو گئے۔ سینتالیس مرتبہ ایسا ہی ہوتا رہا یہاں تک کہ آنحضرتؐ پہاڑ کی بندی پر پہنچ گئے۔ وہ حضرتؐ کے پیچھے وہاں پہنچے اور آپؐ کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور چاہا کہ حضرتؐ پر وار کریں تو پہاڑ کھینچ کر اُن کو حضرتؐ سے دُور لے گیا۔ ہار بار ایسا ہی ہوتا رہا یہاں تک کہ حضرتؐ عبادت و اوراد سے فارغ ہوئے۔ اور پہاڑ سے نیچے آئے کا ارادہ کیا تو یہودی بھی آپؐ کے پیچھے چلے اور بار بار حضرتؐ کے قتل کی کوشش کرتے رہے لیکن ہر مرتبہ پہاڑ کے دونوں سرے ان کو آپس میں متصل ہو کر گھیر لیتے تھے۔ سینتالیس مرتبہ اسی طرح وہ کوشش کرتے رہے یہاں تک کہ آنحضرتؐ پہاڑ سے نیچے اتر گئے۔ آخری بار پہاڑ نے ان کو اس طرح دبا یا کہ ان کی ہڈیاں چور چور ہو گئیں اور وہ سب جہنم داخل ہوئے۔ اُس وقت آنحضرتؐ کو آسمان سے ندا آئی کہ اپنے پیچھے دیکھو کہ تہذیب دشمنوں کو کس طرح ہم نے دُفع کیا ہے۔ حضرتؐ نے ٹوکے دیکھا تو پہاڑ کے دونوں کنارے ایک دوسرے سے علیحدہ ہوئے اور درمیان سے ان کی لاشیں برآمد ہوئیں جنکے چہرے پچھلے تھے پہلو شکستہ تھے رانوں اور پٹھلیوں کی ہڈیاں چُرد چُور تھیں۔ حضرتؐ اُن کے شر سے محفوظ و مامون رہا نہ ہوئے۔ پہاڑ کے ہر چہرے سے آواز آرہی تھی کہ خدا کی مدد آپؐ کو مبارک ہو کہ اُس نے ہمارے ذریعہ سے آپؐ کے دشمنوں کو دُفع کیا اور بہت جلد جبکہ آپؐ کا امر ظاہر ہوگا آپؐ کی اُمت کے سرکشوں سے علیٰ ابن ابی طالب کے ذریعہ آپؐ کی مدد و حفاظت کسے گا اور آپؐ کی نبوت کے اظہار میں اور دین کے غالب کرنے میں اور آپؐ کے دوستوں کے آرام میں اُن کے اہتمام و سعی سے آپؐ کی اعانت فرمائے گا اور تقریباً خداوند عالم اُن کو آپؐ کا شریک کا راد آپؐ کا لیس قرار دے گا۔ وہ آپؐ کے کان آئے اور ہاتھ پیر کے ہوں گے آپؐ کے قرضوں کو ادا کریں گے آپؐ کے وعدوں کو پورا کریں گے۔ وہ آپؐ کی اُمت کی زین و زینت ہوں گے اور پروردگار عالم اُن کے دوستوں کو اُن کے سبب سعادت مند قرار دے گا اور اُن کے دشمنوں کو ہلاک کرے گا۔

جو تھا مجروح تھا کہ جب آنحضرتؐ قضائے حاجت کو جانے تو لوگوں کی نگاہوں سے چُپ جاتے اور کوئی شخص کپ کو دیکھ نہیں سکتا تھا۔ ایک مرتبہ آپؐ اپنے لشکر کے ہمراہ مکہ و مدینہ کے درمیان قیام پذیر تھے اور منافقین نے جو لشکر میں تھے کہا کہ اس میدان میں کوئی درخت کوئی دیوار یا میلہ نہیں ہے جس کی آڑ میں آنحضرتؐ رُفح حاجت کو جائیں۔ آج تو ہم ان کو رُفح حاجت کرتے ہوئے ضرور مشاہدہ کر لیں گے۔ ان میں سے

بعضوں نے کہا کہ آنحضرتؐ میں باکرہ لڑکیوں سے زیادہ شرم و حیا ہے۔ جب ان کو معلوم ہو جائے گا کہ کوئی ان کو دیکھ رہا ہے تو رنج و حاجت کے لیے کبھی نہ بیٹھیں گے۔ جبریلؑ نے ان کی باتیں حضرتؐ کو بتائیں۔ حضرتؐ نے زید بن ثابتؓ کو حکم دیا کہ وہ درخت جو بہت دور نظر آ رہا ہے اس اور وہ دونوں ایک دوسرے سے بہت فاصلہ پر ہیں ان کے درمیان کھڑے ہو کر ان سے کہو کہ رسول خداؐ کو حکم دیتے ہیں کہ ایک دوسرے کے قریب ہو جاؤ اور بل جاؤ تاکہ تمہارے عقب میں حضرتؐ قضائے حاجت فرمائیں زید نے جا کر ان درختوں سے آواز دی وہ دونوں اپنے مقام سے متحرک ہوئے اور بہت جلد ایک دوسرے سے مل گئے جیسے دو دوست سالہائے سال سے بھڑے ہوئے آپس میں مل گئے تھے اور حضرتؐ نے ان کی آڑ میں رنج و حاجت فرمائی۔ منافقوں میں سے کچھ لوگ ان درختوں کی جانب گئے۔ وہ جس جس طرف جاتے تھے درخت بھی گھومتے جاتے تھے۔ آخر انہوں نے کہا کہ ہم میں سے ہر ایک درختوں کے چاروں طرف پھیل جائے اور ہم درختوں کو اپنے حلقہ میں لے لیں۔ انہوں نے ایسا ہی کیا تو تو وہ درخت کشادہ ہوئے اور ہر طرف سے آنحضرتؐ کو اپنے درمیان لے کر مل گئے یہاں تک کہ آنحضرتؐ فارغ ہوئے اور واپس آئے اور زید بن ثابتؓ سے فرمایا کہ جا کر درختوں سے کہہ دو کہ اپنے اپنے مقام پر واپس جائیں۔ زید نے بموجب ارشاد آنحضرتؐ درختوں کو واپس لے لینے کہا تو اپنے مقامات کی طرف اس تیزی سے چلے جیسے کوئی شخص کسی سوار سے بھاگتا ہے جو تلوار کھینچے ہوئے اس کو قتل کرنا چاہتا ہو۔ پھر متفقوں نے کہ چلو ان کے فضلہ کو دیکھیں کہ وہ ہمارے ہی فضلہ کی طرح ہے یا نہیں۔ جب وہاں پہنچے تو فضلہ کا نشان تک نہ پایا۔ آنحضرتؐ کے اصحاب نے جو حال دیکھا متعجب ہوئے تو آسمان سے ایک آواز آئی کہ درختوں کی اس سرحد و سعی سے کیا نفع کرتے ہو فیضانِ مستانِ محمدؐ و علیؑ کی جانب خدا کی کرامتوں کے ساتھ فرشتوں کی سعی و کوشش اس سے زیادہ تیز ہے اور قیامت میں جہنم کے شعور کا ان کی طرف سے گزر کر اس سے مرہٹا ہے۔

پانچواں معجزہ۔ قبیلہ ثقیف کا ایک شخص حارث بن کلدہ علم طب میں بہت مشہور تھا۔ وہ حضرتؐ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا کہ اے محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں تمہارے جنوں کا علاج کروں گا میں نے بہت دواؤں کو دیا وہی ہے اور تمہارا شفا یاب ہو گئے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا تو خود پاگوں کے سے کام کرتا ہے اور مجھ کو دوا دے رہا ہے۔ حارث نے کہا میں نے دیوانہ کی طرح کون سا کام کیا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا یہی کہ بغیر میرا امتحان کیے ہوئے مجھ کو دوا مانگی سے نسبت دیتا ہے۔ اور بغیر میری سچائی اور روضہ کو بگھنے ہوئے مجھ کو جنون سمجھتا ہے۔ یہ حکماء کا کام نہیں ہے۔ حارث نے کہا میں تمہارے دوائے بغیر کی کے سبب تم کو دوا دے رہا ہوں۔ کیونکہ تم کو بغیر کی پر قدرت و طاقت نہیں ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ تیرا یہ کہنا کہ بغیر کی کی طاقت و قدرت مجھ میں نہیں یہی تیرا جنون ہے کیونکہ تو نے نہ ابھی مجھ سے پوچھا کہ کیوں دوائے نبوت کرتے ہو اور نہ کوئی دلیل طلب کی جس میں عاجز ہونا۔ حارث نے کہا ہاں یہ سچ ہے۔ اب میں تم سے معجزہ دیکھنا چاہتا ہوں۔ پھر ایک بہت بڑے درخت کی طرف اشارہ کیا جس کی جڑیں زمین کی

گہرائیوں میں پہنچی ہوئی تھیں اور کہا اس کو اپنے پاس رکھو۔ اگر وہ آجائے تو میں بھولوں گا کہ تم خدا کے رسول ہو اور تمہاری رسالت کی گواہی دوں گا اور تم کو دیوانہ بھولوں گا جیسا کہ میں نے سنا ہے۔ یہ سنکر حضرت نے اپنے ہاتھ سے درخت کی طرف اشارہ کیا کہ آ۔ اشدہ کرتے ہی وہ درخت حرکت میں آیا اور زمین کو چیرتا چلا اترتا حضرت کے پاس آیا اور غمگینا۔ اور زبان فصیح برو کہ میں حاضر ہوں کیا حکم ہے؟ حضرت نے فرمایا تو گواہی دے خدا کی وحدانیت کے بعد میری رسالت کی اور علی کی امامت کی اور یہ کہ وہ میرا افتخار ہے میری عزت ہے توبہ بازو ہے۔ اگر خدا مجھ کو اور اس کو نہ پیدا کرنا چاہتا تو کچھ پیدا نہ کرتا۔ درخت نے باؤنہ بلند کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا ایک ہے یگانہ ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آگے خدا کے بندہ اور اس کے رسول ہیں۔ اس نے آپ کو حق و راستی کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ آپ خدا کے نائب اور اس کو جنت کی خوشخبری دیں اور اس کے نافرمانوں کو اس کے عذاب سے ڈرائیں۔ اور اس کے حکم سے اس کی جانب خلق کو دعوت دیں اور ایمان و ہدایت کے چراغ ہوں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ علی آپ کے چچا کے بیٹے اور میں میں آپ کے بھائی ہیں اور میں حق میں اُن کا حصہ سب سے زیادہ ہے اور اسلام میں سب سے زیادہ بلند ہیں وہ آپ کے مستحق اور آپ کی قوت و عزت کا سبب ہیں۔ آپ کے دوستوں کی مدد کر کے والے اور دشمنوں کو ہلاک و ذلیل کرنے والے ہیں اور آپ کی امت میں آپ کے علوم کا دروازہ ہیں۔ اور گواہی دیتا ہوں کہ ان کے دوست جو اُن کے دشمنوں کے دشمن ہیں اہل بہشت سے ہیں اور اُن کے دشمن جو اُن کے دوستوں کے دشمن اور اُن کے دشمنوں کے دوست ہیں جہنمی ہیں۔ اس وقت حضرت نے حادث سے کہا کہ جو شخص ایسے معجزوں کے ساتھ پیغمبری کا دعوے کرتا ہے کیا فائدہ دیا ہے؟ حادث نے کہا نہیں خدا کی قسم یا رسول اللہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ پروردگار عالمین کے رسول اور تمام خلق سے بہتر ہیں۔

چنانچہ معجزہ۔ جب آنحضرت خیر سے مدینہ کی جانب واپس چلے ایک یہودی عورت نے جو بظاہر مسلمان تھی آنحضرت کی خدمت میں ایک بکری کا بھینس بچہ دے کر آئی جس میں زہر ملا تھا۔ حضرت نے بچہ دیکھا کہ یہ اس کے کہا یا حضرت جب آپ خیر کی جانب جا رہے تھے اُس کے لئے بہت بہت اضطراب تھا کیونکہ وہ سب بہت طاقت و قوت والے تھے۔ اس بکری کے بچے کو میں نے مثل اوپر کے پاؤں تھا۔ چونکہ میں جانتی تھی کہ آپ بھنا ہوا گوشت خاص طور سے دست کا گوشت زیادہ پسند کرتے ہیں لہذا میں نے خدا سے تندرستی کی اگر وہ آپ کو دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھے گا تو اس بچے کو ذبح کر کے اس کے دست کا گوشت آپ کو دے کر دے گی حضرت نے اس کے ساتھ ہمارے معرود اور علی بن ابی طالب جیسے تھے۔ حضرت نے روٹی منگائی ہمارے معرود نے بڑھایا اور ایک لقمہ اس میں سے لے کر منہ میں رکھا۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا اے ہمارے جناب معرود کا منہ پر سبقت نہ کر وہ چونکہ وہ ایک دیہاتی شخص تھا اور تہذیب سے ناواقف تھا بولا کہ شاید آپ رسول خدا کو بخیل سمجھتے ہیں۔ جناب امیر نے فرمایا میں ان کو بخیل نہیں سمجھتا لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظیم توقیر کے لئے مناسب یہ ہے کہ میں تو یا کوئی کسی قول یا فعل میں آنحضرت پر سبقت نہ کریں۔ پھر برائے کہا میں رسول خدا کو بخیل نہیں سمجھتا۔ حضرت علی نے فرمایا میں اس لئے نہیں کہتا لیکن سبب یہ ہے کہ یہ عورت یہودی

ہے اور ہم اُس کے حال سے واقف نہیں ہیں۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے تم کھاؤ گے تو وہ تمہاری سلامتی کے ضامن ہونگے اگر بغیر اجازت کھاؤ گے تو تم خود ذمہ دار ہو۔ لیکن ہمارے کھانے میں مشغول رہنا گاہ اُس دستِ برہ سے آواز آئی اُس نے زبانِ صبح کہا یا رسول اللہ! کھاؤ گے کھائے کیونکہ محمد میں زہر طایا گیا ہے۔ مسیحت برادرِ نبوت کے آثار نمایاں ہوئے ادا کر کر گیا۔ پھر حضرت نے اُس عورت کو بٹایا اور پوچھا تو نے ایسا کیوں کیا؟ اُس نے کہا آپ نے میرے باپ شوہر بھائی اور بیٹے کو قتل کیا ہے اس لیے میں نے ایسا کیا یہ سوچ کر کہ اگر آپ بادشاہ ہیں تو میں اپنے انتقام لینے میں کامیاب ہو جاؤں گی اور اگر آپ پیغمبر ہیں تو فتح کے بغیر کا وعدہ جو آپ نے کیا ہے پورا ہوگا اور خدا آپ کو اس زہر سے محفوظ رکھے گا۔ حضرت نے فرمایا تو نے سچ کہا کہ خدا میری حفاظت کرے گا، لیکن تو برا کے مرنے سے مفروضہ ہو کیونکہ خدا نے اس کا امتحان لیا اور اس کو اپنی حالت پر چھوڑ دیا تھا کیونکہ اُس کے خدا کے رسول پر سبقت کی تھی۔ اگر وہ اپنے رسول کے حکم سے کھا تا تو اس کو کوئی نقصان نہ ہوتا۔ پھر حضرت نے اپنے دس اصحاب کو مثل ابوذر مقداد، عمار، صہیب اور بلال رضوان اللہ علیہم کو بلایا۔ پھر انہیں زہر موجود ہی تھے۔ حضرت نے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ پھر اپنا دستِ مبارک اُس بریائے گوشت پر رکھا اور بسم اللہ الشافی بسم اللہ الکافی بسم اللہ المعافی بسم اللہ الذی لا یضو مع اسبغ ثانی بسم اللہ الارض ولانی السماء وھو السميع العليم پڑھ کر اُس پر پھونکا اور فرمایا خدا کے نام سے شریعہ کر دو اور کھاؤ۔ سب نے کھایا اور نسیر ہو گئے پھر پانی پی لیا۔ اور اُس یہودیہ کو قید کر دیا۔ دوسرے روز بلایا اور فرمایا کہ تو نے دیکھا ان لوگوں نے تیرا زہر آلود گوشت کھایا ہوا تیرے سامنے کھایا اور خدا نے اُس کے زہر کو دفع فرمایا۔ اُس عورت نے کہا کہ یا رسول اللہ میں اب تک آپ کی نبوت میں شک کرتی تھی۔ لیکن اب یقین ہو گیا کہ آپ خدا کے رسول ہیں۔ پھر اُس نے غم بڑھا اور صدقِ دل سے مسلمان ہو گئی۔ اور اُس کا اسلام بہتر ہوا۔ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میرے پند بزرگوار جناب امام حسین علیہ السلام نے میرے جد علی بن ابی طالب سے روایت کی ہے کہ جبہدِ برادرِ بنِ عمرو کا جنازہ لایا گیا تاکہ جناب رسولِ خدا اُس پر نماز پڑھیں تو حضرت نے پوچھا علی بن ابی طالب کہاں ہیں؟ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ وہ کسی مسلمان کی حاجتِ روحانی کے لیے قبائلی جانب گئے ہیں۔ یہ سن کر حضرت رُک گئے اور نمازِ جنازہ جمید پڑھی۔ لوگوں نے سبب پوچھا۔ فرمایا خدا نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ جب تک علی نہ آجائیں اور اُس کی گستاخی نہ صاف کر دیں جو اس نے اُن سے کی تھی میں نماز نہ پڑھوں۔ کسی نے کہا یا حضرت وہ بات تو اُس نے مرزا کا کہی تھی دل سے نہ کہی تھی کہ خدا اُس کا مؤخذہ فرمائے۔ حضرت نے فرمایا اگر دل سے کہی ہوتی تو خدا اُس کے تمام اعمال نیک جط فرمایا لیتا اگر وہ تحت الشریعہ سے عرشِ تک کے برابر سنا راہِ خلا میں خرچ کر دیتا تب بھی اُس کو کچھ فائدہ نہ ہوتا۔ لیکن چونکہ وہ مزاح تھی اور علیؑ نے اس کے لیے مباح کر دیا تھا۔ لہذا میں چاہتا ہوں کہ تم میں سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ علیؑ اُس سے آزرہ ہیں اور یہ کہ وہ تمہارے سامنے اس کی گفتگو اس کے لیے حلال کر دیں اور اُس کے لیے استغفار کریں تاکہ براہ

کا قرب و مشورت پیش خدا زیادہ ہو اور اُس کے درجے آخرت میں زیادہ بلند ہوں۔ اسی اثنا میں حضرت علیؓ تشریف لائے اور جنازہ برائے کھڑے ہو گئے اور فرمایا اے برا خدا تجھ پر رحمت کرے بیشک تو بہت روزہ رکھنے والا اور بہت نمازیں پڑھنے والا تھا اور تو نے راء خدا میں وقایہ پائی ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ مردوں میں سے کوئی نماز رسولؐ کے سبب مستغنی ہو سکتا تو ماری بھی مستغنی ہو جاتا۔ بیشک برا علیؓ ابن ابیطالبؓ کی دعا سے مستغنی ہوا۔ پھر حضرت اُنٹھے اور ہمارے نماز پڑھی اور لوگوں نے ان کو دفن کیا۔ واپس آئے تو حضرت نے ہمارے کاروں اور دوستوں سے فرمایا کہ تم لوگ بہ نسبت تعزیت کے تہنیت کے زیادہ مزوار ہو کیونکہ تمہارے عزیز و دوست ہمارے لیے آسمانِ اول سے آسمانِ ہفتم تک نیچے اور گری سے ساقیِ حشر تک پردے لگائے گئے اور اس کو انہی قبول اور پردوں میں اوپر لے گئے اور بہشت میں اس کو داخل کیا اور بہشت کے خزانہ دار اس کے استقبال کے لیے آئے: حوریں ہالہ خانوں سے ودریں اور اُس کی والدہ و شہیدا ہوئیں۔ اور کہا کیا کہتا ہے اے روحِ برادرِ تیرا کہ تیری نماز جنازہ کیلئے سینکڑے بنیائے سینہ اوصیاء کا انتظار کیا یہاں تک کہ وہ آئے اور انہوں نے تجھ پر رحم فرمایا اور تیری رائے استغفار کی۔ بیشک حاطونِ حشر نے ہم کو خبر دی ہے کہ ہر دردگارِ عالم نے تیرے حق میں فرمایا کہ اے میرے بندے تو میری راہ میں مرا ہے اگر تیرے گناہ سنگین ہوں اور خاک کے ذروں اور بارش کے قطرے اور درختوں کے پتوں اور حیوانات کے بالوں اور اُن کی سانسوں اور ان کی حرکات و سکنات کی تعداد کے برابر بھی ہوں گے تو میں علیؓ کی دعا کے سبب بخش دوں گا۔ پھر حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے بندگاہِ خدا علیؓ کی دعائیں لینے کی کوشش کرو اور ان کی بددعا سے بچو کیونکہ وہ جس کے لیے بددعا کر دیں گے وہ ہلاک ہوگا ہر چند مخلوقات خدا کے برابر اس کی نیکیاں ہوں اس طرح علیؓ جس کے لیے دعا کر دیں وہ سعادتمند ہوگا خواہ اس کے گناہ مخلوقاتِ الہی کے برابر ہوں۔

ساتواں مجرہ۔ ایک روز جناب رسولؐ غلامیٹھے ہوئے تھے کہ ایک چرواہا کانپتا ہوا آیا۔ حضرت نے دودھ پانی سے دیکھ کر فرمایا کہ اس شخص کا قصہ عجیب و غریب ہے۔ جب وہ حضرت کے قریب آیا آنحضرتؐ نے پوچھا کہ تیرے خوف کا کیا سبب ہے چرواہا نے کہا یا رسول اللہ میرا معاملہ عجیب ہے۔ میں اپنی گوسفندوں کے درمیان کھڑا تھا کہ ایک بھڑیٹھے نے حملہ کیا اور ایک بڑہ کو کچل دیا۔ میں نے ایک بھڑیٹھے کو رکھ کر اُس بھڑیٹھے کو مارا اور بڑہ اُس سے چھین لیا۔ پھر وہ دوسری جانب سے آیا اور ایک گوسفند کو کچل دیا میں نے اس کو بھی گوسفندوں کے درمیان چھین لیا یہاں تک کہ چاروں طرف سے اُس نے حملہ کیا اور میں نے اُسی طرح اُس کو مارا۔ پھر وہ پانچویں مرتبہ اپنی مادہ سمیت آیا اور چاہا کہ حملہ کرے اور میں نے اُن دونوں کو بھڑیٹھے سے مارا آخر وہ اپنی دم پر بیٹھ گیا اور بولا کہ تجھ کو شرم نہیں آتی کہ تو میری روزی سے جو خدائے مقرر کی ہے مانع ہوتا ہے کیا مجھے خدا کی ضرورت نہیں ہے؟ میں نے کہا کس قدر عجیب کی بات ہے کہ بھڑیٹھا آدمیوں کی زبان میں گھٹو کرتا ہے۔ بھڑیٹھے نے کہا کیا تو چاہتا ہے کہ میں تجھ کو اس سے زیادہ عجیب امر سے آگاہ کروں۔ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے رسولؐ مدینہ کے دفع

پہاڑوں کے درمیان لوگوں کو گزشتہ دایند حالات کی اطلاع دیتے ہیں۔ اور یہودی باوجود کہ جانتے ہیں کہ وہ جیتے ہیں اور ان کے اوصاف خدا کی کتابوں میں پڑھ چکے ہیں کہ وہ سب بچوں سے زیادہ سچے اور تمام فاضلین سے زیادہ فضیلت والے ہیں مگر ان کی تکذیب کرتے اور انکار کرتے ہیں۔ وہ اس وقت زندہ ہیں۔ ان کے پاس ہر درو کی دعا اور شفا ہے۔ اسے چموا ہے ابراہیمان تاکہ تو ضابطہ خدا سے ایمان ہو جائے اور مسلمان ہو اور ان کی اطاعت کرنا کہ خدا کے ہمیشہ ہمیشہ کے عقاب سے محفوظ ہو جائے اس وقت میں نے اس بھیڑیے سے کہا کہ تیری باتوں سے مجھ کو تعجب ہے اور اب تجھے روکنے سے شرم کرتا ہوں۔ تو جس کو سفند کو پسند کرے لے جا اور کھالے میں نہ متھ کر دوں گا۔ بھیڑیے نے کہا اے بندہ خدا اپنے پروردگار کی حمد کہ تجھ کو ان لوگوں میں قرار دیا ہے جو خدا کی نشانیوں سے جہت حاصل کرتے ہیں اور اس کے حکم کو مانتے ہیں۔ لیکن بدترین اشتیاق ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آقا و ولادت ان کے بھائی علی کی حقیقت کے بارے میں مشاہدہ کرتا ہے اور جو کچھ آنحضرت ان کے فضائل خدا کی جانب سے اظہار کرتے ہیں دیکھتا ہے اور ان کے علم و عمل زہد اور عبادت کی زیادتی کو جانتا ہے۔ اور ان کی شجاعت اور ان کا محمد کی حد اس طرح کرتا کہ کسی نے کسی کی مدد نہ کی ہوگی سمجھتا ہے اور سنتا ہے کہ جناب رسول خدا ان کی محبت اور ان کے دوستوں سے دوستی اور ان کے دشمنوں سے بیزارگی کا حکم دیتے ہیں اور آگاہ کرتے ہیں کہ خدا ان کے مخالفوں کا کوئی عمل قبول نہیں کرتا باوجود ان کے ان مراتب کے ان کی مخالفت کرتا ہے اور ان کے حق سے انکار کرتا ہے اور انہیں ظلم روا رکھتا ہے اور ان کے دشمنوں سے دوستی اور ان کے دوستوں سے دشمنی کرتا ہے۔ اور یہ تمام باتیں سب سے زیادہ عجیب ہیں۔ چموا کہتا ہے کہ میں نے کہا اے بھیڑیے کیا ایسا بھی ہو سکتا ہے اس نے کہا اس سے بھی عظیم تر ہوگا۔ بہت جلد وہ دی آنے والا ہے کہ لوگ اس کو اور اس کے فرزندوں کو قتل کریں گے اور ان کے اہل گھر کو قید کریں گے۔ اور ان اہل قبیوہ کے ساتھ مسلمان ہونے کا دعوے کریں گے۔ اس سے زیادہ عجیب اور غریب تر کوئی امر نہ ہوگا۔ اسی سبب سے خداوند عالم نے متعدد و مقرر فرما دیے کہ ہم بھیڑیے جہنم میں آئیں گے جس میں پھاڑیں گے اور انہیں ضابطہ کرتا ہماری فوجی ولادت کا سبب ہوگا اور ان کی تکلیفیں ہمارے مسودہ شادمانی کا باعث ہوں گی۔ میں نے کہا اگر وہ مسودوں کی بھیڑیں میرے پاس امانت نہ ہوتیں تو البتہ میں اسی وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا تاکہ آپ سے طاعات کروں۔ بھیڑیے نے کہا اے بندہ خدا حضرت کی خدمت میں جا اور بھیڑوں کو چھوڑ دے۔ میں ان کو چراؤں گا۔ میں نے کہا مجھے تیری امانتداری پر کیونکر بھروسہ ہو۔ اس نے کہا وہ خدا جس نے مجھے تیری ہدایت کے لئے گویا کیا انکی حفاظت پر مجھے قوی اور امن بنائے گا۔ کیا تو محمد پر ایمان نہیں لایا اور تو نے ان کی اطاعت نہیں کی؟ انی معاملات میں جو کچھ وہ خدا کی جانب سے اپنے بھائی علی کے بارے میں خبر دیتے ہیں۔ لہذا تو جائیں تیری طرف سے گو سفندوں کی حفاظت کرتا ہوں۔ اور خداوند عالم اور طاغوت میری حفاظت کریں گے اس لئے کہ وہی خدا علی کے دوست کی خدمت کر رہا ہوں۔ غرض یا رسول اللہ اپنے گو سفندوں کو ان مددوں بھیڑیوں

کے پیروں کے آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں اس وقت حضرتؐ نے اپنے اصحاب کی جانب دیکھا کہ بعض اس کی تصدیق کرنے میں شاد و خرم ہیں اور بعض اس گفتگو کو غلط سمجھتے ہوئے اور اس میں شک کرتے ہوئے متنبہ بنائے ہوئے ہیں۔ اور منافقین پوشیدہ طبع سے آپؐ میں کہنے لگے کہ محمدؐ نے اس مرد سے سازش کی ہے تاکہ کفر اور جاہلوں کو فریب دے۔ چونکہ آنحضرتؐ وحی الہی کے ذریعہ ان کی باتوں پر مطلع ہو گئے تو مسکرائے اور فرمایا اگر تم نے چاہا ہے کہ باتو پر شک کیا تو میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ سچا ہے اور عالم ارواح میں جو میرے ساتھ تھا اس کو بھی یقین ہے اور وہ آئندہ بھی دارالقرارد میں نہ رہائے حیات میں میرے ساتھ ہوگا اور نیک لوگوں کو بہشت میں لے جانے میں میرے پیچھے پیچھے ہوگا۔ اس کا تو میرے نور کے ساتھ اصحاب پاکیزہ اور ارحام طیبہ میں اور میرے ساتھ مدارج عالیہ و فضل میں میرے ساتھ رہا۔ اور غفلت نے علم و علم و عقل جو مجھے پہنائے گئے وہ سب اُسے بھی پہنائے گئے۔ وہ میرے نور کا بجزو ہے۔ اکتساب فضائل و مناقب میں میرا مثل ہے یعنی علیؑ بن ابی طالب جو صدیق اکبر اور ساقی حوض کوثر ہے اور فاروق اعظم و ستیذ اکرم ہے۔ اس کی محبت اور ولادت طاری و حرامی کی کسوٹی ہے اور اس کی وصیت مومنوں کا وندہ اور ذخیرہ ہے۔ میرے دین کا قائم کرنے والا میرے علوم کا سکھانے والا۔ لڑائیوں میں جری ہے دشمنوں کے لئے شہید ہے اسلام و ایمان میں سابق ہے اور اصولی خوشنودی خدا میں سب سے آگے ہے۔ ظلم و سرکشی کی جڑوں کا اکھڑنے والا اپنی شافی جنتوں کے ذریعہ اہل بہتان کے عذرات کو طبع کرنے والا ہے۔ خدا نے اس کو میرے کان آنکھ اور ہاتھ کے مثل بنایا ہے اور اس کو میل معین و مددگار قرار دیا ہے۔ جبکہ وہ میل موافق ہے تو میں دوسروں کی مخالفت کی پہچان نہیں کرتا۔ اور جب وہ میری مدد کرنے والا ہے تو دوسروں کی آزار رسانی کا مجھے اندیشہ نہیں۔ اور جب وہ میری ہمنوائی کرتا ہے تو دوسروں کی روگردانی کا مجھے غم نہیں۔ خدا اس سے اور اس کے دوستوں سے بہشت کی زیارت فرمائے گا اور اس کے دشمنوں سے جہنم کو بھر دے گا۔ میری امت میں کسی کو اس کے مرتبہ کی خواہش جائز نہیں۔ چونکہ حروا کے بیان سے اس کا چہرہ نیر ایمان سے منور اور روشنی ہو رہا ہے دوسروں کے منہ بگاڑنے کی کجی کیا ہو رہا ہے۔ اور چونکہ اس کی محبت میرے لئے خالص ہے دوسروں کے منہ پھرنے کا مجھے کیا غم۔ وہ جس کے پاس سے میں نے یہ بیان کیا ہے علیؑ بن ابی طالب ہے کہ اگر جمیع اہل آسمان زمین کافر ہو جائیں بیشک خدا اس دین کی تنہا اُسی سے مدد کرے گا۔ اور اگر تمام خلق خدا دشمن ہو جائے وہ تنہا سب کے مقابلہ کھڑا ہوگا اور دین پروردگار کی اعانت اور طریق اہل بیت کے باطل کرنے میں اپنی جان کی بازی لگا دے گا۔ اسے منافقو اور شک کرنے والو اس چرواہے کے گلے کو چل کر دیکھیں۔ تم اپنی آنکھوں سے اُن دونوں بیٹریوں کو دیکھو تاکہ اس کی گفتگو کی صداقت تم پر ثابت ہو جائے غرض آنحضرتؐ ہمارے جہن و انصاف کے گرد کے ساتھ اس چرواہے کے ہمراہ چلے جب اُس مقام پر پہنچے دونوں بیٹریوں کو دیکھا کہ گلے کے گرد گھوم رہے ہیں اور اُن بیٹریوں کی حفاظت کر رہے ہیں تو حضرتؐ نے فرمایا کیا تم چاہتے ہو کہ تم پر ظاہر کردوں کہ ان دونوں بیٹریوں کی گفتگو سے ان کی غرض سوائے

اس کے کچھ نہ تھی کہ میری خفیت کا ہر کسبہ لوگوں نے کہا ہاں یا رسول اللہ۔ حضرت نے فرمایا میرے گرد و حلقہ
مگر لو تا کہ بھیڑنے مجھے نہ دیکھیں۔ ان لوگوں نے حضرت کو گھیر لیا تو حضرت نے جواب دے سے فرمایا کہ اُس بھیڑ
سے کہ جس محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تم نے ذکر کیا ہے اس جماعت میں کون جس۔ یہ سنتے ہی بھیڑنے
آئے اور راستہ کشاں کے حلقہ میں داخل ہوئے اور حضرت کے پاس پہنچے تو کہا السلام علیک یا رسول اللہ
اے بہتر بن خلق خدا۔ پھر پشانیوں کو حضرت کے قدموں پر چمکے گئے۔ اور عرض کی ہم لوگوں کو آپ کی طرف
دعوت دینے والے ہیں اور ہم نے اس پر جواب دے کو آپ کے ہاں سے میں اطلاع دی ہے اور اس کو آپ کی
خدمت میں بھیجا ہے۔ پھر حضرت منافقوں کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا کافروں اور منافقوں کے لئے اور
کوئی خدا نہیں ہے۔ اب تم لوگوں کو میرے ہاں سے میں پر داسے کی سچائی کا۔ غیثہ ہوا۔ کیا چاہتے ہو کہ علی
کے ہاں سے میں اس کی صداقت بھی معلوم کرو۔ انہوں نے کہا ہاں یا رسول اللہ۔ پھر حضرت نے فرمایا علی
کے گرد حلقہ کرو۔ لوگوں نے علی کو بھی گھیر لیا۔ تو حضرت نے بھیڑیوں سے فرمایا جس طرح تم نے میرا نشان
بتایا علی کو بھی پہچان کر رکھاؤ تاکہ یہ گردہ لگے کہ جو کچھ تم نے ان کی شان میں بیان کیا ہے حق ہے۔ تو وہ
بھیڑنے آئے اور لوگوں کے حلقہ کو توڑ کر جناب امیر کے پاس پہنچے اور حضرت کے قرب خاک پر ہاتھ
مٹہر کر کے صلا سلام علیک لے کر دم و سخا کے مصلح اور عقل و دُر کا کے عزیز اور صحفہ ہائے سابقہ کے
حافظے والے اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصی! السلام علیک اے وہ کہ آپ کے دوستوں کو
خدا نے سلامت مند گردانا اور آپ کے دشمنوں کو ابھری ہر نصیب قرار دیا اور آپ کو اولاد محمد کا سرور بنایا۔
السلام علیک اے وہ کہ اگر اہل زمین اسی طرح آپ کو دوست رکھیں جس طرح اہل آسمان دوست
رکھتے ہیں بلا شبہ نیک اور جہد مزہد ہو جائیں۔ اے وہ ذات کہ اگر کوئی زمین سے عرش تک راہ خدا
میں صرف کر دے اگر ایک قوتہ آپ کی طرف سے اس کے دل میں بغض ہو تو سوائے قہر خدا اور عذاب
ابھری کے کچھ نہ پائے۔ اُس وقت صحابہ کو بہت تعجب ہوا اور کہنے لگے کہ ہم نہیں جانتے تھے کہ حیوانات
بھی علی کے اس قدر محب اور مطیع ہیں۔ جناب سرور عالم نے فرمایا تم نے ایک حیوان کی اطاعت دیکھی
اور تعجب کرتے ہو اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا۔ اگر ان کی عزت و عظمت تمام حیوانات اہل باد و صحرا اور
فرشتگان زمین و آسمان اور ملائکہ کرسی و عرش اعلیٰ کے نزدیک دیکھو۔ واللہ میں نے سدرۃ المنتہی کے
نزدیک آسمان پر علی کی صورت دیکھی جس کو خدا نے فرشتوں کے شوق زیارت کے سبب سے خلق فرمایا ہے
میں نے دیکھا کہ فرشتے اُس شبہ کے نزدیک ان دونوں بھیڑیوں سے زیادہ تذلل اور عاجزی کا اظہار
کرتے ہیں۔ اور کہیں کہیں فرشتے اور صاحبان عقل اظہار عجز و انکساری نہ کریں جبکہ خداوند علی اعلیٰ
نے اپنی ذات مقدس کی قسم کھائی ہے کہ جو شخص بھی علی کے نزدیک بال برابر بھی تواضع کرے گا ایک لاکھ
سال کی ساد کے برابر بہشت میں اس کا اجر بلند فرمانے گا اور یہ تواضع جو تم دیکھ رہے ہو علی کی جلالت قدر
کے مقابلہ میں بہت کم ہے۔

آنحضور! جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے غلبہ و ملاحظہ فرماتے وقت

ایک درخت خرم کے سہ سے ٹٹ لگایا کرتے تھے جو مسجد میں تھا۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ لوگ زیادہ ہو گئے ہیں اور سب چاہتے ہیں کہ خطبہ کے وقت حضور کو دیکھیں۔ اگر اجازت ہو تو آپ کے لئے ایک منبر تیار کر دیں جس کے کئی زینے ہوں تاکہ وقت خطبہ اس منبر پر آپ تشریف فرما ہوں اور ہر شخص آپ کو دیکھ سکے۔ حضرت نے ان کو اجازت دے دی۔ منبر تیار ہوا۔ جمعہ کے روز حضرت مسجد میں تشریف لائے اس ستون خرم سے گزر کر منبر پر تشریف لے گئے تو وہ ستون اس طرح فریاد و نالہ کرنے لگا جیسے ماں اپنے بچے کے لئے روتی ہے جو مر گیا ہو۔ اس کے رونے سے تمام اہل مسجد رونے لگے۔ یہ دیکھ کر وہ پیغمبر رؤف و رحیم منبر سے نیچے آئے اور اس ستون خرم کو پیار سے لپٹا لیا۔ اس پر ہاتھ پھیرا تو اس کو تسکین ہوئی۔ حضرت نے فرمایا میں نے تیری حقارت و ذلت کے اظہار کے لئے ایسا نہیں کیا بلکہ چاہا کہ خدا کے بندوں کی اصلاح کامل ہو جائے۔ تیری قدر و منزلت کبھی زائل نہ ہوگی کیونکہ تو مکہ کا محمدؐ رہا ہے یہ سنکر اس کا نالہ اور اس کی گریہ و زاری بند ہوئی۔ پھر حضرت رونق افروز منبر ہوئے اور فرمایا کہ اے مسلمانو! یہ ستون جو میں رسول رب العالمین کی جدائی سے فریاد و نالہ کرنے لگا۔ لیکن بندوں میں ایسے بھی متکار ہیں جو رسول خدا کی ووری اور نزدیکی سے پروا نہیں کرتے اگر میں اس سنہ کو گود میں نہ لیتا اور اس پر ہاتھ نہ پھیرتا وہ روز قیامت تک ساکت نہ ہوتا۔ یقیناً خدا کے بعض بندے اور اس کی بعض کنیزیں ہیں جو مفارقت رسول خدا علی مرتضیٰ سے اس ستون کے مثل نالہ و فریاد کرتے ہیں۔ اور مومن کے لئے یہی کافی ہے کہ اس کا دل محمدؐ و علیؑ اور ان کی پاکیزہ ذریت کی محبت میں اٹھ جائے۔

سید المرسلین کی جدائی میں اس ستون جو میں کا اضطراب تم نے دیکھا اور جب میں نے اس کو بٹھایا تو کس طرح ساکت ہو گیا۔ لوگوں نے کہا ہاں یا رسول اللہ۔ حضرت نے فرمایا میں اس خدا کی قسم کھاتا ہوں جس نے مجھے سچائی کے ساتھ خلق کی جانب بھیجا ہے کہ محبان و معتقدان محمدؐ و آل محمدؐ علیہم السلام اور ان کے دشمنوں سے بیزاری چاہنے والوں کے اشتیاق میں بہشت کے خزینہ داروں، حوروں، غلمانوں، بہشت کے قصور اور باغوں کا نالہ اس ستون کے نالہ و فریاد اور اشتیاق سے کہیں زیادہ ہے۔

وہ شیعہ ابن علیؑ کا محمدؐ و آل محمدؐ پر درود بھیجا، نماز ناظم پڑھنا، روزہ رکھنا اور صدقہ دینا ان کو تسکین دیتا ہے اور شیعہ ابن علیؑ کے آپس میں ایک دوسرے کی مدد اور احسان کرنے کی خیران کی تسلی و تسفی کا باعث ہوتی ہے اور وہ آپس میں کہتے ہیں کہ جلدی مت کرو کہ تمہارا مالک اس سبب سے دیر سے تمہارا پاس آئے گا کہ برادر مومن کے ساتھ نیکی کرنے کی وجہ سے بہشت میں اس کے درجات اور بلند ہوئے اور سب سے زیادہ ان کی تسفی و تسکین کا باعث یہ ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ ان کو آگاہ فرماتا ہے کہ تمہارے ساتھی یعنی شیعہ ابن علیؑ محمدؐ و آل محمدؐ دشمنوں اور تاصیوں کے دستِ ظلم میں گرفتار ہیں۔ ان کے مظالم کے سبب سے سخت تکلیفیں برداشت کر رہے ہیں ان کے ساتھ تقیہ میں بسر کر رہے ہیں اور ان کی سختیوں پر صبر کر رہے ہیں۔ اس وقت وہ کہتے ہیں ہم بھی ان کی مفارقت پر صبر کرتے ہیں جس طرح وہ اپنے بزرگوں پر پیشواؤں کے حق میں نامناسب باتیں سنکر صبر کرتے ہیں اور اپنے غم کو برداشت کرتے ہیں۔ اور

اختصاصاً کہہ رہے ہیں کہ اگر کسی سے انتہائی محبت ہو تو اس کے لئے یہ خطبہ ضرور فائدہ دے گا۔ شیعہ ابن علیؑ کا نام لکھ کر خدا کی خدمت کی منتروں کا اظہار۔

اظہار حق سے ہار رہتے ہیں جس وقت کہ اُس گرو کے مقابل دیکھتے ہیں جس کے دفع پر قادر نہیں ہوتے۔ اس وقت ہمارا پردہ گواران کو نڈا دیتا ہے کہ اے میرے جنت کے ساکنو اور اے میری رحمت کے خزانہ دارو! تمہارے شوہروں مالکوں اور دوستوں کو تمہارے پاس لانے میں میں نے بخل کے سبب تاخیر نہیں کی ہے بلکہ اس لئے کہ وہ میری رحمت و کرامت میں سے اپنا حصہ اپنے بڑاوردان عموں کیساتھ نیکی و احسان کرنے کا مل کر لیں اور کمزوروں کی فریادرسی اور مظلوموں کی وادرسی اور تقیہ کے ساتھ فاسقوں اور کافروں کے ظلم پر صبر کے ذریعہ حاصل کر لیں۔ جب وہ ان اعمال حسد کے سبب میری عظیم کرامتوں اور رحمتوں کے مستحق ہو جائیں تو اُن کو تمہاری طرف بہترین احوال میں منتقل کر دوں گا لہذا تم کو خوشخبری ہو۔ جب یہ ندا ان کو پہنچتی ہے تو اُن کا نالہ و گریہ ساکن ہو جاتا ہے۔

نواں مجرہ۔ جس وقت پیغمبرؐ نے مدینہ میں اسلام کی اشاعت کی عبد اللہ بن ابی کو آنحضرتؐ کے ساتھ شہیدہ حسد ہوا تو اُس نے ایک گریہ کیا کہ اپنے گھر میں کتواں کھودا اور اُس کے اندر نیزے تلوا دی جھریاں زہر میں بچھ کر نصب کر دیں اور اُس کنویں پر فرشیں بچھایا اور آنحضرتؐ کو دعوت میں اپنے گھر بلایا تاکہ حضرتؐ اُس فرش پر بیٹھیں اور کنویں میں گر جائیں! اور ایک گروہ کو ننگی تلواریں دے کر مجرہ میں چھپایا تاکہ جب آنحضرتؐ کنویں میں گر جائیں تو علیؑ اور آنحضرتؐ کے اصحاب کو جو آپؐ کے ہمراہ ہوں قتل کر دیں اور کھانا بھی ایسا تیار کیا تھا جس میں سراسر زہر ہی کا ہوا تھا تاکہ اگر وہ تدبیر کا رآمد نہ ہو تو کھانے سے ہلاک ہو جائیں۔ اور آنحضرتؐ پر جب وہ تلواریں نازل ہوئے اور اُس کی تدبیر میں تمام حضرتؐ سے بیان کر دیں اور کہا حق تعالیٰ آپؐ کو حکم دیتا ہے کہ جس جگہ وہ کہے دیں بیٹھیں گا اور ہر وہ طعام جو وہ کھائے اُن میں سے کھائیے گا۔ تاکہ آپؐ کے مجربات اور آثار اس پر ظاہر ہوں اور جنہوں نے آپؐ کے قتل کی سازش کی ہے ان میں سے اکثر ہلاک ہوں۔ غرض حضرتؐ اُس منافق کے گھر شریف لے گئے اور اُسی کنویں کے فرش پر بیٹھے اور صحابہ آپؐ کے گرد بیٹھے اور کوئی بقصد خدا اُس میں نہ گرا۔ پھر ایک ایسی کو حیرت ہوئی۔ جب اُس نے غور سے دیکھا تو کنویں پر کی زمین آنحضرتؐ کے اچھاڑے سخت ہو گئی ہے۔ غرض زہر آلود غذا انہیں حضرتؐ کے سامنے لائی گئیں۔ جب حضرتؐ نے چاہا کہ اُن کھانوں کی طرف ہاتھ بڑھائیں تو علیؑ علیہ السلام سے فرمایا کہ وہ تعویذ ناسخ ان کھانوں پر پڑھو جناب امیرؑ نے یہ دعا پڑھی۔

بسم اللہ الشافی بسم اللہ الکافی بسم اللہ المعافی بسم اللہ الذی لا یضیع مع اسد شیخ
ولاد آذ فی الارض ولا فی السماء وهو السميع العليم پھر حضرتؐ نے اور جناب امیرؑ اور اصحاب
آنحضرتؐ نے وہ کھانے سیر ہو کر کھائے اور اُنھ کو کھڑے ہوئے۔ عبد اللہ بن ابی نے جو دیکھا کہ کھانے سے
انہر کے اثر نہیں ہوا تو کہا کہ غلطی سے ان کھانوں میں زہر نہیں ملا گیا۔ پھر کھانے کے خاص دوستوں کو
باتی مانڈکھا دکھایا۔ اور دستر عبد اللہ بن ابی جس نے آنحضرتؐ سے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کھانوں میں یہ
حرکتیں کی تھیں آئی اور یہ دیکھ کر کہ کنویں پر کی زمین سخت ہو گئی ہے اُسی پر پیشی اور من حضرتؐ ہلکا
لانچہ وقوع فیہ رجس نے اپنے بھائی کے لئے کنواں کھودا وہ خود اس میں گرا کہ اُس کے مطابق اُس کنویں

میں گر گئی اور اصل جہنم ہوئی اور نالہ و فریاد کی آواز میں بلند ہوئیں۔ عید اللہ بن ابی نے اس گروہ کو اس لڑکی کی شادی میں طلب کیا تھا۔ عید اللہ نے اپنے گھر والوں کو تاکید کی کہ یہ حال کسی سے نہ کہیں ورنہ وہ رُسو ہو گا پھر اُس کے اصحاب نے جو کھانے کھائے تو سب کے سب ہلاک ہو گئے۔ فرض جب عید اللہ بن ابی حضرت کی خدمت میں آیا تو آپ نے اس کی لڑکی اور اُس کے دوستوں کے مرنے کا سبب پوچھا۔ اُس نے کہا لڑکی کو شے پر سے گر پڑی، اصدان لوگوں نے کھانا زیادہ کھا لیا اس سبب سے ہلاک ہو گئے۔ حضرت نے فرمایا کہ خدا بہتر جانتا ہے کہ وہ سب کیونکر ہلاک ہوئے۔

دسواں مصرعہ۔ ایک روز آنحضرتؐ اپنے اصحاب کے ہمراہ بیٹھے تھے کہ فرمایا کہ اس وقت تو شہدادِ روح سے تیار کیا حربہ کھانا چاہتا ہوں۔ حضرت علیؑ نے کہا میں بھی چاہتا ہوں جو حضرتؐ چاہتے ہیں۔ پھر حضرتؐ نے جناب ابوبکرؓ سے پوچھا تم کیا چاہتے ہو عرض کی بڑھ کی میاں جی گاؤ۔ اور حضرت عمرؓ و عثمانؓ سے پوچھا تو وہ بولے کہ ہمہ کا سینہ بھنا ہوا۔ تو حضرتؐ نے فرمایا آج کون مومن رسول خدا اور ان کے اصحاب کی ضیافت کرتا ہے؟ عید اللہ بن ابی نے سوچا کہ آج محمدؐ اور ان کے اصحاب کے بارے میں مکر و خبیث کر دے گا اور لوگوں کو ان کے شر سے نجات دلاؤں گا۔ یہ سوچ کر کھڑا ہو گیا اور بولایا رسول اللہ آپ لوگوں نے جن چیزوں کی خواہش کی ہے وہ سب میرے یہاں ہیں۔ میں آپ لوگوں کی ضیافت کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر اپنے گھر گیا اور حربہ اور بکری کے بچہ کا گوشت پکایا اور ایک میں بہت زیادہ زہر ملا دیا۔ پھر حضرتؐ کی خدمت میں آیا اور عرض کی چلیے سب سلمان تیار ہے۔ حضرتؐ نے پوچھا کون لوگوں کو اپنے ساتھ لے کر چلوں؟ اس نے کہا علیؑ، سلمانؓ، مقدادؓ ابوذر اور عمارؓ کو ساتھ لے لیجئے۔ تو حضرتؐ نے کہا ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و طلحہؓ نہ چلیں؟ اس نے کہا نہیں کیونکہ یہ لوگ فلاح میں اس کے شریک تھے۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ یہ لوگ ہلاک ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا میں ہاجر و انصار کے گروہ کے بغیر دعوت نہیں کھایا کرتا۔ عید اللہ نے کہا یا رسول اللہ کتنا کہ ہے۔ پانچ آدمیوں سے زیادہ کے لئے کافی نہیں ہو سکتا۔ حضرتؐ نے فرمایا خدا نے جناب بیٹے پر خون نازل کیا جس میں چند جھلیاں اور چند روٹیاں تھیں۔ لیکن اُس نے اس میں اس قدر برکت عطا فرمائی کہ چار ہزار سات سو افراد نے کھایا اور سیر ہو گئے۔ اُس نے کہا بہتر ہے لے چلیے آپ کو اختیار ہے حضرتؐ نے اعلان فرمایا کہ اُسے گروہ جہد حریں و انصار آؤ عید اللہ بن ابی کی ضیافت میں شرکت کرو۔ یہ سن کر ستر ہزار آئے تھے صفحہ آنحضرتؐ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ اُس منافق نے اپنے ساتھیوں سے کہا اب کیا کر دے؟ میں تو محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے چند مخصوص رفیقوں کے ساتھ ہلاک کرتا چاہتا تھا سب کو مار ڈالنے کا قصد نہیں رکھتا۔ پھر منافقوں کو حکم دیا کہ سب ہتھیار سے آراستہ ہو جائیں تاکہ جب آنحضرتؐ زہر سے ہلاک ہو جائیں اللہ آپ کے اصحاب اُن کا انتقام لینا چاہیں تو اُن سے جنگ کی جا سکے۔ فرض جب حضرتؐ اس کے گھر پہنچے تو اس نے ایک چھوٹے مکان کی طرف اشارہ کیا اور کہا یا رسول اللہ آپ، علیؑ، سلمانؓ، مقدادؓ اور عمارؓ اس مکان میں تشریف رکھیں اور باقی اصحاب تمام دو سرے چھروں اور گھر کے صحن اور گلی میں ٹھہریں گے۔ جو لوگ کھانا کھالیں گے واپس چلے جائیں گے، ان کی جگہ پر دوسرے لوگ بیٹھ جائیں گے۔

یہاں حضرتؐ کی ایک حالت بیان کی گئی ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ میری لڑکی کی شادی میں طلب کیا جائے۔ یہاں پر حضرتؐ کی ایک حالت بیان کی گئی ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ میری لڑکی کی شادی میں طلب کیا جائے۔

یہاں حضرتؐ کی ایک حالت بیان کی گئی ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ میری لڑکی کی شادی میں طلب کیا جائے۔ یہاں پر حضرتؐ کی ایک حالت بیان کی گئی ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ میری لڑکی کی شادی میں طلب کیا جائے۔

حضرت نے فرمایا جو فات کھانے میں برکت عطا کر سکتی ہے وہ مکان تنگ کو بھی کشادہ کر سکتی ہے لہذا آپ نے سب کو اپنے ساتھ لیا اور اس مکان میں داخل ہو گئے۔ اصحاب آپ کے گرد حلقہ کر کے بیٹھے یہاں تک کہ تمام اشخاص اس میں بیٹھ گئے۔ عید اللہ کو یہ دیکھ کر حیرت ہوئی۔ حضرت نے فرمایا کھانا لاؤ۔ اس نے بڑا برہان اور حریرہ لاکر سامنے رکھ دیا اور کہا یا رسول اللہ پہلے آپ اور علیؑ کھا نہیں پھر آپ کے مخصوص اصحاب کھائیں۔ حضرت نے فرمایا خدا نے میرے اور علیؑ کے درمیان مطلق جدائی نہیں رکھی ہے۔ مجھ کو اور اس کو ایک نور سے پیدا کیا اور ہمارے نور کو اہل زمین و آسمان اور اہل حب و اہل بہشت پر پیش کیا اور ہمارے واسطے عہد و پیمان لیا کہ ہمارے دوستوں کے دوست اور دشمنوں کے دشمن رہیں گے۔ جنگو ہم دوست رکھیں گے وہ بھی دوست رکھیں گے جن لوگوں کو ہم دشمن رکھیں گے وہ بھی دشمن رکھیں گے۔ ہمیشہ میرا اور علیؑ کا ارادہ ایک رہا ہے۔ جو میں نے چاہا علیؑ نے بھی چاہا۔ مجھے اس سے خوشی و مسرت ہوتی ہے جس سے علیؑ شاد ہوتے ہیں اور مجھ کو اس بات سے اذیت و تکلیف پہنچتی ہے جس بات سے علیؑ کو تکلیف ہوتی ہے۔ اے عید اللہ علیؑ میرے ساتھ کھانا کھائیں گے۔ عید اللہ نے کہا ایسا ہی ہو گا بہتر ہے۔ اور دل میں کہا کہ علیؑ جس قدر جلد ہلاک ہو جائیں میرے حق میں بہتر ہے تاکہ محمد مصطفیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد دھرم کو گونہ پر تلواں کھینچ کر حملہ آور نہ ہوں کیونکہ ہم ان سے مقابلہ کی تاب نہیں دیکھتے ہیں۔ غرض جناب رسول خدا اور امیر المومنین نے کھانا کھایا اور سیر ہو گئے۔ پھر حضرت نے فرمایا کھانا گھر کے بیچ میں رکھ دو کہ سب لوگ کھائیں۔ عید اللہ نے کہا یا رسول اللہ ہر ایک کا ۲۰ تھ کیونکر کھانے تک پہنچے گا؟ حضرت نے فرمایا جس خدا نے گھر میں کشادگی پیدا کر دی وہی اُن کو لمبا کر دے گا۔ غرض تمام صحابہ نے ہاتھ بڑھایا اور طعام کھا کر سیر ہوئے اور ہڈیاں خوان میں چھوڑ دیں۔ پھر جناب رسول خدا نے اپنا رد مال اُس پر ڈھانک دیا اور فرمایا اے علیؑ اس حریرہ کو اس پر آئندہ بدل دو تاکہ سب لوگ کھائیں۔ پھر وہ حریرہ بھی سب نے کھایا اور کہا یا رسول اللہ ہم چاہتے ہیں کہ اس کے بعد دودھ بھی پیئیں۔ تو حضرت نے فرمایا کہ تمہارا پیغمبر خدا کے نزدیک جناب عیسیٰ سے زیادہ بلند مرتبہ ہے جس طرح خدا نے عیسیٰ کے واسطے مردوں کو زندہ کیا تمہارے پیغمبر کے لئے بھی زندہ کرے گا۔ پھر آنحضرت نے اپنا رد مال اُن پر پونہ پھیلا دیا اور دعا کی کہ پائے واسطے جس طرح تو نے اس جانور میں برکت عطا کی اور ہم سب کو اس کے گوشت سے سیر کیا اُس طرح پھر اس میں برکت عطا فرما۔ اور ایسا کر کہ ہم سب اس کے دودھ سے بھی سیر ہوں۔ ساتھ ہی اس دعا کے بقدرت الہی اُن ہڈیوں پر گوشت پیدا ہوا اور وہ بگڑی حرکت میں آئی اور زندہ ہو کر کھڑی ہو گئی اور اُس کا حق دودھ سے بھر گیا حضرت نے فرمایا مشک اہل شکے لاؤ۔ لوگ جیسے جیسے مشک دھیر دھیر لاتے رہے دودھ سے بھرتا جاتا تھا یہاں تک کہ تمام لوگ اس دودھ سے سیر ہو گئے۔ اُس وقت حضرت نے فرمایا اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ میری اُمت گمراہ ہو جائے گی اور اس کو بنی اسرائیل کے گوسالہ کے مانند پوجنے لگے گی تو مشک میں اس کو زندہ چھوڑ دیتا تاکہ زمین پر چلے پھرے اور گھاس چرسے۔ پھر فرمایا کہ خداوند غلام کو مثل ساتھی بنائے

کر دے۔ اُس کے بعد آنحضرتؐ مع اصحاب کے اُس مسافق کے گھر سے واپس آئے۔ صحابہ آپس میں مکان کے کث وہ ہونے اور ٹھوڑے کھانے میں زیادتی و برکت ہونے اور اُس کے زہر کے دفع ہونے کا تذکرہ کر رہے تھے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا مجھے اس حال کے مشاہدہ سے یاد آگئیں وہ نعمتیں جو خداوند عالم بہشت کے باغوں میں شیعوں کے درجات اور جنت عدن و جنت فردوس میں زیادہ سے زیادہ عطا فرمائے گا مثل خورد و قصور اور بہتر سے بہتر نعمتیں جس کے مقابلہ میں تمام دنیا اور اس کی نعمتیں صحرا کی ریت کے مثل ہونگی۔ اور بیشتر ایسا ہوگا کہ ایک مومن کا بہشت میں مکان ہوگا جو اپنے مغلس برادر مومن کے لئے دنیا میں تواضع و انکساری کرتا ہے اور اُس کو عزیز رکھتا ہے اور اس کی مدد کرتا ہے اور اُس کو نہیں چھوڑتا کہ وہ سردوں کے آگے سال کر کے اپنی عزت ضائع کرے تو خداوند عالم اُس کی منزل کو اسی طرح جیسا کہ تم نے اس مکان کو وسیع و کشادہ ہوتے ہوئے دیکھا اُس کے اعمال حسنة اور قوت ایمان کے مطابق وسیع و کشادہ کر دے۔ وہ جس قدر اپنے برادر مومن کے ساتھ احسان زیادہ کرے گا اسی قدر اُس کی منزل میں وسعت اور اُس کی نعمتوں میں زیادتی ہوگی اور اس زہر آلود طعام کی مثال مومن کے لئے دنیا میں صبر کرنا اور تقیہ کے ساتھ جانفوں کی ایذا رسانی پر اپنے غیظ و غضب کے گھونٹ پینا ہے کیونکہ خداوند عالم ان زہر آلود گھونٹوں کو حق تعالیٰ کی راحت اور بہشت میں بے انتہا نعمتوں کے حصول کا سبب قرار دیتا ہے اور جنت میں اُن سے خطاب کرے گا کہ تم کو یہ لذتیں اور راحتیں اُن آزار و تکلیف کے سبب مہارک چلیں جو تم کو دنیا میں جانفوں سے پہنچیں اور تم نے تقیہ کیا اور صبر کیا اس لئے یہ نعمتیں خدا نے تم کو کرامت فرمائیں

سولہواں باب

ان معجزات کا بیان جو اجرام سماویہ اور بلند آسمان سے متعلق ہیں اور ان کی چند قسمیں ہیں

پہلا معجزہ چاند کا ٹکڑے ہونا۔ جیسا کہ خداوند عالم نے قرآن میں ارشاد فرمایا ہے اِقْتَرَبَتِ الشَّاعِلَةُ وَالنَّشَقُ الْقَهْمَرُ اِنْ يَسْؤَا اَيَّةُ يَعْزِضُوهَا وَيَعْوَلُوْا اِصْحٰقُ مُنْهَمَرٌ رَّبِّ اَيُّهَا سُوْدَةُ الْقُرَىٰ یعنی قیامت نزدیک آگئی اور چاند ٹکڑے ہو گیا۔ اور اگر وہ کوئی معجزہ دیکھتے ہیں تو منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ کھلا ہوا عظیم صحر ہے۔ مفسرین خاصہ و عام کہتے ہیں کہ یہ آیتیں اُس وقت نازل ہوئیں جبکہ قریش نے آنحضرتؐ سے معجزہ طلب کیا اور حضرتؐ نے چاند کی طرف اشارہ فرمایا اور وہ دو ٹکڑے ہو گیا۔

حضرت امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ چودہ منافقین جنہوں نے جادو کیا کہ عقبہ میں حضرت کو ہلاک کریں حضرت کے پاس ذی الحجہ کی چودھویں شب کو آئے اور کہا کہ ہر پیغمبر کا کوئی نمایاں اور واضح معجزہ ہوتا ہے۔ آج ہم آپ سے ایک بڑا معجزہ چاہتے ہیں۔ حضرت نے پوچھا وہ کیا؟ وہ بولے اگر آپ خدائے نزدیک گرامی قدر ہیں تو چاند کو حکم دیجئے کہ دو ٹکڑے ہو جائے۔ اس وقت جہر بل نازن ہوئے اور عرصہ کی خداوندی عالم درود و سلام کے بعد ارشاد فرماتا ہے کہ میں نے تمام چیزوں کو آپ کا مطیع فرمانبردار بنایا ہے۔ یہ سنکر حضرت نے سر آسمان کی جانب بلند کیا اور چاند کو حکم دیا کہ دو ٹکڑے ہو جائے وہ فوراً دو ٹکڑے ہو گیا۔ یہ دیکھتے ہی آنحضرتؐ بھدہ میں جھٹک گئے۔ اور ہمارے شیعہ بھی بھدہ میں گر پڑے۔ جب آنحضرتؐ نے بھدہ سے سر اٹھایا تو منافقین نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اب حکم دیجئے کہ چاند اپنی حالت پر ہو جائے۔ حضرت نے حکم دیا وہ پھر مکمل چاند ہو گیا۔ پھر ان سبھوں نے کہا کہ اب حکم دیجئے کہ ایک طرف سے شق ہو جائے اور دوسری طرف سے اپنی حالت پر باقی رہے حضرت نے حکم فرمایا تو ایسا ہی ہوا۔ حضرت نے اور شیعوں نے پھر بھدہ شکر ادا کیا۔ منافقوں نے کہا کہ اچھا ہمارے جو لوگ سفر میں ہیں شام دہن سے واپس آئیں تو ہم ان سے پوچھیں گے۔ اگر انہوں نے بھی چاند کو اس طرح ٹکڑے ہونے دیکھا ہے تو ہم باہر کریں گے ورنہ ہمیں گے کہ آپ نے جادو کیا ہے۔ اس وقت خدا نے یہ آیتیں نازل کیں۔ عامر نے چاند کے ٹکڑے ہونے کی حدیث بہت سے صحابہ سے روایت کی ہے جیسے ابن مسعود، انس، حذیفہ بن یمان، محمد بن عمرو، عبد اللہ بن عباس اور جابر بن عبد اللہ اور سب ہی نے بیان کیا ہے کہ شق قرطہ میں واقع ہوا۔ جبر کہتے ہیں کہ جب قریش کے افراد سفر سے واپس آئے اور اُن سے لوگوں نے پوچھا تو ان سب نے کہا کہ ہم نے بھی اُسی رات دیکھا کہ چاند دو ٹکڑے ہو گیا تھا اور پھر باہم مل گیا۔ ابن مسعود کہتے ہیں خدا کی قسم میں نے کوہ حرا کو دیکھا کہ وہ چاند کے دونوں ٹکڑوں کے بیچ میں تھا۔ ضحاک کہتے ہیں کہ ابو جہل نے کہا کہ یہ جادو ہے۔ دوسرے شہروں میں آدمی بھیج کر دریافت کرنا چاہتے تو لوگوں نے معلوم کر کے بتایا کہ تمام دوسرے شہروں کے لوگوں نے بھی اُسی رات چاند کو دو ٹکڑے ہوتے دیکھا ہے۔ تو کفار کہنے لگے کہ یہ ایسا جادو تھا کہ تمام شہروں میں مل گیا۔ دوسری روایت میں وارد ہوا ہے کہ ایک رات آنحضرتؐ حجر اسماعیل کے پاس بیٹھے تھے اور کتاب قریش اپنی مجلسوں میں بیٹھے ہوئے کہہ رہے تھے کہ محمدؐ کے معاملہ نے تو ہم کو عاجز کر دیا ہے اور کچھ بھی نہیں آتا کہ اُن کے بارے میں ہم کیا کہیں۔ بعض بولے کہ جادو آسمان میں کام نہیں کرتا۔ آؤ چلیں اُن سے کہیں کہ کوئی آسمانی معجزہ دکھاؤ۔ فرمادے کہ وہ آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے اُنہوں نے کہا اے محمدؐ یہ معجزات جو آپ ہم کو دکھاتے ہیں اگر جادو نہیں ہیں تو کوئی ملامت آسمانی دکھائیے۔ یہ کہہ ہم جانتے ہیں کہ جادو آسمان میں اثر نہیں کرتا۔ حضرت نے فرمایا کہ اس چاند کو دیکھئے جو چودھویں رات کا ہے۔ اگر تم کہو تو ہم تم کو چاند کا معجزہ دکھائیں۔ وہ بولے ہاں دکھاؤ۔ حضرت نے اپنی پیٹھ پر انگشت سے چاند کی طرف اشارہ کیا وہ فوراً دو ٹکڑے ہو گیا۔ ایک حصہ کہہ پڑا اور ایک حصہ کو ابو عبیدہ پر گرا۔ یہ دیکھ کر انہوں نے کہا ان ٹکڑوں کو

ہدستور ملا دیکھئے۔ حضرت نے پھر اشارہ کیا وہ دونوں ٹکڑے اپنے مقام سے اڑا میں اُٹسے اور ایک دوسرے سے مل گئے اور اپنی جگہ پر چاند جا کر ٹھہر گیا۔ جب اُن کفار نے یہ معجزہ دیکھا کہنے لگے کہ علی محمدؑ کا جادو آسمان وزمین میں یکساں جاری ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ چاند عصر سے شام تک کے درمیان دو ٹکڑے رہا اور کفار دیکھ رہے تھے اور کہتے تھے کہ یہ قائم رہنے والا جادو ہے۔ حضرت امام رضا علیہ السلام سے پسند معبر روایت ہے کہ آنحضرتؐ کے اجماع سے چاند دو ٹکڑے ہوا اور حضرتؐ نے فرمایا کہ گواہ رہنا۔

دوسرا معجزہ آفتاب کا پلٹنا: علما نے خاصہ وعامہ نے بہت سی مسندوں کے ساتھ اسما بنت عمیس وغیرہ سے روایت کی ہے کہ ایک روز جناب رسول خداؐ نے جناب امیرؑ کو کسی کام سے بھیجا۔ نماز عصر کا وقت آیا آپؐ نے نماز ادا کی۔ حضرت علیؑ نے نماز عصر نہیں پڑھی تھی۔ جب آئے تو رسول خداؐ اپنا سر حضرت علیؑ کی گود میں رکھ کر لیٹ گئے۔ اسی اثنا میں حضرتؐ پر وحی نازل ہونا شروع ہوئی حضرتؐ نے اپنا سر ایک کپڑے سے لپیٹ لیا اور وحی سننے لگے یہاں تک کہ آفتاب غروب ہونے کے قریب پہنچ گیا۔ جب وحی کا سلسلہ ختم ہوا تو حضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ تم نے نماز پڑھ لی؟ عرض کی نہیں یا رسول اللہؐ میں نہیں پڑھ سکا کیونکہ آپؐ کا سر مبارک میری گود میں تھا۔ اس وقت پیغمبر خداؐ نے دعا کی پالنے والے علیؑ تیری اور تیرے پیغمبرؐ کی اطاعت میں تھے لہذا آفتاب کو واپس بھیج دے۔ اسما کہتی ہیں کہ میں نے دیکھا خدا کی قسم آفتاب مغرب سے پلٹا اور اتنا بلند ہوا کہ اس کی شاخیں زمین پر پہنچیں یہاں تک کہ عصر کی فصیلت کا وقت آگیا۔ حضرت علیؑ نے نماز ادا کی اس کے بعد آفتاب غروب ہوا۔ اس باب سے میں بہت سی حدیثیں معجزات جناب امیرؑ کے باب میں مذکور ہوں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

دوسری روایت میں منقول ہے کہ جب سرور کائناتؐ نے معراج کا حال بیان کیا اور فرمایا کہ میں نے قریش کے قافلہ کو رات فوں منزل میں دیکھا: لوگوں نے پوچھا کہ وہ قافلہ کس روز یہاں آئے گا فرمایا چہار شنبہ (بعد کے دن)۔ جب وہ دن آیا قریش کی یہ آرزو تھی کہ آنحضرتؐ کا کذب ظاہر ہو۔ وہ دن تمام ہونے کے قریب پہنچا اور قافلہ نہیں آیا تو حضرتؐ نے دعا کی تو خدا نے آفتاب کو مغرب کے نزدیک ایک ساعت غروب ہونے سے روک دیا یہاں تک کہ قافلہ آگیا اور آنحضرتؐ کی سچائی ظاہر ہو گئی اُس کے بعد آفتاب غروب ہوا۔

تیسرا معجزہ: ستاروں کا ٹوٹنا اور بہت سے شہاب کا گرنا جیسا کہ مذکور ہوا کہ حضرتؐ کی دلاوت کی علامتوں میں سے تھا اور شہا طین کا آسمانوں پر جانا بند ہوا۔

چوتھا معجزہ: خاصہ وعامہ نے روایت کی ہے کہ جب عرب کے قبیلوں نے آپؐ میں حیثیت کی انداز سانی ہمتا حق کیا تو حضرتؐ نے ہمدعا کی کہ خداوند قہارؐ مضر پر سخت عذاب کرے اور اُن میں قحط پیدا کر دے جیسا کہ جناب یوسفؑ کے زمانہ میں تھا۔ اُس کے بعد سات سال تک اُن کے شہروں میں بارشیں نہیں ہوئی۔ مدینہ میں قحط رونما ہوا۔ ایک اعرابی حضرتؐ کی خدمت میں آیا اور فریاد کی کہ ہمارے درخت

خشک ہو گئے، گھاس اگ بند ہو گئی، حیوانوں کے تھنوں میں اور غورگوں کے پستانوں میں قندو جھاتی نہ رہے اور ہمارے جانور ہلک ہو گئے۔ اس وقت حضرت منبر پر تشریف لے گئے اور خدا کی حمد و ثنا بجالانے اور بارش کی دعا کی۔ اسی وقت پانی برسنا شروع ہوا اور ایک ہفتہ تک برابر برستا رہا اور اس قدر برسا کہ اہل مدینہ شکایت کے لئے حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ ہم کو خوف ہے کہ ہم ڈوب جائیں گے اور ہمارے مکانات منہدم ہو جائیں گے تو حضرت نے آسمان کی جانب اشارہ فرمایا اور کہا اللہم حوالینا ولا علینا خداوند ہمارے گرد و نواح میں بارش ہو اور اب یہاں پانی نہ برے۔ حضرت ہر صدمہ اشارہ فرماتے مادل اسی اسی جانب روانہ ہوتے جاتے تھے پھر مدینہ میں ایک قطرہ بارش نہیں ہوئی بلکہ اُس کے گرد و نواح میں سیلاب کی طرح پانی اُمنڈتا رہا یہاں تک کہ ایک مہینہ تک تالیوں سے پانی جاری رہا۔ اُس وقت حضرت نے فرمایا کہ اگر حضرت ابوطالب اس وقت زندہ ہوتے تو ان کی آنکھیں روشن ہو جاتیں۔

پانچواں معجزہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر پر قبل بعثت اور بعد بعثت ابر کا سایا کرنا۔ جیسا کہ پہلے ابواب میں بیان ہو چکا ہے جبکہ آپ ابوطالب کے ساتھ شام کی جانب گئے اور راستہ میں بخیراد صوبہ وغیرہ نے مشاہدہ کیا اور اس کے بعد بھی انشاء اللہ مذکور ہوگا اور یہ آپ کے متواترات معجزات میں سے ہے چھٹا معجزہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے خزان و طعام اور میوہ جات کا آنا۔ چنانچہ بلند معجزہ حضرت ام سلمہ سے منقول ہے کہ ایک روز جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ امام حسن و حسین علیہما السلام آپ کے ساتھ تھے۔ معصومہ نے حریرہ تیار کیا تھا حضرت کے لئے کوئی تھیں۔ حضرت نے امیر المومنین کو کھایا۔ امام حسن کو فاجے زانوہ اور امام حسین کو بالیں زانوہ پراود جتا فاطمہ و حضرت علی کو اپنے آگے اور چچے بٹھایا اور چھانے خیرہ اُٹھ کر چا دیا اور تین مرتبہ فرمایا خداوند! یہ میرے اہلیت! میں لہذا ان سے شک و گمان کو دور رکھ اور ان کو پاک رکھ جو پاک رکھنے کا حق ہے۔

جناب ام سلمہ کہتی ہیں جو کھٹ پر کھڑی تھی میں نے عرض کی یا رسول اللہ میں بھی ان میں سے ہوں فرمایا انہیں لیکن تمہارا انجام بخیر ہوگا۔ اسی اثنا میں جبریل نازل ہوئے اور ایک طبق بہشت کے انار و انگور سے بھرا ہوا لائے۔ حضرت نے انار و انگور ہاتھوں میں لئے تو وہ تسبیح خدا کرنے لگے۔ پھر حضرت نے اُن میں سے تناول فرمایا اور اُس میں سے حسن و حسین کو دیا پھر میووں نے سبحان اللہ کہا اور حسنین علیہم السلام نے کھانا پھر علی کے ہاتھ میں دیا۔ میووں نے تسبیح کی آپ نے بھی کھایا۔ اسی وقت صحابہ میں سے ایک صاحب آئے اور چاہا کہ اُس میں سے انگور کھائیں۔ جبریل نے کہا اہل میووں میں سے سوائے پیغمبر یا وصی رسول یا فرزند رسول کے اور کوئی نہیں کھا سکتا۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک روز جناب رسول خدا نے جناب علی کو کسی کام کے لئے بھیجا تھا۔ جب وہ واپس آئے تو آنحضرت میرے حجرے میں تھے۔ علی کو دیکھ کر آنحضرت اُٹھ اور اندر ان کا استقبال کیا اور ان کی گردن میں باجیں ڈالے ہوئے اپنے ساتھ صحن خاد میں لئے ناگاہ ایک

ابرنے اُن دونوں بزرگواروں کو ڈھانک لیا اور وہ میری نگاہوں سے اوجھل ہو گئے۔ جب وہ اہر بھر طرف ہوا میں نے دیکھا کہ آنحضرتؐ کے ہاتھ میں سفید انگوروں کا ایک گچھا ہے جس میں سے حضرت تناول فرما رہے ہیں اور علیؑ کو بھی دیتے ہیں وہ بھی کھا رہے ہیں۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ آپ کھاتے ہیں علیؑ کو دیتے ہیں ہونٹھے نہیں دیتے۔ آپؐ نے فرمایا کہ یہ بہشت کے پھلوں میں سے ہے اس کو سوائے پیغمبر اور وصیؑ پیغمبر کے کوئی نہیں کھا سکتا۔

مفسد ہائے معتبر خاصہ دعا نے انسؓ سے روایت کی ہے کہ ایک روز جناب رسول خداؐ سوار ہو کر ایک پہاڑ پر تشریف لے گئے اور مجھ سے فرمایا کہ فلاں مقام پر جاؤ وہاں علیؑ بیٹھ ہوں گے اور اگر فلاں کے ساتھ تسبیح خدا کر رہے ہیں ان کو میرا سلام کہنا اور اس پیغمبر سوار کے میرے پاس آؤ انسؓ کہتے ہیں میں اُس مقام پر گیا اور علیؑ کو سوار کر کے حضرتؐ کے پاس لایا۔ جب انہوں نے آنحضرتؐ کو دیکھی عرض کی السلام علیک یا رسول اللہ حضرتؐ نے فرمایا علیک السلام یا ابا الحسن۔ بیٹھو۔ اس مقام پر خضر انبیاؑ بیٹھے ہیں اور میں سب سے بہتر ہوں۔ اسی طرح اُن کے ساتھ اُن کے ادھیاب بھی بیٹھے ہیں یہاں تم۔ اُن سب سے افضل ہو۔ انسؓ کہتے ہیں اسی حال میں میں نے ایک اہر کو دیکھا کہ ان کے سروں کے قریب آیا۔ آنحضرتؐ نے ہاتھ بڑھا کر اُس اہر میں سے انگور کا ایک خوشہ نکالا اور اپنے اور علیؑ کے سامنے رکھ دیا اور فرمایا اے میرے بھائی کھاؤ کہ یہ خدا کی جانب سے میرے اور تمہارے واسطے دیا ہے انسؓ کہنا یا رسول اللہ علیؑ آپؐ کے بھائی ہیں، فرمایا ہاں۔ کیونکہ خدا نے آدمؑ کی خلقت سے تین ہزار سال پہلے عرض کی ہے پانی خلق فرمایا اور اس کو سبز موتی میں رکھا اور اتنے عرصہ تک کہ اُس کا ظلم خدا ہی کو ہے یہاں تک کہ آدمؑ کو پیدا کیا پھر اُس پانی کو صلب آدمؑ میں جاری کیا پھر وہاں سے صلب شیثؑ میں منتقل کیا اسی طرح ایک صلب سے دوسرے صلب میں جبرئیلؑ کے صلب تک برابر منتقل کرتا رہا، وہاں اُس کے دو بچے کیئے۔ ایک حصہ کو خدا اللہ کے صلب میں اور دوسرے کو ابوطالبؑ کے صلب میں قرار دیا۔ میں ایک حصہ سے ہوں اور علیؑ دوسرے جزو سے۔ لہذا علیؑ دنیا و آخرت میں میرے بھائی ہیں۔ اسی کی جانب خدا نے اشارہ کیا ہے اس آیت میں کہ هُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا جَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيرًا (سورۃ الفرقان، یعنی وہ خدا وہ ہے جس نے پانی سے ایک بشر کو پیدا کیا اور اس کو صاحب نسب اور دامادی سے سرفراز کیا اور تمہارا پروردگار قادر و توانا ہے۔) اور دوسری روایت میں ہے کہ انسؓ نے کہا کہ اُس اہر سے کچھ کھانے کی چیز بھی کھائی اور پینے کی چیز بھی پی، دوسرا اہر پھر اُپر چلا گیا۔ اور حضرتؐ نے فرمایا کہ اس اہر سے تین تلو تیرہ انبیا اور اتنے ہی اُن کے اوصیائے کائنات پینے کی چیزیں تناول کیں۔ ان پیغمبروں میں سب سے زیادہ میں اور علیؑ تمام اوصیاء سے زیادہ خدا کے نزدیک گرامی قدر ہیں۔ دوسری معتبر حدیث میں حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اہل المؤمنینؑ نے فرمایا کہ ہر ایسے سے تم کو رویت چاہیے کیونکہ وہ چالیس روز کی قوت عبادت بخشتا ہے۔ اور وہ اُس خوان میں داخل تھا جو آسمان سے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے آیا تھا

ساتواں معجزہ اس سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا نے کسیکو عرب کے فرعونوں میں سے ایک فرعون کے پاس بھیجا تا کہ اس کو خدا کی وحدانیت کی دعوت دے۔ جب اُس کو آنحضرت کا پیغام پہنچا یا تو اُس نے کہا کہ جس کی طرف تم مجھ کو بولتے ہو سونے کا ہے یا چاندی کا یا لوہے کا۔ وہ شخص حضرت کے پاس واپس آیا اور اُس کا جواب عرض کیا پھر دوبارہ حضرت نے اُس کے پاس آدمی بھیجا اُس نے اُس کو اسلام کی دعوت دی اُس نے انکار کیا۔ اور آنحضرت کے قاصد سے مصروف گفتگو تھا کہ ایک ابرنظار ہوا۔ اُس میں سے بجلی بجلی جس نے اُس کے کاسے سر کو جلا دیا تو خدا نے یہ آیت نازل فرمائی۔ **وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقُ فَيُصِيبُ بِهَا مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ يُجَادِلُونَ فِي آلِهَتِهِمْ وَهُوَ شَدِيدُ الْحِسَابِ** و آیت سورہ مائدہ ۱۰۱ اور وہی آسمان سے بجلیوں کو بھیجتا ہے پھر اُسے جس پر چاہتا ہے گرا بھی دیتا ہے۔ ایسے لوگ خدا کے بارے میں بے کار جھگڑتے ہیں حالانکہ وہ بڑا سخت قوت والا ہے۔

آٹھواں معجزہ۔ تفسیر امام حسن مسکری علیہ السلام میں ہے کہ ایک روز جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابو جہل غصونی سے فرمایا خدا تجھ کو اس لیے عذاب سے بچائے ہوئے ہے کہ وہ جانتا ہے کہ تیرے صلب میں وہ ذریت ہے جو مسلمان ہوگی یعنی مکررہ اور مسلمانوں کے درمیان ولایت کا مسئلہ درپیش ہوگا۔ اگر اُس میں وہ خدا کی اطاعت کرے گا تو نجات پائے گا۔ اسبطرح تمام قریش کھال ہے کہ خدا بعضوں کو مہلت دیتا ہے اس لیے کہ جانتا ہے کہ مسلمان ہو جائیں گے۔ اور بعضوں کے بارے میں یہ ہے کہ ان کی اولاد جو پیدا ہونے والی ہے مسلمان ہوگی۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ آسمان کی جانب نظر کرو۔ انہوں نے نگاہ اٹھائی تو دیکھا کہ آسمان کے دروازے کھلے ہوئے ہیں اور ایک آگ نازل ہوئی جو اُن کے سروں کے قریب آ کر رک گئی جس کی گرمی اُن کو محسوس ہوئی اور وہ کانپنے لگے۔ حضرت نے فرمایا دو دروہیں ابھی یہ آگ تم کو نہیں جلائے گی۔ اس کو تو خدا نے تمہاری حیرت کے لیے بھیجا ہے پھر ان لوگوں نے دیکھا کہ ان کی پشت سے ایک نور جدا ہوا جس نے اُس آگ کو واپس کر دیا۔ یہاں تک کہ آسمان تک پہنچا دیا۔ حضرت نے فرمایا بعض نور اُن کے ہیں جن کے بارے میں خدا جانتا ہے کہ وہ مسلمان ہوں گے۔ اور بعض نور اُن کی اولاد کے ہیں جو اُن سے پیدا ہوں گی اور مسلمان ہوں گی۔

۳۳۳ کا ماثمہ لے موافق فرماتے ہیں کہ احادیث نزولیہ نامہ بہت ہیں۔ اللہ اللہ ابواب فضائل جناب میرزا محمد تقی کاظمی و حسنہ میں مذکور ہوں گی۔

ستر ہواں باب

جمادات و نباتات سے متعلق آنحضرتؐ کے معجزات اور وہ کئی طرح کے ہیں

قد ثمان فاضلہ و عامرہ نے حضرت صادقؑ اور جابر بن عبد اللہ انصاری وغیرہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ مکہ کے دروں سے جب گزرتے تھے تو ہر سنگ پر وہ اور درخت حضرتؐ کی تعظیم کے لئے جھک جاتا اور کہتا اَلسَّلَامُ فَلْيَكُنْ يَا رَسُولَ اللَّهِ۔

دوسرا معجزہ۔ بسند معتبر روایت ہے کہ فاطمہ بنت اسد فرماتی ہیں کہ جب حضرت عبد المطلبؑ کی وفات کے آثار ظاہر ہوئے اپنے فرزندوں سے کہا کہ تم میں کون محمدؐ رسل اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت و کفالت کرے گا؟ وہ بولے کہ محمدؐ خود نہایت ناتواں اور بھرا دار ہیں جس کو وہ خود پسند کر لیں گی کفالت میں اُن کو دیجئے۔ عبد المطلبؑ نے فرمایا اے محمدؐ تمہارا دادا سفر آخرت کے لئے آمادہ ہے تم اپنے کس چچا اور چچی کی کفالت میں رہنا چاہتے ہو۔ حضرتؐ نے اپنے سب چچا کے چہرے پر نگاہ ڈالی اور ابو طالبؑ کے پاس پہنچے گئے۔ جناب عبد المطلبؑ نے فرمایا ابو طالب! میں تمہاری امانت و دیانت سے واقف ہوں تم کو محمدؐ کے لئے شل میرے ہونا چاہیئے۔ غرض حضرت ابو طالبؑ آنحضرتؐ کو اپنے گھر لائے فاطمہ بنت اسد کہتی ہیں کہ میں ان کی خدمت میں مشغول ہوئی۔ وہ محمدؐ کو ماں کہتے تھے۔ ہمارے گھر میں غرمے کے چند درخت تھے۔ پہلی فصل رطب کی تھی۔ حضرتؐ کے مسن چالیں لڑکے تھے جو روزانہ رطب چن لیتے تھے جو درختوں سے گہرے ہونے اور ایک دوسرے سے بچھتے، آپس میں لڑتے، لیکن میں نے کسی آنحضرتؐ کو کسی لڑکے سے رطب بچھتے ہوئے نہیں دیکھا۔ میں خود حضرتؐ کے لئے کچھ رطب چن کر رکھ لیتی اور بھی میری کنیز چن لیا کرتی۔ ایک روز اتفاق سے ہم دونوں رطب چننا بھول گئے۔ حضرتؐ سو رہے تھے اور لڑکے آئے اور سارے رطب چن لے گئے۔ میں شرم کی وجہ سے لپٹ گئی اور اپنا منہ چھپا لیا۔ حضرتؐ بیدار ہوئے تو باغ میں گئے وہاں ایک رطب بھی نہ ملا واپس چلے آئے۔ میری کنیز نے حضرتؐ سے عرض کیا کہ آج میں رطب چننا بھول گئی۔ حضرتؐ یہ سن کر پھر باغ میں گئے اور ایک درخت سے خطاب فرمایا کہ میں بھوکا ہوں۔ میں نے دیکھا کہ وہ درخت خوش نصیب جھک گیا گویا اپنا سر حضرتؐ کے پالے مبارک پر رکھ دیا اور اپنی شاخیں نزدیک کر دیں۔ جس قدر خواہش تھی حضرتؐ نے اس سے رطب کھائے۔ اس درخت نے اپنی قدر و منزلت کے سبب خوشی میں سر آسمان پر بچھنا چاہا۔ فاطمہ بنت اسد فرماتی ہیں کہ مجھے یہ حال دیکھ کر بہت تعجب ہوا۔ حضرت ابو طالبؑ آئے تو میں نے خطاب محمول

آنحضرتؐ کی خدمت کا حکایت ہے کہ حضرتؐ کا رطب کھاتے تھے اور وہ

ورد ازہ و دود کر کھو اور جو کچھ دیکھا تھا اُن سے بیان کیا۔ ابو طالب نے کہا یہ انوکھی باتیں اس منظرِ اسباب سے دیکھ کر تختہ نہ کرو گے نہ کہ وہ پیغمبر ہوگا۔ اور آپ کے بطن سے زمانہ پیری میں ایک فرد پیدا ہوگا جو اُس کے مثل ہوگا اور اس کا وزرہ و دوی ہوگا۔ اس کے بیٹے سال بعد حضرت امیر المومنین پیدا ہوئے۔ تیسرا مجرہ۔ بسند ہائے معتبرہ یادِ اس سے منقول ہے کہ میں ایک سفر میں آنحضرت کے ہمراہ تھا اور ایک جنگل میں ہم نے منزل کی جس میں درخت بہت کم تھے۔ جب حضرت نے رفع حاجت کا ارادہ کیا ادھر ادھر نگاہ کی بہت دور درخت نظر آئے۔ مجھ سے فرمایا کہ اے عمار ان درختوں کے پاس جاؤ اور کہو کہ رسولِ خدا تم کو حکم دیتے ہیں کہ ایک دوسرے سے متصل ہو جاؤ تاکہ تمہاری آڑ میں حضرت رفع حاجت فرمائیں۔ جناب عمار گئے اور حضرت کا بنام درختوں کو پہنچایا تو وہ ایک دوسرے کی طرف دوڑے اور ہارم مل کر ایک ہو گئے۔ حضرت فارغ ہو چکے تو فرمایا اب اپنی جگہوں پر واپس چلے جاؤ۔ وہ دونوں درخت بہت جلد واپس چلے گئے۔ بسند ہائے معتبرہ امیر المومنین اور حضرت صادق علیہما السلام سے منقول ہے کہ حضرت نے درختوں کو خود حکم دیا اور وہ ایک دوسرے کے ساتھ متصل ہو گئے۔ جب حضرت رفع حاجت کر چکے تو فرمایا کہ واپس اپنی جگہوں پر چلے جاؤ اور وہ چلے گئے بعض صحابہ وہاں گئے تاکہ حضرت کا بازو دیکھیں وہاں بھی کو کچھ نظر نہ آیا۔

چوتھا مجرہ۔ بہت سی معتبر سندوں کے ساتھ خاصہ عامس نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت نے ہجرت فرمائی اور مدینہ میں آکر ایک مسجد تعمیر کی، محراب کے پاس ایک پانا ٹھوسے کا خشک درخت تھا۔ جب حضرت خطبہ فرماتے تو اُس درخت سے ٹیک لگایا کرتے۔ کچھ دنوں کے بعد ایک دوی غصہ آیا اُس نے کہا یا رسول اللہ آپ اجازت دیں تو میں آپ کے واسطے ایک منبر تیار کر دوں جس پر بیٹھ کر آپ خطبہ پڑھا کریں۔ حضرت نے اجازت دے دی۔ اُس نے میں نے اپنے کا ایک منبر بنایا۔ حضرت تیسرے روز منبر پر بیٹھ کر خطبہ پڑھا کرتے۔ پہلی مرتبہ جب اُس منبر پر خطبہ کے لئے تشریف لائے اُس درخت سے فرماؤندہ کی آواز آنے لگی جیسے اونٹنی اپنے بچہ کے لئے چلاتی ہے۔ تو حضرت منبر سے نیچے اتارے اور درخت کو سینہ سے لپٹا لیا تو وہ خاموش رہا۔ حضرت نے فرمایا کہ اگر میں اس کو گوہ میں نہ لپٹا تو قیامت تک فرماؤ و غنائ کرتا رہتا اُس کو خشناد کہتے تھے۔ وہ حضرت کے بعد ہاتھی کا پھانٹک کہ نئی آئینہ نے مسجد کو خراب کیا اور از میر تو اُس کی تعمیر کی اور اُس درخت کو کاٹ ڈالا۔ دوسری روایت میں ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ اُس درخت کو جڑ سے نکال کر منبر کے نیچے دفن کر دیا گیا۔ دوسری روایت میں ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ خاموش ہو جا اگر تو چاہے تو مجھ کو بہشت کا درخت قرار دوں تاکہ وہاں صاحبین تیرے بچل کھائیں اور اگر چاہے تو دنیا میں مجھ کو پہلی حالت پر پھیر دوں کہ تو ترو تازہ ہو جائے اور تجھ میں جیسے پیدا ہونے لگیں۔ درخت نے آخرت اختیار کی۔ ایک دوسری روایت کے مطابق یہ ہے کہ جب وہ درخت گریہ و زاری کرنے لگا اور حضرت منبر پر تشریف فرما تھے حضرت نے اُس کو اپنے پاس بلوایا وہ زمین کو چھرتا پھارتا حضرت کے پاس منبر تک پہنچا۔ حضرت نے اُس کو لپٹا لیا اور اس کو تسکین و دلاسا دیا۔

اُس وقت اُس سے ایسے لڑکے کے رہنے کی سی آواز آرہی تھی جبکہ اُس کو لوگوں چپ کراتے ہوں۔ اور مجہزہ مختار ہے اب اُس درخت کی جگہ واضح ہے اس کو اسطوانہ حنّانہ کہتے ہیں۔

پانچواں مجہزہ۔ پنج الباقیہ دنیوی میں حضرت امیر المؤمنین سے منقول ہے آپ فرماتے ہیں کہ کیا میں نے حضرت کے پاس تھا اشراف قریش آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا اسے عہدہ تم ایسا پروردگار کہنے ہو کہ تمہارے باپ داؤد نے کسی نہیں کیا ہم تم سے ایک بات چاہتے ہیں اگر تم نے اس کو پورا کر دیا تو ہم تجھیں گے کہ تم بغیر جو روزہ جادوگر اور جھوٹا مانیں گے حضرت نے فرمایا کیا چاہتے ہو؟ وہ بولے اس درخت کو بلاؤ کہ چڑا اور ریشہ سمیت اکڑ کر آئے اور تمہارے پاس آکر کھڑا ہو جائے۔ حضرت نے فرمایا خدا ہر چیز پر قادر ہے شکر وہ ایسا کر دکھائے تو تم ایمان لاؤ گے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا اچھا میں تہہ اس سال پورا کرتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ تم ایمان نہ لاؤ گے۔ اور تم میں سے ایک گروہ جنگ بدمیں قتل کیا جائے گا اور چاد بدمیں ڈال دیا جائے گا اور کچھ لوگ مجھ پر شکر کشی کریں گے اور مجھ سے جنگ کر جائیں گے۔ پھر فرمایا کہ اسے درخت اگر تو خدا اور روز قیامت پر ایمان رکھتا ہے اور مجھ کو خدا کا رسول مانتا ہے تو حکم خدا اپنے مقام سے مع اپنی جڑوں اکڑ کر میرے پاس آکر کھڑا ہو جائے۔ حضرت نے فرمایا میں کسی خدا کی قسم جس نے آنحضرت کو حق کے ساتھ سمجھوٹ فرمایا ہے وہ درخت اپنی جڑوں سمیت اپنے مقام سے اکڑ کر تیزی سے نہایت سخت آواز مثل پرندوں کے پردوں کی آواز کے ساتھ دوڑتا ہوا آیا اور حضرت کے پاس کھڑا ہو گیا اور آنحضرت پر سایا کیا اور اپنی بلند شاخیں میرے اور حضرت کے سر پر پھیل دیں۔ میں حضرت کی دامن جانی جانب کھڑا تھا۔ جب ان لوگوں نے یہ مجہزہ دیکھا سخت وغرور کے ساتھ بولے کہ اس کو اب حکم دیجئے کہ واپس جائے اور دوڑ جھٹے ہو کر ایک حصہ آئے اور ایک حصہ وہیں کھڑا ہے حضرت نے اس کو حکم دیا تو وہ واپس گیا اور اُس میں سے نصف علیحدہ ہو کر نہایت شدت کی آواز کے ساتھ دوڑتا ہوا حضرت کے پاس آکر کھڑا ہو گیا ان لوگوں نے کہا کہ اب اس نصف کو حکم دیجئے کہ اپنے نصف جو دوسرے جا کر مل جائے۔ حضرت نے اس کو حکم دیا اور اُس نے فوراً تھیل کی۔ اُس وقت میں نے کہا کوئی آواز نہ آئے۔ سب سے پہلے شخص جو ایمان لایا میں ہوں اور سب سے پہلے شخص جو اقرار کرتا ہے میں اہل حق کے جو کچھ درخت نے کیا۔ حکم خدا کیلئے ہے اور آپ کی رسالت کی تصدیق و تعظیم کے لئے ہے۔ اُس وقت تمام کافروں نے کہا کہ دسافا لہذا ہم کہتے ہیں کہ تم ساحر و کذاب ہو اور عجیب فن سحر جانتے ہو۔ اور تمہاری تصدیق وہی کر سکتا ہے جو مثل اس شخص کے جو تمہارے پہلو میں کھڑا ہے۔ یہ مجہزہ بھی متواترات سے ہے اور بہت طریقوں سے مذکور ہے۔

چھٹا مجہزہ۔ پسند ہائے متحیر حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک شخص آنحضرت کی خدمت میں آیا اور کہنے لگے کوئی مجہزہ دکھائیے۔ حضرت کے سامنے دو درخت تھے جو ایک دوسرے سے دوڑتے تھے حضرت نے اُن سے خطاب فرمایا کہ کیا ہو جاؤ؟ وہ اپنی جگہ سے حرکت میں آئے اور ایک دوسرے سے لپٹ گئے۔ پھر فرمایا کہ علیحدہ ہو جاؤ تو وہ دو ٹولہ اپنی اپنی جگہ پر پلے گئے۔ یہ دیکھ کر وہ شخص ایمان لایا۔

ان کے لڑکے کا کھانا نہیں کھاتا حضرت کو کھانا دے کر وہ واپس لیتا۔

ساتواں معجزہ۔ بسند معتبر حضرت عباس سے منقول ہے کہ جناب ابوطالب نے جناب رسول خدا سے کہا کہ اے برادرِ نواسے خدا نے تم کو رسول بنا کر بھیجا ہے؟ فرمایا ہاں۔ ابوطالب نے کہا تو مجھے کوئی معجزہ دکھائیے۔ اسی درخت کو جسے حضرت نے اس کو پکارا وہ حضرت کے پاس آیا اور چہرہ کیا اور اس گیلہ ابوطالب نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ سچے ہیں۔ اے علی اپنے پسر عم کے پہلو میں نماز پڑھو۔

آٹھواں معجزہ۔ تفسیر امام حسن مسکری میں منقول ہے کہ جب یہودیوں اور آریہوں کے دشمنوں کے بارے میں یہ آیت اُتر چُشت قُلُوْا جُنُودُکُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِکَ یَقِیْ کَانَ حُجَّۃً رَّیْقَۃً اٰتٰی اَسَدًا قَمِیْوًا۔ (مکہ آیت سونہ بقرا) نازل ہوئی یعنی اس کے بعد تمہارے دل سخت ہو گئے جیسے کہ پتھر ہلکے اس سے بھی زیادہ سخت تو ان اشیاء نے کہا اے محمد تم دعویٰ کرتے ہو کہ ہمارے دلوں میں تغیروں کے ساتھ مواسات اور کمزوریوں کی اعانت اور رادِ خدا میں مالِ فرق کرنے کا جہم نہیں ہے اور پھر بھی ہمارے دلوں سے زیادہ نرم ہیں اور ہم سے زیادہ حق کی اطاعت کرتے ہیں۔ تو یہ پہاڑ ہلے نزدیک ہیں آذان میں سے ایک کے پاس چلیں۔ اگرے گواہی دیں کہ تم سچے ہو تو ہم تمہاری اطاعت کریں گے۔ اور اگر یہ تمہاری تکذیب کریں یا جواب نہ دیں تو ہم بھیجیں گے کہ تم دروغ گو ہو۔ حضرت نے فرمایا بہتر ہے۔ جس پہاڑ کو تم منتخب کرو اس کے پاس چلیں۔ انہوں نے ایک پہاڑ جو آبادی سے باہر تھا انتخاب کیا اور حضرت کو اس کے قریب لے گئے۔ حضرت نے اس پہاڑ سے خطاب فرمایا کہ میں تجھ کو محمدؐ اور ان کی آل کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں خدائے جن بزرگوں کے ناموں کی برکت سے عرض کو ان آٹھ فرشتوں کے کاندھوں پر ہلکا کر دیا اس کے بعد جبکہ وہ فرشتے گرد و ملنگ کے ساتھ جنگی اتحاد سولے خدائے کوئی نہیں جانتا اس کو حرکت نہ دے سکے تھے اور تجھ کو محمدؐ اور ان کی آل چلیں کا واسطہ چلنے ناموں کے ذکر کے سبب سے خدائے آدم کی توبہ قبول فرمائی اور ان کے انوار کا وسیلہ اختیار کر کے باعث حضرت ادریسؑ کو بہشت میں مقام بلند عطا کیا کہ محمدؐ کے پیچھے جو خدا نے تجھ کو ان کی تصدیق کے بارے میں پہرہ فرمایا ہے اور ان یہودیوں کے دلوں کی تسکوت و سختی کے لئے گواہی دیتا ہے۔ یہ سنگ پہاڑ کو زلزلہ ہذا اور اس میں سے پانی جاری ہو گیا۔ پھر ہذا بلند اس نے ندا کی کہ اے محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ رت العالمین کے رسول اور اولین و آخرین کے سردار ہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ ان یہودیوں کے دل جیسا کہ آپؐ بیان فرمایا پھر سے زیادہ سخت ہیں کیونکہ پھر سے تو کبھی چٹنے جاری ہو جاتے ہیں لیکن ان کے دلوں سے کچھ نہیں نکل سکتا اور گواہی دیتا ہوں کہ یہ سب جھوٹے ہیں ان باتوں میں جس میں آپ کو پروردگارِ عالم پر افتراء کی نسبت دینے ہیں۔ پھر حضرت نے فرمایا اے کوہ! میں چاہتا ہوں کہ تو بیان کر کیا خدائے تجھ کو میری اطاعت کا حکم دیا ہے۔ تجھ کو محمدؐ اور ان کی آل طاہرہ کی عزت کی قسم جنگی برکت سے خدائے نوح کو کربِ عظیم سے نجات دی اور ایم کے لئے آگ کو ٹھہرا دیا اور ان کو اس میں تختِ عزت اور فرشتہ لازم

پر حاکم فرمایا جنگو اُس بادشاہ جبار و مکرور نے اپنی سلطنت میں نہ دیکھا اور نہ دوسرے بادشاہوں نے دیکھا اور سننا تھا۔ اور اُس تخت کے گرد خانے طرح طرح کے خوشنما و سخت آگاہیے اور جہنم بنیم کے گل وریا میں اور میوے پیدا کر دیئے جن میں سے ہر ایک کی سال میں ایک مرتبہ فصل آتی ہے پہاڑ نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ جو کچھ آپ نے بیان فرمایا سچ ہے اور گواہی دیتا ہوں کہ اگر آپ خدا سے چاہیں کہ دنیا کے تمام مردوں کو بند اور مسود بنا دے تو خدا ضرور بنا دے گا اور اگر آپ خدا سے سوال کریں تو سب کو فرشتہ بنا دے اور دعا کریں تو خدا آگ کو ہف اور ہف کو آگ بنا دے اور اگر آپ دعا کریں تو خدا زمین کو آسمان اور آسمان کو زمین بنا دے۔ اور گواہی دیتا ہوں کہ خدا نے آسمانوں، زمینوں، پہاڑوں، دریاؤں اور میدانوں کو آپ کا فرمانبردار بنایا ہے بلکہ تمام مخلوقات آپ کے تابع ہیں آپ جو حکم دیں گے وہ قیصل کریں گے۔ ان معجزات کے دیکھنے کے بعد اُس یہودیوں کے گرد نے کہا اے محمد تم ہمارے ساتھ فریب کرتے ہو اور اس پہاڑ کے پیچھے اپنے اصحاب میں سے کچھ کو بٹھا رکھا ہے۔ وہ ہاتھیں کرتے ہیں اور تم کہتے ہو کہ پہاڑ گفتگو کر رہا ہے۔ اگر سچے ہو تو پہاڑ سے دور ہو کر اس کو حکم دو کہ جڑ سے اکٹڑ کر تھما دے پاس آئے۔ پھر کمر سے دو حصہ ہو کر نیچے کا حصہ اوپر اور اوپر کا حصہ نیچے ہو جائے تب ہم تجھیں گے کہ تم نے کچھ فریب نہیں کیا ہے۔ اور یہ خدا کی جانب سے ہے جیسا کہ تم دعا کرتے ہو اُس وقت حضرت نے ایک پتھر کی جانب اشارہ کیا جو ہاتھ رطل و زنی تھا اور فرمایا اے پتھر میرے پاس آ۔ وہ حضرت کے قریب آ کر کھڑا ہو گیا۔ حضرت نے اس یہودی سے کہا کہ یہ پتھر اٹھا کر اپنے کان تک لے جا تا کہ یہ پتھر وہی شہادت دے جو پہاڑ نے دی ہے۔ اُس نے ایسا ہی کیا تو پتھر بقدرت خدا گویا ہوا اور جو کچھ تمام پہاڑوں کا آواز آتی تھی وہی آواز اس پتھر سے بھی سنائی دی۔ حضرت نے فرمایا کیا اس پتھر کے پیچھے بھی کوئی آدمی ہے جو تجھ سے باتیں کر رہا ہے۔ اُس نے کہا نہیں لیکن جو کچھ میں نے طلب کیا ہے وہ کر دکھاؤ۔ حضرت انبیاء و جن تمام کہنے کے لئے پہاڑ سے دور ہوئے اور میدان میں جا کر کھڑے ہوئے اور فرمایا اے پہاڑ بجاؤ جن محمد و آل محمد اور خدا کے خاص بندوں کے ان کا تو نسل کہنے کے سبب سے خدا نے قوم عاد پر ایک سرد ہوا بھیجی جو لوگوں کو زمین سے اٹھا کر بلند کرتی تھی۔ اور اُس نے جبریل کو حکم دیا کہ قوم عاد پر نعرہ لگائیں جس سے وہ سب ہلاک ہو گئے، اپنے مقام سے حکم خدا میرے پاس اس جگہ تک آ اور اپنا ہاتھ حضرت نے زمین پر رکھ کر اشارہ کیا۔ یہ سنتے ہی پہاڑ باذن خدا حرکت میں آیا اور نہایت تیزی سے گھوڑے کے مانند جہانگ حضرت نے نشان دیا تھا آیا اور کھڑا ہو گیا۔ اور بولا میں سننا ہوں اور آپ کا مطیع و فرمانبردار ہوں یا رسول اللہ ان دشمنان دین کی خاک پر ناک رگڑی جائے۔ آپ جو حکم دیں میں اُس کی اطاعت کروں گا حضرت نے فرمایا یہ لوگ کہتے ہیں کہ زمین سے اکٹڑ کر دو حصے ہو جاؤ نیچے کا نصف حصہ اوپر اور اوپر کا نیچے آئے۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ آپ کا حکم ہے کہ ایسا ہو جاؤں؟ فرمایا ہاں۔ بیان کرتے رہے کہ اس پہاڑ نے اُن دشمنوں سے کہا جو کچھ تم نے دیکھا ہے کیا وہ مومنوں کے معجزات سے کم ہے؟ کیا تم

سمجھتے ہو کہ ان مہجرات ٹوٹے پر ایمان لائے ہو یہ منکر یہودیوں نے ایک دوسرے کو دیکھا اور کہا اب گویا
کا موقع ہی نہیں۔ بعضوں نے کہا یہ شخص قسمت والا ہے اور قسمت دالے جو ارادہ کرتے ہیں ان کے لئے
پیدا ہوتا ہے۔ پھر یہاں نے ان کو خدا کی کرامت دیکھا جو کہ تم نے کہا اُس سے موشی کی نبوت کو تم نے
باطل کر دیا کیونکہ موشی کا منکر ہی کہہ سکتا ہے کہ ان کے مہجرات قسمت کے سبب سے تھے۔

نواں مہجرہ۔ تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام میں مذکور ہے کہ کافر ابن قریش جو آنحضرتؐ سے
مخالفت کرتے تھے کہتے تھے کہ آؤ ہمیں ایک بڑا بیت (کے پاس چلیں اور اس کو نصف قرار دیں۔
تاکہ وہ ہماری تہائی اور تمہارے کذب کی گواہی دے۔ عرض وہ سب نبیل کے پاس آئے۔ جب آنحضرتؐ
اُس کے پاس پہنچے وہ بت آنحضرتؐ کی تعظیم کے لئے منہ کے بل گر پڑا اور آپ کی رسالت اور
آپ کے بھائی علیؑ کی امامت کی اور ان کے فرزندوں کے لئے خلافت اور وراثت کی گواہی دی۔
دوسرا مہجرہ۔ اسی تفسیر میں مذکور ہے کہ جب کتاب رسولؐ خدا کو شعب ابیہ
میں حضورؐ کو دیا اور شعب کے صفائے پر ایک جماعت کو نیابت کر دیا کہ کوئی آنحضرتؐ اور آپ کے
ہمراہیوں کے لئے کچھ سامان غذا نہ لے جائے اور وہ سے باہر بھی کسی کو نہ کہے دیں کہ کچھ سامان
کھانے کے لئے لے سکے! اُس وقت خدا نے آنحضرتؐ اور آپ کے کھانے اور خفا کے لئے من و سلوی سے
بہتر غذا عطا کی جو بنی اسرائیل کے لئے نازل فرمائی تھی اور آنحضرتؐ کی دعا کی برکت سے آپ کے
ہمراہی میوہ و حلوا و طیرہ جو کچھ طلب کرتے تھے وہ جینا ہوتا تھا اور بہترین لباس ان کو ملتا تھا۔ جب
ان لوگوں نے کہا کہ اب تو ہم اس درہ سے دلنگ ہو چکے ہیں تو حضرتؐ نے اپنے ہاتھ سے داہنے
اور بائیں اشارہ کیا اور پہاڑوں سے فرمایا کہ دور ہو جاؤ تو وہ دور ہو گئے اور درہ کے درمیان ایک
و وسیع میدان ظاہر ہو گیا جس کے دونوں کنارے نظر نہیں آتے تھے۔ پھر حضرتؐ نے اپنے دست مبارک
سے اشارہ کیا اور فرمایا کہ درختوں اور میوؤں اور پھولوں کے جنم سے جو کچھ خدا نے تم کو پہنچا دیا ہے ظاہر
کر دو تو وہ تمام صحرا سبز و گل و ریاحین اور قسم قسم کے درختوں اور گونا گوں میوؤں سے بھر گیا
اور تمام باغوں سے بہتر ہو گیا۔

گیارہواں مہجرہ۔ حدیث حسن میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ نے ایک پتھر کو
درمیان راہ رکھ دیا تاکہ پانی اپنی جگہ سے واپس کرے اور نہ دے۔ وہ پتھر آج تک باقی ہے
اور انبیاءؑ میں کسی کا پیر اُس پتھر سے نہیں ٹکرایا اور نہ کسی جانور کو کچھ تکلیف پہنچی۔

بارہواں مہجرہ۔ روایت ہے کہ ایک یہودی نے ایک مسلمان کا کوئی کام اس شرط پر کیا تھا کہ اُس
کے لئے وہ مسلمان ایک نخلستان تیار کرے گا جس میں طرح طرح کے خرے کے درخت ہوں۔ آنحضرتؐ
کو معلوم ہوا تو آپؐ نے جناب امیرؓ سے فرمایا کہ اتنے بیج ملگائے جتنے درختوں کی شرط کی گئی تھی۔
پھر ایک ایک بیج حضرتؐ اپنے دہن اقدس میں رکھ کر امیرؓ کو دیتے جاتے وہ اس کو زمین میں دبا
دیتے جب دو سرائیج بولتے تو پہلا بیج درخت بن جاتا جب تیسرا بیج بولتے تو پہلا درخت بار آور

ہو جاتا یہاں تک کہ ایک ساعت میں تمام باغ تیار ہو گیا اور درختوں میں زرد و سرخ سیاہ و سفید خرمے پیدا ہو گئے۔ پھر وہ باغ اُس یہودی کے حوالے کر دیا گیا۔ ایسی ہی مثال حضرت سلمانؓ کے حالات میں مذکور ہوگی انشاء اللہ۔

تیسرے حوالہ معجزہ۔ حدیث معبر میں مذکور ہے کہ ایک روز جناب رسول خداؐ حضرت علیؓ کے ساتھ ایک ٹھکستانی سے گزر رہے تھے کہ ایک درخت نے دو سرے سے کہا کہ یہ رسول خدا ہیں اور وہ اُن کے دوست ہیں۔ اسی سبب سے اُن کے خرمن کو صحابی کہتے ہیں کیونکہ اُن درختوں نے رسالت و وصایت کی گواہی دی تھی۔

چوتھے حوالہ معجزہ۔ جابر انصاریؓ سے منقول ہے کہ ہم جنگ احزاب میں خندق کھود رہے تھے خندق کے گرد ایک سر بلند ٹیلا واقع تھا ہم نے آنحضرتؐ کی خدمت میں جا کر عرض کیا حضرت نے فرمایا ٹکڑے نہ کرو بہت جلد ایک عجیب امر دیکھو گے۔ جب رات ہوئی تو اُس ٹیلے سے آوازیں آنے لگیں اور چند اشارت دینی دینے جن کا مضمون یہ تھا کہ ٹیلے کو جیسے کھود کر بہت دور پھینک دو اور محمدؐ رشتہ کی اعانت کرو اور ان کے اور اُن کے چچا زاد بھائی کے مددگار رہو۔ لیکن وہاں کوئی نظر نہ آتا تھا۔ جب صبح ہوئی تو وہاں ٹیلہ کا نشان تک نہ تھا۔

پنجمے حوالہ معجزہ۔ ابن شہر آشوبؒ نے روایت کی ہے کہ جناب رسول خداؐ ایک مرتبہ ایک شوكے درخت سے اپنی بیٹولہ کرکھڑے ہو گئے۔ وہ اُسی وقت سر ہنر ہو گیا اور اُس میں پھل لگ گئے۔

سومواں معجزہ۔ پھر روایت کی ہے کہ ایک روز آنحضرتؐ مجھ میں ایک چھوٹے درخت کے نیچے ٹھہرے۔ آپؐ کے اصحاب آپؐ کے گرد گئے جنہر سایہ نہ تھا اور دُحوب تیز تھی۔ اور یہ بات آنحضرتؐ پر گرائی تھی کہ خود سایہ میں ہوں اور وہ دُحوب میں ناگاہ وہ درخت حکم خدا بلند ہوا اُساس کی شاخیں پھیل گئیں اور تمام اصحاب پر اُس کا سایا ہو گیا۔ اُس وقت خدا نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اَلَّذِیْنَ اٰتٰی رِبٰکَ کَیْفَ مَدَّ الْاِظْلَمٰتُ لَکَ شَاوَدَ لِحٰجِلَکَ سَاکِنًا رِیْءَ اَیْثَ سَوَدَ الْاَفْزَاکَ کیا تم نے اسے پروردگار کا لطف و کرم نہیں دیکھا کہ اُس نے کس طرح سایہ کو پھیلا دیا اور اگر وہ چاہتا تو اس کو ساکن کر دیتا۔

ستر حوالہ معجزہ۔ عیاشیؒ نے سید بن جبیرؒ سے روایت کی ہے کہ کفار قریش نے کعبہ میں عینِ خوشا بیت نصب کیے تھے ہر قبیلہ کا ایک دو بیت تھا۔ جب آیت اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ هُوَ الْاَبَدُ ہوئی تو وہ تمام بیت سجدہ میں گر پڑے۔

اٹھارواں معجزہ۔ ابن بابویہؒ نے حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے ایک مرتبہ آنحضرتؐ طواف کر رہے تھے جب رکنِ غربی کی جانب پہنچے اور اُس سے آگے بڑھے وہ رکن گویا ہوا کہ یا رسول اللہ کیا میں آپؐ کے پروردگار کے گھر کے ارکان میں سے نہیں ہوں کیوں آپؐ نے مجھ پر ہاتھ نہیں پھیرا؟ حضرت اس کے پاس گئے اور فرمایا خاموش ہو تجھ پر سلامتی ہو میں تجھے ترک نہ کروں گا۔

انیسواں معجزہ۔ صفار قطب راوندیؒ اور ابن بابویہؒ نے روایت کی ہے کہ ایک روز جناب رسول خداؐ

ایک خشکستان میں تشریف لے گئے؛ خرے کے تمام درختوں نے ہر طرف سے بولنا شروع کیا اور کہا: **اَسْمُومُ بَلْکَکَ یا رسول اللہ** اور استدعا کی کہ ہمارے خرے نوش فرمائے اور اپنے خرے لشکا دیئے۔ حضرت نے ہر درخت میں سے کھایا۔ جب خرے مجھ کے قریب پہنچے اُس کی شاخیں جھکیں اور آنحضرتؐ کو بھجھ کیا۔ حضرت نے فرمایا خدا اس میں برکت عطا فرما اور لوگوں کو اس سے نفع دے۔ اسی سبب سے روایت کرتے ہیں کہ مجھ بہشت کا خزانہ ہے۔

میسواں مجرہ۔ راوندی اور ابن شہر آشوب نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ بنی عامر کے قبیلہ کا ایک دیہاتی حضرتؐ کی خدمت میں آیا اور کہا کہ کس بات سے آپؐ کو خدا کا رسول کہوں؟ آپؐ نے فرمایا کہ اگر اس خرے کے گچے کو بڑوں اور وہ درخت کے اوپر سے نیچے آجائے تو کیا تو مجھ کو خدا کا رسول تسلیم کرے گا؟ اُس نے کہا ہاں۔ آپؐ نے اُس خوشہ کو بویا وہ درخت سے ٹوٹ کر زمین پر آیا اور اپنے کو کھینچتا ہوا آنحضرتؐ تک پہنچا اور بھجھ کیا۔ حضرتؐ نے فرمایا اپنی جگہ پر واپس جا۔ وہ واپس جا کر اسی طرح درخت میں لٹک گیا۔ یہ دیکھ کر اُس اعرابی نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ خدا کے رسول ہیں۔ اور ایمان لایا اور واپس یہ کہنا بڑا چوکہ اسے آل عامر ابن مسعودؓ میں ہرگز آنحضرتؐ کی تکذیب نہ کروں گا۔

اکیسواں مجرہ۔ پھر انہی حضرات سے روایت کی گئی ہے کہ ایک مرد بنی ہاشم میں سے مکان نامی کافر تھا اور لوگوں کے قتل پر بڑا حرص تھا اور وادی حرم میں گوسفند چرا کرتا تھا۔ ایک روز آنحضرتؐ اُس وادی میں گئے۔ اُس نے حضرتؐ کو دیکھ کر کہا کہ اگر میرے اور تمہارے درمیان قرابت نہ ہوتی تو بیشک میں کچھ بات کہنے بغیر تم کو قتل کر دیتا۔ تم ہی وہ ہو کہ ہمارے خداؤں کو گالی دیتے ہو۔ اس وقت اپنے خدا کو بلاؤ وہ مجھ سے تم کو بچائے۔ آؤ مجھ سے کشتی لڑو۔ اگر مجھ کو زیر کر دو گے تو دس گوسفند دوں گا۔ حضرتؐ نے اُس کو زمین سے اٹھا کر پٹک دیا اور اُس کے سینہ پر سوار ہو گئے۔ رکاوٹ ہوا کہ کام تمہارا نہ تھا بلکہ تمہارا خدا نے مجھ کو زیر کر دیا ہے۔ آؤ دوسری مرتبہ کشتی لڑیں۔ اگر پھر تم نے مجھ کو زیر کر دیا تو دس گوسفند اور دوں گا۔ حضرتؐ نے دوسری مرتبہ بھی اس کو زیر کیا۔ پھر اُس نے دس گوسفند کی اور شرط کی پھر حضرتؐ نے اس کو پٹک دیا۔ تب وہ بولا کہ لوٹ و عزیزی کی خرابی ہوا تمہوں نے میری مدد کی۔ حضرتؐ نے فرمایا مجھے تیری گوسفندیں نہیں چاہئیں لیکن مجھے اسلحہ کی دعوت دیتا ہوں اور نہیں چاہتا کہ تو جہنم میں جاوے۔ اگر تو مسلمان ہو جائے گا تو عذاب الہی سے بے خوف ہو جائے گا۔ اُس نے کہا بیشک کوئی مجرہ نہ دکھاؤ گے مسلمان نہ ہوں گا۔ حضرتؐ نے فرمایا میں مجھ پر خدا کو گواہ قرار دیتا ہوں کہ تو عہد کرے کہ اگر مجرہ دیکھے گا تو ایمان لائے گا؟ اُس نے کہا ہاں ایمان لاؤں گا۔ ایک درخت حضرتؐ کے نزدیک تھا آپؐ نے اُس کو حکم دیا کہ اسے درخت بحکم خدا میرے پاس آجائے یہ سننے ہی وہ درخت آدھا آدھا ہو کر ایک حصہ اپنے تنے کے ساتھ اگر حضرتؐ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ رکاوٹ نہ کہ بیشک یہ بڑا مجرہ ہے اب فرمائے کہ یہ واپس جاوے۔ حضرتؐ نے اس کو حکم دیا اور وہ واپس چلا گیا اور اپنے نصف سے متصل ہو گیا۔ آپؐ نے فرمایا مسلمان ہوتا ہے؟ اُس نے کہا میں نہیں چاہتا کہ میری عورتیں طعنہ دیں کہ میں آپؐ سے خوف سے

مسلمان ہو گیا۔ لیکن اپنی گوسفندیوں نے لو۔ حضرتؐ نے فرمایا جب تو مسلمان نہیں ہوتا تو مجھے تیری بکریوں کی ضرورت تھیں۔ ۹۔

ہائیسواں مسعود۔۔۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ متفق
ہو گیا تو ان کے لئے روانہ ہوئے تو ایک اونچے پہاڑ کے قریب پہنچے جس کو گھوڑے چھو کر گئے سے باز
رہے۔ حضرت نے دعا کی تو وہ پہاڑ زمین کے برابر ہو گیا اور ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور لشکر کے لئے
راستہ دیکھ ہو گیا۔

تھیساں مجھ سے۔۔۔ اب باجوہ، صغار اور راونڈی رحیم اللہ تعالیٰ نے پسند مقہر روایت کی ہے کہ امیر المومنین نے فرمایا کہ مجھ کو جب آنحضرتؐ نے میں کی جانب بھیجا تاکہ ان لوگوں کی اصلاح کروں۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہؐ وہ بہت زیادہ اور کسی رسیدہ لوگ ہیں اور میں کسی ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا اے علی جب حضور ائین کے اوپر پہنچا تو باواز بندھا کر ناک کے درخت و سنگریزہ اور اسے نہ بنو! محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم کو سلام کہتے ہیں۔ جناب امیرؑ فرماتے ہیں کہ میں روانہ ہوا اور جب عقبہ ائین پر پہنچا تو دیکھا کہ اہل میں سب کے سب نکلی تلواریں لیے بغیرے سیدھے کچے میری طرف چلے آئے ہیں میں نے باواز بندھا کر مجھ حضرتؐ نے فرمایا تمہارا کی تو میری درخت، کھوٹ اور شکر بڑہ جو اُس وادی میں تھے سب نے ایک ساتھ آواز بلند کی اور کہا خدا کے رسول محمدؐ پر اور آپؐ پر سلام ہو۔ جب اہل میں نے اُگی آوازیں سنیں سب کانپ گئے۔ اُنکے پیر لڑکھانے لگے۔ انہوں نے تمہارا ذوال فحشے اور صلیح و فرما بزرگ کی طرح میرے پاس آنے تو میں نے ان کی اصلاح کی۔

جو بیسویں مجزودہ۔ علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ بنی قریظہ کے قلعہ کے نیچے پہنچے تاکہ اسی کا محاصرہ کریں! ان کے قلعہ کے گرد خرے کے بہت سے درخت تھے۔ حضرتؐ نے اپنے دست مبارک سے اشارہ کر کے فرمایا وہ ہٹ جاؤ۔ یہ سنتے ہی تمام درخت قلعہ کے نیچے سے ہٹ کر دور میدان میں متفرق ہو گئے۔

پہنچواں مجروحہ۔ شیخ طوسی اور قطب راوندی وغیرہ نے بسند معتبر امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا کہ میں اُس پتھر کو مکہ میں پہنچاتا ہوں جو بعثت سے پہلے محمد کو سلام کرتا تھا۔ چھٹی سو اہل مجروحہ۔ بسند معتبر شیخ طوسی نے سلمان شے ردایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ آنحضرتؐ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ علی بن ابی طالبؓ آئے اور ایک پتھر کا ٹکڑا جو آپؐ کے ہاتھ میں تھا جناب رسول خدا کو دیا۔ ابھی وہ حضرت کے ہاتھ میں پہنچا نہیں تھا کہ بقدرت الہی گویا ہوا: **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ رَضِيتُ بِاللَّهِ رَهًا وَبِعُحْمَتِي نِسِيًا وَبِعَلِّي بِنِ آفِي طَالِبِي لِيَا** خدا کے سوا کوئی معبود نہیں، محمدؐ اُس کے رسول ہے۔ میں خدا کی ربوبیت اور محمدؐ کی نبوت اور علیؓ کی ولایت پر راضی ہوں، یا خبر خدا صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص تم میں سے صبح کو یہ دعا پڑھے خدا کے خوف اور اُس کے فدا سے امن ہوگا۔

سنا تیسواں معجزہ۔ ایسا یوں اور رافندی نے بسند معتبر حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ ایک یہودی جس کا نام سحوت تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہا کہ میں اپنے پروردگار کے بارے میں آپ سے دریافت کرنا ہوں کہ وہ کہاں ہے۔ آپ نے فرمایا اس کا علم اور قدرت ہر مقام کو گھیرے ہوئے ہے لیکن وہ خود کسی مکان میں نہیں ہے۔ اُس نے پوچھا وہ کس طرف ہے فرمایا کس طرح اُس کے کس طرف ہونے کا بیان کروں کیونکہ اُس نے ہر طرف کو پیدا کیا ہے اور وہ کسی مخلوق سے متصف نہیں ہو سکتا۔ اُس نے پوچھا کس طرح بھوک کہ آپ وغیرہ ہیں۔ اُنس وقت پھر ڈھیلے اور ہر چیز جو حضرت کے آس پاس تھی سب نے صبح زبان عربی میں کہا کہ یہ خدا کے رسول ہیں۔ سحوت نے کہا اُس سے زیادہ واضح کوئی امر میں نے نہیں دیکھا لہذا خدا کی وحدانیت اور آپ کی رسالت کی گواہی دیتا ہوں بیشک آپ خدا کے رسول ہیں۔

اٹھائیسواں معجزہ۔ ابوالذر جہات میں بسند معتبر روایت ہے کہ ایک روز جناب رسول خدا صہیل بن ضیف اور خالد بن ایوب انصاری کے ساتھ بنی نضار کے ایک باغ میں داخل ہوئے۔ تاکہ وہ ایک کنوئیں کے ایک پتھر سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلند آواز سے سلام کیا اور کہا آپ پر خدا کی جانب سے سلامتی ہو اپنے پروردگار سے میری شفاعت فرمائیے کہ مجھے جہنم کے پتھروں میں شامل نہ کرے جس سے کافروں پر غلبہ کرے گا۔ حضرت نے اپنے دست مبارک آسمان کی جانب بلند کیے اور کہا خداوند اس پتھر کو جہنم کے پتھروں میں مت قرار دے۔

ان تیسواں معجزہ۔ شیخ طبری و قطب رافندی اور ابی شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگ طائف کے لیے ایک صحارے گزر رہے تھے جس میں بیر کے بہت سے درخت تھے آنحضرت اپنی سواری پر سوار ہو گئے تھے وہ میدانِ راہ میں ایک درخت تھا جب حضرت اُس کے قریب پہنچے وہ درخت بقدرت الہی بیج سے دو حصہ ہو کر آدھا آدھا دونوں طرف ہا کر کھڑا ہو گیا اور آج تک اُسی حال پر باقی ہے۔ لوگ اس کی تعظیم کرتے ہیں۔ اس کو سدرة النبی کہتے ہیں اس کی حفاظت کرتے ہیں اور برکت حاصل کرتے ہیں اور اُس کی چٹان بیٹروں اور اونٹوں کی حفاظت کے لیے انکی گردنوں میں لٹکاتے ہیں۔ احمد یہ ایسا معجزہ ہے جس کا اثر آج تک باقی ہے۔

تیسواں معجزہ۔ رافندی نے روایت کی ہے کہ آنحضرت کی بشت کی ابتدا حمی عرب کا ایک گروہ ایک بُت کے پاس جمع تھا تاکہ اس کی پرستش کرے کہ بُت کے اندر سے آواز آئی۔ اُس نے زبانِ طہیج کہا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے پاس آئے ہیں اور تم کو دین حق کی دعوت دیتے ہیں۔ یہ سنتے ہی وہ سب منتشر ہو گئے اور اُن میں سے اکثر ایمان لائے۔

اکیسواں معجزہ۔ رافندی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ ایک اندھیری رات میں بارش ہو رہی تھی آنحضرت نماز شب سے واپس آ رہے تھے اور ایک بکلی آنحضرت کے آگے آگے روشنی کر رہی تھی۔ اسی اثناء میں آپ کی نظر قنادہ بن نعمان پر پڑی۔ آپ نے ان کو پہچان لیا قنادہ نے کہا یا نبی اللہ چاہتا ہوں کہ آپ کے

ساتھ نماز پڑھیں لیکن اندھیری رات میں آتا میرے لیے دشوار ہے۔ حضرت نے خرمہ کی ایک اہنی ان کو دے دی اور فرمایا کہ یہ دس رات تک تم کو روشنی دیا کرے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا پھر آئینے فرمایا تمہارے مکان کے ایک گوشہ میں ایک شیطان نے جگہ بنالی ہے تم اپنی تلوار سے اس پر حملہ کرو تو وہ بھاگ جائے گا۔ قتادہ جب اپنے گھر پہنچے تو گھر کے ایک گوشہ میں ایک سیباہی نظر آئی۔ جب کبیر حملہ کیا تو وہ دیوار سے اوپر چڑھ گیا اور بھاگ گیا۔

تیسواں مجزہ۔ راندی دغیر نے روایت کی ہے کہ ایک روز جبریلؑ آنحضرتؐ پہنا زل جوسے اور آپؐ کو غمگین پایا۔ سبب پوچھا آپؐ نے فرمایا کافروں کے ظلم اور جھٹلنے سے رنجیدہ ہوں۔ عرض کی کیا آپؐ ایسی نشانی بتاؤں جس سے آپؐ سمجھیں کہ خداوند عالم نے تمام اشیاء کو آپؐ کا تابع فرمان قرار دیا ہے فرمایا ہاں۔ جبریلؑ نے عرض کی درخت کو اپنے پاس بلائیے گا تو وہ آئے گا۔ آپؐ نے ایک کو اپنی طرف بلایا وہ فوراً حاضر خدمت ہو گیا۔ جب فرمایا کہ پاس جاؤ وہ جا کر اپنی جگہ پر کھڑا ہو گیا۔

چتیسواں مجزہ۔ راندی نے چند سندوں سے روایت کی ہے کہ ایک اعرابی کسی جگہ سے سڑک کے آنحضرتؐ کی خدمت میں آیا۔ آپؐ نے فرمایا کیا تو چاہتا ہے کہ مجھے بہترین روئے کی جانب ہدایت کروں اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہہ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ۔ اعرابی نے پوچھا کیا کوئی آپؐ کا گواہ ہے؟ آپؐ نے فرمایا ہاں ہے۔ اس درخت کے پاس جا کر کہو کہ محمدؐ کو اللہ کے رسولؐ بتاتے ہیں۔ اس اعرابی نے درخت سے جا کر کہا تو وہ حرکت میں آیا اور زمین کو حیرتا ہوا آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؐ نے اس سے فرمایا کہ میری حقیقت کی گواہی ہے۔ درخت گویا ہوا اور آنحضرتؐ کی رسالت اور آپؐ کی حقیقت کی گواہی دی۔ اعرابی نے کہا اب حکم دیجئے کہ اپنے مقام پر واپس جائے۔ آپؐ نے اس کو حکم دیا اور وہ اپنی جگہ پر دستور جا کر کھڑا ہو گیا۔ اعرابی نے کہا اجازت دیجئے کہ میں آپؐ کو سجدہ کر دوں۔ حضرتؐ نے فرمایا خدا کے سوا کسی کے لیے سجدہ جائز نہیں ورنہ میں عورتوں کو حکم دیتا کہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں۔ عرض وہ مسلمان ہو گیا اور آنحضرتؐ کے دست مبارک چوم کر عرض کی کہ مجھے اجازت دیجئے کہ اپنے قبیلہ میں آپؐ جاؤں اور ان لوگوں کو بھی اسلام کی دعوت دوں اگر وہ قبول کریں تو ان کو حضرتؐ کی خدمت میں لے کر آؤں ورنہ خود حاضر ہوں۔ حضرتؐ نے اجازت دی اور وہ اپنے قبیلہ کی طرف چلا گیا۔

چوتھیاں مجزہ۔ سنگرزوں کا آنحضرتؐ کے ہاتھ میں تسبیح خدا کرنا۔ عامہ و خاص نے بطریق متواتر روایت کی ہے کہ ابوذرؓ کہتے ہیں کہ مور عامری نے حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر کوئی مجزہ طلب کر لی حضرتؐ نے کوئی کنگریاں اٹھالیں۔ سب باواز بلند تسبیح خدا پڑھنے لگیں۔ پھر زمین پر ان کو پھینک دیا تو وہ سب ہو گئیں۔ پھر اٹھایا پھر وہ تسبیح پڑھنے لگیں۔ دوسری روایت میں ہے کہ وہ سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ کہتی تھیں۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ کے بارشما حضرتؐ کی خدمت میں آئے اور پوچھا کہ ہم کو گھر بھیجیں کہ آپؐ خدا کے رسولؐ ہیں۔ حضرتؐ نے ایک مٹھی کنگریاں اٹھالیں اور فرمایا کہ میری رسالت کی گواہی دیتی ہیں۔ بس وہ کنگریاں گویا ہونیں اور تسبیح خدا

بہارِ نبوت شریعتی لکھنؤ

آنحضرتؐ کے بارشما کنگریاں اٹھالیں اور فرمایا کہ میری رسالت کی گواہی دیتی ہیں۔ بس وہ کنگریاں گویا ہونیں اور تسبیح خدا

چند سال بعد حضرتؐ کے بارشما کنگریاں اٹھالیں اور فرمایا کہ میری رسالت کی گواہی دیتی ہیں۔ بس وہ کنگریاں گویا ہونیں اور تسبیح خدا

پڑھنے لگیں اور حضرت کی رسالت پر تو ایسی بھی دی۔ اور اس سے مقبول ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مٹھی کنکریاں ہاتھ میں اٹھالیں جو تسبیح خدا کرنے لگیں۔ پھر حضرت علیؑ کے ہاتھ میں دے دیں وہ ان کے ہاتھ میں بدستور تسبیح کرتی تھیں۔ جب ہم نے اپنے ہاتھ میں ان کو لے لیا تو وہ ساکت ہو گئیں۔

پیشینہوں میں۔ - رافندی نے ابو اسجد سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا نے ایک روز اپنے چچا جناب عباسؓ سے کہا کہ آپ اپنے لڑکوں سمیت کل اپنے گھر پر موجود رہیں گے تاکہ جو کام ہی دو سوسے روز صبح کو آپ ان کے مکان پر تشریف لے گئے اور ان لوگوں کو اپنے پاس بلایا اور ان کے لئے دعا کی تو آمین کی آواز ان کے دروازوں سے بلند ہوئی۔

تقتیسواں معجزہ۔ کلینی اور افندی اور ابن شہر آشوب نے حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ ایک شخص کا انتقال ہوا اور لوگوں نے اس کی قبر کھودنا شروع کی مگر بہت کوشش کی اور قبر دکھ نہ سکی۔ تو لوگ آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ماجرا بیان کیا۔ آپ نے فرمایا یہ شخص خوش اخلاق تھا اس کی قبر کھودنے میں دشواری نہ ہوتا چاہیے۔ پھر خود شریف سے گئے اور ایک ہیالہ میں پانی مشکوایا اور پادست مبارک اُس میں داخل کیا اور قبر کی زمین پر چھڑک دیا حضرت کے اہل خانہ سے دو زمین ماتہ بالوں کے نرم ہو گئی۔ دوسری روایت میں ہے کہ آنحضرت نے دعا کی تو قبر آسانی سے کھود لی گئی۔

[illegible]

جبریلؑ نے آنحضرتؐ کو ان کے گھروں اور باغوں میں گھمایا پھر اپنا پھر دروازوں کو بند کر کے ان کی کنجیاں حضرت کے حوالے کیں۔ حضرت نے ان کو تلوار کے نیام میں رکھ دیا اور تلوار کو اوندھ پر سلمان کے ساتھ لٹکا دیا اور سوار ہو کر واپس ہونے۔ زمین پھر اسی طرح بیٹھی گئی اور حضرت اپنے اصحاب کے پاس پہنچ گئے اسی کوہ لوگ اس مجلس سے اٹھے نہ تھے۔ اور فرمایا کہ میں خدا کی جانب گیا تھا خدا نے خدا کے لئے عطا فرمایا ہے۔ مسکرماتوں نے ایک دوسرے کو دیکھا اور انھوں سے اشارہ کیا کہ رسول اللہؐ حضرت غلط بیان کرتے ہیں۔ حضرت نے نیام سے کنجیاں نکال کر دکھائیں اور فرمایا کہ یہ خدا کے قلعوں کی کنجیاں ہیں۔ پھر وہاں سے روانہ ہو کر مدینہ آئے اور سب سے پہلے جناب فاطمہؑ کے گھر گئے اور فرمایا خدا نے خدا کے لئے عطا فرمایا ہے جس میں مسلمانوں کا حصہ نہیں۔ مجھے اختیار ہے میں جو چاہوں کر دوں۔ تمہاری والدہ خدیجہ کا ہر میرے ذمہ ہے لہذا میں اس کے عوض خدا کے تم کو بخشتا ہوں۔ تم اس کی مالک ہو تمہارے بعد تمہاری اولاد مالک ہوئی ہے گی۔ پھر حضرت نے ایک چمڑا منگوا اور امیر المومنینؑ کو بٹھایا اور فرمایا لکھو کہ باغ خدا کے رسولؐ خدا کی جانب سے فاطمہ کے لئے بخشش ہے۔ اس پر علیؑ اور ام ایمن کو گولہ فرمایا کہ ام ایمن بہشت کی ایک خانوں میں پھر اہل خدا آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیٹے کیا کہ ہر سال چوبیس ہزار دینار راشنی حضرت کو دیا کیوں گے جو اس زمانہ کے سکون کے حساب سے تین ہزار چھ سو تومان ہوتے ہیں۔

از میواں مجرہ۔ رافندی نے حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خداؐ جب جنگ خندق سے واپس ہو کر جہرانہ میں ٹھہرے اور صحابہ میں مال تقسیم فرمایا تو حضرت کے پیچھے پیچھے دوڑتے تھے اور مانگتے چلتے تھے۔ حضرت اُن کو دیتے جاتے تھے یہاں تک کہ آنحضرتؐ ان کے پاس سے ہٹتے تھے ایک درخت کے پاس پہنچے اور نشست درخت سے لگا دی۔ لیکن صحابہ نے پھر جھوم کیا یہاں تک کہ حضرتؐ کی پیٹھ زخمی ہو گئی اور آپؐ کی چادر درخت سے لپٹ کر رہ گئی۔ آنحضرتؐ دوسرے درخت کی طرف چلے گئے اور فرمایا کہ میری چادر سے دو۔ خدا کی قسم اگر کہہ اور میں کے درختوں کی تہ کے برابر میرے پاس کو سفید ہیں تو میں تو سب تم کو تو کپڑے تقسیم کر دیتا۔ تم مجھ کو بخیل و کجوس کہی نہ پاؤ گے۔ غرض ماہ ذیقعدہ میں جہرانہ سے روانہ ہوئے اور حضرت کی پشت مبارک کی برکت سے وہ درخت کسی خشک نہ ہوا اور ہمیشہ ہر فصل میں اس سے تر و تازہ پھل حاصل ہوا کرتا تھا۔

آئنا لیسواں مجرہ۔ ابن شہر آشوب اور ابن مسعود وغیرہ نے روایت کی ہے کہ لوگ جب حضرتؐ کے ساتھ کھانا کھاتے تو طعام سے آواز سمیٹ آتی تھی۔

چالیسواں مجرہ۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ جناب رسولؐ خدا مدینہ میں ایک مسجد تعمیر کر رہے تھے آپؐ کے کمرے سے ایک درخت کو بچاؤ زمین کو حیرتا ہوا آنحضرتؐ کے پاس آکر کھڑا ہو گیا اور آپؐ کی رسالت کی گواہی دی۔

اکتا لیسواں مجرہ۔ روایت ہے کہ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبداللہ بن فضیل کو بھیجا کہ اپنی قوم کی ہدایت کرے۔ اور فرمایا کہ تمہاری قوم کے نزدیک تمہاری چابی کی دلیل ہوگی کہ تمہارے تائیدانہ کی

نوک سے رات دن ایک ٹور چمکتا رہے گا۔ عہد اللہ نے اسی علامت کے ذریعہ اپنی قوم کی ہدایت کی۔
 دیگر روایت ہے کہ قریش نے طفیل بن عمرو سے کہا کہ جب مسجد الحرام میں ٹو جایا کرے تو اپنے کانوں میں دلی
 بھر لیا کر تاکہ محمد مصطفیٰ علیہ السلام کا قرآن پڑھنا نہ سنے ایسا نہ ہو کہ تو بھی ان کے فریب میں آجائے
 غرض وہ جب کعبہ میں جاتا تھا تو جس قدر دلی کانوں میں زیادہ بھرتا تھا اس قدر حضرت کی آواز زیادہ
 سنائی دیتی تھی۔ اسی مجرہ سے وہ مسلمان ہو گیا اور عرض کی یا رسول اللہ میں اپنی قوم کا سردار ہوں اگر
 آپ مجھے کوئی نشانی عطا فرمائیں تو میں اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دوں۔ حضرت نے دعا کی کہ خداوند اس
 کو فی علامت عطا فرما۔ غرض جب وہ اپنی قوم کی جانب واپس گیا اس کے تازیانہ سے ایک نور قندیل کے
 مانند ظاہر ہوتا تھا۔

بیالیسواں مجرہ۔ خاصہ دعا میں روایت کی ہے کہ جنگ جہاد میں آنحضرت نے صلہ کے درمیان
 خندق کھودنا تقسیم فرمایا کہ ہر چالیس ہاتھ دس آدمی کھودیں۔ سلطان اور حذیفہ کے حصہ میں جو زمین آئی
 اس کے نیچے پھر نکلا جس پر بچاؤ ڈھ اثر نہیں کرتا تھا بسطن سے آنحضرت سے عرض کی۔ آنحضرت مسجد احزاب
 سے باہر آئے اور بچاؤ ڈھ لے کر تین بار چھوڑا ہر مرتبہ ایک تیسرا حصہ پھر سے ہلاتا اور برق سحر چمکتی
 جس سے تمام دنیا روشن ہو جاتی اور حضرت انس کہہ فرماتے صحابہ بھی اللہ اکبر کہتے۔ حضرت نے فرمایا کہ یہ
 روشنی میں میں کے قصر نظر آئے اور خدا نے ان سب کو مجھے عطا فرمایا۔ دوسری مرتبہ شام کے قصر کھائی
 دیئے اور خدا نے ان سب کو مجھے کرامت فرمایا۔ اور تیسری بار سدان کے قصر میں نے دیئے اور خدا نے ہادشاہیں
 عجم کے ملک مجھے بخشے۔ اس کے بعد خدا نے یہ آیت نازل فرمائی۔ لَيُظْهِرَنَّ عَلَى الدِّينِ كَلِمَةً وَاقِيَةً
 كِبْرَةَ الْمُشْرِكِينَ (پہلی آیت سورۃ توبہ)۔ خدا اس کے دین کو تمام دینوں پر غالب کر دے گا اگرچہ مشرکین
 کرامت کریں۔ دوسری روایت میں ہے کہ جب وہ زمین سخت ظاہر ہوئی اور کدال کا اس پر اثر نہ ہوا تو
 حضرت نے ایک پیالہ میں پانی مٹھوایا اور اپنے مجرہ نما آب دہن کو اس میں ڈالا اور اپنے ہاتھ سے اس زمین پر
 چھڑک دیا۔ تو آنحضرت کے اہواز سے اس قدر نرم ہو گئی کہ جب کدال اس پر مالتے وہ اندر گھس جاتا تھا۔
 تینتالیسواں مجرہ۔ ابن شہر آشوب وغیرہ نے روایت کی ہے کہ جنگ بدر میں عکاسہ کی تلوار ٹوٹ
 گئی۔ حضرت نے ایک لکڑی ان کے ہاتھ میں دے دی کہ اس سے جنگ کرو۔ جب عکاسہ کے ہاتھ میں وہ
 لکڑی پہنچی تلواریں گئی۔ وہ ہمیشہ اسی سے جنگ کیا کرتے تھے۔

چوالیسواں مجرہ۔ روایت ہے کہ جنگ احد میں عہد اللہ بن جحش کو حضرت نے ایک لکڑی دی اور
 رومہا کو طے کی ایک شاخ عطا فرمائی۔ وہ دونوں شمشیر قاطع بن گئیں۔ وہ لوگ اسی سے جنگ کیا کرتے تھے۔
 پینتالیسواں مجرہ۔ روایت ہے کہ فتح مکہ کے روز آنحضرت نے جناب امیر سے فرمایا کہ ایک جھمی کشتی
 لاؤ۔ حضرت نے ان کو تلوں کی جانب پھینک دیا اور فرمایا بئسۃ الحق وَرَحْمَةُ الْبَاطِلِ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ
 رَحْمَةً قَارِظَةً۔ سورۃ ہی اسوئل حق آیا اور باطل مٹا۔ اہل باطل مٹنے ہی والا ہے۔ تو وہ تمام بہت
 زمین پر گر پڑے۔ اہل مکہ نے کہا کہ ہم نے محمد مصطفیٰ علیہ السلام سے بڑھ کر کوئی جاوید نہیں دیکھا۔

چھالیسواں مجزہ۔ روایت ہے کہ کسی نے ایک مکان حضرت گوہر کی جس پر ایک خٹاب کی صورت بنی ہوئی تھی۔ حضرت نے اس پر ہاتھ پھیرا وہ شکل مٹ گئی۔

سیسٹا لیسواں مجزہ۔ تفسیر امام میں مذکور ہے۔ عمار یا سر کہتے ہیں کہ ایک روز میں آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت جبکہ آنحضرت کی رسالت میں شک رکھتا تھا اور کہا یا رسول اللہ میں آپ کی تصدیق نہیں کر سکتا کیونکہ میرے دل میں شک ہے۔ کیا کوئی ایسا مجزہ ہے جس سے میرا شک دور ہو جائے؟ آپ نے فرمایا کہ جب گھر واپس چائے تو ہر درخت اور پتھر سے میری بابت دریافت کرنا۔ میں گھر آیا تو ہر درخت اور پتھر سے پوچھتا تھا کہ تمہارے کا دعویٰ ہے کہ تو انکی رسالت کی گواہی دیتا ہے کو وہ گویا ہوتا اور کہتا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے رسول ہیں۔

اڑتالیسواں مجزہ۔ تفسیر امام میں مذکور ہے کہ ایک روز ایک مرد مومن آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت نے اس سے پوچھا کہ اپنے دل کو اپنے برادر ابی مومن کی طرف سے کیسا ہاتھ ہو جو محبت محمد علیہ السلام اور ان کے دشمنوں کی صداقت میں تمہارے موافق ہیں۔ اس نے عرض کی میں ان کو مثل اپنی جان کے عزیز رکھتا ہوں۔ جن باتوں سے ان کو تکلیف ہوتی ہے مجھے بھی ہوتی ہے اور جس سے ان کو خوشی ہوتی ہے مجھے بھی ہوتی ہے۔ اور جو چہ ان کو غمگین کرتا ہے مجھے بھی غمگین کرتا ہے۔ یہ سنکر حضرت نے فرمایا پھر تو تم خدا کے دوست ہو لہذا دنیا کی باطل اور تکلیفوں کی پروا نہ کرو۔ خدا اس کے عوض تم کو اتنی نعمتیں عطا فرمائے گا کہ خلق میں کسی کو ایسا نفع حاصل نہ ہوا ہو گا سوائے اس کے جو تمہاری طرح ہو لہذا اس عالی نیک پر راضی و خوش رہو۔ ان فرزندوں، غلاموں، کنیزوں اور دولت کے عوض جو دوسروں کو حاصل ہیں کیونکہ تم اس حال میں تمام امیروں سے زیادہ غنی ہو لہذا اپنے تمام اوقات کو محمد و آل محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام پر درود بھیجا کرتا تھا۔ ایک روز وہ مشہور منافقین غاصبان حقوق آل محمد سے اس کی ملاقات ہوئی۔ منافقین اول نے کہا اے فلاں شخص تجھ کو محمد نے جو کہ اور پیاس کا خوب توشہ دیا۔ دوسرے نے کہا محمد نے آدھے بطن اور آدھے دھڑوں سے پیسے ہمیشہ دوسروں کے ساتھ کھیل رہا ہے (مساز اللہ) اچھا توشہ تیرے ساتھ کیا ہے۔ دوسرے روز پھر بازار میں ان دونوں سے ملاقات ہو گئی۔ انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ اس بھونڈے سے مذاق کرنا چاہیے۔ یہ کہنے لگے کہ اس مومن کے پاس آئے۔ دوسرے نے کہا آج لوگ اس بازار میں تجارت کر رہے ہیں اور فائدہ اٹھا رہے ہیں تو نے کون سی تجارت کی ہے؟ اس غریب نے کہا میرے پاس مال تو نہیں ہے جس سے تجارت کروں البتہ محمد و آل محمد پر درود بھیجا کرتا ہوں۔ اس نے کہا بد نصیبی ہو عرومی کا اچھا فائدہ تو نے حاصل کیا ہے۔ جب گھر جانے کا تو بھوک کا دسترخوان تیرے لئے بچھایا جائے گا۔ بد نصیبی اور حیا کے طرح طرح کے کھانے اور شربت دیانی وغیرہ اس پر چنے جانیں گے اور فرشتے جو محمد کے لئے بھوکہ دیا اس اور دولت دیا کرتے ہیں تیرے دسترخوان کے گرد حاضر ہوں گے۔ اس مومن نے کہا خدا کی قسم ایسا نہیں ہے بلکہ حضرت خدا کے رسول ہیں اور جو شخص ان پر ایمان لاتا ہے وہ حق پندار و سعادتمند

صدقہ کی بات۔ منافقین کا ایک مومن کا مذاق اڑانے کی کوشش ہے کہ وہ بازار میں دوسرے مومنین کا عمل و شایانہ دیکھتا ہے۔

میں سے ہے اور بہت جلد خداوند عالم ان کو عذم تہہ کر دے گا کثرت دینی روزی وغیرہ کے سبب جیسی اُن کے لئے مصلحت تھکے گا۔ پھر ان کے لئے راحت ہی راحت ہے۔ اسی اثنا میں ایک شخص ایک مٹری موتی چھل لئے جوئے آیا۔ اُن دونوں منافقوں نے طعن و طنز کیا کہ اس چھل کو اس مود کے ہاتھ فروخت کر دے یہ رسولؐ کے صحابہوں میں سے ہے۔ اسی فروش نے کہا کہ اس کو کوئی نہیں خریدتا ہے آپ ہی خرید لیجئے اس مومن نے کہا میرے پاس پیسے نہیں ہیں۔ اُن دونوں منافقوں نے کہا خرید لو قیمت تو رسولؐ دے دیں گے۔ اُس شخص نے چھل لے لی اور اسی فروش حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرتؐ نے حالات سن کر آسامہ سے کہا کہ ایک درم اس چھل والے کو دے دو۔ وہ یہ قیمت پا کر بہت خوش ہوا اور کہا کہ یہ درم تو کئی چھلیوں کی قیمت ہے۔ فرض وہ تو بھلا گیا اور اُس مومن نے اُن لوگوں کے سامنے چھل کا پیٹ جاک کیا۔ اُس میں سے دو گوبر آبادار برآمد ہوئے جسکی قیمت دو لاکھ درہم تھی۔ یہ دیکھ کر وہ دونوں منافق بہت رنجیدہ ہوئے اور چھل والے کے پیچھے دوڑے اور جا کر اُس سے کہا کہ چھل کے پیٹ سے دو قیمتی موتی نکلے ہیں۔ تو نے چھل فروخت کی ہے موتی نہیں فروخت کئے تھے۔ واپس چل کر اپنے دونوں موتی اُس سے لے لے۔ چھل والے نے اگر اُس سے دونوں موتی لے لئے۔ وہ اُس کے ہاتھ میں پکپکتے ہی پھوہوئے اور اُس کے ہاتھ میں ڈنک مارنے لگے۔ چھلی واہ جوتے لگا اور اُن کو بھینک دیا۔ دونوں منافقوں نے کہا کہ یہ امر عمدہ کے جادو سے بعید نہیں ہے۔ پھر اُس مومن نے اُسی چھل کے حکم سے دو موتی ادھار لئے پھر اُن دونوں منافقین نے چھلی والے سے کہا کہ یہ موتی بھی میرے ہی ہیں لے لے۔ جب اُس نے اُن موتیوں کو اٹھانے کا ارادہ کیا وہ دونوں موتی سانپ بن گئے اور اس پر حملہ آور ہوئے۔ اسی فروش نے کہا کہ بھائی یہ تم ہی لے لے میں نہیں لینا چاہتا۔ فرض اس مومن نے اُن دونوں پکھڑوں اور دونوں سانپوں کو اٹھا لیا وہ سب باعجاز آنحضرتؐ قیمتی موتی ہو گئے۔ وہ دونوں منافقین آپس میں کہنے لگے کہ کسی کو ہم نے عمدہ سے زیادہ جادو میں ماہر نہیں دیکھا۔ اس مومن نے کہا اے دشمنانِ خدا اگر یہ جادو ہے تو بہشت و دوزخ بھی جادو ہے۔ اے خدا کے دشمنو! اُس خدا پر ایمان لاؤ جس نے تم پر اپنی نعمتیں پوری کی ہیں اور اپنے عجاہبات قدرت تم کو دکھائے ہیں۔ پھر وہ چاروں موتی لے کر حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا جسکو اُن تاجران عرب چار لاک درم میں خرید لیا جو مدینہ میں تجارت کی طرح سے آئے تھے۔ حضرتؐ نے اُس سے فرمایا کہ تجھ کو یہ نعمت اُس تعظیم و تکریم کی وجہ سے عطا فرمائی ہے جو تو محمدؐ رسول اللہ ادا اُن کے بھائی اور وصی علیؑ کی کرتا ہے۔ کیا میں تجھے ایسی فائدہ مند تجارت نہ بتا دوں جس میں تو بے تمام مال لگا دے اُس نے کہا یا رسول اللہ ضرور بتائیے۔ فرمایا ان کو بہشت کے درختوں کے بیج قرار دے اور اپنے برادرانِ مومنین پر صرف کر دے کیونکہ بعض اُن میں سے عقیدہ و اخلاص میں تیرے مانند ہیں اور بعض تجھ سے بھی بہت ہیں اور بعض بلند بھی ہیں۔ اُن پر جو کچھ تو صرف کرے گا ہر جہہ کو خدا بڑھاتا رہے گا یہاں تک کہ کوہِ اہل قیس اُٹھ کر اور بشر کے پہاڑوں کے برابر ہزار پہاڑ بنادے گا اور خدا ان کے عوض بہشت میں تیرے لئے قصر تعمیر فرمائے گا جسکے کنگرے یا قوت کے ہوں گے۔ اور سونے کے قصر بنائے گا جسکے کنگرے زبرجہد کے ہوں گے۔ اتنے میں

ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا میرے پاس تو کچھ نہیں ہیں کیا راہ خدا میں صرف کروں میرے واسطے کیا ثواب ہوگا
فرمایا تیرے لیے ہماری خاص محبت و شفقت کافی ہے۔ تجھ کو ہماری دوستی ہمارے دشمنوں کے ساتھ دشمنی
بہشت کے بلند درجوں میں پہنچائے گی۔

اُنچا سواں مجروح۔ شرافت مند مالک کا قصہ ہے جو متواتر ہے اور شرانہ اپنے اشار میں بھی نظم فرمایا ہے کہ
جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ کی جانب ہجرت کی گھارے شرافت کو آنحضرت کے تعاقب میں بھیجا۔
جب وہ آنحضرت کے قریب پہنچا آپ کی دعا سے اُس کے گھوڑے کا پاؤں زمین میں ڈھنس گیا۔ اُس نے آنحضرت
سے استدعا کی کہ خدا سے دعا فرمائیں کہ اس کو نجات بخشے۔ پھر اُس نے حضرت کی دعا سے نجات پائی۔ پھر دوبارہ
اُس نے حضرت کا ارادہ کیا پھر اُس کے گھوڑے کے پیر زمین میں چھن گئے اس طرح تین مرتبہ ہوا۔ آخر حضرت م
سے اُس نے اپنے لیے ان کی اور دعا بھی لیا۔ اُس کی تفصیل ہجرت کے حالات میں مذکور ہوگی۔

پچاسواں مجروح۔ حضرت صادق سے منقول ہے کہ غضب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خرمے کے نیچے اپنے
دھن مبارک میں رکھ کر خچر سے پھر زمین میں بویٹھے تھے وہ اس وقت درخت بنکر بار آور ہو جاتے تھے۔

اٹھارواں باب

آن معجزات کا بیان جو شیر خوار بچوں اور حیوانات میں ظاہر ہوئے

پہلا مجروح۔ اسی شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ ایک مشرکہ عدوت اپنی زبان سے آنحضرت کو بہت
اذیت دیتی تھی۔ ایک روز وہ جہینے کے بچہ کو اپنے ہونے آنحضرت کے سامنے سے جا رہی تھی جب حضرت کے
قریب پہنچی وہ بچہ ہمدست الہی گویا ہوا اور کہا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَىٰ نَبِيِّكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مُحَمَّدٌ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ۔
اُس کی ماں کو بہت تعجب ہوا۔ حضرت نے فرمایا بچے تجھے کیونکر معلوم ہوا کہ میں خدا کا رسول اور محمد بن عبد اللہ
ہوں؟ اُس نے کہا مجھے میرے پردہ گارنے اور درج الامین نے تعلیم دی۔ حضرت نے پوچھا روح الامین
کون ہیں؟ لڑکے نے کہا جبریل ہیں جو اس وقت آپ کے سسر کے قریب ہوا میں کھڑے ہیں اور آپ کو دیکھ
رہے ہیں۔ حضرت نے پوچھا بچے تیرا نام کیا ہے؟ اُس نے کہا میرا نام عبد العزی رکھا گیا ہے حالانکہ میں
عزی پر ایمان نہیں رکھتا۔ یا رسول اللہ آپ میرا کوئی اور نام رکھ دیجیئے۔ حضرت نے فرمایا تیرا نام میں نے
عبد اللہ رکھا۔ عرض کی یا رسول اللہ دعا کیجئے کہ خدا مجھے بہشت میں آپ کے خادموں میں قرار دے۔ آپ نے
اُس کے لیے دعا کی۔ اُس نے کہا جو شخص آپ پر ایمان لایا وہ سادق و صادق ہوا اور جس نے انکار کیا بد بخت و کفار ہوا۔
یہ کہہ کر ایک نعرہ مارا اور برحمت الہی واصل ہو گیا۔

دوسرا مجروح۔ کلینی راوندی اور ابن ابی یوسف وغیرہ نے بسند معتبر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام

یہ کہہ کر ایک نعرہ مارا اور برحمت الہی واصل ہو گیا۔

یہ روایت کی ہے کہ لیکن کے پیچھے ایک وادی ہے کہ اس کو برہوت کہتے ہیں جس میں کلمے سانپ ہوا تو کلمے
سوا کوئی جانور نہیں ہوتا۔ اُس وادی میں ایک کنوئیں ہے جس کو بلہوت کہتے ہیں۔ ہر لمحہ مشرکوں اور کافروں
کی رُو میں اُس کنوئیں سے پانی جاتی جاتی ہیں اور اسی کو جہنم کی حدید یعنی خون اور پیپ اور ہوا گرم پانی پلویا
جاتا ہے۔ اُس وادی کے پیچھے چند گروہ ہیں جنکو ذریعہ کہتے ہیں۔ جب جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم مبعوث ہوئے ایک پھڑے سے اُن کے درمیان اپنی دُم زمین پر ماری اور سارا در بند چلایا
کہ اسے ذریعہ کی اولاد ایک مرد تھا جس میں آیا ہے اور لوگوں کو کلا الہ الہ اللہ کی دعوت دیتا ہے اور دوسری
روایت کے مطابق اُس نے کہا کہ اسے آل ذریعہ میں تم کو عمل نیک کی جانب دعوت دیتا ہوں ایک پکارنے
والا زبان فصیح کہہ رہا ہے کہ کوئی خدا نہیں سوائے اُس خدا کے جو عالمین کا پروردگار ہے اور محمد
خدا کے رسول و پیغمبروں میں سب سے بہتر ہیں اور اُن کے دوسری علی بہترین اوصیا ہیں۔ اُس قوم نے کہا
خدا نے کسی امیر عظیم کے سبب اس پھڑے کو گویا کیا ہے۔ پھر اُس پھڑے نے دوبارہ اس طرح آواز لگائی
تو اُن لوگوں نے ایک کشتی تیار کی اور سات اشخاص کو اُس میں سوار کیا اور کھانے کے لیے جو کچھ خلیفہ
اُن کے دل میں ڈال دیا ہمراہ کر دیا۔ کشتی کا دبان بند کر کے دریا میں کشتی چھوڑ دی۔ اس کشتی کو بام خضر
پیغمبر خدا کے ہوانے جہہ میں پہنچا دیا۔ جب وہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے
قبل اس کے کہ وہ کچھ کہیں حضرت نے فرمایا کہ اسے آل ذریعہ پھڑے نے تم کو دعوت دی ہے انہوں نے
کہا ہاں یا رسول اللہ! پیادین اور کتاب پیش کیجئے۔ تو حضرت نے اُن کو دین اسلام، قرآن و واجبات
سنیں اور شرائع دین کی تعلیم دی اور بنی ہاشم میں سے ایک شخص کو اُن کا حاکم بنا کر اُن کے ساتھ بھیج دیا
وہ آج تک دین حق پر قائم ہیں اور اُن میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

تیسرا مجموعہ۔ این شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ دیر کا ایک بچہ جس کو لوگ گونگا سمجھتے تھے آنحضرت
کے پاس لایا آیا آپ نے اُس سے پوچھا کہ میں کون ہوں۔ اُس نے کہا آپ خلیفہ رسول ہیں۔ اُس کے بعد
سے پوچھے گئے۔

چوتھا مجموعہ۔ روایت ہے کہ عمرو بن مثنیٰ نے آنحضرت سے شکایت کی کہ ہماری وادی میں ایک
سانپ رہتا ہے جس کا دغ کرنا ہمارے لیے دشوار ہے۔ اگر اُس کو آپ دغ کر دیں اور اُس وادی میں
خڑے کے جو درخت خشک ہو گئے ہیں ان کو سبز و بار آور کر دیں تو ہم ایمان لائیں گے۔ حضرت ان کیساتھ
اُس وادی میں گئے۔ وہ سانپ نکلا شتر مست کے مانند چلا رہا تھا اور زمین پر سینہ کے بل چل رہا تھا جب
اُس کی نگاہ آنحضرت پر پڑی وہ اپنی دُم پر کھڑا ہو گیا اور حضرت کو سلام کیا۔ آپ نے اس کو حکم دیا کہ اس
وادی سے نکل جائے۔ پھر حضرت اُن خشک درختوں کے پاس آئے اور اپنا دست مبارک اُن پر پھیرا۔ وہ
اسیوقت بلند ہو گئے اور اُن میں بھل لگ گئے اور اُن کے پیچھے پانی کا ایک چشمہ جاری ہو گیا۔

پانچواں مجموعہ۔ روایت ہے کہ حمزہ الوداع میں ایک بچہ کو پڑے میں پلٹ کر حضرت کے پاس لے
کر آپ اُس کے واسطے دعا فرمائیں۔ حضرت نے اُس کو اپنے ماتھوں پر لے کر فرمایا میں کون ہوں اُس نے کہا

آیت خدا کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ آپ نے فرمایا ہے مبارک ٹوٹے کچا کہا۔ پھر لوگ اس کو مبارک کرنا شروع کیے گئے۔

چھٹا مجرہ۔ مشرکین مکہ سے کنہد کش ہو کر نجد میں جانے کے وقت بہت سے عورتوں اور بچوں کو اپنے منہ میں لے کر لے کر گئے تھے کہ ایک یہ تھا کہ کڑی کو خدا نے بھیجا کہ غار کے دروازہ پر جالائے اور کہہ کے کہ بکوتروں میں سے ایک جوڑے نے اس پر گھونسا بنایا۔ جب فریشس آنحضرت کے پیروں کے نشانات دیکھتے ہوئے غار کے دروازہ تک پہنچے، جانے اور بکوتروں کے گھونسلے کو دیکھ کر بولے کہ اگر رات کوئی اس غار میں داخل ہوتا تو جالا ٹوٹ گیا ہوتا اور بکوتروں پر یہاں نہ رہتے! اس نے دایس چلے گئے۔ اسی سبب سے حضرت نے کڑی کو مار ڈالنے اور بکوتروں کو ذبح کرنے کے لئے شکار کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اور حکم خدا کہہ کے کہ بکوتروں کے مارنے کا حکم مقرر فرمایا ہے۔ اس کی تفصیل آئندہ آئے گی انشاء اللہ۔

ساتواں مجرہ۔ شیخ طوسی ابن بابویہ راوندی اور ابن شہر آشوب وغیرہ نے حضرت صادق اور ابی حمزہ سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت ریح حاجت کا ارادہ کرتے تھے تو آبادی سے دور جاتے تھے۔ ایک روز ریح حاجت کے لئے گئے۔ اپنا موزہ اتار کر اودھنے حاجت کی۔ وضو کیا اور چاہا کہ موزہ پہنیں تو ایک سبز برقعہ آیا جس کو سبز کہا جاتا ہے اور حضور کا موزہ لے کر آڑ گیا۔ پھر گردا دیا تو اس میں سے ایک سیاہ سانپ نکلے۔ دوسری روایت کے مطابق اس نے سانپ سے موزہ کو چھین لیا تھا۔ اس سبب سے آنحضرت نے اس کے مار ڈالنے کی ممانعت فرمائی ہے۔ ابن عباس کی روایت کے مطابق حضرت نے فرمایا کہ خدا نے مجھ کو اس شرف سے مخصوص فرمایا ہے۔ پھر یہ دعا پڑھی۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِكَ مِنْ شَرِّ مَنْ یَّمِشُّ عَلَیْ طَبِیْعِهِ وَ مِنْ شَرِّ مَنْ یَّمِشُّ عَلَیْ بَجْلِیْ وَ مِنْ شَرِّ مَنْ یَّمِشُّ عَلَیْ اَرْبَعِ وَ مِنْ شَرِّ كُلِّ ذیْ شَرٍّ وَ اَنْتَ اَحَدٌ بِنَا حَبِیْبٍ اِنِّیْ نَقِیْ عَلَیْ جِہِیْ اِطْمَاسُ قَلْبِیْ۔ خداوند میں تیری پناہ مانگتا ہوں اُن جانوروں کے شر سے جو اپنے پیٹ کے بل چلتے ہیں اور اُن کے شر سے جو اپنے دھیروں سے چلتے ہیں اور اُن کے شر سے جو چکر پیروں سے چلتے ہیں اور افریت دینے والے جانوروں کے شر سے اور ہر زمین پر چلنے والے کے شر سے جس کی پیشانی تیرے قبضہ میں ہے۔ بیشک میل عہدگار سب سے راستہ پر ہے۔

آٹھواں مجرہ۔ شیخ طوسی اور قطب راوندی وغیرہ نے ابو سعید خدری اور جابر انصاری سے روایت کی ہے کہ ایک روز قیلہ اسلم کا ایک شخص سیدیا میں اپنی بیٹی کو چار ہاتھ لگا کر ایک بیٹی کو چھٹا اور ایک بیٹی کو آٹھ لے چلا۔ وہ شخص چلایا اور پھر سے بیٹی کو مار کر اس سے بیٹی چھین لی۔ بیٹی اس کے سامنے بیٹھ گیا اور پھر خدا سے جھگڑا کہ میں نے اس سے اور میری روزی کے درمیان حائل ہوتا ہے۔ اس شخص نے کہا میں نے کسی ایسی تعجب خیز بات نہیں دیکھی۔ بیٹی نے کہا کہ اس بات سے تجھ کو تعجب ہوا اس نے کہا تیرے بولنے سے۔ بیٹی نے کہا اس سے زیادہ تعجب تو یہ ہے کہ خدا کا رسول مدینہ کے دو پہاڑوں کے درمیان گزرتا ہے آئندہ حالات لوگوں سے بیان کرتا ہے اور تو اس جگہ اپنی گوسفندوں کے پیچھے گھوم رہا ہے۔ جب اس نے

ترجمہ حیات مشکوب جلد دوم

ترجمہ حیات مشکوب جلد دوم

ترجمہ حیات مشکوب جلد دوم

بھڑنے کا یہ کلام سنا اپنی بھینٹوں کو جمع کیا اور گھر لے آیا پھر مدینہ کی جانب چلا اور آنحضرتؐ کے حالات دریافت کئے۔ لوگوں نے بتایا کہ آنحضرتؐ ابواویبؓ انصاری کے مکان میں ہیں۔ حضرتؐ کی خدمت میں آیا اور بھڑنے کی گفتگو بیان کی۔ حضرتؐ نے فرمایا تو نے سچ کہا مگر کی نماز کے بعد آنا اور لوگوں کے سامنے یہ حال بیان کرنا۔ جب حضرتؐ نے نماز ظہر اور فرامی اور لوگ جمع ہوئے تو شخص آیا اللہ بھڑنے کا حال بیان کیا حضرتؐ نے تین بار فرمایا تو نے سچ کہا۔ یہ تعجب انگیز امور میں سے ہے جو قیامت کے قریب واقع ہوگا۔ اُس خطہ کی قسم جس کے قبضہ میں محمدؐ کی جان ہے ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ اگر کوئی اپنے گھر سے نکلے گا اور جب واپس آئے گا تو اُس کا تازیانہ، عصا اور ٹوٹا اُس کو اور اُس کے گھر والوں کے حالات سے مطلع کرے گا جو اُس کے باہر جانے کے بعد اُن لوگوں نے کیا ہوگا۔ راوندی کا بیان ہے کہ اُس شخص کے لڑکے ہالے مشہور و معروف ہیں اور گھر کرتے ہیں کہ ہم اُس کی اولاد ہیں جس سے بھڑنے نے باتیں کی تھیں۔ اور دوسری روایت میں جابرؓ سے منقول ہے کہ اُس وقت آنحضرتؐ مکہ میں تھے اور اُس شخص سے جب بھڑنے نے باتیں کیں تو اُس نے کہا میری گوسفندوں کی حفاظت کرتا کہ میں حضرتؐ کے پاس جاؤں۔ بھڑنے نے کہا جب تک تو وہاں نہ آئے گا میں تیری بھینٹ چرانہ ہوں گا۔

نواں مجزہ۔ اہل بادیعہ اور اہل شہر آشوب و فیر نے جناب امیرؓ سے روایت کی ہے کہ یہودیوں نے اپنی قوم کی ایک عورت جمدہ سے کہا کہ تو جانتی ہے کہ محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی اسرائیل کے رکن کو نورؤا اور دین یہود کو باطل کر دیا۔ بنی اسرائیل کے رؤساء نے نہر بڑی قیمت سے خریدا ہے اور تیرے لئے بڑا انعام مقرر کیا ہے اگر تو یہ نہر محمدؐ کو کھودے۔ اُس نے منظور کیا اور ایک گوسفند کو میاں کر کے اُس میں نہر طلا دیا اور یہودیوں کے بڑے لوگوں کو اپنے گھر میں جمع کیا پھر آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آکر کہا کہ میں آپ کی ہمسایہ ہوں اور حق ہمسائیگی کی رعایت لازم ہے۔ آج میں نے رؤساء یہود کو دعوت میں بلا دیا ہے۔ چاہتی ہوں کہ آپ بھی اپنے اصحاب کے ساتھ میرے گھر کو اپنے قدم سے رونق بخشیں۔ آنحضرتؐ نے اس کی دعوت منظور فرمائی اور جناب امیرؓ ابودھانہؓ ابواویبؓ سہیل بن ضیف اور مہاجرین کے ایک کردہ کو ساتھ لے کر اُس کے گھر تشریف لے گئے۔ اُس نے اُن کے سامنے دسترخوان بچھایا اور وہی نہر آلودہ گوسفند لے آئی۔ یہودی اظہارِ تعظیم کے لئے اپنے اپنے حصہ پر ٹیک لگائے مگر رے رہے اور اپنی ناک کی سوراخوں کو بند کر لیا تھا۔ حضرتؐ نے فرمایا بیٹھو۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے یہاں کا طریقہ یہی ہے کہ جب کوئی پیغمبر ہمارے گھر آتا ہے تو ہم اُس کے سامنے نہیں بیٹھتے اور اپنے دہن کو بند کر لیتے ہیں تاکہ سانس لینے سے اُس کو اذیت نہ پہنچے۔ یہ اُن ملعونوں نے جھوٹ کہا بلکہ خوف تھا کہ سانس لینے میں نہر کا اثر نہ ہو جائے۔ لیکن اُس گوسفند کا شانہ قدرت الہی گویا ہوا اور کہا یا رسول اللہ مجھے نہ کھائے کیونکہ مجھ میں نہر طہا گیا ہے۔ حضرتؐ نے جمدہ کو بلایا اور پوچھا کہ کس سبب سے تو نے میرے مار ڈالنے کا ارادہ کیا؟ وہ بولی اس لئے کہ میں نے سوچا کہ اگر آپ پیغمبر ہیں نہر کا اثر آپ پر نہ ہوگا اور اگر جھوٹے اور جادوگر ہیں تو اپنی قوم کو آپ سے نجات دلاؤں گی۔ اس وقت جبریلؑ نازل ہوئے اور عرض کی کہ خداوند عالم بہر سلام

ارشاد فرماتا ہے کہ یہ دعا پڑھئے بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ یَسْمِیْہُ بِہِ کُلُّ مُؤْمِنٍ وَبِہِ عِزُّ کُلِّ مُؤْمِنٍ وَ
 سُوْرَةُ الَّذِیْ اَضَاعَتْ بِہِ السَّمَوَاتُ وَالْاَرْضُ وَبِقُدْرَتِہِ التَّقِیُّ خَضَعُ لَہَا کُلُّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ
 لَہَا فَتُکَثَّرُ کُلُّ شَیْطَانٍ مُّرِیْدٍ مِّنْ شَرِّ السَّمِیْمِ وَالسَّخَرِ وَاللَّعْنِ لَہُمْ اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْمَلِکُ الْقَوِیُّ
 الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ وَنَزَلَ مِنَ الْقُرْآنِ مَا ہُوَ شَفَاعَةٌ وَحِمَّةٌ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَلَا یَزِیْدُ اِلَّا ظَالِمِیْنَ
 الْاَوْخَسَارَ حضرت نے یہ دعا پڑھی اور صاحب سے فرمایا یہ دعا پڑھو اور کھاؤ۔ اُس کے بعد فرمایا کہ
 قصہ کھو لو اور دوسری روایت میں وارد ہوا ہے کہ وہ عورت زینب بنت جحش بن سلام بن سلم تھی
 اور لہجہ میں برابر بنی مصرور نے آنحضرتؐ سے پہلے ایک قلم کھالیا تھا وہ اسی وقت مر گیا تھا۔ اُس کی ماں
 آنحضرتؐ کے آخری وقت میں آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی تھی آپؐ نے اُس سے فرمایا کہ میں نے خیبر
 میں جو کھانا کھالیا تھا جس سے تیرا کافوت ہوا وہ ہمیشہ نمود کرتا رہا یہاں تک کہ اس وقت اُس نے میرے
 رگہ دل کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور بعض کا قول ہے کہ آنحضرتؐ نے اُس کے اثر سے چار سال بدر رحلت
 فرمائی اور بعضوں نے تین سال بعد کہا ہے۔ اور مصائر اللعدهات میں لیسند مقبرہ حضرت صادقؑ کے مقبرہ
 ہے کہ ایک یہودی عورت نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گوشت کے شانے میں پکا کر نہر دیا کیونکہ
 آنحضرتؐ دست و شانہ کو بہت پسند فرماتے تھے اور اسی سے کرامت کہتے تھے کیونکہ پیشاب کے مقام سے
 وہ نزدیک ہوتا ہے۔ جب وہ گوشت حضرتؐ کے سامنے دیا گیا آپؐ کو اس کی طرف بہت رغبت ہوئی آپؐ
 نے حوضا سا کھلایا تھا کہ دست میں سے آواز آئی یا رسول اللہ مجھے نہ کھائیے مجھ میں نہر ملا گیا ہے۔ آپؐ نے
 ترک کر دیا۔ لیکن وہ نہر ہمیشہ آنحضرتؐ کے بدنی کو توڑتا رہا یہاں تک کہ اسی کے اثر سے آپؐ نے رحلت
 فرمائی۔ اللہ کوئی ترغیب یا دھمکی وغیرہ شہادت کے دینا سے رحلت نہیں کرتا۔

دسواں مجروح۔ شیخ طوسی نے زید بن ثابت سے روایت کی ہے کہ ہم صحابہ کا ایک گروہ حضرتؐ کیساتھ
 کسی غزوہ کے لئے روانہ ہوئے اثناءِ راہ میں ایک اعرابی اپنے ناقہ کی چار پکڑے ہونے آیا اور کہا اَللّٰمُ
 عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ حضرتؐ نے فرمایا۔ وَ عَلَیْکَ السَّلَام۔ اعرابی
 نے کہا میرے ماں باپ آپؐ پر خدا ہوں آپؐ کا حراج کیسا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا خدا کی نعمتوں پر اُس کی حمد کرتا
 ہوں۔ تیرا کیا حال ہے؟ ناگاماس کے نیچے سے ایک مرد بولہ یا رسول اللہ اس شخص نے میرا ناقہ تیرا ہے
 اور میرا ہی ناقہ ہے۔ میرا ناقہ نے بھی اپنی زبان میں حضرتؐ سے باتیں کیں۔ حضرتؐ نے ناقہ کی گھٹاؤ سنکر اس
 مرد سے کہا کہ یہ اونٹ گواہی دیتا ہے کہ تو جو ثا الزام لگاتا ہے۔ اس اعرابی سے تعرض نہ کر پرستگار وہ مرد چلا گیا۔
 پھر حضرتؐ نے اعرابی سے پوچھا جب تو نے میرے پاس آنے کا قصد کیا تھا تو چلتے وقت کیا کیا تھا؟ اُس نے عرض
 کی اَللّٰمُ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ حَتّٰی لَا تَبْقٰی صَلَوةٌ اِلَّا عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ
 حَتّٰی لَا تَبْقٰی اِلَّا رِکْۡتَہُ اَللّٰمُ سَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ حَتّٰی لَا تَبْقٰی سَلَامٌ اِلَّا عَلٰی مُحَمَّدٍ
 وَآلِ مُحَمَّدٍ حَتّٰی لَا یَبْقٰی دَحْمَۃٌ مِّنْ بُرْہٍ کَرِہٍ تَہَاجَرْتُمْ عَنْہَا حضرتؐ نے فرمایا کہ میں تم کو کیا تھا کہ کوئی بہتر کام
 کر کے تو چلا ہے۔ اسی وجہ سے خدا نے تیرے لئے اونٹ کو گواہ کیا اور آسمان کے آفرق کو بہت کر دیا۔

گید حوالہ معجزہ۔ شیخ طوسی نے بسند مستحضر حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ ایک روز جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گور ایک ہرن کی طرف ہوا جہاں ایک چیمبر کے مکتب سے بسندھی ہوئی تھی اس نے جو آنحضرتؐ کو دیکھا بقدمت خدا ہوئی میرے ماں باپ آپ پر خدا ہوں یا رسول اللہ میرے دو بچے بھوکے پیاسے ہیں میرے کھنوں میں دودھ آتا ہوا ہے مجھے رہا کر دیجئے میں اُن بچوں کو دودھ پلا کر اچھی اچھی جان دے گی پھر مجھے ان رستہوں سے ہاندھ دیجئے گا۔ حضرت نے اس سے خدا کا اقرار لیا کہ ضرور واپس آئے گی اور رہا کر دیا۔ وہ تھوڑی دیر میں واپس آگئی۔ حضرت نے اس کو اسی طرح ہاندھ دیا۔ جس شخص نے اس کو شکار کیا تھا وہ منافق تھا۔ یہ دیکھ کر اُس نے اپنے نفاق سے توبہ کی اور اس کا اسلام نیک و بہتر ہوا۔ حضرت نے فرمایا کہ اس ہرن کی کو میرے ہاتھ فروخت کر دے۔ اُس نے کہا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں میں اس کو خود رہائی دیتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا اگر حیوان اپنی موت کو جانتے جس طرح تم کو معلوم ہے تو کبھی کوئی حیوان میرا ہوکرنہ کھاتا۔ اور راوندی اور ابن بابویہ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ ایک روز آنحضرتؐ ایک صحرا سے گذر رہے تھے کہ کسی نے آپ کو یا رسول اللہ کہہ کر پکارا۔ آپ نے چاہوں طرف دیکھا کوئی نظر نہ آیا۔ دوسری مرتبہ پھر وہی آواز سنئی لیکن کسی کو نہ دیکھا۔ تیسری مرتبہ ایک ہرن کی کو دیکھا جو بسندھی ہوئی تھی اُس نے کہا یا رسول اللہ اس اعرابی نے مجھے گرفتار کیا ہے۔ میرے دو بچے اسی دروہ میں ہیں۔ مجھے رہا کر دیجئے میں ان کو دودھ پلا کر اچھی آتی ہوں۔ حضرت نے پوچھا ضرور واپس آئے گی؟ اُس نے کہا اگر واپس نہ آؤں تو خدا مجھ پر عذاب فرمائے۔ حضرت نے اس کو رہا کر دیا۔ حضرت نے اس کو دودھ پلا کر خدا کو واپس آگئی۔ حضرت نے اس کو رہا کر دیا۔ جب اُس اعرابی نے یہ حال دیکھا عرض کی یا رسول اللہ اس کو رہا کر دیجئے۔ حضرت نے اس کو رہا کر دیا۔ وہ خوشی سے فخر فرماتی تھی اللہ کہتی تھی اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ اَوْ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ۔ اور ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ اُس ہرن کی کو ایک یہودی نے گرفتار کیا تھا۔ جب وہ ہرن اپنے بچوں کے پاس آئی اور اپنے رہا ہونے کا تذکرہ اُن سے کیا تو بچے بولے کہ جتنا رسول خدا میرے خاص ہوئے ہیں اور منتظر ہیں۔ ہم دودھ نہ پئیں گے جب تک حضرت کی خدمت میں حاضر نہ ہو جائیں۔ عرض وہ دوڑتے ہوئے حاضر ہوئے۔ حضرت کی مدح کر رہے تھے اور دونوں بچے آنحضرتؐ کے قدموں پر اپنی پیشانی رگڑ رہے تھے۔ یہ دیکھ کر وہ یہودی رونے لگا اور مسلمان ہو گیا۔ اور کہا ہرن کی کو رہا کیا۔ لوگوں نے اُس مقام پر ایک مسجد بنادی۔ حضرت نے اُس ہرن کے گھے میں بطور نشانی ایک نعلین رکھ دی اور فرمایا تمہارے گوشت صیاد پر حرام کرتا ہوں۔ اور دوسری روایت کے مطابق یہ ہے کہ زید بن ثابت نے کہا خدا کی قسم میں نے اُس ہرن کی کو بیابان میں تسبیح و ذکر کرتے ہوئے سنا وہ لالہ اللہ محمد رسول اللہ کہتی تھی۔ بیان کرتے ہیں کہ اُس شکاری کا نام اوسب بن سماع تھا۔

بار حوالہ معجزہ۔ صفاء شیخ مفید راوندی اور ابن بابویہ علیہم الرحمۃ نے بہت سی موثق اور مستحضر مسندوں کے ساتھ حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ ایک روز آنحضرتؐ کے پاس ایک اونٹ آیا اور چاندی پیر پیر کر لیٹ گیا اور اپنا سر زمین پر رگڑنے لگا اور فریاد کرنے لگا حضرت عمرؓ بولے یا رسول اللہ

یہ اُونٹ آپ کو سجدہ کر رہا ہے لہذا ہم لوگ زیادہ مستحق ہیں کہ آپ کو سجدہ کریں۔ حضرت نے فرمایا سجدہ صرف خدا کو کیا کرو۔ اگر میں کسی کو کسی کے سجدہ کا حکم دیتا تو بیشک عصمت کو حکم دیتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ یہ اُونٹ اپنے مالک کی شکایت کرتا ہے کہ اب تک مجھ سے کام لیتا رہا اب میں بوڑھا اور کمزور ہو گیا ہوں تو وہ مجھے ذبح کرنا چاہتا ہے۔ پھر حضرت نے اُونٹ کے مالک کو بوجھایا اور فرمایا کہ یہ اُونٹ تیری شکایت کرتا ہے۔ اُس نے کہا کچھ کہتا ہے۔ میں ولیمہ کرنا چاہتا ہوں اُسی میں اس کو ذبح کیے گا اور وہ ہے۔ حضرت نے فرمایا اس کو مت ذبح کر اس نے عرض کی بہرہ چشم منظور ہے۔ اور بسند معتبر جابر انصاری سے روایت ہے کہ جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگ ذات الرقاع سے واپس آئے اور مدینہ کے قریب پہنچے ناگاہ ایک اُونٹ رسی توڑ کر بھاگا ہوا حضرت کی خدمت میں آیا۔ اپنا سینہ زمین پر رکھ دیا اور فریاد کرنے لگا۔ اُنسو اس کی آنکھوں سے جاری تھے۔ حضرت نے صلہ سے فرمایا جانتے ہو یہ کیا کہتا ہے؟ عرض کی خدا اور رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا کہتا ہے کہ اب تک تو میرا مالک مجھ سے کام لیتا رہا۔ اب جبکہ میری پشت مجروح اور لاغر ہو گئی اور میں بوڑھا اور کمزور ہو گیا ہوں وہ چاہتا ہے کہ مجھ کو نحر کر کے میرا گوشت فروخت کر دے۔ پھر حضرت نے جابر سے فرمایا کہ جاؤ اور اس کے مالک کو بولاؤ۔ جابر نے کہا میں اُس کو نہیں پہچانتا۔ فرمایا یہ اُونٹ خود بتائے گا۔ فرض جابر اُونٹ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ جابر کہتے ہیں کہ وہ اُونٹ مجھے بازوؤں اور گلیوں میں گھساتا پھرتا ایک مقام پر پہنچا جہاں کچھ لوگ بیٹھے ہوئے تھے اور کھڑا ہو گیا۔ اُن لوگوں نے مجھ سے آنحضرتؐ اور مسلمانوں کی خیریت پوچھی میں نے کہا سب لوگ بخیر ہیں۔ لیکن یہ بتاؤ کہ اس اُونٹ کا مالک کون ہے؟ اُن میں سے ایک شخص نے کہا کہ میں ہوں۔ میں نے کہا تم کو رسول خدا بتاتے ہیں۔ پوچھا کس کام کے لیے آئے ہیں؟ کہا اس اُونٹ نے تمہاری شکایتیں کی ہیں۔ وہ شخص میرے ہمراہ آیا۔ حضرت نے اُس سے فرمایا کہ اُونٹ تیری ایسی شکایتیں کرتا ہے۔ اُس نے کہا کچھ کہتا ہے یا رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا کہ اس کو میرے ہاتھ فروخت کر دے۔ اُس نے کہا یا رسول اللہ میں نے آپ کو یہ کیا۔ حضرت نے فرمایا نہیں اس کی قیمت لے لے۔ فرض حضرت نے اُس سے وہ اُونٹ خرید لیا اور آزاد کر دیا۔ وہ مدینہ کی گلیوں میں گھومتا پھرتا اور ساتلوں کی طرح انصار کے دھاروں پر جاتا۔ لوگ اُس کا احترام کرتے اور جارہ اور کھانا دیتے۔ لڑکیاں اُس کے لیے کھانا بچا کر رکھتیں کہ جب وہ آئے گا تو کھلائیں گی۔ لوگ کہا کرتے تھے کہ یہ رسول اللہ کا آزاد کردہ ہے۔ وہ بہت فریہ ہو گیا تھا۔

تیرھواں مجزہ۔ بصائر الدہیات و فیروہیں بسند معتبر جابر بن عبد اللہ انصاری سے مروی ہے کہ ایک روز ہم لوگ آنحضرتؐ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک اُونٹ آیا اور آنحضرتؐ کے سامنے لیٹ گیا۔ رونا پلا تھا۔ اُنسو اس کی آنکھوں سے جاری تھے۔ حضرت نے پوچھا اس کا مالک کون ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ فلاں مرد انصاری۔ آپ نے فرمایا اس کو بولاؤ۔ وہ حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ یہ اُونٹ تیری شکایت کرتا ہے۔ پوچھا کیا کہتا ہے۔ فرمایا کہتا ہے کہ تو اس سے بہت محنت لیتا ہے لیکن شکم میں جارہ ہیں دیتا۔ اُس نے کہا یا رسول اللہ کچھ کہتا ہے۔ میں صاحب خیال اور پریشان حال ہوں اور آب کشی کے علاوہ کوئی اور ذریعہ نہیں۔

بلیں شکایتیں کرتی ہیں کہ ان کو کھانا دیا جائے اور ان کو بھوکا رہنا پڑتا ہے۔

بلیں شکایتیں کرتی ہیں کہ ان کو کھانا دیا جائے اور ان کو بھوکا رہنا پڑتا ہے۔

حضرت نے فرمایا اس کو بیٹ بھر کے کھانا دیا کرو۔ اور جو کام چاہے لو۔ اُس نے کہا یا حضرت میں اس سے ہلکا کام لیا کروں گا اور میرے رکھوں گا۔ یہ سنکر وہ اُذت اٹھا اور مالک کے ساتھ چلا گیا۔

چودھواں مجوزہ۔ صفار راوندی ابن بابویہ اور صفید علیہم الرحمۃ نے حضرت امام جعفر صادق سے روایت کی ہے کہ کچھ بیٹریں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بھوک کی شکایت کی اور اپنی روزی طلب کی۔ حضرت نے گوشتوں کے مانگوں کو بٹویا اور فرمایا اپنے گوشتوں میں سے ان کا حصہ لے کر دو تاکہ تمہارے اور جانوروں کا نقصان نہ کریں۔ اُن لوگوں نے بخل سے کام لیا اور کوئی حصہ مقنونہ کیا۔ پھر وہ بارہ بیٹریں آئے اور پھر ان لوگوں نے کوئی حصہ مقرر نہ کیا۔ اس سبب تین مرتبہ جواز آخر حضرت نے بیٹریوں سے فرمایا ہاذم ان کی بیٹریوں کو کھاؤ اور گوشتوں کے مالکوں سے فرمایا کہ تم اپنے حقوں کی حفاظت کرو۔ اگر وہ لوگ راضی ہوتے اور اُن کا کچھ حصہ مقنونہ کر دیتے تو قیامت تک حضرت کے مقرر کردہ حصہ سے زیادہ بیٹریں گوشتوں میں تعریف نہ کرتے۔

پندرہواں مجوزہ۔ صفار راوندی نے حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ لیث القتب میں منافقین نے آنحضرت کے اُذت کو بھڑکانا چاہا۔ ناقہ نے حکیم خدا آنحضرت سے عرض کی کہ خلیق قسم اگر مجھے ٹھکے نہ کر لیں تب ہی اپنے پیڑ و سرور سے جگہ نہ رکھوں گا۔

سولہواں مجوزہ۔ راوندی اور ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ ایک روز آنحضرت انصار کے ایک باغ میں تشریف لے گئے جس میں چند گوشتیں تھیں۔ جب اُن گوشتوں نے حضرت کو دیکھا بھدہ میں ٹھک گئیں۔ حضرت ابو بکر نے کہا ہم بھی آپ کو سمجھ گیا کریں۔ آپ نے فرمایا انہیں سمجھ کسی غیر خدا کے بیٹے جائز نہیں ہے۔

سترہواں مجوزہ۔ ابن بابویہ اور راوندی نے روایت کی ہے کہ ایک روز آنحضرت چند صحابہ کے ساتھ بیٹھے تھے کہ ایک اعرابی سرخ ناقہ پر سوار آیا اور حضرت کو سلام کیا۔ حاضرین میں سے کسی نے کہا کہ یہ ناقہ اس اعرابی کا نہیں بلکہ اس نے چھایا ہے۔ ناگاہ ناقہ بندہ پر خدا گویا ہوا کہ یا رسول اللہ اسی خلیق قسم جس نے آپ کو مجوزات کے ساتھ بھیجا ہے اس اعرابی نے مجھے نہیں بچایا اور نہ اس کے علاوہ کوئی اور میل مالک ہے۔ حضرت نے اعرابی سے پوچھا آج تو نے کوئی دعا پڑھی تھی کہ خدانے تیرے لئے اُذت کو گویا کر دیا؟ اُس نے کہا یہ دُعا پڑھی تھی۔ اللہم انتک لست بالکاهن متحدث ثنائک ولا معک ائلا عا ناک علی خلقنا ولا معک رب فیشرک فی ربوبیتنا وانت ربنا کما تقول وفوق ما یقول القائلون اسئلک ان تصلي علی محمد و آل محمد وان تبرأ فی بدو اقی۔ حضرت نے فرمایا اسی خلیق قسم جس نے مجھے کرامتوں کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اسے اعرابی میں نے رشتوں کو دکھایا کہ وہ تیری دعا کو لکھ رہے تھے۔ اور جس کو ایسی بددعا پیش ہو چاہیے کہ وہ اسی دعا کو پڑھے اور مجھ پر اور میری آل پر مصلوہ بھیجے۔

اٹھارہواں مجوزہ۔ ابن بابویہ راوندی اور ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ جب سرور کائنات نے خیبر فتح کیا ایک نجر کو جو سیاہ یا نیلا تھا غیبت میں لے لیا کہ حضرت سے بولا میرے والد کے نسل سے

میں نے یہ سنا ہے کہ یہ بچہ تائیں غلام کر دیا۔

ساتھ بچہ پیدا ہوئے اور آپرہ مغیروں کے علاوہ کوئی سوار نہیں ہوا۔ اور اب میرے سوا کوئی اس نسل سے باقی نہیں اور آپ کے علاوہ کوئی اور مغیرہ بھی نہیں۔ میں ہمیشہ سے آپ کا انتظار کر رہا ہوں آپ سے پہلے میں بادشاہان یہودی کی بلک رہا ہوں لیکن کسی میں نے ان کی اطاعت نہیں کی بلکہ جان بوجھ کر ان کو اپنی پشت سے زمین پر پٹک دیا کرتا تھا۔ وہ میرے بیٹے اور پیٹ پر مارا کرتے تھے۔ میرے باپ دادا نے مجھے بتایا ہے کہ میرے دادا نے جناب نوح کے ساتھ کشتی میں تھے وہ حضرت اُن کی پشت پر ہاتھ پھیرتے اور فرماتے تھے کہ اس بچہ کی نسل سے ایک بچہ پیدا ہوگا جس پر سید الانبیا اور خاتم المرسلین سوار ہونگے حضرت زکریا نے بھی یہی خوشخبری دی تھی اللہ اللہ کہ خدا نے مجھے یہ شرف عطا فرمایا۔ حضرت نے فرمایا میں نے حیرانام یہودی رکھا۔ بعض کا قول ہے کہ غیر رکھا۔ اور فرمایا کہ اگر مجھے مادہ کی خواہش ہو تو بیان کر۔ اُس نے کہا نہیں۔ جب اُس سے کہا جاتا کہ تجھ کو حضرت بلتے ہیں تو وہ فوراً حاضر ہوتا۔ جب اُسے کسیکو بلانے لیا جاتا تو وہ اُس کے دعوازہ پر جاتا اور دروازہ کھٹکھٹاتا تو صاحب خانہ باہر آ جاتا اور وہ اشارہ کرتا کہ چلو تم کو حضرت بلاتے ہیں۔ آنحضرت کی وفات کے بعد وہ بتراری سے دودھ پاتا پھرتا تھا یہاں تک کہ ایک کنوئیں میں اپنے سینے گر دیا۔ وہی کنواں اس کی قبر بن گیا۔

انیسواں مجرہ۔ راوندی اور ابن آشوب وغیرہ نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ بنی ہذیل میں ایک گروہ آنحضرت کی خدمت میں آیا۔ وہ لوگ اپنے ہمراہ چند گوسفند بھی لائے اور حضور سے عرض کی کہ ان گوسفند میں چند نشانیاں کر دیں تاکہ وہ ایک دوسرے سے پہچانی جائیں۔ حضرت نے اپنی انگشت مبارک سے ان کے کانوں کے پچھلے حصہ کو دبایا جس سے اُن کے کان سفید ہو گئے وہ دعوت اُن کی نسل میں آج تک موجود ہے۔ بیسواں مجرہ۔ راوندی اور ابن آشوب وغیرہ نے روایت کی ہے کہ ایک روز آنحضرت کے پاس ایک اعرابی آیا جو ایک سو سہار (گود) پر کڑا استسین میں چھپائے ہوئے تھا۔ لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون ہے۔ کہا یہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اُس نے کہا کہ وفات وغزوی کی قسم تم سے زیادہ کسیکو دشمن نہیں رکھتا ہوں۔ اگر اس کا خوف نہ ہو تو میری قوم کے لوگ بھلے جلد باز کہیں گے تو بیشک تم کو قتل کر دیتا۔ حضرت نے فرمایا سے اعلیٰ ایمان ہے۔ اُس نے کہا کہ یہ سو سہار ایمان ہے اُسے تو میں بھی ایمان لاؤں گا۔ حضرت نے اُس سے فرمایا اسے محبت کرنے والے سو سہار اُس نے ہر باطن صحیح جواب دیا بلیک و سدیک اسے زینتہ اہل قیامت اور سفید و نورانی ہاتھ منہ والوں کو بہشت میں لے جانے والے رسول کیا حکم ہے؟ حضرت نے فرمایا تو کس کی عبادت کرتا ہے؟ عرض کی اُس خدا کی جس کا عرش آسمان پر ہے اور اُس کی بادشاہی زمین میں ہے اور اُس کا جانشین دینا میں ہیں اور اُس کی منتقین صحرا میں ہیں۔ وہ جانتا ہے جو کچھ رحمن کے اندر ہے۔ اُس نے اپنا خطاب آگ میں قرار دیا ہے۔ حضرت نے پوچھا میں کون ہوں؟ اُس نے کہا آپ پروردگار عالمین کے رسول ہیں خاتم الانبیا ہیں۔ جس نے آپ کی تصدیق کی اُس نے بجات پائی اور جس نے آپ کو جھٹلایا وہ ہلاک ہوا۔ یہ سنکر اعرابی نے کہا اس سے واضح تر کوئی دلیل نہیں ہو سکتی۔ جس وقت میں آپ کے پاس آیا تھا آپ سے زیادہ کسی کو دشمن نہیں رکھتا تھا۔ ادب اپنی جان اور اپنے باپ ماں سے بھی زیادہ آپ کو محبوب رکھتا ہوں۔ پھر اُس نے کھٹکے

سورۃ الاحزاب ۵۵ اور سورۃ الاحزاب ۵۶ میں حضرت کی رسالت پر گواہی دینا۔

شہادتیں پڑھا اور مسلمان ہو گیا اور اپنے قبیلہ بنی سلیم کی جانب واپس چلا گیا۔ اور اس مجروحہ کا ذکر کیا تو ہندو اور آدمیوں سے زیادہ ایمان لائے۔ بیان کرتے ہیں کہ وہ اعرابی سعد بن معاذ تھے۔ حضرت نے اُن کو ان کے قبیلہ کا سردار بنایا تھا۔

اکیسواں مجروحہ۔ راوندی نے عبد اللہ بن ادنی سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک روز جناب رسول خدا کی خدمت میں ہم لوگ حاضر تھے کہ ایک مرد آیا اور کہا کہ فلاں شخص کا اونٹ شربت اور مسی کر رہا ہے اور کسی کے قبضہ میں نہیں آتا ہے۔ جو شخص اُس کے پاس جاتا ہے اس کو وہ ہلاک کر دیتا ہے۔ حضرت اُس کے ساتھ روانہ ہوئے ہم لوگ اُن کے ساتھ چلے۔ جب اُس نے حضرت کو دیکھا پاس آ کر سجدہ میں گر پڑا۔ حضرت اپنا ہاتھ اُس کے سر پر پھیرنے لگے۔ پھر دسی منگا کر اُس کی گردن میں باندھ دی اور اُس کے بالوں کے حوالے کیا اور سفارش فرمائی کہ اُس سے نرمی برتی۔ دوسری سند کے ساتھ یہ قصہ ماہرین سے روایت کیا گیا ہے جس میں مذکور ہے کہ وہ اونٹ اپنی لچکا کا تھا۔ جب حضرت اُس کے پاس پہنچے اُس نے شکایت کی کہ اُس کا مالک اُس کو چارہ نہیں دیتا۔ حضرت نے مالک سے سفارش کی اور اونٹ کو اس کی امانت کی تاکید فرمائی۔

بانیسواں مجروحہ۔ روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مرتبہ ایک راستہ سے گزر رہے تھے۔ ایک اونٹ آیا اور حضور کے قدموں پر جھک گیا اپنا منہ زمین پر ملنے لگا۔ حضرت نے فرمایا کہ وہ اپنے مالک کی شکایت کرتا ہے کہ وہ اُس کے ساتھ بد سلوکی کرتا ہے۔ پھر حضرت نے اُس شخص کو طلب فرمایا اور کہا کہ اس کو فروخت کر دے۔ اُس نے انکار کیا۔ جب آنحضرت واپس ہوئے تو وہ اونٹ حضرت کے ساتھ ہوا توگوں نے ہر چند کوشش کی مگر وہ واپس نہ ہوا۔ جیسے چلنے لگتا۔ آخر حضرت نے استدعا کی کہ اُسے فروخت کر دے میں خریدتا ہوں۔ اُس نے مجبوراً بیچ دیا۔ حضرت نے خرید کر جناب امیر کو دے دیا۔ وہ حضرت کے پاس جنگ میں تک رہا اُس پر سامان بار کیا جاتا تھا۔

تیسواں مجروحہ۔ راوندی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ سعد بن عبادہ نے ایک رات جناب رسول خدا اور امیر المؤمنین کی رحمت کی۔ وہ دونوں بزرگوار روزہ سے تھے۔ حضرت نے فرمایا خدا کے رسول! اور اُس کے وحی نے تمہارے یہاں افطار کیا اور نیک بندوں نے کھانا کھایا اور دوسرے روزہ داروں نے بھی افطار کیا اور فرشتوں نے تمہارے لیے رحمت کی دُعا کی۔ پھر وہاں سے چلے تو سعد نے کہا حضور میرے دروازہ پر کھڑے پر سار ہو جائیں۔ وہ بہت سست اور بد مزاج تھا۔ حضرت اُس پر سدا بھلے تو وہ اُس قدر تیز رفتار ہو گیا کہ کوئی چھو یا یہ اُس کے برابر نہ تھا۔

چوبیسواں مجروحہ۔ راوندی وغیرہ نے محدثان خاصہ فائز سے روایت کی ہے کہ تینہ اناؤں کو وہ جناب رسول خدا کہتے ہیں کہ حضرت نے کسی جنگ میں مجھے بھیجا تھا۔ میں کشتی پر سوار ہوا تھا کہ کشتی ٹوٹ گئی۔ میرے ہمراہی اور تمام سامان ڈوب گئے۔ میں ایک تختہ پر بیٹا بڑا چلا موج نے مجھے ایک پہاڑ تک پہنچا دیا۔ میں جب پہاڑ پر پہنچا تو ایک شخص آئی جس نے پھر دیا میں پھینک دیا۔ پھر مجھے پہاڑ تک لے گئی۔ اس طرح

کئی مرتبہ میں نے شیر سے کھانے۔ آخر سال تک پہنچ گیا اور شکر خدا بجا لایا۔ لیکن دہیا کے کھانے حیران و پریشان پھر بنا۔ ناگاہ ایک شہر نظر آیا جو میری طرف جھپٹا۔ میں جان سے ناامید ہو گیا اور ہاتھ آسمان کی جانب بلند کر کے دعا کی خداوند! میں تیرا بندہ اور تیرے رسول کا آزاد کردہ غلام ہوں۔ تونے مجھے ڈھونڈنے سے بچایا تو کیا اب شیر کو مجھ پر مسلط نہ کرے گا۔ پھر میرے دل میں کسی نے ڈال دیا۔ میں نے شیر سے کہا کہ میں سفینہ و غیر خدا کا غلام ہوں۔ آنحضرتؐ کی حرمت اُن کے غلام کے حق میں بچا لا۔ واللہ! اس کہتے ہی اُس نے دھاڑنا بند کیا اور لوٹری کے مانند میرے پاس آیا اور اپنا منہ بھی میرے واسطے پیر پر بھی باندھ دیا۔ پھر لیٹ گیا اور مجھے اشارہ کیا کہ کپشتہ پر سوار ہو جاؤ۔ میں سوار ہو گیا تو بہت جلد مجھے ایک جزیرہ میں لے گیا جس میں بہت سے میوہ دار درخت اور شیریں پانی کا چشمہ تھا۔ پھر اُس نے اشارہ کیا۔ میں اُس کی کپشت سے نیچے اترا وہ میرے پہلو میں کھڑا ہو گیا۔ میں نے وہاں کے پھل کھائے پانی پیا اور چند بڑے پتے توڑ کر اپنی سترویشی کی اور اہلی پتوں سے ایک تھیلہ بنایا جس میں وہ خنوں کے پھل بھر لئے۔ اور اپنے کپڑوں کو پانی سے تر کر لیا تاکہ اگر پیا سا ہوں تو اچھی کو نچوڑ کر پی لوں۔ میں ان کاموں سے فارغ ہوا تو پھر وہ اسی طرح لیٹ گیا۔ میں اُس کی کپشت پر سوار ہوا تو اُس نے مجھے دوسرے راستہ سے دہیا کے کنارے پہنچایا۔ وہاں دہیا کے نیچے میں ایک کشتی جا رہی تھی۔ میں نے اپنے کپڑے کو دہیا کشتی والوں سے لے دیکھ لیا اور کشتی قریب لائے تو مجھے شیر پر سوار دیکھا۔ بہت تعجب کیا اور خدا کی تسبیح و تہلیل کرنے لگے۔ مجھ سے پوچھا کہ تم جن ہوا انسان میں نے کہا میں سفینہ رسول خدا کا غلام ہوں اور یہ شہر آنحضرتؐ کے حق کی رعایت کے سبب میرا مطیع و فرمانبردار ہو گیا ہے۔ ان لوگوں نے جب حضرتؐ کا نام سنا تو کشتی کو کنارے لائے اور شکر ڈال دیا۔ وہ حضوں کو ایک چھوٹی کشتی میں بٹھا کر میرے پاس بھیجا اور میرے پہننے کے لیے کپڑے بھی بھیجے۔ میں شیر کی کپشت سے اترا وہ ایک طرف کھڑا ہو کر دیکھنے لگا کہ کچھ کیا کر رہا ہوں۔ ان دونوں کھجوروں نے کپڑے میرے پاس لینگ دیئے۔ میں نے کپڑوں کو پہنا۔ پھر ان میں سے ایک نے کہا آؤ میرے کانٹے پر سوار ہو جاؤ تاکہ تم کو کشتی تک پہنچا دوں ممکن ہے کہ کچھ آنحضرتؐ کے حق کی رعایت ان کی اُمت کے علاوہ کسی اور کے ساتھ نہ کرے۔ پھر میں شیر کے پاس گیا اور کہا خدا تجھ کو رسول اللہ کے بارے میں جزائے خیر دے۔ یہ شکر واللہ شیر کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اُس نے اپنی جگہ سے حرکت نہ کی۔ میں کشتی میں سوار ہو گیا۔ وہ مجھے دیکھ رہا تھا یہاں تک کہ اس کی نگاہوں سے اوچھل ہو گیا۔ دوسری روایت میں ہے کہ آنحضرتؐ نے سفینہ کو ایک خط دے کر کہیں روانہ فرمایا تھا تاکہ مہاذ کو پہنچا دیں۔ انہوں نے اُس نے راہ میں شیر کو دیکھا کہ راستہ کے درمیان میں بیٹھا ہے۔ وہ ڈرے اور بولے کہ فلا رسول خدا کا قاصد ہوں اور حضرتؐ کا خط مہاذ کو دینے جا رہا ہوں۔ یہ شکر شیر تیر کی طرح اُن کے سامنے سے دھاڑا اور دوڑتا ہوا دور چلا گیا۔ سفینہ چلے گئے۔ وہاں ہی میں پھر ایسا ہی ہوا۔ جب سفینہ نے جناب رسول خدا سے یہ قصہ بیان کیا آپؐ نے فرمایا کہ پہلی مرتبہ اُس نے کہا تھا رسول خدا کیجیے ہیں۔ اور دوسری مرتبہ کہا تھا کہ حضورؐ کو میرا سلام پہنچا دینا۔

پچیسواں مجروحہ۔ راوندی نے روایت کی ہے کہ عہد میں یا سررضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک تہہ
 میں آنحضرت کے ساتھ کسی سفر میں جا رہا تھا کہ راستہ میں میرا اڈنٹ بیٹھ گیا اور میں قافلہ سے پیچھے رہ گیا
 آنحضرت قافلہ کے پیچھے واپس آئے اور اپنے ناقہ سے اترے۔ اپنے لوٹنے سے پالی منہ میں لے کر
 میرے اڈنٹ پر ڈال دیا اور فرمایا اٹھ تو اُس نے آنحضرت کے اجماز سے مثل ہرن کے جست کی۔ پھر
 حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ سدا ہو۔ میں سو رہا کہ حضرت کے ساتھ ساتھ چلا۔ وہ اس قدر تیز رفتار ہو گیا
 تھا کہ آنحضرت کا ناقہ عقبہ اس سے زیادہ تیز نہیں چلتا تھا۔ حضرت فرماتے تھے کہ اس اڈنٹ کو میرا ہاتھ
 نہیں پیچھے گئے؛ میں نے عرض کی یہ حضور ہی کا ہے۔ حضرت نے فرمایا قیمت لے لو۔ پھر سوہم میں مجھ سے
 خرید فرمایا۔ مدینہ پہنچے تو میں نے اڈنٹ کو حاضر خدمت کیا۔ حضرت نے اس سے فرمایا کہ سوہم عمار کو لے کر
 اور اڈنٹ بھی انہی کو واپس دے دو کہ یہ میری طرف سے ان کو دیا ہے۔

چھبیسواں مجروحہ۔ راوندی نے بسند مشہرہ ہارثی سے روایت کی ہے کہ حضرت نے عقبہ پیر اولیٰ
 کے لئے بدو کا کہ خدا کسی دزدہ کو تجھ پر مسلط فرمائے۔ ایک روز حضرت چند صحابہ کے ساتھ مکہ سے کہیں
 باہر گئے آپ سے پہلے عقبہ وہاں پہنچ گیا تھا اور کسی گھاسوں میں چھپا ہوا تھا تاکہ رات کو حضرت کو ہواک
 کرے! ہم کو اس کی خبر نہ تھی۔ رات ہوئی تو ایک شہر عقبہ کو پکڑ کر آنحضرت کی قیام گاہ پر آیا اور چلا تو
 سب اس کی طرف متوجہ ہو گئے اُس نے زبان فصیح کہا کہ یہ عقبہ بن ابی لہب ہے۔ کہتے تھے تنہا آیا تھا تاکہ
 آنحضرت کو قتل کرے۔ پھر اُس کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے ڈال دیا اور اُس کا گوشت ہا نکل نہیں کھایا۔

ستائیسواں مجروحہ۔ راوندی نے سلمان سے روایت کی ہے کہ ایک روز ہم لوگ حضرت کی خدمت
 میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک اعرابی آیا اور کہا اے محمدؐ مجھے بتاؤ کہ میری اڈنٹنی کے پیٹ میں کیا ہے تاکہ
 میں سمجھوں کہ تم کیسے جیتے ہو اور ایمان لادو اور اطاعت کرو۔ حضرت نے امیر المؤمنین سے فرمایا کہ تم
 بتا دو۔ جناب امیر نے اس کی ناقہ کی چار پوڑی اور اس کے شکم پر اپنا دست مبارک پھر اور بیٹوں نے
 آسمانی نظر کی اور فرمایا تمہارا خدا میں تجھ سے محمدؐ قال محمدؐ اور تیرے اسمائے حسنی اور کلمات تامل کے حق
 سے سوال کرتا ہوں کہ اس ناقہ کو گویا کر دے تاکہ وہ خود مجھے بتا دے کہ اس کے پیٹ میں کیا ہے ہے شکر
 اڈنٹنی بعد منہ خدا ہوئی یا امیر المؤمنین ایک روز یہ اعرابی مجھ پر سوار ہو کر اپنے چچا زاد بھائی کو دیکھنے گیا۔
 جب داؤدی الخشک میں پہنچا میری پشت سے اتر کر مجھے ٹھپایا اور میرے ساتھ جمار کیا۔ یہ سنتے ہی اعرابی
 بول اٹھا اے لوگو بتاؤ ان میں کون بنیبر ہیں۔ لوگوں نے حضرت کی طرف اشارہ کیا اور کہا یہ پیغمبر ہیں اور جن
 اڈنٹنی ہاتھ کر رہی ہے وہ ان کے بھائی اور وصی ہیں۔ یہ شکر اعرابی نے کلمہ شہادتین پڑھا اور مسلمان ہو گیا
 اور حضرت نے التجا کی کہ آپ دعا کریں کہ اس اڈنٹنی کا حمل زائل ہو جائے اور یہ رسوائی دور ہو جائے۔ آنحضرت
 نے دعا کی تو ایسا ہی ہوا اور اعرابی کا اسلام نیک رہا۔

انسانوں کے لیے جو شہر آباد کیا اور جو تائیں تک پہنچے
 آنحضرت کی خدمت میں گیا۔ آپ نے پوچھا کہ تمہاری بکریاں کیا جوتیں؟ میں نے عرض کی ان کا قصہ عجیب ہے

ایک روز میں نماز پڑھ رہا تھا کہ ایک بھڑیئے نے مٹائی کے گھر پر حملہ کیا اور ایک بچہ اُن میں سے لے گیا۔ چنانچہ نماز کو قطع کر دیا۔ تاگاہ ایک شیر آیا اور بچہ کو اُس سے چھین کر گھر میں پہنچا دیا اور بچہ کو آواز دی کہ لے لے ابوذر اپنی عبادت میں مشغول رہو کہو نہ خدا نے تمہارے گھر کی حفاظت کے لئے مجھے تعینات فرمایا ہے جب میں نماز سے خدشہ ہوا شیر نے مجھ سے کہا کہ حضور مردِ عالم کو مطلع کر دینا کہ خدا نے آپ کے صاحب اور آپ کی شریعت کی حفاظت کرنے والے کی موت افزائی کی اور اس کی بکریوں کی حفاظت کے لئے شیر کو مقرر فرمایا۔ یہ سنکر اور لوگوں نے جو موجود تھے تعجب کیا۔

اُتیسواں مجروحہ۔ اہل شہر آشوب نے رعایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے مدینہ منورہ پہنچا اور لوگوں کو صدقہ دینے کی ترغیب دی۔ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ میں نے اپنا اونٹ فقیروں کو دے دیا۔ آپؐ نے تاقہ کو دیکھا اور فرمایا یہ فقیروں سے میرے واسطے خرید لو۔ وہ خرید لیا گیا۔ وہ رات کو حضرتؐ کے حجرہ کے پاس آیا اور آپؐ کو سلام کیا۔ حضرتؐ نے فرمایا خدا تجھ کو مبارک قرار دے۔ تاقہ بولا میں اپنے مالکوں کے پاس سے بھاگ کر صحرا میں چلا گیا تھا وہاں کی گھاسیں کھا کر تھا وہاں کے حیوانات مجھ کو دیکھ کر کہنے لگے کہ یہ رسول اللہ کا تاقہ ہے حضرتؐ نے پوچھا نیزے مالک کا نام کیا ہے اُس نے کہا اٹھبا تو حضرتؐ نے اُس اونٹ کا نام غنبا رکھ دیا۔ جب حضرتؐ کی وفات کا زمانہ قریب کیا تو وہ تاقہ خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور کہا مجھے کچھ چھوٹے ہیں اور اپنے بعد کس سے میری ساری فرمیں ہیں؟ حضرتؐ نے فرمایا خدا تجھے برکت دے میں نے تجھے اپنی بیٹی فاطمہؓ کو دیا وہ دنیا و آخرت میں تجھ پر ساری ہوگی۔ حضرتؐ کی وفات کے بعد وہ ایک رات جنابِ طاہرہؓ کی خدمت میں آیا اور عرض کی کہ اسے شہزادی آپؐ پر میرا سلام ہو اب میری وفات کا زمانہ قریب آگیا ہے آنحضرتؐ کے بعد سے مجھے دانا پانی اچھا نہیں معلوم ہوتا۔ عرضِ ندم سے روز اُس نے دنیا کو ترک کر کے عقی کی راحت اختیار کی۔

تیسواں مجروحہ۔ اہل شہر آشوب نے جاہرِ فساد اور جہادِ بنیِ صامت سے رعایت کی ہے کہ باغ بنی نضار میں ایک اونٹ بہت سرکش داخل ہو گیا تھا اور جو شخص اُس باغ میں جاتا وہ اس کو زخمی کر دیتا۔ ایک مرتبہ آنحضرتؐ اُس میں گئے اور اُس اونٹ کو پایا: وہ فوراً حاضر خدمت ہوا اور منہ زمین پر ٹٹنے لگا۔ حضرتؐ نے اپنے ہاتھ سے اس کی ہار باندھ کر اُس کے مالک کے حوالہ کیا۔ صحابہ نے کہا یا حضرتؐ جیسا کہ آپؐ کی پیغمبری سے واقف ہیں، آنحضرتؐ نے فرمایا کیا کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو مجھے نہ پہنچاتی ہو مگر میں اب اور تمام کافروں کے۔ صحابہ نے عرض کی کہ ہم کو زیادہ مناسب ہے کہ ہم آپؐ کو سجدہ کریں۔ فرمایا کہ میں تو فرماؤں گا سجدہ اُس کو کرو جو ہمیشہ تمہارے بعد کی نہیں رہے گا۔

اکتیسواں مجروحہ۔ تفسیرِ امام حسن عسکریؑ میں مذکور ہے کہ دشمنِ یہودی بحث و تمجیس کے لئے حضرتؐ کے پاس آئے اور چاہتے تھے کہ سوائت کریں تاگاہ ایک عمارتی آیا جو اپنا حصہ اپنے کانہوں پر رکھے ہوئے تھا جس کے سر سے پر شاہی بندھی ہوئی تھی اور کہا لے لے لے لے اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلے میرے سوال کا جواب دیجئے حضرتؐ نے فرمایا یہ یہودی تم سے پہلے آئے ہیں کیا تم کو گوارا ہے کہ میں پہلے ان کے سوالوں کا جواب دے دوں

اگرابی نے کہا میں مسافر ہوں اللہ لوگ اسی شہر کے باشندے اہل کتاب ہیں اور آپ کے ساتھ قومیت میں
 شریک ہیں۔ اگر آپ کے اوصاف کے درمیان کوئی مداخلت ہو جائے تو میں اس سے مطمئن نہیں ہو سکتا اور
 احتمال ہو سکتا ہے کہ سادش ہو۔ اور میں جب تک کوئی گھو بٹا مجھ کو نہ دیکھ لوں قانع نہیں ہو سکتا۔ حضرت
 نے فرمایا علی بن ابی طالب کو بلو۔ حضرت نے کہنے تو اگرابی نے کہا کہ ان کو کس لیے بلایا ہے مجھے تو آپ
 سے کام ہے۔ فرمایا تو مجھ سے۔ علم حاصل کرنا چاہتا ہے اور علی صاحب بیان شافی اور علم رکھنے والے
 ہیں۔ میں علم کا شہر ہوں اور وہ اس کا دوا ہے۔ جو شخص علم و حکمت چاہتا ہو اس کو چاہیے کہ دوا دہ
 سے آئے۔ پھر آثار بلند ارشاد فرمایا کہ جو شخص آدم کو ان کی جلالت میں شہادت کو ان کی حکمت میں اور میں کو
 ان کی جبرگی میں نوح کو شکر اور ان کی عبادت میں ابراہیم کو دوا اور ان کی خلقت میں موسیٰ کو خشک کے
 دشمنوں سے دشمنی اور ان کے ساتھ جہاد کرنے میں اور عیسیٰ کو خدا کی محبت اور مومنوں کے ساتھ دوستی میں
 دیکھنا چاہے تو اس کو چاہیے کہ علی کو دیکھے۔ حضرت نے اس پر شاد سے مومنوں کے ایمان میں اور مینا فتوں
 کے نفاق میں اور ترسی ہو گئی۔ اگرابی نے کہا میں نے اپنے پیغمبر کی اس قدر مدح کہنے میں کیونکر لگاؤں
 عزت و شرف آپ کی عزت و شرف کا باعث ہے۔ میں آپ کی بات نہیں مان سکتا۔ ان کو کوئی ایسا گواہی
 دے جس کی گواہی میں کسی قسم کی شکلی و جھوٹ کا احتمال نہ ہو۔ حضرت نے پوچھا وہ کون ہے؟ اس نے کہا
 کہ یہ سو سار جو قبیلے میں میری بیٹہ پر نکاح ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا اس کو باہر نکال تاکہ وہ میری رسالت
 اور میرے بھائی علی کی فضیلت پر گواہی دے۔ اس نے کہا میں نے اس کے گرد گرد کرنے میں بہت تکلیف اٹھائی
 اور بڑی محنت کی ہے مجھے خوف ہے کہ وہ بھاگ جائے گا۔ حضرت نے فرمایا وہ نہیں بھاگے گا۔ اگر چاہے تو
 اپنی تیرے لیے میری تکذیب کو کافی ہے اور اگر وہ حق کے ساتھ گواہی دے دے تو مجھ کو چاہیے کہ اس کو
 رہا کر دے پھر مجھے محمد اس سے بہتر عرض دے گا۔ یہ سنکر اگرابی نے سو سار کو قبیلے سے باہر نکالا اور
 زمین پر چھوڑ دیا۔ سو سار نے آنحضرت کی طرف رخ کیا اور اپنا منہ آنحضرت کے قریب خاک پر ملنے لگا۔ پھر
 سر اٹھا کر ہندرت خدا گویا تھا کہ میں خدا کی وحایت کی گواہی دیتا ہوں اس کا کوئی شریک نہیں ہے
 اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد مصطفیٰ علیہ وآلہ وسلم اس کے بندہ اور گویا وہ رسول ہیں بہترین نبیا ہیں
 بہترین خلق ہیں اور خاتم المرسلین ہیں اور مومنین کو جنت میں پہنچانے والے ہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ
 آپ کے بھائی علی بن ابی طالب ایسے ہی ہیں جیسے آپ نے ان کی توصیف فرمائی ہے: اہل ان کی فضیلت وہی
 ہے جس کا آپ نے تذکرہ فرمایا۔ ان کے حسب جنت میں باوقار اور ان کے دشمن جہنم میں ہمیشہ مضطرب رہیں گے
 یہ سنکر اگرابی رونے لگا اور کہا یا رسول اللہ میں بھی یہی گواہی دیتا ہوں جو اس حال کرنے دی ہے کیونکہ میں
 وہ سب کچھ دیکھا اور سنی لیا جس کے بعد بغیر ایمان کے چارہ نہیں ہے۔ اس اگرابی نے یہودیوں سے کہا کہ
 افسوس ہے تم پر اگر اس بھوکے دیکھنے کے بعد اور مجھ کو طلب کرتے ہو: مگر ایسی واضح نشانی کے بعد
 بھی تم ایمان نہ دے گے تو بھوکے ہو گے۔ آخر وہ یہودی بھی ایمان لائے اور کہا اے سو سار تونے اپنی
 تعظیم کا حق ہم پر ثابت کر دیا۔ حضرت نے فرمایا اے اگرابی اس جوان کو رہا کر دے کیونکہ خدا اور رسول اور

برادر رسولؐ پر ایمان لیا ہے۔ ایسا جانور مناسب نہیں ہے کہ قید رہے بلکہ چاہیے کہ اپنے جنس کے جیوانوں پر سرور رہے۔ اگر تو اس کو رہا کر دے گا تو خدا تجھ کو اس سے بہتر عوض عطا فرمائے گا۔ سوسدہ نے کہا یا رسول اللہؐ اس کا عوض مجھ پر چھوڑ دیجئے میں ہوا کر دوں گا۔ اعرابی نے کہا کیا عوض دے گا تو اس نے کہا چلو میرے ساتھ اُس سوراخ تک جہاں سے تم نے مجھے پکڑا ہے دس ہزار شرفی اور آٹھ لاکھ دم دہاں سے لے آؤ۔ اعرابی نے کہا ان تمام لوگوں نے سُن لیا اور یہ صاحب قوت ہیں۔ میں تمکا ہوا اور بیمار ہوں کیونکہ دوسرے سفر کی تکلیفیں برداشت کے آ یا ہوں۔ یہ لوگ مجھ سے پہلے دہاں پہنچ جائیں گے اور وہ خزانہ لے لیں گے۔ سوسدہ نے کہا خدا نے وہ خزانہ میرے عوض میں تیرے لئے مقدر فرمایا ہے وہ کسی کو نہیں منحرف نہ ہونے دے گا۔ یہ سنکر اعرابی تیزی سے چلا اور منافقوں کا ایک گروہ بھی جو اُس مجلس میں حاضر تھا روانہ ہو کر پہلے پہنچ گیا۔ اُن میں سے جو شخص اُس سوراخ میں ہاتھ ڈالا ایک بڑا سانپ اُس میں سے نکل کر اُس کو مار ڈالا۔ جب وہ اعرابی دہاں پہنچا اُس سانپ نے اُس سے کہا خدا نے مجھے تیرے مال کی حفاظت کے لئے مقرر فرمایا تھا۔ میں نے ان سب کو تیری خاطر ہلک کر دیا۔ اعرابی نے اُن تمام دینار و درہموں کو نکال لیکن اُس کے لئے جاتا ڈسوار تھا۔ سانپ نے کہا کہ اپنی کمر سے رسی کھول اُس کا ایک سدا ان دونوں قبیلوں پر اور ایک سدا میری دم میں باندھ دے میں ان کو بھیج کر تیرے گھر پہنچا دوں گا اور میں ان کی حفاظت کا ذمہ دار ہوں۔ اعرابی نے ایسا ہی کیا اور سانپ نے اُس مال کو اُس کے گھر پہنچا دیا اور ہمیشہ اُس مال کی حفاظت کرتا رہا یہاں تک کہ اعرابی نے اُس مال سے باغی اور زمینیں خرید لیں۔ جب وہ مال ختم ہو گیا تو وہ سانپ واپس چلا گیا۔

سوسدہ اور اعرابی کا مکالمہ اور خزانہ کو اعرابی کے ہاتھ تک پہنچانے کا

انیسواں باب

آنحضرتؐ کی دعاؤں کی قبولیت کا بیان جو آپؐ نے مردوں کے زندہ کرنے اُن سے ہمکلام ہونے اور بیماروں کے شفا یاب ہونے کے لئے کی تھیں اور جو کرامتیں آپؐ کے اعضائے اقدس سے ظاہر ہوئیں

پہلا معجزہ۔ شیخ مفید و شیخ طوسی و قطب راوندی اور ابن شہر آشوب بلکہ تمام محدثان غاصر و فاضل نے روایت کی ہے کہ امیر المومنینؑ فرماتے ہیں کہ رسول خداؐ صحابہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے جنگ خیبر میں طلب فرمایا جبکہ میری آنکھیں آشوب کر آئی تھیں اور درد کی شدت سے ان کا ٹھٹھا ڈسوار تھا۔ حضرتؐ نے اپنا اناب دہن اُن پر لگا دیا اُسی وقت مجھے شفا ہو گئی۔ آپؐ نے اپنا عمامہ میرے سر پر باندھا اور دعا کی خداوند علی سے

حضرتؐ نے فرمایا کہ میں نے آپؐ کی آنکھوں کو شفا یاب ہوا

سردی و گرمی کی تکلیف دور کر دے۔ حضرت کی دعا کی برکت سے آجنگ گرمی و سردی نے ہم پر اثر نہ کیا۔ جناب امیر سردی میں اس تک گنا پہنچنے لگے اور آپ پر سردی کا کوئی اثر نہ ہوتا تھا۔

دوسرا مجروحہ۔ اسی شہر آشوب وغیرہ نے روایت کی ہے کہ آنحضرت کے بچپن میں مکر میں سخت قحط پڑا۔ قریش میں سے بعض لوگوں نے کہا کہ ہفت و توشی سے پتہ حاصل کرو۔ بعضوں نے عنات کے ہار سے میں کہہ دو کہ میں تو غل نہ کہہ کہ حق سے دور کیوں ہو رہا ہے جو تم میں بقینا برا ہیتم اور غلامہ اسمعیل ابو طالب ہیں بارش کے لینے ان کو شیخ قرار دو۔ فرما کہ جناب ابو طالب کو تیار کیا۔ آپ چند بچوں کو لے کر نکلے ان میں ایک بچہ مثل آداب کے تھا یعنی پیغمبر آخر الزماں۔ اس خود شیدا آسمانِ بخت نے کعبہ سے اپنی پشت مبارک لگائی ہو رہا تھا آسمان کی جانب بٹہ کیے۔ اسی وقت آسمان پر ابر آیا اور بارش ہوئی۔ جناب ابو طالب نے آنحضرت کی شان میں ایک قصیدہ کہا جس کے ایک شعر کا مضمون یہ ہے کہ آنحضرت آپ سے نورانی صفت ہیں جس کی برکت سے ابر سے پانی برستا ہے۔ آپ تیسوں کے لیے بعض بخش ادا ہوئے معدول کی پناہ ہیں۔

تیسرا مجروحہ۔ شیخ طوسی نے روایت کی ہے کہ جنگ خندق میں اصحاب پر تشنگی غالب ہوئی انہوں نے حضرت سے ذکر کیا۔ آپ نے دعا کی ہے اللہ بٹہ کیے فگاہ ایک ابر پہا ہوا جس سے سب سیراب ہو گئے۔ چوتھا مجروحہ۔ بھارتی القدر حات میں حضرت امام جعفر صادق سے پسند منقول ہے کہ ایک نذیبشا آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ دعا فرما کہ خداوند عالم میری آنکھیں روشنی دے کہ میں حضور کے دعا کی اور آنکھیں بینا ہو گئیں۔ پھر دوسرا نابینا آیا اس نے بھی یہی خواہش کی۔ آپ نے فرمایا بہشت کو زیادہ پسند کرتے ہو یا آنکھیں پانے ہو؟ عرض کی کیا تاجینا ہونے کا عرض بہشت ہے۔ فرمایا خدا اس سے زیادہ کریم ہے کہ کسی بندہ مومن کو اندھا کرے اور پھر اس کو بہشت میں جگہ نہ دے۔

پانچواں مجروحہ۔ بھارتی خراجی میں امام زین العابدین سے روایت ہے کہ ایک روز جناب رسول خدا چلے ہوئے ذکر کر رہے تھے کہ چند منہ سے میں نے گوشت نہیں کھایا ہے۔ ایک انصاریہ سنکر اپنے گھر گیا اور اپنی زوجہ سے کہا کہ مہلک ہو ہم کو ضیعت حاصل ہوئی۔ میں نے حضرت سے ایسا سنا ہے۔ میرے پاس ایک بکری کا بچہ ہے اس کے حلقہ کوئی جانور نہیں اس کی کوڑج کے کہے پکاؤ۔ زوجہ نے خوشی خوشی اس کا گوشت تیار کیا۔ وہ انصاری آنحضرت کی خدمت میں اس کو لے کر حاضر ہوا۔ حضرت نے اصحاب سے فرمایا کہ کھاؤ اس کی ہڈیاں جمع کرتے جاؤ۔ عرض کیا انصاری جب گھر واپس گیا تو دیکھا کہ وہی بچہ گھر میں اچھل کود رہا ہے۔ چھٹا مجروحہ۔ بھارتی پسند منقول امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ جب جناب امیرؓ کی والدہ مظلہ فاطمہ بنت اسد برحمت حق واصل ہوئیں امیرؓ انہیں نے آنحضرت کو اگر اطلاع دی تو پھر خدا یہ سنکر رونے لگے اور فرمایا کہ اللہ وہ میری ماں بھی تھیں۔ پھر آپ ان کی میت پر تشریف لے گئے اور اپنا پیرا منہ چادر سے کر فرمایا اسے علی اس کو کہیں میں شامل کرو۔ جب فارغ ہوا تو دیکھے اطلاع دینے فرض جب غسل و کفن سے فارغ ہوئے تو آنحضرت نے ان کی نماز میت پڑھی کہ ان کے قبل اور بعد کسی پر ایسی نماز نہیں ہے کسی پھر آپ ان کی قبر میں آتے اور لیت گئے۔ پھر جناب فاطمہ کو قبر میں لایا اور پکارا اسے فاطمہ تو جواب دیا

حضرت کی مصیبتیں

حضرت کی مصیبتیں

نبیوں بپ آنحضرت کی ماضی کی قبولیت وغیرہ

بیک یا رسول اللہ۔ فرمایا کیا وہ تمام امور کا خدا نے وعدہ کیا تھا آپ کو حاصل ہو گئے؟ جناب فاطمہ نے جب دیا ہاں اسے رسول اللہ خدا آپ کو جہانے خیر دے۔ پھر آنحضرت دیر تک اُن سے بطور راز گفتگو کرتے رہے۔ پھر قہر سے باہر نکلے تو لوگوں نے کہا یا رسول اللہ آپ نے چند ایسے کام کیے کہ کسی کے لئے نہیں کیے تھے۔ فرمایا ایک روز میں نے اُن سے کہا تھا کہ لوگ اپنی قبروں سے پر ہنہ مشور ہوں گے تو وہ بہت رنجیدہ ہوئیں اور رونے لگیں اور کہا کہی رسوائی ہے یہ۔ اسی لئے میں نے اُن کو اپنا پیرا ہی پہنا دیا اور خدا سے التجا کی کہ اُن کا کفن میلان ہو یا تنگ کہ وہ داخل بہشت ہوں۔ اور ایک روز میں نے اُن سے سوال اور فشار قبر کے بارے میں ذکر کیا تو وہ فریاد کرنے لگیں اسی لئے میں اُن کی قبر میں لیٹ گیا اور خدا سے دعا کی کہ اُن کی قبر میں بہشت کی جانب سے ایک دروازہ کھول دے اور اُن کی قبر کو بہشت کے مانند گلزار بنا دے۔ ساتواں مجروحہ۔ خراج میں روایت ہے کہ ایک روز جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ہرن طلب فرمایا۔ اُس کو ذبح کر کے اُس کا گوشت پکا یا گیا۔ جب حضرت کے سامنے لائے تو آپ نے فرمایا اس کا گوشت کھاؤ اور ہڈیاں مت توڑو۔ کھانے کے بعد اُس کی کھال میں ہڈیاں جمع کیں۔ پھر حضرت نے دعا کی اور وہ ہرن زندہ ہو گیا۔

آٹھواں مجروحہ۔ خراج ۱۰ اعلام الورایہ اور مناقب میں روایت ہے کہ ایک لڑکے کو آنحضرت کی خدمت میں لائے اُس کا سر گنجا تھا بال نہ تھے۔ اور عرض کی کہ حضرت اس کے لئے دعا فرمائیں۔ حضرت نے اس کے سر پر ہاتھ پیرا اسی وقت اُس کے سر پر بال نکل آئے اور اس کو شفا ہو گئی۔ جب یہ خبر اہل یمن کو پہنچی کہ لوگ ایک لڑکے کو سیلہ کذاب کے پاس لے آئے اُس نے بھی اُس کے سر پر ہاتھ پیرا۔ اُس کے سر پر جو چھ بال تھے وہ بھی گر گئے اور وہ بال نکل گیا ہو گیا۔ آج تک اس کی اولاد میں لڑکے گئے ہی پیدا ہوتے ہیں۔ نواں مجروحہ۔ خراج میں مذکور ہے کہ جبینہ کے ایک شخص کے اعضا خجہ کے سبب سے گر گئے تھے اُس نے آنحضرت سے شکایت کی۔ حضرت نے تھوڑا پانی منگوا یا اور اپنا لعاب دین اُس میں ڈالا اور فرمایا کہ اس پانی کو اپنے بدن پر چڑھ کر لے اس نے اس کو اپنے جسم پر ڈالا تو فوراً شفا پا بہ ہو گیا۔

دسواں مجروحہ۔ رادندی اور شہر آشوب نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک سوز ایک شخص آنحضرت کی خدمت میں آیا اور کہا میں زمانہ جاہلیت میں ایک سفر سے واپس آیا میں نے اپنی پانچ سالہ لڑکی کو دیکھا کہ زبور وغیرہ سے آراستہ گھر میں کھیل رہی ہے۔ میں نے اس کا ہاتھ پکڑا اور فلاں وادی میں لے جا کر چھوڑ آیا۔ حضرت نے فرمایا میرے ساتھ اُس وادی میں چلو۔ وہ حضرت کو ساتھ لے گیا حضرت نے لڑکی کا نام معلوم کیا اور فرمایا اسے فلاں لڑکی۔ حکم خدا زندہ ہو جا نا گاہ میں نے دیکھا کہ وہ لڑکی بیک یا رسول اللہ وسبحک ہستی ہوئی چلی آ رہی ہے۔ حضرت نے فرمایا تیرے باپ ماں مسلمان ہو گئے ہیں اگر تو چاہے تو میں اُن کے پاس تجھے واپس بھیج دوں۔ لڑکی نے کہا مجھے اُن سے کوئی سروکار نہیں میں نے اپنے خدا کو اُن سے زیادہ بہتر پایا ہے۔

گیارہواں مجروحہ۔ رادندی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ سلمہ بن اکوع جنگ خیبر میں بیکاری زخم لگا۔

ہم جناب امیر المومنین حضرت علیؑ کے فضیلت

ہم جناب امیر المومنین حضرت علیؑ کے فضیلت

ہم جناب امیر المومنین حضرت علیؑ کے فضیلت

ہم جناب امیر المومنین حضرت علیؑ کے فضیلت

حضرت صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین مرتبہ اس زخم پر بخونک دیا وہ اسی وقت اچھا ہو گیا۔ اور جنگ اُحد میں قتادہ ابن نضال کی آنکھ میں زخم آیا اور اُنکے نکل پڑی دوسری روایت کے مطابق آنکھ بالکل ضائع ہو گئی۔ حضرت نے ہاتھ پھیرا تو اُس سے بہتر آنکھ پیدا ہو گئی۔

بارہواں معجزہ۔ رافندی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ ایک انصاری جوہی کی ماں بہت بوڑھی اور نابینا تھی۔ وہ بیمار ہوا۔ حضرت اُس کی عیادت کو لشرف میں لے گئے۔ جب اُس کے گھر پہنچے وہ مر چکا تھا۔ اُسکی ماں نے کہا خداوند اگر میں نے حرف تیری اور تیرے پیغمبر کی خوشنودی کے لئے ہجرت کی ہے اس امید پر کہ تو ہر تکلیف و مصیبت میں میری مدد کرے گا تو اس بلا کا بوجھ مجھ پر مت ڈال۔ پھر حضرت نے اُس کے چہرہ سے کپڑا اٹھایا تو وہ زندہ ہو کر اُنکے کھڑا ہوا اور حضرت کے ساتھ کھانا کھایا۔

تیرھواں معجزہ۔ رافندی وغیرہ نے اسامہ بن زید سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں حضرت م کے ساتھ جزد الوداع کے لئے چلا جب ہم وادی مدینہ میں پہنچے تو ایک عورت ایک لڑکے کو اپنے کانٹے سے پریشان ہوئے حضرت کی خدمت میں آئی اور عرض کی یا رسول اللہ جب سے یہ لڑکا پیدا ہوا ہے اس کا گلہ بند ہو جاتا ہے اور یہ مصرع اور یہ ہوشش ہو جاتا ہے۔ حضرت نے اُس لڑکے کے منہ میں اپنا ساہنہ بن ڈال دیا وہ شہیاب ہو گیا۔ حضرت نے وہاں رفع حاجت کا ارادہ کیا۔ وہاں کوئی ایسی جگہ نہ تھی کہ حضرت کو کوئی ننگا ہوں سے پوشیدہ ہوں۔ حضرت نے مجھ سے فرمایا کسائی غرمہ کے درختوں اور پتھروں کے پاس جاؤ اور کہو کہ رسول خدا تم کو حکم دیتے ہیں کہ ایک دوسرے کے نزدیک ہو جاؤ اور پتھروں سے کہو کہ تم دو رہو جاؤ اسامہ کہتے ہیں کہ اسی خدا کی قسم جس نے آنحضرت کو حق کے ساتھ بھیجا ہے جب میں نے آنحضرت کے ارشاد کے مطابق درختوں کو حکم دیا تو وہ ایک دوسرے سے قریب ہو کر آپس میں مل گئے اور پتھروں سے منتشر ہو گئے۔ حضرت نے ان درختوں کے نیچے رفع حاجت کی۔ اور واپس ہوئے تو درخت اور پتھر اپنی اپنی جگہ پہنچ گئے۔

چودھواں معجزہ۔ شیعہ اور سنی نے متفقہ طریقہ سے روایت کی ہے کہ ہجرت سے پہلے مدینہ میں تمام شہروں سے زیادہ طاعون اور بیماریاں ظاہر ہوا کرتی تھیں۔ جب حضرت مدینہ میں گئے تو دعا کی کہ خداوند ہمارے لئے مدینہ کو محبوب قرار دے جس طرح مکہ کو محبوب بنایا ہے اور اس کی ہوا کو صحت مند اور یہاں کے پیمانوں کو بابرکت کرے اور بیماریوں کو کھنڈ میں منتقل فرما۔ اسی سبب سے مدینہ کی ہوا تمام شہروں سے زیادہ بہتر اور نیکتریں ہر جگہ سے زیادہ ہیں اور طاعون اور دوسری بیماریوں نے اہل مدینہ سے بچنے کو خالی کر دیا۔

پندرہواں معجزہ۔ رافندی اور ابن شہر آشوب وغیرہ نے روایت کی ہے کہ حضرت ابو طالب بیمار ہوئے اور جناب رسول خدا صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی عیادت کو آئے۔ جناب ابو طالب نے کہا اے فرزند برادر دعا کرو کہ خدا مجھے شفا بخشنے۔ حضرت نے دعا کی وہ اسی وقت صحیاب ہو گئے اور اُنکے کھڑے ہونے لگا کہ بیمار ہی نہ تھے۔

سولہواں مجزہ۔ راوندی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ جناب امیرِ مہمّت، بیمار ہوئے اور تکلیف کی شدت ہوئی تو دعا کی خداوند اگر میری موت قریب ہے تو مجھ کو راحت عطا فرما۔ اگر دور ہے تو مجھ پر کرم فرما اور اگر تو میرے لئے بلاؤں کو پسند فرماتا ہے تو مجھے اُن پر صبر کی توفیق کرامت فرما۔ یہ شکر آنحضرتؐ نے دعا کی کہ خداوند اس کو شفا عطایت فرما اور علیؑ سے فرمایا کہ اٹھو۔ امیر المؤمنینؑ فرماتے ہیں کہ میں اُٹھ کھڑا ہوا اُس کے بعد آنحضرتؐ کی دعا کی برکت سے پھر کبھی کوئی بیماری درود اور تکلیف مجھے نہیں ہوئی۔

سترہواں مجزہ۔ راوندی نے بریدہ سے روایت کی ہے کہ عمرو بن مساذ کا پیر ایک جنگ میں کٹ گیا۔ حضرتؐ نے اپنا عاب و ہن اُس جگہ لگا دیا وہ متصل ہو گیا۔

اٹھارہواں مجزہ۔ راوندی وغیرہ نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ایک عورت اپنے لڑکے کو آنحضرتؐ کی خدمت میں لائی اور کہا اس لڑکے کو جنون اور صرع کی بیماری ہے ہر صبح و شام بتلا ہوا کرتا ہے۔ حضرتؐ نے اپنا دست مبارک اُس کے ہاتھ پر پھیرا اور دعا کی۔ ناگاہ اُس کی علق سے ایک فضلہ دودھ کے مانند نکلا اور وہ بچہ شفا یاب ہو گیا۔

انیسواں مجزہ۔ راوندی اور ابن شہر آشوب نے محمد ثانی خاص دعا میں سے روایت کی ہے کہ جنگِ بدر میں ابو جہلؓ کے وار سے سلا بن عفر کا ہاتھ جدا ہو گیا وہ اپنا ہاتھ لے کر حضرتؐ کی خدمت میں آیا۔ حضرتؐ نے اپنا آپ دہان مجزہ نشان اُس مقام پر رکھا کہ ہاتھ کو جوڑ دیا وہ پہلے سے بھی زیادہ مضبوط ہو گیا۔ بیسواں مجزہ۔ راوندی نے روایت کی ہے کہ ایک شخص کے سر کے بال سہرہ میں سجھ گامہ پر بکھر چکے تھے۔ حضرتؐ نے فرمایا خداوند اس کے سر کو جمع کر دے تو اس کے سر کے تمام بال گر گئے۔

اکیسواں مجزہ۔ روایت ہے کہ انسؓ کی ماں نے حضرتؐ سے التجا کی کہ اس کے لئے دعا کیجئے کیونکہ وہ آپؐ کا خادم ہے۔ چونکہ وہ سعادتِ آخرت کے قابل نہ تھا حضرتؐ نے اس کے لئے یہ دعا کی کہ خداوند اس کا مال اور اولاد زیادہ کر اور جو کچھ اُس کو عطا کیا ہے اس میں برکت دے۔ تو اس کی اولاد میں ترقی ہوئی یہاں تک کہ تتر سے زیادہ لڑکے اور لڑکوں کے لڑکے ہوئے اور ایک مرتبہ کے طاعون میں سب مر گئے۔

بانیسواں مجزہ۔ راوندی اور ابن شہر آشوب وغیرہ نے روایت کی ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے ایک شخص کو بائیں ہاتھ سے کھانا کھاتے ہوئے دیکھا۔ فرمایا داہنے ہاتھ سے کھایا کرو۔ اس نے کہا میرے اسکان میں نہیں ہے اور یہ جھوٹ کہا تھا۔ حضرتؐ نے فرمایا تو نہیں کھا سکے گا۔ اس کے بعد اس نے داہنے ہاتھ سے کھانے کی بہت کوشش کی مگر ہاتھ دہن تک نہ پہنچا سکا ہاتھ اُدھر اُدھر ہوتا تھا۔

تیسواں مجزہ۔ راوندی اور ابن شہر آشوب وغیرہ نے عمر بن الخطابؓ سے روایت کی ہے کہ حضرتؐ نے بانی طلب فرمایا۔ میں آپؐ کے لئے کھانا حاضر ہوں۔ اس میں ایک بال پڑا ہوا تھا۔ میں نے نکال کر بھینک دیا۔ حضرتؐ نے فرمایا خداوند اسے حسن و جمال عطا فرما۔ ابونہیک اندی کہتے ہیں کہ میں نے اس کو دیکھا جبکہ اُسکی

نوٹے سال کی عمر ہو چکی تھی کہ اُس کے سروریش کا ایک بل نہیں سفید ہوا تھا۔

چھبیسواں مجزہ۔ سید مرتضیٰؒ ابن شہر آشوب اور راوندی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ نابالہ حضرت نے آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح میں اشعار پڑھے جس کے ایک شعر کا یہ مضمون تھا ہم آسمان پر عزت و کرم تک پہنچے اور اس سے زیادہ بلندی کے امیدوار ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا آسمان سے بلند تر اور کیا گمان رکھتے ہو؟ اُس نے کہا بہشت سے مراد ہے۔ فرمایا حج کیا خدا تیرے دانتوں کو سلامت رکھے راوی کہتا ہے کہ میں نے اس کو ایک تختوں کی عمر میں دیکھا کہ اُس کے دانت سفیدی اور صفائی میں گل باوند کے مانند تھے حالانکہ اُس کا تمام جسم لاغر و کمزور ہو گیا تھا سوائے اس کے بالوں کے۔ اور دو سری روایت کے بموجب اُس کے جو دانت گر جاتے تھے اُس سے بہتر دانت نکلتے آتے تھے۔

چھبیسواں مجزہ۔ راوندی نے روایت کی ہے کہ ایک روز ایک عورت نے حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہؐ میں ایک مسلمان عورت ہوں میل شوہر گھر میں مثل عورتوں کے رہتا ہے حضرتؐ نے اُس کے شوہر کو بلایا اور عورت سے پوچھا کیا شوہر سے تجھ کو نفرت ہے؟ عرض کی ہاں۔ آپؐ نے اُن کے لئے دعا کی اور دونوں کی پیشانیاں ایک دوسرے سے ملادیں اور کہا خداوند اُن میں محبت عطا فرمادے ایک کو دوسرے کا محبوب بنا دے۔ اس کے بعد اس کی زہد کہا کرتی تھی کہ کوئی شخص شوہر سے زیادہ مجھ کو محبوب نہیں ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا اقرار کر کہ میں خدا کا رسولؐ ہوں۔

چھبیسواں مجزہ۔ راوندی اور ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ عمر بن الخطابؓ نے آنحضرتؐ کو پانی پلایا۔ آپؐ نے دعا فرمائی کہ خداوند اس کو حوائی سے سرفراز رکھے۔ وہ اسی سال کا ہو گیا تھا مگر اُسکی دائرہ کی ایک بال سفید نہیں ہوا تھا۔

ستائیسواں مجزہ۔ خط سے روایت ہے کہ کہتے ہیں کہ میرے غلام سائب بن زید کا سرور میان سے سیوا تھا اور اس کے سروریش کے تمام بال سفید تھے۔ میں نے سبب پوچھا تو کہا کہ میں ایک روز لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا تھا کہ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری طرف سے گورے میں نے سلام کیا حضرتؐ نے جواب دے کر پوچھا کہ تم کون ہو میں نے عرض کی میں سائب بن زید ہوں۔ حضرتؐ نے میرے درمیان سر پر ہاتھ پھیرا اور میرے لئے برکت کی دعا کی۔ اسی وجہ سے درمیان سر پر ہاتھ حضرتؐ کا ہاتھ تھا سیوا ہے باقی تمام بال سفید ہو گئے۔

انھیں سوواں مجزہ۔ بہت سی روایتوں میں وارد ہوا ہے کہ جب آنحضرتؐ نے امیر المؤمنینؓ کو یمن بھیجا تو عرض کی یا رسول اللہؐ اگر معاملہ میں مجھے شک ہو تو کیا کروں؟ حضرتؐ نے فرمایا خدا تمہارے دل کی ہدایت کرے گا اور زبان کو حق کے ساتھ گویا فرمائے گا۔ جناب امیرؓ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد کسی فیصلہ میں مجھے شک نہیں ہوا۔

انیسواں مجزہ۔ راوندی اور ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ مرہ بن جہل بیان کرتے ہیں کہ میں حضرتؐ کے ہمراہ ایک غزوہ میں ایک مادہ گھوڑے پر سوار ہوا تھا۔ حضرتؐ نے مجھ سے فرمایا سوار میرے

ساتھ چلے۔ میں نے عرض کی میری گھوڑی وغیرہ تو ان ہے۔ حضرت کے ہاتھ میں ایک تار یا نہ تھا آہستہ سے اُس کے کومار اور فرمایا خداوند اس کے لیے برکت دے۔ اس کے بعد وہ ایسی تیز اور خست ہو گئی کہ میں اس کو روکا کرتا تھا لیکن وہ گھوڑوں سے آگے نکل جاتی تھی۔ اور اس کے بچے اس قدر ہوئے کہ میں نے بارہ ہزار درہم میں فروخت کیئے۔

تیسواں معجزہ۔ راوندی نے عثمان بن حنیہ سے روایت کی ہے کہ ایک اندھا شخص حضرت کے پاس آیا اور اپنی کور چشمی کی شکایت کی۔ حضرت نے فرمایا وضو کر کے دو رکعت نماز پکڑا پھر یہ دعا پڑھو۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مَا تَوْجَدُ اِلَیْکَ بِمُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتُوجَدُ بِکَ عَلٰی رَدِّکَ لِجَلْوَدِ عَنْ بَصَرِیْ اَللّٰهُمَّ شَفِّعْهُ فِیْ وَشَفِّعْنِیْ فِیْ نَفْسِیْ۔ عثمان کہتے ہیں کہ میں ابھی حضرت کے پاس سے ہٹا نہ تھا کہ اُس کی آنکھیں مینا ہو گئیں۔ گویا وہ کبھی اندھا ہی نہ تھا۔

اکیسواں معجزہ۔ راوندی نے روایت کی ہے کہ اجمل بن جمال نے بیان کیا کہ میرا چہرہ سفید ہو گیا تھا حضرت نے دعا کی اور اپنا دست مبارک میرے چہرہ پر پھیر دیا۔ اسی وقت وہ صحیح ہو گیا اور کوئی اثر سفید داغ کا باقی نہ رہا۔

تیسواں معجزہ۔ راوندی نے فضل بن عباس سے روایت کی ہے کہ ایک شخص آنحضرت کی خدمت میں آیا اور کہا کہ میں بخیل اور ڈرنے والا اور بہت سونے والا ہوں دعا فرمائیے کہ خدا مجھ سے یہ بُری عادتیں راکل کر دے۔ حضرت نے دعا فرمائی اور وہ سختی و شہادت اور کم سونے والا مرد ہو گیا۔

تینتیسواں معجزہ۔ راوندی اور دوسرے محدثین نے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے دعا کی کہ پانے والے جس طرح قریش کو پہلے کونے زلت و عجب میں مبتلا فرمایا تھا اسی طرح اُن کے آخر کے لوگوں کو سخت بخشش سے مالا مال کر دے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

چونتیسواں معجزہ۔ راوندی نے کسی صحابی سے روایت کی ہے کہ ایک روز جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے یک یک کھڑے ہو گئے اور کچھ دُور جا کر ہاتھ بڑھائے جیسے کسی سے مصافحہ کر رہے ہوں۔ پھر واپس آکر ہمارے پاس بیٹھ گئے۔ ہم انکی آواز سنیں رہے تھے مگر کوئی نظر نہ آتا تھا حضرت نے فرمایا یہ اسمعیل فرشتہ باداں تھا خدا سے اجازت لے کر میری ملاقات کو آیا تھا۔ اُس نے مجھ کو سلام کیا۔ میں نے اُس سے کہا کہ ہمارے لیے پانی برساؤ۔ اُس نے کہا آپ لوگوں کے لیے بارش کا وعدہ فرمایا ہو ہے۔ جب وعدہ کا دل آیا صبح کو ہم نے نماز پڑھی۔ کسی ابر کا نشان نہ تھا۔ اور نماز ظہر پڑھی اور بارش ظاہر نہ ہوا۔ جب ہم نماز عصر سے فارغ ہوئے ایک ابر نمودار ہوا اور خوب بارش ہوئی تو ہم ہنسنے لگے حضرت نے سبب پوچھا ہم نے عرض کی کہ اُس فرشتہ کا وعدہ پورا ہوا۔ حضرت نے فرمایا ایسا موردِ یاد رکھو اور بیان کیا کہ تو نا کہ اظہار حق ہوتا ہے۔ بندِ محترم امام محمد باقر علیہ السلام سے بھی اسی روایت کے مانند روایت کی گئی ہے۔

چونتیسواں معجزہ۔ راوندی نے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے ایک مرتبہ ایک یہودی سے کچھ قرض مانگا اس نے نہ بھیج دیا۔ پھر آکر پوچھا کہ آپ نے جو کچھ طلب فرمایا تھا آپ کو مل گیا؟ فرمایا ہاں۔ اُس نے کہا جو قرض

فروقت ہو آپ منگایا کیجئے۔ حضرت نے اس کو دعا دی کہ خدا تیرا حسن و جمال قائم رکھے۔ اس یہودی کی عمر اتنی مثال تک پہنچی اور اُس کے سروریش کا ایک بال سفید نہ ہوا۔

چتیسواں مجرہ۔ راوندی نے روایت کی ہے کہ جنگ نبوک میں ایک شخص پر پھاس کا سخت فہرہ ہوا اور پانی میسر نہ تھا۔ لوگوں نے عرض کی یا حضرت دعا کیجئے کہ خدا پانی عطا فرمائے۔ فرمایا ہاں خداوند کریم میری دعا رد نہ فرمائے گا۔ پھر دعا کی اسی وقت موسو دھار بارش ہوئی۔ ایک گدہ نے مجھوں کی طرح کہا کہ فلاں ستارہ کے سبب بارش ہوئی ہے۔ حضرت نے صحابہ سے فرمایا کہ سنتے ہو یہ بد اعتقاد لوگ کیا کہتے ہیں۔ خالہ نے کہا اہانت دیجئے کہ ان کی گردنیں اُڑا دوں۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ وہ ایسا کہتے تو میں ٹھکرتے ہیں کہ بارش خدا نے بھیجی ہے۔

سینتیسواں مجرہ۔ راوندی نے اس سے روایت کی ہے کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ابھی ایک شخص اس طرف سے آئے گا جو بہترین اوصیا ہے اور پیغمبروں کے نزدیک اُس کی قدر و منزلت سب سے زیادہ ہے۔ اسی وقت علی بن ابی طالب آئے۔ آنحضرت نے فرمایا خداوند اُس سے گرمی و سردی برطرف کر دے۔ اس کے بعد جناب امیر کو آخر عمر تک گرمی و سردی کا اثر نہ ہوا۔ آپ سردیوں میں ایک کرتا پہن کر گزار دیتے تھے۔

ترتیسواں مجرہ۔ راوندی نے روایت کی ہے کہ ایک انصاری کے پاس ایک بکری کا بچہ تھا اُس نے کہا اس کا کچھ گوشت جٹا ہوا پکاؤ اور باقی کا سالن تیار کر دو۔ شائد آنحضرت ہم کو سرفراز فرمائیں اور آج رات ہمارے یہاں افطار کریں۔ یہ کہہ کر وہ تو مسجد کی جانب گیا اُس کے وہ چھوٹے بچے تھے جنہوں نے باپ کو بکری کا بچہ ذبح کرتے دیکھا تھا۔ ان میں سے ایک نے دوسرے کو اسی طرح ذبح کر دیا۔ اُن کی ماں نے جو دیکھا تو روئے پھینٹنے لگی۔ دوسرا بچہ ڈر کر بھاگا اور کوٹھے سے نیچے گر کر مر گیا۔ اُس مومنہ نے وہ لوں بچوں کو چھپا دیا اور کھانا پکایا۔ حضرت افطار کے وقت اُس کے گھر تشریف لے گئے۔ اسی وقت جبریلؑ نازل ہوئے اور کہا یا رسول اللہ اس انصاری سے کہئے کہ اپنے بچوں کو بھی دسترخوان پر حاضر کرے۔ آپ نے اس فرمایا وہ بچوں کو بلانے چلا۔ زود نہ کہا کام کو گئے ہیں موجود نہیں ہیں۔ انصاری نے وضو سے بیان کیا۔ آنحضرت نے فرمایا ان کا آنا ضروری ہے۔ پھر اُس نے جا کر زود سے پوچھا تو اُس نے حقیقت حال بیان کیا۔ اُس شخص نے دونوں بچوں کی وٹیں آنحضرت کے سامنے لاکر رکھ دیں آپ نے دعا کی خدا نے اُن کو اسی وقت زندہ کر دیا جسکی بڑی عمریں ہوئیں۔

انیسواں مجرہ۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبیلہ بنی حارثہ کو خط لکھا اور اسلام کی دعوت دی۔ انہوں نے خط کو دھو ڈالا اور اپنی ڈول میں بوند لگا لیا۔ حضرت نے اُن کے لئے ہر دعا کی کہ خدا ان کی غفلتوں کو سلب کرے۔ اس کے بعد سے وہ ایسے ہو گئے کہ عقل و تدبیر کی کمی میں عرب میں ان کی مثال دی جاتی تھی۔

چالیسواں مجرہ۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ جب حضرت مکہ میں قریش کی ایذا رسانی کے

سبب بہت تنگ ہونے والا کہ عذات کی طرف نکل گئے اُس جنگ اور اُردان کے چند آدمی چر رہے تھے اُس مہینے نے پوچھا تم کون ہو آپ نے فرمایا میں محمد بن عبد اللہ علیہ السلام خدا کا رسول ہوں۔ اُس نے کہا یہاں سے چلے جاؤ کیونکہ یہ آدمی جنگ کے درمیان تم بیٹھے ہو نا شائستہ ہیں۔ حضرت نے فرمایا خداوند اس کی عداوت تکلیف طوفانی فرما۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے اس کو دیکھا کہ وہ نہایت بوڑھا ہو گیا تھا اور تکلیف و بلاؤں کے سبب موت کی آرزو کرتا تھا مروت نہیں آتی تھی۔ لوگ کہتے تھے کہ یہ آنحضرت کی بددعا کا اثر ہے۔

انیسواں مجرہ۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ ہوازی کے قیدیوں کی رہائی کے واسطے میں آنحضرت نے صلح سے التماس کیا سب نے رہا کر دیا مگر دو شخصوں کو اختیار دے دیا تھا کہ وہ اپنے قیدی رہا کر دیں یا ان کے عوض کچھ فدیہ لے کر چھوڑیں۔ ان میں سے بھی ایک شخص نے یہ نہیں رہا کر دیا دوسرے نے فدیہ لینا منظور کیا۔ حضرت نے فرمایا خداوند اس کے حصہ کو حقیر فرما۔ جب وہ قیدیوں کے پاس آیا کہ ان میں سے اپنے حصہ کا کوئی قیدی انتخاب کرے، دخترانِ باکرہ اور نو عمر لڑکوں کو دیکھتا تھا ایک بوڑھی عورت کے پاس پہنچا۔ اہل کہا کہ اسی کو لیں گا۔ کیونکہ یہ قبیلہ کی ماں ہے اس کے عوض زیادہ فدیہ ملے گا۔ وہ ایک حقیر عورت تھی قبیلہ میں جس کا کوئی نہ تھا۔ اُس شخص نے بتوں اُس کو اپنے پاس رکھا اور اُس کا خرچ برداشت کرتا رہا اُس امید پر کہ کوئی اگر اس کا فدیہ دے کر رہا کرے مگر کوئی نہ آیا تو رہا کر دیا۔

بیانیسواں مجرہ۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ جناب خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک اندھی عورت تھی۔ ایک روز آنحضرت نے فرمایا تیری آنکھیں درست ہو جائیں اس وقت وہ بینا ہوئی جناب خدیجہ نے کہا کیا مہارگ دعا تھی۔ حضرت نے فرمایا میں عالمین کے لئے رحمت ہوں۔

تینتالیسواں مجرہ۔ علامہ ابن خلدون نے روایت کی ہے کہ چونکہ آنحضرت کے نامہ کی بادشاہ و فرنگ نے تسلیم کی اور بادشاہ و عجم نے پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ حضرت نے اُس کو دیکھا اور اس پر رخصت بھیجی۔ اُس لئے فرنگیوں کا ملک قائم رہا اور بادشاہ و عجم مارا گیا، اودان کا ملک نائل ہو گیا، اودان کی اولاد قید ہوئی۔

چوالیسواں مجرہ۔ ابن شہر آشوب نے جعفر بن مسطور رومی سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں جنگ تبوک میں آنحضرت کی خدمت میں تھا۔ ایک مرتبہ آپ کے ہاتھ سے تازیانہ گر گیا، میں نے اُٹھا کر دے دیا۔ حضرت نے میری طرف نظر کی اور فرمایا خدا تیری عمر دماز کرے۔ اس سبب سے اس کی عمر تین سو تیس سال تک پہنچی۔

پینتالیسواں مجرہ۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ ایک روز آنحضرت عید اللہ بن جعفر کی طرف سے گزرے۔ دیکھا کہ وہ بچپن کے سبب کھیل رہے تھے اور مٹی کا مکان بنا رہے تھے۔ حضرت نے فرمایا اس کو کیا کرے؟ عرض کی بچوں کا۔ پوچھا اس کی قیمت کیا کرے؟ کہا رطب خرید کر کھاؤں گا۔ حضرت نے

فرمایا میں نے اس کے ہاتھ میں برکت عطا کر دی اس کے سوا کسی کو بخش کر دے۔ آنحضرت کی دعا کی برکت کا یہ اثر ہوا کہ انہوں نے کوئی چیز نہیں خریدی جس میں نسخ نہ ہوا ہو۔ اُن کو اس قدر مال حاصل ہوا کہ اُن کی عطا و بخشش کی لوگ مثال دینے لگے۔ اور اہل مدینہ کسی سے قرض لینے تھے تو یہ وعدہ کرتے تھے کہ جب محمد اللہ بن جعفر عطا فرمائیں گے تو وہ اس میں دیں گے۔

جسٹا لیسواں مجوزہ۔ روایت ہے کہ ابو ہریرہؓ آنحضرت کے پاس ایک مٹھی خیرا لے کر اور عرض کی: یا رسول اللہ میرے لیے دعا فرمائیے کہ خدا لے کرکت دے۔ حضرت نے فرمایا اس کو ایک قبیل میں کھلا جس قدر چاہو اس میں سے کھالو۔ انہوں نے نہ جانے کتنے من خرے اُس میں سے نکلے پھر بھی وہ بدستور باقی رہے۔

سینٹا لیسواں۔ روایت ہے کہ سعد بن وقاص نے ایک تیر بھینکا۔ حضرت نے دعا کی کہ اُنی کا تیر نشانہ سے خطا نہ کرے اس کے بعد اُن کا نشانہ کبھی خطا نہ ہوا۔

اڑتالیسواں مجوزہ۔ جناب سلمان فارسی سے روایت ہے کہ ہجرت کر کے جب آنحضرت مدینہ آئے اور ابو ایوب انصاری کے گھر میں قیام کیا۔ اُن کے پاس اس وقت ایک بکری کے بچہ اور ایک صاع گھیوں کے سوا کچھ نہ تھا۔ انہوں نے بچہ کا گوشت پکایا اور گھیوں کی روٹیاں تیار کیں اور آنحضرت کے پاس لے گئے۔ حضرت نے فرمایا کہ منادی کر دو کہ جو کھانا چاہے ابو ایوب کے گھر آجائے۔ ابو ایوب نے ندا کرنا شروع کیا اور لوگ سیلاب کے مانند اُن کے گھر آنے لگے یہاں تک کہ تمام گھر بھر گیا اور سب نے کھانا کھایا اور کھانا کم نہ ہوا۔ پھر حضرت کے حکم سے اس بچہ کی ہڈیاں اُس کی کھال میں جمع کی گئیں۔ حضرت نے فرمایا: بکرم خدا زندہ ہو جا۔ وہ بکری کا بچہ زندہ ہو کر آٹھ کھڑا ہوا لوگوں نے کمرہ شہادتین زبان پر جاری کیا۔

انچاسواں مجوزہ۔ بیان کرتے ہیں کہ ابو ایوبؓ نے جناب فاطمہ صلوٰۃ اللہ علیہا کی شادی میں ایک بکری کا بچہ ذبح کر کے اُس کا گوشت پکایا اور حضرت کے سامنے لائے۔ آپؐ نے فرمایا بسم اللہ کہہ کر کھاؤ اور اس کی ہڈی نہ توڑو۔ جب لوگ کھانے سے فارغ ہوئے تو آپؐ نے فرمایا کہ ابو ایوبؓ مرجع خیر ہیں۔ خداوند اس بچہ کا خالق ہے تو ہی اس کو ماردالتا ہے اور تو قادر ہے کہ اسے زندہ کر دے لہذا اس کو دوبارہ زندہ کر دے لے کہ تو ہمیشہ زندہ ہے اور تیرے سوا کوئی خدا نہیں ہے۔ وہ بچہ زندہ ہو گیا اور خلع اُس میں اس قدر برکت عطا کی کہ جو پہلا اُس کا دودھ پی لیتا تھا صحت پاتا تھا۔ اہل مدینہ اس کو مسوخر کہتے تھے یعنی مرنے کے بعد زندہ کی جوتی۔

پچاسواں مجوزہ۔ کلینی نے بسند معتبر حضرت صادقؓ سے روایت کی ہے کہ ایک یہودی آنحضرتؐ کے پاس آیا اور کہا السلام علیک آپؐ نے فرمایا علیک۔ صحابہ نے کہا یا رسول اللہ اُس نے کہا کہ تم پر رحمت ہو۔ حضرت نے فرمایا میں نے بھی اُس کو آسیر بنا دیا۔ آج ایک کا لسانپ اس کی پشت پر کھٹے گا اور وہ مرجائے گا۔ وہ یہودی جنگل میں گیا اور بہت سی لکڑیاں جمع کیں اور اپنے کانٹے پر رکھا اور وہاں آگیا۔ صحابہ نے کہا یا رسول اللہ وہ تو وہاں آگیا۔ حضرت نے اُس یہودی کو بلایا

اور فرمایا لکڑیاں زمین پر رکھ دے۔ اُس نے رکھیں تو اُن میں ایک کا واسنہ نظر آیا جو لکڑی کو دانت سے پکڑے ہوئے تھا۔ حضرت نے پوچھا کہ اسے یہودی آج تو نے کون سا کام کیا تھا؟ اُس نے کہا کوئی کام نہیں کیا تھا بجز اس کے کہ دو روٹیاں میرے پاس تھیں ایک میں نے تصدق کر دی اور ایک خود کھالی۔ حضرت نے فرمایا اسی تصدق کے سبب خدا نے تجھ سے اس واسنہ کا گزند و فح فرما دیا۔ اور صدقہ کے سبب خدا مرگھائے بد کو دفع کر دیتا ہے۔

اکا نواں مجروحہ۔ شیخ طبری اور رافندی اور ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ ابو براء جس کو علاء بن السد کہتے تھے بزرگان عرب سے تمام مرض اشتقاق میں مبتلا ہوا۔ البیدہ بن ربیعہ کو آنحضرت کی خدمت میں بھیجا اور وہ گھوڑے اور چند اُونٹ بھی بھیجے حضرت نے واپس فرما دیئے اور فرمایا کہ میں شکر کلام کا ہدیہ نہیں لیتا۔ البیدہ نے کہا مجھے کبھی خیال بھی نہ آیا تھا کہ عرب میں کوئی شخص ابو براء کا ہدیہ واپس کر سکتا ہو۔ حضرت نے فرمایا اگر میں کسی مشرک کا ہدیہ قبول کرتا تو ہرگز اس کا ہدیہ واپس نہ کرتا۔ پھر البیدہ نے کہا کہ ابو براء کے شکم میں کوئی بیماری ہو گئی ہے وہ آپ سے شفا کا طالب ہے۔ حضرت نے ذرا سی خاک زمین سے اٹھائی اور لعاب دہن اُس میں ڈال دیا اور اس کو دے کر فرمایا کہ اس سے کہو کہ یہ خاک کھالے۔ البیدہ نے اس کو لے لیا اور سمجھا کہ حضرت نے اُس سے مذاق کیا ہے۔ لیکن جب اُس نے لاکر دیا اور ابو براء نے کھایا تو اُسی وقت شفا پائی گویا قید سے رہائی حاصل کی۔

ہا نواں مجروحہ۔ شیخ طوسی رافندی طبری اور ابن شہر آشوب نے بسند ہائے معتبر صحابہ کی کثیر جماعت سے روایت کی ہے کہ ہم جنگ تبوک میں شکر روم کے مقابلہ پر تھے، ہمارا راسد ختم ہو گیا تھا اور ہم پر بھوک کا غلبہ تھا۔ لوگوں نے چاہا کہ اپنے اپنے اُونٹ ذبح کر کے کھائیں لیکن حضرت نے لشکر میں منادی کرائی کہ جس کے پاس جس قدر کھانا ہو لے کر آجائے۔ چادر میں بچھا دی گئیں۔ ایک شخص نے ایک پیما نہ لاکر کھاؤ دوسرے نے آدھا لاکر کھا اسی طرح پورے لشکر نے اپنا اپنا کھانا لاکر رکھا جو میں صاع سے زیادہ نہ ٹھہرا۔ اور پورا لشکر جمع ہوا جس میں چار ہزار اشخاص تھے۔ حضرت نے دعا کی اور اپنا دست مبارک طعام میں ڈال دیا اور فرمایا خدا کے نام سے کھاؤ اور ایک دوسرے پر سبقت مت کرو۔ پھر ایک گروہ آیا۔ حضرت نے فرمایا بسم اللہ کہہ کر اپنا ظرف بھر لو۔ اُن کے پاس جس قدر ظروف تھے انہوں نے بھر لئے اسی ظرف پر فوج آتی رہی اور اپنے ظروف طعام سے بھر کر لے جاتی رہی یہاں تک کہ سارے لشکر نے اپنا اپنا ظرف بھر لیا پھر بھی وہ طعام باقی رہا۔ اور دوسری روایت کے مطابق حضرت نے چند خرے منگائے اور اپنا دست مبارک اُس پر پھیرا اور لوگوں کو طلب کر کے فرمایا کھاؤ۔ ساری فوج کے لوگوں نے کھایا اور اپنے ظروف بھر لئے پھر بھی خدے بدستور باقی رہے۔

ترہواں مجروحہ۔ رافندی ابن شہر آشوب اور دوسرے محدثین نے بسند معتبر حضرت صادق سے

روایت کی ہے کہ امیر المؤمنین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں ایک غزوہ میں آنحضرت کے ساتھ تھا، ہم ایک منزل پر پہنچے وہاں پانی نہ تھا۔ لوگ پیاسے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک طرف منگایا جس میں تھوڑا پانی تھا۔ حضرت نے اپنا دست مبارک اس میں ڈال دیا، آپ کی انگلیوں سے پانی جاری ہوا کہ تمام آدمیوں نے پیا اور اپنا اپنا طرف بھر لیا: اداؤنٹوں نے بھی پیا۔ اس لشکر میں آپ کے ہمراہ میں ہزار آدمی بارہ ہزار تھوڑے اور بارہ ہزار اونٹ تھے۔ ایک دوسری روایت کے بموجب ایک گڑھا کھودا، اس پر ایک چادر ڈھک دی اور اپنا ہاتھ اس چادر پر رکھ دیا۔ تھوڑا پانی اپنے ہاتھ پر ڈالا اور خدا کا نام لیا تو آپ کی ہڈیوں سے پانی جاری ہوا۔ یہ روایت متعدد طریقہ سے وارد ہوئی ہے اور حضرت کے معجزات متواترات سے ہے۔

چونکہ ان معجزہ متواترات سے ہے جس کو خاصہ و عامہ نے نقل کیا ہے کہ جب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کفار قریش سے بکھر دینہ کی جانب ہجرت کی اور اثنائے راہ میں غیمہ ام مہد کے قریب پہنچے حضرت ابوبکر و عمر فاروق وغیرہ اور عبد اللہ ابن ابی بخت حضرت کے ساتھ تھے۔ ام مہد اپنے خیمہ کے باہر جمی ہوئی تھیں۔ حضرت ان کے پاس پہنچے اور کچھ خرابا اور گوشت طلب فرمایا کہ خرید فرمائیں۔ ام مہد نے کہا اس وقت کچھ نہیں اگر کچھ بھی ہوتا تو آپ کی بھانڈاری میں کی دے دیتی۔ حضرت نے ایک طرف ایک بھری دیگی جو بندھی ہوئی تھی فرمایا اس کو کیا ہوا، عرض کی کہ زوری اور زوری کے سبب چرنے کے لیے دوسرے جانوروں کے ساتھ نہیں جاسکتی تھی اس لیے یہاں رہ گئی ہے۔ حضرت نے پوچھا کیا یہ دودھ دیتی ہے؟ عرض کی بالکل نہیں مدتوں سے دودھ نہیں دیتی۔ حضرت نے فرمایا تم اجازت دینی ہو کہ میں اس کو دو دوں عرض کی میرے ماں باپ آپ پر خدا ہوں اگر اس کے تھن میں دودھ ہو نکال لیجئے۔ حضرت نے اس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا اور خدا کا نام لے کر دھاک کے خداوند اس میں برکت عطا فرما۔ اسی وقت اس کے تھنوں سے دودھ جاری ہو گیا۔ حضرت نے ایک ایسا برتن منگایا جس سے کئی آدمی سیر ہو سکیں اور وہ ہنا شروع کیا یہاں تک کہ وہ برتن دودھ سے بھر گیا۔ اسے ام مہد کو دے دیا اس نے بیا اور سیر ہو گئی۔ پھر اپنے اصحاب کو دیا وہ لوگ بھی سیر ہو گئے۔ سب کے بعد آپ نے خود نوش فرمایا اور فرمایا کہ قوم کے بلانے والے کو چاہیے کہ سب کے بعد خود پئے۔ دوسری مرتبہ پھر دوا یہاں تک کہ وہ برتن بھر گیا پھر لوگوں نے سیر ہو کر لیا اور جو کچھ باقی رہ گیا ام مہد کے لیے چھوڑ دیا اور وہاں سے روانہ ہوئے۔ ان کے شوہر ابو مہد جنگل جب واپس آئے پوچھا یہ دودھ کہاں سے آیا۔ ام مہد نے پوری روایت بیان کی۔ ابو مہد نے کہا کہ وہ دہری ہوں گے جو کہ میں مہوٹ برسات ہوں گے۔

پچھنواں معجزہ۔ طبرسی راوندی اور ابن شہر آشوب وغیرہ نے روایت کی ہے کہ کچھ لوگوں نے اپنے کنوئیں میں پانی کی کمی اور اس کے کھاری ہونے کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شکایت کی۔ حضرت ان کے ساتھ ان کے کنوئیں پر گئے اور انہاں صاحب دہن اس میں گرا دیا اس سے وقت وہ پانی شیریں ہو گیا، اور جو شربت مارنا ہوا بلند ہوا اب بھی وہ کھ کے باہر میلہ نام سے مشہور ہے اور اس کے مالکوں کے لیے

پچھنواں معجزہ

پچھنواں معجزہ

شرف و عزت کا باعث ہے اور وہ فخر کرتے ہیں۔ سبیلہ کذاب کے دوستوں نے جب سنا تو اس سے کہا تم بھی ایسا مجبور دکھاؤ۔ وہ ایک کنویں کے سرے پر آیا جس کا پانی بہت کافی اور شیریں تھا۔ اس نے اپنا بچس آپ دہن اس میں ڈالا۔ اس کنس کا پانی کھادی ہو گیا۔ پھر وہ تنہا ان خشک ہو گیا اور اب تک میں میں موجود ہے۔

چھپنواں مجبورہ۔ خاصہ اور عامہ نے روایت کی ہے کہ جناب سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ایک بھڑی کے غلام تھے جس نے آپ کو ایک باغ خرما کے عوض کتاب کر دیا تھا۔ حضرت نے ایک روز میں خرما کے دانے بکرائے باغ کو تیار کر دیا اور اس کے حوالہ فرمایا اور سلمان کو آزاد کر دیا۔ چنانچہ ان کے حال میں ذکر کیا جائے گا۔

ستاد نواں مجبورہ۔ راوندی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ جناب سلمان کے ذمہ بہت قرض تھا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تھوڑا سا سوتا ان کو دیا جو ان کے قرض کے سوا حصہ کا ایک حصہ بھی نہ تھا لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اچھاننے کے سبب ان کا تمام قرض ادا ہو گیا۔

انہاد نواں مجبورہ۔ راوندی نے اس سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ میں بازار گیا۔ میرے پاس دس درم تھے۔ آنحضرت ایک جبا خریدنا چاہتے تھے۔ ایک کنیز اٹھنے لہو میں جھکی رہ رہی تھی آپ نے اس سے روکنے کا سبب پوچھا اس نے کہا لوگوں کے ہجوم میں میرے وہ درم گر گئے اپنے مالک کے خوف سے میں گھر نہیں جاسکتی۔ حضرت نے دو درم اس کو دلوادے۔ بازار پہنچے تو دس درم کی ایک عبا خریدی اور مجھ سے فرمایا دس درم دے دو۔ میں نے یہی تھیلی کھولی تو وہ دس درم اس میں موجود تھے۔

اشٹواں مجبورہ۔ راوندی اور ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ ابو ہریرہ ایک روز ایک مٹی خرما لے کر حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی دعا فرمائیے کہ خدا اس میں برکت دے۔ حضرت نے دعا کی اور فرمایا انکو تھیلے میں رکھ لو۔ جب ضرورت ہو یا تھوڑا ل کر نکال لیا کرو مگر بالکل خالی نہ کرنا۔ وہ ہمیشہ اس میں سے کھاتے رہے لوگوں کو دینے سے یہاں تک کہ جناب امیر نے ان سے گواہی دینے کے لئے فرمایا۔ انہوں نے دنیا کے لالچ میں حقیقت حال پوشیدہ رکھا اس وقت سے وہ برکت جاتی رہی۔ پھر تو بہ کی اور امیر المومنین سے دعا کی التجا کی۔ آپ نے دعا فرمائی پھر وہ برکت قائم ہو گئی۔ جب ابو ہریرہ معاویہ سے مل گئے تو ہمیشہ کہتے وہ برکت زائل ہو گئی۔

سائواں مجبورہ۔ راوندی نے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر شب میں باہر میں تشریف لے جاتے تھے اور کئی آخرات میں آتے تھے۔ منبر کے نزدیک چند خراسویا کرتے تھے جنہوں نے ایک مرتبہ اپنی کنیز سے فرمایا کہ اگر کچھ کھانا بچا ہو تو لا۔ وہ ایک مٹی کی دیگی لائی جس کی تہہ میں کچھ کھانا موجود تھا۔ حضرت نے دس فیروز دل کو بیلہ کیا اور فرمایا خدا کا نام لے کر کھاؤ۔ ان سب نے کھایا اور میرے ہو گئے پھر دس فیروز دل کو بیلہ کر کھایا وہ بھی میرے ہو گئے اور کھانا بدستور باقی رہا پھر فرمایا یہ غور توں کو لے جا کر کھلاؤ۔

اکسٹھواں مجرہ۔ راوندی وغیرہ نے امام حنفی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب خاتمہ سلام اللہ علیہا کے پاس آئے اور ان کے شیر خدا بچوں کے دہن میں اپنا آب دہن ڈال دیتے اور فرماتے اب ان کو دودھ مت پلانا خصوصیت یہیں ہے۔

باسٹھواں مجرہ۔ راوندی نے روایت کی ہے کہ جناب سلمان ٹکپتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ تین روز متواتر روزہ رکھا اور پانی کے سوا کوئی چیز منہ نہ چھوئی جس سے افطار کرتا۔ میں نے آنحضرت سے اپنا حال عرض کیا۔ فرمایا میرے ساتھ آؤ۔ میں چلا راستہ میں ایک بکری دیکھی حضرت نے اس کے مالک سے قسم لیا میرے پاس لاؤ۔ اس نے کہا یہ دودھ دینے والی نہیں ہے۔ فرمایا لاؤ تو۔ وہ حضرت کے پاس بکری لے گیا آپ نے اس کے تھنوں پر دست مبارک پھیرا اسی وقت اس کے تھن ٹپک گئے اور دودھ سے بھر گئے۔ فرمایا اپنا بیال لاؤ۔ وہ لا کر آپ نے اس میں دودھ نکالا۔ جب وہ بھر گیا تو اس کو دے دیا اس نے پی لیا پھر بیال لے کر دودھ نکالا اور بھر گیا تنہ لے دیا۔ میں نے پی لیا۔ تیسری مرتبہ دودھ نکال کر خود نوش فرمایا۔

نہیں سوواں مجرہ۔ راوندی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ کسی سفر میں کسی صحابی کا دوش تھک کر بیٹھ گیا، وہ کسی طرح نہیں اٹھتا تھا تو حضرت نے پانی منگا کر ایک ظرف میں وضو کیا اور گلی کی سہ پانی اس دوش کے سر اور منہ میں ڈال دیا گیا وہ فوراً جست کر کے اٹھ بیٹھا اور دوسرے آؤٹھوں سے تیز چلنے لگا۔

چونسٹھواں مجرہ۔ راوندی اور دوسرے محدثین نے روایت کی ہے کہ جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں بازار سے ایک دم کا گوشت اور ایک درم کا آٹا لایا اور خاتمہ سلام اللہ علیہا کو لاکر دیا انہوں نے پکایا اور مجھ سے کہا اگر آنحضرت کو بھی بلاؤ تو بہتر ہوتا۔ میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا دیکھا کہ آپ ایک پہلو پر لیٹے ہوئے فرما رہے ہیں کہ میں خدا کی پناہ چاہتا ہوں کہ مجھ کو ایک گروت پڑا ہوں۔ میں نے کہا یا رسول اللہ میرے گھر پر کھانا تیار ہے شریف لے چلیے۔ حضور آئے اور مجھ پر سہارا کیٹے ہوئے میرے گھر تشریف لائے اور فرمایا اسے خاتمہ سلام اللہ علیہا اس میں سے ام سلمہ کے لئے کھانا طلب کر، عائشہ کے لئے علیہہ کہ اسی طرح تمام ازواج کے لئے ایک ایک روٹی کچھ سالن اور گوشت بھیجا۔ پھر فرمایا کہ اپنے باپ اور شوہر کے لئے بھی الگ کرو، پھر منانہوں کے واسطے بھیجا اور پھر بھی اتنا کھانا کچھ لگا کر کئی ہفت تک کام آتا رہا۔

ہینسٹھواں مجرہ۔ راوندی اور ابی شہر آشوب وغیرہ نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ سے واپس ہوئے اثنائے ماہ میں ایک ہادی مشتق نامی میں پہنچے جہاں پانی بہت کم تھا کہ دو ایک آدمی سیلاب ہو سکتے۔ حضرت نے فرمایا کہ جو شخص پانی کے پاس پہنچے پہنچ جائے نہ پئے جیتک میں نہ آھاؤں۔ پھر وہاں پہنچے تو ایک پیالہ منگا یا اور اس میں اپنا لعاب دہن ڈال دیا اور دوسری روایت کے بموجب اس پیالہ میں پانی لے کر اس میں اپنا دست مبارک ڈال دیا تو اس میں سے چشمہ کے مانند پانی ابھرنے لگا جس سے سخت آواز نکل رہی تھی اس سے تمام لشکر سیلاب ہو گیا۔ لوگوں نے اپنی مشکیں لوٹے لٹھیرے وغیرہ بھر لیے۔ وضو کیا حضرت نے فرمایا کہ آئندہ مسخو گے کہ اس پانی سے اس کے قرب و حوالہ سرسبز و

شاہاب ہو گئے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

چھٹا سٹھواں مجزہ۔ راوندی اور ابن شہر آشوب وغیرہ نے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن رواحہ کی بیٹی حضرت کے سامنے سے گوری اُس زمانہ میں جبکہ خندق کھودی جا رہی تھی۔ حضرت نے اُس سے پوچھا کس کو تلاش کرتی ہو عرض کی عبداللہ کہ میں اُن کے لئے یہ خرے لائی ہوں۔ حضرت نے وہ خرے اُس سے لے لئے اور چادریں بچھوا دیں اور کھانے کی منادی کرادی۔ لشکر کے تمام لوگ آئے اور سب نے میرجو کو کھایا اور جس قدر چاہا اپنے ساتھ لے گئے۔ باقی جو تھا اُسی لڑکی کو حضرت نے دے دیا۔ بیان کرتے ہیں کہ وہ تین ہزار افراد تھے۔

ستر سٹھواں مجزہ۔ راوندی وغیرہ نے جابر انصاری سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں میرے باپ جنگ احد میں شہید ہو گئے اُن کی غزوہ سورس کی تھی، اُن کے ذمہ بہت قرض تھا۔ ایک روز آنحضرتؐ نے مجھ سے پوچھا تمہارے والد کے قرض کا کیا ہوا؟ میں نے عرض کی بدستور باقی ہے۔ پوچھا قرضخواہ کون ہے میں نے کہا فلاں یہودی۔ پوچھا ادائیگی کا وعدہ کب ہے، عرض کی خرمائیکہ مونس کی فضل میں فرمایا جب وہ وقت آئے تو مجھے اطلاع دینا اور اُس میں سے کچھ خرچ مت کرنا، اور ہر قسم کے خرے الگ الگ کر دینا۔ عرض میں نے اُس وقت حضرت کو اطلاع دی۔ آپ میرے ساتھ بارخ میں تشریف لائے ہر قسم کے خرے اپنے دست مبارک میں لینے تھے اور رکھ دیتے تھے۔ پھر یہودی کو بلایا اور فرمایا جس قسم کے خرے سے چاہو اپنے قرض میں لے لو۔ اُس نے کہا یہ تمام خرے میرے قرض میں کافی نہ ہونگے ایک قسم کے خرے کا کیا ذکر ہے۔ حضرت نے فرمایا جس قسم کا خاتم چاہتے ہو اسی کو لینا شروع کرو۔ یہودی نے خرمائیکہ صحافی کی طرف اشارہ کیا کہ اسی سے ابتدا کروں گا۔ حضرت نے بسم اللہ کہا اور تسبیح پیمانہ سے ناپو اور اٹھا لو۔ یہودی ناپ ناپ کر لینے لگا یہاں تک کہ اُس کا تمام قرض پورا ہو گیا اور خرمائیکہ حالت پر باقی رہا اور کچھ بھی کم نہ ہوا۔ پھر حضرت نے جابر بن عبد اللہ سے پوچھا کہ کسی اور کا قرض ہے؟ عرض کی نہیں۔ فرمایا بقیہ خرے اپنے گھر لے جاؤ خاتم کو برکت دے۔ جابر کہتے ہیں کہ وہ خرے تمام سال میرے لئے نفایت کرتے رہے۔ اُن میں سے بہت میں نے فروخت کئے اور بہت کچھ لوگوں کو لوں، ہی بخش دیا بہت کچھ ہدیہ کے طور پر لوگوں کو دیئے اور دوسری فصل تک خرے باقی رہے۔

اڑ سٹھواں مجزہ۔ علی بن ابراہیم، ابن شہر آشوب اور قطب راوندی وغیرہ رضوان اللہ علیہم فرماتے ہیں خاصہ و فامہ نے روایت کی ہے کہ جنگ خندق میں ایک روز میں نے آنحضرتؐ کو دیکھا کہ لیٹے ہوئے تھے اور ٹھوک کے سبب اپنے پیش پر پتھر باندھے ہوئے تھے۔ میں اپنے گھر گیا میرے پاس ایک بھڑھی اور ایک صلح جو۔ میں نے اپنی زودھ سے حضرتؐ کا حال بیان کیا اور کہا اس بھڑک گوشت پکاؤ اور روٹیاں تیار کرو تو میں حضرتؐ کو بلالوں۔ اُس نے کہا حضرتؐ سے پہلے پوچھ لو تو میں تیار کروں۔ میں نے حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ آج دن کا کھانا میرے گھر کھائے۔ حضرتؐ نے پوچھا کیا ہے؟ میں نے بیان کیا تو فرمایا میں تنہا آؤں یا جس کو چاہوں اپنے ساتھ لینا آؤں؟ میں نے گواہ کیا کہ کہہ دوں تنہا آئے گا۔ میں نے عرض کیا حضورؐ جس کو چاہیں ساتھ لائیں اور میرا مکان تھا کہ حضرتؐ علی علیہ السلام کو ساتھ لائیں گے۔

حضرت سے فرمے پھر انہی کو
حضرت کو کھانا کھانے کے لئے دے دینا پھر وہ بھی

وہاں سے میں گھر آیا اور مذبح سے کہا تم جو کا آٹا تیار کر کے روٹیاں پکاؤ میں گوشت کو ذبح کر کے صاف کر تا ہوں۔ عرض میں نے اُس کو ذبح کر کے گوشت پکایا پھر حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کھانا تیار ہے شریف لے چلیے۔ حضرت اُٹھے اور خندق کے ایک کندہ پر کھڑے ہو کر باواز بلند ندا کی کہ مسلمانو جابرؓ کی دعوت میں چلو۔ یہ سنکر تمام جہاجرو انصار خندق سے باہر نکلے۔ حضرت سب کو لے کر میرے گھر کی طرف روانہ ہوئے۔ راستہ میں اہل مدینہ میں سے جو گروہ ملتا حضرت فرماتے کہ جابرؓ کی دعوت قبول کرو۔ عرض سات سواحد بروایت آٹھ سواحد ایک روایت کے بموجب ایک ہزار افراد جمع ہو گئے۔ جابرؓ کہتے ہیں میں بہت پریشان ہوا اور عقاب ہوا گھر آیا اور مذبح سے کہا کہ بیشمار اشخاص آنحضرتؐ کے ساتھ آ رہے ہیں۔ زور دے پوچھا حضرت سے بیان کر دیا ہے کہ تم نے کیا انتظام کیا ہے؟ میں نے کہا ہاں تو وہ خوش خیمہ بولی کہ پھر تمہیں کیا لگ رہے حضرت تم سے بہتر سمجھتے ہیں۔ وہ دعوت مجھ سے زیادہ عقلمند تھی۔ حضرت نے تمام لوگوں کو گھر کے باہر بٹھایا اور خود جناب امیرؓ کے ساتھ گھر میں داخل ہوئے اور دوسری روایت کے بموجب سب لوگوں کو داخل کیا۔ گھر اتنا وسیع و کشادہ تھا لیکن جو گروہ مکان میں داخل ہوا آنحضرتؐ دہرا کی طرف اشارہ فرماتے وہ مجھے بٹھ جائی اور مکان وسیع ہو جاتا تھا تنگ کہ سب لوگ اُس میں جا کر بیٹھ گئے۔ حضرت تنور کے پاس گئے اندر اپنا لحاف وہیں اُس میں ڈال دیا۔ پھر دیگ کو کھولا اور دیکھا اور جابرؓ کی زور دے فرمایا کہ تم تنور سے ایک آب روٹی نکال کر مجھ دینی ہاں حضرت م روٹیاں لے لے کر جناب امیرؓ کو دیتے جاتے تھے اور وہ پیالے میں توڑ توڑ کر رکھتے جاتے تھے۔ پھر جابرؓ سے فرمایا کہ تم ایک دست گوشت مع سالن کے لے آؤ۔ میں نے حاضر کیا۔ حضرت نے اُن پیالوں میں گوشت اور سالن ڈال کر دس صلیب کے واسطے بچھا اور وہ سب کھا کر سیر ہو گئے۔ پھر جابرؓ سے دست و سالن منگوا اور اسی طرح دس اشخاص کے لئے بچھا وہ بھی کھا کر سیر ہو گئے۔ پھر سب طرح پیالہ کو روٹی سے پر کر کے دست اور سالن منگوا اور دس اشخاص کے لئے بچھا۔ جو حق مرتبہ جب پھر دست طلب فرمایا تو جابرؓ نے کہا یا رسول اللہؐ گوشتوں کے ذریعہ ہاتھ تو ہوتے ہیں میرے تو تین نکال کر دینے۔ حضرت نے فرمایا اگر تم خاموش رہتے تو میں سبھی کو اس گوشت کا دست کھاتا۔ عرض اسی طرح دس دس افراد نے کھانا کھایا اور تمام صلیب سیر ہو گئے۔ پھر حضرت نے فرمایا اسے جابرؓ اب آؤ ہم اور تم کھائیں تو میں نے اور آنحضرتؐ نے اور جناب امیرؓ نے کھانا کھایا پھر بھی روٹیاں گوشت اور سالن بہ سنو باقی رہا اور چند روز بعد تک ہم کھاتے رہے۔

انہر و ان مجزہ۔ زادندی نے زیادہ دس اشخاص کی روایت کی ہے کہ جناب رسولؐ خدا لے میری قوم کے خلاف لشکر روانہ فرمایا۔ زیادہ نے کہا یا رسول اللہؐ آپ لشکر واپس بلا لیں میں ضامن ہوں کہ میری قوم مسلمان ہو جائے گی۔ حضرت نے لشکر واپس بلا لیا اور میں نے قوم کو ایک خط لکھا انہوں نے چند اشخاص حضرتؐ کے پاس بھیجے اور اپنے اسلام کا اظہار کیا۔ حضرت نے فرمایا تم اپنی قوم کے سردار ہو میں نے عرض کی خدا نے ان کو اسلام کی ہدایت کی۔ عرض حضرت نے اپنی طرف سے میری قوم کو خط لکھا اور لکھا اُن پر امیر بنایا میں نے عرض کی اُن کے تصدیقات میں سے کچھ میرا حصہ بھی قرار دیجئے۔ حضرت نے میرا حصہ بھی منظور فرما دیا۔

یہاں کا جابرؓ حضرتؐ کی دعوت کی روایت ہے کہ سب لوگ اُس میں جا کر بیٹھ گئے۔ حضرت تنور کے پاس گئے اندر اپنا لحاف وہیں اُس میں ڈال دیا۔ پھر دیگ کو کھولا اور دیکھا اور جابرؓ کی زور دے فرمایا کہ تم تنور سے ایک آب روٹی نکال کر مجھ دینی ہاں حضرت م روٹیاں لے لے کر جناب امیرؓ کو دیتے جاتے تھے اور وہ پیالے میں توڑ توڑ کر رکھتے جاتے تھے۔ پھر جابرؓ سے فرمایا کہ تم ایک دست گوشت مع سالن کے لے آؤ۔ میں نے حاضر کیا۔ حضرت نے اُن پیالوں میں گوشت اور سالن ڈال کر دس صلیب کے واسطے بچھا اور وہ سب کھا کر سیر ہو گئے۔ پھر جابرؓ سے دست و سالن منگوا اور اسی طرح دس اشخاص کے لئے بچھا وہ بھی کھا کر سیر ہو گئے۔ پھر سب طرح پیالہ کو روٹی سے پر کر کے دست اور سالن منگوا اور دس اشخاص کے لئے بچھا۔ جو حق مرتبہ جب پھر دست طلب فرمایا تو جابرؓ نے کہا یا رسول اللہؐ گوشتوں کے ذریعہ ہاتھ تو ہوتے ہیں میرے تو تین نکال کر دینے۔ حضرت نے فرمایا اگر تم خاموش رہتے تو میں سبھی کو اس گوشت کا دست کھاتا۔ عرض اسی طرح دس دس افراد نے کھانا کھایا اور تمام صلیب سیر ہو گئے۔ پھر حضرت نے فرمایا اسے جابرؓ اب آؤ ہم اور تم کھائیں تو میں نے اور آنحضرتؐ نے اور جناب امیرؓ نے کھانا کھایا پھر بھی روٹیاں گوشت اور سالن بہ سنو باقی رہا اور چند روز بعد تک ہم کھاتے رہے۔

یہ واقعہ ایک سفر میں پیش آیا۔ دوسری منزل پر اسی منزل کے باشندے حاضر ہوئے اور اپنے عامل کی شکایت کی۔ حضرت نے فرمایا امیر غنہ میں مرد مومن کے لئے کوئی بھلائی نہیں ہے۔ پھر ایک دوسرا شخص آیا اور اُس نے حضرت سے کچھ صدقہ طلب کیا۔ حضورؐ نے فرمایا جو شخص تو نیکو ہوتا ہے، ہولے لوگوں سے سوال کرتا ہے اُس کے دیر دوسرا درد شکم کا باعث ہوتا ہے۔ اُس نے پھر کہا اے محمدؐ کچھ صدقہ دیجئے۔ حضرت نے فرمایا خدائے خود صدقہ تقسیم فرمایا اور آٹھ قسم کے مستحقین مقرر فرمائے ہیں جس میں پیغمبر یا کسی اور کو دخل دینے کا عقلی اختیار نہیں دیا ہے۔ اگر تو ان آٹھ مستحقین میں سے ہے تو میں تیرا حق دینے کو تیار ہوں۔ عیدانی کہتے ہیں کہ جب میں نے حضرتؐ کی یہ دونوں باتیں اہل امت اور صدقہ کے بارے میں سُنیں تو مجھے دونوں سے کراہت ہو گئی۔ میں حضرتؐ کا وہ خط جو مجھے دیا تھا لیا اور واپس کر کے کہا میں دونوں سے دست بردار ہوتا ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا پھر کسی دوسرے کو بتاؤ جو مارت کا اہل ہو۔ میں نے اُن میں جو میری قوم کی طرف اقلیہ اسلام کے لئے حضرتؐ کے پاس آئے تھے ایک شخص کے بارے میں عرض کیا۔ پھر میں نے عرض کی کہ ہماری بستی میں ایک کنواں ہے جس کا پانی جاٹے میں تو ہمارے لینے کا کافی ہوتا ہے مگر گرمی میں کم ہو جاتا ہے اور ہم کو دوسری جگہوں سے لانا پڑتا ہے۔ اب چونکہ ہم مسلمان ہو گئے ہیں ہمارے گرد و نواح کے لوگ ہم سے دشمنی کوں گے اور ہم کو پانی نہ لینے دیں گے لہذا دعا فرمائیے کہ ہمارے کنویں کا پانی کم نہ ہو اور ایسا نہ ہو کہ ہم کو دوسری بستی میں پانی کے لینے مانا پڑے۔ حضرتؐ نے سنا کنگریں اپنے اچھے میں لیں اور اہلین اور دعا پڑھی اور مجھے دے کر فرمایا کہ ان میں سے ایک اُس کنویں میں خدا کا نام لے کر ڈال دینا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ میں نے آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے بموجب عمل کیا اُس کے بعد اُس میں اُس قدر پانی بڑھ گیا کہ کبھی ہم لوگ اُس کی تہ تک نہ پہنچ سکے۔ ایک روایت ہے کہ ایک ایرانی حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پانی کی کمی کی شکایت کی۔ حضرتؐ نے ایک کنگری لے کر اپنی انگلی انیس پر ملی اور اُس کو دے کر فرمایا کہ کنویں میں ڈال دے۔ اُس نے جب کنویں میں ڈالا تو پانی اس قدر اُبلکہ کنویں کے اوپر کنارے تک آ گیا۔

سبز دال مجھو۔ مادندی اور ابن شہر آشوب نے انیس سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ یک مرتبہ ابو طلحہ نے آنحضرتؐ کو بھوکا محسوس کیا مجھے حضرتؐ کے پاس بھیجا کہ حضورؐ جل کر ابو طلحہ کے یہاں کھانا تناول فرمائیں۔ حضرتؐ نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا کہ تم کو ابو طلحہ نے اس فرض سے بھیجا ہے؟ میں نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ۔ حضرتؐ ہنس کر کھڑے ہوئے اور حاضرین سے فرمایا چلو۔ ابو طلحہ نے ام سلمہ سے کہا رسول اللہؐ بہت سے لوگوں کو لے کر آگئے اور میرے پاس سب کے واسطے کھانا موجود نہیں ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا اے ام سلمہ جو کچھ ہے لاؤ۔ وہ جو کچھ چند روٹیاں اور ہریں کی تھہریں جس قدر ملی تھا سب لے کر حاضر ہوئیں حضرتؐ نے روٹیوں کو چھوڑ کر کے انہی گئی ڈال دیا اور اپنا ہاتھ اُپر رکھا۔ دس دس صحابہ کو طلب فرماتے اور کھلاتے وہ سیر ہو کر باہر چلے جاتے یہاں تک کہ سب سیر ہو گئے۔ وہ تمام صحابہ شتر یا اسی افراد تھے۔ اکہتر دال مجھو۔ روایت ہے کہ ایک حدیث جس کو ام شریک کہتے تھے ایک مشک تیل آنحضرتؐ

کونین میں بیانیہ نیکوہ ہوتا

کونین میں بیانیہ نیکوہ ہوتا

کے لئے لائی۔ حضرتؐ نے اس کی مشک خالی کر کے واپس کر دی۔ جب وہ گھر پہنچی دیکھا کہ مشک بدستور روغن سے بھری ہوئی ہے۔ ایک مدت تک اس میں وہ اور اس کے گھر والے کھانے رہے اور وہ خالی نہیں ہوئی اور دوسری روایت کے بموجب حضرتؐ ام شعیبہ کے خیمہ میں وارد ہوئے اس نے آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ضیافت کے لئے بہت اہتمام کیا اور ایک مشک جس میں بھٹی تھی کہ بہت روغن ہے مگر وہ خالی تھی۔ حضرتؐ نے وہ مشک لے لی اور حرکت دی وہ روغن سے بھر گئی۔ پھر آنحضرتؐ اور آپ کے ہمراہی تمام سیر ہوئے۔ اور ام شریک اور اس کے لڑکے ہالے مدقول اس میں سے کھاتے رہے۔ حضرتؐ نے فرمایا مشک کا شہ نہ باندھیں۔

بہترین مجروحہ۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے ایک سیالہ میں شہد ایک عورت کو دیا وہ مدتوں اس میں سے کھاتی رہی اور وہ کم نہ ہوا۔ ایک روز اس سیالہ میں سے دوسرے برتن میں رکھا اسی وقت وہ نائل ہو گیا۔ وہ حضرتؐ کی خدمت میں آئی اور واقعہ بیان کیا۔ آپؐ نے فرمایا اگر اس کو دوسرا سیالہ میں نہ رکھتی تو ہمیشہ اس میں سے کھاتی۔

بہترین مجروحہ۔ ابن شہر آشوب نے جابر سے روایت کی ہے کہ ایک شخص حضرتؐ کی خدمت میں آیا اور کچھ کھانا لگا۔ حضرتؐ نے ساتھ صاع گندم اس کو دیا وہ مرد ہمیشہ اس میں سے کھاتا رہا اور وہ کم نہ ہوا۔ ایک روز اس کے دل میں آیا کہ اس کو پیانہ سے ناپ توں اور علوم کروں کہ کتنا باقی رہ گیا ہے۔ جب اس نے پیانہ میں بھراؤ ختم ہو گیا۔ حضرتؐ نے فرمایا اگر وہ نہ ناپتا تو اس میں سے ہمیشہ سے کھاتا۔

جو بہترین مجروحہ۔ غاصد اور قاتر نے بطریق متذہب روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیبیہ میں چند تھوڑے صاحب کے ساتھ قیام پذیر تھے۔ اور وہاں نہایت گرم تھی۔ لوگوں نے حضرتؐ سے شکایت کی کہ آپؐ دعاں خشک ہو گیا ہے اور کنواں جو ہے اس میں پانی نہیں ہے اور پانی والے کنوؤں پر قریش نے قبضہ کر لیا ہے۔ حضرتؐ نے پانی سے بھرا ہوا ایک ڈول منگایا۔ دھو کیا اور پانی لے کر منہ میں بھر لیا اور اس ڈول میں ڈال دیا اور فرمایا کہ کنوئیں میں ڈال دو۔ جب وہ پانی کنوئیں میں ڈال گیا تو پانی سے لہر بڑھ گیا دوسری روایت کے مطابق اپنے ترکش سے ایک نیر لگا اور کنوئیں میں ڈال دیا۔ اور دوسری روایت کے مطابق تیر ناچہ دختہ عمرو یا بنت براہ بن عازب کو دے کر فرمایا کہ حدیبیہ کے کسی کنوئیں میں ڈال دو۔ جب وہ تیر ڈال گیا پانی تیر کے نیچے سے جوش میں آیا۔ جب کافروں نے دیکھا تعجب کیا اور کہا یہ محمدؐ کے ہاؤ سے پسید نہیں ہے۔ جب حضرتؐ وہاں سے روانہ ہونے لگے تو فرمایا تیر کنوئیں سے نکال لو۔ جب تیر نکال لیا گیا تو پانی بالکل نائل ہو گیا گویا سب اس میں تھا ہی نہیں۔ دوسری روایت کے مطابق لوگوں نے جنگ تبوک میں کئی آب کی شکایت کی۔ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک تیر ایک شخص کو دیا اور فرمایا کنوئیں کی تہ میں ڈال دو۔ جب ایسا کیا گیا پانی اوپر تک آ گیا اور تیس ہزار افراد حیوانوں سمیت اس سے سیراب ہوئے۔

بہترین مجروحہ۔ ابن شہر آشوب نے جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ

میں ایک مرتبہ بیمار تھا اور میری پوشش ہو گیا تھا۔ آنحضرت علیہ السلام میری عیادت کو آئے اور اپنا دست مبارک دھوا پھر اس پانی کو مجھ پر چھڑک دیا۔ میں پوشش میں آیا اور مجھے شفا ہو گئی۔

دست مبارک دیکھا چراس پانی کو بھر کر چرس کیا۔۔۔ یہ اس کی ایک اور عادت تھی۔
 چھتر واں مجروح۔۔۔ این شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ طویل فامری اور دوسری رعایت کی
 بنا پر حسان بن ثابت مرض خود میں مبتلا ہوئے۔ حضرت سے شفا کی التجا کی۔ حضرت نے ایک برتن میں پانی
 منگوایا اور اپنا لعاب دہن اس میں ڈال دیا اور فرمایا کہ اس سے غسل کرے۔ ساتھوں نے غسل کیا فوراً شفا ہو گئی۔
 ستتر واں مجروح۔۔۔ روایت ہے کہ عیسیٰ بن ماری کو سفید داغ ہو گئے تھے۔ حضرت نے اپنا لعاب دہن
 ان پر لگا دیا ان کو شفا ہو گئی۔

اشتر واپس مجھ کو۔ محمد بن غاظم سے روایت ہے کہ میرے بچپن میں ایک مرتبہ دیگ میں پانی بھرا رہا تھا وہ میرے بائیں ہاتھ پر گر پڑا۔ میری والدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں مجھے لائیں۔ آپ نے منہ میں پانی لے کر میرے ذالود میرے بازو پر مل دیا اور یہ دعا پڑھی: اذھب الیاس رب الناس واشف انت الشافی لا شافی الا انت شفاء لا یغادر سقمًا۔ مجھے اس وقت شفا ہو گئی۔

ایسیاں مجروحہ۔ روایت ہے کہ قتادہ بن رمی اور دوسری روایت کے مطابق قتادہ بن نعمان کی ایک آنکھ جنگ اُرد میں حلقہ چشم سے باہر نکل پڑی تھی۔ حضرت نے اُس کو اُس کی جگہ پر رکھ دیا وہ درست ہو گئی۔ دوسری آنکھ میں تو کبھی درد و تکلیف بھی ہو جاتی تھی لیکن اس میں کبھی کوئی شکایت نہیں ہوتی۔ ایک روایت کے مطابق عبداللہ بن اُمیس کو بھی ایسا ہی حادثہ ہوا تھا۔ حضرت نے ہاتھ پھیر دیا اور وہ درست ہو گئی۔

ایکا سیواں مجھ۔۔ روایت ہے کہ محمد بن مسلمہ کا پیر زانو سے ٹوٹ گیا تھا جس روز کہ کعبہ الاشراف
فصل کیا گیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دست مبارک اُس مقام پر پھیر دیا وہ بھی دُوسرے پیر کی طرح
صحیح ہو گیا۔

یہاں بیسیواں مجروحہ۔ عروہ بن لہیر سے روایت کی گئی ہے کہ ایک عورت مکہ میں تھی زہرہ نام کی۔ وہ مسلمان ہو گئی۔ اس کے بعد نوحینا ہو گئی۔ کفار مکہ کہنے لگے کہ لات وغریب نے اس کو اندھا کر دیا۔ حضرت نے اس کی آنکھوں پر پانچ دست آہن پھر دیا وہ بدینا ہو گئی۔ تب کفار کہنے لگے کہ اگر اسلام بہتر دین ہوتا تو زہرہ ہم سے پہلے مسلمان نہ ہوتی۔ اس وقت خدا نے یہ آیت نازل فرمائی۔ **وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَلَئِنْ أَمْنُوا لَأَنُؤْمِنَنَّ مَعَهُمْ سَبَقُوا بِاللَّيْلِ** (سورۃ الاحقاف۔ آیت ۱۷)

ترا سیدیاں مجھ سے۔ روایت ہے کہ جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبد اللہ بن قیس کو ابو رافع یہودی کے قتل کے لیے بھیجا جو اپنے قطعہ میں تھا واپسی میں اُن کا یا فل ٹوٹ گیا۔ وہ جب حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ کے (را یا ہیر بھیلو) پھر حضرت نے اپنا ہاتھ وہاں پھیر دیا۔ اسی وقت شفا ہو گئی۔

چند سیواں مجھ۔۔۔ این شہر آشوب وغیرہ۔۔۔ خدا ویت کی ہے کہ ایک روز جناب رسول خدا ﷺ علیہ السلام ایک گاؤں میں ایک درخت کے نیچے آرام فرما رہے تھے۔ جب آپؐ بیدار ہوئے پانی طلب کر کے اسی درخت کی جڑ میں دھو کیا اور گلی کی۔ دوسرے روز لوگوں نے دیکھا کہ وہ درخت بڑا ہو گیا اور بار آور ہو گیا ہے بڑے بڑے پھل لگے ہوئے ہیں جتنی خوشبو وغیرہ کے مانند تھی اور شہد کی طرح شیریں تھا۔ جو بھوکا اس کو کھانا سیر ہو جاتا پیا سا سیراب ہو جاتا بیدار شفا پاتا۔ جو حیوان اس درخت کی بنیاں کھاتا اس کا قودہ بہت زیادہ ہو جاتا۔ اس گاؤں کے قرب و جوار کے لوگ اس کی بنیاں ثقا کے لئے لے جاتے تھے وہ درخت اس قبیلہ کے لئے آب و غذا کے مانند تھا اور ہمیشہ اس کی برکت سے ان کے مال و اولاد میں ترقی ہوتی تھی۔ ایک روز اس کی بنیاں زرد اور چھوٹی ہو گئیں اور وہ درخت مر چکا گیا۔ چند روز بعد ان کو ٹھونسنی کی آفت حضرتؐ کا انتقال ہو گیا اس کے بعد اس میں پھل کم ہو گئے اور ان پھلوں میں شیرینی اور خوشبودی کم ہو گئی تیس برس تک وہ اسی حال پر قائم رہا۔ تیس سال کے بعد ایک روز ان لوگوں نے دیکھا کہ اس کی طراوت اور کم ہو گئی اور اس کے پھل بھی گر گئے۔ چند روز کے بعد ان کو مہلوم ہذا کا امیر المؤمنین علیہ السلام شہید ہو گئے اس کے بعد پھر اس میں پھل نہیں لگے۔ لیکن لوگ اس کی پیوں سے شفا اور برکت حاصل کرتے تھے خاصی حال پر کچھ عرصہ تک باقی رہا۔ پھر ایک روز دیکھا کہ درخت خشک ہو گیا اور اس کی جڑ سے تازہ خون جوشن نکلتا ہے اور اس کی پیوں سے خون کا پھانسی ٹپک رہا ہے جیسے گوشت دھونے کے بعد پانی نکلتا ہے اس کے چند روز بعد ان کو اطلاع ملی کہ اس مہلوم حسین علیہ السلام شہید ہوئے۔

پچاسیواں مجھ۔۔۔ شعی طوسی اور این شہر آشوب نے زید ابن ارقم سے روایت کی ہے کہ ایک روز صبح کا حضرتؐ بھوکے سے بچیں تھے اور جناب سیدہ صلوٰۃ اللہ علیہا کے گھر تشریف لے گئے۔ وہاں جناب حسن و حسین علیہم السلام کو دیکھا کہ بھوکے سے رو رہے ہیں۔ حضرتؐ نے اپنا اسباب دین لکھ کے منہ میں دے دیا وہ سیر ہو کر سو گئے۔ آنحضرتؐ امیر المؤمنین کے ساتھ ابوالہشیم کے مکان پر تشریف لے گئے۔ وہ بولے مرحبا یا رسول اللہ ﷺ پر شاق ہے کہ آپؐ اور آپ کے اصحاب میرے گھر آئیں اور میرے پاس ضیافت کے لئے کچھ نہ ہو کہ سامنے لا کر حاضر کر دوں۔ میرے پاس جو کچھ تھا میں نے ابھی ہسالیوں پر تقسیم کر دیا۔ حضرتؐ نے فرمایا جبریل علیہ السلام ہمیشہ حقوق ہمالگان کے بارے میں تاکید کیا کرتے تھے یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ ان کے آپس میں میراث مقرر ہو جائے گی۔ پھر حضرتؐ نے ان کے گھر کے ایک طرف خرے کا ایک درخت دکھا۔ فرمایا کہ اے ابوالہشیم اجازت ہے کہ میں اس درخت کے پاس جاؤں؟ اس نے کہلایا رسول اللہ ﷺ درخت نہ ہے اس میں کبھی پھل نہیں لگتے آپؐ چاہیں تو تشریف لے جائیں۔ آنحضرتؐ اس درخت کے نیچے گئے اور فرمایا یا علیؑ ایک پیالہ میں پانی لاؤ۔ جناب امیرؑ نے پانی لائے آپؐ نے دہن اقدس میں لے کر پانی کو چاروں طرف پھرایا اور اس درخت پر گلی کر دی وہ اسی وقت بقصد الہی خوشن سے بھر گیا اور رطب اس میں پیدا ہو گئے۔ حضرتؐ نے فرمایا پہلے ہسانوں کے لئے بھجو۔ پھر تم لوگوں نے سیر ہو کر کھایا اس پر سے ٹھنڈا پانی پیا۔ حضرتؐ نے فرمایا یا علیؑ میرے ان نعمتوں میں سے ہے جس کے بارے میں

حضرتؐ کا حکم تھا کہ اگر کوئی شخص اس درخت کے پھل کھا کر اس کی برکت سے محروم نہ ہو جائے۔

خود اس کا ذکر ہے کہ

خدا فرماتا ہے کہ روز قیامت سوال کیا جائے گا۔ پھر فرمایا کہ جو لوگ موجود نہیں ہیں یعنی فاطمہ و حسنین علیہم السلام ان کے واسطے بھی اس میں سے رطب لے لو۔ اس کے بعد سے وہ درخت ہمیشہ پھل لانا رہا۔ ہم لوگ اس سے برکت حاصل کرتے تھے اور اس کو نخلۃ الجبران کہتے تھے۔ یہاں تک کہ سال حرمہ میں وہ پیدلید علیہا اللعنتہ والذباب الشدید نے اہل مدینہ کے قتل کا حکم دیا اسی فتنہ میں وہ درخت بھی کاٹ ڈالا گیا۔

چھیا سیواں مجرہ۔ این شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ عامر بن کریم روز فتح مکہ اپنے لڑکے عبداللہ کو آنحضرت کی خدمت میں لایا اس وقت وہ پانچ مہینے کا تھا۔ حضرت نے آپ وہیں اُس کے منہ میں ٹافہ و شوق کے ساتھ پی لیا۔ حضرت نے فرمایا خدا اس کو پانی کو پانی رضی کرے۔ حضرت کی دعا کا یہ اثر ہوا کہ وہ جس زمین پر پہنچ جاتا تھا وہاں کے کھیتوں کے پانی کی ذرا دانی ہو جاتی تھی۔ اُس کی کھیتاں اور چشمے مشہور ہیں۔

بیسواں باب

وہ حجرات جو دشمنوں کے شر سے حفاظت میں ظاہر ہوئے

پہلا مجرہ۔ ابن ابیہ نے سند معتبر جناب امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک روز ابوہب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور آپ کو ڈرایا دھمکایا۔ آپ نے فرمایا تو مجھ کو کچھ ضرر نہیں پہنچا سکتا۔ اگر ایسا ہوا تو میں دہش کو ہونگا۔ یہ بھی آنحضرت کے حجرات میں تھا۔

دوسرا مجرہ۔ شیخ مفید و راوندی وغیرہ نے جابر سے روایت کی ہے کہ حکم بن ابی العاص عثمان کا چچا آنحضرت کا مذاق اڑایا کرتا تھا اپنا دہن ٹیڑھا کر کے چڑھایا کرتا تھا اور حضرت علی کی نقل کیا کرتا تھا۔ ایک دن آنحضرت نے اُس پر نفرین کی وہ وہ جیسے نک و دوا اندر رہا۔ پھر ایک دن آنحضرت تشریف لے جا رہے تھے، راستہ میں وہ جیسے چل رہا تھا اور اپنا ہاتھ حضرت کو چڑھانے کے لیے گھماتا جاتا تھا۔ حضرت نے فرمایا ایسا ہی رہے گا۔ وہ کسی عارضہ میں مبتلا ہوا تو اُس کے ہاتھ اس بطرح ٹیڑھے ہو گئے یہاں تک کہ حضرت نے اس کو مدینہ سے نکال دیا۔ اور حکم دیا کہ کوئی اس کو مدینہ میں داخل نہ ہونے دے۔ جب جناب عثمان کی خلافت کا زمانہ آیا انہوں نے اُس ملعون کو مدینہ میں بلا لیا۔

تیسرا مجرہ۔ علی بن ابیہم، راوندی اور ابن شہر آشوب وغیرہ نے امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ ایک دفعہ کہہ کے پاس حضرت نماز پڑھ رہے تھے۔ ایچ جیل نے قسم کھائی تھی کہ جب حضرت کو نماز پڑھتے دیکھ گا ہلاک کر دے گا۔ جب اس نے حضرت کو دیکھا ایک بڑا پتھر اٹھا کر چلا۔ جب اُس نے ہاتھ بلند کیا وہ اُس کی گردن میں پھنس گیا۔ وہ اس بطرح اپنے ساتھیوں کے پاس واپس آیا اور پتھر ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ اور دوسری روایت کے مطابق حضرت سے فریاد کی: حضرت نے دعا کی تو پتھر اس کے ہاتھ سے الگ ہوا۔ پھر دوسرا شخص اٹھا

وہ حجرات جو دشمنوں کے شر سے حفاظت میں ظاہر ہوئے

بیسواں باب

اور کہا کہ میں ان کو ہلاک کرتا ہوں۔ جب وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب پہنچا خوف سے کانپنے لگا اور واپس آگیا۔ کہا کہ میرے اور حضرت کے درمیان آؤٹ کے برابر ایک اور ہا حاصل تھا اور اپنی دم زمین پر بیٹھ رہا تھا۔ دوسری روایت کے مطابق ابو جہل آیا تاکہ اپنا پیرا حضرت کی گردن پر دے لیکن فوراً ہی واپس چلا گیا لوگوں نے پوچھا کیوں واپس آگیا اس نے کہا میرے اور آنحضرت کے درمیان ایک خندق آگ سے بھری ہوئی حاصل تھی اور چند فرشتے دیکھے جگے نہ گئے۔ حضرت نے سنا تو فرمایا اگر وہ میرے قریب آتا تو فرشتے اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے۔

چوتھا معجزہ۔ علی بن ابراہیم ابن ابویہ ابن شہر آشوب اور شیخ طبری وغیرہم نے آیت ان کفناک المصنن شیئاً ربیآیت ۹ سورۃ حجر ہم تمہارا مذاق اڑانے والوں کے لئے کافی ہیں، کی تفسیر میں روایت کی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث برسات ہوئے تو سب سے پہلے علی بن ابی طالب ایمان لائے۔ پھر جناب فد بن حبشہ ایک روز جناب ابوطالب اور حضرت جعفر طیار علیہم السلام آئے، دیکھا کہ آنحضرت نماز پڑھ رہے ہیں اور علی بھی ان کے ساتھ ان کے برابر کھڑے نماز میں مشغول ہیں۔ ابوطالب نے جناب جعفر سے فرمایا کہ تم بھی اپنے پسند ہم کے دوسرے پہلو میں جا کر نماز پڑھو۔ جعفر حضرت کے بائیں طرف جا کر کھڑے ہو گئے تو حضرت ان کے آگے ہو گئے۔ اس کے بعد زید بن عاصم ایمان لائے اور پانچ افراد میں سال تک نماز پڑھا کرتے تھے۔ اس کے بعد خدا نے حکم دیا کہ اپنے دین کو ظاہر کرو اور مشرکوں کی پر وامت کرو۔ بیٹھ گئے۔ تم کو مذاق اڑانے والوں کے شر سے محفوظ کر دیا ہے۔ اور وہ پانچ اشخاص تھے: ولید بن مغیرہ۔ فاضل بن وائل۔ اسود بن مطلب۔ اسود بن عہد بنوٹ اور عاتق بن طلحہ۔ اور بعضوں نے چھ افراد عاتق بن قیس کو شامل کر کے کہا ہے۔ حضرت جبریل آئے اور آنحضرت کے پاس کھڑے ہو گئے۔ ولید اور عہد سے گدھا تو جبریل نے کہا یہ ولید بہر مغیرہ ہے اور آپ کا مذاق اڑانے والوں میں سے ہے۔ حضرت نے فرمایا ہاں۔ جبریل نے اس کی طرف اشارہ کیا اور وہ چلا گیا اور ایک مرد فرناص کے پاس پہنچا جو تیر تراش رہا تھا۔ مغیرہ کو پیر ایک تاشے پر پڑ گیا جس کا ریزہ تلوار سے میں شہ کیا اور خون جاری ہو گیا۔ لیکن اس نے طرد و نخوت کے سبب پسند نہیں کیا کہ جنگ کر لکھے۔ جبریل نے ناسی عہد کا اشارہ بھی کیا تھا جہاں جبر بنایا جا رہا تھا جب ولید اپنے گھر گیا ایک لڑکی پر بیٹ گیا۔ اس کی لڑکی زمین پر لیٹی تھی اس کے تلوے سے خلی اس قدر جاری ہوا کہ لڑکی کے بستری تک بہہ نکلا۔ لڑکی بیدار ہو گئی اور اپنی کینز سے بولی کہ تونے شانہ وہاں مشک نہیں باندھا تھا باقی یہاں تک بہہ کر آگیا۔ ولید بولا یہ تیر سے باپ کا خون ہے مشک کا باقی نہیں ہے۔ میرے لڑکوں اور میرے بھائی کے لڑکوں کو تلوے کے تیر نہ کہ میں لب زندہ نہ بچوں گا۔ میں کچھ وصیت تو کر لوں۔ تم سب بچے گئے تو اس نے عہد اللہ بن ربیعہ سے کہا کہ عمار بن ولید حبشہ میں ہے۔ تمہارے خطے کے نجاشی کو بھیج دے کہ اس کو کہہ واپس کر دے۔ پھر اپنے سب سے چھوٹے لڑکے سے جس کا نام ہاشم تھا کہا کہ اسے فرزند میں تجھ کو پانچ وصیتیں کرتا ہوں ان کو یاد رکھنا۔ پہلی وصیت تو ہے کہ ابوہریرہم دوسری کو قتل کر دینا۔ خولہ اس کے عوض تجھ کو تین دیت دیں چھوڑنا امت کیونکہ میری

ترجمہ حیات القلوب جلد دوم

یہی کہ جو اس کی لڑکی تھی لبرو سٹی لے گیا۔ اگر فی میر سے پاس رہنے دیتا تو تیرے ایسا لڑکا اس سے پیدا ہوتا۔ دوسری وصیت یہ کہ خوں کا جو بدلا یعنی خزاہ سے ملے لینا ہے اس کو مت بھولنا۔ تیسری وصیت یہ کہ خوں کا جو بدلا خنزیر بن عامر سے لینا ہے اس کا غوطہ لے لینا۔ چوتھی وصیت یہ کہ جو چند بیت قبیلہ حقیف کے ذمہ ہیں ان سے وصول کرنا۔ پانچویں وصیت یہ کہ اسقف بجران کا ڈکوسو دینار میسے دقتہ ہے اس کو واپس دے دینا۔ یہ کمالہ جنم واصل ہوا۔

اس کے بعد ماس بن فاضل حضرت کی طرف سے گزرا۔ جبریل نے اس کے پیر کی طرف اشارہ کیا تو ایک لکڑی اس کے غلوے میں بھی چبھ گئی اور کشتہ پاسے باہر نکل آئی جس سے وہ مر گیا۔ دوسری روایت کے مطابق ایک کاٹنگہ گیا اور چلی ہوئی رہی۔ اس نے اس قدر عجایب کا ہوا کہ ہو گیا۔

جب اس میں مطلب حضرت کی طرف سے گزرا تو جبریل نے اس کی آنکھ کی طرف اشارہ کیا اور وہ اندھا ہو گیا۔ اس نے دیکھا ہے اپنا سر نکرایا اور جنم واصل ہوا۔ دوسری روایت ہے کہ جبریل نے اس کے پیٹ کی طرف اشارہ کیا تو پیاس میں مبتلا ہوا اور اس قدر پانی پیا کہ اس کا پیٹ پھٹ گیا۔

اسود بن حیدر نبوت پر خود حضرت نے فریق کی تھی کہ خدا اس کو اندھا کر دے اور لڑکے کے غم میں جس کو کہے۔ پھر اس روز جبریل نے ایک برگ سبز اس کے منہ پر مارا۔ وہ آنحضرت کی دعا کی قبولیت کی وجہ سے زندہ رہا۔ آخر روز ہر اس کا لڑکا مارا گیا اور لڑکے کے غم میں مر گیا۔

حادث بن طلطلہ کے سر کی جانب جبریل نے اشارہ کیا اس میں زخم پیدا ہو گیا اور اسی میں وہ مر گیا بعض کہتے ہیں کہ اس کو سانپ نے کاٹا اور مر گیا۔ بعض کا بیان ہے کہ زہریلی ہوا اس میں اٹھ نڈا ہوئی۔ جس سے اس کا رنگ سیاہ ہو گیا اور اس کی صحت خراب ہو گئی۔ وہ اپنے گھر آیا تو گھر والوں نے نہ پہچانا اور اس قدر مارا کہ مر گیا۔ اور حادث بن قیس نے زہریلی چلی کھائی اور اس قدر زہر پانی پیا کہ مر گیا۔

پانچواں بھورہ۔ راوندی نے روایت کی ہے کہ ایک یہودی محدث نے حضرت پر جاؤ کیا تھا اور چند گریں ایک دھاگے میں باندھ کر کنوئیں میں ڈال دیا تھا۔ جبریل نے حضرت کو خبر دی اور حضرت نے بیٹھ کر کان کنوئیں میں چند گریں پڑاؤں کا کاٹے۔ وہ نکلا گیا تو اس طرح بوجھیا حضرت نے بیا کیا تھا۔ حضرت پر جاؤ کا کوئی اثر نہ ہوا۔

چھٹا بھورہ۔ راوندی وغیرہ نے ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کعبہ کے سامنے مسجد میں مشغول تھے۔ البرجیل سے کاؤنٹ نکریا گیا تھا اس ملعون نے اس کی باوجود بھیجی جو آنحضرت کی پشت پر کسی طعنے نے ڈالی۔ جناب فاطمہ نے آکر اس کو صاف کیا۔ جب آنحضرت نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا خداوند اتر ہی ان کافروں سے انتقام لے اور البرجیل، قہر مشیبہ، ولید، امیہ،

لے مؤلف فرماتے ہیں کہ ملایکائے والوں کی تعداد اور ان کے حالات مختلف ہیں۔ میں نے بعض کا ذکر کر دیا اور بعض کے حالات مذکور ہو چکے ہیں۔

اور ابن ابی حنیفہ اور ایک جماعت کا نام لیا جسکو میں نے دیکھا کہ چاروہ کے میں مقبول پڑے ہیں۔
ساتواں مجزہ۔ خاصہ نے امام جعفر صادق سے اور عامر کے متحدہ طریقہ سے روایت کی ہے کہ عقبہ
سیر ابوہب نے کہا میں تم کے پروردگار سے انکار کرتا ہوں اور حضرت کی طرف منہ کر کے قہقہہ دیا۔ حضرت نے
فرمایا تو ڈرتا نہیں تھ کہ وہ منہ بھاڑ ڈالے۔ اور دوسری روایت کے مطابق فرمایا کہ خداوند اس پر اپنے کتوں میں
سے کسی کو مسلط فرما۔ اس کے بعد وہ ایک خانہ کے ساتھ میں کی طرف گیا ایک روایت ہے کہ شام کی جانب گیا۔
وہ کہا کرتا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہمدعا سے ضرور مجھے زندہ بھاڑ ڈالے گا۔ ابوہب نے لوگوں سے
کہا کہ اس کی حفاظت کرتے رہیں اور تنہا نہ چھوڑیں کہ محمد کی دعا مستجاب ہو۔ غرض اپنے اس باب میں کئے
اور سب سے بلند مقام یہاں کو جگہ دی اور سب اس کے قریب چاروں طرف سوئے۔ مدت کے وقت شیر آیا اور
سب کو سونگھے لگا۔ آخر جست کے کہ اس کو کچرہ اور بھاڑ ڈالا۔

آٹواں مجزہ۔ روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کعبہ کے نزدیک زمانہ کے چنے کھڑے ہوتے
تو خداوند عالم انکو کافروں کی نگاہوں سے پریشیدہ مکیاں تھا اور وہ حضرت کو نہیں دیکھ سکتے تھے۔
نواں مجزہ۔ رافندی وغیرہ نے حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن امیہ نے حضرت سے
کہا میں آپ پر اس وقت تک ایمان نہ لاؤں گا جب تک خدا اور تمام فرشتے آپ کی صداقت پر گواہی نہ دیں یا
آسمان پر جا کر کوئی کتاب لائے۔ اور اگر یہ سب بھی آپ کرو کھائیں نہ کھریں میں نہیں جانتا کہ ایمان لاؤں گا یا
نہیں۔ حضرت مسکنہ رنجیدہ ہوئے اور گھر واپس چلے گئے۔ ابو جہل نے کہا اگر دو حیرتوں نہ ہوں تو میں
تو میں ایک بڑا پتھر ان کے سر پر مار دوں گا۔ جب دوسرے روز حضرت مسجد میں داخل ہو کر مشغول نماز
ہوئے ابو جہل ایک بڑا پتھر لے کر حضرت کی طرف چلا۔ قریب پہنچا تو کانٹے لگا اور ہاس چلا گیا۔ لوگوں
نے سبب پوچھا تو کہا میں نے پہاڑوں کے مانند کچرہ مار دیں کو دیکھا جو حضرت کو گھرے ہوئے تھے اور کچرے
میں قہقہہ ہوئے تھے۔ اگر میں خدا بھی حرکت کرتا تو مجھ کو کچرے دیتے۔

دسواں مجزہ۔ رافندی نے بسند معتبر امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے ایک مدت
نمازیں سجدہ تہت ید الہی لہب کی عبادت فرمائی تو لوگوں نے نام جھیل سے کہا جو ابو سفیان کی بہن تھ ابوہب
کی زوجہ تھی کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نمازیں تھ پر اور تیرے شوہر پر لعنت کی ہے اور تمہاری
خدمت کرتے تھے۔ وہ طوہر غضبناک ہو کر حضرت کی تلاش میں باہر نکل۔ کہتی تھی کہ اگر میں اللہ کو دیکھ لوں گی
تو گالیوں ماروں گی (معاذ اللہ) لوگوں سے حضرت کو دریافت کر رہی تھی کہ وہ کہاں ہیں۔ آخر مسجد میں داخل
ہوئی۔ جناب ابو بکر آپ کے پاس بیٹھے تھے۔ غرض کہ یا رسول اللہ آپ چھپ جائے کہ ام جہیل آپ سے
مجھے خوف ہے کہ وہ حضرت کو برا بھلا کہے گی۔ حضرت نے فرمایا مجھے دیکھ دے۔ جب وہ قریب آئی تو
حضرت کو نہ دیکھا۔ تو ابو بکر سے پوچھا کہ تم نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہے؟ انہوں نے کہا نہیں
تو وہ اپنے گھر واپس چلی گئی۔ امام محمد باقر نے فرمایا کہ خدا نے ایک حجاب زندہ حضرت کے اور اس کے درمیان
ڈال دیا۔ وہ طوہر اور تمام کفار حضرت کو نہ دیکھ سکتے تھے۔ یعنی بہت خدمت کیا ہوا۔ حضرت فرماتے تھے کہ خدا نے

میرا نام اُن کے دل سے محو کر دیا ہے اور مذہم کی مذمت کرتے ہیں جو میرا نام نہیں۔ شیخ طبری اور ابن شہر آشوب اور تمام مفسرین خاصہ و عامہ نے اس فقرہ کو اس حدیث ابو بکر و غیرہ سے نقل کیا ہے۔ اور روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت فرمائی وَ اِذَا قُرِئْتَ الْقُرْآنُ فَاسْمِعْ لَهُمْ يَكُونُوا يَسْمَعُونَ بانی الدین لَایُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ جَعَلْنَاهُمْ مُتَنَبِّئِينَ لِآيَاتِ اللَّهِ هَکَیْمَہِمْ۔ آیت: سَمِعَ یَا اِسْرَآئِیْلُ جِبْرِیْلُ حَمْدُہُ کے پاس آئی اور آپؐ کو نہ دیکھا تو ابو بکرؓ سے بولی کہ میں نے سنا ہے کہ آپؐ کے ساتھی نے مجھ کو بُرا کہا ہے۔ حضرت ابو بکرؓ نے کہا آپؐ کی قسم حضرتؐ نے تم کو برا نہیں کہا ہے۔

گیارہواں مجملہ۔ شیخ طبری وغیرہ نے روایت کی ہے کہ ابو جہلؓ اور ولید بن مغیرہؓ نے ایک جماعت کے نبیؐ محمدؐ کے ساتھ مشورہ کیا کہ جب آنحضرتؐ مسجد میں آئیں اُن کو مار ڈالیں۔ جب دوسرے روز آنحضرتؐ مسجد میں آئے اور نماز میں مشغول ہوئے۔ اسی سبب نے ولید کو بھیجا کہ آنحضرتؐ کو ہلاک کر دے۔ جب وہ حضرتؐ کے قریب پہنچا تو آپؐ کی آواز سنتا تھا مگر حضرتؐ کو دیکھتا نہ تھا۔ اُس نے واپس جا کر یہ حال بیان کیا تو اُن لوگوں کو یقین نہ آیا اور سب کے سب حضرتؐ کے پاس گئے۔ آپؐ کی آواز سنی تو آواز کے پیچھے چلے۔ پھر اپنے پیچھے آواز سنی تو اپنے آواز کی طرف دوڑے۔ پھر آواز پہلے مقام سے سُنی اُس طرف آئے۔ اسی طرح دوڑتے رہے اور حیران و پریشان ہو کر واپس چلے گئے تو خدا نے یہ آیت نازل کی۔ وَجَعَلْنَا مِنْ بَیْنِ اَیْمَانِہُمْ سِدًّا وَ اَنْفُسِہُمْ سِدًّا اَفَا تَعْصِمُوْنَ رِجْلَکُمْ سِیْمَا اَمَرْنَا بِاَلْفِ سِرَاطٍ یُسَبِّحُ بِحَمْدِہِ سُبْحَانَہُ وَ اَمَّا غَیْثُہُمْ فَہُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ رِجْلَکُمْ سِیْمَا اَمَرْنَا بِاَلْفِ سِرَاطٍ یُسَبِّحُ بِحَمْدِہِ سُبْحَانَہُ۔ شیخ طبری وغیرہ نے روایت کی ہے کہ جب عرب کے یہودیوں نے آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جنگ نہ کرنے کا عہد اور جو دیت مسلمانوں پر لازم ہے اُس میں اعانت کرنے کا اقرار کیا تو حضرتؐ نے انہیں کے پاس گئے اور اُس میں اعانت چاہی۔ انہوں نے کہا۔ بیٹھے کھانا دھیرہ کھائیے ہم دیت جمع کر کے حاضر کرنے ہیں اور درپردہ حضرتؐ کو ہلاک کرنے کی کوشش میں مشغول ہوئے۔ اسی وقت جبریلؑ نازل ہوا اور اُن کے ارادہ سے حضرتؐ کو آگاہ کیا۔ حضرتؐ اُن کے گھر سے باہر نکل آئے اور ان کی ہمدردی ظاہر ہو گئی۔

تیرہواں مجملہ۔ شیخ طبری اور ابن شہر آشوب وغیرہ نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ عرب کے ایک گروہ سے جنگ کے لئے چلے اور ایک موضع میں پہنچے جس کو ذی لہر کہتے تھے۔ وہاں کے لوگ لشکر دیکھ کر بھاگ گئے اور پہاڑ کی چوٹی پر جا کر پناہ گزین ہوئے۔ حضرتؐ اُس مقام پر ٹھہرے جہاں سے اُن کو دیکھ سکیں پھر اپنے لشکر سے فضلؓ نے حاجت کے لئے لکھے۔ بارش ہوئے گی جس سے آپؐ بالکل بھیگ گئے اور کپڑے تر ہو گئے۔ آپؐ نے اپنے کپڑے اتار کر ایک درخت پر شکار دینے اور اُس کے سایہ میں لیٹ گئے۔ وہ دیہاتی حضرتؐ کو دیکھ رہے تھے۔ اُن کا سردار جس کا نام دشودینؓ تھا حضرتؐ کے پاس آیا اور تلوار نکال کر بولا اس وقت آپؐ کو میرے ہاتھ سے کون بچا سکتا ہے؟ آپؐ نے نہایت اطمینان سے فرمایا کہ خدا۔ جبریلؑ نے اس کے سینہ پر اتھارا اُس کی تلوار ہاتھ سے چھوٹ گئی اور وہ زمین پر گر پڑا۔ آنحضرتؐ نے اس کی تلوار اُٹھالی اور اُس کے پاس آکر فرمایا اب تم کو میرے ہاتھ سے کون بچائے گا؟ اُس نے کہا کوئی نہیں اور کھڑے ہو کر

مسلمان ہو گیا اور اپنی قوم کو بھی اسلام کی دعوت دی۔ دوسری روایت کے مطابق جب اسی نے چاہا کہ حضرت پرتو سے فار کرے گا بچے لگا اور خود اس کے ہاتھ سے گر پڑی۔ اور ابو حمزہ ثمالی کی روایت کے مطابق دشور کا بیان ہے کہ ایک مرد سفید پوش نے میرے سینہ پر ہاتھ مارا۔ میں نے سمجھ لیا کہ وہ فرشتہ تھا چودھواں مجزہ۔ ابن شہر آشوب نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ کنبرا قریش حجاز انجیل میں جمع ہوئے اور بالاتفاق جسم کھائی کہ اگر عتقہ کو مسجد میں دیکھ لیں گے تو سب مل کر ان کو قتل کر دیں گے۔ جناب طہ کو اس کی اطلاع ہو گئی اور وہ دعوتی ہوئی آنحضرتؐ کے پاس آئیں اور ان کا ارادہ بیان کیا۔ آپؐ نے وضو کے لئے ان سے ہائی منگوایا اور وضو کے مسجد میں شہادت لے گئے۔ جب ان لوگوں نے دیکھا خدا نے حضرتؐ کا رعب ان کے دلوں میں ڈال دیا، ان سب نے اپنا سر جھکا لیا اور ان کی ٹہنیاں سینہ سے چسبے ہو گئیں حضرتؐ نے ایک شخص خاک اٹھا کر ان کی طرف پھینکا اور فرمایا **مُشَاهَبَةُ الْوُجُوهِ**۔ وہ خاک جس جس کے جسم پر پڑی وہ سب دعوت پر ہمارے گئے۔

پندرہواں مجزہ۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ ایک روز آنحضرتؐ سطح میں جا رہے تھے ابواب زمین نے ایک پتھر حضرتؐ کی طرف پھینکا وہ سات رات و دن ہوا میں مشغول رہا لوگ کہتے تھے کہ کون اس کو ہوا میں دھکے مارتے ہے حضرتؐ نے فرمایا وہ جس نے آسمان کو بے ستاروں قائم کر رکھا ہے۔

سولہواں مجزہ۔ ابن شہر آشوب اور اکثر محدثین و مؤرخین نے روایت کی ہے کہ جنگ خلیفہ میں حبشہ بن عثمان نے آنحضرتؐ کے قتل کا ارادہ کیا۔ جب آنحضرتؐ کے بچے وار کرنے کی غرض سے آیا تو اپنے اور حضرتؐ کے درمیان آگ کا ایک شعلہ دیکھا۔ حضرتؐ اس کے ارادہ سے واقف ہو گئے اور اس کی طرف دیکھا اور فرمایا اے شیبہ میرے پاس آ۔ وہ آیا تو فرمایا خداوند اس کے دل سے شیطان کو دور کر دے۔ شیبہ کہتے ہیں کہ حضرتؐ کی اس دعا کے ساتھ ہی آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسے محبوب ہو گئے کہ میں ان کو اپنی آنکھ اور کان سے زیادہ عزیز رکھتا تھا۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا اے شیبہ کافروں سے جنگ کرو۔ جب جنگ ختم ہو گئی جو کچھ اس کے دل میں گزرا تھا اور آپؐ نے دیکھا تھا حضرتؐ نے اس سے بیان کیا اور فرمایا خدا نے تمہارے لئے جو کچھ چاہا وہ اس سے بہتر ہے جو کہ تم خود اپنے واسطے چاہتے تھے۔

سترہواں مجزہ۔ سید ابن طاووس اور ابن شہر آشوب اور دوسرے محدثین نے روایت کی ہے کہ عامر بن طفیل اور لہید بن عقیل آنحضرتؐ کے قتل کے ارادہ سے آئے جب مسجد میں داخل ہوئے عامر حضرتؐ کے نزدیک آیا اور پوچھا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر میں مسلمان ہو جاؤں تو مجھے کیا ملے گا؟ فرمایا جو تمام مسلمانوں کے لئے ہوگا وہ سب تیرے لئے بھی ہوگا۔ اور جو کچھ تمام مسلمانوں کے لئے لازم ہوگا وہ تم پر بھی لازم ہوگا۔ اُس نے کہا تم تو یہ چاہتا ہو کہ آپؐ اپنے بند کے لئے مجھے اپنا خلیفہ بنا لیں۔ حضرتؐ نے فرمایا یہ میرے اور تیرے اختیار میں تمہیں ہے بلکہ خدا کے اختیار میں ہے۔ اُس نے کہا اچھا مجھے جنگوں کا دلی بنا دیجئے اور آپؐ شہر کے امیر رہیں۔ آپؐ نے فرمایا یہ بھی ممکن نہیں۔ اُس نے کہا تو میرے واسطے کیا مقرر فرماتے ہیں؟ فرمایا گھوڑے پر سوار ہو کر جہاد کرنا ہی مقرر کرتا ہوں۔ اُس نے کہا میں سر دست منظور کرتا ہوں

آیت کے کھنڈوں کا دیا گیا ہے جو مذکور ہے۔

فرما میرے ساتھ الگ چلنے کے لیے کہہ کر اپنا چاہتا ہوں۔ آپ اٹھ کر اُس کے ساتھ ایک طرف چلے گئے اُس وقت اُس نے ارادہ اپنے چچا زاد بھائی کو اٹھایا کہ شمشیر کھینچ اور حضرت کو مار دے۔ اُس نے غلاف سے تلوار کھینچنا چاہی تو ایک بالشت سے زیادہ نہ نکلی۔ ہر چند کوشش کی تو مار نہ کھینچ سکا۔ عامر جس جس طرح اُسکو اشارہ کرتا رہا وہ اُسے بطرح تلوار نکالنے کی کوشش کرتا رہا مگر تلوار نیام سے باہر نہ نکلی۔ دوسری روایت میں ہے کہ اُس دن نے کہا کہ ایک دیوار میرے اور آنحضرت کے درمیان حائل ہو گئی اور جب دوسری بار میں نے ارادہ کیا عامر کو اپنے زور پر پایا۔ عرض جب آنحضرت نے ارادہ پر نگاہ کی دیکھا کہ وہ نیام سے تلوار نکالنے کی کوشش کر رہا ہے آپ نے فرمایا خداوند امیری حفاظت فرما۔ اسی اشارہ میں لوگوں نے ان کے گرد ہجوم کیا اور وہ دونوں بھاگ گئے۔ لیکن اپنی منزل پر نہیں پہنچنے پائے خدا نے ارب پڑ بھلی گرا دی اور وہ جاک ہو گیا۔ عامر زن سلویہ کے گھر آیا اس کی اُنکلی میں طاعون کا بھوڑا نکل آیا۔ اُس صورت نے کہا اے عامر شتر کے مانند خدہ تیرے بھی نکل رہا ہے کیا سلویہ ہی کے گھر میں مرے گا۔ حالانکہ وہ لوگ اُس قبیلہ کے لوگوں کے یہاں قیام کرنا تنگ و غار تھے۔ یہ سنتے ہی عامر اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر چلا تھوڑی راہ طے کی تھی کہ جہنم داخل ہوا۔

الثار و عواہل معجزہ۔ ابن شہر آشوب وغیرہ نے ابن عباس وغیرہ سے روایت کی ہے کہ خروہ حدیبیہ میں انہی اشخاص مکہ والوں میں سے آنحضرت کو ہلاک کرنے کی غرض سے کوہ خنیم سے نیچے آئے۔ حضرت نے انہیں نصرت کی اور وہ سب اُن سے ہو گئے۔ صاحب نے ان کو گرفتار کیا۔ آخر حضرت نے اُن پر احسان فرمایا اور چھوڑ دیا تو خدا نے یہ آیت نازل فرمائی **هُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ فَاَتَتْكُمْ بَنَاتُهُنَّ بِهَبْطٍ مَّسْكُوتٍ** روایت آیت سے بھی خدا ہے جس نے تم کو گرفتار پر فتح دینے کے بعد مکہ کی سرحد میں ان کے ہاتھ تم سے ہٹا دیے۔

امیسواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب اور اکثر مؤرخین نے روایت کی ہے کہ جب کفار قریش جنگ بدر سے واپس ہوئے ابو لہب نے ابو سفیان سے پوچھا کہ تمہاری شکست کا کیا سبب ہوا؟ اُس نے کہا یہی کہ جس وقت ہم پر میرے بیکار ہونے دو سوے راستہ سے ہم بھاگ کر شہرے ہوئے اور ہم کو اُن لوگوں نے قتل کیا اور اسیر کر لیا جس طرح انہوں نے چاہا۔ اور ہم نے سفید پوش مردوں کو دیکھا جو اہل حق گھوڑوں پر سوار آسمان زمیں کے درمیان معلق تھے۔ اُن کے سامنے کوئی کڑا نہیں ہو سکتا تھا۔ ابو رافع نے عباس کی دختر ام الفضل سے کہا کہ فرشتے تھے۔ ابو لہب نے جو یہ سنا تو ابو رافع کو زمین پر دے چکا۔ ام الفضل نے خیمہ کا ستون ابو لہب کے سر پر مارا کہ اُس کا سر پھٹ گیا۔ اُس کے بعد وہ سات روز زندہ رہا۔ خدا نے اس کو مرضِ حدسہ میں مبتلا کر دیا۔ حدسہ وہ مرض ہے جس سے اہل عرب بہت ڈرتے اور پرہیز کرتے ہیں کہ کہیں دو مردوں کو نہ عارض ہو جائے۔ اسی سبب سے تین روز وہ گھر میں ٹہرا کہ اُس کے لڑکے بھی اُس کے قریب دفن کرنے کے واسطے نہیں گئے۔ آخر اُس کو لوگ رسی باندھ کر کھینچتے ہوئے لے گئے اور مکہ کے باہر ایک جگہ ڈال دیا اور بہت سے ڈھیلے پتھر اُس پر ڈال کر چھپا دیا۔

آنحضرت کے دشمنوں کا دیا گیا ہے جو مذکور ہے۔

جیسواں مجتہدہ۔ اہل شہر آشوب نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جنگ خندق میں ابو سفیان نے سات ہزار تیر انداز مقرر کیے تھے کہ یکبارگی آنحضرتؐ کے لشکر پر تیروں کی بارش کرے۔ صحابہ نے جو یہ خبر سنی خوفزدہ ہوئے اور حضرتؐ سے شکایت کی۔ حضرتؐ نے اپنی آستین کو ہوا میں حرکت دی اور دعا کی۔ جب اُن لوگوں نے تیر چلاتا شروع کیا خدا نے ایک ہوا بھیجی جس نے تیروں کو انہی کی طرف پٹا دیا اور ہر تیر نے اپنے بھینکنے والے کو زخمی کیا۔

جیسواں مجتہدہ۔ اہل شہر آشوب وغیرہ نے روایت کی ہے کہ ایک روز جناب رسول خداؐ میرے کے ساتھ یہودیوں کے ایک قلعہ کی طرف روانہ ہوئے تاکہ مدنی اور وال وغیرہ اُن سے خریدیں۔ ایک یہودی نے کہا جو آپ جانتے ہیں میرے پاس ہے۔ اور اپنے گھر جا کر اپنی زودہ سے کہہ تاکہ قلعہ کی فصیل پر جا اور جب قلعہ میں آئے نکلیں تو بڑا پتھر اُن کے اوپر گرا دے۔ جب حضرتؐ داخل قلعہ ہوئے اور عورت نے وہ پتھر گرایا چاہا جبریلؑ نازل ہوئے اور اپنے ہر دوں کو پتھر پر مارا وہ پتھر دیوار میں سوراخ کر کے بجلی کی طرح گیا اور اُس عورت یہودی کی گروہ میں مش بنی کے چنسن گیا اور وہ بے ہوش ہو گیا۔ جب اُس نے کہا کیا تو مجھ کو روکنے لگا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ تو نے کیا ارادہ کیا تھا کہ ایسی عورت بن کر ہو گیا۔ اُس نے کہا آپ کے ہاتھ کچھ پیچنے کا میرا ارادہ نہ تھا بلکہ اس بچے اپنے مکان میں آپ کو لایا تھا کہ ہلاک کر دوں۔ اس میں شک نہیں کہ آپ صلیبی کرم اور سینہ حرب و جہم ہیں۔ لہذا مجھے صاف کر دیجیے۔ حضرتؐ نے اُس پر رحم فرمایا اور دعا کی تو اس کی گردن سے وہ پتھر نکلا۔

جیسواں مجتہدہ۔ اہل شہر آشوب نے جابرؓ اور ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ایک مرد قریش نے قسم کھائی کہ میں ضرور محمدؐ کو قتل کر دوں گا۔ لیکن اُس کے گھوڑے نے جست کی اُڑان میں پلنگ پر اُڑا اور اس کی گردن ٹوٹ گئی۔

جیسواں مجتہدہ۔ اہل شہر آشوب وغیرہ نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ معمر بن یزید شہادت میں مشہور تھا اور قبیلہ کنانہ میں امیر و سردار تھا۔ قریش نے آنحضرتؐ کے بارے میں اُس سے مدد مانگی۔ اُس نے کہا میں اُن کے شر سے تم کو نجات دلاؤں گا اور اُن کو قتل کر دوں گا۔ میرے پاس بیس ہزار سپاہی ہیں۔ بنی ہاشم کو مجھ سے جنگ کی تاب نہیں ہے۔ اگر خونبہا مانگیں گے تو میرے پاس مال بھی کافی ہے میں خونبہا بھی دے دوں گا۔ وہ ایسی عہد باندھتا تھا جس کی لمبائی دس باشت اور چوٹائی ایک باشت تھی۔ ایک دفعہ آنحضرتؐ

حاشیہ صفحہ ۳۹۲ کا لے مؤلف فرماتے ہیں کہ اب وہ عہد کی شہادہ پر ہے۔ جو شخص اس مقام سے گزرتا ہے چند ڈھیلے اُس پر پھینکتا ہے یہاں تک کہ ایک ڈھیلہ ہو گیا ہے۔ خدا کرنا چاہے کہ خدا رسولؐ کی مخالفت کس طرح صاحبانِ نسبہ شریف کو اپنے شرف و مرتبہ سے محروم کر دیتی ہے اور اطاعتِ خدا و رسولؐ بے حسب و نسب لوگوں کو کیسے بلند درج پر پہنچا دیتی ہے اور اہمیت عزت و شرافت میں داخل کر دیتی ہے۔ یہ اشد ہے جناب سلطانِ فارس کی جانب جگر پیچھے اپنے طبیعت میں داخل فرمایا تھا۔ (مترجم)

بھرا سنبھل میں نماز پڑھ رہے تھے۔ مہر نے اپنی تلوار اٹھالی اور آنحضرتؐ کی طرف چلا۔ جب قریب پہنچا زمین پر گر پڑا اور زخمی ہو گیا۔ پھر اٹھ کر بھاگا اور اس طرح کسمپوش ہوا۔ خون اس کے منہ سے جاری تھا۔ لوگوں نے اس کا یہ حال دیکھا تو اس کے گرد جمع ہو گئے۔ خون اس کے چہرہ سے دھویا اور پوچھا کہ کو کیا ہوا؟ اس نے کہا تمہارے قریب میں جو آیا اس نے دھوکا کھایا۔ میں نے ہرگز ایسا واقعہ نہ دیکھا تھا۔ جب میں اُن کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ دو آدمی ہیں۔ ان کے سر سے پیدا ہونے والے جکے منہ سے آگ نکل رہی تھی، دونوں نے مجھ پر حملہ کیا۔

جو بیسواں مجروحہ۔ اسی شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ کنبہ ہی اس نے غنیل و قتال کے مکان کے درمیان
آنحضرت پر ایک حراق پھینکی جو طبع کر اسی کے سینہ پر پڑی اور وہ ڈر کر بھاگا۔ لوگوں نے پوچھا کیا ہوا اس نے
کہا تم پر دانے ہو شاید اس شتر مست کو نہیں دیکھتے ہو جو میرا بھائی ہے۔ وہ بولے ہم کو کوئی چیز نہیں
دیکھ رہی تھی۔ اس نے کہا میں تو دیکھ رہا ہوں۔ غرض کہ وہ بھاگا اور طاقت تک چلا گیا۔

پچیسواں مجوزہ۔ ابن شہر آشوب وغیرہ نے روایت کی ہے کہ ایک روز دو پہر کو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ سے باہر نکلے اور حجون کی گذرگاہ تک پہنچے اور نصربن الحارث آنحضرتؐ کے قتل کے ارادہ سے پیچھے آ رہا تھا۔ جب حضرتؐ کے قریب پہنچا بھاگا۔ ابو جہل اُس کے پاس آیا اور پوچھا کہاں سے آ رہے ہو؟ اُس نے کہا آج جبکہ محمدؐ تنہا جا رہے تھے اس ارادہ سے اُن کے پیچھے گیا کہ اُن کو ہلاک کر دوں۔ جب میں اُن کے قریب پہنچا میں نے شیروں کو دیکھا جو دھاڑتے ہوئے گھبرہ دوڑ رہے۔ ابو جہل ملعون نے کہا یہ اُن کے جلادوں کا آ رہا ہے۔

چھبیسواں مہرہ۔ اس شہر آشوب و خیر و بے روایت کی ہے کہ ایک مرد قریش نے آنحضرتؐ کو مسجد میں دیکھا، ایک پتھر اٹھایا کہ حضرتؐ کو مارے۔ جب اُس نے اپنا ہاتھ بند کیا وہ پتھر اُس کے ہاتھ سے پھٹ گیا اور ہاتھ خشک ہو گیا۔

سستا میوں مہرہ۔ اسی شہر آشوب اور ابن عباس نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ مسجد میں بندہ گار
ہے تلاوت قرآن کر رہے تھے کہ رقریش کو تاگوہ گورہ۔ اُٹھے تاکہ آنحضرتؐ کو بچہ دلیں تاگوہ ان کے ہاتھ اٹکی
گردنوں میں بندہ گئے اصفہ سب اندھے ہو گئے۔ اور ٹوٹتے ہوئے آنحضرتؐ کے پاس آئے اور آنحضرتؐ سے
گورہ گئے اصفہ دی۔ تو آپؐ نے دعا کی اور ان کے ہاتھ کھل گئے اور ابن کی آنکھیں روشن ہو گئیں۔ اس وقت
سوتہ یسین کی ابتدائی آیتیں نازل ہوئیں۔

اٹھا لیسواں مجوزہ۔ ایسی شہر آشوب نے ابو ذر سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرتؐ مسجد میں تھے ابوسب حضرت اشد علیہ نے ایک پتراٹھا کر چاہا کہ حضرتؐ پیر پھینکے اُس کا تھو اٹھا رہ گیا اور پیچھے لانا ممکن نہ ہوا تو حضرتؐ سے روایا کر دیا اشد فسمیں کھائیں کہ اگر صبح ہو جائے گا تو کبھی حضرتؐ کو کوئی تکلیف نہ پہنچائے گا۔ حضرتؐ نے دعا کی اور ہاتھ درست ہو گیا تو بولا بیشک تم بچے جاؤ گے ہر اُس وقت سورۃ تبت ہداہ نازل ہوئی۔ اُتیسواں مجوزہ۔ ایسی شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ جناب رسول خداؐ ایک مرتبہ بنی شجاع کے پاس گئے وہ اسلام کی دعوت دی انہوں نے انکار کیا اور آنحضرتؐ سے جنگ کے لیے پانچ ہزار سوار آپ کے عقب میں روانہ

کیا۔ جب کہ سوار حضرت کے قریب پہنچے حضرت نے دعا کی اور ایک جو اہل اور سب ہلاک ہو گئے۔

تیسواں مجرہ۔ ابن شہر آشوب اور دوسروں نے روایت کی ہے کہ روز جنگ اعدائے قیہ نے ایک تہذیب حضرت کی طرف بھینکا۔ کہ حضرت کے پیروں پر لگا۔ آپ نے فرمایا خدا تجھ کو ذلیل کرے۔ وہ جب اُحد سے واپس چلا تو ایک مقام پر سوار تھا کہ ایک پہاڑی بکرا آیا اور اپنی سینک اُس کے پیٹ میں گھونپ دی۔ وہ چلا لے لگا ہوا ڈوہ بکرے نے سینک کو پیٹ بھاڑ کر اُس کی گردن کے حلقے سے نکالا۔

اکیسواں مجرہ۔ اور یہ مجرہ متواتر ہے کہ روز جنگ خندق حضرت نے دعا کی اور خدا نے ایک تہذیب اور سخت ہوا۔ بھی جو سنگریزوں کو اڑا کر بھینک دیا۔ اور مسلمانوں کی قلت اور اپنی کثرت کے باوجود بھاگ کر تیسواں مجرہ۔ حضرت نے جنگ بد میں ایک مٹی ریت اٹھا کر کافروں کے لشکر پر مارا اور فرمایا شامت الوحوش اے ہمارے ان سنگریزوں کو اُن کمان کے چہروں تک پہنچا دیا۔ تو جس جس کے منہ پر وہ خاک پڑی وہ اسی روز یا تو مارا گیا یا ہیر ہوا۔

تینتیسواں مجرہ۔ ابن شہر آشوب نے جابر سے روایت کی ہے کہ جب عربوں نے حضرت کے چہرے کو مار ڈالا اور موشیوں کو لے گئے تو حضرت نے انہیں نفیوں کی کہ خداوند اہل کو راستہ بھلا دے۔ وہ راستہ سے بھاگ گئے اور حضرت کے اصحاب اُن کے پاس پہنچ گئے اور اُن کو گرفتار کر لیا۔

چونتیسواں مجرہ۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ حضرت نے کسی حدیث کی خواستگاری کی اُس کے باپ نے کہا کہ اُس کے سیدنا میں لیکن حقیقت میں نہ تھے۔ حضرت نے فرمایا ایسا ہی ہوگا کہ اُس کے دل پر پڑ گئے۔ پینتیسواں مجرہ۔ حضرت نے زبیر بن عوف کو دیکھا کہ دعا کی خداوند اے اے شیطان کے شر سے پناہ میں رکھ لے وہ ایک شعر بھی نہ بھاسکا۔

چھتیسواں مجرہ۔ روایت ہے کہ ایک روز حضرت بلال رضی اللہ عنہما کہہ رہے تھے جب آسمان آت مَحْمَدٌ اَرْمُوْنِ اَللّٰہِ کہا ایک منافق بول اٹھا جو جھوٹا ہجوہ جل جالوت کو درست کہنے لگا اُس کی اس کی انگلی میں لک گئی اور ہر چند اُس نے بھانپنے کی کوشش کی لیکن وہ آگ نہ بجھی اور اُس کے سانس سے بدن کو جلا دیا۔

سینتیسواں مجرہ۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ قہ بن معیط اور ابی بن خلف آپس میں بھائی بھائی بن گئے تھے۔ ایک مرتبہ قہ بنک مفر سے واپس آیا اور لوگوں کی خیافت کی اور اشراف قوم کے ساتھ حضرت کو بھی دعوت میں بلایا۔ حضرت نے فرمایا جب تک تو ایمان نہ دے گا میں تیری دعوت قبول نہ کروں گا۔ اُس نے کلمہ شہادتین پڑھا تو حضرت نے اُس کے یہاں کھانا کھایا۔ جب ابی بن خلف مفر سے واپس آیا تو قہ کا حال سنا اور اُس کو دعوت کی تو مسلمان ہو گیا۔ میں اُس وقت تک تم سے باتیں نہ کروں گا جب تک تو کلمہ کی کھانہ اور اُن کو ذلیل نہ کرے گا۔ یہ سنگر وہ طعون حضرت کے پاس آیا اور حضرت کے اوپر تھوک دیا۔ لیکن اس کا آپ وہاں نہیں دھتھہ ہو کر پلٹ گیا اور اُس کے دونوں رخساروں کو جلا دیا جس کا نشان بڑ گیا۔ حضرت نے فرمایا جب تک تو کلمہ میں ہے نہ رہے گا جب باہر جائے گا اپنی ہی خواہش سے مارا جائے گا۔ غرض وہ

سویڈن مقتول ہوا اور آبی روز اُحد مارا گیا۔

اثر میسواں مجروح۔ ابن شہر آشوب وغیرہ نے روایت کی ہے کہ ابی بن خلف مکہ میں آنحضرت کو مار ڈالنے کی دھمکی دیا کرتا تھا۔ حضرت نے فرمایا انشاء اللہ میں تجھ کو قتل کر دوں گا۔ عرض جنگ اُحد میں حضرت نے اس کی طرف ایک لکڑی پھینکی جس سے اُس کی گردن میں خراشیں ہو گیا۔ وہ میدان سے ہٹا اور گھٹنے کی طرح چلتا تھا۔ ابوسفیان نے کہا ایک معمولی خراش سے اس طرح چلتا ہے۔ اُس نے کہا اگر یہ خراش تمام قبیلہ ربیعہ اور قبیلہ مضر پر پڑ جاتی تو سب کے سب مر جاتے۔ انہوں نے مجھ سے قتل کا وعدہ کیا تھا اگر وہ مجھ پر ٹھوکتے تو میں اُسی سے مر جاتا۔ پھر ایک روز مکہ کے بعد جہنم داخل ہوا۔

آئنا میسواں مجروح۔ طب الائمہ اور مجمع البیان اور تفسیر عیاشی بلکہ تمام مفسرین بولیں حضرت صادقؑ سے اہل بیتؑ مشددہ مقتول ہے کہ آنحضرتؐ کو ایک مرتبہ کوئی بیماری لاحق ہوئی۔ جبریل و میکائیل علیہم السلام آئے جبریلؑ نے کہا یا رسول اللہؐ لبید بن اُحسم نے آپؐ پر جادو کیا ہے اور اُس کو بنی رزین کے کنوئیں میں پوشیدہ کر رکھا ہے لہذا آپؐ کو سب سے زیادہ بلند و برتر سمجھتے ہوں جس پر آپؐ کو سب سے زیادہ اعتماد و بھروسہ اور جو کمالات میں مثل آپؐ کے ہو اس کو بھیجئے تاکہ وہ اُس کنوئیں سے جادو باہر نکالے۔ آنحضرتؐ نے پرستش کر جناب امیرؑ کو بلایا اور فرمایا چلو خداؤں پر جاؤ اُس کے امد میرے لئے جادو کر کے تھوڑے کے خوف میں رکھا ہے اور ایک پتھر کے نیچے کنوئیں کی تہ میں دبا دیا ہے۔ جناب امیرؑ اُس کنوئیں پر آئے۔ اُس کنوئیں کا پانی جادو کے سبب سے ہندی کے پانی کی طرح رنگین ہو گیا تھا۔ امیرؑ زمین سے کنوئیں کے پانی کو نکالا اور اس پتھر کے نیچے سے آنحضرتؐ نے جس کا پتہ بتایا تھا ناف خرا نکالا اور حضرتؐ کی خدمت میں لائے۔ جب اُس کو کھولا تو اُس میں سے کنگھی اور اس کے کچھ دانے اسی رنگی میں نکلی جس میں گیدہ گرہیں ڈالی گئی تھیں۔ اور اُس میں سونیاں چھوئی ہوئی تھیں۔ اُسی روز جناب جبریلؑ سورۃ قل اعوذ برب الفلق اور سورۃ قل اعوذ برب الناس لائے تھے۔

حضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ ان دونوں سورتوں کو ان گروہوں پر پڑھو۔ جناب امیرؑ نے پڑھنا شروع کیں۔ ایک آیت پڑھتے تو ایک گرہ ٹھٹھ جاتی یہاں تک کہ تمام سورتوں کو پڑھا اور ساری گروہیں ٹھٹھ گئیں۔ اور دوسری روایت کے مطابق جبریلؑ نے قل اعوذ برب الفلق اور میکائیلؑ نے سورۃ قل اعوذ برب الناس کو حضرتؐ کی توبہ کے لئے پڑھا۔ اور دوسری روایت کے مطابق جناب جبریلؑ نے سورۃ فلق الناس اور قل عوان اللہ احد پڑھا پھر یہ دعا پڑھی۔ یا اے اللہ ارحم الراحمین من کل ما یروذیت مصلحاً فلتصلحہ

اے مولف فرماتے ہیں کہ علمائے شیعہ میں یہ مشہور ہے کہ جادو کا اثر انبیاءؑ علیہم السلام پر نہیں ہوتا اور آنحضرتؐ کی تکلیف اُس جادو کے سبب نہ تھی بلکہ خلفہ عالم نے آنحضرتؐ کی حقیقت کے انکار کیلئے ان کا زہل کا سحر ظاہر کر دیا اور ان سورتوں کو دوسروں سے چھوٹے دیکھ کر ان کے لئے قتل کیا ہے۔

اکیسواں باب

آنحضرتؐ کے اُن معجزات کا بیان جو شیطانی اور جنوں پر غلبہ کے سلسلہ میں ظہور پذیر ہوئے اور اُن میں سے بعض کا ایمان لانا اور آنحضرتؐ کی نبوت کی خبر دینا وغیرہ

پہلا معجزہ۔ شیخ طبرسی اور دوسرے محدثین نے زہری سے روایت کی ہے کہ جب جناب ابوطالب کا انتقال ہوا آنحضرتؐ پر سختیاں نیاہ ہوئے تھیں اور اہل مکہ نے حضرتؐ کی ایندھن تکلیف پر اتفاق کیا تو حضرتؐ طائف کی طرف ہجرت کرنے لگے کہ شاید وہاں سے کچھ لوگ ایمان لے آئیں۔ جب حضرتؐ طائف پہنچے تین اشخاص سے ملاقات کی جو وہاں کے رہنما ہیں سے تھے اور ایک دوسرے کے بھائی تھے عبداللہ بن مسعود اور حبیب بن سراہہ عمرو۔ حضرتؐ نے ان کو اسلام کی دعوت دی۔ اُن میں سے ایک شخص نے کہا میں نے کسب کا لباس پہرایا ہوگا اسی لئے خدا نے تم کو بھیجا ہوگا۔ دوسرے نے کہا کہ خدا سے ممکن نہ ہوگا کہ تم سے بہتر کسی شخص کو پیغمبری کے لئے بھیجتا۔ تیسرے نے کہا واللہ میں تم سے اس کے بعد گھٹو نہ کروں گا اس لئے کہ تم پیغمبر خدا ہمارے تمہاری شان بہت بلند ہے اس سے کہ تم سے گھٹو کر سکیں۔ اور اگر تم جھوٹا دعویٰ کرتے ہو تو اس قابل نہیں ہو کہ تم سے گھٹو کی جائے۔ عرض کہ اُن سب نے آپؐ کا مذاق اڑانا شروع کیا۔ جب اُن کی قوم نے دیکھا کہ آپؐ کے سرداروں نے حضرتؐ کے ساتھ یہ سلوک کیا تو دونوں طرف سے قطار باندھ کر حضرتؐ پر پتھر پھینکنے لگے یہاں تک کہ آپؐ کے پائے تھیں زخمی ہو گئے اور خون جاری ہو گیا۔ وہاں سے آپؐ اُن کے ایک بارگ میں چلے گئے تاکہ کسی درخت کے سایہ میں آرام فرمائیں وہاں قہار اور شہید کو دیکھا اور نیا وہ مخدوم و تکلیف ہوئے کیونکہ حضرتؐ ان کی عداوت سے آگاہ تھے۔ جب حضورؐ کو اُن دونوں نے دیکھا اپنے ایک غلام نصرانی قریشی کے ہاتھ جو اہل نینوی سے تھا کچھ انگوٹھ حضرتؐ کے پاس بھیجے۔ غلام حضرتؐ کے پاس پہنچا تو حضرتؐ نے اس سے پوچھا کہ تم کس شہر کے رہنے والے ہو؟ اُس نے کہا نینوا سے ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ تم کو نینس بن حنیٰ جیسے نیک بندے کے شہر کے رہنے والے ہو۔ اُس نے کہا آپؐ کو کیا معلوم کہ نینس کون ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ میں پیغمبر ہوں اور خدا نے مجھے نینس کے حال سے آگاہ کیا ہے۔ اس نے سنتے ہی جھد میں گر پڑا اور حضرتؐ کے ہاتھ مبارک کے بوسے لینے لگا حالانکہ حضرتؐ کے پیروں سے خون جاری تھا۔ جب قہار اور شہید نے اُس غلام کا یہ حال مشاہدہ کیا دم بخود ہو گئے۔ جب غلام اُن کے پاس واپس آیا اُن دونوں نے کہا کہ کہیں قہار و شہید علیہ وآلہ وسلم کے لئے تو نے جھد کیا اور اُن کے پیروں کو چھوا۔ تو نے بھی ہم لوگوں کے لئے ایسا

حضرت کے جنوں کا بیان

ہیں کیا حالانکہ ہم تیرے آقا ہیں۔ اُس نے کہا یہ مرد شائستہ ہے۔ اہل یونس بن مثنیٰ کا حال محمد سے بیان کیا تو وہ دونوں ہنسنے اور بولے تو اُس کے فریب میں نہ آنا کیونکہ (معاذ اللہ) وہ بڑا مکار ہے۔ تو اپنے دین کو ترک مت کر۔ یہ دیکھ کر ان سے حضرت نا امید ہو گئے اور کہہ کر واپس آ گئے جب نخلہ میں پہنچے بات اور چکی قحی نماز میں مشغول ہو گئے۔ اُسی مقام سے نصیبین کے جنوں کا ایک قافلہ گذر رہا تھا جو یمن کا ایک موضع ہے۔ وہاں حضرت تمام شب نماز میں مشغول رہے اور صبح کی نماز کے بعد قرآن کی تلاوت فرما رہے تھے۔ جب اُن جنوں نے قرآن کی آیتیں سنیں ایمان لے آئے اور اپنی قوم کے پاس واپس آئے اور ان کو اسلام کی دعوت دی۔ دوسری روایت کے مطابق حضرت نامہ جو نے کہ جنوں پر اپنی رسالت کی تبلیغ فرمائیں اور ان کو اسلام کی دعوت دیں اور قرآن اُن کو سنائیں۔ تو حق تعالیٰ نے حضرت کے پاس نصیبین کے جنوں کا ایک گروہ بھیجا۔ حضرت اصحاب کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ آپ نے اصحاب سے فرمایا کہ میں آج رات نامہ جو ایوں کہ جنوں کو قرآن سنناؤں۔ تم میں سے کون میرے ساتھ آتا ہے۔ عبد اللہ بن مسعود حضرت کے ساتھ چلے۔ عبد اللہ کہتے ہیں کہ جب ہم مکہ کی پہاڑیوں پر پہنچے حضرت جنوں کے درد میں داخل ہوئے اور ایک خط میرے گرد گھنٹی دیا اور فرمایا اسی کے اندر بیٹھو اس کے باہر مت جانا جب تک میں نہ آ جاؤں۔ فرض حضرت نماز میں مشغول ہوئے اور قرآن کی تلاوت شروع کی۔ ناگاہ میں نے دیکھا کہ بے انتہا سیاہیاں آجھ بھونٹے لگیں اور میرے اور حضرت کے درمیان حائل ہو گئیں کہ آنحضرت کی آواز میں نہ سن سکتا تھا۔ پھر وہ سیاہیاں اس کے گرد فکری طرح منتشر ہو گئیں۔ اُن میں سے کچھ حضرت کے پاس باقی رہ گئیں جب حضرت نماز صبح سے صبح ہو کر میرے پاس تشریف لائے تو فرمایا تم نے کچھ نہیں عرض کیا ہاں کہلے کالے مردوں کو دیکھی تھا جو سفید کپڑے پہنتے ہوئے تھے۔ حضرت نے فرمایا یہ نصیبین کے جن تھے۔ اہل عباس کی روایت کے مطابق وہ ستر افراد تھے۔ حضرت نے ان کو ان کی قوم پر اپنا رسول مقرر فرمایا۔ بعض کا قول ہے کہ وہ نو افراد تھے۔ جابر سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ میں نے ان کے سامنے سورۃ الرحمن کی تلاوت کی انہوں نے جو کچھ چاہا دیا وہ تم لوگوں کے جواب سے ہوتا تھا۔ یعنی جب میں نے قُہِ ابی الٰہ رَبِّکُمَا تَکْذِبُ بِنِ دُحْرٰہِ رَحْمٰنِ کی تلاوت کی تو وہ بولے لا وِلا شَیْءٌ مِّنْ اٰثٰثِ دُنِیَا تَکْذِبُ۔ انہیں اہل عباس سے پروردگار ہم تیری کسی نعمت کی تکذیب نہیں کرتے۔

اہل عباس سے روایت ہے کہ جب آنحضرت مبعوث ہوئے اور فرشتے شیطانوں کو آسمان پر جانے سے ممانع ہوئے اور اُن کو شہاب سے مار کر بھگانے لگے تو شیطانوں نے کہا ضرور کوئی غیر معمولی امر زمین پر رونما ہوا ہے پتہ لگانا چاہیے۔ اسی سبب سے ہم کو آسمانوں پر جانے سے روکا جا رہا ہے۔ وہ سب تمام زمین پر مشرق و مغرب میں پھیل گئے۔ اُن کا ایک گروہ جو مکہ میں آگیا آنحضرت کے پاس سے گذر جبکہ حضرت نخلہ میں اپنے اصحاب کے ساتھ نماز صبح میں مشغول تھے وہ شیاطین بازار عکاظ کی طرف جا رہے تھے جب آنحضرت کو تلاوت فرماتے ہوئے سنا تو بولے کہ بھی سبب ہے جس سے ہم لوگ آسمان پر جانے سے روکے گئے ہیں۔ پھر وہ اپنی قوم کے پاس واپس آئے اور کہا کہ ہم نے عجیب قرآن سنا ہے جو حق کی جانب ہوتا کرتا ہے۔ تو ہم ایمان لائے اور ہم اپنے پروردگار کے ساتھ ہر کوئی کو شریک نہیں کرتے۔ تو خدا نے سورۃ جنت

نازل فرمایا، پھر قرآن مجید کی روایت ہے کہ وہ بنی شیبان جنوں میں سے تھے۔

علی بن ابیہم نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ زید بن حارثہ کے ساتھ کھڑے باہر نکلتے تھے ہزار عکاظ میں پہنچے تاکہ لوگوں کو اسٹوم کی دعوت دیں۔ وہاں کسی نے آنحضرتؐ کی بات نہ سنی تو آپؐ کہہ واپس ہوئے۔ جب وادی جہنہ میں پہنچے نماز شب میں مشغول ہوئے اور قرآن کی تلاوت فرماتے گئے۔ اور صبح جہنوں کا ایک گروہ جا رہا تھا۔ جب انہوں نے قرآن کی آیتیں سنیں تو آپؐ میں بولے کہ خاموش ہو جاؤ۔ اور غور سے حضرتؐ کی قرأت سنتے گئے۔ جب حضرتؐ خدیج ہوئے تو وہ اجنبی اپنی قوم کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ ہم نے ایسی کتاب سنی ہے جو حضرتؐ کوئی کے بعد نازل ہوئی ہے اور وہ گزشتہ امور کی تصدیق کرتی ہے اور حق اور صراطِ مستقیم کی جانب ہدایت کرتی ہے۔ اے میری قوم کے لوگو خدا کی جانب دعوت دینے والے کی اہمیت کرو تاکہ خدا تمہارے گناہوں کو بخش دے اور غلاب الیم سے تم کو نجات دے۔ پھر حضرتؐ کی خدمت میں واپس آئے اور ایمان لائے۔ حضرتؐ نے ان کو شریعت اسلام کی تعلیم دی اور خدا نے سوتہ جن نازل فرمایا۔ حضرتؐ نے ان پر ایک دلی اور عالم مقرر کیا۔ وہ لوگ ہر وقت آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوتے حضرتؐ نے جناب امیر کو مامور فرمایا کہ ان کو مسائل دین سکھائیں۔ ان میں مومن، کافر، ناصبی، یہودی، مجوسی اور نصرانی سب ہی ہوتے ہیں۔

دوسرا مجوزہ۔ ابن ہالبہ نے بسند معتبر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک جتنی محنت عطا نامی تھی وہ اکثر حضرتؐ کی خدمت میں آیا کرتی اور حضرتؐ کا کلام سنا کرتی تھی اور جنوں کے نیک لوگوں سے بیان کیا کرتی تھی اور وہ اس کے ہاتھ پر ایمان لایا کرتے تھے۔ فاطمہ زہراؑ حضرتؐ کی خدمت میں نہ آئی۔ حضرتؐ نے جبریلؑ سے اس کا حال دریافت کیا۔ جبریلؑ نے بیان کیا کہ وہ اپنی ایمانی بہن سے ملاقات کے لیے گئی جس کو خدا کی خوشنودی کے لیے دوست رکھتی ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا بہشت ان کے لیے ہے جو مخلص خدا کے لیے ایک دوسرے کو دوست رکھتے ہیں۔ بیشک خدا نے بہشت میں ایک ستون یا قوت شریعہ کو پیدا کیا ہے۔ اس ستون پر فخر ہر قدر بنائے ہیں اور ہر قصر میں ستر ہزار بالا خانے ہیں۔ وہ ان کے لیے ہے جو آپؐ میں خدا کی خوشنودی کے لیے دوستی کرتے اور ان کو دیکھنے اور ملاقات کے لیے جاتے ہیں۔ جب پھر حضرتؐ آنحضرتؐ کی خدمت میں مائی حورؑ نے پوچھا اس سفر میں تم نے کیا عذاب دیکھے اس نے کہا بہت سے حضرتؐ نے فرمایا سب سے زیادہ عجیب بات جو تم نے دیکھی ہو بیان کرو۔ اس نے کہا اہلبیت کو میں نے دیکھا کہ ان میں ایک سفید چھوڑ بیٹھے ہوئے دیکھا کہ اپنے ہاتھ آسمان کی جانب اٹھاتے ہوئے دعا کر رہا تھا کہ خداوند جب تو نے مجھے جہنم میں ڈالنے کی قسم ہی کھالی ہے تو میں تجھ سے حق محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسینؑ و سید سال کرتا ہوں کہ تجھ کو جہنم سے بچالے اور اپنی فداقت مقدسہ کے ساتھ حضورؐ فرمایا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ حالت یہ کس کے نام میں تھی جس نے دعا کی تو خدا سے دعا کر رہا ہے اس نے کہا یہ نام ہیں جنکو میں نے آدمؑ کی خلعت سے ستر ہزار سال پہلے ساق و شش پر لکھا ہوا دیکھا۔ اس وجہ سے میں نے لکھا کہ یہ خدا کے نزدیک اس کی تمام مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب و بلند ہیں اس وجہ سے ان کے واسطے سے میں نے دعا کی۔ حضرتؐ نے

فرمایا حد کی قسم اگر تمام اہل زمین بن ناموں کے قدیم سے خدا سے دعا کریں تو یقیناً خدا ان سب کی دعا قبول فرمائے گا۔

تیسرا مجموعہ۔ علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ خلیاں اولاد و جہان سے ہیں اور مختلف دین کے پیرو ہیں اور سیاحین اعلیٰ کی اولاد سے ہیں۔ ان میں سونے نہیں جوتے سوائے ایک ذات کے جس کا نام اودام ہے۔ ابراہیم ہے جو اربع قیس کا بیٹا اور وہ اعلیٰ کی فرزند ہے۔ وہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا وہ بہت بلند قامت اور صفت ناک شکل و صورت کا تھا۔ حضرت نے اس سے پوچھا تو کون ہے اس نے اپنا نام و نسب بتایا اور کہا جبکہ قبیل نے اہل کو قتل کیا میں کس نے کا تھا۔ لیکن میں لوگوں کو گناہوں کے رنگ سے صبح کرتا تھا لہذا کھانے کی چیزوں کو خراب کرشمہ برآمدہ کی کرتا تھا۔ حضرت نے فرمایا تو رگہ رگہ کرنا تھا اور ہر گاہ پوچھ رہے۔ اس نے کہا یا رسول اللہ میں نے جناب نوح کے ہاتھوں پر توبہ کر لی ہے اور ان کے ساتھ کشتی میں تھا اور ان سے قوم کی نفرتیں پر اپنی ناراضی کا اظہار کیا کرتا تھا اور جناب ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ تھا جبکہ وہ حضرت آگ میں ڈالے گئے اور خدا نے آگ کو سرد اور باطن مسلمان قرار دے دیا تھا۔ اور میں جناب نوح علیہ السلام کے ساتھ تھا جبکہ خدا نے فرعون پر کوفت کیا اور بنی اسرائیل کو نجات دی اور میں جناب یوسف علیہ السلام کے ساتھ تھا جبکہ انہوں نے اپنی قوم کے لیے بددعا کی اور میں نے کراہت ظاہر کی کہ کیوں بددعا کی۔ اور جناب صالح کے ہمراہ تھا جس وقت انہوں نے قوم پر نفرت کی تو میں نے انہیں اعتراض کیا۔ یا رسول اللہ میں نے تمام آدمیوں کو پتھا ہے جن میں آپ کے آنے کی بشارت دی گئی ہے۔ اور انہیں نے آپ کو سلام کہا ہے اور بتایا ہے کہ آپ بہترین انبیاء اور سب سے بلند مرتبہ ہیں۔ ہند خدا نے جو کچھ آپ پر نازل کیا ہے اس کی مجھے تعلیم فرمائیے۔ تو حضرت نے جناب امیر کو اس کی تعلیم پڑھاؤ فرمایا۔ اودام نے کہا یا رسول اللہ میں سوائے یحییٰ و موسیٰ بنی اسرائیل کے کسی دوسرے کی اطاعت نہیں کرتا۔ یہ کون ہیں آپ جس کے حوالے مجھے فرماتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا یہ میرا بھائی امیر اور میرا دوسرا امیر اور میرا وارث ہے۔ اس کا نام علی بن ابی طالب ہے۔ اودام نے کہا ہاں میں نے ان کا نام گزشتہ کہ بول میں اہل بادیکھا ہے۔ پھر حضرت علی علیہ السلام نے اس کو قرآن اور شرائع دین کی تعلیم فرمائی۔ وہ جنگ صفین میں شب حریر میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تھا جو تھا سحر۔ بطبع مضید اور شیعہ طہری اور تمام محدثین نے روایت کی ہے کہ جب حضرت رسالت م جگہ بنی المصطلق کے لیے روانہ ہوئے اور وادی حبل کے نزدیک حنزل فرمائی۔ آخر شب کو جناب جبریل نازل ہوئے اور آگاہ کیا کہ اس وادی میں کا فر جنوں کا ایک گروہ رہتا ہے اور آپ کے ہمراہیوں کو گوند پہنچانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ جناب رسول خدا نے جناب امیر کو بوکر فرمایا کہ اس وادی میں خدا کے منکر اور دشمن جنوں کا ایک گروہ ہے ان کو اس وقت کے قدیم و نوح کہہ اور ان ناموں کے قدیم سے اپنے نہیں محفوظ کر لو جس کے ظلم سے فتنے تم کو مخصوص فرمایا ہے۔ پھر ایک تنو اشخاص کو آپ کے ہمراہ کر دیا اور ان سے فرمایا کہ اٹھ کے ساتھ رہو اور جو کچھ وہ ظلم دیں ان کی اطاعت کرنا۔ جناب امیر اس وادی کی جانب روانہ ہوئے اور نزدیک پہنچ کر اپنے ہمراہیوں کو روک دیا اور فرمایا تم لوگ یہاں ٹھہرو جب تک میں نہ کہوں یہاں سے حرکت مت کرنا۔ اور خود آگے روانہ ہوئے اور خدا

نفس کی صفات میں اودام کا طبع نہ تھا کہ اس کا نام تھا۔

دشمنوں کے شر سے پناہ مانگی اور اُس کے بزرگ ناموں کو زبان پر جاری کیا پھر اُس وادی میں داخل ہوئے آپ کے داخل ہوتے ہی ایک نہایت تیز و سخت آندھی اُٹھی اور نزدیک تھا کہ حضرتؑ کا صاحبِ منہ کے بل گر پڑیں اُن کے نیر ڈل گئے۔ امیر المومنین نے نعرہ ہلاکہ میں غلی میں اہل طالب و صحبی رسول خدا اور ان کا چچا بھائی ہوں۔ اگر تم لوگ ابھار ہو تو میرے مقابلہ پر کھڑے ہو۔ یہ شکر و اجمہ مشکل ہوئے وہ زمینوں کے مانند سیاہ تھے۔ ان کے ہاتھوں میں آگ کے شعلے دھک رہے تھے۔ وہ تمام وادی اُن کی کثرت سے بھر گئی۔ امیر المومنینؑ خلافت قرآن کرتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے اور اپنی تلوار کو داہنے اور بائیں حرکت دے رہے تھے۔ جب حضرت اُن کے قریب پہنچے وہ مثل و حوٰں کے سیاہ ہو کر غائب ہو گئے۔ جناب امیرؑ نے نعرہ بکجیر بلند فرمایا اور وادی سے اُپر آئے اور اپنے لشکر کے پاس آکر کھڑے ہو گئے۔ جب اُن کے آثار بر طرف ہو گئے صحابہ نے پوچھا یا علیؑ آپ نے کیا دیکھا، ہم تو خوف سے قریب تھا کہ ہلک ہو جائیں اور آپ کے منتقل بھی ہم کو دھڑکا لگا ہوا تھا۔ حضرتؑ نے فرمایا جب وہ ظاہر ہوئے میں نے خدا کا نام لے کر ان کو لٹکا تو وہ حقیر اور کمزور ہو گئے میں نے اُن پر حملہ کیا، اور کچھ پرواہ نہ کی۔ اگر وہ اپنی حیات پر باقی ہوئے تو میں سب کو ہلاک کر دیتا۔ خدا نے اُن کے شر سے مسلمانوں کو بچایا۔ اُن میں سے جو باقی رہ گئے تھے حضرتؑ کی خدمت میں پہنچے اور ایمان لائے اور حضرتؑ سے ایمان طلب کی۔ جب امیر المومنینؑ آنحضرتؑ کی خدمت میں واپس آئے حضرتؑ نے اُن سے بیان فرمایا کہ وہ اجندہ تم سے پہلے یہاں آئے جنکے دلوں میں خدا نے تمہارا خوف پیدا کر دیا تھا اور مسلمان ہو گئے۔ میں نے اُن کے اسلام کو قبول کیا۔

میں نے ان کے اسلام کو قبول کیا۔
پانچواں معجزہ۔ بسند مستبر سلطان فارسی سے روایت ہے کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اور صحابہ کی ایک جماعت حضرت کی خدمت میں حاضر تھی۔ حضرت مجھ سے ہکلام تھے
ناگاہ ایک گروہ نمودار ہوئی اور حرکت کرتی ہوئی حضرت کے پاس پہنچی۔ اُس گروہ میں سے ایک شخص ظاہر ہوا اور
عرصہ کی یار رسول اللہ مجھ کو میری قوم نے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے تاکہ ہم آپ سے پناہ مانگیں اور آپ سے
امانی طلب کریں کیونکہ ایک گروہ نے ہم پر ظلم و ستم کیا ہے۔ آپ ہمارے ساتھ کسی کو بھیجئے جو ہمارے اور
ان کے درمیان حکم خدا کے مطابق فیصلہ کرے۔ آپ مجھ سے مضبوط عہد و پیمان لے لیجئے کہ میں آپ کے فرستادہ
کو کل بھیج آپ کے پاس پہنچا جاؤں گا اگر خدا کی جانب سے کوئی حادثہ پیش نہ آیا جس میں میل قابو نہ ہو۔ حضرت نے
پوچھا تم کوئی اور تمہاری قوم کیسی ہے یا اُس نے کہا میں قبیلہ بنی نضاح میں سے شراح کا بیٹا وقفہ ہوں۔ ہم اور
ہماری قوم کے کچھ لوگ آسمان پر جایا کرتے تھے اور فرشتوں کی باتیں اور خبریں سُننا کرتے تھے۔ جب آپ
مبعوث ہوئے تو ہم کو آسمان پر جانے سے روک دیا گیا۔ ہم لوگ تو آپ پر ایمان لائے ہیں لیکن ہماری قوم کے
اکثر لوگ ابھی کفر پر باقی ہیں اس لئے ہمارے اور اُن کے درمیان اختلاف پیدا ہو گیا۔ چونکہ وہ ہم سے تمہارا اور
توتم میں زیادہ ہیں اس لئے ہماری چراگاہ و سلمان و غیرہ میں لیا۔ اور ہم کو اور ہماری موشیوں کو نقصان پہنچا
رہے ہیں۔ اتنا ہے کہ کسیکو ہمارے ساتھ بھیج دیجئے جو ہم لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ حکم کرے۔
حضرت نے فرمایا اپنا منہ کھولو تاکہ ہم تمہاری اصلی بیعت میں تم کو دیکھیں۔ اُس نے اپنی صورت ظاہر کی تو حضرت

نے دیکھا کہ وہ ایک مرد ہے جس کے بہت بال ہیں اس کا سر بلند آنکھیں بڑھی جو سر کی لمبائی کے برابر ہیں ان کے حلقے چھوٹے اور درندوں کے مانند دانت تھے حضرت نے اس سے عہد و پیمان لیا کہ جس کو حضرت اس کے ساتھ نہ بھیجیں گے وہ اس کو دوسرے روز واپس لے آئے گا۔ پھر حضرت ابو بکرؓ کی جانب متوجہ ہو کر فرمایا کہ غطفہ کے ساتھ چلے جاؤ ان کی مدد کرو اور ان میں حق کے ساتھ حکم کرو۔ انہوں نے پوچھا یا حضرت یہ لوگ کہاں رہتے ہیں فرمایا زمین کے نیچے۔ عرض کی میں زمین کے اندر کس طرح جاؤں گا اور ان کے درمیان فیصلہ کیا کروں گا جبکہ ان کی زبان سے تادافہ ہوں۔ پھر حضرت نے جناب فرما کر ان کے ساتھ جانے کو کہا کہ حضرت ابو بکرؓ کی طرح غطفہ خواہ اس کے۔ حضرت عثمانؓ سے کہا انہوں نے بھی دیا یہی جواب دیا۔ پھر حضرت علیؓ کو بلوایا اور فرمایا یا علی تم غطفہ کے ساتھ جاؤ اور ان کی مدد کرو اور ان کے مساوات کا حق کے ساتھ فیصلہ کرو جناب میرے لورے اٹھ کھڑے ہوئے اپنی شمشیر ڈاب میں رکھی اور غطفہ کے ساتھ روانہ ہو گئے۔ جناب سلمانؓ کہتے ہیں کہ میں بھی حضرت کے ساتھ روانہ ہوا۔ جب ہم وادی صفنا تک پہنچے، میرا منہ میں نے فرمایا کہ اسے سلمان خدا تم کو جزیئہ خیر دے تم واپس چلے جاؤ۔ اور زمین شگافتہ ہوئی اور وہ اس کے اندر چلے گئے اور میں واپس چلا آیا۔ اور حضرت کے لئے پچھلے گئے۔ دوسرے روز صبح کو آنحضرتؐ نے ہمارے ساتھ نماز جماعت پڑھی اور کوہ صفنا پر جا کر بیٹھے۔ صحابہ حضورؐ کے گرد جمع تھے۔ جناب امیرؓ کے واپس آنے میں دیر ہوئی۔ آفتاب بلند ہوا اور لوگوں میں ہر میگونیایا ہونے لگیں۔ منافقین خوش ہوئے کہتے تھے الحمد للہ خدا نے ابو ترابؓ سے ہم کو نجات بخشی اور محمدؐ رحلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تادمٹ گیا جو ان کو اپنے بھائی کے سبب سے تھا۔ یہاں تک کہ ظہر کا وقت آگیا حضرت نے نماز ظہر ادا کی، اور پھر اسی جگہ جا کر بیٹھ گئے اور اپنے اصحاب سے گفتگو کرنے لگے۔ لوگوں نے میری طرف کی واپس سے ناامیدی ظاہر کی: اسی ظلم میں عصر کا وقت بھی آگیا۔ حضرت نے ہمارے عصر پڑھی پھر کوہ صفنا پر آکر بیٹھ گئے۔ حضرت کو بھی ٹکڑ پریشانی پڑنے لگی: دشمنوں کے طعن و طنز کی باتیں بھی زیادہ ہونے لگیں اور آفتاب کے غروب ہونے کا وقت آگیا۔ ناگاہ کوہ صفنا شگافتہ ہوا اور حضرت امیرؓ مسین علیہ السلام مانند سور شیدہ ہا بن افاق سے سامنے ہوئے۔ خون آپؐ کی تلوار سے ٹپک رہا تھا۔ غطفہ حضورؐ کے ساتھ تھا۔ جناب رسول خداؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیکھتے ہی اٹھ کھڑے ہوئے اور جناب امیرؓ کو سینہ سے لگا لیا اور ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ اور پوچھا اس قدر دیر کیوں ہوئی؟ یہاں منافقین اور کفار مذاق اڑا رہے تھے اور خوش ہو رہے تھے۔ امیرؓ منہ میں نے عرض کی یا رسول اللہؐ میں کا فر اور منافق جنوں کی طرف گیا تو بہت ترہ تھلاؤ میں تھے اور غطفہ اور اس کی قوم پر ظلم و جبر ہے تھے۔ میں نے ان کو تین باتوں کی دعوت دی۔ پہلی بات یہ کہ خدا پر ایمان لاؤ اور آنحضرتؐ کی پیروی کا اقرار کرو۔ انہوں نے قبول نہیں کیا۔ دوسری بات یہ کہ جزیہ دو۔ انہوں نے یہ بھی منظور نہ کیا: تو تیسری بات میں نے یہ کہی کہ غطفہ اور اس کی قوم سے صلح کرو اور ان کے چشمے اور چراگاہ ان کو واپس کر دو۔ ان میں سے اکثر لوگوں نے یہ بھی منظور نہ کیا تو میں نے خدا کا نام لے کر آپؐ پر حملہ کر دیا اور ان میں سے انسی ہزار شخصوں کو قتل کر دیا۔ جب انہوں نے یہ حال دیکھا تو صلح پر راضی ہو گئے اور ایمان مانگنے لگے اور آخر مسلمان ہو گئے۔ پھر غطفہ نے کہا یا رسول اللہؐ

خدا آپ کو امیر المؤمنین کو ہم لوگوں کی طرف سے جزائے خیر دے۔ پھر وہ حضور سے رخصت ہو کر واپس چلا گیا۔

جسٹا مجروحہ۔ محاسن برقی اور دوسری متبرکتا بول میں مذکور ہے کہ ایک روز جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امیر المؤمنین کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے ناگاہ ایک یوزر حاضر آیا اور حضرت کو سلام کر کے واپس چلا گیا۔ حضرت نے فرمایا کہ یا علی اس بندے کو تم نے پہچانا؟ عرض کی کہ نہیں۔ فرمایا یہ اہلبیہ ہے۔ حضرت علی نے عرض کی اگر مجھے معلوم ہوتا کہ وہ ملعون ہے تو اسے ایک غریب لگا تا اور آپ کی اُمت کو اس کے غریب سے نجات ہو جاتی۔ شیطان اسے واپس آکر کہا اسے ابوالحسن آپ کے مجھ پر ظلم کیا کیونکہ میں آپ کے دوستوں کے نطفہ میں ہرگز شریک نہیں ہوتا اور جو آپ کے دشمن ہیں میرا نطفہ زیادہ ترانہ باپ کے نطفہ کے ساتھ ان کی ماؤں کے رحم میں پانچتا ہے۔

ساتواں مجروحہ۔ جبری نے بسند متبرکت حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ خلاق عالم نے ملک بادشاہی غلبہ حکومت جبری حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دینی بھیج کسی پیغمبر کو نہیں مطلقاً فرمائی تھیں۔ ایک روز آنحضرت نے اہلبیہ ملعون کی گردن سجدہ کے ایک ستون سے اس طرح دبا دی کہ اس کی زبان باہر نکل کر آنحضرت کے ہاتھ تک پہنچ گئی۔ حضرت نے فرمایا اگر جناب سلیمان نے ایسی دعا دی ہوتی کہ مجھے ایسی بادشاہی مطلقاً جو خلق میں کسی کے لئے ان کے بعد نہ ہو تو بیشک شیطان کو تم سب کو دکھا دیتا۔

آٹھواں مجروحہ۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ جب جناب رسول خدا خنیں کی جانب روانہ ہوئے اٹانے ماہ میں کچھ لوگ ظلم و ستم لائے ہوئے واپس آئے اور کہا یا رسول اللہ ایک بہت بڑا سانپ ہماری راہ میں ایک پہاڑ کے مانند حائل ہے اور ہم اُدھر سے گزر نہیں سکتے۔ جب حضرت اُس کے پاس تشریف لے گئے تو اُس نے سر اٹھا کر کہا اُستلوم علیک یا رسول اللہ میں تمہیں بنی اہلبیہ ہوں آپ پر ایمان لایا ہوں اور اپنے اہلبیت میں سے دس ہزار افراد کو لایا ہوں تاکہ ان کا فردوں کے خلاف آپ کی مدد کرے حضرت نے فرمایا اے اللہ ہوا اور اپنے ساتھیوں کو لے کر ہماری حاجتی طرف سے آ۔ یہ سنکر اُس نے راستہ چھوڑ دیا اور مسلمان اُس طرف سے گزر گئے۔

نواں مجروحہ۔ کتاب اختصاص میں اصبح بن نہاتہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ جمعہ کے دن جناب امیر المؤمنین نماز صبح کے بعد مسجد کوفہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک بلند قد و قامت کا شخص بدوؤں کے مانند حضرت کی خدمت میں آیا اور سلام کیا۔ جناب میر نے پوچھا وہ جن کیا ہوا جو تیرے پاس آیا کرتا تھا اُس نے کہا یا امیر المؤمنین اب بھی مبارک آتا ہے۔ حضرت نے فرمایا اُس کا قصہ ان لوگوں کے سامنے بیان کر اُس نے کہنا شروع کیا آنحضرت کی پشت سے پہلے ایک بات میں میں سویا جاتا تھا آدمی رات کو ایک جن آیا اور اپنے پیڑ سے میرے سر پر مارا اور کہا اُٹھ کر بیٹھو۔ میں ڈر کر اُٹھ بیٹھا۔ اُس نے کہا استخوان چننا شاد ہوشے جن کا یہ مطلب تھا مجھے جتنوں پر اور ان کے اُذنوں پر سوار ہونے پر تعجب ہے جو کہ کی جانب طلب حایت کے لئے رہا نہ میں حالانکہ تو غافل ہے اُٹھ اور تو بھی مسلمان سفر و ست کے مکہ میں بہترین اولاد با شمس کے پاس جا۔

اور اس کی عظمت و جنت کو ملاحظہ کر جب یہ آن زخم ہوئی میں نے دل میں کہا خدا کی قسم یہی ہاشم میں کوئی غیر موصی واقعہ نہ دیکھا ہے یا جو نے دیکھا ہے۔ فرض پھر تمام رات بچہ کو نیند نہ آئی۔ پھر تمام دن تنگ رہا۔ دوسری شب جب میں سویا تو پھر نصف شب کو ایک شخص نے آکر میرے سر پر ٹھوکر ماری اور کہا اٹھ۔ جب میں اٹھ کر بیٹھا تو اُس نے پھر چند شعر سنائے جنکا مضمون وہی تھا جو بیان ہو چکا اس طرح تیسری شب کو بھی وہی واقعہ پیش آیا۔ تو میں نے پوچھا جس کے بارے میں تم کہتے ہو وہ کہاں ہے؟ اُس نے کہا وہ مکہ میں ظاہر ہوا ہے اور لوگوں کو لا اِلهَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ کی شہادت کی دعوت دیتا ہے۔ جب صبح ہوئی تو میں اونٹ پر سوار ہوا کہ ایک جانب چلو۔ جب مکہ میں داخل ہوا سب سے پہلے جس شخص سے ملاقات ہوئی وہاں بوسنیان گراہ پڑے۔ میں نے اس کو سلام کیا اور پوچھا تمہارا کیا حال ہے؟ اُس نے کہا فارغ الہی اور نصرت کی فودا گرا اور طاب کے تیم نے ہمارے دین کو فاسد کر رکھا ہے۔ میں نے پوچھا اُس کا نام کیا ہے؟ اُس نے کہا محمد اور احمد میں نے پوچھا وہ کہاں ہے؟ اُس نے کہا مدینہ و خیر خویہ سے اس نے نکاح کر لیا ہے اور اسی کے گھر رہتا ہے میں نے یہ سن کر ناتوازی کا رخ اسی گھر کی جانب پھیر دیا۔ اور وہاں پہنچ کر قاف سے اُترا اور اُس کلمہ پیرا نہ کہہ کر دھڑکا کشکشا۔ خدیجہ نے پوچھا تم کون ہو میں نے کہا محمد کہیں ہیں انہوں نے کہا تم لوگ اپنے کام کے واسطے ان کو ایک دم کے لئے نہیں جوڑتے ہو کہ گھر میں قرقر لیں اور ان کو تکلیفیں اور آزار دیتے رہتے ہو یہاں تک کہ تمہارے شر سے پریشان ہو کر اپنے گھر سے نکل گئے اور کہیں چلے گئے ہیں پھر بھی تم لوگ ہاتھ نہیں آتے۔ میں نے کہا خدا آپ پر رحم کرے میں یکن سے آیا ہوں اس لئے کہ شاید خدا ان کے ذریعہ اور برکت سے مجھ پر احسان کرے اور میری ہڈیت کرے نہ کہ میں ان کی ملاقات سے محروم نہ کروں۔ تو میں نے حق تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ حدادہ کوئی وہ۔ فرض میں داخل خانہ ہوا میں نے دیکھا کہ حضرت کے چہرہ اقدس سے نور صادر ہوا تھا۔ جب حضرت کی پشت کی جانب پہنچا تو قبر نہایت کھوکھلی تھی اُس کو بوسہ دیا اللہ حضرت کی صحت میں چند اشعار پڑھے انہی اشعار میں اُس جس کا اپنے پاس آنا اور اس حضرت کی پشت کی خوشخبری دینا بیان کیا تھا۔ فرض میں سلطان ہو گیا۔ حضرت نے مجھ پر شفقت فرمائی اور رہا کہا پھر میں یکن کی جانب واپس گیا۔ صبح میں نہایت کچھ دیکھا کہ اُس کا ہم سفر بن گیا تھا حضرت علیؑ کے ساتھ جنگ صمدی میں شریک ہو کر شہید ہوا۔

دوسرا منظر۔ ابن شہر آشوب نے بغداد میں منصور سے مصافحت کی ہے۔ کچھ قصہ میں کہ اس حضرت علیؑ علیہ السلام کو سلم کی بستی کے اندر آئی نماز میں ایک بُت کے نام پر میں نے ایک گوسفند کی قربانی کی تو اُس بُت سے آواز آئی کہ یہ بڑا برسل قبیلہ مصر میں مبعوث ہوا ہے لہذا پھر کے بنائے ہوئے بتوں کو چھوڑ دو۔ دوسرے منظر پھر ایک گوسفند کی قربانی کیا پھر میں نے یہی آواز سنی کہ ایک چنبر مبعوث ہوا ہے اور ایک کتاب بھی لایا ہے۔ گیارہواں منظر۔ ابن شہر آشوب سے روایت کی ہے کہ نسیم داری شام کی منزلوں میں سے ایک منزل میں قیام پذیر ہوا۔ رات کو جب سوئے لگا تو کہا میں آج رات اس دیوی کے رہنے والوں کی پناہ میں ہوں۔ اور یہ جاہلیت کے زمانہ میں دستور تھا کہ لوگ وادی کے جتوں سے پناہ طلب کیا کرتے تھے۔ ناگاہ میں نے ایک آواز سنی کہ خدا سے پناہ طلب کر، جن کسی کو پناہ نہیں دیتے۔ جو خدا کا پناہ ہے وہی ہوتا ہے۔ بیشک تم میں

ایک پیغمبر مبعوث ہوا ہے جس کی اقتدا میں مجھوں میں ہم نے غار پر بھی ہے اور شیاطین کے مکر پر طرف ہو گئے۔ اور جنوں کو آسمان سے تیر شہاں بکھر کر بھگا دیا گیا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جاؤ۔ بار حوالا مجھو۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ علی زیدہ کا ایک بیٹ تھا جس کو حمام کہتے تھے۔ جب آنحضرت مبعوث ہوئے لوگوں نے اُس بیٹ سے آواز سنی کہ وہ کچھ اشتہار پڑ رہا تھا جسکا مضمون یہ تھا کہ اسے فرزند ان ہند بن قرام حق ظاہر ہوا۔ حمام ہوا کہ ہوا اور شرک کو اسلام نے دھج کر دیلا پھر چند روز کے بعد ایک شخص طارق نامی اُس بیٹ کے پاس آیا تاکہ اُس کو سمجھ دے کہ اُس سے آواز آئی کہ اسے طارق پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مبعوث ہوا اور حق ظاہر کرنے والا تھا۔ میں آگیا۔ سلامتی اُس کے دوستوں کے لیے ہے اور نہ دامت دہشہ نامی اُس کو حقیر سمجھنے والوں کے حصہ میں ہے۔ اب میں نے تم کو رخصت کر دیا آئندہ قیامت تک مجھ سے کوئی آواز نہ سکو گے۔ پھر وہ بیٹ منہ کے نیلی گر پڑا اور ٹوٹ گیا۔ زید بن دبیج کہتے ہیں کہ میں نے اس واقعہ کا تذکرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا، حضرت نے فرمایا یہ کام مومنین جن کا تھا۔ پھر حضرت نے مجھے اسلام کی دعوت دی اور میں مسلمان ہو گیا۔

تیسرا حوالا مجھو۔ ابن شہر آشوب نے خزیم بن خثیمہ سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں ادوی ابرق تک اپنے آؤں شہر جایا کرتا تھا۔ وہاں میں نے ایک ہاتھ کو سہا جو کہ رہا تھا کہ پیغمبر خدا صاحب خیر و نیکی آگئے جو سورۃ یسین اور عاصیات پڑھتے ہیں۔ میں نے پوچھا تم کون ہو اُس نے کہا میں مالک بن مالک ہوں۔ مجھے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبیلہ نجد کی طرف بھیجا ہے۔ میں نے کہا اگر میرے آؤں کی کوئی حفاظت کرنا تو میں بھی جا کر حضرت پر ایمان لانا۔ اُس نے کہا میں حفاظت کرتا ہوں۔ میں نے آؤں کو وہاں چھوڑ دیا اور ایک آؤں شہر پر سوار ہو کر دینر کی جانب چلا جب دینر کے دروازہ پہنچا جو کہ کاہن زوال کا وقت تھا میں اس انتظار میں ٹھہر گیا کہ ان کی نماز ختم ہو جائے پھر اپنے کونٹ کو ٹھیلنا۔ اتنے میں ایک شخص نے کہا کہ تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھیجا ہے۔ میں نے دینر میں داخل ہوا جب حضرت نے مجھے دیکھا تو فرمایا کہ وہ بوڑھا شخص کہاں گیا جو تیرے آؤں کا خاصاں ہوتا تھا؟ میں نے عرض کی مجھے نہیں معلوم۔ فرمایا اُس نے تیرے آؤں کو صبح و شام تیرے گرو والوں کے پاس پہنچا دیا۔ یہ سنکر میں نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ خلیفہ ہے اور آپ اُس کے رسول ہیں۔

چوتھا حوالا مجھو۔ روایت ہے کہ ایک روز جناب عمر رضی اللہ عنہ تھے ایک شخص اُن کے سامنے سے گزرا۔ عمر نے کہا یہ کاہن ہے اور جنوں سے ربط ضبط رکھتا ہے۔ اُس نے کہا اے عمر خدا نے اسلام کے ذریعہ ہر جاہل کی ہدایت کی اور حق سے ہر باطل کو دھج کر دیا اور محمد نے خیروں کو فنی کر دیا اور قرآن کے ذریعہ ہر گمراہ کو سیدھا کر دیا۔ عمر نے پوچھا کتنے عرصہ سے اپنے صاحب جن سے تیری ملاقات نہیں ہوئی۔ اُس نے کہا میرے مسلمان ہونے سے پہلے وہ آیا تھا اور بیان کیا تھا کہ اے سووم حق ظاہر ہو گیا یہ خواب نہیں ہے اور صدائے اللہ اکبر بلند ہونے لگی اس سبب سے میں نے اسلام قبول کیا۔ پھر وہ میرے پاس نہیں آیا۔ ایک شخص اور وہاں موجود تھا اُس نے بھی کہا میرے ساتھ بھی ایسا ہی معاملہ درپاں آیا۔ ایک روز ایک ہمارے میدان میں گھوڑے پر سوار جا رہا تھا۔ ناگہ میں نے ایک شخص کو دیکھا وہ بھی گھوڑے پر سوار بہت تیزی کے ساتھ آ رہا تھا۔ وہ

ہم سے نزدیک پہنچا اور بولا اے احمدؑ خدا بلند تر اور بزرگ تر ہے اے احمدؑ جو کچھ نیک کا خدا نے آپؐ سے وعدہ کیا تھا وہ سب دے دیا یہ کہتا ہوا ہمارے پاس سے گزر گیا۔ پھر ایک انصاری نے کہا میں دو اشخاص کے ساتھ شام کی طرف جا رہا تھا ہم نے ایک بیابان میں قیام کیا جو نہایت ویران و سمنان تھا ناگاہ ایک سوار اور آگیا اب ہم چار افراد ہو گئے اور سب بہت بھوکے تھے : دفعہ ایک بہرن چرتا ہوا ہمارے قریب آیا۔ میں نے جست کر کے اس بہرن کو پکڑ لیا۔ وہ شخص جو ابھی آیا تھا بولا اس کو چھوڑ دو میں اکثر اس راہ سے گزرا ہوں اور اس بہرن کو اسی جگہ بنا ہر دیکھا ہے لیکن کوئی اس سے متعرض نہیں ہوتا۔ میں نے اس کی بات نہ مانی اور اس بہرن کو باندھ دیا۔ جب رات کا وقت آیا اور کچھ حصہ گزرا میں نے سنا کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ اے چاروں سوارو! اس بہرن کو چھوڑ دو کیونکہ اس کے بچے تھیم ہیں۔ میں نے پرسنگ اس بہرن کو رہا کر دیا اور شام کی جانب چلے گئے۔ واپس ہوئے تو پھر اسی مقام پر قیام کیا۔ وہاں ہمارے عقب سے ایک آواز سنائی دی جس نے آنحضرتؐ کے مبعوث ہونے کی خوشخبری دی تھی

بائیسواں باب

آنحضرتؐ کا خبر دینا حضرتؐ کے اس قسم کے معجزے بھی حد بیان سے باہر ہیں اکثر ان میں سے اعجاز قرآن کے باب میں مذکور ہو چکے کچھ تھوڑے سے یہاں بیان کئے جاتے ہیں

پہلے معجزہ۔ ابن طاووس نے کتاب دلائل حمیری میں حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ قریش کے کچھ لوگ آنحضرتؐ سے اللہ علیہ السلام کی خدمت میں کسی کام سے آئے تھے۔ حضرتؐ نے ان سے فرمایا کل بارش ہوگی۔ دوسرے روز تمام دنوں سے زیادہ ہوا صاف تھی۔ جب آفتاب بلند ہوا تو قریش کے رئیسوں میں سے ایک شخص نے آکر کہا کہ تم کو کیا فائدہ ملا ایسی بات کہنے سے جس سے تمہارا جھوٹ ظاہر ہوا۔ تم ہرگز ایسے نہیں ہو کہ ایسی خبریں سنو۔ ناگاہ ایک ابر بلند ہوا اور ایسی بارش ہوئی کہ اہل مدینہ فریاد کرتے لگے اور حضرتؐ سے استدعا کی کہ بارش رُک جائے حضرتؐ نے دعا کی کہ خداوند اب ہمارے اطراف میں بارش کر اور مدینہ پر بارش

بائیسواں باب

لے مؤلف فرماتے ہیں کہ جنوں کا آنحضرتؐ کی حقیقت کی خبر دینے کی روایتیں اور حکایتیں بے انتہا ہیں۔ بعض حالات میں نے بحار الانوار میں لکھے ہیں : اور جن و شیاطین کا مروجہ کائنات کے لیے معجز ہونا انشاء اللہ امیر المؤمنین علیہ السلام اور تمام آئمہ اطہار علیہم السلام کے حالات میں بیان کیا جائے گا۔

روک دے۔ تو مدینہ سے بارش رگ گئی اور اُس کے گردبارش ہونے لگی۔

دوسرا معجزہ۔ حمیری نے لیسندہ حضرت صدقؑ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب عباسؓ سے اشرفیائے نبی جو ان کے پاس تھیں اور فرمایا کہ اپنا ضیہ دیجئے۔ جناب عباسؓ نے کہا یا رسول اللہ میرے پاس ان اشرفیوں کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔ حضرت نے فرمایا جو کچھ آپ نے اپنی زوجہ ہم افضل کے پاس چھپا رکھا تھا وہ کیا ہوا؟ یہ سنکر جناب عباسؓ نے کہا میں خدا کی وحدانیت اور آپؐ کی رسالت کی گواہی دیتا ہوں کیونکہ وہ اشرفیائے حیوان میں نے اُن کے حوالے کی تھیں مولیٰ خدا کے دہاں کوئی اھنہ تھا اُس وقت خدا نے حضرتؐ بروحی کی کسے رسول ان امیروں میں جو لوگ تمہارے دوست ہیں اُن سے کہو کہ اگر خدا تمہارے دل میں نیکی دیکھے گا تو تم کو اس سے بہتر عطا کرے گا جو کچھ خیر میں تم سے ملے یا گیا ہے۔ چنانچہ آخر میں جناب عباسؓ اس قدر مال دار ہوئے کہ حش فلام تہجرت کرتے تھے اور اُن میں سے کسی کے پاس جس ہزار درہم سے کم سریلہ نہ تھا۔ اور یہ معجزہ حواثر ہے جس کی خاصہ و عامہ نے بطریق متعدد روایت کی ہے

تیسرا معجزہ۔ رافندی لایا ابن بابویہ نے روایت کی ہے کہ ایک روز آنحضرتؐ کے پاس ایک جماعت آئی۔ حضرت نے فرمایا کہ تم لوگ جس کام کے لئے آئے ہو کہو تو بتا دوں اور اگر چاہو تو خود ہی بیان کرو۔ انہوں نے کہا یا حضرت آپ ہی بیان فرمائیے۔ حضرت نے فرمایا تم لوگ یہ پوچھتے آئے ہو کہ نیکی کس سے کرنا چاہئے۔ لہذا نیکی کرنا اُسی کے ساتھ مناسب ہے جو صاحب حسب اور دیندار ہو۔ اور یہ پوچھنا چاہئے ہو کہ عورتوں کے لئے بچہ جانز ہے یا نہیں تو عورتوں کا بچہ اُن کے اپنے شوہروں سے نیک سلوک کرنا ہے۔ اور تم پوچھنا چاہتے ہو کہ روزی کہاں سے ملتی ہے تو خدا مومنوں کو ایسی جگہ سے روزی دیتا ہے جہاں سے اُن کو گمان بھی نہیں ہوتا۔ چونکہ بندہ اپنی روزی کی سمت نہیں جانتا اسی لئے بہت دعا میں کرتا ہے۔

چوتھا معجزہ۔ ابن بابویہ اور رافندی کے روایت کی ہے کہ ابو عقبہ انصاری کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ یہودیوں کا ایک گروہ آیا اور کہا بتائیے کہ ہم کس طرف سے آئے ہیں آپؐ نے فرمایا تم وہاں تفریق کے بارے میں کچھ پوچھنا چاہتے ہو۔ انہوں نے کہا ہاں سچ ہے۔ حضرت نے فرمایا وہ روم کے باشندوں میں سے خدا کے ایک مطیع بندہ تھے۔ خدا نے اُن کو ہندی عطا کی اور دعائے زمین کی بادشاہی دے دی۔ اور مشرق سے مغرب آفتاب کے طلوع و غروب ہونے کے مقامات تک پہنچے اور باجورج ماجورج سے حفاظت کے لئے بیک دیوار بنائی۔ یہودیوں نے کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ ایسا ہی ہوا اور تورات میں بھی ایسا ہی لکھا ہے۔

پانچواں معجزہ۔ ابن بابویہ اور رافندی نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ ابو سفیان ایک روز آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہا میں آپؐ سے کچھ سوال کرنا چاہتا ہوں۔ فرمایا کہ اگر تو کہے تو میں بتا دوں کہ تو کیا پوچھنا چاہتا ہے؟ اُس نے کہا فرمائیے۔ آپؐ نے کہا تو میری عمر کے بارے میں دریافت کرنا چاہتا ہے کہ کتنی ہوگی۔ اُس نے کہا اے یا رسول اللہ آپؐ نے فرمایا تیرے ستھ سال زندہ رہیں گے اُس نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ نے سچ کہا۔ حضرت نے فرمایا تو زبان سے تو اقرار کرتا ہے اور دل میں

حضرت عباسؓ کا چہرہ بڑا نکلیں

ہلکے رنگ کے سلاطین کا چہرہ بڑا نکلیں

ہلکے رنگ کے سلاطین کا چہرہ بڑا نکلیں

ایمان نہیں رکھتا، میں جیسا کہتے ہیں خدا کی قسم جیسا حضورؐ نے فرمایا تھا صحیح تھا وہ منافق تھا۔ اور اُس کا ایک بیوت یہ ہے کہ جب آخر عمر میں وہ تابینا ہو گیا تھا ایک روز ایک جمع میں ہم لوگ موجود تھے اور ابیہر المصنوع بھی تھے اذان ہونے لگی۔ جب مؤذن نے اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللهِ کہا ابوسفیان بولا اس مجلس میں کوئی ایسا تو نہیں ہے جس کا لحاظ کیا جائے۔ ایک شخص نے کہا کوئی نہیں ہے۔ یہ سُنکر اُس مجلس نے کہا کہ دیکھو اس مرد اُستسی کو کہ اپنا نام کہاں رکھا ہے۔ تو حضرت علیؑ نے فرمایا خداتیری آنکھوں کو روک دے اے ابوسفیان خدا نے حضرتؐ کا نام ایسا بلند فرمایا ہے کیونکہ وہ خود ارشاد فرماتا ہے وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ دُورَةُ الشَّوْحِ اَيْتِ ۱۱۔ سے رسولؐ ہم نے تہ ز نام بلند کیا ہے۔ ابوسفیان نے کہا خدا اس کی آنکھوں کو روک دے جس نے کہا کہ یہاں کوئی نہیں ہے جس کا لحاظ کیا جائے اور میرے ساتھ مذاق کیا۔

پہلا مجروحہ۔ ابن بابویہ اور راندی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ وائل بن حجر کہتے ہیں کہ جس وقت آنحضرتؐ کی رسالت کی خبر ہم کو پہنچی میں اپنی قوم کا بادشاہ تھا اور سب میرے مطیع و فرمانبردار تھے۔ میں نے سب کو چھوڑا اور عدا در رسولؐ کی خوشنودی اختیار کی اور آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب خدمت اقدس میں پہنچا تو اصحاب نے کہا کہ حضورؐ نے تمہارے آنے کی تین روز پہلے خوشخبری دے دی تھی اور فرمایا تھا کہ عنقریب وائل بن حجر دور و دراز ملک حضرموت سے آنے والا ہے جو اسلام اور اطاعت خدا و رسولؐ کی جانب راغب ہے۔ اور وہ بادشاہوں کی اولاد میں سے ہے۔ وائل کہتے ہیں میں نے عرض کی یا رسولؐ آپ کے نظروں کی خبر مجھے اُس وقت ملی جبکہ میں بادشاہ اور حشم و خدم کا مالک تھا۔ خدا نے مجھ پر حلال کیا کہ میں نے سب کو ترک کر کے خدا در رسولؐ کی اطاعت کی اور میں خدا اختیار کیا اور ایمان لانے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا تو نے سچ کہا۔ خدا خدا وائل کو اور اس کی اولاد اور اولاد کی اولاد کو برکت عطا فرما۔

ساتواں مجروحہ۔ ابن بابویہ اور راندی نے بسند صحیح حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ایک روز آنحضرتؐ کی خدمت میں چند قیدی حاضر کیئے گئے۔ حضرتؐ نے سوائے ایک شخص کے سب کے قتل کا حکم فرمایا۔ اُس شخص نے پوچھا مجھے کیوں آپؐ نے چھوڑ دیا؟ حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا کی جانب سے جبرئیلؑ نے مجھے اطلاع دی ہے کہ تمہیں پانچ خلعتیں نیک ہیں۔ اپنے وقت میں سخت قیمت ہے، خلعت ہے، خوشنوی مزاہی ہے، سہائی اور شاعت ہے۔ اُس شخص نے کہا قائد ایسا ہی ہے اور وہ مسلمان ہو گیا۔

آٹھواں مجروحہ۔ ابن بابویہ طبرسی اور راندی نے بسند موثق حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ کا ناقہ جنگ تبرک میں گم ہو گیا۔ منافقین کہنے لگے کہ ہم کو تو غیب کی باتیں بتاتے ہیں اور خود نہیں جانتے کہ ناقہ کہاں ہے۔ اسی وقت جبرئیلؑ نازل ہوئے اور منافقوں کی گھنگو سے خلعت کو آگاہ کیا اور بتایا کہ ناقہ فلاں دہہ میں ہے اور اس کی ہار فلاں دہشت میں پٹ گئی ہے۔ حضرتؐ نے منادی کرائی اور لوگوں کو جمع کیا۔ پھر فرمایا کہ میرا ناقہ فلاں مقام پر ہے۔ لوگ دھڑے ہوئے گئے اننا قہاں سے لے آئے۔

نواں مجروحہ۔ صفار وغیرہ نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ غار ثور میں تشریف لے گئے حضرت ابوبکرؓ آپؐ کے ساتھ تھے۔ اور غار میں کفاس کے خوف سے مضطرب ہوئے تو حضرتؐ

مناہک و منافقین

مناہک و منافقین

نے ان کی تسلی خاطر کے لئے فرمایا کہ میں جعفر طیار کی کشتی دیکھ رہا ہوں کہ وہاں میں چھکے لے گا رہی ہے۔ ان کو خبر ہو چھا یا رسول اللہ کیا آپ درحقیقت دیکھ رہے ہیں فرمایا ہاں۔ عرض کی کیا ممکن ہے کہ آپ مجھے بھی دکھائیں فرمایا میرے پاس آؤ اہل ان کی آنکھوں پر اپنا دست مبارک پھیر دیا اور فرمایا اب دیکھو۔ جب انہوں نے دیکھا تو کشتی باسی طرح صیا میں نظر آئی۔ پھر فرمایا اب مدینہ کی طرف دیکھو۔ جب انہوں نے دیکھا تو انصار اپنی مجلس میں بیٹھے نظر آئے جو آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ اس وقت ان کے دل میں گزرا کہ اب مجھے یقین ہو گیا کہ یہ جادوگر ہیں۔ حضرت نے بطور استہزا فرمایا تمہارے ایسا صدیقی کوئی ہے۔ یعنی تم زندیق ہو صدیقی نہیں رہو۔

دسواں مجرہ۔ رافضی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی ظہیر کے یہودیوں کے پاس تشریف لے گئے۔ ان میں سے ایک شخص چچکے سے کوٹھے پر گیا تاکہ حضرت پر ایک بڑا پتھر پھینکے؛ چیریل نے آت کو اطلاع دے دی۔ حضرت آٹھ گریڈہ واپس آئے اور لوگوں کو ان کے ارادہ سے آگاہ فرمایا۔ اور خدائے اس شخص پر جس نے ایسا ارادہ کیا تھا اس کے ایک عزیز کو ابھارا تو اس نے اسکو قتل کر دیا۔

گیارہواں مجرہ۔ خاتمہ اور خاتمہ نے بطریق متواتر روایت کی ہے کہ عاتب بن قیس نے پیغمبر کے قتل کے ارادہ سے وعاد ہونے کی خبر اہل مکہ کو چپکے سے لکھ کر ایک محبت کے ہاتھ رواد کی جس کی اطلاع کسی کو نہ تھی۔ جناب چیریل نے آنحضرت کو اس کی اس حرکت سے آگاہ کر دیا۔ رسالت اللہ نے جناب امیر اور نبی اور متصادف کو بھیجا کہ ملک شان خان کی طرف جاؤ وہاں ایک محبت ہے جس کے پاس عاتب کا خط ہے جو اس نے مشرکین کو لکھا ہے۔ جب یہ حضرات وہاں پہنچے اس محبت کو دیکھا مقلد و پیغمبر نے ہر چند اس کی تلاشی لی مگر خط نہ مل سکا اور وہ محبت انکار کرتی رہی۔ ان لوگوں نے کہا اس کے پاس خط نہیں ہے واپس چلو جناب امیر نے فرمایا کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے کہ خط اس کے پاس ہے اور تم لوگ کہتے ہو کہ ہم کو اس کے پاس نہیں ملتا۔ پھر اپنی تلوار کھینچ کر اس کی جانب بڑھے اور فرمایا خط نکال کر دے دے ورنہ قتل کر دوں گا۔ تو اس محبت نے لڑائی نہ کرنا اپنے گیسوؤں سے خط نکال کر حضرت کو دیا۔ جب وہ خط لے کر حضرت کے پاس آئے آپ نے عاتب کو چھو کر کہوئے ایسا کیوں کیا تو نے اپنے واسطے جہنم میں آئندہ میں تیار کیا اس نے کہا یا رسول اللہ میں کافر نہیں ہوں کہ تو نے ایسا کیوں کیا تو نے اپنے واسطے جہنم میں تیار کیا اس نے کہا یا رسول اللہ میں کافر نہیں ہوں لیکن مجھ پر ان لوگوں کا کچھ حق ہے میں نے چاہا کہ اس طرح ان کے حق سے سبکدوش ہو جاؤں۔ حضرت نے انتہائی حکم کے سبب اس کا قصہ مان لیا۔

بارہواں مجرہ۔ رافضی نے روایت کی ہے کہ جناب سرور کائنات نے کسی سفر میں جناب عمار کو پانی لانے کے واسطے بھیجا لیکن شیطان ملعون ایک سیاہ فام کی شکل میں مانع ہوا۔ جناب عمار نے تین مرتبہ اس کو زخمی کر دیا۔ حضرت نے عمار کے آنے سے پہلے لوگوں سے بیان کر دیا کہ شیطان یہ عمار سے متفرق ہوا اور خدائے پاک کو اس ملعون پر فتح عنایت فرمائی۔ جب عمار واپس آئے تو حضرت کے بیان کے مطابق لوگوں سے واقعہ بیان کیا۔

تیر حواں مجرہ۔ راوندی نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ ایک جنگ کے لئے ہم لوگ روانہ ہوئے اور ہم لوگ انھیں آپس میں فریق تھے اور ہم نے کاموں کو باہم تقسیم کر لیا تھا۔ ہم میں سے ایک شخص نہیں تھا۔ انھوں نے برابر کام کیا کرتا تھا۔ ہم لوگ اُس سے بہت خوش تھے۔ جب آنحضرتؐ سے اُس کا حال بیان کیا، حضرتؐ نے فرمایا وہ جہنم والوں میں سے ہے۔ جب ہم لوگ دشمن سے جنگ میں مشغول ہوئے اُس شخص نے تیر نکالا ادا اُس سے لپٹے کر مار ڈالا۔ جب خبر حضرتؐ کو دی گئی تو آپؐ نے فرمایا کہ میں گویا دیتا ہوں کہ خدا کا بندہ اور رسول ہوں اور میری بیان کی ہوتی غیر غلط نہیں ہو سکتی۔

چود حواں مجرہ۔ راوندی نے روایت کی ہے کہ ابوذرؓ کا اہلیت کے زمانہ میں ایک بُت کی پرستش کرتے تھے۔ جب آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے عبداللہ بن رواحہؓ اور محمد بن مسلمہؓ بغیر اطلاع ان کے گھر میں داخل ہو گئے ادا ان کے بُت کو توڑ ڈالا۔ جب ابوذرؓ گھر میں آئے تو اپنی زدہ سے پوچھا کہ یہ حرکت کس نے کی ہے؟ وہ بولیں کہ مجھے نہیں معلوم۔ میں نے ایک آدمی سنی جب یہاں آئی تو کسی کو نہیں دیکھا۔ پھر کہنے لگیں کہ اگر یہ بُت میں کچھ قوت ہوتی تو پہلے یہ خود مفلوظ رہتا اور دفع ضرر کرتا۔ ابوذرؓ نے کہا سچ کہا۔ میرے کپڑے لاؤ۔ فرض لباس تبدیل کر کے روانہ ہوئے تاکہ حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہوں لیکن قبل اس کے کہ وہ حضورؐ کے پاس پہنچیں آنحضرتؐ نے فرمایا ابوذرؓ ایمان لانے کے ارادہ سے آ رہے ہیں۔ اس اثنا میں وہ آگئے اور مسلمان ہوئے۔

پندر حواں مجرہ۔ طاہر شیعہ نے بطریق متعدد روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب ابوذرؓ خدری رضی اللہ عنہ کو خیر دی اُن تمام آزار کی جو اُن کو عثمان سے پہنچے اور فرمایا کہ اُس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جبکہ تم کو تمہارے مقام سے علیحدہ کریں گے عرض کی میں مسجد الحرام میں پناہ لوں گا۔ فرمایا اگر وہاں سے بھی تم کو نکال دیا جائے تو کیا کرو گے؟ عرض کی شام کی جانب چلا جاؤں گا۔ فرمایا اگر وہاں سے بھی نکال دیں؟ عرض کی تلوار کھینچ لوں گا یہاں تک کہ مارا جاؤں۔ فرمایا ایسا نہ کرنا بلکہ صبر کرنا کیونکہ تم کو تنہائی میں کچھ زندگی گزارنا پڑے گی؛ تنہائی میں تنہا ہی موت واقع ہوگی اور اہل عراق کا ایک گروہ تم کو قتل و شکن دے گا اور شکن کرے گا۔ جناب ابوذرؓ کے حالات میں انشاء اللہ بہت سی حدیثیں مذکور ہوئی۔

سولہاں مجرہ۔ غاصد فار کے طریقوں سے متاثر ہے کہ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب فاطمہؓ سے فرمایا کہ سب سے پہلے میرے اہلیت میں سے جو شخص سے ملے ہوگا وہ تم ہوگی رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد سب سے پہلے اہلیت میں سے جناب فاطمہؓ کی وفات ہوگی۔

ستر حواں مجرہ۔ روایت ہے کہ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زید بن صوحان سے فرمایا کہ تمہارا بہشت میں پہلے تمہارا ایک حضور بہشت میں پہنچ جائے گا۔ چنانچہ جنگ نہاد میں اُن کا ہاتھ قطع ہو گیا تھا۔

اٹھار حواں مجرہ۔ راوندی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ ام وردنہ انصاریہ کو آنحضرتؐ شہید فرمایا کرتے تھے چنانچہ آنحضرتؐ کی وفات کے بعد اُن کی کنیز ادا ان کے غلام نے اُن کو شہید کر دیا۔

ہامیوں مجروحہ روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محمد بن حنفیہ کی پیشگوئی کی اور فرمایا کہ تمہارا بیٹا نام اور کنیت اس کو بخش دیا۔

ہامیوں مجروحہ روایت ہے کہ ایک روز آنحضرت نے فصد کھولوا لی اور خول جہاد شد بن زبیر کو دیا کہ بھینک دو۔ جہاد شد نے کہا ہر آئے اور وہ خون پی گئے۔ حضرت کے پاس واپس آئے تو آپ نے فرمایا مجھے گمان ہے کہ تم خون کو پی گئے۔ عرض کی ہاں۔ فرمایا تم بادشاہ ہو جاؤ گے اور اسوس ہے تمہارے ہارے میں لوگوں پر اور لوگوں کے ہارے میں تم پر۔

ہامیوں مجروحہ شیعہ و سنی ہر ایک کے طریقہ سے متواتر ہے کہ آنحضرت نے پیشگوئی فرمادی تھی کہ میری ایک زوجہ اودث پر سوار ہو کر نکلے گی اس اودث کے جسم پر بال بہت ہوں گے۔ وہ میرے وحشی سے جنگ کے ارادہ سے جائے گی۔ جب منزل خواب پر پہنچے گی اس پر بدستب کے کتے بھونکنے لگیں گے جب جناب عائشہ ویسے ہی اودث پر امیر المومنین سے جنگ کے لیے روانہ ہوئیں اور مظلوم خواب پر پہنچیں تو کتے بھونکنے لگے۔

ہامیوں مجروحہ خاصہ و عامہ کے طریقوں سے متواتر ام سلمہ سے روایت ہے کہ جناب عمارہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد میں انٹیں لگا رہے تھے۔ حضرت نے ان کے سینہ پر سے مٹی صاف کر کے فرمایا اسے عمارہ کو باغی کر دے قتل کرے گا جو اپنے خدام زائر پر خروچ کرے گا اور وہ سب ظالم ہوں گے اور دنیا میں تمہاری آخری خوراک دودھ کا شربت ہوگا اور یہ سب واقع ہوا۔

ہامیوں مجروحہ فریقین میں متواتر روایت ہے کہ متعدد موقعوں پر آنحضرت کے شہادت صاحب ذوالفقار و کرار غیر فرار کی خبر دی اور فرمایا کہ تمہاری اہل بی بیوں سے نکلیں ہوگی۔ اسی سبب سے جناب امیر خضاب نہیں کیا کتے کتے اور اس وعدہ کے منتظر تھے۔

چوتھوں مجروحہ متواتر ہے کہ حضرت سرور کائنات نے امیر المومنین سے فرمایا کہ یا علی عنقریب تم میں گروہ سے جنگ کرو گے۔ پہلا وہ گروہ ہے جو تم سے بیت کرے گا اور پھر توڑ ڈالے گا یعنی طلحہ و زبیر۔ دوسرا گروہ جو رد ظلم کے ساتھ تم پر خروچ کرے گا یعنی معاویہ اھاس کے ساتھی۔ تیسرا گروہ خارجیوں کا ہے جو دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے نیر نشانہ سے باہر نکل جاتا ہے۔ اور بار بار فرماتے تھے کہ اسے علی تم میرے بعد تاویل قرآن پر اس طرح جنگ کرو گے جس طرح میں نے تنزیل قرآن پر جنگ کی ہے۔

پچیسواں مجروحہ متواتر ہے یہ خبر ہے کہ آنحضرت نے متعدد بار امام حسین علیہ السلام اور ان کے اصحاب و اہل کی شہادت کی خبر دی ہے۔ اور مقام شہادت بھی بتایا اور خاک کر بلام سلمہ کو دی تھی یہ کہہ کر کہ حضرت کی شہادت کے وقت یہ مٹی خون ہو جائے گی۔

چھبیسواں مجروحہ خاصہ و عامہ نے بطریق بسیار روایت کی ہے کہ حضرت نے جناب امام رضا علیہ السلام کی شہادت کی خبر دی اور فرمایا کہ وہ خراسان میں دفن ہوں گے۔

ستائیسواں مجزہ۔ متعدد طریقوں سے ابوسید خدی وغیرہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرتؐ
مابین قیمت تقسیم فرما رہے تھے۔ قبیلہ تمیم کے ایک شخص نے کہا انصاف کیجئے۔ حضرتؐ نے فرمایا دانے جو تجھ پر
اگر نہیں انصاف کروں گا تو کون کرے گا۔ ایک صحابی نے کہا یا حضرتؐ اجازت دیجئے کہ اس کی گردن اڑا دوں
حضرتؐ نے فرمایا جانے دو۔ یقیناً اس کے سامنے کھایا یہ لوگ اہل گے جگلی نماں روزہ کے مقابلہ میں تم اپنے
نماز اور روزہ کو حقیر سمجھو گے۔ وہ وہی سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیرکمان سے نکل جاتا ہے۔
ان کا سوا ایک بڑی آنکھوں والا شخص ہوگا جس کا منہ سپہ ہوگا اسی کے حورنوں کی طرح پستان چومنے
ابوسید کہتے ہیں کہ میں نہرمان میں خوارج سے جنگ کے موقع پر حضرت امیرالمومنینؑ کے ساتھ تھا، ان کے
کشتوں میں سے اُس شخص کو نکالا گیا تو اُس میں وہ تمام علامت دیکھے گئے جو آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے بیان فرمائے تھے۔

انبیاء و اہل بیت علیہم السلام کا خیر دنیا۔ روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے بغداد آباد ہونے کی خبر دی تھی۔

انبیاء و اہل بیت علیہم السلام کا خیر دنیا۔ ماضی سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے جناب رسالتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی خدمت میں آکر عرض کی کہ وہ روزہ سے میں جو کما ہوں حضرتؐ نے فرمایا بازار میں جاؤ۔ دوسرے روز پھر اُس نے
آکر کہا میں کل بازار گیا تھا وہاں کوئی چیز نہ ملی سات کو بھی میں جو کما سورا۔ فرمایا بازار میں جاؤ۔ وہ شخص بازار
گیا تو ایک قافلہ کو دیکھا جو بہت سامان لایا ہے۔ اُس میں سے اُس نے کچھ خریدا کیا۔ لوگوں نے اس سے
اُس سامان کو ایک اشرفی نفع دے کر خرید لیا۔ وہ اشرفی لے کر گھر آیا۔ دوسرے روز پھر حضرتؐ کی خدمت
میں آیا اور عرض کی مجھے کچھ نہ ملا۔ حضرتؐ نے فرمایا ان قافلہ سے تو نے سامان خریدا کیا اُس کو فروخت کر کے
ایک حنار نفع کیا۔ اُس نے کہا ہاں۔ حضرتؐ نے فرمایا تو جھوٹ کیوں بولے؟ اُس نے عرض کی میں گواہی دیتا
ہوں کہ آپ صادق ہیں۔ میں نے اس لئے انکار کیا تاکہ معلوم کروں کہ جو کچھ لوگ کہتے ہیں آپ کو معلوم ہو جاتا
ہے یا نہیں؟ اہ آپ کی خبری کے بارے میں میری تعین زیادہ ہو جائے۔ حضرتؐ نے فرمایا جو شخص لوگوں سے
بے نیاز ہو جاتا ہے اسی سے کچھ سوال نہیں کرنا خدا اُس کو خوشی کر دیتا ہے اور جو شخص اپنے واسطے سوال کا
ایک روزانہ کھولتا ہے خداوند عالم اُس کے لئے فقر کے شر و دوزخ کے کھول دیتا ہے جسکو کوئی طاقت بند
نہیں کر سکتی۔ پھر اس کے بعد اُس شخص نے کبھی کسی سے سوال نہیں کیا اسی کی زندگی بہتر گزری۔

انبیاء و اہل بیت علیہم السلام کا خیر دنیا۔ روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت
کی ہے کہ ایک مرتبہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہیں جا رہے تھے راستہ میں دیکھا کہ جناب امیرؑ
اور زبیرؓ کھڑے آپس میں گفتگو کر رہے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا اے زبیرؓ! اسے کیا کہتے ہو۔ واللہ اہل عرب سے
پہلے جو شخص علیؑ سے بیعت کر کے توشے کا فائدہ نہ ہو گے۔

انبیاء و اہل بیت علیہم السلام کا خیر دنیا۔ روایت ہے کہ جب آنحضرتؐ نے اکید کے گرفتار کرنے کے لئے لشکر بھیجا فرمادیا تھا
کہ جب تم لوگ وہاں پہنچو گے تو وہ پہاڑی گانے کی شکار میں مشغول ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔
انبیاء و اہل بیت علیہم السلام کا خیر دنیا۔ جب حضرتؐ نے معاذ بن جبلؓ کو یمن بھیجا فرمایا اب آئندہ مجھ سے ملاقات نہ ہوگی، اور

ایسا ہی ہوا۔

جنتیسواں مجرہ۔ راوندی نے حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ بنی مصلح کے غزوہ میں سخت آمدنی آگئی تو حضرت نے فرمایا اس کا سبب یہ ہے کہ میں نے ایک منافق جہنم حاصل ہوا ہے جب میں لوگوں کو ایسے آئے تو معلوم ہوا کہ میں نے ایک منافق جہنم سے لے لیا تھا۔

چونتیسواں مجرہ۔ راوندی نے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیس بن مرثدہ بھلی کو خط لکھ کر طلب فرمایا۔ وہ خطیل بن حارث کلبی کے ساتھ آیا۔ جب وہ مدینہ کے قریب پہنچے تو یلہ حضرت کی خدمت میں آئے سے ڈرا۔ میں نے کہا اگر تجھ کو خوف ہے تو اسی پہاڑ پر میرے آئے تک قیام کر اگر نہیں دیکھو تو کہ حضرت کا کچھ کو آکر پہنچانے کا ارادہ نہیں ہے تو تجھ کو اطلاع دوں گا۔ غرض وہ مدینہ میں آیا اور جب مسجد میں پہنچا تو عرض کی یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ایمن ہوں اور فرمایا میں نے تجھ کو اور تیرے ساتھی کو بھی بیان دی جو نکل پہاڑ پر ٹھہرا ہوا ہے۔ میں نے یہ سننے ہی کہا میں خدا کی وحدانیت اور آپ کی رسالت کی گواہی دیتا ہوں۔ پھر آنحضرت سے بیعت کی اور کسی کنج کر خرید کر دیا۔ وہ بھی اگر مسلمان ہو گیا حضور نے فرمایا اگر تمہاری قوم تم سے برگشتہ ہو جائے گی تو خدا و رسول تمہارے واسطے کافی ہیں۔

چونتیسواں مجرہ۔ ابن شہر آشوب اور راوندی اور کلینی نے حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابوذر غفاری آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے اور کہا یا حضور! میں مدینہ سے دلتنگ ہو چکا ہوں اجازت دیجئے کہ میں اپنے بوادر زادے کو لے کر قادیان چلاؤں جو مجھ میں ایک موضع ہے۔ فرمایا اگر چاہو تو چلے جاؤ لیکن مجھے خوف ہے کہ عرب کا ایک قبیلہ تم کو لوٹ لے گا اور تمہارے پیچھے کو قتل کر دے گا اور تم میرے پاس آکر اپنے عصابہ تک پہنچے ہو گے کہ میرے پیچھے کو مار ڈالا اور میرے گھر کو لوٹ لے گئے اور میرے پیچھے کی گوسفندیں بھی لے گئے۔ غرض جناب ابوذر اس موضع میں گئے۔ بنی فزاعہ نے ان کو لوٹ لیا اور ان کے مویشی لے گئے اور ان کے پیچھے کو قتل کر دیا۔ وہ حضرت کے پاس واپس آئے اپنے عصابہ تک پہنچے ہو گئے ان کو بھی کچھ زخم آئے تھے اور کہا خدا و رسول نے سچ کہا تھا اور آپ نے جو کچھ فرمایا تھا سب واقع ہوا۔

چونتیسواں مجرہ۔ راوندی نے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوہ ذات الرقاع میں ایک شخص کو دیکھا جو قبیلہ غارب کا تھا اس کا نام فاصم تھا۔ اس نے پوچھا کیا آپ غیب بھی جانتے ہیں؟ فرمایا غیب خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اس طعن نے کہا میں اس آدمی کو تمہارے خدا سے زیادہ دوست رکھتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا کہ خدا نے اپنے علم غیب سے مجھے خبر دی ہے کہ تیرے چہرے کے نیچے کے حصہ میں ایک زخم پیدا ہو جائے گا جو تیرے دماغ تک پہنچے گا اور اسی زخم کے سبب تو جہنم حاصل ہو گا۔ جب وہ اپنے قبیلہ میں واپس آیا اس کی ٹھنڈی میں ایک زخم پیدا ہوا اور دماغ تک پہنچا۔ وہ کہتا تھا کہ اسس قریشی نے سچ کہا تھا۔ آخر جہنم حاصل ہوا۔

سینتیسواں مجرہ۔ فاصم و عامر نے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے

گھر سے نکلے گا اور غلوں گرہ تھک کر قتل کرے گا۔ چند دنوں کے بعد وہ لوگ جو مسلمان ہوئے تھے واپس آئے اور عرض کی یا رسول اللہ وہ تینوں اشخاص اسی طرح مرے جس طرح آپ نے ان کو بتایا تھا اور ہمارے بھائی ہیں اور اضافہ ہو گیا کہ آپ جیتے ہیں اور اب ہم اس لیے آئے ہیں کہ اپنے اسلام کو تازہ کریں۔ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ زندہ ہیں اور مردوں پر امین ہیں۔

بائیسواں مجزہ۔ طبری وغیرہ محدثین کا ائمہ وغیرہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا نے حجر بن عدی رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاء کے قتل کئے جانے کی خبر دی تھی کہ وہ مسلمانوں کے ظلم و ستم سے شہید ہوں گے۔

تینتا لیسواں مجزہ۔ طبری وغیرہ محدثین خاصہ و عامہ نے ابویوب بن بشیر سے روایت کی ہے کہ ایک روز آنحضرت مدینہ کی پہاڑیوں پر جا کر کھڑے ہوئے اور فرمایا اِنَّا بِاللّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ نَا حْشَوْنَ حضرت کے صحابہ کے چہرے حق ہو گئے۔ وہ سمجھے کہ ان پر کوئی حادثہ ہونے والا ہے۔ حضرت نے فرمایا میرے نیک صحابہ اس حرم میں شہید ہوں گے۔ زید علیہ السلام نے سلم بن عقیبہ کو مدینہ تاراج کرنے کے لیے مشغول دیکھا اس نے کئی ہزار اشخاص کو صحابہ میں سے اسی حرم میں قتل کیا جن میں سات سو قاریان قرآن تھے۔

چوالیسواں مجزہ۔ طبری وغیرہ نے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن عباس اور زید بن ارقم کے نابینا ہونے کی خبر دی تھی

تینتا لیسواں مجزہ۔ طبری وغیرہ نے سعید بن مسیب سے روایت کی ہے کہ ائمہ سلمہ کے بھائی کے یہاں لڑکا پیدا ہوا انہوں نے اس کا نام ولید رکھا حضرت نے فرمایا اپنے لڑکوں کے نام اپنے فرعونوں کے نام پر مت رکھو اس کا نام بدل دو۔ یقیناً میری امت میں ایک شخص بدل ہوگا جس کا نام ولید ہوگا۔ وہ میری امت کے لیے فرعون سے بدتر ہوگا۔ چنانچہ ولید بن جرید پیدا ہوا اور وہ آنحضرت کے لڑکوں کے مطابق ثابت ہوا۔

چھالیسواں مجزہ۔ خاصہ و عامہ نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ جبریلؑ نے آنحضرت کو خبر دی کہ جب فرزند ابی العاص کی تعداد میں تک پہنچی جائے گی تو وہ دین خدا میں فساد پیدا کرے گا اور خدا کے بندوں کو اپنا ظلم بنائیں گے اور خدا کے مال میں تصرف کریں گے اور مظلوموں کے بارے میں فرمایا کہ وہ چار ظالموں کا باپ ہوگا۔

سینتا لیسواں مجزہ۔ خاصہ و عامہ نے روایت کی ہے کہ جبریلؑ نے آنحضرت کو نکاشی بادشاہ کے مرنے کی اطلاع دی اور حضرت نے لوگوں کو بیعت میں جمع کیا اور اس کی میت کی نماز پڑھی اور اس کے جنازہ کو دیکھا اس کے بعد اطلاع آئی کہ اس کا اسی روز انتقال ہوا تھا۔

اڑتالیسواں مجزہ۔ روایت ہے کہ جس روز یمن میں اسود بن یحییٰ قتل ہوئے حضرت نے ان کے قتل ہونے اور قتل کرنے والے سے لوگوں کو آگاہ کیا۔

انچاسواں مجروح۔ بطریق متعدد منقول ہے کہ جب آنحضرتؐ نے جناب جعفر طیار کو جنگ تبوک کے لیے روانہ فرمایا تو اسی درمیان میں ایک روز خبر دی کہ اس وقت لڑید بن حارث شہید ہو گئے اور جعفر نے علم سینچا لیا۔ خود ہی درپردہ فرمایا کہ اب جعفر کے ہاتھ قلعہ کینے گئے اور اب وہ بھی شہید ہو گئے اور خدا نے دُعا پر ان کو عزت فرمائی جسے وہ بہشت میں پرواز کر رہے گئے اور اب عبداللہ بن رواحہ نے علم اٹھایا اور وہ بھی شہید ہو گئے۔ اور اب علم کو خالص لیا اور اب دشمن بھاگ گئے۔ پھر اسی وقت اُٹھے اور جعفر کے گھر گئے ان کے بچوں کو بلایا اور تعزیت ادا فرمائی۔

بچاسواں مجروح۔ ابن شہر آشوب وغیرہ نے روایت کی ہے کہ ایک روز آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سراقہ بن مالک کے احمقوں کو دیکھ جو پٹے اور بالوں سے پھرے ہوئے تھے۔ آپؐ نے فرمایا کہ کیا حال ہو گا جبکہ اپنے ہاتھوں میں بادشاہ عجم کے احمقوں کے کٹے پہنائے۔ چنانچہ عمر کے زمانہ میں مدائن فتح ہوا، عمر نے اس کو بلا کر بادشاہ عجم کے کٹے پہنائے۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ جب مدائن کو فتح کرنا قطعیوں کو قتل مت کرنا کیونکہ ماریہ ابراہیمؑ کی ماں اسی قبیلہ سے ہے۔ پھر فرمایا کہ روم فتح کر دو گے۔ جب فتح کرنا تو اس قبیلہ کو جو شرقی جانب ہے مسجد بنا دینا۔

اکادواں مجروح۔ بطریق خاصہ و عامہ متواتر ہے کہ آنحضرتؐ کے خیبر میں علم ابوبکر کو دے کر جنگ کینے بھیجا تا کام واپس آئے تو علم دے کر عمر کو بھیجا۔ وہ بھی تا کام واپس آئے تو حضرتؐ نے فرمایا کل میں علم اس کو دوں گا جو خدا و رسولؐ کو دوست رکھتا ہے اور خدا و رسولؐ اس کو دوست رکھتے ہیں۔ وہ بڑبڑاتا کہ حملہ کرنے والا ہے بھاگنے والا نہیں۔ خدا اس کے ہاتھ پر فتح عنایت فرمائے گا۔ پھر دوسرے روز امیر المومنینؑ کو علم دیا اور جناب امیرؑ نے فتح کیا۔

بادواں مجروح۔ متواتر ہے کہ ایک روز حضرتؐ نے جس کی رات کو آپؐ معراج میں گئے تھے اپنے معراج میں جانے کی خبر دی اور فرمایا کہ فلاں قافلہ قریش کو فلاں مقام پر ہیں نے دیکھا۔ ان کا اونٹ بھاگ گیا تھا۔ اور چند نشانیاں بیان فرمائیں۔ اور فرمایا کہ قافلہ فلاں روز طلوع آفتاب کے وقت یہاں پہنچے گا۔ اور وہ سب خارج ہوا۔

ترہواں مجروح۔ ابن شہر آشوب اور دوسرے محدثین نے روایت کی ہے کہ قبیلہ بنو لیحیان نے حبیب بن عدی کو امیر کر کے اہل مکہ کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ جب ان لوگوں نے اُن کو دار پر کھینچا تو وہ بولے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَىٰ رَسُوْلِكَ يَا رَسُوْلَ الْاٰلِہِ۔ حضرتؐ اُس وقت مدینہ میں اصحاب کے ساتھ بیٹھے تھے، آپؐ نے فرمایا وَ صَلِّ عَلَىٰ رَسُوْلِكَ الْبَشَرِ اور گریہ فرمایا۔ اور فرمایا حبیب مجھے مکہ میں سلام کر رہے ہیں قریش نے اُن کو مار ڈالا۔

چونواں مجروح۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ ایک سال میں آنحضرتؐ کی خدمت میں اگر کچھ سوال کیا حضرتؐ نے فرمایا بیٹھو ملتا ہے۔ اسی اثنا میں ایک شخص آیا اور اُس نے ایک قمیسی آنحضرتؐ کے سامنے ڈال دی اور عرض کیا یا رسول اللہؐ یہ چار سو درہم ہیں ان کو مستحقین کو دے دیجئے۔ حضرتؐ نے سال

جنگ تبوک میں شہید ہوئے

صحابہ

۴۲۰

سے فرمایا ان اشرفیوں کو لے لے۔ صاحب مال نے کہا یا رسول اللہ یہ اشرفیاں نہیں ہیں بلکہ درہم رچاندی کے سکتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا مجھے جوئی مت کہو کیونکہ خدا نے مجھے راستہ گود فرمایا ہے۔ فرض قیسی کھولی گئی تو اس میں سے چار سواشرفیاں یعنی سونے کے سکتے برآمد ہوئے۔ صاحب مال کو تعجب ہوا اور اس نے کہا خدا کی قسم میں نے اس قیسی میں چاندی کے سکتے رکھے تھے۔ حضرت نے فرمایا تو کچھ کہتا ہے لیکن چونکہ میری زبان سے دینا نکل گئے تھے خدا نے ان کو دینا ہی بنا دیا۔

پچھنواں مجرہ۔ ابن شہر آشوب وغیرہم نے روایت کی ہے کہ ابو ایوب انصاری کو لشکر اسلام نے علیج قسطنطنیہ میں دیکھا تو پوچھا کوئی حاجت ہو تو بیان کیجئے۔ انہوں نے کہا تمہاری دنیا سے کوئی حاجت نہیں رکھتا! صرف اتنا چاہتا ہوں کہ جب میں مرجلاؤں تو مجھے کافروں کے شہر میں لے جانا اگر ممکن ہو۔ کیونکہ میں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ میرے اصحاب میں سے ایک نیک مر قسطنطنیہ میں دفن ہو گا۔ مجھے اُمید ہے کہ میں ہی وہ شخص ہوں گا۔ چنانچہ ابو ایوب کا انتقال ہو گیا۔ اور اہل لشکر جہاد کر رہے تھے اور اسی کے جنازہ کو لشکر کے آگے لے کر لے گئے۔ بادشاہ فرنگ نے کسی کو بھیج کر دریافت کرایا کہ یہ جنازہ کیا ہے جس کو تم لشکر کے آگے لے کر لے رہے ہو؟ انہوں نے کہا یہ صحابہ کرام میں سے ایک بزرگ ہیں جنہوں نے وصیت کی ہے کہ ہم ان کو تہاد سے شہر میں دفن کریں۔ بادشاہ نے کہا جب تم دفن کر کے واپس چلے جاؤ گے تو ہم اس کو باہر نکال کر پھینک دیں گے تاکہ تم کو کھا جائیں۔ انہوں نے کہا اگر تم نے ایسی حرکت کی تو عرب میں جس قدر عیسائی ہیں سب کو ہم قتل کر ڈالیں گے۔ شاد جس قدر گہرے ہیں سب کو مسمار کر دیں گے۔ غرض انہوں نے ابو ایوب کی قبر پر قبہ تعمیر کرایا جو اب تک موجود ہے اور لوگ اس کی نیابت کرتے ہیں۔

بیان مؤلف علیہ الرحمۃ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات جس قدر کثرت ہو اب میں مذکور ہوئے قدر ہزار میں ایک کے مانند ہیں۔ حق تو یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام اقوال و افعال اور اخلاق و اطوار مجرہ ہیں۔ خاص طور سے یہ معجزات جنکا خلق غیب کی باتوں سے ہے۔ ہر وقت حضرت کے کلام معجز نظام سے ظاہر تھے۔ منافقین کہتے تھے کہ آنحضرت کی باتیں مت کرو کیونکہ وہ دھوکا دینے والے ہیں۔ سب حضور کو اطلاع دے دیتے ہیں۔ بہت سے معجزات سابقہ ابواب میں بیان ہو چکے اور بہت سے آئندہ بیان ہوں گے۔ اگر کوئی ماقبل خود فکر کرے اور اپنی عقل کو منصف قرار دے آنحضرت اور آپ کے اہلیت اطوار صلوات اللہ علیہم اجمعین کا ہر قول اور ہر کلام اور شہادت و سند سے کافر حکم مجرہ اور خرق عادت ہے۔ کیا کسی صاحب عقل کی عقل یہ تجویز کرتی ہے کہ ایک انسان بغیر وحی و الہام جناب ایزدی کوئی شریعت قائم کر سکتا ہے جس پر اگر عمل کیا جائے تو تمام اہل دنیا کی دنیا و آخرت درست ہو جائے اور اس کے سبب سے فتنہ و فساد کے رشتے بند ہو جائیں۔ دنیا میں جس قدر فتنہ و فساد ظاہر ہوتے ہیں شریعت حق کے قوانین کے خلاف کرنے سے ہوتے ہیں اور خرید و فروخت، مضامینات و منازعات، وراثت، باپ اور بیٹے زور اور شوہر آقا اور غلام، عزیز و اول، اہل خانہ، اہل شہر اور مملکت و ممالک کے درمیان معاشرت کے قوانین خاص طور سے جو مقرر ہیں ان سے بہتر تکمیل نہیں ہو سکتا۔ اور تو یہ سب سب احکام و اخلاق کریمہ کے بارے میں ہر حدیث و خطبہ میں

اس سے زیادہ جو حکمائے اتنے ہزار سال غور و فکر کیا ہے یا ان کی خصوصیت ہے اور معارف ربانی اور مہمانی کی گہرائی جو حضرت نے رسالت کے فطر چند سال میں بیان فرمایا ہے طالبان دنیا کے غلط غلط اور ضلالت کو دہنے کے باوجود جو کہ لوگوں تک پہنچی ہے اگر علماء و دانشور قیامت اُس میں غور و فکر کرتے ہیں تو اس کے ہزاروں اسرار میں ایک تک نہیں پہنچ سکتے۔

آنحضرت کی حقیقت کے دلائل ظاہر ہیں سے ایک واضح دلیل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نشو و نما اُس گروہ میں ہوئی تھی جو طوائفِ حسنہ سے بالکل کوری تھی اور ان لوگوں کا واسطہ مصیبتِ فساد و فحاشی و عداوت و بدعت نہ تھا۔ ہاں ان کے ساتھ نگاہ کے گرد تالیاں اور سیٹیاں بجاتے اُچھتے کودتے تھے یہی ان کی عادت تھی۔ اسی سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کی عادتیں کیسی ہونگی۔ اس وقت بھی جبکہ آنحضرت کی بعثت کے ہزار سال سے زیادہ گزر چکے ہیں آنحضرت نے ان کی بہت مشکل سے اصلاح کی ہے۔ آج بھی کوئی شخص جو سونے کر میں دیکھتا ہے تو کہتا ہے کہ جو ہاتھوں سے بدتر ہیں۔ ایسے گروہ میں آنحضرت ایسے علم و حکم و احسان و کرم و عفت و خلوت و شہادت و معرفت اور تمام صفاتِ حسنہ اور اطوارِ پسندیدہ کے ساتھ ظاہر ہوئے جس کے بعد و اصحاب میں خصائے عرب و عجم اپنے عجز و قصور کے مستزف ہیں اور باوجود اس خداوند و تکلیف کے جو حضرت کو اپنی کمر سے منہجے۔ جب حضور کو انیسویں قبو حاصل ہوا تو آپ نے ان پر احسان و کرم زیادہ سے زیادہ فرمایا۔ اور ابو سفیان جس نے حضرت کو بے انتہا اذیتیں پہنچائی تھیں حضرت پر لشکر کشی کی تھی اور آپ کے حوالہ ادا کیا کہ قتل کیا تھا، حضرت کو جب اُس پر اختیار حاصل ہوا تو آپ نے سب کچھ صاف فرمادیا۔ اور حکم دے دیا کہ جو شخص اس کے گھر میں داخل ہو جائے اُس کو بھی المانی ہے۔ اور اُس زینِ یسویہ پر بھی جس نے آپ کو سہر دیا تھا اُتار دیا۔ اپنے اہلیت کو دو دو تین تین دفعہ بھوکا رکھنے ہوئے دوسروں کو سیر کیا۔ اپنی لڑائی کے قاتلوں کو دیکھنے تھے اور خبر دیتے تھے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو میرے اہلیت کو قتل کر رہے تھے اور انہیں ظلم کر رہے تھے۔ لیکن ان کو عزیز رکھتے تھے اور احترام فرماتے تھے اور انہیں احسان و کرم کرتے تھے اور ان میں دوسروں میں کوئی فرق نہیں ہونے دیتے تھے۔ کسی مافیل پر ہاشیہ نہیں ہے کہ یہ اخلق سوائے پیغمبر یا پیغمبروں سے افضل ذات کے کسی میں جمع نہیں ہو سکتے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعتِ خداوندی کی حقیقت واضح کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ عامہ خلق باوجود خواہشات کے دعاوی کے ظہیر میں ترک لذات کرتے ہیں اور باوجود قہرِ ستاروں جہاں ان کی عصمت کی پروا نہیں کرتے۔ ادا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اہلیت عالی شان کی محبت و محفل میں اس قدر جاگو ہیں ہو گئی ہے کہ اپنے مال و اولاد اور اپنی جان کو ان کے مقدس ناموں پر فدا کرتے ہیں اور ان کے شہادتِ عالیات اور مقدس موضوعوں پر دلی رغبت سے جاتے ہیں اور احباب و احترام سے قدم رکھتے ہیں اور جس قدر ظلم و جور و انہر مخالفوں سے زیادہ ہوتے ہیں باسیرتِ زیادت کی رغبت کرتے رہتے ہیں۔

تیسواں باب

آنحضرتؐ کا مبعوث ہونا اور رسالت کے جفا کاروں کے مظالم
سہنا اور نزول وحی کی کیفیت وغیرہ

دالحد ہو کہ علمائے شیعہ کا اجماع ہے کہ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ستائیس ماورجب کو مبعوث
برسالت ہوئے اور اللہ بدئی علیہم السلام کی حدیثیں اس کا ثبوت ہیں۔ لیکن عامہ کے درمیان اختلاف ہے
بعضوں نے ستر حویلی ماورضان المبارک کو بیان کیا ہے، بعضوں نے اٹھار حویلی اور بعض نے چوبیسویں
اور مذکور بیان کی ہے۔ اور بعض نے بارحویں ملو بیچ القول کو بیان کیا ہے۔ اور بھی مختلف اقوال ہیں لیکن
صحیح وہی روایت ہے جو پہلے بیان کی گئی۔ اس وقت روایات متبرہ کے مطابق آپؐ کی قریشی چالیس
سال کی تھی۔ اور حدیث متبرہ میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ نوروز کے دن جبریلؑ آنحضرتؐ پر
نازل ہوئے۔ لیکن احادیث متبرہ سے ثابت ہے کہ حضرتؐ ہمیشہ سے پیغمبر تھے جیسا کہ خود ارشاد فرماتے
ہیں کہ میں اُس وقت بھی پیغمبر تھا جبکہ آدم علیہ السلام پانی اودھنی کے درمیان تھے۔ اور غیر مؤلف کا گمان ہے
کہ آنحضرتؐ بہشت سے قبل اپنی ہی شریعت پر عمل کرتے تھے اور خدا کی جانب سے الہام اور وحی ان کو پہلی
تھی اور نوح علیہ السلام سے حضرتؐ کی تائید ہوتی تھی۔ چالیس سال کی عمر میں غلاتی پر مبعوث ہوئے اور
رسالت کے مرتبہ پر فائز ہوئے۔ چنانچہ شیخ ابوالفتحؒ میں حضرت امیر المؤمنینؑ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ
کے لئے اُسی وقت سے جبکہ آپؐ شیر خوار تھے خدا نے ایک فرشتہ کو آپؐ کے ساتھ مقرر کیا تھا جو آپؐ کو
شب و روز مبارک افلاق اور مہاسن آقاہد قائم رکھتا تھا۔ حدیث صحیح میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام
سے منقول ہے کہ جناب رسالتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبل اس کے کہ جبریلؑ آپؐ پر نازل ہوں مہاسپاہ
نبوت کا حلقہ فرماتے تھے اور فرشتوں کی آواز سننے لگے یہاں تک کہ جبریلؑ رسالت کے ساتھ آپؐ پر نازل
ہوئے اور حضرتؐ جبریلؑ کو ان کی اصلی صورت میں دیکھتے تھے۔ اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دوسری
حدیث متبرہ میں منقول ہے کہ ایک دفعہ حق جبریلؑ و میکائیلؑ سے جدا ہوئے جو ہمیشہ سرود کا نواز کے
کے ساتھ رہتی تھی اور حضرتؐ کو رشتہ ہدایت لہذا حق پر قائم رکھتی تھی۔ اور وہی روح اللہ معصوم علیہم السلام
کے ساتھ بھی رہتی ہے جو ان کو ظلم سے بچا رہتی ہے اور ان کے زمانہ غفلت میں ان کی مرقی اور مؤید رہتی
ہے۔ اس بارے میں حدیثیں بہت ہیں جو انشاء اللہ کتاب الامت میں بیان ہونگی۔

احادیث متبرہ میں امام جعفر صادقؑ علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت جبریلؑ آنحضرتؐ کے پاس آئے
تو غلاموں کی طرح خدمت اقدس میں بیٹھتے تھے۔ اور جب مانتے تو گھر کے دروازہ پر کھڑے ہوتے اُس مقام کا

جس کو اب مقام جبریل کہتے ہیں۔ اور جب تک اجازت نہ ملتی مگر کے آمد داخل نہ ہوتے۔ دوسری مشہور حدیثوں میں منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اپنے اصحاب کے ساتھ بیٹھے ہوتے کہ فشی طاری ہو جاتی اور پسینہ جاری ہو جاتا۔ یہ نزول وحی کی علامت تھی۔ اس حالت کے بارے میں حضرت صادقؑ سے لوگوں نے پوچھا فرمایا یہ صفت اُس وقت ہوا کرتی تھی جبکہ خداوند عالم براہ راست حضرت پر وحی نازل فرماتا تھا۔ کسی ملک کا درمیان میں واسطہ نہ ہوتا۔ حضرت پر کلام الہی کی دہشت اور اس کی بے انتہا عظمت و جلالت کے سبب یہ حالت طاری ہوتی تھی۔ جبریلؑ کے نازل ہونے کے وقت یہ حالت نہ ہوتی بلکہ جبریلؑ انبیاء جانتے حضرت کے گھر میں داخل نہیں ہوتے تھے۔ جب حضرت کی خدمت میں آتے تو غلاموں کے مانند بیٹھتے تھے۔ حدیث متبرہ میں جناب امیرؑ سے منقول ہے کہ پیغمبروں پر خدا کی وحی کے نزول کی مختلف قسمیں ہیں۔ ایک خدا کی جانب سے پیغام لے کر فرشتوں کا نازل ہونا، ایک براہ راست خدا کا پیغمبروں سے گفتگو فرمانا اور ایک یہ کہ وہ بیان کسی فرشتہ کا ہوتا۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبریلؑ سے پوچھا کہ وحی تم کو کہاں سے حاصل ہوتی ہے؟ انہوں نے عرض کی اسرائیلؑ سے۔ پوچھا اسرائیلؑ کو کیوں ملتی ہے؟ عرض کی ان کے دل پر نازل ہوتی ہے۔ اور علیؑ میں ایذا ایم نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جبریلؑ نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی کہ اسرائیلؑ صاحب پروردگار عالم ہیں اور محل صدور وحی سے تمام خلق سے نزدیک تر ہیں۔ ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان یا قوت مخرج کی ایک لوح ہے۔ جب خدا کا حکم صادر ہوتا ہے تو لوح اسرائیلؑ کی پیشانی سے نکلتی ہے تو وہ لوح پر نظر کرتے ہیں اور جو کچھ اُس میں ہوتا ہے ہم کو سیر کر دیتے ہیں اور ہم اطراف زمین و آسمان میں اُس کو پہنچا دیتے ہیں۔ انہی حضرت سے حدیثی روایت ہے کہ حضرت جبریلؑ کے بعد جب اہل آسمان نے چونکہ وحی نہیں سننی تھی اور آنحضرتؐ کے صیوت ہونے کے وقت قرآن کی وحی کی ایک صدائے عظیم جیسے لوہا پتھر سے ٹکراتا ہے سماعت کی تو بہوش ہو گئے۔ جب وہ آواز پر طرف ہوتی جناب جبریلؑ زمین کی طرف روانہ ہوئے۔ جیسے جیسے اُن کے آسمانوں پر پہنچتے جاتے تھے وہاں کے ساکنوں کی دہشت و دہر ہوتی جاتی تھی۔ اور عیاشی نے حضرتؐ سے روایت کی ہے کہ جس وقت حضرتؐ پر سورۃ مائدہ نازل ہوا حضرتؐ استر شہاب پر سوار تھے۔ وحی کے سبب حضرتؐ اس قدر گراں ہو گئے کہ وہ خیر چلنے سے رک گیا اور اُس کی پشت عم ہو گئی۔ پیٹ قریب تھا کہ زمین سے لگ جائے۔ آنحضرتؐ بہ ہوش ہو گئے اور آپؐ کا ہاتھ خیرین دہب کے سرور تھا۔ جب اچھ حالت نازل ہو گئی آپؐ نے سورۃ مائدہ پڑھ کر سنائی۔ اسی طائفہ نے حضرتؐ امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ عثمان بن مظعون نے بیان کیا کہ ایک روز میں آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ سے کلمہ لے کر رہا تھا میں نے آنحضرتؐ کو وہ ہاتھ پر بیٹھے جوئے دیکھا میں بھی ٹیڈ کر باتیں کرنے لگا۔ دفعہ میں نے دیکھا کہ آپؐ کی آنکھیں آسمان کی جانب اُٹھ گئیں اور کچھ دیر تک حضرتؐ اپنی آنکھوں کو داہنی جانب پھراتے رہے، اور میرا قدس کو حرکت دیتے رہے جیسے کوئی شخص کسی سے گفتگو کرتا ہے اور کسی کی باتیں سنتا ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد بہت دیر تک آسمان کی طرف دیکھتے رہے۔ پھر بائیں جانب دیکھا اور میں میری جانب نظر کی اور چہرہ اُٹھ

سے سینہ ٹپک رہا تھا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ میں نے کبھی آپ کی یہ حالت نہیں دیکھی تھی فرمایا اب تو دیکھی
میں نے عرض کی یا رسول اللہ۔ حضرت نے فرمایا کہ جبریلؑ مجھ پر نازل ہوئے تھے اور یہ آیت اُن کے لئے تھی۔
إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاؤِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْعَفْوَ وَالْمُنْكَرِ
وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ رَبِّ آيَاتٍ سَاطِعَةٍ لِّبَالِكِ (عشاق کہتے ہیں کہ میں آنحضرتؐ
کی خدمت سے اٹھ کر حضرت ابوطالبؓ کے پاس آیا اور یہ آیت اُن کو سنائی۔ انہوں نے فرمایا کہ اسے
غالب محمد رحمة اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کرو تاکہ ہدایت پاؤ اور دستگار ہو۔ خدا کی قسم وہ تم کو مبارک
اخلاق کی دعوت دیتے ہیں۔

اور شیخ طوسیؒ نے بسند معتبر حضرت امی عباسؓ سے روایت کی ہے کہ ہر صبح حضرت امیر المومنینؑ
کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور حضورؐ بھی سب سے زیادہ اُنہی کا آنا پسند کرتے تھے۔ ایک روز وہ کہنے
تو دیکھا کہ آنحضرتؐ صحن خانہ میں سوتے ہوئے ہیں اسی آپ کا سر اقدس وجہ کبھی کی آغوش میں ہے۔
امیر المومنینؑ نے کہا اِس سلام غلیظ سرور محال کا کیسا مزاج ہے؟ وجہ نے کہا اسے برادر رسولؐ وہ بیچ میں
جانب امیرؑ نے کہا خدا تم کو جزائے خیر دے۔ وجہ نے کہا میں آپ کو دوست رکھتا ہوں۔ میرے پاس ایک بھیر
ہے جو میں آپ کے لیے لایا ہوں۔ آپ مومنوں کے امیر اور اپنے شیعوں کو جنت میں لے جانے والے ہیں۔
اور بعد سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اولاد آدمؑ میں سب سے بہتر ہیں۔ آپ کے ہاتھ میں روز
قیامت لوٹنے کا حق ہے۔ آپ آنحضرتؐ کے ساتھ اور آپ کے شیعہ سب سے پہلے جنت میں جائیں گے۔ ان شخص
نجات یافتہ ہے جو آپ کو دوست رکھتا ہے اور وہ نجات سے محروم ہے جو آپ کی ولایت کا منکر ہے جس
شخص نے آپ کو دوست رکھا اس نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دوست رکھا اور جو شخص آپ کو دشمن رکھا
وہ حقیقت وہ محمدؐ کی دشمنی کے سبب دشمن رکھتا ہے اور حضرتؐ کی شفاعت سے محروم ہے۔ میرے نزدیک ایسے
کیونکہ آپ اس کے زیادہ شراوار ہیں۔ اور آنحضرتؐ کا سر مبارک ان کی گود میں دے دیا۔ اچھے گئے۔ جب
حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیمار ہوئے فرمایا یہ کس کی آواز تھی یا علیؑ تم کس سے باتیں کر رہے
تھے؟ عرض کی وجہ کبھی تھے۔ فرمایا انہیں۔ وہ جبریلؑ تھے اہم کہ تم کو اس نام سے یاد کیا جو نام تمہارا خدا لے
رکھا ہے۔ اُسی نے تمہاری محبت مومنوں کے دلوں میں ڈالی ہے اور تمہارا رعب کافروں کے سینہ میں
جاگ بک رہا ہے۔

حمیری نے بسند معتبر امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ چند روز کے لئے دہی کا نازل
ہونا بند ہو گیا۔ تو لوگوں نے پوچھا یا حضرت نازل دہی کیوں بند ہے؟ فرمایا کیونکہ نازل ہو حالانکہ تم لوگ ناخوش
انہیں گھوڑے اور بیلوں سے آلودہ رہتے ہو۔

امین بابو نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ رطیس ملعون نے چار مرتبہ فریاد کی۔ اولی
جس روز کہ راندہ درگا وایزدی ہوا۔ دوسرے جبکہ اُس کو زمین پر لیٹا گیا۔ تیسرے جس وقت آنحضرتؐ مبعوث
برسالت ہوئے۔ چوتھے جس روز سورۃ حمد نازل ہوئی۔

علی بن ابیہم نے اسند معتبر حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ جب خداوند عالم نے آنحضرت کو مبعوث فرمایا جبریل کو حکم دیا تو انہوں نے اپنے پیروں سے زمین کو دھوی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے چھوڑ دی تو ایسا ہوا کہ آنحضرت ہر سرزمین کو اس طرح دیکھتے تھے جیسے کوئی اپنے ہاتھوں کو دیکھتا ہے اور مشرق و مغرب کے ہر شہر کو حلقہ فرماتے اور وہاں کے رہنے والوں سے ان کی زبان میں باتیں کرتے تھے اور اپنے دین کی دعوت دیتے تھے۔ اور خدا نے اپنی قدرت کا طے سے ایسا انتظام فرمایا کہ ہر شہر کے لوگ آپ کو دیکھتے اور آپ کی آواز سنتے اور آپ کی رسالت کو سمجھتے تھے۔

علی بن ابیہم سے ابن شہر آشوب اور شیخ طبرسی ملکہ تمام حدیثیں و خصوصاً نے روایت کی ہے کہ آنحضرت قبل ہجرت اپنی قوم سے کنارہ کش ہو کر کوہِ قرآن پر تنہا عبادت الہی میں مصروف رہتے۔ خداوند عالم آپ کو روح القدس کی تائید پہنچتے خوابوں فرشتوں کی قیادتوں اور پتے الہامات کے ساتھ ہدایت فرماتا رہتا تھا اور قرب و محبت و معرفت کے مدارج علیہ پر ترقی دیتا رہا اور آپ کو زیورِ علم و فضل اور اخلاق حمیدہ اور ادب پسندیدہ سے آراستہ فرماتا رہا۔ یہی حالت میں سوائے جناب امیر اور جناب خدیجہ کے کوئی آپ کا مؤنس و محرم نہ تھا یہاں تک کہ جب آپ کی عمر سیستین سال کی ہوئی آپ نے خواب دیکھا کہ ایک فرشتہ آپ کو ندا دے رہا ہے کہ یا رسول اللہ! اس کے بعد ایک روز حضرت ابوطالب کی بھٹی میں چراتے ہوئے مکہ کی پہاڑیوں پر حضرت کا گذر ہوا وہاں آپ نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے آپ کو یا رسول اللہ کہہ کر خطاب کیا۔ آپ نے پوچھا تم کون ہو وہ بولے میں جبریل ہوں خدا نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے کہ آپ کو رسالت کی خوشخبری دوں۔ جبریل نے اپنا پیڑ زمین پر مارا تو ایک چشمہ جاری ہوا۔ جبریل نے وضو کیا اور آنحضرت کو وضو کرنا سکھایا اور حضرت نے وضو کیا پھر نماز کی تعلیم دی اور آنحضرت نے امیر المومنین کو تسلیم ہوئی اور ان کے ساتھ نماز ظہر ادا فرمائی۔ بیت الشرف واپس گئے تو نماز عصر جناب خدیجہ کے ساتھ پڑھی۔ پھر چند روز کے بعد حضرت ابوطالب حضرت جعفر کو لے کر آئے دیکھا کہ آنحضرت حضرت علی اور جناب خدیجہ کے ساتھ نماز پڑھ رہے ہیں ابوطالب نے حضرت جعفر سے کہا کہ اپنے چاندو لہائی کے ساتھ تم بھی نماز پڑھو تو وہ بھی نماز میں شریک ہو گئے۔ اور حدیث معتبر میں حضرت جعفر صادق صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس طرح میں میں اپنا ہاتھ سر کے نیچے رکھے ہوئے سوتا تھا۔ علی میری دائیں جانب اور جعفر طیار بائیں جانب اور جناب حمزہ میرے بائیں سوئے ہوئے تھے۔ تاگاہ میں نے جبریل و میکائیل و اسرافیل کے ہر دوں کی آواز سنی اور مجھے وحشت طاری ہوئی۔ تو میں سنا کہ جبریل سے اسرافیل کہہ چکے تھے کہ ان ہاتھوں میں سے ہم کس کے پاس بھیجے گئے ہیں؟ تو جبریل نے میری طرف اشارہ کیا اور کہا ان کے پاس۔ انہی کا نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور یہی بہترین فیضان ہیں۔ اور وہ جو ان کی دائیں جانب سوئے ہیں ان کے بھائی اور وہی امیر ہیں اور جو بائیں جانب ہیں جعفر بن ابی طالب ہیں وہ دو رنگیں ہر دوں کے ساتھ بہشت میں رہنا کریں گے۔ اور وہ دو سرے عزیزان جو قیامت کے روز سجدہ الشہداء ہوں گے۔ اور وہ سری روایت کے مطابق جبریل حضرت کے

حضرت جبریل علیہ السلام نے ان کو مبعوث کیا

بیت الشرف میں نماز پڑھائی۔

نبی جبریل و میکائیل و اسرافیل کے ہم عصروں میں سے تھے۔

سر کے پاس اور میکانیک پانسی بیٹھے اور حضرت کو اس کے سبب بیدار کیا۔ وہ جب خود بیدار ہوئے تو جبریل نے خدا کا پیغام پہنچایا۔ وہ جب اٹھ اٹھ جانے لگے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے دامن سے ہتھکنے اور پوچھا تم کون ہو؟ عرض کی میں جبریل ہوں۔

امام حسن عسکری علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب آنحضرت پالیس سال کے ہو گئے اور خدا نے ان کے قلب کو نہایت فاضل اور فاضل اور سب سے زیادہ اپنا نیا نیر وار پایا تو حضرت کی آنکھوں میں ایک نور پیدا کیا اور حکم دیا تو آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے۔ فرشتے جو حق زمین پر آتے تھے اور حضرت کو دیکھتے تھے۔ اور خدا نے اپنی رحمت سابق و شمس سے آنحضرت تک متصل کر دی۔ اُس وقت جبریلؑ نازل ہوئے اس طرح کہ آسمان وزمین کو گھیر لیا۔ اور آنحضرتؐ کا بازو پکڑ کے کہلے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، پڑھو۔ فرمایا کیا پڑھوں؟ اے اقرآن! یا نسیم! الذی خلقنا الانسان من علقین۔ و یا آیت ۱۲۷ سنۃ ۱۱، پھر خدا کی وحی ان کو پہنچائی۔ دوسری روایت کے مطابق دوسری مرتبہ جناب جبریلؑ اور میکائیلؑ ستر ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ نازل ہوئے اور کمرے کی عزت و کرامت حضرت کے لئے لائے اور تاج نبوت حضرت کے سر پر رکھا اور لوٹے اور حضرت کے ہاتھ میں دیا اور کہا اس کو یہ پڑھ کر رکھئے اور خدا کی حمد کیجئے۔ دوسری روایت کے مطابق وہ کُرسی یا قوت شریع کی تھی۔ اُس کے پائے پر چھ اور مردانہ کے تھے۔ جب فرشتے واپس گئے تو آپ کو حواس سے بچے تشریف لائے آپ کو انوار ہواں گھر سے بھرنے لگے کہ کسی کو تاب نہ تھی کہ حضرت کو دیکھ سکے۔ حضرت جس وقت اپنی اور پھر کی طرف سے گزرتے تھے سب حضرت کو سمجھ کر تھے اور زبان صبح کہتے اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا اَبِیْنِ السَّلَامِ عَلَیْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ جب حضرت خانہ خدیجہ میں داخل ہوئے آپ کے خوشبہد جمال کی شاموں سے ساط مکان منور ہو گیا۔ خدیجہ نے عرض کی اے محمدؐ یہ نور کیسا ہے؟ محمدؐ میں آپ میں دیکھ رہی ہوں؟ فرمایا یہ نور رسالت ہے کہہ لا ادر الا اللہ محمدؐ رَسُوْلُ اللّٰہِ انہوں نے کہا کہ میں برسوں سے آپ کی پیغمبری کا حال جانتی ہوں۔ پھر مکہ شہادت میں پڑھ کر ایمان لائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے سرورِ عوس اور ہی ہے نئے کوئی چارہ اور اڑھا وہ۔ حضرت پلٹے: خدا کی جانب سے نہ ایسی کہ یا اَیُّہَا الْمَلٰٓئِکَةُ قُرُوْا فَاَنْتُمْ لَیْسُوْا بِمَلٰٓئِکَہِ فَاَنْتُمْ رُسُلُ اللّٰہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ ۱۲۷ سنۃ ۱۱، اللہ نے اسے چاند اور سورج کے واسطے آنحضرت کو لوگوں کو اپنے پروردگار کے کتاب سے ڈرانا اور اس کی حمد کی بیان کرو۔ حضرت یہ سن کر اٹھے اور اپنے کانوں تک ہاتھ اٹھا کر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت کی آواز و جہات میں جس جس تک پہنچی اُس نے حضرت کی موافقت کی۔ حج البیضاء میں ہمارے لوگوں میں صلوات اللہ وسلامہ علیہ سے متقول ہے کہ اُس وقت سوائے خانہ رسولؐ کے ایک گھر بھی اسلام میں داخل نہ ہوا تھا۔ میں اور خدیجہؓ خود وحی و رسالت کو دیکھتے اور خوشبوئے پیغمبری سن لیتے تھے اور ہم نے شیطان کے فریاد و فتنان کی آواز نہ سنی جیسا کہ آنحضرتؐ پر وحی نازل ہوئی۔ میں نے پوچھا یا رسول اللہؐ ہمارے دروازہ کیسی ہے فرمایا کہ شیطان کی آواز ہے۔ وہ اب نا اُمید ہو گیا کہ لوگ اُس کی جہالت کریں گے۔ اے علیؑ تو کہ تم سن لیتے ہو نہیں بھی سننا ہوں اور جو تم دیکھتے ہو نہیں بھی دیکھنا ہوں۔ لیکن تم پیغمبر نہیں ہو بلکہ میرے فریاد

اور پہلے انجام بخیر ہے۔

طہری وغیرہ دعایت کی ہے کہ اسی زمانہ میں مکہ میں قحط عظیم رونما ہوا تھا جناب ابوطالب کثیر الیصال تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہاس سے کہا تمہارے بھائی ابوطالب کے عیال زیادہ ہیں اور لوگوں میں اس قدر تنگی ہو رہی ہے آؤ ان کے عیال میں تخفیف کریں۔ پھر آنحضرت نے جناب امیرؓ کو لے لیا اور ان کی تربیت فرمائی وہ ہمیشہ حضرت کے ساتھ رہتے تھے یہاں تک کہ جب آپ مبعوث ہوئے سب سے پہلے جناب امیرؓ کو لے کر آپ پر ایمان لائے۔

بندہ نے بسیار حریف سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں ایک مرد ناجر تھاج کے دنوں میں آیا اور جہاس کے ساتھ کچھ مال فروخت کرنے کے لئے ان کے پاس گیا۔ ناگاہ ایک شخص کو دیکھا کہ خیر سے برآمد ہوا اور آسمان کی جانب دیکھنے لگا۔ اس نے دیکھا کہ آفتاب کو زوال ہو گیا ہے تو نماز کے لئے کھڑا ہو گیا پھر ایک لڑکا برآمد ہوا اور وہ اس کے پہلو میں کھڑا ہو گیا۔ پھر ایک عورت آئی وہ اس کے پیچھے کھڑی ہو گئی اور ان سب نے نماز پڑھی۔ میں نے جہاس سے پوچھا کہ یہ کون سا دین ہے میں نے ایسا کبھی نہیں دیکھا ہے۔ انہوں نے کہا یہ محمدؐ میں عہد اللہ ہیں ان کا دعوئے ہے کہ خدا نے ان کو نبوت عطا کی ہے اور بیان کرتے ہیں کہ قیصر و کسریٰ کے خزانے ان کے واسطے غنیمت میں حاصل ہوں گے۔ اور وہ خاتون خدیجہؓ ان کی خدمت میں اور وہاں کا ان کے چچا ابوطالب کا بیٹا ہے جو اکبر ایمان لایا ہے۔ ان کے علاوہ کوئی اور ان کے ساتھ ایمان نہیں لایا۔ حنفی آرزو کرتے تھے کہ کیسا خوش نصیب میں ہوتا اگر اسی روز ایمان لیتا ہوتا۔

دوسری روایت میں مقبول ہے کہ جناب خدیجہؓ نے درقہ بن نوفل سے جا کر کہا جو ان کے چچا زاد بھائی تھے اور دین جیسے پر قائم تھے کتب آسمانی پڑھے ہوئے تھے۔ پوچھئے اور نہ بیٹا تھے کہ جبریلؑ کون ہے۔ درقہ نے کہا قدس قدس کس طرح تم کو معلوم ہوا ایسے شہر میں جہاں خدا کی عبادت نہیں کی جاتی۔ خدیجہؓ نے کہا محمدؐ میں عہد اللہ کہتے ہیں کہ جبریلؑ ان کے پاس آئے تھے۔ انہوں نے کہا وہ سچ کہتے ہیں۔ میں نے ان کے اوصاف کتابوں میں پڑھے ہیں۔ جبریلؑ ناموس بزرگ ہیں جو جناب مونے و عیسیٰ علیہم السلام پر نازل ہوتے تھے میں نے توریت و انجیل میں پڑھا کہ خداوند عالم ایک پیغمبر مبعوث کرے گا جو یم ہوگا، خدا اس کو بنا دے گا۔ وہ فقیر ہوگا خدا اس کو دنیا والوں سے بے نیاز کر دے گا۔ وہ ہائی پر چلے گا اور مردوں سے گفتگو کرے گا اور شاخ درخت اس کو سلام کریں گے اور اس کی پیٹھری کی گواہی دیں گے۔ پھر درقہ نے کہا کہ میں نے تین رات مسلسل خواب دیکھا کہ خدا نے ایک پیغمبرؐ کی طرف بھیجا ہے۔ میں لوگوں میں اس سے بہتر منزاؤں نبوت کسی اور کو نہیں پاتا۔ پھر خدیجہؓ عداس صاحب کے پاس گئیں جو طلحہ نے نصاریٰ میں سے تھا۔ وہ اس قدر کھڑا ہو گیا تھا کہ اس کے ابرو اس کی آنکھوں پر تنگ آئے تھے۔ خدیجہؓ نے کہا مجھے جبریلؑ کے بارے میں خبر دیجئے۔ عداس یہ سنتے ہی سجدہ میں گر پڑا اور بولا قدس قدس جبریلؑ کا نام ایسے شہر میں کس سے سنا جہاں لوگ خدا کی عبادت نہیں کرتے۔ خدیجہؓ نے اس کو قسم دی کہ کسی سے اس کا ذکر نہ کرے۔ اور کہا محمدؐ میں عہد اللہ کہتے ہیں کہ جبریلؑ ان کے پاس آئے ہیں۔ عداس نے کہا جبریلؑ خدا کے ناموس بزرگ ہیں جو جناب موسیٰؑ و عیسیٰؑ پر نازل ہوا کرتے

میں نے ان کی خدمت میں

سچ لکھا ہے کہ وہ عہد اللہ کے ساتھ لایا ہوا ہے۔

مذہب کا اس میں سب کی صورت کی بات کہہ کر یہ سچ لکھا ہے

تھے۔ عداس نے کہا کہی شیطان بھی فرشتے کی صورت میں آتا ہے۔ میرے توفیق ان کے پاس ہے جاؤ اگر شیطان
 یا جن ہوگا تو ان سے برطرف ہو جائے گا اور اگر واقعی یہ امر خدا کی جانب سے ہے تو ان کو کچھ ضرر نہ پہنچے گا۔
 جناب صدیق اکبر وہاں سے واپس آئیں تو دیکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھے ہوئے ہیں اور جبریل یہ آیتیں
 حضرت کو سناتا رہے ہیں۔ **تِلْكَ وَالْقَلَمُ وَمَا يَسْطُرُونَ هَـ أَأَنْتَ أَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمُنَازِلِكِ**
الرِّسَالِ سُبْحَانَ قَلَمٍ (یعنی تو ان قلم اور جو کہ لوگ لکھتے ہیں قلم کی قسم تم اپنے پروردگار نعمتوں کے سبب پروردگار
 سے بڑھ کر جو کچھ تم دیکھتے ہو وہ جن اہل شیطان میں سے نہیں ہے۔ خبر پہنچنے پر آیتیں سنیں تو خوش ہو گئیں
 پھر عداس حضرت کی خدمت میں آیا اور جو باتیں کہیوں میں پڑھی تھیں حضرت میں مشاہدہ کیں اور کہا میں
 چاہتا ہوں کہ آپ نہر نبوت شگے دکھائیں۔ جب اس کی نظر خبر نبوت پر پڑی سجدہ میں گر گیا اللہ کا قدوس
 قدوس خدا کی قسم آپ ہی وہ پھر ہیں جس کی خوشخبری حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام نے دی ہے۔ پھر جناب
 صدیق اکبر سے کہا کہ حضرت سے امر عظیم اور خبر بزرگ ظاہر ہوگی۔ اور حضرت سے پوچھا کیا آپ چاہا پر بھی مامور ہوئے
 ہیں؟ حضرت نے فرمایا نہیں۔ عداس نے کہا لوگ آپ کو اس شہر سے نکال دیں گے تب چاہا پر مامور ہوں گے۔ اگر
 میں اس وقت تک زندہ رہا تو آپ کے ساتھ کافروں سے جنگ کروں گا۔ حضرت صادق سے منقول ہے کہ جناب
 جبریلؑ نوروز کے دن آنحضرت پر نازل ہوئے تھے۔

شیخ طبرسیؒ ابن طاووسؒ ابن شہر آشوبؒ تمام محدثین خاصہ و عامہ نے متعدد طریق سے روایت کی
 ہے کہ جب آیت **أَنْزِلْنَا رُوحَنَا فِيكَ** اَلَا قُلْ بَلَىٰ رُبَّكَ آيَةً **سُورَةُ الشُّعَرَاءِ** نازل ہوئی اور اطہریت کی
 قرأت کے مطابق ساتھ ہی **وَرُحْمُكَ مِنْهُمْ** اَنْزِلْنَا فِيكَ بھی۔ یعنی اپنے قرابت داروں اور مخلص لوگوں کو
 جناب خدا سے ڈراؤ۔ تو آنحضرت نے امیر المومنینؑ کو بلو کر فرمایا کہ ایک صانع گندم کی دھنیاں اللہ ایک دانہ کو
 گوشت کا اور ایک پیالہ خود کا انتظام کر دے اور خدا مطلب کی اولاد میں سے لوگوں کو دعوت دے کہ شعبہ شیطان
 میں حاضر ہوں۔ حضرت علیؑ نے ان کو بلایا۔ وہ چالیس افراد تھے اور ایک روایت کے مطابق تیس اور ایک روایت
 کی بنا پر دس اشخاص تھے۔ ابولہب نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکھتے ہیں کہ اتنی چیزوں سے ہم
 لوگوں کو سیر کر دیں گے۔ حالانکہ ہم میں سے ہر ایک ایک گوشت کھا جاتا ہے اور سیر نہیں ہوتا اور اللہ شاکر
 و مددگار ہوتا ہے اور سیراب نہیں ہوتا۔ غرض وہ لوگ غارتہ ابوطالب میں جمع ہوئے جن میں آنحضرتؐ شکر چھا
 عباسؑ حمزہؑ ابوطالبؑ اور ابولہب بھی موجود تھے۔ انہوں نے رسم جاہلیت کے مطابق سلام کیا۔ حضرت نے
 سلام کے طریقہ پر سلام کیا جناب دیا جو انہر گراں گورا۔ امیر المومنینؑ نے گوشت کا سالن تیار کیا اور خود کے
 پیالے کے ساتھ سب کے سامنے رکھا۔ آنحضرتؐ نے اپنا دست مبارک سالن پر رکھا پھر فرمایا **بِسْمِ اللّٰهِ خُذْ**
اَنَامَ لِي كَرْمًا۔ یہ جملہ بھی ان کو پسند نہ آیا۔ چونکہ وہ لوگ بہت بھوکے تھے بغیر کچے اجڑا کر کئے کھانے لگے
 یہاں تک کہ سب سیر ہو گئے اور کھانا بے سود باقی رہا۔ جب حضرت نے اس سے کہنا چاہا تو ابولہب پہلے بول
 اٹھا کہ دیکھا تم نے کیا جاؤ کیا کہ تم کو اس قدر قلیل طعام سے سیر کر دیا اور کھانا ابھی باقی ہے۔ حضرت
 کچھ نہ بولے اور وہ سب لوگ متفرق ہو گئے۔ حضرت نے جناب امیرؑ سے فرمایا کہ آج اس شخص نے سخت

عداس کے یہ بیانات حضرت کی خدمت میں

ابوہریرہؓ

کی اس لئے نہیں نہ کچھ نہیں کہا۔ کل پھر اسی طرح کھانے کا انتظام کر کے اسی کو بلاؤ تاکہ میں اپنی رسالت
 میں کو پہنچاؤں۔ امیر المومنین کہتے ہیں کہ دوسرے روز اسی طرح میں نے انتظام کیا جب وہ لوگ کھانا
 کھا چکے تو حضرت نے فرمایا اسے فرزند ابی جہل اللہ میں نہیں سمجھتا کہ عرب میں کوئی شخص اپنی قوم کے لیے
 بھستے۔ بہتر کوئی چیز دیا ہو۔ میں تمہارے واسطے دنیا و آخرت کی نیکی لکھا ہوں۔ بتاؤ اگر میں یہ کہوں کہ
 عقیقہ تمہارا دشمن صبح و شام میں تم پر حملہ کرے والا ہے تو کیا تم باور کرو گے؟ وہ بولے بیشک !
 کیونکہ ہم تم کو سنا جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا یاد رکھو کسی کا خیر خواہ اُس سے جھوٹ نہیں بولتا۔ بے شک
 خداوند عالم نے مجھ کو تمام عالم کی جانب اپنا رسول مقرر کیا اور مجھے حکم دیا ہے کہ سب سے پہلے اپنے عزیز
 اور قریبائے عدل کو اُس کے دین کی رحمت دونوں اور غائبانیت سے ڈھاؤں۔ تم میرے قریب و دربار پر
 کھانا جو تم نے کھایا ہے اس میں میرا بھروسہ بنی اسرائیل کے مانندہ کے مانند تم نے مشاہدہ کر لیا۔ جو شخص اس
 کھانے کے بعد مجھ پر ایمان لائے گا خدا اُس کو ایسے غائب میں جتو کرے گا کہ خلق میں کسی کو نہ کیا ہوگا۔ اُسے
 فرزند ابی جہل اللہ نے کسی پیغمبر کو نہیں بھیجا مگر یہ کہ اُس کے واسطے اُس کے اہل سے اُس کا ایک بھائی
 وحی اور وارث مقرر کیا ہے۔ لہذا تم میں سب سے پہلے جو شخص مجھ پر ایمان لائے گا وہ میری امت میں میرا بھائی
 وحی و ذریعہ وارث اور ولی ہوگا اور میرے نزدیک اُس کی ذریعہ نسبت ہوگی جو ہمارے حق کی موت سے اُس کے نزدیک
 تھی۔ لہذا میری بیعت کے لئے کون جنت کرتا ہے جو میرا بھائی بنے اور میری مدد کرے اور مخالفوں کے مقابلہ
 میں میرے معین و یار ہو۔ میں اُسی کو اپنا وحی و ذریعہ اور اپنا خلیفہ بناؤں گا تاکہ وہ میری جانب سے تبلیغ کرے۔
 میرے بعد میرا قرض ادا کرے اور میرے وعدوں کو پورا کرے۔ اگر تم میں سے کوئی میری سمجھ و سبقت نہیں کرتا
 تو وہ کسے گا جس کے ساتھ حق ہوگا۔ حضرت نے جب ایسی گفتگو تمام کی تو سب ساکت تھے کسی نے کوئی جواب
 نہیں دیا۔ مگر امیر المومنین اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا میں آپ کی بیعت کرتا ہوں ہر اُس مشد ط پر جو آپ فرمائیں
 اور آپ جو حکم دیں میں بکا لاؤں۔ حضرت نے فرمایا بیٹو جاؤ۔ تم سے جو لوگ بزرگ ہیں شائد ان میں سے کوئی
 آباد ہو۔ پھر حضرت نے دوسری مرتبہ فرمایا پھر وہ لوگ خاموش رہے اور حضرت علیؑ اٹھ کھڑے ہوئے۔ آخر
 تیسری مرتبہ حضرت نے امیر المومنین کو اپنے پاس بلایا۔ آپ نے آنحضرتؐ سے بیعت کی۔ حضرت نے اُن کے دھن
 میں اپنا طالب و دھن والا اور دونوں شانوں کے درمیان اور سینہ پر بھی مل دیا۔ یہ دیکھ کر ابولہب علیہ لعنتہ
 بولا کہ آپ نے اپنے چچا کے بیٹے کو جس نے آپ کی اطاعت قبول کی ہے اتنا انعام دیا کہ اُس کے منہ میں اپنا
 طالب و دھن بھر دیا۔ حضرت نے فرمایا میں نے اُس کو علم و حکم و فہم و دانش سے بھر دیا۔ یہ شکر وہ لوگ اٹھ
 کھڑے ہوئے اور باہر نکل گئے اور ہنسنے ہوئے ابوطالب سے کہا کہ تم کو حکم دیا جا رہا ہے کہ اپنے بیٹے کی
 طاعت کرو۔

احادیث صحیحہ میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ پر جب سے وحی نازل ہونے کا سلسلہ
 شروع ہوا آپ تیڑے سال تک مکہ میں رہے اور تین سال اور ایک روایت کے مطابق پانچ سال تک پشیدہ
 اور مشرکین قریش سے خائف رہے اور سوائے علیؑ بن ابی طالب اور جناب خدیجہؓ کے کوئی آپ کا رفیق و مخوانہ نہ تھا

یہاں تک کہ خدائے آید قاضی کے پاس آئے اور عرض کیا کہ میں نے اپنے آپ کو ہرگز نہیں دیکھا ہے۔

حدیث صحیح میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب امیر اور عظمت خرمیہ نے
پہلے کسی نے آپ کی دعوت قبول نہ کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کافروں سے خوفزدہ تھے اور کٹالاش کا
انتظار کر رہے تھے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے حکم دیا کہ ملائکہ دعوت دیں دو اہل تبلیغ کو۔ پھر آنحضرت مسجد میں
نشرینہ لائے اور حجر اسماعیل کے پاس کھڑے ہو کر آواز بلند کیا کہ اے گروہ قریش اور عرب کے لوگو! میں تم کو خدا کی وحدانیت کے اقرار اور اپنی پیغمبری کی شہادت کی دعوت دیتا ہوں اور بت پرستی ترک کرنے
کا حکم دیتا ہوں۔ میری بات مانو اور جو کچھ میں کہتا ہوں اس کو قبول کرو تو عرب و عجم کے بادشاہوں کا فائدہ اور
بہشت میں بھی سلطنت حاصل ہوگی۔ یہ سن کر قریش نے آپ کا خلق اڑایا۔ اہل ابوکب نے کہا تمہارے لیے
وقت ہو گیا تمہارے اسی واسطے ہم کو بلا یا تھا۔ اُس وقت سورۃ تَبٰرَکْتَ یَا اَکْبَرُ لَقِیْب رَجِ آیل سورۃ لہبہ
نازل ہوئی۔ کفار قریش کہتے تھے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) دیوانہ ہو گئے ہیں (معاذ اللہ) اور اپنی زبان سے
حضرت کو اتار کر پھینک دے گئے لیکن حضرت ابوطالب کے خوف سے کوئی جسمانی تکلیف انہیں پہنچا سکتے تھے۔
جب ان لوگوں نے دیکھا کہ بہت سے لوگ آنحضرت کے دیں میں داخل ہو رہے ہیں تو حضرت ابوطالب کے پاس
آئے اور کہنے لگے کہ تم اپنا محتاج ہم کو احسن کہتا ہے ہمارے خلاف کو گالیاں دیتا ہے ہمارے جوانوں کو مفسد
کہتا ہے اور ہمارے گروہ کو برا گندہ کرتا ہے۔ اگر مالی پریشانی کے سبب یہ سب کچھ کرتا ہے تو ہم اس کیلئے
اس قدر مال جمع کر دیں کہ وہ تمام قریش سے زیادہ مالدار ہو جائے اور قریش کی جس محبت سے وہ
چاہے اُس کی شادی کر دیں اور اُس کو اپنا حاکم بنالیں۔ لیکن وہ ہمارے خلافوں سے ہاتھ اٹھا لے۔ جناب
ابوطالب نے آنحضرت سے کہا یہ کیسی گفتگو ہے کہ تمہاری قوم فریاد کر رہی ہے۔ حضرت نے فرمایا چاہا جانے
وہ دیں ہے جس کو خدا نے اپنے پیغمبروں کے لئے پسند فرمایا ہے اور محمد کو وہ حق کے ساتھ مہوٹ کیا ہے۔
حضرت ابوطالب نے کہا جان ہم قوم کے لوگ ایسا ایسا کہتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا اگر وہ لوگ میرے دل پہنے
ہاتھ میں آفتاب اور بان میں ہاتھ میں ماہتاب بلکہ ساری دنیا محمد کو دے دیں پھر بھی میں اپنے پروردگار کے
حکم کے خلاف نہیں کر سکتا۔ میں تو صرف ایک بات اُن سے چاہتا ہوں اگر وہ اس کو قبول کر لیں تو عرب و عجم
کے بادشاہ ہو جائیں اور بہشت میں بھی اُن کو سلطنت حاصل ہوگی۔ پوچھا وہ کیا فرمایا وہ گواہی دیں اور اقرار کریں
کہ خدا ایک ہے اور میں اُس کا رسول ہوں۔ وہ لوگ بولے کہ ہم تین تھوڑے ساٹھ خلافوں کو بھڑو دیں اور ایک
خدا کو بوجھیں یہ تو بہت ہی عجیب بات ہے۔ عرض چند دفعہ کے بعد پھر وہ لوگ ابوطالب کے پاس آئے اور کہا
کہ آپ بزرگ ہیں اور ہمارے سردار ہیں آپ کے بھتیجے نے ہم کو برا گندہ کر دیا ہے۔ ہم اُس کے عوض کچھ
ہمارے بن ولید کو دیتے ہیں جو بہت زیادہ خوبصورت اور قریش میں سب سے زیادہ نیک ہے۔ آپ اس کو
فرزندی میں لے لیں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہمارے سپرد کر دیں تاکہ ہم اس کو قتل کر دیں۔ ابوطالب

نے فرمایا تم نے کیا خوب انصاف کیا۔ میں اپنے بچے کو تمہیں دے دوں کہ تم اس کو مار ڈالو اور غیر کے لڑکے کو لے کر پردہ کش کروں۔

عیاشی نے بسند مستبر امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب مشرکین حضرت کی طرف سے گزرتے کپڑے سے اپنا چہرہ چھپا لیتے تھے تاکہ حضرت ان کو نہ دیکھیں اس وقت خدا نے یہ آیت نازل فرمائی۔ **اَلَا الْفَخْرُ بَشَرًا مِّمَّنْ دَرَّاهُمْ لِيَتَسَخَّطُوا مِنْهُ ؕ اَلَا جِنَّةٌ يَّتَسَخَّطُونَ مِنْهَا ؕ فَاَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ** **مَا يُبْسِرُونَ ؕ وَمَا يَغْلِبُوْنَ (پٹ آیت سورتہ ہود)**

گینے نے بسند مستبر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ابو جہل ملعون نے قریش کی ایک جماعت کے ساتھ حضرت ابوطالب کے پاس آکر کہا کہ تمہارے بھتیجے نے ہم کو اور ہمارے خداؤں کو اذیت دی ہے اس کو ہمارے خداؤں کا ذکر کرنے سے باز رہے۔ حضرت ابوطالب نے پیغمبر خدا کو بلایا۔ وہ آئے تو مشرکوں کو دیکھ کر فرمایا **اَلَسَلَامُ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ ؕ اَلَيْسَ سَيِّدُنَا مُحَمَّدٌ سَيِّدُنَا مُحَمَّدٌ سَيِّدُنَا مُحَمَّدٌ** کی پیروی کیسے اور پیچھے گئے۔ ابوطالب نے فرمایا یہ لوگ آئے ہیں اور ایسا کہتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کیا ممکن ہے کہ ایسی بات یہ لوگ کہیں جو اس سے بہتر ہو جس کے سبب سے عرب میں بلند ہوں اور تمام عرب پر مسلط ہو جائیں۔ ابو جہل نے کہا ہاں ممکن ہے ہمارے خداؤں کی بات کیا ہے، فرمایا کہ تو لڑا لڑا، اللہ جب انہوں نے یہ سنا تو اپنے کانوں میں انگلیاں ڈال لیں اور باہر نکل گئے۔ اور بھنگے یہ کہتے ہوئے کہ ہم نے سنا ہے کہ اس بوہن میں آسمان کی کوئی بھدائی نہیں ہے یہ شخص افسوس ہے۔ اس وقت خدا نے سورتہ صافات کی ابتدائی آیتیں نازل فرمائیں۔ **فَاَتَى ابْرَاهِيْمَ نَذْرًا مِّنْ رَّبِّهِ** حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلاوت قرآن تمام لوگوں سے بہتر اور خوش آئند تھی جب حضرت نماز شب کے لیے اٹھتے تھے تو ابو جہل اور تمام مشرکین آکر حضرت کی قرات سنتے لیکن جب حضرت **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ** فرماتے تو وہ لوگ اپنے کانوں میں انگلیاں دے لیتے اور بھاگ جاتے پھر آکر سنتے۔ ابو جہل کہا کرتا تھا کہ محمدؐ اپنے خدا کا نام بہت لیتے ہیں کیونکہ وہ اپنے پروردگار کو دوست رکھتے ہیں۔ حضرت صادق فرماتے ہیں کہ ابو جہل نے یہ بات سنا کہی۔ حالانکہ وہ بہت بڑا کذاب تھا پھر خدا نے یہ آیت نازل فرمائی۔ **اِذَا كُنْتَ اَرْتَبِكْ فِي الْقُرْآنِ وَجَدْتَ ذُلًّا وَافْخَ اَذْبَارِهِمْ نَعُوْا لِرَبِّكَ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ** جب تم لے رسول اپنے پروردگار کو یاد کرتے ہو تو یہ پیشہ پھیر کر بھاگ جاتے ہیں۔ حضرت صادق نے فرمایا کہ جب حضرت **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ** فرماتے تھے۔ دوسری مستبر حدیث میں آئی حضرت سے منقول ہے کہ مشرکوں نے آنحضرت سے کہا کہ تم ایک سال ہمارے خداؤں کی عبادت کرو اور ہم ایک سال تمہارے خدا کی عبادت کرو تو خدا نے سورتہ قل یا ایہا الکافرون پٹ سورتہ کافرون، نازل فرمائی تو ان کی امید منقطع ہو گئی کہ حضرت ان کے خداؤں کی جانب رغبت کریں گے گینے نے بسند حسن امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک روز آنحضرت نے کپڑے پہنے ہوئے مہاجر حرام میں نماز پڑھ رہے تھے۔ مشرکوں نے اونٹ کی آستیں لاکر حضرت کی پشت اقدس پر پھینک دیں۔ حضرت نے کپڑے گندے ہو گئے۔ آپ جناب ابوطالب کے پاس آئے اور کہا جاجان آپ کے نزدیک

میرا حسب کیا ہے۔ انہوں نے پوچھا اے فرزند اس بات کا کیا مطلب ہے؟ آپ نے واقعہ بیان کیا۔ حضرت ابوطالب کو یہ سنکر غیظ آگیا۔ آپ نے جناب حمزہؓ کو بلوایا، اپنی تلوار حائل کی اور جناب حمزہؓ سے کہا اؤنٹ کی آتیں اٹھاؤ۔ پھر حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ساتھ لے کر قریش کے پاس آئے جو کعبہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ جب حضرت ابوطالب کو اس طرح آتے ہوئے دیکھا اور ان کے چہرے سے آنا پر غلبہ مشاہدہ کئے، خوف کی وجہ سے اپنی جگہ سے حرکت نہ کر سکے۔ جناب ابوطالب نے حمزہؓ سے کہا خون کو براہد آنتوں کی کٹائیں ان کے جسموں پر مل دو۔ جناب حمزہؓ نے خوب بھی طرح ان کے بدن پر وہ کٹائیں ملیں پھر جناب ابوطالب نے آنحضرتؐ سے کہا کہ تمہارا حسب ہمارے نزدیک ایسا ہے۔ اور میں شہر آشوب اور راوندی کی روایت کے مطابق یہ ہے کہ ابو جہل ملعون کے کہنے سے عتبہ ابن ابی معیط نے اؤنٹ کی آتیں لاکر حضرت کی پشت اقدس پر ڈال دیں۔ اس وقت آپؐ ناز میں مشغول تھے۔ حضرت نے وہ آتیں اپنی پشت سے دور کیں اور دکر بارگاہ الہی میں عرض کی ہائے قریش کا دفع کرنا ابو جہل شہید اور امیر کا دفع کرنا تیرے ہی اختیار میں ہے۔ جناب جاس کہتے ہیں کہ ضلک قسم جن لوگوں کا نام حضرت نے اس وقت لے کر دیا کی تمنا سب بے فائدہ قتل ہو گئے۔ غرض جب عتبہ کی اس گستاخی کی خبر جناب حمزہؓ کو معلوم ہوئی نہایت غضبناک ہوئے اور مسجد میں آئے۔ ابو جہل کو دیکھا اس کی کمان جھین کر اس کے سر پر ماری اور اس ملعون کو اٹھا کر زمین پر دے مارا۔ لوگ جمع ہو گئے اور جناب حمزہؓ سے اس ملعون کو پھرایا اور کہنے لگے کہ شانائے حمزہؓ آپ نے ہی تھموا کہ وہیں قبول کر لیا ہے۔ آپ نے فرمایا ان اور ختمہ میں کلمہ شہادتین زبان پر جاری کیا۔ پھر آنحضرتؐ کے پاس آئے۔ آپؐ نے آیات قرآنی کی ان کے سامنے تلاوت فرمائی اور اپنی صداقت ان پر ظاہر کی۔ تو جناب حمزہؓ نے دوبارہ گواہی دی اور دین اسلام میں مستحکم و مضبوط ہو گئے۔ جناب ابوطالب شاد و مسرور ہوئے اور جناب حمزہؓ کی مدح میں چند اشعار نظم کئے۔

چنانچہ نے بسند معتبر جناب امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی قوم سے بہت اذیتیں اٹھائیں۔ ایک روز مسجد میں تھے کہ مشرکوں نے آپؐ کے اوپر بھڑکی اور جھڑپاں ڈال دیں۔ جناب فاطمہؑ علیہا السلام شریفہؑ کو ان سے حضورؐ بھی مسجد ہی میں تھے۔ جناب مصومہؑ نے آپؐ کی پشت سے وہ نجاست ڈور کی۔ آخر خدا نے حضرتؐ جو چاہتے تھے پورا کر دیا۔ جنگ بدر میں ایک گھوڑا بھی حضرتؐ کے ساتھ سواری کے لئے نہ تھا لیکن فتح مکہ کے دن بارہ ہزار سوار آنحضرتؐ کے گرد تھے اور ابوسفیانؑ اور تمام مشرکین حضرتؐ سے امان طلب کر رہے تھے۔ پھر آنحضرتؐ کے بعد امیر المؤمنینؑ کو منافقوں کے ہاتھوں آند و بٹائیں دیکھنا پڑی کہ جو مکہ قوم میں کوئی ان کا مددگار نہ تھا۔ حمزہؓ آخر میں اور جعفرؑ جنگ موتہ میں شہید ہو چکے تھے۔

شیخ طبری وغیرہ نے روایت کی ہے کہ جناب کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا آپؐ کعبہ کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے قریش کے مظالم کی شکایت کی اور عرض کی کہ ابو جہل آپؐ ہمارے واسطے دعا نہیں کرتے یہ سنکر حضرتؐ کے چہرہ کا رنگ صدمہ کے سبب متغیر ہو گیا۔ فرمایا اؤنٹ

حیات الطہرین جلد دوم میں ہے کہ ابو جہل نے آپؐ کی پشت پر آتیں مار دیں۔

حرم سے پہلے گزر چکے ہیں اُن میں سے بعض کو کھانڈیوں سے ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا بعض کے سروں پر آہرہ جھونکا گیا۔ ان لوگوں نے صبر کیا اور اپنے دین سے نہیں ہجرے۔ لہذا تم بھی صبر کرو یقیناً خداوند کریم اس دین کی تکمیل فرمائے گا اور اس دولت کو ایسا پائیدار قرار دے گا کہ اس دین کا ماننے والا تنہا کوہ صفا سے حضرت مکیات تک سفر کرے گا اور سولے خدا کے کسی سے نہ ڈرے گا۔

کلبینی نے بسند صحیح حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خدا نے مجھے لوگوں کی خاطر جاری اور دلجوئی کا اقد نماز واجب ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور دوسری منبر حدیث میں فرمایا کہ جبریلؑ آنحضرتؐ کے پاس آئے اور کہا خداوند رحیم و کریم آپؐ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ لوگوں کے ساتھ نرمی اور شفقت کرتے رہو۔

بمسند موثق حضرت امام مہدیاؑ و امام جعفر صادق علیہم السلام سے روایت ہے کہ جب لوگوں نے حضرت
کی تکذیب کی خطنے چاہا کہ آنحضرتؐ کے انتقام کے لئے تمام اہل زمین کو سوائے امیر المومنینؑ کے جو کہ کشتے
اُس وقت جیکہ بر آیت نازل فرمائی: فَسْوَا عَنْهُمْ فَمَا أَتَتْ بِمَلَكُومٍ وَايَا: وَبِط: وَسَوَاءٌ الْمُنَادِيَاتُ: اے
مماسہ حبیب! اے لاہور و اہو جاؤ بیشک تم کو کوئی طاقت نہیں کر سکتا۔ پھر خطنے مومنین پر دم فرمایا اور
آنحضرتؐ سے خطاب فرمایا: وَذَكَرْنَا قِيَامَ الْقِيَامِ كُنْ يَسْتَعْمِلُ الْمُؤْمِنِينَ وَبِط: آیت: سَوَاءٌ الْمُنَادِيَاتُ: اُی کو
محبت کیے جاؤ بیشک نصیحت مومنین کو فائدہ پہنچاتی ہے۔

حدیث معتبرہ میں حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خدا نے اظہارِ اسلام کا حکم دیا اعداء آنحضرتؐ نے مسلمانوں کی قتل و املا کے لئے کثرت مشاہدہ فرمائی تو حکمین ہوئے۔ اُس وقت خدا نے جناب جبریلؑ کو درخت سدۃ المنشیٰ کی ایک پتی دے کر بھیجا اور حکم دیا کہ اس پتی سے آنحضرتؐ اپنا سر جوئیں۔ حضرتؐ نے تعجب و حیرت کے ساتھ حکم کی تعمیل کا رٹک و ٹک و ٹم نہ اٹھایا۔

علی بن ابیہم نے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ خدا نے مجھ کو اس لئے مبعوث فرمایا ہے کہ تمام بادشاہین باطل کو قتل کر دوں اور اے مسلمانوں ملک و بادشاہی تمہارے لئے قرار دوں۔ تو ابو جہل نے آنحضرتؐ کی حسد و عداوت کے سبب سے کہا کہ خداوند اقدس رحمتہ اللہ علیہ وآلہ وسلم جو کچھ کہتے ہیں اگر حق ہے اور تیری جانب سے ہے تو ہمارے اوپر آسمان سے پتھر کی بارش کر یا ہمارے لئے کوئی ضابطہ نکال بھیج۔ پھر کہا کہ ہم اللہ نبیؐ کو دشمنوں کے مانند تھے جو ایک ساتھ برابر برابر دوڑتے تھے اور ایک دوسرے کے برابر کے مقابل تھے۔ اب ہم گواہا نہیں کر سکتے کہ وہ پیغمبری کا دعوے کرے اور ان میں کوئی پیغمبر ہو اور نبیؐ غرور میں نہ ہو۔ پھر وہاں کے پالنے والے ہم تجھ سے حضرت چاہتے ہیں۔ تو خدا نے یہ آیت نازل فرمائی وَمَا كَانَ ادْنٰیٰ لِيُكَلِّمَ بِهٖ وَاَنْتَ رَیُّہُمْ مَّوَدًّا كَانَ اِنَّكَ مَعَدِّيْ بِهٖ وَهُمْ يَسْتَفْهِقُوْنَ ﴿۱﴾

پہلے آیت ۲ سورۃ انفال) یعنی خدا ایسا نہیں ہے کہ ان کو گوہر ضلاب نازل کرے حالانکہ اے رسول تم ان میں خود اور احد خدا ایسا ہے کہ انہیں ضلاب کرے جبکہ وہ لوگ استغفار کرتے ہوں۔ کیونکہ ابو جہل نے اس کے بعد عرش سے بھی طلب کی گئی۔ پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیتیں پہنچانے لگے اور آپؐ کو مکہ سے

نکال دیا تو خدا نے یہ آیت نازل فرمائی۔ وَمَا لَكُمْ لَا يُعَذِّبُ اللَّهُ بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ وَهُمْ يَقْسِدُونَ عَلَى عَيْنِ الْمُحْسِنِ اَلْحَسْرَامَ وَمَا كَانُوا اَوْلٰیَاً لِّهٖ اِنَّ اِلٰهَ الْمُتَّقِنَ ۝ اے آپ ﷺ صحتِ اقبال ان کو کیا ہو گیا؟ کہ مومنین کو مجھ (الحرام) میں جانے سے منع کرتے ہیں حالانکہ ان کو مسجدِ الحرام سے کوئی واسطہ نہیں اور سوائے متقین کے مسجدِ الحرام میں جانے کا کسی کو حق نہیں۔ اور وہ رسولِ ابراہیم کے صاحب ہیں۔ آخر خدا نے آپ پر جنگِ بدر میں عذاب نازل کیا اور وہ لہے لگے۔

ابن شہر آشوب نے کثیر بن عامر سے روایت کی ہے کہ ایک روز مکہ میں ابلیح کی جانب سے ایک سوار آیا جس کے پیچھے سترہ اونٹ تھے جن پر دشمنی کیڑے لہے ہوئے تھے اور ہر اونٹ پر ایک غلام جیسی سوار تھا وہ سوار آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پوچھ رہا تھا۔ لوگوں نے پوچھا کہ ان سے کیا کام ہے؟ اُس نے کہا میرے باپ نے وصیت کی ہے کہ میں تو تمہیں اور غلاموں کو ان کے حوالے کر دوں۔ یہ سنکر ابو ابیہر نے ابو جہل کی جانب اشارہ کیا اور کہا جس کو تم تلاش کر رہے ہو وہ ہیں۔ غلام ابو جہل کے پاس آیا اور آنحضرت کے حوالہ صاف اُس کو سنائے گئے اُس میں اُس نے نہ پائے تو کہا تم وہ نہیں جو میں کو میں چاہتا ہوں اور تمہیں گھونٹنے لگا یہاں تک کہ حضرت کے پاس پہنچ گیا اور ان کے حوالہ صاف کے ذریعہ سے پہچان لیا حضرت کے ہاتھ پیروں کو چُما۔ حضرت نے فرمایا تم ناجی ابنِ منذر ہو؟ اُس نے کہا ہاں یا رسول اللہ فرمایا وہ سترہ اونٹ کہاں ہیں جن میں سے ہر ایک پر غلام جیسی سوار ہیں اور وہ سب نہ شمشیر کیڑے لہے اور نہ تیرے پیچھے اور نہ تیرے گھوڑے پر ایک ایک کا تمام بتلایا اُس نے کہا ہاں یا رسول اللہ وہ سب حاضر ہیں میں ان کو پیش کرنے کے لیے آیا ہوں۔ فرمایا تمام مال میرے حوالے کر میں محمد ہوں۔ اُس نے سب اونٹ اور مال حضرت کے سپرد کر دیا۔ تو ابو جہل نے پوچھا کہ اسے آلِ غالب اگر محمد کے مقابلہ میں میری مدد نہ کرے تو میں تلوار سے اپنا پیٹ بھاڑ لوں گا اور حوالہ گا۔ یہ تمام مل کبہ کا ہے اور محمد چاہتے ہیں کہ خود آپر تعزف کریں۔ پھر وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور اپنی تلوارِ نیام سے نکال لی اور کبہ کی گلی گلی میں گھومتا رہا یہاں تک کہ اُس کے ساتھ کئی ہزار اشخاص جمع ہو گئے۔ جب نبی ہاشم کو یہ خبر پہنچا کہ اُس کا بیٹا ابو طالب تمام اہلِ دہلیزِ مطلب کو لے کر سوار ہوئے اور آنحضرت کے گرد جمع ہو گئے۔ پھر ابو طالب ان کے پاس گئے اور پوچھا تم لوگ محمد سے کیا چاہتے ہو؟ ابو جہل نے کہا تمہارے برادرِ زادے کے ہم لوگوں کے ساتھ بڑی خیانت کی ہے۔ ان میں سے ایک خیانت ہے کہ کہ مال لوگ کبہ کے لیے لانے گئے تھے اس لڑکے نے اہلِ محمد سے ان لوگوں کو فریب دے کر اپنے دین میں شامل کر لیا اور تمام مال ان سے لے لیا۔ ابو طالب نے فرمایا کہ شہرِ مائیں ہا کہ محمد سے حقیقت حالِ معلوم کرے ہوں پھر حضرت کے پاس آکر کہا کہ وہ سب مال ابو جہل کو دے دیں۔ حضرت نے فرمایا ایک جہہ بھی اُس کو نہ ملے گا۔ ابو طالب نے کہا اس اونٹ تم لے لو اور سات اس کو دے دو۔ حضرت نے انکار کیا اور فرمایا کہ میں یمن میں ہوں تو وہاں تمہیں سمیت اُس کے پاس لے چلتا ہوں اور میں اور وہ دونوں اونٹوں سے دریافت کریں جس کے ہاں سے وہ اونٹ کہہ دیں اور گواہی دے دیں۔ یہ مال پھر اُسی کا ہو گا۔ ابو طالب نے ابو جہل کے پاس بنا کر حضرت کا ارشاد بیان کیا اور کہا محمد نے تمہارے ساتھ انصاف کیا اور کہا ہے کہ کل صبح سورج نکلنے کے وقت تم لوگ مسجد میں جمع ہو اور اونٹوں کو تمام مال سمیت

یہ خبر کا سوا تین دن پہلے پہنچا تھا کہ اُس نے ان کو بتایا کہ اُن کے پاس اُن کا مال تھا کہ یہ تمام مل کبہ کا ہے اور محمد چاہتے ہیں کہ خود آپر تعزف کریں۔ پھر وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور اپنی تلوارِ نیام سے نکال لی اور کبہ کی گلی گلی میں گھومتا رہا یہاں تک کہ اُس کے ساتھ کئی ہزار اشخاص جمع ہو گئے۔ جب نبی ہاشم کو یہ خبر پہنچا کہ اُس کا بیٹا ابو طالب تمام اہلِ دہلیزِ مطلب کو لے کر سوار ہوئے اور آنحضرت کے گرد جمع ہو گئے۔ پھر ابو طالب ان کے پاس گئے اور پوچھا تم لوگ محمد سے کیا چاہتے ہو؟ ابو جہل نے کہا تمہارے برادرِ زادے کے ہم لوگوں کے ساتھ بڑی خیانت کی ہے۔ ان میں سے ایک خیانت ہے کہ کہ مال لوگ کبہ کے لیے لانے گئے تھے اس لڑکے نے اہلِ محمد سے ان لوگوں کو فریب دے کر اپنے دین میں شامل کر لیا اور تمام مال ان سے لے لیا۔ ابو طالب نے فرمایا کہ شہرِ مائیں ہا کہ محمد سے حقیقت حالِ معلوم کرے ہوں پھر حضرت کے پاس آکر کہا کہ وہ سب مال ابو جہل کو دے دیں۔ حضرت نے فرمایا ایک جہہ بھی اُس کو نہ ملے گا۔ ابو طالب نے کہا اس اونٹ تم لے لو اور سات اس کو دے دو۔ حضرت نے انکار کیا اور فرمایا کہ میں یمن میں ہوں تو وہاں تمہیں سمیت اُس کے پاس لے چلتا ہوں اور میں اور وہ دونوں اونٹوں سے دریافت کریں جس کے ہاں سے وہ اونٹ کہہ دیں اور گواہی دے دیں۔ یہ مال پھر اُسی کا ہو گا۔ ابو طالب نے ابو جہل کے پاس بنا کر حضرت کا ارشاد بیان کیا اور کہا محمد نے تمہارے ساتھ انصاف کیا اور کہا ہے کہ کل صبح سورج نکلنے کے وقت تم لوگ مسجد میں جمع ہو اور اونٹوں کو تمام مال سمیت

حاضر کیا جائے گا اؤٹ جس کی گواہی دیں وہ سب سے لے کر سنکڑی سب لوگ واپس چلے گئے۔ دوسرے روز ابو جہل طعون کعبہ کے پاس آیا اور اہل کو سجدہ کیا اور سر اٹھا کر پوچھا حال اُس سے بیان کیا اور کہا اے اہل اہل کر دے کہ وہ اؤٹ مجھ سے ہنگام ہوں اور میرے واسطے گواہی دیں اور تمہارے واسطے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دعوت نہ کریں۔ میں تم کو چالیس سال سے پوچھ رہا ہوں ادا اب تک تم سے کوئی حاجت میں نے طلب نہیں کی ہے۔ اگر آج تو میری یہ حاجت پوری کر لے گا تو میں تیرے لینے منید موقی کا قہر بخا دوں گا۔ اور تیرے دونوں ہاتھوں کے لینے سونے کے کرے اور چاندی کے چھڑے، جواہرات کا ایک تاج جیتا کروں گا۔ اسی اثنا میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تشریف لے گئے اور اؤٹ مع سامان لے گئے۔ ابو جہل سے فرمایا کہ تو اؤٹوں سے سوال کر اُس نے ہر چند کوشش کی مگر کسی اؤٹ نے جواب نہیں دیا۔ اس کے بعد حضرت نے اؤٹوں سے دریافت کیا کہ کچھ خاگوں جو سنے اور آپ کی پیغمبری کی گواہی دی۔ اور بیان کیا کہ یہ تمام مال حضرت سے تعلق رکھتا ہے۔ آنحضرت نے پھر انہیں سے کہا اب دوبارہ پھر تو ان سے دریافت کر۔ اُس نے اؤٹوں سے پوچھا مگر کوئی جواب نہ دیا۔ پھر حضرت نے اؤٹوں سے پوچھا پھر ان سب نے گواہی دی۔ اس بطرح سات مرتبہ ہوا آخر آنحضرت نے تمام مال اور اؤٹ وغیرہ لے لیا اور ابو جہل ذلیل و رسوا ہو کر چلا گیا۔

بعض کتابوں میں تحریر ہے کہ جب خداوند عالم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مامور فرمایا کہ طائفہ قریش کو حق کی دعوت دیں اور حضرت موسیٰ ج میں جیکے اطراف عالم سے لوگ کٹے میں آتے ہیں، کوہ صفا پر جا کر کھڑے ہو گئے اور ان کو ندا دی کہ اے اہل اناس! میں پروردگار عالمین کا رسول ہوں۔ یہ سنکر لوگ آپ کی جانب متوجہ ہو گئے۔ آپ نے ان کی ہمت کے درپے ہوئے۔ پھر حضرت کو درود پر تشریف لے گئے اور میں قریشیوں ہی ندا کی۔ ابو جہل طعون نے یہ سنکر ایک تہر حضرت کی جانب پھینکا جس سے حضرت کی پیشانی مجروح ہو گئی یہ دیکھ کر سادے مشرکین پھر اٹھیں میں نے کہا آنحضرت کے کچھ فوٹے تھے آنحضرت کو وہ ابو قیس پر چڑھ گئے جس مقام کو آج "شکا" کہتے ہیں۔ وہاں چلتے کر کے کھڑے ہو گئے۔ ایک شخص امیر المؤمنین کے پاس گیا اور کہا کہ تمہارے قتل کر دینے گئے۔ جناب میرے دے ہوئے ضرر پہر کے مکان پر گئے۔ خدیجہ سے گھبرا کر پوچھا یا علی کیا ہوا؟ جناب میرے فرمایا مجھے کچھ نہیں معلوم مگر لوگ کہتے ہیں کہ مشرکین نے آنحضرت پر پتھر برسائے جس میں وہ چب گئے تھے کچھ کھانا اور پانی دوا اور ساتھ ملو تاکہ آپ وہاں حضرت تک پہنچا لیں۔ عرض وہ دونوں دفعت ہوئے۔ حضرت علی نے کہا تم داوی کی جانب سے چلو اور میں پہاڑ پر چڑھتا ہوں۔ عرض امیر المؤمنین دوتے ہوئے چلے۔ آپ کا رہے تھے کہ یاروں! اللہ میری ہاں آپ پر خدا ہو آپ کس جگہ بٹھ کے پیاسے بیٹھے ہیں۔ آپ نے اپنے ساتھ مجھ کو لیا۔ جناب خدیجہ الگ فریاد کر رہی تھیں کہ مجھے پیغمبر گزیدہ کا پتہ بتاؤ۔ اسی اثنا میں حضرت جبریلؑ آنحضرتؐ پر نازل ہوئے۔ جب آنحضرتؐ نے اُن کو دیکھا آنکھوں میں آنسو بھر گئے اور فرمایا کہ وہ مجھ میری قوم نے میرے ساتھ کیا کیا ہے۔ مجھے چھوڑا اور مجھ پر سنگ جھانکی ہار شکر کے گئے لڑائی کر دیا۔ جبریلؑ نے کہا اپنا ہاتھ مجھے دیکھنا پھر آپ کا ہاتھ پکڑ کر بٹھا اور ایک مسند بہشت اپنے پردوں میں سے نکال کر جو مردہ ہر وقت سے بنی ہوئی تھی ہوا میں حرکت دی جس نے تمام پہاڑ کو ڈھانپ لیا اور کہا اپنے خدا کے نزدیک اپنی خود و منزلت آپ کا دیکھی؟

وہ لوگ کہ ان کے پاس آنحضرتؐ کو پتہ نہ تھا کہ آپ کس جگہ پر تھے۔ انہوں نے آپ کو پتہ نہ دیا۔

حضرت نے فرمایا ان جبریل نے کہا اس درخت کو چلیے۔ حضرت نے بجا لیا اپنے مقام سے بھاہو کر فدا ہوا
 آنحضرت کے پاس آیا اور حضرت کے لیے تھیبا سجا کیا۔ پھر جبریل نے کہا اس سے کہہ دیجئے کہ واپس جانے
 حضرت نے فرمایا واپس جاؤ ہلا گیا۔ پھر اسلیم فرشتہ جو آسمان لقل پر منزل ہے حاضر خدمت ہوا اور کہا
 اَللّٰمَّ عَلَیْكَ بِمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ میرے پروردگار نے مجھے بھیجا ہے کہ آپ کی اطاعت کروں۔ میں حاضر ہوں
 آپ جو حکم دیں بجالاؤں۔ اگر آپ فرمائیں تو سب سے ان پر گراؤں کہ جل جائیں۔ پھر آفتاب کا موکل آیا اور کہا
 السلام علیک یا رسول اللہ۔ اگر آپ حکم دیں تو ان کے سروں کے قریب آفتاب کروں تاکہ یہ سب
 جل جائیں۔ پھر زمین کا فرشتہ آیا اور کہا السلام علیک یا رسول اللہ حق تعالیٰ نے مجھے آپ کی اطاعت
 پر مامور فرمایا ہے اگر آپ فرمائیں تو زمین کو حکم دے دوں کہ ان کو نکل جائے۔ پھر پہاڑوں کا فرشتہ آیا اور کہا
 السلام علیک یا رسول اللہ۔ خدا نے مجھے آپ کی فرمانبرداری کا حکم دیا ہے اگر آپ اجازت دیں تو پہاڑوں کو
 انپر ٹکرا دوں اللہ رنجہ ہو جائیں۔ پھر دیواروں کا فرشتہ آیا اور کہا السلام علیک یا رسول اللہ۔
 خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ آپ جو فرمائیں تمیل کر دوں۔ اگر آپ کی مرضی ہو تو دیواروں کو حکم دوں کہ ان سب کو فرق کر دوں
 جب تمام فرشتوں نے اظہارِ تقرب کیا تو حضرت نے فرمایا کہ کیا میری مدد پر مامور ہوئے ہوں انہوں نے عرض کی ہاں۔
 تو حضرت نے اپنا روئے مبارک آسمان کی جانب بلند کیا اور فرمایا کہ اتنے والے میں خطاب کے لیے مبعوث نہیں
 ہوا ہوں بلکہ اس لیے مبعوث ہوا ہوں کہ طالبین کے لیے رحمت ہوں۔ مجھے میری قوم کے ساتھ چھوڑ دے کہ یہ
 نادانف ہیں اور جہالت میں ایسا سلوک کرتے ہیں۔ پھر جبریل نے خطابِ خدیجہ کو دیکھا کہ وادی میں بھڑکی ہیں
 اور حضرت کی تلاش میں دھڑکی پھر سی ہیں۔ آنحضرت سے کہا خدیجہ کو دیکھئے اُن کے رونے سے آسمان کے
 فرشتے رورہے ہیں۔ اُن کو اپنے پاس بلا لیجئے اور میرا سلام ان سے کہہ دیجئے اور فرما دیجئے کہ خداوندِ عالم تم کو
 سلام کہتا ہے۔ اور ان کو خوشخبری دے دیجئے کہ خدا نے ان کے لیے بہشت میں مویں کا گھر بنایا ہے جس میں
 سونے کے نقش و نگار بنے ہیں اُس میں کوئی آوازِ حشر تک نہ ہوگی۔ حضرت نے یہ سنکر خدیجہ اور حضرت علی کو
 اپنے پاس بلایا۔ خونِ آپ کے گے سے ٹپک رہا تھا۔ حضرت مومن کو زمین پر نہیں گرے دیتے تھے بلکہ ٹوچ لیتے
 تھے۔ خدیجہ نے کہا میرے ماں باپ آپ پر خدا ہوں تو ان کے لیے کیوں نہیں دیتے حضرت نے فرمایا اُنہوں کا اگر میرا
 خون زمین پر گرے گا تو خداوندِ عالم اہل زمین پر غضبناک ہوگا۔ جب رات ہوئی تو جناب امیر اور جناب خدیجہ
 حضرت کو گھر واپس لائیں اور آپ کے بیٹھے کی جگہ ایک بڑا پتھر نصب کر دیا۔ جب مشہد کوئی کو حضرت کے واپس آنے
 کی خبر ہوئی تو پھر گھر پر چھروں کی بارش کرنے لگے لیکن کوئی پتھر آنحضرت تک نہیں پہنچے پاتا تھا۔ اور پرتا تو وہ
 بڑا پتھر دکانا۔ داہنے بائیں سے دیواریں روک لیتی تھیں۔ حضرت کے سامنے جناب خدیجہ اور حضرت علی
 کھڑے ہو گئے اور چھروں کو اپنے جسموں پر روکنے لگے۔ آخر جناب خدیجہ نے کہا اے مشرکین قریش تم کو
 سنگسار کر دیتے جوئے شرم نہیں آتی کہ ایک ایسی حدیث کے گھر پر پتھر پھینک دے اور جو تم میں سب سے
 زیادہ نجیب ہے۔ اگر خدا سے نہیں ڈرتے ہو تو اس سنگ سے تو پرہیز کرو۔ یہ سنگ مشرکوں کو فحش آتی اور اللہ
 واپس چلے گئے۔ دوسرے روز آنحضرت پھر مسجد میں تشریف لے گئے اور نماز پڑھی اور خداوند تعالیٰ نے

یہ روایت ہے کہ جب حضرت نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے دعا کی کہ اس کو میری قوم کے لیے رحمت بنائے تو انہوں نے فرمایا کہ ہاں۔

ان کے دلوں میں حضرت کا رعب ڈال دیا کہ پھر حضرت سے نہ بولے۔

بعض کتابوں میں ہے کہ بشت کے پانچویں سال عبدالبن یا سرکی والدہ سسمیہ شہید ہوئیں ان کو کافروں نے شکنجہ میں کس دیا تھا تاکہ اسلام سے توبہ کریں اسی وقت ابو جہل علیہ اللعنة ان کے پاس سے گزرا اور ان کے سینے پر نیزہ مارا اور ان کو شہید کر دیا۔

جو بیسواں باب

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معراج کا بیان

واقع ہو کہ آیات کریمہ اور احادیث متواترہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ خداوند حکیم و خیر نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک شب میں مکہ معظمہ سے مسجد طائف کی جانب اور وہاں سے سدۃ المنقبۃ اور عرش اعلیٰ تک تیر کرانی اور سنسنت کے عجائبات دکھائے اور پوشیدہ اسرار اور بے انتہا معارف حضرت پر افشائے اور حبیب خدا کے بیت المعمور میں اور عرش اعلیٰ کے نیچے عبادت میں قیام فرمایا اور اراج انبیاء سے ملاقات کی اور بہشت میں جا کر بہشت والوں کے منازل مشاہدہ فرمائے۔ اور احادیث متواترہ خاصہ و عامہ دلالت کرتی ہیں کہ حضرت کا خروج جسم کے ساتھ ہوا تھا بے جسم روح کے ساتھ نہیں۔ بیداری میں ہوا تھا خواب میں نہیں۔ قدیم علمائے شیعہ کے درمیان اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ چنانچہ ابن مالک و ابو حنیفہ و طبری رحمۃ اللہ علیہما و غیرہما نے ان مراتب کی تصریح کی ہے۔ اور بعض علماء عامرہ نے معراج کے جسمانی ہونے میں اخبار و آثار رسولی خدا و ائمہ ہدیٰ کی عدم ہمدی یا ان کے ارشاد پر یقین نہ ہونے کے سبب جو شک کیا ہے وہ بھی اپنے علمائے شہادت پر اعتماد کرنے کے سبب ہے ورنہ کیسے ممکن ہے کہ جو شخص خدا و رسول اور ائمہ ہدیٰ کے ارشاد و احادیث قرآنی پر یقین رکھتا ہو اور مختلف طریقوں سے معراج کے صحیح ہونے اور اس کی خصوصیات و کیفیات کے بارے میں ہزاروں حدیثیں سنتا ہو جو معراج جسمانی پر تصریح دلالت کرتی ہیں محض علماء کے شبہات کی بنا پر انکار کرے اہل ان کی تائید میں کہے اور شنی و شیعہ کی حدیث کی کتابوں میں شائد ہی کوئی کتاب ایسی ہو جس میں معراج اپنی خصوصیات کے ساتھ مذکور نہ ہو۔ اگر کسی اس بارے میں حدیثیں جمع کرنا چاہوں تو اس کتاب کے برابر ایک کتاب ہو سکتی ہے۔ لیکن میں ہزاروں حدیثوں میں سے بطور نمونہ چند حدیثیں جیسے دانوں کے ڈھیر میں سے ایک دانہ ہو لیکن پر اکتفا کرتا ہوں تاکہ متدین اصحاب کو ان کے مضامین سے آگاہی ہو جائے۔

واقع ہو کہ اس بات پر اتفاق ہے کہ معراج ہجرت سے پہلے واقع ہوئی اور ہجرت کے بعد کا احتمال ہے اور قبل ہجرت کے بارے میں بعض کا قول ہے کہ ستر عویں یا اکیسویں ماور مضای المبارک شب شنبہ ہجرت سے چھ مہینے پہلے واقع ہوئی اور بعض کہتے ہیں کہ بشت کے وہ سال بعد ماور یح الاول میں واقع ہوئی پھر ہجرت

کے دو سال بعد جنوں کا قول ہے کہ ماہِ رجب کی ستر تیسویں کو واقع ہوئی۔ اور پہلی معراج کے مکان کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض کا بیان ہے کہ جناب امیر کی مشیروں نے ہالی کے مکان سے ہوئی اور بعض شیعہ کا بیان ہے کہ ہاں میں اور بعض مسند الحرم سے بیان کرتے ہیں۔ اس میں بھی اختلاف ہے کہ معراج صرف ایک مرتبہ ہوئی یا کئی مرتبہ۔ احادیثِ معتبرہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ کئی بار ہوئی۔ اور معراج کے بارے میں حدیثوں میں جو اختلاف ہے ممکن ہے اسی سبب سے ہو کہ احادیثِ معتبرہ میں کوئی ایک حدیث کسی ایک معراج کی خصوصیت میں واقع ہوئی ہوگی۔

مروج کی آیتوں میں سے ایک آیت یہ ہے۔ بُنَيَّانَ الَّذِي تَأْتِيهِ الْغُيُوبُ ۖ لَا تَلْمِزُكَ الْفِتْنَةُ ۚ

[illegible]

۱۔ مؤلف فرماتے ہیں مسہاتیل سے جس کا ذکر قرآن میں ہے یہیتا لہم مراد ہونے میں ممانعت نہیں ہے۔
 ممکن ہے آنحضرت بیت المقدس بھی تشریف لے گئے ہوں۔ چنانچہ بہت سی حدیثیں اس پر دلالت کرتی ہیں۔ اور
 یہ بھی احتمال ہے کہ بعض معارض میں وہاں نہ گئے ہوں۔ ۴

سے کلام نہیں کرتے۔ جو کہہ کہتے ہیں وہ وحی ہوتی ہے جو اس کی طرف کی جاتی ہے۔ عَلَمُهُ شِدْبُ يَدِ
الْقُوَى۔ اُن کو اُس فرشتہ نے بتایا ہے جو نہایت قوی ہے۔ یعنی جبریلؑ۔ ذُو مِرْقَاتٍ شَتَوَى۔ وہ
صاحب قوت و صاحب مثل و منانت ہے۔ وہ مذہبات اپنی اصل صورت میں کھڑا ہوا جیسی کہ خدا نے
خلق کی حق نہایت حکمت و ہولت کے ساتھ۔ وَهُوَ بِأَلْفِ نَفْسٍ أَلْفُ أَسْمَانِ۔ اور وہ آسمان کے سب سے بلند
مقام پر تھا۔ جبکہ پیغمبرؐ اس کی صورت میں اُس کو دیکھا۔ لَمَّا كُنِيَ فَتَدَلَّى فَأَمْسَكَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ
أَدْنَى۔ پھر وہ آنحضرتؐ کے نزدیک ہوا۔ امدان سے متصل ہو گیا۔ تاکہ اُن سے رابطہ الہی بیان کرے۔ تو
جبریلؑ اور محمدؐ میں دو کمان کا بلکہ اُس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا تھا۔ بعض کا قول ہے کہ محمد علیہ السلام واکبر
و سلم جناب مقدس احدیت کے معنوی قرب کے مرتبہ پر ظاہری قرب کے ساتھ عرش اور اُس مقام تک
پہنچے جس سے بلند مقام عالم اسماں میں نہیں ہو سکتا۔ اُس وقت خداوند کریم و رحیم نے اپنی رحمت و ممانعت
کے ساتھ ان کو اپنی خاص حالتوں اور بخششوں سے قریب تر کر دیا جیسے وہ اشخاص ایک کمان کے بعد ایک
قد مرس سے بظاہر قریب ہوتے ہیں بلکہ اُس سے بھی زیادہ نزدیک۔ بسند منبر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام
سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ اُس مقام تک پہنچے جہاں سے وحی الہی صادر ہوتی ہے۔ امدان آنحضرتؐ کے کمان
کمان کی ٹکڑی سے اُس کی زد کے فاصلہ کے برابر تھے۔ فَأَوْخَى إِلَى عَقِيدَةٍ مَا أَوْخَى تَوَخَّاهُ اپنے بندہ
کی طرف وحی فرمائی جو کہ فرمائی۔ بہت سی منبر حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ خدا نے امیر المؤمنین علیہ السلام کی
امانت اصابت کی رفعت شان و عظمت کے واسطے میں وحی کی جو کہ بھی کی۔ مَا كَذَبَ الْقَوْدُ إِذْ مَا رَأَى بِنِيرٍ
کے دل نے جو کہ انوار جلال سبحانی کو دیکھا۔ جھوٹ نہ بھلا۔ یا جو کہ عجائبات مخلوقات خلاق عالم کو ان کی شکوہ
دیکھا اُن کے دل نے اُس کو جھوٹ نہ جانا بلکہ نور حق کے ساتھ قبول کیا۔ أَفَتَمَّا رُؤْنَاهُ عَلَيَّ مَا يَزِي أَيْ لَوْ
کیا محمد علیہ السلام واکبر و سلم نے جو کہ شب معراج دیکھا تم اُس میں شک کرتے ہو۔ وَتَعْدُ زَاةً نُّزُلَةً
أَخْرَجِي عَشْدَ بِلَدٍ رَوَّالِ الْمُسْتَهْلِي پھر پیغمبرؐ نے دوبارہ جبریلؑ کو بصورت اصلی سجدۃ الملتہی کے تہ یک دیکھی
وہ عظمت آسمان اضمح کے اوپر ہے جہاں فرشتوں کی ہمدرد مخلوقات کے امدان کی انتہا ہوتی ہے۔ عَشْدَ هَا
جَنَّتِ الْفَاوِي اِدْ سِدَّةِ الْمُسْتَهْلِي کے نزدیک وہ بہشت ہے جو مقیمین کی آرامگاہ ہے۔ إِذْ يَنْشُرُ الْبَلَدَ زَاةً
مَا يَنْشُرُ جس وقت کہ سجدہ کو ڈھانچے ہوئے تھا جو ڈھانچے ہوئے تھا۔ یعنی فرشتگان روحانیین اور عظمت و جلال
خداوند عالمین سے سجدہ ڈھکا ہوا تھا۔ منقول ہے کہ سجدہ کے ہر پتے پر ایک ملک کھڑا تھا اور خدا کی تسبیح کر رہا تھا
مَا تَأَخَّرَ الْبَصِيرُ وَمَا طَفَعُ یعنی آنحضرتؐ کی آنکھیں داہنے اور بائیں نہیں دیکھتی تھیں بلکہ جو دیکھتا چاہیے تھا اسی
کی طرف آنحضرتؐ کی نگاہیں تھیں یعنی آنحضرتؐ نہایت ادب سے پیش پروردگار عالم کمر سے اُٹھے اور سولے خالق کائنات
کے کیسٹرف متوجہ نہ تھے یعنی جو آواز آتی تھی وہ نہایت توجہ کے ساتھ سنتے تھے اور جو دکھایا جاتا تھا وہی دیکھتے
تھے کوئی شک و شبہ نہ کرتے تھے۔ کسی بات کو غلط نہ دیکھا اور جو کہ دیکھا درست دیکھا۔ لَمَّا رَأَى مِنْ آيَاتِهِ
وَمَا تَأَخَّرَ الْبَصِيرُ رَسْمَةُ نَحْمِ تَابِ آيَاتِهِ خداوند عالم نے ان لوگوں کو غلطی سے محفوظ رہنے کے لیے یہاں فرمایا
جو از خود گھٹنے سے قاصر ہیں کہ حضرتؐ نے اپنے پروردگار کی بزرگ نشانیوں کو دیکھا تاکہ کسی کو گمان نہ ہو کہ خدا کو

ترجمہ صحاح القلوب جلد دوم

دیکھا اور لوگ بھر لیں کہ خدا دیکھے جانے کے قابل نہیں ہے اور اُس کو ان ظاہری آنکھوں سے نہیں دیکھا جاسکتا جیسا کہ آنحضرتؐ خود فرماتے ہیں کہ میں نے اس ملاقات خدا کو دل کی آنکھوں سے دیکھا۔ بیان کرتے ہیں کہ اُن تمام نشانوں میں سے ایک نشانی یہ تھی کہ آنحضرتؐ نے جبریلؑ کو اُن کی اصلی صحت میں دیکھا کہ اُن کے چہ نظرو پانہ لگے۔ اور وہ اپنے سروں سے تمام آسمان کو گھیرے ہوئے تھے۔

ابن بابویہ نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ وہ حضرتؐ فرماتے ہیں کہ جو شخص ان چار چیزوں یعنی معراج، قہر میں سوالی منکر و غیر، بہشت و دوزخ کے وجود اور شفاعت سے انکار کرے وہ ہمارے شیعوں میں نہیں ہے۔ اور حضرت امام رضا علیہ السلام سے حدیث مکتوبہ میں روایت ہے کہ جو شخص معراج پر ایمان نہ لائے اُس نے آنحضرتؐ کی تکذیب کی۔ اور وہ دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ سچا مومن اور ہمارا مشیخہ وہ ہے جو پیغمبرؐ کی معراج، شفاعت، محض کوثر، سوالی قہر، بہشت و دوزخ، صراط و میزان، حساب اور رزق جنابِ نبوتؐ کو منصف پر ایمان لائے۔

ابن بابویہ اور صادقؑ وغیرہم نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ خداوند عالم آنحضرتؐ علیہ السلام کو ایک تنوہ میں مرتبہ آسمان پر لے گیا اور ہر جبر و ولایت و امامت امیر المومنینؑ اور تمام ائمہ اطہار کے بارے میں تمام فرائض سے نیاہ تاکید فرمائی۔

علی بن ابراہیم نے بسند حسن حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ایک رات جبریلؑ و میکائیلؑ و اسرافیلؑ علیہم السلام آنحضرتؐ کے واسطے براق لائے۔ ایک فرشتے نے لنگم پکڑی اور سرے نے حضرتؐ کی رکاب اٹھاس اور سرے نے اُس پر کپڑے درست کئے۔ براق خاموش کھڑا ہوا تھا کہ جبریلؑ نے اُس کو طہا خیر مارا اور کہا کہ خاموش کیوں ہے کیونکہ جو درگ چھ پر سوار ہو رہا ہے اولین و آخرین میں اُس سے بہتر کوئی نہیں ہے۔ عرض حضرتؐ سوار ہونے اور ترقی اٹھا۔ جبریلؑ حضرتؐ کے ساتھ تھے اور بجانب زمین و آسمان آپؐ کو دکھلاتے جاتے تھے۔ آنحضرتؐ علیہ السلام قائلہ سلم فرماتے ہیں کہ اُٹھانے ماہ میں ایک منادی نے دایمی جانب سے ملے منادی میں گفت نہ ہوا۔ پھر دوسرے نے ہمیں طرف سے منادی میں اُس کی طرف بھی متوجہ نہ ہوا۔ پھر میں نے اپنے ساتھ دیکھا کہ ایک عورت اپنے ہاتھ اور ہاتھ کو لے ہوئے دنیاوی آوازیوں سے نہایت آرمہ و پرستہ تھی اُس نے کہا اسے عمرہ ذامیری جانب بھی دیکھ بیچنے کہ میں آپؐ سے کچھ باتیں کروں۔ میں اس کی جانب بھی متوجہ نہ ہوا اور آگے بڑھتا گیا۔ ناگاہ ایک خودناک آواز میں نے سنی جس سے مجھ پر خوف طاری ہو گیا۔ تو جبریلؑ نے کہا یہاں نہیں بہا تو رہے اور نماز پڑھنے کہ یہ طیبہ مریدہ کا گڑا ہے اس مقام پر آپؐ ہجرت کی کہ آئیں گے۔ میں وہاں سے پھر سوا ہو کر پھر جبریلؑ نے کہا کہ نیچے چلیے اور نماز پڑھنے۔ میں نے وہاں نماز پڑھی۔ جبریلؑ نے کہا کہ طور سبوتا ہے جہاں حق تعالیٰ نے جنابِ نبوتؐ علیہ السلام سے باتیں کیں پھر وہاں سے سوار ہو کر میں پلا۔ تھوڑی دیر گیا تھا کہ

لے مؤلف فرماتے ہیں کہ ان تمام آیتوں کی تاویلیں دوسری آیتوں کے ضمن میں جو معراج کو ثابت کرتی ہیں حدیثوں کے تحت بیان کی جائیں گی۔

جو میوں بلکہ حضرت کے معراج کا بیان۔

جو میوں بلکہ حضرت کے معراج کا بیان۔

جبریلؑ نے کہا نیچے آئیے اور اُڑ پڑھیں۔ میں نے نماز پڑھی تو بتایا کہ یہ بیتِ نغم ہے جہاں عظمت جیسے پیرا چوہے
تھے۔ پھر جبریلؑ مجھ کو بیت المقدس تک لے گئے۔ عراق کو وہاں ایک نہ بجیر سے باندھ دیا جہاں پیغمبروں نے اپنے
چہرے لے باندھے تھے۔ جب میں مسجد میں داخل ہوا جبریلؑ میرے دائیں طرف تھے۔ وہاں میں نے جنابِ ابراہیم
موسٰی اور جیسے علیہم السلام کو دیکھا جو اود بہت سے پیغمبروں کے ہمراہ موجود تھے۔ جبریلؑ نے اذان و اقامت
کہی اور مجھے آگے کھڑا کیا۔ تمام پیغمبروں نے صف باندھی اور میرے پیچھے نماز پڑھی۔ پھر بیت المقدس کا فاذن
تین مرتبہ لے کر آیا ایک میں دودھ ایک میں مہاں اور ایک میں شراب تھی ساتھ میں نے سنا کہ کوئی کہہ رہا ہے
اگر محمدؐ نے پانی لے لیا تو ان کی تمام اُمت دُوب چلے گی۔ اگر شراب لے لی تو وہ خود اور ان کی اُمت سب گمراہ
ہو جائیں گے۔ اگر انہوں نے دھوا اختیار کیا تو وہ اور ان کی اُمت ہایت پائیں گے۔ یہ سنکر میں نے دودھ کا
پیارا لے لیا اور پیا۔ جبریلؑ نے کہا آپؐ لے ہایت پالی اور آپؐ کی اُمت بھی ہایت پائے گی۔ پھر مجھ سے پوچھا
کہ راہ میں آپؐ نے کیا دیکھا؟ میں نے کہا دائیں طرف سے مجھے کسی نے پکارا میں نے اُس کا جواب نہ دیا۔ جبریلؑ نے
کہا وہ یہودیوں کی جانب دعوت دینے والا تھا۔ اگر آپؐ اُس کا جواب دیتے تو آپؐ کی اُمت یہودی ہو جاتی۔ پھر پوچھا
اُس کے بعد کیا دیکھا میں نے کہا پھر بائیں طرف سے کسی نے گواز دی میں اُس کی جانب بھی متوجہ نہ ہوا۔ جبریلؑ نے کہا وہ
نصاریوں کی جانب بگڑا تھا۔ اگر آپؐ اُس کا جواب دیتے تو آپؐ کی اُمت نصاریٰ ہو جاتی۔ پھر پوچھا اُس کے بعد کیا
دیکھا میں نے اُس حدیث کا ذکر کیا۔ جبریلؑ نے کہا اگر آپؐ اُس کی جانب متفت ہو جائے تو آپؐ کی تمام اُمت فتنہ
ہو جاتی۔ پھر کہا آپؐ نے وہ آواز جو سننی تھی وہ ایک پتھر کی آواز تھی جس کو ستر سال پہلے میں نے جہنم کے کنارے
ڈال دیا تھا اس وقت جہنم کی تہ میں پہنچا ہے اور یہ اُس کی آواز تھی جس سے آپؐ غور و غور ہو گئے تھے۔ یہ سنکر
اُس کے بعد آنحضرتؐ کبھی نہ بیٹھے۔ پھر حضرتؐ فرماتے ہیں کہ اُس کے بعد جبریلؑ مجھے اُدیسے لے کر آئے یہاں تک کہ ہم
آسمانِ اقل پر پہنچے اس پر ایک فرشتہ نازل ہوا جس کا اسمِ سمیل کہتے ہیں۔ وہ صاحبِ الخلق ہے کہ جو
شیطانِ آسمان پر جانا چاہتا ہے وہ اور اُس کے ساتھی شہابِ ثاقب یعنی دھچکتے ہوئے انگارے سے اُس کو
جو تھیں جیسا کہ خداوندِ عالم ارشاد فرماتا ہے۔ **إِلَّا مِنْ خِطْفِ الْمَظْلُومِ فَانْتَحَذُ شَيْئَاتِ ثَاقِبِ رَبِّ**
سَعْدٍ وَالْمُخْتَفِ آيَاتِ اُس فرشتے کے ماتحت ہزار فرشتے ہیں اور ہر ایک ہزار پر رکھتا ہے۔ اسمیلؑ نے جبریلؑ
سے پوچھا یہ کون ہیں محمدؐ آپؐ کے ساتھ ہیں؟ جبریلؑ نے کہا محمدؐ مصطفیٰ سے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اس نے ہم کو جاکر
وہ مبعوث ہو گئے ہیں؟ کہا ہاں۔ اسمیلؑ نے آسمان کا دھواڑ کھول دیا میں نے اس کو سلام کیا اور اس نے محمدؐ کو
سلام کیا۔ میں نے اُس کے اپنے مغز کی دھواکی اور اُس نے مجھ سے اپنے مغز چاھی اور کہا ہر حالے براہِ راست
اللہ پہنچ جائیگا۔ فرشتوں نے ہر استقبال کیا اور آسمانِ اقل میں داخل ہوا۔ جس فرشتہ نے مجھے دیکھا وہ شاد
مسرور ہوا۔ حال میں نے ایک فرشتہ کو دیکھا جس سے شک کوئی فرشتہ ہاں نظر نہ آیا۔ وہ نہایت کریم نظر اور خوفناک تھا
اُس کے چہرے سے غصہ و غضب ظہر تھا۔ جس طرح اصرارِ شتوں نے میرے اپنے دھواکی اُس نے بھی کی۔ لیکن نہ
ہنسنا نہ خوش ہونا اور نہ دوسروں کی طرح اُس کے چہرے سے مسرت ظہر ہوئی۔ میں نے جبریلؑ سے پوچھا کہ کون ہے
جس سے مجھے خوف معلوم ہوتا ہے؟ کہا آپؐ کا خوف درست ہے ہم سب اُس سے ڈرتے ہیں کیونکہ وہ جہنم کا مولا ہے

پیشانی ہندو کی تصویر کا اٹھانے سے بڑا کلہاڑی ہٹا۔

آمنہ نقل و حرکت کے لیے۔

آمنہ نقل و حرکت کو

ہم نے کبھی اُس کو جنت نہیں دیکھا۔ خلافتِ عالم نے جس روز سے جنت کو اس کے قبضہ میں دیا ہے وہ تو
 اُس کا غضب و خشم خدا کے دشمنوں اور نافرمانوں پر زیادہ ہوتا رہتا ہے۔ خدا اُن سب سے اس کے ذریعے
 انتقام لے گا۔ اگر آپ سے پہلے یا بعد کسی کے لئے اس سے مسرت ظاہر ہوئی تو یقیناً آپ کے لئے بھی خوشی کا
 اظہار کرتا لیکن وہ کبھی ہنستا اور خوش ہوتا ہی نہیں۔ فرض میں نے اُس کو سلام کیا اور اُس نے مجھ کو سلام کیا
 اور بہشت کی خوشخبری دی۔ چونکہ جناب جبریل علیہ السلام کے حکم اور اس کے اور تمام فرشتے
 ان کے فرمانبردار تھے، اس لئے فرشتوں نے کہا آپ مالک کو حکم دیجئے گا حضرت علیہ السلام کو حکم کہ جنت
 دکھائے۔ جبریل نے کہا اے مالک محمد مصطفیٰ علیہ السلام کو حکم کہ جنت دکھاؤ۔ مالک نے یہ شکر جہنم کا ایک
 بار وہ ہنسا دیا اور اُس کا ایک دروازہ کھول دیا۔ ناگہ جہنم کا ایک شعلہ نکل کر آسمان کی طرف بلند ہوا۔ اُس کی شدت
 سے میں خوفزدہ ہوا کہ کہیں مجھ کو اپنے پیٹ میں نہ لے لے۔ میں نے جبریل سے کہا کہ اُس کو چاہیے جہنم میں لیجانے
 اور جہنم کے دروازہ کو بند کر دے۔ مالک نے اُس شعلہ کو حکم دیا کہ واپس جاسے وہ فوراً جہنم میں واپس چلا گیا۔ وہاں
 میں آگے بڑھا تو ایک گندی رنگ کے بزرگ نظر آئے۔ جبریل سے پوچھا یہ کون صاحب ہیں؟ کہا یہ آپ کے پدر
 حضرت آدم ہیں۔ ناگہ وہ میں نے دیکھا کہ اُن کے رشتہ اُن کے سامنے پیش کئے گئے وہ کہتے تھے کہ یہ بہتر بھول ہے
 اور یہ خوشبودار نسیم ہے جو بہتر جسم سے نکلی ہے۔ تو حضرت نے یہ آیت پڑھی۔ کَلَّا اِنَّ يَكْتَابُ الْاَنْبِيَاءُ
 لِقَوْلِي وَعَلَيْتِي رُبَّ آيَةٍ سَوِيَّةٍ لِّطَافِيْنِ فَرَضِيْنِ مِّنْ اَنْ اُنْهَلِيْنِ لَكَ سَمَاسًا مِّنْ اَنْ اُنْهَلِيْنِ لَكَ سَمَاسًا
 اُن کے لئے انہوں نے میرے واسطے استغفار کی اور کہلے فرزند پر گریہ اور بہتر ناز میں بھیجے ہوئے بہترین
 اجیاد مبارک ہو۔ پھر میں وہاں سے آگے بڑھا اور ایک فرشتہ کو دیکھا جو ایک مقام پر بیٹھا تھا اور ساری دنیا اُس کے
 دونوں زانوؤں کے درمیان تھی۔ اُس کے ہاتھ میں ایک نور نور تھی جس پر کچھ لکھا ہوا تھا اور وہ اُس نور کی طرف
 نہایت منہمک صورت میں نظر جلائے ہوئے تھا۔ کسی اور طرف انہیں دیکھتا تھا۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ جبریل نے
 نے کہا یہ ملک الموت ہیں۔ ہر وقت جب سب سے روحیں قبض کرنے میں مشغول ہیں۔ میں نے کہا اے ان کے پاس
 لے چلو میں کچھ باتیں کروں گا فرض میں اُن کے پاس گیا اور سلام کیا۔ انہوں نے جواب سلام دیا۔ جبریل نے اُن
 سے کہا یہ نئی رحمت ہیں جنکو خدا نے اپنے بندوں کی طرف بھیجا ہے۔ ملک الموت نے کہا ہر جا اسے محمد مصطفیٰ
 علیہ وآلہ وسلم آپ کو خوشخبری ہو کہ میں ہر عمل خیر آپ کی امت میں دیکھتا ہوں۔ میں نے کہا میں خدا کا شکر کرتا
 ہوں جو اپنے بندوں کو نعمتیں دینے والا ہے اور سب اہل ہر خلافت کریم کی رحمت اور اُس کا فضل ہے۔
 جبریل نے کہا اس فرشتہ کا کام سب سے زیادہ سخت اور زیادہ ہے۔ میں نے پوچھا کیا تمام فصول کی رحمتیں
 یہ خود قبض کرتے ہیں؟ جبریل نے کہا ہاں۔ میں نے کہا اے ملک الموت لوگ جہاں جہاں ہوتے ہیں تم سب کو
 دیکھتے اور سب کے پاس پہنچتے ہو؟ کہا ہاں۔ دنیا کو خدا نے میرا سفر قرار دیا اور اُس پر تمکین دی ہے وہ میرے
 ہاتھ میں ایک درہم کے مانند ہے۔ کوئی ایسا گھر نہیں ہے کہ میں ہر روز پانچ مرتبہ اُس کے بڑے مالوں کو ایک
 ایک کر کے نہ دیکھتا ہوں اور نہ جانچ کرتا ہوں۔ جب مرنے والے کے احوال اُس پر روتے ہیں تو میں اُن سے کہتا
 ہوں کہ مت روتو کیونکہ مجھے تو تمہاری طرف ہمارا آنا ہے یہاں تک کہ تم میں سے کسی ایک کو نہ چھوڑوں گا۔ میں نے

کہا کہ میں نے انصاف کے سوا کچھ نہیں

جو میں اب انصاف کے سوا کچھ نہیں

کہا کہ میں نے انصاف کے سوا کچھ نہیں

کہا نعمت تو رنج و اندوہ اور آدمیوں کو فنا کرنے کا سبب ہے۔ جبریلؑ نے کہا موت کے بعد جو حالت ہوگی وہ موت سے بدتر ہے۔ پھر میں دامن سے گدرا تو ایک جماعت نظر آئی جس کے سامنے بہترین لہذا کیزہ گوشت اور مردار و گندیدہ گوشت رکھے ہوئے تھے۔ وہ خراب گوشت تو کھا رہے تھے مگر پاکیزہ گوشت نہیں چھوتے تھے۔ میں نے پوچھا اسے جبریلؑ یہ کون لوگ ہیں؟ کہا یہ آپ کی امت سے وہ لوگ ہیں جو حرام کھایا کرتے تھے پھر میں نے ایک فرشتہ کو دیکھا جس کو خدا نے عجیب خلقت پیدا کیا تھا۔ جس کا نصف بدن آگ کا اور نصف برف کا تھا۔ نہ آگ ہدف کو ٹھکانی اور نہ برف آگ کو بجھاتی تھی۔ وہ بلند آواز سے کہہ رہا تھا کہ میں عہد کرتا ہوں اس خدا کی جس نے اس آگ کی حالت کو محفوظ رکھا ہے۔ اے وہ خدا جو آگ اور برف میں امن و محنت قائم کر سکتا ہے مومنین کے دل میں ایک دوسرے کی صحبت پیدا کریں۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ جبریلؑ نے کہا یہ خدا کے تمام فرشتوں میں سب سے زیادہ اہل زمیں اور مومنین کا بھی خیر خواہ ہے۔ جس روز سے خدا نے اس کو پیدا کیا ہے اب تک یہی دعا کرتا ہے۔ پھر وہ فرشتوں کو دیکھا جو خدا سے رہے تھے۔ ایک کہتا تھا خداوند اتنی تیری ماہ میں دسے اس کو تو بھی طوفانِ ظرافت! دوسرا کہتا تھا جو شخص محل کرے اور تیری دربار میں خرچ نہ کرے تو اس کے مال کو ضائع کر دے۔ پھر میں چند لوگوں کی طرف گزرا جنکے ہونٹ اونٹ کے ہونٹوں کے مانند تھے اور فرشتے ان کے پہلوؤں کے گوشت۔ غنچی سے کاٹ رہے تھے اور انکی کے منہ میں شونس رہے تھے میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ جبریلؑ نے کہا کہ یہ مومنین کے حبیب و مؤمنین اور ان پر ملحق کرنے والے لوگ ہیں۔ پھر میں پکارے لوگوں کی طرف سے گزرا جنکے سروں کو پتھر سے کوٹ رہے تھے میں نے ان کے متعلق دریافت کیا تو کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو رات کو بغیر نماز نہ سو جایا کرتے تھے۔ پھر ایسے گردہ کی طرف میرا گذر ہوا کہ فرشتے ان کے منہ میں آگ بھر رہے تھے جو ان کے باخانے کے مقام سے نکلتی رہتی تھی۔ میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں کہا یہ عیسویوں کا مال ناحق کھانے والے لوگ ہیں جیسا کہ خداوند عالم نے فرمایا۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يَأْكُلُوْنَ اَمْْوَالَ الْيَتَامٰى غُلًّا مُّكْتَسَبًا يَآْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ذَوُوۡ

اپنے میٹوں میں آگ بھرتے ہیں اور بہت جلد جہنم میں جائیں گے۔ پھر میں ایک گردہ کی طرف سے گزرا جن میں سے ہر شخص اٹھنا چاہتا تھا مگر میٹ کے بڑا ہونے کے سبب نہیں اُٹھ سکتا۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں کہا یہ سود کھانے والے لوگ ہیں جسکا حال خدا نے قرآن مجید بیان فرمایا ہے اور وہ لوگ فرعونوں کے مانند ہر روز صبح و شام آنشیں جہنم میں ڈالے جاتے ہیں اور فریاد کرتے ہیں کہ خداوند قیامت کب برپا ہوگی۔ پھر میرا گذر چند عورتوں کی طرف ہوا جن کو ان کے بستانوں سے شکا دکھا تھا۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں اکہا یہ وہ عورتیں ہیں جو اپنے شوہروں کے گھروں میں بدکاری کرتی تھیں اور حرام نافہ لڑکوں کو اپنے شوہر کی طرفسوب کردیا کرتی تھیں اور شوہر کے مال ان لڑکوں کو میراث میں دیا کرتی تھیں۔ سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس صورت پر خدا نہایت غضبناک ہے جو اسس کو ان لوگوں کے نسب میں داخل کرتی ہیں جو ان کے

برے ہوتا ہے اور نہ اسے پیدا ہوتا ہے۔ اور ان کی شرنگا ہولناک مطلب ہوتا ہے اور ناحق ان کے مال کھاتا ہے

اسم کے ذریعہ کا حکم

حقوق کے مسائل سے واقفیت

10

...

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ پھر میں اور اُن کے بڑے ساتوں کے چند فرشتوں کو دیکھا جنکو خدا نے جس طرح چاہا پیدا کیا اور اُن کی صورتیں جیسی چاہیں بنائیں۔ وہ اپنے دلوں کی گہرائیوں سے اس طرح تسبیح و تہلیل کیسے کرتے تھے کہ ہر طرف سے مختلف آوازیں ظاہر ہو رہی تھیں اور حمد و شکر کی صدائیں بلند تھیں۔ وہ خوفِ خدا سے رو رہے تھے۔ میں نے جبریل سے پوچھا کہ کون لوگ ہیں کیا یہ اسی روش سے جیسا کہ آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں پیدا ہوئے ہیں اور ایک دوسرے کے پہلو میں قائم ہیں نہ کسی بات کی ہے نہ انہوں نے اپنا سر اٹھایا ہے اور نہ جنابِ مقدس الہی کے خوف سے اپنے پیروں کو اٹھایا یا ہمو۔ حضرت فرماتے ہیں کہ میں نے ان کو سلام کیا انہوں نے سر کے اشارے سے جواب دیا اور انتہائی خشوع و حضور کے سبب کچھ بول نہ سکے۔ جبریل نے کہا یہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وغیرہ رحمت ہیں جنکو خدا نے رسالت و نبوت کے ساتھ اپنے بندوں کی جانب بھیجا ہے اور یہ نیز آخر الزمان اور تمام انبیاء سے برتر و بلند ہیں کیا ان سے بائیں نہ کرو گے۔ یہ شکر انہوں نے مجھ کو سلام کیا اور میری تعظیم کی اور مجھ کو اللہ میری آمنت کو نیکی کی خوشخبری دی۔ پھر وہاں سے جبریل مجھ کو دوسرے آسمان پر لے گئے۔ وہاں میں نے وہ شخص کو دیکھا جو ایک دوسرے سے مشابہ تھے۔ میں نے پوچھا کہ کون ہیں؟ جبریل نے کہا یحییٰ اور عیسیٰ علیہم السلام ہیں۔ میں نے ان کو اور انہوں نے مجھ کو سلام اور استغفار کیا۔ انہوں نے کہا ہر جہاں سے برادر شائستہ اور پیغمبر برگزیدہ خوش آمدی۔ اُس آسمان پر بھی میں نے ملائکہ خشوع دیکھے چہرے خوفِ خدا سے آنسوؤں سے تر تھے۔ وہ بھی کسی طرف متوجہ نہ ہوتے تھے اور مختلف آوازوں سے خدا کی تسبیح و تہلیل کرتے تھے۔ پھر میں تیسرے آسمان پر گیا وہاں ایک ایسے حسین کو دیکھا جسکا چہرہ چودھویں رات کے چاند کے مانند تھا۔ میں نے اُن کو دریافت کیا جبریل نے کہا یہ جنابِ یوسفؑ آپ کے بھائی ہیں۔ میں نے اُن کو انہوں نے ایک دوسرے کے لیے سلام و استغفار کیا۔ جنابِ یوسفؑ نے کہا ہر جہاں سے پیغمبر برگزیدہ اللہ بہتر زمانہ میں مبعوث شدہ۔ آپ کا آقا مبارک ہو۔ اس آسمان پر میں نے ملائکہ خشوع دیکھے جس طرح پہلے اللہ دوسرے آسمانوں پر دیکھے تھے اور جبریل نے اُن سے بھی وہی گفتگو کی جو میرے پاس سے میں اُن فرشتوں سے کی تھی اور انہوں نے بھی وہی جواب دیا۔ وہاں سے جو تھے آسمان پر پہنچا تو ایک مرد بزرگ کو دیکھا۔ میں نے پوچھا کہ معلوم ہوا کہ یہ جناب اور یس عیساؑ سلام ہیں جنکو خدا مقام بلند پر زمین سے لے گیا جیسا کہ فرمایا ہے وَفَضَّلْنَاكَ مَكَانًا جَلِيلًا۔ وہاں سیدہ مریمؑ آئیں، ہم نے اُن کو مقام بلند پر اٹھایا۔ میں نے اُن کو اور انہوں نے مجھ کو سلام کیا وہاں بھی میں نے ملائکہ خشوع دیکھے۔ انہوں نے بھی میرے ساتھ میری آمنت کے لیے اُسی خوشخبری دی۔ وہاں میں نے ایک فرشتہ کو دیکھا جو کرسی پر بیٹھا تھا اور ہزار فرشتے اُس کے ماتحت اللہ فرمانبردار تھے۔ جبریل نے اسکو آواز دی کہ اٹھ کھڑے ہو۔ وہ اٹھ کھڑا ہوا اور قیامت کے دور تک کھڑا رہے گا۔

وہاں سے آسمانِ پنجم پر بلند ہوا وہاں میں نے ایک مرد وضعت کو دیکھا جسکی آنکھیں اتنی بڑی تھیں کہ میں نے کبھی نہیں دیکھی تھیں۔ اور اُن کی آمنت کے بہت سے لوگ اُن کے گرد جمع تھے۔ ان کی کثرت دیکھ کر مجھے تعجب ہوا۔ جبریل نے مجھ کو چھایا کہ کون ہیں؟ کہا یہ دانیالؑ پیغمبر ہیں جن کی آمنت اُن کو دوست رکھتی تھی۔ پھر ایک

وہاں سے آسمانِ چھٹم پر بلند ہوا وہاں میں نے ایک مرد وضعت کو دیکھا جسکی آنکھیں اتنی بڑی تھیں کہ میں نے کبھی نہیں دیکھی تھیں۔ اور اُن کی آمنت کے بہت سے لوگ اُن کے گرد جمع تھے۔ ان کی کثرت دیکھ کر مجھے تعجب ہوا۔ جبریل نے مجھ کو چھایا کہ کون ہیں؟ کہا یہ دانیالؑ پیغمبر ہیں جن کی آمنت اُن کو دوست رکھتی تھی۔ پھر ایک

مرد بزرگ کو دیکھا۔ پوچھا یہ کون ہیں جبریلؑ نے کہا یہ ہارونؑ پسد عمرانؑ ہیں۔ میں نے ان کو بھی سلام کیا۔ وہاں
 بھی ٹانگوں خشوع دیکھے۔ پھر چھٹے آسمان پر گیا وہاں ایک صاحب کو دیکھا جو قد میں بلند اور گندمی رنگ کے
 تھے جتنکے بال بٹھے بٹھے تھے۔ اور وہ کہہ رہے تھے کہ بنی اسرائیل گمان کرتے ہیں کہ میں آدمؑ کی دود میں
 سب سے بہتر ہوں حالانکہ یہ بزرگ خدا کے نزدیک سب سے گرامی ہیں۔ میں نے جبریلؑ سے پوچھا یہ کون ہیں؟
 کہا جناب مرے پسد عمرانؑ ہیں۔ ہم نے ایک دوسرے کو سلام کیا۔ وہاں بھی ٹانگوں خشوع تھے۔ وہاں سے
 ساتویں آسمان پر گیا۔ میں جس فرشتہ کو پاس سے گزرتا تھا وہ کہتا تھا کہ اے محمد رحمة اللہ علیہ وآلہ وسلم
 خدا کراؤ اور اُمت کو بھی اس کا حکم دو۔ وہاں میں نے ایک مرد کو دیکھا جس کے سر اور واڑھی کے بال سفید
 تھے۔ وہ ایک کرسی پر بیٹھے تھے۔ میں نے پوچھا یہ کون بزرگ ہیں جو تھوڑی رحمت الہی میں بیت المعمور کے دروازے
 پر بیٹھے ہیں؟ جناب جبریلؑ نے کہا یارسول اللہ یہ آپ کے پدر بزرگ رحمت ابراہیم علیہما السلام ہیں اور یہ
 آپ کی اُمت کے پرہیزگاروں کا مقام ہے۔ تو میں نے یہ آیت پڑھی: **إِنَّ أَزْكَى النَّاسِ بِآيَاتِ أَهْلِهِمُ**
لِلَّذِينَ اتَّبَعُوا وَهَذَا النَّبِيُّ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِينَ رمت آیت
 سورت آل عمران میں لکھا ہے ابراہیمؑ کے پیرو ہونے کے سب سے زیادہ مستحق وہ لوگ ہیں جو ان کی اہل اسس پیغمبر
 (محمدؐ) کے پیروی کرتے ہیں اور وہ لوگ جو خدا اور اُس کے رسولؐ پر ایمان لائے اور خدا مومنین کا مددگار ہیں
 حضرت نے فرمایا کہ میں نے حضرت ابراہیمؑ کو سلام کیا اہل انہوں نے مجھ کو سلام کیا اور کہا مرے پیغمبر شائستہ
 اور فرزند شائستہ اور زبان شائستہ میں صیوٹ شدہ۔ حضرت فرماتے ہیں کہ اُس آسمان پر بھی میں نے
 صاحب خشوع فرشتے دیکھے جس طرح گوشت آسمان پر دیکھے تھے۔ سب نے مجھ کو اور میری اُمت کو تسکین
 اور بھولائی کی خوشخبری دی۔ میں نے آسمان جنتم پر نور کے دریا دیکھے جو چمک رہے تھے ان کے نور آنکھوں
 کو خیر و کر رہے تھے اور عظمت اللہ برف کے دریا بھی نظر آئے۔ اہل اہل عجیب و غریب دیکھ کر جب مجھ پر خوف
 طاری ہوتا تھا تو جبریلؑ کہتے تھے کہ یارسول اللہ خدا کا شکر کیجئے کہ اُس نے آپ کو ان کرامتوں اور بزرگوں
 سے سرفراز فرمایا۔ فرض خدا نے اپنی مدد و قوت سے مجھے ان عجائبات کے دیکھنے کی طاقت عطا فرمائی۔ جبریلؑ
 نے کہا یارسول اللہ آپ اپنے پروردگار کی عظمت کی جو کچھ نشانیاں دیکھتے ہیں اُن کو شمار کرنے میں لاکھ
 اس کی عظمتیں اس سے زیادہ ہیں کہ یہ چیزیں اُن کے مقابلہ میں کچھ بلند معلوم ہوں چنانچہ آپ نے نہیں دیکھیں
 بلاشبہ حق سبحانہ و تعالیٰ اور بندوں کے درمیان تو سے ہزار جہا بات ہیں۔ صد و دہائی کے مقام پر خلق
 میں سب سے زیادہ نزدیک میں ہوں اور اسماعیلؑ اور میرے اور اُن کے درمیان چار جہا بات ہیں۔ نور کا
 ایک پردہ عظمت کا ایک پردہ ہوائی کا ایک پردہ اور آگ کا ایک پردہ۔ حضرت فرماتے ہیں کہ تمام عجیب باتوں
 سے زیادہ عجیب جو میں نے دیکھیں وہ ایک فرخ تھا جس کے پر زمین کے طبقہ جنتم میں تھے اور سر سرش الہی
 کے نزدیک تھا وہ اپنے پروں کو جب کھولتا تو مشرق و مغرب کو گھیر لیتا تھا۔ وہ ایک فرشتہ تھا جس کی تسبیح
 تھی میل پروردگار پاک ہے اور اس کی شان بہت بلند ہے اس سے کہ اوداک کی جاسکے۔ وہ صبح کے
 وقت اپنے پروں کو کھولتا اور پھر پھڑکا اودا اپنی تسبیح کی آواز بلند کرتا تھا اور کہتا تھا سبحان الملک

لقد وس سبحان المکبیر المتعال لا الہ الا الحق القیوم۔ جب اُس کی آواز تسبیح بلند ہوئی ہے تو زمین کے تمام ترخ اپنے پردوں کو پھڑپھڑاتے اور خدا کی تسبیح کی آواز بلند کرتے ہیں۔ اور جب وہ فرشتہ خاموش ہو جاتا ہے تو تمام ترخ خاموش ہو جاتے ہیں۔ اُس ملک کے پرنسپل اور گردن کے پرنسپل ہیں۔ اُس کی سفیدی اور سبزی اور اُس کی خوبصورتی کی تعریف نہیں ہو سکتی۔ پھر میں جبریلؑ کے ساتھ نبیؐ کے منقذ میں داخل ہوا اور دو رکعت نماز پڑھی۔ وہاں میں نے اپنے اصحاب میں سے کچھ لوگوں کو اپنے ساتھ دیکھا ان میں کچھ لوگ تو صاف ستھرے کپڑے پہنے ہوئے کچھ پیرائے اور میلے کچھ کپڑے پہنے تھے۔ جو صاف کپڑے پہنے ہوئے تھے وہ میرے ساتھ نبیؐ کے معراج میں داخل ہوئے اور جو گندے لباس میں تھے ان کو روک دیا گیا۔ جب ہم وہاں سے واپس آئے تو نہروں کے پاس سے گزرے ایک کوثر اور دوسری کوثر بہر رحمت کہتے تھے۔ میں نے کوثر کا پانی پیا اور بہر رحمت میں غسل کیا اور بہشت میں داخل ہوا وہ دونوں نہر میں بھی بہشت میں ساتھ ساتھ جاری تھیں۔ ان دونوں نہروں کے کنارے کنارے میرے طبیعت کے اور ظاہر و باکیزہ عورتوں کے مکانات نظر آئے۔ بہشت کی خاک مشک تھی۔ میں نے وہاں ایک لڑکی کو دیکھا جو بہشت کی نہروں میں غوطے لگا رہی تھی۔ میں نے پوچھا تو کون ہے؟ اُس نے کہا میں دختر زید بن حارثہ ہوں۔ میں جب واپس زمین پر آیا تو زید کو اس کی خوشخبری دی۔ بہشت میں پرندے بڑے اونٹوں سے بھی بڑے نظر آئے جھکے چوخی بڑے بڑے قندل کے مانند تھے۔ وہاں میں نے ایک اتابش و کچا کو کوئی پرندہ سات سو سال تک اُڑنے کے بعد بھی مسس کے گرد ایک چکر نہیں لگا سکتا۔ بہشت میں کوئی مکان ایسا نہیں جس کے اندر اُس کی شاخ نہ ہو۔ میں نے پوچھا یہ کیسا درخت ہے؟ جبریلؑ نے کہا یہ طوبیٰ ہے جس کے پاس میں غلٹے فرمایا ہے کہ طوبیٰ قَدْ حَسُنَ مَا بَدَأَ رَبُّکَ مِنْ رَحْمَتِکَ وَرَحْمَتِکَ فَرَمَیْکَ کہ جب میں بہشت میں پہنچا تو میرا وہ بول تھا آسمان مفتوح کے عجائبات دیکھنے کے سبب دل پر قائم ہو گیا تھا نازل ہو گیا۔ پھر میں نے جبریلؑ سے پوچھا کہ وہ دریا جو میں نے دیکھے تھے کیسے ہیں۔ کہا وہ اوقات حجاب ہیں جو عرش کے اوزار کو روکے ہوئے ہیں۔ وہ نہ تو عرش ہر اُس چیز کو دیکھ دیتا جو اُس کے نیچے ہے۔ پھر میں وہاں سے سیدۃ الملتیٰ تک پہنچا جس کی ہر نبی ایک عظیم اُمت کو اپنے سایہ میں لے سکتی ہے۔ اُس جگہ سے میں حق سبحانہ و تعالیٰ کے قرب منویٰ کے مرتبہ میں قاب قوس سینی اُفی اُذنی رہنے آئی۔ سیدۃ عجم کی منزلت تک پہنچا اور اپنے پروردگار کی بارگاہ اقدس میں مناجات کے قابل ہوا۔ میرے کانوں میں ندا آئی اَمِنْ الرَّسُولِ بِمَا اَنْتَ لَیْسَ اَلَا نَبِیٌّ رَّسُولُ اَنْ جِزْوَں پَر اِیْمَانِ لَانِے جو کچھ اُن کی طرف اُن کے پروردگار کی طرف سے بھیجی گئی۔ یہ شکر میں نے اپنی اور اپنی اُمت کی جانب سے عرض کی۔ قَالُوا مَعْنٰی کُلِّ اَمِنْ بِاللّٰهِ وَرَکَّابِہِ وَکُتِبَہِ وَرَسُلَہِ لَا فُتٰی قَیْلَیْنِ اَحَدُہُمَا رَسُوْلٌ اور تمام مومنین خلیفہ اُس کے فرشتوں پر اُس کی کتابوں اور اُس کے رسولوں پر ایمان لائے اور کہتے ہیں کہ ہم رسولوں کے درمیان کوئی فرق نہیں کرتے بلکہ ہم سب پر ایمان لائے۔ حضرت فرماتے ہیں پھر میں نے کہا سُبْحٰنَا وَطَعْنَا غُفْرٰنَا رَبَّنَا وَ اَلِیْتَ اَلْمَصْدِرِ رَبِّ اَیْمٰنِ سُبْحٰنَہُ ہم نے سنا جو کچھ

میرے فریضہ کی ادائیگی کی جانب بڑھتا ہے جو شخص شوق اور ولی خواہش سے نماز کی جانب کو کشش کرتا ہے اور اس کی غرض میری خوشنودی کے ساتھ نہیں ہوتی تو میں نماز کو اس کے گناہوں کا کفارہ قرار دیتا ہوں جب اس نے کہا سخی غفلۃ الخلاج خداوند کریم نے فرمایا نماز نجات و علاج کا باعث ہے۔ پھر میں آگے بڑھا اور ملائکہ آسمان نے میری اقتدا کی جس طرح بیت المقدس میں تمام پیغمبروں نے میری اقتدا کی تھی۔ جب میں نماز سے فارغ ہوا انوار غیب الہی نے مجھ کو گھیر لیا۔ میں سمجھ رہا تھا تو خداوند رحیم و کریم نے ندا کی کہ ہر پیغمبر اور اس کی امت پر میں نے پچاس نمازیں واجب کی تھیں وہی میں نے تمہارے اور تمہاری امت کے لئے واجب کیں حضرت فرماتے ہیں کہ جب میں واپس آیا تو جناب ہمایاں نے کہا کہ تمہارے پیغمبر نے جس کی طرف سے میں گزرا تھا مجھ سے کچھ نہ پوچھا جب جناب موسیٰ کے پاس آیا تو انہوں نے پوچھا کیا ہوا میں نے کہا مجھ پر اور میری امت پر پچاس نمازیں واجب کی گئی ہیں۔ جناب موسیٰ نے کہا خداوند عالم حیات سے ہے نیاز ہے اور آپ کی امت آخر امت ہے۔ وہ لوگ سب امتوں سے کمزور ہیں اور پچاس نمازوں کی طاقت نہیں رکھتے ہیں۔ بعد واپس جا کر اپنے پروردگار سے عرض کیجئے کہ تخفیف فرمائے۔ میں یہ سنکر واپس گیا اور سجدۃ المنین پر پہنچ کر سجدہ میں گر پڑا اور کہہ پڑا کہ پروردگار مجھ پر اور میری امت پر پچاس نمازیں و سوار ہیں سجدہ کچھ کم کر دے تو دس نمازیں خدا نے کم کر دیں۔ پھر واپس آیا تو جناب موسیٰ نے پھر کہا کہ یہ بھی خوشحال ہے پھر جا کر سفارش کیجئے کہ حق تعالیٰ اور میں نے فرمائے کیونکہ آپ کی امت چالیس نمازوں کی طاقت بھی نہیں رکھتی ہے۔ حضرت فرماتے ہیں میں پھر واپس گیا اور سجدہ میں گر کر الحاج و زاری کی تو خدا نے دس نمازیں باہم کم کر دیں۔ پھر واپس آیا تو موسیٰ نے کہا یہ بھی زیادہ ہیں۔ پھر شفاعت فرمائیے آپ کی امت میں اتنی بھی قوت نہیں۔ اسی طرح میں برابر واپس جا کر حلاق عالم سے سفارش کرتا رہا یہاں تک کہ پانچ نمازیں رہ گئیں۔ موسیٰ نے پھر کہا تو میں نے کہا یا موسیٰ اب تو مجھے اپنے مسجد سے شرم آتی ہے۔ تو خدا نے مجھے ندا دی کہ جو تکلیف میرے حبیب تم نے ان پانچ نمازوں کو بخوشی منظور کر لیا لہذا میں نے ان کا ثواب پچاس نمازوں کے برابر قرار دیا ایک نماز کے عوض دس نمازیں قبول کر دوں گا۔ اور تمہاری امت میں سے جو شخص ایک نیکی کرے گا، دس نیکیاں اس کیجئے لکھوں گا۔ اور اگر ارادہ کرے گا اور عمل میں نہ لائے گا تب بھی ایک نیکی اس کے لئے لکھوں گا۔ اور اگر ان میں سے کوئی کسی گناہ کا ارادہ کرے گا اور عمل میں نہ لائے گا تو اس کے لئے نہ لکھا جائے گا۔ اور اگر گناہ سے گناہ لکھوں گا۔ حضرت صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خدا جناب موسیٰ کو اس امت کی جانب سے جزائے خیر دے گا ان کے بار کو ہلکا کر دیا اللہ ان کی تکلیف کم کرادی۔

الحمد للہ نے مسند معتبر روایت کی ہے کہ جناب زید بن علی بن الحسین علیہ السلام نے اپنے پسر بزرگ حضرت امام زین العابدین سے سوال کیا کہ جب جد بزرگوار حضرت موسیٰ کا نجات معراج میں تشریف لے گئے اور خدا نے پچاس نمازیں ان کی امت پر واجب فرمائیں تو حضرت نے خود کیوں تو خدا سے کمی کی درخواست کی جب جناب موسیٰ نے کہا کہ خدا سے سوال کیجئے اور حضرت واپس گئے اور خدا سے کمی کی التجا کی۔ امام نے فرمایا کہ لے فرزند پیغمبر خدا نے یہ خلاف ادب سمجھا کہ جس چیز کی خدا نے ان کو اہدائے کی امت کو تکلیف دی آنحضرت

آنحضرت پر پانچ نمازیں واجب فرمائی تھیں کہ ان میں سے کسی ایک کو بھی پانچ نمازیں واجب نہ فرمائی تھیں

آنحضرت پر پانچ نمازیں واجب فرمائی تھیں کہ ان میں سے کسی ایک کو بھی پانچ نمازیں واجب نہ فرمائی تھیں

نہیں تھا آنحضرت کے لئے رات کو نہ سوئے۔

حضرت کو صلاحتی اس کے آواز سے نہ ہوا۔

پہلے ہی رو کر دیتے۔ لیکن جب جناب مومنؐ جیسے عظیم الشان پیغمبرؐ نے آنحضرتؐ کی امت کی سفارش کی تو آنحضرتؐ نے انکار کرنا چاہا تو نہ گھا۔ اس لئے ہا ہوا میں گئے اور شفاعت کی یہاں تک کہ پانچ نمازیں واجب ہوئیں۔ زید نے کہا پھر بزرگوار جب پانچ نمازوں کے بارے میں بھی ٹوٹے ٹوٹے تھے تحفیف کی خواہش کے لئے حضرتؐ کو واپس جانے کے واسطے کہا تو کیوں نہ حضرتؐ نے منظور کیا۔ امامؑ نے فرمایا اسے فرزند آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جانتے تھے کہ تحفیف امت کے لئے ہو جائے اور ان کا ثواب بھی کم نہ ہو بلکہ پچاس نمازوں کا ثواب باقی ہے اگر پانچ نمازوں سے بھی کم واجب ہوتیں تو پچاس نمازوں کا ثواب نہ ملتا۔ اس لئے کہ خدا فرماتا ہے مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ حَشْرٌ مُّثْلُهَا رِثَابٌ سورتہ الام آیہ ۱۷۱۔ جو شخص ایک نیکی عمل میں دے تو اس کے لئے اس کا دس گنا اجر ہے۔ لہذا جس وقت آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زمین پر تشریف لائے تو جبریلؑ نمازوں کو لے کر آیا اور کہا یا حضرتؐ مخلوق عالم آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ یہاں پانچ نمازیں پچاس نمازوں کے برابر ہیں۔ پھر سے قوی میں تفسیر نہیں ہوتا ہے اور نہ میں اپنے بندوں پر ظلم کرتا ہوں۔

بسنده معتبر روایت ہے کہ ابو حمزہ ثمالی نے حضرت امام زین العابدینؑ سے دریافت کیا کہ آیا خدا کی نسبت کسی مکان و مقام سے دی جا سکتی ہے اور اس کے لئے کوئی مکان اور جگہ ہو سکتی ہے؟ حضرتؑ نے فرمایا کہ خدا اس سے بلند تر اور پاک ہے اس سے کہ اس کے لئے کوئی مکان ہو۔ تو ابو حمزہ نے کہا پھر خدا آنحضرتؐ کو کیوں آسمان پر لے گیا؟ حضرتؑ نے فرمایا اس لئے کہ ان کو ملکوت آسمان اور جو کچھ آسمانوں میں مہمانب اور اس کی صفتیں ہیں دکھائے۔ تو ابو حمزہ نے کہا پھر فرقہ ذی قنڈل کی تھکات قناب قنوسین آؤ آؤ فی رہے سورتہ النجم آیہ ۱۷ کے کیا معنی ہیں؟ حضرتؑ نے فرمایا مطلب یہ ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نور حق تعالیٰ کے مجاہدوں سے نزدیک ہوئے اور ملکوت آسمان کو دیکھا پھر زمین کی جانب نگاہ کی اور ملکوت زمین پر نظر کی اور ہر شے کو وہاں سے مشاہدہ فرمایا۔ چنانچہ حضرتؑ نے گمان کیا کہ زمین اُن سے اس قدر قریب ہے کہ جیسے آپس میں گمان کے دو سرے یا اس سے بھی زیادہ قریب۔

بسنده معتبر روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے جناب امام مومنؑ کے کاظم علیہ السلام سے دریافت کیا کہ خدا کا علم کس سبب سے اپنے پیغمبرؐ کو آسمان پر اور جلال سے سورتہ الممتحنہ تک لے گیا پھر وہاں سے مجاہدینے نور تک لے گیا اور اُن سے ملائی تھیں کہیں اور اُن سے خطابات کئے حالانکہ خدا کے لئے کوئی مکان و مقام مخصوص نہیں ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا میں خدا کے لئے مکان اور کوئی جگہ مخصوص نہیں۔ اس کے لئے تمام جگہ یکساں ہے۔ اور اُس پر زمانہ جاری نہیں ہوتا۔ لیکن خدا نے چاہا کہ خدا کے آسمان کے ساکنین کو آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشاہدہ جمال سے مشرف اور معزز فرمائے اور آنحضرتؐ کو اپنے چند عظیم عجائبات دکھائے تاکہ آنحضرتؐ واپس آکر اہل زمین کو اُس سے آگاہ کریں اور اُن کا ایمان زیادہ ہو۔ یہ بات واقعی کہ خدا آسمان پر ہے اور اس لئے حضرتؐ کو جلیا تھا جیسا کہ شک کرنے والے کہتے ہیں۔ خدا اس سے پاک و منزہ ہے جو وہ لوگ کہتے ہیں۔

امام بابویہ اور احمد بن ابی طالب طبرسی نے بسند معتبر حضرت امام رضا علیہ السلام اور ابن عباسؓ پر

سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خدا نے براق کو میرا تابع کیا اور وہ دنیا اور جو کچھ اُس میں ہے سب سے بہتر ہے اور بہشت کے حیوانوں میں سے ہے۔ نہ بہت بلند ہے نہ بہت چھوٹا۔ اُس کا چہرہ آدمیوں کے مانند ستم گھوڑوں کی طرح اور دم گائے کی دم کی سی ہے۔ دروازہ گوشے سے بڑا اور پچتر سے چھوٹا۔ اُس کا زہی یا قوت کا رنگ مردار پر کی ہے۔ سونے کی ستر ہزار لگام رکھتا ہے۔ اُس کے دو پہر ہیں جو موتی یا قوت اور طرح طرح کے جواہرات سے مرصع ہیں۔ اُس کی دونوں آنکھوں کے درمیان آواز آئے
 اَلَا اَمْلَکَ وَفَعَلْتَ لَا شَرَّ لَکَ مُخَصَّنًا رَسُوْلًا اَمْلَکَ قَمْرًا ہے۔ وہ تمام حیوانوں سے خوشتر رنگ ہے اگر خدا اس کو اجانت دے دے تو ایک قدم میں دنیا و آخرت کو طے کر لے۔ اور ایمان بالہدیہ سے دوسری روایت میں ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں روز قیامت براق پر سوار ہوں گا جس کا چہرہ انسان کی صورت کے مانند ہے رنگ گھوٹے کے رنگ کی طرح۔ اُس کے پردوں میں مردار پیدائش کے ہونے ہیں اُس کے کان زبرجستہ بنے ہیں اُس کی آنکھیں زہر و ستارہ کی طرح چمکتی ہیں۔ اُس کے تار نظر شہابِ نور شید کے مثل اور اس کے سینہ سے پسینہ کے قطرے کی بجائے مردار پیدائش جاری ہوتے ہیں۔ اُس کی گردن باریک و چمید ہے اُس کے ہاتھ اور پیر طویل و بلند ہیں۔ وہ آدمیوں کے مانند بہت سُستا اور کھٹا ہے اور حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام نے روایت کی ہے کہ براق کیا ہے ابو ہریرہ ہے۔ اور کلینی نے لہند مخبر حضرت امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ جبریل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے براق لائے جو پچتر سے چھوٹا اور دروازہ گوشے سے بڑا تھا۔ اُس کے کان ہر وقت ہلتے رہتے تھے۔ اور اپنی نگاہ کی حد تک ایک قدم میں طے کرنا تھا۔ جب پہاڑ پر چلتا تو اُس کے دونوں ہاتھ چھوٹے اور پیر بڑے ہو جاتے تھے۔ جب بلند ی سے ہستی کی جانب آتا اس کے ہاتھ بڑے اور پیر چھوٹے ہو جاتے۔ اُس کے آل بڑے اور زیادہ کئے جو دہائی جانب لگے ہوئے تھے۔ اُس کے دو پہر سر کے پیچھے تھے۔

براق کا کھنکھارہ اس کے احوال سے

کلینی اور ابن بابویہ نے معتبر مسندوں کے ساتھ حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ جب براق عالمِ سرور کا کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سات آسمانوں پر لے گیا آسمانِ اول پر انیر برکت بھیجی دوسرے آسمان پر اپنے فرائض کی تعلیم فرمائی تیسرے آسمان پر نور کی ایک شکل حضور کے لئے بھیجی جس میں چالیس قسم کے نور تھے جو عرش کے گرد خلق ہوئے ہیں جگہ دیکھنے کی تاب انسانوں کی آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں۔ ان میں سے ایک نور زندہ ہے جس سے تمام جسم کے زرد رنگ پیدا ہوئے ہیں۔ ان میں ایک نور مریخ ہے جس سے تمام سرخیاں ہیں اور ایک نور سفید ہے کہ تمام سفیدیاں اسی کے سبب سے ہیں۔ اس طرح اور دوسرے انوار ہیں۔ اُس عمل میں زنجیریں چاندی کی تھیں۔ حضرت کو اسی عمل میں بٹھایا اور آسمان پر لے گئے۔ طے کر کے جب اُس کو دیکھا تو آنکھیں تاب نہ لاسکیں اور وہ آسمان کی طرف پرواز کر گئے۔ اور کہا سُبْحٰنَکَ قَدَّوْسُ رَبِّنَا وَرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَکَیْفَ قَالُوْهُمُ۔ کس قدر متاثر ہیں یہ انوار پروردگار کے عرش کے انوار سے۔ جبریل نے کہا اللہ اکبر اللہ اکبر یہ سنکر فرشتے خاموش ہو گئے اور آسمان کے دروازے کھل گئے اور تمام فرشتے حضرت کے گرد جمع ہوئے اور حضرت کو سلام کیا۔ اور پوچھا یا رسول اللہ آپ کے بھائی علی کیسے ہیں

حضرت علیؑ نے انوارِ حق کو دیکھا کہ نہ کمال

دیا یا بخیر۔ فرشتوں نے کہا جب آپ اُن سے ملاقات کریں تو ہمدرد اسلام ان کو پہنچا دیں۔ حضرت نے پوچھا تم ان کو پہنچاتے ہو؟ کہا ہم کیونکر اُن کو نہ پہنچاتے حالانکہ خداوند عالم نے آپ کی رسالت اور اُن کی اہمیت کا ہم سے عہد و قرار لیا ہے۔ ہم تو ہمیشہ آپ پر اور اُن پر درود و سلام بھیجتے رہتے ہیں خداوند عالم نے آسمانِ اعلیٰ پر اُس محل کو اور طرح طرح کے نوروں سے آراستہ فرمایا جن میں سے کوئی ایک پہلے نوروں سے مشابہ نہ تھا اور زنجیری اور کڑیاں بھی بڑھادیں۔ وہاں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دوسرے آسمان پر ملے گئے۔ جب اس کے دروازہ کے پاس پہنچے فرشتے وہاں سے پرواز کر گئے اور سجدہ میں گر پڑے اور کہا سُبُّوْهُ قَدْ قُضِيَ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحُ۔ کس قدر یہ نور ہمارے پروردگار کے نور سے مشابہ ہے۔ جبریلؑ نے کہا اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللهُ دوم تہ کہا فرشتوں نے ان کی آواز سنی تو آسمان کے دروازے کھول دیئے اور آنحضرتؐ کے پاس جمع ہو گئے اور جناب جبریلؑ سے پوچھا یہ کون بزرگ ہیں؟ جبریلؑ نے کہا یہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ پوچھا کیا بشر ہو گئے کہا اہی۔ یہ سُکر فرشتوں نے محمدؐ کو سلام کیا اور کہا اپنے بھائی علیؑ کو بھی ہمارا سلام کہیے گا۔ میں نے پوچھا تم ان کو پہنچاتے ہو؟ اُن فرشتوں نے کہا کیونکر نہ پہنچائیں حالانکہ خداوند عالم نے آپ کی اور ان حضرت کی اور اُن کے شیعوں کی محبت اور ولایت کا قیامت تک کے لیے ہم سب سے عہد لیا ہے اور ہم سب ہر روز پانچ مرتبہ اُن کے شیعوں کے حالت معلوم کرتے ہیں اور اُن کے منہ کو دیکھتے ہیں یعنی نماز کے وقت۔ پھر خداوند عالم نے چالیس قسم کے نور سابقہ نوروں پر اور اضافہ فرمایا جو پہلے انوار سے مشابہ نہ تھے اور حلقے اور زنجیری اور بڑھادیں۔ حضرت فرماتے ہیں کہ جب ہم کو آسمان سوم پر ملے گئے تو وہاں کے فرشتے آسمانِ ہفتم کی جانب پرواز کر گئے اور کہا سُبُّوْهُ قَدْ قُضِيَ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحُ۔ کس قدر مشابہ ہے؟ نور ہمارے پروردگار کے نور سے۔ جبریلؑ نے کہا اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ۔ فرشتوں نے جب یہ شہادت سنی میرے پاس دوڑے ہوئے آئے اور آسمان کے دروازے کھول دیئے اور کہنے لگے مرجا ہے سب سے پہلے پیغمبرؐ جو خدا نے سب سے پہلے خلق فرمایا اور سب سے افضل قرار دیا اور پیغمبرِ آخر الزماں جو خدا نے سب پیغمبروں کے بعد مبعوث فرمایا اور پیغمبرِ حاشد کے زمانہ میں قیامت برپا ہوگی اور پیغمبرِ نامشرد جو علوم اور نیکیاں اور کمالات خلق میں پھیلانے والے ہیں۔ یعنی قُدّ خاتم الانبیاء ہیں۔ اور مرجا علیؑ کے لیے جو بہتر ہیں اور صبا ہیں۔ پھر ان فرشتوں نے مجھے سلام کیا اور علیؑ کے حال دریافت کیئے۔ میں نے کہا میں ان کو نہ دیکھتا ہوں۔ کیا تم ان کو پہنچاتے ہو؟ انہوں نے کہا سال میں ایک مرتبہ ہم بیت المقدس کے لیے جاتے ہیں اُس میں ایک سفید کا قد پر آپ کا نام اور علیؑ و حسینؑ اور اُن کی اولاد سے ناموں کے اور قیامت تک کے اُن کے شیعوں کے نام درج ہیں ہم ہمیشہ اُن نام پر برکت حاصل کرنے کے لیے ہاتھ پھیرتے ہیں۔ پھر خداوند عالم نے چالیس طرح کے انوار جو پہلے نوروں سے مختلف تھے اور حلقے اور زنجیری میری محل میں اور اضافہ کیں اور مجھ کو آسمانِ چہارم پر ملے گئے وہاں فرشتوں کی آواز آہستہ سنائی دی۔ مجھے کہ اُن کے سینوں میں آواز پھنسی ہوئی تھی آسمان

ہو اس کے فرشتوں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رسالت اور صلوات اللہ علیہ اجمعین کی اہمیت کی طرف اشارہ کیا۔

کے دروازے جلد جلد کھولے گئے اور فرشتے میرے پاس جمع ہوئے۔ جبریل نے سخی غلۃ الصلوة اور سخی غلۃ الخلق دو بار کہا۔ فرشتوں نے کہا دو آوازیں ایک ساتھ ملی ہوئی ہیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ ملا اور علی کے ذریعہ قلاج و رستگاری حاصل ہوگی۔ پھر جبریل نے دوبارہ قذفاقت الصلوة کہا۔ فرشتوں نے کہا یہ شیبیاں ملی کے لپٹے ہے کیونکہ وہ قیامت تک نماز اس طرح قائم رکھیں گے جس طرح قائم رکھتا ہے۔ پھر فرشتوں نے ہم سے کہہ دیا کہ علی کو آپ نے کہاں اور کس حال میں چھوڑا؟ میں نے کہہ دیا تھا تم ان کو پہچانتے ہو انہوں نے کہا کہیں نہیں۔ بیت المعمور میں ایک کتاب ہے جس میں نام محمد و علی و حسن و حسین اور ان کی اولاد میں سے اناموں انسان کے شیعوں کے نام لکھے ہوئے ہیں جن میں سے کوئی نام نہ کم ہو گا نہ زیادہ۔ اور وہ نامہ ایک بیان ہے جو ہم سے لیا گیا ہے۔ ہر روز جمعہ و ہم کو سنا یا جاتا ہے۔ میں نے یہ شکر سہا شکر کیا۔ سہد میں خدا کی جانب سے ہم کو آواز آئی کہ اپنے پیروں کے پیچے دیکھو۔ میں نے نظر کی تو دیکھا کہ خانہ کعبہ بیت المعمور کے نیچے تھا کہ اگر کوئی چیز میں پھینکتا تو کعبہ ہی میں گرتی۔ پھر مجھ کو آواز آئی کہ اسے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایہ حرم ہے اور تم بغیر محترم ہو سلا جو کچھ آسمانی وز میں ہے ایک مثال اور ایک شبیر رکھتا ہے۔ پھر ندا آئی کہ اپنے ہاتھ کھولو تاکہ وہ پانی تم کو ملے جو وحش کے نیچے جاتی ہے۔ یہ شکر میں نے رہنا دایا ہاتھ بڑھایا اور پانی لے لیا۔ اسیر جو سے یہ سنت قائم ہوئی کہ پہلے آب وضو دھو اپنے ہاتھ پر ڈالتے ہیں پھر آواز آئی کہ اس پانی سے اپنا منہ دھو تاکہ جب تم انوار خلعت و جلال کو دیکھو تو پاک و معطر رہو۔ پھر اپنے دھوئے اور پانی ہاتھوں کو کہیں تک دھوؤ کیونکہ تم چاہتے ہو کہ میرے کلام کو اپنے ہاتھوں میں لے لو اس حری کے ساتھ جو تمہارے ہاتھوں میں ہو اور اپنے مراد پیروں کا رخنوں تک مس کر دو۔ سر کا مس اس لئے ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ رحمت کا ہاتھ تمہارے سر پر اور اپنی برکت تم پر جاری کر دوں اور پیروں کا مس اس لئے ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ تم کو ایسے مقامات پر بلند کر دوں کہ کسی شخص کے پاؤں وہاں نہیں پہنچتے اس لئے کہ وہ نہ تمہارے ہاتھ کوئی وہاں تک پہنچے گا۔ یہ حق غلت اور دھو اور اولاد و نماز کی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے لئے مقرر کی گئی۔ پھر خداوند عالم نے ندا کی کہ ہاتھ دھو اور اس کی جانب دیکھو جو تمہارے مقابل ہے اور میرے جہازوں کی تعداد کے برابر میری نرالی اور جنگی کا آواز کرو اور اللہ اکبر کہو۔ اسی سبب سے نماز سے پہلے سات مرتبہ تکبیریں کرنا مقرر ہوا کیونکہ جہاں جہاں بھی سات ہی تھے۔ اور جب آنحضرت ایک مرتبہ اللہ اکبر کہتے تھے تو ایک جہاں ملے کر کہتے تھے۔ جب تین جہاں ملے گئے تو انا راہی کے دروازوں میں سے ایک دروازہ پر پہنچتے۔ پھر وہاں تکبیر کی تو وہ جہاں ملے گئے اور وہ سرے نوک کے دروازے پر پہنچتے۔ جب دوبارہ تکبیر میں نہیں تو پچھتے اور ساتویں جہاں ملے فرماتے اور ایک نوک کے دروازے پر پہنچتے۔ اس سبب سے مقرر ہوا کہ تین بار تکبیر اقتراح کیا ہے کہیں اور دُعا پڑھیں پھر اللہ تکبیریں مسلسل کہیں۔ اور دُعا سے تو جہاں میں جس طرح رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اولاد و اقامت اور ساتوں آسمانوں کو کھولنے کے لئے اور خلعت و جلال خالق کائنات کے جہاں ملے گئے کہنے کے وقت سات تکبیریں کہیں اور مقام قرب و خطاب و جلال و کرم تک پہنچے۔ کیونکہ نماز مزاج مومن ہے۔ مومن کا دل بھی جب

وہ سائل یہاں کہتا ہے کہ اساتذہ کبار کی کج بات جو کہ ہوں اور دنیاوی تعلقات کے سبب خدا کے دربار میں داخل ہونے میں آئے جاتے ہیں اور بھی خدا کے مقام خطاب و قرب تک پہنچ جاتا ہے۔ غرض جب حضرت جہاں نور نے کے مقام قرب و خطاب تک پہنچے تو خطاب احدیت ہوا کہ ہمارے حبیب اب تم میرے مقام قرب و وصال تک پہنچ گئے لہذا میرے نام سے ابتدا کرو۔ تو حضرت نے یسبیا علیہ الرحمۃ و الباقی رحمۃ اللہ علیہ کہ اسیر مجھ سے سونوں کے شروع میں بسم اللہ مقرر ہوا۔ پھر آواز آئی کہ میری حمد کرو تو حضرت نے الحمد للہ رب العالمین زبان پر جاری کیا اور دل میں شکر ادا کیا کہ تم آواز آئی کہ میرا نام راجع تم نے خود سے دل میں میرا شکر کیا۔ تو حضرت نے دوسری مرتبہ کہ الحمد للہ رب العالمین کہ بالہام رب العزت آنحضرت نے سونہ حمد تمام کی۔ اور جب ذلک الضمائم کہ تودن میں فرمایا الحمد للہ رب العالمین شکر ہے۔ پھر خطاب احدیت ہوا اسے حمد دے اللہ علیہ السلام، جو کہ تم نے میری حمد پر قرآن کو قطع کیا لہذا دوبارہ حمد کو یاد کرو تو حضرت نے دوبارہ کہا یشیم اللہ الرحمن الرحیم و اسی سبب سے دوسرے سونہ میں بھی یشیم اللہ الرحمن الرحیم مقرر ہوا۔ پھر آواز آئی کہ سونہ قل بواللہ اعلم جو جو جس طرح میں نے تم پر نازل کیا ہے۔ تو سونہ میری حمد و ثنا اور میری مخلوق کے ساتھ میری نسبت پر شامل ہے۔ حضرت فرماتے ہیں کہ جب میں نے سونہ توحید کی عظمت و جلال حق کے مشاہدہ سے میں ہوش ہو کر تھک گیا اور الہام الہی کے ذریعہ سبحان ربی العظیم و بھنڈی۔ یعنی پاک ہے میرا عظیم پروردگار اللہ میں اس کی حمد و ثنا میں مشغول ہوں۔ جب میں نے یہ ذکر کیا تو اپنے ہوش میں آیا اور میرے نفس کو تسکین ہوئی۔ پھر میں نے بالہام خدا سات مرتبہ یہی ذکر کیا۔ اس سبب سے رکوع میں یہ ذکر مقرر ہوا۔ پھر خدا نے فرمایا کہ رکوع سے سر اٹھاؤ۔ میں نے سر اٹھایا تو فرشتوں کی آواز سنی کہ حق تعالیٰ کی تسبیح و تحمیل و تحمید کرو ہے جسے تو میں نے کہا سمیع اللہ یمن بحمدہ کا وہ نظر اہر کی جانب تھا تو پہلے نور سے زیادہ روشن نور میں نے مشاہدہ کیا جس سے میری عقل پرور گئی اور آواز گنا و ہشت بڑھ گئی۔ اسی حال میں میں سمجھ میں گر پڑا اور کہا و عظمت مہر کے پتے اپنا سر جھکا اور انکساری کی نرسہ بردہ دیا۔ اور خداوند اعظم کے الہام سے میں نے سات مرتبہ سبحان ربی العظیم کہا تو میری حیرت و دہشت کم ہوئی اور میں حیرت سے باہر آیا اور معرفت حق کے درجہ کمال پر پہنچا۔ پھر سہ سے سر اٹھایا اور جیسا یہاں کہ الہام عظمت کی دہشت و عظمت و گرائی سے راحت حاصل ہوئی پھر بالہام خدا سات مرتبہ الہام کی جانب نگاہ کی اور ایک نورانی انداز سے زیادہ جذب کرنے والا مشاہدہ کیا تو دوبارہ اپنے محبوب کی بارگاہ میں سجدہ میں گر پڑا اور سات مرتبہ سبحان ربی العظیم و بھنڈی کہہ کر نورانہ کے مشاہدہ کی قابلیت مجھ میں زیادہ ہو گئی اور میں نے سہ سے سر اٹھایا اور ان نور کی طرف دیکھا اس سبب سے دوبارہ مقرر ہوئے اور دونوں سجدوں کے بعد جیسا نہایت قرار پایا۔ پھر میں نے آٹھ اور دوبارہ اپنے پروردگار کی بارگاہ میں بندگی کے لیے کھڑا ہوا۔ پھر خدا نے مجھے خدا کی کہ دوبارہ سونہ حمد پڑھو جب میں خاموش ہوا تو آواز آئی کہ سونہ انا انزلنا فی لیلۃ الوعد و وعدہ پڑھو جو چہاری اور تمہارے طبیعت کی

نورانہ نگاہ کی طرف اشارہ ہے

عظمت و بلندگی کے اظہار پر قیامت تک کے لئے مشتمل ہے۔ میں نے وہ سورت پڑھ کر دوبارہ رکوع و سجود کیا جس طرح رکعت اول میں بجا لیا تھا۔ پھر آواز آئی اے محمد میری نعمتوں کو تو تم کو عطا کی ہیں یا دیکھو اور میرا نام لو۔ میں نے اس کے الہام کرنے سے کہا یا سبیم اللہ و یا اللہ و لا الہ الا اللہ و لا شفعاء الا اللہ و لا یصلوہ بجمیع تو میں نے کہا یا اللہ علی و علی و علی یا علی بن ابی طالب۔ پھر خدا نے بھی محمد پر اور میرے طبیعت پر صلوٰۃ بھیجی۔ جب میں نے اپنے چمپے نظر کی تو دیکھا کہ صوفیہ عالمہ دار و اراج انبیاء صاف بستہ ہیں۔ پھر خدا نے ندا کی کہ اے پرستگار کرو تو میں نے کہا اے سلام علیکم قد شمسہ اللہ و یز کا کثرت تو خدا نے فرمایا اے محمد میں ہی تمہارا اور تمہا سے بعد اماموں کا سلام و تحیۃ اور رحمت ہوں۔ پھر مجھ کو حکم دیا کہ بائیں جانب دیکھو اور سورۃ قل ہوا اللہ احد کے بعد جو سورۃ پہلی مرتبہ میں نے سنا وہ انا انزل کناہ لعلی۔ چونکہ نماز معراج و نور رکعت تھی اس لئے پہلی دو رکعت میں شک و سہو نہیں ہوتا۔ اور یہ نماز ظہر تھی اور یہ پہلی نماز تھی جو حضرت پر واجب ہوئی۔

حضرت پیر صاحب مدنی۔
شیخ کرامی نے جناب رسولی خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ
شب معراج فلق عالم نے مجھے ندا کی کہ پیغمبران گزشتہ سے دریافت کرو کہ تم کس ائمہ پر مبعوث کیئے گئے
ہیں۔ شیخ ان سے پوچھا سب نے کہا ہم آپ کی رسالت، علی بن ابی طالب، اوصیاء کی اولاد سے اماموں کی
امامت کے اقرار پر مبعوث ہوئے ہیں۔ تو خدا نے محمد پر وحی کی کہ عرض کیں کہ وہ اپنی جانب دیکھو۔ میں نے نگاہ
کی تو علی، حسن، حسین، علی بن الحسین، محمد باقر، جعفر صادق، موسیٰ کاظم، علی بن موسیٰ الرضا، محمد تقی، علی نقی
حسن عسکری اور مہدی صاحب الزمان صلوات اللہ علیہم کی صورتیں نظر آئیں جو دیارائے نور میں نساہت
پڑھ رہے تھے۔ خدا نے فرمایا اب لوگ میری حجت میرے اولیاء اور میرے دوست ہیں اور مہدی جو ان کے
آخری امام ہیں میرے دشمنوں سے انتقام لیں گے۔

اسی امام ہیں میرے دوستوں کے احکام میں سے۔
 پسند مستحبین جیسا سے رعایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب
 میں معراج میں گیا تو فرشتوں کی جس جماعت کے پاس سے گزرا اُن سب نے علی بن ابی طالبؑ کے ہاتھ میں
 حلیافت کیا یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ علیؑ کا نام میرے نام سے زیادہ آسمان پر مشہور ہے۔ جب میں چوتھے
 آسمان پر پہنچا تو ملک الموت کو دیکھا۔ اُنہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ ہر بندہ کی روح قبض کر لے پر میں مامور
 ہوں مگر آپ کی اور علیؑ کی روح خود حق سبحانہ و تعالیٰ قبض کرے گا۔ حضرت فرماتے ہیں کہ میں نے عرش کے
 نیچے علیؑ کو کھڑے ہوئے دیکھا۔ پوچھا اے علیؑ تم مجھ سے پہلے یہاں کتنے جہنم میں گئے کہا یا رسول اللہ آپ
 کس سے نکلو کر رہے ہیں میں نے کہا اپنے بھائی علیؑ سے۔ جہنم میں گئے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم،
 اے علیؑ نہیں ہیں بلکہ خدا نے رحمان و رحیم کا ایک فرشتہ ہے جس کو خدا نے علیؑ کی صحت پر مطلق فرمایا ہے۔
 اور ہم فرشتگانِ مقرب جب علیؑ کی زیارت کے مستحق ہوتے ہیں تو خدا کے نزدیک علیؑ کی عظمت و کرامت
 کے اظہار کے لئے اس فرشتہ کی زیارت کرتے ہیں۔

بہارِ سائیکھ کے بہت کم

درست و به شیوهٔ علمی مطالعه فرمایند.

شیخ حسن بن سلیمان نے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب میں مزاج کو گیا اور کتاب کو سنیں کہ اولیٰ کے درجہ تک پہنچا اُس جگہ علیؑ کی صحبت دیکھی۔ خدا نے مجھ کو ندا دی کہ اس صحبت کو پہنچتے ہو، میں نے عرض کیا یہ تو علیؑ کی صحبت ہے۔ تو خدا نے مجھے وحی فرمائی فاطمہؑ کو علیؑ کے ساتھ تزدیک کرو اور اُس کو اپنا خلیفہ مقرر کرو۔

ابن ابی ہریرہؓ کی کتاب مزاج میں سند متبرک امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب آنحضرتؐ مزاج کے لیے گئے تو حضرتؐ کو باقوت شریح کے ایک تختہ پر بٹھا یا گیا جو سبز زبرجستے مرصع کیا گیا تھا اور فرشتے اُس تخت کو آسمان پر لے گئے وہاں جبریلؑ نے کہا یا رسول اللہ اذان کہئے تو حضرتؐ نے تکبیر کہی فرشتوں نے بھی کہی۔ پھر آنحضرتؐ نے اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللهُ کہا، تاکہ نے بھی کہی پھر حضرتؐ نے اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللهِ کہا فرشتوں نے بھی کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ خدا کے رسولؐ ہیں۔ اور پوچھا آپ کے وحی علیؑ کہاں ہیں حضرتؐ نے فرمایا ان کو اپنی جگہ اپنی اُمت میں چھوڑ آیا ہوں فرشتوں نے کہا خدا نے ان کی اطاعت ہم پر واجب کی ہے۔ پھر حضرتؐ کو دوسرے آسمان پر لے گئے اور وہاں کے فرشتوں نے بھی یہی سوال کیا۔ اس طرح ہر آسمان پر فرشتوں نے پوچھا یہاں تک کہ ساتویں آسمان پر حضرتؐ کو لے گئے وہاں جناب جبریلؑ سے ملاقات ہوئی۔ حضرتؐ جبریلؑ نے آنحضرتؐ کو سلام کیا اور حضرتؐ علیؑ کا حال دریافت کیا حضرتؐ نے فرمایا میں ان کو زمین پر اپنی اُمت میں اپنا نائب بنا کر چھوڑ آیا ہوں۔ جناب جبریلؑ علیہ السلام نے کہا آپ نے اپنا بہتر خلیفہ قرار دیا ہے اور خدا نے ان کی اطاعت فرشتوں پر واجب کی ہے۔ پھر جناب جبریلؑ علیہ السلام ہر تمام پیغمبروں سے ملاقات کی اور سب نے جناب علیؑ کے بارے میں وہی بات کی جو حضرتؐ جبریلؑ نے کی تھی۔ پھر حضرتؐ نے تاکہ سے پوچھا کہ میرے ہر جناب ابراہیم علیہ السلام کہاں ہیں؟ کہا شامیہاں علیؑ کے بچوں کے ساتھ ہیں۔ جب حضرتؐ بہشت میں داخل ہوئے دیکھا کہ ابراہیم علیہ السلام ایک درخت کے نیچے بیٹھے ہیں اُس درخت کے پھل تلک رہے ہیں بچے اُن کو مائل کے دودھ کے مانند پئے منہ میں لے ہوئے ہیں جب کسی بچہ کے منہ سے دھل جاتا ہے تو حضرتؐ ابراہیمؑ پھر اُس کے منہ میں سے دیتے رہے۔ ابراہیمؑ نے حضرتؐ کو دیکھا تو سلام کیا اور حضرتؐ علیؑ کا حال دریافت کیا۔ حضرتؐ نے فرمایا اپنی اُمت میں چھوڑ آیا ہوں۔ انہوں نے کہا آپ نے نہایت بہتر جانشین اختیار فرمایا۔ بیشک حق تعالیٰ نے ان کی اطاعت فرشتوں پر بھی واجب کی ہے اور اپنے بچے اُن کے شیعوں کے ہیں۔ میں نے خدا سے خواہش کی تھی کہ مجھے اُن کی تربیت پر مامور فرمائے۔ ان میں سے ہر ایک ان درختوں کے پھلوں کے حق کا ایک گونٹ پیتا ہے تو اُس گونٹ میں بہشت کے تمام میوے اور نہروں کی لذت ہوتی ہے۔

اسی طرح کتاب مذکور میں جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جب شب مزاج مجھ کو آسمان مقیم پر لے گئے۔ ہر آسمان کے دروازہ پر میں نے اَلَا اللهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللهِ علیؑ بنی ابی طالب امیر المؤمنینؑ لکھا ہوا دیکھا جب میں اُن کے چاروں تک پہنچا ہر جناب پر بھی

ایسی کھل لکھا ہوا پایا۔ عرض تک پہنچا تو وہاں بھی یہی لکھا ہوا تھا۔

پھر اسی کتاب میں اشمس سے روایت ہے کہ حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ آنحضرتؐ کا ارشاد ہے کہ جب میں شب صراح آسمان پر پہنچا علی بن ابی طالب کی صورت مشاہدہ کی۔ میں نے کہہ کر چھالے میرے جیب جبریلؑ یہ کہیں صورت ہے؟ کہا یا رسول اللہ فرشتوں نے خواہش کی کہ علیؑ کے جمال سے بہرہ مند ہوں اللہ کہا ہاتھ والے دنیا والے ہر صبح و شام جمال علیؑ بن ابی طالب سے مشرف ہوتے ہیں جو تیرے دوست اور تیرے جیب محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب ہیں اور ان کے خلیفہ و جانشین اور وصی ہیں۔ لہذا ہم کو بھی ان کی زیارت سے مشرف فرما۔ تو خداوند عظم نے جناب علیؑ کی تصویر اپنے نور اقدس سے خلق فرمائی جس کی فرشتے شب و روز زیارت کرتے ہیں۔ پھر حضرت صادقؑ علیہ السلام فرمایا کہ جب ابیہم طعم ملوں نے ان حضرتؑ کے سر مبارک پر ضربت لگائی وہ تصویر بھی زخمی ہو گئی۔ اور فرشتے جس وقت اس صحت کو دیکھتے ہیں ابیہم طعم ملوں پر لعنت کرتے ہیں۔ اور جب امام حسینؑ علیہا السلام شہید ہوئے فرشتے زمین پر آئے اور ان حضرتؑ کو آسمان پر لے گئے اور جناب امیرؑ کی تصویر کے برابر آسمان پر چمک رہا رکھا دیا۔ فرشتوں کی فوجیں آسمان سے نیچے آتی ہیں اور زیارت امیر المؤمنینؑ کے لئے لوہے پر جاتی ہیں اور شہیدوں کے اس سردار کو خون آلودہ مشاہدہ کرتی ہیں تو بے یار و مددگار تمام کاٹھن کی مظلوم کر بلائے صحت کرتی ہیں اور قیامت تک ان کا یہ عمل جاری رہے گا۔ اشمس کہتے ہیں کہ حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ یہ حدیث پر شہیدہ علوم میں سے ہے اس کو کسی سے بیان مت کرنا سنا س کے جس کو اس کا اہل بخیر پھر اسی کتاب میں روایت ہے کہ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں جب صراح میں گیا اپنے پروردگار کے حکام سے زیادہ شرمیں اور زیادہ خوشگوار کوئی حکام میں نے نہیں سنا۔ میں نے عرض کی یا لے والے تو نے ابراہیمؑ کو اپنا خلیل بنایا اور ان سے گفتگو کی اور میرے کو مقام بلند پر اٹھایا اور داؤدؑ کو زیور عطا فرمایا سلیمانؑ کو ایسی سلطنت عطا فرمائی کہ دوسروں کے لئے مزارع تھیں مجھ کو کیا عطا فرمایا ہے۔ خدا نے فرمایا اسے محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے تم کو اپنا جیب قرار دیا جس طرح ابراہیمؑ کو اپنا خلیل بنایا اور تم سے حکام کیا جس طرح موسیٰؑ سے حکام کیا تھا اور کا تھن کتاب اللہ سورۃ بقرہ تم کو عطا کی کہ کسی پیغمبر کو عطا نہیں کی تھی اور تم کو زمین کے ہر کالے گورے پر اور تمام انیس و جن پر مبعوث کیا۔ اور میں کو تمہارے اور تمہاری امت کے واسطے نماز کی جگہ اخصا کر دیا۔ اور غنیمت کو تمہارے اور تمہاری امت کے لئے عطا کیا اور ایسے رعب سے تمہاری مدد کی جو تمہارے دشمنوں کے دلوں میں ڈال دیا ہے کہ دو چہینے کی راہ کے فاصلہ سے کانپتے رہتے ہیں اور سب سے بہتر کتاب تم کو عطا کی جو تمام کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے اور محمود اولین و آخرین ہے۔ اور تمہارے نام کو اپنے نام کے ساتھ بلند کیا کہ جس جگہ ملا نام لیا جاتا ہے تمہارا نام بھی مذکور ہوتا ہے۔

کتاب مذکور میں جناب سلطان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب شب صراح مجھ کو آسمان پر لے گئے آسمان اول پر میں نے ایک قصر عظیمی کا

[illegible]

وَبَيْنَا لَا تَقُولُ أَجِدْنَا إِنْ تُسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا فَأُنَصِّبُكَ عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ۔ اے ہمارے پروردگار اگر ہم بھول جائیں یا غلطی کریں تو ہم سے مواخذہ نہ کرنا اور ہم کو کافروں کی قوم پر منحصر عطا فرما۔ تو خدا نے فرمایا کہ جو کچھ تم نے طلب کیا تم کو اور تمہاری امت کو عطا کیا۔ جب میں خدا کی بارگاہ میں مناجات سے فارغ ہوا خدا کی جانب سے آواز آئی کہ کس کو زمین پر اپنا نائب بنایا ہے میں نے عرض کی اپنے چھا زاد بھائی کو اپنا خلیفہ مقرر کیا ہے۔ پھر سات مرتبہ ملکوت اعلیٰ سے آواز آئی کہ اے احمد علی بن ابی طالب کے ساتھ خوشگوار سلوک کرنا اہل ان کی حرمت کی حفاظت کرنا۔ پھر آواز آئی کہ عرض کی داہنی جانب دیکھو۔ میں نے دیکھا تو عرض کے داہنے پایہ پر لکھا تھا کہ میرے سوا کوئی خدا نہیں اور نہ میرا کوئی شریک ہے۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے رسول ہیں۔ میں نے ان کی مدد علی سے کی۔ اے احمد میں نے تمہارا نام اپنے نام سے مشتق کیا ہے۔ میں خداوند محمود اور حمید ہوں اور تم محمد ہو۔ اور تمہارے پسپو عم کا نام بھی اپنے اسی نام سے مشتق کیا ہے۔ میں خداوند علی اور دوست علی ہوں۔ اے ابوالقاسم ہدایت کرنے والے اور ہدایت یافتہ واپس جاؤ تمہارا آنا اور جانا مبارک۔ کیا کہتا ہے تمہارا اور اس کا جو تم پر ایمان لائے اور تمہاری تصدیق کرے۔ پھر میں دریائے نور میں گر پڑا۔ اس کی موجیں مجھے وہاں سے پیچھے لائیں۔ جب میں جبریلؑ کے پاس سدرۃ المنتہی کے نزدیک واپس پہنچا جبریلؑ نے کہا اے میرے خلیل مبارک جو آپ کا آنا اور جانا۔ کیا آپ نے کہا اور کیا سنا۔ جو کچھ کہنے کے قابل باتیں تھیں میں نے بیان کیں اور چھپانے کی باتیں چھپا رکھیں۔ جبریلؑ نے پوچھا آخری آواز جو آپ کو دی گئی وہ کیا تھی۔ میں نے کہا آواز آئی کہ اے ابوالقاسم ہدایت کرنے والے اور ہدایت پائے ہوئے۔ جبریلؑ نے کہا آپ نے پوچھا کہ کیوں آپ کو ابوالقاسم کہا؟ فرمایا کہ میں اے روح اللہ۔ ناگاہ ملکوت اعلیٰ سے ندا آئی کہ اے احمد میں نے تمہاری کیفیت ابوالقاسم اس لئے قرار دی کہ تم میرے بندوں میں قیامت کے روز میری رحمت تقسیم کرو گے۔ جبریلؑ نے کہا اے میرے حبیب آپ کے پروردگار کی عطا و بخشش گوارا اور مبارک ہو۔ اسی خدا کی قسم جس نے آپ کو رسالت کے ساتھ بھیجا ہے کہ یہ کرامت جو آپ کو خدا نے عطا فرمائی ہے اس سے پہلے کسی کو نہیں عطا کی۔ حضرت فرماتے ہیں کہ پھر میں جبریلؑ کے ساتھ ساتویں آسمان پر اس قصر کے پاس آیا۔ جبریلؑ نے کہا ان دونوں فرشتوں نے مجھے کہہ دیا جو ان ہاشمی کون ہے جس کا یہ قصر ہے۔ حضرت نے دریافت کیا تو فرشتوں نے کہا علی بن ابی طالب آپ کے چھا زاد بھائی کا ہے۔ اسی طرح ہر قصر کے پاس میں جبریلؑ نے دریافت کرنے کو کہا اور فرشتوں نے میری جہاں دیا۔

کلبینی رحمۃ اللہ علیہ نے بسند حسن حضرت صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب سرنگا سنا
کو جہیز بل سراج میں اُس مقام تک پہنچے گئے جہاں خود ٹھہر گئے اس شخصیت کے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا

۱۰۰
۱۰۱
۱۰۲
۱۰۳
۱۰۴
۱۰۵
۱۰۶
۱۰۷
۱۰۸
۱۰۹
۱۱۰
۱۱۱
۱۱۲
۱۱۳
۱۱۴
۱۱۵
۱۱۶
۱۱۷
۱۱۸
۱۱۹
۱۲۰
۱۲۱
۱۲۲
۱۲۳
۱۲۴
۱۲۵
۱۲۶
۱۲۷
۱۲۸
۱۲۹
۱۳۰
۱۳۱
۱۳۲
۱۳۳
۱۳۴
۱۳۵
۱۳۶
۱۳۷
۱۳۸
۱۳۹
۱۴۰
۱۴۱
۱۴۲
۱۴۳
۱۴۴
۱۴۵
۱۴۶
۱۴۷
۱۴۸
۱۴۹
۱۵۰
۱۵۱
۱۵۲
۱۵۳
۱۵۴
۱۵۵
۱۵۶
۱۵۷
۱۵۸
۱۵۹
۱۶۰
۱۶۱
۱۶۲
۱۶۳
۱۶۴
۱۶۵
۱۶۶
۱۶۷
۱۶۸
۱۶۹
۱۷۰
۱۷۱
۱۷۲
۱۷۳
۱۷۴
۱۷۵
۱۷۶
۱۷۷
۱۷۸
۱۷۹
۱۸۰
۱۸۱
۱۸۲
۱۸۳
۱۸۴
۱۸۵
۱۸۶
۱۸۷
۱۸۸
۱۸۹
۱۹۰
۱۹۱
۱۹۲
۱۹۳
۱۹۴
۱۹۵
۱۹۶
۱۹۷
۱۹۸
۱۹۹
۲۰۰

کہ اُدھر جائیے۔ حضرت نے فرمایا مجھ کو تنہا ایسے مقام پر چھوڑتے ہو جبریل نے کہا آپ تشریف آگے لیجائیے
 آپ ایسے مقام پر پہنچے جس کو کوئی انسان آپ سے پہلے اس مقام تک نہیں پہنچا اور نہ آپ کے بعد کوئی
 پہنچے گا۔ اور دوسری معتبر حدیث میں انہی حضرت سے روایت کی ہے کہ لوگوں نے اُن حضرت سے دریافت
 کیا کہ رسول اللہ کے مرتبہ صراح ہوئی فرمایا مذکور جب جبریل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اُس
 بلند مقام پر لے جا کر کھڑا کیا اور کہا کہ یہ وہ مقام ہے کہ جہاں کوئی فرشتہ اور کوئی پیغمبر نہ پہنچ سکا۔ اور بیشک
 آپ کا پروردگار آپ پر صلوٰۃ بھیجتا ہے اور فرماتا ہے سُبْحٰنَکَ قُدُّوسٌ اَتَمَّ ذٰلِکَ اَنْتَ الْاَلٰہُ الْکَلِیْمُ وَالْقُدُّوسُ
 سُبْحٰنَکَ رَحْمٰتِیْ عَلٰی غَضَبِیْ نِیْسِ نِہایت مقدس اور نہایت منزہ ہوں۔ میں فرشتوں کا اور
 روحوں کا پروردگار ہوں میری رحمت میرے غضب سے آگے ہے۔ تو حضرت نے فرمایا اَللّٰہُمَّ تَعَفَّوْا عَنْ
 عَفْوِکَ خَدٰوَدَا میں تیری بخشش آمرش اور عفو طلب کرتا ہوں۔ پھر حضرت مقام قاب قوسین تک گئے
 اور ایک جہاب نور کے قریب پہنچے جو جگ رہا تھا اور وہ سبز زبرجد کا تھا اور عظمت و جلال مسعود کے انوار
 سے یک سونی کے سوراخ کے برابر نور جلوہ گر ہوا اور خدا کی اسے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت نے
 عرض کی تبتک اے میرے پروردگار۔ ارشاد ہوا کہ اُسی کو اپنی امت پر اپنا نائب اپنے بعد کے لئے اختیار کیا ہے
 حضرت نے عرض کی خدا بہتر جانتا ہے۔ ارشاد ہوا کہ علی بن ابی طالب امیر المومنین، مسلمانوں کے سردار،
 نورانی چہرہ والوں کے مشواک مقرر کرو۔ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ علی بن ابیطالب
 علیہ السلام کی امامت کا حکم آسمانی ہے خود خداوند کائنات نے بغیر کسی ملک کے واسطے سے اپنے پیغمبر
 سے فرمایا اے

بسمند صحیح حضرت امام محمد باقر سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ
 شب صراح مجھ کو ملکوت اعلیٰ تک لے گئے۔ جہاب کے اندر سے مجھ کو وحی آئی اس طرح کہ کوئی فرشتہ درمیان
 میں واسطہ نہ تھا۔ مجملہ اُن کے ایک یہ وحی تھی کہ جو شخص میرے ولی اور دست کو ذیل کرتا ہے ایسا ہے
 کہ اُس نے مجھ سے جنگ کی اور جو مجھ سے جنگ کرتا ہے میں بھی اُس سے جنگ کرتا ہوں۔ میں نے عرض کی
 پالنے والے تیرا ولی کون ہے؟ فرمایا تم پر اور تمہارے وصی اور اُس کے بعد تمہاری اولاد میں سے اماموں
 ایمان لائے اور اُن کو اپنا امام لگے۔

بسمند معتبر روایت ہے کہ ناخ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے کہا کہ میں آپ سے ایک ایسا
 مسئلہ دریافت کرنا چاہتا ہوں جس کا جواب سوائے پیغمبر اور وصی پیغمبر کے کوئی نہیں دے سکتا۔ حضرت
 صادق نے پوچھا کہ وہ کیا مسئلہ ہے؟ اُس نے کہا اگلے بتائیے کہ جناب شیخ احمد محمد میں کس قدر فاضل تھا؟

انے مؤقت فرماتے ہیں کہ ہو سکتا ہے کہ وہ مرتبہ مکہ میں صراح ہوئی ہو اور باقی ایک سوائے مرتبہ مدینہ میں
 واقع ہوئی ہو یا عرش پر صراح وہ مرتبہ ہوئی ہو باقی صرف آسمانوں تک ہوئی ہو یا وہ مرتبہ جسمانی
 ہوئی ہو یا روحانی۔ واللہ اعلم۔ الخ

شب صراح آنحضرت کو حضرت جبریل کا امامت کا حکم

شیخ کا ذکر امام جبریل سے مسئلہ پر پوچھا ہے۔

آپ نے فرمایا پانچ سو سال کا اور تہہ سے قول کے مطابق تین سو سال کا فاصلہ تھا۔ اُس نے کہا مجھے خدا کے اس قول کی تفسیر آگاہ فرمائیے۔ وَ شِئْنٌ مِّنْ أَزْوَاجِنَا مِمَّنْ قَبْلِكَ مِمَّنْ شِئْنَا لَكَبَعْلُنَا مِمَّنْ قَبْلِكَ
 اَلْوَحْشِیْنَ اَللّٰهُ یُعْبَدُ ذُو رَحْمَةٍ اَیْمًا سَمِیْعًا اَلْزُف، یعنی اُن لوگوں سے سوال کرو اسے رسول جنکو
 تم سے پہلے ہم نے پیغمبر بنا کر بھیجا تھا کہ کیا ہم نے سوائے خدا کے زمین کے کوئی اور خدا اُن کی پرستش کے لئے
 قرار دیا تھا؟ تا فی نے کہا کہ جبکہ آپ کہتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور پیغمبروں کے درمیان پانچ سو سال
 کا فاصلہ تھا تو خدا نے کیسے حکم دیا کہ وہ پیغمبروں سے سوال کریں۔ حضرت نے فرمایا کہ جب خداوند عالم نے
 اپنے پیغمبر کو مہراج میں بلایا جو شانیاں اُن کو دکھائیں ان میں ایک یہ بھی تھی کہ بیت المقدس میں تاج پیغمبروں
 کی دو جہیز تھیں اور جہیزوں کو حکم دیا تو انہوں نے اذان و اقامت کہی اور اذان میں حی علی خیر العمل
 کہا۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں گر پڑے پھر تمام پیغمبروں نے اُن کے ساتھ نماز ادا
 کی۔ جب فارغ ہوئے تو خدا کے حکم سے اُن سے پوچھا کہ کس بات کی گواہی دیتے ہیں اور آپ لوگ کس کی
 پرستش کرتے ہیں۔ پیغمبروں نے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ سوائے یکتا خدا کے کوئی خدا نہیں اور اس کا خلقت
 اور معبودیت میں کوئی شریک نہیں اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اُس کے پیغمبر ہیں اور اسی اعتبار پر ہم سے
 عہد و پیمان لیا گیا ہے۔ تا فی نے کہا اسے ابو جعفر آپ نے صحیح فرمایا۔

بسم اللہ جناب جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ شب مہراج جہیزوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
 لئے بلاق آئے۔ حضرت سوار ہو کر بیت المقدس تشریف لے گئے۔ وہاں اپنے بھائی اور پیغمبروں سے ملاقات
 کی۔ جب واپس آئے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ میں آج رات مہراج میں گیا تھا اور بیت المقدس میں وارد ہوا
 پھر سے اس بیان کی صداقت کی دلیل یہ ہے کہ میں نے اس رات میں اہل بیت کے قافلہ کو دیکھا جو شام سے
 واپس آ رہا تھا اور فلاں مقام پر ٹھہرا ہوا تھا۔ اُن کا ایک سرخ اُڈٹ گم ہو گیا تھا اُسی کی تلاش میں وہ سرگرداں
 تھے۔ وہ قافلہ طلوع آفتاب کے قریب یہاں پہنچے گا۔ وہ گم شدہ سرخ اُڈٹ اُس قافلہ میں سب کے آگے
 ہوگا۔ یہ سن کر قریش کے بعض کافروں نے مذاق کے طور سے کہا کہ عجیب تیز رفتار سوار ہے کہ ایک رات
 میں ملک شام کو گیا اور واپس بھی آگیا۔ تمہارے درمیان ایسے لوگ موجود ہیں جو شام جا چکے ہیں۔ اگر بعض
 صحابہ کہتا ہے تو ہمارے کہ بیت المقدس کیسے ہے اُس کی قند ملیں اور ستونوں اور شام کے بانار کی کیفیت
 وغیرہ اس سے دریافت کرو تا کہ اس کا حوت تم پر ظاہر ہو جائے۔ فرض لوگوں نے پوچھا تو جہیزوں نے شام
 کی صورت حضرت کے سامنے کر دی۔ جو کچھ وہ لوگ پوچھتے تھے حضرت اُس کی جانب نگاہ فرماتے اور اُن کا جواب
 صدیقیت یہاں تک کہ سب کچھ بتا دیا۔ مگر وہ لوگ ایمان نہ لائے سوائے چند اشخاص کے۔ تو خدا نے یہ آیت
 نازل فرمائی وَمَا تَغْنِي الْآيَاتُ وَاللَّهُ عَنِ قَوْمٍ لَا يُؤْمِنُونَ رُبَّمَا آيَاتُ سَمْعًا بِرُؤْسِ اَیْمًا
 مہجرات اور دُرائے سے اُن لوگوں کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا چاہا بیان نہیں دیتے۔

کلینیؑ طبرسی اور ابن ابی عمیر نے حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ شب مہراج آنحضرتؐ مسجد کوفہ
 کے مقابل پہنچے جہیزوں نے کہا یہ آپ کے پدر جناب آدمؑ کی مسجد ہے اور پیغمبروں کا محل ہے تو آنحضرتؐ نے

اور رکت نماز پڑھی پھر آسمان پر تشریف لے گئے۔

کتاب اختصار میں امام علی نقی علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شب مزاج جب میں چوئے آسمان پر پہنچا وہاں ایک قبہ دیکھا جس سے بہتر میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ جس کے چار کعبے اور چار دروازے تھے۔ جو سب استبرق کے تھے۔ میں نے کہا اسے جبریلؑ پر قبہ کیسا ہے؟ جبریلؑ نے کہا کہ ایک شہر کی تصویر ہے جس کو تم کہتے ہیں۔ خدا کے مومن بندے وہاں جمع ہوں گے اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قیامت کا انتظار کریں گے اسی کو غم و اندوہ وغیرہ نہیں لگے۔ اداوی نے امام سے پوچھا کہ ان کو تکلیفوں سے نجات کب ہوگی؟ فرمایا۔ جبکہ پانی زمین سے اُن کے لئے ظاہر ہوگا۔ اور اہل بائیں نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس رات ہم کو مزاج ہوئی جبریلؑ نے مجھ کو اپنے واسطے کاندھ سے پر بٹھایا اور مجھ کو اُٹائے وہاں میں ایک زمین سُرخ برے لگنے جو خزان سے زیادہ خوش رنگ اور مشک سے زیادہ خوشبودار تھی۔ وہاں میں نے ایک خوشے شخص کو دیکھا کہ ایک انبی ثوبی پہنے ہوئے تھا۔ میں نے جبریلؑ سے پوچھا کہ یہ کون سی زمین پر کہا ہے؟ وہ زمین ہے جہاں آپؐ کے اہل آپؐ کے دوسری امیر المومنینؑ کے دوست یہاں جمع ہوں گے۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے؟ کہا ہے ابلیس ملعون ہے۔ چاہتا ہے کہ ان کو امیر المومنینؑ کی محبت و ولایت سے روکے اور فسق و فجور کا راہ کرے۔ میں نے کہا مجھے یہاں آنا۔ تو جبریلؑ نے بجلی کے مانند وہاں پہنچایا میں نے اُس شخص سے کہا فقہ یعنی ائمہ اسے ملعون اہل ان کے دشمنوں کی حور قنوں لڑکوں اور مال میں جا کر شریک ہو۔ مجھ کو شبیہاں علیؑ پر غلبہ نہیں ہے۔ اسی روز سے اُس شہر کا نام قائم ہو گیا۔

سند اہل طلاس نے بسند معتبر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ایک رات میں مجھ پر طویل میں سویا ہوا تھا ناگاہ جبریلؑ نے میرے پیروں کو دبا یا میں بیدار ہوا لیکن کسی کو نہ دیکھا تو دوبارہ میرے پیروں کو دبا یا میں نے پھر کسی کو نہ دیکھا پھر میرا ہاتھ پکڑ کر ایک کرسی پر بٹھلایا اور ملائکہ کی رفتار سے زیادہ تیز یک چشم رفت میں میں نے دوسرے مقام پر تھا۔ جبریلؑ نے پوچھا آپؐ کو معلوم ہے کہ آپؐ کہاں ہیں؟ میں نے کہا نہیں۔ تو جبریلؑ نے کہا آپؐ بیت المقدس میں ہیں جہاں تمام مخلوق غشود ہوگی۔ پھر وہ اپنی انگلی اپنے کانوں تک اٹھا کر اذان کہی اور اذان میں ہی غلغلا خیل العدل کہا پھر اس طرح اقامت کہی اور آخر میں قضا قامت الصلوٰۃ کہا۔ فارغ ہوئے تو ایک نور آسمان سے چمکا جس سے پیغمبروں کی قبریں شگفتہ ہوئیں اور ہر طرف سے بلیک کہتے ہوئے وہ لوگ بیت المقدس میں جمع ہوئے جو تعداد میں چار ہزار چار سو تودہ تھے اور صف باندھ کر کھڑے ہو گئے۔ جبریلؑ نے میرا بازو پکڑ کر آگے بڑھایا اور کہا اے محمدؐ پیغمبروں کے ساتھ نماز پڑھیے یہ آپؐ کے بھائی ہیں اور آپؐ ان کے سلسلہ کو ختم کرنے والے ہیں۔ پھر میں نے دائیں جانب دیکھا تو اپنے پدر جناب ابراہیمؑ کو دیکھا کہ وہ محلہ سبز پہنے ہوئے تھے ان کے واسطے اور بائیں دودھو فرشتے کھڑے تھے۔ میں نے بائیں جانب نظر کی تو اپنے بھائی اور دوسری علیؑ بن ابی طالب کو کھڑے ہوئے دیکھا جو دودھو فرشتے پہنے ہوئے تھے اور ان کے دونوں طرف بھی دودھو فرشتے کھڑے تھے۔ جب میں نے علیؑ کو دیکھا تو

بہت مسرور ہوا۔ پھر نماز سے فارغ ہو کر جب ہم اہم کے پاس گیا انہوں نے مجھ سے مصافحہ کیا اور میرے ہاتھ کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ رکھا اور ایامِ حبانہ قرینہ شائستہ اور غیر شائستہ اور زائہ شائستہ سے مہوٹ شدہ۔ پھر علی بن ابی طالب آئے جنابِ امیرِ مسلم نے ان کے دہنچے ہاتھ کو بھی دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر مصافحہ کیا اور کہلے قرینہ شائستہ اور غیر شائستہ کے دمی۔ جب صبح ہوئی میں اور علی و دونوں بیٹا میں تھے اور ہم کو کوئی ٹکانہ نہیں تھی۔

ایک ۱۱۷۰ء نے بسندِ مشہر جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ جب مجھ کو جبریلؑ آسمان پر لے گئے تو میرا ہاتھ پکڑ کر بہشت میں داخل کیا اور ایک بسند پر بٹھایا اور ایک ابی ہاریرؓ کے ہاتھ میں دیا تاکہ وہ بھی شگافتہ ہوا اور اُس سے ایک نورِ باہر آیا جس کی چراگاہیں سیاہ گندہ کے مانند تھیں اور اُس نے کہا السلام علیک یا احمد! السلام علیک یا رسول اللہ! السلام علیک یا محمد! میں نے بوجھتا تو کون ہے خدا کی رحمت تجھ پر جو۔ اُس نے کہا میں راضی ہر فیضِ حق خداوندو جب تک نہ تجھ کو تین چیزوں سے پیدا کیا ہے۔ میرا نیچے کا حصہ مشک کا ہے اور پر کا حصہ کافور کا ہے اور وہ میانی حصہ خیر کا ہے۔ اور فرمودے کو آپ حیات سے گوندھا گیا تو خداوندِ عظیم نے مجھ سے خطاب فرمایا جو جا۔ تو میں آپ کے بیٹے امی اور مدیر علی بن ابی طالب کے لئے پیدا ہو گئی۔

بسندِ مشہر روایت ہے کہ جبریلؑ ایک رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ایک چوہا لے گئے جو غمزدہ سے چھوٹا اور ازگوشت سے بڑا تھا۔ اُس کے پیر اُس کے ہاتھوں سے بڑے تھے اور تا حدِ نظر وہ ایک قدم میں طے کرتا تھا۔ جب حضرت نے اُس پر سوار ہونا چاہا تو مانع ہوا۔ جبریلؑ نے کہا یہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ جب اُس نے آنحضرتؐ کا نام سنا اس طرح انکساری کی کہ زمین پر لیٹ گیا۔ تو آنحضرتؐ اُس پر سوار ہوئے۔ جب وہ بلند ہوئے تو اُس کے ہاتھ چھوئے اور ہیرا بنے ہو جانے اور شیب پر چلنا۔ تو پیر چھوٹے اور ہاتھ بڑے ہوئے۔ اس طرح شب کی تاریکی میں ایک قافلہ کی طرف سے آنحضرتؐ کو لے کر جو اہلِ سفیان کی تجارت کا سامان لئے جا رہے تھے۔ براق کے پہلوں کی آواز سے اُس کے آؤٹ بھاگے۔ کوئی آؤٹ کر پڑا اور اس کا سامان بکھر گیا آؤٹ کا ہاتھ ٹوٹ گیا۔ حضرت وہاں سے آگے بڑھے اور بلقان میں پہنچے۔ حضرت نے فرمایا اے جبریلؑ مجھے پیاس ملوم ہوتی ہے۔ انہوں نے ایک پیالہ میں پانی دیا۔ حضرت نے نوش فرمایا۔ وہاں سے آگے بڑھے تو کچھ لوگوں کو دیکھا جنکو نیر آگ سے بھونے جا رہے تھے وہ اُٹھ گئے ہوئے تھے۔ حضرت نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ جبریلؑ نے کہا یہ ایسے لوگ ہیں جنکو خدا نے روزی حلالی حلال فرمائی تھی پھر بھی یہ حرام کے ذریعہ طلب کرتے تھے۔ پھر وہاں سے بھاگے تو کچھ لوگوں کو دیکھا جنکے دہن آگ کی سوتی اور رتی سے بھنے جاتے تھے۔ پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ جبریلؑ نے کہا یہ عورتوں کی بکارت ناک کے ذریعہ فائل کرتے تھے۔ اسی آگے بڑھے تو دیکھا کہ ایک شخص کڑی کا ٹکڑا اٹھا رہا ہے لیکن نہیں اٹھتا۔ ایک شخص پھر اور کڑیاں اُس پر لاد دیتا ہے۔ پوچھا یہ کون ہے؟ کہا یہ قرض دار ہے جو قرض لیا تھا کہ اس سے چلے تو بیت المقدس کے شہر پہنچ رہا ہے۔ وہاں حضرت

ہوا بہت گرم موسمی ہوئی اور ایک خوفناک آواز سُنی۔ پوچھا: کیسی ہوا تھی اور وہ آواز کیسی تھی کہا وہ ہوا
 اور آواز جہنم کی تھی۔ حضرت نے فرمایا میں جہنم سے خدا کی پند چاہتا ہوں۔ پھر آپ کی دائیں جانب خوشبودار
 ہوا آئی اور ایک خوشگوار آواز سُنی دی۔ اس کے بارے میں دریافت کیا جبریلؑ نے کہا یہ خوشبودار آواز
 بہشت کی ہے۔ حضرت نے فرمایا میں خدا سے بہشت کی آرزو کرتا ہوں۔ وہاں سے روانہ ہوئے اور بیت المقدس
 کے شہر کے صحنہ پر پہنچے۔ وہاں ایک نعرانی تھا جس کے سر پرانے دو دائرہ بند کر کے اس کی گئی مکہ دی جاتی تھی۔
 اس مات پر چند کوشش کی گئی، وہ دائرہ بند نہیں ہوا۔ لوگ اس کے پاس آکر پہلے کہ وہ دائرہ بند نہیں ہوتا پھر
 اس نے کہا اچھ کوئی پاسبائی مقرر کرو۔ فرض حضرت صوب داخل ہوئے تو جبریلؑ نے بیت المقدس کا ہاتھ پھر
 اٹھایا اور اس کے نیچے سے تین بڑے پیالے نکلے ایک دودھ کا ایک شہد کا اور ایک مشطاب کا۔ دودھ
 اور شہد مکہ والے حضرت کو دیا تو آپؐ نے نوش فرمایا۔ جب شراب لکھیا دیا آپؐ نے فرمایا میں تو سیر ہو چکا
 جبریلؑ نے کہا اگر آپؐ بی بیٹے تو آپؐ کی ساری امت گمراہ ہو جاتی اور آپؐ سے جدا ہو جاتی۔ پھر بیت المقدس
 میں حضرت نے نماز پڑھی اور علیہوں کی ایک جماعت نے آپؐ کی امت کی۔ اس مات جبریلؑ کے ساتھ ایک فرشتہ
 بھی آیا تھا۔ تو کبھی نہیں نڈل ہوا تھا۔ وہ حضرت کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ آپؐ کو پودہ مار عالم سوم
 کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ یہ زمین کے خزانوں کی کنجیاں ہیں۔ اگر آپؐ پسند کریں تو بغیر ہیں اگر چاہیں تو یہ کنجیاں
 لے لیں۔ جبریلؑ نے اشارہ کیا کہ تواضع اختیار فرمائیے۔ حضرت نے فرمایا کہ بغیر اور خدا کا بندہ ہوتا ہی پسند
 کرتا ہوں۔ دنیا کی بادشاہی نہیں چاہتا۔ پھر وہاں سے آسمان کی جانب گئے۔ جب آسمان کے دو دائرہ پر پہنچے
 جبریلؑ نے کہا وہ دائرہ کھولو۔ فرشتوں نے پوچھا آپؐ کے ساتھ اللہ کو ہے؟ کہا کہ جیسے اللہ علیہ السلام کو
 فرشتوں نے کہا کہ جبریلؑ وہ دائرہ کھول دیا۔ حضرت فرماتے ہیں میں فرشتوں کے جس گروہ کی جانب گزرتا تھا سلام
 کرتے اور میرے لئے ڈاکرتے اور میرا استقبال کرتے۔ پھر وہ ایک مرد پیر کی طرف گروہ سے جو ایک درخت کے
 نیچے بیٹھا تھا اور بہت سے بچے اُس کے گرد جمع تھے۔ حضرت نے پوچھا کوئی ہیں اللہ کے لئے کس کے ہیں؟
 جبریلؑ نے کہا یہ آپؐ کے چند جناب براہیم ہیں اور یہ عموئل کے لئے ہیں۔ حضرت ان کو کھلانے میں اللہ ان
 کا تربیت کرتے ہیں۔ وہاں سے آگے بڑھے تو ایک دوسرے مرد پیر کے پاس پہنچے جو ایک کڑی پر بیٹھا تھا
 جب وہ اپنی دائیں جانب دیکھتا ہے شاد و مسرور ہوتا ہے اور جب بائیں جانب دیکھتا ہے غمگین و محزون ہوتا ہے۔
 پوچھا: کون ہے؟ جبریلؑ نے کہا یہ آپؐ کے پسر ہر گزار حضرت آدمؑ ہیں۔ جب خایہ دیکھتے ہیں کہ
 اُن کی والدہ بہشت میں جا رہی ہے تو خوش ہوتے ہیں۔ اور جب دیکھتے ہیں کہ وہ جہنم میں جا رہے ہیں تو
 غم و گریاں ہوتے ہیں۔ اُس جگہ سے آگے بڑھے تو دیکھا ایک فرشتہ کڑی پر بیٹھا ہے اُس فرشتے نے
 حضرت کو سلام کیا۔ لیکن اُس کے چہرے سے غمی خوشی کا اظہار نہیں ہوا جیسا کہ دوسروں سے ظاہر ہوا تھا۔
 حضرت نے جبریلؑ سے اس کا سبب پوچھا۔ اُنہوں نے کہا یہ فرشتہ مالک جہنم کا حزیں ہوا ہے۔ یہ تمام فرشتوں
 سے زیادہ خوش مزاج تھا۔ خداوند عالم نے حضرت اس کے پیرو فرمایا اور اس نے اُن تکلیفوں اور عقابوں کو دیکھا
 جو خدا نے اپنے نافرمانوں کے لئے عیا کیا ہے۔ اس وجہ سے ہر وقت خائف رہتا ہے۔ پھر حضرت وہاں سے

اللہ تعالیٰ کے فضل سے

گھر سے پہاٹک کہ مقام مناجات متباعت کی ہے۔ غافلہ آپ کی امت کو پاس نمازی صاحب قرار دی اور جناب مرنے علیہ السلام کی سند شمس سے تخفیف ہو کر پانچ نمازی رہ گئیں۔ واپسی میں جناب ابراہیمؑ کے پاس سے گورے تو حضرت نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اپنی امت کو میرا سلام کہنا اور ان کو جنت کی خوشخبری دینا جس کا پانی شیریں ہے خاک خوشبودار اور زمین سادہ ہے۔ اُس کے درختوں کی خلعت سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ قَائِمَةٌ أَكْبَرُ وَلَا يُحْزَنُ وَلَا يَأْتِيهِ الْمَوْتُ لَئِنْ لَمْ يَنْصَرِفْ لَعَلَّ الْوَلَدَ يُدْرِكُوا لَبَّاسَهُمْ يَوْمَ ذَا الْقُرْآنِ مَنْ هَبَّ وَهُوَ سُوءُ الْعَمَلِ فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَكُمْ يَوْمَئِذٍ سَاقِطٌ لَئِنْ لَمْ يَنْصَرِفْ لَعَلَّ الْوَلَدَ يُدْرِكُوا لَبَّاسَهُمْ يَوْمَ ذَا الْقُرْآنِ مَنْ هَبَّ وَهُوَ سُوءُ الْعَمَلِ فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَكُمْ يَوْمَئِذٍ سَاقِطٌ

ہے۔ لہذا اپنی امت کو حکم دو کہ یہ ذکر بہت کیا کریں تاکہ ان کے لیے بہشت میں زیادہ درخت ہمیں بخیرت وہاں سے واپس چلے تو راستہ میں قافلہ قریش تک پہنچے۔ اور جبہ ذ میں پر اترے تو اہل مکہ کو سلام کیا آگاہ کیا۔ اور قافلہ کے بارے میں اور اس کے اوتھوں کا بھاگنا اور ان کے اونٹوں کے پیروں کا شکستہ ہونا و طبرہ بیان کیا۔ اور فرمایا کہ وہ قافلہ طوح آفتاب کے قریب مکہ میں داخل ہوگا۔ جب آفتاب طالع ہوا اور وہ قافلہ پہنچا جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی تھی جس کی سب سے تصدیق کی۔

ابن بابویہ اور علی بن ابراہیم نے حدیث موثق میں حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا کہ ایک رات میں اہل طبع میں سویا ہوا تھا۔ علیؑ میرے داہنے جانب اور حضرت بائیں جانب اور جناب حمزہؑ میرے نزدیک تھے ناگاہ میں نے فرشتوں کے پردوں کی آواز سنی اور کوئی کچھ فاصلہ پر ہوا تھا اسے جہول کہیں کے پاس ہم لوگ تھے میں جہول نے میری طرف اشارہ کیا اور کہا میں جو بہترین فرد علیؑ آدمؑ ہیں اور ان کی زندگی جانب ان کے وحی، خلیفہ اور داماد ہیں۔ اور وہ دوسرے ان کے چچا سیدنا شہید ہیں اور وہ دوسرے جہول نے ان کے چچا راہ بھائی ہیں جو خداوند زمین پر عطا فرمائے گا جس سے وہ بہشت میں فرشتوں کے ساتھ پرواز کریں گے۔ خاموش رہو کہ ان کی آنکھیں سوتی ہیں اور ان کے کان اور دل خبردار رہتے ہیں۔ ان کی شان بادشاہ کی سی ہے جو ایک مکان بنا ہے اور اُس میں طرح طرح کے کھانے چن دیتا ہے اور اپنے غلام کو اپنے دسترخوان پر بٹاتا ہے۔ حقیقت میں بادشاہ خداوند عالمین ہے اور وہ مکان کو نیسا ہے اور خواہی نعمت خداوند علیہ بہشت ہے انتہا ہے اور خدا کی جانب سے رحمت دینے والا خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ پھر جہول نے آنحضرتؐ کو برائی پر سوار کیا اور بیت المقدس کی جانب لے گئے اور پھر ان کے حراہوں میں آنحضرتؐ کو گھرا حضرت نے وہاں نماز پڑھی اور واپس آئے۔ راستہ میں قافلہ قریش کے پاس سے گورے جو ٹھہرے آئے تھے اور ان کا ایک اونٹ گم ہو گیا تھا جس کی تلاش میں وہ سرگرم تھے۔ ان کے قافلہ میں پانی سے بھرا ہوا برتن رکھا ہوا تھا۔ حضرت نے اُس میں سے پانی پیا اور باقی ماندہ بہا دیا۔ جب حضرت مکہ واپس آئے تو بیان کیا کہ آج رات میں بیت المقدس گیا تھا وہاں میں نے بیٹیوں کے آئندہ اور منزلیں دیکھیں۔ واپسی میں قافلہ قریش کو دیکھا جو فغان مقام پر منزل گزرتے تھے۔ ان کا ایک اونٹ گم ہو گیا تھا۔ میں نے ان کے غلام کا پانی پیا اور باقی سب گرا دیا۔ اور جہول سرفہ و کوس سے کہا کہ جو کہ بیت المقدس میں گئے ستوں میں گئی آفتابیں ہیں تو خطائے بیت المقدس آنحضرتؐ کی آنکھوں کے سامنے پیش کر دیا کہ جو کچھ وہ بچتے تھے حضورؐ بنا دیتے تھے پھر لوگوں نے کہا کہ قافلہ آجائے تو معلوم ہو جائے گا۔ آپ نے فرمایا قافلہ طوح آفتاب تک لے گا اور سرخ بالوں

والا اؤٹ آگے ہو گیا۔ دوسرے روز صبح کو دل کہ جب کہ پاس جمع ہوئے تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام کی صداقت معلوم ہو۔ سورج نکل کر اٹھ گیا۔ اسی نشان کے مطابق ظاہر ہوا جیسا کہ حضرت نے فرمایا تھا۔ اٹھ کر والوں نے جیسا کہ حضرت نے اُن کے متعلق فرمایا تھا بیان کیا لیکن اس مجرم کے دیکھنے کے بعد اُن کی سرکشی اور ضلالت اور ریاضت ہو گئی۔

ابن ابی ہریرہ نے سند صحیح ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیر المؤمنین علیہ السلام سے فرمایا کہ اے علی جب تک کہ آسمان ختم ہو اور اُس جگہ سے سیدۃ المنتہی اور وہاں سے جہان لے کر اُس تک لے گئے تو خداوند عالمین نے اپنی مناجات سے میری عزت افزائی فرمائی اور بہت سے پوشیدہ ملازم سے بیان فرمائے۔ اسی درمیان میں فرمایا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں نے کہا اَلْبَيْتُكَ وَصَفْدُ نَيْفٍ تَوْهِي بَرَكْتَ وَاللَّهِ اَوْ بَلَدٌ مَرْتَبَةٌ هِيَ۔ فرمایا جان لو کہ علی میرے دوستوں کے امام اور پیشوا ہیں اور وہ ایک ثور ہیں اُس کے لئے جو میری اطاعت کو سے اور وہی وہ کھسے ہیں جس کو میں نے متعین کیے لئے لازم قرار دیا ہے۔ جس نے اُن کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی۔ اور جس نے اُن کی نافرمانی کی اُس نے میری نافرمانی کی لہذا علی کہ وہ خوشخبری پہنچاؤ۔ جب حضرت زمین پر تشریف لائے امیر المؤمنین کو وہ خوشخبری دی جو خدا نے اُن کے حق میں فرمائی تھی۔ جناب امیر نے کہا یا رسول اللہ کیا میری عزت اس حد تک پہنچی ہے کہ ایسے مقام بلند پر میرا ذکر ہوا؟ حضرت نے فرمایا ہاں اے علی اپنے پروردگار کا شکر کرو۔ یہ شکر جناب امیر اپنے پروردگار کی اس نعمت کے شکر کے لئے مجدد ہوا۔ آخر آنحضرت نے فرمایا اے علی مرا خدا کو حق تسلیم تم پر اپنے حاکم سے غرور مباہات کرتا ہے۔

دوسری سند سے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آسمان پر لے گئے جبریل نے آنحضرت کو ایک نہر تک پہنچایا جس کو وہ کہتے ہیں جیسا کہ قرآن میں فرمایا ہے جَعَلَ الْفُلُكُمَاثَ فِي الثَّوْرِ وَرَبِّ آيَةٍ سَوْدًا خَامًا اور کہا اس کو خدا کی برکت سے عبور کیجئے کیونکہ خدا نے آپ کی آنکھوں کو منور فرمایا اور آپ کے لئے راستہ کو کھول دیا ہے۔ یہ وہ نہر ہے جس سے کوئی نہیں گزرا نہ کوئی مقرب فرشتہ اور نہ کوئی بطور مرسل۔ البتہ میں اس نہر میں ایک مرتبہ ہر روز غوطہ کھاتا ہوں اور باہر آتا ہوں اور اپنے پیروں کو چھارتا ہوں تو ہر قطرہ سے جو میرے پیروں سے گرتا ہے خداوند عالم ایک ملک مقرب خلق فرماتا ہے جس کے میں ہزار منہ اور چار ہزار زبانیں ہوتی ہیں۔ وہ ہر زبان سے ایک لغت میں لکھ کر تار ہے جس کو سوائے اُس زبان کے جاننے والے کے کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ یہ غیر خدا اُس نہر سے گئے یہاں تک کہ مجاہدوں تک پہنچے جن کی تعداد پانچ سو تھی اور ہر حجاب سے دوسرے حجاب تک پانچ سو سال کی راہ ہے۔ پھر جبریل نے کہا یا حضرت آگے تشریف لے جائیے حضرت نے فرمایا اے جبریل تم میرے ساتھ کیوں نہیں آتے؟ کہا میں یہاں سے آگے نہیں بڑھ سکتا عداوت و عداوت کی ایک ننگی کی گاہ کے برابر جی آگے بڑھوں گا تو جل جاؤں گا۔ یہ شکر حضرت آگے روانہ ہوئے جہاں تک خدا کی مشیت تھی وہاں پہنچے تو خدا نے اُن کو ندا دی کہ میں محمد ہوں اور تم محمد ہو۔ میں نے تمہارا نام اپنے نام سے مشتق کیا ہے۔ میرا

خداوند عالم حضرت کی آنحضرت کو ایک

جو بندہ تم سے ملن ہو گا اور محبت کرے گا اور تمہارا تلامذہ ہو گا میں اس کو دوست رکھوں گا اور اپنے لطف و کرم سے اس کو سرفراز کروں گا۔ اور جو تم سے قطع تعلق کرے گا میں اس سے اپنی رحمت قطع کر دوں گا۔ چاہے میرے بندوں کے پاس اور میری بخشش و کرامت کی آئی کو خیر دو۔ اور میں نے کسی پیغمبر کو مہوٹ نہیں کیا مگر انہیں کے لئے ایک وزیر مقرر کیا ہے۔ اسی طرح تم میرے رسول ہو اور علیؑ تمہارے وزیر ہیں۔

بسم اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ شب معراج خداوند کریم نے آنحضرتؐ کو دعا دی کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! جہادی پیغمبری کی مدت قریباً اتمام ہے اور تمہاری عمر آخر ہے تمہیں کسی کو اپنا جانشین نہیں پیدا ہو سکتا کی ہدایت کے لئے مقرر کیا، حضرت نے عرض کی ہاتھ دلائے میں نے تیری حقوق کا امتحان لیا اور کسی بندہ کو تیری اطاعت کے بعد علیؑ سے زیادہ اپنا مطیع نہیں پایا۔ خدا نے فرمایا کہ وہ میرا بھی ایسا ہی مطیع ہے اس کو آگاہ کر دو کہ وہ میری ماہ ہدایت کا نشان ہے اور میرے وہ سنوں کا میثوا ہے، اللہ کہ ایک نور ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ وہاں سے میں واپس آیا اور ایک فرشتہ کے بازو پر بیٹھ کر سدرۃ المنتہی سے ہوتا ہوا عرض تک آیا اور عرض کے لئے سے لپٹ گیا۔ وہاں ایک خدا آئی کہ میں ہوں خدا کہ میرے سوا کوئی خدا نہیں اور کوئی معبود نہیں۔ میں ہر کرداروں اور نقائص سے پاک ہوں۔ مومنوں کو اپنے غدا سے لمان دینے والا ہوں۔ میرا حوالہ خلق کا نگران اور شاہد ہوں۔ میں عزیز و غالب اور جہاد ہوں۔ بزرگی اور بڑائی میرے لئے مخصوص ہے۔ میں اپنی خلق پر مہربان اور رحم کرنے والا ہوں۔ حضرت فرماتے ہیں کہ میں نے خدا کو دل کی آنکھوں سے دیکھ لیا تھری آنکھوں سے نہیں۔

شیخ طوسی نے بسند معتبر حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مجھ کو آسمان پر لے گئے اللہ میں داخل بہشت ہوا وہاں میں نے ایک قصر دیکھا جو باقوت شریع کا تھا۔ اور اس قدر صاف و شفاف کہ باہر سے اندر کی روشنی نور اور صفائی نظر آتی تھی۔ اس کے دروازہ پر اندر برہم کے در سے تپتے تھے۔ میں نے پوچھا اسے جبریلؑ یہ قصر کس کے ہیں انہوں نے کہا اس کے لئے ہیں جو نیک بات کہے اور ہمیشہ روزہ سے رہے اور بہت کھانا کھائے اور اتوں کو عبادت میں مشغول رہے جبکہ لوگ سو رہے ہوں۔ جناب امیر علیہا السلام فرماتے ہیں کہ میں نے رسول خدا سے کہا کہ آپ کی امت میں کون ہے جو ایسی طاقت رکھتا ہو۔ حضرت نے فرمایا نیک بات متصلان اللہ والحمد للہ ولعز وکذا لہ الا اللہ ما فی اللہ انکبر ہے اور ہمیشہ روزہ رکھنے سے یہ مراد ہے کہ تمام رمضان کے تمام روزہ سے رکھے اور کھانا بہت کھائے گا یہ مطلب ہے کہ اپنے اہل و عیال کے لئے عبادت کرے کہ اسے تاکہ وہ دوسروں کے محتاج نہ ہوں، اہل عبادتوں کو نماز میں مشغول رہنا ہے کہ نماز شب بجالائے جبکہ یہود و نصاریٰ اور تمام کفار سوتے رہتے ہیں۔

ابن ماجہ نے بہت سی سندوں کے ساتھ حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ حق تعالیٰ نے شب معراج مجھ کو خدا کی اسے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، میں نے کہا بیشک اے میرے پروردگار! پھر خدا کی

وہیت پر ایمان لائے ہیں۔ اسے ملے اگر ہم لوگ نہ ہو۔ ترتر خدا آدم کو نہ پیدا کرتا نہ حق کو نہ بدشت کو نہ دوزخ کو نہ آسمان وزمین کو۔ اور ہم فرشتوں سے کہہ کر رہا ہوتا تھا کہ ہم نے اپنے پروردگار کی تسبیح و تحمید میں تاخیر کی ہے۔ اس لیے کہ سب سے پہلے خدا نے جو خلق فرمایا وہ ہماری بڑھیں تھیں۔ اور اُس نے اپنی توحید و تعبد کے ساتھ ہم کو گویا یکا بھر فرشتوں کو پیدا کیا۔ جب انہوں نے دوزخوں کو ایک نور کے ساتھ دیکھا اور کہا۔ اے نور کی عظمت کو مشاہدہ کیا تو ہمارے اندر کو بہت عظیم بھلائیوں نے

سنبھال لی۔ اللہ تعالیٰ تبارک و تعالیٰ ہمیں ہم خلقی۔ اے بندے اور پروردگار میں اور مخلوق و عالم صفات اور تمام مخلوق سے بلند و پاک ہے۔ تو فرشتوں نے ہماری تسبیح سے جس کی سبکی اور خدا کو صفات سے پاک و منزہ بگھنا۔ اور تہیب ہماری عظمت اور شان کو دیکھا تو ہم نے لا اِلهَ اِلَّا اللهُ کہا تاکہ فرشتے سمجھیں کہ ہم خدا کے بندے ہیں اور ہم کو اس کی خدائی میں شرکت نہیں ہے اور سوائے اس کے کوئی عبادت و پرستش کے قابل نہیں ہے۔ جب فرشتوں کو ہماری بڑائی اور بزرگی کا احساس ہوا تو ہم نے اللہ اکبر کہا تاکہ وہ سمجھیں کہ خدا اس سے بھی بہتر ہے جو دنیا میں بڑے سے بڑا اور سب سے اہم اور تمام بڑائی اور طاقت و قدرت خدا ہی کیلئے مخصوص ہے۔ پھر ہم نے کہ لاَ خَوْفٌ عَلَیْکُمْ وَلاَ حُزْنٌ اِلَّا بِاللهِ نورش توں نے بگھنا کہ خدا نے ہماری اطاعت تمام مخلوق پر واجب کی ہے اور اللہ تعالیٰ کہ عرض کہ فرشتوں نے ہماری برکت سے ہدایت پائی اور خدا کی توحید و تسبیح و تہلیل و تعبد کو بگھنا۔ پھر خدا نے آدم کو خلق کیا اور ہمارے نور کو ان کے صلب میں پیوستہ کیا اور فرشتوں کو ہماری عظمت و تکریم کے لیے سجدہ کا حکم دیا۔ ان کا سجدہ خدا کی بندگی تھا اور آدم کے احترام و کرام کے سبب سے تھا اس لیے کہ ان کے صلب میں تھے۔ پھر ہم فرشتوں سے کہہ کر انہیں نہ جوں نہ جوں حالانکہ انہوں نے آدم کے ساتھ سجدہ کیا۔ اور جب ہم کو آسمان پر رہنے کے جہول نے افان و اقامت ہی اور ہم سے ذمہ نہ کہا کہ اے محمد رحمہ اللہ علیہ آلو و سلم اے بڑھکے نامت کیجئے۔ میں نے کہا اے جہول کیا میں تم پر بہت کر دوں۔ وہ بولے ہاں اس لیے کہ خداوند عالم نے تمام پھر وں کو فرشتوں پر فضیلت دی ہے اور آپ کو تمام حق پر فضیلت بخشی ہے۔ عرض میں آگے کھڑا ہوا اور ان کے ساتھ نماز پڑھی۔ لیکن یہ بات غور کے سبب نہیں کہتا ہوں۔ پھر وہاں سے مجاہدانے نور تک پہنچا تو جبریل نے کہا یا رسول اللہ اب آپ آگے جائیے اور وہ خود وہیں ٹھہر گئے۔ میں نے کہا ایسے مقام پر جس سے علیحدہ ہوتے ہیں وہ بولے یا رسول اللہ وہ مقام ہے جہاں تک زمانے میرے لیے مقرر کیا ہے۔ اگر یہاں سے ذرا بھی آگے بڑھوں تو میرے بال و پر جل جائیں گے عرض میں دیا نے نور میں ڈال دیا گیا اور میں انفرادی کے مسندوں میں تیرنے لگا یہاں تک کہ اس مقام پر پہنچا جہاں تک خدا چاہتا تھا۔ پھر جانب اعلیٰ سے مجھے خدا آئی یا محمد میں نے عرض کی بلیک و سجدہ پلٹ کے میرے پروردگار۔ پھر آواز آئی کہ اے محمد تم میرے بندہ ہو اور میں تمہارا پروردگار ہوں۔ میری عبادت کرو۔ اگر بد بھروسہ کرو۔ یہاں تک تم میرے بندوں میں رہو میری مخلوق میں میرے رسول ہو میرے بندوں پر میری رحمت ہو۔ اور ہر جن شخص کے لیے میں نے بہشت خلق کی ہے جو تمہاری فرمانبرداری کرے اور جو تمہاری مخالفت کرے گا اس کے واسطے جہنم کی آگ تیار کی ہے اور تمہارے واسطے کے لیے اپنی رحمت و کرامت واجب

یہ سب باتیں حضرت آدم علیہ السلام سے کہی گئی ہیں۔ ان باتوں کا بیان حضرت آدم علیہ السلام کے حوالہ سے کیا گیا ہے۔

قرار دی ہے اور ان کے نشیوں کے واسطے ثوابات واجب قرار دیئے ہیں۔ میں نے عرض کی پالنے والے میرے اوصیا کو مجھے پہنچنا دے فرمایا کہ تمہارے اوصیا وہ لوگ ہیں جنکے نام میرے ساق عرش پر لکھے ہوئے ہیں۔ میں نے نظر کی تو ساق عرش پر بارہ نمونے لکھے ہر نمونے میں ایک سبز سطر لکھی تھی جس میں میرے ہر ایک وصی کا نام لکھا تھا جس میں سب سے پہلے علی بن ابی طالب اور سب سے آخر جدی ہیں۔ میں نے پوچھا پالنے والے کیا یہی میرے بعد میرے وصی ہوں گے اور شادیت العزت و عواہاں نے محمد مصطفیٰ علیہ السلام و سلم، تمہارے بعد میرے بندوں پر یہ لوگ میرے دوست 'اوصیا' برگزیدہ اور میری جنت میں اور یہی لوگ تمہارے وصی اور خلیفہ ہیں اور تمہارے بعد ہر ترحی خلق میں مجھے اپنے عزت و جلالت کی قسم ہے کہ اپنے دین کو ان کے ذریعہ سے ظاہر کروں گا۔ اور اپنی باتیں ان کے ذریعہ سے بلند کروں گا ادا ان کے آخر کے ذریعہ زمین کو اپنے دشمنوں سے پاک کروں گا اور تمام دوسرے زمین کو اُس کے قبضہ اور تصرف میں دے دوں گا۔ ہوا کو اُس کا مسخر قرار دوں گا۔ اور سخت بادل کو اُس کا دلیل بناؤں گا تاکہ وہ اُس پر سوار ہو کر آسمان و زمین میں جہاں چاہے اُتے جائے اور اپنے لشکروں سے اُس کی مدد کروں گا اور اپنے فرشتوں سے اُس کی تقویت پہنچاؤں گا یہاں تک کہ میری رحمت بلند ہو اور تمام خلق میری نگاہ پرستی پر مجس ہو۔ فرض اس کی بادشاہی دائم اور جاری رہے گی اور اپنے دوستوں میں سے ایک کے بعد دوسرے کو قیامت تک اپنے دین کا پیشوا بناؤں گا۔

بسمند مسٹر حضرت صادق علیہ السلام اور ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک دفع جبکہ آنحضرت ص جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کو گود میں بٹھائے ہوئے پیادہ کر رہے تھے کہ جناب عائشہ آگئیں اور ہمیں کیوں اتنی بڑی لڑکی کو بچہ مٹے ہو اور اس قدر زیادتی محبت کا کیا سبب ہے۔ حضرت نے فرمایا اسے عائشہ جب میں شب معراج جو تھے آسمان پر پہنچا جب وہ اُڑنے لگی اور اقامت کہی۔ پھر میری امت میں تمام اہل آسمان نے نماز پڑھی۔ پھر میں نے اپنی دامنی جانب نظر کی تو جناب ابراہیمؑ کو بہشت کے ایک باغ میں دیکھا جسکو فرشتے اپنے حلقہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اور جب میں چلنے آسمان پر پہنچا تو مجھے نماز آئی کہ سے حمد کیا اچھے تھا ہے باب ابن ابراہیمؑ اور کیا۔ چلے بھائی جس تمہارے علی بن ابی طالبؑ پھر مجھ پہلے عظمت و جلالت تک پہنچا۔ جب وہ اُڑنے لگا پھر اچھے پڑوس بہشت میں داخل کر دیا۔ وہاں میں نے نور کا ایک درخت دیکھا جس کے نیچے دو فرشتے تھے اور زبور ایک قدس سے پر تھا کر رہے تھے۔ میں نے پوچھا کس کا درخت ہے انہوں نے کہا آپ کے بھائی علی بن ابی طالبؑ کا اور یہ دونوں فرشتے ان کے واسطے تھے اور زبور اہل بیتؑ پر ہے ہیں اور قیامت تک اس بطرح جمع کرنے رہیں گے۔ میں ادا کے بڑا حق رکھتا ہوں کہ جو مسک سے زیادہ نور، مشک سے زیادہ خوشبودار اور شہد سے زیادہ شیریں تھے۔ میں نے ان میں سے ایک مطلب لے کر کھایا وہ میری بہشت میں لطف بنا۔ جب میں زمین پر واپس آیا تو مجھ سے مقابلت کی اور وہ فاطمہؑ سے حاضر ہوئیں۔ تو فاطمہؑ بصورت انسان حور ہے ہے۔ جب میں بہشت کا مشتاق ہوا تو اس کو جو مٹا اور سونگھتا ہوں کہ نکہ وہ بہشت کی خوشبو ہے اور دوسری روایت کے مطابق فرمایا کہ جس وقت میں اُس کو سونگھتا ہوں 'بخت طوبیٰ کی خوشبو اُس سے آتی ہے۔

اسی طرح بسند معتبر امام زادہ عبدالستیم نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جناب امیر نے فرمایا کہ ایک روز میں اہل قاطر صلوٰۃ اللہ و سلامہ علیہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت اُس وقت رو رہے تھے۔ میں نے عرض کی آپ پر میرے باپ ماں خدایوں آپ کے رہنے کا کیا سبب ہے؟ فرمایا اے علی! جس رات مجھے آسمان پر لے گئے جس نے اپنی اُمت میں چند عورتوں کو نہایت سخت عذاب میں مبتلا کیا یہی سبب ہے کہ میں رو رہا ہوں۔ میں نے ایک عورت کو دیکھا جس کو اس کے بالوں سے لٹکایا ہے۔ ایک عورت اپنے بستانوں سے ٹکی ہوئی تھی ایک عورت اپنا گوشت اپنے دانتوں سے کاٹ رہی تھی اور آگ اُس کے نیچے بھوک رہی تھی۔ ایک عورت کے ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے تھے اور سارے بچھو اُس کو بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک عورت آگ کے صندوق میں اندھنی پھری آگ سے ڈال ہو رہی تھی اس کے سر کا منفر جس بٹن کر باہر نکل رہا تھا اس کا بدن کٹ کٹ کر گر رہا تھا۔ ایک عورت پیروں سے آگ کے تھوڑے تھوڑے ٹکی ہوئی تھی جس کے جسم کو آگ سے بچنے کے واسطے آگ کی ٹنچوں سے کاٹ رہے تھے۔ ایک عورت کے ہاتھ اور منہ جوڑے جا رہے تھے وہ اپنی آنتیں کھا رہی تھی۔ ایک عورت کو دیکھا جس کا چہرہ سوز کے مانند اور جسم گدے کی طرح ہو گیا تھا۔ اُس پر ہزاروں طرح کے عذاب ہو رہے تھے۔ ایک عورت کی صحت گتے کے مانند تھی اور آگ اُس کے پاخانے کے راستہ داخل کی جا رہی تھی تو اُس کے منہ سے باہر نکل رہی تھی اور فرشتے اُس کے سر اور جسم کو روکے کے گرز سے کوٹ رہے تھے۔ یہ سن کر جناب قاطر نے عرض کی یا جان اُن عورتوں کے اعمال اور اُن کے کردار کیا تھے کہ حق تعالیٰ نے انہیں ایسے عذاب مسلط فرمائے۔ حضرت نے فرمایا یا جان! یہ عورت جو اپنے سر کے بالوں سے ٹکی ہوئی تھی وہ اپنے ہال مردوں سے نہیں چھپاتی تھی اور وہ اپنی زبانی سے ٹکی ہوئی تھی وہ اپنے شوہر سے بدزبانی کیا کرتی تھی اور اس کو آزار پہنچاتی تھی۔ اور جو اپنے پستانوں سے ٹکی ہوئی تھی وہ اپنے شوہر کو مستکرت سے مانع ہوئی تھی۔ جو عورت پیروں سے آگ لٹکی ہوئی تھی وہ اپنے شوہر کی اہواز کے بغیر گھر سے باہر جاتی تھی۔ اور جو عورت اپنا گوشت کھا رہی تھی وہ قاطر مول کے لئے آلاستہ بن کر رہی تھی اور اپنے جسم کو نہایت سے ہاک نہیں رکھتی تھی اور نماز کو معمول اور سبک سمجھتی تھی۔ اور وہ اندھنی پھری اور آگ سے ڈال عورت اُن کے ذریعہ روکا جیتی اور اپنے شوہر کے سر خوب دیتی تھی۔ جس عورت کے جسم میں ٹنچی سے کاٹے جا رہے تھے اپنے کو غیر مردوں کو دکھانی تھی تاکہ وہ اس کی طرف رجحیت کریں اور جس عورت کا جسم اور منہ بھولا جا رہا تھا اور وہ اپنے پاخانے پیشاب کو کھا رہی تھی وہ دھار تھی کہ مردوں اور عورتوں کو حرام کے لئے ایک دوسرے کے پاس اکٹھے کرتی تھی۔ جس عورت کا سر سوزا جا رہا تھا وہ لوگوں کی بات گرفت کرتی اور جھوٹ بدلتی تھی۔ چھ گتے کی صحت کی تھی اور آگ اُس کے پاخانے کے راستہ داخل کی جاتی تھی وہ بہت سونے والی اور بات بات پر آلتو بھانے والی اور حسد کرنے والی تھی۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ ہے اُس عورت پر جو اپنے شوہر کو خندہ دلانے اور رحمت نازل ہو اُس عورت پر جو اپنے شوہر کو راضی نہ کئے۔

اسی طرح حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک روز حضرت صادقؑ نے پانچ اصحاب سے اپنے کسی دوست کا حال پوچھا معلوم ہوا کہ وہ بیمار ہے۔ حضرت اُس کی عیادت کو تشریف لے گئے وہ مر گئے۔

فرمایا تھا۔ آپ نے فرمایا اپنے پروردگار کے بارے میں ایسا لگان نیک رکھ۔ اس نے کہا نیک لگائی رکھتا ہوں مگر مجھے لڑکیوں کا علم ہے۔ حضرت نے فرمایا جس سے تو اپنی نیکیوں کے اضافہ اور اپنے گناہوں کے محو کرنے کی امید رکھتا ہے اپنی لڑکیوں کے اسودھ حال کی امید بھی رکھ۔ شائد تو نے نہیں سنا ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب میں شب مزاج سعدۃ الخنیفہ تک پہنچاؤں اس کی بعض شاخوں کو پستانوں کے مانند ٹٹائی ہوئی دیکھا جن میں سے بعض میں سے دودھ بعض میں سے شہد اور بعض میں سے روغن بہہ رہا تھا اور بعض سے سفید گیہوں کے آٹے کے مانند بعض سے کپڑے اور بعض سے بید کے مانند محل نکل رہے تھے۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ چیزیں کس کے استعمال کے لئے ہیں۔ چوتھوں میں سے میرے ساتھ نہ تھے کہ میں ان سے کچھ چتاؤں اپنے درجہ پر بھر گئے تھے اور میں ان سے بلند ہو گیا تھا لہذا خدا کی جانب سے مجھے آواز آئی کہ اسے محمدؐ سے سب کچھ ہی امت کے لڑکوں اور لڑکیوں کی غذا بنی ہیں۔ لہذا لڑکیوں کے ان پدوں کو آگاہ کر دو چاہی لڑکیوں کی پریشانی کے لئے دل تنگ ہیں کہ جس طرح ہم نے ان کو پیدا کیا ہے اسی طرح ان کی روزی دینے والا بھی ہوں۔

معتبر سند کے ساتھ امام رضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تیسرے آسمان پر شب مزاج ایک شخص کو دیکھا جو بیٹھا ہوا ہے اور اس کا ایک پیر مشرق اور دوسرا مغرب میں ہے۔ ایک کو اس کے ہاتھ میں ہے جس کو دیکھ رہا ہے اور سر ہلاتا جاتا ہے۔ میں نے پوچھا اسے جبریل یہ کون ہے؟ کہا یہ ملک الموت ہیں۔

بمسند معتبر حضرت امام حسینؑ سے روایت ہے آپؑ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے نانا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا انہوں نے فرمایا کہ میں نے شب مزاج ایک فرشتہ کو دیکھا جس کے ہاتھ میں نور کی ایک عمارت تھی جس کو وہ گھم پھرا رہا تھا جس طرح امیر المؤمنین جنگ میں فداغار کو حرکت دیا کرتے تھے۔ میں نے کہا ہائے دلے کیا یہ میرے بھائی علیؑ بن ابی طالب ہیں۔ خداوند عالم کی جانب سے فداغاری اسے فدا کیا ایک فرشتہ ہے جس کو میں نے علیؑ کی صحت پر پیدا کیا ہے تاکہ وہ عرش کے درمیان میری عبادت کہے جس کا ثواب قیامت تک علیؑ بن ابی طالب کے لئے ہے۔

دوسری معتبر سند کے ساتھ روایت ہے کہ حبیب نخشبانی نے حضرت امام محمد باقرؑ سے اس آیت کی تفسیر دریافت کی تو فرمایا قَاتِلُوا سُلَیْمَانَ وَآذِنُوا لَهُ فَاذْهَبْ بِمَا مَلَکَکُمُ اللّٰہُ مِنْہٗ فَاذْهَبْ بِمَا مَلَکَکُمُ اللّٰہُ مِنْہٗ اے حبیب اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب قرب موسیٰ کے ساتھ بارگاہ ربوبیت سے نزدیک ہوئے تو بہت نزدیک ہوئے یہاں تک کہ وہ نصف کمان کا حاصلہ تھا یا اس سے بھی کم۔ اس وقت خدا نے اس مکان بلند میں حضرت کو جو چاہتا تھا وہی فرمائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب کہ فرج کیا تو آپؐ عبادت میں اس نعمت کے شکر یہ کہنے بہت مشغول ہو گئے تھے۔ ایک دفعہ حضرت علیؑ آپؐ کے ساتھ تھے، حضرت نے کہہ کر بہت طواف کیا۔ جب رات کی تاریکی پھیل گئی تو دونوں درگاہی کے لئے عفا کی جانب گئے پھر کوہ صفا سے نیچے اگر مردہ کی جانب متوجہ ہوئے اس وقت آسمان سے ایک نور نیچے آیا جس نے

لڑکیوں کے پستانوں کے پیر سے لگا کر دم گرم۔

یہی وہ حضرت علیؑ کا نور ہے۔

خداوند تعالیٰ اعظم

جب صبح کے قریب آپ زمین پر واپس آئے تو نماز صبح واجب فرمائی اور حکم دیا کہ لوگوں کے ساتھ بلند آواز سے قرات کروں تاکہ آپ کی خفیت لوگوں پر ظاہر ہو جس طرح فرشتہ نیر ظاہر ہوئی۔ پھر لوگوں نے پوچھا کہ کس سبب سے آخری دور رکعت میں سورۃ حمد کی قرات سے مسیحات اور پھر پڑھنا افضل ہے؟ فرمایا کہ آنحضرتؐ پر آخر کی دو رکعتوں میں انوارِ حلت کا ایک نور جلوہ افروز ہوا جس سے حضرت پر دہشت طاری ہوئی تو آپ نے

سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ کہا۔ اس سبب سے ان متبیحوں کا پڑھنا سورۃ حمد سے بہتر ہے۔

ایضاً مسند مشہور روایت ہے کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے لوگوں نے پوچھا کہ کس سبب سے نماز میں ایک رکوع اور دو رکوع سے مقرر ہوئے؟ حضرت نے فرمایا کہ سب سے پہلی نماز جو آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ادا کی وہ عرشِ اہی کے سامنے تھی کیونکہ آنحضرتؐ کو شب معراج آسمانوں پر لے گئے اور آپ عرش کے نیچے پہنچے تو خدا نے توفیق دی کہ اسے عجز و چشمہ صلا کے پاس آکر اپنے اعضاء و عضو کو دھو کر اپنے سردار کے لیے نماز پڑھو۔ آنحضرتؐ اس چشمہ کے پاس گئے اور کامل طور سے وضو بجالائے اور بارگاہِ رب العزت میں کھڑے ہوئے خدا نے ان کو حکم دیا کہ نماز کی اقتدار کرو۔ حضرت نے تکبیر کہی، ارشاد ہوا کہ پسبح للہ سبحان الرحمن التَّوْحِيدُ سے آخر سورۃ حمد تک پڑھو پھر سورۃ توحید پڑھو۔ حضرت نے تمام کرنے کے بعد تین مرتبہ کَذْلِكَ اللَّهُ رَبِّي کہا۔ حکم ہوا اپنے صبر کے لیے رکوع کرو۔ حضرت رکوع میں گئے تو خدا نے فرمایا سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ وَبِحَمْدِهِ کہ حضرت نے تین مرتبہ کہا تو ارشاد ہوا امراءُ اُمّی و حضرت سیدھے کھڑے ہوئے۔ فرمایا اپنے ہاتھ والے کے لیے سورۃ حمد کرو۔ حضرت سورۃ حمد میں گئے حکم ہوا کہ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ وَبِحَمْدِهِ حضرت نے تین مرتبہ ذکر کیا۔ خدا نے فرمایا اسے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اب درست ہو کر بیٹھ جا حضرت نے بیٹھ کر اپنے پروردگار کی جلالت و جلال کو یاد کیا اور پھر حکم رب الارباب سورۃ حمد میں گئے اور تین مرتبہ تسبیح پڑھی۔ پھر دعا آئی کہ کھڑے ہو جلا اور قرات کرو۔ پھر رکوع و سورۃ کے لیے حکم ہوا۔ سورۃ ایل بجا کر پھر بیٹھ کر اپنے صبر کی جلالت کا ذکر کیا اور دوبارہ سورۃ حمد کیا۔ خدا نے فرمایا سورۃ حمد سے سسر اُٹھاؤ خدا تم کو سرفراز کرے گا۔ اب شہد پڑھو۔ حضرت نے شہد ختم کیا تو دعا آئی کہ سلام کرو تو حضرت نے اپنے پروردگار کے لیے سلام کیا تو خدا نے جہان سے جواب میں فرمایا عَلَيْنَا السَّلَامُ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری نعمتوں کے ساتھ تم نے میری جلالت کی قوت پائی۔ میں نے اپنی محبت کے ساتھ تم کو پیغمبری عطا کی اور اپنا جیبت قرار دیا۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خدا نے ہر رکعت میں ایک رکوع اور ایک سورۃ کا حکم دیا حضرت نے جلالتِ الہی کے تصور سے دوسرے سورۃ کا اضافہ کیا تو خدا نے بھی واجب قرار دے دیا۔ امام سے لوگوں نے پوچھا کہ صلا کیا ہے؟ فرمایا وہ ایک چشمہ ہے جو عرشِ الہی کے ایک رُکن سے جاری ہوتا ہے جس کو مَلَأَ الْخَلْقَ اور زندگی کا پانی کہتے ہیں جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے حَقَّ وَالْحَقُّ اَيْنَ ذِي الْاَلَيْنِ كُوْرَتْ اَمِلَ سِدَّةَ حَقِّ

مسند مشہور روایت ہے کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے لوگوں نے پوچھا کہ نماز شروع کرنے سے پہلے کس سبب سے سات مرتبہ تکبیر کہنا قرار پایا اور رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ وَبِحَمْدِهِ اور سورۃ حمد میں سُبْحَانَ رَبِّيَ

اوتھنے کیوں کہتے ہیں۔ امام نے فرمایا خداوند عالم نے سات آسمان اور سات طبقہ زمین اور سات جہانات
میں فرمائے ہیں۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معراج میں تشریف لے گئے تھے مرتبہ قاب قوسین تک
پہنچے اور بہشت کے سات جہانوں میں سے ایک جہاں حضرت کے لئے بنایا گیا تھا آپ نے اللہ اکبر فرمایا۔ اسی طرح
ہر جہاں کے مٹائے جانے پر آپ نے اللہ اکبر کیا۔ چونکہ نماز معراج مومن ہے اس سبب سے نماز کے شروع میں
سات مرتبہ تکبیر کہنا سنت قرار پایا تاکہ ہر مسلمان کی قوسی کے سبب سے خوش ہو و گار عالم بندے پر اس کے
سند سے اٹھائیے ہائیں۔ چونکہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل پر انوار عظمت و جلال الہی پڑی
کے اٹھ جانے کے بعد روشن و مہر گر ہو گئے تو حضرت کے احسنہ کانپنے لگے اور آپ رکعت میں جھک گئے اور
تین مرتبہ سبحان ربی الاعلیٰ و بحمدہ کہا۔ جب سیدھے کھڑے ہوئے تو اس رکعت کا ایک نور حضرت پر
جھوٹا مگر عذاب تو آپ سے دور میں گر پڑے اور سات مرتبہ سبحان ربی الاعلیٰ و بحمدہ کہا تو آپ کے اوپر جو ہیبت
طاری تھی برطرف ہو گئی۔ اسی سبب سے یہ ذکر رکوع و سجود میں کہنا ضرور پڑا۔

بسنہ متبرک و باریت ہے کہ لوگوں نے حضرت صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ کس سبب سے آنحضرت
نے مسجد شجرہ میں حج کے لئے احرام باندھا تو سرے مقام پر کیوں نہ باندھا؟ حضرت نے فرمایا کہ جس رات
جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آسمان پر لے گئے جب آپ مسجد شجرہ کے مقابل ہندی پر پہنچے تھے
سبحانہ و قضا نے ان کو آواز دی یا محمد۔ آنحضرت نے عرض کی بلیک۔ خدا نے فرمایا کیا تم نے تم کو رنج و صدمہ
میں مبتلا نہیں پایا اور تم کو جگہ دی۔ اور تم کو کیا تم شہد نہیں پایا اور راستہ دکھایا۔ حضرت نے عرض کیا۔
إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ الَّذِي لَا شَرِيكَ لَهُ لَكَ الْفَيْتُكَ۔ اسی سبب سے حضرت مسجد شجرہ میں احرام باندھتے تھے
شیخ طوسی نے بسند معتبرین عباس سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا کہ خدا نے مجھ کو پانچ فضیلتیں اور علی کو پانچ فضیلتیں عطا کیں۔ مجھ کو کلمات جامعہ بخشا اور علی کو علوم
جامعہ عطا کیا۔ مجھ کو پیغمبری دی اور ان کو میرا وصی قرار دیا۔ مجھ کو ثمر بخشا اور ان کو سببیل کرامت فرمایا۔ مجھے
وحی سے سرفراز کیا اور ان کو الہام ہے۔ مجھ کو آسمان پر لے گیا اور ان کے لئے آسمانوں کے صعدارے
اور جہانات کھول دیئے کہ وہ مجھ کو دیکھ رہے تھے اور میں ان کو دیکھتا تھا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر
گریہ طاری ہوا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ میرے باپ ماں آپ پر رضا ہوں آپ روتے کیوں ہیں۔ حضرت نے
نے فرمایا اے ابی عباس سب سے پہلی بات جو خدا نے مجھ سے کی تھی کہ میں نے تم پر سر اٹھا کر دیکھا کہ
جہانات و شادانے گئے ہیں اور آسمانوں کے صعدارے کھول دیئے گئے اور علی آسمان کی جانب سر اٹھائے
ہوئے مجھ کو دیکھ رہے ہیں۔ پھر علی نے مجھ سے اور میں نے علی سے گفتگو کی اور خدا نے مجھ سے کلام کیا۔ میں نے
پر ہما خدا نے کیا گفتگو کی؟ فرمایا خدا نے مجھ سے فرمایا کہ میں نے علی کو تہا و صیٰ فدیر اور تہا سے بعد تہدا
خلیفہ قرار دیا۔ ان کو آگاہ کر دو کہ تہدی ہائیں اہی طرح سٹیلیں۔ میں نے اسی مقام سے علی کو پیام خدا پہنچایا
اور علی نے مجھ کو جواب دیا کہ میں نے سنا ادا احاطت کی۔ تو خدا نے فرشتوں کو حکم دیا کہ علی پر سلام بھیجیں سب
فرشتوں نے سلام کیا اور علی نے جواب سلام دیا۔ میں نے فرشتوں کو دیکھا کہ علی کے جواب سلام بہت

نورانی تھی اور کائنات و آسمانوں کا نور

شیخ طوسی نے بسند معتبرین عباس سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے علی کو پانچ فضیلتیں عطا کیں۔

مسرور ترئے۔ پھر کسی گرد و خاک کی طرف سے نہیں گزرا مگر یہ کہ ہر ایک نے محمد کو علیؑ کی خلافت پر مبارکباد دی اور کہا یا رسول اللہ اُسی خدا کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے فرشتوں کے دلوں میں مسرت جاگزی ہو گئی اس لئے کہ خدا نے آپ کے بھائی علیؑ کو آپ کا خلیفہ قرار دیا۔ اور میں نے عاتلین و بنی النبیؐ کو دیکھا کہ وہ زمین کی جانب دیکھ رہے تھے۔ میں نے پوچھا ہے جبریلؑ عاتلین عرش اپنے سر اسرارہ تمام بلند و اصطفیٰ سے نکال کر زمین کی جانب دیکھ رہے ہیں جبریلؑ نے کہا یا رسول اللہ اس وقت کہانی فرشتہ آیا نہیں ہے جو علیؑ کی جانب مسرت اور شادمانی کے ساتھ نہ دیکھ رہا ہو سوائے عاتلین عرش کے جنکو ابھی آپؐ کی طرف سے دعا کی جا رہی ہے۔ حضرت فرماتے ہیں کہ جب میں زمین پر آیا میں نے ہر کچھ دیکھا تھا وہ سب علیؑ نے محمد سے بیان کیا۔ اس وقت میں نے سمجھا کہ جس جس مقام پر میں گیا تھا علیؑ کے بیٹے بھی جہانات بند ہوئے تھے مگر محمدؐ نے دیکھ رہے تھے۔

چنانچہ بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ سے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز عشاء زمین پر پڑھی اور معراج کو تشریف لے گئے اور صبح اٹھنے سے پہلے واپس آ گئے اور نماز صبح زمین پر ادا کی۔ ردومری روایت بسند معتبر امام محمد باقرؑ سے بھی انہی الفاظ میں منقول ہے۔

بند معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے "یا ایک شب معراج جب میں زمین پر اُپس آیا تو میں نے جبریلؑ سے پوچھا کہ تمہاری کوئی حاجت ہے؟ کہا میری حاجت یہ ہے کہ فرجہ کو خدا کی جانب سے ہر میری جانب سے سلام کہہ دیجئے۔ حضرت نے جب فرجہ سے کہا تو انہوں نے عرض کی کہ میرا خدا سلامت ہے اللہ تمام سلامتی اُسی کی طرف سے ہے اور سلامتیاں اُسی کی طرف ملتی ہیں۔ اہلسنت کی معتبر کتابوں میں روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرما کر جس حالت میں آسمان پر گیا ہوں آسمان پر دیکھا ایک فرشتہ نور کے ایک منبر پر بیٹھا ہے اور بہت سے فرشتے اُس کے گرد جمع ہیں۔ میں نے پوچھا ہے جبریلؑ یہ کون فرشتہ ہے۔ جبریلؑ نے کہا آپ اُس کے پاس چلیے اور اس کو سلام کیجئے۔ میں اُس کے قریب گیا اور سلام کیا تو دیکھا کہ وہ میرے بھائی علیؑ میں الی طاہر ہیں۔ میں نے کہا ہے جبریلؑ علیؑ مجھ سے پہلے آسمان پر آ گئے۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ فرشتوں نے خدا سے علیؑ کی زیارت کا اشتیاق ہی ہر کیا تو خداوند عالم نے اس فرشتہ کو علیؑ کی صوف پر نور سے طعن فرمایا۔ فرشتے ہر شب جمعہ اُن کی ہزار مرتبہ زیارت کرتے ہیں اور خدا نے بزرگ و برتر کی تسبیح و تہلیل کہتے ہیں اور اُن کا ثواب علیؑ کے دوستوں کو دیا کہتے ہیں۔

مناقب خولہؑ میں معتبر کتابوں سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لوگوں نے پوچھا کہ شب معراج خداوند عالم نے آپؐ سے کس زبان میں باتیں کیں۔ فرمایا اُن کے لہجہ میں مجھ سے خطاب فرمایا اور مجھ کو الہام کیا۔ میں نے کہا پائے والے تو مجھ سے اسلام ہے یا علیؑ باتیں کر رہے ہیں۔ آواز آئی کہ میں امشیا کی شبیہ میں ہوں اور نہ کوئی مثل و مانند رکھتا ہوں۔ مجھ کو دو مردوں پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ میں علیؑ کی زبان اور لہجہ میں اس لئے تم سے گفتگو کرتا ہوں تاکہ تمہارا دل مطمئن رہے۔

علی بن ابراہیم - بسند حسن حضرت صادقؑ کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شب معراج میں جب بہشت میں داخل ہوا میں زمینوں کو سفید اور سیاہ دیکھا اور ہندو شتے کی تعمیر میں مشغول تھے کبھی سونے کی اینٹیں اور مس لگاتے تھے کبھی چاندی کی اور کبھی رُک جاتے تھے۔ میں نے پوچھا کہوں کبھی تعمیر سے ہاتھ روک لیتے ہو؟ وہ بولے خرچ کا اشلہ کرتے ہیں۔ میں نے پوچھا تمہارا خرچ کیا ہے؟ انہوں نے کہا دنیا میں مومن کا سُبْحَانَ اللہ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَاللّٰہُ أَكْبَرُ اللہ والکبریا پڑھنا۔ جب وہ یہ کتبیں پڑھتے ہیں ہم اس کی تعمیر میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ جب وہ رُک جاتے ہیں تو ہم بھی ہاتھ روک لیتے ہیں۔

شیخ طوسی نے امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب امیر سے فرمایا کہ جس رات محمدؐ کو آسمان پہلے گئے ہر آسمان پر فرشتوں نے میرا استقبال کیا اور بیت کی خوشخبریاں دیں یہاں تک کہ جبریلؑ نے بیت سے فرشتوں کی جماعت سے میری طوالت کرائی۔ سب نے کہا کہ اگر آپؐ کی امت کے لوگ محبت علیؑ پر جمع ہو جاتے تو خدا جہنم کو نہ پیدا کرتا۔ اسے علیؑ خلیفہ تم کو میرے بیٹے سات صفات پر مقرر کیا تو مجھے تم سے اس وطن میں حاصل ہوا۔ اقول جبکہ میں آسمان پر پہنچا تو جبریلؑ نے مجھ سے کہا آپؐ کے بھائی علیؑ کہاں ہیں؟ میں نے کہا میں تو ان کو زمین پر چھوڑ آیا ہوں۔ جبریلؑ نے کہا وہ کبھی خدا ان کو آپؐ کے بیٹے یہاں لے آئے۔ میں نے دعا کی تو تمہاری شبیہہ اپنے پاس دی گئی۔ پھر کچھ فرشتوں کو دیکھا جو صف بستہ کھڑے تھے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ جبریلؑ نے کہا یہ چند گروہ ہیں جن سے آپؐ کے ذریعہ خدا فیض میں غور کرے گا۔ میں ان کے پاس گیا اور گزشتہ اور آئندہ قیامت تک کے حالات کے بارے میں گفتگو کی۔ درود خواں جب دوسری بار مجھ کو عرض تک لے گئے جبریلؑ نے کہا اے خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپؐ کے بھائی علیؑ کہاں ہیں میں نے کہا ان کو زمین پر چھوڑ آیا ہوں۔ کہا خدا سے دعا کیجئے کہ وہ ان کو آپؐ کے پاس لے آئے۔ جب میں نے دعا کی تو تمہاری تصویر اپنے پاس دی گئی۔ اور ساتوں آسمانوں کے پرہیزہ میری آنکھوں کے سامنے سے مٹا دیئے گئے میں نے تمام حکومت سماعت کے ساتیوں کو دیکھا اور ہر طرف جو آسمان پر کسی مقام پر تھا میں نے دیکھا اور سیکو تم نے بھی دیکھا۔ تیسرے جس وقت کہ مجھ کی حضورؐ پر مبعوث فرمایا جبریلؑ نے کہا آپؐ کے بھائی علیؑ کہاں ہیں میں نے کہا ان کو اپنی جگہ پر چھوڑ آیا ہوں۔ لیکن جو کچھ میں نے جنتوں سے کہا اور جو کچھ ان لوگوں نے مجھ سے ہاتھ لیا وہ سب تم نے سنا اور حفظ کر لیا۔ چوتھے خلیفہ نے مجھ کو ایلتہ اللہ سے مخصوص فرمایا لیکن تم اس میں میرے شریک ہو۔ پانچویں میں جب میں نے طواف اظہر پر خاصے مناجات کی تو تم میرے ساتھ تھے۔ میں نے جنت میں مرتبہ کی تمہارے بیٹے خدا سے دعا کی خدا نے سوائے میری کے وہ سب تم کو عطا فرمایا کیونکہ میرے بعد کوئی پیغمبر نہ ہوگا۔ چھٹے جب میں نے بیت المعمور کا طواف کیا تو تم کو اپنے پاس دیکھا اور جب پہلوؤں نے میری آنکھوں میں نمائش کی تمہاری شبیہہ میرے پیچھے تھی۔ ساتویں رجعت کے زمانہ میں جبکہ میں کافروں کے گرد گھوم رہا تھا کہ تم میرے ساتھ ہو گے۔ اے علیؑ خداوند عالم نے مجھ کو تمام مردان عالم پر فضیلت بخشی ہے۔ آٹھم کو میرے بعد انہر فضیلت دی ہے اور فاطمہؑ کو تمام عالمیں کی عزتوں پر فضیلت عطا کی ہے اور حسن و حسین کو

اور حشیش کی ذریت سے لہاموں کو میرے اندر تیار ہے بعد تمام مردان عالم پر فضیلت دی ہے۔ اسے علیؑ کہا نام کو میں نے اپنے نام کے ساتھ متصل پایا اور چند مقامات پر میرے لیے باعث انس واطمینان ہوا۔
 اَوَّلُ: شب معراج جب میں بیت المقدس میں پہنچا بیت المقدس کے محراب پر لکھا دیکھا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدًا رَسُوْلُهُ مَا تَلَوْا آيَةً قُلْتُ يَوْمَئِذٍ يَوْمَئِذٍ وَفُصِّلَتْ لَهُ بِهِ مَعْنَى قَوْلِهِ اللَّهُ عَلَيْهِ وَالْمُحَمَّدُ رَسُوْلُهُ كَوْنِ
 اُن کے وزیر سے تعویذ دی اور اُن کے وزیر سے ان کی حد کی۔ میں نے جبریلؑ سے پوچھا میرا وزیر کون ہے؟ کہا علیؑ بن ابی طالب۔ دوسرے جب میں سیدۃ المنتہی تک پہنچا وہاں لکھا ہوا دیکھا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدًا رَسُوْلُهُ مَا تَلَوْا آيَةً قُلْتُ يَوْمَئِذٍ يَوْمَئِذٍ وَفُصِّلَتْ لَهُ بِهِ مَعْنَى قَوْلِهِ اللَّهُ عَلَيْهِ وَالْمُحَمَّدُ رَسُوْلُهُ كَوْنِ
 جب میں سیدۃ المنتہی سے گھرا اور عرضیں الہی تک پہنچا قائمہ عرضیں پر لکھا ہوا دیکھا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدًا رَسُوْلُهُ مَا تَلَوْا آيَةً قُلْتُ يَوْمَئِذٍ يَوْمَئِذٍ وَفُصِّلَتْ لَهُ بِهِ مَعْنَى قَوْلِهِ اللَّهُ عَلَيْهِ وَالْمُحَمَّدُ رَسُوْلُهُ كَوْنِ
 میں نے جبریلؑ سے پوچھا میرا وزیر کون ہے؟ کہا علیؑ بن ابی طالب۔

سیدہ ابی طاووس نے بسند معتبر جناب امیرؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایک رات میں ہجرۃ النسل میں سویا ہوا تھا ناگاہ میرے پاس جبریلؑ تازلی ہوئے اور نہایت نرمی سے مجھے اٹھایا اور کہا اے محمدؐ چلے سوار ہو جتنے کہ آپ کے بعد وگاٹنے جلایا ہے۔ اور ایک چہانہ دے گئے جو ٹوٹے چھوٹا اور پتھر سے بڑا تھا۔ اُس کے قدم اُس کے جسم کے مطابق تھے۔ اُس کے جواہر کے پر تھے۔ اُس کا نام بُراق تھا۔ میں اُس پر سوار ہوا۔ جب میں عقبہ تک پہنچا وہاں ایک شخص کو کھڑا ہوا دیکھا اُس کے سر کے بال اُس کے انھوں پر پڑے ہوئے تھے۔ جب اُس نے مجھ کو دیکھا تو کہا التسلام علیک یا اَوَّلُ التسلام علیک یا اخرا التسلام علیک یا حاشی۔ جبریلؑ نے کہا اِس کے سلام کا جواب دیجئے تو میں نے کہا علیک التسلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جب میں عقبہ کے درمیان میں پہنچا ایک سفید بالوں والے شخص کو دیکھا اُس نے بھی پہلے شخص کے مانند مجھ کو سلام کیا۔ میں نے جبریلؑ کے بغیر کہ اِس کو جواب دیا۔ اُس نے تین مرتبہ کہا اپنے وحی علیؑ بن ابی طالب کے وقار کی حفاظت کیجئے کیونکہ وہ خان کا مقرب بندہ ہے۔ جب میں بیت المقدس پہنچا وہاں میں نے ایک بہت خوبصورت شخص کو دیکھا جس نے اس طرح سلام کیا اور میں نے جبریلؑ کے اشارے سے اُس کو جواب سلام دیا۔ اُس نے تین مرتبہ کہا اے محمدؐ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم، اپنے وحی علیؑ بن ابی طالب کی حرمت کی حفاظت کیجئے کیونکہ وہ مقرب الہی ہیں اور جو شخص کو تم کے ایسے اور بہشت کی شفاعت کہنے والے ہیں۔ پھر میں ہمان سے اُتر آیا اور جبریلؑ نے میرا ہاتھ پکڑ کر داخل بیت المقدس کیا۔ مہربان لوگوں سے گھری ہوئی تھی جنکو میں نہیں پہچانتا تھا۔ جبریلؑ مجھ کو صوفوں سے بڑھاتے ہوئے آگے لے گئے۔ ناگاہ آسمان سے آواز آئی کہ امامت کے لیے اے محمدؐ آگے بڑھو۔ تو جبریلؑ نے مجھے آگے کھڑا کیا اور میں نے اُن سب کے ساتھ نماز پڑھی۔ پھر وہاں مردار پیدا کرنے آسمان اول تک نصیب کیا گیا۔ جبریلؑ نے میرا ہاتھ پکڑا اور آسمان پہنچے۔ جب ہم آسمان کے قریب پہنچے میں نے وہاں عاظوں اور آگ کے تیر دیکھے۔ جبریلؑ نے آسمان اول کے دروازہ کو کھٹکھٹایا۔ فرشتوں نے پوچھا

وَاللَّهِ لَیْسَ لَکُم مِّنْ حَیْثُ کُنْتُمْ جِلْدٌ بَیْضٌ

اِس کے معنی یہ ہے کہ تم لوگوں کے لیے جس سے تم کو جلد ملے گی وہ سفید ہوگا۔

کون ہے اکہا نہیں جبریل ہوں۔ پوچھا آپ کے ہمارے کون ہے؟ اکہا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ فرشتوں نے پوچھا کیا صبروت ہو گئے؟ اکہا ہاں۔ پھر دروازہ کھولا اور کہا مرحبا اسے بلند مرتبہ برادر اور خلیفہ ربّ کا زکاب اور اسے خلافت جبرائیل کے برگزیدہ۔ آپ ہی پیروں کے سلسلہ کے ختم کردہ والے ہیں آپ کے بعد کوئی ہی نہ ہوگا۔ پھر وہاں سے ایک میزچی باقوت کی لگائی گئی جو سبز ہرچہ سے مرصع تھی اُس کے ذریعہ میں دو سرے آسمان تک پہنچا۔ جبریل نے وہاں کھٹکٹا یا فرشتوں نے اسی طرح سوال کیا جس طرح آسمان اول کے فرشتوں نے پوچھا تھا۔ پھر دروازہ کھولا تو وہاں سے کہا مرحبا! اللہ کے خوشخبریاں میں پھر وہاں سے آسمان سوم تک اور کی ایک میزچی لگائی گئی جس کو طرح طرح کے قد گھیرے ہوئے تھے۔ وہاں جبریل نے کہا یا رسول اللہ ثابت قدم رہنے کا خدا آپ کی حایت کرے گا۔ اسی طرح تمام آسمانوں سے گونتا ہوا آواز آیا آسمان پر پہنچا۔ وہاں میں نے ایک عظیم آواز سنی۔ پوچھا کسی آواز ہے؟ اکہا یہ درخت طوبی کی آواز ہے جو آپ کے شوق میں ایسی آواز بلند کر رہا ہے۔ وہاں مجھے سخت وحشت ہوئی۔ جبریل نے کہا یا رسول اللہ آپ ایسے مقام تک پہنچے ہیں کہ کوئی غفلت نہیں پہنچ سکی۔ اپنے ہر قدم کے قریب ہائے۔ اگر آپ کے ہمارے ہی کی برکت نہ بھٹی تو میں بھی یہاں تک نہ پہنچ سکتا اور انور جلّی اللہ عنہ میرے ہال و پرچہ مل جاتے۔ پھر میں نے توفیق ربّ العزت کے سبب عزت و جلال احدث کی منزلوں کی طے کیا اور سفر کے دس میرے سامنے سر پہنچ گئے۔ پھر مجھ کو خداوند تعالیٰ کی جانب سے آواز آئی یہ محمدؐ جب میں نے یہ آواز سنی تو مسجد میں گر پڑا اور کہا لَبَّيْكَ رَبِّ الْعِزَّةِ لَبَّيْكَ۔ آواز آئی سے محمدؐ سر اٹھاؤ جو کچھ تم چاہتے ہو انکو میں عطا کروں گا اور جو سفارش چاہتے ہو کروں میں قبول کروں گا۔ بیشک تم میرے حبیب ہو میرے برگزیدہ ہو میری مخلوق پر میرے رسول ہو اور میرے بندوں کے درمیان میرے امین ہو۔ جبکہ میرے ساتھ قرب میں آئے ہو کہ اپنا جانشین کس کو بنانا ہے؟ میں نے عرض کی پاتنے والے اس کو بنایا ہے جس کو تو رکھ سے بہتر پہچانتا ہے۔ وہ میرا بھائی ہے چچا کا بیٹا ہے۔ اُس وقت خدا نے ندا کی کہ مجھے اپنے عزت و جلال کی قسم ہے کہ میں اپنی فائزہ برادر تمہاری ہے کسی کے ایمان کو قبول نہ کروں گا اگر اُس کی لامت اور وفات کے ساتھ۔ اسے محمدؐ کیا چاہتے ہو کہ اس کو ملکوت آسمان میں دیکھو۔ میں نے عرض کی ہاں پاتنے والے۔ تو خدا آئی سدا و ہر اُتخاف میں نے سر اٹھا تو خدا نے میرے سر کے ساتھ طواغیٹ میں ملے کو دیکھا اور بہت خوش و مسرور ہوا۔ اور عرض کی پاتنے والے میری آنکھیں روشن ہو گئیں۔ خدا آئی سے محمدؐ میں نے عرض کی لَبَّيْكَ قُدَّ الْعِزَّةِ لَبَّيْكَ۔ فرمایا میں تم سے ملنے کے واسطے میں ایک جہد کرتا ہوں اس کو سنو۔ میں نے عرض کی کہ کیا جہد ہے؟ فرمایا ملے میری راہ حایت کنشانی انیسویں کے ہزار کا فوج کے قتل کرنے والے ملامت گواہوں کے پیشوا ہیں۔ وہ ایسا گمراہ ہیں جس کو ہر چیز کے بدلے کے لئے میں نے لازم قرار دے دیا ہے اور اپنا علم و فہم ان کو ہمارے میں عطا کیا ہے۔ لہذا جس نے ان کو دوست دیکھا اُس نے مجھ کو دوست دیکھا جس نے ان کو دشمن دیکھا اُس نے مجھ کو دشمن دیکھا۔ میں ہندوں کا اُسس کے قدر میرے امتحان کروں گا۔ تو اسے محمدؐ ان کو یہ خوشخبریاں پہنچاؤ۔ پھر جبریل میرے پاس آئے اور کہا یا رسول اللہ اللہ کے جانچے۔ میں آگے بڑھا تو ایک نور کے پاس پہنچا جس کے کھانے کو ہر وقت کے تہہ بنے ہوئے تھے اور اُس

نہر کا پانی چاندی سے زیادہ سفید، شہر سے زیادہ شیریں اور ملک سے زیادہ خوشبودار تھا۔ پھر جبریلؑ میرے پاس آئے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ یہ نہر کیسی ہے؟ کہا کہ کوثر ہے جسے خدا نے آپ کو عطا فرمایا ہے جیسا کہ اُس کا ارشاد ہے: **وَأَنزَلْنَاكَ الْكَوْثَرَ دَرِيًّا** (پت آیت سورہ کوثر) میں نے وہاں دیکھا کہ کچھ لوگوں کو جہنم میں لیجے جاتے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ کون لوگ ہیں؟ جبریلؑ نے کہا یہ خارجی اور منافقین اور سنی اُمیہ ہیں جو آپ کے فرزندوں میں ایمانوں کے دشمن ہیں اور ان پانچوں فضول کو اسلام سے کچھ واسطہ نہیں ہے۔ کیا آپ مدنی جوئے؟ میں نے کہا میں اُس خدا کا شکر کرتا ہوں جس نے ابراہیم علیہ السلام کو اپنا طلیل بنایا، موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا، سلیمان علیہ السلام کو ملک عظیم بخشا اور محمدؐ سے ان میں سے کوئی ایک نہ دیا اور علیؑ کے بارے میں مجھ کو کلام بزرگ عطا فرمایا۔ یہ جبریلؑ یہ تو بتاؤ کہ حقیرِ اول میں جگہ میں نے دیکھا اور انہوں نے مجھ کو سلام کیا وہ کون تھے؟ کہا وہ آپ کے بھائی جناب موسیٰ تھے جنہوں نے کہا تھا **الْإِسْلَامُ خَلِيلُكَ يَا أَخُو** اس لیے کہ آپ آخری پیغمبر ہیں اور یہ چونکہ **الْإِسْلَامُ خَلِيلُكَ** یا **خَاتَمُ** اس لیے کہ تمام امتوں کا شرف آپ کے زیادہ سے نزدیک ہوگا۔ پھر میں نے پوچھا کہ وہ جو حقیر کے درمیان میں نظر آئے تھے وہ کون تھے۔ جبریلؑ نے کہا وہ آپ کے بھائی موسیٰ تھے جنہوں نے آپ سے **مُوسَى** بنی ہاشم کے بارے میں سفارش کی تھی۔ میں نے پوچھا وہ کون تھے جو بیت المقدس میں تھے؟ کہا وہ آپ کے چچ بزرگ جناب آدمؑ تھے انہوں نے آپ کو **مُوسَى** بنی ہاشم کے بارے میں خبر دی تھی کہ وہ موسیٰ کے ہاشم ہیں۔ میں نے پوچھا وہ کون لوگ تھے جنہوں نے بیت المقدس میں میری اقتدا میں نماز پڑھی؟ کہا وہ انبیاء و فرشتے تھے جو خداوند عالم نے آپ کے دکان کے بیٹے حاضر کیا تھا تا کہ وہ آپ کے پیچھے نماز پڑھیں پھر فرما جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس رات مروج سے واپس زمین پر آئے اور صبح ہوئی تو آپ نے **مُوسَى** کو طلب کیا اور کہا اے **مُوسَى** میں تم کو سنا تا ہوں کہ **مُوسَى** و **عِيسَى** اور تمہارے چچ آدم علیہم السلام نے تم کو سلام کیا ہے اور میں نے مجھ سے تمہارے بارے میں سفارش کی ہے۔ یہ شکر علی علیہ السلام کے مسرت سے آنسو نکل آئے اور کہائیں اُس خدا کی حمد کرتا ہوں جس نے مجھ کو اپنے پیغمبروں میں معرفت کیا۔ پھر حضرت **مُوسَى** نے فرمایا اے **مُوسَى** میں تم کو دوسری یہ خوشخبری سننا تا ہوں کہ میں جب اپنے خالق کے عرض تک پہنچا تو اس پر تمہاری شہید دہی اور خدا نے تمہارے بارے میں مجھ سے فرمایا۔ اے **مُوسَى** تمام ملائکہ کے ساکنین تمہارے واسطے دعا کرنے ہیں اور عالم بالا کے ہر گویہ افراد خدا سے اتجا کرتے ہیں کہ وہ ان کو تمہاری زیارت کی اجازت عطا فرمائے اور تم امتوں کی قیامت میں شفاعت کر دے جیکر وہ جہنم کے کتا سے ٹھری ہوئی۔

بسمہ تعالیٰ حضرت ملاق سے روایت ہے کہ ایک روز ایک شخص مسجد کو فرماں جناب امیرؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس آیت کے معنی دریافت کئے **وَسُئِلَ مَنْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُسُلِنَا** (آیت سورہ فرقان) کہ خداوند عالم نے اپنے حبیب سے فرمایا کہ پیغمبران گزشتہ سے پوچھو؟ فرمایا جب چہرہ گراؤں اپنے حبیب کو شبِ مروج مسجد الحرام سے مسجدِ اقصیٰ کی طرف لے گیا اور وہ مسجدِ اقصیٰ سے مراد بیت المقدس ہے جو آسمان پر ہے وہاں جبریلؑ آپ کو ایک شہر کے پاس لے گئے اور کہا یا حضرت اس شہر سے وضو کیجئے پھر جبریلؑ نے اذان و اقامت کہی اور حضورؐ کو ملامت کے لیے آگے کیا اور کہا نماز پڑھیے اور قرأت کیجیے کیونکہ

آپ کے پیچھے انبیاء اور فرشتوں کی جماعت نماز پڑھے گی جبکہ تداء سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا۔ صفا نقل
 میں جناب آدم 'نوح' 'ہود' 'ایساہیم' موسیٰ اور جیسے عظیم الشان ہوں اور وہ تمام پیغمبر ہیں جو آدم سے خاتم
 تک حق پر مبعوث ہوئے ہیں۔ حضرت اے امامت کی اور سب سے آپ کی اقتدا میں نماز پڑھی۔ جب قاسم
 ہوئے خداوند عالم نے وحی فرمائی کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوال کرو ان فرشتوں سے جو تم سے
 پہلے مبعوث ہو چکے ہیں کہ کیا سوائے خدا کے واحد و یکتا کے کسی اور کی پرستش کرتے تھے۔ یہ سن کر
 حضرت نے ان کی جانب رخ کر کے فرمایا کہ کس چیز کی شہادت دیتے ہو انہوں نے کہا ہم شہادت دیتے ہیں کہ
 خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس کا کوئی شریک نہیں اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ خدا کے رسول اور
 بہترین انبیاء ہیں اور علی بہترین اوصیاء ہیں۔ اور خدا نے ان سب سے آپ کے اور علی کے ہاں سے میں اقرار لیا ہے
 اور سب نے آپ کو اور علی کو تمام عالم میں اختیار کیا ہے۔

دوسری خبر سند سے حضرت موسیٰ بن جبر صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شب مزارع جبریلؑ کو ایک درخت کے پاس لے گئے جس کے مانند بلند اور
 خوش منظر میں نے کوئی درخت نہیں دیکھا تھا۔ جس کی ہر شاخ اور ہر پھل پر ایک فرشتہ موقوف تھا۔ اور خدا کے
 نور سے وہ درخت گرا ہوا تھا۔ جبریلؑ نے کہا یہ سجدۃ الملتحیٰ ہے کہ آپ سے پہلے کے تمام پیغمبر اس مقام سے
 آگے نہیں بڑھ سکتے۔ خداوند عالم آپ کو اس مقام سے بہشت میں لے جائے گا تاکہ آپ کو جہنم و عظیم
 نشانیاں دکھائے۔ لہذا خدا کی تائید کے ساتھ مطمئن اور ثابت رہیے تاکہ آپ کے لئے نور کرامت خدا کامل ہو
 جائے۔ آپ قرب جوار الہی کی جانشین رہیے۔ فرض نہیں بتا نہ پروردگار کو پر کی طرف روانہ ہوا یا نہ شکستہ
 عرض کے پاس پہنچا۔ وہاں ایک سبز پردہ میرے سامنے کھینچا گیا جس کے نور دنیا اور خوشی کی میں نور میں ہیں
 کر سکتا۔ میرا سبز پردہ سے لپٹ گیا تو وہ نور پر کھینچ لیا گیا یہاں تک کہ میں پردہ داخلیت خانہ قدس نما اور
 حرم سرا کے قوت و عظمت میں اپنے بازوئے رفعت سے میرے ہاتھ کی اور اس مقام پر پہنچا جہاں کھڑے
 کی آواز بھی نہیں پہنچتی تھی۔ میں آپ سے بیگانہ ہو گیا اور تمام قد اور خوف میرے دل سے نکل کر گیا۔
 میں نے گمان کیا کہ تمام خلایق مردہ ہو گئی۔ پھر خدا نے مجھے کچھ جہالت دی یہاں تک کہ میں اپنے ہوش میں آیا
 اور بہشت و خوف سے رہا ہوا۔ اور تو میں حق تعالیٰ آنکھیں بند کر لیں اور دل کی آنکھیں کھول کر ملکوت
 آسمان و زمین کو میں نے دیکھا جیسا کہ خداوند عالم نے ارشاد فرمایا ہے۔ مَا دَاخِعَ الْبَصَرِ وَمَا طَفَنَ لَقَدْ
 سَأَلْتُ مِنْ آيَاتِ رَبِّي أَتَكْتُمْنِي وَرَبِّي سَمِعَ الْهَمْسَ اَلَمْ يَكُنْ لِي دَلِيلٌ يَهْدِي بَيْنَ يَدَيْهِ لَعَلَّيْكُمْ تَعْلَمُونَ
 انوار جلالی الہی میں سے ایک نور شاہد کیا جس کے دیکھنے کی کسی دل میں تاب نہیں باہر کسی عقل میں اس کے
 دیکھنے کی طاقت ہے۔ پھر خدا نے مجھ کو خدا کی اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے عرض کی تَبَيَّنَتْ رُبِّي
 وَتَبَيَّنَتْ فَا لَمْ يَكُنْ لِي دَلِيلٌ يَهْدِي بَيْنَ يَدَيْهِ لَعَلَّيْكُمْ تَعْلَمُونَ۔ فرمایا تم نے اپنی قدردان حضرت اور اپنی بلند و عظمت میرے نزدیک دیکھی میں نے
 عرض کی ہاں اے میرے مولیٰ حق تعالیٰ نے فرمایا تم نے اپنے اوصیاء کے مقام و منزلت کو جو میرے نزدیک ہے
 پہنچانا۔ میں نے عرض کی ہاں اے میرے مالک اس نے فرمایا اے محمد میرے خدا کے سامنے وہ جہاں

بہشت کی انوار میں سے ایک نور شاہد کیا جس کے دیکھنے کی کسی دل میں تاب نہیں باہر کسی عقل میں اس کے دیکھنے کی طاقت ہے۔ پھر خدا نے مجھ کو خدا کی اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے عرض کی تَبَيَّنَتْ رُبِّي وَتَبَيَّنَتْ فَا لَمْ يَكُنْ لِي دَلِيلٌ يَهْدِي بَيْنَ يَدَيْهِ لَعَلَّيْكُمْ تَعْلَمُونَ۔ فرمایا تم نے اپنی قدردان حضرت اور اپنی بلند و عظمت میرے نزدیک دیکھی میں نے عرض کی ہاں اے میرے مولیٰ حق تعالیٰ نے فرمایا تم نے اپنے اوصیاء کے مقام و منزلت کو جو میرے نزدیک ہے پہنچانا۔ میں نے عرض کی ہاں اے میرے مالک اس نے فرمایا اے محمد میرے خدا کے سامنے وہ جہاں

کے بارے میں کیا گفتگو کرتے اور وہ درجات و حسنات کیا ہیں تم جانتے ہو۔ میں نے عرض کی اسے میرے آقا
 نبوی بہتر جانتا ہے۔ فرمایا کہ وہ سرحدوں میں کمال و ضو کو اہل تہذیب و تمدن میں سے مسلمانوں
 کے ساتھ نماز کے درجات میں اپنے پیروں سے سنی کرنا اہل تہذیب کے بعد پھر نماز کا انتظار کرنا اور سلام کا اظہار
 لوگوں کو کھانا کھانا اور راتوں کو نمازیں پڑھنا جبکہ لوگ سو رہے ہوں۔ پھر حج پر میرے معبود نے نوازشیں کیں
 اور میری اُمت کو عظمت بخشے۔ پھر فرمایا کہ میں تم سے دریافت کرتا ہوں علامتہ خود بہتر جانتا ہوں۔ بتاؤ کہ
 زمین پر کس کو اپنا جانشین و خلیفہ بنایا ہے۔ میں نے عرض کی اپنے پسندیدہ علی بن ابی طالب کو جس نے میرے
 دین کی مدد کی ہے۔ خدا نے فرمایا اسے محمد مصطفیٰ و آلہ وسلم تم نے سچ کہا۔ میں نے تم کو پیغمبری کے ساتھ
 برگزیدہ کیا اور رسالت کے ساتھ مبعوث کیا اور تمہاری اُمت تک تمہارے پیغامات پہنچانے سے علی کا امتداد
 لیا اور اسی کو زمین پر تمہارے ساتھ اہل تہذیب کے بعد اپنی جگہ قرار دیا۔ وہ میرے دوستوں کے نور اور میرے
 فرمانبرداروں کے ولی ہیں۔ میں نے ان کی زوجیت میں خاطرہ کو دیا اور ان کو تمہارا دھرمی اور تمہارے ظلم کا وارث
 اور تمہارے دین کا مددگار بنایا۔ وہ تمہارے دین سے منتقل رکھنے اور مجھ سے اور تم سے وابستہ ہونے کے
 سبب قتل کیے جائیں گے ان کی اس برائیقت کا سنی قتل کہے گا۔ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
 فرماتے ہیں کہ پھر میرے بعد دو گارنے لگے چند امور پر مامور فرمایا جس کے اظہار کی اجازت نہیں دی ہے۔ پھر
 پردہ عزت سے لگے نیچے کی طرف پہنچا یا یہاں تک کہ میں جبریل کے پاس گیا۔ اور جب وہ سجدۃ المستحی کے
 نیچے لگے گئے تو اپنے اور علی کے مکانات دیکھے۔ جبریل مجھ سے گفتگو کر رہے تھے ناگاہ انوار جبار میں سے
 ایک نور میرے لیے نمودار ہوا اس کی جانب میں نے سونے کے سوراخ کے بعد نظر کی۔ وہ بھی اُس نور کے
 مانند تھا جیسا کہ عرض اچھی کے پاس نظر آیا تھا۔ پھر میرے کانوں میں غنائے حق پہنچی یا محمد میں نے عرض کی
 یٰقیناً کہ ربتی و مستندتی واقعی۔ تو خدا نے فرمایا تمہارے اور تہدی و ذریت کے واسطے میری رحمت میرے
 غضب سے پہلے ہے۔ تم میری خلق میں میرے مقرب ہو تم ہی میرے حبیب امیر ہیں اور میرے رسول
 ہو۔ لگے اپنے عزت و جلال کی قسم ہے کہ میری خلق تمام اقسام جلال کے ساتھ میرے پاس آئے اور تمہاری
 پیغمبری میں شک رکھتی ہو یا میرے برگزیدہ مسلمانوں سے جو تہدی و ذریت میں ہوں دشمنی رکھتی ہو تو یقیناً ان سب کو
 جہنم میں ڈال دوں گا اور بدو اندکروں گا۔ اسے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی امیر المؤمنین ہیں مسلمانوں کے
 سرور اور اللہ بہشت کی جانب شیعوں کے قائد ہیں جو ظلم سے شہید کیے جائیں گے۔ پھر حج کو نماز اور تمام باتوں
 کی ترغیب دی جو وہ چاہتا تھا۔

لے سند معتبر ابن عباس سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب مجھ کو
 آسمان پر لے گئے تھے سے ہر آسمان پر فرشتوں نے علی بن ابی طالب کا حال پوچھا اور کہا یا رسول اللہ جب
 آپ دنیا میں واپس جائیے گا تو علیؑ تمام ان کے شیعوں کو ہمارا سلام کہہ دیجئے گا۔ جب میں ساتویں آسمان
 پر پہنچا اور وہاں سے آگے بڑھا تمام فرشتے اور جبریلؑ مجھ سے جدا ہو گئے۔ میں تھا خدا کی توفیق سے چاہوں
 تک پہنچا اور مرا بدو اپنے عزت میں داخل ہوا میں ایک حجاب سے دوسرے حجاب میں داخل ہوتا رہا۔

جنت کا نور منور ہوا اور نور طہارت کے ساتھ

نور انوار

جہاں عزت، جہاں قدرت، جہاں بہا، جہاں کرامت، جہاں کبریا، جہاں عظمت، جہاں نور، جہاں وقار اور جہاں کمال یہاں تک کہ خدا کی تائید و توفیق اور اس کی قدرت سے ستر خزار جہاں ملے گئے۔ پھر میں نے اقبال کے پردوں سے حرمِ قدس میں پردہ کی اور جہاں ہول تکسم پہنچا اور اس غلوت خانہ خاص میں بندگی کے قدموں سے کھڑا ہوا اور اپنے پروردگار سے مناجات کی۔ خدا نے جو چاہا مجھ کو وحی فرمائی اور میں نے اپنے اور علیؑ کے واسطے جو کچھ طلب کیا خدا نے سب عطا فرمایا اور علیؑ کے شیعوں اور دوستوں کے حق میں مجھ سے شفقت کا وعدہ کیا۔ پھر خداوند عظیم نے مجھ کو ندادی کہ اسے محمد مصطفیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم میری خلق میں سب سے زیادہ کس کو دوست رکھتے ہو، میں نے عرض کی پائے والے اُس کو دوست رکھتا ہوں جس کو تو خود دوست رکھتا ہے۔ تو آواز آئی کہ علیؑ کو دوست رکھو کہ میں اُن کو دوست رکھتا ہوں۔ جو شخص اُن کو دوست رکھتا ہے اُس کو بھی دوست رکھتا ہوں۔ یہ سنکر میں سمجھ گیا کہ پڑا اور خدا کی تسبیح اور اُس کا شکر ادا کیا۔ پھر آواز آئی کہ اے محمدؐ علیؑ میرے دل میں خلق میں میرے برگزیدہ ہیں۔ تمہارا جہی میں نے ان کو اختیار کیا ہے تاکہ وہ تمہارے بھائی، وصی اور خلیفہ بناؤ اور اپنی جتنی فاطمہ زہرا صلوٰۃ اللہ علیہا کو اُن کے ساتھ تہا سے مددگار رہیں۔ اے محمدؐ اپنے عزت و اہل کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جو جبار علیؑ کے ساتھ دشمنی رکھے گا بے شبہ اُس کو ہمارا کر دوں گا اور جو دشمن علیؑ سے مقابلہ کرے گا بے شبہ اُس کو شکست دے دوں گا۔ اور ہر کس کوں گا۔ اے محمدؐ میں اپنے بندوں کے دلوں پر مطلع ہوا اور علیؑ کو تہا تاخیر خواہ اور سب سے زیادہ تہا ملاطفت پایا پسند اُن کو اپنا بھائی، وصی اور خلیفہ بناؤ اور اپنی جتنی فاطمہ زہرا صلوٰۃ اللہ علیہا کو اُن کے ساتھ تہا تیج کر دو۔ میں اُن کو دو فرزند عطا کروں گا پاک و طاہر، پرہیزگار اور نیکو کار۔ مجھے اپنی ذات کی قسم ہے کہ میں نے قائم قرار دے لیا ہے کہ جو شخص میری مخلوق سے علیؑ کو اور اُن کی زوجہ کو اور اُن کے فرزندوں میں سے اماموں کو دوست رکھے گا بلاشبہ اس کو اپنے کاملہ عرش کی جانب جنت کروں گا اور اپنی پشت میں اس کو داخل کروں گا اور اُس کو اپنے خطیرہ قدس کا پانی پلاؤں گا! اور اُن کے دشمنوں سے یہ تمام نعمتیں سلب کروں گا اور اُن کو اپنے ماحول سے دور کر دوں گا اور اپنے غلاب و لغت میں کے لئے بٹھا دوں گا۔ اے محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، بیشک تم میری تمام خلق کی جانب میرے رسول ہو اور علیؑ میرے ولی اور موصی ہیں۔ اسی اختصار میں نے تمام فرشتوں اور پیغمبروں اور اپنی تمام مخلوق سے عہد پیمان لیا ہے جبکہ تم مدد میں تھے قبل اس کے کہ آسمان و زمین اور خلق کو پیدا کرنا اس جنت کے سبب سے جو تم سے اللہ علیؑ سے اور تمہارے دوستوں اور شیعوں سے رکھتا ہوں۔ اور میں نے تمہارے شیعوں کو تمہاری جنت سے پیدا کیا ہے۔ اُس وقت میں نے کہا اے میرے محبوب اور میرے مولا ایسا کر کہ میری تمام امت اُن کی امامت کے اعتقاد پر متفق ہو جائے۔ اور سلا بخدا اے محمدؐ وہ دشمن ہیں دوسرے اُن کے ساتھ دشمن ہیں۔ اور اُن کے ذمہ سے میں اپنے تمام بندوں کا آسمان و زمین میں امتحان لوں گا تاکہ اُن کے ثواب کو کمال کروں جو تمہارے بارے میں میری اطاعت کریں اور اللہ تعالیٰ اُن کے لئے جو تم لوگوں کے حق میں میری نافرمانی اور مخالفت کروں۔ اور تمہارے ذمہ غیبت کو سیکر کا رول سے بٹھا کر دوں گا۔ اے محمدؐ

اپنے عزت و جلال کی قسم ہے اگر میں تم کو نہ پیدا کرتا تو آدم کو نہ پیدا کرتا اور اگر علی کو خلق نہ کرتا تو بہشت بھی پیدا نہ کرتا۔ کیونکہ تمہارے ذریعہ سے اپنے بندوں کو قیامت کے روز ثواب و عقاب کی خبر دیں گا۔ اور علی اور ان کے فرزندوں میں سے اماموں کے ذریعہ اپنے دشمنوں سے دنیا میں انتقام لوں گا۔ لہذا ان سب کی بازگشت قیامت کے روز بہشت ہے۔ پھر میں تم کو احد علی کو بہشت و دوزخ پر حاکم قرار دوں گا۔ تمہارے دشمن بہشت میں نہیں جائیں گے اور تمہارے دوست دوزخ میں داخل نہ ہوں گے اور میں نے اپنی ذات مقدس کی قسم کھائی ہے کہ ایسا ہی کروں گا۔ غرض میں وہاں سے واپس ہوا اور جناب سے باہر نکلا تو اپنے پیچھے سے آواز سنی کہ اے محمد علی کو دوست رکھو اے محمد گرامی رکھو علی کو اے محمد مقدم رکھو علی کو اے محمد اپنا بھائی، دھی اور خلیفہ قرار دو علی کو اے محمد دوست رکھو اس کو جو دوست رکھے علی کو اے محمد میں تم کو علی اور ان کے شیعوں کے حق میں وصیت کرتا ہوں۔ جب میں فرشتوں کے پاس پہنچا تو مجھ کو آسمانوں پر مبارکباد دی گئی کہ یا رسول اللہ آپ کو اپنے اور علی کے ہارے میں یہ کراٹھیں گولادیا ہوں۔

مسند معتبر امام رضا صلوات اللہ علیہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب میں بہشت میں داخل ہوا میں نے ایک خدمتگاہ میں لوگوں کے بجائے جلے اور لپڑات کئے۔ اس کے درمیان خود میں تھیں اور اس کے پیچھے اپنی گھوڑے تھے اور اس درخت کے اوپر خدا کی رضا و خوشنودی سایہ فاش تھی۔ میں نے پوچھا اے جبریل یہ درخت کس کے لئے ہے اکابر آپ کے سر علم علی بن ابی طالب کے لئے ہیں جب خدا حکم دے گا کہ لوگوں کو بہشت میں داخل کریں شیعیان علی اس درخت کے نیچے لانے جائیں گے اور یہ تھے اندر پرست نہیں گے اور ان گھوڑوں پر سوار ہوں گے۔ پھر ندا دی خدا کہے گا کہ یہ شیعیان علی ہیں جنہوں نے دار دنیا میں تظیف و اہل حقیقت پر صبر کیا تھا۔ آج ان نعمتوں سے سرفراز کئے گئے ہیں۔

مسند معتبر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے حضرت فرماتے ہیں کہ جب مجھ کو آسمان پر لے گئے میں مرداریہ کے ایک قصر میں پہنچا جس پر سونے کا پانی چڑھا ہوا تھا اللہ چمک رہا تھا۔ معلوم ہوا کہ خدا نے وہ قصر علی اور عباس کے لئے تیار کیا ہے۔

مسند معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک ملت جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابلیس میں تھے ناگاہ جبریل براق لائے جس پر نور کے ہزار چلنے بندھے ہوئے تھے براق مجھ کو سوار کرنے سے منع ہوا تو جبریل نے اس کو ملنا چھ مارا کہ اس کے پیٹ پر جاری ہو گیا اور کہا سیدھا ہمارے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں۔ غرض میں سوار ہوا اور براق صدقہ المنسہنی کی جانب اٹھا جب ہم پہلے آسمان پر پہنچے براق کے پردوں کی آواز اور اس کے غصے کی آواز کی کہ سبب آسمان کے دروازے کے فرشتے ڈر کر اطراف و جانب میں اڑ گئے۔ تو جبریل نے کہا اللہ اکبر اللہ اکبر تم فرشتے تھے کہ کوئی خدا کا بندہ ہے اور جبریل کے پاس آئے اور پوچھا کہ کون ہیں انہوں نے کہا محمد ہیں تو فرشتوں نے ان کو سلام کیا۔ پھر براق کے دوسرے آسمان کی طرف پرواز کی۔ وہاں کے فرشتوں نے بھی خوف سے پھاڑکی اور منتشر ہو گئے تو جبریل نے

نے کہا اشد ان لا الہ الا اللہ۔ یہ ستر فرشتوں نے کہا کوئی بندہ خدا ہے۔ اور جبریل کے پاس آنے اور حال پوچھا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہچانا تو سلام کیا۔ اس طرح ہر آسمان پر پہنچے۔ اور جبریل نے الان کو ایک نعلین پر چاری کی۔ جب ساتویں آسمان پر پہنچے تو اذان پوری کی۔ وہاں آنحضرت نے انبیاء و فرشتوں کی پیش نمائی کی۔ پھر جبریل وہاں سے آنحضرت کو اس مقام تک لے گئے جہاں کھڑے ہو کر لوہے کے اب آپ آگے چلے گئے جہاں سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔ وہاں سے خداوند عالم اپنی قدرتی طاقت سے اوپر لے گیا۔ جہاں تک چاہتا تھا اور علم و معرفت اللہ فیض کے دروازے اُن کے لئے کھول دیئے جس قدر اُن نے چاہا۔ پھر خطاب فرمایا اے محمد رحمۃ اللہ علیہ وآلہ وسلم، اپنی امت کے لئے کس کو جاہلیت کے لئے قرا دیا ہے۔ عرض کی خدا بہتر جانتا ہے۔ خدا نے فرمایا علیؑ امیر المؤمنین ہیں۔

بسمند مقبر علی بن ابراہیم حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مدینہ کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب میں بہشت میں داخل ہوا وہاں درخت طوبیٰ کو دیکھا جس کی جڑ لائی کے مکان میں تھی اور بہشت کے ہر مکان میں اس کی شاخیں سایہ فاش تھیں۔ اس درخت کے اوپر تھامے تھے جن میں ریشم و اسفندقہ کے پتے تھے۔ ہر مومن کے لئے لاکھ تھامے تھے اور ہر تھامے میں مختلف رنگ کے پتے تھے جن میں سے کوئی کسی سے ملتا جلتا نہ تھا۔ یہ سب اہل بہشت کے لباس تھے اس درخت کا سایہ جو ظل محدود ہے اس قدر طویل تھا کہ اگر کوئی سوار سو سال تک سفر کرتا رہے تو اس سے باہر نہیں نکل سکتا اس درخت کے نیچے اہل بہشت کے واسطے کھانے پھل اور میوے وغیرہ تھے جو اُن کے مکانوں اور منزلوں میں لٹکے ہوئے تھے اور ہر شاخ میں لاکھوں قسم کے میوے تھے جو دنیا میں کسی نے کبھی نہیں دیکھے اور جب اس میں کوئی پھل توڑا جاتا ہے تو اس کے مثل اور مثل پیدا ہو جاتا ہے جیسا کہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے لَا مَعْطُولٌ عَلَيْكَ وَلَا مَمْنُونٌ عَلَيْكَ (سورۃ واقعہ ص ۲۱ آیت ۲۵) اس درخت کے نیچے ایک نہر ہے جس کی شاخیں چار طرف نکلی ہیں۔ ایک صاف پانی کی ایک دھند کی ایک شراب کی اور ایک قہر کی۔

ابن ماجہ نے بسمند مقبر مدینہ کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب میں شب معراج ساتویں آسمان پر پہنچا میرا سینہ وہاں کی زمین پر گرا جس سے شمع بجھ کر آگ آگیا۔ وہ بجھ کر دبا گیا۔ ایک گھلی نے اس کو پکڑا جہاں ادا ایک عروس نے بھی لہنا چاہا اور عروس ایک کپڑا ہے جس کا سرخ ٹاٹا اور دم ہلکی ہوتی ہے جو پکڑ کر پیدل ہوتا ہے۔ خدا نے ایک فرشتہ کو بھیجا جس نے دونوں میں کدھا آدھا بھول تقسیم کر دیا۔ اس سبب سے سبز تپان جو بھول کی شاخوں میں ہوتی ہیں آدمی عروس کی دم کے مانند باریک ہوتی ہیں مادہ کسی طرف پھرتیاں نہیں رکھتیں اور آدمی میں ایک طرف پھرتی ہوتی ہے اور ایک طرف نہیں ہوتی۔ فرض وہ بھول آدھا بھلی کے مانند اور کدھا عروس کی طرح ہوتا ہے۔ بائیں عجم نے اشارہ میں اس مضمون کو بھی باندھا ہے۔

ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ جس رات جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معراج میں تشریف لے گئے اور حضرت ابو طالب نے آپ کو سترہ دن دیکھا تو بہت گھبرائے اور پریشان ہوئے اور

نہی ناشتم کہ جن کے فرمایا کہ تیار ہو اگر صبح تک غزوہ صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم، ہم کو نہ ملے تو تولد آنحضرتؐ کا، اور آنحضرتؐ کے دشمنوں میں سے جو ملے گا اس کو قتل کر دیں گا۔ اسی ترتیب و تشویش میں تھے کہ آنحضرتؐ آسمان سے نیچے امیر المومنینؑ کی ہمیشہ آرام دہانی کے کے گھر میں رہتے۔ ابو طالب نے جو آپ کو دلچسپ بہت خوش ہوئے۔ آنحضرتؐ کا ہاتھ پکڑ کر مسجد الحرام کی طرف روانہ ہوئے اور غیبا شہم سے کہا اپنی تلواریں نکالو اور کفار قریش سے خطاب فرمایا کہ اگر آج رات تم واپس نہ آئے تو خلیق قسم تم میں سے کسی ایک کو باقی نہ چھوڑتا۔

اسی طرح دوسری دعاہت کی ہے کہ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے چھ ماہ پہلے ماہ مبارک رمضان کی سترہویں تاریخ شب شبہ دعاہتوں کے اختتام کی بنا پر آرام دہانی کے مکان میں تھے یا جناب خدیجہؓ کے گھر میں یا شبہ ابو طالب یا مسجد الحرام میں تھے اور قدسہ دعاہت کے مطابق بعثت کے فوٹال بعد ریح الاول کا عینہ تھا کہ جبریلؑ و میکائیلؑ تامل ہوئے ہر ایک کے ساتھ ہزار فرشتے تھے سب نے حضرتؐ کو سلام کیا اور دوسرے سنائے۔ ان کے ساتھ ایک چوپایہ تھا جس کا منہ آدمی کے مانند پیراؤنٹ کی طرح، اس کے اندر گھوڑے کے بازو کی طرح اور دم گائے کی دم کے مانند تھی اور دوسرا دان میں تھے۔ اس کی تمام اس کے سر پر قوت شریح کی تھی۔ جب حضرتؐ اس پر سوار ہوئے تو اس نے آسمان کی جانب ہمدان کی ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک اڑا تھا اور فرشتے حضرتؐ کو سلام کر رہے تھے اور خوشیاں دے رہے تھے کہ حضرتؐ ہمیں آسمان پر دیکھ رہے تھے ان سے بھی آنحضرتؐ بلند تین من رہے تھے یہاں تک کہ آسمانوں سے گور کر چاہا ہے تو تکبیر بیچے۔ وہاں حضرتؐ نے سنا کہ جہانم کے فرشتے شوق نور کی عفت کر رہے ہیں۔ اور جب کہ تکبیر بیچے تو وہاں کے فرشتوں کو آیدہ انگڑی کی تلاوت کرتے ہوئے سنا۔ جب عرض تکبیر بیچے تو عاقلین عرض ختم قرین کی عفت کر رہے تھے۔ وہاں ہزار مرتبہ تعالیٰ کہ قریب آؤ اور ہر مرتبہ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک بڑی حاجت پوری ہوتی رہی یہاں تک کہ مرتبہ تکبیر تو سب تک بیچے۔ وہاں آواز آئی کہ تہدیٰ جو حاجت جو بیان کہ حضرتؐ نے عرض کی دیکھنے والے ابراہیمؑ کو ٹوٹنے اپنا خلیل بنایا، تو نے کو حکیم قرار دیا، سلیمانؑ کو حکیم عظیم بخشا۔ تھے کیا عطا فرماتا ہے؟ خداوند عالم کی جانب سے آواز آئی کہ اگر ابراہیمؑ کو محمدؐ نے اپنا خلیل بنایا تو تم کو اپنا حبیب قرار دیا، اگر موسیٰؑ سے کہو تو تم کو تم سے بساط نور پر لکھو گی۔ اگر سلیمانؑ کو دنیا کا خلی ملک دیا تو تم کو آخرت کا باقی ملک عطا کیا اور پشت کو تم سے وابستہ کر دیا اور تم کو شہادت عطا فرمایا ہے

پچیسواں باب ہجرت حبشہ کا بیان

شیخ طبری علی ابن ابیہریم اور دوسرے محدثین نے بیان کیا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت تبلیغ کو توت حاصل ہوئی اور کچھ لوگ انھوں کے دین میں شامل ہو گئے، کنز قریش نے آپس میں اتفاق کیا کہ جو لوگ مسلمان ہو گئے ہیں، ان کو تار و تکلیفیں پہنچائیں شائد وہ آنحضرت کے دین سے ہٹ جائیں یہ مشورہ کر کے ہر قبیلہ کے لوگ اپنے قبیلہ کے ان لوگوں کو اف تئیں دینے پر آمادہ ہوئے جو مسلمان ہو گئے تھے اور چونکہ آنحضرت اچھی حد کی جانب سے کافروں کے ساتھ جہاد پر مامور نہ ہوئے تھے بہت کے پانچویں سال خدا کے حکم سے مسلمانوں کے ایک گروہ کو حبشہ کی جانب ہجرت کا حکم دیا اور فرمایا کہ بادشاہ حبشہ جس کو نجاشی کہتے ہیں اور اس کا نام اسمہ ہے وہ نیک بادشاہ ہے وہ نہ حکم کرنا اور نہ ظلم پر ماضی ہو جائے اس کے پاس چلے جاؤ اور اس کی پستہ میں رہو یہاں تک کہ خداوند کریم مسلمانوں کو کشائش بخشنے لگے ان کی ہجرت میں مصیبتیں تھیں جو نجاشی اور اہل حبشہ کے اسلوم کا سبب ہوئیں اور اس کا اسلوم کا مسلمانوں کی توت کا باعث ہوا فرض گیرہ مردار چار عورتیں پوشیدہ طور سے مکہ سے نکل کر حبشہ روانہ ہوئے ان میں انہی بھی تھے اہل آنحضرت کی رسیدہ دختر بھی تھیں جو ان کی زوجہ تھیں اور نبی محمد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور الزکریا بن یوسف ابو حذیفہ ان کی زوجہ پہلے، مصعب بن عمیر ابو سلمہ بن عبد اللہ اسد اللہ ان کی زوجہ ام سلمہ دختر ابو امیہ عثمان بن حنیفہ عامر بن ربیعہ انہی ان کی زوجہ بیٹے بنت ابو عقیلہ فاطمہ بنت عمر اور سہیل بن بیضا کے بیٹے سب لکھنے لکھنے خلیفہ طہرہ پیدا نہ ہوئے۔ جب حیا کے کتاب سے پہنچے تب تک ایک کشتی وہاں موجود تھی اس میں سوار ہو کر حبشہ کی طرف چلے گئے قریش کو اسلوم ہو جانے کے پہلے دوشہ لیکن ان کو نہ پاس کے تھا لوگ ماہوشیان اور ماہو رضائی میں نجاشی کے ملک میں رہے اور اس سوال میں دل سے آگئے اور ہر ایک اہل مکہ میں سے ایک شخص کی ان میں داخل ہوئے سوائے ابن مسعود کے کہ وہ حبشہ کی طرف واپس چلے گئے اس ہجرت کے سبب مسلمانوں پر اہل مکہ کی جانب سے زیادہ سختی ہوئے گی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر زیادہ ہونے لگا پھر وہ سب ہی مزیدہ حضرت نے حکم دیا ان کا ہاتھ دی توت لوگ حبشہ کی جانب ہجرت کر گئے اور علی ابن ابیہریم کی روایت کے مطابق اس مزیدہ حضرت جعفر بن ابی طالب بہتر مسلمانوں کے ساتھ حبشہ کی طرف روانہ ہوئے۔ دوسرے لوگوں کا بیان ہے کہ جو لوگ حبشہ گئے تھے ان کی مجموعی تعداد سیاسی تھی جو بچوں اور عورتوں کے سوا صرف مرد ہی مرد تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ گیارہ مرد تھے ان کے ساتھ کئی تھیں۔ اس مزیدہ کفار قریش نے عمرو بن العاص اور عمارہ بن ولید کو کہنے اور انھیں کہہ کر نجاشی کے پاس بھیجا تاکہ ان لوگوں کو وہاں لے جائیں عمرو بن العاص اور عمارہ میں دشمنی تھی قریش نے صلح کرادی تھی۔ عمارہ بہت خوبصورت جوان تھا طویل قامت

اپنی زوجہ کو بھی ساتھ لے گیا تھا جب وہ کشتی میں سوار ہوئے تو دونوں نے شربابی اور عمارہ نے عمرو سے کہا کہ اپنی زوجہ سے کہے کہ میرا بوسہ لے عمرو نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میری زوجہ تیرا بوسہ لے۔ جب عمرو بھی مست ہو گیا اور وہ کشتی کے کنارہ پر بیٹھا تھا عمارہ نے ایک ہاتھ اس کو مارا اور دیا میں پھینک دیا عمرو کشتی سے لپٹ گیا اور لوگ اس کو دیا سے باہر ہٹے۔ اس سبب سے ان میں عداوت مضبوط ہو گئی۔ جب وہ نجاشی کی خدمت میں پہنچے اس کو سجدہ کیا اور دہنیے پیش کیے۔ اور عرض کی کہ ہم میں سے ایک گروہ نے دین میں ہماری مخالفت کی ہے اور ہمارے خداؤں کو گالیاں دیتے ہیں اور ہمارے پاس سے بھاگ کر یہاں آئے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ان کو ہمارے ساتھ واپس بھیج دیجئے۔ یہ سنکر نجاشی نے جناب جعفرؑ کو بلایا۔ ابن مسعود کہتے ہیں کہ جب نجاشی کے پاس چلے تو جعفرؑ نے فرمایا کہ تم لوگ خاموش رہنا بادشاہ سے گفتگو میں کروں گا۔ عرض جب ہم نجاشی کے دربار میں پہنچے وہاں کے امراء نے کہا بادشاہ کو سجدہ کرو۔ جناب جعفرؑ نے فرمایا ہم سوائے خدا کے کسی کو سجدہ نہیں کرتے۔ نجاشی نے قریش کی گفتگو سے ان کو آگاہ کیا تو حضرت جعفرؑ نے فرمایا اسے بادشاہ ان سے پوچھئے کہ کیا ہم ان کے غلام ہیں۔ عمرو اس نے کہا نہیں بلکہ آزاد اور قوم کے بزرگ لوگ ہیں۔ حضرت جعفرؑ نے کہا ان سے پوچھئے کیا ہم ان کے قرضدار ہیں۔ عمرو نے کہا نہیں ہمارا کوئی مطالبہ انہیں نہیں۔ پھر حضرت جعفرؑ نے کہا ان سے پوچھئے کیا ہم نے کسی کا خون کیا ہے جس کے یہ دوسرے دار ہیں اس کے کہا نہیں۔ تو حضرت جعفرؑ نے فرمایا پھر تم ہم سے کیا چاہتے ہو تم نے ہم کو حد سے زیادہ ستایا ہم تمہارے شہر سے نکل آئے۔ اس نے کہا اسے بادشاہ یہ لوگ، عمارہ دین میں ہماری مخالفت کرتے ہیں اور ہمارے خداؤں کو گالیاں دیتے ہیں اور ہمارے حمانوں کو ہمارے دین سے گمراہ کرتے اور ہماری جماعت کو ہار گندہ کرتے ہیں۔ ان کو ہمیں واپس دے دیجئے تاکہ ہمارا معاملہ درست ہو جائے۔ حضرت جعفرؑ نے کہا اسے بادشاہ ان سے ہماری مخالفت ہے کہ خداوند عالم نے ہمارے درمیان ایک پیغمبر مبعوث کیا ہے وہ ہم کو حکم دیتے ہیں کہ ہم خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور خدائے یکتا کے سوا کسی عبادت نہ کریں، بخواد کیلیں، نماز پڑھیں، زکوٰۃ دیں، انصاف اور احسان کریں، عورتوں کے ساتھ نیکی کریں۔ اور وہ تمہاریوں سے ظلم و جور سے لوگوں کا ناحق خون بہانے سے، زنا کرنے سے، سود اور مردار اور خون کھانے سے منع کرتے ہیں۔ اور وہ پیغمبر بھی ہیں جن کے آنے کی بشارت جناب یحییٰؑ نے دی تھی۔ ان کا نام احمدؑ ہے۔ نجاشی نے کہا حق تعالیٰ نے حضرت یحییٰؑ کو بھی، انہی اموں کے ساتھ بھیجا تھا۔ نجاشی کو حضرت جعفرؑ کی گفتگو بہت پسند آئی۔ پھر عمرو اس نے کہا اسے بادشاہ یہ لوگ جناب یحییٰؑ کے پاس سے آپ کی بھی مخالفت کرتے ہیں۔ نجاشی نے حضرت جعفرؑ سے کہا آپ کے پیغمبر جناب یحییٰؑ کے پاس سے کیا فرماتے ہیں؟ حضرت جعفرؑ نے کہا وہ دینی فرماتے ہیں جو خدا کے حق میں فرماتا ہے کہ وہ روح اللہ اور اس کے کلمہ ہیں جنکو اس نے ایسی خاتون سے پیدا کیا ہے جنکو کسی مرد نے جنموا تک نہیں تھا۔ یہ سنکر نجاشی نے اپنے طما کی طرف رخ کر کے کہا کہ اس سے زیادہ حضرت یحییٰؑ کے پاس سے میں نہیں کہا جاسکتا۔ پھر حضرت جعفرؑ سے کہا کہ آپ کو کچھ ان امور سے یاد ہے جو خدا کی جانب سے آپ کے پیغمبرؑ کے ہیں؟ فرمایا ہاں۔ اور اللہ تعالیٰ مریمؑ پر رحم فرمادے کی۔ اور جب اس آیت تک پہنچے دھڑکی اٹھائی۔

یَجِدُ عِ الْخَلْفَةِ سَاقَطًا عَلَیْهَا رُطْبًا جَنِيًّا فَيَكُلُ حَتَّى يَذْوِبَ وَفِي عَيْنَيْهِ سَحَابَةٌ مَرِيَّةٌ وَهُوَ
 جس کو شکر نہاشی اور تمام طالعے نکلنے کے بعد اس کے دہار میں حاضر تھے مسجد میں گرہ سے اور بہت
 روئے۔ نہاشی نے کہا ہر جا آپ لوگوں کو اور اس ذات بابرکات کو جس کے پاس سے آپ لوگ آئے ہیں۔
 نہیں گوارا ہی دیتا ہوں کہ وہ خدا کے رسولؐ اس صافہ دی وں جنگی ہندت بیٹھے بن مریمؑ نے دی تھی ساگر
 میری بادشاہی کے امور و فراموش مانع نہ ہوتے تو بیشک میں چلتا اور ان کی نعلین اٹھاتا۔ آپ لوگ اپنے مقام
 پر جائے کہ آپ بائیں دہے خوف ہیں اور کسی کو آپ پر دسترس نہیں ہو سکتا۔ اور حکم دیا کہ ان کے لئے کھانا
 اور لباس حاضر کریں۔ پھر عمرو دھاس نے کہا اے بادشاہ یہ ہمارے دین کی مخالفت ہے لہذا ان کو ہمیں
 واپس دے دیجئے۔ نہاشی نے اس کے منہ پر ایک طانچہ مارا اور کہا خاموش ہو۔ خدا کی قسم اگر اب تھے
 ان کو بڑا کہا تو تجھ کو قتل کر دوں گا۔ اور حکم دیا کہ اس کے ہدیے اس کو واپس کر دیں۔ فرض وہ طعون نہاشی
 کے دربار سے واپس آیا۔ اس کے چہرے سے خون ٹپک رہا تھا۔ کہتا جاتا تھا کہ اے بادشاہ اگر آپ ایسا
 کہتے ہیں تو ہم پھر ان کو زندہ کہیں گے۔ نہاشی کے حجب میں ایک نوٹری کھڑی ہوئی پٹکا جھل رہی تھی دم
 حمادہ کو دیکھ کر فاش ہو گئی۔ عمرو دھاس بھگ گیا جو حمادہ کی طرف سے اس کے دل میں کینہ تھا اس لئے اس نے
 کہا کہ نہاشی کی کینہ تیری دلدادہ معلوم ہوتی ہے کسی کو اس کے پاس بھیج کر اس کو اپنی طرف راغب کر۔
 حمادہ اپنی مخالفت سے اس کے فریب میں آگیا اور کسی کو اس کے پاس بھیجا کینہ نے بھی منظور کر لیا تب عمرو
 دھاس نے کہا کہ کینہ کے فدیر بادشاہ کی خوشبوؤں میں سے کچھ طلب کر کینہ نے اس کی خاطر کچھ خوشبو بھیج دیا
 عمرو اپنی ویرانہ خلوت کے سبب وہ خوشبو اس احمق سے لے کر بادشاہ کے پاس لے گیا اور کہا بادشاہ کی
 حرمت کی رعایت اور اس کی اطاعت ہم پر واجب ہے۔ جب ہم اس کے خاک میں آئے ہیں تو اس کی اطاعت میں
 داخل ہو گئے ہیں لہذا اس کے ساتھ قریب و مکاری اور خیانت نہ کریں۔ اس میرے ساتھی نے بادشاہ کی کینہ
 کے ساتھ سلسلہ عشق و محبت شروع کیا اور اس کو فریب دے کر اس سے بادشاہ کی خاص خوشبو حاصل کر لی
 لہذا میرا لازم تھا کہ بادشاہ کے گوش گزار کر دوں۔ یہ کہا اور وہ خوشبو نکال کر بادشاہ کے سامنے رکھ دی۔
 نہاشی نے وہ خوشبو بھی لایا جس سے اس کو بہت غضبناک ہوا۔ پہلے تو یہ امادہ کیا کہ حمادہ کو قتل کر دے۔ پھر
 سوچا کہ وہ میری امان میں میرے شہر میں آیا ہے اس کا قتل مناسب نہیں ہے۔ اس لئے اپنے جادو گروں سے
 کہا کہ اس کو کسی جادو سے جتنا کہو جو کھل سے ہر طرح سے ماحول کے اس کو بچ سکے باد اس کے حضور تامل
 میں نہ آجائے جس سے وہ فرمانہ ہو گیا اور صحرا میں بھاگ گیا اور حشیوں کے ساتھ رہنے لگا۔ قریش کو
 معلوم ہوا تو اس کی خوش میں لوگوں کو بھیجا تاکہ ایک چشمہ پر اس کی خاک میں بیٹھے۔ جب وہ حشیوں کے ساتھ
 اس چشمہ پر آیا تو لوگوں نے اس کو بڑیا جس سے وہ بہت بہتر اور بڑا اور بڑھنے لگا یہاں تک کہ گریہ و غصہ
 بھی جا بڑھ گیا وہاں سے نا امید ہو کر قریش کے پاس واپس آیا اور کہی سرگردشت بیان کی۔ حضرت جبرائیلؑ
 ہمارے یوں کے ساتھ نہایت عزت و کرامت کے ساتھ نہاشی کے پاس رہتے تھے۔ ہم آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم
 واکہ وسلم نے مدینہ کی جانب ہجرت کی اور قریش سے صلح ہو گئی تو جناب جبرائیلؑ پھر رفتار کے ساتھ مدینہ کی

یہ کہتا ہے کہ اس نے اپنے آپ کو ایک کور سے لے لیا اور اس کی حالت کا بیان کیا

شیخ طبری وغیرہم نے بسندائے معتبرہام جعفر صادق سے روایت کی ہے کہ ایک روز نباشی نے حضرت جعفر طیار کو مع ان کے ہمراہیوں کے بلیاؤں کو لے پہنچے تو دیکھا بادشاہ تخت سے نیچے خاک پر بیٹھا ہوا ہے اور پرانے کپڑے پہنے ہوئے ہے۔ جناب حضرت کہتے ہیں ہم نے یہ حال دیکھا تو ہم خوفزدہ ہوئے اس نے ہم سے چہروں پر تیز دیکھا تو کہا میں اس سے خدا کی حمد اور اس کا شکر کرتا ہوں جس نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد کی اور میری آنکھیں ان کی نصرت سے روشنی کیں۔ کیا آپ لوگ خوشخبری سننا چاہتے ہیں میں نے یہاں ضرور بیان کیجئے۔ اس نے کہا اچھی اچھی میرے ایک جاشوس نے آکر بیان کیا کہ حق تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کی مدد کی اور ان کے بہت سے دشمنوں کو ہلاک کیا۔ خود غلوں مارے گئے اور غلوں قتل ہوئے۔ ان کی ملک ایک دادی میں موفی جس کو بند رکھتے ہیں۔ گویا میں اس دادی کو دیکھ رہا ہوں جس میں اپنے آقا کی گوسفندیں چرایا کرتا تھا جو بنی ضرہ میں تھا۔ جعفر نے کہا اے نیک بادشاہ آپ زمین پر کیوں بیٹھے ہیں اور نہ اپنے کپڑے کیوں نہیں رکھے ہیں؟ اس نے کہا اے جعفر! ہم نے انجیل میں پڑھا ہے کہ جب خداوند جواد بندے کو کوئی نعمت عطا فرمائے تو بندہ پر ہندم ہے کہ اسے وقت اس کا شکر ادا کرے۔ اور اسی انجیل میں یہ بھی ہے کہ خدا کے نزدیک کوئی شکر تو واضح اور فروتنی سے بہتر نہیں ہے۔ لہذا پیغمبر خدا کی نعمت فتح کے شکر میں نہیں نے یہ تو واضح و فروتنی اختیار کی ہے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ واقعہ سنا اپنے اصحاب سے فرمایا کہ صدقہ صاحب مال کے مال کو نیا دہ کرتا ہے۔ لہذا تم لوگ بھی صدقہ دیا کرو تاکہ حضرت احدیت تم پر رحمت زیادہ کرے۔ اور فروتنی مرتبہ اور تہمت کی طندی اور زیادتی کا سبب ہوتی ہے لہذا تم بھی فروتنی اختیار کرو تاکہ خداوند کریم تمہارے دل سے ہندم کے اور صاف کرنا عزت کی زیادتی کا سبب ہے لہذا لوگوں کی خطائیں صاف کر دیا کرو تاکہ خدا تم کو جزا دے۔

شیخ طبری اور قطب راوندی وغیرہم نے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نباشی کو حضرت جعفر اور ان کے اصحاب کے بارے میں ایک خط لکھا جو بن امیر غمری کے ہاتھ بھیجا جس کا مضمون یہ تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ خط ہے خدا کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے نباشی بادشاہ جہنم کے نام ہے۔ خدا کی تم پر سلامتی ہو۔ میں خالصہ قدس مومن جبین کی حمد کرتا ہوں اور اسی دیتا ہوں کہ جیسے پسو موم اللہ مدح خدا ہی اللہ مدح خدا ہی۔ خالصہ لہی رگز بد اور خلق کی بھائی طرح کو موم کی جانب اتار دیا جو ایسی لڑکی تھیں جو مردوں سے کتناہ کش تھیں پاک و طاہر نہیں۔ خالصہ لہی کی مردوں کی قربت اور قربانی سے حفاظت کی تھی تو وہ جناب جیسے معاملہ ہو میں جو نہت چوٹے سے پیدا ہوئے۔ خدا نے اپنی برگزیدہ روح ان میں پھونک دی تھی جس طرح حضرت آدم کو اپنی خدمت سے مٹا دیا۔ لہذا کیا اللہ برگزیدہ روح ان میں ڈالی تھی اسے بادشاہ میں تم کو خداوند یگانہ کی طرف دعوت دیتا ہوں جس کا کوئی شریک نہیں ہے اور یہ کہ لوگوں سے خدا کی فرمانبرداری کے ساتھ دوستی کرو اور میری متابعت کرو اور مجھ پر اور ان امور پر جو مجھ پر نازل ہوئے ہیں ایمان لانا۔ بیشک میں پیغمبر اور خدا کی جانب سے بھیجا ہوا ہوں۔ میں نے اپنے بھائی جعفر بن ابی طالب کو چند مسلمانوں کے ساتھ تمہاری طرف بھیجا ہے جب

وہ لوگ تہا سے پاس پہنچیں ان کی جہانماری کرنا۔ سختی و جبر ترک کر دو۔ میں تم کو اللہ تہا سے لشکر کو خدا کی طرف بولتا ہوں۔ میں نے خدا کی رسالت کی تبلیغ کر دی اور خیر خواہی کی جو شرط تھی بجا لایا۔ لہذا میری نصیحت قبول کرو۔ خدا کی سزا میں اس پر جو جوار و ہدایت قبول کرے۔ نجاشی نے اس خط کا یہ جواب لکھا: بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ خط جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے رسول کی جانب سے کجاشی پسرا صبح کی جانب سے۔ اسے پیغمبر خدا آپ پر اس خدا کی جانب سے سلام اور رحمتیں اور برکتیں ہوں جس کے سوا کوئی خدا نہیں اور جس نے بھوکہ اسلام کی جانب ہدایت فرمائی۔ یا رسول اللہ آپ کا خط مجھ کو ملا۔ جو کچھ آپ نے جناب علیؑ کے بارے میں ذکر فرمایا ہے میں خدا نے آسمان و زمین کی قسم کی قسم کھاتا ہوں کہ وہ اس سے زیادہ نہیں جس قدر آپ نے لکھا ہے۔ اور میں نے آپ کے نام کریم کے تمام مضامین کو بھی۔ اور آپ کے پسر عمر اور ان کے ساتھیوں کو نہایت عزت و احترام کے ساتھ اپنے پاس ٹھہرایا ہے۔ اور میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ خدا کے رسولؐ ہیں۔ راستگو اور تصدیق شدہ ہیں۔ میں آپ پر ایمان لایا۔ اور آپ کے پیغمبرؐ کے ہاتھ پر آپ کی بیعت کر لی اور مسلمان ہو گیا ہوں۔ یا رسول اللہ میں اپنے لشکر کے آپ کے پاس بھیجتا ہوں اور صرف اپنی ذات پر مجھے احتیاء ہے۔ اگر آپ کا حکم ہو تو میں خدمت میں حاضر ہو جاؤں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کا تمام فرمان حق ہے۔ غرض نجاشی نے حضرت کی خدمت میں اپنے بیٹے اور مارے بطلیہ جناب ابراہیمؑ کی والدہ ماجدہ کو آپ کے لئے روانہ کیا۔ اور ایک گروہ کو ان کے ساتھ کیا جو آپ کے پاس آکر مسلمان ہوئے اور واپس گئے۔

روایت ہے کہ جناب ابو طالبؑ نے نجاشی کو ایک خط لکھا جس میں اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد کی ترغیب و تحریص کی تھی اور چند اشارے کئے تھے جن کا مضمون یہ ہے کہ اسے بادشاہ حبشہ نجد کو معلوم ہونا چاہیے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب موٹی و سیح بن مریمؑ کے مانند پیغمبر ہیں اور خدا کی جانب سے ہدایت ملنے میں جس طرح وہ انبیاءؑ تھے۔ اور تم حضرت کے لواحقین صلوات درستی اپنی کتابوں میں پڑھتے ہو۔ لہذا خدا کے ساتھ کسیکو شریک مت کر دو اور اسلام قبول کر دو جوارہ حق ہے اور روشن و ظاہر ہے۔ تاریک و پوشیدہ نہیں ہے۔

بسنہ متہر ای ہادیہ نے حضرت امام حسنؑ عسکری سے روایت کی ہے کہ جب جناب جبریلؑ اپنے آنحضرتؐ کو نجاشی بادشاہ کی وفات کی خبر پہنچائی تو آنحضرتؐ نے رنج و اندوہ کے سبب گریہ فرمایا اور کہا تھا میں نے یہاں اس کے آج رحمت الہی سے حاصل کیے۔ پھر آنحضرتؐ جمیع کے قبرستان سے باہر آئے اور خلیفے تمام بلند ترینوں کو پست کیا یہاں تک کہ آنحضرتؐ نے حبشہ میں ان کے جنت کو دیکھا اور ان پر نماز پڑھی اور سنا کہ میری کہیں سبکی روایت شیخ طبری نے بھی جابرؑ انصاری اور ابن عباسؑ وغیرہ سے کی ہے جس میں یہ بھی ہے کہ جب آنحضرتؐ نے نجاشی کی میت پر نماز پڑھی تو منافقوں نے کہا جس میں کے ایک عیسائی پر نماز پڑھتے ہیں جس کو کبھی دیکھا بھی نہیں اس سے وقت ختم ہونے ان کی تکذیب میں یہ آیت نازل فرمائی وَ اِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ لَمَنْ يُؤْتِي مِنْ دَالِ اللَّهِ وَقَدْ اُنْزِلَ اِلَيْهِ الْكِتَابُ وَمَا اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ خَاشِعِينَ يَلْتَوُونَ وَ اَمَّا

لکھنا کہ نام آنحضرتؐ کا تھا اور کجاشی کی طرف سے جواب۔

جناب علیؑ کا خط نجاشی کے نام۔

دکتاب پھر نازل ہوئی ہے اور جو کتاب ان پر نازل ہوئی ہے وہ سب میں ایمان رکھتے ہیں اور خدا کے سامنے
سر جھکا کر ہونے میں اور خدا کی آیتوں کو دنیاوی قصویٰ قیمت پر نہیں فروخت کرتے ایسے ہی لوگوں کیلئے
ان کے پروردگار کے پاس بہتر اجر ہے۔ بیشک خلافت جلد قیامت کے بعد طلانی کا حساب کرنے والا ہے۔
علینیؑ ابن بابویہ رحمہ اللہ شیخ طبری ذخیرہ ہم نے بطریق مستبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ
جناب جعفرؑ فتح خیبر کے روز حبشہ سے روانہ ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں واپس
ہائے حضرت بہت مسرور ہوئے۔ اور فرمایا کہ میں نہیں کہہ سکتا کہ کس نام پر زیادہ خوشی کا اظہار کروں۔
خبر کی فتح پر یا جعفرؑ کی واپسی پر۔ جب حضرت جعفرؑ آئے تو حضورؐ نے ان کو گلے سے لگایا اور ان کی بڑی محبت
کی۔ اور فرمایا کیا تم چاہتے ہو کہ تم کو کچھ عطا کروں کیا تم چاہتے ہو کہ تمہیں کچھ بخشوں کیا تم چاہتے ہو کہ تم پر
کچھ نازل کر دوں عرض کی ضرور یا رسول اللہ! یہ سن کر لوگوں نے کہا کہ شاید خیبر کی نصیبت سے سونپا
چاندی زیادہ سے زیادہ حضرت عطا فرمائیں گے اور گردنیں اٹھا کر دیکھنے لگے کہ ان کو کیا عطا فرماتے ہیں
حضرت نے جعفرؑ سے فرمایا کہ میں ایسی چیز تم کو دیتا ہوں اور ایسا عمل تم کو تسلیم کرتا ہوں کہ اگر ہر روز کہتے رہو گے
تو تمہاری دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے سب سے بہتر ہوگا۔ یا بیٹے میں ایک مرتبہ سال میں ایک مرتبہ بھی
بجلاؤ گے تو جس قدر گناہ اس صمدیان میں ہو گئے ہوں گے سب بخش دیئے جائیں گے پھر نماز تسلیم فرمائی
جو نماز جعفرؑ طیار کے نام سے مشہور ہے۔

شیخ طبری نے روایت کی ہے کہ حضرت جعفرؑ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کے ساتھ
جو حبشہ میں تھے مع بائستہ افراد اہل حبشہ اور اتنی اشخاص اہل شام کے جن میں بھی اراہب بھی تھا
روز فتح خیبر حضرت کی خدمت میں آئے۔ حضرت نے ان کے سامنے سہۃ لیس کی عکاس فرمائی۔ وہ بہت
روئے اور لوگ کس قدر ہلکا ہوا ہے اس سے جو حضرت علیؑ پر نازل ہوا تھا اور سب کے سب
ایمان لائے اور واپس گئے۔

چھبیسواں باب

آنحضرت کا شب بیدار طلب میں مصروف ہونا وہاں سے واپس آنا انصار کا بیعت کرنا حضرت ابوطالب اور جناب خدیجہ کی وفات اور ہجرت مدینہ سے پہلے تک آنحضرت کے تمام حالات

شیخ طبری اور قطب رادندی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ نبوت کے آنے میں سال جب کفار قریش و مشرکین مکہ نے دیکھا کہ حضرت حمزہؓ بھی مسلمان ہو گئے اور یہ کہ نجاشی نے ہاجرین کی حمایت کی اور وہ خود بھی ایمان لے آیا اور حضرت ابوطالبؓ اور اکثر بنی ہاشم نے آنحضرت علیہ السلام کی حمایت کی اور یہی پوری کوشش مشاہدہ کی اور عرب کے اکثر قبیلوں میں اسلام بچھنے لگا اور آنحضرت کی حقیقت اکثر و بیشتر لوگوں پر واضح ہوئی تو وہ لوگ بہت مضطرب ہوئے اور شرک و حسد کی آگ ان کے سینوں میں بجوگ اٹھی۔ حالانکہ وہ بھی جو ان کے مشورہ کی جگہ تھی جمع ہوئے اور آنحضرت کی عداوت و ایذا رسانی پر سب نے اتفاق کیا اور قسم کھالی اور ایک عہد نامہ لکھا کہ بنی ہاشم کے ساتھ نہ کھائیں گے نہ کلام کریں گے نہ خرید و فروخت کریں گے نہ ان کو اپنی بیٹی دیں گے نہ ان کی بیٹی لیں گے تاکہ وہ لوگ مجبور و پریشان ہو کر آنحضرت کو ان کے حوالے کر دیں اور حضرت کو قتل کر دیں۔ اور اتفاق ماسے سے یہ بھی طے کیا کہ جس وقت آنحضرت پر قابو حاصل ہوا ان کو قتل کر دیں جب ان کے اس عہد و پیمان کی اطلاع حضرت ابوطالب کو ہوئی تو آپ نے بنی ہاشم کو جمع کیا جو چالیسٹن ازخماص تھے۔ اور فرمایا کہ اگر دشمن کی جانب سے قتل دیکھا تو علیہ السلام قاتل و قاتلہ کے گھمسان میں ایک کاٹنا بھی چھو تو کعبہ و حرم کی قسم تم سب کو قتل کر دوں گا اور آنحضرت اور تمام بنی ہاشم کو لے کر اس قتل میں جس کو شب بیدار کہتے ہیں جاؤ گے اور وہ دن کے دونوں اطراف کو بند کر دیا اور شب و روز آنحضرت کی حفاظت کرنے لگے۔ رات کے وقت اپنی تلوار کھینچے ہوئے جبکہ آنحضرت آرام میں ہوتے پروانہ کے مانند اس صبح نبوت کے گرد گھومتے۔ رات کے شروع میں صبحت کو ایک جگہ سواتے۔ ایک گھڑی کے بعد اپنے عزیز ترین فرزند علیؓ کو اپنی طالب کو ان کی جگہ بٹا دیتے اور صبحت کو وہ سری جگہ سواتے تاکہ اگر ابتدائے شب میں کسی نے حضرت کو دیکھا ہو اور ایذا پہنچانا چاہتا ہو تو حضرت کو کوئی ضرر نہ پہنچے بلکہ ان کی اولاد و قربان ہو جائے اور امیر المؤمنینؓ بھی ہر رات نہایت خوشی سے اپنی جان آنحضرت پر فدا کرتے تھے۔ اس سب طرح جناب ابوطالبؓ آنحضرت کی پاس بانی کیا کرتے تھے اور دن کے وقت اپنے بزرگوں کو اور اپنے بھائیوں کے فرزندوں کو آنحضرت کی حفاظت پر تعینات رکھتے یہاں تک کہ یہ لوگ بہت تنگ و پریشان ہوئے۔ اور جو شخص اہل عرب میں سے کہ میں آتا اس کی مجال نہ تھی کہ بنی ہاشم کے ساتھ کوئی چیز فروخت کر سکتا۔ اور جو شخص کچھ فروخت کر دیتا تو شش کہیں کہ اس کا تمام مال مسلمان

کوٹ پہنچے۔ ابو جہل، عامر بن دناہ، انصر بن حارث اور حنظلہ بن ابی عامر کے ماسترہ رہتے تھے اور
 تاجروں کو منہ کرتے کہ کئی چیز بنی ہاشم کے ہاتھ فروخت نہ کریں اور ان کو دھمکاتے تھے کہ اگر وہ کچھ ان کے ہاتھ
 پہنچیں گے تو ان کا دل کوٹ لیا جائے گا۔ حضرت خدیجہ بہت مالدار تھیں وہ شیب میں آنحضرت کے لئے صرف
 کیا کرتی تھیں۔ اور مشرکین نے جو عہد نامہ لکھا تھا اُس پر سب نے اتفاق کیا تھا سوائے طلحہ بن عدی کے اُس نے
 کہا یہ ظلم ہے اور میں اس میں شریک نہیں ہو سکتا اس عہد نامہ پر چالیس دس لاکھ قریش نے دستخط کیے
 اور اس کو پست کر کےہ میں لٹکا دیا ابوہلب نے بھی ان کی متابعت کی آنحضرت ہرچ و عمر کے زمانہ میں شیب
 سے باہر آتے اور اُن قبائل عرب کے درمیان گھومنے جھگڑنے کے لئے آتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں حق تمہارے
 کی جانب سے میراث ہوا ہوں اور تم سب کو اپنے دین کی دعوت دیتا ہوں۔ میرے دین کو قبول کرو اور دشمنوں
 کے شر سے میری حفاظت کرو میں تمہارے لئے بہشت کی ضمانت کرتا ہوں۔ اور ابوہلب آنحضرت کے پیچھے
 پیچھے گھومتا اور کہتا اس کی بات مت مانو یہ میرے بھائی کا لڑکا ہے بڑا کذاب اور جاہل و گمراہ ہے۔ غرض اسی
 صورت سے چار سال گزرے اور وہ لوگ دنہ میں محصور رہے اور سوائے موسم حج کے باہر نہیں نکل سکتے تھے
 سال میں دو مرتبہ جہاز ہوتا تھا ایک مرتبہ بلو رجب میں جو کہ موقع پر دوسرے بلو ذی الحجہ میں حج کے موقع
 پر۔ بنی ہاشم ان دونوں موسموں میں ذرہ سے باہر آتے اور خرید و فروخت کر کے پھر دنہ میں چلے جاتے تھے۔
 درمیان میں خوادقنی ہی ضرورت ہوتی بھوکے جوتے مسلمان ختم ہو جاتا مگر قریش کے خوف سے باہر نہیں
 نکلتے تھے۔ ایک مرتبہ قریش نے جناب ابوطالبؑ کے پاس پیغام بھیجا کہ آپ محمدؐ صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
 ہمارے یہاں کر دیں ہم اس کو قتل کر دیں۔ پھر آپ کو اپنا بادشاہ بنالیں گے۔ جناب ابوطالبؑ نے قصیدہ
 لامیرہ اُن کے جناب میں کہا جس میں آنحضرتؐ کی بہت مدح و ثنا کی ہے اور آنحضرتؐ کی نبوت پر اپنا اعتقاد ظاہر
 کیا ہے اور بیان کیا ہے کہ جب تک میں زندہ ہوں آپ کی مدد نصرت سے ہاتھ نہ اٹھاؤں گا۔ جب قریش نے
 یہ قصیدہ سننا ابوطالبؑ کی طرف سے ناامید ہو گئے۔ ابوالحسنؑ بن ریح جو حضرت کا داماد تھا گندم اور خرما
 اونٹوں پر بار کو کے لاتا اور دنہ کے باہر سے اونٹوں کو مہکا تا وہ دنہ کے اندر داخل ہو جاتے تھے۔ مسلمان
 آپہرے آتار لیا جاتا اور پھر وہ اونٹ باہر آ جاتے تھے۔ اسی لئے آنحضرتؐ نے ابوالحسنؑ کے بارے میں فرمایا
 کہ اُس نے حق دلاوی کی رعایت کی۔ مختصر یہ کہ بنی ہاشم پر شدت و تکلیف کی انتہا ہو گئی اور حالت
 یہاں تک پہنچی کہ اُن کے بچوں کے رونے اور مرنے کے سبب اکثر راتیں اٹلی کتے پر جا گئے گزرتیں اور وہ
 سوہ سکتے تھے۔ ان میں سے اکثر اپنے اس عہد پر پشیمان ہوتے اور چونکہ عہد نامہ لکھ چکے تھے اُس کے
 خلاف نہیں کر سکتے تھے۔ جب وہ صبح کو کعبہ کے پاس پہنچ جوتے اور ایک دوسرے کے حالات پوچھتے تو بعض
 ان میں سے کہتے کہ رات بھوک کے سبب بنی ہاشم کے بچوں کے رونے سے ہم کو نیند نہیں آتی۔ یہ امر بعض
 محسنوں کے وطن وطن کا باعث ہوتا اور بعض متاثر اور تادم ہوتے۔
 تفسیر نام حسن عسکریؑ میں مذکور ہے کہ جب کفار قریش نے آنحضرتؐ پر شدت کی اور آپؐ نے شیب پہنچا
 لے جناب خدیجہؓ کے پہلے شوہر کی شہادت میں کو بیابانی ہوئی تھی۔ (مترجم)

میں پہنچا لی تو قریش نے کچھ لوگوں کو شعب کے دو سارے ہم پاس جانی کے لئے مقرر کیا تاکہ وہ لوگوں کو کچھ کھانے پینے کا سامان ان لوگوں تک پہنچانے سے روکیں۔ حضرت کے اصحاب بہت تنگ اور پریشان ہو کر حضرت کے ساتھ کیلکی کشاکش کرتے۔ حضرت کو دافراتے تو خداوند کریم بنی اسرائیل کے من و سلوے سے بہتر نعمت ان کیلئے بھیجتا تھا ان لوگوں میں سے جو شخص جس چیز کی آرزو اور خواہش کرتا ہوئے، طوسے، عمدہ کھانے اور لباس وغیرہ ان کے لئے آجاتا۔ ان لوگوں نے قحط کی تنگی کی شکایت کی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اہل بیت سے پہاڑوں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ دور دور ہو جاؤ۔ وہ دور دور ہو گئے یہاں تک کہ اُس دورہ میں صحرا کے مانند میدان ایسا ہو گیا کہ نہاں ہاں مس کے کٹاؤں تک نہیں پہنچ سکتی تھیں۔ پھر حضرت نے اپنے اہل بیت سے اشارہ کیا اور فرمایا کہ خداوند جو کچھ درخت، میوے، پھل، پھول اور سبزے وغیرہ تمہارے اندر پوشیدہ کر رکھا ہے عمدہ امدان کے اصحاب کے لئے باہر نکالو۔ تو وہ صحرا آنحضرت کے اعجاز سے طراز میں گیا جس میں بہت سی نہریں، پھل، درخت جن میں طرح طرح کے میوے، لکڑی، برتنے تھے ترو شاہاب سبزے، فتنے ختم کے دلکش و خوبصورت گل دریا میں پیدا ہو گئے کہ بادشاہان معنے زمین میں سے کسی کو سیر نہ ہوتے تھے غرض اصحاب آنحضرت وہ پھل بعد میوے کھاتے امدان نہروں کے پانی پیتے اور شکر خدا بجا تھے۔ جب ان کے جسم کے کپڑے پھلے ہو جاتے حضرت سے عرض کرتے حضور فرماتے عمدہ اور آل طاہرہ پر دور دور بھیجا کہ کپڑے بدل دو اور ہاتھ پیر و جیسے پہنے ہوئے ہو۔ تو سفید اور پاکیزہ ہو جائیں گے اور تمہارے دلوں سے غم اور کدورتیں نائل ہو جائیں گی۔ وہ لوگ ایسا ہی کرتے اور ان کے کپڑے نئے اور پاکیزہ ہو جاتے امدان کے ہاتھوں سے میل اور کشاف دور ہو جاتی اور ان کے دل امدہ و ملم سے رہا ہو جاتے۔ وہ لوگ کہتے کہ کس قدر حیرت کی بات ہے کہ ہم نے آپ پر اور آپ کی آل پر دور دور بھیجا تو یہ عظیم اجر ہمارے لباس نیا ہوا اور کٹافوں سے پاک ہو گئے۔ حضرت فرماتے ہیں کہ عمدہ و آل عمدہ پر دور دور بھیجا تمہارے دلوں کو کینہ اور صفت و حسرت سے اور تمہارے ہاتھوں کو گناہوں کے لوٹ سے اُس سے زیادہ پاک کر دیتا ہے جیسے تمہارے کپڑے صاف و پاک ہو جاتے ہیں۔ بلکہ تمہارے کپڑوں سے زیادہ تمہارے نام و عمل کو گناہوں سے صاف و پاک کر دیتا ہے اور نیکیوں سے زیادہ نعلانی کر دیتا ہے۔

سابقہ مشہد دعائوں میں مذکور ہے کہ چار سال اور ایک روایت کے مطابق تین سال بعد روایت ہے وہ سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے ہمراہیوں پر اسی تکلیف و شدت میں گزرتے اس کے بعد حق سبحانہ و تعالیٰ نے ان کے صحیفہ طہورہ پر جسے کعبہ میں پوشیدہ کر رکھا تھا ایک مسلط کردی جس نے سوائے خدا کے نام کے جو کچھ اُس کاغذ میں تھا چاٹ ڈالا۔ حیرت نے اس کی اطلاع آنحضرت کو پہنچائی، حضرت نے ابو طلحہ سے کہا۔ حضرت ابو طلحہ نے یہ سن کر اپنے لباس پہنے اور مسجد الحرام کی جانب چلے۔ جب آپ مسجد میں داخل ہوئے وہاں ان کا پر قریش موجود تھے۔ ان لوگوں نے حضرت ابو طلحہ کو دیکھ کر آپس میں کہا کہ ابو طلحہ عمدہ کی حمایت سے عاجز آگئے اور اب اس لئے آئے ہیں کہ عمدہ کو ہمارے میز پر درویش۔ جب حضرت ان کے قریب پہنچے تو وہ لوگ تعظیم کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور بولے کہ ہم تمہارے کھانے کو ہم سے اتنا دور صلح کرنے

آئے ہیں اور اپنے بھتیجے کو اب ہمارے سپرد کر دیں گے۔ ابو طالب نے فرمایا خدا کی قسم اس واسطے نہیں آیا ہوں لیکن میرے بھتیجے نے مجھے خبر دی ہے اور میں جانتا ہوں کہ اس نے جھوٹ کہی ہے۔ اس نے بتایا ہے کہ خداوند کریم نے تمہارے مومنہ بیٹے پر جس میں تم نے ہر طرح کے ظلم و ستم پر عہد کیا ہے، ایک واسطہ کر دیا جس نے تم خدا کے ساتھ کچھ اس میں قصاص کر دیا کہ تمہیں چھوڑا ہے۔ لہذا اس بیٹے کو منگاؤ اور دیکھو۔ مگر اس کا بیان سچ ہو تو خدا سے ڈرو اور ظلم و جبر اور ظلم و جبر سے باز آ جاؤ اور اس کی یہ خبر غلط ثابت ہو تو میں اس کو تمہارے حوالے کر دوں گا۔ تم چاہے اس کو مار ڈالتا چاہے زندہ چھوڑ دینا۔ انہوں نے کہا آپ نے ہمارے ساتھ انصاف کیا کہ کیونکہ کبھی کروہ عہد نامہ منگاوا۔ اپنی جہوں پر مستعد موجود ہیں جب اس کو کھو اسی طرح پایا جیسے حضرت نے فرمایا تھا۔ قریش نے اپنے مردوں کو جھکا لیا۔ جناب ابو طالب نے فرمایا: قوم خدا سے ڈرو خدا اس ظلم سے ہاتھ اٹھا لو اور شب میں وہیں آگئے۔ قریش کے کچھ لوگ جو پہلے سے نادار تھے جیسے معلوم ہو صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس وقت سے بہتر بنائے اور ان کے ہم اس نامہ کے عہد و پیمان سے نیراز ہیں قریش کے اکثر لوگ ان کے موافق ہو گئے اور عہد نامہ کو بھار ڈالا اور جیل میں ہر چند چاہا کہ وہ باقی رہے مگر نہ پاسکا۔ پھر بنی اشتم شب سے واپس آ کر اپنے اپنے مکانات میں قیام پذیر ہوئے۔ خداوند کے بھلا ابو طالب بیمار ہوئے اور آپ کے انتقال کا وقت قریب آ گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا یہ حال دیکھ کر فرمایا کہ چچا جان آپ نے مجھ میں میری تربیت فرمائی اور عالم۔ جی میں میری کفالت کی۔ میری جوانی میں مدد کی۔ خدا آپ کو میری جانب سے بہترین جزا دے۔ میں اس وقت آپ سے ایک آئندہ رکھتا ہوں اگر آپ قبول فرمائیں تو میری آنکھوں کی ٹھنڈک کا باعث ہو اور آپ کی غرض یہ تھی کہ لوگ جان لیں کہ وہ مسلمان ہو چکے ہیں اور صرف آنحضرت کی محبت میں مسلمان نہیں ہوئے۔ یہ شکر جناب ابو طالب نے ظہر بڑھا دیا اپنے اسلام کا اظہار فرمایا اور پیغمبروں کی کلمات میں ابراہیمؑ کی وصیتیں ان کے سپرد کیں اور برکت الہی حاصل ہوئے۔ آنحضرت آپ کے جنازہ کے ساتھ مدینے ہوئے ساتھ تھے۔ فرماتے تھے: میں چچا آپ نے صلی رحم کیا خدا آپ کو میرے خیر عطا فرمائے۔ شہر یہ ہے کہ حضرت ابو طالب کی وفات نبوت کے دسویں سال واقع ہوئی۔ آپ کی وفات کے ایک مہینہ سا تھ بعد یا نہیں بعد چار چھ مہینے عالم قدس کی جانب رجعت کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بچے یہ حالت میں تھے کہ آپ کو سخت صدمہ پہنچا۔ کیونکہ وہ دونوں فدا ہوتے مگر سر اسلام کی اشاعت میں آپ کے عزیز صحابہ و صحابہ کرام تھے اور خدا تعالیٰ اور ملکوتوں میں حضرت کے مونس و ملگستھے۔

شیخ طبرستان نے ایہ عباس سے روایت کی ہے کہ حضرت ابو طالب کی وفات ہشت کے دسویں سال ہوئی اور تین سال کے بعد جناب خیر بیٹے نے وفات پائی۔ حضرت نے اس سال کا نام عام الحزن رکھا یعنی غم و اندوہ کا سال۔ ایہ تاریخ سے روایت کی ہے کہ جناب خیر بیٹے کی وفات کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

لے معلوم ہوا کہ جناب ابو طالب جنت خدا اور صلی اللہ علیہ وسلم سے تھے (مترجم)

نے اُن سے فرمایا کہ مجھ پر تمہارا یہ حال بہت تکلیف دہ ہے۔ جب تم اپنے مکان پر بہشت میں پہنچنا تو وہاں کے لوگوں کو میرا سلام کہہ دینا۔ جناب خدیجہؓ نے فرمایا کہ میں نے حضرتؐ سے فرمایا وہ مریم بنت عبدالمطلبؓ کی بہن کھنومؓ اور زحرہؓ کی زوجہاں سیٹھ ہیں کہ یہ بہشت میں میری زوجہ ہوں گی جو تمہارے ساتھ رہیں گی۔ جناب خدیجہؓ نے عرض کی یا رسول اللہؐ آپ کو مبارک ہو۔ اور مشہور ہے کہ وہاں کے وقت جناب خدیجہؓ کی عمر پینسٹھ سال تھی۔ حضرتؐ نے ان کو جوں میں دھنسا دیا۔ پہلے ان کی قبر میں خود لیٹے پھر ان کو دفن کیا۔

کعبی نے بسند حسن حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت ابو طالبؓ کی وفات ہوئی جبریلؑ تازل ہوئے اور کہا یا محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اب تم سے ہجرت کیجئے کیونکہ اب مکہ میں آپؐ کا کوئی ناصر و مددگار نہیں رہا۔ قریش نے آنحضرتؐ پر پورے ریش کی اور آپؐ اُن سے علیحدہ ہو کر مکہ کی ایک پہاڑی پر چلے گئے جس کو حجون کہتے ہیں۔

عاشق نے انہی حضرتؐ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہشت کے بعد تین سال تک مکہ میں کفار قریش سے پوشیدہ رہے اور ان کے ساتھ سولہ امیر المؤمنینؓ اور خدیجہؓ کے کوئی نہ تھا یہاں تک کہ خدا نے ان کو حکم دیا کہ اپنے دین کو ظاہر کریں اور مشرکین کی پروا نہ کریں۔ اس وقت آنحضرتؐ قبائل عرب پر ظاہر ہو کر ان سے مدد کے طالب ہوئے۔ لیکن وہ کہتے تھے کہ تم جھوٹے ہو ہمارے پاس سے چلے جاؤ۔ اور شیخ طبرسی نے روایت کی ہے کہ حضرت ابو طالبؓ کی وفات کے بعد آنحضرتؐ پر قریش کی ہتھیاریاں نہ ہونے لگیں تو آپؐ طائف کی طرف چلے گئے تاکہ ان کو دین حق کی دعوت دیں۔ وہاں قبیلہ ثقیف کے تین رئیسوں سے ملاقات ہوئی جو ایک دوسرے کے بھائی تھے یعنی عبدالمطلبؓ اور عبدالمطلبؓ۔ حضرتؐ نے ان کو اسلام کی دعوت دی اور اپنی قوم کی ایذا رسانیوں کی اُن سے شکایت کی اور وہ دیکھا ہوا ہوش فرمائی۔ ان لوگوں نے سختی سے جواب دیا اور اپنی قوم کو آنحضرتؐ کی مذہب سے ہٹا دیا اور وہ اپنے آپ کے راستہ میں کھڑے ہو گئے۔ حضرتؐ جس طرف جاتے وہ آپؐ پر پتھر پھینکتے یہاں تک کہ آپؐ کے ہاتھ اقدس زخمی ہو گئے اور خون جاری ہو گیا۔ آخر ایک بارش میں ایک درخت کے نیچے آپؐ نے پناہ لی۔ وہاں آپؐ نے عقیدہ شیعہ کو دیکھا۔ ان کی دعاؤں سے چونکہ واقف تھے لہذا ان کو دیکھ کر اندر رنجیدہ ہوئے۔ ان کا ایک فلام عباس اہل بینا میں سے تھا۔ ان دونوں نے اس کو ایک طبق میں مانگو دے کہ حضرتؐ کے پاس بھیجا۔ عباس حضرتؐ کی خدمت میں آیا تو آپؐ نے اس سے دریافت کیا کہ تم کس شہر کے رہنے والے ہو۔ عباس نے کہا شہر نینوا کا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا خدا کے نیک بندے یونس بن متىؑ کے شہر کے ہو پھر حضرتؐ یونسؑ کا قصہ اُس سے بیان کیا اور اس کو اسلام کی دعوت دی۔ حضرتؐ کسی کو دعوت اسلام دینے میں حقیر نہیں سمجھتے تھے بلکہ شریف و صبیح ہندہ اور آزاد ہر ایک کو تبلیغ رسالت میں یکساں قرار دیتے تھے۔ چونکہ عباس عالم تھا اور سابقہ کتابیں پڑھتے ہوئے تھا۔ حضرتؐ کے علم و کمال اور نیک خصلتوں سے آگاہ ہوا تو ایمان لایا اور حضرتؐ کے خون اقدس پائے اقدس پر گر کر مر گیا۔ حضرتؐ کے قدموں کو چومتا تھا انھیں ملتا تھا۔ پھر ان مولوں کے پاس واپس آیا تو وہ پوچھے کہ کس لیے محمدؐ کو

گورنے سمجھا کیا حال تکریم نیر سے آقا ہیں مگر تو نے ہم کو کبھی بھلا نہیں کیا۔ اُس نے کہا ان کی عظمت و جلال سے میں واقف ہوں۔ بعد کو ان کی معرفت حاصل ہو گئی اپنے دل کو ان کی محبت سے بہرہ یز پایا۔ وہ دونوں ہنسنے اور بولے اُس کے فریب میں مت آنا کیونکہ وہ جاہ و گرہ ہے۔ اور ایں شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت طائف میں پہنچے دیکھا کہ وہ دونوں طعون کر رہے ہیں حضرت کو دیکھ کر بولے وہ آ رہے ہیں اب ہمارے سامنے کھڑے رہیں گے۔ لیکن جب حضرت نزدیک پہنچے اُن کی کرسی تنظیم کے لئے بھیجا اور وہ دونوں گہرے توبہ سے کہ تیارا جاہ و اہل کہ پہنچا تو اب طائف میں آگئے۔ ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت زید بن عارثہ کے ساتھ نبوت کے دوسری سال ماہ شوال کے آخر میں طائف گئے۔ دس روز یا کچھ اس مقدس مقام میں قیام فرمایا۔ پھر وہاں سے واپس مکہ کی جانب چلے تو راستہ میں انہوں نے ایک وقت کے نیچے ٹھہرے اور مناجات کی اللہم انی اشکو الیک ضعفا قوی و قلہ حیل و هو انی علی الناس انت ارحم الراحمین انت ربنا المستضعفین وانت لی انی من تکلفی الی یعبدا یتجھضون اوالی عدا و ملائکتہ امری ان لم یرکن علی غضب فلا بالی و نکت عافیتک ہی اوسع لی اعوذ بنور وجهک الذی اشرق لہ الظلمات و صل علیہا من الدنیا والاخرۃ ان یانزل لی طغیبتک او یخزل علی متغیبتک لک العیشی حتی ترغیہ ولا حول ولا قوۃ الا بک یہ دعا مختیوں کے قدر کرنے میں عجیب ہے جب آنحضرت نظر میں پہنچے خداوند عالم نے جنوں کا ایک گروہ حضرت کے پاس بھیجا جو ایمان لایا۔ علی بن ابیہم نے روایت کی ہے کہ جب حضرت طائف سے واپس ہوئے تو عمر کے لئے احرام باندھا اور چاہا کہ مکہ میں داخل ہو لی قریش میں سے ایک شخص کو جو حضرت پر پرشیدہ ایمان لایا تھا آپ نے انہیں میں شریک کے پاس بھیجا اور کہلایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہاری امان میں کہ اگر عمر کا طواف اور سعی کرتا چاہتے ہیں اور خود نیک کے ساتھ فارحان میں پرشیدہ ہو گئے۔ جب اُس کے پاس یہ بیٹا پہنچا اُس نے کہا کہ میں قریش میں سے نہیں ہوں بلکہ اُن کا خلیفہ ہوں۔ مجھے خوف ہے کہ وہ میری امان قبول نہ کریں گے۔ اور میرے لئے تنگ و تنگ کا سبب ہوگا۔ پھر حضرت نے سہیل بن عمرو کے پاس بھیجا اور اُس سے امان طلب کی اُس نے بھی منظور نہیں کیا۔ پھر مطعم بن عدی کے پاس بھیجا۔ مطعم نے کہلایا کہ میں نے آپ کو امان دی۔ کہ میں آئے اور جو کام چاہئے کیجئے۔ اور اپنے رُکون اعضاء و دل اور اپنے بھائی طیبہ کو حضور کیا کہ اپنے اسلحے جسم پر آراستہ کرو۔ اور لوگوں سے کہا کہ میں نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امان دی ہے کہہ کے گرد گھومتے ہو۔ اور امان کی حفاظت کرو تاکہ طواف اور سعی کریں۔ وہ لوگ دس اشخاص تھے جب آنحضرت مکہ میں داخل ہوئے ابو جہل طعون نے کہا اے گروہ قریش اس وقت محمد تنہا آئے ہیں اُن کے حامی و مددگار نہ گئے اب جو چاہو اُن کے ساتھ کرو۔ طیبہ نے اس کی گفتگو سنی تو کہا غرض میرے بھائی نے اُن کو امان دی ہے۔ شکر ابو جہل طعون مطعم کے پاس آیا کہا کیا محمد کے دین میں تم بھی داخل ہو گئے ہو اُس نے کہا نہیں۔ مگر میں نے اُن کو امان دی ہے۔ جب حضرت طواف اور سعی سے فارغ ہوئے مطعم کے

شہید علیہ السلام پر محبت دینے سے قبل کھانا

شہید علیہ السلام پر محبت دینے سے قبل کھانا

انہوں نے اس دعا کو پڑھا

پاس آئے اور فرمایا اے احمد جب تم نے یہ کو مان دی اور مجھ پر احسان کیا اب میں تمہاری امان سے باہر ہوتا ہوں۔ اُس نے کہا کیوں میری امان میں نہیں رہتے کہ قریش آپ کو کوئی غزندہ نہیں پہنچائیں گے۔ حضرت نے فرمایا میں کسی مشرک کی امان میں ایک روز سے زیادہ نہیں رہنا چاہتا۔ یہ سنکر مطعم نے نرا کی کہ عہد امیری امان سے باہر ہو گئے ہیں۔ حضرت ہر موسم میں قاتل عرب کو اسام کی دعوت دیا کرتے تھے اور ان کے گھروں پر جا کر تبلیغ فرماتے تھے۔ بیان کرتے ہیں کہ اسی سال فائشہ اور سودہ ربیعہ کی بیٹی کو آنحضرت اپنے عقد میں لائے۔

علی بن ابیہم نے روایت کی ہے کہ اسام بن زیادہ اور ذکوان بن عبد قیس جو قبیلہ خزرج سے تھے قرۃ مجرب کے موسم میں مکہ آئے۔ اوسس و خویرج دونوں قبیلوں کے درمیان برسوں سے جدال و قتال کی آگ بھڑکی ہوئی تھی۔ اسی درمیان میں رسالت کی لڑائی ان میں ہو چکی تھی۔ اوسس خزرج پر غالب آچکے تھے۔ وہ دونوں مکہ اس لیے آئے تھے کہ قریش کے ہم سوگند ہو کر ان کو اوسس کے خلاف ایسا مددگار بنائیں۔ اسامہ عقبہ بن ربیعہ کا دوست تھا اسکی گھر میں مقیم ہیں اس سے کہا کہ ہمارے ادادوس کے درمیان بڑی سخت لڑائی ہوئی۔ وہ ہم پر غالب آگئے ہیں ہم تم ان کے مقابلہ پر ہم سوگند ہو جائیں۔ عقبہ نے کہا تمہارا ملک ہمارے ملک سے قدام ہے اور میری دست ہم خود ایسے خلفشار میں مبتلا ہیں کہ کسی دوسری طرف متوجہ نہیں ہو سکتے۔ اُس نے پوچھا وہ کیا ہے حالانکہ تم حرم خدا میں ہو اور وہ امن و امان کی جگہ ہے۔ عقبہ نے کہا ایک شخص ہم میں سے نبوت کا دعویٰ کرتا ہے اور ہمارے عقول کو جہالت و حماقت سے نسبت قرار دیتا ہے ہمارے خداؤں کو گامیاں دیتا ہے اور ہمارے خوانوں کو گراہ کر رہا ہے۔ اسامہ نے پوچھا وہ تمہیں کیا سے ہے یا غمروں میں ہے۔ عقبہ نے کہا وہ ہم میں سے ہے بلکہ ہم میں سب سے بہتر ہے وہ عبدالمطلب کا فرزند ہی ہم میں سب سے زیادہ شریف، نجیب اور سب سے زیادہ بلند مرتبہ ہے۔ چونکہ اوسس و خزرج نے بنی قریظہ اور بنی النضیر اور بنی قریظہ کے یہودیوں سے جو ان کے درمیان تھے سنا تھا کہ عفریب ایک پیغمبر مکہ میں ظاہر ہوگا اور مدینہ کی جانب ہجرت کرے گا اور بہت سے عربوں کو اپنے دین میں شامل کرے گا عقبہ سے یہ سنکر اسامہ کے دل میں گورا کہ یہ وہی پیغمبر ہوگا جس کا وہ یہودی تذکرہ کیا کرتے تھے۔ اُس نے پوچھا وہ کہاں ہے۔ عقبہ نے کہا حجاز اسٹیل میں بیٹھا ہے۔ وہ اور اُس کے ساتھی وہ میں رہتے ہیں اور موسم حج و عمرہ میں باہر آتے ہیں۔ اُس کی باتیں مت سنا اور نہ اُس سے گفتگو کرنا کیونکہ وہ جادوگر ہے اور اپنی جادو بیانی سے لوگوں کو مسح کر لیتا ہے۔ یہ واقعہ اُس وقت کا ہے جبکہ بنی ہاشم شعب ابیطالب میں محصور تھے۔ اسامہ نے کہا میں تو عمرہ کی فرض سے آیا ہوں اور مجھے مسجد میں طواف کے لیے جانا ضروری ہے۔ عقبہ نے کہا اپنے کانوں میں روٹی بھر لیتا تاکہ اس کی باتیں نہ سنیو یہ سنکر اسامہ نے اپنے کانوں میں روٹی بھر لی اور مسجد میں داخل ہوا حضرت محمد بنی ہاشم کے ساتھ حجراستیل میں بیٹھے تھے۔ وہ طواف میں مشغول تھا۔ ادا آنحضرت کی طرف سے گورا۔ حضرت نے اس کی طرف نگاہ کی اور میتم فرمایا اُس نے ایک مرتبہ طواف کیا دوسری مرتبہ اُس کے دل میں گندا کہ مجھ سے زیادہ جاہل کوئی نہ ہوگا۔ ایسا معاملہ

مکہ میں ہو رہا ہے اور میں اُس کی حقیقت معلوم نہ کروں اور مدینہ واپس چلا جاؤں۔ یہ سوچ کر کانوں سے
 رُوئی نکل بھینکی۔ پھر حضرتؐ کے قریب آیا تو کہا نعم صبا سحاً۔ یہی ان کا سلام تھا۔ حضورؐ نے اس کی طرف
 سر اٹھا کر دیکھا اور فرمایا خدا نے ہم کو اس سے بہتر سلام عطا فرمایا ہے اور وہ اہل بیثت کا سلام ہے یعنی
 السلام علیکم۔ اس نے کہا ہم کو کس چیز کی دعوت دیتے ہو آپؐ نے فرمایا خدا کی وحدانیت کی دعا اپنی
 پیغمبری کی دعوت دیتا ہوں۔ اور یہ کہ خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اپنے باپ ماں کے ساتھ نیکی کرو اپنی
 اور دو کو فاجر اور پریشانی کے خیال سے مت مارو اور ظاہری اور باطنی گناہوں کو ترک کرو کسی کو ناحق قتل
 مت کرو، بقیوں کا مل مت کھاؤ لیکن جس قدر مباح ہو چیکر کہ وہ خدا پرست ہو نہ پانچویں۔ ناپ تول
 پوری پوری کرو۔ جب بات کرو انصاف اور حق سے کرو، کسی کی رعایت نہ کرو اگرچہ وہ تمہارے عزیز و رشتہ دار
 ہوں یا خدا کے عہد و پیمان کو پورا کرو۔ یہ باتیں ہیں جن کی خاتم کو تعلیم دیتا ہے شائد تم نصیحت حاصل کرو۔
 جب اس نے یہ حکم سنا اُس کے دل میں نور ایمان جلوہ گر ہوا اور سعادت انزل نے اس کو گھیر لیا اور وہ
 بول اٹھا میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا نے واحد کے سوا کوئی خدا نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ خدا کے
 رسولؐ ہیں۔ یا رسولؐ اللہ آپؐ پر میرے ماں باپ خدا ہوں میں قبیلہ خزرج سے ہوں مدینہ کا رہنے والا ہوں
 ہمارے اور قبیلہ اوس کے درمیان عداوت و نزاع قائم ہے اگر خدا آپؐ کے سبب سے ہمارے اور ان کے
 درمیان میں وصل کر دے تو ہمارے نزدیک آپؐ سے زیادہ پیارا کوئی نہیں ہو سکتا۔ میرے ساتھ میری قوم
 کے کچھ لوگ آئے ہیں اگر وہ بھی یہ پیغام قبول کر لیں تو اُمید ہے کہ خدا ہمارے معاملہ کو آپؐ کے بارے میں مکمل
 کر دے گا۔ خدا کی قسم ہم آپؐ کے خیر خواہ پہلے ہی سے ہیں ہم یہودیوں سے سنا کرتے تھے۔ وہ
 آپؐ کے آنے کی خوشخبری ہم کو دیا کرتے تھے اور آپؐ کی بیثت کی خبریں ہم کو سنایا کرتے تھے۔ ہم اُمید کرتے
 ہیں کہ ہمارا شہر آپؐ کی ہجرت کا مقام ہو گا کیونکہ یہودیوں نے ہم سے ایسا ہی بیان کیا ہے۔ میں خدا کا شکر
 کرتا ہوں کہ اُس نے مجھے تو فیق دی کہ میں آپؐ کی خدمت میں پہنچا۔ خدا کی قسم میں اس بے آیتھا کہ قریش کو
 اپنا ہم سو گند بناؤں خدا نے اُن سے بہتر مجھے ذریعہ عطا فرمایا۔ پھر دوکان آیا اس نے اُس سے کہا یہ ہیں وہ پیغمبر
 یہودیوں نے حق کی بشارت دی تھی اور اُن کے اوصاف سے ہم کو آگاہ کیا تھا یہ شکر وہ بھی ایمان لایا اور کہا
 یا رسولؐ اللہ کسیکو ہمارے ساتھ بھیجئے جو ہم کو قرآن کی تعلیم دے اور لوگوں کو دین اسلام کی دعوت دے
 حضرتؐ نے مصعب بن زبیر کو اُن کے ساتھ بھیج دیا۔ وہ تو چھوٹی آدمی تھے، نامزد نعمت سے ملے تھے اُن کے
 باپ ماں اُن کو بہت عزیز رکھتے تھے۔ وہ کسی مکہ سے باہر نہیں گئے تھے۔ وہ جب مُسلمان ہو گئے تو اُن کے اہل خانہ
 انہیں سختیاں کرنے لگے۔ پھر اُن کو مکہ سے نکال دیا تھا۔ وہ حضرتؐ کے ساتھ شعب ابی طالب میں پناہ گزیں تھے
 اُن کا حال بہت خراب ہو گیا تھا اور سختیاں برداشت کرتا اُن کے بیٹے و شول تھا۔ ان کو قرآن کی آیتیں اور
 احکام خدا بہت کچھ معلوم تھے۔ فرض اس وقت کہ ان اور مصعب مدینہ آئے اور اپنی قوم سے آنحضرتؐ کا
 تذکرہ کیا اور حضرتؐ کے اوصاف بیان کئے۔ وہاں ہر قبیلہ کے ایک ایک دو دو اشخاص مسلمان ہوئے گئے
 مصعب اس کے گھر میں مقیم تھے ہر روز قبیلہ خزرج کی مجلسوں میں جاتے اور ان کو اسلام کی دعوت دیتے

تھے امدان کے جوان قبول کرتے رہے۔ جدا شدہ اس کی اس وقت قبیلہ خزرج میں سب سے نمودار اور سرور آدودہ شخص تھا اس و خزرج دونوں نے خلاوت و شہادت کے باعث اتفاق کر لیا تھا کہ اس کو اپنا امیر بنائیں اور ایک تاج اس کے لئے تیار کیا گیا ایک موتی کی تلاش بھی تاکہ اس تاج میں شامل ہو سکے۔ اس کے قبیلہ کے لوگ اس کی نمانت پر اس لئے راضی ہو گئے تھے کہ وہ سخی اور نہایت شریف طبیعت تھا حالانکہ ان کے قبیلہ کا یہ تھا اس لئے کہ وہ بھاٹ میں خزرج کے ساتھ شریک نہ ہوا تھا۔ اور کہا تھا کہ یہ اس پر تھا اور ظلم ہے۔ جب اسعد مدینہ آیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی خبر شائع ہوئی عبداللہ کی والد شاہی اور امارت خطرہ میں پڑ گئی اس سبب سے وہ اس کے خلاف کوشش کرنے لگا۔ اسعد نے مصعب سے کہا کہ میرے خالو سعد بن مسعود سے اس میں سے ہیں اور نہایت شریف و عاقل شخص ہیں اور دین عرف کا قبیلہ ان کا مطیع ہے۔ اگر وہ مسلمان ہو گئے تو ہمارا مقصد پورا ہو جائے گا۔ غرض مصعب اسعد کے ساتھ سعد بن مسعود کے محلہ میں آئے اور ایک کنوئیں پر بیٹھے۔ جو انوں کی ایک جماعت ان کے گرد جمع ہو گئی۔ مصعب نے ان کو قرآن کی آیتیں سننائیں۔ جب یہ خبر سعد بن مسعود کو پہنچی اس نے اسید ابن حضیر سے کہا جو ان کے شرنا میں سے تھا کہ میں نے سنا ہے کہ اسعد اس مرد فرشی کے ساتھ ہمارے محلہ میں آ گیا ہے اور ہمارے جوانوں کو گمراہ کر رہا ہے۔ جاؤ اور اس سے کہہ دو کہ اس حرکت سے باز رہو۔ جب اسعد ان کو دکھائی دیا تو اسعد نے مصعب سے کہا کہ یہ مرد شریف و بزرگ ہے اگر یہ ہمارا ساتھی ہو جائے تو پھر ہم کامیاب ہیں اسعد قریب آیا تو بولا تیرے خالو نے کہا ہے کہ ہماری مجلسوں میں مت آیا کر اور ہمارے جوانوں کو گمراہ مت کر اور اپنے لئے اس سے خوف کر۔ مصعب نے کہا فلا۔ بیٹھو تو کہ میں اپنا مسئلہ تم سے بیان کروں۔ اگر مناسب ہو مان لینا نہیں تو ہم تمہارے محلہ سے چلے جائیں گے۔ اسید بیٹھ گیا۔ مصعب نے قرآن کی ایک سورۃ ان کو سنائی جس سے ان کے دل میں ایمان کا نور جلوہ گر ہوا۔ اسید نے پوچھا جو شخص اس دین میں داخل ہوتا ہے اس کو کیا کرنا چاہیے؟ مصعب نے کہا پہلے وہ غسل کرتا ہے اور پاک کپڑے پہنتا ہے اور کھٹہ شہادتین زبان پر جاری کرتا ہے اور دو رکعت نماز پڑھتا ہے۔ یہ سنکر اسعد کنوئیں میں بائیس پہنچے ہوئے اترا اور غسل کیا۔ پھر آیا اور اپنے کپڑوں کو بچھڑا اور کہا کھٹہ شہادتین مجھے سکھاؤ۔ پھر اس نے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ الْاِسْلَامَ کا اقرار کیا اور دو رکعت نماز پڑھی پھر اسعد سے کہا میں جاتا ہوں اور تمہارے خالو کو جس طرح ممکن ہو گا تدبیر و کوشش کر کے تمہارے پاس بھیجتا ہوں۔ جب اسعد نیک اختر اس سعد اکبر کے پاس پہنچے سعد دور سے دیکھتے ہی بولے کہ اسید کی وہ صورت نہیں معلوم ہوتی جو یہاں سے جاتے وقت تھی۔ غرض سعد کو اسید نے جس تدبیر سے ممکن ہوا اٹھایا اور مصعب کے پاس لائے۔ مصعب نے سورۃ طہ تَنْزِیْلُ قُرْآنِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ دیکھا اور سورۃ عم ہدای کی تلاوت کی اور مصعب سورۃ کی تلاوت سے فارغ ہوئے کہ نور ایمان سعد سعادت مند کی پیشانی سے چمکنے لگا۔ سعد نے کسیکو اپنے مکان بھیج کر وہ بائیس منگوائے اور غسل کر کے پہنا اور کھٹہ شہادتین زبان پر جاری کیا پھر دو رکعت نماز ادا کی اور مصعب کا ہاتھ پکڑ کے اپنے گھر لائے اور کہا علیہ

تبلیغ دیں کیجئے اور کسی کی ہمدامت کیجئے۔ پھر سید قبیلہ بنی عمرو بن عوف کے درمیان آکر کھڑے ہوئے اور بلند آواز سے ندادی کہ اے فرزند بنی عمرو بن عوف تم میرے ہر ایک مرد و زن باکرہ اور شوہر و لدا پور سے اور حمالان اور بچے میرے پاس آؤ کیونکہ آج کا وہ دن نہیں ہے کہ کوئی پردہ میں پوشیدہ ہے جب وہ سب جمع ہوں تو کہا تم لوگ اپنے واسطے محمد کو کیا کہتے ہو؟ سب نے یک زبان ہو کر کہا آپ ہمارے بزرگ اور سرور ہیں آپ کا جو حکم ہو ہم سب اطاعت کے لئے حاضر ہیں اور آپ کے کسی حکم سے انحراف نہیں کریں گے۔ آپ جو کچھ چاہتے ہیں بیان کیجئے۔ سنا کہ آج سے تم مردوں اور عورتوں اور بچوں سے شکو کرنا بھرا حرام ہے جب تک کہ تم اس امر کا اقرار نہ کرو کہ خدا واحد یک ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے رسول ہیں۔ میں اس خدا کا شکر کرتا ہوں جس نے مجھ کو ایمان کی نعمت سے سرفراز فرمایا یہ وہی پیغمبر ہیں جن کی پیشین گوئی ہم سے یہودی کیا کرتے تھے۔ یہ شکر وہ تمام قبیلہ مسلمان ہو گیا عرض اسلام اوس و خورج دونوں فیصلوں میں شائع اور مانج ہوا اور دونوں قبیلوں کے مرد و بزرگ مسلمان ہو گئے کیونکہ ان سب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف یہودیوں سے سنے تھے۔ مصعب نے ان تمام حالات سے آنحضرت کا اطلاع دی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو جو مسلمان ہوئے تھے اجازت دے دی کہ جس کے اعراض تکلیف و آزار پہنچاتے ہوں وہ مدینہ چلے جائیں۔ پھر تو ایک ایک کر کے مسلمان مدینہ آتے رہے۔ اور جو شخص مدینہ آتا تو اس کو خورج کے لوگ اس کو اپنے گھر لے جاتے اور اس کی خاطر و مدارات میں کوئی کمی نہ کرتے۔ اور بعضوں نے روایت کی ہے کہ نبوت کے گیارہویں سال شب ابی طالب سے باہر آنے کے بعد قبیلہ خزرج کچھ آدمیوں سے حضرت کی ملاقات ہوئی۔ وہ تھے اشخاص اسد بن زدرہ، مہون بن الحارث، رافع بن مالک، قطیبہ بن عامر، مختبر بن عامر اور جابر بن عبد اللہ تھے۔ حضرت نے ان سے پوچھی کہ تم کون لوگ ہو انہوں نے کہا ہم خزرج کے قبیلہ سے ہیں۔ فرمایا کچھ دیر بیٹھتے نہیں کہ تم سے کچھ باتیں کر دوں۔ وہ لوگ بیٹھ گئے۔ حضرت نے ان کو اسلام کی دعوت دی اور قرآن کی آیتوں کی تلاوت فرمائی۔ انہوں نے حضرت کے بیان کی سچائی مشاہدہ کی تو آپس میں کہنے لگے یہ وہی پیغمبر ہے یہودی جن کی خبر دیتے رہتے تھے۔ لہذا ہم کو چاہیے کہ ہم سبقت کریں اور تمام قوموں سے پہلے ایمان لائیں۔ عرض وہ لوگ مسلمان ہو گئے اور مدینہ واپس گئے۔ اور آنحضرت کا تذکرہ مدینہ میں ہونے لگا۔ نبوت کے بارہویں سال بارہ اشخاص انصار میں سے حضرت کی خدمت میں آئے۔ اور عہدہ کے نزدیک بیعت کی۔ یہی بیعت حبشہ اوائی ہے۔ اس روایت کے مطابق اسی سال حضرت نے مصعب ابن عمیر کو ان کے ساتھ بھیجا تاکہ ان کو مسائل دین سکھائیں اور قرآن اور اسلام کی دعوت دیں۔ وہ سبے موسم میں نبوت کے تیرہویں سال اوس و خورج لے کر بہت سے لوگ مسلمان ہوئے اور کافروں میں سے حضرت کی اطاعت کے لئے حاجیوں کے ساتھ مکہ آئے۔ حضرت نے ان کے پاس جا کر دریافت فرمایا کہ آیا میری حمایت کرو گے؟ میں خدا کی کتاب تمہارے سامنے پڑھتا ہوں۔ تم مسلمان ہو جاؤ تاکہ تم کو اس کے عوض بہشت میں جگہ ملے۔ انہوں نے عرض کی بیشک یا رسول اللہ جیسا چاہئے اپنے اور خدا کے لئے ہم سے کیجئے۔ حضرت نے

فرما دیا وہی شب بیتی میں جمع ہو۔ فرض جب وہ لوگ صبح سے فارغ ہوئے، یعنی میں جمع ہوئے۔ اُن میں بہت سے
 مسلمان بھی تھے اور اکثر ایسی مشرک ہی تھے۔ عبداللہ بن ابی بنی الن میں موجود تھا۔ حضرت نے اُن سے فرمایا
 خانہ عہد اطلبیں سب لوگ چلو عقیقہ ہمارے ہے لیکن ایک ایک کر کے آؤ۔ حضرت کے ساتھ امیر المومنین
 جناب حمزہ اور جناب عباسؓ تھے۔ فرض شب کے وقت مشرانِ خاص اور سب و خزانہ کے قبیلہ واسطے جمع
 ہوئے۔ ایک ہدایت کے مطابق تہتر مرد و زن تھے۔ جب حضرت نے اُن کو اسلام کی دعوت دی اُن سے
 بہت کا وعدہ فرمایا 'اسعد بن زرارہ'، 'براد بن معرور' اور عبداللہ بن خرام نے کہا یا رسول اللہ آپ ہم سے اپنے
 اور اپنے خدائے بڑے جو چاہئے عہد و پیمان کیجئے۔ حضرت نے فرمایا میں تم سے یہ اقوار لیتا ہوں کہ تم میری
 حفاظت کیسی طرح کرو گے جس طرح اپنی جانوں کی حفاظت کرتے ہو اور میرے اہلیت کی حفاظت اُسی
 طرح کرو گے جس طرح اپنے اہلیت اور اولاد کی کرتے ہو۔ انہوں نے کہا اگر ہم ایسا کریں تو ہمارے بیٹے کی
 اجر ہو گا۔ فرمایا تمہارے واسطے جنت ہو گی اور دنیا میں عرب کے مالک ہو جاؤ گے اور اہل عجم تمہاری اطاعت
 کریں گے۔ تم بادشاہ اور حاکم بن جاؤ گے۔ انہوں نے کہا ہم کو منظور ہے۔ پھر عباس بن خلد جو قبیلہ ادس
 سے تھا کھڑا ہوا اور کہا کہ گداؤس و خزانہ جلتے ہو کہ کس عہد پر آمادگی ظاہر کر رہے ہو۔ عرب و عجم کے ساتھ
 قتال اور بادشاہان مدینے زمین کے ساتھ جنگ کرنا اگر یہ سمجھتے ہو کہ حضرت پر مصیبت اور سختی پڑے گی تو
 ان کو چھوڑ دو گے اور ان کی مدد نہ کرو گے تو ہرگز ان کو دھمکے میں نہ رکھو اور ان کو اپنے شہر میں رہنے دو
 اگر مصیبت کی قوم نے مخالفت کی ہے لیکن پھر بھی وہ ان میں صاحبِ عزت اور صدر فضل اکرم ہیں۔ اور
 کسی میں طاقت نہیں ہے کہ آپ کو تکلیف پہنچائے۔ یہ سن کر عبداللہ بن خرام 'اسعد بن زرارہ' اور ابوہریرہ
 ابھی یہاں نہ کہہ تھے کہ ہمارے عہد و اقرار سے کیا واسطہ۔ یا رسول اللہ ہمارے خون آپ کے خون پر اور
 ہمارے جانیں آپ کی جان پر قربانی ہیں۔ آپ جو عہد اور شرط چاہئے کیجئے۔ حضرت نے فرمایا اپنے سرداروں
 اور سرپرستوں میں سے ہارہ اشخاص کا انتخاب کرو جس طرح جناب مونس نے بنی اسرائیل میں سے ہارہ
 تعقیب مقرر کیئے تھے۔ انہوں نے عرض کی جسکو آپ چاہیں انتخاب کر لیں۔ تو جبریل علیہ السلام نے تعین کی
 اور حضرت نے جبریل کے انتخاب کے مطابق خزانہ سے کواشخاص اسعد بن زرارہ، 'براد بن معرور' جنت اللہ
 بن خرام، 'براد بن معرور'، 'عبد اللہ بن زرارہ'، 'عبد اللہ بن زرارہ'، 'عبد اللہ بن زرارہ'، 'عبد اللہ بن زرارہ'،
 بنی صامت کا انتخاب فرمایا اور قبیلہ ادس سے امیر المومنین ابیہاں 'اسعد بن زرارہ'، 'عبد اللہ بن زرارہ'،
 اختیار فرمایا۔ ان لوگوں نے حضرت سے بیعت کی۔ اُس وقت ابیہاں طوی نے عقیقہ کے نزدیک خدا کی اسے گرو
 فرمایا اور اسے وہب کے تمام لوگوں کو عہد دیا اللہ علیہ وآلہ وسلم اوس و خزانہ کے ساتھ عقیقہ میں ہیں وہ لوگ
 بیعت کر رہے ہیں کہ تم سے جنگ کریں۔ جب قریش نے یہ آواز سنی غضبناک ہوئے اور اسلحے لے کر
 عقیقہ کی طرف چلے آئے حضرت نے انصار سے فرمایا کہ اب منتشر ہو جاؤ۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ اگر
 اجازت ہو تو ہم ابیہاں سے جنگ کریں۔ حضرت نے فرمایا خدا نے مجھ کو بھی اجازت جنگ نہیں دی ہے۔ انہوں
 نے کہا اچھا ہمارے ساتھ نکل چلیئے۔ فرمایا میں خدا کے حکم کا منتظر ہوں۔ جب قریش اپنی تمام جمیعت کیساتھ

آئے۔ جناب حمزہؓ اور جناب امیرؓ اپنی اپنی ٹھکان کر عقبہ کے دربارہ پر کھڑے ہو گئے۔ قریش نے جناب حمزہؓ کو دیکھا تو کہا کہ یہاں کس کام کے بیٹے تم لوگ جمع ہوئے ہو۔ حمزہؓ نے کہا کوئی اجتماع نہیں ہے اور خدا کی قسم اگر کوئی بھی آگے بڑھا اس کی گردن اڑا دوں گا۔ قریش واپس گئے اور عبداللہ بن ابی سلمہ طاقات ہو گئی تو کہا کہ تمہاری قوم نے ہم سے ہمال و قتال کے لئے عقد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کی ہے چونکہ عبداللہ کو علم نہ تھا اور اس سے کسی نے کچھ بتایا بھی نہ تھا۔ اس لئے اس نے قسم کھا کر کہا ایسا نہیں ہے۔ اُن لوگوں نے اُس کا اعتقاد کیا۔ انصار مدینہ کی طرف واپس گئے اور آنحضرتؐ کی تشریف آوری کا انتظار کرنے لگے۔

ستائیسواں باب

مدینہ کی جانب آنحضرت ﷺ کی ہجرت اور اس کے اسباب

علی بن ابیہیم، شیخ طوسی، شیخ طبرسی اور ابن شہر آشوب وغیرہم نے بسند ہائے معتبرہ آنحضرتؐ کی ہجرت کے اسباب کے بارے میں روایت کی ہے کہ جب کفار قریش نے دیکھا کہ حضرتؐ کی نبوت کا معاملہ سرورِ برزخ طاقات پر نہ تاجارہا ہے اور ہر آن ترقی پر ہے اور اس کے خلاف ان کی تدبیریں بے کار ہو گئیں اور انصار کی بیعت کی خبر بھی ان کو معلوم ہو گئی تو وہ اللہ تعالیٰ میں شہود کے لئے جمع ہو گئے۔ ان کا قاعدہ تھا کہ جب آپؐ کوئی سخت مشکل پڑتی تو وہ وہاں جمع ہو کر باہم مشورہ کرتے اور چالیس برس سے کم عمر والے کو آنے نہ دیتے۔ فرض قریش کے چالیس پورے لوگ وہاں اکٹھے ہوئے۔ شیعانِ مہدی بھی ایک مرد پیر کی صورت میں آیا کہ وہاں داخل ہو۔ وہاں نے دیکھا اور پوچھا کہ تو کون ہے۔ اُس نے کہا میں اہل نجد میں سے ایک پورے شخص ہوں تم لوگوں کو میری مناسب رائے کی ضرورت ہے۔ میں نے سنا کہ تم اس مرد کے دفیہہ کے لئے یہاں جمع ہوئے ہو تو میں بھی آیا ہوں کہ اس معاملہ میں تمہیں مناسب مشورہ دوں۔ وہاں نے یہ سن کر اُس کو اندر جانے دیا۔ اور چالیس وغیرہ نے بسند ہائے معتبرہ حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ قریش نے ہر قبیلہ سے ایک ایک آدمی کو بلا اور امداد اللہ کی طرف چلے تاکہ حضرتؐ سے تمام قبائل کے دفیہہ میں وہاں

لے مؤلف فرماتے ہیں جو کچھ بیان کیا گیا، علی بن ابیہیم، شیخ طبرسی، قطب الراوندی، ابن شہر آشوب اور دوسرے معتبرہ اصحاب کی روایتوں کے مطابق ہے۔ اور بعض کی روایت بعض کی روایت میں داخل و شامل ہے۔

مشورہ کریں۔ جب وہاں پہنچے تو دیکھا کہ ایک مرد پر وہاں کھڑا ہے۔ اُس نے بھی کہا کہ مجھے بھی اپنے ساتھ لے چلو۔ لوگوں نے پوچھا تم کوئی ہو اُس نے کہا میں قبیلہ مضر کا ایک بوڑھا شخص ہوں۔ جس ہارسے میں تم مشورہ کرنے آئے ہو میری بھی ایک بہتر رائے ہے۔ یہ سُنکر ان لوگوں نے اس کو بھی ساتھ لے لیا۔ احادیث متبرہ میں مذکور ہے کہ شیطان نے چار مرتبہ مردوں کی صورت میں مشکل بڑا کر ہر شخص نے اس کو دیکھا ان میں ایک ایسی دھاندلہ کے مشورہ کا روز تھا۔ غرض وہ لوگ دھاندلہ میں جمع ہوئے اور غور کرنے لگے۔ ابو جہل نے کہا اے گروہ قریش عرب میں ہم سے زیادہ صاحبِ حجت کوئی نہیں۔ ہم خانہ خدا والے ہیں کسی نے ہماری برابری کی طبع نہیں کی۔ ہم ہمیشہ سے اسی حجت و احترام کے ساتھ بسر کرتے چلے آ رہے ہیں یہاں تک کہ ہم میں حمزہ بن عبد اللہ پیدا ہوا اور مشورہ تمام حاصل کی، ہم نے اُس کی صلاح و نجات و راستگوئی کے سبب اس کو لایں قرار دے دیا جب وہ اپنے سبب میں کامل اور ہمارے درمیان بلند مرتبہ ہو تو وہ غوی کرنے لگا کہ میں خدا کا رسول ہوں اور آسمانی خبریں مجھ پر نازل ہوتی ہیں۔ ہماری عقلوں کو حقائق سے نسبت دیتا ہے ہمارے خدوں کو گالیاں دیتا ہے ہمارے جواہروں کو گمراہ اور ہماری جماعت کو پراگندہ کرتا ہے۔ ہمارے بزرگوں کو جہنم میں مبتلا ہے۔ یہ باتیں ہمارے واسطے بہت سخت ہیں۔ میری ایک رائے ہے۔ پوچھا وہ کیا؟ اُس نے کہا کہ کسیکو بھیجتا ہوں تاکہ اس کو پوشیدہ طور سے قتل کر دے۔ اگر بنی ہاشم اس کا خواہاں ہو تو میں اُس کے قتل کے عوض دس خون بہا دے دیں گے۔ شیطان نے کہا یہ رائے نہایت ناقص ہے۔ پوچھا کیوں اُس نے کہا اس واسطے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کرنے والا ضرور قتل کیا جائے گا۔ تم میں سے کون ہے جو اس معاملہ میں قتل ہوتا گوارا کرے۔ جب محمد قتل ہو جائیں گے تو بنی ہاشم اور ان کے حلیف بنی خزاعہ طر فدا کر دیں گے اور ہر گوارا راضی نہ ہوں گے کہ محمد کا قاتل اُن سے زمین پر گھومتا ہے آخر حرم میں لڑائیاں ہونگی اور تم سب ایک دوسرے کو قتل کر دے گے۔ ہر عامس بنی حائل اُمیہ بن خلف اور آبی بن خلف نے کہا کہ ہم ایک نہایت مضبوط مکان بنوانے ہیں جس میں جھروکے ہوں اور اس کو اسی میں لے لیں اور راستے بند کر دیں کہ کوئی اُس کے پاس نہ جاسکے۔ اُس کے کھانے کے لئے انہی سوراخوں میں سچیزیں ڈال دیا کریں گے یہاں تک کہ وہ مر جائے جس طرح زم میرا تھا اور احوال اقصیٰ ہاک ہوئے۔ شیطان نے کہا یہ رائے تو پہلی رائے سے بھی بدتر ہے۔ کیونکہ بنی ہاشم راضی نہ ہوں گے اور موسم حج میں قبائل عرب سے فریاد کریں گے اور اس کو چہرے جانیں گے۔ کوئی دوسری رائے ہو تو بیان کر دو۔ یہ سُنکر عقبہ اشیبہ اور ابو سفیان بولے کہ ہم اس کو اپنے ملک سے نکال دیں گے اور اطمینان سے اپنے خداؤں کی عبادت کریں گے۔ سارے دوسری معایت کے مطابق کہا کہ ایک دیوانہ آؤنٹ پر محمد کو باندھ دیں اور اس آؤنٹ کو نیزہ سے ماریں تاکہ وہ انہی پہاڑوں میں اس کو لٹوئے لٹوئے کر ڈالے۔ شیطان نے کہا یہ رائے سب سے بدتر ہے اگر وہ زندہ بچ گیا تو جو تک وہ تمام لوگوں سے زیادہ خوشد واد شیریں بیان ہے یعنی فصاحت سے تمام عرب کو فریفتہ کر لے گا اور سوار و پیادوں کے لشکر تہا سے سرحد کو کھڑا کرے گا جتنے مقابلہ کی تم میں تائید طاقت نہ ہوگی۔ اور تم کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دے گا۔ یہ سُنکر وہ لوگ جیڑیں ہو گئے۔ آخر بولے کہ

مستامیں ہندوئیں کی جانب سے حضرت کی ہجرت

اے شیخ آپ کی اس بات سے میں کیا رائے ہے؟ اُس نے کہا میری رائے یہ ہے کہ قریش کے ہر قبیلہ سے اور عرب کے تمام قبیلوں سے جو تمہارے موافق ہوں ایک ایک یا زیادہ اشخاص جمع کرو اور بنی ہاشم میں سے بھی ایک شخص کو اپنا موافق بناؤ اور سب اپنے اپنے حربے لے کر یکبارگی اُس پر حملہ کرو اور اس کو قتل کر دو چونکہ یہ معاملہ قریش کے تمام قبیلوں سے متعلق ہو جائے گا تو بنی ہاشم اُس کے خون کا دھوئے نہ کریں گے کیونکہ تمام قبیلوں کا مقابلہ نہ کریں گے۔ اور اگر وہ تم سے خونبہا طلب کریں تو میں خونبہا دے دینا۔ اُنہوں نے کہا ہم خونبہا دے دیں گے اور ہم نے کہ شیخ نجد کی کی رائے سب سے زیادہ مناسب ہے۔ اور شیخ طو کی رعایت کی بنا پر یہ رائے ابو جہل نے دی تھی اور شیطان ملعون نے پسند کی اور پھر سب نے اس پر اتفاق کیا اور دھماں سے واپس آئے۔ بنی ہاشم میں سے ابو لہب کو اپنا موافق بنایا۔ اُس وقت خدا نے یہ آیت نازل کی اور اُن کی تدبیر سے حضرت کو مطلع فرمایا۔ **وَإِذْ يَبْغُوكُم بِكَ الَّذِينَ يَنْهَوْنَ كَقَتْلُوا** **أَوْ يَحْتَلُوا أَوْ يَخْرُجُوا** **وَيَمْكُرُونَ** **وَاللَّهُ خَيْرٌ الْمُنَافِقِينَ** **رَبِّ آيَاتِ** **سُورَةِ الْاَنْفَالِ**۔ رائے رسول یاد کرو اُس وقت کو جبکہ کافروں نے تمہارے متعلق یہ مشورہ کیا کہ تم کو قید کرویں یا مار ڈالیں یا تم سے تم کو باہر نکال دیں۔ وہ یہ مکر و فریب کرتے ہیں اور خدا ان کو اس کا بدلہ دیتا ہے اور وہ مکاروں کو ان کے مکر کا بہترین بدلہ دیتے والا ہے۔ غرض ان لوگوں نے اتفاق کیا کہ رات کو آنحضرت کے گھر پر حملہ کریں اور آپ کو قتل کر دیں اور مسجد الحرام میں آئے سیٹیاں اور تالیاں بجاتے تھے اور کہہ کے گرد ناچتے، اُچھلتے کودتے تھے جیسا کہ خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے۔ **وَمَا كَانَتْ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ إِلَّا مَسْكَدًا وَتَضِيدًا** **رَبِّ آيَاتِ**۔ سورۃ الاحزاب میں خاندہ کہہ کے نزدیک ان کی نماز و عبادت سوائے منہ سے سیٹیاں اور ہاتھ سے تالیاں بجانے کے اور کچھ نہ تھی۔ جب رات ہوئی اور قریش مشورہ کے مطابق جمع ہوئے تاکہ حضرت کے گھر میں داخل ہوں۔ ابو لہب نے کہا رات کو گھر میں جانے نہ مددیں گا کیونکہ اس میں بچتے اور عود میں بھی ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ ان کو کوئی گزند پہنچے۔ رات بھر محمد کی نگرانی کر دھج کو ہم گھر میں داخل ہوں گے۔

شیخ طبری نے بسند ہائے معتبر جند ابن ابی ہالہ اور عماد یا سر و غیرہ سے روایت کی ہے کہ جب جبریلؑ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آکر آپ کے قتل کے بارے میں قریش کی تدبیر میں بیان کیا تو ساتھ ہی ساتھ خدا کا یہ حکم بھی پہنچایا کہ آپ مدینہ کی ہجرت فرمائیے۔ آنحضرت نے امیر المؤمنینؑ کو بلا کر قریش کے مشورہ کا حال بیان کیا اور فرمایا کہ خدا نے مجھ کو مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دیا ہے میں آج رات فارغ ہو رہا ہوں قیام کروں گا اور تم میری جگہ میرے بستر پر سو رہو تاکہ مشرکین یہ نہ سمجھیں کہ میں کہیں گیا ہوں تو تمہاری کیا رائے ہے؟ عرض کیا یا نبی اللہ میرے سو رہنے سے آپ تو سلامت رہیں گے فرمایا ہاں۔ یہ سنکر امیر المؤمنینؑ خوش ہو گئے اور آنحضرتؐ پر اپنی جان فدا کرنے کے سبب حضرت کی سلامتی کے لئے شکر کے بعد میں گر پڑے۔ یہ اس آفت میں پہلا شکر تھا۔ اور حضرت علیؑ نے اپنے دشمنوں کو بھی بدلی بدلی کر سجدہ میں خاک پر رکھ کر پھر سجدہ سے سر اٹھایا اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ تشریف لے جائیں جس طرف خدا کا

حکم ہے۔ میری جان آپ پر خدا ہو آپ جو حکم دیں میں جان و دل سے قبول کرنے کو حاضر ہوں۔ اور جس طرح آپ پسند کریں عمل کرنے کو موجود ہوں۔ اس بارہ میں احمد ہمارے متعلق اپنے پروردگار سے توفیق کا خواستگار ہوں۔ حضرت نے فرمایا تم میری خضر می چاد اور اوڑھ کر میرے بستر پر سو رہو خداوند عالم تم تکمیلِ امتیاز بنا دے گا اسے علیؑ سمجھ لو کہ خدا اپنے دوستوں کا ایمان اور متابعت کے مطابق امتحان لیتا ہے اور پیغمبروں کا امتحان اور ان پر بلائیں تمام لوگوں سے زیادہ اور سخت ہوتی ہیں۔ اُس کے بعد جو شخص سب سے زیادہ نیک ہے اُس کا امتحان بھی بڑا سخت ہوتا ہے۔ میرے بھائی خدا نے تیرا امتحان لیا اور میرا امتحان تیرے بارے میں لیا دیا۔ ایسا امتحان جیسا ابراہیمؑ خلیل اور اسمعیلؑ ذبیح کا لیا تھا۔ اور دشمنوں کی تلواروں کے نیچے تھکے ہوئے مسلمانانِ محمدؐ برابر ابراہیمؑ کے اسمعیلؑ کو ذبح کرنے کے لئے لٹانے سے زیادہ شاق ہے اُس لئے کہ تو میری جان سے زیادہ مجھ کو عزیز ہے اور زیادہ دشمنوں کی تلواروں کے نیچے بخوشی خاطر سونا جہر یاں باپ کی تلوار کے نیچے اسمعیلؑ کے پٹنے سے زیادہ عظیم ہے۔ لہذا میرے بھائی صبر کرنا کہ نیک عمل والوں سے خدا کی رحمت قریب ہوتی ہے یہ فرما کر حضرت نے ان کو سینہ سے لٹا لیا اور بہت دھڑکے امیر المؤمنینؑ بھی حضرت کی جدائی میں رشتے آخر حضرت نے ان کو خدا کے پیرو کیا۔ جبریلؑ آئے اور حضرت کا ہاتھ پکڑ کر گھر سے باہر نکالے گئے حالانکہ اُس وقت قریش کے تمام لوگ حضرت کے مکان کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے تھے۔ حضرت نے اُس وقت یہ آیت تلاوت فرمائی: **وَجَعَلْنَا مِنْ يٰسٰیٰ اٰیٰتٍ لِّهٖمْ سٰیٰٓتًا اَوْ مِنْ خَلْفِهٖمْ سٰیٰٓتًا** **فَاَغْشَيْنٰهُمْ فُلْهٖمْ لَا يَبْصُرُوْنَ** (سورۃ یسین ص ۱۷) اور ہم نے اُن کے سامنے ایک دیوار اور اُن کے پیچھے ایک دیوار کھڑی کر دی اور اوپر سے اُن کو ڈھانک دیا تو وہ کچھ نہیں دیکھ سکتے تھے۔ خدا نے ان پر چند غالب کر دی جس سے اُن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانے کی خبر نہ ہو سکی۔ حضرت نے ایک مٹھی خاک لے کر ان کی طرف پھینکا اور فرمایا **شَهِتَ الْوُجُوْہُ** تمہاری صورتیں صبح ہو جائیں گی۔ اُنہیں پیغمبر کے ساتھ ایسا ظلم کرتے ہو۔ اور دوسری روایت کے مطابق وہ سب جاگ رہے تھے خدا نے اُن کی آنکھیں بند کر دیں کہ وہ آنحضرت کو نہ دیکھ سکے۔ جبریلؑ نے کہا یا رسول اللہ آپ غارِ ثور میں چلے جائیے اور وہیں چھپ جائیے۔ اور ہر جنابِ امیرؑ آنحضرت کی جگہ پر سوئے حضرت کی چادر اوڑھ لی۔ اُس زمانہ میں مکہ کے مکاؤں میں دروازے نہیں ہوتے تھے اور دیواریں چھوٹی ہوتی تھیں۔ کفار قریش امیر المؤمنین علیہ السلام کو آنحضرت کے بستر پر سویا ہوا دیکھ رہے تھے اور سمجھتے کہ رسول خدا سوئے ہوئے ہیں اور حضرت پر پتھر پھینک رہے تھے۔ خاصہ اور عامہ کی متواتر حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ **اٰیٰتُ مِنَ النَّاسِ مِنْ کَثْرِیْ فَعَسٰٓءَ اٰتٰیَہٗا مَزٰیٰتًا** اللہ و رآئنا سۃ ہزہ (مٹ) جناب امیرؑ کی شان میں نازل ہوا کیونکہ آنجنابؐ نے اپنی جان پیغمبرِ خدا پر خدا کر دی تھی۔ آیت کے معنی یہ ہیں کہ لوگوں میں ایک ایسا شخص بھی ہے جو خدا کی خوشنودی کے عوض اپنی جان فروخت کرتا ہے۔ علیؑ اور احمد بن حنبلؑ نے اور فرمائی ہے اسی میں ان کے علاوہ دوسرے محدثین و مفسرین خاصہ و عامہ نے روایت کی ہے کہ اُس رات امیر المؤمنینؑ حضرت سید المرسلینؐ کی جگہ پر سوئے تو خدا نے جبریلؑ و میکائیلؑ کو وحی کی کہ میں نے تم دونوں کو

حضرت آنحضرتؐ کو اپنے بستر پر لٹا لیا۔

جناب امیرؑ کی شان میں نازل ہوا۔

ایک دوسرے کا بھائی قرار دیا اور تمہاری عمر میں ایک دوسرے سے زیادہ مقرر کریں۔ تم میں کون اپنے بھائی کو اپنی جان کے عوض میں اختیار کرتا ہے کہ اس کی عمر بڑھ جائے۔ دونوں میں سے کسی نے منظور نہ کیا تو حق تعالیٰ نے آپ روحی نازل کی کہ کہوں علی بن ابی طالب کے ماتہ نہ ہیں ہوتے ہو کہ میں نے اس کو محمد مصطفیٰ علیہ وآلہ وسلم کا بھائی بنایا ہے وہ محمد کی جگہ پر اپنی جان آپ نہ شاکر کے سوا ہے لہذا جاؤ زمین پر اور اس کی دشمنوں کے شر سے حفاظت کرو۔ یہ سنتے ہی وہ دونوں فرشتے آئے اور جبریل علیہ السلام کے سر ہانے اور میکائیل پائنتی بیٹھے اور بڑے مبارک ہو مبارک ہو اسے پسرا ابو طالب آپ کو آپ کا مشکل کون ہو سکتا ہے کہ خدا آپ کے بارے میں فرشتوں پر مباحث کرتا ہے۔ پھر خدا نے آیت مذکورہ آنحضرت کی شان میں نازل کی۔ اور اخطب خوارزم نے جو محمد بن ابی سلف سے ہیں روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس رات میں فار میں تھا اس کی صبح کو جبریلؑ شاد و خنداں میرے پاس آئے۔ میں نے پوچھا تمہاری خوشی کا کیا سبب ہے کہا کہ یونکرہ خوش ہوں جبکہ میری آنکھیں روشنی ہوئیں اس لیے کہ خدا نے آپ کے بھائی اوصی اللہ آپ کا اُمت کے امام کو کل رات عبادت میں فرشتوں سے زیادہ سزا فرمایا اور ان کی ذات پر نیک فرما رہا تھا۔ اور فرمایا تھا کہ اسے فرشتوں میں پر میرے پیغمبر کے بعد میری جگہ کو دیکھو کہ کس طرح میرے پیغمبر پر اپنی جان قربان کیے ہوئے ہے۔ پھر جبریلؑ کہتے ہیں کہ میں نے شکر کا سجدہ کیا اور کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اسے عبودہ تیری خلق کے پیشوا اور تیری تمام مخلوق کے مولا ہیں۔ انفرض جب جناب رسالت ابی اللہ علیہ وآلہ وسلم فار کی جانب چلے۔ حضرت ابو بکرؓ راستہ میں ملے حضرت نے ان کو اس خوف سے کہ کہیں راز لاش نہ ہو جائے یا اور کسی مصیبت سے اپنے ساتھ لے لیا۔ ہندی بالہ بھی آپ کے ساتھ چلے۔ جب حضرت فار ثور تک پہنچے ہند کو بعض فرد توں کے لیے جو ان کو پیڑوں کی قمیص واپس بھیج دیا اور حضرت ابو بکرؓ کو اپنے ساتھ فار میں لے گئے۔ دوسری روایت میں ہے کہ حضرت ابو بکرؓ نے آنحضرتؐ کو راستہ میں جلتے ہوئے دیکھا تو آپ کے پیچھے ہوسے۔ حضرت یہ سمجھ کر کہ شاید کوئی کفار قریش میں ہے تیرے پیچھے لگے اور آنحضرتؐ کو تیرا ایک پیچھے سے ٹکرایا اور زخمی ہو گیا جس سے آپ کو سخت تکلیف ہوئی۔ حضرت ابو بکرؓ اسی اثنا میں آپ کے پاس پہنچ گئے۔ حضرت نے مصیبت ان کو اپنے ساتھ لے لیا۔

شیخ طوسی نے جناب امیرؓ کی ہمیشہ حضرت ام ہانی سے روایت کی ہے کہ جب خداوند عالم نے اپنے رسولؐ کی ہجرت کا حکم دیا حضرت نے امیر المؤمنینؓ کو اپنے بستر پر سلا یا اور خود سورۃ یسین کی ابتدا کی آیتیں قُرْآن لَیْسَ بِہِ حَیْوَٰتٍ مَّکْبُورٌ تھے ہوئے مگر سے روانہ ہوئے اور ایک مٹی خاک کافروں کی طرف پھینکی کہ وہ دیکھ نہ سکے۔ حضرت میرے گھر آئے۔ صبح کو مجھ سے فرمایا اسے ام ہانی تم کو تو تنہا ہی ہو کہ جبریلؑ نے مجھے اطلاع دی ہے کہ حق تعالیٰ نے علیؑ کو دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھا۔ حضرت صبح اندھیرے ہی فاد ثور میں تشریف لے گئے۔ تین روز وہاں رہے پھر تھے روز مدینہ روانہ ہوئے۔

سابقہ روایتوں میں مذکور ہے کہ جب صبح ہوئی کفار قریش اپنی تلواریں کھینچ کر جناب رسولؐ خدا کے گھر

حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا کہ اگر تمہارا دل تمہاری زبان کے موافق ہوگا اور خدا کی خوشنودی کے لیے میری مدد کر دے گا اور میرے بعد میرے عہد پر ایمان کو نہ توڑو گے اور میرے وصی اور خلیفہ کی مخالفت نہ کرو گے تو تمہارے لیے بھی ایسے ہی ثوابات ہوں گے۔ پھر فرض اتمام حجت فرمایا اے ابوبکر آفاق آسمان کی جانب نگاہ کرو۔ جب انہوں نے دیکھا کہ آگ کے چند فرشتے آسمان میں گھومتے ہوئے ہیں اور انہوں نے آگ کے نیچے پڑ گئے تھے۔ خدا سے رہے تھے کہ یا رسول اللہ ہم کو اپنے مخالفوں پر مامور فرمائیے تاکہ ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالیں۔ پھر فرمایا اے ابوبکر زمین کی جانب کانٹا کر سنو۔ زمین سے آواز آئی یا رسول اللہ اپنے دشمنوں کے اچھے میں بھجے حکم دیجئے آپ جو فرمائیں گے عمل میں لائیے گی۔ پھر فرمایا یہاں لوگوں کی طرف کان لگاؤ۔ یہاں لوگوں سے آواز آئی یا نبی اللہ تم کو اپنے دشمنوں پر مامور فرمائیے کہ میں ان کو ہلاک کر دوں۔ پھر فرمایا دنیاؤں کی جانب کان لگاؤ۔ حضرت کا یہ کہنا تھا کہ دنیا حضرت کے قریب ظاہر ہو گئے۔ ان کی وجہ سے آواز آئی کہ آپ اپنے دشمنوں کے ہاتھ میں جو حکم دیں ہم تعمیل کو حاضر ہیں۔ پھر آسمان وزمین پہاڑ و دریا ہر ایک سے صدا بلند ہوئی کہ اے خدا کے حبیب خدا نے آپ کو فارم فرمایا ہے کہ اس لیے حکم نہیں دیا ہے کہ آپ کفار سے جدا ہوں بلکہ خدا چاہتا ہے کہ اپنے بندوں کا امتحان کرے اور ان میں خبیثہ لوگوں کو ایک حد سے جدا کر کے دکھائے۔ یا رسول اللہ جو شخص آپ کے عہد میں ایمان کو توڑ کرے گا وہ آپ کا بہشت میں رفیق ہوگا اور جو شخص ان کو توڑے گا وہ شیطان کا بیعت جہنم میں ہونے لگا۔ پھر حضرت نے فرمایا یا علی تم میری آنکھ اور کان کے مانند ہو۔ اللہ تم میری جان ہو۔ میں تم کو اس طرح عزیز و دوست رکھتا ہوں کہ جیسے بہت زیادہ پیار سا بانی کو دوست رکھتا ہے۔ پھر فرمایا اے ابوبکر تم میری چادر اور زبردست کھنکھارے پاس نہیں اور تم سے گفتگو کریں تو خدا کی توفیق سے ان کو جواب دینا۔ پھر عرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو غار اور کی جانب تشریف لے گئے اور اہل جہل اور تمہارے کہیں نے خاتمہ رسول کو گھیر لیا۔ بتلی ہوئی تھی کہ ابوبکر نے کہا اس کے سوتے ہوئے تمہاری مت سامنے نہ کیا ہے بلکہ تمہارے سامنے نہ کیا ہے بلکہ یہاں ہو جائے پھر اس کو قتل کر دو۔ ان لوگوں نے پھر جھینکے شروع کیے۔ جب ایک بڑا چھوٹا مومنین کی طرف بھٹکا حضرت نے اپنے سر سے چادر مٹائی اور فرمایا یہ کیا حرکت ہے۔ ان لوگوں نے جب امیر المومنین علیہ السلام کو دیکھا پھر پکارتا تو گئے کہ جناب رسول باہر چلے گئے۔ ابوبکر نے کہا اس پہلو سے صحت بدلو یہ محنت کے طریق میں آیا ہوا ہے۔ محمدؐ نے اپنی جگہ پر اس کو سٹکا دیا ہے تاکہ خود بج جائے اور وہ ہلک ہو جائے۔ جناب امیرؓ نے فرمایا ابوبکر! تم نے کیا بکواس کرنا ہے؟ خدا نے مجھ کو اتنی عقل عطا فرمائی ہے کہ اگر دنیا کے تمام آسمانوں اور دریاؤں پر تقسیم کر دی جائے تو یقیناً سب کے سب دانا اور فاضل ہو جائیں۔ اور مجھے اس لیے اتنی قوت عطا فرمائی ہے کہ اگر عالم کے تمام کروڑوں پر تقسیم کی جائے تو بیشک سب شجاع اور قوی ہو جائیں۔ اور ایسا عالم کامل بخشنا ہے کہ اگر تمام بے عقلوں پر تقسیم کر دیا جائے تو بے شبہ سب کے سب دیوانہ ہو جائیں۔ اگر جناب رسولؐ خدا نے منع نہ کیا ہوتا کہ تمہارے ساتھ کوئی منازہ کر دے جیسا کہ آنحضرتؐ کے پاس نہ پہنچ جائیں تو بیشک تم سب کو قتل کر دیتا۔ اے ابوبکر! محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس راجح میں جس پر کہ وہ کافروں میں

آسمان وزمین اور پہاڑ و دریا ہر ایک نے اجازت چاہی کہ تم سبکو چوک کر دیں لیکن حضرتؐ نے قبول نہ کیا اس لئے کہ خدا کے علم میں جس کا مسلمان ہوگا اور جو لوگ مسلمان نہ ہوں گے ان کی صلیبوں سے مسلمان پیدا ہونے والے ہیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو خدائے تعالیٰ سب کو چوک کر دیتا۔ بیشک خدا تمہارے عبادت کرنے اور مطیع ہونے سے بے نیاز ہے لیکن چاہتا ہے کہ محبت تم پر پوری کر دے۔ یہ سنکر ابوالخزری کو غصہ آیا اور اپنی تلوار لے کر جنابِ امیرؓ پر حملہ کیا تاگاہ اُس نے دیکھا کہ پہاڑوں نے اُس کی طرف رخ کیا کہ اُس پر گر پڑیں اور زمین سگافتہ ہوئی تاکہ اُس کو نگل لے اور دنیا کی جو چیزیں اُس کی طرف بڑھیں کہ اُس کو فتنہ کر دیں اور اُس مسلمان نزدیک بنوا کہ اُس پر بھٹ پڑے۔ جب اُس نے یہ حالات دیکھے تلوار اُس کے ہاتھ سے گر پڑی اور وہ بے ہوش ہو گیا۔ ابو جہل نے کہا اُس پر مغرور غالب ہو گیا ہے اُس کا مہر محکوم کیا ہے۔ غرض یہ سب اُسی کے خیال میں تلک گئے۔ جب امیر المومنینؓ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچے حضرتؐ نے فرمایا اسے علیؓ جب تم ابو جہل ملعون سے گفتگو کر رہے تھے تو خدا نے تمہاری آواز اس قدر بلند کر دی کہ ملکوتِ سموات اور جنت کے باغوں تک پہنچی۔ خورینہ دار ابنِ بہشت اور خوریں کہنے لگیں کہ یہ کون ہے جو رسولِ خدا کی طرف داری میں حکام کر رہا ہے ایسے وقت میں جبکہ آپ کی قوم نے آپ کو وطن سے دُور کر دیا اور آپ کی تکذیب کی۔ اُس وقت خدا نے اُن سے خطاب فرمایا کہ یہ ناسیب محمدؐ ہے جس نے اُن کے بستر پر سو کر اپنی جان اُتہرنا کر دی۔ یہ سنکر خازنِ جنت نے مشتاقِ ظاہر کیا کہ پروردگار ہم کو ان کا خورینہ دار بنادے۔ خوریں چوئیں کہ خداوندِ اہم کو ان کی زودہ قرار دے۔ حق تعالیٰ نے اُی کے جواب میں فرمایا کہ میں نے تم کو اُس کے لئے اور اُس کے دوستوں اور قریب واروں کے لئے پیدا کیا ہے وہ خود تم کو ان پر تقسیم کرے گا۔ اب تم راضی ہوئے؟ انہوں نے کہا ہاں اے پروردگار ہمارے ہم راضی ہیں۔

مستندوں سے منقول ہے کہ جب کفار قریش کو معلوم ہوا کہ جنابِ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن سے چھپ کر چلے گئے تو ان کی تلاش میں ہر طرف لوگوں کو بھیجا اور ابو جہل ملعون نے حکم دیا کہ کہہ کے اطراف میں منادی کرادو کہ جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہمارے پاس پکڑ لائے یا ان کا پتہ ہم کو بتائے کہ وہ کہاں ہیں اُس کو توراؤت دوں گا۔ پھر ابو بکرؓ زخانی کو بویا جو ہر شخص کے نقش قدم کو پہچان لیتا تھا اہل کہا اسے ابو بکرؓ آج کا دن تیرے کمال کے ظاہر ہونے کا ہے۔ اگر آج تو نے یہ کام کیا تو ہم ہمیشہ تیرے منوں میں گئے۔ تو آنحضرتؐ کے قدموں کے نشانات پہچان کر بتا جا ہم اُن کے نقاب میں طعین تاکہ معلوم ہو کہ وہ کہاں گئے ہیں۔ ابو بکرؓ نے جب آنحضرتؐ کے نقش قدم کو دیکھا تو کہا یہ محمدؐ کے قدموں کے نشانات ہیں۔ یہ اُس ہیرے نقش کی شبیہ ہیں جو مقامِ ابراہیمؑ میں ہے یعنی آنحضرتؐ کے پیرِ صورتِ ابراہیمؑ کے پیر سے مشابہ ہیں اور دوسرے نشانات یا تو ابو قحافہ کے پیروں کے ہیں یا اُس کے بیٹے کے پیروں کے ہیں۔ غرض ان لوگوں کو انہی نشانات کے ساتھ ساتھ خار کے دروازہ تک لایا۔ جب وہ خار کے دروازہ پر پہنچے دیکھا کہ حکمِ خداوندِ ہما جز آنحضرتؐ مگر ہی نے جافتن لکھا ہے اور ایک حوزہ کبوتر بیٹھا ہوا ہے۔ دوسری روایت کے مطابق کبک نے گھونسلہ بند کیا ہے اور اٹھ سے مینے ہیں۔ یہ دیکھ کر وہ بولے یہاں تک تو وہ آئے ہیں لیکن اس خاک کے اندر داخل نہیں ہوئے ہیں۔

اگر غار میں داخل ہوتے تو جاہ ٹوٹ جاتا اور طیور مار جاتے۔ یا آسمان پر چلے گئے یا زمین کے اندر سما گئے۔ خدا نے ایک فرشتے کو بھیجا جو خدا کے دروازہ پر آکر کھڑا تھا اُس نے کہا اس غار میں کوئی نہیں ہے ان فرشتوں میں توحش کرو۔ دوسری روایت کے مطابق جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غار میں داخل ہوئے آپ نے ایک درخت کو طلب فرمایا۔ وہ خدا کے دروازہ پر کھڑا ہو گیا۔ اور خداوند عالم نے کہو تر اور مٹری کو بھیجا کہ اپنے اپنے گھر بنالیں۔ ابن شہر آشوب کی روایت کے مطابق یہ کہ جب آنحضرت اُس غار پر پہنچے اسس کا دروازہ بہت تنگ تھا کہ اُس میں داخل ہونا دشوار تھا لیکن خدا کی قدرت سے وہ اس قدر کشادہ ہو گیا کہ آپ اُونٹ پر سوار اُس میں چلے گئے پھر وہ اس طرح تنگ ہو گیا اور اُسی وقت بچم خدا ایک درخت ویر غار پر آگ آیا۔ عامر نے روایت کی ہے کہ قریش کے خوف سے حضرت ابو بکرؓ بہت مضطرب ہوئے آنحضرتؐ ان کو تسلی دیتے رہے جیسا کہ خدا نے قرآن میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اِلَّا تَشْكُرُوْا فَقَدْ اَنْصَرَفَ اللّٰهُ اِذَا اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا كَاٰبِیْ اٰثِمٰی اِذْ هَمَّا فِی الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْنَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَہٗ ؕ وَاَیْسَ حَٰوِیْرَہٗ مٰثِیْ اَلْغَمِ ہِمْزِہٖ کی مدد نہیں کرتے ہو تو رمت کرو خدا نے اس کی مدد کی اسس وقت جبکہ مکہ کے کفار نے اس کو مکہ سے نکالا اور وہ دُعا شام سے جبکہ دونوں غار میں تھے۔ تو آنحضرتؐ اپنے ساتھی سے کہہ رہے تھے کہ رومت یعینا اللہ ہمارے ساتھ ہے اَلْاٰخِرُیْنَ اللّٰہُ سَکِیْنَتُہٗ عَلَیْہِہٖ وَاٰیٰتُہٗا یُجْمَلُوْا وَاَلَمْ تَوْفَّہَا تَوْفٰہٗا تو خدا نے اپنی تسکین بغیر برتاؤ کی اور آپ سے شکر ہے اُس کی مدد کی جس کو تم لوگوں نے دیکھا نہیں وَجَعَلَ جَلِیْلًا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا السَّطٰطِلَ وَجَعَلَ اللّٰہُ عِیْ اَلْحٰیۃِ اَرْحَمَہٗا سُوْرۃ توبہ آیت ۱۷ اور جَعَلَہٗا کَافِرُوْا کی بات بھی کر دکھائی اور خدا ہی کا قول ہا لہ ہے اور وہ بلند اور غالب ہے۔ حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ کلمہ کافران سے مراد ایمان سے بری شخص کا غار میں گرفتار ہونا ہے۔ خدا نے تسکین صرف بغیر برتاؤ کی حالانکہ قرآن میں جس جس جگہ تسکین کے نزول کا ذکر آیا ہے خدا نے اس ذکر میں مومنوں کو بھی شامل کیا ہے لیکن یہاں چونکہ حضرتؐ کے ساتھ کوئی مومن نہ تھا اس لیے تسکین صرف حضرتؐ کے لیے مخصوص فرمائی گئی۔

۱۔ مؤلف فرماتے ہیں کہ یہی آیت اُس کے عدم ایمان پر کافی ہے جو رسول خدا کے ساتھ رہتے رہتے خوفزدہ تھا۔ اور امیر المؤمنینؑ مثلاً تلواروں کے سایہ میں سونے اور پروانہ کی لہر وہ اس قدر آنحضرتؐ کے لیے باعث تکلیف و اندام تاجت ہوئے کہ خدا نے سکینہ سے اُن کو محروم کر دیا جو لازماً ایمان و یقین ہے جیسا کہ بعض الذرہات و غیر و کتب میں امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ جب حضرت ابو بکرؓ غار میں بہت بے چینی و ہزار ہوئے جناب رسول خداؐ نے ان کی تسکین و تسلی کے لیے فرمایا کہ میں اس وقت جعفرؑ اور ان کے ہمراہیوں کو گشتی میں دیکھ رہا ہوں جو دریا میں مٹی چا رہی ہے اور انصار کی جماعت کو دیکھ رہا ہوں جو اپنے گھوڑوں میں بیٹھے ہیں اور باتیں کر رہے ہیں وہ میرے اگر آپ دیکھ رہے ہیں تو مجھے بھی دکھائیے حضرتؐ نے اپنا دست مبارک ان کی آنکھوں پر پھیرا۔ اب جو انہوں نے دیکھا تو حضرتؐ نے جو فرمایا تھا صحیح پایا اور دل میں کہا کہ ربانی مظلوم

بصائر القربات میں حضرت امام محمد باقر سے روایت ہے کہ جب مشرکین سید المرسلین کی تلاش میں روانہ ہوئے امیر المؤمنین علیہ السلام اس خوف سے کہ کوئی گزند آنحضرتؐ کو نہ پہنچائیں کو وہیں پر چڑھ گئے اور آنحضرتؐ کو درخوار کر کے حضرت نے ان کو دیکھا اور پوچھا یا علیؑ کیا بات ہے عرض کی میرے ہاں آپؐ پر فدا ہوں مجھے یہ خوف ہوا کہ کہیں کند آپؐ کو کوئی ایذا نہ پہنچائیں اس لئے میں بھی آپؐ کے پیچھے آگیا۔ حضرت نے فرمایا اپنا ہاتھ مجھے پکڑاؤ۔ اور کو وہیں بقدرت خداوند بجا ز سید الانبیاء حرکت میں آیا اور کوہ حرا سے متصل ہو گیا۔ حضرت سید الدھیاء نے کوہ حرا پر اپنا پیر رکھا اور کوہ ثبیر اپنی جگہ واپس چلا گیا۔

عیاشی نے حضرت امام زین العابدین سے روایت کی ہے کہ حضرت خدیجہ سے ہجرت سے ایک سال پہلے وفات پائی اور حضرت ابو طالب نے خدیجہ کے ایک سال بعد ریاض جنت کی جانب انتقال فرمایا۔ جب یہ دونوں حامی و مددگار سید المرسلینؐ سے جدا ہو گئے تھے کہ زمین آنحضرتؐ پر تنگ ہو گئی اور بہت اندوہناک اور قریش کے مظالم و تشنگ ہوئے اور جبریلؑ سے اپنے حال کی شکایت کی حق تعالیٰ نے حضرتؐ کو وحی کی کہ اس شہر سے نکل جاؤ کیونکہ اس مقام کے لوگ ظالم ہیں اور مدینہ کی طرف ہجرت کر دو کیونکہ کہ میں اب تمہارا کوئی مددگار نہیں رہ گیا۔ اور مشرکین سے جہاد کرو۔ اس وقت آنحضرتؐ نے مدینہ کی جانب ہجرت کی اور شیخ طوسی و شیخ طبرستانی نے ستمبر سنہ ۶۱۰ کے ساتھ روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ تین روز فدا میں ٹھہرے اور جناب امیر حضرتؐ کی خدمت میں آپؐ و طعام پہنچاتے رہے اور تین سواریاں آنحضرتؐ کے لئے اور حضرت ابو بکرؓ اور امیر کے بیٹے جوسؓ جاسنے والا تھا بھیجے۔ آنحضرتؐ نے امیر المؤمنینؐ کو مکہ میں چھوڑا تاکہ لوگوں کی ماتیں ادا کریں کیونکہ قریش یاہم جاہلیت میں ہمیشہ آنحضرتؐ کو امانت و دیانت کے ساتھ پہنچاتے تھے اور آپؐ کو تمہارا میں رکھنا شہ علیہ وآلہ وسلم کہتے تھے اور حضرتؐ کے پاس ماتیں بہت رکھتے تھے اسب طرح جو شخص موسم حج میں مکہ آتا اپنی چیزیں امانت کے طور پر حضرتؐ کے پاس رکھ دیتا اور بیعت کے بعد بھی وہ سب آنحضرتؐ کو ایسا ہی سمجھتے تھے۔ حضرتؐ نے امیر المؤمنینؐ سے فرمایا کہ ہر صبح و شام باذان بلند کر دے کہ جو شخص کی کوئی امانت آنحضرتؐ کے پاس ہو وہ اگر چھ سے واپس لے لے۔ اور ماتیں علانیہ لوگوں کو واپس کرنا۔ اور اسے علیؑ تم کو اپنی بیٹی پر اپنا نائب و

(بقیہ از صفحہ ۵۰) اب میں تصدیق کرتا ہوں کہ تو جاؤ گے۔ اور قطب راوندی و فیروزی روایت کی ہے کہ جب کفار قریش فارس کے نزدیک پہنچے ابو بکرؓ کا اضطراب حد سے بڑھ گیا اور چاہا کہ باہر نکل آئیں اور ان سے مل جائیں جیسا کہ باطن میں ان کے ساتھ تھے اسی اثناء میں ایک قریشی غار کی طرف رخ کر کے پیشاب کرنے بیٹھ گیا ابو بکرؓ نے کہا اس شخص نے ہم کو دیکھ لیا حضرتؐ نے فرمایا خدا ہر گز دیکھنے نہ دے گا۔ اگر وہ ہم کو دیکھتا تو ہمارے سامنے اپنی ستر نکھوت۔ اور گھبراؤ نہیں خدا ہم سے ساتھ ہے! وہ لوگ ہم کو کچھ ضرر نہیں پہنچا سکتے۔ لیکن جب ان باتوں سے بھی انکی بے چینی کم نہ ہوئی اور چاہا کہ باہر نکل آئیں حضرتؐ نے اپنے پائے اقدس کو غار کی دوسری جانب مارا اس طرف ایک دروازہ کھل گیا دیکھا کہ دریا پاس ہے اس میں کشتی تیار ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا اب خاموش ہو جاؤ اگر وہ لوگ اس دروازہ سے غار میں داخل ہو گئے ہم دوسرے اس دروازے سے نکل جائیں گے اور کشتی میں سوار ہو جائیں گے۔ تاہم وہ چپ ہوئے۔

خلیفہ مقرر کرتا ہوں اور تم دونوں کو خدا کے پیہر دکرتا ہوں۔ اپنے واسطے اور فاطمہؑ زہراؑ اور اپنی ماں فاطمہ بنت اسد کے لئے اور بنی ہاشم میں سے اُن لوگوں کے لئے جو ہجرت کرنا چاہیں سواریاں ضرور لیند اس کے علاوہ اور بہت سی ہلکتیں فرمائیں اور کہا جب ابی تمام اُمیر سے فارغ ہونا خدا درشتوں کی جانب ہجرت کے لئے تیار ہو جانا۔ اور جب میرا خط کہہا رہے پاس پہنچے بلا توقف روانہ ہو جانا۔ یہ تمام باتیں فرما کر حضرت مدینہ کی جانب متوجہ ہوئے۔ اور عبد اللہ بن اریقہ جب گو سفند چرانے فار کی طرف آیا آنحضرتؐ نے اُس سے فرمایا کہ اگر میں اپنی جان تیرے پیہر دکروں تو کیا تو اس کی حفاظت کرے گا اور ہم کو غیر معروف راستہ سے مدینہ پہنچا دے گا؟ ابن اریقہ نے کہا فار کے دروازہ پر کڑی کے جال اتھنے اور کبوتر کے گھونسلہ بتائینے سے میں نے جانا کہ آپؐ خدا کے رسولؐ ہیں اور آپؐ پر ایمان لایا۔ آپؐ کی حفاظت کروں گا اور ہر آپؐ جائیں گے میں آپؐ کے ساتھ چلوں گا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ میں مدینہ جانا چاہتا ہوں۔ اُس نے کہا جانِ دول سے منظور ہے۔ آپؐ کو ایسے راستہ سے مدینہ لے چلوں گا کہ کوئی آپؐ کو دیکھنے نہ پالے گا۔ فرض وہ مدینہ روانہ ہوئے۔ اور شیخ طوسی نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ سالِ ہجرت کے پہلے حبشہ ریح الاول کی تیرہویں تاریخ شبِ بخشنہر فد کی طرف روانہ ہوئے۔ اُسی رات امیر المؤمنینؑ آپؐ کے بستر پر سوئے۔ اور چودھویں شب کو فار سے مدینہ کی طرف چلے۔ راستہ میں بہت سے ہجرات آنحضرتؐ سے ظاہر ہوئے جو ہجرات کے ابواب میں مذکور ہو چکے۔ اور کھینچی نے بسید حسن حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ فار سے مدینہ کی جانب متوجہ ہوئے قریش نے اعلان کیا کہ جو آنحضرتؐ کو ڈھونڈ لے گا اس کو تُو اُونٹ انعام دیا جائیگا یہ شکر مراقبہ مالک بن جشم آپؐ کی تلاش میں روانہ ہوا۔ وہ جب حضرتؐ کے قریب پہنچا حضرتؐ نے دُعا کی کہ خداوند! مجھے مراقبہ کے شر سے جس طرح تو چاہے محفوظ رکھ۔ تو مراقبہ کے گھوڑے کے پاؤں زمین میں ڈھنس گئے۔ یہ دیکھتے ہی وہ گھوڑے سے کود پڑا۔ اور دوڑتا ہوا حضورؐ کے پاس آیا اور کہا اے محمدؐ میں نے سمجھ لیا کہ یہ بلا آپؐ کی طرف سے آئی ہے۔ دُعا فرمائیے کہ خدا میرے گھوڑے کو نجات دے۔ میں اپنی جان کی قسم کھاتا ہوں کہ اگر آپؐ کو مجھ سے کوئی بھڑائی نہ ہوئی تو کوئی بُرائی بھی نہ ہوگی۔ یہ شکر حضرتؐ نے دُعا کی تو خدا نے اُس کے گھوڑے کو نجات دی۔ پھر اُس نے آنحضرتؐ کے خلاف ارادہ کیا تو پھر اُس کے گھوڑے کے پاؤں زمین میں گڑ گئے۔ اسی طرح تین مرتبہ ہوا اور حضرتؐ نے دُعا کی اور فرمایا ہوا۔ تیسری مرتبہ اُس نے کہا اے محمدؐ رحمت اللہ علیہ فاکہ وسلم! یہ میرے اُونٹ میرے فلام کے ساتھ موجود ہیں۔ اُن آپؐ کو ضرورت ہو تو جو چاہیں لے لیں۔ میرا تیرا اب نشانہ پر بیٹھ گیا۔ اب میں واپس جاتا ہوں اور آپؐ کی تلاش میں کسی کو نہ آنے دُعاں گا۔ حضرتؐ نے فرمایا محمدؐ کو تیرے مال کی ضرورت نہیں ہے۔

طلبِ رافضی نے روایت کی ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے جب مدینہ کی طرف ہجرت کی راستہ میں اُمِ مہجد کے خیمہ میں پہنچے اور اُس سے کچھ کھانے کو طلب فرمایا۔ اس نے کہا اس وقت تو میرے پاس کچھ نہیں ہے حضرتؐ نے اس کے خیمہ کے ایک طرف ایک گوشہ دیکھا جسکو لافری اور کوحی کے سبب چراگئے نہیں بھیجا تھا۔ حضرتؐ نے فرمایا کیا تم اجازت دیتی ہو کہ میں اس کا دُعا دوں۔ اُس نے کہا اس کے دُعا نہیں ہوتا

اگر آپ چاہیں وہ ہیں۔ حضرت نے اس کی پیشہ پر ہاتھ پھیرا وہ اس بیوقت حضرت کے اعجاز سے موٹی ہو گئی۔ پھر دوبارہ ہاتھ پھیرا تو اس کے حق رنگ گئے اور دودھ سے بھر گئے بلکہ دودھ چپکنے لگا آپ نے ایک پیالہ مانگا، دودھ دوہنا شروع کیا یہاں تک کہ سب میلوب ہو گئے۔ ام مہجد نے یہ مجرہ دیکھا تو عرض کی یا حضرت میرا ایک لڑکا ہے جو سات برس کا ہو گیا مگر ایک گوشت کے ٹوٹنے کے مانند ہے نہ چلتا ہے نہ بولتا ہے آپ اس کے لیے دعا فرمائیے۔ اور حضرت کے پاس اس کو لائی۔ حضرت نے ایک خرمہ اپنے دھن اقدس میں چبا کر اس کے منہ میں دے دیا وہ اس بیوقت حضرت کے اعجاز سے اٹھ کھڑا ہوا چلے اور بات کرنے لگا۔ پھر آپ نے خرمہ کانچ زمین میں بودیا وہ اسی وقت اُگا، بڑھا اور ایک بڑا درخت ہو گیا اور اس میں پھل لگنے لگے۔ اس میں جاڑا گری ہر موسم میں پھل لگتے تھے۔ پھر حضرت نے اپنے ہاتھوں سے سکا کے چاروں طرف اشدہ کیا تو ہر طرف سبزہ اُگ آیا۔ پھر حضرت وہاں سے روانہ ہوئے۔ اس درخت میں ہمیشہ رطب موجود رہتے تھے یہاں تک کہ حضرت نے وحلت فرمائی تو پھل نکلنا بند ہو گیا۔ لیکن وہ درخت ہمیشہ سر سبز رہا۔ جب امیر المؤمنین علیہ السلام شہید ہوئے اس کی شادی بھی جاتی رہی وہ خشک ہو گیا۔ اور جب امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے تو اس درخت سے ٹخن جاری ہو گیا۔ غرض جب ام مہجد کا شوہر جنگل سے واپس آیا اور یہ تمام عجیب و غریب علامات مشاہدہ کئے تو دریافت کیا اس کی وحدت نے تمام ماجرا بیان کیا اور کہا یہ اسی مرد قریشی کی برکت سے ہے۔ اس کے شوہر نے کہا یہ وہی بزرگ ہیں جن کا اہل مدینہ انتظار کر رہے ہیں۔ اصحاب مجھ پر ظاہر ہو گیا کہ وہ بچتے ہیں۔ اور اپنے اہل و عیال کو لے کر مدینہ آیا اور مسلمان ہوا۔

شیخ طوسی نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے پہلے مقام ثبا میں قبیلہ عمروی حوف کے پاس قیام فرمایا۔ حضرت ابو بکر نے کہا یا حضرت مدینہ میں چلے کہ لوگ آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ جب تک میرا بھائی علیؑ اور میری بیٹی فاطمہؑ نہ آجائیں میں داخل مدینہ نہ ہوں گا۔ وہ جس قدر اصرار کرتے تھے آنحضرتؐ اسی قدر انکار فرماتے تھے۔ آخر حضرت ابو بکر آنحضرتؐ کو ثبا میں چھوڑ کر مدینہ چلے گئے۔ اور حضرت نے ابو واقد لہنی کے ہاتھ امیر المؤمنینؑ کے پاس نام بھیجا کہ جلد از جلد میرے پاس آجائیں۔ جب حضورؐ کا یہ خط امیر المؤمنینؑ کے پاس پہنچا آپ ہجرت کے لیے تیار ہو گئے اور مکہ و مدینہ میں سے فرمایا کہ رات کے وقت جگے پھلے پوشیدہ طور سے نکل چلیں اور ذی طوی میں جمع ہوں۔ اور فاطمہ زہراؑ اور اپنی والدہ معظمہ فاطمہ زہراؑ بنت سعد اور فاطمہ بنت زبیر بن عبد المطلب کو ہمراہ لے کر مکہ سے روانہ ہوئے۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ دختر زبیر جس کا نام حبیبہ تھا اور امین ام ایمن کا لڑکا رسول خداؐ کا آزاد کردہ ابو واقد کے ہمراہ جو حضرت کا نامہ لایا تھا امیر المؤمنینؑ کے ساتھ چلے۔ ابو واقد عورتوں کے اوتھوں کو تیر چکانے لگے حضرت نے فرمایا اسے ابو واقد عورتوں کے ساتھ نرمی کرو اور ان کے اوتھوں کو آہستہ چلاؤ۔ کیونکہ عورتیں نازک اور کمزور ہوتی ہیں۔ ابو واقد نے کہا اچھا یہ خوف ہے کہ مکہ سے مشرکین ہمارے تعاقب میں نہ آتے ہوں۔ آپ نے فرمایا خاطر جمع رکھو اور کوئی پروا نہ کرو۔ کیونکہ

لوگوں کے اعجاز سے ام مہجد کی اور وہاں کا بکرہ کا قصہ سنا اس کے بیان کے لئے کہ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ

نے فرمایا کہ ایسا نہیں ہے۔ عمارؓ کے رنگ و درشہ میں ایمان پرست ہے ان کے خون احد گوشت میں ایمان
 طہر ہے جب عمارؓ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچے بہت روئے۔ حضرتؐ نے
 پوچھا تم پر کیا حادثہ گزرا عرض کی یا رسول اللہ میرا حال ناگفتہ ہے۔ مجھ سے وہ لوگ دست بردار نہیں ہوئے
 جسک میں نے آپؐ کو نامہ سزا نہیں کہا اور ان کے جنوں کی تعریف نہیں کی۔ حضرتؐ نے ان کے آنسو اپنے
 ہاتھوں سے پونچھے اور فرمایا تم پر کوئی الزام نہیں اگر پھر ایسا واقعہ درپیش آئے تو پھر ایسے ہی کہنا۔
 اور کلینی نے بسند مستبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے عمارؓ نے باسرو کو مکہ والوں نے قتل کر کے پھینک
 دیا۔ ان کا دل ایمان سے بھر پور تھا تو خدا نے یہ آیت نازل فرمائی **لَا مَنَ الْكُوفَةِ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ**
بِالْإِيمَانِ (آیت اسودہ اصل) لیکن جو لوگ مجھ کو کئے جائیں احسان کا دل ایمان سے مطمئن ہو۔
 آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے عمارؓ اگر کفار پھر تم سے ایسا کہیں تو پھر کہہ دینا کیونکہ
 خداوند عالم نے تمہارے لئے عذر نازل فرما دیا ہے۔

۲۸ اٹھائیسواں باب

آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مدینہ طیبہ میں ہجرت کر کے آنا "مسجد میں تعمیر کرنا"
 ہجرت کے سال اقل کے تمام حالات

مشحط طبری اور ابی شہر آشوب وغیرہم نے روایت کی ہے کہ بیت منبر کے تین چھتے بیت آنحضرتؐ
 نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی اور مکہ و شہد بارہویں ریح الاول کو داخل مدینہ ہوئے۔ انھوں نے ہر روز
 مدینہ سے باہر نکل کر آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتظار کیا کرتے تھے۔ اس روز بھی اپنی طہارت
 کے مطابق آئے اچھا انتظار کر کے ناامید ہو گئے تو واپس چلے گئے جب وہ لوگ اپنے اپنے گھر پہنچ گئے تو
 آنحضرتؐ مسجد شجرہ کے مقام پر پہنچے اور قبیلہ بنی عمرو بن عوف سے دریافت کیا اور ان کی طرف متوجہ
 ہوئے تو وہ اور لوگ میں سے ایک شخص نے اپنے قہر کے اوپر سے دیکھا کہ تین سولہاں کی طرف آ رہے ہیں
 مسلمانوں کو بیکار کے کہا کہ تم لوگ جتنا انتظار کرتے تھے وہ آ گئے تمہارے بخت بلند اور طالع اچھا
 نے تمہاری طرف رخ کیا جب یہ خبر مدینہ میں شائع ہوئی عمرو بن عوف سے بتاتے شاد و خرم مدینہ کے پھر
 دوڑے، ہوئے آئے رادحہ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب حکم خدا قبا کی جانب متوجہ ہوئے
 اور وہیں قیام فرمایا۔ عمرو بن عوف کے قبیلہ کے لوگ آنحضرتؐ کے گرد جمع ہوئے اور بہت اظہارِ محبت
 کیا۔ آنحضرتؐ ایک مرد صالح نابینا کے گھر میں مقیم ہوئے جن کا نام کلثوم تھا۔ اس کے قبیلہ کے بھی

آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس نوڑے ہوئے پہنچے چونکہ اوس و خورج کے درمیان مدتوں سے جنگ کا سلسلہ رہا اس لیے خورج کے قبیلہ والوں میں سے کوئی خوف کے موجب باہر نہ نکلا۔ جب حضرتؐ کے حاضرین کو دیکھا ان میں کوئی خورج کا نظرنہ آیا رات ہوئی تو حضرتؐ بوکر آنحضرتؐ سے جدا ہو کر مدینہ چلے آئے۔ حضرتؐ کھٹوم کے گھر میں قبائلی میں مقیم رہے۔ جب آنحضرتؐ نماز مغرب و عشاء کے بعد اُٹھے تو اوسدین زدہ ہتھیار لگائے ہوئے آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سلام کیا اور خدا تعالیٰ کی امداد کہا کہ یا رسول اللہ! مجھے یہ گمان بھی نہ تھا کہ سنوں گا کہ حضورؐ اس مقام پہ آگئے ہیں اللہ میں حاضر نہ ہوں گا۔ لیکن ہمارے بعد ہمارے بھائیوں یعنی قبیلہ اوس کے درمیان صلوات ملی آ رہی ہے اس سبب سے مجھے خوف ہوا کہ کوئی ناگوار بات نہ ہو جائے اس واسطے میں حاضر خدمت نہیں ہوا۔ لیکن ضبط نہ ہو سکا آخر اس وقت یہاں ہو کر حاضر خدمت ہوا۔ مولیٰ حضرتؐ نے یہ سن کر قبیلہ اوس سے خطاب فرمایا کہ تم میں کوئی ہے جو اس کو امان دے ان لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! ہماری امان حضورؐ کی امان میں ہے آپ خدا کی امان دے دیجئے۔ حضرتؐ نے فرمایا انہیں تم میں سے کوئی شخص امان دے۔ یہ سن کر عویم بن ساعدہ اور سعد بن غنیمہ نے کہا ہم امان دیتے ہیں۔ غرض وہ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے۔ حضرتؐ کے پاس بیٹھتے تھے آنحضرتؐ کے ساتھ نمازیں پڑھتے تھے یہاں تک کہ آنحضرتؐ مدینہ میں تشریف لائے۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ آپؐ نے جب ہجرت کی آپ کی عمر پچیس سال کی تھی۔ تین روز آپؐ غار میں مقیم رہے۔ ایک روایت ہے کہ چھ روز وہاں ٹھہرے۔ اور بارہ روز بیخ اللہ و مشنہ کے دن۔ ایک روایت کے مطابق گیارہ روز اول کو مدینہ میں پہنچے اور یہ ہجرت کا پہلا سال تھا۔ لیکن ہجرت کے سال کی ابتداء عرم سے قرار دی گئی ہے پہلے حضرتؐ قبائلیں ٹھہرے اور کھٹوم بن ہرم کے مکان میں قیام فرمایا۔ اُس کے بعد ٹھہرا وہاں کے مکاؤں میں حقیقی ہو گئے۔ تین روز یا بارہ دن کے بعد چکر مار کر آگئے تو مدینہ میں تشریف لائے۔ جہاں میں آپؐ نے ایک مسجد تعمیر کی جبکہ آپؐ وہاں مقیم تھے مدینہ کے مسلمان آپؐ کے استقبال کے لیے جایا کرتے تھے۔ ہجرت کے ایک ماہ چند روز کے بعد نمازیں زیادہ ہونے لگیں۔ آٹھ جیسے کے بعد آپؐ نے مسلمانوں کے درمیان مواخاۃ قائم کی اور ایک کو دوسرے کا بھائی بنا دیا۔ اسی سال اذان مقرر ہوئی۔

کھنن نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ سعد بن مسیب نے امام زین العابدینؑ سے دریافت کیا کہ امیر المؤمنینؑ جس روز مسلمان ہوئے ان کی عمر کیا تھی۔ حضرتؑ نے فرمایا خاموش رہے کبھی کافر نہ تھے جس روز آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رسالت پر مبشور ہوئے جناب امیرؑ دس سال کے تھے وہ اُس روز بھی کافر نہ تھے۔ لیکن بظاہر خدا تعالیٰ پر ایمان لانے میں اور زمانہ پڑھنے میں تمام اشخاص پرتین سال پہلے سہقت کی تین سال بعد دوسرے لوگ ایمان لائے اور سب سے پہلے آنحضرتؐ کے ساتھ جو نماز پڑھتی وہ ظہر کی دو رکعت تھی۔ ابتداء میں دو ہی رکعت واجب ہوئی تھی اور دس سال تک مسلمان مکہ میں وہی دو رکعت پڑھا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ہجرت کر کے مدینہ آئے۔ آنحضرتؐ نے جناب علیؑ کو چند انور کے

انجام دینے کے واسطے کہ ہی میں چھوڑ دیا تھا جسکو سوائے اُن کے کوئی انجام نہیں دے سکتا تھا۔ حضرت
 رسالتاً صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعثت کے تیرھویں سال پہلی ماہ ربیع الاول روزِ بدھِ شنبہ کو مکہ سے
 روانہ ہوئے اور روزِ بدھِ شنبہ بارہویں ربیع الاول زوالِ آفتاب کے وقت مدینہ منورہ میں داخل
 ہوئے اور قبا میں قیام فرمایا اور نماز ظہر و عصر و دو رکعت بجا لائے۔ آپ نے قبیلہ بنی عمرو بن عوف کے
 پاس قیام فرمایا اور دس روز سے زیادہ مقیم رہے۔ ایک روایت میں ہے کہ پندرہ روز مقیم تھے۔ ان
 لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ اگر آپ ہمارے ساتھ رہنے کا قصد رکھتے ہوں تو ہم آپ کے لیے ایک
 مسجد تعمیر کریں۔ آپ نے فرمایا میں یہاں ہمیشہ قیام نہیں کروں گا میں مکی بن ابی طالب کے آگے کا
 انتظار کر رہا ہوں۔ میں نے اُن کو ہدایت کی ہے کہ مجھ سے آکر جلد ملیں۔ میں کسی منزل پر مستقل قیام
 نہ کروں گا اور نہ کسی مقام کو اپنا وطن بناؤں گا جبکہ وہ میرے پاس نہ آجائیں اور انشاء اللہ جلد آتے
 ہوں گے جب امیر المومنین آئے اُس وقت آپ عمرو بن عوف کے مکان میں مقیم تھے۔ پھر آنحضرت اُسی وقت
 امیر المومنین کو ساتھ لے کر بنی عوف کے پاس آگئے۔ وہ دن جمعہ کا تھا آفتاب طلوع ہو رہا تھا آپ نے
 اُن لوگوں کے لئے ایک مسجد کی تعمیر کے لئے خطوط و نشانات قائم کئے اور قبلہ کی تیسری فرمائی۔ اُسی مسجد میں
 دو رکعت نماز جمعہ ادا کی اور خطبہ پڑھا اور اُسی روز مدینہ میں داخل ہوئے۔ حضرت اُسی ناکہ پر سوار تھے
 حضرت مکی ہر مقام پر آپ کے ساتھ ساتھ تھے حضرت سے ایک آن کے لئے بھی جہان نہ ہوتے تھے۔ حضرت
 انصار کے جس قبیلہ کی طرف سے گزرتے تھے وہ لوگ استقبال کرتے اور التجا کرتے کہ حضور اُنہی کے پاس
 قیام فرمائیں۔ حضرت فرماتے تھے کہ میرے ناکہ کی راہ چھوڑ دو وہ مرد و گاو عالم کی طرف سے مامور ہے
 وہ جس طرف چاہے گا ناکہ جائے گا۔ حضرت نے اس کی ہمار چھوڑ دی تھی۔ آخر وہ اس مقام پر پہنچا ہمام
 نے مسجد رسول کے دروازہ کی طرف اشارہ کیا کہ جہاں میتوں کی نمازیں لوگ پڑھتے ہیں وہاں ناکہ
 ٹھہرا اور بیٹھ گیا۔ اپنے سینہ کو زمین سے ملا دیا۔ حضرت ناکہ سے اترے۔ ابویوب انصاری سب سے
 پہلے بڑھ کر حضرت کے اسباب و سامان اپنے گھر آٹھانے گئے۔ حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 نے ان کے مکان میں قیام فرمایا یہاں تک کہ مسجد کی تعمیر ہوئی۔ آنحضرت اور امیر المومنین کے مکانات تیار
 ہوئے اور آپ حضرات اپنے اپنے مکانوں میں مقیم ہوئے۔ ان تمام حالات میں حضرت مکی آپ کے
 ساتھ رہے اور کبھی جُدا نہ ہوئے۔ راوی نے امام سے پوچھا کہ آپ پر خدا بھلاؤ ابو بکر بھی آنحضرت کے
 ساتھ تھے جبکہ آپ مدینہ میں وارد ہوئے تو وہ کس مقام پر آپ سے جدا ہو گئے تھے۔ امام نے فرمایا
 کہ جب آنحضرت نے قبا میں قیام فرمایا تھا اور جناب امیر کے آگے کا انتظار کر رہے تھے ابو بکر نے اعلان
 کیا کہ مدینہ چلیے اہل مدینہ آپ کے آگے سے بہت خوش ہیں اور آپ کا انتظار کر رہے ہیں آپ مکی
 کا انتظار نہ کیئے وہ ایک ہفتہ تک نہ آئیں گے۔ حضرت نے فرمایا ایسا نہیں ہے وہ بہت جلد آئیں گے
 میں ہرگز اس مقام سے حرکت نہ کروں گا جینک کہ میرا بھائی میرا خانی میرے اہلیت میں میرا سب سے
 زیادہ محبوب نہ آجائے۔ اس نے مجھ پر اپنی جان فدا کی ہے میرے بستر پر سویا ہے۔ یہ سکر ابو بکر کو

سیدنا ابی بکرؓ کی ہجرت مدینہ میں واقعہ کی روایت حضرت ابی بکرؓ سے روایت کی ہے۔

غصہ آگیا۔ وہ کبیدہ خاطر ہوئے اور علیؑ کی جانب سے ان کے دل میں بڑا سخت حسد پیدا ہو گیا اور پہلی عداوت تھی جو علیؑ کے حق میں پیغمبر خدا کے لئے ظاہر ہوئی اور یہ آنحضرتؐ کی پہلی مخالفت تھی جو ان سے ظاہر ہوئی۔ اسی سبب سے غصہ ہو کر حضرتؐ سے جدا ہوئے اور مدینہ میں چلے گئے۔ حضرتؐ قبائیں مقیم رہے اور امیر المؤمنینؑ کے آنے کا انتظار کرتے رہے۔ راوی نے پوچھا کس وقت جناب رسول خداؐ نے حضرتؐ فاطمہؑ کو حضرتؐ علیؑ سے تزویج کیا۔ امامؑ نے فرمایا کہ ہجرت کے ایک سال بعد مدینہ میں۔

اُس وقت جناب فاطمہؑ نو سال کی تھیں۔ اور فرمایا کہ بعثت کے بعد جناب خدیجہؑ کے بطن سے جناب رسول خداؐ کی کوئی اولاد سوائے جناب فاطمہؑ کے نہ ہوئی۔ اور جناب خدیجہؑ نے ہجرت سے ایک سال پہلے دنیا سے رحلت فرمائی، اور جناب ابوطالبؑ نے ان کے ایک سال بعد دار فانی کو رخصت کیا۔ جب یہ دونوں مستیوں دنیا سے رخصت ہو گئیں تو آنحضرتؐ دل تنگ ہوئے اور آپؐ پر سخت خوف غالب ہوا اور اپنے متعلق مشرکین قریش سے خطرہ زیادہ محسوس ہوا۔ جناب جبریلؑ سے اس کی شکایت کی تو خداوند عالم نے آپؐ کو ہجرت کا حکم دیا اور فرمایا کہ اس شہر سے نکل جاؤ کیونکہ یہاں کے رہنے والے ظالم ہیں۔ مدینہ کو ہجرت کرو کیونکہ اب مکہ میں تمہارا کوئی مددگار نہیں رہا۔ پھر مشرکوں سے جہاد کرو اس وقت آنحضرتؐ نے ہجرت کی۔ راوی نے پوچھا کس وقت لوگوں پر اس طرح نمازیں واجب ہوئیں جس طرح اس وقت پڑھی جاتی ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا مدینہ میں جس وقت کہ آپؐ کی تبلیغ ظاہر ہوئی اور اسلام کو تعزیت حاصل ہوئی۔ خداوند عالم نے مسلمانوں پر جہاد واجب کیا اور حضرتؐ نے حکم خداوندوں میں سات رکعتوں کا اضافہ کیا۔ نماز ظہر و عصر و عشاء میں دو دو رکعتیں اور نماز مغرب میں ایک رکعت کا اور نماز صبح بدستور قائم رہی جس طرح شروع میں واجب ہوئی تھی۔ کیونکہ دن کے فرشتے آسمان سے زمین پر جلد آتے ہیں اور رات کے فرشتے جلد آسمان پر زمین سے جاتے ہیں۔ فرض مکہ شب و روز دونوں کے فرشتے جناب رسول خداؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز صبح میں حاضر ہوتے تھے۔ اسی سبب سے خدا نے فرمایا ہے کہ وَقُرْآنَ الْفَجْرِ إِنَّ الْفَجْرَ كَانَ الْفَجْرَ كَانَ مَشْهُودًا وچنانچہ سورۃ ہی اسرائیل حضرتؐ نے فرمایا کہ مطلب یہ ہے کہ نماز صبح کے وقت مسلمانوں کے نزدیک اعمال شب کے لکھے والے فرشتے اور دن کے اعمال لکھنے والے فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔

دوسری معتبر سند کے ساتھ روایت ہے کہ حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ مسجد قبائیں بہت بڑی ہو کیونکہ سب سے پہلی مسجد ہے جس میں آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ آتے وقت نماز صبح پڑھی اور دوسری حدیث حسن میں فرمایا کہ جس مسجد کے بارے میں خدا نے فرمایا ہے کہ پہلے ہی روز جس کی بنیاد تقوٰی اور پرہیزگاری پر رکھی گئی وہ مسجد قبائیں ہے۔ اور دوسری صحیح حدیث میں فرمایا کہ جب جناب رسول خداؐ مدینہ میں پہنچے مدینہ کے گروائے اپنے اپنے اقداس سے خط کھینچا یا قدم سے نشان بنایا اور فرمایا کہ خداوند جو شخص کے مکانات فرودخت کرے تو اس کو برکت مت عطا فرما۔

شیخ طبری وغیرہم نے روایت کی ہے کہ قبیلہ اوس اور قبیلہ خزاعہ اسلام لانے سے پہلے بہت

بیت رکھتے تھے۔ ان کی پرستش کرتے تھے اسی کے ہر بڑے شخص کے گھر میں ایک بُت ہوتا جس کو خوشبو لگاتے اور اُس کے لیے جانوروں کو قربانی کرتے اور اُس کے سامنے سجدہ کرتے۔ جب انصاریوں سے ہارہ اشخاص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کی اور مدینہ واپس آئے تو بتوں کو اپنے اپنے گھروں سے نکال بیچ دیا اور جو لوگ ان کی اطاعت کرتے تھے انہوں نے بھی اپنے گھروں سے بتوں کو بھینک دیا۔ اور جب ستر اشخاص نے بیعت کی اور مدینہ آئے اور اسلام کی اشاعت ہوئی تو لوگوں نے بتوں کو توڑ ڈالا۔ اور آنحضرت کے مدینہ میں تشریف لانے کے بعد سعد بن ربیعہ اور عبداللہ بن رواحہ اہل خریج کے درمیان گشت کرتے اور جہاں جو بُت دیکھتے توڑ ڈالتے اور اہل المؤمنین کے آگے کے ایک روز یا دو روز بعد جناب رسول خدا ﷺ پر سوار ہو کر مدینہ کی جانب متوجہ ہوتے۔ وہ جسے کاؤں تھا۔ قبیلہ بنی عمرو بن عوف نے اٹھا کر عرض کیا یا رسول اللہ! اسے یہاں سے قیام فرمائیے ہم صاحبان قوت و جلالت اور شوکت و شان والے ہیں اپنی جان و مال سے آپ کی حمایت کریں گے۔ حضرت نے فرمایا کہ میرے نافر کو چھوڑ دو کہ وہ خود وہاں ٹھہر جائے گا جہاں خلیفہ اس کو حکم دیا ہے۔ جب اس و خدیج کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدینہ آنے کی خبر ہوئی مسلح ہو کر سب کے سب آنحضرت کے استقبال کو دؤد سے اور آنحضرت کے نافر کے گرد جمع ہوئے۔ حضرت جس قبیلہ کے پاس پہنچتے تھے وہ لوگ حضرت کا استقبال کرتے اور آپ کے نافر کی جدوجہد کرتے کہ حضرت انہی کے یہاں قیام فرمائیں۔ اور حضرت اُن سے یہی فرماتے کہ نافر خدا کی طرف سے مامور ہے۔ جب آنحضرت قبیلہ بنی سالم کے پاس پہنچے زوال کا وقت شروع تھا۔ ان لوگوں نے حضرت کے آگے سے پہلے ایک مسجد تعمیر کر لی تھی۔ انہوں نے بھی حضرت سے قیام کی خواہش کی مگر نافر مسجد کے دروازہ پر نہ گزرتا تو آنحضرت آگے اور مسجد میں داخل ہوئے۔ خلیفہ پڑھا اور ستر اشخاص کے ساتھ نماز جہر پڑھی۔ پھر باہر آئے اور نافر پر سوار ہوئے اور نافر کی چار چھوڑ دی۔ نافر حکم خدا جل و علا تھا۔ جب آنحضرت عبداللہ بن ابی کے پاس سے گزرے اُس نے حضرت سے قیام کی خواہش نہ کی اور اپنے ناک پر کپڑا لٹکایا کیونکہ انصار کے جرم کے سبب خبر رکھتے تھے اُنہاں تھا اور کہا آپ یہاں مت ٹھہریں بلکہ اپنی لوگوں کی طرف جائیں جو آپ کی مدد و نصرت میں مشغول ہیں اور اس شہر میں آپ کو بلایا ہے انہی کے یہاں قیام فرمائیں۔ تو خدا نے آنحضرت کے اہماز کے لیے اُس کے قبیلہ کے لوگوں پر چھٹیوں کو مسلط فرمایا جنہوں نے ان کے گھروں کو تخریب و بیکار کر دیا وہ لوگ دوسرے محل میں بھاگ گئے۔ عرض اس محلوں کی بہات سنکر سعد بن جباوہ نے عرض کی یا رسول اللہ آپ اس غیبت کی باتوں کا کچھ خیال نہ کیجئے کیونکہ آپ کے آگے سے پہلے ہم لوگوں نے اتفاق کر لیا تھا کہ اس کو اپنا بادشاہ بنائیں گے۔ چونکہ آپ کی تشریف آوری کے سبب ہم نے بارادہ ختم کر دیا اس لیے وہ حسد کے سبب سے ایسی باتیں کر رہا ہے۔ یا رسول اللہ آپ ہمارے پاس قیام فرمائیں آپ کو لشکر مال، قوت اور شوکت جس نے کی ضرورت ہو سب کچھ آپ کے لیے حاضر ہے۔ حضرت نے کسی کی بات کی طرف التفات نہ فرمایا۔ حضرت کا نافر روانہ تھا چلتے چلتے اُس مقام پر ٹھہرا جہاں اب حضرت کی مسجد ہے۔ اُس وقت صرف چار درواری گھری ہوئی تھی جو خدیج کے قبیلہ کے دو بیٹوں کی زمین تھی جن کی

کثرت اس حدیث زبانی کرتے تھے۔ نافر ابویوبؓ کے دواخانہ پر جمع کیا جن کا نام خالد بن زید تھا۔ حضرت نافر سے اترے اُس محلہ کے لوگ حضرتؐ کے گرد جمع ہوئے اور ہر ایک چاہتا تھا کہ حضرتؐ اُسی کے گھر میں تمام فرمائیں لیکن ابویوبؓ کی ماں نے صفت کر کے حضرتؐ کا سالانہ واسباب اپنے گھر پہنچا دیا۔ جب لوگوں نے زیادہ اصرار کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ آدمی اپنے سالانہ کے ساتھ ہوتا ہے اور ابویوبؓ کے گھر میں داخل ہو گئے اور اس حدیث زبانی حضرتؐ کو اپنے گھر لے گئے۔ اور ابن شہر آشوب نے جناب سلمانؓ سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں پہنچے تو لوگ آنحضرتؐ کے نافر کی مہار سے پلٹ گئے تاکہ حضرتؐ کو اپنے گھر لے جائیں۔ حضرتؐ نے فرمایا نافر کو چھوڑ دو کہ وہ مامور ہے جس کے گھر کے دواخانہ پر ٹھہرے گا میں اُسی کے گھر قیام کروں گا۔ چنانچہ وہ ابویوبؓ انصاری کے دواخانہ پر ٹھہرا۔ ابویوبؓ نے اپنی ماں کو بھار مادر گرامی دواخانہ کھولا کہ سینہ بشیر اور ربیعہ اور مصر میں سب سے بلند مرتبہ رسولؐ جتنے جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آئے ہیں۔ ان کی ماں نابینا تھیں۔ دروازہ کھولا اور بولیں اے کاشش میری بھینس ہو میں کہ میں اُسے مولیٰ کی زیارت کرتی۔ یہ سنکر حضرتؐ نے اپنے دست مبارک کو اُن کے چہرہ پر پھیرا وہ اُسی وقت بیٹا ہو گئیں۔ یہ پہلا مجروحہ تھا جو مدینہ میں آنحضرتؐ سے ظاہر ہوا۔ علی بن ابیہم نے روایت کی ہے کہ مدینہ میں یہودیوں کے تین خاندان آباد تھے بنو قریظہ بنو نظیر اور بنی قریظہ۔ جب آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے یہ تینوں طوئیں گروہ حضرتؐ کی خدمت میں آئے اور پوچھا اے محمدؐ ہم کو کس چیز کی دعوت دیتے ہو۔ فرمایا یہ کہ خدا کی وحدانیت کی گواہی دو اور میرے رسولؐ ہونے کا اقرار کرو۔ انہما وہ ہوں جس کا وصف توریت میں ہے در علمائے تم کو اس کی خبر دی ہے کہ مکہ سے اس سنگستان مدینہ کی طرف ہجرت کروں گا۔ اور تمہارے ایک عالم نے جو شام سے آیا تھا تم کو آگاہ کیا تھا اور کہا تھا کہ میں نے شراب اور لذتیں ترک کر دی ہیں اور عیش و نشاط خالی ہو گیا ہے اس سبب سے کہ ایک پیغمبر اس سنگستان میں مبعوث ہو گا۔ وہ مکہ سے نکلے گا اور اس شہر کی جانب ہجرت کر کے آئے گا۔ آخری پیغمبر ہو گا اور سب سے بہتر ہو گا پھر ہر سوار ہو گا پھر انہما ہمارے اپنے گھر آئے گا اور سوچی رہو نہ ہر قحط کرے گا اُس کی آنکھوں میں مٹی ہو گی دونوں شانوں کے درمیان غیر نبوت ہو گی وہ اپنی تھوڑا گاندھ سے پرے کے گا اور جہاد کرے گا اور کسی کی پروا نہ کرے گا۔ وہ بہت خوش مزاج ہو گا اُس کی بادشاہی وہاں تک ہو گی جہاں تک گھوڑوں کے پیر پہنچ سکتے ہیں۔ یہودیوں نے کہا ہم نے یہ سب سنا ہے اور اس لئے آئے ہیں کہ آپؐ سے صلح کریں اس بات پر کہ ہم آپؐ کے ساتھ ہوں گے انہما آپؐ کے دشمنوں کے ساتھ ہوں گے اور یہ شرط کرتے ہیں کہ آپؐ کے دشمنوں کی مدد نہ کریں گے اور آپؐ کے اصحاب کو اذیت نہ پہنچائیں گے اور آپؐ ہمارے ساتھیوں سے کوئی تعرض نہ کریں گے یہاں تک کہ ہم دیکھیں کہ آپؐ کا اور آپؐ کی قوم کا معاملہ کیا نیک پہنچا ہے۔ آنحضرتؐ نے اُن لوگوں کی یہ شرط منظور فرمائی اور ایک جہنم نامہ آنحضرتؐ اور اُن لوگوں میں سے ہر ایک کے درمیان لکھا گیا کہ حضرتؐ کے دشمنوں کی مدد نہ کریں گے اور کسی طرح آنحضرتؐ کو تکلیف نہ پہنچائیں گے نہ زبان سے نہ ہاتھوں سے نہ

یہ حدیث زبانی ہے کہ آنحضرتؐ کا نافر ابویوبؓ کے گھر میں تھا

مدینہ کے یہودیوں کے تین قبیلوں کا حضرتؐ سے صلح کرنا

ہشیاروں سے نہ ظاہر بظاہر نہ پوشیدہ طور سے درات میں نہ دن کو۔ اور خدا کو اس پر گواہ بھی کیا۔ اور یہ بھی لکھا کہ اگر نہ کوہ انور میں سے ایک بھی عمل میں لائیں گے تو ان کا خون ان کی عورتوں اور فرزندوں کا قید کرنا اور ان کے اموال قیمت میں لے لینا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حلال ہوگا۔ بنی نظیر کی جانب سے جس نے یہ سب اقرار کیا جی بن اخطب تھا۔ جب وہ اپنے گھر واپس آیا تو اس کے بھائیوں نے پوچھا کہ محمدؐ کو کیسا پایا اس نے کہا وہ وہی جس جگے اوصاف ہم نے کتابوں میں پڑھے ہیں اور علماء نے لکھے ہیں لیکن ہمیشہ ہمیں ان کا دشمن ہی رہا جو اس لئے کہ ان کے سب سے پیغمبری فرزند ان اصحاب میں سے فرزند ابی اسلمیں میں منتقل ہو گئی اور ہم کبھی فرزند ابی اسلمیں کی اطاعت نہیں کر سکتے۔ اور جس نے بنی نظیر کی طرف سے عہد نامہ لکھا وہ کتب میں اسد تھا اور جس نے بنی قینقار کی طرف سے لکھا وہ خیر بن تھا جس کے پاس مال و دولت اور باغات سب سے زیادہ تھے۔ اس نے اپنی قوم سے کہا تم جانتے ہو کہ یہ وہی پیغمبر ہیں۔ آؤ چل کر انہیں ایمان لائیں اور تورات و قرآن دونوں سے فضل حاصل کریں۔ لیکن اس کی قوم راضی نہیں ہوئی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس عرصہ میں ابویوث انصاری کے مکان ہی میں اصحاب کے ساتھ نماز پڑھتے تھے۔ پھر اسد بن زہارہ سے فرمایا کہ اس زمین کو میرے واسطے خرید لو۔ اسد نے تمہیں سے جسکی زمین چھی یہ خواہش کی تو انہوں نے کہا کہ یہ زمین حضرتؐ کی نذر ہے قیمت کی ضرورت نہیں ہے لیکن حضرتؐ نے فرمایا میں بغیر قیمت نہیں لینا چاہتا آخر اس اسد فیوں کے عوض اس کو خرید فرمایا اور اس میں اینٹیں تیار کرائیں اور اس کی بنیاد نیچے گہری کھدوا کر پتھر سے بھرادی اور صحابہ سے فرمایا کہ مدینہ کے ٹیلوں سے پتھر وائیں خود بھی حضرتؐ ان کے ساتھ شریک ہوئے۔ اسید خضیرؓ نے دیکھا کہ حضرتؐ ایک بھاری پتھر اٹھائے ہوئے ہیں عرض کی یا رسول اللہؐ مجھے دے دیجئے کہ میں لے چلوں۔ فرمایا وہ سارا پتھر اٹھا لاؤ۔ عرض نیوزمین کے برابر بھری گئی۔ پھر اس پر سے اینٹوں کی دیوار تعمیر کی گئی۔ طیبی نے حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ مسجد کا بنانا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی مسجد کی دیوار پہلے ایک اینٹ کی اٹھائی۔ جب مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہوئی اور لوگوں نے مسجد کی توسیع کی خواہش کی تو پھر دیواریں خریدیں اینٹ چوڑی تعمیر کی گئیں۔ جب مسلمانوں کی تعداد اور بڑھی اور حضرتؐ سے توسیع کی استدعا کی گئی تو پھر وہ اینٹ چوڑی دیواریں اٹھائی گئیں۔ گرمی کے زمانہ میں جب اس کی شدت ہو نہ لگی لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہؐ اگر اجازت ہو تو ہم مسجد پر چھت بنائیں تاکہ گرمی سے محفوظ ہو سکیں۔ حضرتؐ نے اجازت دے دی تو اس کے کچھ خرما کے کھڑے کئے گئے اور اس کی چھت لکڑیوں پتھروں اور اڈٹر گھاس سے تیار کی گئی اور اس کے سایہ میں بسر کرتے رہے یہاں تک کہ بارش کا موسم آیا اور پانی چھت سے ٹپکنے لگا تو لوگوں نے حضرتؐ سے خواہش کی کہ اس پر مٹی ڈالیں تاکہ پانی نہ ٹپکے۔ حضرتؐ نے فرمایا نہیں بلکہ لکڑی پر لکڑی رکھ کر میں نے باندھ دیا ہے اس سے زیادہ نہیں کر سکتا عرض آنحضرتؐ کی مسجد آپؐ کی رحلت کے وقت تک اسی طرح قائم رہی۔ جینک مسجد میں چھت نہیں پڑی تھی اس کی دیواریں قد آدم تک تھیں۔ جب دیوار کا سایا

ایک اٹھ بجتا تو نماز ظہر پکارتے تھے: جب وہ ہاتھ سایا ہو جاتا تو نماز عصر ادا فرماتے تھے۔

شیخ طبرسی اور دوسرے محدثین نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد کی تعمیر سے فارغ ہو گئے تو آپؐ کے اور آپؐ کے اطہار اور تمام حاجرین کے لئے مسجد کے گرد مکانات بنائے گئے ہر ایک نے اپنے مکانات کے ایک ایک دروازے مسجد کی طرف قائم کر دیئے۔ اور جناب حمزہؓ کے لئے بھی ایک مکان کا خط کھینچ دیا گیا۔ اور اس کا دروازہ بھی مسجد کی طرف کھولا گیا۔ حضرتؐ نے اپنے مکان کے برابر امیر المؤمنینؑ کا ایک مکان بنایا اس کا دروازہ بھی مسجد کی طرف قائم فرمایا۔ لوگ اپنے گھروں سے نکل کر مسجد میں آ جلتے تھے۔ آخر حیرت نازل ہوئے اور کہا یا رسول اللہؐ خدا نے آپؐ کو حکم دیا ہے کہ جن لوگوں نے مسجد میں دروازہ قائم کیا ہے آپ ان کو حکم دیں کہ وہ اپنے دروازے بند کر دیں کسی ایک کا دروازہ مسجد کی طرف پانی نہ ہے سوائے آپؐ کے اور علیؑ کے اور علیؑ کے دروازوں کے۔ کیونکہ علیؑ کے لئے وہ حلال ہے جو آپؐ کے لئے حلال ہے۔ صحابہ اس حکم سے کبیدہ خاطر ہوئے۔ جناب حمزہؓ کے دل میں بھی ایک طرح کا حلال پیدا ہو گیا کہ کس سبب سے علیؑ کا دروازہ قائم رکھا اور میرا دروازہ بند کر دیا لانکہ وہ مجھ سے بہن ہیں اور میرے بھائی کے لڑکے ہیں۔ حضرتؐ نے ان سے فرمایا کہ اسے چچا اس واقعہ سے غمگین نہ ہو جائے میں نے خود ایسا نہیں کیا ہے بلکہ خدا کے حکم سے کیا ہے۔ اور علیؑ کے دروازہ کو کھلا رکھا۔ یہ شکر جناب حمزہؓ نے کہا میں خدا اور رسولؐ کے لئے اس امر پر راضی ہوں اور مجھے مسئلہ ہے۔

تفسیر مجمع البیان میں روایت ہے کہ جب اسلام مدینہ میں شائع ہوا آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدینہ کی طرف ہجرت سے پہلے اصرار سے کہا کہ یہودیوں کا ہفتہ میں ایک دن مقرر ہے جس میں وہ جمع ہوتے ہیں اور وہ روزِ شنبہ ہے۔ اور نصاریٰ کے کا بھی ہفتہ میں ایک دن مقرر ہے جس میں وہ جمع ہوتے ہیں اور ان کا وہ دن یکشنبہ ہے۔ ہمارے لئے بھی ایک دن ہونا چاہیے جس میں عبادت کے لئے اکٹھے ہوں اور خدا کا شکر کریں۔ لہذا حضرتؐ نے مسلمانوں کے واسطے روزِ جمعہ کو مقرر کیا جس کو اس زمانہ میں وہ یہ کہتے تھے۔ اس روز اسد بن زرارہؓ کے پاس سب مسلمان جمع ہوئے تھے وہ ان کے ساتھ نماز پڑھتے اور وعظ و نصیحت کرتے۔ اور چونکہ اس روز جمع ہوتے تھے اس لئے اس کا نام جمعہ رکھا۔ اس دن اس روز کو سفک ذبح کرتے اور دو پہر اور شام کا کھانا کھاتے تھے چونکہ اس وقت شہرِ مدینہ میں قحط تھا اس کے بعد کہ جمعہ نماز میں قرآنی سارو پڑھا جب نماز اسلام میں مقرر ہوا۔ اور آنحضرتؐ نے سب سے پہلے جمعہ جو منقذ کیا وہ تھا کہ جب مدینہ کی طرف ہجرت کی اور ثبات میں قیام فرمایا تو وہ دو شنبہ کا دن تھا اور یہ شنبہ و چہار شنبہ اور یکشنبہ تک وہاں ٹھہرے اور جمعہ کے دن مدینہ میں گئے اور مسجد بنی سالم میں نماز جمعہ ادا فرمائی جو وادی کے نیچے میں ہے۔

کتبہ صحیرہ میں مذکور ہے کہ ہجرت کے پہلے سال کے واقعات میں ایک واقعہ بھی ہے کہ آنحضرتؐ کی نبوت کی شہادت دینا ہے جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا۔ اسی سال آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زید بن حارثہ اور ابو رافع کو مکہ بھیجا تاکہ سودہ بنت ربیعہ آنحضرتؐ کی خدمت اور آنحضرتؐ کی بیویوں کو

لائیں۔ اسی سال حضرت عائشہؓ کو آپؐ نے تزویج کیا، اسی سال نمازوں میں اضافہ ہوا، اسی سال حضرت م نے مسلمانوں کے درمیان برادری قائم کی اور خود علیؑ میں ابی طالب کے بھائی بنے۔ حضرت امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ جب آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مومنوں اور مجاہدوں کے درمیان بھائی بھائی قرار دیا تو لوگ سب اہل رشتہ کے سبب سے نہیں بلکہ اپنے ایمانی بھائیوں کا ترکہ پاتے تھے۔ جب اسلام کو تقویت حاصل ہوئی تو خدا نے آیت میراث نازل فرمائی اور وہ حکم منسوخ ہو گیا۔ اہل بیان کرتے ہیں کہ اس زمانہ میں عاشور محرم کا روزہ واجب ہوا۔ اسی سال جناب سلطان مسلمان ہوئے جیسا کہ اس کے بعد ذکر کئے گا۔ اسی سال محمد اللہ بن سلام جو علمائے یہود میں سے تھے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور چند سوالات کئے مابعد واقع کے مطابق جوابات سن کر مسلمان ہوئے۔ اہل بیان رسول اللہؐ کو یہودی جوئے اور یہستان کہنے والے ہیں اگر میرا مسلمان ہونا مسخیں گے تو مجھ پر بھی یہستان لگائیں گے لہذا مجھ کو ان سے پوشیدہ رکھئے۔ اور میرے بارے میں ان سے کوئی بھیئے قبل اس کے کہ میرا اسلام لانا آپؐ ظاہر ہو۔ حضرت نے ان کو چھپا دیا اور یہودیوں کو طلب فرمایا اور پوچھا کہ محمد اللہ بن سلام تم میں کیسا شخص ہے۔ وہ بولے ہم میں سب سے بہتر اور سب سے بہتر کا فرزند ہے اور ہم میں سب سے بلند مرتبہ اور سب سے بلند مرتبہ کا فرزند ہے اور ہمارا علم ہے اور ہمارے عالم کو شفا ہے۔ یہ سن کر حضرت نے فرمایا کہ اگر وہ مسلمان ہو جائے تو تم لوگ بھی مسلمان ہو جاؤ گے؟ وہ کہنے لگے کہ خدا اس کو اس امر سے اپنی پناہ میں رکھے۔ یہ سن کر حضرت نے فرمایا اے عبد اللہ باہر آ جاؤ۔ محمد اللہ ان کے سامنے آ گئے اور کہا:۔
 أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللَّهِ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللَّهِ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللَّهِ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللَّهِ
 کہ وہ ہم میں سب سے بہتر اور سب سے بہتر کا فرزند ہم میں سے سب سے زیادہ جاہل اور جاہل ترین شخص کا بیٹا ہے۔ اسی سال اذان مقرر ہوئی۔ اسی سال ہمارے ابو معرور جو یعیوں میں سے ایک نقیب تھے برحمت الہی واصل ہوئے۔ اور اسعد بن زرارہ نے بھی جو ایک نقیب تھے وفات پائی۔ کھٹوم بن زرارہ کی بھی وفات اسی سال ہوئی۔ اور مشرکین مکہ میں سے عاصم بن مالک اور لید بن مغیرہ بھی اسی سال جہنم واصل ہوئے۔

انتیسواں باب

غزوات کے ناورد حالات اور بدر کبریٰ تک کے غزوات کا ذکر

بسم اللہ للہ وحسن و متبر حضرت امام جعفر صادق اور امام علی نقی علیہم السلام سے منقول ہے

کہ اگر کوئی کسی اہم کام کے لئے منت مانے کہ کثیر رقم صدقہ کروں گا تو اس کو چاہیے کہ اشیاء دہم تصدق کرے اس لئے کہ قلندر عالم نے قرآن میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مومنوں سے خطاب فرمایا ہے **وَلَقَدْ نَعُوذُكَ اللَّهُ فِي مَوَاطِنَ كَثِيرَةٍ** یعنی خدا نے تمہاری کثیر موقوفہ پر مدد کی ہے حضرت نے فرمایا کہ ہم نے ان مواقع کو شمار کیا جن میں آنحضرتؐ نے مشرکوں سے جہاد کیا تھا اور خدا نے حضرت کی مدد کی تھی تو وہ اشیاء مرقعہ تھے۔ اور شیخ طبرسی نے مجمع البیان میں روایت کی ہے کہ جن فزوات میں آنحضرتؐ پہنچے تھے ان میں موجود تھے وہ چھ ہیں۔ سب سے پہلا غزوہ ابوا تھا پھر غزوہ براءطہ غزوہ حبیروہ غزوہ بدر اولیٰ غزوہ بدر کبریٰ غزوہ بنی نضیر غزوہ فات الحاح غزوہ بدر اخیرہ غزوہ دومہ المحدثہ غزوہ خندق بھران غزوہ اشد غزوہ بنی نضیر غزوہ فات الحاح غزوہ بدر اخیرہ غزوہ دومہ المحدثہ غزوہ خندق غزوہ بنی قریظہ غزوہ بنی لحيان غزوہ بنی قرد غزوہ بنی مصطلق غزوہ حبیروہ غزوہ خیبر فتح مکہ غزوہ حنین غزوہ طائف اور غزوہ تبوک تھے۔ ان میں سے نو فزوات میں حضرتؐ نے جہاد کیا۔ پہلا غزوہ بدر کبریٰ جو ہجرت کے دوسرے سال ۶ ارماد رمضان روز جمعہ کو واقع ہوا۔ دوسرا غزوہ احد ہے جو ہجرت کے تیسرے سال ۱۱ شوال میں ہوا۔ تیسرا غزوہ خندق و بنی قریظہ جو چوتھے سال ۱۲ شوال میں ہوئے پانچواں غزوہ بنی مصطلق ہے جو سال ۱۳ شعبان میں ہوا۔ چھٹا غزوہ خیبر ہے جو ہجرت کے چھٹے سال ۱۴ ساتواں غزوہ فتح مکہ ہے جو آٹھویں سال ۱۵ اور مضان میں ہوا۔ آٹھواں اور نواں غزوہ حنین و طائف جو ہجرت کے آٹھویں سال ۱۶ شوال میں ہوئے اور تھوڑے دنوں میں حضرتؐ نے لشکر بھیجے اور خود تشریف نہیں لے گئے وہ چھتیس ہیں۔

یعنی سند حسن حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ جب ہم جنگ کرتے ہیں تو ہمارا شعار جنگ کے درمیان یا محمدؐ یا محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوتا ہے اور جنگ ہمدرد احد میں صحابہ کا شعار یا انھو اللہ یا انھو اللہ تھا یعنی اسے خدا کی مدد قریب ہو۔ جنگ بنی النضیر میں یا زعم اللہ میں راجح تھا اسے روح القدس راحت دے۔ جنگ بنی قینقار میں یا رب لا یغلبک تھا پوروں کا کفار تیرے لشکر پر غالب نہ ہونے پائیں۔ جنگ طائف میں یا رضوان تھا۔ حنین کی جنگ میں یا بنی عبد اللہ تھا۔ جنگ احزاب میں یا حم لا یصعدون تھا۔ جنگ بنی قریظہ میں یا سلام آئینہ تھا۔ جنگ مدینہ میں جس کو جنگ بنی مصطلق بھی کہتے ہیں آلا الی اللہ الا مرقہ تھا۔ جنگ حبیروہ میں آلا لفتنہ اللہ علی الطالمین تھا۔ جنگ خیبر میں یا علی آ شہد منی غلب تھا۔ فتح مکہ میں نحن عباد اللہ حقا تھا۔ جنگ تبوک میں یا احد یا حممد تھا۔ جنگ بنی الملوچ میں امت مانت تھا اور جنگ حنین میں یا انھو اللہ تھا۔

لے قول مؤلف حدیث میں بعض معمولی واقعات بھی محسوب ہوئے ہیں جنکو میں نے شمار میں نہیں کیا ہے جیسا کہ بعض متفرق حدیثوں کے تذکرہ میں انشاء اللہ مذکور ہوگا۔ لے مؤلف فرماتے ہیں کہ شدہ الفاظ ہیں جو قرآنی میں بار بار مذکور ہیں بعد کی گئے جاتے ہیں تاکہ اگر وہ اخبار کی تاریکی میں ایک نور ہو کہ پوچھنا میں اور دشمن کے لشکر کے لئے اور اپنی فوج و لشکر کے لئے۔

اور امام حسین علیہ السلام کا شمار یا محمدؐ دارِ صلۃ اللہ علیہ وآلہ وسلم، تھادی شہر جہاد بھی ہے۔ اور کلینی نے بسند مستمیر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ اہل مدینہ کا ایک گروہ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرتؐ نے ان سے پوچھا کہ جنگ میں تمہارا شمار کیا ہے انہوں نے کہا حرام ہے۔ فرمایا کہ اپنا شمار حلال کو قرار دو۔ دوسری روایت میں ہے کہ جنگ بدر میں مسلمانوں کا شمار یا محمدؐ امت محمدیہؐ کی لڑائی میں مہاجرین یا نبیؐ یا عبد اللہ یا بنی عبد المطلبؐ کہتے تھے اور قبیلہ اوس والے یا بنی عبد المطلبؐ کہتے تھے۔

احادیث مستمیرہ میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب حضرت مسودہؓ کائنات صلۃ اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی لشکر کسی دشمن کی طرف بھیجتے تھے تو ان کے لئے دعا کرتے تھے اور لشکر کے سربراہوں کو ان کے ماتحتوں کے ساتھ طلب فرما کر اپنے پاس بٹھاتے اور سربراہ کو خود اس کے اور اس کے لشکر کے بارے میں تقویٰ اور پرہیزگاری کی ہدایت فرماتے۔ پھر ہر ایک سے تاکید فرماتے کہ خدا کا نام لے کر اللہ اس سے مدد طلب کرتے ہوئے جاؤ اور خدا اور رسولؐ کی خوشنودی کے لئے جہاد کرو ہر اس شخص کے ساتھ جو خدا کا منکر ہے اور مکر و فریب مت کرو۔ قیمت سے کچھ مت چراؤ اور کافروں کو قتل کرنے کے بعد ان کے ہاتھ پیر اور آنکھ ناک اور دو سرے اعضا مت قطع کرو۔ اور کوزر حمل، بچوں اور عورتوں کو مت قتل کرو اور نہ راہبوں کو جو عبادت خانوں میں بیٹھے ہوں یا غاروں اور پہاڑوں میں غوث گریں ہوں اور نہ درختوں کو کاٹو سوائے ان کے جن سے تم کو دشواری اور زحمت ہو۔ اور مسلمانوں میں کوئی کسی کافر کو مان دیکر تو وہ تمام مسلمانوں کی طرف سے امان میں ہو گیا اس کو چھو دو تاکہ خدا کے حکم کو سنے۔ اگر وہ تمہارے دین کا مانع ہو جائے تو وہ دین میں تمہارا بھائی ہے اور اگر انکار کرے تو اس کے جانے پناہ میں اس کو پہنچا دو اور اس کے قتل پر خدا سے مدد کے طلب گار ہو۔ اور دوسری روایت میں فرمایا آخر سے کے درختی کو مت جلاؤ اور پانی میں غرق مت کرو؛ بھیل وارد درختوں کی مت کاٹو؛ زراعت کو آگ مت لگاؤ۔ ممکن ہے کہ تم اس کے محتاج و ضرور نہ مند ہو۔ حلال جانوروں کے پیروں کو مت کاٹو جب تک کہ ان کے کھانے کی ضرورت نہ ہو۔ جب مسلمانوں کے دشمنوں کا مقابلہ ہو تو پہلے ان کو تین امور کی دعوت دو۔ اگر ایک بات بھی مان لیں تو قبول کرو اور ان کو چھو دو۔ سب سے پہلے ان کو اسلام کی دعوت دو اگر وہ مسلمان ہو جائیں تو ان کو دارالسلام کی جانب ہجرت کا مشورہ دو۔ اگر وہ ہجرت نہ کرنا چاہیں اور اپنے شہر میں رہنا ہی پسند کریں تو اعراب کے مانند ہوں گے جنکو قیمت سے حصہ نہ ملے گا جب تک کہ وہ ہجرت نہ کریں۔ اگر وہ دعوت اسلام قبول نہ کریں تو ان کو جزیہ دینے کی سسط پیش کرو۔ اگر وہ اہل کتاب سے ہوں کہ وہ اپنے ہاتھ تلک و خودی کے ساتھ جزیہ دیں۔ اگر وہ یہ شرط قبول کریں تو ان سے دست بردار ہو جاؤ۔ اگر ان میں سے کوئی بات نہ مانیں تو خدا سے مدد طلب کرو اور ان سے جہاد کرو۔ اگر بھی اہل قلعہ کا محاصرہ کرو اور وہ تم سے خواہش کریں کہ خدا کے احکام پر قلعہ سے باہر آئیں تو قبول کرو بلکہ اپنے میں کسی کو حاکم بناؤ شائد تم کو ان کے بارے میں حکم خدا کا ظلم نہ ہو۔ اور اگر تم ان کو امان دو تو اپنی امان کے ساتھ امان دو خدا

رسول کی امان کے ساتھ نان و مت دو۔ اور جناب امیرؑ سے بسند مجرب روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مشرکوں کے پانی میں زہر مت ڈالو۔ بسند موثق جناب صادقؑ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے کسی کسی دشمن پر شبنم نہیں مارا۔ جناب صادقؑ سے بسند موثق روایت ہے کہ جناب رسول خداؐ کے لشکر کی تعداد جنگ بدر میں تھی تو تیرہ اور جنگ خندق میں نو سو تھی۔

حدیث معتبرہ میں حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ کے فدیہ سے جب خیر کو حاصل کیا زمین و باغ اور کھیتوں کو شہادت میں اہل خیر کو دے دیا کہ ان سے جو کچھ حاصل ہو نصف مسلمانوں کا حصہ ہوگا اور نصف کے مقدار وہ خود ہوں گے۔ اُس اپنے نصف میں سے زکوٰۃ عشر اور نصف عشر دیں۔ اور جب اہل طائف مسلمان ہوئے تو انہیں زکوٰۃ عشر اور نصف عشر کے سوا اور کچھ مقررہ فرمایا۔ اور مکہ مکرمہ میں جب قوت کے ساتھ داخل ہوئے تو وہاں کے سب باشندے اسیر ہوئے حضرتؐ نے سب کو آزاد کر دیا اور فرمایا جاؤ میں نے تم سب کو راکھ کر دیا اور صاف کیا۔

بسند معتبرہ حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کا لشکر کافروں سے جنگ کے لئے معاد فرمایا۔ جب وہ لشکر واپس آیا تو حضورؐ نے فرمایا کہ مرجا۔ مہولی جہاد سے تو تم فارغ ہو گئے لیکن تم پر جہاد اکبر ابھی باقی ہے۔ پوچھا جہاد بزرگ کیا ہے؟ فرمایا افس تارہ کے ساتھ جہاد کہ اس کو اس کی خواہشات سے روکو۔ وہ تمام جہادوں سے دشوار ہے۔

دوسری معتبرہ بسند کے ساتھ انہی حضرتؑ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیہاتی عربوں کے ساتھ اس شرط پر صلح کی کہ وہ اپنے مکانات میں رہیں ہجرت نہ کریں۔ لیکن شرط یہ ہے کہ اگر کوئی جہاد کا موقع آئے تو اُس میں شریک تو ہوں گے مگر ان کو مال غنیمت سے حصہ نہ ملے گا۔ اور بسند موثق انہی حضرتؑ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ عورتوں کو اپنے ساتھ جنگ میں لے جاتے تھے کہ مردوں کی مراحم بٹی کسی کی لیکن ان کو غنیمت میں حصہ نہ ملے گا مگر تھوڑی سی حد تک شستن سکھو رہے دیا کرتے تھے۔ دوسری معتبرہ حدیث میں روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لوگوں نے قول حق تعالیٰ ذَا عِلَادَ اَلْاَکْثَرُ مِمَّا اَسْتَطَاعُوْا قِتْلَہٗ فَا رَہْطَ آیت صمدۃ الغلال کی تفسیر دریافت کی یعنی کافروں کے لئے جیسا کہ طاقت جو تم سے ہو سکے۔ حضرتؐ نے فرمایا اس سے مراد تیرا انداز ہی ہے۔ دوسری معتبرہ حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ جناب رسول خداؐ گھوڑے اعداد و ث اس شرط پر دوڑاتے تھے کہ جو کچھ اُس سے حاصل ہو جہاد پر صرف کریں۔ اور آیت کریمہ اور احادیث میں وارد ہوا ہے کہ ابتدا میں جہاد کے لئے مقرر تھا کہ تتر مسلمان ہزار کافروں کے مقابلہ میں کھڑے ہوں اور میدان سے بھاگیں نہیں پھر خلیفہ انہیں فضل کیا اور اس علم کو فسوح فرما دیا اور تتر مسلمانوں کو تتر مسلمانوں سے مقابلہ کرنا مقرر فرمایا اور بھاگنے کی ممانعت فرمائی۔ لیکن اگر دشمن زیادہ ہوں تو اختیار دیا کہ مقابلہ کریں یا بھاگ جائیں۔

شیخ طوسی نے بسند معتبرہ جہر عرفی سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خضیبہ کو نامہ لکھا جو عرب کے رئیسوں میں سے تھا اُس نے اپنے قول کی تہ میں اُس خط کو سی دیا۔ اُس

جہاد اکبر

کی لڑائی نے کہا کہ عرب کے سب سے بہتر اور مہوار کے نام کی تم نے یہ قدر کی بہت جلد کسی سخت بلا میں مبتلا ہو گئے۔ ناگاہ حضرت کا لشکر اُس پر حملہ آور ہوا۔ وہ بھاگا۔ اُس کا قلیل و کثیر تمام سامان لشکر والوں نے لوٹ لیا۔ آخر وہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہوا حضرت نے فرمایا دیکھ یہ ہے جو کہ تیرا مال و سامان تھا مسلمانوں نے آپ میں تقسیم نہیں کیا بلکہ لے جا۔

کلمی نے بسند متبر حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبیلہ خثعم کی طرف لشکر بھیجا جب وہ اُن کے قریب پہنچا انہوں نے نماز کے ذریعہ پناہ حاصل کی۔ مسلمانوں نے اس کی کوئی پروا نہ کی اور اُن میں سے بعضوں کو قتل کر دیا۔ جب یہ خبر آنحضرت کو پہنچی آپ نے حکم دیا کہ قتل ہونے والوں کی نصف دیت اُن کی نماز کے سبب سے ادا کریں۔ اور فرمایا کہ میں بیزار ہوں ہر اُس مسلمان سے جو دانا لہرب میں مشرکوں کے ساتھ رہے۔

شیخ طبری نے روایت کی ہے کہ سب سے پہلا لشکر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشرکین کی طرف بھیجا وہ تھا جس میں حمزہ بن عبد المطلب کو بیست سواریوں کے ساتھ مقام جہلیہ کے دیا کے کنارے بھیجا تھا۔ آپ ابو جہل کے مقابلہ پر پہنچے جس کے ساتھ ایک سو تیس مشرکین تھے۔ چھٹی بن عمر و میان میں بڑ گیا اور محاصرہ رخ و رخ کر دیا اور بغیر جنگ کے جناب حمزہ واپس آئے۔ پھر جناب رسول خدا صفر میں جو حیرت کا بار حواں حبشہ تھا قریش اور بنی ضمرہ کے ساتھ جنگ کے لئے متوجہ ہوئے بواط تک پہنچے اور بغیر جنگ کے واپس آئے۔ یہ سب سے پہلا جہاد تھا جس میں آنحضرت حضور گئے تھے۔ اور طہ ریح الدول میں عبیدہ بن الحارث کو ساتھ مہاجرین کے ساتھ جس میں انصار میں سے ایک شخص بھی نہ تھا مشرکین سے جنگ کے لئے روانہ کیا اور سب سے پہلا غم جو حضرت نے تیار کیا اسی جہاد میں کیا۔ ابو عبیدہ سے مشرکین کے ساتھ اجا کے مقام پر مقابلہ ہوا جس کا سرغنہ ابو سفیان تھا۔ ایک نے دو سرے پر چڑھ کر پھینکے اور میں۔ پھر ریح الثانی میں حضرت حضور قریش کے ساتھ جہاد کے لئے تیار ہوئے اور بواط کے مقام تک پہنچے اور بغیر جنگ کے واپس آئے۔ پھر حضرت غزوہ عسیرہ کے لئے نکلے کا فلاح قریش سے مقابلہ کے مادہ سے عسیرہ تک پہنچے جو بیح میں ایک موضع ہے اور تمام ماہ جمادی الاول اور جمادی الثانی کے چند ایام وہاں ٹھہرے اور بنی مدعی اور قبیلہ ضمرہ کی اددو سے صلح کر کے واپس آئے۔ ہمارا منتر سے روایت کی گئی ہے وہ کہتے ہیں میں حضرت امیر المومنین کے ہمراہ غزوہ عسیرہ میں تھا۔ حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ اے ابو العتقان آؤ بنی مدعی کے حالات چل کر دیکھیں کہ وہ اپنے چشمہ پر کس طرح کام کرتے ہیں۔ میں حضرت کے ساتھ اُن کے قریب گیا اور کچھ دیر دیکھا تاہم کہ ہم پریند غالب آگئی اور ہم غلستان میں جا کر خاک پر سو رہے۔ ناگاہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو بیدار کیا۔ جناب امیر کے جسم سے خاک جھاڑ رہے تھے اور فرماتے تھے ابو تراب! اٹھو اور فرمایا کہ اے ابو تراب میں تم کو شقی ترین مردم سے آگاہ کروں۔ جناب امیر فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ حضرت نے فرمایا شقی ترین مردم سرخ لٹو تھا جس نے ناقہ صالح کو پے کیا اور اس امت کا شقی ترین وہ شخص ہے جو تم کو اس جگہ ضرمت لگائے گا۔ اور اپنے دست اقدس کو آنحضرت کے

ملا کہ وہی شخص تھا جس نے حضرت کو قتل کرنے کی ہمت کی تھی

آنحضرت کا سب سے پہلا جہاد اور سب سے پہلا غم

بنی مدعی کے خلاف جہاد اور سب سے پہلا غم

توق مبارک پر رکھا اور فرمایا کہ اس کے خون سے اس کو ترک کر دے گا اور حضرت کی وارثی مبارک کو ہر آنچہ بھرا
 پھر فرمودہ عشیرہ سے مدینہ کی جانب واپس آئے۔ اور دس روز نہ گزرے تھے کہ کریمین حادثہ فوری اہل مدینہ
 کے چہ پائیوں اور عورتوں کو حملہ کر کے ہنگامے گید حضرت اُس کی تلاش و تعاقب میں نکلے اور صفوان کی ولوی
 تک پہنچے جو بدر کے قرب و جوار میں ہے۔ اسی غزوہ کو غزوہ بدر کہتے ہیں۔ اس میں حضرت کے
 علمدار جناب امیر تھے۔ اور حضرت نے مدینہ میں زید بن حارثہ کو اپنا جانشین بنایا تھا۔ غرض کہ وہ نہ
 پایا اور مدینہ واپس آئے اور جمادی الثانی کے باقی ایام اور رجب و شعبان کے پورے چھ مہینے حضرت
 مدینہ میں اقامت پذیر رہے۔ اسی اثنا میں حضرت نے سعد بن وقاص کو اتنی اشخاص کے ساتھ بھیجا۔ وہ
 بھی بغیر جنگ کے واپس آئے۔ پھر مدینہ والوں کے ایک گروہ کے ساتھ عہد اشد بن جحش کو مدینہ سے باہر
 بھیجا۔ ان کو جنگ کی اجازت نہیں دی تھی۔ یہ ماہ حرام تھا۔ اور ایک خط لکھ کر دیا اور فرمایا کہ جب دو روز
 راستہ طے کر لینا تو اس خط کو پڑھنا جو کچھ اس میں لکھا ہوا ہو اس پر عمل کرنا۔ انہوں نے بموجب تاکید کے
 دو روز گئے بعد اُس خط کو کھولا اور پڑھا۔ اُس میں لکھا تھا کہ نخلہ میں جا کر قیام کرو اور قریش کے حالات
 سے جن کا تم کو علم ہوتا رہے مجھ کو اطلاع دیتے رہو۔ یہ پڑھ کر کہا جان و دل سے منظور ہے اور ایسے
 ساتھیوں سے کہا کہ جس کو شہادت پسند ہو وہ میرے ساتھ آئے۔ یہ لشکر ہجر اسی اُن کے ساتھ طے
 اور نخلہ میں پہنچے۔ وہاں عمرو بن الحضرمی، عکرم بن کيسان، عثمان اور عمرو بن اشد بھی منقرہ اور بھال
 اور مکھانہ کی جہیزیں برائے تجارت طائف سے خرید کر لائے ہوئے آئے۔ وہ کہہ جا رہے تھے۔ جب ان لوگوں
 نے لشکر اسلام کو وہاں دیکھا اور خوفزدہ ہوئے مسلمانوں میں سے واقعہ بن عبد اشد نے اپنا سر مونڈوا لیا
 اور اُن پر ظاہر کیا کہ گویا تم لوگ غزوہ کے لیے آئے ہیں جنگ کا ارادہ نہیں ہے۔ وہ ماہ رجب کا آخری دن تھا
 یہ لشکر مشرکین مطمئن ہو گئے اور وہاں قیام پذیر ہو گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب نے
 مشورہ کیا کہ اگر ہم ان سے جنگ کرتے ہیں تو ماہ حرام میں جنگ قرار پائے گی اور اگر چھوٹے دیتے ہیں تو
 یہ کل مکہ میں پہنچ جائیں گے۔ اور مجمع البیان کی روایت کے مطابق اُن پر مشتبہ تھا کہ آیا ماہ رجب شروع
 ہو گیا یا نہیں۔ آخر ان کی یہ رائے قرار پائی کہ ان کو قتل کر دو۔ چنانچہ واقعہ بن عبد اشد نے ایک تیر عمرو بن
 الحضرمی کو مارا اور اس کو قتل کر دیا۔ اُس کے سانچی یہ دیکھتے ہی بھاگ گئے۔ مسلمانوں نے اُن کا مال و سامان
 غنیمت میں لے لیا اور مدینہ کے اور مشرکین میں سے دو شخصوں کو اسیر بھی کر لیا تھا۔ علی بن ابیہجم کی
 روایت کے مطابق یہ واقعہ ماہ رجب کی پہلی تاریخ کو ہوا۔ جب مال غنیمت آنحضرت کی خدمت میں پیش کیا
 تو آپ نے فرمایا کیا میں نے ماہ حرام میں جنگ کرنے کی ممانعت نہیں کی تھی۔ اور آپ نے مال غنیمت اور اسیر
 پر تصرف نہ کیا۔ وہ لوگ اپنی اس حرکت پر نادم و پشیمان ہوئے۔ اور کفار قریش نے حضرت کی خدمت میں
 خط لکھ کر آپ نے ماہ حرام کو حلال کر دیا اور غزوہ بدر کی اور مال قوت لیا اشہر حرم میں جبکہ لوگ امن میں
 رہتے ہیں۔ اُس وقت خدا نے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔ **يَسْأَلُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ وَفِتْنِهِ**
 اے رسول! تم سے لوگ ماہ حرام میں جنگ کے متعلق سوال کرتے ہیں قُلْ فَتْنَةُ الشَّهْرِ كَبِيرَةٌ وَهُدًى

سَبِيلِ اللَّهِ وَكَفَرُوا بِهِ وَالْمُسْجِدِ الْحَرَامِ وَآخِرَ آيَةٍ أَهْلِهِمْ مِنْهُ أَكْبَرُ حَقِّكَ اللَّهُ وَ
الْفَيْسُكَ أَكْبَرُ مِنَ الْفَيْسُكَ رُبَّ آيَةٍ سَمِعَ بَقْرًا (اسے رسول) اس سے کہہ دو کہ جنگ ماہ حرام
میں بہت سخت ہے لیکن کفار جو لوگوں کو راہِ خدا سے روکتے ہیں اور خدا کا انکار کرتے ہیں اور مسلمانوں
کو مسجد الحرام میں داخل ہونے سے منع کرتے ہیں اور مسجد سے لگاتے ہیں، ہاں تو خدا کے نزدیک
ماہ حرام میں قتال کرنے سے زیادہ سخت اور بدتر ہیں اور دین میں فتنہ و فساد مار ڈالنے سے زیادہ شہید
ہے۔ جب یہ آیتیں نازل ہوئیں تو حضرت نے غیبت کو لے لیا "اوصا میروں کو یہاں کر دیا۔ یہ واقعہ جنگ ہڈ
سے دھو جینے پہلے واقع ہوا۔

بعض معتبر کتابوں میں ہجرت کے سال دم کے واقعات میں مذکور ہے کہ اس سال آخر ماہ صفر میں
جناب امیر المومنین کا نکاح جناب سیدہ کے ساتھ ہوا اور ماہ ذی الحجہ میں زفاف واقع ہوا۔ بعض کہتے
ہیں کہ ہجرت کے پانچویں مہینے ماہ رجب میں نکاح ہوا اور جنگ بدر سے واپسی کے بعد زفاف واقع ہوا۔
بعض کہتے ہیں کہ تزویج ماہ ربیع الاول میں ہجرت کے دوسرے سال واقع ہوئی اور زفاف بھی اسی مہینے
میں ہوا۔ اور امام حسن کی ولادت دوسرے سال ہوئی۔ اور بعض کا قول ہے کہ ہجرت کے تیسرے سال ماہ
رمضان کی پندرہویں کو ہوئی اور چوتھے سال امام حسین کی ولادت ہوئی۔ ان تاریخوں کے ہائے حقیقت
اپنے مقام پر بیان ہو چکی انشاء اللہ۔ اور ہجرت کے دوسرے سال قبلہ بیت المقدس کی بجائے کعبہ
قرار پایا۔ اُس کا سبب یہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ معظمہ میں تھے تو کعبہ اور بیت
المقدس دونوں طرف نماز میں رخ کرتے تھے۔ جب مدینہ میں ہجرت کر کے آئے دونوں کی طرف ایک ساتھ رخ
کرنا ممکن نہ تھا لہذا خانے ان کو حکم دیا کہ بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھیں تاکہ لوگوں کی تکلیف
قلوب ہوئی رہے اور آپ کی تکذیب نہ کریں۔ کیونکہ اپنی کتابوں میں وہاں پڑھ چکے تھے کہ آنحضرتؐ ذو قبلہ
والہ ہوں گے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کعبہ کو قبلہ قرار دینا زیادہ پسند کرتے تھے کیونکہ وہ آپ
کے اہلاد و کلام اور جناب ابراہیمؑ کا قبلہ تھا اور سات ماہ کے بعد یا قحطاً یا شراً یا اظہاراً یا انیس مہینے کے
بعد طے الاضکاف کا قبلہ فرسوخ ہوا اور حضرت کعبہ کی جانب مامور ہوئے اور رخ کیا جیسا کہ خلافتِ عالم نے
قرآنی مجید میں ارشاد فرمایا ہے۔ اور شیخ طوسی نے تہذیب میں بسند موثق حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے
کہ لوگوں نے آپ سے دریافت کیا کہ کس وقت آنحضرتؐ نے کعبہ کی جانب نماز میں رخ کیا۔ حضرت نے فرمایا
جنگ بدر سے واپسی کے بعد۔ اور طوسی نے بسند حسن روایت کی ہے کہ حضرت صادقؑ سے لوگوں نے پوچھا کہ
کیا جناب رسولیؐ خلافت المقدس کی جانب رخ کر کے نماز پڑھتے تھے فرمایا ہاں۔ پوچھا کیا کعبہ کی طرف پیشہ
کرتے تھے فرمایا جنگ مکہ میں تھے کشت بھی نہ کرتے تھے۔ لیکن جب مدینہ شریف گئے تو کعبہ کی جانب
پیشہ اور بیت المقدس کی جانب رخ کر کے نماز پڑھتے تھے یہاں تک کہ خدا نے ان کو کعبہ کی طرف رخ کرنے کا
حکم دیا اور اب بالبر نے روایت کی ہے کہ جناب رسولیؐ خلافت مکہ میں مہوش برسات ہونے کے تین سال
تک اور انیس ماہ تک مدینہ میں بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی۔ تو یہودیوں نے کہا کہ تم ہمارے

کہ جس کے پاس مال تجارت نہ ہو۔ جب یہ خبر آئی کہ فہ شام سے مکہ کی جانب واپس آرہے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ اُس قافلہ کے راستہ پر جائیں اور ان سے وعدہ فرمایا کہ یا تو پورا قافلہ تمہارے قبضہ میں آجائے گا یا تم قریش پر غالب ہو گے۔ اور حق تعالیٰ نے قافلہ کی طرح کو ان کے خدج کا ذریعہ قرار دیا جس کی اصل غرض کا فروں کا مطلوب ہوتا۔ اسلام کی رفعت اور مسلمانوں کی قوت تھی۔ غرض آنحضرت تین سو تیرہ افراد کو طاوت کے لشکر کی تعداد کے مطابق لے کر نکلے جو جاتو پر غالب آئے تھے جن میں ستانوٹے ہاجرین تھے اور دو سو تلوکہ انصاری تھے۔ جناب رسول خدا اور ہاجرین کا علم حضرت علیؓ کے ہاتھ میں تھا اور انصار کا علم سعد بن جبادہ کے ہاتھ میں۔ حضرت کے لشکر میں شراونٹ اور دو گھوڑے تھے اور چھ زرہیں اور سات تلواریں تھیں۔ اور حضرت صادقؓ سے مددایت ہے کہ لشکر اسلام میں صرف ایک گھوڑا تھا۔ بہت سی روایتوں کے مطابق ہجرت کے دوسرے سال یا ہرمضان کا یہ واقعہ ہے اور زیادہ مشہور یہ ہے کہ ماہ مذکور کی بارہویں تاریخ کو مدینہ سے روانہ ہوئے۔ لوگوں کو جنگ ہونے کا گمان نہ تھا بلکہ وہ تو قافلاس کے مال کی طرح میں چلے تھے۔ جب یہ خبر ابوسفیان کو ملی کہ حضرت اس طرف متوجہ ہونے ہیں تو وہ خوفزدہ ہو کر شام کو واپس گیا اور فقرہ نکس پہنچا۔ وہاں سے ضمیمہ بن عمرو غزالی کو دس دینار رحرت دے کر ایک اونٹ پر کٹر روانہ کیا کہ قریش کو یہ خبر پہنچا دے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ لوگوں کو لے کر قافلہ کے ٹوٹنے کے ارادہ سے آرہے ہیں جلد قافلہ کی مدد کو پہنچے۔ اور ضمیمہ کو یہ تاکید کر دی کہ جب تک میں پہنچا اپنے ناقہ کا کان کاٹ دینا تاکہ خون اس کے سر اور چہرہ پر جاری ہو جائے۔ اور اپنے کپڑے آگے اور پیچھے سے پھاڑ دینا اور اس وحشتناک صحت سے مکہ میں داخل ہونا۔ اپنی بیٹہ اونٹ کی گردن اور منہ اُس کی ذم کی طرف کر کے ہاوا ز ہند فریاد کرنا لگے۔ اے آل غالب و ذرہ اور اپنے مال و متاع اور اونٹوں کے بچانے کو پہنچو اور مجھے امید نہیں کہ پہنچ سکوں گے کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ تمہارے قافلہ کو ٹوٹنے کے لیے مدینہ سے آ رہے ہیں۔ غرض ضمیمہ کہ روانہ ہوا اور اس کے پہنچنے سے تین روز پہلے ہاکمہ دختر عبدالمطلب نے خواب دیکھا کہ ایک سوار مکہ میں آیا ہے اور چلو چلو کر کہہ رہا ہے کہ اے آل عدی اور آل فہر صبح ہونے ہی دوڑو اس مقام پر جہاں تین روز بعد مار قاتلے ہلاؤ گے۔ پھر وہ سوار کو ابو جہیس پر چڑھا دیا اور ایک پتھر پہاڑ سے اٹھا کر گھمایا۔ وہ پتھر چور چور ہو گیا اور قریش کا کوئی نہیں بچا جہاں اُس کے ریدے نہ پہنچے ہوں اور مکہ کے دو خانے خون سے بھر گئے ہیں۔ وہ یہ خواب دیکھ کر نہایت خوفزدہ اور وحشتناک بیدار ہوئیں اور اپنے بھائی عباس سے بیان کیا۔ عباس نے لقبہ پسر ربیعہ سے کہا۔ لقبہ کے جواب دہاکہ یہ خواب اس بات کی دلیل ہے کہ قریش پر کوئی مصیبت آنے والی ہے۔ پھر یہ خواب تمام اہل مکہ کے کانوں تک پہنچا۔ جب ابو جہل طعنوں نے سنا تو کہا ہاکمہ جھوٹ بولتی ہے ہرگز اُس نے یہ خواب نہیں دیکھا یہ دوسری بیخبر ہے جو عبدالمطلب کی اولاد میں پیدا ہوئی ہے۔ بات و غزوی کی قسم تین روز انتظار کروں گا۔ اگر یہ خواب سچ ثابت ہوا تو اُس سے کوئی تعرض نہ کروں گا ورنہ آپس میں ایک جہد نامہ

تجار کہوں گا کہ عرب میں کوئی خانہ خانہ ہوا ہے بنی ہاشم کے ایسا نہیں جس کے مرد اور عورتوں میں سب سے زیادہ
 جھوٹے ہوں۔ آخر سر سے روزِ غضب نے کہہ کی دلائی میں آواز بلند کی جیسا کہ فاتحہ نے خواب میں واقعہ کے مطابق
 دیکھا تھا جس کو شکر اہل کہ مضطرب و بے چین ہونے اور ابو سفیان کی مدد کی تیاری میں مشغول ہونے۔ یہیں
 ہی مرد و عورتوں میں امیر ابوالخضر بن ہشام، جند پسند حاج، نبیاس کا بھائی اور نوفل پسند خویلد نے کہا
 اسے قریش ہرگز اس سے سخت کوئی مصیبت تم پہ نہیں آئی کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اس کے پیرو
 تہار سے قافلہ کے ٹوٹنے کا ارادہ کرتے ہیں۔ اسی قافلہ میں تمہارے اموال اور خزانے ہیں۔ وہ لوگ تمہاری
 تجارت بند کرنا چاہتے ہیں کہ آئندہ تم تجارت کے قابل نہ رہو۔ خدا کی قسم قریش کے مرد و عورتوں میں سے
 کوئی ایسا نہیں جس کا قہر و تابہت ملی اس قافلہ کے ساتھ نہ ہو۔ پھر صفوان نے ابتدا کی اور باقی سوتو
 اشرفیاں سفر کے اخراجات کے لئے دیں۔ اس کے بعد سہیل نے کافی رقم حاضر کی۔ پھر تو کوئی شخص باقی
 نہ رہا جس نے اس سفر کے خرچ کے لئے کچھ نہ دیا ہو۔ غرض سفر کے سامان درست کر کے چھوٹے بڑے
 اونٹوں پر سارے اور لہایت بغض و عداوت، غیرت اور تعصب میں بھرے ہوئے روانہ ہوئے عید کا
 ضامنہ علم نے اٹھکھارے میں فدا ہے کہ اپنے شہر اور مکانوں سے سرکشی و عداوت کے ساتھ لوگوں کو
 دکھانے کے لئے نکلے اور کہتے تھے کہ جو شخص ہم سے ساتھ نہیں چلے گا اس کا گھر بیلو کر دیں گے اور جند
 جاس ابن عبد المطلب، نوفل پسند عاص، ابو عقیل بن ابی طالب کو بھی ساتھ لیا اور گانے بجانے والی
 عورتوں کو بھی لے گئے۔ راستہ میں شراب پیتے، دھن بجاتے اور گانے بولتے چلے۔ اودھیا حضرت صلی
 علیہ وآلہ وسلم تین تلو تیرہ اشخاص کے ساتھ آئے تھے۔ جب حضرت نے ہمد کی ایک منزل طے کی بشیر بن
 ابی الرحبا اور محمد بن عمرو کو قافلہ کی خبر لانے کو بھیجا کہ وہ کہاں تک پہنچے ہیں۔ جب وہ لوگ چارہ بدر کے
 پاس پہنچے اپنے اونٹوں کو ٹھایا اور کنوئیں سے پانی نکال کر پیا۔ وہاں انہوں نے دو عورتوں کو آپس میں
 لڑتے دیکھا ایک دوسری عورت سے لپٹی ہوئی ہے اور ایک دم اس سے مانگتی ہے جو اس نے قرض لیا
 تھا دوسری کہتی ہے کہ قافلہ قریش کی فلوں مقام تک پہنچ چکا ہے۔ کل یہاں آجائے گا میں ان لوگوں
 کا کام اجرت پر کروں گی اور تمہارا قرض ادا کر دوں گی۔ وہ لوگ پہنچ کر حضرت کی خدمت میں واپس آئے
 اور ان عورتوں کی گفتگو حضرت سے بیان کی۔ اور حضرت کے پاس حضرت کے پاس واپس گئے بلآخر
 ابو سفیان قافلہ کے ساتھ ہمد کے نزدیک پہنچا اور خود چارہ بدر پر آیا۔ وہاں قبیلہ جہنیہ کے ایک شخص کو دیکھا
 جس کو کسب جہنی کہتے تھے اس سے آنحضرت کی خبر معلوم کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسباب کے کہاں تک پہنچے
 ہیں۔ اس نے کہا میں نہیں جانتا۔ ابو سفیان نے کہا ات دغری کی قسم اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حال
 تو جانتا ہے اور ہم سے چھپاتا ہے تو قریش تجھ کو ہمیشہ دشمن رکھیں گے کیونکہ قریش میں سے کوئی ایسا
 نہیں جو اس تجارت میں شرکت نہ دیکھتا ہو۔ کسب نے قسم کھا کر کہا کہ مجھے محمد اور ان کے ہمراہیوں کی
 کوئی اطلاع نہیں ہے۔ لیکن آج دو مسافروں کو دیکھا جو اس کنوئیں تک آئے اور اپنے اونٹوں کو ٹھاکر
 کنوئیں سے پانی کھینچ کر پیا اور واپس چلے گئے میں نہیں جانتا کہ وہ کون تھے۔ ابو سفیان اس مقام پر آیا

جنگ کا حکم ہے۔ سونے کا میرے باپ ماں آپ پر خدا ہوں یا رسول اللہ تم آپ پر ایمان لائے ہیں، آپ کی نبوت کی تصدیق کی ہے اور گواہی دیتے ہیں کہ جو کچھ آپ خدا کی جانب سے لائے ہیں سچ اور حق ہے: آپ جو حکم دیں گے ہم اس کی اطاعت کے لئے حاضر ہیں۔ ہمارے مالوں میں سے جو چاہیں آپ لے لیں اور جس قدر چاہیں چھوڑ دیں اور جو کچھ آپ لیں گے ہم کو اس سے زیادہ پسند ہے جس قدر چھوڑ دیں گے۔ خدا کی قسم اگر آپ ہم کو حکم دیں تو ہم اس دیا میں ڈوب جائیں گے اور پروانہ کریں گے۔ پھر کہا یا رسول اللہ آپ پر ہمارے باپ ماں خدا ہوں ہم سبھی اس راستہ سے نہیں گزرے اور نہ اس سے واقف ہیں۔ مدینہ میں ہمارے چند گروہ ایسے ہیں کہ جہاد جہاد آپ کی خدمت میں ان کے جہاد سے زیادہ نہیں لہذا آپ کی نسبت ان کا اعتقاد ہم سے کیسے طرح کم نہیں۔ اگر وہ لوگ جانتے کہ جنگ کا موقع آجائے گا وہ جیسے درہ جاتے۔ اب ہم سواری کے لئے اونٹوں کا انتظام کرتے ہیں تاکہ دشمنوں کے مقابلہ پر چلیں، اور ان کے شہزادوں اور بہادروں سے جنگ پر صبر کرنے والے اور ثابت قدم رہنے والوں میں سے ہوں۔ اُمید ہے کہ خدا ہماری خدمتوں سے آپ کو راضی اور خوشنود فرمائے گا۔ اگر فتح و نصرت جو آپ چاہتے ہیں میسر ہوئی تو کیا کہنا اور اگر ہم مغلوب ہوئے اور مارے گئے تو حضور ان اونٹوں پر سوار ہوں جو آپ کے لئے ہم جیتا کرتے ہیں اور ہماری قوم کے پاس چلے جائیں وہ آپ کی مدد کریں گے۔ حضرت ان کی باتوں سے بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ انشاء اللہ ایسا نہ ہوگا۔ کیونکہ خدا نے مجھ سے فتح و نصرت کا وعدہ فرمایا ہے اور وہ وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔ خدا کی برکت کے ساتھ روانہ ہو گیا میں دیکھ رہا ہوں کہ فلاں شخص فلاں مقام پر قتل کیا گیا اور فلاں مشرک فلاں جگہ ذلت کے ساتھ خاک پر پڑا ہوا ہے پھر ابو جہل، قہر، شہید، غم، وغیرہ اور تمام رؤسائے مشرکین کے قتل ہونے کا ذکر فرمایا اور اس طرح واقع ہوا۔ پھر حضرت جبریلؑ خدا کی جانب سے یہ کہتے ہوئے گئے کہ اَنْتُمْ جِلَّتْ رُبَّتْ مِنْ بَيْتِكَ يَا حَقُّ قَرَأْتَ فِيْ بُحَارِ الْوُحْيَانِ لَكَ بِهٖ حَقٌّ دِيْ آيَةِ سَمَةِ اَعْلَانِ جِسْ طَرَحَ خُذْنِيْ تَمَّ حَقٌّ وَرَاسَتِيْ كَ سَاحَةِ ثَلَاثِ مَوْضِعِيْنَ كَا اِيْكَ رُوْهَ بَيْتِكَ (جنگ کے لئے) لکھنے سے کہ: كَرَاتَا لِيْجَادُوْكَ فَاِ الْحَقُّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَا لَمَّا يَسْأَلُوْنَكَ اَلِيْ التَّوْبَةِ وَهَمْ يَنْظُرُوْنَ دِيْ آيَةِ سَمَةِ اَلْاَعْلَانِ) لوگ تمہارے ساتھ حق کے اختیار کرنے میں یعنی جہاد کرنے میں جھگڑا کرتے ہیں، حالانکہ انہر واضح ہو چکا ہے کہ جہاد کرنا چاہیے اور غلہ کے وعدہ کے بموجب وہ دشمن پہنچ پائیں گے گویا وہ موت کی طرف پہنچے جاتے ہیں اور نبوت کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ اور روایت سابق کے مطابق ظاہر ہے کہ یہ کنایہ حضرت ابو بکر و عمر کی جانب ہے کہ وہ جہاد سے بچنا چاہتے تھے۔ وَ اَذْنَبْنَا لِلّٰهِ اِثْمًا اِخْتَدٰى الظَّالِمِيْنَ اَنَّهُمْ اَكْذَرُ وَ كُوْذُوْنَ اَنْ غَيَّرْ ذَا بَ الشُّوْكَهْ لَكُوْنُ لَكُمُ دِيْرِيْنًا اَللّٰهُ اَنْ يَّحْقِّقَ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ وَيَقْطَعَ دَا اِيْرَا لَكَافِيْنِ بَيْنَ الْحَقِّ وَ الْبَاطِلِ اَلْبَاطِلُ وَ كُوْكَرَةُ الْمَجْرِيْ مَوْنَ دِيْ آيَةِ سَمَةِ اَلْاَعْلَانِ) یاد کرو وہ وقت جبکہ دو گروہوں میں سے ایک گروہ نے تم سے وعدہ کیا تھا کہ قاتل قریش کے مقابلہ میں اور ان کے مال کے حصول میں اور

آئیر فتح حاصل کرنے میں تمہارے ساتھ رہیں گے حالانکہ تم صرف اس بات کو پسند کرتے ہو کہ ان کے نام پر تم کو قایم حاصل ہو جائے کہ تم کو جنگ نہ کرنا پڑے اور سال مل جائے۔ اور خدا یہ چاہتا ہے کہ لشکر کا مقابلہ کرو اور آئیر فتح حاصل کرنا کہ خدا اپنے وعدہ کے مطابق دین حق کو قائم فرمائے اور کافروں کی جڑ اور بنیاد اکھاڑ پھینکے اور دین اسلام کو مستحکم بنادے اور کفر و فسق کو زائل کر دے اگرچہ مشرکین نہ چاہتے ہوں۔ فرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا تو پچھلے پہر تیار ہو کر روانہ ہوئے اور چار ہند پر پہنچے جس کو عدویہ شامیہ کہتے تھے وہاں قیام کیا اور کفار قریش اگر عدویہ یمانیہ پر ٹھہرے اور اپنے غلاموں کو رہائی لانے کے لیے بھیجا۔ حضرت کے اصحاب نے ان کو پکڑ کر حضرت کی خدمت میں پیش کیا۔ حضرت نماز میں مشغول تھے۔ لوگوں نے ان غلاموں سے پوچھا کہ قریش کا تجارتی قافلہ کہاں ہے غلاموں نے کہا ہم کو خبر نہیں۔ اصحاب کو ان کی یہ بات پسند نہیں آئی اور ان کو بہت مارا۔ حضرت نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ اگر وہ سچ کہتے ہیں تو تم ان کو مار تے ہو اگر وہ جھوٹ بولتے ہیں تب بھی مارے ہو۔ ان کو مارا نہیں میرے پاس لاؤ۔ وہ حضرت کی خدمت میں لائے گئے وہاں لوگوں نے ان سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ وہ بولے ہم قریش کے غلام ہیں۔ حضرت نے پوچھا کہ یہ گروہ قریش جو آئے ہیں کتنے آدمی ہیں انہوں نے کہا ہم کو علم نہیں۔ پوچھا ہر روز کتنے آؤںٹ ذبح کرتے ہیں کہا کبھی نو کبھی دس آؤںٹ حضرت نے فرمایا نو شتر سے ہزار تک افراد ہیں۔ پھر پوچھا کہ بنی ہاشم میں سے کون کون لوگ تمہارے ساتھ آئے ہیں انہوں نے کہا عباس، نوفل اور عقیل ہیں۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ ان کو قید رکھو۔ اور شیخ مفید نے جناب امیرؓ سے روایت کی ہے وہ حضرت فرماتے ہیں کہ جب ہم جنگ بدر کے لیے گئے تو سوائے مقداد بن اسود کے ہم میں سے کسی کے پاس سواری کے لیے گھوڑے نہ تھے۔ اور جس روز جنگ ہوئی اس کی رات کو سوائے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب کے سب گئے۔ حضرت ایک درخت کے نیچے ٹھہرے ہوئے صبح تک نماز پڑھتے رہے اور دعا و مناجات کرتے رہے۔ اور علی بن ابیہیم وغیرہ نے روایت کی ہے کہ جب قریش کو حضرت کے آنے کی خبر ہوئی وہ بہت ڈرے۔ عقبہ بن ربیعہ ابو الجحڑی بن ہشام کی پاس گیا اور کہا ہماری بنیاد کے درخت کا ٹہر دیکھا۔ قسم خدا کی ہم اپنے پیروں کی جگہ نہیں دیکھتے ہم گھروں سے اس لیے نکلے تھے کہ اپنے قافلہ کی ان سے حفاظت کریں جبکہ قافلہ ان سے نکل کر آیا تو اب ان کے مقابلہ کے لیے ہمارا آنا نقص سرکشی و بناوٹ ہے اور قسم خدا کی جو گروہ سسر کشی اور زیادتی کرتا ہے کبھی غالب اور کامیاب نہیں ہوتا کاش فرزند ابی جہل منافق کے مال و متاع جو اس قافلہ کے ساتھ تھے سب ہاتھ سے نکل جاتے اور یہ سفر نہ کیے جوتے۔ ابو الجحڑی نے کہا آپ ہمدان قریش میں سے ہیں اس قافلہ کا نقصان اور تاوان جو اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غلہ میں کوٹا ہے اپنے ذمہ لے لیجئے اور ان کے مالکوں کو دیجیئے اور ابن الجحڑی کا خون بہا جو اس قافلہ میں مارا گیا ہے ادا کیجئے کیونکہ وہ آپ کا ہم سوگند تھا۔ تاکہ قریش راضی ہوں اور واپس جائیں۔ عقبہ نے کہا تم گواہ رہنا کہ میں نے یہ سب اپنے ذمہ لیا اور جھٹا ہوں کہ اس بارے میں سوائے ابو جہل کے کوئی ہماری حفاظت نہ کرے گا تم ابو جہل کے پاس

جاؤ اور اس معاملہ میں اُس سے گفتگو کر دشاؤ وہ اپنے فاسد ارادہ سے باز آجائے ابو البختری کہتا ہے کہ میں ابو جہل صحر کے خیمہ کی طرف گیا دیکھا کہ وہ اپنی زدہ نکال کر درست کر رہا ہے میں نے کہا کہ ابو البختری نے مجھ کو تمہارے پاس ایک پیغام دے کر بھیجا ہے یہ سنتے ہی ابو جہل نے خضبناک ہو کر بولا ابو البختری کو تمہارے سوا اور کوئی نہ ملے گا میرے پاس بھیجتا۔ میں نے کہا و اللہ اگر کوئی دوسرا مجھ کو تمہارے پاس بھیجنا چاہتا تو میں ہرگز نہ آتا لیکن وہ بزرگ قبیلہ ہے اور اس کی اطاعت لازم ہے اس سبب سے آیا ہوں۔ یہ سنکر اُس کا حقہ اند زیادہ ہوا اور بولا کہ عقبہ کو سید و بزرگ قبیلہ کہتے ہوں نہیں کہا تھا میں ہی اُس کو بزرگ نہیں کہتا ہوں بلکہ تمام قریش کہتے ہیں۔ وہ نخلہ میں قافلہ کے سامان کا نقصان اور ابی البختری کا خوبیا دینے کو تیار ہیں۔ ابو جہل نے کہا عقبہ کی زبان سب سے زیادہ دراز اور اس کی گفتگو سب سے زیادہ بیش ہے۔ وہ محمدؐ کی طرف داری کرتا ہے کیونکہ وہ محمدؐ مناف کی اولاد سے ہے اور اُس کا لڑکا بھی محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ ہے وہ چاہتا ہے کہ لوگوں کو بد دل کر دے تاکہ محمدؐ سے جنگ نہ کریں۔ خدا کی قسم ہم اس کا تعاقب مدینہ تک کریں گے اور ان لوگوں کو قید کر کے لے جائیں گے تاکہ تمام اہل عرب سنیں کہ ہم نے ان کے ساتھ کیا کیا اور آئندہ کوئی ہماری تجارت میں سبزاہ نہ ہو۔ ابو جہل نے عقبہ کے لڑکے ابو حذیفہ کا نام اس واسطے لیا کہ وہ آنحضرتؐ کی خدمت میں تھے۔ اُدھر ابو سفیان اپنے قافلہ کو حفاظت کے ساتھ مکہ لے کر پہنچا تو قریش کے پاس پیغام بھیجا کہ تمہارا قافلہ سلامتی کے ساتھ یہاں پہنچ گیا تم لوگ واپس آجاؤ اور محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اہل عرب کے ساتھ چھوڑ دو۔ اگر خود واپس نہ آؤ تو گمانے بجائے والی عورتوں اور کنیزوں کو واپس بھیج دو تاکہ وہ قید نہ ہوں۔ ابو سفیان کا قصد محمدؐ میں اُن سے ملنا۔ اور عقبہ نے چاہا کہ واپس چلیں لیکن ابو جہل طعویں اور اُس کے خاندان کے لوگ راضی نہیں ہوئے۔ اور نہ عورتوں اور کنیزوں کو واپس بھیجنا منظور کیا۔ اُدھر قریش کے لشکر کی تعداد کی زیادتی کی اطلاع جب آنحضرتؐ کے اصحاب کو ملی تو وہ بہت ڈرے اور مضطرب ہوئے۔ اور خدا کی بارگاہ میں الحاج وزیری کی توجہ دینے ان کی تسلی و تسخیر کے لئے یہ آیتیں بھیجیں

لَا تَسْتَعْجِلْهُ إِنَّ فَتْرَتَهُ أَشْجَبُ لَكَؤُوتِ أَنْفِ مُوسَىٰ بِأَلْيَدٍ مِّنَ الْكَلْبِ كَذِبًا مِّنْ دُونِ

وہ آیت سجدۃ الانفال جس وقت تم اپنے پروردگار سے استغاثہ اور فریاد کر رہے تھے تو خدا نے تمہاری دعا قبول کی (اور وعدہ کیا کہ) میں ہزار فرشتوں سے تمہاری مدد کروں گا جو ایک کے ہاتھ دوسرے آئیں گے۔ طبری نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ نے مشرکوں کی کثرت اور مسلمانوں کی قلت کو دیکھا تو نہ جھلجھلکا نہ دھکا دے لے اٹھائے اور کہا پروردگار اپنے وعدہ کو جو تو نے مجھ سے کیا ہے پورا فرما۔ خداوند اگر یہ مسلمانوں کا گروہ ہلاک ہو گیا تو کوئی زمین پر تیری عبادت کرنے والا نہ رہے گا۔ اسی طرح اچھے آسمان کی جانب اٹھائے ہوئے دعا و تضرع کرتے تھے یہاں تک کہ آپ کے دوش مبارک سے چادر گر گئی اُس وقت خدا نے یہ آیت نازل فرمائی وَمَا جَعَلَهُ

اللَّهُ إِلَّا بُشْرَىٰ وَلِتَطْمَئِنَّ بِهِ كُلٌّ يَوْمَ مَا النَّجْمُ لَا يُنْجِي عَنِ اللَّهِ وَلِلَّهِ عَرْشٌ

ترجمہ: اور ابی البختری کو جنگ سے باز رکھنے کی کوشش اور ابو جہل کا اصرار۔

حکیمؑ ارپٹ آہٹ سہہ مذکور خانے فرشتوں کے ذریعہ تمہاری مدد کرتا اس لئے مقرر کیا ہے تاکہ تم کو خوشخبری ہو اور تمہارے دلوں کو الطینان حاصل ہو۔ اور دشمنوں پر فتح پانا فرشتوں کی مدد سے ہے۔ خدا کی مدد سے ہے بیشک خدا غالب حکمت والا ہے۔ علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ رات آئی تو خدا نے اصحاب آنحضرتؐ پر نیند غالب کر دی اور ان میں سے بعض قتل ہو گئے۔ اور جہاں وہ لوگ شہرے تھے وہ زمین ریتیلی تھی جس پر نہیں جتے نہیں تھے۔ اور کافروں نے سبقت کر کے پانی پر قبضہ کر لیا تھا۔ مسلمانوں کے پاس پانی نہیں تھا۔ جب وہ بیدار ہوئے تو بہت رنجیدہ ہوئے اور حضرتؐ سے عرض کی کہ ہم نرم زمین پر ہیں اور کفار سخت زمین پر شہرے ہیں۔ ہم قتل ہو گئے ہیں۔ پانی نہیں ہے کہ غسل کریں۔ اور حالت جنابت میں مقبول ہوں گے۔ اسی اثناء میں خدا نے ہار شش نازل فرما دی اور نہایت نرم و آہستہ بارش ہوئی جس سے زمین سخت ہو گئی۔ اور کافروں کی طرف موسلا دھار پانی برسا جس سے زمین میں کچھ پھیل گیا اور پیروں کا ٹکنا دشوار ہوا۔ مسلمانوں نے اسی بارش کے پانی سے غسل کیا۔ خدا نے کافروں کے دلوں میں سخت خوف طاری کر دیا جس سے وہ ڈرے کہ مسلمان شیخون ضاریں ان وجہوں سے مسلمانوں کے دل قوی ہو گئے اور خدا کی رحمت کے اُمیدوار ہوئے جیسا کہ خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے: **اِذْ يُثَبِّتُكُمْ اَللّٰهُ عَلٰی اَرْضِكُمْ وَهُوَ دُوۡنَ مَا تُرِیۡوْنَ** جبکہ تم پر نیند غالب ہو گئی تاکہ خدا تمہارے دلوں کو بے خوف کر دے **وَيُنَزِّلُ عَلَیْکُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَسْبَحُوۡا** کہ وہ **وَيُذِیۡبُ عَنْکُمْ رِجۡزَ الشَّیۡطَانِ الَّذِیۡ رِبَطَ عَلَیۡکُمْ وَاَنتُمْ اِلَیۡہِۭ اَلَا تَذٰکُرُوۡنَ** آیت سورۃ الانفال اور تمہارے لئے آسمان سے پانی برسا یا تاکہ اُس سے تم کو پاک کرے اور تم سے شیطانی وسوسے و فتنہ کو دے یا شیطانی جنابت کو اور تاکہ خدا کی رحمت کا تمہارے دلوں کو یقین ہو جائے اور تمہارے قدم کو زمین کے سخت کر دینے سے ثابت قرار دے یا جہاد میں تم کو ثابت قدم رکھے۔ علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ اُس رات آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمداً سر اور جہاد خدا میں مسودہ کافروں کے لشکر کی طرف بھیجا تاکہ ان کا حال معلوم کریں۔ وہاں انہوں نے کافروں کو بہت خوف اور ہراساں دیکھا۔ جب ان کے گھوڑے ہنہانا چاہتے تھے تو ان کے وہنوں سے لپٹ جاتے تاکہ ان کی آوازیں نہ بلند ہونے پائیں۔ ناگاہ عبید بن جراح کو کہتے ہوئے سنا کہ بھوک سے ہم بیتاب ہیں ایک رات کی روٹی بھی نہیں۔ مجبوراً یا تو ہم مرجائیں گے یا مار ڈالے جائیں گے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ واللہ وہ سب میرے تھے لیکن انتہائی خوف و ہراس میں یہ کلام کر رہے تھے کیونکہ خداوند عالم نے ان کے دلوں میں سخت رعب بٹھادیا تھا جیسا کہ وہ خود ارشاد فرماتا ہے: **اِذْ یُنَزِّلُ اِلَیۡہِۭ اَلْمَلٰٓئِکَۃُ اَنۡتُمۡ اِنۡتُمۡ فِیۡ شَکٍّ مِّنۡ مَا کُنتُمْ تَعۡمَلُوۡنَ** اور وہاں آپؐ آیت سورۃ مذکور اسے رسولؐ یاد کرو وہ وقت جبکہ تمہارے پروردگار نے تم کو وحی فرمائی کہ تمہارے ساتھ ہوں لہذا مومنوں کو کافروں کی جنگ پر مضبوط رکھو **مَّا لَیۡکُمْ فِیۡ قُلُوۡبِکُمۡ اَلَّذِیۡنَ یُنۡزِلُ عَلَیۡہُمُ الرُّعۡبُ** میں کافروں کے دلوں میں خوف و رعب ڈال دوں گا۔ **لَا یُخۡفِیۡہُمۡ اَفۡقُوۡقُیۡنَا اَلَا عَنَّا** تو اے فرشتوں کی کہ وہیں کاٹ ڈالو یا خیر یٰ اَیُّہَا مَنۡ کُلَّ بَنَیۡنِ

آیت سہ منکر) اصران کے جوڑ جوڑ توڑ ڈالو۔ علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جب صبح ہوئی :
 جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے لشکر کی ترتیب دی۔ حضرت کے لشکر میں دو گھوڑے تھے
 ایک زبیر کے پاس اور ایک مقداد کے پاس اور شتر اُونٹ جن پر ہلکی باری سے لوگ سوار ہوتے تھے
 ایک اُونٹ پر باری باری جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل مرثدہ یعنی اہل مرثدہ غنوی سوار ہوتے تھے۔
 وہ اُونٹ بھی مرثدہ تھا۔ کھنڈر لیش کے لشکر میں ہار شتر اُونٹ تھے اور روایت مستبرہ کے مطابق
 اصحاب آنحضرت کی تعداد تین سو تیرہ تھی۔ اور کھنڈر کے لشکر کی تعداد بعضوں نے ہزار بیان کی ہے۔ اور
 بعضوں نے نو سو سے ہزار تک کہ ہے۔ اور روایت مستبرہ اور آیات کریمہ کے مطابق خداوند عالم نے
 جنگ پر آمادہ کرنے اور مسلمانوں کو فتح حاصل کرنے اور کافروں کو پست و خوار کرنے کے لیے مومنین کی
 ٹانگوں میں کفار کو ٹھوٹا دکھایا تاکہ وہ کفار سے جنگ کی ہمت کریں۔ اس سب طرح کافروں کو مسلمانوں کی
 تعداد امتداد میں بہت کم دکھائی تاکہ وہ مسلمانوں سے جنگ کریں اور لڑائی شروع ہونے کے بعد مسلمانوں
 کی تعداد کافروں کو زیادہ دکھائی کہ وہ اپنے برابر سمجھنے لگے اور بہت خوفزدہ ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے
 اور بہت سی مستبرہ رعایتوں میں وارد ہوا ہے کہ جنگ ہند ہجرت کے دوسرے سال ستر سو میں بادار مضاف
 رند جمعہ کو واقع ہوئی۔ اور حضرت صادق سے روایت ہے کہ توڑی ماہ مذکور میں ہوئی لیکن قول اول
 زیادہ قوی ہے۔ فرض آنحضرت نے اپنے اصحاب کو اپنے سامنے ترتیب سے کھڑا کیا اور فرمایا اپنی آنکھوں
 کو چھپا لو اور خود جنگ کی ابتداء مت کرنا اور کچھ بولنا جب قریش نے آنحضرت کے اصحاب کو بہت کم
 دیکھا اور چل سنے اپنے ساتھیوں سے کہا یہ سب مل کر بھی ایک نوالہ سے زیادہ نہیں اگر ہم اپنے غلاموں کو
 بھی بھیج دیں تو وہ ان کو باندھ لائیں۔ عقبہ نے کہا شانندان کی قوت اور مدد کچھ اور بھی ہو۔ پھر عمرو بن
 وہب بھی کو مقابلہ کے لیے بھیجا جواہر میں سب سے بڑا دلیر و بہادر تھا وہ حضرت کے لشکر کے قریب آیا
 اور چاروں طرف گھومنا اور ایک بلندی پر چڑھ کر حضرت کے لشکر کو ہر طرف سے دیکھا اور وہاں جا کر قریش
 سے کہا کوئی مدد و کمک اور کہیں سے نظر نہیں آتی۔ لیکن ہانی کھینچنے والے اُونٹ مرثدہ ہیں جنہر سامان
 لاد کر لائے ہیں جنہیں دیکھتے ہو کہ منہ بند کر رکھا ہے اور بات نہیں کرتے ہیں اور سانپ کے ماتندہ بانیں
 وہیں کے اندر پھرتے ہیں اور کوئی شے سوائے تمہاروں کے پناہ دینے والی نہیں رکھتے ہیں۔ لیکن ایسا
 ہے کہ وہ بھاگنے والے نہیں معلوم ہوتے مرچا نہیں گئے قتل ہو جائیں گے اور مار ڈالیں گے۔ لہذا
 ان سے مکر و تدبیر کرو اور جنگ میں دلوں کو سخت رکھو۔ اور چل سنے کہا تو جھوٹ کہتا ہے کہ عرب میں
 آگیا ہے اصران کی آبدار تلواروں کے خوف سے تیرا چتر پانی ہو رہا ہے۔ چونکہ اصحاب رسول بھی کافروں
 کی کثرت اور ان کے شمش و خرم سے بہت ڈرے ہوئے تھے لہذا خدا نے ان کی تسکین کے لیے یہ
 آیت بھی فرمائی **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَمَنَّوْا أَن تَكُونَ كَالَّذِينَ تَأْتِيهِمُ الْفِتْنَةُ فَيَأْتِيهِمُ الْمَوْتُ فِي الْآثَرِ** اگر وہ صلح
 کی پیشکش کریں تو ان سے صلح کرو اور خدا پر بھروسہ رکھو۔ خدا جانتا تھا کہ یہ کفار صلح نہیں کریں گے
 اور بغیر جنگ کیے نہ مائیں گے۔ لیکن اُس نے چاہا کہ مومنین کے دلوں کو خوش کر دے۔ پھر آنحضرت نے

قریش کے پاس پیغام بھیجا کہ اسے گرد و قریش میں تم سے جنگ کی ابتدا نہیں کرنا چاہتا مجھے عرب الہی کے ساتھ چھوڑ دو اگر میں سچا رسول ہوں تو انہیں غالب آجائیں گے۔ تم اور تمام لوگوں سے میرے بندگی جو میرے قوم و قبیلہ کے ہو اگر میں جھوٹا ہوں تو انہیں عرب میرے لیے کافی ہیں لہذا واپس جاؤ مجھے تم سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ یہ پیغام سنکر عقبہ نے کہا خدا کی قسم جو شخص یہ پیغام قبول نہ کرے گا سلامت نہ رہے گا۔ پھر وہ سرخ اونٹ پر سوار ہو گیا۔ حضرت نے بے دیکھ کر فرمایا کہ جو کچھ ہے یہی سرخ اونٹ والا ہے۔ اگر وہ لوگ اس کی اطاعت کریں گے عافیت پائیں گے۔ پھر عقبہ نے قریش کو جمع کیا اور کہا میری بات سنو اور آج میری اطاعت کرو آئندہ کبھی مت کرنا آج مکہ کو واپس چلو۔ شراب مت پیو۔ ان کی طرف محنت کا ہاتھ بڑھاؤ۔ ان سے عہد و پیمان کرو اور محمد مصطفیٰ علیہ السلام کی قربت کی رعایت کرو۔ کیونکہ وہ تمہارے چچا کا بیٹا ہے اور تم میں سب سے بہتر اور بلند مرتبہ ہے۔ لہذا واپس چلو اور میری رائے منظور کرو۔ اگر اس جنگ سے تمہاری فرض قافلہ تجارت کے نقصان اور اپنی خضریٰ خربہا سے ہے تو میں وہ نقصان ادا کرتا ہوں اور اپنی خضریٰ کا خربہا میں دیتا ہوں کیونکہ وہ میرا ہم سونگہ تھا۔ یہ سنا تو ابو جہل نے غضبناک ہو کر کہا عقبہ صحیح و بلیغ شخص ہے اگر آج لوگ اس کے کہنے سے واپس چلے گئے تو وہ قریش کا سردار بن جائے گا پھر عقبہ سے کہا کہ تو فرزند ابن عبد المطلب کی تلواروں کو دیکھ کر ڈر گیا ہے اور لوگوں کو واپس چلنے کی ترغیب دے رہا ہے ایسے وقت میں جبکہ ہم اپنی دشمنی پر فتح پا چکے ہیں اور اپنی دشمنی کا انتقام لے سکتے ہیں۔ عقبہ یہ سننے ہی اپنے اونٹ سے اتر پڑا۔ اور ابو جہل پر حملہ کیا اور اس کو گھوڑے سے اٹھا کر زمیں پر دے مارا۔ لوگوں نے سمجھا کہ وہ اس کو مار ڈالے گا۔ لیکن اس نے اس کو چھوڑ دیا اور اپنے گھوڑے کو پے کر ڈالا اور کہا تو مجھ کو بزدل سمجھتا ہے آج قریش کو معلوم ہو جائے گا کہ تو یا نہیں کوئی بزدل اور مرعوب ہے اور قوم کو توں زیادہ تباہ کرنے والا ہے اگر تو سچا ہے تو۔ میں اور تو دونوں میدان میں تنہا چلیں تاکہ معلوم ہو کہ میں زیادہ بہادر ہوں یا تو۔ یہ دیکھ کر قریش کے سردار و مردہ لوگ عقبہ کے پاس آ کر کہنے لگے اس کو چھوڑ دو تاکہ اس لشکر کی شکست تمہاری طرف سے نہ ہو۔ عقبہ نے ابو جہل کی طرف سے منہ بھر لیا اور اپنے بھائی شیبہ اور اس کے لڑکے ولید سے کہا کہ اٹھو اور جنگ کے لیے میدان میں چلو اور خود زہ پہنو۔ پھر اپنے لیے خود طلب کیا۔ لیکن اس کا سر بڑا ہونے کی وجہ سے کوئی خود اس کے لائق نہ ملا تو دو عمامہ سر پہ باندھا اور اپنی تلوار لے کر جاہلیت کی اڑ میں دو سروں سے پہلے اپنے بھائی ہشیم کے ساتھ میدان میں آیا اور لٹکار کر کہا کہ اسے محمد قریش میں سے ہمارے ہمسرہ لوگوں کو بھیجنا کہ ہم ان سے مقابلہ کریں۔ اور انصار میں سے تین اشخاص محمد مصطفیٰ عرف عمر کے لڑکے بلکہ۔ عقبہ نے ان سے پوچھا تم کوئی ہواپنا نسب بیان کرو تاکہ پہچانیں۔ انہوں نے کہا ہم عمر کے فرزند اور رسول خدا کے ناصر و مددگار ہیں۔ عقبہ نے کہا تم واپس جاؤ ہم تم سے جنگ نہیں کریں گے۔ تم ہمارے برابر کے نہیں ہو۔ ہم تو اپنا مسر چاہتے ہیں جو قریش میں سے ہو۔ جناب رسول خدا بھی نہیں چاہتے تھے کہ پہلے پہل انصار ہی میدان کا رخسار ہیں

جائیں اور لڑیں۔ لہذا حضرت نے اُن کو واپس بلا لیا۔ پھر حضرت نے اپنے چچا زاد بھائی عبیدہ بن الحارث کی طرف دیکھا جسکی عمر ستر سال کی ہو چکی تھی اور فرمایا اسے عبیدہ تم بڑھو۔ یہ سننے ہی وہ مردانہ وار اُٹھ اُٹھ ہاتھ میں تلوار لی۔ پھر حضرت نے اپنے چچا حمزہ کی طرف نگاہ کی اور فرمایا اسے چچا آپ بھی جنگ کے لئے نکلے۔ پھر امیر المومنین کی جانب رخ کر کے فرمایا اسے علی تم بھی چلو۔ حضرت علی سب سے تمسک تھے۔ غرض یہ تینوں درگاہ اپنی اپنی تلواریں کھینچ کر آنحضرت کے پاس کھڑے ہو گئے۔ حضرت نے فرمایا اپنا حق طلب کرو جو خلد تم کو عالم نے تمہارے لئے مقرر فرمایا ہے۔ یہ قریش سخت وغرور میں آئے ہیں اور چاہتے ہیں کہ نور خدا کو بجھا دیں لیکن خدا نہیں چاہتا کہ اس کا نور زائل ہو۔ وہ بیشک اپنے نور دین کو کامل اور تمام کر کے رہے گا۔ پھر فرمایا اسے عبیدہ تم عقبہ بن اسد بن ہذیل بن شیبہ اور اسے علی تم ولید بن عقبہ سے جنگ کرو۔ غرض یہ تینوں خدا کو اپنے غیر خدا سے ہمت کی امداد چاہتے ہوئے مردانہ وار اُن کفار کے پاس پہنچے۔ عقبہ نے ان کو دیکھا اور اپنے دل میں جو بعض وعداوت اُن کی طرف سے رکھتا تھا اس کے سبب ان کو نہیں پہچانتا۔ اور پوچھا کہ تم کون ہو اپنا نسب ظاہر کرو تاکہ ہم تم کو پہچانیں۔ عبیدہ نے کہا میں عاصم بن عبد المطلب کا فرزند عبیدہ ہوں۔ عقبہ نے کہا بیشک تم ہمارے ہمسر ہو۔ اور یہ دونوں کون ہیں؟ عبیدہ نے کہا ایک حمزہ عبد المطلب کے صاحبزادے ہیں اور دوسرے علی بن ابی طالب ہیں۔ عقبہ نے کہا دو بزرگ و بلند لوگوں کے لوگ ہیں۔ خدا اس پر لعنت کرے جس نے ہم کو اور تم کو اس مقام پر ایک دوسرے کے مقابلہ پر کھڑا کیا ہے یعنی ابو جہل سپر۔ پھر شیبہ نے حمزہ سے پوچھا تم کون ہو؟ فرمایا میں حمزہ بن عبد المطلب خدا کا شیر اور رسول اللہ کا شیر ہوں۔ شیبہ نے کہا اپنے حلیوں کے شیروں کے مقابلہ پر آئے ہوئے خدا کے شیر اپنے حملہ اور دبدبہ کو مغرب دیکھو گئے۔ اور عبیدہ نے عقبہ پر حملہ کیا اور اس کے سر پر تلوار کی ضرب لگائی جس سے اُس کا سر دو ٹکڑے ہو گیا۔ اور عقبہ نے عبیدہ کے پیروں پر مارا جس سے دونوں پیر کٹ کر ہلک ہو گئے۔ اور دونوں زمین پر گر پڑے۔ اور حمزہ اور شیبہ نے ایک دوسرے کے وار کو اس قدر روک دیا اور اپنی سہر و سپر روکا کہ دونوں کی تلواریں گند ہو گئیں۔ جناب امیر نے ولید کے دلہنے کا نہ ہر ایک تلوار ساری کر اس کی بٹل کے نیچے سے نکل گئی۔ اُس نے وہ کٹا ہوا ہاتھ ہاتھ سے اُٹھا کر حضرت علی کی طرف اس زور سے پھینکا کہ حضرت فرماتے ہیں کہ مجھے ایسا معلوم ہوا کہ مجھ پر آسمان گر پڑا۔ اُس کے ہاتھ میں ایک انگوٹھی سنسنے کی تھی۔ جب وہ ہاتھ کو حرکت دیتا تھا تو اس کی ہلک سے میدان جگمگا اُٹھتا تھا پھر وہ ایک نمرود کر اپنے باپ کے پاس بھاگا۔ حضرت فرماتے ہیں کہ میں نے اس کا تاقب کیا اور دوسری ضربت اس کی ران پر ماری اور اس کو زمین پر گرا دیا اور یہ سخت بڑھی۔ میں اس کا فرزند ہوں جس نے حاجیوں کیلئے دو حوض بنوائے تھے۔ میں ہاشم کا نور نظر ہوں جو خطہ خشک سالی میں لوگوں کو کھانا کھلاتے تھے۔ میں اپنا وعدہ وفا کرتا ہوں اور صاحب حسب پیغمبر کی حمایت کر رہا ہوں۔ اور حمزہ و شیبہ کثرت سے حملہ کرنے کے بعد ایک دوسرے سے لپٹ گئے۔ مسلمانوں نے یہ دیکھ کر امیر المومنین کو بکاوا کہ اسے علی اس گئے کو دیکھو جو تمہارے چچا سے لپٹا ہوا ہے۔ جناب امیر نے سننے ہی ان کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور چونکہ جناب حمزہ و شیبہ

قدمیں لگتے تھے۔ امیر المومنین نے کہا اسے چھا آپ سسر بچے کر لیجئے۔ جناب حمزہؑ نے اپنا سر شیبہ کے سینہ میں ڈال دیا۔ امیر المومنین نے ایک وار کیا اور شیبہ کا نصف سر اڑا دیا۔ پھر آپ شیبہ کے پاس آئے جس میں ابھی کچھ جان باقی تھی حضرت نے اس کو بھی تمام کیا۔ اور صیدہ کو آپ نے اور جناب حمزہؑ نے اٹھایا اور خدمت رسالت میں لائے۔ حضرت نے ان کو دیکھا تو آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ صیدہؑ نے کہا یا رسول اللہ میرے باپ ماں حضور پر شمار ہوں میں تو شہید ہوں لڑایا ہاں تم میرے طبیعت میں سب سے پہلے شہید ہو۔ صیدہؑ نے کہا اگر آپ کے بھائی زندہ ہوتے تو وہ دیکھتے کہ میں ان کے کہنے کے مطابق پہلا جاں نثار ہوں۔ حضرت نے غور فرمایا کہ یہ عرض کی ابوطالب جنہوں نے کافران قریش کے جواب میں دو بیت کہی ہے جس کا مضمون ہے کہ اسے کفار کہہ : تم خانہ خدا میں جھوٹ بولتے ہو کہ محمد رحمة اللہ علیہ کا بھائی ہے کہ تم غالب آجائے قبل اس کے ہم اس کے سامنے تم کو نیزہ لگائیں اور تیر ماریں۔ ہم اس کو تہارے حوالہ نہیں کریں گے جنگ کہ قتل نہ ہو جائیں ہم اس کی نصرت میں اپنے زن و خرد کو بھول جائیں گے حضرت نے فرمایا ابوطالب کے بارے میں ایسا نہ کہو۔ دیکھو ان کا لڑکا علیؑ شیر کے مانند خدا و رسول کے سامنے شمشیر زنی کر رہا ہے اور دوسرے لڑکے نے خدا کی راہ میں جیشہ کی طرف ہجرت کی ہے۔ صیدہؑ نے کہا یا رسول اللہ کیا آپ ایسے وقت میں مجھ سے ناراض ہو گئے۔ فرمایا نہیں لیکن میں نے نہیں چاہا کہ میرے چچا کا ذکر اس طرح کرو۔

دوسری روایت میں ہے کہ عقبہ کے مقابلہ پر جناب حمزہؑ اور شیبہ کے مقابلہ پر جناب صیدہؑ کھڑے ہوئے جیسا کہ شیخ مفید نے امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ مجھے ہند کی جنگ میں قریش کی جرأت پر حیرت ہوئی کہ انہوں نے دیکھا کہ میں نے ولیدؑ میرے قتل کر دیا اور جناب حمزہؑ نے عقبہ کو قتل کر دیا اور شیبہ کے قتل میں بھی جناب حمزہؑ کا ضربہ ہو گیا تو خطبہ ام المومنینؑ میرے مقابلہ پر آیا۔ میں نے اس کے سر پر ایک تلوار لگائی کہ اس کی آنکھیں اس کے رخسار و نہر نکل کر جنگ آئیں اور وہ زمین پر گر پڑا۔

علی بن ابی طالبؑ وغیرہ نے روایت کی ہے کہ جب عقبہ شیبہ اور ولیدؑ یہ تینوں قتل ہو چکے ابو جہل نے قریش سے کہا جلدی مت کرو۔ دہشت دہرا اس مت ظاہر ہونے دو جیسا کہ ربیعہ کی اولاد نے کیا کہ تھا کہ ساتھ اہل مدینہ کی جنگ پسند نہیں کرتے تھے۔ تم مدینہ کے رہنے والے انصار کو قتل کرو اور قریش کو مت قتل کرو بلکہ ان کو زندہ اسیر کر لو تاکہ ہم ان کو مکہ لے جا کر ان کی گمراہی انہر ظاہر کریں۔ مکہ کے چند جوان تھے جو مسلمان ہو گئے مگر ہر ایک کے باپ نے ان کو قید کر رکھا تھا اور ہجرت کرنے سے روکے ہوئے تھے وہ دین اسلام میں پختہ نہ تھے جیسے قیس بن الولید بن مغیرہؑ ابو قیس بن قاکہؑ حادث بن ربیعہؑ علی بن امیر اور غاص بن عقبہؑ قریش ان کو اپنے ہمراہ جنگ بدر میں لائے تھے۔ جب انہوں نے مسلمانوں کی تعداد بہت کم دیکھی تو اپنے ایمان میں متزلزل ہو گئے اور کہنے لگے کہ ان لوگوں کو ان کے دین نے دھوکا دیا اور حشر یہ سب قتل ہو جائیں گے۔ اس وقت خدا نے آیات نازل فرمائی۔ اِنَّا يَغْوِي الْكَاٰفِرُوْنَ

اِیَّ الَّذِیْنَ بَنَیْ قُلُوْبُهُمْ مَّكْرُضٌ غَرَّ هَوَاهُ لَا دُوْنَهُمْ وَمَنْ يَتَّبِعْ كُلَّ غَلَاظِ الْفَوَاقِ اِنَّ اللَّهَ
 غَزَىٰ قَوْمًا جَبَلِیْنًا رَّبِّ اٰیٰتِ سُوْرَةِ الْاَنْعَامِ اِسْ دَقَّتْ جَبَلِیْنًا مِّنْ اَعْلٰی اَوْدُ لَوْ لَوْ جَبَلِیْنًا مِّنْ اَعْلٰی اَوْدُ لَوْ لَوْ جَبَلِیْنًا مِّنْ اَعْلٰی اَوْدُ
 تھا کہ رہے تھے کہ ان کے دین نے ان کو فریب دیا ہے۔ اور جو شخص خدا پر بھروسہ کرتا ہے تو خدا جو
 چاہتا ہے اُس پر قادر و غالب ہے اور دانا اور حکیم ہے۔ اُس وقت اہل بیت سرافہ بن مالک کی شکل میں
 نمودار ہوا اور قریش کے پاس آکر کہنے لگا کہ میں اپنے قبیلہ کے ساتھ تمہاری مدد کروں گا اپنا مسلم
 ہو کر دو۔ غرض کہ علم نے قریش سے شیاطین کا لشکر ان کو دکھایا۔ وہ سب سرافہ کے اہل قبیلہ کا فرزند اور
 مسلمانوں کو دکھائی دینے لگے اس سبب سے قریش کی ہمت بڑھ گئی۔ جناب سرور کا ثبات سے اللہ علیہ
 آلہ وسلم کو یہ حال معلوم ہوا تو اپنے اصحاب سے فرمایا کہ اپنی آنکھیں بند کر دو اور جیتک میں نہ کہوں گا فرزندوں
 کی طرف مت دیکھنا اور نہ نیاموں سے تلواریں نکالتا۔ پھر بارگاہِ احدیت میں ہاتھ اٹھا دیئے اور وعدہ
 مناجات میں مشغول ہوئے اور عرض کی پالنے والے یہ گروہ میرے دین کے مددگار ہیں اگر یہ لوگ قتل
 ہو گئے تو زمین پر تیری عبادت کوئی نہ کرے گا۔ اسی اثناء میں حضرت پریشی طاری ہو گئی جو وحی کی علامت
 ہے۔ جب اتفاق ہوا تو آپ کی جبین انور سے پسینے کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ حضرت نے فرمایا مسلمانو
 تمہاری مدد کے لئے جبریلؑ خدا تعالیٰ کی جانب سے ہزاروں فرشتوں کے ساتھ آ رہے ہیں۔ اُس وقت
 بہت سی بجلیوں کے ساتھ ایک سیاہ ابر نظر آیا اور حضرت کے لشکر کے اوپر کھڑا ہو گیا جس میں سے مسلمانوں
 کے کانوں میں ہتھیاروں کی آوازیں آ رہی تھیں اور کوئی کہہ رہا تھا کہ اسے خیر دم آگے بڑھ خیر دم جتا۔
 جبریلؑ کے گھوڑے کا نام ہے جس پر اُس روز وہ سوار تھے۔ جب اہل بیت طعنوں نے حضرت جبریلؑ کو دیکھا
 فلم ہاتھ سے پھینک کر بھاگنے لگا نہ سپر حجاج نے اُس کا گریبان پکڑ لیا اور کہا اسے سرافہ کہاں جاتا ہے
 تو چاہتا ہے کہ اپنے لشکر کو بھاگ دے اہل بیت نے اُس کے سینہ پر ہاتھ مارا اور کہا دُور ہو جو کچھ میں
 دیکھتا ہوں تو نہیں دیکھتا۔ میں پروردگار عالمین سے ڈرتا ہوں۔ چنانچہ خدا نے اس قصہ کی طرف قرآن مجید
 میں اشارہ فرمایا ہے فَاِذْ زَيْنٌ لَّهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمٰلُ اَلْهَمُ رَّبِّ اٰیٰتِ سُوْرَةِ الْاَنْعَامِ اِسْ دَقَّتْ جَبَلِیْنًا مِّنْ اَعْلٰی اَوْدُ
 وقت جبکہ شیطان نے کافروں کو ان کے اعمال آراستہ کر کے دکھائے وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمْ اَلْیَوْمَ
 مِنَ النَّاسِ قَاتِیْ جَاوِلُکُمْ رَّبِّ اٰیٰتِ سُوْرَةِ مَدَّکُمُ اور اہل بیت نے کہا آج تم پر کوئی غالب نہیں
 میں تم کو مان دینے والا ہوں۔ بیان کرتے ہیں کہ چونکہ قریش اور قبیلہ کنانہ کے درمیان عدوت ملی آ
 رہی تھی۔ جب قریش اُس قبیلہ کے پاس پہنچے تو دل میں اُس کی عداوت کی یاد تازہ ہو گئی تو اس خیال
 سے واپس ہوتا چلا کہ ایسا نہ ہو کہ کنانہ اس موقع سے فائدہ اٹھا کر انہر دھڑ پڑیں۔ اسی حال میں اہل بیت
 سرافہ ابن مالک کی صحبت میں جو اُس قبیلہ کے سربر آوردہ لوگوں میں سے تھا اپنے ساتھ شیطان کا بڑا
 لشکر لے کر ظاہر ہوا اور کہا میں خاص میں ہوں اور تم کو مان دیتا ہوں کہ قبیلہ کنانہ سے تم کو کوئی ضرر
 نہیں پہنچے گا فَلَمَّا سَمِعَتْ اَبُو الْعَمَّاسُ نَحْوُ غَلَاظِ الْفَوَاقِ وَقَالَ اِنِّیْ ہُوَ الَّذِیْ قَاتِیْ
 اَرٰی مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّیْ اَخَافُ اللّٰهَ وَاللّٰهُ مُدِیْدٌ الْعِصَابِ رَّبِّ اٰیٰتِ سُوْرَةِ الْاَنْعَامِ تُو

قیسوں سرافہ بن مالک کی شکل میں ہوا اور انہر دھڑ پڑیں اور خدا سے ڈرتا ہوں۔

جب دونوں لشکروں نے ایک دوسرے کو دیکھا یا شیاطین نے فرشتوں کو دیکھا تو شیطان بھی بھاگا اور پلوں میں تم سے بیزار ہوں بیشک جو کچھ میں دیکھتا ہوں تم نہیں دیکھتے معنی فرشتوں کو یقیناً میں خدا سے ڈرتا ہوں اُس کا غضب بڑا سخت ہے۔ امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادق علیہما السلام سے منقول ہے کہ شیطان ملعون کافروں کے لشکر میں حادث میں ہشام کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر ہونے لگا کہ فرشتوں پر اُس کی نگاہ پڑی ان کو دیکھتے ہی وہ نیچے بھاگا۔ حادث نے کہا اے مراقق تو ایسے حال میں ہم کو چھوڑ کر کہاں جاتا ہے؟ ابلیس نے کہا جو کچھ میں دیکھتا ہوں تم نہیں دیکھتے۔ حادث سمجھا کہ وہ مراقق ہے اس لیے اُس نے کہا تو چھوٹا ہے تو دینہ کے ذیلوں کو دیکھ رہا ہے۔ لیکن ابلیس نے حادث کے سینہ پر ہاتھ مارا اور بھاگ گیا۔ اس کے بھاگنے سے کنار بھی بھاگے۔ اور جب مکہ پہنچے تو کہنے لگے کہ مراقق نے ہم کو بھاگایا۔ جب مراقق نے یہ خبر سُنی قریش کے پاس آیا اور قسم کھائی کہ مجھے تمہاری اس جنگ کی اطلاع بھی نہ تھی مگر بعد میں تمہارے بھاگنے کا حال معلوم ہوا۔ جب وہ مسلمان ہونے سے تباہیوں نے جانا کہ وہ ابلیس ملعون تھا۔ اور علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جبریلؑ نے شیطان پر حملہ کیا اور وہ بھاگا۔ جبریلؑ نے اُس کا تعاقب کیا۔ وہ جا کر دریا میں ڈوب گیا۔ اور کہتا تھا خدا دنا تو نے مجھے روزِ جزا تک کی رحمت دی ہے کہ زندہ رہوں گا لہذا اپنے وعدہ کو پورا کر۔ اور دوسری سند سے روایت ہے کہ ابلیس نے بھاگتا ہوا حضرت جبریلؑ سے کہہ رہا تھا کہ شاید تم تادم نہیں ہوتے ہو کہ مجھ کو ہدایت دی گئی ہے۔ روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے لوگوں نے پوچھا کہ اگر جبریلؑ شیطان کو پالیتے تو کیا قتل کر دیتے؟ حضرتؑ نے فرمایا نہیں بلکہ اُس کو ایک ضربت لگاتے جس سے قیامت تک کے لئے قلا زخمی ہو جاتا۔

کے لیے دلا رہی ہو جاتا۔
 المختصر عقبہ وغیرہ کے قتل ہونے کے بعد ابو جہل سے دونوں لشکروں کے درمیان نکل کر کھڑا ہوا
 اور کہا خدا و ملائکہ میں اوصافِ عظیمین میں سے جس نے زیادہ قطع رحم کیا ہے اور ایسی چیز فرمایا ہے جس کو
 ہم نہیں جانتے تو اس کو تو آج ہی ہلاک کر دے اور بروایت ابو حمزہ ثمالی اس نے کہا خدا و ملائکہ میں
 قدیم ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دین نیا ہے۔ ان میں جس دین کو تو دوست رکھتا ہے
 اور زیادہ پسند کرتا ہے اس کی مدد کر۔ اس وقت خدا نے یہ آیت نازل فرمائی اِنْ تَسْتَحِبُّوْا اَنْتُمْ
 جَاۤءُكُمْ الْفَتْحُ رَبِّ اٰیٰتِ سَمِۃِ الْاَنْفَالِ اِذَا تَمَّ نَجْحُ الْغَالِبِ ہو تو فتح تمہاری طرف آئی جیسا کہ تم نے
 دعا کی پھر حضرت علیؑ نے ایک مٹی ریت اٹھا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دی اور آپؐ نے چہرہ
 کے کہنے سے کافروں کی طرف پھینکا اور فرمایا شَهِتَ الْوَجُوۡةِ یعنی چہرے فصیح ہو جائیں۔ خدا نے
 ایک ہوا بھیجی جس نے اس ریت کو کافروں کے چہرہ پر مارا اور وہ سب ہلاک ہو گئے اور ان
 سنگدلوں میں سے کچھ بھی جس کو مس ہو گیا وہ اس روز مارا گیا جیسا کہ خداوند عالم نے فرمایا ہے اِنَّمَا
 رَمَيْتُمْ اِثْمَ مَيْمَنٍ وَلٰكِنَّ اِلٰهَکُمْ رَبِّ اٰیٰتِ سَمِۃِ الْاَنْفَالِ اِذَا تَمَّ نَجْحُ الْغَالِبِ یہ سنگریزے تم نے
 نہیں پھینکے بلکہ خدا نے پھینکے۔ اس بعد اٹھی مشرکین مارے گئے اور اٹھی قیدی ہوئے۔ حضرت نے

ابو جہل کی سرکشی کے بارے میں حضرت کا اصرار

جنگ بدر میں انشتوں کا اعلان

فرمایا ابو جہل کو زندہ نہ جانے دو۔ عمرو بن جوع نے ابو جہل کو دکھا تو ایک ضربت اُس کی ران پر ماری۔ اُس ملعون نے بھی ایک تلوار عمرو کو ماری جس سے اُن کا ہاتھ کٹ کر ٹک گیا۔ عمرو نے اُس ہاتھ کو پیر سے دبا کر زور کیا اور علیہ دیا اور جنگ میں مشغول ہوئے۔ جبرائیل علیہ السلام نے اُس کو دقت پہنچا جبکہ ابو جہل ملعون اُذیت سے گر چکا تھا اور اپنے خون میں لوٹ رہا تھا۔ میں نے کہا اُس خدا کا شکر ہے جس نے تجھ کو اس قدر ذلیل کیا اُس نے سداً آشاکر دیکھا اور کہا خدا تجھ کو ذلیل کرے دین سچا کس کا ہے۔ عمرو نے کہا خدا رسول کا دین حق ہے۔ میں اب تجھ کو قتل کرتا ہوں اور اپنا پیر میں نے اُس کی گردن پر رکھا۔ اُس ملعون نے کہا اے گو سفید چرانے والے تو نے بڑی سخت گردن پر پیر رکھا ہے اس سے زیادہ کوئی امر مجھ پر پوشا نہیں ہے کہ تجھ ایسا شخص مجھے قتل کرے گا شش جبرائیل علیہ السلام کی اولاد میں سے کوئی مجھ کو قتل کرتا یا قریش میں سے کوئی قتل کرتا۔ میں نے اُس کے سر سے خود اُٹھا اور اُس کا سر جدا کر دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں پر ڈال دیا اور کہلایا رسول اللہ فرمائی ہو آپ کو یہ ابو جہل کا سر ہے۔ حضرت نے جب اُس کا سر دیکھا سجدہ میں گر پڑے۔ اور شکر خدا بجا لائے۔ اور ابن عباس سے منقول ہے کہ جب آنحضرت کشتیاں بدر کے پاس جا کر کھڑے ہوئے تو فرمایا کہ اے گروہِ اخلاص تم کو بڑا بدلا دے گا تم نے مجھے جھوٹا کہا حالانکہ میں صادق ہوں۔ تم نے مجھے خیانت سے نسبت دی حالانکہ میں امانتدار ہوں پھر ابو جہل ملعون کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ یہ شخص فرعون سے زیادہ سرکش تھا۔ جب فرعون کو ہلاکت کا یقین ہوا تو خدا کی وحدانیت کا اقرار کیا اور جب اس ملعون کو ہلاکت کا یقین ہوا تو اس نے لات و عزی سے کو پکڑا۔ حدیث دسیر کی کتابوں میں پہلی ہی عمر سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے روزِ بدر سفید مردوں کو آسمان وزمین کے درمیان دیکھا۔ ہر ایک کے پاس ایک نشان تھا وہ کافروں کو قتل کر رہے تھے اور قید کر رہے تھے۔ اور ابو وہم غفاری سے روایت کی ہے کہ میں اور میرا چچا زاد بھائی چاہو بدر پر تھے اور جب ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کی قلت اور قریش کے لشکر کی کثرت دیکھی ہم نے کہا جب دونوں لشکر ایک دوسرے کے سامنے آئیں گے ہم لشکرِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فنا کر دیں گے۔ ہمارا اندازہ تھا کہ قریش کے مقابلہ میں لشکرِ آنحضرت کی تعداد چوتھائی حصہ ہے۔ یہی لشکر ہو رہی تھی کہ ہم نے دیکھا کہ ایک ابر لشکر کے اوپر ظاہر ہوا اور ہتھیاروں کی جھنکار ہمارے کانوں میں پہنچی اسی اثناء میں اصحابِ محمد لشکرِ قریش کے سامنے آ گئے۔ میرا چچا زاد بھائی پر دیکھتے ہی ڈبا اور ہلاک ہو گیا اور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گیا۔

صہیب سے روایت ہے کہ روزِ بدر کثرت سے ہاتھ قطع ہوئے اور زخم ظاہر ہوئے جس سے خون جاری نہ تھے اور وہ فرشتوں کی ضربت کی علامت تھی۔ ابو وہم کہتے ہیں کہ میں روزِ بدر حضرت کی خدمت میں تین سر لیا جن میں دو تو میں نے کاٹے تھے اور تیسرے کے بارے میں میں نے دیکھا کہ ایک سفید رنگ بلند قامت شخص نے اس کو ایک ضربت لگائی تھی اور وہ سرکٹ کر گر پڑا تھا۔ میں نے اُٹھایا۔ حضرت نے یہ شکر فرمایا کہ وہ بلند قامت شخص فرشتہ تھا۔ سائب کہتے ہیں کہ روزِ بدر کسی نے مجھ کو اسیر نہ کیا۔ جب

روز ہدف قریش بھاگے تو میں بھی اُن کے ساتھ بھاگا۔ ناگاہ میں نے دیکھا کہ ایک سفید رو بالا قد انسان جو ایک اپنی گھوڑے پر سوار آسمان سے نیچے آیا اُس نے مجھے ہاندہ کر ڈال دیا۔ عبدالرحمن ابن عوف اُدھر سے گزرے، مجھ کو بندھا ہوا دیکھا تو اُنھار آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لائے۔ اور ابومایع آنحضرت کے غلام سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں عباس بن عبدالمطلب کا غلام تھا۔ ہم اسے گھر میں اسلام پہنچ چکا تھا اور میں بھی مسلمان ہو گیا تھا۔ جناب عباسؓ کی نوجوہ محترمہ ام الفضل بھی مسلمان ہو گئی تھیں۔ لیکن جناب عباسؓ اپنی قوم سے دُرتے تھے اور اپنے اسلام کا اظہار نہ کرتے تھے بلکہ اپنے اسلام لانے کو چھپائے رکھتے تھے کیونکہ وہ بہت مالدار تھے اور لوگوں کے ذمہ ان کا بہت سامان باقی تھا۔ اور دُشمن خدا ابولہبؓ جنگ ہند میں خود حاضر نہیں ہوا تھا بلکہ اپنے بھائے اُس نے حاص بن ہشام کو بھیج دیا تھا۔ جب قریش کی زبوں حالی کی اطلاع اس کو ہوئی تو وہ بھی بہت ذلیل ہوا اور ہم لوگوں کی قوت و بہت بڑھ گئی۔ میں بچ نہ کر پڑھا تھا زمر کے حجرے میں تیر بنایا کرتا تھا۔ ایک روز بیٹھا ہوا تیروں کو تراش رہا تھا ام الفضل میرے پاس آئیں تھیں اور ہم آپس میں مسلمانوں کی فتح پر خوش ہو رہے تھے ناگاہ ابولہبؓ کو ہم نے دیکھا کہ اپنا پیر کھینچتا ہوا آ رہا ہے۔ وہ اگر حجرے کے ایک طرف ہماری طرف پیٹھ کر کے بیٹھ گیا۔ ٹھوڑی دیر گزری تھی کہ ابوسفیانؓ بھی آگیا۔ ابولہبؓ نے کہا اے میرے بھائی کے بیٹے میرے پاس آجھ کو صحیح حالات معلوم ہو۔ غرض ابوسفیانؓ کو اُس نے اپنے پہلو میں بٹھالیا اور بہت سے لوگ ان کے گرد آکر کھڑے ہو گئے۔ ابولہبؓ نے پوچھا اے میرے برادر بتاؤ کہ تمہارے لشکر پر کیا گزری اُس نے کہا خدا کی قسم اس کے سوا کچھ نہیں کہ ہم ان کے لشکر کے مقابلہ پر آئے اور وہ جب ہماری طرف بڑھے ہم شکست کھا کر بھاگے اُنہوں نے ہمارے سپاہیوں کو قتل و اسیر کیا اور جو چاہا کیا تاہم میں اپنے لشکر کو ملامت نہیں کرتا اس لئے کہ مرد اپنی سفید کو اپنی گھوڑہنہر، ہم نے سوار آسمان و زمین کے درمیان دیکھا جس کے مقابلہ پر کوئی شخص کھڑا نہیں ہو سکتا۔ ابومایعؓ کہتے ہیں کہ میں نے یہ سن کر کہا کہ وہ فرشتے تھے۔ ابولہبؓ نے یہ سنتے ہی جیسے ہنسنے لگا ہاتھ ملاتا اور چاہتا تھا کہ مجھ کو ملے ڈالے ناگاہ ام الفضلؓ بائیں اُستون غیبیہ کے اُس کے سر پر ماؤ کہ اُس کا سر پھٹ گیا اور کہا اُس کا آقا موجود نہیں ہے اور تو اُس کو لاوارث اور کمزور بھجتا ہے۔ غرض وہ وہاں سے اُٹھ کر اپنے گھر گیا اور سات روز نہیں گزرے تھے کہ مرض تکہ میں مبتلا ہو کر جہنم واصل ہوا۔ چونکہ وہ مرض مستدی ہے اور لوگ اُس سے پرہیز کرتے ہیں اس لئے تین روز تک وہ اپنے گھر ہی میں پٹا رہا کوئی اس کے قریب نہ جاتا تھا کہ اُس کو دفن کرے اُس نے لوگ بھی اُس کے پاس نہیں جاتے تھے۔ آخر لوگوں نے ان کو ملامت کی تو مجبوراً اُس کو کھینچ کر مکہ کی ایک پہاڑی کی طرف لے گئے اور اُس پر کنکر و چھر پھینکے جس میں وہ چھپ گیا۔ اب وہ عمرہ کے راستہ پر واقع ہے کہ جو شخص اُدھر سے گزرتا ہے اُس پر پتھر مارتا ہے اور وہ ایک پہاڑ کے مانند بلند ٹیلہ ہو گیا ہے۔

ابو البیر نے چاہا کہ عباس کو گرفتار کرے لیکن نہ کر سکا تو ایک فرشتہ نے اس کی مدد کی اور وہ
 امیر ہوئے۔ شیخ مفید نے زہری سے روایت کی ہے کہ جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
 جنگ کو نازل کیا تو پہلے ہی جنگ میں آیا ہے تو دغا کی کہانے والے نازل سے پناہ میں رکھ جب قریش
 بھاگ گئے جناب امیر نے اس کو دیکھا کہ میدان میں حیران و سرگردان ہے اور نہیں سمجھتا کہ کیا کرے حضرت
 نے اس کو ایک نصرت لگائی جس سے اس کا خود گر بڑا۔ پھر آپ نے تلوار ماری اور اس کے پیروں کو
 قطع کر دیا۔ وہ زمین پر گرا اور آپ نے اس کا سہکاٹ لیا اور حضورؐ کی خدمت میں لائے۔ آپ اس وقت
 فرما رہے تھے کہ نازل کی بھی کسی کو خبر ہے؟ حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا میں نے اس کو قتل کر دیا۔ یہ
 شکر حضرتؑ نے فرمایا اللہ اکبر! میں اس خدا کی حمد کرتا ہوں جس نے میری دعا قبول فرمائی۔ ابن شہر آشوب
 نے روایت کی ہے کہ جب ابو بصیر انصاری نے حضرت عباس کو امیر کیا اور آنحضرتؐ کی خدمت میں لائے
 عباس نے کہا اس نے مجھے امیر نہیں کیا ہے بلکہ میرے بھتیجے علیؑ نے امیر کیا ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا
 میرے چچا کے کہنے ہیں۔ وہ ایک بڑا فرشتہ تھا جو علیؑ کی شکل میں ظاہر ہوا تھا۔ اور خدا نے جس قدر فرشتے
 میری مدد کے لئے بھیجے تھے سب کو علیؑ کی شکل و صورت میں بھیجے تھے۔ تاکہ ان کی محبت دشمنوں کے
 دلوں میں نہ پادہ ہو۔ بسند دیگر ابو بصیر سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ عباس اور عقیل کو میں نے دیکھا
 کہ ایک مرد جو ابلیس گھوڑے پر سوار تھا ان کو کھینچتا ہوا علیؑ بن ابی طالب کے پاس لایا اور ان کے سپرد کر
 دیا اور کہا اپنے چچا اور بھائی کو کہو کہ تم زیادہ ان کے سختی ہو۔ پیغمبرؐ خدا نے فرمایا کہ وہ جبریلؑ تھے۔
 حدیث متعبر میں حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ روز ہند جس ننگی مشرک سے پوچھا جاتا کہ تم کو کس نے
 مارا وہ کہتا تھا کہ علیؑ بن ابی طالب نے! اور یہ کہنے ہی مر جاتا۔

خاصہ عامہ کی اکثر کتب معتبرہ میں امام زین العابدینؑ امام محمد باقرؑ اور ابن عباس و غیرہم سے
 روایت ہے کہ جنگ ہند کی رات آنحضرتؐ کے لشکر میں پانی کم تھا۔ حضرتؑ نے فرمایا کون ہے جو مشک لکھا
 کر پانی بھرا لے۔ کوئی تیار نہ ہوا کیونکہ مات بہت اندھیری تھی اور ہوا بہت سرد اور تیز چل رہی تھی۔
 امیر المومنینؑ نے ایک مشک اٹھالی اور چادہ ہند پہنچے۔ چونکہ کوئی ڈول موجود نہ تھا اس لئے خود کھنس
 میں آئے۔ مشک بھری اور واپس روانہ ہوئے۔ اٹانے راہ میں ایک بہت سخت ہوا سانس سے آئی
 جس سے راستہ چلتا ڈھار ہو گیا۔ آپؐ بیٹھ گئے یہاں تک کہ ہوا گدگد گئی پھر اٹھ کر چلے تو دوبارہ اسی شدت
 کی ہوا چلی۔ آپؐ پھر بیٹھ گئے اور وہ بھی گذر گئی۔ اس سیرج تین مرتبہ ہوا۔ اور دوسری روایت کے
 مطابق ہر مرتبہ پانی مشک سے بھر جاتا تھا اور آپؐ پھر اس کو بھر کر چلتے تھے۔ جب آنحضرتؐ کی خدمت میں
 پہنچے آپؐ نے پوچھا یا علیؑ اس قدر دیر کیوں ہوئی عرض کی یا رسول اللہؐ تین مرتبہ نہایت سخت ہوا چلی
 جس کے ہول سے میرا بدن لڑ گیا۔ حضرتؑ نے فرمایا جانتے ہو کہ وہ کیا تھا عرض کی نہیں۔ فرمایا ہبل یا جبریلؑ
 ہزار فرشتوں کے ساتھ آئے اور تم کو سلام کرتے ہوئے گذر گئے دوسری مرتبہ میکائیلؑ ہزار فرشتوں
 کے ساتھ آئے اور ہر ایک نے تم کو سلام کیا اور تیسری مرتبہ اسرافیلؑ تھے ہزار فرشتوں کے ساتھ آئے اور

سب نے تم کو سلام کیا۔ اور وہ سب ہماری مدد کو آئے ہیں۔ احادیث معتبرہ میں حضرت امام محمد باقر امام موسیٰ دف علیہم السلام سے منقول ہے کہ فرشتے روز بدر سفید عمامے باندھے ہوئے تھے ان کے عمامے نشان دہانے تھے جنکا ایک گوشہ آگے اور ایک گوشہ پیچھے ٹھک رہا تھا۔ دوسری روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمامہ سر پہ باندھا اور دو گوشے ایک آگے اور ایک پیچھے ٹھکا دیئے۔ جہر میں بھی ایسا ہی کیا اور حضرت رسول اللہ نے امیر المومنین کے سر پہ بھی اسی طرح عمامہ باندھا اور فرمایا خدا کی قسم فرشتوں کے تاج ایسے ہی ہیں۔

حدیث معتبرہ میں امام محمد باقر سے منقول ہے کہ فرشتوں نے روز بدر آنحضرت کی جنگ میں مدد کی وہ پانچ ہزار فرشتے ہیں وہ زمین پر ہیں اور جہنک حضرت صاحب الامر کی مدد کر لیں گے آسمان پر نہ جائیں گے۔ جانا چاہیے کہ وہ مشرکین جو حضرت شیر خدا جید برکات کی نصرت آثار تھوڑے سے جنگ بدر میں کشتہ ہوئے ان کی تعداد میں اختلاف ہے۔ محققوں نے بیان کیا ہے کہ کفار کے مقتولین انچاس تھے۔ ان میں بائیس امیر المومنین نے قتل کیے۔ اور اکثر لوگوں نے کہا ہے کہ ستائیس قتل کیے۔ اور محمد باقر اسحاقی نے محققوں سے روایت کی ہے کہ حضرت نے تمام صحابہ سے زیادہ خود قتل کیے۔ اور روایت دوسرے مستبرہ شیعہ کے موافق ستر کفار جنگ بدر میں مارے گئے ان میں سے بیستیس مشرکین تمام صحابہ اور فرشتوں کی تلوار سے واصل جہنم ہوئے اور روایت شیخ مفید نصف سے زیادہ موقوفے مومنین کی تشریف آبدار سے دیک اسفل میں پہنچے۔

بسنہ معتبرہ حضرت امام رضا سے منقول ہے کہ روز بدر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ فرزند ان عبدالمطلب میں سے کسی کو نہ قتل کرو نہ اسیر کرو کیونکہ وہ اپنے اختیار سے جنگ میں شریک نہیں ہوئے ہیں۔ اور کلینی نے بسنہ صحیح حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ جب قریش فرزند ان عبدالمطلب کو جنگ بدر میں لائے اور قریش کے رجز پڑھنے والوں نے رجز شروع کیا تو طالب حضرت ابو طالب کے بیٹے نے بھی رجز پڑھنا شروع کیا وہ رجز میں اپنے لشکر والوں پر نفویں کر رہے تھے کہ لشکر اسلام سے کشتہ اور مغلوب ہوں۔ اور دعا کرتے تھے کہ مسلمانوں کا لشکر غالب ہو۔ جب قریش نے ان کا رجز سنا کہا یہ ہم کو شکست دلوادے گا۔ پھر ان کو واپس بھیج دیا۔ حضرت نے فرمایا وہ باطن میں مسلمان تھے۔ اور علی بن ابیہم نے روایت کی ہے کہ ابو بکر انصاری نے حضرت عباس اور عقیل کو اسیر کر کے آنحضرت کی خدمت میں حاضر کیا۔ حضرت نے اُن سے پوچھا کیا کسی نے ان کی گرفتاری میں تمہاری مدد کی ہے؟ کہا ہاں۔ ایک شخص نے میری اعانت کی جو سفید لباس پہنے ہوئے تھا۔ میں اس کو نہیں پہچانتا تھا۔ حضرت نے فرمایا وہ فرشتوں میں سے تھا۔ پھر آنحضرت نے عباس سے کہا کہ اپنے اور اپنے برادر زادہ عقیل بن ابی طالب اور نوفل بن حارث کے لئے خدیہ دیجئے۔ عباس نے کہا یا رسول اللہ میں مسلمان تھا مگر قوم مجھ کو جبراً جنگ میں لائی ہے۔ حضرت نے فرمایا خدا آپ کو کھاسلام کو بہتر جانتا ہے اگر یہ سچ ہے تو خدا آپ کو اس کا اجر دے گا۔ لیکن بظاہر تو آپ ہمارے دشمنوں کی مدد کے لئے آئے تھے۔ اے چچا اپنے

چاہا کہ خدا کے ساتھ مقابلہ کریں لیکن خدا نے ہم کو آپ پر غالب کیا۔ آپ اپنا اور اپنے بھتیجے کا فدیہ دیکھتے
 چومکے جیساں ہالیں اوقیہ سونا اپنے ہمراہ لئے تھے اور مسلمانوں نے اس کو ٹوٹ کر غنیمت میں شامل
 کر لیا تھا لہذا عباسؓ نے کہا یا رسول اللہؐ اُس سونے کو میرے فدیہ میں محسوب کر لیجئے۔ حضرتؐ نے
 فرمایا نہیں جو چیز خدا نے مجھے دے دی ہے وہ خدا کے حساب میں محسوب نہیں ہو سکتی۔ عباسؓ نے کہا
 اس کے علاوہ میرے پاس اور کچھ مال نہیں ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا آپ غلط کہتے ہیں۔ وہ مال کیا ہوا جو
 آپ نے مکہ میں اُم الفضل کے پیڑ دیکھا تھا اور کہا تھا کہ اگر مجھ پر کوئی حادثہ واقع ہو تو یہ مال تم آپس میں
 تقسیم کر لینا۔ عباسؓ نے کہا آپ کو اس کی اطلاع کس نے دی۔ فرمایا میرے خدا نے۔ عباسؓ نے کہا میں
 گھانا ہی دیتا ہوں کہ آپ خدا کے رسولؐ ہیں۔ جنگ اس معاملہ کی سوائے خدا کے کسی کو خبر نہیں۔ پھر کہا آپ
 وہ تمام مال لے لیجئے جو میں لوگوں سے سوال کر کے حاصل کرتا ہوں۔ اُس وقت خدا نے یہ آیت نازل
 فرمائی۔ **يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِمَنْ فِي آيِدِيكُمْ مِنَ الْأَمْوَالِ أُولَٰئِكَ الْوَالِدُونَ لِمَنْ قَدْ كَفَرُوا**
لَهُمْ فِيهَا مِنْهُم مَّا أَخَذُوا مِنْهُ وَلَٰكِنْ يَخْتَصِمُونَ لَهَا۔ اِس آیت سے ظاہر ہے کہ جو مال آپ نے لوگوں سے
 لیا ہے وہ ان کا ہے۔ لیکن اگر تم میں سے کوئی شخص اس مال سے لے لیا ہے تو اس سے بھتر عطا فرماتا جو کچھ تم سے فدیہ میں لیا گیا ہے۔ **فَإِنْ**
يَعْفُ عَنْكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ۔ اِس آیت سے ظاہر ہے کہ اگر خدا تم کو معاف کرے اور وہ بڑا
 معاف کرنے والا اور مہربان ہے۔ پسند مستبرام محمدؐ یا قرم سے اسی شخص کے آخر میں منقول ہے کہ جب
 جناب عباسؓ نے اسلام لانے کے بعد مدینہ کی جانب ہجرت کی اور آنحضرتؐ کو مالی غنیمت حاصل ہوا
 تو آپؐ نے حضرت عباسؓ سے کہا اے چچا اپنی چاند بچا ہے اور اس مال سے اپنا حصہ لیجئے۔ عباسؓ
 نے چاند بچا دی آنحضرتؐ نے بہت سا مال اُس میں دے دیا اور فرمایا یہ منجھد اس کے ہے جو خدا نے
 فرمایا **يُؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّا أَخَذْتُمْ**۔ اِس سے بھتر عطا کرتا ہے جو تم سے لیا گیا ہے۔ اور کلینی
 نے پسند مستبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ آیت مذکور حضرت عباسؓ، عقیل اور نوفل کے حق
 میں نازل ہوئی ہے۔ اور آنحضرتؐ نے روز بدر بنی ہاشم میں سے کسی کے قتل کی اور ابو الجحزی کے قتل
 کی ممانعت کر دی تھی لیکن ابو الجحزی نے اسیر ہونا پسند نہ کیا اور قتل ہو گیا۔ اور بنی ہاشم میں سے یہ
 تینوں اشخاص گرفتار ہوئے۔ آنحضرتؐ نے جناب امیرؑ کو بھیجا کہ معلوم کریں کہ یہاں بنی ہاشم میں سے
 کون کون اشخاص ہیں۔ جناب امیرؑ گئے اور جب عقیل کی طرف سے گزرے تو شخص خدا کے لئے اُن کی
 طرف نظر نہ کی اور آگے چلے گئے۔ عقیل نے کہا اے بھائی میرے پاس آؤ میرا مال نہیں دیکھتے۔ جو حضرتؐ
 نے پھر بھی توجہ نہ فرمائی اور آنحضرتؐ کے پاس آئے اور عرض کی عقیل کو فلاں شخص نے اسیر کیا ہے جیسا
 کہ فلاں نے اور نوفل کو فلاں نے۔ یہ سُنکر آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس آئے جب عقیل
 کے قریب پہنچے فرمایا۔ بوجہل مارا گیا عقیل نے عرض کی اب آپ کا ایسا حال اور دشمن کوئی دوسرا مکہ میں
 نہیں ہے۔ اگر آپ نے ان سبھوں کو ختم کر دیا ہے تو آپ مکہ میں جا بیٹے پھر عباسؓ حضرتؐ کے پاس گئے
 گئے۔ آپؐ نے فرمایا اے چچا اپنا اور اپنے ہمراہ زادوں کا فدیہ دیکھئے۔ عباسؓ نے کہا میں جاتا ہوں اور

قریش سے بھیک مانگتا ہوں۔ حضرتؑ نے فرمایا اُس مال میں سے فدیہ دیجئے جو ام الفضل کے پاس رکھے گئے ہیں لحد یہ کہا ہے کہ اگر مجھ پر اس سفر میں کوئی حادثہ پڑ جائے تو اس کو اپنے اور اپنے بچے پر صرف کرنا۔ عباسؓ نے کہا اے بھتیجے کس نے آپ کو یہ اطلاع دی؟ فرمایا خدا کی جانب سے جبریلؑ نے اُنھے آگاہ کیا۔ عباسؓ نے کہا خدا کی قسم اس امر کو کوئی نہیں جانتا تھا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ خدا کے رسولؐ ہیں۔ غرض اسیروں کو فدیہ لے کر چھوڑ دیا گیا وہ مکہ واپس چلے گئے لحد قتیلؓ عباسؓ اور نوفلؓ مسلمان ہو گئے اور مدینہ میں رہ گئے۔ خدا نے آیت مذکورہ ان کے بارے میں نازل فرمائی۔

الغرض آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قتیلؓ سے فرمایا کہ خدا نے ابو جہلؓ عقبہؓ شیبہؓ طہؓ جینہؓ اور نوفلؓ کو قتل کر دیا لحد اسل بن عمروؓ نصر بن حارثؓ اور عقبہ بن معیطؓ اور فلاںؓ فلاںؓ قید ہو گئے۔ عقیلؓ نے کہا اب مکہ میں کوئی آپ کی مخالفت نہیں کر سکتا اگر ان سبھوں کو آپؐ نے اچھی طرح زخمی کر دیا ہے یا مار ڈالا ہے۔ لحد اگر ان میں کچھ بھی سکتا باقی جو تو ان کا نائب کیجئے۔ حضرتؐ یہ سنکر مسکرائے۔ کشتگاہیں بدر شتر اور اسیر شتر اشخاص تھے۔ ان میں سے صرف جناب اسیرؓ نے سستا بیش آدمیوں کو قتل کیا تھا۔ مسلمانوں میں سے کوئی کافروں کے ہاتھ قید نہیں ہوا۔ اسیروں کو رسیوں سے باندھ کر مسلمان بھیجے گئے۔ آنحضرتؐ کے اصحاب میں تو اشخاص شہید ہوئے۔ ان میں سے ایک سید بن غنیمہؓ تھے جو ایک لقیب تھے۔ پھر جناب رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوار ہو کر دہاں سے روانہ ہوئے لحد غروب آفتاب کے قریب اٹیل میں پہنچے جو بدر سے دو فرسخ ہے۔ راستہ میں آنحضرتؐ نے عقبہ بن معیطؓ اور نصر بن حارثؓ پر نگاہ کی جو ایک رتی میں بندھے تھے۔ نصرؓ نے عقبہؓ سے کہا کہ میں اور تو دونوں قتل کر دیئے جائیں گے۔ عقبہؓ نے کہا تمام قریش کے سامنے میں اور تو دونوں قتل ہوں گے۔ اُس نے کہا ہاں اس لیے کہ محمدؐ نے ہم کو ایسی نگاہ سے دیکھا ہے جس میں موت نظر آتی ہے۔ حضرتؐ نے منزل پر پہنچ کر فرمایا اے علیؓ نصرؓ عقبہؓ کو میرے سامنے لاؤ۔ عقبہؓ ایک خوبصورت مرد تھا جس کے سر کے بال لائے تھے۔ حضرتؐ نے اس کو بالوں سے پکڑا اور کیچتے ہوئے آنحضرتؐ کی خدمت میں لائے۔ نصرؓ نے کہا اے محمدؐ میں آپؐ سے قربت و رحم کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں کہ مجھ کو بھی مثل ایک قریش کے کیجئے اگر ان کو قتل کیجئے تو مجھے بھی کیجئے اور اگر ان سے فدیہ لیجئے تو مجھ سے بھی لیجئے۔ حضرتؐ نے فرمایا میرے اور تیرے درمیان قربت نہیں ہے اور خدا نے رحم کو اسلام کے سبب منقطع کر دیا ہے اے علیؓ آگے واکر اس کی گردن مار دو۔ عقبہؓ نے کہا اے محمدؐ کیا آپؐ نے نہیں کہا تھا کہ قریش کو قید کر کے قتل نہ کرنا۔ حضرتؐ نے فرمایا تو قریش میں سے نہیں ہے تو حضورؐ یہ والوں میں سے گہر ہے جس شخص کو لوگوں نے تیرا باپ قرار دیا ہے تو اس سے عمر میں بڑا ہے۔ پھر فرمایا اے علیؓ عقبہؓ کو بھی قتل کر دو۔ غرض وہ دونوں مارے گئے۔ یہ دیکھ کر انصار کو خوف ہوا کہ شاید آنحضرتؐ تمام اسیروں کو قتل کر دیں گے تو وہ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسولؐ اللہ ہم نے قریش کے شتر افراد کو قتل کیا اور شتر اشخاص کو گرفتار کیا جو آپؐ کی قوم و قبیلہ کے ہیں یا رسولؐ اللہ ان کو ہماری خاطر سے بخش دیجئے اور ان سے فدیہ لے کر چھوڑ دیجئے۔ اُس وقت خداوند عالم نے یہ آیت

تاری فرمائی۔ مَآ کَانَ لَیْسَیْ اَنْ یَّکُوْنَ لَہٗ اَسْلٰی حَتّٰی یُخْرِجَ فِی الْاَرْضِ رَبَّنَا اٰیۃ سورۃ
 النّٰل یعنی کسی پیغمبر کے لئے مناسب نہیں ہے کہ اُس کے قبضہ میں کچھ اسیر ہوں اگر وہ چاہے اُن کا
 فدیہ لے اور اگر چاہے تو اُن کو چھوڑ دے۔ جنگِ بدر سے کافروں کو قتل نہ کرے۔ اہل ان کو ذلیل و مغلوب
 نہ کرے۔ اس کے بعد اُن میں مومنین پر نصیحت و فدیہ کی کالج کے سبب قتال فرمایا ہے۔ پھر فرمایا ہے
 فَکُلُوْا مِنْ اَوْثَاقِہُمْ مَّحَلًّا لَا یُطْبِقُوْنَ رَبَّنَا اٰیۃ سورۃ مذکورہ کمال و پاکیزہ جو کچھ غنیمت میں تم نے
 حاصل کیا ہے کھاؤ۔ علی بن ابیہم نے روایت کی ہے کہ خدا نے اس آیت میں اسیروں کو فدیہ لے کر
 رہا کر دینے کی اجازت دی ہے لیکن اس شرط کے ساتھ کہ اگر ان سے فدیہ لینے ہو تو سالِ آئندہ
 ان کے ہاتھوں سے تم قتل ہو گے۔ مسلمان اسیر راضی ہو گئے یہ کہہ کر کہ اس سال فدیہ لے کر دیوی نفع
 حاصل کر لیں گے۔ آئندہ سال شہید ہو کر بہشت میں پہنچیں گے۔ لہذا جنگِ اُحد میں ستر مسلمان شہید
 ہوئے تو باقی اصحاب نے کہا ایسا کیوں ہوا جبکہ آپ نے بارشولؐ اشد نصرت کا وعدہ فرمایا تھا۔ تو خدا نے
 فرمایا تم نے خود ایسا کیا اور بد میں اس شرط پر راضی ہو گئے تھے کہ فدیہ لے لیں۔ اللہ شیخ طوسی نے
 روایت کی ہے کہ اکثر مشرکین سے چار ہزار درہم اور بہت کم لوگوں سے ایک ہزار درہم فدیہ لیا گیا۔ قریش
 رفتہ رفتہ فدیہ بھیجتے اور اپنے اسیروں کو چھڑاتے رہے یہاں تک کہ زینب رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر
 ابوالعاص کے فدیہ کے لئے اپنا گردن بند بھیجا جو جناب فدیہ بخشنے اُن کو دیا تھا۔ حضرت نے اُس گردن بند کو
 دیکھا تو جناب فدیہ بخیر یاد آگئیں۔ حضرت بہت غمگین ہوئے۔ اصحاب نے یہ حال دیکھ کر زینب کا گردن بند
 واپس کر دیا اور فدیہ معاف کر دیا۔ اور دوسری روایت کے بموجب خود حضرت نے اُن سے خواہش کی اور
 ان لوگوں نے بخش دیا اور حضرت نے ابوالعاص کو بغیر فدیہ کے رہا فرما دیا لیکن یہ شرط فرمائی کہ زینب کو
 حضرت کے پاس آنے سے مالت نہ ہوگا اور اس نے اس شرط کو پورا کیا۔

ابن ابی الحدید نے جو اہل سنت کے مشہور عالم ہیں شرح فیج البلاغہ میں لکھا ہے کہ میں نے جب
 اس واقعہ کو اپنے استاد مستند نقیب کے سامنے پڑھا تو انہوں نے فرمایا کیا اُس وقت وہاں ابوبکر و عمر
 موجود نہ تھے اور کیا انہیں دیکھا تھا کہ آنحضرتؐ گردن بند دیکھ کر اس قدر متاثر ہوئے اور مسلمانوں سے
 استدعا کی کہ فدیہ واپس بخش دیں۔ کیا فاطمہ زہراؑ جو زبانِ عالمیوں سے بہتر تھیں زینب سے کم زینب تھیں
 جسکے مقابلہ میں وہ جھوٹی حدیث جو پیغمبرؐ پر افترا کی گئی تھی ہو گئی۔ کیا فاطمہؑ کا ذک میں کوئی حق نہ تھا
 اور کیا وہ فاطمہؑ کی خاطر اور دجھوٹی کے لئے مسلمانوں سے طلب نہیں کر سکتے تھے کہ ذک فاطمہؑ کے لئے
 چھوڑ دیں کیا مسلمان اس بارے میں پس و پیش کرتے۔

مختصر یہ کہ جب مسلمانوں نے دیکھا کہ آنحضرتؐ اُن سے فدیہ لینا پسند نہیں کرتے ہیں تو سعد بن صاذ
 نے کہا کہ یا رسول اللہؐ یہ پہلی جنگ ہے جو ہم نے کافروں سے لڑی ہے اگر ان اسیروں کو قتل کر دیں تو
 بہتر ہے اس سے کہ فدیہ لے کر رہا کر دیں۔ جناب عمرؓ نے بھی کہا یا رسول اللہؐ ان لوگوں نے آپؐ کی تکذیب
 کی ہے اور مکہ سے آپؐ کو باہر نکالا۔ ان کی گردن مار دیجئے۔ علیؓ سے کہئے کہ عقیل کو قتل کریں اور مجھے

مسلمانانِ قادیان کے فدیہ لینا اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

ابن ابی الحدید کا اپنے استاد سے ملنے کا نام ہے۔

حکم دیجئے کہ فلوں کی گردی اُڑا دوں۔ باتفاق راویانِ خاصہ و عامہ مجھو یہ کہ اس بارے میں صحابہ کے درمیان اختلاف ہوا یہاں تک کہ خدیجہ لینا قرار پایا جیسا کہ مذکور ہوا۔ حضرت امام محمد باقر ع سے منقول ہے کہ وہ زبیر شترکین میں ہر قیدی کا ذبیہ چالیں اوقیہ سوتا تھا کہ ہر اوقیہ میں چالیس مثقال ہوتا ہے سو اسی اعتبار سے جس سے سو اوقیہ لیا گیا جیسا کہ بیان ہو چکا۔ اور جناب عباسؓ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے جس قدر ضمیمہ لیا گیا خدا نے اُس کے عوض مجھے اس قدر مال عطا فرمایا کہ اس وقت میرے بیسٹ غلام میرے واسطے تجارت کر رہے ہیں جن میں سے سب سے کم سرمایہ کسی کے پاس ہے تو وہ بھی بیس ہزار درم ہے۔ اور خدا نے سفایہ نیرم رعا جیوں کو پانی پلانے کی خدمت میرے سپرد فرمائی جس کے برابر کہہ کے تمام مال و متاع نہیں ہو سکتے اور پھر خدا سے آمرزش کی امید بھی ہے۔

تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام میں مذکور ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ کی جانب مکہ سے ہجرت کی تو ابو جہلؓ نے حضرتؐ کے پاس کہلا بلجھا کہ تمہارے سر میں جو نخوت کا سودا تھا اُس نے آخر تم کو مکہ سے نکال کر مدینہ میں پھینک دیا پھر بھی تم اپنے غرور کو ترک نہیں کرتے ہو کہ یہاں تک نوبت پہنچی ہے کہ تمام قریش اس بات پر متفق ہو رہے ہیں کہ تم کو تمہارے مددگاروں سمیت نیست و نابود کر دیں۔ اسی قسم کی بہت سی یہود و بائیں تھیں۔ حضرتؐ اُس وقت اصحاب کے ساتھ مدینہ سے باہر تشریف فرما تھے۔ جب تا حد سب کچھ چکا تو حضرتؐ نے اُس کے جواب میں فرمایا کہ ابو جہلؓ میرے سب سے زیادہ مکر و فرور سے نسبت دیتا ہے اور پروردگار عالمین مجھ سے فتح و ظفر کا وعدہ فرماتا ہے۔ خدا کا وعدہ سچ ہے اور اُس کا ارشاد قبول و منظور کرنا زیادہ مستطاب ہے۔ وہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتا جبکہ خدا کی مدد اُس کا فضل اُس کے شامل حال ہے۔ وہ اُس کو ذلیل و خوار کرتا ہے یا اُس پر اپنا غضب ڈھکاتا ہے جو اُس کی اطاعت و فرمانبرداری نہیں کرتا ہے۔ اُس سے کہہ دینا کہ اسے ابو جہلؓ تو نے میرے پاس وہ چند باتیں کہو بھی ہیں جنکو تیرے دل میں شیطان نے ڈالا ہے اور میں تجھ کو وہ جواب دیتا ہوں جو خداوند رحمن نے مجھے عطا فرمایا ہے۔ اتنی ہی روز کے بعد میرے اوتیرے درمیان جنگ ہوگئی اور خدا تجھ کو میرے سب سے کمزور صحابی کے ہاتھ سے قتل کرانے کا اور غریب غنہ شیبہ و لہذا تو اور فلوں فلوں جنگ میں مارے جائیں گے۔ تم میں سے شتر اشخاص کو قتل کر دو گا اور شتر کو گرفتار و اسیر کر دوں گا پھر ان سے گراں خریدنے لوں گا۔ پھر حضرتؐ نے اپنے اصحاب سے جو موجود تھے خطاب فرمایا کہ کیا تم چاہتے ہو کہ ان میں سے ہر ایک کے قتل ہونے کی جگہ دکھا دوں ؟

لے مؤلف فرماتے ہیں کہ اس بات سے عمر بن خطابؓ کی غرض اس کے سوا کچھ نہ تھی کہ شائد امیر المؤمنینؓ کے بھائی قتل ہو جائیں حالانکہ ابتدائے جنگ میں آنحضرتؐ نے فرمادیا تھا کہ کوئی بنی ہاشم میں سے کسی کو قتل نہ کرے کیونکہ وہ اپنی خواہش سے جنگ میں شریک نہیں ہونے ہیں۔ تعجب تو یہ ہے کہ یہ شجاعت آپ ہی امیر اہل مکہ کے لئے جبکہ وہ ہندے ہوتے تھے کیونکہ پیدائش گئی اور انہوں نے جنگ میں کسی ایک کا فر کو نہ قتل کیا۔

یہ بیان صحیح ہے کیونکہ صحابیؓ نے کئی بار یہ بات کہی ہے کہ میں نے اپنے آپ کو قتل نہ کیا کیونکہ میں نے اپنے آپ کو قتل نہ کیا کیونکہ میں نے اپنے آپ کو قتل نہ کیا۔

کے ہارے میں دریافت کرتے ہیں اُن سے کہہ دو فقیہ خدا اور اُس کے رسول سے تعلق رکھتی ہے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو اُن کو فقیہت سے کچھ نہ ملے۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّا اُمید ہو کر واپس آئے۔ پھر خدا نے آیت خمس نازل فرمائی۔ حضرت نے اپنا خمس بھی ان کو بخش دیا اور سب انہی لوگوں پر تقسیم کر دیا۔ اُس وقت سعد بن ابی وقاصؓ نے کہا یا رسول اللہ کیا جہاد کرنے والے ایک سوار کو ان کمزوروں کے برابر جنہوں نے جنگ نہیں کی ہے حصہ دیجئے گا؟ حضرت نے فرمایا تیری ماں تیرے غم میں بیٹھے غلے کمزوروں کی برکت سے تم کو دشمنوں پر فتح عنایت کی ہے۔

قطب داندی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ اُس رات حضرت کو خیندہ میں آتی تھی۔ لوگوں نے سبب پوچھا تو فرمایا کہ رستوں کی بندش کے سبب عباس کے کراہنے کی آواز مجھ کو سونے نہیں دیتی۔ یہ سنکر لوگوں نے ان کی رستیاں کھول دیں تو حضرت کو خیندہ آئی۔

ابن ابیہ نے حضرت امیر المؤمنینؓ سے روایت کی ہے۔ حضرت فرماتے ہیں کہ میں نے جنگ بدر سے پہلے ایک رات جناب خضرؑ کو خواب میں دیکھا اور کہا مجھے کوئی دعا تعلیم کیجئے کہ جس سے دشمنوں پر فتح حاصل ہو۔ انہوں نے کہا پڑھو یا ہُوَ یا مَن لا ہُوَ اَلَا ہُوَ صبح کو یہ خواب میں نے جناب رسول خداؐ سے بیان کیا۔ حضرت نے فرمایا یا علیؑ خضرؑ نے تم کو اسم اعظم بتایا ہے۔ جناب امیرؓ فرماتے ہیں کہ یہ اسم بزرگ روز بدر میری زبان پر جاری تھے۔

کتاب اختصاص میں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت ہے کہ عباس بدر کے اسیروں میں سے تھے انہوں نے کہا میرے پاس خیر دینے کے لئے کچھ نہیں ہے۔ تو جبریلؑ نازل ہوئے اور حضرت سے بتایا کہ وہ اپنے گھر میں سونا دفن کر آئے ہیں اور اُم الفضل کو بتا دیا ہے امیر المؤمنینؓ کو بھیجئے کہ اُم الفضل سے مانگ لائیں۔ حضرت نے سب حال عباس سے بیان کیا اور ذینہ کا چہرہ دیا۔ پھر عباس اور حضرت علیؑ کو بھیجا کہ اُم الفضل سے وہ سونا حاصل کریں۔ غرض وہ سونا جناب امیرؓ لائے تو عباس نے کہا اے فرزند ہزارم نے مجھ کو فقیر بنا دیا۔ اُس وقت خدا نے آیت بھیجی کہ اگر خدا تمہارے دل میں نیکی اور بھلائی دیکھے گا تو اس سے بہتر عطا فرمائے گا جو تم سے لے لیا گیا ہے۔

ابن ابیہ نے سند معتبر امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے شہدائے بدر پر نماز میں سات تکبیریں کہیں۔

نعمانی نے سند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ جبریلؑ روز بدر آنحضرتؐ کے لئے ایک فلم لائے جو نہ رُوئی سے بنا تھا اور نہ کتان سے نہ ریشم کا تھانہ اُون کا۔ بلکہ بہشت کے درختوں کی پتیوں سے بنا تھا۔ حضرت نے اُس کو اس روز کھولا اور فتح پائی۔ پھر اس کو لپیٹ کر امیر المؤمنینؓ کو دے دیا۔ اُن حضرت نے اُس کو جنگ بصرہ میں کھولا اور فتح حاصل کی۔ پھر حضرت نے اس کو لپیٹ کر رکھ دیا وہ اب ہمارے پاس ہے اور اس کو قائم آلِ حمزہ کے سوا کوئی نہ کھولے گا۔

بعض معتبر کتابوں میں مذکور ہے کہ جنگ بدر میں حبیب بن یساف کے ہاتھ پر تلوار کی ایک ضربت

عبداللہ بن ابی بکرؓ کی خدمت میں

امام محمد باقرؑ کی خدمت میں

عبداللہ بن ابی بکرؓ کی خدمت میں

امام محمد باقرؑ کی خدمت میں

مکی وہ شاعر سے خدا ہو گیا۔ وہ اپنا ہاتھ لے کر اپنے ہاتھ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لئے حضرت نے اس کی جگہ پر رکھ کر دعا کی وہ اس طرح درست ہو گیا کہ گھٹنے کا نشان تک ظاہر نہ رہا۔ نیز عکاس بن مسکن کی تلوار جنگ بدر میں ٹوٹ گئی تھی۔ آنحضرت نے ایک لکڑی اُن کے ہاتھ میں دے دی وہ حضرت کے اعجاز سے نہایت تیز تلوار بن گئی اُسی سے انہوں نے جنگ کی یہاں تک کہ کفار بھاگ گئے۔ وہ اس تلوار کو حفاظت سے اپنی وفات کے وقت تک رکھے ہوئے تھے۔ اسی طرح سلمہ بن اشہل کی تلوار ٹوٹ گئی۔ حضرت نے ایک چھڑی ان کے ہاتھ میں دے دی اور فرمایا اس سے جہاد کرو۔ وہ ایک عمدہ تلوار ہو گئی اور وہ ہمیشہ اس سے جہاد کیا کرتے تھے۔

روایت ہے کہ مشرکین روز جنگ بدر زوال آفتاب کے وقت بھاگ گئے۔ حضرت نے فرمایا کہ چاو بدر کو پاٹ دو اور مشرکین کے کشتوں کو اسی میں ڈال دو۔ اس کے بعد حضرت چاو بدر پر آکر کھڑے ہوئے اور ایک ایک مشرک کا نام لے کر پکارا اور فرمایا کہ آیا اپنے پروردگار کا وعدہ تم نے سچا پایا تم اپنے پیغمبر کے لئے بڑی قوم تھے۔ غیروں نے میری تصدیق کی اور تم نے مجھے جھٹلایا۔ تم نے مجھے گھر سے نکالا اور دوسروں نے پناہ دی۔ تم نے مجھ سے جنگ کی اور غیروں نے مجھے پناہ دی۔ تم مجھ سے لڑے اور دوسروں نے میری مدد کی۔ صحابہ میں سے کچھ لوگوں نے کہا یا حضرت مُردوں سے کلام کرتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا وہ میری باتیں اسی طرح سنتے ہیں جس طرح تم سنتے ہو لیکن جو بات دینے کی طاقت نہیں رکھتے۔ اب انہوں نے مجھ کو کچھ میں کہتا تھا وہ سچ اور حق تھا۔ پھر حضرت نے نماز عصر میلان بدر میں پڑھی اور وہاں سے کوچ کر کے آفتاب غروب ہونے سے پہلے انیل میں جا کر قیام فرمایا! دوسری روایت کے مطابق نماز عصر انیل میں پڑھی۔ جب حضرت نے ایک رکعت نماز عصر پڑھی تو مسکرائے۔ اور جب سلام پھیرا تو لوگوں نے مسکرائے کا سبب دریافت کیا تو فرمایا میں اسل میرے پاس سے گورے اُن کے پردوں پر گر دپڑی ہوئی تھی وہ مسکراتے ہوئے بولے کہ میں کافروں کا تعاقب کر رہا تھا۔ پھر جبریل آئے اور وہ اس پر سوار تھے جس کے بالوں پر بہت سی خاک پڑی ہوئی تھی۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ جس وقت خدا کے مجھے آپ کی مدد کے لئے بھیجا مجھے حکم دیا تھا کہ میں آپ سے جدا نہ ہوں جب تک آپ راضی نہ ہوں۔ تو کیا اب آپ راضی ہوئے۔ حضرت نے فرمایا ہاں راضی ہوں واضح ہو کہ مسلمانوں میں سے بدر کے شہداء کی تعداد میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ چودہ ہیں افراد تھے، چھ ہزار جرین اور آٹھ انصار۔ بعضوں نے کہا کہ گیارہ افراد تھے ہزار جرین میں سے چار اور انصار میں سے سات اشخاص! بعضوں نے بدر کی تعداد بیان کی ہے جن میں انصار میں سے آٹھ تھے۔ اور بعض کا قول ہے کہ کل تعداد شہداء نے بدر کی نو ہے۔ لیکن قول بول زیادہ مشہور ہے۔ شہداء ہزار جرین کے نام یہ ہیں اقل قبیلہ بن حارث آنحضرت کے چچا زاد بھائی تھے جنکو روز بدر صدمت ملی تھی اور وہ صفوں میں جاں بحق ہوئے اور اسی جگہ دفن ہوئے۔ دوسرے عمرو بن ابی وقاص تیسرے حمیر بن عبدود جن کو ذوالشمائلین کہتے ہیں۔ چوتھے عاتل بن ابی بکر یا یحییٰ بن یحییٰ آزاد کردہ غزوہ بدر چھٹے صفوان بن بیضا۔

اور انصار میں سے پہلے پیشہ میں عبدالمنذر، دوسرے سعد بن خثیمہ جو غنیمتوں میں تھے، تیسرے عاصم بن سراقہ، چوتھے عوف بن ہاشم، موقوف لہذا حضرت جیسے عمر بن حاتم، ساتویں رافع بن مصلیٰ، آٹھویں زید بن حارثہ۔ بعض کا قول ہے کہ وہ تین افراد جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آزاد کردہ تھے۔ روز بدر شہید ہوئے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ ساد بن اھس اور عبید بن مسکن بدر میں زخمی ہوئے اور اسی زخم سے ان کی موت واقع ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

اکیسواں باب

وہ غزوات اور واقعات جو جنگ بدر کے بعد سے غزوہ احد تک واقع ہوئے

شیخ طبری اور علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ بدر سے فارغ ہو کر مدینہ کی طرف واپس ہوئے حضرت نے بنی قینقاع کے بازار میں یہودیوں کو جمع کر کے فرمایا اے گروہ یہود خدا سے اس امر سے ڈرو جو اُس نے قریش پر جنگ بدر میں نازل کیا تا کہ مسلمان ہو جاؤ قبل اس کے کہ خدا کا غضب تم پر نازل ہو اور تمہیں کر دو کہ میں پیغمبر مرسل ہوں۔ تم نے اپنی کتابوں میں میرے اوصاف پڑھے ہیں۔ یہودیوں نے کہا اسے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم کو دھوکا دے رہا ہے اس بات سے کہ تم کو ان لوگوں سے سابقہ پڑا تھا جو جنگ کے طریقہ سے ناواقف تھے۔ تم نے انہیں فتح حاصل کر لی۔ خدا کی قسم اگر ہم سے تم نے مقابلہ کیا تو تم کو معلوم ہو جائے گا کہ ہم مرد میدان ہیں۔ اس وقت خدا نے یہ آیت نازل فرمائی قُلْ لِّلَّذِیْنَ کَفَرُوْا اَسْتَفْکِیْرُوْنَ وَخَشِیْرُوْنَ اِلَیَّ جَہَنَّمُ وَاِیَّہِمْ اَدْخُلُوْا رِیْبَ اَیْمٰنِ سُوْدَ الْاَعْرَابِ اِنَّہٗ رِیْبٌ لِّکَافِرُوْنَ سَہٍ لِّہُمْ وَاِنَّہُمْ لَمُفْرَقُوْنَ اِنَّہُمْ لَمِنَ الْمُکَذَّبِیْنَ تم مسلمانوں سے مخلوب ہو گے اور جہنم میں جمع کر دیئے جاؤ گے اور وہ بہت بُرا ٹھکانا ہے۔ پھر حضرت نے پھر روز بنی قینقاع کا محاصرہ کیا۔ بیان کرتے ہیں کہ ماہِ شوال کی پندرہویں تاریخ ہجرت کے بیسویں چھبیسے روز شنبہ کو محاصرہ کی ابتدا کی۔ پچھتر روز کے بعد یہودیوں نے لہان طلب کی اور حضرت کے پاس آئے اور یہ شرط کی کہ حضرت جو حکم چاہیں ان کے ہمارے میں صادر فرمائیں۔ اس وقت عبد اللہ ابن ابی کھر اٹھا اور بولا یا رسول اللہ یہ لوگ ہمارے دوست اور ہم سوگند ہیں اور ہمیشہ ہمارے حمایت کرنے رہے ہیں۔ ان میں تین سوزہ پوش ہیں اور چار سو بغیر ہتھیار۔ کیا آپ ان کو قتل کرنا چاہتے ہیں حالانکہ یہ قبیلہ خزرج کے، ہم سوگند ہیں اور قبیلہ اوس سے کوئی عہد و اقرار نہیں رکھتے

نکلے اور ان کی طرف روانہ ہوئے۔ جب ان کے قریب پہنچے تو وہ بھاگ کر پہاڑ پر چلے گئے۔ حضرت ولایت
 دوامر میں قیام پذیر ہوئے۔ اس وقت سخت بارش ہو رہی تھی۔ حضرت اپنے لشکر سے جدا ہو کر تنہا
 وادی سے گذر کر دوسری طرف تشریف لے گئے اور اپنے کپڑے جو بارش کے سبب بھیگ گئے تھے
 اتار کر ایک درخت پر خشک ہونے کے لئے لٹا دیا اور خود اسی درخت کے سایہ میں لیٹ گئے۔
 دشمنوں نے پہاڑ پر سے حضرت کو دیکھا اور اپنے سردار دشور سے جو ان میں سب سے زیادہ
 شجاع و بہادر تھا کہا کہ اس وقت محمد مصطفیٰ علیہ وآلہ وسلم، اپنے اصحاب سے علیحدہ ہیں اور موقع
 غلبت ہے۔ جا اور ان کو قتل کر دے۔ اگر وہ اپنے اصحاب کو مدد کے لئے پکاریں گے تو جب تک وہ
 آئیں تو اپنا کام کر چکے گا۔ اور ہوائے سیلاب آگیا تھا جس سے وادی میں پانی بھر گیا تھا۔ اور
 اصحاب اس وادی کو عبور نہ کر سکتے تھے۔ فرض دشور نے اپنی تلوار اٹھائی اور آنحضرتؐ کے پاس
 پہنچا اور کہا اے محمدؐ آج تم کو کون مجھ سے بچائے گا۔ حضرت نے فرمایا خدا بچائے والا ہے۔ جب یہ
 نے ایک ہاتھ اس کے سینہ پر رکھا کہ تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی۔ حضرت نے اس کی تلوار اٹھا کر فرمایا
 اب تو بتا کہ تجھ کو میرے ہاتھ سے کون بچا سکتا ہے؟ اس نے کہا کوئی نہیں۔ بیشک میں گواہی دیتا ہوں
 کہ خدا واحد ہے اور آپؐ اس کے پیغمبر ہیں۔ اور میں قسم کھاتا ہوں کہ آئندہ آپؐ کے خلاف لشکر جمع
 نہ کروں گا۔ حضرت نے اس کی تلوار اس کو واپس دے دی اور اس کو چھوڑ دیا۔ دشور نے کہا وائے
 مجھ پر کرم فرمایا اور بیشک آپؐ مجھ سے بہتر ہیں۔ آپؐ نے فرمایا مجھ سے زیادہ کرم کے اور کوئی منہ لواری ہے
 جب دشور اپنے ہمراہیوں کے پاس واپس گیا تو لوگوں نے پوچھا کہ تجھ کو کیا ہوا کہ تو نسلی تلوار لے کر
 ان کے سر پر پہنچا؟ وہ سورہ ہے تھے اور تو نے ان کو قتل نہ کیا۔ اس نے کہا میں نے اس وقت ایک
 بلند قامت سفید و گود دیکھا جس نے میرے سینہ پر ہاتھ مارا کہ میں چپ گر پڑا میں نے سمجھا کہ وہ فرشتہ
 تھا۔ لہذا میں نے گھر پہنچا اور مسلمان ہو گیا۔ اور قسم کھائی کہ آئندہ حضرتؐ سے جنگ نہ کروں گا پھر اس نے
 اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی تو خدا نے یہ آیت نازل فرمائی۔ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَةَ
 اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ هُمْ قَوْمٌ اٰن يَبْسُطُوْا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ** اور
 سورۃ المائدہ آیت ۱۱ اسے ایمان والو خدا کی نعمت کو یاد کرو جو اس نے تم کو عطا کی جبکہ ایک گروہ نے تمہاری
 طرف ہاتھ بڑھانے کا ارادہ کیا تو خدا نے ان ہاتھوں کو روک دیا۔

اس کے بعد فرود وہ فرود واقع ہوا اور اس کا قصہ اس طرح ہے کہ جنگ ہمد کے چار مہینے بعد
 حضرتؐ نے سنا کہ قافلہ قریش ابو سفیان کے ساتھ ایک روایت کے موافق صفوان بن امیہ کی سرکردگی
 میں عراق کے راستہ سے شام جا رہا ہے اس لئے کہ ہمد کے واقعہ کے بعد سے آنحضرتؐ کے اصحاب
 کے خوف سے راہ حجاز سے شام کی جانب سفر نہیں کرتے تھے اور معلوم ہوا کہ چاندی کے قسم کو بہت
 مالی تجارت اس قافلہ کے ساتھ ہے حضرتؐ نے غزوہ بدر کو زید بن حارثہ کی سرکردگی میں ان کے
 راستہ پر روانہ کیا۔ جب یہ لوگ اس قافلہ کے قریب پہنچے رؤسا و امراء قافلہ سب بھاگ گئے۔

مسلمین قافلہ کے باقی ماندہ لوگوں کو اپنے آگے کو لے کر لائے۔ حضرت نے اُس میں سے خمس جو ایک روایت کے مطابق ہیں ہزار درہم ہوتا تھا جدا کیا اور باقی کو اہل سرے پر تقسیم کر دیا۔ اُس قافلہ کے دو سرداروں کو اہل لشکر نے گرفتار کیا تھا ایک فرات بن حیان تھا جس نے اسلام قبول کیا اس کو چھوڑ دیا گیا اور وہ سرے کو قتل کر دیا۔

کتاب معتبرہ میں وارد ہوا ہے کہ ہجرت کے دوسرے سال سرے عمیر بن حدی واقع ہوا۔ اس کا قصبہ ٹوں ہے کہ یہودیوں میں ایک خدمت مکی عصا بنت مروان۔ وہ مسلمانوں کی بہت خدمت کیا کرتی تھی اسی شخصیت کی بھوکرتی تھی۔ حضرت نے عمیر کو بھیجا وہ رات کے وقت اُس کے گھر میں داخل ہوئے اور تنو اس کے سینہ پر رکھ کر دو ٹکڑے کر دیا اور واپس آگئے اور صبح کی نماز حضرت کے ساتھ پڑھ لی۔ بعضوں نے اس واقعہ کو ہجرت کے تیسرے سال بیان کیا ہے چنانچہ اس کے بعد مذکور ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ۔ اسی سال کعب بن اشرف قتل کیا گیا۔ وہ یہودیوں میں بڑا آدمی اور شاعر تھا اور ہمیشہ آنحضرت کی اور مسلمانوں کی بھوکرتا تھا اور ان کو اذیت پہنچاتا تھا۔ جب اس کو فتح بدر کی اطلاع ہوئی بہت رنجیدہ ہوا اور مکہ پہنچا اور کفار قریش سے حال پوچھا۔ اور بہت رویا دہان کو آنحضرت سے جنگ پر ابھارا۔ جب وہ واپس آیا اور حضرت کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ نے اُس پر نفرین کی اور دعا کی اَللّٰہُمَّ اَکْفِنِیْہِمْ اَلْاَشْرَفَ مِمَّا شِئْتُمْ۔ محمد بن مسلمہ نے کہا یا رسول اللہ اگر آپ اجازت دیں تو اُس کا قصبہ پاک کر دوں۔ حضرت نے اس کو اجازت دے دی۔ اُس نے سعد بن معاذ سے اس بارے میں مشورہ کیا اور ابونا ثلہ کو کعب کے پاس گندم قرض لانے کے بہانے سے بھیجا جو کعب کا رضاعی بھائی تھا۔ چونکہ ابونا ثلہ کا کعب کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا اور میل جول زیادہ تھا اُس نے کہا کہ میں تمہارے پاس ایک حاجت لے کر آیا ہوں اُمید ہے کہ اس راز کو افشاء نہ کرو گے اے کعب اس شخص (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا مدینہ میں آنا ہمارے واسطے ایک مصیبت ہو گیا ہے کیونکہ سارے عرب والے ہمارے دشمن ہو گئے ہیں اور ہم سے جنگ پر آمادہ ہیں۔ ان سے تمہارت اور میل جول ختم ہو گیا۔ کعب نے کہا کہ میں نے تم سے پہلے ہی کہا تھا کہ ایسا ہوگا۔ ابونا ثلہ نے کہا ہماری قوم کے چند افراد میری رائے سے متفق ہیں اس وقت ہم کو تھوڑی گندم قرض چاہیے تم جو چیز کہو اُس کے عوض میں کرو کروں۔ کعب نے کہا اپنی عورتوں کو رہیں کرو اُس نے کہا ایسا ہی کروں گا۔ لیکن تم ایک عربی خوبصورت جوان ہو ہماری عورتیں بھی تم بہا لیں ہو جائیں گی؟ اُس نے کہا تو پھر اپنے لڑکوں کو رہیں کرو۔ ابونا ثلہ نے غصہ کیا کہ یہ میرے لڑکوں کے لیے ننگے خار کا باعث ہوگا۔ ان اپنے اسلحے تمہارے پاس گر دو کروں گا۔ آج رات کو لے آؤں گا اس طرح کہ کوئی آگاہ نہ ہوئے پائے۔ غرض ابونا ثلہ نے واپس آکر آنحضرت سے اپنی گفتگو بیان کی۔ اور رات کے وقت محمد بن مسلمہ سلمان بن سلامہ، عاصم بن اوس اور ابو عبیدہ بن جریج کے ساتھ روانہ ہوئے۔ آنحضرت ان کو بتایا کہ یہ سب پہنچانے گئے اور ان کے حق میں وعدہ کی۔ وہ رات جیسے کی چودھویں رات تھی۔ وہ لوگ اس کے قلعہ کے دروازہ پر پہنچے اور اس کو آواز دی۔ وہ اس وقت اپنی زودیر کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ حال ہی میں

اس کی شادی ہوئی تھی۔ ان لوگوں کی آواز سن کر وہ اٹھا۔ روبرو نے کہا رات کے وقت کہاں جاتے ہو اُس نے کہا میرا بھائی ابوناٹھ آیا ہے اُس سے ملنے جاتا ہوں۔ عورت نے کہا مت جاؤ کیونکہ میں ایسی آواز سن رہی ہوں جس سے غم پکٹتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ غرض کہ عورت نے بہت منع کیا مگر وہ باز نہ آیا اور پہنچے اُن کے پاس آیا۔ محمد بن مسلمہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ جب وہ آئے تو ہم اُس کا سر پکڑ کر سونگھوں گا۔ جب تم دیکھنا کہ میں نے اُس کے بال مضبوطی سے پکڑ لئے ہیں تو اُس کی گردن مار دینا۔ جب کعب اپنے اہل سے باہر آیا اُس کو چاندنی کی سیر کے بہانے باتوں میں مشغول کر کے قود لے گئے۔ پھر محمد بن مسلمہ نے اور مرد اپنے ابوناٹھ نے اُس سے کہا کہ کس قدر بہتر خوشبو تمہارے بدن سے آرہی ہے۔ کیا اجازت دیتے ہو کہ تمہارے سر کے بالوں کو سونگھوں۔ یہ کہہ کر اُس کو سونگھنا شروع کیا اور اُس کے سر کے بالوں کو اپنے ہاتھوں میں مضبوطی سے پکٹ لیا اور کہا دشمن خدا کو قتل کر دو۔ لوگوں نے تلواریں ماریں مگر کوئی وار کارگر نہ ہوا۔ تو محمد بن مسلمہ نے خنجر اُس کے پیٹ میں گھونپ دیا اور زیر ناف تک چاک کر دیا۔ وہ بہت زور سے جھلایا کہ تمام اہل قلعہ نے سنا اور آگ جل گئی۔ حادثہ بن اوس اپنے ہمراہیوں کی تلواروں سے غفلت میں زخمی ہو گیا۔ اُس کو لوگوں نے گاندے پر اٹھالیا اور کعب کا سر جھڑا کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لائے۔ حضرت نے ان کے لئے دعا کی اور حادثہ کے زخم پر اپنا لایب درجن لگا یا وہ اُسی وقت شفا پا کر ہو گئے۔ اور فرمایا یہودیوں میں سے جس پر قابو پاؤ قتل کر دو یہ واقعہ ماورئین الاقل کی چودھویں تاریخ کا ہے۔

قبیلہ خزرج نے کہا کہ ہم کو بھی ایسا ہی کام کرنا چاہیے اور جو شخص مثل کعب کے ہو اُسے قتل کرنا چاہیے تاکہ یہ شرف انہی لوگوں سے مخصوص نہ رہے۔ آخر اس امر پر ان کی رائے قرار پائی کہ ابوراغ کو جسکو سلام بن ابی العتق کہتے تھے قتل کریں کیونکہ مسلمانوں کو اُس سے بھی بہت اذیت پہنچ رہی تھی اور وہ مشرکین کی مدد کیا کرتا تھا۔ وہ صفید کے شوہر کتانہ کا بھائی تھا خیمہ کے اطراف میں اُس کا ایک قلعہ تھا۔ غرض عہد اللہ بن قتیق عہد اللہ بن امیس عہد اللہ بن قتیق قتادہ اور ایک دوسرا شخص اور ان لوگوں نے حضرت سے اجازت لی اور خیمہ کی طرف چلے۔ حضرت نے عہد اللہ قتیق کو ان پر امر قرار دیا۔ وہ لوگ جب ابوراغ کے قلعہ کے پاس پہنچے آفتاب فروغ ہو رہا تھا اور ان کے چوپائے اور مویشیاں چراگاہ سے واپس آچکی تھیں اور قلعہ میں داخل ہو رہی تھیں۔ عہد اللہ بن قتیق نے اپنے ہمراہیوں سے کہا تم ہمیں ٹھہر میں جاتا ہوں ہوں شاید کسی تدبیر سے قلعہ میں پہنچ سکوں۔ غرض وہ قلعہ کے دروازہ پر آئے اور ایک آدمی کے ساتھ اندر داخل ہو گئے کسی نے ان کو نہ پہچانا۔ وہ ایک گوشہ میں چھپ گئے۔ دروازوں نے دروازہ کو بند کر دیا اور کنجیاں ایک کیل پر لٹکادیں۔ جب وہ سب سو گئے قتیق نے کنجیاں لے کر قلعہ کا دروازہ کھولا اور بیٹھیموں سے اُس کو گتھے پر پہنچے جہاں ابوراغ رہتا تھا۔ وہاں بالکل اندھیرا تھا۔ ابوراغ کو نہیں دیکھ سکے کہ کہاں سویا ہے۔ اُس کو بھلا اُس نے جواب دیا انہوں نے آواز کی جانب تلوار ماری اور بالاخانہ سے باہر آئے۔ کچھ دیر انتظار کیا پھر اندر گئے اور اپنی آواز بدلی کر کہا یہ کیسی صدا تھی؟ ابوراغ

نے کہا کسی نے مجھ پر تلوار سے حملہ کیا۔ یہ سنتے ہی وہ آواز کے سہارے اُس کے قریب گئے اور تلوار اُس کے شکم پر رک کر زور کیا کہ اُس کی پشت سے پار ہو گئی۔ پھر وہ باہر گئے اور میڑھی سے پیچھے اترے۔ چونکہ بہت تیزی سے اتر رہے تھے چند درجے باقی تھے کہ گر گئے اُحد ان کی پٹنلی ٹوٹ گئی۔ تو اس کو اپنی پگڑی سے باندھا اور ایک پیر سے گودے ہوئے قلعہ سے باہر آئے اور اپنے ہمارے یوں کے پاس پہنچے جب حضرت کی خدمت میں واپس آئے آپ نے اپنا دست مبارک ان کی پٹنلی پر پھراؤہ اُسی وقت درست ہو گئی۔

بیان کرتے ہیں کہ میرے سال ماہ شعبان میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خصوصاً بیت عمر خطاب سے عقد کیا اسی سال ماہ رمضان میں زینب بنت خزیمہ سے نکاح کیا اسی سال پندرہویں ماہ رمضان کو امام حسن علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔

بتیسواں باب

جنگ اُحد کے حالات

علی بن ابراہیم نے بسند حسن حضرت صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب گرفتار قریش جنگ بدر سے مکہ سے واپس گئے چونکہ ان کے شتر اشخاص جو سر پر آدودہ تھے قتل ہو گئے اور ستر افراد گرفتار کر لئے گئے تھے اس لئے ابوسفیان نے لوگوں سے کہا کہ اپنی عورتوں کو اپنے کشتوں پر بوندے مت دو ورنہ آنسو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عداوت و حسد اور ظم و غصہ کی آگ کو بھجادیں گے اور محمدؐ اور ان کے اصحاب ہم کو طعن دیں گے۔ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا یہاں تک کہ جنگ اُحد واقع ہوئی اُس کے بعد ان لوگوں نے اپنی عورتوں کو اپنے کشتوں پر نوچہ دھاکم کی اجازت دی۔ غرض دوسرے سال انہوں نے اُحد کی جنگ کا ارادہ کیا اور اپنے ہم سوگند بنی کنانہ وغیرہ قبیلوں کو جمع کیا اور بہت کافی ہتھیار وغیرہ سے آراستہ ہو کر تین ہزار سواروں اور دو ہزار پیادوں کو لے کر نکلے اور عورتوں کو بھی ساتھ لیا تاکہ مردوں کو بدر کی مصیبت یاد دلائی رہیں اور ان کو جنگ کی ترغیب دیتی رہیں۔ اور ابوسفیان نے اپنی زوجہ جند بنت قتبہ کو بھی ساتھ لیا اور علقمہ کی بیٹی حارثہ بھی اُن کے ساتھ روانہ ہوئی کلینی نے بسند معتبر حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ ان تمام نعمتوں میں سے جو خلاق عالم نے اپنے رسول کو عطا فرمائی تھیں ایک یہ بھی تھی کہ آپؐ بڑھ سکتے تھے کھٹے نہ تھے۔ جب ابوسفیان اُحد کی طرف متوجہ ہوا عباس نے آنحضرتؐ کو خط لکھ کر مطلع کیا وہ خط اس وقت پہنچا جبکہ آنحضرتؐ مدینہ کے ایک باغ میں تشریف فرما تھے۔ حضرتؐ نے وہ خط پڑھا لیکن اصحاب کو مطلع نہ فرمایا اور اُن کو

ابن کثیر

مدینہ لے کر آئے اور وہاں اُس خط کے مضمون سے آگاہ فرمایا۔ علی بن ابیہم کی سابقہ روایت میں اس کے بعد ہے کہ حضرت نے اپنے اصحاب کو جمع کیا اور ان سے فرمایا کہ خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ قریش جمع ہو کر مدینہ پر حملہ کا ارادہ رکھتے ہیں۔ پھر حضرت نے ابن کو جہاد کی ترغیب دی۔ عبد اللہ بن ابی اور صحابہ کی ایک جماعت نے کہا کہ یا رسول اللہ! مدینہ سے باہر نہ نکلنے تک ہم ان سے مدینہ کی گلیوں میں جنگ کریں گے۔ اور یہ "مرد، عورتیں، کنیز و غلام سب گلیوں کے سرے بند کر لیں گے اور کھٹوں سے آپ پر پتھر برسائیں گے اس طرح ہم سب ان کو دفع کرنے کی کوشش کریں گے۔ بیشک کسی کوئی گروہ مدینہ پر نہیں حملہ آور ہوا جو ہم پر غیاب ہوا ہو۔ اور جب بھی ہم اپنے قلوں اور مکانوں سے نکل کر مدینہ سے باہر گئے ہیں دشمن ہم پر غالب ہوئے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت اُس رات پر نائل تھے! لیکن سعد بن حنف اور اوس کے قبیلہ کے لوگ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! جس وقت ہم مشرک تھے اور بتوں کی پرستش کرتے تھے عرب میں کسی کی ہماری طرف جرات نہ ہوتی! آج یکے بعد دیگرے ان کی ہمت پڑی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اب ہم مسلمان ہو گئے اور حضور ہمارے درمیان ہیں۔ قیتنا ہم مدینہ سے باہر نکل کر ان سے جنگ کریں گے ہم میں سے جو مارا جائے گا وہ شہید ہوگا اور جو بچائی رہے گا اُس کو جہاد کا ثواب حاصل ہوگا۔ آنحضرتؐ نے ان کی رائے منظور فرمائی اور اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ مدینہ سے باہر آئے تاکہ مقام جنگ کی تعیین فرمائیں جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ ﴿وَإِذْ عَلِمْنَا مَا مِنْكُمْ مَنْ مُقَاتِلُنَا﴾۔ ﴿فَلْيَبْتَغُوا عَلَيْهِمْ كَيْدَ اللَّهِ وَيَغْلِبُوهُمْ﴾۔ ﴿وَأَخْرِجُوهُم مِّنْ أَرْضِنَا وَمَنَّا﴾۔ ﴿وَمَا يَكْفُرُ أَصْحَابُهُمْ﴾۔ ﴿لَا يَرْجِعُونَ﴾۔ ﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَأَمَرُوا بِالْقِتَالِ فَيَعْتَصِمُوا﴾۔ ﴿أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ الْحَقِيقُونَ﴾۔ ﴿كَثِيرٌ مِّنْهُمْ فَاسْتَجِيبُوا لَهُمْ نَدَائِهِمْ﴾۔ ﴿وَمَا يَكْفُرُ أَصْحَابُهُمْ﴾۔ ﴿لَا يَرْجِعُونَ﴾۔ ﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَأَمَرُوا بِالْقِتَالِ فَيَعْتَصِمُوا﴾۔ ﴿أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ الْحَقِيقُونَ﴾۔ ﴿كَثِيرٌ مِّنْهُمْ فَاسْتَجِيبُوا لَهُمْ نَدَائِهِمْ﴾۔ ﴿وَمَا يَكْفُرُ أَصْحَابُهُمْ﴾۔ ﴿لَا يَرْجِعُونَ﴾۔

تم اپنے اہل و عیال سے رخصت ہو کر باہر نکلے تاکہ مومنوں کے واسطے جہاد کا مقام تجویز کرو اور خدا تعالیٰ کا باروں کا سننے والا اور تمہاری قیتوں کا جاننے والا ہے۔ ﴿إِذْ خِفَت ظُلُمَةُ اللَّيْلِ عَلَى النَّفْسِ الْمَسْكُونَةِ﴾۔ ﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَأَمَرُوا بِالْقِتَالِ فَيَعْتَصِمُوا﴾۔ ﴿أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ الْحَقِيقُونَ﴾۔ ﴿كَثِيرٌ مِّنْهُمْ فَاسْتَجِيبُوا لَهُمْ نَدَائِهِمْ﴾۔ ﴿وَمَا يَكْفُرُ أَصْحَابُهُمْ﴾۔ ﴿لَا يَرْجِعُونَ﴾۔

اللہ و ملائکہ علی اللہ! قلینکو کل المؤمنون رب آیات سورۃ المومنین جب تم میں سے دو گروہ لے جنگ میں سختی کی اور واپس جانے کا ارادہ کیا حالانکہ خدا ان کا حفاظہ و دگر تھا اور مومنوں کو چاہیے کہ خدا ہی پر بھروسہ کریں۔ بعد امت علی بن ابیہم حضرت نے فرمایا کہ یہ کہتے ہیں جناب احد کے دن نازل ہوئے جبکہ قریش آنحضرتؐ سے جنگ کے لیے مکہ سے روانہ ہوئے اور حضرت مدینہ سے نکلے تاکہ ان سے جنگ کے لیے مقام کا تعیین فرمائیں۔ اور دو گروہ سے مراد عبد اللہ بن ابی ہے اور ایک گروہ وہ جس نے آنحضرتؐ کی مدد نہ کرنے میں اس کی پیروی کی۔ اور شیخ طبرسی نے امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہم السلام کی روایت کی ہے کہ اُن دونوں گروہوں سے مراد بنو سلمہ اور بنو عاصر ہیں جو انصار میں سے دو گروہ تھے۔ بعضوں نے کہا ہے کہ ایک گروہ جاہلوں کا تھا اور ایک انصار کا جو عبد اللہ بن ابی کے واپس ہو جانے کی وجہ سے بدل ہو گئے تھے مگر وہ ایسی تھیں گئے تھے۔ فرض سابقہ روایت علی بن ابیہم کی اُس کے بعد یہ ہے کہ حضرت نے اپنے لشکر کو عراق کی جانب سے روانہ کیا۔ عبد اللہ بن ابی اور خزاعہ کی ایک جماعت نے جو اس کی قوم سے تھی اس کی رائے کی موافقت کی۔ حضرت نے اپنے اصحاب کو شمار کیا وہ ساٹھ سو افراد تھے۔ حضرت نے عبد اللہ بن جبیر کو پیشکش خیر اندازوں کے ساتھ ایک ذرہ پر قیمتات کیا کیونکہ اُس ذرہ

نے کہا کسی نے مجھ پر تلوار سے حملہ کیا۔ یہ سنتے ہی وہ آوار کے سہارے اُس کے قریب گئے اور تلوار اُس کے شکم پر دھک کر زور کیا کہ اُس کی پشت سے پار ہو گئی۔ پھر وہ باہر آئے اور میڑھی سے پیچھے اترے۔ چونکہ بہت تیزی سے اتر رہے تھے چند درجے باقی تھے کہ گر گئے اور ان کی پٹلی ٹوٹ گئی۔ تو اس کو اپنی پگڑی سے باندھا اور ایک پیر سے گودے ہوئے قلعہ سے باہر آئے اور اپنے ہمراہیوں کے پاس پہنچے جب حضرت کی خدمت میں واپس آئے آپ نے اپنا دست مبارک ان کی پٹلی پر پھرا وہ اُسی وقت درست ہو گئی۔

بیان کرتے ہیں کہ تیسرے سال ۱۱۰۱ھ شعبان میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خضمہ بنت عمر خطاب سے عقد کیا اسی سال ماہ رمضان میں زینب بنت خزیمہ سے نکاح کیا اسی سال پندرہویں ماہ رمضان کو امام حسن علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔

۳۲ بتیوال باب ۲

جنگ اُحد کے حالات

علی بن ابراہیم نے بسند حسن حضرت صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب کفار قریش جنگ بدر سے مکہ سے واپس گئے چونکہ ان کے شتر اشخاص جو سربر آوردہ تھے قتل ہو گئے اور ستر اشخاص افراد گرفتار کر لئے گئے تھے اس لئے ابوسفیان نے لوگوں سے کہا کہ اپنی عورتوں کو اپنے کشتوں پر رونے مت دو ورنہ آنسو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عداوت و حسد اور غم و غصہ کی آگ کو بجھا دیں گے اور محمدؐ اور ان کے اصحاب ہم کو طعن دیں گے۔ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا یہاں تک کہ جنگ اُحد واقع ہوئی اُس کے بعد ان لوگوں نے اپنی عورتوں کو اپنے کشتوں پر نوحہ و ماتم کی اجازت دی۔ غرض دوسرے سال انہوں نے اُحد کی جنگ کا ارادہ کیا اور اپنے ہم سوگند بنی کنانہ وغیرہ قبیلوں کو جمع کیا اور بہت کافی ہتھیار وغیرہ سے آراستہ ہو کر تین ہزار سواروں اور دو ہزار پیادوں کو لے کر نکلے اور عورتوں کو بھی ساتھ لیا تاکہ مردوں کو بدر کی مصیبت یاد دلائی رہیں اور ان کو جنگ کی ترغیب دی رہیں۔ اور ابوسفیان نے اپنی زوجہ ہند بنت ضبہ کو بھی ساتھ لیا اور علقمہ کی بیٹی حارثہ بھی اُن کے ساتھ روانہ ہوئی کہینی نے بسند متہر حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ ان تمام نعمتوں میں سے جو خلاق عالم نے اپنے رسول کو عطا فرمائی تھیں ایک یہ بھی تھی کہ آپ پر مسکتے تھے لکھتے تھے جب ابوسفیان اُحد کی طرف متوجہ ہوا احساس نے آنحضرتؐ کو خط لکھ کر مطلع کیا وہ خط اس وقت پہنچا جبکہ آنحضرتؐ مدینہ کے ایک باغ میں تشریف فرما تھے۔ حضرتؐ نے وہ خط پڑھا لیکن اصحاب کو مطلع نہ فرمایا اور اُن کو

جنگ اُحد

سے کنار کے حملہ کا خطرہ تھا۔ حضرت نے ان لوگوں کو تاکید فرمائی کہ اگر تم ہم کو دیکھو کہ ہم کنار کو بھاگ رہی ہیں یہاں تک کہ وہ نہ تک پہنچ جائیں تب بھی تم اپنی جگہ سے مت حرکت کرنا اگر یہ دیکھو کہ وہ ہم کو بھاگ رہے ہیں اور ہم بھاگتے ہوئے مدینہ میں داخل ہو جائیں تب بھی تم اس مقام سے مت ہٹنا۔ اُدھر خالد بن ولید کو ابوسفیان نے دوسو سواروں کے ساتھ اسی دنہ کی تاک میں مقرر کیا اور کہا کہ جب ہم مسلمانوں پر ٹوٹ پڑیں تو تو اسی دنہ سے داخل ہو کر مسلمانوں کے عقب سے اُن پر حملہ کرنا۔ پھر ان مشرکین نے مسلمانوں کے مقابلہ پر صف باندھی۔ حضرت نے اپنے اصحاب کو ترتیب سے اُن کے مقابلہ کھڑا کیا اور ظلم لشکر امیر المؤمنینؑ کو دیا۔ انصار نے کہا اسی مشرک کو نہر حملہ کیا اور وہ بری طرح بھاگے۔ آنحضرتؐ کے اصحاب نے ان کے مال مسلمان کوٹنا شروع کیے اور جنگ سے فاضل ہو گئے۔ اُدھر خالد نے چاہا کہ درہ سے اگر حملہ کرے عہد اللہ بن جبر اور اُن کے ساتھیوں نے اُس پتھروں کی ہارشش کی اور بھاگ دیا۔ پھر عہد اللہ ابن جبر کے ہلے ہول نے دیکھا کہ مسلمان کوٹ میں مشغول ہیں عہد اللہ سے کہا کہ ہم کیوں یہاں کھڑے رہیں مسلمان کوٹ بے ہے جس اور ہم مال قیمت سے محروم رہیں۔ عہد اللہ نے کہا خدا سے ڈرو آنحضرتؐ نے ہم سے تاکید فرمائی ہے کہ ہم اپنی جگہ سے نہ ہٹیں۔ عہد اللہ نے ان کو ہر چند روکا مگر وہ نہ مانے ایک ایک کر کے چلے گئے۔ عہد اللہ کے ساتھ صرف باٹھ اشخاص رہ گئے۔ قریش کا علمدار بنی عبدالمدار میں سے طلحہ بن ابی طلحہ عہد ری تھا۔ اُس نے آنحضرتؐ سے پکار کر کہا کہ اے محمد مصطفیٰ علیہ قالم و سلم آتم کو گناہ ہے کہ تم اپنی تلواروں سے ہم کو جہنم میں بھیج دو گے لیکن ہم تم کو اپنی تلواروں سے بہشت کو روانہ کر دیں گے۔ لہذا تم میں سے جو بہشت میں جانا چاہے آئے۔ یہ لشکر کسی کُاس کے مقابلہ پر جانے کی ہمت نہ ہوئی۔ آخر امیر المؤمنینؑ اُس کی طرف بڑھے اور رجز پڑھا جس کا مضمون یہ تھا: اے طلحہ اگر تم سب ایسے ہی ہو جیسا کہ بیان کرتے ہو تمہارے پاس گھوڑے ہیں اور ہمارے پاس تلواریں ہیں لہذا مقابلہ پر آ کر کھڑا ہوتا کہ میں دیکھوں کہ ہم میں سے کون قتل ہوتا ہے اور ہم میں سے کون اپنی بات کا دھنی ہے۔ بیشک تیرے مقابلہ پر حملہ کرنے والا شیر کاٹنے والی تلوار کے ساتھ آیا ہے جس کی باڑھ کند نہیں ہوتی اور اُس کے مددگار خدا در سول ہیں۔ طلحہ نے کہا اے لڑکے تو کون ہے آپ نے فرمایا میں علیؑ بن ابی طالب ہوں۔ اُس نے کہا اے نعم ریشی بہادری کو ماننے والے میں نے جان لیا کہ تیرے سوا کوئی مجھ سے مقابلہ کی جرات نہیں رکھتا۔ پھر اُس نے حضورؐ پر ایک وار کیا جناب امیرؐ نے سپر پر روکا اور ایک تلوار ماری کہ اُس کی دونوں رانیں کٹ گئیں اور وہ پیشہ کے بل گر پڑا اور ظلم اُس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ جب حضرتؐ اُس کے پاس سر کاٹنے کے لیے پہنچے اُس نے دم کی التجائی، آپؐ واپس چلے آئے۔ مسلمانوں نے پوچھا اُس کا کام تمام کیوں کر دیا۔ فرمایا جو ضربت میں نے اُس کو لگائی ہے اُس سے وہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ پھر ظلم ابو طلحہ کے بیٹے ابوسید نے اٹھایا۔ حضرت علیؑ نے اُس کو بھی قتل کر دیا اور ظلم زمین پر گر پڑا۔ پھر ابو طلحہ کے دوسرے بیٹے عثمان نے ظلم اٹھایا امیر المؤمنینؑ نے اسے بھی دامن جہنم کیا اور ظلم زمین پر گر پڑا۔ پھر ابو طلحہ کے تیسرے بیٹے منافق نے ظلم اٹھایا وہ بھی حضرتؐ کی تلوار سے مع ظلم زمین پر گر پڑا۔ پھر ابو طلحہ کے چوتھے لڑکے حادث نے ظلم اٹھایا اور شاؤ ولایت کی ضربت سے وہ بھی خاک غلت پر گر پڑا۔

پھر عزیزی عثمان نے علم اٹھایا اور سید اسد اللہ سے وہ بھی جہنم میں پہنچا۔ پھر عبداللہ بن جبیلہ نے علم کو بلند کیا وہ بھی جہنم واصل ہوا پھر علم کو عبداللہ کے قلم صواب لے آٹھایا حضرت نے اس کو ایک ضربت لگائی کہ اس کا دھنسا تھا طع ہو گیا اس مہلک نے باتیں ہاتھ میں علم لیا آپ نے وہ ہاتھ بھی کاٹ دیا لیکن اس نے علم کو اپنے کٹے ہوئے ہاتھوں سے سنبھالا اور کہا اے بنی عبداللہ کیا جو شرط نصرت تھی میں نہیں بجالایا۔ حضرت علیؑ نے اس کے سر پر عوار کا ایک ہاتھ مارا اور اس کو جہنم واصل کیا۔ پھر علم کو علقمہ عارضہ کی بیٹی عمرو نے اٹھایا۔ اور خالد بن ولیدؓ وہ کی طرف حملہ آور ہوا۔ چونکہ ابی جہیر کے ساتھ صرف چند آدمی رہ گئے تھے اس نے سب کو قتل کر دیا اور مسلمانوں کے پیچھے سے ان پر ٹوٹ پڑا۔ جب قریش نے بھاگتے ہوئے دیکھا کہ ان کا علم ابھی بلند ہے وہ پلٹ پڑے اور علم کے پاس جمع ہو گئے اور مسلمانوں کو دونوں طرف سے زچ میں لے لیا۔ اب مسلمان خود بھاگنے لگے اور ہر طرف منتشر ہو گئے۔ کچھ لوگ پہاڑوں پر چڑھ گئے اور آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تنہا چھوڑ دیا جب حضرت نے ان کی شکست ملاحظہ فرمائی اپنا سر بلند کر کے ان کو پکارنا شروع کیا مسلمانوں! اور حراڈ میں خدا کا رسول! ہوں خدا کے رسولؐ سے کہاں بھاگتے ہو۔

علی بن ابراہیم کہتے ہیں کہ حضرت صادقؑ سے لوگوں نے پوچھا کہ جب امیر المومنینؑ نے طلحہ بن ابی طلحہ کا مقابلہ کیا اپنے کو قصم کیوں کہا حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ جب آنحضرتؐ مگر میں تھے کوئی ابو طالب کے خوف سے حضرتؐ کو آنکھ نہیں دکھا سکتا تھا لیکن لڑکوں کو حضرتؑ کی اذیت و سالی پر آمادہ کر دیا تھا جب حضرتؑ گھر سے باہر نکلتے تھے لڑکے حضرتؑ پر پتھر برساتے اور کوڑے کرکٹ بھینکتے تھے۔ جناب امیرؑ کو یہ حال معلوم ہوا تو آپؑ نے عرض کی یا رسول اللہ جب باہر تشریف لے جائیں گے اپنے ساتھ لے لیا کریں تاکہ لڑکوں کو آپؑ کی اذیت سے باز رکھوں۔ پھر جب آنحضرتؑ گھر سے نکلتے امیر المومنینؑ کو ساتھ لجاتے جب لڑکے حضرتؑ کی طرف متوجہ ہوتے تو امیر المومنینؑ ان کے منہ ناک اور کان زخمی کر دیا کرتے۔ لڑکے اپنے اپنے باپ کے پاس واپس جا کر کہتے قصمنا علیؑ۔ علیؑ نے بھے مجروح کیا ہے۔ اسی سبب سے ان حضرتؑ کو قصم کہتے تھے۔

واللہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک روز عمر بن خطابؓ کے ہمراہ میں جا رہا تھا ناگاہ وہ مضطرب و متعجب ہوئے یہاں تک کہ ان کے دل کی دھڑکن کی آواز سنائی دینے لگی جیسے کسی پر غشی طاری ہوئی ہے۔ میں نے پوچھا تم کو کیا ہوا وہ بولے شاید تم شیر بیشہ شجاعت احمد بن کرم و قوت باغیوں اور سرکشوں کو قتل کرنے والے دو تلواروں سے لڑتے والے اور صاحب تدبیر و ظہار کو نہیں دیکھتے ہو جو اس طرف آرہا ہے۔ میں نے نگاہ کی تو علی بن ابی طالبؓ کو دیکھا۔ میں نے کہا اے عمروؑ کو علیؑ ہیں۔ انہوں نے کہا میرے پاس آؤ تو میں تم سے ان کی شجاعت و بہادری کا ایک مشہد بیان کروں۔ جناب رسولی خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روزِ اُحدؑم سے اس بات پر بیعت لی کہ جہاد سے نہ بھاگیں گے اور ہم میں سے جو بھاگ جائے وہ گمراہ ہے اور جو مارا جائے گا شہید ہوگا اور جو غیر اس کے لیے بہشت

خاص ہوں گے۔ جب ہم لوگ میدان میں جنگ کے لئے کھڑے ہوئے تو دیکھا کہ قریش کے ستر ہزار اور شجاع ہماری طرف بڑھ چکے ساتھ سو سو بہادر سپاہی تھے۔ انہوں نے حملہ کیا اور ہم کو شکست دے دی۔ ہم سب کے سب میدان سے بھاگے۔ اُس وقت ہم نے علیؑ کو دیکھا کہ جس طرح شیرِ ثریاں خونخوار پر حملہ کرتا ہے وہ اس طرح مشرکین پر حملہ کر رہے تھے اُحدان کی کثرت و شجاعت کی مطلق ان کو پروا نہ تھی۔ جب انہوں نے ہم کو بھاگتے ہوئے دیکھا کہا تھا اسے چہرے قبیح ہو جائیں اور تہا سے منہ ٹکڑے ٹکڑے اور خاک آلود ہوں کہاں بھاگے جاتے ہو چہم کی طرف دوڑ رہے ہو۔ جب انہوں نے دیکھا کہ ہم واپس نہیں آتے ہیں تو ہم پر حملہ کیا ایک لمبی تلوار ان کے ہاتھ میں تھی جس سے موت ٹپک رہی تھی۔ پھر انہوں نے کہا کہ تم نے آنحضرتؐ سے نہ بھاگنے پر بیعت کی اور اس کو توڑ ڈالا۔ لہذا تم یہ نسبت مشرکین کے قتل کئے جانے کے زیادہ مستحق ہو۔ جب ہم نے ان کی آنکھوں کی طرف نظر کی تو دیکھا کہ وہ روغنِ زیت کے دو بیالوں کے مانند جن میں آگ روشن ہو چک رہی تھیں اور خون سے بھرے ہوئے دو قدرتوں کی طرح شدتِ غضب سے سُرخ تھیں۔ ہم کو یقین ہو گیا تھا کہ وہ ایک ہی حملہ میں ہم کو ہلاک کر دیں گے۔ آخر بھاگنے والوں میں سے میں اُن کے پاس گیا اور کہا اسے ابوالحسن آپکو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ ہم کو چھوڑ دیجئے کیونکہ اہل عرب کا یہ دستور یہ ہے کہ کسی بھاگتے ہیں اور کبھی حملہ کرتے ہیں۔ اور جب حملہ کرتے ہیں بھاگنے کی ذلت کو مٹا دیتے ہیں۔ تو گویا علیؑ نے ہماری عاجزی پر رحم کیا اور ہم کو چھوڑ دیا اور کافروں پر حملہ کیا۔ آج تک وہ خوفِ میرے دل سے دور نہیں ہوا۔ میں جب بھی ان کو دیکھتا ہوں تو اپنی خوفزدہ ہو جاتا ہوں۔

اُسی سابقہ روایت میں ہے کہ حضرتؐ فرماتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ابود جاحد جھگانام سماک بن خرمہ تھا اور امیر المؤمنینؑ کے سوا کوئی نہ ٹھہرا۔ مشرکوں کا جو کہ وہ حضرتؐ پر حملہ کرتا چاہتا امیر المؤمنینؑ ان کے حملہ کو روک دیتے تھے۔ اُن میں سے بہتوں کو قتل کر دیتے اور ان کو منع کرتے تھے یہاں تک کہ ان کی تلوار ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی۔ عورتوں میں نسیم بنت کعب مازنہ حضرتؐ کی خدمت میں موجود تھیں۔ حضرتؐ ان کو اپنے ساتھ جنگ میں لایا کرتے تھے تاکہ زخمیوں کی مرہم پٹی کریں۔ ان کا لڑکا بھی اُس جنگ میں ہمراہ تھا۔ جب اُس لڑکے نے چاہا کہ بھاگے نسیم نے خود اُس کو ڈانٹا اور کہا اسے فرزندِ خدا رسولؐ سے کہاں بھاگتا ہے اور اُس کو واپس بلا لیا۔ مشرکین میں سے ایک شخص نے اُس پر حملہ کر کے شہید کر دیا۔ نسیم نے اپنے لڑکے کی تھپڑاٹھا کر اُس کے قاتل کی دلی پر مار کیا اور اُس کو مار ڈالا۔ حضرتؐ نے یہ دیکھ کر اُس کی تعریف کی اور فرمایا اسے نسیمِ خدا تھا کہ برکتِ خدا فرمائی ہے وہ حضرتؐ کے سامنے کھڑی اپنا سینہ سپر کئے ہوئے تھی اور کوئی زخم حضرتؐ کو نہ لگنے دیتی تھی یہاں تک کہ وہ بہت زخمی ہو گئی۔ اسی اثنا میں ابنِ کعب نے حضرتؐ پر حملہ کیا۔ وہ کہتا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہمیں دکھا دو اگر وہ میرے ہاتھ سے نجات پا جائیں تو میری نجات نہ ہو۔ عرض اُس نے حضرتؐ کے دو سنانِ اقدس پر دو لڑکے اور چلا گیا کہ کات دُغری کی قسم میں نے محمدؐ کو قتل کر دیا۔

اسی حال میں حضرتؑ نے ہاجروں میں سے ایک نامزد کو دیکھا کہ بھاگا جا رہا ہے اور اپنی سہرا پتی پر بیٹھا ہوا
 سر سے لٹکانے ہوئے ہے۔ حضرتؑ نے اس کو آواز دی کہ اپنی سہرا دھریں بھینکتا جا اور جہنم کو رواں نہ ہو
 اُس نے سہرا بھینک دی۔ حضرتؑ نے فرمایا اسے نسیبہ سہرا لے لو۔ نسیبہ سہرا لے کر مشرکین سے جنگ
 کو نکلے لگی۔ حضرتؑ نے فرمایا نسیبہ اور اس کی وٹا آج تو ابو بکر و عمر و عثمان سے بہتر ہو گئی۔ فرض
 جب امیر المومنینؑ کی تلوار ٹوٹ گئی آپؑ نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی
 کہ بہادر اسے، تمھارا سے جنگ کرتا ہے میری تلوار ٹوٹ گئی۔ حضرتؑ نے اپنی تلوار ذوالفقار ان کو
 عطا کی اور فرمایا کہ اس سے جنگ کرو۔ امیر المومنینؑ نے وہ تلوار لے لی اور جو شخص بھی حضرتؑ کی طرف
 بڑھتا آپ اس کو ذوالفقار سے جہنم واصل فرماتے۔ پھر حضرتؑ کو وہ احد کی طرف بڑھے اور اُس پہاڑ کی
 جانب پشت کر لی تاکہ جنگ ایک ہی طرف سے ہو کیونکہ سولے امیر المومنینؑ کے صحابہ میں کوئی
 حضرتؑ کے پاس نہ تھا۔ آپ برابر حضرتؑ کے آگے بڑھے تھے یہاں تک کہ آپ کے سر و سینہ ہاتھ
 پاؤں اور شکم پر توڑتے زخم لگے۔ اور اسی جنگ کی کہ مشرکین باوجود اپنی کثرت کے بھاگ کھڑے ہوئے
 اور مسلمانوں کے سہرا کوئی آسمان سے کہہ رہا تھا لَا سَبَقَتْ إِلَّا ذُو الْفَقَارِ وَلَا قَتَلَ إِلَّا عَلِيٌّ۔
 یعنی سولے ذوالفقار کے کوئی تلوار نہیں اور بخیر علیؑ کے کوئی حیرانہ نہیں۔ اُس وقت جبریلؑ آنحضرتؑ
 پر نازل ہوئے اور کہا یا رسول اللہ خدا کی قسم برادری برابر ہے اور نصرت وہ ہے جو علیؑ کو پہنچے ہیں
 حضرتؑ نے فرمایا وہ کیسے نہ کہیں کیونکہ وہ مجھ سے ہیں اور میں اُن سے ہوں جبریلؑ نے کہا میں بھی آپ
 دونوں سے ہوں۔ اُس لشکر میں ہند بنت عتبہ مشرکین کے لشکر کے ساتھ کھڑی تھی اور قریش میں سے
 جو شخص بھاگتا تھا اس کو سلائی اور سر مرہ دانی دے کر کہتی تھی کہ تو عورت ہے یہ عورتوں کے آمناش کی
 چیزیں لیتا جا اھا آئندہ کبھی مردانگی کا دھڑے مت کرنا۔ ابو شیر خدا حمزہ ابن عبدالمطلب نے بہت سے
 مشرکوں کو قتل کیا۔ آپ جس طرف حملہ کرتے تھے مشرکین بھاگتے تھے کوئی اُن کے مقابلہ پر نہیں
 ٹھہرتا تھا۔ ہندہ ملعونہ نے ایک حبشی غلام حبشی نامی کو جو پہلے جبریلؑ سلم کا غلام تھا لالچ دی تھی کہ اگر
 حمزہؑ یا علیؑ یا حمزہؑ کو قتل کر دے گا تو میں تجھے اس قدر مال بخشوں گی کہ تورا ضعی ہو جائے گا۔ اُس نے
 کہا حمزہؑ کا قتل تو میرے بس میں نہیں۔ علیؑ ایسے مرد ہمار ہیں جو کبھی فاضل نہیں ہوتے اُن پر بھی
 میرا قابو نہیں مل سکتا۔ وہ حمزہؑ کی تاک میں بیٹھا جبکہ وہ حضرتؑ جنگ میں مشغول تھے ایک مقام سے
 گز رہے جہاں پانی کے سہرا سے گزھا ہو گیا تھا اُس میں گھوڑے کا کیر چلا پڑا اور جناب حمزہؑ زمین
 پر گر پڑے۔ حبشی ملعونہ ایک نیزہ لے کر ہوئے تھا اُس سے حضرتؑ پر وار کیا جو آپ کے زیر ناف سے
 پھاڑتا ہوا اشلانے سے نکل آیا۔ دوسری روایت کے مطابق جو حضرتؑ صادقؑ سے وہ نیزہ آپ
 کے سینہ پر پڑا اور اُس غلام ملعون نے نزدیک پہنچ کر حضرتؑ کو شہید کر دیا اور آپ کے شکم مبارک کو
 چاک کر کے کلیجہ نکال لیا۔ اور ہندہ ملعونہ کے پاس لوہا اُس نے اپنے دہن میں چبانے کی غرض سے
 رکھا لیکن خداوند عالم چونکہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ عضو شریف اُس ملعونہ کا جود بدن ہو اس لئے اُس

اور خدا سے ان کے لیے مغفرت کی دعا کرتے رہو بیشک خدا بڑا بخشنے والا اور مہربان ہے۔" غرض پھر خدا نے حنظلہ کو گھر پر ٹھہر جانے کی اجازت دے دی تھی۔ صبح کو اُنہیں یاد آیا کہ آنحضرت جنگ میں مشغول ہیں اور وہ خود عیشیں میں لگے ہوئے ہیں لہذا اُسی حالتِ جنابت میں تلوار اٹھائی اور اُحد کی جانب روانہ ہوئے جب وہ گھر سے جانے لگے تو ان کی زوجہ نے انصار میں سے چار آدمیوں کو بلایا اور کہا گواہ رہنا کہ حنظلہ نے میرے ساتھ عداوت کی ہے۔ حنظلہ نے بھی اتوار کیا۔ لوگوں نے عورت سے پوچھا تیرا اس سے کیا مطلب ہے؟ اُس نے کہا کہ آج رات جب میں سوئی تو خواب میں دیکھا کہ آسمان ٹٹا فتنہ ہوا اور حنظلہ اُس میں داخل ہو گئے پھر آسمان اُسی طرح ہموست ہو گیا۔ میں نے اس کی تعبیر پر لی کہ حنظلہ غرور شہید ہوں گے۔ اس لیے آپ لوگوں کو گواہ بنایا ہے کہ اگر کوئی لڑکا پیدا ہوا تو لوگ یقین کریں کہ وہ حنظلہ کا ہے۔ غرض جب حنظلہ سرکہ جنگ میں پہنچے ابو سفیان کو دیکھا کہ ایک گھوڑے پر سوار ہے اور میدانِ قتال میں گھوڑے کو دوڑا رہا ہے۔ انہوں نے تلوار نکالی اور ابو سفیان کی طرف بڑھے اور اس کے گھوڑے کو پکے کر دیا۔ ابو سفیان زمین پر گر پڑا اور چلایا کہ اے گروہ قریش میں ابو سفیان ہوں اور حنظلہ مجھ کو قتل کرنا چاہتا ہے۔ پھر ابو سفیان بھاگا اور حنظلہ نے اس کا تعاقب کیا۔ ایک مشرک نے نیزہ مارا حنظلہ اس کے نیزے کے ساتھ اُس کی طرف چبھتے اور ایک ضربت لگائی کہ وہ طعونِ جہنم واصل ہوا۔ اور حنظلہ وہیں حمزہ، عمرو بن العاص، عبداللہ بن النخرام اور انصار کی ایک جماعت کے درمیان زمین پر گر پڑے اور شہید ہو گئے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ فرشتوں نے آسمان وزمین کے درمیان بارش کا پانی سونے کے برتنوں میں لیے ہوئے حنظلہ کو غسل دیا اسی سبب سے ان کو تسلیل الملائکہ کہتے ہیں یعنی فرشتوں کا غسل دیا ہوا۔ اور روایت ہے کہ مغیرہ پسرِ قاص ایک تیر انداز تھا اور جب وہ کوئی پتھر پھینکتا تھا نشانہ سے خطا نہیں کرتا تھا وہ جس راستہ سے اُحد تک آیا تھا پھر اُٹھتا تالایا تھا اور کہتا تھا کہ انہی پتھروں سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کروں گا۔ جب وہ میدانِ جنگ میں پہنچا دیکھا کہ آنحضرت کھڑے ہوئے ہیں اور تلوار ہاتھ میں لیے ہیں۔ اُس نے ایک پتھر مارا جو حضرت کے ہاتھ پر لگا اور تلوار گر گئی یہ دیکھ کر وہ چلایا کہ لات و کڑی کی قسم میں نے محمد کو قتل کر دیا۔ جناب امیر نے پکار کر فرمایا کہ خدا تجھ پر لعنت کرے تو جھوٹ بولتا ہے تو اُس نے دوسرا پتھر مارا جو حضرت کی نوزائی پیشانی پر لگا۔ تو حضرت نے فرمایا خداوند! تو اس کو حیران و سرگردان کر دے۔ جب مشرکین اُحد سے واپس گئے وہ طعونِ دہیں سبیلوں میں حیران و سرگشتہ کھرا رہ گیا بھاگ نہ سکا۔ عازیا سر اُس کے پاس پہنچے اور اس کو قتل کر دیا۔ اور خداوندِ عالم نے امین قہر پر درخون کو مسلط فرمایا۔ ایک چوہا یہ اس کو گھیر کر ان درخون کے دھبوں میں لے گیا۔ اُن کی تاثیر تھی کہ جسم کا گوشت سمٹ جاتا۔ آخر تمام گوشت اُس طعون کا گر گیا اور وہ جہنم واصل ہوا۔

حنظلہ کو ہاتھ میں لے کر لے گیا

پھر بھاگے ہوئے صحابہ واپس آئے جتنے ہمارے میں خدا نے یہ آیتیں نازل فرمائیں: اَن تَلُو الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَخْلُوا مِنَ اللَّهِ الذَّيْنِ جَاهِدُوا مَنكُمْ وَاعْلَمُوا الصَّابِرِينَ رَبُّكَ

اور جنگ میں زیادہ کوشش کے سبب کمزور نہ ہوئے اور نہ دشمنوں سے عاجزی کی اور خدا صبر کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے وَمَا كَانَ ثَوْرُكُمْ إِلَّا أَنْ قَالُوا رَبَّنَا غَفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا قَسْرَافَتَنَا فِي أَمْرِنَا وَثَبَّتْ أَفْئِدَتَنَا وَالْأَمُورَ نَا عَلَى الْقَوْمِ اَلْكَافِرِينَ رَبِّ آيَةُ سِتِّ اَلْكَافِرِينَ اَللّٰهُ اِنْ كَا قَوْلِ اس كے سوا کچھ نہ تھا کہ اسے ہمارے پروردگار ہمارے گناہوں کو اور ہمارے گزر جانے کو معاف کر اور ہمارے قہموں کو جنگ میں ثابت رکھ اور کافروں پر ہم کو فتح عنایت فرما

فَاَلْهَمْنَا اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنِ ثَوَابِ الْآخِرَةِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُكْسِبِينَ رَبِّ آيَةُ سِتِّ سورتہ مذکورہ تر خطے اسی کو دنیا میں بھی اچھا بد دھار اور آخرت میں بھی ثواب عطا فرمایا اور غلط تو نیک عمل کر کے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَمَّا نَبُطِغُوا اِلَيْكُمُ الْكَافِرُوْنَ يَزُوْا وَكُنْتُمْ عَلٰى اَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا اِخَاسِرِيْنَ رَبِّ آيَةُ سِتِّ اَلْكَافِرِينَ اسے ایمان والوں کو ان لوگوں کی اطاعت کرو گے جو کافر ہو گئے ہیں تو وہ تم کو ایمان سے پھر کر کفر کی جانب لے جائیں گے تو نقصان اٹھاتے ہوئے پلٹو گے۔ عَلِيّ بن ابراہیم کی روایت کے مطابق اس روایت میں کافروں سے مراد عید اللہ بن ابی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مدینہ سے اُحد کی جانب علاء اللہ استی سے واپس چلا گیا اور اپنے ساتھیوں کو قتل ہونے سے ڈلیا۔ ہَلِ اَمَلْتُمْ مَوْتَكُمْ وَهُوَ خَيْرٌ لِّلْاَوَّلِيْنَ رَبِّ آيَةُ سِتِّ سورتہ مذکورہ بلکہ خدا تمہارا مددگار ہے اور وہ سب سے بہتر نصرت کرنے والا ہے۔ سَتَلْقٰۤى فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِلَازْعَابٍ بِمَا اٰسَرُوْا اِلٰلّٰهِ مَا لَمْ يُاْتِزِلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّادْبَآءًا لِّمُ الشَّاوِرِيْنَ مَثْوٰى الْعَظٰمِيْنَ رَبِّ آيَةُ سِتِّ سورتہ مذکورہ مغرب ہم کافروں کے دلوں کو لوگوں کے دلوں میں جہوں نے اللہ کے ساتھ اُس کو ٹریک کیا ہے جگہ بابے میں خدا نے کوئی دلیل اور محبت نہیں نازل کی ہے سہل تو تہا راعب وائل دیں گے۔ اسی کی بازگشت جہنم ہے اور وہ کیا برا ٹھکانا ہے عَلِيّ بن ابراہیم کی روایت کے مطابق اس سے مراد کافران قریش ہیں جو حضرت سے جنگ کے واسطے کہنے لگے سَوَلَقْنَاْ هٰذَا فُكْرًا مِّلَّةً وَعَدْنَاْ اِذْ تَخْشَوْنَ كُنُوزَہُمْ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا فُتِنْتُمْ وَمِنَ اَعْتَابِ فِي الْاٰمِرُوْا عَصِيْتُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا اٰزَكُمُہُمْ اَعْبَدُوْا رَبَّ آيَةُ سِتِّ سورتہ میں عَلِيّ بن ابراہیم کی روایت کے مطابق اس کا مطلب یہ ہے کہ بیشک خدا نے تم کو مشرک نہ پر مخ دینے کا اپنا وعدہ پورا کر دیا جسوقت کہ تم خدا کے حکم اور نصرت سے کافروں کو قتل کر رہے تھے یہاں تک کہ تم پر خوف طاری ہوا اور تم بد دل ہو کر جنگ کے بابے میں آپس میں نزاع کرنے لگے اور مغیر کے حکم سے تم نے انحراف کیا کہ کیلیں گاہ سے ہٹ گئے آخر خدا نے تم کو نصرت دینے اور غنیمت عطا کی جیسا کہ تم چاہتے تھے۔ وَهٰذَا مِّنْ اَمْرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَبِمَنْ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ نَزَّ هُوَ فُكْرًا عَنْہُمْ لِيَبْتَلِيْہُمْ وَلَعَلَّ عَاقِبَتُكُمُ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلٰی الْمُؤْمِنِيْنَ رَبِّ آيَةُ سِتِّ سورتہ مذکورہ تم میں سے بعضوں نے دنیا کا رخ کیا یعنی اصحاب عید اللہ بن جبریل جو وہ کو چھوڑ کر مال غنیمت لوٹنے میں مشغول ہو گئے اور بعضوں نے آخرت کو اختیار کیا یعنی عید اللہ بن جبریل اہل ان کے چند ساتھی جو ثابت قدم رہے اور شہید ہو گئے تو

[illegible]

تعلیمی نے بسند حسن امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب صاحبِ رضاؑ
آنحضرتؐ کو معرکہ جنگ میں چھوڑ کر بھاگ گئے حضرت نے ان کی جانب رخ کر کے پکارنا شروع کیا کہ

میں محمدؐ ہوں میں خدا کا رسول ہوں قتل نہیں ہوا ہوں محمدؐ کو موت نہیں آئی زندہ ہوں۔ یہ شکر حضرت ابو بکرؓ فرمایا کرتے ہوئے آنحضرتؐ کی طرف رخ کر کے بولے اس وقت بھی جبکہ تمام لشکر بھاگ گیا ہے وہ ہم کو بیوقوف بناتے ہیں۔ آنحضرتؐ کے پاس سوائے امیر المؤمنینؑ اور ابو جہلؓ انصاری کے اور کوئی باقی نہ تھا حضرت نے ابو جہلؓ کو کادی اور فرمایا تم بھی چلے جاؤ میں نے تم کو اپنی بیعت سے ہٹا کر دیا۔ لیکن علیؓ: تو وہ محمدؐ سے ہیں اور میں اُن سے ہوں۔ یہ شکر ابو جہلؓ نے بولے اُن کے اور میرا سماں کی طرف اٹھا کر بولے ہمیں خدا کی قسم میں خود اپنے نہیں آپ کی بیعت سے ہٹا نہیں ہوں گا۔ یا رسول اللہؐ میں کہاں جاؤں۔ کیا اپنی زوجہ کے پاس جاؤں جو فرجے کی۔ اپنے لڑکے کے پاس جاؤں جو موت سے بہکتا ہو جو جگے کا اور گھر جاؤں جو ایک دن کھنڈ ہو جائے گا ابدال و متاع کی حفاظت کروں جو آخر فنا ہو جائے گا یا موت کی طرف رخ کروں جو آدمی سے نزدیک ہے یہ شکر حضرت نے آپؐ کو کمر فرمایا انسان کو جنگ کی اجازت دی۔ ایک طرف وہ لڑ رہے تھے دوسری طرف امیر المؤمنینؑ۔ ابو جہلؓ انھوں سے بہت کور ہو گئے تھے جناب امیرؑ ان کو اٹھا کر آنحضرتؐ کے پاس لائے اور زمین پر نشا دیا۔ ابو جہلؓ نے عرض کی یا رسول اللہؐ کیا میں نے اپنی بیعت کو توڑا کیا؟ حضرت نے فرمایا ہاں پورا کیا! اور اُن کے اپنے دفاع خیر کی۔ اب صرف حضرت علیؓ جنگ کر رہے تھے جب مشرکین واپس جانے سے حملہ کرتے تھے جناب امیرؑ چھٹ کر ان کو پس پا کر دیتے۔ تو وہ لوگ ہانپنے کی وجہ سے لڑ رہے تھے تو حضرتؐ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور دعا کی کہ پالنے والے تو نے وعدہ فرمایا ہے کہ اپنے دین کو غالب کرے گا اگر تو چاہے تو امر مجاہد و شہادہ میں ہے۔ امیر المؤمنینؑ نے اُس وقت عرض کیا یا رسول اللہؐ میرے کانوں میں شدید آواز آ رہی ہے اور کوئی کہتا ہے کہ اَقْدِمْ حَيْزُومَ اے حیزوم آگے بڑھ۔ حیزوم جبریلؑ کے گھوڑے کا نام ہے۔ امیر المؤمنینؑ پھر عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہؐ میں شخص پر تلوار اٹھاتا ہوں وہ گر پڑتا ہے اور مر جاتا ہے قبل اس کے کہ تلوار اُس کو لگے۔ حضرت نے فرمایا وہ جبریلؑ و میکائیلؑ و اسرافیلؑ علیہم السلام ہیں جو گروہوں کے ساتھ ہماری مدد کو آئے ہیں۔ پھر جبریلؑ آئے اور آنحضرتؐ کے پہلو میں کھڑے ہو گئے اور بولے: یا رسول اللہؐ خدا تعالیٰ جان نثاری یہ ہے جو علیؓ آپؐ کے لئے کر رہے ہیں حضرت نے فرمایا علیؓ مجھ سے ہیں اور میں علیؓ سے ہوں تو جبریلؑ نے کہا میں آپؐ دونوں سے ہوں۔ عرض امیر المؤمنینؑ کی تلواریں مشرکین کو میدان میں ٹھہرنے نہ دیا۔ آخر وہ بھاگ گئے تو آنحضرتؐ نے فرمایا اے علیؓ اپنی تلوار اپنے ہونے ان کے پیچھے جاؤ اور دیکھو۔ اگر وہ لوگ آؤ توں پر سوار ہیں اور گھوڑے خالی ہیں تو سمجھ لو کہ مکہ کی طرف جا رہے ہیں اور اگر گھوڑے پر سوار ہیں اور آؤ توں کو پیچھتے جا رہے ہیں تو سمجھا کہ وہ مدینہ کا ارادہ رکھتے ہیں حضرت علیؓ گئے اور دیکھا کہ وہ آؤ توں پر سوار ہیں اور گھوڑوں کو خالی پیچھتے رہے ہیں۔ ابو سفیانؓ نے امیر المؤمنینؑ کو دیکھا

اور کہا اے علیؑ ہم سے کیا چاہتے ہو ہم اب کہہ جا رہے ہیں تم بھی وہیں جاؤ۔ اُس وقت جبریلؑ نے اُن کا فضل کا تعاقب کیا۔ وہ جس قدر اُن کے گھونے کی آواز سنتے تھے زیادہ تیزی سے بھاگتے تھے۔ جبریلؑ اُن کے پیچھے گہوڑوں کے ساتھ ہوا پہلے جا رہے تھے۔ ایسی سیال کوٹا تھا اب محمدؐ رحمۃ اللہ علیہ آہستہ آہستہ کا لشکر ہمارے قریب آ رہا تھا۔ اس طرح وہ کہہ میں داخل ہو گیا اور لوگوں سے کہا محمدؐ کا لشکر پہاڑ تک پہنچا تھا۔ تعاقب کر رہا تھا جب جو کچھ اور مرزہ کہہ چکے تو انہوں نے بیان کیا کہ جب تم لوگ وہاں سے روانہ ہوئے تو ہم نے محمدؐ کے لشکر کو دیکھا کہ وہ تمہاری جگہ آکر ٹھہرے ان کے آگے آگے ایک شخص مسرخ گھوڑے پر سوار تھا جو تھا اسے تعاقب میں آ رہا تھا۔ کیونکہ فرشتے مسلمانوں کے شکل و لباس میں اُن پر ظاہر ہوتے تھے۔ اہل مکہ نے ایسی سیال پہنچنے کی وجہ سے لعنت طاعت کی پھر آنحضرتؐ بھی اُص سے روانہ ہوئے۔ امیر المؤمنینؑ علم پہلے ہوئے آپ کے آگے آگے تھے اور عقبہ سے چلتے کہ مدینہ کی طرف تھے۔ ہونے۔ لوگوں نے علم کو دیکھا اور جناب امیرؑ نے آواز دی کہ اسے لوگو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لارہے ہیں کہ وہ قتل ہونے میں نہ مرے ہیں۔ ابو بکرؓ دھڑلے کھانچے علم لے کر آگئے۔ زبان انصار گلوں کے دروازوں پر آنحضرتؐ کے انتظار میں کھڑی ہو گئیں۔ حضرتؐ کے مارے جانے کی خبر سے انہوں نے اپنے بالوں کو پریشان کر دیا تھا اپنے چہروں کو نوح کوچ کر رکھی کر لیا تھا کہ بیان چاک کے لیے سینوں کو مجروح کر لیا تھا۔ انصار نے جب یہ خوشخبری سنی اور خود شدید جہاں نبویؐ عقبہ سے طالع ہوا تو انہی جان میں جان آئی اور عقبہ کی طرف دوڑے اور آنحضرتؐ کو سلامتی کے ساتھ واپسی پر مبارکباد دی۔ جب حضرتؐ مدینہ میں داخل ہوئے اور مدینہ کی عورتوں کا حال پریشان دیکھا تو آپؐ نے ان کے لیے دھانے خیر فرمائی اور فرمایا کہ اپنے گھروں میں جلا لھانے ہاتھوں کو چھو اور فرمایا کہ خدا نے مجھ سے میرے دین کو تمام دینوں پر غالب کرنے کا وعدہ فرمایا ہے اور وہ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرے گا۔ اس وقت خدا نے یہ آیت نازل فرمائی وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ كَذَبُوا بِالْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُمْ رَسُولٌ مِّنْ رَبِّهِمْ۔

یعنی نے پسند مومن حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب مسلمان جنگ اُص سے بھاگے آنحضرتؐ کو شدید خطرہ آیا اور جب حضرتؐ کو خطرہ آتا تھا تو آپؐ کی جبین ہاتھوں سے پسینہ مروا دیتے کہ اُنہیں ٹپکنے لگتا تھا۔ عرض حضرتؐ نے اُس وقت دیکھا تو علیؑ کو اپنے پہلو میں پایا اور حضرتؐ میں فرمایا کہ کیوں تم بھی اُنہی لوگوں کے ساتھ نہ بھاگ گئے۔ جناب امیرؑ نے عرض کی یا رسول اللہؐ میں آپؐ سے جدا نہیں ہو سکتا ہر لمحہ میں آپؐ کی پیروی کرنا لازم سمجھتا ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا اچھا ان لوگوں کو مجھ سے دور کرو۔ امیر المؤمنینؑ نے خود بھی اُنہی اور شیعہ کے مانند کافروں کے لشکر پر ٹوٹ پڑے اور اُن کو قتل کرنے لگے اُص حضرتؐ نے جبریلؑ کو دیکھا تو دین و آسمان کے درمیان سونے کی کرسی پر بیٹھے ہوئے نظر سے رہے تھے لَا سَيْفٌ إِلَّا دُوالِغَفَّاسُ وَلَا قَتْلٌ إِلَّا عَلَيْنَا لَہ

لے موقوف فرماتے ہیں کہ اہل باور یہ کی روایت میں حدیث میں پہلی بات ابوہریرہؓ کے ساتھ ہوئی امیر المؤمنینؑ سے نہیں اور وہی زیادہ مناسب ہے۔

شیخ مفید نے بطریق عامہ روایت کی ہے کہ ابن عباس کہتے ہیں کہ امیر المومنینؑ کے لئے چار فضیلتیں ایسی ہیں جن میں کوئی ان کا شریک نہیں ہو سکا۔ پہلی یہ کہ عرب و عجم میں سب سے پہلے آنحضرتؐ پر ایمان لائے اور آپؐ کے ساتھ نماز پڑھی، دوسری یہ کہ آپؐ ہی ہر جنگ میں حضرتؐ کے غلہ دار رہے، تیسری یہ کہ جنگ میں سب بھاگے اُحد آپؐ ہی ثابت قدم رہے، چوتھی یہ کہ آنحضرتؐ کی تجویز و تکہیل کی اور قبر میں لٹایا۔ پھر بطریق عامہ روایت کی ہے۔ ابن مسعود کہتے ہیں کہ جب ہم جنگ اُحد میں دشمن کے مقابلہ پر کھڑے ہوئے آنحضرتؐ کے اُحد علیہ وآلہ وسلم نے پچاس ہاتھ انصار کو اُحد کے ایک دوسرے تعینات فرمایا اور ایک انصاری کو ان کا سردار بنایا اور اس کو خدا کا کید فدا کی کہ ہم سب کے سب اگر مار ڈالے جائیں تب بھی تم اس جگہ سے مت حرکت کرنا کیونکہ اگر ہم کو کچھ نقصان پہنچے گا اسی جگہ سے پہنچے گا۔ مشرکین کا علم غلط ہی غلط کے ہاتھ میں تھا جو شجاعت میں مشہور تھا اس کو میدان کارزار کا لشکر کہتے تھے۔ اور حضرتؐ نے جا جریں کا علم امیر المومنینؑ کو دیا اور خود انصار کے علم کے نیچے کھڑے ہوئے۔ ابوسفیان نے اپنے غلاموں سے کہا کہ تساہل اُحد سستی جو لشکر کو لاحق ہوتی ہے وہ ان کے غلہ دار کے سبب سے ہوتی ہے تم ہی جنگ بدر میں شکست کا سبب ہوئے۔ اگر تم سے علم کی حفاظت نہیں ہو سکتی تو مجھ کو دے دو۔ یہ لشکر غلط فہم بنا کر ہوا اور کہا تو ہی ایسی بات کہتا ہے خدا آج میں ان لوگوں کو موت کے غاروں میں بھینک دوں گا اور دُور تا ہوا لشکر اسلام کے سامنے آیا اور للکارا کہ میں غلط ہوں۔ جناب امیرؑ اُس کے مقابلہ پر گئے اور دو دو ہاتھ دو ہونے کے بعد حضرتؐ نے اُس کے سر پر سامنے ایک ایسا وار کیا کہ اس کی آنکھیں اُس کے رخساروں پر ٹک آئیں۔ اس نے اس طرح سخت اُحد حبیب آواز میں نعرہ کیا کہ لوگوں نے بھی نہ سنا تھا۔ اُحد اُس کے ہاتھ سے علم گر پڑا جس کو دوسرے نے اٹھالیا یہاں تک کہ ان کے غلام صحاب نے غم لیا جو قوت و شجاعت میں مشہور تھا امیر المومنینؑ نے اُس کے داہنے ہاتھ پر وار کیا وہ ہڈیاں ہو گئیں اُس نے بائیں ہاتھ میں علم لیا۔ حضرتؐ نے اس کو بھی قطع کر دیا اُس نے اپنے کئے ہوئے ہاتھوں اور کلم کو سینہ پر سلجھا لیا پھر حضرتؐ نے ایک ضربت اُس کے سر پر لگائی اُحد زہر میں مر گئے۔ پھر مشرکین بھاگے اور مسلمان مالِ غنیمت لوٹنے میں لگ گئے اور جنگ کو فراموش کر دیا۔ یہ دیکھ کر اکثر ان میں سے بھی جو دقت پر مقرر تھے اپنی جگہ کو چھوڑ کر اور اپنے سردار عبداللہ بن عمرو بن ثراہم کے مدد کے اُحد باز رکھنے کے باوجود لوٹ میں مشغول ہو گئے۔ اُحد عبداللہ ابن ولید نے موقع کو غنیمت سمجھا اور دقت سے چڑھ آیا۔ عبداللہ مذکور کو قتل کر کے لشکر اسلام کے پیچھے سے آنحضرتؐ کے قتل کے ارادہ سے حملہ آور ہوا۔ چونکہ حضرتؐ کے پاس چند لوگ تھے ان کو دیکھ کر اپنے ساتھیوں سے بولا کہ جس کو تم چاہتے ہو وہ یہ ہے۔ کوشش کر کے اس کو ہلاک کر دو۔ یہ سنتے ہی اُن سب نے آنحضرتؐ پر اکبار تلوار و نیزہ اُحد پھر سے حملہ کیا حضرتؐ کے اصحاب نے اُن کا مقابلہ کیا۔ یہاں تک کہ مشرک افراد مارے گئے اور باقی اصحاب سوائے امیر المومنینؑ کے بھاگ گئے اور ابو جہل اور اسل بن حنیف بھی نہ بچ سکے وہ حضرتؐ سے مشرکین کو دغا کر رہے تھے۔ حضرتؐ زخمی ہو گئے اور آپؐ پر غشی طاری

ہوئی۔ جب اتفاق ہوا تو امیر المؤمنینؑ کو دیکھا اور پوچھا کہ اور لوگ کہاں ہیں عرض کی وہ سب عہدہ بھیاں
 توڑ کر بھاگ گئے۔ حضرتؑ نے فرمایا ان کو مجھ سے دفع کرو۔ امیر المؤمنینؑ نے انہر حملہ کیا اور ان کو
 ہٹا دیا۔ خود فوج جس طرف سے بھی آئی تھی حضرت علیؑ ان کو پس پا کر دیتے تھے۔ پھر ابو جہلؓ اور
 سہیل بن حنیف حضرتؑ کے پیچھے خواہیں لیے ہوئے آکر کھڑے ہو گئے اور کسی کو حضرتؑ کے پاس
 نہیں آنے دیتے تھے۔ پھر بھاگنے والوں میں جودہ اصحابؓ ایسے آئے باقی پہاڑ پر چڑھ گئے۔ دینہ میں
 کسی نے جاکر شور مچا دیا کہ رسول اللہؐ شہید ہو گئے۔ یہ سننے ہی لوگوں کی جان لہوں پر آگئی اور بھاگنے والے
 آدھ حیران و پریشان تھے اور وحشی طعون ہندہ کے کہنے سے حضرت حمزہؓ کی تاک میں ایک درخت کی آڑ
 میں بیٹھا تھا۔ حضرت حمزہؓ نے اس کو دیکھا تو اس پر تلوار لٹکائی وہ خالی گئی۔ وحشی نے وار کیا جو حضرت حمزہؓ
 کی ران پر لگا اور حضرت گھوڑے سے گر پڑے۔ طبری کی روایت کے مطابق حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ حمزہؓ
 مشرکین کو قتل کرتے اور پھر اپنی جگہ پر آکر کھڑے ہو جاتے تھے۔ وحشی نے غفلت میں ان حضرتؑ کے سینہ پر
 نیزہ مارا وہ گھوڑے سے گر پڑے اور کفار حضرت پر ثوث پڑے اور آپ کو شہید کر دیا۔ وحشی نے اُسی حضرت
 کا جگر نکالا اور ہندہ کے پاس لے گیا۔ اُس نے چبانے کے لیے منہ میں رکھا۔ خداوند عالم نے جگر کو سخت
 مثل ہڈی کے کر دیا کہ وہ نہ چبا سکی اور حقوکیا دیا۔ علیؑ بن علقمہ کا بیان ہے کہ میں نے دیکھا کہ ابوسفیانؓ گھوڑے
 پر سوار حضرت حمزہؓ کے مہر لے کر آتا تھا اور اپنے نیزہ سے حضرتؑ کے دامن اقدس پر مار رہا تھا اور کہتے جاتا
 تھا اے سرکش اب مرہ جگو۔ میں نے کہا اے گروہ کناز اس شخص کو دیکھو کہ یہ بزرگ قریش جو نے کا دل سے
 کرتا ہے اپنے مردہ پسرو کو کیا کہہ رہا ہے۔ یہ سنکر وہ طعون تادم ہوا اور بولا تو نے سچ کہا یہ میری مصلیٰ تھی
 لوگوں پر ظاہر نہ کرتا۔ مختصر یہ کہ شیخ مفید کی سابقہ روایت میں ہے کہ پھر ہندہ حضرت حمزہؓ کی لاش پر آئی
 اور آپ کا پیٹ چاک کیا اور آپ کا جگر نکالا اور کان و ناک اور آپ کے دو سرے اعضا کاٹے۔ زید بن وہب
 کہتے ہیں کہ میں نے ابن مسعودؓ سے کہا کہ علیؑ بن ابیطالبؓ اور ابو دجانہؓ اور سہیل بن مسعودؓ کے سوا تمام صحابہ
 بھاگ گئے تھے ابو مسعودؓ نے کہا نہیں پہلے تو ابو دجانہؓ اور سہیلؓ بھی بھاگ گئے تھے بعد میں واپس آکر تھے
 راوی نے پوچھا ابو جہلؓ اور عمرؓ کہاں تھے۔ ابن مسعودؓ نے کہا وہ بھی بھاگنے والوں میں شامل تھے۔ اُس نے کہا
 علیؑ کا ثابت قدم رہنا ایسے موقع پر حیرت کی بات ہے۔ ابو مسعودؓ نے کہا فرشتے بھی حضرتؑ کی مردانگی اور
 شجاعت پر تعجب کرتے تھے شاید تم کو نہیں معلوم کہ جب میں اُس روز خدا سے رہے تھے کہ لا سَتَيْفٌ اِلَّا
 ذُو الْقَعْدَارِ وَلَا فَيْحٌ اِلَّا عَلِيٌّ۔ لوگ اس آواز کو سننے لگے اور کیسکو دیکھتے رہے تھے۔ جب آنحضرتؐ
 سے اس کا تذکرہ کیا تو آپؐ نے فرمایا وہ جبریلؑ تھے۔ وہ سری حدیث میں عامر کے طریقہ سے روایت
 کی ہے کہ جب میں نے حضرتؑ سے کہا کہ ہم گروہ طوئکہ کو آپؐ کی حمایت میں علیؑ کی جانفشانی پر تعجب تھا۔
 حضرتؑ نے فرمایا وہ کیونکر نہ کرتے حالانکہ وہ مجھ سے ہیں اور میں اُن سے ہوں جبریلؑ نے کہا میں بھی
 آپؐ دونوں سے ہوں۔ پھر دوسری حدیث میں مخالفوں کے طریق سے روایت کی ہے کہ امیر المؤمنینؑ
 فرماتے ہیں کہ جب لشکر اسلام روزِ احد بھاگا اور صحابہؓ نے آنحضرتؐ کو تنہا چھوڑ دیا تو حضرتؐ بہت پریشان ہوئے۔

اور میں حضرت کے آگے تھا اور مشرکین سے جنگ کر رہا تھا۔ واپس آیا تو حضرت کو نہ دیکھا اور تلاش کے باوجود نہ پایا تو دل میں کہا کہ کھٹے یہ تو تھیں ہے کہ حضرت بھاگ نہیں سکتے اور کشتوں کے درمیان بھی نہیں ہیں شاید خدا نے ان کو آسمان پر بٹھا لیا۔ پس میں نے اپنی بنیام شمشیر توڑ کر پھینک دی اور ٹھان لی کہ جنگ کروں گا یہاں تک کہ مجھے بھی مارا جاؤں یہ سوچ کر میں نے کافروں پر حملہ کیا اور ان کو سامنے سے بھگا دیا تو دیکھا کہ حضرت زمین پر بے ہوش پڑے ہیں۔ میں حضرت کے سر ہانے کھڑا ہو گیا حضرت نے آنکھیں کھولیں اور فرمایا یا علی میرے ساتھیوں نے یہ کیا کیا میں نے عرض کی یا رسول اللہ وہ کافر ہو گئے کہ آپ کو تنہا چھوڑ گئے۔ اسی اثناء میں ایک گروہ نے حضرت کی طرف رخ کیا۔ فرمایا کھلے علی اس جماعت کو مجھ سے دفع کرو۔ میں تلوار کھینچ کر ان کی طرف بڑھا اور وہ اپنے ہاتھیں جملے کرنے لگا یہاں تک کہ ان کو بھگا دیا۔ تو حضرت نے فرمایا اے علی اپنی سبک نہیں سس رہے ہو کہ آسمان پر ایک فرشتہ جس کو رضوان کہتے ہیں ندا دے رہا ہے لَا سَيْفَ إِلَّا ذُو الْقَعْدَرِ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا عَلِيٌّ یہ ستر خوشی کے سبب میرے آنسو نکل آئے اور میں نے خدا کا شکر ادا کیا۔

پھر شیخ مفید نے حضرت صادق سے بسند صحیح روایت کی ہے کہ روز اُحد قریش کے نو قہدار تھے اور علی علیہ السلام نے ان سب کو واصل جہنم کیا۔ اسی سبب سے کفار بھاگے اور آپ نے بنو مخزوم کو بہت ذلیل کیا اور شکست دے کر بھگا دیا اور حکم بنی اُفیس کو جو مشہور پہاڑوں میں سے تھا ایسی تلوار جاری کہ اس کے پیر قطع ہو گئے اور اسی ضربت کے سبب دوزخ میں گیا۔ جب مسلمان بھاگ گئے اُمیہ بن ابی حفصہ زندہ پھنسے ہوئے میدان میں پڑا کہ آج روز ہمد کا بدلہ لیا ہے۔ ایک مسلمان اس پر حملہ آور ہوا جو خود مسلمانوں کے ہاتھ سے گھبراہٹ میں مارا گیا۔ امیر المومنین نے اس پر وار کیا آپ کی تلوار اس کے خود میں پھنس گئی اُمیہ نے بھی حضرت پر وار کیا امیر المومنین نے اس کو سپرد روکا اس کی تلوار سپر میں پھنس گئی۔ حضرت نے اپنی تلوار اس کے خود سے کھینچ لی اور اس نے سپر سے اپنی تلوار جدا کی۔ پھر حضرت نے ایک دھڑا اس کی بٹل کے نیچے کیا جس سے وہ واصل جہنم ہوا۔ پھر جناب امیر آنحضرت کی خدمت میں واپس آئے حضرت نے فرمایا تم بھاگنے والوں کے ساتھ کیوں نہ چلے گئے جناب امیر نے عرض کی یا رسول اللہ خدا کی قسم اس مقام سے حرکت نہ کروں گا یہاں تک کہ مارا جاؤں یا خداوند عالم فتح و نصرت عطا فرمائے جس کا اس نے آپ سے وعدہ فرمایا ہے۔ تو حضرت نے فرمایا اے علی تم کو خوشخبری ہو کہ خدا پناہ دہدہ پر مار کرے گا اور پھر بھی کافروں کو میرے ساتھ ایسا موقع نصیب نہ ہوگا۔ اسی اثناء میں کچھ مشرکین محمد آہ ہوئے حضرت نے فرمایا ان پر حملہ کرو۔ جناب امیر نے حملہ کیا اور ہشام بن اُمیہ مخزومی کو قتل کر دیا۔ اور وہ گروہ بھاگ گیا۔ پھر دوسرے لشکر نے حملہ کیا اس حملہ میں آپ نے عمرو بن عبد اللہ غمی کو قتل کیا وہ سب بھی بھاگے۔ پھر

لے مولف فرماتے ہیں کہ لافنی کی ندا خاصہ و عامہ کے طریقے سے متاثر ہے۔ ابن ابی الحدید اور ان کے مشہور علما نے کہا ہے کہ تمام مشہور روایات میں ایک حدیث ہے جس سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔

جنگ اُحد کے حالات بتیسراں باب جنگ اُحد کے حالات

واپس نہیں آئے۔ آخر بھاگے ہوئے مسلمان واپس گئے۔ اور جب مسلمان عرندہ میں پہنچے جناب فاطمہؓ گریہ و زاری کرتی ہوئی حضرت کے استقبال کو آئیں۔ اپنے ہموار ایک برتن میں پانی لینے ہوئے تھیں جس سے حضرت نے اپنا ہونٹ مبارک دھویا۔ پھر امیر المؤمنینؑ آئے ان کے ہاتھ میں تلوار تھی جس سے خون ٹپک رہا تھا۔ جناب فاطمہؓ کو دے کر فرمایا کہ اس کو لو کہ اس تلوار نے مجھ سے جھوٹ نہیں کہا اور اپنی شہادت کے اظہار میں ایک جزیرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اسے بارہ جگر فاطمہؓ تلوار لے لو کیونکہ تمہارے شوہر نے جو حق تھا آج اس کو ادا کیا۔ حق تعالیٰ نے آج ان کی تلوار سے قریش کے خاندان کو قتل کر دیا ہے۔ عامر کے اکثر مؤرخین نے اقرار کیا ہے کہ مشرکین کے سر برآوردہ اور سب سے زیادہ شجاعوں کو روزِ اُحد امیر المؤمنینؑ نے جہنم واصل فرمایا۔ چنانچہ محمد بن اسحاق جو عامر کے معتبر ترین مؤرخوں میں سے ہیں۔ روایت کرتے ہیں کہ طلحہ بن طلحہ علیہ السلام قریش کو اور اس کے فرزند ابوسید اس کے بھائی خالد بن طلحہ عبداللہ حمید حکم بن اخطب ولید بن ابی خدیفہ امیر بن خدیفہ اور طاہ بن شریل اشام بن امیہ عمرو بن عبد اللہ حمی بن بشر ابن مالک بنی عبد الدار کے غلام صواب کو امیر المؤمنینؑ نے قتل کیا اور فتح کا سہرا آپ ہی کے سر رہا۔ خداوند عالم نے تمام صحابہ پر ان کے بھاگنے کے سبب سے جناب فرمایا اور حضرت امیرؑ کی اہل آسمان نے صبح کی۔

علی بن ابیہریم نے روایت کی ہے کہ جب لڑائی ختم ہو گئی اور مشرکین واپس چلے گئے آنحضرتؐ نے فرمایا کہ سعد بن زیدؓ کی بھی کسیکو خبر ہے ایک شخص نے کہا میں ان کی تلاش میں جاتا ہوں۔ حضرت نے ایک طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ اس مقام پر دیکھو کیونکہ میں نے ان کو وہیں دیکھا تھا اور بارہ نیوے ان کے جسم میں پڑے تھے۔ وہ شخص کہتا ہے کہ جب میں اس جگہ پہنچا ان کو کشتوں کے درمیان پڑا ہوا پایا۔ میں نے ان کو آواز دی اسے سعدؓ کوئی جواب نہ دیا۔ پھر میں نے کہا اسے سعدؓ رسول اللہؐ تھا اور حال دریافت کر رہے ہیں۔ جب سعدؓ نے حضرت کا نام سنا سر اٹھایا اور کانپتے ہوئے پوچھا کہ رسول اللہؐ زندہ ہیں؟ میں نے کہا ہاں۔ واللہ وہ زندہ ہیں اور مجھے اس مقام پر تمہاری تلاش کے لئے بھیجا ہے اور فرمایا کہ بارہ نیوے کے درمیان میں نے ان کو دیکھا تھا۔ سعدؓ نے کہا حضورؐ نے کا فرمایا۔ بارہ نیوے کی انیاں میرے بدن میں جمی ہوئی ہیں۔ میری قوم کے لوگوں کو میری انصار کو میرا سلام کہنا اور کہہ دینا کہ اگر تم میں ایک شخص بھی زندہ ہو اور اس کی موجودگی میں آنحضرتؐ کے پیروں کا شاہجی ہو گیا تو تم سب خدا کے معذور ہو گے۔ یہ کہنا اور ایک سانس لی اور خون ان کے جسم سے اس طرح جاری ہوا جیسے آوند کے جسم سے ذبح کے وقت جاری ہوتا ہے کیونکہ سانس رہنے کے ساتھ خون بھی جسم میں رکا ہوا تھا اور برکت الہی واصل ہو گئے۔ رادی کہتا ہے کہ میں نے واپس آکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان کی گفتگو بیان کی حضرت نے فرمایا خدا سعدؓ پر رحمت کرے کہ زندگی میں بھی انہوں نے میری مدد کی ہے اور مرتے وقت بھی میری حمایت کی وصیت کر گئے۔ پھر فرمایا کہ کوئی ہے جو میرے چاچا کو قتل کی خبر لے۔ عاتش بن مسطحؓ اور کہا میں جانتا ہوں جہاں وہ پڑے ہوئے ہیں۔ پھر ان کے پاس گئے اور ان کی حالت دیکھی اور حضرتؐ سے کہنا گوارا نہیں کیا تو حضرتؐ نے

نکاح کا ایک سال پہلے ہی طلاق ہو گیا

دیکھو کہ ان کی حالت کیسی تھی

پھر زینب بنت جحش آنحضرتؐ کے استقبال کے لئے آئیں اور کشتوں کے حالات دریافت کئے آپؐ نے فرمایا خدا کی خوشنودی کے لئے صبر کرو۔ پوچھا کس کی جدائی میں؟ فرمایا اپنے بھائی کی شہادت پر زینبؓ نے کہا انا باللہ وانا الیہ راجعون ان کو شہادت مبارک ہو۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا کی رضا مندی کے لئے صبر کرو پوچھا کس پر فرمایا حمزہؓ بن عبد المطلب پر کہا انا اللہ وانا الیہ راجعون ان کو بھی شہادت گوارا ہو۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا خدا کے لئے صبر کرو پوچھا کس پر فرمایا اپنے شوہر مصعب بن عمیرؓ کی شہادت پر زینبؓ نے کہا وَاخِرُ نَاكَ دِهْلَسْ یہ مصیبت تاب حضرتؐ نے فرمایا عورت کے لئے شوہر کا وہ مرحم ہے جو کسی کے لیے کیسا نہیں ہے۔ تو زینبؓ نے کہہ تجوں کے قیم ہونے کا خیال آگیا۔ علی بن ابی سلم کی روایت تمام ہوئی۔

شیخ طبرسیؒ نے روایت کی ہے کہ بنی بنجار کی ایک عورت کے شوہرؓ بھائی اور فرزند جنگ میں شہید ہو گئے تھے۔ وہ جب اُحد میں پہنچی تو اس نے اُن میں سے کسی کا حال نہیں پوچھا اور سب سے پہلے یہ روایت کیا کہ آیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ ہیں لوگوں نے کہا ہاں۔ اُس نے کہا میں حضرتؐ کی زیارت کرنا چاہتی ہوں۔ لوگوں نے راستہ چھوڑ دیا اور بچے سے ہٹ گئے وہ مومنہ حضرتؐ کی خدمت میں پہنچی اُصحابؓ کو دیکھ کر پوچھا رسول اللہؐ آپ سومت ہیں تو ہر مصیبت آسان ہے۔ یہ کہا اور واپس چلی آئی۔ جب آنحضرتؐ مدینہ میں داخل ہوئے بنو اشہل اور بنو ظفر کے گھروں سے رونے کی آوازیں سنیں۔ آپؐ کی آنکھیں ڈھب ڈھب آئیں اُصحابؓ سوزِ خسار مبارک پر بہنے لگے۔ اور فرمایا افسوس آج کوئی نہیں ہے کہ حمزہؓ پر رشتے سے بن معاذ اور اسید بن خضیرؓ نے یہ سنا تو کہا کہ انصار کی کوئی عورت اپنے کشتوں پر گریہ نہ کرے جنگ حضرتؐ فاطمہؓ کے ساتھ جناب حمزہؓ کا نام نہ کہنے غرض ان کی خدمت میں جناب فاطمہؓ کے پاس آکر جناب حمزہؓ کا گریہ سنا دینے لگیں اور گریہ و زاری کرنے لگیں۔ آنحضرتؐ نے جب ان کی آوازیں سنیں تو اُن سے فرمایا کہ اب اپنے گھروں کو واپس جاؤ خدا تم پر رحمت نازل کرے۔ یہ رسم آج تک مدینہ میں قائم ہے کہ جب کسی کا عزیز مر جاتا ہے تو عورتیں پہلے جناب حمزہؓ پر روتی ہیں۔

واضح ہو کہ مؤرخین و مفسرین میں مشہور یہ ہے کہ جنگ اُحد ہجرت کے تیسرے سال ماہ شوال میں واقع ہوئی اور شیخ طبرسیؒ اور ابن شہر آشوب اور شیخوں کے اکثر مورخین کی روایت کے مطابق ۱۲ شوال روز چہار شنبہ کو قریش اُحد پر پہنچے اور حضرتؐ نے ۱۲ شوال روز جمعہ وہاں نازل فرمایا اور ۱۳ شوال روز شنبہ کو جنگ چھلی۔ اور شہرت کے مطابق کفار کا لشکر تین ہزار تھا بعضوں نے اور زیادہ بیان کیا ہے بعض نے دو ہزار کہا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اُن میں دو ہزار گھوڑے سوار تھے اور سات سو زہد پوش ان کے ساتھ تین ہزار اونٹ تھے۔ اُصحابؓ حضرتؐ کے اصحاب ایک روایت کے مطابق ہزار اشخاص تھے اور ایک روایت کے مطابق سات سو۔ حضرتؐ تمام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ صرف چھ سو افراد تھے علی بن ابی سلم کی روایت ہے کہ عبد اللہ بن ابی تمیم سومانہ فقیہ کے ساتھ حضرتؐ سے جدا ہو کر مدینہ واپس چلا گیا تھا۔

لے اس کا مضمون اگلے صفحہ پر دیکھئے

فصل ان زخموں کا بیان جو آنحضرتؐ کے خداوندوں کو پہنچے۔ اس میں علامہ شیعہ دستگیر نے
درمیان اختلاف ہے۔ اکثر لوگوں کا اعتقاد یہ ہے کہ ایک زخم آنحضرتؐ کی پیشانی مبارک پر لگا تھا اور آپؐ
سپہاؤں زخمی ہو گیا تھا اور آگے کے دانتوں میں سے ایک دانت ٹوٹ گیا تھا اور اس زخمی روایتوں سے ظاہر
ہوتا ہے کہ حضرتؐ کے دانت نہیں ٹوٹے تھے اور یہ پیشانیوں کی روایت سے زیادہ قریب ہے۔ علامہ شیخ طوسی
نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ روزِ احد حضورؐ ابی وقاصؓ نے آپؐ کے چار دانت سامنے کے ٹوٹ
دینے لگے اور حضرتؐ کے چہرہ اقدس کو زخمی کر دیا تھا کہ خون جاری ہو گیا تھا۔ تو حضرتؐ نے فرمایا کہ وہ
کیونکر نجات پائے گا جو اپنے پیغمبرؐ کو ایسی اذیت دیتا ہے۔ ایک روایت کے مطابق آنحضرتؐ زخمی ہوئے
اقدس سے پاک کرتے اور فرماتے جاتے تھے کہ خداوند میری قوم کی ہدایت فرما کیونکہ خداوند ہدایت دہاں
کرتے ہیں کہ ہر ذیل کے ایک شخص نے جس کو خداوند میں تہیہ کہتے تھے حضرتؐ کے چہرہ اقدس کو زخمی کر دیا
اور خون جاری ہو گیا۔ حضرتؐ نے عقبہ پر نغمہ کی کہ سال اُس پر سے نہ گزرے کہ وہ جہنم حاصل ہو جائے
ایسا ہی ہوا اور خداوند پر نغمہ کی تو خدا نے ایک بجڑے کو اس پر مسلط کر دیا جس نے اُس کے پیٹ میں سیکنگ
مار کر اُس کو ہلاک کر دیا۔ شیخ طوسی نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ اُس کے بعد آنحضرتؐ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ مبارک زخمی ہو گیا اور دندانِ رباعیہ ٹوٹ گئے تھے۔ حضرتؐ نے دستِ مبارک آسمان
کی جانب بلند کر کے فرمایا کہ خدا کا غضب یہودیوں پر آیا اس لئے کہ انہوں نے خیر کو خدا کا بیٹا کہا۔ اور
اس کا غضب زیادہ سخت عیسائیوں پر پڑا جب انہوں نے کہا کہ مسیح خدا کے بیٹے ہیں اور اب اُس کا
غضب اور زیادہ سخت ہے کہ لوگ میرا خون بہاتے ہیں اور میری عزت اور اہلیت کو انکار پہنچاتے ہیں۔
جیسا شیخ نے بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ بعداً خدا آنحضرتؐ کے تمام اوصحاب
بھاگ گئے۔ ہر چند آپؐ ان کو پکارتے رہے وہ واپس نہ آئے تو خدا نے ان کو اس کے عوض نگرِ عجم و اس
کر دیا اور وہ اُسی حالت میں سو گئے۔ جب بیدار ہوئے تو بولے کہ ہم تو کافر ہو گئے۔ ابو سنیہاں پہاڑ پر
چڑھ گیا اور اپنے بُتِ تمیل پر غر کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ تمیل بلند ہو۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا بلند تر
اور جلیل تر ہے۔ آنحضرتؐ کے دندانِ رباعیہ ٹوٹ گئے تھے۔ حضرتؐ نے دعا کی کہ خداوند احمد کو قسم دیتا
ہوں کہ تو نے جو وعدہ کج و ظفر کیا ہے اُسے پورا کر اگر تو میری مدد نہ کرے گا تو کوئی تہری حیات نہ کرے گا
اسی حالت میں آپؐ کی نگاہ امیر المومنینؑ پر پڑی پوچھا تم کہاں تھے عرض کی میں جنگ میں مشغول تھا اور
میدان سے نہیں رہا۔ حضرتؐ نے فرمایا مجھ کو تم سے ایسی ہی اُمید تھی کہ تم فرمایا پانی لاؤ تاکہ میں اپنے چہرہ
سے خون پاک کر دوں۔ جناب امیر اپنی سیر میں پانی لانے حضرتؐ کو اُس پانی سے کراہت ہوئی۔ فرمایا کہ
یا علیؑ اپنے اُتھوں میں پانی لاؤ۔ تو امیر المومنینؑ اپنے چلو میں پانی لانے اور حضرتؐ نے اپنا چہرہ پاک کیا۔

علامہ شیعہ کا لفظ موصوفہ فرماتے ہیں کہ بید نہیں ہے کہ اُس طعنوں کے واپس جانے کے بعد جو باسائتِ مو
افراد باقی رہ گئے ہوں لہذا روایتیں ایک دوسرے کے موافق ہو جاتی ہیں۔

ابن بابویہ نے امیر المؤمنین سے روایت کی ہے کہ روز چہار شنبہ آنحضرتؐ کے دندان مبارک شہید ہوئے۔

شیخ طبرسی نے کتاب اعلام الوری میں ابان بن عثمان کی کتاب سے صراح بن سبا یہ کہے واسطے سے حضرت صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ کے قتل ہونے کی خبر مدینہ میں مشہور ہوئی۔ جناب فاطمہ زہرا اور صفیہ حضرت کی پھوپھی اُحد کی جانب روانہ ہوئیں۔ حضرت نے جب ان کو دیکھا جناب امیرؑ سے فرمایا کہ پھوپھی کو روک لو کہ میرے پاس نہ آئیں اور فاطمہؑ کو آنے دو۔ جب جناب مسورہ آنحضرتؐ کے پاس پہنچیں دیکھا کہ چہرہ اقدس مجروح ہے اور دہن مبارک زخمی ہے اور خون جاری ہے۔ بہ اختیار رونے لگیں۔ حضرتؐ کے چہرہ سے خون پاک کرتی جاتیں اور کہتی جاتی تھیں کہ خدا کا غضب اُس پر نہایت شدید ہے جس نے حضرتؐ کے رونے اقدس سے خون جاری کیا۔ حضرتؐ خون کے قطرہوں کو جو اس پر ٹپک دیتے تھے اُد کوئی قطرہ نہ میں پڑا پس انہیں آتا تھا حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ اگر خون کا کوئی قطرہ زمین پر گر جاتا تو خدا کی قسم اہل زمین پر غضاب نازل ہو جاتا۔ راوی نے حضرتؐ سے پوچھا کہ اہل سنت کہتے ہیں کہ حضرتؐ کے دندان مبارک ٹوٹ گئے تھے امامؑ نے فرمایا انہیں واللہ آنحضرتؐ کا کوئی عضو ناقص نہیں ہوا تھا یہاں تک کہ آپؑ دنیا سے تشریف لے گئے لیکن مشرکین نے آنحضرتؐ کے بدن اقدس کو زخمی کر دیا تھا لہٰذا فصل ادا فتح ہو کر اس میں بھی اختلاف ہے کہ آیا آنحضرتؐ بعد اُحد اپنی جگہ سے کسی دوسری جگہ پہنچے یا نہیں۔ اکثر مؤرخین کا یہ اعتقاد ہے کہ حضرتؐ پہاڑ کی طرف چلے گئے تھے۔ بھاگنے کی نیت سے نہیں بلکہ اس لئے کہ جنگ ایک طرف سے ہو۔ دشمنوں کی بعض روایت متبرہ سے ظاہر ہے کہ حضرتؐ نے اپنے مقام سے بالکل حرکت نہیں کی۔ چنانچہ شیخ طبرسی نے بسند متبرہ روایت کی ہے کہ لوگوں نے حضرت صادقؑ سے پوچھا کہ اُحد میں جو قابہ لوگ کہتے ہیں کہ جناب رسولؐ خدا وقت جنگ اُس میں چلے گئے تھے کیا صحیح ہے آنحضرتؐ نے فرمایا خدا کی قسم حضرتؐ نے اپنی جگہ سے قطعی حرکت نہ فرمائی۔ اور لوگوں نے کہا انہر بدھلیجئے فرمایا خدا میری قوم کی ہدایت فرما۔

ابن بابویہ بسند موثق زیدارہ سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں ایک سید کے ساتھ اُحد کی زیارت کو گیا انہوں نے مجھے مشاہدہ کو دکھلایا اور ہم نے زیارت کی اور نماز ادا کی۔ پھر پہاڑ کے اوپر ایک مقام دکھایا اور کہا جناب رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگ کے وقت وہاں گئے تھے اور اپنا روتے اقدس دھویا تھا۔ زیدارہ کہتے ہیں کہ مجھے یقین نہ آیا۔ میں اُس مقام پر گیا۔ پھر دوسرے روز حضرت صادقؑ کی خدمت میں جا کر عرض کی حضرتؐ نے فرمایا کہ پیغمبرؐ اپنے مقام سے ہرگز وہاں نہیں گئے۔ پھر میں نے پوچھا کہ

اے مولا خدایتے ہیں کہ ہو سکتا ہے کہ دندان مبارک کے ٹوٹنے کی حدیثیں تغیر پر مبنی ہوں اور ممکن ہے کہ اس پر معمولی ہوں کہ دندان مبارک گسے نہ ہوں صرف پیل گئے ہوں۔ واضح ہو کہ سامنے کے نیچے اُپر کے چارواختوں کو ٹیٹھا اور ان کے بعد چار دوسرے دانتوں کو جوانی سے متصل ہوتے ہیں سامعہ کہتے ہیں۔

آنحضرتؐ کی شہادت کی خبر سیکر پہنچنے پر حضرتؐ کو دھوکا لگا کہ وہ اُحد سے آئے۔ جنگ میں رہا حضرتؐ کا یہ حال تھا۔

سے توڑ کر اُس کو کھپا دیا وہ ذوالفقار بن گئی امیر المؤمنین کو اُسے عطا فرمایا آپ جس کو اُس سے ضرورت لگاتے تھے وہ برابر کے دو ٹکڑے ہو جاتا تھا۔
 چٹا بھڑا روایت ہے کہ ایک شخص نے مکہ میں ایک گھوڑا پال رکھا تھا اور جب تک حضرت اُس کی طرف سے گزرتے تو فدا کرتا کہ اسے عطا دے اللہ علیہ وآلہ وسلم، میں تم کو اسی پر سوار ہو کر قتل کروں گا۔ اُس نے جنگ احد میں آنحضرت پر حملہ کا ارادہ کیا، حضرت نے اُس پر وار کیا جو بظاہر اُس پر پورے طوے کا گر نہ ہوا لیکن النار النافذہ چلنے لگا اور وہ اُس گھوڑے سے گر کر جہنم داخل ہوا۔ شیخ طبریؒ روایت کرتے ہیں کہ وہ طعون ابی بن خلف تھا۔ وہی اُس گھوڑے پر سوار ہو کر حضورؐ کی طرف بڑھا اور کہتا تھا کہ اگر میرے ہاتھ سے آپ کو نجات مل جائے تو مجھے نجات دے۔ اُس سے مقابلہ کے لیے جو بھی جانا چاہتا حضرت اُس کو روک دیتے یہاں تک کہ مصعب بن زبیر کے قریب آیا اور ایک نیزہ مار کر ان کو شہید کر دیا۔ حضرت نے سہل بن صیف کا حصہ لے کر اُس کی طرف پھینکا وہ اُس کے گلے کے قریب نہروں لگا اور فدا سی خراش اُس کے گلے پر بھی آگئی وہ طعون اپنے گھوڑے کی گردن سے لیٹ گیا اور اپنے لشکر میں بھاگا۔
 گائے کی طرح چلتا تھا۔ ابو سفیان نے کہا یہ حزر فرعون کیسی یہ تو ایک فدا سی خراش ہے۔ وہ بولا ولے ہو تم پر تو نہیں جانتا ہے کہ کس نے مارا ہے۔ یہ حربہ محمدؐ نے مجھ کو ملایا ہے۔ وہ مکہ میں ہمیشہ مجھ سے کہتے تھے کہ میں تم کو قتل کروں گا اور میں جانتا تھا کہ یقیناً اُن کا کہنا سچ ہو کر رہے گا۔ اگر اُن کی لگائی ہوئی یہ فدا سی خراش تمام اہل مکہ کو لگ جاتی تو سب مر جاتے۔ دوسری روایت کے مطابق اُس نے کہا کہ اگر وہ مجھ پر ٹوٹ دیتے تب بھی میں مر جاتا۔ غرض وہ طعون چلاتے چلاتے جہنم داخل ہوا۔

ساتویں بھڑا روایتی نے روایت کی ہے کہ حضرت مسلمانوں کے ایک شخص کے پاس گدھے سے جو کمان میں تیر جوڑ چکا تھا اور چاہتا تھا کہ ایک مشدک کو نشانہ کرے۔ حضرت نے تیر کو اسے ہاتھ سے مس کیا اور فرمایا اب اس کو سنا کر اس نے تیر چھوڑا اور وہ کافر گھوم کر دوسری طرف چلا گیا وہ تیر بھی اُسی کی طرف گھوم گیا۔ وہ طعون حدھر حدھر گھومتا رہا تیر اُس کا بھی کرتا رہا آخر اُس کے سر پر لگا اور وہ جہنم داخل ہوا۔
 تو خدا نے ہر اہل ذرا کی قدر فرمائی قَدْ نَرَى تَقَلُّوْاْهُمْ وَلَیْکِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ وَمَا سَ مِیْنَتْ اِذْ سَ مِیْنَتْ وَلَیْکِنَّ اللّٰهَ رَ حِیْمٌ سَمِعَ الْاَنْفَالَ اَرْسَلْنَا ثُمَّ سَمِعَ اَنْ لُّوْاْ قَتَلَ لَیْسَ لَیْسَ خَدَا نَ قَتَلَ کَیَا اود
 تم نے جب تیر اُن کی طرف پھینکا تھا تو تم نے نہیں بلکہ خدا نے پھینکا تھا۔

آنحواں مجھڑا روایت ہے کہ ابو قحزہ شاعر جنگ بدر میں گرفتار ہوا اور حضرت سے فریاد کی کہ آپ جانتے ہیں کہ میں مرد فقیر ہوں میری لڑکیوں پر احسان کیجئے اور مجھے چھوڑ دیجئے۔ حضرت نے فرمایا میں مجھے بغیر فدیہ لینے چھوڑے دیتا ہوں مگر آئندہ بھی میرے ساتھ جنگ کے لیے مت آنا۔ اُس طعون نے قسم

لے موقت فرماتے ہیں کہ یہ روایت بہت سی حدیثوں کے خلاف ہے جو اس ہستہ روایت کرتی ہیں کہ ذوالفقار آسمان سے نازل ہوئی ممکن ہے کہ اسی موقع پر نازل ہوئی ہو اور لوگوں کو ایسا ہی نظر آیا۔ ۱۳

کھائی کہ آئندہ میں کبھی آپ سے جنگ نہ کروں گا۔ لیکن احد کی جنگ میں کفار نے اُس کو ساتھ چلنے کے لئے کہا تاکہ لوگوں کو اپنے اشعار میں جنگ کی ترغیب دے۔ اُس نے کہا میں نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عہد کیا ہے کہ کبھی آپ سے جنگ کے لئے نہ آؤں گا۔ لوگوں نے کہا یہ گزشتہ جنگ کی طرح نہیں ہے اس مرتبہ محمدؐ ہمارے ہاتھ سے نکل نہیں سکتے۔ غرض وہ جنگ احد میں کفار کے ساتھ آیا اور سوائے اُس کے کوئی گرفتار نہیں ہوا۔ جب آنحضرتؐ کی خدمت میں اُس کو لائے حضرتؐ نے اُس سے پوچھا کیا تو نے ہم سے جنگ نہ کرنے کا عہد نہیں کیا تھا اُس نے کہا لوگوں نے مجھے فریب دیا۔ آپ مجھ پر رحم کیجئے آپ نے فرمایا ہرگز نہیں کہ تو مکہ میں جا کر اپنے شانے طے اور کہے کہ میں نے محمدؐ کو درمناؤ اللہ! یہ خوف بنایا۔ اَللّٰهُمَّ لَا تَلْصِقْهُمْ مِنْ حَقِيْقَةِ مَوْتَيْنِ مومن ایک سردار سے دوبارہ نہیں ڈسا جاتا۔ پھر امیر المومنین کو حکم دیا۔ آپ نے اُس کی گردن مار دی۔

تو اس مجروحہ شیعہ طبرسی نے بسند موثق امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ اصحاب رسولؐ میں ایک شخص قربان نامی تھا ایک روز لوگوں نے اس کی تعریف کی کہ وہ مومنین کی مدد بہت کیا کرتا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا وہ اہل جہنم سے ہے۔ روزِ احد اُس کے بارے میں لوگوں نے کہا وہ شہید ہو گیا۔ حضرتؐ نے فرمایا خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ پھر لوگوں نے اگر عرض کی یا رسول اللہ اُس نے خود اپنے تئیں مار ڈالا حضرتؐ نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں خدا کا رسولؐ ہوں۔ امام محمد باقرؑ نے فرمایا کہ قربان نے صحت جہاد کیا اور چھ یا سات مشرکوں کو قتل کیا جب وہ بہت زخمی ہو گیا لوگ اس کو بنی ظفر کے گھر آٹھالے گئے لوگوں نے اس کی تعریف کی کہ تم نے خوب جہاد کیا۔ اُس نے کہا کیا تعریف کرتے ہو اور کیا خوشخبری دیتے ہو میں نے جنگ کی تو اپنی قوم کی طرفداری اور محبت کے سبب کی اسلام کے لئے نہیں کی۔ اگر قوی محبت نہ ہوتی تو جنگ نہ کرتا۔ جب اس کے زخم زیادہ تکلیف دہ ہوئے ایک تیرکمان سے نکال کر اپنے کو مار ڈالا۔

دسواں مجروحہ۔ قطب راوندی نے حضرت امام موسیٰ کاظمؑ سے روایت کی ہے کہ جنگ احد میں عہدِ شہر بن عتیک کا ہاتھ جہا ہو گیا وہ بعد جنگ رات کے وقت حضرتؐ کے پاس کٹا ہوا ہاتھ لائے حضرتؐ نے وہ ہاتھ اُس کے مقام پر رکھ کر اپنا دست مبارک پھیر دیا وہ پھر اسی طرح درست و صحیح ہو گیا۔

گیارہواں مجروحہ۔ ربیعہ بن عمارؓ سے روایت ہے کہ جب مصعب بن عمیرؓ جو انصار کے علمائے تھے شہید ہوئے غلہ نے اُن کی صورت پر ایک فرشتے کو بھیجا جس نے غلہ کو اٹھایا اور اُس کی حفاظت کی۔ آخر روز حضرتؐ نے فرمایا اے مصعب آگے بڑھو۔ اُس فرشتے نے عرض کی میں مصعب نہیں بلکہ ملک ہوں۔ تو حضرتؐ نے سمجھا کہ وہ فرشتہ ہے اور غلہ نے اس کو حضرتؐ کی مدد کے لئے بھیجا ہے۔

فصل {مزید تائید اُس شجاعت و دلیری اور جان نثاری کی جو اُس جنگ میں امیر المومنینؑ نے ظاہر کی اور اُن افرتوں کا تذکرہ جو اُن حضرتؐ کو پہنچیں اور اُن ہمدونوں کی نامروی اور ذلت کا بیان جنکو مخالفین امیر المومنینؑ کا مثل بیان کرتے ہیں۔

ابن بابویہ نے مخالفین کے طریقہ سے عامر بن واثلہؓ سے روایت کی ہے کہ امیر المومنینؑ نے عمرو بن

لوگوں سے فرمایا کہ میں تم کو قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ آیا تم میں کوئی ہے جس کے ہاں سے میں جبریلؑ نے کہا ہوا جو کہ روزِ اُحد میرے حق میں کہا کہ اسے رسولِ علیؑ کے مواسات و خدمات آپ دیکھتے ہیں حضرتؑ نے فرمایا وہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں تو جبریلؑ نے کہا میں تم دونوں سے ہوں۔ لوگوں نے کہا کوئی نہیں۔ پھر فرمایا میں تم کو قسم دیتا ہوں بتاؤ تم میں کوئی ہے جس نے روزِ اُحد بنی عبدالدار کے نواحِ بہادر میں قتل کیا ہو۔ پھر ان کے قلامِ صواب نے اگر کہا تھا کہ خدا کی قسم اپنے آقاؤں کے عوض محمدؐ ہی کو قتل کر کے دم لوں گا۔ اُس کے خستہ سے کتہ جاری تھا اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔ سب مسلمان اُس سے ڈر کر کانپنے لگے اور کسی میں جرات نہ ہوئی کہ اُس کے مقابلہ پر جاتا اور میں اُس کے بلند و عظیم جسم کے سامنے ایک بزرگ گنبد کے مقابلہ پر مثلِ گیند کے تھا نہیں لے اُس کا مقابلہ کیا اور دُورِ آتش میں رہ جو لے آخر اُس کو میں نے دُورِ کُڑے کیا اُس کے پیر اور ماںیں زمین پر اسٹادہ تھیں میں نے اُس کے نصف باقی جسم کو جدا کر دیا۔ مسلمان اُس کے عظیم جسم کو دیکھنے اور تعجب سے ہنسنے لگے تھے۔ لوگوں نے کہا نہیں آپ کے سوا کسی نے یہ بہادری نہیں کی۔ اور شیخ طبری نے کتابِ احتجاج میں امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ امیر المومنینؑ نے روزِ ثور سے فرمایا کہ میں تم لوگوں کو قسم دیتا ہوں بتاؤ کہ آیا تم میں کوئی ہے جس کی موافقت فرشتوں نے ہو اُس وقت جبکہ لوگ میدانِ اُحد سے بھاگے میں تنہا ثابت قدم رہا۔ لوگوں نے کہا کوئی نہیں ہے۔ پھر فرمایا میں تم کو قسم دیتا ہوں بتاؤ تم میں کوئی ہے سوائے میرے جس نے آنحضرتؐ کو روزِ اُحد پانی دیا ہو لوگوں نے کہا نہیں۔

خصال میں بستہ مقبرہ مروی ہے کہ امیر المومنینؑ نے اپنی دینی خدمتوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ تمام اہل مکہ آئے تھے اور اپنی موروں کے لیے قبائل عرب کو بھی لائے تھے تاکہ اپنے بدد کے بکشتوں کا بدلہ لائیں۔ اُس وقت جبریلؑ نے آنحضرتؐ کو اُن کے ارادہ کی اطلاع دی۔ حضرتؐ نے اپنا بیگ اُحد کی پہاڑ پر آڑستہ کیا۔ قریش نے حملہ کیا اور بہت سے مسلمانوں کو شہید کر دیا باقی تمام مسلمان بھاگ گئے۔ میں تنہا حضرتؐ کی خدمت میں رہ گیا۔ ہوا جریں و انصار مدینہ میں اپنے گھر جا بیٹھے۔ ہر ایک اُن میں سے کہتا تھا کہ محمدؐ قتل ہو گئے۔ آخر خلفہِ عالم نے میرے ذریعہ سے مشرکین کو بھجا یا۔ مجھے شہر سے زیادہ زخم لگے تھے۔ پھر جنابِ امیرؑ نے اپنی زوائے مبارک ہمارے تمام زخم دکھائے اور فرمایا کہ اُس روز مجھ سے چند امور آنحضرتؐ کی نصرت میں صادر ہوئے جن کے ثواب کی خدا سے مجھے امید ہے انشاء اللہ العزیز۔

شیخ طوسیؒ نے روایت کی ہے کہ روزِ اُحد جب آنحضرتؐ کے اصحاب بھاگ گئے ایک بخت ہوا جلی اور ہاتھ کی آواز آئی جو کہہ رہا تھا لا سیف الا دیوالغفاس ولا فتنی الا علیؑ فی اذانِ یتیم صلا کا فابکوا الوفی یعنی ذوالغفار کے سوا کوئی تموار نہیں اور علیؑ کے سوا کوئی شجاع و بہادر نہیں تو جب مرے والوں پر رُخا وہ نہ کر تو عہدِ خدا و رسولؐ کو بھگا کرنے والے یعنی حمزہؑ پر رُخا جو عہدِ خدا و رسولؐ کو بھگا کرنے والے ابوطالبؑ کے بھائی تھے اور دیوانِ امیر المومنینؑ کے شارح نے بستی

بسیار بیان کیا ہے کہ لوگ روایت کرتے ہیں کہ نعلے لافٹی کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آواز سنی تَادِ عَلَيَّاسَظْهَرَالْعَبَاسُ۔ تَجِدُونَا لَكَ فِي التَّوَّابِ۔ كُلُّ نَحْمٍ وَهَيْبَةٍ سَيَنْجُو لَكَ يَا مُحَمَّدُ يَا مُحَمَّدُ بُولَايَتِكَ يَا عَلِيُّ يَا عَلِيُّ يَا عَلِيُّ لے
عیاشی نے سند معتبر حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت کا لشکر رزاد بھاگا تو حضرت نے ان کو پکارا کہ خدا کے عجب سے وعدہ فرمایا ہے کہ تمام دنیوں پر مجھ کو غالب کرے گا تو اقل و دوم نے کہا ہم کو تو بھاگا دیا اب پھر ہم کو جو خوف بناتے ہیں۔

ابن شہر آشوب نے عامر کی معتبر کتابوں سے روایت کی ہے کہ روزِ اُحد امیر المومنین کے جسم اقدس پر شوال کا سی زخم لگے تھے جبکہ آنحضرت کے آگے آگے آپ جنگ کر رہے تھے اور کفار کو دغ کر رہے تھے۔ ہر ضربت پر ہنسنے پر گہٹنے تھے اور جبریل آپ کو کھڑا کر دیتے تھے۔ اور دوسری سند سے عائشہ کے طریقہ پر امیر المومنین سے روایت ہے کہ حضرت بیان کرتے ہیں کہ روزِ اُحد چار ضربتیں مجھ کو ایسی لگیں کہ ہر ضربت پر میں زمین پر گر پڑا اور ہر تہہ ایک مرد خوشرو و خوشبو میرا بازو پکڑ کے کھڑا کر دیتا اور کہتا کہ اُپر حملہ کرو کہ تم خدا و رسول کی اطاعت میں ہو اور وہ تم سے راضی ہیں۔ جب میں نے جنگ ختم ہونے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ حال بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ با علیؑ خدا تہدی آنکھوں کو دشمن کرے وہ جبریل تھے۔

کتاب معتبرہ میں خدیجہ بن الیمان سے روایت ہے کہ جب جنگ اُحد میں مسلمانوں کو آنحضرت نے جہاد کا حکم دیا وہ سب نہایت تیزی سے میدان میں آئے اور دشمنوں سے لڑنے کی تمنا کرنے لگے اور لاف و گداز اور تعالیٰ کے ساتھ کہتے تھے کہ اگر دشمنوں سے مقابلہ ہو تو خدا کی قسم ہم میدان سے نہیں ہٹیں۔ یا قتل ہو جائیں گے یا خدا ہم کو فتح عنایت فرمائے۔ جب دشمنوں کے سامنے آئے تو خدا نے ان کو مبتلا کیا اور انہوں نے دیکھا اُحد بہت جلد اپنی تحکیوں کا ترہ چمکا آخر میدان سے چند لمحہ ہی میں بھاگ کھڑے ہوئے سوائے علی علیہ السلام اور ابو جہل کے کوئی باقی نہ رہا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ حال دیکھا تو سر بلند کر کے ہلادی کہ اتہا القاس میں نہ مل رہوں نہ قتل ہوا ہوں۔ لیکن آنحضرت کی آواز پر کسی نے دھیان نہ دیا اللہ بھاگے چلے گئے یہاں تک کہ مدینہ میں جا پہنچے۔ اور اسی پر بس نہ کی بلکہ جو شخص مدینہ میں داخل ہوتا کہتا جاتا تھا کہ تم قتل ہو گئے۔ جب آنحضرت ان سے ناامید ہو گئے تو اپنی جگہ پر کھڑے ہو گئے۔ علیؑ اور ابو جہل حضرت کے ساتھ تھے۔ آپ نے ابو جہل سے فرمایا تم علیؑ کے جاؤ اور اپنی قوم سے جا کر مل جاؤ۔ ابو جہل نے عرض کی یا رسول اللہ میں نے آپ سے ایسی بیعت نہیں کی تھی اور نہ ہم بھاگنے کے ارادہ سے مدینہ سے آئے تھے۔ حضرت نے فرمایا میں نے اپنی بیعت تم سے اٹھالی۔ ابو جہل نے عرض کی یا رسول اللہ عورتیں اپنے گھروں میں طعنہ دیں گی کہ میں نے اپنی جان کو حزن نہ رکھا

لے مؤلف فرماتے ہیں کہ زیادہ مشہور یہ ہے کہ نعلے تاد علیؑ جنگ خیبر میں لٹی تھی جیسا کہ اس کے بعد انشاء اللہ ذکر کیا

اُحد حضرت کو ہلاکت میں محو دیا اور بھاگ آیا۔ یا رسول اللہ آپ کے اُحد زندگی میں کوئی لطف نہیں۔ جب حضرت نے جہاد میں ان کی رغبت ملاحظہ فرمائی تو ان کو جنگ کی اجازت دی وہ تھوڑی ہی دیر میں زخموں سے مجبور اُحد نالواں ہو گئے اور اپنے کو پھینچتے ہوئے حضرت کے پاس پہنچا دیا اور حضرت کے پہلو میں بیٹھ گئے اور حرکت نہ کر سکتے تھے۔ اُحد علی بن ابی طالب برابر جہاد میں مشغول تھے اور جو سوا اور بود آگے بڑھتا تھا البتہ خدا اُن حضرت علیہ السلام کے ہاتھ سے قتل کر دیتا یہاں تک کہ آپ کی تلوار ٹوٹ گئی۔ آنحضرت نے اُن کو وہ الفداء عطا فرمائی۔ آپ نے پھر حکم کیا اور جو مشرک حضرت کے سامنے آتا قتل ہوتا یہی حال میں ان کو آنحضرت نے دیکھا اور نہایت غصہ مشاہدہ فرمایا تو حضرت نے آسمان کی طرف نگاہ کی اور مناجات کی کہ خداوند اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتیرا بندہ اور رسول میری طرف سے پیغمبر کے لئے اُس کے اہل سے اُس کا ایک وزیر قرار دیا ہے تاکہ اُس کے ذریعہ سے ہازوے رسول کو مضبوط فرمائے اور اُس پیغمبر کے امور میں اُس کو شریک قرار دے اور میرے لئے بھی تو نے ایک وزیر مقرر فرمایا ہے اور وہ میرا بھائی علی بن ابی طالب ہے۔ تو وہ کیا اچھا بھائی اور کیا اچھا وزیر ہے۔ خداوند اقدس مجھ سے چار شتر و مہشتوں سے مدد کا وعدہ فرمایا ہے۔ میرے مجبور اپنے وعدہ کو لیا کر یقیناً تو وعدہ خلافی نہیں کرتا اور تو نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ اپنے دین کو تمام دینوں پر غالب کر دے گا اگرچہ مشرکین نہ چاہیں۔ حضرت وعاذ مناجات میں مشغول تھے ناگہاں فضا میں بہت سی آوازیں سنیں۔ جب سر اٹھایا تو جبریل کو دیکھا جو سونے کی گرسی پر بیٹھے تھے اور چار ہزار فرشتے اُن کے ساتھ تھے اور کہہ رہے تھے لا فتی لا اعلیٰ لا سیف الا ذوالفقار۔ غرض جبریل نازل ہوئے اور فرشتے آنحضرت کے گرد جمع ہوئے اور حضرت کو سلام کیا۔ جبریل نے کہا یا رسول اللہ اُسی خدا کی قسم جس نے آپ کو پیغمبری کے ساتھ مقرر فرمایا ہے تاکہ مقررین کو آپ کی نصرت میں علی کی جان نثانی پر تعجب ہے۔ پھر جبریل اور فرشتوں نے مشرکین پر حملہ کیا اور اُن کو بھاگ دیا۔ جب مدینہ واپس روانہ ہوئے تو حضرت علیہ السلام منین مشرکین کے خون سے کلم کو رنگین کئے ہوئے سیدہ عرب و عجم کے آگے آگے چلے اور ابو دجانہ ان کے پیچھے تھے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ طیبہ میں پہنچے عورتوں کی آوازیں سنیں جو آنحضرت کی مصیبت پر روتی تھیں۔ لوگوں نے جب کلم نصرت شہم کو مشاہدہ کیا مرد و زن سیدہ الانبیاء کے استقبال کے لیے دوڑے اور بھاگنے والے چہرے میں مصرت کرنے لگے۔ خداوند عالم نے کتاب آمیز آیتیں ملامت کے لئے نازل فرمائی جیسا کہ پہلے بیان ہوئے۔ پھر حضرت نے فرمایا لوگو تم نے مجھ کو تنہا چھوڑ دیا اور اپنی جانوں کی حفاظت کی تاہم علی نے میری مدد و نصرت کی۔ لہذا جس نے اُس کی اطاعت کی اُس نے میری اطاعت کی اور جس نے اُس کی نافرمانی کی اُس نے میری نافرمانی کی اور دنیا و آخرت میں مجھ سے جدا ہو گیا۔ خدیفہ کہتے ہیں کہ کسی چھل والے کے لئے زیبا نہیں کہ اس میں شک کرے کہ جس شخص نے کبھی خدا کے ساتھ مشرک نہیں کیا یقیناً اُس سے بہتر ہے جس نے سالہا سال بت پرستی کی ہے۔ اور جو شخص جہاد سے کبھی نہیں بھاگا بیشک اُس سے افضل ہے جو ہر موقع پر جہاد سے بھاگا اور جو شخص سب سے پہلے ایمان لایا وہ ضرور اپنے غیر سے بہتر ہوگا۔

کھینچنے بسند معتبر روایت کی ہے کہ ابو وجاہہ انصاری نے روزِ احدِ عامہ سرور باندھا اور اس کا ایک سراپشت پر لٹکایا اور میدانِ قتال میں اکڑتے ہوئے آئے اور اپنا مقابل طلب کیا آنحضرت سے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میدانِ قتال میں اُس کی راہ میں جنگ کے سوا اس طرح چلنا خداوندِ عالم پسند نہیں کرتا

لے مؤلف فرماتے ہیں کہ زیادہ تر حدیثیں جو ہم نے امیر المؤمنینؑ کے ثباتِ قدم اور آنحضرتؐ کی نصرت کے بارے میں اور شجاعانِ قریش اہلِ ان کے علماء کے قتل کرنے کے سلسلہ میں بیان کی ہیں ابن ابی الحدید ابن اثیر اور عامہ کے تمام مؤرخین اور مفسرین نے بھی ان حدیثوں کو ذکر کیا ہے اور اقرار کیا ہے کہ نصف کشمگانِ مشرکین اُس جنگ میں امیر المؤمنینؑ کی تلوار سے مارے گئے اور کسی نے اس میں اختلاف نہیں کیا ہے کہ جناب امیرؑ نہیں بھاگے تھے۔ اور اس پر اتفاق کیا ہے کہ جناب عثمانؓ بھاگے اور احواس تک چلے گئے اور تین روز کے بعد واپس آئے۔ آنحضرتؐ نے اُن سے فرمایا کہ کس قدر طویل گریز تم نے کیا۔ اور فاقہی اور ان کی کثیر جماعت نے حضرت عمرؓ کے بھاگنے پر شیعوں کے ساتھ اتفاق کیا ہے اور نقل کیا ہے کہ خضارہ بن الخطابؓ نے نیزہ کی نوک اُن کی بیٹھ چین چھو کر کہا یہ وہ نعمت ہے جس کا تم کو شکر ادا کرنا چاہیے کہ میں نے تمکو قتل نہیں کیا۔ اُن کے اکثر مؤرخین نے کہا ہے کہ حضرت ابو بکرؓ نہیں بھاگے تھے ساتھ ہی سب نے اس پر بھی اتفاق کیا ہے کہ موصوف کے بارے میں کسی جنگ میں کوئی زخم کھانا یا کسی کو کوئی زخم پہنچانا بیان نہیں کیا گیا اس سے زیادہ حیرت اور کیا ہو سکتی ہے کہ دعوائے تو کرتے ہیں کہ وہ جنگ میں ثابت قدم رہے لیکن نہ کسی کو ایک زخم پہنچایا اور نہ خود کوئی زخم کھایا۔ وہ غور نہیں کرتے کہ ایسے معرکہ میں جہاں سب کے سب بھاگے اور حضرت سرورِ عالم کو تنہا چھوڑ گئے اور کوئی حضوت کے پاس نہ رہ گیا تو کیسے ممکن ہے کہ وہ ایک شخص کو کوئی زخم دشمن نہ پہنچاتے اور اگر اپنی دل کی کمزوری کے سبب وہ جنگ نہیں کرتے ہیں اور کسی کو زخمی نہیں کرتے تو مشرکین میں سے کوئی کیوں ان کی طرف رخ نہیں کرتا ہے۔ یہی کہا جاسکتا ہے کہ کفار جانتے تھے کہ وہ باطن میں اُن کے موافق ہیں۔ اس سبب سے ان کی طرف متوجہ نہیں ہوئے اگر ایسا نہیں ہے تو کیسے ممکن ہے کہ ابو وجاہہ انصاری اور سببِ جراحہ کو تو کفار زخمی کریں اور جس کو رسولؐ کا یارِ فار اور انیس و غولار بگھتے ہیں چھوڑ دیں اور اس کی ایسی دلجوئی اور رعایت کریں۔ ممکن ہے کہ کہا جائے کہ موصوف نے ان کی نظر بندی کر دی تھی اور ان کی نگاہوں سے پوشیدہ ہو گئے تھے باوجود اس کے کہ ابن ابی الحدید نے تسبیح کی اسی طرح نقل کی ہے جس طرح ہم بیان کرتے ہیں کہ حضرتؐ نے فرمایا ہمارا مقام فلاں اور فلاں کے مقام سے بہتر ہے۔ اس کے بعد ابن ابی الحدید کہتے ہیں کہ کیا اچھا ہوتا اگر راوی یہ بھی بتا دیتا کہ فلاں فلاں کون ہیں۔ پھر وہ نقل کرتے ہیں کہ میں عقیقہ بن معدی کلوٰی کے پاس تھا اور کوئی شخص کتبِ منافذی و فاقہی اُن کے سامنے پڑھ رہا تھا اور اس ذکر تک پہنچا کہ جب اُحد میں آنحضرتؐ کا لشکر بھاگا اور لوگ پہاڑ پر چڑھ گئے آنحضرتؐ اُن کو ہر چند پکارتے رہے مگر وہ متوجہ نہ ہوئے۔

(فصل) بعض شہدائے اُحد اور مشرکین کے مقتولین کا تذکرہ واضح ہو کہ عامہ و خاصہ کی اکثر معتبر حدیثیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ شہدائے اُحد مشرکوں تھے۔ بعض کا بیان ہے کہ ایک ایسی تھی جن میں اکثر انصار میں سے تھے! صحیح قول اقول ہے۔ اور مشرکین کے بارے میں مشہور تر ہے کہ ان کے اٹھائیس مقتولین تھے۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ ایک روز آنحضرتؐ عمرو بن العاصؓ و عقبہ بن ابی معیط کی طرف سے گورے جو ایک باران میں شراب پی رہے تھے اور چند اشارہ گارہے تھے جو حضرت حمزہؓ شیر خدا کے قتل پر طعن و طنز تھے۔ حضرت سُنُکُریہؓ بہت غمگین ہوئے اور فرمایا خداوند انہر اخفت کر اور ان کو اپنے عذاب میں مبتلا کر اور جہنم میں داخل کر۔ اور قرب الاستناد میں امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ

عقبہ حاشیہ (۱) نہیں ہوئے۔ حضرت فرماتے تھے اے فلاں صاحب یہاں آئیے وہ متوجہ نہیں تھے تو دوسرے سے فرمایا فلاں فلاں میں خدا کا رسولؐ ہوں۔ وہ بھی متوجہ نہ ہوئے اور دونوں صاحب بھاگتے ہوئے چلے گئے۔ اس وقت محمد بن سعد نے میری طرف اشارہ کیا کہ ستمگو فلاں اور فلاں ابو بکرؓ و عمرؓ ہیں میں نے کہا انہیں دوسرے لوگ ہوں گے۔ تو وہ بولے ان کے علاوہ صحابہ میں سے کون تھے جنگا نام صاف صاف بیان کرنے میں لوگ ڈرتے ہیں۔ درقول مولفہا میں کہتا ہوں کہ اس سے انکار نہایت تعصب کی دلیل ہے یا عقیدہ ہے۔ کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ خلفائے آباد اجداد میں سے کوئی صاحب جنگ احد میں مسلمانوں کے ساتھ نہ تھے جن کی روایت یہ لوگ کرتے ہیں اور ان کا نام صاف طور سے نہیں لیتے اور ان دونوں حضرات کو جو قریش کے بُت تھے امیر المؤمنینؑ اور تمام صحابہ پر ترجیح دیتے ہیں اور ہدی کے ساتھ ان کا نام لینے میں تعقید کرتے ہیں۔ اور اس سے نیا وہ تعجب خیز امر یہ ہے کہ ابن ابی الحدید نے دعویٰ کیا ہے کہ راویوں کا اتفاق ہے کہ ابو بکرؓ نہیں بھاگے تھے باوجود اپنے شیخ ابو جعفر حسکانی کے کہ جو ابات کے جو انہوں نے جاہلہ کے شہدوں کے دینے تھے جو باطل نے امیر المؤمنینؑ کے اسلام پر ابو بکرؓ کے اسلام پر ابو بکرؓ کو فضیلت دینے میں کیئے تھے اور کہا تھا کہ ابو بکرؓ پیغمبر کے ساتھ جنگ احد میں ثابت قدم تھے جس طرح علیؓ تھے۔ اُس کے بھائی ابی الحدید نے کہا کہ ہمارے شیخ ابو جعفر نے ثبات ابو بکرؓ کے بارے میں فرمایا کہ اکثر مورخین اور ارباب سیر نے ان کے ثابت قدم رہنے سے انکار کیا ہے اور ان کے جھوٹے روایت کی ہے کہ روز احد حضرتؐ کے ساتھ سوائے علیؓ و طلحہؓ و زبیرؓ اور ابو جہلؓ کے کوئی نہ رہ گیا تھا۔ اور ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ عبد اللہ بن مسعودؓ بھی تھے اور بعض نے کہا ہے کہ مقدادؓ بن عمروؓ بھی تھے اور یحییٰ بن سلمہ بن کسیر نے روایت کی ہے کہ میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ روز احد کتنے لوگ جناب رسول خدا صلی علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نہ گئے تھے۔ ہر شخص دعویٰ کرتا ہے کہ میں تھا۔ میرے والد نے فرمایا کہ علیؓ اور ابو جہلؓ دو حضرات ثابت قدم رہے۔ لہذا مصلوم ہوا کہ روایت میں ان لوگوں کا اتفاق کرنا بھی غلط ہے بلکہ ان میں سے اکثر لوگ ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ سب کو بھاگنے والوں میں قرار دیتے ہیں۔

نے روز فتح مکہ فرسا اوصام سارہ دونوں بدکار عورتوں کو قتل کرنے کا حکم دیا جو آنحضرتؐ کی بھوپا یا کرتی تھیں اور جنگ اُحد میں آنحضرتؐ کے قتل کی ترغیب اور تحریص کرتی تھیں۔ چاہتا چاہیے کہ مشہور رہے کہ وحشی قبائل جناب حمزہؑ تھاؤہ مسلمان ہو گیا اور توبہ کر لی۔ آنحضرتؐ نے اُس کی توبہ قبول فرمائی اور فرمایا کہ میرے سامنے کسی نہ آئے۔ اور بعض احادیث معتبرہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ مرحوم لاہرانہ ہے قیامت میں اُس کا حال مظلوم ہو گا۔ چنانچہ کلینی وغیرہ نے بسندِ ہائے معتبرہ روایت کی ہے کہ لوگوں نے امام محمد باقرؑ سے اس آیت کی تفسیر دریافت کی **فَالْمُتَوَدِّعُونَ مُؤْتَجِدُونَ لَا مِرَارَ لَكُمْ فِيهَا** (یعنی توبہ آیت) یعنی وہ میرے گروہ ہیں جن کے بارے میں امر خدا کے لئے تاخیر کی گئی ہے یا خدا اُنہیں عذاب کرے یا ان کی توبہ قبول فرما کر امامؑ نے فرمایا کہ وہ ایسی چند جماعت ہے جو مشرک تھی اور حالتِ شرک میں جناب حمزہؑ و جعفرؑ کو اور اکثر مہاجرین کو اُنہی جیسے لوگوں نے قتل کیا۔ پھر وہ اسلام میں داخل ہو گئے اور خدا کی وحدانیت کا اقرار کیا لیکن ایمان کو حقیقت میں سمجھ نہ سکے کہ مومنین میں سے ہوتے اور بہشت اُنہیں واجبہ موتی اور اپنے انکار پر بھی باقی نہ رہے تھے کہ کافر رہے ہوں اور جہنم اُن کے لئے واجب ہو۔ لہذا وہ ایسی حالت میں تھے کہ یا خدا اُنہیں عذاب کرے یا ان کی توبہ قبول فرمائے۔ اور جو حدیث کہ مشہور ہے کہ حمزہؑ اودان کا قاتل بہشت میں ہونے کے شیعوں کے طریقہ سے نظر سے نہیں گزری وہ اہلسنت کی حدیثوں میں سے ہے۔

ابن ابی الحدید نے روایت کی ہے کہ عمر بن عبدود بنی ایک نیک اور صالح مرد تھا۔ روزِ شنبہ جبکہ آنحضرتؐ اُحد میں تھے اُس نے یہودیوں سے کہا کہ تم لوگ جانتے ہو کہ محمد مصطفیٰ ﷺ آج اور شنبہ کے دن کسی کام میں مشغول نہ ہونا چاہیے۔ اُس نے کہا اسلام لانے کے بعد شنبہ کا احترام ہائی نہیں رہتا۔ پھر اپنی تلوار لے کر آنحضرتؐ کی خدمت میں آیا اور کفار سے ٹوکا شہید ہو گیا۔ تو حضرتؐ نے فرمایا کہ عمر بن عبدود بنی سب سے بہتر تھا۔ جب کہیں باہر جاتا تو یہ کہہ کے جاتا کہ اگر میں مارا جاؤں تو میرا تمام مال عتقہ کا ہے وہ جو چاہتا کریں۔ اور اکثر اوقات آنحضرتؐ اُس کے سال سے مدینہ کے مساکین و مستحقین کو عطا فرماتے۔ اور عمرو بن الجحش لنگڑا تھا اُس کے چادر لٹکے تھے جو شیروں کے مانند آنحضرتؐ کے ساتھ ہر غزوہ میں حاضر رہتے تھے۔ اس نے روزِ اُحد جنگ کا ارادہ کیا۔ لوگوں نے منع کیا اور کہا تم لنگڑے ہو اگر تم جہاد نہ کرو تو کوئی حرج نہیں۔ تمہارے لڑکے تو حضرتؐ کے ساتھ گئے ہی ہیں اُس نے کہا میرے لڑکے تو بہشت میں جائیں اور میں تمہارے پاس بیٹھا رہوں۔ یہ کہہ کر روانہ ہوا اور یہ کہتا ہوا چلا کہ خداوند مجھے اب میرے اہل و عیال کی جانب واپس نہ کرنا۔ غرض آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہا یا رسول اللہ میری قوم جہاد سے مجھے مانع ہوئی لیکن میں حاضر ہو گیا ہوں کہ اس کو ٹھہرے ہوئے پیر سے میدانِ جنگ سے بہشت کی طرف دُور جاؤں۔ حضرتؐ نے فرمایا خدا نے تجھ کو مندور رکھا ہے تم پر جہاد واجب نہیں ہے اُس نے قبول نہ کیا اور میدانِ قتال میں جا پہنچا اور لڑکر شہید ہو گیا۔ تو اُس کی زوجہ اور اس کے لڑکے اور اُس کے بھائیوں نے اس کو اودنٹ پر بار کیا تاکہ مدینہ نہ جائیں۔ جب اودنٹ اُحد کی سرحد تک پہنچا تو

یہودیوں نے اُنہیں قتل کر دیے اور ان کے سرے کاٹ کر اُن کے گھر لے گئے۔

یہودیوں نے اُنہیں قتل کر دیے اور ان کے سرے کاٹ کر اُن کے گھر لے گئے۔

یہودیوں نے اُنہیں قتل کر دیے اور ان کے سرے کاٹ کر اُن کے گھر لے گئے۔

جب اس کو مدینہ کی جانب لے جانے کی کوشش کرتے تھے وہ بیٹھ جاتا تھا اور جب اُحد کی طرف لے جاتے تو دوڑ جاتا تھا۔ آخر اس کی تدبیر حضرت کی خدمت میں آئی اور واقعہ عرض کیا حضرت نے فرمایا یہ اُونٹ خدا کی جانب سے مامور ہے کہ ایسا کرے۔ کیا اس نے گھر سے آتے وقت کچھ کہا تھا؟ ان لوگوں نے کہا ہاں۔ جب وہ اُحد کی جانب روانہ ہوئے قبلہ کی طرف رخ کر کے کہا کہ خداوند اٹھے میرے اہل و عیال کی جانب واپس نہ کرنا اور مجھے شہادت نصیب کر حضرت نے فرمایا اسی سبب سے اُونٹ اُدھس نہیں جاتا ہے۔ اے گروہ انصاف خدا کے نزدیک تم میں سے ایک گروہ وہ ہے کہ خدا کو جس بارے میں قسم دیتا ہے وہ اس کو پورا کرتا ہے اور مرد بن الجوع بھی اُسی گروہ میں سے ہے۔ اے نبی بی فرشتے تیرے بھائی عبداللہ بن عمر کے سر پر سایہ کیے ہوئے ہیں جب سے وہ شہید ہوا ہے اور منتظر ہیں کہ وہ کہاں دفن ہوتا ہے۔ پھر حضرت خود متوجہ ہوئے اور لوگوں نے اس کو دفن کیا۔ پھر فرمایا اے ہند تیرا شوہر! بھائی اور لڑکے بہشت میں ایک ساتھ ہیں۔ اُس نے عرض کی یا رسول اللہ دعا فرمائیے کہ میں بھی ان کے ساتھ رہوں۔ اور عبداللہ نے جو جابر انصاری کے والد تھے جنگ اُحد سے پہلے بہتر میں عبداللہ کو خواب میں دیکھا جو جنگ بدر میں شہید ہو چکے تھے وہ عبداللہ سے کہہ رہے تھے کہ عنقریب تم بھی یہاں پاس آؤ گے۔ عبداللہ نے پوچھا تم کہاں رہتے ہو؟ کہا بہشت میں اور بہشت میں جہاں چاہتا ہوں ہوں۔ پھر تارہوں عبداللہ نے پوچھا تم کو بدر میں مارے گئے کہا ہاں مگر خدا نے مجھے زندہ کر دیا جب عبداللہ کے یہ خواب حضرت سے بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ اے جابر جابر تم بھی شہید ہو گے۔ عرض حضرت نے روزہ اُحد عبداللہ کو راند مرد بن الجوع کو ایک قبر میں دفن کرنے کا حکم دیا۔ اور چونکہ ان کی قبر سیلاب کی زد پر واقع تھی لہذا سیلاب کی وجہ سے وہ منہدم ہو گئی اور ان کے جسم نمایاں ہو گئے۔ لوگوں نے دیکھا کہ عبداللہ کے چہرے پر ایک زخم تھا وہ اس پر ہاتھ رکھے ہوئے تھے۔ لوگوں نے ہاتھ زخم پر سے ہٹایا تو خون جاری ہو گیا تو پھر ہاتھ کو اُسی زخم پر رکھ دیا اور خون بند ہو گیا۔ جابر کہتے ہیں کہ چپ لیس سال کے بعد میں نے اپنے والد کو قبر میں دیکھا کہ ان میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی تھی۔ گو یادہ سو رہے تھے وہ ان کا کفن میلانہ ہوا تھا اور جو کس کس ان کے پیروں پر رکھ دی گئی تھی ترو تازہ تھی۔ جابر نے چاہا کہ انہیں نظر چڑک دیں صحابہ نے کہا وہ جس طرح ہیں رہنے دو اور کوئی تعارف نہ کرو۔

یہ واقعہ صحیح ہے کہ عبداللہ بن عمر کے سر پر سایہ کیے ہوئے ہیں جب سے وہ شہید ہوا ہے اور منتظر ہیں کہ وہ کہاں دفن ہوتا ہے۔

یہ واقعہ صحیح ہے کہ عبداللہ بن عمر کے سر پر سایہ کیے ہوئے ہیں جب سے وہ شہید ہوا ہے اور منتظر ہیں کہ وہ کہاں دفن ہوتا ہے۔

پھر ابن ابی الحدید اور وہ سرے لوگوں نے روایت کی ہے کہ معاویہ نے اُحد پر ایک نہر جاری کی تاکہ شہدائے اُحد کی قبریں نہ مٹ جائیں۔ اور مدینہ میں منادی کرادی کہ جس کے عزیز اُحد میں دفن ہوں وہ آئیں اور دیکھیں۔ ابن مدینہ اُحد پر شہدائے قبروں کے پاس پہنچے ان کی قبروں کو کھولا ان کے اجسام ترو تازہ تھے اور زندہ لوگوں کے مانند ان کے احضا سمیت اور پھیلتے تھے ان میں سے ایک کے سر پر سیلاب لگ گیا اسی وقت خون جاری ہو گیا۔ جیسے جیسے ان کی قبروں کو لوگ کھودتے تھے مشک کی خوشبو مٹی سے پھیلتی جاتی تھی۔ عبداللہ انصاری اور مرد بن الجوع ایک قبر میں اور سعد بن زید اور جابر بن عبد اللہ ایک قبر میں تھے عبداللہ انصاری اور مرد کو قبر سے نکالا کیونکہ آپر وہ سوپ پڑتی تھی۔ اہل خارجہ اور سعد کو

اُن کی قبر سے نہیں نکلا۔ جب معاویہ پر امر قبیح عمل میں لایا اور کوئی مانع نہ ہوا تو ابوسعید خدری نے کہا اب اس کے بعد کسی بُرائی سے لوگ انکار نہ کریں گے۔

تین سو ال باب

غزوہ حمراء الاسد کے بیان میں

شیخ طبری نے ابان بن عثمان سے اور علی بن ابیہیم نے اپنی تفسیر میں اور نعمانی نے اپنی تفسیر میں حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب کفار قریش واپس ہوئے تو اپنی ناکام واپسی پر پشیمان ہوئے وہ آپس میں مشورہ کیا کہ واپس چلو اور مدینہ کو غارت کرو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمایا کہ کوئی ہے جو ان کے حال سے مجھے مطلع کرے۔ کسی نے جواب نہ دیا تو امیر المومنین علیہ السلام نے باوجود ان رخصوں کے جو آپ کے جسم اطہر میں تھے عرض کی میں جاتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا جاؤ اور دیکھو اگر وہ گھوڑوں سوار ہوں اور اونٹوں کو خالی پھینچتے ہوں تو سمجھنا کہ مدینہ کا ارادہ رکھتے ہیں اور اگر ایسا ہو تو بچنا میں اُن کے لئے ہدف قرار دوں گا کہ بہت جلد اُن پر غلاب نازل ہو جائے گا۔ اور اگر وہ اونٹوں پر سوار ہوں اور گھوڑے خالی ہوں تو وہ مکہ کا ارادہ رکھتے ہیں۔ غرض جناب امیرؑ اُن کے تعاقب میں گئے اور دیکھ کر خبر لے کر وہ اونٹوں پر سوار ہیں اور گھوڑے خالی پھینچتے جا رہے ہیں۔ تو حضرت مدینہ کی جانب روانہ ہوئے۔ جب مدینہ پہنچے تو جبریلؑ نے آکر کہا یا رسول اللہ خدا آپ کو حکم دیتا ہے کہ ان کا تعاقب کیجئے اور آپ کے تھوپی لوگ ہوں جو زخمی ہوں۔ یہ حکم ملتے ہی آنحضرت نے منادی کرانی کہ اے گروہ ہاجرین و انصار تم میں جو لوگ زخمی ہیں وہ میرے ساتھ آئیں اور وہ لوگ جنگ کوئی زخم نہیں لگائے وہ مدینہ میں رہیں یا ورنہ زخمی صحابہ اپنی مرگم ہٹی میں مشغول تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی وَلَا تَهِنُوا فِي ابْتِغَاءِ الْقَوْمِ اِنَّ تَكُونُوا تَاْكُتُونَ فَاِنَّكُمْ لَا تَاْكُتُونَ كَمَا تَاْكُتُونَ وَتَرْتَحِلُونَ مِنْ اَنْفَالِهِ مَا لَا يُرْتَحِلُونَ رِبِّ سُوْرَةِ الْاَنْشَاءِ جنتنا ترجمہ کافروں کی تلاش اور اُن کے ساتھ جنگ میں سستی مت کرو اور کمزوری مت ظاہر کرو گرچہ تم زخم کھاتے ہوئے اور ٹھکے ہوئے ہو۔ تم کو زخم آئے ہیں اور تم میں جنتا ہو تو کفار قریش بھی زخمی اور تم سے بھرے ہوئے ہیں جیسا کہ تم جنتاے رنج و غم ہو۔ لیکن تم کو خدا سے ثواب کی امید ہے اور انکو کوئی امید نہیں۔ خدا کا یہ فرمان شکر صحابہ باوجود تکلیف اور زخم کے مشرکین کے تعاقب میں مدینہ سے نکلے امیر المومنینؑ نے حکم بلند کیا اور اُن کے آگے آگے چلے۔ جب آنحضرت صحابہ کے ساتھ حمراء الاسد تک پہنچے جو مدینہ سے آٹھ میل دور تھا قریش دو حاکمیں ٹھہرے تھے۔ عکرمہ بن ابی جہل، عاصم بن ہشام، عمرو بن ملجم

اور خالد بن ولید کی رائے تھی کہ مدینہ پر حملہ کر دیں کیونکہ ان کے سر پر آوردہ لوگوں کو ہم قتل کر چکے ہیں اور سب سے زیادہ بہادری حمزہ کو چاک کر چکے ہیں۔ اب چل کر ان کے مال و متاع کو لوٹ لیں اور ان کی عورتوں اور لڑکیوں کو اپنی آغوش میں لیں۔ اسی اثناء میں ایک شخص ان کی طرف سے گزرا جو مدینہ سے مکہ جا رہا تھا۔ ان لوگوں نے اس سے آنحضرت کا حال دریافت کیا اس نے کہا تمہارے اہل بیت علیہم السلام اور ان کے اصحاب کو میں نے حمزہ الاسد میں چھوڑا ہے جو تمہارے تعاقب میں آ رہا ہے میں اور نہایت غلیظ اور تیزی سے چل رہا ہوں اور غریب علی بن ابی طالب مقدمہ لشکر کے ساتھ پہنچنے والے ہیں۔ ابوسفیان نے کہا یہ واپس ہونا تامل اور بناوٹ ہے اور جو کہ وہ کہناوت کرتا ہے رستگاری اور نجات نہیں پاتا۔ اب جبکہ ہم کو فتح حاصل ہوئی ہے اگر ہم واپس چلے جائیں گے تو مغلوب ہو جائیں گے۔ پھر نعیم بن مسعود اسی ان کی طرف سے گذرا۔ ابوسفیان نے پوچھا تم کہاں جاتے ہو؟ کہا اپنے اہل و عیال کے لیے غلہ وغیرہ خریدنے مدینہ جا رہا ہوں۔ ابوسفیان نے کہا اگر حمزہ الاسد کے راستہ سے جاؤ اور مقدمہ اور ان کے اصحاب سے ملاقات ہو تو ان کو بتا دینا کہ قبائل عرب کے سردار اور ان کے ہمراہی ہماری مدد کے لیے جمع ہو گئے ہیں۔ اور ان کو خوب ڈرا دینا تاکہ وہ مدینہ واپس چلے جائیں۔ میں تم کو دشمن خرامہ اور منقطع دینا ہوں۔ نعیم نے منظور کر لیا اور دو سرے روز حمزہ الاسد پہنچا۔ آنحضرت کے اصحاب سے پوچھا کہاں جاتے ہو؟ ان لوگوں نے کہا قریش کے تعاقب میں۔ اس نے کہا واپس جاؤ کیونکہ قریش کے ہم سوگند تمام قبیلے جو جنگ اعد میں نہیں آئے تھے ان کے ساتھ آکر جمع ہو گئے ہیں اور غریب ان کا مقدمہ پیش آیا چاہتا ہے۔ تم لوگوں کو ان سے مقابلہ کی تاب و طاقت نہیں ہے۔ مسلمانوں نے کہا حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ ہم ان کی ہمدان نہیں کرتے۔ پھر جبریل نازل ہوئے اور کہا اے رسول اللہ اب واپس جائیے کیونکہ خدا نے کفار قریش کے دلوں میں آپ کا رعب اور خوف ڈال دیا ہے اور وہ مکہ واپس چلے گئے تو آنحضرت جمعہ کو مدینہ واپس آئے اور خدا نے یہ آیتیں نازل کیں الَّذِينَ آمَنُوا بِآيَاتِنَا وَلَمْ يَكُن لَّهُمْ سُلُوكُ فِيهَا مَلَأُوا أَبْصَارَهُمْ وَالَّذِينَ آمَنُوا بِآيَاتِنَا وَلَمْ يَكُن لَّهُمْ سُلُوكُ فِيهَا مَلَأُوا أَبْصَارَهُمْ وَالَّذِينَ آمَنُوا بِآيَاتِنَا وَلَمْ يَكُن لَّهُمْ سُلُوكُ فِيهَا مَلَأُوا أَبْصَارَهُمْ

یعنی ابوسفیان نے کہا کہ تمہارے ساتھ جنگ کے لیے لشکر جمع ہوا ہے تو ان سے ڈرو تو یہ بات ان کے ایمان کی زیادتی کا سبب ہوئی اور وہ بولے کہ ہمارے لیے خدا کافی ہے اور وہ ہمارا کیا اچھا مددگار ہے۔ فَأَتَقَلَّبُوا فِي غَمَلَةٍ مِنَ اللَّهِ وَفَضَّلَ اللَّهُ نَبِيَّهُمْ سُلُوكًا وَابْتَحُوا بِرِضْوَانِ اللَّهِ وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَظِيمٍ

رب آیت سورتہ مذکورہ تو وہ لوگ خدا کی نعمت اور اس کے فضل کے ساتھ واپس ہوئے اور ان کو کوئی تکلیف اور اذیت نہیں پہنچی انہوں نے خدا کی

خوشنودی پیش نظر رکھی اور خدا بڑا فضل والا ہے۔ اعاویث معتبرہ میں وارد ہوا ہے کہ جو شخص کسی شخص سے کہے **حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ** تو اس کو دشمن سے کوئی ضرر نہیں پہنچ سکتا۔ کیونکہ خدا فرماتا ہے کہ جب اُن لوگوں نے یہ بات کہی تو خدا کی نعمت اور اُس کے فضل کے ساتھ اسی دہان سے واپس ہو گئے۔

شیخ طبری نے ابان بن عثمان سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ جنگ حمراء الاسد کو گئے، ایک فاسق عورت جس کو عصا کہتے تھے جو بنی حطرہ سے تھی اور وہ اوس و خزرج کی مجلسوں میں جایا کرتی تھی ان مجلسوں میں آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اشعار پڑھا کرتی تھی اور لوگوں کو آنحضرتؐ سے جنگ کی ترغیب دیا کرتی تھی۔ اُس وقت بنی حطرہ میں ایک شخص عبید بن عدی کے سوا کوئی مسلمان نہیں ہوا تھا۔ جب حضرتؐ واپس مدینہ چلے گئے تو عبید نے دوسرے روز صبح کو اُس عورت کو قتل کر دیا اور حضرتؐ کی خدمت میں واپس چلے آئے۔ اور عرض کی میں نے عصا کو قتل کر دیا اس لیے کہ آپ کی شان میں گستاخی کیا کرتی تھی۔ حضرتؐ نے ان کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ یہ دوسرے جو غائبانہ خدا و رسولؐ کی نصرت کیا کرتا ہے اُس عورت کا خون پامال ہے کیونکہ اُس کا دوسرے نہ ہو گا۔ عبید کہتے ہیں کہ جب میں نے واپس جا کر دیکھا تو اُس کے لٹکے اُس کو دفن کر رہے تھے اور کسی نے مجھ سے اُس کے قتل پر کوئی بات نہیں کہی۔

ابن ابی الحکیم اور ابن اثیر نے روایت کی ہے کہ جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فردۃ حمراء الاسد سے واپس ہوئے راستے میں معاویہ بن مغیرہ، ابن ابی العاص اور ابو عروہؓ کو گرفتار کیا جو لشکر کفار سے ہاموسی کے لیے آئے تھے حضرتؐ کے حکم سے ابو عروہ کی گردن مار دی گئی جیسا کہ گذر چکا۔ معاویہ مذکور نے جناب حمزہؓ کی ٹانگ اور بعض اعضائے جسم کاٹے تھے وہ راستہ بھول گیا تھا جناب عثمانؓ کے گھر صبح کو پناہ لینے پہنچا۔ انہوں نے دیکھا تو کہا تو نے تو مجھے بھی اور اپنے نہیں بھی ہلاک کیا اُس نے کہا تم میرے خاندان میں میرے سب سے قریب کے رشتہ دار ہو اس لیے آیا ہوں کہ تم میرے واسطے امانی طلب کرو۔ جناب عثمانؓ نے اس کو اپنے گھر میں چھپا دیا اور حضرتؐ کے پاس آئے تاکہ معلوم کریں کہ اُس کے بارے میں کیا تذکرہ ہو رہا ہے۔ جب وہاں پہنچے تو حضرتؐ کو کہتے ہوئے سنا کہ معاویہ مدینہ میں ہے اُس کو تلاش کرو۔ ایک صحابی نے کہا وہ تو عثمانؓ کے گھر میں ہے۔ لوگ اُن کے گھر پہنچے، اُم کلثوم رضیہ سرور کا ثنات نے بتا دیا کہ وہ لٹاں مقام پر چھپا ہوا ہے۔ لوگوں نے اُس کو باہر نکالا اور آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر کیا۔ جب عثمانؓ نے دیکھا کہ اس کو لوگ پکڑا لے تو حضرتؐ سے عرض کی خدا کی قسم میں اسی لیے حاضر ہوا ہوں کہ حضرتؐ سے اُس کے واسطے امان طلب کروں۔ یا حضرتؐ اُسے مجھ کو بخش دیجئے۔ حضرتؐ نے فرمایا اچھا میں نے اُسے تم کو بخش تو دیا مگر تین دن کے بعد وہ مدینہ یا اُس کے قریب و جوار میں کہیں نہ دکھائی دے۔ اگر کوئی اس کو دیکھے تو قتل کر دے۔ عثمانؓ نے جلد جدا اس کیلئے سفر کا انتظام کیا اور ایک اونٹ خرید کر اُس کو دیا اور روانہ کر دیا اور آنحضرتؐ فردۃ حمراء الاسد کی طرف

متوجہ ہوئے۔ اور معاویہ تین روز تک مدینہ میں مقیم رہا تاکہ حضرت کے حالات سے مشہد کین کو آگاہ کرے۔ چوتھے روز حضرت نے فرمایا کون ہے جو معاویہ کو تلاش کر کے میرے پاس حاضر کرے۔ یہ سنکر زید بن حارثہ اور عمار یا میر نے اس کو تلاش کرنا شروع کیا۔ چونکہ وہ راستہ بھول گیا تھا اور ابھی مدینہ کے قریب ہی تھا اس لئے زید نے اس کو ایک تلوار ساری۔ عمار نے کہا میرا بھی حق ہے اور ایک تیر اس کو مارا اور اس کو قتل کر دیا اور اس کی اطلاع آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دی گئی۔

سید ابن طاووس نے روایت کی ہے کہ جب امیر المؤمنین جنگ اُحد سے واپس ہوئے آپ کے جسم اقدس پر اتنی زخم گئے تھے جس میں بتیاں بھری جاتی تھیں۔ آنحضرت آپ کی عیادت کو آئے جناب ایک کمال پر بیٹے ہوئے تھے حضرت نے ان کو دیکھا تو رونے لگے اور فرمایا جو شخص راو خدا میں ایسی تکلیف آٹھا تا ہے خدا پر لازم ہے کہ اس کو بے انتہا ثواب کرمت فرمائے یہ سنکر جناب امیر بھی رونے لگے اور فرمایا کہ خدا کا شکر ہے کہ میں نے آپ کی طرف سے منہ نہیں موڑا اور نہ بھاگا لیکن غم یہ ہے کہ کاش شہادت حاصل ہوتی۔ آنحضرت نے فرمایا انشاء اللہ تم کو شہادت بھی نصیب ہوگی۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ ابو سفیان نے میرے پاس پیغام بھیجا ہے اور وہ مکی دی ہے اور کہلایا ہے کہ ہمارا اور تمہارا مقابلہ حمراء الاسد میں ہوگا جناب امیر نے عرض کی یا رسول اللہ میرے باپ ماں آپ پر فدا ہوں میں حاضر ہوں اور سب سے پہلے اس جنگ کے لئے تیار ہوں اگرچہ تکلیف و ناتوانی کے سبب لوگ میرا ہاتھ پکڑ کے لے چلیں۔ اُس وقت خداوند عالم نے امیر المؤمنین کی شان میں یہ آیت نازل فرمائی وَكَانَ قَوْمٌ نَبِيٌّ قَاتِلٌ مَعَهُ لِرَبِّهِمْ كَيْدٌ فَتَنًا وَهُوَ إِلَهًا أَحْسَنُ إِلَهًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَمَا ضَعُفُوا وَمَا أَسْكَانُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْقِيَامِينَ (دیکھو سورۃ اعراف آیت ۱۸۰) یعنی (مسلمانو) ایسے بہت سے پیغمبر گزشتے ہیں جنکے ساتھ بہتیرے اللہ والوں نے جہاد کیا اور انہر خدا کی راہ میں جو مصیبت پڑی تو نہ انہوں نے ہمت ہاری اور نہ کمزوری دکھائی اور نہ دشمن کے سامنے گڑ گزشتے۔ اور خدا تو ثابت قدم رہنے والوں سے محبت کرتا ہے؟

لے عزت قبولتے ہیں یہی سبب تھا کہ عثمان نے کثوم رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا کیونکہ انہوں نے معاویہ کا پتہ لوگوں کو بتا دیا تھا چنانچہ آئندہ مفصل ذکر آئے گا۔

چوتھو آں باب

اُن غزوات اور واقعات کا بیان جو جنگ اُحد اور جنگ احزاب کے درمیان واقع ہوئے اور اس میں چند فصلیں ہیں۔

فصل اول غزوہ رجب کا بیان۔ شیخ طہری اور ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ حفصل اور
دیش کے قبیلہ کے ایک گروہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ
کچھ لوگوں کو ہمارے ساتھ بھیجئے جو ہم کو قرآن و معالم دین کی تعلیم دیں۔ آنحضرت نے مرثد بن ابی مرثد غنوی
مالد بن کبیر، عاصم بن ثابت، حبیب بن عدی، زید بن ثنہ اور عبد اللہ بن طارق کو ان کے ساتھ بھیجا اور
مرثد کو ان کا سردار بنایا جب وہ لوگ رجب میں پہنچے تو قبیلہ ہذیل کا ایک حیشہ تھا۔ ان کا ایک گروہ جنگو
بنی کحیان کہتے تھے آپا اور تمام مسلمانوں کو شہید کر گیا۔ چونکہ سلاقہ و خیر مسجد کے دو لڑکوں کو عاصم نے
جنگ احد میں قتل کیا تھا اس لئے اُس ملعونہ نے نند کیا تھا کہ عاصم کے کاسے سر میں طراب پئے گی۔ جب عاصم
کو ان لوگوں نے شہید کر دیا تو چاہا کہ ان کے سر کو اُس ملعونہ کے ہاتھ پہنچ دیں تو حکم خدا بے شمار ہے
ان کے سر کے گرد جمع ہو گئیں اور جو شخص اُن کے سر کے قریب آتا اُس کو ڈنک مارتیں اس لئے وہ لوگ
ان کا سر بھڑانہ کر سکے۔ لوگوں نے کہا چھوڑ دو رات کے وقت جب بھڑیں دند ہو جائیں گی تو سر کاٹ لیٹے
جب رات آئی تو حکم خدا ایک سیل آئی اور عاصم کو بہا لے گئی کہ ان کا لوگوں کو پتہ بھی نہ چلا۔ بیان کرتے ہیں کہ
عاصم نے قسم کھائی تھی کہ اُن کا جسم ہرگز کسی کافر کے جسم سے مل نہ ہوئے پالے گا لہذا خدا نے مرثد کے بدن
میں اُن کے بدن کو کسی کافر سے مل نہ ہونے دیا۔ بعض معتبر روایت میں ہے کہ انی لوگوں نے حبیب اور زید
کو قید کر لیا اور اُن کے ہمراہیوں کو قتل کر دیا اور اُن کو مکہ لے جا کر قریش کے کافروں کے ہاتھ فروخت کر دیا
روایت ہے کہ حبیب کو حارث کی ایک لڑکی کے سپرد کر دیا تھا وہ کہتی ہے کہ میں نے حبیب سے بہتر کسی مرد
کو نہیں دیکھا تھا۔ ایک دن میرا ایک لڑکا جو گھٹیوں چلنے لگتا تھا اُن کی گود میں بیٹھا تھا اور حبیب چاقو ہاتھ میں
چلے ہوئے تھے۔ میں ڈری۔ حبیب نے کہا تم کو یہ خوف ہے کہ میں اس بچہ کو ہار ڈالوں گا۔ خدا کی قسم ہرگز تمہیں
مکرو فریب ہمارا طریقہ نہیں ہے۔ دوسرے روز میں نے دیکھا کہ لوگوں نے ان کو زنجیر میں اس طرح کس دیا
تھا کہ وہ حرکت نہیں کر سکتے تھے۔ اور اُن کے ہاتھ میں انگوڑا ایک خوشہ تھا حالانکہ وہ انگوڑی فصل نہ تھی۔
میں نے پوچھا یہ کہاں سے تم کو ملا وہ میرے خدا نے بھیجا ہے۔ عرض اُن کو حرم سے باہر لائے تاکہ
قتل کریں۔ انہوں نے کہا اچھے دو رکعت نماز پڑھ لینے دو۔ نماز کے بعد انہوں نے دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھائے
اور قریش پر نفرین کی اور چند شر خدا کی خوشنودی اور راجہ خدا میں رضا و رغبت کے ساتھ قتل ہونے کے

اظہار میں پڑھے۔ لوگوں نے ان کو زندہ دار پر کھینچ دیا۔ اس وقت وہ بولے خلافت کوئی میرے قریب نہیں جس سے کہوں کہ میرا اسلام تیرے رسول کو پہنچانے خداوند اٹوان کو میرا سلام پہنچا دینا غرض ابو عبیدہ ابن جراح نے ان کو شہید کر دیا۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ حال معلوم ہوا تو آپ نے نبیرا اور مقتاد کو بھیجا کہ ان کو دار سے اتار لائیں۔ جب وہ لوگ مکہ پہنچے دیکھا چالیس مشرکین ان کے گرد خوب شباب ملی کر سوتے ہوئے ہیں۔ ان لوگوں نے ان کو دار پر سے اتارا۔ ان کا جسم خشک نہ ہوا تھا۔ وہ اپنے زخم پر ہاتھ رکھے ہوئے تھے۔ جب انہوں نے ہاتھ ہٹایا تو زخم سے خون جاری ہو گیا جس کا رنگ تو خون کا تھا اور اس کی بو مشک کی تھی۔ کفار قریش کو معلوم ہوا تو وہ ان کے تقاب میں روانہ ہوئے۔ ان لوگوں نے ان کی لاش زمین پر رکھ دی تاکہ مشرکین سے جنگ کی سبب زمین نے ان کی لاش اپنے اندر چھپالی اور نہ ببرد مقتاد واپس آئے۔

فصل دسویں (خود مومنہ کا تذکرہ)۔ شیخ طبرسیؒ ایسی شہر آشوب وغیرہم نے روایت کی ہے کہ ابو ہریرہؓ بن مالک جو بنی عامر بن حصصہ کا بزرگ تھا آنحضرتؐ کی خدمت میں کچھ دینے کے لئے گئے۔ آپ آنحضرتؐ نے قبول نہ فرمایا۔ اور فرمایا کہ میں مشرکین کے دینے قبول نہیں کرتا۔ تو مسلمان ہو جا تو تیرے دینے قبول کروں گا۔ وہ مسلمان تو نہیں ہوا لیکن قطعی انکار بھی نہ کیا۔ اور کہا اسے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایہ امر جس کی آپ دعوت دیتے ہیں نیک ہے۔ اگر اہل نجد کی طرف اپنے کسی صحابی کو بھیجئے جو ان کو اسلام کی دعوت دے تو مجھے اُمید ہے کہ وہ قبول کریں گے۔ ابو ہریرہؓ نے کہا کہ وہ لوگ میری امان میں جوئے اور کسی کی مجال نہیں کہ ان کو کوئی ایذا پہنچا سکے۔ آنحضرتؐ نے شراشخاص اور بروایت چالیس افراد ایک روایت کے مطابق کچھ کم جو سب سے پہلے لوگ تھے منذر بن عمرو کے ہمراہ کیا۔ وہ لوگ ہجرت کے چوتھے سال ۱۱ صفر میں جبکہ جنگ احد کو چار مہینے ہوئے تھے روانہ ہوئے اور چار مومن رہ گئے۔ خرام بن لحيان حضرت کا خلیفہ کر عامر بن طفیل کے پاس گئے۔ عامر نے حضرت کا خط لیا تو خرام نے باوجود بلند کہا اے اہل جاہل حورہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھیجا ہوا تھا اسے پاس آیا ہوں میں خدا کی وحدانیت اور محمد مصطفیٰؐ مستند الانبیاء کی رسالت کی گواہی دیتا ہوں لہذا خدا و رسول پر ایمان لاؤ۔ جب یہ ندا دے چکے تو ایک غلوں اپنے خیمے سے نکلا اور خرام کے پہلو پر نیزہ مارا جو وہ مصری طرف سے نکل آیا۔ خرام نے کہا اے اے اکبر مرد و گاہک کی قسم میں سعادت ابدی پر فائز ہوا۔ پھر عامر بن طفیل نے اپنے قبیلہ کے لوگوں کو تھانوی کو مسلمانوں کو قتل کر دو۔ ان لوگوں نے منظور نہ کیا اور کہا ہم ابو ہریرہؓ کے امان کو توڑیں گے۔ پھر بنی سلیم کے چند لوگوں عصیہ رعل اور زکوان کو اپنی مدد کے لئے بولیا۔ ان لوگوں نے مسلمانوں کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ مسلمانوں نے تلواریں نکال کر ان سے جنگ کی اور تمام مسلمان مارے گئے۔ کعب بن زید نہایت زخمی ہو گئے تھے اور کشتور کے درمیان پڑے ہوئے تھے۔ ان لوگوں نے ان کو مردہ سمجھ کر چھوڑ دیا اس لئے وہ بچ گئے۔ وہ جنگ خندق میں شہید ہوئے۔ اور عمرو بن امیہ غمری اور ایک نصاریٰ مسلمانوں کے تمام اونٹ صحرا میں چرانے لے گئے تھے اس واقعہ کی ان کو اطلاع نہ تھی جب وہ لوگ واپس آئے تو مسلمانوں کو خاک و خون میں

واقعات جو جنگ و احرام کے دوران واقع ہوئے

آلودہ زمین پر پڑا دیکھا۔ انصاری نے عرض کیا کیا ارادہ ہے؟ اُس نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جاتا ہوں۔ انصاری نے کہا جس مقام پر مندر بن عمرو شہید ہوئے وہاں سے میں نہیں جاؤں گا اور تلوار کھینچ کر جہاد کیا آخر شہید ہو گیا۔ اور عمرو کو کفار نے قید کر لیا۔ جب اس کو معلوم ہوا کہ وہ قبیلہ مضر سے ہے اس کو قتل نہیں کیا۔ اور کہا میری ماں کے ذمہ ایک غلام آزاد کرنا تھا لہذا اس کے عوض اس کو آزاد کرتا ہوں۔ غرض عمرو آنحضرت کی خدمت میں آئے اور تمام واقعہ بیان کیا۔ آنحضرت مسکراہٹ سے دئے اور غلغلیں ہونے اور فرمایا کہ یہ سب ابوبراء نے کیا مجھے اُسی کا خوف تھا۔ حسان بن ثابت اور کعب بن مالک نے جو براہِ اُداس کی عہد شکنی کی مذمت میں اشعار کہے۔ جب یہ خبر ابوبراء کو معلوم ہوئی تو لوگ کہتے ہیں کہ وہ غصہ کے سبب ہلاک ہو گیا۔ اور رسیعہ پس ابوبراء نے اپنے باپ کی عہد شکنی کی تلافی میں عامر کو نیزہ مارا وہ گھوڑے سے گھوم پڑا اور دم مرا۔ حضرت نے اُس پر لعنت کی اور اُس سے طاحون کا وعدہ کیا اُسی میں وہ جہنم داخل ہوا جیسا کہ معجزات کے ابواب میں گزر چکا۔ بعض روایتوں کے مطابق یہ آیت **وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ** انہو آیتوں کے مطابق ہے کہ وہ سری یہ آیت نازل ہوئی تھی۔ جو قرآن میں داخل نہیں کی گئی۔ **بَلَّغُوا عَنَّا قَوْمًا يَاقُنُ الْيَهُودَ بَنِي إِسْرَءِيلَ عَنَّا وَعَنِ النَّبِيِّ** ہماری قوم کو ہماری طرف سے یہ پیغام پہنچا دو کہ ہم نے اپنے پروردگار سے ملاقات کی اس حال میں کہ وہ ہم سے راضی ہوا اور ہم اُس سے ناخوش ہیں۔

فصل تیسری { غزوہ بنی النضیر کا بیان }۔ شیخ طبری اور علی بن ابیہم اور ابن شہر آشوب وغیرہم نے روایت کی ہے کہ جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت کے مدینہ میں تشریف لائے تو بنو نضیر نے جو مدینہ کے سب سے بہتر لوگ تھے آنحضرت سے اس بات پر صلح کر لی کہ مسلمانوں سے نہ جنگ کریں گے نہ کسی کی اس معاملہ میں مدد کریں گے۔ حضرت نے اس شرط پر امان دے دی لہذا جب جنگ ہر واقع ہوئی اور آنحضرت مشرکین پر غالب ہوئے تو ان لوگوں نے کہا کہ خدا کی قسم یہ وہی پیغمبر ہیں جن کی ہمیشہ سگوتی ہم نے تو ریت میں دیکھی ہے جس کا دین بھی نازل نہ ہوگا۔ جب احد کی جنگ ہوئی اور مسلمان میدان سے بھاگے تو وہ شک و شبہ میں گرفتار ہو گئے اور اپنے عہد کو توڑ ڈالا۔ اور کعب بن اشرف چالیس یہودیوں کے ساتھ مکہ میں آیا اور ان لوگوں نے ان کی مدد و اعانت پر قسم کھائی اور آنحضرت کے دفع پر اتفاق کیا اور ان کے ہم موگند ہو گئے۔ ابوسفیان چالیس قریش کو لے کر اور کعب اپنے چالیس یہودیوں کے ساتھ کعبہ کے سامنے حاضر ہوئے اور ایک دوسرے سے عہد و پیمان کیا۔ پھر کعب اپنے ہمراہیوں کے ساتھ مدینہ واپس آیا۔ اور جہیل نازل ہوئے۔ اور آنحضرت کو اس واقعہ کی اطلاع دی اور آنحضرت کو خدا کی جانب سے حکم دیا کہ کعب بن اشرف کو قتل کر دیں۔ حضرت نے محمد بن مسلمہ کو بھیجا انہوں نے اس کو قتل کر دیا جیسا کہ اس سے قبل ذکر کیا گیا۔

سب سے پہلی نزاع جو بنی نصیر نے علی بن ابیہیم کی روایت کے مطابق آنحضرتؐ سے کی یہ تھی کہ مدینہ میں یہودیوں کے دو گروہ لولا و جناب ہارون میں سے تھے۔ بنی نظیر اور بنی قریظہ۔ بنی قریظہ سات سو افراد تھے اور بنی نظیر ایک ہزار اور یہ مال و دولت میں بنی قریظہ سے زیادہ تھے۔ اور بنی نظیر عبد اللہ بن ابی کے ہم سوگند تھے جب ان دونوں قبیلوں میں سے کوئی قتل کر دیا جاتا۔ اگر وہ بنی نظیر میں ہوتا تو وہ کہتے کہ ہم راضی نہیں ہو سکتے کہ ہمارے ایک آدمی کے عوض میں تمہارا ایک آدمی قتل کیا جائے۔ اس معاملہ میں ان کی نزاع بہت بڑھ گئی۔ آخر آنحضرتؐ کی خدمت میں بالاتفاق نامہ لکھا کہ اگر بنی نظیر کا کوئی شخص بنو قریظہ کے کسی آدمی کو مار ڈالتا ہے تو وہ لوگ اس کو نبی سے حامل سے گدھے پر سوار کر کے اُس کا منہ کالا کر دیتے ہیں اور آدھا خون بہا لیتے ہیں۔ اور بنی قریظہ کا کوئی شخص بنی نصیر کے کسی آدمی کو مار ڈالتا ہے تو وہ پوری دیت لیتے ہیں اور اُس کے عوض اُس کو قتل بھی کر دیتے ہیں۔ جب آنحضرتؐ مدینہ میں ہجرت کر کے تشریف لائے اور اوس و خزرج مسلمان ہوئے یہودی کمزور ہو گئے اسی اثناء میں قریظہ کے ایک شخص نے بنی نظیر کے ایک شخص کو قتل کر دیا۔ انہوں نے بنی قریظہ کے پاس پیغام بھیجا کہ خون بہا اور قاتل کو ہمارے سپرد کر دنا کہ ہم اس کو قتل کر دیں۔ قریظہ والوں نے کہا یہ نوریت کا حکم نہیں ہے تم جبراً ایسا چاہتے ہو۔ ہم تو اس امر پر راضی نہیں ہو سکتے۔ یا دیت لے لو یا قاتل کو قتل کر دو۔ اگر اس فیصلہ کو قبول نہیں کرتے ہو تو ہم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ثالث قرار دیتے ہیں۔ بنی نظیر عبد اللہ بن ابی کے پاس گئے اور کہا جاؤ محمدؐ سے اس معاملہ میں گفتگو کر دو کہ ہمارے اور ان کے درمیان جو عہد ہوا ہے اسکو نہ توڑیں۔ عبد اللہ نے کہا تم کسی اور کو میرے ساتھ ان کے پاس بھیجنا کہ وہ میری اور ان کی باتیں سنے۔ اگر تمہاری خواہش کے مطابق وہ فیصلہ کر لیں اور دعت راضی ہونا۔ غرض کسی کو اُس کے ساتھ آنحضرتؐ کے پاس بھیجا۔ عبد اللہ کے حضرت سے کہا کہ یہ دونوں فریق قریظہ اور بنی نظیر نے آپس میں ایسا عہد و پیمان مضبوط کر رکھا ہے اور اب بنی قریظہ عہد کو توڑ رہے ہیں اور آپ کے فیصلہ پر راضی ہیں۔ آپ ان کے خط اور عہد کو مت ضائع کر س کیونکہ بنی نصیر قوت و شوکت میں زیادہ ہیں میں ڈرتا ہوں کہ کہیں رفتہ نہ پرپا ہو جس کا پھر تدارک نہ ہو سکے۔ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس کی اس تہدید آمیز گفتگو سے آزرده ہوئے تو جبریلؑ یہ آیتیں لے کر نازل ہوئے۔

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِينَ قَالُوا آمَنَّا بِمَا قَوْلُ الْكُفْرَانِ وَلَمْ تُؤْمِنُوا بِهِمْ هُمْ فِي قُلُوبِهِمْ رِيبٌ

سودا ماندا آیتوں سے بلند مرتبہ رسولؐ تم کو ان لوگوں کی باتیں رنجیدہ نہ کریں جو کفر کی طرف دوڑ گئے ہیں جو زبان سے کہتے تو ہیں کہ ہم ایمان لائے لیکن ان کے دل ایمان سے بے بہرہ ہیں یعنی عبد اللہ بن ابی جو منافق تھا۔ وَمِنَ الَّذِينَ هَادُوا اسْتَفْعَوْا إِلَى الَّذِينَ يَمْكُرُونَ بِمَا كَانُوا فِي قُلُوبِهِمْ لِيُؤْثِرُوا

زحمت آیتوں سے ماندا اور یہودیوں میں کچھ لوگ تمہاری باتیں سننا چاہتے ہیں تاکہ تم کو ابن ابی کے سامنے اور ان لوگوں کے سامنے جھٹلائیں جو تمہارے پاس بنی نصیر کی جانب سے ایمان ابی کے ساتھ نہیں آئے ہیں۔ يَخْرُجُونَ مِنَ الْكَلِمَةِ مِنْ بَعْدِ مَا أَضَاعُوا يُخَوِّلُونَ إِنْ أُنْفِضَتْهُمْ هَذَا أَخَذُوا مِنَ

لَوْ تَوَكَّلْنَا عَلَىٰ آيَاتِ سَوْتِ مَانِدٍ، وہ لوگ ان کلمات کو ان کے مقام سے بدل دیتے ہیں جہاں خدا نے ان کو قرار دیا ہے اور کہتے ہیں کہ اگر وہ تم کو دیں جو کچھ تم چاہتے ہو تب تو مان لو اگر کہ نہ دیں تو مت مانو یہ اشارہ ہے ایمانی کی باتوں کی طرف جو اس کے بنی نصیر سے کہا تھا آخر آیت تک جو خداوند عالم نے اس واقعہ میں ظاہر کیا ہے اور آنحضرتؐ نے بنی نصیر کی خواہش کو جو حکم تو دیتے تھے خلاف قبی رو کر دیا اور بنی قریظہ کے بارے میں فیصلہ کیا۔

بنی نصیر کی امان شکنی کا وہ سرا سبب یہ ہوا کہ جب عمرو بن عبیدہ چاہا مودہ سے واپس ہونے راستہ میں بنی عامر کے وفد کا فروں سے جو آنحضرتؐ کی امان میں تھے طاقات ہوئی۔ عمرو کو آنحضرتؐ کی امان دہی کی اطلاع نہ تھی۔ وہ دونوں سو گئے تو عمرو نے دونوں کو قتل کر دیا۔ مدینہ میں پہنچے تو آنحضرتؐ کو ان کے قتل کی اطلاع دی۔ حضرتؐ نے فرمایا تم نے بڑا کیا وہ شخصوں کو جو ہماری امان میں تھے قتل کیا۔ پھر حضرتؐ نے ہمارا کہ ان کا خون بہا دے دیں اس غرض سے قتلا بنی قریظہ کی طرف صحابہ کی ایک جماعت کے ہمراہ گئے تاکہ ان سے غرض لے کر دیتا اور کہیں ابی اہل میم شیح طبرسی اور بعض مشہوروں کی رعایت کے مطابق کعب بن الاشرف کے پاس گئے ابھی کعب مارا نہیں گیا تھا۔ اس نے حضرتؐ کو دیکھا تو بہت خوش ہوا اور بڑی تعظیم و تکریم کی اور کھانا لانے کے بہانے اٹھا اور دل میں یہ ارادہ تھا کہ آنحضرتؐ کے قتل کی تدبیر کرے۔ اور دوسری روایت کے مطابق آنحضرتؐ ہی بنی مطلب اور بنی نصیر کے چند رئیسوں کے پاس گئے اور ان سے غرض طلب کیا۔ انہوں نے نظارہ منظور کر لیا اور حضرتؐ کو ایک دیوانے سایہ میں بٹھایا اور خود باہر نکلے۔ جی بنی مطلب نے کہا کہ کوئی کوشش نہ کرے جاکر حضرتؐ پر ایک بڑا پتھر پھینک دو تاکہ وہ ہلاک ہو جائیں (معاذ اللہ) عمرو بن جاش نے کہا میں یہ کام کرتا ہوں۔ سوام بن شکم نے کہا نہیں ایسا مت کرو خدا ان کو تمہارے ارادہ سے آگاہ کر دے گا۔ اسی آیت میں جبریلؑ نازل ہوئے اور آنحضرتؐ کو ان کے قصد سے مطلع کیا۔ حضرتؐ ان کے گھر سے نکل کر مدینہ واپس چلے آئے۔ عبداللہ بن صمد یانے ان سے کہا یقیناً خدا نے تمہارے ارادہ سے ان کو آگاہ کر دیا اور اب سب سے پہلے جو شخص تمہارے پاس آئے گا وہ تمہارے لئے اس شہر سے نکل جانے کا حکم آنحضرتؐ کی طرف سے لے کر آئے گا۔ لہذا میری وفد باتوں میں سے ایک بات مان لو۔ اول یہ کہ سب مسلمان ہو جاؤ تاکہ تمہارے گھر مال و اسباب محفوظ ہو جائیں یا جس وقت وہ چلے جانے کا حکم دیں تو بے تاقل یہاں سے چلے جاؤ۔ لیکن میری پہلی بات تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے۔ انہوں نے کہا اہم مسلمان ہونا تو بہرگز قبول نہیں کرتے۔ غرض آنحضرتؐ نے محمد بن مسلمہ کو یہ پیغام دے کر بنی نصیر کے پاس بھیجا کہ خدا نے تمہارے ارادہ سے جو میرے متعلق تم نے کیا آگاہ کر دیا لہذا اب یا تو تمہارے شہر سے نکل جاؤ یا جنگ کے لئے تیار ہو۔ میں تمہاری کی تم کو جہالت دیتا ہوں۔ انہوں نے پہلے تو کہہ دیا کہ ہم یہاں سے نکل جائیں گے۔ اس کے بعد عبداللہ بن ابی نے ان کے پاس پیغام بھیجا کہ ہرگز مدینہ سے مت جاؤ بلکہ ان سے جنگ کرو۔ میں اپنے عزیزوں اور اپنی قوم کے ساتھ تمہاری مدد کروں گا اور بنی قریظہ اور ان کے جاشین بنی خطافان تمہاری اطاعت کریں گے اگر تم مدینہ سے نکلے جاتے ہو تو ہم بھی تمہارے ساتھ چلیں گے اور اگر جنگ کر گے تو ہم بھی تمہارے ساتھ

شریک ہو کر جنگ کریں گے۔ یہ سنکر ان لوگوں نے اپنی جگہ رہنے کا ارادہ کیا اور جنگ کے لئے تیار ہوئے اور اپنے
 حصے تعمیر کیے اور حضرت کے پاس کہا بھیا کہ تم تو باہر نہیں جائیں گے آپ جو چاہیں کریں۔ یہ سنکر حضرت
 آٹھے اور فرمایا اللہ اکبر۔ آپ کے اصحاب نے بھی اللہ اکبر کیا۔ حضرت نے امیر المؤمنین سے فرمایا کہ کلمہ سنیا لو
 اور بنی نصیر کے قلعوں کی طرف جاؤ۔ امیر المؤمنین اُس طرف روانہ ہوئے اور حضرت اُن کے پیچھے چلے اور اُن
 کفار کا جاکر محاصرہ کر لیا۔ لیکن عبداللہ بن ابی اور بنو قریظہ نے اُن کا ساتھ نہ دیا۔ حضرت نے پندروہ یا اکیس
 روز تک محاصرہ کیا۔ شیخی مضیہ اور ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت بنو نصیر کی طرف متوجہ
 ہوئے تو فرمایا کہ میرا خیمہ بنی حطہ کے قبیلہ سے بہت دُور نصب کیا جائے۔ چنانچہ حکم کی تعمیل کی گئی۔ رات
 کے وقت بنی نصیر کے ایک شخص نے ایک خیمہ آنحضرت کے خیمہ پر مارا، تو حضرت کے حکم سے خیمہ دامن کو وہیں
 برسا گیا اور جاہلی و انصاف آپ کے خیمہ کے گرد جمع ہو گئے۔ رات کے وقت جہد کرار وہاں سے کہیں
 پوشیدہ طبع سے چلے گئے۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ علی تمہیں دکھائی دیتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کسی
 ایسے کام میں مشغول ہوں گے جس میں تمہارے امور کی بہتری ہوگی۔ تھوڑی ہی دیر میں امیر المؤمنین اُس
 مرد یہودی کا سر لائے ہوئے حاضر ہوئے جس نے حضرت کے خیمہ پر تیر مارا تھا۔ اُس کو غرور کہتے تھے حضرت
 نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں میں سر ڈال دیا۔ حضرت نے پوچھا اس کو کس طرح مارا؟
 عرض کی میں نے کچھ لیا تھا کہ یہ مرد خبیث بہت جری و شجاع ہے کہ اس نے ایسی حرکت کی اور میں سمجھتا تھا کہ
 یہ رات کے وقت ضرور نکلے گا اور کوئی ایسی ہی حرکت پھر کرے گا۔ لہذا میں گیا اور اُس کی تاک میں بیٹھا۔ جب
 رات اندھیری ہو گئی تو وہ نو آدمیوں کے ساتھ قلعہ سے نکلا۔ سب تلواریں اٹھائیں لائے ہوئے تھے۔ میں نے
 آپ پر حملہ کیا اور اس کو قتل کر دیا اُس کے ہمراہی بھاگ گئے اُن کا پتہ نہ چلا۔ اب پھر جاتا ہوں اور اُن کو بھی
 قتل کرنا ہوں۔ حضرت نے ان کے ساتھ دس اصحاب کو روانہ کیا ان میں ابو جابر اور سہل بن ضیف بھی تھے
 یہ لوگ ان کے پاس پہنچے اور وہ قتل اس کے کہ قلعہ میں داخل ہوں ان لوگوں نے اُن سب کو قتل کر دیا اور
 اُن کے سر حضرت کی خدمت میں لائے۔ حضرت نے حکم دیا تو اُن سروں کو ہی حطہ کے کسی کنوئیں میں ڈال دیا
 اس سبب سے بنی نصیر کے قلعے فتح ہو گئے۔ انہی لوگوں نے روایت کی ہے کہ کعب بن الاشرف بھی اسی
 رات کو مارا گیا۔ علی بن ابی ہاشم نے روایت کی ہے کہ آنحضرت ان کے مکانات تباہ و منہدم کرنے پر مجبور
 ہوئے۔ ان لوگوں نے یہ دیکھا تو اپنے ہاتھوں سے اچھے اور بہتر مکانات گرا دیئے۔ حضرت نے حکم دیا کہ
 ان کے وہ خیمے خراب بھی کاٹ ڈالے جائیں جو ان کی قطع امید و طمع کا باعث ہو۔ یہودیوں نے کہا اے خدا
 خدا نے آپ کو خرابی و بربادی کے لئے نہیں مبعوث فرمایا ہے آپ وہ خنوں کو کیوں کاٹتے ہیں اگر وہ آپ کے
 ہیں تو آپ کو مبارک، اگر وہ ہمارے ہیں تو ہمارے واسطے چھوڑ دیجئے۔ فرض اُن کی حالت بہت خراب
 ہوئی تو انہوں نے درخواست کی کہ ہمارے مال ہم کو دے دیجئے تاکہ ہم آپ کے شہر سے نکل جائیں حضرت
 نے فرمایا تمہارے تمام اموال تمہیں دوں گا جس قدر کہنا ہے اُنہوں پر بار ہو سکیں اسی قدر تم لے جا
 سکتے ہو۔ یہودیوں نے منظور نہ کیا۔ پھر چند روز کے بعد عاجز ہو کر خواہش کی کہ اچھا جو آپ کہتے ہیں ہم اسی کے

راضی ہیں۔ حضرت نے فرمایا چونکہ تم پہلے راضی نہیں ہوئے اب اس شرط پر ایمان دیتا ہوں کہ تم سب بغیر کچھ لینے چلے جاؤ۔ اگر کسی نے کوئی چیز لی تو اس کو قتل کر دوں گا۔ آخر وہ اسی شرط پر راضی ہوئے اور صرف اپنی جان سلامت لے کر چلے گئے۔ اور شیخ طبری نے روایت کی ہے کہ حضرت نے تین اشخاص پر ایک اونٹ اور ایک مشک دی۔ یحییٰ نے کہا ہے کہ حضرت نے صرف ان کے اسلحے لینے اور فرمایا کہ میں تمہارے سامان کو انٹوں پر بار ہو سکے لے جاؤ۔ بیان کرتے ہیں کہ وہ لوگ چھ تلواریں اور نوٹوں پر اپنے سامان لے گئے۔ ان کے ہتھیاروں میں پنجاس زبردیں پنجاس خود اور تین سو چالیس تلواریں حضور کو ملیں۔ چونکہ ان کے تمام مال بغیر جنگ کے حاصل ہونے لگے اس لیے وہ سب حضرت کی ملک قرار پائے۔ لیکن حضرت نے تمام سامان و اسباب تو ہاجمین کو تحسیم کر دیا اور ان کے مکانات کھیت اور چشے امیر مومنین کو دے دیئے۔ جب خبر پڑی تو ان سب کو اولاد و جناب فاطمہ کے نام وقف کر دیا۔ بنی نضیر کے کچھ لوگ نوفک اور وادی القری کی طرف گئے اور کچھ لوگ شام کے اطراف میں جا بسے۔ اور ایک روایت کے مطابق ان میں سے کچھ لوگ خیبر میں جا کر آباد ہو گئے۔ خدا نے سورۃ حشر میں یہ آیتیں ان کے ذکر میں نازل فرمائیں: **هَؤُلَاءِ الَّذِينَ أَخْرَجَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِأَوَّلِ الْحَشْرِ مَا ظَنَنْتُمْ أَنْ يَخْرُجُوا وَظَنُّوا أَنْ لَهُمْ مَأْوٰتُهُمْ فَخَوَّبَهُمُ اللَّهُ مِنْهُمُ الْجَنَّةَ فَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ**۔ ان کو ان کے مکانوں اور منزلوں سے پہلے ہی ہٹے میں نکال باہر کیا یعنی بنی نضیر کو اور اسے مومنین تم کو یہ گمان بھی نہ تھا کہ وہ نکل جائیں گے اور وہ لوگ بھی یہ سمجھتے تھے کہ ان کے چلنے ان کو جناب خدا سے بچائیں گے۔ **فَأَنصَحُوا اللَّهَ مِنْ حَبْثٍ لَوْ يَخْتَفُونَ وَقَدْ فِي ذَلِكَ لَعَلٌّ لِّلَّذِينَ يَخْتَفُونَ بِيَوْمِ ثَمُودَ يَوْمَ نَبَا بُنْيٰمَ فَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ**۔ **فَأَنصَحُوا اللَّهَ مِنْ حَبْثٍ لَوْ يَخْتَفُونَ وَقَدْ فِي ذَلِكَ لَعَلٌّ لِّلَّذِينَ يَخْتَفُونَ**۔ ان کو ان کے مکانات خراب و برباد کر رہے تھے اور مومنین بھی۔ لہذا اسے آنحضرت والو اور سمجھنے والو عزت حاصل کرو۔ **وَلَوْلَا أَنْ كَتَبَ اللَّهُ عَلَيْهِمُ الْبُحْلَ لَكُنَّا بِهَذَا فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ أَلِيمٌ**۔ سورۃ حشر اور اگر خدا نے ان کے لیے یہی لکھ دیا تھا کہ وہ گھروں سے نکلے جائیں اور آوارہ و سرگرداں ہوں تو یقیناً وہ دنیا میں انہیں قتل اور اسیری کا عذاب کرتا اور آخرت کا عذاب تو ان کے لیے تیار ہی ہے۔ **لَا يَلْفَ بِأَنَّهُمْ شَاقُّوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ**۔ **وَمَنْ يَشَاقِ اللَّهَ فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ**۔ یہ عذاب انہیں اس لیے ہے کہ انہوں نے خدا و رسول کی دشمنی اور مخالفت کی اور جو شخص خدا سے دشمنی کرتا ہے تو خدا بڑا سخت عذاب کرنے والا ہے۔ **مَا قُطِعَ عَنْ قَوْمٍ لَّيْنَةٌ أَوْ تَزَكَّتْهُمْ قَائِمَةٌ سَلَاةٌ أَصْوَبُهَا قِيَامُ اللَّهِ لِيُخْرِجَ الْعَاقِبِينَ**۔ سورۃ آیتہ سورۃ حشر اسے رسول تم نے درختہائے خرابہ کاٹ ڈالے یا جو کچھ باقی رکھا وہ سب خدا کے حکم سے تھا تاکہ عاقبتان یہود کو ذلیل و رسوا کرے۔ علی بن ابراہیم کہتے ہیں کہ یہ عذاب آمیز جواب یہودیوں کی ان باتوں کا تھا جو انہوں نے درختوں کے کاٹنے پر مسلمانوں سے کی تھیں۔ پھر خدا نے عبداللہ بن ابی اور

اس کے ساتھیوں کے بارے میں یہ کہیں نازل فرمائیں۔ اَلَّذِيْنَ تَدْعٰى اِلَى الْاِيْمَانِ نَافَعُوْا يُعْمَلُوْنَ لِاٰخِرٰتِهِمْ
 الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَئِنْ اَخْرَجْتُمْ مِّنْهُمْ لَيَخْرُجُنَّ مَعَكُمْ وَلَا تُطِيْعُوْهُمْ فَيَكْفُرُوْا بِمَا
 اٰتٰتُكُمُ الْوَقُوْلُ لَكُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اَلْحَقُّ تَكْذِبُوْنَ ۝ رَتِ اَيْتِ سُوْرَةِ شُرٰحِ
 سے رسولؐ کیا تم نے ان منافقین کو نہیں دیکھا جو اپنے یہودی بھائیوں سے کہتے ہیں کہ اگر تم لوگ اپنے
 مکانات اور شہر سے نکال دیئے جاؤ گے تو یقیناً ہم بھی ازراہ دوستی و محبت تمہارے ساتھ نکل جائیں
 گے اور تمہاری تکلیف و مصیبت میں کسی کا حکم نہ مانیں گے۔ اگر لوگ تم سے لڑیں گے تو ہم بھی تمہارے ساتھ
 تمہارے دشمنوں سے لڑیں گے اور تمہاری مدد کریں گے۔ خدا گواہی دیتا ہے کہ یہ لوگ اپنے اس دعوے
 میں جھوٹے ہیں۔ لَئِنْ اَخْرَجُوْا لَا يَخْرُجُوْنَ مَعَكُمْ ۝ لَئِنْ قُوْلُوْا لَا يَنْصُرُوْكُمْ وَهُمْ وَلَئِنْ
 تَخْرُوْهُمْ كَيْفَ لَوْ لَئِنْ اَلَا ذٰلِكَ لَا يَنْصُرُوْنَ ۝ اگر یہودی مدینہ سے نکال دیئے جائیں تو
 منافقین ان کے ساتھ نہ جائیں گے اور اگر یہودیوں سے جنگ ہوگی تو وہ ان کی مدد نہ کریں گے۔ اور اگر
 مدد بھی کریں گے تو میدان سے واپس پھیر کر بھاگ جائیں گے اور یہودیوں کو مدد سے محروم کر دیں گے۔
 لَا اَنْتُمْ اَشَدُّ رَهْبَةً فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِنَ اللّٰهِ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَفْقَهُوْنَ ۝
 لَا يَفْقَهُوْنَ لَكُمْ حَبِيْعًا اِلَّا فِیْ قُرْیٰی مَحْصَنَةٍ اَوْ مِنْ دُوْرٍ اَوْ جَدٍ بِرِیَاسَتِهِمْ نَبِیُّهُمْ
 شَدِیْدٌ یَّدْعُوْا لِحُكْمِهِمْ فَجَبِيْحًا ۝ قُلُوْا نَبِیُّهُمْ شَتٰی ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا یَعْقِلُوْنَ ۝ اِیْمَانِی
 تمہارا خوف ان کے دلوں میں خدا سے بھی زیادہ ہے اس لیے کہ یہ لوگ خدا کی عظمت و جلالت سے بیخبر
 ہیں یہ سب لے کر بھی تم سے مقابل ہو کر نہیں لڑ سکتے مگر ہر طرف سے محصور آبادی یا کسی مضبوط دیواروں
 کی آڑ میں رہ کر۔ ان کی دھمکی آپس میں ایک دوسرے پر تو بہت سخت ہے لیکن خدا نے ان کو تم سے خوف
 کر دیا ہے۔ تم سمجھتے ہو کہ یہ سب کے سب منافقین و یہودی آپس میں متحد و متفق ہیں حالانکہ ان کے قلوب
 ایک دوسرے سے پھٹے ہوئے ہیں اس لیے کہ یہ لوگ عقل سے بے بہرہ ہیں۔ كَيْفَ تَحْكُمُ لَهُمْ اَلَّذِيْنَ مِنْ
 قَبْلِهِمْ قَدِیْمًا اِذَا قُوْا وَّ بَالَآ اَمْرِیْهِمْ ۝ لَقَدْ عَدٰتُ اَبَیْہِمْ ۝ اَلَّذِیْنَ ہر لوگ ان لوگوں سے رجحانیت
 میں قریب ہیں جو ان سے پہلے گذر چکے جنہوں نے اپنی ہر اعمالیوں کا مزد چکا اور ان کے واسطے وہ
 عذاب ہے۔ علی بن ابیہیمؑ لے کہا ہے کہ ان لوگوں سے ملا یعنی قیقاہ میں جو بہت جلد غور و محفل کے غضب
 میں گرفتار ہو گئے تھے۔ خدا نے انہی سے عذاب اللہ بن ابی اویسؑ غصہ کی مثال دی ہے۔ كَيْفَ تَحْكُمُ لَهُمْ اَلَّذِیْنَ
 اَوْ قَاتِلَ بِالْاِنْسَانِ اَلَّذِیْنَ قَاتَلْنَا لَقَدْ قَاتَلْنَا اِلٰہِیْ بَرِیْقًا ۝ قَاتَلْنَا اِلٰہِیْ اَخَافُ اللّٰهُ رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ۝
 رَجُلٌ سُوْرَةِ شُرٰحِ اِیْمَانِ ۝ منافقوں کی مثال شیطان کی سی ہے کہ اُس نے انسان سے کہا کہ کافر ہو جاؤ جب
 کہ کافر ہو گیا تو وہ نہیں تو تم سے بیزار ہوں میں تو خدا سے ڈرتا ہوں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے
 علی بن ابیہیمؑ نے اس قصہ کے آخر میں حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم واپس آئے اور جاہل مکہ کی حالت غصہ کے درمیان تقسیم کریں ہر چہ وہ تمام مال آنحضرتؐ
 ہی کا تھا۔ چونکہ آنحضرتؐ نے جبکہ مدینہ میں ہجرت کر کے آئے متوکر دیا تھا کہ انصار ہاجرین کو اپنے

مکانوں میں رکھیں اور ان کے اخراجات برداشت کریں اس لئے اب انصار کو اختیار دیا کہ وہ باتوں میں جو چاہیں اپنے لئے پسند کریں۔ حضرت نے ان سے فرمایا کہ اگر تم کو منظور ہو تو یہ مال غنیمت جہا جریں کو تقسیم کر دوں اور ان کو تمہارے مکانوں سے علیحدہ کر دوں تاکہ وہ خود اپنے بار و اخراجات کے تحمل ہوں بعد اگر تم کو یہ منظور نہ ہو کہ مال سب انصار و جہا جریں پر تقسیم کیا جائے تو پھر جہا جریں اسی طرح تمہارے مکانوں میں تمہارے ساتھ رہیں گے اور ان کے اخراجات کے متحمل بدستور سابق تم کو رہنا پڑے گا۔ انصار نے کہا آپ جہا جریں کو تقسیم کر دیں۔ حضرت نے انصار کو اس مال میں سے کچھ نہ دیا۔ سب جہا جریں پر تقسیم کر دیا۔ اور ان کو انصار کے مکانوں سے علیحدہ کر دیا۔ مگر سہل بن حنیف اور ابو جہش نے اپنی پریشانی کا اظہار کیا، تو آپ نے ان کو بھی کچھ دے دیا۔ اور شیخ طبری نے روایت کی ہے کہ انصار نے کہا کہ ہم مال غنیمت بھی جہا جریں کے لئے مخصوص کرتے ہیں پھر بھی ہمارے مکانات اور سامان ان کے لئے حافریں۔ اس وقت خدا نے ان کی مدد میں فرمایا **يُؤْتِيهِمْ مَّا كَانُوا يَشْتَرُونَ** اُنھیں تقسیم و کدو کاں پھر حصصاً حصۃ رب آیت سجدۂ حسرت یعنی وہ جہا جریں کو اپنی ذات پر ترجیح دیتے ہیں اگرچہ وہ خود ان چیزوں کی حاجت سمجھتے ہیں جو اشیاء کرتے ہیں۔

چوتھی فصل بغزوۃ ذات الرقاع اور غزوۃ مسلمان کا تذکرہ۔ شیخ طبری نے قول حق تعالیٰ **وَإِذْ أَكْثَرْتُمْ قِيَمَهُمْ فَأَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلَاةَ** روایت آیت سجدۃ النساء کی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ یہ آیت نماز خوف کے بارے میں نازل ہوئی جبکہ آنحضرت مسلمان میں اور مشرکین مہجنان میں تھے اس وقت حضرت نے نماز خوف پڑھی اور بیان کرتے ہیں کہ خالد بن ولید کا ظاہری اسلام بھی اسی سبب سے ہوا۔ اور ابو حمزہ ثمالی کی تفسیر سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت جنگ بنی عمارہ و بنی النجار کے لئے گئے، خداوند عالم نے ان کو ہزیمت دی وہ اپنے مال و اولاد کو بچالے گئے۔ حضرت نے اپنے لشکر کے ساتھ دھان قیام فرمایا۔ چونکہ کوئی دشمن نظر نہ آیا لہذا لشکر نے اپنے ہتھیار رکھ دیئے اور آنحضرت قصائے حاجت کے لئے بغیر کسی ہتھیار کے باہر دوڑ چلے گئے۔ آپ کے اور آپ کے اصحاب کے درمیان ایک وادی حائل تھی۔ اسی اثناء میں قبل اس کے کہ حضرت فارغ ہوں ایک سیلاب آیا اور وادی پانی سے بھر گئی اور بارش بھی ہونے لگی۔ جب آنحضرت فارغ ہوئے تو ایک کانٹے دار درخت کے نیچے بیٹھ گئے۔ عورتوں میں حادثہ بجا بدلی اور اس کی قوم نے پہاڑ پر سے آنحضرت کو دیکھا کہ اکیلے بیٹھے ہیں۔ اس کے ساتھیوں نے کہا کہ اس وقت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اصحاب سے الگ ہیں اب ان کو قتل کر دے اس نے کہا اب بھی اگر میں ان کو قتل نہ کر دوں تو خدا مجھے برباد کر دے۔ وہ اپنی تلوار لے کر پہاڑ سے اتر آئے حضرت نے اس وقت اس کو دیکھا جبکہ وہ نکلی تلوار لئے سر پہ پہنچا اس نے کہا اسے محمد اس وقت تم کو مجھ سے کون بچائے گا حضرت نے فرمایا میرا خدا۔ یہ سننے ہی وہ ٹھنڈے بل گرہا اور تلوار ہاتھ سے چھوٹ گئی حضرت نے اس کی تلوار اٹھالی اور فرمایا اب تو ہتاجہ کو میرے ہاتھ سے کون بچا سکتا ہے؟ اس نے عاجزی سے کہا کوئی نہیں۔ تو حضرت نے فرمایا خدا کی وحدانیت اور میری پیغمبری کا اقرار کرتا ہے اس نے کہا نہیں لیکن

فصل
چوتھی
فصل
بغزوۃ ذات الرقاع اور غزوۃ مسلمان کا تذکرہ۔ شیخ طبری نے قول حق تعالیٰ **وَإِذْ أَكْثَرْتُمْ قِيَمَهُمْ فَأَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلَاةَ** روایت آیت سجدۃ النساء کی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ یہ آیت نماز خوف کے بارے میں نازل ہوئی جبکہ آنحضرت مسلمان میں اور مشرکین مہجنان میں تھے اس وقت حضرت نے نماز خوف پڑھی اور بیان کرتے ہیں کہ خالد بن ولید کا ظاہری اسلام بھی اسی سبب سے ہوا۔ اور ابو حمزہ ثمالی کی تفسیر سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت جنگ بنی عمارہ و بنی النجار کے لئے گئے، خداوند عالم نے ان کو ہزیمت دی وہ اپنے مال و اولاد کو بچالے گئے۔ حضرت نے اپنے لشکر کے ساتھ دھان قیام فرمایا۔ چونکہ کوئی دشمن نظر نہ آیا لہذا لشکر نے اپنے ہتھیار رکھ دیئے اور آنحضرت قصائے حاجت کے لئے بغیر کسی ہتھیار کے باہر دوڑ چلے گئے۔ آپ کے اور آپ کے اصحاب کے درمیان ایک وادی حائل تھی۔ اسی اثناء میں قبل اس کے کہ حضرت فارغ ہوں ایک سیلاب آیا اور وادی پانی سے بھر گئی اور بارش بھی ہونے لگی۔ جب آنحضرت فارغ ہوئے تو ایک کانٹے دار درخت کے نیچے بیٹھ گئے۔ عورتوں میں حادثہ بجا بدلی اور اس کی قوم نے پہاڑ پر سے آنحضرت کو دیکھا کہ اکیلے بیٹھے ہیں۔ اس کے ساتھیوں نے کہا کہ اس وقت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اصحاب سے الگ ہیں اب ان کو قتل کر دے اس نے کہا اب بھی اگر میں ان کو قتل نہ کر دوں تو خدا مجھے برباد کر دے۔ وہ اپنی تلوار لے کر پہاڑ سے اتر آئے حضرت نے اس وقت اس کو دیکھا جبکہ وہ نکلی تلوار لئے سر پہ پہنچا اس نے کہا اسے محمد اس وقت تم کو مجھ سے کون بچائے گا حضرت نے فرمایا میرا خدا۔ یہ سننے ہی وہ ٹھنڈے بل گرہا اور تلوار ہاتھ سے چھوٹ گئی حضرت نے اس کی تلوار اٹھالی اور فرمایا اب تو ہتاجہ کو میرے ہاتھ سے کون بچا سکتا ہے؟ اس نے عاجزی سے کہا کوئی نہیں۔ تو حضرت نے فرمایا خدا کی وحدانیت اور میری پیغمبری کا اقرار کرتا ہے اس نے کہا نہیں لیکن

عہد کرتا ہوں کہ آپ سے کبھی جنگ نہ کروں گا اور نہ آپ کے دشمن کی مدد کروں گا حضرت نے اُس کی تلوار اُس کو واپس دے دی تو وہ بولا آپ مجھ سے بہت بہتر ہیں حضرت نے فرمایا میں تجھ سے کرم کرنے کا زیادہ سزاوار ہوں۔ جب عورت اپنے اصحاب کے پاس واپس گیا تو ان لوگوں نے پوچھا کیوں تو نے اُن کو تلوار نہ ماری جبکہ اُن کے قریب پہنچ گیا تھا۔ اُس نے کہا جب میں نے تلوار کا وار کرنا چاہا کسی نے میری پیٹھ پر مارا کہ میں گر گیا۔ مجھے نہیں معلوم وہ کون تھا۔ آخر جلد ہی سیلاب فود ہو گیا۔ اور آنحضرتؐ اپنے لشکر میں آ گئے۔ گھینے نے یہ حضرت صادقؑ سے روایت کیا ہے کہ یہ فوج جنگ ذات الرقاع میں پیش آیا۔

اور اعلام الوریٰ سے روایت کی ہے کہ حضرت غزوہ بنی نضیر کے بعد غزوہ بنی لحيان کی جانب متوجہ ہوئے اُسی غزوہ میں مسلمانین میں حکم خدا نماز خوف پر مبنی اُس کے بعد جنگ ذات الرقاع کے لئے تشریف لے گئے اور تمام مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ حضرتؐ شہداء نے مومنہ کے قصاص کے لئے بنی لحيان کی طرف گئے تھے

اور جب وہ لوگ بھاگ گئے تو آپؐ مسلمانین کی طرف اہل مکہ کو ڈرانے دھمکانے کے لئے متوجہ ہوئے اور واپس آ گئے اور بیان کرتے ہیں کہ حضرتؐ قبیلہ غطفان کی شاخیں بنی محاسب و بنی ثعلبہ سے جنگ کے لئے نکلے تھے وہی جنگ ذات الرقاع تھی۔ جنگ نہیں ہوئی اور مسلمان اُن کی ایک عورت کو قید کر گئے جس کا شوہر موجود نہ تھا جب وہ آیا تو آنحضرتؐ کے لشکر کے پیچھے آیا۔ جب آنحضرتؐ نے قیام فرمایا تو ارشاد کیا کہ آج

ساتھ ہماری گھبائی کی جائے۔ تو ایک مہاجر اور ایک انصاری تھے۔ وہ دونوں کے دلہنے پر بیٹھے تھے۔ مہاجر انصاری سے یہ کہہ کر سو گیا کہ تم ابتدائی شب میں پاسبانی کرو آخر شب میں میں پاسبانی کروں گا۔

انصاری ندر میں مشغول ہو گیا۔ جب اُس عورت کا شوہر آیا اُس نے دیکھا کہ ایک شخص کھڑا ہے۔ اُس نے ایک تیر اُس کو مانا جو اُس انصاری کے جسم میں بیوست ہو گیا۔ انصاری نے تیر کھینچ لیا لیکن نماز نہیں توڑی اُس شخص نے دوسرا تیر مارا انصاری نے وہ بھی کھینچ کر پھینک دیا مگر نماز قطع نہیں کی۔ اس طرح تیسرا تیر بھی کھینچ کر پھینکا

اور کوخ و بخود سے خارج ہو کر نماز تمام کی اور اپنے ساتھی کو بیدار کیا اور اُس کو آگاہ کیا کہ دشمن آ گیا ہے جب اُس عورت کے شوہر نے دیکھا کہ وہ لوگ مطلع ہو گئے تو بھاگ گیا۔ مہاجر نے انصاری کا حال دیکھا تو کہا کہ تم نے پہلے ہی تیر پر چڑھ کر کیوں نہ جگایا۔ اُس نے کہا میں سو رہا تھا اور اُس کو قطع کرنا پسند

دیکھا۔ جب پیادہ تیر آئے گئے تو نماز پوری کی اور تم کو جگایا۔ اور خدا کی قسم اگر یہ خوف نہ ہوتا کہ آنحضرتؐ کی مخالفت ہو جائے گی اور پاسبانی میں کمی ہوگی تو میری جان چلی جاتی تو میں اُس کے ساتھ قطع کرتا

پانچویں فصل بدر صغریٰ کا ذکر بعد اُس کے بعد غزوہ خندق تک کے تمام حالات۔ شیخ بطری و طبرہم نے روایت کی ہے کہ جب ابوسفیان نے مسلمانوں کو دھمکی دی کہ سال آئندہ بدر کے موقع پر پھر ہمارا تمہارا مقابلہ ہوگا اور حضرتؐ نے فرمایا کہ اس کے جواب میں کہہ دو انشاء اللہ تعالیٰ! اہل عرب ساہ و قیعدہ میں بدر میں باہر قائم کیا کرتے تھے اور وہاں جمع ہو کر خرید و فروخت کرتے تھے۔ جب اُس وعدہ کا وقت

آیا آنحضرتؐ نے صحابہ سے کہا کہ جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ۔ ان لوگوں نے کاہلی بولی اور ناکواری ظاہر کی۔ اور ابوسفیان بھی اپنی دھمکی دینے پر پشیمان ہوا اور سہل بن عمرو کو کہہ دیا کہ مسلمانوں کو قریش کے لشکر کی

ریا دنی اور اس کے لود اطوار سے ڈرنے شائد اہم خوف طاری ہو جائے۔ اُس وقت خداوند عالم نے یہ آیت نازل فرمائی: **فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا تَكْفَلُ إِلَّا نَفْسُكَ وَخَرَضِ الْمُؤْمِنِينَ عَسَىٰ أَن يَكْفِكَ بِأَسَ الْكَيْفِ** (اور اللہ کے لئے نہ صرف اپنی جان کا تحفظ کرنا بلکہ دوسروں کی جانوں کا بھی تحفظ کرنا)۔ یعنی راہِ خدا میں جنگ کر دے رسولؐ سوائے تمہاری اپنی ذات کے تم پر کسی کی ذمہ داری نہیں۔ مؤمنین کو ترغیب و تحریص جنگ پر کرو تاکہ خدا کافروں کے ظلم و ضرر کو تم سے روک دے اور خدا کا خوف و رعیت سخت اور اُس کا غذا بہت شدید ہے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی حضرت جنگ کے لئے نکلنے پر تیار ہوئے اور فرمایا خدا کی قسم میں جاؤں گا خواہ میں تمہارے ساتھ کوئی نہ ہو۔ عہدائے بنی رواحہ کو مدینہ میں چھوڑا اور امیر المؤمنینؑ کو علم دیا اور بدی کی طرف شتر سواروں کے ساتھ متوجہ ہوئے۔ بعض کہتے ہیں کہ پندرہ سو افراد تھے اور دس گھوڑے اور تجارت کا بہت سامان ساتھ لے لیا اور ماہِ ذیقعدہ کی شبِ اولیٰ سنگم کو بدر پر وارد ہوئے اور وہاں آٹھ روز تک مقیم رہے اور اپنے سامان تجارت میں سے ایک ایک دو دو درہم کا مال بیچتے رہے جس سے کافروں کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب بڑھ گیا۔ ابوسفیانؓ تعین و ہزار سواروں کے ساتھ مکہ سے باہر نکلا۔ پچاس گھوڑے ساتھ تھے۔ وہ مراظران تک پہنچا تھا کہ اپنے آگے پریشیمان ہوا اور کہا یہ خشک سالی کا زمانہ ہے چارہ اور گھاس کم ہے دوسرے سال چلیں گے جبکہ دانہ و گھاس چوپائیوں کے لئے کافی ہوگی۔ یہ سن کر صفوان بن امیہؓ نے ابوسفیانؓ کو ملامت کی کہ میں کہتا تھا کہ اُن سے جنگ کا وعدہ مت کر اب اگر ہماری طرف سے وعدہ خلافی ہوگی تو ان کی جرات کا باعث ہوگی۔ آخر وہ لوگ واپس چلے گئے اور جنگ خندق کی تیاری میں مشغول ہو گئے۔ بعض کہتے ہیں کہ آیت **حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ** (ہم کو اللہ ہی کافی ہے اور وہ بہترین مددگار ہے) سونے والا سکہ کے بیان میں ذکر ہوئی اسی غزوہ میں نازل ہوئی۔

سنگم کے واقعات میں سے ایک واقعہ بنی ابیرق کا ہے۔ چنانچہ علی بن ابیہریم اور شیخ طبرسیؒ

وغیرہم نے روایت کی ہے کہ بنی ابیرق کے خاندان سے تین بھائی بشیرؓ، بشیرؓ اور جابرؓ منافق تھے جو آنحضرتؐ کی اور مسلمانوں کی ہجو کیا کرتے تھے اور کفار کے ذریعہ سے ان کو مشہور کیا کرتے تھے اور قتادہ بن نعمان کے حجاز کے مکان میں جو مجاہدین بدر سے تھے عقب لگا کر اُن کا غلہ وغیرہ جو انہوں نے اپنے اہل خیال کے لئے جمع کر رکھا تھا اور ان کی لڑہ اور تلوار چرائے گئے۔ قتادہ نے آنحضرتؐ سے اس کی شکایت کی جو ابیرق نے سنا تو کہا یہ لبید بن جہل کا کام ہے۔ لبید نے سنا تو تلوار کھینچ کر بنی ابیرق کے مکان پر پہنچا اور کہا تم نے مجھ پر جوری کا الزام لگایا ہے حالانکہ تم ہی نے جوری کی ہے اور آنحضرتؐ کی جھوٹے رہتے ہو اور قریش کی طرف مشوب کرتے ہو۔ واٹھ تلوار سے تمہارا کام تمام کر دوں گا۔ ان لوگوں نے لبید کو نرمی کے ساتھ منت و سماجت کر کے واپس کر دیا اور اسید بن عروہ کے پاس گئے جو اُن کے قبیلہ سے تھا اور نہایت گویا اور زبان و دل تھا اُس کو آنحضرتؐ کی خدمت میں اس معاملہ میں گفتگو کے لئے بھیجا اُس نے حضرتؐ سے کہا یا رسول اللہ قتادہ نے مجھ سے خاندان کے لوگوں پر جو صاحبِ حسب نسب

اور شرف و عزت والے ہیں چوری کی جہمت لگائی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس واقعہ سے بہت رنجیدہ ہوئے۔ اور قتادہ حضرت کے پاس آئے تو آپ نے ان سے اظہارِ ناراضی فرمایا۔ قتادہ محزون و غمزدہ اپنے چچا کے پاس آئے اور کہا کیا اچھا ہوتا اگر میں مر گیا ہوتا اور اس معاملہ میں آنحضرت سے گفتگو نہ کرتا اور حضرت کا عتاب مجھ پر نہ آتا۔ ان کے چچا نے کہا میں خدا سے اس معاملہ میں مدد چاہتا ہوں۔ اُس وقت یہ آیت نازل ہوئی اِنَّا اَنْزَلْنَا اٰیٰتِکَ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ لِنَحْکُمَ بَیْنَ النَّاسِ بِمَا اُرْسِلْنَا لَہٗ وَلَا تَكُنْ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ خَصِیْمًا وَاَسْتَغْفِرِ اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا وَلَا تَقُوْلُ عَلٰی الَّذِیْنَ یُخٰتِلُوْنَ اَنْفُسُھُمْ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ مَنْ کَانَ خَوٰفًا اٰثِیْمًا یَسْتَعْجِلُوْنَ مِنَ الْقَوْلِ وَلَا یَسْتَغْفِرُوْنَ مِنَ اللّٰہِ وَھُوَ مَعَھُمْ عَلٰذِیْبَتُوْنَ مَا لَا یَرْضٰی مِنَ الْقَوْلِ وَکَانَ اللّٰہُ بِمَا یَعْمَلُوْنَ مُجِیْبًا رَّحِیْمًا

ترجمہ: "سو اللہ تعالیٰ نے تمہارے پاس حق کے ساتھ ایسا قرآن بھیجا ہے تاکہ لوگوں کے درمیان تم فیصلہ کرو جس کا خدا نے تم کو وحی کے ذریعہ علم عطا فرمایا ہے اور خیانت کرنے والوں کی حمایت میں گفتگو کرنے والے مت بنو اور خدا سے مغفرت طلب کرو بیشک خدا بخشنے والا اور مہربان ہے۔ اور پہلے ہی رہبرِ حقیقی خیانت کرنے والوں کی طرفدار سی مت کرنے لگو کیونکہ خدا بڑے خائن اور گنہگار کو دوست نہیں رکھتا جو انسانوں سے تو اپنی بد اعمالیاں چھپاتے ہیں لیکن خدا انہیں چھپاتے حالانکہ خدا ان کے ساتھ ہے جیسکہ وہ رات کے وقت ایسے مکر و فریب کی سازش کرتے ہیں جسکو وہ پسند نہیں کرتا۔ اور جو کچھ وہ کرتے ہیں خدا اُس سے آگاہ ہے۔" اس کے بعد اور آیتیں بھی ان کے عتاب اور تہدید میں نازل فرمائیں۔

پھر علی بن ابراہیم امام محمد باقر سے روایت کرتے ہیں کہ بشیر کے نزدیک رشتہ داروں کے ایک گروہ نے مشورہ کیا کہ آؤ حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر بشیر کے بارے میں گفتگو کریں اور کہیں کہ وہ اس الزام سے بری ہے۔ جب وہ لوگ آئے تو آنحضرتؐ نے یہ آیتیں اُن کو سنائیں تو وہ لوگ بشیر کے پاس واپس گئے اور اُس سے کہا کہ اپنے قبیح افعال سے توبہ کر اور خدا سے طلب مغفرت کر۔ اُس نے کہا خدا کی قسم ٹیپنے جڑا ہے میں سے بری ہوں۔ اُس وقت خدا نے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔ وَمَنْ يَكْسِبْ خَطِيئَةً أَوْ آثِمًا لِّقَوْمٍ يَكْسِبْهُمَا فِئًا فَاُولَٰئِكَ لَهُمْ أَثَمٌ ۚ وَمَنْ يَكْسِبْ خَطِيئَةً أَوْ آثِمًا لِّقَوْمٍ يَكْسِبْهُمَا فِئًا فَاُولَٰئِكَ لَهُمْ أَثَمٌ ۚ (سورۃ النساء) جو شخص چھو یا بڑا گناہ کرے اور کسی بے گناہ کے سر اُس کو قحوظ دے تو اُس نے اپنے اوپر گناہ سخت اور پریشان عظیم لا دلیا۔ امام نے فرمایا کہ بشیر کے رشتہ داروں کے حق میں جو اس کی طرف سے حضرت کی خدمت میں عذر خواہی کے لئے آئے تھے خدا نے یہ آیت نازل فرمائی۔ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهُ لَهَمَّتْ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ أَنْ يُضِلُّوكَ وَمَا يُضِلُّونَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ وَمَا يَضُرُّوكَ مِنْ شَيْءٍ وَأَمَّا زُلْمٌ فَاسْرُفٌ ۚ (سورۃ النمل) اے علیؑ! اگر خدا کا فضل اور اُس کی رحمت نہ ہوتی تو ایک گروہ نے تم کو تو گمراہ کرنے کی کوشش کی تھی۔ اور وہ گمراہ نہیں کر سکتے مگر اپنے نفسوں کو۔

اور تم کو قطعی ضرر نہیں پہنچا سکتے اور خدا نے تم کو قرآن و حکمت عطا کی ہے اور وہ سب کچھ سکھا دیا ہے جو تم نہیں جانتے تھے اور تم پر تو خدا کا بڑا فضل و کرم ہے۔ جب یہ آیتیں امیرِ حق کے بارے میں نازل ہوئیں تو وہ لوگ رُسوا ہو گئے اور بشیرِ بھال کر مگر چلا گیا اور اپنے کفر کا اظہار کیا اور مرتد ہو گیا۔ وہاں بھی وہ ایک جگہ چوری کرنے گیا تو اُس پر دیوار گر پڑی اور وہ واصلِ جہنم ہوا۔ تو خدا نے اُس کے حق میں یہ آیت نازل فرمائی:

وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا يَتُوبْ إِلَىٰ اللَّهِ فَأُولَٰئِكَ يَصْطَلِبُ فِيهِمْ ۖ وَمَآ أَكُنَّ بِمُحْسِنِينَ رَٰثِلِينَ (سورة النساء آیت ۷۸) جو شخص رسول سے عداوت یا اُن کی مخالفت کرے اُس کے بعد جبکہ اُس پر راہِ حق و ہدایت واضح ہو جائے اور مومنین کے طریقہ کے سوا دوسرے طریقہ کی پیروی کرے تو ہم اُس کو اس سیطرے پر پھیر دیتے ہیں جس طریقہ کو اُس نے اپنے لئے پسند کیا ہے اور ہم اُس کو پھر جہنم میں جھونک دیتے ہیں اور وہ بڑی بازگشت ہے۔

اُس سال کا ایک واقعہ یہود پر سسنگساری کا حکم جاری کرنے کا ہے۔ شیخ طبرسی نے امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ خیر کے یہودیوں کی ایک عورت نے جو بہت شریف و نجیب بھی جاتی تھی اُنہی کے ایک رئیس سے زنا کی۔ اُس عورت کا شوہر تھا اور اُس مرد کی بھی زہر موجود تھی۔ یہودیوں نے گوارا نہ کیا کہ وہ شگلا کئے جائیں کیونکہ وہ اسی میں رئیس و سربراہ تھے۔ یہودیوں نے عہدہ سسنگساریوں کو خط لکھا کہ اس مسئلہ کا جواب محمد رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حاصل کریں اس طرح کے ساتھ کہ شائد حضرت اُن کی سسنگساری کا حکم نہ دیں۔ لہذا کعب بن اشرف کعب بن السید شعب بن عمرو مالک بن الصیف اور کنانہ بن ابوالحقین اور یہودیوں کے تمام رؤسا آنحضرت کی خدمت میں آئے اور کہا کہ آپ مردِ محسن و ذلیلِ محسنہ کی زنا کا حکم بیان فرمائیے حضرت نے پوچھا میرے فیصلہ پر تم لوگ راضی ہو گے؟ انہوں نے کہا ضرور راضی ہوں گے۔ اُس وقت جبریلؑ حکم سسنگساری لے کر آئے اور حضرت نے اُن سے بیان فرمایا لیکن انہوں نے اس کو منظور کرنے سے انکار کیا۔ جبریلؑ نے حضرت سے کہا عباد اللہ بن صوریہ کو اُن کے درمیان ثالث مقرر فرمائیے۔ آنحضرت نے اُن سے فرمایا تم لوگ اُس یک چشم سادہ اور شریخ و سفید جہاں کو جو فدک میں رہتا ہے جانتے ہو جس کو میں سکھا کہتے ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں جانتے ہیں۔ حضرت نے پوچھا تم لوگ اس کو کیسا سمجھتے ہو انہوں نے کہا وہی ہے یہودیوں میں اُس سے زیادہ عقلمند اور صاحبِ علم نہیں ہے۔ حضرت نے فرمایا اس کو بلو اور عرض عہد اللہ بن صوریہ حاضر ہوا۔ حضرت نے اُس سے فرمایا کہ تجھ کو قسم دیتا ہوں اُس خدا کی جس کے جناب مولیٰ پر تو ریت نازل فرمائی اور تمہارے واسطے دیا کو شکافہ کیا اور تم کو ڈوبنے سے بچات دی اور فرعون کو طوق کیا اور تم پر ابر کا سا کیا اور تمہارے لئے من و سلویٰ بھیجا ابتدا سسنگسار کا حکم تو ریت میں ہے یا تمہیں اُس نے کہا ہاں ہے اسی خدا کی قسم جس کا آپ نے ذکر فرمایا یہ حکم تو ریت میں موجود ہے۔ اور اگر چہ کو یہ خوف نہ ہوتا کہ اگر میں جھوٹ بولوں گا اور حکم تو ریت کو تبدیل کر دوں گا تو خداوند تو ریت مجھ کو جلا دے گا تو عین اللہ محمد

تمہارے لئے میں اس حکم کا اقرار نہ کرتا۔ آپ بتائے کہ آپ کی کتاب میں اس کا کیا حکم ہے۔ حضرت نے فرمایا جبکہ چار عادل گواہ یہ گواہی دیں کہ انہوں نے اپنی آنکھوں سے اس طرح دیکھا ہے جس طرح سلاطین شہر مدینہ میں ہوتی ہے اور ان میں سے دونوں حصوں میں تو ان کا سنگسار کرنا واجب ہے۔ ابن صوریانے کہا خدا نے تو رایت میں بھی ایسی ہی حکم نازل فرمایا ہے۔ حضرت نے پوچھا بتاؤ اس حکم میں تم نے تغیر کیوں کر دیا ہے؟ ابن صوریانے کہا جب ہمارے امیر اور زمین لوگ زنا کرتے ہیں تو ہم ان کو سنگسار نہیں کرتے اور جب کفر اور غریب لوگ کرتے ہیں تو ہم ان کو سنگسار کر دیتے ہیں۔ اسی سبب سے ہمارے بڑے اور امیر لوگوں میں ناانیدہ ہو گئی ہے یہاں تک کہ ہمارے بادشاہ کے چچا زاد بھائی نے زنا کی اور ہم نے اس کو سنگسار نہیں کیا۔ اور جب ایک دوسرے غریب سے زنا سرزد ہوئی تو بادشاہ نے اس کو سنگسار کرنا چاہا تو اس کے عزیزوں نے کہا جب تک اپنے چچا زاد بھائی کو سنگسار نہ کرو گے ہم اس کو بھی سنگسار نہ کرنے دیں گے۔ اس وقت علماء نے مشورہ کیا کہ ہم کو حکم زنا دوسرا مقرر کرنا چاہئے جو شریف و وضع کے لئے ہو۔ اس وقت سے پہلے پایا کہ جب امیروں میں سے کوئی زنا کرے تو ہم اس کو چالیس تازیانے مارتے ہیں اور اس کا منہ کالا کر کے اُنٹی طرف سے گدھے پر سوار کر کے گلی کو چوں میں بھرتے ہیں اور اب تک یہی حکم ہمارے یہاں جاری ہے۔ اس وقت یہودیوں نے کہا تو نے اس قدر اقرار کر لیا اور ہم نے جو کچھ تیرے حق میں بیان کیا تھا وہ حقیقت جھوٹ کہا تھا اس لئے کہ نہیں چاہتے تھے کہ تیری نعیت کریں۔ ابن صوریانے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے قسم دی اس وجہ سے میں جھوٹ نہ بیان کر سکا۔ پھر حضرت کے حکم سے ان دونوں کو مسجد میں سنگسار کیا گیا اور حضرت نے فرمایا کہ میں پہلا شخص ہوں جو خدا کے حکم کو زندہ کرتا ہے اگرچہ لوگ اس کو پوشیدہ کرنا چاہتے ہیں۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی **يَا أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيرًا مِمَّا كُنْتُمْ تُخْفُونَ مِنَ الْكِتَابِ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ ذَرْوُكُمْ وَآئِدْهُ آيَاتِ** اے اہل تورات بیگ ہمارا رسول تمہاری طرف آیا ہے جو تمہاری بہت سی باتیں جو کتاب خدا کی تم چھپاتے ہو تم سے بیان کرتا ہے اور بہت سی معاف کر دیتا ہے اور ظاہر نہیں کرتا۔ یہ سننے ہی ابن صوریانے اچھل پڑا اور حضرت کے زانو پر ہاتھ رکھ کر بولا میں خدا سے اور آپ سے پناہ چاہتا ہوں اس سے کہ ان بہت سی باتوں کو جن کے بارے میں خدا نے فرمایا ہے کہ ہمارا رسول معاف کر دیتا ہے آپ ظاہر نہ فرمائیے اور ہم کو رسوا نہ کیجئے۔ پھر پوچھا کہ آپ کا خواب کیا ہے حضرت نے فرمایا میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن دل نہیں سوتا۔ پھر اس نے پوچھا مجھے آگاہ کیجئے کہ کیوں لڑکا کبھی باپ کے ہم شبیہ ہوتا ہے کبھی ماں کا۔ فرمایا کہ جس کا جوہر انسانی زیادہ ہو جائے لڑکا اسی سے زیادہ مشابہ ہوتا ہے۔ اس نے کہا سچ ہے۔ پھر پوچھا کہ بچہ کا کون سا عضو مرد کی آب منی سے بنتا ہے اور کون سا عضو عورت کے آب منی سے بنتا ہے؟ سنئے ہی حضرت پر غشی طاری ہو گئی جب اتفاقاً ہوا تو آپ کا چہرہ اندس شرمخ تھا اور پیشانی انور سے پسینہ کے قطرے ٹپک رہے تھے اور یہ وہ حالت ہے جو نزول وحی کے وقت حضرت پر طاری ہوتی تھی۔ پھر حضرت نے ابن صوریانے فرمایا کہ ہڈی پٹنے اور رگیں تو مرد کی منی سے بنتے ہیں اور گوشت، خون، ناخن اور بال عورت کی منی سے تیار ہوتے ہیں۔ اس نے کہا سچ ہے۔

ہی پھر لوں کا کلام اور کردار ہے اور مسلمان ہو گیا۔ جب اُن سب لوگوں نے واپس جانا چاہا بنی قریظہ نے بنی نضیر کو بلوایا اور کہا اسے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آج ہمارے بھائی بنو نضیر ہیں ان کے اور ہمارے آباء اجداد ایک ہیں اور ان کا اور ہمارا دین بھی ایک ہے۔ لیکن یہ لوگ ہم پر ظلم کرتے ہیں جب ہم میں کوئی ان کے کسی آدمی کو قتل کر دیتا ہے تو اُس کے عوض یہ قاتل کو بھی قتل کر دیتے ہیں اور ایک سو چالیس دین خرما بھی لیتے ہیں۔ اگر وہ مقتول عورت ہوتی ہے تب بھی یہ ہمارے مرد کو اُس کے عوض قتل کرتے ہیں اور اگر وہ مقتول مرد ہوتا ہے تو یہ ہمارے دو مردوں کو اُس کے عوض قتل کرتے ہیں۔ اگر وہ مقتول غلام ہوتا ہے تو یہ ہمارے آزاد شخص کو قتل کرتے ہیں اور ہمارے زخموں کو اپنے زخموں کے نصف کے برابر شمار کرتے ہیں اُس وقت خدا نے آیت رحیم دھماں نازل فرمائی۔

سگندہ میں شراب کے حرام ہونے کا حکم نازل ہوا۔ اسی سال حضرت عائشہ ام سلمہ سے نزدیک فرمائی جو آپ کی بیویوں میں سب سے زیادہ پاک نفس تھیں۔ اسی سال زینب دختر خزیمہ کا انتقال ہوا جو آنحضرت کی زوجہ تھیں اور عبداللہ بن عثمان کا انتقال ہوا جو رقیہ کے بطن سے تھے۔ اسی سال فاطمہ بنت اسد صاحبہ جناب امیر علیہ السلام رحمت رب العالمین سے وصال ہوئیں۔ آپ کی تجہیز و تکفین اور نماز وغیرہ کے تمام حالات اور آپ کے فضائل انشاء اللہ اس کے بعد بیان کیے جائیں گے۔ اور مروی ہے کہ اسی سال یسری بلو شہبان کو حضرت سید الشہداء جناب امام حسین علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔

۳۵ پیشیوال باب

جنگ خندق کا بیان جس کو جنگ احزاب بھی کہتے ہیں

علی بن ابی طالب اور شیخ مفید اور شیخ طبری وغیرہم نے روایت کی ہے کہ غزوہ احزاب ماہ رمضان سنہ ۶ میں واقع ہوا اور اُس کا سبب یہ تھا کہ جب آنحضرت نے بنو نضیر کو مدینہ سے نکالا۔ وہ قرندہ ان بارونوں میں سے یہودیوں کی ایک جماعت تھی۔ اُن میں سے بہت سے غیر میں جا کر آباد ہو گئے۔ ان کا رئیس جی بن اخطب مکہ جا کر ابوسفیان اور سرطان قریش سے ملا اور کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ہمارے اور تمہارے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا ہے اور ان کی دشمنی ہمارے اور تمہارے ساتھ بہت سخت ہو گئی ہے۔ انہوں نے ہم کو ہمارے گروں سے نکال باہر کر دیا۔ ہمارے مال و متاع کھیت وغیرہ چھین لیتے ہمارے چچا کی اولاد دہل بنی قنیقاع کو بھی جلا وطن کر دیا۔ لہذا کوشش کرو دھڑ دھوپ کر کے اپنے غلیغلوں اور ان کے علاوہ قبائل عرب کو جس کر تو ہم اُن پر حملہ کریں۔ مدینہ میں بھی ہمارے

سات سزاوارتہ فریقہ میں سے ہیں اور سب کے سب شہانِ لڑنے والے ہیں۔ ان کے اور محمد مصطفیٰ ﷺ طریقہ اکہ وسلم کے درمیان عہدِ پیمان اگرچہ ہو چکا ہے تاہم میں اُن کو یہاں لکھنی پر ماضی کر دیں گا تاکہ وہ محمد کے دُشمن کرنے میں ہماری مدد کریں۔ تم میری ایک طرف سے حملہ کرو، تو دوسری طرف سے محمد اور اُن کے اصحاب کو درمیان میں لے کر خیمہ کر دیں۔ بنو نضیر کی آبادی سے مدینہ کا قاصدہ دو میل کا تھا۔ ان کی بستی کو بنو جہدہ المطلب کہتے تھے۔ ابنِ اخطب اس طرح قبائل عرب کے پاس گذر کر کے ساتھ جا جا کر کوشش کرتا رہا یہاں تک کہ وہ بنو انصار قریش و کنانہ و اقرع بن حابس اپنی قوم کے ساتھ اور عباس بن مرداس بنی سلیم کے ساتھ اور شیخ معینہ اور طہری کی ہدایت کے مطابق سہم بن ابی الحنفیہ، جی بن اخطب، کنانہ بن ریح، ہودہ ابن قیس اور ابوہامہ عالمی بنی نضیر کی جماعت کے ساتھ اور بنی مالکہ مکر میں جمع ہوئے اور ابو سفیان سے گفتگو کی ابتدا کی کیونکہ جنابِ رسول خدا ﷺ سے اس کی صلوات اور جنگ میں آنحضرت کے ساتھ پیش قدمی سب سے زیادہ جانتے تھے اس لیے اس سے مدد کے طالب ہوئے۔ ابو سفیان نے کہا میں تمہارے ساتھ متفق ہوں۔ چلو اور تمام قریش کو آمادہ کرو۔ غرض وہ سب کے سب مدد کے قریش کے پاس پہنچے اور کہا کہ ہم سب تم لوگوں کے تابع ہیں اور تم سے اس امر پر اتفاق کہتے ہیں کہ محمد مصطفیٰ ﷺ فاکہ و نام کو جو جسے لکھا دھینگیں ستریش نے اس سے کہا تم ساتی اہل کتاب ہو اور محمد کے دین اور ہمارے دین کو جانتے ہو۔ بتاؤ ہمارا دین اور ہمارے یا اُن کا : اور حق کے سزاوار ہم ہیں یا وہ ہیں۔ یہودیوں نے کہا نہیں ان کے دین سے تمہارا دین بہتر ہے۔ اُس وقت یہ آیت نازل ہوئی : اَلَّذِي نَزَّلَ الْكِتَابَ اَوْ تَوَّابِعِيْنَا مَنْ اَتَيْتَابِ يَوْمَئِذٍ هَا جِيْتِ وَالْقَلْعَةُ حُوتٌ وَيَقُولُونَ لِلَّذِي نَزَّلَ الْكِتَابَ كُفٌّ فَا هَلْ يَهْدِي مِنَ الْغِيْتِ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوا سَبِيْلًا اُولٰٓئِكَ اَلَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ وَهَنَ عَنِ اللّٰهِ فَلَنْ يَجْعَلَ لَهُمْ تَقْوٰی اَرَاَيْتُمْ سَوَادَ النَّسَابِ اِسْرَءِلَ رَسُوْلٌ كَيْتَمُ اَنْ لُّوْكَوْ كُوْ نِهِيْمُ يَكْتِي

جو جنکو کتاب کا کچھ علم حاصل ہے مسلمانوں سے صلوات کے سبب ستریش کے تلوں پر ایمان لاتے ہیں جو جیت طاغوت ہیں اور کافروں کے حق میں کہتے ہیں کہ وہ اُن لوگوں سے زیادہ ہدایت یافتہ ہیں جو محمد مصطفیٰ ﷺ علیہ السلام پر ایمان لانے میں ہادئی کا طریقہ اور راستہ ان لوگوں سے زیادہ مسیدھا اور درست ہے۔ یہی لوگ ہیں جنہیں خدا نے لعنت کی ہے۔ اور جس پر خدا نے لعنت کی تم اُس کا کوئی مددگار نہ پاؤ گے۔ غرض قریش بہت خوش ہو گئے کہ یہودیوں نے ان کے دین کے حق ہونے کی تصدیق کر دی اور ابو سفیان نے کہا اب خدا کے نام کو دشمن پر قابو دے دیا ہے۔ یہ یہودی کہنے میں اور تم سے متفق ہو گئے ہیں اس پر کہ یہاں تہذیب کے جائیں گے یا محمد اور ان کے اصحاب کو فخر دیں گے پھر قریش نے یہودیوں سے اتفاق کیا۔ پھر یہودی وہاں سے قبیلہ غطفان کے پاس گئے اور کہا قریش ہم سے متفق ہو گئے ہیں تو تمہوں نے بھی اپنی رضا مندی ظاہر کی غرض قریش ابو سفیان کی سرکردگی میں نکلے اور بنی غطفانی چھپے بن حسن قرادی کے ساتھ حادث بن حوفی کے ساتھ اشعر بن جبیلہ اپنے تابعین قبیلہ اُحس کے ساتھ اکٹھے ہوئے۔ پھر اپنے حلیوں کے پاس جو بنی اسد سے تھے خلوط لکھ کر طلحہ اپنے تابعین کو بنی اسد سے لے کر آیا۔ قریش نے بنی سلیم کو لکھا تو ابوہامہ اسد اپنے پیروں کو لے کر آیا۔ جب یہ خبر آنحضرت کو ملی تو آپ نے اپنے اصحاب کو جمع کر کے مشورہ کیا کہ وہ سات

بیتیں باب جنگ خندق کا بیان

افراد تھے۔ جناب سلمانؓ نے کہا یا رسول اللہ! مختصر جماعت کثیر لشکر کے مقابلہ پر جنگ کے لئے نہیں کھڑی ہو سکتی۔ حضرتؐ نے فرمایا پھر ہم کو کیا کرنا چاہئے۔ سلمانؓ نے کہا ہم اپنے شہر کے گرد خندق کھودتے ہیں۔ جو ہمارے اندر ان کے درمیان داخل ہو لادہ ہر طرف سے ہم پر حملہ نہ کر سکیں اور جنگ صرف ایک طرف سے ہو۔ ہم بلاوجہ میں جب لشکر گراں ہم پر حملہ آور ہوتا تھا تو ایسا ہی کرتے تھے کہ جنگ ایک مقام میں سے ہو۔ اس وقت حضرت جبریلؑ نازل ہوئے اور کہا سلمانؓ کی رائے بہتر ہے اسی پر عمل کرنا چاہئے۔ پھر حضرتؐ کے حکم سے آج کے اطراف سے رائج تک زمین کی پیمائش کی گئی اور ہر بیڑ یا پیمائش ختم تک زمین چاروں طرف انصار میں کھودنے کے لئے تقسیم کی گئی۔ کدال اور بیلے لانے گئے اور حضرتؐ نے ابتدا جابرین کی طرف سے خود فرمائی کدال لے کر کھودنے لگے۔ جناب امیر مثنیٰ بھیجتے تھے یہاں تک کہ حضرتؐ پسینہ میں فرق ہو گئے اور تنگ گئے۔ اور فرمایا دنیاوی زندگی کچھ نہیں حقیقت میں آخرت کی زندگی ہے۔ خداوند ہا جبرین و انصار کو بخش دے۔ جب مسلمانوں نے حضرتؐ کو زمین کھودنے دیکھا تو خود بھی نہایت محنت و کوشش سے زمین کھودنے اور مثنیٰ، ثنائے میں مشغول ہو گئے۔ دوسرے روز صبح ہی سے خندق پر آگئے اور انحضرتؐ مسجد رفع میں تشریف فرما تھے۔ صبح خندق کھودنے لگے ناگاہ ایک پھر ظاہر ہوا جس پر کدال کام نہیں کرتا تھا آخر جابر بن عبد اللہ انصاری کو حضرتؐ کی خدمت میں بھیجا۔ جابریہ کہتے ہیں کہ جب میں مسجد میں پہنچا تو دیکھا کہ حضرتؐ پیٹھ کے تل بیٹھے ہیں اور چادر سر اقدس کے پیچھے ہے اور جو کہ کے سبب شکم پر پتھر پڑا ہے ہوتے ہیں۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! زمین میں ایک پھر ظاہر ہوا ہے جس پر کدال کام نہیں کرتا حضرتؐ یہ سن کر اٹھے اور بہت جلد وہاں پہنچے۔ ہانی منگا کر وضو کیا اور ایک چلوہ ہر اقدس میں لے کر فرار ہو گیا اور اس چلوہ کی کی پھر کدال لے کر اس چلوہ پر ایک ضربت لگائی جس سے ایک تھلکی بن گئی۔ جابریہ کہتے ہیں کہ اس کی روکشی میں ہم نے صبرائے شام دیکھے دوسری ضربت پر پھر روکشی ہوئی جس میں صبرائے مائیں نظر آئے۔ تیسری بار ضربت لگائی تو لوگوں کے قصور دکھائی دیئے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ یہ مقامات جن پر پہلی چٹکی ہے تم صبح کر دو گے۔ یہ سن کر مسلمان خوش و مسرور ہوئے منافقوں نے آپس میں کہا قصور کس سے کہ ٹکوں کا وہاں کرتے ہیں اور خوف و ہیبت کے سبب خود خندق کھود رہے ہیں۔ اس وقت خدا نے آیت **قُلِ اِنَّكُمْ مَّا لَکُمُ الْمَثَلُ الْاَوَّلُ** سیدہ اکران بتی منافقین کی تکذیب و تاویب میں نازل فرمائی **اِیْہا یٰاَیُّہا الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ** کہ جب پہلی مرتبہ کدال حضرتؐ نے مارا اور پھر کچھ ٹوٹا تو حضرتؐ کے اشد اکبر کہا اور فرمایا خدا نے شام کی گنجیاں مجھ کو عطا فرمائیں۔ اور خدا کی قسم وہاں کے قصورائے مخرج میں دیکھ رہا ہوں۔ پھر دوسرا کدال مارا تو دوسرا تہائی حصہ پھر ٹوٹا۔ حضرتؐ نے فرمایا اشد اکبر خدا نے ملک خدس کی گنجیاں مجھ کو عطا فرمائیں اور بخدا میں اس وقت ملائکہ کا قصور سفید دیکھ رہا ہوں۔ جب تیسرا کدال مارا تو تیسرا پھر ٹوٹ گیا۔ حضرتؐ نے فرمایا اشد اکبر خدا نے میں کی گنجیاں مجھے دیں اور خدا کی قسم میں صبح کے دوران سے دیکھ رہا ہوں۔ کلینی نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کدال امیر المؤمنین یا جناب سلمانؓ کے ہاتھ سے لے کر ایک ضربت ماری جس سے پھر میں ٹوٹ گیا۔ تو فرمایا کہ اسی ضربت سے قصور کس سے کہ خدائے مجھ پر کھل گئے۔ یہ سن کر اولیٰ نے دوم سے کہا ہم خوف و خطر کے

سبب قتل حاجت کو تو جانیں سکتے اور یہ بادشاہ و بادشاہ روم کے ملکوں کا ہم سہوہہ کرتے ہیں
 بعد شیخ طبری نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خندق کے لئے خطبہ پڑھا چار چار
 ہتھ ہر ایک شخص کو کھودنے کا حکم فرمایا۔ اس وقت ہاجرین و انصار میں جناب سلمان کے متعلق بحث ہونے
 لگی۔ چونکہ وہ ایک قوی آدمی تھے ہاجرین کہتے تھے ہم میں سے ہیں اور انصار کہتے تھے کہ وہ ہم میں سے ہیں
 تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں سلمان ہم اہل بیت میں سے ہیں۔ فرض ملی بن ابراہیم
 اس کے آگے بیان کرتے ہیں کہ جابر کہتے ہیں کہ وہ حضرت آنحضرت کے اہواز سے مثل ریت کے چور چور ہو گیا اور
 مجھے محسوس ہوا کہ آنحضرت مجھ کے ہیں۔ میں نے عرض کی یا حضرت کیا ممکن ہے کہ آپ میرے یہاں نامشتہ
 کر لیں۔ حضرت نے پوچھا تمہارے پاس کیا ہے۔ میں نے عرض کی ایک بکری کا بچہ اور ایک صاع جو۔ فرمایا اچھا
 ہاؤ تم کو تمہارے پاس ہے اس کو تیار کر دو جانتے کہ میں نے یہ بکری ادا اپنی ندوہ سے ماجا بیان کیا اس نے
 جو کو بیاد میں نہ برفال کا گوشت ذبح کر کے بنایا جب روٹیاں پلوں ساں تیار ہو گیا تو حضرت کی خدمت
 میں جا کر عرض کیا میرے باپ ماں آپ رضا ہو یا رسول اللہ کھانا تیار ہے شریف نے چلنے اور اپنے ہمراہ
 جس کو چاہیں لے لیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کنا سے کھڑے ہو گئے۔ اور فرمایا اسے گردہ ہاجرین و انصار
 جابر نے تم لوگوں کی دعوت کی ہے قبول کرو۔ اس وقت سات سو شخص خندق میں موجود تھے۔ یہ ستر ستر
 سب باہر نکل آئے اور میرے گھر کو روانہ ہوئے۔ آنحضرت سے راستہ میں جو ہاجر یا انصار مل جاتا حضرت اس
 سے فرماتے کہ چلو ہاتھ دے دعوت کی ہے قبول کرو۔ جابر کہتے ہیں کہ میں سب سے پہلے گھر پہنچا اور اپنی زوجہ
 سے صحبت حال بیان کی اور کہا حضرت تو مع تمام ہاجرین و انصار کے آ رہے ہیں کہ کسی کو ان کی دعوت کی
 طاقت نہیں ہے ندوہ سے پوچھا کہ تم نے حضرت کو بتا دیا تھا کہ کھانے کا کیا سامان ہے ہاتھ دے کہ ان کو دیا
 تو ندوہ نے کہا پھر کیا فکر ہے آنحضرت خود ہاتھ دے دیں۔ جابر کہتے ہیں کہ حضرت اسی اشارہ میں داخل خانہ ہوئے
 اور ویگ میں دیکھا اور فرمایا کہ انگلی سے ساں نکال کر لاؤ اور تھوڑا سا نہہ میں رہنے دو۔ پھر خود کے پاس گئے
 اور روٹیاں دیں۔ فرمایا روٹیاں نکالو اور کچھ تنور میں رہنے دو۔ پھر پیالہ طلب کیا اور اپنے دست مبارک
 سے اس میں روٹیاں توڑ توڑ کر رکھیں اور انگلی سے شوربا اس میں ڈالا اور فرمایا کہ دس اشخاص آئیں اور کھاؤ
 دس آدمی کھا کر سیر ہو گئے۔ پھر حضرت نے برفالہ کا ایک دست نکایا اور ان دس اشخاص کو کھلایا۔ پھر دوسرے
 دس اشخاص کو کھلایا وہ بھی کھا کر سیر ہوئے لیکن پیالے میں ان کے کھانے سے کوئی کمی نہیں ہوئی پھر اس کے
 کھانے کی انگلیوں کا نشان پڑ گیا۔ پھر حضرت نے دوسرا دست برفالہ طلب فرمایا میں نے لاکر دیا وہ بھی ان کو
 کھلایا دیا۔ پھر دوسرے دس افراد آئے ان کو بھی کھلایا اور حضرت نے پھر ایک دست طلب فرمایا میں نے لایا
 وہ بھی کھلایا گیا۔ آخر میں نے حضرت سے عرض کی یا رسول اللہ مکر یوں کے کھنے دست ہوتے ہیں فرمایا دو۔
 میں نے عرض کی اسی خدا کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں تین دست لاچکا ہوں۔ حضرت
 نے فرمایا اگر تم نہ بولتے تو البتہ تمام اشخاص دست ہی کھاتے۔ جابر کہتے ہیں کہ سیر طرح دس دس آدمی آئے
 اور کھاتے رہے یہاں تک کہ تمام لوگ کھا کر سیر ہو گئے اور اس خدا کا ناکہ ہا کہ ہم لوگ کئی روز تک کھاتے رہے

عرض علی بن ابی ہریم روایت کرتے ہیں کہ عمار یا عمر خندق کو دے میں مشغول تھے کہ جناب عثمان اُدھر سے گزرے
 قبا ربنہ تھ حضرت عثمان آستین اپنے ناک پر رکھ کر وہاں سے ہٹ گئے۔ عمار نے ان کی کراہت و کتابا
 کئی مشاہدہ کی تو ایک رجز پڑھا جس کا یہ مضمون تھا کہ وہ جس نے مسجد تعمیر کی اور اس میں رکوع و سجود کے سوا
 بسر کی اور وہ جو خیار سکھاس سے گزرا اور وہاں سے کراہت کے ساتھ ہٹ گیا اور نفرت ظاہر کی دونوں
 برابر نہیں ہو سکتے۔ عثمان نے یہ سنا تو پلٹ پلٹ سے اور عمار کو گالی دی اور کہا اے سیاح و صفت کے بیٹے
 تو یہ میرے حق میں کہتا ہے۔ پھر آنحضرتؐ کے پاس پہنچے اور کہا ہم اسلام میں اس لئے داخل نہیں آئے تھے
 ہیں کہ لوگوں کی گالیاں سنیں۔ حضرت نے فرمایا اگر اسلام نہیں چاہتے ہو تو میں تمہارے کافر ہو جانے کی
 پروا نہیں کرتا جہاں چاہو چلے جاؤ۔ اُس وقت خدا نے یہ آیت نازل فرمائی یَسْتَوُونَ عَلَیْکُمْ اَنْ اَسْأَلُکُمْ
 قُلْ لَا تَسْأَلُوْنِیْ اَعْلٰی اِسْلَامُکُمْ بَلِ اللّٰهُ یَعْلَمُ عَلَیْکُمْ اَنْ هٰذَا سَکَرٌ لَّیْوَنٰنِ اِنْ کُنْتُمْ
 حَصَادِقَیْنِ ۝ اِنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ غُیْبُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۝ وَاللّٰهُ بَصِیْرٌ لِّمَا تَعْمَلُوْنَ ۝
 ارپٹ سورۃ النحر آیت ۱۱ یعنی اے رسول! تم پر لوگ اپنے اسلام کا احسان جتانے ہیں ان سے کہہ دو کہ
 مجھ پر احسان نہ جتاؤ بلکہ خدا نے تم پر احسان کیا ہے کیا ایمان کی طرف تمہاری ہدایت کی۔ اگر تم بچے ہو کہ
 ایمان لائے ہو تو بیشک خدا آسمان و زمین کی پہلی چیزوں کو جانتا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو وہ سب
 جانتا ہے۔ ان آیات کے نازل ہونے کا سبب جیسا کہ علی بن ابی ہریم نے آیت کی تفسیر میں روایت کی ہے
 ظاہر ہے کہ مراد الہی یہ ہے کہ تمہارا اسلام کا دعوے جھوٹ ہے تم ایمان ہی نہیں لائے ہو۔

کلینی اور علی بن ابی ہریم نے بسند صحیح حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ابتداء اسلام میں
 یہ حکم تھا کہ جو شخص ماہ مبارک رمضان میں رات کو سو جائے تو اُس پر پھر بیدار ہونے کے بعد کھانا پینا حرام
 ہو جاتا تھا۔ چونکہ آنحضرتؐ نے ماہ رمضان میں خندق کو دے کا حکم دیا تھا، عمار و جبر جو جنگ اُدھر میں
 شہید ہو چکے تھے ان کے بھائی خوات بن جبر خندق میں کام کرتے تھے۔ بڑھے اور کڑوا دی تھے۔ رات
 بپٹ گھر گئے اور زود سے کہا کہ کچھ کھانا ہو تو لاؤ تاکہ افطار کروں۔ انکی زود جانے کہا کھانا تیار تو نہیں ہے لیکن
 سو نامت میں ابھی بہت جلد تیار کر کے لائی ہوں۔ وہ ٹیک لگا کر بیٹھ گئے اور بے اختیار نیند آ گئی۔ زود جانے
 کھانا لا کر رکھا تو پکارا۔ وہ بولے میں تو سو گیا تھا۔ اس لئے کھانا نہ کھایا۔ صبح کو پھر آئے اور خندق کو دے میں
 مشغول ہو گئے اسی اثناء میں انپر ششی طاری ہو گئی۔ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی طرف سے گئے اور
 ان کا یہ حال دیکھ کر سبب دریافت فرمایا۔ خوات نے رات کا واقعہ بیان کیا۔ اُس وقت خدا نے کلف و کرم فرمایا
 اور مسلمانوں پر احسان کر کے یہ حکم نازل فرمایا اَوْ اَشْرَبُوا حَتّٰی یَسْتَوْنَ لَکُمْ بِالْحِطِّ اَلْبَیْضِ مِنْ
 الْحِطِّ اَلْاَسْوَدِ مِنْ الْبَقَرِ ۝ وپ سورۃ البقرہ آیت ۱۷۱ یعنی کھاؤ جو یہاں تک کہ صبح کا سپید رات کی سیاہی
 الگ نمایاں ہو جائے۔ الغرض علی بن ابی ہریم روایت کرتے ہیں کہ حضرت قریش کا لشکر آنے سے تین روز پہلے
 خندق کنی سے فارغ ہو گئے اور خندق میں آٹھ ہزار سے مقرر کیے اور ہر دو دن سے ہر ایک ہزار اور ایک
 ہزار کو ایک ایک جماعت کے ساتھ مقرر فرمایا کہ اس کی حفاظت کریں۔ قبائل قریش و کنانہ و سلیم و طلال جی

کے ساتھ آئے اور قریش کو اپنے گروہ کو لے کر پہنچے جو دس ہزار افراد تھے۔ وہ سب جرفہ و خانہ میں ٹھہرے اور خطافان اور ان کے ساتھی نجد والے اُحد کی طرف متوجہ ہوئے۔ ادا حضرت علیؑ علیہ السلام نے ہزار مسلمانوں کے ساتھ مدینہ سے باہر آئے۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ مشرکین کا لشکر اٹھارہ ہزار تھا۔ اکثر لوگوں نے دس ہزار بیان کیا ہے۔ جب قریش وادی یثرب میں پہنچے رات کے دو بیانیہ حصوں میں جی بنی اخطب بنی قریظہ کے پاس آیا۔ وہ اپنے قلعہ میں تھے اور آنحضرتؐ سے جو عہد و میمان کر چکے تھے اس کے سبب ایمان میں تھے۔ اُس نے قلعہ کے دروازے کو کھٹکھٹایا۔ کعب بن اسید نے اس کی آواز سنی تو اپنے قلعہ والوں سے کہا یہ تمہارا بھائی ہے اپنے قبیلہ والوں کو بلا و مصیبت میں مبتلا کر کے آیا ہے کہ ہم کو بھی اسی مصیبت میں گرفتار کر دے اور محمدؐ علیہ السلام سے جو عہد کیا ہے اُسے توڑ دے۔ حالانکہ محمدؐ نے ہمارے ساتھ بھلائی کی ہے اور اپنے عہد میں مستحکم رہے ہیں اور ہمارے ساتھ ہمسائیگی کے حق کی برابر رعایت کرتے چلے آئے ہیں۔ ہمارے لئے مناسب نہیں ہے کہ ہم اُن سے خیانت کریں۔ پھر بالا خانے سے بیچے آیا۔ اور پوچھا تم کون ہو؟ اُس نے کہا میں جی بنی اخطب ہوں تمہارے واسطے زمانہ کی عزت لایا ہوں۔ کعب نے کہا بلکہ توں کہو کہ ہمارے واسطے اہل ذلت و خواری آئے ہو۔ اُس نے کہا اے کعب یہ قریش اپنے پیشواؤں پر دگولے اور کتانے کے ہم سوگندوں کے ساتھ آئے ہیں اور یثرب میں ٹھہرے ہیں۔ اور قبیلہ قازہ والے اپنے سرداروں اور بزرگوں کے ساتھ آکر رغایہ میں مقیم ہیں اور قبیلہ سلیم اور دوسرے لوگ قلعہ بنی قریظہ میں ٹھہرے ہیں۔ محمدؐ علیہ السلام اور ان کے اصحاب ہرگز اس گروہ کثیر سے نکال نہیں سکتے۔ تم بھی دروازہ کھولو اور محمدؐ سے جو عہد کیا ہے اُس کو توڑ ڈالو۔ کعب نے کہا ہرگز دروازہ نہ کھولوں گا تم پلٹ جاؤ۔ ابن اخطب نے کہا کوئی امر دروازہ کھولنے سے تم کو مانع نہیں سوائے اُس آجوبچہ کے جس کو تم نے توڑ دیا۔ تم چھوڑو۔ تم ڈرتے ہو کہ میں تمہارے ساتھ اُس میں شریک ہوں۔ دروازہ کھولو اور موت ڈرو کہ میں اُس میں شریک ہوں گا۔ کعب نے کہا خدا تجھ پر لعنت کرے تو ایسی کم ظرفی پر آمادہ ہو گیا ہے جس کا جواب نہیں دینا چاہتا۔ آخر اُس نے حکم دیا تو دروازہ کھول دیا گیا۔ وہ قلعہ میں داخل ہوا۔ بیٹھا اور کہا دلے ہو۔ محمدؐ پر اے کعب اپنے عہد کو توڑ دے جو محمدؐ سے کیا ہے اور میری رائے کو مت مذکر محمدؐ اس گروہ سے ہرگز جان نہیں بچا سکتے۔ اگر اس موقع سے تو نے فائدہ نہ اٹھایا تو آئندہ پھر ایسا موقع نہ آئے گا۔ پھر جو لوگ قلعہ میں رہ سائے یہود سے تھے جیسے خزاعہ بنی ثعلبہ بنی حنیس و فاعہ بنی زید اور زمیر بن ناطا جمع ہوئے۔ کعب نے اُن سے کہا تم لوگ کیا کہتے ہو۔ سب نے کہا آپ ہمارے بزرگ ہیں اور محمدؐ عہد و میمان جو کچھ کیا ہے آپ نے کیا ہے۔ اگر عہد کو توڑ دینے کا تو ہم بھی توڑیں گے۔ اگر قلعہ میں رہنے کا ہم بھی رہیں گے اور اگر باہر جنگ کے لئے نکلنے کا ہم بھی نکلیں گے۔ لیکن زمیر بن ناطا جو ایک بوڑھا اور تجربہ والا شخص تھا اُس نے کہا میں نہ تو ریت میں جس کو خدا نے بھیجا ہے پڑھا ہے کہ آخر زمانہ میں خدا ایک پیغمبر کو مبعوث کرے گا جو مکہ سے خدو ج کرے گا اور اُس کا محل بھرت یہ پھر ہو گا یعنی مدینہ۔ وہ برہنہ و راز کو شش پر سولہ ہو گا۔ پہلے لباس پہنے گا۔ سوکھی روٹی اور خربا پر زندگی بسر کرے گا۔ نہایت خوش مزاج ہو گا۔ کافروں کو بہت قتل کرے گا۔

یہ اخطب بن ابی ریحہ کے ہزاروں مسلمانوں کے ساتھ آئے اور ان کے ساتھ ہزاروں مسلمانوں کے ساتھ آئے اور ان کے ساتھ ہزاروں مسلمانوں کے ساتھ آئے۔

اُس کی دونوں آنکھوں میں سُرخ ہوگی اور اُس کے دونوں شانوں کے درمیان قمرِ نبوت ہوگی۔ اپنی تلوار کا نڈ سے پر کے گا اور سبکی جو اُس کے مقابل ہوگا پروانہ کرے گا۔ اُس کی حکومت رشتے زمین کے آخر تک ہوگی۔ اگر وہی پیغمبر ہے تو اس گروہ کی کثرت کی پروانہ کرے گا۔ اگر پہاڑ بھی اُس سے سرکشی اور دشمنی پر آمادہ ہو جائیں تو وہ ان پر بھی غالب ہوگا۔ اسی اخطابِ ملعون نے کہا یہ وہ پیغمبر نہیں ہے وہ تو بنی اسرائیل سے ہوگا اور یہ بنی اسمعیل سے ہیں۔ اور بنی اسرائیل بھی فرزندانِ اسمعیل کے تابع نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ خدا نے ان کو تمام بنی نوعِ انسان پر فضیلت بخشی۔ ہذا وہ پیغمبری اور بادشاہی انہی لوگوں میں قرار دی ہے اور مومن نے ہم سے عہد لیا ہے کہ ہم کسی پر ایمان نہ لائیں جب تک وہ ایسی قرآنی بات نہ کرے جس کو آگ نہ دھسے اور محمد کے پاس ایسی کوئی علامت نہیں ہے۔ انہوں نے لوگوں کو جمع کر لیا ہے اور جادو کے ذریعہ سے فریب دے رکھا ہے اور جادو ہی کے ذریعہ سے تمام لوگوں پر غالب آچکا ہوتا ہے۔ قرطیبہ ایسی یہود اور باطل گفتگو سے ان لوگوں کے دلوں میں دوسرے ڈال رہا تھا اور سب کو اپنا موافق بنا لیا اور کہا کہ وہ عہد نامہ نکالو جو تمہارے اور محمد کے درمیان لکھا گیا ہے۔ وہ نکال لیا تو اُس نے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور کہا اب تو جو ہونا تھا ہو گیا اور اب سوائے جنگ کے اور کوئی صورت تمہارے لیے نہیں ہے۔ لہذا جنگ پر آمادہ ہو جاؤ جب یہ خبر آنحضرتؐ کو پہنچی آپؐ بہت محزون ہوئے اور صحابہ بھی بہت خوفزدہ ہوئے۔ پھر آنحضرتؐ سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر کو جو قبیلہ اوس سے تھے اور وہ بھی قرطبہ کے ہم سوگند تھے فرمایا کہ بنی قریظہ کے پاس جا کر مصلوم کریں کہ ہمارے متعلق ان کا کیا خیال و ارادہ ہے اگر انہوں نے عہد شکنی کر لی ہے تو اس کی خبر کسی کو نہ ملے دیں اور صرف مجھ سے آکر بیان کریں اور کہیں محفل والقدارہ۔ اور یہ راز کا کلمہ تھا جو آنحضرتؐ اور ان کے درمیان ملے تھا کہ صرف حضرتؐ انہیں اور کوئی دیکھ سکے۔ اور محفل اور قادہ قریش کے دو قبیلے تھے جو بظاہر مسلمان تھے اور مکر و فریب کے ساتھ مرتد ہو گئے تھے تو جو لوگ مکر و فریب کرتے تھے ان کی مثال انہی مرتدین سے دی جاتی تھی۔ جب سعد اور اسید بنی قریظہ کے قلعہ کے دروازہ پر پہنچے کعب نے ہاتھ لے قلعہ سے آئی سے سخت کلامی کی اور ان کو گالیاں دیں اور آنحضرتؐ کی شان میں بھی گستاخی کی۔ سعد نے کہا تو اس کو مری کے مانند ہے جو اپنے سولہ میں بھاگ گئی ہو۔ بہت جلد قریش نے اسے برگشتہ ہو جائیں گے اور آنحضرتؐ تیرا محاصرہ کریں گے اور تم کو ذلت و خواری کے ساتھ قلعہ سے باہر نکالیں گے اور تیری گردن مار دیں گے۔ یہ کہہ کر واپس چلے گئے اور آنحضرتؐ سے کہا محفل والقدارہ حضرتؐ نے محفل سے فرمایا کہ انبر خدا کی لعنت ہو میرے ان کے لیے ایسا ہی حکم دیا ہے۔ اور یہ اس مرض سے فرمایا کہ قریش کے اکثر جاہل اوس آنحضرتؐ کے لشکر میں بزرگ ہو کر رہا کرتے تھے۔ لہذا اگر وہ سنیں تو شک میں مبتلا ہو جائیں گے وہ لوگ دینی قریظہ حقیقت میں آنحضرتؐ کے موافق ہیں اور بظاہر قریش سے مل گئے ہیں تاکہ ان کو فریب دیں۔ اور وہ ان اخطابِ ملعون ابوسخیان اور قریش کے پاس واپس گیا۔ اور ان کو اطلاع دی کہ بنی قریظہ نے اپنا ایمان جو حضرتؐ سے کیا تھا توڑ ڈالا۔ قریش یہ سن کر خوش ہوئے۔ رات کے وقت نعیم بن مسعودؓ بھی حضرتؐ کی خدمت میں آیا فقیہین روز پہلے مسلمان ہوا تھا قریش اس سے بے خبر تھے۔ اُس نے آنحضرتؐ سے عرض کیا

یہ بیان کا تفسیر لکھ کر بنی اسرائیل سے چھوڑنا چاہیے تاکہ ان کی ساری باتیں نہ پھیل جائیں۔

پر ہستان کروں۔ اور اگر جنگ کے درمیان کچھ کہوں تو ممکن ہے کہ مصلوٰۃ خلاف واقع کہوں کیونکہ جنگ کا واردہ دار مکہ و فریب پر ہے۔ بیشک جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ اطلاع ہوئی کہ بنو قریظہ نے ابوسفیان سے یہ طے کیا ہے کہ جو وقت تم محاذ سے مقابلہ کرو گے ہم تمہاری مدد کریں گے تو حضور نے خطبہ پڑھا اور فرمایا بنو قریظہ نے ہم سے کہا ہے کہ جب ہم ابوسفیان سے جنگ میں مشغول ہوں گے تو وہ ہمارے کریں گے۔ جب یہ خبر ابوسفیان کو پہنچی تو اس نے کہا یہودی ہم سے کرو فریب کر رہے ہیں۔ اوصان کے بھاگنے کا ایک سبب یہ بھی تھا۔

شیخ مفید اور شیخ طبری نے روایت کی ہے کہ لشکر قریش خندق کے قریب آ کر ٹھہرا اور جس روز سے زیادہ مقیم رہا سوائے تیر اور پندرہ ہونے کے جنگ نہ ہوئی۔ جب آنحضرت نے مسلمانوں کے دلوں کا حضمہ منافقوں کے نفاق کا اظہار مشاہدہ فرمایا عقبہ بن حصن اور عمارت بن عوف کے پاس جو سردارانِ مطلقان تھے صبح کی خواہش کی کہ مدینہ کے یہودوں کا تیسرا حصہ ان کو دیا جائے گا اگر وہ واپس چلے جائیں مگر اس باجے میں سعد بن جہدہ انصاری سے مشورہ کیا۔ سعد نے کہا یا رسول اللہ اگر یہ صلح خدا کی جانب سے ہے تو ہم کو اس کے قبول کرنے میں کوئی چارہ نہیں حضرت نے فرمایا اس بارے میں وحی نازل ہوئی ہے۔ لیکن چونکہ تمام عرب ہر طرف سے تیر عدوت کمان میں رکھے ہوئے تھا اسے سرحد جمع ہونے میں جا ہتا ہوں کہ ان کا رعب تمہارے دلوں سے زائل کر دوں تاکہ تم میں ہمت و قوت پیدا ہو۔ سعد بن جہدہ نے عرض کی جس وقت ہم مشرکوں کا فریقہ اور خدا کو نہیں پہچانتے تھے ان لوگوں نے ہمارے اموال کی طرح نہ کی اب جبکہ خدا نے ہم کو اسلام سے سرفراز فرمایا ہے اور آپ کے ذریعہ سے عزت و شرف بخشا ہے ہم اپنے مال ان کو دے دیں گے۔ خدا کی قسم سوائے تلوار کے ان کو کچھ نہ دیں گے یہاں تک کہ خدا ہم سے اور ان کے درمیان فیصلہ کرے۔ حضرت نے فرمایا میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ تمہارے استقلال کو دیکھوں اور گھبوں۔ تو اسی بات پر ثابت قدم رہو بیشک خدا تمہارے پیغمبر کو یوں ہی نہ چھوڑے گا ضرور مدد کرے گا اور میرے دین کو تمام دینوں پر غالب کر دے گا جیسا کہ اُس نے وعدہ کیا ہے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہایت ہتمام و استقلال کے ساتھ کھڑے ہوئے اور ان کو دشمنوں سے جنگ پر آمادہ کیا اور خدا کی جانب سے نصرت و مدد کا وعدہ فرمایا۔ اور کچھ اشیائے قوش قتال کے لیے میدان میں آئے جن میں عمرو بن عبدود، عکرمہ ابن ابی جہل، جیسر بن ابی وہب، ہریر بن الخطاب اور مرواس فہری تھے۔ انہوں نے اپنے اسلحے سجھ اٹھ کر بنی کنانہ کی طرف آئے اور ان کو جنگ کے لیے آمادہ کیا اور کہا کہ میدان میں چلو تاکہ آج معلوم ہو کہ مرد کوں ہے۔ جب خندق کے کنارے پہنچے تو لوہے پر وہ مکر ہے جس کو اہل عرب نہیں جانتے بلکہ یہ تدبیر اس فارس والہ کی ہے جو ان کے ساتھ ہے۔ پھر اُس کے گرد گھومتے رہے یہاں تک کہ خندق میں ایک سنگ مقام نظر آیا وہیں سے گھوڑے کو گودایا اور عمرو بن عبدود جو شجاعت میں عرب میں مشہور تھا اور لوگ اس کو ہزار سواروں کے برابر سمجھتے تھے اور اُس کو شہسوارِ مہیل کہتے تھے۔ اس لیے کہ اُس مقام سے جس کو مہیل کہتے ہیں شام کی طرف قافلہ جا رہا تھا جس میں عمرو بن عبدود بھی تھا۔ جب قافلہ مقامِ مہیل پر پہنچا ایک ہزار و اٹھ سو نے قافلہ پر حملہ کیا اتفاقاً کے تمام

لوگ بھاگ گئے لیکن عمرو بن عبدود نے تلوار کھینچی اور بجائے سپرد وراثت کا بچہ ہاتھ میں لے لیا اصرار کیا تو ان لوگوں کے مقابلہ پر رٹ گیا اور سب کو مار کر بھاگ دیا اور فافلہ کو صبح و سلامت نکال لے گیا اس سبب سے اسکو غار میں پھیل کہتے تھے۔ عرض وہ میدان جنگ میں گھوڑا اچھا لاتا ہوا آیا اور درجہ پڑھنے لگا اور اپنا مقابل طلب کیا۔ جب مسلمانوں نے اُس کو دیکھا آنحضرتؐ کے نیچے بھاگ کر کھڑے ہو گئے اور حضرتؐ کو اپنے آگے کر لیا۔ اُس وقت دلام نے عبدالرحمن بن عوف سے کہا کہ اس شیطان عمرو بن عبدود کو دیکھتے ہو کوئی اُس کے ہاتھ مار سکتا نہ لے جائے گا۔ چوتھہ کراے سے دین تاکہ قتل کر دے اور ہم اپنی قوم سے مل جائیں۔ اُس وقت خدا نے یہ آیت نازل فرمائی۔ **قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الْمُعَوِّقِينَ مِنْكُمْ وَالْقَائِلِينَ لِإِخْوَانِهِمْ هَلْهُمْ كُنْتُمْ أُولِيَانِثُونَ** انسان بالآخر قلیلہ اشخاصہ علیکم قیاداً اجاء الخوف رأیتہم یظنون انک قد ویرا علیہم کالذی یقتلی علیہ من الموت قیاداً ذہب الخوف سقو کذباً لیسہ جداد اشخاصہ علی الخیر اولیک کونو ویشوا فاحبط لشفاعتکم وکان ذلک علی اللہ یسیر اراہم شفاء حباب آیت، یعنی خدائے میں ان لوگوں کو جو رسولؐ کی نصرت سے روکے والے ہیں اور ان لوگوں کو جو اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں کہ ہمارے ساتھ آؤ اور جنگ مت کرو اور نہ وہ خود میدان میں نکلنے ہیں سوائے چند لوگوں کے جن کا کوئی اثر نہیں کیونکہ وہ بھی تم سے جان جراتے ہیں اور نہیں چاہتے کہ تم کو فتح ہو یا راہ خدا میں اپنے مال نہیں صرف کرتے تو جب ان پر دشمن کا خوف غالب ہو جاتا ہے تو تم ان کو دیکھو گے کہ ان کی آنکھیں اس طرح پھرتی ہیں جیسے کسی پر جان کنی کے وقت غش طاری ہوتا ہے۔ پھر جب ان کا خوف دفع ہو جاتا ہے تو اپنی تیز بانوں سے تم کو اذیت پہنچاتے ہیں حالانکہ غیبت کے بڑے حربے ہیں۔ یہ لوگ ایمان نہیں لائے ہیں اس لیے خدا نے ان کے اعمال کو باطل کر دیا ہے اور خدا پر آسان ہے یا خدا کو ان کے نفاق کی پروا نہیں۔ عرض عمرو بن عبدود نے اپنے نیرہ کوزیوں پر گاڑا اور پھینکے لگا اور بلکہ جو پڑھا جس کا ضمیر یہ تھا کہ جلاتے چلتے میری آواز بیٹھ گئی کہ تم میں سے کوئی میرے مقابلہ پر آئے اور میں کھڑا ہوں جس وقت کہ یہاں جنگ خوف کھاتے ہیں۔ ایسے ہیبتناک موقع سے جو ٹٹا نہیں تو میں ہمیشہ جنگ میں آگے بڑھنے والا ہوتا ہوں۔ بیشک شجاعت اور شمشیر جو اندر کی بہترین خصوصیتیں ہیں۔ یہ شکر آنحضرتؐ نے مسلمانوں کی طرف رخ کر کے فرمایا کون ہے تم میں جو اس کے مقابلہ پر جانے اور اس سنگ کو دفع کرے۔ کسی نے جواب نہ دیا تو امیر المؤمنینؑ آگے بڑھے اور عرض کی میں جاتا ہوں اور اس کو دفع کرتا ہوں حضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ یہ عمرو بن عبدود ہے جناب امیرؑ نے عرض کی میں علیؑ بن ابی طالب ہوں آنحضرتؐ نے فرمایا اچھا میرے پاس آؤ پھر حضرتؐ نے اپنے دست مہرک سے ان کے سر پر علامہ باندھا اور ذوالنقار ہاتھ میں دی اور فرمایا جاؤ اور اس تلوار سے جنگ کرو اور دعا کی کہ لائے والے اس کی سائنے سے نیچے سے داہنے سے بائیں سے سر کے اوپر اور تیروں کے نیچے سے حفاظت فرما۔ حضرتؐ اسد اللہ تعالیٰ شہید ہیں کہ اس قدر نہایت مرحمت کے ساتھ میدان میں آئے اور جو پڑھا جس کا ضمیر یہ تھا۔ جلدی مت کرو کیونکہ میرے مقابلہ پر وہ آگیا جو تیرے ساتھ جنگ میں عاجز نہیں ہے جو جھوٹی گاماک ہے اور حق کا پیچھے ڈالنا

ہے۔ سچا اللہ ہر محنت پانے والے کا نجات دینے والا ہے اور بیشک امیرداد ہوں کہ بہت جلد تیرے لئے لوگوں کی وہ توجہ قائم کر دوں گا جو جتناؤں پر کی جاتی ہے اس پھاڑ نے دلی ضرب سے جس کی شہرستانوں کے بعد بھی باقی رہتی ہے۔ عمرو نے کہا تم کوین ہو کہ میرے مقابلہ پر آنے کی حرکت کی حضرت نے سنسایا میں علی بن ابی طالب رسول خدا صلوات اللہ علیہ وسلم کے چچا کلثوم اور ولید ہوں۔ اُس نے کہا خدا کی قسم تمہارے بلب ہمارے دوست اور محبت تھے۔ میں نہیں چاہتا کہ تم کو اپنے نیزہ پر اٹھاؤں اور آسمان وزمین کے درمیان مخلوق کر دوں کہ زندہ رہو گے نہ مردہ۔ حضرت نے فرمایا میرے چچا زاد بھائی رسولؐ نے خبر دی ہے کہ اگر تو مجھے قتل کرے گا تو میں بہشت میں جاؤں گا اور تو جہنم میں جائے گا۔ اور اگر میں تجھ کو قتل کر دوں گا تو میں جنت میں جاؤں گا اور تو دوزخ میں جائے گا۔ عمرو نے طنز کے طور پر کہا کہ ہر طرح دونوں تیرے ہی حصہ میں آئے گی یہ تیری دشمنی ہے جس پر تو آمادہ ہے۔ حضرت نے فرمایا اس بکواس کو چھوڑ میں نے سنا ہے کہ ایک مرتبہ کعبہ کا پردہ پڑ کر ٹوٹنے لگا تھا کہ جو شخص جنگ میں تین شرطیں میرے سامنے پیش کرے گا میں ایک شرط اس کی ضرورت قبول کر لوں گا۔ لہذا میں تین باتیں پیش کرتا ہوں ان میں ایک منظور کر۔ اُس نے کہا یا رسولؐ فرمایا پہلی بات تو یہ ہے کہ تو خدا کی وحدانیت اور آنحضرتؐ کی رسالت کی گواہی دے اور مسلمان ہو جا۔ اُس نے کہا یہ تو میرے بس کی بات نہیں سمجھ لو کہ میں نے سنا ہی نہیں حضرت علیؑ نے فرمایا کہ واپس جا اور اس لشکر کو رسولؐ کے مقابلہ سے پھیر لے جا۔ اگر آنحضرتؐ سچے ہیں اور ان کا دین قائم ہو جائے تو تم سب کی موت کا سبب ہو گا اور تم ان کو خوب پہچانتے ہو۔ اور اگر وہ سب از اللہ جھوٹے ہیں اور پیغمبرؐ نہ ہونے تو عرب کے پیغمبرؐ اور چرواہوں کے شر سے تم کو بچالیں گے۔ اُس بد بخت نے کہا یہ بھی نہیں منظور ہے کیونکہ قریش کی عورتیں اپنے گھروں میں بیٹھ کر طعنہ دیں گی اور لوگ اس کو اپنے لشکر میں نظم کریں گے کہ میں جنگ سے ڈر گیا اور واپس چلا گیا اور ان لوگوں کی مدد نہ کی جنہوں نے مجھے امداد میں دمر دار بنایا تھا۔ حضرت نے فرمایا اچھا تیری شرط یہ ہے کہ میں پیسل ہوں اور تو گھوڑے پر ہے۔ تو بھی نیچے آتا کہ ہم دونوں پیادہ جنگ کریں یہ سنیے ہی وہ اپنے گھوڑے سے کودنا اور گھوڑے کو پے کر دیا اور کہا یہ وہ شرط ہے کہ اہل عرب میں سے کسی کے متعلق مجھے گمان بھی نہ تھا کہ ایسی جرأت کرے گا اور مجھ سے ایسی خواہش کرے گا۔ پھر اُس نے جنگ شروع کر دی اور شیر خدا کے سر پر ایک وار کیا حضرتؐ نے سپہ سرد کا اُس طعنوں کی طوائف سپہ کے دو ٹکڑے کر کے سر اقدس پر اثر کیا چونکہ دھوکا دینا جنگ میں جائز ہے جب امیرؐ نے اُس سے فرمایا تو اپنے تئیں خدایاں عرب جانتا ہے یہ تیرے لئے کافی نہ تھا کہ میں اس کم بستی میں تجھ سے مقابل ہوں اور تو اپنا ایک مددگار بھی لئے ہمارا ولی ہے۔ اُس نے یہ سنیے ہی مکر کر دیا تو حضرتؐ نے اس کے پیروں پر وار کر کے دونوں پیر قطع کر دیئے اور وہ زمین پر گر پڑا۔ اور عبدالاس قدر جند تھا کہ دونوں چھپ گئے اور لوگوں کو معلوم نہ ہو سکا کہ ان میں سے کس نے کس کو قتل کیا۔ اور منافقوں نے کہا علیؑ ماسے گئے۔ جب عبدنا نائل ہوا تو لوگوں نے دیکھا کہ امیر المومنین علیہ السلام اُس کے سینہ پر سوار ہیں۔ اُس کی دائرہ می پڑنے ہوئے اُس کا سہکات ہے میں سر لے کر امیر المومنین آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپؐ کے سر اقدس سے بھی اُس طعنوں کی ضربت

کے باعث غزوہ جاری تھا۔ اور آپ کی تلوار سے بھی خون ٹپک رہا تھا۔ آپ فرما رہے تھے میں فرزند عبدالمطلب ہوں۔ موت جو انہوں کے لئے لکھا گئے سے بہتر ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا یا علی تم نے اس کو دھوکا دیا غرض کی ہاں یا رسول اللہ جنگ کا دم مدار کرای ہو ہے۔ پھر حضرت نے میرے طرف زبیر کو بھیجا۔ زبیر نے اس کو ایک تنواری اور طاغ کر دیا۔ اور حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ جاؤ حضرات سے جنگ کرو۔ حضرات جب ان کے سامنے آیا ہر نے ایک تیر نکالا کہ اس کو ماریں حضرات نے کہا ابن خطاب یہ کہاں کا قاصد ہے کہ مقابلہ پر تیر چلاتا ہے اگر تو مر رہے تو تلوار کھینچ کر نزدیک آتا کہ ہم دونوں جنگ کریں۔ اگر تیر چلائے گا تو میں ایک دشمن کو بھی مکتہ میں نہیں چھوڑوں گا کہ نہ قتل کروں۔ یہ سن کر آپ پیٹھ پھیر کر بھاگے۔ حضرات نے نیز و منجھالا اور ان کے کتے بھی قتل کر دیے۔ قریب پہنچ کر اُس کی نوک ان کی پشت میں قذا سی شجادی اور کہا یاد رکھنا کہ میں نے تم کو کچڑ یا لیکن قتل نہیں کیا۔ میں نے تم کھائی ہے کہ جب تک تم ہو سکے گا قریش کو قتل نہ کرے گا۔ اسی لئے ہمیشہ جناب عمرؓ اس کے شکر میں اس کی رعایت کیا کرتے تھے اور جب غلیظہ ہوئے تو اس کو والی اور حکم بنا دیا تھا۔

ابن بابویہ نے خصال میں امیر المومنین کی سند سے روایت کی ہے کہ ان حضرت نے اپنے مصائب کے تذکرہ میں فرمایا کہ قریش قبائل عرب کو لے کر جمع ہو گئے اور آپس میں مضبوط عہد و پیمان کیا کہ جب تک جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام فرزندان عبدالمطلب کے ساتھ قتل نہ کر دیں واپس نہ آئیں گے۔ یہ عہد کر کے نہایت غیظ و غضب میں کثرت کے ساتھ اسلحے اور گھوڑے وغیرہ لے ہوئے آئے اور مدینہ کے گرد ٹھہرے۔ ان کو اپنی کثرت پر نہایت بھروسہ و اعتماد تھا۔ ان کے آنے سے پہلے حضرت جبریلؑ نے ان کے ارادہ سے آنحضرتؐ کو آگاہ کر دیا تھا۔ آنحضرتؐ اور ہاجرین و انصار نے اپنے گرد خندق کھودی۔ اور قریش نے اگر خندق کے گرد پڑاؤ ڈال دیا اور ہم کو محصور کر لیا۔ وہ اپنی طاقت و قوت کو بہت زیادہ اور ہم کو نہایت کمزور پاتے تھے اور مسلمانوں کو ڈراتے دھمکاتے تھے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو خدا کی جانب دعوت دیتے اور اپنے قربت و رحم کی قسم دیتے تھے یہ اور ان کی سرکشی اور بغاوت کا سبب ہوا۔ انہوں نے نہ اسلام قبول کیا اور نہ بغیر جنگ کئے واپس ہونا منظور کیا۔ اُس وقت ان کا سب سے بڑا شہسوار اور شجاع عمرو بن عبدود تھا جو مست اُنوث کی طرح ڈکارتا اور اپنا مقابل طلب کرتا تھا۔ کسی رجب کے اشہار پڑھتا کسی نیزہ ہوتا کسی تلوار چمکاتا۔ لشکر اسلام میں سے کسی کی جرات اُس کے

لے مؤلف فرماتے ہیں کہ کسی دوسری روایت میں جناب امیرؑ کا عمرو بن عبدود سے ٹکر کرنا اور اس کو قریب دیکھنا اور نہیں ہوا اور اکثر مؤرخین عامر نے بھی نقل نہیں کیا ہے۔ چونکہ علی بن ابی سلم نے ذکر کیا تھا میں نے بھی لکھ دیا۔ اور اکثر مؤرخین کا بیان ہے کہ جناب امیرؑ نے میرے کو بھی قتل کیا اور بعض کہتے ہیں حضرت نے عمرو بن عبدود کو قتل کرنے کے بعد میرے اور حضرات پر حملہ کیا وہ دونوں بھاگ گئے۔ چونکہ عمرو کے قتل کی روایتوں میں کچھ استحکاف ہے لہذا مناسب ہے کہ دوسری بعض روایتیں بھی ذکر کر دی جائیں۔ اس کے بعد کی روایت ملاحظہ ہو جو ابن بابویہ کی سند سے درج کی جاتی ہے ۳

مقابلہ کی نہ بھلی تھی اور کسی کے دل میں اُس سے جنگ کی ہمت نہ تھی اور نہ اصحاب میں سے کسی ایک کو حمیت آئی اور نہ دین کی بصیرت اُن کو اُس کے مقابلہ کی داعی ہوئی۔ آخر آنحضرتؐ نے اُس سے جنگ کے لئے محمدؐ کو بھیجا۔ میرے سر پر اپنے دست مبارک سے علامہ باندھا اور ذوالفقار کی جانب اشارہ کر کے فرمایا کہ اس تلوار کو میرے ہاتھ میں دیا۔ جب میں نے میدان میں قدم رکھا عورتوں نے نالہ و فریاد کی آواز بلند کی کیونکہ عروین عبدود سے میرے متعلق ان کو خوف ہوا آخر خدا نے اُس کو میرے ہاتھ سے قتل کرا دیا۔ حالانکہ عرب کسی شہسوار اور بہادر کو اُس کے برابر نہیں دیکھتے تھے۔ پھر اپنے سراقہ سس کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ اُس نے مجھے یہاں تلوار کی ضربت لگائی آخر میں نے اُس پر وار کیا اور اسی ضربت سے اور اُن تمام ضربتوں سے جو میں نے اُس جنگ میں لگائیں کفار قریش بھاگے۔ یہ فرما کر اصحاب کی جانب رخ کیا اور فرمایا کیا ایسا نہیں ہے؟ سب نے کہا اور ست ہے اور اے امیر المؤمنین صحیح ہے۔

شیخ مفید شیخ طبری ابن شہر آشوب اور ابن ابی الحدید اور تمام مؤرخین عامہ و خاصہ نے اتفاق کیا ہے کہ جب عروین عبدود لعنہ اللہ علیہ معرکہ جنگ میں جنت کو راہوا اپنا مقابل طلب کر رہا تھا حضرتؐ نے اصحاب سے فرمایا تم میں کون ہے جو اس کے مقابلہ کے لئے جائے؟ کسی نے جواب نہ دیا جناب امیرؐ اٹھ کھڑے ہوئے اور عرض کی یا نبیؐ اللہ میں جاتا ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا یہ عروین عبدود ہے بیٹھ جاؤ شاید کوئی دوسرا تیار ہو۔ پھر عروید کا رتا اور غرور و تکبر سے ہلکا ہوا اور کیا تم میں کوئی نہیں ہے جو میرے مقابلہ کے لئے آئے۔ وہ تمہاری بہشت کہاں ہے جس کے بدلے میں تم کہتے تھے کہ تم میں سے جو قتل ہوتا ہے اُس میں داخل ہوتا ہے۔ یہ سنکر پھر جناب امیرؐ اٹھ کھڑے ہوئے اور عرض کی یا رسولؐ اللہ میں جاتا ہوں حضرتؐ نے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ آخر میری مرتبہ اُن کو اجانت ملی۔ جناب رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زندہ انگلی پہنائی اور اپنے صحابہ علامہ کو ان کے سر پر باندھا اور اپنی تلوار ذوالفقار اُن کے ہاتھ میں دی اور کہا ہاؤ اور مارا گا اور حیرت میں دعا کی خدا خدا اس کی مدد کر۔ اور ابن ابی الحدید کی روایت کے مطابق جب شیئر خدا معرکہ ہجاء کی طرف متوجہ ہوئے آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قل ایمان قل شرک کے مقابلہ پر جا رہا ہے۔ جب امیر المؤمنین اُس کے مقابلہ پر کھڑے ہوئے اُس نے آپؐ کو پہچان لیا اور کہا واپس جاؤ اور کسی دوسرے کو بھیجیں نہیں چاہتا کہ تمہارے ایسے کریم شخص کو قتل کروں۔ اور میرے اور تمہارے باپ کے درمیان دوستی تھی مجھے تمہیں مطلوب ہے کہ اپنے دست کے لڑکے کو قتل کروں۔ حضرتؐ نے فرمایا لیکن میں تو چاہتا ہوں کہ تم کو قتل کروں جنگ کو کفر پر باقی ہے۔ ابن ابی الحدید کہتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث جب اپنے استاد سے بیان کی انہوں نے فرمایا کیا اس طعن نے جھوٹ کہا۔ جب اُس نے جناب امیرؐ کو دیکھا اور اُس کو آپؐ کی ہمد و آمد کی صورتیں یاد آئیں تو ٹھٹھا اور چاہا کہ اس بہانہ سے آپؐ کی تلوار سے نکال جائے۔ لیکن آپؐ کی اس گفتگو سے اس طعن کو ختم کیا اور گھوڑے سے کود پڑا اور اُن حضرتؐ پر تلوار چولی جس سے سپر کٹ کر میرا قدس مجروح ہو گیا۔ حضرتؐ نے فرمایا اُس کی گردن پر وار کیا جس سے اُس کا سر کٹ کر دور جا پڑا۔ آپؐ نے اللہ اکبر کی صدا بلند کی۔ لوگوں نے آپؐ کی صدائے تجوید سے سمجھا کہ آپؐ نے اُس کو

قتل کر دیا۔ جب اُس کا سر لے کر حضرت صلوات اللہ علیہ آئہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا
مے علی مغوش ہو کہ اگر آج کے تھا ہے اس عمل کو میری حرام امت کے اعمال سے وزن کیا جائے تو سب سے
اعمال سے تمہارا یہ عمل گراں ہو گا۔ کیونکہ کوئی عمرتہ کہیں میں سے ایسا نہیں ہے جس میں اُس کے قتل سے
ضعیف نہ پیدا ہو اور مسلمانوں کے مکانوں میں سے کوئی مکان ایسا نہیں کہ اُس کے قتل سے قوت و عزت
نہ پیدا ہوئی ہو۔ اور روایت معتبرہ میں مذکور ہے کہ حضرتؑ نے فرمایا کہ روزِ خندق علیؑ کی ضربت قیامت تک
کے جن و انس کی جہاد سے بہتر ہے۔ اور ابو بکرؓ میں عیاش سے روایت ہے کہ علیؑ نے ایک ایسی ضربت
لگائی جس سے زیادہ قوی اور غالب نہ ضربت نہیں ہو سکتی۔ اور وہ ضربت امین محمد علیہ السلام کی تھی۔ اور اسی ضربت
کھائی جس سے محسن ترین ضربت نہیں ہو سکتی اور وہ ضربت امین محمد علیہ السلام کی تھی۔ اور روایت ہے کہ لوگوں
نے پوچھا اے علیؑ آپ نے عمرو کی زندہ کچل نہ اتاری کیونکہ عرب میں اُس سے بہتر نہ تھیں۔ حضرتؑ نے فرمایا
میں نے گوارا نہ کیا کہ اس کو رہنے کروں اور جب عمرو کی بہن نے دیکھا کہ وہ برہنہ نہیں کیا گیا اُس کی زورہ
نہیں اتاری گئی ہے تو اُس نے کہا اُس کو کسی کھوکھلے کیم نے قتل کیا ہے۔ جب اُس نے سنا کہ امیر المومنین
نے اُس کو قتل کیا ہے تو خوش ہو گئی اور بولی کہ اگر علیؑ کے سوا کسی نے قتل کیا ہوتا تو اس پر اہت کس دیتی۔
جابرؓ سے روایت ہے کہ جب عمروؓ میں پر قتل ہو کر گرا اُس کے ساتھی بھاگ کر خندق کے پار چلے گئے
اور نوفل بن عبد اللہ خندق میں گر پڑا۔ مسلمانوں نے اُس کو پھراننا شروع کیا اُس نے کہا اے اس وقت
کے ساتھ مت مارو کوئی گئے اور میرا مقابلہ کرے۔ یہ سن کر جناب امیر خندق میں اُتر گئے اور ایک ہی ضرب
میں اُس کو داخل جہنم کر دیا اور جیسو کو زین کے قریب سے پر ایک ضرب لگائی جس سے اُس کی زندہ گئی اور
اودھ بھاگا تو جاہل بنے کہا داؤد کا حالوت کو قتل کرنے کے واقعہ سے عمرو کا قتل کیا جانا کس قدر مشابہ ہے
شیخ طبرسی وغیرہم نے روایت کی ہے کہ جب نوفل قتل ہوا امیرؑ نے آنحضرتؐ صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے پاس پیغام بھیجا کہ نوفل کی لاش دس ہزار دھم جمدہم کو دے دیجئے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ہم مردوں کی
قیمت نہیں کھاتے اُس مردہ کو لے جاؤ۔

قیمت نہیں کھاتے اُس مرد کو لے جاؤ۔
 عائشہ نے ربیعہ سدی سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے عذیرہ بن ابیہان سے کہا کہ
 جب ہم علیؑ کے فضائل بیان کرتے ہیں اہل بصرہ کہتے ہیں کہ تم علیؑ کے حق میں غلو کرتے ہو۔ کیا آپ اُن کے
 بارے میں کوئی حدیث روایت کرتے ہیں؟ عذیرہ نے کہا اے ربیعہ علیؑ کے متعلق یہ کیا سوال کرتے ہو؟
 اسی خلیفہؑ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جس روز سے خلافت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 کو مبعوث فرمایا ہے اس روز سے اصحاب رسولؐ کے قیامت تک کے تمام اعمال احوال و عادات کے ایک پٹے میں
 رکھیں اور علیؑ کے اعمال ایک پٹے میں رکھیں پھر بھی علیؑ کے اعمال اُن کے کل اعمال سے ورنہ ثابت ہونگے
 ربیعہ نے کہا اس حدیث کا تحمل نہیں کیا جاسکتا۔ عذیرہ نے کہا اے احقر کیوں نہیں کیا جاسکتا۔ کہاں تھے
 ابو بکرؓ عمرؓ عذیرہ اور تمام اصحاب محمدؐ اُس روز جبکہ عمرو بن عبدود مبارک طلب کر رہا تھا۔ اُس سے مقابلہ
 کے لئے کوئی تیار نہ ہوا۔ سو اُس نے علیؑ کے سب نے انکار کیا۔ علیؑ اُس کے مقابلہ کے لئے گئے اور خدا نے

ان کے ہاتھ سے اُس کو قتل کر لیا۔ اُسی خدا کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں خذیفہ کی جان ہے اُس کے قتل کا اجر
 اُمیت محمد مصطفیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قیامت تک کے اعمال سے بہت زیادہ عظیم و بلند ہے۔ اللہ عامہ نے
 بطریق متداول بیان کیا ہے کہ یہ آیت ابن مسعود اس طرح پڑھتے تھے: **وَقَتْلُ اللَّهِ الْمُؤْمِنِينَ الْقَتَالِ**
يَعْلَى وَكَانَ اللَّهُ قَوِيًّا عَزِيزًا اِیٹا سجدہ اور حزاب، یعنی خدا نے علیؑ کے سبب سے مومنین کی
 جنگ میں کفایت کی اور اللہ قوی اور غالب ہے۔

ابن ابی الحدید نے روایت کی ہے کہ جناب عمرؓ ہر اس کے مقابلہ پر گئے اور پھر بھاگے تو ضرر اس نے ہنر و
 انی فراسی ان کے پیشے میں پیدا دی اور کہا جس انسان ہے تم کو چاہیے کہ اس کا شکر بجا لاؤ اللہ ہمیشہ یاد رکھو اسے
 خطاب کے پیشے کیونکہ میں نے قسم کھائی ہے کہ جب قریش پر غالب آ جاؤں گا تو ان کو قتل نہ کروں گا۔ ابن ابی الحدید
 نے کہا ہے کہ اُحد میں بھی ان کے ساتھ ضرر نے ایسا ہی کیا تھا۔ ان دونوں واقعات کو واقعہ اُحدی نے بھی کتاب
 منافقہ میں لکھا ہے۔

قطب الدین راوندی نے حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب امیر المؤمنین نے عمرو بن عبدود کو
 قتل کیا تو اپنی تلوار امام حسنؑ کو دے کر فرمایا کہ اس کو اپنی والدہ کو دے دو کہ وہ میری جب خود میت الشرف
 میں تشریف لائے اور چاہا کہ تلوار کو نیام میں رکھیں خون کا ایک نقطہ اُس میں باقی دیکھا تو کہا شائد فاطمہؑ نے
 اس کو دھویا نہیں۔ کہا گیا دھویا تمہارے۔ تو فرمایا پھر یہ خون کا نقطہ کیوں ہے۔ جناب رسول خداؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 نے فرمایا تو انفقار ہی سے پوچھو وہ خود بتائے گی۔ جناب امیر المؤمنینؑ نے ذوالنقار کو حرکت دی اور فرمایا شائد
 فاطمہؑ طاہرہ نے اس شخص و تپاک خون کو تجھ سے نہیں دھویا۔ ذوالنقار بقدرت خداوند جبار گویا ہوئی کہ ہاں
 مصورہ عالم نے دھویا ہے لیکن چونکہ آپؐ نے مجھ سے کسی کو قتل نہیں کیا کہ عمرو بن عبدود سے زیادہ اسکو
 فرشتے دشمن رکھتے ہوں لہذا خداوند عالم نے مجھے حکم دیا کہ اُس کے اس نقطہ خون کو میریوں کیونکہ یہ میل
 حقہ ہے۔ تو جب کسی آپؐ مجھ کو نیام سے نکالیں گے اور فرشتوں کی نظر اس خطرہ پر پڑے گی تو وہ آپؐ پر
 صلوٰۃ بھیجیں گے۔

جانتا چاہیے کہ مؤرخین عامہ کے ایک گروہ نے بیان کیا ہے کہ جب عمرو مارا گیا اور اُس کے قتل کی خبر
 ابوسفیانؓ کو پہنچی ہے تامل کوچ کہ کے مکہ کی طرف بھاگا۔ ابو علی بن ابی امام شیخ طبرسی اور قطب راوندی نے
 روایت کی ہے کہ اُس کے قتل کے بعد پندرہ روز یا زیادہ دنوں تک مشرکین ٹھہرے تھے اور مسلمانوں کا
 حاصرہ کئے اُصنے تھے اور سردی اللہ کی آزدہ کے سبب مسلمانوں کی حالت نہایت خستہ ہو گئی تھی۔ اُن دنوں
 میں آنحضرتؐ سے طعام میں برکت جیسے معجزات ظاہر ہوئے جو ابواب معجزات میں بیان کیے جا چکے ہیں باب
 نے معجزہ مسند کے ساتھ امام رضاؑ سے روایت کی ہے کہ امیر المؤمنینؑ نے فرمایا کہ ہم آنحضرتؐ کے ساتھ

لے مؤلف فرماتے ہیں کہ بعید نہیں ہے کہ حضرت امام حسنؑ نے تیرہ لاکھ کا قہار سے دو سال یا تین
 سال کی عمر میں تلوار نکالی اور اس کو پیغام پہنچایا: **عہ موجودہ قرآن میں اس آیت میں لفظ علی موجود نہیں ہے**

خندق کھودنے میں مشغول تھے کہ جناب فاطمہ زہرا ایک ٹکڑا روٹی کا آنحضرت کے واسطے لائیں حضرت نے
 فرمایا کہ اسے فاطمہ یہ کہاں سے لائیں؟ عرض کی میں نے حسن اور حسین کے لیے پکایا تھا اسی میں سے ایک ٹکڑا
 آپ کے واسطے بھی لائی ہوں۔ حضرت نے فرمایا یہ پہلی غذا ہے جو تین روزہ کے بعد تمہارے پیار کو میسر ہوئی
 ہے۔ تین روزہ آنحضرت نے کچھ نہیں کھا یا تھا۔ قطب نادندی نے روایت کی ہے کہ جب خندق کھودنے
 کے زمانہ میں مسلمانوں پر بھوک کا غلبہ ہوا تو آنحضرت نے ایک مٹھی خرما طلب کیا اور ایک کپڑا بچھا دیا اس پر وہ
 خرمے رکھ دیئے۔ پھر حضرت نے منادی کرا دی کہ آؤ اور ناشتہ کرو۔ یہ سن کر تمام اہل مدینہ حش ہو گئے اور اس کے
 خرما کھا کھا کر سیر ہو گئے۔ پھر خرمے اس کپڑے سے گر پڑتے تھے۔ پھر علی بن ابیہیم اور دوسرے لوگوں نے روایت
 کی ہے کہ جب قریش کے قیام کی مدت طویل ہوئی تو ابوسفیان نے حبشی بن اخطب سے کہا کہ اے یہودی تیری
 تیری قوم کہاں ہے؟ حبشی بن اخطب بنی قریظہ کے پاس آیا اور کہا تم پر دلائل ہوتے ہیں کہ تم سے باہر نکلو اب بھی جبکہ تم سے
 عہد و پیمان تو بیٹھیکے ہو قلعہ میں بیٹھے ہو نہ محمد کے ساتھ ہے نہ قریش کے ساتھ ہوئے۔ کعب نے کہا ہم قلعہ
 نہیں نکلیں گے جب تک قریش اپنے دس رؤسا کو ہمارے پاس دین نہ کر دیں جبکہ ہم قلعہ میں دیکھیں گے تاکہ اگر محمد
 پر ان کو فتح نہ حاصل ہو تو اس وقت تک یہاں سے حرکت نہ کریں جب تک ہمارے عہد و پیمان کو اس طرح
 مضبوط نہ کر دیں جس طرح پہلے تھا کیونکہ ہم مطمئن نہیں ہیں کہ قریش چلے جائیں اور ہم اپنے گھروں میں بیٹھیں
 اور پھر ہم سے محمد جنگ کریں ہمارے مردوں کو قتل کریں ہماری عورتوں اور بچوں کو قید کریں اور اگر ہم
 قلعہ سے نکل کر تمہارا ساتھ نہ دیں تو تمکن ہے محمد ہم پر دم کریں اور ہمارے عہد کو از مبر زوال لیں۔ ابن اخطب
 نے کہا انہوں نے نہایت یہودہ اور باطل لشکر کی قریش بھی اس پر راضی نہیں ہو سکتے اور نہ محمد ہی تجھ سے عہد
 کریں گے اور تم اب نہ محمد کے ساتھی ہے نہ قریش کے۔ کعب نے کہا یہ تیری رائے کی نحوست ہے تو قریش
 کے ساتھ اڑتا اور بھاگتا ہے اور ہم کو ہمارے شہر میں چھوٹے جاتا ہے کہ محمد جو چاہیں ہمارے ساتھ
 کریں۔ ابن اخطب نے کہا خلافت نبوی کا عہد اپنے اوپر لازم قرار دیتا ہوں کہ اگر قریش نے محمد پر فتح
 نہ پائی تو میں تیرے ساتھ قلعہ میں رہوں گا اور جو کچھ تم لوگوں پر گزے گی مجھ پر بھی گزے گی۔ کعب نے کہا
 میرا قول تو یہی ہے جو میں نے کہا اگر قریش ہمارے ساتھ اپنے آدمیوں کو رہیں کر دیں تو ہم ان کے ساتھ ہیں
 ورنہ قلعہ سے باہر نہیں نکلیں گے۔ آخر ابن اخطب واپس آیا اور قریش کو اس کا پیغام پہنچایا۔ جب ابوسفیان
 نے یہ بات سنی تو بولا کہ واقد یہ پہلا فریب ہے۔ عیسیٰ بن مسعود نے حکایت کیا تھا اے ابی ہندو اور سہول
 کی ضرورت نہیں ہے۔ عرض جب مسلمانوں پر محاصرو کی شدت ہوئی اور مروی کی نیا دلی اور بھوک کے سبب
 وہ یہودیوں سے بہت خائف ہوئے اور منافقین طعن و طعنے کے ساتھ نامناسب باتیں کرنے اور مسلمانوں کو
 ڈرانے لگے جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے اور آنحضرت کے اصحاب میں سوائے چند سب کے سب متفق ہو گئے
 اور حضرت نے یہ خبر پہلے ہی دے دی تھی کہ عرب کے گروہ اتفاق کر کے آئیں گے اور یہود ہمارے ساتھ
 قریب کریں گے اس وقت ہم پر نہایت سختی اور شہادی ہوگی اور انجام کار ہم ان پر غالب آئیں گے جب قریش
 کے اہل یہودیوں نے اپنا عہد توڑا تو منافقوں نے کہا کہ خلافت شول نے ہم سے کدو قریب کا وعدہ نہیں کیا تھا انہیں

اکثر منافقوں کے مکانات مدینہ کے اطراف میں تھے۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ہم کو اپنے گھروں میں جانے کی اجازت دیجئے کیونکہ ہمارے مکانات مدینہ کے کناروں پر ہیں، ہم ڈرتے ہیں کہ دشمنوں کی کوئی جماعت لوٹ نہ لے۔ ان میں سے ایک گروہ نے کہا آؤ ہم بجاگد علیہم العزریوں میں دیہانیوں کے پاس پناہ لیں کیونکہ محمد رحمۃ اللہ علیہ اکبر وکرم کے تمام وعدے باطل ہو گئے۔ آنحضرت نے صحابہ کی ایک جماعت مقرر فرمائی کہ رات کو مدینہ کی پاسبانی کیا کریں اور حضرت امیر المؤمنین تمام شب لشکر کے گرد بھرتے اور سب کی حفاظت کرتے تھے۔ اگر قریش میں سے کوئی شخص دھکائی دیتا تو اس سے مقابلہ کرتے۔ آپ خندق کو بارگاہ قریش کے پاس پہنچ جاتے تھے۔ وہ لوگ آپ کو دیکھتے تھے مگر آپ کچھ پروا نہ کرتے۔ اور اکثر تمام رات تہا کھڑے ہوتے نماز میں مشغول رہتے اور جب صبح ہوتی تو اپنے مقام پر آ جاتے تھے۔ اس مقام پر امیر المؤمنین کی مسجد مشہور و معروف ہے جو شخص وہاں جاتا ہے اس کو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اس جگہ نماز پڑھا کرتے تھے۔

و روضہ مسجد ایک تیر کی مسافت کے برابر مسجد فتح سے دُور حقیق کی جانب ہے۔ غرض کہ جب آنحضرت نے اپنے اصحاب کی پریشانی کا حاصرہ کے طول ہونے کے سبب متبادہ فرمائی مسجد فتح کی طرف پہاڑ پر چلے گئے جس پر آج مسجد فتح واقع ہے اور بارگاہ عزت و جلال میں دست مناجات بلند کر کے گریہ و زاری کے ساتھ عرض کی یا خدایے خیر الیکم و یئس و یا عجیب المصطرین و یا کاشف الکروب العظیم ائت مؤلای و قلین انا آتی الا ولین اشف غنا غمتنا و همتنا و کربنا و اشف غنا کرب هؤلا و القوم یقولون و حوالک و قد سرتک۔ یعنی اے مصیبت زدوں کے فریاد رس اوسلے علیین کی تمہیں قبول کرنے والے اوسلے شدت تکلیف کو رفع کرنے والے تو میرے آؤ اجداد کا مولا ہے ہم سے ہمتا رہو و غم و اذیت کو دفع کر دے اور اپنی طاقت و قوت و قدرت سے اس قوم کی تکلیف اور شدت کو رفع فرما جسے اس وقت جبریل نازل ہوئے اور کہا یا رسول اللہ خدا نے آپ کی مناجات سنی اور آپ کی دعا قبول فرمائی اور ہوا اوسلے ہی کو فرشتوں کے ساتھ کلمہ دیا ہے کہ قریش اور مان کے لشکر کو بجاگوں۔ تو ہوا اور آندھری نے مشرکین کے حیموں کو اکھاڑ ڈالا۔ آخر وہ سب بھاگتے پھرتے ہوئے۔ جبریل نے آنحضرت کو اس کی اطلاع دی۔ آپ نے حذیفہ کو آواز دی۔ وہ حضرت کے پاس سوئے ہوئے تھے اس لئے کوئی جواب نہ دیا۔ حضرت نے دوبارہ ان کو آواز دی کوئی جواب نہ دیا۔ تیسری مرتبہ حذیفہ بولے بنیک یا رسول اللہ۔ حضرت نے فرمایا میں تم کو پکار رہا ہوں اور تم جواب نہیں دیتے۔ عرض کی میرے باپ ماں آپ پر خدا ہوں سر دی اور بھوک کی شدت سے میں نہ بول سکا۔ حضرت نے فرمایا جاؤ اور قریش کا حال دریافت کرو اور میرے پاس واپس آئے۔ پہلے کوئی اور کام نہ کرنا۔ بیشک مجھے خدا کی جانب سے خبر آئی ہے کہ خدا نے ان پر ہوا کو مسلط فرمایا ہے اور وہ بھگتے ہیں مشغول ہیں۔ حذیفہ نے کہا میں سر دی سے کانپ رہا ہوں خندق کو کیونکر عبور کروں۔ آخر میں روانہ ہوا اور حضرت کے اچھا نہ سے جب خندق سے گزرا تو ایسا گرم ہوا کہ گویا حمام میں ہوں جب قریش کے لشکر میں داخل ہوا تو ایک بٹا خیرہ نظر آیا۔ اس کی طرف چلا۔ وہاں میں نے دیکھا کہ لوگوں نے آگ روشن کر رکھی ہے جو کبھی بجھ جاتی ہے کبھی جلتی ہے۔ جب میں نے خود سے دیکھا تو وہ ابو سفیان ملعون کا خیرہ تھا۔

وہ یمن آگ کے پاس بیٹھا تھا اور سردی سے کانپ رہا تھا اور کہہ رہا تھا اے گرو و فریش اگر تمہارے خیال کے مطابق ہم اہل آسمان سے جنگ کر رہے ہیں تو یقیناً ہم اہل آسمان سے جنگ کی طاقت نہیں رکھتے اگر اہل زمین سے مقابلہ جو تو کر سکتے ہیں۔ پھر لو کہ اپنے اپنے ساتھیوں کے حالات معلوم کرو اس طرح کہ محمدؐ کا کوئی ہاسوس ہمد سے درمیان نہ ہو۔ حذیفہ کہتے ہیں کہ میں عمرو بن عاص اور معاویہ کے بیچ میں تھا۔ یمن نے دہشت کی طرف سبقت کے لیے پوچھا کہ تم کون ہو اُس نے کہا میں عمرو عاص ہوں۔ پھر بائیں طرف مڑ کر پوچھا تم کون ہو اُس نے کہا میں معاویہ ہوں۔ اور میں نے اُس وجہ سے سبقت کی کہ کوئی مجھ سے نہ پوچھے کہ تم کون ہو۔ پھر یوسفیان اپنے اونٹ پر سوار ہوا۔ اونٹ کا تیر بندھا ہوا تھا اگر حضرتؐ نے یہ تاکید نہ کر دی ہوتی کہ میرے پاس واپس آئے سے پہلے کوئی کام نہ کرنا تو میں اس غوی کو قتل کر دیتا۔ پھر یوسفیان سے خالد بن ولیدؓ کے کہا کہ مناسب ہے کہ میں تمہارے کمزوروں کی حفاظت کے لیے موجود رہوں۔ اُس نے کہا تیار ہو جاؤ اور سلمان بارگرو۔ عرض سب نے سلمان دونوں پر بار کیا اور بھاگ گئے۔ جب صبح ہوئی تو حضرتؐ نے مسلمانوں سے کہا ابھی اپنے مقام سے حرکت نہ کرنا مگر لوگوں نے نہانا اور طلوع آفتاب تک سب مدینہ چلے گئے۔ بہت تھوڑے اہل حضرتؐ کے ساتھ رہ گئے۔ اور کلینی نے بسند حسن روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگ اتر آئے ہیں ایک شیلے پر کھڑے تھے جس پر مسجد فتح واقع ہے۔ رات بہت اندھیری اور شدید سردی کا عالم تھا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ کون ہے جو قریش کی خبر لے آئے اُس پر بہشت واجب ہوگی۔ کوئی شخص نہ تھا۔ حضرت صادق علیہ السلام نے اپنے ہاتھوں کو جو کر فرمایا کہ بہشت سے بہتر لوگ اور کیا چاہتے تھے۔ آخر حضرتؐ نے فرمایا کہ یہ کون ہے جو اس جگہ سویا ہے۔ حذیفہ نے کہا میں ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا اس پوری رات میں تم میری آواز سننے لے رہے اور جواب نہ دیا۔ میرے پاس آؤ۔ حذیفہ اٹھے اور محذرت کی کہ حضورؐ پر میں فدا ہوں سردی اور تکان کے سبب جواب نہ دے سکا حضرتؐ نے فرمایا جاؤ اور قریش کی باتیں سنو اور ان کے حالات سے مجھے آگاہ کرو۔ جب حذیفہ روانہ ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی اَللّٰهُمَّ احْفَظْهُ مِنْ زُلْمٍ يَسْتَدِينُوْهُ وَمِنْ خَلْقِهِ وَعَنْ قَبِيْئِهِ وَعَنْ شَيْطَانِ الْخَلْقِ تَرْوِمُ رِجْلَا وَنَدَا اس کی حفاظت فرما آگے بھیجے۔ واسطے اور بائیں سے یہاں تک کہ اس کو میرے پاس واپس پہنچا صبحا حضرتؐ نے حذیفہ کو تاکید کر دی کہ جب میرے پاس واپس نہ آئیں کوئی دوسرا کام نہ کریں۔ عرض حذیفہ اپنی تلوار پر اور تیر و کمان لے کر روانہ ہوئے حذیفہ کہتے ہیں کہ جب میں روانہ ہوا تو مطلق سردی اور بھوک کا اثر مجھ میں نہ تھا یہاں تک کہ خندق کو پار کر لیا اور مسلمان اور مشرکین اسی مقام پر جمع تھے۔ اُدھر حضرتؐ دعا کر رہے تھے کہ اسے فریاد کرنے والوں کے فریاد برس اور اسے مصیبت زدوں کی دعاؤں کے قبول کرنے والے میرے رنج و غم کو دور کر دے بیشک تو میرا اور میرے اصحاب کا حال دیکھ رہا ہے۔ اسی اثناء میں جب بول تاذل ہوئے اور کہا یا رسول اللہ خدا نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور دشمنوں کے دھڑکے سے آپ کو بچا لیا۔ یہ سن کر آنحضرتؐ دونوں بیٹھ گئے اور اپنا ہاتھ کھولا اور آنکھوں سے آنسو جاری کیئے اور کہا میں تیرا شکر کرتا ہوں جیسا کہ تو نے مجھ پر اور میرے اصحاب پر رحم فرمایا ہے۔ پھر حضرتؐ نے بیان فرمایا کہ خدا نے تیرا آسمان تول سے ایک سو پچاسی جس میں شکر تھے۔ اور

آسمان چہارم سے ایک ہوا بھیجی جس میں بڑے پتھر تھے خذیفہ کہتے ہیں کہ جب میں خندق کے پار اقریش کے لشکر میں آگ روشن دی اور دیکھا اپنے لشکر پر آمدی کا طوفان آیا جس میں سنگریزے تھے۔ تمام آگ اڑ گئی اور نیچے اکھڑ گئے اور ان کے نیروں کو زمین پر گرادیئے۔ اُن سب نے سنگریزوں سے بچنے کے لئے سپر سے چہروں کو ڈھانک لیا اور ہم اُن کے سروں پر پتھروں کے ٹکرانے کی آواز سنتے تھے۔ خذیفہ مذکور کے درمیان۔ جو گئے ناگاہ مشرکوں کے بیچ میں شیطان ایک مردار کی صورت میں کھڑا ہوا اور بولائے لوگو تم اس ساحر کذاب و ساذغ کے قریب آ کر ٹھہرے جو یہ سال ٹھہرنے کا نہیں ہے۔ جو پائے سب ہلاک ہو گئے۔ وہ تمہارے ہاتھ سے نکال کر نکل نہیں سکتا اس سال نہ یہی آئندہ سال۔ لہذا ہر شخص اپنے پاس کے آدمی کا نام پوچھ لے۔ یہ سنتے ہی خذیفہ نے جلدی کر کے پچھلے ہی اپنے داہنے ہاتھ میں شخصوں سے ان کے نام پوچھے۔ ایک نے کہا میں معاویہ بن ابی سفیان کہ میں سہیل بن عمرو ہوں۔ خذیفہ کہتے ہیں کہ اسی انشاء اللہ کا ایک بڑا لشکر آیا اور اُن پر بڑے بڑے پتھر برسائے گئے ابو سفیان کو دیکھا کہ سوار ہو گیا اور اقریش کو چلایا کہ جلدی سنان لاؤ۔ غلطی سے اُس سے کہا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تجھ پر ایک بلوئے سخت مسلط کر دی وہ کو دکر اپنے اونٹ پر سوار ہو گیا اور قید الفجج کے درمیان تھا کہ جلدی کر۔ عینہ بن حصی عارث بن عوف مزنی اور اقرع بن حابس وغیرہ ہر ایک نے اپنے اپنے قبیلہ والوں کو بھاگنے کا حکم دیا اعدائے کامل قیامت کے حال کے مانند ہو گیا۔ یہ دیکھ کر خذیفہ واپس آئے اور آنحضرت کی خدمت میں تمام حالات بیان کئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات کے سلسلہ میں بیان کیا جاتا ہے کہ مشرکین کے بھاگنے کے بعد آنحضرت نے فرمایا کہ اب وہ ہم سے جنگ کی غرض سے کبھی نہ آئیں گے بلکہ ہم ان سے جنگ کے واسطے جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

علی بن ابیہیم وغیرہ نے روایت کی ہے کہ غزوہ خندق میں جہان بن قیس بن عرقہ نے ایک تیر سعد بن مساذ کی جانب پھینکا وہ اُن کے ہاتھ میں پڑا اور رگ اکھل کر قطع کر دیا۔ اور بولایا تیر کے میں بن عرقہ ہوں۔ سعد نے کہا خدا تیرے چہرے کو آگ میں جلائے اُس رگ سے بہت خون نکل گیا اور سعد بہت کمزور ہو گئے۔ تو اُس رگ کو اپنے ہاتھ سے کھد کر دھاک کی کہ اسے مجھو اگر قریش کی اس جنگ میں ابھی جان باقی ہے تو مجھے بھی باقی رکھ تاکہ اُن سے جنگ کروں کیونکہ میں کسی سے لڑنا زیادہ پسند نہیں کرتا یہ سببت اسس گروہ کے ساتھ لڑنے کے جو خدا و رسول سے لڑتے ہیں۔ اگر قریش کی لڑائیاں آنحضرت سے ختم ہو گئی ہیں تو اس زخم کو میری شہادت کا سبب قرار دے اور مجھ کو موت دے دے تاکہ میری آنکھیں اپنی قرینہ کے قتل سے روک شش ہو جائیں۔ میں خون بند ہو گیا اور اُن کے ہاتھ پر دم آ گیا۔ حضرت نے اُن کے لئے ایک غیر نصب کر دیا اور خود ان کی پرستاری اعدائے کے حالات کی نگرانی میں مشغول ہوئے۔ اُس وقت خداوند عالم نے یہ آیتیں بھیجیں۔ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذْ كُرُوا تَعْمَلُوا اللَّهُ عَلَيْكُمْ إِذْ جَاءَكُمْ جُنُودُ** **فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا وَجُنُودَ الْمُؤْمِنِينَ وَهَؤُلَاءِ كَانُوا يَمْنَعُونَ بِصُلَاةِ رَبِّ** **مُؤَدَّةِ الْأَنْزَابِ أَيْضًا** اے ایمان والو اپنے اوپر خدا کی نعمتوں کو یاد کرو جب تمہارے سامنے دشمنوں کے لشکر آئے

آیت ۳۳ احزاب ۱۲۱ یعنی خدا نے کافروں کو اپنی غیظ و غضب کے ساتھ مدینہ سے دور کر دیا نہ ان کو مدد ملی اور نہ غلبہت ہی حاصل ہوئی اور خدا نے مومنین کی غیظ کے ذریعہ سے مدد کی کہ انہوں نے عمرو بن عبدود و غیرہ کو قتل کیا اور خدا صاحب قوت اور سب پر غالب ہے واضح ہو کہ خندق کا کھودنا حدیثوں سے ماہر و فہم میں ظاہر ہوتا ہے اور مشہور ہے کہ جنگ ۱۰ شوال میں ہوئی۔ مسلمانوں کے گرد کافروں کا محاصرہ بعض کہتے ہیں کہ جین نصف تک قائم رہا اور بعض چوبیس اور ستائیس روز کہتے ہیں واللہ اعلم۔

چھٹیوں باب

ذکر غزوہ بنی قریظہ: شہادت سعد بن معاذ اور ابولبابہ کی توبہ کا قبول ہونا

علی بن ابیہم شیخ طبری وغیرہم نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگ احزاب سے فرصت کر کے مدینہ واپس آئے۔ جناب سیدہ سلیمہ بنت عبدالمطلب نے پانی لاکر رکھا کہ حضرت اُس سے غسل فرمائیں اور غیاب و سفر دور ہو۔ حضرت محفل کرنا چاہتے تھے اور ابیہم علم نصرت شیعہ کو دیتا تھا کہ جبیر بن عبد اللہ نازل ہوئے اور طبری کی روایت کے مطابق ابیہم ناقہ پر سوار تھے۔ سفید عمامہ باندھے ہوئے تھے جس کے گوشے کا ندھے پر لٹکے تھے جو پشت کے استبرق کا گوہر و یاقوت سے مکمل تھا جس پر غبار نمایاں ہوا تھا۔ غرض حضرت نے عمامہ سے غبار کو صاف کیا۔ جبیر بن عبد اللہ نے کہا خدا آپ پر رحمت نازل کرے آپ نے اسے کھول دیا لیکن ابیہم اپنی آسمان دفرشتوں نے نہیں کھولے ہیں۔ ہم فرشتے کھار قریش کے تعاقب میں تھے اور آپ پر سختی کرتے اور بھگاتے رہے ہیں یہاں تک کہ ان کو دعا میں پہنچا دیا اور علی بن ابیہم کی روایت کے مطابق حمزہ و اسد تک پہنچا دیا۔ جناب جبیر بن عبد اللہ نے عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ خلق ارض و سما آپ کو علم دیتا ہے کہ آپ نماز عصر یہاں نہیں بلکہ بنی قریظہ کی بستی میں پڑھیں۔ اور میں آپ سے پہلے جاتا ہوں اور ان کے قلعہ کو ہلاتا ہوں۔ بروایت طبری ان کو اس طرح گوستا ہوں جیسے فوج پتھر پر گوستا جاتا ہے جیسے نئے ہی آنحضرت روانہ ہوئے۔ حارثہ ابن نعمان سے ملاقات ہوئی آپ نے ملاقات دریافت کیئے۔ انہوں نے عرض کی میرے ہاں ماں باپ پر خدا ہوں وحیہ کلبی یہاں لوگوں کو ندا دے رہے ہیں کہ کوئی یہاں نماز عصر نہ پڑھے بلکہ بنی قریظہ کی آبادی میں چل کر ادا کرے۔ حضرت نے فرمایا وحیہ نہیں بلکہ جبیر بن عبد اللہ ہیں۔ پھر جناب امیر کو بلوایا اور فرمایا کہ لوگوں میں ندا کریں کہ کوئی نماز عصر یہاں نہ پڑھے بلکہ بنی قریظہ کے پاس چل کر پڑھے۔ جناب امیر نے لوگوں سے پکار کر کہا "اور صبح مدینہ سے باہر چل کھڑے ہوئے۔ جناب امیر نے بڑا علم اٹھایا اور آنحضرت کے آگے چلے۔ حضرت بنی قریظہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ قرب الاسناد میں امام عماد قریظہ سے روایت کی ہے کہ اس روز آنحضرت نے امیر کو مینہ کو سیاہ علم سے کروائے سفید کے ساتھ لپیچا جس کو عتاب کہتے تھے۔

اور اہل ایمان نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ احزاب سے مراجعت فرمائی جبریلؑ نازل ہوئے اور کہا ابھی اتھارہ کھوئے کیونکہ میں فرشتوں کے ساتھ کفار قریش کا حرم الاسد تک تعاقب کر رہا تھا اب خدا کا آپ کو یہ حکم ہے کہ بنی قریظہ سے جنگ کے لئے چلیے اور میں فرشتوں کے ساتھ جاتا ہوں تاکہ ان کے قلعہ کو ہلا دوں جب تک آپ میرے پاس پہنچیں۔ تو حضرتؐ نے امیر المؤمنینؑ کو علم دیا اور جبریلؑ کے پیچھے روانہ کیا اور خود تھوڑی دیر تو قلعہ فرمانے کے بعد جا کر ان سے مل گئے راستہ میں جو شخص آپ سے ملتا اس سے پوچھتے کہ اس سوار کو تم نے دیکھا وہ کہتا تھا کہ ہاں وحیدہ کلبیؓ تھے جس کیونکہ جبریلؑ اس روز انہی کی شکل میں ظاہر ہوئے تھے اور اپنے گھوڑے پر ازغالی کپڑا ڈالے ہوئے تھے جب آنحضرتؐ کا لشکر قلعہ بنی قریظہ کے پاس پہنچا ان کے منادی نے ندا دی کہ ابو لبابہ بن عبدالمہذہب کہاں جو جناب رسول خداؐ نے باب سے فرمایا کہ تم کو بنی قریظہ بلاتے ہیں۔ ابو لبابہ ان کے پاس گئے تو وہ سب رونے لگے اور کہا کہ ہم اس لشکر سے جو تمہارے پیچھے آ رہا ہے مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتے۔ ابو لبابہ کا قصہ اس کے بعد مذکور ہوگا۔ علی بن ابیہیم نے روایت کی ہے کہ قریش کے پیچھے ہٹنے اور شکست کھانے کے بعد جی بنی قریظہ کے قلعہ میں داخل ہوا۔ اور جب امیر المؤمنینؑ نے علم اٹھایا اور قلعہ کے نیچے نصب کیا کعب بن سعید نے قلعہ سے دیکھا وہ مسلمانوں کو گالیاں دے رہا تھا اور آنحضرتؐ کی شان میں گستاخی کر رہا تھا۔ آنحضرتؐ اس کا کوئی جواب نہیں دے رہے تھے۔ بروایت شیخ مفید جب حضرتؐ کو ان لوگوں نے دیکھا ان کو یاد آیا کہ عمرو بن عبدودؓ کے قتل کرنے والا آگیا تو ان کے دلوں میں بے پناہ رعب پیدا ہو گیا یہاں تک کہ آنحضرتؐ قریب آئے ایک دواؤ گوش پر سوار تھے امیر المؤمنینؑ آپ کے استقبال کو بڑھے۔ اور عرض کی یا رسول اللہ میرے باپ ماں آپ پر خدا ہوں قلعہ کے نزدیک مت جائیے حضرتؐ نے یہ بھی کہ شائد اس وجہ سے کہتے ہیں کہ کوئی کلمہ تو ہیں ان لوگوں کا حضرتؐ نہ سنیں۔ حضرتؐ نے فرمایا جب وہ مجھ کو دیکھیں گے تو خدا ان کو اذلیل کر دے گا اور جو کچھ کہہ رہے ہیں پھر نہ کہیں گے۔ اور جس طرح خدا نے تم کو عمرو بن عبدودؓ کے قتل پر قدرت عطا کی ان کے قتل پر بھی قوت بخشے گا۔ اور تم کو خدا کی جانب سے مدد و نصرت کی خوشخبری ہو۔ حق تعالیٰ نے مجھ کو رعب و مصیبت کے ساتھ نصرت عطا فرمائی ہے کہ میرا خوف ایک جیسے کی راہ کی دودی سے لوگوں کے دلوں میں پیدا ہو جاتا ہے۔ غرض جب آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دشمنوں کے قلعہ کے نزدیک پہنچے فرمایا اے بندوں اور سواروں کے بھائیو! اے شیطان کی عبادت کرنے والو! مجھے گالیاں دیتے ہو ہم جس گروہ کے قریب انتقام کے لئے پہنچتے ہیں وہ ان کے لئے نہایت بد ہوتا ہے۔ یہ سنکر کعب نے قلعہ کے اوپر سے دیکھا اور کہا اے ابو القاسم خدا کی قسم آپ تو کبھی جاہلوں کی طرح گالیاں دینے والے نہ تھے۔ حضرت صادقؑ فرماتے ہیں کہ جب آنحضرتؐ نے اس کی یہ بات سنی بے انتہا شرم و حیا کے سبب سے صفا آپ کے ہاتھ سے اور رداؤ شمس مبارک سے گر گئی اور چند قدم پیچھے ہٹے۔ قلعہ کے گروہ خراب کے دشت بہت تھے کہ لشکر کے قیام کی جگہ نہ تھی حضرتؐ نے اپنے دست مبارک سے درختوں کو اشارہ کیا اور وہ جنگل میں منتشر ہو گئے اور قلعہ کے پاس میدان کشادہ ظاہر ہو گیا اور آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لشکر نے پڑاؤ ڈالا اور وہاں رہنے لگا۔ اس عرصہ میں

ایک شخص بھی ان میں سے باہر نہ آیا نہ اس عاصرو کا انہر کوئی اثر ظاہر ہوا۔ تین روز کے بعد غزال ابن شمول باہر نکلا اور عرض کی یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ہمارے ساتھ بھی وہی طریقہ اختیار کیجئے جو بنی نصر کیساتھ آپ عمل میں لےئے ہیں یعنی ہم کو امان دیجئے تاکہ ہماری جانیں محفوظ رہیں اور ہمارے تمام مال و اسباب آپ کے لیے ہیں۔ ہم آپ کے شہر سے نکل جائیں گے۔ حضرت نے فرمایا یہ نہیں ہو سکتا جب تک تم میرے علم سے غلام سے باہر نہ نکلو گے تاکہ میں جو کچھ چاہوں کروں۔ یہ سن کر وہ واپس چلا گیا۔ پھر چند روز تک بعد وہ لوگ غلام میں محصور رہے یہاں تک کہ ان کی موتیں اوردہ کے بچے تنگی سے مر جیتا ہوا، جو نے اوردہ لے جانے لگے۔ پھر وہ لوگ حضرت کے علم سے غلام سے باہر نکلے۔ شیخ طبری کی روایت کے مطابق عاصرو پچیس روز تک قائم رہا۔ حضرت نے علم دیا تو ان کے مردوں کے ساتھ باندھ دیئے گئے جو سات سو افراد تھے اور عورتوں کو الگ کر دیا گیا۔ وہ ایک قبیلہ اوس کے۔ اشخاص حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا یا رسول اللہ یہ لوگ ہمارے چھ سو گنہگار اور دوست تھے اور ہمیشہ خزانہ کے ساتھ لڑائیاں میں ہماری مدد کرتے رہے۔ آپ نے عہد شکنی الی کی خاطر سے سات سو زندہ پوشوں اور تین سو بے زرد لوگوں کو ایک روز میں معاف کر دیا ہم ابن ابی سے گنہگار ہیں۔ مسطر جب بہت زیادہ سفارش کی تو حضرت نے فرمایا اچھا اس پر راضی ہو کہ میں تمہارے قبیلہ کے ایک شخص کو ثالث مقرر کروں اور وہ جو فیصلہ کرے اس کو منظور کر دے؟ عرض کی ہاں۔ وہ کوئی ہے حضرت نے فرمایا حضرت سعد بن مسدہ ہیں۔ وہ بولے ہر راضی ہیں چہر ان کو ڈولی میں لٹا کر لے آئے اوس کے قبیلہ کے لوگ ان کے گرد جمع ہوئے اور کہے لگے کہ اسے ابو عمرو اپنے ہم موگندہ دوں اور گاؤں باہر دو سونوں ہا احسان کرو ان لوگوں نے بہت سی لڑائیاں میں سعدی مدد کی ہے جب بہت کچھ کہا تو اس سے سو تمنہ نے جواب دیا کہ وقت اور موقع یہ ہے کہ راہ خدا میں سعد کی طاعت کرنے والے کی طاعت کی بڑا کرے۔ یہ سنئے ہی قبیلہ اوس کے لوگوں نے افسوس کے ساتھ شوریہ یا کہ قافوہ کا خدا کی قسم بنی فریقہ لگئے۔ عورتیں ابوبنہ تھے سعد کے نزدیک گریہ نہادی اور نالہ فریاد میں مشغول ہوئے۔ اگر جب وہ سب خاموش ہوئے تو سعد نے ان سے کہا اسکو دو یہود کیا میرے فیصلہ پر راضی ہو انہوں نے کہا ہاں خدا کی قسم ہم راضی ہیں اللہ تم سے احسان فرمائی اور حسن رعایت کی امید رکھتے ہیں پھر سعد نے دوبارہ پوچھا کہ میں جو کچھ فیصلہ کروں اس کو منظور کر لے؟ وہ بولے ہاں۔ یہ سن کر وہ نہایت خوب و احترام کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف متوجہ ہوئے اور عرض کی میرے باپ ماں آپ پر خطا ہوں آپ کیا فرماتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا اسے سعد جو کچھ تم ان کے پاس سے فیصلہ کر دے گئے منظور ہے سعد نے کہا یا رسول اللہ میرا فیصلہ یہ ہے کہ ان کے مردوں کو حل کر دیجئے اور ان کے بچوں اور عورتوں کو قید کر لیجئے۔ اور ان کے بھیر بکریوں اور چرواہوں کو ہاجرین و انصار میں تقسیم کر دیجئے۔ اور ہدایت طبری یہ کہ ان کے مکانات اور کھیت ہاجرین کے لیے مخصوص فرما دیجئے۔ یہ سن کر آنحضرت اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اسے سعد تم نے وہ فیصلہ کیا ہے جو خدا نے آسمان پر کیا تھا۔ اس کے بعد سعد کا وہ زخم ٹھٹھ گیا اور ان کی آمد اور استقامت کے مطابق جو انہوں نے حق تعالیٰ سے کی تھی ان کی مدد مقدس امواج انبیا و اوصیاء شہد اسے جا کر مل گئی۔ پھر حضرت کے علم سے ان قیدیوں کو مدینہ میں لا کر قید کر دیا اور انہیں معاف میں گزے۔

مکودے گئے ایک ایک یہودی کو لے کر آئے تھے اور گردن مار کر انہی گڑھوں میں ڈال دیتے تھے جیسی بنی خطب نے کعب بن اسید سے پوچھا کہ ان لوگوں کے ساتھ تمہارے خیال میں کیا کرتے ہیں اُس نے کہا تو نہیں جانتا کہ کیا کرتے ہیں۔ قتل کرتے ہیں۔ شاید تو نہیں سمجھتا ہے کہ ایک کے بعد دوسرے کو لے جاتے ہیں اور جو باہر جاتا ہے واپس نہیں آتا۔ لہذا صبر اور استقلال کے ساتھ اپنے دین پر قائم رہو۔ آخر کعب بن اسید کی باری آئی۔ اُس کو باہر نکالا۔ ہاتھ گردن سے بندھے مجھے تھے اور وہ ایک خوبصورت شخص تھا جب حضرت کی نگاہ اُس پر پڑی حضرت نے فرمایا کیا تجھ کو اُس عالم دانا ابن حراش کی وصیت سے کچھ فائدہ نہ ہوا جو شام کو آیا تھا۔ ادب بیان کیا تھا کہ میں نے شراب پینا اور لذتیں دنیا کی ترک کر دیں اور غلہ کستی اور صرف خرابا پر بسر کرنا منظور کر لیا اس پیغمبر کی خاطر جو موت ہلے والا ہے جس کا عمل خروج مکہ اور محل ہجرت مدینہ ہے اور وہ لوگوں روٹی اور خرمے کے چند دانوں پر اکتفا کرتا ہے۔ دراز گوشس پر سوار ہوتا ہے۔ اُس کی دونوں آنکھوں میں شہر ہے۔ دونوں شانوں کے درمیان گشت پر فہر نیوت ہے۔ وہ کاندھے پر عوار رکھتا ہے اور جس کے پاس پہنچتا ہے جہاد کرتا ہے۔ اُس کی سلطنت تمام مہمے زمین تک پہنچے گی۔ کعب نے کہا ایسا ہی اُس نے بیان کیا تھا۔ اگر ایسا نہ ہوتا کہ یہودی کہیں گے کہ میں قتل ہونے سے ڈر گیا تو ضرور آپ پر ایمان لاتا اور آپ کی تصدیق کرتا۔ لیکن میں وہی یہود پر زندہ ہوں اور اُسی پر مروں گا۔ عرض حضرت کے حکم سے اُس کی گردن مار دی گئی پھر جیسی بنی خطب لایا گیا حضرت نے اُس سے فرمایا اے فاسق خدکی قدرت تو نے اپنے باپ سے مشاہدہ کیا اُس نے کہا خدا کی قسم میں اپنے تئیں طاقت نہیں کرتا اور آپ کی عبادت نے مجھے پھرایا میں پھرتا رہا اور جو کچھ گوشس سمجھ میں آتی رہی کرتا رہا۔ لیکن جس کی خداوند کرے وہ ذلیل و رسوا ہوتا ہے۔ پھر شیخ مفید کی روایت کے مطابق لوگوں کی طرف سے کچھ کہلاتا تھا کہ اس جو کچھ خدا مقدر کرتا ہے وہی ہوتا ہے۔ یہ وہ نزاحت ہے جس کو خدا نے بنی اسرائیل کے لئے لکھ دیا ہے۔ جب اُس کو امیر المؤمنین کے قریب لائے کہ آپ اس کی گردن ماریں تو اُس نے کہا ایک شریف ایک مشریف کے ہاتھ سے مارا جاتا ہے۔ حضرت نے فرمایا لوگوں کے نیک ان کے ہموں کو قتل کرتے ہیں اور تمہارے لوگ نیکوں کو مارتے ہیں تو دلائے ہو اُس پر اُس کے نیک لوگ اُس کو قتل کریں اور سعادت مند ہے وہ جس کو ذلیل اور کفار قتل کریں اُس نے کہا آپ سے کچھ فرمایا۔ جب آپ مجھے قتل کر دیں تو میرا لباس نہ آتا رہیں۔ حضرت نے فرمایا تیرا لباس میرے نزدیک اُس سے زیادہ ذلیل ہے کہ اس کی طرف توجہ کروں اُس نے کہا آپ نے مجھ کو لباس پہنائے لکھا خدا آپ کو بھی ایسا ہی رکھے اور اپنی گردن بڑھا دی۔ حضرت نے اُس کو قتل کر دیا اور وہ کشتوں کے درمیان اپنے کپڑوں سمیت ڈال دیا گیا۔ شیخ مفید کی روایت کے مطابق تمام بنی قریظہ قتل کر دیئے گئے تھے لیکن بعض روایتوں کے مطابق حضرت نے دس آدمیوں کو قتل کیا اور باقی یہودیوں کو تمام صحابہ پر تحسین کر دیا۔ علی بن ابیہم نے روایت کی ہے کہ ان تین دنوں کے درمیان جبکہ اول و آخر روز ہوا غنڈی تھی ان یہودیوں کی گردنیں ماری گئیں اور حضرت کی بیعت تاکید تھی کہ ان تینوں دنوں ان کو جمع کھانا اور آب شرب دیتے رہیں۔ فرماتے تھے کہ ان کے ساتھ احتیاط سلوک کرو۔ عرض وہ سب قتل کیئے گئے۔ تو خدا نے اس ہم کے بارے میں یہ آیتیں نازل فرمائیں وَأَنْتُمْ لَا

الَّذِينَ ظَاهَرُوا هُمْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مِنْ صَيَّاصِهِمْ وَقَدْ دَفَّ فِي قُلُوبِهِمُ الزُّعْبُ
فَرِيقًا تَغْلِبُوا عَلَيْهِمْ وَأَوْسَرَ نَكْرًا وَدِيَارَهُمْ وَأَمَّا الْكُفْرَاءُ فَدَفَّ
لَهُمْ لَطْمُ هَاوٍ كَانَ اللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرًا وَصَلَّى عَلَيْهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ
میں سے ان لوگوں کو ان کے قلعوں سے پیچھے نکال دیا اور ان میں سے ایک گروہ کو تم کشاں کشاں اسیر کر کے لے لے ہو
اور اپنی غلامی میں لیتے ہو اور خدا نے ان کی زمینیں تم کو میراث میں دے دیں اور ان کے مکانات اور مال میں
دے دیئے۔ اور وہ زمین بھی دے دی جنہر بھی تھا اور اگر نہیں ہوا اور تھا اسے تعزف میں نہیں آئی ہے۔
یعنی خیبر اور ملک ہارشاہان ہم و روم اور وہ تمام ممالک جو بعد میں فتح ہوئے اور غلبہ پر شے پر قابض ہے۔
قرب الاسناد میں امام محمد باقر سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ
بنی قریظہ میں ہاتھ و تابا لے کر کی شناخت کے لئے فرمایا کہ ان کی پشت کے بال دیکھیں جنکے بال سخت نکلے ہوں
وہ ہاتھ ہیں اور وہ مار ڈالے جائیں اور جنکے بال نہ اٹکے ہوں وہ تابا لے کر فرار دے کر اطفال میں شمار و شامل
کیئے جائیں اور ان کو غلام بنایا جائے۔ اور شیخ طبرسی نے روایت کی ہے کہ جناب رسالت صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم نے کچھ قیدیوں کو سعد بن ابی وقاص کے ساتھ نبھیں بھیجا ان کے عوض وہ گھوڑے اور اسلحے مسلمانوں کے لئے
خرید کر لائے۔ کہا جاتا ہے کہ ان کی عورتوں میں سے مرہ دختر حناؤ کو حضرت نے خود لے لیا اور بعض ریحانہ کو
لکھتے ہیں کہ لے لیا۔

ابن ابی یونس نے حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت کو سعد بن معاذ کی وفات کی اطلاع
ہوئی تو حضرت صحابہ کو لے کر ان کے گھر آئے اور ان کو غسل دینے کا حکم فرمایا اور خود وہ ان کے دونوں بازوؤں
کے درمیان کھڑے تھے یہاں تک کہ ان کو غسل اور جنو طہ کفن دیا گیا اور لوگوں نے جنازہ اٹھایا اور حضرت غلاموں
کی طرح نکلے بغیر چادر کے جنازہ کے ساتھ چلے کبھی دھانے لکھتے بھی ہاتھوں سے جنازہ کو کاٹنا دیتے تھے یہاں
کہ ان کو قبر تک پہنچایا اور خود حضرت قبر میں اترے اور اپنے ہاتھوں سے اُن کو کھد میں رکھا۔ اُن کی قبر کو انیسویں
سے چنانچہ اور غالی چٹھوں کو گیلی مٹی سے بھر دیا۔ اس سے فارغ ہو کر مٹی سے قبر کو پانا اور قبر کو درست کیا اور فرمایا
کہ میں جانتا ہوں کہ ان کا جسم ریزہ ریزہ ہو جائے گا لیکن خدا اس بندہ کو دوست رکھتا ہے جو کوئی کام درست اور
مستحکم کرتا ہے۔ یہ دیکھ کر سعد کی ماں نے ایک طرف سے پکار کر کہا اے سعد تم کو بہشت گوارا اور مبارک ہو۔
حضرت نے فرمایا اسے مادر سعد خاموش رہو اور اپنے پروردگار کو تاکید مت کرو۔ بیشک سعد کو قبر میں فشار
کیا گیا۔ پھر حضرت وہاں سے واپس ہوئے تو لوگوں نے پوچھا یا حضرت آپ نے سعد کے جنازہ کا وہ احترام فرمایا جو
کسی کے لئے نہیں فرمایا تھا۔ اس کا کیا سبب ہے؟ فرمایا کہ بغیر چادر اور نکلے چلنے کا یہ سبب تھا کہ میں نے فرشتوں
کو ان کے جنازہ کے ساتھ اسی طرح چلتے ہوئے دیکھا میں نے بھی ان کی تاسی کی اور کبھی ان کے جنازہ کو دل سے
اور کبھی بائیں سے اٹھانے کی یہ وہ بھی کہ میل ہاتھ جبریل کے ہاتھ میں تھا۔ جس جگہ سے وہ تابوت کو کھڑتے تھے
میں بھی پکڑتا تھا۔ لوگوں نے کہا آپ نے اُنہر نماز پڑھی اور اپنے ہاتھوں سے ان کو دفن کیا۔ پھر بھی فرماتے ہیں

کہ انہر فیکہ ہوا۔ حضرت نے فرمایا ہاں اس لئے کہ وہ اپنی زدہ کے ساتھ کج خلق تھے اس سبب سے ان پر فشار ہوا۔ دوسری حدیث میں روایت ہے کہ حضرت صادقؑ سے لوگوں نے پوچھا کہ بیان کیا جاتا ہے کہ سعدؓ کے مرنے سے عرش کانپ گیا۔ حضرت نے فرمایا وہ سخت جس پر سعد کو لٹایا گیا تھا وہ کانپ رہا تھا۔ اور کلینی اور ابن بابویہ نے حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سعدؓ کے جنازہ کی نماز پڑھی تو فرمایا ستر ہزار فرشتے ان کی نماز میں حاضر تھے انہی میں جبریلؑ بھی تھے۔ حضرت فرماتے ہیں کہ میں نے پوچھا کس عمل سے وہ اس مرتبہ کے مستحق ہوئے کہ اسے فرشتوں کو لوگ ان کی نماز جنازہ پڑھ رہے ہو؟ جبریلؑ نے کہا وہ ہمیشہ ہر حالت میں کھڑے بیٹھے سوائے یادہ چلتے پھرتے سورۃ قل ہوا اللہ احد پڑھتے رہتے تھے اور تفسیر نام حسن عسکری میں مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ستر کے معاملہ سے فاسخ ہو کر فرمایا کہ اسے ہند گاہ خدا پر ہندہ سعادتمند خدا کے نیک بندوں میں سے تھا جس نے خدا کی خوشنودی کو اپنے عزیزوں اور دشمنوں کے غصہ اور ناوضی پر ترجیح دی اور معروف کا حکم دیا اور نبی سے متبع کیا اور لوگوں پر غضب و غصہ کیا خدا کے رسول محمدؐ اور حق تعالیٰ کے ولی علیؑ بن ابی طالبؑ کے لئے غرض جب سید رحمت الہی واصل ہوئے اور آپ کا دل بنی قریظہ کی جہم سے مطمئن ہوا اور وہ سب قتل کر دینے گئے تو فرمایا کہ اسے ستر بیشک تم کافروں کے گھے میں اُس ہڈی کے مانند تھے کہ اگر زندہ رہتے تو گو سالہ اول کو دینہ میں جو بیضہ اسلام ہے خلافت کے ساتھ نصب نہ ہونے دیتے۔

علی بن ابیہم نے روایت کی ہے کہ جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی قریظہ کا محاصرہ فرمایا اور انہوں نے پیغمبرؐ سے کہا کہ ابو لبابہ کو ہمارے پاس بھیج دیجئے تاکہ تم ان سے مشورہ کریں۔ حضرت نے ابو لبابہ سے کہا کہ اپنے جانشینوں اور دوستوں کے پاس جاؤ۔ وہ جب وہاں پہنچے تو مرد و زن و بچہ کے پاس آگئے۔ مردوں اور بچوں نے ان کو گھیر لیا اور سب رونے لگے وہ ان کے لئے منہم ہوئے۔ ان لوگوں نے کہا اسے ابو لبابہ تھا اسے نزدیک کیا مناسب ہے کیا ہم حضرت کے حکم سے قطعہ سے باہر نکلیں وہ بولے ہاں۔ اور اپنی گردن کی طرف اشارہ کیا۔ یعنی قتل کیے جاؤ گے۔ پھر اپنی اس حرکت سے بہت پشیمان ہوئے کہ میں نے خدا و رسولؐ سے خیانت کی۔ اور قطعہ سے واپس آئے تو آنحضرتؐ کی خدمت میں نہیں حاضر ہوئے بلکہ مسجد رسولؐ میں چلے گئے اور اپنی گردن میں ایک ریشی باندھ کر ایک ستون سے باندھ دیا جس کو اسطوانۃ توبہ کہتے ہیں اور عہد کیا کہ میں اس ریشی کو نہ کھولوں گا یہاں تک کہ مر جاؤں یا خدا میری توبہ قبول فرمائے۔ حضرت کو یہ معلوم ہوا تو فرمایا اگر وہ میرے پاس آئے تو میں ان کے لئے خدا سے طلب آمرزش کرتا۔ اب جبکہ وہ خود خدا کی بارگاہ میں جا پہنچے ہیں تو خدا ان کا فیصلہ کرنے کا زیادہ سزاوار ہے۔ اور ابو لبابہ وہیں کو روزہ سے رہتے اور خدا کو ایک دانہ کے برابر فدا سے افطار کر لیتے۔ ان کی بیٹی شام کو آتی اور قصائے حاجت کے لئے ان کی ریشی کھول لیا کرتی تھی۔ جب حضرت وہاں سے واپس آئے ایک رات ام سلمہؓ کے حجرہ میں تھے کہ خدا نے ان کی توبہ قبول فرمائی اور حضرت کو اطلاع دی۔ آپؐ نے فرمایا ام سلمہؓ خدا نے ابو لبابہ کی توبہ قبول فرمائی۔ عرض کی یا رسول اللہ! کیا آپ اجازت دیتے ہیں کہ ان کو خوشخبری دوں۔ فرمایا ہاں۔ تو جناب ام سلمہؓ نے حجرہ سے مسجد کی جانب

سر نکال کر فرمایا کہ اسے ابو لبابہ تم کو بہشت ہو کہ خدا نے تمہاری توبہ قبول فرمائی۔ ابو لبابہ نے کہا الحمد للہ۔
 یہ سن کر مسلمان ان کی رسی کھولنے کے لیے دوڑے۔ انہوں نے کہا ہمیں خدا کی قسم کسی کو کھولنے سے منع نہ گا
 بلکہ خود رسول اللہ صبری کروں کو کھولیں یہ سن کر آنحضرت تشریف لائے اور فرمایا اسے ابو لبابہ خدا نے
 تمہاری توبہ اس طرح قبول فرمائی گویا تم اس وقت اپنی جان کے پیٹ سے پیل ہوئے ہو۔ ابو لبابہ نے کہا
 یا رسول اللہ کیا میں اپنا تمام مال صدقہ و کردوں؟ فرمایا نہیں عرصہ کی دو تہائی؟ فرمایا نہیں۔ عرض کیا کچھ
 مال صدقہ کروں؟ فرمایا نہیں۔ تو بولے اچھا ایک تہائی؟ تو حضرت نے فرمایا ہاں۔ اس وقت یہ آیت نازل
 ہوئی: **وَالْآخِرُونَ اعْتَرَفُوا بِذُنُوبِهِمْ خَلَطُوا عَمَلًا صَالِحًا وَآخَرَ سَيِّئًا عَسَىٰ اللَّهُ أَن يَتُوبَ عَلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَهُمْ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝ أَلَا يَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَنَّانُ ۝ أَنِ اللَّهُ هُوَ الَّذِي يَخْتَارُ الْمُتَّقِينَ ۝ أَنِ اللَّهُ هُوَ الَّذِي يَخْتَارُ الْمُتَّقِينَ ۝ أَنِ اللَّهُ هُوَ الَّذِي يَخْتَارُ الْمُتَّقِينَ ۝ أَنِ اللَّهُ هُوَ الَّذِي يَخْتَارُ الْمُتَّقِينَ ۝**
 ربك آیت ۱۲۱ سورتہ توبہ اور دوسرے جن لوگوں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کیا اس لیے کہ انہوں نے اپنے
 اچھے عمل کو برے عمل سے مخلوط کر دیا ممکن ہے خدا ان کی توبہ قبول کر لے بیشک خدا بخشنے والا اور مہربان ہے۔
 اسے رسول ان کے مالوں سے صدقہ وصول کر دے تاکہ ان کو گناہوں سے پاک کر دے اور ان کے لیے دُعا کرے۔
 کیونکہ تمہاری دعا ان کے لیے سکون کا باعث ہے اور خدا بخشنے والا بخشنے والا ہے کیا وہ نہیں جانتے ہیں
 کہ خدا اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور ان کا صدقہ لیتا ہے اور کیا نہیں جانتے کہ خدا بہت توبہ کا قبول
 کرنے والا اور مہربان ہے۔

سینٹیوال باب

وہ غزوات اور واقعات جو غزوہ احزاب اور غزوہ حذیبیہ کے درمیان
 واقع ہوئے اور اس میں چند فضیلتیں ہیں

غزوہ مزینہ جس کو غزوہ ابی المصطلق بھی کہتے ہیں۔

فصل اول شیخ طبری اور شیخ مفید وغیرہم نے روایت کی ہے کہ قبیلہ بنی المصطلق کے لوگ ایک
 کنوئیں کے قریب رہتے تھے جس کو مزینہ کہتے تھے۔ ان کا سردار حادث بن ضار تھا۔ اُس نے اپنی قوم کے ساتھ
 دوسرے لوگوں کو بھی جنس کر لیا تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جنگ کرے۔ جب آنحضرت کو اس کی اطلاع
 ہوئی تو آپ اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ اُس وقت حضور کے لشکر میں تیس گھوڑے تھے اور اس سفر میں آنحضرت

ایک گروہ مثل عبد اللہ بن ابی ذر وغیرہ کے حضرت اپنے ساتھ تھا۔ حضرت اپنے ساتھ جناب عائشہؓ کو بھی لے گئے تھے۔ ہر شعبانِ شہدہ کو روانہ ہوئے بعضوں نے شہدہ بیان کیا ہے۔ جب ان لوگوں کو اس کی اطلاع ہوئی حادثہ کے ساتھ اکثر قبیلہ عرب موجود تھے۔ وہ سب ڈر کر بھاگ گئے اور حضرت نے صبح میں ان سے مقابلہ کیا۔ کچھ دروہوں طرف سے پیر چلتے رہے۔ پھر حضرت کے حکم سے بیکار کی پلے لشکر نے آپر حملہ کیا اور ان کے دس آدمیوں کو قتل کر دیا اور اولاد جدا طلب میں سے بھی کچھ لوگ اس روز شہید ہوئے۔ جناب امیرؓ نے مالک کو اور اس کے لڑکے کو قتل کیا اس سبب سے مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی اور ان کے قبیلہ کے دو مشورین و فرزند گرفتار ہوئے۔ دو ہزار آدمی آپ پر بھڑ بھڑ میں غنیمت میں حاصل ہوئیں۔ حضرت نے غصے سے نکالنے کے بعد آدمی اور بھڑوں کو مسلمانوں پر تقسیم کر دیا اور جویریہ دخترِ حادثہ ابن ابی ضرار کو امیر المؤمنینؓ نے گرفتار کیا اور حضرت کی خدمت میں لائے۔ حضرت نے اس کو اپنے لئے مخصوص فرمایا۔ اس کا باپ مسلمان ہونے کے بعد اپنی قوم کو لے کر حضرت کی خدمت میں آیا اور کہا یا رسول اللہ میری بیٹی زن کر لی ہے مناسب نہیں ہے کہ اس کو قید کریں۔ حضورؐ نے فرمایا جاؤ اس کو اختیار دے دو جو وہ پسند کرے میں اسی پر عمل کروں گا۔ اس نے کہا یا رسول اللہ آپ کا احسان ہے۔ پھر لڑکی کے پاس آیا اور کہا بیٹی اپنی قوم کو رسوا مت کر۔ اس نے کہا میں نے خدا و رسولؐ کو اختیار کیا۔ یہ سنکر اس کے باپ نے اس کو گالیاں دیں اور واپس چلا گیا۔ حضرت نے اس کو اناد کے لئے اس سے نکاح کر لیا۔ جویریہ کہتی ہیں کہ جب حضرت کا لشکر مدینہ میں ہم پر حملہ آور ہوا تو میں نے اپنے باپ کو کہتے ہوئے سنا کہ ہمارے سروں پر وہ شکر آیا ہے جس سے مقابلہ کی ہم کو طاقت نہیں۔ اور میں نے دیکھا کہ اس قدر آدمی اور گھوڑے اور اسلحے ہیں جن کا شمار نہیں ہو سکتا جب میں مسلمان ہو گئی اور حضرتؐ نے مجھ سے نکاح کیا تو میں واپس گئی اور دیکھا تو اس قدر مسلمانوں کی تعداد نہ تھی جس قدر میں نے دیکھی تھی۔ اس وقت میں نے بھلا کہ وہ رعب تھا جو خدا نے مشرکوں کے دلوں میں ڈال دیا تھا۔ وہ کہتی ہیں کہ حضرتؐ کے آنے سے تین روز پہلے میں نے خواب دیکھا کہ گویا چاندین کی طرف سے حرکت کر رہا ہے اور میرے پاس پہنچ کر میرے دامن میں آ گیا۔ میں نے اس خواب کو کسی سے بیان نہیں کیا۔ جب میں قید ہوئی تو اس خواب کی وجہ سے مجھ کو اچھی امید تھی۔ آخر اس کا یہ اثر ظاہر ہوا کہ ماؤ فلک نبوت میری آغوش میں آیا۔ فرض جب لوگوں کو معلوم ہوا کہ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جویریہ سے نکاح کر لیا تو کہنے لگے کہ اس قبیلہ نے آنحضرتؐ کے ساتھ رشتہ و ملاوی قائم کر لیا ہے لہذا ان کی جس قدر عورتیں غنیمت میں ان کو ملی تھیں جو تفرہ بنا سکیں تھیں سب کے آزاد کر دیا یعنی کوئی عورت مثل جویریہ کے اپنی قوم کے لئے مبارک نہ ہوئی۔ اور اس جنگ میں مسلمانوں کا شمار یہ کلمہ تھا یا منصوراً متیناً

شیخ مفید اور طبرسی وغیرہم نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ غزوہ بدری المصطلق کے لئے تشریف لینگے تو ایک خوفناک ملاوی میں قیام فرمایا جب رات آخر ہوئی جبریلؑ نازل ہوئے اور بیان کیا کہ اس ملاوی میں کافران جن کا ایک گروہ چھپا ہوا ہے اور آپ کے اصحاب کے ساتھ شر و فساد کا مادہ رکھتا ہے۔ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیر المؤمنینؓ کو طلب فرمایا اور حکم دیا کہ اس ملاوی میں ہلکے خط کے دھنسنے کو دیکھیں کہیں اس وقت سے جو خدا نے

ان کے ساتھ مخصوص فرمائی ہے، اور تھوڑا سا کراپٹ کے ساتھ بھیجا اور فرمایا کہ علیؑ کے ساتھ رہو اور وہ جو حکم دیں اسکی اطاعت کرنا۔ غرض حضرت امیر المؤمنینؑ روانہ ہوئے اور جب اُس وادی کے نزدیک پہنچے اُن تھوڑا سا آدمیوں سے فرمایا کہ تم یہاں ٹھہرو میں جب تک نہ کہوں یہاں سے حرکت نہ کرو تاہم خود تنہا اُس وادی کی طرف چلے اور اُس کے کنارہ پر پہنچ کر خلسے پر تہا طلب کی اور اساتے اظہم خدا زبان پر جاری کیئے۔ پھر اپنے ساتھیوں کو اشارہ سے بلایا اور ایک تیر کی مسافت پر اساتہ سے کھڑے ہوئے کہ بجے فرمایا اور خود وادی میں داخل ہوئے۔ پھر تو ایک آندھی آئی جس سے قریب تھا کہ خوف کے سبب سے وہ سب اشخاص غنہ کے بل گر پڑیں۔ اُن کے قدم لرز رہے تھے۔ امیر المؤمنینؑ نے لہرہ ملا کہ میں ہوں علیؑ میں ابی طالبؑ رسول خدا کا وہی اور اُنکا بچا زاد بھائی۔ اگر جانتے ہو تو مقابلہ کے لئے کھڑے ہو تاکہ خدا کی قدرت کا مشاہدہ کرو۔ ساتھ ہی ایک سیانہام گروہ ظاہر ہوا زنجیوں کے مانند۔ جن کے ہاتھوں میں آگ کے شعلے تھے اور تمام وادی اُن سے بھر گئی۔ عظمت کے کوئی پردہ نہ کی اور آیات قرآنی تلاوت فرما رہے تھے اور اپنی تلوار داہنے ادا بائیں چلا رہے تھے۔ آخر وہ گروہ آہستہ آہستہ کانے دھن میں کے مانند ہو کر نازل ہوئے لگا۔ پھر حضرت نے تنگی کی اور وادی سے اوپر آئے اور اپنے ساتھیوں کے پاس کھڑے ہو گئے۔ ان لوگوں نے کہا یا علیؑ آپ نے کیا کیا خوف کی وجہ سے نزدیک تھا کہ ہم ہلک ہو گئے ہوتے۔ حضرت نے فرمایا خدا کے بزرگ ناموں کے ذریعہ میں نے اُن کو شکست دی اور وہ سب بھاگ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پناہ لے گئے۔ اگر وہ کھڑے رہتے تو سب کو ہلاک کر دیتا۔ جب وہاں سے واپس آئے تو آنحضرت نے فرمایا کہ یا علیؑ تمہاری شمشیر سے جہان جنت نکال گئے تھے میرے پاس آئے اور تمہاری تلوار کے خوف سے مسلمان ہو گئے۔

علی بن ابیہم نے روایت کی ہے کہ سورۃ منافقین غزوہ بنی المصطلق میں نازل ہوا جو سورۃ میں واقع ہوا تھا۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ حضرت اُس غزوہ سے واپسی کے بعد ایک کنوئیں کے قریب آکر ٹھہرے تھے جس میں پانی کم تھا اور اُس بن سیار جو انصار کے ہم سوگندوں میں سے تھے اور جہاد بن سید خناری جو جناب عمرؓ کے اجیر تھے کنوئیں پر آئے دو لونے اپنے اپنے ڈول کنوئیں میں ڈالے اتفاق سے دونوں کے ڈول ٹکرائے۔ اسی پر دونوں میں بات بڑھ گئی۔ جہاد نے ایک ہاتھ سیار کے غنہ پر مار دیا کہ غول جاری ہو گیا۔ سیار نے خورج کو آواز دی اور جہاد نے فریٹس کو پکارا۔ اور قریب تھا کہ غنہ عظیم پر پا ہو جائے۔ عبد اللہ ابن ابی نے یہ شور سنا تو پوچھا کیا معاملہ ہے۔ لوگوں کے مہینہ دیہان کی تو وہ مسکونی بہت خستہ ہوا اور کہا میں تو اس سفر میں آنا ہی نہیں چاہتا تھا۔ اب تو ہم حرب میں سب سے زیادہ ذلیل ہو چکے ہیں زندہ رہنے کا گمان نہیں رکھتا ہوں کہ کسی خیریں سنوں اور تندرک نہ کر سکوں۔ پھر اپنے ساتھیوں کی طرف رخ کر کے بولا کہ یہ تمہارے اقبال و عروج کا پھل ہے تم نے اُن لوگوں کو اپنے گھروں میں جگر دی اپنے اہل سے اُن کی مدد کی اور اپنی جان سے اُن کی حفاظت کی اپنے سینوں کو ان کے لئے پھر بنایا۔ تمہاری عورتیں ان کی حفاظت میں بیوہ ہوئیں اور تمہارے بچے یتیم ہوئے۔ اگر تم ان کو مدینہ سے نکال دیتے ہوئے تو وہ دوسروں کے دست نگر ہوتے۔ اگر ہم مدینہ پہنچیں گے تو ہمارے عزت و دلورگ ہمارے ذلیل ترین لوگوں کو

یہ خبر سنا کر اُن کی مدد کی اور اپنی جان سے اُن کی حفاظت کی اپنے سینوں کو ان کے لئے پھر بنایا۔ تمہاری عورتیں ان کی حفاظت میں بیوہ ہوئیں اور تمہارے بچے یتیم ہوئے۔ اگر تم ان کو مدینہ سے نکال دیتے ہوئے تو وہ دوسروں کے دست نگر ہوتے۔ اگر ہم مدینہ پہنچیں گے تو ہمارے عزت و دلورگ ہمارے ذلیل ترین لوگوں کو

نکال دیں گے۔ زید بن ابیہ اس وقت جوانی کے قریب پہنچ رہے تھے وہاں موجود تھے۔ اس وقت گرمی کی نہایت شدت تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے اور ہوا چاروں اطراف آنحضرت کی خدمت میں حاضر تھی۔ یہ سن کر ابن ابی کی باتیں بیان کیں۔ حضرت نے فرمایا اے فرزند زید تم نے غلط سنا ہو گا وہ بولے ہمیں واقد نے غلط نہیں سنا ہے۔ حضرت نے فرمایا شاید تم کو اس پر غصہ ہو گا اور یہ باتیں غصہ میں کہہ رہے ہو۔ عرض کی واقد ایسا بھی نہیں ہے۔ فرمایا شاید اس نے تم کو بیوقوف بنانا چاہا ہو اس لیے ایسا کہتے ہو۔ عرض کی بخدا ایسا بھی نہیں ہے۔ آخر آنحضرت نے اپنے غم سزا سے فرمایا کہ اونٹ پر حویج باندھے۔ پھر حضرت سوار ہو کر روانہ ہوئے۔ صحابہ نے سنا کہ حضرت سوار ہوئے ہیں تو کہا یہ وقت تو حضرت کی روانگی کا نہیں تھا! لیکن وہ لوگ بھی سوار ہو کر حضرت کے پیچھے روانہ ہوئے۔ سعد بن عبادہ حضرت کے قریب پہنچے اور عرض کی اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَکَاتُہُ۔ حضرت نے فرمایا وَ عَلَیْكَ السَّلَامُ۔ سعد نے کہا بھی حضور نے ایسے وقت میں سفر نہیں کیا۔ حضرت نے فرمایا شاید تم نے اپنے سرور کا کلام نہیں سنا جو اس نے کہا ہے عرض کی حضور کے سوا ہمارا کوئی اور سوار نہیں ہے۔ حضرت نے فرمایا ابن ابی نے کہا ہے کہ جب مدینہ پہنچے گا تو عزت والے ذیل لوگوں کو نکال دیں گے۔ سعد نے کہا سب سے زیادہ مستحق عزت والے آپ اور آپ کے اصحاب ہیں اور سب سے زیادہ غم وہ اور اس کے ساتھی ہیں۔ آنحضرت اس تمام دن چلتے رہے اور کسی کو حیاتِ دہم کی خدمت سے گفتگو کر کے خزانہ کے قبیلہ والوں نے جب آنحضرت کا بے پناہ غصہ مشاہدہ کیا تو ابن ابی سے باز پرس کی اور اس کو بہت عداوت کی۔ اس طعن و منافق نے حمیس کمانیں کہیں نہ یہ سب بالکل نہیں کہا۔ تو لوگوں نے کہا کہ چل کر آنحضرت سے بیان کر تاکہ ہم حضرت سے غدار خواہ ہوں۔ اس بد بخت نے منہ پھیر لیا اور منظور نہ کیا۔ رات بھر ہی تب حضرت برابر راستہ طے کرتے رہے اور سوائے نماز کے وقفہ کے قیام نہ فرمایا۔ دوسرے روز ایک مقام پر منزل کی۔ صحابہ تمام رات جاگئے اور سفر کی تکان کے سبب سب کے سب سو گئے۔ اس وقت عہدِ نبویؐ ابن ابی حضرت کی خدمت میں آیا اور قسم کھائی کہ میں نے یہ باتیں تمہیں کہی تھیں۔ زید نے غلط بیان کی ہیں۔ اور دوبارہ کلمہ شہادین پڑھا۔ حضرت نے نظر ہر اس کا قدر قبول کر لیا اور قبیلہ خزانہ کے عداوت کو ختم کرنا شروع کیا اور کہا تم نے عہدِ نبویؐ پر بہت سی لگایا جو ہمارا میں و بزرگ ہے۔ جب حضرت وہاں سے روانہ ہوئے زید حضرت کی خدمت میں ساتھ گئے اور کہتے تھے خداوند! تو جانتا ہے کہ میں نے عہدِ نبویؐ میں ایسا جھوٹ نہیں باندھا ہے۔ عرض توڑی راستے کی تھی کہ حضرت پر وحی کے آثار نمودار ہوئے اور اس قدر گامی ہوئی کہ نزدیک تھا کہ اونٹ کا شکم زمین سے لگ جائے۔ جب وہ حالتِ نازل ہوئی حضرت کی پیشانی سے غم ٹپک رہے تھے۔ حضرت نے پیار سے زید کا کان بچھ کر اٹھایا اور فرمایا اے فرزند تمہاری بات سچ ہے جا تم نے سنا تھا صحیح یاد رکھا تھا۔ خداوند عالم نے تمہاری بات کی تصدیق میں آیتیں نازل فرمائی ہیں۔ پھر جب حضرت نے قیام فرمایا تو صحابہ کو جمع کیا اور سورۃ منافقین ان کے سامنے پڑھی جس میں اس منافق کے اقوال شامل تھے اور اس کی باتوں کا جواب دیا گیا ہے اور تمام منافقین کی تکذیب اور تنبیہ شامل ہے۔ آج

نے کہا خدا کی قسم میں تم کو مدینہ میں آئے نہ دوں گا جب تک کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اجازت نہ دیں گے اور تم کو آج معلوم ہو گا کہ زیادہ عزت والا کون ہے اور ذلیل ترین کون ہے۔ آخر ابن ابی نے کسی کو آنحضرتؐ کے پاس بھیجا اور اپنے لڑکے کی شکایت کی۔ حضرت نے اس کے لڑکے کو پیغام بھیجا کہ اپنے باپ کو چھوڑ دے کہ وہ مدینہ میں آجائے۔ لڑکے نے سُن کر کہا چونکہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے اور حکم انہی کا حکم ہے پھر چھوڑ دیا۔ آخر وہ ملعون چند روز کے بعد بخیار ہوا اور جہنم داخل ہوا۔

کھینچی نے بسند حسن حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب عبداللہ ابن ابی مرگیا آنحضرتؐ مہر کیوں آئے حالانکہ خدا نے آپ کو منع فرمایا ہے کہ کسی منافق کی قبر پر کھڑے ہوں۔ حضرت نے کوئی جواب نہ دیا۔ تو دوبارہ اعتراض کیا تو حضرت نے فرمایا تم پر والے ہو تو کیا جلنے کے میں نماز میں اس کے لئے کیا کہتا ہوں۔ میں کہہ رہا ہوں کہ خدا خدا اس کے شکم کو آگ سے بھر دے اور اس کی قبر کو بھی اور اس کو آتش جہنم میں پہنچا دے۔ حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ مگر نساں کو اس قدر مضطرب کر دیا کہ حضرتؐ جو بات ظاہر نہیں کرنا چاہتے تھے ظاہر فرما دیا۔

حضرت عائشہ کے بارے میں لوگوں کا کلمات غش کہنا۔

دوسری فصل

شیخ طبری وغیرہم نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی جنگ میں تشریف لے جاتے تو اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ ڈالتے۔ جس بیوی کے نام قرعہ نکلتا، آپؐ انہی کو ہمارے جاتے۔ خود نبی المصطلق میں حضرت عائشہ کے نام قرعہ نکلا۔ آپؐ ان کو اپنے ساتھ لے گئے۔ ایک منزل میں روانگی کے وقت وہ خضائے حاجت کے لئے گئی تھیں جب واپس آئیں تو اپنے گلے کا ہار جو جوع بیانی کا تھا گلے میں نہ پایا وہ ٹوٹ کر کہیں گر گیا تھا اس لئے اس کو ڈھونڈنے واپس چلی گئیں۔ جب واپس آئیں تو لشکر کو آج کر چکا تھا ان کا ہودج بھی یہ سمجھ کر کہ وہ اس میں ہیں اونٹ پر بار کر دیا گیا تھا غرض وہاں کوئی نہ تھا۔ وہ وہیں ٹھہر گئیں اس خیال سے کہ کوئی ان کی تلاش میں آتا ہو گا۔ اور وہیں سو گئیں جب بیدار ہوئیں تو صفوان بن محفل اسلی جو قافلہ کے پیچھے رہا کرتا تھا پہنچا۔ اس نے جناب عائشہ کو دیکھ کر پہچان لیا۔ اپنے اونٹ کو بٹھایا اور ایک طرف بٹھ گیا تو حضرت عائشہ اس پر سوار ہو گئیں۔ اس نے مہار بچا لیا اور لشکر میں ان کو پہنچا دیا جبکہ آنحضرتؐ نے قبولہ کے لئے آرام فرمایا تھا۔ منافقوں کو معلوم ہوا تو عبداللہ بن ابی سلول اور منافقوں کے ایک گروہ نے بدگمانیاں اور نامناسب باتیں پھیلا نا شروع کیں جب حضرت عائشہ مدینہ پہنچیں تو بیمار ہو گئیں اور آنحضرتؐ کو بھی اپنی طرف سے بے لطف پایا۔ جب ان کی بیماری ارفع ہو گئی تو حضرتؐ سے اجازت لے کر اپنے والدین سے عیادت کی غرض سے گئیں اور اپنی والدہ سے منافقوں کی باتیں اپنے بارے میں سُنیں۔ اور آنحضرتؐ کی اپنی جانب سے بے توجہی کا سبب سمجھیں تو اپنے مکان پر واپس آ گئیں اور تمام رات روتی رہیں۔ حضرتؐ نے اسامہ بن زید اور امیر المؤمنین کو بلایا اور ان سے عائشہ سے ملنے کی بات کی۔ بارے میں مشورہ کیا اور جو کچھ لوگ ان کے بارے میں مشہد کر رہے تھے بیان کیا۔ اسامہ

چونکہ یہ سمجھتے تھے کہ حضرت کو ان کے حسن و جمال اور کسبِ ثنی کے سبب ان سے محبت ہے اس لئے کہا کہ وہ آپ کی زوجہ ہیں اور ان کی بدی معلوم نہیں ہے۔ جناب امیر نے فرمایا کہ خدا نے آپ کو بامہد نہیں کیا ہے بہت سی عورتیں ہیں اگر آپ کو ان سے کراہت ہے تو میسرہ کر دیجئے اور کسی دوسری عورت سے نکاح کر لیجئے۔ اور اگر مناسب ہو تو ان کا حال ان کی کنیز سے معلوم کیجئے۔ حضرت نے ان کی کنیز کو بلایا اس نے ان کی برأت کی گواہی دی۔ اسی اثناء میں خلیفہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر وحی نازل فرمائی اور آنحضرت پر اس منقصد کے دفعیہ اور عائشہ کے بارے میں جو لوگوں نے مشہور کر رکھا ہے ان کی برأت میں آیتیں نازل فرمائیں تاکہ آئندہ آنحضرت کی بیویوں کے بارے میں مسلمان ایسی نسبت نہ دیں اور نہ ثبوت شرعی کے بغیر کسی کو زنا سے متهم کریں۔ اور تفسیر نعمانی میں حضرت صادق سے روایت ہے کہ یہ آیتیں عبداللہ بن ابی سلول احسان بن ثابت اور صلح بن اثامہ کے حق میں کہ انہوں نے عائشہ کی طرف جو نسبت دے رکھی تھی نازل ہوئی ہیں۔ اور علی بن ابراہیم نے ان آیتوں کی تفسیر میں کہا ہے کہ عامر کہتے ہیں کہ یہ آیتیں جناب عائشہ کے حق میں اور اس نسبت کے بارے میں جو غزوہ بنی المصطلق میں لوگوں نے ان سے قائم کر دی تھیں نازل ہوئیں اور شیعہ کہتے ہیں کہ یہ آیتیں حضرت عائشہ کی تکذیب و ذمہ داری اور توبہ کرنے کی تاکید میں نازل ہوئیں اس سبب سے کہ انہوں نے عمار بن قیس اور ابراہیم کو متهم کیا تھا جیسا کہ اس کے بعد مذکور ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

بند کے تمام حالات۔ علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت تیسری فصل | بدر منبری کے غزوہ میں تشریف لے جا رہے تھے اشجار اور بنی ضرہ کے غلوں سے عبور کر رہے تھے۔ حضرت نے پہلے بنی ضرہ سے صلح کر لی تھی۔ صحابہ نے کہا یا رسول اللہ بنی ضرہ ہمارے قریب رہتے ہیں ہم کو خوف ہے کہ وہ مدینہ پر حملہ نہ کریں یا قریش کی جنگ میں ہمارے خلاف مدد نہ کریں لہذا پہلے انہی سے جنگ کر لینا چاہیے۔ حضرت نے فرمایا نہیں ایسا نہیں ہے وہ لوگ تمام عرب سے زیادہ اپنے باپ ماں کے ساتھ چلی کرتے ہیں اور صلہ رحم کرنے میں اور سب سے زیادہ اپنے عہد کو وفا کرتے ہیں اور انھیں جو بنی کنانہ سے تھے ان کی آبادی بنی ضرہ کی آبادی سے قریب تھی جو ان کے ہم سوگند تھے۔ انھیں کے کھیت و چراگاہیں خشک ہو گئی تھیں اور بنی ضرہ کے یہاں پانی اور گھاس اور چارہ کافی تھا۔ اس سبب سے انھیں نے بنی ضرہ کی طرف قیام کی غرض سے رخ کیا۔ آنحضرت کو یہ خبر پہنچی کہ بنی ضرہ کے پاس وہ لوگ جا رہے ہیں تو حضرت جنگ کے لئے آمادہ ہوئے اور وقت خدا نے یہ آیتیں نازل فرمائیں: فَإِنْ تَوَلَّوْا فَعَدُوُّهُمْ وَآفَاقُ لَهُمْ جَمِيعٌ ذَا قُرْبَىٰ وَيَوْمَ لَا يَنْصُرُهُمْ فِي أَمْنِهِمْ وَلِيًّا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ لَعَدُوُّ الْمُشْكَكِينَ ۚ وَيَوْمَ لَا يَنْصُرُهُم إِلَّا اللَّهُ ۚ وَالَّذِينَ يَبْتَغُونَ الْوَيْسَاءَ إِلَىٰ قَوْمٍ بِسِيْمِكُمْ وَيَتَّخِذُوا مِيثَاقًا ۚ وَجَاءَهُمْ مَخِصْرَتٌ صَدُّوا عَنْهُمْ أَنْ يُعَايِلُوهُمْ ۖ وَوَعَقَلُوا فَأَفَوَّهَهُمْ ۚ وَكُلُوا شَاءَ اللَّهِ ۚ فَلْيُكْفَرُوا عَنْهُ ۚ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَعَدُوُّكُمْ قَوْمٌ يَبْغُوا ۚ وَالَّذِينَ يَبْتَغُونَ الْوَيْسَاءَ إِلَىٰ قَوْمٍ بِسِيْمِكُمْ وَيَتَّخِذُوا مِيثَاقًا ۚ وَجَاءَهُمْ مَخِصْرَتٌ صَدُّوا عَنْهُمْ ۚ وَوَعَقَلُوا فَأَفَوَّهَهُمْ ۚ وَكُلُوا شَاءَ اللَّهِ ۚ فَلْيُكْفَرُوا عَنْهُ ۚ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَعَدُوُّكُمْ قَوْمٌ يَبْغُوا ۚ

اپنے گھروں کو چھوڑنے اور ایمان لانے سے روک رہی تھیں تو ان کو پکڑ کر قتل کر ڈالو جہاں بھی پاؤ اور ان سے
 دوستی و محبت مت کرو سارے ان لوگوں کے جو اس گروہ سے اپنے تعلقات دوستی قائم کریں جن سے تمہارا
 اور میان عہد و پیمان ہو چکے ہیں یا وہ تمہارے پاس آئیں اس حال میں کہ ان کے دلوں میں تم سے جنگ کا
 ارادہ نہ ہو یا اپنی قوم سے جنگ کریں اور اگر خدا چاہتا تو بیشک ان کو تم پر مسلط کر دیتا اور وہ یقیناً تم سے جنگ
 کرتے تو اگر وہ تم سے کنارہ کریں اور لڑائی نہ کریں اور تمہارے سامنے اطاعت و فرمانبرداری کا اظہار کر
 اور سوتلی جائیں تو خدا نے تم کو ان پر زیادتی کی راہ نہیں کھولی ہے۔ علی بن ابراہیم نے کہا ہے کہ اشیعہ کو چلے
 بیضا، حل اور مستجاب تھے اور وہ آنحضرتؐ سے قریب تھے اور نزدیک جھلے کے سبب ڈرتے تھے کہ ایسا ہو
 کہ حضرتؐ انہیں لشکر بھیج دیں اور وہ ان سے جنگ کریں اور آنحضرتؐ کو بھی ان سے خطرہ تھا کہ ایسا نہ ہو کہ مدینہ
 کے اطراف میں لوٹ مار کریں اس لئے ان پر چڑھا کر انہیں کا خیال تھا۔ اسی اثنا میں خبر ملی کہ اشیعہ جو سات سو
 افراد کے اپنے رئیس مسود بن رحیلہ کے ساتھ آئے ہیں اور وہ سلع میں مقیم ہیں۔ یہ واقعہ ریح الاخر مستمر
 کا ہے۔ حضرتؐ نے انسید بن حضیر کو طلب کیا اور فرمایا ان کے پاس چند اشخاص کئے کہ جاؤ اور معلوم کرو کہ
 وہ کس واسطے آئے ہیں۔ انسید تین اشخاص کے ساتھ ان کے پاس گئے اور دریافت کیا کہ کس واسطے آئے ہیں
 مسود بن رحیلہ نے کھڑے ہو کر انسید اور ان کے اصحاب کو سلام کیا اور کہا کہ ہم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 سے صلح کرنے آئے ہیں اور ان سے امان چاہتے ہیں۔ یہ سنکر انسید آنحضرتؐ کی خدمت میں واپس آئے۔
 اور ان کی گفتگو بیان کی۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ وہ خورخوہ ہو گئے ہیں کہ میں ان سے جنگ کے لئے آیا ہوں اور
 اسی سبب سے وہ آئے ہیں کہ میرے اور ان کے درمیان صلح ہو جائے پھر وہ خود آخر یا حضرتؐ نے
 ان کے لئے بھیجا اور فرمایا کہ یہ یہ بھیجا اپنی حاجت بیان کرنے سے پہلے بہتر ہے۔ پھر خود بھی ان کے پاس
 گئے اور پوچھا کہ اسے گروہ اشیعہ کس کام کے لئے آئے ہیں۔ انہوں نے عرض کی ہمارے مکانات آپ سے نزدیک
 ہیں اور ہماری قوم میں کوئی گروہ ایسا نہیں ہے جس کی تعداد ہم سے کم ہو اس لئے آپ سے جنگ کرنے
 سے ڈرتے ہیں اور اپنی قوم کی جنگ سے بھی ڈرتے ہیں۔ چونکہ ہم تعداد میں کم ہیں اسی لئے آئے ہیں کہ ہم
 آپ سے صلح کریں۔ حضرتؐ نے ان کی انتہا قبول فرمائی اور ان سے صلح کر لی۔ وہ لوگ دوسرے روز انہی
 آبادی میں پلٹ گئے تو خانے مذکورہ آئیں ان کے بارے میں نازل فرمائیں۔ اور روایت ہے کہ ہجرت کے
 پانچویں سال حضرتؐ نے زینب بنت جحش سے جنہ کی زوجہ تھیں نکاح کیا (چونکہ زید کے طلاق نہ دیا تھا)
 اور کہا جاتا ہے کہ اسی سال حج واجب ہوا۔

شیخ طبری نے بیان کیا ہے کہ ہجرت کے چھ سال ماورئ النہر میں آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 نے عکاشہ بن محسن کو چالیس سو لوگوں کے ساتھ عمرہ کو بھیجا وہ لوگ حج کے وقت کفار مکہ کے پاس پہنچے ان کو
 دیکھ کر وہ بھاگ گئے ان کے دو شو اورٹ پکڑ کر عکاشہ آنحضرتؐ کی خدمت میں مدینہ لائے اسی سال عبیدہ
 ابن جراح کو ایک قصبہ کی طرف بھیجا کہ ان کو غارت کر دیں۔ وہ لوگ بھاگ گئے۔ ان میں سے ایک شخص گرفتار
 ہوا اور وہ مسلمان ہو گیا۔ اسی سال زید بن حارثہ کو ایک لشکر کے ساتھ حموم کی طرف بھیجا جو بنی سلیم کے شہر میں

ایک شہر تھا۔ وہ وہاں سے بہت سی مویشیاں لے کر قیدی لائے۔ اسی سال امام جمادی الثانی میں نجد کو گئے۔ وہاں
 گیا اور اسی سال ان کو چند اشخاص کے ساتھ ثعلبہ سے جنگ کو بھیجا۔ وہ سب بھاگ گئے۔ چالیس اونٹ
 غنیمت میں ملے۔ اسی سال جنگ امیر کو عبداللہ ابن مسعود کی سرکوبی کو شک رمانہ کیا۔ چونکہ حضرت کو خبر
 ملی تھی کہ وہ لوگ خبیث کے یہودیوں کی مدد کا اعلان کرتے ہیں۔ اسی سال عبدالرحمن بن عوف کو مویشیاں میں
 مدد کے لئے روانہ کیا اور فرمایا کہ اگر وہ لوگ اطاعت قبول کریں تو ان کے ادا شدہ کی لڑکی سے دھنچ کر لینا
 وہ لوگ مسلمان ہو گئے اور عبدالرحمن نے تمام دختر امیں سے نکاح کیا جو وہاں کا بادشاہ تھا۔ اسی سال خروہ
 غزیاں واقع ہوئیں اس کا سبب یہ تھا کہ قبیلہ غزینہ کے آٹھ اشخاص حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گئے
 اور عرض کی کہ مدینہ کی ہوا ہمارے موافق نہیں اس لئے ہم لوگ یہاں ہو گئے۔ حضرت نے ان کو اپنے اونٹوں کی
 چرائی پر صحرا میں بھیجا کہ وہاں اونٹوں کے دودھ پئیں تاکہ ان کے دھنچ کی اصلاح ہو۔ جب وہاں وہ لوگ
 تندرست و توانا ہو گئے تو ایک دفعہ حضرت کے چرواہے کا ہاتھ پیر کاٹ ڈالا اور اس کی آنکھوں کو دھواں پر لٹائے
 چھوٹے آخر وہ مر گیا اور اونٹ اپنے ساتھ بھاگے گئے جبکہ حضرت کو اس کی اطلاع پہنچی آپ نے چاہی کہ
 کو پیش سولہوں کے ساتھ بھیجا وہ ان سب کو گرفتار کر لئے۔ حضرت نے حکم دیا کہ ان کے ہاتھ اور پیر کاٹ ڈالے
 جائیں اور ان کو دار پر لٹھیا جائے۔ اور سولے ایک اونٹ کے جس کو ان لوگوں نے مار ڈالا تھا تمام اونٹ واپس
 لے لئے گئے۔ چاہے سے منقول ہے کہ حضرت نے دھواں کی تھی کہ خداوند ان کا راستہ گم کر دے۔ آنحضرت
 کی دعا قبول ہوئی اور وہ راستہ بھول گئے اس لئے گرفتار ہو گئے۔ اسی سال حضرت کے لشکر نے انیس سال
 کا مال تجارت لوٹ لیا جو شام کو تجارت کی غرض سے جا رہا تھا۔ وہ تو بھاگ گیا۔ اس کا تمام مال حضرت کی
 خدمت میں لایا گیا جو حضرت نے تقسیم کر دیا۔ ابوالاسم نے اپنی زوجہ زینب کی پناہ لی۔ حضرت نے
 لشکر کو بچایا اور فرمایا کہ تم لوگوں کو مسلول ہے کہ ابوالاسم بہر حال میرا دلا ہے۔ اگر مناسب سمجھو تو اس کا مال
 واپس دے دو۔ لوگوں نے واپس دے دیا۔ وہ کہہ گیا اور لوگوں کا مال واپس دے کر کہا کہ خدا کی قسم
 مجھے مسلمان ہونے سے کسی امر نے نہیں روکا سوائے اس کے کہ تم کہو گے کہ میں اس لئے مسلمان ہو گیا کہ
 تمہارے مال تم کو واپس دے دوں۔ پھر کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ بیان کرتے ہیں کہ اسی سال حضرت
 نے نماز استسقاء پڑھی اور پانی برسا اور اس خشک سالی میں حضرت کا یہ عجز ظاہر ہوا جیسا کہ مجاہد کے
 ابوبکر میں ذکر ہوا۔ بعض نے کہا ہے کہ اسی سال عبداللہ بن عتبہ سلام بن ابی اسحق کو قتل کیا جیسا کہ
 بیان کیا جاتا ہے۔ شہر آشوب کے بیان کیا ہے کہ حضرت نے اسی سال قہر بن مسلمہ کو ایک جماعت کے ساتھ
 ہوازن کے ایک گروہ کی طرف بھیجا۔ وہ لوگ ان کی تاک میں بیٹھے تھے۔ محمد بن مسلمہ نے خبر ان کے سر پہنچے
 ان سب نے ان کے تمام آدمیوں کو قتل کر دیا۔ ابوبکر بھاگ کر واپس آئے۔ اور بیان کیا ہے کہ اسی سال
 حضرت جنگ فابہ کو رمانہ ہوئے۔

از میسول باب

غزوہ حدیبیہ اور بیعت رضوان کا بیان

زیادہ مشہور یہ ہے کہ غزوہ حدیبیہ سلسلہ میں اور بعض کہتے ہیں سلسلہ میں واقع ہوا۔ علی بن ابی طالب نے ہند حسن بلکہ ہند صحیح حضرت صادق سے قول خدا اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا (وہا آیت سورہ فتح) کی تفسیر میں روایت کی ہے کہ اس سورت کے نازل ہونے کا سبب اللہ تعالیٰ عظیم یہ ہے کہ غزوہ حدیبیہ میں آنحضرت کو خواب میں حکم دیا کہ مسلمانوں کے ساتھ مسجد الحرام میں داخل ہوں اور طواف کریں اور ستر مہینہ وہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب سے اپنا خواب بیان کیا اور ان کو چلنے کا حکم دیا جب کہ لوگ مدینہ پر گروہا کلیفہ تک پہنچے اور انہوں کو ہٹایا حضرت نے تریشٹھ اونٹ ساتھ لیے اور اپنے احرام کے نزدیک ان کو اشار کیا یعنی ان کے کولہں کے ایک طرف شگاف کے کھون آلود کر دیا تاکہ معلوم ہو کہ یہ ہڈی ہیں۔ اور سب لوگوں نے مسجد شجرہ سے عمرہ کا احرام باندھا اور تلبیہ کہتے ہوئے مدینہ ہوئے۔ اور جو شخص ہڈی لویا تھا اپنے ساتھ لے کر چلا۔ بعض برہمنہ بعض پر محل ڈالے ہوئے۔ جب قریش کو اس کی اطلاع ہوئی تو پرشیدہ طور سے خالد بن ولید کو دو گھوڑوں کے ساتھ آنحضرت کو روکنے کے لیے بھیجا کہ وہ حضرت کے لیے کہیں گا۔ میں رہے اور جہاں موقع ملے حضرت کے لشکر پر حملہ کرے۔ وہ پہاڑوں پر حضرت کے لشکر کے ساتھ ساتھ چلا رہا۔ راستہ میں نماز ظہر کا وقت آیا تو بلال نے افغان دی اور آنحضرت نماز میں مشغول ہوئے اور لوگوں کے ساتھ نماز ادا کی۔ خالد نے سوچا کہ اثنائے نماز میں ان پر حملہ کروں کیونکہ وہ اپنی نماز نہیں قطع نہیں کرتے۔ لیکن دوسری نماز میں جب وہ مشغول ہوں گے جس کو اپنی آنکھوں سے زیادہ محبوب دیکھتے ہیں تب ان پر حملہ کروں گا۔ اسی وقت جبریلؑ نازل ہوئے اور نماز خوف کا یہ حکم لائے۔ قُرْآنُ کَرِیمُ فِیْہِمْ قَامَتْ لَکُمُ الصَّلٰوۃُ الْاَوَّلٰی سُوْرَةُ النَّاسِ (ترجمہ) اے رسولؐ جب تم مسلمانوں کے درمیان ہو تو تم ان کو نماز پڑھاؤ۔ تو حضرت نے بموجب حکم نماز ادا کی اور مشہد کہیں حملہ نہ کر سکے غرض دوسرے روز حضرت نے حدیبیہ میں قیام فرمایا کہ حرم سے متصل ہے۔ اور حضرت اثنائے راہ میں گاؤں فالوں کو جہاد کی دعوت دیتے تھے انکار کرتے رہے۔ اور کہتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے اصحاب حرم میں داخل ہونا چاہتے ہیں حالانکہ قریش نے ان کے شہر میں جا کر ان سے جنگ کی اور ان کو قتل کیا۔ اب محمدؐ اور ان کے ہمراہی اس سفر سے مدینہ واپس نہ جاسکیں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب حدیبیہ میں قیام پذیر ہوئے تو قریش مکہ سے چلے اور کثرت و غزوی کی قسم کھا کر چلے کہ محمدؐ اور ان کے اصحاب کو مکہ میں داخل نہ ہونے دیں گے جب تک ان کی جانیں ہیں۔ آنحضرت نے ان کے پاس کہلایا کہ میں جنگ کی غرض سے نہیں آیا ہوں بلکہ صرف عمرہ کرنا چاہتا ہوں اور اپنی قربانیاں راکھٹھاؤں کرنا چاہتا ہوں اور ان کے گوشت

تہا سے واسطے چھوڑ دوں گا اور واپس چلا جاؤں گا۔ ان لوگوں نے عروہ بن مسعود کو جو ایک غفلت مند اور بکھرا ہوا شخص تھا آنحضرتؐ کے پاس بھیجا۔ اس نے آنحضرتؐ کا حرم میں داخل ہونا نہایت دشوار و ناممکن ظاہر کیا اور کہا یا محمدؐ آپ کی قوم کے تمام مرد عورتیں بچتے اور چھوٹے بچے کے ساتھ باہر نکلے ہوئے ہوتے ہیں اور یہ قسم کھاتی ہے کہ جب تک زندہ ہیں آپ کو حرم میں نہ داخل ہونے دیں گے۔ کیا آپ اپنی قوم کو تباہ و برباد کرنا چاہتے ہیں آنحضرتؐ نے فرمایا میں ان سے جنگ کرنے نہیں آیا ہوں بلکہ طواف اور سعی کرنا چاہتا ہوں اور اپنے اونٹوں کو ذبح کروں گا اور ان کے گوشت تم کو دے دوں گا اور وہ اپس چلا جاؤں گا۔ عروہ نے کہا خدا کی قسم آج کے دن کے مانند کوئی دن میں نے نہیں دیکھا کہ ایسے ارادہ سے جو آپ کا ہے کسی کو نہ کیا ہو۔ پھر وہ قریش کے پاس گیا اور حضرتؐ کا پیغام پہنچا یا ان لوگوں نے کہا بخدا اگر محمدؐ کے حرم میں داخل ہو گئے اور عرب کو معلوم ہو گا تو ہم ذلیل ہو جائیں گے اور عرب ہم پر دلیر ہو جائیں گے۔ پھر ان لوگوں نے حسن بن حنف اور سہیل بن عمرو کو بھیجا حضرتؐ نے ان کو دیکھا تو فرمایا اسوس ہے قریش پر جنگ نے ان کو کسی کام کا نہ رکھا اور کور کر دیا۔ مجھ کو اہل عرب کے درمیان کبھی نہیں چھوڑ دیتے کہ اگر میں چھا ہوں تو میں غالب ہوں گا اور عورت و شریف و بھیری کے ساتھ ان قریش کی بادشاہی عرب پر ہوگی اور اگر میں جھوٹا ہوں (معاذ اللہ) تو عرب کے بھیرے تباہ و کافر قریش سے میرے شر کو دور کر دیں گے۔ قریش میں سے جو شخص بھی مجھ سے ایسی بات چاہے جس میں خدائی نہ دھاری نہ ہو تو بیشک میں قبول کر لوں گا۔ غرض جب وہ دونوں حضرتؐ کے پاس پہنچے تو کہا اسے محمدؐ رحمۃ اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سال تو آپ واپس جائیں تاکہ ہم دیکھیں کہ آپ کا مساند کس حد تک پہنچا کیونکہ عرب کو معلوم ہو چکا ہے کہ آپ مکہ کی طرف متوجہ ہیں اگر جزیرہ داخل ہوں گے تو وہ ہم کو ذلیل سمجھیں گے اور ہم پر جری ہو جائیں گے۔ آئندہ سال اسی جیسے میں نیت روز کے لئے خانہ کعبہ کو ہم آپ کے لئے خالی کر دیں گے تاکہ آپ اپنی قربانیاں پیش کریں اور واپس جائیں حضرتؐ نے ان کی یہ خواہش منظور فرمائی وہ اگلے کے یہ شرط بھی ہے کہ ہم میں کا جو شخص آپ کے پاس چلا جائے آپ اسے واپس کر دیں اور آپ میں سے جو شخص ہم سے آکر مل جائے تو اس کو ہم واپس نہ دیں گے۔ حضرتؐ نے فرمایا مردوں میں سے جو بھی ہمارے پاس سے تہا سے پاس چلا جائے میں اس سے بیزار ہوں مجھ کو اس کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ ہم میں مسلمان آں اور ہیں اظہار اسلام میں کوئی ان کو اذیت نہ پہنچائی اور ان کو کلمہ مجبور کیا جائے اور اسلامی احکام بجالانے میں ان کو روکا نہ جائے۔ یہ شرط ان دونوں نے منظور کر لی۔ حالانکہ حضرتؐ کے اکثر اصحاب اس صلح پر راضی نہ تھے اور سب سے زیادہ حضرت عمرؓ خلاف تھے۔ وہ حضرتؐ کی خدمت میں گئے اور کہا یا رسول اللہؐ کیا ایسا نہیں ہے کہ ہم حق پر ہیں اور ہمارے دشمن باطل پر ہیں۔ فرمایا ہاں ایسا ہی ہے۔ تو وہ بولے پھر ہم دین میں ایسی ذلت کیوں کر لادیں حضرتؐ نے فرمایا خدا نے مجھ کو وحی کا وعدہ کیا ہے اور وہ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔ تو جناب عمرؓ نے کہا اگر چاہیں اشخاص میرے موافق ہو جائیں تو محمدؐ رحمۃ اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کروں گا۔ سہیل اور حفص واپس گئے اور قریش کو خوشخبری سنائی۔ اور جناب عمرؓ نے رسول اللہؐ سے بحث شروع کی کہ یا رسول اللہؐ کیا آپ نے نہیں کہا تھا کہ ہم مسجد الحرام میں داخل ہوں گے اور سر منڈائیں گے۔ حضرتؐ نے فرمایا میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ

اور عروہ بن مسعود کو بھیجا

نہایت

سہیل اور حفص واپس گئے اور قریش کو خوشخبری سنائی۔ اور جناب عمرؓ نے رسول اللہؐ سے بحث شروع کی کہ یا رسول اللہؐ کیا آپ نے نہیں کہا تھا کہ ہم مسجد الحرام میں داخل ہوں گے اور سر منڈائیں گے۔ حضرتؐ نے فرمایا میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ

وہی سال آیا اور گا۔ میں نے تو کہا تھا کہ خدا نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ کہ کوئی شخص کر دے گا طواف و سعی کر دے گا
اور میری خدمت میں آئے گا۔ جب اور منافقین نے اس صلے کے بارے میں بہت چرچا کیا تو حضرت نے فرمایا اگر صلے
تم کو منظور نہیں ہے تو ان سے جنگ کرو۔ وہ لوگ قریش کے پاس گئے۔ وہ لوگ جنگ کے لئے تیار تھے۔ انہیں
سندہ کر دیا۔ اصحاب ذلت کے ساتھ بھاگ آئے اور حضرت کے سامنے سے گزرے تو حضرت مسکرائے اور ہنسنا
اچھڑا۔ انہوں نے فرمایا اے علیؑ تم کو کبھی اندر قریش کا استقبال کرو۔ جب شیر خدا نور نکال کر قریش کی طرف
بڑھے۔ قریش واپس چلے گئے اور کہا اے علیؑ کیا تم نے صلہ اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے عہد و میمان پر جو ہم سے کیا
ہے پسیمان ہو رہے ہیں؟ حضرت نے فرمایا نہیں آنحضرتؐ اپنے عہد پر باقی ہیں۔ آخر آنحضرتؐ کے اصحاب
شرمندہ ہو کر حضرت کی خدمت میں آئے اور خدمت کرنے لگے۔ حضرت نے فرمایا سائیکم بگتے ہو کہ میں تم لوگوں کو
نہیں پہچانتا تم ہی لوگ تو میرے وہ اصحاب ہو جو ہند کے معذد گئے اور اسلئے ظاہر کرنے لگے۔ آخر خدا نے
قریش سے تمہاری مدد کی۔ آیا تم ہی میرے وہ اصحاب نہیں ہو جو معذد ہو بھاگ کر پہاڑ پر چڑھ گئے۔ میں ہر چند
تم کو پکارتا ہوں تم نے بیٹ کر نہ دیکھا۔ سیطرہ بیت سے نفوں پر ان کی کشتی بیان فرمائی۔ وہ لوگ خدمت
چاہتے اور خدمت ظاہر کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ خدا اور رسول اس خدمت کو بہتر جانتے ہیں۔ جو مناسب سمجھیں۔
تجربہ دہانت علیؑ میں پہچان رہا ہوں کہ اس کے بعد جس اور سبیل آنحضرتؐ صلہ اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں واپس
آئے۔ انہوں نے کہا کہ قریش نے وہ شرطیں جو آپؐ سے میں کی تھیں سب تسلیم کر لیں۔ کہ مسلمان کہ میں رہتا ہوں۔ اے اپنے اسلام
کا اقرار کریں ان کو اپنے وہ سے بھرے ہوئے کوئی مجوز نہ کرے گا۔ پھر آنحضرتؐ صلہ اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیر المومنین
کو صلہ اللہ علیہ وسلم کے لئے بھیجا آپؐ نے لکھا شروع کیا یا نبی اللہ! اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امیر المومنین
کو بھیجا کہ تمہیں جانتے جس طرح آپؐ کے آقا و اجداد لکھا کرتے تھے یا نبی اللہ! اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امیر المومنین
نے فرمایا سیطرہ لکھو کہ یہ بھی خدا کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ اس کے بعد امیر المومنین نے لکھا یہ
فیصلہ اہل صلے ہے جس پر خدا کے رسول محمدؐ اور قریش کے ہندوگوں نے اتفاق کیا ہے۔ سبیل نے کہا اگر ہم یہ
جانتے کہ آپؐ رسول خدا ہیں تو آپؐ سے جنگ نہ کرتے۔ اس طرح لکھو کہ فیصلہ ہے جس پر محمد بن عبد اللہؐ
اتفاق کیا ہے۔ اے محمدؐ کیا آپؐ کی بیوی ہے کہ اپنا نسب ظاہر کریں اور اس طرح لکھیں حضرت نے فرمایا میں
خدا کا رسول ہوں اگرچہ تم اقرار نہ کرو۔ پھر فرمایا اے علیؑ اس کو مٹا دو اور محمدؐ بن عبد اللہؐ لکھو کہ یہ کہتا
حضرت علیؑ نے فرمایا میں آپؐ کا اہم مہارک پیغمبری سے برگزیدہ ہوں گا تو آنحضرتؐ نے اپنے دست مبارک
سے مٹا دیا۔ پھر حضرت علیؑ نے لکھا کہ یہ صلہ ہے جس پر محمد بن عبد اللہؐ اور اشراف قریش اور سبیل بن عمروؓ
صلح کی کر دس سال تک ان کے درمیان آپس میں جنگ نہ ہوگی۔ ایک دو سرے کی دستگیری کریں گے اور

اے مولعا فرماتے ہیں کہ حضرت نے یہ خطاب نہیں لکھا جب عمرؓ کی جگہ اہل نے حضرت کے وعدہ کی تکذیب کی
اور اہل اللہ نے حضرت کی اس بارگاہ سے استفادہ کیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے اہل جہان کے ہونے کے جس کا ذکر
آنحضرتؐ نے اپنے خطاب میں فرمایا ہے۔

آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ ٹوٹ مٹاؤ خیانت نہ کریں گے! اللہ اپنے دیرینہ کینہ کو سرگرمی سے مستحق بنائے گا کہ وہ آپس کے اندر پھر دیکھ لیں گے! اللہ یہ شرط بھی ہے کہ جو شخص چاہے اللہ کے عہد پر ایمان لے لے جائے اور جو چاہے قریش کے عہد پر ایمان لے لے، اللہ کہ اگر کوئی شخص بغیر اپنے ولی کی اجازت کے اللہ کے پاس آجائے گا تو وہ اس کو واپس کر دیں گے! اللہ انھیں انصاریہ کے ہمراہیوں میں سے کوئی قریش کے پاس چلا جائے تو وہ اس کو واپس نہ کریں گے! اللہ کہ اسلام کے میں ظاہر بظاہر ہے گا کہ اس کے دین پر موجود کریں گے اور کسی کو کسی دین کے بارے میں ایذا دیں گے اور عاقبت کریں گے۔ اللہ کہ اللہ اس سال واپس جائیں آئندہ سال آئیں اور سچے وعدہ میں رہیں گے۔ اپنے ساتھ بھیاں نہ لائیں سوائے ان حربوں کے جو کہ مسافروں کو ضرورت ہوتی ہے اور تجارتی غلام میں رکھیں گے۔ علی بن ابی طالب نے اس صلح کے کوئی اور اس پر ہاجرین و انصار گناہ دھوئے۔ جب حضرت صلح کے کی تحریر سے فارغ ہوئے تو آنحضرتؐ نے فرمایا: "اے تم نے انکار کیا اس سے کہ میرے نام سے لفظ رسول خارج کرو اس خدا کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے ایک دن تم کو بھی ان کی اولاد سے ایسا ہی معاملہ پیش ہوگا اسی حالت میں تم عمرہ و حج پر مجبور و مظلوم ہو گے۔" آخر وہ مہینے جب وہ ظہر پر لوگ داخل ہوئے تو حضرت علیؑ نے لکھا کہ یہ صلح نامہ ہے امیر المؤمنین علی بن ابی طالب اور صدیق بن ابی سفیان کے درمیان۔ تو عمرو بن حارث نے کہا اگر تم آپ کو امیر المؤمنین مانتے تو آپ سے جنگ کیوں کرتے لہذا لکھئے کہ یہ صلح نامہ ہے جس پر علی بن ابی طالب اور صدیق بن ابی سفیان نے صلح کی۔ امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا انہیں کے رسول نے کیا تھا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ کو اس واقعہ کی خبر دی تھی۔ اس کے بعد جس طرح عمرو بن حارث نے کہا آپ نے لکھا۔ حضرت صادقؑ فرماتے ہیں کہ جب صلح نامہ آنحضرتؐ اور قریش کے درمیان لکھا جا چکا قبیلہ خزاعہ کے لوگ آئے اور کہا کہ ہم اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد و ایمان میں ہیں اور بنو نجران آئے کہ ظاہر کیا کہ ہم قریش کے عہد و ایمان میں ہیں۔ وہ صلح نامے لکھے گئے ایک حضرت نے کہ لیا اور دوسرا سہیل بن عمرو کو دے دیا۔ سہیل صلح نامہ کو لے کر شخص کے ساتھ قریش کے پاس واپس گیا آنحضرتؐ نے اصحاب سے فرمایا کہ ان لوگوں کو نکر کریں اور اپنے رسول کو من و ثنائیں۔ صحابہ نے انکار کیا اور کہا کہ اگر سر موندنا نہیں اور نکر کریں صلا لکھا بھی ہم نے خدا کو یہ کاطیف اور خدا مردہ کے درمیان کسی نہیں کی ہے۔ حضرت اُن کے انکار سے غصہ ہوا اور اس واقعہ کا تذکرہ ہم سیدنا سے کیا۔ وہ بولیں یا رسول اللہ آپ اپنے ان لوگوں کو نکر کریں اور اپنا سر موندنا انہیں جب آپ لیا کریں گے تو ان کو بھی کریں گے۔ حضرت نے جناب ہم سیدنا کی رائے بہتر بھی اور ان لوگوں کو نکر کیا اور سر موندنا پھر صحابہ نے بھی ایسا کیا لیکن شک و شبہ اور کراہت کے ساتھ۔ تو حضرت نے فرمایا خدا سر موندنا سے فالوں پر رحمت نازل فرمائے اُن لوگوں نے جواب دے ساتھ دے نہیں دے تھے آنحضرتؐ سے عرض کی یا رسول اللہ مقصود کے بارے میں بھی ارشاد ہوتا تو حضرت نے اُن سے فرمایا کہ جو شخص اپنے گناہ پر اذیت نہیں دیکھتا اس کو چاہیے کہ سر موندنا لیں بالی ترشالے یا تاش کشالے۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ خدا رحمت نازل کرے اُن پر جو دیتے نہیں لائے ہیں اور سر موندنا لے لیں۔ پھر صحابہ نے کہا یا رسول اللہ مقصود کے لئے بھی دعا کیجئے۔ حضرت نے فرمایا خدا رحمت کو

پھر حضرت نے فرمایا کہ اگر تم نے انکار کیا اس سے کہ میرے نام سے لفظ رسول خارج کرو اس خدا کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے ایک دن تم کو بھی ان کی اولاد سے ایسا ہی معاملہ پیش ہوگا اسی حالت میں تم عمرہ و حج پر مجبور و مظلوم ہو گے۔

انہر جو سر موند داتے ہیں اور نصیر دیکھ کر تے ہیں پھر حضرت نے انوشن پر سلام دیا کیا اور مدینہ کی جانب روانہ
 ہوئے۔ جب تنیم تک پہنچے وہاں ایک دھخت کے نیچے قیام فرمایا۔ وہ لوگ جنہوں نے قریش سے صلح کی مخالفت
 کی تھی حاضر خدمت ہوئے اور مصدق کرنے لگے اور شیعانی دغاوت کا اظہار کیا اور التجا کی کہ خدا سے مغفرت
 کی دعا فرمائیں۔ اُس وقت خلتے یہ آیتیں نازل فرماہیں: **اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا ۚ لِيَُخْرِجَ لَكَ
 الْمُنَافِقِيْنَ ۚ مِنْ دُنَيْكَ وَمِنْ اَحْزَامٍ مِّنْكَ وَصِدْقَ عَهْدِكَ عَلَيْنَكَ ۚ وَكَفَىٰ بِكَ حِجَابًا
 حَسْبُ تَقِيْمًا ۚ وَيُخَصِّرُكَ اللّٰهُ فُجْرًا عِزًّا ۚ** (رہنمائی آیت ۱۱۱) سورتہ فتح (فتح) بیشک ہم نے
 اسے رسولِ تم کو کھلی ہوئی فتح عطا کی یعنی صلح حدیبیہ فتح کہ تاکہ خدا تمہارے گناہ کو جو گنہگار کے لئے تہدی
 بہت کے گناہ کا فوٹل کا تم کو گناہگار رکھتا مساف کر دیا تاکہ تم پر اپنی سختیوں پوری کر دے اور ہر امر میں تم کو
 صلح راستہ پر قائم رکھے اور تہدی مدد کرے جو مدد کرنے کا حق ہے اللہ علیہ دینے والا ہے۔ **هُوَ الَّذِي
 اَنْزَلَ الشَّكِيْنَةَ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ لِيُذْخِرُوْا اِيْمَانًا مُّثَمَّرًا ۚ اِيْمَانًا بِهِمْ ذُرِّيَّةً لِّقَوْلِهِمْ
 الشُّكُوْبُ ۚ فِيْ الْاَرْضِ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۚ** (رہنمائی آیت ۱۱۲) سورتہ فتح (فتح) خدا کا وہ ہے
 جس نے مومنین کے دلوں کو آرام دے سکین دی تاکہ انہیں ایمان میں ایمان کے ساتھ اضافہ کریں اور خدا ہی
 کے لئے زمین و آسمان کا شکر ہے اور خدا غالب حکمت والا ہے۔ **وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِمَا يَكْتُمُوْنَ** (رہنمائی آیت ۱۱۳) سورتہ فتح (فتح)
 جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مشرکین سے صلح کے اسے میں مخالفت نہیں کی تھی بلکہ داخل
الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَعَلَتْ بَیْنَهُمْ رِجَالًا مِّنْ نَّحْوِهَا ۚ اَلَا فَاِنَّهُمْ رِجَالٌ مُّثَقَّلَةٌ
بِثِيَابِهِمْ ۚ وَكَانَ لِرَبِّكَ عِنْدَ اللّٰهِ قُوًى اَعْظَمُ ۚ تاکہ مومنین اور مومنہ عورتوں کو کوشش
 میں داخل کرے جسکے نیچے نہیں جاری ہوں گی وہ اُس میں ہمیشہ رہیں گے۔ خدا ان کے گناہوں کو جو کر دیا
 اور خدا کے نزدیک یہی دُری کامیابی ہے۔ **وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ ۚ مَا كَانَ لَآ يَكُنَ لَكَ سُلْطٰنٌ
 اَلَمْ يَخْلُقْكَ اَنْثَرًا ۚ اَلَمْ يَجْعَلْ لَكَ الشُّكُوْبَ عَلَيْنَكَ ۚ اَلَمْ يَجْعَلْ لَكَ الشُّكُوْبَ عَلَيْنَكَ ۚ اَلَمْ يَجْعَلْ لَكَ
 الشُّكُوْبَ عَلَيْنَكَ ۚ اَلَمْ يَجْعَلْ لَكَ الشُّكُوْبَ عَلَيْنَكَ ۚ اَلَمْ يَجْعَلْ لَكَ الشُّكُوْبَ عَلَيْنَكَ ۚ**
 منافقین مردوں اور منافقہ عورتوں اور کہ کے مشرک مردوں اور مشرک عورتوں پر غالب کرے جو خدا کی طرف سے
 گمان بد رکھتے ہیں انہی کے لئے خرابی کا دائرہ ہے یعنی وہ لوگ ذلیل و سوا ہوں گے خدا کا اکبر غضب اور
 لعنت ہے اور اُس نے ان کے لئے جہنم تیار کر رکھا ہے۔ اور ان کی بارگشت کیا بُری جگہ ہے۔ **وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِمَا يَكْتُمُوْنَ**
 کہتے ہیں کہ یہ وہ جنت ہے جس نے صلح کی مخالفت کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس بارے میں
 متہم کیا تھا۔ بعض مفسرین نے کہا ہے کہ یہ آیتیں مسس گر وہ کے حق میں نازل ہوئی ہیں جو میں سے حضرت نے
 مکہ جاتے وقت مد طلب کی تھی اور انہوں نے کہا تھا کہ حضرت اس سفر سے واپس نہ آسکیں گے جیسا کہ گنہگار
 اور علی بن ابراہیم کہتے ہیں کہ یہ آیت بیت رضوان میں نازل ہوئی۔ **لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ
 يُبَايَعُوْا نَحْوَ بَيْتِ الْاَشْجَرِ ۚ وَرَبُّهُمُ الرَّحْمٰنُ ۚ اَلَمْ يَكُنْ لَكُمْ بَيْتُكُمْ ۚ اَلَمْ يَكُنْ لَكُمْ بَيْتُكُمْ ۚ اَلَمْ يَكُنْ لَكُمْ
 بَيْتُكُمْ ۚ اَلَمْ يَكُنْ لَكُمْ بَيْتُكُمْ ۚ اَلَمْ يَكُنْ لَكُمْ بَيْتُكُمْ ۚ اَلَمْ يَكُنْ لَكُمْ بَيْتُكُمْ ۚ**
 نے اسے رسولِ دھخت کے نیچے تم سے بیت کی اس بات پر کہ اس کے اور حضرت جو کہ فرمائیں گے اور جو کام

کریں گے اس کی مخالفت نہ کریں گے۔ پھر آیتِ خداوند تبارک و تعالیٰ کے بعد یہ آیتیں خدا نے بھیجیں۔ اِنَّ الَّذِیْنَ
 یَبَايِعُونَكَ اِنَّمَا یَبَايِعُونَ اللّٰهَ ۚ یُبَدِّلُ اللّٰهُ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا یَنْکُثُ عَلٰی
 نَفْسِهِ ۚ وَ مَنْ اَوْفٰی بِمَا عَاهَدَ عَلَیْهِ اللّٰهُ فَسَیُؤْتِیْهِ اَجْرًا عَظِیْمًا ۚ (سورۃ فتح آیت ۱۷)
 یعنی اے رسول! جنہوں نے تم سے حدیبیہ میں بیعت کی انہوں نے تم سے نہیں بلکہ خدا سے کی خدا کا ہاتھ تم کے
 ہاتھوں کے اوپر ہے اور وہ ہے کہ طاقت و قدرتِ خدا ہی کے لئے ہے یا اس کی نعمت ہے جو شخص بیعت
 توڑے گا تو اس نے بیعت نہیں توڑی بلکہ اپنے نفس کو ہلاکت میں ڈالا۔ اور جس نے اپنے عہد کو پورا کیا تو
 صلہِ عالمِ بعدِ آخرت میں اس کو جو عظیم عطا فرمائے گا۔ علی بن ابی رہیم کہتے ہیں کہ خدا ان سے راضی نہیں ہوا
 مگر اس شرط پر کہ اس کے بعد خدا کے عہد و پیمان کو پورا کریں اور آئندہ کبھی نہ توڑیں جو کہ قرآن کی ترتیب آگے
 اور پیچھے کر دی گئی ہے اس پر مطلب یہی ہے کہ خدا ان سے اسی شرط پر راضی ہوگا۔ اس کے بعد خداوندِ عالم
 نے ان اہل عرب کو نبیہ فرمائی ہے جنہوں نے غزوہ حدیبیہ سے روگردانی کی اور حضرت کے ساتھ نہیں گئے
 جس وقت کہ ان سے کہا گیا کہ حضرت کی مدد کے لئے چلیں۔ جیسا کہ خداوندِ عالم ارشاد فرماتا ہے۔ سَیَقُولُ
 لَئِذَا السَّحَابُ فُتِحَتْ مِنْ الْأَعْرَابِ لَمُذْکَرٌ لِّمَنْ أَهْلُوْنَ ۚ اِنَّا مُنْقِضُونَ لَئِذَا یَقُولُ
 یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اذْکُرُوا اللّٰهَ ۚ فَمَنْ یَّسْمِکُ لَکُمْ مِنَ اللّٰهِ شَیْئًا اِنْ اَنذَرْتُکُمْ
 حَظًّا اَوْ اَنذَرْتُکُمْ نَفْعًا ۚ بَلْ لَّیْسَ بِکُمْ نَفْعًا ۚ بَلْ لَّیْسَ بِکُمْ حَظًّا ۚ (سورۃ فتح آیت ۱۷) اے رسول!
 عنقریب تم سے یہ لوگ کہیں گے جنہوں نے تمہارے ساتھ جانے سے روگردانی کی کہ ہم کو تمہارے اعمال
 اور زین و فرزند کی محبت نے روک لیا تھا تو یا رسول اللہ! آپ ہمارے واسطے آمرزش طلب کریں۔ ایسی
 باتیں یہ اپنی زبانوں سے بظاہر کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں ہیں۔ اے رسول! ان سے کہہ دو کہ کون ہے
 تمہارے ضروریاتِ زندگی کا مالک سوائے خدا کے اگر وہ چاہے تو تم کو ضرر پہنچائے یا چاہے تو نفع پہنچائے
 بلکہ خدا تمہارے کرتوت سے خوب واقف ہے۔ مَلِّیْطَسْمُ اَنْ لَّنْ یَنْتَقِیْبَ الرَّسُوْلُ ۚ وَالْمُؤْمِنُوْنَ
 اِلٰی اٰهْلِیْهِمْ اَبَدًا ۚ اَوْ شَرِّیْنَ ذٰلِکَ ۚ فِیْ قُلُوْبِکُمْ وَ طَسْمُ طَسْمُ الشُّوْۤو وَ کَسْمُ قُوْۤن مَّا
 یَبُوْۤشَرٰہٗ (سورۃ نعرۃ آیت ۱۷) بلکہ تمہارا گناہ تھا کہ اسے شہر مدینہ میں نہ پہلے سلامت واپس آئیں گے نہ
 مومنین۔ یہ گناہ کہ وہ دلوں میں پختہ ہو گیا اور تم نے برا گناہ کیا اور تم لوگ تو ہلاک ہونے والے ہو یہی۔ علی
 بن ابی رہیم نے روایت کی ہے کہ جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیبیہ سے مدینہ کی جانب
 مراجعت فرمائی اور خیبر کی طرف متوجہ ہونے تو جو لوگ غزوہ حدیبیہ میں نہیں گئے تھے انہوں نے اس جنگ
 میں چلنے کی اجازت چاہی تو خدا نے یہ آیتیں تازل فرمائیں۔ سَیَقُولُ الْمُخَلَّفُوْنَ اِذَا لَظَلُّکُمُ
 اِلٰی مَعَانِدِ لِّسَاحِدًا مِّمَّہَا وَ زُوْا تَتَّبِعُکُمْ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّبَدِّلُوْا کَلَامَ اللّٰهِ ۚ قُلْ لَنْ
 تَتَّبِعُوْۤنَا کَذٰۤیْکُمْ ۚ قَالَ اللّٰهُ مِنْ قَبْلِ ۚ فَمَیْقُوْلُوْنَ بَلْ نَحْسُدُ ۚ وَ تَنَابِلْ ۚ کَا نُوْا اِلَیْہِمْ
 اِلَّا قَلِیْلًا (سورۃ فتح آیت ۱۷) اے رسول! عنقریب حدیبیہ سے رہ جانے والے لوگ کہیں گے کہ غنیمت
 حاصل کرنے خیبر کی طرف آپ لوگ جائیے اور ہم کو چھوڑ دیجئے ہم آپ کی پیروی کریں گے یعنی آپ کے پیچھے آئیں گے

کہ خدا کے حکام کو بدلتا چاہتے ہیں جیسا کہ اس نے فرمایا ہے کہ اہل حدیبیہ کے علاوہ اور لوگ اس جنگ میں نہ جائیں گے
 اسے رسول تم اُن سے کہہ دو کہ تم ہرگز بعد میں نہیں آؤ گے خدا نے تم کو پہلے ہی خبر دی ہے۔ تو وہ کہیں گے
 کہ خدا نے ایسا نہیں کیا ہے بلکہ تم ہم سے حسد کا اظہار کرتے ہو لیکن منافقین بہت کم گھنٹے ہیں۔ پھر خدا فرماتا
 ہے کہ: وَعَدْتُكُمْ مَعَاذَ كَيْفَةٍ نَأْخُذُ وَنَهَا فَعَجَلَ لَكُمْ هَذَا وَكَفَّ آيَاتِي النَّاسِ
 عَنْكُمْ وَلِتَكُونَ آيَةً لِّمَنْ يَمُنُّ مِنْهُمْ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا (سورہ فتح آیت ۱۷)
 یعنی خدا تم سے کثیر ظہنوں کا وعدہ کیا ہے کہ تم کو حاصل ہوں گی یا تمہارا سب دھرم و غیرہ کی سمیتوں کے جو
 مسلمانوں کے لشکر کے اٹھ آئیں۔ اور یہ ظہنیں تو بہت جلد تم کو ملیں یعنی غیر کی اور لوگوں کے ہاتھ تم سے روک
 دینے تک وہ عیسائی مومنین کے لیے ہنبر کی سہاکی پر نشانی قرار پائے تاکہ وہ تم کو سیدھی راہ کی ہدایت کریں۔
 وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ دِیَارِیَ بَیْطُنْ مَكَّةَ مِنْ تَعْدِی أَنْ أَهْلَقُكُمْ كَمَا
 عَلِمْتُمْ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا (سورہ مائدہ آیت ۲۴) خدا وہ ہے جس نے صرف اپنے غضب و کرم
 سے تمہارا مکہ کا ہاتھ تم سے روک دیا تو اسہوں نے صلح کر لی اور تمہارے ہاتھ اُن کی طرف بڑھے سے وادی مکہ
 یعنی حدیبیہ میں باز رکھا جبکہ خدا نے تم کو اُنہیں فتح عنایت کی اور غالب کر دیا۔ جو کچھ تم کرتے ہو خدا اس کو
 دیکھ رہا ہے۔ علی بن ابی طالب کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے مسلمانوں پر اسان جنایا ہے کہ تم نے کافروں سے جنگ کا
 ارادہ کیا اور حرم خدا کی طرف گئے اور خدا نے ایسا کیا کہ کافروں نے تم سے صلح کر لی اس کے بعد جبکہ وہ مدینہ پر چڑھ
 آئے تھے، انہم سے جنگ کی تھی اور خود تم اُن سے صلح کرنا چاہتے تھے اور اسہوں نے قبول نہ کیا تھا۔ شیخ طبرسی کا
 بیان ہے کہ مسلمانوں کی فتح کے بعد اُن کا ہاتھ کافروں سے باز رکھنے سے یہ اشارہ ہے کہ باوجودیکہ مشرکین
 نے سال حدیبیہ میں چالیس اشخاص بھیجے تھے کہ وہ مسلمانوں کو اذیت پہنچی میں اوروہ سب اسیر ہو گئے اور
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کو سزا کر دیا۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ انہی افراد تھے جو حدیبیہ میں نماز صبح
 کے وقت کو تو تعظیم سے اتر کر مکہ سے آئے تھے تاکہ مسلمانوں کو قتل کریں۔ تو حضرت نے اُن کو گرفتار کر لیا پھر
 آزاد کر دیا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت ایک درخت کے سایہ میں بیٹھے تھے اور امیر المومنین خدمت اقدس
 میں حاضر تھے اور صلوات لکھ رہے تھے۔ مگر وہیں جوان مغل طور پر مسلح پہنچے اور آنحضرت کی مدد فرما سے
 اندر سے ہو گئے تو مسلمانوں نے اُن کو گرفتار کر لیا پھر حضرت نے اُن کو آزاد کر دیا پھر علی بن ابی طالب کے بیان
 کا قبیلہ مصلحوں یہ ہے کہ اس کے بعد خدا نے صلح کے فوائد حقیقت کی خبر دی اور اس آیت کریمہ میں فرمایا ہے
 كَسَبُ الدِّينِ لَكُمْ وَأَوْصَدَكُمْ عَنْ أَمْسِجِدِ الْخَرَامِ وَالْهَدْيِ مَعَكُمْ فَيَأْتِيكُمْ
 مَحَلَّةٌ وَلَوْ لَا يَجَالُ تَعْمَلُونَ وَنَسَاءُ مَوْصَاتٍ لَمْ تَعْلَمُوهُمْ أَنْ تَطَؤُوهُمْ فَتُحْبِتُكُمْ
 مِنْهُمْ مَعَرَّةٌ بِغَيْرِ عِلْمٍ لِيَدْخُلَ اللَّهُ فِي رَحْمَتِهِ مَنْ يَسَاءُ لَوْ تَوَزَّيْنَا الْعَذَابَ بَنَاءَ الدِّينِ تَعْرِفُوا
 مِنْهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا (آیت فتح آیت ۱۷) اور یہی کافر لوگ ہیں جنہوں نے تم کو مسجد الخرام میں داخل ہونے سے روک دیا
 اور یہی وہ لوگ ہیں جو تمہاری راہ سے باز رکھا کہ وہ اپنے فرمانگاہ پر پہنچیں۔ تو اگر وہ مومن مرد و مومنہ عورتیں نہ ہوتیں تو
 تم ہاں سکتے۔ اور اُن کو روکنا علی بن ابی طالب کہہ کر دیتے تو تم کو ان کے ہاتھ نہ لگتا ہوتا یا تمہارا نادانوں کے

سبب خونبہا و بنا پڑتا اس سبب سے اہل مکہ کو قتل کرنے سے تم کو منع کیا گیا اور اس لئے کہ خدا اپنی رحمت یعنی اسلام میں جس کو چاہے صلح کے بعد داخل کرے۔ اگر وہ مومنین کا فردی سے جدا ہو جائیں تو سب تک ہم کافران اہل مکہ پر دھونک غدا کر دیں گے۔ علی بن ابراہیم کہتے ہیں کہ خدا نے یہ آگاہ کیا ہے کہ یہ صلح صرف اس لئے ہوئی ہے کہ جو مسلمان مرد و عورتیں مکہ میں تھیں اگر صلح نہ ہوتی اور معاملہ جنگ تک پہنچتا تو وہ لوگ بھی قتل ہو جاتے۔ جب صلح ہو گئی تو انہوں نے اپنے اسلام کا قہار کر دیا اور پہچان لینے گئے اور اس صلح کا فائدہ مسلمانوں کو اس سے زیادہ ہوا جس قدر جنگ کے مشرکوں پر غالب ہونے کے بعد ہوتا۔

کلیسی نے بسند حسن جو مثل صحیح کے ہے حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ جب اس شخصت یا فیقہ میں خود حدیث تشریف لے گئے احرام گاہ پر پہنچے تو آپ کے ساتھ تمام لوگوں نے احرام باندھا اور اس کے بھی ساتھ کر لئے۔ آنحضرت کو اطلاع پہنچی کہ مشرکین نے خالد بن ولید کو اس لئے بھیجا ہے کہ اسرت لے کر واپس کر دے تو حضرت نے فرمایا کہ ایک شخص کو میرے پاس بلاؤ جو ہم کو دوسرے راستے سے لے چکے تو قبیلہ خزیمہ یا قبیلہ جہلیہ کا ایک شخص لایا گیا حضرت نے اس کے بارے میں اس سے معلومات کئے اور واپس کر دیا پھر دوسرے شخص کو طلب کیا۔ لوگوں نے اسی دونوں قبیلوں سے ایک شخص کو حاضر کیا۔ حضرت نے اس کو ساتھ لیا اور روانہ ہوئے یہاں تک کہ حدیبیہ میں پہنچے۔ وہاں خطرہ تھا۔ تو حضرت نے فرمایا جو شخص اس ولایت سے لوہر چڑھ جائے خدا اس کے گناہوں کو بخش دیگا۔ جس طرح وہ وادہ اور یحیا بنی اسرائیل کے واسطے مقرر فرمایا تھا کہ جو شخص اس میں داخل ہو سجدہ اور طلب آمرزش کرے تو خدا اس کے گناہوں کو بخش دے گا۔ یہ سن کر قبیلہ اوس و خزرج کے انصار جو اٹھارہ سو اشخاص تھے آگے بڑھے اور عقبہ سے اوپر چڑھ گئے اور جب اس کو عبور کے دوسری طرف آئے تو ایک عورت کو دیکھا تو اپنے لڑکے کے ساتھ کنوئیں پر کھڑی تھی۔ جب لڑکے کی نگاہ اس طرف پڑی پھر سہا پڑ پڑی بھی گا۔ اس کی ماں نے جو غور سے دیکھا تو اپنے لڑکے کو بکارا کہ واپس آئیے تو مسلمان ہیں ان سے تم کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ حضرت اس عورت کے پاس آئے اور فرمایا کہ پانی کنوئیں سے نکالو۔ اس نے پانی حضرت کو دیا آپ نے نوش فرمایا اور اپنے چہرہ اور اس کو دھویا۔ باقی پانی اسی کنوئیں میں ڈال دیا تو حضرت کی برکت سے وہ کنوئیں آج تک پانی سے بھر رہی ہے۔ اسی لئے لشکر کھانا حضرت واپس آگئے۔ پھر ابان بن سید کو مشرکین نے لشکر گراں کے ساتھ بھیجا جن میں سب سوار تھے جو حضرت کے پیچھے صف بٹھائے ہوئے تعاقب کر رہے تھے۔ جب ابان بن سید کے دہیٹے کے آؤں دیکھے قبل اس کے کہ حضرت سے کچھ بات کرے واپس آیا اور کہا اے ابوسفیان خدا کی قسم کیا میں نے تجھ سے اسی طور پر قسم کیا نہیں کہا تھا کہ کہہ کے ہر ہی تراباں ان کے مقام پر جانے دے۔ ابوسفیان نے کہا جب نہ تو دیہاتی ہے تو سجدہ ہو کر نہیں رکھتا۔ ابان نے کہا اگر تو مجھ سے ملے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہے دیتا ہے تاکہ وہ مکر میں نہ پڑے تو فرمایا کہ تم کریں تو بہتر ہے ورنہ میں تمام قبائل عرب کے جو تمہارے ہم سو گند میں دھک لیتا ہوں اور سب کو مصلح و ایک کلمہ کہنے دیتا ہوں تاکہ وہ تیری مدد کریں۔ ابوسفیان نے کہا خاموش رہ۔ ہم تو محمد سے عہد و پیمان لیں پھر عروہ بن مسعود کو بھیجا جو قریش کے پاس ایک جماعت کے معاملہ میں گیا تھا جس کو غیر وہی شعبہ نے قتل کیا تھا۔ اور اس کا قصہ یہ ہے کہ بنی مالک کے تیر و افغان کے ساتھ غیر و مخوش بادشاہ اسکندریہ کے پاس پہنچا

کے لیے کیا تھا۔ متوکل نے غی مالک کو اکرام و انعام میں منیو پر ترجیح دی۔ جب وہاں سے واپس ہوئے تو رات میں ایک رات جن مالک نے خوب شراب پی لی تھی۔ منیر نے حسد کی وجہ سے سب کو قتل کر دیا اور ان کا مال لوٹ لیا اور حضرت کی خدمت میں آیا اور مسلمان ہو گیا۔ حضرت نے اُس کو مسلمان تو کر لیا لیکن اُس کے مال میں سے کوئی چیز قبول نہ فرمائی اور اُس کے مال کا خمس ہی لیا اس لیے کہ اُس نے دھوکے اور فریب سے حاصل کیا تھا۔ جب ابو سفیان کو یہ حال معلوم ہوا تو وہ کو آگاہ کیا کہ میرے بھائی کی حرکت کی ہے تو وہ بھائی مالک کے سردار مسعود بن عمرو کے پاس گیا اور اُس سے گفتگو کی کہ وہ خوبہا اپنے برادر راضی ہو جائے۔ وہ راضی نہ ہونے بلکہ منیر کے وردوں سے خاص طلب کیا اور ان کے درمیان جنگ کی آگ بھڑک اٹھی۔ آخر وہ نے بڑی کوششوں اور زکیوں سے اس فتنہ کی آگ کو بجھایا اور اُس جماعت کے خوبہا کا اپنے مال سے ضامن ہوا اور اُس نے جب وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نظر آیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ شخص شہر میں حبیب کی تسلیم کرتا ہے قرآنی کے آیتوں کو لشک کے آگے کھرا کر دو۔ جب وہ آنحضرت کی خدمت میں پہنچا تو پوچھا آپ کس فرض سے آئے ہیں فرمایا اس لیے کہ کہہ کا طوائف کروں اور صنادید و عہد کے درمیان سی کر دوں اور ان آیتوں کو بھر کروں اور ان کے گوشت تہہ سے واسطے چھوڑ جاؤں۔ عہدوں نے کہا بات دعویٰ کی قسم میں نے جی نہیں دیکھا کہ آپ ایسے بزرگ کو ایسے ارادہ سے کوئی مانع ہو۔ پھر بولا کہ آپ کی قوم آپ کو قسم دیتی ہے کہ خدا کے واسطے اور رحم اور قہر انہی کے واسطے آپ ان کے شہر میں بغیر ان کی اجازت کے داخل نہ ہوں اور ان سے قطع رحم نہ کریں اور ان کے دشمنوں کو انہی پر دیر نہ کریں حضرت نے فرمایا جب تک داخل ہو کر اپنا فرض پورا نہ کروں گا واپس نہ جاؤں گا۔ عہدہ جوست حضرت سے گفتگو کر رہا تھا اپنا ہاتھ حضرت کی ریش پر خوش شد سے پھر بجاتا تھا۔ منیر حضرت کے پیچھے کھڑا ہوا تھا اُس نے عہدہ کے زبردست ہاتھ کو پکڑ لیا۔ اور بولا کہ اپنے ہاتھ کو روک اور بے ادبی مت کر۔ عہدہ نے پوچھا اسے عہدہ یہ کون ہے فرمایا یہ تیرے بھائی کا لڑکا ہے۔ عہدہ نے کہا اے مکار خدا کی قسم میں تم سے اس لیے آیا ہوں کہ تیرے عمل شیح کی اصلاح کروں پھر عہدہ قریش کے پاس واپس گیا اور کہا غلطی تم میں نے عہدہ کے مثل شریف کسی کو نہیں دیکھا کہ ایسے بہتر مقصد اور کام سے اُن کو روکا اور واپس کر دیا جائے۔ ان لوگوں نے اسیل بن عمرو اور خویط بن عبد العزیٰ کو حضرت کی خدمت میں مدد کیا۔ حضرت نے دُور سے دیکھتے ہی فرمایا کہ قرآنی کے آیت ان کے سامنے کر دو۔ جب وہ لوگ حضرت کے پاس پہنچے تو پوچھا کہ آپ کس مقصد سے آئے ہیں حضرت نے فرمایا کہ عہدہ بجا لاؤں گا اور آیتوں کو بھر کروں گا اور ان کا گوشت تہہ سے واسطے چھوڑ جاؤں گا۔ ان دونوں نے کہا آپ کی قوم آپ کو خدا کی اور رحم و کرم کی قسم دیتی ہے کہ بغیر ان کی رضامندی کے ان کے شہر میں داخل نہ ہوں اور ان کے دشمنوں کو انہی پر دیر نہ کریں۔ حضرت نے منظور نہ کیا اور فرمایا ضرور کہ میں داخل ہوں گا۔ پھر حضرت نے جناب عمر کو بیٹام سے کہ قریش کے پاس بھیجا جیلا۔ وہ بولے یا رسول اللہ میرے دشمنہ و دشمن اور ان قبیلہ میں سے اب تمہ میں بہت کم لوگ ہیں اور ان کو مجھ پر کچھ اعتبار بھی نہیں ہے۔ آپ عثمان بن عفان کو بھیج دیجئے۔ حضرت نے جناب عثمان کو حکم دیا کہ تمہ میں اپنی قوم کے مومنین کے پاس جاؤ اور ان کو خوشخبری دو اس امر فتح کی جس کا خدا نے وعدہ فرمایا ہے۔ عثمان روانہ ہوئے۔ ابلیس سید سے راستہ میں ملاقات ہوئی۔

ابا ہی اپنے گھوڑے سے اتر گئے اور اُن کو آگے بٹھایا اور خود پیچھے زین پر بیٹھ گئے اور عثمان مکہ میں داخل ہوئے اور آنحضرتؐ کو پیغام ان لوگوں کو پہنچایا کہ وہ لوگ جنگ کے لئے تیار تھے۔ سہیل حضرتؐ کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور عثمان قریش کے پاس تھے۔ اس وقت آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں سے بیعت رضوان کی سادہ شیخ طبرسی کی روایت ہے کہ مشرکین نے جناب عثمان کو قید کر لیا اور آنحضرتؐ کو یہ خبر پہنچی کہ ان کو قتل کر دیا۔ تو حضرتؐ نے فرمایا کہ اس جگہ سے حرکت نہ کروں گا جب تک اس سے جنگ نہ کر لوں۔ لوگوں کو بیعت کی دعوت دیتا ہوں۔ یہ فرما کر اُٹھے اور ایک دھڑت کے سہارے پشت لٹکا کر بیٹھ گئے۔ صحابہؓ نے آنحضرتؐ سے بیعت کی کہ مشرکین سے جہاد کریں گے اور نہ بھاگیں گے کلمی کی روایت ہے کہ حضرتؐ نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر رکھ کر عثمان کی طرف سے بیعت لی کہ اگر وہ اس بیعت کو توڑیں گے تو اُنہیں گناہ عظیم اور شدید تر عذاب ہو گا۔ اس وقت مسلمانوں کا کہنا تھا کہ کیا کہنا کہ کبھی کا طواف بھی کیا، خدا و مومن کے درمیان سنی بھی کی اور عمل ہو گئے راحم سے باہر ہو گئے۔ حضرتؐ نے فرمایا وہ ایسا نہیں کریں گے۔ جب عثمان واپس آئے وہ حضرتؐ نے پوچھا کہ تم نے طواف کیا عرض کی آپ نے جو کہ نہیں کیا تھا اس لئے میں نے بھی طواف نہیں کیا۔ عرض جو سابق روایت میں گزر چکا وہ سب واقع ہوا یہاں تک کہ صلح کے معاملات طے ہو گئے تو آنحضرتؐ نے امیر المومنینؓ سے فرمایا کہ لکھو بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سہیل نے کہا میں نہیں جانتا کہ رحمن و رحیم کون ہیں۔ ہم تو رحمن مسلمانہ کو جانتے ہیں جو میں میں ہے۔ ہم جس طرح لکھا کرتے ہیں یا سہل اللہ لکھو۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا لکھو یہ وہ معاملہ ہے جو رسولؐ خدا نے سہیل ہی عمرو کے ساتھ طے کیا ہے۔ سہیل نے کہا اگر آپ کو ہم رسولؐ خدا ہی جانتے تو آپ سے جنگ کیوں کرتے۔ حضرتؐ نے فرمایا میں خدا کا رسولؐ بھی ہوں اور محمدؐ بن عبد اللہ بھی ہوں۔ مسلمانوں نے کہا کہ آپ خدا کے رسولؐ ہیں پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ لکھو محمدؐ بن عبد اللہ۔ پھر اُس صلح نامہ میں لکھا کہ جو شخص ہم میں سے آپ کے پاس آ جائے گا آپ اُسے واپس کر دیں گے اور اُس کو اپنا دین بدلنے پر مجبور نہ کریں گے اور جو شخص آپ کی طرف سے ہمارے پاس آ جائے گا ہم اُس کو واپس نہ دیں گے حضرتؐ نے فرمایا کہ جو شخص ہمارے پاس سے بھاگ جائے اور تم سے پناہ طلب کرے مجھے اس کی ضرورت ہی نہیں۔ دوسری شرط یہ بھی لکھی گئی کہ کہ میں مسلمان آزادانہ خدا کی عبادت کریں اُن سے کوئی مزاحمت نہ کرے۔ حضرتؐ صادق فرماتے ہیں کہ اس صلح کا نتیجہ یہ ہوا کہ اہل مکہ و اہل مدینہ کے درمیان رابطہ و ضبط اور صلح چل اُس دھجہ بڑھا کہ لوگ کپڑے اور چادریں مدینہ سے مکہ کو نہ بھیجتے تھے۔ اور کوئی صلح نامہ مسلمانوں کے لئے اس صلح سے زیادہ بابرکت و نفع بخش نہیں ہوا۔ مکہ میں اسلام کی ایسی شاعت ہوئی کہ قریب تھا کہ اہل مکہ پر اسلام غالب آ جائے۔ بہت سے لوگ مسلمان ہو گئے۔ بعد از حج صلح نامہ سہیل نے اپنے لڑکے ابو جندل کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا یہ پہلو شخص ہے جس پر اپنی صلح کا حکم جاری کرتا ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ وہ اس وقت آیا تھا جبکہ صلح منعقد نہیں ہوئی تھی۔ سہیل نے کہا اسے محمدؐ آپ تو بھی خدا کا مکار ہیں سب ہیں اور ابو جندل کو کھینچ لیا۔ ابو جندل نے کہا یا رسول اللہؐ مجھے آپ ان کے حوالے کیے دیتے ہیں حضرتؐ نے فرمایا میں نے تنہا تمہارے واسطے یہ شرط نہیں کی تھی یا جو دیکھ تم شرط میں داخل نہ تھے۔ پھر دعا کی کہ پروردگار ابو جندل

کے لئے خیر فتنی قرار دے۔

شیخ طبری نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حضرت چودہ سو اشخاص کے ساتھ عروہ کے لئے روانہ ہوئے۔ جب حضرت کا قہر مدینہ تک پہنچا کھڑا ہو گیا ہر چند اس کو ڈھانے کی کوشش کی گئی مگر وہ آگے نہ ہٹا اور حضرت نے فرمایا جس خانے انھی کو روک دیا تھا اسی نے میرے اونٹ کو بھی روک دیا تاکہ حرم میں جبراً داخل نہ ہو۔ پھر فرمایا کہ خدا کی قسم قریش جس امر کا بھی مجھ سے سوال کریں گے جو خدا کی حرموں کی تنظیم سے متعلق ہو گا میں قبول کروں گا پھر ایک کنوئیں کے قریب آئے جس میں ٹھوسا سا پانی تھا اور خداوند اس پانی نکلتا تھا۔ صحابہ نے پیاس کی شکایت کی۔ حضرت نے ایسا ایک تیز نکال دیا کہ کنوئیں کی تہ میں پہنچا دو۔ پھر تو حضرت کے اعجاز سے پانی کنوئیں کی تہ میں جو شش مارنے لگا اس قدر کہ سب سیراب ہو گئے۔ بدیل بن ورقاء خراسانی جو کہ والوں کا سب سے زیادہ خیر خواہ تھا حضرت کے پاس آیا اور بولا کہ کب بن لوی اور عامر بن لوی نے مکہ کے تمام چوٹے بڑے لوگوں سے اتفاق کیا ہے کہ آپ کو مکہ میں داخل نہ ہونے دیں۔ حضرت نے فرمایا میں ان سے جنگ کے لئے نہیں آیا ہوں عروہ کو دے دیا ہوں اور اگر کوئی مانع ہو گا تو جب تک میری جان باقی ہے جنگ کروں گا۔ بدیل نے یہ خبر قریش کو دی تو عروہ بن مسعود اٹھا اور بولا کہ جو کچھ وہ کہتے ہیں منظور کرو اور اُن کو آئے سے مت روکو۔ میں جاتا ہوں اُن سے گفتگو کروں گا۔ جب وہ حضرت کی خدمت میں آیا تو بولا کہ صحابہ حضرت علیہ السلام کی اطاعت و تعظیم کو کس کرتے ہیں یعنی جب کسی کام کو کہتے ہیں تو سب ایک دوسرے پر بھرت کرنے لگتے ہیں۔ جب حضرت ہاتھ دھو جاتے ہیں یا وضو کرتے ہیں اُس پانی کو جو حضرت کے ہاتھ یا دھو بہاں سے ٹپکتا اور گرنا ہے لوگ حاصل کرنے کے لئے پائیس میں رٹنے لگتے ہیں۔ جب وہ آپس میں باتیں کرتے ہیں ادب کے سبب آواز بلند نہیں ہونے دیتے بلکہ آہستہ گفتگو کرتے ہیں۔ اور حضرت کی جانب تیز نگاہوں سے نہیں دیکھتے۔ تو جب وہ باتیں آنحضرت کے اور اُس کے درمیان ہوتیں جو بیان ہو چکیں۔ تو وہ اپنی قوم کے پاس واپس آیا اور کہا میں بہت مرتبہ بادشاہان مجم و دوم و جیشہ۔۔۔۔۔ کے پاس جا چکا ہوں بخفا میں نے ان میں سے کسی بادشاہ کی ایسی بات اور اس کی تعظیم کرتے ہوئے لوگوں کو نہیں دیکھا جیسی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب محمد کی تعظیم و اطاعت کرتے ہیں۔ بیشک تم کو ان کی بات مان لینا چاہئے اور ان سے جنگ مت کرو۔ اُس کے بعد کنانہ کے ایک شخص نے کہا میں جاتا ہوں اور اُن سے گفتگو کرتا ہوں۔ فرض وہ آیا اور جب اُس نے حضرت کی تعظیم کی صدا سنئی اور قربانی کے اونٹوں کو دیکھا واپس گیا اور اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ ان کو کعبہ کے طواف سے روکنا مناسب نہیں ہے۔ یہ سنکر مرکز بن حنفیہ آیا اور یہود و باتیں کرنے لگا۔ اُس کے بعد سہیل بن عمرو آیا اور صلح کی باتیں ملے ہوئیں۔ اور جب یہ شرط کی کہ جو شخص حضرت کے پاس آجائے گا وہ وہ مسلمان ہو حضرت م اس کو واپس کر دیں گے اور جو شخص مشرک رہے گا وہ اُس کو واپس نہ دیں گے تو مسلمانوں نے کہا سبحان اللہ یا رسول اللہ آپ مسلمانوں کو کیسے واپس دے دیں گے حضرت نے فرمایا جو شخص ہم میں سے اُن کے پاس چلا جائے گا تو اُس سے خدا و رسول ہزار ہیں۔ اور جو شخص اُن میں سے ہمارے پاس آئے گا ہم اُن کو دے دیں گے۔ اگر خدا اُس کے دل میں اسلام دیکھے گا تو اس کو نجات دے گا اسی شان میں

ابو جندل سید سہیل بن عمرو جس کو سہیل نے مسلمان ہونے کے سبب زنجیروں میں جکڑ دیا تھا آیا اور مسلمانوں کے درمیان گر پڑا۔ اُس وقت سہیل نے کہا صلح کا حکم میں اسی پر سب سے پہلے جاری کرتا ہوں۔ اس کو مجھے واپس دے دیجئے۔ حضرت نے فرمایا اچھی صلح نہ ہوگی نہیں ہوتا ہے۔ تو اُس نے کہا پھر میں صلح نہیں کرتا۔ حضرت نے فرمایا اس کو میری خاطر سے ملان دیدے اس نے کہا ہرگز نہیں پھر فرمایا کہ میری بات مان لے۔ اُس نے کہا مجھے منظور نہیں۔ آخر سہیل نے اس کو پکڑ لیا تاکہ لے جائے تو حضرت نے دعا کی خداوند اگر تو جانتا ہے کہ ابو جندل سچ کہتا ہے تو اس کو جلد کشائش و نجات دے۔ جب مسلمانوں نے اس بارے میں باتیں شروع کیں تو حضرت نے فرمایا کہ وہ اپنے باپ ماں کے پاس جا رہا ہے اُس کے بچے کوئی خطرہ نہیں۔ اور میں چاہتا ہوں کہ صلح ہو جائے کیونکہ تمام مسلمانوں کے لیے ہی بہتر ہے۔ اور عامر اور خاصہ نے رفاہیت کی ہے کہ ہر مہینہ خطاب لے کہا میں نے صورت کی بابت میں کبھی شک نہیں کیا مگر اسی روز حالانکہ یہ غلط کہا بلکہ وہ ہمیشہ شک کرتے رہے پھر حضرت پر اعتراض کیا اور کہا کیا آپ بغیر نہیں ہیں فرمایا کہ نہیں۔ کہا کیا ہم حق پر نہیں ہیں فرمایا ہاں ہم حق پر ہیں اور ہمارے دشمن باطل پر ہیں۔ تو بولے پھر ایسی ذلت ہمارے لیے کیوں قرار دیتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا میں بغیر ہوں جو کہ خدا فرماتا ہے عمل میں ملتا ہوں اور وہی میرا مددگار ہے۔ عرو نے کہا کیا آپ نے نہیں کہا تھا کہ خانہ کعبہ کا طواف کریں گے اور سر منڈوائیں گے۔ حضرت نے فرمایا میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ اسی سال کریں گے انشاء اللہ اس کے بعد طواف و غیرہ سب کریں گے۔ غرض جب صلح نہ لگائی تو حضرت نے اونٹوں کو نحر کیا احرام سے باہر ہوئے اور واپس چلے۔ قریش میں ایک شخص ابو بصیر مسلمان ہو کر مکہ سے بھاگ آیا اور حضرت کی خدمت میں مدینہ پہنچا۔ کفار قریش نے وہ شخصوں کو اس کی طلب میں بھیجا اور شرط یا دو لائی۔ حضرت نے ابو بصیر کو ان کے حوالہ کر دیا۔ جب وہ دونوں اس کو مدینہ سے وافر رخ تک لے گئے تو ایک مقام پر ناشتہ کے لیے ٹھہرے۔ ابو بصیر نے اُن میں سے ایک شخص سے کہا کہ تمہاری تلوار کتنی اچھی معلوم ہوتی ہے۔ اُس نے اپنی تلوار نیام سے نکال کر کہا ہاں بڑی عمدہ تلوار ہے بہت تر تیرہ حجرہ پر چکا ہوں۔ ابو بصیر نے کہا لاؤ دیکھوں۔ اُس نے دے دیا ابو بصیر نے اسی تلوار سے اُس کی گردن اتار دی اور چاہا کہ دوسرے کو بھی قتل کر دے مگر وہ مدینہ کی طرف بھاگا اور وہاں مسجد تک پہنچا۔ حضرت نے اس کو روک کر فرمایا کہ یہ شخص خوفزدہ ہے۔ اُس نے حضرت کی خدمت میں آکر شکایت کی کہ ابو بصیر نے میرے ساتھی کو قتل کر دیا اور مجھے بھی مار ڈالا جانتا ہے۔ اسی اثنا میں ابو بصیر بھی پہنچ گیا اور عرض کی یا رسول اللہ آپ نے پناہ فرما کر دیا اور خدا نے مجھے اُن کے شر سے نجات بخشی۔ حضرت نے فرمایا وہ آپس جنگ خوب بھڑکانے والا ہے اگر کوئی اس کا ساتھی ہو جائے۔ پھر فرمایا کہ جس کو اُس نے قتل کیا ہے اُس کا لباس و گھوڑا دیکھو لے لے لے جہاں چاہے لے جائے۔ آخر ابو بصیر اپنے پانچ ساتھیوں کے ساتھ جو مکہ سے مسلمان ہو کر آئے تھے، جنہیں سب سرزمین کے وہ شہروں میں ابو ذی اللہ کے دو بھائی دیا کے کنارے سر راہ قریش کے ہاتھوں کو لٹھنے اور پریشان کرنے لگے۔ پھر ابو جندل بھی مکہ سے بھاگ کر سر مسلمانوں کے ساتھ آیا اور انہی لوگوں کے ساتھ رہ گیا۔ پھر تو اسلم و عمار و جہنیہ کے قبیلوں کا ایک گروہ بھی اُن میں شامل ہو گیا اور ان کی تعداد تین سو تک

بہن گئی اور وہ سب مسلمان ہو گئے تھے اور قریش کے جس قافلہ کو پانے سبکو قتل کر دیتے اور ان کا تمام مال و اسباب ٹوٹ لیتے۔ آخر قریش نے ابوسفیان کو حضرت کی خدمت میں بھیجا اور التجا خوشامدی کی آپ کسی کو بھیج کر ان مسلمانوں کو نکالیں اور ہم اس واپسی کی شرط سے باز آئے۔ اب ہم میں سے جو شخص بھی آپ کے پاس آئے آپ اُسے واپس نہ دیں۔ اُس وقت اُن لوگوں نے کہا جو حضرت پر اس شرط کے لکھتے اور ابو جہل کو واپس دینے پر اعتراض کرتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو کچھ بھی کرے جس سب حکمت و مصلحت کے موافق ہے۔ اسی جماعت کے ابو العاص بن ربیع کا مال بھی لوٹا تھا جو جناب خدیجہ بنت ابی لہب کے لڑکے تھے اور وہ زینبہ کے پاس پناہ کے طالب ہو گئے۔ پھر مسلمانوں نے اُن کا مال واپس کر دیا اور وہ مسلمان ہو گئے جیسا اس سے قبل مذکور ہوا۔

پھر شیخ طبری ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ جس وقت حدیبیہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صلح کر لی اور صلح نامہ لکھا گیا اور حضرت نے اس پر تہہ کر دی سب سے دغیر حادث اہلیہ مسلمان ہوئی اور حضرت کی خدمت میں آئی قبل اس کے کہ حدیبیہ سے رداہ میں ہوں اور اُس کا شوہر مسافر نامی حوینی مخدوم سے نکلا اور کافر تھا اُس کو لینے آیا اور کہا اسے محمدؐ میری زندگی کا دشمن ہے اہلیہ سے دیکھئے اُس شرط کے بموجب جو آئیے صلح میں کی ہے اور ابھی صلح نامہ لکھا نہیں ہوئی ہے تو خدا نے یہ آیت نازل فرمائی: **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مَقَلَّجَاتٍ فَامْتَحِنُوهُنَّ ۚ اللَّهُ أَعْلَمُ بِإِيمَانِهِنَّ فَإِنْ عَلِمْتُمُوهُنَّ مُوقِنَاتٍ فَلَا تَرْجِعُوهُنَّ إِلَى الْكُفَّارِ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّونَ لَهُنَّ وَآَنُوهُنَّ مِمَّا أَفْعَوْا ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْعُونَ ۚ إِنَّ تَنْكِحُوهُنَّ إِذَا آتَيْنَهُنَّ أَجُورَهُنَّ لَا تُنْفِكُو بَعْضُهُمُ الْكُفَّارُ ۚ اسْتَلْزَمُوا مَا أَفْعَوْا ۚ وَإِنَّكُمْ إِذَا لَكُمْ خُكْمٌ مِنَ اللَّهِ فَتَحْكُمُوا عَلَيْهِمْ ۚ عَلَيْهِمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۚ** (آیت ۱۲) سیدہ تمیمہ حرم کا ترجمہ یہ ہے کہ اُسے ایسا ہی کہ جسے تم ہمارے پاس ہجرت کر کے مومنہ عورتیں آئیں تو ان کے ایمان کی تحقیق کرو اور ان کے ایمان سے واقف ہو جاؤ اگر تم مجھ کو کہ وہ در حقیقت ایمان لائی ہیں تو ان کو کافروں کے پاس واپس مت کرو۔ نہ وہ عورتیں کافروں پر حلال ہیں اور نہ وہ کفار ان مومنات کے لئے حلال ہیں اور ان کافروں نے جو کچھ ان مومنہ عورتوں کے جہر میں خرچ کیا ہے تم ان کو واپس کر دو۔ اگر تم ان جہازہ مومنہ عورتوں سے نکاح کرو تو تو تیر کوئی الزام نہیں پھر ان کا جہر ان کو دے دو اور کافروں عورتوں سے مت نکاح کرو۔ اگر تہا دی عورتوں میں سے کوئی مرتد ہو جائے اور کافروں کے پاس چلی جائے تو اُن سے وہ جہر جو ان کو دے چکے ہو واپس لے لو اور اگر ان میں سے کوئی عورت مسلمان ہو جائے اور تم ہارے پاس آ جائے تو اُس کا جہر کافروں کو واپس دے دو۔ یہ خدا کا حکم ہے جو تم پر لازم کرتا ہے اور وہ حکم و دانائے ابن عباس کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آنحضرتؐ نے سب سے کہہ دیا کہ تم نے خدا کی خوشنودی کے لئے ہجرت کی ہے یا اپنے شوہر سے کراہت کے باعث یا دوسرے شوہر اور وہ شوہر یا دنیا طلب کرتے آئی ہے۔ اُس عورت نے قسم کھائی کہ میں نے خدا کی خوشنودی کے لئے ہجرت کی ہے اور مسلمان ہوئی ہے تو حضرت نے اُس کا جہر اُس کے شوہر کو واپس کر دیا۔

اور اُس صحت کو روک لیا اور فرمایا میں نے مردوں کے لئے شرط کی ہے عورتوں کے لئے نہیں کی ہے اس کعبہ سے مردوں میں اگر کوئی آجاتا تو آپ اُس کو واپس کر دیتے اور عورتوں میں جو آئی اُس کے ایمان کی جانچ کرنے کے بعد اُس کا ہر اُس کے سابقہ کافر شوہر کو واپس دے دیتے اور صحت کو نہ جانے دیتے۔

شیخ طبرسی قطبِ راوندی اور شیخ مفید وغیرہم علماء مشیخہ اور صاحب جامع الاصول اور اکثر محدثین عامہ نے روایت کی ہے کہ صلح حدیبیہ میں آپؐ بن عمر مشرکین کے ایک گروہ کے ساتھ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہا کہ مجھ سے لڑکوں، بچائیوں اور غلاموں کی ایک جماعت آپ کے پاس آئی ہے جنکو دین کی کوئی خبر نہیں اور وہ ہماری خدمت اور مال و کھیتوں کی نگرانی و حفاظت سے جان چڑا کر چلے گئے ہیں ان کو ہمیں واپس دے دیجئے۔ حضرتؐ نے فرمایا اے لوگو ایسی باتوں سے باز آ جاؤ ورنہ میں تمہاری طرف ایسے شخص کو بھیج دوں گا جو تمہاری گردنیں اڑا دے گا جس کے دل کے ایمان کا خدا امتحان کر چکا ہے۔ یہ سن کر صلح حدیبیہ سے ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ کیا وہ شخص ابو بکر ہیں؟ آپؐ نے فرمایا نہیں۔ اُس نے کہا کیا وہ عمر ہیں؟ فرمایا نہیں۔ تو اُس نے پوچھا مجھ کو کون ہے؟ حضرتؐ نے فرمایا ہے جو میری امت میں حدیث کر رہا ہے۔ وہ سب دھڑ سے یہ دیکھنے کے لئے کہ وہ کون صاحب ہیں تو جا کر دیکھا کہ وہ علیؑ بن ابی طالبؑ تھے جو حضرتؐ کی امت میں پروردگار ہے تھے جس کا بند ٹوٹ گیا تھا جامع الاصول کی روایت ہے کہ خود ابو بکرؓ نے پوچھا کہ وہ کون ہے یا رسول اللہ؟ آپؐ نے فرمایا وہ ہے جو میری امت میں رہا ہے۔

محدثان خاصہ و عامہ نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیبیہ کی طرف روانہ ہوئے منزلِ یثرب میں قیام فرمایا وہاں پانی نہ تھا حضرتؐ نے مشکیں سعد بن مالک کو دیں تاکہ جا کر پانی لائیں۔ وہ تھوڑی دیر تک واپس چلے آئے اور کہا یا رسول اللہ تھوڑی دیر جانے کے بعد غوثِ کبک باعثِ میرے قدم آگے نہ بڑھ سکے، اس لئے واپس چلا آیا۔ حضرتؐ نے دوسرے شخص کو بھیجا وہ بھی واپس آیا آخر آپؐ نے امیر المؤمنینؑ کو بلا کر مشکیں دیں اور غوثِ کبک نے گئے اور بہت تھوڑے عرصہ میں مشکیں پانی سے بھر لائے حضرتؐ نے خوش ہو کر ان کے حق میں دعا فرمائی کہیں۔

مجدد اور مجتہدات کے حواس جنگ میں آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ظاہر ہوئے ایک مجتہد یہ بھی ہے جس کی عامہ و خاصہ سب سے مزا بن غائب سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ تم سمجھتے ہو سب سے بڑی فتح فتح مکہ ہے لیکن ہم بڑی فتح بیتِ رضوان اور جنگِ حدیبیہ کو سمجھتے ہیں۔ اس غزوہ میں ہماری تعداد چھ ہزار تھی۔ حدیبیہ میں ایک کھڑاں تھا جس میں سے تھوڑا سا پانی نکلتا تھا جس کے بعد پانی ختم ہو گیا۔ آنحضرتؐ کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپؐ کنوئیں پر آئے اور پانی طلب فرمایا۔ وٹو کیا؟ علیؑ کہنے کے لئے پانی منہ میں لیا کنوئیں میں گلی کی پھر تو اُس کنوئیں سے پانی جو شش ملتا ہوا بلند ہوا جس سے ہم اور ہمارے تمام جانور میراب ہو گئے۔ دوسری کو آتا ہے کہ حضرتؐ نے اپنا آبِ دہن اُس کنوئیں میں ڈال دیا۔ اور ایک روایت ہے کہ حضرتؐ نے ترکش سے ایک تیر نکال کر کنوئیں میں ڈال دیا۔

سالم بن ابی الجعد وغیرہ سے خاصہ و عامہ نے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ بہت شجر کے دانہ ہم

پندرہ سو اشخاص تھے اور بہت پیاسے ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک برتن میں پانی طلب فرمایا اور اپنے دست مبارک کو اس برتن میں ڈال دیا تو آپ کی مبارک انگلیوں سے پانی کے چشمے اُبل اُبل اُبل ہوئے اور اس قدر پانی پیدا ہوا جو ہم سب کے لیے کافی ہو گیا۔ مگر ہم فکر آدمی بھی ہوئے تو وہ سب کے واسطے کافی ہو جاتا۔
 کلینی نے بسند ہائے حسن حضرت صادق سے اس آیت کی تفسیر میں روایت کی ہے لَیْسَ لَکُمْ کُفْرٌ اِذْ لَکُمْ اٰیٰتٌ یَسْتَبِیحُ مِنَ الْقَبْرِ تَنْزِیْلُ اٰیٰتِ یُکْفِّرُ وَیُحْلِلُکُمْ اَلْحَرْثَ سَوَۃً مَّاءَۃً اَیَّامًا یعنی یقیناً شکار کے روزیہ سے بھی خدا تمہارا امتحان لیتا ہے جس کو تم ہاتھوں سے پکڑتے ہو یا نیزہ سے مارتے ہو۔ حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ یہ امتحان کروا دینا میری ہوا۔ خدا نے وحی میں یہ امر کے ذریعہ مسلمانوں کا امتحان لیا کہ وہ ان کے خیموں میں آجائے تھے اور اس قدر نزدیک کہ تھوڑا کر پکڑ لینے جاسکتے اور نیزہ سے شکار کر لینے جاسکتے تھے۔ جس طرح یعنی اسرائیل کا امتحان چھلیوں کی افراط کے ساتھ روزِ شنبہ کو لیا تھا۔

قطب داؤدی روایت کرتے ہیں کہ جنگ حدیبیہ میں مسلمانوں پر یحییٰ کی شدت ہوئی اور ان کے غلے وغیرہ کم ہو گئے کیونکہ وہاں دس روز سے زیادہ رگنا پڑا تھا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کی شکایت کی آنحضرتؐ نے ایک چادر بچھادی اور فرمایا جس کے پاس جو کچھ کھانے کی چیز ہوئے آئے اور اس چادر پر ڈال دے۔ لوگوں نے تھوڑا سا آٹا اور خربسے کے چند دانے جو بیچے تھے لاکر اس پر رک دیا۔ حضرت کھڑے ہو گئے اور بہت کی دعا کی اور حکم دیا کہ اپنے اپنے ظروف ڈالو یہ سکر سب برتن گئے اور بھرے گئے۔

۳۹ انتالیسواں باب

فتح خیبر کا بیان اور حضرت جعفر طیار کا حبشہ سے واپس آنا۔

شیخ مفید، شیخ طبرسی، قطب داؤدی، ابن شہر آشوب اور تمام راویان و محدثان خاصہ و عامہ نے مختلف سندوں کے ساتھ روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوہ حدیبیہ سے واپس آکر بیش روزِ پندرہ میں قیام فرمایا اس کے بعد خیبر کے غلوں کو فتح کرنے کے لیے روانہ ہوئے۔ جب خیبر کے قریب پہنچے فرمایا کھڑے ہو جاؤ تمام عمرای کھڑے ہو گئے تو حضرت نے یہ دعا پڑھی۔ اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَ مَا اَصْلَدْنَ وَ رَبَّ الْاَرْضِیْنَ السَّبْعِ وَ مَا اَقْلَدْنَ وَ رَبَّ الشَّیْطٰطِیْنَ وَ مَا اَضْلَلْنَ اِنَّا نَسْتَلِکَ خَیْرَ هٰذِهِ الْقَرْیَةِ وَ خَیْرَ اَهْلِهَا وَ خَیْرَ مَا فِیْهَا وَ نَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ هٰذِهِ الْقَرْیَةِ وَ شَرِّ اَهْلِهَا وَ شَرِّ مَا فِیْهَا۔ اس کے بعد فرمایا کہ خداوندِ حق درحیم کے نام کے ساتھ آگے بڑھو۔ پھر حضرت نے اُسی پہلی خیبر کا محاصرہ کیا اور خود ایک درخت کے نیچے قیام فرمایا پانی اس تمام روز اور دوسرے روز نظر تک گزرا۔ پھر منادی کرا دی تو لوگ حضرت کے پاس جمع ہوئے وہاں حضرت کے پاس ایک شخص کو بیٹھے ہوئے دیکھا حضرت نے

لوگوں سے بیان فرمایا کہ میں سو رہا تھا کہ یہ شخص آیا اور میری عمارت نیام سے نکال لی جب میں بیدار ہوا تو دیکھا کہ وہ میرے سر پر ہے کھڑا ہے اور کہتا ہے کہ بتاؤ اس وقت تم کو کچھ سے کون بچا سکتا ہے۔ میں نے کہا خدا بچا سکتا ہے تو اس نے عمارت بھینک دی اور اسے بطرح بیٹھا ہے اور قدرت خدا حرکت نہیں کر سکتا۔ پھر حضرت نے اس کو معاف کر دیا اور چھوڑ دیا۔ مرض میں مدد سے زیادہ عمارت خیر کو گدہ گئے حضرت کا علم اہل بیت علیہ السلام کے ہاتھ میں تھا۔ پھر جناب امیر کی آنکھیں آشوب کرتیں اور ان میں نہایت شدت کا درد پیدا ہوا۔ اہل جبر سے مسلمان قتل کے باہر ہی جنگ کرتے رہے۔ یہودیوں نے غصہ کے گرد حندق کھود رکھی تھی۔ ایک روز جبر یہودی جو نجاف میں مشہور تھا لشکر گراں لے کر خیر سے باہر نکلا اور جنگ کے لئے آمادہ ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غم لشکر ابوبکر کو دیا اور گردو مہاجرین و انصار کے ساتھ ان کو مقابلہ کے لئے بھیجا۔ وہ گئے اور شکست کھا کر چلے گئے۔ اپنے ساتھیوں کو قتل کر رہے تھے اور لشکر ان کو ہٹا ہوا کہ رہا تھا۔ دوسرے روز حضرت نے غم لشکر کو دیا اور مقابلہ کے لئے بھیجا۔ وہ تھوڑی دیر کے بعد گئے تھے کہ بھاگ آئے۔ اور لشکر ان کو ہٹا دیا۔ یہ رہا تھا اور وہ لشکر کو آخر حضرت نے فرمایا کہ یہ لوگ اس غم کے مزدور نہیں ہیں۔ کل میں غم اس کے ہاتھ میں دوں گا خدا اور رسولؐ کو دوست رکھتا ہے اور خدا و رسولؐ اس کو دوست رکھتے ہیں۔ وہ جنگ میں جہاد بڑھ کر چلے کر نہ والا ہے۔ وہ بھاگے اور چھوٹے ہوئے۔ والہ نہیں ہے۔ خدا اسی کے ہاتھ میں فتح عنایت کرے گا۔ یہ لشکر اس رات تمام صحابہ اس غم کی فتنا میں سوئے کہ شاید کل غم اس کو مل جائے۔ صبح کو سب اسی کی آرزو میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں دھڑے ہوئے تھے۔ حضرت نے فرمایا علیؑ بن ابی طالب کہاں ہیں لوگوں نے کہا یا رسول اللہؐ ان کی آنکھیں دھک رہی ہیں۔ حضرت نے فرمایا ان کو حاضر کرو۔ جب لوگ ان کا ہاتھ بچہ کر حضرت کے پاس لائے آپ نے فرمایا اے علیؑ کیسا درد ہے؟ عرض کی یا رسول اللہؐ ایسا درد ہے کہ کوئی چیز نہیں دیکھ سکتا ہوں اور سر ہٹا جاتا ہے۔ حضرت نے فرمایا بیٹھ جاؤ اور اپنا سر میری گود میں لاؤ پھر اپنا باریک لب و دین اپنے دست مبارک سے حضرت علیؑ کی آنکھوں پر سر پر لاؤ اور فرمایا انا اہم قدام الخ و الخ و خداوند اس کو گری و سردی سے محفوظ رکھ اس کے ساتھ ہی حضرت کی حق ہیں آنکھیں روشن ہو گئیں اور درد و سر و چشم زائل ہو گیا۔ پھر حضرت نے اپنا سفید رایت مل کوٹھا فرمایا اور فرمایا جاؤ جبریلؑ تمہارے ساتھ ہیں اور نصرت تمہارے آگے چل رہی ہے اور خوف و رعب ان مشرکین کے دلوں میں طاری ہو گیا۔ اے علیؑ یاد رکھو کہ انہوں نے اپنی کتابوں میں پڑھا ہے کہ جو شخص کہ ان کو ہاک کرے گا اس کا نام ایلیا ہے۔ تو تم ان سے کہا کہ میں ہوں علیؑ۔ انشا اللہ وہ ذلیل ہوں گے۔ اہل المومنین نے عرض کی یا رسول اللہؐ میں ان سے یہاں تک جنگ کروں کہ وہ ہمارے مثل ہو جائیں یعنی مسلمان ہو جائیں۔ حضرت نے فرمایا ہستہ ہستہ ان کے میدان میں پہنچو اور ان کا سامن کی دھوت دو اور ان کو حقوق خدا سے جان پر واجب ہے آگاہ کرو۔ خدا کی قسم اگر خدا ایک شخص کی جی تمہارے ذریعہ سے ہدایت کرے تو اس سے بہتر ہے کہ شتران شتر تمام کے تمام تم کو مل جائیں۔ امیر المومنینؑ فرماتے ہیں کہ یہ لشکر میں روانہ ہوا اور ان کے قتل کے قریب پہنچا۔ مرحب قلعد سے باہر نکلا۔ زندہ اپنے محوئے خود سر پر رکھے ہوئے اور ایک گراں چھر سونہ کے اپنے سر پر ڈالائے خود رکھے ہوئے تھا اور رجز پڑھنے لگا کہ خیر کے یہودی جانتے ہیں کہ میں مرحب ہوں، اپنے

مخبروں میں غلط لگنے والا ہوں اور دوسری کا حربہ دیکھتا ہوں اس کے جواب میں میں نے کہا میں وہ ہوں کہ میری
 ماں نے میرا نام جید رکھا ہے، شیرزیاں کے مانند میدان میں قدم رکھتا ہوں، تم کو داند کے مانند میں سے
 اکھا کر لینا چاہتا ہوں گا۔ جب دو وار دونوں طرف سے رو جوئے میں نے ایک ضربت اس کے سر پر لگائی،
 جس سے وہ پتھر اور خود اور اس صحن کا سر دو ٹکڑے ہو گیا اور میری تلوار نے اس کے دانتوں کو توڑ ڈالا اور وہ
 گھوٹے سے چکر کھانے میں گر پڑا دوسری روایت میں داند ہوا ہے کہ جب امیر المومنین نے فرمایا کہ میری ماں
 علی بن ابی طالبؑ اس کے جانوں میں سے ایک شخص نے کہا تم اب منسوب ہو گئے اس کتاب کی قسم جو خدا سے
 توڑنے کے لئے بھیجی تھی، پھر توڑ رہے ہو، ان کے دلوں میں پیدا ہو گیا۔ جب حضرت نے مرحب کو قتل کیا تو جو لشکر
 اس کے ساتھ تھا قتلہ میں بھاگ کر اس نے دوازہ قتلہ کو بند کر لیا۔ وہ بہت بڑا دوازہ نہایت مضبوط تھا کہ
 بیشش آدمی اور ایک روایت کے مطابق چالیس افراد اس کو بند کرتے اور کھولتے تھے۔ امیر المومنین نے قوت بتانی
 کے ساتھ اس دوازہ کو پکڑ کر اس طرح ہلایا کہ تمام قتلہ ریز گیا اور دوازہ کو اکھاڑ دیا اور ہاتھ میں لے کر جنگ کرنے
 پڑے یہ جنگ کہ فتح کر لی تب دوازہ کو پھینک دیا۔ پھر فتح کہتے ہیں کہ میں چھ افراد کے ساتھ گیا تاکہ ہم سب
 ہی اس کو حرکت دیں لیکن نہ ہان سکے۔ عاتق نے حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ جابر بن عبد اللہ انصاری
 کہتے ہیں کہ امیر المومنین نے روز خیبر دوازہ کو ہاتھ میں پکڑ لیا اور خندق پر پہنچا بنا دیا جس پر سے تمام مسلمان
 گذر کر قلعہ میں پہنچے اس کے بعد وہ قلعہ کو پھینکا تو چالیس افراد اور بولے شتر اتھانوں نے مل کر چاہا کہ
 اس دوازہ کو اٹھائیں لیکن نہ اٹھا سکے۔ اور ابو عبد اللہ حمل کہتے ہیں کہ امیر المومنین نے مجھ سے فرمایا کہ میں نے
 روز خیبر کو قتلہ کر سپر بنایا اور اس سے جنگ کر کے خدا کے فضل سے ان کو بھگا دیا۔ پھر اس دوازہ کا خندق پر
 پہنچا بنا دیا جس پر سے مسلمان گذرے۔ پھر چالیس آٹھ دور پھینک دیا۔ ایک شخص نے کہا یا امیر المومنین آپ نے
 کتنا بڑا دست و دل اٹھا رکھا تھا۔ حضرت نے فرمایا اس کی گرائی میرے لئے اس سپر کے برابر معلوم ہوتی تھی۔
 شیخ طوسی نے روایت کی ہے کہ روز خیبر ایک بلند قامت بڑے سرو اور مرد قلعہ سے نکلا جس کو مرحب
 کہتے تھے اور یہودی اس کی شاعت اور مل کی نیادگی کے سبب سے اس کو ایسا میرا نٹے تھے۔ صحابہ میں سے
 جو شخص اس کے مقابلہ پر جاتا تھا تو وہ کہتا تھا کہ میں مرحب ہوں اور اس سپر پر لڑتا تو وہ صحابی بھاگ جاتا تھا
 مرحب کی ایک عیالہ تھی جو کاہنہ تھی اور مرحب کو اس کی جوار مروی تو منی اور عظیم کلفت ہونے کے سبب بہت
 دوست رکھتی تھی۔ اور اکثر اس سے کہا کرتی تھی کہ جس سے چاہے جنگ کرنا لیکن وہ شخص تجھ پر غالب رہے گا
 جو یہ کہے گا کہ میرا نام جید ہے۔ اگر تو اس کے مقابلہ کرنا ہوگا تو قتل ہوگا اس نے بہت سے مسلمانوں سے جنگ
 کی اور سب کو شکست دے دی تا آخر لوگوں نے آنحضرتؐ سے شکایت اور التماس کی کہ امیر المومنین
 کو اس کے مقابلہ کے لئے بھیجیں تو حضرت نے جناب امیرؑ کو بلایا اور فرمایا اے علیؑ جاؤ اور مرحب کے شر سے ہم کو
 نجات دلاؤ جب امیر المومنینؑ نے یہودیوں کے قلعہ کی طرف رخ کیا خدا کا نام لیا اور مردانہ طور پر مرحب کے مقابلہ پر گئے
 مرحب خوفزدہ ہو کر واپس چلا گیا۔ پھر پلٹ کر آیا اور کہا میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام مرحب رکھا ہے۔
 حضرت اس کی طرف جھپٹے اور فرمایا میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام جید رکھا ہے۔ مرحب نے جو یہ نام سنا

میں نے کہا کہ اس کا ترجمہ

میں نے کہا کہ اس کا ترجمہ

دایہ کی نصیحت یا دآئی اور بھاگا۔ اسی وقت شیطان علم نے یہودیوں سے ایک عالم کی شکل میں سربراہ ظاہر ہو کر بولا تو کہاں بھاگتا ہے اُس نے کہا یہ جو ان کہتا ہے کہ میرا نام حیدر ہے۔ شیطان نے کہا تو پھر کیا ہوا اگر حیدر نام رکھتا ہے۔ اُس نے کہا میں نے بارہا اپنی دایہ سے سنا ہے کہ اُس سے مت لڑنا جس کا نام حیدر ہو وہ تجھے قتل کر دے گا۔ شیطان نے کہا یہ افسوس کا حال ہو حیدر کیا دنیا میں ایک ہی شخص کا نام ہے۔ تو باوجود اس عظیم جسم اور بلند شوکت کے ایک حرکت کے کہنے سے اس جوان سے بھاگتا ہے حالانکہ عورتوں کی کٹھن باتیں غلط ہوتی ہیں۔ اگر اُس نے سچ بھی کہا تو حیدر نام کے دنیا میں بہتر ہے ہیں۔ واپس جا۔ شاید تو اُس کو قتل کر دے اور اپنی قوم میں سب سے بلند ہو جائے۔ اور میں تیرے پیچھے یہودیوں کی ہمت بڑھاتا اور ترغیب دیتا ہوں کہ وہ تیری مدد کریں۔ عرض وہ ذلیل مسس طوی کے قریب میں آگیا اور پلٹ پڑا یہاں تک کہ حضرتؐ کے قریب پہنچا۔ میرا مومن نے ایک خبر بتائی کہ اس کے سر پر لگائی اور قہقہہ کے بل کر پڑا۔ یہ دیکھتے ہی سب یہودی بھاگ کر فرار ہوئے اور شور مچانے لگے کہ مہربان قتل ہو گیا۔

عامر نے متعدد طریق سے سعد بن وقاص سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ علیؑ کی تیج غنیمتیں ایسی ہیں کہ اگر ان میں سے ایک بھی غلے حاصل ہوتی تو میرے نزدیک شہزاد مسرخ سے بہتر تھی۔ اقول یہ کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو جنگ تبوک میں مدینہ میں اپنی نیابت میں چھوڑا۔ وہ کہتے تھے یا رسول اللہ مجھ کو عورتوں اور بچوں کے ساتھ چھوڑے جاتے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا اسے علیؑ کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تمہاری نسبت میرے نزدیک وہی ہے جو یاروں کی موٹی سے تھی مگر میرے بعد کئی پیغمبر ہوگا کہ تم بھی پیغمبر ہو سکتے۔ دوئم یہ کہ سعد کہتے تھے کہ میں نے سنا کہ آنحضرتؐ نے وفد خیبر ان کے حق میں فرمایا کہ میں علم اُس شخص کو دوں گا جو خدا و رسول کو دوست رکھتا ہے اور خدا و رسول اُس کو دوست رکھتے ہیں۔ تو ہم سب نے گردنیں بلند کر دیں کہ شاید ہم کو دے دیں۔ لیکن آپؐ نے فرمایا کہ علیؑ کو ہدفِ حب وہاں گئے تھان کی سنگین پڑا شوبہ تھیں حضرتؐ نے آپؐ وہاں مبارک آن کی آنکھوں میں قافا: اور علم ان کو عطا فرمایا اور خدا نے خیبر انہی کے ہاتھ پر فتح کیا۔ سوئم یہ کہ جب آید مبارک نازل ہوا حضرتؐ نے علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ علیہم السلام کو بلوایا اور فرمایا خدا و خدا ہی میرے اہلبیت ہیں۔

اتحاد میں امام محمد باقرؑ سے متصل ہے کہ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفد خیبر انصار کا علم سعد ابن حباد کو دیا وہ یہودیوں کے مقابلہ پر گئے اور بھاگ آئے اور زخمی ہو گئے تھے۔ پھر ہاجرین کا علم فکر کو دیا۔ انہوں نے مقابلہ نہ کیا اور اپنے ساتھیوں کو ڈرا کر بھاگ گئے۔ تو حضرتؐ نے تین مرتبہ فرمایا کہ کیا ہاجرین و انصار ایسا ہی کرتے ہیں۔ آخر فرمایا کہ اب میں اُس کو علم دوں گا جو بھاگے والا نہ ہو گا۔ خدا و رسول کو دوست رکھتا ہے اور خدا و رسول اُس کو دوست رکھتے ہیں۔

ابن شہر آشوبؒ نے روایت کی ہے کہ وفد خیبر آنحضرتؐ نے اپنے دست مبارک سے حضرت علیؑ کے سر پر طہر باندھا اور اپنے کپڑے ان کو پہنانے اور ان کو اپنے ٹوپ پر سوار کیا اور فرمایا اسے علیؑ جاؤ کہ جبریلؑ تمہارا دامن طرف ہیں میکائیلؑ بائیں جانب اور اسرافیلؑ تمہارے پیچھے ہیں اور میری دعا

تہمید سے ساتھ ہے۔ تو امیر المؤمنینؑ نے فکر کو فریاد کیا اور قلعہ کے دروازہ کو توڑ کر چالیس ہاتھ دوڑھینک دیا۔

حادثہ و فاقہ نے متعدد طریق سے روایت کی ہے کہ امیر المؤمنینؑ نے پہلی شورش سے پہلے اپنی اختیلیت کی دلیلیں قائم کیں اور فرمایا کہ تم میں کوئی ہے جس وقت کہ روزِ خیبر میرا کام واپس آئے اور حضرتؑ کا قلم بھی واپس لائے اور فاقہ اپنے ہمراہیوں کو بزدل کہنے لگے اور ہر ایسی آن کو نامزد کہتے تھے۔ وہ لہجے سے جوئے حضرتؑ کی خدمت میں آئے۔ اُس وقت حضرتؑ نے فرمایا کہ بیشک غم کل میں اُس کو دوں گا جو مرد ہے جو گناہ نہیں ہے خداوندی اس کو دوست رکھنے ہیں۔ فاقہ واپس نہ ہوا کہ جب تک خداوند عالم اس کو مع غنایت نہ کرے گا۔ جب صبح ہوئی تو حضرتؑ نے اُس کو طلب فرمایا۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہؐ تو وہ جو جہنم کی دھڑ سے آنکھیں نہیں کھول سکتے۔ حضرتؑ نے فرمایا ان کو میرے پاس لاؤ جب میں حضرتؑ کی خدمت میں حاضر ہوا حضرتؑ نے اپنے لہجہ میں کو میری آنکھوں میں لگایا اور فرمایا خداوند اگر می و سردی سے اس کو محفوظ رکھے اور میں نے آج تک گرمی و سردی سے اذیت نہ پائی۔ میں نے علم کو کیا اور کافروں کو مار لکھا یا تم میں میرے سوا کوئی ہے کہ جس کو یہ نصیبتیں حاصل ہوں ان لوگوں نے کہا کوئی نہیں۔ پھر فرمایا کہ میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ میرے عقدہ تمہارے درمیان کوئی ہے جو مر جب کے مقابلہ پر گیا اور رجز پڑھی جس کا سرِ تاشاق تھا کہ بچانے خود کے اُس نے ایک بڑا پتھر مانند پہاڑ کے سر پر رکھ لیا تھا میں نے اس کے سر پر ایک ضربت لگائی جو پتھر کو توڑتی ہوئی اس کے سر پر لپٹی اور اس کو ہلاک کر دیا۔ میرے سوا تمہارے درمیان کس نے ایسی جو انگریز کی ہے۔ ان لوگوں نے کہا کسی نے نہیں۔ پھر فرمایا کہ میں تم کو قسم دیتا ہوں کہ تم میں میرے عقدہ کوئی ہے جس نے دی خیبر کو اکھاڑا اور ہاتھوں پر... سو قدم لے گیا اُس کے بعد چالیس شخص اس کو حرکت نہ دے سکے۔ لوگوں نے کہا کوئی نہیں۔

ابن بابویہ نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ امیر المؤمنینؑ نے جو خط اہل بن ضیف لکھا تھا اس میں ذکر کیا تھا کہ خدا کی قسم جو وقت میں نے دی خیبر کو اکھاڑا اور اپنے بیچے چالیس ہاتھ دوڑھینک دیا وہ اپنی جسمانی قوت اور غذائی طاقت نہ تھی بلکہ ملکی طاقت سے تھی مدد دی گئی تھی۔ اور میرے ہمدرد گار کے نور سے میرا ضمیر متاثر ہوا تھا۔ اہل بن ضیف جہنم کے ایک چراغ کے طور پر تھا جو چراغ سے جلایا گیا ہو۔ خدا کی قسم اگر تمام عرب ایک دوسرے کے مددگار ہو جاتے اور مجھ سے جنگ کرتے تب بھی میں یقیناً رخ نہ پھیرتا اور نہ ہٹاؤں۔ اگر مجھے فرصت ملے گی تو منافقوں کے سران کے جسموں سے ہڈا کروں گا اور جس کو موت کی پروا نہیں ہوتی وہ ہمیشہ موت کی آرزو کرتا رہتا ہے وہ جنگ سے کیا ڈر سکتا ہے۔

ایضا بسند معتبر روایت ہے کہ امیر المؤمنینؑ نے ایک یہودی کے حجاب میں فرمایا جبکہ اُس نے اُن متحانوں کے بارے میں پوچھا جو حدیث نے بغیروں کے اوصیاء سے کیا ہے کہ آپ کے اوپر کیا واقع ہوا حضرتؑ نے فرمایا ہجرت کے تھنے سال تیسرے، ہجراتوں کے شہر خیبر میں یہودیوں نے ان کے بہادریوں اور سوارانہ فریسیوں اور ان کے جنگجوئیوں کے شہروں میں جبہ تم وارد ہوئے تو انہوں نے پہاڑوں کے مانند غوروں اور سواروں اور بے انتہا اسلحوں کے ساتھ ہماری طرف رخ کیا اور وہ لوگ نہایت مضبوط قلعوں میں تھے اور ان کی تعداد حسب شمار سے زیادہ تھی۔ اور وہ نہایت زخم و زحمت کے ساتھ اپنا سبار و طلب کرتے تھے اور ہمارے ساتھیوں

میں سے جوانوں کے مقابلہ پر جاتا تھا وہ اس کو قتل کر دیتے تھے یہاں تک کہ صحابہ کی آنکھوں میں خون آکر آیا اور وہ سب کے سب غزوہ اندھراساں ہو کر اپنی جانوں کے بچانے کی فکر میں پڑ گئے اور کوئی ان کے مقابلہ پر جانے کے لئے راضی نہیں ہوتا تھا سب یہی کہتے تھے کہ ابو الحسنؑ کو جانا چاہیے۔ آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لڑنے کو ان کی طرف بھیجا۔ جب میں نے میدان میں قدم رکھا تو شخص بھی میرے مقابلہ پر آیا میں نے اس کو فاک نکلت پر مار ڈالا اور جو سوار میرے قریب آیا اس کی ہڈیاں میں نے اپنے گھوڑے کے ٹخنوں سے چھڑ کر دیں یہاں تک کہ کسی کو میرے مقابلہ کی جرأت نہیں رہی۔ پھر میں مجھ کے شیر کے مانند جو اپنی خوداک پر چھپتا ہے تلوار کی کھینچ کر اُس پر چڑا یہاں تک کہ سب کو بھاگ دیا۔ وہ لوگ اپنے قلعہ میں چھپ گئے اور قلعہ کے دروازہ کو بند کر دیا تو میں نے قلعہ کی دیوار کو توڑا اور تنہا ان کے قلعہ میں داخل ہوا اور جو مردان کا نظر آتا اُس کو قتل کرتا اور ان کی عورتوں کو اسیر کرتا یہاں تک کہ میں قلعہ کو میں نے ہی تباہ کر دیا اور قلعہ کے سوا کسی نے میری مدد نہیں کی۔

قلب ماؤدی اور شیخ طبرسی نے روایت کی ہے کہ جنگ خیبرؑ، ذی الحجہ ۶ میں لڑا جس میں اللہ جل جلالہ کا قول ہے کہ مشرک کے شروع میں واضح ہوئی۔ جنگ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس روز سے زیادہ اُن کا محاصرہ فرمایا جبر کے تصور میں حمزہؑ ہزار ہوی تھے۔ حضرت ہر ایک قلعہ کو فتح کرتے چلے گئے تھے ان کا سب سے زیادہ مستحکم قلعہ قریح تھا اُس کے لئے حضرت نے ایسا یوگر کو علم دیا۔ وہ بھاگ کر واپس لگے۔ پھر عمرؓ کو دیا۔ وہ بھاگ کر چلے آئے تو حضرت نے فرمایا کل میں علم اُس کو دوں گا جو خلوہ رسول کو مدد مست رکھتا ہے اور غلطیوں اُس کو دوست رکھتے ہیں۔ وہ بھاگ گئے وہاں نہیں ہے بلکہ حملہ کرنے والا ہے۔ صحابہ میں سے جو منافقین تھے کہتے تھے کہ پیغمبرؐ کے اس قول سے علیؑ تو مراد ہو نہیں سکتے، تم تو ان کی طرف سے مطمئن ہیں کیونکہ وہ مدینہ شریف کی وجہ سے اپنے پیروں کو توڑ دیتے ہیں سکتے ہیں المومنین علیہ السلام نے ان کی باتیں سنیں تو کہا اَللّٰهُمَّ لَا تُنَجِّنِيْ لِمَا مَنَعْتُ وَلَا مَنَاعِيْ لِمَا اَعْطَيْتُ یعنی خلفہ کسی چیز کو جس سے تو روک دے اس کو کوئی بھلا کرنے والا نہیں اور جب کوئی غلطی اُس سے کوئی روکنے والا نہیں جب دوسرے روز صبح ہوئی آنحضرتؐ اپنے خیمہ اقدس سے برآمد ہوئے علم کو خیبر کے سامنے رکھ دیا سب کی یہی تمنا تھی کہ علم اُسی کو قتل جائے حتیٰ کہ جناب عمرؓ اور حمزہؓ اس کے کہ اپنے گواہ چکے تھے کہتے تھے کہ مجھے بھی علم کی تمنا نہیں ہوئی سوائے اُس روز کے۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا علیؑ رضی اللہ عنہ کو روک۔ لوگ یہ سن کر ہر طرف سے خود کر لے گئے کہ ان کی آنکھیں اس طرح پٹ پٹا شہاب ہیں کہ اپنے سامنے دیکھ نہیں سکتے حضرت نے پھر فرمایا کہ ان کو تھلاؤ جب امیر المومنینؑ آئے ان کی آنکھیں حضرت کے لباس میں مبارک سے مٹا تھا بہت بوقت کی زیارت سے روشنی و منور ہو گئیں۔

آنحضرتؐ نے علم ان کو عنایت فرمایا اور فرمایا کہ جاؤ پہلے ان کو تین اُمود کی رحمت دے۔ تو ان کے مسلمان ہو جائیں اور مسلمانوں کے احکام کو قبول کریں وہ اپنے سال و دولت کے مالک رہیں گے۔ دوسرے یہ کہ جو یہ دینا منظور کر اس صفت میں بھی اُن کی جان و مال محفوظ ہے: تیسرے یہ کہ جنگ کروں۔ جب امیر المومنینؑ ان کے قلعہ کے نیچے آئے وہ بھر جنگ کے کسی امر پر راضی نہ ہوئے۔ اور جب حضرت کے مقابلہ پر آیا آپؐ نے اُس کے پیروں پر تلوار کا ایک تار کیا اور پیروں کو قطع کر دیا۔ چھڑک پڑا اللہ تعالیٰ لشکر بھاگ کر قلعہ میں چھپ گیا اور دروازہ بند کر دیا۔ قلب

طلبِ رافندی کی روایت کے مطابق اُس کے قلم میں ایک پتھر بہت بڑا تھا جس کے دو میدان سولہ گز دریا تھا اور ان میں
نہ اپنے بائیں ہاتھ سے کسی پھینک دی چونکہ داہنے ہاتھ میں تلوار لئے ہوئے تھے۔ اپنے اسی بائیں ہاتھ کو اُس
پتھر کے سولہ گز میں ڈال کر دھت کی قوت سے اُس دھتارہ کو اپنی طرف کھینچا اور اٹھا لیا۔ اور ہاتھ میں سپرکے مانند
بٹنے ہوئے قلم میں داخل ہو گئے اور اُس سے جنگ کرنے لگے جب یہودی بھاگ گئے حدوقہ کو اپنے پیچھے
اُس طرح پھینکا کہ لشکر کے آخر میں جا کر گرا۔ جب لوگوں نے اُس دھتارہ کو پا تو پالیسٹ ہاتھ دودھا کر گرا تھا۔
پھر پالیس اشخاص جمع ہوئے اور اُس پتھر کو اپنی جگہ سے نہ ہٹ سکے۔

شیخ طبری نے پسند موثر نام قلم یا قلم سے روایت کی ہے کہ جس وقت جناب امیر علیہ السلام پہنچے
کے قلم کے دو دائرہ پر بیٹھے اُن سب نے قلم کا دو دائرہ بند کر لیا۔ حضرت نے دو دائرہ کو اکٹھا کر سپر بنالیا پھر
اُس کو اپنی پشت پر رکھ کر خندق کا پل بنادیا اور لوگ تمام اُس پر سے گزے لیکن حضرت کو لوگوں کی گرائی
سطلی غصہ میں نہ ہوئی۔ پھر دو دائرہ کو پھینک دیا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ خوشخبری دی گئی کہ
امیر المومنین نے قلم کو خراج کر لیا۔ آنحضرت خود قلم کی جانب روانہ ہوئے۔ امیر المومنین حضرت کے استقبال
کے لئے باہر آئے جب آنحضرت کی نظر جناب امیر پر پڑی تو فرمایا کہ تیری ہاتھ شکر یہ کوشش اور مردانگی کی اطلاع
میرا کوئی غلام سے راضی ہے اور میں تم سے خوشنود ہوں۔ یہ شکر امیر المومنین کے آنسو نکل آئے۔ پھر نے پوچھا
یا علی مدد تے کیوں ہو عرض کی خوشی کے آنسو ہیں کیونکہ آپ نے بشارت دی کہ خدا و رسول مجھ سے راضی ہیں۔

جناب امیر نے جو عذر میں گرفتار کی تھیں ان میں غصہ و خیر بھی تھیں۔ امیر المومنین نے جلال کو بجا کر سپرد
کیا اور فرمایا کہ رسول اللہ کے سوا کسی کو نہ سپرد کرنا۔ اُن کے پاس میں جیسا مناسب سمجھیں گے کریں گے۔ بول پڑے
ان کو قلعہ گاہ سے لے کر آئے جب ان کی نظر کشتور پر پڑی ایسی حالت طاری ہوئی کہ ظم سے نزدیک تھا کہ ان کی
جہان نکل جائے جب ان کو حضرت کی خدمت میں لائے اور سرور کا منت نے جناب غصہ کی ایسی کیفیت مشاہدہ
فرمائی جلال پر عجب فرمایا اور فرمایا کہ شاید تیرے دل سے رحم نازل ہو چکا ہے کہ ایک کمزور ولی عورت کو اُس کے

لئے مؤمن فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ بھاننا اور آنحضرت کا یہ فرمان کہ ظم اُس کو دلا گا جو خدا و رسول کو دوست
رکھتا ہے اور خدا و رسول اُس کو دوست رکھتے ہیں متواتر ہے ہے جس کی بخاری و مسلم اور ساری حدیثیں ثابت
نے اپنی اپنی اصلاح میں روایت کی ہے اور اکثر فضائل و مناقب جو امیر المومنین کے مذکور ہوئے عاتق کی مستحکما بولی
میں صریح ہیں اور یہی واقعہ اس کے لئے ہے جس کو حمزوی سی بھی لکھا ہوئی اُن حضرت کی خلافت کے حق میں ہونے اور ابو بکرؓ
عمر کے عدم استحقاق پر کافی ہے اس لئے کہ ہر مائل جھٹتا ہے کہ جب ان کے بھاگ آنے کے بعد آنحضرت فرماتے ہیں
کہ ظم کل اس کو دوں گا جو اوائی اصناف سے متصف ہے تو یہ واضح ہو گیا کہ آنحضرت کی ملامت یہ ہے کہ جو لوگ بھاگ
چکے ہیں ان میں یہ اصناف نہیں ہیں۔ اور جو شخص خدا و رسول کو دوست نہیں رکھتا اور خدا و رسول اُس کو دوست
نہیں رکھتے تو کیوں کر یہ حق رکھتے ہیں کہ وہ خلیفہ خدا و رسول ہیں وہ دنیا کے چیلہ ہوں۔

عربیوں کے لاشوں کی طرف سے گزرتا ہے۔ پھر حضرت نے جنبہ صغیرہ کو آٹا کر دیا اور خود اُن سے نکاح کر لیا۔ اسی وقت میں چند روز پہلے صغیرہ سے کتنے ہی رشتہ دار ابلیہتیق کی شادی ہوئی تھی۔ صغیرہ نے ایک رات خواب دیکھا تھا کہ چاند اُن کی گود میں آگیا ہے۔ انہوں نے یہ خواب اپنے شوہر سے بیان کیا۔ اُس نے اُن کے منہ پر طمانچہ مارا جس سے اُن کے دُعا سبیاہ ہو گئے اور کہا یہ نثار کھتی ہے کہ خود صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہاؤ شاؤ ہماز تہ کو لے لے۔ آنحضرت نے جب اُن کے چہرہ اُس طمانچہ کا اثر دیکھ کر تو یہ چاکر تہا لُٹنے کیوں سبیاہ ہے۔ انہوں نے نہ مانہ بیان کیا۔ اور کتاب شادی الاقرار میں دعایت ہے کہ جب صغیرہ حضرت میں آئی گئیں وہ نہایت حسین و جمیل تھیں حضرت نے اُن کے چہرہ پر ایک خراشیں مشاہد فرمایا۔ اُس کا سبب تو تھا تو صغیرہ نے کہا جب علیؑ نے طلحہ کے دروازہ کو کھڑا تو تمام قہر مل گیا اور وہ نہ تھی جو طلحہ کے اُن سے دیکھنے میں مشغول تھیں سب گریہ کر رہے تھے۔ اُن نے سخت پر سے گری۔ میرا منہ سخت کے پائے سے ٹکرایا اور نہ تھی جو گیا حضرت نے فرمایا لے صغیرہ علیؑ کا مرتبہ خدا کے نزدیک بہت بلند ہے۔ علیؑ نے جب دروازہ طلحہ کو حرکت دی تو نہ صرف طلحہ کو زلزلہ ہوا بلکہ تمام آسمان اور تمام زمین کو زلزلہ ہوا حتیٰ کہ عرشِ معلیٰ اُس پر گریہ طلحہ کے طلب سے کانپ گیا اور جب اُس خیر حق نے حضرت کو دیکھا تو کہنے لگا جبریلؑ حیرت میں غرق آنحضرت کے پاس آئے حضرت نے پوچھا اسے جبریلؑ کس بات سے تعجب ہے؟ جبریلؑ نے کہا فرشتے ملکوت میں ندا کر رہے ہیں لا فخر الا علی لا شیع الا ذوالفقار۔ مجھے تعجب ہے کہ جب میں قوم کو طے کی اہکیت پر مامور ہوا تو ان کے سات شہروں کو زمین کے نیچے ساتویں طبقہ سے تھا کر کے اپنے ہاتھ کے ایک نیم کے اوپر اٹھایا اور بلند کیا اور اس قدر اونچا اٹھایا کہ اہل آسمان اُن کے سر پر کے بانگ دینے لگے اور انہوں نے بچوں کے رونے کی صدا میں کٹنے لگے اور میں نے وہی دیکھا کہ جس نے خدا کے حکم کا منظر دیا۔ ان کی گرائی تھی جو مطلق غموس نہ ہوئی۔ پورا جب علیؑ نے اٹھا کر کہہ کر اور غضبناک ہو کر حضرت ہاشمیؑ مرحوم کے سر پر لگائی تو مجھے خدا کا حکم ہوا کہ اُن کی قبریت کی نائماندہ صفت شدت کو دیکھ لوں تاکہ زمین کو وح اس کی گاؤں دایمی کے دو ٹکڑے نہ کرے۔ زمین نے زمین پر اپنے پر بچا دیئے اور اس قبریت کو دیکھ لیا، لیکن اُس قبریت کی گرائی میرے پردہ پر گئی ساتوں شہروں کی گرائی سے نمایاں تھی بلکہ دیکھ کر کانپنے والا سا فرماں ہو گیا علیؑ کے ہاتھ کو بکڑے ہوئے تھے۔

شیخ طبری نے دعایت کی ہے کہ ابلیہتیق نے آنحضرت کی خدمت میں یہ تمام بھیجا کہ میں ملاں چاہتا ہوں اور طلحہ سے آپ کی خدمت میں آکر کھڑا کرنا چاہتا ہوں حضرت نے منظور فرمایا۔ اُس نے خدمت میں حاضر ہو کر صلح کر لی۔ کہ اُس کی قوم کی جان کو ملاں دی جائے اُن کے لڑکے بچے جو زمین اُن کے ساتھ رہنے دی جائیں۔ ان کے تمام مکانات، کھیت، اموال و اسباب حضرت نے لیں سوائے اُن کپڑوں کے جو پہنے ہوئے ہوں۔ تو حضرت نے اُن شراط پر صلح کر لی۔ جب اہل فک نے یہ حال سنا تو انہوں نے بھی ملاں طلب کی اور اسی طرح حضرت سے صلح کر لی پھر ابلیہتیق نے کہا ہم قدیموں کی بد نسبت اس زمین کو زیادہ بہتر آباد کر سکتے ہیں۔ یہ ہمارے ہی پاس رہنے و بچنے کا حق ہے۔ نصف پیداوار ہم آپ کو دیا کریں گے حضرت نے منظور فرمایا اور اس طرح اُن سے معاملہ طے کر لیا اور یہ شرط بھی کی کہ جب حضرت چاہیں گے ان کو ان کی زمینوں اور مکانوں سے نکال دیں گے۔

جبریلؑ نے حضرت کو دیکھا تو کہنے لگا جبریلؑ کس بات سے تعجب ہے؟

جبریلؑ نے حضرت کو دیکھا تو کہنے لگا جبریلؑ کس بات سے تعجب ہے؟

اور لیل خدک نے انہی شرطوں پر اقرار کیا لہذا خیر تمام مسلمانوں کا مال قرار پایا جو تکہ جنگ کے حاصل ہوا تھا اور خدک آنحضرت کے لئے مخصوص رہا اس لئے کہ بغیر جنگ کے حاصل ہوا تھا۔

حضرت امام محمد باقر سے منقول ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خبر کی کہ تم سے خارج ہوئے تو چاہا کہ خیر کے حصول پر سیکو بھیجیں لہذا ظلم ظلم شیم کہلے کر فرمایا کہ کوئی ہے جو اس کو اپنے حق سے اٹھائے۔ زبیر کمر سے ہوئے اور کہا میں لیتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا اور جو پھر سدا گئے اور حضرت نے ان سے بھی یہی فرمایا۔ پھر فرمایا اے علی تم اٹھو کہ یہ تمہارا حق ہے حضرت علی نے ظلم کہلے لیا اور خدک کی طرف روانہ ہوئے اور ان سے صلح کر کے شرط کے ساتھ کہ ان کی جانیں محفوظ رہیں گی ان کے مال حضرت کے ہوں گے اس لئے خدک کے تمام قلعے اور سارا شہر اور اذیت و کینت وغیرہ آنحضرت سے مخصوص ہوئے جن میں مسلمانوں کا کوئی حق نہ تھا۔ اس وقت جبریل نازل ہوئے اور کہا خداوند عالم آپ کو حکم دیتا ہے کہ اپنے قرائند رسول کو ان کا حق دے دو حضرت نے پوچھا وہ کون ہے اور وہ حق کیا ہے؟ جبریل نے کہا تمہاری قرائند اور فاطمہ ہیں اور تمام خدک ان کا حق ہے۔ یہ سنکر جناب رسول خدا نے جناب فاطمہ کو بلایا اور جبرائیل کہہ کر خدک جناب فاطمہ کی ملکیت میں دے دیا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی اور کروڑوں خدک کو ان کے حاکم سے بھیجیں لیا۔

ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خدک کا نسخہ کیا۔ لیل خدک اپنے قلعوں میں سے ایک بہت مضبوط قلعہ میں محفوظ ہو گئے آنحضرت نے ان کو بلا کر فرمایا اگر میں تمہارے اس قلعہ کو جس میں تم بند ہو گئے ہو چھوڑ کر تمہارے تمام قلعوں کو کھول کر تمہارے سب موال پر قبضہ کر لوں تو تم کیا کرو گے۔ انہوں نے کہا ہم نہ ان قلعوں پر لگے ہیں خود کہہ گئے ہیں ان کی کھیاں ہم سے پاس ہیں۔ حضرت نے فرمایا ان کی کھیاں خدا نے ہم کو دے دی ہیں وہ میرے قبضہ میں ہیں پھر ان کو بلا کر فرمایا ان لوگوں نے اس پر جناب کیا سنو کھیاں سپرد کی تھیں کہ اس نے حضرت کو کہیں سے دیں اس نے قسم کھنی کہ کھیاں میرے پاس ہیں ان کو میں نے ایک قبیلے میں رکھ کر صندق میں بند کر دیا اور صندق کو ایک مضبوط مکان میں چھپا دیا ہے اور اس کے دروازہ میں تالہ ڈال دیا ہے۔ پھر وہ شخص اس مکان میں گیا اور دیکھا تو عقل باہر ہو جانے لگی کھیاں نہ تھیں۔ وہاں سے واپس آ کر کہا اب میں نے تمہارا قبضہ پر قبضہ کیا کیونکہ میں نے کھیاں بہت محفوظ رکھی تھیں اور چونکہ میں ان کو ساتھ رکھتا تھا تو ریت کی چنڈا نہیں دفن ہو سکے تھے ان تالوں پر پڑے دی تھیں۔ سب میں نے دیکھا تو سب تالے اپنی جگہ پر صبح و شبت جس جگہ کھیاں نہیں ہیں۔ اس لئے تمہارا کھانا ساتھ نہیں ہیں۔ پھر وہ سب حضرت کی خدمت میں واپس آئے اور پوچھا آپ کو کس نے یہ کھیاں دیں۔ فرمایا میں نے جناب ثوینی کو اور اس خطافا نہیں بتلا۔ مجھے جبریل نے لے کر دی۔ عرض وہ لوگ قلعہ کے دروازہ کو کھول کر آنحضرت کی خدمت میں آئے۔ ان میں سے بعض مسلمان ہوئے آنحضرت نے ان کے مال سے ٹمس لیا اور باقی ان کے لئے چھوڑ دیا اور جو شخص مسلمان نہ ہوا اس کے تمام مال پر حضرت نے قبضہ کر لیا اس وقت آیت ذات القربیٰ نے حفظہ اللہ آیت سورتہ النحل آیت نازل ہوئی۔ حضرت نے جبریل سے پوچھا کہ وہی القرابی کون ہے اور اس کا حق کیا ہے؟ کہا خدک فاطمہ کو دے دیجئے جو ان کی مالہ خیر ہے اور ان کی بہن و خالہ کی طرف سے میراث ہے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب فاطمہ کو طلب فرمایا اور خدک ان کے حوالے فرمایا اور آیت خدک کی

خیر و خیر کا بیان

خیر و خیر کا بیان

تحدت فرمائی۔ جناب فاطمہ نے عرض کیا رسول اللہ جو کہ میرا اہل ہے وہ سب آپ ہی کے پاس میں چھٹی ہوں۔
فرمایا کہ میرے بعد تم سے لوگ نزاع کریں گے پھر صلہ کو بوجہ اللہ ان کے سامنے تمام مال و سنان مع اٹاک فک کے
حضرت فاطمہ کے سپرد فرمایا۔ جناب فاطمہ نے مال تمام مسلمانوں پر تقسیم کر دیا اور اس کی آمدنی سے ہر سال اپنے
کامنے بھر کے چلے کے یعنی تھیں ہائی جو کہ پچاس تھالیوں کو دے دیتی تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات
کے بعد ابو بکر و عمر نے فاطمہ سے غصب کر لیا۔

کتابہ اختصار میں بسند متبر حضرت صادق سے روایت ہے کہ ام المومنین ابوبکر و عمر کے سامنے گواہی
کہ میں ایک روز جناب سید فاطمہ کے گھر میں تھی کہ جبریل نازل ہوئے اور کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اٹھو کہ
خدا نے تم کو حکم دیا ہے کہ فاطمہ کے حدود پر آپ کے لئے خط کھینچ دوں۔ حضرت اٹھے اور ان کے ہر اوٹھنے لگے۔
اور تھوڑی ہی دیر میں واپس آگئے۔ جناب فاطمہ نے پوچھا کہ میں تشریف لے گئے فرمایا کہ جبریل نے میرے واسطے اپنے
پروں سے فاطمہ کے حدود پر خطوط کھینچے اور مجھے دکھایا ان کے حکم دیا ہے کہ میں فاطمہ سے دوں پھر حضرت نے
حکمان کو دے دیا اور پھر کوئی ٹکڑا فرما دیا۔

کتاب فیہ فیہ بسند ہائے حسن و متبر حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت نے خیر
نہج کیا تو انہی کو دے دیا اس شرط پر کہ باغات کے میوے اور حق کا قلع جس قدر پیدا ہوگا اس میں نصف کے مالک
آنحضرت ہوں گے۔ جب بھلوں کے ٹوٹنے کا وقت آیا حضرت نے حمد اللہ بن معام کو بھیجا۔ انہوں نے غلاموں و بھت
وغیرہ کا ٹکڑہ کے دھتے کئے اور ان سے کہا اگر ہمارا خیمہ اللہ نے تم کو منظور ہو تو ہمارا حصہ دے دو اور اگر
منظور نہ ہو تو ہم ہت جلتے ہیں۔ تم خود تمہیں کہہ دے تم تمہارا حصہ دے دیں۔ تو بولے کہ اس ناصانہ کے سبب
آسمان وزمین قائم ہیں۔

قطب الدنئی نے روایت کی ہے کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیر والوں کا نام لیا یہودی
نے قبیلہ خلفان کے چودہ ہزار سواروں کو جو ان کے ہم سرگندہ دھوکے لئے بلایا تھا حضرت کے پہنچنے ہی سے
ان کے درمیان غم کی کڑے قبیلہ خلفان والے اپنے قبیلہ میں واپس چلے جاؤ کہ وہاں کے لوگوں پر دشمنوں نے حملہ
کر دیا ہے۔ وہ سب یہ شکر واپس گئے اور وہاں جا کر دیکھا تو کوئی دشمن نہ تھا۔ تو ان لوگوں نے جانا کہ یہ خدا کی جانب سے
تنبیہ کی گئی ہے۔ اور حضرت نے یہودیوں پر فتح پائی اور جناب امیر نے ان کے سب سے سخت قلعہ کو سر کیا۔ پس ایک
قلعہ رہ گیا تھا جس میں انہوں نے اپنے تمام مال لٹکھائے کہ جیڑی جس کہ کی تھیں اس کی آسراستہ نہ تھا جس سے
اس پر حملہ کیا جاسکتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس قلعہ کا محاصرہ فرمایا چند روز کے بعد ایک یہودی اسی میں سے
حضرت کی خدمت میں آیا اور کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! لکھو کہ میرے بچوں اور عورتوں کو لان دیجئے میرا مال

نے مؤلف فرماتے ہیں کہ اس روایت کی تائید میں دوسری روایت صحیح فاطمہ کے متعلق ابواب مہجرت میں گورہ کی ۱۰
۱۱ مؤلف فرماتے ہیں کہ قصہ فاطمہ اس کا غصب کیا جانا متبریب منقول بیان کیا جائے گا۔

کہ کوئی شخص نہ جانتے تو آپ کو بتا دے کہ اس سے جس قدر کو فتح کیا جاسکتا ہے وہ تو اس کے لئے کم کر لیا گیا ہے۔ یہودی نے ایک مقام پر نشیونگاہ کیا، حکم دیجئے کہ یہاں غلبہ لگائی جائے۔ وہ غلبہ اس کے ذمہ تھا کہ آپ پہنچے۔ آپ اس کے پانی پر قبضہ کر لیجئے گا تو بہت جلد وہ آپ کے حوالے کر دیں گے۔ حضرت نے فرمایا: ممکن ہے کہ خاص سے بہتر کوئی شخص اس کی فتح کا پیدا کرے۔ لیکن میری ماں پر قہر ہے۔ دوسرے روز حضرت سدا جو کچھ اس کے ہاتھ سے فرمایا کہ میرے پیچھے آؤ اور غصہ کی جہنم دہانہ ہونے۔ وہ کھڑے غصہ کے آؤ پر سے نکلے اور پھر بلا ہتھیار نہ گئے۔ حضرت کے ساتھ چلے گئے۔ انہیں سے نکل جانے کے بعد حضرت کے اہل خانہ سے کہ حضرت کو کوئی دیکھ کر کسی مسلمان کو کوئی ناپسندیدہ نہ ہو۔ یہاں تک کہ حضرت ان کے غصہ کے بعد از ان کے پیچھے آئے۔ وہ سب بہانے سے غصہ کی دہانوں کی طرف اشارہ کیا۔ دیکھا کہ زمین میں دھن گھس گھس ان کے سر سے زمین سے رابرہ گئے۔ حضرت نے حکم دیا کہ مسلمان یہ مشتعل نہ ہو۔ حضرت نے داخل ہو گئے اور غصہ پر قبضہ کر لیا۔

قلب اللہ فی نے بہر بلو منین علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت فرماتے ہیں کہ جب ہم آنحضرت کے ساتھ خیر سے واپس آئے ایک نہر کے پاس پہنچے جو پانی سے بھری ہوئی تھی اس کی گہرائی چھوڑ آدھریوں کے تھے۔ بلا ہتھیار نہ گئے۔ کوئی نہ عرض کی یا رسول اللہ! دشمن ہمارے پیچھے ہیں اور نہر ہمارے سامنے ہے جیسے کہ حضرت موسیٰ کے ہمارے ہونے کے کہا تھا۔ انا کہہ دیکھو! نہر کے پانی پر تازہ پانی ہمارا ہے۔ اس کے لئے فرماتے ہیں کہ ایک عورت فرمادی کہ ہمارے لئے بھی اپنی نصرت کا اعتراف فرما۔ پھر حضرت نے پانی پر تازہ پانی ہمارا ہے۔ سوار ہو کر فرمایا میرے پیچھے آؤ۔ ہم ان کا ہاتھ پالی پر داندہ ہوئے اور صاحبہ حضرت کے پیچھے چلے گئے۔ حضرت نے حکم دیا کہ اس کے لئے فرماتے ہیں کہ ایک عورت فرمادی کہ ہمارے لئے بھی اپنی نصرت کا اعتراف فرما۔ پھر حضرت نے پانی پر تازہ پانی ہمارا ہے۔

شیخ طبرستانی نے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب فتح خیبر سے فارغ ہوئے تو آپ کو اطہان ہوا اور آپ نے وہیں قیام فرمایا۔ حادثہ بنی ساسم کی پیش زینب نے جو موجب کے بھائی کی لڑکی تھی ایک گوسفند کو بھیاں کیا اور حضرت کے لئے ہریلائی اس نے پہلے معلوم کر لیا تھا کہ حضرت کو کون سا حصہ زیادہ مرغوب ہے لوگوں نے بتا دیا تھا کہ حضرت دوست کو گوسفند زیادہ پسند فرماتے ہیں۔ اس نے دست میں بہت زیادہ نہر دیا اور اس کے ان تمام اعضاء میں بھی نہر دیا اور حضرت کے پاس لائی۔ حضرت نے دست میں سے ایک لکڑا اٹھا کہ میں یہ لکڑا بکھڑا ہوں براہین معززہ علی حضرت کی خدمت میں حاضر تھے انہوں نے بھی ایک لکڑے کو راتوں سے توڑا۔ حضرت نے ہاتھ دھک دیا اور فرمایا کہ اس کو مت کھاؤ۔ اس لکڑے نے گاہ کیا کہ اس میں نہر دیا گیا ہے۔ پھر حضرت نے اس لکڑے کو کھپ فرمایا اور فرمایا کہ تو نے ایسا کیوں کیا اس نے کہا کہ آپ نے میری قوم کو کس طرح تباہ کیا ہے وہ آپ جانتے ہیں۔ میں نے سوچا کہ اگر میں غصہ پیغمبر سے تو جان لے گا کہ نہر آگ ہے۔ اور اگر پادشاہ ہے تو ہم اس سے نجات پا جائیں گے۔ پھر اس غصہ میں نے اس کو صاف کر دیا اور پھر میں براہ اسی قدر سے شہید ہو گئے۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کا وقت آیا یا بشر کی ماں حضرت کی حیات کو آئیں آپ نے فرمایا کہ ماں بشر میں نے جس دفع سے خدا تعالیٰ نے میری تہا سے فرزند کے ساتھ کیا ہے ہر سال اس کا نہر جو شش میں آیا کرتا ہے مجھے میلہ نہی کر دیا کرتا تھا۔ لیکن اس مرتبہ اس نے میری پشت کی دھکیں توڑ ڈالیں۔ مسلمانوں کا بیان ہے کہ پیغمبر

یہودی نے ایک مقام پر نشیونگاہ کیا، حکم دیجئے کہ یہاں غلبہ لگائی جائے۔ وہ غلبہ اس کے ذمہ تھا کہ آپ پہنچے۔ آپ اس کے پانی پر قبضہ کر لیجئے گا تو بہت جلد وہ آپ کے حوالے کر دیں گے۔ حضرت نے فرمایا: ممکن ہے کہ خاص سے بہتر کوئی شخص اس کی فتح کا پیدا کرے۔ لیکن میری ماں پر قہر ہے۔ دوسرے روز حضرت سدا جو کچھ اس کے ہاتھ سے فرمایا کہ میرے پیچھے آؤ اور غصہ کی جہنم دہانہ ہونے۔ وہ کھڑے غصہ کے آؤ پر سے نکلے اور پھر بلا ہتھیار نہ گئے۔ حضرت کے ساتھ چلے گئے۔ انہیں سے نکل جانے کے بعد حضرت کے اہل خانہ سے کہ حضرت کو کوئی دیکھ کر کسی مسلمان کو کوئی ناپسندیدہ نہ ہو۔ یہاں تک کہ حضرت ان کے غصہ کے بعد از ان کے پیچھے آئے۔ وہ سب بہانے سے غصہ کی دہانوں کی طرف اشارہ کیا۔ دیکھا کہ زمین میں دھن گھس گھس ان کے سر سے زمین سے رابرہ گئے۔ حضرت نے حکم دیا کہ مسلمان یہ مشتعل نہ ہو۔ حضرت نے داخل ہو گئے اور غصہ پر قبضہ کر لیا۔

انجیل و قرآن مجید کا خلاصہ

انجیل و قرآن مجید کا خلاصہ

بھی اسی نہر سے شہید ہوئے۔

شیخ طبری نے بسند مرفوع حضرت امام محمد اقرنے روایت کی ہے کہ حضرت نے خیر جانے سے پہلے عمرو بن لہویہ کو بھیجا۔ بادشاہ حبشہ کے پاس پہنچا اور اس کو اسلام کی دعوت دی اور جناب جعفرؑ کو امان کے ہمراہ بھیج دیا۔ جب حضرت کا نام اس کو دیا گیا اور جناب جعفرؑ کو اس کے ساتھ لے کر حضرت نے وہ پہاڑ لے لیا۔ ان کے لیے ساتھی سفر بہت عمدہ اور بہتر مہیا کیے اور دو کشتیوں میں سوار کیے کہ مدینہ کی جانب روانہ کیا۔ جناب جعفرؑ فتح خیبر کے بعد حضرت سے اللہ علیہ السلام و سلم کی خدمت میں پہنچے۔ کلینی شیخ طبری اور ابن ابی عمیر نے حسن صحیح اور بخاری سندوں کے ساتھ حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ امام حسنؑ مسکری کی تفسیر میں اس روایت مذکور ہے کہ بعد فتح خیبر حضرت کو جناب جعفرؑ کے پاس آنے کی خبر پہنچی تو حضرت نے فرمایا میں نہیں کہہ سکتا کہ ان دونوں نعمتوں میں سے کس پر کیا خوش و مسرور ہوں۔ خیبر کی فتح پر یا جعفرؑ کی واپسی پر یا اسی اثناء میں حضرت جعفرؑ فرما رہے تھے۔ جب آپؑ حضرت کی نظر پڑی آپؑ اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور حضرت امام حسنؑ مسکری کی روایت کے مطابق باہر قدم بردار کر پشوالی کی اور ان کو سینہ سے لگایا اور ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ اور فرمایا اسے جفر کیا تم چاہتے ہو کہ میں تمہیں کچھ سکھوں کیا چاہتے ہو کہ کوئی بہتر چیز تم کو سکھادوں۔ یہ سطرچ کئی بار فرمایا۔ دنیا طلب لوگوں نے کہا کہ حضرت ان کو بہت سنا مال یا کوئی ولایت اور سلطنت عطا فرمائیں گے۔ لہذا مسجدوں نے گزیریں بلند کر کے دیکھا شروع کیا کہ وہیں حضرتؑ ان کو کیا عطا فرماتے ہیں حضرت نے ان سے فرمایا کہ میں تم کو ایک نذر عظیم کرتا ہوں کہ جب اس کو بجالانے کے برابر تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے اور ہر دفعہ پڑھ لیا کہ تو تہا سے واسطے دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے ان سب سے بہتر ہے۔ اور جو شخص اس نذر کو بجالانے کا اس کے ثواب میں سے بھی تم کو حصہ ملے گا۔ پھر وہ طریق عظیم فرمایا جو نذر جعفرؑ علیہ السلام کے نام سے کہنا ہوں میں صحیح ہے۔

شیخ طبری نے مالائی میں خذیفہ بن الیمان سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت جعفرؑ مدینہ میں آئے حضرت خیبر میں عظیم تھے جناب جعفرؑ ان کے لئے پہلے اپنے لئے کچھ میں اور شیعوں اور کثرت دہو کے کی سب حضرت کی خدمت میں لے گئے۔ حضرت نے اس لباس میں سے ایک پیرا نکال کر فرمایا کہ اس کو بدل جا جو خدا رسولؐ کو دوست رکھتا ہے اور خدا رسولؐ اس کو دوست رکھتے ہیں۔ صبر کرنے کو نہیں اس کے لئے نذر کیں۔ آپؑ نے فرمایا اعلیٰ کہاں ہیں۔ علماء یا سرے سنتے ہی دھڑکے اور جناب امیرؑ کو دوا کے حضرت نے دیا اور ان کو عطا فرمائی۔ چونکہ سونے کے تاروں سے تیار کی گئی تھی حضرت علیؑ نے حینہ پہن کر بازو اوٹھ میں ایک نذر کر دیا کہ اس کے تاروں کو عطا کر دے۔ اس نے الگ کیا تو ہزار مثال سنا لگا حضرت نے اس کو فروخت کیا اور تمام قیمت خیروں اور عمارتوں اور انصار کے مسکینوں پر تقسیم کر دی اور گھر کے آٹھ آپ کے پاس اس سونے میں سے ایک خندہ بھی مانی نہیں رہا تھا۔ دوسرے روز حضرت سے اللہ علیہ السلام و سلم نے آپ سے وفات کی صبح ایک جماعت حضرت کے ساتھ تھی جس میں جناب عمارؑ اور خذیفہ بھی تھے۔ حضرت نے امیر المؤمنین سے فرمایا کہ تم کو کل ہزار مثال سونے ہے تم اس کو دے دو صحابہ کے ساتھ تہا سے گھر واپس کو آنا کانیں گے امیر المؤمنین کے گھر میں اس دفعہ خوشی بہت ہوئی کہ حضرت نے بھی آپ کو

حضرت جعفرؑ کی خدمت میں پہنچے اور ان کو اسلام کی دعوت دی اور جناب جعفرؑ کو امان کے ہمراہ بھیج دیا۔ جب حضرت کا نام اس کو دیا گیا اور جناب جعفرؑ کو اس کے ساتھ لے کر حضرت نے وہ پہاڑ لے لیا۔ ان کے لیے ساتھی سفر بہت عمدہ اور بہتر مہیا کیے اور دو کشتیوں میں سوار کیے کہ مدینہ کی جانب روانہ کیا۔ جناب جعفرؑ فتح خیبر کے بعد حضرت سے اللہ علیہ السلام و سلم کی خدمت میں پہنچے۔ کلینی شیخ طبری اور ابن ابی عمیر نے حسن صحیح اور بخاری سندوں کے ساتھ حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ امام حسنؑ مسکری کی تفسیر میں اس روایت مذکور ہے کہ بعد فتح خیبر حضرت کو جناب جعفرؑ کے پاس آنے کی خبر پہنچی تو حضرت نے فرمایا میں نہیں کہہ سکتا کہ ان دونوں نعمتوں میں سے کس پر کیا خوش و مسرور ہوں۔ خیبر کی فتح پر یا جعفرؑ کی واپسی پر یا اسی اثناء میں حضرت جعفرؑ فرما رہے تھے۔ جب آپؑ حضرت کی نظر پڑی آپؑ اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور حضرت امام حسنؑ مسکری کی روایت کے مطابق باہر قدم بردار کر پشوالی کی اور ان کو سینہ سے لگایا اور ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ اور فرمایا اسے جفر کیا تم چاہتے ہو کہ میں تمہیں کچھ سکھوں کیا چاہتے ہو کہ کوئی بہتر چیز تم کو سکھادوں۔ یہ سطرچ کئی بار فرمایا۔ دنیا طلب لوگوں نے کہا کہ حضرت ان کو بہت سنا مال یا کوئی ولایت اور سلطنت عطا فرمائیں گے۔ لہذا مسجدوں نے گزیریں بلند کر کے دیکھا شروع کیا کہ وہیں حضرتؑ ان کو کیا عطا فرماتے ہیں حضرت نے ان سے فرمایا کہ میں تم کو ایک نذر عظیم کرتا ہوں کہ جب اس کو بجالانے کے برابر تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے اور ہر دفعہ پڑھ لیا کہ تو تہا سے واسطے دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے ان سب سے بہتر ہے۔ اور جو شخص اس نذر کو بجالانے کا اس کے ثواب میں سے بھی تم کو حصہ ملے گا۔ پھر وہ طریق عظیم فرمایا جو نذر جعفرؑ علیہ السلام کے نام سے کہنا ہوں میں صحیح ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خدا کرتے ہوئے شرم آئی اور کہا اور رسول اللہ آئیے اور جو شخص چاہے آئے
 عرض جناب رسول خدا امیر المؤمنین کے خاندان میں میں داخل ہوں اور اپنے رفیقوں کو بھی لے گئے خدا فیض کہتے ہیں کہ
 ہم باہر آئے ہیں تمہارا ہمارا سلام ابوفد اور قطلو تھے جناب امیر نے جناب سینہ سے ہاتھ لگا کر کہا کہ ہمارے
 کے لئے طلب کریں جب کہ اس شریف نے گئے دیکھا کہ ایک پیالہ شہید کے قدموں میں رکھا ہے جس میں سے بھاتا
 نکل رہی ہے اور بہت سا گوشت اس کے اوپر رکھا ہوا ہے اور مشک کی خوشبو اس میں سے اگل رہی ہے۔ امیر المؤمنین
 وہ کا سر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے گئے۔ ہم سب نے اس میں سے کھیا اور میرے ہونے کر
 اس میں کچھ نہ رہا۔ پھر آنحضرت اٹھے اور جناب سینہ کے پاس شریف لے گئے اور پوچھا اسے قاطر یہ کھانا
 کہاں سے آیا۔ حضور نے عرض کیا کہ یہ کھانا خدا کی جانب سے آیا تھا بیشک وہ جس کو چاہتا ہے بے حساب روزی دیتا
 ہے۔ یہ سنکر آنحضرت آمید ہم لوگوں کے پاس واپس آئے اور فرمایا کہ خدا شکر ہے کہ میں نے اپنی زندگی میں اپنی
 بیٹی کے ہاتھ میں وہ شرف دیکھ لیا جو جناب نہ کیا نے مریم کے لئے مشاہدہ کیا تھا کہ وہ جب ان کے عذاب جہنم میں
 جاتے تو میرے دھرم دیکھتے تو دریافت کرتے کہ مریم یہ کہاں سے آئے تو کہہتی تھیں کہ خدا کی طرف سے بیشک
 خدا جس کو چاہتا ہے بے حساب نفی دیتا ہے۔

شیخ طبری عبد الرحمن بن علی بیٹے سے روایت کرتے ہیں کہ امیر المؤمنین شہادت کی گرمیوں میں بھی انوں کے
 ذوق پر سے پہنچتے اور ان کی جانوں میں ہاریک دو کپڑے پہنکر نکلتے اور آپ کو پروانہ ہوتی تھی۔ میرے احباب نے
 میرے پاس آکر اس کا سبب دریافت کیا۔ میں نے علمی ظاہر کی تو انہوں نے کہا اپنے والد سے کہنا کہ وہ اکثر امیر المؤمنین
 کی خدمت میں انوں کو حاضر رہتے ہیں شاید اس کی وجہ معلوم کریں۔ عبد الرحمن نے کہا کہ میں نے جب اپنے والد سے
 دریافت کیا تو انہوں نے بیک دانت خود جناب امیر سے پوچھا۔ حضرت نے فرمایا کہ کیا میری ہمارے ساتھ تم نہیں تھے
 عرض کی ہاں تھے تو فرمایا کہ کیا تم نے نہیں سنا تھا اس وقت جبکہ ابو جعفر حضرت کے علم کو میدان سے واپس لے گئے
 تو حضرت نے فرمایا کہ آج میں ظم اس مرد کو دیکھ گا جو خدا و رسول کو دوست رکھتا ہے اور خدا و رسول اس کو دوست
 رکھتے ہیں۔ خدا اسی کے ہاتھ پر قہر کی آخ طافرانے کا وہ بہت سے کہنے والا ہے، بھانپنے والا نہیں ہے۔ پھر مجھ کو
 طلب کیا اور ظم میرے ہاتھ میں دیا اور فرمایا غلط خدا اس کو گری اور مردی سے محفوظ رکھے۔ پھر اس کے ہاتھ سے زخم کو
 گئی کا کبھی احساس ہوا نہ مردی معلوم ہوئی اس حدیث کو پہنچنے جو علامتے طار میں بہت مشہور ہیں کتاب طار میں
 میں بہت سی احادیث غیر ابو امیر المؤمنین کے مناقب کے ساتھ جمع کیا ہے جو سابقہ مذکور ہو چکی ہیں۔

کہتا ہے۔ اگر کوئی میں جانے تو میرے پاس آؤ اُس نے فاحش کی تو ابو سفیان کو پایا اور قتل کے پاس لے گیا۔
 ابو سفیان سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو سفیان کو بیان کرتے ہوئے سنا ہے وہ کہتا تھا کہ جب ہم نے
 محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صلح کر لی تو میں نے ایک گروہ کے ساتھ نہایت کے بچے شام گیا ہر محل کی طرف سے سونپنا
 کے ایک گروہ کے ساتھ ایک خاصہ آیا اور ہم کو اٹھا کر اُس کے پاس لے گیا۔ ہم اُس کے دربار میں اُس وقت پہنچے جبکہ
 اُس نے ایک عظیم الشان مجلس ترتیب دی تھی۔ اور ہم کے تمام ملک ساغر اسب اُس میں موجود تھے اُس نے ایک
 مترجم جو کہ اُس کے فدویہ سے پوچھا کہ تم میں کوئی شخص اُس سے قرابت میں نہ یا نہ نزدیک ہے جس نے پیغمبری کا دعویٰ
 کیا ہے۔ ابو سفیان نے کہا نہیں ہوں۔ ہر محل سے کہا کہ اس کو میرے نزدیک لاؤ اور اس کے ساتھیوں کو پیچھے رکھو پھر
 اپنے ترجمان سے کہا کہ اس کے ساتھیوں سے کہہ دو کہ میں اس شخص سے سوال کرتا ہوں اُس مرد کے بارے میں جس نے
 پیغمبری کا دعویٰ کیا ہے۔ اگر اس شخص کا بیان کہے تو ہم کو بتا دینا کہ کچھ کہتا ہے اور اگر جھوٹ باتیں کہے تو انکار کر دینا
 ابو سفیان نے کہا اگر ایسا ہی تاکھے اُس وقت اس خوف سے جھوٹ بولنے سے شرم آئی کہ میں جھوٹ اس پر ظاہر
 ہو جانے کا تو تمام باتیں جھوٹ ہی کہتا۔ فرض اُس نے یہ سوال جو کیا وہ بتا کہ اُس شخص کا نسب تم میں کیسا ہے۔ ابو سفیان
 کہتا ہے کہ میں نے کہا کہ سب سے خند نسب واد اور عرب میں سب سے نجیب ہے۔ بادشاہ نے پوچھا اُس سے پہلے
 تمہارے درمیان کسی دوسرے شخص نے دعویٰ کیا تھا میں نے کہا نہیں۔ اُس نے پوچھا کہ اُس کے آباؤ اجداد میں کوئی
 بادشاہ رہا ہے۔ میں نے کہا نہیں۔ اُس نے پوچھا کیا قوم کے رئیس لوگوں نے اس کی پیروی کی ہے یا کز و رول اور
 فرج ہوں نے۔۔۔۔۔ میں نے کہا فرج ہوں نے اُس نے پوچھا کیا روضہ بردا اُس کے پیروی کو قبول لے
 زیادہ جوتے جاتے ہیں؟ میں نے کہا ہاں زیادہ جوتے جاتے ہیں اُس نے پوچھا جو شخص اُس کے دین میں داخل ہوتا
 ہے کیا بعد میں کبھی پشیمان ہوتا ہے؟ میں نے کہا نہیں اُس نے پوچھا کیا پہلے کسی اُس سے کوئی جھوٹ ظاہر ہوا ہے
 میں نے کہا نہیں۔ اُس نے کہا کبھی کوئی مکر و فریب اُس نے کیا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ ہم نے اس درمیان میں اُس
 سے کچھ عہدہ پیمان کیے ہیں اور ایک مدت کے لیے صلح کر لی ہے ہم نہیں کہہ سکتے کہ وہ اس صلح میں ہمارے ساتھ
 مکر و فریب کہے گا یا نہ کہے گا۔ ابو سفیان کہتا ہے کہ سوائے اس ملک کے میں اور کوئی بات داخل نہ کر سکا پھر بادشاہ
 نے پوچھا اس وقت تک تم نے اُس سے کبھی جنگ بھی کی ہے میں نے کہا ہاں۔ اُس نے پوچھا جنگ میں کیا صورت
 رہی؟ میں نے کہا کبھی ہم غالب ہوتے ہیں کبھی وہ غالب ہوتا ہے۔ اُس نے پوچھا وہ تم لوگوں کو کس بات کی تکلیف دیتا
 ہے۔ میں نے کہا وہ نماز صلاۃ اور پرہیز گاری اور صلاۃ رحم کا حکم دیتا ہے۔ پھر بادشاہ نے ترجمان سے کہا ابو سفیان
 کو بتائے کہ میں نے اُس کے نسب کے بارے میں اس لیے پوچھا کہ نیز کو چاہیے کہ اپنی قوم میں نسب شریف رکھتا ہو
 اور اُس کی قوم میں کسی نے اُس سے پہلے ایسا دعویٰ کیا ہے یہ سوال اس نے کیا کہ اگر کسی نے دعویٰ کیا ہوتا تو میں
 کہتا کہ اس نے جی ایسی کی پیروی کی ہے۔ اُس کے آباؤ اجداد میں کوئی بادشاہ ہوا تھا یا اس لیے پوچھا کہ اگر ایسا ہوتا
 تو میں کہتا کہ وہ اپنے باپ دادا کی بادشاہی چاہتا ہے۔ کبھی وہ جھوٹ بولا ہے یہ میں نے اس وجہ سے پوچھا کہ جب
 وہ لوگوں پر جھوٹ باتیں باندھتا تو خدا پر کبر و جھوٹ باندھ سکتا ہے۔ اسے سوال کہ زمین پر خدا ہوں نے اس کی
 متابعت کی یا کز و رول اور فرج ہوں نے اس وجہ سے کیا کہ جانتا ہوں کہ ہمیشہ کز و رول اور فرج ہوں نے انبیاء کی

ابو سفیان نے کہا اگر ایسا ہی تاکھے اُس وقت اس خوف سے جھوٹ بولنے سے شرم آئی کہ میں جھوٹ اس پر ظاہر ہو جانے کا تو تمام باتیں جھوٹ ہی کہتا۔ فرض اُس نے یہ سوال جو کیا وہ بتا کہ اُس شخص کا نسب تم میں کیسا ہے۔ ابو سفیان کہتا ہے کہ میں نے کہا کہ سب سے خند نسب واد اور عرب میں سب سے نجیب ہے۔ بادشاہ نے پوچھا اُس سے پہلے تمہارے درمیان کسی دوسرے شخص نے دعویٰ کیا تھا میں نے کہا نہیں۔ اُس نے پوچھا کہ اُس کے آباؤ اجداد میں کوئی بادشاہ رہا ہے۔ میں نے کہا نہیں۔ اُس نے پوچھا کیا قوم کے رئیس لوگوں نے اس کی پیروی کی ہے یا کز و رول اور فرج ہوں نے۔۔۔۔۔ میں نے کہا فرج ہوں نے اُس نے پوچھا کیا روضہ بردا اُس کے پیروی کو قبول لے

میری کی ہے۔ اور جو چاہا کہ اس کے تابع نہ ہوں۔ رہتے ہیں یا کم تو ایساں کا مسئلہ ایسا ہی ہوتا ہے کہ وہ
 بعد اس کے انصاف و مداریت سے جانتے ہیں یہاں تک کہ وہ مستغفر اور تمام ہو جائے۔ اور یہ کہ اس کے دین میں
 داخل ہونے کے بعد کوئی پھر نہیں ہے یا نہیں اس لئے چاہا کہ دین حق جس میں حق و کفر کا تقابلی نہیں ہوتا
 اور یہ کہ وہ کفر و فساد کرے اس لئے چاہا کہ بغیر ان خطیبی مکر و فریب نہیں کہتے۔ اور یہ کہ کن باتوں کا حکم دیتے
 اس لئے چاہا کہ بغیر ہمیشہ کی کا حکم دیتا ہے اور ہائیوں سے منع کرتا ہے۔ اسے ابو سفیان کہتے ہیں جو میر جومات
 میں بیان کیا کہ اس کے توفیق بہت تھی مدت میں اس مقام کا ملک ہو جائے گا یہاں میں کھڑا ہوں۔ اور میں جانتا
 کہ وہ ظاہر ہو گا لیکن یہاں نہ تھا کہ میں ظاہر ہو گا مگر میں جانتا کہ اس کی خدمت میں پہنچ سکوں گا تو جس طرح ممکن
 ہوتا میں پہنچنے کی کوشش کرتا۔ اگر میں اس کے نزدیک ہوتا تو اس کے قدموں کو دھوتا پھر اس خطبہ کی طلب کیا جو
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مانگ لیا اور وہ صبر و حیا کے ساتھ بھیجا تھا۔ اس خطبہ کو لے کر بڑھا۔ آنحضرت نے لکھا
 تھا یا رسول اللہ! تم نے جو چیزیں بیان کی ہیں اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے منزل کی جانب جو آدم کا اہتمام
 ہے۔ خدا کی جانب سے سلامتی اس کے لئے ہے جو اس کی ہدایت کو پیروی کرتا ہے۔ واضح ہو کہ میں تم کو اسلام کی
 دعوت دیتا ہوں۔ تم مسلمان ہو جاؤ مگر دنیا اور آخرت کے فساد سے بے خوف و محفوظ ہو جاؤ۔ اور خدا پروری کرو
 تاکہ خدا تم سے اجر کو دے مگر یہ ظاہر ہے اگر تم اسلام کو قبول نہ کرو گے تو میرا ان لوگوں کا بھی گناہ ہے جو تمہاری رعایا
 میں سے ایمان نہ لائیں گے اس کے بعد یہ آیت تحریر فرمائی تھی یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سوائے
 سَمِعْنَا وَبَعِثْنَا اَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نَشْرِكُ لَہٗ شَیْئًا وَّلَا کُنَّ مَخْضِبًا بَعْضُا اَرْیَانَا
 مَرْتَن دُفین اللہ فی ان تَوَلَّوْا اَفْوَکُوْا اَشْہَدُ فَا بَاقَا مُسْلِمًا مَّوْفٍ رَّیْبَ اَمَّا سَلَا سَوَہُ اَمْرَانِ رَنُوجِہُ
 شلے رسول کہ وہ کہ اسے اہل کتاب تم اس بات کو تو مانو جو ہمارے ہمارے ہمارے درمیان یکساں ہے کہ حد کے سوا کسی
 عبادت نہ کریں اور کسی کو اس کا شریک قرار دیں۔ ہم میں سے کوئی حد کے سوا کسی کو اپنا پسر نہ کہ نہ بنائے
 اگر وہ اس سے بھی انحراف کریں تو کہہ دو کہ تم کہہ دو ہمارے خدا کا نام نہ لے رہے ہیں۔ ابو سفیان کہتا ہے کہ جب خطبہ
 لوگوں کو دین میں جملہ چیزیں پڑھا اس میں نفاق ہونے لگی لکھ کر باہر نکال دیا۔

قلب و نفس نے ہدایت کی ہے کہ حیدر علی کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میر جومات کے پاس
 ہر کو اپنی رسالت کے ساتھ بھیجا اور اس نے خدا کو پہچانا ہے ایک بڑے عالم کو بلایا جس کو استغاثہ کہتے تھے اور اس
 آنحضرت کا ذکر کیا اور حضرت کا خط لکھا یا استغاثہ کہ یہاں میر جومات کے حیدر علی کہتے تھے جو بخیری دینی ہے
 اور ہم اس کا انتظار ہے تھے۔ میں اس کی نصیحت کرتا ہوں اور اس کی پیروی و اطاعت کروں گا۔ قیصر نے کہا
 اگر میں اس کی اطاعت کروں تو میری بادشاہی برباد ہو جائے گی۔ اس کے بعد قیصر نے ایک شخص کو بھیج کر ابو سفیان
 اور کہہ کہ تمام عاجزوں کو بلو یا اور بہت سے سوانہ کہے جیسا کہ بیان ہو چکا اور قیصر نے اسام قبول کرنا ہوتا تو
 خدا سے جمع ہونے تاکہ استغاثہ کو قتل کر دیں۔ استغاثہ نے وجہ سے کہا جب حضرت کی خدمت میں پہنچو تو میرا سلام
 کہہ دینا اور عرض کرنا کہ میں نے خدا کی وصایت کا قبول کیا اس بات کی رسالت کی گواہی دی۔ لیکن خدا نے میری
 بات نہ مانی۔ یہ کہہ کر وہ باہر نکلا اور قیصر انہوں نے اس کو شہید کر دیا۔

میر جومات کے حیدر علی کہتے تھے جو بخیری دینی ہے اور ہم اس کا انتظار ہے تھے۔ میں اس کی نصیحت کرتا ہوں اور اس کی پیروی و اطاعت کروں گا۔ قیصر نے کہا اگر میں اس کی اطاعت کروں تو میری بادشاہی برباد ہو جائے گی۔ اس کے بعد قیصر نے ایک شخص کو بھیج کر ابو سفیان اور کہہ کہ تمام عاجزوں کو بلو یا اور بہت سے سوانہ کہے جیسا کہ بیان ہو چکا اور قیصر نے اسام قبول کرنا ہوتا تو خدا سے جمع ہونے تاکہ استغاثہ کو قتل کر دیں۔ استغاثہ نے وجہ سے کہا جب حضرت کی خدمت میں پہنچو تو میرا سلام کہہ دینا اور عرض کرنا کہ میں نے خدا کی وصایت کا قبول کیا اس بات کی رسالت کی گواہی دی۔ لیکن خدا نے میری بات نہ مانی۔ یہ کہہ کر وہ باہر نکلا اور قیصر انہوں نے اس کو شہید کر دیا۔

ایضا انصاری نے روایت کی ہے کہ ہر قل نے عثمان کے قید کے ایک شخص کا حضرت کی خدمت میں بھیجا کہ آنحضرت کے حالات و فضائل کو مشاہدہ کئے ساتھ میں باتوں کا خاص طور سے خیال رکھے کہ اس چیز پر بیٹھتے ہیں اور اس پر کہ آپ کی داغی جانب کوئی شخص ہے۔ تیسرے یہ کہ اگر ممکن ہو تو ہر نبوت دیکھ لے جب وہ فتنائی حضرت کی خدمت میں پہنچا تو دیکھا کہ آپ زمین پر تشہیر فرما رہے ہیں اور آپ کی داغی طرف علی بن ابی طالب بیٹھے ہیں۔ آنحضرت کے پاس مبارک پانی میں ہیں اور پانی آپ کے پیوں کے نیچے سے جوشن مل رہا ہے۔ پوچھا کہ کون ہے جو دعا ہی جانب بیٹھا ہے؟ معلوم ہوا کہ وہ حضرت کے چنانچہ انصاری ہیں۔ فتنائی تیسری بات بھول گیا کہ حضرت نے اس سے باہماں فرمایا کہ اگر اللہ کا جس کا تیرے بادشاہ کے حکم دیا تھا۔ یہ شکر وہ اٹھا اور حضرت کی ٹہنت پر ہر نبوت مشاہدہ کی۔ جب وہ ہر قل کے پاس واپس گیا تو یہ تمام حالات بیان کئے۔ ہر قل نے کہا یہ وہی ہے جس کی حضرت نے بتلایا تھا کہ وہ آؤش پر سوار ہو گا۔ بعد اُس کی متابعت کرنا اور اُس کی نصیحتیں کرنا۔ پھر ہر قل نے آنحضرت کے قاصد سے کہا کہ میرے بھائی کے پاس یعنی آنحضرت کے پاس جاؤ۔ اور اُن سے کہو کہ وہ میرے ساتھ بادشاہی میں شریک ہو جائیں۔ میں اپنی بادشاہی کو نہیں ترک کر سکتا۔

کس نے بادشاہ عجم کے پاس حضرت کا قاصد بھیجا تو اُس نے حضرت کا خط پڑھا اور پھاڑ ڈالا۔ حضرت نے اُس کے پاس سے میں نے فرمائی کہ اس کی بادشاہی جلد مٹ جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ روایت میں ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عید الفطر میں مدافہ کو اُس کے پاس بھیجا اور خط لکھا اِنَّا مَعَكُمْ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ یہ خط ہے خدا کے رسول محمد کی جانب سے فلاس کے بادشاہ کس نے کی طرف۔ سلامتی اُس کے لیے ہے جو حیات کی پیروی کرے اور خدا اور رسول پر ایمان لائے اور شہادت دے کہ خدا واحد و یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ محمد اُس کے بندہ اور رسول ہیں۔ اُسے کس نے میں تم کو خدا کی طرف دعوت دیتا ہوں اس لیے کہ میں تمام لوگوں کی طرف اُس کا رسول ہوں تاکہ میں جہنم انسان کو اُس کے غضب سے ڈراؤں اور کافروں پر رحمت خدا تمام ہو لہذا تم مسلمان ہو جاؤ تاکہ غضب خدا سے کو امن میں رہو اور اگر تم انکار کرے گا تو تمام جو سیدوں کا گناہ تیرے سر ہو گا۔ جب اُس شخص نے حضرت کا خط پڑھا آنحضرت کے پاس پہنچا اور خط کو چاک کر دیا اور کہا میں تمام جو سیدوں کا گناہ تیرے سر ہو گا۔ نام میرے نام سے پہلے لکھا ہے جب حضرت کو اس کی اطلاع ہوئی تو فرمایا خدا اُس کی بادشاہی کو بھی اس طرح منتشر کر دے گا جس طرح اُس نے میرا خط چاک کر کے منتشر کیا ہے۔ دوسری روایت کے مطابق اُس کے ایک منشی خاک حضرت کے لیے بھیجی۔ حضرت نے فرمایا میری امت بہت جلد اُس کی سرزمین کی مالک ہوگی جیسا کہ اُس نے منشی میرے لیے بھیجی ہے۔ پھر کس نے نے باذن کو خط لکھا جو میں اُس کی طرف سے عامل تھا کہ وہ غصوں کو جو فریاد تو مند ہوں مجاز میں اُس کے پاس بھیجے جو میری کا دعوت کرتا ہے اور اپنا نام میرے نام سے پہلے لکھا ہے اور مجھ کو اپنے دین کی دعوت دیتا ہے تاکہ اُس کو گرفتار کر کے میرے پاس لائیں۔ ایک روایت کے مطابق یہ کہ اُس سے کہہ دے کہ اس دعوت سے اپنا جانے وہ نہ شکر بھیجے اُس کے ملک کو خراب و برباد کر دوں گا اور اس کو گرفتار کر لوں گا۔ حکم پا کر اُنہوں نے وہ شخص یا تو بے درخشاں کو حضرت کے پاس بھیجا۔ اور ایک روایت کے مطابق فرعون اعلیٰ کو بھیجا اور خط لکھا کہ بادشاہ عجم کا فرعون آیا ہے کہ تم ان کے ساتھ اُس کے پاس چلے جاؤ۔

کے ساتھ کشتی پر سوار کر کے حضرت کی خدمت میں بھیجا جب وہ لوگ وہاں پہنچے تو انہوں نے جو کچھ کہتے ہیں کہ یہ کھاشی جس کی انہوں نے حضرتؑ نے خط لکھا تھا اس کھاشی کے علاوہ تھا جس کے پاس حضرت جعفر ہجرت کر کے گئے تھے جس کے بہت سے حالات اس سے پہلے بیان ہو چکے ہیں۔

حادثہ بن شمر غسانی کا حال یہ کہ فدا یہی نہیں ہوا اور بہت جلد اس کا ٹھکانہ نائل ہو گیا بعد ازاں حج مکہ کے سال مر گیا۔

حضرت بن علی کا حال یہ کہ اس نے حضرت کے خط کی تعمیم کی اور حضرت کو اپنی بادشاہی میں شکایت کی پیشکش کی۔ حضرت نے اس کی بادشاہی نائل اچھنے کی خبر دی بعد ازاں حج مکہ کے سال چہنم داخل ہوا۔

قلب مدنی نے جریر بن عبد اللہ بن ابی اسلم کی دعوت کی وہ اس نے حضرت کے خط کا احترام کیا اور اطاعت کی اور ایک عظیم لشکر جمع کر کے حضرت کی خدمت میں ہوا۔ انہوں نے اس کے ساتھ قیام کیا۔ ایک ماہ کے در کے پاس رہے اور اس کے در میں داخل ہوئے تو اس نے پوچھا کہاں جاتے ہو؟ انھوں نے کہا اس خطیر کی خدمت میں جڑبوٹ ہوا ہے اور میری طرف اشارہ کیا کہ یہ ان کا قصد ہے اس ماہ کے کہ وہ چہنم راہ دنیا سے رخصت کر گیا ہو گا پوچھا تم نے کیسے جانا؟ ماہ نے کہا قبل اس کے کہ تم میرے در میں آؤ میں کتاب و تہاں پڑھ رہا تھا کہ حضرت کے اصحاب اور آپ کے فضائل پر نظر پڑی اور آپ کی عمر کی مدت معلوم ہو گئی۔ حساب کیا تو معلوم ہوا کہ اس وقت وہ دنیا سے رخصت کر گیا ہو گا۔ جریر بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ وہاں سے سنکر واپس چلا گیا اور میں مدینہ آیا۔ معلوم ہوا کہ حضرت اسی روز حج اس نے بیان کیا تھا عالم قدس طرف رخصت کیے گئے تھے۔

کہتے ہیں کہ ہجرت کے چھ سال غزوہ و خضر طبع حضرت کی خدمت میں آئی اور اپنے شوہر اور اس میں ثابت کی شکایت کی کہ اس نے اس کے ساتھ ظلم کیا۔ بیان کرتے ہیں کہ اسی سال طواغیت نے حضرتؑ کو حضرتؑ نے مندرجہ ذیل کے پاس ہجرت کی طرف بھیجا اس کو اس کی دعوت دیں مگر اس کو قبول نہ کرے تو جزیہ دے۔ اس وقت ہجرت بادشاہ محمد کی حکومت میں تھا۔ مندرجہ اس کے ساتھ عرب کی ایک جماعت مسلمان ہو گئی اور ان کے یہودی و نصاریٰ نے مندرجہ کو جزیہ دینا منظور کر لیا اور ہجرت یہ جنگ کئے گئے ہو گئے۔

شیخ طبری نے نہری سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ خیبر کے بعد عہدائے مدینہ کو تیس سو ارب کے ساتھ جس میں عہدائے مدینہ میں بھی شامل تھے بشیر بن قیس یہودی کی طرف بھیجا اس نے کہ یہ معلوم ہوا تھا کہ وہ قیدیہ خطرات کو چھوڑ کر رہا ہے تاکہ حضرت سے جنگ کرے۔ جب وہ لوگ اس کے پاس پہنچے اس سے کہا کہ حضرت رسول تم کو کہتے ہیں کہ خیبر میں اپنا حال بنائیں۔ بہت بحث و فیصل کے بعد وہ راضی ہوا اور تیس شاخص کے ساتھ ان کے ہمراہ چلا۔ مسلمانوں میں سے ہر ایک ان میں سے ہر ایک کے ساتھ جو لیا جب وہ فرار راستہ طے ہوا بشیر بن قیس نے ہوا اور اس نے چاہا کہ عہدائے مدینہ میں کو قتل کر دے عہدائے مدینہ یہاں سے اور کہ گئے اور ایک ہفتہ اس کے سپرد رکھی گئی اس کا پیر طعن ہو گیا۔ اس نے ایک لکڑی سے عہدائے مدینہ کے سر پر مارا۔

چالیسویں باب غزوہ موافقہ شاہ شہادت کو فتح اسلام

چالیسویں باب غزوہ موافقہ شاہ شہادت کو فتح اسلام

چالیسویں باب غزوہ موافقہ شاہ شہادت کو فتح اسلام

جس سے سر بچ گئی دیکھتی مسلمانوں میں سے ہر ایک نے اپنے ساتھی یہودیوں کو قتل کر ڈالا سوائے ایک یہودی کے جو بھاگ گیا۔ مسلمانوں پر اس سے کوئی مارا نہیں گیا۔ جب وہ ملک حضرت کے پاس واپس آئے حضرت نے عبد اللہ کے نظم پر انصوب وچھ اقدس لگا ہوا اسی وقت شغالب ہو گیا۔

پھر حضرت نے جہاد لکھی کوئی ترہ پر تیفات کیا۔ انہوں نے ان میں سے بعضوں کو قتل کیا اور بعضوں کو گرفتار کر کے حضرت کی خدمت میں پیش کیا۔ اور حضرت نے عینہ بن حصن کو بھی غنیمت پر مقرب کیا انہوں نے بعضوں کو قتل کیا اور بعضوں کو اسیر کیا۔

غیروں کی بعض متبرکت کتابوں میں سال ختم کے واقعات میں مذکور ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنگ خیبر سے واپس آئے ایک رات کے آخر وقت مسجد نبوی کے قریب قیام فرمایا اور اہل محلہ سے فرمایا کہ جاگتے رہو۔ بھلے بھی سو گئے نہ سب کے سب طلوع آفتاب کے بعد بیدار ہوئے حضرت نے صحابہ کے ساتھ نماز تہجد پڑھی اور اس بارے میں صحت سے متعلق یہودی زبان کے بارے میں بحث گندہ کی۔

کہتے ہیں کہ اسی سال حضرت علی بن ابی طالب کے لئے آفتاب مغرب سے واپس ہوا۔ اور طلحہ نے جو عاصم کے مشہور عالموں میں سے ہیں کتاب شکل الحدیث میں اس حدیث میں سے دو سند کے ساتھ روایت کی ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک امیر المومنین کی گود میں تھا کہ وحی نازل ہوتا شروع ہوئی جناب امیر نے نماز عصر نہیں پڑھی تھی۔ آفتاب غروب ہو گیا جب وحی برطرف ہوئی حضرت نے پوچھا یا علی نماز پڑھ چکے ہو۔ عرض کی نہیں۔ تو حضرت نے ہاتھ دعا کے لئے اٹھائے اور مناجات کی پائے والے علی تیری اقدس سے دشمنوں کی اطاعت میں مشغول تھے لہذا آفتاب کو ان کے لئے واپس کر دے۔ اس سے کہتے ہیں کہ انہوں نے دیکھا کہ آفتاب غروب جانے کے بعد پھر مغرب سے طلوع ہوا اور نہ زمین اور نہ پہاڑوں پر چمکنے لگا۔ اور یہ واقعہ صہبہ میں خیبر کے قریب واقع ہوا۔ طلحہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث ثابت ہے اور ثقہ لوگوں نے اس کی روایت کی ہے۔

بیان کرتے ہیں کہ اسی سال نجاشی سفارہ سفیانی کی بیٹی ام حبیبہ کی حضرت کے لئے خواستگاری کی اور ان کو حضرت کی خدمت میں بھیجا اور اسی سال شہرہ نے اپنے باپ کو سر شہبہ اور ابو جہل و اتانی رات کی سات گھڑی گدگدے کے بعد قتل کیا اسی سال مقدس نے صلیہ لوس کی بہن شہرہ کو مع یحییٰ و ولید کے حضرت کیلئے بھیجا۔ اسی سال حضرت نے میمونہ دختر حلیف سے نکاح کیا۔

سال ہشتم کے واقعات میں بیان کیا ہے کہ اس سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فاطمہ دختر خضاک سے نکاح کیا۔ اس نے فاطمہ و حصہ کے بہانے سے حضرت سے کلامت ظاہر کی؛ حضرت نے اس کو اس کے گھر لایا بھیج دیا اور اسی سال حضرت کے واسطے منبر بنایا گیا۔ بعضوں نے ساتویں سال بیان کیا ہے۔ جابشہ سے مشغول ہے کہ حضرت ایک چوب خرا سے پشت لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے۔ انصاری ایک حدیث کا ذکر کیا ہے کہ آنحضرت نے کہا یا رسول اللہ اگر آپ اہانت دیں تو میرا ذکر آپ کے لئے ایک منبر تیار کرے جس پر آپ خطبہ فرمایا کریں۔ حضرت نے اہانت سے وی اس کے لڑکے نے منبر بنایا جس کے تین پائے تھے۔ آنحضرت بعد جمعہ جب اس منبر پر تشریف لے گئے تو چوب خرا ایک بچے کی طرح حضرت کی صداقت سے رونے لگا یہاں تک کہ بچہ گیا۔

حدیث ابو جہل و اتانی رات کی سات گھڑی گدگدے کے بعد قتل کیا

حضرت منبر سے اُترے اور دست مبارک اُس پر بچیر تھکسکین دی پھر منبر پر تشریف لے گئے اور خطبہ کو تمام فرمایا۔

کنایہ سوائے باب غرودہ موتہ کا بیان!

شیخ طبری اور دوسرے محدثین نے روایت کی ہے کہ غرودہ موتہ ماہ جمادی الاول ۱۱۳۳ھ میں واقع ہوا۔
ابن الحسین نے اُس کا سبب یہ بیان کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شمشہ میں عبید ازدی کو خطبہ کیا
یا دشاہ بصرہ کے پاس بھیجا۔ جب وہ موتہ میں پہنچے تشریف لیں عمرو غسانی سے طلاقات ہوئی۔ اُس نے پوچھا کہاں
جاتے ہو، عبید نے کہا شام کی طرف۔ پوچھا کیا تمہارے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قاصد ہو؟ کہا ہاں یہ معلوم کر کے اُس
مذہب نے حکم دیا تو اُس کے ساتھیوں نے عبید ازدی کے ہمراہیوں کو باندھ دیا اور ان کی گردن مار دی۔ آنحضرت کو
یہ حال معلوم ہوا تو آپ بہت رنجیدہ ہوئے اور ایک ہفتا لشکر تیار کیا اور اُس طرف روانہ کیا۔ غاصہ میں یہ مشہور ہے
کہ حضرت نے پہلے زید بن حارثہ کو اُس لشکر پر سردار مقرر کیا اور فرمایا کہ اگر زید ملے جائیں تو جعفر لشکر کے امیر
ہوں اور اگر جعفر بھی شہید ہو جائیں تو عبداللہ بن رواحہ امیر لشکر ہوں۔ اور اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو مسلمان
جس کو مناسب لگے اپنا سردار بنالیں۔ اور شیخ طبری نے بسند موثق حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ حضرت
پہلے حضرت جعفر کو امیر لشکر مقرر فرمایا اُس کے بعد زید کو پھر عبداللہ بن رواحہ کو جب وہ لوگ صاف تک پہنچے ان کو
اطلاع ملی کہ ہر قس با دشاہ و روم ایک لاکھ رومیوں اور ایک لاکھ قبائل عرب کا لشکر اپنے آگے منہ کر رہا ہے۔ اور
ایمان بن عثمان کی روایت ہے کہ ان کو خبر پہنچی کہ عرب و عجم کے کافروں کے قبائل گم و غماز دہلی و خضاعہ وغیرہ کے گرد و کثیر
جمع ہوئے ہیں اور مشرکین زمین مشرق میں ٹھہرے ہیں۔ غرض مسلمان صاف میں دوزخ ٹھہرے اور مشورہ کیا کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع دی کہ دشمنوں کی تعداد بہت زیادہ ہے آپ جو کچھ حکم دیں ہم اسی پر عمل کریں۔
عبداللہ بن رواحہ نے کہا کہ ہم نے کسی لشکر کی طاقت سے دشمنوں کے ساتھ جنگ نہیں کی بلکہ ہمیشہ ہم دین حق کی قوت
کے ساتھ لڑتے ہیں جس کے ذریعہ سے خدا نے ہم کو برکت عطا فرمائی ہے۔ مسلمانوں نے کہا جاکا ہے۔ پھر وہ لوگ جنگ پر
آمادہ ہو کر تین ہزار افراد کے ساتھ مدینہ ہوئے اور جنگ کے ایک گھنٹے میں جی کو شرف کہنے کے لشکر روم کے مقابل پہنچے۔
مسلمان قرینہ موتہ میں ٹھہرے اور وہاں جنگ ہوئی۔

شیخ طوسی نے نہری سے روایت کی ہے کہ جب حضرت حفصہ ابی طالب حبشہ سے مدینہ آئے آنحضرت
نے اُن کو جنگ موتہ کے لئے روانہ فرمایا اور ان کو زید بن حارثہ عبداللہ بن ابی سلمہ کے بعد چوتھے ترتیب دار امیر لشکر
مقرر کیا۔ جب وہ جنگ تک پہنچے روم و عرب کے لشکر سے مقابلہ ہوا۔ مسلمان قرینہ موتہ میں ٹھہرے اور وہاں جنگ ہوئی
پہلے زید بن حارثہ نے حکم لیا اور سخت جنگ کی یہاں تک کہ ان کے نیزے ٹوٹ گئے اور زید مارے گئے۔ پھر حکم حضرت

مقرر نہ کیا اور یہ پناہ چلے گئے۔ وہ اشتر کوٹہ سے پرورد گئے۔ جب بہت دُشمن ہو گئے تو گوٹہ سے کوٹہ سے اور
 اس کو پہلے کر دیا۔ اور لا شہدہ کیا یہاں تک کہ وہ شہید ہو گئے۔ حضرت جعفر مسلمانوں میں پہلے شخص تھے جنہوں نے
 اپنے گھوڑے کو پہلے کید نہیں کیا۔ یہ غلام عبد اللہ بن اشتر یا اور شہید ہوئے۔ پھر خالد بن ولید نے غم لیا اور تھوڑی دیر
 جنگ کے بعد کھانکھڑے ہوئے۔ اب عبدالرحمن بن عمرو کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بھیجا تاکہ وہ حضرت
 جعفر کی حالت بیان کرے۔ جب وہ صبح میں پہنچا حضرت نے فرمایا تم میرا خود بیان کیے دیتا ہوں۔ پہلے زینب نے غم
 لیا اور جنگ کی اور دوسرے گئے خدا اس پر رحمت فرمائے۔ پھر غلام حضرت نے لیا اور جنگ کی اور بھی دوسرے گئے خدا
 ان پر بھی رحمت تازل فرمائے۔ پھر غلام عبد اللہ بن رواحہ نے لیا اور جنگ کی اور بھی دوسرے گئے خدا ان پر بھی
 رحمت فرمائے۔ سنکر آنحضرت کے اصحاب رونے لگے۔ حضرت نے پوچھا کیوں روتے ہو اصحاب نے عرض کی
 کیوں نہ روئیں ہم سے نیک اور صلح اور بہترین لوگ ہم سے جدا ہو گئے۔ حضرت نے فرمایا اگر یہ مستعد میری
 امت کی مثال اس باغ کی سی ہے جس کا لکڑی کو آراستہ کرتا رہتا ہے تو راج کے لیے جگہیں بناتا ہے وہ غلہ
 کو لگا ہے اور ان کی اچھی طرح دیکھ بھال کرتا ہے تاکہ وہ خوب بھلیں اور ہر سال میرے دیں اور اکثر سال آخر کے
 پھل ابتدائی سال کے پھلوں سے بہتر ہوتے ہیں۔ اسی خدا کی قسم جس نے حق کے ساتھ مجھ کو مبعوث فرمایا ہے جب
 چھٹے علیہ السلام تازل ہوں گے تو اپنے حواریوں میں سے میری امت کے لوگوں میں ایک جماعت پائیں گے۔

قطب بغدادی نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شکر موتہ کی روئے فرمایا تین سردار
 مقرب کیے ان میں ایک سے فرمایا کہ تم میں سے جو نیک ہو جائے اس کے بعد دوسرا امیر لشکر ہو اس وقت یہ جوہر یوں کا
 ایک عالم موجود تھا اس نے کہا اگر یہ شخص غیر ہے تو یہ میں نہیں ہوں شہید ہو جائیں گے۔ لوگوں نے پوچھا کیوں؟ اس نے کہا
 کہ جو اسرائیل کا ہر غیر جب کوئی لشکر لے کر جاتا تھا تو اگر وہ یہ کہہ دیتا کہ غلہ توں قتل ہو جائے تو غلہ امیر لشکر ہو تو اگر نہ کہہ دیتا تو
 کام لیتا تو تب قتل ہو جاتے تھے جابشہ نے روایت ہے کہ روز جنگ ہوتا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سداڑج منبر پر بیٹھ
 لے گئے اور فرمایا کہ اس وقت تم ہمسایہ و ملایا بامانی مشرکوں سے جنگ میں مشغول ہو گئے اور ہر ایک کے حکم کا ذکر کیا۔ پھر فرمایا کہ اب
 یہ یہی حدیث شہید گئے عظیم منبر لیں ہو گیا پھر فرمایا کہ جو مشرک لکھا اور لکھے تھے کہ جنگ میں مشغول تھے پھر فرمایا کہ اب یہ قطع ہو گیا
 اتھ میں غم لیا پھر فرمایا کہ اب ان کا دوسرا اتھ بھی مشرکوں نے جدا کر دیا اور غلام کو انہوں نے سینہ سے لٹا کر سنبالا ہے
 پھر فرمایا کہ اب جعفر بھی شہید ہو گئے اور غم کرنا۔ پھر فرمایا کہ اب غلام کو عبد اللہ بن رواحہ نے لیا یا اللہ مسلمانوں میں سے
 غلہ اور غلہ شہید ہو گئے اور لکھ میں سے غلہ اور غلہ قتل ہوئے۔ پھر فرمایا کہ عبد اللہ بھی شہید ہو گئے اور اب
 غلام کو خالد نے لیا یا اللہ بھلا کہ مسلمانوں نے بھی میدان سے فرار کیا۔ حضرت نے حالات بیان کر کے منبر سے اتر گئے۔
 اور حضرت جعفر کے گھر گئے۔ عبد اللہ بن جعفر کو نکلیا اور اپنی گود میں لٹایا اور اتھ ان کے سر پر بچھا۔ ان کی والدہ اس پر
 نسبت نہیں نے کہا کہ حضور اس طرح اتھ بھر رہے ہیں کہ گویا عبد اللہ قیم ہے۔ حضرت نے فرمایا اب جعفر آج شہید ہو
 یہ فرمایا تھا کہ اتھ انھوں سے چلے ہو گئے پھر فرمایا کہ شہید ہونے سے پہلے ان کے اتھ قطع ہو گئے ان کے غلہ غلے
 اور مذکورہ کے ذریعہ انیت فرما رہے ہیں جو اصحاب ہذا فرشتوں کے ساتھ بہشت میں پرواز کر رہے ہیں۔

شیخ طوسی نے بسند مؤثق حضرت امام جعفر صادق سے روایت کی ہے کہ جب جعفر طیار شہید ہو گئے پھر

جہاں جعفر کی شہادت

ی امت کے اصحاب

یہ وہ منبر ہے کہ اب اس وقت حضرت جعفر کی شہادت ہو گئی

زخم اسی کے جسم پر لگے تھے اُن میں سے کچھ زخم صرف اُن کے چہرے پر آئے تھے۔

برقی اور کلینی وغیرہ نے بسند مشرکام صحابہ سے روایت کی ہے کہ اگر وہ موتہ اُٹھائے جنگ میں حضرت جعفر نے گھوڑے سے اتر کر اُس کے پیروں کو قطع کر دیا تاکہ لوگ جنگ سے آپ کے جدا گئے کا خیال بھی نہ کریں یہاں تک کہ شہید ہو گئے اور وہ اسلام میں پہلے شخص تھے جنہوں نے اپنے گھوڑے کو بے کیا۔

برقی نے روایت کی ہے کہ جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت جعفر کی شہادت کی خبر ملی اُن کی زوجہ اسماء بنت عمیس کے گھر تشریف لائے اور جعفر کے لڑکوں عبد اللہ، محمد اور عقیل کو بچا کر اُن کے سروں پر ہاتھ پھرنے لگے۔ یہ دیکھ کر اسماء نے کہا یا رسول اللہ آپ ان کے سروں پر اس طرح دست مبارک پھیرتے ہیں گویا یہ خیم ہیں۔ یہ سن کر حضرت کو ان کی فعل کی تیزی پر تعجب ہوا اور فرمایا اے اسماء! شائد تم کو نہیں معلوم کہ جعفر رضوان اللہ علیہ شہید ہو گئے۔ اسماء نے جب یہ خبر سنی رونے لگیں۔ حضرت نے فرمایا اسماء! سو مت۔

کیونکہ خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ جعفر کو دو بڑا قوتِ سرخ کے عطا فرمائے ہیں جس سے وہ بہشت میں پڑا کر رہتے ہیں۔ اسماء نے کہا یا رسول اللہ لوگوں کو جمع کر کے اگر آپ ان کے فضائل بیان فرمائیں تو ہمیشہ ان کے فضائل بیان ہوتے رہیں گے۔ حضرت کو پھر ان کی فعل پر تعجب ہوا اور اپنے گھر والوں کو حکم دیا کہ جعفر کے اہل و عیال کیلئے کھانا بھیجیں اُسی روز سے یہ سنت جاری ہوئی کہ اہل مصیبت کے لئے لوگ کھانا بھیجا کرتے ہیں۔

برقی اور کلینی نے بسند باری صحیح اور شیخ طوسی نے بسند حسن حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ جب حضرت ابی طالب شہید ہوئے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ کو حکم دیا کہ اسماء بنت عمیس کے لئے تین سو درہم کھانا تیار کر کے لے جائیں اور ان کو تسکین دے دیں۔ اسی وقت سے یہ سنت جاری ہوئی کہ اہل مصیبت کے لئے لوگ کھانا بھیجتے ہیں۔

کلینی نے بسند موثق حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ ایک روز جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے ناگاہ پروردگار عالم نے ہر بندی کو بیت کیا یہاں تک کہ تمام حضرت جعفر پر پڑی۔ آپ نے دیکھا کہ وہ کھانے سے جنگ کر رہے ہیں آخر وہ شہید ہو گئے تو حضرت نے اصحاب سے فرمایا کہ جعفر مائے گئے۔ اور انہو کو حکم کے سبب آپ کے شکم میں درد پیدا ہو گیا۔ اور کتاب جامع للاصول میں مذکور ہے کہ عبد اللہ نے بیان کیا کہ میں جنگ موتہ میں شریک تھا جب حضرت جعفر کو کشتوں میں تلاش کیا تو دیکھا کہ اُن کے جسم پر تیزے اور تیروں کے نوٹے سے زیاں زخم تھے اور سب جسم کے سامنے حصول میں تھے کیونکہ جنگ میں دشمن کی طرف سے بیٹھتے تھے پھر یہی تھی۔ اور دوسری روایت کے مطابق یہاں زخم نیزہ و تلوار کے لگے تھے اور سب کے سب چہرے کی طرف سامنے تھے۔

شیخ طبری نے روایت کی ہے کہ عبد اللہ بن جعفر کہتے تھے کہ مجھے وہ دن یاد ہے کہ میں روزِ آخر حضرت امیرِ والدہ کے پاس آئے اور میرے والد کی شہادت کی خبر بیان فرمائی میں دیکھ رہا تھا کہ حضرت امیر سے منہ پر شفقت سے ہاتھ پھیر رہے تھے اور آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے جو آپ کی ریشم مہلک پر بہہ رہے تھے پھر حضرت نے فرمایا ہائے والے جعفر کے تیری خوشنودی کی بنا میں شہادت کی طرف سبقت کی لہذا بہتری جان بخشی کے ساتھ

ان کے فرزندوں کو ان کا جاشین و قائم مقام قرار دے دیا۔ پھر فرمایا اے اسحاق کیا تم چاہتی ہو کہ تم کو خوشخبری سنائیں میری والدہ سے عرض کی ہاں یا رسول اللہ آپ پر میرے باپ ہوں خدا ہوں حضرت نے فرمایا خدا نے جعفر کو دو پر عنایت فرمائے ہیں جن سے وہ بہشت میں پرواز کرتے ہیں۔ عرض کی تو لوگوں کو بھی آگاہ فرمائے کہ خدا نے ان کو ایسا مرتبہ عطا فرمایا ہے۔ یہ سب کرا سخرت اٹھائے اور میرا نام پڑا اور میرے لئے گنہگار بن گیا۔ اپنے آپ کے منبر کے نیچے کے زیر پر بٹھایا اور آثار غم و اندوہ آپ کے چہرے سے ظاہر تھے۔ پھر فرمایا کہ انسان کی پیروی اُس کے عزیزوں اور مددگاروں میں اُس کے بھائی اور چچا کے لوگوں کے ذریعہ زیادہ ہوتی ہے۔ جعفر شہید ہو گئے اور خدا نے اُن کو دو پر عطا فرمائے جن سے بہشت میں پرواز کرتے ہیں۔ پھر منبر سے اتر کر گھر کو اپنے گھر لے گئے اور کھانا کھانے کے لئے فرمایا اور میرے بھائی کو بھی بلوایا اور کھانا کھادیا۔ ہم تین روز تک آپ کے گھر مقیم رہے۔ حضرت ہم کو اپنے ساتھ اپنی ازواج کے جمروں میں لگاتے پھرتے تھے۔ تین روز تک بعد ہم کو رخصت کیا اور ہم اپنے مکان واپس آئے۔ پھر ایک روز ہمارے گھر تشریف لائے تھے اپنے بھائی کے ساتھ کھیل رہا تھا یعنی اُن سے گوشت خرید رہا تھا۔ حضرت نے دعا کی کہ خداوند اس کی خرید و فروخت میں برکت دے۔ پھر خرچہ کی دعا کی برکت سے اب تک میں جو کچھ خریدتا یا فروخت کرتا ہوں مجھے فائدہ ہی ہوتا ہے۔ اور حضرت صادق سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب فاطمہ سے فرمایا کہ جانا اور اپنے پسریں جعفر پر گریہ کرو مگر دانستہ مت کہنا اور جو کچھ اُن کے پاس ہے میں سچ ہوں گا و صف بیان کرنا اور دوسری روایت میں فرمایا کہ جعفر ایسے شخص پر رونے والوں کو رونا ہی چاہیئے۔ اور عروہ سے روایت ہے کہ جب مسلمان جنگ موتہ سے واپس آئے اسخرفت ان کے استقبال کے لئے تشریف لینگے جب ان کے قریب پہنچے دیکھا کہ مسلمان اپنے چہرہ پر خاک ڈالتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے بھائے والو تم جب او راہ خدا سے بھاگے ہو۔ حضرت نے فرمایا کہ اُن سے بھاگنے والے نہیں ہیں انہاں اللہ جملہ کرنے والے اور جنگ سے بھاگنے والے ہوں گے۔

ابن ابی الحدید سے روایت کی ہے کہ بنو کے لوگوں میں سے موتہ کے لشکر نے جو اپنی ہانت اور بے وفائی دیکھی کسی لشکر پر نہیں گذری۔ جب وہ لوگ بھاگ کر مدینہ آئے اور اپنے گھروں کے مساندوں کو کھٹکتا یا ان کے گھر والوں کے دروازوں کو نہیں کھولا کہ کبوں اپنے ساتھیوں کے ساتھ قتل نہ ہو گئے۔ اور ان کے بزرگ قسرم سے باہر نہیں نکلتے تھے۔ آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو تسلی و دلدادہ کیا اور ان کے خدا کو پسند فرمایا۔

کتاب استیعاب میں مرقوم ہے کہ حضرت جعفر جب شہید ہوئے اُس وقت ان کی عمر اکتالیس سال کی تھی۔ اور ابن ابی الحدید نے حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ مختلف فرقوں سے خلق ہوئے ہیں اور جعفر و زینب واحد سے پیدا ہوئے ہیں۔ اور ایک مرتبہ خود حضرت جعفر سے فرمایا کہ تم خلقت اور میت میں میری شبیہ ہو۔ اور میری سبب سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے جعفر و زینب اور عید اللہ بن رباح کی صورتیں دکھائی گئیں وہ لوگ ایک خیمہ میں مردار پر کے تخت پر بیٹھے تھے۔ زینب عید اللہ کی گردنیں کچھ کی تھیں لیکن جعفر کی گردن بالکل سیدھی اور کوئی عیب پہونہ ہوا تھا۔ میں نے اس کا سبب دریافت کیا۔ معلوم ہوا کہ اُن دونوں نے جب ہمارے بزرگ ظاہر ہوئے تو جنگ سے فرار سا نہ پھرتا ہوا لیکن جعفر نے

ایسا بھی نہ کیا۔ اور ایم باور نے پسند منبر امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ خلفہ عالم نے صوبہ کائنات پر وی کی کہ مجھے جعفر بن ابی طالب کی چار خصلتیں بہت پسند ہیں۔ حضرت نے حضرت سے دریافت فرمایا۔ عرض کی یا رسول اللہ اگر خدا نے آپ کو خیرہ دی ہو تو ہر گز ہر ذکر۔ پہلی صفت تو یہ ہے کہ کبھی میں نے شرب نہیں پی لی اس لئے کہ قتل کو نازل کر دیا ہے۔ اور کبھی جھوٹ بولنا گوارا کیا کیونکہ جھوٹ جھاندری اور دھوکہ کو نازل کر دیتا ہے۔ اور کبھی کسی کے ناموس سے زنا نہیں کی کیونکہ جانتا ہوں کہ اگر میں کوئی گناہ دوسرے لوگ بھی میرے ناموس سے منہ کریں گے اور کبھی میں نے بتوں کی پرستش نہیں کی۔ اس لئے کہ جانتا ہوں کہ اس سے کوئی فائدہ اور نقصان نہیں ملے گا۔ یہ شکر حضرت نے ان کے کان سے پرہیز کر دیا کہ فرمایا کہ سزا دہ ہے کہ خدا تم کو دوزخ پر حلا کرے جس سے تم حاکم کے سامہ پہنچا کر دے۔ اور شیخ طوسی نے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے جناب فاطمہ سے فرمایا کہ ہمارا شہید تمام شہیدوں سے بہتر ہے اور وہ تمہارے چچا جعفر ہیں جو ہم سے ہیں۔ خدا نے ان کو دوزخ پر حلا فرمائے ہیں جن سے دوزخستوں کے ساتھ بہشت میں روزگار کرتے ہیں۔ اور پسند منبر محمد و حمزہ شمالی سے روایت ہے کہ ایک روز جناب امام زین العابدین نے حضرت عباس علیہ السلام حسین کے صاحبزادے جناب عبید اللہ کو دیکھا تو گریہ فرمایا۔ پھر فرمایا کہ اے خدا کے دی سے بدتر آنحضرت پر کوئی دی نہ گزرا جس روز حضرت حمزہ شیر خدا شہید ہوئے اس کے بعد جنگ موتہ کا وہ دن تھا جبکہ ان کے چچا زاد بھائی جعفر بن ابی طالب شہید ہوئے۔ اس کے بعد فرمایا کہ کوئی دن امام حسین علیہ السلام کے مانند نہیں آیا جس روز میتیں ہزار شاخیں حضرت کے مقابلہ پر آئے جو سب کے سب دھوئے گئے تھے کہ اس وقت سے میں اور ان کے قتل سے خدا کا قرب حاصل کرنا چاہتے تھے۔ امام نے ہر چند ان کو نصیحت کی اور خدا کا خوف دھیا کر فائدہ نہ ہوا یہاں تک کہ حضرت کو ظلم و ستم سے شہید کیا۔ پھر فرمایا کہ خدا رحمت نازل کرے چچا عباس پر جنہوں نے اپنی جان اپنے بھائی بھائی پر فدا کی۔ خالوں نے ان کے انہ ظلم کروئے تو خدا نے اس کے عوض ان کو دوزخ پر حلا فرمائے تھے۔ وہ فرشتوں کے ساتھ بہشت میں پہنچا کر رہے ہیں جس طرح حضرت جعفر بن ابی طالب کو دوزخ پر فانیات کئے اور چچا عباس کا مرتبہ پیش خدا وہ ہے کہ تمام شہداء قیامت کے بعد اس کی آرزو کریں گے۔

بعض منبر کنابوں میں مذکور ہے کہ جب مرتد کے وقت آنحضرت مدینہ میں منبر پر تشریف فرما تھے آپ کی آنکھوں سے جہالت اٹھادی گئے تھے اور آپ جنگ کا مسخر شاہد فرما رہے تھے آپ نے دیکھا کہ جعفر کو دشمنوں نے نیزہ چڑھیں سے اٹھایا۔ تو حضرت نے آسمان کی طرف منہ کر کے فرمایا پائے والے میرے پیغمبر کو سزا دے۔ خدا نے اسی حال میں ان کو دوزخ پر حلا کئے جن سے وہ کافروں کے نیزہ سے بہشت کی جانب پہنچا کر گئے۔ اس سبب سے ان کو فدا ہونا جہنم دوزخ پر دیا کہتے ہیں۔ اور بیان کرتے ہیں کہ اس وقت آپ کی ٹھکانا تیس سال تھی لے

بیابانوں میں غزوہ ذات السلاسل کا حال

علی بن ابی طالبؓ شیخ طوسی شیخ طبری اور قطب مافضی وغیرہ تمام مفسرین و محدثین عامر بن زید نے حضرت صدیق اکبرؓ سے روایت کی ہے کہ اہل یاس کے بارہ ہزار سوار یاس کی دلدلی میں جمع ہوئے اور آپس میں عہد و پیمان کیا اور ہمیں کانیں کہ ایک دوسرے کے مددگار رہیں گے اور آپس سے جڑا نہ ہوں گے جب تک محمدؐ علیہ السلام کو قتل نہ کریں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جبریلؑ نازل ہوئے اور ان کے علاوہ سے آگاہ کیا اور خدا کا حکم پہنچایا کہ ابوبکرؓ کو چار ہزار مہاجرین و انصار کے ساتھ اسی سے جنگ کے لئے روانہ کیجئے۔ یہ پیغام سن کر حضرت خنجر شدیفؓ نے گئے اور خدا کی حمد و ثناء کے بعد ارشاد فرمایا کہ اے گروہ وہاب! یہ دین انصار! جبریلؑ نے مجھے خبر دی ہے کہ بارہ ہزار اشخاص میرے اور میرے بھائی علیؓ کے قتل کرنے کے عہد و پیمان سے جمع ہوئے ہیں اور خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ ابوبکرؓ کو چار ہزار سواروں کے ساتھ اسی سے مقابلہ کے لئے بھیجوں! لہذا اس حکم کی تعمیل میں کوشش کرو اور اپنے مسلمانوں کو دشمن کی طرف خدا کا نام لے کر اُس کی برکت کے ساتھ دو شبہ کو متوجہ ہو جاؤ۔ غرض حضرت کے حکم سے مسلمانوں نے تیاری کی اور آنحضرتؐ نے حضرت ابوبکرؓ کو اس پر امیر مقرر فرمایا اور ان کی مدد فرمائی کہ جب ان کے مقابل پہنچو تو پہلے ان کو اسلام کی دعوت دینا اگر وہ قبول نہ کریں تو ان کے ارشاد والوں کو قتل کرنا اور ان کی عورتوں اور لڑکوں کو اسیر کرنا اور ان کے مال و اسباب کو لوٹ لینا اور ان کے مکانات اور نہادحت کو تباہ و برباد کر دینا۔ غرض جب ابوبکرؓ مہاجر و انصار کے اُس گروہ کثیر کے ساتھ روانہ ہوئے اور مدینہ صاف طے کی تو ہونے والی یا بس میں پہنچے اور دشمن کے نزدیک پشاور ڈال دیا۔ جسٹین کا فوج کو لشکر اسلام کے آنے کی خبر ملی تو توجہ جلی جوں اسلحے سے آگاہستانی کے سامنے آئے اور کہا کہ تم لوگ کون ہو اور کہاں سے آئے ہو اور کیا اللہ رکھتے ہو۔ اپنے لشکر کے سردار سے کہو کہ سامنے آئے تاکہ ہم گفتگو کریں۔ حضرت ابوبکرؓ مسلمانوں کی ایک جماعت کو لے کر لشکر سے باہر نکلے اور کہا ہم رسول خداؐ کے صحابہ ہیں۔ پوچھا کس غرض سے آئے ہو! کہہ کر رسول خداؐ نے ہم کو حکم دیا ہے کہ تم کو اسلام کی دعوت دیں۔ اگر تم لوگ قبول کرو تو جو ملامت اور ہتھیاری مسلمانوں کے لئے ہے تمہارے واسطے بھی ہوگی۔ حد نہ ہم تم سے جنگ کریں گے۔ وہ بولے کہ کون تو غری کی قسم اگر تمہارے اور تمہارے دو مہاجر و مدینہ والی نہ ہوتی تو تم کو تمہارے تمام ہمارے ہوں گے۔ سامنے ہم اس طرح قتل کرتے کہ لوگ مدینہ یاد رکھتے۔ لہذا وہاں سے ہمارا اپنی سہولت کو قیمت سمجھو۔ کیونکہ ہم کو تم سے کوئی ملامت نہیں۔ ہم تو محمدؐ اور اُن کے بھائی علیؓ کو قتل کرنا چاہتے ہیں۔ یہ سن کر حضرت ابوبکرؓ نے اپنے لشکر سے خطاب ہو کر کہا مسلمان! یہ گروہ تم سے تعداد میں بہت زیادہ ہے اور ان کا حوصلہ تم سے کہیں زیادہ ہے اور تم اپنے وطن اور بھائیوں سے بہت دور ہو کہ وہ تمہاری مدد کر سکیں۔ لہذا میں چلوں گا ان لوگوں کا حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کریں۔

تمام مسلمانوں نے بیک زبان ہو کر کہا اے ابو بکر تم نے رسول اللہ کی مخالفت کی اور ان کے حکم کی اطاعت نہ کی۔ خدا سے ڈرو اور ان سے جنگ کرو اور خدا کے رسول کی مخالفت رداست رکھو۔ ابو بکر نے کہا میں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ تم ظاہری حالات کو دیکھتے ہو اور باطن سمجھ کر نہیں سمجھتے جو ظہری آنکھوں سے پوشیدہ ہیں غرض سب ناکام ہیں اسے اللہ جو کچھ کرنا تھا آنحضرت سے بیان کیا۔ حضرت نے بھی فرمایا کہ اے ابو بکر تم نے میری مخالفت کی اور جو کچھ میں نے حکم دیا تھا وہ عمل میں نہ لائے۔ خلیفہ تم تم گنہگار ہوئے۔ پھر حضرت منبر پر تشریف لے گئے اور خدا کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا اے مسلمانو! میں نے ابو بکر کو حکم دیا تھا کہ دعائی یا پس والوں کے پاس جاؤ اور ان کو مسوم سے آگاہ کرو۔ اور خدا کی طرف دعوت دو ساگر ذہ لوگ نہ مانی تو ان سے جنگ کرو۔ وہ ان کے پاس گئے۔ وہ دشمنوں میں سے نکلے اور ابو بکر کو زاریا دھمکایا۔ ان کی دھمکیوں سے ڈر کر وہاں پہنچے اور میرے حکم کو ترک کر دیا اور میری اطاعت نہ کی۔ یہ جبریل آئے ہیں اللہ کے خدا کی جانب سے حکم دیتے ہیں کہ اب ان کی بجائے عمر کو چار ہزار سو سو روپی کے ساتھ اس ہم پر روانہ کروں۔ لہذا اسے عمر خدا کا نام لے کر جاؤ اور ایسا منت کرنا جیسا تمہارے بھائی ابو بکر نے کیا کیونکہ اس نے خدا کی صحبت اور میری نافرمانی کی ہے۔ پھر جو کچھ ابو بکر کو ہاتھیں کی تھیں ان کو بھی کہیں۔ عمر جبریل و انصار میں سے چار ہزار ان اشخاص کے ساتھ جو ابو بکر کے ساتھ گئے تھے روانہ ہوئے اور تیزی کے ساتھ چل کر اہل یا پس کے پاس پہنچے۔ گنہگار یا پس میں سے پھر دو تلو اشخاص سامنے آئے اور جو کچھ ابو بکر سے کہا تھا ان سے بھی کہا اللہ بھی ان کی دھمکیاں سن کر بھاگتے ہوئے وہاں آئے اور نزدیک تھا کہ جو کچھ ان کی کثرت اور ان کے ارادے اللہ جیسے جو انہوں نے دیکھے تھے اس کے خوف سے ان کی عقل زائل ہو جائے۔ اور آنحضرت کو جبریل نے ان کے حال سے آگاہ کر دیا کہ وہ بھی بھاگ کر آئے ہیں۔ آنحضرت منبر پر تشریف لے گئے اور حمد و ثناء الہی ادا کرنے کے بعد مسلمانوں کو خبر دی کہ عمر بھی اپنے لشکر کے ساتھ واپس آئے ہیں اور اس نے بھی میری نافرمانی کی۔ جب عمر آنحضرت کی خدمت میں پہنچے تو ان کفار کی باتیں بیان کیں۔ حضرت نے فرمایا اے عمر خداوند رحمت کی تم نے نافرمانی کی اور میرے کہنے کے خوف کیا اور اپنے لیے براہل کیا خدا تمہارے منہ کو جمع کرے۔ اب جبریل خدا کی جانب سے مجھے حکم دیتے ہیں کہ علی بن ابی طالب کو اس ہم پر مسلمانوں کے ہمراہ بھیجوں اور خدا ان کو فتح عنایت فرمائے گا۔ پھر میری مرضی کو بجا کر قریشی ہاتھیں خواہیں جو ابو بکر و عمر کو فرمائی تھیں: اور ان حضرت کو خبر دی کہ خدا ان کے ہاتھ پر فتح عنایت فرمائے گا غرض جناب میر گروم مہاجرین و انصار کو ہزاروں کے کس دادی کی جانب ابو بکر و عمر کے برخلاف غیر معروف راستہ سے روانہ ہوئے اور اس تیزی کے ساتھ چل رہے تھے کہ لوگوں کو خوف ہوا کہ گھوڑے کہیں ٹھک کر گر نہ جائیں۔ اور وہ لوگ بھی نہایت ٹھک گئے۔ حضرت نے فرمایا خوف مت کرو کیونکہ حضرت نے مجھ سے رنج و نصرت کا وعدہ فرمایا تھا لہذا خوش رہو کہ انجام کار بخیر ہے۔ یہ لشکر سلطان خوش ہوئے اور جو کہ حضرت ارشاد فرماتے تھے اس کی اطاعت کرتے تھے۔ آخر لشکر کفار کے مقابل پہنچ گئے اور حضرت نے ان سے فرمایا کہ پہاڑی سے نیچے آؤ وہ اس سیرج دو تلو اشخاص مسلح ہو کر آئے۔ جناب میر چند اشخاص کے ساتھ لشکر سے بہر نکلے جن کا فرض تھا کہ انہوں نے پوچھا کہ کون ابو بکر کہاں سے اور کس غرض سے آئے ہو۔ فرمایا میں علی بن ابی طالب ہوں رسول خدا کو چاہتا ہوں۔ ان کی طرف سے تہداری جانب پیام لے کر آیا ہوں کہ خلیفہ وصایت اللہ آنحضرت علیہ السلام کی رسالت کی گواہی کی تم کو

حجۃ وصال۔ اسلام قبول کرو اور مسلمانوں کے ساتھ دعا و حاجت میں شریک ہو جاؤ۔ اُن کافروں نے کہا کہ تم پہلی ہی تلاش میں تھے۔ اب تم جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ ہم کل صبح سے جنگ کریں گے۔ ہم نے اپنے اہل ہندوستان و دیہاتوں کو تمام کر دیا حضرت نے فرمایا واسطے تو تم پر تم مجھے اپنے لشکر کی کثرت سے ڈراتے ہو میرے ساتھ خدا اور لوگ اور مسلمانوں کی نصرت و مدد ہے اور طاقت و قوت اللہ علیٰ العظیم کے ساتھ ہے غرض کہ لوگ اپنی ہمت واپس لے گئے اور حضرت اپنے لشکر میں آئے۔ ملت آئی تو حضرت نے فرمایا کہ تمہوں کو حکام و دیہی کے ساتھ تیار کرو اور مستعد ہو جب صبح ہوئی تو پہلے نماز ادا کی اور اچھی فضا و حندلی تھی کہ حضرت نے انہیں حملہ کر دیا اور ابھی حضرت کے لشکر کے تمام لوگ نہیں پہنچے تھے کہ کندہ کے شہار و بہادر لوگ حملہ ہو گئے۔ حضرت نے ان کی عورتوں اور لڑکوں کو سیر کیا اور ان کے مال غنیمت میں سے اپنے اہل ان کے گھروں کو خراب و برباد کر دیا اور مال غنیمت اور قیدیوں کو لے کر واپس ہوئے۔ اسی صبح کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر جبل و غزل پہنچے اور امیر المؤمنین کی حج کی خبر دی۔ آنحضرت نے امیر المؤمنین سے لکھا کہ اے امیر المؤمنین! اے امیر المؤمنین! حج کی خبر دی۔ آنحضرت نے امیر المؤمنین سے لکھا کہ اے امیر المؤمنین! اے امیر المؤمنین! حج کی خبر دی۔ آنحضرت نے امیر المؤمنین سے لکھا کہ اے امیر المؤمنین! اے امیر المؤمنین! حج کی خبر دی۔

உள்ளேயே இருக்க வேண்டாம்

اُس سے خبیث واقف ہے اور قیامت میں اُن کو رسوا کرے گا اور اُس کا ہلاک کرے گا۔
شیخ منیر نے ذاتِ سلاسل کے خرد کے بیان میں سعادت کی ہے کہ ایک روز ایک اعرابی نے آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیان کیا کہ عرب کا ایک گروہ وادیِ ارم میں جمع ہوا ہے اور اُن سب نے آپس میں تمکک کی ہے۔

لشکر کو نسبت دشمنوں کے زیادہ نقصان پہنچے گا لہذا میں کما حقہ سے مدد کروں گا۔ لوگوں نے اُس کی گفتگو میری طرف سے
 سے یہاں کی کتاب نے فرمایا کہ جو شخص غلطہ رسول کی اطاعت کرتا ہے اس کو چاہیے کہ میرے ساتھ چلے اور جو شخص
 انصاف رسول کی مخالفت کا ارادہ رکھتا ہے وہ جس ملامت سے چاہے جائے۔ یہ سن کر سب چہرہ خستہ اور حضرت کے
 بیچے چلے۔ مائوں کو پہاڑوں کے دروں سے گزرتے تھے اور ان کو گھاٹیوں میں چھپ رہے تھے۔ جو تھکے
 نے دھندوں کو بیٹوں کے مانند حضرت کے ذیل و طبع کر دیا تھا کہ کسی مسلمان کو کوئی گزند نہ پہنچاتے تھے۔ یہاں تک کہ
 حضرت مسند کھن کے قریب پہنچ گئے تو حضرت نے فرمایا کہ تم لوگوں کے منہ باندھ دو کہ ان کی آواز نہ نکلے پائے غرض
 مسلمانوں کو روک کر آپ خود نزدیک گئے۔ عمر نے دیکھا کہ فتح قریب ہے تو کہنے لگے کہ اس درہ میں بیڑے اور چیتے اور
 درندے بہت زیادہ ہیں۔ مٹی سے کہہ کہ ہم کو بہارت دیں کہ ہم اس گھاٹی سے اوپر چڑھ جائیں۔ ابو بکر نے جاکر حضرت
 سے گفتگو کرنا چاہی حضرت نے ان کے جواب کی طرف توجہ نہ کی۔ عمر نے کہا ہم اپنے کو یوں جک کر دیں آؤ دلاوی سے اوپر چڑھ
 چلیں۔ مسلمانوں نے کہا سیر سے مٹی کی طاعت کا حکم دیا ہے ہم ان کی مخالفت نہ کریں گے اور نہ تمہاری بات مانیں گے
 غرض ابھی باتوں میں سچ ہو گئی۔ امیر المؤمنین سے انہیں ان کی خدمت میں حملہ کر دیا اور فتح پائی۔ ان کے بہت سے جوانوں
 کو قتل کیا اور صرف اوروں کو اسیر کیا اور ان کے باقی مردوں کو زنجیروں اور رسیوں سے باندھ دیا۔ اسی سبب سے
 اس جنگ کو غزوہ ذات اسلم کہتے ہیں اس مقام جنگ سے مدینہ تک پانچ منزلوں کا فاصلہ تھا۔ اور اسی صبح کو
 امیر مکیا ثبات بیت اشرف سے نکلے اور آپ نے لوگوں کے ساتھ نماز صبح ادا کی اور رکعت اقل میں سورۃ والاعادیات
 کی تلاوت فرمائی۔ نماز سے فارغ ہو کر فرمایا کہ یہ قحط سورت ہے جس کو خدانے مجھ پر بھی نازل فرمایا ہے۔ اور مجھے جبر
 دی ہے کہ علی کو دشمنی پر غالب آئے اور عمر فارح کے حسد کو اپنی ذات پر حسد قرار دیا۔ کنو بھی حسد اور وہی ہے
 کہ حب خیر یعنی اس کو دنیاوی زندگی کی محبت بہت شدید تھی جس کو دھندوں کا خوف تھا اور وہ سری روایت میں
 ہر جگہ جاتے عمرو خالد بن ولید مذکور ہے۔ اور علی بن ابی سلم کی روایت کے مطابق کنو بھی کفرانِ نعمت کرنے والے
 اور انسانی جی کو کفران سے نسبت دی گئی ہے۔ ابو بکر و عمر اور عمر بن فارح ہیں جو کہتے تھے کہ اس راستے میں شیر و غنہ
 بہت ہیں واپس چلو اور سیدھے راستہ سے چلو۔ غرض شیخ مفید نے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 نے جناب امیر کی فتح و ظفر کی خبر صحابہ کو دی اور ان کو ہراسے کہ پشیمانی کو مدینہ سے باہر نکلے۔ صحابہ دونوں طرف صفت
 باندھ کر کھڑے ہو گئے جس وقت شاہد ولایت کی نظر جمالی خود شہیداً سماں بنوت پر پڑی گھوڑے سے گدڑ حضرت
 کی خدمت میں دھنڈے لے کر آنحضرت کے مبارک قدم اور رباب کے پوسے لئے۔ آنحضرت نے فرمایا اے علی سوار ہو کہ
 خدا و رسول تم سے ماضی ہیں یہ سن کر جناب امیر کے فرط غم و غم سے آنسو نکل آئے۔ غرض امیر المؤمنین خوش و خرم
 واپس آئے۔ مسلمانوں میں مالی قیمت تقسیم کیا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر کے بعض آدمیوں سے پوچھا کہ
 اس غم میں اسنے امیر کو کیا پایا؟ لوگوں نے کہا ہم نے کوئی برائی نہیں دیکھی۔ لیکن ایک عجیب بات یہ تھی کہ نماز میں جبکہ
 ہم نے ان کی افتاد کی تھا انہوں نے ساتھ قلم و اسناد اور پڑھی۔ آنحضرت نے پوچھا یا علی! ہر نماز میں تم نے سورۃ قل یا اعدا
 ہی کہیں پڑھی؟ عرض کی کہ اس نے کس سورۃ کو بہت پسند کرتا تھا کہ اسے پڑھنا بھی تم کو دوست نہ لگتا ہے
 جس طرح تم اس سورۃ کو دوست رکھتے ہو مجھ پر فرمایا اے علی! اگر یہ خوف نہ ہو تا کہ تمہارے حق میں بھی میری مانند نہ ہو کہ

نہایت عجب و شگرت کی ایک حد

سکھنے لگے جو نصاریٰ جناب یسوع کے حق میں کہتے تھے تو بیشک آج چند باتیں تمہاری مدح میں ایسی بیان کرنا کہ تم جس گروہ کی طرف سے گندے تھے تمہارے پیروں تلے کی خاک برکت کے لئے لے جاتا۔

فلت ہی ابراہیم کے اپنی خیمہ میں سلطنت فارسی سے معافیت کی ہے کہ ایک روز اگر صاحب سلطنت علی بن ابیطالب کے حضرت سرور کائنات کے در اندر سر پرست تھے ناگہان ایک اعلیٰ آیا اللہ عرض کی یا رسول اللہ میں قبیلہ بنی تمیم کا ایک آدمی ہوں اور عیدہ ششم کے لوگوں نے مجھ کو رشتہ کی ترتیب دیا ہے اُن کا امیر عاشق بنی مکہ ہے۔ اُن سب نے پانچ سو شہادوں کے ساتھ تہذیب و تمدن کی قسم کھائی ہے کہ مرنے پر چڑھائی کریں گے اور آپ کو آپ کے صاحب کے ساتھ قتل کریں گے۔ آنحضرتؐ نے خبر حشمت اور سنگھار بہت محزون و رنجیدہ ہوئے اور فرمایا کہ اسے گروہ جاہلین اور انصار تم نے سنا جبکہ احوال نے کہا ان لوگوں نے عرض کی ہاں سنا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا تم میں کون ہے جو جاہلین کے شر کو تم سے دفع کرے میں اس کے لئے بہشت کا خاصاں ہوں۔ کسی نے جواب نہ دیا حضرتؐ نے جواب فرمادہ کیا کہ جو اُن کے دفع کرنے کے لئے جائے گا میں اس کے لئے بہشت کے بارہ حصہ کا خاصاں ہوں۔ پھر کسی نے جواب نہ دیا اسی اشارہ میں جناب امیرؐ نے اُن سے دعا کی کہ وہ دیکھا تو عرض کی خطا کے جیبت آپ کے اندر وہ محزون ہوئے گا کی سبب ہے حضرتؐ نے فرمایا یہ اعلیٰ ایسی خبر بیان کرتا ہے اور میں نے اُس کے لئے بہشت میں بارہ حصوں کا وعدہ کیا ہے جو اُن کی سرکوبی کے لئے جائے۔ مگر کوئی جواب نہیں دیتا۔ حضرتؐ علیؑ نے عرض کی میرے باپ ماں آپ پر خدا ہوں اُن حصوں کی صفت مجھ سے بیان فرمائیے۔ آنحضرتؐ نے بیان کرنا شروع کیا کہ اے علیؑ اُن کی بنیادیں چاندی سونے کی اینٹوں سے تیار کی گئی ہیں اور مٹی کے گیسے کے بجائے سنگ و خمر کام میں دیا گیا ہے۔ ہر حصہ کے سنگ مرمر سے مٹی اور یا قوت میں ان کی خاک اور خزان ہے۔ اُن میں شیشے کا فرش ہے اور ہر حصہ میں شہد کی ایک نہر شراب کی ایک نہر اندھکی ایک اعلیٰ کی ایک نہر جاری ہے جس کے گرد طرح طرح کے گہر و دریاؤں کے درخت ہیں اور نہروں کے دونوں طرف مروارید خیمہ کے نیچے ہیں جن میں کوئی جھڑو نہ نہیں ہے۔ خدا نے اُن کو ایک مونی سے پیدا کیا ہے۔ ہر اس قدر صاف و شفاف کہ باہر سے اندر اندر سے باہر کا حال نمایاں ہے۔ ہر خیمہ میں یا قوت سرخ سے مرجع ایک تخت ہے جس کے پاس ہر زبردست کے اندر تخت و ایک حویلی سفر ہے۔ ہر تختے اور مشرندہ تختے پہنے ہوئے مٹی سے اور انتہائی لطافت کے باعث مسس کی پتلی کا مغز ہر ہونہ اور جلد حلوں اور نوروں کے آدم سے نظر آتا ہے جیسے کہ شیشہ کا اندھ شلہ نمایاں ہوتا ہے ہر حصہ کے شیشہ کیسے ہیں۔ ہر گیسو ایک کینز کے آٹھ میں ہے اور ہر کینز کے پاس ایک انگلیشی ہے جس میں سے خوشبو نکل رہی ہے۔ اندھ آس گیسو کو مس کر رہی ہے اور اس انگلیشی میں سے ہندوستانی ایک تانگ کا اور چنگیاں خوشبو دیک رہی ہیں کہ ویسی خوشبو کسی دماغ میں نہیں پہنچی ہے۔ یہ سنگ مرمر المونیم نے عرض کی یا رسول اللہ میرے باپ ماں آپ پر خدا ہوں میں اُن مشرکین کی سرکوبی کے لئے جاتا ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ یہ نعمتیں تمہارے واسطے مخصوص ہیں اور تم ان کے لئے پیدا کیے گئے ہو۔ اُن کو اور خدا کے نام سے اُن اشیا کے دفعہ کے لئے جاؤ۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا صاحب کو ان کے ہمراہ کیا۔ اُس وقت جناب عباسؓ آئے کھڑے ہوئے اور کہا یا رسول اللہ میرے بھاء زادے کے ہمراہ صرف ڈیڑھ سو افراد اُن جماعت سے جنگ کے لئے بھیج رہے ہیں جس کی تعداد پانچ سو ہے اور اُن میں سے ایک

یہاں سے پہلے خود مختار ممالک کا حال

حادثہ یہ کہ یہ ہے جو بانیِ شریعتوں کے ہمارے ہیں۔ حضرت نے فرمایا خلیفہ قسم اگر وہ لوگ خدا کی تسبیح کے برابر
 جیسے تو جی تو تھا ان سے جنگ کے لئے جاتے اور یہ لشکر و مشہدِ اکبر غالب ہوتے اور ان کے قیدیوں کو
 میرے پاس لے آتے پھر انھوں نے لشکر کو تہذیب کیا اور فرمایا اسے میرے حبیبِ خدا تھا اسے آگے پیچھے داپہنے
 بائیں بائیں دیکھ کر ہر طرف سے تھا اور محافظ ہے اسے ہم پر میرا طبع ہے یعنی میرے عوض وہ تھا اسے ساتھ ہے۔
 عرض جناب میرے ملا جسے اسے حبیب وہ لوگ نہ تھے بلکہ جو بد مذہب تھے ایک فرسخ کے فاصلہ پر سے ملتے ہو گئی
 اور سامنے بھول گئے۔ امیر المؤمنین نے آسمان کی جانب رخ کیا اور یہ دعا پڑھی۔ یا ہادی کل ضال و یا
 معذل کل غریق و یا مفرج کل مضوم لا تقو علینا ظالما ولا تطفئ بنا عدوا و اھدنا
 الی سبیل الرشاد۔ تو خدا نے ایسا کیا کہ گھوڑوں کی ٹاپوں سے پتھر پر مار گئی تو اس سے آگ روشن ہو گئی
 جس سے راستہ ظاہر ہو گیا۔ اس وقت خداوند عالم نے واقعہ احوالات کی سورۃ بنی اسرائیل فرمائی۔ صبح ہوئی تو
 امیر المؤمنین کا فریق کے قریب پہنچ گئے اور وہ لوگ ان کے آگے سے باخبر نہ تھے۔ جب حضرت نے اذان دی اور
 ان اشیائے آواز اذان سنیں تو کہنے لگے شام کوئی چراغاں پہاڑ پر خدا کو یاد کر رہا ہے۔ جب انہوں نے اشد
 ان محشدا اس سؤل اللہ متناظر ہوئے کہ یہ چراغاں اس ساحر کذاب و منافق کے اصحاب میں سے معلوم ہوتا
 ہے۔ جناب میرے اصول میں سے یہ تھا کہ جب تک صبح نہ ہو جاتی تھی ان کے فرشتے نازل نہ ہو جاتے تھے۔ جنگ
 شروع نہ کرتے تھے۔ عرض آنحضرت جب زمانہ سے فارغ ہوئے اور وہی ظاہر و نمایاں ہو گیا تو آپ کے حکم سے علمِ حق
 نشانِ بندہ کیا گیا۔ مشرکین نے آنحضرت کے علم کو پہچاننا چاہا پس میں کہا کہ جس دشمن کی تم کو خواہش تھی وہ آگیا۔ یہ
 حق ہے اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ جو اپنے اصحاب کے ساتھ گئے ہیں عرض ایک جوان ان میں سے باہر نکلا جو سب سے
 زیادہ دلیر اور خدا میں سب سے بڑھ کر تھا۔ اللہ کا نام لے کر کذاب و منافق کے نام میں کوئی ٹکڑا ہے
 باہر نکلا کہ میں اس سے جنگ کروں۔ یہ سنکر حیدر کلاؤ اس کے مقابلہ پر گئے اور فرمایا تیری ماں میرے نام میں بیٹھے
 تو یہی ساحر کذاب ہے اور حق ہے اللہ علیہ وآلہ وسلم حق کے ساتھ خلیفہ جانب سے مبعوث ہوئے ہیں۔ اس کافر
 نے سنا کہ تم کو یہ فرمایا میں جی میں ابی طالب ہیں رسول خدا کا چچا نہ بھائی اور ان کی دختر کا شوہر۔ اس صوفی نے
 کہا جو کہ تم ان کے قریبی رشتہ دار ہو لہذا تم کو اب ان کو قتل نہ کرو میرے نزدیک یہاں ہے اور جو نہ ہو چکر حضرت پر
 حملہ کیا۔ صورت نے بھی رجز پڑھا اور اس پر حملہ کیا۔ وہ فاران میں چلے گئے کہ حضرت نے تیسرے وار میں اس کو
 جہنم داخل کیا۔ پھر حضرت نے اپنا مقابل طلب کیا۔ اس ملعون کا بھائی نکلا۔ حضرت نے ایک وار میں اس کو بھی قتل
 کر دیا اور مہارِ طلب کیا۔ اس وقت حادثہ بن کہیدہ جو بانیِ شریعتوں کے برابر تھا مانتا تھا اور اس لشکر کا امیر
 تھا باہر آیا۔ حق تعالیٰ نے اسی کے بارے میں فرمایا ہے کہ ان الذین انزلنا علیہم الذکر و انزلنا علیہم الذکر و انزلنا علیہم الذکر
 اس نے رجز پڑھا اور حضرت پر حملہ کیا۔ حضرت نے اس کے حملہ کو روک کر کہ ایک صورت لگائی جس سے وہ ٹکڑے ہو گیا
 اور پھر میدانِ طلب کیا۔ اس کا چچا نہ بھائی ابو بن فہاک نکلا اور رجز پڑھا ہوا حضرت پر حملہ آور ہوا حضرت نے
 پہلے ہی وار میں اس کو بھی اس کے بھائی کے پاس پہنچا دیا۔ پھر چند اپنا مقابل طلب کیا لیکن کوئی آپ کے مقابلہ
 کے لئے نہ آیا تو اس شیر بیشہ شجاعت نے ان کو راہِ بھڑوں پر حملہ کیا اور ان کے بہادروں کو مار کر گرا دیا ان کے

خداوند کا حکم ہے کہ اسے جہنم میں ڈال دے

لوگوں کو اس پر کیا اور ان کے احوال پر تصرف کیا اور سب کو لے کر دینہ روانہ ہوئے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرخ کی خوشخبری ملی حضرت مصعب کے ساتھ استقبال کے لئے دینہ سے نکلے اور ایک فرخ کے قافلہ پر خود شہید فلک رسالت اور آسمانی امامت و ولایت بجا ہوئے۔ آنحضرت نے امیر المؤمنین کے چہرے پر سے اپنی جاودہ سے غبار پاک کیا اور دونوں آنکھوں کے درمیان برسہ دیا۔ اور دوئے اور فرمایا اے علی! میں خدا کا لشکر کرنا ہوں جس کے میرے ہاتھوں سے قوی کیے اور میری پیروی مطہر کی ہے اے علی! جس طرح مولیٰ نے خدا سے دعا کی تھی کہ ان کے ہاتھوں کے بھائی ہوں سے قوی کر دے اور ان کو ان کی رسالت میں شریک کر دے میں نے بھی تمہارے متعلق خدا سے یہی سوال کیا تھا اور اُس نے مجھے عطا فرمایا۔ پھر مصعب کی جانب رخ کر کے فرمایا کہ اے گروہ صحابہ غیب علی کے ہاں ہے میں تم پر طعن مت کرنا کیونکہ میں خدا کے حکم سے اُس کو دوست رکھتا ہوں۔ خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ اُس کو دوست رکھوں اور اُس کو اپنا مقرب بناؤں اے علی! جس نے تم کو دوست رکھا اُس نے مجھ کو دوست رکھا اور جس نے مجھ کو دوست رکھا اُس نے خدا کو دوست رکھا اور جو خدا کو دوست رکھتا ہے خدا اُس کو دوست رکھتا ہے۔ اور حق ہے کہ خدا نے دوستوں کو بہشت میں جگہ دے دی ہے اے علی! جس نے تم کو دشمن رکھا اُس نے مجھ کو دشمن رکھا اور جو مجھ کو دشمن رکھتا ہے وہ خدا کو دشمن رکھتا ہے اور جو خدا کو دشمن رکھتا ہے خدا بھی اُس کو دشمن رکھتا ہے اور اُس پر لعنت کرتا ہے۔ اور خدا پر لازم ہے کہ قیامت کے روز دشمنانِ علی کا کوئی عمل قبول نہ فرمائے جو کسی روایت میں منقول ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے ان کے ایک سو میں آدمیوں کو قتل کیا فرمایا تھا۔

تہذیب و ادب کا مکتبہ

فتح مکہ مکتبہ کا بیان!

شیخ مفید شیخ طبری اصفہانی شہر آشوب و خیر ہم نے روایت کی ہے کہ فتح مکہ ماورضان مشہور میں واقع ہوا اور معبر حدیثیں اسی پر دلائل کرتی ہیں۔ اکثر لوگوں کا بیان ہے کہ سوار تاریخ چاند کی تھی۔ بعض نے بیسویں تاریخ کہا ہے۔ اصفہانی کا سبب یہ تھا کہ جس سال حرمیہ میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریش سے صلح کی۔ خزاعہ کا قبیلہ حضرت کے لہان میں داخل ہو گیا اور قبیلہ کنانہ قریش کے لہان میں رہے۔ اس عہد پر دو سال گزرے تھے کہ ایک روز ایک طعن قبیلہ کنانہ کا آنحضرت کی جڑ بٹھا ہوا کر رہا تھا۔ قبیلہ خزاعہ کے ایک شخص نے اس کو فتح کیا کہ تجھ کو کیا حق ہے کہ ایسی چیزیں پڑھ رہا ہے۔ اگر دوبارہ سننا تو تیرا سننا توڑ دوں گا۔ کنانہ طعن نے نہ مانا اور دوبارہ جھگڑا۔ مروغزاعی نے ایک گھوڑا اس کے منہ پڑا۔ پھر دونوں نے اپنے اپنے قبیلوں کو

مہر کے لیے بکارا چونکہ خزانہ کی تعداد زیادہ تھی انہوں نے بھی سب کی مار کر حرم میں داخل کر دیا۔ اور اُن کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا۔ قریش نے گھوڑوں اور اسلحوں سے کٹہر کی مدد کی۔ یہ حال دیکھ کر وہیں سالم اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر آنحضرت کی خدمت میں آیا وہ واقعہ بیان کیا اور اشارہ کر کے جن میں چنداں آنحضرت سے نصرت کے واسطے میں تھے۔ حضرت نے فرمایا اسے مرو بس اتنی کافی ہے اور آخر کمالہ سمود میں تشریف لے گئے۔ پانی طلب کر کے غسل کیا۔ اُس کے غسل میں کہتے ہتھ تھے کہ اگر مدینہ کو مل گا تو میری بھی مدد کی جائے گی۔ پھر فارغ ہو کر باہر نکلے اور کہہ کلام کیا اور دعا کی پائے والے قریش کے ہاں سوں کو روکے تھے تاکہ ہم ان کی بے ضرری میں کہ میں داخل ہو جائیں۔ پھر علی بن ابراہیم شیخ طبری اور شیخ مفید وغیرہ نے متعدد مسندوں کے ساتھ دعایت کی ہے کہ حاطب بن مسلمہ ان ہو گیا تھا اور ہجرت کے مدینہ میں آگیا تھا اُس کے اہل و عیال مکہ میں تھے۔ چونکہ آنحضرت کے مکہ جانے سے قریش غافل تھے وہ لوگ حاطب کے عیال کے پاس آئے اور کہا کہ حاطب کے پاس خط لکھو اور دریافت کرو کہ آیا محمد وصلہ اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم کو کلامہ رکھتے ہیں یا نہیں خط کے جواب میں حاطب نے لکھ دیا کہ حضور مکہ پر چڑھائی کا اعلان رکھتے ہیں اور ایک صفیہ نامی عورت کو اور دوسری دعایت کے مطابق سارہ نامی کو جو ابراہیم کی آزاد کردہ کنیز تھی یہ خط دے کر کہہ دیا گیا۔ اس عورت نے وہ خط اپنے والوں میں بچھا لیا۔ مسیب وقت جبریل تالیل ہونے اور یہ خبر آنحضرت کو پہنچا دی۔ آنحضرت نے زبیر اور علی علیہ السلام کو اس عورت کے تعاقب میں بھیجا۔ جب وہ اُس کے پاس پہنچے وہ خط اُس سے مانگا وہ عورت دے لگی اور قسم کھا کر کہا کہ میرے پاس کوئی خط نہیں ہے۔ اور اُس کی تلاش بھی کی گئی مگر خط ملا۔ یہ لے کر کہا یا علی یہ قسم کھاتی ہے اور تلاشی کے باوجود خط نہیں ملا۔ افسوس علیہ او حضرت کو اطلاع دیں۔ جناب امیر نے فرمایا کہ خدا کے رسول نے خبر دی ہے کہ خط اُس کے پاس ہے اور آنحضرت نے جبریل سے سننے کی خبر جھوٹ نہیں بیان کی ہے اور نہ جبریل نے خدا پر جھوٹ باندھا ہے۔ یہ فرما کر تھوڑا نکالی اور فرمایا کہ اگر خط نہیں دے گی تو تجھ کو قتل کر دوں گا۔ تب اُس نے کہا اچھا وہ جھوٹ ہے تو میں خط دوں۔ پھر اُس نے اپنا منہ کھولا اور اپنے گیسوؤں میں سے خط نکال کر دید۔ جناب امیر وہ خط لے کر میز پر خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنحضرت نے منادی کوادی کہ مسلمان بھائیوں میں جمع ہوں۔ سب جمع ہوئے تو حضرت نے تشریف لے گئے وہ خط آپ کے ہاتھ میں تھا اور فرمایا کہ میں نے دعا کی تھی کہ خدا ہمارے حرم واطلہ کو قریش سے پوشیدہ رکھے اور ہم میں سے ایک شخص نہ ہمارے ادا سے اہل مکہ کو بددینہ خط اطلاع دینا چاہی۔ لہذا یہ خط لکھنے والا کھڑا ہو جائے۔ وہ وہی خدا اُس کو سوار کرے گی۔ یہ سن کر کوئی شخص کھڑا نہیں ہوا۔ پھر حضرت کے دوبارہ یہی بات کہی۔ اس پر حاطب اُٹھ کھڑا ہوا اور اس طرح کانپتے لگا جیسے تیز دھند بھائیوں میں خفا کی شاخ اُٹتی ہے۔ اور عرض کی یا رسول اللہ خط لکھنے والا میں ہوں لیکن نہ منافق ہوا ہوں اور نہ حضور کی رسالت و نبوت میں شک کرتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا پھر کہو یہ ایسا کیا عرض کی چونکہ میرے بال بچے مکہ میں ہیں اور وہاں میرے اور خاندان اور قبیلے والے نہیں ہیں مجھے خوف ہوا کہ مشرکین ان پر غالب ہوں گے اور مار ڈالیں گے۔ میں نے چاہا کہ آپ احسان کر دیں تاکہ میرے اہل و عیال کو نقصان نہ پہنچائیں۔ اور پھر مجھ سے دین میں شک و شبہ کی بنا پر نہیں مرزد ہوا۔

کے پاس حاضر ہوا۔ اُن سے بھی کوئی صورت معلوم نہ ہوئی۔ آخر علیؑ کے پاس پہنچا۔ انہوں نے میرے لئے یہ مناسب سمجھا کہ میں نے اُن کے کہنے پر عمل کیا اور واپس آگیا۔ قریش نے کہا علیؑ نے تمہارے ہر وقت بنایا۔ تو خود قریش کا دل دیتا ہے۔

غرض جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم دوسری بار رمضان المبارک روز جمعہ نماز عصر کے بعد مدینہ سے روانہ ہوئے اور ابولہبہ بن جہلؓ نے مدینہ میں غیظہ مقرر کیا اور ہر قوم کے بزرگوں کو طلب فرما کر کہہ دیا کہ اپنی اپنی قوم کو لے کر آؤ اور حضرتؐ کے ساتھ ہو جائیں۔ اور حضرتؐ تمام عمر باقرے منقول ہے کہ جب حضرتؐ مکہ کی جانب متوجہ ہونے لگے۔ جب کراخ انصم تک پہنچے تو فرمایا کہ سب لوگ مدینہ سے اظہار کر لیں اور خود بھی اظہار کر لیا اور بعض نے نہ کیا۔ جن لوگوں نے اظہار نہیں کیا ان کا نام عامی مکہ۔ وہ انہوں کی تمام اولاد کا قیامت تک عامی ہی نام پڑ گیا۔ حضرتؐ تمام عمر باقرے فرمایا میں اُن کے فرزندوں کو پہچانتا ہوں۔ غرض آنحضرتؐ مدینہ سے روانہ ہوئے اور مدینہ میں ایک پہنچے اُس وقت دس ہزار اشخاص حضرتؐ کے ہمراہ تھے۔ چنانچہ وہ مدینہ سے روانہ ہوئے۔ خداوند عالم نے آنحضرتؐ کے آنے کی خبر قریش سے پلا مشیدہ رکھی تھی۔ اسی رات ابوسفیانؓ اور حکیم بن خرازم اور بدیل بن ورقہؓ مکہ سے نکلے اور جناب جناس اُس سے پہلے ابوسفیانؓ بن الحارث اور عبداللہ بن عامرؓ کو لے کر آنحضرتؐ کے استقبال کے لئے نکل چکے تھے۔ اور وہ فتنہ الخباب میں حضرتؐ کے پاس پہنچ گئے تھے۔ آنحضرتؐ اپنے خیمہ میں تھے۔ اُس روز حضرتؐ کے پاس بان و عافقہؓ زیاد بن اسیدؓ تھے۔ انہوں نے عباسؓ کو دیکھا تو حضرتؐ کی خدمت میں جانے کی اجازت دے دی اور دو مردوں کو ابولہبہؓ کو دیا۔ جناب آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور سلام کیا اور کہا میرے باپ ماں آپ پر خطا ہوئی یہ آپ کے چچا اور بھائی کے لئے کہہ کر تہمت جوئے آپ کے پاس آئے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا مجھے ان کی فوجت نہیں ہے۔ میرے چچا زاد بھائی کے میری ہتھک حرمت کی ہے اور میرا بھائی زاد بھائی وہ ہے جو مکہ میں کہتا پھرتا تھا کہ جب تک میرے لئے زمین ہے ایک چشمہ یا ایک سونے کا مکان نہ لگاؤ گے یا آسمان پر جا کر نہ دکھائے گا یا اس نہ ڈالے گا۔ جس پر سنگسار ہر چلے گئے تو اس نے ان کی سفارش کی اور کہا میرے باپ ماں آپ پر خطا ہوئی یا رسول اللہ آپ کے چچا کا لڑکا تو ہر کہہ سکتا ہے اور وہ آپ کے احسان سے لوگوں میں سب سے زیادہ محروم نہیں ہو سکتا۔ اور میرا بھائی جو آپ کی بھینچ کا بیٹا ہے اور آپ کا داماد ہے اس کو محروم نہ کیجئے۔ اسی اشارہ میں ابولہبہؓ ابوسفیانؓ نے پکار کر کہا کہ یا رسول اللہ ہمارے لئے سوئٹ کے مانند ہو جائیے جیسا انہوں نے اپنے بھائیوں کے ساتھ سلوک کیا تھا۔ غرض آنحضرتؐ نے ان دونوں کو بلوایا اور ان کی توبہ قبول فرمائی۔ پھر عباسؓ نے کہا کہ اگر حضرتؐ مجھ و قہر کے ساتھ مکہ میں داخل ہوں گے تمام قریش سے اپنا ہواک ہو جائیں گے۔ پھر حضرتؐ عباسؓ نے فرمایا کہ میں نے اُردا اور اُردا ہر گھوٹنے لگے کہ شاید کوئی کڑا مارا یا مددہ فروش نظر آجائے تو اس کے ذریعہ کہہ دو ان کو آگاہ کر دیں تاکہ اُن کے سردار حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی مکہ کے لئے امان طلب کر لیں۔ اسی خیال میں تیزی سے چلے جا رہے تھے کہ ابوسفیانؓ بن حربؓ حکیم بن خرازم اور بدیل بن ورقہؓ کے نزدیک پہنچے ابوسفیانؓ بدیل سے پوچھ رہا تھا کہ یہ مددہ دوں تک کیسی روشنی ہے بدیل کہہ رہا تھا کہ قبیلہ خزاعہ کے لوگ ہیں۔ ابوسفیانؓ نے کہا قبیلہ خزاعہ کے لوگ تو فوٹے سے ہیں خدا آگ ان کے یہاں نہیں ہو سکتی

اٹھنا یہی قسم یاد رہی ہو گی۔ جناب عباسؓ نے ابو سفیانؓ کی آواز سن کر پہچان لی اور اس کو پکارا۔ اُس نے کہا اب تک تم کوئی اور عباسؓ نے کہا میں ہوں۔ ابو سفیانؓ نے کہا میرے پاس تم پر تھا ہوں یہ آگ کیسی ہے؟ فرمایا رسول خداؐ ہمارے ہزار مسلمانوں کے ساتھ آئے ہیں کہ میں داخل ہوں۔ ابو سفیانؓ گھبرا کر کہہ اٹھا کہ کیا تم چاہتے ہو؟ فرمایا میرے پیچھے بھاگ کر چلو۔ میں تیرے واسطے پیچھے سے لانا طلب کر رہا ہوں۔ جناب عباسؓ کہتے ہیں کہ میں نے اس کو اپنے پیچھے پیچھے سو کر لیا اور شکر طرہ پر کی طرف متوجہ ہوا۔ جس قبیلہ کے پاس سے ہم گذرتے تھے وہ مجھ کو پہچان کر استقبال کرتے تھے کہ رسول اللہؐ کے چاہے ہیں، چھوڑ دو کہ چلے جائیں یہاں تک کہ ہم عمر کے خیمے کے پاس پہنچ گئے۔ عمرؓ نے ابو سفیانؓ کو پہچان لیا اور کہا اے دشمن خدا! محمدؐ کے تو ہمارے قبضہ میں آگیا۔ اور آنحضرتؐ کے خیمے کی طرف دھکے۔ میں نے بھی اپنا بھروسہ دیا یہاں تک کہ ہم ایک آدھ حضرتؐ کے خیمے کے دروازہ پر پہنچے لیکن وہ بہت کے خیمے میں داخل ہو گئے اور کہا یا رسول اللہؐ ابو سفیانؓ کو جو کسی عہد و پیمان کے لئے ہیں اجازت دینا چاہیے کہ میں اس کی گردن مار دوں۔ اور عمرؓ کی ہمیشہ حالت غمی کہ کسی قیدی کو یا کسی بے بس کو دیکھتے تو ان کی بہادری کی آگ بھڑک جاتی تھی۔ لیکن میدان جنگ میں جب کسی دشمن کو دیکھتے تو اس کے مقابلہ سے گریز کر جاتے۔ اور کسی سرور کے میں کسی کے ان کی بہادری نہ دیکھی۔ عباسؓ کہتے ہیں کہ میں بھی داخل خیمہ ہوا اور حضرتؐ کے سر پرانے بیٹھ گیا اور عرض کی میرے پاس آپؐ پر تھا ہوں ابو سفیانؓ کو میں لایا ہوں۔ فرمایا اُس کو بٹو۔ عرض وہ سامنے آیا اور کہا بیت ذلت سے حضرتؐ کی خدمت میں کھڑا ہوا۔ حضرتؐ نے فرمایا کیا اب بھی وقت نہیں آیا کہ تو خدا کی وصیت اور میری رسالت کی گواہی دے؟ ابو سفیانؓ نے کہا میرے پاس ہوں آپؐ پر کس قدر آپؐ عظیم و کریم اور صلہ رحم کرنے والے ہیں۔ اگر خدا کے سوا کوئی دوسرا خدا ہوتا تو بعد و احد کے بعد ہماری فریاد کو پہنچتا۔ لیکن آپؐ کی نجات میں ابھی مجھے شک ہے۔ عباسؓ نے کہا شہادت دے اور حضرتؐ کی رسالت کا اقرار کرو ورنہ ابھی تیری گردن کاٹ دی جائے گی۔ یہ سن کر ابو سفیانؓ نے جھٹھا جان کے خوف سے کہا اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللهُ وَ اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللهِ اَس کی آواز کانپ رہی تھی اور زبان نکلت کر رہی تھی۔ پھر ابو سفیانؓ نے عباسؓ سے کہا کہ یہ بات دشمنی کو کیا کہی۔ عمرؓ نے کہا اُن کے منہ پر ہمارے ابو سفیانؓ نے کہ کچھ پرانے ہو گئے تھے یہ وہ گولی تو گنا ہے جو کو کیا جاتی ہے میں نے چاکے لڑکے سے گھٹو کر رہا ہوں اور تو وہ میان میں داخل ہوا ہوتا ہے جناب رسولؐ خداؐ نے فرمایا آج رات تو کس کس کو پاس بسر کرے گا؟ اُس نے کہا عباسؓ کے پاس رہوں گا۔ حضرتؐ نے عباسؓ سے فرمایا کہ اس کو اپنے خیمے میں لے جاؤ اور صبح کو حاضر کرتا برعایت قطب راوندی جب عباسؓ اس کو اپنے خیمے میں لے گئے وہ طعنوں پہنے آئے سے بہت تادم ہوا اور دل ہی دل میں کہتا تھا کہ کس نے اپنے حق میں یہاں کیا ہے جیسا کہ میں نے کیا کہ خود سے جو میں اپنے کو ظالم کر کے چھوڑتا ہوں تو خدا جل جلالہ کو جمع کرنا ممکن تھا کہ ان کو شکست دے دیتا۔ آنحضرتؐ نے اہل محاربت سے اپنے خیمے سے آواز دی کہ اگر ایسا کرتا تو خدا جل جلالہ کو شکست دے دیتا۔ خدا تعالیٰ پر تامل بتا جب صبح ہوئی تو ان کے انکار دی۔ ابو سفیانؓ نے کہا یہ کیسی آواز ہے؟ عباسؓ نے کہا یہ آنحضرتؐ کا آواز ہے اور لوگوں کو نماز کے لئے آگاہ کرتا ہے۔ اُنھوں نے حضورؐ کو اندانہ کے لئے حاضر ہو کر عباسؓ نے اُس کو جوڑ سکھایا اس نے دُعا کیا جب حضرتؐ کی خدمت میں اُس کو لے آئے اور کہا کہ حضرتؐ دُعا کر رہے ہیں اور مسلمان

حضرت عباسؓ کی حدیث سے ابو سفیانؓ کی اطلاع صحابہ سے آئی۔

یہ حدیث صحیح ہے اور اس میں کوئی شک نہیں۔

اپنے ہاتھوں کو حضرت کے ہاتھوں کے نیچے ٹکائے ہوئے ہیں اور دھوکے پالی کا ہر قطرہ جس کے ہاتھ آجاتا وہ اپنے منہ پر رکھ لیتا۔ ایروسیان کہتا ہے کہ میں نے بادشاہان ہم و روم کی بھی ایسی تعظیم ہوتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا جب انہیں صبح سے فراغت ہوئی جاس نے ایروسیان کو حضرت کی خدمت میں حاضر کیا۔ ایروسیان نے کہا یا رسول اللہ چاہتا ہوں کہ مجھے امانت دیجئے کہ اپنی قوم کو اس شخص جہاں اللہ اُن کو ڈاؤں اور غلہ رسول کی طرف اُن کو دعوت دے۔ حضرت نے اُس کو امانت دے دی۔ اُس نے پھر جہاں سے کہا کہ میں لوگوں سے کیا کہوں کہ وہ سلطان ہو جائیں۔ حضرت نے فرمایا ان سے کہو کہ جو شخص کو اللہ اور اللہ محمد رسول اللہ کے گاہ لڑائی سے ہاتھ اٹھا لے گا وہ امان میں ہے اور جو شخص کہہ سکے پاس بغیر سلاح جنگ کے جتھہ جائے امان میں ہے۔ جہاں سے لے لیا یا رسول اللہ ایروسیان ایسا شخص ہے جو فرقہ کو دوست رکھتا ہے وہ چاہتا ہے کہ اس کو کسی خاص شرف سے مشرف فرمائیے۔ حضرت نے فرمایا کہ جو شخص ایروسیان کے گھر میں داخل ہو جائے اس کو بھی امان ہے اور جو شخص اپنے گھر کے دروازہ کو بند کر کے گھر کے اندر بیٹھا ہے وہ بھی امان میں ہے۔ فرض ایروسیان روانہ ہوا جہاں سے کہا یا رسول اللہ ایروسیان وہ شخص ہے جس کی حیثیت میں کرو فریب ہے۔ یہاں مسلمانوں کو خوش رکھا ہے کہیں یا نہ ہو کہ اس کے دل میں کوئی فریب ہو حضرت نے فرمایا اچھا ہاؤ اس کو وہاں کے دانے پلے کر کھڑے رہو اور لشکر اسلام اور ہر سے گندے اللہ سب کو دیکھو۔ جہاں سے اُس کے پاس گئے تو اُس نے کہا اسے بنی ہاشم کیا میرے ساتھ فریب کیا ہے آپ نے فرمایا کہ کو معلوم ہو جائے گا کہ ہمارا کام فریب کے ساتھ نہیں ہوتا۔ تھوڑی دیر بعد تاکہ خدا کے لشکر کو تو مشاہدہ کرے۔ فرض لشکر روانہ ہوا۔ خالد بن ولید مسلمانوں کے ہتھے لشکر کے ساتھ گزرا تو ایروسیان سے پوچھا کہ یہ رسولی خلیفہ میں جتا ہے ہیں۔ جہاں سے کہا یہ خالد ہے لشکر کا ہراول۔ پھر زبیر قبیلہ جہنیہ کے شہا ہوں کے ساتھ گزرا۔ ایروسیان نے پوچھا یہ محمد مصطفیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں فرمایا نہیں یہ زبیر ہیں۔ فرض لشکر کا ہر گروہ اس طرح گزرتا تھا اللہ پوچھتا جاتا تھا کہ یہ محمد ہیں اور جہاں سے کہتے تھے نہیں یہ خلیفہ ہیں یہ فلاں ہیں یہاں تک کہ حضرت کا ظم نمود ہوا جو سعد بن حیدر انصاری کے ہاتھ میں تھا اور اُن کے ساتھ چاہتا تھا اور انصاری کے ظم تھے اور وہ لوگ سب کے سب اکٹبا حرب میں ڈوبے ہوئے تھے سوائے اُن کا انھوں کے اور کوئی عضو ظاہر نہ تھا۔ ایروسیان نے پوچھا یہ کوئی لوگ ہیں جہاں سے کہا یہ جہاں ہیں اور انصاری کے سرکردہ لوگ ہیں جو جناب رسول خدا سے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ آ رہے ہیں۔ ایروسیان نے کہا تمہارے برادر ناد نے عظیم بادشاہی حاصل کر لی ہے جہاں سے کہا یہ بادشاہی نہیں ہے بلکہ پیغمبری ہے۔ ایروسیان نے خوف کے سبب اتر کر کیا۔ جب سعد ایروسیان کے پاس پہنچے کہا اسے (و حنظل آج کا دن جنگ کا دن ہے۔ آج کا دن تیرا وہ دن ہے جبکہ ناموس قیدی بنائے جائیں گے۔ لے قبیلہ اور مس و خندرج آج اپنے مقتولین کا بدلہ لو گے۔ ایروسیان نے سعد کی یہ گفتگو سنی تو جہاں سے کہا کہ چھوڑ دیا اور صفوں کو چیر کر پھاڑنا آنحضرت کی خدمت میں پہنچا اور دعا کا مہارک کو ہوسہ سے کہہا میرے آپ میں آپ پر خدا ہوں حضور نہیں ٹھٹھے ہیں جو سعد کہہ رہے ہیں۔ اور سعد کی باتیں بیان کیں۔ حضرت نے فرمایا جو کچھ سعد نے کہا ہے اُن میں سے ایک بات بھی نہ ہوگی۔ پھر حضرت نے انیسویں صفر سے فرمایا کہ جا کر ظم سعد سے لے لو۔ اور نہایت شفقت و رحمت کے اعزاز میں مکہ میں داخل ہو۔

ایروسیان کا لشکر اسلام کا ہر گروہ اس طرح گزرتا تھا اللہ پوچھتا جاتا تھا کہ یہ محمد ہیں اور جہاں سے کہتے تھے نہیں یہ خلیفہ ہیں یہ فلاں ہیں یہاں تک کہ حضرت کا ظم نمود ہوا جو سعد بن حیدر انصاری کے ہاتھ میں تھا اور اُن کے ساتھ چاہتا تھا اور انصاری کے ظم تھے اور وہ لوگ سب کے سب اکٹبا حرب میں ڈوبے ہوئے تھے سوائے اُن کا انھوں کے اور کوئی عضو ظاہر نہ تھا۔ ایروسیان نے پوچھا یہ کوئی لوگ ہیں جہاں سے کہا یہ جہاں ہیں اور انصاری کے سرکردہ لوگ ہیں جو جناب رسول خدا سے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ آ رہے ہیں۔ ایروسیان نے کہا تمہارے برادر ناد نے عظیم بادشاہی حاصل کر لی ہے جہاں سے کہا یہ بادشاہی نہیں ہے بلکہ پیغمبری ہے۔ ایروسیان نے خوف کے سبب اتر کر کیا۔ جب سعد ایروسیان کے پاس پہنچے کہا اسے (و حنظل آج کا دن جنگ کا دن ہے۔ آج کا دن تیرا وہ دن ہے جبکہ ناموس قیدی بنائے جائیں گے۔ لے قبیلہ اور مس و خندرج آج اپنے مقتولین کا بدلہ لو گے۔ ایروسیان نے سعد کی یہ گفتگو سنی تو جہاں سے کہا کہ چھوڑ دیا اور صفوں کو چیر کر پھاڑنا آنحضرت کی خدمت میں پہنچا اور دعا کا مہارک کو ہوسہ سے کہہا میرے آپ میں آپ پر خدا ہوں حضور نہیں ٹھٹھے ہیں جو سعد کہہ رہے ہیں۔ اور سعد کی باتیں بیان کیں۔ حضرت نے فرمایا جو کچھ سعد نے کہا ہے اُن میں سے ایک بات بھی نہ ہوگی۔ پھر حضرت نے انیسویں صفر سے فرمایا کہ جا کر ظم سعد سے لے لو۔ اور نہایت شفقت و رحمت کے اعزاز میں مکہ میں داخل ہو۔

جناب امیر علیہ السلام کے بڑے اور سادے علم لے لیا اور فتح و فیر وادی کے ساتھ مکہ میں داخل ہوئے۔ اُس
روز حکیم بن ظلام اور ہرمل بن وردک اور جیسری مطہم مسلمان ہوئے۔ ابوسفیان اپنا گھوڑا دوڑاتا ہوا مکہ میں داخل
ہوا اور لشکر اسلام سے غبار پہاڑوں کی چوٹیوں سے بلند ہوا قریش کو حضرت کے آنے کی خبر نہ تھی۔ ابوسفیان
شیشی راستوں سے مکہ میں آیا گھوڑے کو دوڑاتا ہوا مکہ میں آیا قریش اُس کے استقبال کے لئے آئے اور پوچھا
کیا خبر ہے اور غبار جو پہاڑوں سے بلند ہے کیسا ہے؟ اُس نے کہا محمد رحمة اللہ علیہ قاتلہ دلم ہیں لشکر عظیم کے
ساتھ آ رہے ہیں۔ اور چوکر کہا کہ اے آل غالب اپنے اپنے گھروں میں بھاگ جاؤ جو شخص میرے مکان میں داخل
ہو جائے گا مارا جائے گا۔ ہند طونہ نے یہ سنا تو لوگوں کو ترغیب دی۔ کہنے لگی جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ اور اس
مرد خطیث پر مشرے کو یعنی ابوسفیان کو قتل کرو۔ خدا اس پر لعنت کرے کیسی بُری خبر لے کر آیا ہے اور تمہارے لئے
بڑا قاصد ہے۔ ابوسفیان نے کہا وائے جو تجھ پر میں نے ایسی حکومت و سلطنت دیکھی ہے کہ بہت جلد بادشاہی روم
پر جم و مل کہہ دیکر مسلمان ہو جائیں گے۔ خاموشی کے حق غالب آگیا اور ملازمین نزدیک ہیں۔ اُدھر حضرت نے مسلمانوں
کو تاکید فرمادی کہ مکہ میں کسی کو قتل نہ کیا جائے مگر اس کو جو جنگ کا ارادہ رکھتا ہو سوائے اُن چند اشخاص کے جنہوں
نے حضرت کو بہت آزار و تکلیف پہنچائی تھی۔ جیسے عقیس بن صبا اور عبد اللہ بن سعد بن ابی مسرح اور عبد اللہ بن
خطل اور ذکوانہ والی عورتوں کے جو گناہ کا کہ حضرت کی جو کرتی تھیں۔ اُن کے قتل کا حکم دیا ہر چند کہہ کے پرہیز
لئے ہوں۔ سید بن حرث اور عمار بن یاسر نے اپنا قتل کو کہہ کے پردے سے پھنسے ہوئے دیکھا۔ ان دونوں نے اس کو
قتل کرنے میں سبقت کی لیکن اس کے قتل کی سعادت سید کو حاصل ہوئی۔ عقیس بن صبا بازار میں قتل کیا گیا۔ جناب
امیر المومنین نے ان دونوں میں سے ایک صلیب صحت کو قتل کیا اور دوسری عورت بھاگ گئی۔ اور حرث بن نفیل کو کعب
کو بھی حضرت علیؑ ہی نے قتل کیا۔ اور جناب امیر کو خبر ملی کہ اُن کی ہشیرہ ام دانی نے بنی مخزوم کے ایک گروہ کو
ملاں دے دی ہے جن میں عاتق بن ہشام اور قیس بن اسلم بھی ہیں۔ تو آپ نے وہ خود وہیں کرام دانی کے صفاء
پر گئے اور آواز دی کہ جس کو تمہارے ہاتھ دی ہے باہر نکالو۔ وہ لوگ یہ صد لشکر کا پھنسے گئے۔ ام دانی باہر
آئیں اور اسلحے میں پوشیدہ ہونے کے سبب حضرت کو نہیں پہچانا۔ کہا اسے بندہ خدا میں رسول اللہ کی
چھاننا وہیں امیر المومنین کی ہشیرہ ہوں میرے گھر سے واپس جاؤ۔ حضرت نے فرمایا ان لوگوں کو باہر نکالو۔
ام دانی نے کہا خدا کی قسم میں تمہاری شکایت رسول خدا سے کروں گی۔ یہ لشکر حضرت نے اپنا خود سر سے اُتاریا
تو آپ کی پیشانی ظاہر ہو گئی۔ ام دانی نے ان کو پہچان لیا اور دھڑک کر لپٹ گئیں اور کہا میں تم پر داری میں نے قسم
کھائی ہے کہ تمہاری شکایت کروں گی۔ حضرت نے فرمایا جاؤ اور اپنی قسم پوری کرو۔ حضرت رسول خدا راوی کے
اوپر کھڑے ہیں عرض ام دانی حضرت کی خدمت میں آئیں جس وقت کہ حضرت کا خیر نصیب ہو چکا تھا اور حضرت
غسل فرما رہے تھے اور جناب فاطمہ آنحضرت کی خدمت میں تھیں۔ حضرت نے ام دانی کی آواز سنی تو اُن کو
پہچان لیا اور فرمایا مرحبا اسے ام دانی خوب آئیں۔ ام دانی نے کہا میرے ہاتھ پاؤں آپ پر خدا ہوں آج علیؑ سے
میں نے کیا دیکھا۔ حضرت نے فرمایا کہ جس کو تم نے ملاں دے دی میں نے بھی ملاں دے دی۔ جناب فاطمہ نے
فرمایا اسے ام دانی علیؑ کی شکایت کرنے آئی جو جنہوں نے خدا و رسولؐ کے دشمنوں کو خوفزدہ کر رکھا ہے۔ ام دانی نے

کہا میں تم پر فدا ہوں میرا حضور صاف کرو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خداوند عالم علیؑ کی کوشش کی نیکی جزا عطا فرمائے جو راہِ خلاص کسی کی رعایت نہیں کرتے۔ میں نے امان دی اُس کو جس کو امان دانی نے امان دی ہے اُس فرابت کے سبب سے جو علیؑ سے رکھتی ہیں۔

شیخ طبرسی نے بسند صحیح حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ فتح مکہ کے روز مکہ میں داخل ہوئے پوچھا کہ کہہ کی چالی کس کے پاس ہے لوگوں نے کہا شیبہ کی ماں کے پاس ہے حضرت نے شیبہ کو بلایا اور فرمایا کہ اپنی ماں سے چالی مانگ لاؤ۔ اُس نے اپنی ماں سے جا کر حضرتؐ کا پیغام پہنچایا اُس نے کہا جا کر کہہ دو کہ آپؐ نے ہمارے مردوں کو قتل کر دیا اب چاہئے ہیں کہ کہہ کی چالی جو ہماری عزت و وقار کا ذریعہ ہے اس کو بھی ہم سے لے لیں۔ حضرتؐ نے یہ سنکر فرمایا کہ کہہ دو کہ وہ چالی بیچ دے وہ اُس کے قتل کا حکم دے دوں گا۔ جب یہ سنا تو اُس نے اپنے بیٹے کے ہاتھ چالی حضرتؐ کی خدمت میں بھیج دی۔ حضرتؐ نے چالی لے کر فرمایا کہ مگر بلاؤ۔ وہ حاضر ہوئے تو فرمایا تم نے میری کذیب کی تھی اور میرے خواب کو جھوٹ سمجھا ہے میرے خواب کی تعبیر پھر حضرتؐ نے کہہ کو کھولا اور کھجیوں کو پوشیدہ کر دیا۔ اُسی روز سے یہ مقرر ہو گیا کہ جب کہہ کو کھولتے ہیں کھجیوں کو پٹھیا دیتے ہیں۔ حضرتؐ نے اس کے لڑکے کو بچھا اور اُس کی چادر میں کٹی مکہ دی اور فرمایا لے جا کر کٹی اپنی ماں کو دے دو اور کہہ کو یہ تہا سے ہی پاس رہے گی۔ اور آج تک کہہ کی کھید بروہی دلاؤ شیبہ میں مستقل ہے اور حضرت صاحبِ لاثر اُن سے کبھی نہیں گے۔ اور اُن کے ہاتھوں کو قطع کریں گے اور کہہ پر چلا دیں گے اور خدا دیں گے کہ یہ لوگ کہہ کے چود ہیں۔

کھینی نے بسند صحیح حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے جزا اسماعیلؑ میں تین تلوں ساتھ ثبت رکھے ہوئے تھے۔ حضرتؐ جس بُت کے پاس پہنچتے اپنے عصا سوا سکی آنکھ یا شکم پر مارتے اور فرماتے جَاءَ الْحَقُّ وَرَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا رَپِ تَابِثِ سَدَةِ عَنِ اسْمَاعِيلِ مَحْنِ اُگیا اور باطل مٹ گیا اور باطل ہٹنے والا ہی ہے۔ اُسی وقت وہ بُت منہ کے بل گر پڑا اور اہل مکہ دل ہی دل میں کہتے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر ہم نے کوئی ساحر نہیں دیکھا۔

ابن ماجہ نے بسند صحیح حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہؐ جب فتح مکہ کے روز داخل مکہ ہوئے کو وہ صفا پر کھڑے ہو کر فرمایا اے فرزندانِ اشم اللہ! فرزندانِ حمدا! طلب میں تمہاری طرف خدا کا رسول آیا ہوں تم کہہ دو کہ محمدؐ ہم میں سے ہیں اور جو ہا ہو کہ خدا کی قسم تم میں یا غیر میں سے میرا وہی دوست ہے جو پرہیزگار ہے۔ ایسا نہ ہو کہ قیامت کے روز تم اپنی گردنوں پر دنیا کا وبال لادے ہوئے آؤ اور وہ سر سے آخرت کا ثواب اپنی گردنوں پر لٹے ہوئے ہوں۔ میں نے اپنے اور خدا کے درمیان تم پر خدا طبع کر دیا اور حجت تمام کر دی۔ میرا عمل میرے ساتھ اور تمہارا عمل تمہارے ساتھ ہو گا۔ مجھ کو تمہارے عمل کے بدلے گرفتار کریں گے۔ کھینی اور علی بن ابیہم نے بسند ہائے معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ روز فتح مکہ مسجد میں بیٹھے ہوئے لوگوں سے بیعت لے رہے تھے۔ نماز ظہر کا وقت آیا تو حضرتؐ نے نماز ادا کی۔ پھر بیعت لینے لگے۔ عصر کا وقت آیا تو نماز سے فارغ ہو کر دونوں سے بیعت لینے کے لئے بیٹھے تو خدا نے یہ آیتیں نازل

فَرَأَيْنَا أَكْبَادًا تَقْدُمُ الْمُؤْمِنِينَ يَا بَنَاتِ عَلَى أَنْ لَا يُشْرِكَنَّ بِاللَّهِ شَيْئًا قَدْ
 لَا يُشْرِكُنَّ وَلَا يُزِيلُنَّ وَلَا يَقْتُلُنَّ أُولَٰئِكَ هُنَّ بَنَاتُ بَنِي إِسْرَافِيلَ
 آيِدِيَهُنَّ وَأَوْجُهُنَّ وَلَا يَصْبِيغُنَّ فِي مَعْرُوفٍ كَمَا يَنْهَوْنَ وَأَسْتَفِيزُ لَكُنَّ عِلَاسًا
 إِنَّ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ رَجِيحُوهَا رَحْمَةً أَيْ هُوَ مَعْنَى جِبِّ تَهْلَسُ بِاسْمِ مَوْلَانَهُ عَوْدَتِي أَنِّي
 تاکہ بیعت کریں ان باتوں پر کہ خدا کے ساتھ کسی کو شریک قرار نہ دیں گی، چھدی نہ کریں گی، نہ ناز نہ کریں گی اور اپنی
 اولاد کو قتل نہ کریں گی اور کسی پر بہتان اپنے ہاتھوں اور پیروں سے نہ باندھیں گی یعنی دوسروں کی اولاد کو
 اپنے شوہر سے منسوب نہ کریں گی اور تمہاری نافرمانی نہ کریں گی اور ہر امر نیک کو جس کا تم ان کو حکم دے گے عمل
 میں لادیں گی تو ان سے بیعت لے لو اور خدا سے ان کے واسطے امر ریش طلب کرو جبکہ خدا بڑا بخشنے والا اور
 مہربان ہے جب حضرت نے یہ باتیں پڑھ کر ان کو سنا نہیں تو ہند نے کہا ہم نے لڑکوں کو پال کر بڑا کیا اور تم نے
 ان کو قتل کیا۔ ام حکیم بنت حارث بن ہشام نے جو حکمران ہندو ہیں ان کی زود بھی کہا یا رسول اللہ وہ کون سا مرد
 رحیم ہے جس کے ہاں میں خدا نے فرمایا ہے کہ آپ کی مخالفت نہ کریں۔ حضرت نے فرمایا مصیبتوں میں اپنے منہ پر
 طمانچہ مت لادو، اپنے رخساروں کو گدھی مت کدو، اپنے بال مت جو جو اور گریبان نہ پھاڑو، اپنے لباس کو
 سیاہ مت کرو اور عورت مت کرو۔ فرض ابھی شرطوں پر ان سے بیعت لی۔ پھر عورتوں نے کہا یا رسول اللہ
 آپ سے ہم کس طرح بیعت کریں؟ حضرت نے فرمایا میں عورتوں کے ہاتھوں پر ہاتھ نہیں رکھتا۔ پھر ایک بیالے
 میں مانی منگوا یا اور اپنا دست مبارک اُس میں ڈال دیا اور نکال لیا اور فرمایا کہ اپنے ہاتھوں کو قدر میں داخل کرو
 یہی تمہاری بیعت ہے۔ امام نے فرمایا کہ جناب رسول خدا صلی علیہ وآلہ وسلم کا دست طاہر اُس سے پاکیزہ تھا
 کہ تاخروم عورتوں کے ہاتھوں میں اپنا۔ شیخ طبری نے دعائیت کی ہے کہ حضرت نے کو حفا پر عورتوں سے
 بیعت لی۔ ہندو جو خورہ خون چہرے پر نقاب ڈالے ہوئے عورتوں کے درمیان مٹی تھی اور حضرت کی جانب سے
 خوف و رحم تھی۔ جب حضرت نے فرمایا کہ میں تم سے اس شرط پر بیعت لیتا ہوں کہ شرک مت کرنا ہند نے کہا
 ہم سے شرطیں لیتے ہیں اور مردوں سے نہیں لیں جب حضرت نے فرمایا کہ چھدی نہ کرنا تو ہندو بولی کہ ہوسٹیاں ایک
 مرد نہیں ہے اُس کے مال میں سے میں نے کھانے لیا ہے نہیں معلوم اُس نے وہ میرے لیے حلال کیا یا نہیں۔ یہ
 سنکر ہوسٹیاں نے کہا کہ جبکہ تو نے کھلی وہ بھی اور آئندہ جو ادا لے گی وہ سب میں نے تیرے لیے حلال کیا۔ حضرت
 پر سنکر مسکرائے اور اُس کو پہچان کر فرمایا کہ تو ہی ہند ہے جس کی لڑکی اُس نے کہا ہاں۔ جو کچھ گذر چکا اسے معاف
 فرما دیجئے تاکہ خدا آپ کو معاف کرے۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ زنا مت کرنا۔ ہند نے کہا کیا آزاد عورت بھی زنا کرتی
 ہے۔ یہ سنکر غصے سے اس نے کہا کہ ایام جاہلیت میں اُس سے زنا کر چکے تھے اور ہند مشہور زنا کار تھی اور معاویہ
 زنا ہی سے پیدا ہوا تھا۔ پھر حضرت نے فرمایا اپنی اولاد کو مت مار ڈالتا۔ ہند نے کہا ہم نے اپنی اولاد کو چھوٹے سے
 بڑا کیا اور آپ نے ان کو قتل کیا۔ ادھیہ اس سبب سے کہا تھا کہ ہند کی جنگ میں ہاس کے بیٹے خطلہ کا امیر المومنین
 نے قتل کیا تھا پھر حضرت نے یہ سنکر متهم فرمایا۔ پھر جب حضرت نے فرمایا کہ کسی پر بہتان نہ لگانا ہند نے کہا بہتان
 ایک فعل قبیح ہے آپ ہم کو رش و مکار اور اخلاق پسندیدہ کا حکم دیتے ہیں جب حضرت نے فرمایا کہ اگر عورتوں

اور ان سے آنحضرت کو رش و مکار کے ساتھ بیعت لینا۔

ہندو اور عورتوں کا حق نہ تھا کہ اس سے بیعت کریں۔

ہیں نافرمانی مت کرنا۔ ہندو کہہ رہے ہیں کہ ہم جب یہاں بیٹھے ہیں امید نہیں کہ آپ کی نافرمانی کریں گے۔

ابن شہر آشوب نے معایت کی ہے کہ ہذا فتح مکہ عثمان بن ابی ظفر حبشی کہہ گا وہ زمانہ ہند کہے کوئی پروردگار
نہاں سے کہا کہ کنجی دے دے رسول خدا مانگ رہے ہیں اس نے کہا اگر میں جانتا کہ وہ خدا کے رسول ہیں
تو کنجی ان سے نہ روکتا یہ شکر امیر المؤمنین کہہ کی بھت ہوئے اور اس کا ہاتھ مروڑ کر چابی چھین لی اور حضرت مکی
خدمت میں حاضر کی۔ حضرت نے وہ زمانہ کو وہ کہہ میں داخل ہونے اور وہ وقت نماز پر شعی۔ جب وہ پہنچے
تو جہاں بیٹھے ان سے پوچھا کہ چالی اس کو واپس دیں گے؟ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ
اَنْ تُوَفَّوْا عَقْدًا اِنْ اِذَا اٰهْلًا دَارٍ اَبَتْ سُوْرَةُ النِّسَاءِ (ترجمہ) اسے ایمان والو خدا تمہیں حکم دیتا ہے کہ
لوگوں کی امانتیں ان کے حوالے کر دو۔ تو حضرت نے عثمان کو بلا کر کنجی اس کو دے دی۔ جب اس نے سنا کہ خدا
نے یہ حکم دیا ہے تو وہ مسلمان ہو گیا۔

مجاہدین نے حضرت صادقؑ سے دعایت کی ہے کہ یہ فتح کمرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قریش کے بتوں کو مسجد سے باہر کر دیں اور تھوڑے دنوں میں قریش کا ایک بت کہ عمروہ پر رکھا جاتا تھا انہوں نے حضرتؑ سے التجا کی کہ اس کو نہ توڑیں۔ حضرتؑ نے تھوڑا سا مل کیا پھر فرمایا کہ اس کو بھی توڑ دو الراس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔
وَلَوْلَا اَنْ يَّبْتَثَنَ لَفَلَّ كَثُفٌ مِّنْ رَّكُنٍ اَلَيْسَ سَيِّئًا مَّا عَلِيًّا (چلے آیت سجدہ بنو اسرائیل مگر ایسا نہ ہوتا کہ ہم تم کو ثابت رکھتے بیشک نزدیک تھا کہ تم میں کی جانب ہجرت جاتے۔)

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب حق تعالیٰ نے محمد مصطفیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مکہ میں مبعوث فرمایا اور آپ نے اپنی دعوت عظیمہ شروع کی اور اپنی دلیلین ظاہر و باہر بیان کرنا شروع کیں اور ان کے نزدیکوں کو توحید کی پرستش میں علامتیں کیں تو سب کے سب دشمنی پر تیار ہو گئے اور آنحضرت کے ساتھ جیسے برتاؤ کرنے لگے اور مسجدوں اور مکانوں کو برباد و ضائع کرنے پر تل گئے جن کو محمد مصطفیٰ علیہم السلام اور ان کے دوستوں نے کعبہ کے گرد خدا کی جہاد اور اس کے دین کی طرف دعوت دینے کے لئے تعمیر کیا تھا۔ اور مشرکین نے ان کی ایذا دہی اور نقصان رسانی میں کوئی کسر اٹھانہ دی اور آنحضرت کو اس قدر مستیلا کہ آپ کو چھوڑا کہ مظلوم ترک کر کے درینہ طیبہ کی طرف ہجرت کر پڑی۔ اور مکہ سے روانگی کے وقت مکہ کی طرف منہ کر کے فرمایا کہ خدا جانتا ہے کہ میں تجھ کو دوست رکھتا ہوں۔ اگر تیرے ساکنین مجھ کو نہ نکالتے تو کسی شہر کو تجھ پر ترجیح نہ دیتا۔ اور وہ کسی مقام کو پسند نہیں کرتا ہوں۔ تیری مفارقت مجھ پر بہت شاق ہے۔ اسی وقت جبریلؑ نازل ہوئے کہ خداوند بلند و برتر آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ بہت جلد آپ کو اس شہر میں واپس لائے گا آپ مظلوم و منصور و طاقت و سلامتی کے ساتھ اور غالب ہو کر آئیں گے جیسا کہ فرمایا ہے إِنَّ الْآلِیْنَ قَرَارٌ عَذِيبٌ الْقُرْآنُ كَرَامٌ لِّآلِیْهِ مَعَادٍ رَّحِیْمٌ (قصص) بیشک جس نے تم پر قرآن کا پہنچانا و واجب کیا ہے قیامت و تمہاری وطن میں تم کو واپس لائے گا۔ جب حضرت نے خدا کے اس وعدہ کی خبر اپنے اصحاب کو دی اور اہل مکہ نے بھی سنا تو انہوں نے مذاق اڑایا اور یہ بات یقین نہ کی کہ کبھی آنحضرتؐ مکہ کی طرف واپس آئیں گے۔ پھر خداوند عالم نے یہ اطلاع بھیجی کہ بہت جلد میں اہل مکہ پر تم کو فوجیاب کروں گا اور اس شہر میں میرا حکم نافذ ہوگا۔ اور جلد مشرکین کو کعبہ

میں داخل ہونے سے روک دوں گا کہ اُن سے ایک بھی داخل نہ ہوگا لیکن پوشیدہ طور سے خوفزدہ اور قتل سے ڈستا ہوا۔ تو خدا کا یہ وعدہ پورا ہوا اور حضرت نے کہ حج کیا تو غالب ہو کر داخل کہ ہوئے اعدائے کا حکم دیا جا رہی ہوا اور عتاب بن اسید کو اپنے امیر مقرر فرمایا۔ جب پہلی مکہ کو اُس کا امیر ہونا معلوم ہوا تو کہنے لگے کہ محمدؐ ہمیشہ ہمارے حقوق پامال کرتے اور ہم کو ذلیل کرتے ہیں یہاں تک کہ انھارے سارے لشکے کو ہمارا حاکم بنا دیا۔ حالانکہ ہم میں صاحبانِ عقل و تدبیر بزرگ موجود ہیں اور ہم جرمِ خدا کے سلیہ ہیں اور ہمارا شہر زمین پر سب سے بہتر خطہ ہے۔ حضرت نے عتاب کی امدت کے لیے جو حجر پر لکھی اُس کا منہ نامہ کیوں مرقوم فرمایا کہ یہ نامہ ہے محمدؐ رسولِ خدا رحمتِ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے خاتمِ خدا کے جہانوں اور جہادوں کے نام۔ اہلِ بدعت میں سے جو بھی خدا اور خدا کے رسول محمدؐ پر ایمان لایا ہے اعدائے کے اقوال کی تصدیق کرتا ہے اعدائے کے کردار کو صحیح سمجھتا ہے اور محمدؐ کے بعد ملنے سے جو اُن کے بھائی اور وصی اور بہترین خلق ہیں دوستی و محبت رکھتا ہے تو وہ ہم میں سے ہے اور اُس کی بازگشت ہماری طرف ہے اور جو شخص ان میں سے کسی ایک کی مخالفت کرتا ہے تو وہ ہم میں سے ہے کیونکہ وہ اہلِ جہنم سے ہے اور خدا اُس کے کسی اعمال کو قبول نہ کرے گا اگرچہ بہت بندہ عظیم ہو۔ وہ ہمیشہ جہنم میں عذاب الہی میں مبتلا ہے گا۔ بیشک محمدؐ خدا کے رسولؐ نے عتاب بن اسید پر لازم قرار دیا ہے اور کہا ہے احکام اور اصلاح اُس کے سپرد کیا ہے تاکہ وہ جہاں سے داخل لوگوں کو تدبیر کرے اور جہانوں کو تعلیم دے اور انھارے پریشانی کے مٹانے کی اصلاح کرے۔ اور جو شخص احکام الہی سے انحراف کرے اُس کو سزا دے۔ اور اُس کو اس لیے تہذیباً حاکم قرار دیا ہے کہ میں جانتا ہوں کہ محمدؐ سے فضل شرف میں زیادہ ہے اور محمدؐ رسولِ خدا کی محبت اہلِ دینی خدا کی دوستی رکھتا ہے لہذا وہ ہمارا خادم اور دین میں ہمارا بھائی ہے۔ ہمارے دوستوں کا دعوت اور ہمارے دشمنوں کا دشمن ہے اور تہذیب و اصلاح کا سایہ دار آسمان اور راحتِ رساں زمین اور چمکنے والا آفتاب ہے۔ خدا نے اس کو تم سب پر محمدؐ اور علیؑ کی آلِ طاہرہ و طہیم الصلوٰۃ والسلام کی محبت اور دوستی میں فضیلت دی ہے۔ وہ تہذیباً حاکم ہے کہ خدا کا حکم تہذیب و دینا جاری کرے خدا اُس سے اپنی توفیق بے طرف نہ کرے جس طرح اُس کے دل کو محبت محمدؐ علیؑ طہیم السلام سے مملو فرمایا ہے۔ اُس کو کسی معاملہ میں مجھ سے خط و کتابت کے ذریعہ صلاح و مشورہ کی ضرورت نہ ہوگی۔ جبکہ تہذیب اور اُس کے درمیان آمد و آمد کے خدا اُن کے بارے میں اُس پر صحیح صحت الہام فرمائے گا۔ لہذا تم میں سے جو شخص اُس کی اطاعت کرے گا خدا سے بہتر بدلہ اور عمدہ اجر کا امیدوار ہوگا۔ اور جو شخص اُس کی مخالفت کرے گا تو خدا کے عذابِ سخت میں مبتلا ہوگا۔ اور اس کی محسنی کو تم میں سے کوئی اُس کی مخالفت کا بہانہ قرار نہ دے۔ کیونکہ عمر کی زیادتی کے سبب کوئی افضل نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ جو افضل ہوتا ہے وہی بزرگ تر ہوتا ہے اور وہ جہاد سے دوستوں کی دوستی اور دشمنوں کے ساتھ دشمنی میں تم سے بہت زیادہ ہے اسی سبب سے ہم نے اُس کو تم پر امیر مقرر کیا ہے۔ لہذا جو اس کی اطاعت کرے کیا کہتا ہے اس کی سعادت مند ہے گا۔ اور جو شخص اس کی مخالفت کرے گا اُس کا عذاب و دوسروں کی گردن پر نہ ہوگا۔ عتاب اس پر فائز سرور کائنات کو ہے کہ عادیہ مکہ ہوا اور اُن کے مجمع میں کھڑا ہوا اور کہا اسے گردِ اہلِ مکہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محمدؐ کو

انصاف کا ایک اور حکم ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے امیر یا حاکم کی مخالفت کرے تو وہ جہنم میں ہے۔

تمہاری طرف سے یہاں ہے کہ تمہارے منافقوں کے واسطے جلاؤ ڈالنے والا انگارہ ہوں اور تمہارے مومنین کے لیے رحمت و برکت ثابت ہوں اور میں مومن و منافق کو بکڑی پیپا بنا ہوں اور بہت جلد نماز کے لیے منادی کراؤں گا جس میں تم لوگ حاضر ہو۔ اس وقت میں دیکھوں گا جو تم میں سے مسلمانوں کی جماعت میں حاضر ہوگا اس پر جو مومنین کے احکام کروں گا اور جو حاضر ہوگا اگر اس کا کوئی معقول غرض ہوگا تو اس کو معذور سمجھوں گا ورنہ خداوند متعال کے حکم کے مطابق اس کی گردن اڑا دوں گا تاکہ حرم خدا کو منافقوں کے تباہ و خراب وجود سے پاک کر دوں۔

یاد رکھو کہ صدق و سچائی امانت ہے اور ہر جھوٹ اور غور خیانت ہے۔ اور گناہ و بدکاری کسی جماعت میں رائج نہیں ہوتی مگر یہ کہ خدا آئینہ ذلت و خوارگی مستطافا تا ہے۔ اور جان لو کہ تمہارے قوی لوگ میرے نزدیک کمزور ہیں جب تک کہ کمزوروں کا حق ان سے نہ لادوں گا، اور تمہارے کمزور لوگ میرے نزدیک قوی ہیں جب تک ان کا حق سرکشوں سے نہ لے لوں۔ لہذا خدا سے ڈرو اور اپنی جانوں کو اس کی اطاعت میں شہید بنناؤ اور اپنے خسران کو اپنے پروردگار کی مخالفت میں ذلیل مت کرو۔ فرض حکم الہی حق و عدالت کے ساتھ ان میں جاری کیا اور مومنین کو عزیز اور منافقوں کو ذلیل کیا۔

چوالیسواں باب

غزوہ حنین اور اُس کے قبل و بعد غزوہ تبوک تک کے تمام حالات

شیخ مفید شیخ طبری اللہ و سرے مؤرخین و محدثین نے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتح مکہ کے بعد مکہ کے اطراف میں لشکر بھیجے تاکہ قبائل عرب کو اسلام کی دعوت دیں ان کو جنگ کا حکم نہیں دیا تھا۔ اسی سلسلہ میں غالبہ بن عبد اللہ بنی مدعی کی طرف روانہ کیا انہوں نے کہا نہ ہم تمہارے بھروسہ پہنچ سکتے ہیں نہ تمہارے ساتھ رہتے جیتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لوگوں نے کہا ان سے جنگ کیجئے۔ حضرت نے فرمایا کہ ان کا سردار ایک بھگدار اور عقیدہ آدمی ہے اور اس قبیلہ کے بہت لوگ راہ خدا میں شہید ہوئے گئے۔ عمرو بن امیہ کو بنی الدئل کے قبیلہ کے پاس بھیجا تھا کہ ان کو بھی اسلام کی دعوت دیں۔ ان لوگوں نے بھی قطعی انکار کیا۔ صلح نے ان سے بھی قتال کرنے کا شوق دیا۔ آنحضرت نے فرمایا ان کا سردار آتا ہے اور مسلمان ہو جائے گا۔ پھر اُس کی تمام قوم اسلام قبول کرے گی۔ عبد اللہ بن مسہل کو عقیدہ محاسب کی طرف بھیجا اور وہ لوگ مسلمان ہو گئے۔ ان میں ایک گروہ حضرت کی خدمت میں حاضر بھی ہوا۔ حضرت نے خالد بن ولید کو بنی خزیمہ کی طرف روانہ کیا تھا جس کا قصہ عامرہ و خاضہ کے متعدد طریق سے اختلاف کے ساتھ بیان کیا ہے لیکن ابویہ بن ابیہ شیخ طوسی نے بسند صحیح و معتبر حضرت امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ حضرت نے خالد بن ولید کو ایک قبیلہ کی طرف بھیجا جس کو بنی مصطلق کہتے تھے جو قبیلہ بنی خزیمہ سے تھے ان میں اور قبیلہ بنی مخزوم میں جو

خالد کا قبیلہ تھا انام جاہلیت سے عدالت تھی۔ اُن میں سے اکثر لوگ حضرت کی خدمت میں آکر مسلمان ہو گئے تھے اور حضرت سے انان نام حاصل کر چکے تھے۔ جب خالد بن ولید وہاں پہنچے تو انہوں نے اپنے اسلام کا اظہار کیا اور ان کی اطاعت کی۔ خالد نے مندی کو حکم دیا کہ نماز کے لئے اُن میں سے ایک کو بلوے۔ جب وہ لوگ انان کے بھروسہ پر رہے حرمہ اور سراج کے نماز کے لئے حاضر ہوئے لہذا پڑھی اور نماز سے فارغ ہوئے تو خالد کے حکم سے انہیں شکر نے حملہ کر دیا اور اُن کے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور اُن کے مال و متاع کو لوٹ لیا ان میں سے جو لوگ باقی تھے وہ حضرت کا انان نام لئے ہم سے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور خالد کے مظالم بیان کئے حضرت یہ داستانِ ظلم سنکر غصہ و غضب سے اندھ دھند ہوئے اور عرض کی خلیفہِ ثالث سے خالد کے مظالم سے بڑا ہاتھ ہوں جو کچھ اُس نے کیا ہے۔ اُسی وقت خالد حضرت کے لئے مالِ فدیہ میں سونا اور بہت سے مسلمان لئے ہوئے حاضر ہوا۔ حضرت نے وہ سب امیر المؤمنین کے حملے کر کے فرمایا اگر اسے علی یہ بنی مصطلق کے پاس لے جاؤ اور ان کو راضی کرو۔ اور اپنا پیر اٹھا کر فرمایا کہ طریقہ جاہلیت کو اپنے پیروں کے نیچے اس طرح پھیل دو یعنی خدا کے حکم کے مطابق ان کے قدمیان حکم کرو۔ جب امیر المؤمنین اُس قبیلہ میں پہنچے اُن میں حکم خدا کے موافق حکم کیا اور اُن کو راضی کر کے واپس آئے۔ حضرت نے پوچھا اے علی کیا کرتے؟ عرض کی یا رسول اللہ ہر ایک کا پہنے خنزیر ہا دیا اور ہر بچہ کے عوض جو حکم ہی میں خدایک بڑا تھا ایک غلام یا کنیز اُن کو دیا اور ان کے ہر مال کا نقصان ادا کیا پھر اود مال جو میرے پاس باقی تھا اُن کے اُن طرف کے عوض دے دیا جس میں اُن کے گتے پانی پیتے تھے۔ اور ان رسیوں کے بدلے میں دیا جو چرواہے استعمال کرتے تھے۔ پھر کچھ اور مال کچھ دتا اُن کے بچوں اور عورتوں کے ڈرنے اور خوفزدہ ہونے کے عوض دے دیا اور کچھ اُن چرووں کے عوض دیا جن کو وہ نہیں جانتے تھے۔ اس کے بعد میرے پاس جو کچھ باقی رہ گیا تھا وہ اُن پر تقسیم کر دیا تاکہ غلو جس دلی سے وہ آپ سے راضی ہو جائیں۔ حضرت نے فرمایا تم نے دے دیا اس لئے کہ وہ تم سے خوش و راضی ہو جائیں لہذا خدا تم سے راضی اور خوشنود ہو حکم میرے نزدیک مثل بارہوی کے چھوٹی کے نزدیک تھے۔ لیکن میرے بعد پیغمبر نہ ہوگا۔ وہ میری روایت کے مطابق یہ کہ فرمایا اے علی تم نے مجھ کو راضی کیا خدا تم سے راضی ہو۔ اے علی تم میری امت کے ہادی ہو۔ اے علی سدا تہند اور سب سے زیادہ خوش نصیب وہ ہے جو تم کو دوست رکھے اور تمہارے طریقہ کی متابعت کرے اور نفی بلکہ بدترین اشتیاق قیامت تک ہر وہ شخص ہے جو تمہاری مخالفت کرے اور تمہارے طریقہ سے کراہت رکھے۔

شہر کے واقعات میں متبرکاتوں میں مذکور ہے کہ اس سال مکرہ ابو جہل کا لڑکا مسلمان ہوا اور بعد فتح مکہ حضرت سے مخبر ہو کر بچا کا اور کین چلا گیا اُس کی زندگی نے حضرت سے اُس کے لئے امان لے لی تو وہ عاشر آیا اور پھر مسلمان ہوا۔ اور بیان کرتے ہیں کہ اس سال حضرت نے خالد کو بھیجا اُس نے قرظی کو توڑا اور قریش کے بہت بڑے بھوں میں سے تھا اور عربی عاص کو تمینات کیا جس نے سراج کو توڑا وہ ہذیل کا بیت تھا اور وہ بچہ کو قرار فرمایا جس نے منات کو توڑا۔

غزوہ حنین۔ شیخ مفید و شیخ طبری اور علی بن ابراہیم و غیر ہم نے روایت کی ہے کہ

خالد بن ولید کا قبیلہ تھا انام جاہلیت سے عدالت تھی۔ اُن میں سے اکثر لوگ حضرت کی خدمت میں آکر مسلمان ہو گئے تھے اور حضرت سے انان نام حاصل کر چکے تھے۔ جب خالد بن ولید وہاں پہنچے تو انہوں نے اپنے اسلام کا اظہار کیا اور ان کی اطاعت کی۔ خالد نے مندی کو حکم دیا کہ نماز کے لئے اُن میں سے ایک کو بلوے۔ جب وہ لوگ انان کے بھروسہ پر رہے حرمہ اور سراج کے نماز کے لئے حاضر ہوئے لہذا پڑھی اور نماز سے فارغ ہوئے تو خالد کے حکم سے انہیں شکر نے حملہ کر دیا اور اُن کے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور اُن کے مال و متاع کو لوٹ لیا ان میں سے جو لوگ باقی تھے وہ حضرت کا انان نام لئے ہم سے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور خالد کے مظالم بیان کئے حضرت یہ داستانِ ظلم سنکر غصہ و غضب سے اندھ دھند ہوئے اور عرض کی خلیفہِ ثالث سے خالد کے مظالم سے بڑا ہاتھ ہوں جو کچھ اُس نے کیا ہے۔ اُسی وقت خالد حضرت کے لئے مالِ فدیہ میں سونا اور بہت سے مسلمان لئے ہوئے حاضر ہوا۔ حضرت نے وہ سب امیر المؤمنین کے حملے کر کے فرمایا اگر اسے علی یہ بنی مصطلق کے پاس لے جاؤ اور ان کو راضی کرو۔ اور اپنا پیر اٹھا کر فرمایا کہ طریقہ جاہلیت کو اپنے پیروں کے نیچے اس طرح پھیل دو یعنی خدا کے حکم کے مطابق ان کے قدمیان حکم کرو۔ جب امیر المؤمنین اُس قبیلہ میں پہنچے اُن میں حکم خدا کے موافق حکم کیا اور اُن کو راضی کر کے واپس آئے۔ حضرت نے پوچھا اے علی کیا کرتے؟ عرض کی یا رسول اللہ ہر ایک کا پہنے خنزیر ہا دیا اور ہر بچہ کے عوض جو حکم ہی میں خدایک بڑا تھا ایک غلام یا کنیز اُن کو دیا اور ان کے ہر مال کا نقصان ادا کیا پھر اود مال جو میرے پاس باقی تھا اُن کے اُن طرف کے عوض دے دیا جس میں اُن کے گتے پانی پیتے تھے۔ اور ان رسیوں کے بدلے میں دیا جو چرواہے استعمال کرتے تھے۔ پھر کچھ اور مال کچھ دتا اُن کے بچوں اور عورتوں کے ڈرنے اور خوفزدہ ہونے کے عوض دے دیا اور کچھ اُن چرووں کے عوض دیا جن کو وہ نہیں جانتے تھے۔ اس کے بعد میرے پاس جو کچھ باقی رہ گیا تھا وہ اُن پر تقسیم کر دیا تاکہ غلو جس دلی سے وہ آپ سے راضی ہو جائیں۔ حضرت نے فرمایا تم نے دے دیا اس لئے کہ وہ تم سے خوش و راضی ہو جائیں لہذا خدا تم سے راضی اور خوشنود ہو حکم میرے نزدیک مثل بارہوی کے چھوٹی کے نزدیک تھے۔ لیکن میرے بعد پیغمبر نہ ہوگا۔ وہ میری روایت کے مطابق یہ کہ فرمایا اے علی تم نے مجھ کو راضی کیا خدا تم سے راضی ہو۔ اے علی تم میری امت کے ہادی ہو۔ اے علی سدا تہند اور سب سے زیادہ خوش نصیب وہ ہے جو تم کو دوست رکھے اور تمہارے طریقہ کی متابعت کرے اور نفی بلکہ بدترین اشتیاق قیامت تک ہر وہ شخص ہے جو تمہاری مخالفت کرے اور تمہارے طریقہ سے کراہت رکھے۔

حرفہ جنتین کے وقوع کا سبب یہ تھا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ کی جانب متوجہ ہوئے مصلحتاً فرمایا تھا کہ جنگہ سوانہ کو چل رہا ہوں جب ہوانہ کو یہ خبر پہنچی تو انہوں نے جنگ کی تیاری کی اور لشکر اور اسلحہ کافی جمع کر لیا اور مدد سائے ہوانہ مالک بن حوف نظری کے پاس گئے اور اس کو اپنا سردار بنالیا اور بڑے ساندہ سلاخ سے اپنے تمام مال مویشی چوپائیاں خورد توں اور بچوں کو لے کر نکلے اور وادی واطاس میں قیام کیا اس کے ساتھ حید بن اسفہ حشی بھی تھا جو شتم کا سردار و رئیس تھا وہ ہندو حال و دنیا بنیا ہو گیا تھا جب وہ لوگ وادی واطاس میں پہنچے تو اس نے زمین پر اچھٹک کر پوچھا کہ یہ کونسی وادی ہے لوگوں نے بتایا کہ یہ وادی واطاس ہے اس نے کہا گوشتوں کو دوناتے کے لیے اچھی جگہ ہے نہ پست و بلند ہے نہ دلدل و لر ہے اور نہ نرم و سختی والی ہے۔ پھر پوچھا کہ میرے کانوں میں گونٹوں 'گونٹوں' 'گوسفندوں' اور گائیوں کے بولنے کی آوازیں آتی ہیں میں سنا بھیجوں کے روئے کی آواز میں کس سے ملتا ہوں۔ اس کو بتایا گیا کہ مالک بن حوف اموال موسیٰ اور حمد توں پہنچنے کو لے کر آیا ہے تاکہ لوگ اپنے بچوں خورد توں اور مال کے لیے لڑیں اور بھاگیں تھیں۔ اس نے کہا کہ میرے خدا کی قسم وہ ایک چمکا رہا ہے اور جنگ کے اصول سے ناواقف ہے۔ پھر مالک کو طلب کیا۔ وہ آیا تو کہا اسے مالک نے کیا تدبیر کی ہے؟ اس نے کہا لوگوں کو ان کے مال و متاع اور زر و فرزند سمیت لے آیا ہوں تاکہ مردانہ وار لڑیں۔ حید نے کہا آج تم کو لوگوں نے اپنا سردار بنالیا ہے اور جس سردار و زندگی سے تو جنگ کرنے آیا ہے آج کا دن ہے اور تو نے یہ اچھا نہیں کیا کہ ہوانہ کے بچوں اور ان کی جماعت کو سبکو لار لشکر کے سامنے کر دیا ہے کیا تو نے کبھی دیکھا ہے کہ بھانٹا ہوا لشکر اپنے زر و فرزند اور مال کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ ان کو واپس لے جاؤ اور ان کو مضبوط قلعوں میں بندھنا و اور صرف لڑنے والے مردوں کو میدان قتال میں رکھو کیونکہ تم کو سماتے مردانہ جنگی اور گونٹوں اور خوردوں کے اور کوئی فائدہ نہ دیکھئے گا۔ اگر تم کو فتح ہوئی تو ان لوگوں سے جسکو تو چھوڑ آیا ہے عاقبت ہوگی اور اگر شکست ہوئی تو تم لوگ بھاگے تو اہل دنیا کے سبب سے کوئی رسوائی نہ ہوگی۔ مالک نے کہا تو بڑھا ہو گیا ہے تدبیری مثل خراب ہو گئی ہے۔ فرض اس کی متفقہ نصیحتوں کو اس نے نہ مانا۔ پھر وہ پورے کہا کہ حید کعب اور قیسہ کعب کہاں ہیں؟ لوگوں نے کہا ان میں سے کوئی نہیں آیا ہے۔ تو اس نے کہا کہ خوش نصیبی اللہ قسمندی اس لشکر سے قدر ہو چکی ہے۔ اگر سلامت و سانگی ہوئی تو یہ دونوں نیچے ان سے غصہ نہ رہے۔ پھر اس نے پوچھا کہ خلیلہ ہوانہ میں سے کن آیا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ عمر بن ظہر اور حوف ظہر اس نے کہا ان دونوں جوانوں سے نہ کوئی نفع ہو سکتا ہے نہ نقصان۔ پھر ایک آہ کی اور کہا کاش میں اس جنگ میں جہاں ہوتا تو مردانگی کی دلد دیتا۔

جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب سنا کہ قبائل ہوانہ واطاس جنگ پٹلا رہے ہیں۔ اہل اسوہ کو جمع کر کے ان کو جہاد کی ترغیب دی انصاف کی جانب سے مدد و نصرت کا وعدہ فرمایا کہ خداوند عالم تم کو ان پر غالب فرمائے گا اور ان کے مال لڑنے کے اور خدا میں غیبت میں عطا فرمانے گا: تو لوگوں کو جہاد کے لیے تیار ہونے اور اپنے علم لے لے کر چلے۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بڑا علم نیکر کے امیر المؤمنین کو دیا اور جو جو لوگ اپنے علم لے لے ہوئے مکہ میں داخل ہوئے تھے ان سے فرمایا کہ اپنے علم بلند کرو اور بارہ ہزار

اشخاص کے ساتھ مکہ سے روانہ ہوئے۔ دس ہزار افراد تو حضرت کے ساتھ مکہ آئے تھے اور دس ہزار اشخاص مکہ میں
آکر حضرت سے حق ہو گئے تھے۔ ابی الکاسہ کی روایت کے مطابق جہلام محمد باقر سے منقول ہے ہزار مرد
بنی سلیم کے تھے۔ اسی کا سرور عباس بن مرداس بن سلتی تھا۔ ہزار اشخاص قبیلہ خزیمہ کے تھے۔ فرض روانہ
ہوئے اور لشکر ہمدان کے مقابلہ پر چلے اور قیام کیا۔ مالک بن عوف کو آنحضرت کے آنے کی خبر ہوئی تو
اُس نے اپنی قوم سے کہا کہ تم میں سے ہر شخص کو چاہیے کہ اپنے اپنے مال و زن و فرزند کو اپنے پیچھے رکھے
اور اپنی تمام دولت کے قیام توڑ ڈالے اور وہ مال اور دولتوں کے پیچھے چھوٹ جائے اور دشمن کی ناک میں رہے
اور صبح اندھیرے میں کیا رگ سب انپر ٹوٹ پڑو اور اُن کی کمر بھاگی کیونکہ محمد رحلے اللہ علیہ قاب و سلم کا اب تک
ایسے لوگوں سے مقابلہ نہیں ہوا ہے جو جنگ کے حمل سے واقف نہ ہے ہوں۔

اور ہر جناب سرورہ کا نام لے کر اللہ علیہ السلام کا واسطہ لگا کر دعا کی۔ وادی حنین میں
 پہنچی و مہندی بہت تھی۔ جو سلیم حضرت کے لشکر کا مقدمہ تھے۔ عرض لشکر ہوا کہ میں نے کیا ہوگی ہر طرف سے
 حملہ کیا۔ بنی سلیم بھاگے اور ان کے پیچھے جو لوگ تھے وہ بھی بھاگے سوائے امیر المومنین علیہ السلام کے جو حضور سے
 صحابہ کے ساتھ تھے۔ جو گئے والے آنحضرت کے سامنے سے بھاگ رہے تھے اور مطلق پر فائدہ کرتے تھے جناب
 عباس سرورہ عالم کے حقیر کی لگام واہنی طرف سے پکڑے ہوئے تھے اور ابوسفیان بن حارث بن عبد المطلب
 بائیں طرف سے۔ حضرت نذیر سے پہلے گئے کہ اسے گروہ انصار کہاں بھاگے جاتے ہو میں خدا کا رسول ہوں
 میری طرف آؤ مگر کوئی انہیں سنتا تھا نہ واپس آتا تھا۔ اور نذیر تاریخ کی پیشی بھاگنے والوں کے منہ پر خاک پھینکتی
 اور کہتی تھی کہ خدا رسول سے کہاں بھاگتے ہو۔ یہاں تک کہ عمر نذیر کے سامنے سے گذرے۔ نذیر نے کہا یہ
 کیا جھوٹی ہے۔ وہ بولے خدا کا حکم یہی ہے۔ پھر حضرت اپنے فخر کو دہرا کر امیر المومنین کے قریب آئے دیکھا
 کہ آپ تمہارے پیچھے ہوئے مشغول جنگ ہیں اور ظلم آپ کے اٹھ میں ہے۔ جناب عباس چونکہ ہند قامت اور
 بلند آواز تھے حضرت نے ان سے فرمایا کہ اس ٹیلے پر چڑھ کر بھاگنے والوں کو پکارو کہ واپس آ جاؤ۔ یہ سن کر
 جناب عباس اسٹ اوپر گئے اور بلند آواز سے ندا دی کہ اے اصحاب حقو اللہ اے اصحاب بیت شجرہ کہاں جاؤ
 جو رسول خدا یہاں ہیں۔ پھر آنحضرت نے آسمان کی طرف اٹھا کر کہا۔ اَللّٰہُمَّ لَکَ الْخُشْدُ الْاِیُّہِ الْکُفْرِ
 فَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ اِیُّ دِقَّتِ جَبْرِئِلُ نازل ہوئے اور کہا یا رسول اللہ آپ نے فدو دعا کی ہے جس کے ذریعہ
 سے مومن کے واسطے دریا پھٹ گیا تھا اور ان کی کوفروں سے نجات ملی تھی۔ پھر حضرت نے ابوسفیان سے فرمایا کہ
 ایک مٹی خاک منجھے دو حضرت نے وہ خاک مشہد کین کی طرف پھینکا اور فرمایا شاہت الوجوہ۔ پھر سراسر آسمان
 کی طرف اٹھا کر دعا کی کہ یا اللہ اے اگر یہ گروہ ہلاک ہو جائے گا تو میری عبادت کوئی نہ کرے گا۔ اور ہر انصاری نے
 عباس کی آواز سنی تو واپس پلٹے اور اپنی تلواروں کے نیام نوڑ ڈالے اور کہتے ہوئے حضرت کی طرف

عہ ترجمہ خاندان تمام تعریفیں میرے ہی لیے ہیں اور تکلیفوں کی شکایتیں مجھ سے ہی کی جاتی ہیں اور انہی سے مدد کرنے والا ہے۔ عہ چہرے قبیح ہو جائیں۔

حدیث القلوب جلد دوم

آئے مگر خجالت کے سبب حضرت کے پاس نہ آئے اور امیر المومنین سے ملے۔ جن سے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کہ کون سا شخص ہے جس نے کہا یا خدا میں حضورؐ نے فرمایا اس وقت جنگ کی بجائی روشتوں ہے فرشتے مسلمانوں کی مدد کے لیے نازل ہوئے اور ہوازن بھاگنے لگے وہ ہر طرف دوڑ رہے تھے رگ فرشتوں کے ہتھیاروں کی آواز میں امرا میں شش سہے تھے مگر کسی کو دیکھتے نہ تھے۔ مختصر یہ کہ حضرت شریکین پر غالب ہوئے اور ان کے اموال اور ذل و ذلت غنیمت میں حاصل ہوئے جبکہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے سَلَفًا نَعْمُو كَمَا نَعْمُو فِي مَوَاطِنَ كَثِيرَةٍ ذَا يَوْمٍ خُتِبَ عَلَيْكُمْ كِتَابٌ كَرِيمٌ فَلَكُمْ تَعْلَمُونَ كُنْتُمْ قَوْمًا ضَالِّينَ عَلَيْنَا كَذَبْتُمْ عَلَيْنَا لَكُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْعَلُونَ (سورہ ابراہیم آیت ۲۷) اور وہ خنہیں بھی سہ تو رہا۔ یعنی بیشک خدا نے بہت موقع نہ تو یہ تھاری مدد کی حدیث کے مطابق اسی موقعوں پر۔ اور وہ خنہیں بھی مدد کی جبکہ کشادہ زمین تم پر تنگ ہو گئی تھی اور تم بھاگ رہے تھے: ثُمَّ أَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَى رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَنزَلَ حُنُوفَهُمْ فَأَتَوْهُمْ أَفْوَاجًا وَعَذَابُ الَّذِينَ يَنْكَرُونَ أَكْثَرُ وَلَدٌ جَزَاءُ الْكَافِرِينَ (سورہ ابراہیم آیت ۲۸) سہ تو خدا نے اپنی سکین اپنے پیغمبر پر اور مومنوں پر نازل کی اور فرشتوں کے لشکر بھیجے جن کو تم نہیں دیکھتے تھے اور کافروں پر ان کو قتل کا حکم دیا اور ان کے اموال غنیمت میں مسلمانوں کو دلا اور غضاب کیا اور کافروں کی بھی جزا ہے۔

احادیث مستبرہ میں امام رضا سے منقول ہے کہ سکینہ ایک خوشبودار ہوا ہے اور جنت سے چلتی ہے اور اس کی صحبت آدمی کی سی ہے اور وہ پیغمبروں کے ساتھ ہوتی ہے۔

علی بن ابیہریم نے روایت کی ہے کہ بنی نصر بن معاویہ کا ایک شخص جس کا نام ثجر بن ربیعہ تھا جبکہ مسلمانوں کے اقوال میں گرفتار ہوا تو پوچھا تھا کہ وہ سفید پوش جہاں جہاں گھوموں پر سوار تھے کہاں گئے ان کے مقابلہ میں تم لوگ ایک خال کے مانند نظر آتے تھے۔ یعنی وہ اس کثرت سے تھے وہ ہم کو قتل کر رہے تھے ابھی نہ کہا ہے درمیان نظر نہیں آتے۔ مسلمانوں نے کہا کہ فرشتے تھے جو خدا نے ہماری مدد کے لیے بھیجا تھا۔ یہ جو کہ بیان کیا گیا علی بن ابیہریم کی روایت کے مطابق تھا۔

شیخ طبرسی نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خنہیں کی طرف متوجہ ہونے لگے تو مسلمان بن امیہ کے پاس تھوڑے تھوڑے تھے۔ حضرت نے اُس سے طلب کیا۔ اُس نے کہا ہے محمدؐ کیا آپ ان کو غضب کرنا چاہتے ہیں حضرت نے فرمایا نہیں عاریتہ چاہتا ہوں اس شرط کے ساتھ کہ اگر کوئی ضائع ہو گیا تو میں اُس کا تادہ ان ہوں گا۔ احادیث میں وارد ہے کہ اسی روز سے یہ مقرر ہوا کہ اگر عاریتہ کے مال میں تادہ ان کی شرط کی جائے تو اس کی ادائیگی لازم ہے۔ فرض اُس نے حضرت کو دیا جس سے وہیں۔ حضرت نے ان کو اپنے اصحاب پر تقسیم کر دیا اور وہ ہزاروں کا لشکر اور ساتھ ہزار افراد آئے تھے ان کو لے کر اُخراہ رضوانی باقویٰ ماؤ شوال مشرق کو روانہ ہوئے۔

شیخ مفید نے روایت کی ہے کہ حضرت دس ہزار مسلمانوں کے ہمراہ جنگ خنہیں کے لیے روانہ ہوئے تو اکثر مسلمانوں کو گمان ہوا کہ اب مطلوب نہ ہوں گے۔ حضرت نے فرمایا کہ اُس روز کہا کہ کس قدر شکر حق پر ہے

آج ہم کو شکست نہ ہوگی حضرت نے فرمایا ہمارے لشکر کو لوگوں نے نظر لگا دی۔ اور حمد و ثناء سے اس سعد
مسلمانوں کو پہنچی یہی تھی۔ اور خدا نے چاہا کہ اس پر فوج کرے کہ فتح ہو اور اس کے زیادتی کے سبب نہیں
بلکہ میری دعا و دعا کا ثبوت کے سبب سے ہے۔ اور خدا کے سوا کسی پر مجبور نہ کرنا چاہیے۔ پھر جب کافروں
کے لشکر کے مقابلہ پر آئے تو غنہ کا لاکھ بھاگے اور سوائے دس اشخاص کے کوئی حضور کے ساتھ ثابت قدم
نہ رہا۔ جن میں سے کوفران بنی ہاشم کو سواں شخص امین امین کا لاکھ تھا۔ اصفیہ شہید ہو گیا۔ اصفیہ زہرا اشخاص
بدستور ثابت قدم رہے یہاں تک کہ بھاگے جانے والے رکتہ رکتہ واپس آ کر ان سے مل گئے۔ خداوند عالم نے
اور بڑی نظر لگنے کے اسے میں فرمایا کہ ادا آنحضرت کے کثر کثرت اور مومنین جو خدا نے پیغمبر کے ساتھ
یاد فرمایا کہ انہر لکین نازل فرمائی وہ امیر المومنین علی بن ابی طالب ہیں مع آٹھ اشخاص کے جو بنی ہاشم میں سے
تھے۔ ان میں سے ایک جناب عباس تھے جو حضرت کی ماہی جانب تھے اور فضل بن عباس جو بائیں طرف
تھے اور ابو سفیان پسر عمارت جو حضرت کے چپا کے بیٹے تھے۔ وہ صحابہ کا پاپ ابو سفیان تھے جس کا ہاتھ
کے چکر کی زین پکڑے ہوئے تھے جس وقت کہ پھر بڑھ رہا تھا اور قرار تھے اور جناب امیر حضرت کے
آگے مشرکین کو تلواریں مار رہے تھے اور ان کو حضرت کے پاس سے دفع کر رہے تھے اور پیغمبر بنی ہاشم
بن عبد المطلب اور شہداء پسر زبیر بن عبد المطلب اور عقبہ اور محتب پسران ابو طالب حضرت کے گرد تھے۔ دوسرے
تمام جہاد خداوند بھاگ گئے تھے۔

شیخ طوسی نے سند معتبر نوافل بن حارث بن عبد المطلب سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ سعد بن
قرن طلحہ عبد المطلب میں سے سات آدمیوں کے ساتھ تمام صحابہ بھاگ گئے تھے اور وہ سات اشخاص عباس
ابو ان کے صاحبزادے اور علی اعدان کے بھائی حقیل بن ابوسفیان مرثدہ اور نوافل بن طلحہ حارث بن عبد المطلب
تھے۔ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تلوار کھینچے ہوئے دھڑل پر سوار کافروں پر حملہ کر رہے تھے اور
اس شخصوں کا رجز پڑھ رہے تھے۔ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں دبا بھی جھوٹ نہیں۔ میں عبد المطلب
قرن طلحہ حارث بن نوافل نے کہا میں نے فضل بن عباس سے سنا وہ کہتے تھے کہ جب میرے پدر بزرگوار
حضرت عباس بن عباس نے اس سعد کو دیکھا کہ سب بھاگ گئے۔ اور وہاں ہر دیکھا امیر المومنین نظر نہ آئے۔ تو کہنے لگے آپسے
وقت میں ابو طالب کے بیٹے نے پیغمبر کو چھوڑ دیا اور باوجود ان کی مروا نیوں کے جو وہ میری لڑائیوں میں لکھتے
بھاگ گئے۔ یہ سنکر میں نے کہا اسے پدر بزرگوار اپنے ہاتھوں سے لے کر آئے۔ تو میں نے کہا کہ میں نے اپنی زبان نہ کہنے
انہوں نے کہا کہ کیوں کیا علی موجود ہیں؟ میں نے کہا صف کے سامنے لشکر کا صف کے درمیان دیکھئے تلواریں
چلا رہے ہیں۔ فرمایا ان کا ہتھ و نشان دکھاؤ۔ میں نے کہا اس غبار کے درمیان جو بلند ہوا ہے دیکھئے۔ جب
انہوں نے دیکھا تو پوچھا وہ کئی کیسی ہے جو نظر آتی ہے؟ میں نے کہا وہ ان کی ہتھیار ہے جو مشرکین کی جانوں کو
آگ لگا رہی ہے اور ان کی روحوں کو قہقہہ کی آگ میں پہنچا رہی ہے اور عورہ قتال کے پہاڑوں کو وہ
پتھر کے سیلاب سے بھر رہی ہے۔ اصفیہ شہید و زہرا ہیں کہ چلی آگ کے سامنے والی ذوالفقار
اشرار کے سروں سے نجات و غرور کی مٹا رہی ہے۔ اور ان کو جاکت کی خاک میں غاری ہے۔ جب میرے والد

سیدنا محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں

جہاں میں ہر جگہ غور و فکر ہو

نے غور سے دیکھا اور غریب جیہڑی مشاہدہ کیا تو کہا کہ وہ لیکو کار اور نیک کردار کا فرزند ہے اس کے چچا اور ماموں
 اسپر نذا ہیں۔ فضل کا بیان ہے کہ اس دفعہ حضرت امیر المومنین نے مشرکین کے چالیس بیہادوں اور جنگلہ ناؤں
 کے برابر برابر دو ٹکڑے کیے یہاں تک کہ ان کی ٹاک سے حضرت اسل تک نصف ایک ٹکڑے میں اور نصف دوسرے
 حصہ میں حصے تھے فضل کہتے ہیں کہ حضرت علی کی غریب ہمیشہ پہلے ہی واد میں دو برابر حصے کاٹی تھی :-
 دوسرے واد کی نوبت بھی نہ آئی تھی اور کہیں نہ بسندہ مستبر حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ
 دفعہ جنہیں امیر المومنین نے مشرکین کے چالیس ولیروں اور جہادوں کو اپنے دست حق پرست جہنم واصل کیا
 شیخ طبری نے روایت کی ہے کہ دفعہ جنہیں جب مسلمان بھاگے اور صرف نوادی نور علی بن عبدالمطلب میں
 باقی رہ گئے چنانچہ حضرت علی علیہ وآلہ وسلم کے غم کے گروتھے۔ مالک بن حوف سامنے دوڑ کر آیا اور بولا
 محمدؐ کو ملے دکھاؤ جب حضرت کو دیکھا تو آب پر حملہ کر دیا۔ امین ابن ام ایمن نے ہراسہ میں اس کو روکا اس
 آن کو شہید کر دیا۔ پھر اس نے ہر چند کوشش کی کہ اپنے ٹکڑے کو حضرت کے پاس تک لے جائے مگر اس کا
 ٹکڑا نہ بڑھا اسی وقت صفوان بن امیہ کے بھائی علاء نے چلا کر کہا کہ آج محمدؐ کا ہوا بدل ہو گیا اس وقت تک
 صفوان مسلمان نہیں ہوا تھا اس نے اپنے بھائی سے کہا خاموش خدا تیرا منہ توڑے خدا کی قسم اگر قریش کا کوئی
 شخص ہمارا بادشاہ ہو جائے تو اس سے بہتر ہے کہ ہوازن کے قبیلہ کا کوئی شخص بادشاہ ہو۔
 شیخ طوسی نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ کا لشکر بھاگ اس وقت اندھیری لٹ تھی۔ مشرکین فدوں
 اور ہماروں سے تلواریں نیزے اور تبرینے بولے نکلے آنحضرتؐ نے اس وقت بھاگنے والوں کی طرف اپنا رخ کیا
 جس سے حمد و عوں کے رات کے چاند کے مانند روشنی ظاہر ہوئی اور ہر شخص نے حضرت کو دیکھا۔ حضرت نے مسلمانوں
 کو آواز دی کہ وہ بیان دہرہ کہیں گئے جو تم نے خلا سے کہے تھے۔ خلافت عالم نے آپ کی آواز پر ایک تک پہنچا
 دی اور جس نے آنحضرتؐ کی آواز سننی واپس آگیا اور مشرکین کے مقابلہ پر مدد فرمائی اس وقت ہوازن کا ایک شخص
 جو سید عالم اور ایک بڑی نیرہ لیتے ہوئے تھا لشکر کفار کے سامنے سے آیا جو سرخ آؤٹ پر سوار تھا۔ جب وہ کسی
 مسلمان پر تاج پڑا تو اس کو قتل کر کے کھنڈن ہوا علم کو بلند کرنا جس کو کفار دیکھتے اور اس کے پیچھے دوڑ آتے۔
 وہ رجز پڑھتا ہوا نہایت دلیری کے ساتھ بڑھتا چلا آتا تھا۔ اس کا نام ابو جہل تھا۔ آخر حضرت علیؑ اس کی طرف
 متوجہ ہوئے۔ پہلے اس کے آؤٹ کو ایک ہاتھ مارا جس سے اس کا آؤٹ گر پڑا۔ پھر اس حوں کو ایک ضربت لگائی
 اور دو ٹکڑے کر دیا۔ وہ حوں مارا گیا تو کفار بھاگے اور مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا۔ آنحضرتؐ علیہ وآلہ
 وسلم نے دعا کی کہ خداوند! جس طرح قریش کو شروع میں نہر عذاب و وبال کا مزہ تو نے چکھایا اسی طرح آخر میں
 شہید عطا و بخشش کی لذت بھی چکھا۔ غرض مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی وہ عماریں کافروں کو مار رہے تھے اور
 قتل اندر گرفتار کر رہے تھے۔ امیر المومنین علیہ السلام لشکر کے آگے تھے کافروں کو مار کر گاتے تھے یہاں تک
 چالیس مشرکین کو قتل کیا۔ جب شمع صبح بلند ہوا تو حضرت نے منادی کرادی کہ مسلمان قتل کرنے سے باز آ جائیں اور
 جس کے ہاتھ میں کوئی گرفتار ہو چکا ہو اس کو قتل نہ کرے۔ اس دفعہ ابن مالک کو گرفتار ہوا جو قبیلہ ہزہل کا
 جاسوس تھا اور دفعہ فتح کہ جاسوسی کے لیے حضرت کے پاس آیا تھا۔ مولیٰ اس کو گرفتار کیا تو عیسا کہ ان کی

عادت تھی کہ وقت جنگ گریز کر جاتے اور جب کسی قیدی کو دیکھتے جس کے ہاتھ پیر بندھے ہوتے تو یہاں ہی
 اور حاکم روئی کا اظہار فرماتے۔ غرض ایک انصاری سے ایسے کہ یہ وہ دشمن خلا ہے جو چار سو کی فرض سے چار
 پاس آیا تھا اب قید ہو گیا ہے اس کو قتل کرو۔ اس انصاری نے ان کی باتوں میں ناکر اس کو قتل کر دیا۔ جب یہ خبر
 حضرت کو پہنچی بہت رنجیدہ ہوئے۔ اور فرمایا کیا میں نے قیدیوں کو قتل کرنے سے منع نہیں کیا تھا۔ اس کے
 بعد حمل بن کر کوئی جیکہ اسیر ہوا قتل کر دیا یہ معلوم کر کے حضرت غضبناک ہوئے اور انصاری کے پاس پہنچا کہ
 میں کیا بار بار تمہیں کہتا ہوں کہ قتل مت کرو میں لوگوں نے کہا ہم نے تو امر کے کہنے سے قتل کیا ہے۔
 حضرت نے ان کی طرف سے منہ پھیر لیا اور زیادہ غصہ آیا۔ آخر میری وہ سب آیا اور انصاری کی جانب سے حضرت
 چاہی اور حضرت نے صاف فرمایا۔ ابتدائے جنگ میں ابو بکر نے حضرت کو رنجیدہ کیا اور آخر میں عمر نے طویل کیا۔
 شیخ طبری اور قطب دہلوی وغیرہم نے شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ جندی سے روایت کی ہے۔ وہ
 کہتا ہے کہ میں دل میں خود مجھے اللہ علیہ السلام کی طرف سے سخت کینہ لگتا تھا اس سبب سے کہ میرے خون
 میں قید جہلا کے آٹھ نامہ علیہ السلام کی طرف سے ایک عورت کے ہاتھ سے مارے گئے تھے میں ہمیشہ تک میں رہتا
 تھا کہ موقع ملے تو اپنا کینہ نکالوں۔ لیکن حج مکہ کے بعد ناامید ہو گیا۔ جب جنگ حنین کا موقع آیا میں بھی اس جنگ
 میں گیا کہ شاید موقع ملے۔ مسلمانوں کے بعد گئے وقت موقع کو غنیمت سمجھ کر حضرت کی ماہی جانیہ یا جاسق کو
 دیکھا تو میں نے کہا کہ وہ حضرت کے چچا ہیں ان کی مدد میں کی نہ کریں گے۔ پھر میں جانیہ یا ابو سفیان پر حادث کو
 دیکھا میں نے کہا کہ یہ ان کے چچا کے بیٹے ہیں یہ بھی ان کی نصرت میں کوئی کسر نہ آئی رکھیں گے۔ میں حضرت کے
 چچے آیا ہوں کوئی نہ تھا۔ میں نے تو انہیں ناگاہ آگ کا ایک شعلہ میرے اور حضرت کے درمیان حائل ہو گیا اور
 نزدیک تھا کہ مجھے جودے میں نے اپنی آنکھوں پر ہاتھ لگایا۔ اور دیکھ چلا تو حضرت نے میری طرف رخ کیا اور
 فرمایا اے شیبہ یہاں آ۔ جب میں حضرت کے پاس گیا تو آپ نے میرے سینہ پر ہاتھ لگایا اور فرمایا خدا و خدا
 شیطان کو اس سے فائدہ نہ ہوگا۔ پھر میں نے ان کو دیکھا تو ایسی محبت حضرت کی پیدا ہو گئی کہ اپنی آنکھوں کاں سے
 زیادہ دوست رکھنے لگا۔ پھر حضرت نے مجھ سے فرمایا اے شیبہ جا کا فرد سے جنگ کہ پھر تو میں جنگ میں
 اس طرح مشغول ہوا کہ اگر میرا آپ بھی میرے مقابل کا جاتا تو اس کو بھی حضرت کی نصرت میں قتل کر دیتا جب ثانی
 ختم ہوئی میں حضرت کی نصرت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا جو کچھ خدا نے میرے لئے چاہا ابھر تھا اس سے جو
 خود تو اپنے لئے چاہتا تھا۔ اور کچھ میرے دل میں گذرنا تھا خدا کے سوا کوئی اس سے آگاہ نہ تھا۔ حضرت نے وہ
 سب مجھ سے بیان فرمایا میں اس سبب سے مسلمان ہو گیا۔

شیخ طبری نے سعد بن مسیب سے روایت کی ہے کہ مجھ سے ایک شخص نے جو جنگ حنین میں مشرکین کے
 لشکر میں تھا بیان کیا کہ جب ہم حضرت کے لشکر کے مقابل ہوئے تو مسلمان ہمارے مقابلہ پر ایک بھیڑ کے دوہنے
 کے وقت کے برابر بھی نہ ٹھہرے اور بھاگ کر شہرے ہوئے۔ اور ہم نے ان کا تعاقب کیا یہاں تک کہ ہم رسول خدا
 کے قریب پہنچ گئے آپ اشہب فجر پر سوار تھے اس کے شہرے تھے جب ہم حضرت کے پاس پہنچے کچھ سفید چہرہ
 مردوں نے ہماری طرف رخ کیا اور کہا شاہت وجود تھا اسے چہرے صبح اٹھ بھاگ جاتا ہے سنتے ہی

ہم لوگ پئے اور مسلمان ہمارے ویسے پئے۔ ہم نے کہا کہ وہ فرشتے تھے۔

بہند مثنیٰ حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ روزِ حنین چار ہزار قیدی اور ہزار اوتار مسلمانوں کو غنیمت میں لے لے۔ ان تمام مال و مسلمان کے علاوہ جو ان کو حاصل ہوئے تھے جن کا حساب خدا جانتا ہے حضرت نے تمام مال اور قیدیوں کو بدیل بن مدقہ کے ہمراہ جراتہ بھیج دیا اور خود مع لشکر کے کافروں کا تعاقب کیا۔ اور بیان کرتے ہیں کہ اُس جنگ میں مشہد کہیں کے تھوڑا ہی دور سے گئے۔ اور نہ ہری سے روایت ہے کہ اُس جنگ میں چھ ہزار قیدی مسلمانوں کے ہاتھ آئے اور مال اور مویشیوں کی تعداد کا علم تو میں خدا کو ہے۔

شیخ مفید و شیخ طبرسی نے روایت کی ہے کہ جب خلافتِ عالم نے جنگِ حنین میں مشرکین کی جمعیت کو چار گندہ کیا جو قتل ہونے سے بچ گئے تھے ان کے دو گروہ ہو گئے۔ عرب اور جو ان کے تابع ہونے اور اس خطے کے اور قبیلہ ثقیف اور جو ان کے تابع ہونے وہ طائف پئے گئے۔ مالک بن عوفؓ کی انہی کے ساتھ چلا گیا اور طائف کے قلعہ میں اُن سب سے پناہ لی۔ حضرت نے ابو عامر اشعریؓ کو ابو موسیٰ اشعریؓ اور ایک جماعت کے ساتھ اور اس بھیجا اور ابو سفیان بن حربؓ کو طائف معاذ کیا ابو عامرؓ علم لے کر آگے بڑھے اور چلا گیا اور شہید ہوئے۔ مسلمانوں نے ابو موسیٰؓ سے کہا کہ تم ہمارے امیر کے چار اور بھائی ہو۔ وہ مارے گئے اب تم علم بلند کرو اور جنگ کرو۔ ابو موسیٰؓ نے علم لیا اور مسلمانوں نے جنگ کی اور فتح پائی۔ ابو سفیان کے ساتھ ثقیف کے لوگوں نے جنگ کی اور وہ بھاگ کر حضرتؑ کی خدمت میں آیا اور شکایت کی کہ مجھے ایسے لوگوں کے ساتھ آپ بھیجا جن کی مدد سے ایک قتل پائی کنوئیں سے نہیں کھینچا جاسکتا اس سبب سے میں بھاگ آیا۔ حضرت نے اُس کا کوئی جواب نہیں دیا اور خود لشکرِ نصرت اُتر کر لے کر باو شوال میں طائف کی طرف روانہ ہوئے اور دس روز سے کہ زیادہ اُن کا محاصرہ کیا۔ ابوامیر المؤمنین علیہ السلام کو ایک جماعت کے ہمراہ بھیجا کہ جو کچھ مل جائے اُسے پامال کر دیں اور جس بُت کو پائیں تو توڑ ڈالیں۔ جب حضرتؑ روانہ ہوئے تو قبیلہ خثعم ایک لشکر گرائی لے کر مقابل ہوا اور صبح اندھیرے ہی مقابلہ ہوا اور ان کا ایک شجاع و بہادر جس کو شہاب کہتے تھے میدان میں آیا اور مقابل طلب کیا۔ حضرتؑ نے لشکر سے فرمایا کون ہے تم میں جو اُس کے مقابلہ پر جائے۔ جب دیکھا کہ کسی کو جرات نہیں ہے، خود آئے کہ اس سے جنگ کے لیے جائیں۔ ابوسبت ابوالاعص بن ساج جو رینب خاقون کے شوہر تھے آئے اور کہا یا امیر المؤمنینؑ میں جاتا ہوں۔ اور اُس کے شر کو فنا کر دوں۔ حضرتؑ نے فرمایا نہیں۔ میں جا رہا ہوں۔ اگر میں قتل ہو جاؤں تو تم امیر لشکر ہو۔ عرض جب خدا کا شہاب ثاقب اُس شہابِ خائب کے پاس پہنچا ایک ہی ضربت میں اُس کو جہنم داخل کیا اور اُس کے لشکر کو شکست دے دی۔ اور ان کو بھاگ کر گئے اور ان کے تمام بتوں کو توڑ کر آنحضرتؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ابی آنحضرتؑ علیہ السلام و آلہ وسلم اہل طائف کا محاصرہ کئے ہوئے تھے۔ جب آنحضرتؑ علیہ السلام و آلہ وسلم نے امیر المؤمنینؑ کو دیکھا طائف کی تکیہ کی یاد حضرتؑ علی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر آئے اور ایک کتار سے قدم لے گئے اور ان سے ملا کہ ہمیں کہیں۔

خاصہ اور عام نے بطریقِ بسیدہ جا بڑھیں جدا اللہ انصاری سے روایت کی ہے کہ جب سرورِ انبیاء افضل اور صبار سے خلوت میں ملائی کہ ہمیں کہہ دیجئے کہ تمہاری خطبہ ماسخ آئے اور بولے آپ خلوت میں ملائی کہ ملائی

باتیں کرتے ہیں اور ہم کو ڈر دیتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا اسے تم میں اس سے روز نہیں بیان کرتا ہوں بلکہ خدا کھردہ ہے۔ غرضتہ میں واپس چلے آئے اور کہا یہ بھی مثل اسی کے ہے جیسا کہ روز حدیبیہ ہم سے کہا تھا کہ مسجد حرام میں داخل ہو گئے اور ہم نہ جا سکے اور واپس چلے آئے۔ حضرت نے ان سے پکار کر کہا کہ میں نے کب کہا تھا کہ اسی سال داخل ہو گئے۔ آخر داخل تو ہوئے۔

غرض یہ کہ پھر قلعہ طائف سے ناسخ بن فیضانِ نبوت کی ایک جماعت کے ساتھ باہر نکلا۔ جناب رسول خدا نے حضرت امیر المؤمنین کو ان سے جنگ کے لئے بھیجا۔ وہ وادیِ دحہ میں ان کے مقابلہ کے لئے آئے اور ناسخ کو قتل کیا۔ مشرکین بھاگے۔ ناسخ کے قتل اور مشرکین کے بھاگنے سے اہل قلعہ کے دلوں پر عظیم رعب طاری ہو گیا اور ان کی ایک جمیعت قلعہ سے نکل کر نیچے آئی اور مسلمان ہو گئی۔

شیخ طبری وغیرہ نے روایت کی ہے کہ طائف کے محاصرہ کے وقت میں اہل قلعہ کے غلاموں میں سے ایک جماعت نکل کر آئی اور سب مسلمان ہو گئے۔ ان میں سے ایک شخص ابو بکر تھا جو حادثہ بن کلدہ کا غلام تھا اور دوسرا منبث تھا جس کا اصل نام مصعب تھا۔ حضرت نے اس کا نام منبث رکھا تھا۔ ایک در زمان تھا جو عبداللہ بن ریح کا غلام تھا۔ جب آخر میں طائف والے حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہوئے تو جو ہشش کی کہ بارِ رسول اللہ ہمارے غلام آپ کے پاس آئے ہیں ہم کو واپس دے دیجئے۔ حضرت نے فرمایا یہ نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ لوگ خدا کے آقاؤں کے بھائی ہیں۔

شیخ مفید نے عبدالرحمن بن عوف سے روایت کی ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طائف کا محاصرہ کیا۔ دشمن یا مشرک قلعہ فتح نہ ہوا تو حضرت سوار ہوئے جبکہ ہوا بہت گرم تھی۔ اور فرمایا ایتھا الناس میں تمہارا شیخ اور سوار ہوں تمہاری اور تمہاری دودھ گاہ حوض کوثر ہے۔ میں تم کو اپنی محنت اور اطمینان کے واسطے میں نیکی کی وصیت کرتا ہوں۔ پھر فرمایا کہ اسی خدا کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم پر واجب ہے کہ نماز کو قائم رکھو اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو ورنہ میں تمہارے لئے ایسے شخص کو بھیجوں گا جو تم سے ہے اور تمہارا میری جان کے ہے جو تمہاری گردن میں ہے گا اور تمہارے فرزندوں کا میرے کہے گا۔ یہ سن کر بعض لوگوں نے گمان کیا کہ وہ ابو بکر ہیں۔ اور بعضوں نے گمان کیا کہ وہ عمر ہیں۔ لیکن پھر حضرت نے علی بن ابی طالب کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ وہ شخص یہ ہے۔

شیخ طوسی نے اسناد معتبر امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگِ حوازن سے فارغ ہو کر طائف کے قلعہ والوں کی طرف آئے اور لڑائی دحہ کو چند روز محاصرہ کیا تو ان لوگوں نے اتفاق کیا کہ آپ ہمارے محاصرہ سے الگ ہو جائیں تو ہمارے قاصد آپ کے پاس جائیں اور آپ سے کچھ سبب طعن کریں۔ آنحضرت نے منظور فرمایا اور کمر واپس چلے گئے تو ان کے قاصد حضرت کے پاس آئے اور کہا کہ ہم مسلمان ہوتے ہیں مگر نماز اور زکوٰۃ منظور نہیں ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ تم دین ہی نہیں جس میں لوگوں اور جود نہ ہو اسی خدا کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے بیشک تم پر واجب ہے کہ نماز کو قائم رکھو اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو۔ ورنہ تمہاری طرف ایسے شخص کو بھیجوں گا جو میری جان کے مانند ہے۔ وہ تمہاری گردن میں ہے گا اور تمہارے فرزندوں کو

ترجمہ حیات القلوب جلد دوم

اسیر کے گ۔ پھر علی بن ابی طالب کا ہاتھ پون کے بند کیا اور غلامی ہی تھا ہے جس کے بارے میں کہہ سلا ہوں۔ جب وہ گروہ طائف واپس آیا اور اُن لوگوں کو جو کچھ آنحضرت سے سنا تھا بتایا تو اُن لوگوں نے نہایت بڑھنے اور رکوہ دینے کا اقرار کیا اور حضرت نے جو شرطیں کی تھیں سب منظور کیا۔ پھر حضرت نے فرمایا کوئی ملک والے اور میری اُمت سے میرا نافرمان نہیں ہوگا مگر یہ کہ میں اُس کی طرف خدا کا تیرا مدد گا۔ لوگوں نے بوجھایا رسول اللہ تیرا خدا کون ہے؟ فرمایا علی بن ابی طالب۔ میں نے جب ان کو کسی لشکر کے مقابلہ پر بھیجا تو دیکھا کہ جبریل علیہ السلام ان کی داہنی جانب اور میکائیل علیہ السلام ان کی بائیں جانب چل رہے تھے، اور ایک فرشتہ ان کے آگے آگے ہوتا تھا اور ایک اُپرا سر پہ سارے کئے رہتا تھا یہاں تک کہ خلفہ عالم نے میرے اُس جیبٹ کی نصرت و مدد کی۔

قلب مدنی نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل طائف کا محاصرہ کیا، عینہ بن حصین نے کہا کہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اہل قلعہ روم کے پاس جاؤں اور اُن سے گفتگو کروں حضرت نے اُس کو اجازت دی اور وہ اہل قلعہ کے پاس گیا اور اُن سے کہا کہ کیا تم مجھ کو سامان دیتے ہو کہ تم سے کچھ باتیں کروں؟ اہل قلعہ نے اُس کو اجازت دے دی۔ ابو جحش نے اُس کو پہچان لیا اور کہا اندر آ جاؤ۔ جب وہ داخل قلعہ ہوا کہا میرے باپ میں تم پر خدا ہوں تمہاری حالت کے مجھ کو مسرور کر دیا۔ عرب میں تمہارے سوا کوئی نہیں خدا کی قسم اصحاب محمدؐ میں کوئی تمہارا مثل نہیں ملے گا کی جگہ تھوڑی ہے تمہارے پاس کھانے پینے کی چیزیں اور پانی وافر ہے۔ صبر کرو اور قلعہ اس کے سپرد مت کرو۔ یہ کہہ کر وہ رخصت ہوا۔ تو قیدیہ ثقیف کے لوگوں نے ابو جحش سے کہا ہم اُس کا یہاں آنا پسند نہیں کرتے تھے۔ ہم کو خطر ہے کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وہ تمام باتیں بتا دے گا جو اُس نے ہمارے اور ہمارے قلعہ میں کر دی ہیں۔ ابو جحش نے کہا میں اُس کو تم سے زیادہ جانتا ہوں ہمارے درمیان کوئی ایسا نہیں جس کی خلعت محمدؐ کے پاس ہے میں اُس سے زیادہ ہوا اگر چہ وہ اُن کے لشکر میں ہے۔ عرض جب وہ آنحضرت کے پاس واپس آیا: پیغمبرؐ سے عرض کی کہ میں نے اُن سے کہا کہ اسام میں داخل ہو جاؤ۔ خدا کی قسم محمدؐ تمہارے ملک سے نہیں ہٹیں گے جب تک تم قلعہ سے باہر نہ آؤ گے۔ لہذا آنحضرتؐ سے اپنے اہل خانہ کو طلب کر دے۔ عرض میں نے اُن کو بہت ڈرایا۔ پیغمبرؐ نے فرمایا تو ٹھوٹ بولتا ہے۔ تو نے اُن سے ایسی ایسی گفتگو کی اور جو کچھ اُس نے اُن لوگوں سے کہا تھا حضرت نے بیان کر دیا۔ یہ سنکر صحابہ میں سے کچھ لوگوں نے اُس کو لعنت و لعنت کی تو خدا دوم و شیعہ ان کو اور کہا میں خدا سے حضرت چاہتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں۔ آئندہ کچھ بھی ایسا نہ کروں گا۔

شیخ طبرستان نے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل طائف کے بارے میں اپنے اصحاب سے مشورہ کیا۔ سلمان خدریؓ نے کہا یا رسول اللہ! میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ قلعہ پر منجنیق نصب کیجئے۔ حضرتؐ نے یہ مشورہ منظور فرما کر حکم دیا تو ایک منجنیق تیار کی گئی اور وہ وہاں پر نصب کیا۔ اہل قلعہ نے آگ بجھانے کی کوشش کی تو حضرتؐ کے حکم سے اُن کے انگوٹھے و درخت کاٹ ڈالے گئے اور جلا دیئے گئے۔ یہ

وہ طرفہ ہے جس کو کچی مکمل سے بناتے ہیں اور اُس میں نیل بھروسے ہیں۔

یہ کہہ کر وہ سب حضرت کا اس کے فرمایا کہ یہاں تک

دیکھ کر سفیان بن جندبہ ثقفی نے قلعہ کے اُپر سے غلہ دی ہمارے مال کیوں برباد کرتے ہو اگر تم لوگ ہم پر غالب ہو گئے تو یہ تمہارا مال ہو جائے گا اگر تم غالب نہ ہوئے تو غلہ کے لئے رقم کرو ہمارے مال چھوڑ دو۔ حضورؐ نے فرمایا خدا کے لئے رقم کر کے چھوڑ دو۔

ایک روایت میں وارد ہے کہ اہل طائف کا محاصرہ آنحضرت ﷺ علیہ السلام نے تقریباً تیس دن تک کیا پھر واپس ہوئے۔ اُس کے بعد اہل طائف آکر مسلمان ہوئے۔

شیخ طوسی نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ رسول خدا ﷺ علیہ السلام نے فرمایا جس وقت اہل طائف کے قاصد آئے تھے کہ خدا کی قسم میں تم کو غلہ کھانا ادا کروں گا وہ میری اُس شخص کو تمہاری طرف بھیجوں گا جو میری جان کے برابر ہے اور خدا اور رسولؐ کو دوست رکھتا ہے اور خدا اور رسولؐ اُس کو دوست رکھتے ہیں تو تمہارے رسول پر تم کو اس بارے میں شک نہ ہو گا۔ یہ سنکر اصحاب رسولؐ نے گردنیں اس فضیلت کے لئے بلند کیں رسولؐ نے جناب امیرؓ کا ہاتھ پکڑ کر بلند کیا اور فرمایا یہ ہے وہ شخص۔ تو ابو بکرؓ دھرتے کہا کہ ہم نے کسی شخص کی یہ فضیلت نہیں دیکھی جو فضیلت آج علیؓ کی دیکھی۔

خاصہ روایت کے طریقوں سے احادیث معتبرہ میں منقول ہے کہ حضرت امیر المومنینؓ نے اپنی اُن تمام دیہاتوں کے ساتھ غزوہ خندہ سے بھی فرمایا تھا کہ میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ کیا تمہارے درمیان سوائے میرے کوئی ہے جس کے بارے میں رسول خدا ﷺ علیہ السلام نے فرمایا کہ نبیؐ میرے مقابلہ سے بڑھ چکا یا میں بھڑک چکا ان کی طرف ایسے شخص کو جو مثل میری جان کے ہے اس کی اطاعت میری اطاعت ہے اور اُس کی نافرمانی میری نافرمانی ہے جو ان کو تمہاری مار کر مطیع کرے گا؟ سب اہل ثورہ سے سنے کہا نہیں ہم میں یا یہاں کوئی شخص نہیں۔ پھر فرمایا کہ تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ آیا تمہارے درمیان سوائے میرے کوئی ہے جس سے رسولؐ اللہ نے غزوہ طائف طائفہ کی باتیں کی ہوں اور ابو بکرؓ دھرتے رسولؐ اللہ سے کہا تھا کہ علیؓ سے لڑنے کا امر بیان کرتے ہیں اور ہم سے پوشیدہ رکھتے ہیں اور حضرتؓ نے اُن سے فرمایا تھا کہ میں نے خود سے لڑا نہیں بیان کیے بلکہ خدا نے تم کو اس کا حکم دیا تھا۔ سب نے کہا نہیں کوئی نہیں۔

شیخ طوسی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت ﷺ علیہ السلام محاصرہ طائف سے واپس آئے اپنے اصحاب کے ساتھ جلوہ کی طرف آئے اُس جگہ حنین کا بل غنیمت قریش اور تمام عربیوں کو لڑنے کو تقسیم کیے جن کی تالیف قلب فرماتے تھے اور انصار کو اُس مال کا حق دیا۔ بعض کا قتل ہے کہ انصار کو حضورؐ مال دیا اور زیادہ دو مسلمانوں کو ان کی تالیف قلب کے لئے دیا۔ بیان کرتے ہیں کہ ابو سفیان بن حرب کو شواؤنٹ اور اُس کے بیٹے معاویہ کو شواؤنٹ اور حکیم بن خرام کو جو قبیلہ بنی اسد سے تھا شواؤنٹ دیئے اور حضرتؓ عارض کو شواؤنٹ اور علاء بن خالد ثقفی کو شواؤنٹ اور عارض بن ہشام کو سو گناہوں میں سے کتے ہیں کہ جبیر بن مطعم اور مالک بن حوٹ کو شواؤنٹ۔ اور بعض کا قول ہے کہ عقیقہ بن ملاح اور اقربہ بن حابس اور عیینہ بن حصین میں سے ہر ایک کو سو گناہ دیئے اور عباس بن مرداس شاعر کو چار گناہ دیئے تو وہ غضبناک ہوا اور چند اشعار حضرتؓ کی شکایت میں نظم کیے جب یہ خبر آنحضرتؐ کو پہنچی آپؐ نے فرمایا اے علیؓ لے جاؤ اس کو اور اس کی زبان کاٹ دو۔ عباس کہتا ہے کہ جب

علیؑ نے میرا ہاتھ پکڑا اور اسے چلے تو میں نے کہا اے علیؑ کیا میری زبان کاٹنے کا حضرت علیؑ نے فرمایا جو کچھ پیغمبر نے حکم دیا ہے اس کی تعمیل کروں گا۔ وہ کہتا ہے کہ تھوڑی راہ اٹھنے کی تھی کہ میں نے دوبارہ کہا اے علیؑ کیا واقعی میری زبان کاٹنے کا آپ نے وہی جواب دیا یہاں تک کہ اس احاطہ میں ہم داخل ہوئے جہاں اونٹ تھے۔ تو امیر المومنین نے فرمایا کہ ہاڑ سے ستر اونٹ تک جس قدر چڑھا ہے اے علیؑ۔ میں نے کہا میرے باپ ماں آپ پر خدا ہوں کس قدر کریم! بعد ازاں صاحبِ حمل اور نیک کردار آپ لوگ ہیں۔ تب علیؑ نے فرمایا کہ جناب سرور کائنات نے مجھ کو چار اونٹ دینے اور مجھ کو ہاجرین کے نذر میں قرار دیا۔ اگر مجھ کو پسند ہو تو چار اونٹ لے کر ہاجرین کے ساتھ ان کے شرف میں شریک رہا اور اگر چڑھا ہے تو تیرہ اونٹ لے لے اور ان لوگوں میں شامل ہو جو تیرہ اونٹ لے چکے ہیں۔ میں نے کہا جو آپ فرمائیں اسی پر عمل کروں گا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ میں تو تیرے لیے یہی بہتر سمجھتا ہوں کہ چار اونٹ لے لے اور ہاجرین میں شامل رہ۔ فرضِ حواس اسی پر راضی ہو گیا اور وہ اس چل گیا۔

اس تقسیم پر انصار کی ایک جماعت بھی ناراض ہو گئی اور نامناسب باتیں کرنے لگی۔ بعض نے ان میں سے یہاں تک کہہ دیا کہ امتیاز کے زمانہ میں تو ہمارے ساتھ تھے آج جبکہ اپنے چھاؤں کے ٹکڑوں کو دیکھ کر تو ہم کو بخول گئے۔ آنحضرتؐ نے جب ان کا یہ کلام سنا تو فرمایا کہ انصار سب ایک جگہ جمع ہو جائیں کوئی دوسرا دکان نہ جلے۔ پھر آنحضرتؐ غضبناک ان کے پاس آئے آپ کے ساتھ سولائے امیر المومنین کے کوئی نہ تھا اور ان کی مجلس میں بیٹھے۔ اور فرمایا کہ میں وہ نہیں ہوں جو تمہارے پاس اس وقت آیا جبکہ تم سب کے سب جہنم کے کندہ تھے اور خدا نے میری برکت سے تم کو نجات دی۔ انصار نے کہا بیشک یا رسول اللہ! ایسا ہی ہے ہم پر خدا و رسولؐ کا احسان ہے نعمتیں ہیں۔ پھر فرمایا کیا میں وہ نہیں ہوں کہ تمہارے پاس آیا جس وقت کہ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے، اور آپس میں ہر ایک کے قتل کے لیے تلواریں لٹکتے رہتے تھے۔ خداوندِ عالم نے میری برکت سے تمہارے دلوں میں محبت پیدا کر دی سب نے کہا ہاں یا رسول اللہ۔ پھر فرمایا کیا میں وہ نہیں ہوں کہ تمہارے پاس آیا اس حال میں جبکہ تم ذلیل اور تھوڑے تھے۔ غرض غلام نے میری برکت سے تم کو عزت بخشی اور اسی صورت سے اپنے بیشتر احسانات اور نعمتیں ان کو گنوائیں اور خاموش ہوئے۔ پھر فرمایا کہ کیوں جواب نہیں دیتے ہو! انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ کا کیا جواب دیں۔ ہمارے باپ ماں آپ پر خدا ہوں آپ کا فضل و کرم اور احسان نہ صرف ہم پر ہے بلکہ تمام عالم والوں پر ہے۔ حضرت نے فرمایا اگر چاہو تو تم کہہ سکتے ہو کہ تمہاری قوم نے تم کو نکالا تمہاری تکذیب کی اور ہم نے تصدیق کی اور جگہ دی۔ تم حفرہ ہمارے پاس آئے اور ہم نے تم کو پناہ دی۔ یہ سن کر سب کے رونے کی آوازیں بلند ہوئیں۔ ان کے بڑے بڑے لوگ حضرت کی خدمت میں دست بستہ حاضر ہوئے اور حضرت کے دست دیا اور نانہ لے مہک کو چڑھا اور عرض کی ہم خدا و رسولؐ سے راضی ہوئے یہ ہمارے اموال حاضر ہیں ان سب کے مالک آپ ہیں۔ اگر آپ چاہیں اپنی قوم میں تقسیم فرمائیں۔ حضرت نے فرمایا اے گروہ انصار تم مجھ سے کبیدہ رکھتے ہو اس لیے کہ میں نے مال ان لوگوں میں تقسیم کر دیا جو تازہ مسلمان ہیں تاکہ ان کے قلوب اسلام کی طرف مائل کر دیں اور میں نے تمہاری قربت ایمان پر بھروسہ کیا اور تم کو تمہارے حقین اقتدار پر چھوڑ دیا کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ دوسرے لوگ گوشتِ اونٹ لے جائیں اور خدا کا رسولؐ تمہارے حصہ میں لے لے

نصف منسوب جات منسوب جلد دوم

روز ختمین جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہال غنیمت تقسیم کر رہے تھے نئی تقسیم میں سے ایک شخص جس کا نام روز ختمین تھا حضرت کی خدمت میں آیا اور کہا یا رسول اللہ تقسیم میں انصاف کیجئے۔ حضرت نے فرمایا اوسلم تم کو کچھ اگر میں انصاف نہ کروں گا تو کون کہے گا۔ عمر بن خطاب نے کہا یا رسول اللہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن اڑا دوں۔ حضرت نے فرمایا جانے دو وہ اپنے چند صاحب ایسے ہیں کہ اگر وہ کی نمازوں کے مقابلہ میں تم اپنی نمازیں کم کھو گے ادا ان کے روزوں کے برابر اپنے روزوں کو خیر سمجھو گے۔ وہ ہمیشہ قرآن پڑھتے رہیں گے مگر قرآن ان کے حلق سے نہ اترے گا۔ وہ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیرکیاں سے نکل جاتا ہے۔ ان کی علامت یہ ہے کہ ایک سیاہ رنگ کا مردان کا سر وہ ہو گا جس کے بازوؤں پر عدد توں کے پستان کے مانند گوشت اچھلا ہوا ہو گا۔ وہ لوگوں کے بہترین گروہ پر فروغ کریں گے۔ ابو سعید نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے یہ بات رسول اللہ سے سنی تھی اور گواہی دیتا ہوں کہ جنگ خوارج میں تاثیر المؤمنین کے ہوا تھا۔ حضرت نے حکم دیا کہ میرا ابن جنگ میں اس شخص کو تلاش کرو جس کی علامت رسول اللہ نے بتائی تھی۔ تو وہ شخص کشتوں میں پایا گیا۔

شیخ طبری نے روایت کی ہے کہ روز ختمین جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے۔ جب ہال ختم ہو گیا تو آپ سوار ہو کر رہا ہوئے۔ لوگ حضرت کے آگے آگے دوڑتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم کو جلا حصہ دیجئے یہاں تک کہ ایک درخت کے نیچے حضرت کو روک لیا اور دوش مبارک سے روکا کھینچ لی۔ حضرت نے فرمایا ایتھا اس میری چاند تو ہے وہ۔ اسی خدائی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر نہ دے نہی پڑ جس قدر درخت ہیں اس قدر میرے پاس گوشت آؤںٹ اور گائے ہو جائیں تب بھی میں سب تم لوگوں کو تقسیم کر دوں تم مجھ کو کھیل نہ پاؤ گے۔ پھر حضرت نے شتر کے کواں سے ایک بال توڑ کر دکھایا اور فرمایا خدا کی قسم تم ہمدانی غنیمت میں سے اس بال کے برابر بھی مال میں نے نہیں لیا سوائے شتر کے اور وہ بھی تم پر تقسیم کر دیا۔ لہذا ہال غنیمت میں سے کچھ خیانت مت کرو اور جو کچھ لے گئے ہو واپس دے دو اگر چہ وہ سونے اور دھات کے برابر ہو اس لئے کہ غنیمت سے چھدی کرنا عیب و کار اور جہنم میں داخل ہونے کا باعث ہے۔ یہ سن کر ایک انصافى اٹھا اور تھوڑا سا ہٹا ہٹا ڈھولا لایا اور کہا میں نے یہ اس لئے لیا تھا کہ اپنے اونٹوں کی پوشش سیوں گا۔ حضرت نے فرمایا اس میں جس قدر میل حصہ تھا میں نے چھوڑ دیا اس شخص نے کہا جبکہ معاملہ ایسا نازک ہے تو مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے اور اپنے ہاتھ سے رکھ دیا۔

پھر وہ ایشیہ میں حضرت حماد سے مکہ منکرہ رفاذ ہونے کے اور عمرہ کا احرام باندھا اور عمرو سے قادشہ ہو کر نہجہ تشریف لائے اور معاذ بن جبل کو مکہ والوں کا امیر بنایا۔ وہ سری روایت کے مطابق قتیبہ بن اسید کو والی قرار دیا اور معاذ کو ان کے ساتھ چھوڑا تاکہ مسائل دیں اہل مکہ کو تعلیم دیں۔

ابن بابویہ نے مسند صحیح حضرت صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ روز ختمین سے زیادہ سخت حضرت پر کئی دن انہیں گذرا اس سبب سے کہ عرب کے کثیر قبیلے آنحضرت کی علامت پر اس جنگ میں متحد ہو گئے تھے۔

شیخ طبری وغیرہم نے روایت کی ہے کہ جنگ حنین میں گرفتار ہونے والی اسیروں میں حلیمہ رضی اللہ عنہا
 اعداء رسول اللہ کی بیٹی بھی تھیں۔ جب ان کو لوگ حضرت کے سامنے لائے انہوں نے کہا میں آپ کی بہن وغیرہ علیہ السلام
 ہوں۔ حضرت نے سنتے ہی اپنی چاندان کے لئے بچھا دی اور ان کو اس پر بٹھا کر بہت بائیں کس اتمام حال
 دریافت کیے۔ دوسری روایت کے مطابق جب ان کے بھائی کو حضرت کے پاس لائے تو ان کی تعظیم و تکریم
 حضرت نے ایسی نہ کی لوگوں نے اس کا سبب پوچھا۔ فرمایا کہ وہ لڑکی اپنے باپ ماں کی زیادہ حد تک گوارا تھی۔

شیخ طبری نے روایت کی ہے کہ جبرائیل سے جب کہ وہ ہوازن آنحضرت کی خدمت میں آئے اور مسلمان
 ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ ہمارے خاندان اور قبیلے کے لوگ اسیر ہوئے ہیں اور یہ بلا اور تکلیف جو
 ہم پر نازل ہوئی ہے آپ سے پوشیدہ نہیں ہے۔ لہذا ہم پر ان کے بارے میں احسان کیجئے خدا آپ پر
 احسان کرے گا۔ پھر ان کا خطیب کھڑا ہو گیا جس کا نام میر بن عمرو نام تھا۔ اُس نے کہا یا رسول اللہ اگر ہم نے حادث
 بیت ابی ثمر یا نعمان بن منذ کو دفعہ چھوٹا اور ان کو ہم پر قابو حاصل ہوتا ہوتا جیسا کہ آپ کو حاصل ہوتا ہے۔
 تو بیشک وہ لوگ ہم پر بہت احسان کرنے اور آپ تمام لوگوں سے بہت زیادہ نیک ہیں۔ ان خیموں میں آپ کی
 خالوئیں اور ان کی لڑکیاں آپ کی حفاظت کرنے والیاں اور ان کی بیٹیاں قید ہیں اور بکڑی ہوئی ہیں۔ ہم آپ سے
 مال نہیں طلب کرتے ہم ملکہ اپنے لڑکے اور اپنی عورتیں چاہتے ہیں۔ ان کے کہنے سے پہلے آنحضرت نے ان کے
 اسیروں میں سے بہتوں کو صحابہ پر تقسیم کر دیا تھا۔ جب آپ کی ہمشیر نے آپ سے گفتگو کی اور ان کی سفارش کی
 تو حضرت نے فرمایا کہ میں نے اپنے اور فرزندان قبلہ و طلب کے حصہ کے اسیروں کو تجھے بخش دیا لیکن جو تمام مسلمانوں
 کے حصہ میں ہیں تم میرا واسطہ کر ان سے سفارش کرو شامہ بھی بخش دیں۔ عرض آنحضرت جب شامہ ظہر
 سے فارغ ہوئے تو دختر حلیمہ کھڑی ہو گئیں اور اپنے اسیروں کی سفارش کی جس کو تمام مسلمانوں نے منظور کر لیا
 اور ان کے زن و فرزند اس پر کر دیئے۔ مگر افروغ بن خابہ اور عیینہ بن حصین نے انکار کیا اور کہا یا رسول اللہ اس
 قوم نے ہماری بہت سی عورتوں کو اسیر کیا تھا لہذا ہم ان کی عورتوں کو واپس نہ دیں گے۔ تو حضرت نے فرمایا کہ ان کے
 حصے کے لئے اسیروں میں قرعہ ڈالا جائے۔ اور کہا خلفاء ان کے حصوں کو پست کر دے تو ان میں سے ایک کا حصہ
 میں ایک خادم بنی حلیل میں سے آیا اور دوسرے کے حصہ میں بنی لہیر میں سے ایک خادم کے نام قرعہ نکلا۔ جب ان
 لوگوں نے اپنا حصہ ایسا پایا تو انہوں نے بھی بخش دیا۔ لیکن جو عورتیں پہلے تقسیم کی جا چکی تھیں ان کے بارے میں
 حضرت نے فرمایا کہ جو شخص اپنے حصہ سے دسب براء ہو جائے گا یہی قیمت اب جو حاصل ہوگی اس میں سے اس کو
 پچھتے دوں گا۔ یہ سنکر تمام لوگوں نے ان کی عورتوں اور لڑکوں کو واپس سے دیا۔ پھر حلیمہ کی صاحبزادی نے
 ناکہ بن حنف کی سفارش کی حضرت نے قبول فرمائی اور فرمایا کہ اگر تمہارے پاس آتا چاہے تو مان میں ہے۔ وہ
 حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت نے اُس کا مال اُس کو واپس دیا اور خواتین اور عطا فرمائے۔

روایت ہے کہ جس بعد حضرت نے وادی اوطاس میں اسیر عورتوں کو تقسیم فرمایا، منادی کرادی کہ حاملہ
 عورتوں سے بچھتری نہ کی جائے جب تک وضع حمل نہ ہو جائے تا وہ غیر حاملہ عورتوں سے بھی جوار نہ کریں جب تک
 ایک جھڑ سے وہ پاک نہ ہو جائیں۔

بعض متبرک کتابوں میں مذکور ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشہد میں بلکہ کندیہ سے نزدیک فرمایا اُس کا باپ روزِ فتح مکہ قتل ہو چکا تھا آپ کی بعض بیویوں نے اُس سے کہا کہ تجھے شرم نہیں آتی کہ تو اُس شخص کی بیوی ہوئی ہے جس نے تیرے باپ کو قتل کیا ہے اُس بد نصیب نے اس سبب سے حضرت سے کراہت کی، حضرت نے اُس کو الگ کر دیا۔ بیان کرتے ہیں کہ اسی سال آنحضرتؐ کے فرزند جناب ابراہیمؑ سے کراہت کے بطن سے ماہِ ذی الحجہ میں پیدا ہوئے اُن کی قاجدہ ابورافع کی زوجہ آنحضرتؐ کی آزاد کردہ کنیز تھی۔ مارِ یہ قطیبہ کے بطن سے اپنے شوہر ابورافع کے پاس آکر کہا آنحضرتؐ کے لئے لڑکے پیدا ہوا۔ ابورافع نے حضرت کو یہ خوشخبری آ کر سنائی۔ حضرت نے اس کو ایک غلام عطا فرمایا اور فرزند کا نام ابراہیمؑ رکھا۔ ساتویں رمضان پچھ کا عقیقہ کیا اللہ اس کا سر منڈوا یا اللہ سر کے بالوں کے ہونٹ چاندی مساکین کو تصدق کیا اللہ بالوں کو زمین میں دفن کرا دیا۔ انصار کی عورتوں نے اُس کو دھوکہ دینے میں نزاع کی تو حضرتؐ نے منذر بن نید کی بیٹی ام بردہ کو دودھ پلانے کے لئے مقرر فرمایا۔ بیان کرتے ہیں کہ اسی سال زینبؓ آنحضرتؐ کی ربیبہ بنی انتقال کیا، اور اسی سال حضرتؐ نے کعب بن عمر کو ذاتِ اظہارِ شام کی طرف بھیجا۔ وہاں وہ ادا اُس کے ساتھی شہید ہو گئے۔ اسی سال عیسیٰ بن حصی کو بنی عنبر کی طرف بھیجا۔ وہ آپر غالب ہوا اور اُن کی عورتوں کو قید کر لیا۔

پیتا لیسواں باب

غزوہ تبوک: عقبہ اور مسجد ضرار کے حالات!

علی بن ابراہیمؑ نے روایت کی ہے کہ گرمی کے دنوں میں شام کی جانب سے مدینہ میں ایک قافلہ آیا اللہ کھانے کی چیزیں اور دیکھنے سے فروخت کرنے، ہمارا ہوا۔ مدینہ میں ان لوگوں کے مشہور کر دیا کہ لشکرِ دوم جمع ہوتا ہے اور ان کا اٹھنا ہے کہ لشکرِ عظیم کے ساتھ آنحضرتؐ سے جنگ کریں۔ اور بادشاہِ دوم ہر قافل اپنے لشکر کے ساتھ تیار ہوتا ہے اور حسان، خزام، قہر اور عامر کے قبیلوں کو اپنے ساتھ متفق کر لیا ہے اور اُن کا لشکر بٹانک بٹانک چکا ہے ہر قافل محسوس کیا گیا ہے۔ یہ معلوم کر کے آنحضرتؐ نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ جنگِ تبوک کے لئے تیار ہو جائیں۔ تبوک بلقہ کے شہروں میں سے ایک شہر تھا، حضرتؐ نے مدینہ کے اُس پاس کے قبیلوں اور مکہ کے لوگوں کو اور جو جو مسلمان ہو گیا تھا ہر ایک کے پاس آدمی بھیجے جیسے خزاعہ، مدینہ اور حبشہ کے قبیلے۔ اور سب کو چاہا کہ لئے دعوت دی اور اپنے لشکر کو حکم دیا کہ مدینہ سے باہر چلیں اور غنیۃ الوداع میں قیام کریں۔ اصحابِ لادوں کو حکم دیا کہ وہ پریشان حال لوگوں کی اس سفر میں اعانت کریں۔ ہر شخص نے جو کچھ اُس کے پاس تھا لا کر حضرتؐ کی خدمت میں پیش کیا جس سے حضرتؐ نے سفر کا مسلمان دست فرمایا۔ پھر حضرتؐ نے خطبہ

پڑھا اور حمد شائے ہادی تھانے کے بعد اشد فرمایا کہ اتنا اس سب سے زیادہ سچی خط کتاب ہے اور بہترین
 گفتار گزشتہ تھانے ہے اور سب سے بہتر قوم ابراہیم علیہ السلام کی قوم ہے اور بہترین سنت محمد مصطفیٰ اللہ
 علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے اور افضل ترین کام خدا کا ذکر ہے اور بہترین شخص قرآن ہے اس کے بعد بہترین
 ہیں اور بدترین احمد بن حنبل ہیں۔ بہترین ہدایات پیغمبروں کی ہدایتیں ہیں اور بہترین مانا جانا شہید ہونا ہے
 اور بدترین ناجانی جاہلیت کے ہمارے ہیں۔ اور بہترین اعمال فعل ہے جو آخرت میں فائدہ پہنچائے۔
 سب سے بہتر جاہلیت وہ ہے جس کی پیروی کی جائے اور بدترین اندھا پن مل کا اندھا ہونا ہے اور بدترین
 نیچے کے اتھ سے بہتر ہے یعنی دینے والا اتھ لینے والے اتھ سے بہتر ہے۔ اور جو مال کم ہو مگر کافی ہو تو
 اس مال سے بہتر ہے جو زیادہ ہو اور خدا کی یاد سے غافل کر دے اور بہترین عطا ہونا موت کے وقت عطا
 جانا ہے اور بدترین پشیمانی بعد قیامت کی پشیمانی ہے۔ لوگوں کی ایک جماعت ہے جس میں سی بہت
 تھوڑے لوگ جس میں حاضر ہوتے ہیں۔ بعض ایسے ہیں جو زندہ ہیں پڑتے مگر کبھی کبھی۔ بدترین گنہگار ان تھوڑے
 بولنے والے ہیں۔ بہتر ہیں بے نیازی نفس کی بے نیازی ہے اور بہترین کوشش خدا کے مقابل سے پرہیز ہے
 اور حکمت کا راز خدا سے ڈرنے میں ہے۔ اور بہترین وہ چیز جو انسان کے دل میں پیدا ہوتی ہے یہی ہے اور
 دین میں شگرت کا کفر ہے اور جاہلیت پر عمل حق سے دوسری کا سبب ہے اور نصیحت میں سے جو دی کرنا جہنم
 کی آگ اور اس کے شعلوں کی سستی ہے اور باطل شر کوئی شیطان کی طرف سے ہے اور شراب تمام گنہگاروں کی
 جاہل ہے۔ عورتیں شیطان کا ہلال ہیں۔ جوانی دیوانگی کی ایک شاخ ہے۔ بدترین کمائی عورتوں کی کمائی ہے اور بدترین
 فدا ہونے والی کا مال ہے۔ خوش خصلیت وہ ہے جو خود مروتی کے حالات سے نصیحت حاصل کرے اور بد بخت وہ ہے
 جس کو خدا اس کی ماں کے پیٹ میں بد بخت سمجھے۔ تم میں سے ہر ایک کا آخر کار اس مقام پر پہنچے گا جس کی لمبائی
 چار گز ہے۔ اور عمل کا انداز اس کے خاتمہ پر ہے بدترین خود مگر تھوڑے کا سوچنا ہے۔ جو چیز آنے والی
 ہے جلد پہنچ جائے گی۔ مومنین سے عداوت فتنہ ہے ان سے ڈرنا کفر ہے۔ مومن کا گوشت کھانا ان کی غیبت ہے
 اور خدا کی نافرمانی ہے۔ مانی مومن کی حرمت اس کے خون کی حرمت کے برابر ہے۔ جو شخص غلام توکل و جبر و سر
 کرتا ہے خدا اس کے انور کی کتابت کرتا ہے۔ جو خدا کے لئے صبر کرتا ہے خدا اس کو فتح عنایت فرماتا ہے۔ جو
 لوگوں کی خطائیں صاف کر دیتا ہے خدا اس کی خطائیں بخش دیتا ہے۔ جو شخص اپنا قصہ روک لیتا ہے خدا اس کو
 اجر عظیم بخش دیتا ہے۔ جو شخص بدوں پر صبر کرتا ہے خدا اس کو بہتر عطا فرماتا ہے۔ اور جو شخص اپنے نیک اعمال
 لوگوں کو سناتا ہے خدا اس کو لوگوں میں رسوا کرتا ہے۔ جو شخص دھندہ دیکھتا ہے خدا اس کے ثواب کو دھندلا کر دیتا
 ہے۔ اور جو خدا کی نافرمانی کرتا ہے خدا اس کو مذنب فرماتا ہے۔ پھر مکر فرمایا کہ خلو ذلک و اور میری اُمت کو
 بخش دے کہ نہ خدا سے میں اپنے اور تمہارے لئے آمر دشمن طلب کرتا ہوں اس کے بعد لوگوں کو جہاد
 کی ترغیب دی۔

اس خطبہ کے سنتے کے بعد لوگ جہاد کے لئے بہت شوق سے آمادہ ہوئے اور قبائل عرب جی کو حضرت
 نے جہاد کے لئے بلایا تھا وہ حاضر ہوئے اور ایک گروہ منافقوں کا اور ان کے علاوہ کچھ اور لوگ بھی جنگ میں

[illegible]

علی بن ابراہیم نے سعادت کی ہے کہ جنگ سے باز رہنے والے اتنی آدمی تھے جو مختلف قبیلوں سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کے ہاتھ تیز ہوش و حواس و صدمت تھے ان کی نیتیں درست تھیں ان کے دلوں میں کوئی شک و شبہ پیدا نہیں ہوا تھا۔ لیکن وہ کہتے تھے کہ ہم بعد میں ہاکر رسول اللہ سے مل جائیں گے ان میں سے ایک ابو خثیمہ تھا نہایت تند و تیز اور قوی۔ جس کے دو بیویاں تھیں۔ اور وہ انگوڑے کے بافت تھے جنکے خوشوں کے نیچے ٹیٹیاں نکلی تھیں۔ اس کی عورتیں اس کے نیچے آب پاشی کرتی تھیں اور عیسائے کے پتے سرور پانی اور عہدہ کھانے تیار کیا کرتا تھا۔ جب وہ بارگ میں پہنچا اور یہ نعمتیں مشاہدہ کیں تو قسم کھا کر کہا کہ یہ انصاف نہیں ہے کہ جناب رسالت پناہ جنکے گوشہ و آئینہ گناہوں کو خدا نے معاف کر دیا ہے وہ تو جنگل میں ہوں اور ان کے جسم پر دھوپ پڑ رہی ہو اور تیز کو چل رہی ہو اور وہ ہتھیار لگائے ہوں اور وہ جہاد و راہ خدا میں جا رہے ہیں اور ابو خثیمہ اپنی انہماکی قوت اور نومندی کے باوجود اپنے انگوڑے خوشوں کے نیچے اپنی دو بیویوں کے ساتھ عیش میں مشغول ہو۔

انہیں خدا کی قسم یہ انصاف نہیں ہے۔ یہ کہہ کر محسوس نے امانا ناقہ لیا اور اس کی پشت پر مسلمان باندھا اور سوار ہو کر نہایت تیزی سے دوڑنا بڑا آنحضرتؐ سے جا کر مل گیا۔ لوگ دیکھ رہے تھے کہ ایک سوار عینہ کی طرف سے آ رہا ہے۔ آنحضرتؐ سے لوگوں نے کہا تو حضرتؐ نے فرمایا کہ ابو خثیمہ ہے۔ جب وہ آنحضرتؐ کی خدمت میں پہنچا اور اپنی کیفیت بیان کی تو حضرتؐ نے دعا کے خیر و برائی اور ابو ذرؓ آنحضرتؐ سے تین روزہ کیے نہ گئے تھے اس لیے کہ ان کا اونٹ بہت لاغر و ناتواں تھا وہ راستہ میں بیٹھ گیا تھا۔ حضرت ابو ذرؓ نے اس کو چھوڑ دیا اور مسلمان اپنی بیٹھ پر باندھ کر پیدل روانہ ہو گئے۔ جب آفتاب بلند ہوا مسلمانوں نے دیکھا کہ ایک شخص برابر چلا آ رہا ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ابو ذرؓ ان کے لیے پانی لے جاؤ وہ بہت پیاسے ہیں۔ لوگ ان کے پاس پانی لے گئے۔ انہوں نے پیا۔ جب وہ حضرتؐ کی خدمت میں پہنچے پانی کا کرنا ان کے ہاتھ میں تھا۔ حضرتؐ نے

فرمایا اسے اوروں کے ساتھ ساتھ اس پالی تو تھا پھر بھی تم یہاں سے رہے۔ عرض کی اس پادشاه نے کہ میرے باپ کا یہ
خدا ہوں ماسوائے میں ایک خدا ہے جس میں بدشعس کا پانی تھا پھر خدا جب میں نے اس کو چکا تو وہ بہت شیریں
اور مسوا تھا۔ میں نے کہا میں اس کو نہ پوں گا جب تک میرے حبیب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نہ پئی لیں۔
یہ شکر حضرت نے فرمایا اسے اوروں کے ساتھ ساتھ یہ دم فرماتے تھے تم تنہائی میں زندہ رہو گے اور تنہائی میں مرنے کے اور کیا
میں تنہا مہوٹ ہو گے اور تنہا جنت میں جاؤ گے اور ساتھی حاصل کر گے۔ عرض کی ایک گروہ کے لوگ تھرا
خسرو کو کہیں کہیں کہ اللہ تم کو دفن کریں گے۔

پھر علی بن ابی طالب نے دعوت کی ہے کہ رسول اللہ کے ساتھ جنگ تو کہ میں ایک شخص تھا جس کو مضرب
کہتے تھے اس لیے کہ جنگ ہوا اور میں اس کو بہت ضربیں لگی تھیں۔ حضرت نے فرمایا کہ اس لشکر کو شہد کرو۔
غریب نے شہد کیا تو کچھ ہزار غلاموں اور نوکروں کے علاوہ شکر تھا۔ پھر فرمایا کہ اس لشکر میں مومنین کی تعداد
شہد کرو اس لیے شہد کر کے بتایا کہ کچھ مرد ہیں۔ اس جنگ میں حضرت کے ساتھ منافقوں کا ایک گروہ اور
مومنین کا ایک گروہ نہیں آیا تھا۔ مومنین وہ تھے جو دین میں بہت گھرا تھے اور ان کے نفاق کی کوئی علامت ظاہر
نہیں ہوئی تھی۔ ان میں سے ایک شخص کعب بن مالک شاعر تھا اور ایک عمار بن زید اور ایک جلال بن امیہ تھا۔
جب خداوند عالم نے ان کی توبہ قبول فرمائی تو کعب نے کہا کہ میں اس وقت سے زیادہ سندرست اور مضبوط و قوی
کسی نہ تھا جبکہ آنحضرت جنگ تو کہ میں کو مدافعت ہوتے تھے۔ اور کبھی سوائے اس وقت کے وہ جو پائے میری سوا
کے لیے جہاد ہوتے تھے۔ میں نے سوجا کہ کل پر سونے تک میں بھی جنگ کے لیے نکلوں گا تو پہنچے ہادی کا۔ عرض
اسی طرح چند روز خلعت میں پڑا۔ اس اثنا میں جب بھی میں ہزار گیا میرا کوئی کام نہ ہوا۔ میں نے چل پائی میر
اور ہادی میں رنج کو دیکھا کہ وہ جنگ سے پیچھے نہ گئے ہیں ہم نے آپ میں یہ مشورہ کیا کہ کل صبح بازار چل کر اپنے
کام انجام دیں گے۔ لیکن وہ سوسے ہفتے بھی ہمارا کوئی کام نہ ہوا۔ اسی طرح کل اور کل کے بعد کل پر
ہم لوگ مانتے رہے یہاں تک کہ خبر ہوئی کہ آنحضرت ہادی کے پاس سب سے ہم لوگ بہت نادوم ہوئے۔ عجب
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہادی کے قریب پہنچے تو ہم لوگ استقبال کے لیے حاضر ہوئے تاکہ آنحضرت کی
ساعتی اور غیر و خیر ہادی پر ہمد کہہ دیں جب ہم لوگوں نے سلام کیا تو حضرت نے جواب سلام نہ دیا اور ہادی
طرف سے منہ پھیر لیا۔ ہم لوگوں نے مومنین کو سلام کیا۔ انہوں نے بھی جواب نہ دیا۔ یہ خبر ہادی کے پاس پہنچا کہ
ہم بھی تو انہوں نے بھی ہم سے ترک کلام کر دیا۔ ہم لوگ مسجد میں حاضر ہوئے تو کسی نے نہ ہم کو سلام کیا اور نہ ہم سے
کلام کیا۔ آخر ہادی نے ہمیں جواب دے کر صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئیں اور عرض کیا کہ ہم کو سلام ہوا
کہ حضور ہادی کے شہروں سے تاراج ہیں اگر کلمہ پڑھیں تو ہم ان سے صلہ ہو جائیں۔ حضرت نے فرمایا نہیں بلکہ ان کے
نوکریات ہوتے ہیں۔ جب کہ کعب بن مالک ہادی کے ساتھیوں نے یہ مصدقہ لکھی تو آپ میں کہا کہ ہم مدینہ میں کیوں ہیں

لے مؤقت فرماتے ہیں کہ اس دعوت کا آخری حصہ انشاء اللہ مکمل حضرت اہل بیت کے حالات میں بیان کیا جائے گا۔

جبکہ نہ رسول خدا ہم سے ہوتے ہیں نہ چاند سے بھائی نہ چاند سے امی و چیل ہم سے کلام کرتے ہیں۔ لہذا چلو انہیں
 پہاڑ پر وہیں قیام کریں جب تک کہ خدا ہماری توبہ نہ قبول کرے یا اسی جگہ رہ جائیں گے۔ غرض وہ ایک پہاڑ پر مدینہ
 کے باہر چلے گئے جس کو فریاب کہتے تھے۔ وہاں دونوں کو رخصہ دیکھتے تھے اسی اُن کے گھر والے اُن کے واسطے
 کھانے لے جا کر دو ایک کنہہ پر رکھ کر واپس چلے آئے تھے اسی اُن سے بات تک نہ کرتے۔ غرض وہ لوگ
 ایک وقت تک شب و روز گریہ و زاری اور توبہ و استغفار کرتے رہے تاکہ خدا اُن کو صاف فرمائے۔ جب اسی
 حال پر بہت دن گز گئے کب نے کہا اے میرے ساتھیو خدا درود سُنو اور کھائی بند لڑکے ہائے سب ہی ہم سے
 ناراض ہیں اور کوئی ہم سے گفتگو نہ پسند نہیں کرتا لہذا ہم آپس میں ایک دوسرے سے کہیں نہ ملنا ہو جائے
 نہ کسی سے باتیں کریں نہ کسی کے پاس بیٹھیں۔ غرض اسی رات سے ایک دوسرے سے جدا ہو گئے اور تم کھائی کر
 آپس میں کوئی کسی سے بولے گا نہیں پہاڑ تک کہ مر جائے یا اُس کی توبہ قبول ہو اسی حال سے تین روز گئے
 کہ اُن میں سے ایک دوسرے سے دُور پہاڑ کے کناروں پر جا کر بیٹھے اور آپس میں گفتگو ترک کر دی۔ بلکہ
 ایک دوسرے کو دیکھ بھی نہ سکتے تھے۔ تیسری رات جبکہ آنحضرت ہم سلسلہ کے گھر میں تھے خدا نے ان کی توبہ قبول
 فرمائی اور یہ آیت بھی: **لَقَدْ ثَابَتَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ الَّذِينَ اتَّبَعُوا**
فِي سَاعَةِ الْعُسْفْرِ (وہ آیت سے پہلے سورۃ توبہ) یعنی خدا نے پیغمبر کی برکت سے اُن مہاجرین و انصار کی توبہ
 قبول فرمائی جنہوں نے عسوت و جنگ کی حالت میں پیغمبر کی متابعت کی: حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ آیت پڑھی
 نازل ہوئی ہے اُس طرح نہیں جیسے کہ لوگ پڑھتے ہیں یعنی **لَقَدْ ثَابَتَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ**
 پھر حضرتؑ نے فرمایا کہ اس آیت میں جس کی توبہ خدا نے قبول کی وہ ابوذرؓ ہیں اور ابوذرؓ دھڑوں و ہب
 جو حضرتؑ سے پیچھے نہ گئے تھے اور آخر میں جا کر مل گئے تھے۔ لیکن خدا نے ان میں افضا میں یعنی کسب اور
 اُن کے ساتھیوں کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی ہے: **وَعَلَى الشَّاكِرِينَ الَّذِينَ خَلَقُوا**۔ حضرتؑ
 فرمایا کہ آیت یوں نازل ہوئی ہے: **وَعَلَى الشَّاكِرِينَ الَّذِينَ خَلَقُوا** یعنی خدا نے ان تینوں شخصوں کی
 توبہ قبول کی جنہوں نے حضرتؑ کی مخالفت کی اور جنگ کے لیے نہیں تھے۔ **حَقَّقْ إِذَا هَاجَأَتْ عَلَيْهِمُ**
الْأَرْضُ بِمَا تَرْكَبُ (وہ آیت سے پہلے سورۃ توبہ) پہاڑ تک کہ زمین اپنی کسادگی کے باوجود اُن پر تنگ نہ ہو
 اُن حضرتؑ نے فرمایا کہ یہ اشارہ ہے اُس طرف کہ رسولؐ خدا نے اسی اُن کے بلا و اہل ایمانی اور گھر والوں نے
 اُن سے گفتگو ترک کر دی تھی تو مدینہ کا قیام اُن کے لیے دو بھر ہو گیا تھا اور مدینہ سے باہر چلے گئے وضاعت
 علیہم انفسہم یعنی ان کی جانیں بھری پراگئیں۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ میں اُس طرف اشارہ ہے کہ انہوں نے
 آپس میں ترک کلام کر دیا اور ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔ آخر خدا نے اُن کی توبہ قبول فرمائی کیونکہ وہ
 ان کی خیر کی سچائی جانتا تھا۔

پھر علیؓ بن ابی طالبؓ نے روایت کی ہے کہ منافقوں کا ایک گروہ جنگ تبوک کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ و
 آلہ وسلم کے ساتھ چلا اور وہاں ہمارے مشورہ کیا کہ آیا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جگہ ہے کہ جنگ دوم بھی ہوگی
 لڑائیوں کے مانند ہے اسی میں سے ایک بھی زندہ واپس نہ لائے گا اُن میں سے بعض نے خاق اُٹھانے کی غرض سے

تاکہ شائد مومنین اُن کی آرزو رسائی سے ہار آجائیں اور اُن سے راضی ہو جائیں تو خدا نے اُن کے جھوٹ کے بارے میں یہ باتیں نازل کیں۔ سَيَجْلِفُونِ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا اَنْقَلَبْتُمْ اِلَيْهِمْ لَتَعْرِضَنَّهُمْ لَكُمْ فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ وَاللّٰهُ يُجِشُّ وَ مَا اَوْفَوْهُمْ جَهَنَّمَ جَزَاۤءُ مَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ سَيَجْلِفُوْنَ لَكُمْ لَدُنْهُمْ فَاَنْتُمْ عَنْهُمْ قَاتِلٌ تَرْضَوْنَ عَنْهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضَىٰ عَنِ الْقَوْمِ الْفَاسِقِيْنَ لَا رِبَّ اِلَٰهَ اِلَّا هُوَ توبہ یعنی رسولؐ پر منافقین جب تم سے نفرت واپس آؤ گے تو تم سے ہمیں کھائیں گے جبکہ تم اُن سے نفرت میں منہ پھیر لو گے تاکہ تم اُن سے دُکھ کر دو اور اُن سے راضی ہو جاؤ وہ یقیناً تجس اور گندے ہیں اور اُن کی بازگشت جہنم ہے اُن کو رستہ کے بدلے میں جہنم اُنہوں نے کئے ہیں منافقین قسم کھاتے ہیں تاکہ تم اُن سے راضی ہو جاؤ۔ تو اُسے مومنوا اگر تم اُن سے راضی ہو بھی جاؤ تو خدا تو قاصدوں کے گروہ سے خوش نہیں ہو سکتا۔

تفسیر امام حسن مسکویؒ میں مذکور ہے کہ اُن منافقوں نے جو جنگ نبوک میں شریک تھے آنحضرتؐ کی ہلاکت کا اطلاع کیا اور اُن میں سے ایک گروہ نے جو مدینہ میں تھا حضرت علیؑ کو قتل کرنے کا قصد کیا اس قصد کے سبب سے جو انہیں آنحضرتؐ اور امیر المومنینؑ کے برگزیدہ ہونے کے سبب سے غالب تھا چونکہ رسولؐ خدا مدینہ سے باہر تھے تو امیر المومنینؑ کو اپنا خلیفہ مدینہ میں قرار دیا۔ حضرت نے فرمایا کہ جب میں میرے پاس آؤں گے اور آپؐ یا رسولؐ اشد آپؐ کو خطبہ اسلئے سلام کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ یا آپؐ مدینہ سے باہر جائیں اور علیؑ کو مدینہ میں چھوڑیں یا خود مدینہ میں رہیں اور علیؑ کو باہر بھیجیں ان دونوں باتوں میں سے ایک کا اختیار کرنا مطلوب ہے کیونکہ میں نے علیؑ کو برگزیدہ کیا ہے ان دونوں میں سے جس کی جرات و بلندی مخلوق میں سے کوئی نہیں جانتا۔ جو شخص ان دونوں اس کی اطاعت کرے گا اُس کا ثواب میرے سوا کوئی نہیں جانتا۔ عرض جب حضرتؐ نے مدینہ میں امیر المومنینؑ کو اپنا خلیفہ بنایا اور جنگ نبوک کو مدعا ہونے منافقوں نے اس بارے میں بہت باتیں کرنا شروع کر دیں کہ تمہارے دل میں علیؑ کی طرف سے طغی پیدا ہو گیا ہے اس لئے اپنے ساتھ رکھنے سے کراہت کرتے ہیں اسی لئے اس سفر میں اپنے ساتھ نہیں لے گئے۔ یہ باتیں امیر المومنینؑ کے لئے رنج و غل کا باعث ہوئیں اور آپؐ آنحضرتؐ کے بچے مدعا ہونے اور مدینہ کے قریب ہی اُن سے جا کر مل گئے۔ حضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ کیا سبب ہے کہ تم نے مدینہ سے حرکت کی عرض کی یا رسولؐ اشد لوگوں سے ایسی باتیں سنیں جو برداشت نہیں ہو سکتیں۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے علیؑ کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ تم میرے نزدیک میرے ہی اہل بیتؑ کے لئے جو میرے بعد کوئی پیغمبر نہ ہو گا۔ یہ لشکر امیر المومنینؑ چتر واپس ہونے۔ راستہ میں منافقوں نے امیر المومنینؑ کے قتل کی تدبیر کی اور ایک گہرا گڑھا مثل گڑھوں کے کھودا تقریباً چاس باغہ لایا اور اُس کو بھریں سے چھپا دیا اور انہیں علیؑ کی والدہؑ کو مدعا ایسے مقام پر کھودا تھا کہ حضرتؐ کا بلاشبہ اُسی طرف سے واپس آنا تھا اور مدعا گڑھا نہایت گہرا کھودا تھا تاکہ حضرتؐ اپنے گھوڑے پر سوار جب اُس میں گریں تو ضرور ٹپک ہو جائیں۔ اور اُس کے چاروں طرف بہت سے ڈھیلے پتھر رکھے تھے تاکہ جب حضرتؐ اُس میں گر جائیں تو وہ سب اُس میں ڈال کر اُس کو پاٹ دیں۔ حدیث کہ اُن پتھروں میں پوشیدہ کر دیں۔ عرض جب حضرتؐ اُس مقام پر پہنچے آپؐ کے گھوڑے نے اپنی گردن پھر لی اور

اکھالی اس حد تک کہ اُس کا منہ حضرتؑ کے کان تک پہنچ گیا وہ حکم خدا گویا ہوا یا امیر المؤمنین منا فقول نے ابھر
 فدا کو دیکھا ہے اور آپ کے قتل کی ترکیب کی ہے اور آپ بہتر تھے ہیں اس جگہ سے جو نہ چھینے حضرتؑ
 نے فرمایا خدا تجھ کو جزائے خیر دے کہ میری خیر خواہی کہتا ہے اور میری بہتری کی تدبیر کرتا ہے خدا تجھ کو اپنے
 مطلق و کرم سے سرفراز فرمائے۔ پھر حضرتؑ نے اُس کو بٹھایا اور اُس فارکے کمرے آکر رُک گیا حضرتؑ نے
 فرمایا خدا کے حکم سے چل کہ سوغتی کے ساتھ گر جانے کا اندیشہ ہمارے میں خداوند عالم ایک سرِ عجب ظاہر
 فرمائے گا۔ غرض گھوٹا اُن پر دو ہوا اور خدا نے اپنی قدرت سے اُس کو ایسا مستحکم و مضبوط بنا دیا
 کہ تمام زمینوں سے زیادہ سخت کر دیا تھا۔ جب گھوٹا اُس کو پار کر چکا تو پھر اپنا دوہرا حضرتؑ کے گوش مبارک کے
 قریب لے جا کر گویا ہوا کہ یا حضرتؑ آپ خدا کے نزدیک کس قدر عزیز ہیں کہ اُس نے آپ کو اس خاص پوش مقام پر
 اس سال سے گذار دیا۔ حضرتؑ نے فرمایا خدا نے مجھ کو اس خیر خواہی کے سبب سے یہ جزا دی ہے جو تو نے
 میرے ساتھ کی تھی۔ پھر حضرتؑ نے گھوٹے کو نیچے موڑا اور اُن منا فقول کو جنہوں نے یہ تدبیر کی تھی حکم دیا کہ
 اس مقام کو کھودو۔ ان لوگوں نے کھودا تو وہ ظاہر ہو گیا اور جہاں پوریوں پر پیر رکھتا تھا وہ اسس فار میں
 گر پڑا تھا۔ آخر اُن منا فقول کو خوف اور تعجب ہوا۔ حضرتؑ نے اسی سے پوچھا کہ تم جانتے ہو کہ یہ محسوس حرکت
 کس نے کی ہے؟ پھر اپنے گھوٹے سے خطاب فرمایا یہ کیسے ہے اور یہ تدبیر کس نے کی ہے تو گھوٹا قدرت خدا
 پرور یا امیر المؤمنین جس امر کو جادل مٹانا چاہتے ہیں حلایک اُس کو مستحکم و مضبوط کر دیتا ہے اور اس امر کو مٹا
 دیتا ہے جس کو دینیکہ نادان چاہتے ہیں کہ مضبوط کریں اور ظہر امر پر غالب ہے اور تمام مخلوق اُس کے مقابل
 میں مغلوب ہے۔ یا امیر المؤمنین یہ حرکت ظن فظن کی ہے اور دوس آدمیوں کا نام لیا اور کہا کہ یہ کام دوسرے
 اور جو میں آدمیوں کے مشورے سے کیا گیا ہے بجا حضرتؑ کے ساتھ ہیں۔ اور اُن جو میں آدمیوں نے یہ بھی طے کیا
 ہے کہ حضرتؑ کو عقبہ میں قتل کر دیں حالانکہ خدا اپنے رسولؐ اور ولیؑ کا محافظ ہے اور کفار خدا کے ارادہ پر
 غالب نہیں ہو سکتے۔ یہ معلوم کہ امیر المؤمنینؑ کے بعض اصحاب نے مشورہ دیا کہ یہ خبر جناب رسولؐ خدا کو لکھ
 بھیجیں اور ایک تیز رفتار قاصد کے معائنہ کریں کہ جلد وہ اُن کے پاس پہنچ کر ارادہ سے حضرتؑ کو آگاہ کر دے۔
 امیر المؤمنین نے فرمایا کہ خدا کا قاصد اُس کا خط میرے قاصد اور خط سے زیادہ جلد پہنچتا ہے تم رنجیدہ مت ہو
 غرض جب آنحضرتؑ اُس عقبہ کے نزدیک پہنچے جہاں منا فقول نے حضرتؑ کے قتل و طعن کرنے کی تدبیر کی تھی۔
 حضرتؑ اس عقبہ کے نیچے ٹھہرے اور اُن منا فقول کو جمع کیا اور فرمایا کہ یہ جبریلؑ امین آئے ہیں اور رکھے گا
 کہ ہے ہیں کہ منافقین میں سے کچھ لوگوں نے دینیکہ نواح میں ملی ہو چکے کہنے کی تدبیر کی تھی اور حق نہاٹنے نے
 اپنے عجیب مطلق و کرم سے اور فریب و حیرت آمیز محبت سے جو اُن کے سامنے ظاہر فرمایا کہ تاسے زمین کو اُن کے
 گھوٹے کے پاؤں تلے سخت بنا دیا اور اُس مقام سے گرد گئے۔ پھر واپس آ کر اُس فار کو کھولا۔ اُس وقت
 خدا نے اُس کو اس طرح نرم کر دیا جس طرح منا فقول نے تیار کیا تھا اور زمینیں پر اُن کی تدبیر ظاہر ہو گئی۔
 اور زمینیں میں سے بعض نے ملنے سے کہا کہ یہ واقعہ رسولؐ خدا کو لکھ بھیجیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ خدا کا قاصد
 اور خط میرے خط اور قاصد سے زیادہ جلد رسولؐ خدا کے پاس پہنچ جائے گا۔ اور حضرتؑ نے یہ نہ بیان کیا جو

ایک لوگوں نے اپنے اصحاب سے فرمایا تھا کہ رسول خدا کے ساتھ بھی چند منافقین اسی کوشش میں ہیں اور قتل کا ارادہ رکھتے ہیں۔ لیکن خداوند عالم ان کے ٹکر کو حضرت سے دفع کر دے گا۔ جب ان چوبیس آدمیوں نے جو اصحاب عقبہ میں سے تھے آنحضرت سے جو کچھ آپ نے امیر المؤمنین کے بارے میں فرمایا سنا تو ہر مشیدہ طعنے سے آپس میں کہنے لگے کہ عجز کس قدر کمر فریب میں مل رہا ہے کہ اس قدر جلد تیز رد کا صدر یا نامہ پر کچھ نہ پڑے۔ اُن کے پاس پہنچ گیا ہے جیسا کہ ہمارے ساتھیوں نے سازش کی ہے کہ اس کو پھٹ کر اور اُس کے برعکس بیان کہتے ہیں کہ ایسا نہ ہو کہ یہ خبر لوگوں میں مشہور ہو جائے اور جماعت جو ان کے ساتھ ہے ان کے قتل کی جرات کو سے ایسا نہیں ہے اور علی کو مدینہ میں چھوٹنے اور عجز کے مدینہ سے باہر نکلنے کا کوئی سبب نہیں۔ بجز اس کے کہ ان دونوں کی اجل آگئی ہے۔ وہ وہیں ہلک ہو چکے ہیں اور ان کو بہانہ بہت جلد ہم ہلاک کرنے والے ہیں۔ اب آؤ جلد ان کے پاس چلیں اور علی کی سلامتی اور دشمنوں کی تدبیر سے محفوظ رہنے پر اپنی خوشی کا اظہار کریں تاکہ ان کا دل ہمارے کمر فریب سے صاف ہو جائے اور جو تدبیر ہم سوچ چکے ہیں آسانی سے اس پر عمل کر سکیں۔ غرض وہ حضرت کی خدمت میں آئے اور دشمنوں کے کمر فریب سے علی کی سلامتی پر مہم کیا و دسی اور پوچھا یا رسول اللہ علی افضل ہیں یا مقرب فرشتے حضرت نے فرمایا کہ فرشتوں کو شرف نہیں حاصل ہوا مگر محمد و علی کی امت اللہ ان کی ولایت قبول کرنے کے سبب سے۔ پہلے علی کے دشمنوں میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جس کا دل کمر فریب بغض و کینہ اور گناہوں کی نہایت سے پاک نہ کیا گیا ہو اور علی فرشتوں سے زیادہ پاک اور زیادہ بہتر ہیں۔ اور خدا نے فرشتوں کو آدم کے بعد کا حکم نہیں دیا مگر اس لیے کہ جو کچھ ان کے دلوں میں جا کر ہو گیا تھا کہ اگر خداوند عالم ان کو زمین سے اٹھائے گا اللہ ان کے عوض دوسروں کو زمین میں پیدا کرے گا تو ملکہ یقیناً ان سے افضل اور ان سے زیادہ خدا اور نبی خدا کے جاننے والے ہوں گے۔ لہذا خدا نے چاہا کہ ان کو آگاہ کر دے اور پہنچا دے کہ انہوں نے اپنے اس گمان میں خطا کی ہے۔ پھر آدم کو پیدا کیا اور تمام نام ان کو تعلیم کئے پھر ان صاحب نام کو فرشتوں کے سامنے پیش کیا لیکن فرشتے ان کو پہچاننے سے عاجز رہے تو آدم کو خدا نے حکم دیا کہ ان کو ان کے نام اور صاحبان نام کو پہچان لیں۔ یوں فرشتوں کو بت دیا اور پہچن لیا کہ آدم کو علم میں فرشتوں پر فضیلت حاصل ہے پھر آدم کے صلب سے اُن کی قدرت کو باہر لیا جن میں نبی و مرسلین اور خاصان خدا تھے جن میں سب سے افضل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے ان کے بعد ان کی آل ان کے تمام نیک و صالح اور برگزیدہ لوگوں سے افضل اور اصحاب عجز و اعتدال کے نیک لوگ تھے اس طرح ان کو پہنچایا کہ وہ لوگ فرشتوں سے افضل ہیں۔ اگر فرشتوں پر وہ بوجھ لادنا چاہے جو انسانوں پر بار کیا گیا ہے مثل تکلیف شاعر کے اور فرشتے جتلا کئے جائیں ان امور میں جس کا وہ جتلا کئے گئے ہیں مثل شیطانوں کے فریب اور عجز و غیبت امامہ اہل و عیال کے آزار و عداوت کرتے ہیں اور حلال رزق حاصل کرنے اور ان مشقتوں اور سختیوں میں حرجان کو خوف و بیم کی حالت میں مختلف قسم کے دشمنوں سے جھڑپیں ہادشا ہوں، ظالموں اور جابرین سے پہنچتی ہیں اور اپنے اپنے حمال کے حصول رزق حلال کے لیے پہاڑوں، بیابانوں اور وادیوں کے سفر میں جو تکلیفیں پہنچتی ہیں عرض خدا نے فرشتوں کو تنبیہ کی کہ نیک و مؤمنین ان بلاؤں کو برداشت کریں گے اور اُن سے بجات کی کوشش کریں گے اور شیطانین کے لشکروں کا مقابلہ کریں گے

اعدائ کو بگا دیں گے اور اپنے نفسوں سے جہاد کریں گے۔ اور اپنے نفس کو اپنی خواہشوں سے روکیں گے اور انہیں
 غالب ہوں گے جن کو خدا نے اُن کی تعمیر میں قرار دیا ہے مثل شہوت جماع اور پہنچنے اور کھانے پینے کی خواہش
 اور عزت و سیاست کی خواہش اور فخر و فناء و غرور کے اور جو جو تکلیفیں خدا نے شیاطین اور اُن کے مددگاروں سے
 برداشت کریں گے اور جو کچھ شیاطین ان کے دلوں میں دوسرے ڈالیں گے اور ان کی گمراہی میں کوشش کریں گے
 ان کو دفع کرنے میں اور شیاطین کے کمد فریب کو نازل کرنے میں اور وہ مصائب جو دشمنوں کے ظنوں کے سننے
 اور دشمنانِ خدا کا خدا کے دوستوں کو گالی دینے میں ان کو برداشت کرنے میں اور دشمنانِ دین سے جنگ کرنے یا
 مخالفوں سے تقیہ کرنے میں جو تکلیفیں اُن کو پہنچیں گی اُس وقت خدا نے فرشتوں سے خطاب فرمایا کہ تم ان باتوں سے
 محفوظ رہو نہ جماع کی خواہش تم کو اپنی جگر سے حرکت دیتی ہے اور نہ کھانے کی خواہش تم کو قیاب کرتی ہے اور نہ
 دشمنانِ دین دنیا کا خوف تم کو مضطرب کرتا اور نہ شیطان کو میرے ملکوت آسمانِ دوزخ میں میرے فرشتوں کو
 گمراہ کرنے کا موقع ہے کیونکہ میں نے اُن کو اپنی صحت کے ساتھ اپنی مصیبت سے محفوظ رکھا ہے۔ لہذا فرشتانِ
 آدم میں سے جس شخص نے اپنے دین کو ان آفتوں اور بلاؤں سے محفوظ رکھا تو اُس نے میری محبت میں ایسا موردِ
 برداشت کیا جن کا تحمل تم نے نہیں کیا ہے اور میرے قریب کی چند باتوں کو حاصل کیا جن کو تم نے نہیں حاصل
 کیا۔ تو جب خداوندِ عالم نے میری امت کے نیک لوگوں کی فضیلت اور اُن کے شیعوں اور ان کے خلفاء کا خدا کی
 محبت میں تمام مشقتوں کو برداشت کرنا ظاہر فرمایا جن کا تحمل فرشتوں کو ممکن نہیں تو آدم کے نیکوں اور متقیوں
 کو ظہر کیا کہ یہ فرشتوں سے افضل و بہتر ہیں تو فرمایا کہ اس سبب سے آدم کو جہاد کرو۔ کیونکہ ان کے انوار کے نہ
 حامل ہیں جو میری مخلوق میں سب سے زیادہ نیک ہیں۔ ان کے اندر جہاد آدم کا سبب ہوئے بلکہ آدم ان کے
 جہاد کے قبل تھے اور انہوں نے خدا کا جہاد کیا اور آدم کی تنظیم و زندگی کے لئے تھا۔ لیکن مخلوق میں کسی کے
 مزاوار نہیں کہ کسی غیر خدا کے لئے جہاد کرے اور خصوصاً کسی کے واسطے کہ جس طرح خدا کے لئے کرتا ہے یا کسی کی
 جہاد کے ایسی تنظیم کرے جیسی خدا کی کرتا ہے۔ اگر کسی غیر خدا کے جہاد کا میں کسی کو حکم دیتا تو بیشک اپنے کمر و شیعوں
 اور اپنے شیعوں میں سے تمام مکلفین کو کہ جہاد کریں اس کو جو علوم و ہی و رسول خدا کے علوم میں متوسط ہے۔ جس نے
 محبت رسول خدا کے بعد بہترین علم خدا علی بن ابی طالب کی محبت کو علوم کے ساتھ اختیار کیا ہے اور حقوق خدا کے
 اظہار کی تصریح میں بلا و مصائب کو برداشت کیا ہے اور میرے کسی حق کا منکر نہ ہوا جو میں نے اُس پر ظاہر کر دیا
 جو اس کے بعد حضرت نے فرمایا کہ ابلیس نے خدا کی مصیبت کی اور ملک بنا کیونکہ اُس کی مصیبت حضرت آدم پر خود
 کرنا تھا۔ اور حضرت آدم نے خدا کی مصیبت کی اُس وقت کا بیل کھا کر اور اپنا نقصان کیا کیونکہ انہوں نے اس نافرمانی
 میں حمزہ اعدائ کی آلی ظہر و بریکر نہ کیا تھا۔ خدا نے ان کو دین کی حق کر اسے آدم شیطان نے تھا کہ حق میں میری
 نافرمانی کی اور تم پر تکبر کیا آخر ہلاک ہوا۔ اگر میرے حکم سے تھا اور احترام کرتا اور میرے عزت و جلال اور میری بڑائی
 کی تنظیم کرتا ہے شبہ کامیاب ہوتا جس طرح تم کامیاب ہوئے۔ اور تم نے میں وقت کھا کر میری نافرمانی کی لیکن
 محمد و آل محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لئے فروتنی اور انکساری کا اظہار کیا تو تم نے ظلال و دستگیری پائی اس
 حبیب و عارف و ذلت سے جو تم سے صادر ہوئی۔ لہذا جو سے محمد و آل محمد کے واسطے سے دُعا کرو تاکہ تمہاری

حاجت بر ملاؤں۔ لہذا حضرت آدمؑ نے محمدؐ کو شفیق قرار دیا اور ان کے انوار سے تو تسل کیا اور غلج و درختوں کے بلند مرتبہ پر طبیعت رسولؐ کی ولایت کی سوسے سے تمسکہ ہونے کے سبب سے پہنچے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ رات کے پہلے نصف شب کے آخر میں کوڑھ کر رہو اور منادی کو حکم دیا کہ ندا کر دے کہ کوئی مسلمان آنحضرتؐ سے پہلے اوپر نہ چلے جب تک آنحضرتؐ نہ گزر جائیں اور خذیفہ کو حکم دیا کہ قہر کے نیچے بیٹھیں اور دیکھیں کہ آنحضرتؐ سے پہلے کون کون قہر سے گزرتا ہے آنحضرتؐ کو آگاہ کریں اور ان کو پتھر کے نیچے چھپے رہنے کی تاکید فرمائی۔ خذیفہ نے عرض کی کہ میں آپ کے لشکر کے سربراہ اور وہ لوگوں میں سرکشی کے اتھر دیکھتا ہوں اور خوف ہے کہ اگر قہر کے نیچے میں بیٹھوں تو اللہ سے کوئی آجائے جو آپ سے پہلے جاتا تھا جس میں اللہ آپ کے چاک کی تدبیر و کوشش میں اس بھوکہ دیاں دیکھ لے تو اللہ نے آپ کا خیر خواہ بھوکہ دیا کہ یہ سنکر حضرتؐ نے فرمایا کہ جب تم قہر کی تہ میں پہنچو گے وہاں ایک طرف ایک بہت بڑا پتھر ہے اس کے پاس جا کر کہنا کہ رسول خداؐ نے بھوکہ دیا ہے کہ میرے لئے کشادہ ہوتا کہ میں تیرے اندر داخل ہو جاؤں۔ اور اس قدر سوناخ باقی رہے کہ جس سے میں قہر سے گذر نہ سکوں سکوں اور اس سوناخ سے سانس لے سکوں۔ جب تم اس پتھر سے اس طرح کہو گے تو وہ نگہ خدا کے کائنات ایسا ہی ہو جائے گا۔ فرض خذیفہؓ اس پتھر کے پاس آئے اور آنحضرتؐ کا پیغام پہنچایا جیسا کہ حضرتؐ نے فرمایا تھا اس طرح پتھر لے عمل کیا۔ پتھر چھ میں سنا نقیص اپنے اذنوں پر سار آئے۔ ان کے پیادہ ان کے آگے آگے گئے ان میں سے جس کو کہہ رہے تھے کہ اس جگہ جس کو بھی دیکھو عقل کرو تا کہ محمدؐ کو خبر نہ پہنچا دے کہ ہم کو دیکھا ہے اور محمدؐ واپس چلے جائیں اور قہر کے اوپر نہ جائیں۔ اور ممکن ہے دن کے وقت پہلا کھڑو فریب ظاہر ہو جائے۔ خذیفہؓ نے یہ گفتگو سن لی۔ وہاں ان لوگوں نے کسی کو نہیں دیکھا کیونکہ حق تعالیٰ نے خذیفہؓ کو پتھر کے اندر پوشیدہ کر دیا تھا عرض کے مطابق وہاں سے متفرق ہو گئے۔ بعض پہاڑ پر چڑھ گئے بعض ملا مورد سے واپس چلے گئے اور کچھ پہاڑ کے فاصلے میں جا پہنچے اور بائیں دونوں طرف کھڑے ہو گئے اور آپس میں کہنے لگے کہ محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موت کے اسباب ہمیں دیکھتے ہو کہ کس طرح آمادہ ہو گئے ہیں کہ خدا اس میں کوشش کر رہا ہے جس اور لوگوں کو فتح کر رہا ہے ہیں کہ کوئی ان سے پہلے قہر سے نہ گذرے تاکہ ہمارے واسطے تنہائی کا موقع مل جائے اور ان کے پاس سے ہم اپنی کوشش کا سانی سے کر سکیں اور ان کے اصحاب کے ساتھ تک ہم اپنی تدبیر سے قادر ہو سکیں۔ خذیفہؓ عالم ان کی بات تمام آوازوں کو نزدیک و دُور سے خذیفہؓ کے کانوں تک پہنچا رہا تھا۔ فرض جب وہ لوگ پہاڑ کی پہچان جہاں جا رہے تھے ممکن ہو گئے۔ پتھر نے حکم خدا خذیفہؓ سے کہا کہ اب جاؤ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کر دو جو کچھ تم نے دیکھا اور سنا ہے۔ خذیفہؓ نے کہا میں کس طرح تیرے اعدا سے نکلوں کیونکہ خوف ہے کہ اگر میری قوم دہشتے دیکھ لیں گے تو ہلاک ہوں گے۔ پتھر نے کہا جس خذیفہؓ تم کو میرے اندر جگہ دی اور جس سولہ سے میرے اندر داخل کیا اور جو اوتار تم تک پہنچا تا رہا وہی آنحضرتؐ کی خدمت میں بھی تم کو پہنچا دے گا اور دشمنوں سے تم کو نجات دے گا۔ فرض جب خذیفہؓ نے اس میں سے نکلنے کا اعلان کیا پتھر ٹکڑا ہوا خذیفہؓ نے ان کو ایک چڑیا بنا دیا جو ان کا آنحضرتؐ کے سامنے زمین پر آ کر بیٹھ گئی۔ پتھر خذیفہؓ ان کو مصیبت اعلیٰ پر واپس کر دیا تو انہوں نے

حضرت کو ان تمام امور سے آگاہ کیا جو دیکھا اور سنا تھا۔ حضرت نے پوچھا تم نے ان کا قصہ توں کو بھی پہچانا؟ عرض کی یا رسول اللہ وہ اپنے چہروں پر نقاب ڈالے ہوئے تھے لیکن ان میں سے اکثر کو میں نے ان کے اذنیوں کے ذریعہ پہچان لیا۔ لیکن جب آنحضرت نے اس مقام کو بھی طرح جانچ لیا کہ کوئی نہیں ہے تو اپنے چہروں سے نقاب اتھاڑی میں نے ان کو دیکھا اور سب کو پہچان لیا۔ ان کا غلوں غلوں نے اہل ان جو میں آدمیوں کے نام بتائیے تو حضرت نے فرمایا کہ جب خداوند عالم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو محفوظ رکھنا چاہے اگر وہ لوگ دنیا کے لوگوں کو اتفاق کر کے جمع کر لیں کہ اس کو اپنی جگہ سے ہٹا دیں تو خدا اس کے کام کو جاری کرے گا۔ اگرچہ کافروں کو پسند نہ ہو۔ پھر فرمایا اے خذیفہ انھوں نے مسلمانوں اور عمار میرے ساتھ چلو اور خدا پر بھروسہ رکھو۔ اور جب ہم گھاٹی سے گزر جائیں تو لوگوں کو اجازت دو کہ میرے پیچھے آویں۔ عرض حضرت عقبہ سے آپ میرے چلے گئے۔ حضرت اپنے نادر پر سوار تھے خذیفہ و مسلمان میں سے ایک حضرت کے نادر کی ہار پکڑے ہوئے تھے اور دوسرے عقبہ کے پیچھے سے نادر کو منگا رہے تھے۔ جناب عمار نادر کے پہلو میں چل رہے تھے۔ اور وہ مسلمان منافقین اپنے اذنیوں پر سر رکھے اور ان کے پیادے اور دوسرے عقبہ کے اطراف میں تھے اور جو لوگ کہ عقبہ کے اوپر پہاڑی پر کھڑے تھے۔ انہوں نے ڈبے دیتے سے بھر کے تھے۔ ان ڈبوں کو ٹیلے پر سے پھینکا تاکہ آنحضرت کے نادر کو بھڑکا دیں شائد حضرت عقبہ سے پیچھے گر پڑیں۔ وہ ڈبے جب حضرت کے نادر کے قریب پہنچے خلیق قدرت سے بہت بند ہو کر نادر کے اوپر سے گزیر کر دوسری طرف گئے اور نادر کو کوئی ضرر نہ پہنچا نادر کو ان کا احساس بھی نہ ہوا۔ حضرت نے عمار سے فرمایا کہ اس پہاڑی پر چڑھ کر اپنے حصے سے ان کے اذنیوں کے منہ پر مادہ اداں کو عقبہ سے پیچھے گرا دو۔ حضرت عمار نے ایسا ہی کیا اور ان کے اذنیوں کے اوپر سواروں کو تنگ دیا ان میں سے بعض کے ہاتھ ٹوٹ گئے اور بعض کے سر اور بعض کے پہلو شکستہ ہو گئے جس سے وہ سخت درد و تکلیف میں مبتلا ہوئے۔ اور جب ان کے زخم اچھے ہوئے تو ان کے نشانات ان کے مرتے وقت تک قائم رہا کرتے تھے۔ اسی لئے حضرت سالتاب جناب امیر سے فرمایا کہ نہ تھے کہ خذیفہ منافقوں کو سب سے زیادہ جانتے والے ہیں کیونکہ وہ پہاڑ کے نیچے بیٹھے تھے اور ان کو دیکھ رہے تھے جو حضرت سے پہلے عقبہ سے گئے تھے۔ عرض خدا نے منافقوں کے شر سے اپنے رسول کو بچا لیا اور حضرت صحیح و سلامت مدینہ واپس آئے اور خدا نے ابدی ذلت و خواری ان کے لئے قرار دیا جو حضرت کے ساتھ جنگ میں نہیں گئے تھے اور جنہوں نے امیر المؤمنین کو ہاک کرنے کی کوشش کی تھی۔

گھنٹی نے بسند معبر حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت کے نادر کو لوگوں نے بھڑکا دیا تو نادر بغیر خدا کی ہاک نہ تھا کہ خدا کی قسم قدم اپنی جگہ سے نہ ہٹاؤں گا اگرچہ مجھے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے۔

ابن ہارون نے بسند معبر خذیفہ بن ایمن سے روایت کی ہے کہ جس وقت آنحضرت جنگ تبوک سے واپس آ رہے تھے کہ جن لوگوں نے آنحضرت کے نادر کو بھڑکا دیا تھا وہ چند اشخاص تھے اول و دوم اور ملاحہ ابو سفیان چند ملاحہ ملاحہ سعد بن ابی وقاص، ابو عبیدہ بن جراح، ابو اؤد، صیر بن شعبہ، سالم ابی خذیفہ کا غلام، خالد بن ولید، عمرو بن عامر، ابی موسیٰ اشجری اور عبد الرحمن بن عوف۔ خدا ان سے اپنی رحمت کو دیکھ رہے ہیں وہ لوگ ہیں جن کے حق میں خطے فرمایا ہے وھتوا بھا لھمنا لواءا یلک پٹ سوتہ توبہ۔

اے دوستانِ خدا! آخر آنحضرتؐ کی نگاہِ اقدس پر پڑی۔ فرمایا کہ تم نے ان کو دیکھا میں نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ! پوچھا تم نے ان کو پہچانا؟ میں نے کہا وہ اپنے چہروں پر نقاب ڈالے ہوئے ہیں۔ لیکن میں نے ان کے آؤٹوں سے ان کو پہچان لیا۔ حضورؐ نے فرمایا کسی کو مت بتاؤ۔ ضعیفہ نے کہا وہ قریش میں سے ہیں۔

شیخ مفیدؒ نے شیخ طبرسیؒ نے روایت کی ہے آنحضرتؐ ماہِ رجبِ ششم میں جنگِ تبوک کو روانہ ہوئے اس لیے کہ خدا نے وحی فرمائی تھی کہ مناسب ہے کہ تم لوگوں کو ساتھ لے کر جنگِ یتیم کو جاؤ اور آگاہ کرو یا تمہارا اس سفر میں جنگ کا موقع نہ آئے گا اور پیرائے بڑے تمہارا مطلب حاصل ہوگا۔ اور عرض اس جنگ سے یہ تھی کہ مومن و منافق آنحضرتؐ کے اصحاب میں سے الگ الگ پہچان پائے جائیں اور ان کے دلوں میں جو خفاقی پوشیدہ تھی وہ جانے لگے اور حضورؐ نے باوجود مومن کی جنگ کے لیے ان کو طلب کیا اور یہ وہ موقع تھا جبکہ اہل مدینہ کے بیوہ کی فصل تیار تھی اور گرمی شدت کی پڑ رہی تھی۔ اُس وقت سفر کرنا بہت وجہوں سے اُن لوگوں کو دشوار گزار تھا۔ اور وہ دُعا کا سفر تھا۔ گرمی کی شدت تھی، دشمن کی قوت زیادہ تھی، اپنی فصل کے خراب ہونے کا خوف تھا ان سب سبب سے اکثر صحابہؓ نے تسلی کی اور بعض نہایت جبر واکراہ سے جنگ کو ٹکے۔ پھر حضورؐ نے قبائلِ عرب کو خط لکھا کہ جو ہجوم میں داخل ہو گیا ہے اس جنگ کے لیے حاضر ہو اور جہاد کے لیے بہت تاکید فرمائی۔ جب مدینہ سے روانہ ہونے لگے تو آپؐ نے ایک مبلغِ خطبہ ادا کیا اور حمد و ثناء کے الہی کے بعد لوگوں کو ترغیب دی کہ کز دوسوں کی مدد کریں، فقیروں کا خرچہ برداشت کریں اور اللہ خدا میں مال خرچ کریں۔ یہ سب سبب سے منافقوں نے تمام نود کے لیے مال حاضر کیے اور خاص مومنین کے گردنے بھی جو کچھ ملے تھا حضرتؐ کی خدمت میں پیش کیا۔ اور منافقوں میں سے اکثر لوگوں نے بہت سا مال دیکھنے سنانے کے لیے دیا۔ جن میں میں نے ہانڈی کے چند بوتلیے دیے اور حیدر الرحمن بن عرف اور ظہیر وغیرہ نے بھی دیئے۔ جاس نے بھی اس جنگ میں بہت سا مال حاضر کیا۔ پھر حضورؐ کے حکم سے نیتہ الاموال میں چلے آگئے گئے اور وہاں جن لوگوں نے حضرتؐ کی دعوتِ جنگ منظور کی ہا جریں و انصار میں سے اور قبائلِ عرب میں سے مثل بنی کنانہ و خزیمہ و بنی دہلیہ و قیس امیہ و اہل مکہ کے جمع ہوئے۔ آنحضرتؐ نے امیر المومنینؓ کو مدینہ میں حاکم مقرر کیا تاکہ شہر مدینہ اور حضرتؐ کے تمام حیل و داخل و اطفال اور تمام مدینہ والوں کی حفاظت کریں اور اطرافِ مدینہ کو قلعہ و فسادہ صحت سے رکھیں۔ اور فرمایا کہ ہا اعلیٰ مدینہ میں میرا نگہ دار بنا خود ہی ہے کہہ کہ حضرتؐ عربوں اور اکثر اہل مکہ کی دینی خیروں اور کیفیتوں سے آگاہ رہے کہ یہ نکالیں سب سے جہاد کر چکے اور ان کے حوزوں اور رشتہ داروں کے خون بہا چکے تھے اور آپؐ کو یہ خوف تھا کہ جب مدینہ سے نکلے جو جائیں اور امیر المومنینؓ مدینہ میں نہ ہوں گے تو ممکن ہے کہ وہ لوگ مدینہ پر حملہ کریں اور مدینہ کے منافقوں سے مل کر قلعہ پر پار کریں۔ اور خداوندِ عالم بھی جانتا تھا کہ بغیر آپؐ تیج امیر المومنینؓ کے ان کی آتشِ فتنہ بجھ نہیں سکتی۔ لہذا وحی کی کہ مناسب ہے کہ علیؓ کو مدینہ پر مدینہ میں چھوڑ جائیں۔ اور جو کہ مدینہ کے منافقین مدینہ میں امیر المومنینؓ کی خوف سے تنگ دل تھے اور جانتے تھے کہ ان حضرتؐ کی موجودگی میں اپنے دلوں کے اندر چھپے ہوئے فتنوں کو ظاہر نہیں کر سکتے اور ڈرنے سے بچ سکتے تھے اس سفر میں آنحضرتؐ کو کوئی عارضہ و حق جو حالے تو امیر المومنینؓ کی خوف و منتقل ہو جانے کی لہذا ان حضرتؐ کے مدینہ میں رہ جانے کے بارے میں یہود و نصاریٰ میں شہور کرویں کہ حضرتؐ رسول اللہؐ کے علیؓ کو ان کے شرف و منزلت کے سبب سے

مذہب میں انہیں چھوڑا ہے بلکہ ان کی محبت سے تنگ آگئے اور ان کی منافقت سے کراہت رکھتے ہیں۔ حاتم بن ابی اسید کی رسوائی اور ان کے جھوٹ کو ظاہر کرنے کے لئے حضرت کے پاس گئے اور حضرت سے منافقین کی باتیں بیان کیں۔ حضرت نے ان کو میرے بھائی واپس جاؤ کیونکہ مذہب میں میل و تمہارے ساتھ خودی ہے اور تم میرے اطہار میں اور میری قوم میں میری ہجرت کے شہر میں میرے عظیم ہو کیا تم اس پر ماضی نہیں ہو کہ مجھ سے بھڑکنا اور حق کے دعوے میں طرح و موٹی سے تجھے۔ مگر یہ کہ میرے بعد کوئی پیغمبر نہ ہوگا کہ تم میرے بعد پیغمبر دیتے مگر میں اس کلام میں چونکہ حضرت نے ان کو انہیں کی طرف پر نص صریح فرمایا جو ان منافقوں کی ذلت اور تم دفعہ کا نیا سبب ہوا۔

اس کے بعد سرود کا سنتے ملے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہاجد کا قلم زبیر کو دیا اور ظہر کو عینہ لشکر پر اور عبداللہ بن ابی اسید پر مقرر فرمایا اور کوفہ فرمایا پھر حرم میں منزل کی دعاں سے ہمارا شہر بنی ابی منافقین کی ایک جماعت کو لے کر حضرت کی اجازت کے بعد واپس ہو گیا تو حضرت نے فرمایا حسیب اللہ ہو الکلی ای آیت فی شہرہ و ذی اللہ و منین یا آتفت بین قلوبہم میرے لئے خدا کا فی ہے اسی نے اپنی نصرت سے اور یوسین کے ذریعہ سے میری مدد کی ہے اور ان کے دلوں میں محبت ڈال دی ہے پھر حضرت اُس مقام سے روانہ ہوئے اور سر شہر کے رشتہ و شہابان میں تبوک پہنچے اور شاہ شہابان کے باقی ایام اور ماورضان کے کچھ دن دعاں قیام فرمایا۔ وہیں سے قناتہ ہوتے ہوئے منجملہ ان کے ایک یہ کہ بختہ بن عدیہ کے جلیل کا بادشاہ تھا انیر جنگ و جہال کے حضرت کا طبع مجھ گیا اور جزیرہ دینا قبول کر لیا۔ حضرت نے اس کے واسطے لمان نامہ لکھ دیا اس بطرح اہل بار بار اور اندر سے اطلاع تمہل کی۔ حضرت نے ان کے واسطے بھی لمان نامہ لکھ دیا۔ تبوک کے قیام کے زمانہ میں حضرت نے ابو عبیدہ بن جراح کو قناتہ سے ملکر کے ساتھ قبیلہ خدام کے ایک گروہ کی طرف جن کا سرور کستان بن مدوح جنای تھا روانہ کیا کہ مال غنیمت ملا بہوں کو گرفتار کر لائے۔ اور سعد بن حواد کو قبیلہ سلیم کی ایک جماعت اور قبیلہ بنی کے چند گروہ کی طرف بھیجا۔ جب حضرت کا لشکر ان کے قریب پہنچا تو لوگ بھاگ گئے۔ اور خالد بن ولید کو ایک جماعت کے ساتھ اکیدہ کی طرف بھیجا جو وہاں الجبل کا بادشاہ تھا اور باجھان فرمایا کہ شام حق تھے کہ اُس پر رخ نہایت فرماتے پہاڑی گائے کے شکار کے سبب اور ان کے اس گرفتار کے خالد جب اکیدہ کے قلعہ کے نزدیک پہنچے چاندنی رات تھی اُس کے قلعہ کے گرد قیام کیا اس سبب قناتہ چند پہاڑی گائیں آئیں اور قلعہ کے دفاع پر سینکڑا گائیں۔ اکیدہ اپنی دو بیویوں کے ساتھ شہر خوار اور عیش میں مشغول تھا اُس نے جو گایوں کی آوازیں سنیں اپنے بھائی حسان اور چند خصوص لوگوں کو لے کر سارے جزیرہ قلعہ سے باہر نکلا اور شکار میں مشغول ہو گیا خالد کو اپنے ہمراہیوں کے پیچھے بولے تھے۔ جب قلعہ سے دور ہو گیا تو خالد نے اُس کا تائب کیا مسلمانوں نے اُس کو گرفتار کر لیا اور اُس کے بھائی حسان کو قتل کر دیا۔ اُس کے اور تمام ساتھی بھاگ گئے اور قلعہ میں پہنچ کر دفاع کو بند کر دیا حسان سونے کے جموں کی بنی ہوئی تھا اپنے ہونے تھا جو بہت گران قیمت تھی۔ اُس کی تمام مسلمانوں نے اُٹا لی اور اکیدہ کو قلعہ کے نیچے لے گئے۔ خالد نے اہل قلعہ سے کہا کہ قلعہ کے دفاع کو کھو لیں! انہوں نے دفاع نہیں کھولا۔ اکیدہ نے کہا مجھ کو ہمارا گروہ میں تمہارے لئے ودانہ کھولا اور ان۔ خالد نے اُس کو قسمیں دیں اور اُس سے عہد و پیمان لے کر ہٹا کر دیا۔ وہ قلعہ میں داخل ہوا اور دفاع کو کھول دیا تو خالد نے اپنے لشکر کے داخل قلعہ ہوئے۔ اکیدہ نے آٹھ سو چھتر ہزار اونٹ ہمارے ساتھ اور پانچ سو تلواریں خالد کو دے کر

حضرت رسول کی خدمت میں بھیجا اور صلح کی درخواست کی۔ حضرت نے قبول فرمائی اور اس سے صلح کر لی کہ ہر سال وہ جزیہ دیا کرے اور ہماری امان میں رہے۔

بعض کتب متبرو میں روایت ہے کہ آنحضرتؐ تب تک میں دوماہ مقیم رہے۔ وہاں معلوم ہوا کہ بلو شاہ ورم کا حضرت سے جنگ کا ارادہ قاطع ہے۔ جب ہرقل کو آنحضرتؐ کے آنے کی خبر معلوم ہوئی اس نے قبیلہ عنان کے ایک شخص کو بھیجا تاکہ وہ معلوم کرے کہ جو آثار و غیر آفران ان کے سابقہ کتابوں میں پڑھے ہیں وہ آنحضرتؐ کی ذات میں پائے جاتے ہیں یا نہیں۔ جب وہ شخص حضرت کی خدمت میں آیا اور آنحضرتؐ کے خصائل حمیدہ مشاہدہ کئے تو واپس جا کر ہرقل سے بیان کئے۔ ہرقل نے اپنی قوم کو جمع کیا اور کہا کہ جو اوصاف ہم نے کتب سابقہ میں پڑھے وہ سب اس شخص میں موجود ہیں لہذا چلو تو ہم اس ہامیلان لائیں۔ قوم نے سختی سے منع کیا آخر وہ اپنی بلو شاہی کے بارے میں خوفزدہ ہوا اور بیاطن ہامیلان لایا مگر اپنی قوم پر ظاہر نہ کیا اور آنحضرتؐ جیسے ائمہ علیہ السلام و سلم سے جنگ پر گام نہ ہٹا۔ لہذا آنحضرتؐ کو بھی خلک کی جانب سے جنگ کی امانت نہ ملی اور حضرت مدینہ کو واپس آئے۔

اس سفر میں حضرت سے بہت سے ہجرات ظاہر ہوئے۔ اول یہ کہ تفسیر امام حسن عسکریؑ میں حضرت علی بن الحسین سے مروی ہے کہ جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ تبوک کو روانہ ہوئے اور امیر المؤمنین کو مدینہ میں اپنا خلیفہ قرار دیا منافقوں نے سازش کی کہ آنحضرتؐ کو راستہ میں اور علی علیہ السلام کو مدینہ میں قتل کر دیں اور خدا کی تمام مسجدوں کو جو راہ ہدایت کے ان دونوں چراغوں کی روشنی سے مسود تھیں خراب کر دیں۔ لہذا خداوند عالم نے اس سفر میں جناب مقدس نبویؐ سے چند ہجرات ظاہر فرمائے جو مومنین کی بصیرت کی زیادتی اور منافقوں کے فساد کو خلع کرنے کا باعث ہوئے۔ چنانچہ ان کے ایک یہ تھا کہ جب آنحضرتؐ تبوک کی جانب متوجہ ہوئے اور علی بن ابی طالبؓ کو حکم خدا مدینہ میں چھوڑا تو حضرت علیؓ نے عرض کی یا رسول اللہ میں نہیں چاہتا کہ کسی امر میں آپ کی مخالفت کروں اور کسی حال میں آپ کے جمال مبارک کی زیارت سے اور حضورؐ کے حالات پسندیدہ کے مشاہدہ سے محروم رہوں۔ حضرت نے فرمایا اسے علیؓ کیا تم یہ نہیں پسند گاتے کہ تمہاری نسبت میرے ساتھ موٹی سے اور ان کی نسبت کی طرح ہر چیز میں ہوسولے پیغمبری کے۔ بیشک تمہارا یہاں رہنا تمہارے اس ثواب کے مانند ہے جبکہ تم جہاد کے لیے نکلتے بلکہ ان تمام لوگوں کے ثواب کے برابر ہے جو صدق و اخلاص کے ساتھ جہاد کے لیے چلے ہیں چونکہ تم میرے طریقے اطوار و آثار کا مشاہدہ ہر حال میں چاہتے ہو تو حق تعالیٰ اس تمام سفر میں جس طرح کو حکم دے گا کہ تمہارے ان زمینوں کو بلند کرنے میں جنہیں ہم دعاں ہوں اور اس زمین کو بھی جس پر تم ہو اور تمہاری آنکھوں میں انہی فوت دے گا کہ تم ہر حال میں مجھ کو اللہ میرے اصحاب کو دیکھو۔ اور تم سے وہ محبت نائل نہ ہوگی جو مجھ سے اور میرے اصحاب سے تم کو ہے۔ اور تم کو مجھ سے خط و کتابت اور دیکھ و پیام کی ضرورت نہ ہوگی۔ یہ سن کر امام زین العابدین علیہ السلام کی مجلس سے ایک شخص کھڑا ہو گیا اور بولا کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ علیؓ کے واسطے وہ امر ظاہر ہو جو زمینوں کو مہتر نہ ہو۔ امام نے فرمایا کہ یہ جناب سرور کائنات کے ہجرات میں سے تھا کہ خدا نے آنحضرتؐ کی دعا سے زمینوں کو علیؓ کے لیے بلند کیا اور ان کی آنکھوں کی روشنی اللہ نور میں زیادتی عطا کی تو آپ نے دیکھا جو کچھ دیکھا۔

وہاں آنحضرتؐ کے حالات کی مختصر اور جامع روایت ہے۔

اگرچہ کہ کچھ لوگ اس کے لیے آسمان سے خدا طلب کیا اور سب کا پانی چڑھا کر اس کی دعا کا نزول حاصل کیا۔

کی چیزیں خراب ہو گئیں، اُن کا کھانا اُن کے بیٹے و شوہر ہو گیا، تان کھانے کی خواہش ہوئی، اُن کے ایک گروہ نے کہا یا رسول اللہ یہ چیزیں جو ہم سے پاس موجود ہیں خشک و بربود ہو گئی ہیں اُن کے کھانے سے کلاہت معلوم ہوتی ہے صورت کے دیانت کیا کہ کیا چیزیں تم سے پاس ہیں۔ انہوں نے کہا دعائی، نمک، بھڑا گوشت، شہد اور طرہ۔ حضرت نے فرمایا اس وقت تمہارا دل قوم کو مٹانے کے حال سے بڑھا ہوا ہے کہ اُن لوگوں سے بھی اُن حضرت سے کہا تھا کہ ہم ایک قسم کے گھر پر صبر نہیں کر سکتے مختلف قسم کے طعام کی خواہش ہے۔ اچھا بتاؤ کہ تم لوگ کیا چاہتے ہو انہوں نے عرض کی ہم مرغی کا بھٹا ہوا کباب اور عطا چاہتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کھانے کی قسمیں ہیں، اسوئیل سے مختلف ہو گئے۔ وہ لوگ سبزی، ترہ، گندم، مسوا اور پیاز کے بیٹے بھی تھے جو عہدہ اور بہتر چیزوں کے مقابلہ میں بدتر چیزیں تھیں اور تمہارے بدتر چیزوں کے بدلے بہتر چیزیں طلب کی ہیں۔ میں اپنے پائے والے سے سوال کرتا ہوں کہ تم کو عطا فرمائے گا۔ اُن لوگوں نے کہا کہ یا رسول اللہ ہم میں کچھ لوگ ہیں جو دی چیزیں چاہتے ہیں جو نبی اسوئیل نے طلب کی تھیں۔ حضرت نے فرمایا کہ حق تعالیٰ تم سے رسول کی دعا سے سب کچھ عطا فرمائے گا۔ پھر فرمایا اسے بند گا بنی خلاصہ قوم جیسے نے اُن سے سوال کیا کہ وہ آسمان سے اُن کے لیے مائدہ اتاری تو خدای تعالیٰ نے فرمایا کہ میں مائدہ بھیجا ہوں تو اُس کے ہند تم میں سے جو کافر ہو جائے گا بیشک اس پر ایسا غلبہ کروں گا کہ عالمین میں سے کسی پر نہ کیا ہو گا۔ پھر خدا نے اُن کے لیے مائدہ بھیجا اور وہ لوگ کافر ہو گئے تو خدا نے اُن میں سے کچھ لوگوں کو بند کچھ کو سوز بھوں کو کچھ ایسا ایک گروہ کو نبی اور تمام پرندوں اور حیوانوں کی صفت میں مسخ کر دیا جو دنیا اور مخلوق میں رہتے ہیں یہاں تک کہ حیوانات کی چند قسموں میں وہ مسخ ہو گئے۔ لیکن خدا کا رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارا پیغمبر آسمان سے تمہارے واسطے مائدہ نہیں طلب کرتا ہے کہ قوم جیسے کے مائدہ کافر ہو جائے اور مسخ کر دیتے جاؤ۔ کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارا رسول اس سے زیادہ مہربان ہے کہ تم کو غلبہ الہی کے مواقع دیتا ہے۔ ناگاہ ایک پندہ اُڑتا ہوا آیا حضرت نے اپنے کسی صحابی سے فرمایا کہ اس پر بند سے خطاب کرو کہ محمد رسول اللہ تم کو حکم دیتے ہیں کہ زمین پر آئے۔ جب اُس شخص نے خطاب کیا تو پندہ سی وقت مذہب پر گر پڑا۔ حضرت نے اُس سے فرمایا کہ اس پر بند سے کچھ خدا بڑا ہو جا۔ یہ سنتے ہی وہ طارناں تار تار حاکم مثل ایک بٹے سے ٹیلے کے بڑا ہو گیا۔ اُس وقت حضرت نے اپنے صاحب سے فرمایا کہ اس کے گرد حلقہ کر لو یہ شکر و قدر و شرافت اُس کے چاروں طرف جمع ہو گئے پھر حضرت نے فرمایا اسے پرندے حق تعالیٰ کا حکم ہے کہ تیرے بال و پر جدا کر دے۔ یہ سنتے ہی اُس نے اپنے بال پر گیا۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ اپنی ہڈیوں اور جوڑے کو بھی الگ کر دے۔ اسی وقت اُس کا گوشت بڑیوں سے الگ ہو گیا۔ پھر حضرت نے اُس کی ہڈیوں سے خطاب فرمایا تو لکڑیاں بن گئیں اور سخت پھول اور پتھروں کو حکم دیا تو وہ مختلف قسم کی سبزیاں ہو گئیں۔ اس کے بعد لوگوں سے فرمایا کہ اسے خدا کے بندوں کی طرف اپنے ہاتھوں کو بڑھاؤ اور جو کچھ پسند ہو اپنے ہاتھوں سے اور چاقوں سے جدا کرو اور کھاؤ کھانے کے درمیان ایک وقفہ نے کہا کہ محمد رحمت دہا کرتے ہیں کہ بہشت میں چند پرندے ہیں کہ اہل بہشت اُن کے ایک طرف سے کباب کھاتے ہیں اور دوسری جانب سے بھٹا ہوا گوشت کھاتے ہیں کیوں کہ اُن کی مثال ہم کو دنیا میں نہیں دکھا دیتے۔ جھوٹ، باعجاز، نبوت اُس منافق کے دل کی بات پر مطلع ہو گئے اور فرمایا کہ اسے بند گا بنی شخص تم میں سے تمہارے دہن میں لے جائے پہلے ہم اللہ الرحمن الرحیم دے دے اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ۔ ایسا کہ گا تو جس کھانے کا مزہ چاہے گا خود کباب یا بیاں گوشت یا سالن وغیرہ وہ

اُسی کا رخ ہو جائے گا۔ اُن لوگوں نے ایسا ہی کیا اور جس قسم کا رخ چاہتے تھے اُسی مکانے کی نعمت اُن کو حاصل ہوئی تھی نہ تک کہ سب سیر ہو گئے۔ پھر پانی کی خواہش کی حضرت نے فرمایا پانی کے علاوہ دوسرا ہر قسم کے شربت کی خواہش کیا نہیں ہے؟ انہوں نے کہا ہاں ہاں رسول اللہ ہم میں سے ایک گروہ پر چتریا چاہتا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ جو شخص تھوڑی سی لکے جو میں نے بتایا ہے کہ توفہ لکھ دے دو یا جو شربت وہ چاہتا ہے ہو جائے گا۔ جب ان لوگوں نے ایسا کیا جو کچھ چاہتے تھے ان کو حاصل ہو گیا۔ پھر حضرت نے اُن سے پرسا سے خطاب فرمایا کہ خدا تجھ کو حکم دیتا ہے کہ پھر اپنی اصلی شکل میں ہو جا جیسا کہ تھا پھر فرمایا کہ بال و برتیرے جسم سے پہلی حالت کی طرح متصل ہو جائیں پھر فرمایا کہ اے خدا حکم دیتا ہے تیری اُس روح کو جو باہر نکل گئی ہے تیرے جسم میں واپس آجائے جیسے کہ تھی پھر فرمایا کہ اُسے برتن سے خدا تجھ کو حکم دیتا ہے کہ اُٹھ اُڑ جا جس طرح اُڑتا تھا۔ اس وقت لوگوں نے دیکھا کہ وہ طائر اُٹھا اور پرواز کر گیا اور اُس بھڑی دوسروں پر از میں سے نہیں پر ایک دفعہ باقی زندہ گیا۔

دوسرا مجتہد: قطب راوندی نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ نے نبوکدنصر کو قیام فرمایا آپ کے اہل و عیال و عوام کے درمیان قاصدوں کی آمد و رفت بہت زیادہ ہوئی تا قیام کی منت طوفانی ہو گئی اور سب جو حضرت کے لشکر کے ساتھ تھا کم ہو گیا۔ لوگوں نے حضرت سے شکایت کی کہ حضرت نے فرمایا کہ جس کے پاس آگیا یا خواہ اس کے آگے۔ یہ لشکر ایک صحابی تھوڑا سا آگیا لائے۔ دوسرے صاحب ایک مٹی خرا اور ایک صاحب ایک مٹی سترو لائے۔ حضرت نے اپنی برکت چادر بچا دی اور یہ تمام چیزیں اُس پر ڈال دیں پھر فرمایا کہ لوگوں کو خدا سے دو کہ جو شخص کھانا چاہتا ہو آئے۔ یہ لشکر لوگ اس کے گرد جمع ہو گئے اور اپنے اپنے برتنوں کو جو ان کے پاس تھے آگیا اور سترو سے بھر لیا۔ پھر بھی قافچیزیں جس قدر پہلے تھیں اُن میں سے کچھ بھی کم نہ ہوئیں۔ جب حضورؐ کو اس آگے اور وہ خانہ تک پہنچے جس میں پہلے پانی جمع تھا وہ خشک ہو گیا تھا ایک قطرو پانی اُس میں نہ تھا۔ تو حضرت نے اپنے ترکش سے ایک تیر نکالا اور ایک صحابی کو دے کر فرمایا کہ وہ وہ خانہ پر جا کر نصب کر دو۔ انہوں نے نصب کر دیا تو اس کے دائرہ طرف سے چٹے چاری ہو گئے جس سے وہ وہ خانہ بھر گیا اور سب سیراب ہو گئے اور لوگوں نے اپنی اپنی مشکلیں بھر لیں۔

تیسرا مجتہد: قطب راوندی نے روایت کی ہے کہ جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم یوم کی جانب متوجہ ہوئے حضرت کا ناقہ ٹھہرا گم ہو گیا۔ عمار بن خرم نے جو ایک منافق تھا مذاق اڑانے کے لیے کہا کہ محمدؐ ہم کو تو ہمیشہ دوزخ کی خبر دیتے ہیں اور اپنے ناقہ کی خبر نہیں رکھتے کہ کہاں ہے۔ حضرت کو وحی الہی کے اور یہ اس کی اطلاع ہو گئی تو فرمایا کہ میں انہی باتوں کو جانتا ہوں جو خداوند عالم مجھے تسلیم دیتا ہے۔ انہی قدر نے مجھے خبر دی ہے کہ میرا ناقہ فلاں وہاں ہے اور اُس کی چار ایک درخت سے الجھ گئی ہے۔ جب لوگ اُس جگہ کے پاس پہنچے ناقہ کو اُسی حال میں پایا جیسا کہ حضرت نے بیان فرمایا تھا۔

چوتھا مجتہد: پھر قطب راوندی روایت کرتے ہیں کہ جنگ تبوک میں حضرت کے ساتھ ہمیشہ ہزار صحابہ علیہ السلام تھے اور خدا جنگوں کے تھے اُٹانے والے میں ایک پہاڑ کے قریب پہنچے جس سے پانی قطرے قطرے ٹپک رہا تھا لیکن پانی جتنا نہیں تھا۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ اس پہاڑ سے ترش کا ہونا عجیب ہے۔ حضرت نے فرمایا یہ پہاڑ روتا ہے صحابہ کو اس بات سے تعجب ہوا۔ حضرت نے فرمایا جانتا چاہتے ہو کہ ایسا ہی ہے! عرض کی ہاں۔ تو حضرت نے پہاڑ سے فرمایا کہ تیرے

انہوں نے کایا مہربان ہے۔ پہلی کلمہ خدا کو یا ہذا اور نہایت فصاحت کے ساتھ حضرت سے خطاب کیا کہ یا رسول اللہ ایک رات حضرت یحییٰ میری طرف سے گندے اور نجیل کی چٹائیوں کی خدمت فرمائی کہ ایک پتھر ہے قیامت میں جس کی آگ سے لوگ جلانے جائیں گے۔ میں اُسی دوزخ سے دو ہزاروں کہیں خدمت فرمائی وہی نہ ہوں۔ حضرت نے فرمایا کہ ساکن ہو جا کر تو نہ پتھر نہیں ہے نہ پتھر سنگ کبریت ہے۔ یہ سنگ وہ پہاڑ ساکن اور خشک تھا پھر کسی نے اس سے ترشح ہوتے چائے نہیں دیکھا۔

پانچواں مجرہ۔۔۔ سخن معبر کہ ابویں میں رعایت ہے کہ جب حضرت عادی القرنی میں پہنچے رات کو ایک پتھر کے نیچے قیام فرمایا اور خبر دی کہ آج رات بہت سخت اور تیز محال ہے گی تم میں سے کوئی تنہا نہ نکلے۔ اور جس کے ساتھ اونٹ اور اس کے پیچھے مضبوط باندھ دے غرض سخت آندھی آئی اور لوگ ڈرے اور کوئی شخص اکیلے نہ نکلا سوائے دو شخصوں کے جو نئی سادہ سے تھے۔ ان میں سے ایک قصانے حاجت کے لیے اور دوسرا اپنے اونٹ کی تلاش میں نکلے۔ جو وقت حاجت کے لیے گیا تھا وہاں اس کی شدت سے ہلک ہو گیا اور اونٹ تلاش کرنے کی غرض سے گیا تھا اس کو ہوانے اُٹا کر نیچے کے کوہستان میں ڈال دیا۔ حضرت نے اُس شخص کے لیے دعا کی جو قصانے حاجت کے لیے گیا تھا وہ زندہ ہو گیا اور واپس آیا اور دوسرے کو جب حضرت مدینہ واپس آئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت کی خدمت میں پہنچایا۔

چھٹا مجرہ۔۔۔ رعایت کی گئی ہے کہ جب حضرت اُس پتھر کے نیچے سے روانہ ہو کر دوسری منزل میں پہنچے صحابہ میں سے کسی کے پاس بانی نہ تھا اور نہ اُس منزل میں پانی تھا۔ لوگوں نے حضرت سے پیاس کی شکایت کی۔ حضرت قبلہ رو ہو کر دعا میں مشغول ہوئے۔ اُٹھنے دعا میں بادل ظاہر ہوئے اور اس قدر بارش ہوئی کہ وہ سب میرا بھگے اور اپنی اپنی مشکیں بھر لیں پھر فوراً ابر بڑھنے ہو گئے۔

شیخ طبرستانی نے ابو حمزہ ثمالی سے روایت کی ہے کہ انصار میں سے تین اشخاص ابولبابہ بن عبدالمندثر وطلحہ بن ربیعہ اور اوس بن خذام نے جنگ تبوک میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انحراف کیا اور مدینہ ہی میں رہ گئے۔ اور ان لوگوں کو خبر معلوم ہوئی کہ ان کی خدمت میں آئیں نازل ہوئی ہیں جنہوں نے جنگ سے مُنہ موڑا ہے تو ان کو اپنی جاہل کا یقین ہوا اھا ابویں نے اپنے تئیں مسجد کے ستونوں سے باندھ لیا اور اُسی حال میں رہے یہاں تک کہ جناب رسول خدا جنگ سے واپس آئے۔ ان کے بارے میں دریافت فرمایا لوگوں نے بتایا کہ ان لوگوں نے قسم کھائی ہے کہ یہ خود اپنے کو نہ کھولیں گے جب تک آنحضرتؐ نہ کھولیں۔ یہ سنگر حضرت نے فرمایا کہ میں بھی قسم کھاتا ہوں کہ میں بھی ان کو نہ کھولوں گا جب تک خداوند عالم ان کے پاس سے میں کوئی کلمہ مجھ پر نازل نہ کرے۔ آخر ان کے پاس سے یہ آیت نازل ہوئی غفر اللہ ان یثوب علیہم رب آپ آیت سورۃ توبہ، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس آئے اور ان کے ہاتھوں کو کھول دیا انہوں نے کلمہ سے ان کی توبہ قبول کی۔ خدا لوگ اپنے گھروں سے جا کر اپنے اموال حضرت کی خدمت میں لائے اور عرض کی یا رسول اللہ یہی ہمارے مال ہیں جو ہماری بد نصیبی کا سبب ہوئے کہ ہم حضورؐ کی خدمت کی سادہ سے محروم رہے ہم یہ لائے ہیں کہ حضرت ان کو تصدق فرمادیں۔ حضرت نے فرمایا کہ اس بارے میں مجھے خدا کا کوئی حکم نہیں پہنچا ہے۔ اُس وقت یہ آیت نازل ہوئی اخذ من اموالکم صدقۃ تطہروہا و ترون کثرتہا و صلت علیہم ان صلاتکم سکت لکم رب آپ آیت سورۃ توبہ، یعنی ان کے مالوں میں سے صدقہ لے کر

ان کو پاک کر دیا اور ان کے اعمال کو بھی پاک کر دیا اور ان کے لئے دعا کروا دیا کہ وہ جیسا کہ تمہاری دعا ان کے حق میں باعث تسکین آرام ہے۔

تفسیر یہاں سن سکتی ہیں کہ جب مسجد میں معاذ انصاری صرف خدا کی خوشنودی کے لئے بنی قرظہ کے تمام خطا دار لوگوں کے قتل کا مشورہ دے کر اپنے دل کو اطمینان کرنے کے بعد شہید ہوئے تو حضرت نے فرمایا کہ اسے مسجد قائم پر رحمت کرے جیسا کہ کافروں کے حق کے لئے ایک ہڈی تھی۔ اگر تم زندہ رہتے تو گو سالہ کو منع کرتے جس کو لوگ مدینہ بیضا اسلام میں گو سالہ مونس کے مانند نصب کرنے کا ارادہ کریں گے۔ صحابہ نے پوچھا کیا آپ کے مدینہ میں لوگ گو سالہ قائم کریں گے۔ حضرت نے فرمایا ان خلیق قسم ایسا ہی ارادہ کریں گے۔ اگر سعد زندہ ہوتے تو نہ کرنے دیتے۔ مگر اب کریں گے۔ اور خداوند عالم ان کی تدبیروں کو قائم نہ رہنے دے گا۔ اور جلد باطل کر دے گا۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ہم کو ان کی تدبیر سے آگاہ فرمائیے۔ حضرت نے فرمایا چھوڑو یہاں تک کہ خدا کی تدبیر ان کے پاس میں ظاہر ہو۔

پھر یہاں سن سکتی حضرت موسیٰ بن جعفر علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں کہ سعد کی رحلت اور آنحضرت کے نبوک کی جانب روانہ ہونے کے بعد منافقوں نے ابو طامر راہب کو اپنا مرید و امیر بنایا اور اس سے میت کی اور مدفن کو فاسق کرنے کا ارادہ کیا اور چاہا کہ آنحضرت کے تمام اہل و عیال اور اہل بیت کو اسی صحابہ کے زہن و ذہن کو جو حضرت کے ساتھ باہر گئے تھے اسیر کر لیں۔ اور یہ کہ دامنہ میں آنحضرت پر شیعہ بنی ماریں اور حضرت کو قتل کر دیں۔ لیکن حق تعالیٰ نے ان کے خرد کو حضرت سے دغ فرمایا اور منافقوں کو رسوا کر دیا۔ اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ تم لوگ بھی اسی جماعت کے مانند ہو جاؤ گے جو تم سے پہلے گزر چکی ہے مثل دونوں تحصیلوں کے جو باہم موافق ہیں اور دیر کے بعد کے مانند جماعتیں ہیں برابر ہیں اس طرح کہ اگر ان میں سے کوئی گمراہ شوراخ میں گیا ہوگا تو تم بھی اسی میں داخل ہو گے۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ گو سالہ جس کا ذکر آپ نے کیا کوئی تھا اور ان منافقوں کی تدبیریں کیا تھیں۔ امام علیہ السلام نے فرمایا واضح ہو کہ دوستہ الجندل کی طرف سے خبریں آنکھوتی گویا ہر تھیں اور وہاں کا بادشاہ شام کے نزدیک عظیم سلطنت کا مالک تھا اور آنحضرت کو دھمکیاں دے رہا تھا کہ عنقریب تم پر حملہ کرے گا اور تمہارے اصحاب کو قتل کرے گا اور ان کی بنیادیں اکھاڑے لٹکیں گے۔ حضرت کے اصحاب اس کی طرف سے بہت غمزدہ تھے اور ہر روز دین میں ہیں صاحبہ حضرت کی حفاظت پر تکیا کرتے تھے اور ایک معمولی آواز پر منتشر ہو جاتے تھے اس خوف سے کہ ایسا نہ ہو کہ اس کے لشکر کے آگے کی صفیں مدینہ میں داخل ہو گئی ہوں اور منافقین یہود و بائیں اور جوئی خبریں آڑے رہتے اور حضرت کے اصحاب کے گلوں میں مستح سے پیدا کرتے تھے کہ دوستہ الجندل کے بادشاہ اکیڈس نے اتنے گھوڑے اور اس قدر تلہم لوگوں سے جنگ کے واسطے جمع کر لیا ہے اور ان تھیلوں کے حد میں ستادی گاڑی ہے جو اس کے گرد و لوارح میں آباد ہیں کہ میں مدینہ کے ٹوٹ کا مال تم پر مسلح کرتا ہوں کہ جس کے ہاتھ جو کچھ لگ جائے وہ اس کا ہے اور کروڑ مسلمانوں کو ڈالتے رہتے تھے کہ غمزدہ کے ساتھ والے اکیڈس کے لشکر کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اکیڈس بہت جلد مدینہ پر حملہ کرے گا اور

لے موافق فرماتے ہیں کہ ابو بایہ کا قہر غرض بنی قرظہ کے باب میں جو لکھا گیا ہے فضیادہ مستح ہے ۱۱

موتے تھے تو برابر ملنا تھا منا فقول نے کہا کہ شاید حضرت نے اس راستہ میں کہہ دیا ہے کہ اُدھر سے بھاگتا ہے پھر حضرت نے اپنا گھوڑا طلب فرمایا اُدھاس پر سوار ہوئے وہ بھی مسجد کی طرف رخ نہ کرتا تھا جب اس کو دوسری طرف لے جانا چاہتے تو چلتا تھا۔ منا فقول نے پوچھا کہ شاید یہ گھوڑا بھی کسی چیز سے بھاگتا ہے اُدھاس وہاں پر نہیں جانا چاہتا۔ حضرت نے فرمایا: اچھا آؤ یہاں علی بن جعفرؑ اس کپ کے اصحاب نے اُدھر چلنے کا ارادہ کیا کسی کا قدم اُس طرف نہیں اٹھا ہر چند کوشش کی لیکن تیرہ اٹھا سکے اور جب دوسری طرف چلنا چاہتے تو چلتا آسان ہو جاتا اُس وقت حضرت نے فرمایا کہ حق تعالیٰ کو قطع نہیں۔ ہم اس وقت تو سفر کے لیے ہا بکلب ہیں واپسی پر عیسا حکم خدا ہو گا عمل کریں گے۔ حضرت تو سفر کی تیاری میں مشغول ہو گئے۔ اُدھر منا فقول نے پہلے کیا کہ حضرت مدینہ سے باہر جائیں تو حضرت کے تعلقین اور مہتممین کو تیار و مباد کر دیں۔ اُس وقت خدا نے وحی کی کہ اسے میرے حبیب یا تو تم سب میں جاؤ اور چاہیے کہ علی مدینہ میں رہیں یا علی جانا نہیں اور تم رہو۔ حضرت نے یہ وحی امیر المؤمنین سے بیان کی۔ آپ نے عرض کی یا رسول اللہ کہ خدا کا حکم ہے اُس کی تعمیل کو حاضر ہوں اور دل و جان سے بچھڑ کو مشکوٰۃ ہے اگر چہ پر دشوار ہو اور حضورؐ کے قدموں سے قدموں مذہب سے محروم رہوں گا۔ سرور کائنات نے فرمایا اے علیؑ کیا تم ماضی نہیں ہو کہ تم کو جس سے وہی نسبت ہو محمدؐ کو موسیٰؑ سے حتیٰ سہار میں سونے اس کے کہ میرے بعد کوئی پیغمبر نہ ہو گا۔ جب امت پر حضرت نے فرمایا کہ میں ماضی ہوں۔ حضرت نے فرمایا کہ تم کو یہاں رہنے میں وہی ثواب ہے جو سفر میں ہوتا اور خدا کے تم کو اس حال میں تھا امت رہنا مقدر فرمایا ہے کہ اچھے تمام کا قول بلا ضرورت سے مقابلہ کرو اور تمہاری حبیب اُن کو کسی فتنہ سازی سے بچھڑ کے کی جس طرح خدا نے جناب امیرؑ کو تنہا امت قرار دیا تھا اُدھاس زمانہ کے مشرکین سے تنہا مقابلہ کرنے کی تکلیف دی تھی۔

فرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ سے روانہ ہوئے اور جناب امیر علیؑ سلام حضرت کی مشاییت کے لیے گئے تو منا فقول نے امیر المؤمنینؑ کی ایٹا کے بیٹے افراد اُڑا دی کہ رسول اللہ کو علیؑ سے کچھ مل جائے ہو گیا تھا اس لیے ان کی مدینہ میں چھوڑ دیا ہے اور حضرت نے چاہا کہ منافقین ان پر شیطان ہرگز ان کو ہلک کر دیں تاکہ ان کی مصاحبت سے نہاتے۔ یہ خبر امیر المؤمنینؑ کو بھی معلوم ہو گئی۔ آپؐ نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ آپؐ سنئے اس جو منافقین کہہ رہے ہیں۔ حضرت نے فرمایا اے علیؑ کیا تمہارے بیٹے یہ کافی نہیں ہے کہ تم میری آنکھ کی پتلی اور میری رُوح کے مانند ہو۔ فرض آنحضرتؐ روانہ ہوئے اور امیر المؤمنینؑ مدینہ کی طرف واپس چلے اور منا فقول نے جس قصد سے یہ مسلمانوں کی تباہی کے بارے میں سوچی تھیں اس واسطے ان کے حبیب و مطوت کے سبب ملوث کر دیں۔ کہہ جاتے تھے کہ محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ آخری سفر ہے ان کے جگہ ہونے کی خبر آتی ہے اس کے بعد ہم جو چاہیں گے کر لیں گے۔

اُدھر حضرت امیر اکید کے درمیان جب بیک منزل کا قاصد رو گیا تو آنحضرتؐ نے زبیرؓ اور سہلؓ بن خراشہؓ کو ہمیشگی میں کے ساتھ اکید کے قلعہ کی طرف بھیجا اور فرمایا کہ اس کو گرفتار کر کے میرے پاس لاؤ۔ زبیرؓ نے کہا یا رسول اللہ ہم کیونکر اس کو گرفتار کریں گے حالانکہ اُس کے قبضہ میں لشکر جزہ اور شتم و خرم ہیں کہ اس کو نہایت مضبوط قلعہ میں محفوظ رکھا ہے۔ حضرت نے فرمایا جیلہ قندہ میرے اس کو گرفتار کرو۔ زبیرؓ نے کہا یا رسول اللہ ہم کیا جیلہ کر سکتے ہیں۔ آج کی رات چاند کی روشنی کے سبب رفتہ روشن کے ساتھ ہے اور یہاں سے اُس کے قلعہ تک مہمان ہو رہے ہیں اپنے قلعہ سے

وہ ہی سے ہم کو دیکھ لیں گے۔ حضرت نے فرمایا کیا چاہتے ہو کہ خدا کی ننگا ہوں سے پوشیدہ کر دے اور تمہارا سایہ بھی برطرف ہو جائے کہ وہ تمہارا سایہ بھی نہ دیکھیں اور تم کو چاند کی روشنی کے مانند ایک روشنی کراست فرمائے گا کہ چاندنی میں تمہارا احساس نہ کر سکیں گے۔ ان لوگوں نے عرض کی بہتر ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ محمدؐ اور ان کی آلؑ ظہر پر صلوٰۃ بھیجو اور اعتقاد کرو کہ آل محمدؑ میں سب سے بہتر علی بن ابی طالب ہیں۔ اور ملے میر تم کو چاہیے کہ خاص طور سے اعتقاد کرو کہ علیؑ جس گروہ میں ہوں گے وہ ولایت و محبت کے بہ نسبت دوسروں کے زیادہ سزاوار ہیں دوسروں کو لازم نہیں کہ انہر فوقیت حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ جب تم ایسا کرو گے ان کی ننگا ہوں سے پوشیدہ ہو جاؤ گے۔ اور ان کے قصر کے نیچے پہنچ جاؤ گے اس وقت خداوند عالم ہر ن پہاڑی بگیاں اور جنگلی گائیں بھیجے گا جو اپنی سیلگوں کو اس کے قلعہ کے دروازہ پر مار دیں گی۔ جب وہ ان کی آوازیں سنے گا وہ کہے گا کہ کوئی ہے جو سوار ہو کر میرے لئے ان کا شکار کرے۔ اس کی زد وہ کہے گی کہ ہرگز باہر نکلنے کا ارادہ مت کرنا کیونکہ محمدؐ تمہارے قلعہ کے نزدیک ٹھہرے ہوئے ہیں۔ مجھے اطمینان نہیں ہے ممکن ہے کہ کچھ لوگوں کو انہوں نے بھیجا ہو تا کہ تم کو غافل کر دیں اور گرفتار کر لیں۔ مذہ کہے گا کہ کس کی جرأت ہے جو اس چاندنی رات میں محمدؐ کے لشکر سے ٹھہرا ہو کر ہمارے قلعہ کی طرف آئے حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ میرے پاس اس قدر کیدار ان کی تاک میں ہیں۔ اگر قصر کے گرد کوئی ہوتا تو یہ وحشی جانور میرے قریب نہ آتے۔ پھر وہ اپنے قلعہ کے نیچے آئے گا اور سوار ہو کر ان جانوروں کو شکار کرتا پائے گا اور وہ جانور بھاگیں گے اور وہ ان کا تعاقب کرے گا۔ اس وقت اس کو گرفتار کر کے میرے پاس لاؤ۔

وہ لوگ اس کے قصر کی طرف روانہ ہوئے اور قلعہ کے نیچے پہنچے اور جو کچھ حضرتؐ نے فرمایا تھا اسی طرح سب واقع ہوا۔ جب ان لوگوں نے اس کو گرفتار کیا اس نے کہا میری ایک حاجت ہے پوچھا بیان کرو تمہاری جو حاجت ہوگی پوری کی جائے گی سوائے اس کے کہ تم اپنی رہائی کی خواہش کرو۔ اس نے کہا میرے لباس کو اتار لو میری تلوار الگ کر دو صرف پیرا ہن میں مجھے محمدؐ کے پاس لے چلو شام وہ اس حال میں دیکھ کر مجھ پر رحم فرمائیں۔ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا اور جب اس کو حضرتؐ کی خدمت میں لائے مسلمان خیر دل اور محتاجان جملہ نے جو اس کے سونے کے زیورات اور لباس دیکھے کہنے لگے کہ کیا یہ بہشت کی چیزیں ہیں حضرتؐ نے فرمایا کہ یہ اکیڈ کا لباس ہے اور نہ میرا اور سماک کا ایک دریا بہشت میں ان لباسوں سے بہتر ہے۔ اگر وہ لوگ اس عہد کے ساتھ جو مجھ سے کیا ہے خوش کوثر پر مجھ سے طاعات کریں گے۔ یہ شکر مسلمانوں کو عجب ہوا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ ان بہشت کے دریا کا ایک تار بہتر ہے اس سے کہ زمین و آسمان کے درمیان سونے سے بھر دیا جائے۔ جب اکیڈ کو حضرتؐ کی خدمت میں لائے اس نے فریاد و نرا سی کی اور کہا کہ مجھے دھکا دے دیجئے تو میں آپ کے دشمنوں کو جو میرے ملک کے عقب میں ہیں دفع کروں۔ حضرتؐ نے فرمایا اگر اپنے اس عہدہ اقرار کو تو نے پورا نہ کیا تو کیا ہوگا اس نے کہا اگر میں نے اپنا عہدہ پورا نہ کیا تو اگر آپؐ سلیب خدا ہیں تو وہی خدا آپ کو مجھ پر بیعت فرمائے گا جس نے آپ کے اصحاب کے سامنے کو چاند کی روشنی میں نہیں پہ نظر نہ ہونے دیا اور دشمنان صحرا کو بھیج دیا جنہوں نے مجھے قصر سے باہر نکالا اور بلو میں مبتلا کیا اگر آپؐ پیغمبر نہ ہوتے تو آپ کا اقبال جس نے مجھ کو اس عیب و غریب جیل سے

اس کا ترجمہ اور

اس کا ترجمہ اور

آپ کے حرم میں گرفتار کیا پھر کو آپ کے قبضہ میں دے دیا۔ فرض حضرت نے اس سے صلح کر لی کہ اس کو رہا کر دیں گے اور ہر سال ماہِ حجب میں ہزار روپیہ سنا اور دو سو تھے اسی طرح باوصف میں دیا کہ اس شرط کے ساتھ کہ مسلمانوں کا کوئی لشکر جب اس کی طرف سے گزیرے گا تو اس کی حفاظت کرے گا اور دوسری منزل تک اس کے سردار کا انتظام کرے گا۔ اگر ان میں سے کسی شرط کے خلاف ہوگا تو خدا اس کے رسولؐ کے ہاں سے علیحدہ ہو جائے گا۔ پھر حضرت وہاں سے مدینہ کی طرف واپس آئے تاکہ منافقوں کے مکر و فریب کو ان کے گورنار نصیب کرنے میں یعنی ابو طلحہ صاحب کو باطل کریں جس کا نام حضرت نے خاص رکھا تھا اور صحیح و وسعت بخ و ظفر کے ساتھ دیر میں داخل ہوئے اور حکم دیا کہ مسجد خرا کہ جسے ان منافقوں نے تعمیر کیا تھا جو دیں۔ اور ابو عامر کو حق تسلیم نہ تو لیج، علیؑ خود اور تھوہ میں مبتلا کیا۔ وہ چالیس روز ان مصائب میں مبتلا رہا کہ قلابا ہی سے داخل ہوا جیسا کہ خداوند عالم نے ان کے قصہ میں قرآن میں فرمایا ہے۔ **وَالَّذِينَ يَتَّبِعُونَ أَهْوَاءَ أَكْثَرُ أَوْ يُفَرِّقُونَ بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْكَافِرِينَ مَا تَحَارَبَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ مِنْ قَبْلُ وَلَيَكْلِفَنَّ إِنْ أَرَادْنَا إِلَّا الْخِطَابُ بَدَا لِلَّهِ كَيْفَ نَكْذِبُ إِلَّا كَذِبًا بُؤْنًا**۔ (آیت سورۃ توبہ)۔ یہی صحیح لوگوں نے قیام حالوں یا تمام مسلمانوں کو نقصان پہنچانے اور ان کے درمیان صفائی ڈالنے اور ان کو آنحضرتؐ سے پرانندہ اور علیحدہ کرنے کی فرض سے مسجد بنائی۔ یہ ہے اور اس کی عاقبت و ریاست کے انتظار میں جس نے خدا تعالیٰ و رسولؐ سے پہلے ہی جنگ و مخالفت کی تھی یعنی ابو طلحہ صاحب اور مجھ کو قسم کھاتے ہیں کہ ہم نے مسجد بنانے کا ارادہ نہیں کیا مگر امر نیک کہ بیٹے اور خدا کو ای ویتا ہے کہ وہ لوگ جو آئے ہیں۔ علی بن ابیہم اور شیخ طبری وغیرہ نے روایت کی ہے کہ جب قیلولہ بنی مرویہ صف نے مسجد قیلولہ کی کلا حضرت سے اس میں نماز پڑھنے کی التجا کی اس آپ نے اس میں نماز ادا فرمائی تو بنی غنم بن حنف کی ایک جماعت کو اس پر حسد ہوا اور انہوں نے بھی کہا جو باطلہ افراد یا جمل بیٹھے پندتہ افراد تھے کہ ہم بھی ایک مسجد تعمیر کرتے ہیں جس میں نماز پڑھیں گے اور محمدؐ رحمتہ اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس نماز میں حاضر نہ ہوں گے۔ علی بن ابیہم کی روایت کے مطابق وہ لوگ حضرت کی خدمت میں آئے اور عرض کی یا رسول اللہ کیا آپ اجازت دیتے ہیں کہ ہم یہاں پر اور شریوں اور مقلوں کو نماز پڑھنے والوں کے لئے ایک مسجد قیلولہ بنی سالم میں بنائیں۔ حضرت نے ان کو اجازت دے دی۔ جب مسجد تیار ہو گئی تو ان لوگوں نے حاضر خدمت ہو کر عرض کی یا رسول اللہ ہماری تمنا ہے کہ حضرت ہماری مسجد میں چل کر نماز پڑھیں تاکہ ہم سے واسطے برکت کا سبب ہو اس وقت حضرت تبوک کی طرف روانہ ہو رہے تھے۔ آپؐ فرمایا کہ میں یا برکاب ہوں۔ جب اس سفر سے واپس ہوں گا تو انشاء اللہ آؤں گا۔ فرض جب حضرت تبوک سے واپس آئے تو پھر ان لوگوں نے اسی خواہش کا اعلان کیا۔ اس وقت خداوند عالم نے مسجد کے بارے میں یہ آیتیں نازل فرمائیں اور ابو عامر صاحب کا کفر ظاہر ہو گیا۔

ابو عامر کا قصہ یہ ہے کہ اس نے نماز جاہلیت میں رہبانیت اختیار کی تھی اور ثبات کا لباس پہنتا تھا۔ جب آنحضرتؐ علیہ السلام و آلہ وسلم نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تو انہوں نے کافروں کو آنحضرتؐ سے جنگ پر ابھارتا تھا اور حضرت کو طرح طرح کی اذیتیں دیتا تھا۔ جب حج مکہ کے بعد موسم کو قوت حاصل ہوئی تو طائف کی طرف بھاگ گیا۔ جب اہل طائف مسلمان ہوئے تو طائف سے بھی بھاگا اور شام چو گیا اور عیسائی ہو گیا۔ وہ مظلوم کا باپ تھا جو

جنگ اُرد میں شہیدانہ شہادتوں نے ان کو اسلحہ اس کے بعد اس مہم کے مینہ کے منافقوں کو پیغام بھیجا کہ تیار ہو
 ایک مسجد بنادو جس میں جمعہ نماز کرو۔ میں بادشاہ دوم قیصر کے پاس جاتا ہوں اور اس سے لشکر کے گردن پر چڑھائی
 کرتا ہوں تاکہ محمد علی علیہ السلام کو دیکھ سکوں، کہ یہ سب نکال دلوں، مگر مینہ کے منافقین اس مہم کے آنے کے فخر
 نے جیسا کہ خط کے اس طرف اشارہ کیا ہے۔ اس وقت مہم کی قیادت اس کے کہ بادشاہ دوم تک پہنچے جنم و اصل ہو گیا پھر
 خداوند تعالیٰ نے جناب رسول خدا علیہ السلام کو دانت خوار اس سے کہ ان کی مسجد میں نماز پڑھیں۔ اور فرمایا
 لَا تَقْرَئُوا فِيهَا وَلَا تَسْجُدُوا فِيهَا وَلَا تَقْرَأُوا فِيهَا وَلَا تَقْرَأُوا فِيهَا وَلَا تَقْرَأُوا فِيهَا وَلَا تَقْرَأُوا فِيهَا وَلَا تَقْرَأُوا فِيهَا
 عِزُّوْنَ أَنْ يَنْظُرُوا مَا فَاتَهُمْ بِحَبِّ الْمَطْهَرِينَ أَكُنْ أَكُنْ بِشِيَانَةِ عَلِيٍّ تَقْرَأُ مِنْ أَدْلَى
 وَبِضْوَانِ خَيْرِ أُمَّةٍ أَكُنْ بِشِيَانَةِ عَلِيٍّ شَافِعُوفٍ هَامٍ قَاتِلُهَا زَيْدٌ فِي مَارِجَةِ نَهْمٍ وَ
 اللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ الْإِنِّي بُنْيَانُ يَبْنُو بِنِيَّةٍ فِي قُلُوبِهِمْ إِلَّا أَنْ
 تَقَطَّعَ قُلُوبُهُمْ وَمَا اللَّهُ فَلْيَلْمُ حَكِيمُهُ رُبِّيَ آيَةُ سِتَّةِ نَبِيٍّ هَرِگز اس مسجد میں نماز کے لئے مت
 کھڑے ہوئے لیکن وہ مسجد جس کی بنیاد نفوس پر ہرگز کسی پر خدا اول سے رکھی گئی ہے یعنی مسجد قبا۔ وہ بنیاد منزل
 ہے اس کے لئے کہ اس میں نماز دار اس میں چند اشخاص وہ ہیں جو اس بات کو دست رکھتے ہیں کہ اپنے تئیں پاک
 رکھیں اور خدا پاک رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ کیا جو شخص اپنے امیر دین کی بنیاد خدا کے ڈر اور خوف اور
 اس کی خوشنودی کی طلب گاری کے ساتھ مضبوط کرتا ہے وہ بہتر ہے یا وہ شخص جو اپنے امیر دین کی بنیاد دنیا کے
 نیلے کنارہ پر رکھتا ہے جس کے نیچے حصہ کو پانی نے کاٹ کر خالی کر دیا ہو اور گرنے کے قریب ہو تو وہ زمین اپنی
 حمایت کے ساتھ جاس پر تعمیر کی گئی ہو جنم کی آگ میں گر جائے گی اور خدا ظالموں کو ان کے فاسد مقصدوں میں یکساں
 نہیں کرتا جو ہمیشہ شک و تعلق کے سبب جو ان کے دلوں میں ہے عمارتیں تعمیر کرتے ہیں مگر یہ کہ ان کے قلوب
 ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے ہیں اور خدا ان کے گرد و قریب اور ان کے گھبراہٹ کے واسطے بخوبی واقف اور حکیم ہے۔

گفتہ "۱۰۸۱" شیخ طوسی اور حاشی "بسم اللہ" مقبر امام محمد باقر و امام جعفر صادق علیہما السلام سے
 روایت کرتے ہیں کہ جس مسجد کے واسطے میں خداوند کریم اور خدا فرماتا ہے کہ اس کی بنیاد خداوندی سے تقویٰ پر رکھی
 گئی وہ مسجد قبلہ ہے جو دین میں واقع ہے اس سبب سے خدا نے ان لوگوں کی مدد کی ہے جو پانی سے استنجا کرتے
 تھے اور علی بن ابیہ ایم نے امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ وہ عمارت جس کے واسطے میں خدا نے فرمایا کہ جنم کے
 کنارہ پر ہے مسجد قبا ہے جس کو منافقین نے گرد و قریب سے تعمیر کیا تھا جب یہ آیتیں نازل ہوئیں جناب رسول خدا
 نے ملک بن وشم خنای اور عمر بن عدی کو جو عربین حضرت کے قبیلہ سے تھے بھیجا کہ مسجد کو مسجد کروں اور جلا دیں۔
 جب وہ اس مسجد کے قریب پہنچے مالک نے عمر سے کہا کہ عمر دینی اپنے گھر سے آگ لانا ہوں اور آگ لاکر اس مسجد میں
 ہوئی جس سے اس کی چھت اور ستونوں میں آگ لگ گئی اور وہ گر پڑی اور منافقین بھاگ گئے پھر اس کی دیواروں
 کو منہدم کر دیا اور واپس آئے۔ قدسری روایت کے مطابق عمارتیں یا سر اور وحشی کہ بھیجا اور ان دونوں نے اس کا
 تباہ و برباد کر دیا۔

خدا کی جانب سے نازل ہوئے اسیسا ایسا حکم دیا۔ اسی شخصوں کو عیاشی اور دھوکے میں لے کر مقتدر طریقوں سے رسالت کی ہے اور عامر کی کتابوں میں بہت سی سندوں سے منقول ہے۔

احادیث مجہولہ میں حضرت صادق سے منقول ہے کہ جناب میر علیہ السلام آتیں لے کر مداد بھرنے اور حضرت میں مداد و فراش پہنچا دینا مشاغلہ میں مداد و فراش پہنچا دینا مشاغلہ میں مدات کے نزدیک اور تمام ایام تشریف میں منی میں ستمہ برات کی ابتدائی دھوکے میں مشرکوں کو باغداد بندہ سنانیں اپنی تلوار نیچے سے نکلے ہوئے تھے اور مداد سے بے تھک کوئی شخص برہنہ طویں کعبہ نہ کرے اور کئی مشرک خدا کعبہ کا حج ذکر کرے اور جو شخص اپنے عہد میں ہی پر تھم ہے وہ ظالم میں ہے جب تک اس کی منت ختم نہ ہو اور جس کی منت ختم ہو چکی ہے تو اس کو چار چیزوں کی قضا اور دی جاتی ہے۔ قدس سرہ رسالت میں امیر المؤمنین سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا کہ سولہ خدا نے مجھے ہمارا مدد بنانے کے لئے بھیجا ہے۔ اول یہ کہ کوئی شخص سوائے مومن کے خانہ کعبہ میں داخل نہ ہو۔ دوم یہ کہ کوئی شخص برہنہ طواف نہ کرے۔ سوم یہ کہ اس سال کے بعد مسجد الحرام میں مومنین کا فرج جمع نہ ہو اگر یہ چارم یہ کہ جس شخص کا آنحضرتؐ کے ساتھ عہد میں ہی آیا ہو تو وہ اپنے عہد پر آخری منت تک باقی رہے اور جس شخص کا کوئی عہد ہو تو اس کے لئے چار چیزیں تک ملانی ہے۔

بہت سی حدیثوں میں خاصہ و عامر کے طریقوں سے منقول ہے کہ امیر المؤمنین کا ایک نام قرآن میں افغان ہر جیکہ خدا نے فرمایا ہے **وَ اذِ ان قُرْآنِ اَنذَرُوْا کَیْوَ تَکْذِبُوْنَ** خدا نے سولہ کی جانب سے ان احکام کو اہل مکہ تک پہنچانے والے تھے۔

شیخ طوسی نے رسالت کی ہے کہ مدوی الحمر کی پہلی تاریخ کو آنحضرتؐ نے ستر ہزارت لے کر ابوبکر کو ملنے بھیجا اس وقت آنحضرتؐ ہر جبریلؑ نازل ہوئے کہ یہ پیام الہی انا نہیں کر سکتا مگر تم یا فہم سے ہو آنحضرتؐ نے امیر المؤمنین کو کھایا اور ابوبکر کے عقب میں مداد دیکھ۔ حضرت علیؑ تیسرے مدد منزل مدعائیں ان کے پاس پہنچے اور سترہ ان سے لے لیا اور مدد و فہم کو میں لوگوں کو سنایا۔

سید ابن طاووس نے بسند معتبر نام محمد باقر سے رسالت کی ہے کہ جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ فتح کیا اور پانچ سو دوسری مرتبہ ان پر رحمت کی تاکید فرمائی اور دوبارہ ان کو خدا کے دین کی طرف دعوت دی تو ان کے پاس خط لکھا اور ان کو خطاب الہی سے فرمایا اور دنیا کے کمرہ ہات سے برہنہ کی تاکید فرمائی اور ان سے مدافعت کا وعدہ کیا اور ان کی حضرت کی اُمید و فانی اور سورۃ برات کی ابتدائی دس آیتیں لکھیں کہ ان کو سننا میں پھر تمام صحابہ کے سامنے اس خط کو پیش کیا کہ لے جا کر اہل مکہ کو سننا میں سب نے ایک بوجھ بھرا اور وضعت کی۔ پھر حضرت نے ابوبکر کو طلب کیا تاکہ ان کو بھیجیں اسی وقت جبریلؑ نازل ہوئے اور کہا اے محمدؐ رحمت اللہ علیہ قابلہ و سلم، آپ کی طرف سے رسالت ادا نہیں کر سکتا مگر وہ جو آپ سے ہو تو امیر المؤمنین علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ مجھ کو رسول اللہ نے خبر دی کہ حق تعالیٰ نے یہ وحی فرمائی اور مجھ کو خط لکھا اپنی رسالت کے ساتھ اہل مکہ کی طرف بھیجا اور مجھ سے اہل مکہ کی دشمنی ظاہر ہے۔ اگر ان سے ہو سکتا تو وہ میرے ہر عضو کو کاٹ کاٹ کر ایک ایک پہاڑ پر پھینک دیتے کیونکہ وہ اپنی جان و مال و اولاد و فخر کر کے میرے قتل کر دیتے پر مدافعتی تھے۔ فرض میں نے سترہ خدا کی رسالت ان تک پہنچائی اور حضرت کا خط ان کو سنایا اور ہر ایک ان میں سے مجھ سے دشمنی اور سختی اور طاعت و دشمنی ظاہر کرتا تھا۔ ان کے اور ان کے زہن و فہم کے چہرے

سے میرے ساتھ عداوت اندکینہ ظاہر ہوتا تھا اور میں نے ان آدمیوں کی مطلق پروا نہ کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو بجالایا اور حضرت کی رسالت ان سب کو پہنچا دیا۔

طبری نے سنی ہشتم کے واقعات میں ذکر کیا ہے جو عامر کے ایک مشہور مؤرخ ہیں کہ جب آنحضرت نے عمر فاروقؓ میں حضرت عمر کو پیام دے کر اہل مکہ کی طرف بھیجا چاہا۔ تو اہل مکہ سے خوفزدہ ہوئے اور جانے سے انکار کر دیا اور خدا کیا کہ میں اہل مکہ سے خدا ہوں پھر بھوت کے نویں سال نوح مکہ کے بعد حضرت نے ان کو بلایا کہ حضرت کا پیغام لکھ جا کر اشرف قریش کو پہنچا دیں۔ عمر نے کہا یا رسول اللہ میں قریش سے خدا ہوں حالانکہ انہوں نے قریش کے کسی ایک متنفذ کو قتل نہیں کیا تھا اور باطن ان کے موافق نہ کہیں تھے پھر بھی آنحضرت کی رسالت نہیں پہنچائی۔ اور امیر المومنین نے جن کی ضربت سے مکہ کا کوئی شخص نہ تھا جس کا دل زخمی نہ ہوا ہو پر خدا کی اور تنہا گئے اور ان کے مشرکین کے مددگار بن گئے جو کہ ان کے عہد و پیمان کو توڑ دیا اور ان کے دین اور آئین کو باطل کیا۔ ہمیں بغاوت رہ از کجا مست نہا کجا۔

سید ابن طاہر نے بسند معتبر امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت نے ابو بکرؓ کو سجدہ برادری کی ابتدائی آیتیں دے کر مکہ کی طرف روانہ کیا۔ جبریلؑ نازل ہوئے اور عرض کی حق تعالیٰ آپ کو حکم دیتا ہے کہ ابو بکرؓ کو نہ بھیجئے بلکہ علیؓ بن ابی طالبؓ کو بھیجئے کہ سوائے ان کے آپ کا پیغام کوئی نہیں پہنچا سکتا پیغمبر نے امیر المومنین کو حکم دیا کہ جا کر ابو بکرؓ سے ملے اور نام لے لیا۔ اور فرمایا کہ پیغمبر کی خدمت میں لوٹیں جائیے۔ پوچھا کیا میرے پاس سے میں کچھ نازل ہوا ہے؟ فرمایا آنحضرت آپ کو بتائیں گے جو کچھ نازل ہوا ہے جب حضرت ابو بکرؓ حضرت رسولؐ خلیفہ کی خدمت میں واپس آئے عرض کی یا رسول اللہ کیا آپ نے یہ گمان کیا کہ میں آپ کی طرف سے پیغام نہ پہنچاؤں گا۔ حضرت نے فرمایا بلکہ خدا نے نہ چاہا کہ سوائے علیؓ بن ابی طالبؓ کے کوئی دوسرا یہ رسالت پہنچائے۔ جب ابو بکرؓ اس بارے میں بہت کچھ کہنا شروع کیا تو آنحضرت نے فرمایا کہ تم سے کیسے ممکن تھا کہ میری یہ رسالت بدل کر تک پہنچاؤ خدا نہ تم غار میں میرے ساتھ تھے وہاں خوف سے تمہاری بے قراری اور گریہ و زاری میں نے بہت زیادہ مشاہدہ کیا ابو بکرؓ کی غار کے اندر کافروں سے پرشیدہ تھے۔

عرض امیر المومنین کہ گئے اور عرفات میں حاضر ہوئے وہاں سے مشعر الحرام آئے اور وہاں سے منیٰ میں پہنچے اور اسے حید کی قربانی کی اور سر منقذایا اور ایک بلند ٹیلہ پر جس کو شعب کہتے ہیں تشریف لے گئے اور تین مرتبہ ندا کی کہ گروہ مردان میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا بھیجا ہوا ہوں۔ پھر سجدہ برادری کی ابتدائی آیتیں سنائیں اور اپنی تلوار نکال کر گھماتے رہے اور غنیمت کی حد بیزاری کی ندا دیتے رہے جس سے غلوں کی ہوا آتی تھی۔ لوگوں نے کہا یہ کہہ رہے ہیں کہ تمہارا یہاں سے میں نکل رہا ہے اور کہے خوف نہیں کھاتا۔ دوسروں نے کہا یہ علیؓ بن ابی طالبؓ ہیں۔ جو حضرت کو پہنچاتا تھا اس نے کہا یہ تمہارے چچا زاد بھائی ہیں۔ اور سوائے محمدؐ کے خاندان والوں کے کوئی ایسی جرأت نہیں کر سکتا عرض امیر المومنین نے پیام شہیدانہ کے میںوں بعد صبح و شام باذان بلند ہوئی منادی کی۔ آخر مشرکوں نے حضرت سے کہا کہ اپنے پیغمبر سے کہہ دو کہ ان کے واسطے ہم سے پاس تلوار کی ضربت اور نیزوں کے عامر کے ساتھ نہیں ہے۔ امیر المومنین وہاں سے نہایت جلدت کے ساتھ آنحضرت کے پاس آئے۔

اس وقت میں اس بارے میں آنحضرت پر کوئی وحی نازل نہیں ہوئی۔ اللہ عزوجل کائنات امیر المؤمنین کے بارے میں نہایت غمگین تھے یہاں تک کہ رنج و غل کے اندر حضرت کے چہرہ اقدس سے ظاہر ہونے لگا اس نے صحنی و بیقراری کے سبب حضرت اپنی بیویوں کے پاس نہیں جاتے تھے۔ لوگوں کو گمان ہوا کہ شاید خداوند عالم نے حضرت کی وفات کی خبر دے دی ہے یا حضرت کسی مرض میں مبتلا ہو گئے ہیں جس کی لوگوں کو اطلاع نہیں ہوگی۔ پھر صحابہ نے جناب ابوذر سے کہا کہ آپ کی قدر و منزلت جو آنحضرت کے نزدیک ہے ہم کو معلوم ہے۔ ہم کو نہایت غم و اہم کے آثار حضرت میں نظر آتے ہیں اس کا کیا سبب ہے حضرت سے معلوم نہ کیجئے؟ ابوذرؓ آنحضرت کے پاس آئے اور رنج و اندوہ کا سبب دریافت کیا اللہ کہہ کر صحابہ کا گمان ہے کہ آپ کی وفات کی خبر آئی ہے یا اس اُمت کے بارے میں کوئی بُری خبر میرا دل لے لے؟ میں یا کوئی مرض حضورؐ کو لاحق ہو گیا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ میری وفات کی خبر نہیں آئی ہے۔ میں جانتا ہوں کہ مجھے مرنا ہے اور مرنے سے خوف نہیں کرتا۔ اور اپنی اُمت میں بھائی کے ساتھ آپ کے نہیں جانتا اللہ مجھے کوئی بیماری عارض ہوئی ہے۔ لیکن میرے غم و غصے کی شدت علیٰ زمین طالب کے لئے ہے کیونکہ اُن کے بارے میں کوئی وحی مجھ پر نازل نہیں ہوئی اللہ نے معلوم ہوا کہ اُن کا کیا حال ہے۔ بیشک خداوند عالم نے اُن کے بارے میں لوگوں باتیں بھائی ہیں تین باتیں دنیا سے آخرت سے اللہ خدا ہمیں ایسی باتیں جو ہم سے مطمئن ہوں لیکن ایک کے بارے میں ڈرتا ہوں۔ تین باتیں جو دنیا سے شغل ہیں اول یہ کہ قہر کے دن کریں گے۔ دوسرے یہ کہ میرے بعد میرے اہل و عیال کے احوال کے غماز ہوں گے۔ تیسرے یہ کہ میری اُمت میں میرے دھرمی ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم پر جو سختی سے خلق رکھتے ہیں یہ ہیں کہ جب مدفن قیامت لائے حملہ دیا جائے گا میں اُن کو دُعاں گا کہ وہ میرے لئے قائم کریں اور میں مقام شفاعت میں آنحضرتؐ کو دُعاں گا۔ اللہ تعالیٰ بہشت کی کھجور کے رکھنے میں میری مدد کریں گے۔ اللہ وہ دُعا باتیں جو اُن کے بارے میں مطمئن ہوں یہ ہیں کہ وہ میرے بعد گمراہ نہ ہوں گے اللہ کا فرمودہ ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ایک ہزار جن کے مطمئن اُن کے بارے میں مجھے خوف ہے وہ یہ کہ میرے بعد قریش اُن سے مکر و فریب کریں گے۔

جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ معمول تھا کہ جب نماز صبح سے خدشا ہوتے قبلہ کی طرف رخ کر کے ہونے اور ادا و وظائف میں مشغول رہتے یہاں تک کہ آفتاب نکلنا اور خداوند عالمین کا ذکر کرتے رہتے اور امیر المؤمنین آپ کے پیچھے لوگوں کی طرف رخ فرما کر اُن کو اجازت دے دیتے تو وہ اپنے اپنے کاموں میں جا کر مشغول ہوتے تھے آنحضرتؐ کے حضور علیؓ کو اس کام پر متعین فرمایا تھا۔ لیکن جب جناب امیرؓ کو مکرر دعا کیا حضرت نے کسی کو اس کام پر مقرر نہ فرمایا تھا خود ہی نماز سے خدشا ہو کر لوگوں کی طرف رخ کر کے اُن کو رخصت کرتے تو صحابہ اپنے اپنے کاموں میں جا کر مصروف ہوتے۔ ایک روز جناب ابوذرؓ نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہؐ اجازت ہو تو اپنے کاموں کیلئے جاؤں۔ جب حضرتؐ سے رخصت ہوئے دینے سے باہر نکلے اور جناب امیرؓ کے استقبال کے لئے روانہ ہوئے تو دُعا دے گئے تھے کہ جناب امیرؓ کو قافہ پر سدا آتے ہوئے دیکھا۔ جناب ابوذرؓ اُن کے پاس گئے اور بے خبر ہوئے اللہ آپ کی پیشانی اقدس کو بوسہ دیا۔ اللہ عرض کی میرے باپ ماں آپ پر خدا ہوں آپ میرے پیچھے آئیے تاکہ میں پہلے آنحضرتؐ کی خدمت اقدس میں پہنچ کر آپ کی تشریف آوری کی خوشخبری دُعاں کر سکوں کہ آپ کے لئے بہت غمگین اور بے چین ہیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا بہت بہتر ہے جاؤ۔ ابوذرؓ نہایت تیزی کے ساتھ آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا یا رسول اللہؐ

جناب امیرؓ کے لئے خوشخبری کی ہے

آپ کو خوشخبری ہو۔ حضرت نے پوچھا کیسی خوشخبری؟ عرض کی امیر المؤمنین خیریت سے واپس آ رہے ہیں حضرت نے فرمایا اس خوشخبری کے عوض بہشت تمہارے واسطے ہے۔ پھر حضرت مع صلحہ کے سوار ہو کر مدینہ کے باہر نکلے جب امیر المؤمنین کی نظر آنحضرت کے جمال مبارک پر پڑی تو اسے اتر آئے اور اپنے دست مبارک امیر المؤمنین کی گردن میں ڈال دیئے اور اپنے چہرہ و اقدس کو جناب امیر کی گردن پر رکھ دیا اور ملاقات کی بے انتہا مسرت کر سب بہت روئے حضرت علیؑ بھی مدے۔ پھر آنحضرت نے فرمایا میرے باپ ماں تم پر خدا ہوں کس طرح تمہارے تمہیں حکم خدا کی کوئی تمہارے بارے میں وحی درمیں میرے پاس آئی۔ امیر المؤمنین نے جس طرح عمل کیا تھا سب بیان کیا۔ حضرت نے فرمایا خدا تمہارے مستقل مجھ سے بہتر جانتا تھا اس لئے مجھے حکم دیا کہ تم کو اس کام کے لئے بھیجوں۔

سند کہتے ہیں کہ ابن اسحاق بن زناد نے اپنی کتاب میں اہل طواف کے طریقہ سے روایت کی ہے کہ جب امیر المؤمنین سجدہ برائت کی آیتیں لے کر مکہ پہنچے۔ خراشت برادر عمرو بن عبدود جس کو جناب امیرؑ نے برادر خندق قتل کیا تھا اس کا دو سال بھائی شعبہ۔ یہ دونوں حضرت علیؑ کے پاس پہنچے جبکہ آپ اہل مکہ کے سکے آیتیں باوراء بلند پشیدہ رہے تھے۔ اور کہا کہ تم ہی ہو کہ ہم کو چار مہینے کی جہالت دیتے ہو ہم تم سے اور تمہارے چچا اور بھائی محمدؐ سے بیزار ہیں۔ تمہارے واسطے ہم سے پاس حضرت شمشیر اور نیزے کے وار کے سوا کچھ نہیں شمشیر نے بھی یہی کہا۔ اور کہا کہ اگر تم چاہو تو ابھی تمہارے ساتھ ہم اس کی ابتدا کروں اور تم کو قتل کر دیں حضرت نے فرمایا اگر تم چاہتے ہو تو آؤ دو بار پھر میرے دلوں کو۔ اور دوسری روایت کسی کتاب میں ہے کہ حضرت نے اہل مکہ کے درمیان یہ ندا کی کہ اس کے بعد آئندہ کوئی شرک مکہ میں داخل نہ ہو اور نہ رہنے کوئی طواف کرے۔ اور یاد رکھو کہ مسلمان کے سوا کوئی بہشت میں داخل نہیں ہو سکتا۔ اور جس کے اور رسول خدا کے درمیان کوئی عہد تھا تو وہ اپنی مدت تک قائم رہے گا مگر شرک کرنے والوں کے ساتھ عہد کوئی عہد ہے نہ کوئی امان ہے۔

دوسری حدیث میں روایت ہے کہ جاہلیت میں اہل عرب کا یہ طریقہ تھا کہ برہنہ کعبہ کا طواف کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ ہم ان کپڑوں کے ساتھ طواف نہیں کرنا چاہتے جو حرام سے حاصل کیا ہو یا جس کو پہن گناہ کیا ہو بلکہ اس طرح طواف کرتے ہیں جس طرح مال کے پیٹ سے پیدا ہوتے ہیں۔

انہ موانع طواف ہیں کہ سجدہ برائت کی تبلیغ پر ابوبکر کو مقرر کرنے پھر موصول کر کے امیر المؤمنین کو دینے کی مصلحت و مصلحت کسی صاحب قتل سے پوشیدہ نہیں کہ سوانے اس کے کوئی مصلحت نہ تھی کہ جبکہ ان میں چند آیتوں کی تبلیغ کی قابلیت اور اہلیت نہیں ہے تو وہ ساری امت کے دین و دنیا کی امانت و سیاست فائزہ کے قابل کیے جاسکتے ہیں۔ یہ تقرری اور موصولی خود وجہوں سے خالی نہیں ہو سکتی بلکہ یہ کہ آنحضرت نے خود ہی ان کو مقرر کیا تھا لیکن یہ صورت باوجودیکہ حیاں ہے مگر باطل ہے اس لئے کہ آنحضرت کوئی کام بغیر وحی خدا کے نہیں کرتے تھے خاص طور سے ایسے اہم اور عظیم کام۔ پھر وہی بات ثابت اور معلوم ہوتی ہے کہ ان کا مقرر مناسب عمل میں نہ آیا تھا۔ دوم یہ کہ آنحضرت نے خدا کے حکم سے ایسا کیا تھا اور یہی حق ہے اور خدا کے علیل و حکیم کو اپنے حکم میں کوئی پشیمانی اور اختلاف نہیں تھا۔ نیز معلوم ہوا کہ تقرری و موصولی ناموس کے واقع ہونے سے پہلے کسی مصلحت سے ہوتی ہے اور (باقی بر صفحہ ۷۵۳)

ترجمہ حیات القلوب جلد دوم

سینٹا لیسوں باب

ذکر مباحلہ

واضح ہو کہ فقہ مباحلہ متواترات سے ہے اور مقاصد عامہ نے تمام تفسیروں، قوانین اور حدیثوں کی کتابوں میں اس کے خصوصیات میں جو کچھ اختلاف کے ساتھ اس کا ذکر کیا ہے شیخ طبری وغیرہم نے روایت کی ہے کہ قصار نے بخوان کے شرف کی ایک جماعت صورت سرور عالم علیہ السلام کی خدمت میں آئی جنکے سر پر آلودہ تینہ اشخاص تھے۔ اول عائشہ جو ان کا سرور اور صاحب علم و علم تھے۔ دوسرے عبدالمجید جس سے ہر مشکل امور میں مدد لی جاتی تھی۔ تیسرے ابوہریرہ جو ان کا پیشوا اور عالم تھا۔ اُس کے واسطے بادشاہان روم نے گرجے تعمیر کئے تھے۔ اور اُس کے واسطے اُس کے علم کی زیادتی کے سبب ہسپے اور تحفے بھیجا کرتے تھے۔ جب وہ جناب رسول خدا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے ابوہریرہ ایک خچر پر سوار تھا جس کو اُس کا بھائی گزہ بن علقمہ برابر سے ہتکار رہا تھا کہ خچر سرور میں آیا کہ نہ انحضرت کی شان میں تائید و تائید استعمال کئے۔ ابوہریرہ نے کہا جو کچھ کہہ رہے ہیں اُس نے کہا اے بھائی کیوں؟ ابوہریرہ نے کہا یہ وہی پیغمبر ہے جس کا ہم کو انتظار تھا تو گزہ نے کہا بھائی اُس کی متابعت تم نہیں کرتے۔ اُس نے کہا شاید تجھ کو نہیں معلوم کہ اس گروہ و نصاریٰ نے ہمارے ساتھ کیا سلوک کئے ہیں۔ ہم کو اپنا بڑا اللہ بتادگ قرار دیا ہے مالمہ بنا دیا ہے اور ہماری عزت بڑھا دی ہے اور اُس رسول کی متابعت پر رضامند نہیں ہیں۔ اگر ہم اُس کی متابعت کر لیں تو یہ لوگ ہم سے سب کچھ داپس لے لیں۔ گزہ کے دل میں یہ بات جاگزیں ہو گئی۔ اور جب وہ حضرت کی خدمت میں پہنچا تو مسلمان ہو گیا۔

وہ لوگ نماز عصر کے وقت مدینہ میں پہنچے یہی لباس اور نفس کپڑے پہنے ہوئے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ اہل عرب میں کوئی ایسی آراستگی کے ساتھ نہ آیا تھا اور سلام کیا۔ آپ نے اُن کا جواب نہ دیا اور نہ اُن سے گفتگو کی۔ وہاں سے عثمان اور عبدالرحمن بن عوف کے پاس آئے اُس نے کہا اُن سے پہلے سے ملاقات تھی۔ اور کہا کہ تمہارے پیغمبر نے ہم کو خط لکھا کہ تم نے ان کی خواہش منظور کی اور آگے اب وہ ہمارے سلام کا جواب نہیں دیتے اور نہ ہم سے کلام کرتے ہیں۔ وہ اُن کو امیر المؤمنین کے پاس لائے اور اس بارے میں حضرت سے مشورہ کیا۔ جناب امیر نے فرمایا کہ یہ بھی کپڑے اور سونے کی انگوٹھی اتار دو اور محولی لباس میں حضرت کے پاس جاؤ۔ اُن لوگوں نے ایسا ہی کیا اور انحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سلام کیا انحضرت نے اُن کے سلام کا جواب دیا اور فرمایا اُسی بقیہ از صلاحتہ۔ اور اس مقام پر اس کے سوا کوئی مصیحت نہیں تصور ہو سکتی جیسا کہ احادیث صحیحہ و صحیحہ پرچوت ہیں۔ خدا کرے میں اس سے متعلق الجلب خدائے الہیہ و منیت میں علیحدہ باب میں انشاء اللہ ذکر ہوگی۔

خدا کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ بھجوا ہے کہ یہ لوگ جب پہلی بار میرے پاس آئے تو ان کے ساتھ شیطان بھی تھا اس وجہ سے میں نے ان کے سلام کا جواب نہیں دیا۔ فرض تمام اس دن حضرت سے سوالات اور مناظروں کے بعد آخر ان کے عالم نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، تم ان کے پاس سے کہا کہ میں آپ کی باتیں ہیں ان فرماؤ خدا کے بندہ اسی کے رسول ہے۔ انہوں نے کہا کبھی دیکھا ہے کہ کوئی بچہ بغیر باپ کے پیدا ہوا ہو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ **إِنَّمَا مَثَلُ عِيسَى عِنْدَ اللَّهِ كَمَثَلِ إِبْرَاهِيمَ إِذْ قُتِلَ كُنتَ فَيُكُونُ** ۵ **وَأَيُّكُمْ يَتَّبِعُ سُنَّةَ الْكَلْبِ** بیشک خدا کے نزدیک عیسیٰ کی مثال ابراہیم کی سی ہے جسکو خدا نے مٹی سے بنایا پھر فرمایا کہ ہو جاؤ وہ ہو گیا؟ فرض جب مناظرہ کو طول ہوا اسی لوگوں کی آنحضرت کے ساتھ صلعت میں ترقی ہی ہوئی گئی تو خداوند عظیم نے یہ حکم نازل فرمایا، **فَمَنْ حَاكَمَكَ فَيَمْوُتْ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَ لَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ آبَاءَنَا نَدْعَىٰ ذُنُوبَنَا وَنَحْنُ ذُنُوبَاءُ أَفْسَأُ أَلْفُسُكُمُ الذَّنْبُ فَتَجْعَلُ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ** ۵ دہا آیت سنیہ آملو، اے رسول جو بھی تمہارے ساتھ بیٹھنے کے بارے میں علم و مصیبت بعد از صل کے بعد جو تمہارے پاس آچکے ہیں جھڑا کرتا ہے تو اس سے کہہ دو کہ ہم دعوت دیتے ہیں اپنے لڑکوں کو اور تمہارے لڑکوں کو اور اپنی عورتوں کو اور تمہاری عورتوں کو اور اپنے نفسوں کو اور تمہارے نفسوں کو اور بارگاہ الہی میں تضرع اور دعا کرتے ہیں اور خدا کی رحمت چاہتے ہیں اس پر جو رجوع کرتا ہے وہ ہم اہل یا تم ہو۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو سچے بھاکر وہ میرے رفیق مہاجر کریں گے اور نصائے اپنے جائے قیام پر واپس گئے۔ ابو حارثہ نے اپنے بھراہوں سے کہا کہ دیکھنا اگر کل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی اولاد اور اہل بیت کو لے کر آئیں تو خدا باری سے ڈرو اسیان سے مہاجر مت کرو۔ اور اگر اپنے اصحاب اور پیروں کے ساتھ آئیں تو کچھ پروا نہ کرنا۔ اور مہاجر کرنا۔

دوسرے صفہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ائمہ المؤمنین کے دو لشکر و پیر شریف لئے اہم حسن کا
 ہاتھ بکڑا اہم حسین کو گود میں لیا اور ائمہ المؤمنین آنحضرت کے آگے آگے چلے۔ جناب قاطعہ زہرا سلام اللہ علیہا آنحضرت
 کے پیچھے آئیں اور سیدہ زکریا مدینہ سے باہر نکلے۔ جب نھانہ کے ساتھ پہنچے ابو حارثہ نے پوچھا کہ یہ لوگ کون
 ہیں جو ان کے ہمراہ ہیں۔ کہا گیا کہ جو شخص آگے آ رہا ہے ان کا پچانا نہ بھائی ہے اور ان کی بیٹی کا شوہر اعدائے کے
 نزدیک دنیا میں سب سے زیادہ محبوب ہے۔ اعدائے دونوں لشکر اسی کے فرزند ہیں اور وہ بی بی ان کی بیٹی قاطعہ
 ہیں جو ان کو دنیا میں سب سے زیادہ پیاری ہیں۔ عرض حضرت شریف لائے اور مباہلہ کے لئے دو زنانہ بیٹھے۔
 ادھر سیدہ فاطمہ لٹا چنے لڑکوں کو لیا اور مباہلہ کے لئے آگیا چاہا ابو حارثہ نے کہا تم اس طرح بیٹھے ہیں جس طرح
 انبیاء مباہلہ کے لئے بیٹھے ہیں۔ عرض نہ لگ واپس ہوئے اور مباہلہ کی جہات تھیں کی۔ سیدہ نے کہا کہاں جاتے ہو
 ابو حارثہ نے کہا اگر وہ حق پر نہ ہوتے تو ایسی جہات مباہلہ کی نہ کرتے۔ اگر ہم سے ساتھ مباہلہ کریں گے سال گزرتے نہ پا
 گا کہ دوئے زمین پر ایک نصرانی بھی باقی نہ رہے گا۔ خود سری روایت کے مطابق اُس نے کہا کہ میں ایسے چہرے دیکھ
 رہا ہوں کہ اگر وہ خدا سے دعا کریں کہ پہاڑ کو اپنی جگہ سے ہٹا دے تو ہٹیک ہٹا دے گا۔ لہذا مباہلہ مت کرو ورنہ
 ہلاک ہو جاؤ گے اور ایک نصرانی زمین پر باقی نہ رہے گا۔ پھر ابو حارثہ آنحضرت کی خدمت میں آیا اور کہا اسے اہل القاسم

مصلحت منظران کا مباحثہ کر کے درج ذیل چیزیں دیکھنا منظور کریں۔

آؤ مہابہ کریں۔ اگر میں تیار ہوں گا تو قبر خدا کی نعمت ہوگی اور اگر میں مجبور ہوں گا تو قبر پر ہوگی۔ اسی لوگوں نے کہا آپ نے ہمارے ساتھ انصاف اختیار کیا اور مہابہ پر معاملہ طے پایا۔ جب وہ لوگ اپنی قیاسگاہ پر آئے سید و عاقب اور اہل حق نے کہا کہ اگر اپنی قوم کو نہ کرنا آئیں گے تو ہم مہابہ کریں گے کیونکہ یہ معلوم ہو جائے گا کہ پیغمبر نہیں ہیں کیونکہ وہ اپنے حق ہونے پر اصرار نہیں رکھتے کہ لشکر اور جماعت کثیر کے ساتھ آئے اور اگر اپنے طبیعت اور خصوص لوگوں کے ساتھ آئیں تو ہم ان سے مہابہ نہ کریں گے کیونکہ اگر وہ سچے نہ ہوتے تو اپنے طبیعت اور خصوص عورتوں کو نعمت و نفیسی کی نعمت نہ لاتے۔ صحیح ہوئی تو وہ حضرت کے پاس آئے۔ دیکھا کہ حضرت خود لعل و انوار و حسین و حسن و حسین علیہم السلام کو مہابہ کے لیے لائے ہیں۔ صحابہ سے ان لوگوں نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں کہا فاطمہ اور حسن و حسین علیہم السلام کو مہابہ کے لیے لائے ہیں۔ یہ سن کر وہ لوگ ڈرے اور کہا کہ ہم کو مہابہ سے متاثر نہ کیجئے اور جو کچھ فرمائیے ہم اس کے لیے حاضر ہیں۔ آخر جو یہ دیکھا منظور کیا اور واپس چلے گئے۔

سیدنا ایسحاق نے ذکر کیا ہے کہ محمد بن العباس بن مہاب نے حدیث مہابہ کو ایک اور مختلف سند سے ملنے کے ساتھ خاصہ عامر کے طریقہ سے نقل کیا ہے۔ ان میں ایک کا ذکر میں کرتا ہوں جو سب سے زیادہ جامع ہے اور اس کی منکر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ جب سید و عاقب نجراں کے ترساں آتش پر تھیں ان کے سردار ستر موبدوں کے ساتھ جاکر وہاں شرف سے کھے تیار ہوئے کہ حضرت کی خدمت میں آئیں میں بھی ان کے ساتھ ہمسفر تھا ایک روز گز کا غیر سرزد میں آیا جس کے پاس ان کے بعد کا سامان تھا تو گز نے کہا وہ ہلاک ہو جائے جس کے پاس ہم جا رہے ہیں اس سے اس کی ملاقات حضرت کی ذات اقدس تھی۔ عاقب نے کہا بلکہ تو خود ہلاک اور مرگے ہو گز نے کہا کیوں؟ عاقب نے کہا تو نے احمق کی شان میں گستاخی کی جو پیغمبر اچھے ہیں۔ گز نے کہا تم کو کیسے معلوم ہوا کہ وہ پیغمبر ہیں۔ عاقب نے کہا شاید تم نے انجیل میں مصلح چہارم نہیں پڑھا کہ خداوند عالم نے جناب مسیح کو وحی فرمائی کہ بنی اسرائیل سے کہہ دو کہ تم کس قدر جاہل اور نادان ہو کہ اپنے کو خوشبو سے مصلح کرتے ہو تاکہ دنیا دانوں کے پاس خوشبو سے آراستہ رہو اور تمہارے خوب میرے نزدیک گندہ مرداس کے مانند ہیں۔ اسے بنی اسرائیل میرے اس رسول پر ایمان لاؤ جو پیغمبر آئی ہے اور آخری زمانہ میں مبعوث ہوگا جس کا چہرہ نورانی چمکے گا اور وہ نشان ہوگا جس کی پیشانی مدشن ہوگی۔ وہ صاحب حسن و خلق ہوگا۔ اگلے لباس پہنے گا۔ گوشہ نشین لوگوں میں میرے نزدیک سب سے بہتر اور آئندہ لوگوں میں گرامی تر ہوگا۔ میری سنتوں پر عمل کرے گا اور میری خوشنودی کے لیے حقیت میں صبر کرے گا اور میرے لیے مشرکوں کے ساتھ اپنے ہاتھ سے جہاد کرے گا۔ لہذا بنی اسرائیل کو اس کے آنے کی خوشخبری دے دو اور ان کو حکم دو کہ اس کی تعظیم کریں اور دیکھیں تو جناب عیسیٰ نے کہا اسے مقدس اور منزہ وہ بندہ شائستہ کون ہے جس کی محبت میرے دلی میں پیدا ہو گئی قبل اس کے کہ اس کو دیکھوں۔ حق تعالیٰ نے فرمایا اے عیسیٰ وہ تم سے ہے اور تم اس سے ہو۔ اور تمہاری والدہ پشت میں اس کی تدبیر ہوئی گی۔ اس کے لڑکے کم ہوں گے۔ یوریاں زیادہ ہوں گی۔ اس کا مسکن مکہ ہوگا۔ اس مکان کی بنیاد جگہ ہے جس کی نمبر پانچ سو ہے۔ اس کی نسل ایک سو بارکت خاتون سے قائم ہوگی جو بہشت میں تمہاری والدہ کی دوست ہوگی اور اس پیغمبر کی شان بہت بلند ہے۔ اس کی آنکھ سوتی ہو مگر

اُس کا دل نہیں سوتا کہ وہ یہ کی چیزیں کھا کر ہے صدقہ نہیں قبول کرتا۔ قیامت کے روز اس کے لئے وہ حوض ہوگا جو نوزم کے کنوئیں سے آفتاب کے غروب ہونے کی جگہ تک لایا ہوگا۔ اُس حوض میں وہ طرح کے پانی ہوں گے، ایک رحمت کا اور ایک تسنیم کا۔ اس کے کنارے ستاروں کی تہلکے مطابق چلیں گے۔ جو شخص اُس میں سے ایک گھونٹ پئے گا بھی پیا سانا ہوگا اور یہاں فضائل میں سے ہے جو دوسرے پیروں سے میں نے زیادہ اس کو عطا کیے ہیں۔ اُس کا قول اُس کے عمل کے موافق ہوگا اُس کا باطن اُس کے ظاہر کے مطابق ہوگا۔ تو کیا کہنا اُس کا اور اُس کی کائنات میں سے اُن لوگوں کا جو اُس کے طریقہ پر زندگی بسر کریں گے اور اُس کی سنت پر مریں گے اور اُس کے اہلبیت سے جدا نہ ہوں گے۔ اور ہمیشہ بے خوف مطمئن اور امن میں اور بابرکت رہیں گے۔ اور وہ پیچھے اُس زمانہ پر اظہار ہوگا جبکہ قحط اور خشک سالی دنیا کو گھیرے ہوئے ہوگی تو وہ لوگ مجھ سے دعا کریں گے اور میں اُس سے رسولؐ کے لئے بارانِ رحمت بھیجوں گا جس کی برکتوں کے آئندہ زمین کے چاروں طرف ظاہر ہوں گے وہ جس چیز پر ہاتھ پیر دے گا میں اُس میں برکت بھرا دوں گا۔ جناب یسویٰؑ نے کہا خداوند اُس کا نام رکھے بتائے خدا نے خود اُس کا ایک نام احمد اور ایک محمد رکھا ہے اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تمام عالمین کی طرف میں بھیجا ہوا اور رسولؐ ہے اور تمام خلق سے اُس کی قدر و منزلت میرے نزدیک زیادہ ہے اور سب سے زیادہ میرے نزدیک اُس کی شفاعت مقبول ہے۔ وہ لوگوں کو حکم نہیں دے گا مگر میری خوشنودی کی باتوں کا اور کسی بات سے منع نہیں کرے گا مگر وہ جس کو نہیں پسند نہیں کرتا۔ جب عاقبان باتوں سے فارغ ہوا کرتے اس سے کہا کہ جب وہ بزرگ ایسے ہیں جیسا کہ تم بیان کرتے ہو تو کیوں ہم کو اُن کے پاس لے چلتے ہو کہ ہم اُن سے بحث و مباحثہ کریں۔ اُس نے کہا کہ میں اُن کے پاس اس لئے چلتا ہوں کہ اُن کی باتیں ہم سنیں اور اُن کے طہود طریقے مشاہدہ کریں۔ اگر وہ مریں جس کے اوصاف ہم نے چہ ہے جس تو ہم اُن سے صلح کر لیں گے تاکہ وہ ہمارے دین پر حملہ نہ کریں اس طرح کہ وہ نہ سکھ سکیں کہ ہم نے ان کو پہچان لیا ہے اور اگر وہ جھوٹا ہے تو ہم اُس کے شر سے بچیں گے۔ کہ نہ کہا جبکہ تم جانتے ہو کہ وہ حق پر ہیں تو کیوں انہیں نہیں سننا اور ان کی پیروی نہیں کرتے اور اُن سے صلح نہیں کر لیتے۔ عاقب نے کہا شاید تو نہیں دیکھ رہا ہے کہ یہ گرو قصاص نے ہمارے ساتھ کس قدر سلوک کیا ہے ہمارا کس قدر احترام کرتے ہیں اور ہم کو کتنا مالدار بنا دیا ہے اور ہمارے لئے کیسے کیسے بلند مستحکم گرجے بنائے ہیں اور ہمارا کام کس قدر بلند کر رکھا ہے کی طرح ہمارا نفس راضی نہیں ہوتا ہے کہ ہم کیسے دین میں داخل ہو جائیں جس میں شکار و شمشیر برابریں فرض وہ لوگ اس ہیئت سے دین میں داخل ہوئے کہ نہایت میں قیمت لباس سے آراستہ تھے۔ صحابہ میں سے جو شخص ان کو دیکھتا تھا کہتا کہ عرب کے دو دین کی ایک کو اس شاہی دشوکت سے نہیں دیکھا تھا بال سجد کے آراستہ تھے ہونے تھے احمد لباس پہنے ہوئے تھے۔ جب وہ لوگ مسجد میں داخل ہوئے سو وہ کائنات مسجد میں موجود تھے۔ جب ان لوگوں کی نماز کا وقت آیا اُنھے اور مشرق کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے لگے۔ بعض صحابہ نے کہا کہ ان کو منع کریں اسی اثنا میں آنحضرتؐ مسجد میں داخل ہوئے اور فرمایا ان کو چھوڑ دو جو چاہیں کریں۔ فرض جب تھا لوگ نماز سے فارغ ہوئے حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر مناظرہ کرنے لگے۔ انہوں نے کہا اے ایوانا تم جیسے کے پاس سے میں آپ کی کہتے ہیں۔ حضرتؐ نے کہا کہ وہ خدا کے بندہ اور اُس کے رسولؐ تھے وہ کلمہ خدا تھے جس کو خدا نے

مریم کی طرف اتفاقاً یا قصداً ایک پاک و پاکیزہ روح تھے جس پر کوہِ بیت کینے گئے تھے۔ فرضِ جنابِ عیسیٰ
اس طرح حقوقِ محمدیہ سے مستثنیٰ نہیں کیے گئے کہ کسی نے کہا کہ جسے جگہ وہ خدا کے بیٹے تھے اور وہ دوسرے خدا ہیں۔
بعض نے کہا کہ جنہیں خدا کے سونے میں ہیں یعنی باپ بیٹے اور روح القدس۔ ایسا اس بارے میں یہودیہ باتیں بیان کیں۔
تو خدا نے سونے آل عمران کی آیتیں ان کے جواب میں بھیجیں۔ اور چونکہ حق کے ظاہر ہونے اور حجتِ تمام ہونے کے بعد
بھی قریش و عربی اور کثرتِ جنتی کرتے رہے تو آیتِ مباحہ نازل ہوئی اور انہوں نے غلطے کیا کہ دوسرے رسول حضرت
سے مباحہ کریں جب وہاں آئے تو مشہد کیا کہ کل دیکھیں گے کہ وہ کن لوگوں کو ملے کہ مباحہ کے لئے آتے ہیں۔ حوام
اور ذیلوں کو ملے کہ بڑی جماعت کے ساتھ آتے ہیں یا پیغمبروں کی روشنی کے مطابق نیکوں اور برگزیدہ لوگوں کی
قبیل جماعت کو ملے کہ آتے ہیں۔

دوسرے روز آنحضرتؐ نے جنابِ میر کو اپنے حاضری جانب یہ اسلام حسنہ سلام حسین کو بائیں طرف اور جناب
فاطمہؑ اور ہوا سلام اللہ علیہا کو اپنے جیکھے۔ وہ سب بند گد گد یعنی سنے پہنچے ہوئے تھے اور خود آنحضرتؐ کے دوش مبارک
پر ایک چھوٹی چادر تھی۔ جب مدینہ سے باہر نکلے آپ کے حکم سے دو دختروں کے درمیان زمین صاف کی گئی تھیں
نے اپنی چادر ان دونوں دختروں سے بانٹ دی اور آلِ نبیؐ کو اسی جگہ کے اندر داخل فرمایا اور خود ان کے آگے کھڑے
ہو گئے اور اپنے ہاتھوں سے ان کے کندھے پر رکھا اور ایک کمان پر ٹیک لگائی تو آپ کے ہاتھ میں تھی اور اپنے دامن
ہاتھ کو آسان کی طرف بلند کیا۔ لوگ قصے دیکھ رہے تھے کہ حضرت اب کیا کریں گے جب سیدہ عاتقہ نے یہ
حال دیکھا ان کے چہرے پر اندھیرا پڑ گیا اور نہ دیکھ سکے اور نزدیک تھا کہ بے ہوش ہو جائیں۔ پھر ایک نے دوسرے
کہا کیا ہم ان سے مباحہ کریں؟ دوسرے نے کہا شاید تم کو نہیں معلوم کہ جس گدھے کے اپنے پیچھے سے مباحہ کیا جیسا
اس کے سب چھوٹے بڑے ہوا کہہ گئے۔ لیکن اپنے کو اس طرح اُتار کر دو کہ ہم کو تمہارے مباحہ کی پڑا ہے جس سے
لیکن جو کچھ وہ چاہیں ملے۔ حقیر و غرور ان کو دینا منظور کر لو کیونکہ ان کا قصدِ جنگ ہے۔ ان کو تمہاریوں کی ضرورت
ہے اور حکمتِ ولہ رہا ہی کے ساتھ ان سے کہو کہ تم اس جماعت کے ساتھ آئے ہو کہ ہم سے مباحہ کر دینا کہ وہ
یہ نہ کر سکیں کہ ہم پہلے سے ان کی امان کے اہلیت کی نصیحت سے واقف ہیں۔ پھر ان لوگوں نے دیکھا کہ آنحضرتؐ
نے مباحہ کے لئے ہاتھ بلند کیے تو ایک نے دوسرے سے کہا کہ یہاں لڑائی ہو چکی جلد ان کے پاس پہنچو ایسا نہ ہو
کہ ایک نظر بھی ہٹاؤ گا ان کے منہ سے نکل جائے تو ہم اپنے اہل و عیال اور مال و دولت کے ساتھ وہاں نہ سکیں گے
ایم ہیں قتا ہو جائیں گے۔ فرض آنحضرتؐ کی خدمت میں نقشے بھجئے کہ انہوں نے کہا آپ اس جماعت کے ساتھ مباحہ کرنے
آئے ہیں۔ حضرت نے فرمایا ہاں یہ لوگ ہمارے بعد خدا کے نزدیک تمام ملحق سے زیادہ مغرب ہیں یہ سنتے ہی وہ لوگ
کھینچنے لگے اور ان کے ہاتھ پر رشہ قطب ہو گیا اور کہا اسے اٹھاؤ ہم آپ کو ہزار تحائف اور ہزار ہا ہزار
اور ہزار ہا شرفیں ہر سال دیا کریں گے اس شرط کے ساتھ کہ یہاں تک آپ کے پاس حدیث رہیں گے اس وقت تک کہ
ہماری قوم کے وہ لوگ جنہوں نے آپ کو نہیں دیکھا ہے ہم ان کے پاس جلتے ہیں اور آپ کے اطوار و اخلاق کا تذکرہ
ان سے کرتے ہیں اور ان سے اتفاق کر کے باہم سب کے سب مسلمان ہو جائیں گے یا ہجوہ دینا منظور کریں گے کہ
ہر سال جو کچھ آپ چاہیں گے ہم دیا کریں گے۔ حضرت نے فرمایا کہ میں نے قبول کیا اور اس خط کی قسم جس نے مجھ کو امت

توزت زیادہ ہوئی۔ وہ سب کے سب اپنے سب سے بڑے گرجے میں جمع ہوئے۔ ان کے بڑے بیٹے نے اس کی دیکھ کر
 حیرت و دبا کے پردوں سے آراستہ کیا اور بڑی صلیب کو سیدھا کیا جو سونے کی تھی اور جواہرات سے مزین کی
 ہوئی تھی اور وہ مہم کے بادشاہ و اعظم نے ان کے واسطے بھیجا تھا۔ اس مجلس میں اولاد و حادثہ کی کعب حاضر تھے جو سب کے
 سب شجاعانہ و مذکورہ اور شیران جیشہ کا زمانہ تھے اور قدیم الایام سے عرب کے درمیان جاہلیت کے زمانہ میں مشہور
 تھے۔ وہ سب مشورہ کے لئے جمع ہوئے تاکہ اس معاملہ میں خود و فکر کریں۔ جب یہ خبر پائی مدینہ منورہ پہنچا اور
 ہند کے عرب قبیلوں کو اور ان لوگوں کو اپنی جنس میں ان کے قریب تھے یا ان کے نزدیک رہتے تھے مثل قوم سبا
 کے۔ ترسب کے سب اپنی قوم کے فیض و نصیب کے سب غضبناک ہوئے اور ان کے قریب و جوار میں ایک گروہ جو
 مسلمان ہو چکا تھا ان لوگوں نے بھی جب یہ خبر سنی جاہلیت کے نصیب کے سب مرتد اور کافر ہو گئے۔ غرض
 تمام قبیلوں نے آپس میں یہ مشورہ کیا کہ ہم سب کے سب قبیلہ مدینہ میں چل کر رسول خدا سے جنگ کریں جو وہ
 ابو حامد حصین بن مطلق نے دیکھا جو ان کے عالموں میں سب سے بڑا عالم اور سب کا استاد و بزرگ و ان کے سید سے
 تھا کہ سب کے سب لڑائی پر تیار تھے۔ اپنا ہمارا ہنگامہ کر سر پر باندھا تاکہ اپنے اردوئی کو اٹھ کے اوپر باندھ لے
 کیونکہ کمال ضیعی کے سب اس کے اہل و اس کی آنکھوں پر لگاتے تھے اس کی عمر ایک سو میں سال کی تھی۔ پھر وہ اپنی
 قوم سے نکل کر کھڑا ہوا اور اپنے حصار پر تکیہ کر کے خطبہ پڑھا۔ وہ خداوند عالمین پر ایمان رکھتا تھا اور قبیہ علوم و سنجہ ان
 سے بہرہ مند تھا۔ موجود تھا اور جناب بیٹے پر ایمان رکھتا تھا اور حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھی ایمان
 لایا تھا جس کو اپنی قوم کے کافروں سے جدا اپنے اصحاب سے بھی پرشیدہ رکھتا تھا۔ اس نے تقریر شروع کی کہ اے
 فرزند ابن عبد المان نرمی اختیار کرو اور جو نعمت و ممانیت و سعادت خدائے پاک دے بیٹا نہ تم کو عطا کی ہے اس کو
 ہمیشہ باقی رکھو اور نائل نہ ہونے دو کیونکہ یہ دونوں نعمتیں صلح میں ضرر ہیں جنگ میں نہیں۔ خود غلے کے ساتھ تاخیر کرو
 اور چوپوشوں کے مانند ایک دوسرے کے پیچھے مت چلو۔ بغیر جنگ کے ہرگز تیزی نہ کھاؤ کیونکہ بے غری اور بڑائی
 کا اچھا نتیجہ نہیں ہوتا۔ خدا کی قسم جو کچھ کہنے اچھی تک نہیں کیا آخر کر سکو گے اور جو کچھ کہے ہو اس کو واپس نہیں کر
 سکتے۔ بیشک خود و فکر و تاخیر میں نجات ہے۔ بیشک بہت سے ممانعت کو عمل میں لانے کے بھلے ملتوی کر رہے
 ہیں۔ بہتری ہے اور بیشتر امور گفتگو سے طے کر لینا حملہ کرنے اور جنگ کرنے سے بہتر ہوتا ہے۔ وہ کہہ کر خاموش ہو گیا
 اور سب نے اس کی طرف سے اس کی طرف سے اس کی طرف سے اس کی طرف سے اس کی طرف سے اس کی طرف سے اس کی طرف سے اس کی طرف سے
 بزرگ و شریف تھا اور کہا اے ابو حارثہ تیروے باطن میں سوچا سبایا اور تیرا دل ٹھکانے نہیں رہا کہ یہ خبر تو نے سنی
 اور اس شخص کے مانند ہو گیا جس نے کوئی غیر دیکھا ہوا اور وہ عقل سے آگے دھو بیٹھا ہو۔ تو ہم سے ایسی مثالیں بیان
 کرتا ہے اور ہم کو جنگ سے ڈراتا ہے یقیناً تو خدائے متان کے حق کے ساتھ حمایت و حفاظت کی نصیحت جنگ
 میں بہت کمنے کو جانتا ہے اور یہ بڑی بات ہے اور خدا کے لئے جنگ کرنا کیسا ہے اور دین خدا کے جہاد کی
 خرابیوں کی اصلاح کا سبب ہے۔ حالانکہ ہم سب ریاست کے ارکان اور بادشاہی ہیں تو ہماری لڑائیوں
 کس زمانہ سے انکار کر سکتا ہے کہ ہم نے اپنے دشمنوں پر غلبہ حاصل نہیں کیا یا کون سا عیب تو ہم پر لگا سکتا ہے
 اچھی اس کا کام تو نہیں تھا کہ اس تیر کی کھنچو اور ہم نے اپنے لئے تھا غصہ کے سبب اس کے ہاتھ میں چھ گیا مگر اسے

انھوں نے دیکھا کہ اس کو کس کا حال تھا اور اس کے نام۔

کے نزدیک بڑا صاحب قوت تھا اور بخیرائی میں رہتا تھا سید نے کہا کہ اے ابو سجاد تو بھی اس معاملہ میں اپنی
 رائے ظاہر کر کے مگر اس فتح میں ظہیم واقعات طے کئے جاتے ہیں۔ اُس نے کہا میری رائے تو یہ ہے کہ محمدؐ کے پاس
 جمل کر اُن کی اطاعت قبول کر لو اور بعد چھوٹی جو فتنہ سے چاہتے ہیں دینا منظور کر لو پھر بادشاہی نصاریٰ سے
 خط و کتابت کرو خاص کر سب سے بڑے بادشاہ سے جو تعمیر روم ہے اور بادشاہی سیالیاں بادشاہ نوہ و جیشد
 علیہ و عا دناحت و مریمیں و قبط کہ یہ سب نصرانی ہیں۔ اس بطرح شام اور اُس کے اطراف و جوانب کے نصرانی
 بادشاہوں میں اُن کے ہڈام اور قضاہ وغیرہ کہ نہ بھی تھا کہ وہیں ہیں اور تھا کہ وہیں ہیں اور تھا کہ وہیں ہیں
 اس بطرح اہل جیو و طبرو کے ماہدوں کو اور اُن کو لوگوں کو جو محمدؐ کے دین پر مائل ہو گئے ہیں مثل قبائل تغلب و
 بنت حائل وغیرہ کے اور جو ربیعہ بن قحار سے ہیں ان سب کے پاس خطوط اور قاصد روانہ کرو اور ان کو اپنے دین
 کی مدد کے لئے جلا تا کہ دم سے لشکر آئے اور سیالیاں اصحاب خیل کے مانند متوجہ ہوں اور عرب کے نصرانی جو
 ربیعہ کے قبیلے سے ہیں اور یمن میں سکونت پذیر ہیں انہیں سے پاس آئیں۔ جب ہر طرف سے مدد تھا کہ پاس
 آجائے پھر اپنے قبیلے کے لوگوں کو جمع کرو جو تہذیبی مدد پر آمادہ ہو جائیں پھر سب کے سب مل کر جو مقابلہ کی
 قوت رکھتے ہو محمدؐ کے اور طبر و آہ و سلم کی جانب رخ کرو۔ پھر اُن کے لشکر کو تم سے مقابلہ کی بجائے نہ جوگی اور وہ
 سب مغلوب اور قہور ہوں گے۔ تم ان کو جلد پر باد و قنا کر دو گے اور انہیں قہر بخجہ جائے گی۔ پھر تم اہل عالم میں
 سب سے بڑے مانے جاؤ گے کہ یہ کہہ کے مانند جو تھا کہ میں ہے کہ تمام عالم والے اُس کی طرف حج کو جاتے ہیں۔
 میری رائے یہی ہے اس کی کو غنیمت سمجھو زیادہ غور و فکر اس لئے نہی مناسب نہیں ہے۔ جہیز بن سراقہ کی یہ رائے
 سب کو پسند آئی اور یہی طے پایا کہ اسی پر عمل کریں اور سب منتشر ہونا چاہتے تھے کہ ایک شخص فرزدان قیس بن سلمہ
 میں سے قبیلہ ربیعہ بن نذر کا جس کا نام حادثہ تھا کمال تھا کھڑا ہو گیا وہ بھی جیسائی تھا۔ اُس نے جہیز کی طرف رخ کر کے
 شان کے طور پر چند شعر پڑھے جن کا مضمون یہ تھا کہ کب تک تو کوشش کرتا رہے گا کہ راجہ حق کو باطل سے روکے۔
 حادثہ حق چھپا نہیں رہتا اگر کو حق کے ساتھ چاہتے ہے کہ پھاٹوں کو بلور پر لگا دے تو کر سکتا ہے اور جب گھر میں
 عدوان سے نہیں آئے گا تو جنگ لڑتا پھرے گا اور جب درخان سے آئے گا تو گھر کے اندر داخل ہو سکتا ہے۔ پھر
 سید و عاقب اور علما اور طب و نصائے اور تمام نصائے بخیرائی کی طرف کہ اُن کے سوا کوئی اور دامن نہ تھا رخ کر کے
 بوکا کہ سنو اور سمجھو اس علم و حکمت کے حادثہ اور محبت و قربان کے قائم کرنے والوں خدا کی قسم سلامت مند وہ ہے جو
 نصیحت نئے اور حق سے انحراف نہ کرے۔ بیشک میں تم کو خدا سے ڈراتا ہوں اور حضرت عیسیٰؑ کی وصیت یاد
 دلاتا ہوں۔ پھر جناب عیسیٰؑ کی وصیت اور اُن کا جناب یوحناؑ کی پناہ و سی قرار دینا اور اُن کا بیان کرنا اُن
 واقعات کو جو اُن کی امت میں واقع ہوں گے کہ لوگ باطل مذہب اختیار کریں گے وغیرہ بالشریح بیان کر کے
 کہا کہ حق تعالیٰ نے جناب عیسیٰؑ کی جانب دی فرائی کہ اے میری گیز کے فرزند میری کتاب پر اپنی تمام طاقت و قوت کے
 ساتھ عمل کرو اور اپنی سہیا کے لئے اس کی تفسیر انہی کی زبان میں بیان کرو اور اُن کو بتلا دو کہ میں خدا ہوں کہ میں سوا
 کوئی خدا نہیں ہے۔ میں ہوں ہمیشہ زندہ کہ کبھی نہ مریں گا اپنی ذات سے قائم ہوں۔ میں ہی وہ خدا ہوں کہ تمام عالم میں
 عدم سے میں نے بنی کسی مصل و ملوہ کے پیدا کیا۔ میں ہوں ہمیشہ باقی رہنے والا کہ زنداں نہیں ہو سکتا اور ایک حال سے

نہج حیات القلوب جلد دوم

نہج حیات القلوب جلد دوم

دوسرے حال پر منتقل نہیں ہوتا۔ بیشک میں نے اپنے رسولوں کو بھیجا اور اپنی ملت سے ہدایت خلق کے لئے کتابیں
 نازل کیں تاکہ ان کو گمراہی سے بچاؤں۔ پھر یحییٰ بن ماریہ میں سب سے ذی عزت احمد کو بھیجوں گا جس کو میں نے تمام
 خلائق میں منتخب کیا ہے اور تمام عالمین میں سے خالق علیا کو برگزیدہ کیا ہے جو میرا بندہ اور دوست ہے اس کو اس وقت
 بھیجوں گا جبکہ دنیا بادی سے خالی ہوگی۔ اور اس کو اس کے محل ولادت کو و خاندان سے مہربت کروں گا جو کہ منظر
 میں ہے اور اس کے پسر ایلاہیم کا مقام ہے۔ اور ایک نور اس کے لئے بھیجوں گا جس سے نابینا آنکھوں کو بہرے کا نور
 کو اور نادانوں کو روشنی حاصل ہوگی۔ کیا کہتا ہے اس کی خوش نصیبی کا جو اس کے زمانہ میں ہو اور اس کی
 باتوں کو سنے۔ اس پر ایمانی لئے اور اس کی شریعت اور کتاب کی پیروی کئے۔ تو اے عیسیٰ جب اس پیغمبر کو یاد کرو تو
 اس پر صلوات بھیجو کیونکہ میں اللہ میرے تمام فرشتے اس پر صلوات بھیجتے ہیں۔ راوی بیان کرتا ہے کہ جب عازل بن آئیں
 کا کلام یہاں تک پہنچا تو سیدہ ارقاب کی نگاہوں میں دنیا تاریک ہو گئی کیونکہ وہ پسند نہیں کرتے تھے کہ جناب عیسیٰ
 کی یہ وصیت اس مجمع میں بیان کی جائے کیونکہ ان دونوں کی مجلس کے عیسائیوں میں بڑی عزت تھی اور بادشاہوں کے
 نزدیک بڑی قدر و منزلت تھی وہ ان کے لئے ہدیے اور تحفے بھیجتے تھے۔ اسی طرح عام رعایا بھی۔ لہذا ان کو خوف ہوا
 کہ لوگ ان سے محرف ہو جائیں گے اور ان کی اطاعت نہ کریں گے۔ اور اگر وہ مسلمان ہو جائیں تو ان کی قدر و منزلت
 ختم ہو جائے گی۔ لہذا ارقاب نے کہا اے حارثہ خور کہ اور جو کس کلمہ کی روک نہ والی دلیل قابل قبولی دلیلوں سے زیادہ
 ہیں اور بہت سی باتیں اس کے کہے والے سے بلند ہوتی ہیں اور پرشیدہ حکمتوں کو ظاہر کرنے سے دلوں کو فروغ دیتی
 ہے۔ لہذا خوف کرو دلوں کی نفرت سے کیونکہ یہ بات کہنا چاہیے جنگی اہلیت ان کے نزدیک جو اور ہر کلمہ کا ایک محل
 ہوتا ہے۔ ہر بات عام طور سے نہیں کہی جاسکتی۔ ہر موقع پر وہی بات کہنا چاہیے جو نجات کا سبب ہو اور جس کے
 کلمے میں کسی کا غرور نہ ہو۔ میں نے نصیحت کا جو حق تھا ادا کر دیا لہذا اب کوئی بات مت کہہ اور غافوش ہو جا۔ پھر
 سیدہ نے مٹی یا لاکہ ارقاب کی نائید کرے اور حارثہ سے کہا کہ میں ہمیشہ تجھ کو صاحب علم و عقل سمجھتا ہوں کیونکہ
 صاحبان عقل کی عقلیں تیری طرف مائل تھیں لہذا ہرگز عاجزی اور کج امتاعت اختیار کر اور لوگوں کو پانی کے پیلے
 شراب کی طرف مت لے جا۔ اگر کوئی تجھ کو اس گفتگو میں منفرد سمجھے تو وہ حقیقت تو منفرد نہیں۔ اگر اب وہاں
 تجھ سے سخت کلام کہئے تو اس کا قصور نہیں۔ بیشک اس کا سبب قول و عمل ہمارا ہے وہ ہمارا بیٹا ہے اگر اس نے
 تجھ پر خطاب کیا تو اس کی نصیحت پر عمل کر اور تجھ کو معلوم ہوتا چاہیے کہ بیٹا ہے قریش یعنی محمد مصطفیٰ علیہ السلام
 و سلم کے دین کی بقا بہت قہور کی ہے جو جلد ختم ہو جائے گا اور اس کے بعد ایک قرن گزرے گا جس کے آخر میں
 ایک پیغمبر حکمت و بیان اور شمشیر و بادشاہی کے ساتھ عظیم سلطنت کا مالک ہوگا۔ جس کی امت مشرق و مغرب کو اپنے
 تصرف میں لائے گی اور اس کی قدرت سے ایک پاک و طاہر بادشاہ ہوگا جو تمام بادشاہوں پر غالب ہوگا اور تمام
 دین والے اس کے دین میں داخل ہو جائیں گے اور اس کی حکومت ہر اس شے پر ہوگی جس ہدایت اور نگرہ سے ہے
 اسے حارثہ یہ وقت بہت طویل ہوگی جس کی اطلاع نہیں لہذا جو کچھ اپنے دین کے بارے میں تجھ کو علم ہے اس پر مضبوطی
 سے قائم رہ اور دوسرے دین میں داخل مت ہو کیونکہ وہ بہت جلد فنا کے ساتھ منتقل ہو جائے گا یا کسی حادثہ سے
 ناکل ہو جائے گا اور جو آئندہ کہے گا اس سے غرض مت کہہ کیونکہ ہم اس وقت اسی دین پر مکلف ہیں اور کل کی بات

تجزیہ حیات القلوب جلد دوم

تجزیہ حیات القلوب جلد دوم

کل والے جانیں۔ یہ سسٹر حارثہ نے آئینا نے چاہ دیا کہ اسے اپنا قرعہ خاموش پر جو شخص کل کی ٹکڑہ کرے اُسے
 آج کا دن کیا فائدہ دے گا۔ خدائے کر تاکہ خدا چاہ کرے کہ وہ کیونکہ عالمیوں میں سولہ اُس کے کوئی پناہ دینے والا
 نہیں ہے۔ تو نے باتیں قاتب کی خاطر سے کہیں کیونکہ وہ تہاڑ جنگاہ پیشوا ہے اور گرد و نعلانیے تم دونوں کی
 طرف رجوع ہے۔ اگر اپنی زندگی اور پیشانی قائم رکھنے کے لیے حق کی تسبیح کے ہو تو نہیں اختیار ہے۔ لیکن نصیحت
 ان لوگوں کے لیے ہے جو عہد کے ساتھ بھیجے جاتے ہیں ان کی طرف جہاں کے اہل ہوتے ہیں اور تم ان باتوں کے قہر
 کسلے کے زیادہ مستحق ہو کہ وہاں سے قہر تہاڑی طرف سائل ہیں اور تم دونوں دین میں چلے پیشوا ہو۔ اُسے
 دونوں ہندو غفلت کو رہبر بناؤ اور جو کچھ عقل کم دے اس کو غفلت کرو اور جو سامنے آگیا ہے اُس کے گرد و پیش
 پر غور کرو اور اُس کے نتیجے کو سوچو اور اس غیرت کرو اور غفلت کریم و برتری رضا مندی اختیار کرو جس طرح وہ
 ہر روز تم پر اپنا غفلت و کرم کرتا رہتا ہے۔ اور اپنے تنگ و عار کو راہ مت دو کیونکہ جو شخص غفلت کی لگام کو چھوڑ
 دیتا ہے وہ اُس کو طاقت میں ڈالتا ہے۔ جو شخص اپنی عاقبت پر نظر رکھتا ہے وہ ایک جہنم سے محفوظ رہتا ہے
 جو شخص اپنی غفلت سے کام لیتا ہے جہنم حاصل کرتا ہے اور دو مردوں کے لیے جہنم کا باعث نہیں ہوتا۔ اور جو شخص
 خدا کے لیے نصیحت کرتا ہے اور خدا کی خوشنودی اختیار کرتا ہے خدا نے تعالیٰ اس کو نئی زندگی میں عزت و بزرگی
 کے ساتھ اس عطا فرماتا ہے اور وہ جہنم میں سادہ پاتا ہے پھر قاتب کی طرف خطاب کے ساتھ شروع کیا اور کہا اُسے
 ابو داؤد نے ٹوٹے کہا کہ تیری باتوں کا رد کرنے والا اُس کے قبول کرنے والے سے آگے ہے خدا کی قسم تو اس کا زیادہ
 سزاوارتھا کہ کوئی تیرے اس حکم کو تیرے متعلق بیان نہ کرتا۔ بیشک تو جانتا ہے اور ہم سب انجیل کی پیروی کرنے
 والے ہیں۔ جناب یسائی نے جو کچھ اپنے حواریوں سے فرمایا اور قوم چھٹے میں جو شخص مومن ہے جانتا ہے کہ جو کچھ میں نے
 بیان کیا ہے سچ ہے اور جو کچھ تو کہتا ہے غلط اور خطاب ہے جو کچھ سے قاتب اپنی جس کی غفلت سولے توب کے اور جو
 ٹوٹے نکال دیا ہے اُس کے الزام کرنے کے اور کبیر نے نہیں ہو سکتی۔ پھر سید کی طرف رخ کیا اور کہا کوئی تلوار نہیں
 جو خدا نہ کرے اور کوئی عالم نہیں جس سے لغزش نہ ہو تو جو اپنی غفلت کی اصلاح کر لے وہ سعادت مند ہے جس کو
 سید عمار مستدل کیا اور بد نصیب وہ ہے جو اپنی خطا پر اصرار کرتا ہے۔ اے سید ٹوٹے کہا کہ حضرت یسائی کی سید
 دفعیہ ہوں گے یہ خدا کی کتابوں میں کہاں ہے۔ کیا تو نہیں جانتا جو حضرت یسائی نے بنی اسرائیل سے کہا تھا کہ
 جس وقت میں اپنے اور تمہارے آپ کے پاس چھ جہاں گا تو کچھ وقت کے بعد تمہارے پاس صادق اور درخ
 وہ شخص آئیں گے اُس وقت تمہارا کیا حال ہوگا۔ لوگوں نے پوچھا کہ یسائی وہ کون ہیں آپ نے فرمایا ایک پیغمبر اور
 اسرائیل سے ہوگا اور ایک جو نادانوں کے لئے دلا ہی اسرائیل سے ہوگا۔ راستہ کو تو رحمت کے ساتھ مبعوث ہوگا اور
 اس کا بچہ بادشاہی اور سلطنت ہوگی جب تک دنیا قائم رہے گی۔ اور وہ کاذب تو اُس کا لقب سچ و جہاں ہوگا اُس کی
 حکومت محدودی مدت ہے گی اور خداوند عالم اُس کو میرے ہاتھ سے قتل کرے گا جس وقت کہ میں دوبارہ دنیا میں
 آؤں گا۔ یہ بیان کے حارثہ نے کہا ہے قوم ہم تم کو تمہارے گزشتہ پیروں کے افعال سے پرہیز کرنے کی
 خواہش کرتے ہیں جنہوں نے خوف ظاہر کیا اور کہا کہ وہ سچ آئیں گے ایک سچ رحمت و ہدایت اور دوسرا سچ خدا
 اور ایک سچ نشانیاں یہاں کہیں تو عام پیروں نے سچ ہدایت سے انکار کیا اور اُس کی تکذیب کی اور سچ خدا

حارثہ کا بیان تھا کہ اس وقت کہ اس شخص کی نصیحت نہایت کرنا۔

قاتب کی باتیں بہادر

پہلے ایمان لائے جو در حقیقت وجہاں ہے اور اسی کا انتظار کرتے ہیں۔ بعد ازاں اس میں ایسے ہی نقشے برپا کیے۔
 کتاب خدا کو پس پشت ڈال دیا اور پھر یہاں خدا کو شہید کیا اور ان لوگوں کو بھی جو حکم خدا سے عدل کے ساتھ قیام فرما
 تھے مارتا لا تو حق سبحانہ و تعالیٰ نے ان کے اعمال فیہ کے سبب سے ان کی بصیرت ناکل کر دی اور ان کے
 ظلم و فساد کے سبب سے ان کی باور شاہی برطرف کر دی اور ذلت و خواری ان کے لئے مقرر فرمائی اور انہیں جہنم
 کو ان کی بازگشت قرار دیا۔ عاقب لے کہا اے عارثہ تو کہہ کر جانتا ہے کہ یہ پیر محمدؐ میں مبعوث ہوا ہے وہی ہے
 جو کتاب الہی میں مذکور ہے۔ ممکن ہے یہ تیرا چاڑھا نہ ہو مگر اس کی سیلہ صاحب یمامہ ہو کہ نہ وہ بھی پیغمبری کا دعویٰ کرتا
 ہے جس طرح محمدؐ قرشی رحمت اللہ علیہ کا یہ علم کرتے ہیں اور دونوں انجیل کی اولاد سے ہیں اور دونوں کے پیرو
 کرنے والے ہیں جو ان کی پیغمبری پر گواہی دیتے ہیں اور ان کی رسالت کا اقرار کرتے ہیں۔ کیا تو ان دونوں میں کھڑی
 بھٹنا اور بیان کر سکتا ہے؟ عارثہ نے کہا ہاں ان خدا کی قسم زمین و آسمان اور ابرہہ کی کافری ہے اور وہ چند سیلے اور
 نشانیاں ہیں جن سے خدا کے جوت حاصل کرنے والے بندوں کے دلوں میں جھٹکے الہی یعنی خدا کے انبیاء و مرسلین کی
 حقیقت ثابت ہوتی ہے۔ سیلہ کذاب یمامہ والا تو اس کے بارے میں کہتا ہے سیلہ کی کافی ہے جو کہ تم کو تہلیل کا صدف
 نے اور ان کے علاوہ اور لوگوں اور ان مسافروں نے جو اس کے شہر گئے تھے اور ان یمامہ والوں نے جو تہلیل پاس
 آئے ہیں ان سب نے تم کو خبر دی کہ سیلہ نے ایک جماعت کو یثرب میں ماحو کے پاس بھجوا دیا تاکہ وہ ان کے
 حالات کی تحقیق و جستجو کریں۔ ان لوگوں نے احمد میں پھر ان کو شہر کے صفات دیئے اور کہا کہ یہاں کیا کہنا یثرب میں
 آئے ہیں حالانکہ ان کے تمام کنوئیں خشک تھے بہتوں میں پانی بہت کھاری تھے اور قبل اس کے کہ وہ آئیں وہ سب
 پانی شیریں اور خوش مزہ نہ تھے۔ جب وہ شہر میں گئے تو بعض کنوئوں میں اپنے دھن مبارک کا لہاب ڈالا اور بعض
 میں گلی کی تو سب شیریں اور بہرہ ہو گئے اور بعض جماعت نے کہا میں کی آنکھیں دیکھتی تھیں حضرت نے لہاب دھن ان کی
 آنکھوں میں لگا دیا وہ خدا اچھی ہو گئیں۔ اور کچھ لوگوں کے زخم تھے حضرت نے لہاب دھن لگا دیا وہ اچھے ہو گئے اور
 ان کے زخم بھر گئے اور بہت سے آنحضرتؐ کے مہجرات بیان کیے اور سیلہ سے کہا تو بھی ایسا کر کے دکھا جیسا احمد
 نے کیا۔ اُس نے بعض کے اہل سے مجھ کو کہہ کر لیا اور ان کے ساتھ ایک کنوئیں پر گیا جس میں در حقیقت بیٹھا پانی تھا
 جب اُس نے غراہ کر کے اس کنوئیں میں گلی کی تو اُس کا پانی کھل دی ہو گیا۔ اور ایک کنوئیں میں پانی تھا اور اُس میں
 اُس نے اپنا لہاب دھن ڈالا تو بالکل خشک ہو گیا کہ اُس میں ایک قطرہ پانی باقی نہ رہا۔ ایک شخص کی آنکھ میں درد تھا۔
 لوگ سیلہ کے پاس اُس کو لے گئے۔ اُس نے اپنا لہاب دھن لگایا تو وہ انھما ہو گیا ایک شخص کے جسم پر زخم تھا اُس پر
 آپ دھن لگایا تو وہ شخص بھروسہ ہو گیا۔ جب برہمن خرق عادت لوگوں نے مشاہدہ کیا اور کہا صحیح مجبور دکھاؤ تو اُس نے
 کہا تم لوگ اپنے پیغمبر کے لئے نری اُمت ہو اور اپنے یگانے اور پیغمبر کے واسطے بڑے بگاہ ہو۔ تم نے مجھ سے
 اصرار کیا اور کچھ دھن میں طلب کیں قبل اس کے کہ وہی مجھ پر نازل ہو۔ اب مجھ کو تمہارے دلوں کے حلق خدا کی جانب سے
 اجانت ملی ہے تمہارے کھنڈ کے لئے نہیں۔ آؤ تاکہ میں تمہیں شفا بخشوں۔ تو مجھ پر ایمان رکھتا ہو گا اس کو شفا ہو گی اور
 جس کے دل میں میری رسالت میں شک ہو گا وہ پہلے سے ہتر ہو جائے گا اب جو چاہے آئے تاکہ اُس کی آنکھ اور
 اس کے دلوں پر اپنا آب دھن لگاؤں جس سے اُس کو شفا ہو گی۔ ان لوگوں نے کہا ہم نہیں چاہتے کہ تمہارے واسطے

کوئی کام کہ جس سے اہل یثرب ہم کو طعنہ دیں۔ آخر اس کے مجرمت سے بگڑتی اور ماحبت کے تھقب کے سبب
منہ پھیر دیا تاکہ اہل عرب اُن کو طعنہ نہ دیں۔ یہ سنکر سید و عاقب نے ہنسنا شروع کیا یہاں تک کہ انہی کی زیادتی کے
سبب اپنے پیروں پر چلنے لگے کہتے تھے کہ نور کو حکمت سے اور حق کو باطل سے کیا نسبت اور حق و باطل اور نور و
ظلمت میں اتنا فرق نہیں جس قدر ان دونوں کی بچائی اور کھلب میں۔ بلوی بیان کرتے ہیں کہ جب عاقب نے دیکھا
کہ سید کا معاملہ مجھوٹا اور باطل ہو گیا اس طرح چاہا کہ اُس کا تھک کرے کہ کہا کہ سید یہ غلط کام کر رہا ہے
کہ دھن سے کرتا ہے کہ خداوند کریم نے اُس کو مہوش کیا ہے۔ لیکن بہتر کیا ہے کہ اپنی قوم کو بت پرستی سے باز رکھے
اور خدا کے سبحانہ و تعالیٰ پر ایمان لکھتا ہے۔ حارث نے کہا تم کو اُس خدا کی قسم دیتا ہوں جس نے زمین کو کشادہ کیا
اور آفتاب و مہتاب کو روشن کیا کیا نازل شدہ مسالویہ کتابوں میں یہ نہیں ہے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے کہ
میں وہ خدا ہوں جس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے اور میں ہی معذرتیامت اعمال کا بدلہ دینے والا ہوں۔ میں نے
اپنی کتاب میں بھیجیں اور اپنے پیغمبروں کو مبعوث کیا تاکہ ان کے ذریعہ سے اپنے بندوں کو شیطاں کے گرد فریب سے
نجات دلاؤں۔ اور اسی پیغمبروں کو زمین میں مخلوق کے درمیان مستندوں کے مانند مبعوث کیا تاکہ وہ لوگوں کی
میری وحی اور حکم کے مطابق ہدایت کریں جس نے اُن کی اطاعت کی اُس نے میری اطاعت کی اور جس شخص نے اُن کی
مخالفت کی تو اُس نے میری مخالفت کی۔ بیشک میں نے اور زمین کے تمام فرشتے اور ساری مخلوق نے اُس پر لعنت
کی ہے جو میری خلافی سے انکار کرے یا میری کسی مخلوق کو میرا شریک قرار دے یا میرے کسی پیغمبر کا انکار کرے یا
کہے کہ وحی مجھ پر نازل ہوئی ہے حالانکہ میں نے اُس پر وحی نہ بھیجی ہو یا میری خلافی کو پوشیدہ کرے یا خدا کی کا
دھن سے کہے یا میرے بندوں کو گمراہ کرے یا ان کو طعنہ دے اندھا بنائے۔ یہ شہر میری مخلوق میں سے جو شخص میری عبادت
کے گاہ پہنچتا ہے کہ میرے بندوں سے کیا چاہتا ہوں اور اُس کی مطابقت میری بندگی کرے تو جو شخص اُس
ملا پر جو میں نے اپنے پیغمبروں کی ربانی واضح کر دی ہے نہ چلے گا تو اُس کی عبادت مجھ سے اس کی دوستی کے سوا اور کیا
نہیں کر سکتی۔ عاقب نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ تُو نے سچ کہا۔ پھر حارث نے کہا کہ حق کے سوا کوئی چارہ نہیں اور
بچائی کے سوا کہیں پناہ نہیں ساسی ذریعہ سے جو کچھ تُو نے کہا تھا میں نے بھی کہا ہے۔ تو سید جو کہ کھڑا دھجڑے میں بیٹھا
ماہر تھا وہ کہ اس فرشتے (مقدس) کے پاس سے میں میرا اقتدار ہے کہ اپنی قوم کے لئے پیغمبر ہے جو اولاد اسماعیل سے
ہیں۔ لیکن وہ دھن سے کہتا ہے کہ تمام مخلوق پر پیغمبر ہے۔ تب حارث نے کہا اے سید تُو جانتا ہے کہ خدا اپنی قوم پر خدا
کی جانب سے مبعوث فرماتا ہے سید نے کہا ہاں۔ تو حارث نے کہا کیا تُو اس جہت سے اس کی رسالت کی گواہی دیتا
ہے سید نے کہا اُن دونوں داخلہ کے ہوتے ہوئے کون انکار کر سکتا ہے۔ بیشک میں گواہی دیتا ہوں اور اس میں
شک نہیں لکھتا ہوں۔ یہ تو تمام آسمانی کتابوں میں ہے اور تمام پیغمبروں نے اس کی بخت کی خبر دی ہے۔ یہ سنکر
حارث نے سر جھکا کر ہنسنا شروع کیا اور انگلیوں سے زمین پر لکیریں کھینچنے لگا۔ سید نے کہا کس واسطے ہنس رہا
اُس نے کہا تعجب کرتا ہوں اور ہنسنا ہوں۔ سید نے کہا شاید میری بات تعجب خیز تھی جس پر تُو ہنس رہا ہے اُس نے کہا
ہاں کیا تعجب کی بات نہیں ہے یہ کہ ایسا شخص جو علم و حکمت کا دھن سے کہتا ہے اور کہتا ہے کہ خدا نے ہنگ و پرت نے ایسے
شخص کو نبوت کے ساتھ برگزیدہ کیا ہے اور اپنی رسالت سے مخصوص فرمایا ہے اور اپنی روح و حکمت سے اُس کی مدد کی ہے

سید کا کہنا کہ اُن دونوں داخلہ کے ہوتے ہوئے کون انکار کر سکتا ہے۔

جو جھوٹا دوسرے والا ہے اللہ کہتا ہے کہ وہی تم پر نازل ہوئی ہے حالانکہ اس پر وہی نہیں آئی ہے اللہ کا ہنوں کی طرح
 جھوٹا اللہ کی کو غلط کرتا ہے جو کبھی حق کہتے ہیں اور کبھی جھوٹ۔ یہ سنکر سید خلیل و شعیبانی ہوا اور سمجھا کہ غلط کہہ گیا اور
 الزام کے قابل ہو گیا۔ راوی کہتے ہیں کہ حدیث نجران والوں میں سے نہ تھا اللہ پر یہ آدمی تھا اور اس جگہ اس نے سکونت
 اختیار کر لی تھی۔ پھر عاقب نے اس کی طرف رخ کیا اور کہا اسے برا اور خاموش رہ اور ہاں دہاڑی مت کہہ کیونکہ بہت سی
 باتیں ہوتے ہیں کہ تو ان کی گہرائی میں پہنچا دیتی ہیں اور بہت سی باتیں دشمنوں کو دوست بنا لیتی ہیں۔ لہذا ایسی
 باتیں ترک کر چکو دل قبول نہیں کہتے اگرچہ ان کے کہنے میں تو مفید ہے۔ میں اللہ تک کہ ہر چیز کی ایک صحت ہے
 اور آدمی کی صحت اس کی عقل ہے اور عقل کی صحت اللہ ہے اللہ صواب کی ذمہ داری ہے۔ ایک طبعی ہے دوسرا
 جو حاصل کیا جاتا ہے۔ اور اس میں بہتر ہی آدمی وہ ہیں جن کا عقلی عالم نے حکم دیا ہے۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے
 کہ اپنے بادشاہ کا ادب ملحوظ رکھا جائے کیونکہ اس کا وہ حق ہے کہ دنیا میں کسی کا نہیں کیونکہ بادشاہ خدا خدا کے
 بندوں کے درمیان واسطہ ہوتا ہے اور بادشاہوں کی بھی ذمہ داری ہے۔ ایک قہر و غلبہ رکھنے والا دوسرا بادشاہ
 حکمت و شہدے والا۔ اور اس کا حق بہت زیادہ ہے۔ اور اسے حدیث تو جانتا ہے کہ خدا نے ہم کو نصرانی بادشاہوں
 پر فوقیت اور حکومت عطا کی ہے پھر تمام انسانوں پر۔ لہذا چاہیے کہ ہر شخص کے حق کو تو جگے اور یہی تیری خدمت کیلئے
 کافی ہے کہ سلطان حکمت کے حق کی رعایت کو نہیں کرتا بلکہ کہ تھنے برا دینے لیشن یعنی عہد کا ذکر کیا کہ وہ جھوٹ
 کہتے ہیں۔ بہت صحیح ٹوٹے کہا اور خوب کہا۔ ہم بھی جانتے ہیں اور اس پر اللہ اس کی رسالت پر نہیں رکھنے ہر بادشاہی
 دیتے ہیں کہ اس کو مہجرات و تہذیب لگے اور کچھ لوگوں کے حاصل ہیں سوائے ایک نشانی کے جو سب سے زیادہ
 عظیم اور زیادہ واضح ہے جو سو کے مانند ہے اللہ یہ علامتیں جو اس کو حاصل ہیں بدن کے مثل ہیں۔ اور بے سوس کے
 جسم کی کیا حیثیت ہے۔ صبر کرنا کہ اس کے حالات کی ہم تحقیق کریں اور اس کی علامتیں اور مہجرات پر غور کریں۔ اگر وہ
 علامت ظاہر ہو جو تمام نشانوں سے بالاتر ہے تو ہم تجھ سے پہلے اس کے درجہ میں داخل ہوں گے اور تجھ سے پہلے
 اس کی اطاعت کریں گے۔ حارث نے کہا کہ تو نے جو کچھ کہا اور سنایا تو حق کو بیان کیا۔ ہم سنتے ہیں اللہ اطاعت کے
 لئے تیار ہیں۔ وہ کوئی علامت ہے کہ اگر وہ نہ ہو تو یہ تمام علامتیں ظاہر ہونے کے بعد عیب میں داخل ہیں۔ عاقب
 نے کہا سید نے اس کو بیان کیا لیکن ٹوٹے خود نہیں کیا اور تمام باتیں بے کار بنا ڈالیں۔ حارث نے کہا میرے مانند آیا
 تجھ پر خدا ہوا وہ پھر بیان کر گئی سی بات ہے؟ عاقب نے کہا نجات وہ ہوتا ہے جو حق مسلم ہونے کے بعد اس کو
 قبول کرتا ہے اور رخ اس سے نہیں پھیرتا۔ بیشک تم اور ہم جانتے ہیں اور ہمارے علاوہ ہمارے کتب الہی بھی جانتے
 ہیں جو کچھ اس کتاب میں ہے علوم گزشتہ اور جو کچھ واقع ہونے والا ہے بیشک ہر امت کی زبان میں نہایت فصاحت
 کے ساتھ یہ توضیحی ظاہر ہو چکی ہے کہ محمد ایک پیغمبر آئے گا جو قائم پیغمبران ہے۔ اس کی امت مشرق و مغرب کی مالک
 ہوگی اور وہ اس کی امت کے لوگ قدرت تک بادشاہی کریں گے۔ پھر وہ ایک بادشاہ پر ظلم کریں گے جو اس پیغمبر کی
 پیروی کرنے والوں میں نسب و فضیلت کے لحاظ سے اور نزدیک ترین امت ہوگا اور وہ اپنے پیغمبر کی وصیت ظلم و
 سرکشی کے ساتھ ترک کر دیں گے۔ پھر برسوں تک خلافت بادشاہی میں تبدیل ہو جائے گی اور ان کی بادشاہی عظیم ہوگی
 یہاں تک جو زمین عرب میں کوئی گمراہ نہ ہوگا کہ جس کے کہیں بعض قوانین کی طرف رغبت کریں گے اور بعض مان سے خوفزدہ

عہد کا یہ سید خلیل و شعیبانی ہوا اور سمجھا کہ غلط کہہ گیا اور الزام کے قابل ہو گیا۔ راوی کہتے ہیں کہ حدیث نجران والوں میں سے نہ تھا اللہ پر یہ آدمی تھا اور اس جگہ اس نے سکونت

دعوت کا بعد از اس وقت کرتا۔

ہوں گے۔ پھر ان کی بادشاہی زائل ہو جائے گی اور دوسرے لوگ آپر بادشاہ ہوں گے جو انہی کے ہند سے اور غلام
 سے ہوں گے۔ اور اسے طریقے اور بری شخصیتیں دنیا میں چھوڑیں گے ان کی بادشاہی ظلم و غلبہ کے ساتھ ہوگی۔ پھر
 ان کا حکومت پھل طرف سے کم ہوگی اور آپر کو غلبہ حاصل کریں گے پھر آپر آفتیں سخت ہوں گی اور جو زمین ہر طرف سے
 ان کو گھیر لیں گی یہاں تک کہ ان کے سامنے ظلم و ستم کی زیادتی کے باعث موت زندگی سے بہتر ہو جائے گی ان کے
 زندگی ایسے لوگ دوسروں ہوں گے جو مسودہ کی اور زندگی کے وفاق نہ ہوں گے آخر وہ ان کے ہاتھ سے جاتا ہے
 گا اور سوائے ہم کے دین باقی نہ رہے گا۔ اس زمانہ میں موصیٰ فریب ہوں گے اور دنیا و آخرت سے یہاں تک کہ سوا
 غنیمت شمس کے سب خدا کی طرف سے کشائش سے مایوس ہو جائیں گے اور لوگوں کا گمان تو ہے انتہا فتنہ و شر
 کے سبب سے جس میں وہ گھرے ہوں گے یہ ہو جائے گا کہ خطاب اپنے دین کی مدد نہ کرے گا۔ آخر حق سبحانہ و
 تعالیٰ ان کی نا اُمیدی کے بعد ان کے پیغمبر کی خدمت میں سے ایک شخص کے فدیر ان کی خلق کرے گا اور اس کو ایسے
 مقام سے ظاہر کرے گا جس کو وہ لوگ نہ جانتے ہوں گے۔ اور آپر فرشتے آسمان پر صلات بھیجتے ہیں مذ میں اور
 جو کچھ اس میں ہے مثل چرند پند اور مخلوق کے اس کے ظہور سے خوشحال ہو جائے گی اور مذ میں اپنی بکثرت و
 زینت اور خزانے ظاہر کرے گی یہاں تک کہ اس طرح ہو جائے گی جیسی کو تم کے زمانہ میں تھی اور اس شخص کے فنا
 میں خرد و بعد ازاں ہر طرف ہو جائیں گے جو سہارا تو نیز نازل ہوتے تھے اور تمام شہروں میں مامن قائم ہو جائے گا
 اور ہر نہریں چالو کا زہر اور ایک اور مخلوق کے پیچھے و غیر ذیل ہو جائیں گے یہاں تک کہ چھوٹی چھوٹی کھوپڑیاں
 سانپ کے بچوں کے ساتھ کھیلیں گی اور ان کو کوئی نقصان نہ پہنچائے گا اور شیر گائیوں کے گے کے نیچے مثل چرند پند
 کے ہو جائیں گے اور بھیر نہ بھیر بکریوں کے نیچے مد گا مری کے مثل ہوں گے اور خداوند عالم اس شخص کو تمام
 ادیان عالم پر غالب کر دے گا تمام مخلوق نہایت سے میں ایک حکومت کرے گا یہاں تک کہ کوئی شخص باقی نہ رہے گا
 دین حق پر ہوگا جس دین کو خدا پسند کرتا ہے اور جس پر آدم سے خاتم تک تمام پیغمبروں کو مبعوث فرمایا ہے۔
 جب عاقب کا حکم یہاں تک پہنچا تو مارنے کے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں اس خدا کی قسم جس نے تمام امثیا
 کو خلق فرمایا ہے کہ اسے زندہ کر اور اسے مائتد جنگ تیری قریب سے حق ظاہر ہو گیا اور تیری ہی بات سے عالم
 متحرک ہو گیا۔ جو کہ تو نے کہا سب اس کے مطابق ہے جو کہ خدا نے اپنی کتابوں میں جنگ بندوں کی ہدایت کے لیے بھیجا ہے
 نازل فرمایا ہے۔ اور جو کہ تو نے کہا سب حق اور سچ ہے ایک حرف کتاب الہی کے خلاف نہیں۔ لیکن وہ بات کہ
 جسے تو بیان کیا تھا خدا عاقب نے کہا کہ جو کہ تھا حق قریشی کے بارے میں اعتقاد رکھتا ہے قطعی غلط ہے۔ خدا
 نے کہا کیوں کیا تھے اور انہیں نہیں کیا کہ لوگوں نے اس کی نبوت و رسالت اور معجزات کی گواہی دی ہے۔ عاقب نے
 کہا بیشک میں حاضر کرتا ہوں مگر جناب عیسیٰ اور قیامت کے درمیان دو فریق ہیں جن میں سے ایک کا نام
 دوسرے سے مشتق ہے۔ ایک محمد ہیں اور دوسرے اسحاق۔ پہلے کے متعلق حضرت موسیٰ نے خبر دی ہے اور
 دوسرے کے متعلق جناب عیسیٰ نے۔ اور یہ قریشی اپنی قوم پر مبعوث ہوا ہے اس کے بعد وہ پیغمبر آئے گا کہ جس کی
 بادشاہی عظیم اور صفت طویل ہوگی۔ خلفہ عالم اس کو بھیجے گا اور وہ اس پر ختم ہوگا اور وہ تمام خلافت پر رجعت
 ہوگا۔ پھر محمد کے بعد قدرت کا زمانہ آئے گا جس میں دین کی تمام بنیادیں اکٹری جائیں گی۔ پھر خدا اس کو بھیجے گا جو

مذکورہ بالا تمام باتیں خدا کی طرف سے ہیں اور ان کو سچ ماننا ضروری ہے۔

مذکورہ بالا تمام باتیں خدا کی طرف سے ہیں اور ان کو سچ ماننا ضروری ہے۔

دوبارہ وہیں کی جنوں کو مضبوط کرے گا اور خدا اُس کے دینوں کو تمام درجوں پر غالب کرے گا تو وہ اور اُس کے بعد صالح سلاطین تمام ان چیزوں کے مالک ہوں گے جن پر شب حد و طالع ہوتے ہیں مثل زمین و پہاڑ اور ہر خشک و تر کے۔ اور زمین خدا ان کی بادشاہی کی میراث میں ہوگی جس طرح آدم و نوح و ابراہیم و مالک زمین ہونے لگے اس طرح وہ غیوروں کے لباس میں تواضع و فروتنی کے ساتھ بادشاہان عظیم الشان ہوں گے۔ لہذا وہی لوگ بہترین خلافت ہیں اسی پیغمبر کے ذریعہ سے اُس کے شہر والے اور خدا کے تمام بندے ہدایت پائیں گے اور ان کے آخری بادشاہ پر طویل مدت کے بعد جناب بیٹے نازل ہوں گے۔ ان کے بعد ملک عظیم اور کوئی بھائی زندگی میں باقی نہ رہے گی۔ ان کے بعد بے غلوں کا چند گروہ مثل کج شک کے نہ جائے گا اور اس میں عت بدترین خلافت پر قیامت آئے گی اور یہ رحمت کا وعدہ ہے جو خداوند عالم کثیر مجربات کے ساتھ احمد پر بھیجے گا جس طرح ابراہیم خلیل کے لیے بھیجا تھا جیسا کہ خدا کی کتابوں میں ملاحظہ ہے پھر عارثہ نے کہا ہے عاقب تیرے نزدیک پہنچے شدہ ہے کہ یہ دونوں نام (احمد و محمد) دو شخصوں کے ہیں جو دو مختلف زمانوں میں ہوں گے۔ عاقب نے کہا ہاں۔ عارثہ نے پوچھا اس کے خلاف تیرے دل میں کوئی شک و گمان تو نہیں ہے؟ اُس نے کہا نہیں۔ خدا کی قسم یہ تو میرے نزدیک آفتاب سے زیادہ روشن اور واضح ہے۔ یہ شکر عارثہ نے سر جھکا لیا اور تعجب سے زمین پر خط کھینچنا شروع کیا۔ پھر کہا ہے بزرگ خدائی اس میں ہے کہ کوئی شخص مال رکھتا ہو اور اُسے خرچ نہ کرے۔ یا غلام رکھتا ہو اور اُس کو صرف اپنے لیے زمینت قرار دیا ہو اور اُس سے جنگ نہ کرے اور صاحب عقل و علم ہو لیکن اُس پر عمل نہ کرے۔ عاقب نے کہا اے عارثہ تو نے بہت سخت بات کہی۔ وہ کون ہے اُس نے کہا میں اُس خدا کی قسم کھاتا ہوں جس کی قدرت سے آسمان و زمین قائم ہیں اور تمام جہر و ظلم کرنے والے اُس سے مغلوب ہیں کہ یہ دونوں نام ایک ہی شخص ایک ہی پیغمبر اور ایک ہی رسول کے ہیں جس کی خبر موسیٰ بن عمران نے دی ہے اور جس کی بشارت جیسے بن مریم نے فرمائی ہے اور ان سے پہلے حضرت ابراہیم نے اپنے صحیفوں میں بیان فرمایا کہ یہ شکر سید کے شکرنا شروع کیا تاکہ حاضرین پر ظاہر کرے کہ عارثہ کا مذاق اڑا رہا ہے اور اُس کی باتوں پر تعجب کر رہا ہے۔ پھر عاقب نے عارثہ سے سرزنش کے طور پر کہا کہ یہ سوچنا کہ سید حبث نہیں رہا ہے غلط ہے بلکہ تیری باتوں پر ہنستا ہے۔ عارثہ نے کہا کہ اگر وہ ہنستا ہے تو وہ ایک تنگ اور بلا ہے جو اُس نے اپنے اوپر لازم کر لیا ہے۔ یا ایک فعل خرچ ہے جو اُس سے سرزد ہوا۔ کیا تم نے حکمت و مروت الہی میں نہیں پڑھا ہے کہ خدا نے تم کو منع کیا ہے کہ حکیم کے لیے مزا دار نہیں ہے کہ بیکار مہنت بندے یا بغیر کسی حیرت انگیز بات کے ہنسے کیا تم کو تمہارے سید و مولا مسیح سے خبر نہیں ملی ہے جو ان حضرت کے فرمایا ہے کہ عالم کا بیکار ہنستا وہ فحش ہے جو اُس کے دل سے ظاہر ہوتی ہے یا مستی ہے جس نے اُس کو فکر قیامت سے غافل کر دیا ہے۔ یہ شکر سید نے کہا اے عارثہ کوئی اپنی عقل پر مغرور نہیں ہوتا سوائے اُس کے جو لوگوں کی طرف سے بدگمان ہوتا ہے۔ اگر میں اپنے علم میں تیری روایت کا محتاج ہوں تو میں عالم نہیں۔ کیا تجھ کو ہمارے پیشوا مسیح سے یہ خبر نہیں پہنچی ہے کہ خدا کے کچھ بندے ہیں جو بوجہ رحمت الہی بظاہر ہنستے اور ان کے دل خوف سے لرزیدہ طور سے روتے ہیں۔ عارثہ نے کہا جب ایسا ہو تو وہ خوب ہے اُس نے کہا تو پھر اُس کے سوا یہ اور کیا ہے۔ لہذا تجھ کو چاہیے کہ اپنے

مجلس

حاق تک نیک بندوں کی طرف سے ہر گمانی مت کر۔ اچھا اب اپنی گنگو کو پوری کریں کیونکہ ہمارے ادرتیرے
 درمیان تنازع اور جھگڑا طویل پکڑ چکا ہے۔ رولیاں روایت یہاں کرتے ہیں کہ یہ اُن کے درمیان بحث کا فیصلہ
 تھا اور اپنے معاملہ میں خود و خود کے لئے یہاں کے اجتماع کی تیسری مجلس تھی۔ سید نے کہا اے عارثہ آیا تجھ کو اب وہ
 نے صحیح ترین الفاظ میں خبر نہیں دی جس کو تمام لوگوں نے سنا اور تجھ کو دوبارہ نہیں آگاہ کیا۔ لیکن تجھ پر اور
 میرے ساتھ نیز کوئی اثر نہ ہوا۔ اب میں دوسرے طریقے سے یہاں کرتا ہوں۔ میں تجھ کو خدا کی قسم دیتا ہوں اور
 اُس کی جو اس نے بیٹے پر نازل کیا ہے کہ کیا شک و شبہ ناجہ میں جو نہان سوہیا سے حرقی میں نقل کی گئی ہے دیکھا ہے
 یعنی صحیفہ شمعوں میں مومن اصفاء میں جو وہی حضرت جیسے تھے کہ اہل نجران کے نام لکھا ہے اور دست بردست ہم
 تک پہنچی ہے جس میں بہت سی باتوں کے بعد یہ بیان ہے کہ جب ایک وقت گورے کی اور لوگ گمراہ ہو جائیں گے
 اور قطع رحم دیکھا گی کریں گے اور آثار انبیاء علیہم السلام جو جائیں گے تو حق سبحانہ و تعالیٰ خدا قلیطہ کو مسموت کرے گا جو حق
 باطل کو خدا کے والد ہے اُس کو عدل و انصاف اور رحمت کے ساتھ خلائق پر مسموت فرمائے گا۔ لوگوں نے حضرت جیسے
 سے پوچھا کہ سید خدایانہ قلیطہ کون ہے حضرت جیسے نے فرمایا کہ خدا قلیطہ احمد ہیں جو پیغمبر اور سلسلہ انبیاء
 کے ختم کرنے والے ہیں اور صلیب علوم انبیاء ہیں۔ وہ پیغمبر وہ ہیں کہ بعد کا عالم انہی کی حیات میں رحمت
 نازل کرے گا اور اُن کی وفات کے بعد بھی رحمت بھیجے گا اس کے فرزند کے سبب سے جو ظاہر و باطن ہے اور تمام
 علوم انبیاء کا عارضہ ہے۔ اُس کو آخراۓ میں مسموت فرمائے گا جبکہ تمام آثار و آیات انبیاء کے نشانات مٹ چکے
 ہوں گے اور پیغمبروں کے چراغ گل ہو چکے ہوں گے اور اُس کے سلسلے فروب ہو چکے ہوں گے۔ تو وہ بعد صالح
 تھوڑی مدت میں پہلے کی طرح دیو اسوم کو قائم کرے گا اور حق سبحانہ و تعالیٰ اس کی بادشاہی کو قرار دے گا اور
 دوسرے نیک بندوں کو اُس کے نیچے بھیجے گا تاکہ اُس کی حکومت عالم پر قائم ہو جائے۔ عارثہ نے کہا تو نے جبکہ
 کہا وہ صحیح ہے۔ حق میں کوئی وحشت نہیں ہے اور عدل حق کے سامنے نہیں ہوتا۔ تو جس کے یہ اوصاف تھے وہ یقیناً
 کئے وہ کون ہے؟ سید نے کہا کہ حق یہ ہے کہ شخص بے اولاد نہیں ہوگا۔ عارثہ نے کہا ہاں ایسا ہی ہے اور
 وہ شخص محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ سید نے کہا اے عارثہ تیرا دربار ہٹ دھرمی و کث و سلی پر ہی
 کیا اہل لوگوں نے حکومت ہم نے اس کے حالت کی تحقیق و تفتیش کے لئے بھیجا تھا اگر یہاں نہیں آیا کہ وہ حق کے جو علم
 کے لئے ایک خاص قریشی محدث سے جس کا نام خدیجہ تھا اور دوسرا ایک مذہب قطیہ کے بطن سے جس کا نام ابی اسیر
 تھا دونوں فوت ہو گئے اور محمدؐ بے فرزند ہو گئے جیسے سنگ ٹوٹی ہوئی کو سفند جو پاکت کے قریب ہو۔ لہذا اگر
 اگر محمدؐ کے کوئی فرزند ہوتا تو تہا رسی بات قابل قبول ہوتی کیونکہ صحیفہ شمعوں میں ہے کہ اُس کا فرزند تمام عالم
 کا مالک ہوگا۔ چونکہ اس کے فرزند نہیں ہے اس لئے یہ وہ محمدؐ نہیں ہو سکتا جس کی جیسے نے خبر دی ہے۔ عارثہ نے
 کہا خدا کی قسم حیرت تو بہت ہے لیکن کم ہیں ایسے لوگ جو حیرت حاصل کرتے ہیں اور وہاں میں واضح ہیں اگر بصیرت
 مینا ہو۔ جس طرح خدا کو انھیں تکلیف کے سبب آفتاب کے چمکے کو نہیں دیکھ سکتیں اسی طرح قاصر بصیرت میں لوگ
 حکمت دیکھنے سے اداک کی کمزوری کے سبب عاجز ہیں۔ پھر اُس نے سید و عاقب کی طرف رخ کر کے کہا اگر ایسا ہے
 کہ محمدؐ کے کوئی لڑکا نہ ہوگا تو ہم اس کی اطاعت و نیروی نہ کریں گے۔ قسم خدا کی تم پر حیرت تمام ہو چکی اُس کے سبب

سچ کا آئینہ کے ارد گرد ہر فرد ایک کیلئے نئی کہانیاں سنانے کی ضرورت ہے۔

جو علوم حق سبحانہ و تعالیٰ نے تم کو عطا کیا ہے اور خدا کی جانب سے دی گئیں جو تمہارے پاس ہیں اور باوجودیکہ
 خداوند عالم نے تم کو شرف و منزلت عوام اور بادشاہوں پر عطا فرمائی ہے اور ہر ایک برے کو تمہارا تابع کیا ہے کہ
 اور دین میں تمہاری طرف رجوع ہوتے ہیں اور تم ان کے محتاج نہیں ہو۔ جو کچھ تم حکم دیتے ہو وہ عمل کرتے ہیں
 لہذا جس کو خلاق عالم کوئی شرف و منزلت عنایت فرماتا ہے اس کو چاہیے کہ الہی نعمتوں کے شکر یہ میں خدا کی خوشنودی
 کے لئے تواضع و فروتنی اختیار کرے کیونکہ خدا نے اس کو بلند کیا ہے اور خدا کے بندوں کا نام صبح اور خیر خواہ ہو
 اور خدا کے احکام میں تحریف نہ کرے۔ تم نے خود محمد مصطفیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کیا اور ان کو اہل بیت کا جو
 ان کی اہل بیت خدا کی کتابوں میں واقع ہوئی ہیں بیان کیا اور مطلع ہو کہ وہ مبعوث ہوا ہے۔ پھر کہتے ہو کہ وہ صرف
 اپنی قوم پر مبعوث ہوا ہے تمام خلافت پر نہیں۔ پھر کہتے ہو کہ یہ وہ پیغمبر نہیں جو خاتم المرسلین اللہ تعالیٰ نے تمام
 خلافت کا حشر اسی کی اُمت پر ہوگا اور جو تمام انبیاء کا وراثت ہے اور سب کے بعد آیا ہوگا کیونکہ تم کہتے ہو کہ وہ
 بے نسل ہے۔ کیا تمہارا کلام یہ نہیں ہے؟ سید عاقب نے کہا ہاں یہی ہے۔ تو حارثہ نے کہا کہ اگر ظاہر ہو جائے
 کہ اس کے فرزند ہیں تو کیا پھر شک کرو گے کہ وہ وراثت جمیع پیغمبران نہیں اور اس کا دین تمام دنیا کے دینوں پر
 غالب نہ ہوگا اور وہ خاتم انبیاء نہیں اور تمام خلافت پر رسول نہیں ہے۔ ان دونوں نے کہا نہیں پھر کوئی شک
 نہیں ہوگا۔ حارثہ نے کہا کہ تم اس بحث و تکرار کے باوجود یہ اعتقاد رکھتے ہو؟ سید عاقب نے کہا ہاں۔ اس
 وقت حارثہ نے کہا اللہ اکبر۔ وہ بولے کیا بخیر کہ تو نے اللہ اکبر کہا۔ شائد تو نے ہم پر طنز کیا اور الزام رکھا۔ حارثہ
 نے کہا کہ حق ظاہر ہے اور باطل مرفود ہے اور نفس اس کے شخص کے لئے بیتاب ہو جاتا ہے یقیناً دنیا کا نسخہ مود
 دینا اور پہاڑوں کا توڑ ڈالنا اس کو مٹانے سے زیادہ آسان ہے جس کو حق تعالیٰ نے زندہ و قائم کیا ہے کیونکہ وہ
 حق ہے اور زندہ کرنا اس کو جسے خدا نے مرفود کیا ہے محال ہے کیونکہ وہ باطل ہے۔ اب جان لو کہ محمد بے نسل
 نہیں ہیں اور ہی خاتم المرسلین ہیں اور انبیاء کے وراثت اور آخری رسول ہیں۔ انہی کی اُمت پر حشر ہوگا۔ اُنکے
 بعد کوئی پیغمبر نہیں ہے۔ انہی کی اُمت کے زمانہ میں قیامت برپا ہوگی پھر خط ہی زمین کا وراثت ہوگا اور جو کچھ
 اس میں ہے سب کے سب فنا ہو جائیں گے۔ اُسی کی ذریت سے وہ بادشاہ صالح ہوگا جس کے متعلق تم نے
 بیان کیا کہ وہ تمام مشرق و مغرب کا مالک ہوگا اور حق تعالیٰ اس کو دین ضعیفہ و اہل جہیمہ کے ساتھ جو شرک کا سنگر
 ہے تمام دینوں پر غالب فرمائے گا۔ یہ سنگر و دونوں عالموں نے کہا اسے حد نہ اگر ایسا ہے کہ اس کے فرزند ہے
 تو حق تیورے ساتھ ہے لیکن تیری مثال ٹوٹری کی اُچھل کو دے مانتا ہے اور تو اس دعوے سے باز نہیں آتا ہے
 اچھا ثابت کرنا کہ ہم بھی سمجھیں۔ حارثہ نے کہا میں تمہاری ہی طرف سے دلیل لاتا ہوں جو تم کو شک و شبہ سے
 نجات دلائے گی اور دونوں کی بیاریوں کے لئے شفا ہوگی۔ پھر اس نے حارثہ بن علقمہ کی جانب رخ کیا جو ان کا
 سب سے بڑا عالم اور بزرگ تھا اور کہا اسے پھر زندگوار کتاب جامعہ یہاں منگو کہ ہمارے دونوں کو شاد و مطمئن
 فرمائیے۔ راویان روایت بیان کرتے ہیں کہ یہ صحت مجلس چہارم میں واقع ہوئی۔ پھر کا وقت تھا تو چل رہی
 تھی اگر ہی کا زمانہ تھا یہ سنگر سید عاقب نے کہا اب گنگوکل پر موقوف کرو کیونکہ آج چونکہ بہت باتیں ہم نے
 کی ہیں ہماری جان لہو نہ آگئی ہے غرض طے پایا کہ دو سوے روز کتاب زاجر و جامعہ لائی جائے گی اور اس میں

دیکھیں گے اور مل کر رہیں گے اور عیس برخواست ہوئی۔

دوسرے روز اہل نجوان نے اپنے تمام ماحول اور عاملوں کو جمع کیا تاکہ عاقب و سید کے ساتھ حادثہ کے مباحثہ میں اور کتاب ہائے جامعہ سے حق ظاہر ہونے میں متحد ہوں۔ جب سید و عاقب نے دیکھا کہ تمام خلاف حق کتاب جامعہ سے ثبوت سننے کے لئے جمع ہوئی ہے تو پشیمان ہوئے۔ چونکہ جانتے تھے کہ حق حادثہ کے ساتھ ہے اس لئے کوشش کی کہ خلاف کے سامنے یہ مباحثہ واقع نہ ہو۔ اور یہ دونوں سید و عاقب مکر و حیلہ میں انسانوں میں شیاطین تھے۔ فرض سید نے حادثہ سے کہا تو نے بڑی باتیں کہیں اور ہر شخص کو گفتگو سے رنجیدہ کیا اور توہین جانتا ہے کہ حق ظاہر ہو۔ حادثہ نے کہا نکاح تو یہ ہے کہ تم اور عاقب ہی حق کو ظاہر نہیں ہونے دیتے ہو۔ اب تم کہنا چاہتے ہو کہ عاقب نے کہا جو کچھ کہنا تھا سب کہ چلا اب پھر اس کا اعادہ کرتا ہوں۔ بیشک ہم تجھ کو آگاہ کرتے ہیں اور حجت الہی پر مشہد رکھنا نہیں چاہتے اور خدا کی نشانیوں سے انکار نہیں کرتے اور خداوند عالمین پر اقرار نہیں باندھتے کہ جس شخص کو خداوند عالم رسالت کے ساتھ مبعوث فرمائے ہم کہیں کہ وہ رسول نہیں ہے۔ اسے حادثہ ہم کو اقرار ہے کہ فرزند ابی اسماعیل میں سے محمد مصطفیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قوم کی طرف خدا کے رسول ہیں۔ لیکن عرب و عجم میں سے اور دوسرے ذہن و دماغ واجب نہیں جانتے کہ ان کی اطاعت کریں اور اپنا دین ترک کر کے ان کا دین اختیار کریں۔ لیکن یہ اقرار کرنا چاہئے کہ وہ اپنی قوم پر رسول ہیں۔ حادثہ نے کہا یہ اقرار کس صحت اور کس سبب سے کرتے ہو؟ انہوں نے کہا اس لئے کہ انجیلوں میں اور خدا کی تمام کتابوں میں ہم نے سنا ہے اور ہم پر ظہر ہو چکا ہے۔ حادثہ نے کہا جبکہ خدا کی کتابوں سے یہ ثابت اور واضح ہے کہ محمد رسول ہیں خداوندی طہر پر ظاہر جو یا مفصل طہر پر تو پھر تم کیسے کہتے ہو کہ وہ پیغمبر ولایت و حاشر نہیں اور تمام عالمین پر مبعوث نہیں ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ تو بھی جانتا ہے اور ہم بھی جانتے ہیں اور مطلق شک نہیں کرتے کہ خدا کی حجت بر طرف نہیں ہوتی اور یہ وہ عظم ہے جسے خدا نے مقرر فرمایا ہے کہ ہمیشہ جاری رہے اور دنیا کیسے حجت خدا سے خالی نہیں رہتی جبکہ کہ ولایت وہی آتے رہیں گے۔ اور دنیا میں وہ شخص بھی باقی رہیں تو ان میں ایک حجت خدا ہو گا دوسرے پر۔ اور ہم اس سے پہلے گمان رکھتے تھے کہ وہ حجت محمد ہوں گے اور وہ اس دین کو قائم رکھیں گے۔ لیکن چونکہ خدا نے ان کی اولاد و ذریرہ باقی نہیں رکھی اور ان کو بے اولاد کر دیا تو اب ہم نے سمجھا کہ یہ وہ حجت نہیں ہیں کیونکہ یہ بے نسل ہیں اور حجت الہی اور غیر اور خاتم المرسلین ہے اولاد نہیں ہو گا۔ یہ بات خدا کی گواہی سے اس کی تائید کی ہوئی کتابوں میں موجود ہے اس لئے ہم نے سمجھا کہ محمد کے بعد وہ پیغمبر نہ ہو گا جو آئے گا اور باقی سب کا تمام محمد احمد سے مشتق ہو گا جس کی نبوت و رسالت اور خاتمہ کی سچی خبر دی ہے اور یہ کہ اس کا فرزند قاهر عالم کا بادشاہ ہو گا اور تمام خلاف حق کو خدا کے دین عظم پر قائم رکھے گا۔ اور یہاں اور اس کے ہاتھ سے نہیں بلکہ اس کی قدرت سے ظاہر ہوں گے جو اس کے ہر تمام شہروں کا اور ہر کھان میں ہے سب خشک و زرا کا مالک ہو گا اور اس بات پر مطمئن ہیں جو انجیل حفظ ہے اور ہم نے اس سے پہلے مکمل طور پر یہ گفتگو کی اب پھر بیان کر دیا۔ پھر اس کے تکرار و تلافی کیجئے کیا ضرورت ہے۔ حادثہ نے کہا میں اور تم سب جانتے ہیں لیکن اس کے تکرار کی اس لئے ضرورت ہے کہ اگر کسی کو یہ بات غماش ہو گئی ہو تو یاد آجائے اور اگر کسی نے کچھ غلطی کی ہو تو وہ صحیح ہو جائے اور اس کا دل مطمئن ہو جائے۔ تم نے بیان کیا کہ مسیح کے بعد وہ پیغمبر مبعوث ہوں گے اور یہ کہ دونوں فرزند ابی اسماعیل سے

ہوں گے۔ ان میں سے پہلا رسولؐ مدینہ میں مبعوث ہوگا اس کے بعد دوسرا اٹھائے اور تیسرا جو قریش سے چلا آیا ہیں جو مدینہ میں متوطن ہیں۔ لیکن ہم اُس پر ایمان اور اعتقاد رکھتے ہیں اللہ خدا کی قسم یہ وہی اٹھائے کہ جس پر خدا کی کتابیں اور ان کی آیتیں دلالت کرتی ہیں وہی حجتِ خلاقِ عالم ہیں اللہ وہی خاتم المرسلین اور انبیاء کے واسطے ہیں ان کے علاوہ یا ان کے بعد جنابِ مسیحؑ اور قیامت کے درمیان کوئی اور رسولؐ و پیغمبر نہیں ہوگا ہاں اُس کی وقتِ شریف صاف حدِ بقیہ اور مصحوبہ سے ایک فرزند ہوگا جو عالم کو دہری حق کی دعوت دے گا اور مشرق و مغرب پر متصرف ہوگا تو تم نے جو کہنا چاہئے تھا کہ اللہ عز و جل نے اپنے واسطے و آلہ و سلم کی نبوت پر اعتقاد رکھتے ہو اللہ اگر اس کی نسل جاری ہوگی تو تم کو شک نہ ہوگا کہ وہی پیغمبرِ کمال میں سبقت رکھنے والا اللہ اُن کا آخری رسولؐ ہے۔ انہوں نے کہا ہاں ہمارے نزدیک یہ سب سے بڑی دلیل ہے۔ حارث نے کہا تم کو اپنے اعتقاد میں دوسرے پیغمبر کے بارے میں شبہ ہے۔ لہذا ہمارے اور تمہارے درمیان کتابِ جامعہ اس بارے میں حاکم ہے یہ سنکر لوگوں نے خود چچا یا کہ اے ابو حارثہ جامعہ کو ڈھ۔ جامعہ کو ڈھ۔ چونکہ لوگ بحث و مناظرہ سے تنگ و دلگیر ہو چکے تھے اللہ اُن کو یہ گمان تھا کہ جب کتاب لائی جائے گی تو ظاہر ہو جائے گا کہ حق سید و فاتح کی جانب ہے اس سبب سے کہ وہ ان مجلسوں میں بیٹھے بیٹھے دعوے کر چکے تھے۔ لوگوں کا اصرار سنکر ابو حارثہ نے اپنے غلام سے کہا جو اُس کے پیچھے کھڑا تھا کہ ہاں کتابِ جامعہ لے آئے۔ وہ لوگ آیا اللہ اپنے سر پر وہ کتاب رکھ کر سامنے تھا جس کی گرائی سے مرآتیا نہیں سکتا تھا۔

راوی کہتا ہے کہ مجھے ایک بچے شخص نے اطلاع دی تو اپنی بھانجی سے تھا اور ہمیشہ سید و فاتح کی خدمت میں رہتا تھا ان کے کام کرتا تھا اور اُن کے بہت سے معاملات سے آگاہ تھا۔ وہ کہتا ہے کہ جب کتابِ جامعہ لائی گئی بیٹے فاتح نزدیک تھا کہ غصہ سے جاک ہو جائیں چونکہ وہ جانتے تھے کہ اس کتاب میں رسولؐ خدا کا ذکر اور آپؐ کے اہلیت کے حالات اور آنحضرتؐ کے زمانہ میں اور جو کچھ اُن کی اُمت میں واقع ہوگا اور آنحضرتؐ کے اصحاب کے اور قیامت تک کے واقعات و صیغ ہیں۔ پھر ان میں سے ایک نے دوسرے کی طرف دیکھا اور کہا آج کا دن وہ ہے کہ آفتاب کا طلوع ہمارے واسطے مبارک نہیں کیونکہ سب حاضر ہیں اور ہم حمام کے نزدیک پہنچے ہو جائیں گے اور کبھی ایسا موقع نہ ہوگا کہ عوام اس طرح اکٹھے ہوں اور اس طرح کی صحبت ہو اور وہ غالب نہ ہوں۔ دوسرے نے کہا عوام سے منسوب ہونا بدترین خرابی ہے پھر ان کی اصلاح بے انتہا مشکل ہے کیونکہ ان کا فساد کناسکان منہدم کر کے کے مانند ہے اور ان کی اصلاح مکان تعمیر کرنے کے مثل ہے۔ اور جو فساد کناسکان کے ایک کلمہ میں واقع ہوتا ہے سال بھر میں اس کی اصلاح نہیں ہو سکتی۔

راوی کہتا ہے کہ اسی اشارہ میں حادثہ کو موقع مل گیا اور اُس نے بدستہ طور پر ایک شخص کو اُس جماعت کے پاس بھیجا جو جنابِ رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے آئی تھی اور اُن کو احتیاطی بلایا تو فاتح اور سید جلسہ کو برہم نہ کر سکے نہ دوسرے رفد پر مثال سکے۔ چونکہ نصار نے بھانجی سب کے سب آئے تھے اور سب کی یہ چاہت تھی کہ جنابِ رسولؐ خدا کے اوصاف سے جو کتابِ جامعہ میں مرقوم ہیں آگاہ ہوں۔ اور آنحضرتؐ کے پیچھے لوگ بھی موجود تھے اور ابو حارثہ بھی جو نصار نے کاہنہ رنگ تھا حادثہ کی جانب میل رکھتا تھا۔ راوی کہتا ہے کہ مجھ سے اُس بچے اور نصار و نصرائی نے یہاں کیا کہا ان عاملوں نے آپس میں یہ طے کیا کہ جو کچھ حارثہ اُن سے کہتا ہے اور میں امر کی طرف

راوی کہتا ہے کہ اسی اشارہ میں حادثہ کو موقع مل گیا اور اُس نے بدستہ طور پر ایک شخص کو اُس جماعت کے پاس بھیجا جو جنابِ رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے آئی تھی اور اُن کو احتیاطی بلایا تو فاتح اور سید جلسہ کو برہم نہ کر سکے نہ دوسرے رفد پر مثال سکے۔ چونکہ نصار نے بھانجی سب کے سب آئے تھے اور سب کی یہ چاہت تھی کہ جنابِ رسولؐ خدا کے اوصاف سے جو کتابِ جامعہ میں مرقوم ہیں آگاہ ہوں۔ اور آنحضرتؐ کے پیچھے لوگ بھی موجود تھے اور ابو حارثہ بھی جو نصار نے کاہنہ رنگ تھا حادثہ کی جانب میل رکھتا تھا۔ راوی کہتا ہے کہ مجھ سے اُس بچے اور نصار و نصرائی نے یہاں کیا کہا ان عاملوں نے آپس میں یہ طے کیا کہ جو کچھ حارثہ اُن سے کہتا ہے اور میں امر کی طرف

ان کو دعوت دیتا ہے اُس سے وہ انگار اور مضائقہ نہ کریں تاکہ ایسا نہ ہو کہ لوگوں کو یہ گمان ہو کہ وہ باطل پر ہیں اور
انہوں نے ایسا ہی ظاہر کیا کہ وہ چاہتے ہیں کہ کتاب جامدہ کو دیکھیں جو کچھ اُس میں صحیح حکم ہے اُس پر عمل کریں تاکہ حمام
کی نگاہوں میں بے حد نہ ہوں۔ فرض سیدہ وقاب کُشتے اور جامدہ کے پاس آئے جو ابو حارثہ کُشتے کی اہل عمارت
ابن آثال بھی آئے بڑھا۔ حاضرین نے بھی گردنیں بلند کیں اور آنحضرت کے اصحاب بھی اُس کتاب کے گرد جمع ہو گئے۔
ابو حارثہ نے حکم دیا تو جامدہ کو ایک طرف سے کھڑا اور حضرت آدم کا ایک صحیفہ بزرگ نگاہ جو علم حکومت الہی پر مشتمل تھا
اور جو کچھ حق سبحانہ و تعالیٰ نے زمین و آسمان میں خلق فرمایا ہے اور اسود و یوسف و اخروی سے جو کچھ حکم دیا ہے وہ
صحیفہ وہ تھا جو حضرت آدم سے حضرت شیث کو عطا جس میں تمام علوم تھے۔ سیدہ وقاب نے اُس کو پڑھنا شروع
کیا تاکہ اوصاف آنحضرت علیہ السلام و آلہ و سلم اُن پر ظاہر ہوں جس میں اُن کے درمیان نزاع تھی۔ تمام لوگ بند
سُکھ رہے تھے اور ہر نبی اُس کی طرف متوجہ تھے کہ دیکھیں اُس میں سے کیا ظاہر ہوتا ہے۔ پھر اُس کتاب کی خصلوں
میں سے صحابہ دوم دیکھا جس میں لکھا تھا۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ: ایں وہ خدا ہوں جس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے۔ اپنی ذات سے زندہ و قائم
ہوں اور میں نے عالمین کو موجود اور خلق کیا۔ اور سب کی زندگی میری عطا کی ہوئی ہے۔ ایک زمانہ کے بعد دو سر لڑنا
مقرر کیا اور ہر معاملہ میں حق و باطل کو میں نے ظاہر کر دیا ہے اور اپنے اعداء کے مطابق ہر سبب کے لئے سببیت
فراموش ہے اور ہر مشکل میرے لئے آسان ہے تو میں خدا نے بزرگ و برتر و بزرگوں کو دوازہ بخشے والا اور ہر مان ہوں۔
میرے تختہ ہوں۔ میری رحمت میرے غضب سے پہلے اور میری بخشش عذاب کرنے سے آگے ہے۔ میرے اپنے
بندوں کو پیدا کیا اس لئے کہ وہ میری عبادت کریں۔ اور اپنی حجت سب پر تمام کی۔ بیشک میں اپنے پیغمبروں کو
ان کی طرف بھیجوں گا اور اپنی کتابیں نازل کروں گا۔ اپنے زمانہ سے سب سے پہلے بشر پر جو آدم ہیں جس کا
سلسلہ میرے پیغمبر احمد پر ختم ہوگا۔ اور وہ پیغمبر وہ ہے جس پر میں اپنی رحمت و صلوات بھیجتا ہوں اور اس کے
دل میں اپنی برکتیں قرار دیتا ہوں اور اُس کی ذات پر پیغمبروں اور فرمانے والوں کا سلسلہ ختم کروں گا۔ یہ سنکر
جناب آدم نے کہا خداوند علوہ پیغمبر کون کون ہیں اور وہ احمد جس کو تُو نے بلندی عطا فرمائی اور بزرگ قرار دیا اُن
میں سے کون ہے۔ خداوند عالمیان نے فرمایا اے آدم وہ سب تمہاری ذریت سے ہوں گے اور احمد اُن سب کے
آخر میں ہوگا۔ حضرت آدم نے کہا میرے مبعودان کو کس واسطے بھیجے گا۔ خدا نے فرمایا کہ سب کو اپنی وحدانیت اور
اپنی یگانہ پرستی کے لئے بھیجوں گا۔ ان کے اندر سے میں سو تین شریعتیں بھیجوں گا اور سب کو احمد پر تمام کروں گا۔
لہذا میں نے مقرر کیا ہے کہ جو شخص میرے پاس آئے ان شریعتوں میں سے کسی شریعت کے ساتھ مجھ پر اور میرے پیغمبروں
پر ایمان لکھتا ہوا آئے تو اس کو بہشت میں داخل کروں گا۔ پھر جدید چیزوں کا اُسی مقام پر ذکر تھا جسکا محل بیان
ہے کہ خداوند عالم نے حضرت آدم کو ان کی تمام ذریت اور پیغمبروں کو پہنچوایا۔ حضرت آدم نے ان سب کو مشاہدہ
کیا یہاں تک کہ ایک نور دیکھا جو بہت چمکتا ہوا تھا تمام مشفق پر جوایا ہوا تھا۔ پھر وہ نور اور بڑھا یہاں تک کہ تمام
منرب پر چمکیں گیا۔ پھر بلند ہوا یہاں تک کہ ملکوت آسمان تک پہنچا۔ پھر جو نظر کی توفہ نور محمدی تھا اور آنحضرت کی لئے خوش
نے تمام عالم کو خوشبو دار بنا دیا۔ پھر دیکھا تو چاند اُس کے گرد نظر آئے دلہے ہائیں اور آگے بچھے جو تمام ذریت آدم

میں خوشبو دار نور میں آنحضرتؐ سے بہت مشابہ تھے۔ پھر دوسرے نور دیکھے جو ان نوروں سے مدد حاصل کرتے تھے اور بڑائی چمک اور خوشبو میں آنحضرتؐ سے مشابہ تھے تو پھر وہ نور ان انوار کے پاس آئے اور ہر طرف سے ان انوار کو گھیر لیا۔ پھر آدمؑ نے نظر کی توجہ شمار انوار سے انوار کی تعداد میں نظر آئے لیکن ضیا اور روشنی میں ان نوروں تک نہیں پہنچ سکتے تھے لیکن ان میں سے بعض دوسرے سے زیادہ روشن تھے اور ان نوروں کے درمیان بہت فاصلہ تھا۔ پھر شب تار کے مانند سیاہی ظاہر ہوئی اور مانند سیلاب ہر طرف سے تیزی کے ساتھ آئی اور تمام زمین پر چھا گئی جس میں بدترین صورت و حیثیت اور بدترین بو تھی۔ حضرت آدمؑ یہ عجیب و غریب کیفیت دیکھ کر متحیر ہوئے اور کہا اسے ہر پست و ذلیل کے جاننے والے اور گناہوں کے بچنے والے اور اسے صاحب قدرت کا ملکہ اور غالب اور ارفع والے یہ سعادت مند کون ہیں جنکو تو نے بندہ و بڑا قرار دیا ہے اور عالمین پر بلندی عطا کی ہے اور یہ بلند مرتبہ انوار کون ہیں جو ان کو گھیرے ہوئے ہیں۔ خداوند عالم نے حضرت آدمؑ کو وحی کی کہ یہ نور اور وہ انوار تمہارے وسیلہ ہیں اور ان لوگوں کا وسیلہ ہیں جنکو میں نے اپنی مخلوق میں سعادت مند قرار دیا ہے یہی ہیں وہ جنہر میری رحمت ہے۔ یہی میرے مقرب ہیں مخلوق کی شفاعت کرنے والے جن کی شفاعت گناہگاروں کے حق میں قبول کروں گا۔ اور یہ نور بزرگ احمدؑ ہیں جو ان میں اور تمام مخلوق میں سب سے بہتر ہیں۔ میں نے اپنے علم کے ساتھ بلند کیا ہے اور ان کے نام کو اپنے نام سے اشتقاق کیا ہے۔ میں محمود ہوں اور وہ محمدؐ ہیں اور یہ دوسرا نور ان کا وزیر اور وصی ہے جس کے وزیر سے محمدؐ کو تقویت دی ہے اور اپنی برکت و عصمت اور طہارت اس کے لئے قرار دی ہے کیونکہ وہ سب گناہوں سے پاک ہوں گے اور یہ دوسرا نور میری سب سے بہتر کنیز کا ہے جو میرے علوم کی وارث میرے پیغمبر احمدؑ کی دختر ہے اور یہ دو نور محمدؐ کے فرزندوں کے ہیں جو علم و کمال میں ان کے جانشین ہوں گے اور یہ دوسرے انوار جن کی روشنی ان نوروں کو گھیرے ہوئے ہے ان کے فرزند ہیں جو ان کے علوم کے وارث ہوں گے بیشک میں نے سب کو برگزیدہ کیا اور ملکہ و معصوم بنایا ہے اور اپنی برکتیں اور رحمت کا ملکہ ان سب کے شامل حال قرار دیا ہے اور سب کو اپنے علم کے ساتھ بندوں کا پیشوا بنایا ہے اور شہروں کی روشنی کا سبب قرار دیا ہے تاکہ تمام عالم ان کی ہدایت کی روشنی سے منور ہو حضرت آدمؑ نے ہر نظر کی توان انوار کے آخر میں ایک نور دیکھا جو ستاروں صبح کی طرح دنیا والوں پر چمک رہا تھا۔ پھر حق سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا کہ اس بندہ سعادت مند کی برکت سے اپنے بندوں کی گردنوں سے سرکشوں کی غلامی کا طوق اتاروں گا اور مخلوق سے ظلم و ستم اور سختی اور تکلیفوں کو دفع کروں گا اور اسی کے سبب سے زمین کو نور رحمت اور عدالت سے بھر دوں گا اس کے بعد جبکہ ظلم و جہاد و فساد سے بھر گئی ہوگی۔ تو حضرت آدمؑ نے کہا خداوند بیشک بڑا اور بلند ہے جسے تو بنائے اور صاحب شرف و منزلت ہے جسے تو شرف و منزلت عطا فرمائے۔ خداوند اس کو تو بلند مرتبہ بنائے وہی اس شرف و منزلت کے قابل ہوتا ہے لہذا اسے انجام کرنے والے خدا جس کی نعمتیں کسی منقطع نہیں ہوتیں اور اسے صاحب احسان جس کا ہلا احسان سے کوئی کر نہیں سکتا اور تیرے احسانات ختم نہیں ہوتے کس سبب سے یہ بندگان بلند مقام اس عالی مرتبہ سے تیری عطیہ و فضل اور ہے انتہا رحمت کے ساتھ مشرف ہوئے ہیں اور پیغمبروں میں سے جن کو تو نے بلند عزت بنایا ہے اس کا سبب کیا ہے۔ خدائے عالمین نے فرمایا کہ میں ہی وہ خدا ہوں جس کے سوا کوئی خدا نہیں اور بخشنے والا مہربان

کہ یہ سب سے اعلیٰ مرتبہ ہے کہ انوریت انوار کے ساتھ ہے

ہوں اور بڑا اللہ جاننے والا اور نیک کردار ہوں اور جو کچھ خلق کے علم سے پرشیدہ ہے اور جو کچھ دلوں میں گزرتا ہے اور جو کچھ ظاہر میں ہے سب کا جاننے والا ہوں۔ یہی جانتا ہوں کہ کیا واقع ہوگا اور کیونسی ہوگا اور میں جانتا ہوں جو کچھ نہ ہوگا۔ اگر کوئی امر واقع ہوگا تو کس طرح ہوگا۔ اسے میرے ہنسے میں نے اپنے بندوں کے دلوں پر نظر کی آئی ہیں کیونکہ نہ پایا جو میرے پیغمبروں سے زیادہ میری اطاعت کرنے والا اور خلائق کا خیر خواہ اور اس سبب سے اپنے علوم اور اپنی رسالت اُن کو عطا کی اور اُن کے کانہ مرتبہ حجت و رسالت کا لباس لیا اور ان کو خلائق پر رسالت و وحی کے ساتھ برگزیدہ کیا۔ پھر پیغمبروں کے بعد اُن کے مراتب کے لحاظ سے ان کے مخصوص اور ادھیا میں سے نیک کردار کو مقرر کیا تاکہ جنگو اپنی حجت سے وہ دلوں اور اُن کو خلق کا پیشا بناؤں اور اُن کے ذریعہ سے خلائق کی کمزوریوں کو درست کروں اور اُن کی برکت سے مخلوق کی کجی کو سیدھا کروں کیونکہ میں اُن سے اور اُن کے دلوں سے آگاہ ہوں اور اللہ میرا کرم اُن کے شافی حال ہے۔ پھر میں نے بغیر وہ نظر خالی اور اُن میں سے کسی کو اپنی اطاعت اور اپنی مخلوق کی خیر خواہی میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر نہیں پایا جو میرا برگزیدہ اور مخلوق میں سب سے بہتر ہے۔ تو میں نے اُس کو علم سے آراستہ کیا اور اپنے نام کے ساتھ اُس کا نام بلند کیا۔ پھر اس کے مخصوص لوگوں کے دلوں کو جو اس کے بعد ہوں گے اس کے دل کے موافق پایا تو اُن کو محمد سے ملحق کر دیا اور اُن کو اپنی وحی اور کتاب کا وارث قرار دیا اور اپنے نور و حکمت کا عہد بنایا اور اپنی ذات کی جسم کھائی کہ ہرگز اس شخص کو مذہب نہ کروں گا جو کل قیامت کے روز میرے پاس آئے اس حال میں کہ میری وحدانیت کا اقرار کیے ہوگا اور اُن کی محبت میں سرشار رہا ہوگا۔

پھر اور حادثہ نے کہا کہ اب نیش کے صحیفہ بزرگ کو دیکھو جو دست بدست حضرت اور میں تک پہنچا ہے۔ وہ کتاب قدیم سریانی خط میں تحریر تھی۔ وہ صحیفہ دیکھا گیا اور یہاں تک پہنچے کہ اصحاب جناب اور میں ایک روز حضرت اور میں کے پاس میں ہوئے جبکہ آپ کو فرمیں اپنے جہالت خانہ میں تھے۔ حضرت اور میں نے ان کو خبر دی کہ ایک روز تھا ہے باب آدم کے بیٹے اور اُن کے لڑکے بالوں نے اختلاف کیا اور کہا کہ تمہارے نزدیک خلائق میں کون ہے جو خدا کے نزدیک سب سے زیادہ بلند مرتبہ ہے اور اُس کے نزدیک اُس کی قدر و منزلت بہت زیادہ ہے۔ اُن میں سے بعض نے کہا کہ وہ تمہارے باب آدم ہیں کیونکہ خداوند عالم نے ان کو اپنے دست قدرت سے بنایا اور تمام فرشتوں سے اُن کی طرف سجدہ کیا اور اُن میں کی خلافت ان کو عطا کی اور تمام خلائق کو ان کا مملوک بنایا۔ دوسرے لوگوں نے کہا فرشتے افضل ہیں کیونکہ انہوں نے کسی خدا کی مخالفت نہیں کی۔ بعضوں نے کہا فرشتوں کے سرور جبریلؑ د میکائیلؑ و اسرافیلؑ افضل ہیں۔ بعضوں نے کہا کہ جبریلؑ افضل ہیں کیونکہ وہ خدا کے امین ہیں اس کی وحی پہ آخر سب حضرت آدمؑ کے پاس آئے اور اپنی اپنی دلیل اور اختلافات بیان کیے۔ جناب آدمؑ نے فرمایا اے میرے فرزند! میں تم کو خدا کے سب سے بلند و برگزیدہ بزرگ کو بتاتا ہوں۔ میں خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ جب میرے بدن میں نور چمکائی گئی اور درست ہو کر پیشا میری آنکھوں میں سرسٹن الہی چمکنے لگا۔ میں نے اُس پر تبارک و تعالیٰ اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا دیکھا اور یہ کہ خدا نے برگزیدہ خدا ہے اور خدا ایں خدا ہے اور چند نام لیے جو محمدؐ کے نام کے ساتھ متصل تھے۔ پھر حضرت آدمؑ نے فرمایا کہ میں نے آسمان پر جس جگہ نگاہ کی کوئی مقام پرست کر رہا

تو میں نے حکم نیش کے صحیفہ بزرگ کو دیکھا اور یہاں تک پہنچے کہ اصحاب جناب اور میں ایک روز حضرت اور میں کے پاس میں ہوئے جبکہ آپ کو فرمیں اپنے جہالت خانہ میں تھے۔ حضرت اور میں نے ان کو خبر دی کہ ایک روز تھا ہے باب آدم کے بیٹے اور اُن کے لڑکے بالوں نے اختلاف کیا اور کہا کہ تمہارے نزدیک خلائق میں کون ہے جو خدا کے نزدیک سب سے زیادہ بلند مرتبہ ہے اور اُس کے نزدیک اُس کی قدر و منزلت بہت زیادہ ہے۔ اُن میں سے بعض نے کہا کہ وہ تمہارے باب آدم ہیں کیونکہ خداوند عالم نے ان کو اپنے دست قدرت سے بنایا اور تمام فرشتوں سے اُن کی طرف سجدہ کیا اور اُن میں کی خلافت ان کو عطا کی اور تمام خلائق کو ان کا مملوک بنایا۔ دوسرے لوگوں نے کہا فرشتے افضل ہیں کیونکہ انہوں نے کسی خدا کی مخالفت نہیں کی۔ بعضوں نے کہا فرشتوں کے سرور جبریلؑ د میکائیلؑ و اسرافیلؑ افضل ہیں۔ بعضوں نے کہا کہ جبریلؑ افضل ہیں کیونکہ وہ خدا کے امین ہیں اس کی وحی پہ آخر سب حضرت آدمؑ کے پاس آئے اور اپنی اپنی دلیل اور اختلافات بیان کیے۔ جناب آدمؑ نے فرمایا اے میرے فرزند! میں تم کو خدا کے سب سے بلند و برگزیدہ بزرگ کو بتاتا ہوں۔ میں خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ جب میرے بدن میں نور چمکائی گئی اور درست ہو کر پیشا میری آنکھوں میں سرسٹن الہی چمکنے لگا۔ میں نے اُس پر تبارک و تعالیٰ اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا دیکھا اور یہ کہ خدا نے برگزیدہ خدا ہے اور خدا ایں خدا ہے اور چند نام لیے جو محمدؐ کے نام کے ساتھ متصل تھے۔ پھر حضرت آدمؑ نے فرمایا کہ میں نے آسمان پر جس جگہ نگاہ کی کوئی مقام پرست کر رہا

یا صفحہ کے برابر ایسا تھا جس پر لا الہ الا اللہ نہ لکھا ہوا اور جہاں جہاں لا الہ الا اللہ لکھا تھا۔ کتابت کے طور پر نہیں بلکہ مطابق خلقت محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا۔ اور کوئی جگہ ایسی نہ تھی مگر اس پر لکھا تھا کہ فلاں برگزیدہ خدا ہے اس فلاں خدا کا خاص بندہ اور فلاں خدا کا امین ہے۔ اس طرح چند نام بیان کئے معین تھیں جو ہائے تھے۔ پھر آدم علیہ السلام کے فرمایا اسے میرے لڑکے کو محمد رحمتہ اللہ علیہ و آلہ وسلم اللہ تعالیٰ ہائے اشخاص جو ان کے ساتھ تھے تمام مخلوق سے خدا کے نزدیک بلند و عزیز ہیں۔

نادی کہتا ہے اس کے بعد ابو حارثہ نے سعید و عاقب سے کہا کہ آؤ حضرت ابراہیم کی صلوات کو دیکھو جو خدا کی جانب سے فرشتے لائے تھے۔ اُن دونوں نے کہا کہ تم کے پاس سے جو کچھ ظاہر کر دیا اس پر خدا کا فیصلہ ہے۔ ابو حارثہ نے کہا نہیں بلکہ سب مضامین کو دیکھو تاکہ خدا تعالیٰ جو چاہے اور فلاں اور فلاں اور فلاں اور فلاں سے وہ جو چاہے اللہ اس کے بعد تم کو کوئی شک نہ ہو۔ آخر مجبوراً اس کی بات سنی اور سب صندوق حضرت ابراہیم کے پاس آئے۔ اُس میں لکھا تھا کہ خداوند کریم اپنے فضل سے جس کو چاہتا ہے اپنی مخلوق میں برگزیدہ کرتا ہے۔ حضرت ابراہیم کو خلقت کے ساتھ سرفراز فرمایا اور اپنی صلوات و برکات سے ان کو گزشتہ لوگوں کا قبلہ و پیشوا بنایا تھا اور امامت اللہ کتاب اُن کی ذریت میں قرار دی اور ہر ایک نے دو سرے سے یہ ٹکڑہ میراث میں لایا اور خدا نے ان کو تائید آدم میراث میں دیا جو علم و حکمت پر مشتمل تھا جس کے سبب یہ خدا نے اُن کو فرشتہ و نبی و خلیفہ عطا کیا تو ابراہیم نے تابوت پر نظر کیا اور اُس میں اُلو العزم و بنیروں کی اور اُن کے بعد اُن کے اوصیا کی تعداد کے موافق خانے دیکھے اور ہر ایک خانہ کو دیکھتے ہوئے اُس خانے تک پہنچے جو آخری رسول ہیں اور اُن کی دائیں طرف علی بن ابی طالب کو دیکھا بلند و صحت اور چمکتے ہوئے نور کے ساتھ وہ آنحضرت کی کمر میں ہاتھ کا سہارا دیتے ہوئے تھے۔ اُس میں لکھا تھا کہ یہ آنحضرت کی نظیر و مثل ہیں جو خدا کی نصرت سے تائید پائے ہوئے ہیں۔ حضرت ابراہیم نے کہا اسے میرے بلند و برتر مجدد کو کوئی عظیم خلقت ہے۔ خداوند عالم نے وحی فرمائی کہ یہ میرا بندہ اور برگزیدہ ہے اور وہ خارج ہے جمہاب علم و حکمت مخلوق ہونے کا یا ایہ وحی فرمائی کہ وہ پیغمبر تمام مخلوقات سے پہلے خلق ہوا ہے اور قائم الابد ہے۔ اور یہ قدوسی صحت اُس کے وحی کی ہے جو اُس کے علوم کا وارث ہوگا۔ حضرت ابراہیم نے کہا الہی خارج قائم کون ہے۔ خداوند عالم نے فرمایا کہ محمد ہے جو میرا برگزیدہ ہے کہ تمام مخلوق کے پیدا کرنے سے پہلے میں نے اس کی تدبیر پیدا کی ہے۔ وہ مخلوقات میں میری بلند و بزرگ حجت ہے۔ میں نے اُس کو اُس وقت پیغمبر بنایا اور برگزیدہ کیا جبکہ آدم کا جسم آب و گل میں تھا۔ میں اُس کو آخری زمانہ میں مبعوث کروں گا تاکہ میرے دین کو کامل کرے میں اُس پر اپنی رسالت ختم کروں گا۔ اور وہ علی ہے اُس کا بھائی اور اُس کا صدیق اکبر۔ ان کے درمیان میں نے بھائی چاہے قائم کیا ہے اور ان دونوں کو برگزیدہ کیا ہے اور ان پر اپنی صلوات اور برکتیں بھیجی ہیں اور دونوں کو محسوس قرار دیا ہے اور دونوں کو نیکوں اور صالحوں کے ساتھ برگزیدہ کیا جو ان کی قدیمت میں ہوں گے قبل اس کے کہ آسمان و زمین کو اور کچھ اُن میں ہے پیدا کروں۔ اور یہ برگزیدہ کا صرف اس لئے تھا کہ میں اُن کے دلوں کی نیکی اور پاکیزگی جانتا تھا کیونکہ میں اپنے بندوں کے حالات کا جاننے والا ہوں پھر جناب ابراہیم نے ہمارے محمد میں دیکھیں جتنے انوار چمک رہے تھے جو محمد و علی کے انوار کی مشابہت تھے جب جناب ابراہیم نے ان کے نور اور ان کی صحتوں کی پاکیزگی مشاہدہ کی اور اُن کو محمد و علی کی صورتوں سے ملتا جلتا دیکھا

جہاں کی بلندی اور جہاں کے ماندہ تھے تو خدا سے سوال کیا کہ خداوند اعلیٰ ان صورتوں کو جو اجسام کے ناموں سے آگاہ کہ اُس وقت خدا نے ان کو وحی فرمائی کہ یہ تُو میری کنیز کا ہے جو میرے پیغمبر کی بیٹی فاطمہ سے منسوب ہے جس کو میں نے اُس کے شوہر علیؑ کے ساتھ اپنے پیغمبر کی فدیت کا وسیلہ قرار دیا ہے اور یہ وہ نور حسن و حسین ہیں اور یہ وہ ہیں اور یہ فلاں ہیں یہاں تک کہ حضرت صاحبِ کرمؑ پہنچا۔ پھر فرمایا کہ یہ میرا لُک ہے جس کے فدیر سے غلاق پر اپنی رحمت نازل کروں گا اور اپنے دین کو اُس کے توکل سے ظاہر کروں گا اور اُسی سے زندگانی خدا کی ہدایت کروں گا اس کے بعد جبکہ وہ میری طرف سے فریادیں سے مایوس اور ناامید ہو چکے ہو گئے اُس وقت حضرت ابراہیمؑ نے اُنہیں صلوٰۃ بھیجی اور کہا اے صلی علیٰ علیہ السلام اے خدایا اے خداوند اے ابراہیمؑ پر صلوٰۃ بھیج جس طرح ان کو برگزیدہ اور خاص قرار دیا ہے جیسا کہ حق ہے۔ تو خدا نے جنابِ ابراہیمؑ پر وحی کی کہ تم کو میری کرامت اور میرا فضل مہیا کر دوں گا جو بیشک میں نے تمہارے صلب سے محمدؐ اور اُن کے برگزیدہ لوگوں کو قرار دیا ہے اور ان لوگوں کو تمہارے فرزندوں میں سے اسمعیلؑ کی اولاد سے قرار دوں گا۔ لہذا اے ابراہیمؑ تم کو خوشخبری ہو کہ میں تمہاری رحمتیں ان لوگوں پر اپنی رحمتوں کے ساتھ ملن کروں گا اسی طرح تم پر اپنی برکتیں اور بخششیں ان کی برکتوں اور بخششوں کے ساتھ مقرر کروں گا اور اپنی رحمت اور رحمت جو میری مخلوق پر اُس قدر تک جبکہ اُن کی مدت ختم ہوگی میں نے مقرر کیا ہے۔ میں زمین و آسمان کا مالک ہوں اور ہر شخص کا جو اُس میں ہوگا۔ وہ سب میرا نہیں ہے پھر اپنی حالت کے ساتھ اُن کو اپنے عدل اور رحمت سے سزاوار کرنے کے لئے مبعوث کروں گا۔

مادی کہتا ہے کہ جب صحابہ رسولؐ نے سنا جو کچھ کتابِ جامعہ اور پہلے لوگوں کے صحیفوں میں آنحضرتؐ کی مدح و ثنا اور آپؐ کے اہلبیتؑ کے اوصاف و جلالِ حضرتؐ کے ساتھ گور تھے اور پیشِ خدا اُن کے مراتبِ مشاہدہ کیے تو ان کا یقینِ حاکمانہ زیادہ ہوا اور مستوت و خوشی سے نزدیک تھا کہ ان کی روح پر عازر کر جائے۔

مادی کا بیان ہے کہ پھر اُس جماعت نے حضرت موسیٰؑ پر جو کچھ نازل ہوا تھا دیکھا کہ توریت کے سفر دوم میں لکھا تھا کہ خداوندِ عالم فرماتا ہے کہ میں لوگوں میں فرزندِ ابنِ اسمعیلؑ سے ایک پیغمبر مبعوث کروں گا اور اُس پر ایک کتاب نازل کروں گا اور تمام مخلوق کے لئے ایک مضبوط اور بہتر شریعت دے دوں گا اور اُس کو اپنی حکمت ظاہر کروں گا اور اپنے فرشتوں اور مشکروں سے اس کی مدد کروں گا۔ اُس کی نسل اس کی مہیا کی جیٹا سے قائم ہوگی کہ جس کو میں نے بابرکت قرار دیا ہے۔ اُس دُشتر سے وہ فرزند پیدا ہوں گے جو مانند اسمعیلؑ واسحقؑ وہ شاخِ عظیم ہوں گے اور ہر شاخ سے زیادہ سے زیادہ پھولوں کا اور وہیں کی حفاظت کے لئے جو محمدؐ کے فدیر سے کامل کروں گا اُن سے ہر نامِ قرار و عدل کا اور محمدؐ کو اپنی رسالت و حکمت کے ساتھ مبعوث کروں گا۔ وہ میرے تمام پیغمبروں کے قائم ہوں گے انہی کی اُمت پر قیامت قائم ہوگی۔

حادثہ نے کہا کہ اب صبحِ حق طلوع ہو گئی اُس کے لئے جس کی دونوں آنکھیں روشنی و بینا ہوں اور ہر حق واضح ہو گئی اس کے لئے جو دینِ حق اپنے لئے پسند کرتا ہے اسے سید و عاقب کیا تمہارے دلوں میں اب بھی کوئی شک کی بیماری باقی ہے جس سے شفا حاصل کرنا چاہتے ہو لیکن ان دونوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ تو اب حادثہ

نے کہا کہ آخری دلیل سے صحت حاصل کرو جو تمہارے آقا اور پیشوا حضرت یحییٰ کے قول سے ہے۔ یہ سنگر
 قوم انجیلوں کو دیکھنے کے لئے جج ہوئی جو حضرت یحییٰ کے لئے تھے۔ اور مصباح چارم میں وحی مشاہدہ کی جو
 حضرت عیسیٰ پر نازل ہوئی تھی کہ اسے یحییٰ کے شوہر پاکیزہ کردار خاتون کے بیٹے میری بات سنو اور میرے احکام
 کی تعمیل میں کوشش کرو۔ بیشک میں نے تم کو اپنی مخلوق کے لئے بغیر باپ کے پیدا کیا لہذا میری عبادت کرو اور مجھ پر
 توکل کرو اور اپنی پوری قوت سے میری کتاب پر عمل کرو اور اہل سدا کے لئے اس کی تفسیر کرو اور ان کو آگاہ کرو
 کہ میں ہوں خدا کہ میرے سوا کوئی خدا نہیں ہے۔ میں زندہ اور قائم ہوں اور سب کی زندگی میرے سبب سے ہے۔
 مجھ میں تیز زندگی نہیں ہے۔ لہذا مجھ پر ایمان لاؤ اور میرے رسول پر بھی جس کو میں اس کے بہت بھجوں کا حق سینئر جو
 آخری زمانہ میں آئے گا اور عالمین کے لئے رحمت ہوگا اور رحمت کے ساتھ مبعوث ہوگا اور جہاد کے گا اور زندہ رہے گا
 کو تلواریں کے زور سے راجہ حق پر لائے گا۔ وہی اول ہے اور وہی آخر بھی۔ بین فطرت اور روح میں سب سے پہلے
 اور خلافت مبعوث ہونے میں سب سے آخر جو تمام پیغمبروں کے بعد آئے گا اور خدا کی عبادت کے زمانہ میں ہوگا۔ لہذا
 فرزندانِ محبت کو اس سینئر کے آسنے کی خوشخبری سے دو۔ یحییٰ نے کہا کہ اسے زمانوں کے مالک اور پوشیدہ ماحول
 کے جاننے والے وہ بندہ صالح کوئی ہے جس کی محبت میرے دل میں پیدا ہوگئی تھی اس کے کہ میری آنکھ اس کو
 دیکھے۔ خطاب پہنچا کہ وہ میرا برگزیدہ رسول ہے جو جہاد کرے گا۔ اس کا قول و فعل باہم موافق ہوگا اور اس کا حق ہر
 باطن یکساں ہوگا۔ اس کی طرف نور تانہ میں قرآن مجید کا جس کے ذریعہ سے نابینا لوگوں کی آنکھوں کو روشنی کروں گا
 اور ہرے کا دل کو شیفہ والا بنائے گا۔ اور نادانوں کو عقل سے بھر دوں گا۔ اور اس میں میں نے چشمہ علم و علوم اور
 فہم و حکمت اور دلوں کی مسرت بھر دی ہے۔ خوشحال اس کا اور اس کی اُمت کا۔ جناب یحییٰ نے کہا خداوند اس کا کیا
 نام ہے اور اس کی اُمت کی حکومت کیا ہے اور اس کی اُمت کی سلطنت کب تک ہوگی کیا اس کی قدرت ہوگی؟
 خطاب پہنچا کہ اسے عیسیٰ اس کا نام احمد ہوگا وہ ذریتِ ابراہیم میں انتخاب کیا جلا ہوگا اور اسماعیل کی اولاد میں
 برگزیدہ ہوگا۔ اس کا چہرہ چاند کے مانند روشن اور اس کی پیشانی منور ہوگی۔ کوئی پر سوار ہوگا۔ اس کی آنکھیں
 تیز میں مشغول ہوں گی مگر اس کا دل بیدار رہے گا۔ اس کو ان پر حاکمیت میں مبعوث کروں گا ایسے لوگوں میں جو
 علوم سے بے بہرہ ہوں گے۔ اس کی حکومت تمام قیامت تک ہوگی۔ اس کی ولایت اس کے جہاں میں شہر
 (مکہ) میں ہوگی۔ اس کی بیویاں بہت ہوں گی مگر اولاد کم ہوگی۔ اس کی نسل اس کی پاکیزہ و ابرکت معصومہ و دختر
 سے چلے گی اس دختر سے دو بزرگ فرزند ہوں گے جو شہید ہوں گے اس کی نسل اس سے ہوگی لہذا طوبی انہی
 دو لڑکوں اور ان کے دوستوں اور ان کے لئے اور ان لوگوں کے لئے ہے جو ان کے زمانہ میں ہوں گے اور ان کی مبدء
 کریں گے صحت یحییٰ نے پوچھا پروردگار ماطبی کیا ہے؟ خطاب آیا کہ وہ بہشت میں ایک درخت ہے جس کی شاخیں
 اندر نہ سنے کہ ہے اور اس کی پتیاں بہترین لباس کے مانند ہیں اور اس کے پھل پاکیزہ لوگوں کے پستانوں کی طرح
 ہیں شہد سے زیادہ شیریں اور مسک سے زیادہ نرم اور اس کا پانی تسلیم کے چشمہ کا ہے۔ اگر جنگی کو آسپہر معاز
 کوئے جبکہ بچہ ہوا اور آتے آتے بوٹھا ہو جائے تب بھی اس درخت کی ٹہنی کے سبب اس کے سر پر نہ پہنچ
 سکے۔ اور بہشت میں کوئی مکان نہیں جس میں اس درخت کی شاخوں میں سے کسی شاخ کا سایہ نہ پہنچا ہو۔

فرض جب سب لوگوں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف جو خدا نے جناب علیہ السلام سے بیان فرمائے تھے اسی آپ کی تعریفیں اسی آپ کی اُمت کی بادشاہی کا تذکرہ اسی آپ کے اہمیت و قدریت کے عکاس تھے پڑھے سید و عاقب پشیمان و شرمندہ ہوئے اور بحث ختم ہوئی۔ راوی کہتا ہے کہ چونکہ مناظرہ میں عاتقہ سیدہ عاتقہ پر کتاب جامعہ اندر پیروں کے جھگڑوں کے سبب سے غالب آیا جو ان دونوں نے اُس میں دیکھا اسی اُن کتابوں میں تحریف کی کوشش جو دل میں رکھتے تھے پوری نہ ہوئی اور ممکن نہ ہو سکا کہ کوئی تاویل کریں اور عوام کو فریب دیں پہلا بحث و مباحثہ سے باز آئے اور نگے کہ طوطی سے سرفراز ہو گئے اور اپنی تدبیر و فریب میں غلطی کی تو دونوں اپنے اپنے گرجے میں نہایت افسوس اور پشیمانی کے ساتھ چلے گئے تاکہ اپنے لیے کوئی تدبیر سوچیں۔ مگر نصارائے نجران سب کے سب اُن کے پاس گئے اور کہا تھا یہی ملے اب کیا قرار پائی اور وہی کون سا صحیح سمجھا؟ ان دونوں نے کہا کہ ہم اپنے دین سے نہیں پھریں گے اہم ہم بھی اپنے دین پر قائم رہیں جیسے کہ دین محمد کی حقیقت ظاہر نہ ہو اب ہم غیر قریش کے پاس جاتے ہیں دیکھیں گے کہ کیا ہائے ہیں اور ہم کس امر کی طرف جاتے ہیں۔ راوی کہتا ہے کہ جب سیدہ عاتقہ نے ارادہ کیا کہ آنحضرت کی خدمت میں حینہ منہ جائیں اُن کے ساتھ نجران کے چوتھے سردار آدمہ شخص اور تشریف آوران میں سے بنی عاتقہ کی کسب کے رفقاء ہوئے۔ راوی کہتا ہے کہ میں بنی عاتقہ میں جو حضور موت کے علماء میں سے تھے نجران آئے انہوں نے ساتھ چلے۔ فرض وہ سب لوگ اونٹوں پر سوار ہوئے اور اپنے گھوڑوں کو خالی لے کر مدینہ مشرفہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ چونکہ اصحاب آنحضرت کی خبر معلوم ہونے میں جو نجران گئے تھے وہ دیر ہوئی تو حضرت رسالت پیکار نے خالد بن ولید کو ایک لشکر کے ساتھ ان کی طرف بھیجا تاکہ وہ معلوم کرے کہ وہ کس کام میں مشغول ہیں۔ راستہ میں ان لوگوں سے عطاات ہوئی۔ نصارائے نے کہا ہم تحقیق مذہب کے لیے حضرت رسول خدا کی خدمت میں آئے ہیں۔ جب وہ لوگ مدینہ کے قریب پہنچے سیدہ عاتقہ نے چاہا کہ اپنی زمینت و شوکت مع اپنی جماعت کے مسلمانوں کی نظر میں ظاہر کریں لہذا اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ اپنی سواروں سے اترو اور منہ کے لباس اتارو نہاد و حود پھر ملو۔ وہ لوگ وہیں ٹھہرے اور نہایت قیمتی لباس یعنی ریشم کے زیب جسم کیے اور مشک سے اپنے کو مسٹر کیا اور اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے نیز وہ اپنے ہاتھوں میں لیا اور نہایت ترتیب و ضابطہ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ وہ لوگ اہل مدینہ سے نہایت خوبصورت اور موندے تھے۔ جب مدینہ والوں نے اُن کو دیکھا تو آپس میں کہنے لگے کہ ہم نے کبھی ان سے زیادہ بہتر لوگوں کو نہیں دیکھا تھا۔ فرض وہ لوگ آنحضرت کی خدمت میں پہنچے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف رکھتے تھے۔ جب اُن کی جماعت کا وقت آیا تو مشرق کی جانب رخ کر کے نماز میں مشغول ہوئے۔ اصحاب آنحضرت نے چاہا کہ ان کو منع کر لیں حضرت نے روکا اور فرمایا کہ ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو۔ تین روز تک وہ لوگ سیر طرہ قیام پزیر رہے۔ اور حضرت نے ان کو دعوت اسلام نہ دی اور انہوں نے بھی آنحضرت سے کچھ نہ بڑھا۔ حضرت نے ان کو تین روز تک نہایت دی تا کہ وہ حضرت کے طور و طریقے اور اوصاف و سیرت جو کتابوں میں دیکھنے سے مشاہدہ کریں۔ تین روز کے بعد حضرت نے ان کو اسلام کی دعوت دی۔ انہوں نے کہا اس کو غیر کے وہ تمام اوصاف جو حضرت علیہ السلام کے بعد ہوگا ہم نے خدا کی کتابوں میں دیکھے ہیں وہ سب ہم کو آپ کی ذات میں نظر آتے ہیں سوائے ایک صفت کے جو سب سے اہم

سیدہ عاتقہ کی خدمت میں آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کے ساتھ نجران کے چوتھے سردار آدمہ شخص اور تشریف آوران میں سے بنی عاتقہ کی کسب کے رفقاء ہوئے۔ راوی کہتا ہے کہ میں بنی عاتقہ میں جو حضور موت کے علماء میں سے تھے نجران آئے انہوں نے ساتھ چلے۔ فرض وہ سب لوگ اونٹوں پر سوار ہوئے اور اپنے گھوڑوں کو خالی لے کر مدینہ مشرفہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ چونکہ اصحاب آنحضرت کی خبر معلوم ہونے میں جو نجران گئے تھے وہ دیر ہوئی تو حضرت رسالت پیکار نے خالد بن ولید کو ایک لشکر کے ساتھ ان کی طرف بھیجا تاکہ وہ معلوم کرے کہ وہ کس کام میں مشغول ہیں۔ راستہ میں ان لوگوں سے عطاات ہوئی۔ نصارائے نے کہا ہم تحقیق مذہب کے لیے حضرت رسول خدا کی خدمت میں آئے ہیں۔ جب وہ لوگ مدینہ کے قریب پہنچے سیدہ عاتقہ نے چاہا کہ اپنی زمینت و شوکت مع اپنی جماعت کے مسلمانوں کی نظر میں ظاہر کریں لہذا اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ اپنی سواروں سے اترو اور منہ کے لباس اتارو نہاد و حود پھر ملو۔ وہ لوگ وہیں ٹھہرے اور نہایت قیمتی لباس یعنی ریشم کے زیب جسم کیے اور مشک سے اپنے کو مسٹر کیا اور اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے نیز وہ اپنے ہاتھوں میں لیا اور نہایت ترتیب و ضابطہ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ وہ لوگ اہل مدینہ سے نہایت خوبصورت اور موندے تھے۔ جب مدینہ والوں نے اُن کو دیکھا تو آپس میں کہنے لگے کہ ہم نے کبھی ان سے زیادہ بہتر لوگوں کو نہیں دیکھا تھا۔ فرض وہ لوگ آنحضرت کی خدمت میں پہنچے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف رکھتے تھے۔ جب اُن کی جماعت کا وقت آیا تو مشرق کی جانب رخ کر کے نماز میں مشغول ہوئے۔ اصحاب آنحضرت نے چاہا کہ ان کو منع کر لیں حضرت نے روکا اور فرمایا کہ ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو۔ تین روز تک وہ لوگ سیر طرہ قیام پزیر رہے۔ اور حضرت نے ان کو دعوت اسلام نہ دی اور انہوں نے بھی آنحضرت سے کچھ نہ بڑھا۔ حضرت نے ان کو تین روز تک نہایت دی تا کہ وہ حضرت کے طور و طریقے اور اوصاف و سیرت جو کتابوں میں دیکھنے سے مشاہدہ کریں۔ تین روز کے بعد حضرت نے ان کو اسلام کی دعوت دی۔ انہوں نے کہا اس کو غیر کے وہ تمام اوصاف جو حضرت علیہ السلام کے بعد ہوگا ہم نے خدا کی کتابوں میں دیکھے ہیں وہ سب ہم کو آپ کی ذات میں نظر آتے ہیں سوائے ایک صفت کے جو سب سے اہم

صفت ہے اوداس کی دلالت اُس کے حق ہونے پر سب سے زیادہ ہے وہ آپ میں ہم نہیں پاتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ کوئی صفت ہے انہوں نے کہا کہ ہم نے انجیل میں دیکھا ہے کہ وہ خیر جو شیخ کے بعد آئے گا ان کی تصدیق کرے گا اودان کی خیر کی کا اعتقاد رکھے گا مگر آپ ان کو دینا گو دیکھتے ہیں اودان کی رکھتے ہیں کہ وہ بندہ ہے۔ راوی کہتا ہے کہ ان کا جگر اودان کی تکرار خصوصیت کے ساتھ جناب جیسے کے سوا اود کسی امر میں نہ تھی۔ آنحضرت نے فرمایا ایسا نہیں ہے جیسا تم کہتے ہو بلکہ میں تو حضور عیسیٰ کی نبوت کی تصدیق کرتا ہوں اود اُنہر اعتقاد رکھتا ہوں اود گواہی دیتا ہوں کہ وہ خدا کی جانب سے خیر مبعوث ہیں اود خلوفہ عالمیں کے بندہ ہیں۔ اپنے نفع و نقصان اود اپنی عزت و حیات پر قادر نہیں ہیں اود اپنی وفات کے بعد مبعوث ہونے کا ان کو خود اختیار ہے۔ بلکہ یہ تمام امور خدا کے اختیار میں ہیں۔ انہوں نے کہا کیا ہنسے وہ تمام باتیں کر سکتے ہیں جو انہوں نے کیا یا کسی وغیرہ وہ باتیں ظاہر کریں جو انہوں نے اپنی قدرت کا طے سے ظاہر کریں۔ کیا وہ مردوں کو زندہ نہیں کرتے تھے اود مبروص کو شفا نہیں بخشتے تھے اود لوگوں کے دلوں میں جو چون محمد جو لوگ چرچہ اپنے گھروں میں خیر کو کرتے تھے کیا اس کی اطلاع نہیں دیتے تھے کیا ان باتوں کی طاقت سوائے حق تعالیٰ کے یا اُس کے جیسے کے کسی اود میں ہے۔ اود بہت سی ایسی بیہودہ اور غلو کی باتیں حضرت عیسیٰ کے بارے میں بیان کریں جن سے خلود عالم منزہ و پاک ہے۔ آنحضرت نے فرمایا جو کچھ تم نے کہا کہ میرے بھائی جیسے مردہ کو زندہ کرتے تھے اود اندھا اود مبروص کو شفا دیتے تھے اود اپنی قوم کو خبر دیتے تھے جو کچھ ان کے دلوں میں ہوتا تھا یا اپنے گھروں میں جس کتے تھے سب صحیح اود درست ہے لیکن وہ یہ تمام امور حکم خدا سے انجام دیتے تھے۔ اود وہ خدا کے بندہ ہیں اود ان کو خدا کی ہدایت سے غار نہیں تھلکے اس کے بندہ ہونے سے سرکشی نہیں کرتے تھے۔ جیسے کے گوشت و خوی و رنگ دپٹتے تھے۔ وہ کھانا کاتے تھے پال پیتے تھے پافانے جانے تھے اود یہ تمام صفات مخلوق کے ہیں اود ان کا یہ مدعا و واحد یکتا ہے۔ اود حق یہ ہے کہ اُس کے مانند کوئی شے نہیں اس کا مثل نہیں۔ انہوں نے کہا ہم کو کسی ایسے شخص کو بتائیے جو آپ کے پیدا ہونے پر حضرت نے فرمایا حضرت آدم کی خلقت حضرت جیسے سے زیادہ عجیب ہے کہ وہ آپ کے پیدا ہونے کے بعد اود خدا کے نزدیک کسی کی خلقت کسی کی خلقت سے آسان یا دشوار تر نہیں ہے۔ یا اُس کی قدرت اس سے جدا اود مرتبہ پر ہے کہ جو کچھ چاہے ایجاد کرے۔ وہ کہہ دیتا ہے کہ بھجوا تو وہ موجود ہو جاتا ہے۔ پھر حضرت نے اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی۔ **إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عَنِ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ خَلَقْنَاهُ مِنْ تُرَابٍ نَزَّلْنَاهُ فِي قُلُوبِ الْغُلَامِ** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی مثال خدا کے نزدیک آدم کی مثال سے ہے کہ خدا نے ان کو خاک سے پیدا کیا اود اُس سے کہا کہ جو جاتا تو وہ ہو گئے۔ انہوں نے کہا جیسے کے بارے میں ہمارا جو اعتقاد ہے ہم اس پر قائم ہیں اُس سے پہلے نہیں سکتے اود آپ کی باتوں کو جیسے کے بارے میں نہیں مانتے۔ آئیے ہم اود آپ مباہلہ کریں۔ اود آپ میں سے جو حق پر ہو اس پر جو جھوٹا ہو لعنت الہی میں گرفتار ہو۔ کیونکہ مباہلہ اود نصرت کرنا بعد تر خطاب الہی کا سبب ہوتا ہے اود حق بہت ظاہر ہوتا ہے۔ اس سیرت آریہ مباہلہ نقل ہوا جس کا مضمون یہ ہے کہ اگر اسے محمدؐ تمہارے پاس حق آئے کہ ہمارے لوگ تم سے جگر اود تکرار کریں تو ان سے کہہ دو کہ ہم اپنے لوگوں کو طافیں اود تم اپنے لوگوں کو ہم اپنی حمد توں کھاؤ تم اپنی حمد توں کھاؤ اود ہم ان کو نہیں کھاؤ اسی حال کے مثل ہے اود تم ان کو کھاؤ جو تمہاری جان کے مانند ہوں۔ پھر

ترجمہ حیات القلوب جلد دوم

ہم سب مل کر حیدر و تہجد و ہم میں اللہ تم میں سے ہو سنت کریں۔ تو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کو یہ آیت سنائی اور فرمایا کہ حق تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ مباہلہ کے بارے میں تمہاری خواہش قبول کروں۔ اگر تم اس پر آمادہ ہو تو اپنے کہنے پر عمل کرو۔ ان لوگوں نے کہا کہ ہمارے اور آپ کے درمیان یہ ایک علامت ہے کل ہم اور آپ جہن جہن کے اور ہم آپ کے ساتھ مباہلہ کریں گے۔ فرض سیدہ عاتقہ اور اُن کے ہمراہی آئے اور جب وہ چلے گئے وہ مدینہ کے باہر ایک پہاڑ پر ٹھہرے گئے۔ اُن میں سے بعض نے بعض شخص سے کہا کہ قزو نے وہ بات طے کی ہے جس سے تمہارا اللہ اُن کا ساتھ قاهر ہو جائے گا۔ دیکھنا یہ ہے کہ کن لوگوں کو اللہ کے ساتھ رہنے والا اپنے تمام اصحاب کو لے کر آیا اپنے خاص اصحاب کو یا فقیروں کو جو خشوع والے اور دین کے برگزیدہ ہیں۔ کیونکہ یہ جماعت ہمیشہ تھوڑی ہوتی ہے۔ تو اگر کثرت کے ساتھ یا اہل دنیا یا دنیا کے سربراہ اور وہ لوگوں کے ساتھ آئیں تو شان و شوکت دکھانا مقصود ہوگا جیسے بادشاہ کیا کرتے ہیں تو بھوکہ تم غالب ہو گئے اور صلہ اللہ خدا سے ڈرنے والوں کی مختصر جماعت کو کہ انہیں جو پیڑوں اور خدا کے برگزیدہ لوگوں کا طریقہ ہے تو پھر اُن سے ہرگز مباہلہ نہ کرنا کیونکہ یہ تمہارے اللہ اُن کے درمیان ایک علامت ہے۔ لہذا دیکھو کہ اللہ کیا کرتے ہیں۔ بے شک انہوں نے اپنا اللہ تمام کر دیا ہے کہ ان کو خوف ہے۔ پھر آنحضرت کے حکم سے خود درختوں کے درمیان راستہ درست کیا گیا۔

جب وہ سواروہ آیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک سیاہ مٹکی جلائے اور اُسی دونوں درختوں پر ڈال دیا۔ عاتقہ و سیدہ نے دیکھا کہ آنحضرت تشریف لائے ہیں تو وہ بھی اپنے ساتھ دو لڑکوں کو جن میں ایک الحسن اور دوسرا محمد بن عبد اللہ اور اپنی اہل قلوب میں خود غور قلوب ساتھ لائے۔ اور انھوں نے نجران اور سوزان بنی حاتم میں کب بھی بہترین لباس پہنے ہوئے باہر نکلے۔ مدینہ کے رہنے والے حاکم اور اہل علم و دانش کے ساتھ زینت کئے ہوئے آراستہ و پیراستہ آئے تاکہ دیکھیں کیا انجام ہوتا ہے۔ حضرت پہلے اپنے چہرہ میں تشریف لائے تھے یہاں تک کہ کچھ دلی چڑھا۔ پھر اس شان سے کہ علی کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اور امام حسن و امام حسین کو اپنے آگے اور جناب فاطمہ زہرا کو اپنے پیچھے لے کر گئے۔ مدینہ کے رہنے والے حاکم اور اہل علم و دانش کے ساتھ آئیں جس کے پنے چلے جاتے تھے۔ وہ لوگ آئے اور کہا کہ کن لوگوں کے ساتھ آپ ہم سے مباہلہ کرتے ہیں حضرت نے فرمایا کہ بہتر یہی اہل زمین اور خلع کے نزدیک سب سے بلند قوت والی اس جماعت کے ساتھ اور حضرات اہل بیت علی و فاطمہ اور حسن و حسین علیہم السلام کی جانب اشارہ فرمایا۔ سیدہ عاتقہ نے کہا ان بزرگوں اور سربراہوں کو لوگوں کو جو آپ پر ایمان لائے ہیں آپ نہیں لے آئے آپ کے ساتھ یہی ایک جہان اور ایک خانوں اور دوشے ہیں۔ کیا انہی کے ساتھ ہم سے مباہلہ کریں گے حضرت نے فرمایا ہاں اب میں تم کو مطلع کرتا ہوں کہ میں خود اللہ عالم کی جانب سے مامور ہوا ہوں کہ اسی جماعت کے ساتھ تم سے مباہلہ کروں اُسی خدا کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ سنئے اہل ان کے چہرے زرد ہو گئے اور اپنے ساتھیوں کے پاس واپس آئے۔ ان لوگوں نے پوچھا کیا واقعہ ہوا۔ انہوں نے خود داری برقی لکھا ابھی بیان کریں گے۔ اُن میں سے ایک جہان نے کہا جو اُن کے اپنے

حضرت علی و فاطمہ و حسن و حسین علیہم السلام کے ساتھ مباہلہ کرنے کے لیے تشریف فرما ہوئے۔

عالموں میں سے تھا کہ تہہ دانے ہو کر گزراں سے مباحہ نہ کرنا۔ ان اوصاف عمدہ کو خاطر میں لاؤ جو کتاب ہمارے میں
 تم نے دیکھا ہے خدا کی قسم جیسا کہ تم جانتے ہو کہ وہ صادق ہیں ابھی واپس نہ ہوئے ہونگے کہ تمہارے ساتھی ہند
 اور سونکی شکلوں میں رخ ہو جائیں گے۔ خدا سے ڈرو۔ چونکہ انہوں نے مجھ کو وہ شخص خیر خواہی کر رہا ہے تو
 خاموش ہو گئے۔ راوی کہتا ہے کہ منہ بن علقمہ جو عالم بزرگ ابو حادہ کا بھائی تھا اور خود بھی ان کے عالموں
 اور صاحبان عقل و حکمت میں سے تھا اہل نجران اسپر علی کمال اعتقاد رکھتے تھے جو وقت کہ اہل نجران کے
 درمیان نجران میں بحث و مباحثہ ہوتا تھا وہ موجود نہ تھا وہ اس وقت ان کے پاس پہنچا جبکہ وہ لوگ جمع ہو کر
 مباحہ کے لئے رسول اللہ کے پاس جاتا چاہتے تھے۔ وہ بھی ان لوگوں کے ساتھ نکلا۔ چونکہ اس نے ان کی رائے میں
 اختلاف دیکھا سید و عاقب کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ہمراہیوں سے کہا توڑی دیر غمرو کہ میں ان جہرگوں سے علیحدہ
 تنہائی میں کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ یہ کہہ کر ان دونوں کو الگ الگ لے گیا اور کہا تا صبح اپنے ماننے والوں سے
 مجھوت تھیں بولتا۔ میں تم دونوں کا دوست اور ہمدرد ہوں لہذا اگر اپنی عاقبت چاہتے ہو تو غور کرو نجات پاؤ گے
 نصف ہلاک ہو گئے اور ایک دنیا کو ہلاک کر دو گئے۔ وہ بولے ہم تم کو اپنا خیر خواہ سمجھتے ہیں اور تمہاری طرف سے مطمئن
 ہیں کہو جو کچھ جانتے ہو۔ اس نے کہا کیا تمہیں جانتے ہو کہ جس قوم نے اپنے پیغمبر سے مباحہ کیا ایک چھپکتے ہی رہا
 اور اب وہ ہو گئی۔ اور تم اور وہ جو کتاب الہی سے کچھ بھی ربط رکھتا ہے سب جانتے ہو کہ علم الہی القاسم وہی پیغمبر ہیں
 جن کی خوشخبری سادے پیغمبروں نے دی ہے اور ان کے اعدائے ان کے اہلیت کے اوصاف ہمارے پیش رفتل نے
 بیان کر دیئے ہیں۔ وہ سری بات جس سے میں تم کو ڈرانا چاہتا ہوں یہ ہے کہ تمہیں کھول کر دیکھو جو آثار ظاہر ہوئے
 ہیں۔ انہوں نے کہا وہ کیا ہیں؟ منہ نے کہا آفتاب کو دیکھو کہ کس طرح منہ پر ہوا ہے اور درختوں کو دیکھو کہ سب
 کے سبز ٹھکے ہوئے ہیں اور علیحدہ اپنے اپنے سرزمین پر رکھ دیئے ہیں اور اپنے پودوں کو کھول دیئے ہیں اور
 فذاب الہی کے خوف سے ان کے پیٹ کے اندر کی چیزیں کھل گئی ہیں۔ نیز یہاں اعدائے ان کے لئے اور تپنے کو دیکھو اور
 دھواں جو تمام فضا پر چھایا ہوا ہے اور سیاہ دھواں کو دیکھو باوجودیکہ گرمی کی فصل ہے اور بار کا وقت نہیں ہے
 اور اب دیکھو عمدہ اعدائے ان کے اہلیت کو کہ کس طرح دھاکے پئے ہاتھ اٹھائے قنظر ہیں کہ تم بد وقت کا منظور کرو
 لہذا بھلو کہ اگر ایک کلمہ لعنت ان کی زبان سے نکلا تو ہم سب ہلاک و برباد ہو جائیں گے اور اپنے مکان اور
 اہل و عیال کی طرف واپس نہ جاسکیں گے۔ جب سید و عاقب نے نگاہ اٹھائی فذاب کے آثار مشاہدہ کئے اور
 یقین کر لیا کہ آنحضرت حق پر ہیں تو ان کے پیروکار بننے لگے اور نزدیک تھا کہ ان کی عقلیں نازل ہو جائیں اور کہہ گئے
 کہ اگر مباحہ کریں گے تو بے شبہ انہر فذاب نازل ہو جائے گا۔ جب منہ بن علقمہ نے دیکھا کہ وہ خوفزدہ
 ہو گئے تو کہ اگر تم لوگ مسلمان ہو جاؤ تو دنیا و آخرت میں مرخص ہو گے اور اگر صرف دنیا چاہتے ہو اور اس
 شان و شوکت اور اقتدار سے جو قوم میں تم کو حاصل ہے دست بردار نہیں ہو سکتے تو مجھے اس سے واسطہ نہیں
 لیکن تم نے یہ اچھا نہیں کیا کہ عمدہ سے مباحہ پر تیار ہو گئے اور مباحہ کو اپنے اعدائے ان کے درمیان علامت حق قرار
 دیا اور اپنے آپ اپنے شہر سے باہر نکل آئے یہ تہادی عقلوں کی خرابی کے سبب سے ہوا۔ عمدہ نے تہاد جیل
 قبول کر لیا اور انہیں جب کسی بات کا ارادہ کر لیتے ہیں جب تک اس کو پورا نہیں کر لیتے اس سے باز نہیں آتے لہذا

صالحی ہر کتاب سے نیکو فائدہ

سید و عاقب کی ہر بات پر غور و فکر کرنا اور اس سے استفادہ کرنا

اثر الیسواں باب

حجۃ الوداع تک کے تمام واقعات کا بیان

فصل اول - غزوہٴ مروہ بن سعدی کرب کا ذکر۔

شیخ نعیمہ شیخ طبرسی نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہٴ تبوک سے مدینہ واپس آئے مروہ بن سعدی کرب حضرت کی خدمت میں آیا۔ حضورؐ نے اُس سے کہا کہ تو مسلمان ہو جاتا کہ خدا تجھ کو

بہشت گزار دے (صفحہ ۷۸ کا)۔ مؤلف فرماتے ہیں کہ مباہلہ کا یہ قصہ تواتر سے ہے اور مفسر عامہ نے اُس کی اصلیت اور اُس کے اکثر خصوصیات میں کوئی اختلاف نہیں کیا ہے جو جناب رسول خدا کی حقیقت علیٰ مرتبہ کی ولایت افعالی علیہم السلام کی مکمل فضیلت پر دلالت کرتا ہے۔ اُقل یہ کہ اگر آنحضرتؐ کو اپنے برحق ہونے پر کامل یقین نہ ہوتا تو اس جرأت کے ساتھ مباہلہ کے لئے تیار نہ ہوتے اور اپنے سب سے پیارے عزیزوں کو اُس گروہ کی سربراہی اور اُن کی شمشیر کی دھار پر نہ دیکھتے جو اپنی حقیقت پر گمان یا احتمال رکھتا تھا کہ وہی حق پر ہے۔ خود یہ کہ خبر دے دی تھی کہ اگر تجھ سے مباہلہ کر کے تو حق تبارے تم پر عذاب نازل کرے گا اور مباہلہ کے حق ثابت کرنے میں اس قدر آلودگی ظاہر نہ کرتے اگر اپنے قول کی صداقت پر حضرت کو یقین نہ ہوتا اور یہ مستعدی اور کوشش اپنے کذب کے اظہار میں ہوتی۔ اور کوئی عقل ایسا کام نہیں کرنا مالاںکہ اس پر اتفاق ہے کہ آنحضرتؐ تمام غلطوں سے زیادہ عقل والے تھے۔ مستحکم یہ کہ نصاریٰ نے مباہلہ سے گریز کیا۔ اگر آنحضرتؐ کے صلوق ہوتے گا اُن کو یقین نہ ہوتا تو اُن کو چاہیے تھا کہ آنحضرتؐ اہل ان کے اہمیت کے چند افراد کی بددعا کی پرہیز کرتے اور اپنی قوم میں اپنے عقائد کو قائم رکھنے کی کوشش کرتے جیسا کہ اُس کے لئے خوریز جنگ کیا کرتے تھے اور اپنی عورتوں، بچوں اور احوال کے قتل و فسادات پر تیار ہو جاتے تھے۔ چاہیے تھا کہ دولت و غنای کے ساتھ جریرہ دینا اختیار نہ کرتے۔ چلو گئے یہ کہ اس بارے میں تمام خبروں میں مذکور ہے کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کو مباہلہ کرنے کے لئے منع کرتے

ہے اور کہتے رہے کہ آنحضرتؐ سے مباہلہ ذکر میں لے کر اس ضمن میں کہتے تھے کہ اُن کی حقیقت تم پر ظاہر ہو چکی ہے بعد تم کو معلوم ہو گیا ہے کہ وہ دین پر موعود ہیں۔ پانچویں یہ کہ اس موقع پر ثابت ہو گیا کہ حضرت رسالت پناہ کے بعد حضرت امیر المومنین و فاطمہؑ و حسینؑ علیہم السلام تعالٰیٰ میں سب سے افضل و اشرف تھے اور آنحضرتؐ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب تھے جیسا کہ حوالہ میں تمام مستحبین علماء نے مثل زعفرانی و بیضاوی و غیر الدین مازنی وغیرہم نے اس کا اعتراف کیا ہے۔ اہل غنہ و غنہ شری جو سب سے زیادہ متعصب ہیں اپنی کتاب کشاف میں لکھتے ہیں کہ اگر تم یہ کہو کہ مباہلہ کی طرف دشمنی کو دعوت دینا اس لئے تھا کہ ظاہر ہو جائے کہ وہ جھوٹا ہے۔ تو یہ بات خود آنحضرتؐ اور اُن کے دشمن کے ساتھ مخصوص تھی تو مباہلہ میں عورتوں اور لڑکوں کو شامل کرنے کی کیا ضرورت تھی رہا تو برصغیر

مذہب قیامت کے فرخ اکبر سے پہلے کہ اس نے کہا وہ فرخ اکبر و سخت غلاب اکبر ہے کیونکہ کوئی تو نہ تھا
 طاری نہیں ہوتا۔ حضرت نے فرمایا ہول قیامت ایسا نہیں جیسا تو سمجھتا ہے۔ یقیناً ایک حبیب آواز نہ ہوگی جو ملک
 پر پکاری جائے گی جس سے کوئی مردہ یا زندہ ہوگا جس سے وہ زندہ نہ ہو جائے اور کوئی زندہ نہ ہوگا کہ اس آواز
 کے بھل سے مر نہ جائے سوائے اس کے جس کو خدا زندہ رکھنا چاہے۔ پھر دوسری آواز آئے گی کہ جو پہلی آواز
 نہ ہوگا زندہ ہو جائے گا۔ پھر سبکو ایک صف میں کھڑا کیا جائے گا اور آسمانوں کو شگافتہ کیا جائے گا زمین
 دی جائے گی پہاڑ زندہ رہ کر دیئے جائیں گے اور جہنم کی آگ کے شر سے پہاڑوں کے تندہ ٹھیلے گئے جس سے

رقیبہ صمدی اس کا جواب ہے کہ مبالغہ میں ان کو شامل کرنا آنحضرت کے اپنے برحق ہونے پر اعتماد و وثوق
 اس سے زیادہ تھا کہ تنہا مبالغہ کریں کہ کھان کا شامل کرنا اجرات ظاہر کرتا ہے کہ اپنے اعدا اپنے جگہ کے ٹھکان
 بعد محبوب ترین لوگوں کو مقام ہلاکت و نزع میں لے گئے اور خود تنہا آئے پر انکشاف کی اس طرح دشمن کے حدود کو
 ہونے کو پورا پورا یقین ظاہر کیا۔ اور چاہا کہ دشمن اپنے اعدا اور پیادوں کے ساتھ ہلاک ہو اور فنا ہو جائے اگر
 مبالغہ واقع ہو اور مبالغہ کے لئے اپنی عورتوں کو اور بچوں کو خصوصاً کیا کیونکہ وہ عورتوں میں بہ نسبت دوسروں
 کے دل و جان سے سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ اور زیادہ تر ایسا ہوتا ہے کہ آدمی اپنے کو ان کے بدلے ہلاکت
 میں ڈال دیتا ہے تاکہ ان کو کوئی گزند نہ پہنچے۔ اسی سبب سے لڑائیوں میں اپنی عورتوں اور بچوں کو لے جاتے ہیں
 تاکہ دشمن کے مقابلہ سے ان کی حفاظت کے لئے نہ بھاگیں۔ اسی سبب سے خداوند عالم نے ان کو جان و ہمت
 فرمایا ہے تاکہ دنیا پر واضح کر دے کہ وہ جان پر مقدم ہیں پھر اس کے بعد عورت و بچہ لگتے ہیں کہ یہاں جہاں
 فضیلت صرف دلیل ہے جس سے قوی و مستحکم کوئی دلیل نہیں ہو سکتی۔ ان کا کام تمام ہوا۔

جبکہ یہ معلوم ہو چکا کہ آنحضرت کے نزدیک سب سے زیادہ صاحب مرتبہ تھے تو ہر صاحب منزل پر
 ظاہر ہو گیا کہ آنحضرت کے بعد بہترین خلق ہیں کیونکہ معلوم ہے کہ ان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 کی محبت بہ نسبت دوسروں کے بشریت کے لحاظ سے نہ تھی بلکہ جو خدا کے نزدیک زیادہ محبوب تھا اس کو
 آنحضرت زیادہ دوست اور عزیز رکھتے تھے۔ اور جبکہ وہ دوسروں سے بہتر تھے لہذا ان پر دوسروں کو ترجیح
 دینا جائز نہیں ہو سکتا۔

چلے کر یہ فقہ و فاضل کہ ہے کہ یہ امام حسن و امام حسین علیہما السلام فرزند نبی رسول تھے۔ کیونکہ
 خداوند عالم نے آپنا آئینہ فرمایا ہے اور اس پر مطلق ہے کہ حسن و حسین کے سوا آنحضرت نے کسی لڑکے کو
 مبالغہ میں شامل نہ کیا۔ سوائے یہ کہ خیر الدین مادی کا بیان ہے کہ شیعوں نے اسی آیت سے استدلال
 کیا ہے کہ علی بن ابی طالب سوائے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام پیغمبروں سے افضل ہیں اور تمام
 صحابہ سے افضل ہیں۔ کیونکہ خداوند عالم نے فرمایا ہے کہ ہم اپنے انہوں کو لے گئے ہیں تم اپنے انہوں کو لے لے
 شخص سے مراد آنحضرت کا انفس شریف نہیں ہے کیونکہ دعوت غیر کو ظاہر کرتی ہے اور آدمی اپنے کو نہیں
 لے لے چاہیے کہ مراد اپنی ذات کے علاوہ کوئی دوسرا ہو اور مبالغہ اتفاق خالص و راقین حمد توں اپنی برکت

کوئی لڑکی روح ایسا نہ ہوگا جس کا دل خوف سے لپٹ نہ جائے۔ وہ اپنے گناہوں کو یاد کرے گا اور اپنے معاملات میں مشغول رہے گا۔ وہ دوسروں کے حالات سے بے خبر ہوگا سوائے اس کے جس کو خدا چاہے کہ مطمئن اور بخیر رہے۔ اسے غم تو اس فزع سے کیا خبر و اطلاع رکھتا ہے اور ٹوٹے ایسا ہول کہاں دیکھا ہے اس نے کہا یہ خبر عظیم کیسی خبر ہے جو سنیں رہا ہوں۔ پھر غلامیایان لایا اور وہ لوگ بھی ایمان لائے جو اس کے ساتھ آئے تھے اور اپنی قوم کے پاس واپس چلے۔ اتفاقاً غزوہ کی ملاقات ابی بن حشہ شمشعی سے ہو گئی۔ وہ اس کو پر کر ذکر حضرت کی خدمت میں لایا اور کہا کہ میرا اللہ اس فاجر کا فیصلہ کیجئے کیونکہ اس نے میرے باپ کو قتل کیا ہے۔ حضرت نے

بقیہ از گزشتہ ص ۷۸۷ اور لڑکوں کے علاوہ جس کو انفسنا سے تعبیر کیا جائے علی بن ابی طالب کے سوا کوئی نہ تھا۔ لہذا مظلوم ہونے کا خداوند عالم نے انفسنا میں علی کی ذات اور محمد کی ذات مراد لی ہے۔ اور اتحاد حقیقی وہ نفس میں محال ہے لہذا چاہئے کہ مجاہد ہو۔ اور یہ اصول میں ملے ہے کہ سب سے زیادہ قریب مجاہد پر حقیقت کا اظہار زیادہ بہتر ہے بہ نسبت سب سے زیادہ دور جاننے کے۔ اقرب مجاہدات تمام انھوں میں برابری اور تمام کمالات میں شرکت ظاہر کرتا ہے سوائے اس کے جو دلیل سے خارج ہو۔ اور جماعہ سے خارج ہے وہ پیغمبری ہے جس میں علی شریک نہیں ہیں مگر دوسرے کمالات میں شریک ہیں۔ اور پیغمبر کے تمام کمالات میں سے ایک کمال یہ ہے کہ وہ تمام پیغمبروں سے اور تمام صحابہ سے افضل ہیں تو چاہئے کہ جناب امیرؑ بھی تمام صحابہ اور سارے نبیوں سے افضل ہوں اور جبکہ فخر الدین رازک نے یہ دلیل نہایت وضاحت کے ساتھ بعض علمائے شیعہ سے نقل کی ہے اس کے بعد کہا ہے کہ اس کا جواب یہ ہے کہ جس طرح اسرار جماعہ ہے کہ محمدؐ علیؑ سے افضل ہیں اسی طرح یہ بھی اجماع ہو چکا ہے کہ انبیاء غیر انبیاء سے افضل ہیں۔ لیکن صحابہ پر افضلیت کا کوئی جواب نہیں دیا ہے اس لئے کہ اس کا جواب نہیں دیتے تھے۔ اور وہ جواب جو پیغمبروں کے پاس ہے اس کا بھی باطل ہونا ظاہر ہے کیونکہ شیعہ اس اجماع کو قبول نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ اگر امام مازنی کہتے ہیں کہ اہلسنت نے اجماع کر دیا ہے تو تنہا ان کا اجماع کیا وقت رکھتا ہے۔ اور اگر وہ کہتے ہیں کہ تمام امت نے اجماع کر لیا ہے تو یہ تسلیم نہیں کیونکہ زیادہ تر علمائے شیعہ کا یہ اعتقاد ہے کہ جناب امیرؑ تمام ائمہ طہیم السلام تمام انبیاء سے افضل ہیں اور انہوں نے احادیث مستفیضہ بلکہ متواترہ اس باب میں اپنے ائمہ سے روایت کی ہے۔ آنکھوں میں یہ کہ وہ شیعہ فاضل و نامہ مشہل ہے اس پر کہ یہ گروہ جس کو میں مباحثہ کے لئے لایا ہوں خلق میں خدا کے نزدیک میرے بعد سب سے بلند مرتبہ ہیں۔

ماضیہ ہو کہ تمام احادیث مباحثہ اور دلائل مذکورہ کی تفصیل کتاب فضائل امیرؑ المؤمنین میں انشاء اللہ تعالیٰ ذکر کی جائیں گی۔ اس مقام پر نہیں لے آئے ہیں پر انکشاف کی ہے اور طالب حق کے لئے اس سچے کا کافی ہے۔ فاضلہ

بَقِيَّةُ الْحَقِّ إِلَى سَوَاءِ الشَّيْئِلِ

(صفحہ ۷۸ کا حاشیہ ختم ہوا)

اور ہمد سے آگے کھڑے ہو کر اُس جماعت کی طرف متوجہ ہوئے اور خدا کی حمد و ثنا کے بعد جناب رسول خدا کا خطاب کو سنایا تو اسی ایک روز میں قبیلہ ہمدان کے تمام لوگ مسلمان ہو گئے۔ جناب امیر مہملان کے اسلام کرنے کا حال آنحضرت کی خدمت میں لکھ بھیا حضرت پڑھ کر بہت خوش ہوئے اور بڑی مسرت ظاہر کی اور بھونٹے شکر ادا کیا اور بھونٹے سے اٹھ کر بیٹھے اور فرمایا خدا کی طرف سے قبیلہ ہمدان پر سلامتی ہو۔ پھر اُس کے بعد تمام اہل یمن مسلمان ہو گئے۔

شیخ طبری نے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؓ کو یمن کی جانب بھیجا تاکہ اُن کو دعوت اسلام دیں اور اُن کے مال سے خمس وصول کریں اور احکام الہی کی اُن کو تعلیم دیں اور حلال و حرام اُن کو بتائیں اور اہل نجران سے زکوٰۃ اور جزیہ وصول کریں۔ نیز شیخ طبری اور تمام محدثین خاصہ و عامہ نے مثل بخاری و مسلم وغیرہم کے عروین شاس با سلمیٰ سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں مع ایک جماعت کے حضرت علیؓ بن ابی طالبؓ کے ساتھ تھا۔ اُن حضرت سے ہم لوگوں کی آمد کے خلاف نیک بات ہوئی تو مجھے اُن پر غصہ آیا اور اُن کی طرف سے میرے دل میں کینہ پیدا ہو گیا۔ اور جب میں مدینہ آیا تو آنحضرتؐ سے شکایت کی اور کچھ اور لوگوں سے جماعت حضرت کے پاس رہتے تھے۔ پھر ایک روز میں آنحضرتؐ کی خدمت میں آیا جبکہ آپؐ مسجد میں تشریف فرما تھے حضرت نے میری طرف دیکھا میں حضرت کے پاس بیٹھ گیا۔ تو حضرت نے فرمایا کہ اے عروین شاس تو نے مجھے اذیت دی۔ میں نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون میں خدا سے اپنے دین اسلام سے پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ رسول خدا کا تلامذہ پہنچاؤں۔ تو حضرت نے فرمایا جس کے

کلمی نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جناب امیر المؤمنینؑ نے فرمایا کہ رسول خداؐ نے مجھے یمن بھیجا اور فرمایا کہ کسی سے جنگ نہ کرنا جب تک کہ اُس کو اسلام کی دعوت نہ دے۔ وہ خدا کی قسم اگر حق تعالیٰ تمہارے مدد سے ایک شخص کی بھی ہدایت فرمائے تو تمہارے لیے بہتر ہے اُن تمام چیزوں سے جنہر آفتاب طلوع اور غروب ہوتا ہے اور تم اُس کے امام ہو اور اگر وہ کوئی وارث نہ رکھتا ہو تو اس کی میوات تمہاری ہے اگرچہ لوگ تم پر کچھ الزام رکھیں۔ اور کتاب بھلا مال و بیعت میں امیر المؤمنینؑ سے ہدایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے طلب فرمایا اور میں کی طرف بھیجا تاکہ ان کی ہدایت کروں۔ جیسے عرض کی بار رسول اللہؐ وہ لوگ کثیر جماعت میں اور میں کسی جوان ہوں۔ حضرت نے فرمایا جب غنہ انیق کی چوٹی پر پہنچنا تو بلند آواز سے کہنا کہ اے درخت چھو اور زمینو رسول خداؐ نے تم کو سلام کہا ہے حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں روانہ ہوا۔ اور جب انیق کی پہاڑی پر پہنچا اور شہر مکہ کے قریب آیا۔ میں نے دیکھا کہ تمام اہل یمن اپنے بیزے سیدھے کیے گمان میں حائل کیے اور تلواریں کھینچے ہوئے میرے ہوا کرتے کے ارادے کے لئے تو میں نے باواز بلند جو کچھ حضرت نے فرمایا تھا کہا، تو کوئی درخت چھو ڈھیرا اور کوئی قطعہ زمین ایسا نہ تھا جس کو لڑنے نہ ہوا ہو۔ اور سب نے یک آواز ہو کر کہا خدا کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آپؐ پر سلام ہو۔ جب اہل یمن نے یہ حال مشاہدہ کیا اُن کے پیر اور زانو کا نیچنے لگے اور تنہید اُن کے ہاتھوں سے

لوگوں کا آنحضرتؐ سے غنہ انیق کی چوٹی پر پہنچنا اور اُن کے ہاتھوں سے سلام دینا۔

گرنے اور اطاعت کے ساتھ میرے پاس آئے تو میں نے ان کی اسوج کی اور واپس آیا۔

شیخ طہری نے بسند معتبر جناب امیر سے روایت کی ہے کہ جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے میں بھیجا میں نے عرض کی کہ آپ مجھے اُن کے درمیان حکم فیصلہ دہایت کرنے کے لئے بھیج رہے ہیں مالاخر میں بسبب رسیدہ نہیں ہوں اور نہیں جانتا کہ کیونکر حکم کرنا چاہیے تو حضرت نے اپنا دست مبارک میرے سینہ پر پھیلا اور فرمایا خدا اس کے دل کو ہدایت دے اور اس کی زبان کو حق کے ساتھ گویا فرما۔ تو اسی خدا کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اُس کے بعد پھر کبھی کسی ذوالفطن کے درمیان فیصلہ کرنے میں مجھے شک نہ آئے۔

قلب راوندی وغیرہ نے بسند ہائے معتبر روایت کی ہے کہ جب امیر المؤمنین میں میں نشر ہونے لگے وہاں ایک شخص کا گھوڑا چھوٹ گیا تھا اُس نے ایک شخص کو بچل دیا تھا اور وہ مر گیا تھا۔ اُس کے وارثوں نے گھوٹے کے مالک کو پکڑا اور جناب امیر کے پاس لائے اور مقتول کے خون کا دعویٰ کیا۔ گھوٹے کے مالک نے گواہ پیش کیا کہ گھوڑا مارا ہو گیا تھا جس میں اس کی کوئی غلطی نہ تھی۔ حضرت نے اس کا خون بہا مالک سب پر نہیں قرار دیا۔ مقتول کے عدا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں میں سے آئے اور جناب امیر کی شکایت کی کہ اس فیصلہ میں انہوں نے ہم پر زیادتی کی ہے اور ہمارے مقتول کا خون رائیگاں کر دیا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ علی بن ابی طالب ظلم کرنے والے نہیں ہیں اور ظلم کرنے کے لئے پیدا ہوئے ہیں اور میرے بعد امامت و ولایت انہی سے مخصوص ہے۔ ان کا فیصلہ صحیح اور ان کا قول درست ہے ان کا حکم سوائے کافر کے کوئی رد نہیں کرتا اور اُن کے فیصلہ پر موئن ہی ماضی ہوتا ہے جب اہل میں نے یہ کلام سنا تو عرض کی ہم جناب امیر کے فیصلہ پر اور ان کے قول پر ماضی ہوئے۔ اُس وقت حضرت نے فرمایا کہ جو کچھ تم نے کہا تھا اُس کے عوض یہ تمہاری توبہ ہے۔

طہری نے بسند معتبر امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب امیر المؤمنین میں سے واپس ہوئے جناب رسول خدا کے لئے چار گھوٹے بدیہ کے طور پر لائے۔ حضرت رسول نے فرمایا کہ گھوڑوں کی صفیں بیان کرو۔ حضرت علیؑ نے عرض کی ان کے رنگ مختلف ہیں۔ پھر فرمایا کہ ان میں کوئی گھوڑا ایسا بھی ہے جس کے رنگ میں سفیدی ہو؟ عرض کی ہاں ایک سرخ رنگ کا گھوڑا ہے جس کے جسم پر سفیدی بھی ہے۔ تو حضرت نے فرمایا اُس کو میرے واسطے رہنے دو۔ حضرت علیؑ نے عرض کی تو گھوٹے کھرے سرخ رنگیت ہیں اور سفیدی بھی رکھتے ہیں۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ دونوں حسن و حسینؑ کو دے دو۔ پھر حضرت علیؑ نے کہا ایک گھوڑا یک رنگ سیاہ ہے۔ حضرت نے فرمایا اُس کو فروخت کر کے اُس کی قیمت اپنے ہل دیال پر خرچ کر۔ کہ نہ گھوڑوں کی سادت اُن کی پیشانی اور ان کے چاندوں ہاتھ پیروں کی سفیدی میں ہے۔

فضل سوم۔ عرب کے گدہوں اور دیہیوں کا حضرت کی خدمت میں آنا اور وہ تمام واقعات جو حجاز و اعراب تک واقع ہوئے۔

باپ نہیں۔ اور لوگوں کو چاہئے کہ اس کو زنا کی قیمت نہ لگائیں پھر حضرت نے فرمایا کہ ان لفظہات کا لڑکا پیدا ہو تو اس کے شوہر کا ہے اور فلاں فلاں کا ہو تو اس کے غیر کا ہے۔ جب وہ لڑکا پیدا ہوا تو حضرت نے جو آخری صفات بیان فرمائے انہی سے متصف تھا اور اس دوسرے شخص سے سب سے زیادہ مشابہ تھا۔ بیان کرتے ہیں کہ اسی سال ماہ رجب میں نجاشی رحمت خدا سے واصل ہوا۔ اور آنحضرتؐ نے اُس کی وفات کے بعد مدینہ میں اُس کی نماز جنازہ پڑھی جیسا کہ بیان ہو چکا۔ رعایت ہے کہ نجاشی کا جب انتقال ہوا تو لوگوں نے اس کی قبر میں ایک نور دیکھا۔ اسی سال ماہ شعبان میں عیسیٰؑ آنحضرتؐ کا کثوم کا انتقال ہوا۔ اور اسی سال عید الشہدہ اہل سولہ مناقب جہنم واصل ہوا۔

بیان کرتے ہیں کہ ہجرت کے دسویں سال گروہ سوانی حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور حجۃ الوداع میں قبیلہ عجم اب بھی حاضر خدمت ہوا اسی سال قبیلہ اندلیجی حاضر ہوا جس کا سردار ضرہ بن عبد اللہ تھا۔ اسی سال ماہ رمضان میں اشرف قبیلہ غسان اور قبیلہ عامر خدمت اقدس میں حاضر ہو کر مسلمان ہوئے اور سندیں حاصل کیں۔ اسی سال قبیلہ زبید کا وفد آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہوا جن میں عمرو بن معدی کرب بھی تھا۔ اسی سال گروہ عبد القیس اور کندہ کے رؤساء آئے جن میں اشعث بن قیس تھا۔ اور اشرف بن حنیف آئے جن میں مسیلہ کذاب تھا۔ جب مسیلہ اپنے وطن واپس گیا تو مرتد ہو گیا اور بغیر کا دعویٰ کیا۔ اسی سال قبیلہ حیل کے لوگ حاضر خدمت آئے جن کے درمیان جرید بن عبد اللہ تھے۔ وہ اپنی قوم کے ایک سردار بنے۔ اشخاص کو لے کر آئے تھے۔ اسی سال سید و قاتب لہار نے نجران کے ساتھ آئے اور جابلہ سے باز رہنے کا مشورہ دیا جیسا کہ پہلے ذکر کیا۔ اسی سال قبیلہ بنی قریظہ کے لوگ آئے۔ اسی سال قبیلہ عامر بن صعصعہ کے اشخاص آئے۔ ان میں عامر بن الطفیل و اسد قیس تھے۔ شیخ طبری نے رعایت کی ہے کہ جب وہ لوگ حضرتؐ کی خدمت میں آئے عامر نے اس سے کہا میں حضرتؐ کو باتوں میں مشغول کر لوں گا۔ جب وہ مشغول ہو جائیں تو تم ان کو تلوار سے قتل کر دینا۔ عامر حضرتؐ سے باتیں کرنے لگا اور کہا آپ میرے ساتھ دوستی و محبت کیجئے اور مجھ کو اپنا دوست بنالیں۔ حضرتؐ نے فرمایا جیتک تو ایمان نہیں لائے گا میں ہرگز ایسا نہ کروں گا۔ اُس نے دوسرے قریظہ کو بھی کہا اور حضرتؐ نے وہی جواب دیا۔ غرض جب حضرتؐ نے اس کی خواہش قبول نہ کی تو اُس نے کہا خدا کی قسم مدینہ کو سوا میں لے پھاؤں سے بھر دوں گا اور آپ سے جنگ کروں گا۔ بروایت دیگر اُس نے کہا کہ اگر میں مسلمان ہو جاؤں تو میرے واسطے کیا ہو گا۔ حضرتؐ نے فرمایا وہی سب کچھ ہوئے۔ یعنی جو کہ تمام مسلمانوں کے لئے ہو گا اور تجھ پر بھی وہی تمام امور لازم ہوں گے جو تمہارے ہیں۔ اُس نے کہا خلافت اور بادشاہی اپنے بعد میرے لئے قرار دیجئے۔ حضرتؐ نے فرمایا یہ میرے اختیار میں نہیں ہے بلکہ خدا کے اختیار میں ہے۔ وہ جس کو چاہتا ہے دیتا ہے تو اُس نے کہا پھر آخر میرے واسطے کیا قرار دیتے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا میں یہ قرار دیتا ہوں کہ گھوڑوں کی ہانگہ میں لے اور خدا کی راہ میں جہاد کر اُس نے کہا یہ تو اب بھی میرے ہاتھ میں ہے آپ کی اختیار کیا ہے۔ غرض وہ واپس گیا جب اُس نے یہ پھر یہی حضرتؐ نے فرمایا کہ خداوند اس کے سر سے بے غم نظر رکھے۔ جب وہ دونوں حضرتؐ کی خدمت سے رخصت ہو کر باہر نکلے عامر نے اس سے کہا کیا سبب ہوا کہ میں نے جو تجھ سے کہا تھا تو نے اُس پر عمل نہیں کیا۔ اُس نے کہا خدا کی قسم جب میں نے

ارادہ کیا کہ ان پر غور لگاؤں میں نے ان کے اندر اپنے درمیان کچھ کو پایا۔ تو کیا تو چاہتا تھا کہ میں تجھ کو ہی قتل کر دیتا۔ فرض آنحضرتؐ کی بدعا سے راستہ میں عامر پر خدا نے ایک بلا مسلط کی اور طاعون کی گشتی اُس کی گردن میں دکھائی ہوئی اندھا بنی سولہ کی ایک خدمت کے گھر میں ٹھہر گیا اور موت اُس پر طاری ہوئی تو کہنے لگا کیا میری گردن میں شتر کے کوران کے مانند بچوڑا ہو گیا ہے۔ اور سولہ خاندان کی ایک خدمت کے گھر میں نہیں فرما ہوں وہاں نکاح قبیلہ میں ان کا ہونا تنگ و مار کا سبب تھا۔ فرض اسی خدمت و افسوس میں جہنم داخل ہوا۔ اور امیر بن میسر اس کو دفن کیے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اپنے قبیلہ کی طرف روانہ ہوا۔ اثنائے راہ میں خداوند تعالیٰ نے اُس پر بجلی گرائی جس سے وہ اپنے ٹوٹنے کے ہلک ہو گیا۔ بعد کتابہ ابی بن عثمان میں مذکور ہے کہ عامر بعد امیر بن النضر کی جنگ کے بعد حضرت حنفی مرتبت کی خدمت میں آئے تھے۔

شیخ طبری نے روایت کی ہے کہ عروہ بن مسعود قسمی آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہوئے اور حضرت سے اجازت طلب کی کہ اپنی قوم میں واپس جائیں حضرت نے فرمایا کہ میں ڈرتا ہوں کہ وہ لوگ تجھے اندھا میں فرض کی یا حضرتؐ وہ لوگ تو جب تک سوتے رہتے ہیں تو بیدار نہیں کتنے تو حضرتؐ نے ان کو رخصت کیا۔ وہ طاعت پیچھے اعداء کے لوگوں کو اسلام کی دعوت دی اور ان کی نصیحت کی۔ لوگوں نے انکار کیا اور ان کو ٹیٹا بھلا کہا۔ دوسرے روز وہ نماز صبح کے لیے اپنے باؤ خانہ پر کھڑے ہوئے اور لوگوں نے اذان اور شہد میں دھمکے اُن سے کہتے تو اُس قبیلہ کے ایک ملعون نے اُن کو ایک تیر مار کر ہلک کر دیا اور آنحضرتؐ کا بھڑو ظاہر ہوا۔ اُن کے مرنے کے بعد اسی قبیلہ کے دس شرعاً اُن کی جانب سے پیغام لے کر آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے اور مسلمان ہوئے۔ آنحضرتؐ نے اُن کی عزت افزائی کی اور بخششیں عطا کیں۔ اور انہیں عثمان بن ابی طلحہ بن بشر کو امیر مقرر کیا جسکو قرآن مجید کی چند سورتیں یاد تھیں۔ فرض جب قبیلہ ثقیف کے لوگ مسلمان ہوئے تمام قبائل عرب کے سربراہان وہ اور قاصد فوج حج آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے۔ اُن میں سے ایک شخص عطلہ بن حاجب بن نضیل تھا جو بنی قیس کے قبیلہ کے رئیسوں کے ساتھ حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ساتھ اقرع بن حابس ازیرقان بن بدر قیس بن عامر حنیفہ بن مسندہ اور عمرو بن اہتم تھے۔ آنحضرتؐ صلاۃ علیہ وآلہ وسلم نے ان سب کو ملان دی اور ان کی عزت کی۔

بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے اپنے عاملوں کو کثرت و حمل کرنے کے لیے عرب کے شہروں اور قبیلوں کی طرف اسی سال بھیجا اور متوکل ہے کہ اس سال وصیت کے بارے میں اہل کسب کی گواہی قبول کرنے میں آئیں نازل ہوئی چنانچہ علی بن ابیہیم نے روایت کی ہے کہ ابن نبیہ اور ابن ابی مہدیہ وہ نصرانی تھے۔ اور ایک مسلمان تھا جس کا نام نسیم نامی تھا۔ اُس نے ان دونوں جیسا نہیں کے ہمراہ سفر کیا اور اپنے ساتھ ایک خربہ اور کچھ مال تجارت ایک آئینہ جس کو سولے سے نقش کیا گیا تھا ایک گردن بند فروخت کی فرض سے لے گیا۔ فرض وہ لوگ مدینہ کے قریب پہنچے تیس بیمار ہوا اور قریب مرگ پہنچ گیا تو اُن چیزوں کو اُن دونوں نصرانیوں کے سپرد کر کے کہا کہ اس کے وارثوں تک پہنچا دیں۔ جب وہ لوگ مدینہ میں پہنچے تیس کے وارثوں کو وہ چیزیں پہنچا دیں اور آئینہ اور گردن بند اپنے پاس رکھا۔ تیس کے وارثوں نے اُن سے پوچھا کہ کیا تیس بہت دنوں تک بیمار رہا کہ علاج میں بہت خرچ ہو گیا، انہوں نے کہا جی ہاں تو چند روز بیمار رہا۔ پوچھا کیا اُس کی چیزیں چوری ہو گئیں؟ انہوں نے کہا نہیں۔ پوچھا کیا اُس نے اس سفر میں کچھ

تجارت کی تھی جس میں کچھ نقصان ہو گیا؟ کہا نہیں۔ تو قسیم کے وارثوں نے کہا کہ ہم کو اس کے سہاگوں میں سب سے
 عمدہ چیزیں دے سونے سے نقش کیا ہوا آئینہ اور گردن بند نہیں ملے۔ ان دونوں نے کہا کہ اس نے جو کچھ ہمیں
 دیا تھا ہم نے تم کو دے دیا۔ قسیم کے وارثوں نے ان دونوں کو آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر کیا اور پھر دعا سے
 کیا۔ حضرتؐ نے ظاہر شرع کے مطابق ان دونوں سے قسم کھوائی انہوں نے قسم کھائی اور چلے گئے۔ چند دنوں
 کے بعد وہ آئینہ اور گردن بند ان کے پاس سے ظاہر ہوا۔ اس کی اطلاع آنحضرتؐ کو پہنچی گئی تو آنحضرتؐ
 اس بارے میں حکم الہی کے منتظر ہوئے۔ اُس وقت خدا نے یہ آیتیں نازل کیں **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا**
شَهِدُوا بَيْنَكُمْ إِن كُنْتُمْ عَلَىٰ أَلْسِنَةٍ أَوْ مَعَكُمْ پٹ سونے مانعہ، جناب رسولؐ خدا
 نے قسیم کے وارثوں کو طلب کیا کہ ان لوگوں کو قسم دی جس طرح کہ آیت میں مذکور ہے۔ جب ان لوگوں نے
 قسم کھائی تو آئینہ اور گردن بند ان عیسائیوں سے لے کر قسیم کے وارثوں کو دے دیا۔ اس حکم کی تعمیل حضرت
 کی کتابوں میں مذکور اہل علم کے درمیان مشہور ہے۔

۷۹ انچا سوال باب

حجۃ الوداع اور جو کچھ اس سفر میں واقع ہوا اور تمام محجوں اور عمروں کا
 بیان۔

کلمی نے بسند ہائے صحیح و حسن حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جناب رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وسلم
 ہجرت کے بعد دس سال تک مدینہ میں رہے اور حج ذکر سکے یہاں تک کہ خدا نے یہ آیت نازل فرمائی **وَأَذِّنْ**
فِي الْقَابِصِ يَوْمَ تَوَلَّيْكَ وَجَاوِدْ عَنِ الْمَلَأِ أَمْ يَكُنْ مِنْ أَجْلِكُمْ لیکن یہ آیت
وَأَذِّنْ لکھو آیت ۲۸ سورۃ حج مثلاً، یعنی لوگوں کو حج کے لئے پکارو اور ان کو اس کے واسطے جہاد تاکہ وہ
 تہارے پاس فوراً واپس آجائے۔ یہ ساری پیدل حاضر ہوں جس سے ان کو دین و دنیا کے فائدے حاصل
 ہوں۔ نذول آیت کے بعد آنحضرتؐ نے منادی کرنے والوں کو حکم دیا کہ منادی کر دیں کہ رسولؐ خدا اس سال حج کو
 جا رہے ہیں۔ تو جو لوگ مدینہ میں موجود تھے وہ آگاہ ہو گئے اور لوگ بھی جو مدینہ کے ارد گرد رہتے تھے۔
 پھر حضرتؐ نے ان تمام لوگوں کو خط لکھا جو مسلمان ہوئے تھے کہ رسولؐ خدا حج کا ارادہ رکھتے ہیں لہذا حج کی
 استطاعت رکھتا ہو وہ حاضر ہو۔ یہ معلوم کر کے تمام مسلمان حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر حج کے لئے چلے اور
 ہر حال میں آنحضرتؐ کے تابع رہے۔ خود سے دیکھتے کہ ہر مکان و اعمال آنحضرتؐ بجا لاتے تھے وہ خود بھی بجا
 لاتے تھے اور جو کچھ حضرتؐ فرماتے اس کی تعمیل کرتے تھے۔ ذریعہ کا مہینہ ختم ہونے میں چار سو زبانی تھے کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روانہ ہوئے۔ جب دعا خلیفہ تک پہنچے پہلو زوالی آفتاب تھا تو آنحضرت نے
لوگوں کو قبل اندر برزخ کے بال و مد کے نہانے کا حکم دیا اور یہ کہ سٹے ہوئے کپڑے آٹار کر لگی پہنیں اور
چادر اوڑھیں۔ پھر حضور نے قبل احرام کیا اور مسجد شجرہ میں داخل ہوئے اور اس میں نماز ظہر والی اور حج کا تنہا
اورادہ کیا جس میں عمرو داخل نہیں ہوتا کیونکہ ابھی حج تمتع کا حکم نہیں آیا تھا۔ پھر احرام باندھا اور مسجد سے چلے۔
میل اول کے نزدیک جب بیلا میں پہنچے رگ راستہ کے دونوں طرف ظہر باندھ کر کھڑے ہو گئے۔ حضرت نے
تنہا تکبیر حج کہا اور کہا **اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّسْبَةَ**
لَكَ وَالْأَمْلَاقَ لَا شَرِيكَ لَكَ عطا فرمایا تعجب میں اس کی بہت فرماتے تھے۔ اور جب کسی سرد کو دیکھتے یا
کسی شہید پر چڑھتے یا گھاتی سے لیجے آتے تھے اور سات کے وقت اور نمازوں کے بعد اودھ بیٹے کے لیے
چھبیا سٹھ یا چوٹھو نوٹ اور دوسری حج دعائیت کے مطابق سوا دسٹ اپنے ساتھ ہٹاتے لیے جاسے تھے۔
پھر راہ ذی الحجہ کو مکہ منکر میں داخل ہوئے۔ مسجد الحرام کے دروازہ پر پہنچے تو نبی شہید کے دروازہ سے داخل ہوئے
اور مسجد کے دروازہ پر کھڑے ہو کر حمد شائے انہی بجاوئے اور اپنے چٹا محمد جناب ابراہیم علیہ السلام پر صلوات
بجائی۔ پھر حجر اسود کے پاس آئے اور اس پر ہاتھ پھیرا اور بوسہ دیا اور سات مرتبہ خانہ کعبہ کے گرد طواف کیا اور
مقام ابراہیم کے نیچے دو رکعت نماز طواف ہاکی۔ وہاں سے فارغ ہو کر چار ہجرت پر گئے اور اس میں سے پانی لیا
اور کہا **اللَّهُمَّ إِنِّي أَشْهَدُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَرِشًا قَائِمًا وَبِشْرًا قَائِمًا وَنُفْعًا مِّنْ كُلِّ ذَا شَيْءٍ وَنُفْعًا مِّنْ**
كُلِّ شَيْءٍ نَفْعَةٍ دالے علم کو وسیع رزق اور تمام مددوں اور بیماریوں سے شفا چاہتا ہوں یا رب دعا کعبہ کے سامنے
رُخ کے پڑھی۔ پھر حجر کے نزدیک گئے اس پر ہاتھ پھیرا اور اس کو بوسہ دیا۔ وہاں سے صفا کی طرف چلے اور
اس آیت کی تلاوت فرمائی۔ **إِنَّ الصَّغَا وَالْمَرْوَةَ مِن شَعَارِ الثَّوَقِ هَجْوُ الْبَيْتِ أَوْ عَقْرُ فَلَا**
جَنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَهْوِيَ بَهْمَا رِبَّ سَمَاءَ بَعْدَ آيَةٍ بیشک کو و صفا کو و مردہ خدا کی ملازمتوں میں سے
ہیں تو جو شخص کعبہ کا حج یا عمرہ کرے تو کوئی حرج نہیں یا صفا و مردہ کا طواف کرے۔ پھر کو و صفا پر چڑھ گئے اور
رُخ کی پانی کی طرف منہ کر کے خدا کی حمد شایا لائے اور اتنی دیر دعا کی کہ چٹنی دیر میں شہر شہر کر سورۃ بقرہ پڑھی جائے
پھر کو و صفا سے نیچے آئے اور کو و مردہ پر گئے اور جس قدر کو و صفا پر شہرے تھے اتنی ہی دیر کو و مردہ پر قیام
فرمایا۔ پھر کو و مردہ سے نیچے آئے اور صفا پر گئے اور وہاں تو قضا فرمایا اور دعا کی پھر مردہ پر آئے یہاں تک کہ سات
مرتبہ پڑھ لی سہی کی۔ جب فارغ ہوئے اور ابھی کو و مردہ پر کھڑے تھے کہ لوگوں کی طرف رُخ کر کے خدا کی حمد و
شایا لائے اور اپنی پشت کی جانب اشارہ کیا اور فرمایا کہ یہ جبریل ہیں اور کہتے ہیں کہ میں تم لوگوں کو حکم دوں کہ
جو شخص قربانی کا جانور اپنے ساتھ نہ لایا ہو وہ عمل ہو جائے اور اپنے حج کو عمرو سے بدل دے۔ اور اگر میں جانتا کہ
ایسا ہوگا تو میں بھی اپنے ساتھ قربانی کا جانور نہ لاتا اور ایسا ہی کرتا جیسا تم نے کیا۔ لیکن میں اپنے ساتھ قربانی لایا
ہوں اور دینے والے مالوں کے لیے سزاوارد نہیں کہ حج سے باہر ہو جائیں بیشک کہ وہ اپنے کے جانور اپنے مقام پر
نہ پہنچا دیں۔ جناب عمر نے کہا کہ ہم کیونکر حج کو تمام کر دیں حالانکہ ہمارے سر اسد بالوں سے قبل جنابت کا پانی
ٹپک رہا ہے۔ تو حضور نے فرمایا تم بھی حج تمتع پر ایمان نہ لاؤ گے۔ پھر سزاوارد مال کو بن جنت کثافی کھڑا ہو گیا اور

کہا یا رسول اللہ ہم نے اپنے دین کے احکام جانے اور سمجھنے کو آج پیدا ہوئے ہیں۔ یہ فرمائیے کہ آپ نے جو حکم دیا ہے وہ اسی سال کے حج سے مخصوص ہے یا ہمیشہ ہم کو حج تمتع کرنا چاہیے؟ حضرت نے فرمایا کہ اسی سال پر منحصر نہیں بلکہ ہر سال ہر ملک کے لئے یہ حکم جاری ہے۔ پھر اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسرے میں ڈال کر فرمایا کہ اس طرح حج میں عروہ قیامت تک کے لئے داخل ہے۔ اس وقت جناب امیرؒ بھی سے آئے کیونکہ آنحضرتؐ نے ان کو حج کے لئے ادھر سے ہی بلایا تھا۔ وہ جب حضرت فاطمہ کے گھر میں گئے دیکھا کہ وہ محلِ درج سے فارغ ہو چکی ہیں اور ان کے جسم سے خوشبو آرہی تھی۔ وہ رنگیں کپڑے پہنے ہوئے تھیں جناب امیرؒ نے پوچھا اسے فاطمہ یہ کیسا ہے۔ تم قبل از وقت کیسے حج سے فارغ ہو گئیں؟ جناب مصومہؒ نے فرمایا کہ آنحضرتؐ نے مجھے ایسا ہی حکم دیا ہے۔ یہ سنکر جناب امیرؒ حضرت رسولؐ کی خدمت میں آئے تاکہ حقیقت حال معلوم کریں عرض کی یا رسول اللہ میں نے فاطمہ کو دیکھا کہ محلِ درج سے فارغ ہو گئی ہیں یعنی حج کو تمام کر چکی ہیں رنگیں لباس پہنے ہوئے ہیں۔ حضرت نے فرمایا میں نے لوگوں کو ایسا ہی حکم دیا ہے۔ تم نے اسے علیٰ کس چیز پر احرام باندھا ہے؟ عرض کی حضورؐ کے مانند۔ حضرت نے فرمایا میری طرح اپنے احرام پر باقی رہو اور تم قرأتی کے چاندوں میں میرے ساتھ ایک ہو۔ حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس وقت کہ تہ میں تھے اپنے اصحاب کے ساتھ اہل بیٹھ میں ٹھہرے تھے کسی کے گھر میں قیام نہیں فرمایا تھا۔ جب ذی الحجہ کی آٹھویں تاریخ آئی نہ اہل آفتاب کے وقت لوگوں کو حکم دیا کہ غسل احرام کریں اور حج کا احرام باندھیں یہ ہے حق تعالیٰ کے ارشاد کے معنی جیسا کہ فرمایا ہے **فَاتَّبِعُوا مِثْلَهُ بِإِثْرِهِمْ رَسُولَ اللَّهِ** آیت ۲۱ اس متابعت سے مراد حج تمتع ہے۔ پھر حضرت اپنے اصحاب کے ساتھ تبلیغ کرتے ہوئے حج کے لئے روانہ ہوئے اور متی میں پہنچے۔ وہیں ظہر و عصر و مغرب و عشاء اور دوسرے روز صبح کی نماز بجاوائے۔ نوری ذی الحجہ کو حج اصحاب کے روانہ ہو کر عرفات میں آئے۔ قریش کی بدعتوں میں سے ایک یہ بھی تھی کہ وہ مشعر الحرام سے آگے نہیں بڑھتے تھے کہنے تھے کہ ہم ساکنانِ حرم ہیں۔ ہم حرم سے باہر نہیں جاتے۔ اور قدس سے تمام لوگ عرفات میں آئے تھے اور جب عرفات سے روانہ ہو کر مشعر میں آئے تھے تو قریش ان کے ساتھ مشعر سے متی میں آئے تھے۔ ان کو یہ امید تھی کہ آنحضرتؐ بھی ان کی موافقت کریں گے۔ مگر خدا نے یہ آیت نازل فرمائی۔ **ثُمَّ أَفْتَضُوا مِنْ حَيْثُ أَفْتَضَ النَّاسُ** آیت ۲۲ بعد از آیت ۲۱ یعنی اس جگہ سے تم لوگ روانہ ہو جہاں سے لوگ روانہ ہوتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا اس آیت میں لوگوں سے مراد جناب براہیمؑ و اسماعیلؑ و اسحقؑ علیہم السلام ہیں اور وہ انبیاء جو ان کے بعد مبعوث ہوئے تھے کہ وہ سب عرفات سے روانہ ہوتے تھے۔ جب قریش نے یہ دیکھا کہ جناب رسول خدا کا تہ مشعر الحرام سے عرفات کی طرف گزر گیا ان کے دلوں میں خدشہ پیدا ہوا اس لئے کہ ان کو امید تھی کہ حضرت بھی ان کے ساتھ ٹھہر جائیں گے اور عرفات میں نہ جائیں گے۔ لیکن حضرتؐ گمراہ ہو گئے اور پہلو کے درختوں کے برابر خمیہ برپا کیا۔ اور لوگوں نے اپنے اپنے خیمے حضرت کے خیمے کے گرد لگائے۔ جب زوالِ آفتاب ہو گیا حضرت نے غسل کیا اور قریش اور تمام لوگوں کے ساتھ عرفات میں داخل ہوئے۔ اس وقت تبلیغ قطع فرمایا اور اس مقام تک آئے جس کو حضرت کی مسجد کہتے تھے۔ وہاں کھڑے ہوئے اور لوگ آپ کے چاروں طرف کھڑے ہوئے۔ وہاں

حضرت نے خطبہ ادا کیا اور لوگوں کو خدا کے اور امر و نواہی بتائے۔ پھر لوگوں کے ساتھ ایک اذان اور دعا قامت سے نماز ظہر و عصر ادا کی اور محل وقوف پر گئے وہاں ٹھہرے اور لوگ حضرت کے آؤٹ کی طرف پہنچے اور اس کے نزدیک کھڑے ہوئے۔ حضرت نے آؤٹ کو بڑھایا اور وہ تمام لوگ بھی بڑے اہتاق کے گرد جمع ہو گئے۔ حضرت نے فرمایا ایتھا الناس موقف یہیں میرے نادر کے بیروں کے بیچے نہیں ہے بلکہ یہ تمام زمین موقف ہے اور شاہد اپنے دست مبارک سے کیا۔ یہ شکر لوگ ہر طرف منتشر ہو گئے۔ اس طرح لوگوں نے مشعر الحرام میں بھی کیا۔ فرض لوگ عرفات میں غروب آفتاب تک ٹھہرے۔ پھر حضرت نے سلمان بار کیا اور تمام لوگوں نے بھی بار کیا۔ حضرت نے ان کو توقف کرنے کا حکم دیا۔ جناب امام جعفر صادقؑ روایت ہیں کہ مشرکین آفتاب غروب ہونے سے پہلے سلمانؑ یا ان کے رواد جمع جاتے تھے۔ لیکن جناب رسولؐ خاتم النبیین کے خوف عمل کیا اور غروب آفتاب کے بعد رواد جمع ہونے لگے۔ فرمایا کہ لوگوں کو ٹھہروں کے دھانے کو نہیں کہتے اور نہ اونٹوں کے دھانے سے جو کچھ ہے۔ بلکہ خدا کا دل میں خوف رکھو اور مناسب طور سے چلو اگر وہاں کو پناہ ملے کہ کسی مسلمان کو اونٹ اور گھوڑے سے نہ روکو۔ حضرت اپنے نادر کی ہدایت اس قدر سمجھنے ہوئے تھے کہ قد تیز نہ چلے یہاں تک کہ نادر کا سر مسلمان سے لگ گیا تھا۔ فرماتے تھے کہ اے گرد و موم! ہمیں اس کی اختیار کرو یہاں تک کہ مشعر الحرام میں داخل ہوئے۔ پھر وہاں نماز مغرب و عشا ایک اذان اور دعا قامت سے ادا کی اور صلیت اسی جگہ بسر کی یہاں تک کہ نادر صبح بھی وہیں ادا فرمائی۔ اور صبح باشم کے پورے عرصے کو رات متی میں بھیج دیا تھا۔ دوسری روایت کے مطابق عورتوں کو رات کے وقت بھیجا تھا اور سامعہ بن زید کو ان کے ساتھ کر دیا تھا۔ اور ان کو حکم دیا کہ جہرہ عقبہ میں جب تک آفتاب نہ نکلے پھر نہ ماریں۔ جب سورج نکلا مشعر الحرام سے حضرت رواد جمع ہوئے اور متی میں قیام فرمایا۔ پھر جہرہ عقبہ میں سات پھر اس کے بعد وہاں کے آؤٹ جو حضرت اپنے ساتھ لائے تھے چڑھ کر یا چھپا سٹھ تھے اور جو امیر المؤمنینؑ لائے تھے چڑھ کر یا چھپا سٹھ تھے۔ دوسری روایت کے مطابق جناب امیرؑ آؤٹ نہیں لائے تھے اور حضرت علیؑ آؤٹ لائے تھے اور جناب امیرؑ کو اپنے ہاتھ میں شریک کر لیا تھا۔ بیعتیں آؤٹ آنحضرتؐ کو دیئے۔ پھر آنحضرتؐ نے چھپا سٹھ اونٹوں کو نحر فرمایا اور حضرت علیؑ نے چھپا سٹھ اونٹوں کو نحر کیا۔ حضرت کے حکم سے ان کا شور بانٹا دل فرمایا اور ان تمام اونٹوں کا گوشت کھایا اور کھل دیا۔ ان کی کھالیں اور اس کے پٹ کے ٹاٹ اور ہڈی وغیرہ مصالح کو نہیں دیئے بلکہ سب تصدق فرما دیا۔ پھر حضرت نے سر ہنڈایا اور اسی روز طواف خانہ کعبہ کی طرف متوجہ ہوئے اور طواف دسی میل لائے۔ پھر متی میں واپس آئے اور وہاں ۱۱۰۰ تاریخ تک ٹھہرے جو آخریام تشریق کے ہوتے ہیں۔ اسی روز عین جہرہ پر کنگر یا کھینکیں اور سلمانؑ بار کر کے کہہ رواد جمع ہوئے۔ جب اہل محل میں پہنچے تو عائشہؓ نے کہا یا رسول اللہؐ آپ کی تمام بیویاں حج و عمرہ اک ساتھ بھالاتی ہیں اور میں شرم محسوس کرتی ہوں۔ فرض حضرت نے اہل محل میں قیام فرمایا اور ان کے بھائی عبدالرحمنؓ کو ان کے ہمراہ بھیجا وہ ان کو تشہیم لے گئے اور حرام عروہ بانڈھا اور کھانہ کعبہ کا طواف کیا اور مقام ابراہیمؑ کے نزدیک دو رکعت نماز طواف ادا کی اور صفا و مروہ کے درمیان سی کی اور آنحضرتؐ کی خدمت میں واپس آئے۔ اور اسی روز کو حج کیا۔ نہ مسجد حرام میں

داخل ہوئیں، دیکھ کر طوف کیا اور جانے وقت مکہ کے بالائی حصہ عقبہ مدینہ سے داخل ہوئیں اور واپس ہوتے وقت ذی طوی مکہ کے زیریں جانب سے آئیں۔

مسند معتبر حضرت امام محمد تقی سے روایت ہے کہ قربانی کے روز مسلمانوں کا گروہ آنحضرت کی خدمت میں آیا اور بعض لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ ہم نے دی خبر سے پہلے قربانی کر دی۔ بعض نے کہا کہ ہم نے ذبح کرنے سے پہلے سر منڈوا دیا۔ ان میں سے بعض نے جو کام پہنچے کرنا چاہئے تھا اُس کو بعد میں کیا اور جو عمل بعد میں کرنا تھا اُسے پہلے بجا لائے۔ یہ سُنکر حضرت نے فرمایا چو نکہ نادانستگی میں کیلئے اس لئے کوئی حرج نہیں۔

کتاب حصال میں منقول ہے کہ حجۃ الوداع میں سحرة اذ ابجاء کھڑا اللہ و اقلعتم (یعنی) ایام تشریق کے دوسرے روز نازل ہوئی تو حضرت نے سمجھا کہ یہ آخری حج ہے۔ چونکہ وہ سحرة اس پر ولادت کرتا تھا کہ حضرت نے دین کے تمام کام رائج کر دیئے اور لوگوں کے کام سے فارغ ہو چکے۔ اللہ جلے ان کو اب تسبیح و استغفار کرنے کا حکم دیا ہے۔ تو آپ اپنے ناقہ خطبہ پر سوار ہوئے اور حمد و ثنائے الہی بجالائے اور فرمایا کہ ایہا الناس کہ جو خون نمانہ جاہلیت میں بہا گیا وہ صاف ہے اُس کا قصاص نہیں ہے۔ اور سب سے پہلے میں حادثہ بن ربیعہ بن حارثہ کا خون چھوڑتا ہوں جنہوں نے قبیلہ بنی ہذیل میں دودھ بیاتھا اور قبیلہ بنی لیث کے ان کو قتل کیا تھا یا اس کے برعکس۔ اسی سبب سے ان دونوں قبیلوں کے درمیان ہمیشہ جنگ ہوتی رہی۔ پھر فرمایا کہ ہر سود جو نمانہ جاہلیت میں قرار دیا گیا تھا باطل ہے اور سب سے پہلے میں عباس بن عبد المطلب کا سود برطرف کرتا ہوں جو لوگوں پر باقی ہے۔ ایہا الناس زمانہ بد گیا اور آج کا دن اُس روز کی طرح ہے جبکہ خداوند عالم نے آسمان و زمین خلق فرمائے اور ماہ و سال مقرر کئے۔ مہینوں کی تعداد اُسی روز باقیہ مقرر ہوئی جس روز خدا نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا۔ ان میں سے چار مہینے محترم ہیں جن کی رعایت لازمی ہے اور ان میں جنگ نہیں کرنا چاہیے۔ ان میں سے پہلا مہینہ رجب کہ جس کو عشر بھی کہتے ہیں جو جمادی الثانی اور شعبان کے درمیان ہوتا ہے۔ اور تین مہینے ذیقعدہ، ذی الحجہ اور محرم ہیں۔ لہذا ان مہینوں میں اپنے آپ پر ظلم و ستم مت کرنا۔ بیشک کسی یعنی حرام مہینوں کو ہر سال ایک مہینے کے بعد بڑھاتے رہنا زیادتی و ظلم زیادتی و ظلم ہے جیسا کہ زمانہ کفر میں لوگ کرتے تھے کہ ایک مہینے کو ایک سال حلال سمجھتے تھے اور دوسرے سال اُسی مہینے کو حرام قرار دیتے تھے اور اپنے خیال میں اس حد سے موافق کرتے تھے جس کو خدا نے حرام کیا ہے۔ یعنی اُن کی عادت یہ تھی کہ ایک سال محرم کو حرام قرار دیتے تھے اور دوسرے سال محرم کو اور محرم کو حلال کہتے تھے۔ اسی طرح ہر سال اپنی خواہش کے مطابق حرام مہینوں کو چند مہینوں میں مقرر کرتے تھے یہاں تک کہ حجۃ الوداع کے سال میں اُس کے موافق ہو گیا تھا جیسا کہ خدا نے مقرر فرمایا تھا اور حرام مہینے اپنی جگہ پر مقرر کیئے تھے۔ ایہا الناس! شیطان نا امید ہو گیا اس سے کہ قیامت تک تمہارے شہروں میں اس کی پرستش کی جائے لیکن شرک کے سوا دوسرے گناہوں پر ماضی ہے۔ ایہا الناس! تم میں سے جس کسی کے پاس کسی کی امانت ہو اُس کو واپس کر دو۔ دیکھو عورتیں تمہاری امیر ہیں تمہارے لائیت الہی کے طور پر اختیار کیلئے اور شریعت خدا کے مطابق ان کی شرعاً ہیں اپنے واسطے حلال کی ہیں۔ تو تمہارے ان پر چند حقوق ہیں اور اُن کے بھی

تم پر چند حقوق ہیں تمہارے حقوق میں سے انہر یہ ہے کہ دوسرے شخص کو تمہارے بستر پر نہ آنے دیں اور
 نیک لوگوں میں تمہاری نافرمانی نہ کریں۔ جب وہ اس طرح عمل کریں تو تم پر لازم ہے کہ ان کی خدمت کے مطابق کھانا
 اور کپڑا ان کے لئے بھیج دیا کر اور ان کو مارو نہیں۔ ایسا انسان اس میں دو چیزیں چھوڑتا ہوں اگر تم ان کو
 پکڑو تو کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ اور وہ کتاب خدا اور میری محبت میں لہذا ان کو مضبوطی سے اختیار کرو۔
 ایسا انسان آج کوں سادہ ہے؟ لوگوں نے عرض کی آج حرم روز ہے۔ پوچھا یہ کونسا مہینہ ہے عرض کی حرم
 مہینہ ہے۔ پھر فرمایا کہ یہ کونسا شہر ہے؟ عرض کی حرم شہر ہے۔ تو حضرت نے فرمایا بے شک خدا کے تمہارے خون
 اور مال وغیرہ اس طرح ایک دوسرے پر قیامت تک حرام قرار دیا ہے جبکہ خدا سے ملاقات کرو گے جس طرح
 آج کا وہی اس مہینے میں حرام قرار دیا ہے۔ لہذا میں نے تم سے جو کچھ کہا موجود لوگ غیر موجود لوگوں تک پہنچا دیں
 اس لئے کہ میرے بعد کوئی پیغمبر نہ ہوگا اور کوئی امت تمہارے بعد نہیں ہوگی۔ پھر اپنے انہوں کو حضرت نے
 اس حدیث پر کیا کہ نہ رسول کی سفیدی نمایاں ہو گئی اور فرمایا کہ خدا خدا کو گواہ رہنا کہ جو کچھ ان لوگوں پر تبلیغ کرنا
 چاہیے تمہارے کر دیا۔

کتاب خصائص میں ایسی حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چار عموں کا نام لے کر فرماتے تھے:

اور دوسرے سال عمو قضا، عمو جعوف اور عمو حجاج کے ساتھ۔
 کتاب صلی اللہ علیہ وسلم میں بسند مستبر حضرت صادق سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
 نے پوشیدہ میں حج کیلئے مدینہ ہجرت کی جب زمیں مشرق الحرام کے قریب پہنچے تھے سواری سے بیٹھے اترے تھے
 اور پیشاب کرتے تھے۔ راوی نے عرض کی کہ سبب سے ایسا کرتے تھے حضرت نے فرمایا اس سبب سے کہ وہ پہلی
 جگہ ہے جہاں تمہاری پرستش کی جاتی تھی۔ اس جگہ سے ایک بڑا پتھر نکلا اور اس سے قریش کے لئے ایک بڑا
 بیت اُبل تراش کر بنادیا گیا جس کو جناب امیر نے آنحضرت کے دوش پر بڑھ کر کعبہ کی چست سے بیچے بھینکا تھا۔ پھر
 حضرت کے حکم سے اس کو باب بنی شیبہ کے قریب دفن کر دیا گیا۔ اس سبب سے باب بنی شیبہ سے داخل ہونا
 سنت قرار پایا تاکہ اس کو ہمال کہیں۔

ایں حدیث نے بسند صحیح امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا نے
 قریش سے پوشیدہ میں حج کیلئے ان میں سے دس یا سات حج نبوت سے پہلے کھالے گئے اور آنحضرت چار سال
 کے تھے تو غار پر پڑے تھے۔ جبکہ جناب اوطالب کے ساتھ مقام مہری میں شام کی جانب گئے تھے جہاں قریش
 کے سے تہمت کے لئے جایا کرتے تھے۔

کھین اور شیخ طوسی نے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے مدینہ میں یا کربلا میں کیا تھا وہ جوت سے پہلے
 تمام حج بجالائے تھے۔ نیز جناب صادقؑ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا نے دس حج پوشیدہ کیے تھے
 سب سے پہلے آتر کر پیشاب کرتے تھے (جیسا کہ نو پر بیان ہوا) دوسری بہت سی سندوں سے روایت کی گئی ہے
 کہ حضرت نے میں حج کیلئے اور ہر ایک میں مشرک کے تنگ مقام پر آتر کر پیشاب کرتے تھے۔
 لے مولف فرماتے ہیں کہ آنحضرت کے حج کے متعلق جو مختلف حدیثیں وارد ہوئی ہیں ان میں سے رسانی بر صغیر آیتہ

کلیفنی نے بسند صحیح حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ حجۃ الوداع میں آنحضرتؐ کے اونٹوں کا نگراں جو تھا وہ ناجیہ ابن جندب خزاعی تھے اور جس نے آنحضرتؐ کے سر مبارک کے بال بنائے وہ عمر بن عبد اللہ تھے جو عدی بن کعب کی اولاد سے تھے۔ جس وقت کہ وہ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال بنا رہے تھے تو قریش نے کہا کہ تیرے ہاتھ میں رسول اللہ کے کالیں ہیں یا یہ کہ اس وقت آنحضرتؐ تیرے قبضہ میں ہیں اور تیرے ہاتھ میں تلوار بھی ہے۔ یہ سنکر عمرؓ نے کہا میں اس کو اپنے بچے خدا کا عظیم فضل سمجھتا ہوں۔ اس سفر میں عمرؓ آنحضرتؐ کے اونٹوں کے کجاوے اونٹوں پر باندھتے تھے۔ ایک سات آنحضرتؐ نے ان سے کہا کہ آج اونٹ کا کجاوہ ڈھیلنا بندھا ہوا ہے۔ عمرؓ نے کہا میرے باپ ماں آپ پر فدا ہوں میں نے بہت مضبوط باندھا تھا جس طرح ہر سات باندھا کرتا تھا۔ لیکن بعض لوگوں نے جو حضرتؐ کی خدمت کرنے کے سبب مجھ سے حسد رکھتے ہیں اونٹ کے تنگ کو ڈھیلنا کہہ دیا ہے تاکہ میرے بجائے آپ کسی دوسرے کو مقرر فرما دیں۔ حضرتؐ نے فرمایا میں ایسا نہ کروں گا اور تمہاری خدمت کسی دوسرے کو سپرد نہ کروں گا۔

بسمہ صحیح حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ تین عمرو بجالائے، ایک عمرو کا احرام عقلمان سے باندھا اور وہ عمرو مذہبی تھا۔ دوسرا جس کا احرام مجھ سے باندھا تھا وہ قضا کے عمرو مذہبی تھا۔ تیسرا وہ عمرو تھا جس کا احرام حیرانہ سے باندھا تھا جبکہ وہ خنیں سے مکہ واپس آ رہے تھے۔ دوسری موثق روایت میں فرمایا کہ تیغی عمر کے ماہ ذیقعدہ میں واقع ہوئے۔ دوسری روایت میں فرمایا کہ حضرت نے روٹی کے دو ٹکڑے لباس میں احرام باندھا جن میں سے ایک عمر کا تھا دوسرا ظفار کا ادا نہی دونوں کپڑوں میں حضرت کا کفن دیا گیا۔

بسنہ مقبر انبی حضرت سے روایت ہے کہ آنحضرت کعب بن عجرہ کی طرف سے گزے اُس کے سر سے جو نہیں ٹپک رہی تھیں اور وہ احرام باندھے ہوئے تھا۔ حضرت نے اُس سے پوچھا کہ یہ جو نہیں تم کو تکلیف دے رہی ہیں۔ اُس نے کہا ہاں۔ اُس وقت یہ آیت نازل ہوئی :- فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى قَرْنٌ شَأْسِمَ فَلْيُحَدِّثْ يُفِيدُ مَنْ جِئْنَاكَ بِالشَّيْءِ أَوْ لِحْمَانٍ فَادْفِنُوهُ ﴿۱۹﴾ سورۃ بقرہ پ ۲۷۔ پھر جب تم میں سے کوئی بیمار ہو یا اُس کے سر میں کوئی تکلیف ہو تو سر موٹوانے کا بدلہ، روضہ یا خیرات یا قربانی ہے۔ حضرت نے اسکو حکم دیا کہ سر موٹوانے اور تین دن روضے رکھے اور چھ مسکینوں کو صدقہ دے اور فرمایا کہ ہر مسکین کو دو مدد دیں اور قربانی کے واسطے ایک گوشت مندر فرمایا۔

بسنبد میں انہی حضرت سے روایت کی گئی ہے کہ جناب رسول خدا طواف کے وقت اپنے ناقہ قطبہ پر

(بقیہ کوشنہ ص ۱۱) ممکن ہے بعض تفسیر کی بناء پر محمول ہوں یا بعض عمرو کو بھی حج میں شمار کر لیا گیا ہو یا یہ
 کہ دس حجوں کی حدیث ان حدیثوں پر محمول ہو جو حضرت نبوت کے بعد بجالائے۔ اور آنحضرت کا پوسیدہ حج
 کرنا وجودیکہ کفار قریش کو حج پر کوئی اعتراض نہیں تھا یا اسی کی حیثیت سے تھا کہ کفار قریش حج غیر وقت میں
 کیا کرتے تھے یا ان بدعتوں کی اصلاح کی غرض سے تھا جو انہوں نے حج میں قائم کر رکھی تھی اور حضرت انہیں
 چاہتے تھے کہ ان بدعتوں میں ان کی موافقت کریں۔ ۳

سوار تھے اند ایک میڑھی لکڑی سے جڑا تھے جس نے ہونے کے بعد اسود کا استلام (پوسہ لینا) کرتے تھے اند
اس لکڑی کو چم لینے تھے۔

بسنید حسن و صحیح نام محمد باقرؑ اند نام حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ اسما بنت عیسیٰ نقاس میں جہا
ہوئیں سنی محمد بن ابی بکر بیدار میں تولد ہوئے جبکہ عتہ الدواع کے بے حضرت جاسے تھے۔ جب اسما نے چاہا
کہ ذی الحلیفہ سے احرام باندھیں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو حکم دیا کہ اپنی شرمگاہ میں
لٹے کی بھر لیں اس کا ایک کپڑا اس پر باندھ لیں اند حج کا احرام باندھ لیں۔ جب کہ ہم ان کے اند اعمال بگاڑنے
محمد بن ابی بکر انکارہ رفتہ کے تھے۔ حضرت نے اسما سے فرمایا کہ غسل کریں اند طواف کریں اند نماز طواف بجا
لائیں۔ اند ابھی زچہ کا خون اُنکا بند نہیں ہوا تھا۔

مرفحہ الدواع میں حضرت کے مجربات میں سے ایک مجزہ کتب منبرہ میں روایت کیا گیا ہے کہ کہ میں حضرت
کی خدمت میں ایک بچہ جسی مدفہ پیدا ہوا اور دیا گیا۔ حضرت نے اُس بچہ سے پوچھا میں کون ہوں وہ بچہ خدا کی
قدت سے بولا کہ آپ خدا کے رسول ہیں۔ حضرت نے فرمایا تو نے حج کہا خدا کے رکعت عطا فرمائے۔ پھر اس کے
بندہ بچہ جب تک بڑا نہ ہوا نہ بولا۔ اند آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کا اس میں یہ اثر ظاہر ہوا کہ وہ
مبارک کریم نامہ مستغنی تھا۔

شیخ مفید اند شیخ طبرسی نے خاص اند عام کے فرق سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ نے حج
بیت اللہ کا ارادہ کیا لوگوں کے درمیان حج کی نافرمانی جو تمام بعد اسلام میں پہنچی جس کو شکر اطراف و احوال
مدینہ سے بے شمار گروہ حضرت کے پاس جمع ہو گئے تو آنحضرتؐ بھیجیں مابو ذبیحہ کو مدینہ سے باہر نکلے۔ چونکہ
امیر المومنینؑ میں تھے انہوں نے آنحضرتؐ کو خط لکھا کہ میں باسیرت سے حج کے لئے حاضر ہوتا ہوں لیکن یہ
انہیں لکھا کہ میں نے کس قسم کے حج کا ارادہ کیا ہے۔ غرض کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حج قرآن کے ارادہ
سے روانہ ہوئے۔ اپنے ساتھ ہونے کے اُنٹ کئے رکھے اند ذی الحلیفہ سے احرام باندھا اند حضورؐ کے ساتھ
گالوں نے بھی احرام باندھا اند اول بیڑ میں ایک میل کے نزدیک سے تبلیہ کہنا شروع کیا کہ لوگوں نے یہی تبلیہ
آواز بتدی اند مدینہ اند کہ کہا میں صدائے تبلیہ باہم متصل ہو کر کراؤں اقیام تک پہنچی۔ کہ لوگ سوار تھے اند کچھ
پیدل تھے۔ پیدل چلنے والوں کو راستہ چلتا دُشوار جو رہا تھا اند وہ لوگ بہت تھے جو نے پریشان تھے تو
جناب رسول خداؐ سے پیدل چلنے کی شکایت کی اند حضرتؐ سے ساری طلب کی۔ آپؐ نے فرمایا ساری تو کوئی
نہیں ہے البتہ اپنی کمری حکم باندھ لو اند قدم برابر سے اٹھاؤ۔ جب انہوں نے اس پر عمل کیا تو ان پر پیدل چلنا
آسان ہو گیا۔ اند حضرتؐ جناب امیرؑ اند وہ لشکر جو آپؐ کے ساتھ تھا سب کہ کی طرف روانہ ہوئے اند وہ طے کر
اہل نجران سے حاصل کئے تھے اپنے ساتھ لارہے تھے۔ جب کہ کے قریب آنحضرتؐ پہنچے اند حضرتؐ سے جناب امیرؑ
بھی آئے اند اپنے لشکر سے پہلے آئے کہ جناب رسول خداؐ سے ملاقات کریں۔ اند اپنی جگہ پر ایک شخص کو لشکر
پر اپنا فہم مقام مقرر فرمایا۔ غرض کہ حضرتؐ رسول خداؐ کے کمرے پہنچے ہی امیر المومنینؑ بھی حضرتؐ کی خدمت میں
پہنچ گئے اور سلام عرض کیا اند جو کچھ وہاں کام کیا تھا حضرتؐ سے بیان کیا اند اہل نجران سے بطور جزیرہ جو کچھ

حاصل کیا تھا بیان کیا اور کہا کہ میں نے اپنے لشکر پر بہت کی تاکہ حضورؐ کی خدمت میں جلد حاضر ہو جاؤں۔
 جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور پوچھا کہ اے علیؑ تم نے کس جگہ کا احرام
 باندھا ہے؟ عرض کی چوٹکے میں نہیں جانتا تھا کہ حضورؐ نے کس جگہ کا احرام باندھا ہے اس لئے نیت یہ کی کہ جس
 جگہ کا احرام رسول خداؐ نے باندھا ہے اسی کا میں بھی باندھتا ہوں۔ اسی لئے ساتھ چوتیس اونٹ لایا ہوں۔
 حضرتؐ نے فرمایا اللہ اکبر میں اپنے ساتھ چھپا ستم اونٹ لایا ہوں اور تم چوتیس لائے ہو اور تم میرے حج
 اور مناسک اور قربانی میں میرے شریک ہو لہذا اپنے احرام پر باقی رہو عمل مت ہوو یعنی احرام مت کھو روایہ
 اور اپنے لشکر کے پاس واپس جاؤ اور جلد ان کو لے آؤ تاکہ مکہ میں ہم سب ایک ساتھ جمع ہو جائیں انشاء اللہ
 جناب امیرؓ آنحضرتؐ سے رخصت ہو کر اپنے لشکر کی طرف واپس روانہ ہوئے۔ تھوڑی دُور چلے گئے کہ لشکر سے مل گئے
 دیکھا کہ جو چلے آئے ان کے پاس رکھوائے گئے سب سفر بہن لے گئے ہیں۔ یہ دیکھ کر آپؐ کو بہت غصہ آیا اور ان لوگوں
 کے اس فعل کو نا پسند کیا۔ اللہ جس کو اپنا قائم مقام بنایا تھا اُس سے جواب طلب کیا کہ کس سبب سے تم نے تم
 ان کو دے دیئے قبل اس کے کہ آنحضرتؐ کی خدمت میں پیش کیئے جاتے حالانکہ میں نے تم کو اس کی اجازت
 نہیں دی تھی۔ اُس نے کہا کہ ان لوگوں نے مجھ سے خراسش کی کہ ان غلوں سے آراستہ ہو کر احرام باندھیں
 پھر محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو واپس سے دیں گے۔ پھر حضرتؐ نے ان لوگوں سے قہ قہ لے لئے اللہ
 سبحان میں باندھ دینے۔ اس سبب سے ان کے دلوں میں حضرتؐ کی طرف سے کینہ پیدا ہو گیا۔ مکہ میں پہنچے
 تو آنحضرتؐ سے جناب امیرؓ کی بہت شکایتیں کیں۔ جناب رسول خداؐ نے ان کے درمیان منادی کرانی کہ اپنی
 زبانوں کو مٹی میں ابی طالبؓ کی شکایت سے روک لو کیونکہ وہ خدا کی رضا کے معاملہ میں سخت ہیں اور دین خدا
 میں کسی کی مرقت نہیں کہتے۔ تو ان لوگوں نے حضرتؐ کی شکایت سے اپنی زبانیں بند کیں اور جناب رسول خداؐ
 کے نزدیک ان کی قدر و منزلت سمجھے کہ حضرتؐ اس پر غضبناک ہوتے ہیں جو ان کی شکایت کرتا ہے۔ جناب امیرؓ
 جناب رسول خداؐ کی تاشی میں اپنے احرام پر قائم رہے۔ مسلمانوں میں سے بہت سے لوگ ایسے ساتھ تھے
 جو ہیشے کے جانور نہ لائے تھے تو خدا نے یہ آیت نازل فرمائی: **وَأَقِمُوا الصَّلَاةَ وَالْحُمْرَةَ لِلَّهِ تَائِبِينَ**
 سجدہ بقرہ ۱۱۱ ایسی خدا کی خوشنودی کے لئے اپنے حج اور عمرہ کو تمام کر دو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ قیامت تک کینے
 عمرہ حج میں داخل ہو گیا اور اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسرے میں بوجست کر کے دکھایا۔ اور فرمایا کہ
 اگر میں جانتا کہ ایسا ہو گا ہرگز ہیشے کے جانور نہ لاتا۔ پھر منادی کرانی کہ تم میں سے جو شخص سیاق بندی
 نہ کیئے ہو وہ بخل ہو جائے اور اُس کو چاہیئے کہ اپنے حج کے احرام کو احرام عمرہ سے بدل دے اور جو شخص سیاق بند
 کیئے ہو اُس کو اپنے احرام پر باقی رہنا چاہیئے یہ سن کر کہ لوگوں نے اطاعت کی اور بعض لوگوں نے نہ مانا اور
 اس معاملہ میں لوگوں کے درمیان بہت اختلاف ہوا۔ بعض کہتے تھے کہ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال
 پریشان اور خباثت آلود ہیں ہم کیونکر بٹلے بٹلے کپڑے پہنیں؟ اپنی عورتوں سے مقاربت کریں اور خوشبو عذریل
 کی اپنے بدن پر مالش کریں۔ بعضوں نے کہا تم کو شرم نہیں آتی کہ مکہ سے عرفات کی طرف جاتے ہو حالانکہ
 تمہارے سروں سے غسل کا پانی ٹپک رہا ہے اور رسول خداؐ اپنے احرام پر قائم ہیں۔ یہ تنازعات سن کر آنحضرتؐ

نے ان کو بڑی تاکید فرمائی جو لوگ اس بارے میں مخالفت کر رہے تھے انہما فرمایا کہ اگر میں سیاق ہندی نہ کیے
 ہوتا تو میں بھی محل ہو جاتا اور اس کو عمرو سے بدل دیتا۔ لہذا جو شخص سیاق ہندی نہ کیے ہو اس کو چاہئے کہ
 محل ہو جائے۔ یہ سنکر بعض حق پرست آئے اور بعض بر خلاف قائم رہے۔ اور جو شخص کہ مخالفت پر ہمیشہ
 قائم رہا وہی رہا وہ عمر بن الخطاب تھے۔ حضرت نے ان کو بجایا اور فرمایا کہ اسے عمر کیا سبب ہے کہ تم محل نہیں
 ہوئے شاید سیاق ہندی تم نے کیا ہے۔ وہ بولے نہیں۔ تو حضرت نے فرمایا پھر کیوں محل نہیں ہوئے حالانکہ میں نے
 حکم دیا ہے کہ جو سیاق نہ کیے ہو وہ محل ہو جائے۔ کہا یا رسول اللہ جب تک آپ احرام میں ہیں میں محل نہ ہونگا
 یہ سنکر حضرت نے فرمایا تم کسی مرتے دم تک حج تمتع پر ایمان نہ لاؤ گے۔ اور جیسا کہ حضرت نے فرمایا تھا وہ حضرت
 حج تمتع کے منکر ہی رہے۔ یہاں تک کہ اپنے زمانہ خلافت میں ایک روز منہر ہو گئے اور حج تمتع سے لوگوں کو
 منع کر دیا اور سختی کی کہ کوئی شخص حج تمتع نہ بجا لے۔ چنانچہ حاصہ و عامر نے متواتر طریقوں سے روایت
 کی ہے کہ جناب عمرؓ نے کہا کہ وہ مدتہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں رائج تھے میں ان
 دونوں کو حرام کرنا ہوں اور جو محل میں گئے گا اس کو سخت سزا دیں گا۔ ایک مکتوفیہ دوسرے متذکر حج۔
 جب جناب رسول خدا اجمالی حج سے فارغ ہوئے امیر المومنین کو اپنے قربانی کے جانوروں میں شریک کیا
 پھر وہاں سے کوٹھ کے میدان کی طرف واپس روانہ ہوئے۔ جناب امیر اور تمام مسلمان حضرت کے ساتھ تھے
 جب آنحضرتؐ غدیر خم پر پہنچے جو اس زمانہ میں تافنوں کے ٹھہرنے کی جگہ نہ تھی اس لیے کہ وہاں پانی تھا نہ
 چراگا۔ تھی لیکن حضرت نے اس مقام پر قیام فرمایا اور تمام مسلمان بھی ٹھہرے۔ اور حضرت کے قیام کرنے کا
 سبب یہ ہوا کہ قرآن کی آیتیں نہایت تاکید کے ساتھ حضرت پر نازل ہوئیں کہ جناب امیرؓ کو اپنے بعد خلافت
 کے لیے مقرر فرما دیں۔ اور اس سے پہلے بھی اس بارہ میں آنحضرتؐ پر وحی نازل ہو چکی تھی لیکن ایسی تاکید و
 سختی نہ تھی۔ اسی لیے حضرت نے تاخیر فرمائی تاکہ ایسا نہ ہو کہ امت کے درمیان اختلاف ہو اور ان میں سے
 بعض لوگ دین سے منحرف ہو جائیں۔ اور خلافت عالم جانتا تھا کہ اگر غدیر خم سے گزر جائیں گے تو تمام مسلمان
 اپنے اپنے شہروں کو متفرق ہو جائیں گے۔ اس لیے خدا نے چاہا کہ اسی مقام غدیر پر مسلمان جمع ہو جائیں تاکہ تمام
 کے تمام امیر المومنین پر نص اچھوٹے ہوئے کسوں میں اور اس بارے میں حجت تمام ہو جائے اور مسلمانوں میں سے
 کسی کو کوئی غم باقی نہ رہے۔ اور یہ آیت نازل فرمائی۔ **يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ**
مِنْ رَبِّكَ لعلَّ يَتَّقُوا یعنی اے پیغمبر لوگوں کو وہ حکم پہنچا دو جو تمہارے پروردگار کی طرف سے رملی بن ابی طالب
 کی امت اور امت میں ان کو اپنا خلیفہ قرار دینے کے بارے میں تم پر نازل ہو چکا ہے۔ **وَأَنْ لَّا تَلْعَنُوا**
فَمَا بَلَّغْتُمْ وَمَا لَكُمْ أَنْ تَلْعَنُوا یعنی اللہ تعالیٰ سے اللہ تعالیٰ کے بارے میں سب سے زیادہ لعنہ آیت ہے اگر تم نے وہ حکم نہ پہنچایا تو
 خدا کی رسالت ہی ادا نہیں کی۔ اور غلام کو لوگوں کے مشرے سے محفوظ رکھے گا۔ اس میں تبلیغ کی تاکید فرمائی
 ہے اور آنحضرتؐ کو تاخیر کرنے سے ڈرایا ہے اور آنحضرتؐ کو لوگوں کے شرے سے محفوظ رکھنے کی ضمانت لے لی
 ہے۔ اسی سبب سے حضورؐ نے ایسے مقام پر قیام فرمایا جو ٹھہرنے کی جگہ نہ تھی اور تمام مسلمان بھی حضرت کے گرد
 جمع ہو گئے۔ اس سبب کہ شہادت کی نفی حضرت کے حکم سے ایک سختی کے نیچے کاٹے صاف کئے گئے اور

جس کو یہ سبب کہ حضرت نے تبلیغ کی تاکید فرمائی

جس کو یہ سبب کہ حضرت نے تبلیغ کی تاکید فرمائی

جس کو یہ سبب کہ حضرت نے تبلیغ کی تاکید فرمائی

جس کو یہ سبب کہ حضرت نے تبلیغ کی تاکید فرمائی

مؤنث کے کھادے ایک پر ایک رکھ کر منبر بنایا اور منادی کرا دی کہ سب لوگ حضرتؐ کے پاس جمع ہو جائیں۔ اُن میں سے اکثر گرمی کی شدت کے سبب اپنی چادروں کو پیروں میں لپیٹے ہوئے تھے۔ فرض جب لوگ جمع ہو گئے تو حضرتؐ اُن کھادوں کے منبر پر تشریف لے گئے اور امیر المؤمنینؑ کو اپنے پاس منبر پر طلب فرمایا اور اپنی داہنی جانب کھڑا کیا۔ پھر خطبہ پڑھا جس میں حمد و ثنائے الہی اور انبیاء اور علیہ السلام کو مخاطبہ کیے اور اپنی وفات کی لوگوں کو اطلاع دی کہ مجھ کو دو گھوڑے العزت میں طلب کیا گیا ہے اور غریب میں خدا کی طلبی کو منظور کروں گا۔ وقت وہ آ گیا ہے کہ میں تم لوگوں سے جدا ہو جاؤں گا اور اس دار فانی کو وداع کروں گا اور آخرت کے درجات عالیہ کی طرف رحلت کروں گا۔ اور یقیناً تم میں ایسی چیزیں چھوڑتا ہوں کہ اگر اُن سے متشکک ہو گئے تو میرے بعد کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ وہ کتاب خدا اور میری عزت ہے جو میرے اہلبیتؑ ہیں۔ اور یقیناً یہ دونوں پس سے جدا نہ ہوں گی یہاں تک کہ دونوں میرے پاس حوض کوثر پہنچیں۔ پھر باذان بلند اُن لوگوں سے سوال کیا کہ کیا میں تمہاری جانوں پر تم سے زیادہ حق نہیں رکھتا؟ تمام مسلمانوں نے جواب دیا خدا گواہ ہے کہ آپؐ کو ہم پر ہم سے زیادہ حق ہے۔ یہ سنکر آنحضرتؐ نے امیر المؤمنینؑ کا بازو پکڑ کر اُن کو اس حد تک اٹھایا کہ حضرتؐ کی زیر بٹنل کی سفیدی نمایاں ہو گئی۔ اور فرمایا کہ میں جس کا مولا اور اُس کے نفس کا مالک ہوں اُس کا یہ علیؑ بھی مولا اور اُس کے نفس سے اُس پر زیادہ اختیار رکھنے والا ہے۔ خدا و ملائکہ دوست رکھو اُس کو جو علیؑ کو دوست رکھے اور دشمن رکھو اُس کو جو علیؑ کو دشمن رکھے اور مدد کر اُس کی جو علیؑ کی مدد کرے اور چھوڑ دے اُس کو جو علیؑ کو چھوڑ دے۔ یہ فرما کر حضرتؐ منبر سے نیچے اُتر آئے۔ وقت زوال کے قریب ہو چکا تھا اور گرمی کی بے حد شدت تھی۔ حضرتؐ نے دو رکعت نماز ادا کی اسے میں زوال آفتاب ہو گیا۔ مؤذن نے اذان دی اور حضرتؐ نے سب کے ساتھ نماز ظہر ادا فرمائی اور اپنے خیمہ میں واپس آئے۔ اور حکم دیا تو لوگوں نے حضرتؐ کے خیمہ کے پاس ہی ایک غیر امیر المؤمنینؑ کے واسطے نصب کیا۔ جناب امیرؑ اُس میں بیٹھے۔ جناب مرد و زنانہ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ جو حق اُن حضرتؐ کی خدمت میں جائیں اور اُن جناب کو امامت و خلافت کی تہنیت اور مبارکباد دیں اور مومنین کی بادشاہی اور امیرؑ ہونے پر اُن کو سلام کریں اور کہیں اَلْسَلَامُ عَلَیْکَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ یہ حکم سنکر تمام مسلمانوں نے اُٹھ کر اُٹھ کر اُن کے پاس آئے اور حضرتؐ نے اپنی بیویوں اور تمام مسلمانوں کی حمد توں کو حکم دیا کہ حضرتؐ علیؑ کو اُن کے پاس جا کر تہنیت اور مبارکباد دیں اور امامت مومنین پر اُن کو سلام کریں۔ تو سب نے تسبیح کی اور ان تمام لوگوں میں سب سے زیادہ اہتمام عمر بن خطابؓ نے کیا اور دوسروں سے زیادہ خوشی اور مسرت کا اظہار کیا۔ اور مبارکباد دینے کے سلسلہ میں جناب امیرؑ سے کہا۔ بِحَقِّ بَیْعَتِکَ یَا عَلِیُّ اَصْبَحْتَ مَوْلَاکَ وَ مَوْتِکَ مَوْتِیْ وَ مَوْتِیْ مَوْتِیْ وَ مَوْتِیْ مَوْتِیْ۔ یعنی مبارک ہو مبارک ہو تم کو اسے علیؑ آج تم نے صبح کس قدر مبارک منہ دیکھا کہ تم میرے آقا اور ہر مومن و مومنہ کے آقا ہو گئے۔ حسان بن ثابتؓ آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے اور اجازت طلب کی کہ ایک قصیدہ امیر المؤمنینؑ کی مدح میں لکھیں جس میں فدیہ کا واقعہ اور اُن جناب کا خلافت کے لئے منتخب کیا جانا اور وہ وفائیں جو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن حضرتؐ کے حق میں فرمائی ہیں ذکر کریں۔ حضرتؐ نے اجازت دی تو وہ ایک بلندی پر آئے۔ وہ مشہور قصیدہ باذان بلند لوگوں کو سنایا جس کا تذکرہ

بطریق متواتر فائدہ حاصل کرنے کیا ہے۔ جناب رسولِ خدا نے خُشانی کی تعریف کی اور فرمایا اے خُشانی تم ہمیشہ روح القدس سے تائید یافتہ رہو گے جب تک اپنی زبان سے ہماری مدد کرتے رہو گے۔ اور یہ اس لئے آنحضرتؐ کا تھا اس پر کہ وہ امیرِ المؤمنین کی ولایت پر قائم رہا کرتے رہے۔ چنانچہ اس کا اثر حضرت کی خدمت کے بعد ظاہر ہوا۔

سید ابی طاووس اور شیخ احمد بن ابی طالب طبرسی وغیرہم اور فاضلہ اور فاضلہ کے محدثین نے متعدد طریق سے جناب امام محمد باقرؑ سے سعادت کی ہے کہ جب جناب رسولِ خدا تمام شرائع دین لوگوں کو پہنچانے کے لئے آئے تھے اور ولایتِ امامِ مہم علی بن ابی طالب کے تو جبریلؑ نازل ہوئے اور کہا اے پیغمبر آپ کو خُشانی عالمِ اسلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ میں نے کسی پیغمبر کو دنیا سے نہیں اٹھایا مگر اپنے دین کو تمام اور اپنی جنتوں کو بڑا کرنے کے بعد۔ لہذا اچھی دو عظیم باتیں یہ تھیں چاہئے تو تم اپنی قوم کو خصوصاً وہ باتیں پہنچا دو۔ ایک مریضہ حج دو سہ ماہیہ سے بعد فریضہ ولایت و خلافت ہے۔ کیونکہ میں نے کسی زمین کو اپنی حجت وادی سے خالی نہیں رکھا ہے اور آئندہ بھی قیامت تک خالی نہ رکھوں گا۔ لہذا اس وقت آپ کو خدا کا حکم یہ ہے کہ فریضہ حج لوگوں کو تعلیم فرمائیں۔ لہذا حج کو روانہ ہوں اور آپ کے ساتھ ہر اس مسلمان کو حج کے لئے جانا چاہئے جس کی خدمت اور استطاعت ہو جو لوگ یہاں موجود ہیں یا مدینہ کے اطراف میں ہیں یا یثرب میں سب کو مسائل حج تعلیم فرمائیں جس طرح ان کو نماز و صدقہ و زکوٰۃ وغیرہ کی تعلیم دی ہے لہذا حج کے ارکان وغیرہ بھی تعلیم فرمائیں۔ غرض پیغمبر نے لوگوں کے درمیان منادی کا وہی کہ پیغمبر خدا حج کے لئے جلتے ہیں اور جلتے ہیں کہ تم لوگوں کو مناسک حج تعلیم فرمائیں۔ پھر آنحضرتؐ اور آپ کے ساتھ لوگ مدینہ سے روانہ ہوئے اور آنحضرتؐ کے تمام افعال و حرکات و سکنات کو بخور دیکھنے جاتے۔ جو کچھ حضرت عمل کرتے وہ لوگ بھی آپ کی متابعت کرتے یہاں تک کہ حضرت نے ان لوگوں کے ساتھ حج ادا کیا حضرت کی خدمت میں مدینہ والے اور اس کے اطراف و جوانب کے لوگ اور اہل عرب جملہ ستر ہزار اشخاص تھے یا اصحاب جناب ہوئے کی تعداد سے زیادہ جو ستر ہزار تھے اور جناب ہوئے نے طہارت ہادی کی بیت ان سے لی تھی۔ اور ان لوگوں نے بیت توڑ کر گو سالہ اور سامری کی متابعت کی۔ اس بطور جناب رسولِ خدا نے علی بن ابی طالب کی خلافت کے لئے ایک جماعت سے بیت لی جو طہارت ہوئے کے اصحاب کی تعداد کے برابر تھے۔ اور ان لوگوں نے بھی جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد بیت توڑی اور اس اُمت کے گو سالہ اور سامری کی متابعت کی جو فلاں اور فلاں مشہور ہیں۔ یہ پیغمبر کی گزشتہ امتوں کی مخالفت میں اور ایک نظیر تھی سابقہ گمراہوں کی۔

جب آنحضرتؐ حج کے لئے روانہ ہوئے لوگوں کی کثرت و حرم کے سبب تعلیم کی آواز کم و بیش کے درمیان متصل ہو کر گونجی۔ جب آنحضرتؐ نے عزت میں تمام فرمایا جبریلؑ نازل ہوئے اور کہا اے محمدؐ خداوندِ عالمیہ آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ آپ کی وفات قریب ہے گئی ہے اور آپ کی عمر آخر ہو چکی ہے لہذا اپنے عہد کو پورا کیجئے اور اپنی وصیت کو آگے بڑھائیے اور جو کچھ آپ کے پاس علوم ہیں جو میں نے آپ پر نازل کئے ہیں اور گزشتہ پیغمبروں کے علوم سب کے سب اپنے وحی اور غیب کو سپرد کر دیجئے جو میری مخلوق پر

میری حجت بالغہ ہے یعنی علی بن ابی طالب کو اور ان کو ایک فلم اور لوگوں کے درمیان ایک نشان قرار دیجئے جس سے لوگ راہ ہدایت پائیں گے۔ اور ان کی اطاعت اور پیمان اور بیعت لوگوں پر تازہ کیجئے اور ان کو وہ عہد و پیمان جو میں نے ان سے اپنی بیعت و میثاق اور پیمان مضبوط کیئے تھے اور وہ عہد جو ولایت و امامت علی بن ابی طالب کے بارہ میں کہ میرا دوست ہے اور ان لوگوں کا بلکہ ہر مومن و مومنہ کا مولا ہے میں نے پہلے سے بھیجا ہے یا دولا ئے اور مضبوط کیجئے اس لئے کہ میں نے اپنے کسی پیغمبر کی روح قبض نہیں کی مگر بعد اس کے جبکہ اپنے دین کو کامل کر لیا اور اپنی نعمتیں پوری کر دیں اس شرط پر کہ میرے دوستوں سے محبت اور میرے دشمنوں سے عداوت رکھیں۔ اور یہی میری توحید پرستی اور میل دین ہے اور میری مخلوق پر میری رحمت کا پورا ہونا میرے ولی کی متابعت اور اطاعت کرنے سے ہے۔ اور یہ اس لئے ہے کہ میں زمین کو بطریق ہادی کے کبھی خالی نہیں چھوڑتا۔ لہذا آج میں نے آپ کے واسطے آپ کا وین کامل کیا اور اپنی نعمتیں آپ پر ہادی کیں اور آپ کے واسطے اپنے ولی علیؑ کی ولایت و محبت کے ساتھ دین اسلام کو پسند کیا جو میرا بندہ اور میرے پیغمبر کا وصی اور اس کے بعد خلیفہ اور میری حجت کا ملکہ میری مخلوق پر ہے جس کی اطاعت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہے اور ان کی اطاعت میری اطاعت ہے۔ جو جس نے علیؑ کی اطاعت کی تو اس نے میری اطاعت کی اور جس نے ان کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔ میں نے اس کو ایک فلم اور نشان اپنے اور اپنی مخلوق کے درمیان قرار دیا ہے۔ جس نے اس کو پہچانا وہ مومن ہے جو شخص اس کا منکر ہے کافر ہے۔ اور جو شخص کسی دوسرے کو بیعت میں اس کے ساتھ شریک کرے وہ مشرک ہے۔ اور جو شخص اس کی ولایت اور امامت کے اعتقاد کے ساتھ میرے پاس گئے گا وہ داخل بہشت ہوگا اور جو شخص اس کی عداوت کے ساتھ آئے گا جہنم میں جائے گا۔ لہذا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علیؑ کو میری مخلوق کے درمیان فلم (نشان) قرار دیجئے اور ان لوگوں سے اس کی بیعت لیجئے اور یلوقہ عہد و پیمان جو (مذہب الست) میں ان سے لے چکا ہوں ان کو یاد دلایئے۔ بیشک میں آپ کو دنیا سے اٹھانے والا ہوں اپنے جملہ رحمت میں طلب کرنے والا ہوں۔ یہ احکام سن کر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قوم سے خوفزدہ ہوئے کہ ایسا نہ ہو کہ اہل شقاق و فحاشی پاگندہ ہو جائیں اور اپنی جاہلیت اور کفر کی طرف پلٹ جائیں۔ کیونکہ آنحضرتؐ جانتے تھے کہ ان کو علیؑ سے کس وجہ عداوت ہے اور ان کی طرف سے ان کے دلوں میں کس قدر کینے بھروسے ہوئے ہیں۔ لہذا جبریلؑ سے فرمایا کہ حق سبحانہ و تعالیٰ سے سوال کریں کہ مجھ کو منافقوں کے شر سے محفوظ رکھے اور آنحضرتؐ اس کا انتظار کر رہے تھے کہ جبریلؑ فعلی جانب سے حفاظت کی خوشخبری لے کر آئے۔ لہذا آنحضرتؐ نے مہر جیف تک اس فلم کی تبلیغ طوی فرمائی۔ پھر مسجد خیف میں جبریلؑ علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا کہ عہد ولایت کی تبلیغ فرمائیں اور علیؑ علیہ السلام کو اپنا قائم مقام بنالیں۔ لیکن محافظت کا وعدہ بیان نہ کیا جو حضرتؐ نے طلب کیا تھا اس لیے حضرتؐ نے پھر تاخیر فرمائی اور کراخ العظیم تک پہنچے جو کہ اللہ ربہ کے درمیان ہے۔ وہاں پھر جبریلؑ نازل ہوئے لیکن حفاظت کی نیت نہ تھی تو حضرتؐ نے فرمایا کہ اے جبریلؑ میں اپنی قوم سے ڈرتا ہوں کہ وہ میری تکذیب کریں گے اور علیؑ کے پاس سے میرا قول تسلیم نہ کریں گے پھر وہاں سے کوٹا کیا اور مقام غدیر خم تک پہنچے جو جحفہ سے تین میل

پہلے ہے تو جبریل علیہ السلام نازل ہوئے جبکہ وہ پہر ہو چکی تھی اور حکم تاکید ہی نہایت سخت اور سنا نہیں دشمنوں کے شر سے حفاظت کے وعدہ کے ساتھ لائے اور کہا یا رسول اللہ صلوٰۃ علیہ وسلم وعلیٰ آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ اے جبریل بندگان! علی کے بارے میں جو حکم تم پر نازل ہو چکا ہے اس کی تبلیغ کرو۔ اگر نہ کیا تو خدا کی رسالت ہی نہ پہنچائی! اور خدا تم کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا۔ حضرت کے ہمارا میں کا پہلا قافہ جبریل تک پہنچا تھا۔ جبریل نے صورت سے کہا کہ جو لوگ آگے چلے گئے ہیں ان کو واپس بلا لیجئے اور جو لوگ پیچھے رہ گئے ہیں ان کو آگے نہ جانے دیجئے جب تک کہ علی کو خوفت کے لئے مقررہ فرمائیں اور علی کی شان میں جو کچھ خدا نے بھیجا ہے لوگوں تک نہ پہنچا دیں۔ اور اطمینان دلو یا کہ خداوند عالم آنحضرت کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا۔ جب آنحضرت کو دشمنوں کے شر سے حفاظت کا وعدہ خدا کی جانب سے پہنچ گیا تو منادی کرائی کہ تمام لوگ آنحضرت کے پاس جمع ہوں اور آگے بڑھ جانے والوں کو واپس بلا لیا اور اسی لوگوں کو روک لیا۔ جبریل نے خدا کی طرف سے حضرت کو بتایا کہ دامنہ راہ کی جانب متوجہ ہوں جہاں اب مسجد غدیر ہے۔ وہاں چند خاد و خدمت تھے حضور کے حکم سے ان دشمنوں کے نیچے صفائی کی گئی اور چند پتھروں کو اکٹھا کر کے منبر بنایا گیا تاکہ لوگوں سے خطاب فرما سکیں۔ فرض اب یہ مقام پر سب لوگ جمع ہوئے اور جو لوگ آگے بڑھ گئے تھے واپس آگئے۔ آنحضرت اس منبر پر تشریف لے گئے اور حمد و ثنائے الہی بجالائے۔ فرمایا کہ حمد و ہر طرح کی تعریف اس خدا کے لئے ہے جو اپنی یکتائی میں بلند مرتبہ ہے اور اپنی قدرت سے مخلوق سے نزدیک ہے۔ اور اپنی بادشاہی میں سب سے بڑا ہے اور تمام مخلوقات میں اس کی حکمت ظاہر ہے اور اس کا علم تمام چیزوں پر محیط ہے۔ اس نے اپنی قدرت اور اس کے اظہار کے لئے تمام خلق کو مغلوب و مقہور کر رکھا ہے۔ وہ ہمیشہ بلند و بلند ہے اور ہمیشہ حمد و ستائش کا مستحق ہے۔ بلند آسمانوں کا پیدا کرنے والا زمین پست کا وسیع کرنے والا ہے۔ اس کی جلالت و قدرت اس کے آسمانوں میں ظاہر ہے۔ وہ بڑا نیکل سے بے انتہا مقدس و پاک ہے اور عیبوں سے منزہ و بری ہے۔ فرشتوں اور بندہ محل کا ہمہ دگار ہے اپنی تمام مخلوق پر فضل کرنے والا ہے اور نعمتیں عطا کرتا ہے اس کو جس کو اپنی بارگاہ و جلالت کے نزدیک مقرب قرار دیتا ہے۔ اور تمام آنکھوں کو دکھاتا ہے کوئی آنکھ اس کو نہیں دیکھ سکتی۔ کریم ہے، بڑا دانا ہے، صاحب علم و دان ہے۔ اس کی رحمت تمام چیزوں کے اوپر ہے اور اپنی نعمت کے ساتھ تمام چیزوں پر احسان کئے ہوئے ہے اپنی عدالت سے بندوں سے انتقام نہیں لیتا بلکہ تفضیل کرتا ہے اور عذاب کے مستحقین پر عذاب میں سبقت نہیں کرتا۔ وہ لوگوں کے دلوں کے رازوں کا جاننے والا ہے اور ان کے دلوں پر مطلع ہے کوئی پوشیدہ چیز اس سے چھپا ہوئی نہیں ہے اور کوئی امر مخفی اس پر مستحب نہیں۔ ہر چیز کا احاطہ کئے ہوئے ہے اور سب پر غالب ہے اور ہر چیز سے زبردست ہے اور ہر چیز سے طاقت والا ہے۔ کوئی چیز اس کے مثل نہیں ہے اس نے تمام چیزوں کو پیدا کیا جبکہ کوئی چیز نہیں تھی۔ وہ ہمیشہ رہنے والا ہے جس کو زوال نہیں ہے۔ وہ لوگوں میں عدالت کے ساتھ قائم ہے۔ سوائے اس کے کوئی خدا نہیں۔ وہ جو ارادہ کرتا ہے اس پر غالب ہے اس کے تمام کام حکمت و صحت پر مبنی ہیں وہ اس سے بلند تر ہے کہ حکمیں اس کو ادا کر سکیں اور وہ عقول کا ادا کرنے والا ہے اور وہ امور کے لطائف سے آگاہ ہے اور اس شیا کے دقائق و راز بھی اس سے آگاہ ہے اور امور کی پوشیدہ حقیقت

پر مطلع ہے کوئی شخص زندہ نہ مشاہدہ و معائنہ اس کی مدح نہیں کر سکتا اور کوئی نہیں جانتا کہ وہ آشکارا اور پوشیدہ کیسے ہے مگر جس طرح اس نے خود بتا دیا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہی خدا ہے اس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے اور نہ کوئی معبود اس کے سوا پرستش کے قابل ہے۔ اس کے آثار قدس و توفیق سے عالم بھرا ہوا ہے اور ظاہری نور ازل سے ابد تک کو روشنی کئے ہوئے ہے۔ وہ خدا وہ ہے جو کسی صاحبِ کمال کے مشورہ کے بغیر اپنا حکم جاری کرتا ہے۔ تقدیر میں اس کے ساتھ کوئی اس کا شریک و ہم نہیں۔ اس کی تدبیروں میں کوئی نقص و فرق نہیں ہوتا۔ جس چیز کو پیدا کیا اس کی صورت بنائی بغیر اس کے کہ کوئی مثال اس کے سامنے ہو اور جو کچھ پیدا کیا بغیر کسی کی مدد کے پیدا کیا یا اس کو اس میں کوئی مشقت ہوئی ہو یا اس میں کچھ غم و غم کی جو بلکہ صرف اپنی قدرت سے پیدا کیا توفیق و حمد میں آگئیں۔ وہ تمام چیزوں کو قدم کی پوشیدگی سے وجود میں لایا تو وہ ظاہر ہو گئیں لہذا پیدا کرنے والا وہی ہے اس کے سوا کوئی نہیں۔ اس نے اپنی صفات بہت بہتر بتائیں اور یہ احسانات کئے ہیں۔ وہ ایسا عادل ہے کہ ہرگز ظلم نہیں کرتا۔ اور وہ سب سے زیادہ کریم ہے کہ تمام ائمہ اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ ایسا خدا ہے کہ ہر شے اس کی بلندی کے سامنے پست ہے اور ہر شے اس کی سلطنت و ہیبت کے سامنے جھکی ہوئی اور سسرگوں ہے۔ وہ ملکوں کا مالک ہے اور آسمانوں کا بلند کرنے والا اور غفلت کیلئے آفتاب کا تیز کرنا ہے کہ ہر وقت مقررہ پر جاری رہتا ہے۔ وہ پردہ شب کو دھونے کے چہرہ پر کھینچ دیتا ہے اور دن کی چادر رات کے منہ پر ڈال دیتا ہے ایسی حالت میں کہ دن رات کو طلب کرتا ہے۔ ہر کینہ پرور سرکش کا سر غرقِ توشہ کرنے والا اور ہر باغی شیطان کا ہلاک کرنے والا ہے۔ اس کی کوئی نظیر اور مثال نہیں۔ وہ یکتا ہے۔ حاجتوں میں تمام خلق کا مقصود ہے۔ وہ کسی کا باپ نہیں اور نہ کسی سے پیدا ہوا ہے۔ اس کے لئے کوئی بیماری نہیں ہے۔ کوئی اس کا ہمسرد و مقابل نہیں۔ وہ یکتا معبود اور بڑا مددگار ہے۔ جو ارادہ کرتا ہے عمل میں لاتا ہے جو چاہتا ہے حکم کرتا ہے اور تمام چیزوں کا جتنے والا ہے۔ ہر چیز کا احصا کرنے والا ہے۔ وہ مار ڈالتا ہے اور مرنے کے بعد زندہ کرتا ہے۔ وہی فقیر و غنی کرتا ہے وہی ہنسنا تا انداز کرتا ہے۔ وہی ایک دوسرے کو باہم نزدیک و دور کرتا ہے۔ کبھی اپنی بخششیں روک دیتا ہے اور کبھی عطا فرماتا ہے۔ بادشاہی اسی کے لئے مخصوص ہے۔ وہی تمام تعریفوں کا مناد و ارستہ۔ ہر طرح کی بھلائی اسی کے اختیار میں ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔ وہی تاکوں میں اور دلی کوئی نہیں۔ قائل کرتا ہے بیشک وہی غالب اور بخشنے والا اور وہ غفلتوں کا قبول کرنے والا ہے اور بڑی بخششیں کرنے والا ہے۔ نفوس کا احصا کرنے والا اور جن و انس کا پالنے والا ہے۔ کوئی امر اس کے لئے مشکل نہیں۔ اور فریاد کرنے والوں کی آواز داری اس کو اذیت نہیں پہنچاتی اور گڑگڑانے والوں کی آواز اس کو دل تنگ نہیں کرتی۔ نیکیوں کی حفاظت کرنے والا اور نجات پانے والوں کو توفیق دینے والا ہے۔ موتوں کا آقا اور تمام عالمین کا پروردگار ہے۔ وہ خدا ہی ہے جو اپنی تمام مخلوقات کے نزدیک نعمتوں کے وقت اللہ بلاؤں کی حالت میں اور سختی اور امید میں حمد و شکر کا مستحق ہے۔ میں اس پر اس کے فرشتوں اور کتابوں اور رسولوں پر ایمان لایا ہوں اس کا حکم سننا اور اس کی اطاعت کرنا ہوں اور ہر اس چیز کی طرف سبقت کرنا ہوں جس کو وہ پسند کرتا ہے اور اس کی فرمانبرداری میں رغبت کی وجہ سے اور

ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ جنتیم کان ہے یعنی ہر ایک کی بات سن لیتا ہے اور مانی لیتا ہے۔ اسے رسول کہہ دو کہ وہ تمہارے لئے بھلائی ہی کا نیتنے والا ہے۔ وہ خدا پر ایمان رکھتا ہے اور مومنین کی باتوں کی تصدیق کرتا ہے پھر حضرت نے فرمایا کہ اگر چاہوں تو ان منافقوں کے نام بھی بنا سکتا ہوں ان کی طرف اشارہ کرنا چاہوں تو کر سکتا ہوں اور اگر ان کو پہچنانا چاہوں تو پہچان بھی سکتا ہوں لیکن خدا کی قسم ان کے معاملات میں مہربانی برتتا ہوں اور ان کو رخصت نہیں کرنا چاہتا۔ اور ہر وجود ان تمام باتوں کے جو میں نے کہیں ماننا ہوں کہ خاصہ اخیر اس حکم کی تبلیغ کے راضی نہ ہو گا جو محمد پر نازل فرمایا ہے۔ پھر حضرت نے دوبارہ اسی آیت ہولم کی تلاوت فرمائی اور کہا ایتھا اناس آگاہ ہو جاؤ کہ خداوند عالم نے تمہارا حاکم علی کو مقرر فرمایا ہے۔ وہ تمہارا ولی اور تمہارا امر کا سب سے زیادہ مستحق ہے تمہارا امام و پیشوا ہے اور خدا نے اس کی اطاعت تمام جہا جہیں و افراد پر فرض کی ہے اور اس گروہ و جماعت پر جو جہا جہیں و انصار کی شکل میں متابعت کرتے ہیں اور ہر شہر و قریہ میں بسنے والوں پر اور تمام عرب و عجم والوں پر اور ہر بندہ و آزاد پر اور ہر چھوٹے اور بڑے پر اور ہر سفید و سیاہ پر اور ہر اُس شخص پر جو خدا کی اس کی وحدانیت کے ساتھ پرستش کرتا ہے۔ خدا کا حکم نافذ ہے اور اُس کا ارشاد جاری ہے اور اُس کا فرمان اٹل ہے۔ جو شخص اس کی یعنی علی کی مخالفت کرے گا وہ ملعون ہے اور جو شخص اس کی متابعت کرے گا اُس پر خدا کی رحمت ہے اور جو شخص اس کی تصدیق کرے گا اور اس کی بات سننے کا اور اطاعت کرے گا خداوند کریم اُس کی بخشش کرے گا۔ اے گروہ مردمان یہ آخری موقع ہے کہ میں ایسے مجمع میں کھڑا ہوں لہذا میری بات سنو اور اطاعت کرو اور خدا کے حکم کی فرمانبرداری کرو۔ بیشک حق تعالیٰ تمہارے نفسوں کا مالک ہے وہ تمہارا پیدا کرنے والا ہے۔ اُس کے بعد اُس کا رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہاری جانوں کا مالک ہے اور وہ تمہارے سامنے کھڑا ہے اور تمہاری مصیحتوں اور بھلائیوں کا قائم کرنے والا ہے اور جو کچھ تمہارے واسطے فروری ہے وہ تم کو بتو رہا ہے۔ پھر میرے بعد تمہارا حاکم علی ہے وہ خدا کے حکم سے تمہارا پیشوا ہے۔ اُس کے بعد قیامت تک جس دفعہ کہ خدا در شول سے ملاقات کرو گے علامت اُس کی فدیت میں اُحسن کے فرزندوں میں ہے۔ جس کو خلع ملے حلال کر دیا ہے اُس کے سوا کوئی حلال نہیں ہے اور جس کو خلع ملے حرام کر دیا ہے اُس کے سوا کوئی چیز حرام نہیں ہے۔ اُس نے مجھ کو تمام حلال و حرام پہنچا دیا ہے اور جو کچھ خلع نے مجھے تعلیم کی تھی میں نے علی کو ان سب سے آگاہ کر دیا ہے اور ان کو تعلیم دے دی ہے۔ اے گروہ مردمان کوئی علم نہیں مگر یہ کہ خدا نے مجھ کو تعلیم فرمادی ہے۔ اور جو کچھ خدا نے مجھے سکھایا ہے میں نے وہ سب تمام اہل حقین علی بن ابی طالب کی ذات میں خاص کر دیا اور سب کچھ اُس کو تعلیم دے دی ہے۔ وہی امام مبین ہے جس کے بارے میں خلع قرآن میں فرمایا ہے وَكُنْ شَهِيدًا لِّأَهْلِ الْيَمَامِ تَمَیْمُی رِبِّیْ سَدَہِ تَمَیْمِیْ آیت، میں ہم نے ہر چیز کو امام مبین میں گھیر دیا ہے اے گروہ مردم اُس سے مشرکت ہو اور نفرت و تکبر اُس کی ولایت قبول کرنے میں ذکر کرو۔ حالانکہ وہ حق کی جانب تمہاری ہدایت کرتا ہے اور حق پر عمل کرتا ہے۔ باطل کو مٹاتا ہے اور اُس سے روکتا ہے۔ اُس کو ملامت کرنے والوں کی حسرت ناو خلسے باز نہیں رکھتی۔ بیشک وہ اس اُمت میں پہلا شخص ہے جو خدا اور اُس کے رسول پر ایمان لایا اور دیکھا ہے جس نے رسول پر اپنی جان فدا کر دی۔ وہی ہے جو خدا کے رسول کے ساتھ مسجد کی عبادت کرتا تھا۔

تمام نذرین میں آنحضرت کا خطبہ

جس وقت کہ اُس کے سامروں اور عورتوں میں کوئی عبادت نہیں کرتا تھا۔ اے گروہ مردان اس کو سب پر تفضیل دو کہ وہ خدا نے اس کو تفضیل دی ہے اور قبول کرو کہ چونکہ خدا نے اس کو تہارا حاکم مقرر کیا ہے۔ اے گروہ مردان خدا کی جانب سے تمہارا امام ہے۔ خدا کی توبہ قبول نہیں کرتا جو اس کی ولایت سے انکار کرتا ہے اور اس کو نہیں بخشتا۔ اور خدا نے اپنے اور لازم قرار دے لیا ہے کہ اس شخص کے بارے میں ایسا ہی کرے گا۔ جو علی کے بارے میں اُس کے حکم کی مخالفت کرتا ہے اور اُس کو ہمیشہ ہمیشہ عذاب عظیم میں مبتلا رکھے گا کہ کبھی اُس کا عذاب ختم نہ ہوگا۔ لہذا اُس کی مخالفت سے پرہیز کرو کہ اگر اس کی مخالفت کرو گے تو اُس آگ کے آئندہ میں جاؤ گے جس کے آئندہ میں آدمی اندر چھوڑا جائے اور جس کو خداوند عالمین نے کافروں کے واسطے ہیبت کیا ہے۔ ایہ الناس! خدا کی قسم اگر مشدہ انبیاء و مرسلین نے میرے بارے میں بشارت دی تھی اور میں خاتم المرسلین ہوں اور میں دُعا سنان کی تمام مخلوقات پر خدا کی حجت ہوں۔ تو جو شخص شک کرے گا وہ کافریہ گزشتہ اہل جاہلیہ کے کفر کے مانند اور میں نے میری ایک بات میں بھی شک کیا تو اُس نے تمام رسالت میں شک کیا اور جو میرے کلام میں شک کرے اُس کی بازگشت جہنم کی طرف ہے۔ اے گروہ مردان! خدا نے احسان فرمایا ہے اور مجھ کو اس فضیلت کے ساتھ بلند مرتبہ قرار دیا اور یہ صرف اُس کا فضل و احسان ہے اور اُس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے وہی ہر حال میں ہمارا بادشاہ میری طرف سے حمد کا سزاوار ہے۔ اے گروہ مردان علی کو تفضیل دو بے شبہ وہ میرے بعد تمام مردوں اور عورتوں سے افضل ہے۔ حق تعالیٰ ہماری برکت سے خلائی کو روزی دیتا ہے اور ان کو جہانگ سے نجات بخشتا ہے۔ وہ شخص ملعون و مضموب ہے جو میری بات چھو پر رد کرے اگرچہ اُس کی طبیعت کے موافق نہ ہو بے شک جب وہ نے خداوند عالم کی جانب سے مجھ کو ایسی خبر دی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جو شخص علی کی دشمنی اختیار کرے گا اُس کی امامت کا اقرار نہ کرے گا اُس پر خدا کی لعنت اور اس کا غضب ہوگا۔ لہذا ہر شخص کو پران خود کرنا چاہئے کہ وہ اپنے واسطے کل قیامت کے روز کے لئے کیا بھیجتا ہے۔ اے لوگو خدا سے ڈرو اس بات پر کہ علی کی مخالفت کرو۔ ایسا نہ ہو کہ دین میں ثابت قدمی کے بعد تمہارے پیروں کو لغزش ہو جائے۔ یقیناً تمہارے اعمال کا خدا گواہ ہے۔ اے گروہ مردان علی جب اللہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ اُس کے مخالفین قیامت میں کہیں گے یا حَسْرَتًا عَلٰی مَا فَرَّطْتُ فِی جَنْبِ اللّٰهِ رِیٰٔی سَوَءٍ لِّرَاسِیْ یعنی ہزار افسوس اُس پر کہ ہم نے جنبہ اللہ کے بارے میں یعنی ولایت علی بن ابی طالب کے بارے میں تصور کیا۔ اے گروہ مردان قرآن میں خود و فکر کرو اور اُس کی آیتوں کو سمجھو اور اُس حکم آیتوں کی طرف نظر کرو اور اس کے قشایہات کی متابعت مت کرو۔ خدا کی قسم کوئی شخص اُس کی ذمہ داری آیتوں کو اور اُس کی تفسیر کو تم پر ظاہر و واضح نہیں کرے گا سوائے اُس کے جس کا ہاتھ پکڑ کر میں اُنہی کہتا ہوں کہ ہانڈوں کو بلند کرتا ہوں اور تم سب کے سب اُس کو دیکھتے ہو۔ میں تم کو آگاہ کرتا ہوں کہ جس کا مومن میں اُس کا مولا یہ علی ہے۔ اور یہ علی ایہ الی طالب ہے میرا بھائی میرا مولا۔ اور اسکی مومنیت کا حکم مجھ پر خدا کی جانب سے نازل ہوا ہے۔ اے گروہ مردان علی اللہ میری اولاد میں سے پاک و طاہر لوگ تھے کو چپک چپک میں تمہارے درمیان چھوشتا ہوں اور قرآن ثقل بزرگ ہے۔ اللہ تعالیٰ اُس چیز کو کہتے ہیں جس کی برداشت لوگوں کے دلوں پر گراں ہو حضرت نے فرمایا کہ ان دونوں میں سے ہر ایک ایک دم سے کی تصدیق کرنے والی اور ایک

دوسرے کے موافق ہے اور آپس سے جدا نہ ہوں گی یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں۔ اور میرے طبیعت خدا کی مخلوق کے درمیان خدا کی امانت ہیں اور اُس کی زمین میں حکیم الہی ہیں۔ بیشک میں نے رسالت ادا کر دی اور وحی الہی کی تبلیغ کر دی اور جو کچھ چاہئے تھا سنا دیا اور جو کچھ چاہیے تھا نازل ہوا تھا میں نے واضح کر دیا۔ یقیناً میں نے جو کچھ کہا ہے خدا نے فرمایا تھا اور میں نے خدا کی طرف سے پہنچایا ہے۔ بلاشبہ سولے میرے اس بھائی کے جو پہلو میں کھڑا ہے کوئی ایسا کو نہیں ہے۔ میرے بعد سولے اس کے کسی کو مومنین کی بادشاہی سزاوار نہیں۔ پھر اپنا تاح حضرت علیؑ کے بازو پر رکھا اور اُن کو اس قدر بند کیا کہ اُن کے پیر آنحضرتؐ کے زانو مبارک تک پہنچ گئے۔ اور جب منہ پر شریف لے گئے تھے تو حضرت علیؑ کو طلب فرما کر اپنے سے ایک زینہ نیچے کھڑا کیا تھا۔ فرض حضرتؐ نے پھر فرمایا کہ اسے لوگو! یہ علیؑ میرا بھائی میرا وصی اور میرے علوم کا جانتے والا ہے میری اُمت پر میرا خلیفہ ہے اور کتاب خدا کی تفسیر کرنے میں میرا جانشین ہے اور لوگوں کو خدا کی طرف بلانے والا ہے اور جو کچھ خدا کو پسند ہے اُسی پر عمل کرنے والا ہے اور دشمنانِ خدا سے جنگ کرنے والا ہے اور خدا کی اطاعت کرنے والوں سے دوستی و محبت کرنے والا ہے اور خدا کی معصیت سے روکنے والا ہے۔ یہی رسول خدا کا خلیفہ اور یہی مومنین کا امیر ہے۔ یہی ہدایت کرنے والا پیشوا ہے۔ یہی بیعت توڑنے والوں کا ظلم و ستم کرنے والوں کا اور دین سے خارج ہو جانے والوں کو خدا کے حکم سے قتل کرنے والا ہے۔ یاد رکھو کہ جو کچھ میں نے کہا ہے اس میں کچھ تغیر و تبدل نہ ہو گا۔ یہ سب میں نے خدا کے حکم سے کہا ہے۔ خدا خدا تو دوست رکھو اُس کو جو علیؑ کو دوست رکھے اور دشمن رکھو اُس کو جو اُس کے دشمن رکھے اور اُمت کو اُس پر جو اس سے انکار کرے اور غضب فرما اُس پر جو اُس کے حق کا ٹکڑا ہو۔ خدا خدا تو نے محمدؐ پر ظاہر کیا ہے اور اپنا حکم نازل فرمایا ہے کہ امانت تیرے دلی علیؑ کے لئے ہے جس وقت کہ میں لوگوں کے لئے بیان کر رہا ہوں اور امانت کے لئے اُس کو مقرر کر دے اُس لئے کہ تو اپنے بندوں پر اُن کے دین کو کامل کر دے اور اپنی نعمتیں اُن پر تمام کر دے اور ان کے لئے دین اسلام کو پسند فرمائے۔ پھر فرمایا۔ وَمَنْ يَتَّبِعْ عَلِيًّا سَلَامٌ وَيَتَّخِذْ بَيْنَهُ وَهُوَ إِلَى الْآخِرَةِ مِنَ الْخَافِينَ مِنْ رِبِّ سَوَاءَ آلِ عِمْرَانَ آمِينَ یعنی جو شخص اسلام کے علاوہ کوئی اور دین اختیار کرے گا تو اُس سے ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گا۔ خداوند نہیں تجھ ہی کو گواہ کرتا ہوں کہ جو کچھ اس اسے میں تو نے مجھے حکم دیا تھا میں نے لوگوں کو پہنچا دیا۔ اسے لوگو! خداوند مومنین نے علیؑ کی امانت کے ذریعہ سے تمہارے دین کو کامل کر دیا۔ تو جو شخص اُس کی اور اس کے فرزندوں میں سے اماموں کی اقتدانہ کرے گا جو قیامت تک عالمین کے اعمال کو خدا کی بارگاہ میں پیش کرنے والے ہیں تو حق تعالیٰ اُس کے اعمال کو ضائع کر دے گا اور وہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔ اُن کے عذاب میں کمی کی جائے گی نہ اُن کو مہلت دی جائے گی۔ اسے گردو مسلمانانِ ایہ ہیں علیؑ تمہارے سب سے بڑے مددگار اور میرے نزدیک تمہارے سب سے زیادہ مستحق اور تم میں میرے سب سے زیادہ مقرب اور تم میں میرے نزدیک سب سے زیادہ عزیز اور میں اور خداوند علیل دونوں اُس سے خوشنود اور ماضی ہیں۔ اور کوئی آیت خدا کے پسندیدہ لوگوں کی شان میں نازل نہیں ہوئی مگر یہ کہ اُس کے شان میں

بھی نازل ہوئی اور خدا نے قرآن میں یہاں آیتھا اَلَّذِیْنَ اٰتٰیہُمْ اَلْکِتٰبَیْنَ اَحٰثُوْا کَہْرَ خِلَافِہِیْمَ کِیَا مَکْرَہِ کَہِ اَبْتَدٰ اٰلِیَّیْنِ سَیْءِ کِی ہُو
اور مکتوبہ اصل دہی ہے۔ اور کوئی آیت اور کوئی وحی قرآن میں نہیں آئی مگر یہ کہ اُس کی شان میں۔ اور بہشت
کے حقدار ہونے کی گواہی سورۃ ہَلْ اٰتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ حَیٰثُیْنِ بَیْنَ الَّذِیْنِ خَیْرٌ مِّنْ ہِیْمَ دِی ہے
مگر اس کے لیے اور وہ پناہ سورۃ اس کے سوا کسی کے حق میں نازل نہیں ہوا اور اس سورۃ میں اس کے سوا
کسی اور کی مدح نہیں کی ہے۔ اے گروہ مسلمانان اعلیٰ دینی خدا کے ہمدار ہیں اُس کے رسول کی حمایت میں
جہاد کرنے والے ہیں۔ وہ پاکیزہ کردار پر ہیزگار ہدایت یافتہ اور ہدایت کرنے والے ہیں۔ تمہارا پیغمبر
بہترین انبیاء اور تمہارا وصی اُن پیغمبروں کے تمام دھیوں سے بہتر ہے اور اس کے فرزند بہترین اوصیائے
پیغمبران ہیں۔ اے لوگو! ہر پیغمبر کی فدیت اُس کے صلب سے ہوئی لیکن میری فدیت علیؑ کے صلب سے ہے۔
اے لوگو! یہ شک شیطان نے آدم کو خدا کے سبب سے بہت سے نکالا۔ لہذا اعلیٰ پر حسد مت کرو ورنہ
تمہارے اعمال جہل و خالی ہو جائیں گے۔ اور راوی ایمان سے تمہارے قدم ڈنگا جائیں گے۔ بیشک آدمؑ
ایک غلطی کے سبب زمین پر تنگ دینے لگے۔ حالانکہ وہ خدا کے جلیل کے برگزیدہ تھے تو پھر حق کی تائید تمہارا کیا حال
ہو گا حالانکہ تم جیسے جو تم خود جانتے ہو اور تم میں سے کچھ جماعت خدا کی دشمن ہے بیشک علیؑ کو دشمن نہیں کہتے
مگر بدعت۔ اور دوست نہیں رکھتا علیؑ کو مگر ہیزگار اور ایمان نہیں رکھتا علیؑ پر مگر مومن جو اپنا ایمان خدا پر
خالص رکھتا ہے۔ خدا کی قسم علیؑ کی شان میں سورۃ حقیر نازل ہوئی ہے۔ اے گروہ مردم میں نے خدا کو گواہ
قرار دیا اور اپنی رسالت تم کو پہنچادی اور رسول پر اپنا چا دینے کے سوا کچھ نہیں ہے۔ اے گروہ مردمان خدا سے
ڈرو جو ڈرنے کا حق ہے اور دین اسلام پر مرد۔ اے لوگو! خدا و رسول پر اور اس کو برا ایمان لاؤ جو
رسول کے ساتھ نازل ہوا ہے۔ اور وہ علیؑ بن ابی طالب ہے۔ اے لوگو! نور خدا کی جانب سے مجھ میں جاری
ہوا ہے پھر علیؑ بن ابی طالب میں پھوٹا کی نسل میں جو برحق آئمہ میں قائم ہدی تک وہ علیؑ جو خدا کا حق اور ہمارے
حق حاصل کرتا ہے اس لیے کہ ہم کو خداوند عالم نے خدا کا دین، دشمنوں، مخالفوں، خیانت کرنے والوں،
گنہگاروں، ظالموں اور تمام اہل عالمین پر حجت قرار دیا ہے۔ اے گروہ مردمان! تم کو آگاہ کرتا ہوں کہ میں خدا کا
رسول ہوں جس طرح مجھ سے پہلے اُس کے رسول گزرے ہیں۔ تو اگر میں مر جاؤں یا قتل کر دیا جاؤں تو کیا تم
اپنے بچے ہلٹ جاؤ گے اور مرتد ہو جاؤ گے۔ تو جو شخص دین سے پھر جائے گا تو وہ خدا کا کچھ نقصان نہ کرے گا
وہ تو شکر کرنے والوں کو شریک اچھا ہلدے گا۔ بھلا کہ علیؑ صبر و شکر کی صفوں سے متصف ہے اُس کے
بعد اُس کے فرزند جو اُس کی صلب سے ہوں گے ان صفات سے موصوفہ ہوں گے۔ اے مسلمانو! خدا پہلے اسلام
کا احسان مت دیکھو ورنہ وہ تم پر غضبناک ہو گا اور تم پر غضاب عظیم کا اس کو حق ہو گا۔ بیشک وہ صراط پر گامزنوں کو
بدلا دینے والا ہے۔ اے مسلمانوں! کے گروہ میرے بعد چند پیشوا ہوں گے جو لوگوں کو جہنم کی طرف بلائیں گے
اور قیامت کے دن ان کی مدد نہ کی جائے گی۔ لوگو! خدا اور میں دونوں سے بیزار ہیں۔ لوگو! یہ مشولنے ضلالت
اور اُن کے نیرو اطاعت و اتباع کرنے والے جہنم کے سب سے نیچے طبقے میں ہوں گے اور غور کرنے والوں کی
کیا بری جگہ ہے بیشک وہ اصحاب صحیفہ ہیں لہذا اُن کو چاہیے کہ اپنے صحیفہ میں دیکھیں کہ کیا لکھ رکھا ہے۔ تمام صحیفہ

خاتم ضروری یا حکومت علیؑ اور علیؑ کا ذکر

نے فرمایا کہ لوگوں نے نہیں سمجھا کہ صیغہ سے مراد کیا ہے سوائے چند لوگوں کے جو اس صیغہ میں شریک تھے صیغہ سے مراد وہ عہد نامہ تھا جو اسی سفر میں منافقوں نے کعبہ کے سامنے تحریر کیا اور آپس میں جھگڑا کیا تھا کہ علی کو خلیفہ نہ ہونے دیں گے۔ غرض آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اسے مسلمانوں کے گرد و بیشک میں خلافت کو اپنی اولاد میں موزن کیا تاکہ کے لئے ایک امانت اور وراثت کے طور پر سپرد کی جائوں اور بلاشبہ میں نے پہنچا دیا جس پر مامور ہوا تھا تاکہ جنت جو ہر اس شخص پر جو حاضر ہے اور جو غائب ہے ادا ان میں سے جو حاضر ہیں ہر ایک پر ادا ان میں سے جو غائب ہیں ہر ایک پر خداداد پید ہو چکے ہیں یا سپرد نہیں ہوئے ہیں۔ لہذا جو لوگ حاضر ہیں ان کو چاہئے کہ غیر حاضر لوگوں کو یہ خبر پہنچا دیں اور اپنے بھائی اولادوں کو قیامت تک آگاہ کرتے رہیں۔ بہت جلد یا سہو کہ لوگ میری خلافت غضب کے بادشاہی میں تبدیل کر دیں گے خدا غضب کرنے والوں پر ادا ان کی مدد کرنے والوں پر لعنت کرے۔ وہ لوگ اس وقت حقوت و سزا سے بھرے ہوئے اس خطاب کے مستحق ہوں گے

سَطْرُخُ لَكَذَا الْفُتْلَابِ ۝ يُرْسَلُ عَلَيْكُمْ شَوَاطِلُ مِنْ ثَارٍ وَفُخَّاسٍ فَلَا تَذْهَبُ اَنْ ۝

رسولہ رحمت آیت ۲۵۷۔ اے گرد و مردم خداوند عالم تم کو تو نہیں نہ چھوڑ دے گا یہاں تک کہ خبیث کو خبیث سے خدا کر دے یعنی مومن کو منافق سے۔ اور خداوند عالم کیسکو غیب پر مطلع نہیں کرتا جب تک فتنہ نہیں ہوتا مومن اور منافق کو تم نہیں پہچان سکتے۔ اے گرد و مردمان کوئی قریب ایسا نہیں جس کے باشندوں کو اپنے پیروں کی تکذیب کرنے سے نہ ہلک کیا ہو۔ اس طرح خدا ہلاک کرتا ہے ان شہر والوں کو جو ظالم ہیں جیسا خدا نے قرآن میں ذکر فرمایا ہے۔ لوگو! یہ علیؑ تمہارا امام اور تمہارا والی امر ہے۔ خدا کے وعدوں کا عمل ہے کہ اس نے رحمت اور قیامت میں اس کے لئے وعدہ فرمایا ہے اور خدا اپنے وعدوں کو سچ کر دکھاتا ہے۔ اے لوگو! تم سے پہلے اکثر لوگ دین سے ڈگمگائے تو خدا نے ان کو ہلاک کر دیا۔ اس طرح آنے والوں کو ہلاک کرے گا۔ اے گرد و مردمان! بیشک خدا نے تم کو اپنے امر و ہی سے آگاہ فرمایا اور میں نے علیؑ کو آگاہ کر دیا ہے ادا اس نے خدا کی جانب سے ادا امر و نواہی کو سمجھ لیا ہے۔ لہذا علیؑ کا حکم سنو تاکہ دنیا اور عقبیٰ کی پریشانیوں سے محفوظ رہو اور اس کی اطاعت کرو تاکہ دین خدا کی طرف ہدایت پاؤ اور اس کی نبی سے باز آؤ تاکہ رشد و صلاح حاصل کرو۔ اور میری اور اس کی طرف اس کی راہ حق سے پلٹ پڑو دوسری راہوں کی طرف پراگندہ مت ہو۔ اے گرد و مردمان میں صراط مستقیم ہوں جس کی اطاعت کرنے کا خدا نے تم کو حکم دیا ہے۔ غرض میرے بعد علیؑ پھر ان کے ذرند جو ان کے صلب سے ہوں گے امام و پیشوا ہیں اور حق کے ساتھ ہدایت کریں گے اور لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ عدالت کریں گے۔ پھر حضرت نے سیدہ حمیدہؓ کی آخر تک تلاوت کی اور فرمایا کہ یہ سیدہ انہی لوگوں کے بارے میں نازل ہوا ہے ادا ان سب کے سب کو گھیرے ہوئے ہے اور انہی سے مخصوص ہے۔ وہ لوگ خدا کے دوست ہیں۔ ان کے لئے نہ کوئی ہراس ہے نہ خوف ہے اور نہ وہ قیامت میں اندھ ہنگ ہوں گے۔ بیشک یہی وہ خدا کے گرد و ہیں اور خدا کا گرد و کامیاب ہے۔ آگاہ ہو جاؤ کہ دشمنانِ علیؑ اپنی شقاوت میں جنہوں نے حق سے تھکاؤ کیا ہے اور شیطانوں کے بھائی ہیں جو کلمہ باطل آپس میں ایک دوسرے کے دلوں میں ڈالتے ہیں جس کو انہوں نے ایک دوسرے کو فریب دینے کے لئے آمستہ کیا ہے۔ بیشک دوستانِ علیؑ ادا ان کی ذریت ایسے

چند مومن ہیں جن کی توصیف کی جانب خدا نے اس آیت میں اشارہ کیا ہے، لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّوْنَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ إِنَّ صَبْرَهُمْ بِحُكْمِ اللَّهِ لَشَدِيدٌ (سورہ مجادلہ ۱۰) یعنی اُس گروہ کو جو خدا اور رسولؐ سے مخالفت پر ایمان رکھتا ہے تم اُس شخص سے دوستی و محبت کرتے ہوئے نہ پائے گے جو خدا اور رسولؐ کا دشمن ہے اگرچہ وہ دشمنانِ خدا اور رسولؐ ان کے باپ دادا یا لڑکے ہوں یا بھائی بنیاد کنبے والوں میں سے ہوں۔ بیشک دوستانِ علی ایسے مومن ہیں جن کی خدا نے اس آیت میں مدح کی ہے۔ اَلَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا اٰيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُسْتَقِيمُونَ (سورہ انفصاف ۱۷) یعنی جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان کو ظلم کا لباس نہیں پہنایا انہی کے لئے امن و امان ہے اور وہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔ پھر فرمایا ہے کہ بیشک ان اللہ کے دوست وہ ہیں جو بہشت میں داخل ہوں گے اور فرشتے ان کو سلام کرتے ہوئے ان کا استقبال کریں گے اور کہیں گے کہ خوش آمدید بہشت میں داخل ہو جاؤ اور ہمیشہ اُس میں رہو۔ بیشک اُن کے دوست وہ ہیں جن کے بارے میں خلاف فرماتا ہے کہ وہ سب حساب داخل بہشت ہوں گے اور ان کے دشمنی جہنم کے اندر ہیں۔ ان کے دشمن وہ ہیں جو جہنم سے حدائے حبیب نہیں گئے اور اللہ اُس کا جوش و خروش دیکھیں گے جبکہ وہ جہنم میں داخل ہوں گے تو ایک گروہ دوسرے گروہ پر لعنت کرے گا۔ بیشک ان کے دشمن وہ ہیں جن کے حق میں مخلوق عالم نے فرمایا ہے کہ جب وہ فوجِ جہنم میں شاملے جائیں گے تو خانہ کائنات جہنم اُن سے پوچھیں گے کہ کیا تمہارے پاس عذاب سے ڈرانے والا کوئی رسول نہیں آیا تھا؟ وہ کہیں گے کہ بلاشبہ آیا تھا لیکن ہم نے اس کی تکذیب کی اور کہا کہ وہ جھوٹ کہتا ہے خدا نے کوئی حکم نازل نہیں کیا ہے۔ بیشک اُن کے دوست وہ ہیں جو اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں اُن چند اُممہ سے جو اُن کی نگاہوں سے پوشیدہ ہیں انہی کے لئے گناہوں کی صفائی ہے اور اجرِ عظیم ہے۔ اے لوگو! کس قدر زیادہ جہنم اور بہشت کے درمیان فاصلہ ہے۔ لہذا ہمارا دشمن وہ ہے جس کی خدا نے مذمت کی ہے اور اُس پر لعنت کی ہے اور ہمارا دوست وہ ہے جس کی خدا نے مدح کی ہے اور اُس کو دوست رکھا ہے۔ اے لوگو! میں نے ڈرانے والا ہوں اور علیؑ ہدایت کرنے والا ہے جیسا کہ خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اِنَّمَا اَنْتَ مُنذِرٌ وَّرَبُّكَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ (سورہ احزاب ۵۱) بیشک تم ڈرانے والے ہو اور ہر قوم کے لئے ایک ہدایت کرنے والا ہے۔ اے لوگو! میں نے پتھر ہوں اور علیؑ میلا و میسی ہے اور بیشک خاتم اللہ ہمیں میں سے ہے اور وہ خاتمِ بجنِ جہدِی ہے بیشک وہی تمام دینوں پر غالب ہونے والا اور ظالموں سے انتقام لینے والا حصولِ کائنات کرنے والا اور اُن کو تباہ کرنے والا ہے۔ وہی مشرکوں کے ہر قبیلہ کا قتل کرنے والا ہے۔ وہی دوستانِ خدا کے ہر خون کا عوض لینے والا ہے۔ جن کا عوض نہیں لیا گیا ہے۔ وہی دینِ خدا کی مدد کرنے والا ہے۔ وہی ناپسندِ کائناتِ دنیا کے علومِ حق تعالیٰ سے علم

وَقَامَ عِدَّةٌ مِنْ أَهْلِ الْكَلْبَةِ عَلَى أَهْلِ الْبَصْرَةِ وَكَانَ مِنْهُمْ أَبُو بَكْرٍ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ

لَا يَمْلِكُ لَكُمْ شَيْءٌ ضِدَّ إِرَادَتِهِ

حاصل کرنے والا ہے۔ وہی صاحب فضیلت کو اُس کی فضیلت کے مطابق اور ہر جائل کو اس کی جہالت کے مطابق
 سے تقسیم کرنے والا ہے وہی خدا کا پسندیدہ اور اُس کا برگزیدہ ہے وہی جمیع علوم کا دولت اور اُن کا
 احاطہ کرنے والا ہے وہی اپنے پروردگار کی جانب سے خبر دینے والا ہے وہی سب سے شہادت کر دہ ہے
 وہی ہے کہ خداوند عالم نے امر امت کو اُسی پر چھوڑ دیا ہے۔ وہی ہے جس کی خوشخبری گزشتہ لوگوں نے
 سنی ہے۔ وہی ہے جس کی جنت باقی ہے اُس کے بعد کوئی جنت نہیں ہے۔ کوئی حق نہیں مگر اُس کے ساتھ
 ہے۔ کوئی ثور نہیں مگر اُس کے پاس ہے۔ اور یہ وہ ہے جس پر کوئی غالب نہیں ہوگا اور کوئی اُس کے مقابل میں
 مدد نہیں پاسے گا۔ وہی زمین میں خدا کا ولی ہے اور خلق کے درمیان خدا کا حکم کرنے والا ہے اور اللہ کا پناہ
 خدا کا ائین ہے۔ اسے گرد و مردم میں سے تم سے بیان کر دیا اہل تم کو بکھلادیا۔ اور آئندہ ہر علیّی میں جو میرے بعد
 تم کو بکھلائیں گے۔ اور آگاہ ہو چلو گے اپنا خطبہ تم کو تم کے بعد تم کو غفلت کا کہ بیت کے لئے اور اُس کی امانت کا
 اقرار کرنے کے لئے اچھے میرے اچھے پر رکھو۔ پھر میرے بعد اچھا اُس کے اچھے پر رکھو اور اس کی بیعت کرو اور بھوک
 میں نے خدا سے بیعت کی ہے۔ اور علیّی نے مجھ سے بیعت کی ہے اور میں تم کو خدا کی جانب سے حکم دیتا ہوں کہ علیّی
 سے بیعت کرو۔ پھر جو شخص اس بیعت کو توڑے گا وہ اپنا آپ نقصان کرے گا اور جو اس کو پورا کرے گا جو کچھ
 خدا سے چاہے گا اُس کو خدا بہت جلد اُس کا اجر دے گا۔ ایتھا الناس! بیشک حج و عمرہ دین کی نشانیاں ہیں۔
 لہذا لوگو خدا کے کعبہ کا حج کرتے رہو بیشک کسی گھر کے لوگ حج کو نہیں گئے مگر یہ کہ وہ مستغنی ہو جاتے ہیں اور کسی
 محتاج نے حج سے سزا دے دانی نہیں کی مگر یہ کہ وہ فقیر و محتاج ہو گیا۔ لہذا کوئی مومن عرفات میں نہیں گھر جڑا مگر یہ کہ
 خدا نے اس کو تنگ اُس کے گناہ صاف کر دیئے اور جب حج سے فارغ ہوا تو اُس کے اعمال الابرار و شہور
 ہو گئے۔ اسے گرد و مردانِ اعیان کی خدا مدد کرتا ہے جو کچھ حج میں صرف کرتے ہیں خدا اُس کا جو حق دیتا ہے اور
 وہ نیک کام کرنے والوں کا اجر خدا کی نہیں کرتا۔ اسے لوگو اور ہی کی نگین کے ساتھ مسائل کو جانتے ہوئے خدا کے کعبہ
 کا حج کرو اور مشاعر حج اور اُس کے موقف سے توبہ و تہلیل اور گناہوں کے ترک کا عہد کئے بغیر واپس نہ ہو۔
 ایتھا الناس! نماز کو قائم رکھو زکوٰۃ ادا کرتے رہو جیسا کہ خدا نے تم کو حکم دیا ہے کہ اگر زماہ گئے سنہ کے سبب تم سے
 احکام دین کی حفاظت میں تفسیر ہو یا ان احکام کو بھولی جاو تو علیّی تمہارے ولی ہیں وہ احکام دین تم کو بتائیں گے
 اور اُس شخص کے پاس سے جس کو خدا نے مجھ سے اور علیّی سے پہلایا ہے تم کو آگاہ کریں گے خدا تم کو وہ
 بتائیں گے جو تم کو چھو گے اور جو کچھ تم نہیں جانتے وہ تم کو بکھلائیں گے۔ بیشک حلال و حرام اُس سے زیادہ
 ہیں جسکو بیک وقت ایک جلسہ میں میں تم کو بتاؤں گا پھر اسکو ملے ملے حلال امور کا حکم دے دوں اور
 سارے حرام انھوں سے منع کر دوں۔ لہذا میں اس وقت حاضر ہوا ہوں کہ تم سے بیعت لیں کہ تم قبول کرو جو کچھ
 میں علیّی بن ابی طالب کے ہاں سے میں خدا کی جانب سے لایا ہوں کہ وہ امیر المؤمنین ہیں اور اس کے بعد وہ ائمہ جو حق
 سے اور علیّی سے پیدا ہوں گے قیامت تک خلق کے امام ہیں اور اُن کا قائم اُنہی میں سے ہوگا جو حق کے ساتھ حکم
 کرے گا۔ اسے لوگو! ہر وہ حلال جس سے میں نے تم کو آگاہ کر دیا ہے اور ہر حرام جس کی تم کو عافیت کر دی ہے
 میں ان سب سے برگزشتہ نہیں ہوا ہوں بلکہ میں ان کے تفسیر و تبدل کیا ہے۔ لہذا ان کو یاد کرو اور ان کو حفظ کرو

اور آپس میں ایک دوسرے کو دھت کرتے رہو اور ان میں آدل بادل مت کرنا۔ اور انداز کو قائم رکھو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور نیکیوں کا حکم اور برائیوں کی ممانعت کرتے رہو۔ اور جان لو کہ تمہارے اعمال کا میرا معروف اور نہی منیٰ منکر ہے۔ لہذا جو باتیں تم سے یہاں کی ہیں ان کو بھی اُن سے آگاہ کرتے رہو جو اس مقام پر حاضر نہیں ہیں اور میرے حکم کو دوسروں تک پہنچا دو کیونکہ جو کچھ میں نے کہا ہے اپنے اوصیاء سے پروردگار کے حکم سے کہا ہے اور میرے معروف اور نہی منکر نہیں ہوتا مگر نام معلوم کے ساتھ لے لو کہ قرآن تم کو پہنچاتا اور ولادت کرتا ہے کہ علیؑ کے بعد اگر اس کے فرزندوں میں سے اہل گے اور میں نے تم سے بیان کر دیا ہے کہ قلم سے اور علیؑ سے ہیں جیسا کہ خداوند عالم نے حضرت ابراہیمؑ کے تذکرہ میں فرمایا ہے: **وَجَعَلْنَاهَا قِبْلَةً لِّقَوْمِهِ**۔ لہذا اس آیت ربّی سے لطف آمیز ہے) یعنی خدا نے خلافت کو کلمہ باقیہ قرار دیا ہے جو اُن کے بعد ہے۔ لہذا اس آیت سے ظاہر ہوا کہ خلافت ہمیشہ حضرت ابراہیمؑ کی نسل میں رہے گی اور ریت امیر المومنین ابراہیمؑ کی نسل سے ہے اور علیؑ سے کہ تاویل قرآنی کے مطابق حبیب کی ضمیر حضرت امیر المومنین کی طرف راجع ہو (غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تم سے بیان کر دیا کہ ہرگز گمراہ نہ ہو گے جب قرآن اور ان سے متمسک رہو گے۔ اے لوگو! خدا کی مخالفت اور اس کے غضب سے ڈرو اور قیامت کے ہول سے بچتے رہو۔ کیونکہ خدا نے فرمایا ہے کہ **مَنْ رَافَقَ ذَٰلِكَ الشَّاعِثَ شِئْنًا عَظِيمًا** رُفَّ صَحَابَةُ لِحِ آيَاتِ۔ لہذا امت حساب ہندو قیامت، ترانہ سے اہل اور خدا کے سامنے بندوں کا حساب کیا جانا اوصیاء و غیاب الہی کو یاد رکھو جو شخص قیامت کے روز کیلئے کرے گا اُس کو ثواب میں بارش فروس ملے گا اور جو شخص گناہوں کا بوجھ لے کر کرے گا اُس کو بہشت نصیب نہ ہوگی۔ دوسری حدیثوں میں حامد ہوا ہے کہ گناہ سے مراد امیر المومنین کی مخالفت ہے۔ اے لوگو! تمہاری تصاویر اتنی زیادہ ہے کہ تم سب کا میرے ہاتھ پر بیت کرنا دشوار ہے۔ لہذا خدا نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ تم سب کی زبانوں سے اقرار لے لوں جو تم نے اپنے اوپر لازم قرار دے لیا ہے اور علیؑ بن ابی طالبؑ کے بارے میں تم سے عہد چھائی لے لوں کہ وہ مومنین کے بادشاہ ہیں اور اُنہی بھی جو اُن کے بعد ہوں گے جو مجھ سے اُداس سے ہوں گے جیسا کہ میں نے آگاہ کر دیا کہ میری امت اُنہی کے صلب سے ہوگی۔ لہذا تم سب کے سب اقرار کرو کہ ہم نے سُن لیا اور اُن کی اور ماضی ہیں اور تابع ہیں اُن کے جو آپ نے علیؑ بن ابی طالبؑ اور اُن کے فرزندوں میں سے پیدا ہونے والے اُنہ کے بارے میں ہم سے عہد کیا ہے پروردگار کی جانب سے فرمایا اور کہو کہ ہم آپ سے اس بارے میں اپنے دلوں، اپنی جانوں، اپنی زبانوں اور اپنے ہاتھوں سے بیت کرتے ہیں اور اسی اعتقاد پر زندہ رہیں گے اور مرنے کے بعد قیامت کے روز اُنہیں گے میں میں مطلق تیز و تبدیل نہ کریں گے اور غلطی شک و شبہ نہ رکھیں گے اور اپنے اس عہد سے برگشتہ نہ ہوں گے نہ کسی اپنے اس پیمانے کو توڑیں گے اور آپ نے جو کچھ ہم کو علیؑ کی امامت کے بارے میں نصیحت کی ہے اور اُن کے بعد کے مامول کے بارے میں حین کا ذکر کیا ہے کہ وہ آپ کے اور علیؑ کے فرزندوں میں سے ہوں گے جن میں کے پہلے حسن و حسینؑ ہیں اور اُن کے بعد جو حسینؑ کی ذریت میں سے ہوں گے جن کو خدا نے امامت کے لیے نصب کیا ہے۔ اور کہو کہ ہم نے خدا کی آپ کی

وہی ہے جو آپ کے ہاتھ پر بیت کرنا دشوار ہے

علیؑ کی اور علیؑ کی قدیمیت سے اماموں کی دل و جان اور زبان اور اپنے ہاتھوں کی بیعت سے اطاعت کی جس کے بارے میں آپؐ نے فرمایا کہ عہد اور پیمان حکم امیر المؤمنین اعدائے کے بعد کے اللہ کے بارے میں لیا گیا ہے جو کچھ ہم نے کہا اس کے علاوہ کوئی تبدیلی نہ چاہیں گے اور اپنے دلوں میں کوئی بات ایسی نہیں پالتے ہیں کہ اس عقائد سے کسی برگشتہ ہوں۔ اس پر ہم خدا کو گواہ کرتے ہیں اور گواہی کے لئے وہی کافی ہے اور یارسول اللہ آپؐ بھی ہماری اس بیعت پر گواہ ہیں اور ہر اس شخص کو گواہ کہتے ہیں اُن میں سے جو یہاں ظاہر ہیں بلکہ خدا کی اطاعت کرتا ہے اور خدا کے فرشتوں کو جو یہاں پہنچا رہے ہیں اور خدا کے لشکر اور اُس کے بندوں کو گواہ کہتے ہیں اور خدا ہر گواہ سے بہت بڑا ہے۔ اسے لوگو! کیا کہتے ہو بیشک خدا نے تعالیٰ ہر آواز کو سننا ہے اور ہر شخص کے پوشیدہ باز کو جانتا ہے۔ لہذا جو شخص کہ ہدایت حاصل کرتا ہے اپنے لئے کتاب ہے اور جو گمراہ ہوتا ہے تو گمراہی کا ضرر خود اُسی کو پہنچتا ہے۔ جس نے علیؑ سے بیعت کی اُس نے خدا سے بیعت کی۔ خدا کی رحمت کا ہاتھ اُن کے ہاتھوں کے اوپر ہے۔ لوگو! خدا سے خدا اور مومنوں کے امیر علیؑ سے بیعت کرو اور حسن و حسینؑ سے اور اُن کے بعد اللہ سے جو قیامت تک کلمہ پائے ہوئے ہیں۔ خدا اُس کو چمک کرے جو مکر کرے اور اُس پر رحم فرمائے جو اپنے عہد کو پورا کرے۔ جو شخص بیعت توڑے گا اُس کو خود نقصان پہنچے گا اور جو شخص بیعت پر قائم رہے گا تو وہ اجر عظیم حق سبحانہ و تعالیٰ سے پائے گا۔ اے گروہ مردان! جو کچھ میں نے کہا اُس کا اقرار کرو اور نمانت اور مومنوں کی بادشاہی پر علیؑ کو سلام کرو اور کہو کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی اور اے ہمارے پروردگار ہم تجھ سے آمزش طلب کرتے ہیں اور ہماری بازگشت تیری ہی طرف ہے اور کہو کہ ہر طرح کی تعریف خدا ہی کے لئے ہے جس نے ہماری ہدایت کی اور اگر خدا ہدایت نہ کرتا تو ہم کو ہدایت نہ ملتی۔ اے لوگو! علیؑ کے فضائل خدا کے نزدیک محفوظ و پوشیدہ ہیں اور جو کچھ خدا نے اُن کے لئے قرآن میں فرمایا ہے اُس سے زیادہ ہیں کہ میں ان سب کا بیک وقت مجلس میں احصا کر سکوں۔ لہذا جو شخص تم کو علیؑ کے فضائل سے خبر دے اللہ تم کو اُن فضائل کو پہنچائے تو اُس کی تصدیق کرو۔ ایتھا الناس! جو اطاعت کرے گا خدا اور اُس کے رسولؐ اور علیؑ کی اور اُن کے بعد اُن کی قدیمیت سے اماموں کی تو اُس کے بہترین نجات حاصل کی۔ اے گروہ مردان! پشت اعدائے کے وجہات فالیدہ کی طرف سبقت کرنے والے وہ لوگ ہیں جو علیؑ کی بیعت اعدائے کی دوستی اور امیر المؤمنینؑ ہونے پر ان کو سلام کہنے میں سبقت کرتے ہیں وہ لوگ وہ ہیں جو جنت نعیم میں خدا کی عظیم رحمت سے ناز ہونے والے ہیں۔ لوگو! زبان سے وہ بات کہو جو خدا کو تم سے راضی کرے اگر تم اور رسولؐ کے تمام لوگ کافر ہو جائیں تو خدا کا کچھ نقصان نہیں ہو سکتا۔ خداوند کو مومن مردوں اور مومنہ عورتوں کو بخش دے جو ایمان لائیں اُن باتوں پر جو میں نے ادا کیں اور جن کا میں نے حکم دیا اور غضب کر کافر مردوں اور کافر عورتوں پر جو ان کا انکار کریں جو میں نے کہا ہے اعدائے کو چمک کر۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

حضرتؑ نے یہ خطبہ ختم کیا تو تمام صحابہ نے آوازیں بلند کیں اور کہنے لگے کہ ہم نے سنا اور جس کا خدا و رسولؐ نے حکم دیا ہم نے اپنی جانوں، دلوں، زبانوں اور اپنے ہاتھوں بلکہ تمام اعضا سے اطاعت کیا اور سب کے

سب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امیر المؤمنین کے پاس جمع ہوئے اور سب نے مصافحہ کیا اور بیعت کی۔ اور سب سے پہلے جس نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے امیر المؤمنین کی ولایت پر بیعت کی وہ حضرت ابو بکرؓ تھے ان کے بعد حضرت عمرؓ ان کے بعد ابو عبیدہ جراحؓ پھر ابو سالمؓ خدیجہ کے غلام پھر سعید بن عامرؓ نے بیعت کی۔ یہ لوگ وہ ہیں جنہوں نے خلاف رسول عہد و پیمان کے کئے صحیفہ لکھا تھا۔ اور ممکن ہے عثمانؓ بھی انہی میں سے ہوں۔ پھر ان لوگوں کے بعد تمام جاہلین و انصار اصحابی اور سب لوگوں نے اپنے رتبہ و درجہ کے لحاظ سے بیعت کی۔ اس سلسلہ بیعت میں تمام دی گزر گیا یہاں تک کہ نماز مغرب کا وقت آ گیا اور آنحضرتؐ نے نماز مغرب و عشاء کے بعد دیگرے ادا فرمائی پھر بیعت لینا شروع کی اور تین روز تک بیعت کا سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ چنے لوگ موجود تھے سب نے بیعت کی۔ بعد ہر گز وہ جبکہ بیعت کر لیتا تھا جناب سرور عالمؐ فرماتے تھے میں حمد کرتا ہوں اس خدا کی حمد نے ہم کو تمام عالمیں پر فضیلت دی۔ اسی سبب سے ہاتھ میں ہاتھ دینا اور بیعت کرنا غفلت کے درمیان سنت قرار پایا یہاں تک کہ جو لوگ غفلت کا حق نہیں رکھتے تھے اور جن لوگوں نے غصبِ خلافت کی دُعا بھی کسی طرح لوگوں سے بیعت لیتے تھے۔

کتاب امثالہ الطوب میں مذکور ہے کہ ایک انصاری خدیجہ بن ایمن کی وفات کے وقت مدائن میں ان کے پاس آیا اور غاصبانِ خلافت اس امت سے پٹ جانے والوں کے بارے میں دریافت کیا۔ خدیجہ نے اودھر اُدھر کی باتوں کے بعد کہا کہ جب جناب رسول خداؐ خلقِ عالم کی جانب سے حج پر مامور ہوئے مدینہ کے اطراف اور تمام شہروں، قریوں اور وادیوں میں حضرتؐ نے منادی کہنے والوں کو بھیجا کہ لوگوں کو حج کے لئے طلب کریں۔ جب ہر طرف کے لوگ جمع ہو گئے تو آنحضرتؐ سب کو ہمارے حج کو روانہ ہوئے اور ان کو مناسک حج کی تعلیم دی اور جبہ اعمال حج سے فارغ ہوئے جبریلؑ نازل ہوئے اور سورۃ جنگبوت کی ابتدائی آیتیں لہے اور کہا یا رسول اللہؐ پڑھیے۔ **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ ۝ اَنْ يُّدْعُوْا اَنْ يَّقُوْلُوْا اٰمَنَّا وَهَؤُلَاءِ يَفْشَقُوْنَ ۝ وَ لَقَدْ فَتَنَّا الَّذِیْنَ یُنِیْنَ مِنْ قَبْلِہِمْ فَلَیْسَ مِنْہُمْ اِلٰہٌ اِلَّا الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَ لَیْسَ مِنْہُمْ اِلَّا الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّئَاتِ ۝ اَنْ یُّسَبِّحُوْنَ اَسْمَاکَ مَا یُحْکَمُوْنَ ۝ رَحْمۃٌ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ ۝** کیا لوگ گمان کرتے ہیں کہ تم اپنے امتحان لیا جرائے سے پہلے گزرنے والے تو خدا ان لوگوں کو ضرور ظاہر کر دے گا جو اپنے دعوئے ایمان میں سچے ہیں اور جو ان کو بھی ضرور ظاہر کر دے گا۔ آیا وہ لوگ جانتے ہیں جو تم سے کام کرتے ہیں کہ تم سے ٹھوٹ جائیں گے اور تم ان کی بدنامائیں کا بدلہ دینے سے عاجز ہو جائیں گے۔ یہ لوگ کیسا بُرا حکم کرتے ہیں۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا کہ اے جبریلؑ یہ تمہیں کیسا ہے۔ جبریلؑ نے کہا یا رسول اللہؐ حق تعالیٰ آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ میں نے کسی پیغمبر کو نہیں بھیجا مگر یہ کہ اس کو حکم دیا جس وقت کہ اس کی وفات کا وقت آیا کہ اپنی امت میں اس کو علیحدہ مقرر کرے جس کا قائم مقام ہونے کا اہل ہوا اور اس کی سنتوں اور احکام کو اس کی امت میں زندہ رکھے۔ تو جو لوگ خدا کے رسولؐ کی اس امر میں اطاعت کریں جو وہ ان کو حکم دے تو وہی لوگ اپنے دعوئے

ایمان میں پہنچے ہیں جیسا کہ خدا نے اس آیت میں فرمایا ہے اور جو لوگ اُس کے حکم کی مخالفت کریں وہ جھوٹے ہیں۔ یا رسول اللہ بیشک آپ کا وقت اپنے بعد دو گار اور بہشت میں جانے کا قریب آ گیا ہے اور خدا آپ کو حکم دیتا ہے کہ آپ اپنے بعد اپنی امت میں علی بن ابی طالب کو مقرر کیجئے اور اُن کو احکام دین کی وصیت کیجئے وہ آپ کے خلیفہ ہیں جو سفایا اور آپ کی امت کے صلوات میں آپ کے قائم مقام ہیں خواہ وہ لوگ اہل امت کریں یا نافرمانی جیسا کہ کریں گے یہ ہے وہ فتنہ جس سے اس امت کا استحصال کیا جائے گا۔ اور حق تعالیٰ آپ کو حکم دیتا ہے کہ آپ علی کو وہ سب کچھ تسلیم دے دیں جو خطبے آپ کو تسلیم دی ہے اور اُن سے تمام امور کے خواستگار ہوں جن کی مخالفت کا خدا آپ سے خواستگار ہوا ہے۔ اور اُن کو اپنی تمام باتیں سہرہ کر دیجئے کیونکہ وہ امین مومن ہیں۔ خدا فرماتا ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایمان لے کر آئے تم کو اپنے بندوں میں برگزیدہ کیا تاکہ تم میرے رسول ہو اور میں نے علی کو برگزیدہ کیا تاکہ وہ تمہارا وصی ہو۔ یہ پیام شکر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو طلب کیا اور ایک رات اور ایک دن اُن کو غلوت میں اُن تمام علوم و حکمت کی تعلیم فرمائی جو حق تعالیٰ نے آنحضرت کو سہرہ فرمایا تھا اور اس بارے میں جو کچھ وحی جبریل علیہ السلام نے آپ کے سب اُن حضرت سے بیان فرمایا اور یہ عائشہ کی باری کا دل تھا تو عائشہ نے کہا علی کے ساتھ آپ کی غلوت فرمائی ہو رہی ہے۔ آنحضرت نے ان کی طرف سے منہ پھیر لیا اور کوئی جواب نہ دیا۔ عائشہ نے کہا آپ کیوں میری جانب سے منہ پھیرتے اور مجھ کو خبر نہیں دیتے۔ شاید اس میں میری بھی کچھ بھلائی ہو۔ آنحضرت نے فرمایا کہ تم نے سچ کہا کہ اُس میں بہتری اُس کے لئے ہے جس کو خدا صلوات مند بنائے اور اُس کے قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور وہ اس پر ایمان لائے۔ اور میں اس پر مامور ہوا ہوں کہ تمام لوگوں کو اس کی طرف بلاؤں جبکہ اُس کی تعمیل کرنے کھڑا ہوں گا۔ اُس وقت اُسے عائشہ تم بھی مطلع ہو جاؤ گی۔ عائشہ نے کہا یا رسول اللہ اس وقت آپ کیوں نہیں بتاتے تاکہ سب سے پہلے میں ہی اُس پر عمل کر دوں اور اُس کو اختیار کر دوں جس میں میری بھلائی ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ میں تم کو آگاہ کیئے دیتا ہوں بشرطیکہ تم اس کی حفاظت کرو اور پریشیدہ رکھو جب تک کہ میں لوگوں کو آگاہ نہ کروں۔ تو اگر تم اس کو افشاہ کرو گی تو خدا تم کو دیتا اور آخرت کے نقصان سے محفوظ رکھے گا اور تم کو خدا اور رسول پر ایمان کی طرف سبقت اور محبت کی فضیلت حاصل ہوگی اور اگر تم نے اس کو ضائع کیا اور اس کی رعایت کو ترک کیا جو میں تم کو بتاتا ہوں تو تم کافر ہو جاؤ گی اور تمہارے لوازمات ضبط و بر باد ہو جائیں گے اور تم سے خدا و رسول بیزار و ملک بھجائیں گے اور تم بھی نقصان اٹھائے والوں میں سے ہو گی۔ اور تمہارے عمل سے خدا و رسول کو کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔ یہ سن کر وہ خاصا مومن ہوئیں کہ اس بات کی حفاظت کریں گی اور اس کو افشاہ نہ کریں گی۔ اور اُس پر ایمان لائیں گی اور اُس کی رعایت کریں گی۔ تب سرحد کائنات نے اُن سے فرمایا کہ خداوند عالم نے مجھے خبر دی ہے کہ میری عمر آخر ہو رہی ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ علی کو لوگوں کے درمیان علم اور نشان قرار دے دوں اور اُن کا امام و پیشوا بناؤں اور ان کو اپنا خلیفہ مقرر کروں جس طرح کہ پیغمبر اللہ کریم نے اپنے اصحاب کو خلیفہ بنایا اور میں اپنے پروردگار کے حکم کا مطیع ہوں اور اُس کے فرمانے پر عمل کرتا ہوں۔ لہذا تم کو

یہ سن کر وہ خاصا مومن ہوئیں کہ اس بات کی حفاظت کریں گی اور اس کو افشاہ نہ کریں گی۔ اور اُس پر ایمان لائیں گی اور اُس کی رعایت کریں گی۔ تب سرحد کائنات نے اُن سے فرمایا کہ خداوند عالم نے مجھے خبر دی ہے کہ میری عمر آخر ہو رہی ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ علی کو لوگوں کے درمیان علم اور نشان قرار دے دوں اور اُن کا امام و پیشوا بناؤں اور ان کو اپنا خلیفہ مقرر کروں جس طرح کہ پیغمبر اللہ کریم نے اپنے اصحاب کو خلیفہ بنایا اور میں اپنے پروردگار کے حکم کا مطیع ہوں اور اُس کے فرمانے پر عمل کرتا ہوں۔ لہذا تم کو

تحریر کا یہ سبب ہے کہ اس کا نام لیا گیا ہے۔

اے خلیفہ ان کو چھوڑ دو کہ خداوند عالم قیامت کے روز ان کو اس کا بدلہ دے گا اُس نے تھوڑی سی فہمت
 ان کو دینا ہی دے دی ہے پھر غلبہ عظیم کی طرف اُن کو ڈھکیل دے گا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ
 یہ منافقین کون ہیں آیا ہم ان میں سے ہیں یا انصار میں سے؟ تو حضرت نے ایک ایک کا نام لیا یہاں تک
 کہ ہر ایک کا نام لے کر بتلایا کہ وہ اُن میں ایک جماعت کا نام لیا جس کے متعلق میں نہیں چاہتا تھا کہ وہ ان میں
 شامل ہوں گے اس سبب سے میں خاموش ہو گیا۔ حضرت نے فرمایا اے خلیفہ شاید تم کو ان میں سے بعض
 کے متعلق شک ہو جائے گا نام میں نے گناہ میں ۱ سر اٹھا کر دیکھو۔ میں نے اُن کی طرف نگاہ کی اور وہ سب
 جنبہ کے اوپر کھڑے تھے ناگاہ ایک برف بجی جس نے ہمدے تمام اطراف کو روشنی کر دیا اور اتنی دیر نہیں
 کہ میں نے گمان کیا کہ آفتاب طالع ہو گیا ہے۔ اُس روشنی میں میں نے اُس جماعت کے ایک ایک شخص کو
 پہچانی لیا۔ اللہ انہی سب کو پایا جن کا نام حضرت نے بتلایا تھا۔ وہ چودہ اشخاص تھے نو آدمی قریش میں سے
 اور پانچ دوسرے تمام لوگوں میں سے تھے۔ اس روایت کے راوی انصاری نے کہا اے خلیفہ خدا تم پر
 رحمت کرے مجھے اُن کے نام بھی بتاؤ۔ خلیفہ نے کہا خدا کی قسم وہ ابو بکر، عمر، عثمان، طلحہ، عبدالرحمن بن عوف
 سعد بن ابی وقاص، ابوعبیدہ بن جراح، سلوہ بن ابی سفیان اور عمرو بن العاص۔ یہ لوگ قریش میں سے تھے
 اور وہ دوسرے پانچ ابوموسیٰ اشعری، منیر بن شبہ، اس بن عثمان، ابوہریرہ، اور ابو طلحہ انصاری تھے۔
 خلیفہ کہتے ہیں کہ جب ہم عقبہ سے نیچے آئے تو صبح نہ ہو چکی تھی۔ حضرت فاقہ سے نیچے آئے اور وہ
 کر کے اپنے اصحاب کا انتظار کرنے لگے۔ میں نے دیکھا کہ وہ منافقین عقبہ سے نیچے آئے ہیں۔ تھوڑے ہی
 میں شامل ہو کر حضرت کے ساتھ نماز میں شریک ہو گئے۔ حضرت نماز جمع سے فارغ ہوئے تو دیکھا کہ ابو بکر
 اور ابوعبیدہ بن الجراح ایک دوسرے کے ساتھ سرگوشی کر رہے ہیں۔ حضرت نے حکم دیا کہ منادی کو وہ
 کہ تین اشخاص ایک جگہ جمع نہ ہوں کہ پوشیدہ طعن پر راز میں باتیں کریں۔ پھر حضرت وہاں سے روئے
 ہوئے۔ جب دوسری منزل پر پہنچے خلیفہ کے غلام سالم نے ابو بکر و عمر و ابوعبیدہ کو ایک جگہ اکٹھا دیکھا جو
 باہم سرگوشی کر رہے تھے۔ وہ اُن کے پاس گیا اور کہا کہ کیا رسول خدا نے منع نہیں کیا ہے کہ تین اشخاص
 بجا ہو کر راز کی باتیں کریں۔ خدا کی قسم اگر مجھے اُس وز سے آگاہ نہ کرو گے جو آپس میں کہہ رہے تھے نہ خود
 یا رسول خدا سے جا کر تمہاری شکایت کروں گا۔ ابو بکر نے کہا اسے سالم میں تجھ سے خدا کے ساتھ عہد، بیانی
 لیتا ہوں کہ اگر وہ راز ہم تجھ کو بتا دیں تو تو بھی اگر چاہے تو ہمارے اس معاملہ میں شاف ہو جا جس کے لئے
 ہم لوگ اکٹھے ہوئے ہیں اور ہمارا بھائی و مددگار ہو جا اور اگر تو نہ چاہے تو پوشیدہ رکھنا اور ہمارے راز
 کو مخفی سے نہ کہہ دینا۔ سالم نے مانی لیا اور اُن سے عہد چیمان کئے کیونکہ وہ ان سے زیادہ امیر المؤمنین سے
 کینہ و عداوت رکھتا تھا۔ اور وہ جانتے تھے کہ سالم ایسا ہی ہے اس لئے اس سے بیان کیا کہ ہم لوگ جس جگہ
 ہیں اور ایک دوسرے سے عہد کرتے ہیں اور قسم کھاتے ہیں کہ مخفی جو کچھ ولایت علیؑ کے بارے میں
 کہہ ہے ہم اس کو نہ مانیں گے اور اطاعت نہیں کریں گے۔ سالم نے کہا کہ سب سے پہلے جو شخص عہد
 پہنچ کر رہے اور اس بارے میں اقرار کرتا ہے اور تمہاری مخالفت نہیں کرتا وہ میں ہوں۔ خدا کی قسم

سالم نے یہ بات کہی کہ ان کے ساتھ عہد کرنا تھا کہ ان کے لئے شریک نہ بنیں۔

کسی خاندان کو بھی ہاشم سے زیادہ اور نبی ہاشم میں کسی شخص کو علی سے زیادہ دشمن نہیں رکھتا ہوں لہذا اس امر میں جو تمہاری رائے ہو اُس پر عمل کرو۔ میں بھی تمہارا معین و مددگار ہوں۔ غرض اُسی وقت اُن لوگوں نے آپس میں عہد کیا اور اس امر پر متفق ہو گئے۔ جب آنحضرتؐ نے کوچ کا حکم دیا تو یہ لوگ حضرتؐ کے پاس آئے۔ آپ نے فرمایا آج آپس میں تم نے کیا رائے کی باتیں کیں حالانکہ میں نے تم کو مانہ کی باتیں کرنے سے منع کیا تھا وہ بڑے یا رسول اللہ آج قوم سے کسی سے طاقت ہی نہیں ہوئی ہوئی سوائے اس وقت کے جبکہ ہم آپ کی خدمت میں آکر کھڑے ہوئے ہیں۔ یہ سنکر حضرتؐ نے انکو تعجب سے دیکھا اور فرمایا تم زیادہ جاننے والے ہو یا خدا۔ اور کون اُس سے زیادہ ظالم ہے جو گواہی کو جانتے ہوئے خدا سے چھپاتا ہے اور جو کچھ تم کہتے ہو خدا اُس سے غافل نہیں ہے۔ پھر حضرتؐ مدانہ ہو کر مدینہ پہنچے پھر وہ منافقین جمع ہوئے اور ایک عہد نامہ تحریر کیا اور جو کچھ عہد و پیمان کیا تھا اُس میں درج کیا۔ اور سب سے پہلی بات جو اُس شخص میں لکھی امیر المؤمنین کی بیعت کا توڑنا تھا۔ اور یہ کہ اس نامہ کا تعلق ابو بکرؓ ابو عبیدہؓ اور سالمؓ سے ہے کسی اور کو اس میں دخل نہیں ہے اور منافقوں میں جو تیس افراد اُس پر گواہ ہوئے تھے ان میں چودہ اشخاص اہل عقبہ تھے بقیہ اور دوسرے منافقین تھے پھر اُس عہد نامہ کو ابو عبیدہ بن الجراح کے سپرد کیا اور اُس کو اس کا امین قرار دیا۔ پھر اُس انصاری نے خدیفہ سے کہا کہ وہ منافقین جو ابو بکرؓ اور ابو عبیدہؓ بن الجراح تھے وہ تو اس سبب سے راضی ہو گئے کہ وہ قریش سے تھے لیکن سالم کو کس لئے اس میں داخل کر لیا حالانکہ وہ قریش سے تھا نہ ہاجرین سے تھا نہ انصار سے بلکہ انصار کی ایک حدوت کا آزاد کیا تھا ظالم تھا خدا نے کہا ان منافقوں کی حسد کے سبب سے نبیؐ کی مخالفت حضرتؐ علیؓ کو نہ ملنے پائے۔ اور علیؓ سے ان کی مخالفت اس سبب سے نبیؐ کی مخالفت نے باوجود اُن کے کہ اُن کے ہاتھوں کو مارا تھا اور اُن کی ضربوں سے اُن کے ہاتھ زخمی تھے جیسا کہ قریش کے تھے۔ اور یہ کہ وہ حضرتؐ علیؓ کو رسول اللہؐ کا خاص عزیز سمجھتے تھے اور اُن سے اُن مقتولین کا عوض لینا چاہتے تھے جبکہ جناب رسولیؐ خدا کی نصرت میں جناب علیؓ اور وہ مسلمانوں نے قتل کیا تھا۔ چونکہ سالم کو بھی اس امر میں متفق سمجھتے تھے اس لئے اس کو بھی اس عہد نامہ میں شامل کر لیا۔ انصاری نے کہا کہ چاہتا ہوں کہ اُس عہد نامہ کا مضمون بھی مجھ سے بیان کر دیجئے۔ خدیفہ نے کہا کہ اسکا مضمون اسدء بنت عیسٰی نے مجھ کو بتلایا ہے جو اُس وقت ابو بکرؓ کی زوجہ تھیں۔ وہ کہتی ہیں کہ وہ جماعت ابو بکرؓ کے مکان میں جمع ہوئی اور سب اس بارے میں مشورہ اور سازش کر رہے تھے اور میں سُن رہی تھی اور اُن کی محسوس تدبیریں مجھ ہی تھیں یہاں تک کہ ان کی رائے اس پر قرار پائی تو ان لوگوں نے مسدود کیا اس امر کو حکم دیا۔ اُس نے اس عہد نامہ کو ان کی فاسدہ ملنے کے مطابق تحریر کیا جس کا مضمون یہ تھا۔

پس جب رسول اللہؐ نے حجۃ الوداع میں سے اشرف و رؤساء امت محمدیہؐ رسول اللہؐ نے اتفاق کیا ہے جن کی مدح خدا نے اپنی کتاب میں اپنے پیغمبرؐ کی زبان کی ہے اُس کے بعد جبکہ خوب و فکرا و آپس میں مشورہ کر لیا ہے تو اس عہد نامہ کو اسلام اور اہل اسلام پر قیامت تک شفقت و محبت کے سبب سے لکھا ہے تاکہ ان لوگوں کے بعد جو مسلمان پیدا ہوں وہ ان کی پیروی کریں۔ انا بعد

آنحضرت ﷺ سے اللہ تعالیٰ کی آیت تم میں خدا کے نزدیک سب سے زیادہ بلند و صاحب مرتبہ وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ پرہیزگار ہے اور رسول خدا نے فرمایا ہے کہ مسلمانوں کی زبان وہ ہے جو ان کے بہت کریم لوگوں کی امن و امان میں کوشش کرے اور سب کے سب ایک ہاتھ کے ماتھے پر اس کے لیے جو ظہر ہے۔ یعنی چاہے کہ سب ایک دوسرے کی مدد کریں اور اپنے دشمنوں کے دغیبہ پر سب متفق رہیں تو جو شخص خدا اور اس کی کتاب پر ایمان لاتا ہے اور سنت رسول کا اقرار کرتا ہے تو وہ راہ مستقیم پر ہے اور حق کی جانب رجوع ہے اور اس نے صحیح راستہ اختیار کیا ہے اور جو شخص مسلمانوں کے گناہ سے اور ان کے غلیظ مقرر کرنے سے کراہت کرتا ہے تو اس نے حق اور کتاب خدا کی مخالفت کی اور مسلمانوں کی جماعت سے خارج ہو گیا لہذا اس کو قتل کر دو کیونکہ اس کا قتل کر دینا اُمت کی بھلائی کا سبب ہے بیشک رسول خدا نے فرمایا ہے کہ جو شخص میری اُمت کی طرف گئے جس وقت کہ وہ لوگ جمع ہوئے ہوں اور وہ ان کو پرانہ کہے تو اس کو قتل کر دو اور جو اُمت کی رائے سے الگ ہو جائے اس کو قتل کر دو وہ کوئی ہو۔ بلاشبہ اجتماع رحمت ہے اور پرانہ ہو کر رہنا غضب کا سبب ہے اور میری اُمت بھی ضلالت و گمراہی پر جمع نہیں ہو سکتی۔ بیشک تمام مسلمان آپس میں ایک دوسرے کے لیے ایک ہاتھ کے ماتھے پر اس لیے کہ مسلمانوں کی جماعت سے خارج نہیں ہونا اگر وہ جو ان سے علیحدگی اختیار کرتا ہے اور ان سے کینہ رکھتا ہے اور ان کے مقابلہ میں ان کے دشمنوں کا مددگار ہو۔ تو ایسے شخص کا خون خدا و رسول کے مباح کر دیا ہے اور اس کا قتل کرنا حلال فرما دیا ہے۔ اس عہد نامہ کو مسجد بن حاص نے ایک گروہ کے اتفاق سے ماوراء محرم شام میں لکھا جس کے نام اس صحیفہ کے آخر میں لکھے ہیں۔ **وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ**۔

اس کے بعد اس عہد کو ابو عبیدہ کو دیا پھر کعبہ میں بھیج کر مدفون کر دیا جو عمر بن الخطاب کے زمانہ خلافت تک مدفون رہا اور انہوں نے وہاں سے نکالا اور جب عمر کا حکم ہوا تو امیر المومنین ان کے جنازہ پر آئے تو فرمایا کہ میں آندہ رکھتا ہوں کہ اس مرد کے اس صحیفہ کے ساتھ خدا سے عاقبت کروں جو موت کی نیند سوتا ہے اور جس کے سر اور چہرے پر چادر ڈال دی گئی ہے۔

طرح اس عہد نامہ کی تحریر سے خارج ہو کر وہ لوگ ابو بکر کے گھر سے نکلے۔ جناب رسول خدا نے فرمایا اور افرادی اور تنبیہات میں مشغول تھے یہاں تک کہ آفتاب طلوع ہوا تو حضرت نے ابو عبیدہ کی جانب رخ کر کے اعتراض کے طور پر فرمایا کیا کہتا ہے تمہارا کہن ہے تمہاری مثل سب تو تم ایمان اُمت ہو۔ پھر حضرت نے اس آیت کو پڑھا۔ **قَوْلٌ مِّنْ لَّذِينَ يَكْتُمُونَ الْكُتَابَ يَا أَيُّدِيهِمْ مِّنْهُمُ يَقُولُونَ هَذَا مِن عِندِ اللّٰهِ لَيْسَ ذَٰلِكَ بِمَثَلًا قَلِيلًا قَوْلٌ لِّهٖمُ وَمَا كُتِبَتْ آيٰتُهَا فِيهِمْ وَذَٰلِكُمْ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ وَمَثَلًا كَثِيرٌ** (آیت ۱۹ سورہ بقرہ ص ۲۱) یعنی والے جو ان لوگوں کو اپنے ہاتھوں سے کتاب لکھتے ہیں پھر کہتے ہیں کہ یہ خدا کی طرف سے ہے تاکہ اس کو تھوڑی سی دنیوی قیمت پر فروخت کریں لہذا ان کے لیے اس کے عوض طلب الہی ہے جو کچھ وہ لکھتے ہیں اور جو کچھ کہانی کرتے ہیں پھر حضرت نے فرمایا کہ اس جماعت کی مثال ان لوگوں کی سی

نرمی سے اصلاح ممکن ہو نرمی کرنا پھر بھی ان میں سے جو تہادی تا فرما لی کرے تو اس کو طلاق دے دینا ایسا اطلاق
 جس سے خداوند مومن راضی ہوں۔ یہ سب شکر تمام بیویاں ساکت ہو گئیں اور ایک لفظ نہ بولیں مگر فائز نے کہا
 یا رسول اللہ ہم ہرگز ایسے نہیں کہ آپ کی بات کا حکم دیں اور ہم اس کے خلاف کریں۔ حضرت نے فرمایا اے محمد
 ایسا نہیں بلکہ تو نے مخالفت کی اور بدترین مخالفت۔ خدا کی قسم یہی بات جو ابھی نہیں نے تجھ سے کہی ہے تو اس کی
 بھی مخالفت کرے گی۔ اور علی کی میرے بعد تا فرما لی کرے گی اور علانیہ اور ظاہر بظاہر ہر گھر سے نکلے گی جہاں میں
 تجھے بٹھا کر جاؤں گا۔ اور کئی ہزار اشخاص تیرے گرد ہوں گے اور تو علی سے سرکشی کہے گی اور اپنے پروردگار
 کی گنہگار ہو گی اور جس راہ سے کر تو جائے گی آپ حج کے کئے میرا ہاتھ پر بھجویں گے اور یہ وہ امر ہے کہ ضرور
 واقع ہو گا۔ پھر سب بیویوں کو رخصت فرمایا اور وہ اپنے اپنے گھروں میں واپس چلی گئیں۔ پھر حضرت نے
 ان مناصح کی جماعت کو طلب کیا جو اہل صحیحہ و حقہ تھے مع طلاق منافقین کے جنہوں نے ان کی موافقت
 کی تھی اور چار ہزار اشخاص تھے اور اسامہ بن زید کو ان کا سردار بنا کر ان کو شام کی طرف جانے کا حکم دیا۔
 انہوں نے کہا ابھی تو ہم آپ کے ساتھ اس سفر سے واپس آئے ہیں اور از سر نو سالانہ سفر دست گناہ سے گنا
 لہذا ہم کو چند روزہ مدینہ میں قیام کی اجازت دیجئے تاکہ اسباب سفر جیتا کریں۔ حضرت نے ان کو اجازت دی بلکہ
 جن چیزوں کی ان کو ضرورت تھی عطا فرمایا۔ اور اسامہ بن زید کو حکم دیا کہ وہ ان کو مدینہ سے باہر لے کر جائے اور
 ایک فرسخ فاصلہ جا کر قیام کرے۔ اسامہ نے مدینہ سے باہر اس مقام پر قیام کیا جہاں حضرت نے حکم دیا تھا۔ وہ
 انتظار کرنے لگے کہ مناصحین اور ان کے علاوہ دوسرے لوگ اپنے ضروریات سے فارغ ہو کر ان کی پاس میں ہوں
 اسامہ بن زید اور ان کے ساتھ اس جماعت کے بیچنے سے آنحضرت کی فرض یہ تھی کہ مدینہ ان سے خالی ہو جائے اور
 منافقوں میں سے کوئی مدینہ میں نہ رہ جائے۔ اور حضرت نے ان کے سفر میں بڑا اہتمام فرمایا اور ان کو ترغیب دیتے
 رہے۔ ناگاہ حضرت علیل ہو گئے اور اسی مرض میں دنیا سے رحلت فرمائی۔ جب منافقوں نے حضرت کی علالت
 مشاہدہ کی اسامہ کے ساتھ جانے میں لیت و سئل کرنے لگے یہ معلوم کہ حضرت نے قیاس ہی شدہ عبادہ کو
 جو ہمیشہ حضرت کے لشکر کے نئے لوگوں کو جمع کرنے والے تھے اور خباب بن منذر کو انصاف کی ایک جماعت
 کے ساتھ حکم دیا کہ ان لوگوں کو سختی کے ساتھ اسامہ کے لشکر تک پہنچائیں۔ تو قیاس اور خباب نے ان کو مدینہ سے
 باہر نکالا اور اسامہ کے لشکر میں پہنچا دیا۔ اور اسامہ سے کہا جناب رسول خدا نے تم کو حکم دیا ہے کہ اب ذرا بھی
 توقف نہ کرو اور فوراً کوچ کرو اور روانہ ہو جاؤ لہذا ابھی سالانہ بار کرو اور کوچ کرو تاکہ حضرت جان لیں کہ تم روانہ
 ہو گئے ہو۔ یہ سب شکر اسامہ نے اسی وقت کوچ کیا۔ اور قیاس و خباب آنحضرت کی خدمت میں واپس آئے
 اور بیان کیا کہ وہ لوگ روانہ ہو گئے۔ لیکن حضرت نے فرمایا کہ وہ لوگ نہیں جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا قیاس
 و خباب کے واپس آنے کے بعد ابو بکر و عمر و ابو عبیدہ اور ان کے ساتھیوں کی ایک جماعت نے اسامہ سے کہا کہ کہاں
 جاتے ہو اور مدینہ کو خالی کیئے دیتے ہو حالانکہ تم کو اس وقت کے زیادہ کسی وقت مرض میں رہنے کی ضرورت
 نہیں تھی اسامہ اور ان کے ہمراہیوں نے پوچھا کہ تہادی اس گفتگو کا راز کیا ہے ان لوگوں نے کہا کہ رسول خدا
 کا وقت وفات قریب ہے اور خدا کی قسم اگر ہم سخت مدینہ کو خالی چھوڑ دیں گے تو کچھ امور واقع ہو جائیں گے

آنحضرت کا اس سفر کے حالات اور انہیں بہت سہولت ملے

مگر جس کی اصلاح نہ ہو سکے گی۔ لہذا ہم مدینہ میں رہ کر انتظار کریں گے کہ دیکھیں حضرت کا معاملہ مرض میں کس حد تک پہنچتا ہے۔ اُس کے بعد اس سفر پر روانہ ہو سکیں گے یہ کہہ کر وہ لوگ پلٹ آئے۔ اُسامہ اور اُس کے ہمراہیوں نے اُسی مقام پر قیام کیا اور حضرت کی خیریت معلوم کرنے کے لیے ایک شخص کو بھیجا کہ قاصد پوشیدہ طور پر عائشہ کے پاس آیا اور حضرت کا حال دریافت کیا۔ انہوں نے کہا کہ ابو بکر و عمر اور ان لوگوں کو جو ان کے ساتھ ہیں جا کر بتا دو کہ حضرت کا مرض بہت سخت ہو گیا تم میں سے کوئی اپنی جگہ سے حرکت نہ کرے۔ میں برابر حضرت کا حال بھیجی رہوں گی۔ مرض آنحضرت کا مرض شدید ہوا۔ اُدھر عائشہ نے صہیب کو ابو بکر کے پاس بھیجا کہ حضرت کا حال اس حد کو پہنچ چکا ہے کہ اُمیدِ زیست نہیں لہذا تم عمر اور ابو عبیدہ اور جس کو مناسب سمجھو اپنے ساتھ لے کر جلد سے جلد مدینہ میں پہنچ جاؤ اور صلیت کو پوشیدہ طور سے داخل ہونا۔ جب یہ خبر ان لوگوں کو ملی صہیب کا ہاتھ پکڑ کر اُسامہ کے پاس گئے اور آنحضرت کی شدتِ مرض کی خبر بیان کی اور کہا ہمارے لیے کیونکر جائز ہے کہ ایسی حالت میں رسولِ خدا کی زیارت سے انحراف کریں اور اُن سے اجانت طلب کی۔ اُسامہ نے اجازت تو دے دی لیکن یہ تاکید کر دی کہ پوشیدہ طور پر جاؤ۔ اگر حضرت خیر و عافیت سے ہوں تو اپنے لشکر میں واپس آ جاؤ۔ اور اگر آنحضرت کی وفات ہو گئی ہو تو ہم کو اطلاع دینا تاکہ ہم بھی لوگوں کے ساتھ آ جائیں۔ ابو بکر و عمر اور ابو عبیدہ حجاجِ رات کے وقت داخل مدینہ ہو گئے آنحضرت کا مرض بہت شدید ہو تا گیا تھا۔ کچھ افاقہ ہوا تو حضرت نے فرمایا آج رات شبِ عظیم ہمارے مدینہ میں داخل ہوا ہے۔ لوگوں نے پوچھا کیا کیا۔ فرمایا کہ وہ جماعت جو لشکرِ اُسامہ کے ساتھ تھی اُن میں سے بعض واپس آ گئے ہیں اور میرے حکم کی مخالفت کی ہے۔ آگاہ ہو جاؤ کہ میں خدا کے نزدیک اُن سے بیزار ہوں۔ پھر برابر یہی کہتے رہے کہ لشکرِ اُسامہ کو روانہ کرو اور اُن لوگوں کو اُسس کے ہمراہ بھیجو۔ خدا اُسپر لعنت کرے جو لشکرِ اُسامہ سے ٹوگر وانی کرے۔ اور یہ ٹکڑے کٹی مار فرمایا۔ اور حضرت کے مؤذن بلال جب ظہر کی اذان دیتے تو اگر حضرت سے تکلیف و دشواری کے ساتھ بھی ممکن ہوتا تو باہر جا کر لوگوں کے ساتھ نماز پڑھتے۔ اور اگر باہر جانے کی طاقت نہ ہوتی تو حضرت علیؓ بن ابی طالب کو حکم دیتے کہ لوگوں کے ساتھ نماز پڑھیں۔ جناب امیر اور فضل بن عباس اس حال میں حضرت سے جدا نہ ہوتے تھے اور برابر حضرت کی خدمت میں رہتے تھے۔ اس بعد جس رات کو وہ منافقین مدینہ میں داخل ہوئے بلال نے اذان دی اور حضرت کے دو دولت پر حاضر ہوئے تاکہ معمول کے مطابق نماز کے لیے حضرت کو اطلاع دیں۔ چونکہ آنحضرت کا مرض شدید ہو چکا تھا بلال کو حضرت کے آنے کی کوئی اطلاع نہیں ملی اور اُن کو حضرت کے پاس بھی جانے نہ دیا۔ اُدھر عائشہ نے صہیب کو اپنے پدر ابو بکر کے پاس بھیجا اور کہلایا کہ آنحضرت کا مرض نہایت شدت پر ہے اور حضرت نماز کے لیے نہیں جاسکتے اور علیؓ حضرت کی تیمارداری میں مشغول ہیں آپ جا کر لوگوں کے ساتھ نماز پڑھیں۔ کیونکہ یہ موقع آپ کے لیے نہایت بہتر ہے اور یہ نماز بعد میں آپ کے کام آئے گی۔ لوگ مسجدِ نبویؐ میں آئے اور حسبِ معمول انتظار کر رہے تھے کہ آنحضرت یا حضرت علیؓ آئیں تو نماز پڑھائیں ناگاہ ابو بکر داخل مسجد ہوئے اور کہا کہ رسول اللہ کا مرض شدید ہے اور وہ نماز پڑھانے کا حکم دیا ہے۔ یہ سن کر اصحابِ رسولؐ میں سے ایک صاحب نے

عمر اور ابو عبیدہ کو بھیجا کہ لوگوں کو اطلاع دے

رسول اللہ کی حالت

دعا

سورہ

سورہ

سورہ

سورہ

سورہ

سورہ

سورہ

سورہ

اُن سے کہا کہ یہ پیغام تم کو کب ملا حالانکہ تم لشکرِ اسلام میں تھے۔ خدا کی قسم میں نہیں سمجھتا کہ حضرت نے تمہیں
 پاس کسی کو بھیجا ہو اور تم کو نماز پڑھانے کے لئے حکم دیا ہو۔ یہ لشکرِ بول شے لوگوں سے کہا کہ صبر کرو میں
 رسولِ اللہ سے اجازت لے آؤں۔ یہ کہہ کر نہایت تیزی سے حضرت کے دروازے پر آئے اور دروازہ کو بہت
 زور زور سے کھٹکھٹایا۔ جناب رسولِ خدا نے سن لیا اور فرمایا کہ دیکھو یہ کس لئے اس قدر سختی کے ساتھ دروازہ
 کھٹکھٹایا جا رہا ہے۔ فضل بن عباس باہر نکلے اور وہاں کھڑا دیکھا کہ بلالؓ ہیں۔ پوچھا کس کام کے لئے دروازہ
 بیٹھ رہے ہو؟ بلالؓ نے کہا ابو بکرؓ مسجد میں آئے ہیں اور رسولِ خدا کی جگہ پر کھڑے ہیں اور کہتے ہیں کہ حضرت
 نے مجھ کو بھیجا ہے تاکہ اُن کی جگہ پر کھڑے ہو کر لوگوں کو نماز پڑھاؤں۔ فضل نے تعجب سے کہا کہ شاید ابو بکرؓ اس
 کے لشکر کے ساتھ نہیں ہیں خدا کی قسم یہ وہی مشہور عظیم ہے جس کے بارے میں آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ در
 شترِ عظیم مدینہ میں داخل ہوا ہے۔ غرض فضل بلالؓ کو آنحضرتؐ کی خدمت میں لائے۔ بلالؓ نے تمام عقیدہ
 ابو بکرؓ کی حقیت سے بیان کی۔ حضرتؐ نے فرمایا اے اُٹھاؤ اور مسجد میں لے چلو۔ اُسی خدا کی قسم جس کے
 قبضہ میں میری جان ہے کہ اسلام پر مجھے عظیم نازل ہو گئی پھر حضرتؐ باہر نکلتے اس طرح کہ سر پر حصا بہ
 باندھے ہوئے تھے۔ ایک ہاتھ جناب امیرؓ کے کان سے جو اور دوسرا فضل کے کان سے ہو سکے ہوئے تھے۔
 پائے اندس زمین پر گھسیٹتے ہوئے نہایت تکلیف سے مسجد میں داخل ہوئے۔ ابو بکرؓ آنحضرتؐ کی جگہ پر
 کھڑے ہوئے تھے اُن کے گرد عمرؓ ابو عبیدہؓ سلم اور صہبؓ اور کچھ لوگ جو ان کے ہمراہ مدینہ میں داخل ہوئے
 تھے۔ جمع تھے۔ اکثر لوگوں نے ان کی اقتدا نہیں کی تھی۔ اور بلالؓ کی خبر کا انتظار کر رہے تھے کہ حضرتؐ کو دیکھا
 کہ باوجود مرض کی شدت اور ضعف و ناتوانی کے مسجد میں تشریف لائے۔ لوگوں کو یہ امر بہت عظیم
 معلوم ہوا۔ جناب رسولؐ خدا محراب کے قریب تشریف لے گئے اور ابو بکرؓ کو کھینچ کر الگ کیا تو ابو بکرؓ اُن
 کے دوسرے ہمراہی جو اُن سے متفق تھے پیچھے جا کر لوگوں کے درمیان پوشیدہ ہو گئے اور لوگوں نے
 حضرتؐ کی اقتدا میں نماز ادا کی۔ حضرتؐ نے بیٹھ کر کھڑے ہوئے۔ چونکہ حضرتؐ نہایت کمزور تھے آپ کی تکبیر کا دُور
 لوگوں تک نہیں پہنچتی تھی بلالؓ حضرتؐ کی تکبیر لوگوں تک پہنچا رہے تھے یہاں تک کہ نماز ختم ہوئی تو حضرتؐ
 نے پیچھے سُرخ کیا اور ابو بکرؓ کو نہیں دیکھا تو فرمایا کہ لوگو! ابو عوفؓ کے بیٹے اور اس کے ساتھیوں پر کیا تعجب
 نہیں کرتے ہو کہ میں نے اُن سب کو لشکرِ اسلام کے ساتھ بھیجا تھا اور حکم دیا تھا کہ اُس طرف جانیں جس طرف میں نے
 اُن کو بھیجا ہے۔ ان لوگوں نے میرے حکم سے سرتابی کی اور فتنہ و فساد کرنے مدینہ واپس آ گئے ہیں اور
 خداوندِ عالم نے اُن کو فتنہ میں ڈال دیا ہے۔ پھر فرمایا کہ مجھ کو منبر پر بٹھاؤ۔ لوگوں نے حضرتؐ کا ہاتھ پکڑ کر منبر
 پر بٹھایا۔ حضرتؐ پہلے زینہ پر بیٹھے اور خدا کی حمد و ثناء بجالائے اور فرمایا اے ابہا الناس! ابو شیبہؓ میرے پاس
 وہ چیزِ خدائی جانب سے آئی ہے جس کی تم کو پابندی کرنا چاہئے۔ بیشک میں نے تم کو ماوراءِ ست وسن
 پر چھوڑا ہے اور اُس کو تمہارے واسطے ایسا واضح کر دیا ہے کہ اُس کی راتیں دن کے مانند روشن ہیں۔
 لہذا میرے بعد اختلاف نہ کرنا جس طرح نبی اسرائیلؑ نے کیا۔ ابہا الناس! میں نے تم پر کوئی چیزِ حلال نہیں کی
 مگر وہی جسے قرآن نے حلال کیا ہے اور کوئی چیزِ حرام نہیں کی مگر وہی جس کو قرآن نے حرام کیا ہے۔ یقیناً میں

اُس وقت پہنچا جبکہ حضرت مدنیہ سے روانہ ہو کر وراق کی طرف جا رہے تھے۔ وہ حضرت کے ساتھ بصرہ گیا اور اُس جنگ میں سب سے پہلا شخص وہی تھا جو شہید ہوا۔ وہ جوان وہی تھا جس کو حضرت نے قرآن و تفسیر اُن نا اہلوں کے سامنے بھیجا تھا اور انہوں نے اُس کو شہید کر دیا جیسا کہ اس کے بعد جنگ صفین کے تذکرہ میں بیان کیا جائے گا انشاء اللہ۔

بعض کتابوں میں ہجرت کے دسویں سال کے واقعات میں تحریر ہے کہ باذان عامل یمن کی وفات ہوئی تو حضرت نے اُس کی جگہ شہر سپر باذان اور علم ہر شہر یمن ثور کے درمیان تقسیم فرمادی اور معاذ بن جبل کو یمن اور حضرت موت کی طرف بھیجا تاکہ احکام دین کی ان کو تعلیم دیں۔ اسی سال جریر بن عبد اللہ کو ذی الکلاع حمیری کی طرف بھیجا جو طائف کے بادشاہوں میں تھا۔ وہ مسلمان ہو گیا اور حضرت کی اطاعت قبول کر لی۔ اسی سال فروہ جزائی حمد بادشاہ روم کا عامل تھا مسلمان ہوا۔ اس نے حضرت کی خدمت میں عرض کیا اور اپنے اسلحہ کا اظہار کیا۔ اور اپنی قوم کے ایک شخص کو حضرت کی خدمت میں بھیجا جس کا نام مسود بن سعد تھا اُس کے ایک سفید حجر اور ایک گھوڑا اور ایک ٹٹو اور ریشمی چند لباس جو سونے کے تانوں سے بنے ہوئے تھے ہدیہ کے طور پر بھیجا۔ حضرت نے اُس کے خط کا جواب لکھا اور جلال کو حکم دیا کہ چاندی یا سونا ساٹھ سے بارہ اونچیر اُس کے قاصد کو دے دیں۔ جب فروہ کے اسلام لانے کی اطلاع بادشاہ روم کو ہوئی اُس کو بڑایا اور ہر چند اُس سے کہا اور سمجھایا کہ وہ دین اسلام سے پلٹ جائے لیکن اُس نے منظور نہ کیا تو اُس نے اُس کو شہید کر کے دار پر کھینچا۔ بیان کرتے ہیں کہ اسی سال ماہ ریح الاول میں جناب ابراہیم قرظندہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رحمت الہی سے واصل ہوئے اور بیعت میں دفن کیے گئے۔

گیارہویں سال کے واقعات میں ذکر ہے کہ اس سال یمن کا ایک گروہ نیمہ محرم میں حضرت کی خدمت میں آیا اور وہ لوگ دو تنو اشخاص تھے۔ انہوں نے اسلام کا اقرار کیا وہ یمن میں معاذ بن جبل کے ہاتھ پر بیعت کیے گئے۔ یہ آخری وفد تھا جو حضرت کی خدمت میں آیا۔ رعایت ہے کہ اسی سال ماہ محرم میں حضرت مامور مجلے کے بیعت کے مردوں کے واسطے استفادہ کریں۔ حضرت نے جمیع میں جا کر اُن کے لئے استفادہ کی ہر دواں کے مردوں سے خطاب فرمایا کہ تمہیں یہ حال مبارک ہو جس میں تم ہو۔ اور تم کو قتل سے بچت لی گئی ہے۔ بیشک میرے بعد نئے نئے مثل تار یکیش کے لکڑیوں کے ظاہر ہوں گے۔ ایک کے بعد ایک ادا آئے والا پہلے سے بدتر فتنہ ہوگا۔

پچاسواں باب

آنحضرت کے نادر حالات اور آپ کے اصحاب کے بعض حالات کا تذکرہ اور وہ مناظرے جو حضرت اور مشرکین اور اہل کتاب اور تمام لوگوں کے درمیان واقع ہوئے

مفسرین خاصہ و عامہ نے روایت کی ہے کہ ایک روز آنحضرتؐ، سلمان، بلال، عمار، صہیب اور چند غریب و فقیر مسلمانوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے ناگہا افرج بن حابس ثقفی و عینید بن حصن فرازی اور انہی کے ایسے مولفہ انصوب حضرت کے پاس آئے اور ان اصحاب ساکین کو خلافت سے دیکھتے ہوئے کہا یا رسول اللہ کیا ہو جانے گا اگر آپ ان لوگوں کو اپنے پاس سے دور کر دیں اور ہم آپ کے ساتھ رہیں کیونکہ اشرف عرب آپ کے پاس آتے ہیں ہم نہیں چاہتے کہ وہ ہم سے ساتھ ان غلاموں کو دیکھیں اور جب ہم آپ کی مجلس سے چلے جائیں تو آپ چاہیں تو ان لوگوں کو پھر اپنے پاس بلا لیں۔ دوسری روایت ہے کہ کفار قریش کے کچھ لوگ حضرت کے پاس آئے اور ان لوگوں کو حضرت کے ساتھ دیکھ کر کہا کہ آپ نے اپنی قوم میں سے انہی لوگوں کو پسند کیا ہے اور ہم کو چاہیے کہ ہم ان کے تابع ہوں کیا یہی ذہب جماعت ہے جس پر خدا نے اپنے دین حق کیساتھ ہم سے درمیان احسان فرمایا ہے۔ ان لوگوں کو اپنے پاس سے دھکیلیے۔ اگر ان کو آپ الگ کر دیں گے تو شاید ہم آپ کے مطیع و فرمانبردار ہو جائیں۔ بعض لوگوں نے روایت کی ہے کہ چونکہ آنحضرتؐ ان کے اسلام لانے کے لئے خواہشمند تھے تو آپ نے اس لئے رضامندی ظاہر فرمائی اور حضرت امیر کو بلایا کہ اس جلسے میں ایک تحریر لکھیں۔ بعض نے روایت کی ہے کہ حضرت راضی نہیں ہوئے اور یہ زیادہ قوی ہے۔ اُس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ وَلَا تَنْظُرُوا الَّذِينَ يَذَّبُونَ دِيَارَكُمْ بِالْفُلِّ وَقِيَالِغِي يَرْثِي دَفَنًا وَنَجْمًا مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِنْ شَيْءٍ وَمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِنْ شَيْءٍ فَتَنْظُرَ وَهُمْ فَتَكُونُ مِنَ الظَّالِمِينَ ۝ وَكَذَلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِّيَقُولُوا أَهَذَا الَّذِي كَذَّبْنَا عَنْ آلِئِنَّ اللَّهَ يَاعْلَمُ بِالسَّائِرِينَ ۝ (آیت ۵۲-۵۳)۔ اسی اثناء میں ان لوگوں کو اپنی مجلس سے مت ہٹا دیا گیا اور وہ گار کو قبیح و شام بیکار تھے۔ ان کی غرض خدا کی خوشنودی ہے۔ ان کے اعمال کا حساب ہم پر نہیں ہے اور دہتار سے اعمال کا حساب ان لوگوں پر ہے۔ اگر تم نے ان کو اپنے پاس سے دور کر دیا تو ظالموں سے ہو جاؤ گے۔ اور ہم نے اسی طرح بعض کا امتحان بعض کے ذریعہ سے لیا ہے بعض کو

اور ان لوگوں کی آنحضرت کے خواہش پر کہ جو یہ دیکھ کر غریب و فقیروں کو اپنی پیاس سے ہٹا دیا اور ان کو ہٹا دیا

مہی کیا ہے اور بعض کو فقیر۔ بعض کو قوی بنایا ہے۔ بعض کو کمزور۔ تاکہ اُن کے فنی اور صاحبانِ قوت کہیں کہ کیا ہمارے درمیان یہی گروہ ہے جس پر خدا نے نعمت ایلان کے ساتھ احسان کیا ہے۔ اسے رسول کیا خدا شکر کرنے والوں کو زیادہ نہیں جانتا۔ مسلمانوں کو بلالؓ و عمارؓ وغیرہ انہی کے مانند لوگوں نے یہاں کیا کہ جب خدا نے یہ آیتیں بھیجیں تو رسالتِ نبیؐ نے ہماری جانب رخ کیا اور ہم کو اپنے اور نزدیک بولا گیا اور فرمایا کُتِبَ رَبُّکُمْ عَلَی غَیْبِہِ الرَّحْمَۃُ دُبُّ صَوۡۃِ اِہۡلِہِمْ اَیۡتِہِمْ اِیۡتِہِمْ a

علی بن ابراہیم نے دوسری آیت کی تفسیر میں حضرت سلام علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ مسلمانوں فارسی ہم کہ پاس بالوں کی ایک چادر تھی جس پر کھانا کھاتے مات کو لٹاتے تھے اور دن کو چادر کے طور پر استعمال کرتے تھے۔ ایک دفعہ آنحضرتؐ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ عینہ بن جحش فراموشی حضرتؐ کی خدمت میں آیا اور جب حضرتؐ کے پاس بیٹھا تو مسلمانوں کی چادر اور اُس میں جناب شدہ پسینہ کی بوجھوں کی شدت کی گرمی کے سبب اُس میں بدبو پھیلی تھی اُس کو ناگوار گزری تو اُس نے کہا یا رسول اللہ جب ہم آپ کے پاس آیا کریں تو ان لوگوں کو اپنے پاس سے ہٹا دیا کیجئے اور جب ہم چلے جائیں تو جس کو چاہئے بول کیجئے۔ اُس وقت خدا نے یہ آیت نازل فرمائی جس کا مضمون یہ ہے کہ چلنے والے کو صبر و قلم رکھو ان لوگوں کے ساتھ جو اپنے پروردگار کو صبح و شام یاد کرتے ہیں اور اُن کی فرض خدا کی خوشنودی حاصل کرتا ہے اور اُن سے اپنی آنکھیں مت پھیرو کیا دنیاوی زندگی کی زینت چاہتے ہو۔ اُس شخص کی بات مت مانو جس کے دل کو اپنی یاد سے ہم نے غافل کر رکھا ہے یعنی عینہ کی۔ اسی طرح علی بن ابراہیم نے اُن آیات سابقہ کے نازل ہونے کے سبب میں روایت کی ہے کہ مدینہ میں غفلت کے مومنین کا ایک گروہ تھا جس کو صاحبِ غفلت کہتے تھے اُس نے کہ حضرتؐ نے اُن کے لئے مسجد کے پہلو میں ایک مسجد جوڑی بنا دیا تھا اور اُن کو حکم دیا تھا کہ اُسی صف پر رہا کریں اور آنحضرتؐ خود ہمیشہ اُن کی دیکھ بھال میں مشغول رہتے اور اگر اپنا کھانا اُن کے لئے اُٹھا رکھتے اور اُن کے پاس پہنچا دیتے۔ وہ لوگ ہمیشہ حضرتؐ کی خدمت میں آتے اور حضرتؐ اُن کے ساتھ بیٹھتے اور اپنے نزدیک بیٹھتے اور غفلت و شغف فرماتے اور جب حضرتؐ کے اصحاب میں سے مالک اور عدو لند لوگ حضرتؐ کے پاس آتے تو

حیاتِ نبویہ

میں اپنی طرف سے کوئی حکم نہیں دے سکتا۔ وہ دعویٰ اور اپنے حال کی خدا اور رسول خدا سے قریا دھوئی واپس
ہوتی تو خدا نے سورۃ مجادہ کی ابتدائی آیتیں آنحضرت پر نازل فرمائیں اور ظہر کا حکم بیان فرمایا اس وقت
حضرت نے خولہ کو بلا کر فرمایا کہ اپنے شوہر کو بلا لے۔ جب وہ شخص حاضر ہوا تو آپ نے اس سے پوچھا کیا تو نے
اپنی زنجیر سے ایسا کہا ہے؟ اُس نے کہا ہاں تو حضرت نے فرمایا خدا نے تیرے اور میری زنجیر کے واسطے میں چند
آیتیں نازل فرمائی ہیں اور ان کی آیتوں کو سن لیا اور حکم دیا کہ اپنی زنجیر کو اپنے گھر لے جا اور اُس سے بھانہ ہو
کیونکہ تو نے نامناسب اور محوٹ بات کہی ہے اور جب کچھ نہ لے آئے تو حکم دیا ہے اُس پر عمل کر اور جو کچھ تو نے
کہا تھا خدا نے اُسے صاف کر دیا اور بخش دیا آئندہ پھر ایسی بات نہ کہنا۔ یہ سن کر وہ شخص واپس گیا اور
اپنے کہنے پر نادام و پشیمان ہوا۔ اور خدا نے یہ امر مکر وہ و خراب قرار دیا تاکہ پھر مومنین میں سے کوئی نہ
کے لے

علی بن ابیہم اور شیخ طبری وغیرہ نے رعایت کی ہے کہ وجہ کلمی قبل از اس کے کہ مسلمان ہوں کچھ کلمے کی چیزیں شام سے مدینہ فروخت کے لئے لائے۔ وہ جب مدینہ آئے تو ایک موضع میں قیام کرنے جبکہ اجمار الزیت کہتے تھے۔ اور وہاں لوگوں کو جمع کرنے کے لئے قبل اور بعد سے ہاے بجاتے تھے جس سے تمام اہل مدینہ یہاں تک کہ باکرہ عتہ میں چیزیں خریدنے اور فروغ و تماشا کے لئے چلی جاتی تھیں اور جمع ہو جاتی تھیں۔ ایک مرتبہ جمعہ کا دن تھا اور جناب رسول خدا منبر پر خطبہ پڑھ رہے تھے ناگاہ اُن کے طبل کی آواز

الحمد لله رب العالمین۔ یہ ہے کہ اسلام سے قبل عرب میں یہ رسم جاری تھی کہ کوئی غصہ میں اپنی بیوی کو مارتا کہہ دیتا تو وہ اس پر عیشہ کے لئے حرام ہو جاتی۔ چنانچہ ایک دفعہ خولہ بنت ثعلبہ نماز پڑھ رہی تھی اسی وقت اس کا شوہر اس پر سخت اسے دیکھ کر دوسری دھن میں بھاگا۔ خولہ نے اس وقت انکار کیا تو اس نے پخت سے یہ کہہ دیا کہ تیری بیٹی میری ماں کی سی ہے۔ یہ سنکر وہ پریشان ہوئی اور اتنا ہیروزان حضرت رسولؐ کے پاس پہنچی، آپ نے رسم و رواج کے مطابق فرمایا تم دونوں آپس میں حرام ہو گئے۔ اس سے وہ اور زیادہ حیرانی ہوئی اور بولی کہ میں باپ بڑھیا ہوئی بہت سے نکلے نکلے بچے ہیں شوہر سے جدا ہو کر ان کی کید نوک پر مدش کروں۔ آپؐ نے فرمایا میرے خیال میں تو حرام ہو گئی اب بدوں حکم خدا کچھ نہیں کہہ سکتا۔ اس پر اس نے خلا سے شکایت و فریاد کی اس کی کئی مرتبہ کی فریاد کے بعد یہ حکم آیا کہ وہ حرام تو ضرور ہے مگر اس کے شوہر پر کفارہ دینا لازم ہے تب حلول ہو جائے گی

رحمۃ اللہ علیہما ۸۶۵ حاصل شریف مترجم مولانا فدا علی صاحب علی الشرف مقامہ مطبوعہ نظامی پریس لکھنؤ، وہ آتشیں یہ ہیں:- قَدْ سَمِعَ اللهُ قَوْلَ الْفَرِيقِ الْجَاهِلِيَّ الَّذِي فِي كُرْهُهَا وَكُفْرَانِ اللهِ وَاللَّهُ يَسْمَعُ هَذَا كُلُّهُ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ أَلَا الَّذِينَ يُظَاهِرُونَ مِنْكُمْ مَنْ لَا لَهُمْ مَا فِيكُمْ فَأَقْبَرُوا إِلَهُهُمْ إِنْ هُمْ إِلَّا الْفَرِيقُ وَلَكِنَّهُمْ لَا يَعْقِلُونَ مُنْكَرًا مِنَ الْقَوْلِ وَلَا تَرْهَابًا مِنَ اللَّهِ فَاعْلَوْا غَفْوَةً

اسے رسولؐ جو صورت دخول نام سے اپنے شوہر دادس کے ہاتھ میں جگرتی اور خلا سے گلے شکوے کرتی ہے خدا نے اس کی بات سن لی اور خطاب دو لوگوں کی انگلیوں سے ہاتھ بیشک خدا بڑا بخشنے والا دیکھنے والا ہے ہدایت برکت

بند ہوئی جس کو سُنکر وہ لوگ جو حضرت کے پاس نماز جمعہ میں موجود تھے ہاتھ آدمیوں اور دوسری باتوں کے مطابق گیارہ اور آٹھ آدمیوں کے سوا سب کے سب حضرت کو چھوڑ کر دوڑ گئے تاکہ ایسا نہ ہو کہ دوسرے لوگ اُن سے پہلے پہنچ کر چیزیں خرید لیں۔ اُس وقت خدا نے یہ آیت نازل فرمائی: **وَإِذَا مَنَّ اللَّهُ عَلَىٰ عَبْدٍ مَّا يَشَاءُ فَأَنزَلْنَا إِلَيْهِ الْوَحْيَ وَآتَيْنَاهُ الْفَتْحَ وَآلِئِنَّآ وَتَرَكُوْكَ قَائِلًا قُلْ مَا عَشَيْتُ إِلَّا مَنَاسِيْرَ بَيْنِ الْوَحْيِ وَالْجَنَازَةِ** **وَاللَّهُ خَلَقَ الزَّانِفِينَ** رت سوتہ جمع آیت میں جب وہ لوگ خرید و فروخت کی چیزوں یا مٹا شامیہ ہونے دیکھتے ہیں تو اسے رسولؐ وہ اُسی کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں اور تم کو نماز میں کھڑے ہونے چھوڑ کر چلے جاتے ہیں اسے رسولؐ تم کہہ دو جو کچھ آخرت کا ثواب خلیفہ کے پاس ہے وہ بلا جے اور سال تجابت سے بہتر ہے اور خدا سب سے بہتر بخشنے والا ہے۔ جناب رسولؐ خلیفہ باقی لوگوں سے فرمایا کہ اگر تم سب کے سب چلے گئے ہوتے اور نہ کو نہ چھوڑ دیتے تو بیشک اُس ولای میں خداوند عالم آگ نازل کرتا جو سب کو جلا کر خاک کر دیتی۔ اور دوسری روایت کے مطابق پھر آسمان سے برستے۔

شیخ طوسی نے بسند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ دینہ کے یہودیوں میں سے ایک شخص کا لڑکا حضرت کی خدمت میں آکر بیٹھا کرتا تھا یہاں تک کہ حضرت کبھی کبھی اس کو اپنے کاموں کے لئے بھیج دیا کرتے تھے اور کبھی اس کو غلط دے کر لوگوں کے پاس بھیج دیا کرتے تھے اتفاق سے چند روز وہ نہ آیا تو حضرت نے لوگوں سے اُس کا حال دریافت کیا۔ ایک شخص نے عرض کی میں نے آج اس کو عالم نزع میں دیکھا ہے۔ آنحضرتؐ یہ سُنکر اپنے اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ اس کو دیکھنے شریفین لے گئے۔ حضرت کی یہ برکت تھی کہ جس شخص سے گفتگو کرتے اگر اس کی زبان بند ہو گئی ہوتی تو بلاشبہ کھل جاتی اور وہ حضرت کا جواب ضرور دیتا۔ حضرت اُس کے لڑکے کے پاس پہنچے اور اُس کا نام لے کر پکارا وہ فوراً بول اُٹھا **بَيْنَا يَا اَبَا الْقَاسِمِ** حضرت نے فرمایا کہ **اَشْفَقْتُ اَنْ يَكُنْ لَكَ اِلَهًا اِلَّا اللّٰهُ** اور گواہی دے کہ میں خدا کا رسولؐ ہوں یہ سُنکر اُس نے اپنے باپ کی طرف دیکھا باپ نے کچھ نہ کہا۔ دوسری مرتبہ سرورِ عالم نے پھر اُس کو آواز دی اور وہی بات کہی پھر اُس نے اپنے باپ کی طرف دیکھا اور باپ نے کچھ نہ کہا۔ تیسری مرتبہ پھر حضرت نے فرمایا اور اُس نے باپ کی طرف دیکھا اب اُس کے باپ نے کہا اگر تو چاہے کھڑے ہو تو اُس نے اپنے ہاتھ نہ پٹھے یہ سُنکر اُس لڑکے نے کہا میں خدا کی وحدانیت کی گواہی دیتا ہوں اسی کے آپ خلیفہ رسولؐ ہیں اس کے ساتھ اُس کی تدویر جسم سے ہموار کر گئی۔ حضرت نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ اس کو غسل دو اور اس کو میرے پاس لاؤ تاکہ اُس پر نماز میت پڑھوں۔ اصحاب نے حکم کی تعمیل کی۔ اور حضرت جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ حمد اُس

ربیعہ از ۱۳۸۳) تم میں سے جو لوگ اپنی بیویوں کے ساتھ چلا کر تے راہی بیویوں کو اس کہتے ہیں وہ کھانگی مائیں نہیں رہو جاتیں ان کی مائیں تو میں وہی ہیں جو ان کو رختی ہیں اور وہ بیشک ایک نامعلوم اور جھوٹی بات کہتے ہیں اور غلط بیشک ساتھ گئے وہ اور کچھ نہ کہتے۔ شہ جلالی ترجمہ خلیفہ مولانا قزاق علی صاحب علیہ السلام متاخر ۱۳۸۳) رت سوتہ جہاد لہ اس کے بعد خصوصیت سے قلم کا حکم ہے۔ (مترجم)

بچا سوال باب نمبر ۱۲ کے نامہ حالاد وغیرہ

خدا کے لئے سزاوار ہے جس نے آج میری برکت سے ایک بندہ کو آتش جہنم سے بچالیا۔

قلب راضی نے جناب امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے ایک سفر میں اپنے اصحاب سے فرمایا کہ ایک شخص ان فقہوں سے ظاہر ہوگا کہ تین دفعہ سے اُس کے پاس شیطان نہیں گیا ہے اور اُس پر قابو نہیں پاسکا۔ اسی اثنا میں ایک شخص نمودار ہوا جس کا جسم نہایت لاغر تھا کہ اس کی ہڈیوں سے چڑا لپٹا ہوا تھا اور اُس کی آنکھیں اندھ گھس گئی تھیں اُس کے ہونٹ زیادہ کھانے سے سبز ہو رہے تھے۔ جب وہ حضرت کے لشکر کے قریب پہنچا حضرت کو دریافت کیا اور آخر خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور کہا مجھے اسلام کی تعلیم دیجئے۔ حضرت نے فرمایا کہ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ اُس نے کلمہ پڑھا اور اقرار کیا۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ تم کو چاہیے کہ نماز پنجگانہ ادا کرتا رہے۔ ماورضان المبارک کے رونے سے رکھے اُس نے کہا میں نے اقرار کیا۔ پھر فرمایا کیا غنہ کعبہ کا حج کرتا ہے زکوٰۃ دیتا ہے اور غسل جنابت بھی کرتا ہے اُس نے ان سب کا اقرار کیا۔ پھر وہاں سے حضرت آگے روانہ ہوئے۔ تھوڑی دُور چلے ہول گئے کہ اُس اعرابی کا اُونٹ پیچھے رہ گیا۔ حضرت ٹھہر گئے اور اُس کا حال دریافت کیا۔ لوگ واپس پیچھے چلے کہ اُس کو دیکھیں۔ جب شکر کے آخر تک پہنچے دیکھا کہ اعرابی کے اُونٹ کا تیر ایک سوہانچ میں بچس گیا ہے اور اُونٹ گرا پڑا ہے اس کی اور اعرابی دونوں کی گردنیں شکستہ ہو گئی ہیں اور اعرابی رحمت الہی سے حاصل ہو چکا ہے اور اُونٹ بھی ہلاک ہو گیا ہے۔ لوگوں نے جا کر حضرت سے اُس کا حال بیان کیا۔ آپ نے فرمایا ایک خیمہ بچا کر دو اور اُس میں اُس اعرابی کو غسل دو۔ جب اس کو غسل دیا جا چکا تو حضرت نے خیمہ میں جا کر اُس کو کفن کیا۔ لوگوں نے حضرت کی حرکت کی آواز سنی اور جب حضرت خیمہ سے باہر آئے تو آپ کی جبین مبارک سے پسینہ قطرے ٹپک رہے تھے۔ حضرت نے فرمایا کہ یہ اعرابی بھوک کے سبب سے مر گیا اور یہ اُن لوگوں میں سے ہے جو ایمان لائے اور کبھی اپنے ایمان کو قلم اور گتہ سے آلودہ نہیں کیا۔ لہذا اس کے دہن میں بہشت کی خوشبو ڈالنے میں خودی ایک دوسرے پر بہت کر رہی تھیں اور کہتی تھیں یا رسول اللہ! کہ بہشت میں اس اعرابی کی زندگی میں قرار دیجئے۔

ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ کے کسی غزوہ میں بولنے سے حماد و دختر رعانہ بھی گھر سے گئے۔ جب وہ وادی النمام میں پہنچے تو وہ محدث اُمیر غالب ہوئی اور تلواریں سے چند ضربیں لگائیں اور اس کو اپنی چاندی سونے کی چیزوں میں سے جو چاہیں تھیں لے کر اپنے باپ کے گھوڑے پر سوار ہو کر جاگ گئی اور شہاب بن مانع سے جا کر مل گئی جس کا لقب کوکب فدی تھا۔ اس سے پہلے شہاب نے اُس کی خواستگاری کی تھی لیکن جمانہ کے باپ نے انکار کر دیا تھا۔ اور جب بولنے لگے کہ میں دہر ہوئی تو جناب رسول خداؐ نے حضرت سلمانؓ اور صہیبؓ کو ان کی خبر و نہ کے لئے واپس بھیجا۔ جب وہ پہنچے تو دیکھا کہ بولنے والا مرد بڑے سے ہے اور بولنے والے کے جسم سے جاری ہے۔ انہوں نے واپس آ کر حضرت سے بیان کیا اور بولنے والے نے حضرت سے فرمایا کہ وہ تیرا چھوٹا بولنے والا تھا۔ فرض بطلان نہ گئے۔ حضرت نے دو رکعت نماز ادا کی اور کچھ دعا مانگیں کیں پھر ایک مٹی خاک لے کر بول پر چڑھ کر دی دعا اُسی وقت زندہ ہو گئے اور حضرت کے قدموں پر گر پڑے۔

بچا سوال ہدایت حضرت کے تادیر حال و غیرہ

بچا سوال ہدایت حضرت کے تادیر حال و غیرہ

اور پیروں کو بوسہ دینے لگے۔ حضرت نے پوچھا تم کو کس نے مارا تھا؟ بول کر نے کہا جمانہ دختر زراف نے مارا تمہیں اس پر عاشق ہوں۔ حضرت نے فرمایا اسے جلّ تم کو خوشخبری ہو کہ میں لشکر بھیج کر اس کو تہا سے واسطے حاصل کروں گا۔ پھر آنحضرتؐ نے امیر المؤمنینؑ کی طرف رخ کیا اور فرمایا کہ مجھے ابھی خداوند جلّیل کی طرف سے جبریلؑ نے خبر دی ہے کہ جمانہ بول کر مار کر شہاب کے پاس چلی گئی ہے۔ اس نے پہلے اس کی خواستگاری کی تھی لیکن اس کے باپ نے منظور نہیں کیا تھا۔ جب وہ شہاب کے پاس پہنچی اور اپنا حال بیان کیا، تو شہاب اپنے لشکر کے ساتھ ہم سے جنگ کرنے کے لئے آیا ہے۔ لہذا اسے علیؑ تم مسلمانوں کے ساتھ اس کو نصیب کے لئے ہاؤ ضائع کو فتح دے گا۔ اور میں مدینہ وارد ہوں۔ امیر المؤمنینؑ مسلمانوں کے ایک گروہ کے ساتھ اُدھر روانہ ہوئے اور نہایت تیزی سے منزل میں پہنچے کہ شہاب کے سر پر پہنچ گئے۔ اس سے جنگ کی۔ جناب امیرؑ اس پر غالب ہوئے۔ تو شہاب اور جمانہ اپنے تمام لشکر کے ساتھ مسلمان ہو گئے۔ حضرت علیؑ ان سب کو مدینہ لے آئے پھر سب نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اپنے اسلام کی تصدیق کی۔ جناب رسولؐ نے جملہ بول کر اسے پوچھا اب کیا کہتے ہو؟ عرض کی میں تو اس کا عاشق تھا، لیکن اب شہاب اس کا مجھ سے زیادہ حق دار ہے۔ جب بول کر نے یہ حوصلہ مندی ظاہر کی تو شہاب نے دو کنیزیں اُڈو گھوڑے اور دو اونٹ اُن کو دیئے۔

تفسیر یہاں میں مذکور ہے کہ جناب رسول خدا نے ایک مرتبہ کفار کی ایک جماعت پر لشکر بھیجا جو نہایت طاقت والی تھی۔ اور بہت دن گزر گئے کہ حضرتؐ کو کوئی اطلاع نہ ملی۔ حضرتؐ کو نہایت تشویش ہوئی۔ فرمایا کہ کاشش کوئی جاتا اور اُن کی خبر لانا۔ حضرتؐ دو پہر کے وقت قبولہ کی فرض سے آرام فرما رہے تھے کہ ایک شخص خوشخبری لایا کہ وہ لوگ دشمن پر فقیہ اور غالب ہوئے اُن میں سے بہتوں کو قتل کیا۔ اکثر لوگوں کو زخمی کیا اور بہت سے لوگوں کو گرفتار کیا ہے۔ اور اُن کے کل واسباب کو کوٹ لیا اور حد تول اور بچوں کو امیر کر لیا ہے۔ جب وہ لوگ مدینہ کے قریب پہنچے تو آنحضرتؐ اصحاب کے ہمراہ ان کے استقبال کو روانہ ہوئے۔ اس لشکر کے سردار زید بن حارثہ تھے۔ حارثہ نے جب آنحضرتؐ کو دیکھا تاہم پر سے کود پڑے اور دوڑ کر آنحضرتؐ کے قدموں اور رکاب پر آنکھیں ملنے اور چومنے لگے اور حضرتؐ کے دست مبارک پر بوسہ دینے لگے۔ حضرتؐ اُن سے گفتگو ہوئے اور اُن کے سر پر بوسہ دیا۔ پھر عبداللہ بن رواحہ بھی آئے اور حضرتؐ کے دست و پا کو بوسہ دیا۔ حضرتؐ اُن سے بھی گفتگو ہوئے پھر تمام لشکر سوار یوں سے آ کر حاضر خدمت ہوا اور درود کے سرے بلند کئے حضرتؐ نے سب کو دیکھ کر فرمایا کہ بیان کرو کہ تمہارے اور دشمنوں کے درمیان کیا گذری۔ وہ کافروں کے بہت سے قیدی اور مال غنیمت میں کافی سونا چاندی اور دوسرے سامان لائے تھے۔ ان لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ اگر ہمارے حالات آپ نہیں گئے تو بہت محبت کریں گے۔ حضرتؐ نے فرمایا مجھے پہلے تو نہیں معلوم ہوا تھا۔ لیکن ابھی ابھی جبریلؑ نے خبر دی ہے۔ اور میں کتاب و دین کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا۔ مگر خدا نے مجھے تعلیم فرمائی جیسا کہ خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وَكَذَلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ رُوحًا مِّنْ أَمْرِنَا

آنحضرتؐ کے ساتھ لائے گئے اور کئی کئی کتب بھیجا اور ایک غزوہ غزوہ بدر میں لڑا۔

اور ہم نے ان کو یہ آسانی قتل کیا۔ حضرت نے فرمایا کہوا الحمد للہ رب العالمین اور خدا کا شکر بجالاؤ جس نے ہم کو یہ شعبان کے سبب سے فضیلت کرامت فرمائی۔ وہ جنگ ماہ شعبان کی شب اقل میں واقع ہوئی تھی۔ وہ لوگ ماہِ رجب میں جنگ کے لئے روانہ ہوئے تھے جو حرام مہینوں میں سے ہے اور جس میں جنگ جائز نہیں۔ اہل انوار جوان لوگوں کے وہیں سے نکلے ان کے اعمال کے سبب سے تھے جو ماہِ شعبان کی شبِ اول میں بجا رہے تھے۔ خلافتِ عالم نے ان اعمال کا ثواب رات میں نور کی صحت میں ان کو کرامت فرمایا۔ صحابہ نے کہا یا رسول اللہ! اعمال کیا ہیں۔ ہم کو بھی آگاہ فرمائیے تاکہ ہم بھی ان کی موافقت کریں اور ثواب حاصل کریں۔ حضرت نے فرمایا کہ میں بن ثابت نے اول ماہِ شعبان میں لوگوں کو نیکی کا حکم دیا اور بدی سے منع کیا اور خیر و صواب کی جانب لوگوں کی رہنمائی کی اس سبب سے خداوند کریم نے ان کے رات کے اعمال سے پہلے ہی ان کو نود کرامت فرمایا جبکہ وہ تلاوتِ قرآن کریم تھے اور قضاہ نے دن میں اپنا فرض ادا کر دیا تھا اس سبب سے حق تعالیٰ نے ان کو رات کے وقت وہ نور عطا فرمایا اور عہدِ شہدین رواہ اپنے والدین کے حق میں بہت نیکی کیا کرتے تھے اس لئے خدا نے ان کو شب کے وقت اس کا زیادہ ثواب عطا فرمایا۔ جب دن نکلنا تو ان کے والدین نے ان سے کہا کہ ہم تو تجھ کو دوست رکھتے ہیں لیکن تمہاری فلاں زوجہ ہم کو آزار پہنچاتی ہے اور اتہام لگاتی ہے ہم کو اور طہیّان نہیں ہے اس سے کہ ہمارے کام پلٹ جائیں اور کسی جنگ میں دشمن ہم پر غالب ہو جائیں اور ہم قتل ہو جاؤ اور تمہاری زوجہ تمہارے مال میں ہماری شریک ہو اور اس کی طرف سے ہمارے لئے ایذا اور تکلیف زیادہ ہو۔ عبد اللہ نے کہا کہ مجھے پہلے نہیں معلوم تھا کہ وہ آپ لوگوں پر زیادتی کرتی ہے اور آپ لوگوں کو اس سے کرامت و نفرت ہے۔ اگر میں جانتا تو اس کو طلاق دے دیتا لیکن بابِ طلاق دینا اور علیحدہ کیے دینا ہوں تاکہ آپ لوگوں کو اطمینان و سکون ہو۔ ایسا نہیں ہو سکتا کہ جس چیز کو آپ لوگ ناپسند کریں میں اُسے میں پسند کروں۔ اس سبب سے خدا نے ان کو پہلے ہی نور عطا فرمایا اور نید میں حادثہ کے وہیں سے گرفتار کے مانند نور سا طبع ہوا تو وہ بہترین قوم ہیں اور ان میں سے زیادہ نیک کردار ہیں۔ اور سبب یہ ہے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ جانتا تھا کہ ان سے ایک بہترین عمل صادر ہوگا اس سبب سے ان کو برگزیدہ کیا اور دوسروں پر فضیلت بخشی اسی عمل خیر کے باعث نور سا طبع ہوا یہاں تک کہ اُسی نور کے سبب سے مشہد کوں پر مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی۔ اور ان کا وہ عمل وہ تھا کہ اُس رات کو مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی ایک منافق زندہ کے پاس آیا وہ یہاں کہ اُن کے اور علی کے درمیان فساد برپا کرے اور اُن کی آپس کی محبت فاسد کر دے۔ اُس نے کہا اے نید تم کو مبارک ہو مبارک ہو کہ اہلبیت رسول خدا میں اپنی مثال نہیں رکھتے تمہارا احسان اسلام اور اسلام پر اس فتح کے سبب زیادہ ہوا جو تم نے حاصل کی اور تمہاری جلالت و بزرگی نمایاں ہوئی اُس نور کے سبب جو کل رات تمہارے وہیں سے سا طبع ہوا۔ یہ سنکر زید نے کہا اے بندہ خدا خدا سے ڈر اور گفتگو میں حد سے نہ بڑھاؤ مجھ کو میری بساط سے زیادہ نہ بڑھاؤ نہ اس بات سے تو خدا و رسول کا

خائف ہو کر کافر ہو جائے گا۔ اور اگر میں بھی تیری بات قبول کر لوں تو تیری طرح کافر ہو جاؤں گا۔ اسے بندہ
 نوجوان تھا کہ میں تجھے اسکاہ کر دوں جو کچھ ابتدائے اسلام میں لوہا اُس کے بعد واقع ہوا یہاں تک کہ جناب
 رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں ہجرت کر کے تشریف لائے اور علی بن ابی طالبؓ کے ساتھ جناب
 الزہراء علیہا السلام کو تزویج فرمایا اور اُن سے حسن و حسین علیہم السلام پیدا ہوئے۔ اُس منافی نے کہا
 اے زید نے کہا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت دوست رکھتے تھے یہاں تک کہ انتہائی شفقت میں مجھے اپنے
 بیٹا فرمادیا اور لوگ مجھے زید ابن محمدؓ کہتے تھے۔ مختصر یہ کہ امام حسنؓ و امام حسینؓ علیہما السلام پیدا ہوئے تو
 میں اُن دونوں شہزادوں کی خاطر سے ناپسند کرنے لگا کہ کوئی مجھے آنحضرتؐ کا بیٹا کہے۔ اس لئے جو شخص
 مجھے پسند نہ کرے کہہ کر بکارتا تو میں کہتا کہ مجھے پسند نہ کرتا کہ زید آزاد کردہ رسول خدا کا بیٹا کہہ کر وہ نکمہ
 ہے۔ چنانچہ میں سمجھتا کہ حسن و حسین علیہم السلام کے مثل نہوں۔ برابر ایسا ہی ہوتا یہاں تک کہ خدا نے میرے دل
 کی تصدیق فرمائی اور یہ آیت نازل کی۔ مَا جَعَلَ اللَّهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قُلُوبَيْنِ فِيْ حُجُوْبَةٍ وَمَا جَعَلَ
 اَنْتَاجَكُمْوَاللّٰہِی تَطَاہِرُوْنَ مِنْہُمْ اَمْہَا تَنْکَرُوْا مَا جَعَلَ اَدْعِیَاکُمْ اَبْنَاءَکُمْ وَرِیْطَ
 سِوَا اَحِبَّ اَیْمٰنِی خدائے کسی مرد کے سینہ میں دو دل نہیں بنائے ہیں یعنی آدمی کے دو دل نہیں
 ہوتے کہ ایک دل سے محمدؐ و آل محمدؐ کو دوست رکھے اور اُن کی تعظیم کرے اور دوسرے دل پر اُن کی نفیست
 دے اور دوسرے دل سے اُن کے دشمنوں کو دوست رکھے اور اُن کی نفیست دے۔ تو جو شخص اُن کا
 دوست ہے تو اُس کو چاہئے کہ اُن کی نفیست کا اقرار کرے اور اُن کے دشمنوں سے بیزاری اختیار کرے
 اور خدا نے تمہاری بیویوں کو تمہاری مائیں نہیں بنایا ہے کہ تم اُن سے ظہار کرو اور اُن کو اپنی ماں سے
 تشبیہ دو اور نہ تمہارے منہ بولے بیٹوں کو در حقیقت تمہارا بیٹا بنا دیا ہے۔ اُس کے بعد فرمایا اُولَیْہِ الْاَلْحَادِ
 فَقَضٰہُمْ اُولٰٓئِیْیَنْجِیْ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُہَاجِرِیْنَ اِلَّا اَنْ تَفْعَلُوْا اِلٰی
 اُولٰٓئِیْہِکُمْ مَّعْرُوْفٌ وَفَاذَکَانَ ذٰلِکَ فِی الْکِتَابِ مَسْطُوْرًا ۝۵۱ آیت سورۃ احزاب یعنی ہونیں
 اور مہاجرین میں سے آپ میں رشتہ دار کتاب خدا کی رو سے (مگر کہنا زیادہ مفصل میں مگر تم اسے
 دوستوں سے سوک کرنا چاہو تو یہ کتاب خدا میں لکھا ہوا ہے۔ زید نے اُس شخص سے کہا کہ جب یہ قریش
 نازل ہوئی تو لوگوں نے پھر مجھے آنحضرتؐ کا بیٹا نہیں کہا مگر رسولؐ کا بھائی کہنے لگے۔ اسی طرح برابر کہا کہ
 مجھے اور میں اس کو بھی پسند نہیں کرتا تھا۔ یہاں تک کہ سرورِ عالم نے علی بن ابی طالبؓ کو اپنا بھائی فرمایا۔ پھر
 کسی نے مجھ کو رسولؐ کا بھائی نہیں کہا۔ ہذا سے جس زید علی بن ابی طالبؓ کا غلام اور اُن کا آزاد کردہ ہے
 جس طرح رسولؐ کا آزاد کردہ ہے۔ لہذا زید کو مثل علیؓ کے مت خیال کرو اور اس کا مرتبہ اس کی حد سے
 زیادہ نہ کرو ورنہ خدا نے اس کے مانند ہو جاؤ گے جنہوں نے جناب علیؓ کو اُن کی حد سے بہت بلند کر دیا اور کافر
 ہو گئے۔ اُس کے بعد آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اس سبب سے حق سبحانہ و تعالیٰ نے زید کو گرامی کیا اور اُس کو زید
 ضیاء کے ساتھ مناد فرمایا کیونکہ علیؓ کو اپنے مرتبہ سے بچھا اور اپنے کو اُن کی دوستی میں کامل بنایا۔ اُسی خدا کی
 قسم جس نے مجھے بچائی کے ساتھ خلق کی جانب بھیجا ہے کہ خداوند عالم زید کے لئے اُن کے اس اعتقاد کے سبب سے

جو کچھ آخرت میں جیتا کیا ہے اس سے کہیں زیادہ ہے جو تم نے اُن سے دُنیا میں نور مشاہدہ کیا وہ اُس کے مقابلہ میں بہت کم ہے۔ بیشک زید و یحییٰ حشر میں آئیں گے اُن کا ثور اُن کے آگے چلے جائے گا اُن میں بالائے سزا اعدا زیر پا ہوگا جو ہزار سال کی راہ تک نمایاں رہے گا۔

کھینٹی نے بسند صحیح جناب صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ایک روز جناب رسولؐ خدا نے آسمان کی جانب نظر کی بعد عیشم فرمایا۔ لوگوں نے اس کا سبب دریافت کیا۔ حضرت نے فرمایا اے ان دو فرشتوں پر تعجب ہو اجو آسمان سے زمین پر آئے اور کسی بندہ صالح کو اُس کی جاننا نہ تلاش کرنے لگے تاکہ اُس کے مثل کو اُس رات اور دن میں لکھیں۔ لیکن اُس کو جاننے نماز پر نہیں پایا پھر آسمان پر چلے گئے اعد کہا پروردگار تیرے بندہ کو ہم نے اُس کی جاننے نماز پر دیکھا تاکہ اُس کا شب و روز کا عمل لکھیں مگر اُس کو اُس جگہ نہیں پایا بلکہ اُس کو تیری قدم چایا کہ وہ بیمار ہے۔ تو حق تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے بندہ کے واسطے وہی عمل خیر لکھو جو وہ ہمیشہ صحت کی حالت میں رات اور دن بجالاتا تھا کیونکہ میرا بندہ میری گرفت میں ہے اور میری زندگی و فاضل و کرم کا منتظر ہے کہ میں اُس کے لئے وہی ثواب لکھوں۔

کھینٹی نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ اشرف بن کا ایک گروہ آنحضرتؐ کی میت میں آیا اُن میں ایک شخص تھا جس کی تشنگی سب سے بلند و بہتر تھی اور وہ آنحضرتؐ سے نماز عمت میں سب سے زیادہ بڑھا ہوا تھا۔ آنحضرتؐ کو ختمہ لگایا اور آپ کے آنکھوں کی رگیں ابھر آئیں اور چہرہ اقدس کا رنگ بدل گیا۔ اس حال میں حضرت نے کچھ دیر کے لئے سر جھکا لیا۔ اسی وقت جبریلؑ نازل ہوئے اور کہا آپ کا پیر مردگار بدتھنہ سوام کے ارشاد فرماتا ہے کہ یہ شخص سخی اور جوانمرد ہے جو لوگوں کو کھانا کھلاتا ہے۔ یہ سنتے ہی حضرت کا ختمہ دور ہو گیا۔ پھر حضرت نے سر اٹھا کر فرمایا کہ اگر جبریلؑ نے آکر مجھے یہ خبر نہ دی ہوتی کہ تو سخی اور بلند حوصلہ ہے اور لوگوں کو کھانا کھلاتا ہے تو یقیناً تجھ کو ایسی سزا دیتا جو تیرے ساتھیوں کے لئے جو تیرے پیچھے آ رہے ہیں جہت کا سبب ہوتی۔ یہ سُنکر اُس مرد نے کہا آپ کا پیر مرد گار سخاوت کو دوست رکھتا ہے۔ حضرت نے فرمایا ہاں۔ تو اُس کے کہا میں خدا کی وحدانیت اور آپ کی رسالت کی گواہی دیتا ہوں اور قسم کھاتا ہوں اُسی خدا کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے کہ میں نے کسی شخص کو واپس نہیں کیا مگر یہ کہ اُس کو اپنے مال سے ضرور کچھ دیا ہے۔

بسند معتبر انہی حضرتؑ سے روایت ہے کہ ایک شخص جناب رسولؐ خدا کے پاس آیا کہ میں تو بڑھا ہوا ہوں میرے بہت سے عبال ہیں۔ گروہی اور انسانی تو انی محمد پر مسلط ہو چکی ہے میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ کیا ممکن ہے کہ آپ اس بخلی کے زمانہ میں میری مدد فرمائیں۔ یہ سُنکر حضرت نے صحابہ کی جانب نگاہ کی اور صحابہ نے حضرت کی طرف نظر کی۔ حضرت نے فرمایا کہ اُس نے اپنا حال مجھ کو اعد تم سب کو سنا دیا۔ یہ سُنکر ایک شخص اٹھا اور اُس سے بولائیں کل تیری ہی طرح محتاج تھا۔ آج خدا نے تجھ کو کافی مال عطا فرمایا ہے۔ پھر وہ اُس شخص کو اپنے گھر لے گیا اور ایک بڑی ٹھیل میں چاندی سونا بھر کے اُس کو دیا اُس پیر مرد نے کہا کہ یہ سب مجھ کو دیتا ہے؟ کہا ہاں۔ پیر مرد نے کہا کہ اپنا مال لے لے کیونکہ میں نہ جن و حمل نہ انسان ہوں بلکہ فرشتہ ہوں۔

باب دوم

ترجمہ حیات القلوب

ترجمہ حیات القلوب

خدا نے مجھے بھیجا کہ تیرا امتحان لوں۔ تو میں نے تجھے خدا کی نعمتوں پر شکر کرنے والا پایا۔ خدا تجھ کو جنائے خیر سے۔
 بسند معتبر انہی حضرت سے روایت ہے کہ ایک شخص آنحضرتؐ کی خدمت میں آیا اور کہا یا رسول اللہ! میں
 مجھے کچھ نصیحت فرمائیے۔ حضرتؐ نے فرمایا جا اور غصہ نہ کرنا اس شخص نے کہا میں اس پر عمل کروں گا۔ اور
 واپس چلا گیا۔ جب اپنے عزیزوں کے پاس پہنچا تو ان میں جنگ چھڑی ہوئی تھی اور دونوں طرف صفیں
 بندھی ہوئی تھیں۔ سب اسٹول سے آراستہ تھے۔ اہل نے جب یہ حال دیکھا اس کے غصہ کی آگ
 بھڑک اٹھی اور اسے لگا کر جنگ پر تلاء ہو گیا کہ رسول اللہ کی نصیحت یاد آئی کہ غصہ نہ کرنا۔ اس نے فوراً
 اپنے اسٹول سے اُتار کر رکھ دیئے اور اس گروہ کے پاس آیا جو اس کی قوم کے دشمن تھے اور کہا لوگو! تم کو
 جو کچھ زخم و تکلیف پہنچی ہے اور جو لوگ قتل ہوئے ہیں ان سب کا خون بہا اور نقصان میں اپنے مال سے دینا
 ہوں ان لوگوں نے یہ سن کر کہا کہ جو کچھ اس جنگ میں نقصان واقع ہوا ہے سب ہم نے تم کو معاف کیا
 اور ہم احسان کرنے کے زیادہ سزاوار ہیں۔ فرض دونوں فریق نے آپس میں صلح کر لی اور غیظ و غضب
 ان کے دلوں سے نائل ہو گیا۔

تفسیر فرات میں علی بن ابراہیم وغیرہ سے مذکور ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
 ولید بن عقبہ کو قبیلہ بنو دلیہ کی طرف بھیجا تاکہ ان سے زکوٰۃ وصول کرے۔ نہانہ جاہلیت میں ولید اللہ اس
 قبیلہ کے درمیان عداوت تھی۔ ولید جب اس قبیلہ کے پاس پہنچا تو لوگ یہ ملامت کرنے کے واسطے
 باہر نکل پڑے کہ اب بھی ولید کے دل میں کچھ عداوت باقی ہے یا نہیں۔ لیکن ولید ان لوگوں سے ڈر کر
 آنحضرتؐ کے پاس واپس آیا اور کہا کہ بنو دلیہ نے مجھے قتل کرنا چاہا اور مجھ کو زکوٰۃ نہیں دی۔ جب یہ بات
 اس قبیلہ کے لوگوں کو معلوم ہوئی تو جناب رسول خدا کی خدمت میں آکر عرض کی یا رسول اللہ! ولید نے
 حضورؐ سے جھوٹ بیان کیا۔ اصل یہ ہے کہ نہانہ جاہلیت میں ہم سب عداوت کے درمیان دشمنی تھی۔
 ہم کو یہ خوف ہوا کہ اس عداوت کے سبب سے ہم پر سختی کرے گا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ تا فرانی تک گرو
 دہ نہ تھادی سر کوئی کہ لینے ایسے شخص کو بھیجوں گا جو میری جان کے برابر ہے جو تھامے مردوں کو
 قتل کرے گا تھامے لڑکوں کو اسیر کرے گا۔ اور اپنا ہاتھ جناب امیرؐ کے کاندھے پر رکھ کر فرمایا کہ وہ
 شخص ابھی ہے جس کو تم دیکھ رہے ہو۔ اس وقت خداوند عالم نے ولید کے بارے میں یہ آیت نازل
 فرمائی۔ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَتَىٰ مِنَ بَنِي إِسْرَءِيلَ قَائِلِينَ أَنَّا نَصِيبُوا الْقَوْمَ مَا
 يَجِبُ لَهُمْ لَنُقْضِيَهُمْ فَمَا نُفْلِحُ** نفا میں۔ **وَأَمِيتَ سَوَءَ الْجَوْتِ** (اے ایمان والو اگر
 تھامے پاس کوئی فاسق اگر کچھ خبر بیان کرے تو اس کی تحقیق کر لیا کہ وہ ایسا نہ ہو کہ اس کے بیان
 پر نادانی سے کسی گروہ کو نقصان پہنچا دے اور آخر میں اپنے کئے پر تادم ہو۔ اس آیت میں خدا نے ولید
 کو فاسق کہا ہے۔

یعنی نے بسند معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا ایک مرتبہ مدینہ کے باشندوں میں
 گھوم رہے تھے وہاں بہت عمدہ گندم یا جو نظر آیا اس کے بیچنے والے سے فرمایا کہ تیرا یہ فائدہ بہت اچھا ہے

اس کا بھانڈا کیا ہے۔ اسی وقت غلنے حضرت کو وحی فرمائی کہ اس کے اندہ ہاتھ ڈال کر دیکھو۔ حضرت نے جب غلنے سے نکال کر دیکھا تو خواب نکلا تو حضرت نے فرمایا کہ مسلمانوں کو فریب دینے کے لئے تم نے خیانت کی ہے۔

ابن بابویہ نے بسند معتبر حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ ایک اعرابی آنحضرت کی خدمت میں آیا اور طنز کے طور پر کہا کیا اہام جاہلیت اور اب اسلام میں آپ باپ ماں کے لحاظ سے ہم میں سب سے بہتر نہیں ہیں اور ہم سے چھوٹے بڑے سب سے بلند مرتبہ نہیں ہیں۔ یہ سُن کر حضرت کو فتنہ آگیا فرمایا کہ اسے اعرابی تیری زبان پر کھنکھ پر دے ہیں اُس نے کہا فد حجاب ہونٹ اور دانت ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ ان میں سے کیا ایک بھی تیری زبان کی سختی کو ہم سے رکھنے کے لئے کافی نہیں ہے۔ پھر فرمایا کہ دنیا میں جس حد چیز آدمی کو دی گئی ہیں کوئی چیز اس شخص کو آخرت کا نقصان پہنچانے والی زبان کی مدد سے زیادہ نہیں ہے علی اسس کی زبان کاٹ دو۔ لوگوں نے سمجھا کہ اس کی زبان کاٹی جائے گی لیکن جناب امیر نے اُس اعرابی کو چند درہم عطا فرمائے اور رخصت کر دیا۔

شیخ طبرسی نے روایت کی ہے کہ ثوبان آزاد کردہ رسول خدا آپ کو بہت دوست رکھتے تھے اور آپ کی جہلی کی تاب نہ رکھتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت کی خدمت میں آئے۔ اُن کا چہرہ زرد تھا جسم لاغر و ناتواں حضرت رسول نے فرمایا اسے ثوبان تمہارا رنگ کیوں تغیر ہے؟ عرض کی یا رسول اللہ مجھے کوئی بیماری نہیں ہے کہ جب تک حضور کو نہیں دیکھتا مشتاق اور عیاش رہتا ہوں۔ اور جب تک حضور کی خدمت میں نہیں پہنچتا سکون حاصل نہیں ہوتا پھر آخرت کو یاد کرتا ہوں اور خدا ہوں کہ وہاں حضرت کے پاس کیسے پہنچوں گا جبکہ یہ جانتا ہوں کہ وہاں آپ کو پیغمبروں کے ساتھ جنت کے بلند درجوں میں جگہ ملے گی اگر میں بھی جنت میں پہنچ جاؤں تو آپ کے مقام و منزل سے بہت پست درجہ میں ہوں گا اور اگر بہشت میں نہ پہنچا تو گمان نہیں کہ کبھی آپ کی زیارت نصیب ہوگی۔ اُس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ وَمَنْ يَطْعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ نَأْوَكَم مَّعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِمَّنْ ... الثَّابِتِينَ وَالصَّادِقِينَ وَالشَّاهِدِينَ وَالْعَمَلَاءَ الْحَيِّينَ وَحَسَنَ أَذْكَرَ لَكَ رَفِيقًا فِي رَسْمَةِ الْمَسَارِطِ، جو شخص خدا اور رسول کی اطاعت کرتا ہے تو وہ لوگ انبیاء صدیق شہداء اور صالحین کے ساتھ ہوں گے جن پر خدا نے انعام فرمایا ہے میں سے ہوں گے اور یہ لوگ کیا اچھے رفیق ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا کہ اسی خدا کی قسم جس نے مجھ کو سچائی کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے کہ کوئی بندہ ایمان میں کامل نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اُس کے نزدیک اُس کی ذات اُس کے باپ ماں اور اہل و عیال اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوں۔

علی بن ابراہیم نے بسند معتبر حضرت امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ مؤلفنا قلوبہم جن کا ذکر خدا نے قرآن میں فرمایا ہے یہ لوگ ہیں۔ ابوسفیان پدر معاویہ، اسماعیل بن عمرو، امام بن عمرو، صفوان بن امیہ، اقرع بن حابس، عیسیٰ بن حسن، فراری، مالک بن عوف اور علقمہ بن ملطہ۔ جناب رسول خدا نے ان میں سے ہر ایک کو کم و بیش عطا اونس ان کے جہاں بیت دیئے۔

آنحضرت کی زبان پر کھنکھ پر دے ہیں اُس نے کہا فد حجاب ہونٹ اور دانت ہیں۔

آنحضرت کی جہلی کی تاب نہ رکھتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت کی خدمت میں آئے۔ اُن کا چہرہ زرد تھا جسم لاغر و ناتواں حضرت رسول نے فرمایا اسے ثوبان تمہارا رنگ کیوں تغیر ہے؟

ع

اُس کے اپنے گھر میں تھا جس کی شاخ اُس کے ہمسایہ کے مکان میں پھیلی ہوئی تھی۔ وہ ہمسایہ غریب اور غیاں لدا تھا جب وہ شخص اپنے درخت پر خرے توڑنے کے لیے چڑھا تو کچھ خرے اُس ہمسایہ کے گھر میں بھی گر جاتے اور اُس مرد غریب کے بچے خرے کو چن لیتے۔ وہ شخص دھت سے جب اُترتا تو خرے اُن بچوں سے بھی لیتا اور اگر وہ دین میں رکھ لیتے تو انکی ڈال کر منہ سے نکال لیتا۔ آخر اُس شخص نے آنحضرت کی خدمت میں شکایت کی۔ حضرت نے فرمایا اُس شخص کو بلاؤ۔ وہ حاضر ہوا تو آپ نے اُس سے فرمایا کہ وہ شاخ جو اُس غریب شخص کے گھر میں پھیلی ہوئی ہے اسے دے دے میں تجھے بہشت میں ایک درخت خراج عطا کروں گا۔ اُس ہر نصیب نے کہا کہ میرے پاس بہت سے درخت خراج ہیں لیکن اس درخت کے پھلوں سے زیادہ کسی کے پھل پسند نہیں کرتا۔ چونکہ ابوالد جراح اُس وقت موجود تھے اور یہ باتیں سن رہے تھے جبکہ وہ شخص واپس چلا گیا تو وہ بھی اُٹھے اور حضرت کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ اگر اُس درخت کو میں خرید کر آپ کو دے دوں تو جو اُس درخت کے مالک کے لئے آپ نے بہشت میں دینے کے لئے فرمایا میرے لئے بھی وعدہ فرمائیں گے حضرت نے فرمایا ضرور۔ یہ سنکر ابوالد جراح صاحب درخت کے پاس گئے اور اُس کو خریدنے کی خواہش کی۔ اُس نے کہا تم نے سنا کہ جناب رسول خدا اُس کے عوض مجھے بہشت میں دھت سے ہے لیکن میں نے قبول نہیں کیا۔ ابوالد جراح نے کہا کہ اُس کے بیٹے کا ارادہ رکھتے ہو یا نہیں۔ اُس نے کہا جہاں بچوں کا جب تک اتنا زیادہ مال اُس کے عوض نہ ملے کہ مجھے گمان نہ ہو کہ اس قدر مال کوئی دے سکتا ہے۔ انہوں نے پوچھا کہ کس قدر قیمت چاہتے ہو۔ اُس نے کہا چالیس درخت خراج۔ ابوالد جراح نے کہا کیا خوب۔ اسے ایک ٹبر سے درخت کے عوض چالیس درخت مانگتے ہو۔ اچھا میں نے دینے۔ اُس نے کہا کچھ لوگوں کو لاؤ اور گواہ قرار دو تاکہ بعد میں اس سودے کے بارے میں تم انکار نہ کرو۔ ابوالد جراح ایک جماعت کو بلا لائے اور گواہ بنا دیا اور اس درخت کو چالیس درختوں کے عوض خرید کیا۔ پھر حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ وہ درخت میں نے خرید لیا اور حضور کو دیتا ہوں۔ یہ سنکر آنحضرت اُس شخص فقیر کے گھر پر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ یہ درخت اب تیرا اور تیرے عیال کا ہے اُس وقت خدا نے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔

ابن بابویہ نے بسند معتبر حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ تین اشخاص جناب رسول خدا پر بہت اتہام اور جھوٹ باندھتے تھے۔ ابوہریرہؓ، انسؓ اور عائشہؓ۔ اور قرب الاستیلا میں بسند موثق حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ تین اشخاص نے جناب فاطمہؓ صلوات اللہ وسلامہ علیہا کے خلاف مذکور سے انکار کی گواہی دی اور جناب رسول خدا پر جھوٹ باندھا کہ کوئی شخص آنحضرت کی میراث نہیں پاتا عائشہؓ، حفصہؓ اور اوس بن حذافہ۔

قلب راوندی نے وائل بن عمر سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب آنحضرت کے مبعوث ہونے کی خبر پہنچی تو میں ایک بڑا بادشاہ تھا اور میری تمام قوم میری فرمانبرداری تھی۔ میں نے بادشاہ کو چور کر خدا و رسول کی اطاعت اختیار کی اور آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت کے اصحاب نے مجھے

بچا سوال بابہ آنحضرت کے بارے میں

بتایا کہ آنحضرتؐ نے میرے آنے سے تین روز پہلے میرے آنے کی خبر سے دی تھی کہ اب وائل بن حجر
حضورؐ کے دروازہ تک سے آ رہا ہے ایسی حالت میں کہ اسلام کی جانب راغب ہے اور حق کا مطیع
ہے اور وہ بادشاہوں کی اولاد میں ہے۔ میں جب حاضر ہوا تو عرض کی یا رسول اللہ آپ کی بعثت کی اطلاع
مجھ کو ملی۔ میں بادشاہ تھا۔ خدا نے مجھ پر احسان کیا کہ میں نے سب اقتدار و حکومت ترک کر کے خدا و رسولؐ کو
اختیار کیا اور دین حق کی جانب راغب ہوا۔ حضرتؐ نے فرمایا تو سچ کہتا ہے۔ خداوند وائل اور اس کے
فرزندوں میں اور ان فرزندوں کی اولاد میں بھی برکت عطا فرما۔

شیخ طوسی و شیخ نجاشی نے عبد اللہ بن ابی رافع اور ان کے والد ابورافع سے روایت کی ہے
کہ وہ کہتے ہیں کہ میں ایک روز جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔
آنحضرتؐ کو دیکھا کہ مجھے غیب میں ہیں یا حضورؐ پر وحی نازل ہو رہی ہے اور مگر کے ایک گوشہ میں
ایک سانپ ہے۔ میں نے پسند نہ کیا کہ سانپ کو ماروں کہ ایسا نہ ہو کہ حضرتؐ بیدار ہو جائیں۔ میں
حضرتؐ کے اہل اس سانپ کے کھنچ میں لیٹ گیا کہ اگر وہ کاٹے تو مجھے کاٹے اور آنحضرتؐ محفوظ رہیں
اسی اثناء میں آنحضرتؐ بیدار ہو گئے۔ میں نے سنا کہ حضرتؐ یہ آیت پڑھ رہے تھے اِنَّمَا
وَرِثَکُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یَقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَ یُوْنُوْنَ الزَّکٰوۃَ
وَهُمْ رَاٰکُمْ کُوْنُوْا مَعَہٗ سَاعَۃً مِّنْہٗ (پس) دیکھ ایمان والو! تمہارے سر پرست اور حاکم تو ہیں خدا
اور اس کا رسولؐ ہیں اللہ مومنین جو پابندی سے نماز پڑھتے اور حالت رکوع میں زکوٰۃ ادا کرتے
ہیں) اس کے بعد حضرتؐ نے فرمایا الحمد للہ الذی اتم لعلی نعمتہ وھبتنا لہ بفضل اللہ
الذی اتاہہ راس خدا کا شکر ہے جس نے علیؑ کے لئے اپنی نعمت پوری کر دی اور اس کو گوارا ہو
خدا ہی کے فضل سے جس نے اس کو عطا فرمایا ہے) پھر میری جانب التفات فرمایا اور دیکھا کہ میں مگر
کی طرف رخ کئے لیٹا ہوں تو فرمایا کہ اے ابورافع ایک کدوٹ پڑھے ہو۔ میں نے سانپ کا تذکرہ کیا تو
فرمایا اٹھو اس کو مار ڈالو۔ میں نے اس کو مار ڈالا پھر حضرتؐ نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑ لیا اور فرمایا اس
قوم کے بارے میں تم کیا کہتے ہو جو علیؑ سے جنگ کرے حالانکہ علیؑ حق پر ہوں گے اور وہ لوگ باطل پر
میں نے عرض کی ان کے ساتھ راہ حق میں جہاد کرنا حق ہے اور جو مفسد ہو اس کو چاہیے کہ دل سے
اس قوم کا منکر ہو۔ پھر میں نے حضرتؐ سے التفات کی کہ جب میں اس سرورہ کے زمانہ تک پہنچوں تو خدا
مجھے ان سے لڑنے کی قوت عطا فرمائے۔ آنحضرتؐ نے دعا فرمائی اَللّٰھُمَّ اَذِکْہُمْ بِقُوَّتِہٖ وَ اَعِزِّہٖ
(خدا و عباد ابورافع کی امان کے زمانہ تک باقی رکھ اور اس کو قوت عطا فرما اور اس کی مدد کر)۔ پھر حضرتؐ مگر سے
باہر آئی لوگوں کے پاس تشریف لائے جو جمع تھے اور فرمایا ایتھما الناس جو شخص میری جان پر میرے
امین کو دیکھنا چاہے تو وہ یہ ہے ابورافع میرا امین میری جان پر۔ ایسی ہی روایت عیسیٰ بن عبد اللہ
الما مانی سے ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب لوگوں نے بعد خلافت عثمان امیر المومنین علیؑ سے بیعت کی اور
معاویہؓ نے مخالفت کی اور حکم دیا کہ بصرہ کی جانب گئے ابورافع نے کہا کہ یہی ہے وہ زمانہ جس کا تذکرہ

جناب رسالتؐ نے فرمایا تھا کہ اے اللہ! یہاں تک کہ میری قوم کو حقانی اللہ صبحہ ادا ہو
پھر اپنا گھر اور جو زمین خیر میں تھی فروخت کر دیا اس نیت سے کہ شہادت کا دجر حاصل کریں گے
اپنے لڑکوں کے ساتھ جناب امیرؑ کے ہمراہ مدینہ سے باہر نکلے اور وہ اُس وقت بوشہ سے ہو چکے تھے
ان کی پچاسی برس کی عمر ہو چکی تھی کہتے تھے: الحمد للہ لقد اصبحنا ولا احد بعدنا لقی
لقد بايعت البيعتين بيعة العقبة وبيعة الرضوان واصلت للقبليتين وهاجرنا
الھجر الثلاث خدا کا شکر ہے کہ میں نے اُنس حال میں صبح کی اسکوئی شخص میری سی منزلت
نہیں رکھتا میں نے فد بیعتیں کیں بیت عقبہ اور بیت رضوان اور دو قبیلوں کی طرف نماز پڑھی اور
تین ہجرتیں کیں ہمدانی نے پوچھا کہ وہ تین ہجرتیں کون کون سی ہیں کہا کہ پہلی ہجرت جعفر بن ابی طالبؑ
کے ساتھ حبشہ کی طرف تھی دوسری ہجرت رسول اللہؐ کے ساتھ مدینہ کی طرف! اور تیسری ہجرت حضرت
علیؑ کے ساتھ کوفہ کی سمت۔ اور رابع ہمیشہ جناب امیرؑ کے ساتھ سب یہاں تک کہ حضرت شہیدؑ ہوئے
پھر اور رافع امام حسنؑ کے ساتھ مدینہ واپس آئے۔ چونکہ ان کے نہ گھر تھا نہ زمین لہذا امام حسنؑ نے حضرت
علیؑ کا مکان نصف نصف اپنے اہل ان کے درمیان تقسیم کر دیا اور مزدورہ زمین بھی ان کو دی۔ جو
آخر میں عبید اللہ ابن ابی رافعؑ نے معاویہ کے ہاتھ ایک لاکھ ساتی ہزار درہم کے عوض فروخت کی۔

تفسیر امام حسنؑ عسکریؑ میں مذکور ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا کہ اے گروہ مردم میرے
آئندہ کردہ لوگوں کو اور میری آل کو خدا کے ساتھ دوستی کے لئے دوست رکھو۔ اسی فدائی قسم
جس نے محمدؐ رحمۃ اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے کہ میں کے سبب تم کو خداوند عالم
فائدہ پہنچے گا۔ صحابہ نے پوچھا کہ ان کی محبت ہم کو کیونکر نفع بخشے گی فرمایا کہ وہ روز قیامت گروہ
کے ساتھ علیؑ کے پاس آئیں گے جن کی تعداد قبیلہ رومیہ و مضر کی تعداد سے زیادہ ہوگی اور وہ کہیں گے
کہ اے ہمدانی رسول خداؐ یہ جماعت رسول خداؐ اوصاف کی محبت کے سبب ہم کو دوست رکھتی تھی تو
امیر المومنینؑ ان کے لئے ایک نامہ لکھ کر دیں گے جس سے وہ پل مراط سے باسانی گزر جائیں گے اور
سلامتی کے ساتھ بہشت میں داخل ہوں گے۔

شیخ طبرسی نے روایت کی ہے کہ ایک شخص انصار میں سے ثعلبہ بن عاطب نامی نے آنحضرتؐ
سے عرض کی کہ دعا فرمائیے کہ خداوند عالم مجھے دو نعمت بنا دے۔ حضرتؐ نے فرمایا تھوڑا مال جس کا تو
شکر ادا کرے اُس زیادہ مال سے بہتر ہے جس کا شکر تو ادا نہیں کر سکتا۔ کیا مال کی کمی میں خدا
رسولؐ کے مانند ہونا پسند نہیں کرتا۔ اسی خدا کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر
میں چاہوں کہ تمام دنیا کے پہاڑ سونا اور چاندی ہو جائیں اور میرے ساتھ چلتے رہیں تو جو سکتا ہے
چند دنوں بعد پھر اُس نے حضرتؐ سے یہی التجا کی اور کہا اسی خدا کی قسم جس نے آپ کو سجائی کے ساتھ
مبعوث فرمایا ہے کہ اگر خدا مجھے مال عطا فرمائے تو بیشک میں ہر مسخ کو اُس میں سے دے دوں گا۔ آخر آنحضرتؐ
نے دعا کی کہ خداوند عالم ثعلبہ کو مال کرامت فرما۔ ثعلبہ نے گوسفندیں پالیں خدا نے اُن میں بہت تھوڑے

اور میں بہت ترقی عطا فرمائی یہاں تک کہ ان کے لئے دینہ کی کشادگی تنگ ہو گئی اور فقہ دینہ کی ایک
دادی میں جا کر رہنے لگے پھر اور ترقی ہوئی کہ ان کو سفندوں کے لئے اُس دادی میں جگہ نہ رہی
تو وہ بدینہ سے اور فقہ جا بے اور اس طرح جمعہ و جماعت کی فضیلت سے محروم ہو گئے۔ پھر
حضرت کے گھریلو ان کے پاس گو سفندوں کی نذر و وصول کرنے کے لئے بھیجا انہوں نے انکار کیا اور
بخل کیا اور کہا یہ نذر و جنہ کی بہن ہے۔ حضرت کو معلوم ہوا تو فرمایا تعلیم کی حالت پر افسوس ہے
تعلیم کی حالت پر افسوس ہے۔ اُس وقت غلط فہمی کی مذمت میں یہ آیتیں نازل فرمائیں: ﴿وَمَنْ يَرْزُقْ
رَبُّكَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا أَنِ الْفَضِيلَ لِنَفْسِهِ لَنَفْسِهِ وَكَتَبْنَا لَهُ مِنَ الْفَضِيلِ جَانِبًا فَلَمَّا أَكْثَمَ
مِنْ فَضِيلِهِ جَعَلْنَا لَهُ مَخْرُجًا مِّنْهُم مَّعْرُوفًا ۖ لَا يَكْفُرُ بِهِ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّمَنِ الْفَضِيلَ﴾
جس نے خدا سے عہد کیا ہے کہ اگر خدا مجھ کو اپنے فضل سے مال عطا کرے گا تو بیشک میں صدقات و
بخشش لوگوں میں سے ہوں گا۔ پھر جب خدا نے اُس کو اپنے فضل سے عطا فرمایا تو اُس نے بخل کیا اور
خدا سے مخوف ہو گیا اور نذر و دینہ سے انکار کیا۔ افسوس کے بعد اُس کے کفر و غفلت سے متعلق
بہت سی آیتیں نازل فرمائیں۔

بہت سی آیتیں نازل فرمائی ہیں۔
 کلینی نے بسند صحیح حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ اہل یمن میں سے ایک شخص جس کو
 مجتہد کہتے تھے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کو سلام لایا۔ اُس کا
 اسلام صحیح و سالم رہا۔ اور وہ شخص پستہ قد اور بد صفت پریشان حال محتاج و فقیر سیماہ نام بدھو تھا
 میں سے تھا۔ اُس کو آنحضرتؐ اپنے اہل و عیال کے ساتھ شامل کر کے اُس کی کفالت کرنے لگے۔ اُس کو
 ہر روز قدیم صاع کے وزن سے جو پہلے حضرتؐ کے زمانہ میں تھا ایک صاع خرما دیتے تھے اور دو چوتھے
 کپڑے اُس کو عطا کئے لہذا اُس کو مسجد کی خدمت کے لئے معین فرمایا کہ ملت کو بھی سچو۔ اسی میں سویا کرے
 فرض ایک ہفت اسی حال سے گزری یہاں تک کہ بہت سے محتاج و پریشان حال مساکین اسلام میں
 داخل ہوئے اور مسجد میں اُن کے لئے کھانا نشہ نہ رہ گئی تو خدا نے حضرتؐ پر وحی فرمائی کہ جتنا اُن لوگوں
 کو علیحدہ کر دیں اور جن لوگوں کے دروازے مسجد میں ہیں وہ سب سوائے علی بن ابی طالبؑ اور فاطمہؑ
 کے اپنے اپنے دروازہ بند کر لیں اور مسجد سے آنا جانا ترک کر دیں۔ اور کوئی اجنبی نہ مسجد میں داخل ہو
 اور نہ کوئی غریب و محتاج وہاں سوتے۔ آنحضرتؐ نے تمام اُن صحابہ کو حکم دیا جنکے دروازے مسجد میں کھلتے تھے
 کہ بند کر دیں سوائے دروازہ علی بن ابی طالبؑ کے کہ وہ بند نہیں کیا گیا اور جناب فاطمہؑ کا مکان مسجد
 میں اپنے مقام پر باقی رہا۔ پھر حضرتؐ کے حکم سے غریب و محتاج مسلمانوں کے لئے ایک حصار کھنڈا
 جو تورا بنایا گیا اور اُس پر فرمائیے مومنین رات دن رہنے لگے اور آنحضرتؐ اُن کی کفالت و خاطر داری
 میں ہر وقت مشغول رہتے۔ گیارہویں جو خرما اور میٹھے جب حضرتؐ کو حاصل ہوتے اُن لوگوں کے واسطے
 بھیج دیتے تھے اور دوسرے مسلمان لوگ بھی آنحضرتؐ کی خاطر سے اُن سے محبت اور مہربانی کے لئے
 برتاؤ کرتے رہتے اور اپنے زکوٰۃ و صدقات اُن کے لئے لایا کرتے تھے۔ ایک روز آنحضرتؐ نے شفقت و

محبت سے جوئیر سے فرمایا کہ کاش تم شادی کر لیتے اور حرامکاری سے محفوظ بھی رہتے اور تمہاری مذہب
 تمہاری دنیا و آخرت میں مددگار ہوتی۔ جوئیر نے کہا میرے باپ ماں آپ پر قداموں میرے ساتھ
 شادی کرنے پر کون راضی ہوگا اور کون عورت میری جانب رغبت کرے گی جبکہ نہ میں حسب و نسب والا
 ہوں اور نہ میرے پاس مال ہے نہ صورت ہی ایسی ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا اسے جوئیر خدا کے اسلام
 کے سبب ان لوگوں کو پسند کر دیا ہے جو نہایت جاہلیت میں بلند مرتبہ تھے اور اسلام کی برکت سے
 ان لوگوں کو شرف بخشا جو ذلیل و خوار تھے اور اسلام کے سبب سے ہر طرف کر دیا جو وہ جاہلیت میں
 اپنے عزیزوں اور یگانوں پر اپنے بلند نسب پر فخر و غرور کیا کرتے تھے لہذا آج سفید سیاہ قرشی
 عربی و عجمی سب برابر ہیں اور سب آدمؑ کی اولاد ہیں۔ اور جناب ہادی عوا سمعہ نے آدمؑ کو خاک سے
 پیدا کیا تاکہ ان کی اولاد خاکساری کرے۔ بیشک خدا کے نزدیک قیامت کے روز محبوب ترین مردم
 وہ ہے جس نے اس کی فرمانبرداری زیادہ کی ہوگی اور زیادہ پرہیزگار رہا ہوگا۔ اور اے جوئیر میں نہیں
 جانتا کسی مسلمان کو جو آج تم پر فضیلت رکھتا ہو سوائے اس کے جو تم سے زیادہ پرہیزگار ہو اور تم
 سے زیادہ جس نے خدا کی اطاعت کی ہو۔ اے جوئیر! زیادہ بن لبید کے پاس جاؤ جو بیشک قبیلہ بنی بیاض
 میں حسب کے لحاظ سے سب سے بہتر ہے اور کہو کہ میں جناب رسولؐ خدا کا بھیجا ہوا آیا ہوں حضرتؐ
 نے فرمایا ہے کہ اپنی لڑکی کو جوئیر کے ساتھ تزویج کر دے جس کا نام دلفاس ہے۔ فرس جوئیر اس کے پاس
 گئے جبکہ وہ اپنی قوم کے لوگوں کے ساتھ اپنے گھر میں بیٹھے جمے تھے۔ جوئیر گھر میں باجارت لے کر
 پہنچے اور سلام کیا اور کہا اے زیادہ مجھے آنحضرتؐ نے ایک پیام دے کر بھیجا ہے۔ اے شہیدؑ طوڑ سے
 کہوں یا ظاہر و آشکارا بیان کروں۔ زیادہ نے کہا حضرتؐ کا پیام ظاہر بظاہر بیان کرو کیونکہ وہ میرے
 غر اور شرف کا باعث ہے۔ یہ سنکر جوئیر نے کہا جناب رسولؐ خدا نے فرمایا ہے کہ اپنی بیٹی دلفا کو جوئیر
 کے ساتھ تزویج کر دے۔ زیادہ نے کہا کہ رسولؐ خدا نے یہ پیام بھیجا ہے۔ جوئیر نے کہا کہ ہاں۔ میں جناب
 رسولؐ خدا کی جانب جھوٹ کیسے فسوس کر سکتا ہوں۔ یہ سنکر زیادہ نے کہا ہم اپنی لڑکیوں کو تزویج
 نہیں کرتے مگر انہی لوگوں کے ساتھ جو انصار کے قبیلوں میں سے ہمارے کفو اور ہمسر ہوں۔ اے جوئیر
 تم جاؤ میں حضرتؐ کی خدمت میں خود حاضر ہو کر اپنا عقد پیش کروں گا۔ یہ سنکر جوئیر واپس ہونے لگے یہ
 کہتے ہوئے کہ خدا کی قسم قرآن اس کے لئے نازل نہیں ہوا ہے اور نہ اس طرح محمدؐ کی رسالت
 ظاہر ہوئی ہے۔ دلفا نے نہیں چاہا کہ وہ سے جوئیر کی گفتگو اور اپنے والد کا جواب سنا تو زیادہ کو بلایا
 اور پوچھا کہ یہ کیسی بات تھی جو آپ کے اور جوئیر کے درمیان ہوئی؟ زیادہ نے ماجرا بیان کیا۔ دلفا نے کہا
 جوئیر رسولؐ اللہ پر کبھی جھوٹ نہیں باندھ سکتے اور پھر اس شہر میں جس میں خود رسولؐ اللہ موجود ہوں
 لہذا جلد جوئیر کو واپس بلوائیے تاکہ وہ ایسا نامناسب جواب حضرتؐ تک نہ پہنچائیں۔ زیادہ نے ایک شخص کو
 بھیج کر اسے ہی سے واپس بلوایا۔ اور کہا اے جوئیر میرا تم میرے گھر آئے۔ تمہارا توقف کرو نہیں
 جناب رسولؐ خدا کی خدمت خود جاتا ہوں اور تمہارا پس آتا ہوں۔ پھر وہ آنحضرتؐ کی مجلس میں آئے

اور حضرت سے عرض کی کہ مجھ پر آپ کی جانب سے ایسا پیغام لکھ کر دیا اور میں نے اُن سے نرمی کے ساتھ گفتگو نہیں کی بلکہ یہ کہہ دیا کہ ہم اپنی لڑکیوں کو انصاف میں سے جو ہم سے ہمسر اور برابر کے ہیں اُن کے ساتھ ازدواج کرتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا اسے زیادہ خود مومن ہے اور مومن مومنہ کا کفو و ہمسر ہے اور مرد مسلمان مسلمہ صحت کا کفو ہے۔ لہذا اپنی دختر کا نکاح جویر کے ساتھ کر دو اور اُس کی دلدادی سے نفرت مت کرو۔ یہ سنکر زیادہ اپنے گھر واپس آئے اور آنحضرتؐ کا ارشاد اپنی بیٹی و لقا سے بیان کیا۔ بیٹی نے کہا اسے پند بزرگوار آنحضرتؐ کے حکم کی مخالفت کر دے گا تو کافر ہو جاؤ گے لہذا مجھے جویر کے ساتھ ازدواج کر دو۔ جب زیاد نے اپنی بیٹی کا یہ کلام سنا باہر آئے اور جویر کا ہاتھ پکڑ کر قوم کے پاس لائے اور حکم خدا و رسولؐ کے موافق اپنی بیٹی کو جویر سے تزویج کر دیا اور اُس کے گھر کو اپنے مال سے دینا منظور کیا۔ اور واپس آکر مسلمان دست کیا اور جویر کے پاس بھیجا۔ اور اُن سے پوچھا کہ کیا تمہارے کوئی مکان ہے جہاں میں اپنی بیٹی کو تمہارے ساتھ رخصت کر دوں۔ جویر نے کہا خدا کی قسم میرا کوئی گھر نہیں ہے۔ غرض لڑکی کو آرام سے کر کے ایک مکان معین کیا اور اُس مکان کو پاکیزہ فرش و فرش سے سجایا اور دو نفیس کپڑے جویر کو پہنائے۔ پھر لقا کو اُس گھر میں پہنچایا اور جویر کو بھی خانہ عروس میں لائے اور علامہ اُن کے سر پر باندھا۔ جویر جب اُس مکان میں آئے دو لہن کو دیکھا نہایت حسین و جمیل اور مکان کو دیکھا جس کو طرح طرح کے فرش اور زینتوں سے آراستہ کیا گیا تھا اور مختلف سطحوں سے مسطر تھا۔ جویر ایک گوشہ میں گئے اور سجادہ بچھا کر عبادت میں مشغول ہو گئے اور برابر صبح تک رکوع و سجود اور دعا اور بارگاہ احدیت میں گریہ و زاری کرتے رہے۔ جب صبح کی اذان سنئی دونوں گھر سے باہر نکلے۔ نہ وجہ نہ وضو کیا اور نماز پڑھی۔ اُس سے پوچھا کہ تم سے جویر کس طرح پیش گئے؟ اُس نے کہا وہ رات بھر نماز و تلاوت قرآن کرتے رہے اور صبح کی اذان سنئی تو باہر چلے گئے دوسری رات بھی ایسا ہی ہوا۔ اور یہ بات زیاد سے پوشیدہ رکھی گئی تیسرے روز بھی یوں ہی شب بسر ہوئی۔ اور زیاد کو معلوم ہوا تو وہ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی میرے باپ ماں آپ پر خدا ہوں یا رسول اللہ! آپ نے مجھے علم دیا کہ اپنی بیٹی کی شادی جویر سے کر دوں اور خدا کی قسم اُس کا یہ درجہ نہ تھا کہ میں اُس کو اپنی لڑکی دلوں۔ لیکن حضورؐ کی اطاعت چونکہ واجب ہے اس لئے میں نے قبول کر لیا۔ حضرت نے پوچھا اب کیا بات اُس کی تم کو پسند نہیں آئی؟ عرض کی کہ ہم نے اُس کے لئے ایک مکان مہیا کیا اور اُس کو ہر طرح کے سامان سے آراستہ کیا اور اپنی لڑکی کو اُس گھر میں بھیج دیا اور خود بزرگوں کو اُس گھر میں لے گئے۔ اُس نے میری لڑکی سے نہ کوئی بات کی نہ اُس کو نظر اٹھا کے دیکھا نہ اُس کے قریب گیا۔ بلکہ مکان کے ایک گوشہ میں کھڑا ہو گیا اور تمام رات نماز و تلاوت میں مشغول رہا یہاں تک کہ صبح کی اذان سنئی تو باہر نکل آیا۔ اس طرح تین راتیں گزر گئیں۔ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ عورتوں کی خواہش نہیں رکھتا ہے۔ لہذا اس معاملہ میں خود فرمائیے کہ کیا کرنا چاہیے۔ جب زیاد واپس گئے تو حضرتؐ نے جویر کو طلب فرمایا اور فرمایا کہ شاید خود عورتوں کی خواہش نہیں رکھتا

حضرتؐ نے عرض کی یا رسول اللہ کیا میں مرد نہیں ہوں بلکہ میں تو عورتوں کا بہت حریف ہوں۔ تو حضرتؐ نے زیادہ کی شکایت کا بیان اس سے ذکر کیا اور فرمایا کہ اگر تو عورتوں کی خواہش رکھتا ہے تو اس عمل کا کیا سبب ہے؟ جوہر نے عرض کی یا رسول اللہ مجھے ایک کشادہ مکان میں لے گئے جس کو خیمتی سلاخ سے آگ لگائی گئی ہے اور پاکیزہ فرش ہے اور ایک خوبصورت جوان عورت خوشبو سے مسطریٹے پہنے ہوئے موجود ہیں نے دیکھا۔ اس وقت مجھے اپنی سابقہ غربت یاد آئی کہ میں محتاج و پریشان تھا کوئی میرا پرسان حال نہ تھا۔ میں غریبوں اور مسکینوں کے سقدہ رہتا تھا۔ تو جب میں نے دیکھا کہ خداوند تعالیٰ نے مجھ کو ایسی نعمتوں سے سرفراز فرمایا۔ مجھ کو اس حال خراب سے اس بہتر حال تک پہنچایا تو میں نے جانا کہ ان نعمتوں پر میں اس کا شکر ادا کروں اور اس کا تقرب حاصل کروں اسی سبب سے مکان کے ایک گوشہ میں کھڑا ہو کر تمام وقت تعذت عبادت اور رکوع و سجود میں گزار دیا یہاں تک کہ صبح کی اذان کی آواز سننی تو باہر نکل آیا اور اس سفد رقعہ کی نیت کر لی اسبطرچ تین سٹانہ روزہ بسر کی لیکن ان نعمتوں کے عوض اس شکر کو بہت کم سمجھتا ہوں جو خداوند کریم نے مجھے کرامت فرمائی ہیں۔ مگر آج رات اس لڑکی کو اور اس کے عزیزوں کو خوش و ماضی کروں گا انشاء اللہ۔ جناب رسول خداؐ نے پھر زیادہ کو طلب کیا اور جویر کی تمام گفتگو ان سے بیان فرمائی جس کو سنکر زیادہ اور ان کے اہل و عیال خوش ہوئے۔ پھر جویر نے اپنا وعدہ چوتھی شب پورا کیا۔ اسی اثنائیں آنحضرتؐ ایک جنگ میں تشریف لے گئے۔ جویر حضرتؐ کے ساتھ تھے۔ اس جنگ میں وہ درجہ شہادت پر فائز ہوئے اور رحمت الہی سے حاصل ہوئے اور دلفان کے عوض حوریں حاصل کیں اور زیادہ کے گھر کے بدلے اہل آباد کی نعمتوں سے سرفراز ہوئے۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جویر کے بعد کوئی بے شوہر عورت نہ جویر سے زیادہ بہتر تھیں۔ یعنی حور کا شوہر ہونا اس عورت کی کئی مرتبہ کا سبب نہیں ہو بلکہ اس کے طالب بہت تھے اور اس کی قوم کے درمیان اس کی عزت اور زیادہ بڑھ گئی۔

مسند صحیح حضرت امام محمد باقر سے روایت کی گئی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں اہل صفہ میں ایک غریب مومن تھا جو زمانہ کے وقت حضرتؐ کی خدمت میں حاضر رہتا اور کسی نماز میں غیر حاضر نہ ہوتا۔ آنحضرتؐ اکثر اس کی پریشانی اور غربت کے سبب روتا دیکھتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ اے سعد کہیں سے میرے پاس مال آیا تو میں تجھے فنی کروں گا۔ اتفاق سے کچھ دی کر گئے اور کہیں سے کچھ مال آتا تو میں نے بہت رنجیدہ رہنے کہ جبریلؑ نازل ہوئے اور وہ دم لائے اور کہا کہ حق تعالیٰ جانتا ہے کہ آپ سعد کے واسطے بہت مشکلیں ہیں تو کیا آپ اس کو بے نیاز کرنا چاہتے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا ہاں۔ جبریلؑ نے کہا جیسے یہ دو دم سعد کو دے دیجئے اور فرمائیے کہ اس سے تجارت کریں۔ حضرتؐ نے دو دم لے لیئے۔ جب نماز ظہر کیلئے گھر سے باہر نکلے دیکھا کہ سعد جو مقدس کے دروازہ پر کھڑے حضرتؐ کا انتظار کر رہے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا اے سعد تجارت کر سکتے ہو سعد نے کہا خدا کی قسم میرے پاس کچھ مال نہیں ہے جس سے تجارت

تو حضرت نے وہ دونوں درم دے کر فرمایا کہ ان سے تجارت کرو اور خدا سے روزی کے طالب ہو۔
 نے وہ درم لے لیے اور حضرت کے ساتھ روانہ ہوئے نماز ظہر و عصر ادا کی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے
 تو حضرت نے فرمایا اسے سداً تم لوگ تحصیل روزی میں مشغول ہو جاؤ میں تمہارے لیے بہت مکر مند تھا۔ عرض
 سداً نے تجارت شروع کی اور خدا نے روکت طواف فرمائی کہ ہر چیز ایک درم میں خریدتے دو درم کے عوض
 فروخت کرتے اور جو شے دو درم میں خریدتے چار درم میں بیچتے پھر تو دنیا سدا کے قدموں تلے ہی اٹکا
 مال و سامان بہت زیادہ ہو گیا اور تجارت میں بہت ترسی ہوئی۔ مسجد کے دروازہ پر دوکان لی اور اس میں
 تجارت کے لیے سامان رکھا اور خرید و فروخت شروع کی۔ جب بلالؓ اذان دیتے اور حضرت نماز کے لیے اپنے
 خانہ اقدس سے باہر آتے تو دیکھتے کہ سدا دنیا حاصل کرنے میں مشغول ہیں۔ وضو نہیں کیا ہے اور نماز
 کے لیے تیار نہیں ہوئے ہیں جیسے کہ پہلے کیا کرتے تھے۔ حضرت اُن سے فرماتے کہ اے سدا تم کو دنیا
 نماز غافل کر دیا ہے۔ سدا کہتے تھے کیا کروں اپنے مال کو چھوڑ دوں کہ ضائع ہو جائے۔ اس شخص کے ہاتھ
 مال فروخت کیا ہے چاہتا ہوں کہ اُس سے قیمت لے لوں اور اس کو دوسرے شخص کو دے دوں جس سے
 مال خرید کیا ہے۔ حضرت کو سدا کی یہ حالت دیکھ کر بیت رنج ہوا۔ پھر ایک روز جبریلؑ نازل ہوئے اور
 عرض کی یا رسول اللہ خداوند کریم نے آپ کے مال کو مشاہدہ فرمایا جو سدا کے مال سے آپ کو عارض ہوا ہے
 اب اُن کی کون سی حالت آپ بہتر سمجھتے ہیں وہی اُن کی پہلی حالت یا موجودہ۔ فرمایا اے جبریلؑ اُن کی
 سابقہ حالت کو زیادہ پسند کرتا ہوں کیونکہ دنیا نے اُن کی آخرت برباد کر دی۔ جبریلؑ نے کہا دنیا
 کی محبت اور اُس کے مال و متاع ایسے فتنہ ہیں جو آدمی کو آخرت کی یاد سے غافل کر دیتے ہیں۔
 سدا سے کہئے کہ وہ دو درم واپس کر دیں جو آپ نے ان کو دیئے تھے۔ اگر آپ وہ دونوں درم واپس
 لے لیں گے تو پھر ان کی وہی پہلی سی حالت پلٹ آئے گی۔ حضرت اپنے حجر مبارک سے نکلے اور
 سدا کی طرف تشریف لے گئے اور فرمایا اے سدا وہ دو درم کیا ملے واپس نہ دے گے جو میں نے تم کو
 پہلے دیئے تھے۔ سدا نے عرض کی ہاں ہاں دیتا ہوں اور وہ دو درم اور حاضر کرتا ہوں۔ حضرت
 نے فرمایا ملے اور کچھ نہیں چاہئے۔ سدا نے وہ دونوں درم حضرت کو واپس دے دیئے۔ اور
 دنیا کا رخ سدا سے پھر گیا اور جو کچھ جمع کیا تھا سب اُن کے ہاتھ سے جاتا رہا اور وہی سابقہ حال
 ہو گیا جیسا کہ تھا۔

مسند صحیح امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک روز جناب رسول خدا صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم ایک شخص کی طرف سے گوسے دیکھا کہ چند درخت اپنے ایک باغ میں لگا رہے ہیں حضرت
 اُس کے پاس کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ میں تجھے ایسا درخت بتاؤں جس کی جڑ مضبوط ہو اُس کے پھل
 جلد نکلیں اور بہت بہتر اور باقی رہنے والے ہوں۔ عرض کی ہاں یا رسول اللہ۔ حضرت نے فرمایا کہ
 ہر صبح و شام سبحان اللہ و الحمد للہ و لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر کہو۔ جب یہ کہو گے تو
 حق سبحانہ و تعالیٰ ہر بیج کے عوض دس درخت بہشت میں تجھ کو عطا فرمائے گا جن میں طرح طرح کے

سید علی حسینی کی صورت پھر خدا نے ابلیس پر نازل فرمائی تاخیر فرما کر اسکا بچاؤ کیا اور اس کی حالت پر غصہ آئے۔

نکاح ابوبکر کے خاتمہ

میرے بھائی کے اسی طرح باقیات القلوب میں سے ہیں جن کا ذکر خداوند کریم نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔ یہ سنکر اُس سعادت مند شخص نے کہا یا رسول اللہؐ میں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اپنے اس سرور کو مسلمان قرار دیا ہے۔ وہ تو خداوند تعالیٰ نے یہ آیتیں ان کی شان میں نازل کیں **فَاَتَمَّنْ مِنْ اَنَظِلُّهُ ۝ فَاَتَقَىٰ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰی ۝ فَسَنِيْعُنَّكَ اللّٰهُ بُرْیٰ ۝ رَآیْتُمْ** سورۃ لیل پستہ جس نے راہِ خدا میں مال صرف کیا اور گناہوں سے پرہیز کیا اور آخرت کے ثواب کی تصدیق کی تو ہم عنقریب اُس کے لیے راحتِ آخرت کے اسباب جیسا کہ دیں گے۔

بسنید موثق حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے اسباب کی شکایت کی کہ مجھے آنارہ تکلیف پہنچا تا ہے۔ حضرت نے فرمایا صبر کر پھر اُس نے دوسری بار اگر شکایت کی پھر حضرت نے فرمایا صبر کر۔ جب تیسری مرتبہ اُس نے شکایت کی تو حضرت نے فرمایا کہ جب نماز جمعہ کے لیے لوگ جمع ہوں اپنے سامان و اسباب گھر سے باہر نکال کر رکھ دے تاکہ نماز کے لیے آنے والے وہیں جیب لوگ جیسے ہو چھین تو اُن سے بیان کر کہ اپنے اسباب کے ظلم و ستم سے میں مکان بھڑک رہا ہوں۔ اُس شخص نے تعمیل حکم کی اور سامان اپنے مکان سے نکال کر باہر رکھ دیا تو اُس کے اسباب نے اُس کے پاس آکر کہا کہ اپنے اسباب و مال گھر میں لے جائیں خدا سے عہد کرتا ہوں کہ آئندہ تجھ کو کبھی تکلیف نہ دے گا۔

بسنید معتبر حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب ام سلمہؓ کے حجرہ طاهرہ میں تشریف لائے اسی جگہ خوشبو محسوس فرمائی تو پوچھا کہ کیا کوئی بھنگی عورت تمہارے پاس آئی تھی اور اپنے شوہر کی شکایت کرتی تھی کہ اُس سے کچھ گفتی نہیں رکھتا۔ اس وقت وہ عورت بھی آگئی اور کہنے لگی کہ میرے باپ ماں آپ پر خدا ہوں میں شوہر میری جانب متوجہ نہیں ہوتا۔ فرمایا خوشبو میں اور اضافہ کر شاید متوجہ ہو جائے اور تیری طرف ثابت کرے۔ اُس عورت نے کہا کوئی خوشبو میں سے چھوڑی نہیں جس کو استعمال نہ کیا ہو پھر بھی وہ گناہ کش رہتا ہے۔ حضرت نے فرمایا وہ نہیں جانتا کہ اگر تجھ سے مشغول ہوگا تو کیا ثواب اُس کو حاصل ہوں گے۔ اُس عورت نے پوچھا کس قدر ثواب ہیں؟ فرمایا جس وقت شوہر زوجہ کی جانب متوجہ ہوتا ہے وہ فرشتے اُس کو گھیر لیتے ہیں پھر اُس کے لیے خداوند عالم اُس شخص کے ایسا ثواب عطا فرماتا ہے جو شمشیر سے راہِ خدا میں جہاد کرتا ہے اور جب جماعت میں مشغول ہوتا ہے تو گناہ اُس سے اس طرح علیحدہ ہوتے ہیں جیسے موسمِ خزاں میں درخت کے پتے جھڑتے ہیں۔ پھر جب غسل کرتا ہے تو گناہوں سے بالکل پاک ہو جاتا ہے۔

بسنید معتبر حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرتؐ کی خدمت میں آئیں ایک نے شکایت کی کہ میں شوہر کوشت نہیں کھاتا۔ دوسری نے کہا میرا شوہر خوشبو استعمال نہیں کرتا۔ تیسری نے شکایت کی کہ میں شوہر عورتوں سے قربت نہیں کرتا۔ یہ سنکر سرور کائنات خاتمہ اقدس سے باہر نکلے غیظ و غضب سے روئے مبارک زمین پر لٹک رہی تھی۔ پھر حضورؐ معتبر پر تشریف لے گئے اور حمد و ثنائی الہی

کے بعد فرمایا کہ میرے بعض اصحاب کو کیا ہو گیا ہے کہ گوشت نہیں کھاتے خوشبو نہیں استعمال کرتے اور اپنی عورتوں کے پاس نہیں جاتے۔ یقیناً میں گوشت بھی کھاتا ہوں خوشبو بھی لگاتا ہوں اور عورتوں کے پاس بھی جاتا ہوں۔ تو جو شخص میری سنت اختیار نہ کرے اور ترک کر دے تو وہ میری امت سے نہیں۔

بسنو مقبر حضرت امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک شخص نزع کے عالم میں ہوا تو لوگوں نے حضرت کو خبر دی۔ حضرت اپنے اصحاب کے ساتھ اس کے پاس تشریف لے گئے۔ وہ بے ہوش تھا۔ حضرت نے اس سے پوچھا کیا دیکھتا ہے؟ اس نے کہا کثرت سے سفیدی دیا ہی نظر آرہی ہے۔ پوچھا کون تیرے نزدیک زیادہ ہے سفیدی یا سیاہی اس نے کہا سیاہی مجھے زیادہ قریب ہے۔ تو حضرت نے فرمایا یہ دعا پڑھا۔ اَللّٰهُمَّ اغْثِرْ لِي الْكَثِيْرَ مِنْ مَخَاصِيْكَ وَاقْبَلْ مِنِّي الْيَسِيْرَ مِنْ طَاعَتِكَ۔ پھر وہ بے ہوش ہو گیا پھر حضرت نے ملک الموت سے خطاب فرمایا کہ چند لمحہ ٹھہر جاؤ کہ میں اس سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں عرض وہ ہوش میں آیا۔ حضرت نے اس سے پوچھا کہ اب کیا دیکھتا ہے اس نے کہا زیادہ سے زیادہ سفیدی اور سیاہی دیکھ رہا ہوں۔ پوچھا ان میں کون تجھے زیادہ قریب ہے؟ عرض کی سفیدی۔ یہ شکر حضرت نے فرمایا کہ لوگو تمہارے بیمار کو خدا نے بخش دیا۔ لہذا حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ جب تک کسی ایسے شخص کے پاس پہنچو جس کو موت آ رہی ہو تو اس کو یہی دعا پڑھاؤ۔

بسنو مقبر حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ ایک روز جناب رسول خدا صبح کی نماز مسجد میں بجا رہے پھر ایک عماران کی طرف دیکھا جس کو حادثہ بن مالک کہتے تھے کہ اس کا سر نہ سونے کی وجہ سے نیچے گرا جاتا ہے اس کا چہرہ نہ دوامور ہے اور جسم بہت کمزور ہے اور آنکھیں سر میں گھسی ہوئی ہیں حضرت نے اس سے پوچھا اے حادثہ تیرا کیا حال ہے؟ عرض کی یا رسول اللہ میں نے صبح کی یقین کے ساتھ حضرت نے فرمایا لوگ کسی چیز کا دھوکے کرتے ہیں تو اس کی کچھ حقیقت علامت اور گواہی ہوتی ہے۔ تو تیرے یقین کی کیا حقیقت ہے اس نے کہا میرے یقین کی حقیقت یہ ہے کہ مجھ کو ہمیشہ محزون و غمگین رکھتی ہے راتوں کو بیدار رکھتی گرم دفن میں دفن نہ رکھواتی ہے اور میرے دل کو دنیا سے بھر دیتا ہے اور جو کچھ دنیا میں ہے ان سے میرے دل کو صفر کر دیتا ہے۔ اور میرا یقین اس دہمچور پہنچا ہوا ہے گویا میں عرضیں خدا کو دیکھ رہا ہوں جو حساب کے لئے عشر میں نصب کیا گیا ہے اور تمام خلق محشور ہو رہی ہے اور گویا میں ان کے درمیان کھڑا ہوں اور گویا میں اہل بہشت کو دیکھ رہا ہوں جو بہشت میں نعمتوں سے لذت حاصل کر رہے ہیں اور ان کے سبوں پر نیچے ہوئے ایک دوسرے سے مشغول گفتگو ہیں اور تکیہ لگا کے ہوئے ہیں۔ اور گویا میں اہل جہنم کو دیکھ رہا ہوں جو دوزخ میں مذہب ہو رہے ہیں اور فریاد کر رہے ہیں گویا جہنم کے ڈکارنے کی آواز میرے کانوں میں پہنچ رہی ہے۔ یہ شکر حضرت نے فرمایا یہ بندہ ہے ایسا جس کے دل کو خدا نے نور ایمان سے نور فرما دیا ہے۔ پھر اس سے فرمایا

کہ اسی حال پر قائم رہا۔ اُس نے عرض کی یا رسول اللہ دعا فرمائیے کہ خدا مجھے شہادت نصیب کرے۔ حضرت نے دعا کی۔ پھر چند دنوں کے بعد حضرت نے اُس کو حضرت جعفر کے ساتھ جہاد کے لئے بھیجا اور وہ لوگ اشخاص کے بعد شہید ہوئے۔

بسنہ معتبر و صحیح حضرت صادق سے روایت ہے کہ ہار بن عمرو انصاری مدینہ میں تھے اور جناب سرور کائنات مکتہ میں تھے ابھی حضرت نے ہجرت نہیں کی تھی۔ ہار بن عمرو ایمان لا چکے تھے۔ جب اُن کا انتقال ہوا اُس وقت تک حضرت مسلمانوں کے ساتھ بیت المقدس کی جانب رخ کر کے نماز کرتے تھے۔ ہار نے وصیت کی کہ مجھ کو دفن کرنا تو میرا رخ حضرت کی جانب قبلہ کے رخ پھیر دینا اُس وقت سے۔ یہی نسبت جاری ہوئی۔ پھر وصیت کی کہ میرے مال کا تیسرا حصہ اُممہ خیمہ میں صرف کرنا لہذا قرآن میں ایسی طور پر حکم نازل ہوا اور اسی صورت پر سنت جاری ہوئی۔

بسنہ معتبر حضرت صادق سے روایت کی گئی ہے کہ اصحاب رسول خدا میں سے ایک شخص کا حال بہت خراب و خستہ ہوا اور پریشانیوں نے اُس کو گھیر رکھا تھا تو اُس کی زندگی نہ رہنے لگا کاشیں تم حضرت رسول اللہ کی خدمت میں جا کر آپ سے کچھ طلب کرتے۔ تو وہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت نے اُس کو دیکھتے ہی قبل اس کے کہ وہ کچھ عرض کرے فرمایا کہ جو شخص مجھ سے سوال کرے گا میں عطا کروں گا اور جو شخص بے نیازی کرے گا اور سوال نہ کرے گا خدا اُس کو بے نیاز کر دے گا یہ سن کر اُس شخص نے اپنے دل میں کہا کہ حضرت کا مقصود میرے علاوہ کوئی نہیں ہے لہذا خیر کچھ کہے جو مجھے واپس چلا گیا اور جو کچھ حضرت سے سنا تھا اپنی زندگی سے بیان کیا۔ اُس کی زندگی نہ رہنے لگا کہ آنحضرت بشیر و خوشخبری دینے والے ہیں غیب کا حال نہیں جانتے۔ پھر جاؤ اہل ان سے اپنا حال بیان کرو۔ وہ شخص دوبارہ حاضر ہوا پھر حضرت کی نگاہ اُس پر پڑی وہی کلمات ارشاد فرمائے جو پہلے فرمایا تھا یہاں تک کہ تین مرتبہ ایسا ہی ہوا اور ہر مرتبہ حضرت نے ایسا ہی فرمایا آخر وہ شخص واپس گیا اور کسی سے عارضہ ایک گلہاڑی لی اور یہاں پر گیا اور کچھ لکڑیاں کاٹیں۔ ان کو بانٹا لے گیا اور ڈیرہ مدآر کے عوض فروخت کیا اور گھڑ لا کر اپنے بچوں کے ساتھ کھایا۔ دوسرے بعد اُس سے زیادہ لکڑیاں کاٹ کر لایا اور فروخت کیا۔ اس طرح محنت کرنا اور کچھ جمع کرنا گیا یہاں تک کہ ایک گلہاڑی خرید لی۔ پھر یہی محنت کرنا یہاں تک دعاؤں اور ایک غلام خرید کیا۔ پھر وہ دوسرے کام کرنے لگا اور بہت مال و دولت کا مالک ہو گیا۔ پھر ایک مرتبہ آنحضرت کی خدمت میں آیا اور اقل سے آخر تک اپنی حالت بیان کی۔ حضرت نے فرمایا کہ میں نے تجھ سے کہا تھا کہ جو شخص مجھ سے سوال کرے گا میں اُس کو عطا کروں گا اور جو بے نیازی کرے گا تو خدا اُس کو بے نیاز کر دے گا۔ بسنہ حسن حضرت صادق سے روایت ہے کہ انصار کا ایک گروہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور سب نے سلام کیا آنحضرت نے سلام کا جواب دیا۔ انہوں نے کہا

یار رسول اللہ آپ سے چمدی ایک حاجت ہے۔ فرمایا بیان کہ عرض کی بہت بڑی حاجت ہے۔ فرمایا بیان کرو۔ اُن لوگوں نے کہا ہماری حاجت یہ ہے کہ اپنے پردہ دگار سے ہمارے لیے بہشت کے خاص ہو جائیے۔ یہ سنکر حضرت نے سر جھکا لیا اور غور و فکر کی حالت میں زمین پر ٹکیریں کھینچنے لگے پھر سر اٹھا کر فرمایا جو تم چاہتے ہو میں اُس کا وعدہ کرتا ہوں۔ لیکن شرط یہ ہے کہ کسی سے کچھ سوال نہ کرو۔ حضرت صادق نے فرمایا کہ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا کہ کبھی ایسا ہوتا کہ ان میں سے اگر کوئی شخص سفر میں ہوتا اور اُس کے ہاتھ سے تانیا نہ کر جاتا تو اُس کو گمان نہ ہوتا کہ کسی سے اُٹھانے کو کہے اس لیے کہ نہیں چاہتا تھا کہ کسی سے کچھ سوال کرے بلکہ اپنے گھوڑے سے نیچے اُتر کر تانیا نہ اُٹھاتا تھا۔ اور کبھی ایسا ہوتا کہ ان میں سے کوئی دسترخوان پر بیٹھا ہوا کھانا کھا رہا ہوتا اور دوسرے شخص کے پاس اُسی دسترخوان پر پانی ہوتا تو یہ شخص اُس سے نہ کہتا کہ پانی دے دو بلکہ خود اُٹھ کر پانی پی لیتا۔

مسند منبر حضرت صادق سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا نے اسامہ کو ایک ریشمی لباس دیا اسامہ اُس کو پہن کر باہر نکلے۔ حضرت نے دیکھا تو فرمایا اُتارو اس کپڑے کو بیشک ایسا لباس وہ پہنتا ہے جس کا اثر میں کوئی حصہ نہیں ہوتا۔ اسے اپنی بیویوں کو دے دو۔

دوسری سند سے اُنہی حضرت سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی سلمہ کے قبیلہ سے فرمایا کہ تم ہمارے زمین اور سرداروں کے ہے اُنہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ہمارا سردار ایک بخیل شخص ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ بخل سے بدتر کوئی بیماری نہیں۔ تمہارا سردار وہ گورا چٹا آدمی ہے جس کو برا ہی معروف کہتے ہیں۔

دوسری سند سے اُنہی حضرت سے روایت ہے کہ ایک شخص نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کھانے کی دعوت دی۔ جب آنحضرت اُس کے مکان پر پہنچے دیکھا کہ ایک مُرغی دیوار کے اوپر مٹھی بولی ہے اُس نے وہیں اٹھ ادا کیا جو نیچے گرا اور ایک گھونٹی پر جو دیوار میں لگی ہوئی تھی اُگر لگ گیا اور نہ ٹوٹا نہ زمین پر گرا۔ حضرت کو یہ دیکھ کر تعجب ہوا۔ اُس شخص نے عرض کی یا رسول اللہ کیا آپ اس انشے پر تعجب کرتے ہیں اُسی خدا کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے کسی میرا کچھ نقصان نہیں ہوا۔ جب آنحضرت نے یہ سنا اُٹھ کھڑے ہوئے اور اُس کے یہاں کھانا تناول نہ فرمایا۔ اور ارشاد فرمایا کہ جس کو کچھ نقصان نہیں پہنچتا خدا اُس کو دوست نہیں رکھتا۔

دوسری سند سے روایت ہے کہ ایک مالدار آنحضرت کی خدمت میں نہایت لعلیں کپڑے پہنے ہوئے آیا اور آپ کی مجلس میں بیٹھ گیا۔ پھر ایک پریشان حال نہایت نیلے کپڑے پہنے ہوئے آیا اور اُس کے پہلو میں بیٹھ گیا۔ اُس مالدار نے اپنا لباس اُس کے نانو کے نیچے سے کھینچ لیا۔ حضرت نے اُس پر عتاب فرمایا اور فرمایا کیا تو یہ دیکھ گیا کہ اس کی پریشان حالی کچھ تجھ کو لگ جانے گی۔ اُس نے کہا نہیں۔ تو حضرت نے فرمایا کہ کیا اس کا خوف تھا کہ تیری امیری اس کے پاس چلی جائے گی۔ اُس نے کہا نہیں۔ تو حضرت نے فرمایا کہ تو ڈرا کہ تیرا لباس میو ہو جائے گا اُس نے کہا یہ بھی نہیں تو حضرت نے پوچھا کہ

پھر ٹوٹنے ایسا کیوں کیا۔ اُس نے کہا یا رسول اللہ میرا ایک ساتھی ہے یعنی شیطان، جو ہر بُری بات کو میری نگاہوں میں باقی دکھاتا ہے اور ہر نیک اور اچھی بات کو بُرا دکھاتا ہے۔ لہذا میں اس امانت کے بدلے جو اُس کی شان میں مجھ سے سرزد ہوئی اپنا نصف مال اُس کو دیتا ہوں۔ آنحضرتؐ نے اُس مرد پر بیشمار مال سے پوچھا کہ تُو نے قبول کیا؟ اُس نے کہا نہیں۔ تو اُس شخص نے پوچھا کیوں؟ اُس نے کہا میں ڈرتا ہوں کہ کہیں وہی تخت و درود مجھ میں نہ اثر کر جائے جو تجھ میں مسرت کیے ہوئے ہے۔

بسنہ موقی حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ ایک روز آنحضرتؐ گھر میں بیٹھے ہوئے تھے اور عائشہ حضرتؑ کے پاس تھیں کہ ایک شخص نے اند آئے کی اجانت طلب کی۔ حضرتؑ نے آواز سُنا کر فرمایا یہ شخص اپنی قوم کے لیے بُرا ہے۔ عائشہؓ کو اُنہ کر دوسرے حجرے میں چلی گئیں تو حضرتؑ نے اُس کو بلایا اور نہایت خوشگوار اور خندہ پیشانی سے اُس سے ملے اور کھٹکوں کو اند انداز ہوئے تو اُس کو رخصت فرمایا۔ پھر عائشہؓ حضرتؑ کے پاس آئیں اور بولیں یا رسول اللہ آپؐ نے پہلے تو اس کو جہاد دی فرمایا۔ جب وہ سامنے آیا تو بڑی خوشی اور بشارت کا اظہار فرمایا اور بڑی محبت سے باتیں کیں۔ حضرتؑ نے فرمایا خلع کے بندوں میں بدترین شخص وہ ہے کہ لوگ اُس کی بد زبانی کے سبب اُس کی ہنشینی سے پرہیز کریں۔

دوسری سند سے اُنہی حضرتؑ سے روایت ہے کہ ایک شخص خدمتِ رسولِ اکرمؐ میں حاضر ہوا اور کہا میں فلاں ہوں فلاں کا بیٹا۔ فلاں کا بیٹا تھا وہ فلاں کا بیٹا تھا۔ اس طرح اپنے آباؤ اجداد میں تو کافروں کا نام لیا اور غر کیا۔ تو حضرتؑ نے فرمایا تو جہنم میں اُسی میں سے دسواں ہو گا۔

بسنہ موقی حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ ایک روز جنگی زینب حضرتؑ سے عرض فرمادیں یا رسول اللہ علیہ السلام دُلم کی بیویوں کے پاس آئی پھر حضرتؑ بھی آگئے اور اُس سے فرمایا کہ جب تم جہاد سے جہاں آتی ہو ہمارے مکانات خوشبو سے محض ہو جاتے ہیں نہ زینبؓ نے کہا یا رسول اللہ آپؐ کے مکانات بہ نسبت میرے عطرؤں کے آپؐ ہی کی خوشبو سے زیادہ محض ہیں پھر حضرتؑ نے اُس سے فرمایا اے زینبؓ جب کچھ تُو فرحت کرے تو فریدے فلاں کے ساتھ نیکی کر اور اُن کو فریب مت دینا۔ بیشک خدا کی خوشنودی کے لیے یہ زیادہ پرہیزگاری کی بات ہے اور اس طرح مال کو زیادہ باقی رکھنا اور برکت دینا ہے۔

بسنہ موقی و معتبر جناب امام محمد باقرؑ اصنام حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ عمرہ ہی چندب کا ایک درخت خرا انصاری میں سے ایک شخص کے باغ میں تھا۔ عمرہ جب کہنے تو اُسی انصاری کے گھر میں سے ہو کر اپنے درخت کے نیچے جاتے تھے بغیر اس کے کہ اُس کو اطلاع دیں ادا جازت لیں۔ آخر اُس مرد انصاری نے کہا کہ جب تم باغ میں آتا چاہو تو تم کو اطلاع دے دیا کہ وہ لیکن عمرہ نے نہ مانا تو انصاری آنحضرتؑ کی خدمت میں گیا و مگر وہ کی شکایت کی۔ حضرتؑ نے عمرہ کے پاس انصاری کی شکایت کہلا بھیجی اور فرمایا کہ جب باغ میں داخل ہونا چاہو انصاری سے اجازت لے لیا کہ وہ سمونے حضرتؑ کی بھی یہ بات نہیں مانی اور انکار کر دیا۔ حضرتؑ نے فرمایا وہ درخت میرے ہاتھ پہنچ دو۔ اُس نے اس سے بھی انکار کیا۔ پھر حضرتؑ نے قیمت میں اضافہ فرمایا اُس نے منظور نہ کیا۔ یہاں تک کہ قیمت حضرتؑ نے بہت بڑھادی لیکن وہ راضی نہ ہوا۔ آخر حضرتؑ نے اُس سے کہا کہ وہ درخت تم مجھے

بسنہ موقی و معتبر جناب امام محمد باقرؑ اصنام حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ عمرہ ہی چندب کا ایک درخت خرا انصاری میں سے ایک شخص کے باغ میں تھا۔ عمرہ جب کہنے تو اُسی انصاری کے گھر میں سے ہو کر اپنے درخت کے نیچے جاتے تھے بغیر اس کے کہ اُس کو اطلاع دیں ادا جازت لیں۔ آخر اُس مرد انصاری نے کہا کہ جب تم باغ میں آتا چاہو تو تم کو اطلاع دے دیا کہ وہ لیکن عمرہ نے نہ مانا تو انصاری آنحضرتؑ کی خدمت میں گیا و مگر وہ کی شکایت کی۔ حضرتؑ نے عمرہ کے پاس انصاری کی شکایت کہلا بھیجی اور فرمایا کہ جب باغ میں داخل ہونا چاہو انصاری سے اجازت لے لیا کہ وہ سمونے حضرتؑ کی بھی یہ بات نہیں مانی اور انکار کر دیا۔ حضرتؑ نے فرمایا وہ درخت میرے ہاتھ پہنچ دو۔ اُس نے اس سے بھی انکار کیا۔ پھر حضرتؑ نے قیمت میں اضافہ فرمایا اُس نے منظور نہ کیا۔ یہاں تک کہ قیمت حضرتؑ نے بہت بڑھادی لیکن وہ راضی نہ ہوا۔ آخر حضرتؑ نے اُس سے کہا کہ وہ درخت تم مجھے

دے دو۔ میں تمہارے لئے بہشت میں آپسے ایک درخت کا خاص ہو تا ہوں جس کا میوہ ہر وقت آسانی کے ساتھ تم حاصل کر سکتے ہو۔ پھر بھی وہ بد بخت راضی نہ ہوا تو آنحضرتؐ نے اُس انصاری سے فرمایا اے اُس کا درخت اکھاڑ کر اُس کے پاس ڈال دے کہ اس سے اسلام نہیں روکتا۔

بسنید حسن حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعض کی نماز میت میں پانچ تکبیریں اور بعض کی نماز میں چار تکبیریں فرمایا کرتے تھے۔ اور جب چار تکبیریں کہتے تو لوگ سمجھ جاتے کہ وہ میت منافق کی تھی۔

بسنید حسن حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی گئی ہے کہ آنحضرتؐ نے دعا کی کہ خداوندان مجھے شہر میں آئینہ پر قابو دے جو مشرکین کا ایک سر فتنہ تھا۔ خدا نے حضرتؐ کی دعا قبول فرمائی اور حضرتؐ کے لشکر کا ایک گروہ اُس کے سر پر پہنچا اور اُس کو گرفتار کر لیا اور حضرتؐ کی خدمت میں لائے۔ جب آنحضرتؐ نے اُس کو دیکھا اُس سے فرمایا کہ میں نے تین باتوں میں تجھے اختیار دیا ان میں سے ایک جو تو پسند کرے گا، اُسی پر عمل کر دوں گا۔ پہلے یہ کہ تجھ کو قتل کر دوں۔ اُس نے کہا اگر آپ ایسا کریں گے تو ایک عظیم شخص کو قتل کریں گے۔ تو فرمایا کہ تیرا فدیہ لے کر تجھ کو چھوڑ دوں۔ تو اُس نے کہا میری قیمت آپ کو بہت ملے گی یعنی زیادہ سے زیادہ فدیہ میرے عوض میری قوم کے لوگ دے دیں گے۔ تیسرے یہ کہ حضرتؐ نے فرمایا میں تجھ پر احسان کروں اور تیرے فدیہ کے چھوڑ دوں۔ اُس نے کہا اگر آپ ایسا کریں گے تو مجھے شکر گزار پائیں گے۔ حضرتؐ نے فرمایا میں نے تجھ پر احسان کیا اور تیرے فدیہ کے چھوڑ دیا۔ شامہ نے اُسی وقت گھر شہادت پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔ اور کہا کہ پہلے ہی جبکہ میں نے آپ کو دیکھا تو مجھ گیا تھا کہ آپ خدا کے رسولؐ ہیں۔ لیکن میں نے نہیں جانا کہ جب تک آپ کے قید میں ہوں مسلمان ہونے کا اقرار کروں۔

بسنید مقبر حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ایک شخص بڑا بد صورت اور کرب منظر تھا اس سبب سے اس کو ذوالنفرہ کہتے تھے۔ ایک روز وہ آنحضرتؐ کی خدمت میں آیا اور کہا یا رسول اللہؐ مجھے ان باتوں سے آگاہ فرمائیے جو اس نے مجھ پر واجب قرار دیا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا خدا نے تجھ پر بغداد رات و دن میں سترہ رکعت نماز اور صدقہ مبارک رمضان میں روزہ واجب فرمایا ہے۔ اور جب تجھ کو اتنی مقدمات ہو جائے تو حج واجب قرار دیا ہے اور زکوٰۃ واجب کی ہے اور حضرتؐ نے اس کی مقدار اور شرطوں کی تشبیہ کی۔ یہ سن کر ذوالنفرہ نے کہا کہ اُس خدا کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے کہ جو کچھ خدا نے واجب قرار دیا ہے اُس سے زیادہ نہ کروں گا حضرتؐ نے فرمایا کہ کیوں اُس سے زیادہ عمل نہ کرے گا عرض کی اس لئے کہ تجھ کو ایسا بد صورت پیدا کیا ہے کہ اس وقت جبریلؑ نازل ہوئے اور عرض کی آپ کا پردہ دگا رہتا ہے کہ میرا سلام ذوالنفرہ سے کہہ دیجئے اور فرمادیجئے کہ کیا تو راضی نہیں ہے اس پر کہ خدا تجھ کو روز قیامت جناب جبریلؑ کے ایسا حسن و جمال عطا فرمائے۔ ذوالنفرہ نے جب یہ سنا تو کہا اب اے میرے پالنے والے میں راضی ہوں اور تیرے عزت و جلال کی قسم کھاتا ہوں کہ اس قدر زیادہ تیری بندگی اور عبادت کروں گا کہ تو خوش ہو جائے گا۔

یہ شخص پھر آنحضرتؐ کا پیارا بھائی بن گیا اور اس کا اسلام ہوا۔

حضرتؐ کی صداقت ہے۔

بسنہ معتبر انہی حضرت سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں لوگوں کا یہ کہنا پسند نہ کرتا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے جس جماعت کی مدد سے دشمنوں پر فتح پائی پھر اُسی کو قتل کر ڈالا تو یقیناً میں اپنے اصحاب میں سے بہتوں کی گردن مار دیتا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ وہ منافق ہیں۔

کتاب اختصاص وغیرہ میں بسند ہائے معتبر حضرت صادق سے روایت ہے کہ ایک روز جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک اعرابی سے ایک گھوڑا خرید فرمایا وہ حضور کو پسند تھا لیکن منافق صاحب کے ایک گروہ کو اس حضرت پر حسد ہوا یہ کہ بہت ارزاں قیمت میں وہ گھوڑا خرید لیا تو اُس اعرابی سے کہا کہ اگر یہ گھوڑا بازار میں تو فروخت کرنا تو اس سے زیادہ قیمت دے۔ لہذا اعرابی کے دل میں لالچ پیدا ہوئی اور کہا کہ جاتا ہوں اور اُن سے کہتا ہوں کہ گھوڑا مجھے واپس دے دیں۔ تو منافقوں نے کہا نہیں ایسا نہ کرنا کیونکہ وہ مردِ صالح ہیں جب وہ گھوڑے کی قیمت لاکھ کو دی تو اُن سے کہہ کہ میں نے اتنی قیمت ہر آپ کو نہیں دیا تھا۔ جب تو اس طرح کہے گا تو وہ تجھ کو تیرا گھوڑا واپس دے دیں گے۔ جب اس حضرت نے قیمت لاکھ دی اعرابی نے اُن منافقوں کے بہکانے سے انکار کیا اور کہا میں نے اتنے دام پر نہیں فروخت کیا تھا حضرت نے فرمایا اُسی خدا کی قسم جس نے مجھ کو حق کے ساتھ بیوٹ فرمایا ہے تو نے اتنے ہی دام پر فروخت کیا یہی گفتگو ہو رہی تھی کہ خزیمہ بن ثابت آگئے اور اعرابی سے یہ تمام ماجرا سنا اور اُن کے دعوت کی حقیقت پر مطلع ہوئے تو کہا اسے اعرابی میں گواہی دیتا ہوں کہ گھوڑے کا اتنے ہی دام پر فروخت کیا تھا جس قدر حضرت فرماتے ہیں۔ اعرابی نے کہا جس وقت میں نے گھوڑے کو بیچا تھا کوئی موجود نہ تھا تم کس طرح گواہی دیتے ہو تو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی فرمایا کہ ہاں اسے خزیمہ بن تم نے کیسے گواہی دے دی۔ خزیمہ نے کہا میرے باپ ماں آپ پر خدا ہوں آپ خدا کی طرف سے خبر دیتے ہیں آسمانوں کی خبریں بیان فرماتے ہیں اور ہم سب کی تصدیق کرتے ہیں تو پھر ایک گھوڑے کی قیمت کے بارے میں تصدیق نہ کریں۔ اُس وقت جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم خدا سے فرمایا کہ خزیمہ کی گواہی دو شخصوں کے برابر سمجھا کرو۔ اسی سبب سے قد الشہادین اُن کا لقب ہوا۔

شیخ طوسی نے بسند معتبر حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ اس حضرت کی خدمت میں کچھ لوگ آئے اور کہا یا رسول اللہ آپ ہمارے لئے اپنے محمد گاہ سے بہشت کے ضامن ہو جائیں۔ تو حضرت نے فرمایا کہ مجھ میں طول مرنے کے ساتھ میری مدد کرو۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ایسا ہی ہو گا۔ تو حضرت نے اُن سے بہشت کی ضمانت فرمائی۔

ابن ابی یونس نے بسند معتبر حضرت امام جعفر صادق سے روایت کی ہے کہ قبیلہ بنی بیاضہ کے ایک شخص نے حضرت کی خدمت کھولی۔ جب کھنڈ اڑا تو حضرت نے پوچھا خون کہاں سے۔ اُس نے کہا میں پی گیا۔ حضرت نے فرمایا تجھ کو یہ فعل مناسب نہ تھا۔ لیکن چونکہ تو نے نادانی سے ایسا کیا ہے لہذا خدا نے تیرے اور آتش جہنم

کے درمیان پر وہ مقرر کر دیا۔

کلینی نے بسند معتبر حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ ایک شخص زیت فروش تھا جو حضرت کو بہت دوست رکھتا تھا اور اس کا یہ معمول تھا کہ ہر روز جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نہ کر لیتا کوئی کام نہ کرتا۔ حضرت اس کی اس عادت سے واقف ہو گئے تھے۔ تو جب وہ آتا آنحضرتؐ کو گول کے درمیان سے بلند ہو جاتے اور گردن اونچی کر لیتے تاکہ وہ زیارت سے مشرف ہو جائے۔ ایک روز حسب معمول وہ آیا اور اس طرح حضرت کی زیارت کر کے اپنے کاموں میں مشغول ہو گیا پھر فوراً ہی واپس آیا جب حضرت نے اس کو بلند واپس کتے ہوئے دیکھا تو اشارہ فرمایا مجھ جا۔ پھر حضرت نے اس سے فرمایا ہر روز تو مجھ کو دیکھ کر جلا جاتا اور اپنے کاموں میں مشغول ہو جایا کرتا تھا آج تیرے واپس آنے کا کیا سبب ہے۔ اس نے کہا اسی خدا کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے آج آپ کی محبت اور آپ کی یاد نے مجھے اس حد تک محو کیا کہ میں کوئی کام نہ کر سکا اور بلند واپس آ گیا تاکہ دوبارہ حضورؐ کے جمال مبارک کی زیارت سے مشرف ہوں۔ تو آنحضرتؐ نے اس کے لئے دعائے نیک فرمائی اور اس کی تعریف کی۔ پھر اس کے بعد چند روز وہ آیا تو حضرت نے اس کا حال پوچھا صحابہ نے کہا ہم نے بھی چند دنوں سے اس کو نہیں دیکھا تو حضرت نے تعلیم پائے اقدس میں اپنی اور صاحب کے ساتھ زیت فروشوں کے بازار میں تشریف لیگئے لیکن اس کی دکان بند دیکھی تو لوگوں سے دریافت کیا اس کے ہمایوں نے بتایا کہ یا رسول اللہ وہ رحمت الہی سے حاصل ہو گیا وہ ہمارے نزدیک ہیں اور استگو تھا۔ مگر ایک عادت اس کی مناسب نہ تھی۔ پوچھا وہ کیا کہا وہ عورتوں کے پیچھے دوڑتا اور ان سے عشق بانسی کیا کرتا تھا۔ حضرت نے فرمایا خدا کی قسم وہ مجھ کو اس قدر دوست رکھتا تھا کہ اگر وہ برودہ فروش بھی ہوتا تب بھی خدا اس کو بخش دیتا۔

کتاب قمی میں حضرت امام رضا سے روایت ہے کہ کسی فردہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس آئے تھے کہ اثنائے راہ میں ایک گروہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت نے ان سے پوچھا تم کون لوگ ہو؟ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ہم لوگ یمن ہیں۔ حضورؐ نے پوچھا کہ تمہارا ایمان کس درجہ پر پہنچا ہوا ہے۔ ان لوگوں نے کہا اہم بلاؤں پر صبر کرتے ہیں اور جب خدا نعمتیں عطا فرماتا ہے تو اس کا شکر کرتے ہیں اور اس کے قضا و شئیت پر راضی ہیں۔ یہ سن کر حضرت نے فرمایا کہ یہ لوگ ہر درجہ میں صاحبان عقل ہیں۔ نزدیک ہے دانائی کے سبب سخت درد کے مرتبہ پر پہنچیں۔ پھر ان سے خطاب فرمایا کہ جیسا بیان کرتے ہو اگر تم ویسے ہی ہو تو مکانات نہ بنواد کیونکہ تم اس میں ہمیشہ نہ رہو گے اور وہ چیز مت جمع کرو جس کو نہ کھاؤ گے اور خدا کے عذاب سے بچو کیونکہ تم سب کی بازگشت اسی کی طرف ہے۔

کلینی نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ ایک دفعہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک عورت نکلی آئی اور حضرت کے سامنے کھڑی ہو گئی اور کہا یا رسول اللہ میں نے نفاق کی ہے مجھے پاک

لے مؤلف فرماتے ہیں کہ ایسا مردہ فروش تھا نادول کو فروخت کرتے ہیں۔

صحابہ میں ان لوگ ہیں۔

وہ نفاق ہیں۔

کر دیجئے یعنی حج پر خدا کی مقررہ حد جاری فرمائیے۔ ناگاہ ایک شخص اُس کے پیچھے سے آیا اور کپڑے اُس پر ڈال دیئے۔ حضرتؐ نے پوچھا یہ خدمت تیری کوئی ہے! اُس نے کہا میری زندگی ہے۔ میں اپنی کنیز کے ساتھ خلوت میں تھا اس نے غیرت میں سرشار ہو کر اس کا ڈالا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ اس کو اپنے گھر لے جا پھر فرمایا کہ جب خدمت پر غیرت غالب ہوتی ہے تو اُس کی آنکھیں چھت کے پر نالے اور مکان کے پیچھے کی نالی میں فرق نہیں کرتیں۔

بسنہ مستبر حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ زمانہ سرود کا سات محلے اشد علیہ وآلہ وسلم میں ایک شخص نے سڑ کیا اور اپنی زوجہ کو تاکید کر دی کہ جب تک میں واپس نہ آؤں تو گھر سے باہر نہ جانا۔ اتفاق سے اُس خدمت کا باب بیدار ہوا۔ اُس خدمت نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں کہلا بھیجا کہ میرا شوہر سفر میں گیا ہے اور مجھ کو یہ تاکید کر دی ہے کہ جب تک وہ واپس نہ آئے میں گھر سے باہر نہ نکلوں۔ لیکن میرے والد بیمار ہو گئے ہیں کیا آپ اجازت دیتے ہیں کہ میں اپنے والد کی عیادت کے لئے جاؤں۔ حضرتؐ نے فرمایا اپنے گھر میں بیٹھے اور اپنے شوہر کی اطاعت کرے۔ پھر اُس کے باپ کی بیماری شدید ہوئی۔ اُس نے دوبارہ آنحضرتؐ کی خدمت میں کہیں کو بھیج کر اجازت طلب کی۔ آپؐ نے پھر وہی جواب دیا یہاں تک کہ اُس کے باپ کا انتقال ہو گیا تو اُس نے حضرتؐ سے اجازت چاہی کہ باپ کے جنازہ کی نماز میں شریک ہو۔ حضرتؐ نے پھر وہی فرمایا کہ گھر میں بیٹھے اور اپنے شوہر کی اطاعت کرے۔ آخر اُس کا باپ وطن کو واپس آیا تو حضرتؐ نے اُس خدمت کے پاس کہلا بھیجا کہ خدائے شوہر کی اطاعت کے سبب تجھ کو اور میرے باپ کو بخش دیا۔

بسنہ صحیح حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ ایک مرتبہ حید قربان کے دن شہر مدینہ پر سوار مدینہ کے باہر حود تول کی ایک جماعت کی طرف سے گرسے لہا کھڑے ہو کر فرمایا اے حود تو صدقہ دو اور اپنے شوہروں کی اطاعت کر دے کیونکہ تم میں سے زیادہ تر جہنم میں جاؤ گی۔ یہ سنکر وہ حود میں رونے لگیں ان میں سے ایک حودت کھڑی ہوئی اور اُس نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم کافروں کے ساتھ جہنم میں ہوں گے حالانکہ خدا کی قسم ہم کافر نہیں ہیں۔ تو حضرتؐ نے فرمایا تم اپنے شوہروں کے حق کی کار ہو۔

بسنہ مستبر حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حود تول کے لئے خطبہ پڑھا اور فرمایا اے حود تول کی جماعت صدقہ دو عشاء و قہار سے زیورات ہی ہوں یا ایک غصا ہو یا نصف غصا ہو۔ یقیناً تم میں سے زیادہ تر حود میں جہنم کا ایندھن ہیں کیونکہ تم گالیاں بہت دیتی ہو اور اپنے عزیزوں کی کفرانِ نعمت کرتی ہو۔ یہ سنکر بنی سلیم کی ایک خاتون حضرتؐ نے کہلایا رسول اللہ کیا ہم لڑکوں کی مائیں نہیں ہیں جو بچوں کی پردہش میں تختیاں جھیلی ہیں ان کو قودہ چلائی ہیں۔ کیا ہم میں سے صبر کرنے والی لڑکیاں نہیں ہیں جو مکانوں کے اندر صبر کرتی ہیں اور مہربانیاں نہیں ہوتی ہیں۔ یہ سنکر آنحضرتؐ نے اُس پر شفقت فرمایا اور فرمایا کہ تم بیشک حمل کا بار اٹھانے والی حود میں لڑکوں کی مائیں اور ان کو قودہ چلانے والی لڑکوں اور حود تول پر مہربان ہو اگر تم اپنے شوہروں سے بدسلوکی نہ کرتیں تو تم میں سے غدار پڑھنے والی کوئی حودت جہنم میں نہ جاتی۔

بسنہ معتبر ثبات بن سالم سے منقول ہے کہ وہ حضرت صادق کی خدمت میں گئے۔ حضرت نے اُن سے عمر بن مسلم کا حال دریافت کیا۔ انہوں نے کہا وہ بحیرت میں مگر تجارت ترک کر دی ہے۔ حضرت نے اسے نہیں مرتبہ فرمایا کہ یہ شیطانی کام ہے۔ شاید لوگ نہیں جانتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تجارت کی ہے اور اُس کا فائدہ سے جو شام سے آیا تھا مال خرید فرمایا اور اُس سے اس سے نقد نفع حاصل کیا جس سے اپنا قرض ادا کیا اور اپنے عزیزوں کی مدد فرمائی۔ خدا فرماتا ہے وہ لوگ جن کو تجارت اور خرید و فروخت خدا کی یاد اور نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے سے غافل نہیں کرتی (کا مہاب و دستگاہیں) اور علمائے اہل سنت جو فقہ خواں ہیں کہتے ہیں کہ اصحابِ سنیہ تجارت نہیں کرتے تھے وہ غلط کہتے ہیں۔ وہ تجارت کرتے تھے مگر نماز کو اس کی غفلت کے وقت ادا کرتے تھے۔ ایسا شخص افضل ہے اُس سے جو نماز کا پابند نہ ہو مگر تجارت نہیں کرتا۔

حدیث معتبر میں منقول ہے کہ جب محمد بن ہجرت کر کے حضرت کی خدمت میں آئیں تو اُن میں ایک عورت ام حبیب بھی جو محمد بن کا ختنہ کرتی تھی۔ حضرت نے اُس سے پوچھا کہ اے ام حبیب تو اپنا کام اب بھی کرتی ہے اُس نے کہا ہاں یا رسول اللہ اگر آپ منع فرمائیں تو ترک کر دوں۔ حضرت نے فرمایا نہیں بلکہ حلال ہے۔ انہیں کچھ سکھاؤں کہ کیا کتنا چاہیے جب تو محمد بن کا ختنہ کرے تو تم میں سے زیادہ مت کاٹنا کہ بلکہ خود اس کا قطع کر۔ جس سے چہرہ نورانی ہوتا ہے رنگ صاف ہو جاتا ہے اور وہ عورت اپنے شوہر کے نزدیک عزیز ہوتی ہے پھر ام حبیب اس کی بھی آتی جو عورتوں کی مشاطگی کرتی تھی۔ آپ نے اُس سے فرمایا کہ جب تو عورتوں کو کٹا کر کرے تو اُن کے چہرے کو چمکانے کے لیے انپر کپڑے سے دگر ڈالنا اچھا نہیں ہے۔ اُن کے ابروؤں کو چھوٹے اور اُن کے بالوں کو ایک دوسرے سے مت ملا۔

کتاب سلیم بن قیس ہلانی میں جو میری نظر سے گزری ہے سلمان و ابو ذر اور مقلاد سے روایت ہو کر منافقوں کا ایک گروہ جمع ہوا اور وہ آپس میں کہتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم کو بہشت اور جو کچھ خدا نے اُس میں اپنے دوستوں کے لئے نعمتیں جمع کی ہیں اُن سے آگاہ کرتے ہیں اور جہنم اور اُس میں جو عذاب اور تکلیفیں اپنے دشمنوں اور منافقوں کے لئے مہینا کی ہیں اُن سب کی خبر دیتے ہیں۔ اگر سچے ہیں تو ہم کو بہشت و عذاب میں ہماری اور ہمارے باپ دادا اور اہل و عیال کی مدد دیں تاکہ ہم دنیا و آخرت میں اپنے دہ جہ اور منزلت کا حال جان لیں۔ یہ خبر آنحضرت کو ملی تو آپ نے بلال کو حکم دیا کہ نمازیں کہ وہ مسجد میں جمع ہوں۔ فرض لوگ جمع ہوتا شروع ہوئے یہاں تک کہ مسجد بھر گئی اور اُس میں گنجائش باقی نہ رہی۔ پھر حضرت غضبناک باہر تشریف لائے اپنے ہاتھوں اور پیروں کو کپڑے سے پیٹتے ہوئے تھے منبر تشریف لے گئے اور حمد و ثناء الہی کے بعد فرمایا کہ اے گروہ منافق! میں تمہاری طرح بشر ہوں خدا مجھ پر وحی نازل فرماتا ہے اور اُس نے اپنی رسالت سے مخصوص کیا ہے اور پیغمبری کے واسطے مجھے برگزیدہ فرمایا ہے اور

جو کہ تمام اولادِ آدم پر فضیلت بخشی ہے اور اللہ جس قدر چاہا غضب کی باتوں سے آگاہ کیا ہے لہذا جو کچھ چاہو
 پوچھو اسی خدا کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری ہاں ہے جو شخص بہشت و دوزخ میں اپنی یا اپنے باپ
 داداؤں کی جگہ ملامت کرنا چاہے میں اُس کو ضرور بتاؤں گا۔ یہ جبریل میرے داہنی طرف کھڑے ہیں اور
 خدا کی جانب سے مجھے خبر دے رہے ہیں۔ لہذا جو کچھ چاہو پوچھو۔ یہ سنکر ایک مرد مومن جو خدا و رسول
 علیہ السلام کا دوست تھا کھڑا ہو گیا اور کہا اے خدا کے رسول میں کوئی بھلائی نہیں کرتا حضرت نے فرمایا کہ
 محمد اللہ سپر صفر ہے۔ جبرائیل کے باپ کا وہی نام تھا جس کی طرف لوگ اس کو خوشبو کرتے تھے۔ جب
 اُس مومن نے اپنا سب صحیح پایا تو خوش ہو گیا اور بیٹھ گیا۔ پھر ایک بد باطن منافق کھڑا ہوا جو خدا اور رسول
 کا دشمن تھا اور لایا رسول اللہ میں کوئی بھلائی نہیں کرتا حضرت نے فرمایا کہ فلاں کا بیٹا فلاں ہے اور اُس کے باپ کے
 نام کے بھائے قبیلہ بنی قصیر کے ایک چمدا ہے کا نام لیا اور بنی قصیر بنی ثقیف کی بدترین شاخوں میں سے
 تھے جنہوں نے خدا کی نافرمانیاں کیں اور خدا نے اُن کو ذلیل و خوار کر رکھا تھا۔ فرض وہ منافق نہایت ذلت و
 خواری کے ساتھ بیٹھ گیا اور سوا ہوا۔ حالانکہ اس سے پہلے لوگ سمجھتے تھے کہ وہ حسب و نسب اور ہندگی کے
 لحاظ سے قریش کے نجیب لوگوں میں سے ہے۔ پھر وہ سدا منافق کھڑا ہوا جس کا دل شک و شبہ میں مبتلا تھا
 اور پوچھا یا رسول اللہ میں بہشت میں جاؤں گا یا دوزخ میں حضرت نے فرمایا تو جہنم میں ہو گا تو وہ بھی نہایت ذلت و
 خواری کے ساتھ بیٹھ گیا۔ پھر عربی خطاب کھڑے ہوئے اور اس خوف سے کہ رُحسانہ ہوں عرض کی یا رسول اللہ تم
 خدا کی پرمختہ گاری پر راضی ہیں اور ہم نے اپنے واسطے دین اسلام کو پسند کیا اور حضور کو اپنا پیغمبر جانتے
 ہیں اور ہم خدا اور اُس کے رسول کے غضب سے خدا کی پناہ چاہتے ہیں۔ لہذا یا رسول اللہ تم کو معاف کیجئے
 تاکہ خدا آپ کو معاف کرے اور ہمارے عیبوں کو پوشیدہ رکھے تاکہ خدا آپ کو پردہ عصمت سے پوشیدہ
 کرے۔ یہ سنکر حضرت نے فرمایا تم بھی کچھ پوچھا چاہو تو پوچھو۔ جناب عمر نے کہا اپنی اہل کت کو معاف کیجئے۔ اور
 سوال کرنا اپنے لئے مناسب نہ تھا پھر حضرت علیؓ کھڑے ہو گئے اور عرض کی یا رسول اللہ میرا نسب بیان فرما
 تاکہ لوگ آپ کے ساتھ میری قرابت اور یگانگی کو جان لیں۔ حضرت نے فرمایا یا علیؓ خدا نے تم کو اولاد میں
 نور کے دھندلے سے پیدا کیا جو زیرِ عرض نمایاں تھا اور وہ دونوں عمودِ نور خدا کی تسبیح و تہلیل کرتے تھے وہ
 قبل اس کے کہ خدا تمام مخلوق کو پیدا کرے پھر اُن دونوں عمودِ نور سے خدا نے خود نورانی نطفے پیدا کیے جو آپس میں
 پلٹے ہوئے تھے پھر ان نطفوں کو طیب و طاهر پشندوں سے پاکیزہ ریحوں میں منتقل کر تا تھا یہاں تک کہ اُس کا
 نصف صلب محمد اللہ میں اور دوسرا نصف صلب ابو طالب میں قرار پایا تو اُس دونوں نطفوں کے نصف جزو سے
 میں اور نصف جزو سے اے علیؓ تم پیدا ہوئے جیسا کہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ
 مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيرًا (آیت ۳۱ سورتہ الفرقان) یعنی
 وہ خدا وہی ہے جس نے نطفہ سے ایک بشر کو پیدا کیا اور اُس کو نسب بلند اور دامادی عطا فرمایا اور کہا اے پورے
 تمام چیزوں پر قادر ہے۔ لہذا البشعہ سے مراد امیر المؤمنین ہیں جنکو خدا نے آنحضرتؐ کے ساتھ نسبی قرابت اور
 شرف دامادی کے ساتھ جمع فرما دیا ہے۔ پھر حضرت نے فرمایا اے علیؓ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں تمہارا

گوشت کو میرے گوشت سے تھا ہے خون کو میرے خون کے ساتھ مخلوط فرمایا ہے تم ہی میرے بعد خدا اور اُس کی مخلوق کے درمیان وسیلہ ہو۔ جو جس نے تہدی و ولایت سے انکار کیا اُس نے اپنے اور خدا کے درمیان سبب اور وسیلہ کو منقطع کر دیا جو اس کو عالی درجات تک پہنچاتا۔ اے علیؑ خدا نہیں پہچانتا جا سکتا مگر میرے ذریعہ سے اور میرے بعد تھا ہے ذریعہ سے تو جس نے تہدی و ولایت کا انکار کیا تو خدا کی بروددگاری سے انکار کیا۔ اے علیؑ اتم زمین پر خدا کے نشان بزرگ جو اصفیٰ قیامت خدا کے عظیم رُکن ہیں لہذا جو شخص مصطفیٰ قیامت تھا اسی شہادت کے سایہ میں ہو گا وہ رستگار ہے۔ کیونکہ خالق کا حساب تھا ہے خلیفہ سے ہو گا اور اُن کی بازگشت نہائی طرف ہے اور قیامت کی میزان تھا اسی میزان ہے صراطِ تہارا صراط ہے اور قیامت کا موقف تھا اہل موقوف ہے اور اُس روز کا حساب تھا ہے باپ سے حساب ہے۔ تو جو شخص تہادی جانب مائل ہو گا نجات پائے گا اور جو تہادی مخالفت کرے گا ہلک ہو گا۔ پھر دوسرے فرمایا خدا تعالیٰ کو گواہ ہو اور میرے پیچھے آئے۔

سپہم میں نے سلمانِ فارسی سے یہ روایت بھی اپنی کتاب میں تحریر کی ہے کہ قریش کی یہ عادت تھی کہ اپنی مجلس میں بیٹھے ہوئے باتیں کرتے رہتے اور اگر اہلیتِ رسولؐ میں سے کسی کو آتے ہوئے دیکھتے تو خاموش ہو جاتے۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے اُن میں سے کہا کہ محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثال اہل عقل کے درمیان اُس مصیبتِ خدائی کی ہے جو کسی گھوڑے پر آگاہی جیسا حضرت کو یہ خبر معلوم ہوئی تو غضبناک ہو کر باہر نکلے۔ مسجد میں تشریف لائے اور منبر پر جا کر بیٹھ گئے یہاں تک کہ لوگ جمع ہو گئے تو حضرت کھڑے ہو کر حمد و ثنائے الہی بجا لائے۔ پھر فرمایا کہ اے لوگو میں کون ہوں؟ لوگوں نے کہا حضورؐ خدا کے رسولؐ ہیں۔ فرمایا میں خدا کا رسولؐ ہوں اور محمدؐ بن عبد اللہؐ بن عبد المطلبؐ ہوں اور اپنا نسب مبارک نزار تک بیان کیا۔ پھر فرمایا کہ میں اور میرے اہلیت چند تھوڑے جو خدا کے عرش کے سامنے حرکت میں تھے دو ہزار قبل اس کے کہ خداوند قدوس آدم کو پیدا کرے۔ تو جب وہ نورِ حبیبیؐ الہی کرتا تھا اس کی تسبیح سے فرشتے تسبیح کرتے تھے جب حق سبحانہ و تعالیٰ نے آدم کو خلق کیا اُس نورِ مقدس کو اُن کے صلب میں قرار دیا۔ پھر آدم کو زمین پر بھیجا پھر اسی طرح اُس نور کو صلبِ نوحؑ میں رکھ کر کشتی میں داخل کیا۔ وہی نور صلبِ ابراہیمؑ میں تھا جب وہ آگ میں ڈالے گئے۔ اور ہمیشہ ہم سے نور کو پاکیزہ اور بلند ترین صلیبوں میں منتقل کرتا تھا تاکہ کہ ہم سے گویا ہر شرافت کو بہترین معدنوں سے ظاہر کیا اور ہم سے شجرہ طیبہ کو بہترین آباد اجداد اور پاکیزہ ترین اولاد کے منزلیں سے آگیا جس میں کوئی ایک بھی تنہا کے قریب نہ ہوا۔ بیشک ہم فردن اہل جہاں المطلب یعنی میں علیؑ جعفرؑ حمزہؑ حسنؑ حسینؑ اور فاطمہؑ مہدیؑ آخر الزماں تک اہل بہشت کے بزرگوں میں سے ہیں۔ بلاشبہ خداوند عالم نے اہل زمین کی جانب نظر ڈالی اور اُن میں سے نورِ مدنی کو اختیار کیا اُن میں سے ایک میں ہوں کہ خدا نے مجھ کو رسالت و نبوت کے ساتھ بھیجا اور دوسرے علیؑ ہی الی طالب ہیں۔ پھر اُس نے مجھ کو وحی فرمائی کہ میں اُس کو اپنی امت میں اپنا بھائی اپنا دوست اپنا وزیر اپنا وصی اور اپنا خلیفہ قرار دوں۔ بیشک وہ

انحضرت کا نام ہے بعد ازاں یہاں تک کہ ان کی امت کی انتہی تک

میرے بعد ہر مومن کے نفس سے اُس پر نیاں حق رکھتا ہے۔ جو شخص اُس کو دوست رکھے گا خدا اُس کو دوست رکھے گا اور جو شخص اُس سے دشمنی کرے گا خدا اُس سے دشمنی رکھے گا اور اُس کو دوست نہیں رکھے گا مگر مومن خدا اُس کو دشمن نہیں ہیں رکھے گا مگر کافر اور فاجر میرے بعد زمین کی مٹا ہے۔ اسی کی برکت سے زمین برقرار رہے گی۔ خدا کلمہ تقویٰ ہے کہ اُس کی حجت جہنم سے نجات کا باعث ہے۔ وہی خدا کی مضبوطی ہے جس کا وسیلہ نجات کا سبب ہے۔ کیا تم چاہتے ہو کہ بھونک کر نور خدا کو بچا دو حالانکہ خدا اپنے نور کو پورا کرنے والا ہے اگرچہ کفار نہ چاہیں۔ پھر بیشک خدا نے ہم دونوں کے بعد خلافت پر نظر کی اور اُن میں سے گیارہ وصی ہم اہلبیت میں سے انتخاب کیے اور اُن کو میری امت میں ہیکل کے بعد قدموں سے کو برگزیدہ کیا آسمان کے ستاروں کے مانند کہ جب وہ غروب ہوتا ہے تو وہ سدا اُس کی جگہ پر طالع ہوتا ہے اور وہ ہدایت کرنے والوں اور ہدایت پانے والوں کے پیشوا ہیں۔ اُن کو کوئی نقصان نہیں پہنچنے کا مگر وہ جو اُن سے مکاری کرے گا اور اُن کو چھوڑ دے گا اُن کی مدد کرے گا۔ وہ زمین پر خدا کی حجت اور اُس کے اہل اُس کی خلق کے درمیان گواہ ہیں اور اُس کے علم کے خزینہ دار ہیں اور اُس کی وحی کے بیان کرنے والے ہیں اور اُس کی حکمت کے مصلح ہیں۔ جو شخص اُن کی اطاعت کرے گا وہ خدا کی اطاعت کرے گا اور جو شخص اُن کی نافرمانی کرے گا خدا کی نافرمانی کرے گا۔ وہ لوگ علم کے نکالنے والے ہیں اور قرآن اُن کے ساتھ ہے۔ وہ قرآن سے جہانوں کے جب تک حوض کوثر پر پہنچے پاس نہ پہنچیں۔ لہذا میرا یہ بیان ہر شخص اُن لوگوں کو پہنچا دے جو فاسق ہیں۔ پھر میں مرتبہ فرمایا کہ خدا کا نور گواہ رہنا۔

ایک اور نواں باب

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اولاد امجاد کا تذکرہ

بسم اللہ حضرت صادق سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد جناب خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے طاہر قاسم، فاطمہ ام کلثوم، رقیہ اور زینب ہیں۔ جناب فاطمہ کا نکاح حضرت امیر المومنین سے کیا اور زینب کو ابو العاص بن ربیع سے تزویج کیا جو بنی امیہ سے تھا۔ اور ام کلثوم کا نکاح عثمان بن عفان سے کیا اور وہ قبل اس کے کہ اُن کے گھر جائیں رحمت الہی سے حاصل ہو گئیں۔ اُن کے بعد حضرت رقیہ کو اُن سے تزویج فرمایا۔ اور حضرت کے قدموں سے بیٹے زرارہم دینہ میں مارے قطیف سے متولد ہوئے جن کو بادشاہ اسکندریہ نے مع ایک شہب ثعلب کے حضرت کو ہدیہ بھیجا تھا۔ اور دوسرے بیٹے بھی تھے۔ اہی بابو نے بسم اللہ معتبر انہی حضرت سے روایت کی ہے کہ آنحضرت کی اولاد میں سے جناب خدیجہ

کے شک سے قاسم اور طاہر۔ ام کلثوم۔ رقیہ۔ زینب اور فاطمہ تھیں پیدا ہوئیں اور جناب طاہر کا نام عبد اللہ تھا۔ جناب فاطمہ کو آنحضرتؐ نے امیر المومنینؑ سے نزدیک فرمایا زینب کو ابو العاص بن ربیعہ سے وہ بنی امیہ میں سے تھا۔ اور ام کلثوم کو عثمان بن عفان سے نزدیک کیا اور وہ قبل اس کے کہ ان کے گھر جانیں رحلت کر گئیں پھر جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگ ہند کے لئے گئے تو رقیہ کو ان سے نزدیک فرمایا۔ اور ابراہیم قطیبہ سے جناب ابراہیمؑ پیدا ہوئے جو ام ولد نامی ایک کنیز تھیں۔

شیخ طوسیؒ اور ابن شہر آشوب وغیرہم نے روایت کی ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد اچھا و خدیجہؑ کے علاوہ اور کسی بڑی کے شکم سے پیدا نہیں ہوئی سوائے ابراہیمؑ کے جو مادیہ قطیبہ کے بطن سے تھے اور مشہور یہ ہے کہ آنحضرتؐ کے تین صاحبزادے تھے۔ اول قاسمؑ اسی بڑے آنحضرتؐ کی کنیت تھی۔ وہ آنحضرتؐ کی بعثت سے پہلے پیدا ہوئے۔ دوسرے عبد اللہ جو بعد بعثت کے پیدا ہوئے تھے ابراہیمؑ تیسرے طیب و طاہر ان کا لقب ہذا۔ تیسرے ابراہیمؑ۔ اور چوتھے کہ ہے کہ آنحضرتؐ کے پانچ صاحبزادے تھے عبد اللہ کے علاوہ۔ طیب و طاہر و دو لڑکوں کے نام سمجھتے ہیں لیکن پہلا قول زیادہ مشہور اور صحیح ہے۔ اور مشہور یہ ہے کہ قاسم عبد اللہ سے پہلے پیدا ہوئے۔ لیکن بعض لوگ اس کے برعکس کہتے ہیں اور اس پر اتفاق ہے کہ وہ دونوں گھسی ہی میں مکہ معظمہ ہی میں رحمت الہی سے واصل ہو گئے تھے۔ اور ابراہیمؑ کی مدینہ منورہ میں وفات ہوئی۔ اور مشہور یہ ہے کہ آنحضرتؐ کی چار صاحبزادیاں تھیں اور سب جناب خدیجہؑ کے شکم سے تھیں۔ پہلی صاحبزادی جناب زینب تھیں۔ حضرتؐ نے ان کی شادی بعثت سے پہلے اور کافروں کو لڑکیاں دینا حرام ہونے سے قبل ابی العاص بن ربیعہ سے کر دی تھی۔ ان سے امام بنت ابی العاص پیدا ہوئیں۔ اور جناب امیرؑ نے جناب فاطمہؑ زہراؑ صلوات اللہ وسلامہ علیہا کی وفات کے بعد ان مصومہ کی وصیت کے مطابق ان سے عقد فرمایا اور ان حضرتؐ کی شہادت کے بعد امام مغیرہ بن نوفل بن حارث بن عبد المطلب کے نکاح میں آئیں اور ابن بابویہ نے پسند مختبر روایت کی ہے کہ امام بنت ابی العاص سے جو زینب کے شکم سے تھیں جناب فاطمہؑ سلام اللہ علیہا کی وفات کے بعد جناب امیرؑ نے نکاح کیا اور حضرتؐ کی شہادت کے بعد ان سے مغیرہ بن نوفل نے نکاح کیا۔ پھر وہ ایک شدید مرض میں مبتلا ہوئیں کہ ان کی زبان بند ہو گئی۔ امام حسن و امام حسین علیہم السلام ان کے سر ہانے تشریف لائے جبکہ وہ بول نہ سکتی تھیں۔ ان حضراتؑ نے ان کو وصیت کے لئے فرمایا اور مغیرہ کو پسند نہ تھا کہ وہ وصیت کریں حضرتؐ حسنینؑ نے ان سے کہا کہ کیا آپ نفل غلام کو آزاد کرنا چاہتی ہیں؟ انہوں نے اپنے سر سے اشارہ کیا کہ ہاں۔ پھر فرمایا کہ نفل کا کام آپ کے لئے کیا جائے انہوں نے پھر سر سے اشارہ کیا کہ ہاں۔ عرض اس طرح وصیت کی اور ان دونوں بزرگواروں نے ان کو پناہ کرنے کی اجازت دی۔ اور منقول ہے کہ ابی العاص جنگ ہند میں امیر ہوئے تو جناب زینبؑ اسس گردن بند کو جو جناب خدیجہؑ نے ان کو دیا تھا آنحضرتؐ کے پاس اپنے شوہر کے خدیجہؑ میں بھیجا۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو دیکھا تو جناب خدیجہؑ یا دائیں اور گریہ فرمایا اور صاحبہ سے خواہش کی کہ ان کا خدیجہ صاف کر دیں اور ابی العاص کو بغیر خدیجہ کے رہا کر دیں۔ صاحبہ نے بڑی ہنسی کیا اور آنحضرتؐ نے اس سے شرط کی کہ جب وہ مکہ جائے تو زینبؑ کو

آنحضرت کی خدمت میں بھیجے۔ اس نے اپنے ہند کو پورا کیا اور زینب کو حضرت کے پاس بھیج دیا اس کے بعد خود مدینہ آکر مسلمان ہو گیا جیسا کہ مجملہ اس سے پہلے ذکر ہو چکا۔ اور زینب سشنہ اور ایک روایت کے مطابق سشنہ میں برحمت الہی داخل ہوئیں۔ دوسری بیٹی رقیہ جن کے مشفق لوگ کہتے ہیں کنان کی شادی عقبہ لہب سے ہوئی اور قیل اس کے کہ وہ اس کے گھر جائیں اس نے ان کو طلاق دے دی پھر مدینہ میں ان کو عثمان سے تزویج کیا۔ ان سے عبادتہ پیدا ہوئے اور بچپن ہی میں ان کا انتقال ہو گیا۔ اور رقیہ کی وفات مدینہ میں ہوئی جبکہ جنگ بدر واقع ہوئی تھی۔ تیسری بیٹی ام کلثوم جن سے رقیہ کے بھائی کی شادی عثمان سے ہوئی اور کہتے ہیں کہ وہ سشنہ میں انتقال کر گئیں۔

کلین اور قلیب راوندی نے بسند ہائے متبر بنید بن خلیفہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں

لے مؤلف فرماتے ہیں کہ یہ جو روایتوں سے ظاہر ہوا کہ جناب ام کلثوم کی تزویج اور وفات جناب رقیہ کی تزویج اور وفات سے پہلے واقع ہوئی زیادہ قوی اور زیادہ صحیح ہے اگرچہ دوسری بات بھی زیادہ مشہور ہے اور علمائے خاصہ و عامہ کی ایک جماعت کا اعتقاد یہ ہے کہ رقیہ اور ام کلثوم جناب خدیجہ کی بیٹیاں پہلے شہر سے تھیں۔ آنحضرت نے ان کی پرورش کی تھی۔ وہ آنحضرت کی حقیقی بیٹیاں نہ تھیں۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ وہ جناب خدیجہ کی بہن امہ کی بیٹیاں تھیں۔ اور ان دونوں اقوال کی نفی پر روایات مستبرہ و دلالت کرتی ہیں۔

واضح ہو کہ مخالفین شیعوں پر اعتراض کرتے ہیں کہ اگر عثمان مسلمان نہ ہوتے تو آنحضرت اپنی دو بیٹیوں کو ان سے تزویج نہ کرتے۔ یہ اعتراض چند وجوہ کی بنا پر باطل ہے۔ اول یہ کہ حضرت کا اپنی یا خدیجہ کی بیٹیوں کو ان کے ساتھ تزویج کرنا ممکن ہے قیل یا س کے ہو کہ خدا نے کافروں کو بیٹیاں دینا حرام قرار دیا ہو چنانچہ بافتاق مخالفین حضرت زینب کو مکہ میں ابو العاص سے تزویج فرما دیا تھا جبکہ وہ کافر تھا اس طرح رقیہ اور ام کلثوم کو مخالفین میں شہرت کی بنا پر عقبہ اور عقیقہ لہب سے تزویج فرمایا جو کافرت تھیں قبل اس کے کہ عثمان سے تزویج فرمائیں۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ عثمان کے مسلمان ہونے میں اس وقت جبکہ حضرت نے اپنی بیٹیوں کو ان سے تزویج فرمایا کوئی اختلاف نہیں ہے اگرچہ انہوں نے آخر میں امیر المؤمنین کے منصب خلافت سے انکار کیا اور وہ تمام کام کئے جو موجب کفر ہیں اور کافر اور مرتد ہو گئے۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ سب سے زیادہ صحیح ہے یہ کہ وہ لوگ منافقوں میں داخل تھے اور خوف اور لالچ کے سبب ظاہر اسلام کا اظہار کرتے تھے لیکن باطن میں کافرت تھے اور خلفہ عالم نے مسلمانوں اور حکمرانوں کی بنا پر آنحضرت کو حکم دیا تھا کہ ان کے ظاہری اسلام پر حکم جاری کیا کریں اور عبادت اور مناکحت اور میراث وغیرہ تمام احکام ظاہری میں ان کو مسلمانوں کے ساتھ شریک رکھیں۔ لہذا آنحضرت کسی حکم میں ان کو مسلمانوں سے الگ نہیں کرتے تھے اور ان کے نفاق کا اظہار نہیں فرماتے تھے۔ چنانچہ خاصہ و عامہ نے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے ایسی کالیف قلیب کے لئے عبادتہ ہی الیٰ بن محمد بن حنفیہ میں مشہور تھا تو اگر عثمان کو خیر خیر دی رہتی پر مشہور

حضرت صادقؑ کی خدمت میں موجود تھا کہ علی بن محمدؑ نے حضرت سے پوچھا کیا محمدؑ میں نماز جنازہ میں شریک ہو سکتی ہیں؟ امامؑ نے فرمایا کہ مغیرہ بن ابی العاص نے دھوئے کیا کہ میں نے جنگ احد میں رسولؐ خدا کے دانت شہید کئے اور آنحضرتؐ کے لبوں کو زخمی کیا۔ اور میں نے حمزہؑ کو قتل کیا، یہ سب اُس نے جھوٹ کہا وہ جنگ خندق میں مشرکوں کے ساتھ حضرتؐ سے جنگ کرنے آیا اور جس وقت کفار بھاگ چکے تھے غلظہ عالم نے اُس پر نیند مسلط کر دی تھی اور وہ صبح تک سو رہا۔ صبح کو جب وہ بیدار ہوا تو ڈرا کہ ایسا نہ ہو کہ اُس کو گرفتار کر لیں۔ اُس نے کپڑا سر پر لپیٹا اس طرح مدینہ میں داخل ہوا کہ کسی نے اس کو نہ پہچانا۔ اُس نے ایسا ظاہر کیا کہ وہ بنی سلیم کا ایک شخص ہے جو ہمیشہ عثمان کے بیٹے کھوڑا، بھیر اور مٹی تل و غیرہ لایا کرتا ہے۔ وہ لوگوں سے عثمان کا مکان دریافت کرتا تھا ان کے گھر پہنچا اور ان کے مکان میں پوشیدہ ہو گیا۔ جب عثمان گھر میں آئے اُس کو دیکھا تو کہا نہج پر دلے ہو تو کہا کرتا ہے کہ میں نے تیرے پھر سے رسولؐ کو مارا اور اُن کے لب و دندان کو زخمی کیا اور حمزہؑ کو قتل کیا پھر مدینہ میں کیوں آیا۔ اُس نے اپنا حالی بیان کیا جب دُختر رسولؐ نے سنا جو اُن کے گھر میں تھیں کہ وہ کہتا ہے کہ اُن کے باپ اور چچا بے اُس نے ایسی دشمنی کی ہے کہ وہ میرے گھر میں ہے کیونکہ عثمان کو خود تھیں نہ تھا کہ خدایا جانب سے وحی رسولؐ اُن پر نازل ہوئی نہ کریں کہ وہ میرے گھر میں ہے کیونکہ عثمان کو خود تھیں نہ تھا کہ خدایا جانب سے وحی رسولؐ اُن پر نازل ہوئی ہے۔ لیکن دختر رسولؐ نے کہا کہ میں اپنے باپ کے دشمن کو اُن سے نہ چھپاؤں گی۔ عثمان نے یہ سنا تو بکھے کر

(بقیہ از صفحہ ۸۷۱) اس بنا پر کہ ظاہر میں وہ مسلمانوں میں داخل تھے تو یہ اس پر دلالت نہیں کرتا کہ وہ باطن میں کافر نہ تھے اور ان کی تالیف قلم اور ان سے بیٹی لینا اور اپنی بیٹی ان کو دینا دین اسلام کی تردید اور کلمہ حق کے بلند و بالا دینے میں نہایت درجہ دخل رکھتا تھا اور اس میں بہت سی مصیبتیں تھیں جو خود ذکر کرنے والے کسی صاحب عقل پر پوشیدہ نہیں ہے۔ اگر سرکارِ دو عالم ان کے نفاق کا اظہار فرماتے اور ان کے ظاہری اسلام کو قبول نہ فرماتے تو غوثِ عالم سے کدور اور غریب لوگوں کے سوا حضرتؐ کے پاس کوئی نہ جاتا جیسا کہ آنحضرتؐ کے بعد ائمہ اربعہؑ کے ساتھ چار افراد کے علاوہ نہ رہ گئے تھے اس کی تفصیل اس کے بعد آئے گی انشاء اللہ جو حق مٹی جنابِ فاطمہؑ زہراؑ صلوات اللہ علیہا تھیں جن کے حالات اس کے بعد دوسرے جلد میں انشاء اللہ تفصیل کے ساتھ بیان کئے جائیں گے۔

عہ گذار میں مترجم۔ روایت سے قطع نظر اگر غور کیجئے تو عقلی حیثیت سے جناب رسولؐ خدایا جناب فاطمہؑ زہراؑ صلوات اللہ علیہا کے سوا کوئی اور صلیبی بیٹی کا ہونا صحیح نہیں معلوم ہوتا۔ کیونکہ حضرتؐ نے سوائے جناب فاطمہؑ کے کسی کی تفصیل میں کوئی حدیث نہیں بیان فرمائی۔ اگر کوئی صلیبی بیٹی اور ہوتی تو یقیناً وہ بھی جناب فاطمہؑ کی ہم زہرہ و ہم تہ ہوتی کیونکہ آنحضرتؐ کی تعلیم و تربیت کا اثر آپؐ کی اولاد پر یکساں ہونا چاہیے تھا جناب فاطمہؑ کے جس قدر کھانے مثل عبادت و سخاوت و ایثار و غیرہ وغیرہ کے کتب و روایاتی بر ص ۸۷۳

جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مغیرہ کا خون ہند کر دیا ہے اور فرمایا ہے کہ جو شخص اس کو جہنم پائے
قتل کر دے اس لئے مغیرہ کو کڑی کے نیچے چھپا کر اس کو کھڑے سے پرشیدہ کر دیا۔ اسی وقت آنحضرت
پر وحی نازل ہوئی کہ مغیرہ عثمان کے گھر میں ہے۔ حضرت نے امیر المؤمنین علیؓ بن ابی طالب کو طلب کر کے
فرمایا کہ اپنی تلوار اٹھاؤ اور عثمان کے گھر چلاؤ اگر مغیرہ وہاں موجود ہو تو اس کو قتل کر دو۔ جناب امیر عثمان
کے گھر آئے لیکن مغیرہ کو وہاں نہیں دیکھ دیا پس جاکر حضرت سے عرض کی کہ وہاں مغیرہ کو میں نے نہیں دیکھا
حضرت نے فرمایا کہ جبریلؑ مجھ سے کہتے ہیں کہ اس کو کڑی کے نیچے چھپایا ہے اور کڑی پر کھڑا ڈال دیا ہے
تاکہ وہ چھپ جائے۔ آدم حضرت علیؓ کے جانے کے بعد عثمان مغیرہ کا ہاتھ پکڑ کر حضرت کی خدمت میں
لائے اور دوسری روایت کے مطابق خود تنہا حضرت کے پاس آئے۔ جب آنحضرت کی نظر اس پر
پڑی سر جھکا لیا اور اس کی طرف متوجہ نہ ہوئے کیونکہ آنحضرت نہایت صاحب شرم و حیا تھے۔ عثمان نے
کہا یا رسول اللہ میرا چچا ہے مغیرہ۔ اور اسی غلطی قسم میں نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے آپ نے
اس کو مان دے دی تھی یا یہ کہ میں نے اس کو مان دے دی تھی۔ حضرت صادقؑ فرماتے ہیں کہ میں اسی غلطی
کی قسم کھاتا ہوں جس نے آنحضرت کو تنہائی کے ساتھ مبعوث فرمایا تھا کہ عثمان نے غلط کہا تھا کہ حضرت نے
اس کو مان دے دی تھی۔ فرمیں حضرت نے عثمان سے یہ شکر رخ پھیر لیا تو وہ دائیں جانب آئے اور پھر دیکر بائیں
جانب آئے پھر منہ پھیر لیا۔ پھر وہ بائیں جانب آئے اور وہیں بائیں گئیں اور اسی قسم اور قول کا غلط اعادہ
کھا یہاں تک کہ چاند تر تیر ہو گیا۔ جو تھی بار آنحضرت نے فرمایا کہ تیری خاطر سے میں نے تین روایتیں اس کو

ابقیہ از ص ۱۱۱ احادیث و تواتر میں پائے جاتے ہیں ان کا مشترک یہی بلکہ کوئی ایک صفت بھی مثل
ان کے اوصاف کے کسی ایسی شے کی مذکور نہیں اور صوفی کائنات کے جناب سنیہ سے محبت و شفقت
کے جس قدر حالات کتابوں میں مذکور ہیں اور کسی شے کے متعلق نہیں پائے جاتے بلکہ کوئی ایک واقعہ ان کے
مثل نہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی کوئی ایسی شے جناب سنیہ کے ساتھ تھی ہی نہیں۔ صنف خود آنحضرت
کے ہم در کم، شفقت و محبت، مساوات و مساوی پر حرف آتا ہے کہ باوجود آپ محبوب خدا اور سربراہ انبیاء
اور رحمة اللعالمین ہونے کے اپنی بیٹیوں کے درمیان انصاف و مساوی اور مساوات پر عمل نہ فرماتے تھے
بلکہ دنیا کو ان امور کی تعلیم فرماتے تھے۔ چاندیوں میں سے صرف ایک سے زیادہ محبت و شفقت کا اظہار
فرماتا کیا دوسری بیٹیوں کی دل آزاری اور غمی تکلیف کا سبب نہ تھا۔ اور سربراہ انبیاء محبوب خدا کی شان
سے ایسا یہ تاؤ بیحد ہے۔

پھر یہ بات یہیں تک ختم نہیں ہوتی بلکہ غلط یہ بھی الزام آتا ہے کہ اس نے بختیں پاک یعنی جناب
رسول خدا، جناب علیؓ مرسلے، جناب فاطمہؓ زہراؓ، جناب حسنؓ اور جناب حسینؓ علیہم الصلوٰۃ والسلام
کے انوار مقدسہ تو ساق حشر پر جلوہ گرفتار ہے اور آدم علیہ السلام کو دکھائے اور ان کے دریافت کر لیا
ہے ان کے فضائل بیان کیے جو سے کتبہ سلام بلال ہیں۔ لیکن رسول اللہ کی تین بیٹیوں کو بائیں

میں دی اگر تین روز کے بعد اس کو دینہ میں یا اس کے گرد و راج میں پافوں کا تو قتل کر دوں گا۔ یہ سنکر عثمان بٹے تو آنحضرتؐ نے فرمایا خداوندِ معبود پر لعنت کر دو اس پر بھی لعنت کر دو اس کو اپنے گھر میں پناہ دے اور لعنت کر اس پر جو اس کو سدا کہے اور لعنت کر اس پر جو اس کو کھانا کھلائے اور لعنت کر اس پر جو اس کو پانی پلائے اور لعنت کر اس پر جو اس کے سفر کا سامان کرے اور لعنت کر اس پر جو اس کو مشک یا انگلیں یا ریشی اور قول یا کوئی برتن یا پالان شتر دے اور یہ تمام چیزیں اپنی داہنی انگلیوں پر دس تک مشہار کر کے بتائیں۔ یہ تمام باتیں سنکر پھر بھی عثمانؓ اس کو اپنے گھر لے گئے اور اپنے گھر میں پناہ دی اس کو کھانا کھلایا پانی پلایا سواری کے لئے جانور دیا اور سدا سدا سامان درست کیا۔ وہ تمام عمل جن کے کئے جانے پر حضرتؐ نے لعنت فرمائی تھی بکالائے۔ چوتھے دن اس کو سدا کیا اور دینہ سے بہر کر دیا۔ ابھی وہ مذاق دینہ کی گلیوں سے باہر نہیں ہوا تھا کہ خدا نے اس کی سواری کے جانور کو ہلاک کر دیا۔ تھوڑی دور پیدل چلا کہ اس کے چھتے ٹوٹ گئے اور نیز زخمی ہو گئے تو وہ چاروں ہاتھ پیر سے تھوڑی دور چلا کر اس کے زانو زخمی ہو گئے۔ اور مجبور ہو کر ایک کانٹے دار درخت کے نیچے ٹھہر گیا۔ اس وقت آنحضرتؐ پر وحی نازل ہوئی کہ وہ منافق فلاں مقام پر ہے۔ جناب رسولؐ خدا نے امیر المؤمنین کو طلب فرما کر فرمایا کہ تم از سر نو اور ایک شخص کو امداد لے کر جاؤ اور فلاں مقام پر منیرو ہے اس کو قتل کر دو۔ اور دوسری روایت کے مطابق حضرتؐ نے زبیرؓ اور زیدؓ کو بھیجا کہ جب وہ اس مقام پر پہنچے تو پہلی روایت کے مطابق جناب امیرؓ نے اس کو قتل کیا اور دوسری روایت کے مطابق زبیرؓ و زیدؓ نے اس سے کہا کہ خبر دو میں اس کو قتل کروں کیونکہ اس نے دعوائے کیا ہے کہ میرے بھائی کو قتل کیا ہے اور ان کی مراد عترت سے تھی کیونکہ جناب رسولؐ خدا نے فیصلہ عترت کو ایک حد سے بڑھائی بنایا تھا۔ جب عثمانؓ کو منیرو کے قتل کی خبر معلوم ہوئی اپنی زوجہ و دختر رسولؐ کے پاس آئے اور کہا کہ تم نے اپنے باپ کو اطلاع دی ہے کہ منیرو میرے گھر میں ہے آخر وہ مار ڈالا گیا۔ اس مظلوم شہیدہ نے کہا غلطی قسم میں نے حضرتؐ کے پاس یہ خبر نہیں بھیجی تھی لیکن وہ نہ مانے اور نہ ٹوٹ کے پلائی کا ایک ڈنڈا لے کر ان کو بہت مانا اور ان کو زخمی نہ کر دیا۔ ان مظلومہ نے اپنے پدر جناب رسولؐ خدا کے پاس عثمانؓ کی شکایت کہلا بھیجی اور اپنے حال سے آنحضرتؐ کو اطلاع دی۔ حضرتؐ نے جواب میں کہہ دیا کہ اپنی شرم و حیا کو قائم رکھو کہ یہ بہت بُری بات ہے کہ میں اور عنبسہ والی عورت اپنے شوہر کی شکایت کرے۔ لیکن ایسی ہی شکایت پھر کئی بار ان کو کرنا پڑی اور حضرتؐ نے ہر مرتبہ یہی کہا دیا۔ آخری مرتبہ انہوں نے کہلا بھیجا کہ اس شخص نے مجھ کو موت کے قریب پہنچا دیا ہے۔ اس مرتبہ آنحضرتؐ نے حضرتؐ علیؓ کو بلا کر فرمایا کہ اپنی تلوار لے کر جاؤ اور عثمانؓ کے گھر سے اپنی دختر تم کو لے آؤ اگر وہ روکے تو اس کو زچھڑنا ہلکے قتل کر دینا۔ پھر حضرتؐ بھی بیابان ان کے جیسے معاند ہوئے اور شدتِ اندوہ سے گویا جبران

میں سے کہہ دیا کہ اس شخص نے مجھ کو قتل کیا ہے اور میں اس کو قتل کر دوں گا۔ یہ سنکر عثمان بٹے تو آنحضرتؐ نے فرمایا خداوندِ معبود پر لعنت کر دو اس پر بھی لعنت کر دو اس کو اپنے گھر میں پناہ دے اور لعنت کر اس پر جو اس کو سدا کہے اور لعنت کر اس پر جو اس کو کھانا کھلائے اور لعنت کر اس پر جو اس کو پانی پلائے اور لعنت کر اس پر جو اس کے سفر کا سامان کرے اور لعنت کر اس پر جو اس کو مشک یا انگلیں یا ریشی اور قول یا کوئی برتن یا پالان شتر دے اور یہ تمام چیزیں اپنی داہنی انگلیوں پر دس تک مشہار کر کے بتائیں۔ یہ تمام باتیں سنکر پھر بھی عثمانؓ اس کو اپنے گھر لے گئے اور اپنے گھر میں پناہ دی اس کو کھانا کھلایا پانی پلایا سواری کے لئے جانور دیا اور سدا سدا سامان درست کیا۔ وہ تمام عمل جن کے کئے جانے پر حضرتؐ نے لعنت فرمائی تھی بکالائے۔ چوتھے دن اس کو سدا کیا اور دینہ سے بہر کر دیا۔ ابھی وہ مذاق دینہ کی گلیوں سے باہر نہیں ہوا تھا کہ خدا نے اس کی سواری کے جانور کو ہلاک کر دیا۔ تھوڑی دور پیدل چلا کہ اس کے چھتے ٹوٹ گئے اور نیز زخمی ہو گئے تو وہ چاروں ہاتھ پیر سے تھوڑی دور چلا کر اس کے زانو زخمی ہو گئے۔ اور مجبور ہو کر ایک کانٹے دار درخت کے نیچے ٹھہر گیا۔ اس وقت آنحضرتؐ پر وحی نازل ہوئی کہ وہ منافق فلاں مقام پر ہے۔ جناب رسولؐ خدا نے امیر المؤمنین کو طلب فرما کر فرمایا کہ تم از سر نو اور ایک شخص کو امداد لے کر جاؤ اور فلاں مقام پر منیرو ہے اس کو قتل کر دو۔ اور دوسری روایت کے مطابق حضرتؐ نے زبیرؓ اور زیدؓ کو بھیجا کہ جب وہ اس مقام پر پہنچے تو پہلی روایت کے مطابق جناب امیرؓ نے اس کو قتل کیا اور دوسری روایت کے مطابق زبیرؓ و زیدؓ نے اس سے کہا کہ خبر دو میں اس کو قتل کروں کیونکہ اس نے دعوائے کیا ہے کہ میرے بھائی کو قتل کیا ہے اور ان کی مراد عترت سے تھی کیونکہ جناب رسولؐ خدا نے فیصلہ عترت کو ایک حد سے بڑھائی بنایا تھا۔ جب عثمانؓ کو منیرو کے قتل کی خبر معلوم ہوئی اپنی زوجہ و دختر رسولؐ کے پاس آئے اور کہا کہ تم نے اپنے باپ کو اطلاع دی ہے کہ منیرو میرے گھر میں ہے آخر وہ مار ڈالا گیا۔ اس مظلوم شہیدہ نے کہا غلطی قسم میں نے حضرتؐ کے پاس یہ خبر نہیں بھیجی تھی لیکن وہ نہ مانے اور نہ ٹوٹ کے پلائی کا ایک ڈنڈا لے کر ان کو بہت مانا اور ان کو زخمی نہ کر دیا۔ ان مظلومہ نے اپنے پدر جناب رسولؐ خدا کے پاس عثمانؓ کی شکایت کہلا بھیجی اور اپنے حال سے آنحضرتؐ کو اطلاع دی۔ حضرتؐ نے جواب میں کہہ دیا کہ اپنی شرم و حیا کو قائم رکھو کہ یہ بہت بُری بات ہے کہ میں اور عنبسہ والی عورت اپنے شوہر کی شکایت کرے۔ لیکن ایسی ہی شکایت پھر کئی بار ان کو کرنا پڑی اور حضرتؐ نے ہر مرتبہ یہی کہا دیا۔ آخری مرتبہ انہوں نے کہلا بھیجا کہ اس شخص نے مجھ کو موت کے قریب پہنچا دیا ہے۔ اس مرتبہ آنحضرتؐ نے حضرتؐ علیؓ کو بلا کر فرمایا کہ اپنی تلوار لے کر جاؤ اور عثمانؓ کے گھر سے اپنی دختر تم کو لے آؤ اگر وہ روکے تو اس کو زچھڑنا ہلکے قتل کر دینا۔ پھر حضرتؐ بھی بیابان ان کے جیسے معاند ہوئے اور شدتِ اندوہ سے گویا جبران

میں سے کہہ دیا کہ اس شخص نے مجھ کو قتل کیا ہے اور میں اس کو قتل کر دوں گا۔ یہ سنکر عثمان بٹے تو آنحضرتؐ نے فرمایا خداوندِ معبود پر لعنت کر دو اس پر بھی لعنت کر دو اس کو اپنے گھر میں پناہ دے اور لعنت کر اس پر جو اس کو سدا کہے اور لعنت کر اس پر جو اس کو کھانا کھلائے اور لعنت کر اس پر جو اس کو پانی پلائے اور لعنت کر اس پر جو اس کے سفر کا سامان کرے اور لعنت کر اس پر جو اس کو مشک یا انگلیں یا ریشی اور قول یا کوئی برتن یا پالان شتر دے اور یہ تمام چیزیں اپنی داہنی انگلیوں پر دس تک مشہار کر کے بتائیں۔ یہ تمام باتیں سنکر پھر بھی عثمانؓ اس کو اپنے گھر لے گئے اور اپنے گھر میں پناہ دی اس کو کھانا کھلایا پانی پلایا سواری کے لئے جانور دیا اور سدا سدا سامان درست کیا۔ وہ تمام عمل جن کے کئے جانے پر حضرتؐ نے لعنت فرمائی تھی بکالائے۔ چوتھے دن اس کو سدا کیا اور دینہ سے بہر کر دیا۔ ابھی وہ مذاق دینہ کی گلیوں سے باہر نہیں ہوا تھا کہ خدا نے اس کی سواری کے جانور کو ہلاک کر دیا۔ تھوڑی دور پیدل چلا کہ اس کے چھتے ٹوٹ گئے اور نیز زخمی ہو گئے تو وہ چاروں ہاتھ پیر سے تھوڑی دور چلا کر اس کے زانو زخمی ہو گئے۔ اور مجبور ہو کر ایک کانٹے دار درخت کے نیچے ٹھہر گیا۔ اس وقت آنحضرتؐ پر وحی نازل ہوئی کہ وہ منافق فلاں مقام پر ہے۔ جناب رسولؐ خدا نے امیر المؤمنین کو طلب فرما کر فرمایا کہ تم از سر نو اور ایک شخص کو امداد لے کر جاؤ اور فلاں مقام پر منیرو ہے اس کو قتل کر دو۔ اور دوسری روایت کے مطابق حضرتؐ نے زبیرؓ اور زیدؓ کو بھیجا کہ جب وہ اس مقام پر پہنچے تو پہلی روایت کے مطابق جناب امیرؓ نے اس کو قتل کیا اور دوسری روایت کے مطابق زبیرؓ و زیدؓ نے اس سے کہا کہ خبر دو میں اس کو قتل کروں کیونکہ اس نے دعوائے کیا ہے کہ میرے بھائی کو قتل کیا ہے اور ان کی مراد عترت سے تھی کیونکہ جناب رسولؐ خدا نے فیصلہ عترت کو ایک حد سے بڑھائی بنایا تھا۔ جب عثمانؓ کو منیرو کے قتل کی خبر معلوم ہوئی اپنی زوجہ و دختر رسولؐ کے پاس آئے اور کہا کہ تم نے اپنے باپ کو اطلاع دی ہے کہ منیرو میرے گھر میں ہے آخر وہ مار ڈالا گیا۔ اس مظلوم شہیدہ نے کہا غلطی قسم میں نے حضرتؐ کے پاس یہ خبر نہیں بھیجی تھی لیکن وہ نہ مانے اور نہ ٹوٹ کے پلائی کا ایک ڈنڈا لے کر ان کو بہت مانا اور ان کو زخمی نہ کر دیا۔ ان مظلومہ نے اپنے پدر جناب رسولؐ خدا کے پاس عثمانؓ کی شکایت کہلا بھیجی اور اپنے حال سے آنحضرتؐ کو اطلاع دی۔ حضرتؐ نے جواب میں کہہ دیا کہ اپنی شرم و حیا کو قائم رکھو کہ یہ بہت بُری بات ہے کہ میں اور عنبسہ والی عورت اپنے شوہر کی شکایت کرے۔ لیکن ایسی ہی شکایت پھر کئی بار ان کو کرنا پڑی اور حضرتؐ نے ہر مرتبہ یہی کہا دیا۔ آخری مرتبہ انہوں نے کہلا بھیجا کہ اس شخص نے مجھ کو موت کے قریب پہنچا دیا ہے۔ اس مرتبہ آنحضرتؐ نے حضرتؐ علیؓ کو بلا کر فرمایا کہ اپنی تلوار لے کر جاؤ اور عثمانؓ کے گھر سے اپنی دختر تم کو لے آؤ اگر وہ روکے تو اس کو زچھڑنا ہلکے قتل کر دینا۔ پھر حضرتؐ بھی بیابان ان کے جیسے معاند ہوئے اور شدتِ اندوہ سے گویا جبران

در بقیہ از ص ۸۷۳ بالکل ترک کر دیا۔ یہ کیا انصاف ہے۔ تو مظلوم تھا کہ وہ عینوں بیٹیاں رسولؐ اشد کی صلیبی بیٹیاں ہی نہ تھیں وہ نہ ایسا نہیں ہو سکتا تھا۔ (مترجم)

جب آنحضرت عثمان کے گھر پر پہنچے جناب امیر اُس شہیدہ مظلومہ کو باہر چلے گئے۔ جب انہوں نے اپنے
 بعد فرنگہ دار کو دیکھا تو حیرت کر دے لگیں۔ حضرت بھی اُن کا حال دیکھ کر بہت روتے اور اُن کو اپنے گھر لے گئے۔
 جب گھر پہنچے تو اپنی بیٹہ کھول کر حضرت کو دکھائی۔ حضرت نے دیکھا کہ کشت تمام سیاہ اللہ تعالیٰ ہو گئی ہے۔
 تو توجہ فرمایا کہ کون تھا جو مارا خدا اُس کو قتل کرے ہے واقعہ روضہ شہیدہ کا قصہ ملات ہوئی تو عثمان نے دستِ رسول
 کا کینز سے زنا کی۔ فرضِ روزہ و سببِ دوسرے شہیدہ و مظلومہ و دوا عالم سے بستر پر کراہتی رہیں اور جہاں شہید
 بہرہوں کے بلند عہد میں شامل ہو گئیں۔ لوگ اُس شہیدہ کی نماز جنازہ کے واسطے حاضر ہوئے۔ آنحضرت
 اُن کے جنازہ کو لے کر باہر نکلے اور جناب فاطمہ زہرا صلوٰۃ اللہ علیہا کو حکم دیا کہ مومنین کی تمام عورتوں
 کے ساتھ اُن کے جنازہ کے ساتھ چلیں اور عثمان بھی ساتھ کے ساتھ ہو گئے تھے۔ جب آنحضرت نے اُن کو
 دیکھا فرمایا کہ جو شخص رات کو کینز کے پہلو میں سویا ہو جنازہ کے ساتھ نہ چلے میں مرتبہ حضرت نے یہ بات
 فرمائی لیکن عثمان واپس نہ ہوئے تو چوتھی بار فرمایا کہ وہ شخص چلا جائے ورنہ میں اُس کا اور اُس کے
 باپ کا نام بتا دوں گا اُس کو لوگوں میں رسوا کر دوں گا۔ جب یہ سنا تو عثمان ڈرے کہ اب حضرت کی
 کفر و نفاق کو ظاہر فرما دیں گے تو غلام کا سپار لے کر اپنے حکم پر ہاتھ لگا اور حضرت کے پاس آکر عرض کی
 یا رسول اللہ میری کسی رگ میں درد ہو رہا ہے مجھے اجازت دیجئے کہ میں واپس جاؤں۔ اللہ یہ بات اس نے
 کہی کہ رسوائی نہ ہو۔ پھر وہ واپس چلے گئے۔ اور حضرت فاطمہ زہرا صلوٰۃ اللہ علیہا کی مومنین کی عورتوں نے
 اُس شہیدہ مظلومہ کی میت پر نماز پڑھی اور واپس گئیں۔

طیبنی نے بسند موثق روایت کی ہے کہ ایک شخص نے انہی حضرت سے پوچھا کہ کیا کوئی شخص نشانہ قبر
 سے بچتا بھی ہے۔ امام نے فرمایا کہ جب عثمان نے رقیہ کو شہید کیا اللہ وہ دفن کی گئیں تو جناب رسول اللہ خدا اُن کی
 قبر کے پاس کھڑے ہوئے اور سر آسمان کی جانب بلند کیا آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے پھر لوگوں سے
 فرمایا اے اس پر جو مقام ہوئے یاد آگئے اسی لئے بارگاہِ اہدیت میں کھڑا ہوا ہوں کہ خدا سے دعا کروں کہ
 خدا اس کو فشارِ قبر سے معاف کر دے۔ پھر حضرت نے دعا کی کہ خداوندِ ارقیہ کو فشارِ قبر سے میری خاطر سے
 چھڑو رکھ۔ اور خداوندِ عالم نے حضرت کی خاطر سے بخش دیا۔

بسند معتبر انہی حضرت سے روایت ہے کہ جب رقیہ بنت رسول اللہ نے وفات پائی حضرت نے اُن
 سے خطاب فرمایا کہ ہمارے گھر سے جوئے نیک لوگوں سے مل جاؤ۔ عثمان بن طلحہ اور اُن کے ہمراہی
 اور جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا قبر کے سرانے بیٹھی ہوئی تھیں اللہ اُن کی آنکھوں سے آنسو قبر پر ٹپک
 رہے تھے اور سرِ قد کا ثبات اپنی ٹور میں کے آنسو اپنے کپڑے سے پاک کر رہے تھے اور قبر کے ایک کٹا
 پر کھڑے ہوئے دعا کر رہے تھے۔ پھر فرمایا کہ اُس کا نصف دنا قرآنی معلوم تھی میں نے حق تعالیٰ سے دعا کی
 کہ اس کو فشارِ قبر سے امان دے۔

ایما اللہ میں نے بسند صحیح امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ خدا نے بیٹی و منافقوں کو
 دی اُن میں ایک ابوالحسن بن علی تھا دوسرے عثمان۔ لیکن حضرت نے رقیہ کی وجہ سے اُن کے نام نہ لیے۔

وہ ظہور کا نشانہ خدا کا ہے جس پر شہید ہو گئی

آنحضرت کی نگاہ سے یہ نشانہ قبر سے کھڑا ہوا

آمین

ابراہیم کو قربانی کر دیا۔

کلینی نے بسند معتبر حضرت امام موسیٰ کاظم سے روایت کی ہے کہ جب ابراہیم افسندین رسول خدا نے دنیا سے رحلت کی ان کی وفات پر زمین عجیب بائیں ظاہر ہوئی۔ اقل یہ کہ اُس روز آفتاب کو گھنٹا تو لوگوں نے کہا کہ ابراہیم فوت ہوئے اس لئے آفتاب کو گھنٹا لگ گیا۔ جب آنحضرتؐ نے یہ سنا تو منبر پر تشریف لے گئے اور خدا کی حمد و ثنا بجالائے اور فرمایا لوگو آفتاب و اجنب خدا کی نشان دہی میں سے دو نشانیاں ہیں جو اس کے حکم سے حرکت کرتے ہیں اور اس کے فرمانبردار ہیں۔ کسی کے مرنے سے ان میں گہن نہیں لگتے اور نہ کسی کے زندہ ہونے سے توجہ یہ دونوں یا ان میں سے کسی ایک کو گھنٹے تو نماز بجالاؤ۔ یہ فرما کر منبر سے اتر آئے۔ اور لوگوں کے ساتھ نماز گزری اور فرمائی۔ جب فارغ ہوئے تو فرمایا اے علی میرے فرزند کے دفن و کفن کا انتظام کرو۔ جناب امیرؑ اٹھے اور حضرت ابیہم کو غسل دیا احتوط کیا، کفن پہنایا اور قبرستان لے چلے۔ آنحضرتؐ بھی جنازہ کے ساتھ ساتھ ان کی قبر کے نزدیک پہنچے تو لوگوں نے کہا رسول اللہ اپنے فرزند کے کفن کی شقت سے ان پر نماز جنازہ پڑھنا بھول گئے۔ پھر حضرت اٹھے اور فرمایا کہ حیران لے مجھے اطلاع دی جو کچھ تم نے کہا۔ ایسا نہیں ہے جیسا کہ تم نے لگایا کیا لیکن خداوند لطیف و خبیر نے تم پر پانچ وقت کی نمازیں واجب کی ہیں اور تمہارے مردوں کے لئے ہر نماز کے عوض ایک تکبیر اختیار کی ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ میں ہر نماز پڑھوں مگر اُس پر جس نے نماز پڑھی ہے پھر فرمایا کہ اے علی قبر میں پانچ سو سال بعد میرے فرزند کو لحد میں اتار دو۔ امیرؑ المومنین قبر میں داخل ہوئے اور اُس طائر قدسی کو آستیناں لحد میں رکھا۔ لوگوں نے کہا کہ مناسب نہیں ہے کہ کوئی شخص اپنے فرزند کو لحد میں اتار دے اور اُس کی قبر میں داخل ہو کیونکہ جناب رسول خدا اپنے فرزند کی قبر میں نہیں آئے۔ پھر حضرت نے فرمایا یہ تم پر حرام نہیں ہے۔ تم اپنے فرزند کی قبروں میں اتار دو لیکن میں مطمئن نہیں ہوں اس سے کہ اگر تم میں سے کوئی اپنے فرزند کی قبر میں داخل ہو اور اُس کے کفن کے بند کھولے اور اُس پر شیطان مسلط ہو جائے اور اُس سے ایسی فریاد کر دے جو اس کے اجر و ثواب کو ضائع کر دینے کا باعث ہو۔ یہ فرما کر قبر کے پاس سے واپس آئے۔

کلینی نے بسند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ علیہما السلام سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ اپنے فرزند ابراہیمؑ کی قبر کے پاس تشریف لائے قبر پر قبلہ کی جانب بیٹھے اور فرمایا کہ ابراہیم کا سر قبر کے اندر پہلے رکھیں اور قبر کو بلند کر دیں چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ جب جناب ابراہیمؑ نے دنیا سے رحلت کی جناب رسول خداؐ کے آنسو جاری ہوئے تو حضرت نے فرمایا کہ آنکھیں دلتی ہیں اور دل اندہ ہٹا کر ہے۔ لیکن ہم کوئی ایسی بات نہیں

سے اس ارشاد سے غالباً یہ مطلب ہے کہ نماز میت یا باغیوں پر ضروری نہیں کیونکہ ان پر نماز بجا کر واجب نہیں ہوتی۔ (مترجم)

کہتے جو خدا کی ناراضی اور غضب کا باعث ہو۔ پھر جناب ابراہیمؑ سے خطاب فرمایا کہ ہم تمہارے غم میں ماند و ہنناک ہیں پھر حضرتؑ نے ایک سودا خ قیر میں مشاہدہ کیا اور اپنے دست مبارک سے اُس کو بند کر دیا اور فرمایا کہ تم میں سے جو شخص بھی کوئی کلمہ کرے اُس کو چاہیے کہ مکمل کام کرے۔ پھر فرمایا کہ اے ابراہیمؑ اپنے سلف صالح عثمان بن مظعون سے ملتی ہو جاؤ اور دوسری روایت میں ہے کہ جب آنحضرتؐ ابراہیمؑ پر ماند و ہنناک ہوئے صحابہ نے آنحضرتؐ سے کہا یا حضرت آپ بھی روتے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا یہ گریہ شکایت کے طور پر نہیں بلکہ دلی کی رقت و رحمت کے سبب سے ہے۔ جو شخص رحم جنیں کہتا اُس پر دوسرے لوگ بھی رحم نہیں کرتے۔

بسنہد حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کی قبر کے پاس خدا کی قدرت سے خرما کا ایک درخت اُگ آیا تھا تاکہ اُس قبر پر سایہ ہو جائے۔ اور جس جس طرف سورج گھومتا تھا آنحضرتؐ کے اعجاز سے وہ درخت بھی گشت کرتا تھا تاکہ قبر پر دھوپ نہ پڑے یہاں تک کہ وہ درخت خشک ہو گیا اور قبر صدم ہو گئی۔ پھر کسی کو معلوم نہ ہوا کہ وہ کہاں ہے۔

بسنہد معتبر انہی حضرتؑ سے روایت ہے کہ آپؐ نے اپنے صحابی سے فرمایا کہ جب تم مدینہ جاؤ تو مادہ ابراہیمؑ کے بالا خانہ کی طرف بھی جانا کیونکہ وہ جناب رسولؐ خدا کا مسکن اور حضرت کی نماز کی جگہ ہے۔ علی بن ابراہیمؑ اور ابن بابویہ نے موثق سندوں کے ساتھ حضرت امیر المومنین اور امام محمد باقرؑ و امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت ابراہیمؑ میں رسالت مآبؐ نے رحلت کی تو سرورِ عالم زیادہ محزون و غموم ہوئے۔ عائشہؓ نے آنحضرتؐ سے کہا کہ آپؐ اس پر اس قدر غموم کیوں ہوتے ہیں وہ تو بس جرجع قبلی کا ایک لڑکا تھا جو ہر روز اریہ کے پاس آتا تھا تاکہ اریہ سنسکا آنحضرتؐ بہت غضبناک ہونے اور امیر المومنین کو بلایا اور فرمایا کہ جرجع کا سرا کار لوؤ۔ جناب امیرؑ نے شمشیر لے لیا اور عرض کی کہ میرے باپ ماں آپ پر خدا ہوں یا رسولؐ اللہ آپؐ جس کام کے لیے مجھے بھیج رہے ہیں اس کو فوراً عمل میں لاؤں۔ بیسے شرس کی ہوئی بسیح اونٹ کے بالوں میں جاتی ہے یا کچھ غور و فکر کر لوں تاکہ اس کی حقیقت مجھ پر ظاہر ہو جائے حضرتؑ نے فرمایا تامل کر لو اور اس امر میں جلدی مت کرو۔ جناب امیرؑ جرجع کی طرف روانہ ہوئے۔ ایک روایت میں ہے کہ جرجع ایک باغ میں تھا۔ جناب امیرؑ نے باغ کا دروازہ کھٹکایا۔ جرجع قریب آیا تاکہ دعا کھول دے۔ اُس کے سوراخ میں سے دیکھا کہ حضرتؑ کے چہرے سے آثار غضب ظاہر ہیں اور چہرہ تکرار ہاتھ میں لیے ہیں تو دروازہ کھٹکایا نہیں کھولا۔ جناب امیرؑ باغ کی دیوار پر چڑھ گئے۔ جرجع وہاں سے بھاگا حضرتؑ بھی اُس کے پیچھے دوڑے۔ جب اُس نے دیکھا کہ حضرتؑ قریب پہنچا چاہتے ہیں تو ایک درخت خرما پر چڑھ گیا۔ جب حضرتؑ اُس کے نزدیک پہنچے تو وہ درخت سے گر گیا۔ اور جب وہ زمین پر گرا تو اس کی شرمگاہ کھل گئی۔ جناب امیرؑ کی نظریں اُٹھیں اُس پر پڑی دیکھا کہ نہ مرد ہے نہ عورت۔ دونوں میں کسی کی علامت نہیں ہے۔ دوسری روایت کے مطابق وہ جناب ابراہیمؑ کے مکان کی طرف گیا۔ اور کھر کی سے بالا خانہ پر چڑھ گیا۔ جب اُس کی نظر جناب امیرؑ پر پڑی بھاگا اور نیچے کود گیا۔ اور پھر خرما کے ایک درخت پر چڑھ گیا۔ جب

عزیزانِ ایمان! اگر یہ صحابہ کرامؓ اور ائمہؑ کی حیاتِ انوار سے

محبت و پیوستگی کا ذوق نہ

جناب ابراہیمؑ کے نام سے جو کچھ ہوا اور ان کے بعد نبیؐ سے

مردنہ کے نام سے لکھا تھا

حضرت درخت کے نیچے پہنچے فرمایا کہ نیچے آجرت کرنے کہا یا علیؑ خدا سے دے دینے اور مجھ پر گمان بدست کیجئے کیونکہ میرے آلہ مردی قطعی کاٹ ڈالے گئے ہیں۔ پھر اپنی شرمگاہ کھول دی اور حضرت کی نگاہ اُس پر پڑی۔ غرض حضرت اُس کو بکڑ کر جناب رسولؐ خلیفہ کے پاس لائے۔ حضرت نے اُس سے فرمایا کہ اپنا حال بتا کہ کہوں تو ایسا ہو گیا ہے اُس نے کہا یا رسولؐ اللہ قطعی کا یہ قاعدہ ہے کہ خدمتگاروں میں سے جو شخص بھی اُن کے گھروں میں جاتا آتا ہے اُس کو خواہ مرد یا عورت ہو اور چونکہ قطعی غیر قطعی سے عفت نہیں کرتے ماریہ کے باپ نے مجھ کو اُس کی خدمت کے لیے آپ کے پاس بھیجا تھا تاکہ اُس کی خدمت کروں اور اُس کا مونس و جمد رہوں۔ یہ سنکر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں شکر کرتا ہوں اُس خدا کا جو ہم الطبیعت سے ہمیشہ برائیوں کو دور رکھتا ہے۔ اور مجھ کو بولنے والوں پر اُن کا جھوٹ و افتراء ظاہر کر دیتا ہے۔ اُس وقت خلیفہ نے یہ آیت ”یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبِیٍّ فَطَبِّئُوهُ أَوْ تَصِیْبُوكُمُ أَفْوَمَا یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَى مَا فَعَلْتُمْ قَدْ بَلَغَ مِن رَّبِّکُمُ الْوَعْدُ“ (سورۃ الاحزاب ۶۱) میں کا ترجمہ سنا تا مذکور ہو چکا۔ اور خداوند عالم نے یہ آیت عائد کرنا دل میں حیرت کہتے ہیں کہ عائشہ کے حق میں نازل ہوئی وہ عائشہ کے زمانہ قیام کے اظہار کے لیے نازل ہوئی ہے۔

ابوہریرہؓ نے بسند معتبر و غیر روایت کی ہے کہ عبد اللہ بن بکر نے جناب امام جعفر صادقؑ سے فرمایا کہ آپ پر غصہ ہوں کیا جناب رسولؐ خلیفہ نے کسی وقت فرمایا تھا کہ جنت کو قتل کروں کیا حضرت جانتے تھے کہ یہ اُس کی نسبت افتراء ہے یا نہیں جانتے تھے۔ اور خطوند عالم نے غصہ ثابت کرنے کے لیے جناب امیرؑ کے ہاتھ سے اُس قطعی کے قتل کو دفع فرما دیا۔ حضرت نے فرمایا رسولؐ اللہ جانتے تھے کہ یہ بات افتراء ہے لیکن صلواتہ علم دیا اگر آنحضرتؐ نے تاکیداً حکم دیا ہوتا تو جناب امیرؑ بغیر اُس کو قتل کئے واپس نہ آتے۔ لیکن حضرت نے صرف اس لیے حکم دیا تھا کہ شاید عائشہ جب یہ سنیں گی کہ اُن کے کہنے سے ایک شخص ناحق قتل کیا جا رہا ہے تو اپنے گناہ سے توبہ کر لیں گی۔ لیکن وہ اپنے قول سے نہ پھرے اور ان لوگ مسلمان کا ناحق قتل ہونا ناگوار نہ تھا۔

۵۲ باونواں باب

آنحضرتؐ کی ازدواج کی تعداد اور اُن کے مختصر حالات

ابوہریرہؓ نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جناب رسولؐ خلیفہ نے پندرہ عورتوں سے نکاح فرمایا اور تیرہ عورتوں سے مقابرت کی۔ جب وہ آخرت کی جانب رحلت فرمائی تو نو عورتیں آپ کی

نزدیت میں تھیں اسی وقت وہ عورتیں جن سے حضرت نے مبارکت تھیں کی ایک طرف اور دوسری شتاواں تھیں۔
 بغیر تیرہ عورتیں یہ ہیں۔ جناب خدیجہ بنت خویلد، سودہ بنت زمرہ، ام سلمہ جن کا نام ہند تھا وہ ابی لہب
 کی بیٹی تھیں، عائشہ بنت ابوبکر جن کی کنیت ام جلداء تھی، حفصہ بنت عمر، زینب بنت دختر خزیمہ الحارث
 جن کو ام الماکین کہتے تھے، زینب دختر جحش، روضہ دختر ابوسفیان جن کی کنیت ام حبیب تھی، میمونہ
 دختر عاص، زینب دختر عیسٰی جو زبیرہ دختر عاص، صفیہ دختر جری بن اخطب، ام سلمہ بنت دختر حکم جس نے
 اپنا نفس آنحضرت کو پیہ کر دیا تھا۔ اور خاصہ (کنیز) تھیں جن کے بیٹا اسطرح رہیں میں تھیں
 جس طرح اور بیویوں کے درمیان رہیں تسلیم کی تھیں ان میں ایک بارہ تھیں اور دوسری ریحانہ خندقیہ۔ اور
 وہ لوہد تھیں جو بد وقت آنحضرت موجود تھیں۔ وہ ہیں عائشہ بنت حفصہ، ام سلمہ، زینب بنت جحش، میمونہ
 دختر عاص، ام حبیبہ دختر ابوسفیان، صفیہ بنت جری اخطب۔ جو زبیرہ دختر عاص، سودہ بنت دختر زمرہ۔
 تمام بیویوں میں سب سے بہتر جناب خدیجہ بنت خویلد تھیں ان کے بعد ام سلمہ۔

بہند مقبرہ امام محمد باقر سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ خدا رحمت فرمائے خواہراں اہل بہشت پر۔
 پھر امام نے ان کے نام اس طرح گنوائے۔ اسما و دختر عیسٰی، خثیمہ کہ پہلے جناب جعفر کے نکاح میں تھیں
 سلمہ دختر عیسٰی جو اسما کی بہن تھیں جو پہلے جناب حمزہ کی بیوی تھیں اور پانچ عورتیں قبیلہ بنی ہلال کی تھیں
 جن میں سے ایک میمونہ دختر عاص جو آنحضرت کی زوجہ تھیں۔ دوسری ام الفضل جو جناب عباس کی
 زوجہ تھیں ان کا نام ہند تھا۔ تیسری عیسا خاند بن ولید کی ماں۔ چوتھی غزوہ جو قبیلہ ثقیف میں سے مجاز بن غلط
 کی زوجہ تھیں۔ پانچویں عیثہ ہیں جن کے کوئی اولاد نہ تھی۔

گفتنی ہے بہند مقبرہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویوں کی تعداد اور ان کی صفوں کے
 بارے میں روایت کی ہے کہ حضرت کی وفات کے وقت نو بیویاں موجود تھیں۔ عائشہ، حفصہ، ام حبیبہ
 دختر ابوسفیان، زینب بنت دختر جحش، سودہ دختر زمرہ، میمونہ دختر عاص، صفیہ دختر جری بن اخطب، ام سلمہ
 دختر ابی امیہ، جو زبیرہ دختر عاص۔ عائشہ بنت تیم سے تھیں، حفصہ بنت عدی سے، ام سلمہ بنت مخزوم سے،
 سودہ بنت اسد بن عبدالمزی سے، زینب بنت دختر جحش بھی بنی اسد سے تھیں ان کو بنی امیہ میں سے شمار کرتے تھے
 ام حبیبہ دختر ابوسفیان بنی امیہ سے، میمونہ بنت ہلال سے اور صفیہ بنت اسلمائیل سے تھیں۔ ان کے علاوہ
 چند دوسری عورتوں سے نکاح کیا تھا۔ ایک نے اپنا نفس حضرت کو بخش دیا تھا اور دوسری جناب خدیجہ
 بنت خویلد تھیں جو آنحضرت کی اولاد کی ماں تھیں۔ تیسری زینب دختر جحش تھیں جن کو لوگوں نے وہ ظلال یا ان
 حضرت کے ساتھ مائتہ سے محروم کر دیا تھا۔ چوتھی کندہ خاند تھیں۔

شیخ طبری وغیرہ نے روایت کی ہے کہ سب سے پہلے جس بیوی سے حضرت نے نکاح کیا وہ
 جناب خدیجہ تھیں اس وقت حضرت کی عمر مبارک پچیس سال کی تھی حضرت سے پہلے وہ خنیق بن عائذ
 غزوہ کی نزدیت میں تھیں۔ اس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی۔ خنیق کے بعد ابوبکر اسدی نے ان سے
 نزدیک کیا۔ اس سے ہند ابن ابوبکر پیدا ہوا۔ پھر ان سے جناب رسول خدا نے نکاح کیا اور ان کے بیٹے

ہند کی پیدائش فرمائی۔

سید مرتضیٰ اور شیخ طوسی نے دعایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ نے حبِ غدیر سے ترویج فرمائی تو بارہ تھیں اور آنحضرتؐ سے پہلے کسی دوسرے شخص کے عقد میں نہیں آئی تھیں۔ لیکن قولِ اول زیادہ مشہور ہے۔ اور جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی موجودگی میں کسی دوسری عورت سے نکاح نہ کیا یہاں تک کہ وہ دنیا سے رخصت ہو گئیں۔ اور چوبیس سال ایک مہینہ حضرتؐ کے ساتھ ہیں۔ ان کا مہر ساڑھے بارہ اوقیہ تھا جو اس زمانہ کے حساب سے پندرہ سو دینار ہوئے۔ آنحضرتؐ کی تمام بیویوں کے مہر کی یہی تعداد تھی۔ اور سب سے پہلے جو قرۃ اُن سے پیدا ہوا عید اللہ تعالیٰ جن کا لقب طیب و طاهر تھا۔ اُن کے بعد قاسم پیدا ہوئے اور بعض نے کہا ہے کہ قاسم عید اللہ سے بڑے تھے۔ اور چار بیٹیاں پیدا ہوئیں زینب، رقیہ، ام کلثوم اور جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا۔ آنحضرتؐ کی دوسری زوجہ سودہ دخترِ سہمہ تھیں۔ وہ حضرتؐ سے پہلے سکوان بن عمر کی زوجہ تھیں۔ سکوان مسلمان ہوئے اور حبشہ میں رحلت الہی سے حاصل ہوئے۔ تیسری عائشہ دختر ابوبکر تھیں۔ حضرتؐ نے اُن سے مکہ میں نکاح کیا جبکہ وہ سات برس کی تھیں۔ اُن کے سوا کسی بارہ عورت سے آپؐ نے نکاح نہیں کیا۔ مدینہ میں ہجرت کر کے آنے کے سات مہینہ بعد ان سے حضرتؐ نے زفاف کیا تھا اُس وقت نوشاں کی تھیں اور معاویہ کی خلافت کے زمانہ تک زندہ رہی۔ اور اُن کی عمر شتر سال کے قریب تک پہنچی۔ چوتھی بیوی ام شریک تھیں جنہوں نے اپنا نفس جناب رسولِ خدا کو ہبہ کر دیا تھا۔ اُن کا نام عربی و دخترِ دران بن عوف بن عامر تھا۔ وہ آنحضرتؐ سے پہلے اہلِ انصاریہ کی زوجہ تھیں اُن سے شریک پیدا ہوا۔ پانچویں حضرت بنتِ عمر بن الخطاب تھیں۔ ان کے شوہر غلیس بن عبد اللہ کی وفات کے بعد حضرتؐ نے نکاح کیا حضرتؐ نے غلیس کو بادشاہِ عجم کی حجامت کے لئے بھیجا تھا وہ اُسی سفر میں مر گئے۔ کوئی اولاد ان کی نہ ہوئی تھی۔ ششمہ مدینہ ہی میں غلوفت عثمان کے زمانہ تک رہیں اور وہی شہر آشوب کے کہا ہے کہ امیر المومنین کے آخر زمانہ غلوفت تک رہیں۔ چھٹی بیوی ام حبیبہ دختر ابوسفیان تھیں اُن کا نام رطلہ تھا۔ آنحضرتؐ سے قبل وہ عید اللہ ہی حبشہ کی زوجہ تھیں۔ عید اللہ ان کو اپنے ساتھ حبشہ ہجرت کر کے لے گیا تھا۔ وہاں عیدائی ہوا اور جنم حاصل ہوا۔ پھر آنحضرتؐ نے اُن سے عقد کر لیا۔ حضرتؐ کا وکیل محمد بن امیہ تھا۔ ساتویں ام سلمہ تھیں ان کی ماں فاطمہ خواہر ابوطالب تھیں جو آنحضرتؐ کی چھوٹی تھیں اور بعضوں نے کہا ہے کہ فاطمہ دخترِ عامر بن ربیعہ تھیں ان کا نام دختر ابوامیہ تھا۔ وہ ابو جہل کے چچا کی بیٹی تھیں۔ دعایت ہے کہ رسولِ خدا نے ام سلمہ کے پاس پیغام بھیجا کہ اپنے لڑکے کو حکم دیں کہ تم کو میرے ساتھ ترویج کر دے تو ام سلمہ نے اپنے بیٹے کو وکیل کیا۔ اور اس نے جناب ام سلمہ کو حضرتؐ کے ساتھ زندگی کیا۔ نبائی بادشاہ حبشہ نے عقد کے وقت چار سو اشرفی مہر کے لئے ان کے پاس بھیجے۔ انھیں کہتے ہیں کہ نباشی نے ام حبیبہ کے مہر کے لئے اشرفیاں بھیجی تھیں۔ ام سلمہ آنحضرتؐ کی تمام بیویوں کے بعد رحلت الہی سے حاصل ہوئیں۔ وہ آنحضرتؐ سے پہلے اپنی سلمہ جہلا سد کی زوجیت میں تھیں۔ ابو سلمہ کی والدہ عبد اللہ کی لڑکی تھیں۔ ابو سلمہ سے ام سلمہ کے ایک لڑکے زینبہ اور ایک لڑکا عمر پیدا ہوئے مگر جنگِ جمل میں

جناب امیر کی خدمت میں تھے حضرت نے ان کو بھرنے کا حکم مقرر فرمایا۔ آٹھویں بوی زینب بنت جحش تھیں جو قبیلہ بنی اسد سے تھیں ان کی والدہ جناب عبد المطلب کی بیٹی میمونہ تھیں جو آنحضرت کی بھوئی تھیں۔ اپنی شہر آشوب کے امیر کو دختر عبد المطلب کہا ہے۔ آنحضرت کی بیویوں میں سب سے پہلے انہی کی وفات ہوئی۔ حضرت کے زمانہ میں ہوئی۔ وہ آنحضرت سے پہلے زید بن حارثہ کے نکاح میں تھیں جن کا قصہ اس کے بعد بیان کیا جائے گا۔ گویا بوی زینب دختر غزیمہ بنہ تھیں وہ آنحضرت سے پہلے عبیدہ بن حارثہ بن عبد المطلب کی زوجہ تھیں۔ بیٹوں نے کہا ہے کہ وہ غنیل بن الحارث کے بھائی کے لڑکے کی زوجہ تھیں اور ان کو ام المساکین کہتے تھے ان کی وفات آنحضرت کی حیات ہی میں ہو گئی تھی۔ دوسری بوی میمونہ دختر حارث تھیں۔ ان سے مدینہ میں حضرت کے نکاح کیا اور مقام سرف میں جو کہ مسکنہ سے تین فرسخ کے فاصلہ پر ہے عمرو سے واپسی میں نکاح فرمایا۔ ان کی وفات بھی اسی مقام پر سکنہ میں ہوئی اور وہ وہیں مدفون بھی ہوئیں۔ وہ آنحضرت سے پہلے ابوسبرہ بن ابودہم طبر کے نکاح میں تھیں۔ گیارہویں بوی جریرہ دختر حارث ہیں جو قبیلہ بنی المصطلق سے تھیں۔ اسی جنگ میں حضرت کے پاس اسیر ہو کر آئیں حضرت نے ان کو آزاد کیا اور اپنے عقد میں لائے ان کی وفات سکنہ میں ہوئی۔ بارہویں بوی صلیہ دختر جہش بن اخطب تھیں جن کو تنگ خیبر کی قیمت میں سے حضرت نے اپنے لیے اختیار فرمایا اور ان کو آزاد کیا اور اسی ہی کو ان کا مہر قرار دیا۔ سترہویں میں ان کی وفات ہوئی۔ حضرت نے ان سب بارہ عورتوں سے مقاربت فرمائی۔ ان میں سے گیارہ عورتوں کے ساتھ حضرت نے نکاح کیا تھا اور ایک بوی نے اپنا نفس حضرت کو ہبہ کر دیا تھا اور وہ عورتیں جن سے حضرت نے نکاح نہیں کیا تھا یہ ہیں۔ اول عالیہ دختر طیبان، حبیبہ حضرت کی خدمت میں لائی گئی قبل مقاربت حضرت نے اس کو طلاق دے دی۔ دوسری قبیلہ اشعث بن قیس کی بہن جن کی قبل مقاربت وفات ہو گئی۔ بصل کا قول ہے کہ حضرت نے ان کو قبل مقاربت طلاق دے دی تھی۔ بیان کرتے ہیں کہ حضرت کے بعد عمرہ سپر ابو جہل نے ان کی خواستگاری کی۔ تیسری فاطمہ دختر ضحاک ہے جس کی بھی زینب کی وفات کے بعد حضرت نے اس سے عقد کیا اور جب آیہ تطہیر نازل ہوئی اور حضرت نے اپنی بیویوں کو اختیار کیا کہ تمہیں پسند کر دیا تو کیا کو پسند کریں تو اس بد بخت عورت نے دنیا کی خواہش کی اور حضرت سے جدا ہو گئی۔ اس کے بعد فقر و فاقہ میں ایسی مبتلا ہوئی کہ مدینہ کی گلیوں میں اونٹوں کی یگنیوں کے کندھے بنانی اور اس کے فدیہ لینے اور وفات بسر کرتی تھی اور کہتی تھی کہ میں بد بخت وہ ہوں جس نے دنیا کو اختیار کیا تھا۔ چوتھی شہید بنت صلت ہیں جن سے حضرت نے تزویج فرمایا اور قبل اس کے کہ وہ حضور کی خدمت میں لائی جائیں مدینہ سے رطبت کر گئی تھیں۔ پانچویں اسماء دختر نعمان بن شمس ہیں جن سے حضرت نے ان سے تزویج فرمایا اور عائشہ و خضہ نے ان سے عقد کیا اور ان کو فریب دیا کہ جب آنحضرت تمہارے پاس آئیں تو فرما ان کو اپنے اوپر قابو مت دے ورنہ اس طرح وہ تم کو روکا دے گا تو رکھیں گے۔ وہ بد نصیب ان دونوں کے فریب میں آ گئی اور جب آنحضرت اس کے پاس تشریف لائے تو اس نے کہا میں آپ سے خدا کی پناہ چاہتی ہوں۔ حضرت نے فرمایا تو نے بڑی مضبوط پناہ اختیار کی

میں نے چھ کو پناہ دی، چاہیے گھر چلی جا۔ پھر حضرت نے اس کو طلاق دے دی۔ یہی ایک بیٹھہ تھی بعد ازاں
 ہے کہ جب اُس کو آنحضرت کی خدمت میں حاضر کیا گیا۔ حضرت نے فرمایا تو اپنا نعلین کو بخش دے۔ اُس نے
 کہا کیا بادشاہ نادار اپنے نعلین ایک بازاری کو بخش سکتی ہے۔ جب حضرت اُس کے پاس آئے تو اُس نے
 کہا میں آپ سے خدگی پناہ چاہتی ہوں، تو حضرت نے اُس کو طلاق دے دی اور کچھ مال دے کر رخصت
 کر دیا۔ ابھی شہر آشوب گامیاں ہے کہ اس کو بیٹھیلے نے پھاڑ ڈالا۔ نویں ایک عورت بنی حمزہ کی خواستگاری
 فرمائی۔ اُس کے باپ نے پسند نہ کیا اور بہانہ کیا کہ اُس کو سفید داغ ہیں۔ وہ اپنے گھر گیا تو دیکھا کہ آنحضرت
 کے اعجاز سے اُس کے سفید داغ نمایاں ہیں۔ دسویں روایت ہے کہ ایک عورت عمرو نامی تھی اُس کا باپ
 اُس کے اوصاف حمیدہ بیان کیا کرتا تھا۔ بعد اُن کے یہ کہہ کسی بیمار نہیں ہوئی۔ جب حضرت نے سنا تو
 تو فرمایا ایسی عورت کی خدا کے نزدیک کوئی بھولی نہیں ہے، اور اُس سے تہنیت نہیں فرمایا۔ بعض کا قول ہے
 کہ حضرت نے اُس سے تہنیت فرمایا تھا لیکن جب یہ سنا تو اُس کو طلاق دے دی۔ طریس نامی عورت کی
 بہانہ حضرت نے میں عورتوں سے تہنیت فرمایا۔ شیخ طوسی فرماتے ہیں کہ آنحضرت نے اٹھارہ عورتوں
 سے تہنیت فرمایا اور بعضوں نے ہندو عورتیں بیان کی ہیں جیسا کہ روایت میں گزر چکا۔

شیخ طوسی نے روایت کی ہے کہ آنحضرت کی دو کنیزیں تھیں جن سے حضرت نے مقدمات فرمایا کئے
 تھے۔ اور جس طرح اپنی بیویوں کے لئے راتیں مقرر کی تھیں اسی طرح ان کنیزوں کے لئے بھی ایک رات
 مقرر فرمائی تھی۔ ان میں سے ایک ماریہ دختر عثمانی قطیفہ تھیں اور دوسری ریحانہ دختر زید قرظیبہ ان
 دونوں کو بادشاہ سکندر یہ متوحش نے حضرت کے لئے بھیجا تھا۔ بعض کا قول ہے کہ حضرت نے سکندر کا
 کو آزاد کر کے اُن سے نکاح کر لیا تھا۔ ماریہ نے آنحضرت کی وفات کے پانچ برس بعد دنیا سے رخصت
 کی۔ بعض نے روایت کی ہے کہ آنجناب نے کنیزوں میں ایک کنیز بنی قریظہ کی اختیار فرمائی تھی جس کا
 نام تکانہ تھا۔ وہ حضرت کی ملکیت میں تھیں یہاں تک کہ دنیا سے رخصت کی۔ اور حضرت کے بعد جہاں
 نے اُن سے تہنیت کی ہے

یہی نے بسند حسن امام محمد باقر سے روایت ہے کہ ایک انصاریہ عورت آنحضرت کی خدمت
 میں آئی۔ اپنے تئیں نہایت آلاستہ کئے تھی اور نفیس لباس پہنے ہوئے تھی۔ اُس وقت آنحضرت
 غصہ کے چہرہ میں تھے۔ اُس عورت نے کہا کہ عورت کے لئے مناسب نہیں ہے کہ شوہر کی خواستگاری
 کرے۔ لیکن ایک زمانہ گزر گیا کہ میرے شوہر نہیں ہے اور کوئی فرزند ہے۔ اگر آپ چاہیں تو میں اپنا
 نفس آپ کو بخشتی ہوں۔ حضرت نے اُس کو دعا لے خیر دی اور فرمایا کہ اسے انصاریہ خاتون خاتم کو
 عہد

عہد ملے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس کنیز کو زوجیت میں نہ لیا ہو صرف خدمت کرنے
 کے واسطے رہی ہو وہ نہ جاسس اس سے نکاح نہ کرتے کیونکہ بموجب حکم قرآن وہ امہات المؤمنین میں
 داخل ہو جائی اور وہ اُمت کے ہر فرد پر حرام ہو جائی۔ ۱۴ (مترجم)

یہ روایت صحیح ہے کہ آنحضرت نے اٹھارہ عورتوں سے تہنیت فرمائی ہے

رسول کی جانب سے جزائے خیر دے بیشک تمہارے مردوں نے میری مدد کی اور تمہاری عورتوں نے میری جانب رغبت کی۔ لیکن حصہ نے اس عورت کو عورت کرنا شروع کیا اور کہا تو کس قدر ہے جیسے اور مردوں کی بکتنی خواہش ہے کہ ایسی برأت کے ساتھ اظہار کرتی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا اسے حصہ خاموش رہ۔
 وہ تجھ سے بہتر ہے کیونکہ وہ خدا کے رسول کی جانب رغبت رکھتی ہے اور تو اس کو عورت کرتی ہے اور اس میں عیب نکالتی ہے۔ پھر اس عورت سے خطاب فرمایا کہ ہا خدا تجھ پر رحمت کرے بیشک خدا نے تجھ پر بہشت واجب قرار دے دیا ہے اس سبب سے کہ تو نے میری جانب رغبت کی اور میری محبت و خوشی کو پسند کیا اور میرا وسیلہ تجھ کو حاصل ہو جائے گا انشاء اللہ اس وقت خداوند عالم نے یہ آیت نازل فرمائی۔ **وَامْرَأَةٌ مُؤْمِنَةٌ إِنَّ وَحَبْتَ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ إِنْ أَرَادَ النَّبِيُّ أَنْ يَنْكَحََهَا خَاتَمٌ لَكَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ** (آیہ سورہ احزاب ۵۱) یعنی میں نے اسے رسول تمہارے لئے زن مؤمنہ کو حلال کر دیا اگر وہ اپنا نفس بغیر کسی فہر کے بخش دے اگر بغیر چاہیں تو اس سے نکاح کر لیں۔ اور یہ حکم صرف تم سے مخصوص ہے۔ تمام مومنین کے لئے نہیں ہے۔ تمام فقہاء قرآن نے فرمایا کہ خدا نے عورت کے لئے اپنا نفس رسول خدا کو بخش دینا حلال کر دیا اور آنحضرت کے علاوہ کسی اور کے لئے حلال نہیں ہے۔ علی بن ابیہم نے بھی یہ حدیث بیان کی ہے لیکن حصہ کے بھائی عائشہ کا ذکر کیا ہے۔

کلمینی وغیرہ نے پسند ہائے معتبر روایت کی ہے کہ عورت کا اپنے نفس کو ہمہ کر دینا صرف رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخصوص ہے اور دوسروں کے لئے بغیر فہر کے عورت سے نکاح جائز نہیں۔ اور علمائے خاصہ و عامہ کا اتفاق ہے کہ لفظ "ہمہ" سے نکاح جناب رسول خدا کے خصوصاً ہے۔

کلمینی نے پسند معتبر روایت کی ہے کہ قبیلہ بنی عامر بن صعصعہ کی عورت سناہ نامی سے آنحضرت نے نکاح کیا جو اسے زمانہ کی حسین ترین عورت تھی۔ جب عائشہ و حصہ نے اس کو دیکھا تو کہا کہ یہ ہم پر غالب ہو جائے گی کیونکہ حسن و جمال میں ہم سے زیادہ ہے اور رسول اللہ کو ہمارے ہاتھ سے لے گی تو کمزور و غریب سے کام لیا اور اس کو بہکایا کہ تجھ کو چاہیے کہ رسول اللہ اپنی طرف سے محبت کا اظہار نہ ہونے دینا۔ جب جناب رسول خدا اس کے پاس شریف لائے تو اس پر بے تحاشی غریب عورت نے کہا میں آپ سے خلعت کی پناہ چاہتی ہوں تو حضرت نے اس کو طلاق دے کر اس کے عزیزوں کے پاس بھیج دیا۔ پھر حضرت نے قبیلہ کنندہ کی ایک عورت بنت ابی الجون سے نکاح کیا۔ جب آپ کے فرزند ابراہیم نے بارغ جنت کی جانب رحلت فرمائی تو اس عورت نے کہا کہ یہ پیغمبر جو تھے تو ان کا بیٹا نہ مرے گا تو حضرت نے اس کو قبل اس کے کہ قدرت فرمائیں طلاق دے دیا اور اس کے گھر والوں کے پاس بھیج دیا۔ جب آنحضرت نے دنیا سے رحلت فرمائی ان عامر پر اہل کنندہ دو نول عورتوں نے ابو بکر کے پاس آکر کہا کہ لوگ مجھ سے نکاح کرنا چاہتے ہیں آپ کی کیا رائے ہے؟ ابو بکر و عمر نے مشورہ کیا اور اس

کہا کہ اگر تو چاہے اپنے گھر میں بیٹھا اور اگر چاہے شوہر اختیار کر لے۔ اُن دونوں بد نصیب عورتوں نے نکاح کر لیا آخر آنحضرتؐ کے اہواز سے اُن دونوں میں سے ایک جناب میں مبتلا ہوا اور دوسرا دیوانہ ہو گیا۔ عمر بن ازینہ نے جو اس حدیث کا راوی ہے کہا کہ جب اس حدیث کو زرارہ اور خنسل سے میں نے بیان کیا انہوں نے جناب امام محمد باقرؑ سے بیان کیا۔ اُن حضرتؑ نے فرمایا کہ قتالے کسی امر سے منع نہیں کیا مگر یہ کہ لوگوں نے حضورؐ اُس کو کیا اور خدا کی نافرمانی کی۔ یہاں تک کہ رسولؐ خدا کی بیویوں سے اُن کے بعد نکاح کیا۔ پھر حضرتؑ نے علم پر اور کندیہ عورتوں کا قصہ بیان کیا۔ اور فرمایا کہ اگر علمائے عامہ سے پوچھو کہ اگر کوئی شخص کسی عورت سے نکاح کرے اور بغیر مقاربت کے اُس کو طلاق دے دے تو کیا وہ عورت اُس مرد کے لئے حلال ہو سکتی ہے تو کہیں گے نہیں۔ تو رسولؐ خدا کی حرمت تو لوگوں کے ہاں سے زیادہ ہے نہ

برقی نے بسند صحیح اور طینی نے بسند معتبر امام رضاؑ سے روایت کی ہے کہ جب نکاحی نے حبشہ میں آمنہ دختر ابوسنیان کا نکاح (جس کا نام حبیبہ بنتہ تھی) آنحضرتؐ سے کیا تو ولیمہ کیا اور لوگوں کو کھانا کھلایا اور کہا تزدیک کے وقت کھانا کھانا پیو کی سنت ہے۔ اور اچھی دونوں حضرات نے بسند صحیح و معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے جب میوندہ دختر عمارت سے

لے مؤلف فرماتے ہیں کہ ابن ابی ادریس وغیرہ نے معتبر سندوں سے اس حدیث کی روایت کی ہے اور علمائے خاصہ و عامہ کے درمیان اس میں اختلاف نہیں ہے کہ جس عورت سے آنحضرتؐ نے مقاربت فرمائی ہو وہ اپنی وفات کے وقت تک حضرتؐ کے جائزہ نکاح میں ہے۔ کسی کو جائزہ نہیں ہے کہ آنحضرتؐ کے بعد اُس سے تزدیک کرے۔ اور جس عورت کو آنحضرتؐ نے اپنی حیات میں طلاق دے دی ہو یا اُس سے مقاربت نہ کی ہو دوسرے لوگوں پر اُس کے حرام ہونے میں علمائے خاصہ و عامہ کے درمیان اختلاف ہے۔ اکثر علمائے عامہ کا اعتقاد یہ ہے کہ وہ دوسروں کے لئے جائز ہے لیکن علمائے شیعہ کے درمیان زیادہ مشہور اور زیادہ قوی اُس کی حرمت ہے۔ اور جبکہ علمائے جور نے اس بارے میں آنحضرتؐ کی مخالفت کی اور جس عورت سے حضرتؐ نے مقاربت نہیں فرمائی تھی اس کو دوسروں سے تزدیک کر دیا تو اس سے آنحضرتؐ کے لئے کوئی نقص وجیب ثابت نہیں ہوتا اور عائشہ کا اونٹ پر سوار ہو کر ہزاروں کافروں اور منافقوں کے ساتھ امیر المومنین سے جنگ کے لئے جانا اور جگر گوشہ جناب رسولؐ خدا کو ظلم سے شہید کرنا اس سے کہیں بدتر ہے لہذا محض استیساد کے سبب سے ان احادیث کا رد کر دینا جائز نہیں۔ اور علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جب خداوند عالم نے فرمایا **وَاَزْوَاجُہُمْ اَمْتًا تَحْتَہُمْ** یعنی آنحضرتؐ کی بیویاں مومنین کی مائیں ہیں اور خدا نے انہیں اُن سے نکاح کرنا حرام کر دیا ہے تو ظلم کو بہت ختم آیا اور کہنے لگا کہ محمدؐ صلاۃ علیہ وآلہ وسلم اپنی عورتوں کو ہم پر حرام قرار دیتے ہیں اور خود ہماری عورتوں سے تزدیک کرتے ہیں۔ اگر محمدؐ کا ربانی برکت

تزدیک کی تو دعوت ولیمہ کی اور لوگوں کو خراہی و فتنہ اور دلیا کھلایا۔
 کلینی نے بسند مستبر روایت کی ہے کہ جب جناب رسول خدا کسی عورت کی خواستگاری فرماتے
 تھے تو کسی عورت کو اسے دیکھنے کے لئے بھیجتے تھے اور فرماتے تھے کہ اس کی گردن کو سونگھئے۔ اگر
 خوشبودار ہے تو اس کا تمام بدن خوشبودار ہوگا۔ اور پنڈلی پر غور کرے اگر وہ گوشت پر
 بھری ہوئی ہے تو اس کا تمام بدن پر گوشت ہوگا۔

شیخ طوسی نے روایت کی ہے کہ جب حسین میں صفیہ زوجہ جناب رسول خدا آئیں اور کہا
 یا رسول اللہ میں دوسری عورتوں کے مانند ہوں۔ حضور کی خاطر سے اپنے باپ چچا اور بھائیوں کے
 قتل کو گوارا کیا تو اگر حضور پر کوئی حادثہ واقع ہو جائے تو خلافت و امامت کس سے متعلق ہوگی؟
 حضرت نے جناب امیر کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ امامت اور تہدہ امامت کا معاملہ اس سے
 متعلق ہوگا۔ نیز بسند مستبر روایت ہے کہ سفیر بن شجرہ عامری مدینہ میں جناب میمونہ دختر عاصہ
 زوجہ رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اجازت لے کر داخل خانہ ہوئے۔ میمونہ نے پوچھا
 کہاں سے آ رہے ہو؟ عرض کی کوفہ سے پوچھا کس قبیلہ سے تعلق رکھتے ہو؟ کہا بنی عامر سے۔ فرمایا
 تمہارا آتا باعث سترت ہے کس کام کے لئے آئے ہو؟ سفیر نے کہا اے اُمّ المؤمنین جب لوگوں کے
 درمیان اختلاف ہو تو مجھے خوف ہو کہ کہیں فتنہ میں گرفتار نہ ہو جاؤں اس لئے آپ کی خدمت میں
 حاضر ہوا ہوں۔ مسئلہ نے پوچھا آیا علی سے بیعت کی ہے عرض کی جی ہاں۔ فرمایا واپس جاؤ اور علی کے
 لشکر سے ہٹا نہ ہو۔ خدا کی قسم نہ وہ گمراہ ہوئے ہیں اور نہ ان کے سبب سے کوئی اور گمراہ ہو سکتا
 ہے۔ سفیر نے کہا اے مؤمنین کی مادر گرامی کیا علی کے بدلے میں کوئی حدیث محمد سے بیان فرمائیں گی
 جو آپ نے رسول خدا سے سنی ہے۔ فرمایا ہاں سنو! جناب سرور کائنات نے فرمایا ہے کہ علی حق کی
 علامت اور نشانی ہے اور ہدایت کا علم اور نشان ہے۔ علی خدا کی شمشیر ہے خدا اس کو کافروں اور
 منافقوں کے لئے نیام سے نکالتا ہے۔ لہذا جو شخص اس کو دوست رکھے میری محبت کے سبب سے
 دوست رکھے گا اور جس نے اس کو دشمن رکھا اس نے مجھ سے دشمنی کی ہے۔ بیشک جو شخص مجھ کو
 دشمن رکھتا ہے وہ علی کو دشمن رکھتا ہے۔ جب وہ خدا سے قیامت کے روز ملاقات کرے گا تو اس
 کے پاس دلیل و حجت نہ ہوگی۔

علی بن ابیہم نے روایت کی ہے کہ عائشہ اور صفیہ کو ادیت پہنچانیں گالیاں دیتیں

۱۸۸۵) انتقال ہو جائے گا تو ہم بھی ان کی عورتوں سے وہی کریں گے جیسا کہ ہماری
 عورتوں سے کرتے ہیں۔ اس وقت خدا نے یہ آیت نازل فرمائی۔ مَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوا رَسُولَ اللَّهِ
 وَلَا أَنْ تُسَبِّحُوا بِآيَاتِهِمْ فِي الْعَذَابِ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا كَانُوا عِنْدَ اللَّهِ عَذَابًا شَدِيدًا ۝۳۳
 (پ) بیشک تم کو سزاوار نہیں ہے کہ ان کی عورتوں کے بارے میں انکو لعنہ اور ان کی عورتوں سے ان کے بعد بھی نکاح نہ کرنا کیونکہ یہ
 خدا کے نزدیک بہت بڑا گناہ ہے۔

کام کے علاوہ شکر و تحسین کرنا

علی بن ابیہم نے روایت کی ہے کہ عائشہ اور صفیہ کو ادیت پہنچانیں گالیاں دیتیں

اور کہتی تھیں تو دختر یہودیہ ہے۔ صفیہؓ نے آنحضرتؐ سے شکایت کی۔ حضرتؐ نے فرمایا تم نے جواب کیوں نہیں دیا۔ عرض کی یا رسول اللہ کیا جواب دوں۔ فرمایا جواب دینا کہ میرے باپ ہمدانیؓ خدا کے پیغمبر اور میرے چچا جناب موسیٰؑ کلیم خدا اور میرے شوہر محمدؐ خدا کے رسول ہیں۔ تو تم دونوں کس بات سے انکار کرتی ہو اور بڑا بگھتی ہو۔ جناب صفیہؓ نے جب اس طرح ان کو جواب دیا تو ان دونوں نے کہا یہ تمہارا کلام نہیں بلکہ رسول اللہؐ نے تم کو سکھایا ہے۔ اُس وقت خدا نے یہ آیتیں ان کی مذمت میں نازل فرمائیں:- **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا قَوْمًا مِّنْ قَوْمٍ عَصَيْتُمْ أَن يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْكُمْ وَلَا نِسَاءً مِّنْ نِّسَاءِ عَصَيْتُمْ أَن يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوا قُلُوبَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِاللِّسَانِ بِبِئْسَ الْأَلْسَانُ الْمُفْسِدُ بَعْدَ الْبَيِّنَاتِ وَمَن يَكُفِّرْ بَعْدَ ذَلِكَ هُم مِّنْ الظَّالِمِينَ** (آیت سہ حجات پت) یعنی اسے مومنوں میں سے کوئی گروہ کسی گروہ کا مذاق نہ اڑائے۔ شاید وہ ان سے بہتر ہوں۔ اور نہ کوئی عصیت کسی عصیت کا مذاق اڑائے ممکن ہے کہ وہ عورتیں اس سے بہتر ہوں۔ اور اپنوں میں حبیب مت نکالو یعنی اپنے دین کے ماننے والوں میں۔ اور لوگوں کے برے ناموں سے مت بکا رو۔ کسی کوفتن کے ساتھ یاد کرنا یعنی ایمان لانے کے بعد کسی کو یہود و ترسا کہنا یا یہ کہ ایمان لانے کے بعد فتن کے نام سے پکارتا ہوا ہے اور جو تو یہ نہ کرے وہ بُرا ہے۔ شیخ طبری نے اس آیت کے نزول کا سبب یہ ذکر کیا ہے کہ ایک روز ام سلمہؓ سفید کپڑا اپنی کمر سے ہانڈے ہوئے اس کے دونوں سر سے بچھے لٹکائے ہوئے تھیں اور کپڑے زمین پر لٹک رہے تھے۔ یہ دیکھ کر عائشہؓ نے حضورؐ سے کہا دیکھو وہ اپنے بچھے کیا لٹکائے آ رہی ہے۔ تم بھوکہ کٹنے کی زبان ہے۔ بعض کا قول ہے کہ عائشہؓ نے ان کو پستہ قد ہونے پر طعنہ دیا اور اٹھ سے کو تابی قد کو بتایا۔

حمیرا اور کلینی وغیرہ نے بسند حسنے صحیح و معتبر بسیار امام محمد باقر اور امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہؐ نے اپنی کسی بیٹی کا یا اور اپنی بیویوں میں سے کسی کا ہر ایک جو وہم سے زیادہ قرار نہیں دیا۔

کلینی نے بسند صحیح حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ان حضرتؑ سے لوگوں نے اس آیت کی تفسیر دریافت کی:- **يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَعْلَمْنَا لَكَ أَزْوَاجًا اللَّائِي أُبَيَّتْ أَجُورُهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ مِمَّا أَكْرَأَ اللَّهُ عَلَيْكَ وَبَنَاتٍ عَقَلْنَكَ فَسَاجِدَا لَكَ بِبَنَاتِ خَالَاتِكَ اللَّائِي هَاجَرْنَ مَعَكَ كَأُمَرَاءَ مُؤْمِنَةٍ إِن وَهَبْتَ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ إِنْ أَرَادَ النَّبِيُّ أَنْ يَسْتَلِكَهَا خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْكُمْ فِي أَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ لِيُكُونُوا عَلَيْكَ حَرِّمٌ وَمَا كَانَ اللَّهُ عَاقِبَتِ الرَّاسِخِينَ** (آیت سہ حجات پت) یعنی اسے پیغمبر درگ مرزبہ بیشک تم نے تمہارے لئے تمہاری بیویوں کو حلال کر دیا ہے جن کا حکم نے دے دیا ہے اور تمہاری بیویوں کو نہ بیویوں کو بھی جو طہانے تم کو مال غنیمت میں حلال کی ہیں اور تمہارے چچا کی بیٹیاں یعنی زنان قریش اور بھوپوں کی بیٹیاں اور تمہارے

یہ حدیث صحیح ہے کہ ان کے لئے یہ حدیث صحیح ہے

ماتوں اور خالوں کی بیشیاں یعنی زبان بنی زہرہ جنہوں نے تمہارے ساتھ ہجرت کی ہے حلال کر دی
 ہیں۔ اور ہر مومنہ عورت بھی اگر وہ اپنا نفس پیغمبر کو بغیر ہر جہہ کر دے اگر بغیر اس کے ساتھ نکاح
 کرنا چاہیں۔ مگر اسے رسولؐ یہ حکم صرف تمہارے ساتھ مخصوص ہے اور مومنین کے لئے نہیں بیشک
 ہم جانتے ہیں جو کچھ ہم نے مومنوں پر ان کی عورتوں اور کنیزوں کے بارے میں واجب قرار دیا ہے
 اور اسے رسولؐ یہ رعایت تمہارے واسطے اس وجہ سے ہے تاکہ تم کو وقت و پریشانی نہ ہو۔ اور
 خدا کا پیغمبرؐ والا مہربان ہے۔ راوی نے حضرت صادقؑ سے پوچھا کہ جناب رسولؐ خدا کے لئے کتنی
 عورتیں حلال تھیں؟ حضرتؑ نے فرمایا کہ آنحضرتؐ جس قدر چاہتے۔ راوی نے پوچھا کہ جو خدا نے یہ
 فرمایا ہے اس کے کیا معنی ہیں کہ لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ مِنْ بَعْدُ وَلَا أَنْ تَبْتَغِيَ نِسَاءً
 الْأَوَّامِ وَلَوْ أَنْفَعَكَ حُسْنُهُنَّ إِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ (وآیت سونہ احزاب ۳۳) یعنی
 اسے رسولؐ ان کے بعد اور عورتیں تمہارے واسطے حلال نہیں اور نہ یہ جائز ہے کہ ان میں سے کسی کو
 چھوڑ کر اور بیویاں اختیار کرو اگرچہ تم کو ان کا نفس کتنا ہی اچھا معلوم ہو مگر تمہاری لونڈیاں ان کے
 علاوہ بھی حلال ہیں۔ حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ پیغمبرؐ خدا کے لئے جائز تھا کہ اپنے بھائی اور بھوپھیوں
 ماتوں اور خالوں کی بیٹیوں سے اور ان عورتوں سے نکاح کرے جو حضرتؑ کے ساتھ ہجرت کر کے
 آئی تھیں اور حلال تھا کہ مومنہ عورتوں سے بے ہر کے حضرتؑ نکاح کریں اور یہ صحت ہے کہ اور
 بخشش کی ہے۔ اور کسی عورت کا اپنا نفس سولے رسولؐ کے کسی کو بخش دینا حلال نہیں ہے۔ لیکن
 آنحضرتؑ کے سوا کسی کے لئے بغیر ہر کے نکاح جائز نہیں ہے جیسا کہ خداوند عالم نے قرآن میں فرمایا
 ہے۔ پھر راوی نے پوچھا کہ پھر اس آیت کے معنی کیا ہیں جو خدا نے فرمایا ہے کہ تَزَوَّجُوا مِمَّنْ تَشَاءُوا وَنَهَيْتُمْ
 وَتَزَوَّجُوا مِمَّنْ تَشَاءُوا وَابْرَأْ سُنَّةَ احْبَابِہُمْ (ان میں سے جس کو چاہو الگ کر دو اور جسکو
 چاہو لگ جاؤ اپنے پاس رکھو) امامؑ نے فرمایا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ جس عورت سے چاہو نکاح کرو
 اور جس سے نہ چاہو نہ کرو۔ اور خدا نے جو یہ فرمایا کہ تمہاری عورتوں کے لئے اس کے بعد جائز نہیں ہے
 اس سے مراد وہ عورتیں ہیں جنکو خدا نے دوسری آیت میں ہر شخص پر حرام کر دیا ہے یعنی مائیں بیشیاں
 باہنیں، اتمام عمر عورتیں مومنوں پر حرام کر دی ہیں۔ اور اگر آیت کے معنی وہ ہوتے ہیں جو اہلسنت
 بیان کرتے ہیں کہ اس آیت کے تارل ہونے کے بعد آنحضرتؑ کے لئے عورت کی خواستگاری حرام ہو گئی
 تھی اور جو عورتیں حضرتؑ کے نکاح میں تھیں ان کا بدلنا حضرتؑ پر حرام تھا تو یقیناً خدا نے تم پر وہ عورتیں
 حلال کی ہوں گی جو آنحضرتؑ پر حلال تھیں کی تھیں۔ کیونکہ تم کو پورے عورت کا بدل دینے کا اختیار ہے
 اور ہر عورت کی خواستگاری کا جس کو تم چاہو لے

لے مؤلف فرماتے ہیں کہ اس مضمون کی بہت سی حدیثیں ہیں۔ اور بعض مفسروں کا قول اس آیت کی
 تفسیر میں یہی ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے بعد جبکہ آنحضرتؑ نے اپنی بیویوں کو اختیار دیا کہ وہ
 باقی برکتیں

کھینے نے بسند معتبر امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چالیس مردوں کی قوت جماع رکھتے تھے اور آپ کی کوشمیں انہیں اور ہر مشابہہ ہذا حضرت اُن سے طاقات کرتے تھے۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ خیر سے مراجعت فرمائی اور الی الخنق کی اولاد کا خزانہ حضرت کے ہاتھ آیا تو حضرت کی بیویوں نے کہا کہ اس خزانے کو ہم پر تقسیم کر دیجئے۔ حضرت نے فرمایا کہ وہ سب میں کے مسلمانوں پر تقسیم کر دیا۔ یہ سنکر ان بیویوں کو غصہ آیا اور کہا کہ شاید آپ سمجھتے ہیں کہ اگر آپ ہم کو طلاق دے دیں گے تو ہم کو ہمارا کفو قوم میں نہ ملے گا۔ تو حق تعالیٰ کو اُن کی یہ بات پسند نہ آئی اور اُس نے آنحضرت کو حکم دیا کہ اُن عورتوں سے کنارہ کش ہو جائیں اور ابراہیمؑ کے گھر میں قیام کریں۔ حضرت نے اُن عورتوں سے علیحدگی اختیار فرمائی اور ابراہیمؑ کے باوجود میں قیام پذیر ہو گئے جو مسجد کے نزدیک تھا۔ یہاں تک کہ وہ عورتیں حاضر ہوئیں۔ اُس وقت خدا نے یہ آیت نازل فرمائی کہ **يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ إِن كُنتُنَّ تُحِبُّونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا فَذٰلِكُمْ شَرٌّ لِّمَنِّهَا مِمَّا كُنْتُمُ التَّائِبِينَ أَمْ تَكُونُ أَنتُمْ حَكِيمٌ** **مَرَّاحًا جَعِلَ لَهَا كُنتُنَّ تُحِبُّونَ الدُّنْيَا فَذٰلِكُمْ شَرٌّ لِّمَنِّهَا مِمَّا كُنْتُمُ التَّائِبِينَ** **وَأَعَدَّ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنكُنَّ أَجْرًا عَظِيمًا** **وَأَيَّت ۙ ۱۴۰** **سورة احزاب ۳۴** **وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ** اپنی عورتوں سے کہہ دو کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور اُس کی زینتیں چاہتی ہو تو آؤ میں تم کو اُس سے بہتر کر دوں اور مال و دولت سے کہ تم کو آزاد کر دوں جو مناسب طریقہ ہے۔ اور اگر خدا و رسولؐ کو چاہتی ہو اور آخرت کو پسند کرتی ہو تو خدا نے تم میں سے نیک کردار عورتوں کے لئے اجر عظیم مہیا کر رکھا ہے جب آنحضرت نے یہ آیت ان کو سنائی تو سب سے پہلے جناب ام سلمہؓ کھڑی ہو گئیں اور کہا میں نے دنیا پر خدا و رسولؐ کو اختیار کیا اُن کے بعد سب عورتوں نے حضرت کے گلے میں باہیں ڈال کر وہی بات کہی۔ اُس وقت خدا نے آیت توبی من تشاء منهن و توفى اليك من تشاء نازل فرمایا یعنی اُسے رسولؐ ان میں سے جس کو چاہو طہرہ کر دو اور طلاق دے دو اور جس کو چاہو بربادہ کر دو اور نکاح پر باقی رکھو۔ پھر خدا نے آنحضرت کی بیویوں سے خطاب فرمایا **يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ إِن كُنتُنَّ تُحِبُّونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا فَذٰلِكُمْ شَرٌّ لِّمَنِّهَا مِمَّا كُنْتُمُ التَّائِبِينَ أَمْ تَكُونُ أَنتُمْ حَكِيمٌ** **مَرَّاحًا جَعِلَ لَهَا كُنتُنَّ تُحِبُّونَ الدُّنْيَا فَذٰلِكُمْ شَرٌّ لِّمَنِّهَا مِمَّا كُنْتُمُ التَّائِبِينَ** **وَأَعَدَّ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنكُنَّ أَجْرًا عَظِيمًا** **وَأَيَّت ۙ ۱۴۰** **سورة احزاب ۳۴** **وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ**

ترجمہ (۱۴۰) آنحضرتؐ کو اختیار کریں یا دنیا کو اختیار کریں اور انہوں نے آنحضرتؐ کو اختیار کیا تو خدا نے آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حرام کر دیا کہ ان کے بعد دوسری عورتیں اختیار کریں یا ان کو تبدیل کریں۔ بعض کا قول ہے کہ اس حکم کی ابتداء میں یہ مقرر ہوا اُس کے بعد منسوخ ہو گیا اور جو کچھ احادیث میں وارد ہوا ہے قابل اعتماد ہے اور دوسرے اقوال اہلسنت کے موافق ہیں۔

یہی تھا کہ نبیؐ نے ۳۰ سالہ احزاب سے نبیؐ کی بیویوں میں سے جو بہ کاری احمدؓ کوئی کے کام کرنے کی مثل عمر سے نکلنے اور بصرہ جا کر امیر المؤمنینؓ سے جنگ کرنے کے تو اس کے لئے دوسرا عذاب دنیا و آخرت میں ہو گا اور یہ امر خدا کے لئے آسان ہے اور تم میں سے جو خدا و رسولؐ کی فرمانبرداری کرے گی اور نیک اعمال بجالائے گی تو ہم اُس کے عمل کا دوسرا بدلہ دیں گے اور بہتر روزی عطا کریں گے۔

حضرت صادقؑ سے بسند صحیح روایت ہے کہ تاحشم مہینہ اور دوسرا کرنے والا گناہ تلواس کے ساتھ خروج کرتا ہے جو فائش سے صادر ہوتا۔

کلیں نے بسند ہائے معتبر بار امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ خدا کو اپنے پیغمبرؐ کے بارے میں غیرت آتی کہ بعض بیویوں نے سختی کی کہ محمدؐ گمان کرتے ہیں کہ اگر ہم کو طلاق دے دیں گے تو ہم کو اپنی قوم میں کوئی مرد نہ ملے گا جو ہم کو زوجہ بنائے۔ دوسری روایت کے مطابق زینبؓ نے کہا کہ آپ ہمارے درمیان انصاف نہیں کرتے ہیں باوجودیکہ خدا کے رسولؐ ہیں۔ اور حضرتؐ نے کہا اگر وہ ہم کو طلاق دے دیں تو ہم اپنی قوم میں سے انتخاب کر لیں گے کہ وہ ہم کو زوجہ بنائے۔ اور دوسری روایت کے مطابق یہ باتیں زینبؓ نے ہی کہی تھیں۔ جب آیتِ تحنیر نازل ہوئی حضرتؐ آنحضرتؐ راتیں اپنی تمام بیویوں سے علیحدہ رہے اور ہر ایک کے بالا خانہ پر قیام فرماتے تھے اور دوسری روایت کے مطابق بیش از روز حضرتؐ پر کوئی وحی نازل نہیں ہوئی۔ بعد اس کے آیتِ تحنیر نازل ہوئی۔ تو حضرتؐ نے بیویوں کو طلب فرمایا اور ان کو اختیار دے دیا۔ انہوں نے آنحضرتؐ کو اختیار کیا۔ اگر دنیا اختیار کرتیں تو حضرتؐ پر حرام ہو جاتیں جس کا مطلب طلاق پائے تھا۔ اور دوسری روایت کے مطابق اگر وہ دنیا اختیار کرتیں تو آنحضرتؐ اُن کو طلاق دے دیتے پھر ہرگز ممکن نہ تھا کہ وہ حضرتؐ کو اختیار کرتیں اور اُن کی جانب پھر حضرتؐ رغبت فرماتے۔ اور دوسری روایت کے مطابق جب زینبؓ بہت محبت کی باری آئی وہ دفعہ کر حضرتؐ کے پاس آئیں اور حضرتؐ کے ہاتھ چومے اور کہا میں نے خدا و رسولؐ کو اختیار کیا۔

بہت سی معتبر حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ یہ حکم مخصوص حضرتؐ کے لئے تھا۔ دوسروں کے لئے نہیں ہے کہ وہ اپنی عورتوں کو ایسا اختیار دیں۔

۱۔ مؤلف فرماتے ہیں کہ فقہائے امامیہ رضوان اللہ علیہم کے درمیان مشہور یہ ہے کہ محبت کا اپنے اختیار سے مرد سے نکالی و علیحدگی اختیار کرنا صرف آنحضرتؐ سے مخصوص تھا۔ لیکن بعض کا قول ہے کہ یہ حکم قدسوں کے لئے بھی نافذ ہے لیکن اس کے ماقع کرنے میں اختلاف ہے کہ آیا طلاق پائے سے وقوع ہو سکتا ہے یا طلاق رجعی سے۔ اور زیادہ واضح تو یہ ہے کہ یہ حکم آنحضرتؐ سے مخصوص تھا لہذا اس کے وقوع میں غور و فکر کرنا اور کچھ کہنا بیکار ہے۔ خدا صواب سے زیادہ آگاہ ہے۔

ترتیب و اسباب

جناب نبی سے تزویج کا تذکرہ اور زید بن حارثہ کے بعض حالات

ابو ہریرہؓ نے معتبر سندوں کے ساتھ حضرت امام رضاؑ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دفعہ کسی کام سے زید بن حارثہؓ بن شراحیلؓ کلبی کے گھر تشریف لے گئے۔ جب مکان کے اعدا داخل ہوئے تو دیکھا کہ زید کی نوجوہ زینبؓ غسل کر رہی تھیں۔ حضرت نے فرمایا سُبْحَانَ الَّذِي خَلَقَ رِيَاكُ ہے وہ خدا جس نے تم کو خلق کیا، اس بارشاد سے آنحضرتؐ کی غرض یہ تھی کہ وہ خدا کو پاک و منزہ سمجھیں اور اس کو ان کافروں کے اس قول سے پاک سمجھیں جو یہ کہتے ہیں کہ فرشتے خلک ہیں جیسا کہ خود خداوند عالم برہنہ فرماتا ہے۔ اَفَاَضْلُكُمْ ذِكْرُ الْبَنِيَّةِ فَاصْنَعُوا مِنَ الْمَرْثَةِ اِنَّا كُنَّا اَمْ كُنْزُ تَقْوٰكُمُ قَوْلًا عَظِيْمًا تَابِعْتُمْ سَوْتَهُنَّ اَمْرًا رَّيْلًا کیا خدا نے تم کو لڑکے دے کر بلند کر دیا اور اپنے واسطے فرشتوں کو اپنی بیٹیاں بنایا ہے۔ بیشک یہ بڑی سخت بات ہے۔ تو جب آنحضرتؐ نے اُن کو غسل کی حالت میں مشاہدہ فرمایا تو کہا میں اس خدا کو منزہ سمجھتا ہوں جس نے تم کو پیدا کیا اس سے کہ وہ کوئی فرزند نہ رکھتا ہو جو خود پاک کرنے اور غسل کرنے کا محتاج ہو۔ جب زیدؓ اپنے گھر واپس آئے تو زینبؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسناد اُن سے بیان کیا کہ رسول اللہؐ نے ایسی بات کہی اور واپس چلے گئے۔ زیدؓ نے کہا کہ آنحضرتؐ نے یہ بات اس لئے فرمائی کہ زینبؓ کا حسن اُن کو بھلا معلوم ہوا۔ پھر وہ حضرتؐ کی خدمت میں گئے اور کہا یا رسول اللہ میری نوجوہ ہر خلق سے کہیں اُس کو طلاق دینا چاہتا ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ اپنی نوجوہ کی حفاظت کرو اور خدا سے ڈرو۔ چونکہ خداوند عالم نے آپؐ کی بیویوں کی تعداد دنیا میں ادا شدت میں ادا ان کے نام آپؐ کو پندیرہ دی بتائے تھے اور زینبؓ بھی انہی میں تھیں اور بات آنحضرتؐ کے دل میں تھی۔ اہل آپؐ نے زیدؓ کو دیکھ کر ہر روز فرمایا تھا اس خوف سے کہ لوگ کہیں گے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے غلام سے کہتے ہیں کہ تمہاری نوجوہ اس کے بعد میری نوجوہ ہوگی۔ اور دوسری روایت کے مطابق حضرتؐ کو یہ خوف ہوا کہ منافقین کہیں گے جو محبت دوسرے کی نوجوہ ہے تم کہتے ہو کہ وہ میری بیویوں میں سے ہے اور مومنوں کی ماں ہے اور آنحضرتؐ پر تہمت لگائیں گے۔ لہذا حق تعالیٰ نے حکم دیا کہ اپنے دل میں وہ بات پوشیدہ رکھیں جس کو خدا ظاہر کرنے والا ہے اور لوگوں کے الزامات سے خوف کرتے رہیں۔ غرض زید بن حارثہؓ نے زینبؓ کو طلاق دے دی اور فقہ کی مدت گزرنے کے بعد خدا نے ان کو پیغمبرؐ سے تزویج فرمایا اور وہ آیتیں نازل فرمائیں۔ چونکہ جانتا تھا کہ حضرتؐ کو منافقین تہمت لگائیں گے اس لئے یہ آیت نازل فرمائی

خدا کے رسولؐ کو اذیت پہنچاؤ۔ اصرار گز ان کے بعد ان کی بیویوں سے نکاح مت کرو کیونکہ یہ امر خدا کے نزدیک بہت سخت ہے۔

چونواں باب

جناب ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حالات

حضرت صادقؑ سے بسند مضمر این باب میں ہے کہ ایک روز ام سلمہ کو خبر پہنچی کہ ان کے کسی آزاد کردہ غلام نے جناب امیرؓ کو کچھ بھاکھا ہے۔ آپ نے اس کو اپنے پاس بھلایا اور فرمایا: میری تیری ماں تیرے سوگ میں بیٹھے تاکہ میں تجھ کو جناب رسولؐ خلاصے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث سے آگاہ کروں۔ اس کے بعد اپنے واسطے جو بہتر بھنا اختیار کرتا۔ بیشک ہم نو محمدؐ میں آنحضرتؐ کے حوالہ نکاح میں تھیں۔ ایک مرتبہ جبکہ میری باری کا دن تھا آنحضرتؐ میرے گھر تشریف لائے اور فرمایا آپ کے سر اور پیشانی سے چمک رہا تھا۔ اور حضرت علیؓ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے ہوئے تھے۔ مجھ سے فرمایا اے ام سلمہ یہاں سے ہٹ جاؤ اور مکان ہمارے واسطے خالی کر دو۔ میں یہ سنکر باہر چلی گئی اور آنحضرتؐ علیؓ سے راز کی بات کرنے میں مشغول ہوئے۔ میں ان حضراتؐ کی آواز سن رہی تھی لیکن باتیں نہیں سمجھ رہی تھی۔ جب بہت زیادہ دیر ہو گئی تو میں دروازہ کے قریب گئی اور عرض کی یا رسول اللہ کیا آپ اجازت دیتے ہیں کہ میں حاضر ہوں؟ فرمایا نہیں تو میں واپس چلی آئی۔ میرا دل سرحد سے لبریز تھا میں پلٹ آئی اس خوف سے کہ میرا آنا آنحضرتؐ کو ناگوار گزرا ہو یا آسمان سے کوئی بُری خبر یا کوئی آیت میرے حق میں نازل ہوئی ہو۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد دروازہ کے قریب آئی اور اجازت طلب کی مگر اجازت نہ ملی اور پہلے سے زیادہ سہمہ تھی۔ پھر تیسری مرتبہ گئی اور اجازت چاہی۔ حضرتؐ نے فرمایا: آ جاؤ۔ میں مکان میں داخل ہوئی تو دیکھا علیؓ دُعا کر رہے تھے۔ آنحضرتؐ کی خدمت میں بیٹھے ہیں اور کہتے ہیں میرے باپ ماں آپ پر خدا رحمت فرمائیے اللہ اگر ایسا ہو تو کیا حکم ہے؟ فرمایا میں نہیں صبر کا حکم دیتا ہوں۔ علیؓ نے پھر دوبارہ یہی سوال کیا اور حضرتؐ نے پھر صبر کا حکم دیا۔ جب تیسری مرتبہ پھر وہی بات دریافت کی تو حضرتؐ نے فرمایا اے علیؓ! اسے میرے بھائی جب معاملہ پکا کر پہنچے تو نیام سے تلوار نکال لینا اور دوش پر چاڑھ ڈال لینا اور جنگ کرنا اور پروا نہ کرنا یہاں تک کہ جب تم میرے پاس آؤ تو تمہاری تلوار سے خون نکلتا ہے۔ پھر آنحضرتؐ نے میری جانب رخ کیا اور فرمایا اے ام سلمہ! تمہارے چہرے سے رنج و ملال کیوں ظاہر ہو رہا ہے؟ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! اس وجہ سے ہے کہ مجھ کو چند مرتبہ اپنے پاس سے آپ نے ہٹا دیا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا کی قسم تم کو غضب کے سبب سے نہیں ہٹا دیا اور تمہاری ذات میں میرے نزدیک کوئی بُرائی نہیں۔ بیشک تم خدا و رسولؐ کی طرف سے خیر پر

خبردار! حضرت ام سلمہؓ کی ہر بات پر غور فرمائیے۔

لیکن جب ہم آئی تھیں میری ماہی جانب جبریلؑ اور بائیں طرف علیؑ تھے اور جبریلؑ مجھے اُن واقعات سے آگاہ کر رہے تھے جو میرے بعد ہونے والے ہیں اور مجھے تاکید کر رہے تھے کہ علیؑ کو اُن امور کے بارے میں وصیت کروں کہ اُن فنون میں ان کو کیا کرنا چاہیے۔ اسے ام سلمہؓ سنو اور گواہ رہنا کہ علیؑ بن ابی طالبؑ دنیا میں میرے وزیر ہیں اور آخرت میں میرے وزیر ہیں۔ اسے ام سلمہؓ سنو اور گواہ رہو کہ علیؑ بن ابی طالبؑ دنیا میں میرے عہد اور قیامت میں میرے عہد ہیں۔ اسے ام سلمہؓ سنو اور گواہ رہو کہ علیؑ بن ابی طالبؑ میرے بعد میرے وصی اور جانشین ہیں اور میرے وعدوں کے پورا کرنے والے ہیں اور جو حق کو ترسے اپنے دشمنوں کو ہٹانے والے ہیں۔ اسے ام سلمہؓ سنو اور گواہ رہو کہ علیؑ بن ابی طالبؑ مسلمانوں کے سردار اور بزرگ ہیں اور متقیں کے برگزیدہ اور پیشوا ہیں اور مومنین کو بہشت میں لے جانے والے ہیں اور ناکشیں و قاسطین اور منافقین کے قتل کرنے والے ہیں۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہؐ ناکشیں کون ہیں؟ فرمایا وہ لوگ ہیں جو علیؑ سے عینہ میں بیعت کریں گے اور بعبرہ میں اُس بیعت کو توڑیں گے۔ میں نے پوچھا قاسطین کون لوگ ہیں؟ فرمایا منافقین اور مشام کے وہ باشندے جو اُس کی اطاعت کریں گے۔ میں نے پوچھا اور منافقین کون ہیں؟ فرمایا نہروان کے خوارج ہیں۔ جب جناب ام سلمہؓ نے یہ حدیث اپنے غلام سے بیان فرمائی تو اُس نے کہا آپ نے مجھے نجات دلائی اور میرے دل کی گرہ کھول دی۔ خدا آپ کو کثرت بخشے خدا کی قسم اب آئندہ ہرگز علیؑ کے بارے میں نامناسب بات نہ کہوں گا۔

سیح طوسی نے بسند معتبر ابو ذرؓ کے غلام ثابت سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں جنگ جمل میں امیر المومنینؓ کے لشکر کے ساتھ تھا۔ جب میں نے عائشہؓ کو مخالفین کی صفوں کے آگے دیکھا میرے دل میں شک پیدا ہوا جس طرح کہ اند لوگ اُن کے سبب سے شک میں مبتلا تھے۔ جب دوپہر ہوئی تو خدا نے میرے دل سے وہ شک فائل کر دیا اور میں امیر المومنینؓ کے لشکر کے ساتھ مخالفین سے جنگ میں مشغول ہوا۔ اُس کے بعد جناب ام سلمہؓ نے جہز رسول اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا قصہ اُن سے بیان کیا۔ مسئلہ نے فرمایا کہ تو نے کیا کیا جس وقت کہ لوگوں کے طائر دل اپنے آسشیانوں سے پرواز کر چکے تھے۔ میں نے میرے دل میں بھی شک پیدا ہو گیا تھا۔ میں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اُس نے اُس شک کے پردہ کو میرے دل سے ہٹا دیا اور امیر المومنینؓ کی خدمت میں حاضر نہ کر اُن کے دشمنوں سے خوب جنگ کی۔ ہم مسئلہ نے فرمایا بہت اچھا کیا۔ میں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ علیؑ قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن علیؑ کے ساتھ ہے۔ اور یہ آپس سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پہنچیں۔

تاییدات علیؑ قرآن کے ساتھ اور قرآن علیؑ کے ساتھ۔

قرب الاسناد حمیری میں بسند صحیح حضرت صادقؑ سے مروی ہے کہ انصار میں سے ایک عہدہ تھی جس کا نام حسرت تھا۔ وہ جناب رسول خداؐ کے بعد ہمیشہ حضرتؑ کے اہلبیتؑ کے پاس آتی جاتی تھی اور ان کو بہت دوست رکھتی تھی ایک روز ابو بکرؓ و عمرؓ نے راستہ میں اُس کو دیکھا۔ پوچھا اے حسرت کہاں جاتی ہو؟ کہا آئی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تاکر اُن کا حق ادا کروں اور اپنے عہد کو تازہ کروں۔ اُن دونوں نے

کے مقابلہ میں قوت جماعت میں کیسے ہیں۔ ام سلمہ نے کہا کہ وہ بھی مثل اور مردوں کے ہیں۔ ان کے بعد آنحضرتؐ تشریف لائے۔ ام سلمہ اپنی بات پر پشیمان ہوئیں اور ڈریں کہ ان کے بارے میں آسمان سے کوئی آیت نازل ہو جائے تو سبقت کر کے آنحضرتؐ سے ان دونوں حضرات کی باتیں بیان کر دیں یہ سنکر آنحضرتؐ اس قدر غضبناک ہوئے کہ حضرتؐ کے چہرہ اقدس کا رنگ سفید ہو گیا اور دونوں آنکھوں کے درمیان خشم سے پسینہ ظاہر ہو گیا۔ اور گھر سے باہر آئے اس طرح کہ شدت غضب سے وہ اپنے مبارک زمین پر لٹک رہی تھی۔ اور مسجد میں تشریف لائے۔ منبر پر گئے اور انصار کو بلایا۔ جب ان لوگوں نے حضرتؐ کو اس حال سے دیکھا سب نے جسم پر ہتھیرا لگائیے اور حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنحضرتؐ نے خدا کی حمد و ثنا کی اور فرمایا ایتھا الناس! کیا سب ہے کہ منافقین کا ایک گروہ میرے پیچوں کی جستجو کرتا ہے اور میرے عیب دریافت کرتا ہے۔ خدا کی قسم میں تم سب میں حسب کے لحاظ سے بزرگ تر ہوں اور نبی کے لحاظ سے پاکیزہ تر ہوں اور لوگوں کی نیت میں اپنے خدا کا سب سے زیادہ اطاعت کرنے والا ہوں۔ جو شخص تم میں سے کوچھے کہ اس کا باپ کون تھا تو میں اسے بتاؤں گا۔ یہ سنکر ایک شخص اٹھ کھڑا ہوا اور پوچھا میرا باپ کون ہے فرمایا تیرا باپ فلاں چرہا ہے۔ پھر دوسرا شخص کھڑا ہوا، پوچھا میرا باپ کون ہے آپ نے فرمایا فلاں غلام سیاہ رنگ۔ پھر تیسرا شخص اٹھا اور اس نے پوچھا میرا باپ کون ہے فرمایا تیرا باپ وہی ہے جس کی طرف تجھ کو لوگ نسبت دیتے ہیں۔ پھر انصار اٹھ کھڑے ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ! ہم کو معاف فرمائیے تاکہ خدا آپ کے مراتب بلند کرے۔ بیشک خدا نے آپ کو رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ چونکہ آنحضرتؐ کی عادت تھی کہ جب حضرتؐ کے پاس لوگ عاجزانہ گفتگو کرتے اور متادشش کہتے تو شرم و حیا کے سبب حضورؐ کی جبین اقدس عرف اقدس ہو جاتی اور لوگوں کی برائیوں سے خشم پوشی فرماتے۔ غرض حضرتؐ منبر سے اتر کر دولت سرا تشریف لے گئے۔ صبح ہوئی تو جبریلؑ نازل ہوئے اور بہشت کے ہر سیدہ کا ایک پیالہ حضرتؐ کیلئے عرض کی یا رسول اللہ! اس کو آپ کے لئے حمدوں نے تیار کیا ہے اس کو آپ نوش فرمائیں اور آپ اور ان کے فرزندوں کے سوا کوئی نہ کھائے کیونکہ آپ لوگوں کے سوا کسی میں یہ صلاحیت نہیں۔ غرض جناب رسول خداؐ علی خاتمہ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے اور اس ہر سیدہ سے تناول فرمایا اس سبب سے خداوند عالم نے آنحضرتؐ کو چالیس مردوں کی قوت جماعت کرامت فرمائی۔ اس کے بعد ایسا تھا کہ جب حضرتؐ چاہتے ایک شب میرا پانی تمام بیویوں سے مقادرت فرماتے تھے۔

بسنید معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ مغیرہ کے فرزند ولید کی وفات ہوئی۔ ام سلمہ نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی کہ مغیرہ کے خاندان والوں نے فرش عزائمکافی ہے اجازت دیجئے کہ ان کی تعویث کے لئے جاؤں۔ حضرتؐ نے اجازت دے دی۔ ام سلمہ نے اپنے کپڑے پہنے اور جانے کے لئے تیار ہوئیں۔ وہ حسن و جمال میں پری کے مانند تھیں۔ جب وہ گھڑی ہوئی تھیں اور اپنے بالوں کو کھول دی تھیں تو تمام جسم ڈھک جاتا تھا۔ وہ اپنے گیسوؤں کے کناروں کو اپنے مخالوں سے باندھ دیتی تھیں۔ غرض اپنے فرزند پر حضرتؐ کے سامنے نوم کرنا شروع کیا اور آنحضرتؐ نے ان کو منع نہیں کیا اور نہ

کوئی عیب بتایا۔

بسنید معتبر انہی حضرت سے روایت ہے کہ ایک روز جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ام سلمہ کے گھر تشریف لائے اور فرمایا کہ کیا سبب ہے کہ تمہارے گھر میں برکت نہیں دیکھتا ہوں۔ ام سلمہ نے کہا میں خدا کی حمد کرتی ہوں کہ آپ کے سبب سے میرے گھر میں بہت برکت ہے۔ حضرت نے فرمایا غلطے میں برکتیں بھی ہیں۔ آب و آتش و گوسفند۔

بسنید معتبر حضرت صادق سے روایت ہے کہ ایک روز جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک عورت کو دیکھا حضرت کو وہ اچھی معلوم ہوئی تو فرمایا ام سلمہ کے گھر آئے اچھی کی باری کا دل تھا۔ حضرت نے اُن سے مقاربت کی اور منسل کر کے باہر تشریف لائے منسل کا پانی آپ کے سر اقدس سے ٹپک رہا تھا۔ پھر فرمایا لوگو نظر کرنا شیطان کے سبب ہے لہذا جس شخص کو دیکھنے کے بعد خواہش پیدا ہو کہ اپنی زوجہ کے پاس اس کے اندر مقاربت کرے تاکہ اُس کی شہوت ساکن ہو جائے۔

بچپن وال باب

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت حفصہ کے حالات

حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ لَوْ كُنْتَ مِمَّا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ نِسْتَيْنِ مَوْصَاتٍ أَرْوَاهُ اللَّهُ تَحْقُوقًا تَحِيمًا ۚ قَدْ فَرَضَ اللَّهُ لَكُمْ تَحِيمًا يُغْنِي عَنْكُمْ اللَّهُ مَوْلَاكُمْ ۚ وَهُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ۝ (آیہ ۱۰) سہ تحريم چاہیے اسے پیڑ بزرگ و بلند اکھوں کا چیز اپنے لئے حرام قرار دیتے جو جس کو خدائے جلّ کیلئے کیا اپنی بیویوں کی خوشی کے لئے ایسا کرتے ہو اور اللہ تو بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔ بیشک خدائے تمہارے لئے قسم بر طرف کرنے کا کفارہ مقرر کیا ہے اور خدا تمہارا دوست و مددگار ہے اور وہ جاننے والا حکیم ہے۔ علی بن ابیہم نے بسنید معتبر حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ یہ آیتیں اُس وقت نازل ہوئیں جبکہ عائشہ و حفصہ کو اطلاع ہوئی کہ آنحضرت نے ماریہ کے ساتھ قربت فرمائی ہے اور حضرت نے اُن دونوں سے قسم کھا کر کہا کہ آئندہ ماریہ کے پاس نہ جائیں گے تو خدائے یہ آیتیں نازل فرمائیں اور آنحضرت کو حکم دیا کہ اپنی قسم کا کفارہ دیں اور ماریہ سے مقاربت ترک نہ کریں۔ نیز یہ روایت بھی کی ہے کہ ان آیتوں کے نازل ہونے کا سبب یہ تھا کہ آنحضرت ایک روز حفصہ کے گھر تھے اور ماریہ قطیفہ آنحضرت کی خدمت میں مشغول تھیں۔ اسی اشارہ میں حفصہ کسی کام سے کہیں گئیں اور آنحضرت نے ماریہ سے مقاربت فرمائی۔ حفصہ کو اس کی خبر ملی تو بہت غصہ آیا اور کہا یا رسول اللہ میری باری کے دن میرے ہی بستر پر اپنے

ایک کنیز کے ساتھ مقاربت کی۔ آنحضرتؐ یہ سنکر شرمندہ ہوئے اور فرمایا کہ اچھا گور کرو آئندہ ماریشہ کو میں نے اپنے اور پر حرام کر لیا پھر کبھی اس سے مقاربت نہ کروں گا۔ اس وقت یہ آیتیں نازل ہوئیں۔

شیخ طبرسی نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ کا یہ معمول تھا کہ نماز صبح سے غروب تک جو کراہی سب بیویوں کے گھر جاتے اور ان کی مزاج پڑھی کرتے خیریت دریافت فرماتے اور اگر کبھی حضرتؐ کے واسطے کوئی شہدہ صدید بھیجتا تو حضرتؐ شہدہ کھانے کے لئے ان کے یہاں کچھ دیر ٹھہر جایا کرتے تھے جب عائشہؓ نے یہ حال دیکھا تو چند دوسری بیویوں کے ساتھ مل کر یہ سازش کی کہ تمہارے پاس آنحضرتؐ جب آئیں تو ان سے کہو کہ آپ کے دہن سے منافقہ کی بو آتی ہے اور وہ ایک بدبو دار گوند ہوتا ہے جس پر شہدہ کی مکھی بیٹھ جاتی ہے تو شہدہ میں وہ بو پیدا ہو جاتی ہے۔ اور عائشہؓ جانتی تھیں کہ آنحضرتؐ کو یہ امر بہت ناگوار ہوتا ہے کہ آپ کے منہ سے بدبو آئے۔ غرض جب آنحضرتؐ سوڈا کے پاس گئے تو انہوں نے عائشہؓ کے خوف سے کہا یا رسول اللہؐ یہ کیسی بدبو ہے کہ جو آپ کے منہ سے سونگہ رہی ہوں۔ شاید آپ نے منافقہ کھایا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا انہیں اہل بیت حضرتؐ کے یہاں شہدہ کھایا ہے۔ پھر حضرتؐ جس بیوی کے پاس جاتے وہ اسے بطرح حضرتؐ سے کہتیں یہاں تک کہ آپ عائشہؓ کے پاس گئے تو انہوں نے اپنی ناک بند کر لی اور کہا کہ آپ کے دہن سے منافقہ کی بو آتی ہے کیوں غصہ ہو رہی ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا حضرتؐ کے یہاں میں نے شہدہ کھایا ہے حضرت عائشہؓ نے کہا شاید اس شہدہ کی مکھی منافقہ پر بیٹھی ہوگی۔ حضرتؐ نے فرمایا خدا کی قسم اب پھر کبھی شہدہ کھاؤں گا۔ بعض کہتے ہیں کہ حضرتؐ نے شہدہ ام سلمہؓ کے پاس کھایا تھا۔ بعض کا قول ہے کہ زینب بنت جحش کے یہاں کھایا تھا اور عائشہؓ اور حضرتؐ آپس میں یہ سازش کی تھی کہ جب آنحضرتؐ ان دونوں کے پاس آئیں تو ہر ایک ایسی بات کرے کہ آپ کے منہ سے منافقہ کی بو معلوم ہوتی ہے اسی سبب سے حضرتؐ نے اپنے لئے شہدہ حرام کر لیا۔

شیخ طبرسی اور عامر کے مطہرین کے ایک گروہ نے روایت کی ہے کہ ایک روز آنحضرتؐ حضرتؐ کے گھر میں تھے اور انہوں نے اجازت طلب کی کہ اپنے باپ کے یہاں جائیں۔ حضرتؐ نے اجازت دے دی اور وہ علیؓ گئیں۔ حضرتؐ نے مدینہ کو بجا یا اللہ ان سے خلوت فرمائی۔ حضرتؐ واپس آئیں تو دیکھا کہ عرواقہ بند ہے تو انتظار کیا یہاں تک کہ حضرتؐ نے عرواقہ کھولا۔ حضرتؐ کے چہرہ و اقداس سے پسینہ ٹپک رہا تھا تو حضرتؐ نے آنحضرتؐ پر بہت خشکی ظاہر کی۔ حضرتؐ نے فرمایا وہ میری کنیز ہے خلع نے اس کو گلہ پر حلال کیا ہے اور تمہاری خاطر سے میں نے اب حرام کر لیا۔ لیکن یہ راز ہے کسی سے مت کہنا۔ پھر حضرتؐ ان کے پاس سے باہر چلے گئے وہ تو ابھی ایک پتھر سے وہ دیوار چٹنے لگیں جو ان کے اور عائشہؓ کے گھر کے درمیان تھی۔ اور کھائے عائشہؓ تم کو خوشخبری ہو کہ آنحضرتؐ نے اپنی کنیز زاریہؓ کو اپنے لئے حرام قرار دے لیا اور ہم کو اس کی طرف سے چھٹکارا ملا اور اطمینان اٹھا پھر جو گزانا تھا عائشہؓ سے بیان کیا کہ چونکہ وہ اور عائشہؓ آپس میں متفق تھیں اور حضرتؐ کی تمام بیویوں کو آزاد کرنا چاہتے ہیں ایک وہ دوسرے کی مددگار تھیں۔ اس وقت یہ آیتیں نازل ہوئیں تو حضرتؐ نے حضرتؐ کو طلاق دے دی اور اپنی تمام عورتوں سے آنتیں روز تک کندہ کش رہے۔ اور ماریشہ کے بالا خانہ پر بسر کرتے رہے یہاں تک کہ خلع نے آیدے پھر نازل فرمائی۔ بعض کا قول ہے کہ حضرتؐ نے عائشہؓ کی باری کے لئے

مادی سے غفلت کی تھی شاید حضرت کو معلوم ہو گیا تھا۔ حضرت نے حضرت سے فرمایا تھا کہ عائشہ سے مت کہنا
کیونکہ میں نے مادیہ کو اپنے اوپر حرام کر لیا ہے۔ لیکن انہوں نے تو ابھی عائشہ کو خبر دے دی اور کہا
یہ بات کسی سے مت کہنا۔ اس وقت خدا نے ہر تین نازل فرمائیں۔ **وَلَا تَأْتُوا الشُّبُهَاتِ إِلَى بَعْضِ**
أَعْرَاجِهِ حَدِيثًا فَلَمَّا تَبَيَّنَتْ لَهُمْ وَأَخْلَصُوا إِلَهُ عَلَيْهِ عَزَّ وَجَلَّ بَعْضُهُ وَأَعْرَضَ عَنْ
بَعْضٍ فَلَمَّا تَبَيَّنَ أَهْلُهَا قَالَتْ مَنْ أَنْبَأَكَ هَذَا لَقَدْ نَبَأَنِي الْعَلِيمُ الْخَبِيرُ (آیت ۱۰۰)
سورۃ تحریم ۱۰۰) اسے ایمان والو! وہ وقت یاد کرو جبکہ پیغمبر نے اپنی ایک بیوی سے ایک راز کی بات کہی (یعنی
مارہ کو حرام کرنے کے لئے یا شہداء یا ابو بکر و عمر کی حکومت کے بارے میں جیسا کہ اس کے بارے میں مذکور
ہوگا) تو جب حضرت نے عائشہ کو اس راز سے آگاہ کر دیا تو خدا نے اپنے پیغمبر کو مطلع کر دیا اور انشا کرنے
والی کو پھینچا دیا۔ اور پیغمبر نے حضرت کو وہ باتیں کچھ بتا دیں اور کہہ دیا کہ تم نے خیانت کی ہے اور کچھ باتیں
نہیں بتائیں اور مروت کے سبب سے ان کے منہ پر جہیں کہیں تو حضرت نے پوچھا آپ سے یہ حال کس نے
کہا کہ میں نے آپ کا راز افشاء کر دیا حضرت نے فرمایا کہ مجھے خلیفہ عظیم و خیر نے مطلع فرمایا۔

علی بن ابی طالب اور عیسیٰ نے روایت کی ہے کہ جب حضرت کو مادیہ کے بارے میں اطلاع ہوئی اور
حضرت پر غضبناک ہوئیں حضرت نے فرمایا کہ اچھا وہ گنہگار میں نے تمہاری خاطر سے مادیہ کو اپنے لئے حرام کر
دے لیا اور تم سے ایک راز کہتا ہوں اگر تم نے کسی سے کہہ دیا تو تم پر خدا کی لعنت ہوگی اور فرشتوں کا قہر و
عتاب اور تمام دنیا کے لوگوں کی طعن حضرت نے کہا ایسا ہی ہوگا فرمائیے وہ راز کیا ہے۔ حضرت نے فرمایا
وہ راز یہ ہے کہ ابو بکر میرے بعد ظم و جور کے ساتھ خلیفہ ہوں گے ان کے بعد تمہارے باپ خلیفہ ہوں گے حضرت
نے کہا آپ کو کس نے خبر دی ہے حضرت نے فرمایا خدا نے مجھے مطلع فرمایا ہے۔ حضرت نے اس روز عائشہ سے
یہ راز کہہ دیا۔ اور عائشہ نے اپنے باپ ابو بکر سے بیان کیا۔ ابو بکر عمرؓ کے پاس آئے اور کہا کہ عائشہ نے
حضرت سے بات سنی ہے لیکن مجھے اس کی بات پر اعتماد نہیں ہے تم خود حضرت سے پوچھو کہ یہ خبر کس سے
یا نہیں۔ حضرت عمرؓ حضرت کے پاس آئے اور پوچھا یہ خبر کیسی ہے تو عائشہ نے تمہارے حوالہ سے بیان کی ہے
حضرت نے پہلے تو انکار کیا کہ میں نے عائشہ سے کوئی ایسی بات نہیں کہی ہے۔ عمرؓ نے کہا اگر یہ خبر سنی ہے تو مجھے
مت چھپاؤ تاکہ ہم پہلے سے اس کے لئے تدبیریں کریں۔ حضرت نے جب یہ سنا تو کہا ہاں آنحضرتؐ نے ایسا ہی
فرمایا ہے۔ پھر وہ دونوں محدثین اور دونوں مردوں نے آپس میں اتفاق کیا کہ آنحضرتؐ کو نہر سے شہید کر دیا جائے
اس وقت جہر بل نازل ہوئے اور یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ اور وہ راز جو خدا نے کہا ہے یہی راز ہے اور اس کے علاوہ
خدا نے جو کچھ اپنے پیغمبر کو آگاہ فرمایا اس راز کا انشاء کرنا اور آنحضرتؐ کے قتل کا ارادہ تھا جس پر وہ لوگ حاکم بنے
تھے۔ اور خدا نے یہ جو فرمایا کہ حضرت نے بعض کا اظہار فرمایا اور بعض کو چھوڑ دیا اور ظاہر نہ کیا اس سے مراد یہ ہے کہ
حضرت نے حضرت سے فرمایا کہ کہیں تم نے اس راز کو انشاء کیا اور تم کو خدا اور رسول اور فرشتوں کی لعنت کا خوف
نہ ہوا۔ اور ان لوگوں نے جو حضرت کے قتل کا ارادہ کیا تھا اور خدا نے آنحضرتؐ کو ان کے اس ارادہ سے آگاہ فرمایا
تھا حضرت نے اس کا اظہار نہ کیا۔ تو خدا نے عائشہ کو حضرت پر عتاب ظاہر کرنے اور حجت تمام کرنے کے لئے

وہ راز کہہ دیا۔ اور عائشہ نے اپنے باپ ابو بکر سے بیان کیا۔ ابو بکر عمرؓ کے پاس آئے اور کہا کہ عائشہ نے

فرمایا کہ ان تَتُوبَ إِلَى اللَّهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا فَإِنْ ظَلَها رَاعِلِيوْا فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مُوَلِّي السَّيِّئَاتِ
 فَجَاءَتْ بَيْنَ قَوْمِ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمَلِكِ كَذِبًا لَكَ عَلَيْهِمْ غَنِي رَبُّهُ إِنَّ ظَنُّكَ أَنَّ
 أَنْ تَبْدُلَهُ أَزْوَاجًا خَيْرٌ مِنْكَ مُسْلِمَاتٍ مُؤْمِنَاتٍ قَائِمَاتٍ تَعْتَدْنَ عِبَادَاتٍ
 لِّأَسْمَاءٍ ثِيَابٍ وَأَبْكَارًا رَأِيَهُنَّ سَمْعَةَ تَحْرِيْمًا بَعِي اسے عائشہ و حضرت اگر خدا کی بارگاہ میں
 توبہ کر لو افسوس کہ اسے جو تم نے کیا دونوں ہمارے واسطے بہتر ہے، کیونکہ بلاشبہ تمہارے قلوب کفر و
 ضلالت کی طرف مائل ہوئے۔ اللہ ان آنحضرت کی اذیت پر تم ایک دوسرے کی آپس میں مددگار ہو جاؤ کہ
 رکھ پر و انہیں، پیغمبر کا مددگار خطا ہے اور حیرت انگیز اور صالح المؤمنین ہیں جس سے مراد اتفاق خاصہ و عام
 امیر المؤمنین ہیں اور ان کے بعد تمام فرشتے مددگار ہیں۔ مگر پیغمبر تم کو طلاق دے دیں تو خدا تمہارے ہونے
 ان کو تم سے بہتر جو یاں عطا کرے گا جو مسلمان ہوں گی، ایمان والی ہوں گی، نماز پڑھنے والی، فرمانبردار،
 خداوند کے بعد خدا سے رکھنے والی ہوں گی۔ ان میں سے بعض شوہر کر چکی ہوں گی اور بعض کنواری ہوں گی
 اس کے بعد خدا نے اس اشکال کو دفع کرنے کے لئے کہ جاہل لوگ یہ نہ کہیں کہ کیسے ممکن ہے کہ پیغمبر کی جو یاں کفر و
 منافقت ہوں خدا نے ایک مثال ان کے لئے بیان فرمائی جس میں ان کا کفر ہر عاقل پر ظاہر کر دیا جیسا کہ ان دونوں
 کے بعد ارشاد فرمایا ہے کہ۔ هُوَ يَوْمَ اللَّهِ مُسْلِمًا يَلْكَوْنَ كُفْرًا أَمْ أَلَا تَأْتِيهِمْ آيَاتُ اللَّهِ فَالْيَوْمَ كَانَتْ
 كُنْهَتْ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتْهُمَا أَفَلَا تُفْسِحَا عَنْهُمَا مِنَ اللَّهِ شَيْئًا وَقِيلَ
 اذْخُلَا النَّارَ مَعَ الدَّاسِجِينَ ۝ ۵ آیت سورتہ تحریم پچ، یعنی خدا نے ان کے لئے جو کافر جو گنہگار ایک مثال
 بیان کی ہے اور وہ نوح و لوط کی بیویوں کی مثال ہے کہ دونوں عورتیں ہمارے دوستاں تھیں جنہوں
 کی ندامت تھیں پھر ان دونوں نے میرے ان دونوں بندوں سے کفر و نفاق کے ساتھ خیانت کی تو ان دونوں
 پیغمبروں نے ان عورتوں سے خدا کا غضب کچھ دفع نہیں کیا اور ان عورتوں سے قیامت کے روز کہا جائے گا
 یا عالم برزخ میں کافروں کے ساتھ آتش جہنم میں داخل ہو جاؤ۔ علی بن ابیہاشم نے معایت کی ہے کہ ان کی
 ایک خیانت عائشہ کا ظہر و زبیر کے ساتھ امیر المؤمنین سے جنگ کے لئے بھرہ جانا تھا اور حضرت صاحب الامر
 عائشہ کو حکم خداوندہ کریں گے اور اس خیانت کے سبب مد جاری کریں گے۔

اسے مؤلف فرماتے ہیں کہ جناب اقدس الہی نے ان آیتوں میں عائشہ و حضرت کا کفر و نفاق اور ان کا آنحضرت
 کی ایندھن متفق ہونا اس طرح ظاہر و واضح فرمایا ہے جو کسی صاحب عقل سے پوشیدہ نہیں ہے۔ اور ان
 آیتوں کی صراحت و وضاحت کی وجہ سے جو ان کے کفر کے بارے میں نمایاں ہے زعفرانی اور غفر مازی نے
 انتہائی تعصب کے باوجود کہا ہے کہ ان دونوں مثالوں میں خداوند عالم نے جو اس آیت میں اور اس کے بعد
 کی آیت میں جو زین فروع کے بارے میں بیان کی ہے عظیم اشارہ ان دونوں مومنین کی ماؤں کے بارے میں
 فرمایا ہے جو آنحضرت کے آزار پر اتفاق اور حضرت کے باز افشا کرنے میں ان سے صادر ہوا۔ اور حق تعالیٰ نے
 ان مثالوں میں ان کو بیان کیا ہے کہ باوجود کفر و نفاق سببی اور سببی رشتہ قائم نہیں دیتا رہا باقی برصغیر

شیخ طوسی و سید ابی طاووس نے بسند معتبر حضرت امیر المؤمنین سے روایت کی ہے۔ حضرت فرماتے ہیں کہ ایک روز میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ابو بکر و دیگر لوگوں موجود تھے۔ میں بھی آنحضرت کے اندر عائشہ کے درمیان بیٹھ گیا۔ عائشہ نے کہا میری اہل آنحضرت کی گردن کے سوا کہیں اور جگہ نہ تھی۔ حضرت نے فرمایا خاموش اسے عائشہ علی کے پاس سے میں نے اذیت مت دو۔ بے شبہ وہ آخرت میں میرا بھائی ہے اور مومنوں کا امیر ہے۔ حق تعالیٰ اس کو روز قیامت صراط پر چلائے گا اور وہ اپنے دوستوں کو بہشت میں اور دشمنوں کو دوزخ میں داخل کریں گے۔

ابن ابی ہریرہ نے بسند معتبر حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ تین اشخاص ہیں جنہوں نے جناب رسول خدا پر جھوٹ بہت باندھا ہے۔ ابو ہریرہ، انس بن مالک اور عائشہ۔ اہل ابی ابی ہریرہ نے بسند معتبر حضرت امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ جب حضرت قائم آل محمد ظاہر ہوں گے تو وہ عائشہ کو زندہ کریں گے اور انہر حد جاری کریں گے اور جناب فاطمہ کا انتقام لیں گے۔ مادی نے پوچھا میں آپ پر خدا ہوں ان پر کس سبب سے حد جاری کریں گے۔ امام نے فرمایا کہ مادی اہل بیت پر جو القرا کی تھی۔ مادی نے پوچھا کہ خود آنحضرت نے اُن پر کیوں نہ حد جاری فرمائی اور خاندانے قائم آل محمد تک ملوئی کیا۔ حضرت نے فرمایا اس لئے کہ حق تعالیٰ نے آنحضرت کو رحمت بنا کر بھیجا ہے اور حضرت قائم المنتظر کو انتقام لینے کے لئے بھیجے گا۔

رقیقہ ازمت ۹) اگرچہ وہ نسبت اشرف خلق کے ساتھ ہو مگر انہما و مرسلین ہیں اور ایمان لانے کے سبب سے کافروں کے ساتھ نسبت ہونا کوئی نقصان نہیں پہنچاتا اگرچہ وہ کافر فرعون کے مانند ہو۔ واضح ہو کہ ابتدائے سورت میں جو خداوند عالم نے جناب رسول خدا پر خطاب فرمایا وہ ظاہر ہے کہ انتہائی عطف و رحمت ہے یعنی اسے حبیب کیوں اپنی عورتوں کی خاطر سے اُن لذتوں کو اپنے اوپر حرام کرتے ہو جو خدا نے تمہارے لئے حلال کی ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اُن لذتوں کو خود ترک کرنا خصوصاً ایسے وقت میں جبکہ مصیبت ہو حرام نہیں تھا اور نہ وہ فعل حضرت کا مصیبت ہو سکتا ہے اور جناب جو آنحضرت پر آیت سے ظاہر ہوتا ہے حقیقت میں وہ بھی الہی دونوں بیویوں پر قریض ہے کہ اُن کی خاطر جاری کے لئے کیوں اپنے کو چند لذتوں سے محروم کرتے ہو۔ اور اُن دونوں کا الیہ بکر و دیگر کی خلافت کے بارے میں کہنا اگر واقعی حدیث ہو تو بہت سی مصیبتیں ہیں جس میں اُن کا امتحان اعدائے کفر و فتناء کا اظہار ہے اور بہت سی مصیبتیں ہیں جن کے ادراک سے اکثر انسانوں کی عقلیں عاجز ہیں مثلاً شیطان کو خلق کرنے کی مصیبت اور نفس انسانی میں خواہشیں اور اُن کا فساد پر تامل بنا تا دغیر۔ اور مومن کو چاہئے کہ ہر معاملہ میں ایمان پر ثابت قائم رہے اور شبہ و اعتراض کا رد والہ اپنے اوپر نہ کھولے اور شیطان کے دوسروں میں نہ بھٹکے اور اُنہر دین سے جو کچھ اس کو حاصل ہو اُس سے انکار نہ کرے اور اُن معاملات کا ظلم الہی پر چوڑھ دے۔

ترجمہ ابی ابی ہریرہ نے بسند معتبر حضرت امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ جب حضرت قائم آل محمد ظاہر ہوں گے تو وہ عائشہ کو زندہ کریں گے اور انہر حد جاری کریں گے اور جناب فاطمہ کا انتقام لیں گے۔ مادی نے پوچھا میں آپ پر خدا ہوں ان پر کس سبب سے حد جاری کریں گے۔ امام نے فرمایا کہ مادی اہل بیت پر جو القرا کی تھی۔ مادی نے پوچھا کہ خود آنحضرت نے اُن پر کیوں نہ حد جاری فرمائی اور خاندانے قائم آل محمد تک ملوئی کیا۔ حضرت نے فرمایا اس لئے کہ حق تعالیٰ نے آنحضرت کو رحمت بنا کر بھیجا ہے اور حضرت قائم المنتظر کو انتقام لینے کے لئے بھیجے گا۔

شیخ طوسی نے بسند معتبر ام سلمہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجۃ الوداع میں اپنی تمام بیویوں کو ساتھ لے گئے تھے اور ایک ایک رات وہ ایک ایک کے ساتھ بسر فرماتے تھے اس سبب سے کہ ان کے حرم تھے اللہ ان کے درمیان عدالت و رعایت حقوق کے لئے ایسا کرتے تھے۔ جب جناب عائشہ کی باری آئی ان کی باری کے دن و رات حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیر المومنین علیہ السلام کے ساتھ تنہائی میں ان کے ساتھ رات کی باتیں کیں اللہ گھٹکو کو طول دیا تو یہ امر عائشہ پر بہت گراں گزرا۔ ام سلمہ کہتی ہیں کہ عائشہ نے مجھ سے کہا کہ جی چاہتا ہے کہ علیؑ کے پاس جا کر ان کو صحت و کسست کہوں کہ رسول خدا کو کہوں مجھ سے باز رکھا ہے۔ میں نے ہر چند ان کو منع کیا مگر وہ نہ مانیں اور اپنا اونٹ دوڑا کر ان کے پاس پہنچیں۔ پھر وہی جہلی میرے پاس واپس آئیں۔ میں نے مدونے کا سبب پوچھا۔ کہا میں جناب رسول خدا کے پاس گئی اور علیؑ سے کہا اے پسر ابو طالب تم ہمیشہ جناب رسول خدا کو مجھ سے روکے رکھتے ہو۔ جناب رسول خدا نے فرمایا اے عائشہ میرے اور علیؑ کے درمیان حائل مت ہو۔ یقیناً میرے حق میں اس سے کوئی نہیں ڈرتا اس لیے خدا کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے کہ اس کو کوئی مومن دشمن نہیں رکھتا اور کوئی کافر دوست نہیں رکھتا بیشک میرے بعد حق علیؑ کے ساتھ ہے۔ جس طرف علیؑ رُخ کریں گے حق ان کے ساتھ پھرتا رہے گا اور حق کبھی اس سے جدا نہ ہوگا یہاں تک کہ دونوں میرے پاس حوض کوثر پہنچیں۔ ام سلمہ کہتی ہیں کہ میں نے کہا اے عائشہ میں نے تم کو منع کیا تھا تم نے میری بات نہ مانی۔

ابن طاووس نے بسند یائے معتبر حضرت امیر المومنین سے روایت کی ہے۔ وہ حضرت فرماتے ہیں کہ اس آیت جناب کے نازل ہونے سے قبل ایک مرتبہ میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا میں تشریف فرما تھیں۔ میں عائشہ سے آنحضرت کے درمیان بیٹھ گیا۔ وہ بولیں اے ابو طالب کے بیٹے میری گود کے سوا کہیں اللہ مجھ کو نہیں لے۔ میرے پاس سے وعدہ رہو۔ یہ سنتے ہی آنحضرت نے ان کے دونوں شانوں کے درمیان اپنا ہاتھ لگا دیا اور فرمایا تم پر وائے محمد و مومنوں کے حاکم بنیو۔ ان کے اچھے سے فعل اللہ نورانی چھوڑے اللہ تعالیٰ انھیں پیر والوں کے کھونے والے سے کیا چاہتی ہے۔

کعبی نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ ابن مس کھنوم سے جو تابعین اللہ کے موفوں تھے ایک دفعہ آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عائشہ و حضرت آنحضرت کے پاس وجود تھیں۔ حضرت نے ان سے فرمایا کہ اٹھاؤ حجرہ میں چلی جاؤ۔ ان موفوں نے کہا کہ وہ تو نابینا ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ اگر وہ تم کو نہیں دیکھتے ہیں تم تو ان کو دیکھتی ہو۔ اور دوسری روایت کے مطابق فرمایا کہ اگر وہ نابینا ہیں تو تم تو نابینا نہیں ہو۔

بسند معتبر حضرت صادق سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہ سے ماہِ شوال میں عقد کیا نیز بسند معتبر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا ایک شب عائشہ کے پاس سوئے ہوئے تھے۔ رات کو اٹھے اور نماز نافلہ میں مشغول ہو گئے۔ جب حضرت عائشہ کی آنکھ کھلی آنحضرت کو ان کے بستر پر نہیں دیکھ سکے۔ کہا کہ حضرت ان کی کنیز کے پاس گئے ہوں گے لہذا بتا بانہ آئیں اور آنحضرت کو تلاش کرنے لگیں۔ ناگہ ان کا پیر آنحضرت کی گردن مبارک پر پڑا جبکہ آنحضرت سجدہ میں

حق اللہ مسلم ہے اور میرے ان کے ساتھ رہا ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت کی۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت کی۔

گر یہ فرما ہے تھے اور مناجات میں کہہ رہے تھے بَعْدَ لَكَ سَوَادِي وَخِيَالِي وَآمَنَ بِكَ فَوَادِي
وَأَبْوَالِي بِالنَّعْمِ وَأَعْرَفَ لَكَ بِالدَّنْبِ الْعَظِيمِ عَمَلْتُ سُوءًا وَظَلَمْتُ نَفْسِي وَغَفِرْ لِي
أَنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذَّنْبَ الْعَظِيمَ إِلَّا أَنْتَ أَعُوذُ بِغُفْرِكَ مِنْ عِقَابِكَ وَأَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ مَخْطَاكَ
وَأَعُوذُ بِرَحْمَتِكَ مِنْ نِقْمَتِكَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ لَا أَبْلُغُ مَدْحَكَ وَالشَّائِعُ عَلَيْكَ الْكِبْرُ
أَشْفَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ اسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ۔ جب حضرت محمدؐ سے فارغ ہوئے تو ہمارے پاس
حیرت گردن میں تم نے مدد پیدا کر دیا کس بات سے تم کو خوف ہوا۔ کہا تم کو یہ ڈر تھا کہ میں تمہاری کسی کینہ کے
پاس گیا ہوں۔

پچھنوال باب

آنحضرتؐ کے اکثر عزیزوں، غلاموں، ملازموں اور غلاموں کے حالات

شیخ ظہری ابراہیم شہر آشوب نے روایت کیا ہے کہ آنحضرتؐ کے نوچھاتے جو حضرت عبدالطلب کے
فرزند تھے عائشہ زبیر ابوطالب، عذرا، حیلان، خرا، مقوم، ابولہب اور عباسؓ۔ جن میں چار بیٹے
نصفہ سے۔ حارث، ابوطالب، عباس، ابولہب۔ حضرت عبدالطلب کے سب سے بڑے بیٹے تھے۔
اسی وجہ سے ان کو ابو الحارث کہتے تھے اور عبدالطلب کے ساتھ چار نحر مکوہ نے میں شریک تھے
اور عائشہ کے پانچ بیٹے سفیان، مغیرہ، نوفل، ربیعہ اور عبد شمس تھے۔ ابو سفیان فتح کے سال
مسلمان ہوئے۔ نوفل جنگ خندق میں مسلمان ہوئے اور ان کی اولاد بھی باقی رہی۔ اور عبد شمس کا نام جناب
رسول خداؐ نے بدل کر عبد اللہ رکھا۔ ان کی اولاد شام میں آباد ہوئی۔ ابو طالب و عبد اللہ و عبد مناف
ایک ماں سے تھے۔ ان کی ماں فاطمہ دختر عمرو بن عابد بن عمر بن بن مخزوم تھیں۔ حضرت ابوطالب کا نام عبد مناف
تھا ان کے چار فرزند تھے طالب، عقیل، جعفر اور حضرت علیؓ۔ ابو طالب نے جن کا نام فاختہ تھا اور
عجائب تھیں۔ ان سب کی والدہ جناب فاطمہ بنت سعد تھیں۔ ان کی سب اولادیں سوائے طالب کے کئی تھیں۔
جناب ابوطالب ہجرت سے پہلے رحمت الہی سے حاصل ہو چکے تھے۔ جب ان کی وفات کی خبر رسول اللہؐ
کو پہنچی آپ نے امیر المؤمنینؑ سے فرمایا کہ ان کو غسل دو اور کئی وضو کر کے جب جنازہ اٹھانے لگو تو
مجھے اطلاع دینا۔ غرض جناب رسول خداؐ ان کے جنازہ کے ساتھ ہوئے۔ فرماتے تھے کہ اے چچا خدا آپ کو

جنازہ میں سوا خیرات دلائیے۔ زبیر ابوطالب کے فرزند تھے۔
اور ان۔

لے مؤلف فرماتے ہیں کہ عائشہ کے شہادت و گمراہی کے بہت سے حالات جنگ جمل میں مذکور ہیں۔ انشاء اللہ

حضرت نے ان کو خرید کر آزاد کر دیا تھا۔ چوتھے ثوابات میں جس کی کیفیت ابو عبد اللہ رحمی۔ ان کو قبیلہ حمیر نے غلام بنا لیا تھا۔ آنحضرت نے ان کو خرید کر آزاد کر دیا تھا۔ دہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں رہے اور بعد میں آپ کی اولاد امجد کی خدمت میں ساری کے زمانہ تک رہے۔ ہانچوٹیں ایسا دودھ دیتی غلام تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ ثوابی تھے۔ بنی ثعلبہ کی جنگ میں گرفتار ہوئے، حضرت نے ان کا آزاد فرمایا اور ان منافقوں نے ان کو قتل کر دیا تھا جو آنحضرت کے اذن کو قہر میں پڑ کر گرا رہا ہوتا تھا۔ چھٹے شہزادان میں ان کا نام صالح تھا اور حضرت کو اپنے پدر بزرگوار سے میراث میں ملے تھے۔ یہاں کہتے ہیں کہ وہ تھے کے مابہوں کی اولاد سے تھے۔ ساتویں ابو یوسف تھے ان کا نام سلیمان یا سلیم تھا۔ حضرت نے ان کو خرید کر آزاد کر دیا تھا اور ان کی وفات حضرت عمر کی خلافت کے پہلے روندا قح ہوئی۔ آٹھویں ابو ضحیر تھے جنکو حضرت نے آزاد کر دیا تھا۔ اور وہ آزاد نامہ ان کی اولاد میں آج تک موجود محفوظ ہے۔ نویں مداحم تھے جنکو فروہ بنت عرو جدامی نے آنحضرت کو ہدیہ کیا تھا اور وادی القریۃ میں ان کو ایک تیر گا جس سے شہید ہو گئے۔ دسویں ابو موسیٰ حبیبہ ہیں جو قبیلہ حریثہ میں پیدا ہوئے۔ حضرت نے ان کو آزاد کر دیا تھا۔ گیارہویں ابیہبہ ان کی روئی میں جو حرمی تھے اور جنگ بدر میں شہید ہوئے۔ بعض کا قول ہے کہ ان کی وفات حضرت ابو بکر کے زمانہ میں ہوئی۔ بارہویں فضالہ ہیں جنکو رفاعہ بن زید نے حضرت کو بخشا تھا اور وادی القریۃ میں شہید ہوئے تیرہویں طہمان۔ چودھویں ابو ایمن ان کا نام براج تھا۔ پندرہویں ابو ہند۔ سولہویں انجستہ۔ سترہویں صالح۔ اٹھارہویں ابو صلی۔ انیسویں ابو عیب۔ بیسویں عبید۔ اکیسویں اقلح۔ بائیسویں مرویقع۔ تیسویں ابویقیط۔ چوبیسویں ابورافع اصغر۔ پچیسویں یسا۔ سا کہیں چوبیسویں کرکے۔ جنکو محمد بن علی نے حضرت کو ہدیہ کیا تھا۔ آنحضرت نے ان کو آزاد فرمایا۔ بعض کا قول ہے کہ وہ غلام ہی رہے اور وفات واقع ہو گئی۔ ستائیسویں رباح۔ اٹھائیسویں ابولبابہ جنکو حضرت نے خرید کر آزاد کر دیا تھا۔ اسیویں ابوالیسار۔ تیسویں سلمان فارسی۔ اکتیسویں ہلال حبشی۔ تیسویں صہیب مدنی۔ تینتیسویں ابوبکر بن کا نام بطح تھا وہ قلعہ طائف سے حضرت کی خدمت میں آئے تھے اور آزاد کئے گئے۔ چونتیسویں اسلم مدنی۔ پچونتیسویں حبشہ حبشی۔ چونتیسویں ماکھو جنکو مقدس نے حضرت کے لئے ہدیہ بھیجا تھا۔ سینتیسویں ابو ثابت۔ اترتیسویں ابو ذر غفاری۔ اکتالیسویں مہران۔

حضرت کی آزاد کردہ کنیزوں میں دو کنیزیں متوسسہ اور شاوا اسکندریہ نے حضرت کے لئے بھیجی تھیں جن میں سے ایک جناب مارپہ اور جناب ابراہیم تھیں جنکو حضرت نے اپنے لئے مخصوص فرمایا تھا حضرت کی وفات کے پانچ سال بعد ان کی وفات ہوئی اور دوسری کنیز کو حضرت نے حسان ثنی ثابت کو بخش دیا تھا۔ تیسری ام ایمن تھیں جنہوں نے جناب رسول کی تربیت فرمائی تھی وہ یہ کام تھیں حضرت کی والدہ سے میراث میں ملی تھیں۔ ان کا نام برکہ تھا۔ حضرت نے ان کو مکہ میں آزاد فرمایا اور عبید بن خزیمہ سے تزویج فرمایا۔ ان سے امین پیدا ہوئے۔ جب عبید کا استحل ہو گیا حضرت نے ان کو ذریعہ سے تزویج فرمایا اور ان سے اسامہ پیدا

ہوئے۔ انجانہ اُس امر کی طرف سے بھائی بھائی تھے چچو تھی۔ ریحانہ بنت شمعون تھیں جو کہ سنی قرطبہ سے
 غنیمت میں حضرتؐ نے اپنے لئے مخصوص فرمایا تھا۔ اور بعضوں نے آنحضرتؐ کی کنیزوں کے بارے میں نقل
 کیا ہے کہ عاترہ دختر شمعون کو جن کو بادشاہ حبشہ نے حضرتؐ کے لئے بھیجا تھا سلیٰ اور عزیٰ اور سلمہ اور
 آنسہ تھیں۔

بعض کہتے ہیں کہ حضرتؐ کے ایک خواہہ سرگے جو کہ ابوہریرہؓ تھے۔ اور آنحضرتؐ کے غلاموں میں
 آزاد لوگوں میں انس بن مالک تھے۔ اور ہندہ دختر فارحہ، اور امادہ دختر فارحہ تھیں۔ اور حضرتؐ کے کاتبوں
 میں حضرت اُمیر المومنینؑ کا تب وحی تھے اور خیر وحی بھی لکھتے تھے۔ اور ابی بن کعب اور زید بن ثابتؓ بھی
 بھی وحی لکھتے تھے۔ اور زید اور عبداللہ بن ابی سلمہ اور عبداللہ بن ابی سلمہ اور عبداللہ بن ابی سلمہ
 بن ابی سلمہ قبالے لکھا کرتے تھے۔ زبیر بن العوام اور جہم بن حلت کا تب صدقات و زکوٰۃ تھے۔ عذیرہ کا تب
 صدقات فرماتے۔ اور کاتبوں میں سے لوگوں کا تذکرہ بھی کیا گیا ہے۔ عثمان بن عفان، خالد بن سید، ابان
 بن سید، خیر بن شبیر، حصین بن غیرہ، علی بن حنظلہ بن ریح، عبداللہ بن سعد
 بن ابی سہد۔ جس نے وحی کی کتابت میں خیانت کی حضرتؐ نے اُس پر لعنت کی۔ وہ مرتد ہو گیا۔ ابن عباس
 سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ایک روز مادیہ کو طلب کیا کہ ایک خط لکھے۔ لوگوں نے کہا کہ وہ کھانا کھا رہا ہے
 حضرتؐ نے دوبارہ بلایا معلوم ہوا کہ کھانا کھا رہا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا خدا اس کا شکم کبھی سیر نہ
 کرے۔ لہذا حضرتؐ کی نفوس کے سبب ہمیشہ وہ بھوک کی تکلیف میں مبتلا رہا یہاں تک کہ جہنم داخل ہو گیا
 آنحضرتؐ کے وہاں ہانس بن مالک تھے۔ اور حضرتؐ کے چند مؤذن تھے۔ بشیرؓ، اور وہ سب سے
 پہلے مؤذن تھے جنہوں نے حضرتؐ کے لئے اذان کہی۔ دوسرے عمر بن ام مکتوم تھے جن کے والد کا نام
 نہیں تھا۔ تیسرے زیاد بن الحارث، چوتھے اوس بن خنیس، خنیس بن خنیس، عبداللہ بن زید، انصاری، اور حضرتؐ کے
 منادی کرنے والے ابو طلحہ تھے اور جو لوگ آنحضرتؐ کے سامنے کافروں کی گردن مارتے تھے وہ علی بن ابی طالبؓ
 زبیرؓ، محمد بن مسلمہ، ماسم بن اخیخ اور مقدادؓ تھے۔ اور جو لوگ جنگوں پر حضرتؐ کی پاسبانی کیا کرتے
 تھے وہ سعد بن معاذؓ تھے جو رفتہ رفتہ حضرتؐ کی حفاظت میں گشت کر رہے تھے اور زکوان بن عبداللہ بھی اُس
 رفتہ حضرتؐ کی حفاظت کر رہے تھے اور جنگ احد میں محمدؓ، جنگ خندق میں زبیرؓ اور اس تھے اور حبشہ
 صفیر سے زکاف فرمایا سعد بن ابی وقاص اور ابوہریرہؓ، انصاری اور مادیہ قرنہ میں جولؓ اور شبؓ فتح مکہ
 میں زیاد بن اسد تھے۔ اور کچھ لوگ حضرتؐ کی حفاظت پر مقرر تھے۔ لیکن جب خدا نے **قَالَ اللَّهُ يَعْزُبُ عَنْكَ**
الْمَلَائِكَةُ نازل فرمایا تو حضرتؐ نے اپنی حفاظت کرنے والوں کو جواب دے دیا۔

آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمل میں عربی خدام تھے جو حضرتؐ نے نجران کا والی بنایا تھا
 زیاد بن اسید کو حضرموت کا، خالد بن سید کو صنعا کا، ابوامیرؓ خودی کو کندہ و صدق کا، ابوموسیٰ اشعریؓ کو
 زبیرؓ و زمرہ عدی کا اور ساحل کا، اور معاذ بن جبلؓ کو یمن کے بعض نصیبات کا، عویس ماضی کو ابوہریرہؓ انصاری
 کے ساتھ عمانی کا، یزید بن ابوسفیان کو صدقات نجران کا، حذیفہؓ اور بلالؓ کو مہلوں کے صدقات کا، عباد

ابو بشیر انصاری کو بنی اسحاق کے صدقات کا؛ افزع بن حابس کو صدقات بنی یزید کا؛ ادی بن حاتم کو صدقات بنی حارم کا؛ انور بن قان بن ہند کو صدقات عوف کا؛ مالک بن نویرہ کو بنی یزید کے صدقات کا؛ عدی بن حاتم کو صدقات بنی اسد کا؛ عیینہ بن حصین کو صدقات قرادہ کا اور ابو عبیدہ بن الجراح کو صدقات فرسہ اور بدیل و کنانہ کا والی مقرر فرمایا تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قاصد بھی تھے۔ عاتب بن ابی جہشہ کو مقوقس کی طرف بھیجا؛ شجاع بن وہب کو حادث بن ثمر کی طرف؛ وحیدہ بنی کو بادشاہ روم کے پاس؛ سلیمان بن عمرو کو قذہ بن علی حنفی کے پاس؛ عہد اللہ بن حناؤہ کو بادشاہ روم کی طرف اور عمرو بن امیہ کو بادشاہ حبشہ کے پاس بھیجا۔

حضرت کے ملاح شعراے لوگ تھے۔ کعب بن مالک، عبد اللہ بن رواحہ، عثمان بن ثابت، ثابت بن جعد، کعب بن زہیر، قیس بن عمرو، لہید، ابی الزہری، امیر بن اسلم، عباس بن مرداس، فضیل بن عیاض، کعب بن لہید، مالک بن عوف، قیس بن نحر، ابی، عبد اللہ بن حبیب، ابی نحر، ابی سلی، اور ابو دہلج تھے۔

کھیتی نے بسند منبر حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ عثمان بن مظعون کی زوجہ آنحضرت کی خدمت میں آئیں اور کہا یا رسول اللہ کہ عثمان اکثر دنوں کو روزہ رکھتے ہیں اور باتوں کو عبادت میں مشغول رہتے ہیں اور میرے پاس نہیں آتے۔ یہ سُنکر آنحضرت غضبناک ہو کر سے باہر نکلے اس صحت سے کہ نعلین مبارک باتوں میں لیے ہوئے تھے۔ اور عثمان کے مکان پر پہنچے۔ وہاں اُن کو نماز میں مشغول دیکھا۔ عثمان نے حضرت کو دیکھا تو نماز سے فارغ ہو کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت نے اُن سے کہا کہ اے عثمان خدا نے مجھے رہبانیت دے کر دُنیا کے ساتھ نہیں بھیجا ہے بلکہ سہل و آسان شریعت کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ میں بھی روزہ رکھتا ہوں، نماز پڑھتا ہوں اور اپنی عورتوں سے مفارقت بھی کرتا ہوں۔ لہذا جو شخص میرا دین و ظہر چاہتا ہے اُس کو چاہیے کہ میری سنت اور میرے طریقہ کو اختیار کرے اور عورتوں سے نکاح میری سنت سے ہے۔

اُنہی حضرت سے روایت ہے کہ جب عثمان بن مظعون رحمت الہی سے داخل ہوئے آنحضرت نے اُن کی وفات کے بعد اُن کو بوسہ دیا۔ نیز اُنہی حضرت سے روایت ہے کہ جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عثمان بن مظعون کے جنازہ کے ساتھ جاتے تھے حضرت نے ایک عورت کی آواز سنی جو کہہ رہی تھی کہ اے ابو صاحب تم کو بہشت گزارا ہو۔ حضرت نے فرمایا کہ تم کو کیا معلوم کہ وہ بہشتی ہے۔ تیرے لئے یہی کہنا مناسب ہے کہ تو کہے کہ خدا و رسول کو دوست رکھتے تھے۔ اور جب آنحضرت کے فرزند ابراہیم کی وفات ہوئی تو حضور نے فرمایا کہ اپنے شائستہ سلف عثمان بن مظعون سے حق پوچھا لے۔

لے ہوئے فرماتے ہیں کہ عثمان بن مظعون نے نہادوں اور مصلحانے صحابہ سے تھے اور حبشہ اور مدینہ دونوں طرف ہجرت کی تھی۔ اور مدینہ میں سب سے پہلے ہاجروں میں سے جس کی وفات ہوئی وہ عثمان بن مظعون کی وفات بتوئے ہجرت کے تیس ماہ بعد ہوئی اور دوسرے قول کے مطابق بائیس ماہ بعد ہوئی رباعی برکت

کھینے نے بسند صحیح امام جعفر صادق سے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے ضیاء ہمت زبیر بن جعد ^{المطلب} کو بجا آنحضرت کی مجال اور یہی نہیں مقدار میں اسود رضی اللہ عنہ سے نزدیک فرمایا۔ اور فرمایا کہ میں نے اس واسطے ضیاء کو مقدار سے نزدیک کیا تاکہ نکاح بہت ہو جائے اور لوگ حسب و نسب کی مصلحت میں روایت نہ کریں اسود شوخا کی سنت کی تائید و اقتدا کریں۔ کیونکہ تم میں جو ضیاء پر ہیزگار ہے خدا کے نزدیک ہی زیادہ عزت والا ہے۔ اور حضرت صادق نے فرمایا کہ زبیر عہد اللہ ابو طالب ایک ماں باپ کے فرزند تھے۔

بسند صحیح حضرت صادق سے روایت ہے کہ جب قریش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل کا ارادہ کیا تو کہا کہ ہم ابو لہب کا علاج کیا کریں کہ وہ ہمارے اس ارادہ میں مداخلت نہ کرے۔ امام جمیل ابو لہب کی زندگی نے کہا میں اُس کے شر سے غم کو محفوظ رکھوں گی۔ میں اُس سے کہوں گی کہ آج صبح گھر میں رہو تاکہ ہم شراب صبحی پیئیں۔ چنانچہ دو کسے روز جب ارادہ سے چلے تو ام جمیل نے ابو لہب کو روک لیا اللہ اس کو شراب نوشی میں مشغول کر لیا۔ جناب ابو طالب نے حضرت علی کو طلب فرمایا اور کہا اے فرزند اپنے چچا ابو لہب کے گھر پر جاؤ اللہ دروازہ کھولے اگر دروازہ نہ کھولیں تو توڑ ڈالو اور گھر میں داخل ہو جاؤ اور کہنا کہ میرے والد فرماتے ہیں کہ جس شخص کا چچا اپنی قوم کا سردار ہو نہیں سکتا ہے کہ وہ ذلیل ہو۔ جناب امیر ابو لہب کے گھر آئے دروازہ کو بند پایا اور ہر چند کھٹکٹایا کسی نے دروازہ نہ کھولا تو حضرت نے دروازہ توڑ دیا اور گھر میں داخل ہوئے۔ ابو لہب نے دیکھا تو کہا اے برادر زادے تم کو کیا کام ہے؟ حضرت نے جناب ابو طالب کا پیغام پہنچایا۔ ابو لہب نے کہا تمہارے باپ نے یہاں کہا ہے لیکن کیا کرتے ہو؟ آپ نے فرمایا تمہارا برادر زادہ قتل کیا جا رہا ہے اور تم شراب پینے میں مشغول ہو رہے۔ سننے ہی ابو لہب نے حیرت کی اور اپنی تلوار اٹھائی۔ اور چاہا کہ گھر سے باہر نکلے ام جمیل منافقہ اُس سے پٹش گئی۔ ابو لہب نے ایک تلوار چھپائی اُس کے رخسار پر مارا کہ اُس کی ایک آنکھ ضائع ہو گئی اور تنگی تلوار لینے ہوئے باہر نکلا۔ قریش نے جب اُس کو غضبناک دیکھا تو پوچھا کہ اے ابو لہب کیا ہوا؟ ابو لہب نے کہا میں نے اپنے بھائی کے لشکر کی مخالفت پر تمہاری موافقت کی تو تم اُس کے قتل کا ارادہ کرتے ہو۔ لات وغری کی قسم میں نے ارادہ کیا ہے کہ مسلمان ہو جاؤں اور جب مسلمان ہو جاؤں گا تو دیکھو گے کہ کیا کدوں گا۔ یہ حال دیکھ کر قریش مسرت کہلے گئے اور اس کو راضی کہے واپس گھر بھیجا۔

بسند معتبر حضرت امام محمد باقر سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں گلابی دیتا ہوں کہ ام ایمن اہل بہشت سے نہیں۔

بسند معتبر حضرت صادق سے روایت ہے کہ آنحضرت کی رضاعی بہن حضرت کی خدمت میں آئیں جب حضرت کی نگاہ مبارک انہر پڑی خوش ہو گئے اور اپنی چادر اُن کے لیے بچا دی۔ اور اُس پر ہتھیلیاں دے کر نہایت

و بقیہ صفحہ ۹۰۹ اور خاصہ دھامنے روایت کی ہے کہ حضرت نے ان کی وفات کے بعد ان کو لاکھ دیا اللہ جب دہن سے فاسق ہوئے تو فرمایا کہ وہ ہمارے واسطے بہتر سلف ہیں۔ سو

مقلد ابی بنی ہاشم کی طرح حضرت کے مقلد

مقلد حضرت کے بسند صحابہ الطوبیہ کی وجہ سے قریش کے خود ہونے کے لیے نکلا

خندہ پیشانی سے اُن سے گفتگو کی۔ وہ چلی گئیں تو اُن کے بھائی آئے۔ حضرت نے ان کو ساتھ یہ اکرام نہ کیا۔
صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ کیا سبب ہے کہ آپ نے اس کی بہن کا نیا وہ اکرام فرمایا۔ حضرت نے فرمایا
اس لئے کہ وہ اپنے مال کا آپ کے لئے اُس سے زیادہ نیک کردار ہے۔

دوسرے دن ام مکتوم۔ چونکہ ام مکتوم نابینا تھے وہ رات کو اذان کہتے تھے اور بلالؓ طلوع صبح کے بعد اس سبب سے حضرتؐ فرماتے تھے کہ جبہاء وضو میں بلالؓ کی اذان سنو تو کھانا پینا ترک کر دیا کرو اور کچھ لوگ صحیح ہو گئی ہے۔

[illegible]

ایں عالم کے بسند مقبر حضرت امام رضا سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے سب سے بہتر بھائی علیؑ اور سب سے بہتر چاچا حمزہؑ ہیں اور عباسؑ میرے باپ سے ایک اصل سے ہیں۔ اسلامؑ نے فرمایا کہ حضرت نے جناب حمزہؑ کے جنازہ پر شتر تکبیریں کی تھیں۔ نیز بسند مقبر امام عباسؑ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ جناب رسول خدا خانہ اقدس سے حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑنے پر آئے اور فرمایا اے گروہ انصار اے فرزندانِ اسلم و عہد الطیب میں محمد بچے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھانجہ رسولؐ ہوں۔ اور میں اشخاص میرے اہلبیت میں سے علیؑ و حمزہؑ و جعفرؑ میرے ساتھ جنتِ مرقومہ سے خلق آئے ہیں اور مخالفوں کے طریق سے اس میں مالک سے روایت ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا کہ ہم فرزندانِ عہد الطیب بہشت کے بزرگ لوگوں میں سے ہیں۔ میں خدا کا رسولؐ، حمزہؑ سید الشہداءؑ، حمزہؑ جو کہ خداوند پر حلف فرمائے گا، اور علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ اور عہدی۔ اور قربلا سند میں حضرت صادقؑ سے مروی ہے کہ حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ ہم میں سے ہیں جناب رسول خداؐ جو تو لیں و آخرین کے سرداران و صلوات اللہ علیہ ہیں اور اسی کا وصی اور جانشین ہیں سب سے بہتر ہے اور ان کے دو فرزند حسنؑ و حسینؑ علیہم السلام

۱۔ امیر المؤمنین کے ایمان لانے کے یہ معنی ہیں کہ آپ نے نبوت کی تصدیق کی حد آپ کا نور نور حضرت کے نور سے متصل رہا ہے جس کی تفصیل اس کتاب کی پہلی جلد میں ذکر ہو چکی ہے۔ مترجم

کلمہ نے بسند معتبر امام زین العابدین سے روایت کی ہے کہ کسی کی حیثیت نے صاحبِ حیثیت کو داخل بہشت نہیں کیا سوائے حیثیتِ حمزہؑ کے کہ وہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے نفع میں مسلمان ہو جبکہ کفار مکہ نے ادھڑکی آستیں آنحضرتؐ کی پشت مبارک پر ڈالیں۔

فراخ ابوالہجیم نے روایت کی ہے کہ آیت مَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ اللَّهِ فَإِنَّ أَجَلَ اللَّهِ لَآتٍ اسودہ حکمت ہے، جو شخص خدا سے ملنے کی امید رکھتا ہو تو خدا کی مغفرت کی ہوتی میا و ضررہ آئے والی ہے۔ اسی آیت - وَمَنْ جَاهَدْ فَإِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهِ اسودہ حکمت ہے، یعنی جس نے جہاد کیا اُس نے اپنے لئے کیا۔ «نوں جنب عزمہ ہی عہد المطلب کی شان میں نازل ہوئیں۔

کلمینی نے ہندو سنہ دایت کی ہے کہ مدینہ نام محمد باقر سے پوچھا کہ بنی ہاشم کی قوت و شوکت و کثرت کہاں تھی کہ امیر المومنین جناب رسول خدا کے بعد ابو بکر و عمر و تمام منافقوں سے مغلوب ہو گئے ؟ حضرت نے فرمایا کہ بنی ہاشم میں کون باقی تھا۔ جعفر و حمزہ جو سابقین اولین میں انتہائی ایمان و یقین کے مالک تھے عالم بقا کی جانب رجعت فرما چکے تھے اللہ و مرد و ضعیف یقین لکھ کر نہ نفس تھے جو تازہ سلطان محمد نے تھے یعنی عباس و عقیل۔ وہ دونوں جنگ بد میں اسیر کیے گئے تھے اور آزاد کر دیے گئے تھے۔ ان کے ایمان میں اتنی قوت نہیں تھی۔ خدا کی قسم اگر حمزہ اور جعفر زندہ ہوتے اس قتل میں ابو بکر و عمر کی مثال نہ تھی کہ حضرت امیر المومنین کا حق قصب کر لیتے۔ اور اگر اس کی کوشش کرتے تو یقیناً حضرت اہل کو قتل کر دیتے اسی حدیث کے مانند احتجاج میں بھی امیر المومنین سے مروی ہے۔

فصل اُسی صبیحی کے حالات جو بیست سے پہلے حضرت کا دوست تھا۔

عینی اور عمیری نے بسند ہائے معتبرہ امام محمد باقر اور امام جعفر صادق سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ بشت سے پہلے ایک مرتبہ ایک شخص کے پاس تشریف لے گئے اُس نے آپؐ کی بڑی عزت کی۔ جب آنحضرتؐ مبعوث ہوئے لوگوں نے اُس سے کہا جانتے ہو کہ وہ پیغمبر کون مبعوث ہوئے؟ اُس نے کہا نہیں۔ لوگوں نے کہا کہ وہ جو فلاں روز تھا اسے پاس بیٹھے تھے اور تم نے اُن کی بڑی عزت و تکریم کی تھی۔ یہ سسرودہ شخص آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضری کے لئے معاد ملا۔ جب حضرتؐ کے پاس پہنچا کہا یا رسول اللہؐ آپ مجھے پہچانتے ہیں حضرتؐ نے فرمایا تم کون ہو؟ عرض کی میں وہ ہوں کہ فلاں مقام پر فلاں روز آپؐ جس کے پاس بیٹھے تھے اور فلاں اور فلاں قسم کا کہتا ہوں آپؐ کے لئے لایا تھا۔ حضرتؐ نے فرمایا مر جاتا ہوں خوب آئے ہو یا ہو مجھ سے سوال کرو۔ اُس نے کہا میں تو گوشت خور ہوں اُن کے چرہ ہوں۔ حضرتؐ نے کہا کہ ویر تامل کیا پھر حکم دیا تو اُس کو دسے دیئے گئے۔ حضرتؐ نے صحابہ سے کہا کہ اس مرد کو کون سا امر مانع ہذا کہ مثل اُس بڑھیا کے سوال کرتا جو بنی اسرائیل سے تھی۔ لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہؐ اس بڑھیا کا سوال کیا تھا؟ حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا کے جانب موئی کو وحی فرمائی کہ جب شہر مصر سے باہر نکلو تو اپنے ساتھ استخوانِ نبیہاؐ سف قبر سے نکال کر بیت المقدس اپنے ساتھ لے جاؤ۔ جناب موئیؑ نے لوگوں سے پوچھا کہ بیت المقدس کی قبر کہاں ہے؟ کسی نے نشان قبر نہ بتایا۔ ایک پیر مرد نے کہا کہ فلاں روز وحی عورت کو معلوم ہے۔ حضرتؐ

موسیٰؑ نے اس کو طلب کیا اور دریافت کیا کہ توجہ نبیؐ کی قبر جاتی ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا مجھے بتا دے میں تیرے لئے بہشت کا خاص ہوتا ہوں۔ بڑھیلے نے کہا خدا کی قسم میں نہیں بتاؤں گی۔ جب تک کہ آپ میرے لئے وہ عمل میں نہ لائیں جو میں کہوں۔ جناب موسیٰؑ علیہ السلام نے فرمایا میں تیرے لئے بہشت کی ضمانت کرتا ہوں۔ اس نے کہا نہیں جو میں مانگوں جب تک آپ وہ نہ دیں گے میں نہ بتاؤں گی۔ اس وقت وحی نازل ہوئی کہ اسے موسیٰؑ جو کچھ وہ کہتا ہے قبول کر دو کیونکہ مجھ پر کوئی امر و شواہد نہیں ہے۔ تو موسیٰؑ نے اس سے کہا جو چاہے طلب کر۔ اس نے کہا میں یہ فیصلہ کرتی ہوں کہ میں آپ کے ساتھ اسی مدبر میں رہوں گی بہشت کے جس مدبر میں آپ ہوں گے۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس مرد نے کیوں نہ اس کو بڑی حدیث کے مانند مجھ سے سوال کیا۔

یزید کلینی نے بسند مستبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ کی بہشت سے پہلے ایک شخص سے ملا و دردمندی جس سے لین دین رکھتے تھے۔ جب رسالت پر مبعوث ہوئے اس شخص سے ملاقات ہوئی تو اس نے حضرتؐ سے کہا خدا آپ کو جزائے خیر دے آپ میرے اچھے دوست تھے۔ آپ نے ہمیشہ میری موافقت کی اور کبھی لڑائی جھگڑا نہیں کیا۔ حضرتؐ نے اس سے فرمایا کہ خاتم کو بھی جزائے خیر دے کہ تم نے ہمیشہ مجھ سے اچھی طرح معاملہ کیا اور مجھ پر کوئی سود وارد نہیں کیا اور میرے مال میں ملج کیا۔

بسند حسن اُتبی حضرتؐ سے مروی ہے کہ عرب جاہلیت میں دو فرقہ تھے علم اور حس۔ جس قریش کو کہتے تھے اور تمام عرب علم کہلاتے تھے۔ اور علم پر لازم تھا کہ کسی حس سے مصاحبت نہ کرے جو حرم میں سکونت رکھتا ہو۔ اصار کوئی عرب میں سے مکر میں آتا جو کسی مکہ والے سے مصاحبت نہیں رکھتا تھا تو اس کو خانہ کعبہ کے طواف کرنے کی اجازت نہیں تھی مگر رہنہ ہو کر کر سکتا تھا۔ کیونکہ اہل مکہ کے خیال میں ایسے لوگوں کا لباس وہ ہوتا جس میں گندہ کپڑے ہوتے تھے۔ لہذا اس لباس کو پہن کر طواف کعبہ نہیں کرنا چاہیے تھا۔ اور اگر اہل حرم میں سے کسی سے دوستی ہوتی تو اپنا لباس اتار کر اس دوست کا لباس پہن کر طواف کر لیتے تھے۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جواز عاشقی کے مصاحب تھے اور عیاض اپنی قوم میں بہت گرامی اور صاحب عزت تھے اور اہل عکاظ کا قاضی تھا۔ جب عیاض مکہ میں آتا اپنا لباس اتار کر حضرتؐ کے ظاہر و پاکیزہ کپڑے پہن کر طواف کرتا پھر حضرتؐ کے کپڑے واپس دے دیتا۔ جب آنحضرتؐ مبعوث ہوئے عیاض آنحضرتؐ کے لئے ہدیہ لایا۔ حضرتؐ نے قبول نہ فرمایا۔ اور فرمایا کہ اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو میرا قبول کروں گا کیونکہ خداوند عالم میرے لئے مشرکوں کا ہدیہ پسند نہیں فرماتا۔ اس کے بعد عیاض مسلمان ہو گیا اور اس کا اسلام بہتر ہوا۔ پھر وہ حضرتؐ کیلئے ہدیہ لایا اور حضرتؐ نے قبول فرمایا۔

ستا و نواں باب

مہاجرین و انصار اور صحابہ و تابعین کی فضیلت اور ان کے بعض عجیب حالات

اللہ باری نے بسند معتبرانی امام سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خوشحال اُس کا جو مجھے دیکھے اور مجھ پر ایمان لائے۔ یہی بات سات مرتبہ ارشاد فرمائی۔

بسند حسن حضرت صادق سے روایت ہے کہ آنحضرت کے اصحاب بارہ ہزار تھے۔ مدینہ کے آٹھ ہزار، مکہ کے دو ہزار اور دھڑ ہزار آزاد کیے ہوئے لوگ تھے۔ ان میں کوئی قیدی نہ تھا جو ضلوعہ عالم کے جبر کے قائل ہیں اور نہ کوئی مرنے والا جو کہتے ہیں کہ ہر ایک کا ایمان ایک قسم کا ہے اور نہ کوئی عروسی تھا جو امیر المؤمنین کو ناسزا کہتے ہیں اور نہ کوئی سترلی تھا جو کہتے ہیں کہ خدا کو بندوں کے عمل میں کوئی دخل نہیں اور خدا کے دین میں اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کہتے تھے۔ اور وہ شب و روز گریہ کرتے اور کہتے تھے کہ خلافت ہماری روحوں کو قبض کر لے قبل اس کے کہ امام حسین کی شہادت کی خبر ہم کو پہنچے۔ دوسری روایت کے مطابق وہ کہتے تھے کہ ہم کو موت دیدے قبل اس کے کہ ہم میدہ کی دعوتی کھائیں۔

بسند دیگر جناب رسول خدا سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ خوشحال اُس کا جس نے مجھے دیکھا اور کیا کہنا ہے اُس کا کہ اُس نے اُس کو دیکھا جو جس نے مجھے دیکھا اور کیا کہنا ہے اُس کا کہ اُس نے اُسے دیکھا اور جس نے اُسے دیکھا اور جس نے مجھے دیکھا ہوئے۔

شیخ طوسی نے بسند معتبر حضرت امیر المؤمنین سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں تم کو تمہارے پیغمبر کے اصحاب کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ ان کو گالی مت دو اور تمہارے پیغمبر کے اصحاب وہ ہیں جو اُن کے بعد دین میں کوئی بدعت نہ کیے، مرنے والے کسی بدعت کرنے والے کو پناہ دی ہو گی بیشک جناب رسول خدا نے اُن کے بارے میں مجھ سے سفارش فرمائی ہے۔

بیز بسند صحیح حضرت امام محمد باقر سے روایت ہے کہ جناب امیر نے عراق میں لوگوں کے ساتھ نماز جمعہ کی اور نماز سے فارغ ہو کر لوگوں کو موعظہ فرمایا اور روئے اور سب کو خوف خدا سے ڈرایا۔ پھر فرمایا کہ خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ میں نے اپنے خلیل، رسول خدا کے نماز میں ایک گروہ کو دیکھا جو صبح و شام اس حال میں گزارتے تھے کہ اُن کے بال بکھرے ہوئے گرد آلود، خدایسے اُن کے پیٹ خالی، اُن کی پیشانیوں پر زیادہ سجے کر کے سے مانند

سے مؤلف کہتے ہیں کہ حدیث خائفوں کے طریقہ سے ہے اور اس میں شک نہیں کہ اس فضیلت میں ایمانی شرط ہے۔

بکریوں کے ناز کے لئے وہ راتیں عبادت الہی میں بسر کرتے تھے۔ کبھی قیام میں ہوتے، کبھی رکوع میں، کبھی سجود میں۔ اللہ اپنے پیروں اور پیشانیوں کو تعب میں مبتلا کرتے اور ہمیشہ اپنے پروردگار سے مناجات کرتے رہتے اور مدد و کرم سے التجا کرتے تھے کہ ان کے بدلوں کو آتش جہنم سے آزاد فرمائے۔ اور خدا کی قسم ہمیشہ ان کو اسی حال میں غلبہ الہی سے خورہ نہ پاتا تھا۔

بسنود دیگر جبار کلمہ چینی سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک روز میں جناب رسول خدا کی خدمت میں حاضر تھا ناگاہ وہ سوار دکھائی دیے۔ حضرت نے ان کو دیکھا تو فرمایا کہ یہ دو اشخاص قبیلہ مذحج سے ہیں۔ وہ قریب آئے تو معلوم ہوا کہ اسی قبیلہ سے ہیں۔ ان میں سے ایک حضرت کے پاس آیا تاکہ بیعت کرے جب آنحضرت نے اس کا ہاتھ بیعت کے لئے پکڑا تو اس نے کہا یا رسول اللہ مجھے آگاہ فرمائیے کہ جو شخص آپ کی زیارت سے مشرف ہو، آپ پر ایمان لائے، آپ کی رسالت کی تصدیق کرے اور آپ کی پیروی کرے تو اس کے لئے کیا اجر و ثواب ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ اس کے لئے طوفی ہے۔ یہ سُنکر اس نے بیعت کی اور واپس چلا گیا۔ پھر دوسرا شخص حضرت کے پاس آیا اور بیعت کرنے کے لئے حضرت کا ہاتھ پکڑا اور کہا یا رسول اللہ مجھے مطلع فرمائیے کہ جو شخص آپ پر ایمان لائے، آپ کے ارشادات پر عمل کرے اور آپ کی پیروی کرے لیکن آپ کی زیارت نہ کیے ہو تو اس کے لئے کیا اجر و ثواب ہے۔ حضرت نے فرمایا اس کے واسطے بھی طوفی ہے۔ یہ سُنکر اس نے بھی بیعت کی اور واپس گیا۔

بسنود دیگر آنحضرت کے بعض اصحاب سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک روز حضرت کی خدمت میں ہم بیٹھے ہوئے ناشتہ کر رہے تھے۔ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ کیا ہم سے بھی کوئی بہتر ہے؟ کیونکہ ہم نے اسلام قبول کیا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر جہاد کیا ہے۔ حضرت نے فرمایا ہاں تم سے بہتر میری امت میں وہ لوگ ہیں جو میرے بعد پیدا ہوں گے اور مجھ پر ایمان لائیں گے۔

بسنود معتبر کلینی نے روایت کی ہے کہ ابو عمرو زبیری نے حضرت صادق سے سوال کیا کہ کیا ایمان کے درجے ہیں جنکے سبب سے خدا کے نزدیک مومنین ایک دوسرے پر فضیلت رکھتے ہیں؟ حضرت نے فرمایا ہاں۔ اس نے عرض کی بیان فرمائیے تاکہ میں بھی سمجھوں۔ حضرت نے فرمایا کہ خداوند عالم نے مومنین کے درمیان مسابقت قرار دی ہے۔ جس طرح میدان میں شرط لگا کر گھوڑے دوڑائے جاتے ہیں اسی طرح خدا نے ایک قوس پر ہندو بصفت فوقیت دی ہے اور ان کو ایک دوسرے پر ایمان و اعمال صالحہ میں آگے بڑھ جانے کے سبب سے فضیلت و کرامت بخشی ہے اور کوئی شخص اپنے سے آگے بڑھ جانے والے پر فضیلت نہیں رکھتا اور کوئی مفضل اپنے سے افضل پر فوقیت نہیں رکھتا اسی سبب سے جو لوگ اس امت کے آخر میں ایمان لائے ہیں۔ اور اگر ایمان میں آگے بڑھ جانے والوں کو فضیلت حاصل نہ ہوتی تو ہر وہ شخص جو بعد میں ایمان لاتا تو بیشک اس امت کا آخری کے اول سے مل جاتا بلکہ اعمال نیک کی زیادتی کے باعث اس پر بھی فوقیت حاصل کر سکتا تھا۔ لہذا کوئی فضیلت ان کو جو پہلے ایمان لائے ہیں ان پر نہیں ہوگی جو بہت بعد میں ایمان لائے ہیں۔ مگر ایمان کے درجوں کے سبب خداوند عالم نے سابقین کو مقدم رکھا ہے اور دیر میں ایمان

الفضائل العظمیٰ للکلمہ اللہ

ماہرین نے اپنے حلیہ و خضر کی بات سے متوجہ نہ ہوا۔

الفضائل العظمیٰ للکلمہ اللہ

ذَرَّ جَنَّةَ عَدْنًا رَآبَتْ سَوَّءُ تَوْبَةٍ) یعنی جس لوگوں نے ایمان قبول کیا اور ہجرت کی اور خدا کی راہ میں اپنی جانوں اور مالوں سے جہاد کیا خدا کے نزدیک اُن کے درجے بہت بلند ہیں۔ پھر فرمایا ہے کہ فَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ أَجْرًا عَظِيمًا ذَرَّ جَانِبَ قَوْمِهِ وَنَفِيرًا قَوْمِ حِمَّةٍ رَآبَتْ ۱۶۱ سَوَّءُ النِّسَاءِ) یعنی خدا نے جہاد کرنے والوں کو اُن لوگوں پر جو گھروں میں بیٹھ رہے اجر عظیم کے ساتھ فضیلت دی ہے اور اُن کے لئے خدا کی طرف سے صوبے اور بڑی بخششیں اور عظیم رحمتیں ہیں۔ پھر فرمایا ہے کہ لَا يَسْتَوِي مَن كَانَ مِنَ الْفَقْرِ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتِلًا أَوْ كَانَتْ أَكْثَرُ مَالِهِ ذَرَّ جَنَّةَ مِدْيَنَ الَّذِينَ الْفَقُّوْا مِنْ بَعْدِهِ وَقَاتِلُوا رَآبَتْ سَوَّءُ صِدْقٍ) یعنی وہ تم میں سے جس نے راہِ خدا میں فتح کے لئے قاتل اپنے مال صرف کیے اور جہاد کیا اور وہ جس نے بعد میں کہا مدبر میں بلا رہا نہیں ہیں۔ وہ لوگ مدبر میں اُن لوگوں سے بلند ہیں جنہوں نے فتح کے بعد راہِ خدا میں مال صرف کیا اور جہاد کیا۔

شیخ طوسی نے دعایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک انصار دشمنوں کے دفع کرنے میں میری سپر ہیں۔ لہذا ان سے غلطیاں ہو جائیں تو ان کو معاف کر دو اور وہ گزر کر دو اور ان کے نیک لوگوں کی مدد کرو۔

ایہ بائیس لے بسند منبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب لوگ جوق و رجوق رسول خداؐ کے دین میں داخل ہو رہے تھے کہ ان کے قبیلہ والے آئے جن کے دل تازک اور زبان شیریں تھی۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ہم نے دلوں کی نواکت کو تو سمجھ لیا لیکن ان کی زبان کیوں شیریں ہے؟ فرمایا اس لئے کہ نہادہ جاہلیت میں صواک کرتے تھے۔

ابو شیخ طوسی نے بسند معتبر امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ مسلمانوں کی تلواریں نیا مول سے باہر نہیں نکلیں اور ان کی صفیں نماز اور جہاد میں نہیں قائم جو نہیں بعد اذان بلند آواز سے نہیں کہہ سکتی اور قرآن میں یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا نَزَّلْنَا قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَعَلَّكُمْ تَعْلَمُونَ اور جس دختر راج کے لوگ مسلمان ہوں جو کہ انصار ہیں ملے

ابن ماجہ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ نے ایک قریشی کو ایک مرد شیعہ

۱۔ مؤلف فرماتے ہیں کہ صحابہ و مہاجرین اور انصار کے لئے ان آیتوں اور حدیثوں میں جو صریح اللہ تعالیٰ کے نام سے جاری ہیں وہ ان کے لئے ہیں جو دین سے خارج نہیں ہوئے اور نہ منافق ہوئے اور نہ امیر المؤمنین کے سوا کسی غیر حق خلیفہ کی متابعت کی ہے اور جو صحابہ کافر اور مرتد ہو گئے اور انہوں نے امیر المؤمنین کی متابعت کی اور ان کے دشمنوں کی مدد کی ہے وہ کافروں سے بھی بدتر ہیں۔ چنانچہ رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ میرے بہت سے اصحاب روز قیامت حوض کوثر سے دُور کر دیئے جائیں گے تو میں کہوں گا کہ یہ تو میرے اصحاب ہیں تو خداوند عالم فرمائے گا کہ اے محمد تم انہیں جاتے کہ تمہارے بعد ان لوگوں نے کیا کیا۔ یہ تمہارے بعد دین سے ایڑیوں کے بل پھر گئے اور مرتد ہو گئے تھے۔ اس کے بعد خاصہ و عامہ کے طریقہ سے بہت سی حدیثیں اس باب سے

پھر حضرت حذیفہؓ کے بارے میں پوچھا۔ حضرت نے فرمایا کہ منافقین کے نام اُن کو خوب یاد تھے۔ پھر جناب عمارؓ کے بارے میں دریافت کیا۔ فرمایا وہ ایسے مومن تھے کہ اُن کی ہڈیوں کا مغز ایمان سے بھرا ہوا تھا۔ اور کام بھول جایا کرتے۔ جب ان کو لوگ یاد دلاتے تو فوراً یاد آ جاتا۔ پھر عبداللہ بن مسعودؓ کا حال دریافت کیا۔ فرمایا انہوں نے قرآن پڑھا اور اُن کے سامنے قرآن نازل ہوا۔ لوگوں نے عرض کی جناب سلمان فارسیؓ کا حال کیا ہے؟ فرمایا۔ حضرت نے فرمایا کہ ان کو علم اَوّل و آخر مل گیا اور وہ علم کے دریائے بے پایاں ہیں اور ہم اہلبیت میں سے ہیں۔ لوگوں نے التجا کی کہ یا امیر المومنین اپنا حال بیان فرما۔ حضرت نے فرمایا کہ میں ایسا تھا کہ جب میں سوال کرتا تھا تو رسول اللہؐ علم عطا فرماتے تھے اور جب خاموش رہتا تھا تو خود سے ابتدا کرتے تھے۔

ایضاً۔ جہ عری سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ نے دشمن اشخاص کو عمارؓ کے بارے میں لڑتے جھگڑتے دیکھا۔ ہر ایک کہتا تھا کہ میں نے اُن کو قتل کیا ہے۔ عبداللہ نے کہا اس بارے میں جھگڑا کر رہے ہیں کہ اُن میں سب سے پہلے کون جلد سے جلد جہنم میں جائے گا کیونکہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے آپؐ فرماتے تھے کہ عمارؓ کا قاتل اُن کے اسلحے لینے والا اور اُن کے کپڑے اتارنے والا جہنم میں جائے گا۔ نیز روایت ہے کہ جب حضرت عمارؓ قتل ہو گئے لوگ حذیفہؓ کے پاس آئے اور کہا وہ حضرت عمارؓ کے بارے میں گئے اور لوگ اُن کے بارے میں اختلاف کر رہے ہیں کہ آیا حق پر تھے یا ناحق۔ آپؐ کیا فرماتے ہیں؟ حذیفہؓ نے کہا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے آپؐ نے تین مرتبہ فرمایا کہ ابوالیقظان حضرت اسلام پر قائم ہیں اور اپنے مرتے دم تک اس کو ترک نہ کریں گے۔ نیز حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عمارؓ کو دو باتوں میں جب اختیار دیا جاتا ہے تو وہ اس کو اختیار کرتے ہیں جو اُن پر زیادہ دشمن ہوتی ہے۔

قرب الاسناد میں بسند صحیح حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے چار اشخاص سے دوستی کا حکم دیا ہے۔ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ وہ کون کون ہیں۔ حضرت نے فرمایا اُن میں سے ایک علیؓ ہیں ابی طالب ہیں اور یہ کہہ کر خاموش ہو گئے۔ پھر فرمایا کہ خدا نے مجھے چار شخصوں سے دوستی کا حکم دیا ہے۔ پوچھا وہ کون کون لوگ ہیں؟ فرمایا وہ علیؓ ابی طالبؓ مقداد بن اسودؓ ابوذر غفاریؓ اور سلمانؓ فارسی ہیں۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ جب خداوند عالم نے یہ آیت نازل فرمائی اِنَّ اَوْلٰی اَمْرِکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی رَآیَتْ سُوْرَةُ الشُّوْرِیٰؑ، یعنی اسے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابی اُمّت سے کہہ دو کہ میں تم سے تبلیغ رسالت کی اجرت اس کے سوا کچھ نہیں چاہتا کہ میرے قریب واران سے محبت کرو۔ تو جناب رسول خداؐ اُٹھے اور فرمایا اسے لوگو! خدا نے میرے واسطے تمہارے اوپر ایک قریب قرار دیا ہے کیا تم اس کو ادا کرو گے۔ یہ سُنکر اصحاب میں سے کسی نے کچھ جواب نہیں دیا۔ حضرتؐ ناگاہ واپس آئے۔ دوسرے روز پھر صحابہ کے پاس آئے اور اُن کے درمیان کھڑے ہو کر وہی بات کہی پھر کسی نے کوئی جواب نہیں دیا۔ تیسرے روز پھر حضرتؐ نے اُسی بات کا اعلاہ کیا۔ جب کسی نے کوئی جواب نہ دیا تو حضرتؐ

حذیفہؓ کے بارے میں

پھر فرمایا کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دوستی کا حکم دیا ہے

ابی اُمّت سے کہہ دو کہ میں تم سے تبلیغ رسالت کی اجرت اس کے سوا کچھ نہیں چاہتا کہ میرے قریب واران سے محبت کرو۔ تو جناب رسول خداؐ اُٹھے اور فرمایا اسے لوگو! خدا نے میرے واسطے تمہارے اوپر ایک قریب قرار دیا ہے کیا تم اس کو ادا کرو گے۔ یہ سُنکر اصحاب میں سے کسی نے کچھ جواب نہیں دیا۔ حضرتؐ ناگاہ واپس آئے۔ دوسرے روز پھر صحابہ کے پاس آئے اور اُن کے درمیان کھڑے ہو کر وہی بات کہی پھر کسی نے کوئی جواب نہیں دیا۔ تیسرے روز پھر حضرتؐ نے اُسی بات کا اعلاہ کیا۔ جب کسی نے کوئی جواب نہ دیا تو حضرتؐ

نے فرمایا ایتھنا سس! جو کہ خدا نے میرے لئے تم پر واجب قرار دیا ہے وہ چاندی اور سونے کی قسم سے نہیں ہے اور نہ کھانے پینے کی قسم سے ہے۔ تب لوگوں نے پوچھا کہ اچھا فرمائیے وہ کیا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ خدا نے یہ آیت نازل فرمائی ہے اور میری رسالت کا اجر میرے اہلبیت کی محبت قرار دیا ہے۔ تب لوگوں نے کہا کہ ہم نے قبول کیا۔ اس کے بعد جناب صادقؑ نے فرمایا کہ خدا کی قسم اس عہد کو سلطان ابوذرؓ، عمارؓ، مقدادؓ بن اسودؓ، جابر بن عبد اللہ انصاریؓ آزاد کردہ رسول خداؐ جو کجوبیت کہتے تھے اور نیدین ارقم رضی اللہ عنہم! ان سات آدمیوں کے سوا کسی نے ہمیں پورا کیا۔

علی بن ابراہیم نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ اِنَّ الْبَيْتَ الَّذِي فِيهِ اُمْتُكَ اَوْ عَمَلُكَ اَوْ الصَّلٰةُ كَانَتْ لَهُمْ جَنَّتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا (آیت سجدہ کہت پڑ، بیشک جو لوگ ایمان لائے اور اعمال نیک کرتے رہے ان کی منزل جنت الفردوس ہے) یہ آیت الوفاء، مقداد، سلطان اور عمار رضی اللہ عنہم کی شان میں نازل ہوئی اور خدا نے جنت الفردوس کو ان کی منزل اور مسکن قرار دیا ہے۔ ابن ابی یوسف نے شیخ مفید وغیرہم نے بسند ہائے معتبر روایت کی ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا کہ خدا نے مجھے میرے اصحاب میں سے چار شخصوں سے دوستی کا حکم دیا ہے اور مجھے خبر دی ہے کہ وہ خود بھی ان کو دوست رکھتا ہے۔ صحابہ نے پوچھا وہ کون کون لوگ ہیں۔ یقیناً ہم سب چاہتے ہیں کہ انہی میں سے ہوں یا حضرت نے فرمایا وہ علی بن ابی طالبؓ، ابوذرؓ اور مقدادؓ ہیں۔

ابن ابی یوسف نے بسند معتبر جناب رسول خداؐ سے روایت کی ہے کہ عمار یا شہر جنگ صفین میں کہتے تھے کہ اس ظلم کے نتیجے میں نے رسول خداؐ کی خدمت میں نہ کرتیں مرتبہ جنگ کی ہے اور یہ چوتھی مرتبہ ہے۔ خدا کی قسم اگر یہ لوگ مجھ کو قتل کر دیں یا نخلستان ہجر میں ہم کو پہنچا دیں پھر بھی ہم بھیں گے کہ ہم ہی حق پر ہیں اور یہ لوگ باطل پر۔

نیز امام رضا علیہ السلام سے بسند معتبر روایت ہے کہ جناب رسول خداؐ نے امیر المومنینؑ سے فرمایا کہ بہشت تمہاری، سلطان ابوذرؓ، عمار اور مقداد کی مشتاق ہے۔

بسند معتبر حضرت امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ایمان کی جانب سہفت کر کے والے پانچ افراد ہیں۔ میں عرب میں سب سے پہلا شخص ہوں۔ سلطان اہل فارس میں سب سے پہلے ہیں۔ مصیبت اہل روم میں سب سے سائی۔ بطل جہنہ والوں میں سب سے سابق اور خباب قبط میں سب سے پہلے ہیں۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ اور حضرت امام رضا علیہم السلام سے روایت ہے کہ ان مومنوں کی محبت اور ولایت واجب ہے جنہوں نے اپنے پیغمبرؐ کے بعد خلیفہ خدا اور ولی خدا میں تغیر و تبدل نہیں کیا مثل سلطان فارسی، ابوذر غفاری، مقداد بن اسود، کنذری، عمار بن یاسر، جابر بن عبد اللہ انصاری، خدیجہ بن الیمان، ابی شہیم بن تیمان، اسماعیل بن خنیف، ابراہیم بن انصاری، عبد اللہ بن صامت، جواد بن صامت، خزیمہ بن صامت، زوالشہادین اور ابو سعید خدری کے اور جو لوگ ان کے طریقہ پر چلے اور ان کے ایسے کام کئے۔

حضرت علیؑ اور حضرت زیدؑ

مکہ مکرمہ کی طرف سے

مکہ مکرمہ کی طرف سے

مکہ مکرمہ کی طرف سے

حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے روایت ہے کہ زمین سات اشخاص کے واسطے پیدا کی گئی جن کے سبب سے اہل زمین روزی پاتے ہیں اور انہی کی برکت سے بارشس ہوتی ہے۔ انہی کی برکت سے لوگوں کی مدد کی جاتی ہے۔ اور وہ ابوذر، سلمان، مقداد، عمار، عذیرہ اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم ہیں۔ اس کے بعد حضرت نے فرمایا کہ میں ان کا امام اور مشواہدوں! اور یہی لوگ ہیں جو طہ زہرا صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہا کی میت پر نماز کے لئے حاضر تھے۔

بسنہ معتبر حضرت امام رضا سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے جن پر ہوں گے جبکہ وہ لشکروں کے درمیان قتل کئے جائیں گے جن میں سے ایک لشکر میرے دین و سنت پر ہوگا اور وہ مسلمانوں سے خارج ہو گیا ہوگا۔

تفسیر امام حسن عسکری میں مذکور ہے کہ جب جناب سلمان نے آنحضرت کے سامنے عبد اللہ بن مسعود سے جو یہودیوں کا عالم تھا مناظرہ کیا تو عبد اللہ نے اشد کے منظرہ میں کہا کہ فرشتوں میں جبریل ہمارے دشمن ہیں۔ یہ شکر جناب سلمان نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ جو شخص جبریل کا دشمن ہے وہ میکائیل کا دشمن ہے اور وہ دونوں اس شخص کے دشمن ہیں جو ان کو دشمن رکھتا ہے اور دوست ہیں اس کے جو ان کو دوست رکھتا ہے۔ تو خداوند عالم نے جناب سلمان کے قول کے موافق یہ دو آیتیں نازل فرمائیں۔ قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلْجِبْرِينَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَىٰ قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللَّهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَبُشْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَرُسُلِهِ وَجِبْرِيلَ وَمِيكَالَ فَإِنَّ اللَّهَ عَدُوٌّ لِلْكَافِرِينَ (آیت ۹۸ و ۹۹ سورۃ بقرہ) اسے رسول ان سے کہہ دو کہ جو شخص جبریل کا دشمن ہے اس کا خدا دشمن ہے کیونکہ اس نے خدا کے حکم سے اس قرآن کو تمہارے دل پر ڈالا ہے جو ان کتابوں کی تصدیق کرتا ہے جو پہلے نازل ہو چکی ہیں اور ان کے سامنے موجود ہیں اور یہ قرآن ایمانداروں کے واسطے خوشخبری ہے۔ تو جو شخص خدا اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں کا اور جبریل و میکائیل کا دشمن ہے تو یقیناً خدا بھی ایسے کافروں کا دشمن ہے۔ امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص جبریل کا اس سبب سے دشمن ہے کہ وہ دشمنانِ خدا کے خلاف خدا کے دوستوں کی مدد کرتے تھے اور اس سبب سے کہ وہ علی بن ابی طالب کے فضائل خدا کی جانب سے لائے کہ وہ خدا کے ولی ہیں تو اسے رسول پر قرآن آنہوں کے تمہارے قلب پر حکم خدا نازل کیا ہے اور اس کے احکام لائے ہیں ایسی حالت میں کہ وہ کتاب خدا کی سابقہ کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے اور ماورجی کی حمایت کرنے والی ہے اور ان لوگوں کو خوشخبری دینے والی ہے جو محمد کی

لے مؤلف فرماتے ہیں کہ یہ حدیث محتاج تاویل ہے شاید اس سے یہ مراد ہو کہ اگر یہ لوگ اس دو نامیر المومنین کی متابعت نہ کرتے اور سب ابو جبریل کی بیعت کر لیتے تو خداوند عالم اہل زمین پر عذاب نازل کر دیتا پھر کوئی شخص زمین پر زندہ نہ باقی بچتا۔ اور جو کچھ اس حدیث میں ابن مسعود کے بارے میں وارد ہوا ہے وہ دوسری حدیث کے مخالف ہے جو ان کی مذمت میں وارد ہوئی ہے۔ اور ان کا معاملہ مستحب ہے اگرچہ ان کی بدی مانج ہے۔

سات اشخاص کیلئے زمین پیدا کی گئی۔

وہ لوگ جن کی برکت سے لوگوں کی مدد کی جاتی ہے۔

پنہری اور علیؑ اور ان کے بعد کے اماموں کی ولایت پر ایمان لائے ہیں اور اس لئے وہ خدا کے سچے دوست ہیں اگر محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور علیؑ اور آل طہیین کی محبت پر مرسے۔ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ اسے سلمان بیشک خدا نے تمہارے قول کی تصدیق فرمائی اور تمہاری رائے کو صحیح قرار دیا۔ کیونکہ جب رسولؐ خداوند جلیل کی جانب سے مجھے خبر دے رہے ہیں کہ اسے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سلمان و مقداد آپس میں بھائی بھائی ہیں جو تمہاری محبت اور تمہارے بھائی اوصی اور تمہارے برگزیدہ علیؑ کی مودت میں پچھلے دشمن ہیں اور یہ دونوں اشخاص تمہارے اصحاب میں جبریل و میکائیل کے مانند ہیں جیسے وہ فرشتوں میں ہیں۔ سلمانؑ اور مقدادؑ اس کے دشمن ہیں جو ان میں سے کسی کا دشمن ہے اور اس کے دوست ہیں جو ان سے دوستی رکھتا ہو اور محمدؐ و علیؑ کو دوست رکھتا ہو اور اس کے دشمن ہیں جو محمدؐ و علیؑ کو دشمن رکھتا ہو۔ اگر اہل زمین سلمانؑ اور مقدادؑ کو دوست رکھیں شخص اس لئے کہ وہ محمدؐ و علیؑ کو دوست رکھتے ہیں اور ان کے دوستوں کو دوست اور ان کے دشمنوں کو دشمن رکھتے ہیں جس طرح ان کو آسمانوں کے جہاںات اور عرش و کرسی کے فرشتے دوست رکھتے ہیں تو یقیناً خدا ان میں سے کسی پر کسی طرح کا عذاب نہ کرتا۔

کتاب احتجاج میں امیر المومنین سے روایت ہے۔ وہ حضرتؑ فرماتے ہیں کہ جب جناب رسولؐ خدا کی وفات ہوئی اور میں نے حضرتؑ کو غسل و کفن دے کر دفن کر دیا اور قرآن جمع کرنے میں مشغول ہوا اور جب فادخ ہوا تو میں نے فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ کا ہاتھ پکڑا اور تمام اہل بدر اور ان لوگوں کے گھروں پر گیا جو دین میں سبقت لے گئے تھے اور ان کو اپنے حق کی قسم دی اور مدد کا طالب ہوا۔ لیکن ان میں سے سوائے چار آدمیوں کے کسی نے قبول نہ کیا، وہ ابوذرؓ، سلمانؑ، مقدادؑ اور عثمانؓ تھے۔ اور دوسری روایت کے مطابق جو بیس آدمیوں نے ان سے بیعت کی۔ حضرتؑ نے ان کو حکم دیا کہ صبح کو اپنے بال مونڈوائیں اور اختیار لگا کر میرے پاس آئیں اور بیعت کریں کہ جب تک قتل نہ کیے جائیں گے آپ کی مدد سے باز نہ آئیں گے لیکن جب صبح ہوئی تو سلمانؑ، ابوذرؓ، مقدادؑ اور زبیرؓ کے سوا کوئی نہ آیا۔ حضرتؑ نے تین رات مسلسل ٹوٹے لوگوں کو بویا مگر ان چار اشخاص کے سوا کوئی نہ آیا۔

بسنہ مقبرہ حضرت سلمانؑ سے روایت ہے کہ جب امیر المومنین حضرتؑ سرور عالم کے غسل و کفن سے فادخ ہوئے تو مجھ کو ابوذرؓ، مقدادؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ کو بلایا۔ خود ہمارے آگے کھڑے ہوئے اور ہم نے حضرتؑ کے پیچھے صف باندھی اور آنحضرتؑ پر نماز پڑھی۔ فائشہؑ اُسی حجرہ میں تھیں۔ جبریلؑ نے ان کی آنکھوں کو بند رکھا تھا وہ ہم کو نہ دیکھ سکیں۔

اصحیح بن کثیر سے روایت ہے کہ جب اشدین کو انے حضرتؑ کے اصحاب کا حال دریافت کیا۔ امیر المومنین نے فرمایا کہ اصحاب میں سے کس کا حال پوچھتے ہو؟ کہا ابوذرؓ غفاریؓ کا۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ میں نے رسولؐ خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے سنا ہے حضرتؑ فرماتے تھے کہ آسمان سبز نے سایہ نہیں ڈالا اور زمین گرد آلود نے بار نہیں اٹھا یا کسی بات کرنے والے کا جو ابوذرؓ سے نیا ہو سچا ہو۔ پھر حضرت سلمانؑ کا حال دریافت کیا۔ آپؑ نے فرمایا ہاں ہاں سلمانؑ ہم اہلبیتؑ میں سے ہیں۔ اور ان کے سوا دنیا کہاں پیدا

کر سکتی ہے کسی کو جو لقمان حکیم کے مانند ہو۔ وہ عظیم اول اور عظیم آخر کے جاننے والے تھے۔ عرض کی یا حضرت! مجھے عمار کا حال سنائیے۔ حضرت نے فرمایا کہ وہ ایسے تھے جن کا گوشت اور خون خدا نے آتش و دوزخ پر حرام کر دیا ہے اور ان کے گوشت و خون میں سے کسی کو جہنم کی آگ چھو نہیں سکتی۔ عرض کی یا حضرت! مجھے حدیث ابن ابی ایمن کے حال سے آگاہ کیجئے۔ حضرت نے فرمایا کہ وہ ایسے تھے جو صفائے کے نام جانتے تھے اور اگر ان سے حدود الہی کے بارے میں دریافت کرو گے تو ان کو عارف و دانا لاؤ گے۔ عرض کی یا حضرت! کہ اپنے بارے میں فرمائیے۔ حضرت نے فرمایا جب میں حضرت رسول خدا سے دریافت کرتا تھا تو آپ اپنے علوم بتاتے تھے۔ اور خاموش رہتا تھا تو حضرت خود سے اجدا کر کے سر فراز فرمایا کرتے تھے۔

بسنید مستبر روایت ہے کہ ایک گروہ جناب امام رضا علیہ السلام کے دروازہ پر حاضر ہوا اور کہا ہم لوگ امیر المومنین کے شیعہ ہیں۔ حضرت نے ان کو حاضری کی اجازت نہ دی اور ایک عرصہ تک ان سے عداوت نہ کی۔ جب ایک مدت کے بعد ان کو حاضری کی اجازت دی تو ان لوگوں نے شکایت کی کہ اتنے دنوں تک آپ نے ہم سے ملنا پسند نہ فرمایا۔ حضرت نے فرمایا کہ یہ عذر تم کو آنے سے منع ذکرنا حالانکہ تم جھوٹا دعوے کرتے ہو کہ ہم شیعہ امیر المومنین ہیں اور آنحضرت کے شیعہ نہ تھے مگر حسن حسین سلطان ابو ذر، مقداد، عمار اور محمد بن ابی بکر۔ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے ان میں سے کسی امر کی مخالفت نہ کی جن کی حضرت نے ان کو ہدایت کی تھی۔

شیخ طوسی نے بسنید مستبر حسین اسباط سے روایت کی ہے کہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب امیر سے سنا جبکہ وہ حضرت جنگ صفین کی طرف متوجہ تھے۔ حضرت فرما رہے تھے کہ خداوند اگر میں یہ جانی لوں کہ تیری خوشنودی اس میں ہے کہ میں اپنے نکمیں اس پہاڑ سے گرا دوں تو ضرور گرا دوں گا۔ اور اگر میری رضا اس میں ہے کہ آگ جلا کر اس میں مل جاؤں تو ضرور مل جاؤں گا۔ انہیں اہل شام سے جنگ نہیں کر رہا ہوں مگر تیری خوشنودی کے لئے اہل امیر وادار ہوں کہ گئے تو نا اُمید نہ کہے گا اُس سے جس کا قصد نہیں کیا ہے۔

سید ابی طاووس نے عائشہ کے طریقہ سے انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ ایک روز رسول اللہ نے فرمایا کہ بہشت میری اُمت میں سے چار شخصوں کی مشتاق ہے اور آنحضرت کا رُعب باغ ہوا کہ میں حضرت سے دریافت کر دوں کہ وہ کون لوگ ہیں۔ میں ابو بکر کے پاس گیا اور ان سے کہا کہ آپ حضرت سے دریافت کیجئے ابو بکر نے کہا کہ میں ان چاروں اشخاص میں اگر نہ ہوں تو نبی خاتم محمد کو سرزنش کروں گے۔ یہ سن کر میں عمر کے پاس گیا اور ان سے کہا کہ آپ تو چھپے۔ انہوں نے بھی یہی کہا کہ اگر میں ان میں سے نہ ہوں تو نبی خدا کو طعنہ دیں گے۔ پھر میں عثمان کے پاس گیا اور ان سے خاموشی کی کہ وہ دریافت کریں۔ انہوں نے بھی کہا کہ اگر میں ان میں سے نہ ہوں تو نبی امیر محمد کو طعنہ کریں گے۔ آنحضرت علی کی خدمت میں گیا وہ حضرت اپنے باغ میں پانی دے رہے تھے میں نے کہا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بہشت

چار اشخاص کی مشتاق ہے۔ میں آپ سے التماس کرتا ہوں کہ حضرت سے دریافت فرمائیے کہ وہ کون کون لوگ ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ خدا کی قسم میں اُن سے پوچھوں گا۔ میں اگر اُن چار شخصوں میں ہوتا تو خدا کا شکر کروں گا اور اگر اُن میں سے کوئی نہ ہوتا تو خدا سے سوال کروں گا کہ مجھے اُن میں سے فراموش نہ کرے اور میں اُن کو فراموش نہ کروں گا۔ عرض حضرت رواد ہوئے اور میں بھی آپ کے ساتھ چلا۔ جب ہم آنحضرت کی خدمت میں پہنچے تو دیکھا کہ حضور کا سراقدس وحیہ کلی کی گود میں ہے۔ جب وحیدہ کلی نے امیر المومنین کو دیکھا تعظیم کے لئے اُٹھ اُٹھ کر اُن کو سلام کیا اور کہا کہ اپنے پیغمبر کے سر کو اسے امیر المومنین کہ تم مجھ سے زیادہ سزاوارد ہو۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیدار ہوئے اور اپنا سر علی کی گود میں دیکھا تو فرمایا کہ اے علی شاہ! تم کسی حاجت کے لئے آئے ہو۔ انہوں نے عرض کی میرے باپ ماں آپ پر خدا ہوں یا رسول اللہ جب میں یہاں آیا تو دیکھا کہ آپ کا سر مبارک وحیدہ کلی کی گود میں تھا۔ توحہ اُٹھے اور مجھے سلام کر کے بولے کہ اپنے پیغمبر کے سر کو گود میں لو۔ حضرت نے فرمایا کہ تم نے پہچاننا کہ وہ کون تھے عرض کی وحیدہ کلی تھے۔ حضرت نے فرمایا کہ وہ جبریل تھے جنہوں نے تم کو امیر المومنین کہا۔ جناب امیر نے کہا میرے باپ ماں آپ پر خدا ہوں یا رسول اللہ انس نے مجھے بتایا کہ آپ نے فرمایا کہ بہشت میری امت میں سے چار شخصوں کی مشتاق ہے لہذا فرمائیے کہ وہ کون کون ہیں۔ حضرت نے جناب امیر کی طرف اشارہ کیا اور میں مرتبہ فرمایا کہ خدا کی قسم تم اُن میں سے پہلے ہو۔ پھر جناب امیر نے عرض کی میرے باپ ماں آپ پر خدا ہوں یا رسول اللہ اور وہ تین اشخاص کون ہیں؟ حضرت نے فرمایا کہ وہ مقداد، سلمان اور ابوذر ہیں۔

ابن ابی اسیر نے بسند معتبر مفضل سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت صادق سے ایک جماعت کے بارے میں دریافت کیا جو آنحضرت کے بعد مرتد ہو گئی تھی۔ میں ہر ایک کا نام لے لیا تھا۔ حضرت فرماتے جاتے تھے کہ مقداد جو میرے پاس سے یہاں تک کہ میں نے خلیفہ بنی مسعود کا نام لیا۔ حضرت نے ہر ایک کے بارے میں پوچھ ہی فرمایا۔ پھر فرمایا کہ اگر ان لوگوں کو معلوم کرنا چاہتے ہو جن کے دلوں میں مطلق شک داخل نہیں ہوتا تو وہ ابوذر، مقداد اور سلمان تھے۔

عیاشی نے بسند معتبر حضرت امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا سے رحلت فرمائی چار اشخاص علی بن ابی طالب، مقداد، سلمان اور ابوذر کے سوا سب مرتد ہو گئے۔ رادی نے پوچھا حجاز کے بارے میں کیا بدشگاہی ہے۔ حضرت نے فرمایا اگر اُن کو پوچھتے ہو جن کے دلوں میں مطلق شک داخل نہ ہوا ہو تو وہ یہی تین اشخاص تھے۔

امام حسن مسکری کی تفسیر میں مذکور ہے کہ ایک معذ صبح کو آنحضرت مسجد میں تشریف فرما تھے اور ہم صحابہ سے بھری ہوئی تھی۔ حضرت نے فرمایا کہ تم میں سے کس شخص نے آج اپنے برادر مومن کی اپنی شاہ شایان مدد کی؟ امیر المومنین نے فرمایا کہ میں نے۔ حضرت نے پوچھا کیا مدد کی؟ جناب امیر نے عرض کی کہ عمارت عمارت یا مسکری کی طرف ہوا ایک یہودی اُن سے لپٹا ہوا تھا جس کا تیسرا دم عمارت کے ذمہ قرع تھا جب قرع نے مجھ کو دیکھا تو کہا اسے برادر رسول اللہ یہودی مجھ سے لڑتا ہے اور مجھے اذیت پہنچاتا ہے اور

ذیل کرتا ہے صرف اس وجہ سے کہ آپ باطنیت سے ہم محبت کرتا ہوں۔ لہذا اپنی عزت و شان کے قدر میں مجھے اس سے رہائی دلائیے۔ جب میں نے چاہا کہ اس یہودی سے اُن کے پاس میں کچھ گفتگو کروں تو عمارؓ نے کہا اے برادر رسولؐ میں آپ کو اپنے دل اور آنکھوں سے زیادہ عزیز رکھتا ہوں اس بات سے کہ آپ میری اس یہودی سے سفارش کریں بلکہ آپ اُس سے سفارش کیجئے جو آپ کی کوئی حاجت رُو نہیں کرتا آپ اسی سے میرے متعلق سوال فرمائیے کہ اس یہودی کا قرض ادا کرنے میں میری مدد فرمائے اور مجھے قرض لینے سے بے نیاز کر دے۔ میں نے دعا کی کہ خداوندِ جواں کی خواہش ہے ان کو عطا فرما اور اس دعا کے بعد میں نے تمنا کی کہ اگر ہاتھ بڑھا کر جو کچھ اپنے آگے پاؤ پھر اور ڈھیلو اٹھا لو کہ وہ تمہارے واسطے خاص سونا ہو جائے گا تو انہوں نے ہاتھ بڑھا کر ایک بڑا پتھر اٹھایا جو گنی من کا تھا وہ خدا کی قدرت اور اعجازِ سیدِّ الاولیاء سے سننے میں تھریل ہو گیا۔ تو انہوں نے یہودی سے کہا تیرا قرض کتنا ہے؟ یہودی نے کہا میں دم۔ پھر چھ اُس کا سونا کتنا دے دی ہوگا یہودی نے کہا بیس دینار اُس وقت عمارؓ نے کہا خداوند اُس بزرگ عزت کا واسطہ جس کی شان کے سبب تو نے اس پتھر کو سونا بنا دیا میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ اس سونے کو ایسا نرم کر دے کہ میں یہودی کے قرض کے مطابق اس میں سے علیحدہ کر دوں تو خداوندِ عالم نے اُس کو اس قدر نرم کر دیا کہ عمارؓ نے باسانی اُس میں میں متعال کے وزن کے برابر توڑ کر اس یہودی کو دے دیا پھر باقی ماندہ سونے پر نگاہ کی اور کہا خداوند میں نے سنا ہے کہ تو نے قرآن میں فرمایا ہے: **إِنَّ الْأَنْسَانَ كُنُفٌ كَذِبٌ** اُن کا اشتغاف ہے نیازی پسند نہیں کرتا جو میری سرکشی کا باعث ہو۔ لہذا اے مجبور اس سونے کو اُسی کی عزت و جاہ کا واسطہ جس کے سبب سے تو نے اس کو پتھر سے سونا بنا دیا پھر اس کو پتھر بنا دے۔ غرض وہ پتھر ہوگا اور عمارؓ نے اُس کو لینک دیا۔ اور کہا اے رسولؐ خدا کے بھائی میرے لئے دینا آخرت میں یہی کافی ہے کہ آپ کا شیعہ اور دوست ہوں۔ یہ سن کر جناب رسولؐ خُلائے فرمایا کہ عمارؓ کی اس بات سے سائلوں آسمانوں کے فرشتوں کو تعجب تھا اور خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں عمارؓ کی مدح و ثنا میں آوازیں بلند کیں اور رحمتِ الہی کی بارش مسلسل و ریشِ اعظم سے اُپڑھائی۔ پھر عمارؓ سے فرمایا کہ اے ابو القحطان تم کو خوشخبری ہو کہ دیانت میں علیؓ کے بھائی ابو اسحاق کی محبت کرنے والے نیک لوگوں میں سے ہو اور اس کی سے ہو جو ان کی محبت میں قتل کئے جائیں گے اور تم کو ایک گروہ قتل کئے گا جو اپنے امام سے باغی ہوگا اور دنیا کا آخری تہاڑ تو شہ ایک صاع دودھ ہوگا جس کو تم پوگے اور تمہاری رُوح ادراجِ محمدؐ و آلِ محمدؐ علیہم السلام سے جو خلق میں سب سے زیادہ بہتر میں خلق ہو جائے گی۔ اور تم میرے نیک شیعوں میں سے ہو۔

اسی تفسیر میں مذکور ہے کہ جب روزِ احد مسلمانوں پر مصائبِ زخم، تکلیف اور آلام جو گزشتہ تھاگن چکا اور وہ لوگ مدینہ واپس آئے تو کچھ یہودی خدیفہ بنی النضار اور عمارؓ یا سر کے پاس آئے اور کہا کیا تم نے نہیں خود کیا اُس پر جو عذرا احد تم لوگوں پر گزرا۔ محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جنگ بادشاہوں کی جنگ کا

نحمدہ نواں باب بعض ناکارہ صاحب کے فضائل

کہ کبھی غالب ہوتے ہیں اور کبھی مغلوب اگر وہ پیغمبر ہوتے تو ہمیشہ غالب رہتے۔ لہذا ان کے دین سے کچھ بڑا
خدیجہ نے اُس سے کہا خدا کی لعنت تو تم پر میں تمہارے پاس نہیں بیٹھوں گا اللہ تم سے کچھ بات کروں گا اور
تم تمہاری بات سنوں گا۔ میں تم سے اپنی جان ادا اپنے دین کے بارے میں ڈرتا ہوں اور تم سے دُور
رہنا چاہتا ہوں۔ یہ کہہ کر اُن کے پاس سے اُٹھ کر پھٹ گئے۔ لیکن قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُن کے پاس بیٹھ رہے
اور اُن کے جواب میں فرمایا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روزِ بدر اپنے اصحاب سے نصرت و
غفر کا وعدہ فرمایا تھا اس شرط کے ساتھ کہ صبر کریں۔ اصحاب نے صبر کیا اور فتح پائی اللہ خداوند بھی مسیحیح
فتح کا وعدہ کیا کہ ثابت قدم رہیں اور صبر کریں لیکن ان لوگوں نے شرط پر وفادہ نہ کی۔ دُور سے اور سُستی کی اور سختی
کی مخالفت کی۔ اس سبب سے اُن کو جو پہنچا تھا پہنچا۔ اور اگر اس جنگ میں بھی اطاعت کرتے اور صبر کی برداشت
کرتے تو بیشک فتح پاتے۔ یہودیوں نے کہا اے عمارؓ اگر تم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کرتے تو
اپنی بی بی ٹانگوں سے فریش پر فتح پا جاتے؟ قتادہ نے کہا ہاں اُسی خدا کی قسم جس نے آنحضرتؐ کو حق کے ساتھ
سنت فرمایا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو اپنی رسالت کے فضائل و حکمت پہنچا دیئے ہیں اور
اپنے بھائی اور وصی کی نصیحت سمجھا دی ہے جسکو سب سے بہتر و افضل اپنے بعد چھوڑیں گے اور اپنی ذریت
کی فرمانبرداری کرنے کے بارے میں ارشاد فرمادیا ہے اہل خیموں کے درمیں جو نے اللہ و جنتوں کے موقع پر انکو
دُعا میں نصیحت قرار دینے کا حکم دیا ہے۔ اللہ وعدہ فرمایا ہے کہ جو کچھ وہ ہمیں حکم دیں باعتماد و درست اُس کی
حرف متوجہ نہ ہوں اور میری غرض اُن کی اطاعت و فرمانبرداری سے ہو تو بیشک وہ بات پوری ہوگی یہاں تک کہ
اگر وہ مجھ کو حکم دیں کہ آسمانوں کو زمین پر گرا دوں یا زمینوں کو آسمانوں کے اوپر لے جاؤں تو بیشک
میرا پروردگار میری ان دونوں باتوں کو آسمانوں کے باوجود میرا بدلہ اتنا قوی اور طاقتور بنا دے گا۔ یہ سنکر
اُن ملعون یہودیوں نے کہا نہیں اے عمارؓ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت خدا کے نزدیک اس سے بہت کم
ہے جس قدر تم نے بیان کیا اور محمدؐ کے نزدیک تم اُس سے بہت ہو جس قدر تم نے دعویٰ کیا۔ چونکہ ان کے
درمیان چالیس منافق تھے اسس لئے عمارؓ اُن کی مجلس سے اُٹھ کر ٹھہرے جو نے اللہ کہا کہ میں نے اپنے پروردگار
کی نصیحت تم پر تمام کر دی اور تمہاری خیر خواہی کی۔ لیکن تم نصیحت کرنے والوں کی نصیحت سے کراہت رکھتے
ہو۔ پھر آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرتؐ نے اُن کو دیکھتے ہی فرمایا کہ تمہارا
لشکر کی اطلاع غلط ہو چکی ہے۔ لیکن خدیجہؓ اپنے دین کی حفاظت کے لئے شیطان اور اُس کے دوستوں
کی مجلس سے بھاگ آئے اور وہ خدا کے شائستہ بندوں میں سے ہیں۔ مگر اے عمارؓ تم نے اپنے دین کے لئے
جہاد کیا اور خدا کے رسولؐ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خیر خواہی کی لہذا تم راہِ خلا میں بہترین جہاد کرنے
والے ہو۔ حضرتؐ یہی لشکر کو رہے تھے کہ وہ یہودی بھی آگئے جنہوں نے عمارؓ سے بحث کی تھی اور کہا اے عمارؓ
یہ عمارؓ جو آپ کے اصحاب میں سے ہیں دھوئے کرتے ہیں کہ اگر آپ اُن کو آسمان کو زمین پر گرا دیں اور زمین کو
آسمان پر لے جانے کا حکم دیں تو اُن کا اعتقاد ہے کہ وہ آپ کے اس قول کی اطاعت کریں گے اور آپ کے حکم
کی تعمیل کا ارادہ کریں گے تو یقیناً خداوندِ عالم اس امر میں اُن کی مدد فرمائے گا۔ لیکن ہم تو اس سے بہت کم

محل جاتے ہیں کہ اگر آپ اپنی پیغمبری کے دعوے میں سچے ہیں تو ہم اتنے ہی پر قانع ہوتے ہیں کہ عمار اپنی ان باریک ٹانگوں کے باوجود اس پتھر کو زمین سے اٹھالیں ماس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہینڈ کے باہر تشریف فرما تھے اور آپ کے سامنے ایک پتھر تھا جس کو دشوار اشخاص مل کر اُس کی جگہ سے حرکت نہیں دے سکتے تھے۔ یہودیوں نے کہا کہ اگر عمار اس کو حرکت دینا چاہیں تو نہیں دے سکتے اور اگر اپنی قوت سے بڑھ کر زور لگائیں گے تو ان کی ہینڈ لیاں ٹوٹ جائیں گی اور جسم کے اعضا ایک دوسرے سے الگ ہو جائیں گے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عمار کی ہینڈ لیوں کو کمرود اور حیرت بھوکو کہ وہ نیکیوں کے پڑے میں کوہِ ثمود و قریظ اور کوہِ ابونعیم سے بلکہ تمام دُنئے زمین اور جو کچھ اُس پہ پہے سب سے زیادہ دلی ہیں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ محمد و آل محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام) پر اُن کے دُعا بھیجنے کے سبب جو کچھ اُس پتھر سے نیاں نخت ہے ٹپک اور ہلکا کر دیا ہے جبکہ اُس نے اُن آٹھ فرشتوں کے لئے عرش کو اُن کے کانڈھوں پر اُن کے صلوات بھیجنے کے سبب ہلکا کر دیا ہے اُس کے بعد جبکہ بیشمار فرشتے اُس کے اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتے تھے حالانکہ یہ آٹھ فرشتے بھی اُنہی کے ساتھ تھے۔ پھر حضرت نے عمار سے فرمایا کہ اے عمار اعتقاد کے ساتھ میری اطاعت کرو اور کہو خدا تعالیٰ بجا محمد و آل محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام) مجھ کو قوی بنا دے تاکہ خدا اُس کو تمہارے لئے آسان کر دے جس کا میں نہیں حکم دیتا ہوں جس طرح کہ اُس نے کالب بن یوقناہ اور بکا عبید کرنا آسان کر دیا جس وقت کہ انہوں نے ہمارے حق کا واسطہ دے کر خدا سے دُعا کی اور اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور بانی پر روانہ ہو گئے اور آخر دینا تک گئے اور واپس آ گئے اور گھوڑوں کے سُم تک ترو نہ ہوئے۔ غرض کہ عمار نے دست و مستحکم اعتقاد سے اُس کلمہ طیبہ کے ساتھ تکلم کیا اور اُس سبک گراں کو اٹھا لیا اور اپنے سر سے اُونچا کیا اور کہا میرے باپ ماں آپ پر خدا ہوں یا رسول اللہ اسی خدا کی قسم جس نے آپ کو پیغمبری کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے کہ یہ پتھر میرے ہاتھ میں تنکے کے مانند ہے حضرت نے فرمایا کہ اس کو تمہیں پہاڑ پر پھینک دو اور اشارہ کیا اُس پہاڑ کی طرف جو ایک فرخ دُور تھا۔ جب عمار نے ہوا میں اُس کو اُس قوت کے ساتھ پھینکا جو خداوند عالم نے آپ کو اُس وقت اہلبیت سے اُس کے توسل کی برکت سے کرامت فرمائی تھی تو وہ ہوا میں ایسا بلند ہوا کہ اُس پہاڑ کی چوٹی پر جا کر ٹھہرا۔ اُس وقت آنحضرت نے اُن یہودیوں سے فرمایا کہ تم نے عمار کی طاقت دیکھی وہ بولے ہاں۔ پھر حضرت نے عمار سے فرمایا کہ اس پہاڑ پر چڑھ جاؤ۔ اُس پتھر سے کئی گنا بڑا ایک پتھر ہے اُس کو اٹھا کر میرے پاس لاؤ۔ جب عمار کوہ کی طرف چلے خداوند عالم نے زمین کو ان کے پیروں کے نیچے لپیٹ دیا کہ وہ سبھی قدم میں وہ پہاڑ کی چوٹی پر پہنچ گئے اور پتھر کو اٹھا لیا اور حضرت کی خدمت میں لائے اور میرے قدم میں حضرت کے پاس پہنچ گئے حضرت نے فرمایا کہ اس پتھر کو زوروں کے ساتھ زمین پر پٹک دو۔ یہودیوں کے جو یہ حالت دیکھی دسے اور بھاگ گئے۔ عمار نے اس دسے پتھر کو پٹکا کہ ریزہ ریزہ ہو گیا اور اُس کے ذرے غبار کے مانند ہوا میں بلند ہوئے۔ تب حضرت نے یہودیوں سے فرمایا کہ اے یہودیو ایمان لاؤ کیونکہ خدا کی نشانیاں تم نے مشاہدہ کر لیں۔ یہ سنکر اُن میں سے بعض ایمان لائے اور بعضوں پر شقاوت

[illegible]

حبيب الملک سے رسول خدا کی زبان سے

غالب ہوئی اور وہ اپنے کمر پر اڑے رہے۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ اس پتھر کے مثل باد کیا ہے؟ انہوں نے کہا نہیں یا رسول اللہ۔ حضرت نے فرمایا کہ اسی خدا کی قسم جس نے مجھے سچائی کے ساتھ مجتہد کیا ہے کہ ہمارے مشیخوں میں کسی شخص کے گناہ پہاڑوں اور آسمان وزمین سے بھی زیادہ گراں اور سخت ہوں تو جب وہ توبہ کرتا ہے اور ہماری محبت اپنے دل میں تازہ کرتا ہے تو اس کے گناہ اس سے زیادہ تعداد سے زمین پر گرا دیئے جاتے ہیں جتنے زبوروں سے عمارت نے اس پتھر کو زمین پر چلا ہے۔ اور ایک وہ شخص بھی ہے جس کی عبادتیں زمین و آسمان اور کوہ و دریا کے مانند ہوتی ہیں اور وہ ہم اطمینان کی ولایت کا شکر ہوتا ہے تو اس کی عبادتیں زمین پر اس سے زیادہ سختی کے ساتھ پٹک دی جاتی ہیں جیسے عمارت نے اس پتھر کو زمین پر راتا تو اس کی عبادتیں اسی پتھر کے مانند بارہ بارہ ہو جاتی ہیں۔ اور جب وہ آخرت میں پہنچتا ہے تو اس کے لیے کوئی نیکی نہیں ہوتی اور اس کے گناہ پہاڑوں زمین اور آسمان سے زیادہ بڑھے ہوئے ہیں تو آخرت میں اس کے لیے شدید عذاب اور ہمیشہ کی سزا ہوگی۔ جب عمارت نے یہ قوت اپنے میں مشاہدہ کی کہ ایسے گراں پتھر کو زمین پر سے مانا اور وہ غبار کے مانند ہوا میں اڑ گیا تو رسول اللہ سے عرض کی کہ مجھے اہانت دیکھئے کہ میں اس طاقت کے ساتھ جو اس وقت خدا نے مجھے عطا کی ہے ان یہودیوں سے جنگ کروں اور سب کو مار ڈالوں۔ حضرت نے فرمایا اے عمار خدا تمہارا ہے۔ **فَاَعْلَفُوا وَاصْفَحُوا** احتی یا فی اللہ یا مسرہ (آیتنا سورۃ بقرہ پ) یعنی صاف کرو اور درگزر کرو یہاں تک کہ خدا اپنا حکم بھیجے۔ حضرت نے فرمایا یعنی اپنا طلب اور فتح مکہ اور وہ تمام امور جو حق کا وعدہ فرمایا ہے۔

کتاب مذکور میں امام زین العابدین سے **وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ** **وَإِنَّهُ سَوْفَ يَكْفُلُ الْعِبَادَ** (آیت سورۃ البقرہ پ) یعنی لوگوں میں ایک وہ شخص بھی ہے جو خدا کی رضا حاصل کرنے کے لیے اپنی جان بیچتا ہے اور خدا اپنے بندوں پر جہاں ہے۔ اس آیت کی تفسیر میں مروی ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ یہ آیت جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نیک صحابہ کی شان میں نازل ہوئی جنہر اہل مکہ کے خیمیاں کہیں اور ان کو اذیتیں پہنچائیں تاکہ وہ دین اسلام سے پھر جائیں۔ اور وہ لوگ بول و صہیب و خباب و عمار بن یاسر اور ان کے باپ ماں رضوان اللہ علیہم اجمعین کو ابو بکر بن ابی قحافہ نے وہ نظام حبشی کے حوض خرید کیا۔ جب وہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے تو امیر المؤمنین کی اس سے زیادہ تعظیم کی جس قدر وہ ابو بکر کی کیا کرتے تھے۔ تو مفسدوں کی ایک جماعت نے کہا اے بلال تم نے کفر اپنی نعمت کیا اور ابو بکر کی فضیلت کو گھٹایا جو تمہارے آقا ہیں اور تم کو خرید کر آزاد کیا اور کافروں کی قید محنتی سے رہائی بخشی حالانکہ علی نے تمہارے ساتھ کوئی اس قسم کا احسان نہیں کیا ہے اور تم ان کی عزت و توقیر اور تعظیم ابو بکر سے زیادہ بجا لے رہے ہو۔ بلال نے کہا ہے جو ان کے متعلق ظاہر کرنے ہو اور حق ناشناسی ہے جو ان کے حق میں مل میں لاتے ہو۔ بلال نے کہا کیا تم پر لازم ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ ابو بکر کی تعظیم کروں۔ ان لوگوں نے کہا سدا اللہ

ہم کیسے کہہ سکتے ہیں کہ آنحضرتؐ سے زیادہ ابوبکرؓ کی تعظیم کرو تو جلال شہ نے کہا یہ تمہاری بات پہلی گنگو کے خلاف ہے جو تم نے کہا کہ میرے لئے ابوبکرؓ سے زیادہ علیؓ کی تعظیم جائز نہیں اس لئے کہ ابوبکرؓ نے مجھے خرید کر آزاد کیا ہے۔ ان لوگوں نے کہا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور علیؓ برابر نہیں کیونکہ رسولؐ تمام مخلوق سے افضل ہیں۔ جلالؓ نے کہا علیؓ بھی پیغمبر خدا کے بعد خدا کے نزدیک بہترین خلق اور محبوب ترین خلق ہیں اس لئے کہ جس وقت پیغمبرؐ کے لئے مرغ بریاں لایا گیا حضرتؐ نے دعا کی کہ خداوند اپنی سب سے زیادہ محبوب مخلوق کو میرے پاس بھیجے تاکہ وہ اس مرغ کے کھانے میں میرے ساتھ شریک ہو تو علیؓ آئے اور اس مرغ کے کھانے میں شریک ہوئے اور مخلوق خدا میں سب سے زیادہ رسولؐ خدا سے مشابہ ہیں کیونکہ خدا نے ان کو رسولؐ کا دینی بھائی قرار دیا ہے۔ لہذا ابوبکرؓ کو مجھ سے وہ امید نہ رکھنا چاہئے جو تم لوگ دلائے ہو۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ علیؓ ان سے افضل ہیں اور مجھ پر علیؓ کا حق ان سے زیادہ ہے کیونکہ علیؓ نے مجھ کو عذاب الہی سے رہائی بخشی ہے اور ان کی محبت اللہ ان کو دوسروں سے افضل سمجھنے کے سبب میں بہشت کی ابدی نعمتوں کا مستحق ہوا ہوں۔

امام نے صہیبؓ کے بارے میں فرمایا وہ کافروں سے کہتے تھے کہ میں بوڑھا شخص ہوں اور میرا تمہارے ساتھ بہت کم کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا اور نہ میری جدائی تم کو کچھ نقصان پہنچا سکتی ہے۔ لہذا میرا مال لے لو اور مجھے میرے دین پر چھوڑ دو۔ لہذا ان کافروں نے ان کا سب مال لے لیا۔ جناب رسولؐ نے صہیبؓ سے پوچھا کہ تمہارے پاس کس قدر مال تھا جو تم نے ان کو دے دیا عرض کی سات ہزار تھے۔ حضرتؐ نے پوچھا کہ کیا تم نے خوشی سے وہ مال ان کو دے دیا؟ صہیبؓ نے جواب دیا اسی خدا کی قسم جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اگر تمام دنیا خالص سونا ہوتی اور میں سب کا مالک ہوتا تو آپؐ جمال اقدس اور آپؐ کے برادر و وصی علیؓ بن ابی طالب کے چہرہ انور کی طرف ایک نظر دیکھنے کے عوض سب دے دیتا۔ جناب رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے بہشت کے خزانہ داروں کو اس سے عاجز کر دیا کہ جو کچھ اس مال کے عوض حوالہ خداوند عالم نے تم کو کرامت فرمایا کچھ احسان رکھیں اس بچے اعتقاد کے سبب جو تم کو حاصل ہے کیونکہ کوئی بھی سوائے خدا کے احصا نہیں کر سکتا ان مالوں کا جس نے ان کو پیدا کیا ہے۔

پھر امام نے جناب بنی الاسد کے بارے میں فرمایا کہ کفار نے ان کو زنجیر گراں سے باندھ دیا اور ایک طوق ان کی گردن میں ڈال دیا تھا تو انہوں نے محمدؐ و علیؓ اور ان کی آل طہین کا واسطہ دے کر خدا کو پکارا۔ خدا نے ان کی برکت سے اس زنجیر کو گھوڑا بنا دیا جس پر وہ سوار ہوئے اور اس طوق کو تلوار بنا دیا جس کو حمار کر لیا اور اپنے مقام سے باہر نکلے۔ جب کافروں نے ان کو اس حال سے دیکھا تو ایک کی بھی جرات نہ ہوئی کہ ان کے نزدیک آئے اور وہ کہتے تھے کہ جو تم میں سے چاہے میرے پاس آکر دیکھ لے کہ میں نے خدا محمدؐ و علیؓ اور ان کی آل کا واسطہ دے کر دعا کی ہے اور جانتا ہوں کہ اگر اس عقیدہ کے ساتھ تلوار کو ابویس پر ماروں تو وہ بھی دو ٹکڑے ہو جائے غرض کوئی ان کے پاس نہ آسکا اور وہ جناب رسولؐ کے

ایک اکابر صحابہ کے فضائل

جناب بنی الاسد کا حال

کی خدمت میں پہنچ گئے۔

پھر امام نے یا عمر اور عمار کی والدہ کے بارے میں فرمایا کہ انہوں نے خدا کی خوشنودی کے لئے صبر کیا۔ یہ شک کہ ان کو کافروں نے شکنجہ میں کسکر شہید کر دیا۔

عمارؓ کے بارے میں فرمایا کہ ابو جہل ان کو افہ تیں دے رہا تھا تو خلفہ عالم نے اس کی انگوٹھی کو اس کی انگوٹھی میں اس قدر تنگ کر دی کہ بے چینی کے سبب زمین پر گر پڑا۔ اُس کے پیلاہن کو اس کے جسم میں سترہ درنی کر دیا کہ آہنی زنجیروں سے زیادہ گراں ہو گئی تو ابو جہل نے عمارؓ سے کہا کہ تمہارے اس کی گرانی اور تکلیف دہ رہائی دو کیونکہ میں جانتا ہوں کہ یہ بخیر ہوئے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عجیب باتوں کے اور کسی سے نہیں ہے۔ یہ کسکر عمارؓ نے اُس کی انگوٹھی اُس کی انگوٹھی سے نکال لی اور اُس کا پیلاہن اُٹار لیا تو ابو جہل نے کہا کہ تم مکہ میں مت رہو ورنہ تم مجھ کو بدنام کر دے اور کہو گے کہ میں نے اُس کی انگوٹھی اور پیلاہن اُٹا دیا تھا۔

عمارؓ عمارؓ مدینہ کی جانب چلے جب آنحضرتؐ کی خدمت میں پہنچے تو صحابہ نے کہا کہ جناب نے اُن بھڑات کے سبب یہاں بیانی جو ان کے لئے ظاہر ہوا۔ کیا۔ سبب ہے کہ تمہارے ہاتھ میں شکنجہ میں کسے گئے یہاں تک کہ مر گئے۔ عمارؓ نے کہا کہ اُس خدا کا حکم تھا جس نے ابراہیمؑ کو آگ سے نجات بخشی اور یحییٰؑ اور زکریاؑ علیہم السلام کو قتل کے امتحان میں بے شک کیا۔ یہ سن کر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم بڑے تقیہوں اور غلطیوں میں سے ہو۔ عمارؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ میرے لئے علم سے انتہائی کافی ہے کہ آپ خداوند عالمین کے رسول اور خلق میں سب سے بہتر و افضل ہیں اور یہ کہ آپ کے بھائی علیؑ آپ کے وحی اور خلیفہ ہیں اور اُن میں سب سے بہتر و برتر ہیں جبکہ آپ اپنے بند چھوڑیں گے اور یہ کہ حق بات آپ کا ارشاد اور اُن کا ارشاد ہے اور حق کو دار آپ کا اور اُن کا۔ اگر وہ ہے۔ اور میں جانتا ہوں کہ خداوند عالم نے مجھے آپ حضرات کی دوستی و محلات کی اور آپ کے دشمنوں کی دشمنی کی توفیق نہیں دی ہے مگر یہ کہ اُس نے چاہا ہے کہ مجھے آپ حضرات کے ساتھ دنیا و آخرت میں وابستہ رکھے۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمارؓ تم نے سچ کہا۔ اور بیشک حق تمہارے تھا ہے اور یہ سے دین کو قوت دے گا اور غفلوں کے غم کو قلع کرے گا اور منافقین کے کینہ کو ظاہر کرے گا جبکہ تم کو وہ گروہ قتل کرے گا جو اپنے امام برحق سے باغی ہو گا پھر فرمایا کہ اے عمارؓ تم کے سبب سے تم پہنچے ہو اُس فضیلت کی بلند ی تک جس پر پہنچے ہو۔ اور اپنے علم میں اضافہ کرو تا کہ تمہاری فضیلت تباہ نہ ہو اس لئے کہ جب بندہ طلب علم کے لئے نکلتا ہے تو خلاق عالم عرش اعظم سے اُس کو ندا دیتا ہے کہ مرجا ہے میرے بندے آیا جانتا ہے کہ کس منزلت کو طلب کر رہا ہے اور کس درجہ کے حاصل کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو کائنات میں کی مشابہت کی تلاش میں ہے تاکہ اُن کے قریب ہو جائے بیشک تیری مراد پوری کروں گا اور تیری حاجت بر لاؤں گا۔

شیخ مفید نے بسند معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ اُن حضرت نے فرمایا کہ میں نے جابر انصاریؓ کو کہتے ہوئے سنا کہ اگر سلطان و ابوذرؓ زندہ ہو جائیں تو ہمیں آج اس گروہ کو جو آپ کے اہلبیتؑ کی محبت کا کرتا ہے فریقنا وہ کہیں گے کہ یہ جھوٹے ہیں۔ اور اگر یہ آپ کی محبت کے دو حیدر سلمان و ابوذرؓ ایسے لوگوں کو

دیکھیں تو بیشک کہہ اٹھیں گے کہ وہ دیوانے ہیں۔

کلمی وغیرہ نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ایمان کے دس درجے ہیں۔ مقدار دس ایمان کے آٹھ درجہ ابوذرؓ نو درجہ پیر اور سلمانؓ دس درجہ پرفائز ہیں۔

کتاب دفعۃ المؤمنین و طہرہ میں حضرت ثعلبیؒ بن جعفر طہیم السلام سے مروی ہے کہ قیامت کے دن ایک منادی حق تعالیٰ کی جانب سے ندا کرے گا کہ کہاں ہیں حواریان محمد بن عبد اللہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنہوں نے اپنے جہاد میں ان کو اپنا اور اپنے جہاد پر باقی رہے یہاں تک کہ دنیا سے رحلت کی اس وقت سلمانؓ ابوذرؓ اور مقدادؓ اٹھیں گے۔ پھر ندا ہوگی کہ وصی محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علیؓ کے حواریہ کہاں ہیں تو عمرؓ بن حنظلہؓ و عثمٰنؓ بن عفانؓ و محمدؓ بن ابی بکرؓ اور ایش قرقیؓ اٹھیں گے۔

اسی کتاب میں روایت کی ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ آپ عمارؓ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں۔ حضرتؑ نے تین مرتبہ فرمایا کہ عمارؓ پر رحمت نازل فرمائے انہوں نے امیر المؤمنینؑ کی خدمت میں رہ کر جنگ کی اور شہید ہوئے۔ راوی نے کہا کہ میں نے اپنے دل میں سوچا کہ اس سے بڑھ کر دھرم اور مرتبہ نہیں ہو سکتا تو حضرتؑ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ تم گمان کرتے ہو کہ وہ ان تین افراد سلمانؓ ابوذرؓ اور مقدادؓ کے مثل ہو سکتے ہیں یا افسوس ہے افسوس ہے۔ راوی نے کہا عمارؓ کیا جانتے تھے کہ اُس دن شہید ہو جائیں گے۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ انہوں نے اُس روز جب دیکھا کہ جنگ کی آگ بھڑک اٹھی اور ساعت بساعت تیز ہوتی جا رہی ہے اور لوگ زیادہ مقتول ہو رہے ہیں تو صف سے الگ ہو کر امیر المؤمنینؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ کیا میرے قتل ہونے کا وقت آگیا۔ حضرتؑ نے فرمایا اپنی صف میں جاؤ۔ عمارؓ نے تین مرتبہ یہی سوال کیا اور حضرتؑ نے ہر مرتبہ یہی جواب دیا یہاں تک کہ آخر میں فرمایا کہ ہاں۔ یہ سکر عمارؓ مردانہ وار اپنی صف میں پلٹ گئے اور یقین و ایمان کے ساتھ مشغول جہاد ہوئے۔ اور کہتے جلتے تھے کہ آج اپنے دوستوں سے ملاقات کروں گا جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے گروہ والے ہیں۔

نیز اسی کتاب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی گئی ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ بہشت تین شخصوں کی مشقات ہے۔ جناب امیرؑ نے پوچھا وہ کون کون لوگ ہیں حضرتؑ نے فرمایا کہ تم ان میں سے ہو اور سب سے پہلے ہو۔ دوسرے سلمانؓ غازیؓ ہیں بیشک ان میں غرور و نخوت نہیں ہے۔ وہ تمہارے خیر خواہ ہیں لہذا ان کو اپنا مددگار قرار دو۔ تیسرے عمارؓ بن یاسرؓ ہیں جو بہت موقعوں پر تمہارے بھلاہوئے ہوئے۔ اور کوئی موقع ایسا نہ ہوگا جبکہ ان کی نیکیاں بہت اور ان کا نور عظیم اور ان کا اجر زیادہ نہ ہوگا۔

ایضاً حضرت صادقؑ نے روایت کی ہے کہ ہر خاندان کے یقیناً کوئی نجیب ہوتا ہے اور نجیبوں میں سب سے زیادہ نجیب ہدیر بن خاندان سے محمد بن ابی بکرؓ ہیں۔

فرات بن ابی اسیمؓ نے حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں اَلَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَلَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ تَابِعًا مِّنْهُمْ (یعنی سوائے ان کے جو ایمان لائے اور عمل نیکی کرتے ہیں تو ان کے لئے نہ ختم ہونے والا اجر ہے۔) حضرتؑ نے فرمایا کہ یہ آیت علیؓ بن ابی طالبؓ و سلمانؓ ابوذرؓ

عالمی کتب خانہ اسلامیہ
طرابلس، لبنان

حضرت علیؓ کا شوق شہادت

حضرت امیرؑ

حضرت علیؓ بن ابی طالبؓ

کتاب اختصاص میں دعایت ہے کہ صبیحی بن حمزہ نے حضرت صادق سے دعایت کیا کہ وہ چارہ شخص جس کے

بارے میں رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ بہشت میں کی مشاق ہے کون کون ہیں؟ حضرت نے فرمایا میں کہ سلمان، ابوہریرہ،
مقتدا اور مدار رضی اللہ عنہم ہیں۔ راوی نے پوچھا میں سب سے بہتر کون ہے فرمایا سلمان! پھر تھوڑے تال کے
بعد فرمایا کہ سلمان کو وہ علم تھا کہ اگر اس کو ابوذر جانتے تو کافر ہو جاتے تھے۔

بسنہ صحیح امام محمد باقر سے دعایت کی گئی ہے کہ جابر انصاری نے کہا کہ میں نے جناب رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے سلمان فارسی کے بارے میں پوچھا۔ حضرت نے فرمایا سلمان، سلمان علم کا دریا ہیں کوئی اُن کے علم
کی انتہا نہیں پاسکتا۔ سلمان مظلوم ہیں علم نازل و آخر سے۔ خدا اُس کو دشمن رکھتا ہے جو سلمان کو دشمن
رکھتا ہے اور خدا دوست رکھتا ہے اُس کو جو دوست رکھتا ہے اُن کو۔ جابر نے کہا ابوذر کے بارے میں آپ کیا فرما
ہیں؟ حضرت نے فرمایا وہ ہم میں سے ہیں۔ خدا دشمن رکھتا ہے اس کو جو اُن کو دشمن رکھتا ہے اور دوست رکھتا ہے
اُس کو جو اُن کو دوست رکھتا ہے۔ پھر جابر نے کہا کہ آپ کا مذاق کے بارے میں کیا ارشاد ہے فرمایا وہ بھی ہم میں سے
ہیں۔ خدا دشمن رکھتا ہے اُس کو جو اُن کو دشمن رکھتا ہے اور دوست رکھتا ہے اُس کو جو اُن کو دوست رکھتا ہے
جابر نے کہا آپ عمار کے بارے میں کیا فرماتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ وہ بھی ہم میں سے ہیں۔ خدا دشمن رکھتا ہے
اُس کو جو اُن کو دشمن رکھتا ہے اور دوست رکھتا ہے اُس کو جو اُن کو دوست رکھتا ہے۔ جابر کہتے ہیں کہ
میں حضرت سے رخصت ہو کر باہر آیا تاکہ اُن حضرات کو خوشخبری پہنچاؤں جو کچھ حضرت نے اُن کے بارے میں فرمایا ہے
تو حضرت نے پھر مجھے طلب فرمایا اور ارشاد کیا کہ اسے جابر تم بھی ہم میں سے ہے۔ خدا دشمن رکھے اُس کو
جو دشمن رکھے تم کو اور دوست رکھے اُس کو جو دوست رکھے تم کو۔ جابر کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ
آپ اُن کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ حضرت نے فرمایا کہ تو میری جان ہے۔ میں نے کہا آپ حسن و حسین کے
کے بارے میں کیا فرماتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا وہ میری نعت ہیں اور اُن کی ماں فاطمہ میری بیٹی ہے۔ مجھے
آزردہ کرتا ہے جو کچھ اس کو آزدہ کرتا ہے اور اُسے شاد کرتا ہے جو کچھ اُسے شاد کرتا ہے۔ اور خدا کو گواہ کرتا
ہوں کہ میں لڑنے والا ہوں اُس سے جو اُن سے لاتا ہے اور صلح رکھتا ہوں اُس سے جو اُن سے صلح
رکھتا ہے۔ اسے جابر جب تم پر چاہو کہ خدا سے دعا کرو اور وہ تمہاری دعا قبول فرمائے تو اُن کے ناموں کے واسطے
سے دعا کرو کیونکہ خداوند عالمین کے نزدیک یہ محبوب ترین نام ہیں۔

شیخ کشی نے بسند معتبر امام محمد باقر سے دعایت کی ہے کہ جناب امیر نے فرمایا کہ سات آدمیوں پر
زہیں تنگ ہو گئی جن کے قدیر سے اہل زمین مٹتی جاتے ہیں اور اُنہی کے سبب سے ان کا مدد کی جاتی ہے انہی
میں سے سلمان فارسی، مقتدا، ابوذر، عمار اور جابر ہیں۔ جناب امیر نے فرمایا کہ میں اُن کا نام ہوں۔ اور یہی لوگ
ہیں جنہوں نے فاطمہ کی میت پر لمانہ پڑھی۔ نیز بسند معتبر حضرت صادق سے دعایت کی ہے کہ سرفرد کائنات

سب سے بہت ملکی ہے ان علوم کے بجز اسلوا نہ سمجھ سکتے اور انکا کہہ دیتے جہاں کے کلر کا باعث ہوتا۔ حاشا اللہ ۱۱ مرتب

عبد اللہ بن مسعود نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ جو شخص سلمان کو دوست رکھے وہ بہشت میں جائے گا۔

کے بعد لوگ گمراہ و ہلاک ہوئے سولہ سلاطین، ابوذرؓ اور مقدادؓ کے پھر اُن کے جمنوا ابو ساسان، عمارؓ استیر و احد
اور وادہ اس کے اندھے سات اشخاص ہیں۔

کتاب اختصاص میں پسند مستبر حضرت صادقؑ سے روایت کی گئی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے سلمان اگر تمہارے علم کا اظہار مقدادؓ پر کیا جائے تو وہ کافر ہو جائے گا اور اے عمار اگر تمہارے علم کا اظہار مقدادؓ پر کیا جائے تو وہ کافر ہو جائے گا۔

جناب سلمانؓ فارسی سے روایت ہے کہ میں ایک روز جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نماز کے بعد
مگر سے نکلا تو راستہ میں امیر المومنینؑ سے ملاقات ہوئی حضرت نے فرمایا کہ جاؤ جناب فاطمہؑ کے پاس اُن کی بیٹی
بہشت سے کہ تمہارا باپ ہے وہ تم کو بھی اُس میں سے عطا کرنا چاہتی ہیں۔ یہ سن کر میں اُن کی خدمت میں حاضر
ہوا۔ شاہزادی نے فرمایا کہ میں اسی مقام پر بیٹھی ہوئی تھی جہاں ہندوستان میں ملکیں و عجز و ننگی۔ اور سوچ رہی تھی کہ
ہم وہی انبیاء سے محروم ہو گئے اور ہمارے گھر فرشتوں کی آمد و رفت بند ہو گئی ناگاہ دروازہ کھلا اور میں لڑکیاں باندھ
داخل ہوئیں کہاں سے زیادہ حسین و جمیل اور تازہ و جوانی میں بہتر اور خوشبو دار کبھی کسی نے نہ دیکھا ہوگا۔

ان کو دیکھا تو میں اُن کے کھڑکی ہوئی اور پوچھا کہ تم اہل مکہ سے جو یاد بندہ کی رہنے والی ہو وہ بولیں اے نبیؐ رسولؐ اہم
اہل زمین سے نہیں ہیں ہم کو پروردگار عالم نے بہشت جاوید سے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے ہم آپ کی نیابت کے
بے حد شائق تھے اُن میں سب سے بڑی جو نگے سلوم ہوئی میں نے اُس سے پوچھا کہ تمہارا کیا نام ہے اُس نے
کہا مقدادہ۔ میں نے پوچھا کہ کس سبب سے یہ نام لکھا گیا اس نے کہا اس لئے کہ مقداد بن اسود کے لئے خلق کی گئی
ہوں۔ پھر میں نے دوسری لڑکی سے نام پوچھا اُس نے کہا میرا نام قتہ ہے۔ میں نے سبب پوچھا تو کہا میرا نام
اس لئے ہے کہ میں ابوذر غفاریؓ کے لئے پیدا کی گئی ہوں۔ تیسری سے نام پوچھا تو اُس نے کہا سلوی۔ میں نے
دہر پوچھی تو اُس نے کہا میرا یہ نام اس سبب سے ہے کہ میں سلمان فارسیؓ کے لئے خلق کی گئی ہوں۔ جناب سیدنا

فرماتی ہیں کہ اس کے بعد اُن لڑکیوں نے میرے لئے چند طب لکالے جو بڑی نان کے برابر تھے برف سے لیا اور
اور مشک سے زیادہ خوشبودار۔ سلمانؓ کہتے ہیں کہ جناب سیدنا نے ایک طب اُن میں سے مجھے عطا فرمایا۔ اور
فرمایا کہ آج رات اس طب سے اظہار کرنا اور اُس کا بیج کل مجھے لا کر دینا۔ میں نے وہ طب لے لیا اور اُس
چاند صاحب رسولؐ کی جس جماعت کی طرف سے گزرتا تھا وہ لوگ پوچھنے لگے کہ اے سلمانؓ کیا مشک لئے ہوئے ہو؟
میں کہتا تھا ہاں۔ فرض اظہار کے وقت میں نے اُس کو دکھایا اُس میں ایک بیج بھی نہ تھا۔ دوسرے روز جناب فاطمہؑ
کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اُس میں بیج نہیں تھا۔ فرمایا کہ اُس میں بیج کیسے ہوتا حالانکہ مقدادہؓ اُس
درخت کا تھا جس کو خداوند عالم نے بہشت میں پیدا کیا ہے اس درخت کے سبب سے جو میرے پدر و جد گوانے
مجھے تسلیم فرمائی ہے اور اُسے ہر صبح و شام پڑھا کرتی ہوں۔ سلمانؓ نے عرض کی کہ وہ دعا مجھے بھی تسلیم فرمائیے فرمایا۔

لے ان احادیث سے اُن بزرگوں کے علم و صبر کی ریاقت کا اظہار معلوم ہوتا ہے لہذا کوئی مشہد ذکر کرنا چاہیے جو موجب
گناہ ہو۔ (مترجم)

اگر تم چاہتے ہو کہ دنیا میں جب تک زندہ ہو تم کو کبھی بخار نہ آئے تو اس دعا کو ہمیشہ پڑھا کرو۔ وہ دعا یہ ہے۔
 بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ التَّوْحِیْدِ بِسْمِ اللّٰهِ التَّوْحِیْدِ بِسْمِ اللّٰهِ التَّوْحِیْدِ
 عَلٰی تَوْبِیْرِیْسَیْرَ اللّٰهِ الَّذِیْ هُوَ مَدَا تَبْرَ الْاُمُوْر بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ التَّوْحِیْدَ مِنْ
 التَّوْحِیْدِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ التَّوْحِیْدَ مِنَ التَّوْحِیْدِ وَ اَنْزَلَ التَّوْحِیْدَ عَلٰی الطَّوْحِیْرِ فِیْ کِتَابِ
 مَسْحُوْرٍ فِیْ رِیْبٍ مِّنْشُوْرٍ بِعَدْرِیْمَعْدُوْرٍ عَلٰی نَبِیِّیْ مَحْبُوْرٍ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هُوَ
 بِالْعِزِّ مَدَا کُوْرٍ وَ بِالْفَقْرِ مَشْهُوْرٌ عَلٰی الشَّرَاوِ وَالصَّوْرَاوِ مَشْکُوْرٌ وَ صَلَّی اللّٰهُ
 عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ اٰلِہِ الطَّاهِرِیْنَ ۝ سلمان کہتے ہیں کہ میں نے اپنی مکہ و مدینہ کے ہزار آدمیوں
 سے زیادہ کو یہ دعا تعلیم کی جو بخار میں مبتلا تھے اسے سیکھ کر شفا حاصل ہوئی۔

اسٹیموں باب نو

جناب سلمان فارسی کے اخلاق و خصائل پسندیدہ فضائل اور تمام حالات

ابن بابویہ نے بسند معتبر حضرت مولیٰ بن جعفر علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے اسی حضرت
 سے جناب سلمان فارسی کے اسلام کے بارے میں سوال کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ میرے پہرے بند گوارنے مجھے خبر
 دی کہ ایک روز جناب امیر اور ابوہریرہ اذہقریش کی ایک جماعت سرحد کائنات صلا اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر قدس
 کے پاس جمع تھے۔ امیر المؤمنین نے جناب سلمان سے دریافت فرمایا کہ اسے ابا عبد اللہ کیا تم مجھے اپنے ابتدائی
 حالات سے آگاہ نہ کرو گے کہ تم اسلام کیوں نہ لائے؟ سلمان نے کہا خدا کی قسم اگر کوئی قدس شخص پوچھتا تو میں
 ہرگز نہ بتاتا۔ مگر آپ کی اطاعت لازم ہے۔ میں شہر ان کے رہنے والوں میں کسافل کی اولاد سے ہوں اور اسی کا
 سرور تھا۔ میرے باپ ہاں نجد کو بہت عزیز رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ عید کے دن میں اپنے والد کے ساتھ عید گاہ
 گیا اور عبد اللہ خانہ میں پہنچا۔ میں نے سنا کہ وہاں کوئی بلند آواز سے کہتا ہے اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
 وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَنْ مَّحَمَّدًا اَحْبَبْتُ اللّٰهَ۔ جب میں نے یہ آواز سنی حضرت محمد صلا اللہ
 علیہ وآلہ وسلم کی محبت میرے گوشت اور خون میں سرایت کر گئی اور حضور کے عشق کے سبب مجھ پر کھانا پانی حرام
 ہو گیا۔ میری ماں نے کہا آج تم نے آفتاب کو چھ کیوں نہیں کیا اور پرستش کیوں نہ کی۔ میں نے انکار کیا اور اس قدر انکار
 پر اڑ گیا کہ وہ خاموش ہو گئیں۔ وہاں سے گھر واپس آیا تو چھت میں ایک خط لٹکا ہوا دیکھا۔ میں نے ماں سے پوچھا کہ خط
 کیسے ہے۔ وہ بولیں کہ میں عید گاہ سے آکر اس طرح اس کو لٹکا ہوا دیکھ رہی ہوں۔ اس کے قریب مت جانا ورنہ تمہارے

والد تم کو مار ڈالیں گے۔ مجھے بھی حیرت تھی۔ میں استغفار کر کے لگا بہا شک کہ رات ہوئی اور میرے والدین سو گئے تو میں اٹھا اور اُس خط کو لے کر پڑھا۔ اُس میں لکھا تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ وہ جہود پیمان ہے جو خدا نے آدم سے لیا تھا کہ اُن کی نسل سے ایک پیغمبر پیدا ہوگا جس کا نام محمد رحیم اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوگا جو لوگوں کو اخلاق کریمہ اور صفات پسندیدہ کا حکم دے گا اور غیر خدا کی پرستش اور بتوں کی عبادت سے من کرے گا۔ اُسے روزِ بزمِ جنتی کے وصی ہو۔ ایمان لاؤ اور جو سیت اور گمبختی کو ترک کرو۔ جب میں نے یہ خط پڑھا ہے ہوش ہو گیا۔ اور آنحضرتؐ کا عشق اور بڑھ گیا۔ جب میرے والدین میری اس حالت سے آگاہ ہوئے انہوں نے مجھے ایک گہرے کنوئیں میں قید کر دیا کہ اگر اس خیال سے تو باز نہ آیا تو ہم تجھے مار ڈالیں گے۔ میں نے کہا جو چاہو کرو محمدؐ کی محبت تو میرے دل سے ہرگز نکل نہیں سکتی۔ سلطان کہتے ہیں کہ میں اُس خط کے پڑھنے سے پہلے غریب تھیں جانتا تھا۔ اُسی روز سے خدا کے الہام کے سبب عربی سے واقف ہو گیا۔ فرض ایک مدت تک میں اُس کنوئیں میں قید رہا۔ میرے واسطے ہر روز ایک بہت چھوٹی مدلی اُس میں ڈال دی جاتی تھی۔ جب قید کی مدت بہت طولانی ہو گئی تو میں نے آسمان کی جانب ہاتھ اٹھا کر دعا کی کہ خداوند اٹھو نے محمدؐ رحیم اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اُن کے وصی علیؑ بن ابی طالبؑ کی محبت میرے دل میں ڈالی ہے، لہذا انہی حضرت کے قدمِ راتب و بلند فی درجہ کا واسطہ مجھے اس رحمت و تکلیف سے نجات دے۔ اُسی وقت میرے پاس سفید لباس پہنے ہوئے ایک شخص آیا اور کہا اے رذیہ اٹھ پھر میرا ہاتھ پکڑ کر ایک عبادت خانہ کے پاس لایا۔ میں نے کہا اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ اَخْبَرْتُہٗ اللّٰہَ دِیْنَالِی نے عبادت خانہ سے سر باہر نکال کر کہا تم ہی روزِ بزمِ جنت میں لے کیا ہاں۔ اُس نے مجھے اپنے پاس بٹولیا۔ میں دو سال تک اُس کے پاس رہا اور اُس کی خدمت کرتا رہا۔ جب اُس کی وفات کا وقت قریب کیا اُس نے مجھ سے کہا میں تو اب اس فانی دنیا کو وراج کرتا ہوں۔ میں نے کہا مجھے کس کے سپرد کرتے ہو اُس نے کہا مجھے گمان نہیں کہ کوئی شخص مذہبِ حق میں میرے موافق ہوگا سوائے ایک راجہ کے جو انطاکیہ میں رہتا ہے۔ تم اُس کے پاس چلے جاؤ۔ اُس سے میلِ سلام کہنا پھر ایک لوحِ رشتی مجھے دی کہ یہ اُس کو دے دینا اور استعجال کر گیا۔ میں نے اُس کی تجویز و تکفین کی پھر لوح لے لی اور انطاکیہ روانہ ہوا۔ وہاں پہنچ کر اُس راجہ کے عبادت خانہ پر آیا اور پکار کر کہا اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ اَخْبَرْتُہٗ اللّٰہَ دِیْنَالِی نے اس راجہ سے دیکھا اور کہا تمہیں رذیہ ہو میں نے کہا ہاں اُس نے کہا اُوپر آ جاؤ۔ میں اُس کے پاس گیا اور دو سال تک اُس کی خدمت میں مشغول رہا۔ جب اُس کی وفات کا زمانہ آیا اُس نے مجھے آگاہ کیا۔ میں نے کہا مجھے کس کے سپرد کرتے ہو اُس نے بھی یہی کہا کہ مذہبِ حق میں مجھے گمان نہیں کہ کوئی شخص میرا موافق ہوگا سوائے ایک راجہ کے جو اسکندریہ میں رہتا ہے۔ تم اُس کے پاس جاؤ اور میرا سلام کہنا اور یہ لوح رشتی دے دینا۔ جب اُس کی وفات ہو گئی میں نے اس کو غسل دے کر دفن کیا اور لوح لے کر اسکندریہ کو روانہ ہوا۔ اور اُس راجہ کے دیر کے پاس آیا اور کھڑے شہادتِ زبان پر جاری کیا۔ اُس نے بھی پوچھا کیا تمہیں رذیہ ہو؟

جناب سلطان فارسی کے فضائل

جناب سلطان فارسی کے فضائل

عہ مجوسی آفتابِ عالم کو پوچھنے والے عہ گمیر آتش پرست۔

میں نے کہا ہاں۔ تو وہ مجھے اپنے ساتھ دیر میں لے گیا۔ میں نے دو سال اُس کی بھی خدمت کی یہاں تک کہ اُس کی وفات کا بھی نشانہ آیا۔ میں نے کہا مجھے کس کے حوالے کرنے جو؟ اُس نے کہا مجھے گمان نہیں کہ حق بات میں میل کوئی ہوگا۔ اور محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب رضی اللہ علیہ وآلہ وسلم، نزدیک ہے کہ اپنے نور سے ظالم کو منور فرمائیں۔

ہاں اوسا شخص کو تو شش کر۔ جب آنحضرت کی خدمت میں پہنچا میرا سلام عرض کیا اسی لمحہ کو حضرت کے حوالے کر دینا۔ جب میں اُس کے غسل و کفن و دفن سے فارغ ہوا اور کھڑا کیا باہر نکلا اوسا ایک گروہ کے ہمراہ ہوا اور اُن سے کہا کہ تم لوگ مجھے اس سفر میں کھانا کھلاؤ میں تمہاری خدمت کروں گا۔ اُنہوں نے منظور کر لیا۔ جب اُن کے کھانے کا وقت آیا کافروں کے طریقہ کے مطابق ایک گوسفند کو پکا کر اُس کو لکڑی سے اسس تھا دیا کہ وہ مر گئی۔ تو اُس کے تھوڑے گوشت کا کباب تیار کیا اور مجھے کھانے کے لئے بھجوا دیا۔ میں نے انکار کیا کیونکہ وہ مردار کے کباب تھے۔ میں نے کہا میں ایک راہب ہوں اور راہب گوشت نہیں کھاتے تو مجھے اس قدر مارا کہ میں مرنے کے قریب پہنچ گیا۔ تو اُن میں سے ایک شخص نے کہا اب اس کو چھوڑ دو یہاں تک کہ شراب پینے کا وقت آئے۔ اگر وہ شراب سے بھی انکار کرے تو مار ڈالیں گے جب وہ لوگ شراب لئے اور مجھے پینے کو دیا تو میں نے کہا میں راہب ہوں اور راہب شراب نہیں پیتے۔ یہ سنتے ہی وہ پھر پھر پر ٹوٹ پڑے اور مجھے مار ڈالنے کا ارادہ کیا تو میں نے کہا مجھے موت مامون نہیں تمہاری غلامی کا اقرار کرتا ہوں۔ آخر اُن میں سے ایک کا غلام بن گیا وہ مجھ کو لے آیا اور ایک یہودی کے ہاتھ میں سودم پر فروخت کر دیا۔ یہودی نے میرا حال دریافت کیا میں نے اپنی مختصر سرگزشت بیان کی اور کہا کہ میری خلا اس سے زیادہ نہیں کہ میں محمد مصطفیٰ علیہ السلام و سلم اور اُن کے وصی کا دوست ہوں۔ یہ سنکر رولاکہ میں بھی تجھ کو اور محمد کو دشمنی نہ کرتا ہوں پھر مجھ کو گھر کے باہر لایا۔ اُس کے دووانہ پر بار کا ایک ڈھیر تھا اس کو دکھا کر اُس نے کہا کہ اے رفیق صبح تک اگر یہ تمام ریت یہاں سے نہ بھینکا تو مجھے مار ڈالوں گا۔ میں تمام رات محنت کرتا رہا۔ جب صبح آیا تو ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر کہا اے میرے ہاتھ والے تو نے محمد اور اُن کے وصی کی محنت میرے دل میں پیدا کر دی لہذا انہی کا واسطہ مجھے اس شخصیت سے نجات دے اور اس تکلیف سے راحت بخش۔ اس وقت کے ساتھ ہی قادیس مطلق نے ایک ہوا بھیجی جس نے تمام ریت اُس مقام پر پہنچا دیا جہاں کے لئے یہودی نے کہا تھا۔ صبح کو یہودی نے حمد کیا تو کہنے لگا کہ تو ساحر و جادو گر ہے تیرا علاج اس کے سوا اور کچھ نہیں بھتا کہ تجھے شہر سے باہر نکال دوں تاکہ ایسا نہ ہو کہ تیری شخصیت سے یہ شہر خراب ہو جائے پھر مجھے شہر سے باہر لایا اور ایک نیک محنت کے ہاتھ مجھے فروخت کر دیا۔ وہ محنت مجھے بہت دوست رکھنے لگی۔ اُس کا ایک باغ تھا وہ مجھ سے کہ بولی کہ اس کا بیوہ کھاؤ یا کسی کو دے دو یا صدقہ کرو وہ تمہیں اختیار ہے۔ میں وہاں ایک محنت تک رہا ایک روز میں نے دیکھا کہ سات اشخاص آ رہے ہیں اوسا پر ان پر سایہ ٹھہر ہے۔ میں نے دل میں کہا خدا کی قسم یہ سب پیغمبر تو نہیں ہو سکتے ان میں سے کوئی ایک پیغمبر ہے۔ غرض کہ وہ لوگ باغ میں آئے۔ اُن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تھے۔ محمد بن عبدالمطلب، زید بن حارثہ، جلیل بن ابی طالب، ابوذر اور عتقاد تھے۔ یہ لوگ گرسے خورے کھانے لگے۔ رسول اللہ اُن سے فرماتے تھے گرسے خورے کھاؤ اور باغ کے میووں کو ضائع نہ کرو۔ میں اپنی مالک کے پاس

اور اُس کے اعمال کا احصا کرتے رہتے ہیں۔ قیصر سے وہ شخص جو اپنا منہ ہنسنے کے لئے کھولتا ہے اور نہیں جانتا کہ خدا اُس پر راضی ہے یا اُس پر غضبناک ہے۔

شیخ طوسی نے بسند معتبر حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ جناب سلمانؓ کے اصحاب میں سے ایک شخص بیمار ہوا جب چند دن تک اُس سے ملاقات نہ ہوئی تو اُس کا حال دریافت کیا کہ وہ کہاں ہے لوگوں نے کہا وہ بیمار ہے۔ سلمانؓ نے کہا آؤ اُس کی عیادت کو جائیں۔ فرض لوگ اُن کے ساتھ چلے اور اُس شخص کے گھر پہنچے تو اُس کو جان کنی کے عالم میں دیکھا۔ جناب سلمانؓ نے ملک الموت سے خطاب کیا کہ خدا کے دوست کے ساتھ نرمی اور مہربانی کرو۔ ملک الموت نے جواب دیا جس کو تمام حاضرین نے سنا کہ اسے ابو جبرائیلؑ میں تمام مومنین کے ساتھ نرمی کرنا ہوں اور اگر کسی کے سامنے اس طرح آؤں گا کہ وہ بے دیکھے تو بیشک تم جھگے۔

شیخ احمد بن ابی طالب طبرسی نے کتاب احتجاج میں روایت کی ہے کہ جب خلیفہ دوم نے خدیجہؓ کے بیٹے کے بعد جناب سلمان کو مدین کا حاکم مقرر کیا اور سلمان نے امیر المؤمنین کی اجازت سے قبول و منظور کیا اور مدائن چلے گئے تو خلیفہ نے خط لکھ کر انہیں چند اعتراضات کیے۔ جناب سلمان نے جواب میں لکھا کہ بھائی شریف علی الزعم یہ خط سلمان آراد کردہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے عمر بن الخطاب کی طرف ہے کہ تم برا خط آیا جس میں تم نے مجھ کو خلافت اور سرزنش کی ہے اور لکھا ہے کہ تم نے مجھ کو طعن کا حاکم بنا دیا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ پیر خدیجہؓ کے اعمال کی پیروی کروں اور اس کے پیام حکومت کی اتباع کروں اور اس کی سیرت پر عمل کروں تو میں ان تمام نیک و بد باتوں کی تم کو کیا خبر دوں حالانکہ خداوند عالم نے مجھ کو منع کیا ہے اپنی آیت عظمیٰ میں اَنْ يَتَّخِذَ الْاَشْرَاقُ الظَّنِّ اِنْ يَفْعَلْ الْاَشْرَقُ لَا يَخْتَسِبُوْا اِلَّا اَنَّهُمْ جَحِيْمٌ اَكْبَرُ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِنَّمَا هُوَ تَخْوُّفٌ وَبَعْضُهُ اِيْحَابٌ اَحَدُكُمْ اَنَا كُلٌّ لَمْ يَجِدْهُ مَيْثًا فَكَبُرَتْهُمْ ذِكْرًا فَقَالُوا فَلَوْلَا بَرَاءَةُ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اَمَرَ بِالِهٰذَا اِيْسَاهُ وَالَّذِيْنَ اَمَرَ بِهٰذَا كَيْفَ كَانَ كَرُمًا

اسے ایمان والو بہت گمان کرنے سے پر ہیز کر دو کیونکہ بعض گمان گناہ ہے اور آپس میں کوئی ایک دوسرے کے عیب کی تلاش نہ کرے اور تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے۔ کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے تو تم تو کراہت رکھتے ہو لہذا خدا کے غضب سے ڈرو۔ لہذا ایسا کر نہیں ہو سکتا کہ میں پیر خدیجہؓ کے بارے میں خدا کی نافرمانی اور تمہاری اطاعت کروں۔ اور تم نے جو یہ مجھے لکھا ہے کہ میں زنجیل نبیانا ہوں اور جو کہ رسولی کھاتا ہوں تو یہ ایسی باتیں نہیں ہیں جنہر کوئی شخص کسی مومن کو خلافت کرے اور اس کی یہ حالت بدلنے کی کوشش کرے۔ اور اسے عمر خدا کی قسم جو کھانا اور مذہبیل نبیانا زیادہ کھانے پینے اور حق مومن منصب کرنے اور اس چیز کے دشمنی کرنے سے جو میرا حق نہیں صلے نزدیک اچھا اور محبوب ہے اور پر ہیز کاری سے زیادہ قریب ہے بیشک میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہے کہ جب حضرت کوتابی جو طلحہ تھی آپ تناول فرماتے تھے اور خوش ہوتے تھے ارجمیدہ نہیں ہوتے تھے۔ اور جو تم نے یہ ذکر کیا ہے کہ میں جو کچھ کھاتا ہوں لوگوں کو حلال کر دیتا ہوں تو یہ میں احتجاج و فقر کے دن کے لئے پہلے سے صحیح رہا ہوں۔ اسے عمر بعد وفات موت کی قسم مجھے پیدا نہیں ہوتی کہ وہ خدا جو میرے دہن میں پہنچی اور حق سے اترتی ہے مجھے گوارا ہوتی ہے خواہ وہ کچھ

کا آٹا بچھا ہوا بکری کا بھجیا ہوا تھو کی بھوسی ہو۔ اور یہ جو تم نے کہا ہے کہ میں نے حکومت خدا کو کھڑا کر دیا اور اسے
 کر دیا اور اپنے نفس کو ذلیل کر دیا اور اپنے تئیں لوگوں کا خدمتگار بنا لیا ہے یہاں تک کہ اہل مدائن مجھ کو اپنا
 امیر نہیں سمجھتے ہیں اور مجھ کو ایک بچے کے مانند سمجھ لیا ہے کہ مجھ پر سے گزرتے ہیں اور اپنے بوجھ مجھ پر رکھتے
 ہیں تو تم نے لکھا ہے کہ یہ باتیں خدا کی سلطنت کی کمزوری کا اور ذلت کا باعث ہیں! لہذا جان لو کہ اطاعت الہی
 میں ذلیل ہونا میرے نزدیک خدا کی صحبت میں بلند و عزیز ہونے سے بہتر ہے۔ اور تم خود جانتے ہو کہ رسول خدا
 لوگوں کی تالیف قلوب کرتے تھے اور لوگوں سے نزدیک رہتے تھے اور لوگ آپ کا تقرب حاصل کرتے تھے اور
 آپ کے نزدیک بیٹھتے تھے باوجود آپ کی نبوت کی جلالت اور بادشاہی کے یہاں تک کہ گویا انہی میں سے ایک
 تھے۔ ان کی نہایت قربت کے سبب سے جو ان کے ساتھ حضرت ظاہر فرماتے تھے۔ بلاشبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 کھاتے اور سمٹے کپڑے پہنتے اور تمام قریشی و عربی اور سیاح و سفیدین میں جلالت کے نزدیک برابر تھے۔ اور
 گویا دیتا ہوں کہ میں نے آنحضرت کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص سات مسلمانوں پر میرے بعد حاکم ہو اور
 ان کے درمیان انصاف نہ کرے تو جب حق تبارک سے ملاقات کرے گا تو خدا اس پر غضبناک ہوگا۔ لہذا
 اسے عمر میں آرزو کرتا ہوں کہ امانت مدائن سے سلامتی کے ساتھ سبکو و شش ہو جاؤں اور ویسا ہی ہو جاؤں جیسا
 تم مجھے کہتے ہو کہ اپنے نفس کو ذلیل سمجھنے والا اور مسلمانوں کی بھلائی میں خدمت کرنے والا۔ لہذا اسے عمر اس شخص
 کا کیا حال ہوگا جو اپنے تئیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام اُمت کا والی قرار دیتا ہو۔ بیشک حضور عالم
 ارشاد فرماتا ہے: **مَنْ بَلَغَ الدَّاءُ الْآخِرَ فَمَجَّعَهُمُ الْآلِذِينَ لَا يُرِيدُونَ عِلْقَافِي الْأَرْضِ وَلَا**
فَسَادَ أَوْ النَّاقِبَةِ لِلْمُتَّقِينَ (سورۃ النقص آیت ۳۱) یعنی یہ خانہ آخرت ہے جس کو میں نے ان
 لوگوں کی منزل قرار دی ہے جو زمین میں بلندی نہیں چاہتے اور نہ فساد کرتے ہیں اور نیک انجام تو متقین کا ہے
 اور جان لو کہ میں ان کی سزا اور سختی میں متوجہ نہیں ہوتا اور حدود الہی ان پر جاری نہیں کرتا مگر کسی رہنما اور صاحب
 عقل کے ارشاد سے۔ لہذا ان کے درمیان میں نے درمیانی راستہ اختیار کیا ہے اسی راہبر کے طریقہ سے اور
 اسی کی سیرت کے مطابق سلوک کرتا ہوں۔ اور جانتا ہوں کہ اگر خدا اس اُمت کی بھلائی چاہتا تھا خدا کا ارشاد ان کے
 بارے میں بہتری اور رشد کا ہونا تو بیشک آپس آئی لوگوں سے زیادہ بہتر اور عظیم شخص کو والی و حاکم قرار دیتا۔
 اور اگر یہ اُمت خداوند عالم سے ڈرنے والی ہوتی اور اپنے پیغمبر کے ارشاد کی فرمانبرداری کرتی اور حق کو پہچانتی
 تو تم کو امیر المومنین نہ کہتی۔ تو جو حکم تم پر ہوا وہ وہ تم پر جاری نہیں ہو سکتا مگر اسی دنیاوی زندگی میں۔ لہذا خدا
 کے تمہاری مدت کے طول سے دیکھ کر بہت جلد تمہارے ظلم و جور کے عوض تم کو دنیا و آخرت میں گرفت کرے گا۔ اور جبکہ اعمال
 تم نے پہلے بھیج دیئے ان کے بارے میں تم سے سوال کرے گا اور جو کچھ اس کے بعد تمہاری بد اعمالیوں کا نتیجہ
 ہوگا وہ تم دیکھو گے۔

قلب مدنی نے بلند مقبرہ روایت کی ہے کہ سلمان بیان فرماتے تھے کہ میں اصحابان کے ایک دیہات
 رہنے والا تھا جس کو جی کہتے تھے اور میرے والد اس دیہات کے رئیس تھے اور مجھ سے بہت محبت

کرتے تھے اور مجھے گھر میں رکھتے تھے جیسے لڑکیوں کو محفوظ رکھا جاتا ہے۔ اور میں بچہ تھا اور مذہب کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا سوائے آتش پرستی کے جو میں دیکھتا تھا۔ یہاں تک کہ میرے والد نے ایک عمارت تعمیر کرائی۔ اُن کا ایک کھیت تھا۔ ایک مہذا اُنہوں نے مجھے کہا اسے فرزندِ عمارت کی تعمیر سے مجھے فرصت نہیں ہے مجھے اپنی ندامت کی کوئی خبر نہیں۔ لہذا کھیت پر جاؤ اور مزدوروں سے ایسی ایسی تاکید کر کے لڑکا واپس آجاؤ۔ ویرمت کرنا۔ غرض میں کھیت کی طرف چلا ماستہ میں عیسائیوں کا کھیتہ تھا وہاں اُن کی آوازیں سنیں۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں لوگوں نے کہا یہ لوگ نصرانی ہیں اور یہ نماز پڑھ رہے ہیں تو میں اُس کھیتے میں داخل ہو گیا تاکہ اُن کے حالات دیکھوں۔ مجھے اُن کی جلوت دیکھ کر پسند آئی اور میں اُن کے پاس بیٹھا اور یہاں تک کہ آفتاب فروغ ہو گیا۔ اور میرے والد نے میری تلاش میں لوگوں کو ہر طرف بھیجا۔ میں ملت کو گھر واپس گیا اور کھیت پر نہیں گیا۔ میرے والد نے مجھ سے پوچھا کہ تم کہاں تھے میں نے کہا کہ میں کھیت پر جا رہا تھا کدماستہ میں ایک کھیتے کی طرف سے گزرا مجھے اُن کا طریقِ جہالت اور دُعا کرنا پسند آیا۔ جب والد نے کہا اسے فرزندِ تہا سے باپ دادا کا دین اُن کے دین سے بہتر ہے۔ میں نے کہا نہیں خدا کی قسم ایسا نہیں ہے بلکہ وہ چند گروہ ہیں جو خدا کی پرستش کرتے ہیں دُعا نہیں کرتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔ اور تم آگ کو پوجتے ہو جس کو اپنے ہاتھ سے جلاتے ہو اور اگر اُس سے غافل ہو جاتے ہو تو وہ فرجائی ہے یعنی گمراہی جاتی ہے۔ یہ سنکر میرے والد نے میرے پیروں میں بیڑیاں ڈال دیں اور گھر میں قید کر دیا۔ میں نے ایک شخص کو نصرانیوں کے پاس بھیجا اور اُن سے دریافت کیا کہ تہا کے دین کی بنیاد کہاں ہے اُنہوں نے کہا شام میں۔ تو میں نے اُن کو پیغام بھیجا کہ جب شام سے کچھ لوگ تمہارے پاس آئیں تو مجھے اطلاع دینا۔ اُنہوں نے کہا یا کہ ایسا ہی ہوگا۔ پھر چند روز کے بعد جب شام کے تاجر آئے تو نصرت نے مجھے اطلاع کرائی۔ میں نے کہا کہ جب وہ لوگ اپنے کاموں سے فارغ ہو جائیں اور واپس جانے لگیں تو مجھے آگاہ کرنا۔ اُنہوں نے منظور کیا اور چند دنوں کے بعد جب وہ لوگ واپس جانے لگے تو مجھے مطلع کیا گیا۔ تو میں نے اپنے پیروں کی بیڑیاں نکالیں اور اُن سے جا ملا اور شام کی جانب روانہ ہو گیا۔ جب شام میں پہنچا میں نے دریافت کیا کہ اس دین کا سب سے بڑا عالم کون ہے۔ لوگوں نے بتایا کہ وہ عالم جس کا کھیتہ بڑا ہے اور اُس کو اُسٹف کہتے ہیں۔ وہ سب سے زیادہ جانتے والا ہے۔ میں اُس کے پاس گیا اور خواہش کی کہ میں آپ کے ساتھ رہنا چاہتا ہوں تاکہ آپ سے امورِ نیک سیکھوں اور یاد کروں میں نے منظور کیا۔ میں اُس کے پاس رہنے لگا۔ لیکن وہ ناشائستہ آدمی تھا آتش پرستوں کو حکم دیتا تھا کہ صدقے کے مال اُس کے پاس لائیں۔ وہ لوگ لاتے تھے وہ ان کو جمع کرتا تھا اور اُن میں سے کچھ بھی خیرات دے دیتا تھا۔ غرض میں تھوڑے دنوں اُس کے پاس سب اُس کا انتقال ہو گیا۔ جب نصرتی اُس کو دفن کرنے آئے تو میں نے اُن کو اطلاع دی کہ یہ شخص اچھا نہ تھا اُن کو اُس خزانہ سے آگاہ کیا جو اُس نے جمع کیا تھا تو اُن لوگوں نے سات بڑے گھرے سونے سے بھرے گھرے نکلے اور اُس کو ایک لکڑی کے قدیمہ دار پر کھینچا اور اُس پر پتھر برسائے۔ پھر اُس کی جگہ ایک دوسرے عالم کو مقرر کیا۔ میں نے اُس سے زیادہ بہتر اور نیک کسی کو مقرر کرنے کو نہیں پایا۔ وہ ان سب سے زیادہ ناہنہ تھا اور

اُس کی عبادت سب سے زیادہ تھی۔ میں برابر اُس کی خدمت میں رہتا تھا یہاں تک کہ اُس کی وفات کا وقت آیا۔ میں اُس کو بہت عزیز رکھتا تھا۔ میں نے اُس سے کہا کہ تم سوئے آخرت روانہ ہوتے ہو مجھے کس کے سپرد کرتے ہو۔ اُس نے کہا اسے فرزند میں اور کسیکو بہتر نہیں سمجھتا مگر ایک عالم موصل میں ہے اُس کے پاس چلے جاؤ۔ جب تم اُس کے پاس پہنچو گے تو اُس کو میری ہی مانند پاؤ گے۔ یہ کہہ کر وہ رحلت الہی سے واصل ہو گیا۔ پھر میں موصل میں اُس عالم کے پاس گیا وہ اُس عالم کے مانند تارک دنیا اور بڑا عابد تھا۔ میں نے اُس سے کہا کہ فلاں عالم نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے۔ اُس نے کہا اسے فرزند میرے ساتھ رہ۔ میں اسس کی خدمت میں رہنے لگا۔ یہاں تک کہ اُس کی رحلت کا وقت آیا۔ میں نے اُس سے کہا آپ مجھے کس کے حوالے کرتے ہیں اُس نے کہا میں کسی کے پاس سے ہیں گمان نہیں رکھتا سوائے ایک شخص کے جو نصیب میں رہتا ہے۔ تو اُس کے پاس جا۔ غرض اُس کے انتقال کے بعد میں نے اسس کو وطن کیا اور یہیں پہنچا اور وہاں کے راجہ کے پاس آیا اور کہا کہ فلاں عالم نے مجھے آپ کے سپرد کیا ہے۔ اُس نے بھی کہا اسے فرزند میرے پاس رہو میں اُس کے پاس مقیم ہو گیا۔ وہ بھی علم و نہاد اور عبادت میں انہی عالموں کے مثل تھا۔ اُس کی وفات کا زمانہ آیا تو میں نے پوچھا کہ آپ مجھے کس کے سپرد کرتے ہیں اسس نے بھی کہا کہ میرے خیال میں کوئی نہیں سوائے ایک شخص کے جو محمدیہ روم میں رہتا ہے۔ اگر تم اُس کے پاس چلے جاؤ تو اُس کو ہماری طرح پاؤ گے۔ اُس کے انتقال کے بعد میں محمدیہ پہنچا اُس کو بھی مثل انہی عالموں کے پایا۔ میں اُس کے ساتھ ایک مدت تک رہا اور کچھ بھیر بکریاں اور گائے اور کچھ غل میں نے کیا یا۔ جب اُس کی وفات کا وقت آیا میں نے پوچھا آپ مجھے کس کے حوالے کرتے ہیں اسس نے کہا میرے خیال میں تو کوئی ایسا نہیں ہے جو ہماری طرح اس زمانہ میں ہو لیکن اُس پیغمبر کی بعثت کا زمانہ قریب آگیا ہے جو مکہ میں ظاہر ہوگا اور جس کا محل ہجرت مدینہ پہاڑوں کے درمیان زمیں شور ہے جس میں خربہ کے بہت سے درخت ہوں گے۔ اسس پیغمبر کی بہت علامتیں ظاہر ہوں گی اور اُس کے دونوں شانوں کے درمیان ٹہر نبوت ہوگی۔ وہ صدقہ نہیں بلکہ ہدیہ تناول کرتا ہے۔ اگر تم وہاں پہنچ سکو تو چلے جاؤ۔ جناب سلمان کہتے ہیں کہ میں اُس کو دفن کرنے کے بعد وہیں مقیم رہا یہاں تک کہ وہاں بنی کلب کے تاجروں کی ایک جماعت عرب سے آئی۔ میں نے اُس سے کہا کہ مجھے اپنے ساتھ عرب تک لے چلیے اور یہاں اورنگالے وغیرہ جو میں نے حاصل کی ہیں لے لیجئے۔ اُن لوگوں نے منظور کیا اور میں اُن کے ساتھ چلایا اور وادی القریٰ تک پہنچا۔ جب میں وہاں پہنچا تو اُن لوگوں نے مجھ پر ظلم کیا اور مجھے غلام بنا کر ایک یہودی کے ہاتھ فرو کر دیا۔ جب میں نے وہاں خربہ کے درخت دیکھے مجھے اتہید ہو گئی کہ یہ وہی مقام ہے جس کی صفت مجھ سے بیان کی گئی ہے کہ پیغمبر آخر الزماں جہاں مبعوث ہوں گے۔ غرض میں اُس یہودی کے پاس رہا یہاں تک کہ وادی القریٰ کے یہودیوں میں سے نئی قریبہ کا ایک شخص آیا اور اسس نے مجھے اُس یہودی سے خرید لیا جس کے پاس میں رہتا تھا اور مجھے مدینہ میں لے آیا۔ جب میں مدینہ پہنچا تو اُس کو انہی صفوں کے مطابق پایا جو اس راجہ سے میں نے سنی تھیں۔ غرض میں اُس یہودی کے پاس ایک مدت تک رہا یہاں تک کہ میں نے سنا کہ جناب رسول خدا مبعوث ہونے۔ چونکہ میں غلامی کی زنجیر میں بکڑا ہوا تھا اس سبب سے آنحضرت کے مزید حالات معلوم نہ کر سکا یہاں تک کہ آنحضرت نے مدینہ کی جانب ہجرت کی اور قبا میں نزول اجماع فرمایا۔ میں اُس یہودی کے باغوں میں سے

جناب سلمان کے متعلق حالات۔ راجہ کی خدمت میں رہتا اور آنحضرت کے شوق میں سرگرد

ایک باغ میں کام کیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ اس یہودی کو چاند بھائی باغ میں آیا اور کہا کہ خدا بنی قیلہ کو یعنی انصار کو
 قتل کرے وہ سب قبائیں ایک شخص کے پاس جو کہ سے آئے ہیں ہیں لوگوں کے کہنے ہیں کہ وہ پیغمبر ہے۔ خدا کی
 قسم جب میں نے حضرت کے پاس سے میں یہ سنا تو میں اس قدر کانپنے لگا کہ نزدیک تھا کہ اپنے آپ کے سامنے ہی
 گر جاؤں۔ میں نے پوچھا کہ حقیقت کیا ہے تو کوئی شخص ہے جو آیا ہے۔ یہ سنکر میرے مالک نے ہاتھ اٹھا کر میرے
 سینہ پر مارا اور کہا کچھ کو ان باتوں سے کیا کام۔ اپنے کام میں مشغول نہ۔ طرہ جب رات ہوئی میں نے تھوڑا سا
 کھانا اپنے ساتھ لیا اور حضرت دسا کتاب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں قبائیں حاضر ہوا اور کہا میں نے
 سنا ہے کہ آپ ایک شائستہ انسان ہیں اور آپ کے ہمراہ چند اصحاب ہیں۔ میرے پاس کچھ تھوڑا سا صدقہ کا
 ہے وہ آپ کے لیے لایا ہوں۔ آپ اس میں سے کھائیے۔ حضرت نے یہ سنکر اصحاب سے فرمایا کھاؤ اور خود
 نہیں تناول فرمایا۔ میں نے یہ دیکھ کر دل میں کہا کہ یہ پہلی علامت ہے جس کی راہب نے مجھے اطلاع دی ہے۔
 پھر میں وہاں سے واپس آیا اور آنحضرت مدینہ میں داخل ہوئے۔ پھر میں نے کچھ سالانہ جمع کیا اور حضرت کی خدمت میں
 دیا۔ اور عرض کی کہ آپ صدقہ کی چیزیں نہیں کھاتے اس لیے میں یہ دیتے ہوں کہ یہ صدقہ نہیں ہے۔ تو
 حضرت نے تناول فرمایا اور آپ کے اصحاب نے بھی کھایا میں نے دل میں کہا یہ دوسری خصلت ہے جس کی راہب
 نے مجھے خبر دی تھی۔ پھر دوسری مرتبہ میں آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ ایک جنازہ کے ساتھ جا رہے
 تھے۔ آپ دو بڑے کپڑے پہنے ہوئے تھے اور آپ کے اصحاب ہمراہ تھے۔ میں حضرت کے گرد پھرنے لگا کہ شاید
 حضرت کی پشت پر غیر ہوت نظر آجائے۔ جب آپ کے سر کے نیچے پہنچا حضرت نے بفراسبت نبوت مجھ کو لیا کہ میں
 وہ علامت دیکھتا چاہتا ہوں تو حضرت نے اپنے شانہ قدس سے مدائے نیک ہشادی تو میں نے غیر نبوت دیکھی جو
 آپ کے دونوں شانوں کے درمیان نظر آئی جس طرح کہ راہب نے بتایا تھا۔ میں اس کو دیکھ کر گر پڑا اور اس کو چومنا
 اور دوتا جاتا تھا۔ حضرت نے فرمایا اے سلمان بٹ کر میرے سامنے آؤ۔ میں واپس ہو کر حضرت کی خدمت میں بیٹھا تو
 حضرت نے فرمایا اپنا قصہ بیان کر تا کہ صاحب کشمیں۔ میں نے اپنا تمام حال شروع سے آخر تک کہہ سنا۔ پھر حضرت
 نے فرمایا کہ اے سلمان مکاتب ہو جاؤ اور اپنے مالک سے اپنے کو خرید کر آزاد ہو جاؤ۔ سنکر میں اپنے آپ کے پاس
 گیا اور اپنے کو مکاتب کر لیا اس شرط کے ساتھ کہ میں سو درخت اس کے لیے لگاؤں اور چالیس اوقیر چاندی
 اس کو دوں۔ صاحب نے خرچے کے پودوں سے میری مدد کی۔ بس نے تین پودے اور بعض نے بیس پودے دیے۔
 غرض ہر شخص نے اپنی حیثیت کے مطابق پودے دے کر جمع کیے یہاں تک کہ تین سو پودے ہو گئے۔ جنہ رسول خدا
 نے فرمایا کہ میں اپنے ہاتھ سے بڑوں کا۔ غرض جس مقام پر باغ لگانے پایا تھا میں نے زمین کو وہی اور حضرت کو
 اطلاع دی تو حضرت اس مقام پر تشریف لائے۔ میں نے حضرت کی خدمت میں پودے حاضر کیے۔ حضرت
 زمین میں لگاتے اور میں پانی ڈالتا اور انہر مٹی چھوٹے ہاتھ یہاں تک کہ سب ختم ہو گئے۔ اور اسی خدا کی قسم جس نے حضرت
 کو بتائی کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے کہ ان پودوں میں کوئی بے کار نہیں ہوا اور سب کے سب درخت بن کر تیار
 ہو گئے۔ پھر ایک شخص نے ایک انڈے کے برابر سونے کا ٹکڑا حضرت کے پاس حاضر کیا تو حضرت نے پوچھا
 قادی کہاں ہے جس نے اپنے کو مکاتب کیا ہے میں حاضر خدمت ہوا تو فرمایا کہ اس سونے کو لے لو اور جو کچھ

جس نے حضرت کو بتایا کہ میں نے اپنے کو مکاتب کیا ہے وہی ہے جس نے حضرت کو بتایا کہ میں نے اپنے کو مکاتب کیا ہے وہی ہے جس نے حضرت کو بتایا کہ میں نے اپنے کو مکاتب کیا ہے وہی ہے

تہا سے ذمہ قرضہ ہے اور اگر وہ جس نے عرض کی یا رسول اللہؐ کب اس مقدار کے برابر ہو سکتا ہے جس قدر میرے ذمہ ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ خداوند عالم اس میں اتنی برکت عطا فرمائے گا کہ جس قدر تمہارے ذمہ قرض ہے سب ادا ہو جائے گا۔ میں اس خدا کی قسم کھاتا ہوں جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ اس سونے سے چالیس لاکھ روپیہ چاندی میں نے ادا کی اور یہودی کے حق سے نجات پائی۔ عرض غلامی کے سبب میں جنگ ہمدانہ میں حاضر ہو سکا تھا۔ جنگ خندق میں حاضر ہوا پھر حضرتؐ کے ساتھ تمام فزوات میں شریک ہوتا رہا۔

دوسری روایت میں سلمانؓ سے اس طرح روایت ہے کہ جب غوریہ کے راہب کی وفات کا وقت آیا اس نے کہا کہ شام میں جاؤ وہاں دو بیٹے ہیں اور سال میں ایک شخص ایک بیٹے سے نکلتا ہے اور دوسرے بیٹے میں داخل ہوتا ہے۔ اس وقت بیمار اور مریض امراض کے مریض اس کے راستہ میں جمع ہوتے ہیں اور اس کی وفات سے شفا پاتے ہیں۔ لہذا تم بھی اسی وقت اس سے ملو اور اس سے دین خفیہ کے بارے میں سوال کرو جو لقب ابراہیمؑ ہے۔ میں اس بیٹے میں پہنچا اور ایک سال تک انتظار کرتا رہا تاکہ ایک مقررہ رات وہ ایک بیٹے سے نکلا اور دوسرے بیٹے میں داخل ہوا۔ ابھی اس کے شانے نیچے ہونے لگے کہ میں اس سے لپٹ گیا اور کہا خدا آپ پر رحمت نازل کرے میں آپ سے قہر خفیہ معلوم کرنا چاہتا ہوں جو دین ابراہیمؑ ہے۔ اس نے کہا کہ وہ بات تو جی جی میں کو لوگ اس زمانہ میں نہیں پوچھتے۔ بیشک وہ وقت قریب ہے جبکہ ایک پیغمبرؐ خدا کے نزدیک ظاہر ہوگا جو مکہ کے حرم میں ہے۔ اور وہ اس دین پر مہیوٹ ہوگا جس کو تو دریافت کرتا ہے۔ لہذا اگر تم اس سے ملاقات کرو تو ایسا ہے کہ مجھے کو تم نے پایا۔

دوسری سند سے کتاب جراح الجراح میں روایت ہے کہ جب آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قہا میں قیام فرما تھے اور فرمایا تھا کہ جب تک علیؓ نہ آئے اگر مجھ سے مل نہ جائیں گے میں مدینہ میں داخل نہ ہوں گا۔ جناب سلمانؓ آنحضرتؐ کے حالات لوگوں سے برابر پوچھا کرتے تھے ان کو مدینہ کے ایک یہودی نے خرید رکھا تھا اور وہ اس کے نکلتا تھا۔ میں کام کیا کرتے تھے جب سلمانؓ کو معلوم ہوا کہ آنحضرتؐ مدینہ میں مقیم ہیں۔ خرے کا ایک طبق لے کر حاضر خدمت آئے اور کہا میں نے سنا ہے کہ آپ غریب لوگ ہیں اور اس جگہ ٹھہرے ہوئے ہیں لہذا یہ خرا اپنے صدقہ کا آپ لوگوں کے لئے لایا ہوں کھائیے۔ جناب رسول خداؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ خدا کا نام لے کر کھاؤ لیکن خود کچھ تناول نہ فرمایا۔ سلمانؓ کھڑے ہوئے دیکھ رہے تھے۔ پھر طبق لے کر گئے اور زبان فارسی میں کہا کہ یہ پہلی علامت ہے۔ پھر طبق کو خرے سے بھر کر لائے اور حضرتؐ سے کہا کہ میں نے دیکھا کہ آپ نے صدقہ کے خرے نہیں کھائے لہذا یہ دہر ہے جو آپ کے لئے لایا ہوں۔ یہ سنکر آنحضرتؐ نے ہاتھ بڑھایا اور کھانا شروع کیا اور اپنے اصحاب سے بھی فرمایا کہ خدا کا نام لے کر کھاؤ۔ پھر سلمانؓ نے طبق اٹھایا اور کہا یہ دوسری علامت ہے۔ اور آنحضرتؐ کے پیچھے گئے اور ہر نبوت شاہد کی۔ اور آنحضرتؐ سے عرض کی کہ میں ایک یہودی کا غلام ہوں۔ آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا کہ جاؤ اور اس سے ایک مال کے عوض مکاتبہ کرو تاکہ میں اس کو جسے کر تم کو آزاد کر دوں۔ پھر سلمانؓ اس یہودی کے پاس گئے اور کہا میں سلمان ہوں گیا ہوں اور اس سے پیغمبرؐ کے دین کا تارخ ہو گیا ہوں جو اس شہر میں آئے ہوئے ہیں لہذا تم اب مجھ سے کوئی فائدہ نہ اٹھا سکو۔

اسکے بعد جو روایت کہ آنحضرتؐ کے اہل بیت میں سے ہیں ان سے مل کر

وہاں سے آنحضرتؐ کی موت تک آپؐ کو کچھ ایسا ہی روایت کیا گیا کہ اس کی تصدیق کرتا۔

مجھے ایک سال کے بعد ملے میں مکاتب کو دو تا کہ میں آزاد ہو جاؤں۔ اُس نے کہا میں تم کو اس شرط کے ساتھ مکاتب
 کرتا ہوں کہ پانچ سو درخت طر یا میرے واسطے بڑھاد جب تک پھل نہ لائیں میری خدمت کرتے رہو اور
 چالیس اوقیہ عمدہ سونا کہ ہر اوقیہ چالیس مثقال کا ہوتا ہے مجھے دے۔ یہ سنکر سلمانؓ قاپس گئے اور آنحضرتؐ کو
 خبر دی۔ حضرتؐ نے فرمایا جلد اس سے مکاتبہ کرو جس طرح اُس نے کہا ہے۔ جناب سلمانؓ گئے اور یہودی سے
 اپنے کو مکاتبہ کر لیا۔ اُس کو یکایک تھا کہ یہ ہر چند سال میں پورا ہوگا۔ فرض جناب سلمانؓ مکاتبہ نامہ آنحضرتؐ کے
 پاس لے گئے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا جلد پانچ سو بیج لاف میں نے حاضر کیے۔ حضرتؐ نے فرمایا امیر المؤمنین کو دے دو
 اور مجھے چل کر وہ زمین دکھاؤ جہاں وہ درخت لگانا چاہتا ہے۔ عرض آنحضرتؐ امیر المؤمنین اور سلمانؓ کو لے کر اُس
 مقام پر پہنچے۔ آنحضرتؐ اپنی انگشت مبارک سے زمین میں شواخ کرتے اور جناب امیرؓ سے فرماتے کہ اس میں بیج
 ڈال دو۔ حضرت امیرؓ اُس میں بیج ڈال دیتے تھے۔ پھر آنحضرتؐ امیرؓ کو اپنی انگلیوں کو حوتے توان کے درمیان
 سے پانی جاری ہو جاتا اور اُس مقام پر پہنچ جاتا۔ پھر اسی طرح وہ سوانج ہوتے۔ جب دوسرے بیج سے فارغ ہوتے
 تو پہلا درخت بگرتا ہوا جاتا تھا۔ جب تیسرا بیج پور کر فارغ ہوتے تو دوسرا درخت تیار ہو جاتا اور پہلا راسخ ہو جاتا۔
 اسی طرح تمام بیج بولے اور وہ پانچ سو درخت تیار ہو گئے اور اُن میں پھل پیدا ہو گئے۔ جب یہودی نے یہ
 عجیب و غریب صدمت مشاہد کی تو کہنے لگا کہ قریش کج کہتے ہیں کہ محمدؐ ساحر ہیں (مفلذ اللہ) اور بولا کہ میں نے
 ان وہ ختوں کو لے لیا اب سونا لاف یہ سنکر آنحضرتؐ نے ہاتھ بڑھا کر اپنے سامنے سے ایک پتھر اٹھایا جو حضرتؐ
 کے اٹھانے سے بہتر رہی سونا ہو گیا۔ یہودی نے کہا میں نے اس سے بہتر سونا نہیں دیکھا تھا پھر اُس کو تو لا تو چالیس اوقیہ عمدہ
 سونا دے۔ انکے زیادہ۔ سلمانؓ کہتے ہیں کہ میں حضرتؐ کے ساتھ آزاد ہو کر واپس آیا اور حضرتؐ کی خدمت میں رہنے
 لگا۔ شیخ کشی نے حضرت صلیحؓ سے روایت کی ہے کہ شیب جو جناب فاطمہ صلوٰۃ اللہ علیہا کے وقت
 باغوں میں سے ایک باغ ہے وہ بھی باغ ہے جس کو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب سلمانؓ
 کے مکاتبہ کے لئے لگایا تھا۔ حضرتؐ نے اُس یہودی سے اُس باغ کو پھر آنحضرتؐ کی طرف پیش کیا اور آنحضرتؐ نے اس کو
 جناب فاطمہؓ زہراؓ کو دے دیا تھا اور اُن محمودہؓ نے وہ فدا دیا تھا۔

ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ سلیمان کے لئے جو گانہوں میں تھے اس مضمون کا ایک عہد نامہ تحریر فرمایا تھا کہ یہ نوشتہ ہے محمد بن عبد اللہ رسول خدا کی جانب سے جبکہ مسلمانوں نے ان سے لکھنے کی خواہش کی۔ اپنے بھائی ہار بن قریظ بن حبیہ اللہ اپنے تمام عزیز و اقارب کے لئے جو ان کے بعد ہوں گے انصاف کی نسل سے پیدا ہوں گے ان میں سے جو مسلمان ہوں گے اور اپنے دین پر قائم و باقی رہیں گے۔ تم پر سلام ہو۔ نبی خدا کی حمد کرتا ہوں تمہارے لئے بیشک خطائے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اقرار کروں کہ لا اِلهَ اِلَّا اللہ وَحْدَهُ لَا شَرِیکَ لَہُ۔ میں خود بھی اس کا اقرار کرتا ہوں خود لوگوں کو بھی حکم دیتا ہوں کہ اقرار کریں اور حکم اصفیاء سب خدا ہی کا ہے۔ وہ خدا وہ ہے جس کے سب کو خلق کیا ہے۔ وہی انبیاء و مرسلین کی طرف سے پھر زندہ کہے گا اللہ سب کی بازگشت اُسی کی جانب ہے۔ پھر اُس نامہ میں مسلمانوں کے احترام کے بارے میں بہت کچھ تحریر فرمایا منجملہ اُن کے یہ بھی لکھا کہ میں نے اُن سے پیشانی کے

جنگ کے لئے جا رہے تھے۔

نیز کئی نے بسند معتبر حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ سلمان نے قبیلہ کندہ کی ایک عورت سے نکاح کیا جب اُس کے گھر پہنچے تو وہاں ایک کنیز کو دیکھا اور یہ کہ ایک چادر کا پردہ دروازہ پر لٹکا ہوا ہے۔ سلمان نے فرمایا شاید اس کے اندر کوئی بیمار ہے جس کے سبب سے پردہ دروازہ پر ڈالا گیا ہے یا تم خالد کعبہ کو اٹھا لائے ہو جس پر غلاف چڑھائے ہو۔ لوگوں نے کہا اُس عورت نے یہ پردہ اپنے لئے ڈالا ہے۔ سلمان نے پوچھا یہ کنیز کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ عفت الدہی اُمی اُس نے خدمت کے لئے یہ کنیز خریدی ہے۔ سلمان نے کہا میں نے جناب رسول خدا صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ جس شخص کے پاس کوئی کنیز ہو اور وہ اُس سے مقاربت نہ کرے یا اُس کے لئے شوہر اختیار نہ کرے پھر وہ کنیز زنا کرے تو اُس کنیز کے گناہ کے برابر اُس مرد پر گناہ ہوگا۔ اور جو شخص کسی کو فرض دے تو ایسا ہے کہ اُس نے اپنا نصف مال خیرات کر دیا۔ اور جب دوسری مرتبہ فرض دے تو ایسا ہے کہ اپنا کل مال خیرات کر دیا۔ اور حق کا اُس کے مالک کو ادا کرنا یہ ہے کہ اُس کا حق اُس کے گھر لے جا کر دے یا جہاں اُس کے سلمان وغیرہ کے ہوں وہاں پہنچائے اور صاحب حق سے کہے کہ اپنا حق سنبھالو۔

پھر کئی نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ ایک روز لوگوں نے جناب سلمان کا ذکر امام محمد باقر کے سامنے کیا۔ اُن حضرت نے فرمایا کہ وہ سلمان عقیقی ہیں اور ہم اہلبیت میں سے ہیں۔ سلمان فرماتے تھے کہ لوگ قرآن کی طرف سے ہٹ کر احادیث پر رجوع ہو گئے کیونکہ قرآن کو ایک بلند کتاب پایا جس میں واضح ہے کہ ہر چھوٹے بڑے عمل کا خواہ وہ مائی کے دانے کے برابر ہو حساب کیا جائے گا۔ اس لئے احکامِ قسم آج تم پر دشوار ہوئے۔ اور احادیث کی طرف لوگوں نے رخ کیا جس نے کاموں کو تم پر کشادہ اور آسانی کر دیا۔ شیخ کثی و مفید نے بسند ہائے معتبر صحیح و موثق حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ ایک روز حضرت سلمان کو فہ کے بازار آہنگراں میں گھر رہے تھے وہاں ایک جوان کو بے ہوش دیکھا اور لوگ اُس کے گرد جمع تھے۔ لوگوں نے آپ سے کہا کہ اس شخص پر صرع کا غلبہ ہے آپ اس کے کان میں کوئی دوا نہ بیجیے شائد اس کو ہوش آجائے جب سلمان اُس کے قریب آئے اُس کو ہوش آگیا۔ اُس نے کہا اے ابو عبد اللہ مجھ کو وہ مرض نہیں ہے جو یہ لوگ کہہ رہے ہیں لیکن جب میں ان لوہے والوں کے پاس سے گزر رہا تھا ان کے گرزوں کو دیکھا کہ اُس سے لوہے کو کوٹتے ہیں۔ مجھے خدا کا ارشاد جو اُس نے قرآن میں فرمایا ہے یاد آیا کہ وَلَنُثَبِّتَنَّ لَكُمْ مِمَّا فِیْكُمْ مِّنْ اٰیٰتٍ ۝۱۰ (مآئدہ سورہ) یعنی اُن کے لئے لوہے کے گرز ہوں گے۔ میں خوب عذابِ الہی سے میری عقل جالی رہی اور میں بے ہوش ہو گیا۔ یہ سنکر سلمان نے اس کو اپنا بھائی بنا لیا اور آپ کے دل میں اُس کے محبت کی شیرینی محض خوشنودی خدا کے لئے جاگزیں ہو گئی۔ وہ برابر اُس کے ساتھ رہتے تھے اور برادری کے شرائط بجا لاتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ جوان بیمار ہوا اور جناب سلمان اُس کی عیادت کو تشریف لائے اور اُس کے سر پرانے بیٹھے تو دیکھا کہ وہ نزع میں ہے۔ آپ نے فرمایا اے ملک الموت میرے بھائی کے ساتھ نرمی کرو۔ ملک الموت نے جواب دیا کہ اے سلمان میں ہر مومن کے ساتھ نرمی کرتا ہوں اور اُن پر

مہربان ہوں۔

نیز کئی نے ہمسند معتبر مسیب ہی بخیر سے رعایت کی ہے کہ جب سلمان فارسی مدائن کے حاکم ہو کر آئے ہم لوگ اُن کے استقبال کے لئے شہر سے باہر آئے۔ جب ہم اُن کے ساتھ زمین کو بلا پر پہنچے سلمان نے پوچھا اس زمین کا کیا نام ہے ہم نے کہا اس کو کر بلا کہتے ہیں تو وہ بولے کہ یہ ہمارے بھائیوں کے قتل ہونے کی جگہ ہے یہ مقام اُن کے سلمان واسباب رکھنے کا ہے اور یہ اُن کے اُونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ ہے اور یہ اُن کے خون بہانے کی جگہ ہے۔ اس زمین پر اس کے بہترین لوگ قتل ہوئے اور یہی زمین پر ہمارے بہترین انسان شہید کئے جائیں گے۔ فرمائی ہم اُن کے ساتھ حردان تک پہنچے جو نہرواں کے خوارج کے جمع ہونے کا مقام تھا تو سلمان نے پوچھا کہ اس مقام کا کیا نام ہے ہم نے کہا کہ حردا۔ تو فرمایا کہ اس جگہ اس کے بدترین لوگوں نے خروج کیا ہے اُن کے بعد اگلے بدترین لوگ خروج کریں گے۔ پھر جب وہ گود پہنچے تو کہا یہ گود ہے ہم نے کہا ہاں فرمایا یہ جہنم اسلام ہے۔

تفسیر نام حسنیٰ عسکریٰ میں مذکور ہے کہ سلمان کا گند ایک روز یہودیوں کی ایک جماعت کی طرف ہوا ان لوگوں نے آپ سے خواہش کی کہ اُن کے پاس بیٹھیں اور جو کچھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے اُن سے بیان کریں۔ جناب سلمان اُن کے پاس بیٹھ گئے اور اُن کے اسلام لانے کی انتہائی کوشش میں کیا کہ میں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ خداوند عالم فرماتا ہے کہ اسے میرے بندو کیا ایسا نہیں ہے کہ ایک گروہ کو تم سے بڑی حاجتیں ہوتی ہیں اور تم اُن کی حاجتیں پوری نہیں کرتے جو تم اس وقت جبکہ وہ اس سے سفارش کراتے ہیں جو خلق میں تم کو زیادہ محبوب ہوتا ہے۔ جب وہ ان کی شان و منزلت کے سبب تمہارے نزدیک اپنا شفیق قرار دیتے ہیں تو تم ان کی حاجتیں بر لاتے ہو اس سبب طرح طرح کے لوگوں میرے نزدیک میری مخلوق میں سب سے زیادہ ذی قدر و ذی مرتبہ اور ان میں سب سے افضل و برتر محمد اور اُن کے بانی علی اور وہ آلہ جو اُن کے بعد ہونے والے ہیں جو خلق کے وسیلہ اور ذریعہ میری بارگاہ میں ہیں! لہذا جس شخص کو کوئی حاجت درپیش ہو جو مخلوق میں سب سے زیادہ نیک یا ک اور گاہوں سے معصوم ہیں شفیق و وسیلہ قرار دے تاکہ میں اس کی حاجتیں برواؤں اُس شخص سے بہتر طریقہ سے جس کو کوئی اس کے محبوب ترین شخص کے شفیق قرار دینے سے برتر نہ ہو یہ سن کر اُن یہودیوں نے جناب سلمان سے بطور مذاق کہا کہ پھر آپ کی کیا

لے مؤلف فرماتے ہیں کہ شیخ کئی نے حضرت سلمان کا طوائف خطبہ روایت کیا ہے جس میں آپ نے اہلبیت رسالت کے حق کا اور اس امت کے ظالموں اور خلافت کے غاصبوں کا تذکرہ کیا ہے اور اکثر واقعات اور مظالم جراہلیت پر واقع ہوئے اور بنی امیہ کا خروج اور اُن کی فتنہ پردازیوں اور بنی عباس کا خروج اور اکثر گزشتہ واقعات اور آئے والے واقعات مثل نفس زکیہ کے قتل اور حضرت قائم آل محمد کا خروج اور میدان لشکر صفائی کا و حدیث ثانی بیان کیا ہے جن کا ذکر احادیث معتبر میں واقع ہوا ہے۔ جو ممکن ہے حالات غیبت میں مذکور ہوگا۔

انشاء اللہ تعالیٰ ۱۲۔

خدا سے اُن کو وسیلہ قرار دے کر سوال نہیں کرتے اور اُن کے حق سے تو تسل اختیار کر کے دُعا نہیں کرتے تاکہ
 خدا اُن کے غلیل میں آپ کو اہل مدینہ میں سب سے زیادہ بے نیاز کر دے۔ سلطان نے فرمایا کہ میں نے اُن کو وسیلہ
 اور مدد یہ اور شفیق قرار دے کر خطا سے اُس چیز کا سوال کیا جو دُنیا کے تمام ملک سے زیادہ عظیم اور نافع تر ہے
 کہ خدا مجھے ان کی عظمت و بزرگی اور مدد و ثناء بیان کرنے کے لئے زبان عطا فرمائے اور ایسا دل کرامت فرمائے جو
 اُس کی نعمتوں پر فکیر کرنے والا ہو اور عظیم مصیبتوں پر صبر کرنے والا ہو۔ تو خدا نے میری دُعا قبول فرمائی اور جو کچھ
 میں نے طلب کیا تھا مجھے عطا فرمایا اور وہ تمام دُنیا کی بادشاہی اور جو کچھ دُنیا میں نعمتیں ہیں اُن سے لاکھوں درجہ بہتر و
 برتر ہے۔ تو یہودیوں نے آپ کا خلق اُٹھایا اور کہا اے مسلمان تم نے مرتبہ عظیم و بلند کا دعوے کیا اب ہم
 مجبور ہیں کہ تمہارا امتحان کریں کہ تم اپنے دعوے میں سچے ہو یا نہیں۔ لہذا پہلا امتحان تو یہ ہے کہ ہم اپنے تازیانوں
 سے تم کو مار رہے ہیں تم اپنے خدا سے دُعا کرو کہ ہمارے ہاتھ تم سے روک دے۔ سلطان نے دُعا کی پروردگار اے
 مجھ کو ہر طرح پر صبر کرنے والا قرار دے۔ وہ بار بار یہ دُعا کرتے تھے اور وہ ملعون یہودی آپ کو تازیانے مار رہے تھے
 یہاں تک کہ تھک گئے اور رنجیدہ ہوئے اور مسلمان اس دُعا کے علاوہ اور کچھ نہ کہتے تھے۔ جب وہ تھک کے اُن کے
 تو کہنے لگے ہم کو گمان نہ تھا کہ کسی کے بدلی میں رُوح باقی رہتی اس شدید عذاب کے سبب جو ہم نے تم پر
 وارد کیا۔ تم نے خدا سے یہ دُعا کیوں نہ کی کہ ہم کو تمہاری ایذا رسانی سے روک دیتا۔ مسلمان نے فرمایا کہ یہ دُعا
 صبر کے خلاف تھی بلکہ میں نے قبول و منظور کیا اور اُس مہلت پر راضی ہوا جو خدا نے تم کو دے رکھی ہے۔ اور
 میں نے خدا سے دُعا کی کہ مجھے اس بلا پر صبر عطا فرمائے۔ چنانچہ اُن یہودیوں نے تھوڑی دیر آرام کیا پھر اُٹھے
 اور کہا اس مرتبہ تم کو ہم اتنا ماریں گے کہ تمہاری جان نکل جائے یا محمد مصطفیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت
 سے انکار کرو۔ جناب مسلمان نے فرمایا ہرگز ایسا نہ کروں گا کہ محمد مصطفیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انکار کروں بیشک
 خداوند عالم نے اپنے رسول پر نازل فرمایا ہے اَلَّذِیْنَ یُنِیْوْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغِیْثِ وَآیٰتِ سُوْرَةِ بَقَرٰہِ (یعنی وہ لوگ
 غائبانہ ایمان لاتے ہیں اور یقیناً تمہاری اذیت رسانی پر میرا صبر کرنا اس لئے ہے کہ میں اُس جماعت میں
 داخل ہو جاؤں جن کی فلاح عالم نے اس آیت میں مدح کی ہے اور یہ صبر میرے لئے سہل و آسان ہے پھر
 اُن ظالموں نے مسلمان کو مارنا شروع کیا اور سارے سارے تھک گئے تو چھوڑ کر بیٹھے اور بولے کہ اے مسلمان
 اگر بیش خدا تمہاری کوئی قدر ہوتی اُس ایمان کے سبب سے جو محمد پر لائے ہو تو یقیناً وہ تمہاری دُعا مستجاب
 کرتا اور ہم کو تم سے باز رکھتا۔ مسلمان نے فرمایا تم لوگ کیسے جاہل ہو۔ اب خدا میری دُعا اور کیسے قبول کرتا۔
 کیا میرے لئے اُس کے خلاف کرتا جو کچھ میں نے اُس سے طلب کیا ہے۔ میں نے تو اُس سے صبر طلب کیا
 اُس نے میری دُعا قبول فرمائی اور مجھے صبر کرامت فرمایا اگر اُس سے طلب کرتا کہ تم کو مجھ سے باز رکھے اور تم کو
 باز نہ رکھتا تو میری دُعا کے خلاف ہوتا جیسا کہ تم گمان کرتے ہو۔ پھر میری مرتبہ دُعا میں گشتے اور تازیانے کھینچ کر
 جناب مسلمان کو مار رہے تھے۔ وہ حضرت اس سے زیادہ نہیں کہتے تھے کہ خداوند عظیم اُن بلاؤں پر صبر عطا فرما جو
 مجھ پر تیرے برگزیدہ اور محبوب محمد مصطفیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حجت میں نازل ہو رہی ہیں۔ تو اُن کافروں نے کہا
 اے مسلمان تم پر دوائے ہو کیا محمد نے تمہیں تھیر کے لئے اجازت نہیں دی ہے کہ اپنے دشمنوں سے کفر کی باتیں

یہودیوں نے آپ کو تازیانے مار رہے تھے۔

کہہ دو ہم تم کو مجبور کر رہے ہیں۔ سلطان نے کہا خدا نے مجھے اس امر میں تغیر کی اجازت دی ہے لیکن واجب نہیں قرار دیا ہے بلکہ جائز کیا ہے کہ میں وہ بات کہہ دوں جس پر تم مجھے مجبور کرتے ہو۔ اہل تہاری ایذا سنانی اور تکلیف دینے پر صبر کروں تو یہ اُس سے بہتر ہے۔ میں اس کے سوا کچھ نہیں پسند کرتا غرض پھر اشتیاق اُٹھے اور اُن کو بے شمار تازیانے مارے کہ اُن کے جسمِ اقدس سے خون جاری ہو گیا اور مذاق کے طور پر کہتے جاتے تھے کہ خدا سے کہتے نہیں ہو کہ ہم کو تہاری آزار رسانی سے باز رہ سکے اور وہ بھی نہیں کہتے جو ہم تم سے چاہتے ہیں لہذا ہم پر نغزین کرو کہ خدا ہم کو ہلاک کرے اگر تم اپنے اس دھوے میں پیچے ہو کہ خداوند عالم تہاری دعا کو رد نہیں کرتا اگر محمد و آل محمد کے توسل سے کہہ جنتِ مطلقہ فرمایا کہ میں کراہت رکھتا ہوں اس سے کہ خدا سے تہاری ہلاکت کی دعا کروں اس خوف سے کہ ایسا نہ ہو کہ تہا سے وہ میان کوئی ایسا بھی ہو جس کو خدا جانتا ہو کہ اس کے بعد ایمان لائے گا تو اگر تہاری ہلاکت کی دعا کروں تو اس کے خلاف ہوگا۔ یہ سنکر اُن کافروں نے کہا کہ اگر اس سے ڈرتے ہو تو اس طرح دعا کرو کہ خداوند ہلاک کر اس کو جس کے بارے میں تو جانتا ہے کہ وہ سرکشی اور بغاوت پر باقی رہے گا اگر اس طرح دعا کرو گے تو اُس بات کا خوف نہ رہے گا جس کا تم کو خیال ہے اسی آئندہ میں اُس مکان کی دیوار شق ہوئی جس میں کہ وہ لوگ تھے اور جنابِ سلمان نے حضرت رسالتِ آج کو دیکھا آپ فرما ہے مجھے اسے سلمان ابنِ خالد کی ہلاکت کی دعا کرو کیونکہ ان میں کوئی ایسا نہیں ہے جو ایمان لائے اور نیکی اور ہدایت حاصل کرے جس طرح حضرت علیؑ نے اپنی قوم کے لئے بد دعا کی تھی جبکہ کچھ لیا تھا کہ ان کی قوم ایمان نہ لائے گی سوائے اُن کے جو ایمان لائے ہیں۔ یہ سنکر سلمان نے فرمایا اسے یہودی تو تم کس طرح ہلاک ہونا چاہتے ہو بتاؤ تو اُسی امر کے لئے خدا سے دعا کروں وہ بد نصیب بولے کہ یہ دعا کرو کہ خداوند ان میں سے ہر شخص کے تازیانے کو ایک ایک سانپ کی شکل میں بدل دے جو اپنا سر اٹھائے اور اپنے اپنے مالک کی ہڈیاں چبا ڈالے۔ جنابِ سلمان نے اس طرح دعا کی تو ہر ایک کا تازیانہ سانپ بن گیا جس میں سے ہر ایک کے دو دو سنسرتھے۔ ایک سے اپنے مالک کا سر اور دوسرے سے اُس کا داہنا ہاتھ پکڑا جس میں وہ تازیانہ لیٹے ہوئے تھا اور تمام ہڈیاں چد چد کر ڈالیں اور چبا کر کھا لیں۔ اسی وقت جنابِ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی مجلس میں جہاں کہ تشریف فرما تھے فرمایا کہ اسے مسلمانو! خداوند عالم نے تمہارے ساتھی سلمان کی اس وقت میں منافقوں اور یہودیوں کے مقابلہ میں مدد کی اور اُن کے تازیانوں کو سانپ بنا دیا جنہوں نے ان کو چور چور کر کے کھا لیا۔ لہذا چلو اُن سانپوں کو دیکھیں جن کو خدا نے سلمان کی مدد کے لئے تعینات فرمایا ہے۔ غرض جنابِ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب اُٹھے اور اُس مکان کی طرف گئے۔ اُس وقت اُس میں باکسر پڑوس والے منافقین و یہودی اُن کافروں کو جھٹنے چلانے کی آوازیں سنکر جمع ہو گئے تھے جبکہ اُن کو سانپ کاٹ رہے تھے۔ جب ان لوگوں نے یہ حال دیکھا تو خوفزدہ ہو کر فوراً ہٹ گئے تھے جب آنحضرتؐ وہاں تشریف لائے تو وہ سب سانپ اس گھر سے نکل کر مدینہ کی گلی میں آ گئے جو بہت تنگ تھی۔ خداوند عالم نے اس کو دس گنا کشادہ کر دیا حضرت کو دیکھ کر ان سانپوں نے سلام علیک کیا یا سیدنا الاقرانی والآخرین۔ پھر جنابِ امیر علیہ السلام

جنابِ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اُن کے تازیانے کو سانپ بنا دیا جنہوں نے ان کو چور چور کر کے کھا لیا۔ لہذا چلو اُن سانپوں کو دیکھیں جن کو خدا نے سلمان کی مدد کے لئے تعینات فرمایا ہے۔ غرض جنابِ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب اُٹھے اور اُس مکان کی طرف گئے۔ اُس وقت اُس میں باکسر پڑوس والے منافقین و یہودی اُن کافروں کو جھٹنے چلانے کی آوازیں سنکر جمع ہو گئے تھے جبکہ اُن کو سانپ کاٹ رہے تھے۔ جب ان لوگوں نے یہ حال دیکھا تو خوفزدہ ہو کر فوراً ہٹ گئے تھے جب آنحضرتؐ وہاں تشریف لائے تو وہ سب سانپ اس گھر سے نکل کر مدینہ کی گلی میں آ گئے جو بہت تنگ تھی۔ خداوند عالم نے اس کو دس گنا کشادہ کر دیا حضرت کو دیکھ کر ان سانپوں نے سلام علیک کیا یا سیدنا الاقرانی والآخرین۔ پھر جنابِ امیر علیہ السلام

سلام کیا اور کہا اَلْسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا عَلِیُّ يَا سَيِّدَا الْوَحِیَّتَیْنِ پھر آپ کی ذریت طاہرہ پر سلام کیا اور کہا
اَلْسَّلَامُ عَلَیْ ذُرِّیَّتِیْكَ الطَّیِّبَیْنِ الطَّاهِرَیْنِ جَعَلُوْا عَلَی الْخَلَائِقِ قَوَّامِیْنَ یٰسَیِّدَا اَمِیْنِیْنِ یٰسَیِّدَا اَمِیْنِیْنِ
کی ذریت پر جو پاک اور معصوم ہیں اور جنکو خداوند عالم نے امور خلق کے ساتھ قیام کرنے والا قرار دیا ہے
یا رسول اللہ ہم ان منافقوں کے تاربانے ہیں خدا نے ہم کو اس مومن سلمان کی دعا سے سناپ بنا دیا ہے۔ جن
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمام تعریفیں خدا کے لیے مزاوار ہیں کہ میری امت میں سے اس
قرار دیا ہے جو صبر کرنے اور بدو کا اور نفوس نہ کرنے میں حضرت نوح سے مشابہ ہے۔ پھر اُن سانپوں نے آواز
دی کہ یا رسول اللہ ان کافروں پر ہمارا غضب و خشم شدید ہو چکا ہے۔ آپ کا اور آپ کے وحی کا حکم خداوند
کے ملکوں میں ہم پر جاری ہے۔ ہماری گزارش ہے کہ آپ خداوند عالم سے دعا فرمادیں کہ ہم کو جہنم کے اُن سانپوں
میں سے قرار دے دے جن کو ان ظالمین پر مستط فرمائے گا تاکہ ہم ان پر جہنم میں بھی عذاب کرنے والے ہوں
جس طرح ان کو دنیا میں ہم نے نیست و نابود کر دیا۔ جناب رسول خدا نے فرمایا کہ جو کچھ تمہاری امتا بھی خدا نے
منظور فرمائی۔ لہذا جہنم کے سب سے نیچے طبقوں میں چلے جاؤ اور ان کافروں کی ہڈیاں جو تمہارے پیٹ میں
ہیں اُگل دو۔ تاکہ اُن کی ذلت و خواری کا ذکر زمانہ میں زیادہ ہو اس سبب سے کہ لوگ ان کو دفن کر دیں تاکہ مومنین
جو ان کی قبروں کی طرف سے گزریں توجہرت حاصل کریں اور کہیں کہ یہ ملعونوں کی اولاد ہیں جو محمد کے دوست اور
مومنین میں برگزیدہ مسلمان محمد کی بدو دعا سے غضب الہی میں گرفتار ہوئے۔ یہ سنکر اُن سانپوں نے جو کچھ
اُن کے پیٹ میں اُن کی ہڈیاں تھیں اُگل دیں اور اُن کافروں کے اعزاء و اقربائے آکر اُن کو دفن کیا اور بہت سے
کافروں نے یہ معجزہ دیکھ کر اسام قبول کیا اور بہت سے منافقین خالص مومن ہو گئے اور بہت سے کافروں
اور منافقوں پر شقاوت غالب ہوئی اور کہنے لگے کہ یہ کھلا ہوا جادو ہے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
جناب سلمان سے فرمایا کہ اے ابو عبد اللہ تم میرے مومن بھائیوں میں خاص ہو اور مقرب فرشتوں کے دلوں کے
محبوب ہو۔ بے شک تم آسمانوں خدا کے جہانوں عرش و کرسی اور جو کچھ عرش کے درمیان تحت الشریکی تک
ان کے نزدیک فضیلت و کرامت میں مشہور و معروف ہو۔ تم ایک آفتاب ہو جو طالع ہوئے ہو اور ایک دن ہو
جس پر گرد و غبار اور ہوا کی تیرگی نہیں اور اس آئینہ کریمہ میں تمہاری بہت بہتر مدح کی گئی ہے۔ اَللّٰہُمَّ صَلِّ عَلٰی
بِالْغُثَّیْبِ (سورۃ بقرہ آیت ۲۵۷)

شیخ طوسی نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ ایک شخص نے حضرت صادق کی خدمت میں عرض کیا
کہ ہم آپ سے سلمان فارسی کا بہت ذکر سنا کرتے ہیں۔ امام نے فرمایا کہ سلمان خدا سے محبت کہہ بلکہ سلام
محمدی کہہ۔ کیا تو جانتا ہے کہ کس سبب سے ہم ان کو بہت یاد کیا کرتے ہیں رادی نے کہا نہیں۔ حضرت
فرمایا تین حصلتوں کے سبب۔ اول یہ کہ انہوں نے اپنی خواہش پر جناب امیر کی خواہش کو ترجیح دی اور اختیار
کیا۔ دوسرے یہ کہ خیروں کو دوست رکھتے تھے اور اُن کو مالداروں اور صاحبانِ عزت و شرف پر ترجیح
دیتے تھے۔ تیسرے یہ کہ علم اور علماء کو دوست رکھتے تھے۔ بیشک سلمان خدا کے شاکستہ بندہ تھے اور
ہر باطل سے کٹر اگر حق کی طرف مائل ہوتے تھے اور مسلمان حقیقی تھے اور کسی طرح کا شرک اختیار نہ کیا تھا۔

جناب سلمان کا یہ کہہ کر کہ یہودیوں کی حالت مشابہہ فرما تا اور حضرت سلمان کے فضائل بیان کرنا۔

سلمان فارسی کی تعریف

ابن ابویس نے بسند صحیح حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ جناب امیر نے فرمایا کہ ایک مرتبہ کسی شخص کے اور سلمان کے باہم کچھ رجحش ہو گئی تو اس شخص نے کہا اے سلمان تم ہو کیا۔ سلمان نے کہا کہ میری اور تیری ابتدا نطفہ نجس سے اور انجام مرفدہ گندیدہ ہے۔ لیکن جب قیامت برپا ہوگی اور ترادے اعمال نصب کیا جائے گا تو جس کے نیک اعمال کا پتہ بھاری ہو گا وہ بڑا اور صاحب عزت ہے اور جس کے اعمال کا پتہ ہلکا ہو گا وہ بد بخت اور بے عزت ہے۔

کتاب حسین بن سعید میں بسند معتبر منقول ہے کہ جناب سلمان رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ اگر خدا کی عبادت اور نیک لوگوں کی محبت جن کی زبان سے اچھی باتیں نکلتی ہیں بہتر نہ ہوتی تو بیشک میں موت کی تمنا کرتا۔

ابن ابی الحدید نے ابوداؤد سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں اپنے ایک ساتھی کے ہمراہ مسلمان کے پاس گیا اور میٹھا۔ سلمان نے فرمایا کہ اگر رسول خدا نے منج نہ فرمایا ہوتا کہ مہانوں کے لئے تکلف کرو تو بیشک میں تمہارے واسطے تکلف کرتا۔ اور تکلف اس کو کہتے ہیں کہ جو چیز اُس کے پاس نہ ہو محنت و جانفشانی سے حاضر کرے۔ پھر ایک دعویٰ اور پسا ہوا ملک جس میں کوئی چیز نہ تھی ہمارے لئے لائے۔ میرے ہمراہی نے کہا اگر اُس کے ساتھ ستر ہوتا تو بہتر ہوتا۔ سلمان نے ایسا لونا کر دیکھ کے ستر چھپا کیا اور ان کے لئے لائے جب ہم لوگ نے سے فارغ ہوئے تو میرے رفیق نے کہا کہ میں اُس خدا کا شکر کرتا ہوں جس نے ہم کو اُس دعویٰ پر قناعت کی توفیق دی جو ہمارے لئے مفید فرمایا ہے۔ سلمان نے کہا اگر تم قانع ہوتے اُس پر جو خدا نے نصیب کیا تو میل لڑنا نہیں نہ ہوتا۔

نیر ابی الحدید نے کہا ہے کہ سلمان اہل قاری سے ہر مزل کے اطاعت گزاروں میں سے تھے۔ اور جن کا قول ہے کہ وہ اصفیاء کے ایک گاؤں کے باشندہ تھے جس کو جی کہتے ہیں۔ اور وہ جناب رسول خدا کے دوستوں میں سے تھے۔ اُن کی کنیت ابو جند اشہ تھی۔ جب اُن سے پوچھا جاتا کہ آپ کس کے بیٹے ہیں تو وہ کہتے کہ میں اسلام کا فرزند اور آدم کی اولاد سے ہوں۔ اور یہ بھی روایت ہے کہ وہ دس آدمیوں سے زادہ اشخاص کے غلام رہے اور ایک کے بعد دوسرے کے ہاتھ فروخت ہوتے رہے یہاں تک کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے۔

ابن جبنا بر نے کتاب استیعاب میں حسن بھری سے روایت کی ہے کہ جو کچھ بیت المال سے جناب سلمان کو سالانہ دیا جاتا تھا وہ پانچ ہزار درہم کی رقم تھی جب وہ ان کو ملتی وہ سب کا سب خیرات کر دیتے اور باقی محنت سے اپنی دعویٰ حاصل کرتے۔ ان کے پاس ایک چادر تھی جس کو آدھا بچھاتے اور آدھا حصہ اور بچھتے۔ کوئی مکان نہ تھا وہ دیواروں اور درختوں کے سایہ میں بسر کیا کرتے تھے۔ ایک روز کسی نے اُن سے کہا آپ کے واسطے اگر آپ کہیں تو ایک مکان بنا دوں فرمایا مجھے اس کی ضرورت نہیں لیکن وہ شخص آپ سے

ستر ایک گاس ہے غرا جس کی ترمکاری پکاتے ہیں۔ مترجم

یہ شخص کا نام سلمان فارسی تھا

یہ روایت حسن بھری سے ہے

یہ روایت حسن بھری سے ہے

برابر اس کے لیے اصرار کرتا رہا آخر ایک مرتبہ اُس نے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ وہ گھر جو تمہارے موافق ہو کیسا ہونا چاہیے۔ جناب سلطان نے فرمایا اُس کی صفت بیان کرو۔ اُس نے کہا کہ میں تمہارے لیے ایسا گھر بناؤں گا کہ جب تم اُس میں کھڑے ہو تو تمہارا سر اُس کی چھت سے ٹکرائے اور اگر اپنے پیروں کو پھیلاؤ تو دیوار تک پہنچیں۔ سلطان نے کہا ہاں ایسا گھر میں چاہتا ہوں۔ تو ایسا ہی مکان بنایا۔ نیز استیباب میں روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر وہی ثریا میں جوتا تو یقیناً سلطان وہاں تک پہنچے گا اس کو حاصل کر لیتے۔ نیز امیر المومنین سے روایت ہے کہ سلطان خدی حکیم لقمان کے مانند ہیں۔ اور کعب الاحبار سے روایت ہے کہ سلطان علم و حکمت سے بھرے ہوئے ہیں۔

کئی نے بسند معتبر حضرت امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ علی بن ابی طالب محدث تھے اور سلطان محدث یعنی ملائکہ ان دونوں حضرات سے باتیں کرتے تھے۔ اور بسند معتبر امام جعفر صادق سے روایت ہے کہ سلطان کا محدث ہونا یہ ہے کہ اُن کے امام اُن سے حدیث بیان کرتے اور اپنے اسرار اُن کو تعلیم کرتے تھے نہ یہ کہ براہ راست خدا کی جانب سے ان کو کلام پہنچتا تھا۔ کیونکہ حجت خدا کے علاوہ کسی دوسرے کو خدا کی جانب سے کوئی بات نہیں پہنچتی تھی۔

نیز بسند معتبر حضرت صادق سے روایت ہے لوگوں نے اُن حضرت سے سلطان کے محدث ہونے کا مطلب دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا کہ فرشتہ ان کے کان میں باتیں کرتا تھا۔ دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ ایک بڑا فرشتہ اُن سے باتیں کرتا تھا۔ راوی نے کہا جبکہ سلطان ایسے تھے تو امیر المومنین کیسے رہے ہوں گے حضرت نے فرمایا اپنا کام کرو اور ان باتوں سے غرض مت رکھو۔ اور دوسری حدیث میں فرمایا کہ ایک فرشتہ اُن کے دل میں آیا اور ویسا نقش کرتا تھا۔ اور دوسری حدیث میں فرمایا کہ سلطان متوسمین میں سے تھے کہ لوگوں کے حالات فراست سے معلوم کر لیتے تھے۔ دوسری سند معتبر کے ساتھ حضرت صادق سے روایت ہے کہ سلطان اہم اعظم جانتے تھے۔

نیز بسند معتبر حضرت امام محمد باقر سے روایت ہے کہ ایک روز امیر المومنین کے سامنے تھپہ کا ذکر آیا۔ حضرت نے فرمایا کہ اگر ابوذرؓ سلطان کے دل میں جو کچھ تھا جان لیتے تو یقیناً ان کو قتل کر دیتے حالانکہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں کے درمیان ہمدردی قائم کی تھی۔ پھر دوسرے تمام لوگوں کے بارے میں کیا گمان رکھتے ہوئے

نیز بسند معتبر روایت ہے کہ جناب سلطان نے خلیفہ دوم کی لڑائی کی خواستگاری کی انہوں نے انکار کیا۔

۱۱۔ مؤلف فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں جس امر سے نفی لگائی ہو ممکن ہے وہ خدا کے واسطے ملک کلام کرنا ہو اور

۱۲۔ جناب سلطان سے گفتگو کرتا رہتا تھا جیسا کہ گندہ۔

۱۳۔ یہ حدیث بھی مثل سابق ہے۔ یعنی جناب ابوذرؓ علوم و اسرار الہی کے متعل نہیں ہو سکتے تھے جو جناب سلطان جانتے تھے۔ اس حدیث سے بھی غالباً علوم جناب سلطان کی زیادتی کا بیان مقصود ہے۔ واللہ اعلم۔ ۱۴۔ مترجم

پھر پشیمان ہوئے اور جانا کہ سلمان اب منظور کر لیں سلمان نے کہا مجھے ضرورت نہیں۔ میرا مطلب تو یہ تھا کہ میں سمجھوں کہ حقیقت جاہلیت و کفر تھا اسے دل سے نکلی ہے یا باقی ہے جیسے کہ تھی۔

ابن بابویہ نے بسند معتبر امام جعفر صادق سے روایت کی ہے کہ ایک روز جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ تم میں کوئی ہے جو تمام سال روزہ رکھتا ہے۔ سلمان نے کہا میں ہوں حضرت نے پھر فرمایا تم میں کوئی ہے جو ہمیشہ شب و روز فارغ ہے۔ سلمان نے عرض کی میں ہوں پھر حضرت نے پوچھا تم میں کوئی ہے جو ہر روز ایک قرآن ختم کرتا ہے۔ سلمان نے کہا میں ہوں۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ کو غصہ آیا اور بولے کہ یہ شخص فارس کا رہنے والا چاہتا ہے کہ ہم قریشیوں پر غر کرے۔ یہ جھوٹ بولتا ہے۔ اکثر دنوں کو روزہ سے نہ تھا، اکثر راتوں کو سویا کرتا ہے، ادا کثرتوں اس نے تلاوت نہیں کی۔ حضرت نے فرمایا کہ وہ اتمان حکیم کے مثل و مانند ہیں تم ان سے کہو جو وہ جواب دیں گے۔ جناب عمرؓ نے پوچھا تو حضرت سلمان نے کہا کہ تمام سال روزہ کے بارے میں یہ ہے کہ میں ہر چھینے تین دن روزہ رکھتا ہوں۔ اور خدا فرماتا ہے کہ جو شخص ایک سال کوئی نیک کام کرے تو اس کو دس گنا ثواب دیتا ہوں اس لئے یہ تمام سال کے روزہ کے برابر چڑھا دو جو اس کے کاوشبیاں میں بھی روزہ رکھتا ہوں اور ماہ رمضان سے ملا دیتا ہوں۔ اور ہر رات بیداری کے یہ مہنی میں کہ ہر رات با وضو سوتا ہوں۔ اور سرور عالم سے میں نے سنا ہے کہ جو شخص با وضو سوتا ہے ایسا ہے کہ تمام رات عبادت میں سر کی بلور ہر روز ختم قرآن کے بارے میں یہ ہے کہ ہر روز تین مرتبہ سورۃ قل ہو اللہ احد پڑھ لیتا ہوں اور میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے آپ نے حضرت امیر المومنین سے فرمایا کہ اے علیؓ تمہاری مثال میری امت میں قل ہو اللہ احد کی مثال ہے۔ جس شخص نے سورۃ قل ہو اللہ احد ایک مرتبہ پڑھا ایسا ہے کہ اُس نے ثلث قرآن کی تلاوت کی۔ جس نے دو مرتبہ پڑھا تو اسیس نے دو ثلث کی تلاوت کی اور جس نے تین مرتبہ پڑھا تو ایسا ہے کہ اُس نے قرآن ختم کر لیا۔ اور اے علیؓ جو شخص تم کو زبان سے دوست رکھتا ہے، اُس کو ثلث ایمان حاصل ہوتا ہے۔ اور جو شخص زبان و دل سے تم کو دوست رکھتا ہے اُس کو دو ثلث ایمان مل گیا۔ اور جو شخص تم کو زبان و دل سے دوست رکھتا ہے اور اپنے ہاتھوں سے تمہاری مدد کرتا ہے تو تمام ایمان اُس کو حاصل ہو گیا۔ اے علیؓ اُس خدا کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اگر تم کو اپنی زمین میں کسی طرح دوست رکھتے جس طرح اہل آسمان دوست رکھتے ہیں تو خدا کسی کو جہنم میں ڈال نہ کرے یہ سن کر عمر خاموش ہو گئے جیسے اُن کے گھٹنے میں پھر پڑ گیا ہوں۔

ابن بابویہ نے بسند معتبر حضرت امام محمد تقی سے روایت کی ہے کہ ایک روز جناب سلمان نے حضرت ابوذرؓ کی دعوت کی اور دو مدیشیاں اُن کے سامنے لائیں۔ ابوذرؓ نے مدیشیاں اٹھالیں اور محمدؐ نے لئے اور اُس کو دیکھنے لگے سلمان نے پوچھا کس لئے ان کو اکٹھا کر رہے ہو وہ بولے کہ دیکھ رہا ہوں شاید یہ چھٹی طرح نہیں ملے گی۔ یہ سن کر سلمان کو غصہ آگیا اور فرمایا کہ کس قدر جرات ہے کہ ان مدنیوں کو گھما پھرا کر دیکھتے ہو خدا کی قسم اس مدنی میں اُس پانی نے کام کیا ہے جو عرش الہی کے نیچے ہے اور فرشتوں نے اُس کو ہوا میں منتشر کیا۔ موائے اُس کو بادل تک پہنچایا اور ابر نے اُس کو زمین پر چھڑکا اور معد فرشتے ہر ایک نے اُس میں کام کیا ہے۔

ترجمہ حیات القلوب جلد دوم

اور اس کے قہر میں کو ان کے مقامات پر پہنچایا۔ پھر زمیں ٹکڑی ٹکڑی ہو گئی۔ چار پائیل آگ اور ایندھن اور نمک وغیرہ اور اتنیوں نے کام کیا ہے جن کا میں احصا نہیں کر سکتا لیکن اس نعمت کا شکر کیونکر ادا کر سکتے ہو یہ سن کر جناب ابو ذر نے کہا میں خدا سے توبہ کرتا ہوں اس سے جو کچھ میں نے کیا اور آپ سے مسندت کرتا ہوں۔ پھر ایام نے فرمایا کہ قوسر سے روز سلمان نے پھر ابو ذر کو بڑیا اور اپنی کھلی میں سے روٹی کے دو خشک ٹکڑے نکالے اور اپنے ٹوٹے میں اس کو تر کر کے ابو ذر کے پاس لے گئے۔ ابو ذر نے کہا کتنی عمدہ ہے یہ روٹی۔ کاش اس کے ساتھ نمک بھی ہوتا۔ سلمان اُٹھے اور باہر جا کر اپنا لوتہ لے آیا اور نمک لے گئے۔ جناب ابو ذر روٹی پر اس کو چھڑکے اور کھاتے اور کہتے تھے کہ میں اُس خدا کی حمد کرتا ہوں جس نے ہم کو اس قناعت کے ساتھ روزی عطا فرمائی۔ سلمان نے کہا اگر تم میں قناعت ہوتی تو میرا لوتہ اگر دہ نہ ہوتا۔

ہوئی تو میرا لڑکا گروہ ہوتا۔
بصائر التہجات میں فضل بن علی سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں اور میرے والد حضرت حمادؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ میرے پدھر گولہ نے عرض کی کیا یہ صحیح ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مسلمان ہم اہلبیت میں سے ہیں۔ حضرتؑ نے فرمایا ہاں۔ میرے والد صاحب نے کہا کیا وہ عبدالمطلب کی اولاد سے ہیں؟ حضرتؑ نے فرمایا کہ وہ ہم اہلبیت میں سے ہیں۔ میرے والد نے عرض کی کیا ابوطالب کی اولاد سے ہیں؟ حضرتؑ نے فرمایا کہ وہ ہم اہلبیت میں سے ہیں۔ میرے پدھر نے عرض کی میں آپ کا مطلب نہیں سمجھتا۔ حضرتؑ نے فرمایا بس یہ سمجھ لو کہ وہ ہم اہلبیت میں سے ہیں۔ پھر اپنے سینہ کی طرف اشارہ فرمایا اور کہا ایسا نہیں جیسا تم نے سمجھا۔ خدا نے بے شبہ حمادی طینت علیتین سے خلق فرمائی اور حمادے شیعوں کی طینت اُس سے ایک درجہ پست خلق فرمائی۔ لہذا وہ ہم میں سے ہیں۔ اور حمادے دشمنوں کی طینت جہین سے خلق فرمائی اور اُن کے دوستوں کی طینت اُن سے ایک درجہ پست خلق کی ہے۔ لہذا وہ لوگ اُن سے ہیں۔ اور مسلمان لقمان سے بہتر ہیں۔

ہے۔ لہذا وہ لوگ ان سے ہیں۔ اور مسلمان عمان سے بہتر ہیں۔
 کتاب روضۃ الواعظین میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ میں نے سلمان کو خواب میں دیکھا۔ میں نے
 پوچھا آپ سلمان ہیں؟ فرمایا ہاں۔ میں نے کہا کیا آپ وہ نہیں ہیں جنکو رسول خدا نے آزاد کیا تھا؟ فرمایا ہاں۔ میں نے
 ان کے سر پر یافت کا ایک تاج دیکھا اور وہ طرح طرح کے علوں بلور زیورات سے آراستہ تھے پھر میں نے
 کہا اے سلمان یہ کس قدر بلند درجہ ہے جو خدا نے آپ کو عطا فرمایا ہے۔ انہوں نے کہا ہاں۔ میں نے
 کہا خدا و رسول پر ایمان لانے کے بعد بہشت میں سب سے بہتر اعمال کون سا آپ نے پایا؟ فرمایا خدا
 رسول پر ایمان لانے کے بعد بہشت میں علیؑ کی محبت اور ان کی حضرت کی متابعت سے بہتر کوئی چیز نہیں۔
 نیز جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ بہشت سلمان کی اس سے زیادہ مشہور
 ہے جس قدر سلمان اس کے مشتاق ہیں اور بہشت سلمان کی عاشق ہے اس سے زیادہ جتنے اُس کے عاشق
 سلمان ہیں۔

کلمہ نیا ہے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
سلمانؓ کو ایک دوسرے کا بھائی بنایا اور ابوہریرہؓ سے شرط کی کہ سلمانؓ کی مخالفت نہ کریں۔

10/16/2013

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ہفت روزہ کو بی بی سی کی رپورٹ پر مبنی ہے کہ

کتاب اختصاص میں بسند مستبر حضرت امیر المومنین سے روایت ہے کہ ابھی بن نہایت نے حضرت سے جناب سلطان کی فضیلت کے بارے میں دریافت کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ اس کے بارے میں کیا کہوں جو ہماری طبیعت سے خلق ہوا ہے اور اس کی تدویج ہماری تدویج سے متصل ہے۔ خداوند عالم نے ان کو ان کے اقل و آخر و ظاہر و باطنی علوم سے مخصوص قرار دیا ہے۔ حضرت فرماتے ہیں کہ میں آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سلطان بھی وہاں موجود تھے۔ اس موقع پر ایک اعرابی آیا اور اس نے سلطان کو ان کی جگہ سے ہٹا کر خود پیش کیا جناب رسالت پر دیکھ کر بہت خضباتک ہوئے یہاں تک کہ آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان کی رنگ پھول گئی اور آنکھیں سرخ ہو گئیں۔ اور فرمایا کہ تو اس شخص کو دودھ کرتا ہے جس کو خداوند عالمین دوست رکھتا ہے اور اس کی دوستی کو آسمان میں ظاہر کیا ہے اور اس کو زمین پر خدا کا رسول دوست رکھتا ہے۔ اسے اعرابی تو دودھ کرتا ہے اس شخص کو کہ جب جبریل میرے پاس آئے ہیں تو خدا کی جانب سے اس کو سلام پہنچاتے ہیں۔ اسے اعرابی بیشک سلطان مجھ سے ہے۔ جو شخص اس پر ظلم کرتا ہے گویا اس نے مجھ پر ظلم کیا۔ اور جس نے اس کو اذیت پہنچائی اس نے مجھ کو اذیت پہنچائی اور جس نے اس کو قتل کیا اس نے مجھ کو قتل کیا۔ جس نے اس کو نزدیک کیا اس نے مجھ کو نزدیک کیا۔ اسے اعرابی سلطان کے بارے میں غلطی مت کر کیونکہ خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں ان کو لوگوں کی موت سے اور لوگوں کی جلاؤں سے اور ان کے نسب سے آگاہ کروں! اور ان باتوں سے جو باطل سے حق کو جدا کرنے والی ہیں اعرابی نے کہا یا رسول اللہ میں نہیں جانتا تھا کہ سلطان کے اعمال اس قدر تنگ پہنچے ہوئے ہیں۔ کیا وہ مجھ سے نہ تھے! پھر سلطان ہوئے۔ یہ سن کر حضرت نے فرمایا اسے اعرابی میں سلطان کی فضیلت خدا کی جانب سے تجھ سے بیان کرنا اور اعرابی برابر کہے جاتا ہے کہ سلطان مجھ سے تھے۔ یقیناً مجھ سے نہ تھے بلکہ تھیکے طہر پر شرک ظاہر کرتے تھے اور اپنا ایمان پوشیدہ رکھتے تھے۔ اسے اعرابی کیا تو نے نہیں سنا ہے کہ خدا فرماتا ہے: **فَلَا ذَنْبَكَ لَا يُؤْمِنُونَ خَلْقِي يُحْكُمُونَكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجْعَلُونَ فِئَتِي أَقْبِيَهُمْ خُورَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُشِيرَتُوا أَتْلِفَانَا وَبَشَرٌ مِثْلُكُمْ قَدْ كَفَرُوا فَمَا تَجْعَلُ لِي بِهِمْ عِلْمًا فَذِهِمُ الْيَوْمَ عَلَيْهِمُ** انہیں دے تاکہ تم ہر تبار میں جو ان میں پیدا ہو تم کو فیصلہ کرنے والا قرار دیں تاکہ اپنے نفسوں میں تسکین اور حرج نہ پائیں اس سے جو تم فیصلہ کرو اور اطاعت کریں جو اطاعت کرنے کا حق ہے۔ اور کیا تو نے نہیں سنا ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ رسول جو کچھ تم کو دے دیں وہ لے لو اور جس بات سے منع کر دیں اس سے باز رہو۔ لہذا اسے اعرابی جو کچھ میں کہوں اس کو قبول کر۔ اور شکر کرنے والوں میں سے ہو اور میری باتوں سے انکار مت کر ورنہ خدا کے عذاب کا مستحق ہو جائے گا۔ اور اطاعت کر خدا کے رسول کی تاکہ انہی لوگوں میں سے تو بھی ہو۔

ایسا کتاب اختصاص میں بسند مستبر روایت ہے کہ ایک دفعہ سلطان خاری آنحضرت کی مجلس میں داخل

ہوئے موقت فرماتے ہیں کہ بعید نہیں ہے کہ اعرابی سے مواد عمر میں جیسا کہ بہت سی حدیثوں میں تھیک کے دوہرے لفظ اعرابی سے انہی کو مراد لیا ہے۔

ترجمہ حیات القلوب جلد دوم

ہوئے۔ صحابہ نے ان کی تعظیم کی اور ان کو اپنے لوہے پر قدم کر کے صدر مجلس میں ان کے حق کو بلند کیا اور ان کی پوری کی تعظیم اور برائے اختصاص جو ان کی آنحضرت اور آپ کی آنحضرت جگہ دی۔ پھر جناب عمرؓ آئے اور دیکھا کہ وہ صدر مجلس میں بٹھائے گئے ہیں یہ دیکھ کر وہ بولے کہ یہ عجیبی کون ہے جو عربوں کے درمیان صدر مجلس میں بیٹھا ہے۔ یہ سُنکر آنحضرتؐ منبر پر تشریف لے گئے اور خطبہ پڑھا۔ اور فرمایا کہ حضرت آدمؑ کے زمانہ سے اس وقت تک کے تمام آدمی انکس کے وندافوں کے مثل و برابر ہیں۔ اور کوئی فضیلت نہیں ہے عربی کو بھی پر اور نہ کسی سرخ و سفید کو کسی سیاہ انسان پر مگر تقویٰ اور پرہیزگاری کے سبب سے۔ مسلمان ایک دیا ہیں جو ختم نہیں ہوتا اور ایک خزانہ ہیں جو تمام نہیں ہوتا۔ مسلمان ہم اہلبیت سے ہیں۔ مسلمان حکمت عطا کرتے ہیں اور حق کی دلیلیں ظاہر کرتے ہیں۔

اور حق کی دلیلیں ظاہر کرنے ہیں۔
نیز کتاب اختصاص میں روایت ہے کہ ایک مرتبہ جناب امام جعفر صادق کی خدمت میں جناب سلمان
اور حضرت جعفر طیار کا تذکرہ ہوا حضرت نکمہ لگائے ہوئے تھے۔ جس لوگ حضرت جعفرؑ کو سلمان پخصیلت کہتے
تھے ابو بصیر بھی وہاں حاضر تھے وہ بولے سلمان آتش پرست تھے پھر سلمان ہوئے۔ یہ سنکر حضرت صادقؑ
دُست ہو کر بیٹھ گئے اور غیظ میں فرمایا کہ اسے ابو بصیر سلمان کو خدا نے علوی بنا دیا اُس کے بعد جبکہ وہ عجوسی
اور اُن کو قریشی قرار دیا اُس کے بعد جبکہ وہ فارسی تھے۔ لہذا خدا کی رحمتیں ہوں اُمیر۔ اور بیشک حضرت جعفرؑ کا
مرتبہ خدا کے نزدیک بہت بلند ہے۔ وہ فرشتوں کے ساتھ بہشت میں پرواز کرتے ہیں۔

مترجمہ خدا کے نزدیک بہت بلند ہے۔ وہ فرشتوں کے ساتھ بہت زیادہ درجہ دار ہیں۔
 امین بابو نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ ایک روز جناب سلمانؓ ایک جماعت کے ساتھ بیٹھے ہوئے
 تھے کہ جناب امیرؓ سرقد عالم کے استر پر سوار اُٹھتے گئے۔ حضرتؓ کو دیکھ کر جناب سلمانؓ نے ان
 لوگوں سے فرمایا کہ میں اُٹھتے ہوں اور امیرؓ المؤمنینؓ کا دامن بچہ کر اپنے دین کے مسائل آپ سے نہیں دیتا
 کرتے ہو۔ اُسی خدا کی قسم جس نے دانہ کو شگافہ کیا اور خلائی کو پیدا کیا ہے کہ ان حضرتؓ کے سوا کوئی حکم نہ کرے
 پیغمبرؐ کی سیرت سے آگاہ نہیں کر سکتا۔ کیونکہ وہ عالم زمین ہیں اور زمین میں اُن کا تمام کام حلالی کام ہے۔
 ان کی برکت سے زمین ساکن ہے۔ اگر وہ نہ ہوں تو درمیان سے ہٹ جائیں تو ہم ظلم نہیں پاؤ گے، اور
 لوگوں کو ٹھنڈ دیکھو گے۔

لوگوں کو متشدد نہ کیجئے۔
ابن الحنفیہ نے بیان کیا ہے کہ جناب سہلؓ کی وفات خلیفہ سوم کے زمانہ میں ۳۳ھ میں واقع ہوئی۔
بعض کا قول ہے کہ ۳۳ھ کے شروع میں آپ نے رحلت کی اور بعض کہتے ہیں کہ وہ خلیفہ دوم کی خلافت
کے زمانہ ہی میں انتقال فرما چکے تھے۔ لیکن قول اول زیادہ مشہور ہے۔

کے زمانہ ہی میں انتقال فرما چکے تھے۔ لیکن قول اول زیادہ مشہور ہے کہ
کتاب خصال شافعی بن جبریل میں اصبح بن نباتہ سے منقول ہے کہ کہتے ہیں میں جناب سلمان کے ساتھ
جبکہ وہ امیر المؤمنین کی خلافت کے ابتدائی زمانہ میں مدائن میں حاکم تھے ان کو حضرت عمرؓ نے اپنی خلافت کے زمانہ
میں مدائن کا حاکم مقرر کیا تھا وہ حضرت علیؓ کی خلافت کے ابتدائی زمانہ تک حاکم تھے۔ تو ایک دفعہ میں ان کے پاس
گیا تو ان کو بیمار پایا، اس اسی بیماری میں رحمت الہی سے واصل ہوئے۔ میں برابر ان کی عیادت کے لئے جاتا رہا۔
یہاں تک کہ ان کا مرض شدید ہوا اور ان کو موت کا یقین ہو گیا تو مجھ سے فرمایا کہ اے اصبح جناب رسول خداؐ

مجھے خبر دی ہے کہ جب میری موت کا زمانہ قریب ہوگا تو مردہ مجھ سے کلام کرے گا۔ لہذا میں جانا چاہتا ہوں کہ میری موت کا وقت آیا یا نہیں۔ اصحیح کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی کہ پھر آپ کیا چاہتے ہیں فرمائیے تو میں تعمیل کروں۔ جناب سلمان نے کہا کہ ایک تخت لٹاؤ اور سپر فرش بچھاؤ جس طرح مردوں کے لئے فرشیں کستے ہیں اور چار شخص اٹھ کر قبرستان مدائن میں ملے جلے۔ اصحیح کہتے ہیں کہ میں نے کہا ایسا ہی کرتا ہوں۔ اس کے بعد میں بہت محفلت کے ساتھ باہر گیا اور جلد ہی واپس آیا۔ اور جناب سلمان نے جیسا فرمایا تھا اس کی میں نے تعمیل کی۔ اور ایک گروہ کو بلالایا جو ان کو اٹھا کر مدائن کے قبرستان میں لے گئے جب وہ قبرستان میں زمین پر لٹائے گئے تو انہوں نے فرمایا کہ لوگو مجھ کو وہ قبلہ کرو۔ پھر با آواز بلند فرمایا اے کہنہ اور بوسیدہ ہونے والے میدان کے رہنے والو تم پر خدا کی سلامتی ہو۔ اے وہ لوگو جنکو دنیا سے پردہ کرا دیا گیا ہے تم پر سلام ہو۔ کسی نے جواب نہ دیا تو دوسری مرتبہ فرمایا سلام ہو تم پر اے وہ گروہ جس کے لئے زمین کو چاشنگاہ قرار دیا ہے۔ سلام ہو تم پر اے گروہ جن کے لئے زمین کو لحاب بنا دیا گیا ہے۔ سلام ہو تم پر اے لوگو جو امال کا بدلہ پارہے ہو جو دنیا میں کرچکے ہو۔ سلام ہو اے وہ لوگو تم پر جو انتظار کر رہے ہو کہ اسرافیل صمد پھونکیں اور تم قبروں سے باہر نکلو۔ میں تم کو خدا کے عظیم اور پیغمبر کریم کا واسطہ دے کر تم سے سوال کرتا ہوں میرا جواب دو۔ میں ہوں سلمان فارسی رسول خدا کا آزاد کردہ۔ آنحضرتؐ نے مجھے خبر دی ہے کہ جب میری وفات قریب ہوگی تو مردہ مجھ سے کلام ہوگا۔ تو میں جاسنا چاہتا ہوں کہ میری وفات نزدیک ہوئی ہے یا نہیں۔ جب سلمان نے ایسی بات ختم کی ایک میت نے اپنی قبر سے کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اے وہ لوگو جو عمارتیں بناتے ہو حالانکہ فنا ہو جاؤ گے اور دنیا میں مشغول ہو رہے ہو۔ میں تمہاری بات لے سلمان شمس رہا ہوں اور جواب دیتا ہوں۔ پوچھو جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو خدا تم پر رحمت فرمائے۔ سلمان نے فرمایا اے موت کے بعد کلام کرنے والا اور مرنے کی حسرت کے بعد بولنے والے تو اہل بہشت سے ہے یا اہل دوزخ سے۔ اُس نے کہا اے سلمان میں اُن میں سے ہوں جنہر خدا نے اپنے عفو و کرم سے انعام فرمایا ہے اور بہشت میں اسی رحمت کے سبب داخل فرمایا ہے۔ سلمان نے کہا اے بندہ خدا مجھ سے یہاں کہہ کر کہ موت کو تو نے کیسا پایا اور اُس کی سختی تجھ پر کیسی گذری اور تو نے کیا دیکھا اور کیا کیا مشاہدے کیا۔ اُس نے کہا اے سلمان ذرا ٹھہرو اور جلدی نہ کرو۔ کیونکہ خدا کی قسم میرے جسم کا آسے سے ٹکڑے کیا جانا اور چھنی سے پارہ پارہ کیا جانا موت کی سختی سے میرے نزدیک بہت زیادہ آسان ہے۔ اے سلمان خدا نے مجھے دنیا میں نیکیوں کی توفیق عطا فرمائی اور میں اچھے عمل کیا کرتا تھا خدا کے خواہش ادا کرتا، قرآن کی تلاوت کرتا، ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے کا بڑا حرص تھا، حرام باتوں سے پرہیز کرتا تھا اور بند گاہیں خدا پر ظلم و ستم کرنے سے ڈرتا رہتا تھا اور ذاتِ دلی محنت و کوشش و جافشانی کے ساتھ علانِ معزی حاصل کرتا کیونکہ خدا کے سامنے باذہب کے لئے حاضر ہونے سے ڈرتا رہتا تھا۔ فرض کر لیں کہ وہ جبکہ میں نہایت مسرور اور خوش و خرم تھا کہ بیمار ہوا اور چند روز اسی مرض میں مبتلا رہا یہاں تک کہ میری نیلوی زندگی کے دن ختم ہونے تو اُس وقت ایک شخص عجیب و غریب اور ڈھواؤنی شکل و صورت میں میرے پاس آیا اور مجھ سے ملحق کھڑا ہو گیا جو آسمان پر جاتا تھا نہ زمین پر اترا تھا۔ اُس نے میری آنکھوں کی طرف اشارہ کیا اور مجھے

جناب سلمان فارسی کے حالات

سلمان کا انتقال

موت کی خبر

نہہا کر دیا اور میرے کانوں کی طرف اشارہ کیا جس سے میں بہرا ہو گیا اور زبان کی طرف اشارہ کیا جس سے
میں گونگا ہو گیا۔ فرض کرو میں ایسا ہو گیا کہ دنیا کی کوئی چیز اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتا تھا اور نہ اپنے کانوں سے
کچھ سن سکتا تھا۔ تو میرے اہل و عیال اور عزیز و اقرباؤں نے جتانے لگے اور میری اس حالت کی اطلاع میرے
بھائیوں اور ہمسایوں کو پہنچی۔ اُس وقت میں نے اُس شخص سے کہا کہ تو کون ہے اسے شخص کہ مجھ کو میرے اہل و عیال
اور سال و اولاد سے جدا کرتا ہے۔ اُس نے کہا میں ملک الموت ہوں اس لئے آیا ہوں کہ تجھ کو مکانِ دنیا سے ملکِ
آخرت کی طرف لے جاؤں کیونکہ تیری مدتِ حیاتِ دنیوی ختم ہو چکی اور تیری موت کا وقت آ گیا ہے۔ اسی لٹنا
میں دوسرے دو اشخاص ادا آئے اور وہ خوبصورت انسانی شکل میں تھے۔ ان میں سے ایک میری داہنی جانب
بیٹھ گیا اور دوسرا بائیں جانب آ اور دونوں نے مجھ سے کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُہُ
ہم تیرا نامہ اعمال لانے ہیں۔ لے ادا ان کو ملاحظہ کر میں نے کہا یہ کیسا نامہ ہے کہ مجھے پڑھنا چاہیے؟ وہ بولے
کہ ہم دفترِ فرشتے وہ ہیں جو دنیا میں تیرے ساتھ ہر وقت رہتے تھے اور تیری نیکی و بدی لکھا کرتے تھے وہ بھی تیرا
نامہ عمل ہے۔ تو میں نے اپنے نیک اعمال کی کتاب دیکھنا شروع کی۔ وہ اُس فرشتے کے ہاتھ میں تھی جس کو
رقیب کہتے ہیں۔ فرض کرو جوں جوں میں اپنی نیکیوں کو دیکھتا تھا شاد و مسرور ہوتا تھا اور دل کو بڑی خوشی ہو رہی
تھی پھر گناہوں کے اعمال کی کتاب دیکھنا شروع کی جو دوسرے فرشتے کے ہاتھ میں تھی جس کو عقیدہ کہتے ہیں۔ تو
اس میں جو کچھ تھا ان کو دیکھ دیکھ کر بہت مشکین ہوتا یہاں تک کہ میں رونے لگا تو ان فرشتوں نے کہا کہ خوشخبری ہو
تجھ کو کہ تیرے لئے بہتری اور اچھائی ہوگی۔ ان کے بعد وہی پہلے شخص یعنی ملک الموت میرے پاس آئے اور
روح میرے جسم سے کھینچنے لگے۔ اور ان کا روح کو کھینچنا اور جسم سے نکالنا آسمان و زمین کی تمام شدتوں اور
مخلیوں کے مثل تھا میں اتنی سختی و شدت میں تھا کہ میری روح کھینچ کر میرے سینہ تک پہنچی۔ پھر ملک الموت نے
میری طرف ایک حربے سے اشارہ کیا کہ اگر اس کو پہاڑوں پر رکھنے تو وہ پھل جلتے۔ آخر میری روح کو میری
ناک سے قبض کر لیا۔ اُس وقت میرے اہل و عیال کے رونے جتانے کی آوازیں بلند ہوئیں اُس وقت
وہ جو کچھ کہتے تھے میں سنتا تھا اور جو کچھ کہتے تھے میں اُس پر مطلع ہوتا تھا۔ تو جب میرے گھر والوں کا گریہ بہت
شدید ہوا تو ملک الموت نہایت خستہ اور ترش روی کے ساتھ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ اسے لوگو تمہارا
یہ رونا چلنا نا کس سبب سے ہے خدا کی قسم میں نے اس پر کوئی ظلم نہیں کیا جس کی تم شکایت کرتے ہو اور اس پر
کوئی سختی نہیں کی ہے جس سے تم فریاد کر رہے ہو۔ رفعت کیونکہ میں ادم ایک خدا کے بندے ہیں۔ اگر
خدا تم کو ہمارے متعلق کوئی حکم کرتا جیسا کہ تمہارے متعلق مجھے حکم فرمایا ہے تو بیشک تم بھی ہمارے حق میں اُس کے
حکم کی اطاعت کرتے جیسا کہ میں تمہارے ساتھ اُس کے حکم کی اطاعت کر رہا ہوں۔ خدا کی قسم میں نے اُس کی
روح نہیں لٹھی کی مگر جب کہ اُس کی مقدور مدد ختم ہو چکی اور اُس کی زندگی کی مدت تمام ہو چکی۔ اب وہ
اپنے کریم پروردگار کی بارگاہ میں گیا ہے اُس کے بارے میں جو حکم چاہے گا کرے گا اور وہ ہر شے پر قادر
ہے۔ لہذا اگر صبر کرو گے تو تم کو اجازت ہے کہ اُس کے بارے میں جو حکم چاہے گا کرے گا اور فریاد و زاری کرو گے تو گناہگار ہو گے
اور ابھی تو بہت دفعہ تمہاری طرف میرا آنا ہوگا۔ میں تمہارے لڑکوں، لڑکیوں، بچوں اور ماؤں کو لے جاؤں گا۔

فرماتا کہ یہ کہہ کر وہ میرے جسم کے پاس سے روانہ ہوئے اور میری روح اپنے ساتھ لے گئے۔ اُسی وقت ایک
 دوسرا فرشتہ آیا اُس نے میری روح اُن سے لے لی اور ایک ریشمی کپڑے میں اُس کو لپیٹا اور آسمان پر لے گیا اور
 اُس کو چشم زدن میں خدا کے نزدیک پہنچایا۔ پھر جب میری روح حق تعالیٰ کے نزدیک حاضر ہوئی تو میرے ہر
 چھوٹے اور بڑے عمل کے بارے میں پوچھا گیا اور نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، بیت اللہ، تلاوت قرآن، زکوٰۃ،
 صدقہ اور ہر عمل جو اپنی زندگی کے سارے دنوں اور وقتوں میں میں نے کیا تھا اور ماں باپ کی اطاعت اور ناحق
 کسی کا قتل کرنا اور مال یتیم ناحق کھانا اور بندگان خدا پر مظالم اور رات کو عبادت کرنا جبکہ لوگ سویا کرتے تھے اور
 جو کچھ اُن کے مثل اعمال تھے میری روح سے سب کے بارے میں سوال کیا گیا اُس کے بعد میری روح کو حکم خدا
 زمین پر واپس بھیجا گیا۔ اُس وقت غسل دینے والے میرے قریب آئے اور میرا لباس اتارا اور غسل دینا شروع کیا تو
 میری روح نے اُن کو ندا دی کہ اے سنگاں خدا اس مکرر جسم کے ساتھ نرمی کر دو کیونکہ میں اُس کی کسی رگ سے
 نہیں نکلی مگر اُس کو توڑ ڈالا اور اُس کے کسی عضو سے نہیں باہر نہیں آئی مگر یہ کہ اُس کو چھو کر دیا ہے۔ خدا کی قسم
 اگر غسل دینے والا یہ آواز سنتا تو میت کو ہرگز غسل نہ دیتا۔ پھر میرے بدن پر پانی ڈالا اور مجھے میں بدل غسل
 دیا گیا، اور تین کپڑوں کا تنگے کفن دیا گیا اور حنوط کیا گیا۔ یہی تھا میرا گوشہ جس کو لے کر میں خانہ آخرت کی
 طرف دُنیا سے نکلا۔ پھر میرے دل پہنے ہاتھ کی، نگلی سے انگلی، انگلی سے انگلی، سر سے سر، سر سے سر، سر سے
 بڑے لڑکے کو تنگے سیر کر کے کہا کہ خدا تجھ کو تیرے باپ کی مصیبت میں ثواب عطا فرمائے اور تجھ کو صبر
 اور بے حساب اجر عطا فرمائے۔ پھر مجھے کفن میں لپیٹا اور تعین کیا اور میرے گھر والوں اور ہمسایوں کو آواز
 دی کہ آؤ اور اس کو رخصت کرو۔ یہ سن کر وہ لوگ میرے قریب آئے اور مجھ کو رخصت کیا۔ جب خانہ دئے
 مجھے نکلی کے ایک تختے پر لٹایا۔ اُس وقت میری روح میرے منہ اور کفن کے درمیان تھی۔ پھر مجھ پر نماز پڑھی
 گئی۔ اُس کے بعد مجھ کو قبر کی جانب لے چلے۔ پھر جب مجھ کو قبر میں دکھائیں نے عظیم دہشت مشاہدہ کی اُسے
 سلطان! گویا کہ میں آسمان سے زمین پر گرے پڑا۔ پھر مجھ کو گھر میں دکھا اور قبر کو اینٹوں سے بند کر دیا اور مٹی سے
 قبر کو پاٹ دیا۔ اُس وقت میری روح میری زبان اور کان کی طرف واپس آئی۔ جب لوگوں کو آواز دی گئی کہ میری
 قبر کے پاس سے واپس چلیں تو مجھے بڑی مذمت اور شیعانی ہوئی اور میں نے کہا کاش میں بھی انہی لوگوں کے
 ساتھ واپس جاتا تو قبر کے ایک گوشہ سے ایک شخص نے کہا کہ ایسا نہیں ہو سکتا اور اب واپس جانا ممکن نہیں
 اور یہ آیت پڑھی۔ *لَا تَهْأَنَّا كَلِمَةً هُوَ قَائِلُهَا وَمِن وَرَآئِهِمْ تَوْبَةٌ* اَلَا يَوْمَ يُنْفَخُ الْوُتُونُ رَاسِطًا
 سِدَّةً مَّوْمِنِينَ (مشعل) یہ خدا کا ارشاد ہے جو اُس کافروں کی ایک جماعت کی تردید میں فرمایا ہے جبکہ وہ مرنے کے بعد
 دُنیا میں جانے کی امانت طلب کریں گے یعنی ہرگز نہیں کہ اس کو واپس جانے دیا جائے اور یہ کہہ رہے ہیں کہ
 کہنے والا وہی ہے اور اُن کے پیچھے بزرگ ہے اُس وقت تک کے لئے جبکہ زندہ ہو کر لوگ اُٹھائے جائیں گے
 بزرگ دینہ کا اور آخرت کے درمیان فاصلہ کو کہتے ہیں۔ مگر یہ سن کر میں نے کہا تو کون ہے جو مجھ سے سنکر
 کر رہا ہے اُس نے کہا میں منہ ہوں ایک فرشتہ جسے خدا نے تمام مخلوق پر موزل فرمایا ہے تاکہ اُن کے مرنے کے بعد
 اُن کے اعمال کی اُن کے نفسوں پر تنبیہ کرے۔ جو اُپر خدا کے نزدیک حجت ہو۔ پھر مجھے کھینچ کر لیا اور کہا اپنے

اعمال لکھ۔ میں نے کہا اے یاد نہیں ہے۔ اُس نے کہا کیا تو نے قول خدا نہیں سنا ہے جو اُس نے قرآن میں فرمایا ہے کہ اَحْصَاۤءُ اللّٰہُ وَفُتُوۡہُ۔ (آیت سہ جہاد چہ) یعنی خدا نے اُن کے اعمال کا احصا کر لیا ہے اور وہ خود اپنے عملوں کو بھول گئے ہیں۔ پھر اُس نے کہا اچھا تو لکھ نہیں تیرے اعمال بولتا جاتا ہوں۔ میں نے کہا کاغذ کہاں ہے تو اُس نے کہنے کے کنارے سے ایک ٹکڑا کھینچ کر دیا تو میں نے دیکھا وہ کاغذ تھا اور اُس نے کہا یہ تیرا صحیفہ ہے۔ پھر میں نے کہا ظلم کہاں سے لاف اُس نے کہا تیری انشت شہادت تیرا ظلم ہے۔ میں نے کہا کیا ہی کہاں سے لاف اُس نے کہا تیرا آب و ہوا رہ سستانی کی جگہ ہے۔ فرض اُس نے مجھے بتانا شروع کیا جو کہ میں نے داؤد دنیا میں عمل کیا تھا اور کوئی چھوٹا بڑا عمل ایسا نہ تھا جو اُس نے نہ بتایا ہو جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے وَتَقُوۡنَ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰلِکِتٰبُ لَا یُغَادِرُ صَغِیۡرَہٗ وَّلَا کَبِیۡرَہٗ اِلَّا اَحْصَاہَا وَّوَجَدُوۡا مَا عَمِلُوۡا اَخٰیضًا وَّ لَا یُظٰلِمُ رَبُّکُمْ اَحَدًا وَّآیٰتِہٖ سَیۡۡدَہٗ الْکَلٰہِفِ (یعنی کفار کہیں گے اے افسوس!) یہ کیسی کتاب ہے جس میں کوئی چھوٹا بڑا گناہ چھوڑا نہیں گیا بلکہ سب لکھ دیا گیا ہے اور جو کہ دنیا میں انہوں نے کیا سب اُس میں موجود پائیں گے۔ اور تمہارا پروردگار کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ پھر اُس فرشتہ نے وہ نوشتہ لیا اور اُس پر ٹھہر لگا فی اور میری گردن میں پہن دیا تو مجھے ایسا مہلوم ہوا کہ دنیا کے تمام پہاڑ میری گردن میں طوق بنا کر ڈال دیئے گئے ہیں۔ میں نے اُس سے کہا اے خیر تو نے میرے ساتھ ایسا کیوں کیا اُس نے کہا کیا تو نے اپنے پروردگار کا حکم نہیں سنا ہے وَکُلُّ الْاِنۡسَانِ اِلٰہَۃً مِّنۡہٗ طَٰغٰوۡتٌ فِیۡ عِغۡیَاقِہٖ وَخُجِرَۡمٌ لَّہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ کِتٰبًا یَّتَلٰہُہٗ مَّنۡشُورًا وَاَقْرَأَ کِتٰبَکَ وَکَفٰی بِعَظِیۡمِکَ الْاٰیٰتُ م عَلَیۡکَ مَخٰیۡدُہٗا وَاٰیٰتُہٗا بَیِّنٰتٌ بَیِّنٰتٌ لِّہٖ اَسْمٰیۡلٌ یَّہٰ اَیُّہَا الَّذِیۡنَ ہر انسان کے لئے ہم نے لازم کر دیا ہے کہ اُس کے نامہ اعمال کو اُس کے گلے میں ڈال دیا جائے اور روز قیامت ہم اُس کے سامنے پیش کر کے کہیں گے کہ اپنے نامہ عمل کو پڑھ تو آج خود اپنا حساب کرنے کے لئے کافی ہے۔ مگر نہ کہا کہ یہ وہ خطاب ہے جس سے تجھ کو روز قیامت مخاطب کریں گے اور تجھ کو حاضر کر دیں گے اور تیری دونوں آنکھوں کے سامنے تیرا نامہ اعمال کھولا جائے گا اور تو خود اپنے نفس کا اُس روز گواہ ہو گا۔ پھر خیر میرے پاس سے چلا گیا اور منکر فرشتہ آیا نہایت عظیم شکل اور عجیب صورت میں جس کے ہاتھ میں لوح ہے کا گزرتھا ایسا گراں کہ اگر تمام جن و انس اُس کو بھلتا چاہیں تو نہیں ہو سکتے۔ وہ میرے پاس ایک وحشتناک آواز سے بولا کہ اگر تمام اہل زمین اُس کی آواز سنتے تو سب کے سب مرنے جاتے۔ اُس نے مجھ سے کہا اسے بندہ خدا کے آگاہ کر کہ تیرا پروردگار کون ہے تیرا دین کیلئے ہے تیرے پیغمبر کون ہیں تیرے امام کون ہیں اور تو نے کس طریقہ اور حالت پر زندگی بسر کی اور کیا اعتقاد رکھتا تھا۔ اُس کے خوف سے میری زبان بند ہو گئی اور میں اپنے معاملہ میں حیران تھا اور نہیں سمجھتا تھا کہ کیا جواب دوں۔ اور خوف سے میرے جسم کا جوڑ جوڑ اور بند بند ٹکڑے ہو گیا کہ خدا کی رحمت میرے شامل حالی ہوئی جس نے میرے دل کو سہارا دیا اور میری زبان کو گویا کیا تو میں نے اُس سے کہا اے بندہ خدا مجھے کیوں ڈراتا ہے جبکہ میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا واحد ہے اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے رسول ہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ عالموں کا پروردگار میرا رب ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پیغمبر ہیں! اسلام میرا دین ہے! قرآن میری کتاب ہے! کعبہ میرا قبلہ ہے۔

میرا گواہ و پروردگار ہے تمام اعمال غریب کیا۔

یہ منکر فرشتہ آگاہ اور قصص کے بارے میں سوال کرتا۔

اور علی میرے امام ہیں۔ میں اسی افتاد کے ساتھ اپنے پروردگار سے روز قیامت ملاقات کروں گا یہ سنکر اُس نے کہا تجھ کو سلامتی کی خوشخبری جو بیشک تو نے نجات پائی اور میرے پاس سے چلا گیا۔ پھر فرشتہ نکیر آیا اور میرے پاس نہایت خوفناک آواز سے بولا جس سے مثل سابق میرے اعضا ایک دوسرے میں پیرست ہو گئے اور کہا اے بندہ خدا اپنے عمل مجھ سے بیاں کر۔ میں خیرت زندہ نہ گیا اور متحرک تھا کہ کیا جواب دوں۔ پھر خدا نے خوف کی شدت مجھ سے نازل کر دی اور جواب مجھے الہام فرمایا اور بہتر یقین اور توفیق کرامت فرمائی تو میں نے کہا اے بندہ خدا میرے ساتھ نرمی کر میں دُنیا سے آ رہا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ خدا نے دلائل کے سوا کوئی خدا نہیں اور نہ اُس کا کوئی شریک ہے اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد مصطفیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے بندے اور اُس کے رسول ہیں۔ بہشت حق ہے! عذاب آتش دوزخ حق ہے! صراط حق ہے! میزان حق ہے! خلافت کا حساب کیا جاتا حق ہے! قبر میں منکر و نکیر کا سوال کرنا حق ہے اور قیامت میں مردوں کا زندہ ہونا حق ہے! اور بہشت میں جن نعمتوں کا خداوند عالم نے وعدہ فرمایا ہے حق ہے! اور دوزخ میں جن عذاب سے ڈرایا ہے حق ہے! اور یہ کہ قیامت آنے والی ہے اس میں کوئی شک نہیں اور یہ کہ خدا ان کو زندہ کرے گا جو قبروں میں ہیں۔ یہ سنکر اُس فرشتہ نے کہا کہ تجھ کو نصیب ابدی اور بھلائی کی خوشخبری ہو جو کسی نافرمان نہ ہوگی۔ پھر مجھ کو گد میں لٹا دیا اور کہا دلائل کے مانند سمجھ اور میرے سر کے نزدیک بہشت کی جانب سے ایک دوازہ اور میرے پیروں کے سامنے جہنم کی طرف سے ایک دوازہ کھول دیا اور کہا کہ اے بندہ خدا ان بہشت کی نعمتوں کو دیکھ جو تجھ کو ملنے والی ہیں اور آتش جہنم کے عذاب کو بھی دیکھ لے جس سے تجھ کو نجات ملی۔ پھر جہنم کی طرف کا دوازہ بند کر دیا اور جنت کی طرف کا دوازہ اسی طرح کھولا چھوڑ دیا جس سے بہشت اور اُس کی نعمتوں کی خوشبو میرے پاس براہ راست آتی ہے۔ اور میری قبر کو تاجہ نظر فراخ و کشادہ کر کے میرے پاس سے چلا گیا۔ اے مسلمان میں نے خدا کے نزدیک ان تین امور سے زیادہ پسندیدہ اور بلند کسی شے کو نہیں پایا اقل نہایت مردی کے زمانہ میں مات کو نماز پڑھنا دوسرے انتہائی گرمی کے دنوں میں دھوپ رکھنا تیسرے اس طرح صدق و خیرات دلہنے ہاتھ سے دینا کہ بائیں ہاتھ کو خیر نہ ہو۔ یہ ہے میری گفتگو اور میری صفت اور جو کچھ مجھے ہول کی شدت سے اطلاع ہوئی تھی۔ اور میں خدا کی وحدانیت اور محمد مصطفیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی گواہی دیتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ حق حق ہے۔ انشاء پر وقت خود فکر کرتے رہو اور سوال کے وقت خدا کے سامنے جھٹنے سے ڈرتے رہو۔ اس کے بعد اُس مردہ کا حکم ختم ہو گیا۔ مسلمان نے کہا اے کوڑیوں پر لٹاؤ جب ہم نے اُن کا سر زمین پر رکھا تو فرمایا نگہ سے دیکھو ہم نے سر کے نیچے نگہ کر دیا تو مسلمان کے آسمان کی طرف نظر کر اور کہا یا من بیگم ملکوت کل شیء والیہ تر جون وھو یجیر ولا یجبار علیہ ہک امنت ولن یثقل اتبع و بکتا ہک صدقت وقد اتانی ما وعدت فی ما من لا یخلف علیما

لے آئے قل من یبیدہ ملکوت کل شیء ہو یجیر ولا یجبار علیہ ان کنتم تعلمون ۵ وایت
سورۃ المؤمن پٹا، کا طرف اشارہ ہے۔ (ترجمہ)

قبضہ فی حق محمدک وانزل فی دارکرامتک فاتا اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمداً عبده ورسوله۔ جب وہ اس دعا اور شہادت سے فارغ ہوئے تو ان کی روح سر لے گئی سے دار بقا کی طرف پرواز کر گئی اور وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی خدمت میں پہنچ گئے۔ اس میں کہتے ہیں کہ ہم اس حال سے حیرت میں تھے کہ ناگاہ ایک شخص اپنی ٹوہر پر سوار ظاہر ہوا جس کے چہرہ پر نقاب بڑی ہوئی تھی۔ جب وہ ہمارے قریب پہنچا تو ہم کو سلام کیا۔ ہم نے جواب سلام دیا جب اس نے گفتگو شروع کی تو ہم نے جانا کہ وہ حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب ہیں۔ اُنی حضرت نے فرمایا کہ سلمان کی تجہیز و تکفین کا انتظام کرو ہم نے انتظام کرنا شروع کیا اور کفن اور جنوط لانا چاہا تو حضرت نے فرمایا کہ ان چیزوں کی ضرورت نہیں ہے سب ہمارے پاس موجود ہے فرض پائی اور تختہ جس پر غسل جایا جاتا ہے ہم حضرت کے پاس گئے تو حضرت نے خود اپنے دست مبارک سے غسل دیا اور کفن پہنایا اور آگے کھڑے ہوئے تو ہم نے آپ کی اقتدا میں نماز جنازہ پڑھی پھر حضرت نے اپنے دست مبارک سے ان کو لحد میں رکھا۔ جب دفن سے فارغ ہو کر واپس ہونے لگے تو میں نے عرض کی یا امیر المومنین آپ یہاں کیونکر آئے اور آپ کو سلمان کے انتقال کی کس نے اطلاع دی تو حضرت نے فرمایا کہ اے اصبح میں تم سے خدا کو درمیان میں ڈال کر عہدہ پیمان لیتا ہوں کہ اس لحد کو جب تک میں زندہ ہوں کسی سے نہ کہتا۔ میں نے پوچھا یا امیر المومنین میری وفات آپ سے پہلے ہوگی فرمایا نہیں۔ تو میں نے عرض کی یا حضرت مجھ سے عہدہ پیمان لیجئے میں آپ کی اطاعت کروں گا اور اس راز کو کسی سے نہ بیان کروں گا۔ جب تک خدا آپ کے بلے میں جو حکم کرنا چاہے نہ کہے گا اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خبر دی تھی کہ سلمان اس وقت مرے گے۔ میں نے اس وقت مسجد کرم میں نماز پڑھی اور مسجد سے مکان پر گیا اور سو گیا۔ خواب میں دیکھا کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ سلمان نے وفات پائی بس یہ گھنٹے ہی میں بیدار ہو گیا اور اپنے ٹوہر پر سوار ہوا اور جو چیزیں دفن و کفن کے لئے ضروری تھیں سب کفن و کافر وغیرہ اپنے ساتھ لے کر روانہ ہو گیا تو خدا کے مائن میرے لئے نزدیک کر دیا اور میں بہت جلد یہاں پہنچ گیا۔ یہ فرما کر حضرت میری نظروں سے اٹھل ہو گئے اور میں نہ سمجھ سکا کہ وہ آسمان پر چلے گئے یا زمین میں۔ جب میں کو فہم پہنچا تو سمجھا کہ حضرت اسی روز جس وقت کو وہ چلے گئے مغرب کی اذان ہو رہی تھی اور حضرت نے پہلی کوفہ کے ساتھ نماز مغرب ادا کی تھی۔

ابن شہر آشوب نے جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت کی ہے کہ ایک روز جناب امیر نے صبح کی نماز ہم لوگوں کے ساتھ ادا کی اور ہماری جانب رخ کر کے فرمایا کہ اے لوگو خداوند عالم سلمان کے غم میں تمہاری

لے مؤلف فرماتے ہیں کہ یہ حدیث عجیب باتوں پر مشتمل ہے۔ مسلمانان کے جناب سلمان کی وفات کا واقعہ جناب امیر کی خلافت کے زمانہ میں نعت خیر ہے اور حضرت کا کوفہ سے آنا شہرت کے خلاف ہے۔ چونکہ اس حدیث میں بہت سی مفید باتیں ہیں اس لئے میں نے بھی مدح کر دی۔ ۱۲۔

حسبیت پر تم کو اجر عظیم عطا فرمائے لوگوں نے یہ سنکر بہت چہ میگوئیاں کیں پھر حضرت نے جناب رسول خدا کا علم سر پر باندھا اور آنحضرتؐ کا پیرا من زیب جسم کیا اور حضرت کا عصا ہاتھ میں لیا اور حضرت کی تلواریں حائل کی اور حضرت کے ناقہ خضبا پر سوار ہوئے اور خبر سے فرمایا کہ دس قدم شمار کر دیا ایک سے دس تک گنو۔ قنبر کہتے ہیں کہ جب میں گننے سے فارغ ہوا تو ہم جناب سلطان کے دروازہ پر پہنچے جگہ گئے پھر نافاں نے ہدایت کی ہے کہ جب جناب سلطان کی وفات کا وقت قریب آیا میں نے اُن سے پوچھا کہ آپ کو کون غسل دے گا۔ فرمایا جس نے رسول خدا کو غسل دیا تھا میں نے کہا آپ سلطان میں ہیں اور وہ مدینہ میں۔ سلطان نے کہا اے نازان جب میں مر جاؤں گا اود تم میرے بول کو بند کرو گے تو ایک آواز سنو گے۔ چنانچہ جب میں نے اُن کے دہن کو وفات کے بعد بند کیا تو دروازہ پر آیا جناب امیر کو دیکھا آپ نے فرمایا اللہ نازان ابو جہاد! سلطان رحمت الہی سے حاصل ہوئے اور سلطان کے چہرے سے چادر ہٹائی تو سلطان مسکرائے حضرت نے فرمایا مر جیسا اے ابو جہاد! جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچا تو اُن حضرت سے بیان کر دینا جو کچھ اُن کے بھائی پر اُن کی قوم کے ہاتھوں گندھا ہے۔ پھر حضرت نے اُن کی تجہیز و ترویج کی اور جب سلطان پر نماز پڑھی آپ کی بلند آواز سے نکبیر فرماتا میں نے سنا پھر ہم نے قدامتوں کو حضرت کے ہمراہ دیکھا۔ پوچھا یہ کون ہیں فرمایا کہ ایک میرے بھائی جعفر ہیں اور قد میرے جناب خضر۔ اور اُن دونوں کے ہر لہو فرشتوں کی ستر ہزار صفیں ہیں کہ ہر صف میں ہزار ہزار فرشتے ہیں اور کتاب مشرق و مغرب میں ہدایت کی ہے کہ جب حضرت نے سلطان کے چہرے سے کپڑا ہٹایا تو وہ مسکرائے اور کہا کہ اٹھ کر بیٹھ جائیں حضرت نے فرمایا اپنی موت کی حالت پر پلٹ جاؤ تو وہ پہلی حالت پر واپس ہو گئے۔

قلب راوندی نے ہدایت کی ہے کہ جناب امیر ایک دفعہ صبح کو مدینہ کی مسجد میں تشریف لائے اور فرمایا کہ رسول خدا کو میں نے خواب میں دیکھا ہے حضور نے فرمایا کہ سلطان نے دنیا سے رحلت کی اور سلطان نے مجھ سے وصیت کی تھی کہ میں اُن کو غسل دے دوں اور اُن پر نماز پڑھوں اور دفن کروں۔ لہذا اب میں اُن کی وصیت پر عمل کرنے مدائن جا رہا ہوں حضرت عرضنے کہا اُن کا کن بیت المال سے لے جائیے۔ حضرت نے فرمایا کہ کن کا انتظام ہو چکا ہے۔ پھر صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ مدینہ سے باہر نکلے اور مدائن کی طرف روانہ ہوئے۔ لوگ مدینہ واپس گئے اور حضرت نعال سے پہلے واپس آگئے اور فرمایا کہ میں نے سلطان کو دفن کر دیا۔ بہت سے لوگوں کو حضرت کی اس بات کا یقین نہ آیا اور لوگوں نے کاد بھایا یہاں تک کہ کچھ دنوں کے بعد مدائن سے خط آیا کہ سلطان نے اُنکی وفات پائی اور ایک اعرابی نے اُن کو غسل دیا، کن پہنایا اور اُن پر نماز پڑھی اور اُن کو دفن کر کے واپس کیا۔ یہ معلوم کہ کے سب کو تعجب ہوا۔

کتاب روضۃ الواعظین میں سعد بن ابی وقاص سے ہدایت کی ہے کہ وہ جناب سلطان کی حیات کو گئے، جبکہ وہ بیمار تھے اور اُن کو دے دئے دیکھا۔ مدینہ پہنچا اے ابو جہاد! آپ کے دے دئے کا کیا سبب ہے حالانکہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ سے راضی دنیا سے تشریف لے گئے اور آپ اُن کے پاس حوض کوثر پر جا رہے ہیں۔ سلطان نے فرمایا کہ میں موت کے سبب سے نہیں روتا ہوں اور نہ دنیا کی حرص کے

نہایت عجب کہ سلطان نے اپنے چہرے کو چادر سے چھپا رکھا اور نہ

سلطان نے فرمایا کہ میں نے اُن کی وفات کی خبر سنی ہے

سبب سے غمگین ہوں۔ بلکہ سبب یہ ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے عہد لیا تھا، اللہ فرمایا تھا کہ تم میں سے ہر ایک کے پاس ضروری سلمان ہونا چاہیے جسے مسافروں کے لئے ضروری توشہ ہوتا ہے۔ بعد میں اپنے گرد ان سلمانوں کو دیکھتا ہوں اس سبب سے رنجیدہ ہوں۔ ان کے گرد ایک بویا ایک پالہ اور ایک ٹوٹا تھا۔

شرح کشی نے بسند مستبر روایت کی ہے کہ سلمان کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ جب تمہاری موت کا وقت آئے گا چند گروہ تمہارے پاس آئیں گے اور بھی اور بری خوشبو پائیں گے وہ کھانا نہیں کھاتے ہوں گے یعنی وہ فرشتے ہوں گے۔ پھر سلمان نے ایک خیمہ لٹکا لیا اور کہا یہ پیغمبر خداؐ نے مجھے ہیبر فرمایا ہے اور وہ ایک بہترین خوشبو تھی اور فرمایا کہ اس کو پانی میں گھول دو۔ پھر اس کا اپنے گرد چھڑک دیا۔ پھر اپنی زدہ سے فرمایا کہ دعاؤں کو بند کر دو۔ وہ اٹھیں اور دعاؤں کو بند کر دیا جب واپس آئیں تو دیکھا کہ ان کی روح عالم قدس کی جانب پھرا کر چلی تھی۔

ساتھواں باب

محرم اسرار الہی جناب ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے حالات
اور آپ کے فضائل و مناقب

واضح ہو کہ سابقہ اور لاحقہ مستبر حدیثوں سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کے درمیان سلمان فارسی کے بعد جناب ابوذرؓ سے افضل و برتر کوئی نہ تھا۔ آپ کا نام صحیح ترین قول کے مطابق جناب بن جنادہ تھا اور کیفیت ابوذرؓ اور وہ عرب کے قبیلہ بنی غفار سے تھے۔

کھینچنے نے مستبر اسناد سے حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے اپنے ایک صحابی سے فرمایا کہ کیا میں تمہیں آگاہ کر دوں کہ سلمانؓ اور ابوذرؓ کیونکر مسلمان ہوئے اُس نے کہا کہ سلمانؓ کے اسلام لانے کی کیفیت سے مطلع ہوں، جناب ابوذرؓ کے مسلمان ہونے کا حال بیان فرمائیے۔ اور اُس نے غلطی کی کہ حضرتؐ سے دونوں بلد گوار کے حالات نہ دریافت کیئے۔ یہ سنکر حضرتؐ نے فرمایا کہ وہ ابو یمنؓ کے ہیں جو مکہ معظمہ سے ایک منزل کے فاصلہ پر ہے اپنی بھیروں کو چرایا کرتے تھے ناگاہ وہ اپنی جانب سے ایک بھیر یا اُن کی گوسفندوں پر چبھکا۔ ابوذرؓ نے اپنے صاسے اُس کو بھلا دیا پھر وہ بائیں طرف سے حملہ آور ہوا۔ ابوذرؓ نے اپنا صاس اُس کو مارا اور کہا تجھ سے بڑھ کر خبیث میں نے کوئی بھیر یا نہیں دیکھا۔ تو وہ بھیر یا یا عمارؓ آنحضرتؐ کو دیا اور کہا کہ اللہ اہل مکہؓ سے بدتر ہیں۔ خداوند عالم نے اُن کی طرف ایک پیغمبر بھیجا اور وہ اس کو دروغ سے نسبت

دیتے ہیں اور اُس کو بُرا اور ناسزا کہتے ہیں۔ جناب ابو ذرؓ نے جب اُن سے یہ کلام سنا تو اپنی ندوب سے کہا کہ
 کچھ ناسزا نہ لونا اور عصا اٹھ کر دے دو یہ چیزیں لے کر بیدل مکہ کی جانب روانہ ہونے تاکہ جو خبر بھڑیٹے
 سے سُنی تھی اس کی تصدیق کریں۔ فرض نہایت تکلیفیں اور سختیاں برداشت کر کے ابو ذرؓ و دوزؓ کی سہمت
 طے کر کے داخل مکہ ہوئے۔ وہ اُس وقت بہت پیاسے تھے چارہ نغزم پر پہنچ کر ایک ٹول پانی کھینچا تو دیکھا کہ
 وہ ٹول دودھ سے بھرا ہوا ہے۔ اُن کے دل میں گذرا کہ یہ اس خبر کی گواہی ہے جو بھڑیٹے نے دی تھی اور
 یہ بھی آنحضرت ﷺ علیہ السلام کے بھروسہ میں ہے۔ فرض وہ دودھ پیا اور مسجد کے ایک گوشہ میں
 آئے وہاں قریش کی ایک جماعت کو دیکھا جو ایک دوسرے کے گرد بیٹھے ہیں وہ بھی اُنہی کے پاس بیٹھ
 گئے۔ وہاں وہ لوگ آنحضرتؐ کو بُرا بھلا کہہ رہے تھے جیسے کہ بھڑیٹے نے اطلاع دی تھی اور وہ بھر وہ
 اسی میں مشغول رہے۔ شام کے قریب وہاں حضرت ابوطالبؓ آئے۔ جب اُن کی نگاہ میں ان حضرات پر پڑی
 تو آپس میں بولے کہ خاموش ہو جاؤ کہ حضرتؐ کے چہرے آسے ہیں۔ فرض وہ سب آنحضرتؐ کی خدمت سے
 باز آئے۔ جب حضرت ابوطالبؓ وہاں پہنچے وہ سب اُن سے باتیں کرنے لگے۔ شام کو جب ابوطالبؓ اُن کے
 پاس سے اُٹھے۔ ابو ذرؓ کہتے ہیں کہ میں بھی اُن کے ساتھ روانہ ہوا۔ انہوں نے میری جانب ٹھکے فرمایا تب کہا
 کیا حاجت ہے؟ میں نے کہا کہ میں اُس پیغمبرؐ کی خوشی میں آیا ہوں جو آپ لوگوں کے درمیان ہجرت ہوا ہے
 پوچھا اُن سے کیا کام ہے؟ میں نے کہا میں چاہتا ہوں کہ اُن پر ایمان لوں اور جو کچھ وہ فرمائیں اُن کی سچائی کا
 اقرار کروں اور اُن کی اطاعت و تابعداری کروں فرمایا کیا تم ضرور ایسا کر گئے؟ میں نے عرض کی بیشک فرمایا اچھا
 کل اسی وقت آتا تو میں اُن کے پاس پہنچا ہوں گا۔ ابو ذرؓ کہتے ہیں کہ میں نے رات مسجد میں گذاری صبح کو انہی
 کا دروں کی مجلس میں پھر جا بیٹھا۔ ان لوگوں نے پھر مثل روزِ گزشتہ حضرتؐ کی منقبت کرنا شروع کی اور
 جب حضرت ابوطالبؓ آئے تو پھر اپنی یہودہ گفتگو بند کر دی اور اُن سے باتیں کرنے لگے۔ فرض جب حضرت
 ابوطالبؓ ان کے پاس سے اُٹھے تو میں بھی حضرتؐ کے ساتھ روانہ ہوا۔ انہوں نے پھر کل کی طرح پوچھا
 میں نے وہی جواب دیا۔ پھر انہوں نے تاکید فرمائی کہ جو کچھ تم کہتے ہو اُس پر ضرور عمل کر گئے؟ میں نے
 عرض کی ہاں۔ تو مجھے اپنے ساتھ وہاں لے گئے جس گھر میں حضرت حمزہؓ تھے۔ میں نے ان کو سلام کیا۔ انہوں
 نے میری عرض دریافت کی میں نے وہی جواب دیا تو انہوں نے فرمایا کہ کیا تم شہادت دیتے ہو کہ خدا ایک ہے
 اور محمدؐ اُس کے رسول ہیں میں نے کہا اشہدان لا الہ الا اللہ وان محمدًا رسول اللہ حضرت حمزہؓ
 مجھے اُس گھر میں لے گئے جس میں حضرت جعفر طیارؓ تھے میں نے اُن کو سلام کیا۔ انہوں نے بھی میری عرض دریافت
 کی میں نے وہی جواب دیا۔ انہوں نے شہادتیں کا خواہش کی میں نے کلمہ شہادتیں پڑھا تو حضرت جعفرؓ کو
 امیر المؤمنینؓ کے گھر لے گئے انہوں نے بھی سوال کے بعد شہادتیں کا اقرار لیا اور مجھے اُس مکان میں بیٹھے
 جہاں رسول خدا ﷺ علیہ السلام تشریف فرما تھے۔ میں نے سلام کیا اور بیٹھ گیا۔ حضرتؐ نے بھی میرا تعارف
 دریافت فرمایا اور کلمہ شہادتیں کی تلقین فرمائی۔ میں نے کلمہ شہادتیں کا اقرار کیا تو حضرتؐ نے فرمایا کہ اے
 ابو ذرؓ اپنے وطن واپس جاؤ۔ تمہارے چہچہے تک تمہارے چچا زاد بھائی کا انتقال ہو چکا ہو گا اور تمہارا گھر

بجایا

حضرت ابوطالبؓ نے فرمایا کہ میں نے اُن کو سلام کیا۔ انہوں نے بھی میری عرض دریافت کی میں نے کلمہ شہادتیں پڑھا تو حضرت جعفرؓ کو امیر المؤمنینؓ کے گھر لے گئے انہوں نے بھی سوال کے بعد شہادتیں کا اقرار لیا اور مجھے اُس مکان میں بیٹھے جہاں رسول خدا ﷺ علیہ السلام تشریف فرما تھے۔ میں نے سلام کیا اور بیٹھ گیا۔ حضرتؐ نے بھی میرا تعارف دریافت فرمایا اور کلمہ شہادتیں کی تلقین فرمائی۔ میں نے کلمہ شہادتیں کا اقرار کیا تو حضرتؐ نے فرمایا کہ اے ابو ذرؓ اپنے وطن واپس جاؤ۔ تمہارے چہچہے تک تمہارے چچا زاد بھائی کا انتقال ہو چکا ہو گا اور تمہارا گھر

اُس کا کوئی واسطہ نہیں ہو گا۔ ان کمال نے لو اور اپنے اہل و عیال کے پاس رہو یہاں تک کہ میں اپنی نبوت کا اعلان کروں، پھر میرے پاس چلے آنا غرض ابو ذرؓ اپنے وطن واپس آئے تو ان کے حجاز اور بھائی کا اشتغال ہو گیا تھا۔ انہوں نے ان کے تمام مال و اسباب پر قبضہ کیا اور میں عقیقہ سے یہاں تک کہ آنحضرتؐ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور میں اسلام مانگے، جو آؤ وہ مدینہ میں آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت صدیقؓ نے فرمایا کہ یہ حق کی کیفیت ابو ذرؓ کے اسلام لانے کی اور سلمانؓ کے اسلام لانے کی حالت جیسا کہ تم نے سنا کہ وہ شخص آنحضرتؐ سے یہ ظاہر کر کے کہ میں ان کے اسلام لانے کا حال جانتا ہوں پشیمان ہوا۔ پھر استدعا کی کہ آنحضرتؐ ان کے اسلام لانے کی کیفیت کا بھی اظہار فرمائیں لیکن حضرتؐ نے منظور نہ کیا۔

ابن عبد البرؒ نے جو علماء اہل سنت کے بڑے عالموں میں سے ہیں کتاب استیعاب میں جناب رسول خداؐ سے روایت کی ہے کہ ابو ذرؓ اُمت میں جیسے بن مریمؑ کے نہج کی مثال ہیں۔ دوسری روایت کے مطابق نہج میں جیسے بن مریمؑ کی شبیہ ہیں۔ نیز روایت کی ہے کہ جناب امیرؓ نے فرمایا کہ ابو ذرؓ نے چند ایسے علوم حاصل کئے جن کے محل سے لوگ عاجز ہیں اور اُس پر ایسی گریں لگا دی ہیں کہ اُس میں سے کچھ باہر نہیں آ سکتا۔

ابن بابویہؒ نے بسند مستبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ایک روز جناب ابو ذرؓ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت جبریلؑ وحیہ کلی کی صورت میں آنحضرتؐ کے پاس تنہائی میں بیٹھے ہوئے تھے اور کچھ باتیں کر رہے تھے۔ ابو ذرؓ نے بجا کہ وہ حقیقت میں وحیہ کلی ہیں اور کچھ باتیں پوشیدہ کر رہے ہیں اس لئے وہ چلے گئے۔ جبریلؑ نے عرض کی یا رسول اللہؐ ابو ذرؓ یہاں سے گندے گئے اور ہم لوگوں کو سلام تک نہ کیا اگر وہ سلام کر کے تو ہم لوگ ان کا جواب سلام دیتے۔ یا حضرت ان کی ایک دعا ہے جو تمام اہل آسمان میں مشہور ہے۔ جب میں چلا جاؤں تو آپ ان سے پوچھنے گا۔ غرض جبریلؑ آسمان کی طرف پرواز کر گئے تو ابو ذرؓ آئے۔ حضرتؐ نے پوچھا تم نے ہم لوگوں کو سلام کیوں نہیں کیا تھا عرض کی مجھے ایسا محسوس ہوا کہ آپ نے وحیہ کلی کو خلوت میں کچھ گفتگو کے لئے بلایا ہے۔ مجھے اچھا نہ معلوم ہوا کہ آپ کے کلام میں خلل ہوتا حضرتؐ نے فرمایا کہ جبریلؑ تھے اور انہوں نے سلام نہ کرنے کی شکایت کی تو ابو ذرؓ بہت نادام ہوئے۔ حضرتؐ نے پوچھا وہ کون سی دعا ہے جس کے ذریعہ تم خدا سے مانگتے ہو کہ جبریلؑ نے اطلاع دی ہے کہ وہ تمہاری دعا اہل آسمان میں مشہور ہے؟ عرض کی یہ دعا پڑھتا ہوں۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْاِیْمَانُ بِکَ وَالْاِتِّصَادِقُ بِنَبِیِّکَ وَالْعَاقِبَةُ مِنْ جَمِیعِ الْبَلَاءِ وَالشُّکْرُ عَلَی الْعَاقِبَةِ وَالْغَفْی عَنْ اَشْرَارِ الْاَنْسَامِ۔

تفسیر نام حسن مکتبی میں مذکور ہے کہ ابو ذرؓ حضرت سوروکائنات کے برگزیدہ اصحاب میں سے تھے ایک نے حضرتؐ سے عرض کی کہ میں ساتھ گوشت نہ کھتا ہوں۔ چاہتا ہوں کہ جہاں وہ ہیں ان کے پاس چلا جاؤں لیکن حضورؐ کی نیابت سے محروم ہو جاؤں گا۔ اور ان بھیروں کو کسی حیرت سے کچھ نہ کہیں پھر وہ بھی پسند نہیں کرتا کہ ان پر علم کرے اور ان کی مناسب دیکھ بھال نہ کرے۔ حضرتؐ نے فرمایا چلے جاؤ۔ وہ چلے گئے مگر ساتویں روز

پھر واپس آگئے۔ حضرت نے پوچھا گو سفندوں کو کیا کیا عرض کی یا رسول اللہ ان کا قصہ عجیب ہے۔ ایک روز
 میں نماز میں مشغول تھا ناگہ میری بھینر دل پر ایک بھینر یا حملہ آلود ہوا۔ میں متردد ہوا کہ آیا نماز کو توڑ کر بھینر دل کو
 بھالوں یا نماز میں بدستور مشغول رہوں اور بھینر دل کی پروا نہ کروں۔ تو میں نے گو سفندوں پر نماز کو خلیج دی
 اور گو سفندوں کو چھوڑ دیا اسی اثنا میں شیطان نے میرے دل میں دوسرے ڈاکہ اب بھینر یا تیرے گھر میں داخل
 ہو کر سب کو ہلاک کر ڈالے گا اور تیرے لئے کچھ باقی نہ رہے گا جس سے زندگی بہرہ منوں میں نے اس کے جواب
 میں کہا کہ اگر گو سفندیں میرے ہاتھ سے جاتی رہیں گی تو کچھ پروا نہیں۔ خدا کی توحید و رسول خدا پر ایمان اور اس کے
 معافی علی بن ابی طالب کی محبت جو آنحضرت کے بعد بہترین خلق ہیں اور ان کے پاک اور ہدایت کرنے والے
 فرزندوں کی دوستی و الفت اور ان کے دشمنوں سے دشمنی تو باقی رہے گی جبکہ یہ دولت میرے ساتھ ہوگی
 تو جو کچھ ضائع ہو جائے یہ کچھ ہے۔ فرض میں نماز میں مشغول ہو گیا اور بھینر نے کو دیکھا کہ میرے گھر میں دھنیا اور
 ایک برتنہ کو بڑا کسے گیا۔ ناگہ ایک شیر ظاہر ہوا اور اس نے بھینر نے کو دھنیر سے کر دیا اور برتنہ کو اس سے چھین کر
 گھر میں واپس پہنچا دیا اور مجھے اتنا ہدی کہ اسے ابو ذر اپنی نماز میں مشغول رہو کیونکہ غلامی علم نے مجھے تہذیب
 گو سفندوں پر حفاظت کے لئے مقرر فرمایا ہے جب تک نماز سے فارغ نہ ہو جاؤ۔ فرض میں حضور قلب کے
 ساتھ اپنی نماز اس کے آداب و شرائط سے بجا لیا جب فارغ ہوا تو شیر میرے پاس آیا اور کہا کہ رسول اللہ
 حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جاؤ اور ان کو اطلاع دو کہ خلیفے آپ کے مصاحب کا احترام و
 اکرام فرمایا اور آپ کی شریعت کی حفاظت کرنے والا قرار دیا اور ان کی گو سفندوں پر ایک شیر کو موکل کیا
 یہاں تک کہ وہ نماز سے فارغ ہو گئے۔ آنحضرت کے پاس مصاحب کی ایک جماعت موجود تھی جب ابو ذر غفاری
 یہ خبر سنی تعجب کا اظہار کیا۔ جناب رسول خلیفے فرمایا اسے ابو ذر تم نے سچ کہا۔ میں ابو ذر علی وفاطہ وحسن
 اور حسین علیہم السلام تمہاری تصدیق کرتے ہیں۔ منافقوں نے جب یہ حکم سنا تو کہا کہ محمد ابراہیم
 نے آپس میں سازش کر لی ہے تاکہ اس جیل سے ہم کو قریب دیں تاکہ جو کچھ کہتے ہیں ہم اس کا اعتقاد کریں
 ان میں سے ایک جماعت نے کہا چل کر ان کے گھر کو دیکھنا چاہیے جبکہ وہ نماز پڑھ رہے ہوں کہ کیا شیر
 گو سفندوں کی حفاظت کرتا ہے تاکہ ان کا جھوٹ لوگوں پر ظاہر کیا جائے۔ فرض ایک مرتبہ جب ان کے گھر
 کے نزدیک گئے تو دیکھا کہ ابو ذر نماز پڑھ رہے ہیں اور شیر ان کے گھر کے گرد محوم رہا ہے اور ان کو
 چھرا رہا ہے اور جو گو سفند گھر سے الگ ہو کر دھنچا جاتی ہے اس کو ہٹا کر گھر میں داخل کر دیتا ہے۔ جب ابو ذر
 نماز سے فارغ ہوئے شیر نے بوقت خدا کہا اسے ابو ذر اپنی گو سفندوں کو صحیح سلامت لو۔ پھر ان منافقوں کو ندا
 سادی کہ اسے منافقوں کی جماعت انکار کرتے ہو اس سے کہ خلیفے مجھ کو اس کی گو سفندوں کی حفاظت کیسے
 سمجھ فرمایا جو محمد علی اور ان کی آل طاہرہ کا دوست ہے اور خدا کی جانب ان کا وسیلہ اختیار کرتا ہے۔
 اسی خلیفہ قسم جو محمد اور ان کی آل اطہار کو معزز رکھتا ہے اس نے مجھے ابو ذر کا مطیع و فرمانبردار قرار دیا ہے
 حتیٰ کہ اگر وہ علم دیں کہ تم سب کو حیرت انگیز خالوں اور ہلاک کر دوں تو تم کو ہلاک کر دوں گا۔ اسی خدا کی قسم کھاتا ہوں
 جس کی قسم سے بلند تر کوئی قسم نہیں کہ اگر محمد و آل محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام کے حق کے ساتھ خدا سے سوال

کہیں کہ تمام دنیاؤں کو مدنی رہن رچنے کا پھول، اندلی بان کر دے اور تمام پہاڑوں کو مشک و عنبر و کاغذ بنا دے اور تمام درختوں کی شاخوں کو زرد اور سرخ قرعہ دے دے یقیناً وہ قادر متعالیٰ سب کو ایسا ہی بنا دے گا۔ پھر جب ابوذرؓ آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے حضرتؐ نے فرمایا اے ابوذرؓ تم نے اپنے پیوستہ کار کی عبادت بہت اچھی طرح کی اس سبب سے خدا کے ایسے جواں کو تمہارا مسخر فرمایا کہ تمہاری اطاعت کہے اور فرمانوں کا فرما کرے و حق کہے۔ لہذا تم ان میں سب سے بہتر ہو جن کی خدا نے قرآن میں مدح کی ہے اور نماز کو قائم کہتے ہیں۔

کلمی نے بسند مستبر حضرت موسیٰ بن جعفرؑ سے روایت کی ہے کہ ابوذرؓ کہتے تھے کہ میں دنیا سے بیزار ہوں اور اس کی مذمت کرتا ہوں سوائے جو کی دوزخیوں کے جن میں سے ایک صبح کو کھانا ہوں اور ایک شام کو اور سوائے بال کے نوکیروں کے جن میں سے ایک کو کمر سے باندھتا ہوں اور ایک کو اوڑھتا ہوں۔ نیز بسند حسن حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ابوذرؓ اپنے خلیفہ میں کہتے تھے کہ اے علم طلب کرنے والے دنیا میں کوئی چیز نہیں مگر یہ کہ اس کی بہتری نامہ پہنچاتی ہے یا اس کی خرابی نقصان دیتی ہے سوائے اس کے جس پر خدا رحم فرمائے۔ لہذا اس شے کو طلب کرو جس سے بھلائی کی تم کو اُمید ہو۔ اے علم کے طلب کرنے والے تجھ کو تیری جان سے تیرے اہل و عیال اور دولت و مال مشغول نہ کر لیں اس لئے کہ جس روز تو اپنے اہل و عیال سے جدا ہوگا تو اُس جہان کے مانند ہوگا جو طاعت کو کسی گروہ کے ساتھ بسر کرتا ہے اور دن کو اُن سے جدا ہو جاتا ہے۔ اور مرنے اور مہوٹ ہونے میں سوائے تھوڑی سی نیند کے جس سے تو بہت جلد بیدار ہو جائے زیادہ وقفہ نہیں ہے۔ اے علم کے طلب کرنے والے اُس روز سے پہلے اعمال صالحہ سمجھ دے جس روز تجھ کو خدا کے سامنے بلانے حساب و کتاب کھڑا کیا جائے گا اُس روز تو اپنے نیک اعمال کا ثواب پائے گا اور جو کچھ تو کرتا ہے اس کی جزا تجھ کو ملے گی۔

نیز بسند مستبر حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابوذرؓ سے پوچھا کہ کس سبب سے ہم موت کو نہیں چاہتے ابوذرؓ نے فرمایا اس لئے کہ تم نے اپنی دنیا آباد کر رکھی ہے اور آخرت کو خراب و برباد کر رکھا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ تم نہیں چاہتے کہ تم مقام آباد سے مقام خراب کو جاؤ۔ پھر اُس شخص نے پوچھا کہ خدا کے سامنے ہملا حاضر ہونا کس طرح ہوگا فرمایا اُس مسافر کے مانند ہے جو اپنے گھر کو چھوڑتا ہے اور تم میں بد عمل جو ہے وہ جہان کے جملے اُس غلام کے مانند ہوتا ہے جس کو اُس کے آقا کے پاس واپس لائیں۔ پھر پوچھا کہ ہمارا حال خدا کے سامنے کیسا ہوگا ابوذرؓ نے فرمایا کہ اپنے اعمال خدا کی کتاب پر پیش کرو۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے: **إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ وَإِنَّ الْفُجَّارَ لَفِي جَحِيمٍ** آیت ۱۲ سورۃ انظار ۱۲۔ بیشک نیک اعمال والے بہشت کی نعمتوں میں ہوں گے اور یقیناً گنہگار جہنم میں ہوں گے۔ اُس شخص نے پوچھا خدا کی رحمت کہاں ہے فرمایا نیکو کاروں کے نزدیک۔

نیز انہی حضرتؑ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ابوذرؓ کو لکھا کہ کسی بہتر علم تازہ سے مجھے مستفید فرمائیے ابوذرؓ نے اس کو لکھا کہ علم کی کوئی اتہا نہیں بے شمار علوم ہیں۔ لیکن اگر تجھ سے جو سکے تو اُس شخص سے بہت کم

جس کو تو دوست نہ تھا۔ اُس نے کہا کیا کبھی آپ نے دیکھا ہے کہ کوئی شخص جس کو دوست نہ تھا اُس سے بُرائی کرے۔ ابوذرؓ نے کہا ہاں اتیری جان تجھ کو تمام جانوں سے زیادہ محبوب ہے جب تو خدا کی نافرمانی کرے تو اپنی جان کو نقصان پہنچا رہا ہے۔

پھر انہی حضرت سے روایت ہے کہ مدینہ میں ایک شخص تھا جو برابر جناب رسول خدا ﷺ علیہ السلام کی مسجد میں آیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ وہ مسجد میں داخل ہوا اور کہا خداوند نے دشت سے اس کو امت فرما دی ہے تنہائی کو نیک ہم نشین سے داخل کر دے۔ جب وہ دُعا سے فارغ ہوا دیکھا کہ ایک شخص مسجد کے ایک گوشہ میں بیٹھا ہے۔ وہ اُس کے پاس گیا اللہ سلام کیا اور پوچھا کہ اے بندہ خدا تو کون ہے کہ انہیں ابوذرؓ میں۔ اُس شخص نے کہا اشد اکبر اللہ اکبر۔ ابوذرؓ نے پوچھا اے بندہ خدا تو نے تجھ کو کون کہا اُس نے کہا جب میں مسجد میں داخل ہوا تو ایسی دُعا کہی تھی تو خداوند عالم نے آپ کی دعا سے مجھے سرفراز فرمایا۔ ابوذرؓ نے کہا میں تجھ کو کہنے کا زیادہ مستحق تھا کیونکہ میں شائستہ ہم نشین تھا۔ اب میں نے ایک شخص میں سے رسول خدا ﷺ علیہ السلام سے سنا ہے آپ نے فرمایا کہ میں اور تم قیامت کے روز ایک بلندی پر ہوں گے یہاں تک کہ لوگ حساب و کتاب سے فارغ ہوں گے۔ اے بندہ خدا میرے پاس سے چلا جا کیونکہ عثمان نے میری ہم نشینی سے لوگوں کو منع کیا ہے ایسا نہ ہو کہ مجھے کوئی تکلیف پہنچے۔

بہند مثنوی انہی حضرت سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت ابوذرؓ جناب رسول خدا ﷺ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہؐ مدینہ منورہ کی ہوا میرے موافق نہیں کیا آپ اجازت دیتے ہیں کہ میں اپنے بھتیجے کو لے کر قبیلہ خزیمہ کے پاس چلا جاؤں اور وہیں زندگی گزاروں۔ حضرتؐ نے فرمایا مجھے خوف ہے کہ عرب کے سواروں کا ایک گروہ کہیں تم پر حملہ کر کے تمہارے بھتیجے کو مار نہ ڈالے اور تم پریشان حال میرے پاس آکر اپنے عصاب پر تکیہ کر کے کھڑے ہو اور کہو کہ میرے بھائی کے لڑکے کو ظالموں نے مار ڈالا اور میرے حیوان پکڑ لے گئے۔ ابوذرؓ نے کہا انشاء اللہ جو بہتر ہو گا وہی ہو گا۔ آخر حضرتؐ نے اُن کو اجازت دے دی اور وہ اپنے بھائی کے لڑکے اور اپنی زوجہ کو لے کر مدینہ سے باہر چلے گئے۔ جب قبیلہ خزیمہ میں پہنچے کچھ دنوں کے بعد قبیلہ خزیمہ کے سواروں کا ایک گروہ آپر حملہ آور ہوا اور عینہ بن حصین اُن کے حیوانات بھگائے گیا اور اُن کے بھتیجے کو قتل کر دیا اور اُن کی زوجہ کو پکڑ لے گئے جو بنی فہر کے قبیلہ کے تھیں۔ آخر ابوذرؓ ہر مقام سے تیزی کے ساتھ روانہ ہوتے ہوئے آنحضرت ﷺ علیہ السلام کی خدمت میں پہنچے اور ان کو نیزہ کی آلی سے اُن لوگوں نے مارا تھا جو اُن کے شکم تک پہنچی تھی۔ فرض ابوذرؓ عصاب پر تکیہ کر کے بولے کہ سچ کہا تھا خدا اور اُس کے رسولؐ نے یا حضرتؐ جیسا کہ آپ نے فرمایا تھا ظالموں نے میرے بھتیجے کو مار ڈالا اور میرے مونس لے گئے اللہ اب آپ کے سامنے اپنے عصاب پر تکیہ کیے ہوئے کھڑا ہوں۔ یہ دیکھ کر آنحضرتؐ نے مسلمانوں کو مدد کے لئے بلایا اور وہ لوگ جلدی جلدی مدینہ سے باہر نکلے اور قبیلہ خزیمہ کا تعاقب کیا اور اُن سے ابوذرؓ کا مال واپس چھین لیا اور مشرکین کے ایک گروہ کو قتل کر ڈالا۔

لے مؤلف فرماتے ہیں کہ ابوذرؓ کا آنحضرتؐ کی مخالفت کرنا ان کی شان کے منافی ہے۔ ممکن ہے کہ یہ روایت برصغیر

بسنده اسے متواتر عامہ و خاصہ نے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آسمان نے سایہ نہیں کیا اور زمین نے کسی کا بوجھ نہیں اٹھایا اور ابو ذرؓ سے زیادہ سچا ہو۔ اور ابن بابویہ سے بسند معتبر امام رضا سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ابو ذرؓ اس اُمت کے صدیقی ہیں۔

شیخ طبرسی نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اسے ابو ذرؓ میں تمہارے واسطے وہی پسند کرتا ہوں جو اپنے لیے پسند کرتا ہوں۔ میں تم کو گزند و ناتوان پاتا ہوں لہذا وہ شخصوں پر بھی امیریت بننا اور مال تقسیم کے متکفل نہ ہونا۔

ابن بابویہ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ ایک شخص نے حضرت صادقؑ کی خدمت میں عرض کی کہ ابو ذرؓ بہتر ہیں یا آپ کے اہلبیتؑ؟ حضرتؑ نے پوچھا سال کے کتنے جیسے ہوتے ہیں۔ عرض کی ہاتھ۔ حضرتؑ نے پوچھا اُن میں کتنے جیسے محترم ہیں۔ راوی نے عرض کی چار جیسے۔ حضرتؑ نے دریافت کیا کہ ماہ رمضان بھی اُن میں شامل ہے یا نہیں۔ راوی نے کہا نہیں۔ حضرتؑ نے پوچھا محترم جیسے افضل ہیں یا ماہ رمضان؟ راوی نے کہا ماہ رمضان۔ تب حضرتؑ نے فرمایا کہ یہی حال ہم اہلبیتؑ کا ہے ہم پر کسی کو قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ بیشک ایک روز ابو ذرؓ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کے ساتھ بیٹھے تھے۔ لوگ اس اُمت کے فضائل بیان کر رہے تھے۔ ابو ذرؓ نے کہا اس اُمت کے بہترین افراد علی بن ابی طالبؑ ہیں اور وہ بہشت و دوزخ کے تقسیم کرنے والے ہیں اور وہ اس اُمت کے صدیق اور فاروق ہیں اور اس اُمت پر محبت خدا ہے۔ جب منافقوں نے اُن سے یہ بات سنی تو منہ پھیر لیا اور انکار کیا اور اُن کو دوزخ سے نسبت دی۔ تو ابو مالک باہلیؓ اُن میں سے اٹھا اور آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر اُس نے ابو ذرؓ کا کلام اور اُس جماعت کا انکار بیان کیا۔ حضرتؐ نے فرمایا آسمان ہر نے سایہ نہیں ڈالا اور زمین گرد آلود نے بوجھ نہیں اٹھایا کسی شخص کا جو ابو ذرؓ سے زیادہ سچا ہو۔ نیز بسند دیگر روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت صادقؑ سے اسی حدیث کو دریافت کیا کہ کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابو ذرؓ کے حق میں ایسا فرمایا ہے حضرتؑ نے فرمایا ہاں تو راوی نے کہا پھر خود جناب رسول خدا امیر المؤمنینؑ اور حسن و حسینؑ کہاں گئے۔ یہ سنکر حضرتؑ نے فرمایا کہ ہماری مثال ماہ رمضان کی سی ہے جس میں ایک ماہ ایسی ہے جس میں عمل کن ہزار جیسے کے عمل کرنے کے برابر ہے۔ تمام اکابر صحابہؓ دوسرے تمام مہینوں میں حرمت کے مہینوں کے مانند ہیں اسی طرح ہم اہلبیتؑ پر کسی کو قیاس نہیں کیا جاسکتا۔

حسین بن سعید کی کتاب میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ ایک روز ایک شخص ابو ذرؓ کے پاس آیا اور اُن کو خوشخبری دی کہ تمہاری موشیوں نے بچے دیئے ہیں اور اُن کی کثرت ہو گئی ہے۔ ابو ذرؓ نے فرمایا کہ

ربیعہ از صفحہ ۹۶۹ ابو ذرؓ کے ابتدائی زمانہ کا حال جو قبل اس کے کہ ان کا ایمان کامل ہو۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس سے ان کی غرض آنحضرتؐ کے معجزہ کا ظہور ہو یا ناحیہ دنیا پر آخرت کے ثواب کا اختیار کرنا مقصود ہو۔

ان کی زیادتی سے میں خوش نہیں تھا اور نہ ان کو دوست رکھتا ہوں بلکہ جو کم ادا کافی ہو اسی کو پسند کرتا ہوں اس لیے کہ میں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ حضرت فرماتے تھے کہ صراط کے دونوں کناروں پر رحم اور لمانت ہوں گے کوئی ایسا شخص جب اس پر گندے گا جس نے صراط پر بہت کیا ہوگا اور کسی کی لمانت میں خیانت نہ کی ہوگی تو صراط اس کو دفع میں نہ ڈالے گا۔

نیز بسند صحیح انہی حضرت سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ایک ابو ذر نے ایک شخص کو اس کی ماں کے طعنہ کے ساتھ مرزانش کی اور کہا اسے سیاہ عدت کے لڑکے چونکہ اس کی ماں کا بیٹا تھا اس لیے ایسا کہا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اے ابو ذر کیا اس شخص کو اس کی ماں کا طعنہ دیتے ہو جب ابو ذر نے یہ سنا خاک پر گر پڑے۔ دوتے تھے اور اپنا سر اور چہرہ خاک پر ملتے تھے۔ آخر حضرتؐ ان سے راضی ہوئے۔

شیخ طوسی نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ لوگوں نے ابو ذرؓ سے کہا اے رسول خدا کے مصاحب کیونکر تم نے صبح کی آپ نے فرمایا وہ نعمتوں میں ہیں نے صبح کی ایک یہ کہ خدا نے میرا گناہ پوشیدہ کر دیا اور ایک یہ کہ لوگ میری تعریف کرتے ہیں۔ اور جو شخص اپنی تعریف سے مغرور ہوتا ہے وہ دھوکا کھاتا ہے۔ شیخ کشی نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ایک دفعہ ابو ذرؓ جناب رسول خدا کی تلاش میں ایک باغ میں گئے اور آنحضرتؐ کو سوتے ہوئے دیکھا معلوم کرنا چاہا کہ آیا واقعی آنحضرتؐ سو رہے ہیں یا بیدار ہیں اس لیے ایک ٹوکی لکڑی لے کر تھڑی جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سر اٹھا کر فرمایا اے ابو ذر کیا مجھ سے مذاق کرتے ہو۔ کیا تم کو نہیں معلوم کہ میرا تہا ہے اعمال اسی طرح فساد کی حالت میں بھی دیکھتا ہوں جس طرح بیداری کے عالم میں دیکھتا ہوں۔ میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن میرا دل نہیں سوتا۔

ابن بابویہ نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ابو ذرؓ کی زیادہ تر عبادت صلاۃ پڑھنا اور دعا میں خود کرنے اور جہت حاصل کرنے میں ہوتی تھی۔

قطب راوندی نے خود ابو ذرؓ سے روایت کی ہے کہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں اور عثمانؓ ساتھ ساتھ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے آنحضرتؐ مسجد میں تکیہ لگائے بیٹھے تھے ہم دونوں بھی حضورؐ کے پاس بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد عثمانؓ اٹھ کر چلے گئے اور میں ہٹا ہوا تو آنحضرتؐ نے مجھ سے فرمایا کہ عثمانؓ سے کیا ملازگی باتیں کر رہے تھے؟ میں نے قرآن کا ایک سورہ پڑھ دیا تھا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ بہت جلد وہ تم سے دشمنی کریں گے اور تم ان کے دشمن ہو جاؤ گے اور تم دونوں میں جو جو ظالم ہو گا وہ جہنم میں جائے گا تو میں نے کہا انا نبی و رسول لا یجوز لہ جحود ہم دونوں میں جو مستحکار ہو گا وہ آتش جہنم میں ہو گا فرمایا یہ ہم میں کون ستم کرنے والا ہو گا حضرتؐ نے فرمایا اے ابو ذرؓ کہنا اگرچہ تاریخ ہو گا یہاں تک کہ قیامت کے روز مجھ سے محبت کرنا اس عہد کے ساتھ جو میں نے تم سے لیا ہے۔

بسند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ ابو ذرؓ خدا کے خوف سے اس قدر دے کہ ان کی آنکھیں زخمی ہو گئیں۔ لوگوں نے کہا کہ خدا سے دعا کرو کہ تمہاری آنکھوں کو شفا بخشے۔ ابو ذرؓ نے کہا مجھے انکی

پیدا نہیں ہو چکا پھر نہیں کوئی سامع ہے جس نے تمہیں آنکھوں سے بے خبر کر دیا ہے کہا وہ عظیم امر و پیش ہی ابوذرؓ بہشت و دوزخ میں۔

ابن ماجہ نے عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ ایک روز جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبویؐ میں تشریف فرما تھے اور صحابہ کا ایک گروہ حاضر خدمت تھا اُس وقت آپؐ نے فرمایا کہ اب جو شخص سب سے پہلے اس دروازہ سے آئے گا وہ اہل بہشت سے ہوگا۔ جب صحابہ نے یہ سنا تو اُن میں سے ایک گروہ اُٹھا کہ شائع و داخل ہونے میں سبقت کر جائیں۔ یہ دیکھ کر حضرتؐ نے فرمایا جو گروہ اب داخل ہوگا اور اس میں ایک دوسرے پر سبقت کر کے جو شخص دوسری جینے انار کے ختم ہونے کی فکر کو خوشخبری دے گا وہ اہل بہشت سے ہے۔ عرض اُس جماعت کے ساتھ ابوذرؓ داخل ہوئے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کہ رسولی مہینوں میں سے کوئی سا مہینہ ہے ابوذرؓ نے کہا انار ختم ہو گیا۔ حضرتؐ نے فرمایا ہم جانتے ہیں لیکن میں چاہتا تھا کہ صحابہ یہ سمجھ لیں کہ تم اہل بہشت سے ہو۔ اور کوئی نہ ہو گے جبکہ تم کو میرے حرم سے میرے اہلیت کی محبت اور دوستی کے سبب باہر نکالیں گے اور تم تنہائی میں زندگی بسر کرو گے اور تنہائی میں تمہاری وفات ہوگی اور اہل عراق کی ایک جماعت تمہاری تجہیز و تکفین کی سعادت حاصل کرے گی۔ ابوذرؓ جماعت بہشت میں میری رفیق ہوگی جس کا خدا نے پرہیزگاروں سے وعدہ فرمایا ہے۔

علی بن ابراہیمؓ نے روایت کی ہے کہ جنگ تبوک میں ابوذرؓ تین روز بیچے رہ گئے اس لیے کہ اُن کا اونٹ لاغر و کمزور تھا۔ جب انہوں نے سمجھا کہ اونٹ قافلہ تک نہیں پہنچ سکتا تو اُس کو راہ میں چھوڑ دیا اور اپنا سامان اپنی پشت پر باندھ لیا اور پیادہ روانہ ہوئے۔ جب دن نکلا اور آفتاب بلند ہوا مسلمانوں نے سامان کو دیکھا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ابوذرؓ ہیں اور پیادہ ہیں پانی جلد ہی کے پاس پہنچاؤ۔ لوگوں نے پانی اُن کے پاس پہنچایا انہوں نے پیا اور حضرتؐ کی خدمت میں فوڑ سے ہوئے آئے۔ لوٹا اُن کے ہاتھ میں تھا۔ حضرتؐ نے پوچھا اسے ابوذرؓ پانی تو ساتھ لیے مجھے ہو پھر کیوں پیلا سزا گئے۔ عرض کی یا رسول اللہ میرا گندہ راہ میں ایک چھوٹی طرف ہوا اُس پر بارش کا پانی جمع تھا۔ میں نے چمکا تو وہ بہت سرد اور شیریں معلوم ہوا اس لیے میں نے قہر کیا کہ جب تک میرے حبیبؐ سرد و فکالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو نہ پئیں گے میں بھی نہ پئوں گا۔ حضرتؐ نے فرمایا اے ابوذرؓ خدا تم پر رحم فرمائے تم تنہا غربت میں زندگی گزارو گے تنہائی میں تمہاری وفات ہوگی تنہا مبعوث ہو گے اور تنہا ہی بہشت میں داخل ہو گے! اور اہل عراق کا ایک گروہ تمہارے دفن و کفن کی سعادت حاصل کرے گا۔

مستند اباب سیر نے نقل کیا ہے کہ ابوذرؓ غلیظہ دوم کے زمانہ میں شام چلے گئے تھے اور وہیں حضرت عثمانؓ کی خلافت کے زمانہ تک حکم رہے۔ جب اُن کی نامناسب طرحوں کی ان کو اطلاع ہوئی خاص طور سے جناب عثمانؓ کی بے حرمتی اور ساریہٹ کا حال معلوم ہوا تو وہ غلیظہ ان کی خدمت کرنے لگے اور ظاہر بظاہر ان کو برا کہتے اور اُن کی زیادتیوں کو بیان کرتے رہتے۔ اور جب امیر معاویہؓ کے ظلم و جور مشاہد کرتے تو اُن کو سرزنش کرتے اور لوگوں کو حضرت علیؓ کی دوستی و محبت کی ترغیب دیتے اور اُن کے فضائل و مناقب بیان کرتے اور اُن کی

بہنوں کو تشییع پر حاضر کر لیا تھا۔ اہل شہر یہ ہے کہ شام اور جل عامل میں جو شہید ہیں وہ ابو ذرؓ کی برکت سے ہیں۔ فرض امیر معاویہؓ نے ان کی شکایت عثمان کو لکھی اور ظاہر ہے کہ اگر چند روز ابو ذرؓ اس ملک میں رہ جائیں گے تو یہاں کے لوگوں کو تم سے منحرف کر دیں گے۔ عثمان نے جواب میں لکھا کہ جس وقت میرا خط تیرے پاس پہنچے تو جو کام چاہیے کہ تیرا دمکب پر ابو ذرؓ کو سوار کر کے ایک سخت مزاج شخص کے ساتھ مدائنہ کر دے جو مدت دلی ساری کو دوڑاتا ہوا گئے تاکہ نیندا ابو ذرؓ مغالب ہو اور وہ سوہ سکے تاکہ میرا اور تیرا ذکر ان کے دل سے لیکل جائے اور نیند میں نہ چلیں رہیں۔ جب یہ خط حاویہ کو خط ابو ذرؓ کو بیا اور ان کو ایک شہر پر اونٹ کی کوبان پر بٹھا یا اور ایک سخت مزاج ساربان کو ان کے ہمراہ کر کے روانہ کیا۔ ابو ذرؓ نے جب قہر کے آدمی تھے مگر فراموش تھیں تھے۔ اس وقت بوشے سے چلے گئے اور ان کے سواحد وارچی کے تمام بال سفید ہو گئے تھے فرض ساربان اونٹ کو نہایت تیزی سے چلاتا رہا۔ اونٹ پر کجاوہ وغیرہ کچھ نہ تھا اس لیے اس کے دوٹنے سے ابو ذرؓ کی رانیں زخمی ہو گئی تھیں۔ یہاں تک کہ ان کے گوشت گر گئے تھے۔ اسی حال خراب و خستہ سے مدینہ میں پہنچے۔ جب لوگ ان کو عثمان کے سامنے لائے تو ان کو دیکھ کر وہ بولے کہ کوئی آنکھ تیرے دیدار سے روشنی نہ ہو سکتا۔ ابو ذرؓ نے کہا میرے باپ نے میرا نام جندب رکھا تھا لیکن رسول اللہؐ نے میرا نام عبداللہ رکھا۔ عثمان نے کہا کہ تم مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہو اور جندب سے متعلق کہتے ہو کہ ہمارا قول ہے کہ خدا نے تعالیٰ فقیر سے اور ہم تو نگر ہیں۔ آخر میں نے کب یہ بتا بھی ہے۔ ابو ذرؓ نے کہا یہ بات تو میں نے کبھی نہیں کہی لیکن گواہی دیتا ہوں کہ میں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جب ابی العاص کی اولاد تھیں تک پہنچ جائے گی خدا نے تھلے کے مال کو اپنے اقبال و اقتدار کا فیہ قرار دیں گے اور زندگان خدا کو اپنے عازم اور خدا رکھیں گے اور یہ خدا میں خیانت کریں گے۔ اس کے بعد خداوند عالم اپنے بندوں کو ان کے دست ظلم سے چھوٹانے کا اور دعویٰ دے گا اور علی بن ابراہیم نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے۔ **وَاِذَا اخَذْنَا مِنْكُمْ اَكُوْنًا لَا تَنْفَكُوْنَ وَمَا تَكُوْنُوْنَ وَلَا تَخْرُجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ اَقْرَبْنَا نَسْرًا ثُمَّ دِيْنًا ثُمَّ اَنْتُمْ حُرُوْلًا وَتَقْلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَتَخْرُجُوْنَ فِرْيَاقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ تَطْرَهُوْنَ عَلَيْهِمْ بِاِلَافٍ تَوْفِ اَلْعُدُوْاْنَ وَ اِنِّيْ اَنَا نُوْكِبُ اَسَانِيْ نَعَادُوْهُ هُوَ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْنَا اَحْرَاجُهُمْ اَفْتُوْاْ مِنْتُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَاُ مَنْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ مِنكُمْ اَلَا جِزَاٌ فِيْ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لِيُرٰدُوْنَ اِلَآ اَشَدَّ الْعَذَابِ وَمَا اَللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ** (آیت ۵۷ سورہ قمر ۲۱) جس کا ترجمہ اکثر مفسرین کے قول کے مطابق یہ ہے کہ یاد کرو اس وقت کو جبکہ تم سے یا تھا سے باپ و داد اس نے عہد لیا کہ اپنے عزیزوں اور اپنے ہم مذہبوں کا خلی نہ کرنا اور ان کو ظلم و جبر کے ساتھ ان کے گھروں سے نکالنا۔ تو تم نے عہد وافر کیا اور تم اس کو چھوٹے ہو اور اس پر خود آپس میں ایک دوسرے کے گواہ ہو مگر تم نے وہ لوگ ہو کہ عہد کو توڑتے ہو اور آپس میں ایک دوسرے کو قتل کہتے ہو اور ایک گروہ کو گروہوں اور شہروں سے لکھاتے ہو اور ان کو نکالتے ہیں ایک دوسرے کی مدد کرتے ہو اور امیروں کا فخر جو دیتے ہو وہ تو بہتر ہے آیا کتاب خدا کے بعض احکام پر عمل کرتے ہو جو امیروں کے فخر دینے کے بارے میں ہے اور بعض سے انکار کرتے

جو لوگوں کا قتل کرنا اور ان کا ان کے گھروں سے نکلنا ہے۔ لہذا ایسے منافقوں کا بدلہ دنیا کی زندگی میں خوار
اور رسوائی ہے اور قیامت کے روز سخت ترین عذاب جہنم ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو خدا اس سے غافل
نہیں ہے۔ علی بن ابی طالب نے بیان کیا ہے کہ یہ آیتیں ابوہریرہ اور عثمان کے پاس سے میں نازل ہوئی ہیں۔ اس
سبب سے کہ جب ابوہریرہ میں طویل و بیمار داخل ہوئے اور عثمان کے سامنے اپنے عصا پر ٹیک لگا کر کھڑے
ہوئے اس وقت ان کے سامنے ایک لاکھ دھڑوں کا ڈھیر مسلمانوں کے مال کا لگا ہوا تھا اور ان کے صحابہ
ان کے گرد بیٹھے تھے اور ان دھڑوں کو دیکھ رہے تھے کہ ان پر تقسیم کیا جائے۔ ابوہریرہ نے عثمان سے پوچھا کہ
یہ کیا مال ہے کہا ایک لاکھ دھڑ ہیں جو اطراف و جوارب سے میرے لئے لایا گیا ہے اور انتظار ہے کہ اتنا ہی
اودھا جائے تو سب کا کر جو چاہوں کروں اور جس کو چاہوں دوں۔ ابوہریرہ نے کہا اے عثمان ایک لاکھ درہم زیادہ
ہیں یا کہ چار دینار۔ کہا ایک لاکھ درہم۔ ابوہریرہ نے کہا تم کو یاد ہے کہ میں اور تم ایک مرتبہ رات کے وقت جناب
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت بہت رنجیدہ و غمگین تھے اور ہم سے بات تک نہ کی۔
پھر جب صبح کو ہم لوگ حاضر ہوئے تو دیکھا کہ حضرت بہت خوش و مسرور تھے۔ ہم نے کہا کہ ہمارے باپ ماں
آپ پر خدا ہوں اس کا کیا سبب ہے کہ رات حضور بہت زیادہ غمگین تھے اور اس وقت شاد و خرم ہیں۔ فرمایا کہ
رات مسلمانوں کے مال کا چار دینار میرے پاس آگیا تھا اور ان کو تقسیم نہ کر سکا تھا۔ مجھے خوف تھا کہ ممکن ہے کہ اس وقت
میری موت آجائے اور وہ مال میرے پاس رہ جائے۔ لیکن اس وقت وہ مال مسلمانوں پر تقسیم کر دیا اس لئے مسرور
ہوں۔ یہ سنکر عثمان نے کعب بن لہیہ کی جانب دیکھا اور کہا کہ تم کیا کہتے ہو اس شخص کے پاس سے میں جس نے اپنے مال کی
واجب زکوٰۃ ادا کر دی ہو تو اس پر کچھ اور چیز واجب ہے۔ اور ہدایت دیگر کہا کہ اے کعب امام کے لئے کیا حرج
ہے کہ بیت المال سے کچھ مسلمانوں کو دے اور کچھ محفوظ رکھے تاکہ زمانہ کی ضرورت کے موافق جس کو چاہے دے
کعب نے کہا اگر سونے اور چاندی کی اینٹ بنا کر رکھے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ سنتے ہی ابوہریرہ نے اپنا عصا کعب کے
مسرور مارا اور کہا اے یہودی بچے تیرا کیا کام جو تو مسلمانوں کے احکام میں دخل دیتا ہے۔ خدا کا قول زیادہ سچا
ہے یا تیرا۔ وہ اس شاد فرماتا ہے مَا أَتَيْنَا مِنْ شَيْءٍ إِلَّا نَنْجُوهُ مِنَ الدَّهْقِ وَالْعَصَةِ وَلَا يَنْفَعُ قَوْمَهُمْ شَيْءٌ
مِّنْ شَيْءٍ مِّنْهُ بَعْدَ ذَلِكَ يَوْمَ تَكُونُ عَلَيْنَا نَارُ جَهَنَّمَ فَيُكْوَىٰ بِهَا جُؤَاهُمْ وَجُنُوبُهُمْ
وَأَفْئُودُهُمْ هَذَا أَمَّا كَلِمَاتُ لَا تُغْنِيكُمْ فَمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ۝ آیت ۲۵۔ سورۃ توبہ
ہمارے منہ میں جس کا ترجمہ اکثر مفسرین کے قول کے مطابق ہے ہے کہ جو لوگ سنا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور راہ خدا
میں خرچ نہیں کرتے اے رسول ان کو دردناک عذاب کی خوشخبری دے دو جس روز کسان کے خزانے آگ میں
قال کہ ان کی پیشانیاں داغی ہائیں کی کیونکہ وہ غیروں کو دیکھتے تو انہیں بل پڑ جاتے اور ان کے پہلو بھی دولت
جائیں گے جبکہ اہل فقر سے فخر کرتے اور ان کی چٹخیں بھی جنگو غریبوں کی جانب پھیرے رہتے تھے۔ اور
ان سے کہا جائے گا کہ یہ ہے وہ خزانہ جس کو تم نے اپنے لئے جمع کیا تھا اور اس سے فائدہ کی امید کھتے تھے
لہذا ان کے مزے چکھو جو ذوق کرتے تھے۔ واجب ابوہریرہ نے یہ باتیں پڑھیں تو عثمان نے کہا تم ہمارے خزانہ
ہو گئے ہر تمہاری مثل نازل ہو چکی ہے اگر تم رسول کے صحابی نہ ہوتے تو میں یقیناً تم کو قتل کر دیتا۔ ابوہریرہ نے کہا

نے عثمان تم جھوٹ کہتے ہو تم میرے قتل پر قادر نہیں ہو میرے حبیب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے
 خردی ہے کہ اسے ابوذر تم کو کوئی نہ دین سے برشتہ کر سکتا ہے نہ قتل کر سکتا ہے۔ یہی میری عقل تو وہ
 اتنی ہے کہ ایک حدیث جو میرے اور تمہارے پاس ہے میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے وہ
 بخوبی یاد ہے۔ عثمان نے پوچھا وہ حدیث کون سی ہے؟ فرمایا کہ میں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے
 سنا ہے کہ جب ابی العاص کی اولاد کی تدبیریں تک پہنچ جائے گی تو وہ مال خدا میں ناحق تصرف کریں گے
 اور آپس میں بانٹ لیں گے اور قرآن کی غلط تائیل کریں گے اور خدا کے بندوں کو اپنا غلام بنالیں گے اور
 ناقصوں اور غلاموں کو اپنا دوست بنالیں گے اور صالح اور نیک لوگوں سے لڑائی جھگڑا کریں گے عثمان
 نے کہا اسے گروہ صحابہ کیا تم میں سے بھی کسی نے پیغمبر سے یہ حدیث سنی ہے؟ سب نے عثمان کی خوشامد
 میں کہہ دیا نہیں ہم نے نہیں سنی ہے۔ عثمان نے کہا علی بن ابی طالب کو بخلاؤ۔ جب وہ تشریف لائے عثمان نے
 کہا اس ہٹ سے کاؤب کو دیکھو کیا کہتا ہے۔ جناب امیر نے فرمایا میں کوئے عثمان ان کو جھوٹ سے نسبت امت
 دو۔ کیونکہ میں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ حضرت نے ان کے حق میں فرمایا کہ آسمان بہتر
 نے کسی پر سایا نہیں ڈالا اور زمین نے کسی کا روجہ نہیں اٹھایا جو ابوذر سے زیادہ سچا ہو۔ وہ تمام صحابہ جو موجود
 تھے یہ سنکر بولے کہ واللہ حضرت علیؑ سچ کہتے ہیں ہم نے یہ حدیث پیغمبر سے سنی ہے۔ اس وقت ابوذرؓ
 پر گریہ طاری ہوا اٹھ کھڑے ہوئے جو تم پر تم سب کے سب اس مال کی طرف لچائی ہوئی آنکھ سے دیکھ رہے ہو اور
 مجھے جھوٹ سے نسبت دیتے ہو کہ میں آنحضرتؐ پر جھوٹ باندھتا ہوں اور افراتفری اٹھا رہا ہوں اس لیے کہ میں نے کہا کہ
 تم میں کون سب سے بہتر ہے؟ عثمان نے فرمایا کہ تمہارا گمان ہے کہ تم ہم سے بہتر ہو؟ فرمایا ہاں۔ جس روز سے
 اپنے حبیبؐ پیغمبرؐ سے جدا ہوا ہوں اس وقت سے یہی جیہ پہنے ہوئے اور اپنے دین کو دنیا کے عوض میں نے
 نہیں فروخت کیا ہے۔ اور تم لوگوں نے پیغمبرؐ کے دین میں بدعتیں ایجاد کر رکھی ہیں اور دنیا کے عوض دین کو خراب
 برباد کر دیا ہے اور خدا کے مالوں میں ناحق تصرف کیا ہے۔ خدا تم سے سوال کرے گا اور مجھ سے نہیں پوچھے گا
 عثمان نے دلا جواب ہو کر کہا اچھا تم کو رسول خدا کے حق کی قسم دے کر پوچھتا ہوں سچ کہو۔ ابوذر نے کہا
 اگر قسم نہ دیتے تب بھی میں سچ کہتا۔ عثمان نے پوچھا کس شہر کو تم سب سے زیادہ دوست رکھتے ہو فرمایا
 وہ شہر جو حرم خدا اور حرم رسولؐ ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اسی میں خدا کی عبادت کروں یہاں تک کہ میری موت لے
 عثمان نے کہا میں تم کو وہاں نہیں بھیجوں گا کیونکہ میرے نزدیک تمہاری کوئی عزت نہیں ہے۔ ابوذر نے سنکر
 خاموش ہو گئے۔ عثمان نے پھر پوچھا کہ کس شہر کو سب سے زیادہ دشمن رکھتے ہو وہاں نہا پسند رکھتے ہو
 فرمایا ہندہ کو جہاں حالت کفر میں میری بسر ہوئی تھی۔ عثمان نے کہا میں تم کو وہیں بھیجوں گا۔ ابوذر نے کہا تم نے
 جو کچھ پوچھا میں نے سچ سچ کہہ دیا اب جو میں تم سے پوچھوں تم بھی سچ سچ بتاؤ اگر تم کوئی لشکر کسی دشمن
 کی جانب بھیجو جس میں میں بھی ہوں اور کفار کے اسیر کر لیں اور جنگ تم اپنے مال کا مایوسہ حصہ
 نہ دو گے ہم ابوذرؓ کو رہا نہ کریں گے تو کیا اتنا مال دے کر مجھ یا کالو گے عثمان نے فرمایا ہاں۔ پھر پوچھا کہ اگر وہ
 لوگ تمہارا نصف مال طلب کریں تب بھی دے کر مجھے چھڑا لو گے فرمایا ہاں۔ پھر پوچھا کہ اگر میرے عوض تمہارا

حضرت ابوذرؓ سے یہ حدیث سنی ہے کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جب ابی العاص کی اولاد کی تدبیریں تک پہنچ جائے گی تو وہ مال خدا میں ناحق تصرف کریں گے اور آپس میں بانٹ لیں گے اور قرآن کی غلط تائیل کریں گے اور خدا کے بندوں کو اپنا غلام بنالیں گے اور ناقصوں اور غلاموں کو اپنا دوست بنالیں گے اور صالح اور نیک لوگوں سے لڑائی جھگڑا کریں گے

سنا کہ ابی العاص کی اولاد کی تدبیریں تک پہنچ جائے گی تو وہ مال خدا میں ناحق تصرف کریں گے اور آپس میں بانٹ لیں گے اور قرآن کی غلط تائیل کریں گے اور خدا کے بندوں کو اپنا غلام بنالیں گے اور ناقصوں اور غلاموں کو اپنا دوست بنالیں گے اور صالح اور نیک لوگوں سے لڑائی جھگڑا کریں گے

تمام مال مانگیں کہ اب بھی تم کو رہا کر اؤں گا اور پھر تمام مال تمہارے خدیہ میں دے دوں گا۔ ابو ذر نے کہا
 اللہ اکبر میرے حبیب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہونڈ مجھ سے فرمایا کہ اسے ابو ذر تمہارا کیا حال
 ہوگا اُس روز جبکہ تم سے شہر کے باسے میں بوجھا جائے گا اور تم کہو گے کہ مکہ تو وہاں تمہاری سکونت منظور
 نہ کی جائے گی۔ پھر تم سے بدترین شہر معلوم کریں گے تم بندہ کو بتاؤ گے تو تم کو وہیں بھیجا جائے گا۔ میں نے عرض
 کی یا رسول اللہ ایسا زمانہ بھی آئے گا؟ فرمایا ہاں۔ اسی خدا کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ یہ امر ضرور
 واقع ہوگا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ اُس روز کا نہ مجھ پر تلوار رکھ کر روانہ دار اُن سے جہاد کروں گا۔
 حضور نے فرمایا انہیں سن کر خاموش رہنا اور کسی سے تعرض نہ کرنا اگرچہ وہ غلام حبشی ہی ہو۔ بیشک تمہارے
 اور عثمان کے باسے میں خدائے چند آیتیں نازل کی ہیں اور وہ آیتیں جو ذکر ہوئیں حضرت نے تلاوت فرمائیں
 اور اُن آیتوں کا اس قصہ سے مطابق ہونا اہل علم پر پوشیدہ نہیں ہے۔ یعنی ابو ذر کا مدینہ سے اخراج اور
 ابو ذر کا عثمان سے اپنے خدیہ کے باسے میں سال و جواب۔ عرض عثمان نے مروان بن الحکم کو حکم دیا کہ ابو ذر کو
 اُن کے خیال کے ساتھ مدینہ سے باہر نکل دے اور مدینہ کی جانب روانہ کر دے اور تاکید کی کہ صحابہ میں سے
 کوئی شخص اُن کو پہنچانے نہ جائے۔ لیکن اہلیت رسالت نے اپنے خواص کے ایک گروہ کے ساتھ اُن کی اطاعت
 نہ کی اور اُن کو شہر کے کنارے تک پہنچانے گئے اور اُن کو تسلی و تشفی دی۔ چنانچہ محمد بن یحیٰ بن عقیل نے روایت کی
 ہے کہ جب ابو ذر مدینہ سے روانہ ہوئے جناب امیر المومنین علیہ السلام، عقیل بن ابی ریحان و غیرہ
 اور عمار شاعران کی مشایعت کے لئے ان کے ساتھ چلے اور رخصت کے وقت امیر المومنین نے فرمایا اے ابو ذر
 تم خدا کی خوشنودی کے لئے غصہ ناک ہوئے لہذا اُن سے اِحرم کی امید رکھو۔ اس گروہ کو خوف ہوا کہ
 ایسا نہ ہو کہ تم ان کی دنیا میں تصرف کرو۔ اور تم اُن سے اپنے دین کے باسے میں خوف وہ ہونے اور تم نے
 اپنا دین اُن سے محفوظ کر لیا اور آپر نہیں چھوڑا اس لئے انہوں نے تم کو اپنے شہر سے باہر کر دیا اور بلاؤں
 میں ڈال دیا۔ خدا کی قسم اگر کسی پر اس سبب سے بدگوار کر دیں اور وہ پرہیزوار نیکو کار ہو تو بیشک
 خداوند عالم اُس کے لئے بدعالی و پریشانی مقرر فرماتا ہے۔ اے ابو ذر تمہاری حقیقت اور رحمت و تنہائی ابھال
 سے دعویٰ تمہاری موس ہے۔ پھر عقیل نے کہا اے ابو ذر تم جانتے ہو کہ ہم اہلیت تم کو دوست رکھتے ہیں
 اور ہم جانتے ہیں کہ تم ہم کو دوست رکھتے ہو اور ہمارا حق اور احترام پیغمبر کے سبب سے ملحوظ رکھتے ہو
 اور دوسروں نے فراموش کر دیا ہے۔ ہمارے غم و غم اہل حق کے۔ لہذا تمہارا احمد و ثواب خدا کے ذمہ ہے۔
 اور اہلیت رسالت کی محبت کے سبب تم کو شہر بدر کیا جا رہا ہے خدا تم کو اس کا عوض دے دے۔ اے ابو ذر تم کو
 کہ بلاؤں سے بچا کر نازل ہے اور فوراً عافیت کی خواہش کرنا ناامیدی کے سبب سے ہے۔ لہذا
 بخدا ناامیدی کو فریب دینے دو اور خدا پر بھروسہ رکھو اور کہو حَسْبِيَ اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ اُس کے بعد
 امام حسن نے فرمایا اے چچا اس گروہ نے آپ کے ساتھ جو سلوک کیئے ہیں ظہر میں اور خداوند عالم تمام حالات
 سے آگاہ اور گواہ ہے۔ دنیا کی یاد اُن کی غفلت کی بنا پر ہے شاید مجھے اور دنیا کی مختصروں کو آخرت کی راحتوں
 کی امید کے فدیہ سے آسان کیجئے اور بلاؤں پر صبر کیجئے تاکہ جب پیغمبر خدا سے آپ ملاقات کریں تو وہ حضرت

عقیل بن ابی ریحان نے روایت کی ہے کہ ابو ذر کو شہر بدر کر دیا گیا۔

آپ سے راضی و خوشنود ہوں۔ پھر امام حسین علیہ السلام نے فرمایا ہے چچا خداوند عالم قدوس ہے اس پر کہ اس تکلیف و شدت کو راحت و آرام سے بدل دے۔ لیکن خدا کا ہر کام ہر روز نافذ ہر وقت کی مصلحت و حکمت کے موافق ہوتا ہے اس جماعت نے اپنے عیش و آرام سے آپ کو روکا اور آپ نے اپنے دین میں خلل ہونے سے ان کو باز رکھا اور آپ کس قدر بے نیاز ہیں اس سے جس سے آپ کو روکا گیا اور وہ لوگ کوشش کے ساتھ اُس کے نتائج میں جو آپ نے اُن سے محفوظ کر لیا ہے۔ آپ کو صبر گوارا ہو جو سب سے بہتر نیکی ہے اور صبر صفات کریمہ میں سے ہے رنج و غم کو چھوڑ دینے جس سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ پھر جناب عمارؓ نے کہا خدا جنت و تنہائی میں اس کو متا کرے جس نے تم کو مبتلا کیا اور خوفزدہ کرے اس کو جس نے تم کو خوفزدہ کیا ہے۔ خدا کی قسم سخن حق سے نہیں روکتی مگر دنیا کی محبت اور اُس کی خواہشیں اللہ کی قسم خدا کی عبادت و محبت اہلبیت کے ساتھ ہے اور دنیا کی بادشاہی اُس کے لیے سب جو طاقت و قوت سے اس پر تصرف کرتا ہے۔ اس گروہ نے لوگوں کو دنیا کی طرف بلایا اور لوگوں نے قبول کیا اور اپنا دین ان کو بخش دیا اس کے دین و دنیا دونوں میں گھانا اٹھایا اور یہ بہت بڑا نقصان ہے۔ یہ تمام باتیں کسٹنٹراہم نے ان لوگوں سے کہا آپ پر سلام اور خدا کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔ میرے باپ ماں ان صدقوں پر فدا ہو جائیں جو میں دیکھ رہا ہوں بیشک جب آپ لوگوں کو دیکھتا ہوں تو مجھے رسولؐ خدا یاد آجاتے ہیں اور مجھے حینہ سے کوئی کام نہیں ملتا ہے آپ لوگوں سے دل کشتی اور محبت کے عثمان پر حینہ میں میرا رہتا ہے طرح گراں ہوتا جس طرح شام میں معاویہ پر گراں گذرا۔ عثمان نے قسم کھائی کہ مجھ کو مدینہ سے کسی شہر میں بھیج دیں اور میں نے چاہا تھا کہ کوفہ بھیج دیں لیکن وہ ڈرے کہ میں کوفہ کے لوگوں کو اُن کے بھائی سے منحرف کر دوں گا اس لیے میرا دل جانا پسند اور قبول نہ کیا اور قسم کھائی کہ مجھے ایسی جگہ بھیجیں گے جہاں کوئی میل مویش نہ ہو اور کسی دوست کی آواز میرے کان میں نہ پہنچے۔ خدا کی قسم میں سوائے خدا کے کوئی مونس و غواہ نہیں چاہتا اور جبکہ خدا میرے ساتھ ہے میں اپنی تنہائی کی کچھ پروا نہیں کرتا اور وہ نور شمس عظیم کا خلیفہ ہے اور ہر شے پر قادر و توانا ہے۔ درود و سلام جناب رسولؐ خدا علیہ السلام اور اُن کی آل علیہم السلام پر ہو۔

شیخ مفید نے اپنی سند سے ایک شاہی مرد سے رعایت کی ہے کہ جب عثمان نے ابوہریرہؓ کو مدینہ سے نکالا اور شام کو بھیجا تو وہ ہم کو بھیجتے کہتے اور ہم سے تھے بیان کیا کرتے تھے اور جب ابتدا کرتے تو پہلے خلیفہ عالم کی حمد و ثناء بیان کرتے اور پھر اسکا حال ذکر پر درود بھیجتے پھر کہتے انا بعد بیٹک ہم نہایت طاقت میں تھے قبل اس کے کہ ہم پر کتاب نازل ہو اور رسولؐ خدا مبعوث ہوں۔ ہم نہایت جاہلیت میں اس حالت پر تھے کہ قہر و جہاں کو بُرہا کرتے تھے اور کج بولتے تھے اور ہمسائیوں کے حق کی رعایت کرتے تھے اور جہاں کی عزت کرتے تھے اور فیروں کے ساتھ مساوات برتتے تھے اور اُن کو اپنے دل میں شریک کرتے تھے۔ پھر جب خداوند عالم نے کتاب نازل فرمائی اور اپنا رسولؐ علیہ السلام ہم پر مبعوث فرمایا ہم نے اپنے ان طریقوں کو خلیفہ رسولؐ کا پسندیدہ پایا اور اپنی اسوہ ان امور پر عمل کرنے کے زیادہ مستحق ہوئے اور پھر قائم رہنے کے سب سے زیادہ اہل قرابت اور ایک قدرت تک اس پر قائم رہے یہاں تک کہ عالم ان کو

یہاں تک کہ عالم ان کو

ہر اعمالیاں ایسی ایجاد کیں کہ ان سے پہلے نہیں دیکھی گئی تھیں اور سنت رسولؐ کو مان کر دیا اور بدعتوں کو زندہ کیا اور جس نے حق بات کہی اُس کو جھٹک دیا اور ایسے لوگوں کو صالح اور نیک بندوں پر اختیار کیا جو پرہیزگار نہ تھے۔ خداوند امیر کے واسطے تیرے پاس جو کچھ ہے اگر بہتر ہے تو مجھے اپنے پاس بلا لے قبل اس کے کہ تیرے دین میں مجھ سے کچھ تغیر ہو یا تیرے رسولؐ کی سنت میں مجھ سے تبدیلی واقع ہو اور یہ بات مجمع عام میں کہنی بارگاہی اعداں کی یہ باتیں حبیب بن مسلمہ نے معاویہ تک پہنچائیں کہ ابوذرؓ لوگوں کو تم سے مخبر کہتے ہیں اعداں ایسی باتیں بیان کرتے ہیں معاویہ نے یہ باتیں عثمانؓ کو لکھیں انہوں نے معاویہ کو لکھا کہ ان کو میرے پاس بھیج دو۔ جب وہ مدینہ لائے گئے تو ان کو عثمانؓ نے مدینہ سے نکال دیا اور مدینہ بھیج دیا۔ نیز بعض اہل شام سے روایت ہے کہ جب عثمانؓ نے ابوذرؓ کو شام کی جانب بھیجا تو ہر روز لوگوں کے درمیان کھڑے ہو کر نصیحتیں کرتے تھے اور اُن کو خدا کی اطاعت کی ترغیب دیتے تھے اور خدا کا فرمانی سے پرہیز کی تاکید کرتے تھے اور اہلبیت کے فضائل جو آنحضرتؐ سے سُنے تھے وہ رسولؐ اللہ سے روایت کرتے تھے اور لوگوں کو اہلبیتؑ یعنی حضرت رسولؐ سے تنگ کرنے کی ترغیب دیتے تھے۔ معاویہ کو یہ سب معلوم ہوا تو اُس نے عثمانؓ کو لکھا کہ اب بعد لوگ ابوذرؓ کے پاس ہر صبح و شام حاضر ہوتے ہیں اور وہ ایسی باتیں لوگوں سے بیان کرتے ہیں اگر تم کو شام کے لوگوں کی ضرورت ہے تو ابوذرؓ کو بہت جلد اپنے پاس بلاؤ ورنہ غلوٹے ہی نہانہ میں لوگوں کو مجھ سے اور تم سے مخبر کر دیں گے۔ و التسلام یہ خط دیکھ کر عثمانؓ نے معاویہ کو لکھا کہ جس وقت میرا یہ خط تم کو ملے بے تاقل ابوذرؓ کو میرے پاس بھیج دو۔ و التسلام یہ خط وصول ہوا تو معاویہ نے ابوذرؓ کو بلایا اور حضرت عثمانؓ کا خط اُن کو سنایا اور کہا جلد مدینہ کو روانہ ہو جاؤ۔ ابوذرؓ وہاں سے واپس آئے اور اپنا سلاخ اُونٹ پر بار کیا اور سوار ہو کر روانہ ہوئے۔ ابوذرؓ کے پاس اہل شام جمع تھے اور کہہ رہے تھے کہ اسے ابوذرؓ خدا تم پر رحمت نازل کرے۔ ابوذرؓ نے کہا مجھ کو غضبناک ہو کر تمہاری طرف بھیجا تھا اور اب مجھے آنا پرہیز کرنے کے لئے واپس بلوایا جا رہا ہے۔ میں جھٹتا ہوں کہ میرے اور اُن کے درمیان ایسا ہی معاملہ ہوتا ہے گا یہاں تک کہ کوئی نیک اور صالح راحت پائے یا لوگ کسی بدکردار کے شر سے نجات پائیں۔ یہ کہہ کر رخصت ہوئے۔ جب عام لوگوں کو معلوم ہوا کہ ابوذرؓ یہاں سے جا رہے ہیں تو اُن کی مشایعت کے لئے دمشق کے ان کے ساتھ چلے اور دربر دراز تک پہنچے۔ ابوذرؓ وہاں ٹھہرے ان لوگوں نے بھی قیام کیا۔ ابوذرؓ نے اُن لوگوں کے ساتھ نماز پڑھی اور خود امامت کی۔ نماز کے بعد کہا ایتھا الناس میں تم کو ان باتوں کی وصیت کرتا ہوں جو تمہارے فائدہ کی ہیں طول و طویل گفتگو نہیں کرنا چاہتا۔ اور کہا میں عالموں کے خالق کی حمد کرتا ہوں۔ حاضرین نے بھی کہا الحمد للہ۔ پھر خدا کی وحدانیت اور جناب رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی گواہی دی۔ لوگوں نے بھی آپؐ کی موافقت کی۔ پھر کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ قیامت میں زندہ ہونا حق ہے بہشت حق ہے اور عذاب حق ہے اور جو کچھ پیغمبرؐ خدا کی جانب سے ملے ہیں میں سب کا اقرار کرتا ہوں۔ اور اپنے اس اعتقاد پر تم لوگوں کو گواہ کرتا ہوں۔ سب نے کہا جو کچھ آپؐ نے کہا ہم اس پر گواہ ہیں پھر ابوذرؓ نے فرمایا کہ تم میں ہر اس شخص کو ہمیشہ کے لئے خوشخبری ہو رحمت و کرم اللہ تعالیٰ کی جو ان اختلافات صبح پر دُنیا سے رخصت ہو

مذکورہ بالا حدیث کا ترجمہ ہے شامی اور ابن کثیر نے ابوذرؓ کی روایت سے روایت کیا ہے

اور گنگنا رسول سے تعاون نہ کرے اور ظالموں اور مستکبروں کے اعمال کو اچھا نہ سمجھے اور نہ ان کی مدد کرے۔
 اسے لوگوں اپنی نماز و روزہ کے ساتھ خدا کے لئے لوگوں پر غضبناک جو ناجی ضروری تھو جیکہ دیکھو کہ لوگ زمین میں
 خدا کی نافرمانی کرتے ہیں اور اپنے حاکموں کو ان باتوں سے راضی مت کرو جو حق تعالیٰ کے غضب کا سبب ہیں۔ اگر
 لوگ خدا کے دین میں بدعتیں ایجاد کریں ایسی جن کی حقیقت کا ظلم کم نہ ہو تو ان سے کہنا کہ وہ ان کو سرزنش
 کرو اگرچہ وہ تم پر سختی و ظلم کریں اور اپنے دبار سے تم کو نکال دیں اور اپنی بخششوں سے تم کو محروم کر دیں
 اور تم کو اپنے شہروں سے باہر نکال دیں تاکہ خدا تم سے راضی اور خوش ہو اس لئے کہ خدا ہر ایک سے بلند و عالی
 ہے اور مناسب نہیں ہے کہ کوئی شخص اس کے حقوق کو راضی کر کے اس کو غضبناک کرے۔ خدا تم کو اور محمد کو
 بخش دے۔ تم لوگوں کو خدا کے پیروں میں اور تمہارے لئے خدا کی رحمت و وسعت متی چاہتا ہوں۔ یہ سنکر
 لوگوں نے ان سے کہنا شروع کیا خدا آپ کو صبح و مسلم رکھے اور آپ پر رحمت نازل کرے اسے ابوذر اسے
 رسول خدا کے مصاحب کی آپ نہیں چاہتے کہ ہم آپ کو اپنے شہر واپس لے چلیں اور دشمنوں کے شر سے آپ کی
 حفاظت و حمایت کریں۔ ابوذر نے کہا خدا تم لوگوں پر رحم کرے واپس جاؤ کیونکہ میں تم لوگوں سے زیادہ بخود پر
 صبر کرنے والا ہوں تم ہرگز معزق مت ہو اور آپ میں باختلاف مت کرو۔ یہ کہہ کر روانہ ہوئے اور مدینہ میں داخل ہوئے
 اور عثمانؓ کے پاس آئے۔ ان کو دیکھ کر عثمانؓ نے کہا خدا آنکھوں کو اتنی عمر نہ دکھائے۔ یہ مثل زیادہ عمر والوں کے ہاتھ
 میں عرب میں مشہور تھی۔ ابوذرؓ نے کہا خدا کی قسم میرے باب میں اس عمر تک زندہ نہیں رہے جیسا کہ تم کہتے ہو۔
 لیکن خدا زندہ نہ رکھے اس کو جو خدا کی نافرمانی اور اس کے حکم کی مخالفت کرے اور اپنے نفس کا غلام بن جائے۔ یہ سنکر
 کعب الاحبارؓ اٹھا اور وہ اسے بٹھے تو خدا سے نہیں ڈتا کہ میرا مومنین کے منہ پر ایسی باتیں کرتا ہے۔ تو ابوذرؓ نے
 اپنا ڈنڈا اٹھا کر اس کے سر پر مارا اور کہا اے یہودی بچے تجھ کو مسلمانوں کے معاملہ میں دخل دینے کا کیا حق ہے؟
 خدا کی قسم ابھی تیرے دل سے یہودیت دور نہیں ہوئی ہے۔ عثمانؓ نے کہا خدا کی قسم میں اور تو ایک شہر میں نہیں
 رہیں گے تو سٹھپا گیا ہے تیری عقل ناک ہو گئی ہے۔ لوگو اس کو میرے سامنے سے دور کرنا اس کو اونٹ کی گشت
 پر بغیر اس کے کہ کوئی چیز جو سوار کرو اور خدا کو تیز ہٹا کر رہنے پہنچا دو تاکہ وہاں تنہا رہے اور کوئی مونس و
 ملگس نہ ہو یہاں تک کہ خدا اس کے متعلق جو حکم چاہے کہسے طرح اس کو ذلت و خواری کے ساتھ ہر نکال دیا
 اور ان کے جسم اقدس کو ڈنڈے سے مجروح کیا اور اذیت پہنچائی۔ عثمانؓ نے حکم دیا کہ کوئی ان کو شہر کے
 ناکہ تک پہنچانے نہ جائے۔ جب یہ خبر جناب امیرؓ کو معلوم ہوئی تو آپ اس قدر روئے کہ اس وقت سے ریش بٹا
 تر ہو گئی اور فرمایا کہ رسولؐ کے صحابی کے ساتھ کیا ایسا کرتے ہیں یا اللہ! یا اللہ! یا اللہ! یا اللہ! یا اللہ! یا اللہ! یا اللہ! یا اللہ!
 امام حسینؑ اور امام حسینؑ جید اللہ! قسم، فضل اور عبد اللہ! پس ہر اس کو ہر اس کے کراں کی مشابعت
 کو باہر نکلے اور ان کے پاس پہنچے۔ جب ابوذرؓ نے ان حضرات کو دیکھا ان کی طرف بڑھے اور ان کی جدائی پر
 رونے لگے اور کہا میرے باپ میں ان چہرہ پر نہ تھا ہوں جب میں آپ کو دیکھتا تھا جیسا کہ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 نے فرمایا آج آتے تھے اور برکت مجھے گھیر لیتی تھی پھر اپنے ہاتھ آسمان کی جانب بلند کئے اور کہا خداوند میں ان کو
 دوست رکھتا ہوں۔ اگر میرے بدن کو کھڑے کھڑے کر ڈالیں تب بھی ان کی محبت سے تیری رضا ہوئی اور

صولی ثواب آخرت کے لئے باندھ آؤں گا۔ آپ لوگ واپس جائیں خدا آپ پر رحمت کرے۔ میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ مجھے آپ کے درمیان خلافت عطا کرے سب سے بہتر خلافت۔ پھر ان لوگوں نے ان کو دوا کر کیا اور ان کی مصافحت پر مدد ملے ہوئے واپس ہوئے۔

شیخ کشی نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ عثمانؓ نے اپنے آزاد کردہ دو غلاموں کو دو سو دینار دے کر ابوذرؓ کے پاس بھیجا اور کہا کہ ابوذرؓ سے میرا سلام کہنا اور کہنا کہ یہ رقم لے لیجئے اور اپنے مصرف میں لے لیں۔ غلاموں نے آکر عثمانؓ کو پیغام پہنچایا۔ ابوذرؓ نے فرمایا کیا سارے مسلمانوں کو اتنی ہی رقم دی ہے جس قدر میرے پاس بھیجی ہے؟ غلاموں نے کہا نہیں۔ ابوذرؓ نے کہا میں بھی ایک مسلمان ہوں اور میرے لئے ہاتھ نہیں ملتا ہی رقم میں تمام مسلمانوں کو ملے۔ غلاموں نے کہا کہ عثمانؓ کہتے ہیں کہ یہ میرا ذاتی مال ہے اور قسم کھا کر کہنا اسی خدا کی جس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے کہ اس میں کچھ بھی مال حرام شامل نہیں ہے۔ ابوذرؓ نے کہا مجھ کو اس مال کی ضرورت نہیں ہے۔ اب میں نے آج صبح کی ہے اس حال میں کہ تمام لوگوں سے زیادہ بے نیاز ہوں۔ غلاموں نے کہا کہ خدائے تعالیٰ کو وفایت دے یہ مال تمہارا معین و مددگار ہوگا ہم کو تو تمہارے پاس کوئی چیز نظر نہیں آتی جس سے تم کو آرام مل سکے۔ ابوذرؓ نے کہا اس رقم سے کے پیچھے جوئی دو روٹیاں ہیں جو کئی روز کی ہیں۔ میں ان اشد فیول کو کیا کروں گا۔ خدا کی قسم میں نہیں لوں گا۔ اور خدا جانتا ہے کہ میں تمہارے اور زیادہ پر قادر نہیں ہوں۔ یقیناً میں نے علی بن ابی طالبؓ اور ان کی عسرت اور ان کے فتنہ کی عیبت کے سبب سے بے نیازی کے ساتھ صبح کی ہے جو خلق کی ہدایت کرنے والے اور خود ہدایت یافتہ ہیں اور خدائے الہی پر ماضی ہیں اور خدا کے پسندیدہ نفوس ہیں خدا کی کے ساتھ لوگوں کی ہدایت کرتے ہیں اور عدالت کے ساتھ سلوک و رفتار کرتے ہیں۔ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بطرح ان کے حق میں فرماتے ہوئے سنا ہے اور ایک بڑے آدمی کے لئے نہایت بُری بات ہے کہ جھوٹ بولے لہذا اس مال کو ان کے پاس واپس لے جاؤ اور بتادو کہ مجھے اس مال کی ضرورت نہیں ہے اور نہ اور مالوں کی جو ان کے پاس ہے یہ مال تک کہ اپنے پروردگار سے عطا کر دوں گا اور وہ میرے اور ان کے درمیان فیصلہ کرے گا۔

شیخ مفید نے روایت کی ہے کہ جب ابوذرؓ کو شام سے عثمانؓ کے پاس لائے انہوں نے پوچھا کہ اے ابوذرؓ تم کس شہر کو سب سے بہتر مانتے ہو ابوذرؓ نے کہا اُس شہر کو جو میری ہجرت کا محل و مقام ہے عثمانؓ نے کہا تم ہرگز اُس شہر میں میرے جسیا بنگر نہیں رہ سکتے جس میں نہیں ہوں۔ ابوذرؓ نے کہا تو مجھے حرم خدا (مکہ) میں بھیج دو۔ کہا یہ بھی نہیں منظور ہے۔ ابوذرؓ نے کہا تو مجھے کو فہ بھیج دو کیونکہ وہاں رسول اللہؐ کے صحابہ ہیں۔ کہا نہیں۔ تو ابوذرؓ نے کہا کہ میں پھر کسی دوسرے شہر کو پسند نہیں کرتا اور نہ اختیار کروں گا۔ عثمانؓ نے جب چلے جاؤ تب ابوذرؓ نے کہا کہ مجھے رسول اللہؐ نے حکم دیا ہے کہ اہل جند کا حکم سن لینا اور اہل جند سے صلہ رحمی کو کھینچنے کے لئے جائیں۔ اب صرف چلے جانا اگرچہ غلام حبشی کے مانند تمہارے ناک کاٹنے کا حکم ہے۔ اب میں نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ میں اپنے پروردگار سے عطا کر دوں گا اور ان کے درمیان فیصلہ کرے گا۔

دیکھا کہ اُن کے سامنے دو معصی لوگوں کی کھڑی ہیں۔ ابو ذرؓ نے کہلے عثمانؓ مجھے اس شہر سے نکال دیا اور وہاں بھیج دیا جہاں نہ کوئی زراعت ممکن ہے اور نہ میرے پاس حیوانات ہیں سوائے چند گوسفند کے اور نہ کوئی خادم ہے سوائے ایک آزاد کردہ کنیز کے اور نہ کوئی سایہ ہے سوائے درختوں کے سامنے کے، لہذا مجھے ایک خادم اور چند گوسفند تاکہ ان کے ذریعہ سے زندگی کا کچھ انتظام کروں۔ یہ سن کر عثمانؓ نے منہ بھر لیا۔ ابو ذرؓ نے دوسری طرف سے جا کر اُن کے سامنے تمام حقت کے لیے یہی باتیں کہیں، لیکن عثمانؓ نے کوئی جواب نہیں دیا تو حبیب بن مسلمہؓ نے کہا اے ابو ذرؓ میں تم کو ہزار ددم ایک خادم اور پانچ سو گوسفند دیتا ہوں۔ ابو ذرؓ نے کہا یہ چیزیں اُس کو دو جو مجھ سے زیادہ محتاج ہو۔ میں تم سے کچھ نہیں چاہتا۔ میں تو عثمانؓ سے اپنا حق طلب کرتا ہوں جو خدا نے اپنی کتاب میں میرے لیے مقرر فرمایا ہے۔ اسی وقت امیر المومنین تشریف لائے عثمانؓ نے اُن سے کہا کہ اس بے عقل کو میرے پاس سے دور کیوں نہیں کرتے۔ حضرت علیؓ نے پوچھا ہے عقل کون ہے عثمانؓ نے کہا ابو ذرؓ۔ جناب امیرؓ نے فرمایا وہ بے عقل نہیں ہیں۔ میں نے رسول خدا ﷺ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ ان کے حق میں فرماتے تھے کہ آسمان نے کسی پر سایہ نہیں ڈالا اور زمین نے کسی کا بوجھ نہیں اٹھا یا جو ابو ذرؓ سے زیادہ محتاج ہو۔ اے عثمانؓ ان کو مومن اکل قروں کے مانند قرار دو۔ اگر وہ جھوٹ کہتے ہیں تو اُس کا ضرر خود اُن کو پہنچے گا اور اگر وہ سچ کہتے ہیں تو اُن میں بعض باتیں جن کا تم سے وعدہ کرتے ہیں خدا ضرور تم تک پہنچیں گی۔

شیخ کشی نے عبد الملک بن ابو ذر غفاریؓ سے بسند محسب روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ جب عثمانؓ نے متعدد قرآن مجید چاک کیے جناب امیرؓ نے مجھ کو بلا کر فرمایا کہ جاؤ اپنے والد کو بلاؤ حبیبؓ میں نے حضرت کا پیغام اپنے والد سے عرض کیا تو وہ جلدی جلدی اُن حضرتؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرتؓ نے فرمایا کہ اے ابو ذرؓ آج ایک امر عظیم اسلام میں ظاہر ہوا۔ کتب خدا کو پھاڑ ڈالا اور لوہے کو اس کے درمیان میں رکھ دیا ہے۔ خدا پر لازم ہے کہ لوہے کا کس کے بدن پر مستقر فرمائے جس نے لولا کتاب خدا میں پہنچایا اور قرآن کو اس سے ٹکڑے ٹکڑے کیا ہے۔ یہ سن کر ابو ذرؓ نے کہا میں نے جناب رسول خدا ﷺ سے سنا ہے کہ وہ سرکش جو حضرت موسیٰؑ پر مستط ہوئے تھے انہوں نے اہلبیتؑ نبوت سے جنگ کی اور اُن پر غالب آئے تھے اور بتوں اُن کو قتل کرتے رہے۔ آخر خدا نے چند جہانوں کو اُن پر مستط کیا جو دوسرے شہر سے اُن کے شہر میں آئے تھے اور ان لوگوں نے اُن سے مقابلہ کیا اور امیر المومنینؑ آپ اس اُمت میں انہی کی مثال ہیں۔ جناب امیرؓ نے فرمایا اے ابو ذرؓ گویا تم نے خبر دی کہ میں مدد ادا جافاں گا۔ عرض کی خلیفہ تم میں جانتا ہوں کہ پیغمبر خدا کے اہلبیتؑ میں سے سب سے پہلے لوگ قتل کی ابتدا آپ سے کریں گے۔

نیز بسند معتبر زینبہؓ بن اسید سے روایت ہے کہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو ذرؓ کو دیکھا کہ کعبہ کے حلقہ سے پلٹے ہوئے کعبہ رہے تھے کہ میں ہوں جناب۔ جو شخص مجھ پر پھانسا ہے وہ تو پہچانتا ہی ہے اور جو نہیں پہچانتا تو اُس کو معلوم ہونا چاہیے کہ میں ابو ذرؓ پسرخاوند ہوں۔ میں نے بے شک رسول خدا ﷺ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ جو شخص مجھ سے پہلی مرتبہ دوسری مرتبہ پھر تیسری مرتبہ معروف ہوا تو وہ دجال کی پیروی

کرنے والوں میں ہے۔ یقیناً اس اُمت میں میرے اہلبیت کی مثال دنیا کی موجوں میں کشتی نوح کی سی ہے جو شخص اس پر سوار ہوا اُس نے نجات پائی اور جس نے اُس سے روگردانی کی وہ فرق ہوا جو کچھ میرے ذمہ تھا میں نے پہنچا دیا ہے

ابن ابی الحدید نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ جب عثمانؓ نے ابوذرؓ کو مدینہ سے نکالا اور ربذہ کی طرف جانے کا حکم دیا تو یہ بھی حکم دیا کہ منادی کرادے کہ کوئی شخص ابوذرؓ سے کلام نہ کرے اور عثمانؓ کو پہنچانے جانے اور مروان بن الحکم کو تعینات کیا کہ ان کو مدینہ سے باہر کر دے۔ فرض عثمانؓ کے خوف سے کوئی شخص ان کو پہنچانے کے لئے نہ گیا مگر حضرت علیؓ تمام حسنؓ نام حسینؓ عقیلؓ اور عمارؓ بن یاسرؓ ان لوگوں نے ان کی مشایعت کی۔ جب ان کے پاس پہنچے نام حسنؓ ابوذرؓ سے باتیں کرنے لگے تو مروانؓ نے کہہ دیے حسنؓ شائد تم کو نہیں معلوم کہ عثمانؓ نے اس مرد سے گفتگو کرنے کو منع کیا ہے۔ اگر تم کو نہیں معلوم ہے تو اب اس کو جناب امیرؓ نے یہ سنکر یا تاہیہ نہ بلند کیا اور اس کے دونوں کانوں کے بیچ میں مار کر فرمایا دور ہو خدا تجھ کو ذلیل کرے اور آگ میں ڈالے مروانؓ وہاں سے غصہ میں بھاڑا عثمانؓ کے پاس آیا اور ان کو اس کی اطلاع دی۔ عثمانؓ کو بھی بہت غصہ آیا۔ جب امیر المؤمنینؓ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ ان کو رخصت کر کے مدینہ واپس گئے تو انہوں نے حضرتؓ سے کہا کہ عثمانؓ آپ پر بہت غضبناک ہیں اس لئے کہ آپ نے ابوذرؓ کی مشایعت کی۔ حضرتؓ نے فرمایا مجھ پر ان کا غضبناک ہونا مثل گھوڑے کے غضبناک ہونے کے مانند ہے کہ وہ لگام جو اس کے دہن میں ہوتی ہے اُس پر اُترتا ہے اور چپاٹ لگتا ہے۔ لیکن جس قدر جہان ہے اس سے اُس کو کچھ فائدہ نہیں ہوتا فرض جب عثمانؓ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا کہ کیا سبب ہے کہ تم نے میرے فرستادہ مروانؓ کو دایسے صحیح دیا اور میرے حکم کی کوئی حقیقت نہ سمجھی حضرتؓ نے فرمایا تمہارے فرستادہ نے مجھے واپس کرنا چاہا تھا لہذا میں نے اُس کو واپس کر دیا اور تمہارا حکم جو کہ خدا کے فرمان کے خلاف تھا لہذا میں اُس پر عمل نہیں کر سکتا تھا۔ اور اُن کے اور امیر المؤمنینؓ علیہ السلام کے درمیان ناگوئی باتیں ہوئیں اور حضرتؓ اُن کی مجلس سے غضبناک اُٹھ کر گئے ہوئے۔ اور چونکہ اپنی بہتری نزاع میں نہیں دیکھی اس لئے صحابہ کی ایک جماعت کو درمیان میں ڈالا جنہوں نے عثمانؓ اور اُن حضرتؓ کے درمیان صلح کرادی۔

نیز ابن ابی الحدید نے روایت کی ہے کہ عثمانؓ کا ابوذرؓ کو شام کی طرف بھیجنے کا یہ سبب تھا کہ جب عثمانؓ نے مسلمانوں کے بیت المال پر دست تصرف دیا تو مروانؓ وغیرہ منافقوں کو جو جاہ و دے دیا تو ابوذرؓ راستوں اور گلیوں میں لوگوں کے درمیان کھڑے ہو کر اُن کے ناجائز طور و طریقہ کا ذکر کرنے لگے اور بلند آواز سے یہ آیت پڑھتے تھے۔ **وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يَتَّبِعُونَ نَهْيَ اللَّهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ** قَبِيضُ هَذَا بَعْدَ آيَةِ **أَلَيْسَ هَذَا** (اسے تو بہت) جو لوگ چاندی اور سونا جمع کرتے ہیں اور راہِ خدا میں خرچ نہیں کرتے اسے رسولؐ اُن کو ورنہ ناک خدا کی خوشخبری دے دے وہ عثمانؓ کو اس کی اطلاع پہنچاتی ہیں

اسلام مخالف فرماتے ہیں کہ مرتبہ ہم مراد مرتبہ دوم گویا امیر المؤمنینؓ کے ساتھ جنگ قتال طر

حضرت عثمانؓ کی حالت میں کہ ان کو مروانؓ نے مدینہ سے نکالا اور ان کو رخصت کر کے مدینہ واپس گئے تو انہوں نے حضرتؓ سے کہا کہ عثمانؓ آپ پر بہت غضبناک ہیں اس لئے کہ آپ نے ابوذرؓ کی مشایعت کی۔ حضرتؓ نے فرمایا مجھ پر ان کا غضبناک ہونا مثل گھوڑے کے غضبناک ہونے کے مانند ہے کہ وہ لگام جو اس کے دہن میں ہوتی ہے اُس پر اُترتا ہے اور چپاٹ لگتا ہے۔ لیکن جس قدر جہان ہے اس سے اُس کو کچھ فائدہ نہیں ہوتا فرض جب عثمانؓ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا کہ کیا سبب ہے کہ تم نے میرے فرستادہ مروانؓ کو دایسے صحیح دیا اور میرے حکم کی کوئی حقیقت نہ سمجھی حضرتؓ نے فرمایا تمہارے فرستادہ نے مجھے واپس کرنا چاہا تھا لہذا میں نے اُس کو واپس کر دیا اور تمہارا حکم جو کہ خدا کے فرمان کے خلاف تھا لہذا میں اُس پر عمل نہیں کر سکتا تھا۔ اور اُن کے اور امیر المؤمنینؓ علیہ السلام کے درمیان ناگوئی باتیں ہوئیں اور حضرتؓ اُن کی مجلس سے غضبناک اُٹھ کر گئے ہوئے۔ اور چونکہ اپنی بہتری نزاع میں نہیں دیکھی اس لئے صحابہ کی ایک جماعت کو درمیان میں ڈالا جنہوں نے عثمانؓ اور اُن حضرتؓ کے درمیان صلح کرادی۔

لیکن وہ اپنے کاموں میں مشغول تھے اور ان کی طرف متوجہ نہیں ہوئے۔ مگر جب حصے زیادہ شکایتیں پہنچیں تو حضرت عثمانؓ نے اپنے آزاد کردہ ایک غلام کو ابو ذرؓ کے پاس بھیجا اور کہہ دیا کہ ان باتوں کو ترک کر دیں تو ابو ذرؓ نے کہا کہ کیا عثمانؓ کا کتاب خدا پڑھنے سے منع کرتے ہیں اور اس شخص کی عیب گیری سے روکتے ہیں جو خدا کے احکام کو ترک کرتا ہے۔ خدا کی قسم اگر خدا کو راضی کروں تو عثمانؓ کے غصہ ہونے سے میرے نزدیک زیادہ محبوب اور زیادہ بہتر ہے اس سے کہ عثمانؓ کو راضی رکھ کر خدا کو غضبناک کروں۔ ان کی اس بات سے عثمانؓ کو اور زیادہ غصہ آیا لیکن مصلحتاً ان سے کچھ تعرض نہ کیا۔ پھر ایک روز عثمانؓ نے اپنی مجلس میں کہا کہ آیا جائز ہے امام کے لئے کہ بیت المال سے کچھ بطور قرض لے لے اور جب اس کو وہ حاصل ہو جائے تو بیت المال کا قرض واکر دے۔ کعب الاحبارؓ نے کہا کوئی حرج نہیں۔ ابو ذرؓ نے یہ سن کر فرمایا کہ اے ذی یہودی کے بیٹے کیا تو بھی ہم کو ہمارے دین کی تعلیم دیتا ہے۔ یہ سن کر عثمانؓ نے کہا اے ابو ذرؓ تمہاری طرف سے میرے اور میرے اصحاب کے لئے اذیتوں کی انتہا ہو گئی پھر حکم دیا تو ان کو شام میں پہنچا دیا گیا۔ وہاں انہوں نے معاویہ کے تاپسندیدہ اطوار مشاہدہ کیئے اور ان کی بھی عیب گیری اور مذمت کرنا ضرورت کی۔ ایک روز معاویہؓ نے تین سواشر فیاں سونے کی ابو ذرؓ کے لئے بھیجیں۔ ابو ذرؓ نے اس کے قاصد سے کہا کہ اگر میرا حصہ ہے جو اب کے سال تم نے مجھے نہیں دیا ہے تو قبول کرنا ہوں اور اگر تمہاری طرف سے بخشش و احسان ہے تو مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ افسوس مال کو وہ پس کر دیا۔ پھر معاویہؓ نے جب قبۃ خضر دمشق میں تعمیر کرایا تو ابو ذرؓ نے کہا اے مایہ گریہ خدا کے مال سے بنوایا ہے تو تو نے خیانت کی ہے اور اگر اپنے مال سے تعمیر کر لیا ہے تو فضول خرچی کی ہے۔ اس سطرچ ابو ذرؓ ہمیشہ شام میں کہا کرتے تھے کہ اس عہد میں خدا کی قسم چند عتیں ایجاد ہوئی ہیں جو نہ خدا کی کتاب کے موافق ہیں نہ سنت رسول اللہؐ کے مطابق۔ میں دیکھتا ہوں کہ حق نازل کیا جا رہا ہے مباحطل کو مباح دیا جا رہا ہے۔ اور حرم کو حرم نہ کہا جا رہا ہے اور نیکیوں کا حق ناجبریل کو دیا جا رہا ہے۔ آخر عیب بنی مسلمہ فہری نے معاویہؓ سے کہا کہ ابو ذرؓ اہل شام کو تم سے مغرور کر دیں گے لہذا ان کا تذکرہ کرو۔ نیز غلام بنی جندل سے دعایت ہے کہ میں عثمانؓ کی خلافت کے زمانہ میں تفسیر میں پر معاویہ کا مال تھا ایک روز انہیں کسی ضرورت سے معاویہؓ کے پاس گیا تاگاہ عین نے سنا کہ کوئی دعوادہ پر چڑھا رہا ہے کہ تمہاری طرف اذیتوں کی قطار آ رہی ہے جس پر جہنم کی آگ بارگشتہ ہیں۔ اسے خدا تعالیٰ لعنت کرے ان لوگوں پر جو دوسروں کو تکلیف کا حکم دیتے ہیں اور خود ترک کرتے ہیں اور اسے ملعونہ لعنت کرے ان لوگوں پر جو اوروں کو گناہوں سے منع کرتے ہیں اور خود اس پر عمل کرتے ہیں۔ یہ سن کر معاویہؓ کا چہرہ متغیر ہو گیا اور اس نے جھ سے کہا کیا اس شخص کو پہچانتے ہو جو یہ سب چلا رہا ہے میں نے کہا نہیں۔ تو معاویہؓ نے کہا یہ جندب بن جنادہ ہے۔ ہر روز میرے محل کے دعوادہ پر آ گریوں ہی صدا دیتا ہے۔ پھر حکم دیا کہ اس کو قتل کر دیں۔ تاگاہ میں نے دیکھا کہ لوگ ابو ذرؓ کو پکڑ لے گئے اور معاویہؓ کے سامنے کھڑا کیا۔ معاویہؓ نے کہا اے دشمنی خدا و رسولؐ تو ہر روز ہمارے پاس آ کر ایسی باتیں سنتا ہے اگر میں بغیر عثمانؓ کی اجازت کے محمد مصطفیٰ علیہ السلام کے کسی صحابی کو قتل کرتا تو قتل کرتا لیکن نہیں تیرے متعلق عثمانؓ سے اجازت لے لوں گا۔ غلام نے کہا میں نے چاہا کہ ابو ذرؓ کو بچاؤں

معاویہؓ نے کہا کہ ابو ذرؓ کو قتل کر دینا میرا حق ہے لیکن میں نے اس سے اجازت لے لی ہے کہ اس کو زندہ رہے اور اس کی خدمت میں نہ آئے

کیونکہ وہ میرے قیدی سے تھے۔ غرض میں نے ان کو دیکھا وہ گندمی رنگ کے بلند قد کے فیکے پتلے آدمی تھے۔ جن کی دائرہ منی نہ تھی۔ بڑھاپے کے سبب ان کی کمر کی جو گئی تھی مختصر یہ کہ ابو ذرؓ نے مسابیح کے جواب میں کہا کہ میں غلام رسولؐ کا دشمن نہیں ہوں بلکہ تو اور تیرا باپ خدا اور رسولؐ کے دشمن ہیں۔ تم نے رسولؐ کو اسلام قبول کیا تھا اور حقیقت میں کافر تھے اور آنحضرتؐ نے تم پر اکثر لعنت کی ہے اور تم کو بددعا دی ہے کہ تو کبھی سیر نہ ہوگا۔ اب تو آنحضرتؐ نے خبر دی ہے کہ جب اس اُمت کا حکم ایک کشادہ چشم لمبی گردن والا شخص ہوگا وہ بہت کھائے والا ہوگا اور کبھی سیر نہ ہوگا اُس وقت میری اُمت کے لوگوں کو چاہیئے کہ اُس کے شتر سے بچے رہیں۔ مسابیح نے کہا وہ میں نہیں ہوں۔ ابو ذرؓ نے کہا بلکہ تو ہی ہے۔ آنحضرتؐ نے مجھے خبر دی ہے کہ تو ہی ہے۔ ایک دفعہ تو حضرتؐ کی طرف سے گزرا تھا میں نے سنا کہ حضرتؐ فرما رہے تھے کہ خداوند اسی پر لعنت کرے اور کبھی سیر نہ کرے بجز قبر کے۔ پھر میں نے سنا کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اس کی مقدر آگ میں ہے۔ یہ سنکر مسابیح ہنسا اور حکم دیا کہ ابو ذرؓ کو قید کر دو پھر ان کے حالات عثمانؓ کو لکھے تو عثمانؓ نے ان کو طلب کر لیا جس طرح کہ سابق میں ذکر کیا جا چکا۔

شیخ طوسی نے روایت کی ہے کہ ابو بکرؓ نے کہا کہ میں جناب سلمانؓ فارسی کے ساتھ حج کو روانہ ہوا جب ہم رینہ پہنچے تو ابو ذرؓ کے پاس گئے۔ ابو ذرؓ نے فرمایا کہ میرے بعد فتنہ پیدا ہوگا۔ جب وہ فتنہ طاق ہو تو تم پر لازم ہے کہ کتاب خدا اور جنگ دیں علیؓ بن ابی طالبؓ سے تم تک کرنا اور ان سے علیحدہ نہ ہونا۔ کیونکہ میں نے جناب رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے آپؐ فرماتے تھے کہ علیؓ پہلے شخص ہیں جو مجھ پر ایمان لائے اور دوسروں سے پہلے میری تصدیق کی اور روز قیامت سب سے پہلے مجھ سے مصافحہ کریں گے وہ صدیق اکبر اس اُمت کے اور خلیفہ اعظم ہیں جو حق کو باطل سے جدا کرتے ہیں۔ وہ مومنوں کے بادشاہ اور منافقوں کے مال کے مالک ہیں۔

ابن بابویہ نے نیز بن قتب سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں رینہ میں ابو ذرؓ کے پاس گیا وہاں ایک عورت کو دیکھا۔ پوچھا ابو ذرؓ کہاں ہیں اُس نے کہا کسی کام کو گئے ہیں۔ ناگاہ میں نے دیکھا کہ وہ آ رہے ہیں۔ اور دفعتاً دو تلوں کو قطار میں لٹکائے ہوئے لیٹے ہوئے ہیں۔ ہر ایک کی گردن میں پانی کی ایک ایک مشک لٹکی ہوئی ہے۔ میں اُٹھا اور سوچا کہ کیا ابو ذرؓ یہ کیا کر رہے ہیں۔ جب وہ گھر میں داخل ہوئے تو میں نے سنا کہ وہ اپنی عورت سے فرمایا ہے کہ تو ایسی ہی ہے جیسا رسولؐ اللہؐ نے فرمایا ہے کہ عورت بیٹری ہڈی کے مانند ہے۔ اگر تم اس کو سیدھا کر دو گے تو ٹوٹ جائے گی اور اس کو اپنے حال پر چھوڑ دو گے تو اس سے فائدہ ہائے۔ پھر میرے سامنے ایک پیالہ لائے جس میں کوئی جانور ہر یاں مثل اسفر کے تھا اور کہا کہ کھاؤ میں تو دفعہ سے ہوں۔ پھر کھڑے ہو کر دو رکعت نماز ادا کی اور خاموش ہو کر میرے پاس آئے ان کا نا شروع کیا۔ میں نے کہا سبحان اللہ مجھے کبھی گمان نہ تھا کہ تم ہمارے ایسا شخص جھوٹ بولی سکتا ہے۔ تم نے کہا تھا کہ میں دفعہ سے ہوں اور میرے ساتھ گوشت

کہا ہے ہو۔ ابو ذرؓ نے کہا میں اس چھینے تین روز روزہ رکھ چکا ہوں اور پھر سے چھینے کے روزوں کا ثواب حاصل کر چکا ہوں۔ اب میں چاہوں تو باقی روزہ رکھوں یا افطار کروں۔

ابن طاووسؒ نے بسند ماہی نے معتبر مہدی بن ثعلبہ دفریہ سے روایت کی ہے کہ جب ابو ذرؓ اس بیماری میں مبتلا ہوئے جس میں اُن کا انتقال ہوا تو ہم اُن کی عیادت کو گئے اور اُن سے وصیت کرنے کو کہا فرمایا میں نے اپنا وصی امیر المؤمنین کو قرار دیا ہے۔ میں نے کہا کیا آپ کی مراد عثمانؓ سے ہے؟ فرمایا نہیں بلکہ امیر المؤمنین اُس کو کہتا ہوں جو حق اور سچائی کے ساتھ مومنوں کا امیر ہے یعنی علی بن ابی طالبؓ۔ وہی زمین کی بہار ہیں جن سے زمین ساکن اور آباد ہے اور وہی اس امت میں عالم بتائی ہیں۔ اگر وہ تمہارے درمیان سے چلے جائیں تو تم زمین میں بے انتہا درد و ہلاکت والی دیکھو گے۔ میں نے کہا ہم جانتے ہیں کہ جس کو پیغمبر خدا بہت زیادہ دوست رکھتے تھے تم بھی اس کو دوست رکھتے ہو۔ بتاؤ تم کس کو سب سے زیادہ دوست رکھتے ہو فرمایا دنیا میں سب سے زیادہ محبوب میرے نزدیک وہ میرا مظلوم ہے جس کا حق لوگوں نے غصب کر لیا ہے یعنی علی بن ابی طالبؓ۔

یعنی نے بسند صحیح حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ایک روز روزہ میں لوگوں نے ابو ذرؓ کو دیکھا کہ اپنے دھار گوش کو پانی پلورہے تھے۔ اس سے کہا کیا کوئی آدمی تمہیں ہے کہ اس پھر کو پانی سے فرمایا میں نے رسول خداؐ سے اشد علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے آپ نے فرمایا کہ ہر جو پیادہ جب صبح ہوتی ہے تو دعا کرتا ہے کہ خداوند! مجھے ایسا مالک روزی کر جو چارہ سے مجھے سیرا دہیاتی سے سیراب کئے اور میری طاقت سے زیادہ مجھ پر بوجھ نہ ڈالے۔ اسی سبب سے میں اس کو خود پانی پلا رہا ہوں۔

شیخ کشی نے روایت کی ہے کہ جناب رسول خداؐ نے اشد علیہ وآلہ وسلم نے ابو ذرؓ کی شان میں فرمایا کہ آسمان نے سایہ نہیں ڈالا اور زمین گرد آلود نے کسی کا بار نہیں اٹھایا جو ابو ذرؓ سے زیادہ سچے بولنے والا ہو۔ وہ تنہا زندگی بسر کریں گے تنہا بہشت میں داخل ہوں گے اور تنہا مبعوث ہوں گے۔ وہ بالاعلان الخیر اور ان کے فضائل بیان کرتے تھے اور کہتے تھے کہ وہی رسول خداؐ کے وصی اور خلیفہ ہیں۔ اسی لئے اُن کو حرم خدا و رسولؐ سے نکالی دیا اور شام سے برہنہ اُٹھ پر سوار کر کے طلب کیا۔ اور وہ برابر ندا دیتے تھے کہ یہ جہنم کی آگ کی قطاریں تمہارے واسطے لائی جا رہی ہیں۔ اور فرماتے تھے کہ میں نے رسول خداؐ سے سنا ہے کہ جب ابوالعاص کی اولاد کی تعداد تیس تک پہنچ جائے گی تو وہ دین خدا کو فاسد کریں گے اور خدا کے بندوں کو اپنا غلام سمجھیں گے اور خدا کے مال کو اپنوں میں لیک جائے گا۔ اور میرے ہاتھ تکیو پہنچاتے اور گھبراتے رہیں گے۔ اسی سبب سے ان کو فرد قاتلہ اور قاتلے حال میں مار ڈالا اور اللہ تعالیٰ تمام حالات میں صبر کرتے رہتے ہیں۔

نیز روایت ہے کہ جب ابو ذرؓ کی وفات کا وقت آیا اپنی زندگی سے کہا کہ اپنی گوشتیں میں سے ایک گوشتیں کھ کر کے اُس کا گوشت پکاؤ اور جب میرا انتقال ہو جائے تو عراق کے راستہ پر جا کر بیٹھ جانا اور جو سب سے پہلا قافلہ اُس سے کہہ کر لے بنکان خدا یہاں صحابی رسولؐ خلیفہ و خات پانی اور لے بڑھنا کی رحمت سے حاصل ہوئے ہیں ان کی تجہیز و تکفین میں آپ لوگ میری مدد کیجئے۔ پھر ابو ذرؓ نے کہا کہ مجھے

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی ہے کہ نبی عظیم غربت میں مروں گا اور آنحضرتؐ کی اُمت کے صالح اور نیک لوگ غلے فصل و کھن و دین کے اور دینی کریں گے پھر عقیقہ بنی اسود بھی نے روایت کی ہے کہ ہم مالک اشترؓ کے ساتھ مع ایک جماعت موصلین کے حج کے لیے روانہ ہوئے۔ جب ہند پہنچے ایک عورت کو جو میرزاہ پیشی ہوئی دیکھا۔ اُس نے ہم لوگوں سے کہا کہ اے بند گاہن خدا اے نیک کردار مسلمان نور رسول خدا کے صحابی ابو ذرؓ نے اس غربت میں انتقال کیا ہے اور میرا کوئی غماز نہیں ہے جو اُن کے دفن میں میری مدد کرے۔ یہ سن کر ہم لوگوں نے ایک دوسرے کو دیکھا اور خدا کا شکر کیا کہ ایسی سعادت ہم کو نصیب کی کہ ایسے بزرگ کی تجہیز کریں۔ مگر اُن کی مصیبت ہم لوگ بہت غمگین ہوئے اور کہا اِنَّا بَشَرٌ ذَاتَا الْاَلْبَانِ رَا جُذُؤُن۔ غرض ہم لوگ اُس زین بکین کے ہمراہ گئے اور ابو ذرؓ کی تجہیز و متوجہ ہوئے اور ہمارے درمیان نزاع ہوئی یہ کہ ہم میں سے ہر شخص چاہتا تھا کہ اپنے مال سے اُن کو کفن دے۔ آخر یہ طے پایا کہ ہر شخص اپنے مال سے برابر کا حصہ صرف کرے۔ پھر ہم سب نے اُن کو شریک ہو کر غسل دیا جب فارغ ہوئے تو مالک اشترؓ نے آگے کھڑے ہو کر امامت کی اور ہم سب نے اُن پر نماز پڑھی اور دفن کیا پھر مالک اشترؓ اُن کی قبر پر کھڑے ہو کر بولے خداوند ایہ ابو ذرؓ تیرے رسولؐ کے صحابی ہیں انہوں نے عبادت کرنے والوں کے ساتھ تیری عبادت کی اور تیری خوشنودی کے لیے مشرکوں سے جہاد کیا اور دین میں سے کسی امر میں کوئی تغیر و تبدل نہیں کیا۔ لیکن تیرے دین میں منافقین کی طرف سے حوید عین و غشیں اُن سے اپنی نہان اوسا اپنے دل سے انکار کیا۔ اسی سبب سے لوگوں نے تیرے ظلم و زیادتی کی اور اپنے شہر سے ان کو نکال دیا اور حقوق سے ان کو محروم کیا اور ان کو حقیر و ذلیل سمجھا۔ اور وہ تنہا عالم غربت میں بسر کرتے رہے۔ خداوند اُس شخص کی شان و شوکت اور اقتدار کو مٹا دے جس نے ان کو ان کے حق سے محروم کیا اور اُن کے عمل ہجرت اور حرم رسولؐ سے باہر کیا۔ ہم سب نے ہاتھ اٹھا کر آمین کہا۔ پھر وہابی بی بیوں کو مقتدا بنیں اور کہا ابو ذرؓ نے آپ لوگوں کو قسم دی ہے کہ اس مکان سے ہرگز قدم نہ نکالیں جب تک کہ اس طعام کا نامشتہ نہ کر لیں۔ یہ سن کر ہم لوگوں نے نامشتہ کیا اور واپس گئے۔ شیخ طوسیؒ نے اس واقعہ کو موسیٰ بن جعفر سے روایت کی ہے۔

کتاب روضۃ العظیمین میں مذکور ہے کہ ابو ذرؓ سے اُن کی وفات کے وقت کسی نے پوچھا کہ تمہارا مال کیا ہے؟ فرمایا میرا مال عمل ہے۔ لوگوں نے کہا کہ ہم تو چاندی اور سونے کے بارے میں پوچھ رہے ہیں ابو ذرؓ نے کہا میں نے کوئی صبح اور شام دُنیا میں نہیں گزاری جس میں میرے پاس خزانہ نہ ہو کہ میں نے اپنا مال جمع کیا ہو۔ میں نے اپنے خلیل رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ آدمی کا خزانہ قبر ہے۔

ابن ابی الحدید نے دوسری روایت کے مطابق نقل کیا ہے کہ یہ لوگ ابو ذرؓ کے پاس اُن کی زندگی ہی میں پہنچے۔ ابو ذرؓ نے ان سے کہا کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے آپ ایک گروہ سے فرماتے تھے جن کے ساتھ میں بھی تھا کہ تم میں سے ایک شخص کا قبرستان میں انتقال ہو گا اور مومنوں کا ایک گروہ اُس کے جنازہ میں حاضر ہو گا اور وہ لوگ جس سے حضرتؐ نے یہ مشینگوئی فرمائی تھی سوائے میرے سب کے سب لے

ابو ذرؓ کی عقیقہ بنی اسود سے روایت کی ہے۔

ابو ذرؓ کا خزانہ قبر ہے۔

اپنے اپنے شہروں میں وفات پائی اور میں جانتا ہوں کہ وہ شخص مذکور میں ہوں۔ اگر میرے یا میری بیوی کے پاس کوئی لباس ہوتا جو میرے کفن کے لیے کافی ہوتا تو میں کسی گوارا نہ کرتا کہ کوئی مجھے کفن دے اور میں تب لوگوں کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ آپ میں سے کوئی وہ شخص مجھے کفن نہ دے جس نے حکومت و ولایت کی ہو یا کسی گروہ کی نقابت کی ہو یا ظالموں کا دوست رہا ہو یا کسی ظالم کا قاصد رہا ہو۔ انہی لوگوں میں ایک مرد انصاری تھا جو کسی حکومت و ولایت میں شامل نہیں ہوا تھا اس نے کہا اسے ہم بند گوار میں آپ کو اسی مرد کا جو اوٹھے ہوں اور وہ کپڑے جو میرے ہمراہ صندوق میں ہیں ان کا کفن دوں گا۔ ان کپڑوں کا دھاگا میری ماں نے کاٹا اور میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا ہے۔ یہ سنکر ابو ذر نے کہا میں مجھ کو تم ہی کفن دینا۔

شیخ حنفیہ نے ابولامہ باہلی سے روایت کی ہے کہ جب عثمان نے ابو ذر کو دہذہ بھجوا تو ابو ذر نے خدیجہ بن الیمان کو خط لکھا کہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم اما بعد اے بھائی خدا سے قند جو ڈرنے کا حق ہے جس سے تمہارا گریہ زیادہ ہو۔ اور دنیا کے تعلقات سے دل کو آزاد کرو اور لوگوں کو خدا کی جلالت میں بیدار رہو اور طاعتِ معبود میں اپنے بدن کو مشقت میں ڈالو۔ کیونکہ اُس کے لیے یہ گریہ اور دیا مشقتِ عزت و ادا ہے جو یہ جانتا ہے کہ جہنم اُس کے لیے ہے جس پر خدا غضبناک ہوتا ہے اسی لیے اُس کا گریہ اور مشقت اور لوگوں کا رعبوت میں جاگنا زیادہ ہوتا ہے یہاں تک کہ وہ جان لے کہ خداوندِ عالم اُس سے خوشنود و راضی ہوا۔ اور سزاوار ہے اُس کے لیے جو یہ جانتا ہے کہ بہشت اُس کی جگہ ہے جس سے خدا راضی و خوش ہوتا ہے۔ اس لیے وہ حق کی جانب رُخ کرتا ہے کہ شاید اس سبب سے وہ نجات پا جائے اور خدا کی رضا حاصل کرنے کے لیے اپنے مال اور اہل و عیال سے قند ہٹا آسان لگے اور اپنی راتوں کی بیداری اور دنوں کو روزہ رکھنا اور ظالموں اور ظالموں کے ساتھ اپنے ہتھ اور زبان سے جہاد کرنا سہل لگے یہاں تک کہ یہ جان لے کہ خداوندِ عالم نے اُس پر بہشت کو لازم کر دیا۔ اور یہ باتیں نہیں معلوم ہو سکتیں مگر مرنے کے بعد۔ اور جو شخص یہ چاہے کہ بہشت میں جوار رحمت الہی میں ہو اور پیغمبروں کا رفیق ہو اُس کے لیے لازم ہے کہ ویسا ہی بن جائے جیسا کہ میں نے بیان کیا۔ اے میرے بھائی تم ان لوگوں میں سے ہو جن سے مجھے اپنے رنج و غم کے بیان سے راحت ہوتی ہے اور انہی سے شکایت کرتا ہوں یہ کہ ظالموں نے میری اذیت سنا لی میں ایک دوسرے کی مدد کی بیشک میں نے ستمگاروں کے مظالم اپنی آنکھوں سے دیکھے اور اُن کی باطل باتیں اپنے کانوں سے سُنیں اور اُن سے انکار کیا تو مجھے اُن لوگوں نے اپنی حلاوتِ خشش سے محروم کر دیا اور مجھے شہر بہ شہر آوارہ کیا اور مجھے اپنے عزیزوں اور بھائی سے ہٹا کر دیا اور حرمِ خدا و شہل سے مجھ کو باہر کر دیا اور میں اپنے خداوندِ ہندگ و بڑتر سے پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ ان باتوں سے میری شکایت خدا سے ہو کہ لوگوں نے میرے ساتھ یہ برتاؤ کیئے بلکہ میں تم کو آگہ کرتا ہوں کہ میں راضی ہوں اُس پر جو کچھ خدا نے میرے لیے پسند کیا اور جو کچھ میرے حق میں حکم فرمایا اور جو کچھ میرے لیے مقدر کیا ہے میں اپنی اُل کیغیتوں کا تم سے اظہار کر رہا ہوں تاکہ خدا سے میرے لیے اور عام مسلمانوں کے لیے راحت و کشائش طلب کرو۔ اور دعا کرو کہ حق تعالیٰ مجھ کو اور سب مسلمانوں کو وہ امر نصیب کرے جس کا نفع زیادہ ہو اور اس کا انجام

خاتمہ

ابو ذر غفاری کے حالات

زیادہ بہتر ہو و التسلیم۔

حذیر نے اس خط کے جواب میں لکھا: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مایہ اسے میرے بھائی آپ کا خط چھو کر
 ملا جس میں آپ نے مجھ کو قیامت میں میری بازگشت سے ڈرایا اور صحبت سے پرہیز دہننے کی تاکید فرمائی ہے
 اور حین امور میں میرے نفس کی اصلاح ہے اُن کی ترغیب و تحریریں فرمائی ہے۔ اسے بلا اور آپ ہمیشہ میرے
 اور تمام مسئلہ اول کے خیر خواہ اور ہمراہ رہے اور سب پر شفقت و احسان کرنے لگے اور سب کے لئے خائف و
 ترسان رہے ہیں اور ہمیشہ ان کو نیکیوں کا حکم دیتے اور بُرائیوں سے منع کرتے رہے ہیں لیکن خدا کی خوشنودی کی
 جانب کسی کی ہدایت نہیں جتنی غرض کی طرف سے جس کے سوا کوئی خدا نہیں۔ اور اُس کے غضب اور عذاب سے کوئی
 نجات نہیں پا سکتا مگر اسی کے کرم و احسان اور خود رحم و بخشش سے۔ لہذا میں مایہ سے اپنے اور اپنے خاص
 متعلقین اور تمام انسانوں اور اس امت کے تمام لوگوں کے لئے اُس کی عام بخشش اور وسیع رحمت کا طالب ہوں۔
 میرے بھائی جو کچھ آپ کے ساتھ ظلم و ستم کیا گیا ہے مئی آپ کو شہر سے باہر نکالا گیا غریب الوطن کیا گیا اور اپنے
 وعدہ اوروں سے قدر کیا گیا یہ سب آپ کے خط سے معلوم ہوا اور مجھ پر بہت شاق گزرا۔ میرے بھائی اگر میں جانتا کہ یہ آپ کی
 شکلیں مال کے ذریعہ و فح ہو سکتی تھیں اپنا تمام مال بڑی خوشی سے قربان کر دیتا۔ خدا کی قسم اگر ہو سکتا کہ مجھے آپ کی
 شکلیوں میں شریک کر لیں گے اور آپ کی بلاؤں میں سے نصف میرے اوپر ڈال دیں گے تو ان لوگوں سے اس سرکار کا
 سوال کرتا۔ لیکن یہ تمام امور ہم لوگوں کے لئے اُستساہ ہے جس قدر خدا کو منظور ہے۔ اسے بھائی چاہئے کہ میں اور آپ دونوں
 خدا کی بارگاہ میں گریہ و زاری کریں اور اُس کے ثواب کی جانب رغبت کریں اور اس کے عذاب سے نجات پائیں بیشک
 مغرب ہمارے جانوں کو اذیت پہنچائیں گے و بہت جلد ہمارے میں زندگی کو ہمارے بدلوں کے درختوں سے
 کاٹ ڈالیں گے اور مجھ کو اور آپ کو بارگاہ احدیت میں طلب کریں گے اور ہم قبول کریں گے پھر ہمارے اعمال
 خدا کے نور و بخشش ہوں گے تو اس وقت ہم محتاج ہوں گے اُن اعمال کے جو ہم پہلے سے بھیج چکے
 ہوں گے۔ اسے بھائی جو کچھ آپ سے ضائع ہو چکا ہے اُس کا لم دیکھئے اور جو کمزریات آپ کو پہنچے ہیں اُن پر
 شکلیں و رنجیدہ نہ ہو جائیں بلکہ خدا سے اُس کا اجر طلب کیجئے اور اُس کی جانب سے ثواب عظیم کے منتظر رہئے۔
 اسے بھائی موت کو اپنے لئے اور آپ کے لئے دنیاوی زندگی سے بہتر بتاتا ہوں کیونکہ بے انتہا فتنے پیدا ہو چکے
 ہیں ہر ایک کے ہر ایک شب تار کے لمحوں کے مانند آ رہے ہیں۔ اہل دنیا نے اپنے مرکبوں کو حلال کر دیا ہے
 احوال دنیا اپنے گھوڑوں کی تالوں سے پھال کر رہے ہیں۔ ان فتنوں میں تمہاری شکلیں گی اور موت کو گوشت مسلط ہو جائے
 گی۔ جو شخص ان فتنوں میں سر نہ لگائے گا یا اُن سے بڑھ ہوگا یا اُن میں گھوڑے خدا کے گاہے مشبہ نفس ہوگا۔ ان
 جب کے قبیلے خواہ وہ شہر کے باشندے ہوں یا صحرا میں رہنے والے ہوں ان میں سے ہر ایک ان
 فتنوں میں تصرف کرے گا۔ اور ان ناملوں میں جو سب سے زیادہ ظالم ہوگا وہی سب سے زیادہ معزز ہوگا اور
 جو زیادہ پرہیزگار ہوگا وہ سب سے زیادہ ذلیل ہوگا۔ لہذا خداوند کریم مجھ کو اور آپ کو اس زمانہ سے پناہ میں لے
 جس میں لوگوں کا یہ حال ہوگا بیشک آپ کے لئے اُنٹھے بیٹھے کسی حال میں بھی دعا سے باز نہ رہوں گا کیونکہ
 خدا نے قرآن میں دعا کا حکم دیا ہے اور قبول کرنے کا وعدہ کیا ہے جیسا کہ فرمایا ہے کہ اذ عوذنی آستجب لک

طیب خداوند عالم ہے اور وعدہ و تکلیف اُسی کے سبب سے ہے۔ پھر اُن کی دختر بیان کرتی ہیں کہ جب میرے والد کی نگاہیں ملک الموت پر پڑیں تو فرمایا مر جی اُس دوست کے لئے جو ایسے وقت آیا ہے جبکہ اُس کی بڑی اصلاح تھی۔ ستگاری نہ ہو اُس کے لئے جو تمہارے دیدار سے نادم و پشیمان ہو۔ خداوند اچھ کو اُس کے ذریعہ سے اپنے حوالہ رکھیں۔ پھر اُسے تیرے حق کی قسم کہ تو جانتا ہے کہ میں ہمیشہ تیری ملاقات کا خواستگار رہا ہوں اور کبھی موت سے میں نے کراہت نہیں کی ہے۔ اُن کی صاحبزادی کہتی ہیں کہ جب اُن کا انتقال ہو گیا تو میں نے چادر اُٹھ کر اُن کی لاش پر چڑھ کر قافلہ کے راستہ پر بیٹھ گئی۔ کچھ لوگ وہاں آئے میں نے اُن سے کہا کہ اے گروہ مسلمان! ابو ذرؓ صحابی رسولؐ کے یہاں رحلت فرمائی ہے۔ یہ شکر وہ لوگ سوار یوں سے اترے اور اُن کے علم میں نہ آئے۔ پھر اُن کو غسل دیا، کفن پہنایا اور نماز پڑھ کر اُن کو دفن کیا۔ اُن لوگوں میں مالک اشتر بھی تھے۔ روایت ہے کہ مالک بیان کرتے ہیں کہ میں نے اُن کو اُس کی پڑے گا کفن دیا جو اپنے ساتھ رکھتا تھا جس کی قیمت چار ہزار درہم تھی۔ اُن کی دختر کا بیان ہے کہ میں اپنے باپ کی قبر پر اس طرح رہتی تھی کہ جب جب وہ نمازیں اپنی زندگی میں پڑھا کرتے تھے میں بھی پڑھتی اور جب جب وہ روزہ رکھتے میں بھی رکھتی تھی۔ ایک رات میں نے اُن کو دیکھا کہ نماز شب کے بعد وہ تلاوت قرآن میں مصروف ہیں جس طرح زندگی میں پڑھا کرتے تھے۔ میں نے پوچھا بابا جان! خدا نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟ فرمایا بیٹی! میں اپنے کریم پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہوا وہ مجھ سے خوش ہوا اور میں اُن سے راضی ہوا اُس نے مجھ پر نماز شش فرمائیں اور مجھے گرامی فرمایا اور بخششیں کیں۔ لیکن اُسے یہی عمل کر مگر فرود نہ کر۔ اکثر اہل تاریخ نے بھلے دخترؓ ابو ذرؓ کی زہد بیان کیا ہے۔

احمد بن حاتم کوئی نے بیان کیا ہے کہ جو لوگ کہ ابو ذرؓ کے دفن و کفن میں شریک تھے وہ احنف بن قیس تھے، مسعود بن روح بن العبدی، خالد بن العبدی، عہد اللہ بن مسلمہ التیمی، اطلال بن مالک المزنی، جریر بن عبد اللہ البجلی، اسود بن یزید النخعی اور مالک اشتر تھے۔ جب یہ لوگ ابو ذرؓ کی نماز میت سے خدش ہوئے مالک اشترؓ کی قبر کے پاس کھڑے ہوئے اور خدا کی حمد و ثنا کے بعد کہا خداوند ابو ذرؓ تیرے رسولؐ کے صحابی تھے۔ تیری کتابوں اور تیرے رسولؐ پر ایمان لائے تھے اور دین کی راہ میں جہاد کیا اور اسلام کی راہ پر ثابت قدم رہے اور دین کے شام میں کوئی تغیر و تبدل نہیں کیا۔ چند باتیں طریق سنت کے خلاف دیکھیں تو اُن سے اپنے دل و زبان سے انکار کیا اس سبب سے لوگوں نے اُن کو حقیر کہا اور اُن کو اُن کے حق سے محروم کر دیا۔ اُن کی کو شہر سے نکال دیا اور اُن کو بے کار کر کے چھوڑ دیا۔ غربت میں اُن کی وفات ہوئی۔ خداوند! جو کچھ بہشت کے متعلق تُو نے مومنین سے وعدہ فرمایا اس سے اُن کا حقہ الٰہی نہیں حائل فرما۔ اُس شخص کو اُس کے کیل کر دوار کو پہنچا جیسا کہ وہ مستحق ہے جس نے اُن کو مدینہ سے جو تیرے رسولؐ کا حرم ہے نکالا اور اُن کو ضائع کیا۔ مالک نے یہ دعا کی اور حاضرین نے آمین کہی۔ ابن عبد البر نے کتاب استیعاب میں ذکر کیا ہے کہ وفات ابو ذرؓ ۳۳ یا ۳۴ھ میں واقع ہوئی۔ اور عہد اللہ بن مسعود نے اُن کی نماز جنازہ پڑھی۔ بعضوں نے کہا ہے کہ اُن کی وفات ۳۳ھ میں ہوئی۔ لیکن قول اول زیادہ صحیح ہے۔

۱۱ اکسٹنشن باب

مقداد بن اسود کنڈی کے فضائل و حالات

مقداد کے فضائل سابقہ ابواب میں بیان ہو چکے۔ اور صحابہ میں اُن کے بلند مرتبہ کے برابر مسلمان نادر اور ابو ذر کے بعد کوئی نہیں ہے۔ ابن اثیر نے جامع الاصول میں لکھا ہے کہ ان کی کیفیت ابو سعید خنی بعض نے ابو اسود بھی کہا ہے۔ وہ مرو بن سلمہ بن مطرود بن عمرو کنڈی کے بیٹے تھے۔ بعضوں نے کہا ہے کہ وہ قبیلہ قصاع سے تھے۔ بعض کا قول ہے کہ وہ حضرموت کے رہنے والے تھے چونکہ ان کے والد قبیلہ کنڈہ سے ہم سوگند ہو گئے تھے اسی لئے اس قبیلہ سے منسوب ہو گئے۔ اور چونکہ مقداد اسود بن جہد یثوث نہری کے ہم سوگند تھے اسی لئے ان کو نہری کہنے لگے اور اسی سبب سے ان کو ابن اسود بھی کہتے تھے اور بعض کا قول ہے کہ ان کو اسود نے پالا تھا۔ اور ابن عبد البر نے کہا ہے کہ وہ اسود بن جہد یثوث کے غلام تھے۔ اور چونکہ اسود نے اُن کو فرزندگی میں لے لیا تھا اس وجہ سے مقداد کو اُن کی طرف منسوب کر دیا گیا۔ مقداد کا اسلام قدیم تھا اور وہ جنگ بدر و احد وغیرہ تمام غزوات میں رسول اللہ کے ساتھ شریک تھے اور فاضل و نجیب و بزرگ صحابہ میں سے تھے۔ ان کی وفات ستائیسویں ہجری میں واقع ہوئی محمد بنہ سے ایک فرسخ دور ہے وفات کے بعد اُن کو لوگ اپنے کاندھوں پر اٹھا کر مدینہ لائے اور بقیع میں دفن کیا۔ وفات کے وقت اُن کی عمر ستر سال بیان کی جاتی ہے۔ یہاں تک ابن اثیر کا بیان تھا۔

کلینی نے مسند منیر حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ضباعہ دختر عبد المطلب کا نکاح اُن سے کر دیا تھا۔

ابن ابویہ نے مسند معتبر امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ جبریل آنحضرت پر نازل ہوئے اور کہا یا رسول اللہ آپ کا پروردگار آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ باکرہ لڑکیاں درخت پر پھولوں کے مانند ہیں جب درختوں میں پھل تیار ہو جاتے ہیں تو اُن کا علاج سولے نور کر استعمال کرنے کے کوئی نہیں۔ اگر اُن کو استعمال نہ کرے گا تو ہوا اُن کو خراب کر دے گی اور سورج بے کار کر دے گا۔ اسے طرح باکرہ لڑکیاں جب بالغ ہو جاتی ہیں تو اُن کا علاج شوہر کے سوا کچھ نہیں مگر ایسا نہ ہو تو فتنہ و فساد سے اُن کا حفظ رہنا ممکن نہیں۔ یہ سنکر آنحضرت منیر تشریف لے گئے اور لوگوں کے سامنے خطبہ پڑھا اور اُن کو آگاہ کیا اُس سے جو کچھ غلے اُن کو حکم دیا تھا۔ تو لوگوں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ ہم اپنی لڑکیوں کو کس کے ساتھ تصدیق کریں فرمایا اُن کے کھوادے برابر والے لوگوں کے ساتھ۔ پوچھا اُن کے کھو کوں لوگ ہیں حضرت نے فرمایا کہ مومنین آپس میں ایک دوسرے کے کھوادے ہمسر ہیں۔ یہ فرما کر منبر سے نیچے تشریف لائے اور ضباعہ کو مقداد بن اسود کیسے

تزو تک فرمایا۔ پھر فرمایا کہ میں نے اپنے چچا کی بیٹی کو متلاش سے اس بیٹے تزو تک کر دیا کہ نکاح پست ہو یعنی لوگ کوٹھ کے بارے میں حسب و نسب کا خیال نہ کریں بلکہ ہر مومن کو لڑکی دیا کریں۔

کلمینی نے بسند معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ ایک دفع عثمانؓ نے مقدادؓ سے کہا کہ میری مذمت اور علیؓ کی مدح سے باز آ جاؤ ورنہ تم کو تمہارے پہلے آٹکے پاس واپس بھیج دوں گا۔ جب مقدادؓ کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے عمارؓ یا ستر سے فرمایا کہ عثمانؓ سے کہہ دو کہ میں اپنے پہلے آٹا کی طرف واپس چار ہا ہوں یعنی حالیوں کے ہمدرد ملک علیؓ شانہ کی طرف

شیخ طوسیؒ نے روایت کی ہے کہ جب لوگوں نے عثمانؓ سے بیعت کی مقدادؓ نے عبدالرحمن بن عوف سے کہا خدا کی قسم آنحضرتؐ کے اہیت پر حضرت کے بعد جو کچھ گنہگاروں کی مثال کہیں نظر سے نہیں گزری۔ عبدالرحمنؓ نے کہا تم کو ان کا مول سے کیا واسطہ۔ مقدادؓ نے کہا کہ خدا کی قسم میں ان کو دوست رکھتا ہوں اس لئے کہ آنحضرتؐ ان کو دوست رکھتے تھے اور خدا کی قسم مجھے ان کے حالات دیکھ کر ایسا صدمہ ہوتا ہے جس کا اظہار ممکن نہیں۔ کیونکہ قریش کو ان کے سبب لوگوں پر شرافت و عزت حاصل ہوئی۔ پھر سب نے مل کر یہ سازش کی کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بادشاہی ان کے قبضہ سے لے لیں۔ عبدالرحمنؓ نے کہا وائے قوم! یا اللہ میں نے یہ کوشش تو ہی لوگوں کے لئے کی اور وہیں چاہا کہ خلافت علیؓ کے قبضہ میں جائے مقدادؓ نے کہا خدا کی قسم تو نے اس شخص کو چھوڑ دیا جو لوگوں کی حق کی طرف ہدایت کرتا اور عدالت کے ساتھ ان میں حکم کرتا تھا۔ خدا کی قسم اگر مجھے مددگار مل جاتے تو میں یقیناً قریش سے اسے طرہ جنگ کرتا جس طرح بدو و احد کے روز جنگ کی تھی۔ عبدالرحمنؓ نے کہا تیری ماں تیرے ماتم میں بیٹھے اسے مقدادؓ اس بلت کو ترک کر کہ لوگ تجھ سے نہ سبیں اور نہ فقہ و فساد بھریا ہوگا۔ خدا کی قسم میں قدا ہوں کہ تیری باتوں سے لوگوں میں اختلاف اور فساد پیدا ہو جائے گا۔ راوی کہتا ہے کہ مقدادؓ اس مجلس سے اٹھے تو میں ان کے پاس گیا اور کہا کہ اے مقدادؓ میں تمہارے مددگاروں میں ہوں۔ مقدادؓ نے کہا خدا تم پر رحمت نازل کرے جس امر کا میں ایلادہ رکھتا ہوں وہ یا تین شخصوں سے پورا نہ ہوگا۔ اس کے بعد راوی امیر المؤمنینؑ کی خدمت میں گیا اور مقدادؓ کی اوسا پنی گفتگو بیان کی جس کو سنا کر حضرتؑ نے ان کیلئے دعا کی خیر کی۔

کتاب اختصاص میں حضرت امام جعفر صادقؑ علیہ السلام سے روایت ہے کہ اس اُمت میں مقدادؓ بن اسود کا مرتبہ قرآن میں الف کے مرتبہ کے مانند ہے کہ دوسرا حرف اُس سے نہیں ملتا۔ اسے طرہ کمال میں کوئی دوسرا مقدادؓ کے کمال سے نہیں ملتی ہوتا۔ اور شیخ کشی نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ صحابہ میں کوئی نہ تھا جس نے رسول اللہؐ کے بعد کوئی حرکت نامناسب نہ کی جو مولیٰ مقدادؓ بن اسودؓ کے کہے ہوئے ان کا دل حق کی طرف مائل تھا۔ میں مثل آجی ٹکڑوں کے تھل نیز بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے مسلمان! اگر تمہارا علم مقدادؓ پر مظاہر ہو جائے تو وہ کافر ہو جائے۔ نیز بسند حسن امام محمد باقرؑ علیہ السلام سے روایت ہے کہ صحابہ جناب رسول خداؐ کے بعد مرتد ہو گئے سوائے تین اشخاص سلمان، ابو ذرؓ اور مقدادؓ کے راوی نے کہا کہ عمارؓ کے پاس سے میں کیا ارشاد ہے فرمایا کہ وہ بھی ارتداد کی جانب کچھ جھکے تھے مگر فرما

معاذ اللہ کہ اسے برائے نام

مقدادؓ بن اسودؓ کی گفتگو

پہنچ آئے۔ پھر فرمایا کہ اگر ایسا شخص چاہتے ہو جس کے دل میں کبھی کوئی شک نہ گزرا ہو تو وہ مقدادؓ ہیں۔ سلائی کے
 دل میں یہ گزرا کہ امیر المومنین کو اسم اعظم الہی پر عبور ہے اگر اُس کے ذریعہ سے لب ہائیں تو یقیناً زمین اُن
 منافقوں کو نیکل جائے پھر کون اُن کے ہاتھوں میں مظلوم پڑے ہیں۔ جب یہ امر اُن کے دلوں میں گزرا تو لوگوں نے
 اُن کا گریبان پکڑا اور دھکی اُن کے گے میں یعنی یہاں تک کہ اُن کے حلق میں سودا خ ہو گیا۔ امیر المومنین کا اُن کی طرف
 گزرا ہوا فرمایا اے ابو عبد اللہ یہ تمہارے گے میں سودا خ اس امر سے ہے جو تمہارے دل میں پیدا ہوا۔ ابو بکرؓ
 کی بیعت کر لو تب سلطان بنے بیعت کی۔ اور ابو ذرؓ کو جناب امیرؓ نے حکم دیا کہ خاموش رہیں اس طرح کہ طعن و طنز
 کرنے والے اُن کو جگہ سے نہ ہٹا سکیں مگر انہوں نے منظور کیا اور برار حق کا اظہار کرتے رہے یہاں تک کہ عثمانؓ نے
 اُن کے ساتھ کیا جو کیا۔ اس کے بعد صحابہ میں سے کچھ لوگ حتیٰ کی جانب رجوع ہوئے۔ اور سب سے پہلے جو لوگ
 واپس آئے ابو مساسان انصاریؓ، ابو عمروؓ اور شہر بنیہؓ تھے پھر سیرج سات اشخاص ہوئے اور اُس وقت ان سات
 شخصوں کے سوا کوئی امیر المومنین کا حق نہیں سمجھتا تھا۔

باستھواں باب

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت کے فضائل اور اُن کے
 بعض حالات

ابن بابویہ نے بسند معتبر امیر المومنین سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
 فرمایا کہ میں نے تین خصلتوں کا خدا سے سوال کیا اُن میں دو خصلتیں تو اُس نے مجھے عطا فرمائیں اور تیسری روک دی
 پہلی یہ کہ میں نے عرض کی مجھ پر میری اُمت پیاس سے ہلاک نہ ہو فرمایا منظور۔ میں نے عرض کی خداوند اُن پر
 کافروں کو مستطمت ہونے دینا کہ اُن کو جڑ سے اکھڑا لیں فرمایا یہ بھی قبول۔ میں نے عرض کی پالنے والے
 اساکہ میری اُمت آپس میں فساد و خونریزی نہ کریں۔ تو یہ آخری بات خدا نے قبول نہ کی۔ نیز بسند معتبر
 حضرت صادقؓ سے روایت ہے کہ سر قو عالم نے فرمایا کہ میری اُمت کے لوگوں میں خوش روئی اچھی آواز اور
 قربت حافظہ سے کوئی خصلت کم نہیں۔ نیز بسند صحیح الہی حضرت سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا
 کہ میری اُمت سے نو باتیں اٹھائی گئی ہیں۔ وہ کام جو غلطی اور نادانی سے کریں یا بھول جائیں یا دوسرے کو

لے یعنی اُن پر کوئی مؤاخذہ نہ ہو گا۔ (مترجم)

آئیں خبر و سختی کریں یا وہ بات جو نہ جانتے ہوں یا نہ اُسر جس کی طاقت نہ رکھتے ہوں یا وہ شے جس سے خطر ہوں اور خدشہ کہنا ایسا جس کا اظہار نہ کریں اور نیک و بد کے شکوک لینے سے جو ان کے دل میں گورے اور اسس پر بھروسہ نہ کریں اور لوگوں کی بدی کی وہ بات جو لوگوں کے پاس سے ہیں ان کے دل میں گورے ظاہر نہ کریں۔

قرب الاسناد میں بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خداوند عالم نے میری امت کو تین چیزیں عطا فرمائی ہیں جو کسیکو سوائے ان پیغمبروں کے نہیں عطا کیں جو مجھ سے پہلے گزرے ہیں۔ اول یہ کہ جب خدا نے کسی پیغمبر کو بھیجا تو اُس کو وحی فرمائی کہ اپنے دین میں کوشش کرو اور دین کا کام تم پر تلگ نہیں ہے۔ اور یہ خصلت میری امت کو عطا فرمائی اور فرمایا کہ۔ **وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ شَيْءٍ**۔ یعنی خدا نے دین میں تم پر کوئی تلگ نہیں کی ہے۔ دوسرے یہ کہ جب کوئی پیغمبر بھیجا تھا تو اُس کو وحی فرماتا کہ جب کوئی ناگوار بات تم کو لاحق ہو تو مجھ سے دعا کرو تاکہ میں قبول کروں اور یہی میری امت کو بھی عطا فرمایا اور فرمایا **أَنْتُمْ عَلَى أَيْمَنِ النَّاسِ**۔ تم مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔ تیسرے یہ کہ جب کوئی پیغمبر بھیجا تو اُس کو اُس کی قوم پر گواہ قرار دیتا اور میری امت کو تمام خلق پر گواہ مقرر فرمایا ہے جیسا کہ ارشاد ہے۔ **وَيَكُونُ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا**۔ آپ سب پر آئینہ (شہید)۔ **لَتَشْكُوْنُوا شَكْوَى آدَمَ عَلَى النَّاسِ**۔ تاکہ یہ کہ رسول تم پر گواہ ہوں اور تم لوگ تمام انسانوں پر گواہ ہو۔

ان باتوں نے بسند معتبر امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ چار بڑی خصلتیں میری امت میں قیامت تک ہمیشہ قائم رہے گی۔ اول اپنے حسبِ ظرف کرنا۔ دوسرے لوگوں کے نسب میں طعن کرنا۔ تیسرے بادش کو سبکدلی کی گردش کے سبب جاننا اور علمِ نجوم پر اعتقاد رکھنا۔ چوتھے اپنے مردوں پر اصرار کرنا۔ اور جو نوحہ کرنے والا مردے سے پہلے توبہ نہ کرے گا تو قیامت جب وہ روز قیامت مبعوث ہوگا تو اُس کو گھٹے بوسے تانبے اور سیسے کا لباس پہنایا جائے گا۔ نیز بسند معتبر امام رضا علیہ السلام سے روایت کی گئی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تین خصلتیں ہیں جن کے بارے میں میں اپنے بعد اپنی امت کے لئے ڈرتا ہوں۔ اول حق جاننے کے بعد اگر اسی اختیار کرنا۔ دوسرے لوگوں کو گمراہ کرنے والے بھٹنے۔ تیسرے بیٹ اور شرمگاہوں کی خواہشیں۔ نیز انہی حضرت سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم لوگوں کے پاس سے میں ڈرتا ہوں کہ دین کو سبک بھوگے اور لوگوں کے درمیان مال و دنیا کے لئے فیصلہ کرو گے اور قطع رحم کرو گے۔ قرآن کو سزا اور گناہ کے طور پر پڑھو گے اور مقدم کرو گے اُس کو خوفت یا نماز میں جو دین میں تم سے افضل نہیں ہوگا۔ اور شیخ طوسی نے روایت کی ہے کہ میری امت کے لئے زمین میں دُھنسا، اُن کی شکلیں مسخ ہونا، آسمان سے آئیں پھر برسا ہوگا۔ صحابہ نے پوچھا یہ کس سبب سے ہوگا؟ حضرت نے فرمایا اس لئے کہ لوگ گناہ والی کنیزوں اور عورتوں کو

خوشگفتاری سے نہ جاننے کی وجہ سے۔

اسند و تواتر و سند معتبر۔

لے متوقف فرماتے ہیں کہ عمل نے اس خصلت کو باطل نہ کرنے پر محمول کیا ہے یعنی قیامت سے غلط باتیں خوب کرنا یا بادگاہِ الہی میں شکایت وغیرہ کرنا یا یہ کہ اُس کی آواز ناخوش و سنیں۔

اختیار کریں گے اور شراب پئیں گے۔ اور جامع الاخبار میں روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں پر ایک نہایت ایسا آئینہ گا جبکہ ان کے چہرے آدمیوں کے ایسے ہوں گے اور ان کے دل شیطانوں کے دلوں کے مانند۔ وہ لوگ بچاڑ کھانے والے بھڑیلوں کی طرح ہوں گے۔ لوگوں کے خون بہائیں گے اور جسے کاموں کو نصیحت سے ترک نہ کریں گے۔ اگر تم ان کی پیروی کرو گے تو تہارے بارے میں شک کریں گے اور اگر ان سے باتیں کرو گے تو تم کو جھٹلائیں گے۔ مگر ان سے پوشیدہ رہو گے تو تمہاری غیبت کریں گے۔ ان کے لئے سنت بدعت ہوگی اور بدعت سنت ہوگی۔ بُرود کو مکار اور مکار کو بُرود ہائیں گے۔ مومن ان کے درمیان کمزور ہوگا اور فاسق قوت والا ہوگا۔ ان کے لشکے ہمار اور عدتیں زندہ ہوں گی۔ ان کے ٹوٹے ان کو اچھی باتوں کا حکم اور بُری باتوں سے منع نہ کریں گے۔ ان سے کسی لہر کی اتھا کر ناذلت و خواری کا سبب ہوگا اور جو کہ ان کے پاس ہوگا اُس میں سے کچھ طلب کرنا غرور پریشانی کا باعث ہوگا۔ فرض اُس وقت حق تعالیٰ ان کو آسانی و بارش سے محروم کر دے گا کہ وقت پر پانی نہ برسے گا اور بے وقت برسے گا۔ اُس وقت خداوند عالم انہیں ان کے بدکاروں کو مسلط کر دے گا جو ان پر بدترین عذاب کریں گے۔ ان کے فرزندوں کو قتل اور ان کی عورتوں کو قید کریں گے۔ اُس وقت ان کے نیک لوگ ان کے حق میں دُعا کریں گے تو وہ مقبول نہ ہوگی اور دوسری حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ ایک نہایت ایسا آئینہ گا جبکہ لوگ علماء سے گریز کریں گے جس طرح بھڑیلوں سے بھاگتے ہیں۔ اُس وقت خداوند عالم ان کو تین بھڑیلوں میں مبتلا کر دے گا۔ اول یہ کہ ان کے مالوں سے برکت جاتی رہے گی، دوسرے ان پر جابر عالم مسلط کر دے گا، تیسرے دنیا سے بغیر ایمان کے جائیں گے۔ دوسری سند کے ساتھ روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میری امت پر ایک نہایت ایسا آئینہ گا جس میں لوگ علماء کو نہ پہچانیں گے مگر بہترین لباس کے سبب اور قرآن کو نہ سمجھیں گے مگر خوش الحانی کے ساتھ۔ اور خدا کی جہالت نہ کریں گے مگر بدو و مضل میں جب ایسا ہوگا تو خداوند عالم ان پر ایسا حاکم مسلط کر دے گا جو نہ صاحب عقل ہوگا نہ بُرود ہار ہوگا نہ رحم کرنے والا ہوگا۔

ترہ سٹھواں باب

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیتیں اور وہ تمام حالات اور واقعات جو آپؐ کی وفات کے قریب واقع ہوئے

مشیح ظہری نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ نے حجۃ الوداع سے مراجعت فرمائی آپؐ کو آگاہ کیا گیا کہ آپؐ کی وفات نزدیک ہے تو آپؐ برابر لوگوں کے درمیان ظہیر پڑھتے اور ان کو اپنے بعد کے فتنوں سے روکتے تھے۔

حمد اپنے ارشاد کی مخالفت سے پرہیز کرنے کی ہدایت فرماتے ہوں کہ وہ صحت فرماتے تھے کہ آپ کی سنت اور طریقہ سے دست بردار نہ ہوں اور وہی الہی میں بدعت نہ کریں اور ان کے اہلیت اور طہارت سے متسلک رہیں۔ اور ان کی اطاعت نصرت اور حفاظت و پیروی اپنے اوپر لازم سمجھیں۔ اور ان کو مرتد ہونے اور اختلاف کرنے سے منع فرماتے رہتے تھے۔ اور برابر فرمایا کرتے تھے کہ اسے لوگوں میں تم سے پہلے جانا ہوں اور تم میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہو گے۔ پھر میں تم سے پوچھوں گا کہ تم نے ان دونوں گرانقدر چیزوں کے ساتھ کیسا عمل کیا جن کو میں نے تمہارے درمیان چھوڑا تھا جو تکب خدا اور میری عزت اور اہلیت ہیں۔ لہذا سوچو اور سمجھو کہ کیونکر ان دونوں کے ساتھ میرے بعد عمل کرو گے۔ بلاشبہ خداوند لطیف و خیر نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ دونوں آپس سے جدا نہ ہوں گی یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر پہنچیں۔ بلاشبہ ان دونوں کو تمہارے درمیان چھوڑ کر جانا ہوں۔ لہذا میرے اہلیت پر کسی معاملہ میں سبقت نہ کرنا اور ان سے علیحدہ نہ ہونا اور ان کے حق کی ادائیگی میں کمی نہ کرنا۔ حدیث ہک جو چاہو گے۔ اور کوئی چیز ان کو تعلیم نہ دینا کیونکہ وہ تم سے زیادہ جانتے والے ہیں۔ میں تم کو ایسا پناہی کہ میرے بعد میں سے پھر جاؤ اور کافر ہو جاؤ اور آپس میں ایک دوسرے کے لئے تلواریں نکالو۔ پھر مجھ سے یا علی سے لشکر میں نیابتی میں سبیل کے مانند تیزی اور سختی کے ساتھ طاعات کرو۔ مجھ کو علی میرے بھائی اور وصی ہیں۔ وہ تاویل قرآن پر مکرر ہوں سے جنگ کریں گے جس طرح میں نے تنزیل قرآن پر جنگ کی ہے۔ فرض اس بلوے میں برابر متعدد جلسوں میں ہدایت فرمایا کرتے تھے۔ پھر منافقوں اور فتنہ پرانوں کا ایک لشکر ترتیب دے کر اسامہ ابن زید کو ان کا سردار مقرر فرمایا اور ان کو حکم دیا کہ صحابہ کو ہمدانے کر دو دموم میں اس مقام پر جائیں جہاں ان کے باپ شہید ہوئے تھے۔ اور اس لشکر کے بھیجنے کی فرض یہ تھی کہ وہ نہ منافقوں اور فتنہ پرانوں سے خالی ہو جائے اور کوئی جناب امیر سے نزاع نہ کرے تاکہ امر خلافت آنحضرت کے لئے قراپا جائے۔ فرض اسامہ کو حرف تک بھیج دیا اور حکم دیا کہ وہاں ٹھہریں تاکہ لشکر ان کے پاس جمع ہو۔ اور لوگوں کو ان کے ساتھ جانے کی بہت تاکید فرمائی۔ اور کچھ لوگوں کو مقرر کیا کہ جانے والوں کو روانہ کریں اور درمکنے کی سختی سے عافیت فرمائی۔ اسی عظم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وہ مرض طاری ہوا جس میں آپ حجاب رعب الہی سے واصل ہوئے۔ جب آپ طویل ہوئے تو اسی حالت میں جناب امیر کا ہاتھ پکڑ کے بیچ کی جانب تشریف لے گئے۔ اکثر صحابہ آپ کے ساتھ تھے۔ حضرت نے فرمایا کہ خلافت نے مجھے علم دیا ہے کہ بغیر کے مردوں کے لئے استغفار کروں۔ جب بقیع میں پہنچے فرمایا السلام علیکم لے اہل قورہ تم کو وہ حالت گوارا ہو کہ جس میں تم نے صبح کی اور لوگوں کے قتلوں سے محفوظ ہو گئے جو درپیش ہے کیونکہ تاریخ قاتل کی ساتوں کے مانند لوگوں میں کثیر فتنہ اٹھنے والے ہیں۔ پھر قورہ کی دیر تک کھڑے ہو کر ان مردوں کے لئے استغفار کی۔ پھر امیر المؤمنین کی جانب رخ کر کے فرمایا کہ جبریل ہر سال مجھے ایک مرتبہ قرآن سنایا کرتے تھے۔ مگر اس سال دو مرتبہ سنایا۔ لہذا میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس سبب سے ہے کہ میری وفات نزدیک ہے۔ پھر فرمایا کہ اے علیؑ! خاتم نے مجھے اختیار دیا ہے کہ دنیا کے خدائوں پر قابض ہو کر ہمیشہ دنیا میں رہوں یا بہشت کو اختیار کروں تو میں نے اپنے ہمدانے کی طاعت کو اس سے زیادہ پسند کیا۔ جب میری رحلت ہو تو میری شرمگاہوں کو چھپا دینا کیونکہ جس کی نگاہ میری شرمگاہ پر پڑے گی وہ اندھا ہو جائے گا۔ پھر وہاں سے اپنی قیام گاہ پر واپس آئے۔ آنحضرت

آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مرض کی شدت ہوئی اور میں نے وفات کے بعد حضرتؐ مسجد میں تشریف لائے
 کچھ اسیر پر بانٹ دیے ہوئے وہاں اچھے امیر المؤمنین کے کاندھے پر اوڑھ لیا یاں ہاتھ فضل بن عباس کے
 کاندھے پر رکھے ہوئے تھے۔ اور منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا اسے لوگو غریب میں تمہاری نگاہوں سے پوشیدہ
 ہونے والا ہوں یعنی میری وفات ہونے والی ہے میں نے جس کسی سے کوئی وعدہ کیا ہے وہ اگر مجھ سے پورا کرے
 اور جس کسی کا مجھ پر کچھ قرض ہو مجھے بتائے تاکہ میں ادا کر دوں اسے لوگو خدا اور کسی کے درمیان کوئی وسیلہ اور
 ذریعہ نہیں جس سے کوئی نیکی حاصل کرے یا کوئی خود دہ کرے سوائے خدا کی قربانکاری کے عمل کرنے کے۔ اے لوگو
 تم میں کوئی یہ دعوئے نہ کرے کہ میں نے عمل کے بھت پا جاؤں گا اور کوئی آئندہ کرنے والا یہ تمنا نہ کرے کہ بغیر خدا کی اجازت
 کے اس کی خوشنودی و رضا حاصل کروں گا۔ اسی خدا کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے خدا کی قسم ساتھ سوائے
 عمل نیک کے عذاب الہی سے کوئی بھت نہیں پاسکتا اور اگر میں خدا کی نافرمانی اور گناہ کروں گا تو میں جہنم میں
 جاؤں گا۔ ہائے دل کے لوگو! وہ ہے کہ میں نے تیری رسالت پہنچادی۔ یہ فوکر منبر سے اُتر آئے اور لوگوں کے ساتھ
 غصہ نماز پڑھی اور ہم سارے کے گھر واپس چلے گئے۔ ایک بار دو دفعہ وہیں مقیم رہے پھر عائشہؓ دوسری بیویوں کو
 راضی کر کے آنحضرتؐ کے پاس آئیں اور آپؐ کو اپنے گھر لے گئیں۔ جب آنحضرتؐ عائشہؓ کے گھر گئے آپؐ کا مرض بڑھ
 گیا۔ بولنا نماز صبح کے وقت آئے اس وقت آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالم قدس کی جانب متوجہ تھے بولنے
 نے اذان دی لیکن حضرتؐ کو خبر نہ ہوئی تو حضرتؐ عائشہؓ نے کہا کہ ابو بکرؓ سے کہہ دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں اور حضرتؐ نے
 کہا کہ عرض سے کہہ دو کہ نماز پڑھائیں۔ آنحضرتؐ نے ان دونوں بیویوں کی باتیں سنیں اور ان کی نامناسب غرض کو
 سمجھ گئے تو فرمایا کہ ان باتوں سے باز آ جاؤ کیونکہ تم ان عورتوں کے مثل ہو جو حضرتؐ یوسفؑ کو چاہتی تھیں کہ گمراہ کریں۔
 چونکہ آنحضرتؐ نے ابو بکرؓ کو حکم دیا تھا کہ اُسامہؓ کے ساتھ مدینہ سے باہر چلے جائیں اور اس وقت آپؐ کو معلوم ہوا کہ
 وہ فتنہ و فساد کے لئے مدینہ آپس آ گئے ہیں تو بہت رنجیدہ ہوئے اور بلوچہ مرض کی شدت کے اُٹھے تاکہ ایسا نہ ہو
 کہ ابو بکرؓ یا امیرؓ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ بلوچہ لوگوں کے شبہ کا سبب بننا اس لئے امیرؓ المؤمنین اور فضل بن
 عباس کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے بلوچہ حضرتؐ و ناتوانی کے اپنے اپنے اندر سے کو گھیسٹے ہوئے مسجد میں تشریف
 لائے عذاب عبادت میں پہنچے تو دیکھا کہ ابو بکرؓ نے سہت کر کے عراب میں آنحضرتؐ کی جگہ کھڑے ہو کر نماز شروع
 کر دی ہے۔ حضرتؐ نے ان کو اپنے دست مبارک سے اشارہ کیا کہ بیٹھ کر رہے ہو اور عراب میں داخل ہو کر بیٹھ گئے
 اور لوگوں کو نماز پڑھائی اور نماز شروع سے ادا کی اور جو کچھ ابو بکرؓ پڑھا چکے تھے اُس کی پودانہ کی اور ہم پڑھ کر
 گھر میں واپس آ گئے۔ پھر ابو بکرؓ اور عمرؓ اور مسلمانوں کی ایک جماعت کو طلب فرمایا اور فرمایا کیا میں نے تم لوگوں کو حکم
 نہیں دیا تھا کہ اُسامہؓ کے لشکر کے ساتھ جاؤ۔ سب نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ۔ تو حضرتؐ نے فرمایا کہ پھر تم نے کیوں
 میرے حکم کو نہ مانا ابو بکرؓ نے کہا کہ میں گیا تھا لیکن اس لئے واپس آ گیا کہ آپؐ سے جو وعدہ کیا ہے اُس کو پورا نہ کروں
 اور عرض نہ کیا میں مدینہ سے باہر ہی نہیں گیا اس لئے کہ میں نے گواہ نہ کیا کہ آپؐ کی عیادت کی خبر و مرول سے بوجھل
 ہو سکتا آنحضرتؐ نے فرمایا کہ لشکر اُسامہؓ کو روانہ کر دو اور اُس کے ساتھ جاف و خلافت کرے اُس پر جو لشکر اُسامہؓ سے
 بیٹھ رہے تھے۔ حضرتؐ نے تین مرتبہ یہ کلمہ اُدا فرمایا۔ اور مسجد میں جانے کی نکلان اور منافقوں کے ناپسندیدہ حالاً

حضرتؐ کی وصیتیں

حضرتؐ کی وصیتیں

حضرتؐ کی وصیتیں

انسان کی فاسد عقل کے اظہار سے حضرت پر غشی طاری ہو گئی۔ مسلمان بہت روئے اور حضرت کے ذہن و فہم کے روئے اور نور کی آفتابیں بلند ہوئیں اور مسلمانوں کی عورتوں اور مردوں کے زیاد و نسلے بلند ہوئے۔ آنحضرتؐ نے آنکھیں کھولیں انسان کی طرف دیکھا اور فرمایا میرے پاس دعوات اور گوشت کا چمڑا لاؤ تاکہ میں تمہارے واسطے ایک ٹھیکہ لکھ دوں کہ پھر کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ یہ سن کر ایک صحابی اُٹھے تاکہ دعوات وغیرہ حاضر کریں، دیکھ کر غصے کہا: بیشک یہ مرد بزدلیاں ہیں۔ ہاں ہے و معاف اللہ اس ہمدرد کا غلبہ ہے۔ اور ہمارے واسطے کتاب خدا کافی ہے۔ تو جو لوگ اُس جگہ تھے اُن لوگوں میں اختلاف ہوا۔ جنہوں نے کہا: صحیح قول عمر کا ہے اور جنہوں نے کہا: ہمیں رسول اللہؐ کا ارشاد صحیح اور بہتر ہے۔ ایسی حالت میں خدا کے رسولؐ کی مخالفت کیلئے جائز ہو گئی۔ پھر لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہؐ کیا ہم دعوات و قلم حاضر کریں حضرت نے فرمایا کہ تمہاری باتیں سننے کے بعد اب تمھارے کی ضرورت نہیں ہے لیکن تم لوگوں کو وصیت کرتا ہوں کہ میرے اہلبیت کے ساتھ نیک سلوک کرنا اور اُن سے منہ نہ پھیرنا۔ پھر وہ لوگ چلے گئے۔

لے مؤلف فرماتے ہیں کہ یہ حدیث دعوات قلم صحیح بخاری و مسلم اور اہلسنت کی تمام معتبر کتابوں میں متعدد طریقوں سے مذکور ہے اور لوگوں نے اس طرح ابن عباس سے روایت کی ہے کہ وہ بہت روئے اس قدر کہ اُن کے آنسوؤں سے مسجد کے سنگریزے تر ہو گئے وہ کہتے تھے کہ روزِ بخشیشہ۔ اور روزِ بخشیشہ کیسا روز تھا جس میں رسولؐ خدا کا وہ شدید ہوا تھا آپؐ نے فرمایا کہ دعوات کا غلاؤ تاکہ میں تمہارے لئے ایسی کتاب لکھ دوں کہ میرے بعد ہر گمراہ نہ ہو گے تو صحابہ نے اس امر میں نزاع کی حالانکہ آنحضرتؐ کے پاس نزاع کرنا جائز نہ تھا۔ غصے کہا کہ رسولؐ خدا ہدایاں تک رہے ہیں اور مری روایت کے مطابق یہ کہا کہ اُن پر وہ کا غلبہ ہے تمہارے پاس قرآن ہے وہ کتاب خدا ہے لئے کافی ہے۔ آخر وہاں جتنے لوگ موجود تھے انہوں نے اختلاف کیا اور آپؐ میں جھگڑنے لگے۔ جنہوں نے کہا دعوات و قلم لانا چاہیے تاکہ اللہ کے رسولؐ تمہارے لئے وہ نوشتہ لکھ دیں جس کے بعد کبھی گمراہ نہ ہو۔ جنہوں نے کہا عمر کا قول درست ہے۔ جب آفتابیں بلند ہوئیں اور بہت نزاع ہوئی تو آنحضرتؐ رنجیدہ ہوئے اور فرمایا کہ میرے پاس سے چلے جاؤ۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ بیشک مصیبت اور بدترین مصیبت یہ آئی راہل اسلام یہ کہ لوگوں نے آنحضرتؐ کو ہدایت نامہ لکھنے نہ دیا اور نزاع کی اور حضرتؐ کے سامنے شور مچایا۔ اسے عرض اس حدیث کی موجودگی میں جس کی روایت عامہ نے کی ہے کسی قائل کی مجال نہیں ہے کہ عمر کی گواہی میں شک کرے اور اس کی گواہی میں جو ان کو مسلمان ٹکھے۔ اگر کوئی بقال یا غلہ بیچنے والا چاہے کہ وصیت کرے اور کوئی مانع ہو تو لوگ اُس کو طاقت کہتے ہیں۔ لیکن جب رسولؐ خدا چاہتے ہیں کہ ایسی وصیت کریں جس میں اُمت کی بھلائی ہو اور کوئی مانع ہو اور ایسی حالت میں آپؐ کو رنجیدہ کرے اور حضرتؐ کو ہدایاں سے نسبت دے تو اس کا کیا حالی ہوگا جبکہ خدا فرماتا ہے وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُؤْتَىٰ رَسُوْلًا نَّجْمًا

کھینے نے بسند معتبر حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام سے وصایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے اپنے پدر
 بزرگوار امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ کیا ایسا نہیں تھا کہ جناب امیر علیہ السلام رسالتِ نبی کے وصیت نامے
 کے کاتب تھے کہ آنحضرتؐ بولتے جاتے تھے اودا امیر المؤمنین کھتے جاتے تھے اودا جبریلؑ اور مقرب فرشتے گواہ
 ہوتے تھے۔ حضرت صادقؑ یہ سنکر خاموش ہو گئے۔ پھر فرمایا ایسا ہی تھا جیسا کہ تم نے کہا۔ لیکن جب آنحضرتؐ کی
 وفات کا وقت آیا جبریلؑ مقرب اللہ امین فرشتوں کے ساتھ خداوند عظیم کی جانب سے ایک نوشتہ مکمل شدہ
 خبر کیا ہوا لائے اور کہا یا رسول اللہؐ لوگوں کو حکم دیجئے کہ سنائے علی بن ابی طالب کے سب لوگ باہر چلے جائیں
 تاکہ آسمانی نوشتہ آپ کے وحی علی بن ابی طالب ہم سے لے لیں۔ اودا آپ ہم کو گواہ قرار دیں کہ اس نامہ کو آپ نے
 علی کو میرا دکر دیا اودا اس پر عمل کرنے کے جو کہ اس میں ہے خاص، ہوئے۔ یہ سنکر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم نے اُن لوگوں کو جو اس مکان میں تھے باہر چلے جانے کا حکم دیا سنائے علی بن ابی طالب کے اودا جناب طہر بن
 کے جو پردہ میں تشریف فرما تھے۔ اُس وقت جبریلؑ نے کہا یا رسول اللہؐ آپ کا پردہ ہٹا کر آپ کو سلام کہتا ہے کہ
 یہ نامہ وہ ہے جس کے ہاتھ میں پہلے شب معراج اور اس کے بعد اودا موقوف ہوئے تھے تم سے عہد اور شرط
 کی تھی اودا اُس پر خود گواہ ہوا تھا اودا فرشتوں کو گواہ کیا تھا اودا جو اس کے کہ میں خود گواہی کے لئے کافی تھا۔ جناب
 رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب یہ سنا آپ کے تمام احضا خوفِ الہی سے کانپنے لگے اودا فرمایا کہ اسے
 جبریلؑ میرا پردہ ہٹا کر تم عیوں سے پاک ہے ہر طرح کی سلامتی اسی کے سبب سے ہے اودا ہر طرح کی بھلائی
 اسی کی طرف پھرتی ہے۔ میرے پردہ ہٹانے کا فرمایا ہے اودا پناہ دے دے فرمایا ہے اودا تار دے۔ یہ سنکر
 جبریلؑ نے حضرت کو وہ نامہ دیا اودا کہا کہ امیر المؤمنین کو دے دیجئے۔ آنحضرتؐ نے وہ نامہ جناب امیرؑ کو دے کر

(حقیقہ ص ۹۹۸) اُنہر دنیا و آخرت میں لعنت کی ہے وہ (اودا اُن کے لئے وہ نیک طالب تیار رکھا ہے)
 اودا اس سے بدتر کوئی سی اذیت ہوگی۔ پیغمبرؐ کو یاد دہو اُن کے مرتبہ اور شفقت و مہربانی کے جب حضرت کی وفات
 قریب لگتے ہیں اودا کوئی فائدہ اُن سے پہنچنے کی امید نہیں رہکتے تو اپنے کیوں کو ظاہر کرتے ہیں اودا اُن کی
 اطاعت سے منحرف ہوتے ہیں۔ آنحضرتؐ ہر چند فرماتے ہیں کہ لشکرِ اسلام کے ساتھ جاؤ مگر نہیں مانتے۔ حضرتؐ
 فرماتے ہیں کہ ظلم و فساد لاؤ کہ وصیت نامہ لکھ دوں مگر اطاعت نہیں کرتے اس لئے کہ ایسا نہ ہو کہ امیرِ مخلص
 امیر المؤمنین علیہ السلام کو نیا دہ واضح فرما دیں۔ ان تمام حالات میں آنحضرتؐ اُن کی فرض جانتے اودا لگتے ہیں
 کہ حضرتؐ کے بعد آپؐ کے اہلبیتؑ سے انتقام لیں۔ لہذا خدا و رسولؐ کی لعنت اُن پر ہو اودا اُن لوگوں پر
 جو اُن کو مسلمان سمجھیں اودا اُس پر جو اُن کی نفروں میں توقف کرے۔ اودا اس کی تحصیل انشاء اللہ اپنے
 محل و مقام پر بیان ہوگی۔

عَمَّا إِنَّ الْكَافِرِينَ يَكُونُونَ اللَّهُ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا
 مُّهِينًا (پہلے سورۃ احزاب آیت ۶۳)

ترجمہ آنحضرتؐ کی وصیت نامہ کے بارے میں

فرمایا کہ اس کو پڑھو۔ امیر المؤمنین نے حرف بحرف اس کو اخیر تک پڑھا جب پڑھ چکے تو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ میرے پروردگار کا عہد ہے اور شرط ہے جو اس نے مجھ سے کی ہے اور اس کی امانت ہے جو اس نے مجھ سے دی تھی اور میں نے تم کو یہ پنادی اور جو کچھ امانت کی خیر خواہی کی شرطیں تھیں میں سب بجالایا اور خدا کی رسالتیں ادا کر دیں۔ امیر المؤمنین نے عرض کی یا رسول اللہ میرے باپ ماں آپ پر ہذا ہوں میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے تبلیغ رسالت کر دی اور امانت کی خیر خواہی عمل میں لائی۔ میں آپ کی تصدیق کرتا ہوں اس کی جو کچھ آپ نے فرمایا اور میرے گوشت پوست کا ان آئندہ اور خوں گواہی دیتے ہیں۔ یہ سن کر جناب جبریلؑ نے کہا میں بھی آپ دونوں بن گوں گا گواہ ہوں ان باتوں پر جو آپ نے فرمایا۔ پھر جناب رسول خدا نے فرمایا کہ اے علیؑ میری وصیت تم نے حاصل کی اور کچھ گئے اور میری اور خدا کی طرف سے ضامن ہوئے کہ ہر اس عہد کو وفا کرو گے جو اس نامہ میں درج ہے۔ امیر المؤمنین نے عرض کی بیشک یا رسول اللہ آپ پر میرے باپ ماں خدا ہوں میں اس کی ضمانت کرتا ہوں اور خدا کے ذمہ ہے کہ مجھے تو فیق دے اور اس پر عمل کرنے میں میری مدد کرے۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے علیؑ میں چاہتا ہوں کہ میں اس امر پر گواہی لوں تاکہ جب روز قیامت میرے پاس آؤ تو گواہ یہ گواہی دیں کہ میں نے تم پر حجت تمام کر دی۔ حضرت علیؑ نے عرض کی ہاں آپ گواہ قرار دیں۔ رسول خدا نے فرمایا کہ جبریلؑ و میکائیلؑ مقرب فرشتوں کے ساتھ آئے ہیں اور موجود ہیں اور میرے ساتھ تھیں۔ درمیان گواہ ہیں جناب امیر نے کہا ہاں وہ گواہ ہوں اور میں بھی ان کو گواہ کرتا ہوں آپ پر میرے باپ ماں خدا ہوں عرض انحضرت نے ان فرشتوں کو گواہ کیا اور جن اس کی خدا کی جانب سے جبریلؑ کے حکم سے ان حضرات سے شرط کی گئی ان میں سے یہ بھی تھے کہ حضرت نے فرمایا کہ یا علیؑ اس شرط پر جو اس نامہ میں ہے وفا کرو گے اور دوستی و محبت کرو گے اس کے ساتھ جو خدا و رسول کا دوست ہے اور دشمن دشمن رکھو گے اس کو اور ہر اور جو گے ان لوگوں سے جو خدا و رسول کے دشمن ہیں۔ اور یہ کہ ان کی زیادتی اور سختی پر جو تھا ہے حق پر قبضہ کر کے اور تہا سے غم کو غصہ کرنے اور تہا سے حرمت ضائع کرنے میں ان لوگوں سے ظاہر ہوگا صبر کرو گے۔ جناب امیر نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ (ایسا ہی کروں گا) پھر حضرت امیر المؤمنین فرماتے ہیں کہ اسی خدا کی قسم جس نے فائدہ کو شگافتہ کیا اور غلوں کو پیدا کیا کہ میں نے جبریلؑ سے سنا کہ جناب رسول خدا سے کہتے تھے کہ یا رسول اللہ علیؑ کو آگاہ کر دیجئے کہ ان کی اپنی خلاق ہنک حرمت کریں گے حالانکہ ان کی حرمت خدا و رسول کی حرمت ہے اور ان کی نافرمانی کو ان کے سر کے ٹھن سے خضاب کریں گے۔ تو جب میں نے جبریلؑ سے یہ بات سنی ہے ہوش ہو گیا اور گریہ ادا کیا ہاں میں نے قبول کیا۔ ہر چند لوگ میری حرمت ضائع کریں امانت کو معطل کریں کتاب خدا کو ٹکڑے کریں کعبہ کو خراب کریں اور میری نافرمانی کو خون سے رنگیں کریں میں ان تمام حالات میں صبر کروں گا۔ اور خط سے اجرو کو اب کی امید رکھوں گا یہاں تک کہ بحالت مظلومی آپ کے پاس آؤں۔ پھر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ علیہم السلام کو طلب کیا اور جس طرح امیر المؤمنین کو آگاہ کیا تھا ان لوگوں کو بھی آگاہ کیا کہ ان حضرات نے بھی اسی طرح سب بائیں منظور کیں جس طرح حضرت علیؑ نے قبول و منظور کی تھیں۔ اس کے بعد وصیت نامہ پر بہشت کی طلعتی ٹھنڈ سے فہر کی جس کا سوا آگ میں نہیں تپایا گیا

اس امر کو اس کی طرف پھر دیکھئے جو طاقت میں تھی سے زیادہ ہو۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین مرتبہ یہی بات جناب عباس سے کی اور ہر مرتبہ اچھی سے یہی جواب دیا۔ تو حضرت نے فرمایا کہ میں اپنی میراث کسی کو نہیں جو قبول کرے جیسا قبول کرنے کا حق اور سزاوار ہے۔ اور جس طرح آپ نے جواب دے دیا وہ بھی عندئہ کرے اور جواب نہ دے دے۔ پھر حضرت نے علی کی جانب رخ کیا اور فرمایا کہ اسے علی تم میری میراث کو چونکہ میری میراث نہیں ہے خصوصاً ہے۔ اور کسی کو تم سے نزاع کی ضرورت نہیں۔ اور میری وصیت قبول کرنا اور میرے وصی کو پکارنا اور میرے قرضوں کو ادا کرنا۔ اسے علی تم میرے مالی و عیال پر میرے خلیفہ ہو اور میرے بیانات کی میرے بعد لوگوں کو پہنچا کر دے۔ یہ سنکر امیر المومنین فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت کے سسر مبارک کو دیکھا کہ میری خوش ہر مرض کی شفقت کے سبب کانپ رہا تھا۔ دیکھ کر میں بے قرار ہو گیا اور میری آنکھوں سے آنسو نکل کر آنحضرت کے چہرہ اقدس پر گوسے اور میرا دل ٹپنے لگا اور ممکن نہ ہو سکا کہ میں حضرت کو کچھ جواب دیتا۔ حضرت نے دعا دعا فرمائی کہ تمہارا پھر گریز کے سبب میری آواز گونگ کر جائے۔ آخر نہایت کراہت سے میں نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ میرے ہاں آپ پر خدا قبول۔ اس وقت حضرت نے فرمایا کہ مجھے بھلاؤ۔ میں نے حضرت کو بٹھایا اور آپ کی پشت اتریں کو اپنے سینہ سے سہارا دے کر میں بھی بیٹھ گیا۔ حضرت نے فرمایا اسے علی تمہیں دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہو اور میرے اہلبیت اور میری اُمت پر میرے وصی اور خلیفہ ہو۔ پھر چلنے سے فرمایا کہ میرا خود جس کو خدا چاہیں کہتے ہیں اور میری فتنہ جس کو ذات انفسوں کہتے ہیں اور میرا ظلم جس کو تعصب کہتے ہیں اور میری فدا انفس اور فدا مہر جس کو صاحب کہتے ہیں اور وہ سارا تمام جس کو علیہ کہتے ہیں اور میری ہمار اور لوٹا اور چھوٹا حصہ اور میری چھری مشوق ہو۔ عباس کہتے ہیں کہ اس پر مدح کو نہیں نے اس سے پہلے نہیں دیکھا تھا جب وہ لایا گیا تھا اس کا نور نزدیک تھا کہ لوگوں کی آنکھوں کی روشنی نائل کر دے۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ جبریل اس جامہ کو میرے لئے لے لے لے لے لے لے لے کہ یا رسول اللہ اس کو اپنی زندگی کے حلقوں میں داخل کیجئے اور مجھے منقطع کر دے۔ پھر فرمایا دو جوتے مجھے ملگائے ایک ہندو تھا دو سرا سداہ اور وہ پیرا میں طلب فرمایا جو شب سراج پہنے ہوئے تھے۔ اور وہ نیزا میں جو دفن اُٹھ چکے تھے۔ اور اپنی تنوں کو پہلی مشامیں ایک جو سفر میں پہنا کرتے تھے۔ دوسری عیدوں میں پہنتے تھے اور تیسری وہ جس پر پہن کر اپنے صاحب کے ساتھ بیٹھتے تھے۔ پھر فرمایا کہ اسے حال میں وہ لایا پھر شہیا اور کنگل لڈ اور اپنے دونوں ہاتھوں سے چھبایا اور دونوں گھونٹے جناح اور جیروم طلب کیے جناح وہ تھا جو مسجد کے صحنہ پر کھڑا رہتا تھا۔ حضرت کسی کو جب کسی کام سے کہیں بھیجتے تھے تو وہ اسی پر سوار ہو کر جاتا تھا اور جیروم وہ تھا جس پر بعد ازاں حضرت سارے اند جبریل اس سے کہتے تھے کہ جیروم آگے بڑھو اور اپنا داند گھس بیٹھو۔ مثلاً فرض جب بولنے لے لے جیروم کو حاضر کیا حضرت نے عباس کو بلا کر فرمایا کہ علی کی جگہ پر بیٹھئے اور میری بیٹھ کو سہارا دیجئے اور حضرت علی سے فرمایا کہ انھوں تمام چیزوں پر میری زندگی میں قبضہ کر لو تاکہ وہ گدہ جو موجود ہے سب اس پر گواہ ہوں اور میرے بعد کوئی شخص تم سے نزاع نہ کرے۔ حضرت علی فرماتے ہیں کہ میں آنحضرت کے حکم سے اٹھا تو میرے پیروں میں چلنے کی طاقت نہ تھی غرض نہایت دشواری سے گیا اور تمام چیزوں نے لیں اور اپنے گھر لے گیا پھر واپس آکر حضرت کے سامنے کھڑا ہوا۔ پھر

نویسندگان بابہ آنحضرت کی وصیتیں و تمام حالات

نویسندگان بابہ آنحضرت کی وصیتیں و تمام حالات

حضرت نے اپنے دست مبارک سے انگوٹھی نکال دی اور میری انگلی میں پہنا دی اس وقت تمام بنی ہاشم اور دوسرے مسلمانوں سے گھر بھرا ہوا تھا۔ حضور کا سر اقدس صنف وفاقوں کے سبب قادی میں نہ تھی کبھی ماہی ہاں ہاں کبھی بائیں طرف مڑا جاتا تھا اسی حالت میں حضرت نے بلند آواز سے فرمایا جس کو سب نے سنا کہ اسے مسلمانوں علی میرا بھائی میرا دھی اور اہل بیت میں میرا خلیفہ ہے میری جگہ پر اسے کو ادا کرے گا میرے وعدوں کو پورا کرے گا۔ اسے فرزند بن ہاشم اور فرزند بن عبد المطلب اور اے مسلمانوں علی سے دشمنی اور اس کے حکم سے سرتالی نہ کرنا وہ نہ گمراہ ہو جاؤ گے۔ اس سے حسد مت کرنا اور اس کی طرف سے نیک بھیر کر دے سرور کی طرف رجعت مت کرنا وہ نہ کافر ہو جاؤ گے۔ یہ فرما کر جناب جہاں سے فرمایا کہ علی کی جگہ سے اٹھو۔ جہاں سے کہا یا رسول اللہ بڑے آدمی کو اٹھاتے ہیں اور ایک لڑکے کو اس کی جگہ بٹھاتے ہیں۔ حضرت نے یہی مرتبہ فرمایا اور جناب جہاں سے ہر مرتبہ یہی جواب دیا۔ آخر وہ کبیدہ خاطر ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے اور جناب امیرؑ ان کی جگہ پر جانیٹھے آنحضرت نے جب حضرت جہاں سے کو خضہ میں پایا فرمایا چچا جان کوئی ایسا کام نہ کیجئے کہ میں آپ پر غضبناک دنیا سے رخصت ہوں میرا غضب آپ کو جہنم میں لے جائے۔ جب یہ سنا تو وہ اپنی جگہ پر بیٹھ گئے تو حضرت نے فرمایا کہ اے علی مجھ کو لٹاؤ۔ جب حضرت لیٹ چکے تو علیؑ نے فرمایا کہ میرے فرزندوں حسن و حسین کو لٹاؤ۔ وہ حضرت نے بٹھائے گئے حضرت نے ان کو اپنے سینہ سے لپٹا لیا۔ اور ان دونوں باغ رسالت کے پھولوں کو نوٹھنے اور پیار کرنے لگے۔ ان کو کھانسی فرماتے ہیں کہ میں اس خوف سے کہ وہ دونوں آنحضرت کے لیے تکلیف کی زیادتی کا سبب نہ ہوں قریب گیا تاکہ ان کو الگ کر دوں۔ حضرت نے فرمایا کہ اے علیؑ ان کو چھو دو تاکہ میں ان کو اویس مجھ کو سوٹھتے رہیں اور یہ میری دعا ہے سے اور میں ان کے پیار کرنے سے راحت حاصل کروں کیونکہ میرے بعد ان پر رخصت ہوں اور عظیم مصیبتیں پڑیں گی اور خدا لعنت کرے اس پر جو ان کو قتل کرے اور ان کو ظلم و ستم کرے۔ خلافت میں انہیں میرے پیروں کو کرنا ہوں۔ اور مومنین میں سے سب سے زیادہ بہتر شخص کو یعنی علیؑ کو ابلی طالب کو اس کے بعد شیخ مفید دعایت کرتے ہیں کہ آنحضرت نے لوگوں کو رخصت کیا اور سب باہر چلے گئے۔ صرف جناب جہاں اور ان کے صاحبزادے فضل اور حضرت علیؑ اور آنحضرت کے مخصوص اہلبیت ان کے پاس نہ گئے۔ تو جناب جہاں نے کہا یا رسول اللہ اگر یہ امر خلافت ہم بنی ہاشم میں قرار پائے گا تو ہم کو خوشخبری دیجئے تاکہ ہم خوشی اور مسرور ہوں اور اگر آپ یہ جانتے ہیں کہ لوگ ہم پر ظلم کریں گے اور خلافت ہم سے غضب کریں گے تو صاحب میری سفارش کر دیجئے۔ حضرت نے فرمایا میرے بعد تم لوگوں کو کوفہ کر دیں گے اور لکھنؤ پر غالب ہوں گے۔ یہ سنکر اہلبیت گریاں ہوئے اور آنحضرت کی زندگی سے ناامید ہو گئے اس حالت میں امیر المومنین علیؑ نے آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور لکھنؤ میں ہونے والے سوائے ضروری کاموں کے۔

ابن ابی عمیر، شیخ مفید، شیخ طوسی، شیخ طبرسی، ابن شہر آشوب، احمد مہر، عمر بنی نے ہندوانے مقبرہ حضرت علیؑ، امام محمد باقرؑ، حضرت صادقؑ، ام سلمہؑ اور عائشہؑ وغیرہ سے دعایت کی ہے کہ آنحضرت کے مرض کے آخری وقت امیر المومنین کسی ضرورت سے باہر نہ نکلے گئے تھے تو حضرت نے فرمایا جو میرے مددگار میرے دست اور میرے بھائی کو یہ سنکر عائشہؑ نے کسی کو اور کبھی اس شخص نے کسی کو مرے پاس بھیج کر

بولایا۔ جب وہ لوگ آئے اور حضرت نے ان کو دیکھا تو اپنا سر اوڑھنے پر تڑپے سے بیٹھ گیا۔ دوسری روایت کے مطابق ریح انہی کی طرف سے پھر لیا تو وہ دونوں حضرات واپس چلے گئے تو حضرت نے سر اوڑھنے سے کپڑا اٹھایا۔ پھر فرمایا کہ میرے خلیل میرے حبیب اور میرے بھائی کو بلاؤ پھر ان دونوں بیٹھنے کے اپنے اپنے پر رکھو بلوایا جب وہ آئے تو حضرت نے اپنا منہ ان کی طرف سے پھر لیا یا چھپا لیا تو ان دونوں حضرات غصہ کیا کہ ہم کہہ رہے ہیں بلکہ علی کو مٹاتے ہیں تو جناب خاطر نے جناب امیر کو بلوایا۔ جب وہ تشریف لائے تو حضرت نے ان کو اپنے سینہ سے لپٹا لیا اور اپنا منہ انہی ان کے گوش مبارک سے دیا اور اپنا کپڑا ان کے چہرے پر اڑھادیا اور بہت دیر تک ملائی باتیں کیں یہاں تک کہ پیٹھ کے قطرے دونوں درگواروں کے جوارق سے ٹپکنے لگے۔ لوگ آنحضرت کے مکان کے بیچے جمع گئے اور کچھ فرقہ بھی صفادہ کے باہر کھڑے گئے۔ جب امیر المؤمنین باہر آئے تو ان لوگوں نے پوچھا کہ یہ کیا ملائی باتیں تھیں جو پیغمبر تم سے کہہ رہے تھے حضرت نے فرمایا علم کے ہزار باب حضرت نے مجھے تعلیم فرمائے کہ ہر باب سے ہزار ہزار باب خود بخود مجھ پر نازل گئے۔ دوسری روایت کے مطابق جناب حضرت آنحضرت کی ڈیوڑھی پر موجود تھے انہوں نے حضرت علی سے پوچھا کہ کیا جناب سرور کائنات نے آپ سے کچھ راز بیان کیے ہیں امیر المؤمنین نے فرمایا اہل علم کی ہزار قسمیں گئے مکان میں کہ ہر قسم سے ہزار ہزار قسمیں پھر مدافع و منکشف ہو گئیں۔ جناب حضرت نے پوچھا کیا آپ سب علوم کہ گئے انہی یاد کر لے؟ فرمایا ہاں۔ پوچھا تو کف کیا ہے جو ہر چاند میں ہوتا ہے؟ حضرت نے فرمایا خداوند عالم فرما کہ: **وَجَعَلْنَا الْإِنسَانَ الْفَاسِقَ الَّذِي وَاللَّهُ أَنْشَأَ بَيْنَ يَدَيْهِ قَنُونًَا آيَةُ الْيَقْلِ وَجَعَلْنَا آيَةَ الْقَدَارِ مُبْصِرَةً رَسْمَهُ بَنِي إِسْرَائِيلَ آيَةُ** (جب جناب حضرت نے کہا اے علی آپ نے ٹھیک یاد کیا ہے۔ اور عائشہ کی روایت میں یہ ہے کہ جب امیر المؤمنین آئے تو آنحضرت نے ان کو اپنے لحاف میں داخل کر لیا اور ان سے راز کی باتیں کیں اور یہاں تک کہ حضرت کی مدح مقدس نے جسم سے منافقت کی اور حضرت کا اتھاڑ امیر المؤمنین کے بدن پہنچا۔

ابن ہالبی نے بسند مجرب جناب امیر سے روایت کی ہے کہ جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کا وقت آیا حضرت نے مجھے طلب فرمایا اور کہا اے علی؟ تم ہی میرے طبیعت پر اور میری امت پر میری حیات میں اور میری وفات کے بعد میرے وصی اور میرے خلیفہ ہو۔ تمہارا دوست میرا دوست ہے اور میرا دشمن خدا کا دوست ہے اور تمہارا دشمن میرا دشمن ہے اور میرا دشمن خدا کا دشمن ہے۔ اے علی میرے بعد جو شخص بھی تمہاری امامت کا منکر ہوگا ایسا ہے کہ اُس نے میری رسالت سے میری زندگی میں انکار کیا ہوگا کیونکہ تم مجھ سے ہوا میں تم سے ہوں۔ پھر مجھے اپنے نزدیک بلوایا اور علم کے ہزار باب مجھ کو تعلیم کیے اور ہر باب سے ہزار ہزار باب خود بخود نازل گئے دوسری روایت کے مطابق فرمایا کہ حلال و حرام اور جو کچھ اس قسم کی چیزیں قیامت تک ہوں گی ان کے ہزار باب مجھے تعلیم فرمائے کہ ہر ایک باب سے ہزار ہزار باب مجھ پر خود بخود منکشف ہو گئے۔ یہاں تک کہ میں نے لوگوں کی محنت اور کسر تامل مجھے والی بلائی کہ جان لیا اور حکم حق جو لوگوں کے درمیان کرتا چاہیے۔

صفادہ نے حضرت صادق سے بسند معتبر روایت کی ہے کہ ایک دن آنحضرت نے حالت ملائت میں فرمایا

نہر شمول باب اخفوت کی حدیثیں و تمام حالات

نہر شمول باب اخفوت کی حدیثیں و تمام حالات

مہر میں اور انہی اُس وقت سیوا کرتا پہنچے ہوئے تھے۔ پھر خطبہ پڑھا اور لوگوں سے ابرو نہی بیان فرمایا اور اُن کو موعظہ فرمایا اور آخرت یاد دلوائی۔ پھر لوگوں کی تنبیہ کے لئے فرمایا کہ اسے فائز ملے کہ اللہ خدا کی جلالت بہا ہو کیونکہ عمل کے بغیر تم کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے جب لوگوں نے یہ خطبہ سنا بہت خوش ہوئے اور آنحضرت کی زیارت سے مسرور ہوئے اور حضرت کی بیویاں بھی بہت خوش ہوئیں کہ آنحضرت کو شہر گئی پھر اپنے بالوں کو کہنوا اور انھوں میں مرمہ لگایا، لیکن اسی بعد حضرت دنیا سے رخصت ہو گئے۔ لڑکی نے پوچھا کہ اس وقت حضرت نے امیر المومنین کو ہزار بابِ اہم کے تعلیم فرمائے حضرت نے فرمایا کہ اس بعد سے پہلے

شیخ مفید نے بسند معتبر عبد اللہ بن عباس سے روایت کی ہے کہ علی بن ابی طالبؓ مجاہدین اور فضیل بن عباسؓ اُس بیماری کے زمانہ میں جس میں حضرت نے وفات پائی آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ انصاف کرو اور حد متیں مجھ میں حاضر ہیں اور آپ کے لئے بعد ہے ہیں۔ حضرت نے پوچھا کیوں کہ تم کہتے ہو؟ کہا اس لئے کہ ان کو خوف ہے کہ آپ اس مرض میں اُن سے بڑا ہو جائیں گے۔ حضرت نے فرمایا میرا تھک چکا ہوں پھر آؤ کہ باہر آئے۔ چارہ اندھے ہوئے تھے اور صلابہ صریح بانٹ رہے ہوئے تھے۔ اور بغیر تشہد کے گئے پھر خدا کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا لوگو! اپنے پیغمبر کے انتقال سے کیوں الگ کر دیتے ہو میں خدا پر ہوں اور خود تم لوگوں کی موت کی خیر تم کو دی ہے۔ اگر مجھ سے پہلے کوئی پیغمبر دنیا میں ہمیشہ رہتا تو میں بھی رہتا۔ مگر لو کہ میں دنیا سے رخصت ہوں اور تم لوگوں سے درمیان وہ چیز چھوڑا دوں کہ اگر اُس سے تنگ کر دے تو کسی گمراہ کو اللہ کے کتاب سے ہے جس کی صبح و شام تلاوت کرتے ہو۔ لہذا دنیا کی طرف رغبت مت کرو، اور ایک دوسرے پر حسد مت کرو، اور آپس میں دشمنی مت کرو۔ اور ایک دوسرے کے ساتھ بھائی کے ساتھ ہو جیسا کہ خدا نے تم کو حکم دیا ہے۔ اور بیشک اپنے طبیعت کو کہ اپنی عزت کو تم سے درمیان چھوڑنا ہوں انسان کے پاس ہے تم کو وصیت کرتا ہوں۔ اور انصاف کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ اُن کے حقوق کو انسان کی کوششوں کو خلل نہ دے اور جو صحیح کے پاس میں گھو کہ انہوں نے اپنے مکاروں میں تم کو مستحق اپنے نصف میرے تم کو دے دیتے اور اپنی ذات پر تم کو ترجیح دی ہر چند کہ خود صاحب اختیار تھے۔ لہذا جو شخص مسلمانوں کا حاکم ہو اُس کو چاہیے کہ انصاف کے نیک لوگوں کے ساتھ محبت و مہربانی سے پیش آئے اور اُن کے لئے لوگوں کو صاف کرے۔ غرض کہ یہ آخری موقع تھا کہ آنحضرتؐ منیرِ مدین اُفوق ہوئے یہاں تک کہ خراسان سے وفات ہوئی۔

شیخ مفید نے بسند معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کا وقت آیا جبریلؑ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا یا رسول اللہ! آپ چاہتے ہیں کہ دنیا میں واپس جائیں حضرت نے فرمایا نہیں۔ تبلیغ رسالت کے جو فرائض پھر رہے تھے میں بجا دیا۔ جبریلؑ نے کہا کیا آپ نہیں چاہتے کہ دنیا میں واپس جائیں؟ فرمایا نہیں بلکہ میری اسلئے کہ پسند کرتا ہوں یعنی انبیاء و اوصیاء و دستِ اہلِ خدا کی مولاقت چاہتا ہوں۔ پھر حضرت نے لوگوں کو وصیت کی اور فرمایا ایہ اتنا میرے بعد کوئی پیغمبر نہ ہوگا اور میری سنت کے بعد کوئی سنت ہوگی۔ لہذا میرے بعد جو شخص پیغمبر کا دھوئے کرے یا میرے دیں میں کوئی بدعت ایجاد کرے یا اس کا دھوئے اور اس کی بدعت جو ہم کی آگ میں ہے اور جو شخص ایسا دھوئے کہ اس کو قتل کر دو اور جو شخص اُس کی پیروی کرے

ترجمہ خواص بابِ آنحضرت کی حدیثیں و تہذیب و عادات

ترجمہ خواص بابِ آنحضرت کی حدیثیں و تہذیب و عادات

جہتی ہے۔ لوگ خاص کو زندہ رکھواؤ حتیٰ کو باقی رکھواؤ ہر گنہگار کو زندہ رکھواؤ مسلمان رہنا اللہ شویبان دین کی امانت کرتے رہنا تاکہ دنیا و آخرت کے حساب سے محفوظ رہے پھر یہ آیت نکلتی فرمائی کَتَبَ اللہُ لَکُمْ قُلُوبًا آتَا وَ رَسُوْلُیْ اِنَّ اللہَ قَوِیُّ عَزِیْزٌ رَّبُّ سَمٰوٰتِیْنَ اَرْضِ سَمٰوٰتِیْنَ اَرْضِ اَرْضِ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ کہ میں اور میرے انبیاء غالب رہیں گے یہ شک اللہ رب العالمین کا ہے۔

نیز بسند معتبر ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ سب سے آخری خطبہ جو آنحضرت نے چلے چلے لے کر پڑھا وہ خطبہ تھا جو آنحضرت نے اپنے آخری مرض میں پڑھا اور مگر سے باہر تشریف لے گئے اس صدمت سے کہ جناب امیر اور اپنی آئندہ کی موتی کینز میوز پر پہلے کیے، حملے کے پھر منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ ایتہا الناس امیں تمہارا وہ میان دگر اندہ چندی چوتنا ہوں۔ ہذا کارناوشس ہر گئے تو ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا کہ یہ دونوں چیزیں جو آپ نے فرمائیں کون ہیں۔ یہ سنتے ہی حضرت غضبناک ہو گئے یہاں تک کہ حضرت کا چہرہ اقدس سرخ ہو گیا اور فرمایا کیا میں نے تم کو گاہ نہیں کر دیا ہے لیکن اب یہ چاہتا ہوں کہ اُس کی تفسیر بیان کروں لیکن بیماری کے سبب کمزوری سے میرا دم بھولنے لگا ہے پھر فرمایا کہ ان میں سے ایک قرآن ہے جو ایک رشی ہے کہ آسمان سے زمین پر لگی ہوئی ہے جس کا ایک سرا خدا کے قبضہ میں ہے اور دوسرا سرا تمہارے ہاتھ میں ہے اور دوسرے میرے اہلبیت ہیں پھر فرمایا کہ خدا کی قسم میں تم سے یہ امر بیان کر رہا ہوں اور جانتا ہوں کہ کچھ لوگ ہیں جو ابھی اہل شرک کے صلب میں ہیں اور پیدا نہیں ہوئے ہیں لیکن میں تمہاری اکثریت کی بہ نسبت ان سے زیادہ اُمید رکھتا ہوں۔ پھر فرمایا خدا کی قسم میرے اہلبیت کو کوئی بندہ دوست نہیں رکھتا مگر یہ کہ خداوند عالم اُس کو بدو قیامت ایک نور عطا فرمائے گا یہاں تک کہ وہ میرے پاس عرض کو کرے اور وہ اُن کو کوئی بندہ دشمن نہیں رکھتا مگر یہ کہ حق تعالیٰ اس کو اپنی رحمت سے قیامت کے دن محروم کر دے گا۔ ناہی کرتا ہے کہ میں نے اس حدیث کو امام محمد باقر علیہ السلام سے بیان کیا اور اُنہی حضرت نے تصدیق فرمائی۔

شیخ طوسی نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ سلمان کا بیان ہے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آپ کی عیادت کے زمانہ میں حاضر ہوا جس میں کہ آپ کی وفات ہوئی۔ میں حضرت کی خدمت میں بیٹھا اور آپ کی مزاج پڑھی کی۔ اور جب میں نے چاہا کہ باہر آؤں تو حضرت نے فرمایا بیٹھو تاکہ تم بھی اُس سر امر پر گواہ رہو جو بہترین امر ہے۔ یہ سنکر میں بیٹھ گیا۔ ناگاہ میں نے دیکھا کہ حضرت کے اہلبیت میں سے چند بزرگوار اور اصحاب میں سے کچھ لوگ گھر میں آئے۔ جناب فاطمہ زہرا بھی تشریف لائیں۔ جب آنحضرت کا ضعف مشاہد کیا موصومہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور گریہ کے سبب آواز گونگیر ہو گئی۔ جب آنحضرت نے اُن کا یہ حال مشاہد کیا فرمایا کہ میں کیوں دعویٰ جو خدا تمہاری آنکھیں روشن کرے اور کبھی تم کو نہ رولا کہ جناب فاطمہ نے عرض کی کیونکر نہ مدد ملے جبکہ آپ کو اس حال سے دیکھ رہی ہوں۔ حضرت نے فرمایا اے فاطمہ خدا پر بھروسہ رکھو اور صبر کرو۔ جس طرح تمہارے آباء اجداد نے صبر کیا جو پیغمبرین خدا تھے اور اپنی ماؤں کی طرح صبر کرو جو پیغمبروں کی بیویاں تھیں اُسے فاطمہ کیا تم چاہتی ہو کہ تمہیں سناؤں۔ عرض کی ہاں ابا جان۔ حضرت نے فرمایا کیا تم کو نہیں معلوم کہ حق تعالیٰ نے تمہارے باپ کو تمام خلق میں سے اختیار کیا اور اس کو پیغمبری عطا فرما کر تمام مخلوق پر مبعوث فرمایا

رنگ و انداز ہے اور آنحضرتؐ فرماتے ہیں آج کے بعد تمہارے باپ پر کوئی تکلیف نہ ہوگی اور اے فاطمہؑ تم
 بھولو کہ پیغمبرؐ کے لئے گریبان کو ہاک اور چہرہ کو زخمی نہ کرنا اور نہ فریاد کرنا بلکہ وہی کہتا جو تمہارے باپؐ کے لئے
 فرزند ابراہیمؑ کی وفات کے وقت کہا تھا کہ آنحضرتؐ سے کوئی بات ایسی نہیں کہنا
 جو مجھ کے غضب کا باعث ہو، اور اے ابراہیمؑ ہم تم پر غصہ نہیں ہیں بلکہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر ابراہیمؑ زندہ
 ہوتے تو غم نہ ہوتے۔ پھر فرمایا اے علیؑ میرے قریب آؤ جب وہ نزدیک پہنچے تو فرمایا کہ اپنا کان میرے منہ کے
 قریب لاؤ۔ دیکھ کر عائشہؓ و حضرتؐ نے کان لگائے کہ حضرتؐ کی باتیں کتنی تھیں تو حضرتؐ نے فرمایا کہ خلافت ان کے کان
 بند کر دے کہ نہ سُن سکیں۔ پھر فرمایا اے میرے بھائی تم نے سنا ہے جو فضلہ قرآن میں فرمایا ہے: **إِنَّ الْإِنْسَانَ**
اَسْتَوٰ اَوْ عَلٰی سَوَآءٍ اَلْاَسْلٰبِ اَوَّلٰیئَکَ هُوَ خَیْرٌ اَلْبَرِیَّةِ تو رایتِ سجدہ جہنم ہے، یعنی جیسا جو لوگ ایمان لائے
 انہیں اعمال کرنے سے وہی لوگ بہترین خلق ہیں۔ جناب امیرؑ نے عرض کی یا رسول اللہؐ میں نے سنا ہے
 حضرتؐ نے فرمایا کہ لوگ تم جو اس کا کہا ہے شیعاں سے منکر ہیں۔ اور ان کی اور میری وعدہ گاہ قیامت کے دن جوئی
 کے پاس ہے جس وقت کہ تمام امتیں دفنانا۔ پرشی ہوں گی اور ان کے اعمال خلافتِ عالم کے سامنے پیش ہوں گے
 اُس وقت خدا تم کو تمہارے شیعوں کو بے گناہ اور تم لوگ نورانی چہرے اور نور و شمس اور پیروں کے ساتھ آؤ گے اُس
 حالت میں کہ میرا میرا ہونگے۔ اے علیؑ تم نے وہ سنا ہے جو فضلہ قرآن میں فرمایا ہے کہ **لَآ اَدْرِیُّ الْاَیْمٰنُ کَفَرًا**
مِنْ اَهْلِ الْاٰیْمٰنِ اَوْ اَلْمُشْرِکِیْنَ فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا بَیْنَ فِیْہَا اَوْ لَیْلًا هُوَ شَرٌّ اَلْبَرِیَّةِ تو رایت
 سجدہ جہنم آیت ہے، یعنی بیشک جو لوگ اہل کتاب اور مشرکین میں سے کفر پر قائم رہے وہ ہمیشہ جہنم کی آگ میں جلتے
 رہیں گے اور نہ بدترین خلق ہیں۔ جناب امیرؑ نے عرض کی یا رسول اللہؐ حضرتؐ نے فرمایا وہ یہودی اور بنی نضیر
 اور ان کی پیروی کرنے والے اور تمہارے دشمن اور تمہارے دشمنوں کے دشمن ہیں تو قیامت کے دن بھوکے پیاسے
 سیلہ رُخا نہیں گئے اور سخت تکلیف و مصیبت اور شدید غلاب میں ہوں گے۔ یہی حدیث کتاب سلیم بن قیس
 میں امیر المؤمنین سے منقول ہے۔

تفسیر محمد ابن عباسؓ میں امام محمد باقرؑ سے مروی ہے اور ابی بکرؓ نے بسند معتبر امام محمد باقرؑ سے
 روایت کی ہے کہ جناب رسالتؐ نے اپنی وفات کے وقت جناب فاطمہؑ سے فرمایا کہ جب میں مرا ہوں تو میرے غم
 میں اپنے چہرے کو مت زخمی کرنا اور نہ اپنے بالوں کو پریشان کرنا۔ اور مجھ پر فریاد نہ کرنا اور نہ رونا اور نہ
 زور کر کے والوں کو طلب کرنا۔

کتاب شہادت المصطفیٰؐ میں روایت ہے کہ جب آنحضرتؐ اُس بیماری میں مبتلا ہوئے جس میں کہ حضرتؐ
 کی وفات ہوئی، جناب فاطمہؑ علیہ السلام حسنؑ و حسینؑ کو لے کر آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں جب حضرتؐ
 کو اس حالت میں دیکھا بے تاب ہو گئیں اور آنحضرتؐ پر اپنے تئیں گرا دیا اور سینہ ثاقبؑ سے لپٹ کر بہت دواؤں
 حضرتؐ نے فرمایا اے فاطمہؑ دعوتِ ادھر صبر کرو۔ یہ سن کر جناب فاطمہؑ آنحضرتؐ کی آنکھوں سے بھی آنسو
 جاری تھے پھر حضرتؐ نے تئیں بار فرمایا خداوند پر میرے اہلبیتؑ ہیں۔ میں ان کو ہر مومن کے سپرد کرتا ہوں۔
 شیخ مفیدؒ نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ کی رحلتِ مباحثت کی جانب قریب ہوئی آپؐ نے

امیر المومنین سے فرمایا کہ یا علی میرا عمر اپنی گود میں لے لو کہ خدا کا حکم آپ پہنچا اور جب میری جان بدن سے جدا ہو جائے تو اپنے ہاتھوں کو میرے چہرے کے نیچے سے نکال کر اپنے منہ پر پھر لینا اور میرا سر قبلہ کی طرف کر دینا۔ پھر میری تجہیز کی جانب متوجہ ہونا اور سب سے پہلے تم چھ پر نماز پڑھنا اور جب تک دھمے قبر میں نہ پہنچا دینا میرے پاس سے نہ ہٹنا اور ان تمام امور میں خلیفے مدو کے خواستگار رہنا۔ فرض جب آنحضرت کا سر مبارک جناب امیر نے اپنی گود میں لیا حضرت بے ہوش ہو گئے۔ جناب فاطمہ حضرت کے دستے اٹھیں اور مدنی تھیں فریاد کرتی تھیں اور ایک شعر پڑھا جس کا مضمون یہ تھا کہ آنحضرت ایسے نورانی چہرے والے ہیں جن کی برکت سے لوگ بارش طلب کرتے تھے اور حضرت یحییٰ کے فریاد میں اور یونس کے جانے پناہ تھے۔ جب جناب فاطمہ کی آواز آنحضرت کے گوش مبارک میں پہنچی حضرت نے آنکھیں کھولیں اور لوگوں کو آواز سے فرمایا کہ بار بار مجھے کلام تو تھا بس میری حیا اب مطالبہ کا ہے یہ مت کہو بلکہ کہو وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ ۖ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۚ أَفَأَعْمٰیۤنَ مَآتٌ أَوْ قَبْلِ ۚ اَفَعَلَبْتُمْ عَمَلًا فَقَالِیْ كُفُّوا ۚ آیت ۱۲۰ سورۃ آل عمران پی ۱) میں محمدؐ تو بس رسول ہیں جس طرح آپ کے پہلے انبیاء تھے تو اگر وہ موت سے ہلکا رہے جو جانیں یا قتل کر دیئے جائیں تو تم نے مسلمانوں کو اپنے کفر کی طرف پلٹ جاؤ گے۔ جناب فاطمہ یہ سن کر بہت روئیں تو حضرت نے اُن کو اپنے قریب بلوایا اور کوئی راز کی بات کہی جس سے جناب فاطمہ خوش ہو گئیں۔ جب آنحضرت کی وفات ہو گئی حضرت علیؑ نے حضرت سہیلؓ سے کتاب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روئے اقدس کے نیچے سے ہاتھ نکال کر اپنے چہرے پر رکھ لیا اور آنحضرت کی چشم ہائے مبارک کو بند کر دیا۔ آپ کے جسم پر کپڑا اڑھا دیا۔ اُس وقت جناب فاطمہ سے کسی نے پوچھا کہ وہ کون سی بات تھی جہاں حضرت نے آپ کے کان میں کہی تھی جناب مصومہؓ نے فرمایا کہ حضرت نے مجھے خبر دی کہ اہلبیت میں سب سے پہلے جو حضرت سے جا کر ملے گا وہ میں ہوں گی۔ اور میری میت حیات حضرت کے بعد زیادہ نہ ہوگی۔ اس سبب سے میرے رنج و ملال کی شدت میں سکون ہو گیا اس لئے کہ میں نے سمجھا کہ میری والدہ آنحضرت کی مفاتح یا وہ ذل نہ رہے گی۔

چوتھوں باب

آنحضرت کی وفات کی عظیم مصیبت اور آپ کی تجہیز و تکفین و دفن و نماز وغیرہ اور وہ حالات جو اس کے بعد واقع ہوئے

واضح ہو کہ علمائے خاصہ و عامہ کا اعتقاد یہ ہے کہ آنحضرت کی وفات حسرت آیات و تعدد شہید کی ہوئی اور

اکثر علمائے شیعہ کا اعتقاد یہ ہے کہ حضرت کی تاریخ وفات ماہ صفر کی ۱۲ تھائی ہے۔ اور علمائے عامہ کی اکثریت نے ہائے ریح الاول بیان کیا ہے۔ اور ہمارے علماء میں سے محمد بن محبوب کلینی اس قول کے قائل ہوئے ہیں۔ لیکن پہلا قول زیادہ صحیح اور زیادہ مشہور ہے۔ اور علمائے عامہ میں سے بعض نے گم ماہ ریح الاول اور بعض نے دومری اور بعض نے الثار حویں اور بعض نے دسویں اور بعض نے آٹھویں بھی کہی ہے۔ اور اس میں اختلاف نہیں ہے کہ اُس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سن مبارک ترستھ سال تھا اور ہجرت کا دسواں سال تھا۔

کشف الغمہ میں حضرت امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے ہجرت کے دسویں سال وفات پائی اور آپ کی عمر شریف ترستھ سال تھی۔ چالیس سال مکہ میں گزری تھے وہیں حضرت پر وحی نازل ہونا شروع ہوئی پھر تیرہ سال وہیں اور گزری۔ جب آپ مدینہ میں ہجرت کر کے آئے تو آپ کی عمر شریف ترپن سال تھی۔ ہجرت کے بعد مدینہ میں دس سال زندہ رہے اور آپ کی وفات دسویں ماہ ریح الاول روزہ و شنبہ کو ہوئی تھی۔ نیز کشف الغمہ میں روایت ہے کہ آنحضرت کا سن مبارک ترستھ سال تھا۔ اپنے والد بزرگوار کے ساتھ دو سال چار مہینے گذارے اور جب حضرت عبدالمطلب کی وفات ہوئی تو آپ آٹھ برس کے تھے۔ اُن کے بعد آپ کے چچا ابوطالب نے آپ کی کفالت و حمایت فرمائی۔ بعضوں نے کہا ہے کہ جب آپ کے والد بزرگوار نے رحلت کی تو آپ ابھی پیدا بھی نہ ہوئے تھے۔ اور بعض کا قول ہے کہ آپ اپنے والد صاحب کی وفات کے وقت سات ماہ کے تھے اور جب آپ چھ سال کے ہوئے تو آپ کی والدہ ماجدہ نے وفات پائی۔ اور جب آپ کے چچا حضرت ابوطالب نے باغ جنت کی جانب رحلت فرمائی آپ کی عمر چالیس سال آٹھ مہینے چوبیس روز کی تھی اور تین روز بعد جناب خدیجہ کشفہ رحلت فرمائی۔ لہذا اس سبب سے آنحضرت نے اُس سال کا نام عام الحزن رکھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہشت کے بعد کہ میں تیرہ سال مقیم رہے پھر تین روز یا چھ روز غار ثور میں قیام پذیر رہے۔ اُس کے بعد مدینہ کی جانب ہجرت فرمائی اور گیا ماہ ریح الاول روزہ و شنبہ کو مدینہ میں داخل ہوئے اور دس سال مدینہ میں رہے۔ اور ہجرت کے دسویں سال اٹھائیس ماہ صفر کو رحلت غرق عالم سے فائز ہوئے۔

طلب رافندی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ایک روز ابو سفیان مہوی آنحضرت کی خدمت میں گیا اور کہا یا رسول اللہ میں آپ سے کچھ سوال کرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کیا تو چاہتا ہے کہ میں تیرے سوال کرنے سے پہلے تیرے سوال بتا دوں اُس نے کہا ہاں یا رسول اللہ۔ حضرت نے فرمایا تو پوچھنا چاہتا ہے کہ میری عمر کتنی ہوگی کہا ہاں یا رسول اللہ حضرت نے فرمایا میں ترستھ سال زندہ رہوں گا اُس نے کہا نہیں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے کچھ فرمایا۔ حضرت نے فرمایا تو صرف زبان سے کہتا ہے دل میں یقین نہیں ہے۔

لے مؤلف فرماتے ہیں کہ علمائے شیعہ میں سے کوئی اس قول کا قائل نہیں۔ شائع ہات تفسیر

ابن ابیہ نے حضرت امام محمد باقر سے بسند معتبر روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ روزِ دوشنبہ کو روزِ امت رکھو اور عزت کرو کیونکہ اسی روز آنحضرتؐ نے دنیا سے رحلت فرمائی۔ اور اس بارے میں قرطیہ میں بہت سی حدیثیں منقول ہیں۔

شیخ طوسی وغیرہم نے بسند معتبر حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ اُنہی حضرتؐ نے فرمایا کہ جب تم پر کوئی مصیبت پڑے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مصیبت کو یاد کرو کیونکہ ایسی مصیبت لوگوں پر نہ کسی پڑی ہے اور نہ کسی پڑے گی۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یا علی! جب تم پر کوئی مصیبت پڑے تو میری مصیبت یاد کرو کیونکہ یہ سب سے زیادہ سخت مصیبت ہے۔

ابن ابیہ نے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے جہیز ایسی بہشت سے چالیس ہزار کے وزنی کے برابر کا فادہ لائے حضرتؐ نے اُس کے تین حصے کیئے۔ ایک حصہ اپنے واسطے رکھا، ایک حصہ حضرت علیؑ کو دیا اور ایک حصہ جناب فاطمہؑ کو دیا۔

شیخ طوسی نے بسند معتبر حضرت امیر المومنین سے روایت کی ہے کہ حضرتؐ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرتؐ کی بیماری کے زمانہ میں ایک مرتبہ حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ آنحضرتؐ آرام فرما رہے ہیں اور آپؐ کا سر اقدس ایسے شخص کی گود میں ہے جس سے زیادہ خوبصورت میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔ جب میں پہنچا تو اس شخص نے کہا کہ لیجئے اپنے بھائی کا سر اپنی گود میں کہ اس کے آپ مجھ سے زیادہ مستحق ہیں اور آنحضرتؐ کا سر میری گود میں سے دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد آنحضرتؐ بیدار ہوئے تو فرمایا وہ صاحب کہاں گئے جو میرا سر اپنی گود میں بیٹھے ہوئے تھے؟ میں نے جو کچھ گفتگو ہوئی تھی حضرتؐ سے یہاں کی۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم نے اُن کو پہنچانا میں نے عرض کیا نہیں یا حضرتؐ آپؐ پر میرے باپ ماں نکل گئے۔ حضرتؐ نے فرمایا وہ جہیز لائے تھے جب میری تکلیف زیادہ بڑھی تو اگر مجھ سے باتیں کرنے لگے یہاں تک کہ میرے دردِ تکلیف میں کمی ہوئی۔ میں ان کی باتوں میں مشغول تھا کہ سو گیا۔

ابن ابیہ نے روایت کی ہے کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ آپؐ کی رحلت ہو جانے کی قرأت کو غسل کون سے گا؟ فرمایا ہر چیز کو اُس کا دھوی غسل دیا کرتا ہے۔ میں نے پوچھا کہ آپؐ کا دھوی کون ہے یا رسول اللہؐ۔ آپؐ نے فرمایا علیؑ بن ابی طالب۔ میں نے پوچھا کہ آپؐ کے بعد کتنے دنوں زندہ رہیں گے فرمایا بیست سال جیسا کہ یوشع بن لون جناب موسیٰؑ کے دھوی ان کے بعد بیس سال زندہ رہے اور صفار و خضر شعیبؑ نے جو حضرتؐ موسیٰؑ کی نذر تھی انہر خروج کیا اور کہتی تھی کہ لے لے یوشع میں موسیٰؑ کی خدمت کی زیادہ مستحق ہوں۔ اور یوشعؑ نے اُس سے جنگ کی اور اُس کے لشکر والوں کو قتل کیا اور اُس کو گرفتار کیا پھر اُس کا احترام کیا۔ بے شبہ و خیر ابو بکرؓ سیطرح ہزاروں نامزدوں کے لئے کہ علیؑ پر خروج کرے گی اور علیؑ اُس کے لشکر کے لوگوں کو کثرت سے قتل کریں گے اور خضر ابو بکرؓ کو اسیر کریں گے پھر اُس کے ساتھ احسان کریں گے۔

کلینی: صنادید: شیخ طوسی: ابن ابیہ: قلب رافضی اور دوسرے محدثین نے بسند معتبر حضرت امیر المومنینؑ امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ صلوات اللہ علیہما جمعین سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے دنیا سے رحلت فرمائی۔ اور اس بارے میں قرطیہ میں بہت سی حدیثیں منقول ہیں۔

امیر المؤمنین کو طلب کیا اور فرمایا کہ یا علی جب میری وفات ہو جائے چلو غوث سے جو مشک پانی لا کر مجھے اچھی طرح غسل دینا پھر مجھے کفن پہنانا اور حفظ کرنا اور جب فارغ ہونا میرے کفن کا کریں پھر ذکر مجھے بخوانا پھر مجھ سے جو چاہتا پوچھنا میں تم کو جواب دوں گا۔ جناب امیر بیان فرماتے ہیں کہ میں نے ایسا ہی کیا تو اس وقت بھی حضرت نے مجھے ہزار باب علم کے تعلیم فرمائے کہ ہر باب سے ہزار ہزار باب مجھ پر منکشف ہو گئے اور دوسری روایت میں جناب امیر فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت سے رسالت کیے اور آنحضرت نے مجھے قیامت تک واقع ہونے والے حالات کے آگاہ فرمایا۔ لہذا لوگوں کا کوئی گروہ نہیں جس کے پاس میں مجھے نہیں معلوم کہ کون ان کو حق تک پہنچانے والا اور کون ان کا گمراہ کرنے والا ہے۔ دوسری روایت کے مطابق یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بولتے جاتے اور حضرت علیؑ لکھتے جاتے تھے۔

شیخ طوسیؒ نے بسند صحیح حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ یا علی میری وفات کے بعد مجھے غسل دینا اس طرح کہ تمہارے سوا کوئی شخص میری شہرہ گاہ نہ دیکھے ورنہ اس کی آنکھیں اندھی ہو جائیں گی۔ یہ سن کر جناب امیرؑ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ تو نابزرگ ہیں مجھے غسل کے وقت ضرور کسی کی مدد کی ضرورت ہوگی۔ حضرت نے فرمایا جبریلؑ تمہارے ساتھ ہوں گے اور مجھے غسل دینے میں تمہاری مدد کریں گے اور فضل بن عباسؓ سے کہنا کہ تمہارے ہاتھوں پر پانی ڈالیں اور اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ لیں۔ اگر میری شہرہ گاہ پر ان کی نظر پڑے گی تو وہ اندھے ہو جائیں گے۔

ابن ماجہ نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ قریش کے فداشخص نام زین العابدینؑ کے پاس آئے۔ حضرت نے فرمایا کیا تم چاہتے ہو کہ میں تم کو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات سے آگاہ کروں؟ ان دونوں صاحبان نے کہا ہاں۔ حضرت نے فرمایا کہ میرے پدر نے مجھے خبر دی ہے کہ آنحضرت کی وفات سے تین روز پہلے جبریلؑ نازل ہوئے اور کہا یا رسول اللہ مجھے خداوند تعالیٰ نے آپ کی خدمت میں آپ کے احترام و اکرام کے لئے بھیجا ہے اور آپ سے آپ کی حالت دریافت کرتا ہے حالانکہ وہ خود بہتر جانتا ہے وہ فرماتا ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارا کیا حال ہے۔ حضرت نے فرمایا اے جبریلؑ میں اپنے تئیں تمہاری اور شدت میں پاتا ہوں۔ جب تیسرا روز آیا تو پھر جبریلؑ ملک الموتؑ کے ساتھ نازل ہوئے اور ان کے ساتھ ایک سفر اور بھی تھا جس کا نام اسماعیلؑ ہے اور وہ ہمارے ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ موزل ہے۔ جناب جبریلؑ ان سے پہلے آئے اور غلکی جانب سے وہی پہلا پیغام دیا اور آنحضرت نے وہی جواب دیا۔ پھر جناب ملک الموتؑ نے اجازت طلب کی کہ حضرت کے گھر میں داخل ہوں۔ جبریلؑ نے کہا یا رسول اللہ یہ ملک الموتؑ ہیں آپ سے گھر میں آنے کی اجازت طلب کرتے ہیں حالانکہ کسی سے گھر میں داخل ہونے کی آپ سے پہلے اجازت طلب نہیں کی اور نہ آئندہ کسی سے آپ کے بعد اجازت طلب کریں گے۔ حضرت نے فرمایا کہ ان کو داخل ہونے کی اجازت دے دو۔ جبریلؑ نے ان کو اجازت دی اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آکر ادب سے کھڑے ہو گئے اور عرض کی اے احمد بیشک خدا نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے اور حکم دیا ہے کہ میں آپ کے ہر حکم کی جناب فرمائیں اطاعت کروں۔ اگر آپ حکم تو آپ کی نوح نطق کروں اور اگر دلائل جانے کو ارشاد ہو تو وہاں سے چلا جاؤں۔ جناب رسول خدا صلی اللہ

فرمایا کہ اگر میں تم سے کہوں کہ واپس چلے جاؤ اور مجھے چھوڑ دو تو واپس چلے جاؤ گے، ملک الموت نے عرض کی ہاں مجھے خدا کا بھی حکم ہے کہ آپ کی اطاعت کروں آپ جو کچھ حکم دیں۔ جناب جبریلؑ نے کہا اے احمد بیشک خداوند عالم آپ کی طاعات کا مستحق ہے۔ یہ سُنکر حضرتؑ نے فرمایا کہ اے ملک الموت اُس کام میں مشغول ہو جس پر مامور ہوں۔ اُس وقت جبریلؑ نے کہا میں یہ میرا آنا آخری ہے۔ یا رسول اللہ! آپ دنیا میں میری حاجت تھے۔ مجھے آپ سے مطلب تھا پھر دنیا سے مجھے کیا ملے۔ عرض جب آنحضرتؑ کی روح مبارک نے آپ کے جسم اطہر سے مفارقت کی ایک شخص آیا ادا ادا لوگوں کو تعزیت دی لوگ اُس کی آواز سنتے تھے مگر اُس کو نہیں دیکھتے تھے۔ اُس شخص نے کہا التَّوَمُّ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَرِکَاةٌ مِّثْلُ نَفْسٍ ذَا لِقَاءِ التَّوَمِّ وَ اِنَّمَا تَوَلَّوْنَ اَعْوَجَ کَذِبُکُمْ الْبَقَعَةُ فَمَنْ تَوَخَّزَ عَنْ الشَّارِوِ اَدْخَلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَاخَرِ وَمَا الْخَبْرَةُ الَّذِیْ لَا مَتَاعَ الْعُرْوَةِ (آیت سجدہ اعراب پڑھیں ہر نفس کے لئے موت کا مژہ ہے اور ہر ایک کے اعمال کا بدلہ موز قیامت پورا پورا دیا جائے گا جو شخص آئیں دوزخ سے نجات پائے اور جنت میں داخل کر دیا گیا تو وہ کامیاب ہوا اور دنیا کی زندگی تو بس فریب کا سراب ہے پھر اُس شخص نے کہا کہ خدا کی رحمت ہر مصیبت میں صبر کرنے والوں کے لئے ہے اور خدا اُس کے عوض میں جو کچھ ضائع ہو جائے اور خدا اُس کا تدارک فرماتا ہے جو موت ہو جاتی ہے۔ لہذا اسے اہمیت نہ ملے، خدا پر اعتماد رکھو اور اُسی سے ہر خیر کی امید رکھو بیشک مصیبت یافتہ وہ ہے جو خواب خدا سے محروم رہے۔ التَّوَمُّ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَرِکَاةٌ مِّثْلُ نَفْسٍ ذَا لِقَاءِ التَّوَمِّ نے فرمایا کہ وہ حضرت خضرؑ تھے جو ہمدی تعزیت کے لئے آئے تھے۔

نیز ابن بابویہ نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برآمد ہوئے اور آنحضرتؑ کے اصحاب آپ کے گرد جمع ہوئے عمار یا سر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور بولے یا رسول اللہ! آپ پر میرے باپ ماں فدا ہوں جب آپ عالم قدس کی طرف تشریف لے جائیں تو ہم میں کوئی آپ کو غسل دے گا آپ نے فرمایا کہ میرے غسل دینے والے علی بن ابی طالبؑ ہیں کیونکہ میرے جس عضو کو دھونا چاہیں گے فرشتے اس کے دھوئے پر اُن کی مدد کریں گے۔ پوچھا یا رسول اللہ! آپ پر میرے باپ ماں فدا ہوں ہم میں کوئی آپ کی نماز پڑھائے گا حضرتؑ نے فرمایا خاموش ہو جاؤ خدا تم پر رحمت نازل کرے پھر پانچ علی بن ابی طالبؑ کی طرف کہہ کر فرمایا کہ علیؑ تم دیکھو کہ میری روح میرے جسم سے مفارقت کر چکی ہے غسل دینا اور اسی طرح غسل دینا۔ اور مجھے انہی دونوں کیڑوں کا کفن دینا جو میں پہنے ہوں یا مصری جامہ سفید یا ہمدی جامہ کا کفن دینا اور ہر اکھن بہت قیمتی نہ ہے اور مجھے قبر کے کنارے تک اُٹھا کر لے جانا اور وہاں مجھے چھوڑ کر الگ ہو جانا۔ تو سب سے پہلے جو چھ پر نماز پڑھے گا وہ خداوند عالم ہو گا جو اپنے خلعت و جہول عرش سے مجھ پر صلوات بھیجے گا اُس کے بعد جبریلؑ و میکائیلؑ اور اسرافیلؑ اپنے لشکروں اور فرشتوں کی فوجوں کے ساتھ جن کی تعداد سوائے خداوند عالمین کے کوئی نہیں جانتا، پھر پر نماز پڑھیں گے اُس کے بعد فرشتے جو عرش الہی کے گرد ہیں اُس کے بعد ہر آسمانی کے فرشتے یکے بعد دیگرے چھ پر نماز پڑھیں گے پھر میرے تمام اہلبیتؑ اور میری بیویاں اپنے اپنے قرب و منزلت کے مطابق آیا کریں گے جو ایما کرنے کا حق ہے اور سلام کریں گے جو سلام کرنے کا حق ہے اور اُن کو چاہئے کہ توجہ و تبادلاً بلند

کر کے دئے آئندہ پہنچائیں گے۔ اس کے بعد فرمایا اے بلالؓ لوگوں کو میرے پاس بلو کہ مسجد میں جمع ہوں۔ جب لوگ جمع ہو گئے تو آنحضرتؐ عمامہ سر پر باندھے ہوئے اور اپنی کمان پر سہارا کرتے ہوئے باہر تشریف لائے اور منبر پر گئے اور حمد و ثنائے الہی بجالائے اور فرمایا اے گروہ اصحاب میں تمہارے لئے کیسا پیغمبر تھا کیا میں نے تمہارے ساتھ کر خود جہاد نہیں کیا۔ کیا میرے سامنے کے وراثت تم نے نہیں کیے کیا تم نے میری پیشانی کو خاک آلود نہیں کیا کیا میرے چہرے پر تم نے خون جاری نہیں کیا کیا یہاں تک کہ میری دھڑکی خون سے رنگین ہو گئی۔ کیا میں نے تکلیفوں اور مصیبتوں کو اپنی قوم کے نادانوں سے برداشت نہیں کیا۔ کیا میں نے بھوک میں اپنی اُمت کے ایشاکے لئے اپنے شکم پر چھ نہیں باندھے۔ صحابہ نے کہا یا رسول اللہؐ کیوں نہیں۔ بیشک آپ خدا کی خوشنودی کے لئے صبر کرنے والے تھے اور تمہاریوں سے منع کرنے والے تھے۔ لہذا خدا آپ کو ہماری طرف سے بہترین جزا عطا فرمائے۔ حضرتؐ نے فرمایا خدا تم کو بھی جزائے خیر دے۔ پھر فرمایا کہ خدا نے مجھے بتا دینے کا حکم دیا ہے اور قسم کھائی ہے کہ کوئی ظلم کرنے والا اس کی گرفت سے بچ نہیں سکتا۔ لہذا تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ جس پر محمدؐ رحمۃ اللہ علیہ کوئی ظلم ہو گیا ہو وہ بلا تامل اُسے اور قصاص لے لے کیونکہ دنیا میں قصاص لینا میرے نزدیک حق کی قصاص سے زیادہ بہتر ہے جو فرشتوں اور انبیاء کے سامنے ہوگا۔ یہ سنکر آخر سے ایک شخص اُٹھا جس کو اسوہ بن قیس کہتے تھے اور کہا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں یا رسول اللہؐ جس وقت آپ طائف سے واپس آ رہے تھے میں حضورؐ کے استقبال کے لئے گیا۔ اُس وقت آپ اپنے ناقہ غضب پر سوار تھے اور اپنا حصّہ مشتوق لئے ہوئے تھے۔ جب آپ نے اُس کو بلند کیا تاکہ اپنے ناقہ کو ماریں تو وہ میرے شکم پر لگ گیا تھا۔ مجھے نہیں معلوم کہ یہ آپ نے جان بوجھ کر مارا یا غلطی سے۔ حضرتؐ نے فرمایا خدا کی پناہ کہ میں نے دانستہ مارا جو پھر بلالؓ سے فرمایا کہ جاؤ فاطمہؓ کے گھر اور میرا وہ حصّہ آؤ۔ بلالؓ نے مسجد سے نکلے اور گھٹیوں اور بانسوں میں آواز دیتے ہوئے چلے کہ اے لوگو تم میں کوئی ہے جو اپنے نفس کو قصاص دینے پر آمادہ کئے دیکھو محمدؐ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم۔ بعد قیامت سے پہلے اپنے میں قصاص دینے پر آمادہ ہیں! اور جناب سیدناؐ نے فرمایا اے بلالؓ یہ وقت تو حصّہ کام میں لانے کا نہیں ہے، کس لئے وہ طلب فرما رہے ہیں۔ بلالؓ نے عرض کی آپ کو نہیں معلوم آپ کے پد پد بزرگوار منبر پر تشریف فرما ہیں اور دینداروں اور دنیا والوں کو دواع فرما رہے ہیں۔ جب جناب مصومہؓ نے دواع کی بات سنی فریاد و زاری کی اور کہا ہائے رنج و ملال آپ کے لئے میرے پد پد بزرگوار آپ کے بعد ہزاروں مساکین غریب اور کمزور لوگ کس کی پناہ میں ہوں گے عرض بلالؓ کو حصّہ دے دیا۔ وہ لے کر آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرتؐ نے حصّہ لے کر فرمایا کہ وہ پورے آادی کہاں گیا۔ اُس نے حاضر ہو کر عرض کی میں موجود ہوں یا رسول اللہؐ آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا یہ حصّہ لو اور مجھ سے اپنا قصاص لے لو تاکہ مجھ سے راضی ہو جاؤ۔ اُس شخص نے کہا یا رسول اللہؐ اپنا شکم مبارک کھول لے جب آنحضرتؐ نے اپنے شکم اقدس سے کپڑا ہٹایا اُس نے کہا یا مولیٰؐ کیا آپ اہانت دیتے ہیں کہ میں اپنا دامن حضرتؐ کے شکم سے مس کروں۔ حضرتؐ نے اہانت دے دی تو اُس نے حضرتؐ کے شکم مبارک کو بوسہ دیا اور کہا میں روز جزا آتش جہنم سے پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ رسول خداؐ کے شکم مبارک سے قصاص لوں۔ حضرتؐ

یہ ہے اور اس کو نہیں کہہ سکتا

نے فرمایا اسے سولہ قصاص لے لو یا صاف کرو۔ سولہ نے کہا میں نے صاف کر دیا یا رسول اللہ۔ حضرت نے فرمایا خداوند تو بھی سولہ ہیں میں کو بخش دے جس طرح اُس نے میرے پیغمبر سے دکر کر لی۔ پھر حضرت منبر سے نیچے تشریف لے گئے اور خانہ ام سلمہ میں داخل ہوئے۔ فرماتے جاتے تھے کہ خداوند اُمّت محمد کو آتش جہنم سے محفوظ رکھے اور اُن پر حسب وعدہ قیامت آسان فرما۔ جناب ام سلمہ نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ فلکیں کیوں ہیں اور آپ کا رنگ مبارک کیوں تنہا ہے۔ حضرت نے فرمایا جبریلؑ نے مجھے اس وقت میری موت کی خبر دی ہے۔ تم پر سلامتی ہو دنیا میں کیونکہ آج کے بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز نہ سنو گی۔ جناب ام سلمہ نے جب یہ وحشت اثر خیر انحضرت سے سنی نالہ فریاد کرنے لگیں کہ واسرئہ ایسا صدمہ مجھے پہنچا کہ نہایت وحشت جس کا تذکرہ نہیں کر سکتے۔ اس کے بعد حضرت نے فرمایا اسے ام سلمہ میرے دل کی محبوب اور میری آنکھوں کے نورِ فاطمہؑ کو بلا لاؤ کہہ کر حضرت اسے ہوش ہو گئے۔ فرض جناب فاطمہؑ نہرا سلم اللہ علیہا آئیں اور اپنے پردہ بند گوار کی یہ حالت دیکھی تو نالہ فریاد کرنے لگیں اور کہنے پھر بند گوار میری جان آپ کی جان پر خدا جہاد میری صورت آپ کی صورت پر قرآن ہو گئے تو ایسا سلوم جوتا ہے کہ آپ سیرِ آخرت پر آمادہ ہیں اور موت کا لشکر ہر طرف سے آپ کو گھیرے ہوئے ہے کیا اپنی بیٹی سے کچھ بات نہ کیجئے گا اور اُس کے آتشِ حسرت کو اپنے بیان سے ساکن نہ فرمائیے گا۔ جب آنحضرتؐ کے کان میں اپنے تئیں یہ آواز پہنچی اپنی آنکھیں کھول دیں اور فرمایا پادہ جگر میں بہت جلد تم سے جلا ہونے والا ہوں اور تم کو وصال کرتا ہوں لہذا تم پر سلامتی ہو۔ جناب فاطمہؑ نے جب یہ خبر وحشت اثر حضرت سیدتنا البشیر سے سنی دلی تپدہ سے ایک آہ کھینچی اور عرض کی یا جان میں وعدہ قیامت آپ سے کہاں عطا کیا کروں گی حضرت نے فرمایا اُسی مقام پر جہاں مخلوقات عالم کا حسب کیا جائے گا جتنا ظلم نے عرض کی اگر وہاں آپ کو نہ پاؤں تو پھر آپ کو کہاں دُعا شعل فرمایا مقام محمود میں جس کا خدا نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے جس جگہ میں اُمت کے گنہگاروں کی شفاعت کروں گا۔ عرض کی اگر وہاں بھی آپ سے عطا نہ ہو تو کہاں تلاش کروں۔ فرمایا صراط کے نزدیک دیکھا جبکہ میری اُمت اُس پہ سے گند رہی ہوگی اور میں کھڑا ہوں گا۔ جبریلؑ میری وادہنی جانب اور میکائیلؑ بائیں جانب اور جبرائیلؑ تمام فرشتے میرے آگے اور پیچھے ہوں گے اور سب خدا کی بارگاہ میں تضرع و تلمیذ کے ساتھ دعا کرتے ہوں گے کہ خداوند اُمت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو صراط پر سے سلامتی کے ساتھ گزار دے اور اُن پر حسب آسان فوجِ جناب سیدتنا نے عرض کی میری مادہ گرامی جنازہ خدیجہؑ کہاں ملیں گی۔ حضرت نے فرمایا بہشت کے اُس قصر میں جس کے گرد چار قصر ہوں گے۔ یہ فرما کر حضرت پھر بے ہوش ہو گئے اور عالم قدس کی جانب توجہ ہوئے۔ اتنے میں مولیٰ شفا اذان دی اور کہا اَلْقِسْمَةُ لِحَدِثِ اللّٰهِ۔ حضرت کو ہوش آیا اور اُنھ کے مسجد میں تشریف لائے اور مختصر نماز ادا کی۔ جب قارخ ہوئے جناب امیرؑ اور اُسامہ بن زیدؓ کو بلا کر فرمایا کہ مجھے خانہ فاطمہؑ میں لے چلو۔ جب وہاں پہنچے تو اپنا سر اُنہیں جناب سیدتنا کی گود میں رکھ کر نکلیے فرمایا۔ امام حسنؑ و امام حسینؑ نے اپنے ہتھ بند گوار کا یہ حال دیکھا بے تاب ہو گئے اور آنکھوں سے آنسوؤں کی بارش برسانے لگے اور فریاد کرنے لگے کہ ہماری جانیں آپ پر خدا ہوں۔ حضرت نے پوچھا یہ کیا ہے جو یہ ہے میں۔ امیر المؤمنینؑ نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ کے فرزند حسنؑ و حسینؑ ہیں۔

حضرت نے اُن کو اپنے قریب بلوایا اور اُن کے گلے میں باہیں ڈال کر اُن کو اپنے سینہ سے لپٹا لیا۔ چونکہ حضرت
 اہم حسن بہت زیادہ ہے قرآن مجید نے حضرت نے فرمایا ہے حسن مت مدو کیونکہ تمہارا دونا بھر پود شواہ ہے
 اور میرے دل کو تکلیف پہنچاتا ہے۔ اسی شد میں ملک الموت نازل ہوئے اور کہا السلام علیک یا رسول اللہ
 حضرت نے فرمایا وعلیک السلام۔ اے ملک الموت تم سے میری ایک حاجت ہے۔ ملک الموت نے عرض کی
 حضورؐ کیا حاجت ہے فرمایا جب تک جبریلؑ نہ آجائیں اور سلام نہ کر لیں اور میں اُن کے سلام کا جواب
 نہ دے دوں اور میں اُن کو ودار نہ کر دوں۔ میری روح قبض نہ کرنا۔ یہ منکر ملک الموت یا محمدؐ کہتے ہوئے
 باہر آگئے۔ اسی اثنا میں جبریلؑ ہوا میں ملک الموت کے پاس پہنچے اور پوچھا کہ محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
 روح قبض کر لی؟ کہا نہیں۔ حضرت نے اُس سے فرمایا کہ جب تک حضرت سے کہادی ملاقات نہ ہو جائے اور نہ
 تم کو ودار نہ کر لیں اُن کی روح قبض نہ کر دوں۔ جبریلؑ نے کہا اے ملک الموت کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ اسما
 کے ودار نے محمدؐ کے لئے کھولے گئے ہیں اور بہشت کی حوریں نے اپنے کو آراستہ کیا ہے۔ پھر جبریلؑ
 آنحضرتؐ کے پاس حاضر ہوئے اور کہا السلام علیک یا ابا القاسم۔ حضرت نے فرمایا وعلیک السلام یا جبریلؑ
 کیا ایسی حالت میں ہے کہ تمہارا محمدؐ و گے جبریلؑ نے کہا یا رسول اللہ آپ کی اجل قریب ہے اور ہر ایک کے لئے
 موت و پیش ہے اور ہر نفس موت کا مزد چمکے گا۔ حضرت نے فرمایا اے میرے حبیب میرے قریب آؤ جبریلؑ
 حضرت کے نزدیک گئے اور ملک الموت نازل ہوئے۔ جبریلؑ نے کہا اے ملک الموت محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم
 کی روح قبض کر لے میں خدا کا فرمان پیش نظر رکھتا۔ پھر جبریلؑ آنحضرتؐ کی داہنی جانب اور میکائیلؑ بائیں
 جانب کھڑے ہوئے اور ملک الموت حضرت کے بعد روح قبض کرنے میں مشغول ہوئے۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں
 کہ اُس بعد آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کئی بار فرمایا کہ میرے حبیب طلب کو بلاؤ جب کوئی بلایا جاتا تو حضرت
 اس کی طرف سے منہ پھیر لیتے۔ توجہ کا فاطمہؑ سے کہا گیا کہ ہمارا گمان ہے کہ حضرت بجانب امیرؑ کو طلب فرما
 رہے ہیں جناب فاطمہؑ امیرؑ المؤمنین کو بلا لائیں۔ جب جناب رسول خداؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ امیرؑ المؤمنین
 پر پڑی شاد و مسرور ہو گئے اور کئی بار فرمایا اے علیؑ میرے پاس آؤ۔ اور اُن کا ہاتھ پکڑ کر اپنے سر پر لے
 بٹھایا۔ پھر قیاسی ہو گئی اسی اثنا میں حسنینؑ علیہم السلام بھی آگئے۔ جب آنحضرتؐ کے جمال مبارک پر اُن کی
 نگاہیں پڑیں بے چین ہو گئے اور واجتہاد و اعتقاد کہہ کر فریاد و فاری کرتے ہوئے آنحضرتؐ کے سینہ سے
 لپٹ گئے۔ حضرت علیؑ نے چاہا کہ اُن کو بٹھ کر دیں اسی اثنا میں آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوش آگیا فرمایا
 اے علیؑ اُن کو چھوڑ دو تاکہ میں اپنے باغ کے ان دو لعل پھولوں کو سونگھتا ہوں اور یہ میری خوشبو سے مسکراتے
 ہوتے ہیں۔ میں ان کو مٹھت کر دوں اور یہ گلے و وار کر لیں۔ بیشک یہ میرے بعد مظلوم ہو گئے اور نہ تم اور
 تیغ ظلم سے مارے جائیں گے۔ پھر نہیں مزید فرمایا کہ خدا کی لعنت ہو اُس پر جو انہیں ظلم و ستم کرے۔ پھر اپنا ہاتھ بٹھا
 کر امیرؑ المؤمنین کو اپنے لحاف کے اندر کھینچ لیا اور اپنے منہ کو ان کے منہ پر رکھ دیا۔ اور دوسری روایت کے
 مطابق اپنا دامن اقدس اُن کے کان سے غلا دیا اور بہت سی راز کی باتیں کیں اور اسرار الہی اور علوم لا متناہی
 آپ کو تعلیم فرمائے یہاں تک کہ آپ کا مرنے والا روح آشیانہ عرش رحمت کی جانب پرواز گیا۔ پھر امیرؑ المؤمنین

سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے لحاف سے باہر آئے اور فرمایا لوگو تمہارے پیغمبر کے غم میں خداوند عالم تمہارا اجر زیادہ کرے کیونکہ حضرت سید العزت نے اُس پر گنبدِ عالم کی روح اپنے پاس بٹولی۔ یہ سننے ہی اہلبیت رسالت میں گریہ و ناری اور نالہ و فریاد کا شور بلند ہوا اور مومنوں کا ایک مختصر گروہ جو خلافت کے منصب کے لئے میں مشغول تھیں اٹھ اٹھا ان اہلبیت کے ساتھ تعزیت اور مصیبت میں شریک ہوا۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ جناب امیرؓ نے پوچھا کہ جناب سید کا ثبات صلا اللہ علیہ وسلم نے آپ سے کیا ناز بیان کیے جبکہ آپ کو یہ لحاف داخل کر لیا تھا۔ حضرت نے فرمایا کہ ہزار باب علم کے تعلیم فرمائے تھے جن میں ہر باب سے ہزار ہزار باب خود بخود منکشف ہو گئے۔

ابن بابویہ نے بسند مستبرعاتیت کی ہے کہ حضرت امیر المومنین نے فرمایا کہ سب سے پہلی بلا اور سب سے پہلا امتحان جد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہوا جو یہ تھا کہ تمام مسلمانوں کے درمیان میرا خصوصیت سے کوئی مونس و مددگار نہ تھا جس پر مجھے بھروسہ ہوتا اور اُس سے مدد کی امید رکھتا۔ آنحضرتؐ نے بچپن میں میری ہمدردی کی اور جوانی میں مجھے ہتھ دیا اور خیمہ کا غم محسوس نہ ہونے دیا اور میرے اور پیرِ حلال کے اخراجات کے متکفل رہے اور مجھے طلب و تلاشِ معاش سے بے نیاز کر دیا اور میں آنحضرتؐ کی برکت سے ان کے حاصل کرنے میں کبھی محتاج نہ ہوا۔ اور ایسی ہی دنیاوی بہت سی نعمتیں تھیں جو حضرتؐ کے فضل میں مجھ کو حاصل ہوئیں۔ اور باوجود بہت زیادہ ہونے کے اُس کے مقابلہ میں بہت کم تھیں جن کمالات انسانی کے قابلِ دعا میں ترقی دینے سے مجھے مخصوص فرمایا اور جن علوم ربانی اور قرب و وصال حضرت احدیت جل شانہ کے سلوک و مراتب کی رہنمائی میں اور اقوال و افعال کے بہترین آداب سے مجھے آراستہ کرنے میں ممتاز فرمایا۔ لہذا آنحضرتؐ کی وفات سے قدام و اندفعہ بھر پر نازل ہونے جن کے بارے میں گمان کرتا ہوں کہ اگر پہاڑوں پر پڑتے تو اُن میں برداشت کی طاقت نہ ہوتی۔ میں نے آنحضرتؐ کے غم میں مصیبت والوں کو مختلف حالات میں پایا۔ بعضوں کا جزع و فزع اس قدر سخت ہوا کہ ضبطِ تہیں کر سکے اور ان مصیبتوں کی برداشت کی طاقت تھیں نہ تھیں۔ ان کی بے قراری کی شدت نے اُن کے صبر کو نازل کر دیا تھا اور ان کی عقل کو حقل کر ڈالا تھا اور وہ دھنکے اور بھگتے اور کہنے سننے سے عاجز ہو گئے تھے۔ یہی حال آنحضرتؐ کے اہلبیت اور فرزندِ علیؓ عبدالمطلب اور تمام لوگوں کا تھا۔ بعض تعزیت دیتے اور صبر کی تلقین کرتے تھے اور بعض اُن کے ساتھ گریہ و زاری میں اُن کے شریک تھے غرض ایسی سخت مصیبت میں جو مجھ پر دفعہ بڑی تھی میں نے صبر اپنے لئے لازم قرار دیا اور خاموشی کو اختیار کیا اور آنحضرتؐ کی تجہیز و تکفین و غسل و حنوط اور حضرتؐ پر نماز پڑھنے اور دفن کرنے اور کتابِ خدا کے جمع کرنے میں جیسا کہ مجھے آنحضرتؐ نے حکم دیا تھا مشغول ہوا۔ اور مجھے ان ضروری امور کے انجام دینے میں بے قراری اور سہم یعنی اور کد و نالہ نہ ہوا یہاں تک کہ میں تھکن تھک کے انجام دینے میں خداوند عالم کی جانب سے جو حق مجھ پر لازم تھا ادا کیا۔ اور اُن غم و رنج اور مدد و مصیبتوں کو میں نے صبر و شکیبائی اور خدا کی لامحدود رحمت کی امید میں مشا دیا۔

ابن شہر آشوب نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فرشتے

میں ایک روز غشی طاری تھی۔ ناگاہ کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا جناب فاطمہؑ نے پوچھا کون ہے کہا میں ایک مرد غریب ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سوال کرنے آیا ہوں۔ کیا آپ اجازت دیجی ہیں کہ گھر میں آ جاؤں؟ جناب فاطمہؑ نے فرمایا کہ خدا تجھ پر رحمت کرے تو واپس جا اور اپنا کام کر اس وقت رسول اللہ مبارک ہیں اور تجھ سے نہیں مل سکتے۔ یہ سنکر وہ چلا گیا پھر تھوڑی دیر بعد واپس آیا اور وہ وہ کھٹکھٹایا کہا ایک غریب حاضر ہے کیا اجازت ہے کہ رسول خدا کے پاس آئے۔ کیا آپ غریبوں کو اجازت دیجی ہیں؟ اسی اشارہ میں آنحضرتؐ کو ہوش آ گیا آپ نے اپنی مبارک آنکھیں کھولیں اور فرمایا اسے فاطمہ تم جانتی ہو کہ یہ کون ہے؟ عرض کی نہیں یا رسول اللہ فرمایا یہ جعفر بن ابی طالبؑ کے والدہ اور لفظ قول کو زائل کرنے والا ہے۔ یہ ملک الموت ہے اور مجھ سے پہلے کسی سے اس نے اجازت نہیں طلب کی ہے اور نہ آئندہ کسی سے اجازت طلب کرے گا یہ میرے احترام و کرامت کے لئے مجھے اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاصل ہے اجازت طلب کرتا ہے۔ لے فاطمہ اس کو اجازت دے دو کہ یہ اندر آئے۔ یہ سنکر جناب فاطمہؑ نے فرمایا کہ خدا آقا خدا تم پر رحمت کرے۔ عرض ملک الموت تیرے سیم کے مانند گھر میں داخل ہوئے اور طبیعت رسالت کو سہم کیا اور کہا اَللّٰہُمَّ صَلِّ عَلَیْ اٰہْلِ بَیْتِکَ وَرَسُولِکَ اَشْہَادُ اَسْ اَسْ وقت پھر آنحضرتؐ نے امیر المومنین کو دنیا میں اہل جبر و جلد کے ظلم پر صبر کرنے اور جناب فاطمہؑ کی نگہداشت کرنے اور قرآن جمع کرنے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قرض ادا کرنے اور ان حضرت کو غسل دینے کی وصیت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ قبر کے گرد و یوار تعمیر کر دیں گے اور حسن و حسینؑ کی حفاظت کریں گے کشت الفجر میں حضرت امام باقرؑ سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ کی وفات کا وقت آیا ایک شخص نے اجازت طلب کی کہ حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوں امیر المومنین نے باہر جا کر پوچھا کہ کیا کام ہے اُس نے کہا حضرتؐ سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔ جناب امیرؑ نے فرمایا اس وقت حضرتؐ سے ملاقات ہونا ممکن نہیں بتاؤ کیا کام ہے۔ اُس نے کہا ضروری کام ہے ضرور آنحضرتؐ کے پاس جاؤں گا۔ امیر المومنین رسول اللہ کی خدمت میں گئے اور اُس شخص کے لئے اجازت طلب کی۔ حضرتؐ نے فرمایا اُس سے کہہ دو کہ آ جائے۔ وہ شخص آکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر اُسے بیٹھ گیا اور کہا یا حضرتؐ میں خدا کی جانب سے آپ کے پاس پیغام لے کر آیا ہوں۔ حضرتؐ نے پوچھا تم کون ہو؟ عرض کی میں ملک الموت ہوں حضرت احدیتؐ نے فرمایا کہ آپ کو اختیار ہے آپ چاہیں اپنے پروردگار کی ملاقات پسند فرمائیں یا دنیا میں رہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا مجھے قہمت و داس قہم کہ جبریلؑ آجائیں اور میں اُن سے مشورہ کر لوں۔ اُسی اشارہ میں جبریلؑ نازل ہوئے اور کہا یا رسول اللہ آپ کے لئے دنیا سے آخرت بہتر ہے۔ خداوند عالم آپ کو اپنا تقرب و کرامت و منزلت اور شفاعت اس قدر عطا فرمائے گا کہ آپ خوش ہو جائیں گے۔ بیشک آپ کے لئے قہمے حق قہمے حق بقائے دنیا سے بہتر ہے۔ یہ سنکر آپ نے ملک الموت سے فرمایا کہ خدا کی جانب سے جس کام پر مامور ہوئے عمل میں لاؤ۔ جبریلؑ نے کہا لے ملک الموت جلدی مت کرو جب تک میں اپنے پروردگار کے پاس جا کر واپس نہ آ جاؤں۔ ملک الموت نے کہا حضرتؐ کی جان اقدس اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ تاخیر مناسب نہیں۔ جناب جبریلؑ نے فرمایا کہ یہ میرا آنا زمین پر آخری ہوگا پھر مجھے زمین سے کیا کام ہے۔

نیز طبیعت نے رعایت کی ہے کہ ابو بکرؓ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ حضرت پر مرض کی شدت ہو چکی تھی اور پوچھا آپ کی موت کب واقع ہوگی؟ حضرت نے فرمایا قریب ہو چکی ہے پوچھا آپ کہاں واپس جائیں گے فرمایا سدنہ الکنتہی اور جنت المادنی اور رفیق لعلی کی طرف جہاں حق تعالیٰ کے تقرب کی شہادت کے گھونٹ اور بہترین زندگی ہے۔ پوچھا آپ کو غسل کون دے گا فرمایا میرے طبیعت میں سے جو سب سے زیادہ قریب ہے۔ پوچھا کس کپڑے کا آپ کو کفن دیا جائے گا فرمایا کہ اسی لباس کا جو میں پہنے ہوں یا اپنی حلوں کا یا مصری سفید کپڑے کا۔ پوچھا آپ پر نماز کیونکر پڑھی جائے گی؟ شکر لوگوں میں شور مچا کہ یہ بلند ہوا کہ دود اور لہو لہو لگے۔ حضرت نے فرمایا صبر کرو خدا تم کو صاف کرے۔ جب لگے غسل دے کفن دے چکیں تھے ایک تختے پر میری قبر کے کنارے لٹا دیں اور تھوڑی دیر کے پہلے ہمت جائیں اور نہ تہا چھوڑ دیں تو سب سے پہلے جو حجر پر نماز پڑھے گا وہ خداوند عالم پھر فرشتوں کو اجازت دے گا کہ حجر پر نماز پڑھیں تو سب سے پہلے جو تانزل ہوگا وہ جبریلؑ ہوں گے۔ پھر اسرافیلؑ پھر میکائیلؑ پھر طحطاہ الموت پھر تمام فرشتوں کا لشکر نازل ہو کر حجر پر نماز پڑھے گا پھر تم لوگ خداوند عظیم اس مقام پر آ کر حجر پر دود و سلام بھیجا اور فریاد و نالہ کر کے تھے اذیت مت پہنچانا۔ اور سب سے پہلے جو حجر پر نماز پڑھے میرے طبیعت میں سے قریب تر لوگ ہوں اُس کے بعد میرے طبیعت میں سے حور تیں اور لڑکے اس کے بعد دوسرے لوگ۔ ابو بکرؓ نے پوچھا آپ کی قبر میں کون داخل ہوگا۔ فرمایا میرے طبیعت میں سے جو مجھ سے سب سے زیادہ نزدیک اور مقرب ہے یا چند فرشتے ہوں گے جن کو تم نہیں دیکھو گے۔ میں جاؤ اور جو کچھ میں نے بیان کیا ہے دوسروں کو بتا دو۔

نیز امیر المؤمنین سے رعایت کی ہے کہ آنحضرتؐ کی آخری مرض میں جبریلؑ ہر روز اور ہر رات آیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے آپ پر سلامتی جو آپ کا پروردگار آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ تم اپنا حال کیسا پاتے ہو حالانکہ وہ بہتر جانتا ہے لیکن چاہتا ہے کہ آپ کا اکرام و احترام زیادہ کرے جس طرح آپ کو تمام مخلوق پر فضیلت دی ہے اور چاہتا ہے کہ پیادوں کی عبادت آپ کی امانت میں منت تواریپائے اس وقت اگر حضرت کو تکلیف ہوتی تو فرماتے کہ میں دود میں مبتلا ہوں یا دود جیوئل جواب میں کہہ دے یا اللہ اللہ فرماتے خدا کے نزدیک کوئی شخص آپ سے بڑھ کر بلند مرتبہ نہیں ہے اور اس وجہ سے آپ کو دود جیوئل ہے کہ آپ کی دُعا کی آواز دوست رکھتا ہے اور چاہتا ہے کہ آخرت میں آپ کے درجات بلند فرمائے۔ اور اگر آنحضرتؐ فرماتے کہ آرام سے ہوں جبریلؑ کہتے تھے کہ خدا کا شکر کیجئے کیونکہ خداوند عالم شکر کرنے والوں کا شکر زیادہ پسند فرماتا ہے اور آپ اپنی نعمتیں زیادہ کرتا ہے۔ جناب میرؑ فرماتے ہیں کہ جب جبریلؑ نازل ہوتے تھے اُن کے آنے کے آثار چھو پہ نظر ہوتا تھا کہ کیونکہ سوائے میرے سب لوگ اُس گھر سے باہر چلے جاتے تھے۔ غرض آخری بار جبریلؑ نے آنحضرتؐ سے عرض کی یا رسول اللہ آپ کہ پروردگار آپ کو سلام کہتا ہے اور آپ کا حال دریافت فرماتا ہے باوجود اس کے کہ خود بہتر جانتا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ اپنے کو سحر آخرت پر آمادہ پاتا ہوں اور اپنے میں موت کے آثار دیکھ رہا ہوں۔ جبریلؑ نے کہا یا رسول اللہ آپ کو خوشخبری ہو کہ خداوند عالم چاہتا

کہ اس حال میں جو آپ کو لاحق ہے آپ کے درجات بلند کئے جاؤ۔ یہ آپ کے درجہ کے برابر کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ حضرت نے فرمایا اے جبریل ملک الموت اجازت لے کر میرے گھر میں داخل ہو چکے ہیں اور میں نے اُن سے قہمت لے لی ہے کہ تم آ جاؤ۔ جبریل نے کہا یا رسول اللہ عالمیں کا پروردگار آپ کا مشتاق ہے اور ملک الموت نے سولے آپ کے کسی سے اجازت نہیں طلب کی اور نہ آئندہ کسی سے طلب کریں گے۔ حضرت نے فرمایا اے جبریل میرے پاس سے مت جاؤ جب تک ملک الموت نہ واپس جائیں پھر حضرت نے اپنے فرزندوں اور عورتوں کو طلب فرمایا تاکہ اُن کو دعا کریں۔ اور جناب فاطمہ سے فرمایا کہ میرے نزدیک آؤ اے نامہ بکر۔ اور آنحضرت نے اُن کو اپنے سینہ سے لٹایا اور پیار کیا اور کوئی راز اُن کے کان میں بیان فرمایا جب جناب فاطمہ نے سر اٹھایا آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ تو حضرت نے مدہاں اُن کو اپنے قریب بلایا اور اُن کے کان میں ایک راز پھر کہا جس کو سن کر جناب فاطمہ نے سسٹاٹھایا اور ہنسنے لگیں۔ یہ دیکھ کر آنحضرت کی بیویوں نے تعجب کیا۔ جب اُن صورت سے دریافت کیا تو فرمایا کہ پہلی مرتبہ حضرت نے اپنی وفات کی خبر مجھ سے بیان کی اس سبب سے میں رونے لگی تھی۔ پھر دوسری مرتبہ حضرت نے فرمایا کہ پانچ جگر ردمت کیونکہ میں نے خدا سے التجا کی ہے کہ میرے اہلیت میں سے سب سے پہلے جو مجھ سے طاقات کرے وہ تم ہو اور خدا نے میری دعا قبول فرمائی ہے اور میرے بعد تم دنیا میں زیادہ درہم کی اس سبب سے میں خوش ہو گئی۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نام حسن و حسین علیہما السلام کو طلب فرمایا اور اُن کو پیار کیا اور آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

شیخ طوسی نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا سے مفارقت کی حضرت کے سامنے پردہ ڈال دیا گیا۔ اور امیر المؤمنین پردہ کے سامنے بیٹھے تھے اور انتہائی نادمہ و ملال کے سبب اپنے ہاتھوں کو اپنے چہرے کے نیچے رکھے ہوئے تھے۔ جب ہر اہل حق تو وہ پردہ آنحضرت کے چہرہ مبارک سے مس ہو جاتا۔ صحابہ سے آنحضرت کا دروازہ ڈکا ہوا تھا اور مسجد بھری ہوئی تھی اور وہ نالود و فریاد کرتے تھے اور آنسو بہہ رہے تھے اور غماگ اپنے سر دل پر اڑا رہے تھے۔ تا کہ حضرت کے مکان سے ایک آواز بلند ہوئی کہ تم ہمارے پیغمبر ظاہر و باطن تھا اس کو غسل مت دے اور دفن کر دو۔ لیکن اس کا کہنے والا نظر نہیں آتا تھا۔ جناب امیر نے اس کی آواز سنی تو سمجھ گئے کہ وہ شیطان ہے اور لوگوں کے فتنہ میں پڑنے سے خوفزدہ ہو کر سر زانو سے اٹھایا اور فرمایا کہ اسے دشمن خدا قہر ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا ہے کہ حضرت کو غسل دے اور کفن پہناؤں تب دفن کر دو اور یہ سنت قیامت تک کے لئے تمام لوگوں کے واسطے جاری ہے پھر دوسرے ندا کرنے والے نے آواز دی کہ اے علی بن ابی طالب اپنے پیغمبر کی شرمگاہ پوشیدہ رکھنا اور غسل کے وقت اُن کے تین اطہر سے پیرا بن جہانہ کرتا۔

شیخ مفید مستدرک علی الدین اور دوسرے علما نے بسند معتبر ابن عباسؓ وغیرہ سے روایت کی ہے کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا سے واپس جاتی جانب علت کی جناب امیر آنحضرت کو غسل دینے کے لئے آئندہ ہوئے جناب عباسؓ موجود تھے اور فضل بن عباسؓ حضرت کی مدد کر رہے تھے۔ غسل سے فارغ

ہو کر حضرت کو کفن دیا اور آنحضرت کے چہرہ مبارک سے کپڑا اٹھایا اور کہا کہ میرے باپ ماں آپ پر خدا ہوں آپ پاک و پاکیزہ اور بہتر تھے حیات میں اصرار نہ کیا۔ بعد ازیں آپ کی وفات کی وجہ سے متعلق ہو گئے وہ برکات جو کسی پیغمبر کی وفات کے بعد متعلق نہیں ہوتے تھے اور آسمانی وحیوں کا تازل ہونا بند ہو گیا آپ کی وفات کی مصیبت اس قدر عظیم اور سخت ہے جس سے دوسری مصیبتوں میں تسکین ہوتی ہے۔ اور آپ کی وفات کی مصیبت اور اندوہ و غم اس قدر عام ہے کہ تمام خلق آپ کی تعزیت میں صاحب مصیبت ہے۔ اور اگر آپ نے مجھے صبر کا حکم نہ دیا ہوتا اور گریہ و فغان سے منع نہ کیا ہوتا تو بے شک میں اپنے فغان کا بھیجا آپ کی مصیبت میں آنسوؤں کی شکل میں بہا دیتا اور ہرگز آپ کے درد و غم کا علاج نہ کرتا اور دل سے آپ کی مفارقت کا زخم مندمل نہ ہونے دیتا اور یہ سب آپ کی مصیبت کے مقابلہ میں بہت کم ہوتا۔ آپ کے غم و غل کا علاج نہیں ہو سکتا۔ اور آپ کی مفارقت کا درد مزہا اہل ہونے کے قابل نہیں ہے۔ آپ پر میرے باپ ماں خدا ہوں آپ اپنے پردہ و گھری ہار گاہ میں مجھے یاد رکھئے گا اور ہم کو اپنے دل سے بخوانہ دیجئے گا۔ یہ کہہ کر حضرت کی لاش پر گر پڑے حضرت کے چہرہ اقدس کو چومتے تھے اور سب سے بڑے درد سے حسرت و اندوہ کے ساتھ آہ کھینچتے تھے۔ آخر حضرت کے چہرے کو ڈھانپ دیا۔

بہار اللہ حیات میں روایت ہے کہ جس روز جناب امیر نے آنحضرت کو غسل دیا خداوند عالم نے ان سے بطور راز کچھ الہام فرمایا۔ نیز پسند مستبر حضرت صادق سے روایت ہے کہ جب آنحضرت نے عالم بھائی جانب رحلت فرمائی جبریلؑ و ملائکہ اور روحیں تازل ہوئیں جو شب قدر میں آنحضرت پر تازل ہوا کرتی تھیں اس وقت خداوند عالم نے جناب امیرؑ کی آنکھوں کو روشن و منور فرمایا کہ وہ حضرت زین سے آخری آسمان تک دیکھتے تھے اور وہ فرشتے اور روحیں آنحضرت کو غسل دیتے اور نماز پڑھنے میں جناب امیرؑ کی مدد کرتی تھیں۔ اور آنحضرت کی قبر شریف کو دو کرتیار کی اور خدا کی قسم فرشتوں کے علاوہ کسی نے آنحضرت کی قبر نہیں کھودی۔ جب امیر المومنینؑ نے آنحضرت کو قبر میں دکھا وہ بھی ان جناب کے ساتھ قبر میں داخل ہوئے۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرشتوں سے گفتگو کی اور خدا نے جناب امیرؑ کے کانوں میں ان کی گفتگو سننے کی قوت بخشی۔ آپ نے سنا کہ رسول خدا فرشتوں سے امیر المومنین کی سفارش کرتے ہیں تو حضرت گریاں ہونے اور سنا کہ فرشتے جناب میں کہہ رہے ہیں کہ ہم ان کی خدمت و اطاعت اور مدد اور خیر خواہی میں کمی نہ کریں گے۔ دیکھا آپ کے بعد ہمارے امام و شیوا ہیں امام ہم ہمیشہ ان کے پاس آتے رہیں گے لیکن وہ آج کے بعد ہماری آواز نہ سننے کے علاوہ ہم کو نہ دیکھیں گے۔ پھر جب جناب امیرؑ نے عالم بھائی جانب رحلت فرمائی جبریلؑ و میکائیلؑ اور فرشتے اور روحیں حسینؑ و حسینؑ پر تازل ہوئیں۔ اس وقت ان حضرات نے ملائکہ کو دیکھا اور وہ تمام امور و احوال جو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات میں واقع ہوئے تھے اور ان حضرات نے دیکھا کہ فرشتے امیر المومنینؑ کے کفن و دفن میں ان کی مدد کر رہے ہیں۔ جب امام حسینؑ نے رحلت فرمائی امام حسینؑ نے جبریلؑ فرشتوں اور روحوں اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور امیر المومنینؑ کو دیکھا کہ تشریف لائے ہیں اور امام حسنؑ کے غسل و کفن و دفن میں امام حسینؑ کی موافقت فرما رہے ہیں اور جب امام حسینؑ شہید ہوئے جناب

نہایت دلچسپی سے یہ سب سنا اور فرمایا کہ یہ سب کچھ میرے دل میں آ رہا ہے۔

جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر تازل ہوئے۔ اس وقت ان حضرات نے ملائکہ کو دیکھا اور وہ تمام امور و احوال جو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات میں واقع ہوئے تھے اور ان حضرات نے دیکھا کہ فرشتے امیر المومنینؑ کے کفن و دفن میں ان کی مدد کر رہے ہیں۔ جب امام حسینؑ نے رحلت فرمائی امام حسینؑ نے جبریلؑ

علی بن الحسین نے اُن تمام حضرات کو دیکھا کہ آئے ہیں اور تمام امور میں مدد کر رہے ہیں۔ جب امام زین العابدین نے رحلت کی امام محمد باقر نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امیر المومنین امام حسن اور امام حسین کو دیکھا کہ مدد کر رہے تھے اور جبریل و میکائیل اور بدوس اور فرشتے اُن حضرات کی اعانت کر رہے تھے۔ اور جب جناب امام محمد باقر کی وفات ہوئی تھی تو دیکھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امیر المومنین امام حسن و حسین اور امام زین العابدین مدد کر رہے تھے اور فرشتے ریحوں کے ساتھ اُن جناب کے غسل و کفن و دفن و نماز میں میری اعانت کر رہے تھے اور یہ حکم تمام ائمہ کے لئے جاری اور باقی ہے۔

کلیں اور شیخ طوسی وغیرہ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا کو تین کپڑوں میں کفن دیا ایک سُرخ چادر اور دو سفید می کپڑوں کا۔ نیز بسند حسن حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ جناب عباس امیر المومنین کی خدمت میں آئے اور کہا کہ لوگوں نے مشورہ کر لیا ہے کہ جناب رسول خدا کو بقیع میں دفن کریں گے اور ابو بکر امام بن کر نماز پڑھائیں گے۔ جب اُن حضرت کو یہ معلوم ہوا کہ منافقین فساد پر آمادہ ہیں تو گھر سے باہر تشریف لائے اور فرمایا لا تہابہ الناس بیشک رسول خدا اپنی حیات اور وفات کے بعد ہمارے امام اور پیشوا تھے حضرت نے خود فرمایا کریں یا کسی جگہ دفن ہوں گا جہاں میری روح قبض کی جائے گی۔ چونکہ غصب خلافت میں اپنا مطلب نکالنا چاہتے تھے اس لئے اس معاملہ میں لوگوں نے مضائقہ نہیں کیا اور کہا جو کچا آپ جانتے ہیں بھیجئے۔ فرض اُن حضرت نے آگے کھڑے ہو کر امامت کی اور حضرت پر نماز پڑھائی۔ پھر صحابہ سے فرمایا تو کس دس افراد نے حضرت کے جسد کی نماز پڑھی۔ پھر امیر المومنین نے اُن کے درمیان کھڑے ہو کر اس آیت کی تلاوت کی۔ اِنَّ اِلٰهَکُمْ وَرَبَّکُمْ یُحْیِیْہُمْ عَلَی التَّیِّبِۃِ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (آیت سجدہ احزاب) یتنا اللہ اللہ اس کے فرشتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو تم بھی حضرت پر درود اور سلام بھیجتے رہو پھر اُن لوگوں نے یہ آیت پڑھی اور حضرت رسول خدا پر صلوٰۃ بھیجی اور باہر چلے گئے ہاں تک کہ اہل مدینہ اور مدینہ کے اطراف کے لوگوں نے صلوٰۃ بھیجی۔

شیخ طبرسی نے حضرت امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ دس دس افراد داخل ہوتے تھے اور آنحضرت پر بغیر امام کے نماز پڑھتے تھے۔ اس سیرج تمام دن دو شنبہ کا اور سہ شنبہ کی رات صبح تک اور سہ شنبہ کا تمام دن شام تک مدینہ اور اطراف مدینہ کے ہر خور و بزرگ اور مردوں اور عورتوں نے آنحضرت پر نماز پڑھی۔

کلیں نے بسند معتبر امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

لے موٹ فرماتے ہیں کہ اُن حدیثوں سے جو گزریں کہ جبریل نے فرمایا کہ آئندہ زمیں پر نازل نہ ہوں گا شاید یہ مراد ہو کہ میں وحی لے کر نازل نہ ہوں گا تاکہ یہ حدیثیں اُن کے برعکس نہ ہوں اور یہ بھی احتمال ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد زمیں پر نہ آئے ہوں اور ہوا پر یہ احوال انجام دیئے ہوں۔

رحلت فرمائی آپ پر تمام فرشتوں نے اور مہاجرین و انصار نے قطار و قطار نماز پڑھی۔ امیر المومنین فرماتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی صحت کی حالت میں فرماتے تھے کہ یہ آیت رَأَىٰ اللَّهُ وَكَلَّمَ اللَّهُ اِی میری وفات کے بعد مجھ پر نماز پڑھنے کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

شیخ طوسی نے انہی حضرت سے بسند صحیح روایت کی ہے کہ جب امیر المومنین نے جناب رسول خدا کو غسل دیا تو کثیر آنجناب کے رونے اہم پر قال دیا اور گھر میں چھوڑ دیا۔ تو جو گروہ بھی داخل ہوتا تھا وہ حضرت کے گرد کھڑا ہو کر آپ پر صلوات بھیجتا اور حضرت کے لیے دعا کرتا اور باہر آجاتا جب سب خلائق ہو چکے تو امیر المومنین حضرت کی قبر طہر میں آئے۔ اسی وقت بنی النخیل میں سے ایک انصاری جس کی دس بن خوی کہتے تھے اس نے باہر سے دیکھ رہا تھا اس نے کہا یا علی میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ ہمارا حق زائل نہ کیجئے اور ہماری خدمتیں فراموش نہ کیجئے اور ہم کو حضرت کی اس آخری خدمت کے شرف سے کچھ بہرہ مند فرمائیے۔ تو جناب امیر نے اس کو بھی قبر میں اتار لیا۔ وہ جنگ بدر میں موجود تھا۔ بلوی نے پوچھا کہ آنحضرت کے جنازہ کو قبر کی کس طرف رکھا تھا فرمایا قبر کی پائنتی کی جانب دکھا گیا اور وہیں سے قبر میں اتارا۔

کتاب احتجاج اور کتاب سلیم بن قیس ہلانی میں مسلمانوں سے روایت کی ہے کہ جناب امیر نے جب آنحضرت کے غسل و کفن سے فارغ ہوئے تو تھے "الودعہ مقفلاً" جناب فاطمہؑ حسنین اور حسینؑ کو گھر میں داخل کیا اور خود آگے کھڑے ہوئے اور ہم لوگوں نے آپ کے پیچھے صف باندھی اور آنحضرت پر نماز پڑھی۔ حضرت عائشہؓ ایسی حجرہ میں تھیں گران کو خبر نہ ہوئی اس لیے کہ جبریلؑ نے ان کی آنکھوں کو بند کر رکھا تھا۔ پھر دس دس افراد جہا جہا انصار داخل حجرہ ہوتے اور آنحضرت پر صلوات بھیجتے اور باہر چلے جاتے۔ اسی طرح تمام جہا جہا انصار (موجودہ) نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اسی طرح پر صلوات بھیجی مگر آنحضرت پر نماز ہی تھی جو پہلے پڑھی گئی۔

کتاب کفایت الاثر میں بسند معتبر فرمایا میرے روایت ہے کہ جب آنحضرت کی وفات کا وقت آیا تو آپ نے امیر المومنین کو طلب کیا اور ان سے بہت کچھ فرمایا جس میں سے یہ امر بھی تھا کہ اسے علیؑ تم میرے ولی ہو اور میرے وارث ہو۔ خدا نے تم کو میرا علم و فہم عطا فرمایا ہے۔ جب میں دنیا سے رخصت ہو جاؤں گا تو تمہارے ساتھ ایک جماعت بھی دیرینہ عداوت کو چھاپنے سینوں میں پوشیدہ کیے ہوئے ہے ظاہر کرے گی اور تمہاری خلوت غضب کرے گی یہ سن کر جناب فاطمہؑ اور حسنینؑ و حسینؑ علیہم السلام رونے لگے۔ حضرت نے جناب فاطمہؑ سے فرمایا کہ اے بہترین زنان عالمین کہیں مرنے کی جو عرض کی اے پھر درد گوارہ فراقی ہوں کہ آپ کے بعد ہم اے حقوق خدا کیسے جانیں گے اور ہماری حرمت کی رعایت نہ کی جائے گی۔ حضرت نے فرمایا اے فاطمہؑ تم کو خوشخبری ہو کہ میرے اہلبیت میں سے تم سب سے پہلی فرد ہو گی جو مجھ سے عطا کر دی۔ روضت بعد از تجید و امت ہو اس لیے کہ تم اہل بہشت کی عورتوں میں سب سے بہتر ہو اور تمہارے پد بہترین پیغمبران ہیں اور تمہارے شوہر پیغمبروں کے دھیوں میں سب سے بہتر ہیں اور تمہارے دونوں فرزند جو... اہل جنت کے لوگوں میں سب سے بہتر ہیں اور حق تعالیٰ صلیب حسینؑ سے لڑا امام غنی فرمائے گا جو سب کے سب مصوم ہوں گے۔ اور اس

آنحضرت کی قبر کا نقشہ

جہا جہا انصار داخل حجرہ ہوتے

آنحضرت کی قبر کا نقشہ

انت کا مہدی ہم میں سے ہو گا۔ پھر علیؑ میں الی طالبؑ سے خطاب فرمایا کہ یا علیؑ! سوائے تہارے کوئی میرے غسل و کفن میں مشغول نہ ہو۔ حضرت علیؑ نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ کے غسل میں میری مدد کوں کرے گا۔ فرمایا جبریلؑ! مدد کریں گے غسل میں جہاں آپ سے ہاتھ پر پانی ڈالیں گے۔

فقہ الرضا میں مذکور ہے کہ جب امیر المومنین جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غسل سے فارغ ہوئے اپنی زبان مبارک سے آنحضرتؐ کی آنکھوں کے حلقوں میں چھپائی تھا صاف کیا اور کہا میرے باپ ماں آپ پر خدا ہوں یا رسول اللہ! آپ اپنی جہت میں بھی پاک و پاکیزہ تھے اور وفات کے بعد بھی۔

کتاب بیج الباقیہ میں مرقوم ہے کہ جناب سیدہ کی وفات کے بعد حضرت امیر المومنین نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ شہادت میں آپ کی مفارقت اور بھائی کی عظیم مصیبت کے سبب ہر مصیبت میرے لئے صبر کا باعث ہے کیونکہ میں نے آپ کو اپنے ہاتھوں سے لحد میں رکھا اور آپ کی مدح مقدس میں سیدہ ام ولد کے درمیان جسم طہر سے باہر نکلی۔ دوسرے خطبہ میں فرمایا کہ جب رسول خدا کی مدح پاکیزہ قبض کی گئی تو حضرت کا سر مبارک میرے سینہ پر تھا اور آپ کی جان میری پھیلی ہوئی تھی تو میں نے ان کو اپنے سینہ پر مل لیا اور خود حضرت کے غسل میں مشغول ہوا۔ فرشتے میرے مددگار تھے تمام مکان دعاؤں کے چاروں طرف فرشتوں کی آواز سے بھرا ہوا تھا ایک گروہ لکھ بجاتا تھا اور ایک زمیں پر آتا تھا میں ان کی آوازیں سنتا تھا وہ آنحضرتؐ پر دُود بھیج رہے تھے یہاں تک کہ میں نے آنحضرتؐ کے جسم مبارک کو طرح طرح کے اند پوسھیدہ کیا لہذا آنحضرتؐ کے لئے آپ کی حیات اور وفات کے بعد مجھ سے زیادہ کوئی ستم ہو سکتا ہے۔ کلینی نے بسند حسن حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ابو ظہر انصاری نے آنحضرتؐ کی قبر کھودی تھی لہ

کلینی نے بسند معتبر دیگر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ شمران آزاد کو رسول اللہ نے آنحضرتؐ کی قبر میں قلعہ رکھا تھا۔ ابو بندہ صحیح اہل حق سے روایت کی ہے کہ جناب امیر نے حضرت کی قبر پر انہیں چنی تھیں وہ ہمارے تعمیر کی تھی اور دوسری معتبر سند سے اہل حق سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ کی قبر طبرستان میں ہے چھوٹے ٹکڑوں سے پھاٹ دی۔ ابو کلینی اور عمیری وغیرہم نے روایت کی ہے کہ جناب رسالت اللہ نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ جب میری وفات ہو جائے تو مجھ کو اسی مقام پر دفن کرنا اور میری قبر زمیں سے چار انگلی اونچے کرنا اور پانی قبر پر بہا دینا۔ ابو شیخ طوسی نے دوسری حدیث میں روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ کی قبر اقدس کو ایک بالشت باندھ کیا تھا۔

شیخ طبری نے روایت کی ہے کہ ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عالم بقا

لے موافقت فرماتے ہیں کہ لوگوں کی نگاہوں میں بظاہر اور ظہر نے قبر کھودی ہوگی ورنہ وہ حقیقت فرشتوں نے قبر کھودی تھی جیسا کہ سابقہ حدیث میں گواہ اور یہی زیادہ قوی ہے تاکہ حدیث سابقہ کے خلاف نہ ہو۔
یہ موات فرماتے ہیں کہ چار انگلی کی حدیثیں بہت ہیں۔ ممکن ہے پہلے چار انگلی بلند رکھی گئی ہو اور کنگروں کو ہانسنے کے بعد ایک بالشت اونچے ہو گئی ہو اور احتمال یہ ہے کہ یہ حدیث تغیر پر مبنی ہو۔ ۱۰۳۰

کی جانب رحلت فرمائی میں نے اپنا ہاتھ آنحضرت علیہ السلام کے سینہ مبارک پر رکھا اُس کے بعد کئی ہفتہ تک جب میں کھانا کھاتی یا دھو کرتی تھی مجھے اپنے ہاتھ سے مشک کی خوشبو آتی تھی۔

کلیفی نے بسند معتبر امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ جس شب کو آنحضرتؐ دیباغ جنت کی جانب تشریف لے گئے وہ رات آنحضرتؐ کے اہلبیتؑ پر نہایت طویل گزری اور اُن سب کی یہ حالت تھی کہ اُن کو یہ نہیں سمجھ میں آتا تھا کہ وہ آسمان کے نیچے ہیں یا زمین کے اوپر ہیں۔ کیونکہ آنحضرتؐ خدا کی رضا مندی و خوشنودی کے لیے اپنی اور دوسروں سے دشمنی رکھتے تھے اور آپؐ نے ان میں سے بہتوں کو قتل کیا تھا لہذا حضرتؐ کے اہلبیتؑ کافروں اور منافقوں کے انتقام لینے سے خوفزدہ تھے۔ تو خدا نے اُسی عالم میں ایک فرشتہ کو بھیجا اور دوسری رعایت کے بموجب جبریلؑ کو بھیجا کہ لوگ ان کو دیکھتے نہ تھے مگر ان کی آواز سننے تھے کہ انہوں نے کہا السلام علیکم اهل البيت ورحمة الله وبرکاته۔ بیشک خدا کی جانب سے ثواب ہر معصیت میں سکین دینے والا ہے اور ہر جہنم سے نجات بخشنے والا اور خالق شدہ کا تدارک کرنے والا ہے۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی۔ **كُلُّ نَفْسٍ ذَا نِصْبٍ وَالْمُوتِیُّوْنَ اَنَّا نَحْنُ مُخْرَجُوْنَ جَزَاءُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِالْحَقِّ اَعْمٰیةٌ فَمَنْ رَّحِمَ رَبِّیْ عَنِ النَّارِ وَاَدْخَلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيٰوةُ اِلَّا لَمْتَاعٌ الْغُرُوْرُ ۝** (آیت ۱۸ سورۃ آل عمران) ہر شخص کے لیے موت کی چاشنی ہے اور قیامت کے روز تمہارے اعمال کا پورا پورا بدلہ تم کو دیا جائے گا جو جو شخص جہنم سے نکلیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا تو وہ کامیاب رہا اور دنیاوی زندگی تو بس دھوکا ہے۔ پھر کیا کہ بیشک خدا نے تم کو برگزیدہ کیا ہے اور دوسروں پر فضیلت دی ہے اور گناہوں اور قبول سے پاک کیا ہے اور تم کو اپنے پیغمبرؐ کا اہلبیت بنایا ہے اور اپنا علم تم کو سپرد کیا ہے۔ اور اپنی کتاب تم کو دی ہے۔ اور تم کی اپنے علم کا صندوق قرار دیا ہے اور اپنی عزت کا حصار قرار دیا ہے اور تمہارے لیے اپنے نور کی مثال دی ہے اور غلطیوں سے تم کو محفوظ و محفوظ بنایا ہے اور مومن دکھا ہے تم کو کفروں سے لہذا خدا کی خوشنودی کے لیے صبر کرو کیونکہ خداوند عالم تم سے اپنی رحمت الگ نہیں کرے گا اور اپنی نعمتیں تم سے نازل نہیں کرے گا کیونکہ تم ہی لوگ اہل قبلہ اور اُس نے اپنی نعمتیں مخلوق پر تمہارے فضلہ سے بڑھ کر دی کی ہیں اور پرانگیں تمہارے سبب سے جمع کی ہیں اور کلمات متفق فرماتے ہیں۔ تم ہی لوگ خدا کے دوست ہو۔ جو شخص تمہاری محبت اختیار کرے گا وہ ناجی ہے اور جو شخص تمہارے حقوق خصب کرے گا وہ ظالم کہے گا وہ ہلاک ہوگا اور جہنم میں جائے گا۔ خدا نے اپنی کتاب میں تمہاری محبت مومنین پر واجب کی ہے اور وہ تمہاری مدد کرنے پر ہر وقت قادر ہے جبکہ وہ چاہے گا اور مصلحت دیکھے گا۔ لہذا صبر کرو اور نیک انجام کے منتظر رہو یہ شک ہرگز کی بازگشت خدا کی جانب ہے۔ یقیناً تمہارے پیغمبرؐ نے تم کو حق تعالیٰ کے سپرد کیا ہے اور اُس نے تم کو قبول کر لیا ہے اور زمین پر تم کو مومنین اور اپنے دوستوں کے حوالہ کر دیا ہے۔ لہذا جو شخص امانت الہی کو ادا کرے گا اور تمہاری محبت اپنے اوپر لازم نہ کرے گا اور تمہاری عزت و حرمت کی رعایت کرے گا، خداوند عالم اس کی راستگوئی کا اچھا بدلہ اُس کو قیامت میں دے گا۔ تو خداوند سونوں کی سپرد کی امانت تم ہی ہو۔ اور تمہاری محبت واجب ہے اور اطاعت فرض ہے۔ پیغمبرؐ خدا دنیا سے نہیں گئے یہاں تک کہ

ہوئے کہ تمہارے لئے کامل کر دیا اور تمہارے لئے رابہ نجات واضح کر دی اور کسی جاہل کے لئے کوئی حجت نہیں چھوٹی
لہذا جو شخص نادان ہو یا نادانی کا اظہار کرے یا تمہارے حق کا انکار کرے یا فراموش کرے یا فراموشی ظاہر کرے
تو اُس کا حساب خدا پر ہے اور خدا تمہاری حاجتیں پسلی کرنے والا ہے۔ میں تم کو خدا کے پیروں دکھاتا ہوں تم پر
سلامتی ہو۔ راوی نے اُن حضرت سے پوچھا کہ یہ تعزیت کس کی طرف سے تھی حضرت نے فرمایا خدا کی جانب سے۔
مقبورہ عیسیٰ میں دودھ پلایا ہے کہ آنحضرتؐ شہادت کے روز کے ساتھ دنیا سے تشریف لے گئے جیسا کہ
صفائے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ بعد خیر دست بزرگالہ میں حضرت کو زہر دیا گیا۔ جب
حضرت نے اُس میں سے ایک لقمہ تناول فرمایا تو گوشت گویا پلایا اور کہا یا رسول اللہ! مجھ میں نہر طلیا گیا ہے۔
اسی لئے آنحضرتؐ اپنے مرض موت میں فرمایا کہ تمہارے لئے کد آج اُس لقمہ نے میری پشت توڑ دی جس کو میں نے خیر
میں کھایا تھا۔ اور کوئی چیز اور دوا بھی نہیں جو غیر شہادت کے دنیا سے رخصت ہوا ہو اور دوسری معتبر روایت
میں فرمایا کہ زہر یہودیہ نے حضرت کو گوشت کے شاذ میں زہر مار کر کھلا دیا تھا جب حضرت نے اُس میں سے کچھ تناول
فرمایا تو اُس شانہ نے کہا کہ مجھ میں نہر طلیا گیا ہے۔ یہ سن کر حضرت نے اُس لقمہ کو بھینک دیا۔ اور ہمیشہ وہ زہر
حضرت کے جسم اقدس میں اثر کرتا رہا یہاں تک کہ اُسی کے اثر سے آپؐ کی وفات واقع ہوئی۔ اور عیاشی نے
بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ عائشہؓ و حضرت نے اُن حضرت کو زہر سے شہید کیا۔ لہذا ہو سکتا
ہے کہ دونوں زہر آپؐ کی شہادت کا باعث ہوا ہو۔

شیخ مفید، شیخ طوسی، شیخ طبری، امام محمد بن عیسیٰ، صاحب دواعیہ نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ نے
دنیا سے رحلت کی جاہرین و انصار کے سر پر آدودہ لوگ مثل ابو بکر و عمر و عبدالرحمن بن عوف وغیرہ آنحضرتؐ کے
اہلبیت کو اُسی غم و مصیبت میں چھوڑ کر بیعت بنی ساعدہ میں چلے گئے اور خلافت حاصل کرنے کی کوشش میں مشغول
ہو گئے نہ اہلبیت کو تعزیت دی نہ تسلی دلا سادیا اور نہ آنحضرتؐ کی تجہیز و تکفین کی جانب متوجہ ہوئے۔ اسی سبب
سے اُن میں سے بہت لوگوں کو آنحضرتؐ کی نماز جنازہ میں شریک ہونے کا شرف حاصل نہ ہوا۔ جناب امیر نے فرمایا
کہ اُن لوگوں کے پاس بھیجا کہ حضرتؐ کی نماز جنازہ میں حاضر ہوں مگر وہ لوگ نہ آئے جب تک کہ اپنی بیعت لوگوں سے نہ

لے جیسا کہ اہلسنت کی سب سے معتبر کتاب صحیح بخاری میں درج ہے کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ مرض کی حالت میں ہم نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ میں دعا ڈالی آپؐ نے اشارے سے فرمایا کہ میرے منہ میں دعا نہ ڈالو ہم نے گئے کہ مرض دعا سے نفرت
کرتا ہے اسی لئے حضورؐ نے یہ فرمایا ہے جب آپؐ کو موش آیا تو فرمایا کیا میں نے تم کو منہ میں دعا ڈالنے سے منع نہیں کیا
تھم نے عرض کیا کہ ہم یہ گئے کہ مرض دعا سے نفرت کرتا ہے۔ اسی طرح آپؐ نے بھی ممانعت فرمائی۔ فرمایا سوا ممانعت کے
مگر میں ہر شخص کے منہ میں میرے سامنے دعا ڈالی جائے عباس کے منہ میں نہ ڈالی جائے کیونکہ وہ تمہارے پاس موجود
نہ تھا ترجمہ بخاری شریف ص ۱۹۷۳۔ حدیث ۱۹۷۳۔ مطبوعہ حمید پریس دہلی ص ۱۹۷۳۔ لہذا یہ قیاس یقین کے درجہ
تک پہنچتا ہے کہ آنحضرتؐ کے آخری مرض میں آپؐ کو زہر ضرور دیا گیا جس سے آپؐ کی شہادت واقع ہوئی۔ ۱۲

لے لی۔ اور اُس وقت فارغ ہوئے جب آنحضرت دفن کر دیئے گئے۔ جب صبح ہوئی جناب فاطمہؑ نے فریاد کی کہ کسی بد صبح ہوئی ہے کہ تیرا دل بہت ہی محسوس ہوگا۔ ابو بکرؓ نے جب یہ سنا تو کہا تمہارا دل بدترین ایام ہے۔ پھر وہ فرصت کو غنیمت سمجھ کر کہ امیر المؤمنین آنحضرت کے دفن و کفن میں مشغول ہیں اور بنی ہاشم حضرت کے غم میں گرفتار ہیں سقیہ میں چلے گئے اور آپس میں اتفاق کیا کہ ابو بکرؓ کو خلیفہ قرار دیں جیسا کہ آنحضرت کی زندگی میں ایسی ہی سازش کی گئی تھی اور انصار میں سے لوگوں نے چاہا کہ سعد بن جہاد کو خلافت کے لئے منتخب کریں۔ لیکن وہ مہاجرین کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے اس سبب سے مطلوب ہو گئے۔ جب ابو بکرؓ کی بیعت تمام ہو گئی تو ایک شخص امیر المؤمنین کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ وہ حضرت بلالؓ کے ساتھ بیٹھے ہوئے حضرت کی قبر مطہرہ درست کر رہے تھے اور کہا منافقوں نے ابو بکرؓ سے بیعت کر لی اس خوف سے کہ ایسا نہ ہو کہ آپ فارغ ہو جائیں گے تو آپ کا حق منصب نہ کر سکیں گے۔ جناب امیرؓ نے یہ سن کر بلالؓ کے ساتھ سے رخصت ہوا اور یہ آیتیں پڑھیں:۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ اَللّٰهُمَّ اَحْسِبِ النَّاسَ اَنْ یُّفَرِّقُوْا اَنْ یَّقُوْا لَوْ اَمْنًا وَهُمْ لَا یَعْتَمِدُوْنَ ۝ وَ لَقَدْ فَتَنَّا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِہُمْ فَلَیْسَ لَہُمْ اَللّٰهُ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَلَیْسَ لَہُمْ اَلْکَاذِبِیْنَ ۝ اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّئَاتِ اَنْ یُّسَیِّقُوْا مَا یَخْفٰکُمْ وَاَنْ رَّآیَکُمْ سُوْرَ عَصٰی ۝

پھر اللہ کے لوگوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ وہ صرف اتنا کہہ دینے سے کہ ہم ایمان لائے چھوڑ دیئے جائیں گے اور ان کا امتحان نہ لیا جائے گا حالانکہ ان سے قبل جو لوگ تھے سب امتحان میں مبتلا کئے جا چکے ہیں تو خدا تو یقیناً سچے اور چھوٹے لوگوں کو جانتا ہے۔ یا ان لوگوں نے یہ سمجھ لیا ہے جو بڑے اعمال بجالاتے ہیں کہ ہماری گرفت سے نکل جائیں گے اگر ایسا ہے تو یہ لوگ کیا غلط خیال کئے ہوئے ہیں اس کا قصہ مفصل طبرستان کے بعد ہوتی جلد میں انشاء اللہ بیان کیا جائے گا۔

شیخ طوسی نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ لوگوں نے امام محمد تقی علیہ السلام کے پاس لکھ کر دریافت کیا کہ کیا امیر المؤمنین نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غسل میت دینے کے بعد خود بھی غسل (میت) کیا تھا یا نہیں حضرت نے جواب میں لکھا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لیکن امیر المؤمنین نے غسل کیا تھا۔ اور یہ سنت ہماری ہوئی کہ ہر میت کو غسل میت اگلیں میں کریں تو غسل کریں۔

شیخ طوسی، شیخ طبرسی اور تمام محدثین خاصہ و عامہ نے روایت کی ہے کہ روز شہداء جبکہ امیر المؤمنین نے اہل شہداء پر جنس تمام کہیں تو فرمایا کہ کیا تم میں کوئی میرے علاوہ ہے جس نے رسول خدا کو غسل دیا ہو ان فرشتوں کے ساتھ جو بہشت کی خوشبوئیں اور بچوں کے کرنازل ہوئے تھے۔ وہ آنحضرت کے جسم اقدس کو پھیرنے جاتے تھے اور میں ان کی آوازیں سنتا تھا۔ کہتے تھے کہ آنحضرت کی شرمگاہ کو پوشیدہ رکھو تاکہ تم کو خدا پوشیدہ رکھے۔ سب نے کہا کوئی نہیں۔ پھر حضرت نے فرمایا کیا میرے سوا تمہارے وہ میاں کوئی ہے جس نے آنحضرت کو اپنے ہاتھوں سے کھن پہنایا ہو اور دفن کیا ہو۔ سب نے کہا نہیں۔ پھر فرمایا کیا تم میں کوئی میرے سوا ہے جس کی طرف خدا نے تعزیت بھیجی ہو جبکہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے رحلت فرمائی تھی اور فاطمہؑ نے آنحضرت پر گریہ کر رہی تھیں ناگاہ میں نے مگر کے ایک گوشہ سے کسی کو جس کو میں نہیں دیکھ رہا تھا یہ کہتے ہوئے سنا

کہ التسلام علیکم اهل البیت ورحمة اللہ وبرکاتہ تھا اور وہ دعا کرتے کہ سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ ہر مصیبت کے عوض خدا کی رحمت اور ثواب الہی ہے جو کسی دینے والا ہے تمام گنہگاروں کے لئے صاحب میں اور ہر ضایع شدہ شے کا تدبیر کر کے والا ہے۔ لہذا خدا کی طرف سے تعزیت فرمانے پر صبر کرو اور مجھ کو کہ ہر اہل زمین کو ایک روز موت آئے گی اور اہل آسمان سے بھی کوئی باقی نہیں رہے گا قاتلکم علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ۔ اُس وقت مکان میں میرے فاطمہ، حسن اور حسین کے سوا کوئی نہ تھا اور جناب رسول خدا کی میت وحماسے درمیان رکھی ہوئی تھی اور کپڑا ان کے بدن اطہر پر پڑا ہوا تھا۔ لوگوں نے کہا کوئی نہیں۔ پھر جناب امیر نے فرمایا کیا تھا اسے درمیان میرے سوا کوئی ہے جس کو جناب رسول خدا نے بہشت کا کافور دیا ہو اور فرمایا ہو کہ اس کے نہیں تھے کہ وہ ایک حصہ سے مجھ کو حنوط کرنا ایک حصہ میری بیٹی فاطمہ کیلئے ہے اور ایک حصہ اپنے لئے رکھنا۔ لوگوں نے اقرار کیا کہ کوئی نہیں۔ پھر فرمایا کہ میں تم کو قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کہ کیا تھا اسے درمیان میرے سوا کوئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک مجھ سے زیادہ مقرب رہا ہو؟ لوگوں نے کہا نہیں پھر فرمایا کہ میرے علاوہ تہدے درمیان کوئی ہے جس کو رسول اللہ نے ہزار گنے و علم کا تسلیم کیے ہوں جن میں سے ہر گز دوسرے ہزار گلوں کی گنجی رہی ہوں ان لوگوں نے کہا نہیں۔ کلینی وغیرہم نے بسند معتبر حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باج جنت کی طرف رحلت فرمائی جناب فاطمہ پر آنحضرت کی رحلت اور منافقوں کے مظالم سے وہ کو مصیبت اگر جس کی تکلیف اور شدت خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اُس وقت خدا نے جناب جبریل کو ان کے پاس بھیجا تاکہ وہ ان مصوڑے سے گفتگو کریں اور ان کو تسلی دے سادیں۔ ہر روز جبریل آتے تھے اور آپ کی دلدادہی کرتے اور خدا کے نزدیک جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ماسج اور تقرب کی خبر دیا کرتے تھے اور آنحضرت کے بعد ان کی فدیت طاہرہ پر دشمنوں سے جو مصیبتیں اور تکلیفیں پڑنے والی تھیں ان سے آگاہ کیا کرتے تھے اور جو جو سلطنتیں اور حکومتیں تھیں یا باطل ہونے والی تھیں۔ جب جناب فاطمہ نے یہ صورت مشاہدہ فرمائی امیر المؤمنین سے کہا کہ کوئی میرے پاس آتا ہے اور ایسی ایسی باتیں کرتا ہے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ جب وہ پھر آئے پاس آئے تو مجھے خبر دینا۔ پھر جب حضرت جبریل آتے تھے تو جناب فاطمہ امیر المؤمنین کو آگاہ کرتی تھیں۔ اور جو کہ جناب جبریل بیان کرتے حضرت علیؑ لکھتے جاتے تھے یہاں تک کہ ایک کتاب تیار ہو گئی وہی صحیفہ فاطمہ ہے۔ اُس میں قیامت تک ہونے والے حالات ہیں اور وہ کتاب اب حضرت قائمؑ کے پاس ہے۔ جناب صادقؑ فرماتے ہیں کہ جناب رسول خدا کے بعد حضرت فاطمہ زہراؑ پھر روزِ غم و الم کی شدت میں زندہ رہیں یہاں تک کہ اپنے پندے بزرگوار کے پاس پہنچ گئیں صلوٰۃ اللہ علیہا و علیٰ آبیہا و علیٰ ولادہا الطاہرین و لعنۃ اللہ علیٰ اعدائہم اجمعین۔

پیشواں باب

وہ حالات جو آنحضرت ﷺ کے وفات کے بعد صریح مقدس کے نزدیک ظاہر ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مقدس کے غریب نادار کو اُفت

شیخ طوسی نے روایت کی ہے کہ جب لوگوں نے چاہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مدفن کی عمارت تعمیر کریں حضرت کی قبر مطہر کے سر پرانے اودھ پائنتی سے منگ کی خوشبو ظاہر ہوئی جس کو لوگوں نے بھی نہیں سونگھا تھا۔

کلینی نے بسند متبر جعفر بن ثنی خلیب سے روایت کی ہے۔ قد بیان کرتے ہیں کہ میں مدینہ میں تھا کہ آنحضرت کی مسجد کی چھت آپ کی قبر مقدس کے نزدیک خراب ہو گئی۔ مولد اُوپر جاتے اور پیچھے چلے آتے۔ میں نے اسمعیل بن عمار سے کہا کہ حضرت صادق سے دریافت کرے کہ ہم چھت کے اُس مقام پر جا سکتے ہیں جس کے نیچے آنحضرت کی قبر شریف ہے اودھ لکھیں۔ وہ میرے وفد اسمعیل سے آکر بیان کیا کہ حضرت صادق فرماتے ہیں کہ میں کسی شخص کے لئے یہ بسند نہیں کرتا کہ آنحضرت کی قبر مطہر کے اُوپر کی چھت پر جائے کیونکہ میں مطمئن نہیں ہوں کہ وہ کچھ ایسی حالت دیکھے جس سے تابینا ہو جائے یا یہ کہ دیکھے کہ آنحضرت کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں یا اپنی بعض طاہرہ بیویوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے گفتگو کر رہے ہیں۔

نیز بسند صحیح حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ سائہ میں معاویہ نے حج کا ارادہ کیا اودھ ایک تجارت ور بڑھئی کو لکڑیاں اودھ اُوزار کے ساتھ بھیجا اودھ مدینہ کے حاکم کو خط لکھا کہ رسول اللہ کے منبر کو توڑ کر اتنا بڑا منبر بنواؤ جس قدر لمبا چوڑا شام میں میرا منبر ہے۔ جب اُس نے رسول خدا کے منبر کو توڑنے کا ارادہ کیا تو آفتاب میں گھن لگ گیا اودھ شدید زلزلہ شروع ہوا جس سے وہ لوگ باز آئے۔ اودھ یہ صورت حال معاویہ کو لکھی اس نے جواب میں لکھا کہ میں نے جیسا لکھا ہے تجھ کو ضرور اس کے مطابق عمل کرنا چاہیے۔ یہ خط پڑھ کر ان لوگوں نے پھر منبر رسول کو توڑ کر بڑا بنایا۔ صفار و ظہیر ہم نے بسند اسے صحیح و مستبر مصدوم علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک روز اپنے اصحاب کے ساتھ بیٹھے ہوئے فرماتے تھے کہ میری زندگی بھی تمہارے واسطے بہتر ہے اودھ میری وفات بھی۔ صحابہ نے کہا یا رسول اللہ تو ہم جانتے ہیں کہ آپ کی حیات طیبہ ہمارے لئے بہتر ہے کیونکہ ہم نے آپ کے سبب گمراہی سے ہدایت اور آتش جہنم سے نجات پائی لیکن آپ کی موت ہمارے لئے کیسے بہتر ہے؟ حضرت نے فرمایا کہ میرے مرنے کے بعد تمہارے اعمال میرے سامنے پیش کئے جائیں گے تو تمہارے نیک اعمال جو میرے پاس لائے جائیں گے ان کو

اودھ کہہ کر اس کو لکڑیاں اور اُوزار کے ساتھ بھیجا اودھ مدینہ کے حاکم کو خط لکھا کہ رسول اللہ کے منبر کو توڑ کر اتنا بڑا منبر بنواؤ جس قدر لمبا چوڑا شام میں میرا منبر ہے۔ جب اُس نے رسول خدا کے منبر کو توڑنے کا ارادہ کیا تو آفتاب میں گھن لگ گیا اودھ شدید زلزلہ شروع ہوا جس سے وہ لوگ باز آئے۔ اودھ یہ صورت حال معاویہ کو لکھی اس نے جواب میں لکھا کہ میں نے جیسا لکھا ہے تجھ کو ضرور اس کے مطابق عمل کرنا چاہیے۔ یہ خط پڑھ کر ان لوگوں نے پھر منبر رسول کو توڑ کر بڑا بنایا۔ صفار و ظہیر ہم نے بسند اسے صحیح و مستبر مصدوم علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک روز اپنے اصحاب کے ساتھ بیٹھے ہوئے فرماتے تھے کہ میری زندگی بھی تمہارے واسطے بہتر ہے اودھ میری وفات بھی۔ صحابہ نے کہا یا رسول اللہ تو ہم جانتے ہیں کہ آپ کی حیات طیبہ ہمارے لئے بہتر ہے کیونکہ ہم نے آپ کے سبب گمراہی سے ہدایت اور آتش جہنم سے نجات پائی لیکن آپ کی موت ہمارے لئے کیسے بہتر ہے؟ حضرت نے فرمایا کہ میرے مرنے کے بعد تمہارے اعمال میرے سامنے پیش کئے جائیں گے تو تمہارے نیک اعمال جو میرے پاس لائے جائیں گے ان کو

اودھ کہہ کر اس کو لکڑیاں اور اُوزار کے ساتھ بھیجا اودھ مدینہ کے حاکم کو خط لکھا کہ رسول اللہ کے منبر کو توڑ کر اتنا بڑا منبر بنواؤ جس قدر لمبا چوڑا شام میں میرا منبر ہے۔ جب اُس نے رسول خدا کے منبر کو توڑنے کا ارادہ کیا تو آفتاب میں گھن لگ گیا اودھ شدید زلزلہ شروع ہوا جس سے وہ لوگ باز آئے۔ اودھ یہ صورت حال معاویہ کو لکھی اس نے جواب میں لکھا کہ میں نے جیسا لکھا ہے تجھ کو ضرور اس کے مطابق عمل کرنا چاہیے۔ یہ خط پڑھ کر ان لوگوں نے پھر منبر رسول کو توڑ کر بڑا بنایا۔ صفار و ظہیر ہم نے بسند اسے صحیح و مستبر مصدوم علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک روز اپنے اصحاب کے ساتھ بیٹھے ہوئے فرماتے تھے کہ میری زندگی بھی تمہارے واسطے بہتر ہے اودھ میری وفات بھی۔ صحابہ نے کہا یا رسول اللہ تو ہم جانتے ہیں کہ آپ کی حیات طیبہ ہمارے لئے بہتر ہے کیونکہ ہم نے آپ کے سبب گمراہی سے ہدایت اور آتش جہنم سے نجات پائی لیکن آپ کی موت ہمارے لئے کیسے بہتر ہے؟ حضرت نے فرمایا کہ میرے مرنے کے بعد تمہارے اعمال میرے سامنے پیش کئے جائیں گے تو تمہارے نیک اعمال جو میرے پاس لائے جائیں گے ان کو

دیکھ کر میں دعا کروں گا کہ خدا تمہاری توفیق زیادہ کرے اور تمہارے برے اعمال جو میرے سامنے آئیں گے ان کو دیکھ کر میں تمہارے واسطے خدا سے آمرزش طلب کروں گا۔ یہ سن کر ایک منافق نے کہا یا رسول اللہ کس طرح آپ ہمارے لئے دعا کریں گے جبکہ آپ کی ہڈیاں (معاذ اللہ گل سڑ کر) خاک ہو چکی ہوں گی۔ حضرت نے فرمایا ایسا نہیں ہے خدا نے ہمارے (یعنی میرے اور میرے اہلبیتؑ) ظاہری کھانے کو زمین پر حرام کر دیا ہے اور ہمارے اجسام زمین میں پوشیدہ اور خراب نہیں جھٹتے۔

کر دیا ہے اور ہمارے اجسام دینی میں پورے سیدھے اور سوجھے ہوئے ہیں۔
 بسندہائے مقبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ کوئی پیغمبر اور وصی یا پیغمبر زمین میں تین سو
 سے زیادہ نہیں رہتا۔ پھر اُس کا گوشت ہڈیاں اور نواح اٹھالی جاتی ہے اور لوگ (زیارت کو) اُس مقام
 (قبروں) پر جاتے ہیں جہاں اُن کے جسم پُردِ خاک کئے جاتے ہیں۔ اور نود و نزدیک سے سلام اُن کو
 پہنچتا ہے۔

یہ سنا ہے۔
 بسند ہے مقبرہ باریا انہی حضرت سے روایت ہے کہ جب ابو بکرؓ نے امیر المومنین کی خلافت منصب کی حضورؐ ملی تھے اُن سے کہا کہ کیا رسول اللہؐ نے تم کو میری اطاعت کا حکم نہیں دیا تھا وہ بولے نہیں۔ اگر وہ حکم دیتے تو آپؐ کی اطاعت کرتا حضرت نے فرمایا کہ اگر اس وقت تم پیغمبرؐ کو دیکھو امدہ تم کو میری اطاعت کا حکم فرمائیں تو کیا میری اطاعت کرو گے۔ بولے ہاں کر دیں گے۔ حضرت نے فرمایا کہ میرے ساتھ مسجد نبی میں چلو جب وہاں پہنچے تو حضرت ابو بکرؓ نے دیکھا کہ رسول اللہؐ کھڑے اس کے منار میں مشغول ہیں۔ جب حضرتؐ فارغ ہوئے تو امیر المومنین نے کہا یا رسول اللہؐ ابو بکرؓ انکار کرتے ہیں کہ آپؐ نے ان کو میری اطاعت کا حکم دیا ہے۔ جناب رسول اللہؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابو بکرؓ سے فرمایا کہ میں نے تم کو بار بار حکم دیا ہے جاؤ اور اُن کی اطاعت سے انحراف مت کرنا۔ ابو بکرؓ یہ حال دیکھ کر بہت غصے اور دلچسپی آئے۔ راستہ میں حضرتؐ سے ملاقات ہوئی۔ وہ بولے کیا ہوا؟ ابو بکرؓ نے کہا رسول اللہؐ نے مجھ سے ایسا فرمایا ہے حضرتؐ نے کہا وہ اُمت ہلاک ہوئی جس نے تمہارے ایسے احق کو اپنا حاکم بنایا ہے شاید تم کو نہیں معلوم یہ احمد بنی اشم کے جادو ہیں۔

ہوئی جس نے کہا کہ اے ایچے اس کو چنانچہ تمام دنیا میں اس کے بارے میں
 کتاب اختصار اور ہمارا القہرات بلکہ تمام کتابوں میں بسند ہائے معتبر حضرت صادق سے نقل
 کی ہے کہ جب لوگوں نے ابو بکرؓ کی بیعت کے لئے جناب امیرؓ کا گرجاں پڑا اور آپ کو مسجد کی جانب کھینچ کر لائے
 تو حضرتؓ نے جناب رسولؐ خدا کی قبر مطہر کے برابر کھڑے ہو کر کہا: حرم کربلا سے مونس کے جواب میں کہا: آ
 کہ یا بن اہم ان القوم استضعفونی وکادوا یقتلوننی ربی آمین! سودة الاعراف! یعنی اے میرے
 بھائی اور میری ماں کے فرزند ہے شک مجھ کو میری قوم نے کمزور کر دیا اور نزدیک تھا کہ مجھ کو قتل کر دیں ہاں
 قبر جناب رسولؐ خدا سے اشد علیہ وآلہ وسلم سے ایک ہاتھ ابو بکرؓ کی طرف بڑھا جس کو سب لوگوں نے پہچانا کہ وہ
 حضرت رسولؐ ہی کا تھا تھا اور ایک آواز آئی جس کو سب نے شناخت کیا کہ رسولؐ خدا ہی کی آواز تھی یہ کہ
 کہ اَکْفَرْتُ بِاللّٰہِ خَلْقَکَ مِنْ تَرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُطْفَیْہِ ثُمَّ سَوَّاکَ وَجَلَّیْہِ کیا تو نے اُس سے
 انکار کیا جس نے تجھ کو مٹی سے پھر نطفہ سے پیدا کیا پھر تجھ کو (روح و سالم) مرو بنایا بروایت دیگر قبر اقدس سے
 ایک تختی برآمد ہوئی جس پر لکھا تھا اَکْفَرْتُ بِاللّٰہِ خَلْقَکَ مِنْ تَرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُطْفَیْہِ

سوال کا رجلا۔

نیز صفادغیر نے حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ اُن حضرت نے فرمایا کہ تم لوگ رسول خدا کو کیوں آزار پہنچاتے ہو۔ لوگوں نے کہا ہم کس طرح آنحضرتؐ کو آزار دیتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا شاید تم کو نہیں معلوم کہ تمہارے اعمال حضرتؐ کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں۔ جب تمہارا کوئی گناہ آنحضرتؐ دیکھتے ہیں تو رنجیدہ ہوتے ہیں۔

کلینی اور صفادغیر نے دو سرے لوگوں نے بسند ہائے معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ شب جمعہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح اودغیر میں گزشتہ کی روح اور گزشتہ اوصیا کی روحوں کو اور امام زمانہ کی روح کو اجازت دی جاتی ہے اود میں عرش پر لے جانی جاتی ہیں اور وہ سات عرش کا طواف کرتی ہیں اور عرش کے ہر قائمہ پر دو دو رکعت نماز پڑھتی ہیں۔ جب صبح ہوتی ہے تو اُن کا علم بہت زیادہ بڑھ جاتا ہے۔ اور دوسری معتبر روایت میں وارد ہوتا ہے کہ جب حق تعالیٰ چاہتا ہے کہ حلال حرام کے سوال امام زمانہ پر علم تانہ کا اضافہ فرمائے تو اُس علم کو ایک ملک کے قدیر رسول خدا پر نازل فرماتا ہے۔ پھر حضرت اُس کو امیر المؤمنین کے پاس بھیجتے ہیں امیر المؤمنین اُس کو حسنی کے پاس بھیجتے ہیں پھر اسی طرح ہر امام اپنے بعد کے امام کے پاس بھیجتا ہے اور امام زمانہ تک منتہی ہوتا ہے۔ حمیری اور صفادغیر نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے کل حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسی مقام پر دیکھا اور حضورؐ سے بے تکلیف ہوا۔

مؤلف فرماتے ہیں کہ ان احادیث کے معانی و مطالب کی تحقیق کتاب بحار الانوار میں بیان ہو چکی ہے اور اشاد اللہ ان حدیثوں کے بعض رحمہ و دقائی کتاب نامت میں واضح کیے جائیں گے۔ اور شیعوں کے لئے جو مطیع و متقاد ہیں اس بقدر کافی ہے کہ مجملہ ان خبروں پر ایمان لائیں اور اس کا تحقیقی علم اُنہی پر چھوڑ دیں اور شکوک و شبہات اپنے نفس میں نہ آنے دیں کیونکہ شبہات شیطانی اور دسادیں نفسانی میں کفر و الحاد کا خطرہ ہوتا ہے خاص کر اُن لوگوں کے لئے جو ان کو حل کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ اور میں اسی جگہ اس کتاب کو ختم کرتا ہوں اور برادران ایمانی سے التماس کرتا ہوں کہ نفاذ و معنی کی غلطی پر مجھ سے مؤاخفہ نہ فرمائیں اور اس عیبوں کے طوفان میں غرق نہ ہوں خداوند کریم کی رحمت اور مغفرت کی دعا سے محروم نہ رہیں اور اس بے بیعت کے حق کو فراموش نہ کریں۔ کیونکہ مشاغل کی کثرت اور حالات کی ناسازگاری اور ظلمت کرنے والوں کی دھادائی اور حق شناسوں کی کمی کے باوجود اہلبیتؑ رسالت کے اشعار و حدیثوں سے لوگوں کی بے التفاتی سبب متروک و پوشیدہ حقے شیعوں کے لئے میں نے جمع کیا اور ترتیب دیا اور ان لوگوں کے لئے عربی زبان سے واقف نہ کیے ترجمہ کیا تاکہ پیشوا یا پی دیں اور مقرر یا پی باسکا و مت العالمین کے اخلاق و الطوار اور علوم و اسرار پر مطلع ہوں۔ اور میں خداوند عالم سے اجر کا طالب ہوں اور حق نہ پہچاننے والوں کی عمت کی پیدا نہیں رکھتا۔ اور خدا ہی میرے لئے کافی ہے اور وہ بہترین کفالت کے والا ہے۔ اور یہ کتاب ۲۵ ذی الحجہ ۱۳۸۸ھ میں تمام ہوئی۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِغْیَا وَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْ مُحَمَّدٍ

پیشوا بدیع اللہ جوہر فی فروع مقدسہ کے نزدیک کلام ہوئے

سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَ أَهْلِ بَيْتِهِ الْمَعْصُومِينَ الطَّيِّبِينَ الطَّاهِرِينَ -

الحمد للہ والمنقہ کہ آج بتاریخ ۶ جمادی الثانی ۱۳۸۶ھ مطابق ۲۲ ستمبر ۱۹۶۶ء بروز جمعرات
اس کتاب حیات القلوب جلد دوم مؤلفہ علامہ سید محمد تقی صاحب علیہ الرحمۃ مجلسی کا آئندہ ترجمہ
خدا کی اعانت و توفیق سے پایہ تکمیل کو پہنچا۔ خدا سے دعا ہے کہ وہ اس دینی خدمت کو میری نجات و
بلندی و درجات اخروی کا سبب قرار دے۔ اور مومنین کو اس کے مطالعہ سے مستفیض و مستفید ہونے
کی توفیق کرامت فرمائے۔ آمین

حامی سید بشارت حسین کاتل مرزا پوری ابن سید محمد حسین
غفر اللہ ذنوبہما
ساعات کالونی ڈرگ سٹور کراچی

ہر قسم کی کتب مذہب شیعہ قرآن مجید مترجم و معرا جمال شریف

ملنے کا پتہ

امامیہ کتب خانہ مغل جوہلی حلقہ نمبر ۲

اندرون موچی دروازہ لاہور ۷

امامیہ کتب خانہ لاہور کے چند اہم و موتی

نہج البلاغہ { از علامہ مفتی جعفر حسین صاحب قبلہ مجدد العصر۔ اس عظیم الشان کتاب کے کئی بار دو تہیجے اور شرحیں معرض تحریر میں آئیں اور اس کے اہل و عیال کو اردو کے ساتھ ہی دھارنے کی کوشش کی گئی۔ مگر اصل کی خصوصیات ترجموں میں نہ آسکیں اور باب فوق کی کوشش کی گئی۔ البتہ کہ علامہ مفتی جعفر حسین صاحب قبلہ اس طرف توجہ فرمائی اور شانہ حاشی کے ساتھ اس کا ایک واضح و سلیس ترجمہ فرمایا۔ جو صحت و سلاست اور دل لکات اور تشریح مطالب کے لحاظ سے تمام تراجم و شروح میں ایک امتیازی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کتاب کا مقصد حضرت سید العلماء مولانا سید علی نقی نقوی صاحب قبلہ دام ظلہ نے تحریر فرمایا ہے جو ان کی تحقیقی و تدقیقی کاوشوں کا نتیجہ اور علمی دنیا میں بیش بہا اضافہ ہے۔ اہل علم اور نہج البلاغہ کے حقائق پر و ایمان افروز مطالب سے ذوق و شوق رکھنے والے آج ہی آرڈر بھیج کر طلب فرمائیں۔ ہذا سنگے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑے گا۔ سائز پتہ ۱۰ × ۵ صفحات ۹۵ کاغذ لکھائی چھپائی عمدہ۔ ہدیہ جلد و لائسنسی ڈانیدار سنہری

صحیفہ کاملہ { از علامہ مفتی جعفر حسین صاحب قبلہ مجدد العصر یہ سید الساجدین حضرت امام زین العابدین علی بن الحسین علیہما السلام کی ادھیہ کا پیش بہا مجموعہ ہے۔ یہ عظیم ترین کتاب اہل فکر کی غفلت سے ایک محض خزانہ کی حیثیت سے گھروں اور کتب خانوں میں موجود ہے جسے صرف حاجت طلب کوہنے اور توبہ و استغفار کے لئے دعاؤں کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ اور حقائق و معارف کی نظر سے بہت کم دیکھا گیا ہے۔ حالانکہ علم نبوت کے ولادت اور دین قیم کے محافظانے ان دعاؤں کے پردہ میں دینی حقائق اور اسلام کے زندہ جاوید تعلیمات پیش کیے ہیں۔ چنانچہ کچھ عرصہ پیشتر مرکز علم و ادب مہر کے بلند پایہ علماء و مفکرین نے اس کے علمی و ادبی و دینی و اخلاقی پہلو پر نظر کرتے ہوئے اس پر مبیوط مقالے لکھے اور دنیا کو اس کے حقائق پر مد مضامین کی طرف متوجہ کرتے ہوئے دعوت فکر و عمل دی۔ لیکن موجودہ تراجم سے اور باب فوق کی کوشش کی گئی۔ البتہ کہ علامہ مفتی جعفر حسین صاحب قبلہ دام ظلہ نے اس کا ترجمہ اور عصر حاضر کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس پر حاشی تحریر کیے ہیں جس سے صحیفہ کی غلٹ لغات و اقوال و افادات آل محمد کی اہمیت کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے۔ سائز پتہ ۱۰ × ۵ کاغذ لکھائی چھپائی عمدہ۔ ہدیہ جلد

نور المشرقین من حیۃ الصادقین { مصنفہ آقا محمد سلطان مرزا۔ ایم۔ لے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ امام محمد باقر علیہ السلام و حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی تمام زندگی از پیدائش تا شہادت کے حالات

مکمل و مفصل درج ہیں۔ سخت سے ختم تھی۔ مومنین کے بعد اصرار پر شاہی کی گئی ہے۔ اس کی بہت کم جلدیں
 اموی ہیں۔ لہذا اگر غور نہ کیا گیا تو پھر اس خط کی مدت بہت طویل ہو جائے گی۔ حجم ۶۱۹ صفحات
 سائز ۹x ۶ لکھائی چھپائی کا غد عمدہ۔ ٹائٹل نہایت ہی خوبصورت و خوشنماؤ شکور۔ قیمت
 قسم اول سفید کا غد جلد قسم دوم اخباری کا غد جلد

سیرت فاطمۃ الزہرا علیہا السلام { مؤلفہ آغا محمد سلطان مرزا دلوی ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ ڈسٹرکٹ و سیشن جج ریٹائرڈ کتاب مندرجہ
 کا چوتھا ایڈیشن بعد نظر ثانی مؤلف مجدد روح امداد خاندان کے شائع ہو گئی ہے۔ یہ کتاب اتنی مقبول ہو
 چکی ہے کہ قوم میں اس کے خاص تصانیف کی ضرورت نہیں اس زمانہ کی طرز رسالت کا بیان، اثبات اسلام
 حضرت ابوطالب، تنقید جرح اموی روایت کی حضرت علیؑ نے مدحان حیات جناب فاطمہؑ ابو جہل کی لڑکی
 سے نکاح کا ارادہ کیا۔ تاریخی و قانونی نقطہ نظر سے مقدمہ مذکور پر بحث، حضرت فاطمہؑ اور حضرت امام حسنؑ کے
 خطبات، حضرت زینبؑ، حضرت ام کلثومؑ، حضرت فاطمہؑ بنت الحسین کے خطبات و معرانی جو سفر کردار و مشق
 کو فراموش نہ کرنا چاہیے۔ اور مراجعت بہرہ نیک کے وقت بیان فرمائیے۔ سکینہ بنت الحسین کی مفروضہ
 محفل آرائیوں کی تردید، مسلمانوں کی اندھا دلی خرابیوں کا بیان۔ بے پروگی کی بُرائیاں اور فاطمہؑ کی زندگی سے
 جو سبق حاصل ہوتے ہیں ان کا تذکرہ۔ یہ اس کتاب کی چند خصوصیات ہیں۔ کتابت و طباعت عمدہ، مرقع
 دیدہ زیب، نوٹا آرڈر صحیح کر طلب فرمائیں۔ قیمت جلد عمدہ و شکور رنگین

فلسفہ اسلام حصہ اول { تالیف آغا محمد سلطان مرزا۔ ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ ڈسٹرکٹ و
 سیشن جج ریٹائرڈ اس میں (۱) ادیان عالم فلسفہ یونان و ایران
 ہندوستان و مصر اور حالات و معاشرہ و تہذیب اقوام ماضی مثلاً ایل بابل۔ اُسویا۔ فینیقیہ۔ مصر و
 جو یہ قریبہ چین وغیرہم کو وضاحت سے بیان کر کے ان کا مقابلہ فقہ و فلسفہ اسلام سے کیا گیا ہے
 جس سے اہمیت و اخصیصیت اسلام عیاں ہے (۲) اشادات قرآن و تعلیمات ائمہ علیہم السلام کو موزوں
 مقامات پر شرح و بسط کے ساتھ بیان کیا گیا ہے (۳) دہریت کے نظریات و معتقدات کی تردید با حسن
 دلائل کی گئی ہے (۴) آیات فطرت سے فطر ارض و سموات کی طرف دلالت کی گئی ہے اور اس ضمن میں
 علم اجرام فلکی و علم طبیعیات و قلبیہ معذنیات و اختلاف خلقت کو دلچسپ پیرایہ میں بیان کیا گیا ہے اور
 سائنس کی لا علمی کو ہر مناسب موقع پر عیاں کیا گیا ہے۔ لکھائی چھپائی مرقع عمدہ۔ قیمت قسم دوم نصف کا
 جلد روپے۔ قیمت قسم اول سفید کا غد جلد روپے

فلسفہ اسلام حصہ دوم و سوم { مؤلفہ آغا محمد سلطان مرزا۔ ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ ڈسٹرکٹ و
 سیشن جج ریٹائرڈ۔ یہ علوم اسلامیہ کا خزانہ ہے تحقیقات کے
 وہ موتی برسائے ہیں کہ ہر پڑھنے والے پر دین اسلام کی اصلیت اور حقیقت روز روشن کی طرح عیاں
 ہو جاتی ہے۔ اور اس میں صحیح شریعت اسلامیہ کے فلسفہ پر نہایت مفصل بحث کی گئی ہے اور جناب

امیر المؤمنین علیہ السلام کے کلام پر اس کا زیادہ تر انحصار ہے۔ جناب امیر المؤمنینؑ کے حکمت و فلسفہ کی قدر اس کے مطالعہ سے ظاہر ہوتی ہے۔ الفاظ کی محدود قوت اس کو واضح نہیں کر سکتی۔ کاغذ و طباعت نہایت عمدہ۔ قیمت قسم اول سفید کاغذ مجلد قسم دوم اخباری کاغذ مجلد

ذائقہ و ماتم المعروف بہ پیل مجلس شبیر مصنفہ ذاکر آل عیال صاحب سید الشہداء سید ذریعہ حسین معروف کتب نہایت ہی نفیس ہے۔ احوال اہلبیتؑ سے بہرہ مند ہونے کے لیے تاثیر کامل رکھتی ہے یکم محرم سے لے کر چہلم تک کی سلسلہ وار مجالس درج ہیں۔ ٹائیکٹل نہایت ہی خوبصورت و خوشنما و شکور۔ قیمت قسم اول سفید کاغذ مجلد

وسائل الشفاعۃ مصنفہ مرتبہ علیہ جناب مستطاب مولانا سید محمد ابو جعفر صاحب قبلہ نقوی امروہوی یہ کتاب پہلی بار ہندوستان میں شائع ہوئی تھی اور پاکستان میں بالکل نایاب تھی مومنین کے بھراصر پر اس کو شائع کیا گیا ہے۔ اس میں چوبیس مجالس درج ہیں جن کی تفصیل یہ ہے۔ وفات حضرت رسالتؐ و وفات جناب فاطمہ الزہراءؑ شہادت حضرت علیؑ شہادت حضرت امام حسنؑ تبلیغی مضامین و شہادت حبیب ابن مظاہر امام حسینؑ کا مدینہ سے سفر شہادت حضرت مسلمؑ شہادت فرزند ابن حضرت مسلمؑ و ورود کر بلا اور حالات شب عاشوراء کر بلا کے دو لہا و ہب ابن عبد اللہ علیؑ کی شہادت شہادت فرزندان زینبؑ شہادت شہزادہ قاسمؑ شہادت حضرت علی اکبرؑ شہادت حضرت عباسؑ شہادت حضرت علی اصغرؑ و حضرت آخری مظلوم کر بلا شہادت حضرت امام حسینؑ شام غریباں حالات شب یازدہم محرم اسیری اہل حرم چہلم شہداء کر بلا اہلبیتؑ کا دوبارہ بنید میں داخلہ وفات جناب سکینہؑ و فرزندان شام اہل حرم کی ہلاکی اور مدینہ میں واپسی تک جملہ مجالس و حالات شہادت و غیرہ درج کی گئی ہیں۔ انداز بیان نظم و نثر میں نہایت اعلیٰ زبان آسان اور عام فہم زنانہ اور مردانہ مجالس کے لیے موزوں۔ ہر مجلس کے بعد اس کی مناسبت سے ایک لوحہ درج ہے۔ کتاب کے شروع میں دو ماقیم مجلس دنیاوت امام حسینؑ زیارات جملہ انصار و مصومین زیارت جناب امام رضاؑ زیارت حضرت صاحب العصر تحریر کر کے کتاب کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔ سائز بڑا لکھائی چھپائی عمدہ۔ سرورق خوشنما۔ قیمت مجلد

نماز امامیہ با ترجمہ عکسی بالتصویر مطابق فتویٰ و احتیاط آیت اللہ علامہ السید حسن الحکیم طباطبائی قبلہ مجتہد اعظم نجف اشرف (عراق) مرتبہ علیہ جناب تقدس کتاب مع اصول دین و خطبات عیدین وغیرہ مولانا السید مظلوم حسین صاحب نقوی مدظلہ اس میں صاف اور سادہ عام فہم اردو میں اصول دین با دلائل اور مقدمات نماز۔ نجاست۔ غسل طہارت۔ وضو۔ فروعت و کچا طریقی تیم۔ نماز۔ نقشہ اوقات نماز۔ مقدمات نماز۔ واجبات نماز غیر رکعتی۔ واجبات نماز رکعتی۔ مصلوات نماز۔ سہویات۔ نقشہ شکست نماز۔ طریق نماز جماعت۔ نماز جمعہ۔ خطبات جمعہ۔ نماز عیدین۔ اگلے قوت عیدین۔ خطبات عید الفطر۔ خطبات عید النضی۔ تکبیرات عیدین۔ زکوٰۃ فطرہ۔ قربانی عید النضی۔ نماز کیا نماز تند و عہدہ

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کی مشہور کتاب کائناتِ سلیس اور عام فہم اردو ترجمہ

حیات القلوب جلد اول

مترجمہ مولوی سید بشارت حسین صاحب کامل مرزا پوری

ہیں ہیں حضرت آدم سے سرور کائنات سے پہلے کے تمام انبیاء و مرسلین اور ان کے اوصیاء کے حالات یعنی
حضرت آدم و حوا۔ حضرت ادریس۔ حضرت نوح۔ حضرت ہود۔ حضرت صالح۔ حضرت ابراہیم۔ حضرت لوط۔ حضرت
زکریا۔ حضرت یحییٰ۔ حضرت یونس۔ حضرت ایلہ۔ حضرت ایوب۔ حضرت شعیب۔ حضرت موسیٰ و ہارون۔ حضرت داؤد۔ حضرت
سُلَیْمٰن۔ حضرت یسوع بن ماری۔ حضرت عیسیٰ بن مریم۔ حضرت حزقیل۔ انبیل بن حزقیل۔ حضرت الیاس۔ یسع اور الیاس۔ حضرت ذوالکفل۔ حضرت
ایمان۔ حضرت اسماعیل اور طالت۔ حضرت داؤد۔ اصحاب بیت۔ حضرت سلیمان۔ قوم سبا اور اہل ثرثار۔
مخلدہ اور اصحاب رس۔ حضرت شیخ۔ حضرت یحییٰ۔ حضرت زکریا۔ حضرت یحییٰ۔ حضرت داؤد۔ حضرت موسیٰ و ہارون۔ حضرت عیسیٰ
حضرت یحییٰ ابن مریم۔ ارمیا۔ دانیال اور عزیر۔ حضرت نصر۔ حضرت دانیال۔ حضرت یونس بن ماری۔ حضرت یونس بن ماری۔ حضرت یونس بن ماری۔
کوف۔ اصحاب اخذہ۔ حضرت جبریل۔ حضرت خاتم بن سنان۔ حضرت داؤد و غیرہ وغیرہ ان کے
زمانہ کے بادشاہان جبار و فرمانروایان نیک کردار اور خدا کے فرمانبردار اور خواہشات نفسانی کے ابتلا
بندوں کے نہایت عبرت انگیز اور نصیحت آموز واقعات اور کثرت سے دلچسپ حکایتیں درج ہیں جو
انسانی زندگی کو بہتر اور خوشگوار بنانے کی خاطر اور دنیا و آخرت سوارانہ کی توجہ داریں۔
اسی ضخیم کتاب کی اس قدر کم قیمت صرف اس لئے رکھی گئی ہے کہ عام مومنین و مومنات کو
مستفید ہو سکیں۔ سائز ۲۰ x ۲۹ حجم ۹۳۶ صفحات قیمت جلد اولانی ڈالری دو روپے چھتری روپے
روپے علاوہ محصور ڈاک

ملنے کا پتہ
امامیہ کتب خانہ مغل علی حلقہ ۱۱ موجی دروازہ - لاہور